جلد دوم

۸ر جنوری تا ۲۵ر جون ۱۹۱۳

ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

پیش لفظ

جون ۱۹۸۵ء میں جب اتر پردیش اردو اکادمی کی تشکیلِ نو ہوئی اور میں کوئی چار سال کے وقفے کے بعد اس کی مجلس انتظامیہ کا ایک بار پھر چیرمین نامزد کیا گیا تو میرے ذہن نے اس کا جو ترقیاتی منصوبہ مرتب کیا، اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کی صد سالہ جشنِ ولادت کی تقریبات کو سرِ فہرست جگہ ملی، اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں کسی طرح یہ عہدہ قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا لیکن چھ ماہ کی طویل کشمکش کے بعد میرے اندازِ فکر میں تبدیلی رونما ہوئی اور اس جذبے نے میری انفعالی کیفیتوں کو شکست دے دی کہ مولانا کی شخصیت اور ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہمارے واجبات میں ہے اور اردو اکادمی اس قومی کام میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔

میں نے جب اکادمی کی مجلس انتظامیہ کے اراکین سے آزاد صدی کے مختلف پہلوؤں پر غیر رسمی گفتگو کی تو ان کے اندر اس منصوبے کی تکمیل کا ذوق مجھ سے کہیں زیادہ ملا اور آخر کار مجلس انتظامیہ نے اپنی پہلی نشست میں الہلال کی مکمل فائلوں کے عکس کی طباعت واشاعت کا منصوبہ بڑے عزم و حوصلے کے ساتھ منظور کرلیا۔ مجلس انتظامیہ نے محسوس کیا کہ مولانا آزاد کو اس سے زیادہ مخلصانہ خراجِ عقیدت اور کیا ہوگا کہ الہلال کا عکس ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے۔

اکادمی کا سالانہ بجٹ محدود اور متعین ہوتا ہے۔ اس کی مدیں مقرر ہیں اور ریاستی حکومت ان مدوں کے پیشِ نظر ہر سال گرانٹ دیتی ہے۔ آزاد صدی کا بجٹ الگ سے مرتب کیا گیا اور حکومت کو منظوری اور اضافی گرانٹ کے لیے بھیج دیا گیا۔

بجٹ، ضمنی بجٹ، گرانٹ، اضافی گرانٹ، متواتر اور غیر متواتر گرانٹ ——— یہ ایسے موضوعات ہیں جن کی جزئیات ہمیشہ میرے دائرہ فہم سے باہر رہی ہیں۔ ایک مدت تک جب اضافی گرانٹ کے سلسلے میں حکومت سے کوئی جواب نہیں ملا اور اکادمی کے افسروں نے اس کے مالہ و ماعلیہ کی تفصیلات مجھے بتائیں تو میرے شب و روز کے معمولات متاثر ہوگئے اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ الہلال کے عکس کی اشاعت کیوں کر ممکن ہوگی۔ عوام و خواص سے کسی طرح کا چندہ وصول کرنا ہمیشہ اور ہر حال میں میرے معمولات سے خارج رہا ہے۔ جب کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو میں نے گرانٹ کی منظوری کی توقع پر کام کا آغاز کر دیا۔

اسی اثناء میں گورکھپور ایرپورٹ پر جناب ویر بہادر سنگھ (سابق وزیر اعلا) سے ملاقات ہوگئی اور میں نے آزاد صدی کا ذکر چھیڑ دیا۔ انھوں نے اس خیال سے اتفاق کیا کہ اتر پردیش میں "آزاد صدی تقریبات" اس طرح منائی جائیں جو ہر لحاظ سے مولانا آزاد کے شایانِ شان ہوں۔ انھوں نے اضافی گرانٹ کے سلسلے میں کہا کہ اس کی فکر نہ کیجیے، لکھنؤ آجایئے، گرانٹ مل جائے گی۔ میں نے ۲۲ مارچ ۱۹۸۸ء کو جب شری ویر بہادر سنگھ سے لکھنؤ میں ملاقات کی تو انھیں ایرپورٹ والی بات یاد آگئی۔ بجٹ کے جو کاغذات اکادمی سے بھجوائے گئے تھے، ابھی ان کی نظر سے نہیں گذرے تھے مگر انھوں نے بطیب خاطر ایک دوسرے کاغذ پر پانچ لاکھ کی رقم منظور کی اور کہا کہ جتنی مزید رقم کی ضرورت ہوگی، حکومت ادا کرے گی۔

جون ۱۹۸۸ء میں جناب نراین دت تیواری نے وزیر اعلا کا عہدہ سنبھالا۔ ۱۸ جولائی ۱۹۸۸ء کو اکادمی کی مجلس عام کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تیواری جی نے بھی شرکت کی۔ اکادمی کی صدر بیگم حامدہ حبیب اللہ نے آزاد صدی تقریبات کے لیے مزید پانچ لاکھ کی رقم کا مطالبہ کیا۔ تیواری جی نے اسی اجلاس میں اس مطالبے کو منظور کرلیا اور اس طرح آزاد صدی تقریبات کے لیے ریاستی حکومت نے مجموعی طور پر دس لاکھ روپے کا عطیہ منظور کیا۔

الہلال کے عکس کی اشاعت کوئی اہمیت رکھتی ہے کہ نہیں، اس سوال کا جواب ——— منفی تو ہرگز نہیں۔ ہمارے سامنے اس کے بہت سے مثبت پہلو ہیں۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ مولانا آزاد پر کوئی تحقیقی اور تنقیدی کام اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک الہلال کے سارے شماروں کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کرلیا جائے۔ مولانا آزاد کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں صرف اس لیے راہ پاگئی ہیں کہ الہلال کی فائلیں کمیاب ہیں اور خواہش کے باوصف لوگوں کو اس کے مطالعے کا موقع نہیں ملتا۔ الہلال مولانا کی دینی، سیاسی، علمی اور ادبی شخصیت کا حرفِ آغاز بھی ہے اور حرفِ آخر بھی۔

اہم معروضات

- الہلال کے عکس کی اشاعت سات جلدوں میں کی جارہی ہے جن کی تفصیل یہ ہے ۔

جلد اوّل	۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء	تا	۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء	۲۳ شمارے
جلد دوم	۸ جنوری ۱۹۱۳ء	تا	۲۵ جون ۱۹۱۳ء	۲۴ شمارے
جلد سوم	۲ جولائی ۱۹۱۳ء	تا	۲۴ دسمبر ۱۹۱۳ء	۲۵ شمارے
جلد چہارم	۷ جنوری ۱۹۱۴ء	تا	۲۴ جون ۱۹۱۴ء	۲۱ شمارے
جلد پنجم	یکم جولائی ۱۹۱۴ء	تا	۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء	۱۸ شمارے
جلد ششم	(البلاغ) ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء	تا	۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء	۱۱ شمارے
جلد ہفتم	۱ جون ۱۹۲۷ء	تا	۹ دسمبر ۱۹۲۷ء	۲۴ شمارے

شماروں کی مجموعی تعداد ۱۳۶

- البلاغ کو تسلسل قائم رکھنے کے لیے الہلال میں شامل کرلیا گیا ہے اور اکادمی نے اس کا ذکر جلد ششم کی حیثیت سے کیا ہے
- الہلال کی سات جلدوں کو تین مجلّدات میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ ان کی مجموعی قیمت کچھ کم ہو جائے۔ مجلّدات کی تفصیل یہ ہے

جلد اوّل اور جلد دوم ________ ایک ساتھ مجلد ہیں

جلد سوم اور جلد چہارم ________ ایک ساتھ مجلد ہیں

جلد پنجم، جلد ششم اور جلد ہفتم ________ ایک ساتھ مجلد ہیں

- الہلال کا متن لائن نگیٹو سے طبع ہوا ہے، تصویریں ہاف ٹون نگیٹو سے چھپی ہیں۔
- کوشش کی گئی ہے کہ الہلال میں شائع شدہ سارے اشتہارات کا عکس بھی شائع ہو جائے۔
- متن میں (اور صفحات کے تسلسل میں بھی) کئی جگہ غلطیاں نظر آئیں لیکن ان کی تصحیح صرف اس لیے نہیں کی گئی کہ ہم نقل مطابق اصل کے اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہتے۔
- بعض جلدوں کی فہرست الہلال میں شائع ہوئی تھی۔ اسے متعلقہ جلدوں کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے جن جلدوں کی فہرست الہلال نے شائع نہیں کی تھی، اسے اکادمی نے مرتب کرکے متعلقہ جلدوں میں شامل کردیا ہے۔
- یوں تو الہلال میں صفحہ نمبر کی صراحت ہوتی تھی لیکن اشتہارات صفحہ نمبر سے عاری ہوتے تھے۔ آسانی کے لیے اکادمی اڈیشن کے صفحہ نمبر کا بھی اندراج کردیا گیا ہے جو اشتہارات اور تصاویر کو بھی محیط ہے اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر نیچے نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔
- الہلال کی فروخت سے اکادمی اپنی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتی اس لیے یہ لاگت سے کم قیمت پر فراہم کیا جارہا ہے۔

ان موضوعات کا کون سا ایسا نکتہ ہے جس کی تصریح الہلال میں نہیں ہے۔ آزاد اور الہلال لازم و ملزوم ہیں اس لیے اگر آزاد صدی کے موقع پر بھی مولانا آزاد کا مطالعہ ادھورا رہتا ہے تو موجودہ نسل ہمیشہ مورد الزام رہے گی کہ وہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہوئی۔ اتر پردیش اردو اکادمی اس الزام سے اپنے معاصرین کو بری کر رہی ہے۔

الہلال کسی الف لیلوی داستاں کے زمرے میں شامل ہوتا جا رہا ہے اردو کے مختلف درجات کے نصاب میں مولانا آزاد کی تحریریں بحاطور پر شامل کی گئی ہیں اور جب اساتذہ ان تحریروں پر درس دیتے ہیں تو الہلال اور اس کی گوناں گوں خصوصیات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ طلبہ کے اندر الہلال کے دیدار کی خواہش بیدار ہو جاتی ہے۔ مگر اساتذہ ان کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے کہ الہلال ایک جنس نایاب ہے اگر کہیں کسی کے پاس کوئی شمارہ ہے بھی تو وہ اتنے پر اسرار طریقے سے اس کی جلوہ گری کا سامان بہم کرتا ہے کہ یہ "جلوہ گری" ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے" کے ذیل میں آ جاتی ہے۔ الہلال کے عکس کی اشاعت سے نئی نسل کی شکایت دور ہو جائے گی کم از کم اتنا دعویٰ تو وہ کر سکتی ہے کہ اصل الہلال کو نہ سہی اس نے اس کا عکس تو دیکھا ہے۔ الہلال کی یہ نئی جامہ پوشی اس کے انداز قدکی بہرحال غمازی کرے گی۔

اسلاف علم و ہنر اور سیم و زر کے مابین جو امتیازی لکیر کھینچتے آئے ہیں، اس کی حقانیت کا بارہا تجربہ ہوا لیکن الہلال کی فائلوں کی تلاش نے اسے آئینہ کر دیا اس کی اشاعت کے لیے ریاستی حکومت سے گرانٹ تو مل گئی لیکن اس کے صحیح سالم اوراق کی فراہمی مرحلۂ جوئے شیر ثابت ہوا۔ میں ۱۹۵۵ء میں گورکھپور آ گیا تھا اور برابر یہاں کے ذاتی کتب خانوں کی تلاش اور ان سے استفادے میں مصروف رہا بعض ذاتی کتب خانوں کی فہرستیں بھی میں نے مرتب کر لی تھیں۔ مجھے یقین تھا کہ الہلال کے سارے سارے شمارے مجھے گورکھپور میں مل جائیں گے اور اگر دو چار شماروں کی کمی ہوگی تو وہ باہر کے کتب خانوں سے پوری ہو جائے گی میرے اس یقین نے دھوکا نہیں دیا، قریب قریب سارے شمارے یہاں مل گئے۔ بلکہ بعض بعض شماروں کی تو چھ چھ کاپیاں ملیں لیکن دستبرد زمانہ نے ان شماروں کی جو گت بنا دی تھی، اس نے میرے عزم و حوصلے کو متاثر کر دیا۔ کسی کا سرورق غائب ہے کسی کے بیچ کے صفحات غیر حاضر بعض وائلیں ناقص الاول بعض ناقص الآخر اور بعض ناقص الطرفین نکلیں بعض شماروں سے تصویریں غائب تھیں —— اور انجوبے کی حد یہ تھی کہ بعض شماروں کے ایک کالم کو دیمک چاٹ گئی تھی اور بعض کے دوسرے کالموں کو۔ غرض الہلال کی دستیابی کی جہاں خوشی تھی وہاں اس کا غم تھا کہ اس کا عکس کیوں کر لیا جائے گا۔

بہت سی تدبیریں اور ترکیبیں ذہن میں آئیں لیکن میں نے یہ کیا کہ سب سے پہلے سارے شماروں کے کارڈ بنا لیے اور اس کے اندراجات اس طور پر مکمل کیے جن سے بعض علمی اشارات کی نشاندہی بھی ہو جائے اور عاریت دینے والوں کے نام اور شماروں کی ہیئت کذائی بھی واضح ہو جائے اس کے بعد ایک ایک کر کے میں نے سارے شماروں کے الیکٹرو اسٹیٹ عکس حاصل کر لیے۔ اصل مرحلہ اس کے بعد پیش آیا جسے میں تنہا طے نہیں کر سکتا تھا میں نے اپنی بیوی کے سامنے مسائل رکھے اور اس سے کہا کہ میں چھ دو ہفتے کے لیے سارے گھر کو اس کام میں لگانا چاہتا ہوں تم ایسا کرو کہ گھر کے معمولات میں فرق بھی نہ آئے اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق گھر کا ہر فرد اس کام میں میری مدد بھی کر دے ماں کا حکم ہوا تو میرا بیٹا مشہود اور بیٹیاں عذرا، بشریٰ، قدسیہ، فوزیہ اور زیبا الہلال کے کام میں لگ گئیں۔ سارا گھر الہلال کی اصل فائلوں اور ان کی الیکٹرو اسٹیٹ کاپیوں سے بھر گیا کرسیوں پر، میزوں پر، فرش پر، ہر جگہ الہلال کے شمارے بکھرے ہوئے تھے اور اللہ کا نام لے کر ہم سب نے ہر شمارے کے ایک ایک ورق کو دیکھنا شروع کیا اور جہاں کوئی نقص نظر آتا اسے فوراً اسی شمارے کی دوسری کاپیوں کی مدد سے درست کر لیا جاتا اس کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ متاثرہ عبارت پر صاف عبارت والا فوٹو چپکا دیا جاتا اور پھر اس طرح کے اوراق کا دوبارہ الیکٹرو اسٹیٹ کرا لیا جاتا تاکہ اس کی نیگیٹیو بننے میں دشواری نہ ہو دن بھر بلیڈ سے کاٹ کاٹ کر زخمی اوراق پر پھنبۂ مرہم رکھا جاتا اور شام کو ان کا الیکٹرو اسٹیٹ کرا لیا جاتا صبح کو تین چار بجے جب میں سو کر اٹھتا تو ان نئے اوراق کا حرفاً حرفاً مطالعہ کرتا اور اوریجنل سے موازنہ کرتا کہ کہیں کوئی نقطہ یا حرف متاثر تو نہیں ہو گیا ہے۔

ہر چند ہم نے کوشش کی ہے کہ الہلال کا ایک ایک لفظ اصل حالت میں قارئین کے سامنے آ جائے لیکن ہم انسان ہیں، ہم سے ضرور غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ہم عفو و درگذر کے متمنی ہیں۔

جن لوگوں نے الہلال کی فراہمی اور اس کی ترتیب میں میری مدد کی ہے ان کا شکریہ ادا کرنا میرے واجبات میں داخل ہے۔ احسان کرنے والوں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن جن لوگوں کے احسانات مجھے ہر موقع پر اور ہر حال میں یاد رہیں گے، ان میں سب سے پہلے جناب مصطفیٰ کمال اسسٹنٹ لائبریرین گورکھپور کا نام آتا ہے موصوف ایم۔ اے میں میرے شاگرد رہ چکے ہیں، انھوں نے الہلال کی فراہمی میں بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا روزنامہ قومی آواز کے سب ایڈیٹر جناب قطب اللہ نے الہلال کے بعض شمارے صرف فراہم نہیں کیے بلکہ گھنٹوں کھڑے رہ کر ان کی فوٹو کاپیاں نکلوائیں۔ دار المصنفین اعظم گڈھ کے مولانا ضیاء الدین اصلاحی صاحب نے بھی بعض شماروں کی فراہمی میں بروقت مدد کی ڈاکٹر رضیہ حامد نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ الہلال کی ایک فائل میرے پاس بھجوا دی میں ان سب کا اپنی طرف سے اور اکادمی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ریاض الدین اور ڈاکٹر تحریر انجم نے فہرست سازی اور ترتیب میں غیر معمولی دلچسپی لی، ڈاکٹر محمد شعیب نے کتابت اور تزئین کا بار سنبھالا۔ یہ تینوں میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ شاگرد بھی اولاد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ان کا شکریہ ادا کیے بغیر میں اپنے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

یہ کام مجلس انتظامیہ کے فیصلے سے انجام پذیر ہوا ہے۔ اس نے مجھے جو حکم دیا، میں نے اس کی تعمیل کی میں مجلس انتظامیہ کے ہر رکن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

"آزاد صدی تقریبات" کے لیے مجلس انتظامیہ نے جس سب کمیٹی کی تشکیل کی تھی، اس میں ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ڈائرکٹر خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، جناب احمد سعید ملیح آبادی، چیف ایڈیٹر آزاد ہند، کلکتہ اور پروفیسر ریاض الرحمٰن شیروانی، صدر شعبۂ اسلامیات، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر خصوصی مدعوئین کی حیثیت سے شامل کیے گئے تھے۔ ان حضرات کے سرگرم تعاون کو اکادمی ہمیشہ یاد رکھے گی۔

اگر الہلال کے اس عکسی ایڈیشن کی پذیرائی ہوئی تو جناب سید اطہر مسعود رضوی، پبلی کیشن آفیسر اور جناب رام کرشن ورما، سکریٹری اکادمی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ طباعت و اشاعت کا سارا بار انھوں نے اٹھا لیا تھا اس میں جو خامیاں ہیں تو صدق دل سے میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ مجھ سے سرزد ہوئی ہیں میں تمام دوستوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے احساس فرض کو کبھی مرنے نہیں دیا۔ میں نے اپنی علمی زندگی کی تشکیل میں مولانا آزاد کی تحریروں سے ہمیشہ کام لیا۔ میری خواہش رہی ہے کہ نئی نسل بھی ان تحریروں سے استفادہ کرے الہلال کی اشاعت تو میں مجھے اس خواہش کی تکمیل کے آثار نظر آتے ہیں!

اتر پردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
یکم اگست ۱۹۸۸ء

محمود الٰہی
چیرمین، مجلس انتظامیہ

جلد دوم

الہلال

۸ جنوری تا ۲۵ جون ۱۹۱۳

ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

المجلد الثانی

مقصد وحید :

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

وجاهدوا في الله حق جهاده ، هو اجتباكم ، وما جعل عليكم في الدين من حرج ، ملة ابيكم ابراهيم ، هو سماكم المسلمين من قبل و في هذا ، ليكون الرسول شهيدا عليكم ، و تكونوا شهداء على الناس ، فاقيموا الصلوة و اتوا الزكوة ، و اعتصموا بالله ، هو مولاكم ، فنعم المولى و نعم النصير ! (٢٢ ٧٨)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ' جو حق جہاد کرنے کا ہے - اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلئے چن لیا - پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے ' وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جسمیں تمہارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں - یہی ملت تمہارے مورث اعلی ابراہیم خلیل کی ہے ' اور اس نے تمہارا نام " مسلمان " رکھا ہے ' گذشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی - تاکہ رسول تمہارے لیے ' اور تم تمام عالم کی ہدایت اور نجات کے لیے شاہد ہو - پس اللہ کی رشتے کو مضبوط پکڑو جان اور مال دونوں کو اسکی عبادت میں لٹاو ' وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جسکا خدا مالک و حاکم ہو ' اسکا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوی مددگار !

قیمت فی جلد مجلد آٹھہ روپیہ

فہرس المجلد الثانی

از

جنوری سنہ ۱۹۱۳

تا

جون سنہ ۱۹۱۳

القسم المنثور

القسم المنظوم

الف

صفحہ

ش

ص

ع

ف

صفحہ

ق

ک

ل

م

تصحیح و تنبیہ

الہلال میں صحت طبع کے انتظام کا یہ حال ہے کہ ۳۵ روپیہ ماہانہ تنخواہ کی ایک جگہ مصحح کیلیے رکھی گئی ہے، اور آپ الہلال کی تصحیح اور نگرانی کمپوز کے سوا اور کوئی کام بھی ادا ہوتا - اسکے علاوہ ایڈیٹوریل اسٹاف بھی کافی وقت اسمیں صرف کرتا ہے، اور خود یہ عاجز بھی اکثر آخری مرتبہ پروف ضرور دیکھ لیتا ہے - تاہم نہایت سخت ندامت کے ساتھ معترف ہوں کہ باایں ہمہ غلطیوں سے اسکا کوئی صفحہ خالی نہیں رہتا -

عبارت اور کمپوز کی غلطیوں کا غلط نامہ بنانا مشکل، اور پھر شاید غیر ضروری بھی ہے -

اس طرح کی غلطیاں عموماً سیاق و سباق و قرائن و قیاس سے قاری خود محسوس کرلیتا ہے، مگر دو جگہ قرآن کریم کی آیات میں غلطیاں رہگئی ہیں اور انکی طرف اشارہ بہت ضروری ہے، جلد اول میں بھی بہت سی غلطیاں رہگئی ہیں مگر اسکی فہرست مرتب کرتے وقت غلط نامہ کا خیال نہ ہوا -

صفحہ (۳) سطر (۵) میں " الا الراسخون " چھپ گیا ہے مگر دراصل " الا اللہ والراسخون " ہونا چاہیے -

صفحہ (۴۳۴) سطر (۳۶) میں " من نفسہ " ہے - اسکو " من سنتہ " پڑھنا چاہیے -

امید ہے کہ یہ دونوں غلطیاں درست کرلی جائینگی -

(ایڈیٹر)

الرسوم والصور

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقـام اشاعت

۷ ۔ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« ہـلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta Wednesday, January 8, 1913

فہرست

تصاویر

— * —

اعتذار

— * —

ہم نہایت شرمندہ ہیں کہ سال جدید کے اس پہلے پرچے کی اشاعت میں بھی چند اضطراری اسباب سے تاخیر ہوگئی - اسکے بعد کا دوسرا نمبر طیار ہے جو اسکے بعد ہی ڈاک میں ڈالدیا جائے گا ' اور اس طرح انشاء اللہ یہ تاخیر آئندہ ہفتے تک متعدی نہ ہوگی -

(مینیجر)

اطلاع

— * —

(۱) الہلال کی گذشتہ جلد کا علحدہ ٹائیٹل پیج اور فہرست مضامین و تصاویر زیر طبع ہے - ناظرین جلد بندھوانے میں جلدی نہ کریں - آئندہ نمبر کے ساتھہ شائع کردی جائے گی -

(۲) جن خریداروں نے ششماہی قیمت ادا کی تھی انکا چندہ دسمبر میں ختم ہوگیا ' جنوری کا پہلا پرچہ انکی خدمت میں وی - پی روانہ کرنا تھا - لیکن وی - پی ششماہی کا ہو یا سالانہ کا ؟ نیز وہ آیندہ بھی خریدنا پسند فرماتے ہیں یا نہیں ؟ امید ہے کہ بہت جلد ایک کارڈ لکھکر آپ اسکی اطلاع دیدیں گے - جن صاحبوں کی طرف سے اطلاع نہیں آے گی - انکا نام رجسٹر سے خارج کردیا جایگا -

(۳) نمبر ۹ ' ۱۰ ' ۱۱ ' ۱۲ دوبارہ چھپکر طیار ہوگئے ہیں - پہلی اور دوسری سہ ماہی کی مکمل جلدیں جنکی جلد پر وسط میں سنہری حرفوں میں الہلال کا ٹائٹل منقش ہے ' مجلد موجود ہیں - پہلی جلد میں نمبر ۱ سے ۱۲ تک ' اور دوسری جلد میں نمبر ۱۳ سے ۲۴ تک شامل ہیں - دوسری جلد کے مضامین کے لیے پہلی جلد کے دیکھنے کی ضرورت نہیں - قیمت فی جلد چار روپیہ آٹھہ آنہ - ششماہی کے تمام پرچوں کی یکجا جلدیں بھی بندھوالی گئیں ہیں - قیمت فی جلد مجلد آٹھہ روپیہ -

شائقین جلد طلب فرمائیں صرف پچاس مکمل جلدیں باقی رہگئی ہیں -

۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ

— * —

فاتحۂ جلد جدید

— (*) —

بسم الله الرحمن الرحیم

اللهم انی اعوذ بک من شیاطین الانس والجان ، وادعوک باسمک العظیم یا رحیم یا رحمن ، واحمدک یا من انزل علی عبده الکتاب (منه آیات محکمات هن ام الکتاب واخر متشابهات ، فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله ، وما یعلم تاویله الا الراسخون فی العلم - ۳ : ۵) واشکرک علی نعمائک التی مننت بها علینا بقولک (الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ، ورضیت لکم الاسلام دینا - ۵ : ۵) واسئلک ان لا اکون من الاخسرین اعمالا (الذین ضل سعیهم فی الحیاة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا ۱۸ ۱۰۵) واشهد بما شهد الله به (انه لا اله الا هو والملائکة واولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزیز الحکیم ، ان الدین عند الله الاسلام ۳ ۱۷) واشهد ان سیدنا (محمد رسول الله ، والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم ، تراهم رکعا سجدا ، یبتغون فضلا من الله ورضوانا ۴۹ : ۲۹) القائل علی لسان ربه (وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله ، ذالکم وصاکم به لعلکم تتقون ۶ ۱۵) اللهم صل وسلم علیه وعلی آله واصحابه الموصوفین بالهدایة والاعتصام بحبل الله وسنة رسولک الذین عنیت الیهم بقولک (ومن یطع الله والرسول فاولئک انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین ، وحسن اولئک رفیقا - ۴ ۷۱)

— * —

سخن طرازی و دانش ، هنر نظیرے نیست
قبول دوست مگر نالۂ حزیں گردد

— * —

الہلال کی دوسری جلد کا یہ پہلا پرچہ ہے - ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے الہلال کی اولین اشاعت کے خطبۂ افتتاحیہ کو اِس دعا پر ختم کیا تھا —

رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا (۱۷ ۸۱)

اے پروردگار ! اِس سفر میں جو میں نے اختیار کیا ہے ، ایک بہتر مقام تک پہنچائیو اور دشمنوں کے ہجوم سے نکالیو تو بہتر طریقے سے نکالیو ، اور گو میں ضعیف و کمزور ہوں ، مگر تو اپنی نصرت بخشی سے اس کارزار حق و باطل میں فتحیابی کے ساتھ غلبہ دیجیو !!

اگر کوئی دعاؤں کا سننے والا ہے ، تو یہ دعا اُسی کی منتظر ہوئی ہے - اگر کوئی درد اضطراب اور رنجوری بیکسی کا درمان بخش ہے ، تو یہ نسخۂ راحت اُسی کا تجویز کیا ہوا ہے - اگر کوئی ہے جو حق کو با وجود ضعف ظاہری کے طاقت بخشتا ، اور باطل کو با وجود سرو سامان ظاہری کے خاسر و ناکام رکھتا ہے ، تو یہ حربۂ جنگ اُسی کا دیا ہوا ہے - اور پھر اگر کوئی ہے جو جھکے ہوے سروں ، اشک فشاں آنکھوں ، اور زخمی دلوں کو دنیا میں ذلیل و رسوا نہیں کرتا ، تو یہ نشان عزت و کامرانی اُسی کا بلند کیا ہوا ہے - پس یہ ایک صداے مضطر تھی ، جو ایک قلب مجروح سے اُس وقت اٹھی ، جب اس سفر کی منزل ہی نہیں بلکہ راہ سفر ناپید تھی - جب صحراے کے کنار سامنے ، مگر دوش ہمت توشۂ سفر کے بار تعویق سے محروم تھا - قدم چلنے کیلیے گو بیقرار تھے ، مگر راہ ، موانع سفر کی کثرت سے ایک سطح خار تھی - جب ایک معرکۂ کارزار درپیش ، مگر میمنہ و یسار ہمرہان جنگ اور میدان پیکار سے خالی تھا - جب بازار میں خریداروں کی تلاش تھی ، مگر جو جنس مقبول تھی ، اس سے دکان خالی تھی ، اور جو متاع ہاتھہ میں تھی ، اسکا کوئی خریدار نہ تھا - لوگ بازار میں آتے ہیں تاکہ نفع و سود حاصل کریں ، لیکن ہم نکلے تھے کہ زیاں و نقصان کو ڈھونڈتے ہیں - جبکہ زمانے کی حلاوت پسندی جام شربت کی متلاشی تھی ، تو ہمارے ہاتھہ قدح تلخ و گلو گیر سے رکے ہوے تھے - جبکہ دنیا اپنے تاب حسن کی آرایش کیلیے غازہ و زیور کی منتظر تھی ، تو ہمارا دامن گرد و خاک سے بھرا ہوا تھا - جبکہ اُن ہاتھوں کی تلاش کی جا رہی تھی ، جن میں پھولوں کے گلدستے ہوں ، تو ہم اپنا ہاتھہ دکھا رہے تھے ، جس میں نوک نشتر کے سوا کچھہ نہ تھا - جبکہ جسم راحت طلب کی بیقراریاں منتظر تھیں کہ کمخواب و مخمل کے بستر کو دیکھیں ، تو ہمارا مشغلہ تھا کہ کانٹوں کو زمین پر بچھایئے اور پھر جہاں تک ممکن ہو اسپر لوٹیے - دنیا کہتی تھی کہ روشنی میں آ گئے ہیں ، لیکن ہم یہ کہنے کیلیے نکلے تھے کہ تاریکی ہی بہتر ہے - زمانہ کہتا تھا کہ علم ! علم !! ، مگر ہم پکارنا چاہتے تھے کہ جہل ! جہل !! - ہر طرف ہنگامہ بپا تھا کہ آگے بڑھیے ، مگر ہم غل مچانا چاہتے تھے کہ پیچھے ہٹیے - نظریں سامنے کی طرف تھیں ، مگر ہم عقب کی طرف دیکھنا چاہتے تھے - بازار میں مانگ تھی مدح و تحسین کی ، مگر ہم لیکر نکلے تھے طعن و قدح کو - خریدار ڈھونڈھ رہے تھے برادۂ صندل کو تاکہ اسکے لیپ سے ٹھنڈک پالیں ، لیکن ہم پیس رہے تھے نمک جراحت اندیش کو ، تاکہ زخموں کی سوزش اور بڑھ جاے - یقیناً ہم مجنوں و لا یعقل تھے - اگر آپ حلوا فروشوں کے بازار میں کسی کو دیکھیے کہ شیرۂ قند کے قوام کی جگہہ نیم کی پتیوں کو جوش دے رہا ہے تو آپ کیا کہیں گے ؟ اگر آپ سے کہوں کہ آگ اور پانی کے دیو یعنی انجن کو اپنے ایک ہاتھہ کی انگلیوں سے روک دونگا تو آپ کیوں تسلیم کرنے لگے ؟ شہد کو سب پسند کرتے ہیں ، مگر کونین کے سفوف کو کوئی شہد کی آرزو و ذوق سے نہیں کھاتا - پھول کے گلدستے کیلیے کس کا ہاتھہ ہے جو نہیں بڑھے گا ، لیکن نشتر کی نوک کیلیے کوئی بھی بیقرار نہیں ہوتا - سفر کی کامیابی زاد راہ اور اسباب و سامان پر موقوف ہے ، اور لڑائی بغیر شمشیر و تفنگ اور سپاہیوں کی صفوں کے ممکن نہیں - یہ سب سچ ہے ، لیکن پھر یہ کیا ہے جسے اپنے گرد و پیش دیکھہ رہا ہوں ؟

کیا یہ اُس نیرنگ ساز کے عجائب کار و بار نصرت کی آیات و آثار نہیں ہیں ؟ اگر ہر کام کیلیے اسباب و سامان مطلوب ہیں تو ہمارے پاس کیا تھا ؟ اگر قبولیت و رجوع قلوب کیلیے روش علم

شذرات

— * —

ہفتۂ جنگ بالآخر وہی ہوا، جسکا ہونا پیشتر سے معلوم تھا صلح کانفرنس کے اجلاس ہوتے رہے، ترکی وکلا نے البانیا اور مقدونیا کی خود مختاری تسلیم کرلی، لیکن جزائر بحر ایجین، کریٹ، اور بالآخر ایڈریانوپل کے قبضے پر زور دیا، مگر بلغاریا تمام مفتوحہ اور غیر مفتوحہ یورپین ترکی کے علاوہ ایڈریانوپل کے لینے پر بھی مصر ہے اور دول یورپ اسکے اصرار کو بالکل حق بجانب قرار دیتے ہیں -

انگلستان کی وزارت خارجہ اور ترکی کی موجودہ وزارت، دونوں نے ان توقعات کے پورا کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کی، جنکی آغاز تجویز صلح میں ہر واقف حال کو انکی نسبت تھی -

کامل پاشا نے صلح کانفرنس کیلیے لندن ہی کو تجویز کیا اور اسکی علت یہ بیان کی گئی کہ " سر ایڈورڈ گرے کے مشوروں سے فائدہ اٹھایا جائے " صلح عین ایسے وقت میں تجویز کی گئی، جبکہ بلغاریا کی قوت کا خاتمہ ہوچکا تھا، اور ترکی کی فوجیں اب کہیں جاکر مجتمع ہوئی تھیں - التوائے جنگ کی شرائط میں بلغاریا کو تو اجازت چھوڑ دیا گیا کہ اپنی فوج کو رسد پہنچاتی رہے، اور اس طرح اپنی فنا شدہ حالت کو زندہ کرنے کیلیے اس مہلت سے پورا فائدہ اٹھائے، اور ترکی کیلیے اسکی کوئی صورت نہیں رکھی گئی کہ ایڈریانوپل کے محصورین کو ضروری غذا بھی بہم پہنچ سکے - ابتدا میں ترکی کی جانب سے کہا گیا تھا کہ یونان بھی شریک صلح ہو یا اسکی عدم شرکت کی تلافی یوں کی جائے کہ ترکی کو بھی اپنے محصورین کی اعانت کا موقع دیا جائے، لیکن یونان نے برابر جنگ جاری رکھی اور پھر ترکی کی طرف سے بھی اس بارے میں کچھہ اصرار نہیں ہوا - یہ سب کچھہ کامل پاشا کے ہاتھوں انجام پاچکا ہے - اب اس سے زیادہ سر ایڈورڈ گرے کی خوشنودی کیلیے اسکے اختیار میں کیا تھا ؟ یہ تو ممکن نہ تھا کہ بنفس مسیحیت کے نظارہ فرما . مسٹر ایسکوئتھ کو جامع ایا صوفیا سپرد کردیتا کہ اسکے گنبد پر صلیب کا جھنڈا نصب کرکے اپنے صلیبی ولولوں کی تکمیل کریں ! -

صلح کانفرنس کے انعقاد کی خبر سنتے ہی ہم نے اور ہم سے زیادہ بہتر واقف حال اصحاب رائے نے آئندہ کی نسبت رائیں قائم کرلی تھیں - کانفرنس کے انعقاد سے صرف یہی مقصود تھا کہ بلغاریا کی کمزوری اور ترکی کی جدید اجتماع قوا سے دولت عثمانیہ کو فائدہ اٹھانے نہ دیا جائے، اور ترکی کی فراہم شدہ قوت یورپ کے صلیبی مقاصد میں خارج ہو - بدبختی سے ایسا ہی ہوا، اور ترکی کی غدار وزارت کی بدولت اتنا بھی نہوسکا کہ کم از کم صلح کانفرنس کی تمام مہلت میں ایڈریانوپل کے مظلوم و بیکس محصورین کو زندہ رہنے کیلیے ضروری غذا ہی پہنچتی رہتی - یورپ کا مقصود اس ظالمانہ شرط التوا کے منظور کرانے سے صرف یہ ہے کہ اگر آخر میں ترکوں نے صلح کی منظوری سے انکار کردیا، تو رسد کی قلت اور ایام گفتگوے مصالحت کے امتداد سے ایڈریانوپل کے محصورین کی حالت نازک ہوجائے گی اور وہ مجبور ہوکر اطاعت منظور کرلیں گے - پھر ایڈریانوپل بھی بلغاریا کے مفتوحہ مقبوضات میں آجائے گا اور ترکی اسکے الگ کردینے پر باسانی راضی کرالی جائے گی - حالانکہ [illegible] اب بھی راضی کرالی جا سکتی ہے اور شاید تعجیل الہیہ کا یہی فیصلہ ہو کہ کرالی جائے -

انقلاب و آثار امید ۳۰ دسمبر تک کانفرنس میں ترکی وکلا کی حالت وہی ہی تھی، جیسی کامل پاشا کی وزارت میں ہونی چاہیے - لیکن اسکے بعد سے انجمن اتحاد و ترقی کی کوششوں کے ظہور، فوج کے اضطراب، شلطنہ کے پیغامات، غازی انور بے کے قسطنطنیہ میں ورود، اور محمود شوکت پاشا کی جد و جہد کے نتائج نے لندن کے ترکی وکلا کے اظہارات کو بھی متغیر کر دیا -

معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ کامل پاشا کے استبداد اور تسلط نے ہوا خواہان ملت کی قوت کو بکلی فنا کر دینا چاہا، مگر اتحاد و ترقی کی سرگرمیاں پھر بھی اندر ہی اندر کام کرتی رہیں - ترکی میں اٹک پبلک اوپینین اور ملک و ملت کی آواز مفقود ہے، اور اصلی قوت صرف فوجی حلقوں کی آواز میں ہے - لیکن جنگ کی وجہ سے تمام عثمانی افواج مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں یا شتلجا کے استحکام میں مصروف ہیں، اور دارالخلافہ فوج کے اجتماع سے خالی ہے -

یہی سبب ہے کہ کامل پاشا کو اپنے غدرانہ اعمال کیلیے پوری فرصت ہاتھہ آگئی اور بغیر کسی داخلی ہیجان کے چار پانچ سو نوجوان ترک ایک ہی مرتبہ میں گرفتار کر لیے - تاہم جن لوگوں کے دلوں میں ملک و ملت کی بربادی کی ٹیس ہے، ایکے اضطراب پر مدم ہانے کیلیے یہ تمام مظالم بیکار ہیں - بالآخر اتحاد و ترقی کے ممبر فوج کو اصلی حالت سے باخبر کرنے میں کامیاب ہوگئے اور شتلجہ لاین کے افسروں میں ایک سخت برہمی اور شورش پیدا ہوگئی - حال میں ایک فوجی مراسلہ کی خبر دی گئی ہے جو شتلجا سے سلطان المعظم کے نام بھیجا گیا تھا اور جسپر تمام فوجی افسروں کے دستخط تھے - غازی انور پاشا کا بھی یکایک قسطنطنیہ پہنچ جانا بغیر حالت کی ایک قوی علت ہے، اور کامل پاشا کا تشدد اب پیشتر کی طرح قوی نہیں نظر آتا - یقیناً اسی تغیر حالت کا نتیجہ ہے کہ صلح کانفرنس کی پچھلی حدوں میں عثمانی وکلا کی طرف سے یک گونہ استقامت کا ظہور ہوا ہے، اور گو یہ استقامت مقدونیا، البانیا، اور کریٹ کے مسئلہ کو باسانی طے کردینے کے بعد صرف ایڈریانوپل ہی کیلیے ہے، تاہم کامل پاشا کی وزارت سے اتنے کی بھی امید نہ تھی - آخری خبریں برابر یقین دلا رہی ہیں کہ ترک وکلا نے ایڈریانوپل پر قابض رہنے کا محکم فیصلہ کرلیا ہے، اور بلغاریا کو صاف جواب دیدیا ہے - لیکن صرف اس سے کیا ہوتا ہے، کیونکہ اصل سوال بلغاریا کا نہیں بلکہ دول یورپ کی آس حدود شیاطین کا ہے، جو ہر ایسے موقعہ پر ترکی کا محاصرہ کرلیتی ہے - یقیناً دول یورپ اب ترکی پر پورا دباؤ ڈالیں گی کہ ایڈریانوپل بھی بلغاریا کے حوالہ کردے -

افسوس اس وقت اصل کار وزارت کی عاجلانہ تبدیلی تھی، اور گو فوجی اضطراب سے کچھہ کچھہ امید بندھتی ہے، لیکن اتحاد و ترقی کے بے دست و پا ہوجانے کی وجہ سے اسکا قریب سامان نظر نہیں آتا - کاش ترکوں کی قوم ہمیشہ کیلیے دنیا سے نابود ہوجائے، مگر اس ذلت کو گوارا نہ کرے جو اسکی بقیہ حیات عزت کیلیے آخری آزمایش ہے -

یاد رہے کہ ہر اطاعت کیلیے ایک سرکشی ' ہر وفاداری کیلیے ایک دشمنی ' اور ہر عاجزی کیلیے ایک غرور و تمرّد لازمی ہے - آپ ایک آقا کے نوکر ہو نہیں سکتے ' جب تک کہ اور تمام آقاؤں سے انکار نہ کر دیں - زید سے اگر آپکو محبت ہے ' تو اسکے یہ معنے ہیں کہ اسکے تمام دشمنوں کے آپ دشمن ہونگے - ایک چوکھٹ پر جب ہی سر جھک سکتا ہے ' جب اور تمام جھکانے والی چوکھٹوں پر سے مغرورانہ گذر جاے - جب آپنے کہا کہ میں روشنی ہی کو پسند کرتا ہوں تو ضمناً اسکا بھی اقرار کر لیا کہ تاریکی سے متنفر ہوں - آپ ایک ہی جانب اپنا منھہ کر نہیں سکتے جب تک اور ہر طرف سے منھہ پھیر نہ لیں ' اور ایک ہی سے اپنا رشتہ جوڑ نہیں سکتے ' جب تک ہر طرف سے رشتے کاٹ نہ لیں - پس خدا اور اسکے رسول کی اطاعت کیلیے پہلی چیز یہ ہے کہ اسکے سوا اور جتنی قوتیں اپنی اطاعت کی طرف بلاتی ہیں ' ان سب سے باغی ہو جاے ' اور اس کے آگے جھکنے سے پہلے اور تمام جھکانے والوں کے آگے مغرور ہو جاے - جو لوگ اسکی اطاعت کے مدعی ہیں ' انکو اطاعت سے پہلے سرکشی کا ' وفاداری سے پہلے بغاوت کا ' اور دوستی سے پہلے دشمنی کا ثبوت دینا چاہیے - انکو آزمایش میں پڑکر ثابت کرنا چاہیے کہ خدا کی وفاداری کیلیے انہوں نے کن کن قوتوں سے بغاوت کی ہے ؟ اور اسکی محبت کے پیچھے کس کس کو اپنا دشمن بنایا ہے ؟ وہ حکومت الہی کے مقابلے میں اپنا تخت تسلط بچھانے والی قوت شیطانی ' جو انسانوں کو خدا سے چھین کر اپنا مطیع و منقاد بنانا چاہتی ہے ' اور جسکے مظاہر تمہارے اندر اور باہر ' دونوں جگہ موجود ہیں ' مدعیان اطاعت الہی کیلیے دنیا میں اصلی اور پہلی آزمایش ہے - کوئی ہستی خدا کی مطیع ہو نہیں سکتی ' جب تک اس قوت اور اس قوت کے تمام مظاہر سے باغی و متمرّد نہ ہو جاے - سب سے بڑا قوت ابلیسی کا مظہر نفس انسانی اور قواے بہیمہ کی قواے ملکوتیہ سے ایک دائمی جنگ ہے - پھر انسان سے باہر طرح طرح کی ضلالتوں اور باطل پرستیوں کے تخت بچھے ہوے ہیں ' اور خود انسانوں کے بے شمار غول ہیں ' جنہوں نے شیطان کے ہاتھہ پر بیعت کرکے اسطرح اسکی اطاعت میں اپنے تئیں فنا کر دیا ہے ' کہ انکا وجود ازسرتاپا پیکر شیطانی ' اور مجسمۂ ابلیسی بن گیا ہے - ان میں سے ہر قوت شیطانی انسان کو اپنے آگے مرعوب دیکھنا چاہتی ہے - کہیں دولت اور مال و جاہ دنیوی شیطان کا نشیمن ہے ' کہیں غرور علم و فضل کے اندر سے شیطان جھانک رہا ہے - کہیں مذہبی پیشواؤں کی جماعتیں اسکا مرکب فساد بن گئی ہیں ' اور کہیں جماعتی تسلط اور قوت نے اپنی دعوت ضلالت کی باگ اسکے ہاتھہ میں دیدی ہے - حکومتوں اور گورنمنٹوں کا قہر و استبداد بھی ایک بہت بڑا مظہر ابلیس ہے - اور ننگ و ناموس دنیوی اور محبت اہل و عیال کی زنجیروں کے اندر بھی اسی کے تعبد و انقیاد کی کشش مخفی ہے - پس مقام " و من یطع اللہ و الرسول " کے حاصل کرنے کیلیے اولین شرط یہ ہے کہ انسان ان تمام طاقتوں کی اطاعت سے یکسر باغی و سرکش ہو جاے ' اور انکی عظمت و جبروت کے اثر سے اپنے دل کو آزاد کردے - اتنا ہی نہیں بلکہ جہاں تک طلب صادق کی قوت ' اور توفیق الہی کی ہمت اسکا ساتھہ دے ' ان تمام مظاہر شیطانیہ کے مقابلے میں ایک مغرورانہ جہاد کا اعلان کردے ' اور تعبد الہی کی تلوار لیکر مجاہدانہ اٹھہ کھڑا ہو - ضلالت اور گمراہی کا بتکدہ جہاں دیکھے ' حق اور صداقت کی ضرب سے پاش پاش کردے - دولت دنیا میں ہمیشہ سے شیطان کی سحر و ساحت کا سب سے بڑا مرکب رہی ہے ' اور ضلالت کی تاریکی نے چاندی اور سونے کی دیواروں کے اندر ہمیشہ گھر بنایا ہے ' پس ہر اس غرور اور ادعا کو جو دولت اور عزو جاہ دنیوی سے پیدا ہو شیطان کا بت یقین کرے ' اور خدا کی عزت کی خاطر ' جہاں تک ممکن ہو اسے ذلت سے ٹھکرا دے - حکومتوں کا استبداد ' علماء سو اور مذہبی پیشواؤں کا استیلا ' دنیوی رہنماؤں اور جماعتی حکمرانوں کا قہر و تسلط ' رسم و رواج اور سوسایٹی کے دباو کی بندش ' یہ تمام چیزیں بھی شیطان ہی کے تخت کے سایے میں نشو و نما پانے والی ہیں ' اور انکی قوت بھی " ما انزل اللہ بہا من سلطان " میں داخل ' پس خدا کی محبت کیلیے ان سب کا دشمن ہو جاے ' اور اس کے نام کی عزت کو بلند کرنے کیلیے ان سب کو ذلیل و رسوا کرے - اپنی زبان کو ' اپنے دماغ کو ' اور اپنی تمام قوتوں کو وقف کر دے ' تاکہ جو طاعت الہی سے سرکش انسان حق و صداقت کی عزت کو دنیا میں تاراج کر رہے ہیں ' انکی عزت باطلہ کے تاراج و غارت کرنے کا وہ ذریعہ بنے - اسکی زبان حق کی زبان ہو اور قدم حق کے قدم ہوں - زبان سے انکی تحقیر و تذلیل کرے ' اور پاؤں سے انکے مغرور سروں کو کچلے - جب اس منزل امتحان سے وہ گذر جاے گا ' اس وقت اللہ اور اسکے رسول کا مطیع ہوگا - کیونکہ جو اللہ کا مطیع ہو ' ضرور ہے کہ شیطان سے باغی ہو -

* * *

الامر بالمعروف و النہی عن المنکر

سلسلۂ بحث میں ہم تعبیر کسی گریز کے مقصود اصلی تک پہنچ گئے - اس مقام طاعت الہی ہی سے وہ اصل اصول اسلامی رو نما ہوتا ہے ' جسکو قرآن کریم نے -

الامر بالمعروف و النہی عن المنکر

کے جامع و مانع الفاظ میں بیان فرمایا ہے ' اور جو اس نظام قویم کا اصل اساس ' اور امت مرحومہ کے شرف و فضائل کی علت حقیقی ' اور اسکے تمام اصول و فروع کیلیے بمنزلۂ عماد کار اور بنای شریعت ٹھہراے ہے -

کنتم خیر امۃ اخرجت	تم تمام امتوں میں سب سے
للناس تامرون	بہتر امت ہو ' اسلیے کہ اچھے
بالمعروف و تنہون	کاموں کا حکم دیتے ہو '
عن المنکر و تومنون باللہ	برائی سے روکتے ہو ' اور اللہ پر
(۳ : ۱۰۶)	ایمان رکھتے ہو -

دوسری جگہ سورۂ حج میں فرمایا :

الذین ان مکنا	اگر ہم مسلمانوں کو حکومت اور خلافت
ہم فی الارض	دیکر دنیا میں قائم کر دیں ' تو انکا کام ملک
اقاموا الصلوۃ و اتوا	گیری یا عیش و عشرت نہوگا ' بلکہ یہ ' کہ
الزکوۃ و امروا	وہ اللہ کی عبادت کرینگے ' اپنے مال کو اسکی
بالمعروف و نہوا	راہ میں خرچ کرینگے ' دنیا کو نیک کاموں
عن المنکر و للہ عاقبۃ	کا حکم دینگے اور برائیوں سے روکیں گے - اور
الامور (۲۲ : ۴۳)	سب کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھوں میں ہے -

اس آیت میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کے عروج اور وارث ارض ہونے کی اصلی علت یہ بیان کی ہے کہ وہ دنیا میں اعمال حسنہ انجام دیں گے ' اور پھر انکی تشریح کی ہے کہ وہ عبادت بدنی و مالی ' امر بالمعروف ' اور نہی عن المنکر ہے - پس فی الحقیقت حق کا اعلان اور گمراہی کا روکنا ایک ایسا فرض اسلامی تھا ' جسکو مثل نماز اور زکوۃ کے ہر مومن و مسلم پر فرض کر دیا گیا تھا ' اور دنیا میں اس امت کو خدا کی طرف سے یہ خدمت تفویض کی گئی تھی کہ حق کے قیام اور گمراہی کے

ضروری ہے تو ہمارے قدم تو اس طرف نہ تھے - نفس انسانی ہماری خاطر اپنے خصائص طبیعیہ کو چھوڑ نہیں سکتا ' اور زمانے نے کچھہ ہماری اطاعت کا وعدہ نہیں کرلیا ہے کہ ہمارے لیے اپنا موسم بدل دے گا - تعریف نفس کو مرغوب ہے اور نکتہ چینی سے کوئی خوش نہیں ہوتا - نرم ہاتھوں کو سب پسند کرتے ہیں ' لیکن سخت ہاتھوں کی گرفت کسی کو خوش نہیں آتی - ملک میں مختلف گروہ مختلف جماعتوں پر حکمراں ہیں ' اور انکے قلوب کی باگ اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہیں ' پھر ان میں سے کسی کا ساتھہ دیجیے ' تو زمانہ آپکے ساتھہ ہے ' اور الگ رہیے تو اپنی طاقت کا ثبوت دیجیے ' لیکن یہاں طاقت کا ادعا نہیں ' بلکہ عجز و ضعف کا انکسار تھا - با ایں ہمہ اس چھہ ماہ کی اقل قلیل مدت کے بعد دیکھتے ہیں تو یہ کیسی عجیب بات ہے کہ با وجود تمام بے سرو سامانیوں کے پہلی منزل سے گذر چکے ہیں ' اور باوجودیکہ یکہ و تنہا تھے ' مگر الحمد للہ کہ کارزار حق و باطل میں شکست و ناکامی سے شرمندہ و نادم نہیں ہیں - ہر طرح کے اسباب مفقود تھے ' اور موانع کی کثرت سے راہ امید مسدود ' مگر اسباب کی تلاش سے پہلے خود اسباب نے ہمیں تلاش کیا ' اور طلب سے پہلے خود مطلوب نے اپنی صورت دکھلائی - آوازِ حق آیند نہ تھی مگر کسی نے سننے سے انکار نہیں کیا ' اور جام تند و تلخ تھا ' مگر بہتوں نے اسے شربت قند و شہد پر ترجیح دی - اسمیں شک نہیں کہ بہتوں نے کانوں میں انگلیاں بھی ڈالیں ' مگر ہاتھہ میں اسکے اوراق بھی لیے رہے - ایسے بھی کم نہ تھے ' جنھوں نے پینے سے پہلے منھہ بنایا ' لیکن بالآخر حلق سے اتار ہی لیا - بعضوں کی پیشانیاں صاف تھیں ' اور اکثروں کی پرشکن ' مگر طرفہ ماجرا یہ تھا کہ چہرے سب کے اسی طرف تھے - یہ ضرور ہے کہ مہر و نوازش کی نظریں کم تھیں ' مگر نگراں بھی سب اسی جانب تھیں - جام سب نے لیے ' مگر یوں سمجھہ لیجیے کہ کسی نے آنکھوں سے آنکھیں ملاکر لیا ' اور کسی نے ۔

منھہ پھیر کر ادھر کو ' اُدھر کو بڑھاکے ہاتھہ

* * *

آپکو پورا اختیار ہے کہ اسکے علل و اسباب ظاہری کی جستجو میں کاوش کیجیے ' مگر ہم کو یقین ہے کہ اس قلیل عرصے میں نہ جو کچھہ ہوا ' فی الحقیقت اس دعا کی استجابت کا آغاز تھا ' اور اس نصرت فرمانے حق کی ایک آیت قاہرہ تھی ' جو ہمیشہ حق کو باوجود اسکی ظاہری بے سرو سامانی کے نصرت بخشتا ہے ' اور باطل کو باوجود اسکے سارو سامان کے ناکام و خاسر کرتا ہے ' اور پھر قلوب مومنین اور انظار حاشعین کیلیے اس تائید غیبی کو حق و صداقت کی ایک کھلی نشانی قرار دیتا ہے - تاکہ دیکھنے والے دیکھیں ' سننے والے سنیں ' اور دل رکھنے والے سوچیں :

و قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ' و ننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمومنين ' ولا يزيد الظالمين الا خسارا (١٧ :)

حق ظاہر ہوا ' باطل کو شکست ہوئی اور باطل تو شکست ہی کھانے والا ہے ' اور ہم اس کتاب ہدایت قرآن میں ایسی تعلیم دیتے ہیں ' جسمیں صاحبان ایمان کیلیے تمام امراض قلبی کے لیے شفا اور رحمت ہے (الخ) نافرمانوں اور حامیان باطل کو اس سے اور اُلٹا نقصان ہی پہنچتا ہے -

* * *

ایک ہزار تین سو برس سے زیادہ زمانہ گذرا ' جب حق اور باطل ' صدق و کذب ' نور و ظلمات ' پیروان شیطان اور بندگان خدا ' دونوں میں ایک سخت جنگ برپا تھی - حق بظاہر بیکس ' بے سرو سامان ' اور مظلوم تھا ' اور شیطان کا تخت اپنے سایے کی ظلمت میں باطل پرستیوں کی ایک مغرور موج رکھتا تھا - جبل بوقبیس کے تنگ و تاریک غار میں روشنی کی ایک دھیمی چمک نظر آتی تھی ' مگر ریگستان حجاز کا ایک ایک ذرہ ظلمات کذب کی پوری مسلم موج تھا - لیکن یہی دعاے مقدس تھی جو خدا نے اپنے زمین کے ایک ہی وارث حق و صداقت کو سکھلائی تھی ' اور یہی الفاظ تھے جو غربت و بے سروسامانی کے عالم میں اس مجسمۂ حقانیت کی زبان سے نکلے تھے - پھر جو کچھہ ہوا ' وہ صرف آپکے اور ہمارے ہی نہیں بلکہ تمام عالم کے سامنے ہے !

اذا جاء نصر الله و الفتح ' و رايت الناس يدخلون في دين الله افواجا - فسبح بحمد ربك و استغفره ' انه كان توابا (١١٠ : ١)

جبکہ خدا کی نصرت آپہنچی ' اور حق و صداقت کو فتح ہوئی ' اور تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھہ لیا کہ دین الہی میں لوگ جوق جوق داخل ہو رہے ہیں ' تو اب اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کرو اور اپنے خطاؤں کی معافی مانگو ! یقیناً وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے -

* * *

مقام اطاعت خدا و رسول اور شرف معیت جماعت اربعہ

الہلال بھی ایک دعوت ہے ' جسکے تمام اغراض و مقاصد اور اصول و فروع کا نقطۂ وحدت صرف اس دین الہی کی دعوت کی تجدید ' اور اسکے اصول بنیادی الامر بالمعروف و النہی عن المنکر کو زندہ کرنا ہے - پس گو وہ ایک ذرۂ حقیر ہو مگر اس کی روشنی با خود اُسی مہر منیر سے ہے - اور گو وہ خود ضعیف ہو ' لیکن پیغام تو اُسی قوی و عزیز کا ہے و نعم ما قیل

گرچہ خوردیم ' نسبتیست بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم

یقینی ہے کہ نصرت الہی کے جو عجائب اس دعاے مقدس نے اول روز دکھلاے تھے ' اسکا فیضان جاری آج بھی پیروان دین مبین اور حامیان حق و صداقت کو اپنا کرشمۂ قدرت دکھلاے اور جن لوگوں نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کے ذریعہ معرفان الہی کے مقام سے نسبت حاصل کرلی ہے ' وہ اس شرف نسبت کی بدولت اُن تمام برکات و نعائم کے شریک و حقدار ہوجائیں ' جنکے وہ گو خود مستحق نہیں ہیں ' مگر جن مستحقین نعمت کے ساتھہ ہیں ' اسکی معیت کا شرف ضرور حقدار ہے ' اور یہی معنی ہیں اس آیت کریمہ کے کہ

ومن يطع الله و الرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين و الشهداء والصالحين ' وحسن اولئك رفيقا (٤ : ٧١)

اور جو لوگ ہر طرف سے باغی ہوکر صرف اللہ اور اسکے رسول کے مطیع و منقاد ہوگئے تو بیشک وہ اُن معرفان الہی کے ساتھی ہو جائیں گے جن کو حق تعالی نے اپنی نعمتوں کے نزول کیلیے دنیا میں چن لیا ہے ' اور جن میں سب سے پہلی جماعت انبیاے کرام کی ' پھر صدیقوں کی ' پھر شہدا اور صالحین امت کی ہے - یہ چار جماعتیں انکی ساتھی ہونگی ' اور اس رفاقت سے بڑھکر اور کونسی رفاقت ہو سکتی ہے ؟

اس آیت میں چار مخصوص جماعتوں کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی ' وہ انکے ساتھیوں میں محسوب ہونگے ' لیکن یہ سمجھہ لینا چاہیے کہ " مقام اطاعت " کا حصول کیونکر متحقق ہو سکتا ہے ' اور اسکے شرائط کیا ہیں ؟

حضرت امیر علیہ السلام کے مناقب ہوتے تھے بلکہ کھلے کھلے لفظوں میں بنی امیہ کے فضائح و مثالب بیان کیے گئے تھے - عبد الملک جیسا با رعب و مغرور شہنشاہ مدینے آتا تھا تو اسکے دروازے سے گلیم پوش مفلوک صعالیک نکلتے تھے اور بر سر دربار اسکو ظالم بتلاتے تھے - تاریخ میں ہم صد ہا واقعات کے ضمن میں پڑھتے ہیں کہ (حجاج) کے سامنے اسکی بے تعلم تلوار رکھی رہتی تھی ' لیکن جانفروش مومن آتے تھے ' اور اسکی تلوار کو حقارت سے دیکھکر اپنی شمشیر حق گوئی سے خود اسکے دل کو مجروح کر دیتے تھے -

عہد عباسیہ اور علماے حق کی استقامت

بنی امیہ کے بعد انکی ہر چیز کے وارث عباسی ہوے ' اور گو حکومت کے استیلا و استبداد نے " امر بالمعروف " کا نشو و نما رک گیا تھا اور روز بروز اسکی قوت ضعف سے ضعیف تر ہوتی جاتی تھی لیکن تاہم اسلام نے قوم کے اندر اس اصول کی روح جس قوت کے ساتھ پھونکدی تھی ' اسکی ہلاکت کیلیے ایک مدت مدید درکار تھا - باوجود شخصی حکومت مستبدہ کی تعلید ' اور قہر و استیلاے شدید کے جو آل عباس کو حاصل تھا (مامون الرشید) جیسے عظیم الشان ' اور (متوکل) جیسے ظالم کے دربار میں آپکو صدہا اشخاص نظر آئیں گے جنکو بنی عباد کی عظمت و شوکت بھی مرعوب نہ کر سکی ' اور اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھکر انہوں نے امر حق کا اعلان کیا - (مامون الرشید) کا استبداد جب مسئلہ (خلق قرآن) میں ظلم و تشدد تک پہنچ گیا ' تو دار الخلافت بغداد میں علماے حق کی مظلومی نہایت درد انگیز تھی - لوگوں کو جبر و تشدد کے ساتھ مجبور کیا جاتا تھا کہ حدوث قرآن کا اقرار کریں ' اور جو انکار کرتے تھے انکو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کیا جاتا تھا - جامع مسجد میں سواے جہمیہ و معتزلہ کے کسی کو حق نہ تھا کہ وعظ و ارشاد کرے ' اور جو شخص زبان سے قدم قرآن کا لفظ نکالتا تھا اسکی سزا موت تھی - لیکن با این ہمہ عین ایسے جان طلب اور خونریز موقعہ پر شیخ (عبد العزیز بن یحیی الکنانی) مکہ معظمہ سے چلکر بغداد تک صرف اسلیے آتا ہے تاکہ دار الخلافہ کی جامع مسجد میں خلق قرآن کے ابطال پر علانیہ وعظ کہے ' اور اس طرح گرفتار ہوکر مامون کی مجلس تک پہنچے ' اور پھر اس کے سامنے " امر بالمعروف اور نہی عن المنکر " کے فرض کو انجام دے - چنانچہ وہ بغداد پہنچکر عین جمعہ کے دن جامع (رصافہ) میں جاتا ہے اور بعد نماز کے ممبر پر سے پکار کر کہتا ہے :
" کلام اللہ منزل غیر مخلوق " ! !

اسکی اس ہلاکت طلب جرات نے تمام مسجد میں ہنگامہ برپا ہوگیا ' اور لوگوں نے کہا کہ یا زندگی سے بیزار یا مجنون و لا یعقل ہے - بالآخر (عمرو بن مسعدہ) رئیس الشرطہ (کوتوال شہر) کو فوراً اس واقعہ کی اطلاع ہوئی - اس نے آکر (عبد العزیز) کو گرفتار کر لیا اور اسکی خواہش کے بموجب دربار خلافت تک پہنچادیا - وہاں پہنچکر اس نے مجلس مناظرہ اور حضور خلیفہ کی درخواست کی ' اور مامون الرشید کی موجودگی میں اس عقیدے کے مفاسدات کو ایک ایک کرکے بیان کیا - (و من شاء التفصیل فلیرجع الی الرسالۃ له المسماۃ فی ما حدث له فی بغداد)

ظہر الفساد فی البر و البحر

عباسیہ کے بعد فتنۂ تاتار کی غارتگری نے تاریخ اسلام کا ورق الٹ دیا اور ایک وحشی قوم اسلام کے عرش حکومت کی مالک ہوگئی - عربی حکومت کے خاتمے کے ساتھ ہی دعوت اسلامی کے بقیہ قوا کا بھی خاتمہ ہوگیا تھا اور فتنہ و فساد ' جنگ و جدال ' حکومتوں اور قوموں کے تصادم ' اور دائمی قتل و خونریزی نے نفسانی اغراض و ظلم و طغیان کی فضا ہر طرف پھیلا دی تھی - سب سے بڑا فتنہ علماے سو کی کثرت اور علماے حق کی غربت تھی - خلافت راشدہ کے اختتام کے ساتھ ہی شخصی حکومت کی بنیاد پڑگئی تھی ' اور شخصی حکومت کی سب سے زیادہ قابل نفرت امرا و روسا کی مداہنت اور مصاحبت کی رسم کا پیدا ہونا ہے ' جو دنیوی عز و جاہ کے حصول کا ذریعہ ' اور پادشاہ وقت کے تقرب و جلب توجہ و وسیلہ بن جاتی ہے ' اور یہ سب سے بڑی دین و علم کی آزمایش ہوتی ہے ' جو بدقسمتی سے زیادہ تر طبقۂ (علما) کے پانوں میں پڑجاتی ہے - پھر یہ طبقہ زر پرستی اور حصول عز و جاہ کی لعنت میں گرفتار ہوکر شیطان کا سب سے بڑا مرکب فساد بن جاتا ہے ' اور دین و علم کو امرا و روسا کی ابلہانہ خواہشوں کے تابع کر دیتا ہے - اسکا علم و مذہب اور وعظ و ارشاد حق کیلیے نہیں بلکہ طلب دنیا کیلیے ہوتا ہے ' وہ قوم کو حق کی طرف نہیں بلاتا بلکہ خود قوم کی ضلالت اور گمراہی کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بنکر رہتا ہے - جس عقیدے اور تعلیم کو جلب قلوب اور امرا و روسا کی خوشنودی کا ذریعہ دیکھتا ہے ' بیان کرتا ہے ' اور جس کو انکی خواہشوں کا مخالف پاتا ہے ترک کر دیتا ہے - قرآن کریم نے علماے یہود کی سب سے بڑی مذمت یہی بیان کی تھی :

پھر بنی اسرائیل میں سلف صالح کے جانشین اور کتاب تورات کے وارث ایسے نا خلف ہوے ' جو احکام الہی کو اغراض دنیوی کیلیے تبدیل کردیتے ہیں اور حق کو چھپاتے ہیں - اسلیے کہ اسکے صلے میں انہیں اس دنیاے دون کا کوئی ذلیل حصہ ملجاتا ہے ' اور اسپر طرہ یہ ہے کہ باوجود اس کے کہتے ہیں کہ (ہم علما میں سے ہیں) اسلیے ہمارا گناہ تو معاف ہو جاے گا - اور اگر پہلی چیز کی طرح کوئی اور دنیاوی چیز انکے سامنے آجاے تو پھر اسکے لینے کیلیے بھی طیار رہتے ہیں - کیا ان گمراہوں سے وہ عہد جو تورات میں مرقوم ہے نہیں لیا گیا ہے ' کہ " ہم حق بات کے سوا دوسری بات خدا کی طرف منسوب نہیں کرینگے " ? پھر جو کچھ تورات میں ہے وہ آپ پڑھتے ہیں اور کچھ جاہل رہے جو بھی نہیں ہیں -

فخلف من بعدهم خلف ورثوا الكتاب ' یاخذون عرض هذا الادنی ' و یقولون سیغفر لنا ' و ان یاتهم عرض مثله یاخذوه ' الم یوخذ علیهم میثاق الكتاب ان لا یقولوا علی الله الا الحق و درسوا ما فیه ' والدار الآخرة للذین یتقون افلا تعقلون ?
(۷ : ۱۶۸)

باقی آیندہ

فہرست زرانہ ہلال احمر

— * —

(۸)

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب کے - حفیظ الدین صاحب پیش امام - جامع مسجد - اکوٹ - برار	+	[illegible]	[illegible]
جناب خورشید علی خاں صاحب - گنگودم	۰	۰	۲۹
جناب سید پیر نور الدین شاہ صاحب لڑکانہ - سندھ	۰	۲	۹
جناب ظہیر الدین صاحب - سانہت	۰	۰	۱۰
میزان	۰	۲	۸۴۴

انسداد کا اپنے وجود کو ذمہ دار سمجھے اور ہر چیز کو گوارا کر لے مگر حق کی مظلومی کبھی اسکو برداشت نہو۔

یہ مرض عام تھا، کسی خاص جماعت کی اسمیں خصوصیت نہ تھی - امم قدیمہ کی گمراہی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ یہ فرض ہمیشہ علما و رؤساے دینی کے قبضہ اقتدار میں رہا ' اور اسلیے جس وقت تک وہ خود حق پر قائم رہے ' قوم بھی هدایت پر قائم رہی ' اور جب وہ گمراہ ہوگئے ' تو قوم کی قوم بھی برباد ہوگئی - اسلام نے اس مرض کا یہ علاج تجویز کیا کہ " امر بالمعروف " کو ہر فرد امت کا فرض قرار دیا ' اور اسکی ذمہ داری پوری قوم پر پھیلا دی - یعنی ہر مومن جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے ' بمجرد اقرار ' اسکا بھی عہد کر لیتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو قیام حق اور انسداد باطل کا ذمہ دار سمجھے گا ' اور اسکی تمام قوتیں صرف اسلیے ہونگی کہ نیکی کی نصرت کریں اور برائی کو روکیں -

علاوہ ان آیات کریمہ کے (صحیح مسلم) کی ایک مشہور حدیث میں - جس کو حضرت ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے اور نیز نسائی ' ترمذی ' اور ابن ماجہ میں بھی باب نے بعنو موجود ہے - کس قدر واضح طور پر اس فرض کی تشریح فرمادی ہے :

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم تستطع فبلسانہ ' فان لم تستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان	تم میں سے جو مسلمان کوئی خلاف حق بات دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھہ کے زور سے اسکو دور کرے - اگر اسکی طاقت نہ پاے تو زبان سے اس کی برائی بیان کرے ' اگر اسکی بھی قدرت نہ دیکھے تو کم از کم دل ہی دل میں اسکو برا سمجھے - مگر یہ آخری صورت ایمان کا نہایت ضعیف درجہ ہے -

اسلام کی تعلیم کا اصلی عملی دور درحقیقت وہی اسکا ابتدائی زمانہ تھا ' جو افسوس ہے کہ بہت جلد ختم ہوگیا - یہ اسی فرض اسلام کی قوت تھی جس نے قرون اولی میں تمام اسلامی سر زمین کو اعمال حسنہ کی حکومت سے نیکیوں کی ایک بہشت بنا دیا تھا - شیطان اسوقت بھی آزاد تھا ' جیسا کہ اب ہے ' اور اسکے پانوں میں بیڑیاں نہیں ڈالدی گئی تہیں ' مگر یہ ضرور تھا کہ اسلام کی قوت عاملہ نے انسانی نفس کی بے اعتدالیوں کو گویا پا بزنجیر کردیا تھا ' اور امر بالمعروف کے حکم سے کوئی باہر نہ تھا - ہر شخص یقین کرتا تھا کہ وہ " مسلم " ہے ' اسلیے دنیا میں خدا کا قائم مقام ' اور اسکا نائب ہے ' پس دنیا کی ہر چیز اور ہر عمل کو اپنی آنکھہ سے نہیں ' بلکہ خدا کی آنکھہ سے دیکھتا تھا ' اور اپنی خواہشوں پر " مرضات اللہ " کو مقدم رکھتا تھا - ہم اس زمانے کے حالات میں پڑھتے ہیں کہ ایک عورت نفس کے تسلط سے مجبور ہوکر زنا کے ارتکاب میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اسکی کسی متنفس کو خبر نہیں ہوتی ' مگر وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں آتی ہے اور اپنے زنا کا اقرار کرکے مجبور کرتی ہے کہ سنگسار کی جاے اور پھر انقضاے حمل کے بعد پورے عزم و استقلال سے آکر سنگسار ہوتی ہے - ہم اس زمانے میں وہ ہزاروں انسان نظر آتے ہیں جو حق کے اعلان کی خاطر اپنے تمام عزیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں ' اور اللہ کی راہ میں ان تمام سختیوں سے سخت مظالم کو ہنسی خوشی برداشت کرتے ہیں ' جو باطل کے پرستاروں کے ہاتھوں انکو جھیلنے پڑتے ہیں - باپ نے اپنے بیٹے کو خلاف حق چلتے دیکھکر اپنے ہاتھوں سے سزائیں دی ہیں ' اور بیٹوں نے اپنے والدین کے مقابلے میں تلوار اٹھائی ہے - دنیا کے اختیار میں ہے کہ اس عہد سے اعلی تمدن ' بہتر ساز و سامان معیشت اور ترقی یافتہ علوم و فنون پیش کر دے ' لیکن یہ قطعی ہے کہ اس زمانے سے بہتر وہ انسان نہیں دکھلا سکتی -

یہی لوگ تھے جنکی تعریف میں خدا تعالی نے فرمایا تھا کہ :

اشداء علی الکفار ' رحماء بینہم (۴۹ - ۲۹)	کفر و ضلالت کے مقابلے میں نہایت سخت ہیں ' مگر آپسمیں ایک مومن دوسرے مومن کیلیے نہایت رحم دل ہے -

انکی دوستیاں اللہ کیلیے تھیں اور دشمنیاں بھی اللہ ہی کیلیے - انہوں نے اپنے نفس کی خواہشوں کو مٹا دیا تھا اور اسکی جگہ اللہ کی رضا جوئی کے ولولے کی انگیٹھی روشن کرلی تھی - " الحب فی اللہ والبغض فی اللہ " انکا دستور اعمال تھا ' وہ ملتے تھے تو حق کی خاطر ' اور کٹتے تھے تو صداقت کیلیے - پھر اس راہ میں نہ کسی کا خوف تھا اور نہ کوئی دنیوی طاقت انکو مرعوب کرسکتی تھی ' کیونکہ انہوں نے اس مالک الملک سے صلح کرلی تھی ' جس سے کائنات عالم کی ہر شے ڈرتی ہے ' پس اب انکو کسی ڈرانے والے سے شکست کھانے کا خوف نہ تھا ۔

اذلہ علی المومنین ' اعزہ علی الکافرین ' یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم (۵ - ۶۱)	ایمان اور صداقت کے سامنے نہایت عاجز بنکر آتے ہیں ' مگر کفر و ضلالت کے سامنے نہایت مغرور - اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور پھر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے (کیونکہ وہ صرف اللہ سے ڈرنے والے ہیں)

اسی " امر بالمعروف " کے اصول کا نتیجہ وہ آزادی ' راستگوئی ' اور بے باکانہ حق پژوہی تھی ' جسکے بے شمار نظائر سے صدر اول کی تاریخ لبریز ہے - سر زمین اسلام کا ایک ایک بچہ اور مدینے کی گلیوں کی بوڑھیا عورتیں اعلان حق کی جو قوت اپنے اندر پاتی تہیں ' وہ آج علم و دولت کی قوت کے مغروروں کو بھی نصیب نہیں - " امر بالمعروف " کی روح نے ایک ایسی زندگی ہر مسلمان میں پیدا کردی تھی کہ خلاف حق و صداقت عمل کو دیکھکر بے اختیار تڑپ جاتا تھا ' اور پھر نہ تلوار اسکی زبان کو بند کرنے پر قادر تھی اور نہ حکومت کا تخت سطوت اسکی آواز کو دبا سکتا تھا -

بنی امیہ کا استبداد " امر بالمعروف " کے سد باب کا پہلا دن

ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر قیامت کے دن دنیا کے ظالموں کی صف عام مستحق و مضار سے الگ قرار دی جائیگی ' تو ان میں سب سے پہلی صف یقیناً (بنی امیہ) کی ہوگی - انہی ظالموں نے اسلام کی اس روح حریت کو غارت ظلم و استبداد کیا ' اور اسکے عین عروج اور نشو و نما کے وقت اسکی قوت نمو کو اپنے اغراض شخصیہ کیلیے کچل ڈالا - انکا اقتدار و تسلط ' فی الحقیقت " امر بالمعروف " کے سد باب کا پہلا دن تھا - نہ صرف یہ کہ انہوں نے اسلام کی جمہوریت کو غارت کرکے اسکی جگہہ شخصی حکومت کی بنیاد ڈالی جو یقیناً اعتقاد قرآنی کی رو سے کفر جلی ہے ' بلکہ سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ اظہار حق اور امر بالمعروف کی قوت کو تلوار کے زور سے دبا دینا چاہا ' اور مسلمانوں کی حق گوئی کے ترقی کناں ولولے کو مضمحل کردیا - تاہم چونکہ عہد نبوت کا فیضان روحانی اور تعلیم قرآنی کا اثر ابھی بالکل تازہ تھا ' اسلیے اگرچہ طرح طرح کی بدعات اور محدثات و معاصی کا بازار گرم ہوگیا تھا ' لیکن پھر بھی " امر بالمعروف " کی آواز کی گرج کوفہ و دمشق کے ایوان و محل کو لرزا دیتی تھی - ساٹھہ برس کی ایک بوڑھیا عورت بر سر دربار بلائی جاتی تھی اور (معاویہ) کے سامنے بے دھڑک اپنے وہ اشعار جوش و خروش کے ساتھہ پڑھتی تھی ' جنمیں نہ صرف

ناموران غزوهٔ بلقان

" کچھ آدمیوں نے آکر انکے سروں پر سفید چادر ڈال دی جو کھینچ کر انکے پیروں تک اوڑھا دی گئی "

ایک سرگذشت خونین

مترجم از گرافک لندن

پندرھویں نومبر کا واقعہ کچھ ایسا غم آلود تھا ' کہ میرے لوح دل سے شاید تمام زندگی میں بھی محو نہو - ہمارے مرنے کے بعد ہماری نسلیں اسلام کے ایسے شجاعوں ' اور بلغاریا جیسے ظالموں (یوروپین تہذیب کے بدنام کرنے والوں) کے کارناموں کو پڑھ پڑھ کر دست تاسف ملیں گی - یہ وہ زمانہ ہے کہ اس میں جور و ستم کی ایسی زندہ مثالوں کا ہونا نہایت ہی حیرت انگیز ہے - ترکوں کے اندر اب بھی وہی قوت ' وہی جوش ' وہی حب الوطنی موجود ہے جو آج سے صدیوں پیشتر ان کے آبا و اجداد کی صورت میں ظاہر ہوئی تھی - اس جنگ نے ترکی کے گذشتہ کارناموں کو سطح زمین پر پھر ایک مرتبہ زندہ کر دکھایا ہے -

* * *

دوپہر ڈھل چکی ہے ' اور شام ہونے میں کچھ زیادہ دیر باقی نہیں ' آفتاب مغرب کی جانب اپنی لمبی لمبی زرد کرنیں آنے والے انسانوں کے اوپر ڈال رہا ہے - میری طبیعت نے یکایک انگڑائی لی اور جی چاہا کہ باہر چلوں - یہ وہ وقت تھا کہ مصطفی پاشا پر بلغاریوں کا قبضہ ہو چکا تھا - جاتے جاتے معسکر مصطفی پاشا کی قریبی سڑک کے کنارے لوگوں کا ایک ہجوم دکھائی دیا - میرے دل میں بھی اس کے دیکھنے کا شوق گدگدایا - یوں تو جنگ میں ہزاروں حادثات واقع ہوتی ہیں اور اسکا کبھی خیال بھی نہیں ہوتا ' مگر یہ واقعہ ایسا نہ تھا ' کہ اسکو یوں ہی چھوڑ دیا جائے - بلغاریوں نے دو ترکوں کو اس جرم میں گرفتار کیا تھا کہ ان کے ہاتھ خون آلود پائے گئے تھے اور ان کو یہاں تھوڑی دیر کے بعد پھانسی دی جانے والی تھی - ایک طرف تو ان کو پھانسی پر چڑھانے کا سامان کیا جا رہا تھا ' دوسری طرف بلغاری گروہ انتقام کے جوش میں اسطرح بے چین تھا ' گویا وہ تمام بلغاریوں کا خون آج ہی ان دو ترکوں سے وصول کر لیں گے - مجھ جیسے آدمی کے لیے جسکی زندگی میں اس سے پیشتر کبھی ایسے نظارہ کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا ' یہ واقعہ نہایت ہی بھیانک اور دہشت ناک معلوم ہوتا تھا - یہ ایک ایسا پر اثر اور رقت آمیز واقعہ ہے جو مجھکو اپنی زندگی بھر کبھی

(۱) رکوع میں جھک گیا ہے -

(۲) پھانسی کی طیاری

(۳)
در عہدہ کہ سر نہ رفتی میسود جدا
درکشور رنگان کہش نام کردہ اند

(۱) وضو کرنے کیلیے بوڑھا ترک موزہ کھول رہا ہے -

(۲) دونوں ترک اپنا عزم جزم ظاہر کر رہے ہیں -

(۳) بوڑھا ترک وضو کر رہا ہے -

نہیں بھولنگا - اس سے پیشتر میں ان قیدیوں کے حالات سن چکا تھا جو بلغاری سنگین حفاظت کے اندر مصطفی پاشا لائے گئے تھے - وہ دیسی مرد تھے اور شہر بھر میں بہادری کے لئے مشہور - ان میں سے ایک نے جو دوسرے سے کسیقدر سن رسیدہ تھا ایک معرکہ میں تین دشمنوں کو قتل کیا تھا اور دوسرے نے بھی اسیطرح اسکا ساتھ دیا تھا - اس وقت ان کا جرم صرف اسقدر تھا کہ انہوں نے تین بلغاریوں کو جو ان کے گھروں میں لوٹنے کے لیے گھس آئے تھے' قتل کر دیا تھا - ان کے لئے پھانسی اسی ویران باغ کے مضبوط درخت کی شاخوں میں لٹک رہی تھی - درخت کے برابر ایک سیڑھی لگائی گئی تھی - ایک پھندے کے نیچے چند خالی بکس بے ترتیبی سے جمع کر دئے گئے تھے - دوسرے پھندے کے نیچے کی جگہہ خالی تھی مگر آخری وقت ایک الماری' جس کے پائے اور آئنے ٹوٹ گئے تھے' لا کر رکھدی گئی تھی - اس ہجوم میں تماشائیوں کے جھنڈ علاوہ موٹو گرافر اور نامہ نگار بھی موجود ہے - ایک سپاہی نے اپنی تلوار نکال کر سامنے کی ان شاخوں کو جو موٹو کے کیمرے کے سامنے اس خوفناک اور حیرت انگیز نظارہ کا فوٹو لینے سے مانع تھیں' صاف کر دیا - میں نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کیا ایسی فریفتگی تھی جو آدمیوں کو مجبور کر رہی تھی کہ مظلوموں کو دم توڑتے ایک نظر دیکھ لیں ؟ گو میرا ارادہ جانے کا ہوا' مگر آنے والے شور و ہنگامے کو سنکر میں پھر چند لمحوں کے لئے وہاں گیا - پیشتر اسکے کہ میں اس شور و ہنگامے کی وجہہ کسی سے دریافت کروں' دفعتہً ایک خاموشی چھا گئی اور ان گرفتار مگر بہادر اور سر بکف قیدیوں کو لایا گیا - ان کی مشکیں کسی ہوئیں' اور پیروں میں بیڑیاں تھیں' جو صرف اس قدر ڈھیلی تھیں کہ وہ مشکل سے چل سکتے تھے -

انکو اس بیدردی کے ساتھ سنگدلوں کی طرف دھکیل دیا گیا' گویا وہ انسان ھی نہ تھے - لیکن جب وہ میرے نزدیک پہنچے' تو مجھکو انکی اس ہمت پر سخت تعجب ہوا جو انسے باوجود اپنی قسمت کے آخری فیصلہ کے معلوم کر لینے کے ظاہر ہو رہی تھی - ان میں سے ایک ضعیف آدمی تھا جسکی داڑھی اور سر کے بال پک گئے تھے - اسکی گردن کسیقدر موٹی' اور سینہ چوڑا تھا - اسکے ساتھی کی عمر بھی پچاس سے کم نہ تھی' گو دیکھنے سے بوڑھا معلوم نہیں ہوتا تھا - اسکا قد لمبا' چہرہ کسی قدر لاغر' اور ٹیڑھا تھا - اسکے چھوٹی سی کالی داڑھی بھی تھی - یہ دونوں ترکی ٹوپی پہنے ہوئے تھے - اور انکے لباس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی بڑے عہدیدار ھیں -

* * *

اسمیں تو اب شک نہیں تھا کہ وہ اپنی قسمت کے فیصلہ پر شاکر ھیں - ان دونوں نے ان لاشوں کی طرف جو درخت میں لٹک رہی تھیں غور سے دیکھا' لیکن وہ بالکل نہیں جھجکے' بلکہ انکے چہرے ویسے ھی ھیں شاداب اور شگفتہ نظر آتے تھے' جیسے اس شخص کا چہرہ' جسکو یقین ہو کہ اب اسکی مصیبتوں کا خاتمہ نزدیک ہے - اسکے بعد انہوں نے اپنے چاروں طرف ہجوم' موٹو کے کیمرے' اور بے رحم سپاہیوں کو دیکھا' جو انکو ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھے - ایک افسر نے ان الزاموں کو جو ان پر لگائے گئے تھے' سزا کا حکم پڑھکر سنایا - یہ کاغذات نہ تھے بلکہ ایک کئی صفحہ کی مفصل داستان تھی' اور اسکا دہرانا ایسے وقت میں جب کہ دو آدمی آخری فیصلہ کے منتظر ہوں' مجھکو نہایت درد انگیز معلوم ہوا - ابھی یہ ختم ھی ہوا تھا کہ ایک دوسرے افسر نے آگے بڑھکر ترکی زبان میں دریافت کیا " اب تم کیا مانگتے ہو؟ " دونوں نے یک زبان ہوکر جواب دیا " صرف ایک خواہش یعنے ھمکو نماز ادا کرنے کی اجازت دیجائے " انکو پانچ منٹ کا وقفہ دیا گیا - میرا خیال ہے کہ ان آدمیوں کو نماز کے پڑھنے میں پندرہ منٹ سے کم نہیں لگے - انکی بیڑیاں کاٹ دی گئیں اور انہوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں ایسا اطمینان ظاہر کیا' گویا وہ شب کو آرام کرنے کا انتظام کر رہے ھیں یا ٹھیک اسیطرح جیسے کوئی آدمی کام پر جانے سے پیشتر صبح کے وقت وضو میں آرام کرتا ہے - اتفاقاً مجھکو اس بوڑھے کے دیکھنے کا کافی موقعہ ملا - یہ میری زندگی میں پہلا وقت تھا کہ ایسے وحشت انگیز ظلم و ستم کے غم آلود نظارے میرے سامنے تھے - اس نیک طینت بزرگ نے جسپر سنگین جرائم کا الزام لگایا گیا تھا دلی اطمینان اور بڑی رغبت کے ساتھہ نماز کی طیاری شروع کی -

جوتے اتار کر اسنے پہلے اپنا منہہ' پھر ھاتھہ' اور پھر پاؤں بڑی احتیاط کے ساتھہ اچھی طرح دھوئے اور سب کے بعد تازہ پانی سے کلی کی' پھر وہ ھاتھہ کانوں تک لیگیا' جو مشرقی اقوام کا دستور ہے اور جسکی مثال ھمکو یہودیوں کی ان پرانی تصاویر سے ملتی ہے جو انکی ھجو کی غرض سے کھینچی گئی ھیں (یعنے ھاتھہ کانوں تک لیجا کر تکبیر کہی اور نماز شروع کی' اللہ اکبر کی صدا سے نامہ نگار کو اذان کا دھوکا ہوا اور اسی لیے آگے چلکر اس نے اس حرکت کو اذان سے تعبیر کیا ہے - الہلال)

* * *

اب وہ اذان دینے کے بعد ھاتھہ باندھکر کھڑا ہوا' پھر کچھہ دیر کے بعد زمین پر بیٹھکر سجدہ کرنے لگا - ایک افسر ھاتھہ میں گھڑی لئے ہوئے منٹ گن رہا تھا' پیشتر اسکے کہ وہ بوڑھے کو وقت ختم ہونے کی اطلاع دے' بوڑھا سلام پھیر کر خود کھڑا ہوگیا' اور خود ھی پھانسی والے درخت کے نیچے چلا گیا - اسنے اپنی چاندی کی انگوٹھی اتار کر حقارت سے زمین پر پھینک دی گویا دولت کی اسکے سامنے مٹی سے زیادہ قدر نہ تھی - پھر چند قیمتی چیزیں' ایک گھڑی' ایک چاندی کا بکس' اور ایک سگرٹ ہولڈر ایک نوجوان افسر کو دیدیا جو اسکے پاس ھی کھڑا تھا - ایک افسر نے پکارا " کوئی ہے جو عمدہ پھندہ دینا جانتا ہو " - اس آواز کے سنتے ھی دو دیہاتی باغ کی پشت کی جانب سے مسکراتے ہوئے نکلے' اور ان فدائیوں کو مضبوط باندھکر اپنی عقل اور مشق جلادی کا ثبوت دینا چاہا -

* * *

مجھکو سخت تعجب ہے کہ ان دونوں بہادروں کے لبوں سے نہ تو کوئی جانکنی کی آواز نکلی اور نہ کوئی دوسری قسم کی آواز سنی گئی - میں نے انکے چہروں کی ایک آخری جھلک دیکھی' جس سے سنجیدگی اور قائم مزاجی کے آثار ہویدا تھے' اور جو باوجود اپنی عمر رسیدہ ھیئت کے خوبصورت نظر آتے تھے - مجھکو دل ھی دل میں انکے گناہوں کو پھر دہرانا پڑا' تاکہ اس رحم و درد کا جوش کم ہو جائے' جو میرے دل میں ان دونوں بہادروں کے لئے موجزن تھا - انکی شکلیں شہید بزرگوں کے مانند معلوم ہوتی تھیں - اور انکے چہروں سے پاک موت کا سکون ہویدا تھا - کچھہ آدمیوں نے آکر انکے سروں پر سفید چادر ڈالدی جو کھینچکر انکے پیروں تک اوڑھا دی گئی اور اب وہ مثل خاموش تصویر کے پہلے سے زیادہ خوفناک اور حیرت انگیز معلوم ہوتے تھے - اس وقت میں بھی جبکہ انپر تاریکی چھا گئی' اور موت انسے اسقدر قریب تھی' انکی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکلا - چند لمحوں کے بعد دونوں جسم لٹکتے ہوئے دکھائی دینے لگے - کئی مضبوط آدمی انکے پیر پکڑ کر انکے ساتھہ جھولنے لگے تاکہ جان نکلنے میں دیر نہ ہو - میرے خیال میں انکی جان نکلنے میں کچھہ بھی دیر نہ ہوئی گو اس جوان آدمی کی لاش بوڑھے کی نسبت زیادہ تر پھڑکتی ہوئی دیکھی گئی - الغرض اسطرح ان دونوں کی زندگی ختم ہوگئی -

انتظام نا اپنے آئندہ مصالح کا حفظ ما تقدم تھا - وہ اس خطرہ کا سد باب تھا ' کہ کہیں انکا حریف اسلامی ممالک پر حکمرانی میں سبقت نہ لیجائے - اور اگر یہ نہ تھا تو میں پوچھتا ہوں کہ وہ ہاتھہ جوکل دولت عثمانیہ کے ہاتھہ میں تھا ' آج اسکے شدید ترین دشمن کے ہاتھہ میں کیوں ہے ؟ وہ ہاتھہ جوکل اسلام نوازی کے نام سے حامی اسلام کی دستگیری کے لیے اٹھا تھا ' آج دشمن اسلام کی پیٹھہ کیوں تھونک رہا ہے - ؟

یورپ کی بڑی بڑی سلطنتوں کے ماتحت صدہا مسلمان آباد ہیں' وہ ان عیسائیوں سے کہیں زیادہ مصائب و آلام کا شکار ہو رہے ہیں ' جو دولت عثمانیہ کی عیسائی رعایا کی بابت بیان کیے جاتے ہیں ' مگر آہ ! مذہبی و ملکی آزادی کے مستحق صرف وہ لوگ سمجھے جاتے ہیں ' جو یسوع مسیح کی بادشاہت میں داخل ہیں' اس لیے عیسائیوں کی آزادی کے لیے تمام یورپ تیار ہوجاتا ہے' مگر مسلمانوں کی آزادی کے لیے اسلامی سلطنتیں تو ایک طرف خود مصیبت کش مسلمان بھی حرف شکایت زبان پر نہیں لاسکتے - یورپ کے موجودہ طرز عمل نے یہ ثابت کردیا ہے کہ یورپ کی موجودہ جنگیں اس عظیم الشان سازش کا نتیجہ ہیں' جو آخری بیخ اسلام کے کنی کے لئے عرصہ دراز سے کی جا رہی ہے ' اور اس لیے گو ارادہ سلطانیہ (عثمانی شاہی اعلان) میں یہی ظاہر کیا گیا ہے ' کہ یہ جنگ محض سیاسی جنگ ہے ' لیکن مجھے یقین ہے ' اور میں تمام مسلمانان عالم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جنگ خالص مذہبی جنگ ہے اور یہ جنگ عیسائیت کی اس قدیمی عداوت کا نتیجہ ہے' جو اسکو اسلام سے ہے - میرا یہ یقین بے وجہہ نہیں ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ شاہ بلغاریا نے اعلان جنگ کے وقت اپنی فوج کو مخاطب کرکے کہا تھا : " آل عثمان کی عیسائی رعایا کے مصائب و تکالیف سن سن کے ہماری فوج میں غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی ہے ' اور ہمارے ان مذہبی اور جنسی بھائیوں کی مدافعت کے تمام پرامن طریقے ختم ہوچکے ہیں - یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کی آہیں سنیں ' اور ہمارے دل پر چوٹ نہ لگے ' چونکہ ہم کو اپنے لشکر پر اور اپنی قوت پر اعتماد ہے ' اسلیے ہم اپنی فوج کو حکم دیتے ہیں کہ اس پرانے دشمن سے جنگ آرا ہو - ہماری مقدس جنگ رحم و انسانیت کی راہ میں ہے ' اے میرے بہادرو ! تمہاری یہ جنگ مقدس صلیبی جنگ ہے' ہاں ! بہادرو ! صلیب کی برکتوں میں آگے بڑھو ! انصاف کا دیوتا تمہاری ضرور مدد کریگا " اعلان جنگ کے لیے گرجوں میں گھنٹوں کے بجنے کا حکم دیا گیا ' اور پادریوں نے لڑنے والوں کے لیے نزول رحمت و برکت کی دعا مانگی - شاہ سرویا نے بھی اعلان جنگ کے وقت فوج سے یہی کہا - تمام سرویہ گرجوں میں گھنٹے بجائے گئے' اور دعائیں مانگی گئیں - شاہ یونان نے بھی فوج کے سامنے اسی قسم کی ایک تقریر کی -

یونان کے وزیر خارجہ نے اپنی ایک تقریر میں کہا : " یونان کی صلیبی جنگ اسلیے ہے' کہ تمدن کی مدد کیجائے اور اسکو ایشیائی سیادت (دولت عثمانیہ) کی محکومی سے آزاد کیا جائے' جس نے وائنا تک پہنچکے تمام یورپ کو ڈرا دیا تھا' اور جو تمام ان قوموں کے کاندھوں پر ایک نا گوار بار ہے' جو فاتح قوم سے زیادہ تمدن و آزادی کی شائق ہیں " -

انگریزی قوم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ سلامتی ذوق و صفاء قلب میں تمام اقوام یورپ سے آگے ہے' اور اسکا نیم سرکاری اخبار (ٹائیمز) تو یہاں تک کہتا ہے کہ " اسلام کا قوی ترین مدافعت کرنے والا صرف انگلستان ہے " ! !

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اسی قوم کا وزیر اعظم مسٹر (گلیڈسٹون) کہتا ہے " یہ کتاب (قرآن حکیم) مسلمانوں کے ہاتھہ سے لیکے جلا دینی چاہیے ' یہ کتاب جب تک مسلمانوں کے ہاتھہ میں رہیگی یقیناً یہ اشقیا تمام ترقیوں اور اصلاحوں کے مخالف اور عیسائیت کے دشمن رہینگے "

انگریزی اخبارات عموماً آجکل لکھہ رہے ہیں کہ " اسلام میں کوئی خوبی نہیں ، اور نہ اسلام سے کسی قسم کی اصلاح کی امید رکھنا چاہیے " بہت سے اخبارات نہایت ہیجان انگیز و بے اصل واقعات شائع کر رہے ہیں - اور بعض تو شاہ بلغاریا سے بھی زیادہ سخت مضامین لکھہ رہے ہیں' (پال مال گزٹ) تو صاف صاف کہتا ہے : " بیشک ہماری راے اور نیز عام راے یہی ہے' کہ ہم کو اپنے مذہبی بھائیوں کی ضرور مدد کرنا چاہیے - بیشک ہماری تمنا ہے کہ ہم اپنے بلقانی عیسائی بھائیوں کو دیکھیں کہ وہ اسی طرح ایشیائی تخت سیادت کو الٹ رہے ہیں' اور جنوب و مشرق یورپ کو مسلمانوں سے پاک کر رہے ہیں' جسطرح کہ انکے بھائیوں نے اندلس کو عربوں سے پاک کیا تھا " - انگلستان میں اسلام کے خلاف جوش صرف اخبارات یا پبلک تک ہی محدود نہیں ہے' بلکہ سیاسی و مذہبی حلقوں میں بھی موجزن ہے - چنانچہ مسٹر لوئڈ جارج ' اور مسٹر (ماسٹرمین) وزیر مال نے (ویسٹمنسٹر) میں ریاستہاے بلقان کی حمایت کے لیے ایک انجمن قائم کی ہے' جسکے ممبر پارلیمنٹ کے ممبر ہیں - اس انجمن میں یہ طے کیا گیا ہے کہ " بلقان اس جنگ میں حق بجانب ہے' نتیجہ خواہ کچھہ ہو مگر مقدونیہ ضرور آزاد کر دیا جائیگا " - یہ بھی طے ہوا کہ پبلک میں ہیجان عام پیدا کرنے کے لیے ایک عام جلسہ کیا جائے " -

(مسٹر ناکل بکائن) ممبر پارلیمنٹ (صوبیا) گئے اور [illegible] ن کیا کہ تمام انگریزی قوم کو بلقان کے ساتھہ اِس جنگ میں ہمدردی ہے' اور بہت سے انگریز بطور والنٹیر کے میدان جنگ میں آنے والے ہیں -

پادریوں نے اتوار کے دن عام طور پر بلقان کی فتح و نصرت کے لیے دعائیں مانگیں - (بشپ آف ساوتھہ ویلس) نے (ناٹنگھم) میں ایک تقریر کی ' جسمیں انھوں نے کہا . " مقدونیہ کے عیسائیوں کی خونریزی و آلام رسیدگی اب ناقابل برداشت ہوگئی ہے - ضرورت ہے کہ اعلان جنگ ہو جائے' لہذا آج کا دن اعلان جنگ کا دن ہے " -

انگریزی قوم نے (جسکو مسلمانوں کے جذبات کے احساس اور دولت عثمانیہ سے مخلصانہ دوستی کا دعوی ہے ! !) ایسے وقت میں جب کہ تمام عالم کے مسلمانوں کے دل زخمی ہو رہے ہیں' انکے جذبات کی بالکل پروا نہیں کی ' اور کیوں کرتی ' جب کہ مسلمانوں نے وہ طریقہ نہیں اختیار کیا جس سے کسی قوم کے جذبات کا لحاظ کیا جاتا ہے -

انگلستان کے اس اخلاقی و دولی اثر کے لحاظ سے جو اسکو حاصل ہے' یہ بالکل ممکن تھا کہ وہ اِس جنگ کو نہ ہونے دیتا ' مگر اُس نے اسکے لئے ذرا بھی کوشش نہیں کی -

انگریزی قوم کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسوقت ۸۰ میلین مسلمان انگریزی سلطنت کے زیر حکومت ہیں - وہ اپنے خواب گران سے بیدار ہو رہے ہیں' واقعات کے ہاتھہ' بینوں پر پڑے ہوے پردوں کو چاک کر رہے ہیں ' اور وہ اخلاص و نفاق میں فرق سمجھنے سے اب عاجز نہیں ہیں ' اِسلئے اسکا فرض ہے کہ اس کورانہ عداوت سے احتراز کرے' اور وہ وقت نہ آنے دے جب اسکے " خلاف اسلام " جوش کی وجہہ سے مسلمانوں میں ایک ہیجان عام پیدا ہو جایگا -

تاریخ کی بازگشت

— * —

بیسویں صدی میں پھر جنگ صلیبی کا اعلان

اور

نام نہاد بے تعصب یورپ کی ہمدردی

— —

(مقتبس از المنار مصر)

— * —

لوگ فخریہ کہتے ہیں کہ ہم اس بیسویں صدی میں ہیں جسمیں انسان زینۂ زندگی کی سب سے بلند تر سیڑھیوں تک پہنچگیا ہے ' جسمیں مساوات ' عدل ' علم ' تمام عالم میں پھیلگیا ہے ' جسمیں امراض اجتماعی کے بربادکن جراثیم کا استیصال کر دیا گیا ہے ' جسمیں غلامی اور بردہ فروشی ' کا انسداد ہوگیا ہے ' جسمیں انسان کا جذبۂ رحم قوی سے قوی تر ہوگیا ہے ' جسمیں انسانیت پرستی ' امن دوستی ' اور جنس نوازی کے اصول لوگوں کے سامنے مجسم ہوکے آگئے ہیں ' جسمیں قلب انسانی سے تعصب مذہبی مٹگیا ہے ' جسمیں مذہبی رواداری کا اصول ایک عملی قانون کا حکم رکھتا ہے ' اور جسمیں ہر شخص دوسرے کے مذہب کا احترام کرنے لگا ہے -

مگر کیا یہ صحیح ہے ؟ واقعات اسکا جواب نفی میں دیتے ہیں - صلیبی جنگ کو سات سو برس ہوچکے ہیں ' اس عرصہ میں یورپ علوم و معارف میں بہت آگے بڑھگیا ہے ' لیکن باین ہمہ کیا یورپ اپنی قدیمی مسیحی خصوصیات اور اسلام کے مقابلہ میں اپنا دیرینہ مرکز بھولگیا ہے ؟ کیا یورپ اپنے حریف دیرینہ سے غافل ہوگیا ہے ؟ کیا آج یورپ اس مرکز سے ایک انچ بھی ہٹا ہے جس پر وہ جنگ صلیبی کے عہد جہالت میں تھا ؟

مسلمانو ! یقین کرو کہ چاہے تم اسلام سے غافل ہوجاؤ ' مگر عیسائیت کبھی اس سے غافل نہیں رہیگی - تم عیسائیوں کی سینہ زوریاں بھول جاؤ ' مگر وہ تمہاری بے التفاتیاں نہیں بھولینگے - تمہارے زخم اچھے ہوجائیں ' مگر تمہارے لگائے ہوے چرکوں کو وہ ہمیشہ ہرا رکھینگے - ایران و طرابلس میں عیسائیوں کی خونریزی ' غارتگری ' عصمت دری ' تم بھول جاؤ ' مگر عیسائی ' فلسطین ' شام ' اور مقدونیہ کو نہیں بھولینگے ' اور میں کہتا ہوں کہ چاہے اندلس و طرابلس کی منہدم مسجدوں کو تم بھولجاؤ ' مگر عیسائی ہمیشہ جامع ایا صوفیا اور بیت المقدس کو یاد رکھینگے -

اسلئے اے اخوان غفلت شعار ! یاد رکھو کہ جب تک زندہ ہو ' تم چاہو یا نہ چاہو ' مگر تمہیں ہمیشہ عیسائیت سے معرکہ آرا رہنا پڑیگا -

میں یہ نہیں کہتا کہ تم عیسائیوں پر دست درازی کرو ' میں یہ نہیں کہتا کہ تم خواہ نخواہ جنگ آرائی کرو ' بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ کبھی نہ بھولو کہ تم توحید کے امانت دار ہو ' قرآن کریم کے محافظ اور بیت ابراہیمی و روضۂ نبوی کے پاسبان ہو ' اسلیے تمہیں ہر وقت ایک ناگزیر جنگ کے مقابلہ کے لئے طیار رہنا ہے ' جو جلد یا بدیر تمہاری اور تمہارے مقدس مذہب اور نیم باقی سیاسی ہستی کی پامالی کے لئے ضرور کی جائیگی ' یعنی میں تم سے صرف یہ کہتا ہوں کہ ہمیشہ " جنگ دفاعی " کے لیے تیار رہو اور اس آیت کو ہر وقت پیش نظر رکھو کہ واعدوا لہم ما استطعتم من رباط الخیل - جسقدر تم سے ہوسکے (سپاہیانہ قوت سے اور طیار گھوڑوں کے باندھے رکھنے سے کافروں کے مقابلے کیلیے طیار رہو)

برادران ملت ! مجھے اسوقت موجودہ نامبارک حالات کی تفصیل اور تمہارے درخشاں ماضی سے انکے موازنہ کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی - تم خود جانتے ہو کہ اوج خلافت کسقدر پر آشوب ہو رہا ہے ' اور کاروان اسلام کے آخری نقش کے مٹانے کے لیے دشمنان اسلام کیا کیا سازشیں کر رہے ہیں - میں ماضی و حال کا سوال چھوڑ کے مستقبل کا سوال پیش کرتا ہوں - میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خلافت اسلامیہ کے موجودہ مصائب ہنگامی واقعات نہیں ہیں ' بلکہ اسلام کی آیندہ سیاسی موت و زیست کی فیصلہ کن کشمکش ہے - یہ سنبھالا ہے ' جو مریض اسلام لے رہا ہے ' اگر بچگیا تو پھر آگے ایک شاندار مستقبل ہے ' ورنہ یہودیوں اور پارسیوں کی طرح محکومی ' غلامی ' اور ذلت کی ایک غیر معلوم الحد طویل زندگی ہے جس سے اسوقت کی شریفانہ و با عزت موت بدرجہا بہتر ہے -

اسلئے ضرورت ہے کہ تمہارا نشۂ غفلت اتر جائے - تمہارے تمام قوی بیدار ہو جائیں ' تمہارے خون میں حرکت ' تمہاری رگوں میں جنبش ' اور اسلام کے دبے ہوے شراروں میں پھر شعلہ باری پیدا ہو جائے -

تم کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ یورپ در اصل مقدونیہ کی اصلاح چاہتا ہے ' کیونکہ بلغاریا ' سرویا ' اور مانٹی نیگرو اسکے لیے موزون نہیں - مانٹی نیگرو محض ایک وحشیوں کا گروہ ہے - بلغاریہ انتظامی معاملات میں دولت عثمانیہ سے برتر نہیں ہے ' اور سرویا تو محض سوروں کا ایک گلہ ہے - لیکن باین ہمہ یورپ کو ریاستہاے بلقان سے کیوں ہمدردی ہے ؟ اسکے جواب کے لیے میں ایک انگریزی اخبار (پال مال گزٹ) کا یہ نوٹ پیش کردینا کافی سمجھتا ہوں کہ " ہماری آرزو ہے کہ ہم بلقان کے عیسائیوں کو اس عرش سیادت (دولت عثمانیہ) کو الٹتے ہوے دیکھیں ' جو پندرھویں یا سولہویں صدی میں پیدا ہوئی تھی " - اس لیے اب مسلمانان عالم کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے یہ دولت عثمانیہ سے یورپ کی تمام جنگیں خالص صلیبی جنگیں ہوتی ہیں ' گو مسلمانوں کی پراگندگی کے خیال سے انکو محض ملکی جنگ کہا جاتا ہے -

صلیبی یورپ کے واسطے ' جو اپنے ہم مذہبوں کی ترقی کے لیے سدراہ ہونا نہیں چاہتا ' یہ ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے میں اپنے ہم مذہبوں کی اس حد تک معاونت کرے ' جس حد تک کہ اسکے شخصی منافع و مصالح کو صدمہ نہ پہنچے ' اس لیے اس سے یہ امید نہ رکھنا چاہیے کہ وہ کبھی بھی ایک مسلم اور ایک عیسائی کو ایک نظر سے دیکھیگا - تم کہو گے ہوگا کہ مسیحی سلطنتوں کے مقابلہ میں بعض دول یورپ نے دو ایک دفعہ دولت عثمانیہ کی مدد کی ہے ' مگر اسکو دولت عثمانیہ کی مدد کہنا ' مسلمانوں کی سادہ لوحی اور بعض اسلام فروشوں کی مرعوب کاری ہے - میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مدد اپنے دیرینہ کینہ کا

کی اوس اسپیچ کی بنا پر جو انہوں نے ترمیم تقسیم بنگال اور اس قسم کے دوسرے مواد پر کی ہے، آپ حضرات اوسے بیزار ہوگئے ہیں - کسی شخص کی نسبت یہ کہنا کہ وہ اپنے خیال میں ایمانداری سے کہتا ہے یا بے ایمانی سے؟ بہت مشکل ہے - یہ کہنا کہ حکام رس یا اعیان بے ایمان ہیں، ویسی ہی غلطی ہے جسطرح یہ کہنا کہ دوسرے گروہ والے بے ایمان ہوگئے ہیں - ہر کسی کو دوسرے کی دلی حالت خداوند تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیئے جو واقف اسرار ہے - ہم ظاہر بینوں کا میرے نزدیک فرض فقط یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ فلاں شخص کی راے یا خیالات ہمارے سمجھ کے بموجب کہاں تک لائق تسلیم یا ترک ہیں -

میں اس پر اور زیادہ وضاحت سے عرض کرسکتا ہوں لیکن غالباً اس سے جناب کے معزز اخبار کے اوراق اور اونکے پڑھنے والوں کے اوقات زیادہ خرچ ہونگے، اسواسطے اسکو مختصر کرونگا اور اپنا یہ منشاء

شپ بھی بیس چالیس برس ٹرسٹی رہکر اسی خلفشار سے چھوڑ دی، کیونکہ میری راے میں پبلک جلسوں کی شان کے برخلاف ہے کہ پبلک سے بے تعلقی سی رکھی جاے، اور کوس انانیت بجایا جاے - اور مجکو بے حد خوشی ہوتی ہے جب کہ میں جمہور کی آواز اپنی آواز کی مانند سنتا ہوں - مگر اسی کے ساتھ میں اسکو دوسری غلطی جانتا ہوں کہ ہم کسی گروہ کو الگ کردیں - کوئی مشورہ مکمل نہیں ہوسکتا جبتک کہ اوسمیں ہر ایک طبقہ اور گروہ کی راے شامل نہ ہو -

اب میں آپکی ایک اور پالیسی کی بابت چند سطریں لکھنے کی اجازت چاہونگا اور وہ ہندو اور مسلمانوں کے اتحاد کا مسئلہ ہے - شاید کوئی مشورہ اس سے بدتر اور نالائق تر نہیں ہوگا کہ ایک ملک کے رہنے والے ایک دوسرے کے دشمن ہوں، بلکہ اونکو بلاشبہ دوست ہونا چاہئیے - لیکن جناب کا یہ خیال کہ مسلمان اپنی تعداد کی

فکاہات

مسلم لیگ

— * —

لوگ کہتے ہیں کہ آمادۂ اصلاح ہے لیگ * یہ اگر سچ ہے تو ہم کو بھی کوئی جنگ نہیں
صیغۂ راز سے کچھ کچھ بھنک آتی ہے * کہ ہم آہنگی احباب سے اب ننگ نہیں
فرق اتنا تو بظاہر نظر آتا ہے ضرور * اب خوشامد کا ہر اک بات میں وہ رنگ نہیں
عرض مطلب میں زباں کچھ تو ہے کھلتی جاتی * گرچہ اب تک بھی حریفوں سے ہم آہنگ نہیں
وہ بھی اب نقد حکومت کو پرکھتے ہیں ضرور * جن کو اب تک بھی تمیز گہر و سنگ نہیں
قوم میں ڈھونگ کئے رہتے تھے جو افسون وفا * اُن کی افسانہ طرازی کا بھی وہ ڈھنگ نہیں
وہ بھی کہتے ہیں کہ اس جنس وفا کی قیمت * جسقدر ملتی ہے ذرہ کی بھی ہمسنگ نہیں
آگے بیچ حلقۂ تقلید میں جو لوگ اسیر * سست رفتار تو اب بھی ہیں مگر لنگ نہیں

* * *

آپ لبرل جو نہیں ہیں تو بلا سے نہ سہی * ہاں کسی کو طلب افسر و اورنگ نہیں
کام کرنے کے بہت سے ہیں جو کرنا چاہیں * اب بھی نہ دائرۂ سعی و عمل تنگ نہیں
سال میں بس یہ جو تماشا سا ہوا کرتا ہے * کام کرنے کا یہ انداز نہیں، ڈھنگ نہیں
کچھ تو نظم و نسق ملک میں بھی بخشے دخل * شیوۂ حق طلبی ہے یہ کوئی جنگ نہیں
کچھ نہ کچھ نظم حکومت میں ہے اصلاح ضرور * ہم نہ مانینگے کہ اس آئینہ میں زنگ نہیں
کم سے کم حاکم اصلاح تو ہوں اہل وطن * کیا ہزاروں میں کوئی صاحب فرہنگ نہیں

(وصاف)

ظاہر کرونگا کہ جناب بجائے مسلمانوں کے دو گروہوں میں مفارقت ڈالنے کے یہ کوشش کریں تو مفید ہو کہ سب طبقے کے لوگ ملکر کام کریں اور یہ کار آمد ہوں - اپنا وقت غصے اور سب و شتم کی بجاے علم اور اخلاق محمدی (صلعم) برتنے میں آپ صرف فرمائیں تاکہ امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملکر کام کرنا سیکھے -

بیشک مسلم لیگ موجودہ شکل میں سست بیکار جلسہ ہے، مگر اسکا یہ علاج نہیں ہے جو جناب نے تجویز کیا ہے، اسطرح تو آپ ایک کار آمد گروہ کو جدا کرکے مسلمانوں کے پولیٹکل اقتدار کو ایک دوسری طرح کا صدمہ پہنچاتے ہیں (ممکن ہے کہ آپ اسکو محسوس نہ کرتے ہوں مگر) کوشش یہ رہے ہیں -

میں نے خود مسلم لیگ اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس سے اس وجہ سے علحدگی اختیار کرلی کہ میری راے میں یہ جلسے پبلک جلسے نہیں ہیں - حتے کہ مدرسۃ العلوم کی ٹرسٹی

قلب سے مشوش نہ ہوں، اس جدید اصول کی بنا پر جواب رائج ہوتا ہے، بالکل غیر قابل تسلیم ہے - اگر مسلمانوں کی پولیٹکل اسٹیم جدا نہ ہوگی - اگر مسلمان اتحاد ثلاثہ (یعنی مسلمان، ہندو، اور انگریز) سے بے پروا ہو جائینگے، تو تباہ ہو جائینگے - بیشک سوشیل میل جول ہندوؤں اور مسلمانوں میں بڑھنا چاہئیے، محرم، تقریبات - ہولی - دیوالی پر جنگ و جدل سخت بدتمیزی اور بدنصیبی ہے، مگر ایسا پولیٹکل اتحاد بھی جیسا کہ الہلال سے پیدا ہوتا ہے کچھ کم بدقسمتی مسلمانوں کے واسطے اور نیز ہندی ہندوؤں کے واسطے نہیں ہے -

ان سطروں کے لکھنے میں اگر کوئی امر خلاف مزاج عالی ہوا ہو، تو امید ہے کہ معاف فرمائینگے - آپکا نہایت ناچیز خادم (نہیں بلکہ مخدوم)

(جناب نواب حاجی) محمد اسمعیل خاں (صاحب رئیس دہلی)

موجودہ جنگ سے مسلمانوں کو یہ سبق حاصل کرلینا چاہیے کہ انگلستان صرف اُس قوم کے جذبات کا پاس کرتا ہے جو اپنی زندگی کا عملی ثبوت دیتی ہے ' یا جسکے جذبات کے پاس کرنے سے اسکے مصالح کو فائدہ پہنچتا ہے - پس اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ انکے جذبات کا بھی خیال کیا جاے ' تو انکا فرض ہے کہ سلطنت برطانیہ کی دیگر محکوم قوموں کی طرح اپنی زندگی کا بھی عملی ثبوت دیں اور اپنی سیاسی قوت کے اعتراف پر اسکو مجبور کردیں -

اے برادران اسلام ! تم کو معلوم ہے کہ اندلس کے مسلمانوں کا کیا حشر ہوا ! تم کو معلوم ہے کہ کسطرح مسجدیں ڈھائی گئیں ' مسلمان جبراً عیسائی کیے گئے ' اور جو عیسائی نہیں ہوے ' وہ جلائے گئے !! یہ سچ ہے کہ اس وقت تمہارے ساتھہ یہ سلوک نہیں ہو رہا ہے ' مگر تمہیں کیونکر اطمینان ہو گیا کہ جب تمہاری سیاسی ہستی کا بالکل خاتمہ ہو جائیگا اور دنیا میں کوئی آزاد اسلامی سلطنت نہیں رہیگی ' تو اسوقت ایسے لوگ پیدا نہیں ہوںگے ' جو مسٹر (گلیڈسٹون) کے حکم کی تعمیل کریں ؟ نیز ایسے لوگ پیدا نہیں ہونگے ' جو (پال مال گزٹ) کی تمنا پوری کریں ؟ ؟

اتحادی عیسائیوں نے مفتوحہ ممالک میں مسلمانوں اور یہودیوں پر جو ستمرانیاں اور سفاکیاں کی ہیں ' تم نے اشک آلود آنکھوں اور مضطر دل کے ساتھہ سنی ہونگی ' مگر یہ وقت صرف آنکھوں کے رونے یا دل کے پھڑکنے کا نہیں ہے - تمہارے سامنے اندلس ' ایران ' اور طرابلس کی مثالیں موجود ہیں ' تاریخ ہمیشہ اپنے آپ کو دہراتی ہے - مسلمانوں کی موجود کشمکش فیصلہ کن کشمکش ہے ' اگر اسوقت مسلمانوں نے اپنی اور مذہب اسلام کی حفاظت کے لیے سیاسی طاقت نہ حاصل کرلی ' تو انکو فیصلہ کرلینا چاہیے کہ انکا کیا حشر ہوگا -

برادران اسلام ! اسلام کا آخری سیاسی ومذہبی مرکز دارالخلافہ ' اسوقت دشمنوں میں گھرا ہوا ہے - دشمن بہت ' یگانے و بیگانے سب انکے مدد گار ' لیکن مرکز اسلام کے ساتھہ بجز خدا کے اور کوئی نہیں - یاد رکھو کہ اگر تم نے اسکی مدد میں کوتاہی کی ' تو تم اُس نخل اسلام کے کاٹنے والوں کے مددگار ہوگے ' جسکو تمہارے آبا و اجداد نے اپنے خون سے سینچا تھا ' اور ایک ایسے حاکم کے سامنے جواب دہ ہوگے ' جسکی حکومت سے بچکے تم کہیں نہیں جا سکتے -

---

علی گڈھ ' لیگ ' اور کانفرنس

— * —

مخدومی حضرت مولانا اڈیٹر " الہلال "

میں جناب اور جناب کے ہم صفیر دیگر دو ایک اخباروں کے وہ مضامین جو پبلک لیڈروں کی گوشمالی کے واسطے لکھے جاتے ہیں - نہایت دلچسپی اور غور سے پڑھتا ہوں ' اور شاید مجھکو فخر کرنا چاہئے کہ ایک حصہ سے اونکے میں بھی متفق ہوں ' اور آج سے نہیں بلکہ سالوں سے میرا یہ خیال ہے کہ سواے سر سید رحمت اللہ علیہ کے کسی دوسرے شخص نے اپنے آپ کو ایسا ثابت نہیں کیا کہ اوسکے علم اقوال کو احکام سمجھا جاے - حضرت سید کی وفات کے بعد مجھہ سے چاہا گیا کہ انسٹیٹوٹ گزٹ کو میں اپنے چارج میں لوں ' مگر میں نے اسی وجہ سے انکار کیا کہ مجھہ سے یہ توقع نہیں کرنا چاہئے کہ میں اس میں رہے مضامین کسی کی مدح میں یا کسی کی پالیسی کی تائید میں لکھونگا جیسا کہ مرحوم و مغفور سید صاحب کے متعلق لکھا کرتا تھا ' کیونکہ میری راے میں اسوقت کسی نے اپنے آپ کو سر سید کی جانشینی کے قابل بھی ثابت نہیں کیا ہے - پھر تو انا الحق کی صدائیں اس کثرت سے جا بجا علی گڈہ سے اوٹھیں کہ کانوں کے پردے اوسی طرح پھٹنے لگے ' جسطرح (بادب معافی چاہتا ہوں) جناب کی تحریروں کو پڑھکر آنکھیں پتھرا سی جاتی ہیں - اگرچہ رفتہ رفتہ ہزہائینس آغا خاں نے ایک خاص درجہ میری نگاہ میں حاصل کر لیا ہے ' مگر تاہم میں نے مسلم لیگ والوں کو ہمیشہ ملامت کی کہ انہوں نے لیگ کو اونکے ہاتھہ فروخت کر دیا ' اور قومی سے شخصی بنا دیا - مگر با وجود ان تمام باتوں کے پبلک لیڈروں سے ایسے طور پر پناہ مانگنا جیسا کہ جناب نے شیوہ اختیار کیا ہے میری سمجھہ سے دور تر ہے ' اور یہی موضوع میری اس عاجزانہ تحریر کا ہے - جناب یا کوئی صاحب یہ ارشاد کریں کہ زید یا بکر کی پیروی بکر بلکہ عمر کا کہنا مانو تو پڑھنے والے کو ضرور یہ تحریر اسطرف مائل کرسکتی ہے ' کہ کیوں ایسا کیا جاے اور ویسا نہ کیا جاے ' مگر عام طور پر یہ لکھنا (کہ سب سے بچو) اسکے معنی تو یہ معلوم ہوتے ہیں کہ ہم جو کہیں وہ کرو - اگر ایسا ہی ہو تو اسکی کیا وجہ ہے کہ جمہور کسی کا کہنا سواے آپکے فرمودہ کے نہ مانے ' اور یہ تو وہی غلطی ہے جسکی بظاہر جناب اصلاح چاہتے ہیں - ہمارا معزز ہم عصر مسلم گزٹ بھی سب سے رو گردانی کرانا چاہتا ہے ' مگر سمجھنے والے خوب سمجھہ جاتے ہیں کہ اوسکا مرکز نظر بھی کوئی ہے ' اور اسی بنا پر اوسکی نصیحتیں بالکل بے اثر ہو جاتی ہیں -

میں دیکھتا ہوں کہ جناب حکام رس لوگوں سے بہت ناراض ہیں اور بدتر اعدا سے ' مگر سمجھہ میں نہیں آتا کہ وہ اسقدر مقہور کیوں ہیں کہ پبلک اونکو بدتر از بدتر سمجھے ؟ کیا وہ پبلک کے مفہوم کا ایک جزو نہیں ہیں ؟ - اور کیا جمہور کا مصداق اونکو الگ کرکے صحیح معنوں پر باقی رہتا ہے ؟ جسکی بابت میں عرض کرونگا کہ یہ صحیح نہیں ہے ! مجلس شوریٰ کی صفت یہ ہے کہ اوسمیں ہر طبقہ کے لوگ ہوں - اگر آپ کسی گروہ کو اپنے میں شامل کرنا پسند نہیں فرماتے ' تو اوس گروہ کا گویا یہ حق آپ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ آپ کے مجمع کو جدا رکھے ' اور یہ طریقہ ایسا ہے جو ہرگز مفید اور منزل رساں نہیں ہے ' اور سیاست اور تعلیم اسلام کے بالکل خلاف ہے -

حاکم اور رعیت انسانی حیثیات کے دو جزو لاینفک ہیں - دنیا میں نہ کل اشخاص حاکم اور نہ کل اشخاص محکوم ہو سکتے ہیں - پس ان دونوں کو باہم ملانے کی کوشش کے بجاے تفرقہ کا وعظ ' میری راے میں تو معقول نہیں ہے - نظر بریں حکام رسی کوئی جرم نہیں ہوسکتا ' اور جو شخص حاکموں کی واجبی تعریف اور مدح کرے یا اونکا رتبہ اونکو دے وہ ہرگز قابل حقارت کے نہیں ہو سکتا -

میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ میں نے اسکو ناپسند کیا کہ ہزہائینس آغا خاں کو لیگ کا روح رواں مانا گیا ' مگر میں نے اوسی کے ساتھہ اس کو بھی نہایت افسوس سے دیکھا کہ آغا خاں

البانیہ تعلیمگاہوں سے بالکل خالی تھا - دولت عثمانیہ کی طرف سے اسکا کوئی انتظام نہ تھا - یونانی چرچ کی مذہبی جماعت نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھکے انہیں یونانی زبان کی تعلیم دینا شروع کردی ' یہ دیکھکے اطالوی پاپاؤں نے بھی کیتھولک عیسائیوں کو اطالوی زبان کی تعلیم دینا شروع کی - چونکہ البانیہ اطالوی ممالک سے قریب تھا اور آن میں اور البانیہ میں تجارتی تعلقات بھی قائم تھے ' اسلیے البانیوں میں اطالوی زبان بہت رائج ہوگئی - اسوقت اقوام یورپ کے مختلف تمدنوں میں سے اطالی تمدن کا اثر البانیا میں سب سے زیادہ نمایاں ہے -

---

استقلال البانیا

— * —

(مقتبس از جرائد عثمانیۂ مختلفہ)

البانیا کو اسطرح کی خود مختاري ' جیسی کہ اسماعیل کمال بک چاہتا ہے ' ملنا بہت بعید معلوم ہوتا ہے - اسکو صرف ایک خاص قسم کا انتظامی اختیار دیا جائیگا اور سلطان المعظم کے زیر سیادت ایک امیر متعین ہوگا - باب عالی کوشش کریگا کہ اسمیں اور اس ریاست میں ہمیشہ عمدہ تعلقات رہیں -

آج سے پہلے بھی کئی بار البانی رؤسا خلیل بک والی بیروت کے مکان پر جمع ہوچکے ہیں اور ایک ایسی البانی ریاست کا نظم ترکیبی بناچکے ہیں جسکی بنیاد دولت علیہ کے ساتھہ نہایت مستحکم ارتباط و تعلقات پر ہو -

البانیہ سے آئی ہوئی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے باشندوں کا بیشتر حصہ یہی چاہتا ہے - انکا خیال ہے کہ انکو بالکل خود مختار سلطنت نہیں ملسکتی - اسکے علاوہ وہاں کے مسلمان باشندے دولت عثمانیہ سے قطع تعلق کرنا نہیں چاہتے -

البانیہ کی ریاست کے امیدوار حسب ذیل اشخاص ہیں -

(۱) امیر عبدالمجید افندي (شاہی خاندان کے ممبر ہیں)

(۲) امیر عم خدیو مصر -

(۳) فرید پاشا رئیس الاعیان -

(۴) ابن فرید پاشا خسر خدیو مصر -

نامہ نگار مذکور ایک دوسري چٹھي میں لکھتا ہے :

اسماعیل کمال بک کی خود مختاري ' دولت عثمانیہ سے بالکل علحدگی کی فرمایش ' اور البانیہ پر عثماني امیر کی تقرري پر یورپی پرنس کے تعیین کو ترجیح ' اور اسي قسم کے اسماعیل کمال بک کے دیگر حرکات جو مشہور ہوے ہیں ' انکو نہ البانی امراء مقیمین قسطنطنیہ نے پسند کیا ' اور نہ جمہور البانیوں نے ' بلکہ اصالۃً و نیابۃً اسکے خلاف آواز بلند کي ہے ' کیونکہ البانیہ میں دو ثلث سے زائد مسلمان آباد ہیں اور خلافت اسلامیہ سے قطع تعلق کرنا اپنے مصالح کے خلاف سمجھتے ہیں - چنانچہ البانی امراء نے غالب پاشا کے مکان پر ایک جلسہ کیا ' جسمیں فرید پاشا دیوان خاص کے صدر مجلس اور عاکف پاشا ممبر دیوان خاص بھي شریک ہوے - اس جلسہ میں طے پایا کہ " البانیہ میں دولت عثمانیہ کے مصالح کی تائید اور اسکي سیاست و سیادت کی تقویت جسطرح ہوسکے کی جائے " - حال میں اسماعیل کمال بک کا تار بھي صدر اعظم کے پاس آیا ہے جسمیں مبہم الفاظ میں ظاہر کرتا ہے کہ " دولت عثمانیہ اور البانیوں میں کوئي شے حائل نہیں ہے "

اس تار سے قیاس ہوتا ہے کہ اسماعیل کمال بک نے یہ محسوس کرلے کہ " الکتریب (معارضي) استقلال تام کے خلاف ہے " کامل پاشا سے گفتگو شروع کی ہے '

جو لوگ اس شخص کی ان حرکات سے واقف ہیں ' جو یہ سلطان سابق کے عہد سے لیکے زمانہ دستور تک کرتا رہا ' وہ جانتے ہیں کہ مصائب (روملی) کا سب سے بڑا سبب یہی شخص تھا -

سرویا زیونان سے اتحاد اور بلغان اور البانیہ کي کامل خود مختاري کی بابت اسي نے گفتگو کی تھی اور مالیسوریوں کو بغاوت پر بھی اسی نے آمادہ کیا تھا -

ایک دفعہ اس نے (دیبا) کے نامہ نگار سے دوران گفتگو میں کہا : " تعجب ہے کہ سروي البانیوں کو کیوں دنم کررہے ہیں حالانکہ سروی اور البانی دولت عثمانیہ کی مخالفت میں متحد تھے " اسکا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ البانی و سروي دولت عثمانیہ کی مخالفت میں متحد تھے ' مگر یہ بھی صحیح ہے کہ اس اتحاد کا بانی اسماعیل کمال بک ہی تھا - البانیوں کی دولت عثمانیہ سے مخالفت کی وجہ انجمن اتحاد و ترقی کی کارروائیاں بیان کیجاتی ہے ' مگر یہ غلط ہے - درحقیقت کمال نے البانیوں کو دولت عثمانیہ سے جنگ کرنے کے لیے تیار کر رہا تھا ' اسکی بدیہی دلیل یہ ہے کہ اسوقت انجمن اتحاد و ترقی بر سر اقتدار نہیں ہے ' لیکن پھربھی البانیوں کي مخالفت کا خاتمہ نہیں ہوا - اب تک اسماعیل کمال بک بالکل علحدگي کا طالب ہے اور ایک مسلمان امیر کے بدلے ایک فرانسیسی ' انگریزي ' یا آسٹروی پرنس کو مقرر کرنا چاہتا ہے -

---

التواء جنگ سے قبل ایک آخري حملہ

— * —

ایک عثماني نامہ نگار ۹ دسمبر کو قسطنطنیہ سے لکھتا ہے :-

التواء جنگ کے متعلق گفتگو جب قریب اختتام ہوئي ' اور بلغاریوں کو (ادرنہ) کی سپردگی سے مایوسي ہوگئي ' تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ التواء سے پہلے (ادرنہ) پر چند ایسے فیصلہ کن و فتح بخش حملے کردیں ' کہ التواء جنگ ہو تو (ادرنہ) انکے ہاتھہ میں نظر آے ' کیونکہ معرکہ (ادرنہ) تمام جنگ کا نصف حصہ سمجھا جاتا ہے اس ارادہ کي بنا پر بلغاریوں نے اپني تمام آخري قوت صرف کرکے ایک سخت حملہ کیا ' لیکن فوراً سخت نقصان کے ساتھہ واپس کردیے گئے -

ہم نے بلغاریوں کی اس آخري ہزیمت کي خبر دي تھي ' مگر تفصیل معلوم نہ تھی اسلئے نہیں لکھي - کل کے اخباروں میں (ادرنہ) کے آخري معرکے کي تفصیل سرکاري طور پر شائع کي گئی ہے - یہ بجنسہ وہ تار ہے ' جو وزیر داخلیہ کو آج سے ۵ دن پہلے (ادرنہ) سے موصول ہوا ہے وہ تار یہ ہے :

التوائے جنگ سے پہلے دشمن نے قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا - چنانچہ کل رات کو ۹ بجے جنوب ' مشرق ' و مغرب کي طرف سے دشمن نے اپنے تمام پیادوں وتوپخانوں کے ساتھہ ایک عام حملہ کیا لیکن الحمد للہ کہ ہماري بہادر فوج نے نہایت کامیابی کے ساتھہ ان پیہم حملوں کا مقابلہ کیا - اس دہشت انگیز جنگ میں جو ۹ گھنٹہ تک جاري رہي دشمن کا بہت سخت نقصان ہوا - شکست کھاکر مجبوراً پیچھے ہٹ گیا ' اثناء جنگ میں دشمن نے شہر پر ۷۰ گولے بھي پھینکے تھے مگر شہر کا ذرا بھي نقصان نہیں ہوا - اسي رات کي صبح تھي ' جبکہ التوائے جنگ کا اعلان کیا گیا تھا -

شئون عثمانیہ

صوبۂ البانیہ

— * —

جس کی اداری خود مختاری ترکی نے بصورت صلح تسلیم کرلی ہے

—○(*)○—

یہ خطہ جسکو ہم (البانیہ) کہتے ہیں٬ قدیم زمانہ میں (اپیرس) کہلاتا تھا - (البانیہ) اسکا نام قرون وسطی میں پڑا - اس میں معمولی زمین کے علاوہ بہت سے پہاڑ ہی ہیں - یہ پہاڑ بہت بلند ہیں٬ جنمیں سے نہایت صاف و شفاف چشمے اور آبشار جاری رہتے ہیں - البانیہ کے عام مناظر طبعی نہایت درجہ نظر فریب و دلکش ہیں - گذشتہ افسانوں میں عشق کے لیے یہیں کے معشوق انتخاب کیے جاتے تھے - یہاں کی عورتیں نہایت حسین٬ شدید پاکدامن٬ اور بے حد غیرتمند ہوتی ہیں -

یہاں کے باشندوں کو اہل یورپ البنین کہتے ہیں٬ مگر ترک انکو (ارناؤط) اور انکے ملک کو (بلاد ارناؤط) کہتے ہیں - خود البانی اپنے آپ کو نہ (البانی) کہتے ہیں اور نہ (ارناؤط)٬ بلکہ ایک اور نام سے موسوم کرتے ہیں جسکا لفظی ترجمہ (عقاب فرزند) ہے -

بعض مورخین کا بیان ہے٬ کہ البانی قوم اقوام یورپ میں قدیم ترین قوم ہے٬ اس کا وجود تیس ہزار سال سے ہے - اپنی نسل کو غیر البانی خون سے محفوظ رکھنے میں اسکو بہت زیادہ غلو ہے - اور اسوقت تک اپنی مافوق العادت سختی کی وجہ سے اسکی نسل ان تمام اقوام کے اختلاط سے محفوظ ہے٬ جو وقتاً فوقتاً اس کرۂ ارض پر وجود پذیر ہوئی ہیں -

اسی عدم اختلاط کا یہ اثر ہے کہ اسکی زبان٬ اسکے مراسم اور اسکا تمدن آج بھی ایک حد تک محفوظ ہے -

گذشتہ صدیوں میں البانی قوم با شوکت و اقتدار تھی٬ اور ہمیشہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں کامیاب رہا کرتی تھی - مگر چونکہ اسکو دیگر اقوام کے میل جول سے نہایت سخت پرہیز تھا٬ اور اپنے بزرگوں کے آثار و عادات کے محفوظ رکھنے میں نہایت سخت تعصب تھا٬ اسلیے گو ایک عرصہ تک وہ اپنی حریت٬ استقلال٬ وطن٬ زبان محفوظ رکھہ سکی٬ مگر اُن ترقیوں سے مستفید نہ ہوسکی جو اسکے تمدن خاص کے بعد عام تمدن میں ہوئیں -

البانی قوم حب وطن٬ سنگدلی طبع٬ اور شجاعت میں مشہور ہے٬ بلکہ اسکی بہادری تو شجاعت کی حد سے نکل کے تہور کی حد تک پہنچگئی ہے -

طبائع کی ذکاوت٬ خواہشوں کا اعتدال٬ اسپ سواری٬ احترام قانون٬ رعایت حقوق٬ مہمان نوازی٬ جنگ پسندی٬ نعارت دوستی٬ اس کے ممتاز خصائل ہیں -

البانیوں نے پندرھویں صدی میں رشتۂ وطنیت کے نام سے متحد ہوکے٬ اپنے استقلال و حریت کی محافظت کے لیے نہایت شجاعت و پامردی سے ترکوں کا مقابلہ کیا تھا - سنہ ۱۴۴۳ع میں انکا سردار (جورجی کاستریوتی)٬ جو اسکندر بک کے نام سے مشہور تھا٬ آل عثمان کے ہاتھہ میں ایک طویل مدت تک گرفتار رہنے کے بعد بھاگ گیا - اور جب اس نے پاس اسکے ہم وطنوں کی ایک جماعت جمع ہوگئی٬ تو وہ انکو لیکے ترکوں پر حملہ آور ہوا اور (کرویا) اور چند دیگر مقامات پر قابض ہوگیا - اسکے بعد اس نے سلطان (محمد) فاتح قسطنطنیہ اور سلطان (مراد) چہارم کے مقابلہ میں اعلان جنگ کیا - ان معرکہ آرائیوں کا یہ اثر ہوا کہ البانیوں نے اسکو اپنا حکمراں تسلیم کرلیا -

وہ اپنے بہادر البانی اعوان و انصار کو لیکے پھر ترکوں پر حملہ آور ہوا٬ اور (اتھینیر) اور دیگر بڑے بڑے معرکوں میں فتحیاب ہوا - سنہ ۱۴۶۷ع میں وہ مرگیا٬ اسکے مرنے کے بعد البانی سرداروں میں باہم نزاع و نااتفاقی پیدا ہوگئی٬ جسکی وجہ سے انکا شیرازہ برہم ہوگیا - ترکوں نے اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کے البانیہ پر فوج کشی کی٬ اور اسکو زیر نگیں کرلیا - البانیہ کے مفتوح ہونے کے بعد باشندوں کا بڑا حصہ (اٹلی) چلا گیا اور وہیں سکونت پذیر ہوگیا - جو لوگ نہیں گئے ان میں سے کچھہ مسلمان ہوگئے اور کچھہ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہے٬ لیکن ترکوں کی اس فتحیابی و تسخیر ملک سے اسکی شجاعت و بسالت میں ذرا بھی فرق نہیں آیا - وہ اپنی اسی جفاکشی٬ بداوت٬ اور استواری عزم پر قائم رہی -

البانیا کے بالائی و زیریں حصوں کے پہاڑی مقامات کے عیسائی باشندوں کو قریباً وہی حقوق حاصل تھے جو انکے ہموطن مسلمانوں کو تھے٬ انیسویں صدی کے اوائل میں البانیہ میں دو شخص پیدا ہوئے٬ جنمیں سے ایک کا نام (مصطفی پاشا اسقودری) اور دوسرے کا نام (علی طبلین یانیائی) تھا٬ انمیں سے ایک نے البانیائے بالائی اور دوسرے نے زیریں حصے کو انتخاب کیا اور کوشش شروع کر دی - دونوں کو اپنے اپنے حلقہ میں کامیابی ہوئی٬ تمام قبائل اور ادنی و اعلی انکے زیر اثر ہوگئے - انکا احترام و نفوذ اسدرجہ بڑھگیا کہ دولت عثمانیہ کو کھٹکنے لگا٬ اور اپنے اثر و اقتدار کے متعلق خوف پیدا ہوگیا - جب ان دونوں شخصوں کو اپنی دیرینہ کوشش٬ یعنی عیسائیوں اور مسلمانوں کو باہم متحد کرنے میں کامیابی ہوگئی تو سنہ ۱۸۲۰ع میں (علی پاشا) نے علم بغاوت بلند کیا٬ باب عالی نے اسکی سرزنش کے لیے (خورشید پاشا) کو بھیجا - (خورشید پاشا) ۱۸۲۱ع تک محاصرہ کئے پڑا رہا - جب (علی پاشا) کو گرفتار نہ کر سکا٬ تو مجبوراً اس نے تجویز کیا کہ (یانیا) کے باہر کسی مقام پر (علی پاشا) اس سے ملے اور صلح کی بابت گفتگو کرے٬ (علی پاشا) حسب تجویز مقام مقررہ پر آیا٬ جب وہ اطمینان سے بیٹھگیا٬ تو (خورشید پاشا) نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ (علی پاشا) کو قتل کردے٬ چنانچہ (علی پاشا) قتل کردیا گیا -

علی پاشا کے قتل کے بعد باب عالی نے مصطفی پاشا کی قوت کا بھی خاتمہ کردیا٬ لیکن تاہم البانی برابر خود مختاری کے لیے کوشش کرتے رہے - اور ۱۸۳۰ - و - ۱۸۴۴ع میں پھر دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں علم بغاوت بلند کیا - سنہ ۱۸۷۹ع میں برلن کانفرنس نے جب یہ طے کیا کہ البانیہ کا ایک حصہ جبل اسود و یونان سے ملحق کردیا جائے٬ تو انمیں برافروختگی پیدا ہوگئی٬ اور انھوں نے ایک عام جنگ برپا کر دی -

سنہ ۱۸۸۴ع میں پھر دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں علم بغاوت بلند کیا گیا -

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں۔
۳ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

انکے کھانے سے افیم چانڈو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فیتولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - ناسور - بھگندر - خنازیر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۲ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

دافع الساعۃ -

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریضوں کے لئے ایک روپے

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایک روپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ ممیرہ کراماتی

مقوی بصر - محافظ بینائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء - سرخی - ضعف بصر وغیرہ ۱ فیتولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

جوہر عشبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں سارسپریلا کہتے ہیں

جن امراض کا عروج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے انکو غروب کرنے کا آلہ (تاریپیڈو) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بگڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو زہری کردے اُس وقت اُسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو تنو تامی نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون بگڑنے نہیں پاتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوہر عشبہ کو مسٹر افیونس پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون کے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر درد - پھنسیاں - دھبے وغیرہ ہوتے ہیں اُن سب کو دور کرتا ہے - جوہر عشبہ جلد کی ہر قسم جیسے زخم یا ناسور یا بھگندر یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سر بھاری ہو جاتا ہو یا جسم پر دھپڑ نکلتے ہوں ؟ آپ کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت سے تیار کردہ

مشینی ترشح آمیزش شراب اگر تو مذہباً ناپاک دوسرے خون کو گرم کردیتے ہیں اسلئے وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبہ و چوب چینی کی فضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے خیالات کو ملحوظ رکھ کر سرد و تسکین جوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور جوش خون دور ہو جاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو! جب ہاتھ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو - جب ہتھیلیاں پھول جائیں اور زیادہ پسینہ آنے لگے - جب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں - جب تمام جسم پر تمام کھرنڈ بننے سے کوڑھ کی صورت بنجائے تو اسکو پالنے سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں - برسوں کے زخم، ناسور، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں

— * —

قوی مستند شہادت اس جوہر کے موثر، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ہیں - اگر یہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر زندہ درگور ہو جاتے - مگر چوب چینی و عشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیوانی یا نباتی سرایت کرنے سے جو ردی و موذی امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ہیں - جب تمام جسم پر خارش ہو - خراب اور مرطوب آب و ہوا میں رہنے سے نہرک بند ہوجائے - درد عرق النسا ستاتی تو اسے آزمایئے -

قیمت فی شیشی تین روپے

پتہ :-

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور۔

یہ امر نہایت تعجب انگیز ہے کہ التوائے جنگ سے کسی قدر پہلے جبل اسود کی فوج ایک ایسی شکست کے بعد جسمیں انکا سخت نقصان ہوا (طربوش) اور (اشقودرہ) سے واپس گئی اور شاہ جبل اسود اپنے ہزاروں بچوں کے غم میں ماتمی کپڑے پہنے ہوئے اپنے دارالسلطنت میں لوٹ آیا -

یہ بالکل ظاہر ہے کہ اگر ہماری فوج کو غذا کی طرف سے اطمینان ہوجائے ' اور دو دو دن تین دن تک بے آب و دانہ نہ لڑنا پڑے ' تو اسے شکست کا خوف نہیں ہے - اسکی ایک روشن دلیل یہ ہے کہ (ساقز) میں ایک ہزار عثمانی ۴ ہزار یونانیوں سے مقابلہ کر رہے ہیں اور لطف یہ کہ یہ یونانی جنگی بیڑے کی پشت پناہی میں ہیں ' اور انکے ساتھہ ہی جزیرے کے یونانیوں کی بھی ایک تعداد کثیر موجود ہے -

کامل پاشا اور انگلستان

— * —

المؤید لکھتا ہے :—

" سیاسی حالات و نیز نامہ نگاران اخبارات کے ساتھہ کامل پاشا کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ کامل پاشا کو انگلستان سے مدد (جسکی اسکو قوی امید تھی) نہیں ملی - کیونکہ انگلستان نے بلقان کی طرف میلان ظاہر کیا ' اور دولت عثمانیہ کی اسوقت تک بالکل مدد نہیں کی " آگے چلکے لکھتا ہے " اگر انگلستان نے کامل پاشا کو چھوڑ دیا ہے اور کانفرنس صلح میں بقدر طاقت مدد نہیں کی ہے ' تو انگلستان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ مشرق میں اپنے تمام رسوخ کھو دیگا ' اور ایک ایسے شخص کے ساتھہ اسکے برتاؤ کی یہ مثال جس کی سال گذشتہ شاہ انگلستان نے اسقدر عزت افزائی کی تھی ' ارباب عقل کے لئے عبرت آموز ہوگی "

انگریزی اخبارات کی موجودہ ہمدردی ایک دام تزویر ہے

— * —

دوران جنگ میں انگلستان کے اخبارات کا جو لب و لہجہ تھا وہ اخبار بین دنیا کو معلوم ہے - انگریزی اخبار عام طور پر لکھتے ہیں کہ " اسلام میں کوئی خوبی نہیں اور نہ اس سے کسی قسم کی نیکی کی امید رکھنا چاہیے " - (پال مال گزٹ) نے تو صاف صاف لکھدیا تھا " ہماری آرزو ہے کہ اپنے مذہبی بھائی بلقانی عیسائیوں کو دیکھیں کہ وہ یورپ کو اسیطرح مسلمانوں سے پاک کر رہے ہیں ' جسطرح ہمارے اور انکے بھائی اندلسی عیسائیوں نے اندلس کو مسلمانوں سے پاک کر دیا تھا " لیکن اب وہی انگریزی اخبار مسلمانوں سے ہمدردی اور بلقانیوں کی ظالمانہ حرکات پر اظہار نفرت کر رہے ہیں - ایک مشہور عثمانی اہل قلم اس غیر معمولی تغیر کے متعلق لکھتا ہے :

" انگریزی اخبارات باوجود اس میلان کے جو وہ ابتداء جنگ میں بلقان کی طرف ظاہر کر چکے ہیں ' آج بلقان کے ان وحشیانہ حرکات سے چیخ رہے ہیں جنہوں نے قرون وسطی کی صلیبی جنگ کو بھی لوٹا دیا ہے ' لیکن انگریزی اخبارات کی یہ چیخ پکار اسلیے نہیں ہے کہ وہ اسلام کے دوست ہیں ' بلکہ اسلیے کہ ان کو خوف پیدا ہوگیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ان واقعات کی وجہ سے مسلمانوں میں اتحاد و ہمدردی بڑھجائے ' اور دول یورپ خصوصاً انگلستان کے خلاف ایک عام جوش پیدا ہو جائے "

ہم اسکے متعلق کچھہ کہنا نہیں چاہتے ' ناظرین فیصلہ کرسکتے ہیں کہ اس عثمانی اہل قلم کی یہ تعلیل کہاں تک صحیح ہے ؟

مظالم یونان

— * —

گذشتہ نمبروں میں ہم نہایت تفصیل سے وہ مظالم بیان کرچکے ہیں ' جو بلغاریوں نے اپنے مفتوحہ ممالک میں مسلمانوں پر کیے ہیں - اس ہفتہ کی ڈاک میں مظالم بلغاریا کے سلسلہ میں صرف ایک واقعہ آور آیا ہے کہ جزیرہ نمائے (گلدستہ) میں پانچسو مسلمان گولیوں سے شہید کئے گئے - لیکن بلغاریا کے بدلے یونان کے نہایت گریہ انگیز و دلدوز مظالم کی ایک فہرست درج ہے جس کا اقتباس ہم شائع کرتے ہیں - اور اسلام فروش پرستاران یورپ سے پوچھتے ہیں کہ یورپ کے امن پسندوں ' انسانیت پرستوں ' عدل پروروں ' اور اسلام دشمنوں کے جم غفیر میں سے آج کوئی بھی اتھا کہ ان بیکس مسلمانوں کو خونخوار مسیحی درندوں کے پنجوں سے نکالے ؟ مسلمانوں بلکہ دنیا کی تمام قوموں کو یاد رکھنا چاہئے کہ یورپ کے رحم و انسانیت اور انصاف و عدل سے صرف دو شخص فائدہ اٹھا سکتے ہیں ' ایک عیسائی اور دوسرا وہ شخص ' جس کے ہاتھہ میں ماجمکی المستحر تلوار ہو اور بس -

یہ بالکل قطعی امر ہے کہ اگر ترکوں کے ہاتھہ میں انکی تلوار نہ ہوتی تو آج سے بہت پہلے ایران کی طرح انکی آزادی کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہوتا -

جامع (یعقوب پاشا) میں مسلمان نماز جمعہ پڑھ رہے تھے کہ یونانی درندوں کی ایک جماعت نے انکو گھیر لیا اور نمازیوں کے کپڑے ' گھڑیاں ' نقد ' جوتے وغیرہ لوٹنا شروع کردے ' نمازیوں میں سے جس نے انکا مقابلہ کیا شدت و سختی سے بے رحمی سے زخمی کیا گیا -

یونانی فوج کی ایک ٹولی کدسمہ (ایابردہ) سے آرہی تھی - محلہ (حمیدیہ) میں اسکو کچھہ مسلمان خاتونیں ملیں - ان ستمگروں نے صحرائی درندوں کی طرح نا قابل بیان سختی کے ساتھہ ان پر حملہ کیا ' انکی چادریں چاک کر ڈالیں - کانوں سے بالیاں نہایت بے دردی سے کھینچکے اتار لیں اور اسقدر مارا کہ سب خون آلود ہوگئیں - ان میں سے ایک خاتون مارے دہشت کے بیہوش ہوگئی تھی مگر باقی خاتونوں نے چیخنا شروع کردیا - محلے کے لوگ باہر نکلے تو ان کی آواز سنکے دوڑے ' انکو دیکھتے ہی یونانی غارتگر بھاگ گئے ' جو خاتون بیہوش ہوگئی تھی وہ گھر لائی گئی - مگر وہ اسقدر ڈر گئی تھی کہ جانبر نہ ہو سکی

یونانیوں نے زندہ مسلمان مردوں اور عورتوں پر جسقدر ستم رانیاں کی تھیں ان سے انکے جذبہ انتقام پسندی کی تشفی نہیں ہوئی - یہ وحشی جند مقبروں میں گھس گئے - وہاں سنگ مرمر کی چند قبریں تھیں ' جن پر طلائی حروف میں کچھہ عبارتیں کندہ تھیں - ان اشقیاء نے اپنے پھاوڑوں سے ان تمام قبروں کو بالکل منہدم کردیا - مگر اس سے بھی انکی دیدہ کش طبیعتوں کی تسلی نہیں ہوئی ' اور مردہ جانوروں کی لاشیں لائے اور ان سے قبروں کو پاٹ دیا -

سلانیک کے مسلمانوں نے گو غذا کا سامان جمع کر لیا تھا ' مگر یونانی فوج نے داخل ہوتے ہی تمام گوداموں پر قبضہ کرلیا - جن روٹی کی دوکانوں سے مسلمان روٹیاں خریدا کرتے تھے انکے دروازوں پر یہ لکھدیا کہ " یہ صرف فوج کے لیے ہیں " - جب عام مسلمان بھوکے مرنے لگے تو چند خدا ترس و رحمدل دولتمندوں نے اپنے خرچ سے ایک دکان مسلمانوں کے لیے کھلوائی - یونانیوں کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ رات کو بڑے بڑے تھیلے لیکے اس دکان پر گئے اور جسقدر روٹیاں وہاں تھیں سب اندر بھر کے لے آئے -

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg Pblg House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۶ صفر ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ۴

Calcutta : Wednesday January 15, 1913

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
«الہلال»

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address
"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4-12.

نمبر ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ٦ صفر ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta Wednesday, January 15, 1913

فہرست

— * —

تصویر

— * —

الہلال جلد اول

— * —

الہلال کی پہلی مکمل جلد جس میں جولائی سے دسمبر تک کے تمام پرچے بہ ترتیب موجود ہیں، اور ابتدا میں مفصل فہرست مضامین و تصاویر اور علحدہ ٹائٹل پیج لگا دیا گیا ہے - اب بالکل طیار ہے - جلد خوشنما ولایتی کپڑے کی ہے اور اسپر "الہلال" کا بلاک طلائی حروف میں منقش ہے - قیمت ۸ روپیہ

صرف ۳۰ مکمل جلدیں دفتر میں باقی رہگئی ہیں - باقی متفرق پرچے ہیں - البتہ نمبر (۱۳) سے (۲۴) تک کی سہ ماہی جلد علحدہ اور مکمل بھیجی جاسکتی ہے -

شذرات

— * —

ہفتۂ جنگ اس وقت تک ترکی کے طرف سے ایڈریانوپل کی حوالگی کے انکار میں پوری استقامت کا اظہار ہو رہا ہے - ۱۳ - کی تار برقی ہے کہ حکومت نے مسئلۂ صلح و جنگ کو ایک بہت بڑی قومی مجلس کے حوالہ کردینے کا فیصلہ کر لیا ہے - جسکو سلطان المعظم منعقد کرینگے -

صلح کانفرنس کا بظاہر عملاً خاتمہ ہوگیا ہے مگر وکلا اب تک لندن میں مقیم ہیں - اگر یہ سچ ہے کہ بلغاریا دوبارہ جنگ کے جاری کرنے کیلیے پوری استعداد رکھتی ہے تو باوجود فیصلہ کن راے دینے کے بار بار کیوں خود ہی مہلت کو طول دیتی ہے، اور اپنے وکلا کو لندن سے بلا نہیں لیتی ؟

اصل یہ ہے کہ بلغاریا کی قوت کا اسی دن خاتمہ ہوگیا تھا، جس دن اس نے قرق کلیسا پر اپنے تئیں فنا کرکے قبضہ کیا تھا - یورپ نے دیکھا کہ اب اگر ترکوں کو جنگ کی مہلت ملی تو صلیبی مقاصد کے حصول کی فرصت ہاتھ سے نکل جاے گی، پس جس کروسیڈ کیلیے وہ اس وقت میدانی جنگ کو موزوں نہیں سمجھتا ہے، اسکا حملہ صلح کے دباؤ سے کرنا چاہتا ہے - اب اگر بلغاریا سرویس کے میدانوں میں ترکی کو شکست نہیں دیسکتی تو کیا مضائقہ ہے، کیونکہ لندن اور روس کی وزارتخانہ خارجہ سے صلح کے سازشی دباو کے ذریعہ، یورپی شکست دی جا سکتی ہے !

ایک دوسرا تار لندن کے عثمانی حلقوں کا یہ خیال نقل کرتا ہے کہ " ایڈریانوپل کا چھوڑنا ممکن نہیں - اور ترکی کا فیصلہ اب اس وقت خود بخود معلوم ہو جاے گا جب عثمانی وکلا لندن چھوڑ دینگے -

مشہور محرم سیاست اہل قلم : مسٹر (بلنٹ) نے اپنے مضمون میں جو خیالات ظاہر کیے تھے، وہ حرف بحرف پورے ہو رہے ہیں، انہوں نے لکھا تھا کہ " آخر میں سر ایڈورڈ گرے بالعلان ایم سارا زور ترکی پر دباو ڈالیں گے کہ بلقانیوں کو سب کچھ سپرد کر کے صلح کرلے " اور اب دول یورپ نے دباؤ ڈالنا شروع کردیا ہے اور انگلستان اور روس اس صلیبی دباو کے اصلی ہیرو ہیں -

(بقیہ مضمون صفحہ ۳ پر)

هندوستان میں نئی چیز

یہ نئی چیز بہت آرزوں سے تھی اب دور ہوئی

ڈاکٹروں کے مشہور " تھرما میٹر کی تعریف کی بابت کچھہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بنواکر منگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کی لکیر خمت موٹی ہے - اسوجہہ سے کم سن لڑکے " ضعیف مرد و عورت کو بھی شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی - انگریزی جانئے کی کوئی ضرورت نہیں - ہندی یعنی اردو وناگری حرفوں میں بھی تھرما میٹر بنوالیا گیا ہے - جو ایک روپئے کیس میں رہتا ہے اور عمدہ کاغذ کے بکس میں مع پرچہ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مرتبہ ضرور منگا کر دیکھیے -

انگریزی تھرما میٹر			ایک روپیہ چار آنہ
اردو	"	"	دو روپیہ
ہندی	"	"	دو روپیہ

پتہ - رائیس کے برمن - نمبر ۳ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

انگریزی حکومت کا مسلمان ہوجانا

—*—

اب بالکل یقینی ہے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسی کے خلیفۃ المشائخ مقیم نیروت سیدی خواجہ حسن نظامی سے آئندہ حالات کی نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کی تھیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسی کے حصہ اول و دوم میں شائع بھی کردیا گیا تھا) سب ہو بہو سچی ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزی حکومت کے مسلمان ہوجانیکی پیشین گوئی باقی ہے - جو خدا نے چاہا تو عنقریب پوری ہوگی - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکی و ایران علی الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاہتے ہیں تو رسالہ شیخ سنوسی کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ہر دو آٹھہ آنہ -

کلیات اکبر - لسان العصر و حسان الملۃ خان بہادر مولوی سید اکبر حسین الہ آبادی کے زبردست کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلی ہے - اور صرف ہمارے ہاں دستیاب ہوسکتی ہیں - قیمت ہر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامی میں غدر کے اور تیمور یہ خاندان کے سچے مگر نہایت درد ناک قصے درج ہیں نیر آلو - مچھر - دیاسلائی وغیرہ عنوانوں پر نہایت مزیدار اور معنی خیز مضامین ہیں -

سفرنامہ ہندوستان دہلی گجرات کاٹھیاواڑ سومنات وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامہ بطریق روزنامچہ از سیدی خواجہ حسن نظامی دہلوی قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کی حوصلہ افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۴ آنہ -

اسرار معمی رمز کا خزانہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۴ آنہ -

ترکی فتح شاہ مشتاق احمد صاحب منجم دھلوی کی پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ

دل کی مراد - شاہ صاحب کے طلسمی تعوید قیمت ڈیڑہ آنہ -

کارکن حلقہ نظام المشائخ دہلی سے منگائیے

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں جو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

جس قوم کی عزت کا پہلا دن یہ تھا کہ اسکا خدا تین دن تک سولی کی لعنت میں گرفتار رہا' کیونکہ (توراۃ) میں لکھا ہے کہ "جو کاٹھ پر چڑھا وہ ملعون ہوا" - آج وہی قوم' سولی کے تختے کو پوجنے والی قوم' ایک مصلوب لاش کی پرستش کرنے والی قوم' اس قوم کو میدان جنگ کی تلوار سے ہلاک کرنے کی جگہ' سازش گاہ ظلم میں پھانسی دینا چاہتی ہے' جس کا سب سے بڑا جرم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بانی نے دنیا میں ظاہر ہوکر اپنے نفس منحوس کی طرح سولی پر نہیں چڑھایا' بلکہ تلوار کے زور سے اپنے دین کی اشاعت کی ! و تلک الایام نداولها بین الناس -

توحید اور تثلیث کا باہمی سلوک

مسیحیت سے ہمارا معاملہ آج ہی شروع نہیں ہوتا' بلکہ یہ میدان صدیوں سے گرم ہے - لیکن آج ہم کو سر جھکا کر اعتراف کر لینا چاہیے کہ اس نے ہمکو پوری شکست دیدی - یہودیوں نے اسکے خدا پر "ولد الزنا" ہونے کی تہمت لگائی تھی اور اسکی ماں کی عصمت پر بٹہ لگایا تھا - ہم نے دنیا میں آتے ہی اسکو اس شرمناک ذلت سے نجات دلائی اور کہا کہ :

و قولهم علی مریم بهتاناً عظیماً (۴ : ۱۵۵)　　اور یہودیوں کا حضرت مریم کی نسبت قول ایک بہت بڑا بہتان ہے -

لیکن آج تمام مسیحی دنیا ہم پر وحشت و خونریزی اور قتل و فساد کا بہتان لگانے میں کامیاب ہو رہی ہے - ہم نے روز اول سے انکے معبدوں اور گرجوں کی حفاظت کو اپنی مسجدوں کی حفاظت سے کم نہ سمجھا اور ایک مرتبہ دمشق کی مسجد کی تھوڑی سی زمین دیدی تاکہ انکا گرجا بنایا جائے' لیکن آج طرابلس اور بلقان کی مسجدوں کے منارے و منبر بھی صلیب پرستوں کے حملہ اور بربریت سے محفوظ نہیں ہیں' اور مشہد کی مسجد گوہر شاد کا قبہ گنبد توپوں کی گولہ باری سے گرا دیا گیا ہے - ہم نے آٹھ سو برس تک اسپین میں عیسائیوں کو آستین میں بٹھاکر دودھ پلایا' انہوں نے صحن مسجد میں آکر پیغمبر اسلام کو گالیاں دیں مگر ہم نے انکو اپنی سرزمین کی راحت سے محروم نہیں کیا' لیکن آج وہ ہم کو یورپ سے جلاوطن کرنے کی سازش میں متفق ہوگئے ہیں' اور عنقریب خود مکہ معظمہ ہی سے نکالدینے کا ارادہ کر رہے ہیں - ہاں یہ سچ ہے کہ ہم نے بغداد کے دربار عظمت و جلال میں "سگ رومی" (۱) کے منہ پر تھوکا تھا' اور یہ بھی غلط نہیں کہ ایک سو برس ادھر تک عثمانی وزیر اعظم کی زبان میں روس اور آسٹریا کے بادشاہوں کو یاد کرنے کیلیے سب سے بڑی عزت یہ تھی کہ "وہ ہمارے اچھے کتے ہیں" - لیکن پھر اس سے کیا ہوتا ہے' کیونکہ آج یورپ کا ہر مسیحی کتوں کو اپنی گود میں بٹھاکر پیار کرتا ہے' لیکن ہمارے سروں کیلیے اسکے پاس سب سے بڑی عزت بوٹ کی ٹھوکر ہی میں ہے - یقیناً ہم نے آٹھ صلیبی حملوں میں عیسائیوں کے سروں کو کچلا' اور یروشلم کے مقدس "قبۃ الصخرۃ" پر انکو قابض ہونے نہیں دیا' لیکن اسکا ذکر بھی اب بے فائدہ ہے - کیونکہ آج تو وہ دن ہے کہ اگر عثمانیوں اور کے سرد معاملہ سندوں کا یہی حال رہا' تو قریب ہے کہ ہماری عزت و حیات کی آخری مقام یعنی "مرقد مطہرۂ رسول اللہ" اور "بیت مقدس خلیل اللہ" کی طرف بھی اسکی توپوں کے دہانے کھولدیے جائیں گے' اور (جدہ) اور (ینبوع) کے ساحلوں پر یورپ کے آہن پوش قریدنات لنگر انداز نظر آئیں گے ! و یا لیتنی مت قبل هذا' و کنت نسیاً منسیاً ! (۱۹ : ۲۳)

خاندان اسلام کا سب سے بڑا گھرانا

ہندوستان کے مسلمانوں نے خواہ کتنا ہی اپنے تئیں ذلیل سمجھ لیا ہو' اور خواہ داخلی اور خارجی شیاطین کی وسوسہ انگیزیوں نے کتنا ہی اسکو معطل اور مجبور ہونے کا یقین دلادیا ہو' لیکن انکو یاد رکھنا چاہیے کہ انکی تعداد سات کرور سے متجاوز ہے' اور وہ آج پیروان اسلام کی سب سے بڑی تعداد ہیں' جو زمین کے کسی ایک ٹکڑے میں آباد ہے - انکو ایوان حکومت سے نکلے ہوے ابھی زیادہ زمانہ نہیں گذرا ہے' اور باوجود ہر طرح کے تنزل کے اب بھی وہ دولت اور تعلیم اور علی الخصوص نئی بیداری اور اپنے مصائب کے محسوس کرنے میں اُن مقامات کے مسلمانوں سے بھی بدرجہا بہتر حالت رکھتے ہیں' جہاں ایک اسلامی حکومت باقی ہے - اسلیے اگر آج حفظ کلمۂ توحید' و بقاء بلاد مقدسہ' و قیام شعار و ناموس شریعت اسلامیہ کی سب سے زیادہ ذمہ داری ترکوں کے ذمے ہے' کیونکہ انکے ہاتھ میں تلوار ہے' تو یقین کیجئے کہ مسلمانان ہند کے ذمے بھی انسے کم نہیں ہے' کیونکہ انکی تعداد تمام دنیا کی اسلامی آبادیوں میں سب سے زیادہ ہے' اور حس مصائب اور ذرائع اعانت کے حصول کے لحاظ سے وہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں درجۂ امتیاز رکھتے ہیں -

پس اسلام کیلیے مستقبل میں جو کچھ ہونے والا ہے' ضرور ہے کہ مسلمانان ہند اسمیں اپنا پورا حصہ لیں' اور ایک لمحہ کیلیے بھی اس وسوسۂ ابلیس سے فریب نہ کھائیں کہ وہ بالکل بے دست و پا ہیں اور کچھ نہیں کرسکتے -

یقیناً تم کچھ نہیں کرسکتے' اگر تم ایسا سمجھتے ہو کہ کچھ نہیں کرسکوگے - دنیا میں ہمیشہ دو قسم کے خیال جماعتوں میں پیدا ہوے ہیں - بعضوں نے سمجھا کہ کچھ نہیں کرسکیں گے' اور بعضوں نے خیال کیا کہ اگر کرنا چاہیں گے تو سب کچھ کرلیں گے - پہلے خیال کا نتیجہ یہی نکلا کہ کچھ نہوا - لیکن دوسرے خیال نے چٹیل میدانوں کو آباد و متمدن' ویران جنگلوں کو آباد و شاداب' مرغزاروں کو خشک میدان' پہاڑوں کو سطح زمین' غلاموں کو آزاد' ایک گدڑیے کو صاحب تاج و تخت' اور ایک مردہ قوم کو زندہ و قائم کردیا ! فاعتبروا و تفکروا ایها المسلمون الغافلون ! و لا تکونوا کالذین نسوا اللہ' فانساهم انفسهم' اولئک هم الخاسرون ! !

البتہ استقامت شرط راہ' و دلیل وصول بارگاہ ہے :

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا' فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون (۴۶ : ۱۲)	جن لوگوں نے اللہ کو اپنا معبود و کارساز سمجھا' اور اپنے اندر استقامت پیدا کرلی' تو پھر نہ تو انکے لیے کسی طرح کا خوف ہے اور نہ کسی ناکامی و نامرادی کا غم !

انفروا خفافا و ثقالا ! !

آپ کہیں گے کہ مسلمانوں نے ان چند مہینوں کے اندر کس قدر جوش و اضطراب کا اظہار کیا' اور کتنی مستعدی سے لاکھوں روپیہ ترکی کی اعانت میں فراہم کرلیا ؟ اس سے زیادہ اور انکے بس میں کیا ہے ؟

لیکن میں کہونگا کہ بس میں تو سبھی کچھ ہے' بشرطیکہ وہ اپنی قوت کا اندازہ کریں' کلمۂ توحید کی حفاظت کیلیے اٹھ کھڑے ہوں' اور اپنے نفس کے مقابلے میں اللہ اور اسکے رسول کی محبت کو ترجیح دیں - یقیناً وہ تڑپ جو درد اسلامی کی انہوں نے اپنے دل میں پیدا کی' نہایت قیمتی ہے - وہ اضطراب و ہیجان جو انہوں نے اس وقت تک ظاہر کیا' اس عالم یاس میں بھی امید کا پیغام ہے' اور روپیہ کی فراہمی بھی ایک اولین جہاد مالی تھا' جس سے وہ غافل نہ رہے' لیکن میرا سوال یہ نہیں ہے کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ؟ بلکہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ کرسکتے تھے' وہ کیا یا نہیں ؟ روپیہ بھیجکر آپ زخمی ترکوں کی مرہم پٹی کا ضرور سامان کرسکتے ہیں' لیکن اس تلوار کے حملے کی قوت

(۱) ہارون رشید نے قیصر روم کو ایک خط میں کلب الروم کہکر مخاطب کیا تھا -

یا لیت قومی یعلمون ! !

—○(*)○—

یا ایها الذین امنوا ! لا تتخذوا الیهود والنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض ، ومن یتولهم منکم فانه منهم ، ان الله لا یهدی القوم الظالمین -

مسلمانو ! (ان) یہود اور نصارا کو (جو اسلام کے خلاف جنگ پر متفق ہو جائیں) اپنا دوست نہ بناؤ ! یہ لوگ تمہارے مقابلے کیلئے اپنی سازشوں میں ایک دوسرے کے مددگار اور دوست ہیں - اور اگر تم میں سے کوئی (با وجود اسلام کی مخالفت کے) انکو اپنا دوست بنائیگا ' تو یقیناً اللہ کے نزدیک اسکا بھی شمار انہی دشمنان دین و حق میں ہوگا ' کیونکہ اللہ تعالی ایسے ظالم اور نافرمانوں کو راہ راست نہیں دکھلاتا !

فتری الذین فی قلوبهم مرض یسارعون فیهم یقولون نخشی ان تصیبنا دائرة ' فعسی الله ان یاتی بالفتح او امر من عنده ' فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسهم نادمین -

جن لوگوں کے دلوں میں اسلام فروشی اور نفاق طینتی کا روگ ہے ' تم دیکھو گے کہ وہ ان لوگوں کو اپنا دوست بنانے میں بڑی جلدی کر رہے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ ہم کو اس بات کا ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں ایسا نہو کہ بیٹھے بٹھائے ہم کسی مصیبت کے پھیر میں آجائیں - سو کچھ عجیب نہیں کہ عنقریب اللہ تعالی تم کو کوئی کامیابی عطا کرے ' یا کوئی اور غیبی امر ظاہر ہو اور اسوقت یہ لوگ اس نفاق پر ' جو اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں ' پشیمان ہوں -

— * —

والصافات صفاً ' فالزاجرات زجراً ' فالتالیات ذکرا (۱) کہ مہلتوں کا خاتمہ ' فرصتوں کا وقت آخر ' ہمتوں کا امتحان ' اور سعی و جہد کے انتہائی لمحے درپیش ہیں - فالوقت ضیق ' والخطب شدید - ولا هواء رعنات ' و للوساوس سلطان - فبای حدیث بعدها یومنون ؟

میں وہ صور کہاں سے لاؤں ' جسکی آواز چالیس کروڑ دلوں کو خواب غفلت سے بیدار کر دے ؟ میں اپنے ہاتھوں میں وہ قوت کیسے پیدا کروں ' جسکی سینہ کوبی کے شور سے سرگشتگان خواب موت اور ہشیار ہوجائیں ؟ آہ ! کہاں ہیں وہ انکھیں جنکو درد ملت میں خونباری کا دعوا ہے ؟ کہاں ہیں وہ دل ' جنکو زوال ملت کے زخموں پر ناز ہے ؟ کہاں ہیں وہ جگر ' جو آتش غیرت و حمیت کی سوزش کے لذت آشنا ہیں ؟ اور پھر آہ ! کہاں ہیں اس برہم شدہ انجمن کے ماتم گسار ' اس برباد شدہ قافلے کے نالہ ساز ' اس صف ماتم کے نغمہ سنج ' اور اس کشتی طوفانی کے مایوس مسافر ' جنکی موت و حیات کے آخری لمحے جلد جلد گذر رہے ہیں ' اور وہ بے خبر ہیں ' یا خاموش - رو رہے ہیں ' یا مایوسی سے چپ و راست نگراں ' مگر نہ انکے ہاتھوں میں اضطراب ہے اور نہ پاؤں میں حرکت - نہ ہمتوں میں اقدام ہے ' اور نہ ارادوں میں عمل کا ولولہ - دشمن شہر کے دروازوں کو توڑ رہے ہیں ' اور اہل شہر رونے میں مصروف ہیں - ڈاکوؤں نے قفل توڑ دئے ہیں اور گھر والے سوئے ہوئے نہیں ' مگر اب تک انکھ ملنے سے مہلت نہیں ملی ہے - جب کسی کے گھر میں آگ لگتی ہے تو محلہ کے دوست دشمن ' سبھی پانی کیلئے دوڑتے ہیں ' لیکن اے رونے کو ہمت اور مایوسی کو زندگی سمجھنے والو ! یہ کیا ہے کہ تمہارے گھر میں آگ لگ چکی ہے ' ہوا تیز ہے ' اور شعلوں کی بھڑک سخت ' مگر تم میں سے کوئی نہیں جسکے ہاتھ میں پانی ہو ! پھر اگر اسی وقت کے منتظر تھے ' تو کیا نہیں سنتے کہ وہ وقت آگیا ہے ؟ اگر تم کشتی کے ڈوبنے کا انتظار کر رہے تھے ' تو کیا نہیں دیکھتے کہ اب اس میں دیر نہیں ؟ اور آہ مسلمانوں کے عروج و زوال کی سیزدہ صد سالہ کشتی ' جو بارہا ڈوبی ' اور بارہا اچھلی ' اور نہیں معلوم کہ اب ڈوبنے کے بعد ہمیشہ کیلیے سطح عالم سے ناپید ہو جاتی ہے ' یا اسکے ٹوٹے ہوئے تختے اور تار تار بادبان کے شکستہ سمندر کی موجوں کا چند گھنٹے اور مقابلہ کرنے میں !

در کار ماست نالہ و ما در ہوائے او
پروانۂ چراغ مزار خودیم ما

وکاین من قریة اهلکناها وهی ظالمة ' فهی خاویة علی عروشها ' وبئر معطلة وقصر مشید - افلم یسیروا فی الارض فتکون لهم قلوب یعقلون بها ' او اذان یسمعون بها ' فانها لاتعمی الابصار ' ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (۲۲ : ۴۴)

پھر انسانوں کی کتنی ہی آبادیاں ہیں جنکو انکی غفلت و بد اعمالی کی پاداش میں ہم نے ہلاک کردیا ' پس اب وہ ایسی اجڑی پڑی ہیں کہ انکی دیواریں اپنی چھتوں پر گری پڑتی ہیں ' اسکے کنوئیں بیکار ہو رہے ہیں ' اور بڑی بڑی عمارتیں کے محل مکینوں سے خالی ہیں ! پھر کیا لوگ زمین پر چلتے پھرتے نہیں اور قوموں کے عروج و زوال کی نشانیوں کو دیکھتے نہیں ؟ اگر دیکھتے تو انکے دل سوچنے والے ہوتے اور کان سننے والے ' اور جب تباہی کا وقت قریب آجاتا ہے تو قوموں کی انکھیں اندھی نہیں ہو جاتیں ' بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں ' جو سینوں کے اندر چھپے ہوئے ہیں ! !

یا للعار ! !

اگر ہم کو مٹنا ہی ہے تو اسکا کوئی شکوہ نہیں - روم الکبرا اور بابل و نینوا کی عظیم الشان قومیں جہاں آباد تھیں ' وہاں آج خاک کے تودے اور ٹوٹی ہوئی دیواروں کے کھنڈر ہی سیاحوں کو بڑی جستجو سے ملتے ہیں - ہم نے تیرہ سو برس تک دنیا میں حکمرانی کی ہے ' اور مغرب و مشرق اگر ہمارے بعد ہمکو بھلانا نہ چاہے تو مدتوں ہمارے افسانۂ حیات و ممات کو دہرا سکتا ہے ' لیکن غم ہے تو اسکا ہے کہ موت دونوں کو آتی ہے - سپاہی کو میدان جنگ میں ' اور مجرم کو سولی کے تختے پر - پہلی وہ عزت کی موت ہے جس پر ذلت کی ہزاروں زندگیاں قربان ' اور دوسری وہ ذلت کی موت ہے ' جسکے بعد انسانی روح کیلئے اور کوئی ذلت نہیں - اگر یورپ نے ہم سے آخری انتقام لینے کا فیصلہ کرلیا ہے تو کاش ہمارے سینے پر گولی لگتی ' لیکن ہمارے گلے میں پھندا نہ ڈالا جاتا !

صلیب پرست قوم ' اسلام کو مصلوب کرنا چاہتی ہے

اللہ اللہ ! انقلاب و حوادث کی کیا نیرنگی ہے ! جس قوم کی ابتدا دنیا میں سولی کے تختے سے ہوئی ہے ' جسکی ہستی دنیا میں اس طرح شروع ہوئی ہے کہ بت پرست رومیوں کے حکم اور یہودیوں کی خواہش سے اسکے خدا کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا گیا تھا اور اسکے ہتیلیوں اور قدموں کو تختے سے لگاکر بڑی بڑی میخیں ٹھونکدی گئیں تھیں - اگرچہ وہ بزدلی کی شدت سے بہت چیختا رہا تھا کہ " خدایا موت کے پیالے کو میرے لبوں سے ہٹا لے " پر اسکو

(۱) قسم ہے مجاہدین کے ان گھوڑوں کی ' جو دشمنوں سے لڑنے کیلیے صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں - پھر اپنے گھوڑوں کو زور سے للکارتے اور دشمنوں پر حملہ کرتے ہیں ' اور پھر جب لڑائی سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ذکر الہی اور تلاوت قرآن میں مصروف ہو جاتے ہیں ...

قبضہ کرلی گئی - اجتماعی مفاسدات و امراض کے علاوہ سد باب اجتہاد اور اعتقاد تقلید سے تمام علوم عقلیہ و دینیہ کی ترقی رکگئی تھی اور علی الخصوص علوم دینیہ کی درس و تدریس میں وہ تمام نقائص' جنکو علامہ (ابن خلدون) نے اپنے زمانے میں محسوس کیا تھا' پیدا ہو چکے تھے' اور جو بالآخر بڑھتے بڑھتے آج اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ علوم قدیمہ کی تحصیل صرف متاخرین کی چند کتابوں اور حواشی و شروح کے پیچھے صرف دماغ کر دینے میں محدود ہوگئی ہے' اور علوم قرآن و حدیث کہ سرچشمۂ ارشاد و ہدایت اور منبع امر بالمعروف و نہی عن المنکر تھے' محض (تفسیر جلالین) اور (مشکواۃ) کے الفاظ سے مناسبت پیدا کر لینے کا نام رہگیا ہے -

اگرچہ یہ گذشتہ آٹھ صدیوں کا زمانہ اسلام کے اخلاقی و اجتماعی تنزل کا اصلی دور تھا' اور جن امراض کی ابتدا بنی امیہ و عباسیہ کے زمانے میں ہوئی تھی' وہ ان صدیوں سے گذر کرکے طاہر جسم پر بھی نمودار ہوگئے تھے' لیکن تاہم خدا کی سرزمین حق و صداقت کی آواز سے کبھی بھی خالی نہیں رہی ہے' اور اس دین قویم کی نصرت و تجدید کیلیے اسکا وعدہ ہے کہ وہ سخت سے سخت عہد طغیان و فساد میں بھی ایک جماعت صالحین امت کی ہمیشہ ایسی قائم رکھے گا' جنکے قلوب خود اسکی حفاظت اور پناہ میں ہونگے' اور ضلالت شیطانی کو ان پر کبھی دسترس حاصل نہوگا -

ان عبادی لیس لک علیھم سلطان' وکفی بربک وکیلا (۱۷ : ۶۷)

جو میرے سچے بندے ہیں' انپر شیطان کا قابو نہ چل سکے گا' اور اللہ اپنے بندوں کی کارسازی کیلئے بس کرتا ہے -

* * *

<u>فضیلت مخصوصۂ امت مرحومہ اور سلسلۂ دعوۃ حق کا قیام دائمی</u>

اگر گوش حق نیوش نار' اور دیدۂ اعتبار بینا ہو' تو فی الحقیقت اس دین قویم کے بقا و احیاء اور دعوت الی الحق والہدایہ کیلیے روز اول سے خدا تعالی کے کاروبار نصرت فرمائی عجیب و غریب رہے ہیں - امم قدیمہ کے حالات ہم پڑھتے ہیں تو کوئی ہدایت اور دعوت صداقت ایسی نہیں ملتی' جو اپنے داعی ربانی مذہب کی زندگی کے بعد ایک صدی تک بھی دنیا میں قائم رہسکی ہو - ان اقوام کی تاریخ سے قطع نظر کرنی پڑتی ہے جو اپنی گذشتہ تاریخ کیلئے کوئی بصیرت بخش روشنی نہیں رکھتے - لیکن دنیا کی جو بڑی بڑی قومیں اور مذاہب آج موجود ہیں' انکی قرون اولی کی تاریخ ہمارے سامنے ہے - حضرت موسی چالیس دن کیلیے وادی سینا کے پہاڑوں پر چلے گئے تھے' تا کہ وحی الہی سے تورات مقدس کو مرتب کریں' لیکن اتنے ہی دنوں کی غیبت میں تمام قوم کی قوم گوسالہ پرست ہوگئی تھی - اور انکی برسوں کی تعلیم و ہدایت پر ایک شعبدہ باز کے چند لمحوں کا کرشمہ غالب آگیا تھا :

فرجع موسی الی قومہ غضبان اسفا - قال یا قوم الم یعدکم ربکم وعدا حسنا' افطال علیکم العہد؟ ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم فاخلفتم موعدی ؟ (۲۰ : ۸۸)

حضرت موسی غصے اور تاسف کی حالت میں اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور کہا کہ اے لوگو ! کیا تمسے خدا تعالی نے تورات کے دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا ؟ کیا تمکو اس وعدے کی مدت بہت بڑی معلوم ہوئی کہ بت پرستی میں مبتلا ہوگئے ؟ یا پھر تم نے یہ چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہو اسلیے تم نے اس عہد ہدایت کو توڑ ڈالا جو تم نے مجھسے کیا تھا ؟ (۱)

حضرت مسیح علیہ السلام کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے تھے بلکہ محض شریعت موسوی کے ایک مصلح اور آخری مجدد تھے - تا ہم انکی دعوت کی تاریخ چند برسوں سے آگے نہیں بڑھتی' اور ہمیں خوف ہے کہ جو نادان اور ابلہ ماہی گیر انکے ساتھہ جمع ہوگئے تھے' ان میں سے سواے (یوحنا) کے کسی نے انکی تعلیم کو سمجھا بھی تھا یا نہیں ؟ انکے بعد چند برسوں کا زمانہ یہودیوں کے مظالم اور حواریوں کے تحمل و توکل کا ضرور سامنے آتا ہے جسمیں ایک مظلومانہ اخلاق کی کشش یقینا پائی جاتی ہے' لیکن اسکے بعد ہی ایک متعصب اور فلسفی یہودی (سینٹ پال) کی شرکت سے مسیحی تحریک کا خاتمہ ہو جاتا ہے' اور اسکی جگہ ایک نیا مذہب لے لیتا ہے جو رومی بت پرستی' افلاطونی الہیات' اور یہودیت کے چند مسخ شدہ رسوم کا مجموعہ تھا :

فاختلف الاحزاب من بینھم' فویل للذین کفروا من مشھد یوم عظیم (۱۹ : ۳۷)

پھر عیسائیوں میں بہت سے فرقے پیدا ہوگئے اور آپس کے اختلافات میں پڑگئے' پس افسوس ہے انکی کفر و ضلالت پر' اور انکو ایک بڑے دن میں اللہ کے آگے حاضر ہونا پڑے گا -

یہی حال تمام امم قدیمہ کا ہے - لیکن منجملہ اور آیات صداقت و اعلام حقانیت کے جنکے ذریعہ خدا تعالی نے اس دین قویم کی نصرت فرمائی ہے' ایک بہت بڑی الہی نشانی یہ تھی کہ اسکی دعوت و تبلیغ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور روز اول ہی کہدیا کہ :

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم' واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (۶۱ : ۸)

پیروان باطل چاہتے ہیں کہ حق و صداقت کا جو نور الہی روشن کیا گیا ہے' اسے اپنی مخالفت کی پھونک مارکر بجھادیں' مگر وہ یاد رکھیں کہ اللہ اپنے اس نور صداقت کی روشنی کو درجۂ کمال تک پہنچا کر چھوڑے گا اگرچہ باطل پرستوں کو برا لگے -

---

(۱) اس موقعہ پر ہمیں (نہج البلاغہ) کا ایک نہایت بلیغ قول یاد آگیا' اور اسکا کونسا بیان اعلی قرین بلاغت اور بہترین حکمت سے خالی ہے ؟ بعض احبار یہود نے ان اختلافات و نزاعات کو دیکھکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ میں پیدا ہوگئے تھے' حضرت امیر علیہ السلام سے اعتراضاً کہا کہ ما دفنتم نبیکم حتی اختلفتم فیہ (ابھی تم لوگ اپنے نبی کو دفن بھی نہیں کرچکے تھے کہ اسکی نسبت اختلافات میں پڑگئے !) اس اعتراض سے مقصود یہ تھا کہ قرآن کریم ہر جگہ یہودیوں کو انکے اختلاف اور تحریف و تبدیل شریعت کا الزام دیتا ہے' حالانکہ خود پیروان قرآن کا یہ حال ہے کہ آنحضرت کی وفات کے ساتھہ ہی اختلافات و نزاعات میں پڑگئے - لیکن حضرت امیر علیہ السلام نے کس قدر بلیغ و جامع اور پھر قاطع و فیصل کن جواب ارشاد فرمایا کہ انما اختلفنا عنہ' لا فیہ (یہ سچ ہے کہ ہم میں اختلافات پیدا ہوے' لیکن اپنے نبی کی نسبت نہیں' بلکہ ان چیزوں کی نسبت جو اس سے تعلق رکھتی ہیں) یعنے ہم میں اختلاف امم گذشتہ کی طرح خود داعی مذہب کے وجود' اسکے درجۂ رسالت' اسکی نبوت' اور نبوت کی صداقت کی نسبت نہیں پیدا ہوا' جسکی صحت و بقا پر دعوت دیانت کی حفاظت موقوف ہے' بلکہ ان چیزوں کی نسبت ہوا جو اس سے منسوب تھیں' یا پھر ان روایات کی نسبت ہوا' جو اسکی نسبت سے بیان کی جاتی تھیں - پھر آگے چلکر فرمایا

ولکنکم ما جفت ارجلکم من البحر' حتی قلتم لنبیکم : "اجعل لنا الھا کما لھم الھۃ فقال انکم قوم تجھلون" (نہج البلاغہ جلد دوم صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ مصر)

حضرت موسی نے جب تم کو فراعنۂ مصر کی غلامی سے نجات دلاکر انکے ملک سے نکالا' تو ابھی دریاے قلزم کی تری تمہارے پاؤں میں خشک بھی نہ ہوئی تھی کہ تم نے باطل پرستی شروع کردی اور ان سے فرمایش کی کہ "ہمارے لیے بھی ایک ویسا ہی بت بنادے' جسطرح کے بت ان بت پرستوں کے پاس ہیں۔

ر تو کچھہ بھی اثر نہیں ڈال سکتے جو نئے نئے زخم پیدا کر رہی ہے !
جوش و اضطراب بنیاد کار ہے ' لیکن پھر صرف آنسو بہا کر تو کسی
برچ نے ملک فتح نہیں کیا ہے ! یقین کیجیے کہ تمام مسیحی
یورپ اب اسلام کے فنا کردینے کیلیے آخری اتحاد کرچکا ہے اور
عرضداشتوں اور رزولیشنوں سے دنیا میں کبھی کام نہیں نکلے ہیں -

او لیں کار

پس اگر مسلمانان ہند اس وقت اپنی قوت سے کوئی نتیجہ خیز کام لینا چاہتے ہیں تو براے خدا حالت کی نزاکت کو محسوس کریں اور میدان کار میں چند قدم آگے بڑھائیں - اس سلسلے میں پہلا کام انکا یہ ہے کہ حتی الامکان تمام یورپین مال تجارت اور مصنوعات کو بائکاٹ کر دیں - درحقیقت موجودہ جنگ ابتدا سے یورپ کی درپردہ متفقہ جنگ تھی ' مگر اب بالکل ایک کھلا یورپین اقتصادی حملہ ہے ' جو اسلام کے مقابلے میں شروع کردیا گیا ہے ' اور تمام دول متفقہ طور پر ترکی کو ایڈریا نوپل حوالہ کردینے کیلیے مجبور کر رہی ہیں - پس اب باوجود اس حالت کے ' جو مسلمان یورپ کی تجارت اور مصنوعات کو خریدتا اور استعمال کرتا ہے ' وہ گویا دشمنان اسلام و توحید کی کھلی اعانت کرتا ہے - شریعت حقۂ اسلامیہ نے ہم کو تمام دنیا کے ساتھہ رحم و محبت اور مائدہ رسانی کی تعلیم دی ہے ' لیکن چونکہ حق و صداقت کی حفاظت تمام چیزوں سے مقدم اور سب سے بالا تر ہے ' اسلیے جب کوئی قوم اسلام کے خلاف اعلانیہ عداوت کرے ' تو پھر یہ قانون محبت ' قانون جنگ سے مبدل ہو جاتا ہے اور حق اور انسان میں مقابلہ پیدا ہو جاتا ہے - پھر جنکو اللہ کی محبت کا دعوا ہے ' ضرور ہے کہ وہ اللہ کی دوستی کو انسانوں کی دوستی پر ترجیح دیں اور اسکے دشمنوں سے تمام اپنے مالی و عملی تعلقات منقطع کر دیں - یہ کوئی ملکی اور سیاسی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک خالص دینی معاملہ ہے ' اور ہر مسلمان بشرطیکہ مسلمان ہو ' اسکی تعمیل پر مجبور ہے -

یہ مسئلہ پورے سات مہینے سے ہمارے سامنے تھا مگر ہم اسکے تمام پہلووں پر غور کر رہے تھے ' اسلیے اسکی نسبت اظہار خیال میں جلدی نہیں کی ' مگر اب جو کچھہ سوچنا تھا سوچ چکے ' اور سچ یہ ہے کہ سوچنے کا وقت ہی باقی نہیں رہا - اس وقت جذبات اور جوش کے اظہار کا عملی اور موثر ذریعہ یہی ہے جو مسلمانان ہند کے سامنے ہے ' اور ہم اسکی نسبت آیندہ نہ تفصیل عرض کرینگے : ھذہ تذکرۃ ' فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا -

(بقیۂ صفحۂ جنگ)

دول یورپ ایک دوسری متفقہ یاد داشت بھیجنا چاہتے تھے ' اور یورپ کے موجودہ سیاسی مصطلحات میں یاد داشت کے معنے ایک مل قاتلانہ حملے کے ہیں ' لیکن اس یاد داشت کا بھیجنا اسلیے ملتوی کردیا گیا ہے کہ جرمنی نے چند ترمیمات پیش کردی ہیں اور اسلیے اسکا صلح کانفرنس میں پیش ہونا ضروری ہے -

یہ استقامت جو ترکی کی طرف سے ظاہر ہو رہی ہے ' اس انقلاب داخلی اور ہیجان ملی کا نتیجہ ہے ' جو انجمن اتحاد و ترقی کی سعی ' انور پاشا کے شعلہ پھونکنے ' اور خود ناظم پاشا کے حرب عزۃ و الائتلاف سے بیزار ہو جانے کا نتیجہ ہے - ولایت کی پچھلی ڈاک میں اس تغیر حالت کی نسبت بعض اہم معلومات ملتے ہیں - ہم نے الہلال کی ۱۱ - دسمبر کی اشاعت میں (محمود شوکت پاشا) کی مصطربانہ جد و جہد کی خبر دیتے ہوے جن توقعات کا اظہار کیا تھا ' الحمد للہ کہ اسکی تصدیق کرتے ہیں -

۱۰ جنوری ۱۹۱۳

فاتحۂ جلد جدید

(۲)

الامر بالمعروف و النهی عن المنکر

زوال بغداد کے ساتھہ ہی عربی قوت کا ہمیشہ کیلیے خاتمہ ہوگیا ' اور ترکوں کا جو اقتدار ایک صدی سے نشو و نما پا رہا تھا ' وہ تمام عالم اسلامی پر چھا گیا - ترک ایک نو مسلم قوم تھی ' جو عربی زبان سے واقف نہ تھی اور نہ اسکو دین و مذہب کی کچھہ خبر تھی - اسلیے مجبوراً اسکو تمام علمی اور مذہبی معاملات میں علما سے مدد لینی پڑی اور اس طرح علم و مذہب پیشتر سے زیادہ حصول قوت و حکمرانی اور دولت و جاہ دنیوی کا ذریعہ بن گیا - یہ " امر بالمعروف " کی بقیہ زندگی کیلیے گویا ایک آخری پیغام موت تھا - کیونکہ اب علم و مذہب اعلاے حق و دمغ باطل کیلیے نہیں ' بلکہ حصول عز و جاہ اور حکومت و تسلط کیلیے حاصل کیا جانے لگا اور دنیا پرست بادشاہوں اور امیروں کے دربار کی پہلی صفوں میں علماء و فقہاء کی قطاریں نظر آنے لگیں - علم حق ایک نور الہی ہے ' جو اغراض نفسانیہ کی تاریکی کے ساتھہ جمع نہیں ہو سکتا - وہ حق و صداقت ہے مگر نفس کذب و باطل کی پرستش کرتا ہے - پس جن دلوں میں دنیوی لذائذ اور حکومت و امارت کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے وہ مجبور ہو جاتے ہیں کہ علم و حقانیت کو اُن نفوس خبیثہ کا تابع و محکوم کر دیں ' جنکے ہاتھہ میں دولت اور عز و جاہ دنیوی کی بخشش کی قوت ہے - حرص اور ہوس کا تسلط انکے دلوں سے خدا کی حکومت کے خوف کو زائل کر دیتا ہے ' اور اسکی جگہ دولت و امارت اور جماعت و عوام کی حکومت قائم کرا دیتا ہے - وہ حق کو دیکھتے ہیں کہ مظلوم ہے ' لیکن زبان نہیں کھولتے ' کیونکہ جانتے ہیں کہ حق کی نصرت انکے اغراض نفسانیہ کیلیے مضر ہے ' جو دل خدا سے نہیں ڈرتا ' پھر وہ دنیا کی ہر شے سے ڈرنے لگتا ہے - پس وہ اللہ کی حکومت سے آزاد ہو کے شیطان کے ہر ارادے سے اسکے مطیع اور فریب کے غلام ہو جاتے ہیں اور چونکہ امرا و رؤسا یا عوام و جہلا سے جلب نفع اور حصول زر کی خواہش اپنے اندر رکھتے ہیں ' اسلیے انکی قدرت سے ڈرتا ہوتا ہے کہ انکے خلاف لبوں کو حرکت دے سکیں - وہ حق اور راستی کو پہچانتے ہیں لیکن اسکی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ نہیں کر سکتے ' کیونکہ ڈرتے ہیں کہ پھر دولت و جاہ دنیوی سے ہاتھہ دھونا پڑیگا -

الذین آتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم و ان فریقا منھم لیکتمون الحق و ھم یعلمون (۲ : ۱۴۱)

پس فی الحقیقت تاریخ اسلام کی گذشتہ آخری صدیاں " الامر بالمعروف " کی تاریخ کا ایک عہد تاریک تھا ' جسمیں روز بروز پچھلی روشنی مفقود ہوتی گئی ' اور نئی تاریکی اسکی جگہہ

اور مفسدانہ اغراض کا کام کر رہے تھے - آخر میں (ملا مبارک) کے خاندان کے دخل سے حالت ضرور بدلی، مگر یہ تبدیلی بھی کچھہ مفید نہ تھی ' کیونکہ وہ خود پچھلے مرض کا ایک بے اعتدالانہ علاج بالمثل تھا ' لیکن عین اسی زمانے میں حضرت (شیخ احمد سرہندی) کا ظہور ہوتا ہے' جو ایک غیر معروف گوشے میں بیٹھکر لاکھوں دلوں کو اپنی صدائے رعد آسائے حق کا شیفتہ بنا لیتے ہیں اور احیائے شریعت و تجدید شعار اسلامی اور اعلان حق و امر بالمعروف کیلیے اپنے وجود کو یکسر وقف کر دیتے ہیں - پھر گیارھویں صدی کے اواخر اور بارھویں کے آغاز میں حضرت شاہ (ولی اللہ) اور انکے خاندان نے امر بالمعروف کی تاریخ میں جو خدمت انکو حدمات دینیہ انجام دی ہیں ' محتاج بیان نہیں - علی الخصوص (شاہ ولی اللہ) کا وجود قدسی ' جو فی الحقیقت اپنے اندر الہام ربانی و فیضان الہی اور فطرۃ کاملہ و اقتباس انوار نبوت کی ایک مستثنی مثال رکھتا تھا - اسی طرح گیارھویں صدی کے اواخر میں قاضی (شوکانی) کا یمن میں ظہور' اور احیاء سنت اور دفع بدعت کیلیے سعی مشکور' احادیث مذکورہ کی پیشین گوئی کیلیے ایک مثال صداقت ہے -

. اگر یہ باتفاقات عینی اور کاروبار الہی نہیں ہیں' تو پھر یہ کیا بات ہے کہ ہر زمانے میں کچھہ لوگ ایسے نظر آتے ہیں ' جو اپنے زمانے کی سوسائٹی میں پرورش پاتے ہیں ' اور بچپن سے لیکر عہد شعور تک انہی خیالات و اعتقادات اور رسم و رواج کو دیکھتے اور سنتے ہیں جنکی فضا انکی چاروں طرف محیط ہوتی ہے - کانوں میں انکے صدا آتی ہے تو باطل پرستی کی' اور آنکھیں دیکھتی ہیں تو ضلالت و فساد کو - لیکن پھر ایک غیبی ہاتھہ ہوتا ہے جو اسکا بازو تھام کر شاہراہ عام سے الگ ایک راہ پر لیجاتا ہے' اور منصب ہدایت الہی کی ایک معنوی قوت ہوتی ہے جسکا سرچشمہ انکے سینے کے اندر سے ابلنے لگتا ہے - وہ جب زبان کھولتے ہیں تو انکی آواز انکے زمانے کے عام اعتقادات و خیالات سے بالکل متضاد ہوتی ہے ' اور اپنے خاندانی' سوسائٹی ' تعلیم و تربیت ' اور ملکی رسم و رواج سے بالکل الگ ہوکر حق و صداقت کی طرف دنیا کو دعوت دیتی ہے - انسان اپنے تمام خیالات و معتقدات میں خارجی اثرات کا تابع ہے - وہ دنیا میں آتا ہے اور ایک خاص طرح کی تربیت اور سوسائٹی میں نشو و نما پاتا ہے - یہی تربیت اسکے تمام خیالات و معتقدات کی جڑ بن جاتی ہے' اور وہ جو کچھہ سمجھتا اور جانتا ہے' یکسر اسکے گرد و پیش کے اثرات کا عکس ہوتا ہے - پس وہ کونسی چیز ہے' جو ایک شخص پر اُن تمام اثرات کے خلاف جو اسکو چاروں طرف سے گھیرے ہوے رکھتے ہیں' بالکل ایک نئے خیال اور عقیدے کی راہ کھولدیتی ہے - اور وہ باوجود تمام ملک اور زمانے کو اپنا مخالف دیکھنے کے تن تنہا اٹھہ کھڑا ہوتا ہے کہ رسم و رواج ' معتقدات عام ' دولت و ثروت ' اور حکومت و سلطنت کے مقابلے میں حق کی تائید و نصرت کیلیے جہاد کرے ؟

یہ کیا نیرنگی ہے کہ آزر بت تراش کے گھر میں خلیل بت شکن پیدا ہوتا ہے اور پرستاران لات و منات کی سر زمین سے صداے توحید و حق پرستی بلند ہوتی ہے ؟

ان اللہ فالق الحب والنوی یخرج الحی من المیت و مخرج المیت من الحی' ذلکم اللہ فانی تؤفکون ؟ (۹۶)	بیشک خدا (ہی) ہے جو زمین کے اندر بیج اور دانے کو پھاڑکر اس سے ایک درخت قوی و بلند پیدا کر دیتا ہے - وہی زندے کو مردے سے نکالتا ہے ' اور مردے کو زندے سے پیدا کرتا ہے - یہی عجائب قدرت کے کرشمے دکھلانے والی ذات تمہاری مالک ہے پھر تم کدھر بہکے جاتے ہو ؟

درحقیقت یہ سلسلۂ ہدایت اور فطرۃ صحیحہ کے (روحانی ارتقاء) کا ایک سلسلہ ہے ' جس کا آخری درجہ مقام نبوت ہے ' مگر اُس کی ابتدا صالحاے امت کے مرتبے سے ہوتی ہے - وہ تمام نفوس قدسیہ جنکو خدا تعالی ہدایت و ارشاد عالم کیلیے چن لیتا ہے ' اگرچہ نبی نہیں ہوے ' مگر اس زنجیر کی ایک کڑی ہوے ہیں ' جسکی آخری کڑی مرتبۂ نبوت و رسالت ہے - اللہ تعالی انکے دلوں کو فیضان نبوت سے مستفید ہونے کیلیے کھول دیتا ہے ' اور جس طرح آفتاب کی روشنی تمام ستاروں کے اجسام کو روشن و منور کردیتی ہے ' بالکل اسی طرح انکے قلوب آفتاب نبوت کی ضیا بخشی سے انوار سے منور ہوکر چمک اٹھتے ہیں - اسی ارتقاے انسانیت کے وہ چار مراتب ہیں جنکو قرآن کریم نے بالترتیب اس آیت میں گنایا ہے ' اور و خدا تعالی کی تمام نعمتوں اور برکتوں کا مورد و مہبط قرار دیا ہے کہ :

الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین حسن اولائک رفیقا -

جو لوگ تمام شیطانی طاقتوں سے باغی ہوکر " مقام اطاعت خدا و رسول " کا درجہ حاصل کرلیتے ہیں' انکا شمار انہی چار جماعتوں کے متبعین میں ہوجاتا ہے ' اور وہ انکے رفیق اور ساتھی بن جاتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ وہ ان تمام الہی نعمتوں اور برکتوں کے بھی مستحق ہو جاتے ہیں ' جنکا خدا تعالی نے ان جماعت ہاے اربعہ کو مستحق قرار دیا ہے -

---

فہرست
زراعانۂ ہلال احمر

—*—

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ

(۹)

تفصیل چندہ ہلال احمر بہ سعی و بذریعہ جناب شاہ محمد عثمان صاحب و چودھری لطیف الحق صاحب ممبران جلسہ اتحادیہ موضع لکھاں ضلع مونگیر -

	روپیہ	آنہ	پائی
موضع لکھاں ضلع مونگیر	۱۵۱	۳	۶
موضع دلنا جورد	۱۰۹	۱۵	
موضع اپچند	۲۵	۱۰	۹
موضع نئی دلنا و دندولی	۵۶	۱۰	-
موضع سید پور	۲۰	۱۱	-
موضع ساد پور	۳	۵	-
موضع کنہری	۳	۲	-
موضع مسعود پور	۱۹	۱۵	۳
موضع بذری	۵	۵	-
موضع شاہا پور و کثرہا	۱۱	۲	۶
میزان -	۴۰۰	-	-
جناب عبد العزیز و محمد نور صاحبان - ملیپور پارک - کلکتہ	۱۳	۲	-
میاں بابا شرف و فضل خان زمیندار ضلع چکوال	۳۳	-	-
جناب محمد گل زمیندار	۳۳	-	-
میاں شمس الدین و محمد امین صاحب	۷۳	۵	-
بذریعہ مولوی حبیب النبی صاحب (کوایا) کلکتہ	۳۰	-	-
میزان	۵۶۲	۷	-
سابق -	۸۶۲۳	۱۱	
میزان کل	۹۲۱۶	۲	

[* تمام قسم کی دہلوی و ولایتی اشیاء کیلئے مرزا محمد عزیز بیگ کمیشن ایجنٹ و منیجر شفاخانۂ زمانہ - مراشفانہ دہلی سے خط و کتابت کریں -]

دوسری جگہ فرمایا

انا نحن نزلنا الذکر' وانا له لحافظون (۱۵ : ۹)

بیشک ہم ہی نے اس دین حق و صداقت کی دعوت دنیا میں بھیجی' اور ہم ہی ہیں جو ہمیشہ اسکے محافظ اور ناصر ہونگے -

اسی تائید الہی کا نتیجہ تھا کہ آنحضرت (صلعم) کی وفات کے دن ہی سے اختلافات کی بنیاد پڑگئی اور پھر شخصی حکومتوں کے قیام' ملکی اغراض اور سیاسی مطامع کے انتشار' عجمی اقوام اور عجمی تمدن و رسوم کے اتباع' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ضعف سے روز بروز فتنہ و فسادات میں ترقی ہوتی گئی - یہاں تک کہ زوال بغداد اور عربی حکومت کے خاتمے کے بعد فتنہ و فساد کا ایک ایسا بنیاد کن سیلاب اٹھا' جو بنی اسرائیل پر (بخت نصر) کے تسلط کی تباہی سے کسی طرح کم نہ تھا' لیکن پھر بھی اسلام کی دعوت کا تخم اپنے اندر ایک ایسی قوت نمو رکھتا تھا کہ پامال ہوتا تھا' اور پھر ابھرتا تھا - حوادث و مصائب کا ہاتھ جسقدر اسکی شاخوں اور پتوں کو کاٹتے تھے' اتنی ہی اسکی قوت نمو ابلتے ہوئے چشمے کی طرح اچھل اچھل کر بلند ہوتی تھی - فتنہ و فساد کی باد صرصر اگر اسکی شاخوں کو ہلا رہی تھی' تو اللہ کا دست محکم اسکی جڑکو مضبوط پکڑے ہوئے تھا - زمین کے اوپر اسکے پتے جھڑ جھڑ کر گر رہے تھے' لیکن زمین کے اندر اسکی جڑ کے ریشے مستحکم ہو رہے تھے - یہ سچ ہے کہ امم قدیمہ کی تمام تباہیاں اور گمراہیاں ایک ایک کرکے اس امت کو بھی پیش آئیں - کوئی گمراہی بنی اسرائیل اور مشرکین مکہ کی ایسی نہ تھی جس سے اشد گمراہیوں میں مسلمان مبتلا نہ ہوے ہوں' مگر دین آخری کے بقا اور قیام کا یہ معجزہ تھا کہ ان میں سے کوئی ضلالت بھی اصل سر چشمہ تعلیم کو مکدر نہ کر سکی' اور تحریف و نسخ اور حذف و اضافہ سے قرآن کریم ہمیشہ محفوظ رہا - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ نصرت فرماے حق کی تائید غیبی ہر سخت سے سخت دور فتن و طغیان میں ایک جماعت ایسی پیدا کرتی رہی جسکے قدم حق و حقیقت پر غیر متزلزل ہوے تھے' اور چاروں طرف کی پھیلی ہوئی ضلالت سے محفوظ رہکر باوجود قلت انصار و اعوان و عدم ساز و سامان دنیوی کے وہ جہاد امر بالمعروف و نہی المنکر میں کامیاب و فتحیاب ہوتی تھی' اور حق تعالے اسکے دل و دماغ کو اپنے دست قاہر و مقتدر میں لیکر' اپنے دین قویم کی حفاظت اور ہدایت امت مرحومہ کا ذریعہ بنا دیتا تھا - دنیا میں صداقت ہمیشہ رہی اور مختلف ناموں سے ہمیشہ آتی رہی' لیکن دین اسلام اسکا آخری ظہور تھا' اسلیے ضرور تھا کہ وہ کامل تر ظہور ہو' اور پھر اسطرح محکم اور نا ممکن التبدیل ہو' کہ دنیا کی شیطانی قوتیں اسپر کبھی بھی غلبہ نہ پاسکیں -

پس یہ ایک حقیقت تھی' جسکا اعلان پہلے ہی دن کر دیا گیا تھا - قرآن کریم کے علاوہ احادیث کا تفحص کیجیے' تو اس حقیقت کو جا بجا ایک پیشین گوئی کی صورت میں پائیگا

لا تزال من امتی طائفة ظاہرین علی الحق حتی یاتیہم امر اللہ وہم ظاہرون (متفق علیہ)

میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر ضلالت و باطل پرستی پر فتحیاب رہیگی - یہاں تک کہ قیامت ظاہر ہو -

اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے صحیح میں متعدد کی روایت سے درج کیا ہے' مگر یہی حدیث بہ تغیر الفاظ نہایت کثرت سے مختلف اسناد و روات کے ساتھ شہرت پا چکی ہے' اور متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہے - مسلم' ترمذی' اور ابن ماجہ میں بروایت ثوبان ہے :

لا یزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق لا یضرہم من خذلہم' حتی یاتی امر اللہ وہم کذلک

ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت رہیگی جو حق و صداقت کے اعلان میں فتحیاب ہوگی - باطل پرست اسکی مخالفت کرینگے مگر انکی ضرر رسانی سے خدا اسکو محفوظ رکھیگا -

ابن ماجہ اور نسائی کی بعض روایتوں میں قتال و جہاد کا بھی لفظ ہے' اور مسلم کی ایک حدیث میں جس کو عقبہ بن عامر نے روایت کیا ہے' " قاہرین لعدوہم' لا یضرہم من خالفہم " بھی آخر میں زیادہ ہے - یعنی وہ جماعت حق دشمنان صداقت کیلیے اپنے اندر ایک الہی قہر و غلبہ رکھیگی' اور جو لوگ اسکی مخالفت کرینگے' وہ اسے نقصان پہنچانے میں کامیاب نہو سکیں گے -

اسی طرح ایک دوسری مشہور حدیث میں جسکو ابو داؤد اور حاکم و بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے' ہم کو خبر دی گئی ہے کہ اس دین الہی کے احیاء و تجدید کیلیے ہمیشہ خدا تعالے مصلحان امت اور مجددان ملت کو بھیجتا رہیگا' اور وہ ہر صدی میں ظاہر ہوکر بدعات و محدثات کا استیصال کرینگے -

ان اللہ تعالی یبعث لہذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لہا دینہا

اللہ تعالی اس امت میں ہر صدی کے آغاز میں ایک مجدد پیدا کریگا' جو دین اسلام میں اپنے روح ہدایت سے ایک تازگی اور نئی زندگی پیدا کر دیگا -

کیا نہیں دیکھتے کہ یہی نصرت الہی اور تائید غیبی تھی' جس نے باوجود ہیجان طغیان' و استیلاء فساد' و شیوع فتن' و اختلال کار و بار ہدایت' ہر زمانے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی آواز کو جاری و قائم رکھا' اور فساد و ضلالت کی کوئی سخت سے سخت قوت ابلیسی بھی اس قوت الہیہ پر غالب نہ آسکی - علی الخصوص تاریخ اسلام کی وہ گذشتہ آخری صدیاں' جبکہ اسلام کے قدیمی مرکزوں کے اختلال' عربی حکومت کے خاتمے' امراء و سلاطین کے طامعانہ و عیش پرستانہ اغراض' علماے حق کی غربت و قلت' اور قتل و خون ریزی کی شدت و احاطہ نے تمام عالم اسلامی کی حالت موجودہ تنزل و انحطاط کے اسباب فراہم کر رہی تھی' اگر تاریخ پر نظر ڈالی جاے تو پھر بھی اسکے ہر دور میں چند نفوس قدسیہ ایسے ضرور ملتے ہیں' جنکے سینوں کو خدا نے نور ہدایت کیلیے کھولدیا تھا' اور انکے دلوں کو حق و صداقت کے جمال کا مسکن بنا دیا تھا - آٹھویں صدی ہجری میں جبکہ مسلمانوں میں علم و دین کے تنزل و انحطاط کا بیج بار آور ہوچکا تھا' علامۂ (ابن تیمیہ) کا پیدا ہونا' اور انکا علاوہ علوم و فنون میں درجہ رسوخ و اجتہاد پیدا کرنے کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی راہ میں ہرطرح کے شدائد و مصائب کا گوارہ کرنا' اور اپنے تلامذہ و متبعین کی ایک بہت بڑی جماعت پیدا کر دینا' جسمیں علامۂ (ابن قیم) جیسے اشخاص کا پیدا ہونا' کس قدر تعجب انگیز ہے ؟

لیکن اس تعجب انگیز ظہور کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنکو مسلمانوں کے اس ذہنی اور قلبی انحطاط کا صحیح اندازہ ہے' جو چھٹی صدی کے بعد تمام عالم اسلامی پر طاری ہوگیا تھا اور سد باب اجتہاد نے اذہان و عقول کی نرمی کو اسکے عین عروج و ارتقاء کے وقت ہلاک کر دیا تھا -

اگر صرف ہندوستان ہی میں دعوت حق کی تاریخ پر نظر رکھی جاے تو یہ آپکے لیے ایک قریب کی مثال ہوگی - تاریخ ہند میں (اکبر) کا عہد اس لحاظ سے خاص طور پر قابل ذکر ہے - سلاطین پرست اور متبعین ہواے نفس علما کی دربار پر حکومت تھی' اور دینداری اور تقدس کے پردے میں نفسانی تعصبات

عنوان کے ماتحت میں گو (دار الشجرہ)، (الجوسق) اور (حیر الوحش) کے علاوہ (الفردوس) اور (البرج) بھی داخل ہیں، مگر چونکہ مصنف نے ان دونوں قطعات کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھا، اسلیے ہم صرف تین مقدم الذکر مقامات کے حالات لکھتے ہیں -

دار الشجرہ

دار الخلافہ کے ایک قطعہ میں نہایت صاف پانی کا ایک وسیع و مستدیر حوض تھا - وسط حوض میں ایک نقرئی درخت تھا، جسکا وزن پانچ کرور درہم تھا، اس درخت کی ۱۸ شاخیں تھیں - بعض شاخیں نقرئی اور بعض پر طلائی ملمع تھا، یہ شاخیں بہت طویل تھیں - جب ہوا چلتی تھی، تو یہ شاخیں اصلی شاخوں کی طرح جھومتی تھیں - انکے پتے مختلف رنگ کے تھے، جو ہوا سے اصلی پتوں کی طرح ہلتے تھے، ان شاخوں پر ہر نوع کے نقرئی و طلائی طیور بٹھائے گئے تھے، جو نہایت شیرینی کے ساتھ نغمہ سنجیاں کرتے تھے، حوض کے داھنے و بائیں جانب اسپ سواروں کے ۱۵ سنگی بت تھے، سواروں کی پوشاکیں دیبا و حریر وغیرہ گراں بہا کپڑوں کی تھیں، ہر سوار کے ہاتھ میں ایک ایک نیزہ تھا، یہ تمام سوار اسطرح متحرک تھے کہ معلوم ہوتا تھا گویا انمیں سے ہر ایک سوار دوسرے پر حملہ کرنا چاہتا ہے -

یہ مکان دار الشجرہ کہلاتا تھا، اور عجائب و غرائب مشغلوں اور علم منجنیق کے رموز و اسرار سے ایک حیرت انگیز طلسم تھا -

الجوسق

یہ ایک محل کا نام ہے، جو چند باغوں کے درمیان میں بنایا گیا تھا - وسط محل میں رانگے کا ایک حوض تھا - یہ حوض ایک جانب سے تیس ہاتھ اور دوسری جانب سے بیس ہاتھ لمبا تھا - اسکے گرد رانگے کی ایک نہر بہتی تھی، جو صفائی اور سفیدی میں جلا کی ہوئی چاندی سے بھی زیادہ درخشاں و خوشنما معلوم ہوتی تھی - حوض میں چار طیارات تھیں (طیارہ ایک خاص قسم کی کشتی کو کہتے تھے) ان کشتیوں کی نشستگاہیں طلائی تھیں، جن پر زرچوبی اور حاشیہ دار دبیقی کپڑا منڈھا ہوا تھا، اور ان پر زرچوبی پارچہ دبیقی کی چادریں پڑی رہتی تھیں

حوض کے گرد ایک وسیع باغ تھا، جسمیں ایک روایت کے موجب ۴ سو کھجور کے درخت تھے - ہر درخت پچاس ہاتھ لمبا تھا، ان درختوں کے تنوں پر منقش ساگوں کے پترے ہر چہار طرف سے جڑے ہوئے تھے، اور انکے تلے طلائی ملمع کار حلقوں سے آراستہ کیے گئے تھے - باغ کے کناروں پر ترنج، دستنبو، و معمع وغیرہ درختوں کی قطاریں باغ رضواں کا دھوکا دیتی تھیں -

حیر الوحش

"حیر" کے معنی باغ کے ہیں، اور وحش سے مقصود حیوانات ہیں - یہ قطعہ در اصل آجکل کی اصطلاح کے مطابق باغ حیوانات تھا - اسمیں مختلف قسم کے جنگلی جانور رکھے گئے تھے، اور وہ اس قدر انسانوں سے مانوس ہوگئے تھے کہ آدمیوں کے پاس آکے انکے جسم سونگھاتے تھے (جیساکہ پالو جانور اکثر کرتے ہیں)، اور انکے ہاتھ سے چیزیں لیکے کھاتے تھے -

شاہ روم کا سفیر اور آرائش قصر

سنہ ۳۰۵ میں شاہ روم نے (مقتدر باللہ) کے پاس اپنا سفیر بھیجا - یہ سفیر جب (تکریت) پہنچا، تو (مقتدر) نے حکم دیا کہ دو ماہ تک اسکو (تکریت) میں رکھا جائے - وہاں سے جب (بغداد) آیا، تو (دار صاعد) میں اتارا گیا - یہاں سفیر نے دو ماہ تک انتظار کیا، مگر بارگاہ خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں ملی - اس عرصہ میں قصر کی آرایش نہایت اہتمام کے ساتھ گراں بہا و خوشنما آلات، فروش، اور پردوں سے کی گئی - پارچہاے انطاکی، دبیقی و طبری کے ۱۲ ہزار فرش بچھائے گئے - ۳۸ ہزار پردے پارچہاے ارمنی، واسطی، بہنسی، دبیقی مطرز کے لٹکائے گئے - ان ۳۸ ہزار پردوں میں سے ۱۲ ہزار پردے پارچہ دبیقی کے تھے، جن پر گھوڑے، ہاتھی، اونٹ، اور دیگر جانوروں کی تصویریں منقش تھیں -

سفیر کی فرود گاہ (دار صاعد) سے لیکے دار الخلافہ کے پھاٹک تک ایک لاکھ ساٹھ ہزار سوار اور پیادوں کی دورویہ صفیں کھڑی کی گئی تھیں - سواروں کی پوشاکیں نہایت قیمتی، گھوڑے نہایت عمدہ، زینیں نقرئی و طلائی تھیں - سواروں کے ہمراہ کوتل گھوڑے بھی تھے -

بازار شرقی کی تمام دوکانیں، کوٹھے، حتی کہ چھتیں اور چھجے تک تماشائیوں نے بہت زیادہ کرایہ پر لے لیے تھے -

بازار مذکور کے یمین و یسار کے مکانات اور خود بازار تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا -

اصناف کشتی میں سے شذاوات، طیارات، زلا زلات، اور سمیریات دجلہ میں باہمہ آرائش و سامان کھڑی تھیں - دار الخلافہ کے پھاٹک سے لیکے پیشگاہ خلافت تک مصری غلام اور داری و نقرائی خدام لباس فاخرہ پہنے، زریں پٹکے باندھے، اور ہاتھوں میں ننگی تلواریں لیے سرو قد کھڑے کیے گئے تھے -

تمام حاجب و دیگر خدام اپنے اپنے منصب کے موافق گذرگاہوں اور نشست گاہوں میں حاضر تھے -

آرائش کے بہمہ وجوہ مکمل ہونے کے بعد سفیر کو حاضر ہونے کی اجازت دی گئی

سفیر اپنی فرودگاہ (دار صاعد) سے مع اپنے تمام جلوس کے دو رویہ صفوں سے ہوتا ہوا دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوا - راہ میں نصر قشوری الحاجب کا مکان ملا، جو خلیفہ کی ڈیوڑھی کا دربان تھا - لیکن مکان کی آراستگی اور اشخاص کی صف بستگی کو دیکھکے وہ سمجھا کہ شاید دار الخلافہ یہی ہے - منظر مکان کی عظمت اور جلال دار الخلافہ کی ہیبت اس پر چھاگئی، اور وہ مرعوب ہوکر رک گیا، لیکن پھر اسکو بتا دیا گیا کہ یہ دار الخلافہ نہیں ہے، بلکہ دار الحاجب ہے - سفیر آگے بڑھا - تھوڑی دور کے بعد وزیر السلطنت کا مکان ملا - یہ مکان (ابو الحسن علی بن محمد الفرات) کی صرف مردانہ نشست گاہ تھی - یہاں جب سفیر نے حاجب کے مکان سے زیادہ شکوہ و احتشام دیکھا، تو اسکو یقین ہوگیا کہ یہی دار الخلافہ ہے - مگر یہاں بھی اسے بتایا گیا کہ یہ دار الخلافہ نہیں، بلکہ دار الوزیر ہے -

(دجلہ) اور باغ کے بیچ میں ایک نشستگاہ تھی، جو عمدہ عمدہ پردوں اور چیدہ چیدہ فرشوں سے آراستہ تھی - چند دست (تخت یا اسکے مانند کوئی شے) نصب تھے، جنکے ہر چہار طرف غلام عصا اور تلواریں لیے کھڑے تھے - سفیر اس نشستگاہ میں گیا، اسکے بعد تمام قصر کی سیر کرائی گئی، پھر پیشگاہ خلافت میں باریاب ہونے کیلئے حاضر ہوا -

یہ تفصیل ایک روایت کے مطابق ہے - دوسری روایت سے، جو اس روایت سے طویل، مفصل، اور کسیقدر مختلف ہے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ سفیر جب دار الخلافہ تک پہنچ گیا تو ایک تہ خانہ میں داخل کیا گیا، جہاں سے وہ بارگاہ خلافت میں حاضر کیا گیا - سفیر نے شاہ روم کا پیغام عرض کیا، اور اسکے بعد

مقالات

تاریخ عمران عربی کا ایک صفحہ

— * —

دار الخلافہ یا قصر حسنی

موجودہ دور میں، جبکہ جو کچھہ ہمارے پاس باقی رہگیا ہے، آج بھی کھو رہے ہیں، کیا بہتر ہوگا کہ جو کچھہ ہمیں حاصل تھا، ایک مرتبہ اسکی یاد پھر تازہ کرلیں؟

گاہ گاہ بازخواں این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

ابوبکر خطیب بغدادی (المتوفی سنہ ۴۶۳ ہجری) نے ایک نہایت ضخیم و بسیط تاریخ بغداد لکھی ہے، جو "تاریخ مدینۃ السلام" کے نام سے مشہور ہے - یہ مسلم ہے کہ اس سے بہتر اور جامع تاریخ بغداد اسکے بعد کوئی نہیں لکھی گئی، اور اگرچہ مصنف نے صحیح مطالب کو جا بجا اس کثرت سے درج کیا ہے اور حدیث و فقہ کے مباحث میں اس قدر دلچسپی لی ہے کہ موضوع کتاب کو اس سے سخت نقصان پہنچا ہے، تاہم وہ تمام صحیح مطالب بھی بقدر ضروری اور کارآمد ہیں کہ انکے لیے بھی مصنف کا شکر گذار ہونا پڑتا ہے -

اس نادر کتاب کا سب سے زیادہ صحیح اور قدیم نسخہ قسطنطنیہ کے کتب خانہ (مصطفی پاشا کو پریلی) میں محفوظ ہے، دوسرا کامل نسخہ مکہ معظمہ کے قبۂ محمودیہ کے کتب خانے میں، اور تیسرا لندن کے برٹش میوزیم میں - اسی آخری نسخہ کے ایک ٹکڑے کی نقل ہے، جس کو سنہ ۱۹۰۴ میں پروفیسر جی - سلیمان - (G Salmon) نے تصحیح و تہذیب و جمع اختلاف نسخ کے بعد شائع کیا ہے -

الہلال پریس "احیاء آثار و علوم عربیہ" کے سلسلے میں جن قدیم کتابوں کی اشاعت کا انتظام کر رہا ہے، ان میں ایک یہ تاریخ "مدینۃ السلام" بھی ہے -

اس تاریخ کے مطالعہ سے بغداد کے شش صد سالہ تمدن کے عجیب و غریب مناظر سامنے آجاتے ہیں، اور صدہا اسطرح کے تاریخی واقعات ہیں، جنکا نام و متداول تاریخوں میں نام و نشان تک نہیں ملتا -

(المقتدر باللہ عباسی) کے زمانے میں قیصر روم نے بعض معاملات کے انجام دینے کیلیے ایک سفیر بھیجا تھا، جو کئی ہفتے تک بغداد میں مقیم رہا، اور دار الخلافہ کے عجائب و نوادر کی سیر کرتا رہا - اس زمانے میں خلیفہ المقتدر کا قیام ایک خاص عمارت میں تھا، جسکا نام "القصر الحسنی" تھا، اور اسی قصر میں سفیر روم باریاب حضور خلافت ہوا تھا - "تاریخ مدینۃ السلام" میں، اس قصر کے ساز و سامان اور سفیر روم کی آمد کے نہایت دلچسپ حالات لکھے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اسکے ایک مختصر ٹکڑے کا ترجمہ آج کی اشاعت میں درج کردیں -

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں میں "فن روایت" صرف "حدیث" کیلیے مخصوص نہ تھا، بلکہ قدمائے مورخین واقعات تاریخی کو بھی سلسلۂ روایت جمع کرتے تھے، اور یہ منجملہ ان مسائل مخصوصہ کے ہے جس کو تاریخ اسلام تمام دنیا کے تاریخی ذخیرے کے سامنے پیش کرسکتی ہے - تاریخ بغداد میں بھی تمام واقعات بقید روایت لکھے گئے ہیں اور ہر واقعہ کے درج کرنے سے پہلے راویوں کے نام سلسلۂ روایت درج کردیے ہیں - چونکہ انکے نقل کرنے میں تطویل لاحاصل، اور ترتیب واقعات میں انقطاع و خلل کا خوف تھا، اسلیے ترجمہ میں راویوں کے نام نکالدیے ہیں، اور واقعات کو بھی روایات کی ترتیب کی جگہہ واقعات کی ترتیب سے نقل کیا ہے - (اڈیٹر)

وجہ تسمیہ

خاندان برامکہ کے ایک ممتاز اور عالی مرتبہ ممبر (حسن بن سہل) نے نہر (معلی) کے نیچے ساحل دجلہ پر ایک قصر عالیشان تعمیر کرایا تھا - یہ قصر اپنے بانی کے نام سے مشہور تھا، حسن کی وفات کے بعد اسکی بیٹی (بوران) (۱) کے قبضہ میں آیا - خاندان عباسیہ کا سولھواں فرمانروا (معتضد باللہ) جب تخت نشین ہوا، تو اپنے قیامگاہ کے لیے اسکی نظر انتخاب اس محل پر پڑی، چنانچہ اس نے (بوران بنت حسن) سے اسکے تخلیہ کی فرمایش کی - بوران نے چند روز کی مہلت مانگی جو اسکو ملگئی -

حصول مہلت کے بعد بوران نے عمارت کی درستگی و آراستگی کی طرف توجہ کی - اولاً شکستہ مقامات کی مرمت اور گچکاری کروائی، اسکے بعد سفیدی پھروائی - اصل عمارت کی درستگی کے بعد اسکی آراستگی شروع کی، زمین پر نہایت نفیس اور خوشنما فرش بچھوائے، دروازوں پر نہایت پرتکلف و گراں قیمت پردے لٹکائے گئے -

آراستگی سے فراغت کے بعد محل کے گوداموں میں وہ تمام اشیا مہیا کی گئیں، جن کی شاہانہ زندگی میں ضرورت ہوتی ہے -

جب اس عمارت کو ہمہ وجوہ شاہی قیام کے قابل بنا دیا، تو (معتضد باللہ) کو اطلاع دی اور (معتضد) نے محل کو ہمہ وجوہ آراستہ و مکمل دیکھکر نہایت پسندیدگی ظاہر کی -

یہاں تک جو کچھہ لکھا گیا ہے اسکا ماخذ (ہلال بن المحسن) کی روایت ہے، مگر اس روایت کا آخری جزء یعنی بوران سے (معتضد) کی تخلیہ محل کی فرمایش اور (بوران) کا (معتضد) کو حوالہ کرنا قابل تسلیم نہیں - اسلیے کہ (بوران) کا سنہ وفات ۲۷۱ ہجری ہے، اور (معتضد) سنہ ۲۷۹ھ میں تخت نشین ہوا ہے -

معتضد سے پہلے معتمد باللہ سنہ ۲۵۶ھ میں تخت نشین ہوا تھا، بوران اسوقت زندہ تھی، اسلئے عجب نہیں کہ (بوران) نے (معتمد) کو یہ قصر دیا ہو، اور رواۃ نے غلطی سے (معتمد) کے بدلے (معتضد) بنا دیا ہو، بہر نوع اسقدر ضرور صحیح واقعہ ہے کہ یہ قصر در اصل (حسن بن سہل) برمکی کا تھا - اسکی وفات کے بعد (بوران) کے پاس رہا، اور (بوران) سے خلفاء بنی عباس کے پاس آیا -

تعمیرات جدیدہ

(معتضد) نے اس قصر کے گرد و پیش کے قطعات بھی اسمیں شامل کر لیے، اور ایک دیوار اٹھوادی، جس سے نہ صرف یہ تمام قطعات ایک عمارت کے اجزاء معلوم ہونے لگے، بلکہ نہایت مستحکم اور محفوظ ہوگئے - (معتضد) کے جانشین (مکتفی باللہ) نے جو سنہ ۲۸۹ھ میں تخت نشین ہوا تھا (دجلہ) پر ایک تاج بنوایا جسکے پیچھے چند نہایت بلند و وسیع قبے اور ایوان بھی تعمیر کرائے تھے (مکتفی) کے بعد (مقتدر) سنہ ۲۹۵ھ میں تخت نشین ہوا، مقتدر نے تعمیرات کے ناتمام حصوں کی تکمیل مزید کی، اور بعض نئی عمارتیں بھی از سر نو بنوائیں -

اس تمام اضافہ و توسیع کے بعد دار الخلافہ کا طول و عرض کیا تھا؟ اسکا جواب (عضد الدولہ) کے خزانچی (ابو نصر خوشادہ) کی زبان سے یہ ہے کہ "میں دار الخلافہ کے آباد و ویران حصے اور حریم و غیر حریم میں پھرا - میرے اندازے میں دار الخلافہ شہر (شیراز) کے برابر ہے"

دار الخلافۃ کے بعض قابل ذکر قطعات

دار الخلافۃ نہ صرف اپنی وسعت و بلندی کے لحاظ سے تعجب انگیز و حیرت آفریں تھا، بلکہ اسکے بعض قطعات بھی اس زمانہ کی اعجوبہ طرازی و نادرہ کاری کے بہترین نمونے تھے - اس

(۱) یہ بوران حسن بن سہل کی وہی لڑکی ہے جس سے مامون الرشید نے عقد کیا تھا، اور جسکی نسبت ایک طول طویل حکایت عقد الفرید میں بیان کی گئی ہے - علامہ ابن خلدون نے مقدمۂ تاریخ میں اس حکایت کا مضحکہ اڑایا ہے - (اڈیٹر)

الہلال روزانہ

— * —

متعنا اللہ بطول بقائکم

بجناب مولانا المحترم ذو المجد و الکرم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - اخبار الہلال کی روزانہ اشاعت کے باب میں ابو الاعجاز صاحب عرشی کی اس تحریر سے ہمیں کسیقدر اختلاف ہے کہ " الہلال ہفتہ وار روزانہ کر دیا جائے اور بجائے ہفتہ وار کے ضروری و معنوی خصوصیات کے ساتھہ چار پانچ جزو کی ضخامت میں رسالہ البیان ماہوار شائع کیا جائے " ہفتہ وار الہلال جس آب و تاب اور حسن خوبیوں کی بدولت اپنے ہمعصر اخبارات میں درجہ اختصاص حاصل کئے ہوے ہے ' وہ محض آپ کی محنت شاقہ اور جگر کاوی کا نتیجہ ہے ایک ہفتہ کی لگاتار محنت کے بعد اخبار الہلال پبلک کی مشتاق

الہلال کے روزانہ اشاعت سے مقصود محاربۂ روم و بلقان کی تازہ خبریں ناظرین کے سامنے پیش کرنا ' اور حتی الوسع صحیح خبروں سے ناظرین کو آگاہ کرنا ہے تا کہ غلط اور غیر صحیح خبروں سے ناظرین مو بعل در آتش رہنے کا موقع نرہے لیکن دیگر اخبارات ان فرائض کے ادا کرنے سے غافل نہیں ہیں پھر جس امرکی نسبت اور اخبارات سرگرم و ساعی ہیں انکو انھی کیلیے چھوڑ دینا بہتر ہے - ترقی و بیداری کی روح پھونکنے کا مہتم بالشان ذمہ آپ نے اپنے سر لیا ہے اور اس عظیم الشان ذمہ داری کو عرصہ قلیل میں جس خوش اسلوبی و کامیابی کے ساتھہ آپ نے انجام دیا ہے اوسکا ایک زمانہ مداح و معترف ہے پس آپکے لیے اصلی میدان کار یہی ہے - بعض حالات متذکرہ ہم مناسب نہیں جانتے کہ الہلال کی روزانہ اشاعت سے اوسکی قدردانی میں کمی پیدا ہو لہذا ہفتہ وار الہلال بدستور جاری

فکاہات

یونیورسٹی ڈیپوٹیشن

— * —

تھی سفارت کی جو تحریر بظاہر موزوں * اہل مجلس بھی بظاہر نظر آئے تھے خموش
دفعۃً دائرۂ صدر سے اُٹھا اک شخص * جسکی آزادئی تقریر تھی غارتگر ہوش
اسنے اس زور سے تحریر کی رد و قدح * چونک اوٹھے وہ بھی جو بیٹھے ہوے تھے پنبہ بگوش
اہل مجلس نے جو بدلا ہوا دیکھا انداز * ڈر ہوا یہ کہ کہیں اور نہ بڑھ جائے یہ جوش
صدر محفل نے بلا کر اسے آہستہ کہا * کہ " تو ہم شامل وفدستی و اس مایہ مغوش"
بادۂ جام سفارت مئی مرد افگن تھا * ایک ہی جرعہ میں وہ شیر جری تھا مدہوش
اب نہ وہ طور سخن تھا ' نہ وہ آزادی راے * نہ وہ ہنگامہ طرازی تھی نہ وہ جوش و خروش
جسکی تقریر سے گونج اُٹھا تھا اجلاس کا ہال * اب وہ اک پیکر تصویر تھا بالکل خاموش
سخت حیرت تھی ' کہ اک ذرۂ خاکستر تھا * وہ شرارہ ' جو ابھی برق سے تھا دوش بدوش
دیکھتے ہیں تو حرارت کا کہیں نام نہیں * ہو گیا شعلۂ سوزندہ بھڑک کر خس پوش
اہل ثروت سے یہ کہدو کہ مبارک ہو تمھیں * للہ الحمد ابھی ملک میں ہیں راے فروش

(کشاف)

نظروں اور قدردان ہاتھوں میں دکھائی دیتا ہے اور پھر جس جوش و خروش کے ساتھہ اوسکا خیرمقدم کیا جاتا ہے وہ محتاج بیان نہیں تاہم آپ کو ہمیشہ عدیم الفرصتی کا عذر رہا - اگر الہلال روزانہ شائع ہوا کریگا تو عدیم الفرصتی اور عجلت میں ان ساری خوبیوں کے یکقلم موقوف ہوجانیکا اندیشہ ہے جنکی پبلک قدردان ہے مجبوراً صفحات الہلال کے پر کرنے کیلیے انگریزی عربی اخبارات کے اقتباسات اور بسا اوقات پوری پوری عبارات کی نقل کرنی پڑیگی جس سے پبلک کی گرویدگی اور اخبار بینی کے مذاق میں جو جدا جدا کرکے اب پیدا ہوچلا ہے یک گونہ بدمزگی پیدا ہوجائیگی اور ممکن ہے کہ الہلال اسوقت جن خوبیوں سے فلک عز و افتخار پر چمک رہا ہے روزانہ اشاعت سے اوسکی ضیاء ماند پڑجائے اور پھر کثرت کار کی تکان آپکی صحت پر مضر اثر ڈالے -

و شائع ہوتا رہے البتہ ماہوار البیان شائع کرنا مناسب حال سمجھا جائے تو ہمیں اسمیں عذر نہیں - اظہار راے میں کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو تو معاف فرمائیگا -

محمد احمد اللہ (حیدر اباد)

عرضداشت

— * —

مسلمانوں اور سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے تعلقات کی تفصیل چنداں ضروری نہیں - صرف اتنا کہدینا کافی ہے کہ وہ خادم حرمین شریفین ہیں اور ہم لوگ اونکو اپنا خلیفہ سمجھتے ہیں - برسوں سے جو مظالم دول یورپ سلطنت عثمانیہ پر کررہے ہیں' اوس سے ہم بے خبر نہیں- ان مظالم کا سلسلہ موقوف اسوقت تک

اسکو تمام قصر کی سیر کرائی گئی - سیر قصر کی کیفیت کے متعلق چند روایتوں کے جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت سفیر داخل ہوا ہے، قصر میں فوج کا ایک سپاہی بھی نہ تھا - صرف حجّاب اور مختلف النسل خدام تھے جن کی تفصیل یہ ہے

خدام سفید	۴ ہزار	حجاب	۷ سو
خدام سیاہ	۳ ہزار	حبشی غلام	۴ ہزار

یہ تمام اشخاص چھتوں پر کھڑے کیے گئے تھے - سفیر عام پھاٹک سے داخل ہو کے (خان خیل) کی طرف چلا - (خان خیل) ایک بہت بڑا مکان تھا، جسمیں بکثرت رواق اور سنگ مرمر کے ستون تھے - داہنے جانب پانچ سو گھوڑے کھڑے تھے، جن پر پانچ سو طلائی و نقرئی زینیں کسی ہوئی تھیں، اسی طرح بائیں جانب پانچ سو گھوڑے کھڑے تھے، جن پر دیبا کی جھولیں اور لمبے لمبے برقعے پڑے ہوئے تھے، اور ان تمام گھوڑوں کی باگیں لباس فاخرہ پہنے ہوئے سائیسوں کے ہاتھوں میں تھیں -

یہاں سے درمیان کی دہلیزوں اور گزرگاہوں سے ہوتے ہوئے سفیر کو (حیر الوحش) میں لیگئے - (حیر الوحش) سے اسکو ایک اور مکان میں لیگئے، جہاں چار ہاتھی کھڑے تھے، یہ ہاتھی دیبا کی جھولوں اور گلکاری سے آراستہ کیے گئے تھے - سفیر ان مقامات کو نہایت متحیر ہو ہو کے دیکھتا تھا، اور ادنے ادنے باتوں کو متعجبانہ پوچھتا تھا - اس مکان سے اسکو ایک اور مکان میں لیگئے جہاں ایک سو شیر تھے، ۵۰ داہنے جانب، اور ۵۰ بائیں جانب - ان شیروں میں سے ہر شیر کا ہاتھ چند اور شیروں کے ہاتھ میں تھا، اور شیروں کی گردنوں میں زنجیریں اور طوق پڑے تھے - اس مکان سے اسکو (الجوسق) میں لیگئے - (الجوسق) سے دار (الشجرہ) میں - (دارالشجرہ) سے (الفردوس) میں لیگیے، جو بیشمار آلات و فروش سے آراستہ تھا -

(الفردوس) کی دہلیز میں دس ہزار طلا کار درعیں آویزاں تھیں - یہاں سے اسکو ایک ایسے راستہ میں لیگئے جو ۳ سو ہاتھ لمبا تھا اور اس کے ہر دو جانب دس ہزار درقہ، خود، بیضہ، زردیہ، مرصع ترکش، اور کمانیں آویزاں تھیں، اور ایک ہزار گورے اور حبشی غلام چپ و راست کھڑے تھے - ۲۳ محلوں کی سیر کرنے کے بعد سفیر کو (صحن التسعینی) میں لیگئے - (صحن التسعینی) میں حجری غلام لباس فاخرہ پہنے اور پورے طور پر مسلح کھڑے تھے، اور انکے اسلحہ میں برچھے، تبر، عصا، اور تلواریں تھیں - سفیر کو مع اپنے جلوس کے صحن التسعینی سے (دارالسلام) میں لیگئے، جہاں کثرت سے سقے غلام دوڑ دوڑ کے برف کا پانی اور شربت وغیرہ لوگوں کو پلا رہے تھے -

اس سیر کی طول مسافت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے، کہ یہ لوگ سات مقام پر اس عرصہ میں استراحت کی غرض سے بیٹھے اور اتنے ہی بار پانی پیا - ابو عمر عدی الطرطوشی صاحب السلطان اور رئیس بلاد شام یک سیاہ عبا پہنے اور سیف و منطقہ زیب کمر کیے، تمام سیر میں انکے ہمراہ تھے -

پیشگاہ خلافت

جب سفیر روم قصر خلافت کی سیر کر چکا، تو حریم خلافت سے طلبی کا پیغام پہنچا -

(خلیفہ المقتدر باللہ) کے دیوان خاص کی عمارت (قصر حسنی) کا وہ ٹکڑا تھا، جو عین دجلہ کے کنارے واقع تھا اور (التاج) کے نام سے مشہور تھا - سفیر جب باریاب حضوری ہوا تو اس نے دیکھا کہ آبنوس کے ایک تخت پر خلیفۂ عباسی متمکن ہے، اور دبیق کا ایک زرافشاں حلّہ پہنے ہوئے ہے، جسپر طلائی بیل بوٹوں کے بنانے میں صناع نے حیرت انگیز انسانی کمال ظاہر کیا ہے - تخت بھی دبیقی مطرز و منقش فرش سے مفروش ہے، اور اسکے سرے کے دونوں جانب لعل و زمرد کے دو بڑے بڑے ہار آویزاں ہیں، جنکی چمک اور درخشانی سے تمام گرد و پیش منور ہو رہا ہے -

خلیفہ کے سامنے اسکے پانچ شاہزادے بیٹھے تھے، تین داہنی جانب اور دو بائیں طرف -

سفیر روم کے ساتھ (نصر القشوری) بہ حیثیت مترجم کے موجود تھے - سفیر جب تخت کے قریب پہنچا تو اس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور تعظیم کے اظہار کیلیے سر جھکا دیا - پھر مترجم سے کہا کہ "اگر تمہارے یہاں سجدہ کرنا ممنوع نہوتا تو میں سجدہ کرتا، لیکن میں اس طریق سے کورنش بجالایا ہوں جو ہمارے یہاں کے آداب و رسوم کا شعار ہے"

اسکے بعد خلیفہ کی طرف سے قیصر روم کے خط کا جواب دیا گیا، جسکو سفیر نے لیکر چوما، آنکھوں سے لگایا، اور (باب دجلہ) کے طرف سے اپنی فرودگاہ کی طرف روانہ ہو گیا -

خلیفہ کی طرف سے سفیر روم کیلئے پچاس کشتیں عطایات شاہانہ کی پیشتر سے پہنچ چکی تھیں - اسکا اندازہ مشکل ہے کہ ان میں سے ہر کشتی کے اندر دنیا کی کس قدر دولت موجود تھی؟ اور جس خزانے سے آئی تھی، اسکے اندر زر و جواہر کے کیسے عظیم الشان سمندر بند تھے؟ یہ واقعہ سنہ ۳۰۵ ہجری کا ہے -

---

شؤون عثمانیہ

صدورھم اکبر قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون | ہیں وہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہیں - ہم نے تمکو یہ کی باتیں بتادی ہیں اگر تمھارے پاس عقل معاملہ فہم ہے تو تمہارے کام آئیگا -

قرآن مجید ایسا کوئی حکم بغیر نہیں فرماتا بلکہ جمیع احکام و ہدایات کے ساتھہ اُن کے دلائل و براہین بھی بیان فرماتا ہے - اس حکم میں بھی اس امر کی فروگذاشت نہیں کی گئی اور اس سے بعد کی آیات میں بتلادیا کہ مقصود یہ ہے کہ مسلمان ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں :

ھا انتم اولاء تحبونھم ولایحبونکم وتؤمنون بالکتاب کلہ واذا لقوکم قالوا آمنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور - ان تمسسکم حسنة تسؤھم وان تصبکم سیئة یفرحوا بھا وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئاً ان اللہ بما یعملون محیط | سنو جی ! تم کچھہ ایسے سیدھے سبھاؤ کے لوگ ہو کہ تم تو ان سے دوستی رکھتے ہو اور وہ تم سے مطلق دوستی نہیں رکھتے اور تم خدا کی ساری کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور وہ تمہارے قرآن کے منکر ہیں اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو مارے غصہ کے تم پر اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ اپنے غصہ میں جل مرو جو بغض ہماری طرف سے تمہارے دلوں میں ہے اللہ کو سب معلوم ہے مسلمانو اگر تم کو کوئی فائدہ پہنچے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر تم کو کوئی گزند پہنچے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم ان ایذاؤں سے پرہیز کرو اور انعام میں زیادتی سے بچے رہو تو اطمینان رکھو کہ ان کے فریب سے تمہارا کچھہ بھی نہیں بگڑے گا - کیونکہ جو کچھہ یہ کر رہے ہیں اس کا دبعہ اللہ کے احاطۂ قدرت میں ہے -

کیا ایک غیر مسلم کو وزیر خارجہ مقرر کرنے سے ترکی نے احکام قرآنی کی صریح مخالفت نہیں کی ؟ اصل یہہ ہے کہ قرآن کی پیروی سے گذرے عالم کے سلطان اور قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کے مالک بن گئے تھے - اب قرآن کو پس پشت پھینکنے سے حاصل کی ہوئی سلطنتیں کھو رہے ہیں - فاعتبروا یا اولی الابصار -

(نور الدین از گوجرانوالہ)

جنگ بلقان و دول یورپ

+ • +

تاریخ جنگ پر ایک اجمالی نظر اور یورپ کے سیاسی تعلقات موجودہ

گو یورپ کا عام ادب، حفظ حقوق، اعانت مظلوم، وفاء عہد، اور حق پروری کے ادعا سے لبریز ہے، مگر واقعہ یہہ ہے کہ وہ جذبۂ کشورستانی و حکمرانی کا اس درجہ حلقہ بگوش ہے کہ اسکی فرمانبرداری کے لیے ہر قسم کی اخلاقی قربانیوں کے لیے بے دریغ تیار ہوجاتا ہے -

نقض عہد، غصب حقوق، اور زبردست آزاری خواہ کتنی مذموم کیوں نہو، لیکن اگر اسکے ذریعہ سے توسیع ملک میں مدد ملسکتی ہے تو اسکے استعمال میں اسکو ذرا بھی تامل نہیں - ممکن ہے کہ سطح بیں نظریں ان حرکات کو اسکی کامیابی و سرسبزی کا ذریعہ سمجھتی ہوں مگر ارباب نظر کو اس امر کے اعتراف سے کسی طرح گریز نہیں ہو سکتا کہ اسکی اس حرص پروری و طمعرانی ہی میں یقیناً اسکی آیندہ تباہی مضمر ہے

جنگ طرابلس نے مسیحی دول کی باہم سازو باز مصالح پرستی، اور حق کشی منظر عام پر آ گئی تھی - جنگ بلقان نے اسکی مزید تائید کی اور اسکے ساتھہ دنیا کو یہ بھی دکھا دیا کہ یورپ جسقدر آگے بڑھتا جائیگا، استقرار امن و انصاف خطرے سے قریب تر ہوتا جائیگا -

یورپ نے اعلان کیا کہ " مسئلہ بلقان کی بابت جنگ نہیں ہوگی " یہ اعلان غالباً مدبرین یورپ کی طرف سے پسندی نہ تھی بلکہ ایک سنجیدہ اعلان تھا، اور بیشک اگر اغراض پرستی نہ ہوتی تو یورپ کا یہ اعلان حرف بحرف صحیح ثابت ہوجاتا - دول یورپ کا ادنی اشارہ جنگ روکنے کے لیے کافی تھا - چند چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی اتنی جرأت نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ یورپ کی باشوکت و اقتدار سلطنتوں کے خلاف مشورہ کریں

لیکن منع جنگ کا اشارہ کیوں ہوتا ؟ ریاستہاے بلقان روس کے لواحقین میں سے نہیں، جنہیں وہ نہ صرف حوصلہ افزائی کے لیے، بلکہ اپنے مخصوص مصالح کے لئے اپنے حریف دیرینہ دولت عثمانیہ کے مقابلہ کے لیے ہمیشہ سہ دیتا رہتا ہے - گو فرانس و انگلستان کو براہ راست ریاستہاے بلقان سے کوئی تعلق نہیں، مگر یہ تعلق کیا کم ہے کہ ان پر ایک ایسی سلطنت ظل گستر رہتی ہے جسکی خوشنودی و دوستی انھیں اپنی کروڑوں کمزور و مجہول مسلمان رعایا کی ہر دلعزیزی سے کہیں زیادہ عزیز ہے - ائتلاف مثلث (انگلستان، روس، فرانس) کے ایک جنگ پر متفق ہو جانے کے بعد کوئی وجہ نہ تھی کہ اتحاد ثلاثہ (جرمن، اٹلی، آسٹریا) اسکی مخالفت کرتا -

دول یورپ کا یہ عذر کہ انھوں نے جنگ تو روکنا چاہا مگر ریاستہاے بلقان راضی نہیں ہوئیں، محض اللہ فریبی و حیلہ طرازی ہے - کیا کوئی معمولی عقل کا آدمی بھی یہ فرض کرسکتا ہے کہ جبل اسود کی سی چھوٹی ریاست، دول یورپ کے کسی ایک مشورہ کو بھی نامنظور کرسکتی ہے ؟

حقیقت یہ ہے کہ یورپ کی ساز و باز اور ملمع کار دروغ گوئی کی اس کثرت سے اور اس قدر جلد جلد پے در پے شہادتیں مل رہی ہیں کہ اگر اب بھی اہل مشرق نہ سمجھیں، تو آیندہ انکے سمجھنے سے ہمیشہ کے لیے مایوس ہو جانا چاہیے

بہر نوع اعلان جنگ ہوا اور اسکے بعد فوراً ہی موسیو (پوانکر) وزیر خارجہ فرانس کی تجویز اور انگلستان و روس کے اتفاق سے یہ اعلان کیا گیا کہ " خواہ نتیجہ کچھہ ہی ہو مگر فتحیاب کو اپنے ملک میں مزید اراضی کے الحاق کا حق نہ ہوگا یا بالفاظ دیگر فریقین کے ممالک میں کوئی جغرافیائی تغیر نہیں ہوگا " موسیو (پوانیکر) نے یہ کیوں تجویز کیا تھا ؟ صرف روس کی خوشآمد کے لیے - انگلستان نے اس سے کیوں اتفاق کیا ؟ صرف روس کو خوش کرنے کے لیے - اور خود روس نے اسکو کیوں پسند کیا ؟ اسلیے کہ اسکا خیال تھا کہ بہادر ترکی فوج جسوقت اپنی بارکوں سے چلے گی، تو پھر (صوفیا) میں جاکے دم لیگی - اسکو معلوم تھا کہ یونانی فوج جب اس سے بر سر پیکار ہوئی تھی تو اسکا کیا حشر ہوا تھا - اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ آج یونان صرف اسواسطے ایک آزاد سلطنت نظر آتا ہے کہ اعلان جنگ کے بعد یہ بھی اعلان کردیا گیا تھا کہ جغرافیائی حالت بدستور قائم رہیگی -

نہیں ہوا ہے، بلکہ روز افزوں ترقی دیکھا رہی ہے - جنگ طرابلس اور جنگ متحدہ ریاست ہاے بلقان نے دنیاے کل دول کو ہمیں اچھی طرح پہچان لیا ہے مگر اسوقت ہمکو اسپر بحث کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی - اگر آیندہ کوئی موقعہ پیش آیا تو ان شاء اللہ تفصیل سے بحث کرینگے - تازہ اخبارات سے مظالم بلغاریا کی جو تفصیل ہم تک پہنچی ہے، اسکی فہرست نہایت طول طویل ہے - مختصراً یہ ہے کہ بلغاریا کے سپاہیوں نے مسلمانوں کے گھروں میں گھسکر بالکثرت لڑکیوں اور عورتوں کو نہایت بیرحمی سے بے عصمت کیا اور مساجد کے ساتھ طرح طرح کی بے ادبیاں کیں - کیا دنیا کا کوئی انسان جسکی عزت کے ساتھہ یہ برتاؤ کیا جاے اپنی حد پر قائم رہسکتا ہے ؟ ہر انصاف پسند طبیعت اسکا جواب یہی دیگی کہ " ہرگز نہیں " - قطع نظر اسکے کیا دنیا کی کوئی قوم اپنی عبادت گاہوں کی بے حرمتی دیکھنا گوارا کر سکتی ہے ؟ اگر نہیں کرسکتی تو پھر کیا یہہ واقعہ اسلامی دنیا کے لئے ایسا نہیں ہے کہ اسلام کے بچہ بچہ کو اسپر آمادہ کردے کہ وہ وحدانیت کی قسم کھاکر اسکا بیڑہ اوٹھا لے کہ ان ملعونوں کو واصل جہنم کرکے انکی قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹادیگا ؟ اور یہ نہوسکا تو وہ خود اس عالم سے ناپید ہوجاویگا تاکہ پھر کبھی ایسے جانگداز اور روح فرسا واقعات اسکے کانوں تک نہ پہونچیں ؟

اسلام دنیا میں اسلیے بھیجا گیا تھا کہ وہ دنیا کو آزادی، اخوت اور مساوات کی تعلیم دے - اسکے تمام پیرو آزاد اور بالکل آزاد ہوں - چنانچہ مسلمانوں کی تاریخیں اس قسم کے صدہا واقعات سے لبریز ہیں - لیکن آہ ! ہم یہ کیا دیکھتے ہیں کہ آجکل تمام قوموں سے زیادہ مسلمانوں کی گردنوں میں غلامی کے طوق پڑے ہیں - مگر ہم کیا کہتے ہیں ؟ کیا یہ طوق بگلو مسلمان مسلمان ہیں ؟ کیا اسلام اور غلامی ایک ساتھہ جمع ہوسکتی ہے ؟ کیا جس قوم کے علم آزاد ہوے ہوں اسکے آزاد علم ہوسکتے ہیں ؟ کیا جو شخص اسلام کا مقدس " مرض حریت " نہ رکھتا ہو وہ مسلمان ہوسکتا ہے ؟

یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ مسلمان اج تک تاج برطانیہ کے وفادار رہے ہیں بلکہ خود گورنمنٹ نے بھی غالباً یہی تصفیہ کر لیا ہوگا کہ مسلمان ایک قوم ہے جو ہمیشہ وفاداری کا عہد نباہ سکتی ہے لہذا ہم لوگ اس ادب اور تعظیم کے ساتھہ جو ایک وفادار رعایا کو اپنی گورنمنٹ کے ساتھہ ظاہر کرنا چاہیے، ملتمس ہیں کہ ہماری عرضداشت دو صورتوں میں سے جس ایک صورت کو پسند فرمایا جاے منظور ہو :

(۱) بلغاریا سے اسکے تمام تہذیب سوز اور وحشیانہ افعال کی پوری سختی اور قوت کے ساتھہ باز پرس کی جاے اور قانون و تہذیب کے خلاف جو حرکتیں اس سے اور اسکی سپاہ سے سرزد ہوئی ہیں اور جنکی وجہ سے کئی لاکھہ مسلمانوں کو طرح طرح کے جگر سوز اور روح فرسا مصیبتیں گوارا کرنی پڑیں اور ہزارہا مسلمانان بلغاریا اپنی عزت و ناموس سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوے - اسکو تمام دول یورپ کے سامنے پیش کرے -

(۲) یا پھر یہ کہ گورنمنٹ غیر جانبداری کو بالاے طاق رکھکر ہمکو ہمارے ارادے پورا کرنے کے لئے آزاد کردے - اول صورت کے لئے ہمیں یقین ہے کہ ہماری سلطنت کے وزیر خارجیہ کا صاف الفاظ میں یہہ جواب ہوگا کہ گورنمنٹ برطانیہ بوجہ غیر جانبداری کے ایسا کرنے سے معذور ہے - اگرچہ ہمارے پاس اسکے کافی دلائل موجود ہیں کہ گورنمنٹ ایسا کر سکتی ہے، مگر ہمکو اسپر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں - پس غالباً ہماری گورنمنٹ کو ہماری عرضداشت کی دوسری صورت منظور کر لینے میں کوئی تامل نہ ہوگا - کیونکہ زیادہ سے زیادہ اس صورت کے لئے گورنمنٹ کہہ سکتی ہے کہ عدم واقفیت فن سپہ گری سے خطرۂ جان ہے - ہمارے پاس اسکا کافی جواب موجود ہے کہ ہم اس سے نا واقف نہیں ہیں مگر کلمہ توحید جسکی تعظیم کا اثر ہر مسلمان کے رگ رگ میں ہے، میدان سپہ گری میں جوہر دکھانے کے لئے تمام نقصوں کا کامل علاج ہے -

بالفرض اگر یہی مان لیا جاے کہ جان کا خطرہ ہے بلکہ خطرہ نہیں جان کا جانا متصور ہے تو بھی مسلمانوں کے عقیدے کے موافق دنیا ایک عارضی چیز ہے، بمقابلہ اسکے آخرت مستقل ہے - علاوہ اسکے یہ بھی عقیدہ ہے کہ چاہے کسی قوم کی جانیں اونکے ہاتھہ میں ہوں مگر مسلمانوں کی جانیں اونکے مالک حقیقی کے ہاتھہ میں ہیں جنکو قبل از وقت کوئی بھی نہیں لے سکتا - اگر مسلمانوں کا وقت آگیا ہے تو سبحان اللہ ! اس سے بہتر موت اونکے لئے نہیں ہوسکتی جسمیں اونکو درجہ شہادت حاصل ہوگا -

یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کے متعلق سے سلطنت برطانیہ کی ایک ایسی قوم جو اپنے مذہب اور اپنے تاریخی روایات کے برعکس غلامی اور محکومی کیلیے سب سے زیادہ موزوں قوم ہے، متعلق کی مگر اس کا افسوس نہیں ہونا چاہیے - کیونکہ انگریزی قوم اپنے آپ کو آزادی کا علم بردار کہتی ہے، اور تجربہ شاہد ہے کہ وہ صدیوں کی مغلوب قوموں کو آزادی کے لیے جد و جہد کرنا سکھا چکی ہے پس مسلمانوں کی قوم جسکی سلطنت کو گئے ہوئے پوری ایک صدی بھی نہیں گذری ہے اور جسکی دنیا میں ابھی اور سلطنتیں باقی ہے، کیوں اپنی گم گشتہ آزادی کیلیے اب ایک آخری حرکت مذبوحی سے باز رہے ؟

[یہ مراسلت ایک اسلامی انجمن کی جانب سے پچھلے مہینے ہمارے پاس پہنچی تھی جسکے آخر میں اسکے ممبروں کے دستخط تھے - ہم نے اس خیال سے شائع نہیں کیا تھا کہ اس قسم کے خیالات کے اظہار سے کوئی فائدہ حاصل نہیں - درخواستیں اور عرضداشتیں کبھی بھی کسی قوم کے مصائب کا علاج نہیں ہوئی ہیں - لیکن اب شائع کردیتے ہیں کہ کم از کم مسلمانوں کے خیالات اصلی کا تو اعلان ہو - الہلال]

ترکی کا وزیر خارجہ

ترکی کی وزارت خارجہ پر ایک ارمنی نسل کا مسیحی متمکن ہے جسکا نام نوردنگیان افندی ہے - غور کرو، وزارت خارجہ کا عہدہ جلیلہ کیسا ذمہ داری کا عہدہ ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ سلطنت کے سیاہ و سپید کا مالک وزیر خارجہ ہوتا ہے - بعض رموز سلطنت ایسے ہوتے ہیں جن کو احباب و اغیار سے پردۂ خفا میں رکھنا بے حد ضروری ہوتا ہے - اسی بنا پر ایک اسلامی سلطنت کا وزیر خارجہ مسلمان ہونا چاہئے لیکن ترکی کو اس کا مطلق احساس نہیں - یورپ کی مسیحی اقوام اسلام کے قلع و قمع پر تلی ہوئی ہیں اور وہ ہر وقت اسی دھن میں رہتی ہیں کہ بس چلے تو آل عثمان کو یورپ سے جلا وطن کردیں، لیکن سلطنت عثمانیہ ایسی بھولی بھالی ہے کہ انہی مخالفین و معاندین اسلام کے ایک فرد کو وزارت خارجہ جیسے عہدہ جلیلہ پر ممتاز فرمانے سے دریغ نہیں کرتی - * ع *

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

قرآن مجید نے نہایت توضیح و تاکید سے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو چاہییے کہ اپنے سوا کسی غیر کو اپنا رازدار دوست نہ بنائیں کیونکہ تعالی

یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالاً ودوا ما عنتم، قد بدت البغضاء من افواههم و ما تخفی	مسلمانو ! اپنے لوگوں کو چھوڑکر مخالفین میں سے کسی کو اپنا رازدار دوست نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی میں کچھہ اٹھا رکھنا نہیں چاہتے ہیں کہ تم کو تکلیف پہنچے - دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہو ہی چکی ہے اور غیظ و غضب جو ان کے دلوں میں بھرے

ناصیۂ جمال امید

البطل العظیم

غازی انور پاشا

(غازی موصوف کے قسطنطنیہ پہنچنے کی تقریب پر یہ تصویر شائع کی جاتی ہے)

یونانی جماعتوں میں عرصے سے چلی آتی تھی' اور جونہی تینوں ریاستوں کے سفراء متعینہ (سینٹ پیٹرسبرگ) میں باہم اتفاق پیدا کرانے کی کوشش کی - چنانچہ اوائل سنہ ۱۹۱۲ع میں ہم ان فرقوں میں اتحاد کا دور دورہ دیکھنے لگے' حالانکہ ہمیشہ باہم کشت و خون کا بازار گرم رہا کرتا تھا !

اس عرصہ میں چار سال کی وہ مدت گزر گئی جو اصلی دستور کے بعد بطور ہنگامی صلح کے قرار پائی تھی' اور ہم سننے لگے کہ صوفیا میں بلغاریا و دیگر ریاستہائے بلقان کے سفرا باہم حملہ مدافعت کی بابت معاہدہ کر رہے ہیں -

یہ ظاہر ہے کہ ہم سے زیادہ (آسٹریا) کو ہماری سلطنت کے متعلق علم تھا - چنانچہ کونٹ (برچٹولڈ) وزیر خارجہ (آسٹریا) نے تمام دارالسلطنتہائے یورپ کا اس غرض سے دورہ شروع کیا کہ احکام معاہدہ برلن کی رعایت پر دولت عثمانیہ کو مجبور کیا جائے اور کنایۃً ہمکو اس معاہدہ کی بھی اطلاع دیدی

اس عرصہ میں قوم نے بھی یہ محسوس کرلیا تھا کہ اسکا اصلی دشمن کون ہے ؟ اسلیے (سعید پاشا) کی وزارت کے بعد جو وزارت بنتھی' اس نے فورا اعلان کردیا کہ " دولت عثمانیہ (مقدونیہ) میں اصلاحات نافذ کرنے کے لیے بالکل تیار ہے " لیکن ریاست ہاے بلقان نے اپنے پس پردہ دول کی جانب اعانت کا پتہ پاکر (مقدونیہ) کی کامل خود مختاری کا مطالبہ شروع کردیا - باب عالی نے یہ مطالبہ نامنظور کیا اور ۱۸ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ع کو اعلان جنگ ہو گیا -

* * *

اعلان جنگ سے پہلے

اعلان جنگ سے پہلے ہماری فوج کی یہ حالت تھی کہ مارچ سنہ ۱۹۱۱ع میں محمود شوکت پاشا اپنے عہدۂ وزارت جنگ میں نظام فوج کے اندر ایک عظیم الشان تغیر کر چکے تھے - لیکن اسکے بعد باقاعدہ فوج کے اکثر پرانے افسر معزول ہوگئے' نئے رجمنٹوں کے ساتھہ وہ تمام نا قاعدہ دستے بھی ملحق کردیے گئے جو تعداد میں ۶۰ سو تھے -

محمود شوکت پاشا جسوقت اس عہدہ سے علحدہ ہوے اسوقت نئے رجمنٹوں کے اکثر سپاہیوں کی مدت ملازمت خدمت ختم ہو چکی تھی' اسلیے اکثر رجمنٹ تجربہ کار سپاہیوں سے خالی ہوگئے تھے اور سپاہیوں کی تعداد بھی کم ہوتی گئی تھی - اعلان جنگ سے قبل مختار پاشا کو اعلان جنگ کے امکان کا یقین نہ تھا - (کیونکہ یورپ کی تمام بڑی سلطنتیں یقین دلا رہی تھیں کہ ریاستہائے بلقان جنگ نہیں کرینگی - الہلال) مگر باہم قسطنطنیہ میں اتحادیوں کے مظاہرات کی وجہ سے انکا استعفاء دیدینے کا قطعی ارادہ تھا -

اعلان جنگ کے وقت ہماری یہ حالت تھی کہ جسوقت باب عالی نے جنگی تیاری کا حکم دیا ہے اسوقت (اڈریا نوپل) کے علاوہ تمام (مقدونیہ) میں بہت تھوڑی فوج موجود تھی - سامان جنگ قریبا مفقود تھا اور سمرنا کا سامان نقل گاڑیوں پر جاتا تھا - دشمن حدود عثمانیہ میں گھسا آرہا تھا اور ہم ابھی فوج کے جمع کرنے ہی میں مصروف تھے - اسکے علاوہ ہماری فوجی ترتیب بھی بلغاریا کی فوجی ترتیب سے گری ہوئی تھی - کیونکہ باقاعدہ فوج ہمیں (ایشیا) سے لانی تھی اور یہاں جو ردیف فوج موجود تھی وہ امور جنگ سے محض ناواقف تھی - ان مشکلات کے ساتھہ جسقدر فوج ہم جمع کرسکے' اسکو ہم نے چار حصوں پر تقسیم کرکے ہر حصہ کو ایک خاص نام سے موسوم کر دیا -

ایک حصہ کا نام (جیش الشرق) دوسرے کا نام (جیش الغرب) تیسرے کا نام (جیش الشمال) اور چوتھے کا نام (جیش الجنوب) تھا -

(جیش الشمال) میں ۴۰ اور ۵۰ ہزار کے درمیان مدن سپاہی (علی رضا پاشا) کے زیر کمان تھے - (جیش الشمال) سے دو کمپنیاں زیر کمان (مدحی پاشا) اور (جاوید پاشا) سرویا کے حدود پر مامور تھیں

(جیش الغرب) میں تیس ہزار سپاہی تھے جسکے کمانڈر (زکی پاشا) تھے - اس فوج کا مرکز (بلغاریا) کے جانب غرب اس مقام تھا' جہاں (کوستندیل) (کوچنہ) (عثمانیہ) (جمعہ بالا) (رسنہ) اور (حسن آغا صالح) واقع ہیں -

(جیش الشرق) بلغاریا کے جنوبی حصہ میں تھا - (جیش الجنوب) کے دو حصے تھے - ایک حصہ زیر کمان (اسعد پاشا) (یانیا) کی طرف متعین کیا گیا تھا اور دوسرا حصہ حدود (الاصونیہ) پر مامور تھا - اس حصہ کی قیادت کے لیے (رضا پاشا) کمانڈر تجویز کیے گئے تھے مگر انھوں نے اسکی کمان لینے سے انکار کردیا' اسلیے انکے بدلے (حسن پاشا) امیر مقرر ہوئے -

اسی طرح فوج کا کچھہ حصہ جبل اسود کی طرف بھی روانہ نام بھیج دیا گیا تھا -

خلاصہ یہ کہ اعلان جنگ کے وقت تمام یورپین ٹرکی میں کل فوج تین لاکھہ پچاس ہزار تھی - اسکے مقابلہ میں ایک لاکھہ پچاس ہزار سرویا کی' تین لاکھہ پچاس ہزار بلغاریا کی' ایک لاکھہ دس ہزار یونان کی اور بیس ہزار جبل اسود کی فوج تھی -

یہ تمام فوج' جنکی مجموعی تعداد چھہ لاکھہ دس ہزار تھی یکایک حدود عثمانیہ پر حملہ آور ہوگئی

(قرق کلیسا) (حسن مصطفی پاشا) (ادرنہ) (جمعہ بالا) (حسن صالح آغا) (جارزہ) (کوچنہ) (سلطان تپہ سی) (دوبنہ ناعرداں) (بونا) (مدو) (رستعدو) (عمر) (مدو) (پرانہ) (لوردس) (الاصونیہ) میں جنگ شروع ہوئی - یونانی فوج ایک لاکھہ دس ہزار تھی - اسکے مقابلہ میں عثمانی فوج صرف تیس ہزار - جسمیں (لوروس) میں بارہ ہزار اور (دوش ستار) میں تین ہزار ذاتی فوج دیدبانی پر مامور تھی - (الاصونیہ) میں ۱۵ ہزار فوج تھی جسمیں سے پانچ ہزار جزیرہ نماے (خالکدیکیا) و بندرگاہ (سالونیکا) میں اس غرض سے مامور کی گئی تھی کہ یونانی بحری فوج کو روکے' جو جنگی بیڑے کی کشتیوں سے نکلکے (سالونیکا) کی طرف بڑھنا چاہتی تھی - اور باقی دس ہزار (الاصونیہ) میں لڑ رہی تھی -

(قرق کلیسا) کے قریب (بلغاریا) کی ایک لاکھہ دس ہزار فوج تھی' جسکے مقابلہ میں (قرق کلیسا) کے قلعوں میں صرف پچاس ہزار عثمانی فوج تھی -

(بلور پاشا) کے ساتھہ صرف آٹھہ ہزار عثمانی تھے' جنکے مقابلہ میں بلغاری پورے دس ہزار تھے - (حسن مصطفی پاشا) میں عثمانی فوج صرف ایک لاکھہ تھی' مگر اسکے مقابلہ میں بلغاریا کی فوج دو لاکھہ چالیس ہزار تھی - پچاس ہزار سروی' اور ایک لاکھہ نوے ہزار بلغاری - ہمارے جیش الشمال میں بھی صرف دس ہزار سپاہی تھے اسکے مقابلہ میں پانچ ہزار سروی اور پینتالیس ہزار بلغاری تھے - علاوہ ان بیس ہزار سرویوں کے جو حدود جبل اسود پر تھے' جنوبی حدود (سرویا) پر بھی نوے ہزار سپاہی موجود تھے' انکے مقابلہ میں عثمانی فوج صرف پچاس ہزار تھی - دشمن کی فوج ہماری فوج سے نہ صرف تعداد میں زیادہ تھی' بلکہ ساز و سامان میں بھی ہماری فوج سے بدرجہا بہتر تھی - مثلاً ہر بلغاری اور سروی رجیمنٹ کے ساتھہ تین میٹرلور قسم کی توپیں' دو معمولی توپیں' پیادے اور سوار تھے - علاوہ اسکے سفر مینا کی نقل و حرکت کے لیے ریل تھی اور توپوں کے لیے موٹر گاڑیاں - لیکن اسکے مقابلہ میں ہمارے ایک فرقہ میں کل دو توپیں میٹرلور قسم کی تھیں' اور سفرمینا اور توپوں کی نقل و حرکت کے لیے محض بیل گاڑیاں !!

تعداد و سامان کے علاوہ ایک بڑا فرق یہ تھا کہ دشمن کی فوج تربیت یافتہ تھی' حالانکہ ہماری فوج میں اسی فیصدی غیر تربیت یافتہ تھے - ہماری فوج ردیف کی پلٹنوں میں ہر ڈھائی سو سواروں پر

لیکن فتح و شکست کی تقسیم بالکل خلاف امید ہوئی -

ہوا کا رخ بدلا ہوا دیکھکر خیالات کا رخ بھی بدلگیا اور سب سے پہلے اخبارات نے یہ سوال اٹھایا کہ بلقانیوں کو " کیوں نہ اس فتح کے ثمرات سے متمتع ہونے کا موقع دیا جائے ' جسکے لیے انکی تلوارہا جانیں کام آئی ہیں " اعلان جنگ پر ابھی نصف ماہ سے زائد نہیں گزرا تھا کہ (روس) سے یہ آواز بلند ہوئی " نہایت نا انصافی ہوگی اگر ریاستہاے (بلقان) کو ان فتوحات سے ثمرہ اندوز ہونے کا موقع نہ دیا گیا جسکے لیے انہوں نے اپنی نہایت عزیز جانیں دی ہیں " اس کی صداے بازگشت (انگلستان) و (فرانس) سے بھی آئی اور مسٹر ایسکوئیتھ اور موسیو پوانیکر بھی وہی کہنے لگے ' جو ایک روسی مدبر کہہ رہا تھا - گو (جرمن) ' (آسٹریا) ' اور (رومانیا) یہی چاہتی تھیں ' کہ نقشۂ ملک میں تغیر نہ ہو ' مگر روس کے ساتھہ (انگلستان) اور (فرانس) کے ہم آہنگ ہوجانے سے مجبوراً انکو خاموش ہو جانا پڑا - لیکن (آسٹریا) نے تغیر جغرافیہ کی مخالفت سے اس شرط پر دست کشی اختیار کی کہ " البانیہ ریاستہاے بلقان میں تقسیم نہ کردیا جائے " کیونکہ اگر البانیہ انکو ملجاتا ' تو سلافی (سلاوانی) عنصر کا عادہ ہو جاتا ' جو (آسٹریا) کی ہستی کے لئے سخت خطرناک ثابت ہوتا - اس نے اس امر کی بھی مخالفت کی کہ (سرویا) کو بحر (ایڈریاٹک) میں ایک بندرگاہ واسطہ جانے بنانے کی اجازت دیجائے -

(آسٹریا) نے سرویا کو متنبہ کردیا کہ وہ مطالبات میں اعتدال سے کام لے اور بحر (ایڈریاٹک) میں بندرگاہ کے مطالبہ سے دست بردار ہو جائے - (سرویا) نے آسٹریا کے مقابلہ میں سختی کی ' اور اپنے ارادے پر نہایت مضبوطی سے قائم رہنے کا اظہار کیا - ادھر ائتلاف مثلث نے بھی سرویا کی طرف اس خیال سے اظہار توجہ کیا کہ آسٹریا ڈر جائے اور اپنی مخالفت سے باز آجائے ' مگر (آسٹریا) کو معلوم تھا کہ یہ موقع کمزوری دکھانے کا نہیں ہے - اسکی آبادی کا ایک ثلث سلافی عنصر ہے اسلیے اگر آج وہ (البانیہ) کا مختار کل ہوگیا تو کل آسٹروی ممالک کا بھی مالک سمجھنا چاہیے -

(آسٹریا) نے ایک طرف تو جنگی تیاری کا حکم دیا اور سرویا سے کہدیا کہ " اگر تم اپنے فتوحات سے صرف فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو ہم کو اس سے کچھہ تعرض نہیں ' لیکن اگر تم قبضہ و ملکیت چاہتے ہو تو اس سے ہمیں قطعی اختلاف ہے ' خواہ اس اختلاف کا نتیجہ جنگ ہی ہو اور اسمیں تمہارے ساتھہ ائتلاف مثلث بھی شریک ہو جائیں " - اور دوسری طرف اتحاد کی تجدید کی اور اپنے حلیفوں سے وعدہ لے لیا کہ اگر ائتلاف مثلث نے (سرویا) کی حمایت میں ہتھیار اٹھائے تو وہ بھی میدان جنگ میں اتر آئینگے - ائتلاف مثلث نے یہ دیکھا کہ (بلقان) کی چھہ لاکھہ فوج اور اسکے ساتھہ روس کے لاکھوں سپاہیوں سے بھی (آسٹریا) کے ارادہ میں فرق نہیں آیا تو مجبوراً (البانیہ) کی خود مختاری تسلیم کرلی -

گو یہ نزاع طے ہوگئی ہے مگر دائم حفظ ماتقدم کے لیے آسٹریا کو فوجیں اور ایک بیڑہ ' اور روس کو ایک کثیر فوج اسکے مقابلے کے لیے تیار رکھنا ضروری ہے ' کیونکہ جنگ کا چھڑ جانا ہر وقت ممکن ہے -

(رومانیا) بھی جواب تک نہایت خاموشی سے رفتار جنگ دیکھہ رہی تھی ' تقسیم ممالک کے وقت خاموش نہ رہسکی اور اعلان کردیا کہ " اگر اس تقسیم میں اس کو کچھہ نہ دیا گیا ' تو وہ اس نقشہ کی مخالفت کریگی "

خود اتحادیوں میں بھی خانہ جنگی ہوگئی اور یونان اور بلغاریوں میں سالونیکا کی بابت تلوار چلتے چلتے رہگئی -

ان حالات کے دیکھتے ہوے ماننا پڑتا ہے کہ اگر صلح کا عرس (؟) سے کوئی تشفی بخش تصفیہ نہ کیا اور بات بڑھی تو یورپ کا امن عام ضرور خطرہ میں ہوگا - اور اسکے بعد یہ نکتہ بھی سمجھہ میں آجاتا ہے کہ جو سلاطین پہلے مداخلت کرنا نہیں چاہتی تھیں وہ اب اسقدر صلح کے لیے کیوں کوشاں ہیں ؟ اور یہ کیوں طے کیا جارہا ہے کہ متفقہ طور پر باب عالی پر زور ڈالا جائے کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہو صلح کرلے ؟

جنگ بلقان کے حوادث و واقعات

در

ایک تفصیلی نظر

(ایک عثمانی مصری مقیم استانہ کے قلم سے)

مخبر کائنات صلعم نے فرمایا کہ " مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی ہے - جب ایک عضو کو مرض کی شکایت ہوتی ہے ' تو تمام جسم اسکو محسوس کرتا ہے " اسی لیے توجہ آن مصائب و آفات کے جو ہمارے عثمانی بھائیوں پر آجکل نازل ہو رہی ہیں ' مصری مسلمانوں کو حزن و الم کی حالت میں دیکھتا ہوں - چونکہ میں نے اپنی آنکھوں سے ان جگر خراش مصائب کا ایک حصہ دیکھا ہے جو باشندگان مقدونیہ و عثمانی قیدیوں پر اتحادیوں کے قبضہ کے بعد سے نازل ہو رہے ہیں اور نیز بونانیوں کے اس وحشیانہ برتاؤ کو دیکھا ہے جو وہ عثمانی قیدیوں کے ساتھہ کر رہے ہیں ' اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنے مشاہدات کے خلاصہ سے اپنے مصری بھائیوں کو مطلع کروں - اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ " وہ اسوقت تک کسی قوم کو نہیں بدلتا ' جب تک وہ قوم اپنے آپ کو نہ بدلے " اسلیے یہ بدیہی ہے کہ کچھہ ایسے مادی و اخلاقی اسباب ضرور ہیں جو ہمارے اس تنزل و شکست کا موجب ہوے ہیں -

اخلاقی اسباب کو میں مورخین اسلام کے لیے چھوڑ دیتا ہوں اور اس وقت صرف مادی اسباب و علل کا ذکر کرنا چاہتا ہوں -

عثمانی صوبہاے مقدونیہ چار سال قبل اجنبی (یورپی) نگرانی میں تھے ' لیکن باوجود اس کے تھا ' جسکی وجہ سے یورپین مفاد کے فروغ کو بہت نقصان پہنچتا تھا - مختلف دول (روس و انگلستان) سہر (ریوال) میں جمع ہوے اور طے کیا کہ " مقدونیہ کا نظام حکومت بدلدینا چاہیے " یہ تجویز ابھی عملی صورت اختیار نہیں کرنے پائی تھی ' کہ دولت عثمانیہ میں فوجی انقلاب برپا ہوگیا - اس انقلاب نے اس تجویز کو ہنگامی طور پر ملتوی کر دیا - سنہ ۱۹۱۰ع میں حکومت کی طرف سے ایسی کارروائیاں ہوئیں ' جو بلغاری انجمن کے دوبارہ قیام کی باعث ہوئیں اور اس نے پھر دولت عثمانیہ سے (مقدونیہ) کے لیے نظام خود مختاری کا مطالبہ کیا - حکومت نے اس کو نا منظور کیا - بلغاریوں میں پھر جماعت بندیاں وغیرہ تیاریاں شروع ہوگئیں اور یورپ کو متوجہ کرنے کے لیے جابجا بم کے گولے پھینکے جانے لگے - اسکے بعد زمانہ اسطرح گزر رہا تھا کہ ایک طرف تو ان گروہوں کی قوت بڑھتی جاتی تھی اور دوسری طرف حکومت کی کارروائیوں کو ناپسند کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہو رہی تھی

سال گذشتہ کے اواخر میں بلغاری عثمانیوں نے یورپ میں چند روز بہت ' جنکی غایت یہ تھی کہ دولت عثمانیہ احکام معاہدہ برلن کی کماحقہ رعایت کرنے پر مجبور کی جائے - مگر ان روز کو یورپ میں بجز روس کے اور کوئی مددگار نہیں ملا - روس نے یہ دیکھا کہ سلافی عنصر کی بقاء اسوقت تک نہیں ہوسکتی ' جب تک ریاستہاے بلقان میں اتحاد نہ ہو جائے ' اسلیے اس نے ریاستہاے بلقان کو پہلے اسے باہمی ناچاقی کے دفع کرنے کی صلاح دی ' جو بلغاری ' سرویٰ ' اور

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بلا الی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں ۔
۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا تازہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صدم اجابت یا فراغت اگر قبض ہو دور
۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

انکے کھانے سے افیم چاندو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فیتولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے نہایت مجرب ہے - گنج، جلد بھگندر - خنازیر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۲ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برأالساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سابقی - خون جانا بند ہو مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ ممیرہ کراماتی

مقوی نظر - محافظ بینائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سرخی - ضعف نظر وغیرہ ۔ فیتولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

جوہر عشبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں سارساپریلا کہتے ہیں

جن امراض کا عروج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی ڈالنیوالا ہوتا ہے انکو مغلوب کرنے کا آلہ (تارپیڈو) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بگڑ خون اتنا درجہ تک پہنچکر خون کو ردی کردے اس وقت اسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو قوتاہی نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوہر عشبہ کو میڈیکل افیسر - پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون سے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دھبے وغیرہ ہوتے ہیں ان سب کو دور کرتا ہے - جوہر عشبہ خنازیر کے باعث جب زخم یا ناسور یا بھگندر یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر سے چھلکے اترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سر بھاری ہو جاتا ہو یا جسم پر دھپڑ نکلتے ہوں ، سب کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے بوجہ امیزش شراب ایک تو مذہباً ناپاک دوسرے خون کو گرم بنادیتے ہیں کیونکہ وہ سرد ملکوں کے لئے گرم اجزاء سے بنائے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبہ و چوب چینی کی فضیلت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے خیالات کو ملحوظ رکھکر سرد و ٹھنڈی ، جوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور جوش خون دور ہو جاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو ! } جب ہاتھ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو جب ہڈیاں پھول جائیں اور رات کو درد ستائے - جب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں - جب سر پر تمام کھرنڈ بننے سے گنج کی صورت بنجائے تو اسکو پانے سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں - برسوں کے زخم ، ناسور ، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں -

— * —

قوی مستند شہادت } اس جوہر کے موثر ، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء بزبان ہوکر کہتے ہیں اگر یہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں بیماریں ہر ملک اور شہر میں قطع ہوکر رستہ دگرگوں ہو جاتے - مگر چوب چینی وعشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت ہوجانیکا باوقتی سوزش کرنے سے جو ردی و موذی امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ہیں - جب تمام جسم پر خارش ہو - خراب اور مرطوب آب و ہوا میں رہنے سے بھوک بند ہوجائے - وجع عرق النسا ستائے تو اسے آزمائیے -

قیمت فیشیشی تین روپے

پتہ :-

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

صرف ایک افسر تھا حالانکہ دشمن کی فوج میں ہر ایک بلاک میں ایک یوز باشی اور پلٹن کے افسر تھے -

اوائل جنگ میں بلغاری فوج دو غیر قلعہ بند مقامات یعنی (جمعہ بالا) اور (شاردہ) پر قابض ہوگئی اور (لوروس) کو یونانی فوج نے مسخر کرلیا ' مگر عثمانی فوج بھی سرویی ممالک میں پانچ کیلو متر تک بڑھی چلی گئی -

اعلان جنگ کے بعد

آغاز جنگ میں عثمانی فوج چار دن تک مدافعت کرتی رہی - کیونکہ تمام عثمانی محافظ فوجوں نے یہ محسوس کرلیا تھا کہ دشمن کی فوج ہر مقام پر اس سے کئی گنا زیادہ ہے ' لیکن چار دن کے بعد بعض افسروں نے مدافعت کے بدلے حملہ شروع کردیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب حملہ میں کامیابی نہیں ہوئی تو عثمانی فوج پیچھے ہٹی اور (قرق کلیسا) کی محافظ فوج قلعوں کو نہ سنبھال سکی - یہ مدافعت کے بدلہ حملہ آوری ہی کا نتیجہ تھا کہ (مصطفے پاشا) کا پل مسخر ہوگیا ' اور (ادریا نوپل) کا بلغاریوں نے محاصرہ کرلیا -

(جسر مصطفی پاشا) کے مسخر ہوتے ہی (ادریا نوپل) کے مشرق و مغرب سے بلغاری فوج امنڈ امنڈ کر آئے اور جنوب کی طرف پیش قدمیاں کرنے لگی - ان آنے والی فوجوں میں سے ایک حصہ (دردہ اغاج) تک پہنچ گیا ' جس نے (قسطنطنیہ) اور (سالونیکا) کی ٹرینوں کا نقطۂ اتصال منقطع کردیا - رسد رسانی کے لئے بحری راستہ تو پہلے ہی سے مسدود تھا ' مگر اس نقطۂ اتصال کے منقطع ہوجانے سے ریل کے ذریعہ سے بھی رسد رسانی ناممکن ہوگئی - (قرق کلیسا) کی شرقی جنوبی جانب سے جو بلغاری فوج آ رہی تھی وہ (شتلجہ) پہنچ گئی ' لیکن خیریت یہ ہوئی کہ وہاں ردیف کے بدلہ باقاعدہ فوج مدافعت کے لیے مامور کردی گئی تھی -

(ادریا نوپل) کے محاصرہ سے جسقدر بلغاری فوج بچی ' وہ (تکفور طاغی) کی سرحد پر پہنچ گئی - معرکہائے (قرق کلیسا) ' (شتلجہ) اور (ادریا نوپل) میں بلغاری نقصانات کی بابت یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اسکے ایک لاکھ نوے ہزار سپاہی کام آئے ہیں -

شمال میں (علی رضا پاشا) کی شکست کا قصہ یہ ہے کہ عثمانی فوج کو جو حدود (سرویا) میں بڑھتی چلی گئی تھی ' بوجوہ چند (قوماندوہ) کے خط دفاع تک پیچھے ہٹ آنا پڑا - جسوقت یہ فوج ہٹ کے آ رہی تھی ' اسوقت (کمانو) میں چار دن سے سرویی و عثمانی فوجوں میں لڑائی ہو رہی تھی - اس معرکہ کا خاتمہ سرویا کی پیش قدمی پر ہوا اور فوج کو وہاں سے ہٹکے (اسکوب) میں آنے کا حکم ملا - لیکن (اسکوب) میں آکے دیکھا تو واپس آنے والی فوج میں سے کل دس یا پندرہ ہزار سپاہی رہگئے تھے ' اور وہاں ردیف کے جسقدر آدمی تھے وہ سب اپنے اپنے گھر بھاگ گئے تھے - یہ حالت دیکھکے کمانیر موصوف نے یہ فیصلہ کیا کہ (اسکوب) اپنی مدافعت نہیں کرسکتا - اسلئے فوج کو حکم دیا کہ (مناستر) چلکے اس فوج سے ملے جو (کوچنہ) سے ہٹ آئی ہے اور وہاں مقیم ہے -

حدود (مناستر) سے اس بغیر مقابلہ کی واپسی کا یہ نتیجہ ہوا کہ سرویی فوج (کولیکعہ) سے لیکے (نرلبہ) تک کے تمام مقامات پر بغیر مقابلہ کے قابض ہوتی چلی آئی ' (واردار) سے جو فوج ہٹکے (مناستر) آئی تھی ' اس کا پچاس ہزار سرویی سپاہیوں سے چار دن تک مقابلہ رہا -

(الاصونیہ) میں ابتداءً میدان ہمارے ہاتھ رہے - حتی کہ ہماری فوج یونانی توپوں پر قابض ہوگئی ' لیکن آخر میں جنگ کا رخ بدل گیا ' اور ہماری فوج مجبوراً ۳۱ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ع کو (بیجہ) کی طرف ہٹ آئی -

(جیش عربی) کی ماتحت فوج کی (واردار) میں واپسی ' بلغاری فوج کی (کوچنہ) سے (سالونیکا) کی طرف پیشقدمی '

مجموعی طور پر نتیجہ یہ ہوا کہ (اوسموما) کی فوج جو بلغاری فوج کی پیشقدمی کو نہیں روک سکتی تھی ' (سالونیکا) کی مدافعت کے لئے (بیجہ) کے خط دفاع میں آگئی اور اس طرح دشمنوں کو بڑھ آنے کا اور موقعہ مل گیا -

(بیجہ) کے سب سے پہلے معرکہ میں ایک ہزار تین سو عثمانی زخمی ہوے ' دوسرے معرکے میں عثمانی فوج کے قلب کی ایک عثمانی پلٹن بھاگ نکلی اور بلغاری فوج نے فوراً اسکی جگہ پر قبضہ کرلیا - جسکی وجہ سے عثمانی فوج کا موقع (پوزیشن) نہایت نازک ہوگیا تھا ' مجبوراً اسکو (بیجہ) چھوڑ کے (وار دار) کے بالمقابل چلا آنا پڑا -

(سالونیکا) کے ایک طرف یونانی محاصرہ کئے پڑے تھے ' اور دوسری طرف سے سرویا کی فوج گھیرے ہوی تھی -

گو (استروما) کی فوج جو اسوقت (سالونیکا) میں موجود تھی (حسن صالح آغا) کی مدافعت کر سکتی تھی ' لیکن (کوچنہ) سے دشمن کی پیشقدمی نے اسکی واپسی کا راستہ روک دیا تھا - دشمن کی فوج ہر دو مرکز (دراسہ) اور (سیرز) پر بھی قابض ہوگئی اور وہاں سے (قولہ) پہنچ گئی -

فوج (وار دار) کی ناکامی کا قصہ یہ ہے کہ یہ فوج صحراء (کوچنہ) میں ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ ع تک حیرت انگیز شجاعت و بسالت سے لڑتی رہی ' لیکن اسکے بعد اسکے چند مسیحی دستوں نے فریب دیا ' جسکی وجہ سے فوج کا سارا نظام برہم ہوگیا ' اور بل سامان جنگ (کوچنہ) ہی میں چھوڑ کے فوج (مناستر) چلی آئی -

اس واپسی کے اسباب بجز اسکے اور کچھ نہ تھے کہ توپیں عین وقت پر دمدموں پر نصب نہیں ہوئیں تھیں ' اور مسیحی سپاہی بھاگ نکلے تھے ' مینہ پانی نہایت شدت سے برسنے لگا تھا - (یاور پاشا) کی پلٹن جسکا واپسی کا راستہ (دیمرقپو) میں قطع کردیا گیا تھا ' اور جو دشمن کی فوج میں ہر طرف سے گھری ہوئی تھی اور پھر تعداد بھی جسکی صرف ۸ ہزار تھی ' یہ واقعہ دنیا میں یادگار رہے گا کہ نہایت ثابت قدمی سے مدافعت کرتی رہی بلکہ (الواء دارمہ) جس پر دشمن قابض ہوچکے تھے اس نے واپس بھی لے لیا تھا ' لیکن جب اس نے (ادریا نوپل) کی فوج سے ملنا چاہا تو اپنے آپ کو دشمنوں میں گھرا ہوا پایا - مجبوراً (درہ آغاج) سے آگے نہ بڑھ سکی -

(اشقودرہ) اور (یانیہ) ابھی تک ہمارے ہاتھ میں ہے اور البانیا کے جنوبی حصہ پر اسوقت تک دشمن قابض نہوسکے - سرویا کی جو فوج البانیہ کی طرف بڑھ رہی تھی ' وہ اسواسطے رک گئی ہے کہ (آسٹریا) نے سرویی سرحدوں پر فوج جمع کرنا شروع کردیا ہے اسکے جواب میں (سرویا) بھی آسٹریا حدود پر فوج جمع کررہی ہے -

تمام مغربی مقامات بھی مثل (دراج) (ترریس) (ترشیہ) (مہترو بیدو) وغیرہ کے اب تک دشمنوں کے قبضے میں نہیں آسکے ہیں اور بے سروسامان عثمانی سپاہیوں نے فاقہ مستی کی حالت میں لڑ لڑکر انہیں محفوظ رکھا ہے -

ہماری ان تمام ناکامیوں کی ایک بڑی وجہ باشندوں کی ہجرت بھی ہے - کیونکہ یہ ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہیں کہ یہاں کی باقاعدہ فوج بہت تھوڑی تھی - زیادہ تر ردیف فوج تھی - ردیف فوج کے سپاہی یہ دیکھکے کہ انکے اہل و عیال ہجرت کرکے دوسری جگہ جارہے ہیں کبھی فوج میں نہیں رہسکے ' کیونکہ انکی حفاظت کے لیے وہ بھی انکے ہمراہ جانا چاہتے ہیں - مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ رومیلی کے باشندوں نے ضرورت و بے ضرورت بھی ہجرت کی جسکی وجہ سے اکثر ردیف کے سپاہی چلے گئے -

گو مقدونیہ میں ہماری حالت اسدرجہ خراب تھی ' مگر (شتلجا) میں بحمد اللہ ہماری حالت باوجود تمام اسباب مخالف کے غالبانہ و فاتحانہ رہی ہے - ایشیا نے جسقدر کرد ' عرب ' اور ترک

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.
Telegraphic Address
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و مرتب خصوصی
احمد مکی ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ — کلکتہ : چہار شنبہ ۱۳ صفر ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۳
Calcutta Wednesday, January 22, 1913

فہرس

تصاویر

شذرات

معتقۂ جنگ بالآخر دول یورپ نے اپنا آخری متفقہ نوٹ ترکی کو دیدیا ہے استکبارًا فی الارض و مکر السیء (۳۵ : ۴۱) " آخری وقت " اور " فیصلہ کی وقت " مہینوں سے ہماری زبانوں پر ہے، مگر سچ یہ ہے کہ آخری وقت پہلے نہ تھا، اب آیا ہے - یہی چند ایام ہاملہ، جو یاس و بیم کے عالم میں گذر رہے ہیں، قوائے دفعۂ اسلامیہ کیلئے کامل اور حقیقی معنوں میں فیصلہ کن ہونگے - ہنالک ابتلی المسلمون و زلزلوا زلزالا شدیدا (۳۳ : ۱۲)

درحقیقت اسلام کو یورپ سے خارج کردینے کیلیے جس صلیبی اتحاد کا کھٹکا تھا، اور جس کو مسئلۂ مشرقی کی پیچیدگی اور دول یورپ کی باہمی رقابت ابتک قائم نہیں ہونے دیتی تھی، اب وہ پورے طور پر مکمل ہوگیا ہے، اور یہ متفقہ نوٹ اسکا اعلان جنگ ہے - یورپ انتظار کرتے کرتے اسلام کی سخت جانی اور اپنی رقابتوں سے اکتا گیا تھا، اسلیے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، اگر اب وہ اور انتظار کرنا نہیں چاہتا - لیکن ہزار تعجب باب عالی کی موجودہ حکومت پر ہے، اگر وہ آخری فیصلہ کن وقت کیلیے کسی اور وقت کا انتظار کرے، اور پھر اسکے بعد اور کیا باقی رہجاتا ہے کہ اسکے بچاؤ کیلیے دلت کی مہلت، اور بے بسی کے انتظار کو طول دیا جاے؟

دول کا یہ نوٹ انتہائی سختی کے ساتھ فیصلہ کن حکم ہے - یا تو یورپ کے مجموعہ کیلیے خود یورپ کے حکم کا فیصلہ تسلیم کرلیں، یا پھر یورپ کی ہمدردیوں سے مایوسی - صاف صاف طور پر نوٹ میں اسکا بھی اشارہ کردیا ہے کہ اگر باب عالی نے دول کے احکام کی تعمیل نہ کی، تو خود قسطنطنیہ کیلیے خطرہ ہوگا، اور ایشیائی صوبجات میں جنگ پھیل جاےگی -

جنگ و صلح کے فیصلے کیلیے جو قومی مجلس تجویز کی گئی ہے اسکا فیصلہ ابتک معلوم نہیں - ۱۹ - کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی وزیر خارجیہ نے دول کے نوٹ کے جواب کا مسودہ مجلس وزرا میں پیش کردیا ہے - جواب کا لہجہ گو نرم اور التماسانہ ہے تاہم ایڈریانوپل اور جزائر ایجین کے دیدینے سے انکار کیا ہے اور

انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کا پیغام

مسلمانان ہند کے نام

(بنام الہلال کلکتہ)

ہم ہندوستانی مسلمان بھائیوں کی اس گرمجوشی کے اظہار کے لئے جو انہیے ترک مجروحین کے لئے چندہ جمع کرنے میں ظاہر ہوئی نہایت ممنون ہیں اور آپ ہماری اس ممنونیت کا پیغام یقیناً ان تک پہنچادینگے - جنگ کی وجہ سے بہت سے بے خانماں ہوگئے ہیں اور نہایت سخت و شدید مصائب میں گرفتار ہیں مفصل کیفیت روانہ کی جاتی ہے - ہندوستان سے روپیہ روانہ کرنے والوں کو آپ ہدایت کردیں کہ وہ روپیہ سنٹرل آفس عثمانی انجمن ہلال احمر اسکندرل کے نام روانہ کریں جس کی وجہ سے ملنے میں بہت آسانی ہوتی ہے - روپیہ دینے والوں کی مفصل فہرست بھیجیے -

بسم عمر وائس پریسیڈنٹ

انجمن ہلال احمر عثمانی ادارۂ مرکزی

هندوستان میں نئي چیز

وہ کمی جو بہت روزوں سے تھی اب دور ہوئي
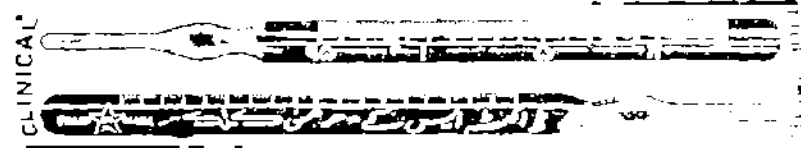
ڈاکٹر برمن کے مشہور ' تھرما میٹر کي تعریف کي بابت کچھہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بنواکرمنگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کي لکیر خوب موٹي ہے - اسوجہہ سے کم سن لڑکے ' ضعیف مرد و عورت کو بھي شناخت کرنے میں کوئي دقت نہیں ہوتی - انگریزي جاننے کي کوئي ضرورت نہیں - ہندي اور اُردو حرفوں میں بھي "تھرما میٹر بنوایاگیا ہے - جو ایک روپے کیس میں رہتا ہے اور عمدہ کاغذ کے بکس میں معہ پرچہ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مرتبہ ضرور منگا کر دیکھیے -

انگریزي تھرما میٹر ایک روپیہ چار آنہ
اُردو " " دو روپیہ
ہندي " " دو روپیہ

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

انگریزي حکومت کا مسلمان ہوجانا

—*—

اب بالکل یقیني ہے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسي کے خلیفہ نے بقلم پیروت سیدي خواجہ حسن نظامي سے آئندہ حالات کي نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کي تھیں (اورجنکو کتاب شیخ سنوسي کے حصہ اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب ہو بہو سچي ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزي حکومت کے مسلمان ہوجانیکي پیشین گوئي باقي ہے - جو خدا نے چاہا تو عنقریب پوري ہوگي - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اورترکي و ایران علي الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاہتے ہیں - تو رسالہ شیخ سنوسي کے دونوں حصے پڑھیے - قیمت ہر دو آٹھہ آنہ -

کلیات اکبر - لسان العصر و جدان رسالہ خان بہادر مولوي سید اکبرحسین الہابادي کے زبردست کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - کاغذ لکھائي چھپائي نہایت اعلی ہے - اور صرف ہمارے ہاں دستیاب ہو سکتے ہیں - قیمت ہر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامي میں غدر کے اور تیموریہ خاندان کے بچے کھچے لوگوں کی درد ناک قصے درج ہیں نیز آلو - مچھر - دیاسلائي وغیرہ عنوانوں پر نہایت مزیدار اور معني خیز مضامین ہیں -

سفرنامہ ہندوستان بمبئي' گجرات' کاٹھیاواڑ وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامہ بطریق روزنامچہ از سیدي خواجہ حسن نظامي دہلوي قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کي حوصلہ افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۴ آنہ
اسرار مخفي رموز کا خزانہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۴ آنہ -
ترکي فتح شاہ مشتاق احمد صاحب مجذوب بخاري کي پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ
دل کي مراد - شاہ صاحب کے طلسماتي تعوید قیمت ڈیڑھ آنہ

کارکن حلقہ نظام المشائخ دہلي سے منگائیے

شـــرح اجــرت اشتہـــارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکي اجرت علم اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ہیں جسکي قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

پاشا سابق جنرل نے جب ینگ پارٹی کے خلاف بغاوت کو سرسبز ہوتے نہ دیکھا تو آخرکار تھک کر پیرس واپس چلا گیا - ستمبر کے دن طلعت بک نے جنکو غلطی سے گرفتار کیا گیا تھا اور جو پھر رہا کردیے گئے ہیں ' ناظم پاشا اور انیس بک ' ایک پرانے افسر اور کمیٹی کے بارسوخ لیڈر سے ملاقات کی - انکو بھی مثل دوسروں کے قید کیا گیا تھا اور اسوقت ناظم پاشا نے انکو بعض امور میں مشورہ کرنے کے لیے طلب کیا تھا - یہ مجالس نہایت اہم اور معنی طلب ہیں اور ساتھہ ہی خوفناک بھی خیال کی جاتی ہیں "

ایک اور جرمنی اخبار کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ لکھتا ہے :

" بابعالی نے اسکا فیصلہ کرلیا ہے کہ ایڈریا نوپل اور قرق کلیسا کو کسی شرط پر بھی نہ دیا جاے اور عثمانی گورنر جنرل کی ماتحتی میں مقدونیہ اور البانیہ کی خود مختاری پر زور دے -

بابعالی اور یورپین سفارت خانوں میں یہ خیال ہے کہ لندن کانفرنس کا خاتمہ قریب ہے اور لڑائی کی تجدید قریب قریب ناگزیر - ترکی جنگی طیاریاں اور دول عظام کا اپنے جہازات ابنائے باسفورس سے ہٹانے میں دیر کرنا اسکی دلیل کے لیے کافی ہے "

آگے چلکر یہی نامہ نگار لکھتا ہے :

" اس کشیدگی کے ساتھہ ساتھہ اندرونی کارپردازوں کی پر زور کوشش بھی جاری ہیں - وزیر اعظم کامل پاشا کے ستارہ کو گہن لگنا شروع ہوگیا ہے - چونکہ کامل اپنا وعدہ وفا نہ کرسکا اور برٹش گورنمنٹ کی پشت پناہی نے اسکی امیدوں کا بالکل خون کردیا اسلیے خیال کیا جاتا ہے کہ اسی وجہ سے اسکا مزاج بہک گیا ہے اور بات بات پر اپنے جاں نثار دوستوں مثلاً شیخ الاسلام جمال الدین سے بگڑ جاتا ہے - ساتھہ ہی اسکے ناظم پاشا کا ہاتھہ بھی اسکی مخالف پارٹی یعنی کمیٹی کی دوبارہ تعمیر میں مدد کر رہا ہے - اگر گورنمنٹ نے لندن کی صلح میں کافی زور نہ دیا تو نوجوان جماعت بہت جلد وزارت پر غالب آجائیگی - فی الحال محمود شوکت پاشا و عزت پاشا کی بابت خیال ہے کہ اسکے قائم مقام اور سرگروہ یہی ہیں " و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا

سالونیکا میں طوائف الملوکی

— * —

فرانسیسی اخبار (ارتوکرسل) کو معلوم ہوا ہے کہ (سالونیکا) میں اسوقت سخت طوائف الملوکی کا دور دورہ ہے - جنگی جہاز کی آمدنی کی بابت یونانیوں اور بلغاریوں میں باہمی فساد اسقدر بڑھگیا کہ آخر جنگی جہاز بند کر دینا پڑا -

سرویا اور البانیہ

— * —

اخبار مذکور کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ چند البانیوں نے ایک سروی باتری پر حملہ کرکے افسر کو قتل کر ڈالا اور باتری کو پہاڑ پر

مسجد جامع سلیم واقع ایڈریا نوپل

جس د مینارۂ توحید نہیں معلوم چند گھنٹوں کے بعد (اسلامی عظمت کی صدہا یادگاروں کی طرح) علم صلیب کا معکوم ہو جاےگا ' یا پھر اسکی تقدیس و عظمت ' آل عثمان کی سب سے بڑی اور آخری قربانی کے بعد ' ہمیشہ کیلیے پائدار و برقرار ہو جاے گی -

بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم .

یورپ کی سلطنتوں کا یہ دعوی ہے کہ انکے نظام حکومت میں مذہب کو دخل نہیں اور اسلیے وہ مسیحی اور غیر مسیحی ' دونوں کے ساتھہ یکساں برتاؤ کرتی ہیں ' لیکن اس دعوے کی تکذیبات کے دفتر بے پایاں میں سے ایک تازہ ترین واقعہ موجودہ جنگ مسیحیت و اسلام بھی ہے - گو یورپ ایشیائی خطرہ کے فرضی دیو سے ہمیشہ ڈرتا رہا ہے ' اور گو اسوقت اسلامی دنیا کا بیشتر حصہ عیسائی سلطنتوں کے زیر حکومت ہے ' مگر تاہم جب تمام فرڈیننڈ نے صلیب کے نام سے علم جنگ بلند کیا ' تو تقسیم عمل کے طلائی اصول کی بنا پر سپاہیوں نے اپنی جانوں سے ' پبلک نے روپیہ سے ' مدبروں نے مشوروں سے ' سلطنتوں نے سازش ' ناطرفداری ' مداخلت ' اور متفقہ کارروائی سے ' اور اخبارات نے خلاف اسلام ہجر آمیز و نفرت انگیز مضامین کی اشاعت سے اس صلیبی جنگ کی مقدس معاونت کی -

دوران جنگ میں انگلستان کے اخبارات اسلام کے خلاف اپنے قلم کو جس جہادی جوش سے صرف عداوت کرتے تھے ' اس کا اندازہ ان چند اقتباسات سے ہوگیا ہوگا ' جو ہم گذشتہ نمبروں میں شائع کرچکے ہیں ' اور اب تو تمام دول یورپ اپنی بلقانی ذریات کو سامنے سے ہٹا کر خود اس جنگ کا مقدمة الجیش بن گیا ہے -

روس کے اخبارات بھی اپنے ہمعصر و ہمسار انگریزی اخبارات سے پیچھے نہیں رہے اور اسقدر شدید لہجہ میں اسلام کے خلاف مضامین لکھے کہ روس ایسی گورنمنٹ کے ماتحت مسلمان رعایا (باوجود سخت سے سخت جبر و استبداد کے عادی ہونے کے) برداشت نہ کرسکی ' اور اخبار (اوو نبرگ) اور (موسکو) میں مضطربانہ صدائے اعتراض بلند کی - مگر اسکے اعتراض کا بھی وہی حشر ہوگا ' جو مسلمانان ہندوستان کے اعتراض کا ہوا ہے -

یورپ کی خود ساختہ خطرہ سے اسقدر بیخودی ' اور عداوت اسلام کے اظہار میں اسطرح بے باکی نہ تو تعجب انگیز ہے اور نہ بے سبب - ایک طرف اسکے صدہا مسلم نما ایجنٹ موجود ہیں جو ہر وقت مسلمانوں کو اسکی مرضی " نصفت پروری " اور " مسلم نوازی " کا یقین دلاتے رہتے ہیں ' اور دوسری طرف وہ " لیڈر " ہیں جو قوم کو جذبات کشی ' ملت فراموشی ' اور یورپ پرستی کی تلقین کرتے رہتے ہیں - یورپ کا وہ دور جہالت گذر گیا جب کہ وہ مردوں کی روحوں سے ڈرتا تھا - اب اسکا دور ' دور علم و تمدن ہے اور صرف زندوں ہی سے ڈرتا ہے - مسلمانوں نے عرصے سے اپنی زندگی کا کوئی عملی ثبوت نہیں دیا ' اسلیے کوئی سبب نہیں کہ وہ انکو زندہ سمجھکر انکے ساتھہ زندوں کا سا سلوک کرے اور مردہ لاش سمجھکر ٹھکرا نہ دے - اگر آج مسلمان اپنے اعتراضات اور جذبات کو موثر بنانا چاہتے ہیں تو انکا فرض ہے کہ وہ شور و فغاں کے ساتھہ زندگی کی کوئی حرکت بھی اپنے اندر پیدا کریں اور جلد سے جلد اسکا اعتراف کرالیں -

لکھا ہے کہ " ایڈریانوپل میں بلغاری آبادی بہت کم ہے' اسکے قلعے ناقابل تسخیر ہیں اور حملے سے بے خوف - اسمیں سلاطین عثمانیہ کے مقبرے اور اسلام کی یادگاریں ہیں - پھر پایۂ تخت کا دروازہ اور قسطنطنیہ کی کنجی ہے - ان اسباب کی بنا پر کیونکر بلغاریا کے حوالے کر دیا جاے ؟ "

افسوس کہ ہمارے دل کا اضطراب مجنونانہ ہے' اور ہم اپنے جگر کا کوئی ٹکڑا قسطنطنیہ نہیں بھیج سکتے - یہ قطعی ہے کہ اب عثمانی قوا شتلجہ میں نہایت مستحکم ہیں' اور بلغاریا کی فوجی قوت کا خاتمہ ہو گیا ہے - یہ بھی حتمی ہے کہ اگر یورپ سامنے آیا تو پھر تمام اسلامی ممالک میں با وجود ہمہ عجائب و بے حسی' آگ لگ جاے گی اور یہ ایک فیصلہ کن ہلال و صلیب کا معاملہ ہوگا' اور سب سے زیادہ یہ کہ مصلحت شناسی' انتظار' مہلت طلبی' اور تحفظ بقایا' اسی وقت تک ہے' جب تک کہ آیندہ کیلیے کچھہ امید ہو' اور اب اسکے بعد ترکی کے پاس عزت و زندگی کی کونسی متاع باقی رہجاے گی' جسکے بچانے کیلیے وہ موت پر زندگی کو ترجیح دے ؟ پھر کیوں نہ قسطنطنیہ کی گلیاں لاشوں سے بھر جائیں اور کیوں نہ عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دینے والوں کے خون میں تیرے لگیں ؟ وعسی ان تکرهوا شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم' والله یعلم و انتم لا تعلمون (۲ : ۲۱۶)

ہم اس وقت تک متعدد تار مختلف لوگوں کے نام بھیج چکے ہیں - وزارت کے نام بھیجنا لاحاصل تھا' کیونکہ وہ خود اس مسئلے میں ایک فریق ہے - اسلیے سبیل الرشاد' اقدام' طنین' اور جون ترک کے نام بھیجے ہیں - نیز مصباح الدین شریف سابق ممبر پارلیمنٹ عثمانی کے نام' جن کے ساتھہ عرصے سے ہماری خط و کتابت تھی مگر وہ سعید پاشا کی وزارت کے شکست کے بعد قسطنطنیہ سے چلے گئے تھے' اور پچھلی ڈاک میں انکے خط سے انکی آمد کا حال معلوم ہوا ہے - امید ہے کہ آیندہ اتوار کی ڈاک میں وہ حسب وعدہ تفصیلی چٹھی روانہ کریں گے اور ہم کو اسکی اشاعت کا موقعہ ملیگا -

مرحوم معاس کے فیصلے کی نسبت بھی ہم نے انکو تار دیدیا ہے کہ بمجرد اطلاع کے ہمکو مطلع کر دیں -

---

انجمن اتحاد وترقی

انجمن اتحاد و ترقی معلوم ہوتا ہے کہ باوجود کامل پاشا اور اسکے پس پردہ حامیوں کے شدید ترین استبلا اور قہارانہ مظالم کے' اپنی جانوں پر کھیل کر خدمت ملت و وطن کیلیے جد و جہد کرتی رہی - اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ صلح کانفرنس میں آخری شرائط کے تسلیم کرنے سے انکار کردیا گیا' اور اب تک باب عالی اپنی موجودہ وزارت کی خواہش کے مطابق دول کے برت کو تسلیم کرلینے کی جرأت نہ کرسکا -

ڈاکٹر (ڈیلن) نے (کنٹیمپوریری ریویو) میں قسطنطنیہ کے موجودہ حالات کی نسبت ایک مضمون لکھا ہے' جسمیں وہ لکھتے ہیں

" اجراے جنگ کے لیے نوجوان ترکوں کی سب سے پہلی کوشش یہ تھی کہ انہوں نے (پرنس سعید حلیم پاشا) کو وزیر اعظم کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ (شتلجا) میں استواری کے ساتھہ مدافعت کی ضرورت ثابت کریں' اور مدافعت کا چارج (محمود شوکت پاشا) کو دے دینے پر مجبور کریں لیکن (کامل پاشا) نے نوجوان ترکوں کے نامزد کردہ شخص کی تقرری نا منظور کی - اسکے بعد انہوں نے دوبارہ شخص سلطان المعظم کے پاس بھیجے - اس مرتبہ سلطان المعظم متاثر ہوے اور انہوں نے محمود شوکت پاشا کا تقرر منظور کرلیا' لیکن ناظم ابھی وزیر اعظم کو اسکی منسوخی کا موقع حاصل تھا اسلیے نوجوان ترکوں نے ولیعہد کی ہمدردی بھی حاصل کرنا چاہی مگر اسمیں انکو ناکامی ہوئی "

مزید تفصیل

انڈیپنڈنٹ (سینٹ پیٹرسبرگ) کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ لکھتا ہے " محمود کر ہلچل آفندی سابق وزیر پبلک ورکس سے' جنکو معہ دوسرے لیڈروں اور ہم منصبوں کے قید کیا گیا تھا' وزارت جنگ کے قید خانہ میں ملاقات کرنے کا موقع ملا - یہ ملاقات بہت دیر تک جاری رہی' جسمیں دوسرے معزز قیدی بھی شریک تھے - بہت سے سابق وزیروں نے اپنی گرفتاری کی وجہ اور بغاوت کا وہ الزام جو انپر لگایا گیا تھا' بیان کیا جو بالکل لغو اور بے معنی تھا - انکا بیان ہے کہ کورٹ مارشل کے اکثر ممبران فوجی جماعت کے تھے جو نوجوان ترکوں کی جماعت کو تباہ کرنے پر تلے ہوے تھے - اس سے قبل دن پیشتر یہ فیصلہ ہوچکا تھا کہ انکو جلا وطن کرکے فوراً بھیج دیا جاے - قیدیوں نے وزیر داخلہ سے درخواست کی کہ ہمارا معاملہ عوام کے روبرو پیش ہو' جسکا جواب یہ دیا گیا کہ یہ معاملہ میری طاقت سے باہر ہے اور اسکے لیے فوجی جماعت کو پورا اختیار ہے - باوجود اسکے سول حکام نے ہمدردی ظاہر کی - اول رسمی طور پر ایک مجسٹریٹ قیدیوں کے بیانات قلمبند کرنے کے لئے مقرر کیا گیا - مجسٹریٹ نے جرح کے وقت علانیہ اقرار کیا کہ میں اپنی قدرتی انجام دے رہا ہوں اور دراصل مجھے بذات خود آپکے خلاف کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی جس سے قانونی مقدمہ کے لیے کوئی معقول مطلب پیدا ہو - اسکے بعد کورٹ مارشل نے معاملات کو اپنے ہاتھہ میں لے لیا اور فیصلہ کر دیا کہ انکو جلا وطن کرکے فوراً بھیج دیا جاے "

" لیکن اس قدر دن کے عرصہ میں معاملات کی صورت بالکل بدل گئی - نوجوان ترکوں کی گرفتاری سے فوج میں ہلچل مچ گئی - افسروں نے بلا کسی خوف کے کہدیا کہ اگر انکو رہا نہ کیا گیا تو ہم ابھی شتلجا چھوڑ کر قسطنطنیہ واپس چلے جائینگے - ناظم پاشا نے خود بھی پرانے گروہ اور فوجی جماعت کی مخالفت کی - اب گورنمنٹ پر ثابت ہوگیا کہ فوج اسوقت تک باری کا ساتھہ دینے پر آمادہ ہے اور انکی ضرر رسانی کا خیال ترک کر اپنی ضرر کا خیال ہے - یہ دیکھکر حکم دیا کہ کورٹ مارشل کے پرانے ممبروں کو سواے پریسیڈنٹ کے موقوف کر دیا جاے اور بجاے انکے وہ نئے ممبر منتخب کئے جائیں جنکا تعلق کسی جماعت سے نہ ہو - پریسیڈنٹ نے قیدیوں سے ملاقات کی اور بیان کیا کہ آپ صاحبوں کا معاملہ نامناسب طور سے بڑھگیا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپکی رہائی میں اب دیر نہ ہوگی " اس چٹھی میں کوئی تاریخ نہیں ہے مگر آگے چلکر اسکا بیان ہے کہ اب وہ سب رہا کر دیے گئے -

اسکے بعد نامہ نگار لکھتا ہے - " دیر تک گفتگو جاری رہی - اتنے میں ایک افسر اندر آیا اور ادب کے ساتھہ کچھہ فاصلہ پر کھڑا ہوگیا - ہلچل آفندی نے اسکی طرف دیکھا - افسر نے مہذبانہ لہجہ میں کہا کہ " دروازہ بند کرنے کا وقت آگیا ہے اور اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو ملاقات کے لئے دوسرا وقت قرار دیا جاے " ہلچل آفندی نے کہا کہ " جناب ایک لمحہ توقف کیجیے " افسر نے پھر ادب کے ساتھہ جواب دیا کہ " معاف فرمایئے' میں جناب کے لفظ سے مخاطب کئے جانے کے قابل نہیں ہوں' آپکی رہائی کی خبر میرے لیے ایک مژدۂ جانفزا ہوگی "

اسی طرح (ڈیلی ٹیلگراف) کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ لکھتا ہے

" یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہاں ینگ پارٹی کی طرفداری میں بے حد جوش بڑھگیا ہے' جسکا ثبوت اس سے ظاہر ہے کہ شریف

۱۴ صفر ۱۳۳۱ ہجری

فاتحۂ جلد جدید

(۳)

گویند مگو سعدی چندین سخن عشقش
می گویم و بعد از من ، گویند بدستانہا

جہاد فی سبیل اللہ اور امر بالمعروف

اور یہی " امر بالمعروف اور نہی عن المنکر " ہے ، جس کو قرآن کریم " جہاد فی سبیل اللہ " کے جامع و مانع لقب سے یاد کرتا ہے ، اور اسکو قیام اسلام کا مقصد اصلی ، اور مسلمانوں کے تمام اعمال و عبادات کا مبداء حقیقی قرار دیتا ہے -

" جہاد " لفظ " جہد " سے ہے ، جسکے معنے محنت ، تعب ، مشقت ، اور کسی کام کیلیے سخت تکلیف برداشت کرنے کے ہیں - پس جہاد کی تعریف یہ ہے :

استفراغ الوسع فی مدافعۃ العدو ظاہراً و باطناً (مفردات امام راغب اصفہانی)	دشمن کے حملے کی مدافعت میں اپنی پوری طاقت اور قوت سے کوشش کرنا - وہ دشمن ظاہری حملہ آور ہو مثلاً اعداے دین و ملت اور انکا حرب و قتال ، یا باطنی جیسے نفس و مظاہر شیطان -

اسلام کا مقصد اصلی دنیا میں قیام حق و صداقت ، اور دفع باطل و ضلالت ہے ، یعنے امر بالمعروف و نہی عن المنکر ، خواہ وہ کسی صورت اور کسی شکل میں ہو ، اور یہ ممکن نہیں ، جب تک کہ اُن تمام باطل پرستیوں اور گمراہیوں کو دور نہ کیا جاے ، جنکو حق کی ضد حقیقی یعنی قوت شیطانی مختلف مظاہر و اشکال میں ہمیشہ پیدا کرتی رہتی ہے - پس اس بنا پر ہر طرح کی انسانی گمراہیوں کے دور کرنے کیلیے سعی کرنا اور باطل و ظلم کے مقابلے میں حق و عدل کا حامی و ناصر ہونا عین مقصد اسلام ، و علت ظہور رسالت ، و سبب نزول شریعت ہے - اور اسی نصرت حق و دفع باطل کی سعی و کوشش کا نام اصطلاح قرآنی میں " جہاد فی سبیل اللہ " ہے - اس مطلب کو زیادہ واضح کرنے کیلیے یوں سمجھیے کہ " امر بالمعروف " اسلام کا مقصد اصلی ہے ، لیکن " امر بالمعروف " ہو نہیں سکتا ، جب تک کہ نہی عن المنکر نہ کیا جاے - امر بالمعروف کے معنے ہیں نیکی اور صداقت کی طرف بلانا اور اسکا حکم دینا ، اور نہی عن المنکر سے مقصود ہے برائیوں اور گمراہیوں کو روکنا - لیکن نیکی اور صداقت تو برائیوں کے دور ہونے ہی کا نام ہے ، اور روشنی کے معنے ہی یہی ہیں کہ تاریکی نہو - کپڑا صاف کیونکر رہسکتا ہے جبکہ آپ اُسے سیاہ دھبوں سے نہ بچائینگے ؟ پس امر بالمعروف کے ساتھہ نہی عن المنکر ناگزیر ہے اور نہی عن المنکر ہی کا دوسرا نام " جہاد فی سبیل اللہ " ہے -

صاحب مفردات نے نہایت اچھا لفظ " ظاہراً و باطناً " کا رکھدیا ہے - یہ باطل پرستی و ضلالت کا استیلا کبھی تو انسانوں کے غولوں اور انکے خون ریز ہتیاروں کی صورت میں ہوتا ہے ، اور کبھی اعتقادات اور اعمال و افعال کی صورت میں - کبھی ضلالت تلوار و تفنگ ہاتھہ میں لیکر مسجدوں کی محرابوں اور اذان کے مناروں پر علانیہ قبضہ کرنا چاہتی ہے تا کہ پرستاران حق کو نابود کرے ، اور کبھی خیالات و عقائد کے مخفی ہتیار لیکر چپکے چپکے ان انسانی قلوب اور اذہان کو مسخر کرنا چاہتی ہے ، جو حق کی پرستش کی معنی مگر حقیقی عبادت گاہیں ہیں - کبھی وہ جنگ کی تلوار لیکر نکلتی ہے اور کبھی فریب کا دام و کمند - کبھی اسکے ہاتھہ میں توپوں کے مشتعل کرنے کا فتیلہ ہوتا ہے اور کبھی زہر آلود جام شربت - دونوں قوت شیطانی کے مظہر ، اور دونوں اسکی حکومت کی ظاہر و مخفی فوج ہیں - پس " جہاد " کے معنے یہ ہیں کہ جب گمراہی کا ظہور جنگ کے ہتیاروں کی صورت میں ہو تو پرستاران حق و امانت داران توحید کے ہاتھہ میں بھی تیغ جہاد ہو ، اور یہ دشمن ظاہری کے مقابلے میں مدافعت ہے - لیکن جہاں گمراہی کا ظہور نفس و شیطان کی پھیلائی ہوئی باطل پرستی ، اور جہل و ضلالت کے اعتقادات و اعمال اور اوہام و خیالات کی شکل میں ہو ، تو وہاں مومن و مسلم کو " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کے اسلحہ کے ذریعہ اپنی زبان اور قلم سے اسکے دفع و ابطال میں جہاد کرنا چاہیے ، اور یہ باطنی دشمن کے مقابلے میں مدافعت ہے -

تشریح معنے جہاد

یہی سبب ہے کہ متعدد احادیث میں حکم جہاد کی تشریح کی گئی اور قلب و ضمیر کی اُن تمام کوششوں کو جو نفس و شیطان کے مقابلے میں کی جائیں ، جہاد سے تعبیر کیا گیا - مثلاً فرمایا : جاہدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم ! (اپنے ہواے نفس کے مقابلے میں بھی ویسا ہی جہاد کرو ، جیسا کہ ظاہری دشمنوں کے مقابلے میں ہتیاروں سے جہاد کرتے ہو) اور فی الحقیقت یہی جہاد اکبر ہے - ایک دوسری حدیث میں جس کو نسائی اور ابوداؤد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے ، زیادہ توضیح فرمائی کہ جاھدوا المشرکین بانفسکم و اموالکم و السنتکم (باطل پرستوں کے مقابلے میں اپنی جان ، اپنے مال ، اور اپنی زبان کے ذریعہ جہاد کرو) یعنے فرض جہاد کبھی حرب و قتال کی صورت میں ، کبھی اعلاے حق کیلیے مال لٹانے کی صورت میں ، اور کبھی زبان سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے کی شکل میں انجام پاتا ہے -

اسلام امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیلیے آیا ، اور امر بالمعروف اور جہاد ، دونوں ایک ہی حکم کے دو نام ہیں - پس ہر وہ کوشش جو حق کیلیے ہو ، ہر وہ صرف مال جو سچائی اور نیکی کی خاطر ہو ، ہر وہ محنت و مشقت جو صداقت کے نام پر ہو ، ہر وہ تکلیف و مصیبت جو اپنے جسم و جان پر راہ حق میں برداشت کی جاے ، ہر وہ قید خانے کی زنجیر اور بیڑی جو اعلان حق کی وجہہ سے پاؤں میں پڑے ، ہر وہ پھانسی کا تختہ ، جس پر جمال حق و صداقت کا عشق لیجاکر کھڑا کردے ، غرضکہ ہر قربانی جو بذریعہ جان ، مال ، اور زبان و قلم کے سچائی اور حق کی راہ میں کی جاے ، جہاد فی سبیل اللہ ہے ، اور معنیے جہاد میں داخل - تم اپنا روپیہ اسکے نام پر لٹاؤ ، اپنی گردنوں سے خون کا سیلاب بہاؤ - گردن کو طوق سے ، ہاتھوں کو ہتکڑیوں سے ، پاؤں کو زنجیروں کے زیور سے حسن حق پرستی کا جلوہگاہ بناؤ ، زبان سے حق کا اعلان کرو ، اور قلم کو توہین و تذلیل شیاطین ضلالت کیلیے وقف کر دو - اسکو عزت دو جو حق کی عزت کرتا ہے ، اور اسکو ذلیل کرو جو حق کو ذلیل کرنا چاہتا ہے - دنیا کے رشتوں کو اللہ کے رشتے پر ترجیح دو ، اور سب سے کٹ جاؤ تا کہ اُسکے ہو سکو - حق

اصبروا و رابطوا ! یہ تم سے کس نے کہدیا ہے کہ تم صرف آنسو ہی بہا سکتے ہو؟ حالانکہ تمہارے پاس انکے سوا اور بھی بہت کچھ ہے ۔ کامل اتحاد ' مضبوط ارادہ ' عہد واثق ' اور اللہ پر اعتماد ' یہی چیزیں ہیں جنکے اندر دنیا کی عظیم الشان قوتیں پوشیدہ ہیں ' اور خدا نے تم پر کچھ انکا دروازہ بند نہیں کردیا ہے ۔

مستقل جوش اور کامل اتحادی قوت کے بعد اولین شئی جو اس وقت مسلمانان ہند کے جذبات کو موثر بنا سکتی ہے ' یوروپین مصنوعات کا (بائیکاٹ) ہے ۔ ہزاروں رزولیوشن اور عرضداشتوں کے ڈھیر سے ایک دن کا متحدہ و متفقہ عملی کام زیادہ کارآمد ہے ۔ مسلمانوں نے اس وقت تک کتنے ہی جلسے کیے ' اور کتنے رزولیوشنوں کی نقل انگلستان بھیجی ' لیکن اشارہ و کنایہ ہی میں نہیں بلکہ صاف صاف لفظوں میں کہدیا گیا کہ ہندوستان کی خاطر کچھ انگلستان اپنے روسی اتحاد کے فوائد ضائع نہیں کرسکتا ' لیکن اگر اسکی جگہہ پوری قوت اور اتحاد کے ساتھہ بائیکاٹ کا اعلان کیا جاتا اور بنگالیوں کے گذشتہ بائیکاٹ کے طرح نا ممکن العمل باتوں میں نہیں ' بلکہ ممکن العمل حد تک اسپر عمل شروع کردیا جاتا تو یہ یقینی ہے کہ انکے آنسوؤں کو اس حقارت سے نہ ٹھکرایا جاتا ۔ موجودہ عہد تجارت کا یہ ایک اصلی حربہ ہے جو خود یورپ نے ہمکو دیا ہے ' اور آج دراصل یورپ کے اقوام کی سیاست پر بھی اسکے میلوں اور کارخانوں کی حکومت ہے ۔ انگلستان کو یقیناً آپکی پروا نہو کیونکہ آپنے اپنی حالت سے اسے پروا کرنے کا عادی نہیں بنایا لیکن منچسٹر اور لنکا شائر کے تو ایک ادنے سے ادنے نقصان کی بھی پروا کرنے پر وہ مجبور ہے ۔ جو دھواں وہاں کے کارخانوں کی چمنیوں سے نکلتا ہے ' وہ کچھ آپکے بے سود آہ و فغاں کا دھواں نہیں ہے ۔

یہ بالکل غلط خیال ہے کہ بنگالیوں کا بائیکاٹ ناکام رہا ' اور وہ کوئی مفید مقصد اثر حکومت پر نہ ڈال سکا ۔ ہم اس بارے میں جو شمار و اعداد اور بعض نقشے طیار کرا رہے ہیں ' انکی اشاعت کے بعد اندازہ کیا جا سکے گا کہ کس درجہ قوی اور ناقابل انکار نتائج عملی طور پر بائیکاٹ سے حاصل ہوے اور باوجود بنگالیوں کی موجودہ افسردگی کے ' اب بھی اس تحریک کی برکت سے کیا کیا نتائج حاصل ہو رہے ہیں ؟

البتہ ضرور ہے کہ عہد واثق ہو ' اور عزم راسخ ' اور ہر شخص انتہائی قوت کے ارادے کے ساتھہ قسم کھالے کہ " وہ آجکی تاریخ سے سواے ان حالتوں کے جنکے لیے وہ معذور ہے ' اور تمام یورپ کی بنی ہوئی چیزوں کا خریدنا ترک کردیگا ' اور دیسی اشیا کے استعمال میں مال اور آرائش و نمایش کی جسقدر قربانی کرنی پڑیگی ' اپنے جانوں کی قربانی کرنے والے بھائیوں کی یاد میں ' اسے برداشت کرلیگا "

اگر اس تحریک کے ہزارہا فوائد سے قطع نظر بھی کرلیا جاے جنکے بیان کرنے کیلیے دفتر کے دفتر چاہئیں ' تو بھی صرف یہی ایک خیال مسلم و مومن دل کیلیے کیا کم ہے کہ اگر آج اور آن سے کچھ بن نہیں آتا تو کم از کم دشمنان اسلام کی اعانت تو نہ کریں ۔

آج تمام یورپ جو کوس لمن الملک الیوم بجا رہا ہے ' اسکا اولین سبب اسکی تجارتی حکمرانی ' اور اسکے ذریعہ تمام مشرق سے جلب دولت ہے ۔ پھر اگر آج تم یورپ کی تجارت کو فروغ دیتے ہو ' اور اسکی مصنوعات کو خریدتے ہو تو اسکے یہ معنے ہیں کہ تم صریح طور پر اس قوت کے پیدا کرنے اور بڑھانے میں شریک ہوے ہو ' جو اپنے استعمال کا سب سے پہلا مصرف تمہارے فنا ہی کو سمجھتی ہے ۔

قانون کی پوری پابندی کے ساتھہ ' امن کے سچے طور پر دوست ہونے کے ساتھہ ' اور گورنمنٹ کی وفادارانہ اطاعت سے بغیر سرمو تجاوز کرنے کے ' یہ ایک مفید ترین کام ' اور فرض اسلامی ہے جس کو تم انجام دیسکتے ہو ' اور جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہیں اور لکھینگے ' یہ محض مصلحت اندیشانہ پالیسی ہی نہیں ' بلکہ موجودہ حالات کی بنا پر داخل احکام شریعت ہے ' فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر ۔

نامورانِ غزوۂ طرابلس : کے سلسلے میں اس ہفتے نامور مجاہد عثمانی : غازی شکری بے کی تصویر و حالات کے لکھنے کا ارادہ تھا ' چنانچہ اسی خیال سے انکی تصویر کا گروپ (جسمیں وہ مع اپنی پلٹن کے افسروں کے بیٹھے ہیں) ٹائیٹل پیج پر دیدیا گیا اور وہ سب سے پہلے چھپتا ہے ۔ لیکن اب مضمون لکھنے کیلیے اس ترکی رسالے کو ڈھونڈھتا ہوں جسمیں انکے مجاہدانہ کارناموں کی سرگذشت شائع ہوئی تھی تو سوء اتفاق سے نہیں ملتا ۔ نا تو کسی غفلت کی نذر ہوا ' یا کہیں ہے اور ملتا نہیں ۔ بہرحال اسکے سوا چارہ نہیں کہ اس تصویر کی رسالے کے اندر اشاعت کو آیندہ کیلیے ملتوی کردیا جاے ۔

مجاہد غیور ہندی : حاجی عبد الغنی کا نام ہندوستان کے مسلمانوں کیلیے بالکل نیا ہے ' مگر انہوں نے اسلام کی جس پرانی اور سیزدہ سالہ روح غیرت کا ثبوت دیا ہے ' اسکے لحاظ سے ضرور ہے کہ لوگ اسے واقف ہوں ' اور انکی عزت کو اپنے دلوں میں جگہہ دیں ۔

یہ وہ جوان اسلام پرست ہے ' جس نے پچھلے دنوں باوجود ہر طرح کی بے سروسامانی کے ' محض ولولۂ خدمت اسلام و ملت کے جوش میں طرابلس تک کا سفر اختیار کیا ' اور ہر طرح کے حوصلہ شکن مصائب برداشت کرکے (درنہ) پہنچا ' وہاں دو ماہ تک غازی انور بے کی خدمت میں رہا ' اور اسکے بعد دسمبر کے اواخر میں مع الخیر ہندوستان واپس آیا لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاہدون فی سبیل اللہ باموالہم و انفسہم ' فضل اللہ المجاہدین باموالہم و انفسہم علی القاعدین درجۃ ۔ (۴ : ۹۷)

پچھلے اتوار کو کلکتہ میں جو عظیم الشان جلسہ انکے حالات سننے اور بعض اہم تحریکوں کیلئے منعقد ہوا تھا ' اسکا حال آپ اخباروں میں پڑھ چکے ہونگے ۔ کثرت اجتماع اور ابراز جوش و خروش کے لحاظ سے یہ جلسہ ہمیشہ یادگار رہے گا ۔ اس عاجز (اڈیٹر الہلال) نے سب سے پہلے حاجی عبد الغنی صاحب کے حالات سفر اور طرابلس کے موجودہ حالات جو انسے معلوم ہوے ہیں ' بیان کیے ' اور اسکے بعد حاضرین مجلس کے طرف سے بطور انکے گلے میں پھولوں کا ہار پہنایا ۔

یہ پھولوں کا ہار تھا ' حالانکہ اگر ہم اپنے دلوں کو کسی رشتے میں پرو کر ہار بنا سکتے ' تو درحقیقت (عبد الغنی) اس ہار کا مستحق تھا ' جس کے قدم اس سرزمین پر چلے ہوں ' جو خون شہداے اسلام سے مہینوں رنگین رہی ہے ' اسکی عظمت کا کیا پوچھنا ؟

انشاء اللہ ہم عنقریب انکا با تصویر سفر نامہ مع ان پیغامات شکر و سرور کے جو مجاہدین طرابلس نے انکی زبانی اخوان ہند کے نام بھیجے ہیں ' الہلال میں شائع کرینگے ۔

مرزا صاحب : آخری طبی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب حضور ویسراے کی صحت قابل اطمینان حد تک ترقی کرچکی ہے ' زخم مندمل ہوگئے ہیں ' اور نقل و حرکت کی طاقت بڑھ رہی ہے ۔ ایک دو بار گاڑی میں بیٹھکر آپ کچھہ دور تک باہر بھی تشریف لیگئے ۔ امید ہے کہ بہت جلد ہم صحت کاملہ کا مژدہ سن سکیں گے ۔

ومن یسلم وجہہ الی اللہ وھو محسن فقد استمسک بالعروۃ الوثقی (۳۱ : ۲۱)

اور جس نے ہر طرف سے گردن پھیر کر اللہ کی طرف منہ کرلیا ' اور حسن عمل اختیار کیا ' تو بس یقین کرو کہ اس نے اللہ کی اطاعت کی رسی مضبوط پکڑلی -

اور یہی حقیقت امر بالمعروف و نہی المنکر کی ہے - پس جو لوگ اطاعت خدا و رسول کے ذریعہ دبستان الہی کی صفوں میں داخل ہوگئے ' ضرور ہے کہ اللہ تعالی انکو بھی " الذین انعم اللہ علیہم " میں شامل کر کے اپنی نعمتوں اور غیبی برکتوں کا مورد و مہبط بنادے ' اور دنیا میں سب سے بڑی نعمت الہی ' نتیجۂ کار کی فتح مندی ' اور ہمدوں اور عزموں کی کامیابی اور فلاح ہے -

چونکہ وہ لوگ اپنے تئیں خدا تعالے کے سپرد کر دیتے ہیں ' اور اسکے کلمۂ حق کے اعلان کیلیے اپنی تمام قوتوں کے ساتھہ وقف ہو جاتے ہیں ' پس خدا تعالے بھی بحکم من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعاً (جو بندہ ایک بالشت بھر میری طرف چلتا ہے ' میں ایک ہاتھہ آگے بڑھکر اس سے قریب تر ہوجاتا ہوں) انکو اپنا بنا لیتا ہے ' اور انکے تمام کاموں پر اپنی عزت اور کبریائی کی چادر ڈالدیتا ہے - پھر وہ کام انکے نہیں رہتے ' بلکہ خدا کے ہوجاتے ہیں ' اور انکو انجام دینے والی انکے جسم و نفس کی قوتیں نہیں ہوتیں ' بلکہ اللہ کا مقتدر و قاہر ہاتھہ ہوتا ہے - انکی آواز گو انکے حلق سے نکلتی ہے ' لیکن چونکہ حق و معروف کی آواز ہوتی ہے ' اسلیے انکی نہیں ' بلکہ صوت الہی کی صداے لازوال ہوتی ہے - وہ راہ الہی میں مجاہد ہوتے ہیں ' پس خدا بھی انکو اپنی فوج بنا لیتا ہے ' اور انکے ہاتھہ میں اپنی تائید و نصرت کا جھنڈہ دیکر ' ایک پیچھے رہکر لڑانے والے سپہ سالار کی طرح لڑاتا ہے - بظاہر وہ بے مایۂ و سامان ' اور حقیر و عاجز انسان نظر آتے ہیں ' مگر انکا دل قوت الہی اور جبروت ربانی کا مسکن ہوتا ہے - انکے ہاتھہ دنیا کے ظاہری ہتیاروں سے خالی ہوتے ہیں ' پر خداے قدوس کی شمشیر جلال انکے انگلیوں کی حرکت سے متحرک ہوتی ہے اور صف اعدا پر گرتی ہے - وہ کارزار عالم میں تن تنہا اور بے یار و مددگار ہوتے ہیں - مگر انکے یمین و یسار نصرت خداوندی کے ملائکہ مسومین کی صفیں ہوتی ہیں - خدا انکے عجز کو اپنی کبریائی سے ' انکے تذلل و انکسار کو اپنی عظمت و عزت سے ' انکے ضعف و کمزوری کو اپنی قوت و طاقت سے ' اور انکی بے سر و سامانی کو اپنی مالک الملکی سے بدل دیتا ہے - پھر جب وہ بولتے ہیں تو انکی آواز میں صداے حق کی گرج ہوتی ہے ' اور جب نظر اٹھاتے ہیں تو انکی نگاہوں سے نور الہی کے شعلے نکلتے ہیں - انکی آواز سے نسل شیطانی کے طاقتور دل دہل جاتے ہیں ' اور انکی نگاہوں کی طرف گمراہی و ضلالت کی نظریں اٹھہ نہیں سکتیں ' کیونکہ تم انسان کی آواز اور نظر کا مقابلہ کرسکتے ہو ' لیکن خدا کی آواز پر غالب آنے اور اسکی نظر کی تاب لانے کی کس میں طاقت ہے ؟

اس موقعہ پر اس حدیث قدسی کو یاد کرلو ' جسکو امام بخاری کتاب الجامع میں بروایت ابو ہریرہ لاے ہیں ' کہ :

فاذا احببتہ ' کنت سمعہ الذی یسمع بہ ' وبصرہ الذی یبصر بہ ' ویدہ التی یبطش بہا ' ورجلہ التی یمشی بہا ' ولسانہ الذی یتکلم بہ - ولئن سالنی لاعطینہ ' ولئن استعاذنی لاعیذنہ

جب میں اپنے کسی بندے کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں ' تو اسکا کان ہو جاتا ہوں ' وہ میرے کان سے سنتا ہے - اور اسکی آنکھہ ہوجاتا ہوں ' وہ میری آنکھہ سے دیکھتا ہے - اور اسکا ہاتھہ ہوجاتا ہوں ' وہ میرے ہاتھہ سے پکڑتا ہے ' اسکا پاؤں ہو جاتا ہوں ' وہ میرے پاؤں سے چلتا ہے - اور اسکی زبان ہوجاتا ہوں ' وہ میری زبان سے بولتا ہے - پھر وہ جو مانگتا ہے ' اُسے عطا کرتا ہوں ' اور جب پناہ مانگتا ہے ' تو اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں -

چشم و گوش و دست و پایم او گرفت
من بدر رفتم سرایم او گرفت
این بصر وین سمع ' چون آلات اوست
ملک ذات تدم مرآت اوست
نغمہ از نالیست نے از نے ' بدان
مستی از ساقیست ' نے از مے بدان
گفتن او گفتن اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
ما چو مست از دیدن ساقی شدیم
مست گشتیم ' از خدا باقی شدیم

پس چونکہ اس جماعت کے تمام کاموں کو اللہ اپنا کام بنا لیتا ہے ' اسلیے خود انکا وجود کتنا ہی نا کام و حقیر ہو ' لیکن انکے کام کامیاب و عظیم ہوتے ہیں ' اور وہ کبھی دنیا میں نا کامی و نا مرادی سے ذلیل و رسوا نہیں ہوتے - وہ خدا کا ہاتھہ ' یا پھر اسکی فوج ہوتے ہیں ' پس خود انکو شکست کا غم ہو ' لیکن خدا کو تو شکست کا خوف نہیں ؟

ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون (۳۸ : ۱۷۱)

اور ہم نے اپنے جن بندوں کو ارشاد و ہدایت کیلیے دنیا میں بھیجا ' انکی نسبت پہلے ہی سے ہم نے کہدیا ہے کہ ہماری تائید و نصرت سے بیشک وہی فتح مند اور کامیاب و مظفر ہونے والے ہیں ' اور یقیناً ہماری فوج ہی سب پر غالب آکر رہے گی -

اگر چشم دل وا ' اور دیدۂ حق بیں کور نہو ' تو فی الحقیقت دنیا میں نصرت الہی کی نیرنگیوں کی سب سے بڑی نشانی اس جماعت کے عجائب کار و بار دعوت میں ہوتی ہے - دنیا میں حق و صداقت کی ابر رحمت کبھی تاج و تخت اور ایوان و محل کے اندر سے نہیں اٹھی ہے ' بلکہ ہمیشہ اسکا سر چشمہ ویران جنگلوں ' پھوس کے جھونپڑوں ' اور پہاڑوں کے غاروں کے اندر بہا ہے ' اور یہ بھی اس شاہد عجائب پسند کا عجیب و غریب کرشمہ ہے کہ ہمیشہ شکستگی اور افتادگی ہی کو محبوب رکھتا ہے - اپنا گھر بھی بناتا ہے تو ٹوٹے ہوے اور زخمی دلوں کو ' اپنی آواز بھی سناتا ہے تو کانٹے پڑے ہوے خشک حلقوں سے ' اپنی نگاہوں کا جلوہ بھی دکھلاتا ہے ' تو گردنوں کی خونچکانی اور تڑپتی ہوئی لاشوں کے اضطراب میں - اور پھر اپنے حسن و جمال کا جلوہ گاہ بھی بناے گا تو تاریک غاروں ' شکستہ دیواروں ' پھٹی ہوئی چٹائیوں کو

مغرور بہ محمل شاہی ' کہ در ولایت عشق
گدا بہ تخت نشاند و پادشاہ گیرد

پھر اگر وہ نہیں ہے تو کون ہے جسکا ہاتھہ گلیم فقر و مسکینی سے نکلتا ہے اور پادشاہوں کے تاج و تخت کو الٹ دیتا ہے ؟ یہ کس کی تماشہ آرائی ہے کہ چند بے نوا فقیروں کو کھڑا کر دیتا ہے ' اور وہ دنیا کی بڑی بڑی قوتوں کے تسلط سے نکالکر لاکھوں دلوں کو اپنے آگے سر بسجود کرا لیتے ہیں ۔ افسحر ھذا ' ام انتم لا تبصرون ؟ (۵۲ -) افمن ھذ الحدیث تعجبون ؟ و تضحکون ولا تبکون ؟ وانتم سامدون ؟ (۵۳ : ۵۹) وان فی ذلک لایات ' وما یعقلہا الا العالمون (۲۹ : ۴۲) .

منگر حقیر گدایان عشق را ' کین قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند

کی خاطر دوست بنو ‘ اور حق کی خاطر دشمن ۔ نیکی کے آگے تمہاری گردن جھکی ہوئی ‘ لیکن بدی کے آگے بلند و مغرور ہو ۔

ان تمام حالتوں میں سے کوئی بھی حالت ہو ‘ درحقیقت جہاد فی سبیل اللہ اور مقام امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں داخل ہے ‘ اور جس خوش نصیب کو تائید الہی اس کی توفیق دے ‘ وہ " مجاهد فی سبیل اللہ " کے خطاب کا مستحق ہے ۔

حقیقت جہاد اور حقیقت اسلامیہ

یہی سبب ہے کہ حکم جہاد اسلام کے ساتھہ لازم و ملزوم ہے اور کوئی ہستی مسلم و موحد نہیں ہوسکتی ‘ جس وقت تک کہ مجاهد نہ ہو ۔ کیا نہیں دیکھتے کہ قرآن کریم میں ہر جگہہ جہاد فی سبیل اللہ کو " مسلم " کی خصوصیات میں سے شمار کیا ہے ؟ :

وجاهدوا فی اللہ حق جہادہ ‘ ہو اجتباکم ‘ وما جعل علیکم فی الدین من حرج ‘ ملۃ ابیکم ابراہیم ‘ ہو سماکم المسلمین من قبل وفی ھذا ‘ لیکون الرسول شہیدا علیکم ‘ وتکونوا شہداء علی الناس ‘ فاقیموا الصلوۃ و آتوا الزکوۃ ‘ واعتصموا باللہ ‘ ہو مولاکم ‘ فنعم المولی و نعم النصیر ! (۲۲ - ۷۸)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو ‘ جو حق جہاد کرنے کا ہے ۔ اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کیلیے چن لیا ۔ پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے ‘ وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جسمیں تمہارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ۔ یہی ملت تمہارے مورث اعلی ابراہیم خلیل کی ہے ‘ اور اس نے تمہارا نام " مسلمان " رکھا ہے ‘ گذشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی ۔ تاکہ رسول تمہارے لیے ‘ اور تم تمام عالم کی ہدایت اور نجات کے لیے شاہد ہو ۔ پس اللہ کی رشتے کو مضبوط پکڑو ‘ جان اور مال ‘ دونوں کو اسکی عبادت میں نثار ۔ وہی تمہارا ایک آقا اور مالک ہے اور پھر جسکا خدا مالک و حاکم ہو ‘ اسکا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوی مددگار !

فی الحقیقت یہ آیت کریمہ ہمارے مقصود اور (الہلال) کی دعوت کے اظہار کیلیے ایک شہادت قاہرہ ‘ اور منکرین حق و پرستاران نفاق کے قلع و قمع و ہلاکت کیلیے ایک سیف اللہ المسلول ہے ‘ فللہ الحجۃ البالغۃ ‘ فلو شاء لہداکم اجمعین (۶ ‘ ۱۵۰)

اس آیت میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو تمام عالم میں فضیلت و بزرگی عطا فرمانے کی بشارت دی ‘ حضرت ابراہیم کی طرف اشارہ کرکے انکے اس " اسوۂ حسنہ " پر توجہ دلائی کہ انہوں نے راہ محبت الہی میں اپنے نفس کے جذبات ‘ اور اپنے فرزند عزیز کی جان قربان کردی تھی اور تم انہی کے پیرو اور انہی کے ملت حنیفی کی طرف منسوب ہو ‘ " اقیموا الصلوۃ و اتو الزکوۃ " کہکر جسم اور مال ‘ دونوں کے ایثار و قربانی کی تعلیم دی کہ فی الحقیقت نماز سے مقصود اپنی تمام نفسانی خواہشوں اور قوتوں پر عبودیت کے عجز و انکسار کی قربانی طاری کرنی ہے اور اسکے بخشے ہوے سر کو اسی کی چوکہٹ پر رکھدینا ہے ‘ اور زکواۃ کا حکم ایثار مال و دولت کا حکم دینا ہے ‘ تاکہ انسان اپنی پیدا کی ہوئی دولت میں انفاق فی سبیل اللہ کو بطور ایک شریک کاروبار حقدار کے حصہ کے ہمیشہ تسلیم کرتا رہے ۔ اسکے بعد امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو سنت ابراہیمی و اسلامی کی علت حقیقی قرار دیا اور کہا کہ " تمہارا نام مسلم اسی لئے رکھا گیا ہے تاکہ تم اعلان حق کرکے تمام عالم کیلیے گواہ بنو اور رسول تمہاری ہدایت کا شاہد ہو " ۔ اور پھر ان تمام خصوصیات و خصائل کو آغاز آیت میں بطور نتیجۂ بیان کے پیش

کیا کہ " جاهدوا فی اللہ حق جہادہ " یعنی جبکہ ان تمام فضائل و خصائل سے تم متصف کیے گئے ہو ‘ پس تمہارا فرض ہے کہ اللہ اور اسکے کلمۂ حق و صدق کی راہ میں جہاد کرو ‘ اور اسکے لیے اپنی انتہائی سعی اور تمام قوتیں وقف کردو تاکہ حق جہاد تم سے ادا ہو سکے ۔

اور چونکہ اس حقیقت اسلامی اور اسوۂ ابراہیمی کے حاصل کرنے میں طرح طرح کے شدائد و مصائب اور امتحان و ابتلا ناگزیر تھے پس آخر میں کہا کہ " واعتصموا باللہ ‘ ہو مولاکم " نفس کی ترغیبات و وساوس سے متاثر ‘ اور باطل و ضلالت کے دنیوی ساز و سامان اور قوت و عظمت سے مرعوب مت ہو ‘ صرف اللہ کے ہو جاؤ اور اسکے رشتے کو مضبوط پکڑ لو ۔ اوروں نے دنیا میں اپنے بہت سے آقا اور مالک بنا لیے ہیں ‘ مگر تمہارے لیے وہ سب اصنام و طواغیت ہیں ۔ تمہارا مالک ایک مالک الملک ہے ۔ پس کیا اچھا وہ مالک ہے اور کیا اچھا مددگار ! اسی پر بھروسہ کرو اور تمام عالم سے بے خوف و نڈر ہو جاؤ ! ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم ‘ و ان یخذلکم فمن ذالذی ینصرکم من بعدہ ؟ و علی اللہ فلیتوکل المتوکلون (۳ ، ۱۵۴)

عود الی المقصود

پس درحقیقت " امر بالمعروف " ایک اشرف ترین جہاد فی سبیل اللہ ہے ‘ جسکے سلسلۂ جہد کے تا قیامت قائم رہنے کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے ‘ اور احادیث صحیحہ میں خبر دی گئی ہے کہ باوجود شیوع فتن و فساد ‘ امت مرحومہ میں ہمیشہ ایک جماعت حق قائم رہے گی ‘ جسکے مجاہدات کو حق تعالی احیاء شریعت اور تجدید حیات ملت کا وسیلہ بنادے گا ۔ اور پھر ان احادیث میں اس جماعت کی سب سے بڑی علامت یہ بتلائی گئی ہے کہ ظاہرین علی الحق ‘ لا یضرہم من خذلہم ‘ حتی یاتی امر اللہ وہم کذلک ۔ یعنے وہ جماعت منصور من اللہ ہوگی ۔ اللہ اسکی دعوت حق کی حفاظت کریگا ‘ اسکو گمراہ جماعتوں پر ہمیشہ فتح یاب رکھے گا ‘ اور شیاطین ضلالت کی جو ذریات اسکی مخالفت کرینگی ‘ وہ اسے کچھہ نقصان نہ پہنچا سکیں گی ۔ یہ حالت برابر قائم رہے گی یہاں تک کہ قیامت کا ظہور ہو ۔

نزول نعائم الہیہ و نصرت ربانیہ

اور یہ پیشین گوئی صدہا آیات کریمہ ‘ و تجارب تاریخیہ ‘ و مشاہدات اہل حق و معارف کے عین مطابق ہے ۔ وہی آیت کریمہ ‘ جس کو ہم نے خطبۂ مضمون کے آخر میں درج کیا تھا ‘ ہمکو اس علامت کی خبر دیتی ہے ومن یطع اللہ و الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین ‘ و حسن اولئک رفیقا (۴ : ۷۱) کہ جو لوگ تمام شیطانی قوتوں سے باغی ہوکر صرف اللہ اور اسکے رسول کے مطیع و منقاد ہو جاتے ہیں ‘ خدا تعالی انکو اپنی ان منعم و محبوب جماعتوں میں شامل کردیتا ہے ‘ جن کو اس نے اپنی نعمتوں اور برکتوں کیلیے چن لیا ہے ‘ اور پھر وہ لوگ صالحین امت کے مرتبے تک پہنچکر ‘ بادہ نوشان جام شہادت کے مقام پر فائز المرام ہوے ہیں ‘ اور وہاں سے ترقی کرکے مرتبۂ صدیقیت تک مرتفع ہوئے ہیں ‘ اور پھر اسکے بعد براہ راست آفتاب نبوت سے بہرہ اندوز انوار و تجلیات ہوئے ہیں ۔

ومن بعد ھذا ما یدق صفاتہ وما کتمہ احظی لدیہ و اجمل

ہم نے آغاز تحریر میں اسطرف اشارہ کیا ہے کہ مقام اطاعت خدا و رسول کے معنے یہ ہیں کہ انسان ہر طرف سے کٹ کر صرف خدا اور اسکے کلمۂ حق کا ہو جائے ‘ اور دنیا میں جسقدر اس سے باغی قوتیں ہیں ‘ انکی طرف سے منہہ موڑ لے کہ :

الحمـــد للہ ربّ العلمین و الصلـــٰوۃ علی رسولہ محمـــد
وآلـــہ واصحـــابہ اجمعیـــن -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مسلمانوں کو جو محبت اور شیفتگی ہے ' اس کا اقتضا یہ تھا کہ آج ہماری زبان میں سیرت نبوی پر متعدد تصنیفیں گھر گھر پھیلی ہوتیں -

لیکن واقعہ یہ ہے کہ جو محبت اور خلوص ان حضرت کی سوانح نگاری کا سبب ہوسکتا تھا ' اسی نے ارباب عقیدت کو اس جرات سے روک رکھا ' ہر شخص جانتا ہے کہ آنحضرت کی نسبت معمولی سے معمولی واقعہ کا منسوب کرنا بھی سخت نازک ذمہ داری کا کام ہے ' ایک لا اُبالی شاعر بھی اس نکتہ کو سمجھتا ہے :

آہستـــہ کہ رہ بردم تیغ اســت قــدم را

یہی وجہہ ہے کہ بڑے بڑے مقدس محدثین مثلاً امام بخاری ' امام مسلم ' امام احمد حنبل وغیرہم نے سیرت نبوی پر کوئی کتاب نہیں لکھی ' لیکن آخر چارۂ کار کیا تھا ؟ کیا یہ گوارا کیا جاتا کہ جس مبارک ہستی سے اسلام کا تمام نظام وابستہ ہے ' جسکی محبت مسلمانوں کی رگوں کا خون ہے ' جس کے نام لینے سے تمام اسلامی جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں ' جو اسلام کی اصلی کالبد ہے ' اسی کے حالات سے تصنیف کا دامن خالی رہ جائے ؟ یہی سبب تھا جس نے بہت سے محدثین اور ائمہ فن کو اس جرات پر آمادہ کیا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ دوسری صدی ہجری میں جب تصنیف و تالیف کا آغاز ہوا ' تو امام زہری وغیرہ نے سیرت نبوی کی بنیاد رکھی اور آج سیکڑوں عربی کتابیں اس فن میں موجود ہیں -

میں اس بات سے ناواقف نہ تھا کہ اسلام کی حیثیت سے میرا اولین فرض یہی تھا کہ تمام تصنیفات سے پہلے سیرت نبوی کی خدمت انجام دیتا ' لیکن ایک مدت تک جس خیال نے کبار محدثین کو اس فرض سے باز رکھا ' وہی خیال مجھکو بھی اس جرات پر آمادہ نہیں ہونے دیتا تھا ' لیکن ساتھہ ہی میں دیکھہ رہا تھا کہ جس ضرورت نے اوروں کو اس خدمت کے ادا کرنے پر مجبور کیا تھا ' آج اس زمانہ میں اس سے بڑھکر ضرورتیں پیدا ہوگئی ہیں -

اگلے زمانہ میں سیرت کی ضرورت ' صرف تاریخ اور واقعہ نگاری کی حیثیت سے تھی ' علم کلام سے اسکو کوئی واسطہ نہ تھا ' لیکن معترضین حال کہتے ہیں کہ اگر مذہب ' صرف خدا کے اعتراف کا نام ہوتا تو بحث یہیں تک رہ جاتی ' لیکن جب اقرار نبوت بھی جزو مذہب ہے تو یہہ بحث پیش آتی ہے کہ جو شخص حامل وحی اور سفیر الہی تھا اسکے حالات ' اخلاق ' اور عادات کیا تھے ؟

یورپ کے مورخین ' آنحضرت کی جو اخلاقی تصویر کھینچتے ہیں ' وہ (نعوذ باللہ) ہر قسم کے معائب کا مرقع ہوتی ہے - آج کل مسلمانوں کو جدید ضرورتوں نے عربی علوم سے بالکل محروم کر دیا ہے ' اسلئے اس گروہ کو اگر کبھی بانی مذہب کے حالات اور سوانح کے دریافت کا شوق ہوتا ہے تو انہی یورپ کی تصنیفات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے - اس طرح یہ زہر آلود معلومات چپکے چپکے اثر کرتے جاتے ہیں اور لوگوں کو خبر تک نہیں ہوتی ' یہاں تک کہ ملک میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگیا ہے جو پیغمبر کو محض ایک مصلح سمجھتا ہے ' جس نے اگر مجمع انسانی میں کوئی اصلاح کر دی تو اس کا فرض ادا ہوگیا - اس بات سے اسکے منصب نبوت میں فرق نہیں آتا کہ اس کا دامن اخلاق معصیت سے داغدار ہے - اس گروہ کے نزدیک قرآن مجید جاہل عربوں کے لیے چراغ ہدایت ہوسکتا تھا ' لیکن تمدن کے نصف النہار میں وہ کیا کام دے سکتا ہے ؟ (۱)

(۱) ذلک قولہم بافواہہم ' یضاھئون قول الذین کفروا من قبل ' قاتلہم اللہ انی یوفکون - ۹ - ۳۰ [الہلال]

یہ واقعات تھے جنھوں نے میرے خیالات میں تبدیلی پیدا کی اور میں نے سیرت نبوی پر ایک مبسوط کتاب لکھنے کا ارادہ کرلیا - یہ کام بظاہر نہایت آسان تھا - عربی زبان میں سیکڑوں کتابیں موجود ہیں ' ان کو سامنے رکھکر ایک ضخیم اور دلچسپ کتاب لکھدینا زیادہ سے زیادہ چند مہینوں کا کام تھا - لیکن واقعہ یہ ہے کہ کوئی اسلامی تصنیف ' اس تصنیف سے زیادہ دیر طلب اور جامع مشکلات نہیں ہوسکتی - آگے چلکر ہم تفصیل سے بیان کرینگے کہ عربی زبان میں آجتک ایک بھی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جس میں صرف صحیح روایتوں کا التزام کیا جاتا ' یہاں تک کہ خود محدثین میں یہ اصول قرار پاگیا کہ سیرت میں ہر قسم کی روایتیں جائز ہیں - حافظ زین الدین عراقی جو حافظ ابن حجر کے استاد تھے انھوں نے سیرت نبوی میں ایک منظوم کتاب لکھی ہے ' اس میں لکھتے ہیں :

ولیعلـــم الطالب ان السیرا تجمع ما صح وما قد انکرا

یعنی سیرت میں ہر قسم کی روایتیں ذکر کی جاتی ہیں - یہی سبب ہے کہ مستند اور مسلم الثبوت تصنیفات میں بھی سیکڑوں ہزاروں غلط روایتیں شامل ہوگئیں ' اس بنا پر ضرور تھا کہ نہایت کثرت سے حدیث و رجال کی کتابیں بہم پہنچائی جائیں ' اور پھر نہایت تحقیق و تنقید سے ایک مستند تصنیف طیار کی جائے ' لیکن سیکڑوں کتابوں کا استقصاء کے ساتھہ دیکھنا اور ان سے معلومات کا اقتباس کرنا ایک شخص کا کام نہ تھا - اسکے ساتھہ بڑی ضرورت یہہ بھی کہ یورپ میں آنحضرت کے متعلق جو کچھہ لکھا گیا ہے اس سے بھی واقفیت حاصل کی جائے - میں بدقسمتی سے یورپ کی کوئی زبان نہیں جانتا - عربی جس قدر جانتا ہوں اس کو جاننا نہیں کہہ سکتے ' اسلیے ایک اسٹاف کی ضرورت تھی جس میں قابل عربی داں اور انگریزی داں شامل ہوں ' خدا نے سرکار عالیۂ بھوپال ہز ہائنس سلطان جہاں بیگم خلد اللہ تعالی ملکہا کی بدولت یہ سامان مہیا کر دیا -

مسلمانوں کے اس فخر کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہوسکتا کہ انھوں نے اپنے بانی مذہب کے حالات اور واقعات کا ایک ایک حرف اس استقصاء کے ساتھہ محفوظ رکھا کہ کسی شخص کے حالات اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھہ قلمبند نہ ہوسکے اور نہ آیندہ توقع کی جاسکتی ہے - بڑے بڑے بانیان مذہب ' زردشت حضرت موسی ' حضرت مسیح ' گوتم بدھ ہیں اور زردشت کے حالات ایک صفحہ سے زیادہ جگہہ نہیں لے سکتے - حضرت موسی کے واقعات کی حد توراۃ ہے ' حضرت عیسی کی زندگی ۱۲ سے ۳۰ برس تک بالکل غیر معلوم ہے اخیر کے تین برس منظر عام پر نمایاں ہیں اور وہ بھی وہی ہیں جو اناجیل اربعہ میں مذکور ہیں - ہندوؤں کی کل تاریخ افسانہ ہے - بخلاف اسکے پیغمبر عرب کے ۲۳ برس کے واقعات جو عہد نبوت کے واقعات ہیں ' ان کا ایک ایک حرف محفوظ ہے - اس سے زیادہ کیا عجیب بات ہوسکتی ہے کہ آنحضرت کے اعمال اور اقوال کی تحقیق کی غرض سے آپ کے دیکھنے والوں اور ملنے والوں میں سے تقریباً ۱۳ ہزار شخصوں کے نام اور حالات قلمبند کئے گئے اور اس زمانہ میں کئے گئے جب تصنیف و تالیف کا آغاز تھا - چنانچہ طبقات ابن سعد ' طبقات ابن ماکولا ' اسد الغابہ ' استیعاب ' اصابۃ فی احوال الصحابہ ' جو نہایت ضخیم کتابیں ہیں ' صرف انہی بزرگوں کے حالات میں ہیں - کیا دنیا میں کسی شخص کے بقا میں سے اتنے لوگوں کے نام اور حالات صحیح تحریر ہو سکے ہیں ؟

مقالات

سیرۃ نبوی

— * —

از شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

— * —

ایں بیست کہ صحرائے سخن جادہ ندارد
واین روش کم نگہی را چہ کند کس ؟

اگر قوم میں کام کرنے والوں کی کمی ہے ، تو چنداں شکایت نہیں ، کام کرنے والے ہمیشہ کم ہی رہتے ہیں ، لیکن افسوس اس عالمگیر بد مذاقی پر ہے کہ جو کام کرنے والے موجود ہیں ، انکے حسن و قبح کو پہچاننے والے بھی ناپید ہیں - تحسین ہے تو ناشناسانہ ، اور طعن ہے تو معاندانہ !

از رہ و رسم قبول تو مارع نشدہ ایم
بہ آنکہ خوب ما شناسی ز رشد ما

مرحوم غالب کو شکایت تھی :

غالب سخنفہمان را چہ بگفتار آری
دیواں کہ ندیدند ظہوری و قتیل

لیکن قتیل نے تو پھر بھی اچھے شعر بہت سے کہے ہیں ، اور ناسمجھی کے لیے یہ مثال کچھ زیادہ درد انگیز نہیں - اسکا کیا علاج کہ اجکل کے بازار فہم و نقد میں جب حکمت و فضیلت کا ترازو ہاتھ میں لیا جاتا ہے تو بہت سے مدعیان نظر ہیں ، جنکو شاہ ولی اللہ اور مولوی نذیر احمد دونوں کے وزن میں کچھ فرق نظر نہیں آتا !

لشتان ما بین الیزید بن می العنی
یزید سلیم ، والاغر ابن حاتم

اس خیرہ مذاقی کا نتیجہ یہ ہے کہ صدف و تمیں اور گہر و سنگ میں کوئی تمیز نہیں - کاوش اور فکر روز بروز مفقود ہوتی جاتی ہے ، اور دماغ عموماً قانع ہیں - مانگ اصلی کی ہے مگر ادنی بھی مل جائے تو شکایت نہیں ، اور تلاش کو سرے کی پیدا ہوگئی ہے ، مگر ہر چمکتی ہوئی چیز سونا سمجھی جاتی ہے -

یہ ضرور ہے کہ آج ملک میں مخصوص اہل قلم کی جو تصنیفات شائع ہوتی ہیں انکے ناموں کی شہرت کو بطور ایک مسلمہ کے تسلیم کرلیا گیا ہے ، اور ایک جماعت موجود ہے جو فوراً استقبال کے لیے مستعد ہوجاتی ہے ، لیکن افسوس ہے کہ اس استقبال کی تہ میں بھی کوئی جمال شناسی اور حسن سنجی نہیں ہے ، بلکہ محض ایک اعتقادی اعتراف اور مقلدانہ حسن ظن کہ فلاں شخص کی طرف منسوب ہے اسلئے کتاب ضرور اچھی ہوگی -

جن مخصوص مصنفوں کو آج اردو لٹریچر کا قیمتی ذخیرہ سمجھا جاتا ہے ، ہم نے آجتک ایک تحریر بھی نہیں دیکھی جسمیں انکے واقعی حسن و قبح پر عالمانہ نقد کی گئی ہو -

ناظرین کو معلوم ہے کہ کچھ عرصے سے شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی ایک نہایت عظیم الشان دینی و علمی خدمت میں مصروف ہیں - یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع و مکمل سیرۃ کی تدوین و تصنیف میں - جو نہ صرف یہ کہ اردو زبان میں اجتک نہیں لکھی گئی تھی ، بلکہ افسوس کہ عربی اور ترکی زبانوں میں بھی ، جن پر اردو سے بہتر تصنیف و تالیف کا دور گذر رہا ہے -

لیکن شاید بہت کم لوگوں کو اس کام کی مشکلات کا صحیح اندازہ ہوگا - درحقیقت یہ کام ایک شخص کے بس کا نہ تھا ، گو وہ اپنے اندر قابلیتوں اور فضیلتوں کا کیسا ہی مجمع رکھتا ہو ، کیونکہ قابلیت اور دماغ ہی نہیں بلکہ وقت اور محنت بھی مطلوب تھی - ضرورت تھی کہ ایک مذاعب ارباب علم کی مجلس ہوتی ، اور یورپ کے مجامع علمیہ کے اصول پر اس کام کو انجام دیا جاتا ، لیکن افسوس کہ ہم میں دماغ اور دل ، دونوں کا قحط ہے ، اور آدمی کسی مشین میں ڈھال کر پیدا نہیں کیے جا سکتے -

اس وقت "سیرۃ نبوی" کا کام جس رفتار سے ہو رہا ہے اسکے لحاظ سے امید کی جا سکتی ہے کہ غالباً چند ماہ کے اندر کتاب کا پہلا حصہ پریس میں جانے کیلیے طیار ہو جائے گا - اس وقت تک مسودے کی صورت میں اسکا بڑا حصہ مرتب ہو چکا ہے اور تدوین کے حالات کی پہلی منزل بھی طے ہو چکی ہے - ہم نے مولانا سے عرض کیا کہ کتاب کی اشاعت سے پہلے اسکے بعض اہم اجزا جن سے طرز تصنیف و ترتیب اور مشکلات موضوع کے خاص مقامات سامنے آجائیں ، شائع کردینے چاہییں تاکہ ارباب فن و رائے کو اسکی نسبت بحث کرنے اور مشورہ دینے کا موقع مل سکے -

آج کی اشاعت میں ہم دیباچہ کتاب کا ایک ٹکڑا شائع کرتے ہیں ، جسکے مطالعہ سے موضوع کتاب کے متعلق ناظرین کو نہایت مفید بصیرت حاصل ہوگی - اسکے بعد اصل کتاب کے بعض اہم حصے بھی شائع کیے جائیں گے - ان علمائے کرام سے ، جنکو فن سیر و حدیث سے دلچسپی ہے ، خاص طور پر امید کی جاتی ہے کہ وہ بتعمق نظر ملاحظہ فرمائیں گے اور کوئی امر قابل بحث و مذاکرہ یا مشورۂ ضروری انکے خیال میں آئے گا ، تو اسے دفتر سیرۃ نبوی یا صفحات الہلال تک پہنچانے میں دریغ نہ فرمائیں گے -

یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ ابھی کتاب کے تمام ٹکڑے محض مسودے کی حالت میں ہیں - ممکن ہے کہ جو ٹکڑے شائع کیے جائیں ، ان میں بعد الاشاعت بہت سی تبدیلیاں ہوجائیں - سر دست مقصود صرف بغرض مشورہ و مبادلہ آرا و بحث و مذاکرہ انکی اشاعت ہے -

جو حضرات آجکل کے جدید فن سوانح نویسی و واقعہ نگاری سے ذوق و واقفیت رکھتے ہیں ، وہ کتاب کی ترتیب و نظام مطالب کی نسبت اگر چاہیں تو مفید مشورے دیسکتے ہیں (الہلال)

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مد فیوضہ

اس فن کی پہلی تصنیف تھی - امام زہری اپنے زمانہ کے اعلم العلما تھے' فقہ اور حدیث میں انکا کوئی ہمسر نہ تھا' نیز امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں' انہوں نے آنحضرت کی حالات تمام پہنچانے میں یہ محنتیں اٹھائیں کہ مدینہ منورہ میں ایک ایک انصاری کے گھر پر جاتے - جوان' بوڑھا' عورت' مرد' جو مل جاتا' یہانتک کہ پردہ (۱) نشین عورتوں سے جا کر آنحضرت کے اقوال اور حالات پوچھتے اور قلمبند کرتے - وہ نسباً قرشی تھے' سنہ ۵۰ ھ میں پیدا ہوئے - بہت سے صحابہ کو دیکھا تھا - سنہ ۸۰ میں عبد الملک کے دربار میں گئے' اسنے بہت قدر و منزلت کی - یہ بات خاص لحاظ کے قابل ہے کہ امام موصوف بخلاف اکثر ائمۂ حدیث کے سلاطین کے دربار سے تعلق رکھتے تھے اور مقربین خاص میں داخل تھے - ہشام بن عبد الملک نے اپنے بچوں کی تعلیم اُن کے سپرد کی تھی - سنہ ۱۲۳ میں وفات پائی -

امام زہری کی وجہ سے مغازی و سیرت کا عام مذاق پیدا ہوگیا' اُن کے حلقہ درس سے اکثر ایسے لوگ نکلے جو خاص اس فن میں کمال رکھتے تھے' ان میں سے یعقوب بن ابراہیم' محمد بن صالح تمار' عبد الرحمن بن عبد العزیز' فن مغازی میں خاص شہرت رکھتے تھے - چنانچہ تہذیب التہذیب وغیرہ میں ان لوگوں کا امتیازی وصف (صاحب المغازی) لکھا جاتا ہے -

زہری کے تلامذہ میں دو شخصوں نے اس فن میں نہایت شہرت حاصل کی اور یہی دو شخص ہیں جن پر اِس فن کا مدار ہے' موسی بن عقبہ اور محمد بن اسحاق - موسی بن عقبہ خاندان زبیر کے غلام تھے' حضرت عبد اللہ بن عمر کو دیکھا تھا - فن حدیث میں امام مالک کے استاد تھے - امام مالک لوگوں کو ترغیب دیتے تھے کہ فن مغازی سیکھنا ہو تو ان سے سیکھو - اُن کی مغازی کی خصوصیات یہ ہیں' اور ان خصوصیات کی طرف خود امام مالک نے اشارہ کیا ہے —

(۱) مصنفین روایات میں صحت کا التزام نہیں کرتے تھے' انہوں نے زیادہ تر اس کا التزام کیا -

(۲) عام مصنفین کا یہ مذاق تھا کہ کثرت سے واقعات نقل کرتے تھے' اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ہر قسم کی رطب و یابس روایتیں آجاتی تھیں - موسی نے احتیاط کی اور اکثر وہی روایتیں لیں جو اُن کے نزدیک صحیح ثابت ہوئیں' یہی وجہ ہے کہ کتاب نہ بنسبت اور کتب مغازی کے مختصر ہے -

(۳) چونکہ روایت حدیث کے لیے کسی عمر کی قید نہ تھی اسلئے اکثر لوگ بچپن اور آغاز سن ہی سے حلقۂ درس میں شامل ہو جاتے تھے اور حدیثیں سنکر لوگوں سے روایت کرتے تھے' لیکن چونکہ اس عمر تک واقعات کا صحیح طور سے سمجھنا اور محفوظ رکھنا ممکن نہ تھا' اسلیے اکثر روایتوں میں تغیر ہو جاتا تھا موسی نے بخلاف اوروں کے کبر سن میں اس فن کو سیکھا' - (۲) سنہ ۱۴۱ میں انہوں نے وفات پائی -

موسی کی کتاب آج موجود نہیں - لیکن ایک مدت تک شائع و ذائع رہی اور سیرت کی تمام قدیم کتابوں میں کثرت سے اسکے حوالے آتے ہیں -

محمد بن اسحاق نے مغازی میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی' وہ امام فن کے نام سے مشہور ہیں - شہرت عام میں اگرچہ واقدی ان سے کم نہیں لیکن واقدی کی لغو بیانی مسلمہ عام ہے' اسلئے ان کی شہرت بدنامی کی شہرت ہے - محمد بن اسحاق نے متعدد صحابہ

(۱) تہذیب التہذیب ترجمہ امام زہری (محمد بن مسلم)
(۲) تہذیب التہذیب ترجمہ موسی بن عقبہ -

کو دیکھا تھا' علم حدیث میں ان کو کمال تھا' امام زہری کے دروازہ پر دربان مقرر تھا کہ کوئی شخص بغیر اطلاع کے نہ آئے' لیکن محمد بن اسحاق کو اجازت تھی کہ جب چاہیں چلے آئیں - اُن کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کی نسبت محدثین میں اختلاف ہے - امام مالک ان کے سخت مخالف ہیں' لیکن محدثین کا عام فیصلہ یہ ہے کہ مغازی اور سیر میں اُن کی روایتیں استناد کے قابل ہیں - امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان کی روایت نہیں لی' لیکن جزء القراۃ میں اُن سے روایت کی ہے اور تاریخ میں تو اکثر واقعات انہی سے لیتے ہیں -

فن مغازی کو انہوں نے اس قدر ترقی دی اور اس قدر دلچسپ بنا دیا کہ خلفائے عباسیہ' جو زیادہ تر دنیوی قسم کی تصنیفات کا مذاق رکھتے تھے' اُن میں بھی مغازی کا مذاق پیدا ہوگیا' چنانچہ ابن عدی نے اُن کے اس احسان کا خاص طرح پر ذکر کیا ہے - ابن عدی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس فن میں کوئی تصنیف اُن کی تصنیف کے رتبہ کو نہیں پہنچی (۱) -

ابن حبان نے کتاب الثقات میں لکھا ہے کہ محدثین کو محمد بن اسحاق کی کتاب پر اعتراض تھا تو یہ تھا کہ خیبر وغیرہ کے واقعات وہ اُن یہودیوں سے دریافت کرکے داخل کتاب کرتے تھے' جو مسلمان ہوگئے تھے' اور چونکہ یہ واقعات انہوں نے اپنے باپ دادا سے سنے تھے اسلئے اُن پر اعتماد نہیں ہوسکتا - علامہ ذہبی کی تصریح سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن اسحاق یہود و نصاری سے روایت کرتے تھے اور اُن کو ثقہ سمجھتے تھے - سنہ ۱۵۱ میں وفات پائی -

محمد بن اسحاق کی کتاب المغازی کا ترجمہ شیخ سعدی کے زمانہ میں ابوبکر سعد زنگی کے حکم سے فارسی میں ہوا تھا' اُس کا قلمی نسخہ الہ آباد کے کتب خانہ میں ہماری نظر سے گذرا ہے -

محمد بن اسحاق کی کتاب کثرت سے پھیلی اور بڑے بڑے محدثین نے اسے ان کے نسخہ مرتب کیے - اسی کتاب کو ابن ہشام نے زیادہ منقح اور اضافہ کرکے مرتب کیا جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے' اصل کتاب اب کم ملتی ہے' اسلئے آج اسکی جو یادگار موجود ہے وہ یہی ابن ہشام کی کتاب ہے -

ابن ہشام کا نام عبد الملک ہے' وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے - حمیر کے قبیلہ سے تھے اور غالباً اسی تعلق سے سلاطین حمیر کی تاریخ لکھی جو آج بھی موجود ہے - انہوں نے سیرت میں یہ اضافہ کیا کہ جو مشکل الفاظ آئے ہیں اُن کی تفسیر بھی لکھی - سنہ ۲۱۳ میں وفات پائی -

واقدی خود تو قابل ذکر نہیں لیکن اُن کے تلامذۂ خاص میں سے ابن سعد نے آنحضرت اور صحابہ کے حالات میں ایسی جامع اور مفصل کتاب لکھی کہ آج تک اسکا جواب نہ ہوسکا -

ابن سعد مشہور محدث ہیں - محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ گو اُن کے استاد (واقدی) قابل اعتبار نہیں لیکن وہ خود قابل سند ہیں - خطیب بغدادی نے اُن کی نسبت یہ الفاظ لکھے ہیں:

كان من اهل العلم والفضل والفهم والعدالة' صنف كتاباً كبيراً في طبقات الصحابة والتابعين فاحسن فيه واجاد (۲) -

وہ خاندان ہاشم سے تھے - بصرہ میں پیدا ہوئے' لیکن بغداد میں سکونت اختیار کرلی تھی - بلاذری جو مشہور مورخ ہیں' انہی کے شاگرد ہیں - سنہ ۲۳۰ میں ۶۲ برس کی عمر میں وفات پائی -

ان کی کتاب کا نام طبقات ہے - ۱۲ جلدوں میں ہے - دو جلدیں خاص آنحضرت کے حالات میں ہیں اور یہی حصہ دراصل سیرۃ نبوی

(۱) تہذیب التہذیب -
(۲) تہذیب التہذیب ترجمہ محمد بن سعد -

سیرت نبوی کے متعلق قدماء نے جو ذخیرہ مہیا کیا (۱) اس کی مختصر تاریخ اور کیفیت ہم اس غرض سے اس موقع پر درج کر دیتے ہیں کہ اب ایک کامل اور مستند کتاب کے مرتب کرنے کے لیے کیونکر اس ذخیرہ سے کام لیا جا سکتا ہے اور کہاں تک تحقیق و تنقید کی ضرورت ہے ؟

فن سیرت کی ابتدا

آنحضرت کے ساتھ صحابہ کرام کو جو شغف تھا ' اس کا اقتضا یہ تھا کہ وہ آپ کی ایک ایک بات کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے اور جہاں بیٹھتے تھے انہی باتوں کے تذکرے کرتے تھے - ان میں وہ احکام اور اوامر بھی تھے جو منصب نبوت کی حیثیت سے تعلق رکھتے تھے اور وہ باتیں بھی تھیں جو روزمرہ کی زندگی میں داخل تھیں -

عرب میں علوم و فنون اور تاریخ نہ تھی - صرف خاندانی معرکوں اور لڑائیوں کے واقعات کو محفوظ رکھتے تھے ' اور یہی قصے ان کی گرمئ محفل کے کام آتے تھے ' اس لحاظ سے قیاس یہ تھا کہ آنحضرت کے حالات و واقعات میں سے سب سے پہلے مغازی کی روایتیں زیادہ پھیلتیں اور تصنیف و تالیف کا آغاز مغازی ہی سے ہوتا ' لیکن احادیث کے تمام اقسام میں سے سیرت و مغازی کا درجہ سب سے متاخر رہا اور اکابر صحابہ اور محدثین نے اس طرف کم توجہ کی -

اسکی وجہ یہ تھی کہ خلفا اور اکابر صحابہ نے زیادہ تر آنحضرت کے اُن اقوال و اعمال پر توجہ کی جن کو منصب شریعت سے تعلق تھا ' اور جن سے فقہی احکام اور مسائل استنباط ہو سکتے تھے - ابن القیم نے اعلام الموقعین کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جو صحابہ فتوی دیتے تھے اُن کی تعداد ۱۳۰ سے زائد تھی (۲)

تحریر کا رواج

عرب میں اگرچہ لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا تاہم مکہ معظمہ میں اسلام سے پہلے متعدد اشخاص لکھنا پڑھنا جانتے تھے ' چنانچہ جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو قریش میں ۱۷ شخص پڑھنے کے ساتھ لکھنا بھی جانتے تھے - جن میں بعض عورتیں بھی تھیں - ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں حضرت عمر ' حضرت علی ' حضرت عثمان ' حضرت ابو عبیدہ ' طلحہ ' یزید ' ابو حذیفہ بن عتبہ ' ابو سفیان ' معاویہ ' شفاء بنت عبد اللہ (۳) -

جنگ بدر میں جو کفار گرفتار ہوئے اور فدیہ نہیں ادا کر سکے ان کو آنحضرت نے حکم دیا کہ دس دس بچوں کو اپنے ذمہ لیں اور انکو لکھنا سکھادیں - زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے ' انہوں نے اسی طریقہ سے لکھنا سیکھا تھا (۴) اس طرح مدینہ منورہ میں اکثر نے لکھنا پڑھنا رائج ہو چکا تھا - باایں ہمہ تصنیف و تالیف کا رواج نہیں ہوا تھا -

تصنیف و تالیف کی ابتدا سلطنت کی رغبت سے ہوئی

صحابہ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں اگرچہ فقہ و حدیث کی نہایت کثرت سے اشاعت ہوئی - اور بہت سے درس کے حلقے قائم ہوگئے ' لیکن جو کچھ تھا زبانی تھا - جب خلافت کا درجہ ہو کر حکومت قائم ہوئی اور بنو امیہ نے دمشق کو پایۂ تخت بنایا جو روم کے اثر سے معمور تھا - تو تمدن کے تمام آثار خود بخود پیدا ہوگئے ' جن میں تالیف و تصنیف بھی تھی ' بنو امیہ نے حکم دیکر

(۱) یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ حدیث کی کتابوں میں آنحضرت کے حالات اور اخلاق و عادات کے متعلق نہایت کثرت سے واقعات مذکور ہیں جو سیرت کی تصنیف میں کام دے سکتے ہیں تاہم تنہا ان سے کوئی کتاب طیار نہیں ہو سکتی - اسکے علاوہ انمیں تاریخی ترتیب نہیں ہے - یہاں ہم نے جن کتابوں کا ذکر کیا ہے حدیث کی کتابیں اُس کے علاوہ ہیں -

(۲) اعلام مطبوعۂ مصر صفحہ ۱۳ -

(۳) فتوح البلدان بلاذری مطبوعہ یورپ صفحہ ۴۷۱ و ۴۷۲ میں ہے -

(۴) طبقات ابن سعد ذکر زید بن ثابت صفحہ ۱۴ -

علمائے تصنیفیں لکھوائیں ' حافظ ابن عبد البر نے جامع بیان العلم میں امام زہری کا قول نقل کیا ہے

كنا نكره كتاب العلم حتى	ہم لوگ علم کا قلم بند کرنا پسند نہیں
اكرهنا عليه هؤلاء الامراء	کرتے تھے ' یہاں تک کہ ان امرا نے ہم
(مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹)	کو مجبور کیا -

سب سے پہلے امیر معاویہ نے عبید بن شریہ کو یمن سے بلا کر قدما کی تاریخ مرتب کرائی - جسکا نام اخبار الماضیین (۱) ہے -

امیر معاویہ کے بعد عبد الملک نے (جو سنہ ۶۵ ہجری میں تخت نشین ہوا) ہر فن میں تصنیفیں لکھوائیں - سعید بن جبیر جو اعلم العلما تھے ' ان کو حکم بھیجا کہ قرآن مجید کی تفسیر لکھیں ' چنانچہ امام موصوف نے ایک کتاب لکھ کر بھیجی جو کتب خانۂ شاہی میں رکھی گئی - عطا بن دینار کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے انہی کی تفسیر ہے - عطا کو خزانۂ شاہی سے یہ نسخہ ہاتھ آگیا تھا اور انہوں نے اپنے نام سے مشہور کر دیا (۲) -

حضرت عمر ابن عبد العزیز کا زمانہ آیا تو انہوں نے تصنیف و تالیف کو زیادہ ترقی دی - تمام ممالک میں حکم بھیجدیا کہ احادیث نبوی مدون اور قلمبند کی جائیں - سعد بن ابراہیم جو بہت بڑے محدث اور مدینہ منورہ کے قاضی تھے ' آپ نے دفتر کے دفتر قلمبند کرائے اور تمام ممالک محروسہ میں بھیجے - علامہ ابن عبد البر جامع بیان العلم میں لکھتے ہیں

عن سعد بن ابراهيم قال امرنا	سعد بن ابراہیم کہتے ہیں
عمر بن عبد العزيز بجمع	کہ عمر بن عبد العزیز نے ہم کو
السنن فكتبناها دفترا دفترا فبعث	احادیث کے جمع کرنے کا حکم
الى كل ارض له عليها سلطان	دیا - ہم نے دفتر کے دفتر لکھے ' عمر
دفترا (مطبوعہ مصر	نے جہاں جہاں اُن کی حکومت
صفحہ ۳۹)	تھی ایک ایک دفتر بھیجدیا -

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری جو اس زمانہ کے بہت بڑے محدث ' امام زہری کے استاد ' اور مدینہ کے قاضی تھے ' ان کو بھی خاص طور پر احادیث کے جمع کرنے کا حکم بھیجا (۳) -

حدیث میں حضرت عائشہ کی روایات ایک خاص حیثیت رکھتی ہیں - اُن سے اکثر وہ حدیثیں مروی ہیں جو عقائد یا فقہ کے مہمات مسائل ہیں ' اسلئے عمر ابن عبد العزیز نے اُن کی روایتوں کے ساتھ زیادہ اعتنا کیا - عمرہ بنت عبد الرحمن ایک خاتون تھیں ' اُن کو حضرت عائشہ نے اپنے آغوش تربیت میں پالا تھا ' تمام علما کا اتفاق ہے کہ حضرت عائشہ کی مرویات کا اُن سے بڑھکر کوئی عالم نہ تھا - عمر بن عبد العزیز نے ابوبکر بن محمد کو خط لکھا کہ عمرہ کے مسائل اور روایات قلمبند کر کے بھیجدیں (۴) -

مغازی پر توجہ

اب تک محدثین نے مغازی و سیر کے ساتھ اعتنا نہیں کیا تھا ' حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس فن کی طرف خاص توجہ کی اور حکم دیا کہ غزوات نبوی کا حلقۂ درس قائم کیا جائے - عاصم بن عمرو بن قتادہ انصاری (المتوفی سنہ ۱۲۱) اس فن میں خاص کمال رکھتے تھے - اُن کو حکم دیا کہ دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کو مغازی اور مناقب سکھائیں - یہ سیرت نبوی کا پہلا سنگ بنیاد تھا -

اسی زمانہ میں امام زہری نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی اور جیسا کہ امام سہیلی نے روض الانف میں تصریح کی ہے یہ

(۱) فہرست ابن الندیم صفحہ ۱۳۴ -

(۲) میزان الاعتدال ترجمہ عطاء بن دینار -

(۳) تہذیب التہذیب ترجمہ ابوبکر بن محمد و عمرۃ بنت عبد الرحمن و طبقات ابن سعد جز دوم حصہ دوم صفحہ ۱۳۴ -

(۴) تہذیب التہذیب ترجمہ عاصم بن عمرو بن قتادہ -

یدعوننی الیہ	سختیوں کو برداشت کرنا مجھے زندان پسند
(۱۲ : ۴۰)	و محبوب ہے -

کتنے عبادہ شب زندہ دار، زہاد زاویہ نشین، حکمائے فطرت شناس، فلاسفۂ حقایق آگاہ، اور شناوران قلزم اخلاق و حکمت ہیں جو دعوا کرسکتے ہیں کہ تنہائی اور سکون و طمانیت کے کسی لحظۂ عیش ونشاط میں ایک صاحب دولت وجاہ ملکۂ حسن، جذب وشوق، اصرار و التجا، تحریص و ترہیب کے ساتھ عشق شباب کی دعوت دیکر بلائیگا اور کہے گا کہ "هیت لک" اور پھر وہ یہ کہکر گریز مونڈ لینگے کہ .

معـــــاذ اللـــــه !	استغفر اللہ ! یہ تو مجھسے کبھی نہیں ہوسکتا
انـــه ربي احسن	تو مجھسے آقا کی بیوی ہے جس نے مجھکو
مـــثـــوای ، انـــه	اچھی طرح رکھا ہے - پھر کیا اپنے مالک کی
لا یفلح الظالمون	متاع میں خیانت کروں ؟ حالانکہ خائنوں کو
(۱۲ - ۲۳)	خدا کبھی فلاح نہیں دیتا !

اور پھر جب اسکی طرف سے اصرار و جوش میں جنون ہو، تو بالکل اس طرح ، جیسے کوئی انسان کسی خونخوار اژدہے سے بھاگتا ہے ، وہ بھاگ کر بچنے کی کوشش کرینگے ؟

پھر دنیا میں کتنے ہیں کہ وہ اپنے کو حضرت یوسف کی جگہ فرض کریں ، اور تخت مصر پر بیٹھکر اپنے بھائیوں کے ایک ایک جگر خوں کن مظالم یاد کریں - لیکن جب وہ بھائی ، جنھوں نے کنوئیں میں ڈالکر ہلاک کرنا چاہا تھا، ایک مجبور و درماندہ گروہ کی صورت میں اقرار قصور کریں کہ "تاللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین" - تو اسکے جواب میں انکی زبانوں سے "یوسف" کی طرح نکلے :

لا تثریب علیکم	آج کے دن میری طرف سے تم پر کوئی الزام
الیوم یغفر اللہ	اور شکایت نہیں - میں نے معاف کیا اور
لکم وهو ارحم	خدا بھی تمہارے قصور معاف کردے کہ وہ
الــــراحمیــــن	ارحم الراحمین ہے -

یہی خلق نبوت کی آواز ہے، جو فتح مکہ کے دن بھی دہرائی گئی تھی ، اور جن لوگوں نے اس داعی حق کو اپنے طرح طرح کے مظالم و شدائد سے ترک وطن پر مجبور کیا تھا ، وہ جب بے بس قیدیوں کی صورت میں اسکے سامنے لائے گئے تو اسنے کہا تھا ۔ "لا تثریب علیکم الیوم ، یغفر اللہ لکم وهو ارحم الراحمین" -

حاصل سخن یہ ہے کہ دعوئے نبوت کی صداقت کیلیے اصل راہ دلیل نبی کی زندگی ہے - اسکا کھانا پینا ، رہنا سہنا ، عزیزوں اور غیروں سے ملنا - گھر کی معاشرت ، اور باہر کا سلوک ، یہی چیزیں ہیں ، جو ایک مدعی کے دعوے کی صداقت و عدم صداقت کی شہادت دیسکتی ہیں - پس ہر داعی الی اللہ کیلئے ضرور ہے کہ اسکی زندگی کا صفحہ ہمیشہ دنیا میں کھلا رہے -

اس اصول کو پیش نظر رکھکر دنیا کے تمام بڑے بڑے بانیان مذہب کی زندگی کو ڈھونڈھیے ، ہرمی الضعیف ایک زندگی بھی ایسی نہیں ہے ، جسکے ضروری حالات تک معلوم ہوسکیں - توراۃ کی ابتدائی پانچ کتابیں (خروج) سے (استثنا) تک ضرور حضرت موسی کی زندگی کے حالات بتلاتی ہیں ، لیکن در اصل وہ عہد موسوی کے بنی اسرائیل کی تاریخ ہے ، خود حضرت موسی کی زندگی کے خاص حالات کا اسمیں کوئی حصہ نہیں - اناجیل اربعہ میں اخیر کے ڈھائی برس کے واقعات حضرت مسیح کے ملتے ہیں ، لیکن اسے بھی خود مسیح کی اصلی زندگی کا عقدہ نہیں کھلتا اور افسوس ہے کہ جس قدر حالات معلوم ہوے ہیں ، وہ نہ صرف درجۂ نبوت ، بلکہ درجۂ انسانیت سے گرے ہوے ہیں -

پھر اگر آج ایک طالب حق مذاہب عالم کو للکارے کہ اپنے اپنے بانیان مذہب کی زندگیوں کو بازار تفحص میں لاؤ ، تاکہ کھرا کھوٹا

سے الگ کیا جاے ، تو اسلام کے سوا کون ہے جو سامنے آسکتا ہے ؟ یہودیوں کو چھوڑ دو کہ وہ سامنے نہیں آئے ، لیکن (مسیحیت جو چارجوہ تیغ عام و مذہب سے مدبوح ہو جائے گی پھر بھی اپنی موت کا اقرار نہیں کرتی) محض تاریکی کی ایک سیاہ چادر ہے ، جس میں اس نے اپنے خدائے مصلوب کی لاش کو صدیوں سے لپیٹ لیا ہے ، پھر چاہتی ہے کہ اس کے روح بوجھہ سے عالم انسانیت کے کاندھونکو اب بھی نجات نہ دے -

فرض کرو کہ ایک بدگمان شخص (یوحنا) کی زبانی انجیل میں یہ پڑھتا ہے کہ یروشلم کی فاحشہ عورتوں کے ہاں بالکل کا مسیح مہمان ہوا کرتا تھا ، اور (بیت عنیاہ) میں بعض جوان عورتیں قیمتی سو دینار کا عطر جوش محبت میں آکر اسکے پانوں پر ڈالدیتی تھیں اور پھر اپنے بالوں سے پونچھتی جاتی تھیں (یوحنا ۱۲ ۳) نیز وہ زنا کار عورتوں پر بہت شفیق تھا اور ان کو سزا دینے سے انکار کرتا تھا ، اور یہ جعلت پیش کرتا تھا کہ دنیا میں سب گنہ گار ہیں ! (یوحنا ۸ ۹) پھر وہ سنتا ہے کہ یہ روحانی معلم بچپن ہی کے زمانے میں مصر پہنچادیا گیا تھا اور اپنا تمام عہد شباب وامارت کسی نا معلوم الحال شہر میں کاٹ کر تیس سال کے بعد اپنے تئیں ظاہر کیا تھا ، تو انصاف کرو کہ اسکے لیے کیا امر مانع ہے کہ وہ مسیح کی مجہول وتاریک زندگی کے متعلق بہت سے شکوک اپنے دل میں پیدا نہ کرے ، اور مسیحیت کو اسکا ذمہ دار قرار نہ دے ، کہ بچپن سے لیکر جوانی تک کی اصلی اور پر امتحان زندگی کے حالات پیش کیے جائیں ؟

امام طبری اور الزام تشیع

مولانا نے دیباچے کی آخری سطور میں اس جریر طبری کا ذکر کرتے ہوے اس الزام کے اصل کی تغلیط کی ہے جسکو بعض محدثین نے انکی نسبت شہرت دی تھی اور انکو شیعہ قرار دیا تھا۔

حال میں دہلی سے ایک صاحب نے الہلال میں شائع کرنے کیلیے ایک تحریر واقعہ "احراق بیت فاطمہ" کی نسبت بھیجی ہے ، اور اسمیں اس الزام کو بہت طول دیا ہے اور پھر ہمیں مجبور کیا ہے کہ بسلسلہ "اسئلہ و اجوبتہا" انکی تائید کریں - افسوس ہے کہ ہم انکی تحریر کی اشاعت کے سود سمجھتے ہیں ، ان مباحث کیلیے منبر سے ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے - لیکن چونکہ ضمناً یہ ذکر آگیا ہے اسلیے یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں کہ (علامہ طبری) کی نسبت انکی رائے سے ہم متفق نہیں ہوسکتے

اصل یہ ہے کہ (ابن جریر) منجملہ ان ائمہ میں اور مجتہدین وقت کے تھے ، جو صاحب مذہب و تحقیق خاص ہوے ، اسلیے وہ اپنے اجتہادات میں کسی کی پیروی نہیں کرتے تھے - (سمعانی) نے انساب میں تصریح کی ہے کہ وہ مجتہد تھے ، لوگ انکے مذہب کی پیروی کرتے ہیں - سیوطی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی صدی تک انکے مقلدین موجود تھے (یعنی جب تک کہ تقلید شخصی شروع نہیں ہوئی تھی) -

منجملہ انکے اجتہادات مخصوصہ کے ایک اجتہاد یہ تھا کہ وہ برخلاف تمام ائمہ اہل سنت کے مسح قدمین کے قائل تھے - حدیث خم غدیر کی توثیق میں بھی انکو نہایت غلو تھا ، چنانچہ اس بارے میں ایک خاص کتاب تصنیف کی -

ان اسباب نے ایک جماعت کو انکا مخالف کردیا ، حنابلہ انسے برہم تھے کہ اختلاف الفقہا میں انھوں نے امام احمد حنبل کو نہیں لیا ، اور صرف ائمہ ثلاثہ کے مسائل پر بحث کی - انھوں نے بھی اس مخالفت میں شرکت کی ، نتیجہ یہ نکلا کہ مسئلہ مسح قدمین کی وجہ سے انکو تشیع کا الزام دیا گیا - اس سے زیادہ اسکی اصلیت نہیں

ہے - باقی جلدیں صحابہ کے حالات میں ہیں' اور چونکہ صحابہ کے حالات میں ہر جگہہ آنحضرت کا ذکر آجاتا ہے اسلئے ان حصوں میں بھی سیرت کا بڑا سرمایہ موجود ہے -

یہ کتاب قریباً نابید ہو چکی تھی' یعنی دنیا کے کسی کتب خانہ میں اس کا پورا نسخہ موجود نہ تھا' شہنشاہ (جرمنی) کو اس کی طبع و اشاعت کا خیال آیا - چنانچہ لاکھہ روپے جیب خاص سے دیئے اور پروفیسر (ساخو) کو مامور کیا کہ ہر جگہہ سے اسکے اجزا فراہم کرکے لائے - پروفیسر موصوف نے قسطنطنیہ' مصر' اور یورپ جاکر جابجا سے تمام جلدیں بہم پہنچائیں - یورپ کے بارہ پروفیسروں نے الگ الگ جلدوں کی تصحیح اپنے ذمہ لی' چنانچہ نہایت اہتمام اور صحت کے ساتھہ یہ نسخہ لیڈن (ہالنڈ) میں چھپکر شائع ہوا -

اس کتاب کا بڑا حصہ واقدی سے ماخوذ ہے لیکن چونکہ تمام روایتیں بہ سند مذکور ہیں' اسلئے واقدی کی خاص روایتیں بہ آسانی الگ کرلی جاسکتی ہیں -

اس زمانہ میں سیرت پر اور بہت سی کتابیں لکھی گئیں چنانچہ کشف الظنون وغیرہ میں اُن کے نام مذکور ہیں' لیکن چونکہ نام کے سوا انکے متعلق اور کچھہ معلوم نہیں' نہ انکا آج وجود باقی ہے اسلئے ہم اُن کے نام نظر انداز کر دینے پر مجبور ہیں -

<u>مسلم کتب تواریخ</u>

سیرت کے سلسلہ سے الگ' تاریخی تصنیفات ہیں - ان میں سے جو تاریخیں محدثانہ طریقہ پر لکھی گئیں' یعنی جن میں تمام روایتیں بہ سلسلۂ سند مذکور ہیں' اُن میں آنحضرت کے حالات اور واقعات کا جس قدر حصہ ہے وہ بھی در اصل سیرت ہے - ان میں سب سے مقدم اور قابل استناد امام بخاری کی دونوں تاریخیں ہیں' لیکن دونوں نہایت مختصر ہیں - تاریخ صغیر چھپ گئی ہے - اس میں سیرت نبوی کے صرف پندرہ صفحے ہیں اور ان میں بھی کوئی ترتیب نہیں - کبیر البتہ بڑی ہے - میں نے اس کا نسخہ جامع ایا صوفیہ (قسطنطنیہ) میں دیکھا تھا لیکن سوانح نبوی اس میں بھی کم ہیں' اور جستہ جستہ واقعات بھی جس قدر ہیں' بلا ترتیب مذکور ہیں -

تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے - طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین ان کے فضل و کمال اور وسعت علم کے معترف ہیں - انکی تفسیر احسن التفاسیر خیال کی جاتی ہے - محدث ابن خزیمہ کا قول ہے کہ دنیا میں کسی کو ان سے بڑھکر عالم نہیں جانتا انہوں نے سنہ ۳۱۰ میں وفات پائی -

بعض محدثین (مثلاً سلیمانی) نے اُن کی نسبت لکھا ہے کہ یہ شیعوں کے لئے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے - لیکن علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں :

هذا رجم بالظن الکاذب	یہ جھوٹی بدگمانی ہے' بلکہ واقعہ یہ
بل ابن جریر من کبار ائمة	ہے کہ ابن جریر اسلام کے معتمد اماموں
الاسلام المعتمدین !	میں سے ایک بہت بڑے امام ہیں -

تاہم علامہ ذہبی نے اس موقعہ پر لکھا ہے کہ "ان میں کچھ تشیع تھا لیکن مضر نہیں" تمام مستند اور مفصل تاریخیں مثلاً تاریخ کامل ابن الاثیر' ابن خلدون' ابو الفداء وغیرہ انہی کی کتاب سے ماخوذ اور اسی کتاب کی مختصرات ہیں - یہ کتاب بھی گویا نابید تھی اور یورپ کی بدولت وجود میں آئی -

(باقی آیندہ)

[الہلال] اسکے بعد مولانا نے سیرۃ نبوی کی تمام تصنیفات کا مبسوط اور مفصل نقشہ دیا ہے جو ۸ صفحوں میں آیا ہے - ہم نے اسکو چھوڑ دیا کہ بالفعل اسکی اشاعت ضروری نہیں -

آغاز تحریر میں مولانا نے سیرۃ نبوی کی اس خصوصیت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ " مسلمانوں نے اپنے بانی مذہب کے حالات جس تفصیل اور استقصاء کے ساتھہ جمع کیے' دنیا کی کوئی قوم اسکی نظیر نہیں پیش کر سکتی " چند کلمات اسکی نسبت عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ایک نکتہ ضروری ہے -

اشرف ترین خصوصیت اسلام

<u>اور برہان نبوت</u>

نبوت ایک دعوا ہے' جسکی دلیل نبی کی زندگی کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہوسکتی - دلیل کیلیے ضرور ہے کہ اسکا نتیجہ براہ راست مخاطب کو تسلیم دعوا پر مجبور کرے - ایک شخص دنیا میں ظاہر ہوکر دعوا کرتا ہے کہ وہ ہدایت و ارشاد کی ایک قوت الہی لیکر آیا ہے' اور باوجودیکہ وہ اسی قوم اور سوسائٹی کا ایک فرد ہے' تاہم اسکے اندر ایک قوت ہے جسکے ذریعہ وہ انسانوں کے اعمال و معتقدات کی صف الٹ دیگا اور ایک بہت بڑی تبدیلی پیدا کردیگا' پس ضرور ہے کہ وہ اس تبدیلی کا اولین نمونہ خود اپنی زندگی کو ثابت کرے - وہ اپنی زندگی کی کتاب سب کے سامنے کھول دے اور اسکا کوئی صفحہ انظار عالم سے مخفی نہو - اسکی زندگی ویسی ہی ہو' جیسی ہر انسان کی ہوتی ہے' تاہم اسکے اندر نفس و جذبات کی تبدیلی کے وہ مظاہر ہوں' جنکے حاصل کرنے سے انسان کی تمام ملکوتی قوتیں ظاہر آجاتی ہیں' اور جنکو دنیا میں پیدا کردینے کا وہ مدعی ہے - وہ ثابت کرے کہ جس نفس کے تسلط سے آزاد کرانے کیلئے وہ آیا ہے' اس سے خود بھی آزاد ہے - وہ خبائث اخلاقی' جن کے قہار و جبار لشکر کو شکست دینے کا وہ مدعی ہے' اسکو خود بھی شکست دیچکا ہے - اس نے اپنے اخلاق و خصائل میں صفات الہیہ کا ایک مظہر قدسی پیدا کرلیا ہے' اور وہ باوجود پورے انسان ہونے کے پھر بھی اپنے اعمال کے اندر عام سطح انسانیت سے بالا تر ایک جلوۂ حق رکھتا ہے - مختصر یہ کہ وہ قوائے فطریۂ انسانیہ کے جس صحت استعمال کا مدعی ہے' خود اسکی زندگی بھی اسکی شہادت دیتی ہے -

پس فی الحقیقت نبی کیلئے دلیل حقیقی خود نبی کی زندگی کے اندر ہے' نہ کہ اس سے باہر - نبی کی سچائی کیلیے سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ اسکی زندگی میں کوئی راز نہو' اسکی زندگی آفتاب کی طرح برہنہ ہو مگر دھبے سے پاک ہو - وہ جزئیات جنکو تم نظر انداز کردیتے ہو' در اصل انسانیت کے کلیات کا اصلی سرچشمہ ہیں - ایک شخص در و دیوار اور شجر و سنگ سے اپنی صداقت کی گواہی دلاسکتا ہے' مگر دشمن پر قابو پاکر اس سے درگذر نہیں کرسکتا - ممکن ہے کہ ایک شخص آگ میں کودکر زندہ و سلامت نکل آے' لیکن دیکھنا یہ ہے کہ غیظ و غضب کی جس ایک خفیف سی چنگاری بھی اسکے دامن حلم پر لگی تھی' تو اسکا کیا حال تھا ؟ مولانا روم نے اس نکتے کو لکھا ہے :

روئے و آواز پیمبر معجزہ ست !

پیغمبر کی آواز اور چہرہ' خود معجزہ ہے' اور معجزات ہوں یا نہوں -

حضرت یوسف کے سامنے دو چیزیں آئیں : بارہ برس کی قید عفت و عصمت کے ساتھہ' اور ہمنشہ کا عیش و عشرت عصیان و عدوان کے ساتھہ' لیکن انہوں نے قید صداقت کو عیش معصیت پر ترجیح دی اور کہا :

قال رب السجن	خدایا ! جس شے کی طرف مجھکو یہ عورتیں
احب الی مما	بلاتی ہیں' اسکے مقابلے میں تو قید کی

دست مریم سے نصاریٰ کو ادھر تھی امید اب فلک سے کوئی ترکوں پہ بلا آئی شدید
جھانکتا ہی تھا ابھی بام فلک سے خورشید کہ ادھر نور کو ظلمت پہ ہوئی یوں تصعید

دیر معمور تھا اسلام کے جانداروں سے
"صوفیا" گونج اٹھا تکبیر کی آوازوں سے

زلزلہ ہو گیا یورپ کے کلیساؤں میں کھلبلی مچ گئی یونان کے داناؤں میں
آج غواص تھے قیورس کے جو دریاؤں میں ڈیرے کل ڈالدئے روم کے صحراؤں میں

بجلیاں تیغ کی گر آج گریں بلقاں پر
چھا گئیں کل رہی بادل کی طرح ایران پر

سر سودا زدہ میں عشق کی شوریدگی تھی سینہ پر داغ تھا اور قلب میں تفتیدگی تھی
حوصلے دل میں تھے اور روح میں بالیدگی تھی جس طرف دیکھیے اسلام کی رولیدگی تھی

شعلہ توحید کا ہر دل میں بھڑک جاتا تھا
کعبہ تک نام خدا سنکے پھڑک جاتا تھا

* * *

پا رہی ترک ہیں بلقاں میں اب یوں پامال خستگی روح میں، اعضا میں تھکن، دل میں ملال
چہرے سب سرخ ہیں اور خون سے یوں کپڑے لال ڈالدے ہولی میں جس طرح کوئی رنگ گلال

سیل خون شہدا سے ہوا صحرا دریا
پٹ گیا لاشوں سے اور بن گیا دریا صحرا

ہو گئے قتل مکیں اور مکاں ہیں مسمار جس طرف دیکھیے لاشوں کا لگا ہے انبار
نزع میں ہیں دم جدا قتل الگ ہیں بیمار ہے زمیں خون خواتین عرب سے گلنار

گردنیں بچوں کی اور آہنی شمشیریں، آہ!
کیسی خاموش ہوئیں بولتی تصویریں، آہ!

بس کے یہ سینہ میں پیچیں جگر ہو کہ نہ ہو خونفشانی کا محل دیدۂ تر ہو کہ نہ ہو
اپنے اعضا کی جراحت کی خبر ہو کہ نہ ہو اپنے انجام پہ کچھ تجھ کو نظر ہو کہ نہ ہو

نہ سہی یہ بھی، منیں ترک تو کچھ فکر نہیں
شمع فاران، مگر ڈر ہے نہ بجھ جائے کہیں

* * *

نہ ترے نالے میں اب کچھ شرر افشانی ہے رمز ہے وہ نہ وہ انداز حدیث خسرانی ہے
نہ ترے سینۂ صد چاک کی عریانی ہے نہ جنوں کی تری وہ سلسلہ جنبانی ہے

تو بھلا بیٹھا عجب لذت دلسوزی کو
بیقراری کو، مذاق تپش اندوزی کو

کیف کی اب نہ رہی آنکھ میں سرخی باقی نہ وہ رفتار میں ہے لغزش مستی باقی
بزم میں ساقی، نہ اب بادۂ صافی باقی ہے فقط تذکرۂ جام و صراحی باقی

محفل عشرت دوشینہ کا افسانہ ہے
ساری رات سحر کر پر پروانہ ہے

سر طاعت ہے، نہ ہے ذوق نیایش باقی نہ رسالت کا رہا شوق نمایش باقی
طلب ارج کی ہے اب، نہ گرایش باقی رہ گئی غیر کی اک مدح و ستایش باقی

خس سکوں چاہے تو گرداب کو کب پروا ہے
گرد، شکوہ زم آہو سے کرے، سودا ہے

(پیار محمد خان "پیار" محمد مقیم پوری)

قطرات اشک

یا

شہر آشوب اسلام

—◦ * ◦—

اے زباں، تجھ سے تکلم کے طلبگار ہیں ہم   رحم دل تجھ سے تبسم کے طلبگار ہیں ہم
ساز دل، تجھ سے ترنم کے طلبگار ہیں ہم   اے تری آنکھوں کے قلزم کے طلبگار ہیں ہم
کر عطا، دری تپش، ہستی سیماب اپنی
دیدے چنگاریاں، اے نالۂ بیتاب اپنی
اے مری نطق زباں! نالہ و افغاں ہو جا!   اے میری نوک قلم! ہمسر پیکاں ہو جا!
اے مری آہ! شکل دل سے پریشاں ہو جا!   توڑ ضبط فغاں! جا، کہیں پنہاں ہو جا!
رنگ خوں آنکھ سے ٹپکے ذرا گہرا ہوکر
اشک دامن میں جو آئے، تو کلیجا ہوکر
آج عریاں ہے جو تھا سینۂ داغی مستور   یا رب اس داغ کی لپٹ سے جہاں ہو معمور
میری صورت سے نمایاں ہے جو درد مستور   آپ بھی توڑ دیں اب رحم جگر کے انگور
میرے چہرے سے اگر رنگ تڑپ کر نکلے
اشک سے آپ کا دامن بھی مشعّر نکلے

* * *

اے مسلماں! ہمیں تجھ سے ہزاروں ہیں گلے   سن لے، ممکن ہے کہ پھر ہمکو ملے یا نہ ملے
چمن دہر میں، غنچے ترے نغموں سے کھلے   تیرے نالوں سے جدل کیا فلک و عرش ہلے
آج ہنگامۂ ہستی ترا خاموش ہے کیوں؟
نغمۂ صعدت درشیدہ فراموش ہے کیوں؟
حوصلوں کا وہ کلیجہ میں تلاطم نہ رہا   آرزوؤں کا وہ سینہ میں تراکم نہ رہا
ساز ہستی کا وہ اگلا سا ترنم نہ رہا   جرأت آمور وہ انداز تکلم نہ رہا
قلب میں درد کی وہ لذت پنہاں ہی نہیں
گلشن دہر میں تو زمزمہ ساماں ہی نہیں
دعوا الفت کا مگر درد سے پیماں توڑا   رسم رکھتے ہو مگر پھر بھی نمکداں توڑا
عید کا عزم ہے اور قیصر کا ہیکل توڑا   ہو مسلماں، مگر رشتۂ قرآں توڑا
ہوگے برہان کے طالب در ایماں بھولے
شیوۂ زندگی "بوذر" و "سلماں" بھولے
ایک مٹھی میں اگر اونکے تھی اشتر کی مہار   دوسرے ہات میں رکھتے تھے برہنہ تلوار
رحمی سعی تھے پا، درد سے سینہ تھا فگار   نشۂ بادۂ ایماں سے مگر تھے سرشار
وہ جلالت تھی، وہ ہیبت تھی شتر بانوں کی
جھک گئیں گردنیں ایران کے سلطانوں کی!
خاص پوشاں عرب کا وہ پر ارجوش قشوں   تیغ ہو جائے، اگر ہات میں لیں وہ عرجوں
سحر تھا باتوں میں اور آنکھوں میں اونکے افسوں   چشم و لب کی حرکت سے کیا اعدا کو زبوں
نام سے اون کے سلاطین عجم کانپتے تھے
سامنے آئے ہوئے قلب و قدم کانپتے تھے
جس طرف ہوگئے یوں فتح و ظفر لیکے بڑھے   جس طرح نور و ضیا ساتھ قمر لیکے بڑھے
روکا دشمن نے تو بھسو توسکی ہنر لیکے بڑھے   جھک گیا کوئی تو بس لطف نظر لیکے بڑھے
ہل گیا "قاف" سعادت سے اگر ٹکرا کر
"نیل" سے مل گئے پرچم بھی ادھر لہرا کر

* * *

گھور رکھے ہے وہ شانہ پہ محمد ثانی   ینگچری آگے، حلو میں عرب و ایرانی
مونچھ بل کھائے ہوئے چیں بہ جبیں پیشانی   تیور ایسے کہ کریں شیر کا پتہ پانی
کبھی بک ہات کھاے اونمیں برہنہ شمشیر
شان وہ شیروں کی تھا ترک ملک بھی نخچیر

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بلاقیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں
۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں دس روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور
۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

اسکے کھانے سے افیم چانڈو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد [illegible] ناسور بھگندر - خنازیر کے گھاؤ - کار بنکل زخم کا بہترین علاج ہے ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت
دو ہفتہ دو روپے

درآلساعۃ

اسکی دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایک روپے

دافع درد کان

شیشی سدھا بیماروں کے لئے - ایک روپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی رستی ہو یا سادی - خون جانا بند اور مسے دور معدوم خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ ممیرہ کراماتی

کمزوری نظر - محافظ بینائی - دافعہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سرخی ضعف نظر وغیرہ * فیتولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

جوہر عشبہ مغربی

مع چوب چینی وغیرہ

جس کو انگریزی میں سارس اپریلا کہتے ہیں

جن امراض کا عروج شد و مد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے انکو عروج پانے کا اہلہ (تاریپیڈو) اگر کوئی ہے تو یہ جوہر ہے - جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو ردی کردے اس وقت اسکو درست کرنا چاہو تو اس جوہر عشبہ کو استعمال کرو - یہ مرض کو نہ صرف کوتاہی نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے - جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کی مسلمہ دوا ہے - اسکے استعمال سے خون گندہ نہیں ہوتا - اس واسطے یہ محافظ صحت ہے - جوہر عشبہ کو میڈیکل افسر - پروفیسر علوم طب اور حکما نے خون سے سمیت دور کرنے کا علاج قرار دیا ہے - جوہر عشبہ تبدیلی موسم کی وجہ سے جو جسم پر پھوڑے ، پھنسیاں ، دھبے وغیرہ ہوتے ہیں ان سب کو دور کرتا ہے - جوہر عشبہ خنازیر کے باعث خواہ زخم یا ناسور یا بھگندر یا چنبل یا سیاہ داغ جس پر چھلکے اترتے ہوں یا زرد آب نکلتا ہو یا خارش زیادہ ستاتی ہو یا خاص موسموں میں زخم یا جسم پر دانے پیدا ہوتے ہوں - ہوائے سرد سے سر بھاری ہو جاتا ہو یا جسم پر دھپڑ نکلتے ہوں ، سب کے لئے اکسیر ہے -

انگریزی دوکانوں اور ولایت کے تیار کردہ

عشبے بوجہ آمیزش شراب ایک تو مذہباً ناپاک دوسرے خون کو گرم کرنیکے میں دیوانہ وا سرد ملکوں کے لئے گرم المزاج سے بنائے جاتے ہیں -

ہمارے جوہر عشبہ و چوب چینی کی خصوصیت

یہ ہے کہ یہ اس دیس کی طبائع کے حیالات کو ملحوظ رکھ کر سرد و ٹھنڈی ، جوش خون کو روکنے والی ادویہ سے مرکب کیا گیا ہے - جس سے خون میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور جوش خون دور ہو جاتا ہے -

— * —

تجربہ کرکے دیکھ لو! { جب ہاتھ پاؤں میں سوزش ہو - جب جوڑوں میں درد ہو - جب چہرہ پر سیاہی معلوم ہو }
جب ہتھیلی پھول جائیں اور رات کو درد ستائے - جب سر یا داڑھی کے بال گرنے لگیں - جب سر پر تمام کھرنڈ بنے سے گنج کی صورت بنجائے تو اسکو پلانے سے تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں - درجن کے زخم، ناسور، بھگندر دنوں میں بھر جاتے ہیں -

— * —

بڑی مستند شہادت { اس جوہر کے موثر، سریع العمل اور مفید ہونے کی یہ ہے - کہ موجودہ اور گذشتہ اطباء یکزبان ہوکر لکھتے ہیں }
اگر یہ جڑی بوٹی دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو ہم نہیں کہہ سکتے ہزاروں مریض ہر ملک اور شہر میں لاعلاج ہوکر زندہ درگور ہو جاتے - مگر چوب چینی و عشبہ کے ظاہر ہونے سے پھوڑے پھنسیاں اور خون میں سمیت حیوانی پا نباتی سرایت کرنے کے جو ردی و موذی امراض پیدا ہوں سب دور ہو جاتے ہیں - جب تمام جسم پر خارش ہو - خراب اور مرطوب آب و ہوا میں رہنے سے بھوک بند ہو جائے - درد عرق النسا ستائے تو اسے آزمائیے -

قیمت فی شیشی تین روپے

پتہ :-

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

شؤون عثمانیہ

مظالم سرویا

— * —

البانیا کو یورپ ترکوں کے ظلم سے نجات دلاکر مسیحی امن و رحم کا درس دیتا ہے؟

— * —

مقامی معاصر اسٹیٹسمین کا نامہ نگار لندن سے لکھتا ہے :

" ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار کے بیان کے بموجب باشندگان البانیا پر موجودہ جنگ کے اثناء میں ہیبتناک مظالم کا ارتکاب کیا گیا تھا - وہ علانیہ لکھتا ہے کہ (البانیہ) کے مظالم کی (جنکے ذمہ دار مغرور سروی افسر اور سپاہی ہیں) تصدیق آسٹریوی ' انگریزی ' اطالوی ' اور ناروی نامہ نگاروں نے ناقابل انکار زور کے ساتھ کی ہے - ان تمام مظالم کی روئداد ' جو سروی سپاہیوں کی طرف سے عمل میں آئے تھے ' آسٹریا ہنگری گورنمنٹ کی طرف سے فراہم کی گئی ہے - روئداد ظاہر کرتی ہے کہ تمام ظالمانہ گرفتاریاں جو تاریخ عالم میں بیان کیجاتی ہیں جنرل (جنکوویچ) کے سپاہیوں کے ہاتھوں تمام علاقہ البانیا میں دہرائی گئیں - صرف کوماتو اور اسکوب کے درمیانی حصے میں تین ہزار آدمی قتل کیے گیے - پرسینیا کے قریب ٥ ہزار آدمی سروی ہاتھوں سے نذر اجل ہوے ' لیکن کسی بہادرانہ جنگ میں نہیں ' بلکہ ایک وحشیانہ قتل عام میں - بہت سے دیہاتوں کے مکانوں میں آگ لگاکر انسانی آبادیوں کو کوڑے کرکٹ کی طرح جلادیا گیا ' انکے مظلوم رہنے والے جب گھروں سے باہر کھلے میدان میں نکلیے ' تو چوہوں کی طرح گولیوں سے مار ڈالے گئے - شوہر بیوی اور بچوں کی آنکھوں کے سامنے قتل کیے گئے ' اور عورتوں کو ان بچوں کی حفاظت پر مجبور کیا گیا جو بلا مبالغہ سنگینوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے تھے - مسلمانوں کو پھانسی پر چڑھاتے رہنا سروی سپاہیوں کی ایک ایسی روزانہ تفریح تھی ' جسکے بغیر وہ ایک دن بھی بسر نہیں کرسکتے تھے - اگر کسی گھر میں ہتھیار پائے جاتے تھے تو تمام گھر والوں کو یا تو گولی مار دیجاتی یا پھانسی پر لٹکا دیا جاتا - کس قدر بیکس مسلمان اس تاریخ عالم کے بے نظیر قتل عام میں ہلاک کیے گئے ؟ اسکا صحیح جواب کبھی بھی نہیں دیا جاسکے گا - البتہ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ صرف ایک دن کے اندر ۱۳۶ - اشخاص کو پھانسی دیگئی تھی !

ہنگری کا ایک شریف آدمی (ہرفومش) سابق سکریٹری وزیر اعظم کا بیان ہے کہ میں نے جب سفر کیا تو " (پرزریند) سے لیکے (اپاس) تک سڑک کے دونوں طرف چلے ہوے دیہاتوں کے علاوہ اور کچھہ نہیں دیکھا - لب راہ پھانسیوں کی قطاریں تھیں جن پر البانیوں کی لاشیں لٹک رہی تھیں " (بلغراد) سے شائع ہونے والے اخبارات نے بھی وہ مظالم بیان کئے ہیں جو سروی سپاہیوں کے دست وحشت سے بغیر کسی طرح کی ندامت کے عمل میں آئے -

کرنیل (آسٹرش) کی فوج جب (پرزریند) میں داخل ہوئی تو کرنل مذکور نے با آواز بلند کہا " " مارو اور زندہ مت چھوڑو ! "

بلغاری اخبارات کہتے ہیں کہ یہ لفظ زبان سے نکلا تھا کہ بھوکے بھیڑیوں کی طرح سپاہی گھروں پر ٹوٹ پڑے اور جو انسان سامنے آیا بے دریغ اسکو قتل کیا گیا - پھر لیپ کسوف ' اور ورجنرا کی وحشت کاریاں ان مظالم اور سفاکیوں سے بھی زیادہ عالم انسانیت کو

روانے والی ہیں اور اسکے مقابلے میں وہ سختیاں رحم و محبت معلوم ہونے لگتی ہیں ' جو البانیا کے لوگ ترکی حکومت کے زمانے میں برداشت کرتے تھے -

ایک ممتاز البانی شخص جو پرزریند سے کریریم واقع (اسٹریا) میں بھاگ آیا تھا اور جس نے اپنا عہد شباب آسٹریا میں زیر تعلیم بسر کیا تھا ' حسب ذیل داستان بیان کرتا ہے :—

" سروی سپاہیوں کے آگے اپنے آپ کو البانی ظاہر کرنا اسکے لیے کافی تھا کہ اسکو فوراً گولی مار دیجائے - ایسا بارہا ہوا کہ جو لوگ البانی مسلمانوں کے مقروض تھے انہوں نے اپنے مسلمان قرض خواہوں کو ظاہر کردیا اور وہ بلا استثناء پھانسی پر لٹکا دیے گئے -

(اسکوب) میں تمام مسلم البانیوں کو افسروں نے گولی ماردی اور جس گھر میں ایک معمولی شکار کا چھرا بھی ملا اس کے مالک کو بغیر کسی پرسش کے ہلاک کردیا گیا - ورسوبنش میں سروی کمانڈر نے مغرور باشندوں کو اپنے اپنے مکانوں میں واپسی اور ہتھیار رکھدینے کے لیے حکم دیا ' اور جب ان مظلوموں نے تعمیل کی ' تو اس غدار نے معاً ۴ سو آدمی قتل کردیے "

ہلال احمر کا ایک ڈاکٹر بیان کرتا ہے

" سرویا کو جہاں جہاں البانی ملے ' بلا تامل قتل کرڈالے گئے - عورتیں ' بچے ' اور بوڑھے تک نہیں چھوڑے گئے - میں نے سرویا قدیم میں بیشمار گاؤں دیکھے ' جنکو آگ لگادی گئی تھی اور اسکے شعلے بھڑک رہے تھے - (ڈراگور) اور (سلیمونس) میں سیکڑوں قیدی قطار در قطار کھڑے کیے گئے اور مشین گن توپ کے گولوں سے اڑادیے گئے (سمندسکا) کے قریب جنرل (زیواونش) نے ساڑھے نو سو شریف البانی مسلمانوں اور ترکوں کو قتل کیا "

[جس قوم نے آٹھ سو برس تک اسپین میں عیسائیوں کو زندگی اور راحت دی ' جن نادان اور بے وقوف ترکوں نے اس سطوت و حکومت کے زمانے میں جبکہ وائنا کے دروازوں پر انکے گھوڑے تھے ' عیسائیوں کو اپنی اسپین میں تنہا کر دودھ پلایا ' یقیناً وہ اب علم برداران صلیب کے ہاتھوں اسی سزا کے مستحق ہیں ان فی ذالک لایۃ لکم ' ان کنتم مومنین الہلال]

سالونیکا کے جنگی خانہ میں چوری

— * —

(سالونیکا) میں یونانیوں کی غارتگری ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ چوری کا بازار گرم ہوگیا -

قسطنطنیہ کے انگریزی اخبار (لوانٹ عثمانی) کو معلوم ہوا ہے کہ یونانی فوج کے قبضہ (سالونیکا) کے بعد سے اسوقت تک جنگی خانہ کا جسقدر مال چوری گیا ہے ' اسکی قیمت کا اندازہ دس ملین کیا جاتا ہے - اسکو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انگریزی کونسل نے اس بد نظمی پر اعتراض کیا ہے اور یونانی حاکم سے فرمایش کی ہے کہ جنگی خانہ کے مسلمان سنتری پھر مقرر کردیے جائیں ' کیونکہ انہی کے نکال دینے سے یہ حالت پیش آئی ہے - یہ ہے حالت اس قوم کے امن و نظم کی ' جو تہذیب و تمدن کی اشاعت کے لیے ایشیائی سیادت کا تخت الٹ دینا چاہتی ہے !

PRINTED & Published by A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA.

خاص نمبر متعلق انقلاب عثمانی

لا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

جلد ۲

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ٤

کلکتہ : چہارشنبہ ۲۰ صفر ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta Wednesday, January 29, 1913

فہرس

— * —

تصاویر

— * —

شذرات

تلغراف خصوصی

— . * . —

(۱)

بعنوان " الہلال "

— * —

(قسطنطنیہ ۲۳ - جنوری ۶ بجے)

ہاں یہ سچ ہے کہ غدار وزارت نے صبح کے ۱۲ بجے ایسا کرنا چاہا تھا ' لیکن قبل اسکے کہ رات کی تاریکی پھیلے ' اللہ کی روشنی نمودار ہوئی ' اور اس نے اپنی تلوار ہمارے ہاتھوں میں دیدی - سپاہیوں کے ہجوم ' افسران فوج کی برہنہ تلواریں ' پبلک کے نعرہ ہاے جوش و خروش ' اور ایک تغیر خواہ عرضداشت کے ساتھ جسپر ۵ - ہزار دستخط کیے گیے تھے ' (انور بے) نے قصر کا محاصرہ کرلیا - اگرچہ کھڑکیوں سے گولیوں کی ایک ہلکی سی بارش ہوئی مگر وہ فاتحانہ قصر کے اندر داخل ہوا اور وزرا کو حکم دیا کہ اپنی کرسیوں کو خالی کر دو - بغیر کسی توقف کے وزارت مستعفی ہو گئی اور اس طرح یہ دوسرا انقلاب عثمانی ہے جو بغیر کسی کشت و خونریزی کے اختتام کو پہنچا ' اگرچہ ناظم پاشا اپنی غلطی کا آپ شکار ہوا -

محمود شوکت پاشا نے نئی وزارت مرتب کرلی ہے ' اور اس نے اپنی پالیسی کا اعلان کردیا ہے کہ عزت ملی کو بچالیں گے یا اپنے آپ کو فدا کردیں گے - ایڈریا نوپل کی " جامع سلیم " اسی وقت دی جاسکتی ہے ' جبکہ قسطنطنیہ کے جامع " صوفیا " کو مسخر کر لیا جائے گا -

اب موسم بدل گیا ہے - ہمارا مقصد اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ اسلام کی عزت کی حفاظت کریں ' اور اگر نہ کرسکیں تو مٹ جائیں - یقین کرو کہ ہم مٹ جائیں گے مگر تم کو دنیا میں شرمندہ نہیں ہونے دینگے - پس اپنی دعاؤں میں ہم کو نہ بھولو '

ہندوستان میں نئی چیز

بڑی کمی جو بہت وروں سے تھی اب دور ہوئی

ڈاکٹروں کے مشہور تھرما میٹر کی تعریف کی بابت کچھہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے - یہ ولایت کے ایک مشہور کارخانہ سے بلواکر منگایا جاتا ہے - چونکہ اسکے پارہ کی لکیر خوب موٹی ہے - اسوجہہ سے کم سن لڑکے ' ضعیف مرد و عورت کو بھی شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی - انگریزی جاننے کی کوئی ضرورت نہیں - ہندی اور اُردو حرفوں میں بھی تھرما میٹر بنوایاگیا ہے - جو ایک روپئے کیس میں رہتا ہے اور عمدہ کاغذ کے بکس میں معہ پرچہ طریقہ استعمال ملتا ہے - ایک مرتبہ ضرور منگا کر دیکھیے -

انگریزی تھرما میٹر	ایک روپیہ چار آنہ	
اُردو " "	دو روپیہ	
ہندی " "	دو روپیہ	

ڈی - ایس کے برمن ۶ منبشر تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

انگریزی حکومت کا مسلمان ہوجانا

—*—

اب بالکل یقینی ہے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسی کے خلیفہ نے بقلم بیروت سیدی خواجہ حسن نظامی سے آئندہ حالات کی بابت جسقدر پیشین گوئیاں کی تھیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسی کے حصہ اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب حرف بحرف صحیح ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزی حکومت کے مسلمان ہوجانیکی پیشین گوئی باقی ہے - جو خدا نے چاہا تو عنقریب پوری ہوگی - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکی و ایران علی الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاہتے ہیں - تو رسالہ شیخ سنوسی کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ہر دو آٹھہ آنہ -

کلیات اکبر - لسان العصر و جناب الملا خان بہادر مولوی سید اکبر حسین الہ آبادی کے زبردست کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلی ہے - اور صرف ہمارے ہاں دستیاب ہوسکتے ہیں - قیمت ہر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامی میں غدر کے اور تیموریہ خاندان کے سچے مگر نہایت درد ناک قصے درج ہیں نیز آلو - مچھر - دیاسلائی وغیرہ ملوانوں پر نہایت مزیدار اور معنی خیز مضامین ہیں -

سفرنامہ ہندوستان بمبئی' گجرات کاٹھیاواڑ' مہمانہ وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفر نامہ بطرز روزنامچہ از سیدی خواجہ حسن نظامی دہلوی قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام حضرت شیخ المشائخ کی حیرت افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۴ آنہ

اسرار مخفی رموز کا خزانہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۴ آنہ -

ترکی فتح شاہ مشتاق احمد صاحب متعلم دہلوی کی پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ

دل کی مراد - شاہ صاحب کے طلسماتی تعویذ ابھیت عجیب آ -

کارکن حلقہ نظام المشائخ دہلی سے منگائیے

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

۲۹ صفر ۱۳۳۱ ہجری

—*—

حیات بعد الممات

—*—

تبدیلی وزارت

یا

انقلاب عثمانی

—*—

الا ؑ ان حزب اللہ ھم الغالبون !!

—*—

ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایماناً مع ایمانھم ؑ و للہ جنود السماوات و الارض ؑ و کان اللہ علیماً حکیماً - (۴۸ : ۴)

وہ خدا ھي تو تھا ؑ جس نے مسلمانوں کے افسردہ دلوں میں اپنے طرف سے قوت اور اطمینان کی روح پیدا کردی تا کہ انکي ایماني قوت میں ایک تازگی پیدا ھو جاے - زمین کے جانفروشان حق ؑ اور آسمان کی ملائکۂ نصرت ؑ دونوں فوجیں اللہ ھی کے ھاتھہ میں ھیں ؑ بیشک وہ علیم و حکیم ہے -

——:○(*)○:——

و المرسلات عرفا ؑ فالعاصفات عصفاً ؑ والناشرات نشرا ؑ فالفارقات فرقاً ؑ فالملقیات ذکرا (۱) کہ وہ " صبا " سے " جنوب " کو " سموم " سے " حارم " کو ؑ " سہام " سے " شمال " کو ؑ " نسیم " سے " عاصفہ " کو ؑ (۲) اور ھواے مخالف سے باد مراد کو ؑ یعنی مایوسیوں میں سے امید کو ؑ ناکامیوں میں سے کامیابي کو ؑ نامرادیوں میں سے مراد کو ؑ تاریکی سے روشنی کو ؑ خزاں سے بہار کو ؑ اور موت سے زندگي کو پیدا کرتا ہے اور دنیا پر اسکے عجائب تصرفات قدرت کا دروازہ ابھی بند نہیں ہوا :

ان اللہ فالق الحب والنوی ؑ یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی ؑ ذلکم اللہ فانی یوفکون ؟ (۶ : ۹۵)	بیشک خدا (ھی) ہے جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو (جب کہ وہ محض بیم و امید کی حالت میں ہوتا ہے) پھاڑ کر (امید و کامیابی) کا ایک قوي درخت پیدا کر دیتا ہے - وھی زندگی کو موت سے ؑ اور موت کو زندگی سے نکالتا ہے - یہی قدرت کی نیرنگیاں دکھلانے والی ذات قدوس ؑ تمھارا خدا ہے ؑ پھر تم کدھر بہکے جارہے ھو ؑ اور اسکی طرف نہیں جھکتے ؟

جنکہ موسم تابستان کی تابش و تموست زمین کو اسکی تملم

(۱) قسم ہے اُن ہواؤں کی ؑ جو ابتدا میں معمولی رفتار سے چلائي جاتي ھیں ؑ پھر یکایک زور پکڑ کے تیز ھو جاتي ھیں ؑ پھر بادلوں کو چاروں طرف پھیلا دیتي ھیں ؑ پھر انکو پھاڑ کر ایک دوسرے سے الگ کر دیتی ھیں - اور پھر قسم ہے انکي ؑ اسلیے کہ وہ اپنی ان عجیب و غریب مختلف حالتوں سے انسان کے دلوں میں قدرت الہي کا خیال پیدا کردیتي ھیں (۷۷ : ۱) ان ایات کے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ جس طرح ابتدا میں ہوا آہستہ چلتي ہے ؑ پھر تیز ہو جاتي ہے ؑ پھر بادلوں کو حرکت دیتي ہے ؑ اسي طرح گویا انجمن اتحاد و ترقی کي کوششوں کي ہوا ابتدا میں اہستہ چلي ؑ پھر زور پکڑ کے تیز ہوئی ؑ اور اب انقلاب وزارت گویا بارش کا ظہور ہے ؑ جسکی آبیاري سے عجب نہیں کہ اسلامي عرب کی کشت امید سرسبز ھو جاے -

(۲) عربی زبان میں جس کثرت کے ساتھہ ہوا کي مختلف قسموں اور حالتوں کیلیے اسماء و صفات ھیں ؑ شاید ھی کسي زبان میں ھوں ؑ اور صرف ہوا پر موقوف نہیں ؑ اسکي وسعت کی مثال کیلیے ھر شے پیش کي جاسکتي ہے - سورۂ " مرسلات " اور " ذاریات " وغیرہ میں مرسلات ؑ عاصفات ؑ ناشرات ؑ ذاریات ؑ معصرات ؑ صرصر ؑ وغیرہ جسقدر الفاظ آئے ھیں ؑ تمام مختلف ہواؤں کے نام ھیں ؑ جو عرب جاھلیت کے بھي میدانی اور صحرائي زندگی میں رکھہ لیے تھے - عربی میں اصلي قسمیں ؑ جو صحراء اصحاب ریاح کے مسمی جاتی ھیں ؑ چار ھیں شمال ؑ جنوب ؑ صبا ؑ دبور - پھر ان چار قسموں سے مختلف اوقات و موسم کی بہت سي قسمیں قرار دي تھیں - مثلاً (صبا) کي قبول ؑ مہر ؑ ابر ؑ (جنوب) کي نعامي ؑ حریج ؑ ازیب ؑ اور (دبور) کی لواقح ؑ نوارج ؑ رخا ؑ جفول ؑ حاملہ ؑ ھوج ؑ سوافي ؑ حرجق ؑ نوبع ؑ سمسعہ ؑ دروج ؑ عقیم ؑ رواسس ؑ وغیرہ وغیرہ ؑ اور ان اقسام کے ذریعہ سے ؑ ہوا کي کوئي طبعي حالت اور موسمي اثر ایسا نہیں ہے ؑ جسکي نہایت بارک اور خفیف جزئیات امتیاز کو ملحوظ رکھکر ؑ صحیح تعبیر نہیں کی جاسکي - ھم نے جن چند اقسام کا ذکر کیا ہے ؑ وہ یہ ھیں

" صبا " ہوا کي معتدل ؑ معرج ؑ اھستہ خرام ؑ کشت پرور ؑ لیکن ابر و باران کے ساتھہ آنے والي اقسام ہوا میں سے ہے ؑ جس کو اھل عرب بہت محبوب رکھتے تھے ؑ

" جنوب " اسکے مخالف ہے -

" سموم " گرم ہواؤں کي ایک قسم ہے ؑ جو دن کو زیادہ اور رات کو کم چلتي ہے ؑ ھندوستان میں اسکو لو سمجھیے -

" حارم " ٹھنڈ ي ہواؤں کي دو قسموں میں سے ایک نہایت سرد قسم کا نام ہے -

" سہام " نہایت گرم لو کي لپٹ -

" شمال " نہایت ٹھنڈ ي اور خشک ہوا ؑ جسکو " شام " کی طرف منسوب کرتے تھے (برخلاف " صبا " کے ؑ کہ وہ " یمانی " سمجھي جاتي تھي) ؑ

" نسیم " نہایت ھلکي اور غیر محسوس ہوا ؑ جس سے پتے تک نہ ھلیں -

" عاصفہ " دبور کے اقسام میں سے ایک نہایت سخت قسم کي اندھي ہے ؑ جو درختوں کي جڑوں کو ھلادے اور قوي سے قوي چیزوں کو توڑدے -

یہ عجیب بات ہے کہ عرب ایک خشک ریگستان ہے جہاں بارش اسقدر کم ھوتي ہے گویا نہیں ھوتي ؑ لیکن ہوا کي وہ تمام اقسام جو مختلف قسم کے بادلوں کے ساتھہ چلتي ھیں ؑ اور جو بارش کي خبر دیتي ھیں ؑ یا جو بارش کے بعد ظاھر ھوتي ھیں ؑ اگر اپ تلاش کیجیے گا تو عربي میں بکثرت ملیں گي - ذاریات ؑ معصرات ؑ صبا ؑ ھیف ؑ وغیرہ اسي طرح کي قسموں کے نام ھیں -

اور اعانت کرو کہ اعانت کا وقت کل تک نہ تھا' اصلی وقت اب آیا ہے -

دنیا نہیں سمجھ سکتی کہ صرف ۱۲ گھنٹے کے اندر اس عظیم الشان واقعہ کے اسباب کیونکر فراہم کیے گیے ؟

(مصباح الدین شریف)

(۲)

هزایکسلنسی محمود شوکت پاشا

کا تار بنام الہلال

— * —

(بجواب تلغراف تبریک و خیر مقدم)

— * —

۲۳ - کی شام کو ہم نے ایک تار تبریک و خیر مقدم کا هز ایکسلنسی کے نام بھیجا' جسکے اخر میں یہ الفاظ تھے ' " ہم خوش ہیں لیکن خدا کیلیے ہم کو اور زیادہ خوش کیجیے اور اطمینان دلائیے - لوگ پریشان ہیں اور آپکا اقرار سننا چاہتے ہیں کہ عزت اسلامی کے تحفظ کو اپنی زندگی پر ترجیح دیجیے گا - ایسا نہو کہ نرغۂ اعدا و ہجوم مصائب آپکے ارادے کو متغیر کردے "

اسکے جواب میں یہ تار آیا :

(قسطنطنیہ ' ۲۸ جنوری ۳ - بجے)

آپکے خیر مقدم اور اظہار محبت کا دلی شکریہ - یقین دلایے کہ ہم نے اسلام کی عزت و امور کی حفاظت کا قطعی اور حتمی ارادہ کرلیا ہے -

(صدر اعظم محمود شوکت)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم ' بان لہم الجنة

فی الحقیقت ترکوں کی مدد کا اصلی وقت کل تک نہ تھا بلکہ اب آیا ہے - کل تک ہمکو معلوم تھا کہ کامل پاشا کی پارٹی برسر حکومت ہے' اور وہ اسلام کی آخری امیدوں کی پامالی پر تلی ہوئی ہے' لیکن تاہم ہم مجبور تھے کہ وہاں جو کچھہ ہو رہا ہے اسکی پروا نہ کریں' اور صرف اپنا فرض اسلامی دیکھیں - لیکن اب ملک کے حقیقی خادم اور سچے حامیوں کو خدا نے بھیجدیا ہے' تاکہ حفظ خلافت اسلامی کیلیے ایک آخری سعی کریں - پس ہزار حیف ہے مسلمانان ہند کی غیرت و حمیت پر' اگر وہ تار پر تار بھیجکر ترکوں کو جنگ کی ترغیب دیں' اور جب وہ کھڑے ہوجائیں' تو انکے زخمیوں اور مصیبت زدوں کو بھول جائیں -

ہم نے اجتک صرف فراہمی اعانت کی ترغیب و تشویق کو اپنا فرض سمجھا' اور بقدر طاقت اس جہاد لسانی کی سعی کی - البتہ بغیر تحریک کے جو حضرات دفتر الہلال میں چندہ بھیجتے رہے' انکے لیے ایک فہرست کھولدی تھی - لیکن آج پہلی مرتبہ ناظرین الہلال سے التماس کرتے ہیں کہ وہ گو انتک بارہا اس مد میں روپیہ بھیج چکے ہونگے' مگر الہلال کی فہرست ابتک انکی شرکت سے محروم ہے - خدا را اسکی طرف متوجہ ہوں !

یہ التماس خاص ہے عام طور پر تمام اخوان ملت سے التماس ہے کہ ڈاکٹر مصباح الدین کی اپیل سے خدا را اعراض نہ کیجئے کہ وقت وہ آگیا ہے کہ تمام دنیا آپ سے اعراض کرنے والی ہے - مالی مدد جس قدر ہوچکی ہے' اس سے اب دو چند کا وقت سمجھئے - روپیہ بھیجنے کیلیے محفوظ ترین ذریعہ یہ ہے کہ " عمر نسیم بک وائس پریسیڈنٹ ہلال احمر " کے نام بھیجیے - دوسری حالتوں میں طرح طرح کے خدشات ہیں -

ہفتۂ جنگ نئی وزارت نے اعلان کیا ہے کہ وزارت خارجہ کے تقرر میں دقتوں کا سامنا ہے' تاہم وہ دول کو زیادہ دیر تک منتظر نہیں رکھیگی' اور اگر تقرر میں تاخیر ہوئی تو جواب دیدیا جائے گا -

سچ یہ ہے کہ موجودہ وزارت کا ہر عہدہ ہمتوں اور ارادوں کی سخت قربانیاں کے شرائط سے مشروط ہے' علی الخصوص وزارت خارجہ کا عہدہ' جسکے قبول کرنے سے قوی سے قوی فرض شناس دل بھی لرزتے ہونگے -

تغیر وزارت کے متعلق بعد کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے قومی گروہ کو روکنے کی کامل پاشا کے ایڈی کانگ نے کوشش کی تھی - جسکے حملے کا فوراً جواب دیا گیا - اسکے بعد ناظم پاشا غضب آلود ہوکر باہر نکلا' اور افسوس ہے کہ ملت پرستوں کے ہاتھہ سے اُسے موت نصیب ہوئی -

معزول وزرا دوسرے دن دو بجے تک نظر بند رکھے گئے تھے مگر اسکے بعد رہا کردیے گیے -

انگلستان نے دو جہاز قسطنطنیہ بھیجدیے ہیں - فرانس نے حرکت کے لئے حکم دیدیا ہے - بلقانی وکلا سر ایڈورڈ گرے سے سرگرم مشورہ ہیں' مگر ساتھہ ہی شکست صلح سے عجیب طرح گریز کر رہے ہیں -

موجودہ حالات کی بنا پر دول کے آئندہ رویے کا صحیح اندازہ مشکل ہے - نیز نہیں کہا جاسکتا کہ نئی وزارت کو عنقریب کن حوادث سے دوچار ہونا پڑے گا ؟ اتحاد و ترقی نے تلواروں کے سایے میں اپنی وزارت کا اعلان کیا ہے - مشکلات بے حد و شمار' مالی مسئلہ مقدم ترین مرحلۂ جنگ ہے' اور اسکی طرف سے اطمینان نہیں - ایڈریا نوپل کے محصورین سامان و رسد سے محروم ہیں' اور انکی نازک حالت مزید صبر و صرف وقت کی مقتضی نہیں - پچھلی وزارت نے آخری دنوں کی مہلت (جس سے بلغاریا پورا فائدہ اٹھاتی رہی) اس اطمینان میں ضائع کردی کہ صلح بہرحال ہونی ہے پس جنگ کے انتظام کی ضرورت نہیں - ایسی حالت میں آئندہ کی نسبت کسی قوی توقع کا اظہار بہت مشکل ہے - اللہ تعالی نئی وزارت کو اپنے اس شجاعانہ عزم پر عمل کی توفیق دے - تاہم اس وقت اتحاد و ترقی نے جو کچھہ کیا' یہی ایک پیش نظر علاج تھا' اور باقی اللہ کے ہاتھہ میں ہے -

صلح کانفرنس توٹ گئی

اس وقت کا تار ہے کہ بلقانی وکلا نے رشید پاشا کو یاد داشت دیدی' اور صلح کا خاتمہ ہوگیا - تاہم بلقانی ترکی سے یاد داشت کے جواب کے منتظر ہیں - باب عالی جمعہ کے دن جواب دے گا -

---

اطلاع

من جانب سکرٹیری شعبۂ ترقی اردو و آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے سالانہ جلسہ بابت سنہ ۱۹۱۲ ع میں شعبہ اردو کی خدمت راقم کے تفویض کی گئی ہے - شعبہ جیسا کچھہ اہم اور ضروری ہے وہ محتاج بیان نہیں - اور یہ بھی مخفی نہیں ہے کہ اگرچہ اس شعبہ کے متعلق کچھہ نہ کچھہ کام ہوتا رہا ہے - لیکن اب تک وہ بیکسی ہوئی حالت میں ہے اور اس سے جو توقع کی گئی تھی وہ ابھی تک پوری نہیں ہوئی - میں اب اسے خاص اصول پر پوری مستعدی کے ساتھہ چلانا چاہتا ہوں - چونکہ اردو زبان کا قایم کرنا اور ترقی دینا تمام اہل ملک کا فرض ہے لہذا مجھے قوی امید ہے کہ پبلک میری دستگیری کریگی - میں اسکے اغراض و مقاصد عام طور پر کثرت سے شائع کرنے والا ہوں اور جو کام زیر تجویز ہیں اسکی اطلاع ارکان ترقی اردو اور پبلک کی خدمت میں وقتاً فوقتاً کی جائیگی لہذا استدعا ہے کہ ذیل کے پتہ سے خط و کتابت کی جائے - اور جو صاحب مجھے اسکے متعلق کوئی مشورہ دینگے میں ان کا نہایت ممنون ہونگا - فقط

عبد الحق - بی - اے - (علیگڈہ)

صدر مہتمم تعلیمات صوبہ اورنگ آباد (دکن) سکریٹری ترقی اردو (آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس) -

کرتے ہیں کہ شاید موجوں کے اندر سے اپنی سلامتی کا پیغام دیں - ' ٹھیک اسی طرح مسلمانوں کی سیزدہ صد سالہ عرب کی کشتی (باسفورس) کی موجوں میں نہیں، بلکہ اسکے کنارے ایک محل کی سنگی فرش پر دوچار گرداب ہلاکت ' اور محصور امواج و تلاطم تھی

وہ کشتی جسکو قلزم کی، موجوں سے کبھی ہراس نہیں ہوا تھا وهي تجري بهم في موج کالجبال (۱۱ - ۴۲) (۱) اب ہوا کی اُس خفیف سی موج کی متحمل نہ تھی ' جو چند انسانوں کی لبوں کی حرکت کے ساتھہ سرائے " دولمہ باغچہ " کی فضا میں پیدا ہونے والا تھا - وہ بادبان ' جس سے اٹلانٹیک اور بحر ظلمات کے خارا شگاف طوفان سر ٹکرا کر رہجاتے تھے فما اسطاعوا ان يظهروه وما استطاعوا له نقبا (۱۸ ۹۶) (۲) اب اس صرصر مسائس کے ایک جھونکے سے پھٹ کر گر جانے والا تھا ' جو " ٹیمس " کی نہر دریا نما سے اٹھکر ' باسفورس کے کناروں پر چل رہا تھا - وہ سمندروں اور اسکی موجوں کے مسخر کرنے والے مسافر ' جنکے عزم و ارادے کو بحر عرب کی رو گرم و تند ہوائیں کبھی شکست نہ دے سکیں جن سے جزیرہ سقوطرہ کے کنارے کی موجیں کھولتے ہوئے پانی کی طرح ابلتی ہیں ': کانهم بنيان مرصوص (۶۱ ۴) (۳) اب اُن سرد ہواؤں کے ایک طمانچے کے خوف سے کانپ رہے تھے ' جو بحر بالٹک کی منجمد برف سے اٹھکر ' ان کے سروں پر سے گذرنے والی تھی -

لمحوں اور منٹوں کے اندر یہ سب کچھہ گذر رہا تھا ' اور بے بس دیکھنے والے منتظر تھے کہ یہ ڈوبتی ہوئی کشتی ہمیشہ کیلیے بیٹھہ جاتی ہے ' یا موجوں اور طوفانوں سے ایک مرتبہ اور مقابلہ کرنے کیلیے اسکے شکستہ تختے اور تار تار بادبان ' سطح سمندر پر پھر نظر آتے ہیں ؟

کنارے پر کھڑے رہنے والے سمندر کی موجوں کے قہر اور کشتی کی بے بسی کا تماشا دیکھہ سکتے ہیں ' پر سمندر سے لڑ نہیں سکتے ' لیکن ایک سب سے بالا تر قاہر و مقتدر ہستی ہے ' جو سمندر کی موجوں اور کشتی کی بے بسی ' دونوں کو دیکھتی ہے ' اور پھر اسکا ہاتھہ جس کی طرف چاہتا ہے ' نصرت و حمایت کیلیے بڑھتا ہے - خشکی کی پر امن سطح پر تم اسکو بھول سکتے ہو ' لیکن سمندر کی ہلاکت خیز موجوں میں اسکے سوا کون ہے ' جس کی یاد مایوس دلوں کو تسکین دیسکتی ہے ؟

هو الذي يسيركم في البر والبحر، حتى اذا كنتم في الفلك، وجرين بهم بريح طيبة وفرحوا بها، جاءتها ريح عاصف وجاءهم الموج من كل مكان، وظنوا انهم احيط بهم، دعوا الله مخلصين له الدين!

وہی ہے ' جو تم کو خشکی اور تری ' دونوں پر چلاتا ہے ' یہاں تک کہ تم سمندروں کے اندر ہوتے ہو اور کشتی باد موافق کی مدد سے چلتی ہے اور بیٹھنے والے مطمئن و مسرور ہوتے ہیں ' (لیکن پھر یکایک) تند و تیز ہوا کے جھونکے چلنا شروع ہو جاتے ہیں ' ہر طرف سے موجیں اٹھہ اٹھہ کر حملہ آور ہوتی ہیں ' اور وہ نا امید ہو کر سمجھنے لگتے ہیں کہ اب ان موجوں میں گھر کر رہگئے - یہ نا امیدی انکے دلوں میں خلوص اور انقطاع کے ساتھہ اللہ کا خیال پیدا کر دیتی ہے ' پس وہ دعائیں مانگنے لگتے ہیں کہ تیرے سوا اب نجات دینے والا کوئی نہیں! (۱۰ ۲۳)

اگر غم اور افسوس کے وقت انسان کے دل اسکے پہلوؤں سے تڑپ کر باہر نکل سکتے ' تو نہیں معلوم اُس وقت کتنے کروڑ زخمی دل خون کی چادر میں لپٹے ہوئے گرد و خاک پر لوٹتے ' جنکہ اس انتظار و اضطراب ' امید و بیم ' خوف و طمع ' اور لمحات حیات و ممات کے بعد ۲۲ جنوری کو تین بجے یہ خبر ' صاعقۂ ہلاکت بنکر قسطنطنیہ سے پہنچی

" جس مجلس کا انتظار تھا ' وہ صبح کو " دولمہ باغچہ " کے قصر میں منعقد ہوئی - ۸۰ - آدمیوں کا مجمع تھا - تھوڑی دیر کی بحث کے بعد تقریباً بالاتفاق فیصلہ ہوا کہ دول کا نوٹ قبول کر لیا جائے - اب ایک یاد داشت دول کے سفرا کو دی جائے گی ' جسمیں ترکی گورنمنٹ اپنے آپ کو یورپ کے ہاتھہ سپرد کر دے گی اور ایڈریانوپل اور جزائر ارخبیل کے بارے میں انکے احکام (تجاویز) کے آگے سر اطاعت خم کر دیگی (يفعل ما يشاء و يختار)" :

یہ اس کشتی کے ڈوبنے کا آخری منظر تھا ' جس نے بتلا دیا کہ اب کیا ہونے والا ہے ؟ .

کشتی ما بورطۂ گرداب محنت رفت
صد دیدبان اگرچہ بہر سو گما شتیم

حیات بعد الممات

تار پڑھتے ہی بے اختیار ہماری زبان سے (اوس بن حجر) کے مشہور مرثیے کا مطلع نکل گیا

ايتها النفس اجملي جزعا
ان ما تحذرين قد وقعا !

مایوسی کی انتہا ہوچکی تھی ' اور فیصلہ آخری تھا ' چند گھنٹوں کے بعد دوسرا تار آنے والا تھا کہ نوٹ کا جواب سفرائے دول کے حوالے کر دیا گیا ' اور اس میں بظاہر کوئی امر مانع نہ تھا - تاہم ایک چیز تھی ' جو باوجود موجوں کی طوفان خیزی اور کشتی کے پارہ پارہ ہو جانے کے ' پھر بھی امید دلاتی تھی کہ ایک غیبی ہاتھہ اسکے تختوں کو نکالنے کیلیے بڑھنے والا ہے - ومن يقنط من رحمته الا الكافرون ؟

(انجمن اتحاد و ترقی) کی آخری سعی کا حال ہمیں معلوم تھا ' اور تین دن پہلے ڈاکٹر مصباح الدین شریف نے (ممبر اتحاد و ترقی اور شریک سعی انقلاب) کی ایک تفصیلی چٹھی آچکی تھی ' جسمیں ایک نئے انقلاب کی طیاری کی تفصیلی سرگذشت مرقوم تھی ' پھر ہم کو یقین کامل تھا کہ اتحاد و ترقی کے بعض السعف ممبر اپنے نفس فدا کر دینگے ' مگر اس آخری وقت میں مالک و ملت کی عزت کو اس یہودی النسل دجال (کامل پاشا) کے پنجے سے بچانے کی ضرور جانفروشانہ سعی کرینگے - تاہم وقت آخری اور انتظار کی مہلت ناپید تھی - ہم نے اسی وقت ڈاکٹر موصوف کے نام تحقیقات حال کیلیے تار بھیجا ' لیکن قبل اسکے کہ اسکا جواب آئے ' ۲۳ - کو ڈھائی بجے کی تقسیم میں ریوٹر ایجنسی نے اُس چیز کی خبر دی ' جسکی دل تصدیق کرتا تھا ' مگر واقعات جھٹلاتے تھے :

" وزارت مستعفی ہوگئی ' محمود شوکت وزیر اعظم ' طلعت بے وزیر داخلی ' اور عزت پاشا وزیر جنگ - طلعت بے نے کہا کہ ہم نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ ایڈریانوپل کو اپنے قبضے میں رکھیں - یا تو ہم اپنی عزت کو بچالیں گے یا مٹ جائیں گے "

یہ چند الفاظ تھے ' جن میں کروڑوں دلوں کی مدفون امیدوں کیلیے ایک اقلیم حیات پوشیدہ تھی -

رات کے دس بجے ڈاکٹر مصباح الدین شریف کا جواب بھی آگیا ' جس نے اس انقلاب کی تفصیلی سرگذشت سنائی :

(۱) سورۂ ہود میں حضرت نوح کی کشتی کی نسبت ہے ' یعنی " وہ کشتی پہاڑ جیسی بلند موجوں کے اندر سے حرب و خطر چلی جا رہی تھی ! "

(۲) سورۂ کہف میں (ذوالقرنین) کی نسبت ہے کہ اس نے قوم یاجوج و ماجوج کو روکنے کیلیے ایک ایسی مستحکم اور بلند دیوار بنائی کہ " نہ تو وہ اسپر چڑھہ سکتے تھے اور نہ اسمیں سوراخ کر سکتے تھے "

(۳) مجاہدین کے عزم و ثبات کی تعریف میں فرمایا ہے کہ وہ اسطرح جم کر لڑتے ہیں " گویا ایک سیسے کی دیوار ہیں "

زندگی کی علامتوں سے محروم کردیتی ہے - خزاں کا بے پناہ حملہ اُن تمام ارواح نباتاتی کو، جنکے انفاس حیات سے کائنات عالم کی رونق، اور جنکے الوان مختلفہ کی حسن آرائیوں سے اسکی سطح ارضی ایک صفحۂ جمال معلوم ہوتی ہے، ہلاک کردیتا ہے - لہلہاتے ہوے کھیت خشک، شگفتہ و شاداب سبزہ زار افسردہ، باغ و چمن کے تختے ویران، درختوں کی ٹہنیاں بے برگ و بار، ندیاں صحراے ریگ، دریا اترے ہوے، اور فضاے آسمانی پر ارگرد و غبار ہوجاتی ہے - زمین آفتاب کے آتشکدے کی طرف کھنچنے لگتی ہے، اور وہ اپنی تیز شعاعوں کے پے در پے حملوں سے اسکے خزانہ رطوبت کو غارت کر دیتا ہے - اُس وقت تمام کائنات عالم بارش کیلیے یکسر صداے العطش ہوتا ہے، امید کی نظریں آسمان کی طرف اٹھتی ہیں اور مایوسی کا جواب لیکر واپس آجاتی ہیں - لیکن پھر تم دیکھتے ہو کہ یکایک فضاے آسمانی میں ایک انقلاب عظیم نمودار ہوتا ہے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہواوں کے جھونکے چلنے لگتے ہیں - سیاہ بادلوں کے غول آسمان پر ہر طرف پھیل جاتے ہیں - بجلی کی چمک اور بادلوں کی گرج، آنے والے وقت کا پیغام ہر طرف پہنچا دیتی ہے - صحرا کے میدان، پہاڑوں کی چوٹیاں، درختوں کی شاخیں، طیور کے جھنڈ، انسان اور حیوان، غرضکہ تمام مخلوقات عالم کے چہروں پر بحالی آجاتی ہے، اور یاس کی

کی ایک مثال نظر آنے - پھر کتنی اُمیدیں ہیں جو تمہارے اندر مرتی ہیں اور زندہ ہوتی ہیں ؟ کتنی آرزوئیں ہیں جو ناکامی کی خاک میں ملکر مدفون کردی جاتی ہیں، اور پھر اٹھکر کھڑی ہوجاتی ہیں ؟ کتنے ولولے ہیں، جنکے جنازوں کو خود ہی کاندھا دیتے ہو، اور پھر خود ہی انکی زندگی کا نوحہ اٹھاتے ہو ؟ اور پھر وہ کون ہے، کہ جب تم ہر طرف سے مایوس و ناامید ہوجاتے ہو، تو اپنے پیغام اُمید سے تمہارے مردہ دلوں کو زندہ کردیتا ہے ؟

هو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمته و هو الولی الحمید	وہ خدا ہی ہے کہ جب لوگ بالکل مایوس ہوجاتے ہیں اور کوئی امید بارش کی نہیں پاتے تو پھر وہ اپنی قدرت کی نیرنگی دکھلاتا ہے اور اپنی رحمت کا مینھہ برسانے لگتا ہے - وہی کارساز حقیقی اور سزاوار حمد و تقدیس ہے -

پیغام صبا

قلم دماغ کے افکار کی ترجمانی کرسکتا ہے، لیکن جذبات کی تعبیر اسکی قدرت سے باہر ہے - " امید و بیم " اور " اضطراب و انتظار " ان چار لفظوں کی ترکیب سے شاید وہ حالت بیان کی جا سکے، جو ۲۲ - کی سہ پہر تک باشندگان ارضی کے کروڑوں قلوب پر طاری تھی - اور جبکہ قسطنطنیہ سے موت و حیات کے آخری پیغامات کا انتظار کیا جا رہا تھا -

و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض ، لهدمت صوامع و بيع و صلوات و مساجد ، يذكر فيها اسم الله كثيرا (۲۲ - ۴۱)

ایڈریانوپل کی مسجد سلطان سلیم کی محرابیں ، جنکو کامل پاشا نے فروخت کرنا چاہا تھا مگر انور بے اسپر راضی نہیں !

جگہ امید، اور موت کی جگہہ زندگی کے آثار و علائم سے دنیا کی صورت یکسر بدل جاتی ہے :

الله الذی یرسل الریاح، فتثیر سحاباً ، فیبسطه فی السماء کیف یشاء، و یجعله کسفا ، فتری الودق یخرج من خلاله فاذا اصاب به من یشاء من عباده ، اذا هم یستبشرون (۳۰ : ۴۷)	اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو اپنی جگہ سے ابھارتی ہیں، پھر خدا جس طرح چاہتا ہے اسے کام لیتا ہے - کبھی بادلوں کو آسمان پر پھیلا دیتا ہے، کبھی انکے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے، اور تم کو ایسا نظر آتا ہے گویا انکے درمیان سے مینھہ نکلا چلا آتا ہے - پھر جب اپنے بندوں میں سے وہ جن پر برسانا چاہتا ہے، برسا دیتا ہے، تو وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں -

درحقیقت یہ ایک قانون " حیات بعد الممات " ہے، جو کائنات کی ہر شے پر طاری ہے - انسان مرنے کے بعد کی زندگی کی نسبت ہمیشہ متردد رہا ہے کہ " اذا کنا عظاماً و رفاتاً ، انا لمبعوثون خلقاً جدیدا ؟ " (۱) لیکن اگر وہ زمین کو دیکھے، جس سے کبھی اسکے قدم جدا نہیں ہوتے، تو اسکے ہر ذرہ میں حیات بعد الممات اور حشر احساد

بہت سی غم آشنا ہستیوں نے اپنے سامنے ایک بستر مرض کو اس حالت میں پایا ہے، جبکہ انکا سب سے زیادہ محبوب عزیز موت و حیات کی آخری کشمکش میں ایڑیاں رگڑ رہا ہے، اور وہ منتظر ہیں کہ ان آخری ساعات امید و بیم میں کیا فیصلہ ہوتا ہے ؟

ہم نے اُن مجرموں کو دیکھا ہے، جو کسی خونی الزام میں عدالت کے سامنے لائے گئے ہیں، اور اب مقدمے کی اُس آخری منزل میں کھڑے ہیں، جبکہ جج اپنا فیصلہ سنانے کیلیے مستعد ہوا ہے، اور اسکے لبوں کی چند جنبشیں زندگی یا موت کا حکم دینے والی ہیں -

کیا اس انتظار کی تعبیر کیلیے یہ دو مثالیں کافی ہیں ؟

ڈرتا ہوں کہ نہیں، کیونکہ وہ اس سے بھی زیادہ مضطرب، اس سے بھی بڑھکر جاں گسل، اور اس سے بھی بدرجہا زیادہ ہوش ربا تھا - اس انتظار میں شخصی زندگیوں کی موت و حیات کا اضطراب ہے، لیکن وہ قوموں اور ملتوں کے بقا و فنا کا انتظار تھا - جس طرح سمندر کے کنارے کھڑے ہوکر مجبور و بے دست و پا تماشائی اپنے دوست و احباب، عزیز و اقارب، اہل و عیال، اور مال و جاہ سے بھرے ہوے جہاز کو موجوں کے اندر تڑپتے اور اچھلتے دیکھتے ہیں، اور آخری امید کی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسکے مستولوں کو تلاش

(۱) جب ہم مرنے کے بعد گل سڑ کر محض ہڈیاں اور ذرہ ذرہ ہوجائینگے تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہمیں پھر از سر نو پیدا کر کے کھڑا کردیا جائے گا ؟ (۱۷ : ۵۴)

مرحوم ناظم پاشا، جسکی قسمت میں عزت کی موت نہ تھی
کیونکہ وہ مسلمانوں کو ذلت کی زندگی بخشنا چاہتا تھا

اسکی صحت اور توثیق کیلیے اس قدر کہدینا کافی ہوگا کہ یہ اُس شخص کے قلم سے نکلے ہوے ہیں، جو "اتحاد و ترقی" کی مخصوص ترین جماعت کا سرگرم رکن ہے، مناستر کی اولین مرکزی جمعیۃ کا ممبر ہے، انقلاب عثمانی سے پہلے اسکا ایک خفیہ داعی اور واعظ رہچکا ہے، اور مدتوں جاسوسوں کی آنکھوں میں خاک ڈالکر فوجی بارکوں کے اندر پھرتا رہا ہے - اُن تین مشہور انقلاب انگیز اور استبداد شکن رسالوں میں سے دو کا مصنف ہے، جنکی ایک لاکھ کاپیاں سنہ ۱۹۰۷ - ع میں تمام ترکی فوج کے اندر پوشیدہ تقسیم کی گئی تہیں، اور جنمیں سے پہلا رسالہ (احمد رضا بے) کا "وظیفۂ و مسئولیت" نامی تھا - جو برخلاف سیکڑوں زر پرست اور اغراض دوست مخالفان عبد الحمید کے، ایک سچا اور مخلص حریت پرست غیور تھا، جسکو اتحاد و ترقی کے زمانۂ قیام مصر میں عبد الحمید کے ایجنٹوں نے طرح طرح کی طمعیں دلاکر رام کرنا چاہا، لیکن وہ بغیر ادنے التفات کے اخبار "اجتہاد" میں اپنی آتش فشاں تحریریں شائع کرتا رہا، اور ایک لمحہ کیلیے بہی حق و صداقتؑ کے مصائب پر، ظلم و غدارں کے بخشے ہوے عیش و عشرت کو ترجیح نہ دی - یعنی نامور اتحادی ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے، جسکا مختصر ذکر ہم پیشتر کرچکے ہیں، اور جنہوں نے نہیں معلوم اس انقلاب کی کسقدر نازک اور الہماک طلب گہڑیوں میں یہ چٹھی لکھکر، فی الحقیقت تمام مسلمانان ہند پر احسان عظیم کیا ہے -

ہم نے سب سے پہلے ڈاکٹر موصوف کا نام تک ناشی (بیاری بے) کے روز نامچے میں دیکھا، جو (خواطر بیاری) کے نام سے شائع ہوا ہے - اسکے بعد اسکے متعدد مقالات و رسائل کے تراجم ڈاکٹر (ولی الدین تک) وغیرہ نے عربی اخبارات میں شائع کیے، اور پہر (احمد رضا بے) کے ذریعہ اسے خط و کتابت کی صورت نکل آئی، اور عرصے تک سلسلہ جاری رہا -

اتحاد و ترقی کی آخری پارلیمنٹ میں یہ (ازمیر) کے کسی شہر کی طرف سے ممبر تہے، لیکن "الحریۃ و الائتلاف" کے بر سر اقتدار ہونے کے ساتھہ ہی اتحاد و ترقی پر جو مصیبت آئی، اُس نے صدہا اشخاص کی طرح انکو بہی قسطنطنیہ کے ترک کر دینے پر مجبور کیا - جنگ بلقان کے چھڑ جانے کے بعد ہم صحیح خبروں کے دریافت کرنے کیلیے بے چین تہے - ہم کو سب سے پہلے انہی کا خیال آیا اور بار بار دریافت حال کیلیے انکے نام تار بہیجے مگر سخت تعجب اور مایوسی ہوئی، جب کوئی جواب نہیں ملا -

لیکن ۲ - جنوری کی ڈاک میں یکایک ایک خط ملا، جسمیں صرف انکا وزیٹنگ کارڈ ملفوف تہا، اور جس سے معلوم ہوا کہ یہ قسطنطنیہ آگئے ہیں - اسکے بعد ایک مختصر خط آیا، جس میں لکہا تہا کہ وہ قسطنطنیہ میں نہ تہے، "کیونکہ قسطنطنیہ میں انکے لیے مصیبت تہی، لیکن چونکہ اب خود ملک و ملت کیلیے مصیبت درپیش ہے، اسلیے اپنی مصیبت کو بہولکر واپس آگئے ہیں"

اسی خط میں انہوں نے لکہا تہا کہ وزارت کے نام تار بہیجنا انکے فعل عبث بلکہ مستحق انگیز حماقت ہے - ہندوستانیوں کو چاہیے کہ ترکی اخبارات کے نام تار بہیجیں، تاکہ عام پبلک کو انکے خیالات کا علم ہو، چنانچہ ہم نے اس مضمون کا تار اردو و انگریزی اخبارات میں انہی کے ایما سے بہیجا تہا -

اس خط کے جواب میں ہم نے انکے نام متعدد تار بہیجے اور اتحاد و ترقی کے ممبروں کی رہائی کے بعد کے حالات بہ تفصیل دریافت کیے - انہی تاروں کا جواب ہے، جو گذشتہ ڈاک میں موصول ہوا ہے -

اس چٹھی کی اصلی قدر و قیمت اس واقعہ میں پوشیدہ ہے کہ اسکا لکھنے والا موجودہ انقلاب کا ایک رکن جلیل، اور ایک عنصر کا رکن ہے، اور من جملہ اُن چند عجیب انسانوں کے ہے، جنہوں نے دو ہفتے کے اندر ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا، اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص سے بڑھکر اور کس کا قلم واقعات صحیحہ کا قابل وثوق راوی ہو سکتا ہے ؟

اس چٹھی کا ترجمہ آپکو بہ ذیل "نامورآن عروۂ بلقان" آئندہ صفحات پر ملے گا -

---

جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل کان زهوقا (۱۷ - ۸۳)

— * —

مستر بلنٹ کو ہم کئی بار یاد کرچکے ہیں، مگر آج اصلی دن آگیا ہے کہ ایک مرتبہ پہر انکی طرف دیکھیے - ہم نے ۱۱ - دسمبر کی اشاعت میں لکہا تہا کہ صلح کانفرنس شیطنت آباد یورپ کے عفریت سیاست کا تخت بچھالے گی، اور بالآخر کامل پاشا ملکی خیانت کے بوجھہ سے کمر خمیدہ، اور ملک کی لعنت کے عصا پر ٹیکتا ہوا لایا جاے گا تاکہ اس تخت کے آگے سر بسجود ہو -

کامل پاشا اپنے گھٹنوں کو زمین پر رکھہ چکا تہا - وہ اپنی وزارت کا اصلی فرض صرف یہی سمجھتا تہا کہ اُن احکام کی یکے بعد دیگرے

فذاقت وبال امرها، وکان عاقبة امرها خسرا
(۹ : ۶۵)

کامل پاشا، جسکا حائن صلح سینہ قوم پرستوں کی گولی کا ناظم پاشا سے زیادہ مستحق تہا لیکن شاید قدرت اس طرح کی موت کو اسکی سزا کیلیے کافی نہیں سمجھتی -

فانظر الی اثار رحمت الله کیف یحی الارض بعد موتها ان ذلک لمحی الموتی وهو علی کل شی قدیر (۳۰ : ۴۹)	پس رحمت الہی کی ان نشانوں کو دیکھو، کہ کیونکر وہ موت کے بعد دوبارہ زندگی بخشتا ہے؟ بیشک وہ موت کو زندگی سے بدلدینے والا ہے اور ہر شے پر قادر ہے -

قتل الخراصون

الذین ہم فی غمرة ساہون (۵۱ : ۹)

ناظرین ابھی آن خیالات و آرا اور توقعات کو بھولے نہونگے جو پچھلے چھہ ماہ کے اندر الہلال کے صفحات پر ہمیشہ ظاہر کیے گئے ہیں - جبکہ سعید پاشا اور انجمن اتحاد و ترقی کی شکست کی خبر کا تمام عالم استقبال کر رہا تھا، جبکہ اجانب کا دست دسائس "حزب الحریۃ و الائتلاف" کے پردے میں کام کر رہا تھا، جبکہ صلیب "الہی راہ سے "توحید" کی اصلی اور سچی محافظ جماعت کو ہٹا دینے میں کامیاب ہوگیا تھا، اور جبکہ ہندوستان کے تمام اخبارات بلا استثنا (مختار پاشا) کے نام سے مرعوب ہوکر، المؤید، العدل، اور المقطم (قبحهم الله) کی مکذوبات و مفتریات کو بلا تامل قبول کر رہے تھے، اور بدبختانہ اس انگریزی سازش کا شکار ہو رہے تھے، جو اپنے اعمال مخفیہ کے انجام دینے کیلیے خوب انجمن اتحاد و ترقی کو شکار کر چکی تھی، تو فی الحقیقت وہ وقت انجمن اتحاد و ترقی سے حسن ظن رکھنے والوں کیلیے ایک نہایت نازک آزمایش کا وقت تھا، اور تمام ہندوستان و مصر بلکہ خود قسطنطنیہ کے متفقہ عوغاے مخالفت کے مقابلے میں اپنی راے پر قائم رہنا بہت مشکل تھا، تاہم اسوقت اس جرم حق گوئی کا مرتکب صرف الہلال ہی ہوا تھا کہ اس ہنگامۂ ضلالت، اور طغیان شرارت، و عربدہ حق و صداقت سے بغیر ایک لمحہ کیلیے بھی متاثر ہوے، انجمن اتحاد و ترقی کی حمایت میں آواز بلند کی، اور ۲۹ - ستمبر کی اشاعت میں ایک تفصیلی افتتاحیہ مضمون لکھکر انجمن کی شکست کو مرکز خلافت کے تحفظ کیلیے مصیبت عظمی و انقلاب شدید قرار دیا -

نیز لکھا کہ " خواہ کچھہ ہو، مگر انگلستان کی سیاسی مکذوبات سے انجمن اتحاد و ترقی مر نہیں سکتی - کچھہ بعید نہیں کہ عنقریب وہ اپنے پانچ سال پیشتر کے کارنامے ایک مرتبہ اور دنیا کو دکھلادے "

اس سے بھی زیادہ سخت و شدید زمانہ جنگ بلقان کے چھڑنے کے بعد شروع ہوا - اس جنگ کا آغاز انجمن کی شکست سے اور (مختار پاشا) اور (کامل پاشا) کے زیر اقتدار شروع ہوا تھا، اور جسقدر شکستیں ہوئی تھیں، وہ فوج کی بد نظمی اور بے قاعدگی سے نہیں، بلکہ فوجی ضروریات و انتظامات کی بد نظمی سے ہوئی تھیں، جسکا ذمہ دار صریح طور پر بر سر حکومت دفتر جنگ تھا، لیکن تاہم چونکہ اب باب عالی پر نہ سلطان محمد خامس کی حکومت تھی، اور نہ وزراے عثمانی کی، بلکہ کامل پاشا کے پردے میں انگلستان حکومت کر رہا تھا، اسلیے تمام عثمانی ناکامیوں کو انجمن اتحاد و ترقی کی طرف منسوب کیا گیا - اگر مرحوم (ناظم پاشا) نے (عبد الله پاشا) کو دو لاکھہ دشمنوں کے مقابلے میں محض سو ہزار فوج کے ساتھہ بھیجنے کی غلطی کی تھی، اگر لولی برغاس کو عین وقت پر مدد دینے سے وہ قاصر رہا تھا، اگر محمود مختار پاشا نے قرق قلیسی میں مٹھی بھر سپاہیوں کو لیکر دو لاکھہ بلغاریوں کے مقابلہ کرنے میں بے احتیاطی کی تھی، اگر حملے کی بہترین فرصت کو مختار پاشا نے غفلت میں کھودیا تھا، اگر تا وجود بلقانی ریاستوں کے علانیہ سرحدی حملوں اور اقدام کے، کامل دو ہفتے تک باب عالی یورپ کے وعدہ ہاے امن پر اعتماد کرتا رہا تھا، اور اگر دفتر جنگ نے رسد رسانی کی نازک ترین خدمت کو محض بلغاری بلوسہ والوں کے رحم پر چھوڑ کر، ترکی کے پیکر شجاعت و جان نثار سپاہیوں کو چار چار دن تک بھوکا رکھا تھا، تو ان تمام جرائم کے ملزم اتحاد و ترقی کے وہ مظلوم و بے دست و پا ممبر تھے، جن کو ایوان حکومت سے نکلے ہوے کئی ماہ گذر چکے تھے، اور جنمیں سے اکثر جیل خانوں کے کمروں میں مقید، یا یورپ کے شہروں میں چھپے ہوے تھے!

درحقیقت یہ سب کچھہ یورپ کر رہا تھا، اور ترکوں کی غیر متوقع فوجی ناکامی اسکے لیے ایک طلائی فرصت تھی - لیکن چونکہ بد قسمتی سے ناکامیاں واضح، اور حقیقت مستور تھی، اسلیے عالم اسلامی اس دسیسۂ ابلیسی سے متاثر ہو رہا تھا، اور تمام یورپ اور مشرق نے اتحاد و ترقی کی مخالفت میں گویا ایک مستحکم معاہدہ کرلیا تھا -

بہت مشکل تھا کہ ایسے موقعہ پر انجمن سے حسن ظن قائم رکھنے والے اپنے تئیں اس عالمگیر مخالفت کے اثر سے محفوظ رکھتے، تاہم الحمد لله کہ ہماری نظر ابتدا سے آن حقائق مخفیہ پر تھی، جنکی صداقت عدم مدد، اور جنکی واقعیت غیر متزلزل تھی - ایک لمحہ بلکہ ایک عُشر لمحہ کیلیے بھی ہمارا دل اتحاد و ترقی کی طرف سے مشکوک و مایوس نہیں ہوا، اور بلا انقطاع (الہلال) میں یہ یقین ظاہر کرتے رہے کہ "موجودہ مصائب کی علت اتحاد و ترقی نہیں، بلکہ اتحاد و ترقی کی شکست ہے" ذالک ہدی الله یہدی بہ من یشاء، ومن یضلل الله فما لہ من ہاد؟ (۳۹ : ۲۴)

ہم مٹ جائیں گے مگر موصی عرب کو ہاتھہ سے نہ دیں گے (ریوٹر ایجنسی ۲۳ - جنوری)

مشہور اتحادی . طلعت بے

جس نے مسودۂ صدر العاظ میں جدید وزارت کے پروگرام کا اعلان کیا

پر اسرار جد و جہد

ایک عربی کارسپاہی کا مراسلہ

ڈاکٹر صباح الدین شریف سے

آن واقعات کے دہرانے کی ضرورت نہیں، جو کل تک گذر چکے ہیں - کل تک ہماری آخری امید یہ تھی کہ انجمن اتحاد و ترقی کو ۲۴ - جولائی کی تاریخ کے دہرانے کا موقعہ ملے اور موجودہ اسلام فروش وزارت کا خاتمہ ہو -

آج وہی امید واقعہ کی صورت میں ظاہر ہوگئی ہے - لئی ہفتے چاہئیں، جب اس انقلاب کے مرتب حالات دنیا کے سامنے آئیں گے، جب ٹائمز اور منچسٹر گارڈین کے نامہ نگاروں کی مراسلات ہم تک پہنچیں گی، یا پھر مصر کے اخبارات سے مستند اور معتبر، مگر ایک حد تک تفصیلی حالات معلوم ہونگے - لیکن خوش قسمتی سے ہمارے پاس ایک ایسی تحریر موجود ہے، جس کو اس انقلاب کی خبر کے بعد، کسی اخبار کے دفتر کیلیے سب سے زیادہ قیمتی چیز کہنا چاہیے ہوگا، اور اسکی وجہ سے ہم طیار ہیں کہ آج عالم مطبوعات میں سب سے پہلے اس انقلاب کے متعلق صحیح ترین حالات بیان کریں - وہ حالات، جو آج کی اشاعت کے ٹائمز، ڈان، نیر و رہنما، اور المؤید میں بھی غالباً نہونگے، اور اگر ہونگے تو اس سے زیادہ مشرح اور موثق نہونگے -

شیاطین الجن والانس یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا (۶ : ۱۱۲)

غرضکہ صرف ایک گھنٹے کے اندر تیرہ سو برس کی عزت اسلامی، اور آٹھ سو برس کی متاع عثمانی کو دائمی ذلت و روسیاہی کے درہم بخس پر یورپ کے ہاتھہ فروخت کردینے کا فیصلہ کردیا :

اولئک یلعنہم	یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی ان پر پھٹکار
اللہ ویلعنہم	پڑی اور (چالیس کروڑ مسلمان) لعنت
اللاعنون	کرنے والوں نے بھی انکی (اس عزت فروشی)
(۲ : ۱۵۵)	پر لعنت کی -

خدا تعالی نے مسلمانوں کے کی علامت یہ بتلائی ہے کہ اذلة علی المومنین، اعزة علی الکافرین ( ) لیکن ان غارتگران عزت اسلامی کی حالت اس وقت بالکل برعکس تھی اعزة علی المومنین، مسلمانوں کے مقابلے میں نہایت مغرور و سخت، لیکن کافروں کے سامنے عاجز و ذلیل اذلة علی الکافرین !

آج (محمود شوکت پاشا) کہتا ہے کہ " ہم جنگ کے خواہشمند نہیں، لیکن اگر عالم اسلامی کی تعزیر اور جنگ، دونوں ہمارے سامنے آئے، تو ہم مجبور ہیں کہ آخری چیز کو اختیار کریں " اور اسی طرح صاف لفظوں میں ہماری آن التجاؤں اور فریادوں کی عزت کا اعتراف کرتا ہے، جو ہم تمام اکناف عالم سے قسطنطنیہ بھیج رہے ہیں، یعنی مسلمانوں کے سامنے اسکا سر اعتراف جھکا ہوا ہے - لیکن کامل پاشا نے آغاز جنگ سے لیکر آخر تک مسلمانان عالم کے صدہا تاروں اور التجاؤں کا کہیں اشارہ تک نہیں کیا اور اپنی اس ذمہ داری کو کبھی دنیا پر ظاہر نہیں کیا، جو مسلمانوں کی طرف سے آج مرکز خلافت کے ذمے عائد ہوتی ہے - اسکا سر ہمارے آگے بہت مغرور تھا، لیکن یورپ کے سامنے سر بسجود فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

یوم یسمعون الصیحة بالحق

ذلک یوم الخروج

(۵۰ : ۴۱)

اس فیصلے کی خبر ہمارے دلوں کیلیے ایک برق ہلاکت تھی، پھر اندازہ کرنا چاہیے کہ اتحاد و ترقی کے ملک پرستان غیور پر کیا گذری ہوگی ؟ تاہم جس سمندر کی تہ میں گندھک کے طوفان آتشیں اٹھہ رہے تھے، اسکی سطح بالائی اب بھی خاموش تھی -

۲۳ - کو وزرا کا اجتماع ہوا کہ اس فیصلے کی تعمیل کیلیے باقاعدہ یادداشت مرتب کی جاے -

اب یہ فرصت کی آخری گھڑیاں تھیں، جو ایک گھنٹے کے اندر تیزی کے ساتھہ گذر جاتیں - جس عزت ملک و ملت کے زندہ لاش کی " مجلس " نے تجہیز و تکفین کی تھی، اب اسکا جنازہ قبر کے کنارے رکھدیا گیا تھا تاکہ مدفون کر دیا جاے -

مجلس فیصلہ کر چکی تھی، صرف سفراے دول کے پاس باقاعدہ جواب بھیجنا باقی تھا - چند گھنٹے اور مطلوب تھے کہ ملک فروشی کے ابلیسانہ عمل کی پوری تکمیل ہو جاے - جب وزارت باقاعدہ جواب بھیج دیتی، تو پھر ہمیشہ کیلیے معاملہ ہاتھہ سے نکل جاتا اور کوئی علاج ممکن نہ ہوتا -

لیکن پھر وہ نیرنگ ساز قدرت کہاں تھا، جسکا ہاتھہ عین اس وقت کشتی کے بچانے کیلیے نمودار ہوتا ہے، جبکہ ایک لمحہ کے بعد اسکے تختے سطح آب پر تیرنے والے ہوتے ہیں ؟

یہ شیطان کی فوج تھی، جو اپنی قدم صدی کو آخر تک پہنچادینے کیلیے سرگرم کار تھی، لیکن پھر خدا کی فوج کہاں تھی ؟

جاء الحق

ہاں اب وقت آگیا تھا کہ موسم بدلے، اور قرار پا گیا تھا کہ وہ حیّ و قیوم اپنی قدرت کی ایک نئی نشانی دنیا کو دکھلادے - پس وہ سب کچھہ شروع ہوگیا، جو ہمیشہ ایسے وقتوں میں ہوا ہے - خاموش سمندر کی سطح یکایک متحرک ہوئی، اور آسمان پر برق و باراں کے آثار ظاہر ہوگئے - جوش ملی اور غیرت اسلامی کا یہ ایک صور تھا، جسکی آواز نے ایک طرف ہزاروں انسانوں کو چند لمحوں کے اندر جمع کردیا، اور دوسری طرف اسکی گرج سے خائنین ملت کے دل کانپ گئے ان کانت الا صیحة واحدة فاذا ہم خامدون (۳۶ : ۲۸)

فوجی افسروں کی برہنہ تلواریں، پبلک کا جوش و خروش، طلبا کے نعرہاے ملی، جان فروش سپاہیوں کی صفیں، حق طلبی کا عزم راسخ، انقلاب کا فتح مند ولولہ، اور ان سب پر نصرت الہی کی غیبی تلوار کی چمک، یہ مناظر عظیمہ تھے، جو باب عالی کی طرف کسی مقدس رسم کے سکون و وقار کے ساتھہ بڑھ رہے تھے - وہ پیکر حمیت اسلامی، مجسمۂ نصرت الہی، نامدار لواے ملت، جان نثار راہ حق و صداقت، محیی الملة والدین، معزز الاسلام والمسلمین، حجة اللہ المتین، آیة اللہ فی الزمین، الذی صدق اخبار الماضیین، وحقق ماتسمع من مآثر الاولین، والذی ہو فی جبہة ہذا الدہر غرة، وفی قلادتہ درة، لا ند لہا فی الدنیا درة - والذی تجل صفاتہ الجلیلة ان یحصرہا حاصر، ویستوعبہا ناظم و ناثر - سیف اللہ القوی العظیم، والمجاہد فی سبیل اللہ ودینہ القویم، یعنی قہرمان مدافعۂ ملی، بطل الشہیر : غازی انور بے سب کے آگے تھا، اور مشہور ملت پرست غیور و مجاہد حریت، مشہور : شکت ناشی نیازی بے، اور سرگرم رکن اتحاد و ترقی طلعت بے اسکے یمین و یسار تھے : ثلة من الاولین و قلیل من الاخرین (۵۶ : ۱۳)

(انور بے) کے ہاتھہ میں ایک کاغذ تھا، جس پر ۵ - ہزار افسران جنگ، اور عام پبلک کے دستخط تھے اور اسمیں تبدیل وزارت یا انکار صلح پر زور دیا گیا تھا - فوجی اقتدار کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ فوج کا جو حصہ وزارت کے ہاتھہ میں تھا، اسے کسی غیر معلوم طریقہ سے مصنوعی جنگ کیلیے باہر بھیجدیا گیا تھا، اور اور جس قدر فوج شہر میں موجود تھی، وہ سب کی سب قومی جماعت کے ساتھہ مسلح ہوکر جا رہی تھی -

وزارت بے خبر اپنے کام میں مشغول تھی کہ یہ جماعت اسکی کھڑکیوں کے نیچے پہنچ گئی -

اگرچہ ریوٹر کی تار برقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ناظم پاشا کے ایڈی کانگ نے اس ہجوم کو روکنے کی سعی کی، اور ناظم پاشا نے " گستاخ کتے " سے زیادہ کہنے کی مہلت نہیں پائی، مگر ڈاکٹر مصباح الدین کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ " گولیوں کی ایک ہلکی بارش " ضرور ہوئی تھی - بہر حال مجمع باب عالی کے سامنے پہنچکر رزمیہ تقریروں، ہنگامہ خیز صداؤں اور جنگ و انقلاب کے پیہم نعروں میں مصروف ہوگیا (جسمیں چند ہندوستانی مسلمانوں کی صدائیں بھی ملی ہوئی تھیں) اور (انور بے) ایک فاتح حکمراں کی طرح بے دھڑک وزارت خانے کے ہال میں داخل ہوا اور کامل پاشا کو حکم دیا کہ یا جنگ کے قائم رکھنے کی قسم کھاے یا اپنی کرسی خالی کردے - بالآخر کچھہ دیر کے بعد وہ وزارت کے مستعفی ہوجانے کی بشارت لیکر فتح مندانہ مجمع کے سامنے نمودار ہوا، اور پھر سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوکر (محمود شوکت پاشا) کی وزارت کے قیام کا حکم لے لیا :

ناموران غزوۂ بلقان

تو نخل خوش ثمرے کیستی، کہ باغ و چمن
ہمہ ز خویش بریدند و در تو پیوستند!

طرابلس میں جاری امورے کے ترکی مصائب و آلام کی حمو سنی ہے، اور شدت رنج و الم سے سنتے کی حالت آپ پر طاری ہوگئی ہے - حزن و تاسف میں ہاتھ مل رہے ہیں اور حیران ہیں کہ کیا کریں؟ انکے ساتھ خلیل مصری تک بیٹھے ہیں جو بیماری کی ایک لڑائی میں زخمی ہو گئے تھے، اور اب گو اچھے ہو گئے ہیں مگر چلنے سے معذور ہیں - اس مجمع میں تیسرا شخص صرف جہاد تک ہے، جس نے یہ تصویر کھینچی تھی -

—o:*:o—

تعمیل کرتا جائے، جو انگلستان کی طرف سے اسکے قلب پر القا کیے جاتے ہیں - اس نے صلح کانفرنس کی درخواست کی، دار السلطنت لندن کو تجویز کیا، اور سر ایڈورڈ گرے کے مشورہ فرمائی کی زحمت بھی اسکی خاطر گوارا کرلی - پھر یونان نے باوجود فریق جنگ ہونے کے معاہدات التوا پر دستخط نہیں کیے، مگر اس نے اپنی کوتاہ گردن کو جنبش نہیں دی - ایڈریا نوپل کے محصورین کو رسد بھیجنا اولین مرحلۂ التوا تھا، لیکن وہاں کے لاکھوں باشندوں کی زندگی کو بھی اس نے اپنے رد و رنج آقا کی مرضی پر چھوڑ دیا اور اسکی نسبت اصرار کرنے کی گستاخی نہیں کی - پھر البانیا اور مقدونیا کی آزادی کا مسئلہ سامنے آیا، مگر اس نے ترکی وکلا کو انکی مرضی کے خلاف مجبور کیا کہ بلا چون و چرا ہر حکم کو تسلیم کرلیں - سب سے آخر جزائر ایجین اور ایڈریا نوپل کی حوالگی کا حکم ہوا، اور ایڈریا نوپل کی حوالگی کا مشورہ قسطنطنیہ کی حوالگی کا ایک مہذبانہ کنایہ تھا، یہ یورپ کے دفاتر خارجیہ کا رمادار علم یقیناً اب بھی طیار تھا نہ مڑا قصر (سبلیٹ حیمس) کی چوکھٹ پر اپنی نود سالہ پیشانی کی ایک ایک شکن گھس کر مٹادے، اور اس سجدۂ ملعونہ میں دیر نہ کرے، جسکے لیے اسکی جھکی ہوئی کمر کا دار حیات اسے بے تابانہ جھکا رہا تھا، لیکن وہ جماعت حق پرستان غیور، وہ مجاہد حریت و دستور، وہ محافظ لواے اسلامی، وہ فداے راہ اسلام پرستی، وہ آیہ من آیات اللہ، وہ حزب من احزاب اللہ: یعنی انجمن اتحاد و ترقی اب اپنی جہاد حق و صداقت سے غافل نہ تھی - اسکے ممبروں کو اگرچہ قید کیا گیا، اسکے رئیسوں کو جلا وطنی پر مجبور کیا گیا، اسپر طرح طرح کی تہمتیں لگائی گئیں، اور اسکی سعی و جہد مخالفت کو کبھی بغاوت حکومت سے، اور کبھی خلع سلطان حال سے تعبیر کیا گیا، لیکن تاہم حفظ وطن عزیز، اور خدمت کلمۂ ملت کی جو مقدس آگ اسکے سینے میں شعلہ زن تھی، وہ ایک نور الہی تھا، جس کو کامل پاشا اور اسکے پس پردہ معاونین کے دہان کفر پھونک مارکر نہیں بجھا سکتے تھے - خدا کی جلوہ نصرت نے ہمیشہ عاجزوں اور درماندوں کے ہاتھ میں اپنی تلوار دی ہے، یہ سچ ہے کہ انجمن بظاہر بے دست و پا ہوگئی تھی، مگر اسکو کیا کہیے کہ خدا تعالی نے حفظ ناموس اسلامی کی آخری گھڑیوں میں اپنی نصرت فرمائی کیلیے اسی کو چن لیا تھا - یکا یک شنلاحہ لائی کے قلعوں میں سے ایک موجی اضطراب کی آندھی آئی، اور آناً فاناً قصر وزارت اور سراے "چراغاں" کی کھڑکیوں تک پہنچ گئی - یہ ان مجاہدین اتحادی کے دو روزہ دورے کا نتیجہ تھا، جسکا حال آگے چلکر آپ پڑھیں گے - خود دار الخلافہ کے مختلف حلقوں میں بھی شورش کے شدید آثار شروع ہوگئے، اور ایک ڈیپوٹیشن سلطان المعظم کی خدمت میں پہنچا، جس نے پوری قوت کے ساتھ ملکی خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ "ہم ذلت کی صلح کے نہیں بلکہ فنا کر دینے والی مگر باعزت جنگ کے طلبگار ہیں" اس اضطراب و اغتشاش نے وزارت کو مجبور کیا کہ ایڈریا نوپل اور

كذالك ' و اورثنا قوماً آخرين ' فما بكت عليهم السماء والارض ' وما كانوا منظرين - (۴۴ ۲۷)

(پس) اس طرح کا واقعہ پیش آیا ' اور جب ہم نے ایک دوسری جماعت کو انکی جگہ کا وارث بنایا ' تو اُن لوگوں پر آسمان اور زمین ' کسی نے بھی آنسو نہیں بہائے (کیونکہ انکا زوال غم کا نہیں بلکہ خوشی کا مستحق تھا) اور نیز خود انکو بھی مہلت نہیں دی گئی کہ وہ کسی طرح اپنے تئیں سنبھالتے -

پس یہ ایک قدرت الٰہی کی نشانی ' اور حق و صداقت کی مدح مبینی تھی ' جو اس طرح تکمیل کو پہنچی - آیندہ کی نسبت کون زبان کھول سکتا ہے ؟ حالات نازک ' مشکلات کا ہجوم ' دشمنوں کا اتحاد ' اور راہ اعانت ناپید ' نہیں معلوم کل کو کیا حالات پیش آئیں ؟ ایسے سخت اور نازک موقعہ میں (دول کے متفقہ نوٹ کی نا منظوری کے اعلان کے ساتھہ) وزارت کا جاں گسل ذمہ داری اپنے سر لینا ' فی الحقیقت ایک مجاہدانہ قربانی ہے جو اس قریشی النسل اور آل ماروی مجاہد محمود شوکت پاشا نے راہ اسلام پرستی میں کی ' پس انجام خواہ کچھہ ہو ' لیکن اتحاد و ترقی نے اس وقت اپنا اولین فرض ملی و اسلامی ادا کردیا اور جو کچھہ کیا ' یہی اس موقعہ پر کیا جا سکتا تھا

وانه لحسرة على الكافرين ' وانه لحق اليقين ' فسبح باسم ربك العظيم (۶۹)

اور اس میں کچھہ شک نہیں کہ یہ کافروں کے لیے موجب حسرت ہے ' اور اسمیں بھی کچھہ شک نہیں کہ یہ ایک قطعی اور یقینی صداقت کا ظہور ہے - پس اپنے پروردگار عظیم و قدوس کی حمد کرو (جس نے اپنی امید بخشی کا دروازہ تم پر بند نہیں کیا ہے)

ایک پر اسرار جد و جہد

— * —

سرگذشت انقلاب

ایک عثمانی ہوشمند انقلاب کے قلم سے (۱)

— * —

(ڈاکٹر مصباح الدین شریف نے) لکھتے ہیں :

" کل اخبار (اقدام) اور (سبیل الرشاد) میں آپکے تار چھپ گئے - جزاکم اللہ تعالی - جن تفصیلی حالات کو آپ پوچھتے ہیں ' انکو کیا بیان کروں اور جس تخم کے بارآور ہونے کی امید نہیں ' اسکی آبیاری کا افسانہ کیا سناوں ؟ ہمارے سروں پر خاک مذلت (۲) اور ہماری امیدیں یکسر وقف پامالی ' ہم موت اور حیات کے کنارے پر ہیں - نہ زندگی کی امید ہے ' اور نہ مرنے کی راہ بار !

(ما کلید بہشت بشکستیم در دوزخ بروے ما بستند)

لیکن امید پرست انسان ' جسکی جسدات منفعلہ مایوسی سے ہمیشہ گریز کرتی ہیں ' اطبا کے جواب دیدینے کے بعد بھی موت کا خیر مقدم نہیں کرتا - ایڑیاں رگڑتا ہے اور دعائیں مانگتا ہے - ہم کو امید نے جواب دیا ہے مگر ہم امید کو جواب نہیں دیسکتے - کامیابی ہم سے بظاہر روٹھہ گئی ہے ' مگر ہم کوشش سے کیونکر گردن موڑلیں ؟ بس کوشش میں مصروف ہیں اور نہیں جانتے کہ نتیجہ کیا نکلے گا ؟

آج چار مہینے سے دنیا دیکھہ رہی ہے کہ دولت عثمانیہ تھریس کے میدان میں بلغاریا سے لڑ رہی ہے ' مگر اسکو اصلی جنگ کا حال معلوم نہیں - نسل عثمانی کی موجودہ جنگ اسکی خاک سے باہر نہیں ہے ' بلکہ اندر ہے - اسکی اصلی جنگ وہ ہے ' جو خود قسطنطنیہ کے اندر موجودہ حکومت اور اتحاد و ترقی میں ہو رہی ہے - اگر وہاں دولت عثمانی یورپ کے مقابلے میں مظلوم اور بے دست و پا ہے ' تو یہاں بھی نسل عثمانی کی امیدیں برسر اقتدار حکومت کے اجانب پرستانہ جور و تعدی سے ' انتہائے مظلومی و بیکسی کو پہنچ چکی ہیں - دنیا کو اس وقت یقین نہیں آتا تو ہمکو کوئی پروا نہیں ' لیکن وہ وقت دور نہیں جب اسکو یقین کرنا پڑیگا کہ عثمانیوں (۱) کی بیرونی مظلومی و شکست ' سرتا سر انکی اندرونی مظلومی کا عکس ہے - انکی اصلی بدبختی یہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر مظلوم و بیکس ہوگئے ہیں ' اسلیے باہر بھی مظلوم و کس مپرس ہیں !

: . : . : : : : :

کاش ہمکو مٹانے کیلیے موجودہ وزارت نے جس قدر اپنی طاقت صرف کی ' اسکا کچھہ حصہ بھی اُن دشمنوں کے مقابلے میں خرچ کرتی ' جو اسکے گھر کے اندر گھسے ہوے ہیں ! اس نے ہمکو کچلدینے کیلیے غیروں سے مدد لی ' اور ہماری دشمنی میں دشمنوں کو دوست بنالیا - اسنے ہماری ہستی کی اُن شاخوں ہی کو نہیں کاٹا جو زمین کے اوپر تھیں ' بلکہ کوشش کی کہ زمین کے اندر جڑ کے پھیلے ہوے ریشوں کو بھی اکھاڑ کر پھینکدے - صرف سترہ آدمی قید و غارت سے بچ سکے جو وقت سے پہلے قسطنطنیہ سے نکل گئے تھے ' باقی تمام لوگوں کو ' حتی کہ اُن طالب علموں کو بھی ' جنکی ہم میں سے کسی شخص سے صاحب سلامت تھی ' گرفتار کرکے قید خانوں کے حوالے کردیا -

: . : . : : . . : : : : : . . .

با ایں ہمہ شاید قدرت حق ہم کو ایک مہلت اور دینا چاہتی ہے ! یہ سچ ہے کہ ہم سمندر کی موجوں میں ہیں ' لیکن ہمارے ہاتھہ پاؤں ابھی شل نہیں ہوے - آپ کیا سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ نے محض رحم و عدل سے ہمارے ممبروں کو رہا کردیا ؟ جس وزارت کیلیے وطن اور ملت کا نام کوئی اثر نہیں رکھتا ' اسکے لیے اخلاقی احکام میں کیا قوت ہوسکتی ہے ؟ اصل یہ ہے کہ تغیر وزارت کے ساتھہ ہی ہم کو طرح طرح کی غلط وہمیوں میں پھنسانے کی کوشش کی گئی تھی ' لیکن گرفتاریوں کی خبر نے انکی آنکھیں کھولدیں ' اور حکومت پر واضح ہوگیا کہ ابھی ملک اسقدر اسکے قابو میں نہیں آیا ہے کہ اسکو بالکل مطلق العنان چھوڑدے - جب وزارت نے فوج کے دباؤ اور اندرونی بغاوت کو اپنے سامنے دیکھا تو مجبور ہوکر رہائی کا حکم دینا پڑا -

(۱) افسوس کہ اتنک نادان ترکوں کی زبان پر " اسلام " کی جگہ " عثمانیت " کا نام چڑھا ہوا ہے - انقلاب عثمانی کے بعد سب سے بڑی غلطی جو نوجوان ترکوں نے کی (اور جسمیں اتحادی و ائتلافی ' سب شریک ہیں) جنس و وطن کا سوال تھا - انھوں نے سمجھا کہ یورپ کا تعصب محض ترکوں کی مذہبی صورت کی وجہ سے ہے ' اور یورپین ترکی کی مسیحی آبادی صرف اسی وجہ سے ترکی کو اپنی حکومت نہیں سمجھتی - پس انھوں نے اپنی عالمگیر " اسلامی قومیت " کو " جنس عثمانی " کے لفظ سے تبدیل کردیا ' اور اس طرح منّھی بھر غدار عیسائیوں کی خاطر جنکی عثمانیت کا تجربہ اس جنگ میں ہوگیا ہے ' چالیس کروڑ مسلمانوں کے رشتے کی پروا نہیں کی ' حالانکہ مسلمانوں کی ' خواہ وہ افریقی ہوں یا ترکی ' اسلام کے سوا کوئی جنس اور قومیت نہیں ہو سکتی :

ان هذه امتكم امة واحدة ' وانا ربكم فاتقون -

تم اپنے تئیں عثمانی کہو یا محض وطن پرست ' وہ کبھی رحم نہیں کرے گا - اسکو ان اضافی اوصاف سے تعصب نہیں ہے ' بلکہ تمہاری اصل ذات اور وجود سے ' تم جب تک مشرقی اور مسلمان ہو ' وہ بھی یورپین اور مسیحی ہے - اور اب ان دو لفظوں کے اندر وہ سب کچھہ ہے ' جس کا درندوں کے دہشت اور وحشیوں کے غولوں کے اندر تصور کیا جا سکتا ہے :

وجودك ذنب لا يقاس به ذنب (الہلال)

(۱) اصل چٹھی فارسی میں ہے -

(۲) فارسی کا محاورہ ہے " خاک برسرم " ہم نے اردو میں گوارا کرنے کیلیے مجبوراً " مذلت " کا لفظ بڑھا دیا -

جزائر ایجین کے مسئلہ میں ظاہر کرے اور اسکا نتیجہ تھا کہ صلح کانفرنس میں باب عالی کے اوٹھکر چلے جانے کا ایک موہومی ڈراما دکھلایا گیا - اور ہم نے کامل پاشا کی حلف سے بالکل متضاد خبر سنی کہ باب عالی جزائر دیکر صلح کرنے پر کسی طرح راضی نہیں !

یہ اضطراب جب بڑھا تو مجلس اعظم کے منعقد کرنے اور جنگ و صلح کے مسئلے کو عام اتفاق رائے سے طے کرنے کا اعلان کیا گیا اور اس سے بھی یہی مقصود تھا کہ کسی طرح وقت نکالکر اس قومی جوش کو دور کیا جائے جو انجمن اتحاد و ترقی نے مہلت پاکر پیدا کردیا ہے - اسی اثنا میں دول نے آخری یاد داشت بھی پیش کردی اور باب عالی کے تذبذب سے تنگ کر روس نے دو مرتبہ صاف لفظوں میں الٹی میٹم دیدیا -

اب حالت متعذر اور مہلت معدوم تھی - ایک طرف یورپ کے سمعت و فیصلہ کی تحکم ، اور دوسری طرف انجمن اتحاد و ترقی کی تلوار کے دوبارہ نیام سے نکلنے کا خوف تھا - بالاخر قوم کو مطمئن کرنے کیلیے دول کے نوٹ کا ایک جواب طیار کیا گیا اور اسمیں ایڈریانوپل کی مساجد اور سلطانی مقابر کی حالت زار پر یورپ سے رحم کی درخواست کی گئی - مگر جواب کا یہ مسودہ بھی اس غرض سے نہ تھا کہ بھیجا جائے ، بلکہ صرف ایک مریض امیر ارادے کا اعلان تھا تا کہ قوم کا جوش ترقی نہ کرجائے ، نیز کہا جاسکے کہ وزارت نے نوٹ کی منظوری سے انکار کردینے کا بھی ارادہ کیا تھا -

مگر یہ تمام کوششیں اس جہاد حق و معروف کے جوش کو دور کرنے کیلیے بیکار تھیں ، کیونکہ انجمن کے ہاتھ اب قوی ہوگئے تھے ، اور اس نے قوم کو خواب غفلت سے ہشیار کردیا تھا - تاہم یہ واقعہ بھی اس انقلاب کے واقعہ کی طرح دنیا ہمیشہ تعجب میں غرق ہوکر سنے گی کہ ان حالات کے آخری دنوں میں انجمن نے بظاہر اپنے تمام پیدا کردہ اضطراب پر خاموشی اور سکون کی چادر ڈالدی تھی ، اور جس سمندر کی تہ موجیں دو تین دن کے بعد حکومت کا تختہ اولٹ دینے والی تھیں ، اسکی سطح پر ہوا سے پیدا ہونے والی ہلکی لہروں تک کا پتہ نہ تھا !

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک شدید ترین سیاسی انقلاب کیلیے پبلک اور موج میں شورش پیدا کرائی جارہی تھی ، اور اس طرح کی شورشیں جب پیدا ہوجاتی ہیں ، تو ان پر خود شورش کرنے والوں کا بھی قابو نہیں ہوتا - لیکن با ایں ہمہ ملکی شورش کی قوت کو ایک مقید اسٹیم کی طرح انجمن اپنے ہاتھوں میں دبائے ہوے تھی ، کہ جب ضرورت دیکھے ، عین وقت پر اس سے کام لے ، اور جب تک اصلی وقت استعمال نہ آے ، اسے مٹھی میں چھپائے ہوے خاموش بیٹھی رہے !

انجمن کی اس عاقلانہ قوت کا یہ دوسرا مظہر ہے ، کیونکہ پہلا واقعہ اس سے بھی عجیب تر سنہ ۱۹۰۷ ع کے انقلاب دستوری کا تھا - اور یہ فی الحقیقت ملکی انقلابوں کیلیے ایک اصلی اور بنیادی نکتۂ عمل ہے -

وزارت کی کشمکش

وزارت کے سامنے سب سے زیادہ مشکل مسئلہ (قومی مجلس) کا تھا - اسکے انعقاد کا اعلان ہوچکا تھا اور وہ چاہتی تھی کہ ملک کی آخری موروثی میراث کسی طرح جلد بک جائے ، اور حصول مقصد کے ساتھہ اسکا طوق خود ملک کی گردن میں ڈالدے - پھر اسی خوف کو اسے خیال میں ملک کے سکون کیلیے الٹا مضر بھی سمجھتی تھی - ان اسباب سے اسکا انعقاد ناگوار تھا - ساتھہ ہی خوف تھا کہ اگر ایک اصلی قومی مجلس منعقد کی جاےگی تو قوم کسی طرح اسکے لیے راضی نہوگی کہ جنگ کی تلوار سے جان بچاکر صلح کی پھانسی کی رسی اپنی گردن میں پہن لے -

بالاخر اس مشکل کو کسی طرح حل کیا گیا اور ۲۱ - کو مجلس اعظم کیلیے اعلان ہوا - رائٹر نے ۲۲ کے تار میں شرکاے مجلس کی تعداد ۸۰ - بتلائی ہے اور اگر یہ سچ ہے تو یقیناً اس تعداد میں صلح پسند معارض پیدا کرنے کی کوئی پرفریب کارروائی کی گئی تھی ، جسکے حالات انشاء اللہ آگے چلکر معلوم ہونگے - مجلس میں جو تقریریں کی گئیں ، اور جس طرح (حسب روایت رائٹر) بغیر کسی طولانی مباحثے اور اختلاف کے صلح کے تمام شرائط پیش کردہ تسلیم کرلیے گئے ، اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ اس مجمع کو " مجلس " کے نام سے منعقد کرکے قوم کو احمق بنانے کی کوشش کی گئی تھی ، ورنہ وہ قومی مجلس کی جگہہ صرف کامل پاشا کی جماعت اور " حزب الحریۃ " کے پرستاروں کا ایک سازشی مجمع تھا - ایسی مجلس کا باسم قوم منعقد کرلینا کوئی مشکل بات نہیں ہے اور اگر آپ کو تعجب ہو تو (الشی بالشی یذکر) آپ کامل پاشا کے دار الوزرا کی جگہہ (علی گڈہ) کے دار المصلحین میں جاکر اس طرح کے قومی کاموں کا نمونہ دیکھہ سکتے ہیں -

مشہور مجاہد دستور : نیازی بے

عزت ملی کی موروثی کا آخری سودا

انجمن اتحاد و ترقی یہ سب کچھہ دیکھہ رہی تھی مگر بالکل خاموش تھی ، اور اپنی قوت کو (جیساکہ ڈاکٹر مصباح الدین نے لکھا ہے) انتہائی مجبوری کے پیش آنے کی صورت میں صرف کرنا چاہتی تھی -

یہاں تک کہ بدھ کے دن گیارہ بجے (یعنے ۲۲ -) کو شوکت پاشا نے مار مار کر وزرا کو انکے سازش کدوں سے نکالا ، اور سرا سے " دولمہ باغچہ " میں مجلس کا انعقاد ہوا - بظاہر کچھہ دیر تک آپسمیں سرگوشیاں کرتے رہے : فاقبل بعضهم علی بعض یتساءلون (!) اسکے بعد ہر صیغہ کے وزیر نے اپنے اپنے صیغہ کی مرض و ہلاکت کا اٹھہ اٹھکر اعلان کیا - وزیر مال نے کہا کہ روپیہ نہیں ، وزیر خارجیہ نے کہا کہ روس کی تلوار سر پر چمک رہی ہے - وزیر جنگ نے کہا کہ گو سپاہی جنگ کے لیے طیار ہیں مگر جنگ سے کوئی امید فلاح نہیں - گویا ملکی ذلت و مسکنت کی مکمل کہانی سب نے اپنے اپنے حصے کا کام آپسمیں تقسیم کرلیا تھا ، اور ہر شخص تقسیم عمل کے بہ امن اصول کے مطابق صرف اپنا کام انجام دیکر بیٹھہ جاتا تھا

مقالات

تراجم احوال

دیباچہ

سیرۃ نبوی

— * —

(۲)

صحیح ماخذ

انحضرت (صلعم) کے حالات ' نبوت کے تقریباً سو برس کے بعد قلمبند ہوے ' اسلیے مصنفین کا ماخذ کوئی کتاب نہ تھی بلکہ زبانی روایتیں تھیں -

اس قسم کا موقع جب کبھی دوسری قوموں کو پیش آتا ہے یعنی کسی زمانہ کے حالات ' مدت کے بعد قلمبند کیے جاتے ہیں تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کی عامیانہ افواہیں قلمبند کرلی جاتی ہیں ' جن کے راویوں کا نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا ان افواہوں میں سے وہ واقعات چھانٹ لئے جاتے ہیں جو قرائن اور قیاسات کے مطابق ہوتے ہیں اور پھر تھوڑی دیر کے بعد یہی خرافات ایک دلچسپ تاریخی کتاب بن جاتے ہیں - یورپ کی سیکڑوں تاریخی تصنیفات اسی اصول پر لکھی گئیں -

لیکن مسلمانوں کے فن تاریخ کا معیار اس سے بہت زیادہ بلند تھا ' اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جاے ' اس شخص کی زبان سے بیان کیا جاے ' جو خود شریک واقعہ تھا اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک تمام راویوں کا نام بہ ترتیب بتا دیا جاے - اس کے ساتھہ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جو اشخاص ' سلسلۂ روایت میں آے ' کون تھے ؟ کیسے تھے ؟ کیا مشاغل تھے ؟ چال چلن کیسا تھا ؟ حافظہ کیسا تھا ؟ سمجھہ کیسی تھی ؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ ' سطحی الذہن تھے یا دقیقہ بیں ؟ عالم تھے یا جاہل ؟ ان جزئی باتوں کا پتہ لگانا ' سخت مشکل بلکہ ناممکن تھا ' لیکن سیکڑوں ہزاروں محدثین نے اپنی عمریں اسی میں صرف کردیں - ایک ایک شہر میں گئے ' راویوں سے ملے ' ان کے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہونچائیں ' جو لوگ ان کے زمانہ میں موجود نہ تھے ان کے دیکھنے والوں سے حالات دریافت کئے - ان تحقیقات کے ذریعہ سے اسماء الرجال (بیوگرافی) کا وہ عظیم الشان فن طیار ہوگیا جس کی بدولت آج کم از کم لاکھہ شخصوں کے حالات و واقعات معلوم ہو سکتے ہیں ' اور اگر ڈاکٹر اسپرنگر (۱) کے حسن ظن کا اعتبار کیا جاے تو یہ تعداد پانچ لاکھہ تک پہنچ جاتی ہے -

محدثین نے حالات کے بہم پہنچانے میں کسی شخص کے رتبہ اور حیثیت کی کچھہ پروا نہ کی - بادشاہوں سے لیکر بڑے بڑے مقتداؤں تک کی اخلاقی سراغ رسانیاں کیں ' اور ایک ایک کی پردہ دری کی - نکتہ چینی ' عیب جوئی ' تجسس ' مذموم اوصاف کی وار جوئی کہ آج کل کے جنال کے مطابق تہذیب کے بالکل خلاف ہے ' لیکن محدثین نے حدیث کی محبت میں سب کچھہ گوارا کیا ' اور سچ یہ ہے کہ اگر اس احتیاط کی بدولت ' احادیث نبوی میں غلط اور صحیح کا امتیاز قائم ہوگیا ' تو ہزاروں محاسن کو ان عیوب پر قربان کردینا چاہئے - اس سلسلہ میں سیکڑوں تصنیفات تیار ہوئیں جن کی اجمالی کیفیت یہ ہے :

سب سے پہلے اس فن یعنی راویوں کی جرح و تعدیل میں یحیی بن سعید القطان نے ایک کتاب لکھی ' وہ اس رتبہ کے شخص تھے کہ امام احمد حنبل نے ان کی نسبت لکھا ہے . " میری انکھوں نے ان کا نظیر نہیں دیکھا " ان کے بعد اس فن کو زیادہ رواج ہوا اور کثرت سے کتابیں لکھی گئیں ' جن میں سے چند ممتاز تصنیفات حسب ذیل ہیں —

نام مصنف	کیفیت
رجال عقیلی	خاص ضعیف الروایہ لوگوں کے حالات میں ہے -
رجال احمد بن عبد العجلی المتوفی سنہ ۳۲۷ ھج	اس کتاب کا نام کتاب الجرح والتعدیل ہے -
رجال امام عبد الرحمن بن حاتم الرازی المتوفی ۳۲۷ ھج	بہت ضخیم کتاب ہے -
رجال امام دار قطنی	مشہور محدث ہیں ' یہ کتاب خاص ضعیف الراویہ اشخاص کے حال میں ہے -
کامل ابن عدی	اس فن کی سب سے مشہور کتاب ہے ' اور تمام محدثین نے اسی کو اپنا ماخذ قرار دیا ہے -

یہ کتابیں قریباً آج ناپید ہیں ' لیکن بعد کی تصنیفات جو انہی کتابوں سے ماخوذ ہیں ' آج بھی موجود ہیں -

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جامع اور مستند کتاب تہذیب الکمال ہے جو علامہ مزی (یوسف بن الزکی) کی تصنیف ہے ' جنہوں نے سنہ ۷۴۲ میں وفات پائی - علاء الدین مغلطائی المتوفی سنہ ۷۹۲ نے تیرہ جلدوں میں اس کا تکملہ لکھا ' علامہ ذہبی المتوفی سنہ ۷۴۸ نے اس کا اختصار کیا ' اور بہت سے محدثین نے اس کے خلاصے اور ذیل لکھے - بالاخر حافظ ابن حجر نے ان تمام تصنیفات سے ایک نہایت ضخیم کتاب تہذیب التہذیب لکھی جو ۱۲ جلدوں میں ہے اور آج کل حیدرآباد میں شائع ہوئی ہے - مصنف نے کتاب کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ اس کی تصنیف میں آٹھہ برس صرف ہوے -

اس سلسلہ کی ایک اور سب سے زیادہ متداول اور مستند کتاب میزان الاعتدال ہے ' جو علامہ ذہبی کی تصنیف ہے - حافظ ابن حجر نے اس کتاب پر اضافہ کیا جس کا نام لسان المیزان ہے -

اسماء الرجال کی کتابوں میں سے تہذیب الکمال ' تہذیب التہذیب ' لسان المیزان ' تقریب ' تاریخ کبیر بخاری ' تاریخ صغیر بخاری ' ثقات ابن حبان ' تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی ' مشتبہ النسبۃ ذہبی ' انساب سمعانی ' تہذیب الاسماء ' ہماری نظر سے گذری ہیں -

فن روایت اور درایت کی اصلی بنیاد

روایت کی تحقیق و تنقید ' اسلام کے عنصر میں داخل ہے اور خود قرآن مجید نے اسکے اصول متعین کردیے ہیں -

یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا	مسلمانو ! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لاے تو تم اچھی طرح جانچ لو '

(۱) ڈاکٹر اسپرنگر ' جرمن کے مشہور عربی داں فاضل ہیں ' مدت تک ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں کام کیا ' اصابہ کا نسخہ انہی کی تصحیح سے کلکتہ میں چھپا ' اسی کتاب کے دیباچہ میں صاحب موصوف نے لکھا ہے " نہ کوئی قوم دنیا میں گذری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو ' جس کی بدولت آج پانچ لاکھہ شخصوں کا حال معلوم ہوسکتا ہے (منہ) -

ہمارا اصلی جرم یہ تھا کہ ہم نے مصائب اٹھاکر ملک کو اسکی قسمت پر نہیں چھوڑ دیا ' اور آخری وقت بھی کوشش کی کہ اُسے ذلت سے نجات دلائیں -

سعی کی ابتدا

— * —

ہم نے وزارت سے پانچ مرتبہ درخواست کی کہ جنگ کو جاری رکھے ' اور ہم کو خدمت کا موقع دے ' مگر اُس نے حقارت کے ساتھہ ہم کو ٹھکرا دیا - ہم نے مجبور ہوکر سلطان المعظم تک رسائی پیدا کی ' مگر وزارت کے استبداد نے ایکے حکم کی بھی تحقیر کی - پھر ہم نے ولی عہد دولت کے ذریعہ سلطان المعظم کو اصلی حالت سے واقف کرنا چاہا ' لیکن اسکو جلع سلطان کی کوشش سے تعبیر کیا گیا ' اور ہم پر تہمت لگائی گئی کہ ہم تخت خلافت کو اولٹ دینا چاہتے ہیں

: :

جب ہم اُن تمام کوششوں میں جو ہم نے علانیہ کی تھیں ' ناکام رکھے گئے ' تو اب اسکے سوا کیا چارہ تھا کہ خواہ کتنا ہی خطرناک اور مخدوش ہو ' مگر اپنی آخری تدبیر سے کام لیں -

جو چیز اس مایوسی میں ہمیں امید دلاتی ہے ' وہ یہی ہے کہ ہماری یہ آخری تدبیر ضائع نہیں گئی اور الحمد للہ کہ ہم حکومت کے استبداد سے قوم کی مرعوبیت کو دور کر دینے میں کامیاب ہوگئے - اب ہم آزاد ہیں ' اور انقلابی ہونا کوئی جرم نہیں - گورنمنٹ قوم کی خواہشوں کا احترام کرنے پر مجبور ہوگئی ہے ' اور اس نے وعدہ کرلیا ہے کہ جن شرائط پر دول احانب زور دینا چاہتی ہیں ' اسکی منظوری سے انکار کردے گی - یہ اسی کوشش کا نتیجہ تھا کہ باب عالی کو متواتر درتار اپنے وکلا کے نام لکھ بھیجنے پڑے کہ وہ ارحنیل اور ادرنہ کے متعلق سختی سے انکار کردے - تمام ملک میں صلح کے نام سے برہمی پھیل گئی ہے ' اور فوج کا ہر بیمار اور زخمی سپاہی بھی جنگ کا طلبگار ہے - اب ہم کو قوی امید پیدا ہوگئی ہے کہ شاید آخری ذلت کا سامنا نہ ہوگا -

جمعیۃ مجلس اور حلف

— * —

خواہ کچھہ ہو ' مگر اب ملک اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی ذلت کی تکمیل نہیں دیکھے گا - ہم نے ایک سال کے بعد پھر آخری جانثاری کے حلف کی تجدید کی ہے اور ہر شخص نے عہد واثق کرلیا ہے کہ آخر دم تک سعی سے باز نہ آے گا - جس دن ہماری جماعت قید خانے سے نکلی ' اسکے دوسرے ہی دن ہم کو ایک جگہ جمع ہونے کا موقع ملگیا ' اور ہم نے اپنا آیندہ پروگرام قرار دے لیا - اسکا منشا یہ تھا کہ وطن کی موجودہ مشکلات اور نزاکت حال کی وجہ سے سردست وزارت کی تبدیلی کی سعی مضر ہوگی ' پس گورنمنٹ کو بحالت موجودہ قائم رکھکے قومی طاقت کا دباؤ ڈالا جاے اور اسکو مجبور کیا جاے کہ ملک کی خواہشوں کے خلاف قدم نہ اُٹھاے ' البتہ اگر اسمیں ناکامی ہوئی تو پھر ہم کو انتہائی علاج کیلیے اپنی قوت سے کام لینا پڑیگا - ہمارے آٹھہ ممبر صرف اس کام کیلیے شتلجہ لائین کے قلعوں میں تقسیم ہوگئے ہیں کہ فوج کے جوش و خروش اور ملکی جاں نثاری کے ولولے کو قائم رکھیں اور انکو موجود حالت سے واقف کرتے رہیں -

انور بے کی طلبی

سب سے بڑی تبدیلی انور بے کی موجودگی سے پیدا ہوگئی ہے ' جنکے بلانے پر ہم مجبور ہوگئے تھے - وہ وطن کی عزت کیلیے وطن سے دور تھے ' مگر اب وطن کی عزت ہی کو ضرورت تھی کہ وہ اس سے دور نہ رہیں - انکو آخری حالات سے مطلع کرنا ' اور پھر انکا جلد پہنچ جانا ' اسقدر مشکل کام تھا کہ اسکی کسی کو توقع نہ تھی ' لیکن خدا نے انکو بالآخر پہنچادیا - وہ جس دن آستانہ میں پہنچے ہیں ' اسی دن (نظامی پاشا) کا تار پہنچا تھا کہ یونان کے مطالبات کا دول ساتھہ نہیں دیتے ' لیکن جزائر تو آزاد کردینا چاہتے ہیں - وزارت آمادہ تھی کہ مرتد الجزا و عاجزی کی تائید کرے ' آخر میں ایک ترکی قاضی اور ایک ترک ریذیڈنٹ کی تحریری کی درخواست کے بعد منظور کرلے ' لیکن انور بے کے باب عالی پہنچنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ مجبوراً تسلیم کرنے سے انکار کردیا گیا -

انور بے کی حیرت انگیز جانثاری

— * —

وہ اُسی دن آستانہ سے روانہ ہوگئے اور لوگوں کو معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ کہاں ہیں ؟ لیکن در اصل وہ ایک عجیب جاں بازانہ کوشش کر رہے تھے - وہ بغیر اسکے کہ دشمنوں کو علم ہو (انڈریانوپل) میں داخل ہوگئے - اور وہاں دو دن تک مقیم رہے - انھوں نے وہاں کی محصور فوجی اور غیر فوجی آبادی کا معائنہ کیا ' تاکہ انکی قوت مقاومت کا اندازہ کرسکیں - پھر جامع سلیم میں محصورین کو جمع کرکے انکے سامنے صبح و شام متعدد تقریریں کیں ' اور (قرآن مقدس) پر حلف اٹھوایا کہ خواہ حالت کیسی ہی نازک ہوجاے ' خواہ رسد کی قلت سے بھوکے مرنے لگیں ' خواہ انکے پاس ایک گولی بھی باقی نہ رہے ' لیکن وہ دشمن کے آگے اطاعت کا سر کبھی نہ جھکائیں گے -

جاوید بک اور حسن جاھد بک

— * —

انور بے کے ورود سے پہلے (جاوید بے) عارضی طور پر انجمن کے مشیر تھے (انجمن اتحاد و ترقی نے اپنے یہاں صدارت کا عہدہ نہیں رکھا ہے بلکہ ایک شخص کو نظم و خدمت مجلس کیلئے چن لیتی ہے اور اسکو مشیر کے لفظ سے تعبیر کرتی ہے - الہلال) لیکن اب انور بے ہیں ' (حسین جاھد بے) اڈیٹر طنین ' جو رہائی کے بعد آستانے سے چلے گئے تھے ' اب پھر واپس آگئے ہیں اور اپنی خدمات میں مصروف ہیں -

انور بے کا شتلجہ میں وعظ

— * —

تین دن سے انور بے (شتلجہ) گئے ہوے ہیں ' اور انکی ولولہ انگیز تقریروں نے وہاں کے فوجی حلقوں کو جوش و فدائیت کا ایک آتشکدہ بنا دیا ہے - تمام فوجی افسروں سے وہ حلف لے رہے ہیں کہ ذلت انگیز خاتمۂ جنگ کی کسی حالت میں تعمیل نہ کرینگے -

آیندہ کی نسبت

امید و بیم

ہم آیندہ کی نسبت کوئی ایسی توقع نہیں پیدا کرنا چاہتے ' جسکے پورا کرنے کی ہمیں مہلت نہ ملے - تاہم مطمئن رہیے کہ ملک غافل نہیں ہے ' اور حالت بدل چکی ہے - ایک ماہ پہلے سکون تھا ' مگر اب ہر طرف اضطراب ہے - پہلے خاموشی پیدا کرائی گئی تھی ' مگر اب جنگ کی صداوں سے ڈر اور رعب پیدا ہوگیا ہے - ہم امید دلاتے ہیں کہ اگر موجودہ امید افزا حالات میں انقلاب ہوا تو خواہ کچھہ ہو ' ہم بھی ایک مرتبہ آور کروٹ لیں گے ' اور کم از کم ملک کو اسقدر ارزاں فروخت نہ ہونے دینگے - جسقدر دشمن چاہتے ہیں - ہمارے لیے متصل دعا کرتے رہیے کہ ہمیں خدا کی مدد چھوڑ نہ دے -

شؤون عثمانیہ

ملا علی قاری نے موضوعات کے خاتمہ میں (۱) حدیثوں کے نا معتبر ہونے کے چند اصول تفصیل سے لکھے ہیں اور اُن کی مثالیں نقل کی ہیں ' ہم اسکا خلاصہ اس موقع پر نقل کرتے ہیں :

(۱) جس حدیث میں فضول باتیں ہوں جو رسول اللہ کی زبان سے نہیں نکل سکتیں ' مثلاً یہ کہ جب کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو خدا اس کلمہ سے ایک پرند پیدا کرتا ہے اسکی ستر زبانیں ہوتی ہیں - ہر زبان میں ستر ہزار لغتیں ہوتے ہیں الخ -

(۲) وہ حدیث جو محسوسات کے خلاف ہو ' مثلاً یہ حدیث " بیگن کھانا ہر مرض کی دوا ہے "

(۳) جو حدیث صریح حدیثوں کے مخالف ہو -

(۴) جو حدیث واقع کے خلاف ہو مثلاً یہ کہ " دھوپ میں رکھے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے -

(۵) وہ حدیث جو انبیا علیہم السلام کے کلام سے مشابہت نہ رکھتی ہو -

(۶) وہ حدیثیں جن میں آئندہ واقعات کی پیشینگوئی بقید تاریخ مذکور ہوتی ہے ' مثلاً یہ کہ فلاں سنہ اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئیگا -

(۷) وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہیں ' مثلاً عوج بن عنق کا قد تین ہزار گز کا تھا -

(۸) وہ حدیث جو صریح قرآن کے خلاف ہے ' مثلاً دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے ' کیوں کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص بتا دیگا کہ قیامت کے آنے میں اسقدر دیر ہے ' حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں -

(۹) جس حدیث کے الفاظ رکیک ہوں -

ان اصول سے محدثین نے اکثر جگہہ کام لیا اور ان کی بنا پر بہت سی روایتیں رد کردیں ' مثلاً ایک واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت نے خیبر کے یہودیوں کو ادائے جزیہ سے معاف کردیا تھا ' اور معافی کی دستاویز لکھوا دی تھی - ملا علی قاری اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں ' کہ یہ روایت مختلف وجوہ سے باطل ہے

(۱) اس معاہدہ پر سعد بن معاذ کی گواہی بیان کی جاتی ہے حالانکہ وہ غزوۂ خندق میں وفات پا چکے تھے -

(۲) دستاویز میں کاتب کا نام معٰویہ ہے ' حالانکہ وہ غزوۂ خیبر کے زمانہ تک اسلام نہیں لائے تھے -

(۳) اسوقت تک جزیہ کا حکم ہی نہیں آیا تھا ' جزیہ کا حکم قرآن مجید میں جنگ تبوک کے بعد نازل ہوا ہے -

(۴) دستاویز میں تحریر ہے کہ یہودیوں سے بیگار نہیں لی جائیگی حالانکہ آنحضرت کے زمانہ میں بیگار کا رواج ہی نہ تھا -

(۵) خیبر والوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی تھی ' اُن سے جزیہ کیوں معاف کیا جاتا ؟

(۶) عرب کے دور دراز حصوں میں جب جزیہ معاف نہیں ہوا حالانکہ اِن لوگوں نے چنداں مخالفت اور دشمنی نہیں کی تھی تو خیبر والے کیونکر معاف ہوسکتے تھے ؟

(۷) اگر جزیہ معاف کردیا گیا ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اسلام کے ہوا خواہ اور دوست ہیں ' حالانکہ چند روز کے بعد وہ خارج البلد کردیے گئے - (لہا بقیہ)

---

(۱) نسخہ مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۹۲ -

قسطنطنیہ کی چٹھی

—◦ * ◦—

ایک عزیز دوست کی وساطت سے آپکا اخبار (الہلال) ملگیا جس کی ظاہری و باطنی خوبیوں نے دل کو مسخر کر لیا - میں آپسے اُس زمانہ سے واقف ہوں جبکہ ' آپ کے مضامین مختلف اُردو رسالوں میں شائع ہوا کرتے تھے - اس کو زمانہ ہوا - لیکن اِس کی خبر نہ تھی کہ آپ نے اسقدر زبردست اسلامی و ملکی خدمت اپنے ذمے لیلی ہے - قیام انگلستان کے طولانی ہونیکے باعث میں ہندوستان کی خبروں سے و نیز بہت سے ضروری امور سے نا واقف رہا - لیکن آپ کے اخبار سے نا واقفیت کا افسوس ہے اور خواہش ہے کہ گذشتہ تمام نمبروں کا مطالعہ کروں اور آئندہ با قاعدہ مطالعہ کیا کروں -

میں سچے دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ آپ ایک روشن ضمیر محب ملت اور اُلو العزم مصلح قوم ہیں - آپ کے زور قلم سے اور اعلٰے مضامین سے دل کو ایک عجیب روحانی غذا میسر ہوئی - ہم لوگ پرائیوٹ (بلا اعانت غیرے) ایک ہلال احمر مرتب کرکے اور انگلستان کی تعلیم سے چند دنوں کے لیے اپنے تعلقات منقطع کر کے قسطنطنیہ میں مقیم ہیں ' اور تقریباً ایک ماہ سے مجروح ترک سپاہیوں کی خدمت کا شرف حاصل کر رہے ہیں - خدا کے فضل و کرم سے مزید رفقا شیردل مسلمان ہیں اور جس حسن عقیدت و جوش کے ساتھہ وہ یہاں پر تشریف لائے ہیں ' ہر طرح قابل ستایش ہے -

پوری پارٹی کے نام معہ پتہ حسب ذیل ہیں —

(۱) نواب سید محمد حسین صاحب بی - اے (آکسن) حیدر آباد دکن -

(۲) سید آل عمران صاحب - آکسفورڈ - زیدس نگینہ ضلع بجنور

(۳) سید عبد الحق صاحب آکسفورڈ - حیدر آباد

(۴) ڈاکٹر عبد الخالق سلیم صاحب لندن - مصر

(۵) سید حسن عابد جعفری آکسفورڈ - آگرہ

ہماری مختصر پارٹی کا خیر مقدم ترکی اخبارات نے سچی اخوت اسلامی کی شان کے مطابق کیا جس کے ہم نہایت درجہ ممنون ہیں اور بصد افتخار اعتراف کرتے ہیں -

(حیدر پاشا خستہ خانہ) یعنی ملٹری ہسپتال میں کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اور ایسے اعلیٰ و با اقتدار مقام پر ہماری خدمات کا انعام دینا تشکر طلب ہے -

مجھے اس امر سے دلی مسرت ہو رہی ہے کہ نہ صرف مسلمانان ہند جوش دکھا رہے ہیں ' بلکہ دیگر اہل وطن اقوام بھی داد شرافت دیکر حق ہمسایگی ادا کر رہی ہیں -

مجھے خیال نہیں پڑتا کہ اس واقعہ جنگ سے پہلے کبھی کسی دوسرے موقع پر اسلام و دیگر ہندوستانی مذاہب میں اس درجہ میل ہوا تھا - خدا کرے یہ میل قایم رہے اور اس میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہو -

ٹرکی کا کیا حال لکھوں ؟ دل بیٹھا ہوا ہے ترک جتنی ترقی کرتے ہیں ' دیگر اسباب کے باعث اُتنے ہی پیچھے ہٹتے ہیں - فوجی اقتدار تو خاک میں ملگیا - اب سوائے دوسری جنگ کے جس میں ترک متفق ہو جائیں ' یہ اقتدار حاصل ہونا ممکن نہیں ہے -

یہ حکم فن رجال کی بنیاد تھا - حدیث میں ہے :

کفی للمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع	آدمی کے جھوٹے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جو کچھ سنے ' روایت کردے -

یہ ایسا اصول تھا کہ اگر اس پر پورا عمل کیا جاتا تو سیکڑوں ہزاروں جھوٹی روایتیں سرے سے وجود ہی میں نہ آتیں یا کم از کم پھیلنے نہ پاتیں - حدیث و سیر کی بہت سی کتابوں میں غلط اور موضوع روایتیں موجود ہیں ' ان کے درج کرنے کی یہی وجہ ہوئی کہ راوی نے جو حدیث سنی ' یہ سمجھہ کر روایت کردی کہ " جب سلسلۂ روایت بیان کردیا گیا تو روایت کا فرض ادا ہوگیا " حالانکہ حدیث مذکورۂ بالا کی رو سے یہ جائز نہیں کہ جو کچھہ سنا جائے روایت کردیا جائے - ہر روایت کی تحقیق و تنقید بھی ضروری ہے اور انہی روایتوں کا بیان کرنا جائز ہے جو تحقیق کے معیار پر پوری اتر چکی ہوں -

فن درایت کی ابتدا

درایت کی ابتدا خود صحابہ کے عہد میں ہوچکی تھی - حضرت عائشہ کے سامنے جب یہ حدیث بیان کی گئی کہ آنحضرت نے فرمایا ہے " مردہ پر جب گھر والے نوحہ کرتے ہیں تو اس کو عذاب دیا جاتا ہے " تو حضرت عائشہ نے اس بنا پر اس کی صحت سے انکار کیا کہ یہ قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہے

لا تزر وازرة وزر اخری	کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے گناہ کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا -

چنانچہ صحیح بخاری (کتاب الجنائز) اور مسلم میں یہ واقعہ مختلف روایتوں سے مذکور ہے -

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ نے یہ بھی کہا . " تم لوگ حدیث روایت کرتے ہو اور جھوٹ نہیں بولتے ' لیکن سننے میں فرق ہو جاتا ہے " ایک روایت میں ہے کہ " حضرت عائشہ نے فرمایا : " ابو عبد الرحمن کو خدا بخشے ' انہوں نے جھوٹ نہیں کہا لیکن بھول گئے یا غلطی کی "

(سماع موتی) کے مسئلہ میں حضرت عائشہ نے حضرت عمر کی روایت پر جو اعتراض کیا تھا ' وہ اسی بنا پر تھا کہ ان کے نزدیک وہ روایت ' نص قرآن کے خلاف تھی -

فقہاء میں بعض اس بات کے قائل ہیں کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے - حضرت ابوہریرہ نے حضرت عبداللہ بن عباس کے سامنے جب اس مسئلہ کو آنحضرت کی طرف منسوب کیا تو عبد اللہ بن عباس نے کہا اگر یہ صحیح ہو تو اس پانی کے پینے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا جو آگ پر گرم کیا گیا ہو - حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت ابو ہریرہ کو ضعیف الروایة نہیں سمجھتے تھے ' لیکن چونکہ ان کے نزدیک یہ روایت ' درایت کے خلاف تھی اسلئے انہوں نے تسلیم نہیں کیا ' اور یہ خیال کیا کہ سمجھنے میں غلطی ہوگئی ہوگی -

جب حدیثوں کی تدوین شروع ہوئی تو محدثین نے درایت کے اصول بھی منضبط کیے جن میں سے بعض یہ ہیں

قال ابن الجوزي وكل حديث رايته يخالف المعقول او يناقض الاصول فاعلم انه موضوع فلا يتكلف اعتباره اي لا تعتبر رواته ولا ينظر في جرحهم او يكون مما يدفعه الحس والمشاهدة او مباينا لنص الكتاب والسنة المتواترة او الاجماع القطعي حيث لا يقبل شي من ذلك التاويل او يتضمن الافراط بالوعيد الشديد على الامر اليسير او بالوعد العظيم على الفعل اليسير و هذا والاخير كثير موجود في حديث القصاص والطرقية و من ركة المعنى لا تاكلوا القرعة حتى تذبحوها ولذا جعل بعضهم ذلك دليلا على كذب راويه وكل هذا من القرائن في المروي و قد تكون في الراوي كقصة غياث مع المهدي ...... او انفراده عمن لم يدركه بما لم يوجد عند غيرهما او انفرده بشي مع كونه مما يلزم المكلفين علمه و قطع العذر فيه كما قرره الخطيب في اول الكفاية او بامر جسيم يتوفر الدواعي على نقله كحصر العدو الحاج عن البيت

ابن جوزی نے کہا ہے کہ جس حدیث کو دیکھو کہ عقل یا اصول مسلمہ کے خلاف ہے تو جان لو کہ وہ موضوع ہے اس کی نسبت اس بحث کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا غیر معتبر ' اسی طرح سے وہ حدیث قابل اعتبار نہیں جو محسوسات یا مشاہدہ کے خلاف ہو اور تاویل کی گنجایش نہ رکھتی ہو ' یا وہ حدیث جس میں ذرا سی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو ' یا معمولی کام پر بہت بڑے ثواب کا وعدہ ہو (اس قسم کی حدیثیں واعظوں اور صوفیوں کے ہاں بہت پائی جاتی ہیں) یا وہ حدیث جس میں لغویت پائی جائے مثلا یہ حدیث کہ کدو کو بغیر ذبح کئے نہ کھاؤ ' اسلئے بعض محدثین نے لغویت کو راوی کی کذب کی دلیل قرار دیا ہے ' یہ تمام قرینے خود روایت سے متعلق ہیں - اور کبھی یہ قرائن راوی کے متعلق ہوتے ہیں ' مثلا غیاث کا واقعہ خلیفہ مہدی کے ساتھہ ' یا جب کہ راوی کوئی ایسی حدیث بیان کرے جو اور کسی نے نہ بیان کی ہو اور خود راوی جس سے روایت کرتا ہے اس سے ملا بھی نہ ہو ' یا وہ حدیث جس کو ایک ہی راوی بیان کرتا ہے حالانکہ بات ایسی ہے کہ اس سے اوروں کا بھی مطلع ہونا ضرور تھا جیسا کہ خطیب بغدادی نے کتاب الکفایہ کے شروع میں اس کی تصریح کی ہے - یا وہ روایت جس میں کسی عظیم الشان واقعہ کا ذکر ہے کہ اگر وہ واقعہ ہوا ہوتا تو سیکڑوں آدمی اس کو بیان کرتے ' مثلا یہ واقعہ کہ کسی دشمن نے حاجیوں کو کعبہ کے حج سے روکدیا -

درایت کے چند اصول

اس عبارت سے درایت کے جو اصول مستنبط ہوتے ہیں ' یہ ہیں کہ حسب ذیل صورتوں میں روایت اعتبار کے قابل نہ ہوگی اور اس کے متعلق اس تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا نہیں

(۱) جو روایت عقل کے خلاف ہو -
(۲) جو روایت اصول مسلمہ کے خلاف ہو -
(۳) محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو -
(۴) قرآن مجید یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف ہو ' اور اس میں تاویل کی کچھہ گنجایش نہ ہو -
(۵) جس حدیث میں معمولی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو -
(۶) معمولی کام پر بہت بڑے انعام کا وعدہ ہو -
(۷) رکیک المعنی ہو مثلاً کدو کو بغیر ذبح کیے نہ کھاؤ -
(۸) جو راوی کسی شخص سے ایسی روایت کرتا ہے جو کسی اور نے نہیں کی اور نہ راوی اس شخص سے ملا ہو -
(۹) جو روایت ایسی ہو کہ تمام لوگوں کو اس سے واقف ہونے کی ضرورت ہو ' با ایں ہمہ ایک راوی کے سوا کسی اور نے اس کی روایت نہ کی ہو -
(۱۰) جس روایت میں ایسا قابل اعتنا واقعہ بیان کیا گیا ہو جو اگر وقوع میں آتا تو سیکڑوں آدمی اس کی روایت کرتے ' با وجود اس کے صرف ایک ہی راوی نے اس کی روایت کی ہو -

بلغاریوں کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ خط (شٹلجا) میں سوقت اسی قدر مضبوط ہیں' جسقدر کہ ترک ان جنگی تدبیرات کے بعد سے مضبوط ہیں' جو گذشتہ چند ہفتوں کے اندر نہایت محنت اور مشقت اٹھاکر ترک جنرلوں نے انجام دی ہیں -

التواء کی دانشمندانہ پالیسی کی پیروی بلغاریہ بھی اسیطرح کرسکتے ہیں جسطرح کہ ترک - اسلیے اگر آئندہ جنگ ہوئی تو ترک (پلونا) میں (عثمان پاشا) اور انکی فوج کے سے بہادرانہ کارناموں کا مقابلہ کرسکینگے لیکن غالباً نتیجہ پھر بھی کامل سپردگی ہوگا -

تاہم ممکن ہے کہ ترکی حکومت میں دانشمندی اس سے کم ودیعت کی گئی ہو جسقدر کہ قومی مجلس میں ہے ' اور یورپ کے ارباب سیاست کی تنبیہ کو جو خود غرضانہ مفاسد کی طرف سے القاء نہیں ہوئی ہے بلکہ محض مخلصانہ ' نہ پھینکدیا جائے - مصیبت زدہ انسانیت کے مصالح کے لحاظ سے ہر شخص یہ امید رکھیگا مگر اسی وقت تک ' جب تک کہ پانسا نہیں پھینکا گیا ہے -

[ہم نے اس مضمون کا ترجمہ اس خیال سے درج کیا ہے تاکہ ناظرین انگلستان کے موجودہ جذبات و خیالات اور اُس صلیبی اتحاد کا اندازہ کرسکیں ' جو ترکوں کے خلاف اس وقت پورے استحکام سے کام کررہا ہے - جس کھلے تعصب اور معاندانہ خیالات کا اسمیں اظہار کیا گیا ہے ' اسکے رد کی ضرورت نہیں - الہلال]

التواے جنگ کے بعد

— * —

مریض کی حالت

— * —

(از مراسلہ نامہ نگار " ٹائمس " متعینہ قسطنطنیہ)

میری گذشتہ چٹھی میں اسکی تشریح کی جاچکی ہے کہ چتلجا میں بلغاری اور ترکی مجالس کے درمیان صلح کی گفتگو کی بابت کوشش جاری تھی - میرا یہ دعوی آخر کار صحیح نکلا کہ التواے جنگ باوجود سخت ترین شرائط کے بھی ضرور منظور ہوگا اور جسکی ابتدا بلغاریوں کی طرف سے ہوگی - میرا یہ قیاس اس وجہ سے تھا کہ بلغاریوں کو اس جنگ میں گمان و امید سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا ' جسکا یورپ کو خیال بھی نہ تھا - بلاشک بلغاریوں' سرویوں' اور مانٹی نگریوں کے لئے یہ ضرور تھا کہ وہ اس چیز کے لیے ہنگامہ برپا کرے' جسکو یوروپین اصطلاح میں " فتح کا نتیجہ " کہتے ہیں - ایک مناظرہ کرنے والے کے خیال میں " فتح کے نتیجہ " کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تم ایک چیز کو پسند کرتے ہو' اسلیے اسپر دعوی کرو ' بلکہ جس چیز کو تم لڑ جھگڑ کر کسطرح حاصل کرلے سکتے ہو' وہی تمہارا اصلی حق اور جنگ کی فتح ہے -

میرے خیال میں یہ بہتر ہے کہ پہلے بلغاریوں کی بابت بیان کیا جائے - تیسری دسمبر منگل کے دن (جس روز کہ التواے جنگ پر دستخط کئے گئے ہیں) بلغاریوں کے سامنے دو اہم مسئلہ پیش تھے :

(۱) ایڈریا نوپل کی تسخیر ' جو اول درجہ کا قلعہ ہے اور شروع جنگ سے انکے خلاف قائم ہے - اس قلعہ کی تسخیر کی کوشش میں انکے تیس ہزار سے زیادہ سپاہی کام آئے اور جسکا عوض انکو یہ ملا کہ محصور فوج کے متواتر اور کامیاب حملوں نے انکا ناک میں دم کردیا - بالآخر سخت مجبور اور لاچار ہوکر اسکا خاتمہ التواے جنگ کی صورت میں کیا گیا -

(۲) خط شتلجا کی تسخیر -

بلغاری ناکامیابی

ترکوں کی قدرتی طاقت تمام دنیا میں مشہور ہے - ممکن تھا کہ بلغاری اسکی تسخیر کے اہل سمجھے جاتے' اگر وہ اپنی اول فتوحات کے بعد انکا تعاقب جاری رکھہ سکتے - پہلی نومبر کے بعد بلغاری فوج باوجود طرح طرح کے ارادوں اور منصوبوں کے تھریس سے آگے نہ بڑھ سکی - جبکہ روز کی رسد رسانی کا طریقہ جس پر وہ بہت نازاں تھے' بالکل ناکامیاب ثابت ہوا ' جبکہ انکو دوروہ جنگ کے لیے رسد رسانی کا انتظام کرنا پڑا - نیز اس موقع پر رسالہ بھی ناکامیاب ثابت ہو چکا تھا - ایسے نازک وقت میں انکی ناکامیابی کی وجہ سے یقین کرنا چاہیے کہ شتلجا انکے ہاتھہ سے نکل گیا ' جو انکو فتوحات برابر جاری رکھنے کے بعد ضرور مل سکتا تھا -

اب بلغاری ذرائع سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ وہ حملہ جو بلغاریوں نے ۱۸ نومبر کو شتلجا پر کیا تھا' ایک محض ظاہری حملہ نہ تھا ' بلکہ اسمیں ترکی مورچوں کو زک پہنچانے کی حتی المقدور پوری کوشش کی گئی تھی - یہ حملہ قریباً سب سے بڑا اور سخت حملہ تھا جو انہوں نے لڑائی جاری ہونے کے وقت سے اب تک کیا ہے - اسکے بعد ترکوں کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ جسوقت تک ہم اپنے مورچوں کے اندر ہیں ' ہم کو غنیم کا توپخانہ یا پیدل پلٹن ' دونوں میں سے ایک بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے - اگر اس حملہ میں جیسا کہ اوپر بیان ہوا ' بلغاریوں نے پوری طاقت صرف کی تھی ' تو اس عقدے کے حل میں اب کوئی دقت باقی نہیں رہتی کہ ترک جنگ کے لیے بالکل طیار تھے اور انکا لڑائی جاری رکھنے کا ارادہ مصمم تھا - ورنہ ظاہر ہے کہ التواے جنگ کے کاغذ پر دستخط کر دینے کے بعد اگر وہ فارغ البال ہوچکے ہوتے تو بے خبر ہوکر بیٹھہ رہتے اور بلغاریا اپنے اس آخری شدید ترین حملے میں ضرور کامیاب ہو جاتی -

سرویا

واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرویا برخلاف بلغاریوں کے جنگ بلقان میں زیادہ قابل تعریف ہے - بلغاریوں نے ہجوم کے وقت غیر معمولی بندوبست کی کوشش کی ' کیونکہ انکا موجودہ انتظام اس موقع کے لیے ناکافی تھا اور اگر سرویا اس موقع پر رسد اور گولہ بارود سے انکی مدد نہ کرے تو غالباً ترکوں کے مقابلہ میں انکے تمام منصوبے خاک میں ملجاتے - باوجود بلغاریا کے ضرورت کے موافق سپاہ اور رسد کے مہیا کرلینے کے' سرویوں نے غیر معمولی کامیابی اور تیزی کے ساتھہ اپنے فرض کو ادا کیا - اسمیں شک نہیں کہ (علی رضا پاشا) نے مورچوں کے انتخاب میں بڑی ہوشیاری سے کام لیا تھا اور پوری شاندار مدافعت کی ' مگر بالآخر اسکی سپاہ کو اپنے غدار عیسائی سپاہیوں کے فریب کی وجہ سے سروین فوج کے انتظام کے سامنے ہار ماننی پڑی - سرویوں کو بھی ان لڑائیوں میں بے حد نقصان اٹھانا پڑا ' لیکن انکا نقصان نسبتہً بلغاریوں کے اُس نقصان سے کم ہوا ' جسکے زخموں سے وہ تھریس کے میدان میں چور ہوچکے ہیں -

مانٹی نیگرو

مانٹی نیگرو کی کامیابیوں کا اندازہ کرنے سے پہلے اسکا خیال کر لینا ضروری ہے کہ وہ ایک جنگجو قوم مشہور ہے - جس چیز نے اسکو اس جنگ پر آمادہ کیا وہ ترکوں کے خلاف اسکی پرانی دشمنی کا اظہار تھا اور اسکا نتیجہ ظاہر ہے - وہ ایک حیرت انگیز قربانی کے بعد ایک سرحدی مورچہ پر قابض ہونے میں جب کامیاب ہوئے' تو انہوں نے سقوطری پر قبضہ کرنے کے خیال سے بے دریغ قدم آگے بڑھا دیے -

اس احمقانہ خیال کے پورا کرنے میں (جسنے اسکو جنگ پر آمادہ کیا تھا) وہ صرف ناکامیابی کا منہہ دیکھنے ہی پر مجبور نہیں ہوے ' بلکہ مثل بلغاریوں کے ترکی محصور فوج کے متواتر اور کامیاب حملوں نے انکی بھی اچھی طرح خبر لی - شروع جنگ سے اسوقت تک یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ وہ سوائے لڑنے کے اصلی فن جنگ سے محض ناواقف ہیں -

صلح کی خبریں گرم ہیں مگر قرائن سے صلح نظر نہیں آتی کیونکہ ایک نیا اقتدار روز بروز بڑھتا جاتا ہے -

گذشتہ چند دنوں سے ترکوں کی کامیابیوں کی خبریں وصول ہو کر مسرت ہوتی ہے - شتلجہ پر عرب' اناطولی' کردی' اور ارض روم کے شیر صفت سپاہی آ گئے ہیں' اور لڑائی کے لئے ہمہ تن مشتاق ہیں - امید ہے کہ ابکی جنگ میں ترک پہلوا سے زیادہ حسن کارگذاری دکھالیں گے - آمین -

براہ کرم اس عریضہ کو اپنے اخبار میں جگہہ عنایت فرمائیگا - ممکن ہوا تو میں اپنی پارٹی ہلال احمر کی (جو ہندوستان کا پہلا ہلال احمر ہے) تصویر بھی بغرض اشاعت ارسال کرونگا - عدیم الفرصتی کی وجہ سے مختصر عریضہ کی معافی چاہتا ہوں - انشاء اللہ بشرط فرصت مفصل عریضہ لکھونگا - و السلام

سید حسن عابد جعفری - (آگرہ)

مقیم آکسفورڈ - انگلستان (حال وارد قسطنطنیہ)

دول یورپ کی آخری یادداشت

— * —

انگلستان کے اصلی جذبات ترکی کے متعلق

— * —

مقامی معاصر اسٹیٹسمین لکھتا ہے "

" ترکی کی التوائے جنگ کی پالیسی کو مخصوصہ نقشے کے خلاف بارہا نہایت کامیابی کے ساتھہ استعمال کی جاچکی ہے' لیکن موجودہ صلح کانفرنس میں بالکل بیکار ہے - بلقانی ریاستیں کسیقدر صحت کے ساتھہ جانتی ہیں کہ انکو کیا چاہیے اور انکو کسقدر ملسکے گا ؟ بحالیکہ دول یورپ (خواہ انکا باہمی کا اختلاف کچھہ ہی ہو) اس امر کی تصدیق کی آرزومند ہیں کہ ترکی کے دن پورے ہوگئے - گذشتہ زمانہ میں یورپ کے اندر ہمیشہ باب عالی کا کوئی نہ کوئی حامی و مددگار رہا - ایک زمانہ میں (آسٹریا) نے اور (برطانیہ) نے ترکی حکومت کو (روس) کے ہاتھوں بیبحکنی سے بچالیا - اسکے بعد روس نے (ارمینیا) کے قتل عام کی موقوفی کے لیے سلطان پر دباؤ ڈالنے کی اجازت دینے سے انکار کردیا' اور اب آخر میں (جرمنی) اس کا دوست تھا - مگر یہ بے قاعدہ اتحاد اب ختم ہوگئے ہیں' کیونکہ اب اسکا دور گیا کہ کسی طاقت کو بھی اس مریض آدمی (ترکی) کے زندہ رکھنے سے دلچسپی ہو - اصلاح کی بابت اسکی کوششیں ناکام ہوچکی ہیں اور اسکی فوجی طاقت بالکل ناقابل اعتماد ہے - یورپ کے خیال میں یہ تعبیر صاف طور پر اس یادداشت کے اندر ظاہر کیا گیا ہے جو دول نے باب عالی کو بھیجنے کیلئے تیار کی - ہے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اتحادیوں کو گفتگوے صلح پر قائم رکھنے کی انتہائی کوشش کی جگہہ' انھوں نے ایسی مراسلت مرتب کی ہے' جسمیں ترکی حکومت بلقانی حلیفوں کے پیش کردہ شرائط کے مطابق صلح کرنے پر مجبور کی گئی ہے -

گو یادداشت کا مضمون اب تک ظاہر نہیں کیا گیا ہے' لیکن ظاہر ہے کہ صرف ایک ہی مشورہ ہے جو طاقتیں دیسکتی ہیں - وہ بھی بتا سکتی ہیں کہ اگر ترکوں نے اڈریا نوپل کی حوالگی نامنظور کی تو پھر جنگ ضرور شروع ہو جائیگی' اور اگر جنگی کارروائیاں دوبارہ شروع ہوگئیں تو باب عالی کو ضرور نتیجہ منظور کرنا پڑیگا -

یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ ہنگامی صلح ترکی حکومت کو دول سے اپیل کرنے کے نتیجہ کے طور پر عطا کی گئی تھی - یہ صحیح ہے کہ بلغاریا جنگ کی موقوفی کے منظور کرنے کے لیے تیار تھی' لیکن جنگی کار روائیاں' دول یورپ کے عمدہ دفتروں کے ذریعہ سے ملتوی ہوئی ہیں - اور صاف یہ ہے کہ اگر ترک ہتھیاروں سے ایک بار پھر درخواست کرنے کے لیے کافی حد تک بیوقوف ہیں' تو دول عظمی کی طرف سے پھر کوئی مداخلت نہ ہوسکے گی [کاش یورپ ترکی کو بے وقوف بننے کیلئے چھوڑدے اور عقلمند بننے کیلئے دباؤ نہ ڈالے - الہلال]

جنگ آخر تک ضرور لڑی جائیگی اور اگر نتیجہ نہ صرف (اڈریا نوپل) بلکہ قسطنطنیہ کی بھی گرفتاری ہوا' تو پھر تلوار کے فیصلے کی اپیل نہیں کی جاسکے گی - ہم معقول طور پر قیاس کرتے ہیں کہ جو پیغام دول کی طرف سے باب عالی کو بھیجا گیا ہے وہ انہی خیالات پر مبنی ہوگا - یادداشت کے ساتھہ ہی ساتھہ ریاستہائے بلقان کی طرف سے اعلان جنگ بھی کر دیا جائیگا اور اگر باب عالی نے دول عظمی کے دیے ہوے مشورہ کو ماننے سے انکار کیا تو فوراً جنگ شروع ہو جائیگی - اسلیے صلح اور جنگ کی ذمہ داری معاملات قسطنطنیہ کی کمزور اور ضعیف الاخلاق تر سرکوب گورنمنٹ پر عائد ہوتی ہے - شکست کا آزادانہ اعتراف اب بھی ترکوں کیلیے قسطنطنیہ اور اسکے اطراف کے ممالک کو چھوڑ دیگا - یہ قطعی ہے کہ جنگ کے دوبارہ چھڑ جانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام ہمیشہ کیلیے یورپ سے جلاوطن کردیا جائیگا اور پھر اگر قسمت موافق ہوئی تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوسکتا ہے کہ سلطنت کی جو قاش اس وقت بلقانی اتحاد دے رہا ہے' اس سے کسی قدر لمبی قاش ترکی کے ہاتھہ آجائے - مسئلہ صلح و جنگ کے طے کرنے کے لیے ترکی حکومت کا ایک قومی مجمع کو مدعو کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ ذمہ دار وزراء اپنے فرائض کی ادائگی سے اب افسوسناک اجتناب کر رہے ہیں -

اس قسم کے قومی مجمع کو تمام واقعات کا مالک نہیں بنایا جاسکتا اور نہ وہ معقول نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے - یہ غیر ممکن ہے کہ حب وطن اور جہالت کی وجہ سے قومی مجمع کے ممبر اپنے ملک کی قسمت کو خطرہ میں ڈالنے کا فیصلہ کر لیں' حالانکہ وزراء ایسے وقت میں اپنی ذمہداری پر اگر کام کرے' تو جنگ بلقان جیسی ایک شرمناک کچل ڈالنے والی شکست کے بعد' ضرور تھا کہ دانشمندانہ طریقہ پر طریق رضامندی اختیار کر لیتے -

تمام حالات و قیاسات اور معلومات و تعامل اس یقین کیلیے مجبور کرتے ہیں کہ اب ترکوں کی کامیابی کا موقعہ مشکوک ہے - ترکوں کی شکست صرف ایک ہی سبب سے نہ تھی - جسکا تدارک کیا جاسکے' بلکہ ایک عام غیر مستعدی کا نتیجہ تھی - فوج میں آدمیوں' سازو سامان جنگ' اور باقاعدہ تشکیل (آرگنائزیشن) تینوں باتونکی کمی تھی - فوج کا بیشتر حصہ ایسے نو آموز اشخاص پر مشتمل تھا جنھوں نے کبھی رائفل کی صورت تک نہیں دیکھی تھی - انکے پاس سامان جنگ کچھہ بھی نہ تھا' اور انکے افسروں میں موجودہ جنگ کے وسیع مقابلے میں آدمیوں کے جم غفیر کو لڑانے کی قابلیت نہ تھی - موجودہ حالت میں ان نقصانات کی تلافی کی کوشش محض بے سود اور ایک خالی از امید کوشش ہوگی -

تاہم جنگ کے طرفدار غالباً ترکی سپاہی کی اس قابلیت پر اعتماد کرتے ہیں جو وہ گذشتہ زمانہ میں مدافعت کے وقت تحمل کے ساتھہ ثابت قدم رہنے میں دکھا چکا ہے اور یہ امید کیجاتی ہے کہ بلقانی اپنی تمام طاقت ناممکن التسخیر مقامات پر لا حاصل حملوں میں صرف کرچکے ہیں - لیکن جو اعتماد کہ ان خیالات پر مبنی ہوگا وہ غالباً نا امید ثابت ہوگا -

ادبیات

قطرات اشک

اے مسلمان ' نکل جوش کا محضر لیکر   گرم فریاد ہو پھر ہاتھ میں خنجر لیکر
ہاں ' نکل سینہ میں امیدوں کا محشر لیکر   یہ سکوں ہستی میں ظالم دل مضطر لیکر !

کھینچ وہ نالہ کہ پیدا ہو شرر دامن میں
آگ لگ جائے تری شمع کے پیراہن میں

سینۂ کوہ جسے سن کے دہل جاتا تھا   نکلے وہ تار امانت جو سنبھل جاتا تھا
لن ترانی کی صدا سن کے مچل جاتا تھا   ایک جلوہ کے لیے آگ میں جل جاتا تھا

جستجو کی وہ مگر تیری ادائیں نہ رہیں
ذوق آلود وہ دردِ صدائیں نہ رہیں

ساز توحید کا اک نغمۂ بیتاب تھا تو   تھا کبھی ' لیک زمانے میں نہ کمیاب تھا تو
مثل نرگس نہ کبھی شیفتۂ خواب تھا تو   سرعت برق تھا تو ' ہستی سیماب تھا تو

نہ ہوا جس کے لیے آہ ' در خنجر تمہاری
نظر آتا ہے اسی ذات میں خنجر تمہاری

کیا سرا بعث زمزاں میں یہی پیماں تھا ؟   کیا یہی درس علی و عمر و عثماں تھا ؟
یہی اسلام تھا پہلے بھی ' یہی ایماں تھا ؟   کیا شہ یثرب و بطحیٰ کا یہی فرماں تھا ؟

جا ' نکل ' ترچھے صدلت کا اگر متوالا
تیرا مفتاح نہیں گنبد خضرا والا

منتشر مشرب سوا صورت نکہت ہو جائے   ہر جراحت کا نشاں دیدۂ عبرت ہو جائے
دل بیتاب مری زیست کی لذت ہو جائے   کلفت درد مجھے مایۂ عشرت ہو جائے

خط تقدیر مٹادوں ترے در پر گھس کر
خاک ہو جاؤں تری راہ کی میں پس پس کر

(نثار محمد خان " نثار " مقیم دہلی)

غزل

عجب ہے کہ پابند اغیار ہوکر   مسلماں رہ جائیں یوں خوار ہوکر
سمجھتے ہیں سب اہل مغرب کی چالیں   مگر پھر بھی بنتے ہیں بیکار ہوکر

* * *

آئے ہیں جفا پیشگان مہذب   ہمارے مٹانے پہ تیار ہوکر
تقاضائے غیرت یہی ہے عزیزو   کہ ہم بھی رہیں ان سے بیزار ہوکر

* * *

ابھی تک سمجھے نہیں اہل مغرب   بتادو انہیں گرم پیکار ہوکر
فریب و دغا کے مقابل میں تم بھی   نکل آؤ بے رحم و خونخوار ہوکر
کہیں صلح و نرمی سے رہ جائے دیکھو   نہ یہ عقدۂ جنگ ' دشوار ہوکر

* * *

نہ ترک و عرب کیوں لیں اپنے دل میں   رہینگے نہ معصوم گنہگار ہوکر
وہ ہمکو سمجھتے ہیں احمق جو حسرت   وفا کے ہیں طالب دل آزار ہوکر

(حسرت موہانی)

اب میں کچھہ یونانیوں کی بابت بیان کرونگا - جو کچھہ ہونا تھا ہوگیا اور سب لوگ سن چکے - یونانیوں نے اس جنگ میں بہت کچھہ کیا ہے - انہوں نے ترکوں کے مقابلہ میں مستقل مزاجی کا ثبوت دیا اور سالونیکا پر قابض ہوگئے - انکی سپاہ (اپیروس) اور (کیتیچو) میں پہنچکر دیپالرس کے خط سرحدی پر ناکہ بندی کرنے میں بھی کامیاب ہوگئی' جسکی وجہ سے ترکوں کا سخت نقصان ہوا - کسی کا یہ خیال بھی نہ تھا کہ یونانیوں کی ترکیب اس جنگ میں ایسی مفید ثابت ہوگی - انکی کامیابی سے ہمکو ایک سبق ملتا ہے کہ وہ شے جسکو ہم ایک وقت حقیر اور غیر مفید سمجھتے ہیں' کیا معلوم کہ دوسرے وقت ایک نہایت ہی مفید شے ثابت ہو - اس محنت کا نتیجہ جو یونانی جنرل استاف نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں برداشت کی' اسوقت ہمارے سامنے ہے - یونانی بحری اور بری فوج (بالٹک میڈیریشن) کا نہایت عمدہ جزو ہے - دوسری ریاستوں کے مقابلہ میں انکا سب سے کم نقصان ہوا - شاید کل تین هزار آدمیوں کا - گو وہ بھی اصلی معنوں میں اچھوتی نہ رہی' لیکن اسکو ترکوں کے امیدوں کے بالکل خلاف فتح ہوئی - اسکے بیڑہ کو انگریزی افسر نے تعلیم دی تھی - کبھی کسیکا خیال بھی نہ تھا کہ یونانی فوج مقدونیہ بندرگاهوں پر قابض ہوسکے گی - سب سے پہلے یونانی فوج سالونیکا میں داخل ہوئی' جسکی وجہ سے بلغاریوں اور سرویوں میں حسد کی آگ شعلہ زن ہے -

[لیکن اس تحریر کے بعد کی جنگوں میں یونانیوں کا نہایت شدید نقصان ہوا' جسکا مجبورانہ اعتراف اب ایتھنز میں بھی کیا جارہا ہے الهلال]

ترکی کی حالت

اگر یہ قیاس ٹھیک بھی ہو کہ اسوقت ترکوں کی نصف قوت کا خاتمہ ہوگیا ہے تو بھی وہ اسوقت بلقانی ریاستوں کے مقابلہ کے لیے پوری طرح مضبوط ہیں - یہ اس موقع پر اپنے مورچوں میں محفوظ رہکر غنیم کو متواتر اور مستقل نقصان پہنچا نے کیلیے کامیاب حملہ کرینگے اور فوج کی صورت ظاہری سے نسبتاً زیادہ کامیاب ثابت ہونگے - اگر بالفرض یہ لڑائی چھہ مہینہ اور جاری رہے' تو ترکوں کو خطوط شتلجا کی صرف چند میل زمین اور چھوڑدینی پڑیگی - غالباً اس فوج کی رسد کے اخراجات جو اسوقت شتلجا اور دردانیال میں جمع ہوئی ہے' اسقدر کم ہیں کہ اسوقت تک شاید ہی دنیا کی کسی فوج کے ہوئے ہوں - ترکی سپاہی کہتے ہیں کہ هم کو آدھی روٹی اور ایک پیالہ پانی کی ضرورت ہے اور بس - برخلاف اسکے دشمن کی فوج کے میدان میں موجود ہونے کی وجہ سے انکی ریاستوں کا دیوالہ نکلنے کا وقت آ رہا ہے - پھر اس نقصان کا تو ذکر ہی کیا ہے جسکا نتیجہ قوم کے تڑپے ہوے مقتل جنگ کی شکل میں ظاہر ہوجائیگا یعنی موسم سرما کے وہ مصائب' جنکی مبادی ابتدائی بیسبب حال ہی میں اپنی برباد کن صدا سے کرچکا ہے -

ان تمام واقعات کو دیکھکر بھی اگر ترک اپنے مفید مطلب شرائط حاصل کرنے میں کوتاہی کریں' تو انکے لیے اس سے زیادہ اور کیا بدنصیبی ہوسکتی ہے ؟ یہ انکو معلوم ہے کہ مقدونیہ ہمارے قبضہ سے نکل چکا ہے اور وہ اس سرکش ورثے کے ہاتھہ سے نکلجانے پر زیادہ رنجیدہ بھی نہیں ہیں - وہ اسوقت بھی (کیتیچو) پر ترکی قبضہ قائم رکھنے کے لیے گفتگو سے صلح میں زور دیر ہے ہیں' وہ جنینیا اور سقوطری' دونوں کی قربانی پر رضامند ہوجائینگے اگر ترکی سپاہ کو فوجی اعزاز کے ساتھہ کوچ کرنیکی اجازت ملجائے اور آیندہ سرحد بندی کے وقت اڈریا نوپل پر انکا قبضہ رہے - بلقانی ریاستوں کے مصالح پر گفتگو کرتے ہوئے میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ انکی سخت بیوقوفی ہوگی اگر وہ صرف اڈریا نوپل کیلیے جسکو وہ باوجود حیرت انگیز قربانیوں کے ابتک زیر نہ کرسکے' پھر دوبارہ مصائب جنگ میں گرفتار ہوں - یہ همیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ زمانہ حال (جاسکر یورپ) کی اصطلاح میں اصلی فتح کا اندازہ صرف اس سے کیا جاتا ہے کہ کسقدر جانیں تلف ہوئیں' اور کسقدر مالی نقصان ہوا ؟ ریاستوں کو اب صرف ان اسباب پر غور کرنا چاہیے کہ (کونسل چیمبر) یعنی سر ایڈورڈ گرے ہمکو اس سے زیادہ اور کیا دلا سکتا ہے' جس قدر کہ ہمکو جان و مال کی قربانی کے بعد ملنے کی امید ہو ؟ اسوقت یہ سوال ٹھیک ویسا ہی ہے' جیسا کہ سات برس پیشتر سنہ ۱۹۰۵ع میں جاپانیوں کو جنگ مکڈن کے بعد پیش آیا تھا' جبکہ تمام دنیا کا خیال تھا کہ جاپان روس سے بچے ہوئے گوشت کا آخری لقمہ بھی حلق سے جبراً نکال لیگا اور یا پھر ناکامیابی کی حالت میں وہ هاربن کی طرف کوچ کردے گا -

بلغاریوں' سرویوں' اور مانٹی نگریوں کی بھی اس موقع پر وہی حالت ہے - جاپانیوں نے بڑی جانچ پڑتال کے بعد اسکا فیصلہ کیا کہ یہ موقع هاربن کی جانب بڑھنے کا نہیں ہے' جسکی وجہ سے وہ نسبتاً نقصان میں رہینگے - اگر بلغاری بھی اسوقت اسی دانشمندی سے کام لیں تو امید ہے کہ وہ سرحد شتلجا پر قابض ہونے کے بعد میں ایک انسانی جان یا ایک کارتوس بھی کھونا پسند نہیں کرینگے - [یقیناً ایسا خیال بلغاریا کیلیے بہتر ہے' بشرطیکہ انگلستان کی وزارت خارجہ کا دماغ محفوظ و مصئون رہے - الهلال]

برطانیہ بلغاریا و سرویا کی دیرینہ دوست ہے

— * —

(مسٹر جے هارڈ وہائٹ هاوس) نائین ٹینتھ سنچری کے آخری نمبر میں موجودہ جنگ پر ایک مضمون لکھتے ہوے لکھتے ہیں "برطانیہ عظمی اسوقت (بلغاریا) اور (سرویا) کی دیرینہ دوست ہے' اسلئے کہ هم اس شخص (مسٹر گلیڈسٹون) کے هموطن ہیں' جسکی قدر آج بھی اسقدر ہے جسقدر کہ اسوقت بھی' جبکہ وہ انکے دشمنوں (یعنی ترکوں) کے برخلاف گرجتا تھا - قومی محبت ایک ایسا خزانہ نہیں ہے جو آسانی سے حاصل ہوسکے"

مسلم لیگ

اور آیندہ جلسے کے صدر کا انتخاب

جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم -

ہندوستان کے روشن خیال مسلمانوں میں بہت کم لوگ ایسے ہونگے جو آیندہ اجلاس لیگ کے لئے آنریبل میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لا لاہور کے انتخاب کو استحسان کی نظر سے دیکھینگے - برخلاف اسکے کچھہ تعجب نہیں کہ اس عجیب و غریب انتخاب سے وہ بدگمانی جو لیگ کی جانب سے قوم میں پھیلی ہوئی ہے مضبوطی کے ساتھہ دلوں میں بیٹھہ جاے - ابھی سے مخالفت کی صدا بلند ہو چلی ہے - اخبار امپائر کلکتہ مورخہ ۲۱ جنوری اور امرتا بازار پتریکا کلکتہ مورخہ ۲۳ جنوری کے مطالعے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ عوام تو عوام بہتیرے انگریزی خواں تک کو آنریبل موصوف کی صدارت ناپسند ہے - نظر غور سے دیکھا جاے تو یہ مخالفت بیجا بھی نہیں ہے - لیگ کے کونسل نے آنریبل موصوف کو صدر انتخاب کرنے میں سخت غلطی کی ہے - کل کی بات ہے کہ لیگ قوم کو اپنی روش کے برخلاف دیکھکر اپنے قواعد و ضوابط میں مناسب ترمیم کرنے پر آمادہ ہوگئی تھی - بلکہ قومی احساس کے لحاظ سے سلف گورنمنٹ کو اپنا نصب العین بنانے پر بھی راضی ہوگئی تھی - آج وہ ایک ایسے بزرگ کو اپنی صدارت کی کرسی پر بٹھانا چاہتی ہے - جو پچھلے ہی اجلاس میں جبری تعلیم کے متعلق قومی جذبات اور خیالات کی سختی کے ساتھہ مخالفت کرچکے ہیں - اور صرف اجلاس ہی میں مخالفت کرنے پر اکتفا نہ کی ' بلکہ امپیریل کونسل میں بھی ' جہاں وہ بحیثیت نمایندۂ جذبات مسلمانان پنجاب داخل تھے - اسی اپنی مخالفت پر اڑے رہے - پھر دلیل کیسی معقول جسے ایک طفل مکتب تک سنکر بے اختیار ہنس پڑے - کہ اگر اسلام جبری تعلیم کا روا دار ہوتا تو تیرہ سو برس سے آجتک کتنے ہی مسلمان بادشاہ گذر چکے ہیں ' کوئی نہ کوئی بھی اپنی رعایا کے لیے تعلیم کو جبری کردیتا - چونکہ ایسا نہیں ہوا ' اسلیے اسلام کے رو سے تعلیم میں جبر محض ناجائز اور حرام ہے - اسی اجلاس میں آنریبل مسٹر مظہر الحق نے بھی ایک امر یعنی " مسلمانوں کی طرف سے کونسل میں علحدہ نمائیندگی " میں قومی جذبات کے خلاف اپنی راے ظاہر کی تھی - لیکن سلیقے کے ساتھہ - صاف طور پر کہدیا تھا کہ " یہ راے میری ذاتی راے ہے' عام مسلمانوں کے خیالات اسکے برعکس ہیں " پھر بھلا مسلمان مسٹر شفیع کی مخالفت نہ کریں تو کیا کریں ؟

کیا لیگ کے سکریٹری صاحب یا اسکے ممبران کونسل اتنا نہیں سمجھتے کہ قوم خدا کے فضل سے اب وہ قوم نہیں رہی جو انکے ہاتھوں کٹ پتلی بنکر رہے ؟ قوم میں صاحب فہم و تمیز لوگوں کی کمی نہیں - ڈاکٹر محمد اقبال بی - ایچ - ڈی - معظم حسن بلگرامی - نواب وقار الملک وغیرہ بہتیرے سچے بہی خواہ قوم موجود ہیں - جنپر قوم بجا طور پر اعتماد کرسکتی ہے - ان لوگوں کے ہوتے ایک ایسے شخص کو صدر مقرر کرنا جو ایک مفید ملی مسئلے کی متعصبانہ مخالفت کرتے ہوے خود اسلام پر ناروا الزام لگانے میں نہ ہچکچاے - خلاف نہیں تو کیا ہے ؟ بھلا ایسا شخص ہندوستان کے مناسب حال سلف گورنمنٹ کا کیا خاک خاکہ کھینچیگا -

مناسب ہے کہ ممبران کونسل اس انتخاب پر قبل اسکے کہ وقت ہاتھہ سے نکل جاے' ٹھنڈے دل سے نظر ثانی کریں - اور شخصی خوشنودی پر قومی بہبودی کو قربان نہ کریں - اگر اور کوئی صاحب نہیں ملتے تو مسٹر مظہر الحق ہی کیوں نہ صدر بناے جائیں - جہانتک دیکھا گیا ہے انکا دامن بیجا خوشامد سے پاک ہے - وما علینا الا البلاغ -

آپکا خادم
وحید الدین خاں
{ کلکتہ

فکاہات

مسلم لیگ

جناب لیگ سے میں نے کہا کہ " اے حضرت ! * کبھی تو جاے ہمارا بھی ماجرا کہیے
کلیم طور پہ کرتے تھے عرض قوم کا حال * تو آب شملہ پہ کچھہ حال قوم کا کہیے
معاملات حکومت میں دیجیے کچھہ دخل * یہ کیا کہ قصۂ پارینۂ وفا کہیے ؟
جدا نخواستہ ترک وفا نہیں مقصود * ہر ایک بات باندار آشنا کہیے
عدالتوں کی پریشانیاں بیاں کیجیے * دستانۂ ستم و جور ناروا کہیے
دراز دستی پولیس کا کیجیے اظہار * مقدمات کے حالات مختصرا کہیے
گذر رہی ہے یہ جو کچھہ کہ کاشتکاروں پر * نہ داستان الم ناک و غم فزا کہیے
شیوع علم میں قیدیں جو بڑھتی جاتی ہیں * یہ کون شیوۂ دانش ہے ' اسکو کیا کہیے ؟
سنائیے انہیں کچھہ بحر قہر و جبر کا حال * پھر اسکے بعد ستم ہاے نا خدا کہیے
برادران وطن کہہ رہے ہیں کیا کیا کچھہ * کبھی تو آپ بھی افسانہ جفا کہیے
کبھی تو رد و قدح کی بھی کیجیے جرأت * جو بات بات پہ ہر بار مرحبا کہیے
نہ ہو سکے تو اشاروں میں کیجیے اظہار * وگرنہ لطف تو یہ ہے کہ برملا کہیے"

* * *

جناب لیگ نے سب کچھہ نہ سنکے فرمایا . * " مجھے تو خوف ہے کہ جو کچھہ کہو بجا کہیے "

[نقاد]

یوروپین ترکی اور ریاست ہائے بلقان

فرہنگ بعض الفاظ عربیہ

(آستانه) قسطنطنیہ

(ادرنه) اڈریانوپل

(بحر مرمرا) مارمورا

(بحر ایجه) ایجین سی (جس میں جزائر سامرس وغیرہ واقع ہیں)

(نہر الدانوب) دریائے ڈینیوب (جو کسی وقت ترکی روسی سرحد تھا)

(النمسا والمجر) آسٹریا ہنگری

(البوسنه والهرسک) بوسینیا، ہزیگوینا

(الجبل الاسود) مانٹی نیگرو

(اثینا) ایتھنس دار الحکومت یونان

(سکک حدید) یعنی ریلوے لائن کا خط - (حدود) یعنی وہ موٹی جدول، جو ترکی حدود حکومت کو ریاست ہائے بلقان ویونان سے علاحدہ کرتی ہے -

(یہ نقشہ قسطنطنیہ کے مکتب حربیہ کے جغرافیے سے طیار کیا گیا ہے، اور اصل نقشے کا بجنسہ عکس ہے)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly " " 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و مہتمم خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۷ صفر ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ٥

Calcutta Wednesday, February 5, 1913

فہرس

— * —

تصاویر

— * —

تلغراف خصوصي

—:*:—

بعنوان الہلال

(قسطنطنیہ : ٦ - فروری)

— * —

جنگ شروع ہوگئی - انتظامات ما فوق العادۃ نہایت مستعدي سے جاري' ایڈریا نوپل کے محصورین کي طرف سے مکمل اطمینان ہے - دشمن نے دو مرتبہ پیش قدمي کي اور گولوں کی بارش سے فرار پر مجبور ہوا - شوکت پاشا شتلجہ پہنچ گئے ہیں - انور بے ۳۰ - ہزار فوج لیکر دارالخلافہ سے روانہ ہوگئے - فتحی بے بھی طرابلس سے آگئے اور انکی کمان میں جنوبی حصہ دیدیا گیا - مشہور ہے کہ دشمن صلح کیلیے اب تک دل سے نامہ و پیام کر رہا ہے - ناظم پاشا کے انتقام کي خبر صحیح ہے - شتلجا کی فوج متحد و متفق -

(مصباح)

اطلاع

نمبر ۹ ' ۱۰ ' ۱۱ ' ۱۲ ' دوبارہ چھپکر طیار ہوگئے ہیں - پہلی اور دوسری سہ ماہی کی مکمل جلدیں جنکی جلد پر وسط میں سنہري حرفوں میں الہلال کا بلاک منقش ہے' مجلد موجود ہیں - پہلی جلد میں نمبر ایک سے ۱۲ تک' اور دوسري جلد میں نمبر ۱۳ سے ۲٤ تک شامل ہیں - دوسري جلد کے مضامین کے لیے پہلی جلد کے دیکھنے کي ضرورت نہیں - قیمت فی جلد چار روپیہ آٹھ آنہ - ششماہي کے مکمل پرچوں کی یکجا جلدیں بھی بندھوائي گئیں ہیں - قیمت فی جلد مجلد آٹھ روپیہ -

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— • —

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۳۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۳ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۲ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا، وينشر رحمته وهو الولی الحمید (۴۲ : ۲۷) ولا تایئسو من روح الله ! انه لا ییأس من روح الله الا القوم الکافرون (۱۳ : ۸۷)

* * *

جلسہ کی کارروائی " سورہ والصف " کی تلاوت سے آغاز کی گئی، جسکو جناب شیخ محمد موسی المصری امام مسجد جامع نے شروع کیا، اور پھر میں نہیں بتلا سکتا کہ میں کہاں تھا ؟ میرے کانوں میں یہ صدا آرہی تھی، لیکن معلوم نہیں کہ اس صدا کا جواب چالیس کروڑ زبانوں سے کب ملیگا ؟

یا ایها الذین آمنوا ! هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم ؟ تؤمنون بالله و رسوله و تجاهدون فی سبیل الله باموالکم و انفسکم، ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون - یغفر لکم ذنوبکم و یدخلکم جنات تجری من تحتها الانهار، و مساکن طیبة فی جنات عدن، ذلک الفوز العظیم، و اخری تحبونها، نصر من الله و فتح قریب، و بشر المومنین (۶۱ : ۹)

اے وہ لوگو کہ دعوئے ایمان رکھتے ہو، اور کاروبار دنیوی میں مشغول ہوا میں ایک ایسی تجارت بتلاؤں، جو تمکو (آنے والے) سخت و شدید مصائب عذاب سے بچالے ؟ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان کامل پیدا کرو، اور خدا کی راہ میں اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں سے جہاد کرو ! یہی طریق تمہارے لیے بہتر ہے بشرطیکہ تم (وقت کی مصیبت کو) سمجھو !

اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تمہارے قصوروں سے درگذر کردیگا، تم کو کامیابی و بامرادی کے ایسے باغہائے نشاط میں پہنچادیگا، جہاں (اشک حسرت و نامرادی کی جگہہ عیش مراد کی) نہریں بہ رہی ہونگی، اور پھر ایسے مکانات طیبہ میں، جو دائمی مسرت کے باغوں میں تم کو بسائے رکھیں گے - اور کہو تو یہی کامیابی سب سے بڑی کامیابی ہے - اور پھر اسکے علاوہ ایک دوسری نعمت محبوب بھی تم کو ملیگی، یعنے اللہ کے طرف سے غیبی نصرت کا نزول ہوگا، اور تم عنقریب فتح مند ہو جاؤگے - (اے پیغمبر) یہ بشارت ہے جو مسلمانوں کو پہنچادو !

* * *

جلسے کی صدارت کیلیے باہر سے ایک بزرگ طلب کیے گئے تھے، مگر عین وقت پر وہ علالت سے معذور ہو گئے - اسلیے باتفاق رائے آنریبل مسٹر غلام حسین عارف کا انتخاب ہوا اور نئی وزارت کے خیر مقدم، مسلمانوں کو اس فیصلہ کن وقت میں اتحاد اسلامی کی دعوت، مظالم بلقان اور دول ستہ کی خاموشی پر اظہار نفرین و تاسف، اور تحریک عمومی جہاد مالی کے بالترتیب رزولیوشن پیش کیے گئے - تمام جلسے میں جوش و خروش اور اضطراب و التہاب کا جو عالم تھا، اسکا بیان حیطۂ تحریر سے باہر ہے - درمیان میں چندہ کی وصولی اور نئے نئے آنے والے گروہوں کے سیلاب سے (جسکی لہریں مسلسل ہوتی ہوئیں وسط مجلس تک پہنچ جاتی تھیں) شور و ہنگامہ برپا ہوتا تھا، اور آپ سمجھہ سکتے ہیں کہ جس جگہ بلا مبالغہ ڈیڑھہ لاکھہ آدمیوں کا مجمع ہو، اسکا ادنے سا بھی ہنگامہ کیسا شدید اور سخت ہوگا ؟ لیکن الحمد للہ کہ تمام دلوں کا قبلۂ اضطراب ایک ہی تھا، اسلئے جب اسکی صدا اٹھتی تھی تو سب متوجہ ہو جاتے تھے - تقریر کے شروع ہوتے ہی ایک ایسا سناٹا اور خاموشی طاری ہوگئی، گویا زبانیں سب سے چھن گئی تھیں، اور صرف کان ہی باقی رہگئے تھے -

جوش کا کچھہ اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ جلسے میں چندے کی وصولی کا ابتدا سے انتظام تھا، اور تقریر کے شروع ہونے سے پہلے ہی تقریباً ایک سو والنٹیروں کی جماعت بار بار تمام جلسے میں دورہ کرچکی تھی، مگر باایں ہمہ اثناے تقریر میں جب اس عاجز کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ :

" اب صرف دو ہی کام ہیں، جنکی طرف تم کو بلاتا ہوں : جیب میں مال ہے، آسے پھینکو، اور جسم میں جان ہے آسے ہتھیلیوں پر طیار رکھو تاکہ جب کبھی کلمۂ الہی کو تمہاری ضرورت ہو تو اسکی پہلی صداے دعوت پر اپنی تڑپتی ہوئی لاشوں کا اضطراب اور اپنی گردنوں کے خون کا فوارہ پیش کش کر سکو ! "

تو جاں نثاران ملت نے اپنی جیبوں کو الٹ دیا، اور نوٹوں اور روپیوں کے ساتھہ صدائیں اٹھیں، کہ جیب کی آخری متاع بھی حاضر ہے !

کلکتہ میں ایک سال سے چندے کی وصولی ہو رہی ہے، عام لوگوں میں (اور وہی اسلام کے سچے فرزند ہیں) شاید ہی کوئی شخص ہوگا جس نے دس پندرہ مرتبہ چندہ نہ دیا ہو - پچھلے دنوں اس فقیر کی تقریروں کی مجلسیں ہفتے میں چار چار مرتبہ منعقد ہوئیں اور ہزاروں مخلصین و محبین ہیں، جو ہر مجلس میں شریک ہوے تھے اور ہر مرتبہ چندہ دیتے تھے - اسی طرح شہر کے ہر حصے میں چندے کا سلسلہ جاری رہا، باایں ہمہ اس جلسے میں پیسوں، اکنیوں، اور دونیوں سے تقریباً ۳۰ - ہزار روپیے کی رقم فراہم ہوگئی -

والنٹیروں کا گروہ جلسے کے بعد بلڈنگوں سے گذرا تو مکانوں کی کھڑکیوں سے عورتوں نے اپنے زیور پھینکنا شروع کردیے - خود جلسے میں نہایت کثرت سے لوگوں نے اپنی گھڑیاں، انگوٹھیاں، اور کپڑے اتار کر دیدیے - یہاں تک کہ گاڑی اور گھوڑا تک ایک شخص نے پیش کردیا -

تشکر و تبریک

— ○•○ —

ہم ان جوانان غیور، اور خدمت گذاران مخلصین کو ان نتائج عظیمہ کیلیے خلوص دل سے مبارک باد دیتے ہیں، جنہوں نے ایک ہفتے تک اپنی پوری زندگی اس خدمت کیلیے وقف کردی اور اسدرجہ عظیم الشان مجلس کے منعقد ہونے کا اصلی باعث ثابت ہوے، علی الخصوص پر جوش ممبران انجمن (معین الاسلام) جو ایک ہفتے کیلیے اپنے آرام و راحت کو بالکل بھول گئے تھے - (کولوٹولہ) کے حضرات بھی مستحق شکریہ ہیں، علی الخصوص (حاجی محمد اسمعیل صاحب) پنڈوی، شریک دوم حاجی الہ بخش صاحب، جنکا جوش و خلوص اپنے اندر ایک قابل تقلید مثال رکھتا ہے - اس جلسے کے انتظام و مشورہ کیلیے جو ابتدائی مجلس ہوئی تھی، اس میں اس عاجز نے جب دوکانوں کے بند کیے جانے پر توجہ دلائی، تو پہلی آواز حاجی صاحب ہی نے بلند کی تھی، فجزاهم الله عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء و وفقنا الله سبحانه وایاهم کما یحبه ویرضاه -

شذرات

کلکتہ کا ایک عظیم الشان دن

۲ - فروری

اغراق اور مبالغہ بیانی نے الفاظ کا اثر کھودیا ہے - جب ہر چند آدمیوں کا مجمع اخباروں اور روئدادوں کے صفحوں پر آکر بلا تامل " عظیم الشان مجلس " بن جاتا ہے ' تو اب واقعہ نگار کیلیے یہ نہایت سخت مشکل درپیش ہے کہ جو مجلس واقعی عظیم الشان ہو ' اُسے کس لفظ سے تعبیر کرے ؟

پچھلے اتوار کو کلکتہ میں جو عام مجلس منعقد ہوئی ' فی الحقیقت اسکی قوت اجتماعی کے بیان کیلیے صرف کلکتہ ہی کا نہیں ' بلکہ بغیر کسی مبالغہ کے تمام ہندوستان کا سوال درپیش ہے - ہم پورے یقین کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ کثرت نفوس ' و اظہار جوش و اثر کے لحاظ سے شاید ہی ابتک ہندوستان میں کوئی انسانی مجمع ایک وقت میں ایسا ہوا ہو -

صرف ایک مجمع اس مجلس کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے - یعنے وہ ماس میٹنگ ' جو اعانت عروۂ طرابلس کے زمانے میں مئیدان ٹاؤن ہال کی زمین پر منعقد ہوئی تھی ' لیکن وہ بھی کلکتہ ہی کی مجلس تھی -

اس نکتے کو یاد رکھنا چاہیے کہ پولیٹکل جلسوں کی حالت عام مجالس سے بالکل الگ ہوتی ہے - کسی عام کامیاب مجلس کیلیے اسقدر ہوجانا کافی ہے کہ اسمیں آدمیوں کا اجتماع کثیر ہو ' تقریریں پر اثر کی جائیں ' ذی عزت اور با رسوخ اشخاص شریک ہوں ' چندہ کی مقدار کافی ہاتھہ آئے ' اور چیئرز کی آواز متصل ہو - لیکن پولیٹکل اغراض سے جو مجمع منعقد ہوتے ہیں ' انکے لیے صرف اتنا ہی ہونا کافی نہیں ہے ' بلکہ پہلی چیز یہ ہے کہ کسی ایسی قوت کا اسکے ذریعہ ظہور ہو ' جو براہ راست مقصد مجلس کے اثر کا دنیا سے اعتراف کرائے ' اور جلسہ کی تقریروں سے نہیں ' بلکہ اسکی در و دیوار سے ایک خاموش قوت کی صدا اٹھنے لگے -

ہم سمجھتے ہیں کہ لوگ ہر جگہہ جلسے کرتے ہیں مگر اس ضروری نکتے کا خیال نہیں رکھتے -

کلکتہ میں پچھلے اتوار کا آفتاب ابھی اچھی طرح بلند نہیں ہوا تھا کہ ہر شخص محسوس کرنے لگا کہ آج کوئی غیر معمولی کارروائی ہونے والی ہے - سب سے پہلا عظیم الاثر منظر یہ نظر آیا کہ صبح ہی سے شہر کے تمام بڑے بڑے بازاروں کی دکانیں بند ہونا شروع ہوگئیں ' اور تھوڑی دیر کے بعد گیارہ لاکھہ آبادی کے طول و عرض میں ایک مسلمان کاروباری کی دکان بھی ایسی نہ تھی جو بند نہ ہوگئی ہو -

اتوار کا دن گو سرکاری تعطیل کا دن ہے ' مگر کلکتہ اور بمبئی وغیرہ میں دیسی بازاروں کے کاروبار کا اصلی دن وہی ہوتا ہے ' کیونکہ ایک تو انگریزی دکانوں کے بند ہو جانے کی وجہ سے ضرورت کی چیزیں ہندوستانی بازاروں میں لینی پڑتی ہیں ' دوسرے تعطیل کی وجہ سے لوگ بازاروں میں بکثرت آتے ہیں اور ہفتے بھر کی ضروریات خریدتے ہیں - پس اتوار کے دن کلکتہ کے بازاروں میں خاموشی اور سناٹے کا چھا جانا ایک ایسی قوت کا ظہور واضح تھا ' جس کا ہر باشندۂ شہر کو اعتراف کرنا پڑتا تھا -

نیو مارکیٹ میں اتوار کے دن بکثرت خرید فروخت ہوتی ہے اور انگریزوں کی تمام روزانہ ضروریات کا دار و مدار اسی بازار پر ہے ' لیکن یہاں ایک دکان بھی کھلی نہ تھی -

قصائیوں اور گوشت کے دکانداروں کا دکان بند کردینا سب سے زیادہ موثر تھا - اسکا اندازہ کرنا مشکل ہے کہ اُس دن دونوں وقت کتنے لوگوں کو گوشت کی جگہ محض ترکاری پر قناعت کرنی پڑی ' اور اس طرح معلوم کرنا پڑا کہ آج کیا ہو رہا ہے ؟

مسلمان گاڑی والوں نے بھی گاڑیاں بند کردی تھیں -

جلسہ کیلیے ہالیڈے اسٹریٹ کے ایک نہایت وسیع میدان میں انتظام کیا گیا تھا - دس بجے سے انسانوں کے سیلاب عظیم ہر طرف سے متحرک ہوے اور مقام مجلس تک بڑھنا شروع ہوے - سب سے زیادہ موثر منظر اُن باقاعدہ جلوسوں کا تھا جو تمام بڑے بڑے محلوں سے نکالے گئے تھے - یہ ہزاروں انسانوں کا ایک مضطرب اور پر جوش مجمع ہوتا تھا ' جسکے آگے بڑے بڑے علم ہوتے تھے اور اُن پر مختلف آیات جہاد و قتال جلی حرفوں میں نمایاں نظر آتی تھیں - علم کے پیچھے ہزاروں آدمی " اللہ اکبر " اور " جاهدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم " کے نعرے لگاتے تھے ' اور با پھر بعض پر اثر نظموں کے بند جوش و خروش کے ساتھہ پڑھتے جاتے تھے -

بارہ بجتے بجتے وہ وسیع میدان ' جسکی نسبت قیاس کیا جاتا تھا کہ شاید اسکے بعض گوشے خالی رہکر جلسے کی عظمت کو نقصان پہنچائیں گے ' اس طرح بھر گیا تھا کہ ہزاروں آدمی سڑک پر کھڑے تھے ' اور جس طرف نظر جاتی تھی انسانوں کا ایک سمندر متلاطم نظر آتا تھا - اُس وقت ہر شخص کو خود بخود ایک عجیب نا قابل تعبیر بیخودانہ کیفیت کے ساتھہ اپنے اندر قوت و عظمت کا احساس ہوتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ ہم اتنے ضعیف و کمزور نہیں ہیں ' جتنا بدقسمتی سے ہمیں سمجھایا گیا ہے -

ڈیڑھ بجے جب یہ عاجز جلسے میں پہنچا تو چاروں طرف سڑک بھی اسطرح بھر چکی تھی کہ بلا مبالغہ اسٹیج تک جانے میں پورے دس منٹ صرف ہوے -

حیران ہوں کہ ایک وقت تھا جو گذر گیا ' اب آپکو اسکی تصویر کیونکر دکھلائی جائے ؟

ایسے بڑے جلسے میں سامیانوں کا انتظام ممکن نہیں ' البتہ دوپہر کی سخت تپش و حرارت کا آسمانی شامیانہ سب کے سروں پر تھا ' اور اندر سے اٹھنے والے دود حسرت و اندوہ سے سب کی آنکھیں پرنم تھیں - پسینے کے قطرے پیشانیوں پر چمک رہے تھے ' اور دل کے اندر اور جسم سے باہر ' دونوں مقاموں میں آتش و حرارت کے سوا کچھہ نہ تھا - آہ ! یہ آتش مقدس ! یہ حرارت زندگی ! یہ تپش حیات ملی !! جس کے افسردہ شعلوں کے بھڑکنے کے دن نہیں معلوم کب آئیں گے ؟ حالانکہ اگر دن آنے والے تھے تو وہ تو آگئے

نہ داغ تازہ میخارد ' نہ زخم کہنہ می کارد
بدہ یارب دلے ' کیں صورت بیجاں نمی خواہم

۲۷ صفر ۱۳۳۱ ہجری

—o:o—

حدیث الغاشیہ (۱)

بسم اللہ علی مصاعبہ

— * —

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور!

— * —

یہ پرچہ ناظرین کے ہاتھوں میں اس وقت پہنچیگا ' جبکہ لکھنو کی صحبتوں کو ڈیڑہ ہفتہ گذرچکا ہوگا ' تا ہم یقین ہے کہ لندن کی " صلح کانفرنس " کے بعد اگر کوئی تذکرہ انکی صحبت میں ہوگا تو وہ لکھنو کی گذشتہ کانفرنسوں کی " معرکہ آرائیاں " ہونگی -

اخلاقی عقائد کی بہت سی گمراہیاں ہیں جنکے الفاظ لوگوں کی زبانوں پر چڑھگئے ہیں ' اور ہر موقعہ پر انکا استعمال نہایت کثرت کے ساتھہ کیا جاتا ہے - من جملہ انکے ایک یہ خیال بھی ہے کہ صلح جنگ سے ' اور امن شورش سے ' بہر حال بہتر ہے -

لیکن غور کیجیے تو اس خیال میں جسقدر سچ ہے ' شاید اس سے کسی قدر زیادہ مقدار میں جھوٹ بھی ہے - یہ سچ ہے کہ شورش سے سکون بہتر ہے ' مگر کس شورش سے ؟ سمندروں کے تلاطم ' اور ہواؤں کی خوفناک موجوں کی شورش سے - نہ کہ اس زندگی کی شورش سے ' جسکے جاتے ہی موت کے سکون کا پیام آجاتا ہے !

صلح بھی اچھی چیز ہے ' مگر شاید وہ صلح اس سے مستثنی کردی جاے ' جس کے مشیر (سر ایڈورڈ گرے) ہوں -

لکھنو کے ان جلسوں میں بھی امن کم اور شورش زیادہ تھی ' صلح کا خیال محدود تھا ' اور جنگ کی طلب وسیع - امن و سکون اسٹیج کے کنارے تک بھی خالص نہ تھا ' مگر جنگ کے ولولے ـــــالـــکی پوری فضا گونج گونج اٹھتی تھی -

پس اسمیں تو شک نہیں کہ یہ شورش تھی ور امن شورش سے بہتر ہے - اسمیں بھی کوئی دھوکا نہیں کہ یہ ایک جنگ کی سرگرمی تھی ' اور صلح فی نفسہ جنگ سے اچھی ہے - لیکن چونکہ اس شورش سے پہلے جو سکون تھا ' وہ دریا کا سکون نہ تھا ' جس سے مسافروں کی زندگی اور کشتیوں کی سلامتی وابستہ ہے ' بلکہ سکون تھا اس خواب غفلت کا ' جو انسان کو زندگی کی حرکت سے محروم کر دیتا ہے ' اور اپنے اندر موت کی ایک مثال کامل رکھتا ہے : (و ہو الذی یتوفاکم باللیل) - بلکہ وہ سکون تھا ' اس جمود ممات ' اس نعش بے حرارت ' اور اس جسد بے روح کا ' جسکے لیے موزوں جگہہ زمین کے اوپر نہیں ' بلکہ اسکے نیچے ہے - اسلیے اگر بیداری ' ہشیاری سے ' جنبش ' بے ہوشی سے ' اور زندگی ' موت سے بہتر ' تو یقیناً یہ شورش بھی امن سے ' یہ جنگ بھی صلح سے ' اور یہ ہنگامہ و غوغا بھی خاموشی سے بہتر تھا - فالحمد اللہ الذی احیانا بعد ما اماتنا ' و الیہ النشور [پس تمام حمد و تقدیس ہے اس قدیر و حکیم کیلیے ' جس نے ہم کو ہشیاری کی زندگی عطا فرمائی ' حالانکہ ہم غفلت کی موت میں ساکن و ساکت پڑے تھے -]

* * *

لیکن اس عجائب سراے بوقلموں میں ایک ہی وقت کے اندر سب کو خوشی نہیں ہو سکتی - ہمیشہ شادی و غم میں باہم تصادم رہا ہے ' اور ایک کی خوشی دوسرے کیلیے ماتم رہی ہے - اور غور کیجیے تو ایسا ہونا قدرتی ہے -

دنیا میں رنج و خوشی اور شادی و غم کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے میں " حاصل " کی مسرت ہوتی ہے ' اور دوسرے میں " رفتہ " کا افسوس - غم کی تمام مثالوں کو ایک ایک کرکے ذہن میں لائیے ' ہر مثال میں آپ دیکھیں گے کہ کوئی نہ کوئی شے ایسے جاتی رہی ہے ' اور جانے ہی کا نام غم ہے - مفلس اداس رہتا ہے ' اسلیے کہ دولت چلی گئی - بیمار غمگین ہوتا ہے ' اسلیے کہ صحت جاتی رہی - مایوسی میں سب سے زیادہ غم ہوتا ہے ' کیونکہ ایک چیز " امید " تھی ' جو اس سے چھن گئی - اسی طرح خوشی کے تمام مواقع یاد کیجیے - آپ ایک پر تکلف محل یا کسی قیمتی موٹر پر بیٹھکر خوش ہیں ' اسلیے کہ دولت ہاتھہ آگئی - بیمار کیلیے غسل صحت کا دن کم از یوم عید نہیں ' کیونکہ اسے صحت ملگئی - پس شادی و غم کی تعبیر اگر زیادہ واضح لفظوں میں کی جاے تو یہی ہوگی کہ حاصل ہونے کا نام خوشی ہے ' اور کھودینے کا نام غم - پھر اگر یہ سچ ہے کہ خوشی ' کسی شے کے حاصل ہونے کا نام ہے ' تو آپ کو جب کبھی کوئی چیز ملے گی ' ضرور ہے کہ وہ کسی کے ہاتھہ سے نکلی ہو - عالم کائنات میں کوئی چیز بھی بیکار پڑی ہوئی نہیں ہے کہ آپ اٹھا لیں گے ' ہر چیز کسی نہ کسی جگہہ جڑی ہوئی ہے ' آپ کو اٹھا لینے سے نہیں ملے گی بلکہ توڑنا پڑے گا - اور توڑئیگا تو آپکا دامن بھرے گا مگر کسی کی آستین ضرور خالی ہوگی - آپ پھولوں کی سیج پر لوٹ کر خوش ہوتے ہیں ' مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی باغ اجڑا ہے ' جب کہیں جاکر آپکا بستر آباد ہوا ہے -

(عرفی شیرازی) جو بہترین شاعر ہونے کے ایک اسرار شناس حکیم تھا ' اس نکتے کو کہہ گیا ہے :

رسانہ گلشن عیشی کسرا نہ یغما داد ؟
کہ گل بدامن ما دستہ دستہ می آید

(میرزا غالب) نے ایک دوسری بات کہی ہے ' مگر آپ اسی نظر سے دیکھیں .

ہر جادہ کہ از نقش پئے تست بہ گلشن
جا کیست نعیب ہوس انداختۂ ما

پس دنیا میں آپکا ہر نفع کسی دوسرے کا نقصان ہے اور آپ اپنے نفع سے خوش ہیں تو دوسرا اپنے نقصان پر متاسف -

لکھنو کے جلسوں میں جو کچھہ ہوا ' وہ در اصل ایک ابتدائی معرکۂ جنگ تھا ' جس نے مسلمانوں میں سب سے پہلے ایک نئے حریف مقابل کو دنیا سے روشناس کیا - قوم خوش ہے کہ اس نے طاقت حاصل کی ' لیکن جن سے چھین کر حاصل کی ' ضرور ہے کہ وہ غمگین ہوں - آپ کو اگر اپنے نفع کی خوشی ہے تو کسی کو اپنے بگڑنے کا ماتم ہے - پھر اسکا کوئی علاج نہیں کہ ایسا ہونا قدرتی ہے - قوم کی قسمت اب تک ایک جائداد منقولہ تھی ' جن پر چند اشخاص کا قبضہ تھا : لا تسئل عما یفعل - یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک نیا دعویدار پیدا ہوا اور طاقت دکھلا کر اپنا حق لینا چاہا - آپ کسی کے قبضے سے اسکی مقبوضہ ریاست چھیننا چاہیں گے تو وہ ضرور روئیگا - ضابط و خود دار ہوگا تو کسی گوشۂ تنہائی میں رومال سے آنکھیں چھپاکر روئیگا ' بے ضبط اور بے قابو آدمی سڑکوں پر چیخ چیخ کر ماتم کرینگے - کوئی وجہہ نہیں کہ آپ اسپر معترض ہوں :

---

(۱) اس ہفتے میں ایڈیٹر کی علالت کے طول اور کمزور ہونے کے آخری دنوں میں [جنکے اندر بہ اور مدتیں تو] مولانا سخت علیل ہوگئے تھے - امید نہیں تھی وہ لیڈنگ آرٹیکل لکھہ سکیں - یہ آرٹیکل جنوری کے پہلے ہفتے کے الہلال کیلیے لکھا گیا تھا ' لیکن شؤون عثمانیہ اور " مائدۂ جلد جدید " کے اسقدر حصہ لے لینے کہ زیادہ اشاعت کیلیے رکھدیا گیا - اسکے بعد بھی ہر نمبر میں مقدم مضامین جگہہ لیتے رہے اور اسکی اشاعت کی نوبت نہ آئی - چونکہ اس ہفتے یہ صفحات خالی ہیں ' احتیاطاً ضرور مناسب سمجھا گیا کہ اگر پرسوں تک لیڈنگ آرٹیکل ملگیا ' تو اسے نکالدیا جاے گا ورنہ یہ شائع ہو جاے گا -

(عبد الواجد)

جنگ بعد از صلح

— * —

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا، فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون

— * —

(محمود شوکت پاشا) نے کہا تھا :

" عالم اسلامی کی ملامت اور جنگ، ان دو چیزوں میں سے اگر کسی ایک کے اختیار کرلینے پر ہم مجبور کیے گئے تو ہم کو تلوار کھینچنی پڑیگی "

بالآخر یہ قبلۂ آمال اور کعبۂ امید، چہل کرور نفوس اسلامیہ، تلوار کھینچنے پر مجبور کیا گیا، اور اس نے کھینچ لی -

وزارت خارجہ پر پرنس سعید حلیم پاشا کا تقرر ہوگیا - جمعہ کے دن باب عالی کی طرف سے یادداشت کا جواب پیش کیا گیا، جسکا لب و لہجہ یورپی دانشمندی اور مصلحت وقت کے مطابق رکھا گیا تھا مگر ایڈریانوپل اور جزایر کی حوالگی سے قطعی انکار تھا -

ترکی کے جواب کے متعلق تار برقیوں میں عجیب اختلاف بیان رہا - ۳۰ کی صبح کو جو پہلی تار برقی آئی ہے اسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ " باب عالی اسکے لیے طیار ہے کہ ایڈریانوپل کے جنگی استحکامات مسمار کردیے " یہ دراصل انگلستان کی تجویز تھی جو صلح کانفرنس کے آخری ایام میں مشہور ہوئی تھی - نیز اس تار میں ترکی کے طرف سے یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ ایڈریانوپل کے اس حصے کو دول کی راے پر چھوڑ دیتی ہے، جو دریاے ماریزا کے دہنی جانب ہے، اور جہاں اسلامی معابد و مقابر نہیں ہیں -

لیکن پھر دو بجے ایک دوسرا ٹیلیگرام آیا، جسکا پہلا جملہ یہ تھا :

" ترکی کے نوٹ میں ایڈریانوپل کے قلعوں کے مسمار کرنے کا کوئی ذکر نہ تھا بلکہ ایڈریانوپل کے اس حصے کی نسبت، جہاں مزارات مقدسہ واقع ہیں، ترکی حکومت میں رکھنے پر اصرار کیا گیا ہے " !

ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ جس طرح قلعوں کے مسمار کرنے کا نوٹ میں ذکر نہیں تھا، اسی طرح ایڈریانوپل کے ایک حصے سے دست بردار ہوجانے کا بھی اسمیں ذکر نہوگا، جسکو پہلے تار میں پڑھکر بہت سی جلد باز طبیعتیں نئی وزارت کی طرف سے مایوس ہوگئی تھیں -

دوسرے تار کی عبارت اس خیال کی پوری تصدیق کرتی ہے - ایڈریانوپل کا وہ حصہ جو دریا کے بائیں جانب ہے، شہر کی اصلی آبادی ہے، اور تمام مقابر و مساجد اسی میں واقع ہیں - نوٹ میں اس حصے کی اسلامی و تاریخی اہمیت پر زور دیا گیا ہوگا کہ ایسے مقام سے ترکی کیونکر دست بردار ہوجائے ؟ لیکن کسی ایک حصے کی اہمیت پر زور دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکے دوسرے حصے سے دست بردار ہوگئے -

بہر حال بلقانی اتحاد نے صلح کی منظوری سے انکار کردیا - نئی وزارت کی استقامت اور ہیبت نے پہلا اثر جو پیدا کیا، وہ یکایک دول کے رویے کی ایک نئی کروٹ تھی - یا تو دول ترکی پر زور ڈال رہے تھے کہ شرائط منظور کرلے، اور یا اب بیان کیا جاتا ہے کہ " ترکی کا نوٹ معتدل ہے اور دول نے بلقانی ریاستوں پر صلح کی منظوری کیلیے اپنا پورا زور صرف کیا - انگلستان کے اخبارات عام طور پر بلقانی اتحاد کو آمادۂ صلح کر رہے ہیں "

ترکی نے آخر تک جنگ میں پیش قدمی سے پرہیز کیا - بلقانی اتحاد نے ۳۰ - جنوری کی شام سے اعلان جنگ کردیا تھا، چنانچہ شام کے سات بجے ایڈریانوپل پر گولہ باری شروع کردی گئی -

بلغاریوں نے اعلان کردیا ہے کہ نامہ نگاروں کو میدان جنگ میں شرکت کی بالکل اجازت نہوگی، اور باوجود صوفیا اور بلغراد کی اکادیمی، اور لفٹنٹ (ویگنر) کی شریفانہ خدمات کے جرید نے کے جو تلخ تجربہ ریاستوں کو امشاے حالات کا ہوچکا ہے، وہ اسی کا مقتضی تھا -

اسوقت جنگ کے متعلق جو خبریں آئی ہیں اسمیں (صوفیا) کی خبر سخت گولہ باری اور ایڈریانوپل کے ایک حصے میں آتشزدگی کا دعوا کرتی ہے، مگر قسطنطنیہ کی سرکاری خبر میں اسکا کوئی ذکر نہیں، بلکہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دشمن پسپا ہوکر فرار پر مجبور ہوگیا -

جامع سلیم (ایڈریانوپل) کا صحن

" ناصیۂ جمال امید "

— * —

ہم نے نمبر (۳) کے ساتھ غازی (انور بے) کی جو آخری تصویر بہ تقریب ورود قسطنطنیہ شائع کی تھی اسکے اوپر " ناصیۂ جمال امید " لکھا تھا - اس وقت تو یہ توقع تھی لیکن اب واقعہ ہے -

یہ سچ ہے کہ موجودہ حالت میں جنگ کو صلح پر ترجیح دینا مصلحت اندیشوں کی سب سے بڑی قربانی تھی، جو (اتحاد و ترقی) نے کی - مشکلات بے شمار، اور موانع چند در چند درپیش، تاہم مایوسیوں کی خواہ کتنی ہی ظلمت ہو، (انور بے) کا ناصیۂ جمال ہمارے لئے شمع امید ہے - شوکت پاشا کی گورنمنٹ، اور انور بے کی موجودگی یقین دلاتی ہے کہ اب جنگ کی حالت اسکے ماضی سے بالکل مختلف ہوگی، اور عنقریب واقعات کا چہرہ بدل جائے گا -

اب (انور بے) کس حالت میں ہیں ؟ ابھی نسبت کوئی اطلاع نہیں آئی لیکن یقیناً وہ شتلجہ پہنچ گئے ہونگے اور ہم خاص طور پر تحقیق حال کیلیے تار بھیج چکے ہیں -

ایک نہایت تشویش انگیز مگر ابتک ہی ناقابل وثوق خبر یہ تھی کہ مرحوم ناظم پاشا کے قتل کا انتقام لینے کیلیے ایک فوج قسطنطنیہ کی طرف بڑھ رہی ہے - مگر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو یہ کسی کے اصل افواہ کا نتیجہ ہے، یا سیاسی اغراض سے شائع کی گئی ہے - یقین نہیں کہ اسکی کوئی اصلیت ہو - ناظم پاشا کا واقعہ محض اتفاقی تھا، اور اگر یہ انقلاب عزت اسلامی کی حفاظت میں کچھ بھی کامیاب ہوا، تو ایک ناظم پاشا کی جگہ اگر ہزار ناظم بھی قتل ہوجائیں تو بھی ایک لمحہ کیلیے ہمیں کوئی تاسف نہیں -

بتلانے پر خوشی سے آمادہ ہوگئے - قدرتاً میرا پہلا سوال یہ ہوا کہ ترکی فوج اسطرح میدان میں کمزور کیوں ثابت ہوئی ؟ اسکے جواب میں انھوں نے حسب ذیل تقریر کی :—

" افسوس ! آپ ضرور ایسا دریافت کرینگے اور میں اسکے وجوہ جہاں تک جانتا ہوں عرض کرونگا ' کیونکہ آپکو معلوم ہے کہ میں ان لڑائیوں میں موجود نہ تھا اور میرا چتلجہ پر جانا اس وقت ہوا جبکہ جنگ ملتوی ہوچکی تھی - مگر میں نے اکثر فوجی جنرلوں سے بہت دیر تک گفتگو کی ' خصوصاً (محمود مختار پاشا) سے ' جو آپکی بڑی تعریفیں کر رہے تھے اور افسوس کرتے تھے کہ آپ اس جنگ میں انکے ساتھہ نہ تھے

بہر کیف آپ کو ضرور واقفیت ہوگی کہ ہم جنگ کے لیے مطلق طیار نہ تھے اور یہ لڑائی ہم پر نہایت بزدلانہ ترکیب سے ڈالدی گئی - گذشتہ سال ہم لوگ اپنی افواج کے ساتھہ اپنے پشت پر اٹلی سے جنگ کر رہے تھے - اپنی بحری طاقت کی خرابی سے ہم طرابلس میں کوئی کمک روانہ نہ کرسکے' تاہم کسی طور پر ہم نے ترکی سپاہیوں کی ایک بڑی تعداد اور کئی ہزار بہترین جوان افسروں کو روانہ کردیا تھا ' تا کہ عربوں کو مردانہ حفاظت وطن کی جنگ کی میں تربیت و تنظیم کی مدد دیں - اسکے بعد یہ خبر معلوم ہوئی کہ سرویا اور بلغاریہ اپنے اسلحۂ جنگ درست کر رہے ہیں اور اس خبر کے موصول ہوتے ہی یہ مہیب آمیز جنگ شروع بھی ہوگئی - انھوں نے ہم پر یہ تہمت لگا کر' اسکے انتقام کی صدا بلند کی کہ ہماری فوج نے انکے مواضع پر حملے کئے ہیں - مانٹی نیگرو نے بھی فوراً انکی تقلید کی - ہم اپنی آیندہ دقتوں کو سمجھہ گئے اور اپنی افواج کو نقل و حرکت کا حکم دینا چاہا ' مگر سر (جیرالڈ لوتھر) سفیر انگلستان متعینہ قسطنطنیہ اور دیگر سفرا نے یہ استدعا کی کہ ہم لوگ کوئی حرکت ایسی نہ کریں جو اشتعال دینے والی تصور کی جائے ' کیونکہ انھوں نے ہمکو صاف لفظوں میں سمجھایا کہ دول یورپ اسپر مستعد ہیں کہ جنگ ہرگز نہ ہونے دیں' اور اسوقت تک ترکوں کو کسی مخالفانہ حملہ کا اندیشہ کرنیکی ضرورت نہیں جب تک خود انکی طرف سے کوئی جنگی طیاری اور پیش قدمی نہوگی - بہت خوب' ہملوگوں نے فوراً اپنی فوجوں کو ٹھہر جانیکا حکم دیدیا ' اور کوئی انتظام شروع نہ کرسکے - مگر بلقان لیگ کا مخالفانہ انداز روز بروز بڑھتا گیا - یہانتک کہ خود دول یورپ نے عام طور پر اعلان کردیا کہ اگر جنگ چھڑگئی تو دونوں فریق میں سے کسی کو اجازت نہ ہوگی کہ اس جنگ سے کوئی ملکی یا مالی نفع اٹھالے - اس دھمکی کو یورپ کی پارلیمنٹوں نے یوں مفید ٹھہرایا تھا کہ جب کسی فریق کو جنگ سے فائدہ کی امید نہ ہوگی' پھر یقینی بلقان لیگ کا ابلتا ہوا خون ٹھنڈا پڑجائیگا ' لیکن دول یورپ شاید بھول گئے تھے کہ وہاں کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں اپنے خاص ارادے بھی رکھتی ہیں - پس ساری دنیا کو حیرت ہوئی ' جب ان سب قصوں کے بعد ایک ایسا اعلان ہمیں دیا گیا ' جسکے الفاظ نے مجبور کیا کہ اسے اعلان جنگ تصور کریں -

فوجی بے سروسامانی

ہم جنگ کے لیے بالکل آمادہ نہ تھے - افسروں میں سے کئی ہزار جوان طرابلس میں رکے پڑے تھے' جیسا کہ میں ابھی آپ سے کہہ چکا ہوں - اسکے علاوہ ہم نے دو بڑی بڑی با قاعدہ اور ردیف فوجیں شام کے ساحل پر اس غرض سے جمع کردی تھیں' تا کہ اٹلی کی فوج وہاں اتر نہ سکے ' اس لیے ہماری یوروپین فوج میں افسروں کی سخت کمی محسوس ہوئی - بعضوں میں سات اور بعضوں میں صرف دو کمپنی افسر تھے ' یوروپین افواج کے کل ردیف ساحل شام پر جمع تھے -

جب ایسی حالت میں جنگ شروع ہوگئی تو ہم کو مجبوراً غیر مستعد اور نا قابل لوگوں سے کام لینا پڑا ' اور مناستر اور ایدریا نوپل کی قیامی فوجیں ' جنگی فوج بناکر میدان میں بھیج دینی پڑیں - اس فوج میں ایسے سپاہی بے سرو سامانی سے بھرتی ہوے تھے' جنھوں نے بندوق کبھی چلائی بھی نہ ہوگی اور جنکی تعلیم صرف دو یا تین کمپنی افسروں کو اپنے ہاتھوں میں لینی پڑی تھی - اس موقع پر ہمارے جنگی جہازوں کی کمی نے ہمیں نقصان پہنچایا ' کیونکہ ہمارے پاس شام کے ساحل پر ڈیڑہ لاکھہ باقاعدہ سپاہی موجود تھے جنھیں ہم اسوقت یورپ نہیں پہنچاسکے اور جنکو قونیا ریلوے تک آنے میں کئی سو میل کی مسافت طے کرنی پڑی - یہ فوجیں چتالجہ اسوقت پہونچیں ' جب التواے جنگ کا اعلان ہوچکا تھا -

گھوڑوں کی کمی

ہمارے سوار اور برق انداز توپخانے میں گھوڑوں کی بھی سخت کمی تھی - ہم نے حماقت سے یوروپین خیال کے مطابق اپنے بندوق کے رسالہ کو صلح کی وقتی حالتمیں قایم رکھا تھا - جب جنگ شروع ہوگئی تو ہماری یوروپین افواج میں ٦٨ - ہزار گھوڑوں کی ضرورت پائی گئی - انکی جگہ ٹٹے اور وحشی گھوڑوں سے پر کرنی پڑی -

سڑکوں کی خرابی

دوسری بڑی دقت سڑکوں کی خرابی سے پیش آئی - انکی خرابی کی یہ حالت ہے کہ پاے تخت کے متصل جو سڑکیں ہیں وہ بھی تھوڑی سی بارش کے بعد بالکل دلدل ہوجاتی ہیں -

سامان جنگ

فوجوں کی تعداد کاغذ پر تو ضرور تھی اور جب نقل و حرکت کا حکم صادر ہوا تو تمام سپاہی حاضر بھی ہوگئے جیسا کہ ہر سچے ترک سپاہی کا دستور ہے ' مگر بار برداری کا سامان کہاں تھا ؟ گھوڑے اور دیگر ضروری جانور خریدنیکو روپیہ کہاں سے آتا ؟ سپاہی جب روانہ ہوے ہیں تو انکا عجیب حال تھا - نہ تو انکے اسلحہ درست تھے' اور نہ گولہ بارود اور دیگر لوازم جنگ کا کوئی سامان تھا - نہ قطع مسافت کیلیے ریل تھی' اور نہ لڑانے والے افسر موجود تھے - ان بیچاروں نے باسفورس عبور کیا اور میدان جنگ کی پہلی صفوں میں قربانی کی بھیڑوں کی طرح ہانک دیے گئے - انمیں کوئی بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ انکا سردار کون ہے ؟ فوج کے کس حصہ سے اسکا تعلق ہے ؟ اور کس دستہ کا وہ شریک ہے ؟ با ایں ہمہ بدنظمی ہمارے سپاہی میدان جنگ میں جان فروشی سے باز نہیں آے اور بے دریغ اپنے تکّے کٹواتے رہے - یہ بلغاری ' سروین ' یا یونانی نہ تھے' جنھوں نے انکو شکست دی ' بلکہ جنگ کی بے ترتیبی اور بھوکے سپاہیوں کی گرسنگی تھی ' جو ترکوں کے برباد ی کا باعث ہوئی - کرک قلیسی' لولی بر غاس' اور چتلجا کی لڑائیوں کو مثالاً سامنے رکھیے' (محمود مختار پاشا) کی فوج میں سواری کا کوئی سامان نہ تھا - ان بلغاریوں پر جنکا تکیہ دل ایدریا نوپل کی راہیں مسدود کرنا چاہتا تھا ' مختار پاشا کو مجبوراً حملہ کرنا پڑا - اس حملہ میں وہ سپاہی شریک تھے جنکو تین شبانہ روز سے کوئی غذا نہیں ملی تھی - سب کے سب بالکل کمزور ہو رہے تھے اور انکے پاس سامان جنگ بھی نہ تھا سڑکیں اتنی خراب تھیں کہ گھوڑے کیچڑ میں پھنس پھنس جاتے تھے اور بندوقیں زمین میں گڑ جاتی تھیں - دو دو ٹکرے کرکے بھی انکا آگے بڑھانا ناممکن معلوم ہوتا تھا - اور پیدل سپاہی تو گرسنگی کے باعث اسقدر ضعیف ہوگئے تھے کہ انسے کسی مدد کی امید بیکار تھی - روٹی کی تلاش میں مستعد سپاہی منتشر ہوگئے - عین اسی حالتمیں دشمنوں کی فوجیں نمودار ہوئیں اور ترکی سپاہیوں میں

دل از من ، دیدہ از من ، آستین از من ، کنار از من !

* * *

لیکن یہ جو کچھ ہوا ، اسپر محض ایک سرسری نظر ڈالکر نہیں گذر جانا چاہیے - آجکل ہماری نظریں (بحر مار مورا) اور (دردانیال) کے جنگی طوفانوں کی طرف لگی ہوئی ہیں ، اور جی نہیں چاہتا کہ اور کسی طرف دیکھیں ، تاہم ہم ناظرین سے کہینگے کہ وہ ان چند ملکی لہروں سے بھی اعماض نہ کریں جو ۲۶ دسمبر کو (گومتی) کی ساکن و خاموش سطح میں اٹھی تھیں - عجیب نہیں کہ کسی وسعت یہی گومتی کی لہریں قلزم کے طوفانوں کا کام دیں -

فی الحقیقت ان جلسوں میں صاحبان عقل و فکر کیلیے بہت سی عبرتیں تھیں ، جنکو ایک ایک کرکے یاد کرنا چاہیے کیونکہ وہ مسلمانان ملک کے اُس تغیر افکار و اعمال کی پہلی منزل تھیں ، جس سے اس تغیر کا مستقبل وابستہ ہے ، اور جسکی طرف ہم نے پچھلے دنوں " صبح امید " کے عنوان سے دو افتتاحیہ مضمون لکھکر توجہ دلائی تھی اور ہم چاہتے ہیں کہ اسے تفصیل سے لکھیں -

مسٹر سید حسن بلگرامی

معتمد ایجوکیشنل کانفرنس کے گذشتہ اجلاس کے صدر ، جنکی غیر متوقع آزادی و صداقت کی بدولت ، علی گڈہ کانفرنس کے اسٹیج پر پہلی مرتبہ ایک زندہ آواز بلند ہوئی - جزاہم اللہ من المسلمین خیر الجزاء

ترکی کے شکست کے اسباب

— * —

عثمانی نظامی پاشا ممبر صلح کانفرنس کا بیان

— * —

(اخبار پاپولیر کے ایک سابق نامہ نگار کی تحریر) -

عثمان پاشا اوسط عمر کے آدمی ہیں - انکا سن ۴۵ سے زیادہ نہیں - انہوں نے ملٹری کالج سے نکلکر قسطنطنیہ کے اسٹاف کالج میں شرکت کی اور اس طرح بحیثیت لفٹنٹ کرنل اور سلطان کے ایڈی کانگ کے مرچ میں داخل ہوے - وہ مشرقی اور مغربی دونوں زبانیں یکساں فصاحت سے بولتے ہیں اور زبان انگریزی میں انکو استعداد ملکہ ہے ، جسقدر ترکی میں - ترکی وکلاے کانفرنس میں صرف وہی انگریزی زبان سمجھتے ہیں - میں نے انکو کارلٹن ہوٹل میں خفیہ خطوط پڑھتے ہوے مشغول پایا ، لیکن مجھے پہچانکر انہوں نے فوراً اپنے کام سے ہاتھ اٹھالیا اور جو کچھ خبریں وہ دے سکتے تھے

مقالات

تراجم احوال

دیباچہ

سیرۃ نبوی

(از: شمس العلما مولانا شبلی نعمانی)

(۳)

تبصرہ

سیرۃ نبوی کے مسلم ذخیرہ پر

فن سیرت کی یہ ایک سادہ اور مجمل تاریخ تھی - اب اس پر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالنی چاہیے

(۱) تیرہ سو برس کی وسیع مدت میں ایک کتاب بھی اس فن میں ایسی تصنیف نہیں کی گئی' جس میں صرف صحیح روایتوں کا التزام کیا جاتا - سیرت کی جس قدر کتابیں موجود ہیں' ان سب میں محمد بن اسحاق کی سیرت سب سے زیادہ مستند ہے' تاہم علامہ ذہبی جو اُن کے طرفدار ہیں' میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں :

ماله عندي ذنب' الا ما قد حشا في السيرة من الاشياء المنكرة المنقطعة والاشعار المكذوبة

میرے نزدیک اُن کا اسکے سوا کوئی گناہ نہیں کہ انہوں نے سیرت میں منکر اور بے سند روایتیں اور جعلی اشعار بھر دیئے ہیں-

(۲) محدثین نے تنقید اور تحقیق کی ضرورت کو احادیث احکام کے ساتھہ خاص کردیا' یعنی صرف وہ حدیثیں تنقید کی محتاج ہیں' جن سے شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں - جو روایتیں فضائل وغیرہ سے متعلق ہیں' اُن میں احتیاط کی حاجت نہیں - حافظ زین الدین عراقی بہت بڑے پایہ کے محدث ہیں' حافظ ابن حجر انہی کے شاگرد ہیں' وہ اپنی سیرۃ منظوم کے دیباچہ میں لکھتے ہیں :

وليعلم الطالب ان السيرا يجمع ما صح وما قد انكرا (۱)

یہی وجہہ ہے کہ مناقب اور فضائل اعمال میں نہایت کثرت سے جھوٹی اور ضعیف روایتیں شائع ہوگئیں' اور بڑے بڑے ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں ان روایتوں کا درج کرنا جائز رکھا - علامہ ابن تیمیہ کتاب التوسل (۲) میں لکھتے ہیں :

قد رواه من صنف في عمل يوم وليلة كابن السني وابي نعيم وفي مثل هذه الكتاب احاديث كثيرة موضوعة لا يجوز الاعتماد عليها في الشريعة باتفاق العلماء -

اس حدیث کو ان لوگوں نے روایت کیا ہے جنہوں نے رات دن کے اعمال میں کتابیں تصنیف کی ہیں مثلاً ابن السنی اور ابو نعیم' اور اس قسم کی کتابوں میں کثرت سے جھوٹی حدیثیں موجود ہیں جن پر اعتماد کرنا ناجائز ہے' اور اس پر تمام علما کا اتفاق ہے-

حاکم نے مستدرک میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم سے خطا سرزد ہوئی' تو انہوں نے کہا " اے خدا ! میں تجھکو محمد کا واسطہ دیتا ہوں کہ میری خطا معاف کردے " خدا نے کہا " تم نے محمد کو کیونکر جانا " حضرت آدم نے کہا " میں نے سر اٹھا کر عرش کے پایوں پر نظر ڈالی' تو یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے : لا اله الا الله محمد رسول الله - اس سے میں نے قیاس کیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھہ جس شخص کا نام ملایا ہے' وہ ضرور تجھکو محبوب ترین خلق ہوگا " خدا نے کہا " آدم ! تو نے سچ کہا' محمد نہ ہوتے تو میں تجھکو پیدا بھی نہ کرتا "

حاکم نے اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے' علامہ ابن تیمیہ یہ قول نقل کرکے لکھتے ہیں :

اما تصحيح الحاكم لمثل هذا الحديث وامثاله فهذا مما انكره عليه ائمة العلم بالحديث وقالوا ان الحاكم يصحح احاديث وهي موضوعة مكذوبة عند اهل المعرفة بالحديث وكذلك احاديث كثيرة في مستدركه يصححها وهي عند ائمة اهل العلم بالحديث موضوعة (۱)

حاکم کے اس قسم کی حدیثوں کو صحیح کہنے پر ائمہ حدیث نے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ حاکم اکثر جھوٹی اور موضوع حدیثوں کو صحیح کہدیتے ہیں' اسی طرح حاکم کی مستدرک میں بہت سی حدیثیں ہیں جن کو حاکم نے صحیح کہا حالانکہ وہ ائمہ حدیث کے نزدیک موضوع ہیں-

علامۂ موصوف ایک اور موقع پر ابو الشیخ اصفہانی کی کتاب کا تذکرہ کرکے لکھتے ہیں (صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶) :

وفيها احاديث كثيرة قوية صحيحة وحسنة واحاديث كثيرة ضعيفة موضوعة وهية وكذلك ما يرويه خيثمة بن سليمان في فضائل الصحابة وما يرويه ابو نعيم في فضائل الخلفاء في كتاب مفرد وفي اول حلية الاولياء وما يرويه ابو بكر الخطيب وابو الفضل بن ناصر وابو موسى المديني وابو القاسم بن عساكر والحافظ عبد الغني وامثالهم ممن له معرفة بالحديث-

اور اس میں بہت سی حدیثیں ہیں جو قوی ہیں' اور حسن ہیں اور بہت سی ضعیف اور موضوع اور مہمل ہیں اور اسی طرح وہ حدیثیں' جو خیثمہ بن سلیمان' صحابہ کے فضائل میں روایت کرتے ہیں' اور وہ حدیثیں' جو ابو نعیم اصفہانی نے ایک مستقل کتاب میں خلفا کے فضائل میں روایت کی ہیں' اور اسی طرح وہ روایتیں' جو ابو بکر خطیب اور ابو الفضل اور ابو موسیٰ مدینی اور ابن عساکر اور حافظ عبد الغنی وغیرہ ارباب حدیث روایت کرتے ہیں -

غور کرو ! ابو نعیم' خطیب بغدادی' ابن عساکر' حافظ عبد الغنی وغیرہ' حدیث اور روایت کے امام ہیں' با وجود اسکے یہ لوگ خلفا اور صحابہ کے فضائل میں جھوٹی اور موضوع حدیثیں بے تکلف روایت کرتے ہیں- اسکی وجہ یہی تھی کہ یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا تھا کہ صرف مسایل فقہیہ کی حدیثوں میں احتیاط اور تشدد کی ضرورت ہے' ان کے سوا اور روایتوں میں سلسلۂ سند نقل کردینا کافی ہے' تنقید اور تحقیق کی ضرورت نہیں -

(۱) طالب العلم کو جاننا چاہیے کہ سیرت میں سبھی طرح کی روایتیں ہوتی ہیں صحیح بھی اور غلط بھی -

(۲) مطبوعہ مطبع المنار صفحہ (۱۹)

کھل بلی مچ گئی - (محمود مختار) نے فوجونکو مرتب کرنا چاہا اور اسکی کوشش میں اپنے لوگونکو گولی سے مار بھی ڈالا مگر بھوک کی شدت نے لوگوں کو ہوش و حواس ہی میں کب رکھا تھا کہ وہ حالت کی نزاکت محسوس کرتے ؟ نتیجہ یہ ہوا کہ مختار پاشا اپنی فوج کو اسوقت آراستہ کر سکے ' جب اس جنگ لولی برغاس میں اپنے متعدد بہترین سپاہیونکو خود اپنے ہاتھہ سے شہید کرچکے تھے ۔

بلغاریا کے دعوے

یہ تمام خود ساختہ روایتیں کہ دست بدست لڑائیاں ہوئیں اور سنگینیں چلیں اور بلغاریوں نے نہایت دلیرانہ حملے کیے' محض جھوٹ اور افترا ہے - میں ترکی اسپتال سے ہو آیا ہوں اور متعدد افسروں سے جو جنگ کے ہر موقعہ پر شریک تھے گفتگو بھی کر چکا ہوں - متعدد سپاہیوں پر نظر پڑی جنکے جسم بندوق یا توپ سے مجروح تھے ' مگر سنگینوں یا تلوار کا کوئی زخم دیکھنا تو در کنار' سننے میں بھی نہیں آیا - میں بلغاریونکی مذمت نہیں کرتا - انکی فوج بہترین طریقہ سے آراستہ تھی اور انہوں نے حملہ کا وقت بھی نہایت مناسب نکالا تھا مگر بلغاری لفٹننٹ ویگنر کے مصنوعی قصونکے ہیرو نہیں ہیں - وہ معمولی انسان ہیں - اگر اب جنگ چھڑ جائے تو ہم انسے یکساں قوت پر مقابل ہونگے اور ہمیں صوفیا تک داخل کرلینے میں شاید ایک ماہ سے زیادہ عرصہ نہ لگے گا ۔

صلح کی شرائط

اب ذرا صلح کانفرنس اور اسکے شرائط کو ملاحظہ فرمائیے - بلقانی لیگ نے جو شرطیں پیش کی ہیں ' وہ بالکل لغو اور بے معنی ہیں اور ہرگز قبول نہ ہونگی - ایڈریا نوپل یورپین ترکی کا قدیمی پای تخت ہے اور وہاں ہمارے گذشتہ سلاطین مدفون ہیں - ہم تو ابھی پیوزلد دیکھے ہیں ' جہاں مراد اول جنگ (قصوو) کے بعد سنہ ۱۳۸۹ میں دفن ہوے تھے - لیکن ایڈریانوپل ہم کبھی علحدہ نہیں کرسکتے - یہ صوبہ قسطنطنیہ کی کنجی ہے - اسپر بلغاری قبضہ ترکی سلطنت کے حق میں ہمیشہ مخدوش ہوگا - اسکا ہمارے ہاتھہ میں رہنا بلغاریہ کے لیے خطرناک نہ تھا اور نہ اب ہے - علاوہ ازیں یہ مقام اتنک بلغاریا کیلیے ناممکن التسخیر رہا' پھر اسکا حق کس انصاف اور حق پر مبنی ہے ؟ ترکوں میں ایک پرانی مثل ہے کہ جو " شے تلوار سے حاصل ہوتی ہے اسکو تلوار ہی چھین سکتی ہے " اگر ایڈریانوپل پر لڑائی میں قبضہ ہوگیا ہوتا تو وہ دوسری صورت ہوتی اور اسوقت ہملوگ شاید اسکے دیدینے پر جبراً راضی بھی ہوجاتے - مگر موجودہ حالت میں تو ایسا ہونا ممکن نہیں - ہم دول یورپ کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کو آمادہ ہیں کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق البانیا کو زیر نگرانی سلطانی کسی ترکی خاندان کی حکومت کے ماتحت خود مختار کرادے' ہم اسپر بھی آمادہ ہیں کہ چار تالپار مقدونیا سے اپنا قبضہ اٹھالیں مگر تھریس ہمارا تھا - ہمارا ہے اور ہمارا ہی رہیگا - جزیرے بھی کبھی جدا نہیں ہوسکتے - یہ سچ ہے کہ جنگی جہازوں کی کمی کے باعث یونانیوں نے چند جزیروں پر قبضہ کرلیا ہے ' مگر اسکو بھولنا نہیں چاہیے کہ ہمارا کوئی قلعہ وہاں نہیں تھا - ان جزیروں میں زیادہ تر یونانی آباد ہیں اور ہم نے اپنے دستور کے موافق انکو کامل آزادی دیدی تھی - ان باشندوں کی یہ آزادی پھر واپس ہوجایگی مگر ہماری ایشیائی حکومت کے لئے یہ بات سخت نقصان دہ ہوگی کہ ہم اپنے خاص دروازہ کے جزیرے اس قوم کے ہاتھوں میں دیدیں' جو بیزنطانی وراثت پر حق کا اب تک دعوی کرتا ہے - ہم نے فیصلہ کرلیا ہے اور ہمارا قصد مصمم ہو چکا ہے کہ تھریس یا ایڈریانوپل کو کبھی جدا نہیں ہونے دینگے - اگر جنگ پھر شروع کی جاے گی تو ہم بھی اسکے لئے طیار ہیں - ہماری ساری کمزوریاں دور ہوچکی ہیں - ہمارے پاس اسوقت ۷۵۰۰۰ سپاہی نبرد آزما گیلی پولی میں اور دو لاکھہ چتلجہ میں موجود ہیں ' اور وہ ۸۰ - ہزار ترک اسکے علاوہ ہیں جو ترابزون اور سقوطری کے درمیان باسفورس سے متصل مقیم ہیں اور ہر روز نہایت بے چینی سے اجراے جنگ کا انتظار کر رہے ہیں - یہ جتنی تاخیر ہورہی ہے ' ہماری فوج کو مضبوط بنا رہی ہے اور اگر وہ ہمارے شرائط نامنظور کرینگے تو ہم لڑنیکو مستعد ہیں - باقی رہا نتیجہ جنگ' تو اسکا ہمیں کوئی خوف نہیں " ۔

(الہلال) ان اقتباسات کو پڑھو اور غور کرو ! بلقان میں اسلحہ فراہم کیے جاتے ہیں مگر کوئی نہیں روکتا - اسکے بعد ڈپلومیٹک جنگ کا آغاز ہوتا ہے ' اس پر ترکی کو تنبیہ ہوتا ہے اور وہ بھی بغرض حفظ ما تقدم جنگی تیاری کرنا چاہتی ہے ' مگر مرد سخن (جیسا کہ ادعاء کیا جاتا ہے) انگلستان' بلغاریوں کا طال کسر روس ' اور مثلث کا " تیسرا ضلع' فرانس کے سفراء سفیر ترکی سے ملتے ہیں اور علی الخصوص انگلستان کا سفیر طفل تسلی دیتا ہے کہ جب تک وہ خود حملہ کی محرک نہ ہوگی اسوقت تک کسی علانیہ جنگ کا اسے حرف نہ کرنا چاہیے - اور پھر اسی پر بس نہیں کیا گیا بلکہ اسکو مجبور کیا جاتا ہے کہ تدابیر حفظ ما تقدم کو چھوڑ دے - ترکی کی ناعاقبت اندیش وزارت طرابلس کے تلخ تجربہ کے باوجود پھر بھی اعتماد دول کا شکار ہوتی ہے' اور جنگی تیاری یک قلم موقوف کردیتی ہے - خلوت میں مداهنین سیاست کی طرف سے ایک طرف اٹلی کو ابھارا جاتا ہے کہ تمام قوانین جنگ و انسانیت کو بالاے طاق رکھکر بیروت پر حملہ کردے ' تاکہ ترکی مجبور ہوکر اپنی فوج کا اصلی حصہ قسطنطنیہ سے دور بھیجدے - دوسری طرف راست باز انگلستان کا راست باز سفیر جنگی طیاری سے روکتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ جنگ ہرگز شروع نہوگی - لیکن پھر دفعۃً جنگ چھیڑ دی جاتی ہے - ترکی اپنے کو دیکھتا ہے تو فوج ہیں' نہ افسر - سپاہی ہیں' نہ سواری - سڑکیں خراب ہیں - اور بدقسمتی سے سڑکوں کے ساتھہ موسم بھی خراب ہے - ترتیب یافتہ افسروں کی قلت کی تلافی ناممکن' قلت سواری کا تدارک ممکن مگر خزانہ خالی' مجبوراً سپاہیوں کی کمی رنگروٹوں سے پوری کی جاتی ہے جو بندوقوں کو بھرنا بھی نہیں جانتے - پھر یہ فوج ایک ایسی فوج سے معرکہ آرا ہوتی ہے ' جو تیس برس سے تیار کیجا رہی تھی اور یورپ کی بہترین اعانتوں سے فائدہ اٹھاکر میدان میں نکلی تھی -

ایسی حالت میں ناکامی لازمی تھی اور پیش آئی' مگر سوال یہ ہے کہ اسکا باعث کون ہے ؟ ترک ؟ مگر وہ تو ڈپلومیٹک جنگ کے آغاز ہی سے حفظ ماتقدم کرنا چاہتے تھے - پھر کون ہے ؟ ..

قتلم از عشوہ دنبالیست کہ من میدانم
سر این فتنہ زدنبالیست کہ من میدانم

تاریخ پر کیا ہوگا ؟ اُس کا قلمی مقصد صرف واقعیت ہوتی ہے ' وہ اُسی پر اپنے معتقدات اور خیالات' بلکہ تمام چیزوں کو قربان کر دیتا ہے -

لیکن اس میں حد سے زیادہ تفریط ہوگئی ' اس بات سے بچنے کے لیے کہ واقعات' راے سے مخلوط نہ ہوجائیں' پاس پاس کے ظاہری اسباب پر بھی نظر نہیں ڈالتے ' جس سے ہر واقعہ خشک اور بے اثر ہوکر رہ جاتا ہے - مثلاً آنحضرت (صلعم) کی سیکڑوں چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کو اس طرح شروع کرتے ہیں کہ آنحضرت (صلعم) نے فلاں قبیلہ پر فلاں وقت فوجیں بھیجدیں' لیکن اُن کے اسباب کا ذکر نہیں کرتے' حالانکہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوا جس کے ناگزیر اسباب نہ تھے -

(۵) ایک بڑا اور اہم مسئلہ زمانہ کا 'مذاق' ذاتی میلان' اور میلان طبائع کا اثر ہے - یہ بالکل ممکن ہے کہ راوی ثقہ ہوں ' لیکن زمانے کے مذاق اور اثر سے واقعہ کی اصلی حالت بدل جاے - مثلاً جس زمانہ میں تصنیف و تالیف کا رواج ہوا ' مذہبی تعصب اور غیر مذہب والوں سے نفرت ' عام ہوچکی تھی - کبھی روایت میں اگر یہ مذکور ہو کہ کوئی کافر قتل کردیا گیا ' تو کسی کو وجہہ اور سبب کی تلاش نہیں ہوتی تھی ' اسلیے کہ قتل کے لیے یہ کافی سبب تھا کہ وہ مسلمان نہ تھا - یہ تعصب جس طرح پیدا ہوا' اور جس طرح بتدریج بڑھتا گیا' تمام مذہبی اور تاریخی تصنیفات میں اُسی تدریج کے ساتھہ اُس کے آثار نظر آتے ہیں - مثلاً حضرت عمر نے غیر مسلم رعایا کی نسبت بہت سے احکامات صادر کیے تھے جن کا منشا یہ تھا کہ وہ صورت اور وضع و لباس میں مسلمانوں سے مشتبہ نہ ہونے پائیں' - قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں اِن احکام کو نقل کیا ہے اور ہارون الرشید سے نہایت زور کے ساتھہ استدعا کی ہے کہ اِن احکام کی تعمیل نہایت پابندی کے ساتھہ کی جاے - قاضی صاحب اگرچہ نہایت سختی کے ساتھہ اِن احکام کی تعمیل کی تاکید کرتے ہیں ' لیکن اُن کے کسی لفظ سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ اِن احکام کا منشا کیا ہے؟ یا اس سے ذمیوں کی توہین مقصود ہے' لیکن جب تعصب زیادہ بڑھا اور متقشف فقہاء پیدا ہوے' تو یہی روایت اِس صورت میں ڈھل گئی کہ حضرت عمر نے تحقیر و توہین کے لیے یہ احکام صادر کیے تھے !

جنگ یرموک میں جب حضرت ابو عبیدہ نے تمام مفتوحہ مقامات سے فوجیں واپس بلالیں' تو افسران فوج کو حکم بھیجا کہ جس قدر جزیہ جہاں جہاں سے وصول کیا گیا ہے سب واپس کر دیا جاے' اور رعایا سے کہدیا جاے کہ "جزیہ اِس غرض سے لیا جاتا ہے کہ کوئی دشمن چڑھہ آے تو ہم تمہاری حفاظت کرسکیں' لیکن چونکہ اب ہم تمہاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے اسلیے وہ تمام رقم واپس کردی جاتی ہے " یہ واقعہ تمام تاریخوں میں مذکور ہے اور یہ اسلام کے عدل و انصاف کی اصلی تصویر ہے ' لیکن قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں یہ واقعہ جہاں نقل کیا ہے' وہاں اِسقدر اپنی راے بھی شامل کردی ہے کہ " حضرت ابو عبیدہ نے تالیف قلوب کے لیے ایسا کیا تھا " ما بعد کی تصنیفات میں یہ واقعہ اِسی راے کے قالب میں ڈھل گیا اور اب تو واقعہ کو اس راے سے الگ کر بھی نہیں سکتے -

بنو نضیر کی لڑائی میں جب یہودیوں کا محاصرہ کیا گیا تو آنحضرت نے حکم دیا کہ قلعہ کے گرد جو کھجور کے درخت ہیں' کٹوا ڈالے جائیں ' عام ارباب سیر اس واقعہ کو اسی طرح سادہ لکھتے ہیں اور گو یہودیوں کے اس اعتراض کا ذکر کرتے ہیں کہ" محمد (صلعم) باوجود دعوی پیغمبری ایسی بے رحمی کا ارتکاب کرتے ہیں " لیکن اس اعتراض (۱) کے جواب سے بالکل تعرض نہیں کرتے' کیونکہ اُن کے نزدیک یہودیوں کے ساتھہ جو کچھہ کیا جاے عین انصاف ہے -

احادیث اور سیرت کی اکثر کتابیں عباسیوں کے زمانہ میں لکھی گئیں اور اُس وقت لکھی گئیں جب ناز و نعمت اور عیش پرستی کا اوج شباب تھا - اس حالت نے تاریخ و روایت پر جو اثر کیا وہ اگرچہ روایتوں کے رگ رگ میں نظر آتا ہے' لیکن کسی نے اس کا احساس نہیں کیا -

یہ وہ زمانہ تھا کہ خلفاے عباسیہ کثرت سے شادیاں کرتے تھے ہزاروں حرمیں ہوتی تھیں ' مامون الرشید اور ہارون الرشید کے پاس دو دو ہزار کنیزیں تھیں اور یہ تعداد کبھی کم نہیں ہوتی تھی ' اس بنا پر جن روایتوں میں میل الی النساء اور جمال پرستی کا ذکر ہوتا تھا وہ خود بخود رواج عام پا جاتی تھیں ' اسی کا اثر ہے کہ طبقات ابن سعد اس قسم کی روایتوں سے لبریز ہے اور اور کتابوں میں بھی اسکی مخفی تلمیحات نظر آتی ہیں - اس بحث کی زیادہ تفصیل مناسب نہیں' ورنہ ہم بہت سی روایتوں کو نقل کرسکتے تھے -

یہ وہ اسباب ہیں کہ ثقہ سے ثقہ راوی ان کے اثر سے بچ نہیں سکتے تھے - ثقاہت صرف کا اسی قدر اثر ہوسکتا ہے کہ کوئی واقعہ غلط نہ بیان کیا جاے ' لیکن ثقہ سے ثقہ راوی بھی اس سے نہیں بچ سکتا کہ اُس کے مذاق اور راے کا اثر روایت پر پڑتا ہے - جو واقعہ راوی کے مذاق کے مناسب ہوتا ہے اُس میں خود بخود زور آجاتا ہے ' وہ اجاگر ہوجاتا ہے' دوسرے واقعات اُس کے سامنے دھندلے ہو جاتے ہیں' اور جو جزئیات اُس واقعہ سے الگ ہوتے میں بیان سے چھوٹ جاتے ہیں - امام بخاری کا عموماً یہ اصول ہے کہ ایک طویل الذیل روایت کے بیسیوں ٹکڑے کرتے ہیں اور یہ ٹکڑے جہاں جہاں اور جس جس باب میں آسکتے ہیں' اُن کے مستقل عنوان بناتے ہیں - ان ٹکڑوں کو پوری روایت میں دیکھو - تو سادہ اور معمولی معلوم ہوتے ہیں ' لیکن مستقل عنوانوں میں مقصود بالذات ہونے کی وجہ سے یہی ٹکڑے زیادہ روشن ہو جاتے ہیں ' اور اگرچہ کسی موقع پر غلط بیانی نہیں ہوتی' لیکن واقعات کی حیثیت ہر جگہ بدل جاتی ہے ' اور اکثر جگہ الفاظ تک بدل جاتے ہیں -

یہ بات معمول نہ اور عام ہے کہ راوی ' روایت کا جو حصہ چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے - یہی وجہہ ہے کہ بخاری ' مسلم ' ترمذی وغیرہ میں ایک ہی حدیث کو دیکھو تو کسی میں وہ روایت نہایت مطول ہوتی ہے ' دوسرے میں اُس سے مختصر' تیسرے میں اس سے بھی مختصر' اسکی یہی وجہہ ہے کہ ایک بڑی روایت میں سے راوی جو واقعات یا جو واقعہ چاہتا ہے چھوڑ جاتا ہے - اصول حدیث کی رو سے اس قسم کی کمی بیشی کا اعتبار وہیں تک ہے' جہاں تک واقعہ کی نوعیت میں فرق نہ آے' لیکن یہ ایک اجتہادی بات ہے' یعنی ممکن ہے کہ ایک راوی کے نزدیک واقعہ کی بعض خصوصیات چھوڑ دینے سے اصل مقصد میں فرق نہیں آتا' لیکن درحقیقت آجاتا ہو -

زمانہ اور طبیعت کا مذاق اس حالت میں نہایت سخت نتائج پیدا کرتا ہے' مثلاً حضرت عمر نے ذمیوں کی نسبت یہ حکم دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے محلوں میں سور نہ لائیں' مساجد کے سامنے صلیب نہ نکالیں' اُن بچوں کو اصطباغ نہ دیں جو کسی مسلمان کے زیر تربیت ہوں ' کتاب الخراج اور طبری میں یہ احکام انہی قیدوں کے ساتھہ منقول ہیں ' لیکن جب تعصب بڑھتا گیا تو یہ قیدیں خود بخود اُٹھتی گئیں اور ابن الاثیر وغیرہ میں یہ احکام عام احکام بن گئے' یعنی ذمیوں کے لیے سور چرانا' صلیب نکالنا' بچوں کو اصطباغ دینا' سرے سے ممنوع ہوگیا -

[لها بقية]

---

(۱) جنگ بنو نضیر کے ذکر میں تفصیل سے اس واقعہ کا اور اسکے اسباب کا ذکر کیا جس سے ظاہر ہوگا کہ یہودیوں کا اعتراض بالکل غلط تھا -

اس بے احتیاطی کا اثر سیرت نبوی کی روایتوں پر زیادہ تر پڑا ' خلفا اور صحابہ کے فضائل میں جس مبالغہ آمیز روایتوں کا نقل کرنا جائز تھا ' تو بارگاہ رسالت کے فضائل میں جس قدر کیا جاتا ' کم تھا - اس قسم کی روایتیں عوام میں مقبول ہوکر اس طرح رواج پا جاتی تھیں کہ اگر کوئی محقق ان سے انکار کرنا چاہتا تو عوام دشمن بن جاتے -

موضوعات ملا علی قاری میں لکھا ہے کہ بغداد میں ایک واعظ نے یہ حدیث بیان کی " قیامت میں خدا آنحضرت کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھاے گا " امام ابن جریر طبری نے سنا تو بہت برہم ہوے اور اپنے دروازہ پر یہ فقرہ لکھہ کر لگا دیا . " خدا کا کوئی ہمنشیں نہیں " اسپر بغداد کے عوام سخت برافروختہ ہوے اور امام موصوف کے گھر پر اس قدر پتھر برساے کہ دیواریں ڈھک گئیں (١)

ایک خاص نکتہ

اس موقع پر ایک خاص نکتہ لحاظ کے قابل ہے - یہ مسلم ہے کہ حدیث و روایت میں امام بخاری اور مسلم سے بڑھکر کوئی شخص نہیں پیدا ہوا - رسول اللہ کے ساتھہ اُن کو جو عقیدت اور خلوص اور شیفتگی تھی ' اُس کے لحاظ سے بھی وہ تمام محدثین کے سرتاج تھے - باوجود اسکے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کی مبالغہ آمیز روایتیں بیہقی ' ابونعیم ' بزار ' طبرانی وغیرہ میں پائی جاتی ہیں ' بخاری اور مسلم میں نہیں ملتیں - بلکہ اس قسم کی حدیثیں جو نسائی ' ابن ماجہ ' ترمذی وغیرہ میں پائی جاتی ہیں ' وہ بھی ان میں مذکور نہیں ' اس سے قطعی ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر تحقیق و تنقید کا درجہ بڑھتا جاتا ہے ' مبالغہ آمیز روایتیں گھٹتی جاتی ہیں - یہ روایت کہ جب آنحضرت (صلعم) عالم وجود میں آے تو ایوان کسری کے ١٤ - کنگرے گر پڑے ' آتش فارس بجھہ گئی ' بحیرہ طبریہ خشک ہوگیا - بیہقی ' ابونعیم ' خرائطی ' ابن عساکر ' اور ابن جریر ' سب نے روایت کی ہے ' لیکن بخاری اور مسلم بلکہ صحاح ستہ کی کسی کتاب میں اس کا پتہ تک نہیں !

سیرت نبوی پر جو کتابیں لکھی گئیں ' وہ زیادہ تر اسی قسم کی کتابوں (طبرانی ' بیہقی ' ابونعیم وغیرہ) سے ماخوذ ہیں ' اسلیے ان میں نہایت کثرت سے غلط اور کمزور روایتیں درج ہوگئیں اور اسی بنا پر محدثین کو کہنا پڑا کہ سیرۃ میں جھوٹ سچ ' ہر قسم کی روایتیں ہوتی ہیں -

(٣) سیرت کے باب میں یہ سہل انگاری اختیار کی گئی کہ محدثین نے تحقیق کے جو اصول قرار دیے تھے ' اکثر نظر انداز کردیے گئے - محدثین کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ روایت کا سلسلہ اصل واقعہ تک کہیں منقطع نہ ہونے پاے ' لیکن آنحضرت کے حالات ولادت کے متعلق جس قدر روایتیں مذکور ہیں ' قریباً سب منقطع ہیں - صحابہ میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی عمر ' آنحضرت کی ولادت کے وقت روایت کے قابل ہو - سب سے معمر حضرت ابوبکر تھے ' وہ آنحضرت سے عمر میں دو برس کم تھے ' اسی بنا پر ولادت شریف کے متعلق جس قدر روایتیں مذکور ہیں ' کوئی ان میں سے متصل نہیں ' اور اسی بنا پر ان واقعات کے متعلق نہایت دور از کار روایتیں پھیل گئیں ' مثلاً ابونعیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت پیدا ہوے تو بہت سے پرند آکر مکان میں بھرگئے ' جن کی زمرد کی منقار ' اور یاقوت کے پر تھے - پھر ایک سفید بادل آیا اور آنحضرت کو اٹھا لیگیا اور ندا آئی کہ اس بچے کو مشرق و مغرب اور تمام دنیا کی سیر کراؤ کہ سب لوگ پہچان لیں (٢) یہ

(١) موضوعات علی قاری صفحہ ١٣ مطبوعہ دہلی -

(٢) مواہب لدنیہ میں یہ روایت نقل کی ہے - اس میں سے انتہا مبالغہ آمیز روایتیں ہیں - میں نے معمولی ٹکڑا نقل کردیا ہے -

بے احتیاطی مولودی روایتوں کے ساتھہ مخصوص نہیں ' بلکہ اکثر واقعات میں اس کا پرتو نظر آتا ہے - سیرت اور مغازی کا بڑا حصہ امام زہری سے منقول ہے لیکن اُن کی اکثر روایتیں جو سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد وغیرہ میں مذکور ہیں ' منقطع ہیں ' یعنی اوپر کے راویوں کے نام مذکور نہیں -

(٤) سیرت میں محدثوں نے جو کتابیں لکھیں ان سے بعد کے لوگوں نے انکی روایتوں کو ان محدثین کے نام سے نقل کر لیا ' اُن بزرگوں کے مستند ہونے کی بنا پر لوگوں نے اُن تمام روایتوں کو بھی معتبر سمجھہ لیا اور چونکہ اصل کتابیں ہر شخص کو ہاتھ نہیں آسکتی تھیں اسلئے لوگ راویوں کا پتہ نہ لگا سکے اور اسطرح رفتہ رفتہ یہ روایتیں تمام کتابوں میں داخل ہوگئیں - اِس تدلیس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مثلاً جو روایتیں واقدی کی کتاب میں مذکور ہیں ' ان کو لوگ عموماً غلط سمجھتے ہیں ' لیکن انہیں روایتوں کو جب ابن سعد کے نام سے نقل کر دیا جاتا ہے تو اُن کو معتبر سمجھہ لیتے ہیں ' حالانکہ ابن سعد کی اصلی کتاب ہاتھ آئی تو پتہ لگا کہ ابن سعد نے یہ روایتیں واقدی ہی سے لی ہیں -

(٥) محدثین نے روایت کے متعلق جو اصول منضبط کیے تھے سیرۃ کے متعلق انکو بالکل نظر انداز کردیا - مثلاً اصول روایت کی رو سے رواۃ کے مختلف مدارج ہیں ' کوئی راوی نہایت ضابط ' نہایت معنی فہم ' نہایت دقیقہ رس ہوتا ہے ' کسی میں یہ اوصاف کم ہوتے ہیں ' کسی میں اور بھی کم ہوتے ہیں ' یہ فرق مراتب جس طرح فطرۃً عام راویوں میں پایا جاتا ہے ' صحابہ بھی اس سے مستثنی نہیں - حضرت عائشہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ کی روایتوں پر جو تنقیدیں کیں ' اور جن کا ذکر اوپر گذر چکا ' وہ اسی بنا پر کیں ' لیکن عام طور پر اِس فرق مراتب کا لحاظ نہیں رکھا گیا - فرض کرو کہ ایک بدوی ' جس نے صرف ایک دفعہ آنحضرت کو کبھی دیکھہ لیا ' کسی نازک اور نہایت مشکل واقعہ کو ادا کرتا ہے ' اور پھر اُسی واقعہ کو حضرت ابوبکر یا حضرت علی ادا کرتے ہیں ' تو کیا دونوں روایتوں کا ایک درجہ ہوگا ؟ کیا ہم یہ قیاس کریں گے کہ بدوی نے واقعہ کو اُسی طرح سمجھا ہوگا ' اور اُسی طرح اُس کے نازک اور ناقابل ادا پہلوؤں کو ادا کیا ہوگا ' جسطرح حضرت ابوبکر اور حضرت علی سے امید ہوسکتی ہے ؟ حضرت عائشہ جب آنحضرت کے عقد نکاح میں آئیں تو اُن کی عمر سات برس کی تھی - اِس زمانہ میں اُنھوں نے جو واقعات سنے اور بیان کیے اُنھی واقعات کو اگر وہ ١٦ - ١٧ برس کی عمر میں سن کر بیان کرتیں تو کیا دونوں روایتوں کا ایک ہی درجہ ہوتا ؟ احادیث میں بڑا خلط مبحث یہ ہے کہ بہت سی مہتم بالشان حدیثیں ' صحابہ کی صغر سن کی زمانہ کی مروی ہیں لیکن ان احادیث کی متعلق اس تفریق کا کوئی اشارہ نہیں کیا جاتا -

(٦) واقعات کے اسباب و علل سے مطلق بحث نہیں کرتے ' نہ اُن کی تلاش و تحقیق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں - اگرچہ اس میں شبہہ نہیں کہ اس بارہ میں یورپ کا طریقہ نہایت غیر معتدل اور واقعیت کے بالکل خلاف ہے - یوروپین مورخ ' ہر واقعہ کی علت تلاش کرتا ہے اور نہایت دور دراز قیاسات اور احتمالات سے سلسلۂ معلومات پیدا کرتا ہے ' اس میں بہت کچھہ اُس کی خود غرضی اور خاص مطمح نظر کو بھی دخل ہوتا ہے ' وہ اپنے مقصد کو ایک محور بنا لیتا ہے ' اور تمام واقعات اُسی کے گرد گردش کرتے ہیں ' بخلاف اسکے اسلامی مورخ نہایت سچائی اور انصاف اور خالص بے طرفداری سے واقعات کو ڈھونڈھتا ہے ' اُس کو اِس سے کچھہ غرض نہیں ہوتی کہ واقعات کا اثر اُس کے مذہب ' معتقدات ' اور

شئون عثمانیه

مظالم بلغاریا

—: * :—

(اخبار جون ترک ' تصویر افکار ' المؤید ' اور شریعی پاشا صدر ہلال احمر مصر کے بیانات کا اقتباس)

بلغاری ممالک میں قریبا چهه لاکهه مسلمان آباد تهے - اعلان جنگ کے بعد بلغاری دست ظلم سب سے پہلے ان محکوم مسلمانوں پر اٹھا - مکانات مسمار کیے گیے ' آبادیوں کو جلا کر خاک کا ڈهیر کردیا گیا اور تمام مال و اسباب فوج کے لیے لوٹ لیا گیا ' اور پهر صرف اتنا هي نہیں ' بلکه مسلمان خاتونوں کی عصمت پر وحشیانه حملے کیے گیے ' جسکي سرگذشت قابل بیان نہیں -

یه مظالم ان ستمرانیوں کی ابتدائي مشق تهی ' جو حدود عثمانیه میں هونے والے تهے - بلغاری فوج اسطرح مسلمانان بلغاریا کو بے جان و مال اور بے عزت و آبرو کرتی هوئی حدود عثمانیه میں داخل هوئی - اسکے داخل هونے کے ساتهه هی مسلمان خاندانوں نے هجرت شروع کردی کیونکه انکو مظالم کا حال معلوم هوچکا تها - بعض خاندان تو قسطنطنیه میں چلے آے اور اکثر اناطولیا چلے گئے - مہاجرین کي تعداد تخمینا ایک لاکهه پچاس هزار سے متجاوز تهی - اسکا بیشتر حصه قرق کلیسا ' لولی برغاس ' ربوه ' سارلو ' ساوری ' اور دیگر قرب و جوار کے مقامات کے ملاک زادوں پر مشتمل تها -

دده آغاج ' فواله ' اور درامه وغیره میں جو مسلمان خاندان تهے ' انمیں سے جنکي جان و آبرو خدا کو بچانا منظور تهي ' وہ تو اپنے اپنے شہروں سے هجرت کرکے روانه هوگئے اور زیاده تر خدیو مصر کي کشتیوں پر سوار هوکے مصر پہنچگئے ' لیکن بد قسمتی سے جن بلغاری حدود کے خاندان نہیں بهاگ سکے تهے ' ان کی جانیں بے امان تلواروں ' اور انکی عزت و ناموس بلغاری وحشت کاروں کی نذر هوگئي -

صوبه (سالونیکا) کے مسلمان دفعةً دشمنوں میں گهر گئے - اسلیے انکو ترک وطن کی مہلت نہیں ملي ' لیکن تاهم دیہاتوں سے هزارها مسلمان پایه تخت شہر (سالونیکا) میں چلے آئے تهے که یہاں اسلیے پرست دول یورپ کے قونصل موجود هیں ' اسلیے اگر یونانی اور بلغاری فوجوں نے دست درازیاں کیں تو انکي رگ انسانیت کو ضرور جنبش هوگي ' مگر جب شہر دشمنوں کا قبضه هوگیا تو پهر شاید هی کوئي سخت سے سخت وحشیانه ظلم ایسا هے جو ان مظلوموں پر نه هوا هو ' اور یورپ کے قنصلوں نے خاموشي کے ساتهه انکا تماشه نه دیکها هو -

(قوموه) کے مسلمان سب سے زیاده بد قسمت تهے - فوجوں نے وهاں داخل هوتے هي قتل عام شروع کر دیا - شہر کے راستے لاشوں سے پٹے پڑے تهے ' صرف نہر میں اتنی لاشیں پڑي تهیں که پانی کي روانی رک گئي تهي - (نوري بازار) اور حدود (جبل اسود) کے مسلمانوں کا بهی ایسا هی حشر هوا -

(سالونیکا) میں عیسائیوں کے مظالم کي تفصیل گو خود یورپین نامه نگاروں نے تفصیل سے شائع کي هے مگر تہذیب پرور دول یورپ میں سے کسی ایک پر بهي اسکا اثر نه هوا ' اور اسوقت تک بلقانیوں کي اسیطرح پاسداري هو رهي هے ' جسطرح که اس تفصیل کي اشاعت سے پہلے هوتي تهي -

دول یورپ سے تغافل کی شکایت في الحقیقت بے معني هے - ایسی قوم کي عصمت یا جان کبهی محفوظ نہیں رهسکتي جو خود کچهه کرنا نه چاهتي هو ' اور دشمن سے انصاف و عدل کی امید رکهتی هو -

(استرومجه) میں بلغاری فوج کے داخل هوتے هي بلغاري کمانڈر نے پانچ سو مسلمانوں کو قتل کیا - (سیرور) میں جس دن فوج داخل هوئی ' اسی دن پانچ سو اعیان شہر قتل کیے گئے - (راوسته) میں جتنے بالغ مسلمان پاے گئے ' بے دریغ تذر اجل هوے اور اسکے ساتهه عورتیں بهی گرفتار کرلی گئیں - بعض مسلمانوں نے اپنی جان بچانے کے لیے تمام مال فدیه میں دینا قبول کیا ' لیکن جب فدیه وصول هوگیا تو بلا تامل قتل کرڈالے گئے - تیره تیره چوده چوده برس کی مسلمان لڑکیوں کی نہایت وحشیانه طور پر عصمت دری کی گئی - انکو یه اشقیاء ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لیجاتے تهے اور اپنے دوستوں کی ضیافت کرتے تهے - انمیں سے کتنی هی لڑکیاں شدت مظالم کی وجه سے مرگئیں - بہت سی لڑکیوں نے عزت دیکے جان بچانے پر ' موت کو ترجیح دي اور بہتوں کو مرنے کي بهی مہلت نہیں دی گئی

(سالونیکا) کے قریب کے ایک گاؤں میں ان اشقیاء نے مسلمان خاندانوں کے تمام مردوں کو ' جنمیں بچے ' جوان ' بوڑهے ' هر عمر کے لوگ تهے ' ذبح کرڈالا اور بندوقوں کے پشت تلواروں سے پهاڑ کے انمیں گهوڑے کی لید اور پتهر بهر دیے ' صرف لڑکیوں اور جوان عورتوں کو چهوڑ دیا ' اسلیے که انکی عصمت و عفت کو اپنی نفس پرستی پر قربان کریں -

بعض لوگوں نے ان سفاکوں سے پوچها که بچوں نے تمہارا کیا قصور کیا هے اسکے جواب میں انهوں نے کہا " یه بچے بڑے هوکے اسلام کا دم بهرینگے لهٰذا سانپ کے بچوں کو پہلے هي دن مارڈالنا چاهیے تا که بڑهنے نه پائیں - هم ان ممالک میں ایک مسلمان کو بهی زنده نه چهوڑینگے - کیونکه هم چاهتے هیں که یورپ کو اسلام کی نجاست سے پاک کردیں -

(سالونیکا) اور (رومیلي) کي مسجدوں کے منارے منهدم کردیے گئے - منبر توڑ دیے گئے ' اور انکی عمارتوں کو گرجا بنا دیا - تمام مسلمانوں کو شاید ان اینٹ اور چونے کی عمارتوں کی توهین پر بہت غصه آیگا ' اور بلاشک میرا بهی عقیده هے که انکی توهین اسلام و توحید کی توهین هے - یه شعائر اسلام هیں ' اور هر مسلمان کا فرض هے که اپنے خون کا آخری قطره بهی اسکی حفاظت میں بہادے - مگر اس مصیبت کی میرے نظر میں کچهه اهمیت نہیں رهتی ' جب میں ان هزاروں مسلمان خاندانوں کا خیال کرتا هوں ' جن میں سے هر ایک جسم و روح ' اسلام و توحید کي اپنے دلوں میں مسجدیں رکهتا تها مگر انکي لاشوں کو مٹي تک نصیب نه هوئي -

جب میں یه خیال کرتا هوں که ایک طرف حاملین توحید کي صفیں کهڑي هیں اور بلغاري ' گولیوں کي بارش سے انکا چراغ هستی گل کر رهے هیں ' دوسري طرف انکي عورتیں اور بچے پا بزنجیر کهڑے هیں اور زار و قطار رو رهے هیں مگر ظالم مسیح پرستوں کے دل پر ذرا بهی اثر نہیں پڑتا ' بلکه وہ جس قدر آہ و زاري کرتے هیں اتنی هي انکی سنگدلی اور بڑهتي جاتی هے - جب میں اس جگر پاش منظر کو پیش نظر کرتا هوں که اسلامي خاتونیں جو همیشه اپني عیسائی بہنوں کو بزمہاے عیش میں لطف اختلاط اٹهاتے دیکهتی تهیں مگر محض اپنے پاک مذهب کی ممانعت کي وجه سے غیر مرد کا

ادبیات

دعوت درد

اٹھ اے دل راحت طلب پیدا سر شوریدہ کر * آپ بھی غمدیدہ ہو اوروں کو بھی غمدیدہ کر
پھونک دے محفل کو اپنے شعلۂ آواز سے * گرمی ہنگامہ سے ہر قلب کو تفتیدہ کر
سرمہ آسا اہل بینش کی نگاہوں میں سما * ذرۂ ہستی کو اپنے اور بھی سائیدہ کر
شور پیدا کر جہاں میں نالۂ بیتاب سے * زخمہائے سینہ کو اپنے نمک پاشیدہ کر
کر کے عریاں شمع ہستی کو دکھا اوسکا فروغ * یعنی ندر شعلۂ غم جامۂ بوسیدہ کر
ہاں زمانہ دیکھنے لے رفعت تیری شکل ہلال * اور بھی اپنے تن کاہیدہ کو کاہیدہ کر

کارواں کی چشم خوابیدہ کا ہو جا درد تو !
جب وہ سرگرم تگا پو ہوں تو بن جا گرد تو !

ساقیا پھر جلوہ پیرا ہو اسی انداز سے * زندہ کردے اہل محفل کو اسی اعجاز سے
طائر سدرہ ! ہماری خستگی پر کر نظر * زور بازو گھٹ گیا، پر رہ گئے پرواز سے
جھانک لے پھر پردۂ سرد بساتی سے ذرا * پھر سکھا طرز فغاں چشم نوا پرداز سے
وہ صدای خوابی کے نغمے ! وہ سرود زمزمہ آہ ! * ہو گئے ناآشنا اپنے پرائے ساز سے
ہمنوا ہوں جس کا میں بھی، بھلا ممکن کہاں * جب کراہا تک نہیں جاتا یہاں آواز سے ؟
مصر کر دل سے حطا دلدادگان حسن کی * روٹھتا ہے یوں بھی کوئی عاشق جانباز سے ؟

سر اگر ہمکو دیا ہے سرفروشی بھی سکھا
مے عنایت کی تو پھر وا رفتہ ہوشی بھی سکھا

(" بہار " دسمبر ۱۹۱۲)

فکاہات

صلح کانفرنس کی شکست اور جنگ کا آغاز

سوٹ ایبل سلف گورنمنٹ
Suitable Self - Government.

دیکھا جو لیگ نے کہ ہوا خاتمہ تمام * اور بسکہ دست حق طلبی اب دراز ہے
کہنے لگے ہیں سب کہ سیاست کا یہ نظام * مقبول خاص و عام نہیں، جانہ ساز ہے
تقسیم مشرقی نے عیاں کردیا ہے سب * جو شاہ راہ حق میں نشیب و فراز ہے
جاری ہے ہر زباں پہ مساوات کا سبق * ہر خاص و عام پردہ در امتیاز ہے
مشہور ہو کے لیگ نے الٹایا ہے ورق * جو سر بسر مرقع نیرنگ ساز ہے
چہرہ پہ ہے جو سلف گورنمنٹ کا نقاب * ہر دیدہ ور اسیر طلسم مجاز ہے
سمجھے نہ یہ کہ "سوٹ ایبل" کی جو شرط ہے * پیوند سعدہ ہائے حسین نیاز ہے
سمجھے نہ لوگ یہ کہ یہی لفظ پر فریب * اس ملک میں طلسم غلامی کا راز ہے
سب یہ سمجھ رہے ہیں کہ اب لیگ و کانگرس * دونوں کا ایک عرصہ کہ ترکتاز ہے

* * *

جب تک کہ لوگ حلقہ بگوش خواص ہیں * جبتک زبان قوم خوشامد طراز ہے
جب تک ہیں لوگ عالم بالا سے مستفیض * جبتک بہم نہ دور "قدم ہائے راز" ہے
"احرار" سے کہو کہ نہیں کچھ امید "صلح" * ملتا نہیں جو تفرقہ و امتیاز ہے
آزادی خیال پہ تم کو ہے کس غرور * تو لیگ کو بھی شان غلامی پہ ناز ہے

(نقاد)

مشہــور اتحــادي جاوید بے
جس کا ذکر ڈاکٹر مصطفی الدین نے اپ مراسلہ میں کیا ہے

گیا ہے تو ایشیاء میں بھی اسکا ظہور ہوگا اور اسکی پیچیدہ شکلیں یورپ کو ابھی کئی برسوں تک سیاست کی شطرنج بازي میں مشغول رکھینگی اور جب تک کسی پسندیدہ و تشفی بخش صورت میں حل نہ ہو جائیں گی ' اہل مشرق کو یورپ کی بندہ برداریوں سے چین نہیں ملیگا لیکن انکے حل ہوتے ہی یہ سوال سامنے آئیگا کہ ترکوں کو دھکا دیکر کس گوشہ میں پناہ لینے کی اجازت دیجاے ؟

جنـگ بلقان کے حوادث

پــر

ایک تفصیلی نظــر

(ایک عیسائی اہل قلم کی تحریر)

[بقیہ الہــلال نمبر ۲]

بلقانی قوموں نے عموما اور سروی اور بلغاری قوموں نے خصوصا جن اسلامیت سوز اور دلدوز سفاکیوں کا بازار گرم کیا تھا ' بیشک ان کا مقتضی یہی تھا کہ ریاستہاے بلقان کے نام نہاد انسانیت پرست یورپ کی نظروں سے گر جاتیں اور یورپ اپنا دست مساعدت کھینچ لے ' مگر یہ نا ممکن ہے - اسلیے کہ صلیب اور ہلال یا بالفاظ دیگر اسلام اور نصرانیت کا معاملہ ہے اور ایسی حالت میں جب تک کہ مخصوص مدارج کو نقصان نہ پہنچتا ہو' یورپ کی کوئی سلطنت بھی اسلام کی مساعدت کے لیے ہاتھ نہ بڑھائیگی - کسی مسیحی حکومت پر اسلامی سلطنت کا محافظ کہنا دانستہ سادہ لوحی ہے' ہر قوم میں کچھہ لوگ گہرے اور کچھہ سطحی ہوتے ہیں' یہی حال عیسائی قوموں کا ہے ' بعض قومیں بہت گہري ہیں اور گو وہ اندر ہی اندر اسلامی بنیاد ہلا رہی ہیں' اور علانیہ کار روائي کے لیے ایسے وقت کی منتظر ہیں جبکہ قصر اسلام کے ڈھانے کا اصلی اور آخری وقت آجاے گا ' لیکن انکی عداوت پوشیدہ رہتی ہے اور جسقدر ظاہر ہوتی ہے وہ چند مخصوص اشخاص کی طرف منسوب کردی جاتی ہے تاکہ حکومت اس سے متاثر نہو' لیکن بعض نہایت تنگ ظرف ہیں - وہ اس کینے اور اسلام کی طرف سے انکے دلوں میں بدنامش کے بغض سے بعض رایتیں ثبت پیدا کیا جاتا ہے' چھپا نہیں سکتیں اور موقع پاتے ہی انتقام لینے لگتی ہیں - بلقانی اقوام کا شمار بھی قسم ثانی میں ہے ' اسلیے نہ جنگ کے آخری فیصلہ سے قبل انہوں

نے مفتوحہ مقامات در جو مظالم کیے ہیں' ان پر انسانیت خون کے آنسو رو رہی ہے -

گو لوگوں کو سنکے تعجب ہوگا' مگر واقعہ یہ ہے کہ بلغاري میرے متعلق حسن ظن رکھتے تھے - میرا اصول یہ ہے کہ اپنے حقوق کی حفاظت کا ہر شخص مختار ہے' اسی لیے میرے نزدیک جو قوم اپنی قوت اور قربانی کے زور سے اپنے حقوق مانگتي ہے وہ قوم قابل رشک و لائق تحسین ہے - اس سے نہ حکمراں قوم کو آزردہ خاطر ہونا چاہیے اور نہ ہمسایہ اقوام کو ناراض ہونا چاہیے - دنیا میں کبھی کسی حاکم قوم نے اپنی محکوم قوم کو اسوقت تک حقوق نہیں دے ہیں' جب تک کہ محکوم قوم نے اپني حقوق پرستی کا ثبوت نہیں دیا' اور یہ ظاہر ہے کہ حقوق پرستی کا ثبوت قرار دادوں سے نہیں ہوتا - قرار دادوں کو وہ ایک دعوی سمجھتي ہے اور چونکہ کوئی دعوی بے دلیل کے ثابت نہیں ہوسکتا' اسلیے اسکا ثبوت مانگتی ہے' اور وہ سب سے زیادہ روشن' سب سے زیادہ مفید' اور سب سے زیادہ ناقابل انکار قربانی ہے اسلیے اگر بلغاریوں نے اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے سرفروشیاں کیں' تو میں نے کبھي اسکو برا نہیں سمجھا بلکہ ہمیشہ انکی حقوق پرستی کا مداح رہا -

قطع نظر اسکے ایک انصاف پسند آدمی بھی یہی راے رکھیگا - اپنی سلطنت کے نقطۂ خیال سے بھی میری یہی راے تھی - کیونکہ کوئی حکومت جسمیں ظلم و ستم کی فرماں روائی ہو کبھی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہسکتی - جب پیمانہ صبر لبریز ہوجاتا ہے تو قومیں محکومیت کا بوجھہ کاندھے سے پھینک کر خود مختار ہوجاتی ہیں - ایک طریقہ حکومت یہ بھی ہے کہ انصاف تو نہ ہو' مگر مشہور کیا جاے' جیسا کہ آجکل مغربی سلطنتیں اپنے جوش ایجنٹوں کے ذریعہ اپنی داد گستري و عدل پروري کی قصائد خوانیاں کراتي ہیں' لیکن میرا عقیدہ ہے کہ یہ فریب کاریاں زیادہ عرصہ تک کامیاب نہیں رہسکتیں' اور جلد یا بدیر' یورپ کی محکوم قومیں اپنی حکمراں اقوام کی عیاری اور حق کشی' حاکم پرستی' ملت فروش ہمجنسوں کی فریب کاری کو سمجھہ جائینگی - پس باوجود عثمانی ہونے کے میں بلغاریوں میں ہر دلعزیز تھا اور یہ اسی لیے تھا کہ میں انکی حقوق طلبی کو بالکل جائز سمجھتا تھا -

رعایت حقوق کی بابت میرا یہ خیال ایک کلیہ ہے جو کسی حسب میں ٹوٹ نہیں سکتا -

بلقانی حکومتیں مقدونیہ پر قبضہ کررہی ہیں' اسوقت مجھے خوش قسمتی نہیں بلکہ بدقسمتی ہے (کیونکہ میں نے وہاں مسلمانوں پر

مشہور اتحادی اہل قلم حسین جاہد بک اڈیٹر (طنین)

نظر بھر کے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی تھیں، آج اسکی جان سے زیادہ قیمتی شے یعنی عفت پر دلعازیوں کے حملے ہو رہے ہیں - وہ گھبرا گھبرا کے اپنے عزیزوں کو دیکھتی ہیں لیکن وہ پا بزنجیر سامنے کھڑے حسرت آلود نگاہوں سے اپنی مجبوری کا اظہار کر رہے ہیں - وہ بھاگتی ہیں اور بلغاری شکاری کتوں کی طرح اسکے پیچھے دوڑتے ہیں، چمکتے تلواروں اور سنگینوں کی نوکیں اسکے بدن میں چبھوتے ہیں اور جان کے بدلے میں عفت مانگتے ہیں - جو طبیعتیں مضبوط ہیں اور خدائے ناصر و قہار کے وعدوں پر یقین رکھتی ہیں وہ مرنا قبول کرلیتی ہیں مگر اپنی ناموس کی بے عزتی گوارا نہیں کرتیں - مگر کچھ ایسی بد نصیب بھی ہیں کہ انکو مرنے بھی نہیں دیا جاتا، اور انکے ہاتھ پیر رسی سے باندھ دیے جاتے ہیں - اسوقت میرے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، میرے جگر میں سوراخ پڑ جاتے ہیں اور دل اچھلتا ہے کہ باہر تڑپ کر نکل جائے - میں یقین کرتا ہوں کہ جس مسلمان کے دل میں غیرت اسلامی کا ایک شائبہ بھی ہوگا، وہ کبھی ان حالات کو پڑھکر اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہ سکتا -

ایک زمانہ وہ تھا کہ خلیفہ بغداد کو ایک مسلمان بڑھیا عورت کی عیسائیوں کے ہاتھ گرفتاری گوارا نہ تھی، اور قسم کھا کر اٹھا تھا کہ عمل جا کے پر جا کر دم لونگا - مگر آج انہی مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ عیسائیوں کی مسلم کشی و عصمت دری پر گھروں میں بیٹھکے عورتوں کی طرح روتے ہیں - نہ پیروں کو جنبش ہوتی ہے اور نہ ہاتھوں کو حرکت - جس قوم کے مردوں کے پاس گریہ و زاری، آہ و فغاں، اور بہت ترقی کی تو عیسائیت سے ذلت آمیز التجاؤں کے اسلحہ ہوں، اسکی جان و آبرو کی حفاظت معلوم ہے -

مصائب تاریکہائے عرب میں جو سوتوں کو بیدار اور غافلوں کو ہشیار کرتے ہیں - سنہ ۱۲ - نے مسلمانوں کے سامنے یورپ کے تعصب، اظہار عداوت اسلام میں بے باکی، شعائر اسلام کی توہین، اصول انسانیت و تہذیب کی بے اثری، اور ادعاء انسانیت پروری کی حقیقت کا مرقع پیش کر دیا ہے - ہر شخص کو معلوم ہے کہ عیسائیوں کے مذہبی مقدس مقامات اسوقت مسلمانوں کے زیر حکومت ہیں - یورپ کی یہ دیرینہ آرزو ہے کہ وہ نہ صرف ان مقامات کو مسلمانوں کے ہاتھ سے نکالے، بلکہ خود مسلمانوں کے مذہبی مقامات پر بھی قابض ہو جائے -

یہ صحیح ہے کہ ہم نے بیت المقدس کی توہین نہیں کی مگر تمہیں یہ امید نہ رکھنا چاہیے کہ وہ اس کروسیڈ میں تمہارے مذہبی مقامات کی توہین نہیں کرینگے؟ کیا جب تم نے اندلس فتح کیا تھا تو عیسائیوں کو جلا وطن کر دیا تھا؟ اور تم جب مقدونیہ پر حکمراں تھے تو تم نے عیسائی بچوں کو صرف اس جرم پر پارہ پارہ کیا تھا کہ وہ عیسائی تھے؟

تقسیم ممالک اسلامیہ

(مقتبس از کریسنٹ)

جب (مسئلۂ شرقیہ) یورپ سے ہمیشہ کے لیے شہر بدر کر دیا جائیگا تو وہ ایشیا میں پناہ گزیں ہوگا، جہاں فوائد کے نقطۂ نظر سے وہ دول عظمی کو اسی طرح آشفتہ خاطر کرتا رہیگا، جسطرح کہ یورپ میں ہمیشہ کرتا رہا -

گو اب تک خود یورپ میں (مسئلہ مشرقی) کا آخری حل اب کہیں جا کر ہوا ہے، لیکن ابھی سے ایشیا کے مسائل شرقیہ پر مغربی تعلقات کا گہرا رنگ چڑھا کے، انہیں ابھارنے کی کوشش کیجا رہی ہے -

ارمنیا، انڈونیا، شام، بغداد ریلوے، کویت، حدود ایران، جدہ، یہ معاملات منجملہ ان چند مشرقی مسائل کے ہیں، جن پر برطانوی وغیرہ تمام مغربی اخبارات میں گذشتہ ہفتہ زور شور سے خامہ فرسائیاں ہوئیں - گو اس وقت بھی یہ مسائل معمولی نہیں، لیکن جس قدر زمانہ گزرتا جائیگا، اسی قدر یہ اہم ہوتے جائینگے -

ریاستہائے بلقان نے دول یورپ کی مساعدت سے جو کار روائیاں کی ہیں، کوئی وجہ نہیں کہ چند روز کے بعد روسیا بھی وہ کار روائیاں نہ کرے اور کیوں دول یورپ اسکی معاون نہ ہوں؟ فرانس ابھی سے دنیا کو یقین دلاتا ہے کہ شام اسکے حلقہ اثر میں ہے - (روس) نے بھی ایشیائے کوچک کا ایک مختصر سا قطعہ یعنی (اناطولیا) اپنے لیے منتخب کرلیا ہے جسمیں اسکو ریلوے کی بابت وہی حقوق حاصل ہیں، جن کی بدولت اسنے شمالی منچوریا پر قبضہ کیا تھا - آیا (جرمنی) میسوپوٹیمیا کے متعلق ویسے ہی دعوی بلند کریگی یا نہیں؟ اسکے متعلق ابھی تک ہم نے کچھ نہیں سنا، مگر اغلب ہے کہ ضرور کریگی - اور اسکے بعد (زیونسٹ) کا فلسطین کے متعلق دعوی، جو گذشتہ دوشنبہ کو ڈاکٹر ریکس نے (ٹائمز) کے کالموں میں نہایت زور شور سے پیش کیا تھا، پیش ہوگا -

[ابھی تک (برطانیہ) کا ذکر نہیں کیا گیا - میرے نزدیک اور نہ صرف میرے نزدیک بلکہ تمام حالات آشنا کے نزدیک برطانیہ اسقدر بیوقوف نہیں ہے کہ بقول ٹائمز کے چند ملین مجہول و نیم مردہ مسلمانوں کے مذہبی اوہام کے خوف سے (ایشیا) میں اپنی آرزوں کو خاک میں ملائے گی اور اپنے ہمچشموں سے پیچھے رہیگی -

واقعات کی بنیاد پر نہایت وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ برطانی وزارت خارجہ ہرگز مذہب سے غافل نہیں ہے - مصر میں جس کو مغربی دنیا کے تعلقات، جوش، اور علم کے لحاظ سے بلاد اسلامیہ کا دماغ کہا جاتا ہے، لارڈ (کچنر) بھیجدیے گئے ہیں جو بجائے ملکی افسر ہونے کے ایک نہایت شدید فوجی افسر ہیں اور جنہوں نے سوڈان میں برطانوی اثر قائم کرنے کی سخت تریں تدابیر کے استعمال میں بھی تردد نہیں کیا تھا -

مصر میں انگریزی اثر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگرچہ موجودہ جنگ شاہ (فرڈیننڈ) نے صلیب کے نام سے کی تھی اور اسکے دیگر حلیف بھی اسکے ہم نوا تھے، مگر با ایں ہمہ انکے تعلقات مصر سے ویسے ہی رہے جیسے کہ جنگ کے قبل تھے - کیا مصر اسلامی اور عثمانی سلطنت نہ تھی اور کیا اسلام کے مقابلہ میں اعلان، اسکے مقابلہ میں بھی اعلان نہ تھا؟ اگر تھا، تو پھر انگریزی اثر کے سوا اور کونسی شے تھی، جس نے مصر اور ریاستہائے بلقان کے تعلقات میں فرق نہیں آنے دیا؟

مصر سے انگلستان کے گونا گوں مصالح وابستہ ہیں، اسلیے جب ممالک عثمانیہ کی تقسیم ہوگی، تو انگلستان اپنے ان مصالح اور اس اثر کی بنا پر ضرور الحاق کا اعلان کریگا جو یقینا کامیاب ہوگا

اعلان الحاق میں اگر کسی جماعت کے خلل انگیز ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے تو وہ مصر کی (حزب الوطنی) ہے، مگر نہایت کامیابی کے ساتھ جس تدبر سے اسکا شیرازہ برہم کر دیا ہے - رئیس جلا وطن ہے، اسکے زبردست آرگن اللواء اور العلم بند ہیں - اور گو اس وقت تک اسکا استیصال نہیں ہوا ہے، لیکن اگر واقعات کی ایسی ہی رفتار رہی تو اعلان کے وقت اسکا بالکل مردہ ہو جانا یا اگر بہت سخت جان ثابت ہوئی تو اسقدر کمزور ہو جانا کہ انگلستان کی دیرینہ آرزو کی مخالفت نہ کرسکے، یقینی ہے -]

غرض اگر یورپ میں (مسئلہ مشرقیہ) کا حسب دلخواہ حل ہو

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو نیند خراب ستاتی ہو۔ اعضاء شکنی یعنی جسم ۔ ضعف علاوہ ہونے کے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو ۔ تمام بدن میں یبوست کا غلبہ رہتا ہو ۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور ٹھنڈے پانی کو جی ترسے ۔ معدہ میں جلن معلوم ہو ۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضاء رئیسہ کمزور ہوجائیں ۔ رقت ۔ سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے ۔ جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے ۔ دنبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے ۔ جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کرلینا چاہیے ۔ اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرچکے ہیں ۔

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی فکرات شدانہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع ۔ کہنہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے ۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں ۔ کبھی ابتدائے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے ۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ ۔ شیرینی ۔ چاول ترک کردو۔ ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ وہی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں ۔ جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا ۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواہ اور حملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں ۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے ۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے ۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے ۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے ۔ آنکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں ۔ جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں ۔ سلسل بول ۔ ضعف مثانہ ۔ نظام عصبی کا بگاڑ ۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں ۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں ۔ تالپڑوالی ریاست خیرپور سندھ ـــ پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم علم دین صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی ۔

محمد رضا خاں ۔ زمیندار موضع چنہ ضلع الائو ـــ آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا ۔ دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ ۔ ۶ دفعہ آتا ہے ۔

عبد القدیر خاں ۔ محلہ عرقاب شاہ جہاں پور ـــ جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں ۔

عبد الوہاب ڈپٹی کلکٹر ۔ فازیپور ـــ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں ۔ بجائے ۴ ۔ ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے ۔

سید زاہد حسن ۔ ڈپٹی کلکٹر ۔ الٰہ آباد ـــ مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کررکھا تھا ۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا۔ قوت سلب ہوتی جاتی رہی ۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے ۔

رام علام پوسٹماسٹر جنرل ـــ پیشاب کی کثرت ۔ جاتی رہی ۔ مجھکو رات میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا ۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوگئی ۔

اسکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں ۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں ۔ ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو تو ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائمقام افیون

انکے کھانے سے افیم چاکر بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام : دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھرجاتا ہے بدبو زائل ۔ ناسور بھگندر ۔ خنازیر کے گھاؤ ۔ کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے ۔ ۱ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ ۔ لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات ۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے

برء الساعة

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور ۔ شیشی چار سو مریض کے لئے ایک روپے

دافع دردکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے ۔ ایک روپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی بہتی ہو یا سادی ۔ خون جاتا بند اور مسے خود بخود خشک ۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمۂ ممیرہ کراماتی

مقوی نصر ۔ محافظ بینائی ۔ دھند جالا ۔ دھلکہ ۔ غبار ۔ نزول الماء سرخی ۔ ضعف نصر وغیرہ ۔ فی تولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

پتہ

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما ۔ لاہور

نہایت صبر ربا و گریہ انگیز مظالم دیکھے جنکو میں چند سطروں کے بعد لکھتا ہوں) مقدونیا کے چند مقامات میں پھرنے کا موقعہ ملگیا تھا ' میں سب سے پہلے جس مقام میں پھرا ' وہ (استرومجہ) ہے - یہ ایک شہر ہے جو (سالونیکا) سے دو دن کی مسافت پر واقع ہے ' اسمیں ایک ہزار پانچسو گھر آباد ہیں جنمیں سے آٹھہ سو صرف مسلمانوں کے گھر ہیں - یہ شہر بلغاریوں نے بزور شمشیر فتح نہیں کیا تھا بلکہ بلغاری کمانڈر مسطوف کو (شاید اصل نام مثیف ہے) اس بنیاد پر حوالہ کیا گیا تھا کہ اس نے باشندوں کی جان ' مال اور آبرو کی حفاظت کا نہایت سنجیدہ و پختہ وعدہ کیا تھا -

کمانڈر مذکور نے (رنشف) کو شہر کا والی مقرر کیا ' ایک میونسپلٹی قائم کی اور شہر کی حفاظت کے لیے سروی رجمنٹ چہارم کی پہلی پلٹن کے کمانڈر (یوانی) کو مقرر کرکے خود (سالونیکا) روانہ ہوگیا -

لیکن شہر کی حوالگی اور امان بخشی کے بعد ہی بلغاریوں نے پیمان شکنی کی اور نہایت بے دردی سے ڈاکٹر عابدین ' یوزباشی فاضل بک ' یوزباشی تحسین بک ' چار عہدہ لفٹنٹی کے افسر ' سو سپاہی ' اور چار سو بیاسی مسلمان اور یہودیوں کو قتل کرڈالا -

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک قومی عدالت قائم کی گئی تھی جسکے سات ممبر تھے - ہر کلمہ گو قومی عدالت میں بطور مجرم کے حاضر کیا جاتا تھا ' جس کی برئت پر سات ممبروں سے چھہ ممبر متفق الراے ہوتے تھے وہ چھوڑ دیا جاتا تھا - لیکن جسکی برئت پر چھہ ممبروں سے کم متفق ہوتے ' اسکی تمام مال و دولت لے لی جاتی تھی اور قید خانے میں بند کردیا جاتا تھا - چوبیس گھنٹہ تک قید خانہ میں بے آب و دانہ پڑا رہتا اسکے بعد نکالا جاتا اور تمام کپڑے اتار لینے کے بعد ہاتھہ پیر باندھکے پولیس کے حوالے کیا جاتا - وہ اسے کشاں کشاں شہر کے باہر لے جاتے اور پھر وہاں صلیب کی تیغ ستم ' توحید پرستی کے جرم میں اسکا سر تن سے جدا کرکے اپنے آتش انتقام کو ٹھنڈا کرتی !

لیکن آہ ! ان بیکران ستم کی تسلی اس سے بھی نہیں ہوتی تھی ایک مسلمان کے جسم پر مٹی کا تیل چھڑک کے اسکے کپڑوں میں آگ لگا دی گئی اور اسطرح عین بیسویں صدی میں ازمنہ مظلمہ کے مسیحی کارناموں کو از سر نو زندہ کیا گیا !

کریم آغا نامی شرفاء شہر میں ایک شخص تھا - اسکے لڑکے کا نام حسن افندی تھا - حسن افندی ان لوگوں میں سے تھا جن کی برئت پر عدالت موج کے چھہ ممبر متفق الراے نہیں ہوے تھے اسلیے اس پر بھی اس ستمگاہ عدالت سے موت کا حکم صادر ہوا - (حسن آغا) کو بھی اپنے ہموطن مسلمان شہداء کی طرح قتلگاہ تک جانا تھا - جب پولیس کے حوالہ کیا گیا تو پولیس نے اسکو چوپاؤں کی طرح زمین پر کھڑا کیا اور ایک شخص اسکی پشت پر سوار ہوکے سواری کے جانوروں کی طرح ہنکاتا ہوا شہر کی بڑی بڑی سڑکوں سے گذرا اور پھر قتل کے میدان میں پہنچایا - یہاں ایک صلیب بردار ہاتھہ میں تلوار لیے کھڑا تھا - حسن آغا کے پہنچتے ہی تلوار ایک بار بلند ہوئی پھر جھکی ' اور اسکے بعد حسن آغا کا سر ' جو ہر روز پانچ مرتبہ درگاہ الہی میں سجدہ کے لیے جھکا کرتا تھا خون آلود ہوکر زمین پر تڑپنے لگا !

مسلمانوں کے آٹھہ سو بیاسی گھر تھے جنمیں اسوقت کل اٹھارہ مرد سزاے موت سے بچ رہے تھے -

چار گھروں کے علاوہ آٹھہ سو اٹھتر گھروں میں نہ ایک ٹکڑا چٹائی کا بیٹھنے کے لیے تھا اور نہ ایک کٹورا پانی کا پینے کے لیے ' جو کچھہ تھا ' سب باغیانی فوجیں اور بلغاری لوٹ لیگئے تھے -

وہاں سے - واپسی میں (کوستورن) نامی ایک گاؤں میں میرا گذر ہوا - اندر جا کے دیکھا تو اسمیں ڈیڑہ سو مسلمان لاشیں پڑی تھیں جنمیں مرد عورتیں اور معصوم بچے تھے -

شہر عثمانیہ سے جو خاندان برباد ہجرت کرکے (سالونیکا) آرہے تھے انمیں ایک دس سالہ لڑکی بھی تھی - یہ بد قسمت لڑکی بیس گھنٹہ کی مسافت طے کرکے شہر (طوبران) میں ٹھہر گئی - (طوبران) جب تسخیر ہوگیا تو وہ اسوقت وہیں تھی - دشمن بھوکے بھیڑوں کی طرح شہر میں گھسے - انکے سفید چمکتے ہتیار خوں آشامی سے ابھی سیر نہیں ہوے تھے - چند سپاہیوں کو یہ لڑکی راہ میں ملی وہ دیکھتے ہی اس معصوم روح پر ٹوٹ پڑے اور اپنے تیز ہتھیار اسکے بدن میں چبھونا شروع کردیے اس بیکس نے نہایت درد ناک آواز میں ان خونخوار درندوں سے رحم و انسانیت کا واسطہ دیکر چھوڑنے کی درخواست کی مگر آہ ! اس کا کچھہ بھی اثر نہ ہوا اور تلوار کے وار کے ساتھہ یہ جواب ملا کہ " رحم و انسانیت مسلمان کے لیے نہیں ہے بلکہ صرف عیسائیوں کے لیے ہے " مگر خوش قسمتی سے میں عین موقع پر پہنچگیا اور ڈاکٹر (حاجی دلکوبا افندی) کی مدد سے اسکو ان خونخوار درندوں کے پنجوں سے بچایا میری فرمائش سے ڈاکٹر صاحب نے اسکی مرہم پٹی کی -

مسلمان عورتوں کی عصمت پر حملہ کرنے کے تو اس کثرت سے واقعات ہوئے ہیں کہ انکا بیان کرنا مشکل ہے بس یہ سمجھہ لینا چاہئے کہ معمولی سے معمولی تکلیف جو انکو دی گئی وہ یہ ہے کہ انکی چادریں چاک کرڈالی گئیں اور چہروں پر راستوں کی کیچڑ ملی گئی - ایک نہایت امیر کبیر خاندان کی خاتونوں پر جو حملے ہوے تھے انکی میں نے پوری تفصیل سنی ہے مگر میں اسکو شائع کرکے ایک معزز مسلمان خاندان کی بے عزتی کرنا نہیں چاہتا -

منجملہ قابل ذکر واقعات کے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ میں (استرومجہ) کے کمانڈر کے کمرے میں گیا - یہ بزرگ (سرویا) کی احتیاطی فوج کے افسر اور (بلغراد) کے ہائی کورٹ میں جج تھے ' مگر دیکھا تو آپ مسلمان قیدیوں کی جیبوں میں ہاتھہ ڈال رہے ہیں اور جو کچھہ نکلتا ہے اس کو اپنی جیب میں رکھہ لیتے ہیں - مجھے یہ دیکھکر خیال آیا کہ اللہ اکبر ! جس قوم کی یہ حالت ہو ' یورپ اسکے ہاتھہ مقدونیہ کی قسمت صرف اسلئے دینا چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھہ سے نکلجائے ! (باقی آئندہ)

فہرست

زراعانۂ ہلال احمر

(١٠)

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب حاجی مصلح الدین صاحب - کلکتہ	-	-	١٠٠
بذریعہ منشی خلیل صاحب - جلدنگی - بہوانی پور - کلکتہ	-	٩	٩٥
" مسٹر ایس - ایم - بہارے - مخدوم پور - گیا -	-	٤	٤٠
" مولوی تراب علی صاحب - فتحپور -	-	-	٣٧
احمد جہاں بیگم صاحبہ - اہلیہ تحصیلدار لوہرو -	-	-	١
منشی نور محمد صاحب - مدور لاہور نورسٹل جیل -	-	٨	٧
اہلیہ جناب مدور صاحب - لاہور نورسٹل جیل	-	-	٢
بنت جناب مدور صاحب - لاہور نورسٹل جیل	-	٨	-
جناب شیخ محمود صاحب - حقہ فروش - اکوٹ - برار	-	-	٥
میزان	-	١٣	٢٩٧
سابق میزان	-	٢	٩٢١٦
میزان کل	-	١٥	٩٥١٣

تصحیح — جناب لطف علی صاحب ریاست بھوپال کی مرسلہ رقم گیارہ روپیہ نو آنہ گذشتہ نمبر میں غلطی سے نو روپیہ گیارہ آنہ شائع ہوگئے ہیں -

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو هفته کے اندر اطلاع دیں ' ورنه بعد کو فی پرچه چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پته کي تبدیلي کي ضرورت هو تو مقامي ڈاکخانه سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصه کے لئے تبدیل کرانا هو تو دفتر کو ایک هفته پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچه کے لئے چار آنه کے ٹکٹ آنے چاهئیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پته خاصکر ڈاکخانه کا نام همیشه خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حواله ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانه کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پته ' رقم ' اور نمبر خریداري (اگر کوئي هو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجه بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور هے اور اس وجه سے اگر کوئي پرچه یا پرچے ضائع هوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمه دار نه هوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

میعاد اشتہار	فی صفحه	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک هفته ایک مرتبه کے لئے	۱۵ روپیه	۱۰ روپیه	۷½ روپیه	۸ آنه فی مربع انچ
ایک ماه چار مرتبه "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنه " " "
تین ماه ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنه " " "
چهه ماه ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۴۰ "	۷۵ "	۵ آنه " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنه " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحه کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگه دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رساله کے اندر جگه نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رهیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد هوگي -

(۳) همارے کارخانه میں بلاک بھي طیار هوتے هیں جسکي قیمت ۸ آنه فی مربع انچ هے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور همیشه انکے لئے کارآمد هوگا

شرائط

(۱) اسکے لئے هم مجبور نہیں هیں که آپکي فرمایش کے مطابق آپکو جگه دیں ' البته حتي الامکان کوشش کی جائے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چهه ماه کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سه ماهي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی هوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگي همیشه لي جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نهوگي -

(۳) منیجر کو اختیار هوگا که وہ جب چاهے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیه اجرت کا روپیه واپس کردیا جائے گا -

(۴) هر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل هو' تمام منشي مشروبات کا ' فحش امراض کي دواؤنکا اور هر وہ اشتہار جسکي اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنی شبهه بھي دفتر کو پیدا هو' کسي حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ — کوئي صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نه فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address
"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8
Half-yearly " " 4-12

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | کلکتہ : چہارشنبہ ۵ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ٦

Calcutta Wednesday, February 12, 1913.

فہرست

— * —

تصـــاویـــر

— * —

تلغـــراف خصـــوصي

بنـام الہـــلال

(قسطنطنیہ ۱۱ فروری)

عثمانی اقدامات غیر متوقع طور پر کامیاب ہو رہے ہیں - ایڈریا نوپل نا قابل تسخیر - انور بے یقین ہے کہ ایڈریا نوپل میں ہیں اور عنقریب محاصرہ توڑ کر محصورین پر حملہ آور ہونگے - مدنیا اور گیلی پولی میں اجتماع افواج - سہولت میں شکست جنگ کے بعد دشمنوں کو کچل ڈالا گیا ' ۱۰ - ہزار مجروح و مقتول ' اور مانتی نیگرو کی فوج کا خاتمہ - قسطنطنیہ میں جنگی جوش حد بیان سے باہر - عجب نہیں کہ سلطان المعظم بہ نفس نفیس افواج کا معائنہ فرمائیں - مہاجرین اور مجروحین اپکی اعانت کے منتظر ہیں -

(محتاج)

یغادوس پر قبضہ

— * —

رویٹر قسطنطنیہ سے تار دیتا ہے کہ اڈریا نوپل کے قلعہ سے محصور ترکوں نے نکل کر ۹ ماہ جون کو بلغاریوں پر حملہ کر دیا اور (ڈلیکس) کی پہاڑیوں پر سنگینیں چڑھا کر چڑھ گئے اور بلغاریوں کو سخت و شدید نقصانات پہنچا کر اس پر قابض ہو گئے - چتلجا کی ترکی فوج (پاپا برغاس) کی فوج سے متحد ہو گئی اور دونوں نے ملکر بلغاریوں پر جو مغرب کی پہاڑیوں پر موجود تھے حملہ کر دیا - تمام بلغاری گرفتار ہو گئے - صرف دس بلغاری بھاگ کر نکل گئے - ترکی رسالہ نے (یغادوس) پر قبضہ کر لیا ہے -

اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ بلغاریوں کو اگر بدحواس ہوکر شتلجا سے روانہ ہوجانا پڑا ' تو ایسا ہونا ناگزیر تھا ' کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اپنی تمام قوت کو اُس کاغذ کی طرح ' جو قینچی کے دو پلڑوں میں آگیا ہو ' پارہ پارہ کردیتے -

اس حالت کے سمجھنے کیلیے بہتر ہے کہ قلم سے چند خطوط کھینچکر میدان جنگ کا نقشہ آپکے سامنے کردوں - [نقشہ دیکھیے]

اس نقشے میں آپ دیکھتے ہیں کہ شارکی (انور بے) نے ساحل مارمورا کے اس حصے پر فوج اتار دی ہے ' جہاں سے محاصرین ایڈریانوپل پر بائیں جانب کو بڑھکر بآسانی حملہ کیا جاسکتا ہے - اس سے نیچے آئیے تو آپکو دردانیال کی وہ تنگ بحری ساحل ملے گی ' جسکے ایک طرف مارمورا ' اور دوسری جانب بحر اسود ہے - یہیں (گیلی پولی) واقع ہے ' جہاں (دنجی بے) ۹۰ ہزار فوج کے ساتھہ موجود ہیں -

(انور بے) کی ناگہانی موجودگی ایک طرف تو خود محاصرین ایڈریانوپل کے سر پر عذاب الیم بنگئی کیونکہ سامنے سے ایڈریانوپل کے گولے ' عقب سے (انور بے) کا حملہ ' اور سر پر شتلجا لائن کی آتش مشتاق : یوم یغشاھم العذاب من فوقہم ومن تحت ارجلہم ' و یقول ذوقوا ما کنتم تعملون (۲۹ ۵۴) دوسری طرف جسقدر بلغاری فوج گیلی پولی کی طرف سے بڑھگئی تھی ' وہ بالکل قینچی کے اندر پھنس گئی - ایک طرف سے اگر دنجی بے کی فوج بڑھے اور دوسری طرف سے انور بے کی ' تو سمندر کے سوا اور کوئی تیسری راہ فرار باقی نہیں -

پس بلغاریا کی حرکت بظاہر کسی پیش نظر جدید نقشۂ جنگ کی تکمیل پر مبنی نہیں معلوم ہوتی ' بلکہ محض ایک مضطربانہ اور بدحواسانہ آشفتگی کی تلاش ہے - وہ بالکل مجبور ہوگئی ہے کہ شارکی (انور بے) کے اقدام سے پہلے گیلی پولی کی مصروف کارزار فوج کو کسی طرح قوی کردے -

ایک تار برقی میں ظاہر کیا گیا ہے کہ " غالباً ایڈریانوپل کے محاصرے کی جگہ اب پوری قوت (گیلی پولی) کی راہ بڑھنے پر صرف کی جائےگی " یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ دردانیال کی طرف سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا جا رہا ہے - آغاز جنگ ہی کے زمانے میں بعض تجربہ کاران جنگ نے اخبارات میں لکھا تھا کہ " بلغاریا اپنی فوجی قوت کو ایڈریانوپل کے محاصرے اور شتلجا کے سامنے بیکار پڑے رہنے میں کیوں ضائع کر رہی ہے ؟ اسکے لیے زیادہ عقلمندانہ کارروائی یہ ہے کہ (گیلی پولی) میں اپنی قوت جمع کردے "

ممکن ہے کہ ایڈریانوپل کی جگہہ اب (گیلی پولی) جنگ کا اصلی نقطہ بن جائے ' لیکن اگر امپائر کا تار صحیح ہے تو اسکا وقت چلا گیا -

امپائر کے تار کے قبول کرلینے میں صرف ایک امر مانع ہے ' یعنے ہم اپنی خاص معلومات کی بنا پر یقین کرتے ہیں کہ اس وقت عثمانی فوج کیلیے جلد سے جلد ایڈریانوپل کے محاصرے کا خاتمہ کردینا سب سے پہلا کام ہے ' اور شارکی انور بے کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی طرح ایڈریانوپل میں پہنچکر وہاں کی محصور فوج کی کمان اپنے ہاتھہ میں لیں ' اور باہر نکلکر محاصرین پر ٹوٹ پڑیں - لیکن ممکن ہے کہ مصالح نے اس رائے میں تبدیلی پیدا کردی ہو - بہر حال حالات و نتائج کا انتظار ' اور راہ قیاس ناپید ' والامر للہ العلی القدیر -

اطـــلاع

پچھلا نمبر اس عاجز کی مجبورکن علالت کی وجہ سے نہایت بے مزہ نکلا - اسکی تلافی کیلیے یہ نمبر لیوڑھی ضخامت اور ایک پورے صفحہ کی تصویر کے ساتھہ شائع کیا جاتا ہے - درمیان میں چار صفحے ' اور آخر میں چار صفحے ' کل ۸ - صفحے زیادہ ہیں -

(ایڈیٹر)

[بقیۂ نامہ وران عروۃ الوثقی ' صفحہ ۸ - ع -]

(۲) گورنمنٹ کی طرف سے نہیں بلکہ ذات شاہانہ ہمایوں کے دستخط سے فوراً ایک اپیل تمام ملک میں شائع کی جائے جسمیں ایک داخلی قرضے کیلیے درخواست ہو -

(۳) نیز ایک دوسری اپیل شائع کی جائے جسمیں حفاظت وطن کیلیے ایک قومی مدد کے قیام کی درخواست ہو

(۴) اگر خدا نخواستہ مجوزہ کمیشن کی تحقیقات کے بعد یہی نتیجہ نکلے کہ عثمانی فوج (محمد فاتح) اور (بایزید یلدرم) کی عزت کی حفاظت سے جواب دیدیتی ہے تو پھر بھی جلالۃ مآب الغازی کی منظوری کو چند لمحوں کیلیے ملتوی رکھیں ' اور ایک مرتبہ خود بہ نفس نفیس چتلجا تشریف فرما ہوکر عثمانی فوج سے صرف اتنا دریافت فرمالیں کہ " کیا اس جسم کی حفاظت سے تم نے آخری جواب دیدیا ہے ؟ "

سلطان المعظم نے نوجوان ترکوں کی ان ملت پرستانہ معروضات کی پوری قدر دانی کی ' اور حکم دیا کہ ایک کمیشن منتخب ہو -

لیکن قبل اسکے کہ محمود شوکت پاشا وغیرہ شتلجا روانہ ہوں ' کامل پاشا اور اسکے پس پردہ معاونوں نے اپنی تدبیروں کو خاک میں ملتے محسوس کرلیا ' وہ سمجھے کہ اسکا نتیجہ قطعاً جنگ کا قیام ' اور یورپ کی امیدوں کی نامرادی ہوگی - وہ فوراً قصر سلطانی میں حاضر ہوا اور سرپیٹ کر کہا " چند ناعاقبت اندیش اور دشمنان ملک نوجوان کی باتوں میں آکر آپ ملک کی حفاظت کی آخری تدبیر کو بھی غارت کر رہے ہیں - جنگ کا خیال اب محض جنون ہے - دول یورپ کا یہ احسان عظیم ہے کہ وہ صلح کا سامان کرکے ہمیں ہلاکت سے بچا رہے ہیں - جب سفرائے دول دیکھیں گے کہ آپ نوجوان ترکوں کی رائے پر چل رہے ہیں اور فوجی حالت کی درستگی اور تحقیق کیلیے لوگ شتلجا جا رہے ہیں ' تو برہم ہوکر صلح کی منظوری سے دست بردار ہوجائیں گے ' پھر مرض قطعاً لا علاج ہوجائے گا " -

دوسرے طرف یکایک نوجوان لیڈروں کی گرفتاریاں شروع ہوگئیں ' محمود شوکت پاشا کو نظر بند کردیا ' کچھہ نوجوان ترک بزدلوں سے زخمی ہوکر آئے تھے ' انکو بھی شفاخانوں سے نکالکر قید خانے میں بھیجدیا -

یہ کارروائی جس سرعت اور طاقت کے ساتھہ رات بھر کے اندر کی گئی ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجانب کا ہاتھہ بھی کام کر رہا تھا -

نوجوان ترکوں کی گرفتاری کے بعد ہی التوائے جنگ کے کاغذات پر دستخط ہوگئے !

اس پر آشوب وقت میں بھی جس شخص نے ان مظلوم ملت پرستوں کی علانیہ اعانت کی ' وہ پرنس (یوسف عز الدین) تھے -

نوجوان ترکوں کی طرح انکو کامل پاشا گرفتار نہیں کر سکتا تھا ' یہ ولی عہد سلطنت تھے - اس نے سلطان المعظم کو یقین دلانے کی کوشش شروع کردی تھی کہ " دراصل محمود شوکت پاشا انکو معزول کرکے پرنس کو تخت نشین کرنا چاہتے ہیں " لیکن اس وسوسہ کا چل جانا آسان نہ تھا -

وہ علانیہ انجمن کی حمایت کیلیے کھڑے ہوگئے - صرف آٹھہ شخص جو گرفتاری سے بچ رہے تھے ' انکے ساتھہ تھے - سب سے پہلے انہوں نے سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوکر اس ابلیسانہ ظلم و تعدی کی فریاد کی - پھر پوشیدہ طور پر فوج کے اندر اضطراب پیدا کرنے میں مدد کی - اور بے کی طلبی کا انتظام کیا ' قانون سلطنت کی رو سے وہ بہ نفس نفیس وزارت کے کاموں میں دخل نہیں دیسکتے تھے ' اسلیئے (جمال الدین بے) کو اپنے طرف سے وکیل مقرر کیا اور اس طرح چند دنوں کے اندر حکومت مجبور ہوگئی کہ گرفتاران انجمن کو رہا کردے -

شذرات

ھل اتاک حدیث الجنون ؟

— * —

موسم بدل گیا

— ⁂ —

(ڈاکٹر مصباح الدین شریف نے) نے اپنے ٹیلی گرام میں کہا تھا :

" موسم بدل گیا ہے ہم مت جائیں گے یا عزت علی کو بچالیں گے !! "

جس وقت کہ ۲۳ - فروری کو (انور بےبادم) قصر وزارت کی کھڑکیوں کے نیچے پہنچا ہے ، تو یقیناً باسفورس کے کنارے پر دولمہ باغچہ سرائے کی فضائے محیط کا موسم بدل چکا تھا ، لیکن کیا اب ساحل (مارمورا) کا آسمان بھی بدل نہیں گیا ہے ؟

یادش بخیر لفٹنٹ (ریگنر) معلوم نہیں اب کہاں ہیں ؟ لیکن تاہم خود نامراد اور صوفیا کے اعلانات سے ایک حد تک انکی عدم موجودگی کی تلافی ہو سکتی ہے - صلح کے خاتمے کے ساتھ ہی اعلان کیا گیا تھا کہ ایڈریا نوپل کی تسخیر صرف چند دنوں کا کام ہے ، اور اب ایڈریا نوپل کی حوالگی کا نہیں بلکہ قسطنطنیہ کی حوالگی کا مطالبہ کیا جائے گا - یہ اعلان اس زمانے کا نہیں ہے جبکہ مسٹر (اسکرتھوہ) گلڈ ہال کی اسٹیج سے فارغ ہوئے تھے اس تار کو پڑھنے کیلیے مضطرب الحال تھے ، جسمیں سینٹ صوفیا کی دیواروں سے مقدس راہب کے صلیب بردوش نکلنے کی خبر دی گئی تھی بلکہ یہ ۵ - فروری کا واقعہ ہے جبکہ (صوفیا) کا یہ عام خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ " زیادہ سے زیادہ ایک ھفتے کے اندر ایڈریا نوپل مسخر ہو جائیگا "

لیکن " موسم بدل گیا " - اب وہی ایڈریا نوپل ہے جسپر کامل تیس دن تک بے سود گولہ باری کرنے کے بعد ثابت ہوگیا کہ نا قابل تسخیر ہے - چتلجا آتش کی افشانیوں نے ایک مرتبہ بھی بلغاری فوج کو بڑھنے کا موقعہ نہیں دیا - بس لڑائیوں کا خود صوفیا کو اقرار ہے مگر اب نہ کہیں دنیا پاٹ گئی ہے کہ نہ " تیرہ پچاس ہزار ترک گرفتار " ہوئے ہیں ، نہ " تین گھنٹے کے اندر قلعوں کو تسخیر " کیا جاتا ہے ، اور نہ ایڈریا نوپل کی تسخیر کے دعوے کا اعادہ ہوتا ہے ؟

اب بلغاری فتوحات کے لٹریچر کی شاعری اس سے زیادہ نہیں ہے کہ " ترکوں کا معقول نقصان ہوا - ناکامی سے پسپا کردیے گئے - کافی نقصان پہنچایا گیا " -

تاہم ابتک لندن کے سیاسی حلقے اپنے حال فروشان صلیب کی طرف سے مایوس نہیں - کہا جاتا ہے کہ موجودہ خبریں زیادہ تر ترکی ذرائع کی ہیں اسلیے قابل وثوق نہیں -

پھر ! مسٹر اسکوئتھ کے فتح قسطنطنیہ کا انتظار ابتک ختم نہیں ہوا - اب دیکھیں ایڈریانوپل کی تسخیر کیلیے کب تک لندن منتظر رہتا ہے !

اس سے بڑھکر موسم کی تبدیلی کیا ہوگی کہ یا تو چند دنوں کے اندر ایڈریا نوپل کی تسخیر کا اعلان تھا ، یا اعلان جنگ کے دوسرے ہی دن بلغاریا اور سرویا کی متحدہ فوج مجبور ہوگئی کہ ایڈریا نوپل کی تسخیر کے خیال سے باز آجائے ، اور اپنا پورا نقشہ جنگ بدل دے ؟

نقشۂ جنگ کی تبدیلی درحقیقت ایک عظیم الشان تبدیلی ہے - تازہ تار برقیاں مظہر ہیں کہ بلغاریا کی فوج چتلجا سے برابر ہٹ رہی ہے ، اور اپنے قدیمی مقامات کو چھوڑنے پر مجبور ہو رہی ہے - قسطنطنیہ کے سرکاری اعلانات جنکو رویٹر مشتہر کرتا ہے ، جنگ کی حالت بتلاتے ہیں ، مگر آئندہ جنگ کے مقامات کی نسبت کوئی خبر نہیں دیتے ، اسلیے بحالت موجودہ کوئی قطعی راے قائم نہیں کی جاسکتی کہ لڑائی کا رخ کس طرف ہوگا ؟ تاہم یہ تو بالکل ظاہر ہوگیا کہ جدید عثمانی فوج نے جنگ کے موجودہ نقشے میں بلغاریا کو شکست دیکر ، واقعات کا رخ اولٹ دیا ہے -

اس عظیم الشان اور نازک پیدا ہو جانے والی تبدیلی کا سبب ڈاکٹر (مصباح الدین) کے اس تار سے کھلتا ہے جو پچھلے ہفتے الہلال کے اسی صفحہ پر شائع ہوا ہے ، اور جسمیں خبر دی گئی تھی کہ (انور بے) ایک فوج کے ساتھ روانہ ہوگئے ہیں ، نیز مشہور مجاہد طرابلس (فتحی بک) بھی امداد سے روانہ ہوگئے اسکے بعد کوئی خبر نہیں آئی -

لیکن ۷ - فروری کو مقامی معاصر (امپائر) کا خاص نامہ نگار تار دیتا ہے

" انور بے کی ایک شجاعانہ کارروائی نے بلغاریوں کا تمام نقشہ جنگ پلٹ دیا ہے - اس نے جہازوں کے ذریعہ ۲۰ ہزار فوج (شرکوی) کے مغرب میں اتار دی ہے - اس پیش قدمی سے بلغاریوں کیلیے مغرب و شمال کی جانب ہٹ جانا ناگزیر ہوگیا - چنانچہ وہ شرکوی کے قصبے کو خالی کرکے اور آبادی کو جلا کر چلے گئے - گیلی پولی میں بھی ایک سخت لڑائی ہوئی - یہاں فتحی بک کی زیر قیادت ۲۰ ہزار سپاہ موجود ہے "

اسکے بعد گو رویٹر نے کوئی خبر غازی (انور بے) کی نسبت نہیں بھیجی ، لیکن لندن کے ایک تار میں ظاہر کیا گیا ہے کہ بلغاری شرکوی سے واقعی ہٹ آئے ہیں

اگر امپائر کے نامہ نگار کا بیان صحیح ہے تو پھر نقشۂ جنگ کے تغیر کی کنجی باسانی مل جاتی ہے ، اور غازی (انور بے) نے اپنے حرارت دل و دماغ کا چند دنوں کے اندر ہی ایک دوسرا جلوہ دکھلادیا

کریمہ کے اتباع کی لوگوں کو دعوت دی جاتی، اور اُن اعمال کا دلوں میں شوق و ولولہ پیدا کیا جاتا، جو ایک "مسلم و مومن" زندگی کے کیریکٹر کا اصلی مایۂ خمیر ہیں، اور جنکے اتباع نے صحابۂ کرام کی زندگی کو اس درجہ تک پہنچادیا تھا کہ لسان الہی نے " یحبہم و یحبونہ " کے صداے محبت سے انکی مدح سرائی کی اور اتباع محبوب نے انکو خود محبوب بنا دیا ۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور الرحیم -

اے پیغمبر! مدعیان محبت الہی سے کہدو کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو (اگر تم نے ایسا کیا تو تم کو اللہ کی محبت کے دعوے کی ضرورت نہوگی بلکہ) خود اللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخشدیگا وہ نہایت مہرباں بخشنے والا ہے -

اگر ایسا ہوتا تو ظاہر ہے کہ ان مجالس سے بڑھکر مسلمانوں کیلیے سعادت کونین کا ذریعہ اور کیا تھا ؟ یہ تمام کانفرنسیں اور انجمنیں جنکا چاروں طرف ہنگامہ بپا ہے، ایک طرف، اور اُس مجلس کا ایک لمحہ ایک طرف، جو اس " اسوۂ حسنہ " کے نظارے میں بسر ہو- ہماری مجلسیں اسی ذکر کیلیے ہونی چاہئیں، اور ہماری آنکھیں اسی جمال جہاں آرا کے نظارے کیلیے

جدا سرہے تو سودا ہے تیرے زلف پریشاں کا

ولنعم ما قیل

مصلحت دید من آنست، کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند، و خم طرۂ یارے گیرند !

لیکن بدبختی یہ ہے کہ ہمارے اعمال کی صورتیں مسخ نہیں ہوئی ہیں، مگر حقیقت غارت ہوگئی ہے - قومی تنزل کے معنے یہی ہیں کہ تمام قومی و دینی اشغال بظاہر قائم رہتے ہیں لیکن انکی روح مفقود ہوجاتی ہے - یہ نہیں ہے کہ ہماری مسجدیں اجڑگئی ہوں، کتنے حجاز اور ماوس ہیں جنمیں مسجدیں بعید نو بنائی جاتی ہیں ؟ مگر رونا یہ ہے کہ دل اجڑگئے ہیں، اور یہ وہ بستی ہے کہ جب یہ ویراں ہوجاے تو پھر آبادی کہاں ؟

مجھے یہ ڈر ہے، دل زندہ ! تو نہ مرجاے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے !

فانہا لا تعمی الابصار، ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

مجھے کیا کہنا تھا ، اور کیا کہنے لگا - بہر حال مولود کی مجلسیں بھی اپنے مقصد کے لحاظ سے ایک بہترین دینی عمل تھا ، جسکی صورت تو قائم ہے ، مگر حقیقت مفقود - محض ایک رسمی تقریب ہے جو مثل اور رسمی صحبتوں کے ضروری سمجھہ لی گئی ہے - اور امراء و رؤساء نے تو اپنی نمایش اور ریاء دولت کا اسکو بھی ایک ذریعہ بنالیا ہے -

آنحضرت کے صحیح حالات زندگی اور اُن انقلابات عظیمہ کے بیان کی جگہ ، (جو آپکی ولادت کے واقعہ نے مشرق و مغرب میں پیدا کردیے) کیسے افسوس کی بات ہے کہ محض چند روایات ضعیفہ و قصص موضوعہ کے بیان کرنے پر اتنے بڑے ملی و دینی جذبے کو قربان کردیا جاتا ہے ؟ اور پھر اگر محض طبقۂ عوام کا یہ حال ہو تو قابل شکایت نہیں ، لیکن تعجب اور صد ہزار تعجب ہے اس بوالعجبی پر، کہ صدہا علماے ماسبق جو باوجود ادعاے رسوخ حدیث وسنۃ و وسعت نظر و علم، ان روایات کو خاموشی کے ساتھ سنتے ہیں، خود پڑھتے ہیں ، اور لوگوں سے پڑھواتے ہیں ، مگر ایک لمحہ کیلیے بھی انکے دل میں تحقیق و تفتیش کی جنبش پیدا نہیں ہوتی :

ان ھذا من اعاجیب الزمن !

کاش جسقدر بحث نفس انعقاد اور مجلس کے سنت و بدعت ہونے کی نسبت کی گئی ہے، وہ اس مجلس کی اصلاح حال کیلیے کی جاتی - وہ تمام جذبات جو قوم میں شوق و شغف کے ساتھ موجود ہیں، درحقیقت ایک قوت ہیں، پس سب سے اول کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اسٹیم کو ضائع کرنے کی جگہ اس سے مفید کام لیا جاے - البتہ اگر اصل کار ہی جادۂ شریعت سے منحرف ہو اور صورت اصلاح مفقود، تو پھر اُسکے استیصال کی کوشش امر بالمعروف میں داخل اور ناگزیر ہے -

غلو و مداہنت علما و تشدد بے محل

ہزار تعجب ہے اُس عالم صاحب تصنیف و تالیف کے دعوے علم پر، جسکے جواب کے بعض جملوں کو آپنے نقل کیا ہے - درحقیقت یہی وہ مذہب کے ناداں حامی ہیں، جنکی دوستانہ حمایت، ہمیشہ دشمنوں کی مخالفت سے زیادہ مذہب کیلیے مضر رہی ہے - جن روایات کی نسبت آپنے تصدیق چاہی تھی، انکا انکار نہ توہین شریعت ہے اور نہ الحاد، بلکہ عین شیوۂ اسلام و ایمان ہے ، اور ہر صاحب نظر، جسکو فن حدیث و سیر سے کچھہ بھی خبر ہوگی ، ایک لمحہ کیلیے بھی ان روایات کو تسلیم نہیں کریگا -

آپ اس سعی و کوشش کیلیے مستحق تحسین تھے، افسوس کہ اس ناداں مدعی علم نے تشدد مذہبی کا بیجا استعمال کیا ، حالانکہ جو محل استعمال ہیں، انکی ہمارے علما خبر بھی نہیں لیتے -

بہت سے لوگ ہیں جو تشدد مذہبی اور تعصب دینی کو علماے حال کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر برسوں سے اسپر رو رہے ہیں ، لیکن میں اسے صحیح نہیں سمجھتا - مجھکو تو شکایت ہے کہ جس درجہ تشدد مذہبی علما میں ہونا چاہیے ، افسوس ہے کہ نہیں ہے - صدہا امور ایسے ہیں جن میں صاف طور پر انکے تساہل و مداہنت کو دیکھہ رہا ہوں اور حق و معروف کے اعلان سے دانستہ اعراض کیا جارہا ہے - البتہ چند چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں ، جن میں تشدد کا اظہار ہوتا ہے ، مگر چونکہ یہ اظہار بے محل ہوتا ہے ، اسلیے محض رائگاں جاتا ہے ، بلکہ اکثر موقعوں میں اور مضر ہوتا ہے -

ایک بہت بڑا نکتۂ عمل یہ ہے کہ ہر قوت کا استعمال اسکے صحیح محل میں ہو - آپ اسٹیم کو جس سے سمندروں میں جہاز ، خشکیوں پر ریل ، اور کارخانوں میں مشینیں چلتی ہیں ، ٹاٹ کی بوریوں میں بھرکر غبارہ بنانے کی کوشش نہ کیجیے - ورنہ آپکی محنت اور سعی ، دونوں رائگاں جائیں گی -

یہ اس ذکر کے چھیڑنے کا وقت نہیں ، ورنہ بجاے خود ایک داستان طولانی ہے - اپنی مصیبتوں کا حال یہ ہے کہ چادر کا کوئی گوشہ دھبے سے خالی نہیں - کس کس چیز کو بیاں کیجیے ، کس کس کے حال پر روئیے ، اور پھر اتنا وقت کہاں سے لائیے ؟

آسودہ شبے باید و خوش مہتابے
تا با تو حکایت کنم از ہر بابے

معیار تصدیق و تغلیط و اصول نقد روایت

لیکن ان روایات کی صحت و عدم صحت کی نسبت ضمناً جن خیالات کا آپنے اظہار فرمایا ہے، افسوس کہ میں اس سے متفق نہیں - وہ ایک نہایت خطرناک اصولی غلطی ہے ، جس میں زمانۂ حال کے مدعیان تحقیق و اجتہاد اور رہروان جادۂ تطبیق عقل و نقل ، برسوں سے مبتلا ہیں - آپنے بار بار اس سوال کو دہرایا ہے کہ " اگر یہ

ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری

اسئلۃ واجوبتھا

مجلس مولد نبوی (صلعم)

و احادیث ضعیفہ و موضوعہ

(از جناب احمد حسین خانصاحب - بی - اے)

چند دنوں کے بعد ماہ مبارک ربیع الاول آنے والا ہے، جبکہ مولود شریف کی مجلسیں جابجا منعقد ہونگی۔ لیکن جس طریقہ سے یہ مجلسیں منعقد ہوتی ہیں اور جو حالات و واقعات اسمیں بیان کیے جاتے ہیں، معلوم نہیں جناب کا خیال اس بارے میں کیا ہے؟ لیکن میں تو اسکو نہایت افسوسناک سمجھتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ یہی حالات و واقعات ہیں جنھوں نے حضرت بانی اسلام کی پاک زندگی کے متعلق معاندین کے دلوں میں شکوک پیدا کردیے ہیں -

ایک مدت سے میرا خیال تھا کہ ایک مختصر رسالہ حضرت کے حالات میں جمع کروں جسکو مولود شریف کی مجلسوں میں پڑھا جائے، لیکن جس طرح کے حالات کا متلاشی تھا، وہ کہیں نہیں ملتے تھے - عرصہ ہوا ایک رسالہ منشی امیر احمد امیر مینائی نے شائع کیا تھا اور لکھا تھا کہ اسمیں حالات زندگی ایک بہت بڑے عالم کی مدد سے لکھے گئے ہیں، لیکن اسکو بھی دیکھا، از سر تا پا وہی قصے بھرے تھے -

اس سال میں نے بطور مسودے کے ایک تحریر لکھی اور چند علماے دین کو بغرض اصلاح سنائی، لیکن وہ اس امر پر نہایت برہم و ناراض ہوے کہ ذکر ولادت کے وہ واقعات اسمیں نہ تھے جو عام کتب مولود میں بیان کیے گئے ہیں - میں نے ان میں سے ایک صاحب تصنیف عالم صاحب سے عرض کیا کہ کیا یہ واقعات مستند تاریخوں اور حدیث کی کتابوں میں لکھے ہیں؟ انہوں نے جواب میں لکھا کہ "یہ تمام واقعات و معجزات صحیح ہیں جنکو تمام مورخین و محدثین نے ہمیشہ بیان کیا ہے - بڑے بڑے علماے دین اور اکابر اسلام نے انکی تصدیق فرمائی ہے، اور انکو پڑھا ہے، اور مجلسوں میں سنا ہے - البتہ آجکل کے نیچریوں اور لامذہبوں کو انکے ماننے میں تامل ہے، کیونکہ انگریزی کی کتابوں میں مرقوم نہیں"

آپ ہمیشہ ہم انگریزی دانوں کو الحاد اور مذہبی غفلت کا الزام دیتے ہیں، لیکن جس انداز اور طریقہ سے دیتے ہیں، اسکی وجہ سے ہم نہایت خوش ہیں اور آپکو اپنا خیر خواہ اور مصلح سمجھتے ہیں، لیکن خدا کے لیے اس بارے میں میری تشفی کر دیجیے کہ آیا یہ واقعات واقعی مستند کتابوں میں مرقوم ہیں؟ اور ان میں شک کرنا نیچریت اور مذہب سے کنارہ کشی ہے؟ اگر واقعی ایسا ہی ہے تو انصاف کیجیے کہ کیا یہ واقعات عقل میں آنے ہیں؟ اور انکو آجکل کوئی تسلیم کرسکتا ہے؟ معاف فرمائیگا اگر ایسے ہی واقعات سنا کر آپ ہم کو دینی جذبات سے برگشتگی کا الزام دیتے ہیں تو دیجیے، ہماری سمجھ میں تو نہیں آتے - وہ واقعات یہ ہیں

(۱) جب حضرت کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ایک مرغ سفید نمودار ہوا اور حضرت آمنہ کے پاس آیا پھر اس شب کو تمام جانوروں اور پرندوں نے گفتگو کی -

(۲) حضرت مریم اور حضرت آسیہ کا ولادت سے پہلے آنا اور بشارت دینا -

(۳) جب حضرت عبد اللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہوا تو دو سو عورتیں رشک سے مرگئیں -

(۴) حضرت کی ولادت کے دن آتشکدۂ ایران بجھ گیا، قصر نوشیرواں کے کنگورے گر گئے اور خانہ کعبہ کے بت اوندھے ہوگئے -

(۵) ولادت کے بعد حضرت کچھ دیر کیلیے غائب ہوگئے اور پھر کسی نے بہشتی کپڑوں میں لاکر رکھدیا -

(۶) روشنیوں کا نمودار ہونا اور عجیب عجیب آوازوں کا سنائی دینا -

(الہلال)

آپکا جوش دینی، و جذب ایمانی، و فکر اصلاح مجالس ذکر مولد، مستحق تحسین و لائق شکر ہے - جزاکم اللہ تعالی -

آپنے ایک نہایت اہم اور ضروری بحث چھیڑدی - جی چاہتا ہے کہ بلا تامل صفحے کے صفحے لکھہ جاؤں، لیکن افسوس کہ وقت اور گنجایش سے مجبور ہوں، لہذا چند کلمات ضروریہ پر اکتفا کرتا ہوں

مصلحت مجالس ذکر (صلعم)

مولود کی مجالس کا عجیب حال ہے - مقصد مجلس کے لحاظ سے دیکھیے تو میرے اعتقاد میں اس سے زیادہ اہم، عظیم المنفعۃ، اور قوم کیلیے ذریعۂ ارشاد و ہدایت اور کوئی اجتماع نہیں - لیکن طریق انعقاد پر نظر ڈالیے تو اجتماعی و مجلسی قوتوں کے ضائع کرنے کی بھی اس سے زیادہ اور کوئی افسوسناک مثال نہیں ملیگی - اسلام ایک تعلیم تھی، اور اس تعلیم کا عملی نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تھی کہ

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا (۳۳ ۲۲)	بیشک رسول اللہ کی زندگی میں ان لوگوں کیلیے پیروی اور اتباع کا ایک بہترین نمونہ ہے جو اللہ اور یوم آخرت سے ڈرنے اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے، اور بکثرت ذکر کرنے والے ہیں -

حضرت (عائشہ) سے پوچھا گیا کہ آں صاحب خلق عظیم کا اخلاق کیا تھا؟ فرمایا: خلقہ القرآن! اگر آنحضرت کا اخلاق دیکھنا ہے تو قرآن کو دیکھہ لو کہ اس "کتاب مرقوم" کا وہ ایک ظل مجسم، اور اسکے عملی نمونے کی ایک "لوح محفوظ" ہے، و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون (۸۳ ۱۸) (۱)

پس مولود کی مجلسوں کا اصلی مقصد یہ ہونا تھا کہ وہ اس "اسوۂ حسنہ" کے جمال الہی کی تجلی گاہ ہوں، آنحضرت کے صحیح حالات زندگی سنائے جائے، انکے اخلاق عظیمہ اور خصائل

---

(۱) یہ چیز ہے کہ پیروی کرنے والوں کو اسکی پیروی کرنی چاہیے

علی الخصوص متاخرین ایران میں بعض لوگوں نے وعظ گوئی کو ایک مستقل فن بنا دیا ' اور چونکہ فاضل اور اهل قلم بھی تھے' اسلیے اپنی مجالس کو کتب سیر و قصص کی صورت میں مدون بھی کر دیا : ضلوا فاضلوا ' فویل لهم ولاتباعهم -

مثلاً (ملا حسین واعظ کاشفی) اور (ملا معین الدین هروی) انہی لوگوں میں سے تھے - علی الخصوص اخر الذکر شخص' جو فی الحقیقت انشا پردازی ' و حکایت طرازی ' و اقتباس روایات ضعیفہ و موضوعہ ' و تاویلات رکیکۂ قران و سنت ' و غلو و رسوخ اسرائلیات و روایات یہود میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا -

شاید بہت سے لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ آج اردو زبان میں جس قدر مولود لکھے گئے ھیں اور رائج ھیں' وہ سب کے سب بے واسطہ یا بالواسطہ اسی (ملا معین هروی) کی کتابوں معارج النبوہ ' تفسیر سورہ یوسف موسوم بہ بقرہ کار' قصۂ حضرت موسی علیہ السلام موسوم بہ اعجاز موسوی وغیرها سے ماخوذ ھیں -

اسمیں شک نہیں کہ ان کتابوں میں بعض حصے نہایت دلچسپ اور قابل دید ھیں ' مثلاً وہ صوفیانہ و عارفانہ لطائف و نکات آیات و احادیث' جو اقوال و مرویات صوفیا سے لیے گئے ھیں ' یا خود اس نے پیدا کیے ھیں ' لیکن تاهم ان لطائف کو کیا کیجیے کہ اصل موضوع ھی سر تا سر یکسر خرافات ہے -

یہ لوگ ان میں سے اکثر چیزوں کے خود موجد نہ تھے ' بلکہ اپنی جماعت کے پیشرو افراد کے متبع ' لیکن فارسی میں لکھکر اور کتب مجالس و وعظ کو شائع کرکے ان لوگوں نے تمام موضوعات و خرافات کو ایران و ھند میں پھیلادیا ' اور چونکہ عوام بالطبع اس غذا کے خواہاں ھیں' پھر کسی وقت کے انکو قبول عام حاصل ہی ھوگیا - والقصه بطولها -

قصص کتب مولد کا سر چشمۂ اول

آپنے جن روایات کی نسبت استفسار کیا ہے' (آپکو سنکر تعجب ھوگا کہ) ان میں سے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے ' جو اصول فن حدیث کی بنا پر صحیح تسلیم کیا جاسکے' اور جسکو کتب معتبرہ محدثین میں روایت کیا گیا ھو - (صحاح) ان قصص سے خالی ہے - عام مسانید و معاجم اور مصنفات مشہورہ میں بھی کوئی لائق احتجاج ثبوت نہیں ملتا - حافظ (سیوطی) نے (جمع الجوامع) میں جمع احادیث کا پورا التزام کیا ہے ' لیکن یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ان روایات کا اسمیں کہیں پتہ نہیں ! (کنز العمال) میں متعدد ابواب تھے جہاں یہ روایات آسکتی تھیں ' مثلاً (معجزات من قسم الاقوال) کے باب (اعلام و دلائل نبوت) میں' لیکن ایک اثر بھی وهاں درج نہیں کیا گیا - (قسم الافعال) میں ولادت کا مستقل باب موجود ہے' مگر وہ نہایت مختصر ہے اور صرف چند آثار' تاریخ و ایام ولادت کے متعلق پائے جاتے ھیں لیکن ان واقعات کا کہیں ذکر نہیں - معجزات ولادت میں صرف دو چار روایتیں انحضرت کے مختون پیدا ھونے کی نسبت البتہ درج کی ھیں' لیکن وہ تمام تر (ابن عساکر) کی ھیں' جنکی نسبت علامہ ابن تیمیہ کہتے ھیں کہ " وفیہا احادیث کثیرہ ضعیفة موضوعة و هذه " اور پھر ان سب کے راوی اول حضرت ابن عباس ھیں ' اور اسلیے تمام روایات ولادت کی طرح یہ روایت بھی منقطع ہے ' پس قابل احتجاج نہیں -

(ان روایات کیلیے کنزالعمال جلد ۶ - صفحہ - ۳۳۱ کو دیکھیے)

کنز العمال کے باب (قسم الافعال) میں (دلائل و اعلام نبوت) کے عنوان کے نیچے دو تین طول طویل روایتیں (ابن عساکر) وغیرہ سے لیکر درج کی ھیں' جن میں نہایت سے سر و پا قصے بیان کیے ھیں اور یقیناً یکسر موضوع ھیں ' تا ھم ان میں بھی ان واقعات ولادت کا کہیں پتہ نہیں - (ایضا - صفحہ - ۳۰۴ -)

روایات ثلاثہ حافظ ابو نعیم اصفہانی

پس در اصل ان قصص کا سر چشمۂ وحید ' اور مبدء اول وہ تین طول طویل حدیثیں ھیں' جنکو (ابو نعیم) صاحب (دلائل) نے عمرو بن قتیبہ ' ابن عباس ' اور خود حضرت عباس کی نسبت سے روایت کیا ہے' اور یہی روایات ھیں' جنکا آگے چلکر قصاص و مجلس آرا واعظوں نے اپنی گرمی مجلس کیلیے استعمال کیا ' اور پھر تمام قصص و حکایات اور کتب سیر متاخرین میں داخل ھوگئیں ؟

شیخ جلال الدین سیوطی نے (خصائص کبری) کی پہلی جلد میں ان تینوں روایتوں کو نقل کیا ہے - ان میں سے ھر روایت ایک ایک صفحہ کی ہے - پوری نقل نہیں کر سکتے' ضروری ٹکڑے حسب ذیل ھیں —

(۱) بروایت قتیبہ

و اخرج ابونعیم عن عمرو بن قتیبة ' قال سمعت ابي و كان من اوعية العلم قال لما حضرت ولادة آمنة قال الله للملائكة افتحوا ابواب السماء كلها و ابواب الجنان كلها ' و امر الله الملائكة بالحضور ' فنزلت تبشر بعضها بعضا - و تطاولت جبال الدنيا و ارتفعت البحار و تباشر اهلها ' فلم يبق ملك الا حضر ' و اخذ الشيطان فغل سبعين غلا و القي منكوسا في لجة البحر الخضراء ' و غلت الشياطين و المردة ' و البست الشمس يومئذ نورا عظيما ' و اقيم على رأسها سبعون الف حوراء في الهواء ينتظرون ولادة محمد صلى الله عليه و سلم - و كان قد اذن الله تلك السنة لنساء الدنيا ان يحملن ذكورا كرامة لمحمد صلى الله عليه و سلم و ان لا تبقى شجرة الا حملت ولا خوف الا عاد امنا - فلما ولد النبي صلى الله عليه و سلم امتلات الدنيا كلها نورا و تباشرت الملائكة و ضرب في كل سماء عمود من زبرجد و عمود من ياقوت قد استنار به فهي معروفة في السماء * * * و نكست الاصنام كلها و اما اللات و العزى ' فانهما خرجا من خزانتهما و هما يقولان " ويح قريش جاء هم الامين جاء هم الصديق "

(۲) بروایت ابن عباس

و اخرج ابو نعيم عن ابن عباس قال : كان من دلالات حمل رسول الله صلى الله عليه و سلم ان كل دابة كانت لقريش نطقت تلك الليلة * * * ولم تبق كاهنة في قريش ولا في قبيلة من قبائل العرب ' الا حجبت عن صاحبتها ' و انتزع علم الكهنة منها ' ولم يبق سرير ملك من ملوك الدنيا الا اصبح منكوسا ' و الملك مخرسا لا ينطق يومه ذلك ' و مرت وحش المشرق الى وحش المغرب بالبشارات * * * * و فتح الله لمولده ابواب السماء و جنانه فكانت آمنة تحدث عن نفسها و تقول " اتاني آت حين مرّ بي من حمله ستة اشهر فوكزني برجله في المنام و قال لي يا آمنة ! انك قد حملت بخير العالمين طرا فاذا ولدتيه فسميه محمدا " فكانت تحدث عن نفسها و تقول " لقد اخذني ما ياخذ النساء ولم يعلم بي احد من القوم فسمعت وجبة شديدة و امرا عظيما فهالني ذلك ' فرايت كان جناح طير ابيض قد مسح على فؤادي فذهب عني كل رعب و كل وجع كنت اجد ثم التفت فاذا انا بشربة بيضاء لبنا وكنت عطشى ' فتناولتها فشربتها فاصاب مني نور عال ' ثم رايت نسوة كالنخل الطوال ' كانهن من بنات عبد مناف يحدقن بي فبينا انا اعجب و اذا بديباج ابيض قد مد بين السماء و الارض ' و اذا بقائل يقول خذ وه من اعين الناس قالت ورايت رجالا قد وقفوا في الهواء بايديهم اباريق فضة و رايت قطعة من الطير قد اقبلت حتى غطت حجري مناقيرها من

روایات صحیح ہیں تو کیا عقل میں آسکتی ہیں ؟ " جواباً گذارش ہے کہ روایات تو یقیناً صحیح نہیں ہیں ' لیکن یہ اصول بھی کب صحیح ہے کہ جو واقعہ آپکی عقل میں نہ آئے ' وہ یکسر غلط و موضوع ہے ؟

آپ بلا تامل پوچھیے کہ یہ واقعات اصول فن روایت کی بنا پر کہاں تک صحیح اور قابل قبول ہیں ؟ اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اتنا پوچھ لینا ہی آپکے مقصد کے حصول کیلیے کافی ہے ' لیکن یہ کہاں کا اصول تحقیق اور معیار تمیز حق و باطل ہے کہ واقعہ کی صحت کیلیے پہلی شرط آپکے عقل کی تصدیق ہے ؟ آپ لوگ آجکل بے تکلف یہ جملہ کہدیا کرتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ کیسی خطرناک سوفسطائیت کی راہ ہے ' جو اسطرح آپکے سامنے کھل جاتی ہے - ہر واقعہ کی صحت و عدم صحت کیلیے پہلی چیز ' اصول روایت اور صحت نقل کے شرائط کا اجتماع ہے اور بس ' نہ کہ زید و عمر کی عقل میں آنا - مجھکو یقین نہیں کہ مارکونی تیلی گرام کو آپکی عقل تسلیم کرتی ہو ' اور غالباً آپنے اب تک اسکا عینی مشاہدہ بھی نہ کیا ہوگا ' لیکن اول مرتبہ جب اس ایجاد کی خبر یورپ کے کسی مستند پرچے میں دیکھی ہوگی ' اور تمام اخباروں میں اسکی شہرت کا غلغلہ مچا ہوگا ' تو فرمالیے ' آپنے اسکی تصدیق کی تھی یا انکار ؟

آپکو معلوم نہیں کہ یہی وہ سرحد ہے جہاں سے (با وجود اتحاد مقصد و اصول) مجبوراً آجکل کے مصلحین مذہب سے الگ ہو جانا پڑتا ہے - ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ جس حدیث اور جس روایت کو اپنے خود ساختہ معیار عقلی سے ذرا بھی الگ پاتے ہیں ' معاً اس سے انکار کردینے کیلیے بیچین ہو جاتے ہیں ' اور پھر اِس انکار محض کو " تطبیق منقول و معقول " کے مرعوب کن لفظ سے تعبیر کرنے کے علانیہ تمسخر سے نہیں شرماتے و تقولون بافواھکم ما لیس لکم بہ علم ' و تحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم (۲۴ : ۱۵)

حالانکہ اگر انکو علوم دینیہ کے حصول کا موقعہ ملا ہوتا اور علم دین پر نظر ہوتی ' تو وہ دیکھتے کہ اسی مقصد کو اصول فن کے ساتھ چلکر بھی حاصل کر سکتے ہیں -

کیا ضرورت ہے اسکی کہ ان روایات کی محض اسوجہ سے تغلیط کردی جائے کہ وہ ہماری عقل میں نہیں آتیں ' جبکہ ہم اصول معرفۃ حدیث و آثار ' و طرق جرح و تعدیل روایت ' و تحقیق و نقد درایت ' و شہادات موثقۂ ارباب علم و فن کی بنا پر بغیر ادنے دقت کے ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ روایات ہی پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں ' اور اصول فن سے لائق احتجاج نہیں - اور اسطرح بغیر سر رشتۂ اصول کو ہاتھ سے دیے ' اسی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں -

معلوم نہیں آپنے میری گذارش کو سمجھا بھی یا نہیں ؟ میں کہتا ہوں کہ بہت سی باتیں ہیں جنسے انکار کرنے میں ممکن ہے کہ آپکے مصلحین حال اور ہم متفق ہوں ' لیکن پھر ہم میں اور ان میں بعد المشرقین ہے - وہ محض اس بنا پر انکار کرتے ہیں کہ انکی عقل میں نہیں آتی ' اور ہم اس لیے انکار کرتے ہیں کہ اصول فن سے انکا قابل تسلیم ہونا ثابت نہیں - فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

آپ کہیں گے کہ نتیجہ دونوں کا ایک ہے ' میں کہونگا کہ منزل تک پہنچنے ہی پر سفر کی کامیابی موقوف نہیں ہے ' بلکہ بہت کچھہ راہ سفر کے تعین و انتخاب پر

رشتان ما بین خل و خمر

آپکو نہیں معلوم ' صدہا باتیں ہیں کہ آجکل کے مصلحین بھی کہتے ہیں اور انہی کو امام غزالی اور شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہما نے بھی کہا ہے ' مگر پھر دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے - ایک سے الحاد پرورش پاتا ہے اور دوسرے سے مذہب کو تقویت ہوتی ہے ' حالانکہ مقصود پہلی جماعت کا بھی تقویت مذہب ہی ہے - یہ فرق حالت بھی زیادہ تر اسی اختلاف طریق کا نتیجہ ہے - آپ لوگوں کو شکایت ہے کہ علما آجکل کی چیزوں پر متوجہ نہیں ہوتے - یہ سچ ہے ' مگر اسکو بھی تو دیکھیے کہ آپ لوگوں نے انکی نظروں کو متوجہ کرنے ہی کا کونسا سامان کیا ہے ؟ لوگ دیکھتے ہیں کہ جس چیز کو آپ " تطبیق عقل و نقل " کہتے ہیں ' وہ صرف ایک تیز و تند خرام قینچی ہے ' جس کو آپنے اٹھایا اور بے تکان قطع و برید شروع کردی - نہ علم و فن سے مس ہے ' نہ اصول و قواعد کی خبر ہے ' نہ کتابوں پر نظر ہے ' اور نہ اس زبان سے واقفیت ہے ' جس سے قرآن و حدیث کو الگ نہیں کیا جاسکتا - پھر وہ آپکی وقعت کریں تو کیا کریں ؟

گو میں اپنے عقیدے میں اس اعراض کو بھی علما کی ایک سخت غلطی سمجھتا ہوں اور بیان وجوہ کا یہ موقع نہیں ' تاہم اگر وہ اسے اعراض کی یہ توجیہہ کریں تو آپ کیا جواب دیں گے ؟

میں جو ہمیشہ (شیخ محمد عبدہ) اور انکے متبع طریقت (سید رشید رضا) کی تعریف کرتا ہوں تو اسکی بھی یہی وجہہ ہے کہ انہوں نے بہ نسبت ہندوستان کے مصلحین جدید کے اس نکتے کا زیادہ خیال رکھا ہے ' حالانکہ ضرورت انکے سامنے بھی وہی تھی جو یہاں درپیش ہے -

اب آپ اپنے سوالات کا جواب لیں - عقل و فلسفہ کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں ' سرے سے یہ تمام روایتیں ہی ازقبیل قصص و حکایات موضوعہ ہیں ' جنکا کتب معتبرۂ حدیث میں نام و نشان تک نہیں -

طبقۂ محدثین و جماعت قصاص و وعاظ

اس تفصیل کی یہاں گنجایش نہیں مگر چند الفاظ بہونگا - یہ کیسی سخت بدبختی کی بات ہے کہ آج مسلمانوں میں جن جن چیزونکی سب سے زیادہ شہرت ' اور عوام و خواص میں جو باتیں سب سے زیادہ مقبول ہیں ' وہی سب سے زیادہ غیر معتبر اور نا قابل تسلیم بھی ہیں - یہ حال ہر علم و فن کا ہے - تاریخ میں وہی کتابیں اور انہی کتابوں کی حکایات مشہور و مقبول ہیں ' جنکے بعد ہمارے یہاں خرافات واکاذیب کا کوئی درجہ نہیں - تفسیر و فضائل میں بھی انہی کتابوں کو قبول عام حاصل ہے ' جنکے مصنف محدثین کی جگہ قصاص و واعظین تھے - سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ محدثین کی کتابوں پر نظر نہیں ' اور ہر علم و فن میں تمام تر دار و مدار متاخرین پر ہے - یہ لوگ محض حاطب اللیل تھے ' اور چند کتابوں سے رطب و یابس روایات کو کسی ترتیب تازہ کے ساتھہ جمع کردینا ہی انکی قوۃ تصنیف کا سدرۃ المنتہی تھا -

میں نے جو مرید " قصاص و واعظین " کا لفظ کہا ' یعنی مجموعی قصص و حکایات سے گرمی محفل کا کام لینے والے واعظ - فی الحقیقت یہ طبقہ ہمارے یہاں ابتدا سے سرچشمۂ موضوعات و مبدء جمیع اقسام افتراء و مکذوبات ' و منبع خرافات و حکایات رہا ہے - یہ لوگ اپنے وعظ و بیانات کو اظہار عوام میں دلفریب و پرکشش بنانے کیلیے مجبور تھے کہ قصص و حکایات کی تلاش و جستجو میں رہیں ' اور اگر میسر نہ آئیں تو خود وضع کریں یکتبون بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ - پھر یہ لوگ اس طرح کی تمام روایتوں کو شاعرانہ اغراق و تغلیب ' اور داستان طرازانہ اضافۂ و تحشیہ کے ساتھہ اپنی مجلسوں میں بیان کرتے تھے ' اور رفتہ رفتہ مرض متعدی ہوجاتا تھا -

پتہ نہیں - کسری روایت میں خود تصریح کردی ہے کہ " سند ضعیف " لیکن راوی کے اس انکسار طبع پر ہم قانع نہیں ہوسکتے ' کیونکہ یہ روایت ضعیف ہی نہیں بلکہ سرے سے موضوع ہے - روایت خود حضرت عباس سے ہے جو بطور جملۂ معترضہ کے اثنار حدیث میں کہتے ہیں " ولد اخی عبد اللہ ' وهو اصغرنا (میرا بھائی عبد اللہ پیدا ہوا اور وہ ہم تمام بھائیوں میں سب سے زیادہ چھوٹا تھا) صرف یہی جملۂ معترضہ اس روایت کے موضوع ہونے کیلیے ایک محکم اندرونی شہادت ہے ' کیونکہ بالاتفاق یہ مسلم ہے کہ حضرت عبد اللہ ' حضرت عباس سے بڑے تھے نہ کہ چھوٹے -

حافظ ابن عبد البر (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب) میں لکھتے ہیں:

(عباس بن عبد المطلب) عم رسول اللہ یکنی ابا الفضل بابنه الفضل ' وکان العباس اسن من رسول اللہ بسنتین و قیل بثلاث سنین -(دیکھو کتاب مذکور جلد ۲ - صفحہ - ۴۹۷ -)	عباس بن عبد المطلب آنحضرت کے چچا ' اپنے لڑکے فضل کی نسبت سے ابو الفضل کنیت رکھتے تھے - انکی عمر آنحضرت سے صرف دو برس زائد تھی اور بعض نے کہا ہے کہ تین برس -

جب خود حضرت عباس کی عمر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے صرف دو تین برس زیادہ تھی ' تو آپکے والد سے کیونکر بڑے ہوسکتے ہیں؟

معلوم ہوتا ہے کہ جس نادان نے یہ قصہ گڑھکر حضرت عباس کی طرف منسوب کیا ہے ' یا تو اس غریب کو اسکی خبر نہ تھی ' یا جانتا تھا اور روایت کو معتبر بنانے کیلیے قصداً یہ ٹکڑا داخل کردیا تاکہ ضمناً ایک دوسرا مغالطہ دیکر روایت کو انقطاع سے محفوظ ثابت کردے - فکفی بذلک کذبه وبہتانه علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعمه ' و من کذب علیه متعمداً فلیتبوء مقعده من النار -

(۳) ایک سب سے بڑی دلیل واضح ان روایات واهیه کے نا قابل اعتبار ہونے کی یہ ہے کہ خود (حافظ ابو نعیم) نے (دلائل النبوة) میں ان روایات کو نقل نہیں کیا (۱) حالانکہ اسمیں ہر طرح کی ضعیف و منکر روایتیں بلا تامل جمع کردی ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود حافظ موصوف کے نزدیک یہ روایات اسدرجہ واضح طور پر موضوع تھیں ' کہ وہ ضعیف و منکر روایتوں میں بھی انھیں نہ لے سکے ' اور باوجود انکے مذاق میں سب سے بڑے ذخیرۂ دلائل و اعلام نبوت ہونے کے ' مجبوراً چھوڑ دینا پڑا -

(۴) لیکن ان سب سے بڑھکر ایک برہان قاطع اور شہادت واضح (جو فی الحقیقت ان روایات کے موضوع ہونے کا آخری فیصلہ کردیتی ہے) یہ ہے کہ خود حافظ سیوطی (خصائص کبری) میں تیسری روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

هذا الاثر و الاثران قبله ' فیها نکارة شدیدة ' ولم اورد فی کتابی هذا اشد نکارة منها ولم تکن نفسی تطیب بایرادها (مسامل) لکنی تبعت الحافظ ابا نعیم فی ذلک ! (خصائص کبری جلد ۱ - صفحہ - ۴۹)	یہ روایت اور اس سے قبل کی جو دو روایتیں ہیں ' تو ان سب میں نہایت سخت و شدید انکار و قباحت ہے اور باوجود انکے اشد شدید انکار کے میں نے اس کتاب میں جو درج کیا ' تو میرا دل اس امر کو پسند نہیں کرتا تھا مگر میں نے محض حافظ ابو نعیم کی پیروی کے خیال سے ایسا کردیا -

حافظ (سیوطی) ہر طرح کی رطب و یابس روایتوں کے جمع کرنے بلکہ ایسے استدلال کردینے میں جس درجہ بے احتیاط اور تساہل پیشہ ہیں ' وہ ارباب نظر سے مخفی نہیں - لیکن ان روایات کی لغویت کا یہ حال تھا کہ وہ بھی بایں ہمہ تساہل چپ نہ رہسکے ' اور بے اختیار ہوکر انکار شدید کے ساتھہ اسکی معذرت کرنی پڑی کہ محض حافظ (ابو نعیم) کے اتباع کے خیال سے درج کردیتا ہوں !

وہ لکھتے ہیں کہ میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ ان روایتوں کو درج کروں - غور کیجیے کہ جن روایتوں کے درج کرنے سے حافظ سیوطی کی طبیعت بھی اعراض کرے ' وہ کس درجہ واہی و موضوع ہونگی ؟

اکثر مناقب و فضائل اور واقعات و سیر میں محدثیان من کی انتہائی سرحد حافظ سیوطی و اقرانہ ہیں - لیکن یہ کیسا دلچسپ اقرار خود حافظ موصوف کا ہے کہ میں ہر طرح واہی و منکر روایتیں لوگوں کے اتباع کے خیال سے درج کردیتا ہوں فتاملوا و تفکروا ولا تغتروا باصحاب العمائم الکبراء اذ قرؤها و احاروها ' ان هم الا اصحاب اوهام و شقاشق یتقربون بها من العوام -

کسر ایوان کسری وغیرہ

آپکے اکثر سوالات کا جواب ان روایات کی بحث میں آگیا ' نیز بعض غیر مسئول عنہ امور کا بھی ' لیکن ابھی ایک چوتھی روایت باقی ہے ' جسمیں آتشکدہ ایران کے بجھہ جانے ' قصر نوشیروان کے کنگوروں کے گرنے ' کاہنوں کے پر اسرار و عجائب اظہارات اور ایک خطبۂ کہانت کا ذکر کیا گیا ہے -

یہ روایت بھی پورے دو صفحہ کی ہے - سیوطی نے (خصائص) میں اور حافظ ابو نعیم نے (دلائل) میں اسکو درج کیا ہے - اگر نقل کروں تو پورے دو کالم مطلوب ہیں - خلاصہ مضمون یہ ہے کہ " آنحضرت کی ولادت کی رات کسری کے ایوان میں زلزلہ محسوس ہوا ' اسکے ۱۴ - کنگورے گرگئے ' ایران کی وہ آگ جو ہزار سال سے نہیں بجھی تھی ' بجھہ گئی ' بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا ' نوشیروان نے وزرا اور موبدوں کو جمع کرکے اسکی وجہ پوچھی - انھوں نے کہا کہ ہم نے بھی خواب دیکھا ہے ' عرب میں کوئی انقلاب ہونے والا ہے - اسپر نوشیروان نے نعمان بن منذر کے نام خط لکھا کہ عرب سے ایک ایسا شخص بھیجدو جو میرے ہر سوال کا جواب دے ' نعمان نے (عبد المسیح) نامی ایک کاہن کو بھیجا ' لیکن اس نے اپنے سے زیادہ عالم (سطیح) کاہن شام کو بتلایا ' اور نوشیروان کے سوالات لیکر وہ اسکے پاس گیا (سطیح) مرض الموت میں گرفتار تھا - (عبد المسیح) نے کہانت آمیز اشعار پڑھے ' اور جب اس نے سر اٹھایا تو کہا " تهوی الی سطیح ' وقد اوفی علی الضریح ' بعثک ملک بنی ساسان ' لارتجاس الایوان ' و خمود النیران ' و رویا الموبذان ' رای ابلا صعابا ' تقود خیلا عرابا ' وغیرہ وغیرہ " لیکن سطیح مرگیا اور جواب کی مہلت نہ پائی " (۱)

لیکن یہ روایت بھی قطعاً نا قابل اعتنا ہے - اسکا راوی اول (مخزوم ابن هانی) ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے - خود حافظ سیوطی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں -

قال ابن عساکر حدیث غریب لا نعرفه الا من حدیث ابن مخزوم عن ابیه ' تفرد به ابو ایوب البجلی (جلد اول صفحہ - ۵۱)	ابن عساکر نے اسکی نسبت کہا ہے کہ حدیث غریب ہے جسکو سوائے ابن مخزوم کے اور کسی نے روایت نہیں کیا ہے -

اس روایت کے واقعات بہ تغیر الفاظ و حذف و اضافۂ بعض امور ' فضائل و حکایات کی کتابوں میں بھی بکثرت ملتے ہیں ' لیکن ان سب کی بنیاد یہی روایت ہے ' والعبرة بما یروی المحدثون ' لا بما یهذی به القصاصون الکاذبون -

(۱) دلائل النبوة دائرۃ المعارف حیدر آباد میں چھپ گئی ہے - اسکے پہلے حصے کے صفحہ (۳۲) میں (ترویج آمنه) کا پورا باب دیکھہ جایئے ' بہت سی روایات ضعیفہ و واهیه درج ہیں مگر ان روایات کا پتہ نہیں ! منہ -

(۱) پوری روایت کیلیے دلائل النبوة جلد اول صفحہ ۴۱ - اور خصائص جلد اول صفحہ - ۴۹ - کو دیکھیے - منہ

اخضر و احدقتها من الدواقيت فكشف الله عن بصري و ابصرت تلك الساعة مشارق الارض و مغاربها * * * ثم رأيت سحابة بيضاء قد اقبلت من السماء حتى غشيته فغيب عن وجهي و سمعت مناديا ينادي " طوفوا بمحمد شرق الارض و غربها و ادخلوه البحار ليعرفوه باسمه و نعته و صورته " * * * * ثم تجلت عنه في اسرع وقت فاذا انا به مدرج في ثوب صوف ابيض و تحته حريرة خضراء و قد قبض على ثلاثة مفاتيح من اللؤلؤ الرطب و اذا قائل يقول " قبض محمد على مفاتيح النصرة و مفاتيح الريح و مفاتيح النبوة " ثم اقبلت سحابة اخرى يسمع منها صهيل الخيل و خفقان الاجنحة حتى غشيته فغيب عن عيني ، فسمعت مناديا ينادي " طوفوا بمحمد الشرق و الغرب و على مواليد النبيين ، و اعرضوه على كل روحاني من الجن و الانس و الطير و السباع " * * * و اذا انا بثلاثة نفر في يد احدهم ابريق من فضة و في يد الثاني طست من زمرد اخضر و في يد الثالث حريرة بيضاء فنشرها فاخرج منها خاتما تحار ابصار الناظرين دونه ، فغسله من ذلك الابريق سبع مرات ثم ختم بين كتفيه بالخاتم و لفه في الحريرة ثم حمله فادخله بين اجنحته ساعة ثم رده الي "

(٣) روایت حضرت عباس

و اخرج ابو نعیم بسند ضعیف عن العباس قال لما ولد اخی عبد الله و هو اصغرنا * * * * * * فلما ولدت آمنة قلت لها ما الذي رأيت في ولادتك ؟ قالت " لما جاءني الطلق و اشتد بي الامر سمعت جلبة و كلاما لا يشبه كلام الآدميين ، و رأيت علما من سندس على قضيب من ياقوت قد ضرب ما بين السماء و الارض * * * و رأيت قريبا سربا من القطاء قد سجدت له و نشرت اجنحتها و رأيت نائلة سعيرة الاسدية قد مرت وهي تعول ما لقي الاصنام و الكهان من ولدك هذا فلكت سعيرة و الويل للاصنام و رأيت شابا من اتم الناس طولا و اشدهم بياضا ، فاخذ المولود مني ، فتفل في فيه ، و معه طاس من ذهب مشي بطبه شقا ، ثم اخرج قلبه فشقه شقا ، فاخرج منه نكتة سوداء فرمى بها ، ثم اخرج صرة من حرير اخضر ففتحها فاذا فيها شيء كالذريرة البيضاء فحشاه ثم اخرج صرة من حرير ابيض ففتحها فاذا فيها خاتم فضرب على كتفه كالبيضة و البسه قميصا " فهذا ما رأيت - (١)

لیکن یہ تینوں روایتیں قطعا بے اصل ہیں ، بوجوہ ذیل

(١) حافظ (ابو نعیم) پانچویں صدی کے حفاظ حدیث میں سے ہیں - (ذہبی) نے انکو تیرھویں طبقہ کے ذیل میں شمار کیا ہے اور (تذکرہ) میں مفصل ترجمہ لکھا ہے - انکی جلالۃ مرتبہ سے انکار نہیں ، لیکن کیا کیجیے کہ یہ اُن لوگوں میں ہیں ، جنکی نسبت مسلم ہے کہ فضائل و معجزات میں رطب و یابس اور ضعیف و موضوع ہر طرح کی حدیثیں درج کر دیا کرتے ہیں - یا تو یہ حسن اعتقاد کی وجہ سے تھا ، یا پھر اعتماداً علی الناس ، کہ لوگ خود درجۂ صحت وضعف کو تحقیق کرلینگے - یہاں تک کہ (علامۂ ابن تیمیہ) کو ابو نعیم اصفہانی کے ذکر میں لکھنا پڑا .

و فيها احاديث كثيرة قوية صحيحة و حسنة و احاديث كثيرة ضعيفة و موضوعة * * * و كذلك ما يرويه ابو نعيم في فضائل الخلفاء

اور اسمیں بہت سی حدیثیں ہیں جو قوی و حسن ہیں اور بہت سی ضعیف و موضوع ہیں * * یہی حال اُن احادیث کا ہے جو ابو نعیم نے خلفا کے فضائل میں بصورت ایک

( ) ہم نے ان تینوں روایتوں کا بہت سا حصہ چھوڑدیا اور ترجمہ بھی نہیں دیا ، کیونکہ اس سے مضمون بہت بڑھجاتا اور الہلال میں صفحات محدود - ان روایات میں وہ تمام واقعات ہیں ولادت ، جو عام طور پر مولود کی کتابوں میں بیان کیے جاتے ہیں ، موجود ہیں اور جنکی نسبت آپ سوالات کیے ہیں - نیز اور بھی بہت سے عجایب و خوارق بیان کیے گئے ہیں - منہ

فی کتاب مفرد فی اول حلیۃ مستقل کتاب کے روایت کی ہیں الاولیا (کتاب التوسل) (١) (حلیۃ الاولیا) کے ابتدا میں -

علامۂ (ابن تیمیہ) کی شہادت پر شاید بعض پرستاران سبکی و ابن حجر مکی چین بجبیں ہوں ، مگر یہ واضح رہے کہ علامۂ موصوف کے رسوخ حدیث ، و حفظ و ضبط ، و اتقان فن کا وہ ارفع و اعلی مقام ہے ، جس سے انکے سخت سے سخت مخالف کو بھی کبھی انکار کی جرأت نہو سکی - حدیث " کنت نبياً و آدم بين الماء و الطين " کو (ان الفاظ کے ساتھ) علامۂ موصوف نے موضوع لکھا تھا - حافظ ابو الخیر (سخاوی) ایک فتوے میں بحث کرتے ہوے لکھتے ہیں " ابن تیمیہ کے علم واسع اور حفظ حدیث پر اعتماد کر لینا ، اعتماد کیلیے کافی ہے جسکا موافق اور مخالف ، دونوں کو اقرار ہے "

سخاوی کا یہ قول (زرقانی) نے مواہب کی شرح میں نقل کیا ہے (٢)

سب سے زیادہ یہ کہ حافظ (ذہبی) کا قول اس موقع پر یاد کرلینا چاہیے جو کہتے ہیں کہ " ما رأيت اشد استحضاراً للمتون و عزوها منه ، و كانت السنة بين عينيه و لسانه بعبارة رشيقة و عين مفتوحة " !

حافظ (ابو نعیم) کے اس تساہل ، موضوعات پر سکوت ، اور نقل و جمع روایات میں بے احتیاطی کی شکایت صرف علامۂ موصوف ہی کو نہیں ہے ، بلکہ اس سے بھی بڑھکر ثبوت واضح اسکے لیے موجود ہے - یہی حافظ ذہبی ، جنہوں نے تذکرہ میں انکا ترجمہ لکھا ہے ، (میزان) میں حافظ (ابو نعیم) اور انکے معاصر (ابن مندہ) کے باہمی طعن و قدح کا ذکر کرتے ہوے لکھتے ہیں —

لا اعبأ بقول كل منهما في الآخر ، و هما عندي مقبولان لا اعلم لهما ذنبا اكبر من روايتهما الموضوعات ساكتين عليها !

میں ان دونوں میں سے کسی کے طعن کو دوسرے کے حق میں قبول نہیں کرتا میرے نزدیک دونوں مقبول ہیں - مجھے ان دونوں کا گناہ اس سے بڑھکر تو اور کوئی نہیں معلوم کہ وہ جھوٹی حدیثیں روایت کرتے ہیں اور انکی نسبت سکوت اختیار کرلیتے ہیں !

حافظ (ذہبی) کے نزدیک یہ عیب انکی مقبولیت میں خلل انداز نہیں ، لیکن افسوس کہ اسی خطرناک مقبولیت نے اُن موضوعات و حکایات کو قوم میں پھیلادیا جنکی وجہ سے آج اسلام کو شرمندۂ اغیار ، اور ہدف طعنۂ مخالفین و اجانب بننا پڑتا ہے !

(٢) اب ان روایات پر نظر ڈالیے ، میں اس وقت اس بحث کو چھیڑنا نہیں چاہتا کہ درایۃً انکے مطالب کس درجہ قابل اعتراض و انکار ہیں ؟ کیونکہ ابھی کہنا یہ ہے کہ پہلی چیز نفس روایت کی صحت و عدم صحت ہے -

ان روایات میں پہلی روایت (عمرو ابن قتیبہ) سے ہے - وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا " وكان من اوعية العلم " ! انہوں نے اپنے والد کی فضیلت علمی تو بیان کردی ، لیکن کچھہ نہیں معلوم کہ انہوں نے یہ واقعہ کیونکر معلوم کیا اور کس اعتماد پر بیان کر رہے ہیں ؟ ذکر ولادت کی اکثر روایتیں منقطع ہیں (یعنے واقعہ تک راوی کا سلسلہ نہیں پہنچتا) لیکن یہ روایت منقطع روایات میں بھی بدترین منقطع ہے - دوسری روایت کے راوی اول حضرت (ابن عباس) ہیں ، لیکن ابن عباس واقعہ ولادت نبوی کے پچاس برس بعد پیدا ہوے ہیں ، نہیں معلوم انہوں نے کس سے سنا اور پھر اس راوی کا

(١) اس رسالہ کو علامہ ابن تیمیہ نے کتاب التوسل میں ایجازاً لکھا ہے - یہ کتاب اسوقت میرے پاس موجود نہیں ہے - مولانا شبلی نعمانی نے دیباچۂ سیرہ نبوی میں جو (٢) مطبوعہ الہلال میں اس عبارت کو نقل کیا ہے اور صفحہ (٩٩) کا حوالہ دیا ہے - باقی کتابیں پیش نظر ہیں - منہ

(٢) زرقانی کا یہ مقام میں نے دیکھا ہے اور یاد ہے لیکن اس وقت تلاش کرنا چاہا تو جلدی میں نہ نکال سکا - منہ

جلد نے دل سہ کردیتے - سب سے زیادہ اس خبر نے قصر سلطانی میں ایک عام برہمی پیدا کردی کہ " کامل پاشا سلطان المعظم کو قسطنطنیہ چھوڑ دینے اور قدیم ایشیائی پایۂ تخت عثمانی (بروسہ) چلے جانے کا مشورہ دے رہا ہے " !

فی الحقیقت کامل پاشا نے اسکی پوری سعی شروع کردی تھی کہ جنگ کے آنے والے خطرات اور قسطنطنیہ پر بلغاری قبضے کا خوف دلاکر سلطان المعظم کو ترک قسطنطنیہ کیلیے راضی کرلے ' اور اس طرح تاریخ اسلام کا سب سے زیادہ دل نخش ' اور چالیس کروڑ چہروں کو روسیاہ کرنے والا حادثہ ' اسکی ملکی خیانت کی تکمیل کے ساتھہ ظاہر ہوجاے -

صلح کی گفتگو ہوچکی تھی ' لیکن ابھی عرش خلافت کی قدر (سنٹ جیمس) لندن میں نہیں کھودی گئی تھی ' وہ سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا : " حالات بدل گئے ' اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ حالانہ ماب قسطنطنیہ کی حفاظت کو اللہ کے سپرد کریں اور جہاں تک جلد ممکن ہو' تمام خاندانی خلافت کو لیکر اپنے قدیمی پایۂ تخت میں تشریف لیجائیں ' یہ مشورہ دینے کیلیے میں مجبور ہوں ' کیونکہ آنے والے وقت کو دیکھنا نہیں چاہتا "

یہ کیا کہہ رہا تھا ؟ یہ اٹھہ سو برس کے تخت حکومت کو چھوڑ کر نامردانہ فرار کا مشورہ اس شخص کو دے رہا تھا ' جسکے ایک بزرگ (سلطان مراد) نے جنگ (مرصوہ) کے معرکے میں اس طرح جان دی تھی کہ جانکنی کے وقت بھی اپنی پالکی کو میدان جنگ سے ہٹانے نہیں دیا !

حتکہ یہ کہہ رہا تھا ' تو یقینا اسکے اندر سے صلیبی امیدوں کا شیطان لعین بول رہا تھا - جن امیدوں کو آج صدیوں سے یورپ میدان جنگ میں پورا کرنا چاہتا ہے ' یہ کہہ رہا تھا ' تاکہ اسے بغیر ایک مسیحی قطرہ خون کے رائگان بدے پورا کردے -

آہ ! یہ چاہتا تھا کہ قسطنطنیہ کا وہ تخت ' جو اٹھہ صدیوں سے کبھی خالی نہیں ہوا ' خالی ہوجاے !

مگر کامل پاشا ' جسکی رگوں کی زندگی ڈھائی ہزار برس کی ایک مغضوب الہی اور تاج و تخت سے محروم قوم کے خون سے پرورش پارہی تھی ' اس عثمانی خون کی حرارت کا اندازہ نہیں کر سکتا تھا جسکا گھر اٹھہ سو برس سے صرف تاجدار سروں اور شمشیر بکف ہاتھوں ہی میں رہا ہے - غالباً یہ پہلا موقعہ تھا کہ سلطان المعظم کو کامل کا چہرہ بغیر کبھی نقاب کے نظر آیا - انھوں نے صاف کہدیا کہ " اس مشورے کی تعمیل محال ہے " !

اس اثنا میں بلغاریا بھی صلح کیلیے طیار ہوگئی تھی کہ اپنی کمزوری کو التواے جنگ کے پردے میں چھپاے - یکایک مشہور ہوا کہ کامل پاشا سخت سے سخت شرائط کے ساتھہ بھی صلح کی سلسلہ جنبانی کر رہا ہے -

یہ حالت دیکھکر اتحاد و ترقی کے ممبروں نے عرض و التجا کی انتہائی کوششیں شروع کردیں - سلطان المعظم کامل پاشا کی طرف سے افسردہ خاطر ہو چکے تھے ' لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ پوری کوشش کے ساتھہ حالات سے انکو بے خبر رکھتا تھا ' اور یقین دلاتا تھا کہ دول یورپ نے صلح کو منظور کر کے انکے تاج و تخت کو بچالیا ہے ' اور اب اگر اسکے ماننے میں تامل ہوا تو پھر کوئی صورت بچنے کی نہیں ' اسلیے مقدم کام یہ تھا کہ کسی طرح سلطان المعظم کو اصل حال سے با خبر کیا جاے -

انجمن اس سے پہلے سلطان المعظم سے عرض حال کرچکی تھی اور دیکھہ چکی تھی کہ کامل پاشا کے تسلط سے یہ طریقہ بھی مفید مطلب نہیں ' پس اس نے قصر سلطانی کی طرف توجہ کی اور شہزادگان سلطانی کو اپنا ہم خیال بنانا چاہا -

اس سعی میں سب سے زیادہ جس شخص نے حصہ لیا وہ وارث خلافۂ عثمانی شہزادہ یوسف عز الدین ولی عہد دولت علیہ تھے -

انھوں نے تمام شہزادگان قصر کو جمع کیا اور موجودہ وزارت کی ملک فروشیوں کی خبر دی - انکو یقین دلایا کہ اتحاد و ترقی ہی اس وقت ایک جماعت ہے جو ملک کو اس ورطۂ ہلاکت سے نجات دیسکتی ہے - انھوں نے خاص طور پر اسطرف توجہ دلائی کہ کامل پاشا نے سلطان المعظم کو قسطنطنیہ چھوڑ دینے کا مشورہ دیا تھا ' اور اب ترکی کی طرف سے صلح کی درخواست کرکے ذلت کی تکمیل کرنا چاہتا ہے - انھوں نے کہا کہ " اگر واقعی حالت ویسی ہی نازک اور مخدوش ہے ' جیسی کہ یہ بڑھا وزیر ظاہر کرتا ہے ' تو پھر اس وقت اس شہر محبوب و مقدس کو ہماری سب سے زیادہ ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے آخری قطرہ خون تک دشمنوں سے اسکو بچالیں - یہ کیا ہے کہ ہمکو ' ہم محمد فاتح اور بایزید یلدرم کی اولاد کو ' مشورہ دیا جاتا ہے کہ نامردانہ ملک اور قوم کو چھوڑ کر فرار کر جائیں ؟ "

اس مجلس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام شہزادوں اور خاندان سلطانی کے اعضا نے حلف اٹھایا کہ وہ آج سے انجمن کے ساتھہ ہیں - عزت ملک کیلیے اپنی پوری قدرت صرف کرڈالیں گے اور موجودہ وزارت کے ارادوں کو کامیاب نہ ہونے دینگے -

پرنس یوسف عز الدین کے خدمات کے حاصل ہوجانے سے انجمن کی کوششوں میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی - انھوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سلطان المعظم سے ایک قومی وفد کی باریابی کی اجازت لیلی ' جو دو گھنٹے کے بعد انکی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا - یہ وفد انجمن اتحاد و ترقی کے رؤساء اور مختلف وکلاے ملت سے مرکب تھا ' اور اسکے رئیس شیخ (موسی کاظم آفندی) سابق شیخ الاسلام تھے -

اس وفد نے حاضر ہوکر قوم کی طرف سے حسب ذیل معروضات پیش کیں —

(۱) اس وقت تک جسقدر شکستیں دولت عثمانیہ کو ہوئی ہیں ' وہ بغیر جنگ کی غفلت ' فوج کی بے سر و سامانی ' غذا کی بد نظمی ' اور نا قاعدہ سپاہ کی عدم موجودگی کی وجہ ہوئی ہیں - لیکن اب رفتہ رفتہ حالت درست ہوتی جاتی ہے ' اور باوجود ہر طرح کی بے سروسامانیوں کے پھر بھی عثمانی فوج نے بلغاریا کی قوت کو سخت مجروح و مضروب کردیا ہے - پس جنگ کا ہمارے لیے اصلی وقت یہی ہے ' اگر ایک ہفتے تک ہم جنگ اور قائم رکھہ سکے ' تو صوفیا تک ہمارا کوئی مزاحم نہوگا - ایسی حالت میں باب عالی کا صلح کی درخواست میں شریک ہونا سخت غلطی ' اور ملک و ملت کی آخری عزت کو خاک میں ملانا ہے - ہم نے جنگ سے پہلے ریاست ہاے بلقان کے مطالبات کو ذلت کے ساتھہ ٹھکرا دیا تھا ' اب بھی ہم کو چاہیے کہ خواہ کچھہ ہی ہو ' لیکن جنگ تلوار کا قبضہ ہاتھہ میں ہے ذلت کا سر نہ جھکائیں -

حالانکہ ماب کو یقین دلایا گیا ہے کہ صلح کے بغیر چارہ نہیں ' مگر ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ ایسا سمجھنے کی کیا وجہ ہے ' جبکہ آستانے سے لیکر شتلجا تک ہمکو عثمانی افواج کا ایک سمندر متلاطم نظر آرہا ہے ؟ اگر با این ہمہ صلح کا ارادہ کر ہی لیا گیا ہے ' تو خدا کیلیے اسمیں اسقدر جلدی نہ فرمالیے اور کم از کم ایک مرتبہ اپنی موجودہ قوت کا صحیح اندازہ فرما لیجیے - تمام قوم کی خواہش ہے کہ ایک کمیشن تحقیقات کیلیے منظور کیا جاے ' جسکے ممبر محمود شوکت پاشا ' عزت پاشا ' ناظم پاشا ' عادل بے ' اور شیخ الاسلام ہوں ' اور اسے جلالت ماب شتلجا روانہ فرمائیں تاکہ وہاں کی فوجی حالت و قوت کا پوری تحقیق کے ساتھہ معائنہ کرے اور دیکھے کہ آیندہ جنگ جاری رکھی جاسکتی ہے یا نہیں ؟

ناموران غزوۂ بلقان

سرگذشت انقلاب

—.*—

(۲)

پرنس یوسف عزالدین ولی عہد خلافۃ علیہ
و نامور رکن انقلاب

—*—

(مقتبس از بعض مکاتیب آستانۂ علیہ)

—*—

(۲۹) جنوری کی اشاعت کے بعد ہم کو اس انقلاب کی نسبت اور کچھہ لکھنے کی مہلت نہیں ملی - حالانکہ حالات وافر اور معلومات مزید قابل تذکرہ ہیں -

انسانی اعمال کی انتہائی سرحد، سعی و جہد سے زیادہ نہیں ہے ' نتائج پر حکومت کبھی بھی آسے نہیں ملی ' پس موجودہ معاملات کے خاتمے کی نسبت کوئی پیشین گوئی نہیں کی جاسکتی - تاہم اس وقت نازک میں عرب ملک و ملت کیلیے ان ملت پرستان غیور نے جو کچھہ کیا ' اسکی عظمت و اجلال ہمیشہ غیر متغیر اور لا زوال رہے گی - وہ ایک قابل احترام عمل تھا ' جو شروع بھی ہوا اور پورا بھی ہوگیا ' اور اب اپنی تکمیل کیلیے نتائج مستقبلہ کا محتاج نہیں ہے - اسکا مقصد سر بسعود حکومت کو ادب نار عرب سربلندی کے ساتھہ کھڑا کر دینا تھا ' اور جس وقت (انور بے) قصر وزارت کے اندر فاتحانہ داخل ہوا اور پھر فاتحانہ نکلا ' یعنی کہتے ہیں کہ اسکے چند لمحوں کے اندر ہی انجمن اتحاد و ترقی نے اپنے اس غرض و مقصود کو پورا بھی کردیا - اسکی سعی کی ابتدا اور مقصد کی تکمیل ' دونوں ایک ساتھہ انجام پاے - پس اب کوئی انتظار نہیں ہے جو ہمکو اس انقلاب کے احترام میں مانع آے ' اور ہم اسکے کارنامہ ہاے عزیز و محبوب کے تذکرے سے غافل رہیں -

* * *

الہلال کے متعلق یہ امر ناظرین کے ذہن نشین رہنا چاہیے کہ اسکی صحامت محدود ' اور وہ ایک ہفتہ وار جرنل ہے - پس ہمیں ہر اشاعت کو ترتیب دیتے ہوے فرض کرلینا ہے کہ ہفتہ بھر کے عام حالات و اخبار ناظرین کی نظر سے گذر چکے ہیں ' اور اب یا اسکے کسی اہم حصے پر بحث و مذاکرہ کی ابھی ضرورت ہے ' یا ایسے معلومات کی ' جو عام ذرائع سے میسر نہیں ' اور ایسا فرض کرلینا اسکی حالت کے لحاظ سے ناگزیر ہے - پس ہم ہمیشہ خاص معلومات کے پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں ' اور معلومات کے حاصل کرنے کیلیے ہماری جستجو و سعی خاموش و مشغول بکار ہوتی ہے ' نہ کہ غلغلہ انداز و نمایش خواہ - موجودہ انقلاب کی نسبت بھی نہایت اضطراب سے ہم اس وقت کے پورا ہوجانے کا انتظار کررہے ہیں جو قسطنطنیہ کی ڈاک کیلیے ضروری ہے - امید ہے کہ بہت جلد موثق ترین و مفصل تر حالات پیش کرسکیں گے -

لیکن انقلاب سے ایک ہفتہ پیشتر تک کے بعض ضروری کوائف ہیں جو ضرور ہے کہ بالترتیب شائع کیے جائیں -

* * *

یاد ہوگا کہ ڈاکٹر (مصباح الدین شریف بے) نے اپنے گذشتہ مراسلہ میں لکھا تھا

" ہم نے ولی عہد خلافت کے ذریعہ جلالۃ ماب کو حالات سے واقف کرنا چاہا ' مگر اسکو خلع سلطانی کی کوشش سے تعبیر کیا گیا ' اور ہم پر تہمت لگائی گئی کہ ہم تخت خلافت کو اولٹ دینا چاہتے ہیں ! "

یہ ایک تفصیل طلب اشارہ ہے -

انجمن اتحاد و ترقی کے گذشتہ چارسالہ عہد اقتدار میں شاہزادگان قصر خلافت کی خواہشوں کا بھی ایک خاص نازک مسئلہ رہا ہے - یہ لوگ اتحادی وزارت سے خوش نہ تھے ' اور بہت سی شکایتیں بیان کرتے تھے - منجملہ انکے ایک بڑی شکایت یہ تھی کہ اتحادی

عزالملۃ والدین

حضرت شہزادہ یوسف عزالدین ولی عہد دولت عثمانیہ

وزارت نے انکی تنخواہیں کبھی دی ہی نہیں ' اور بدستور قرار رقمیں حاصل نہیں کرسکتے تھے - سعید پاشا کی وزارت کے ساتھہ جب اتحاد و ترقی کو شکست ہوئی ' تو کامل پاشا کی جماعت نے اپنے نئے اقتدار کے بڑھانے میں اس واقعہ سے بھی فائدہ اٹھایا ' اور تمام شہزادوں کی ہمدردی حاصل کرلی - یہاں تک کہ کامل پاشا کے وزیر اعظم ہونے پر ایک شہزادے نے مدحیہ ترکی نظم بھی لکھی تھی -

مگر واقعات میں جلد جلد تبدیلی شروع ہوگئی اور جنگ کے سریع السیر تغیرات نے ارادوں اور منصوبوں کے چہرے بے نقاب کردیے - پے درپے شکستوں کے ظہور ' وزارت کے تساہل ' یورپ پر اعتماد ' کامل پاشا کی بزدلی ' دار بحث درخواست صلح ' اور جنگ کی طیاریوں کی موقوفی ' یہ واقعات ایسے نہ تھے ' جو انکو بہت

مقالات

تراجم احوال

دیباچہ

سیرۃ نبوی

(اثر: شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی)

(٤)

بقیہ "فن درایت"

سخت فروگذاشت یہ ہوئی کہ روایت کے اصول و قواعد میں نوعیت واقعہ کے اثر کا خیال نہیں کیا گیا ' یعنی یہ نہیں ملحوظ رکھا گیا کہ واقعہ کی نوعیت کے بدلنے سے شہادت اور روایت کی حیثیت کہاں تک بدل جاتی ہے ؟ مثلاً ایک شخص جو ثقہ ہے ' ایک ایسا معمولی واقعہ بیان کرتا ہے جو عموماً پیش آتا ہے اور پیش آسکتا ہے ' تو بے تکلف یہ روایت تسلیم کے قابل ہے ' لیکن فرض کرو وہی راوی ایسا واقعہ بیان کرتا ہے جو غیر معمولی اور تجربۂ عام کے خلاف ہے ' یا گرد و پیش کے واقعات سے مناسبت نہیں رکھتا ' تو اب راوی کی معمولی درجہ کی ثقاہت کافی نہیں ہوسکتی ' بلکہ اُس کو معمولی درجہ سے زیادہ عادل ' زیادہ محتاط ' زیادہ نکتہ داں ہونا چاہیے -

اس نکتہ کے ملحوظ نہ رکھنے سے روایت کے اکثر قاعدوں میں تعمیم قائم کرلی گئی ' اور اس سے بہت سی غلطیاں پیدا ہوگئیں -

مثلاً ایک بحث یہ ہے کہ روایت کرنے کے لئے کسی عمر کی قید ہے یا نہیں ؟ اکثر محدثین کا مذہب ہے کہ ۵ - برس کا لڑکا ' حدیث کی روایت کرسکتا ہے - محدثین کا اس پر استدلال یہ ہے کہ محمود بن الربیع ایک صحابی تھے ' آنحضرت کے وقت وہ پانچ برس کے تھے - آنحضرت نے ایک دفعہ اظہار محبت کے طور پر ان کے مونھہ پر کلی کا پانی ڈالدیا تھا - اس واقعہ کو انھوں نے جوان ہوکر لوگوں سے بیان کیا ' اور سب نے یہ روایت قبول کرلی - اس سے ثابت ہوا کہ ۵ - برس عمر کی روایت مقبول ہے (۱) محدثین کا یہ بھی استدلال ہے کہ اگر بلوغ کی قید لگالیں ' تو بہت سے صحابہ کی روایتیں چھوڑ دینی پڑیں گی - حضرت عبد اللہ بن عباس آنحضرت کے وفات کے وقت ۱۴ - ۱۵ - برس کے تھے - عبد اللہ بن زبیر ۹ - ۱۰ - برس کے - نعمان بن بشیر ۸ - برس کے - اسی طرح سائب بن یزید ' عبد اللہ بن جعفر ' مسور بن مخرمہ ' سلمہ بن مخلد ' عمرو بن ابی سلمہ ' یوسف بن عبد اللہ بن سلام ' ابو طفیل وغیرہ نے کم عمری میں آنحضرت سے حدیثیں سنی تھیں -

اس کے برخلاف ' بعض محدثین کی رائے ہے کہ کم سن کی روایت قابل حجت نہیں ' فتح المغیث میں ہے :

ولکن قد منع قوم القبول هذا ای فی مسئلة الصبی خاصة ' فلم یقبلوا من تحمل قبل البلوغ لان

لیکن بعض لوگوں نے بچہ کے متعلق روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے ' ان لوگوں کے نزدیک وہ روایت مقبول نہیں جو سن بلوغ سے پہلے کی گئی ہو '

(۱) یہ پوری بحث فتح المغیث صفحہ ۱۶۶ تا صفحہ ۶۶ میں ہے (مدہ) '

الصبی مظنة عدم الضبط وهو رجه للشافعیة * * * وکذا کان ابن المبارک یتوقف فی حدیث الصبی (صفحہ - ۱۹۴)

کیونکہ بچہ کی نسبت احتمال ہے کہ اسنے روایت کو اچھی طرح محفوظ نہ رکھا ہوگا - شافعیہ کے لیے یہی ایک دلیل ہے - اسیطرح عبد اللہ بن مبارک بچہ کی روایت کے قبول کرنے میں تامل کرتے تھے -

لیکن یہ رائیں صحیح نہیں ' بے شبہہ ۵ - برس کا بچہ اگر یہ واقعہ بیان کرے کہ میں نے فلاں شخص کو دیکھا تھا ' اُس کے سر پر بال تھے ' یا وہ بوڑھا تھا ' اُس نے مجھہ کو گودیوں میں کھلایا تھا ' تو اس روایت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں - لیکن فرض کرو ' وہی بچہ یہ بیان کرتا ہے کہ فلاں شخص نے فقہ کا یہ دقیق مسئلہ بتایا تھا ' تو شبہ ہوگا کہ بچہ نے صحیح طور سے مسئلہ کو سمجھا بھی تھا یا نہیں ؟

فقہا نے اس نکتہ کو ملحوظ رکھا ہے - چنانچہ فتح المغیث میں شرح مہذب سے نقل کیا ہے :

قبول اخبار الصبی الممیز فیما طریقه المشاهدة بخلاف ما طریقه النقل کالافتاء ورِوایة الاخبار ونحوه (نسخہ مطبوعہ لکھنو صفحہ ۱۲۲)

باتمیز لڑکے کی روایت اُن واقعات کے متعلق مقبول ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہوں ' لیکن جو باتیں نقلیات میں داخل ہیں ' مثلاً فتوی یا حدیث کی روایت کرنا ' تو اِن میں مقبول نہیں -

لیکن محدثین نے اِس اصول کو عموماً نظر انداز کیا ؛ فتح المغیث میں ہے :

ثم الضبط نوعان: ظاهر و باطن فالظاهر ضبط معناه من حیث اللغة ' والباطن ضبط معناه حیث یتعلق الحکم الشرعی به وهو الفقه ' ومطلق الضبط الذی هو شرط فی الراوی ' هو الضبط ظاهرا عند الاکثر ' لانه یجوز نقل الخبر بالمعنی فیلحقه تبدیل المعنی بروایته قبل الحفظ او قبل العلم حین سمع ولهذ المعنی قلت الروایة عن اکثر الصحابة لتعذر هذا المعنی قال وهذا الشرط وان کان علی ما بینا فان اصحاب الحدیث قل ما یعتبرونه فی حق الطفل دون المغفل فانه متی صح عندهم سماع الطفل او حضوره اجازوا روایته (صفحہ ۱۲۱)

ضبط (۱) کی دو قسم ہے : ظاہری اور باطنی ' ظاہری کے یہ معنی ہیں کہ لفظ کے لغوی معنی کا لحاظ رکھا جائے ' باطنی کے یہ معنی ہیں کہ شرعی حکم جس بنا پر متعلق ہے ' اس کا لحاظ رکھا جائے ' اس کو فقہ کہتے ہیں ' لیکن جو ضبط روایت کے لئے مشروط ہے اکثروں کے نزدیک وہ صرف ظاہری ضبط ہے کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک روایت بالمعنی جائز ہے اسی بنا پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ روایت کے ادا کرنے میں معنی بدل جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اکثر صحابہ نے بہت کم حدیثیں روایت کیں کیونکہ معنی کا نہ بدل جانا مشکل ہے ' لیکن محدثین اس کا لحاظ نہیں کرتے بلکہ بچہ جب سننے اور مجلس میں شریک ہونے کے قابل ہوگیا تو اس کی روایت کو جائز سمجھتے ہیں -

ایک عجیب بات یہ ہے کہ سیرت نبوی کے نہایت اہم واقعات

(۱) ضبط کا لفظ محدثین کی ایک اصطلاح ہے ' جسکے معنے میں کسی روایت کے الفاظ اور مطلب کو اچھی طرح سمجھنا اور ادا کرنا ہے -

ادبیات

لقد کان لکم فی رسول اللہ

اسوۂ حسنہ [1]

—(*)—

افلاس سے تھا (سیدۂ پاک) کا یہ حال * گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا

گھس گھس گئی تھیں ہات کی دونوں ہتھیلیاں * چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا

سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار * گو نور سے بھرا تھا، مگر نیل فام تھا

اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے * جھاڑو کا مشغلہ بھی جو ہر صبح و شام تھا

آخر گئیں جناب رسول خدا کی پاس * یہ بھی کچھ اتفاق کہ واں اذن عام تھا

محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کر سکیں نہ عرض * واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا

پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضور نے: * کل کس لیے تم آئیں تھیں، کیا خاص کام تھا؟

غیرت یہ تھی کہ آپ بھی نہ کچھ منہہ سے کہہ سکیں * (حیدر) نے ان کے منہہ سے کہا جو پیام تھا

ارشاد یہ ہوا کہ "غریبان بے وطن * جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا

میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز * ہرچند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا

جو جو مصیبتیں کہ اب ان پر گذر رہی ہیں * میں اسکا ذمہ دار ہوں، میرا یہ کام تھا

کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم تھا ان کا حق * جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا"

خاموش ہو کے (سیدۂ پاک) رہ گئیں * جرأت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا

یوں کی بسر (اہل بیت) مطہر نے زندگی * یہ ماجرای دختر خیر الانام تھا

(شبلی نعمانی)

---

(۱) یہ پورا واقعہ اسی تفصیل سے (سنن ابی داؤد) میں مذکور ہے۔

فکاہات

شذرات نظم

— * —

ملاعۃ سیاست کا آمد و آورد

کوئی پوچھے تو میں کہہ دونگا ہزاروں میں یہ بات * روش (سید مرحوم) خوشامد تو نہ تھی

ہاں مگر یہ ہے، کہ تحریک سیاسی کی خلاف * آن کی جو بات تھی، آورد تھی، آمد تو نہ تھی

مشق آساد ہند

لاکھ یہ آزادی افکار کو روکا، لیکن * یہ وہ افسوں ہے کہ ہر شخص پہ چل جاتا ہے

غیر کمبخت تو گستاخ تھے مدت سے، مگر * اب تو کچھ آپ کے منہہ سے بھی نکل جاتا ہے

حرکت مذبوحی

کامیابی میں بس ایک آدھ نفس باقی ہے * لیگ سے سلسلۂ کانگرس باقی ہے

اب بھی آجاتی ہے کالم سے خوشامد کی صدا * جا چکا قافلہ، اب بانگ جرس باقی ہے

رسّی کا بل

بیڑیاں اور تو کٹ جائینگی کٹتے کٹتے * کوئی اس مرحلۂ سعی میں ناکام نہیں

(سوت اول) کا یہ مگر سلسلے کے معنی * ہے وہ آثار، کہ جسکا کہیں انجام نہیں

(نقاد)

"تو حضرت کہتا ہے ' امیر المومنین کا دادا وہاں موجود تھا ' کسی نے اسکی بات تک نہ پوچھی " مامون الرشید کو بھی اس گستاخانہ جواب پر غصہ آیا مگر بات سچ تھی' مجبوراً تحسین کرنی پڑی -

تاہم یہ نبوی اور عالمگیر قوت بالکل بے اثر نہیں رہ سکتی تھی ' اسلیے سیرت میں اُس کے نشانات جا بجا پائے جاتے ہیں - مثلاً سیرت کی کتابیں عموماً اس انداز پر لکھی گئیں ' جس طرح سلاطین کی ملکی فتوحات لکھی جاتی ہیں - تاریخ نگاری کا قدیم طریقہ یہ تھا کہ فتوحات اور رزمیہ کارناموں کو نہایت تفصیل سے لکھتے تھے - ملکی نظم و نسق اور تمدن و معاشرت کے واقعات یا تو بالکل قلم انداز کر جاتے تھے ' یا اس طرح پراگندہ اور بے اثر لکھتے تھے کہ ان پر نگاہ نہیں پڑتی تھی - سیرت نبوی بھی اسی انداز پر لکھی گئی' جس طرح سلاطین کی تاریخیں لکھی جاتی ہیں - چنانچہ سیرت کی ابتدائی تصنیفیں مثلاً سیرت موسی ابن عقبہ اور ابن اسحاق' مغازی ہی کے نام سے مشہور ہیں - ان کتابوں کی ترتیب یہ ہے کہ سلاطین کی تاریخ کی طرح سنین کو عنوان بناتے ہیں اور اسی ترتیب سے حالات لکھتے ہیں - یہ حالات تمام تر جنگی معرکہ ہوتے ہیں اور غزوات ہی کے عنوان سے داستانیں شروع کی جاتی ہیں -

یہ طریقہ اگرچہ سلطنت و حکومت کی تاریخ کے لیے بھی صحیح طریقہ نہ تھا ' لیکن نبوت کی سوانح نگاری کے لیے تو بالکل ناموزوں ہے - ممکن ہے کہ کسی پیغمبر کو ناگزیر طور پر جنگی واقعات پیش آئیں اور ممکن ہے کہ اِس خاص حالت میں وہ بظاہر ایک فاتح یا سپہ سالار کے رنگ میں نظر آئے ' لیکن یہ پیغمبر کی اصلی تصویر نہیں ہے - پیغمبر کی زندگی کا ایک ایک خط و خال ' تقدس ' تزاھت ' حلم و کرم ' ہمدردی عام ' اور ایثار ہونا چاہیے ' بلکہ عین اُس وقت ' جب کہ اس پر سکندر اعظم کا دھوکا ہو رہا ہو ' ژرف بین نگاہیں فوراً پہچان جائیں کہ سکندر نہیں ' فرشتہ ہے ! !

ارباب سیر نے اپنی دانست میں یہ طریقہ بہتر سمجھا کہ عام حالات زندگی کے بعد ایک جدا باب فضائل اور محاسن کا باندھتے ہیں ' اور اُس میں آنحضرت کے مکارم اخلاق کو تفصیل سے لکھتے ہیں ' لیکن اِس طریقہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کتاب دو مختلف شخصوں کی تاریخ بن جاتی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے اخلاق و اوصاف بالکل الگ الگ ہیں -

تمام ارباب سیر لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے جب (بنو نضیر) کا محاصرہ کیا تو حکم دیا کہ اُن کے نخلستان کاٹ ڈالے جائیں (قرآن مجید میں بھی اِس کا اجمالی ذکر ہے) ارباب سیر یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہودیوں نے اِس حکم کی نسبت اعتراض کیا کہ " یہ انصاف اور انسانیت کے خلاف ہے " یہ اعتراض نقل کرکے ہمارے مصنفین اصلی واقعہ کی حقیقت نہیں کھولتے اور بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ جسطرح آجکل دشمنوں کے باغ اور کھیتیاں برباد کردی جاتی ہیں ' اُس مقدس زمانہ میں بھی یہی انداز تھا -

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ آنحضرت کسی غزوہ کی جب طیاری کرتے تھے تو جدھر حملہ کرنا ہوتا تھا اُس کا نام نہیں ظاہر کرتے تھے بلکہ کسی اور مقام کا نام مشہور کرتے تھے - سیرت ابن ہشام میں غزوہ تبوک کے ذکر میں ہے -

وكان رسول الله قلما يخرج في غزوة ' الا كنى عنها واخبر انه يريد غير الوجه الذي يصمد له -

آنحضرت کا عام معمول یہ تھا کہ جب کسی غزوہ کے لیے نکلتے تھے تو نام کو چھپاتے تھے اور جدھر کا قصد ہوتا تھا اسکے خلاف ظاہر کرتے تھے -

یہ وہی سلاطین کی مصاحبت کا اثر ہے - محمد بن اسحاق جن کی کتاب پر آج اس فن کی بنیاد ہے ' انہوں نے یہ کتاب خلیفہ منصور کے لیے لکھی تھی ' اس لیے غزوات نبوی کی نسبت بھی ایسا ہی قیاس قائم کر سکتے تھے -

غزوات جس انداز میں لکھے گئے ہیں ان میں بالکل شاہی تاریخوں کا انداز ہے - فوجیں آراستہ ہوتی ہیں ' بڑے بڑے نامور پہلوان میدان جنگ میں آتے ہیں ' مار دھاڑ شروع ہوتی ہے ' تیغ و خنجر چلتے ہیں ' غارتگری ہوتی ہے ' اسباب و مال لٹ کر آتا ہے ' بیوائیں ' بچے ' بوڑھے ' گرفتار ہوتے ہیں ' اور قیدی بنائے جاتے ہیں ' مغازی نبوی کی بھی بعینہ یہی تصویر کھینچی جاتی ہے -

سخت تعجب یہ ہوتا ہے کہ بہت سے غزوات کے متعلق بخاری و مسلم وغیرہ میں ایسے واقعات موجود ہیں کہ اگر اُن کو پیش نظر رکھہ لیا جاتا ' تو غزوہ کی صورت بدل جاتی اور معلوم ہوتا کہ جو کچھہ ہوا مجبوری اور حفاظت خود اختیاری تھی ' لیکن سیرت کے مصنفین نے بخاری و مسلم کو بھی ان موقعوں پر نظر انداز کردیا -

جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی قبیلہ کسی قبیلہ پر فتح پاتا تھا تو مال غنیمت میں سے چوتھا حصہ خود لیتا تھا ' اس کے علاوہ عمدہ چیزیں بھی انتخاب کرکے لے لیتا تھا ' اس کو صفیۃ کہتے تھے - ہمارے سیرت نگاروں نے بھی جا بجا صفیۃ کا ذکر کیا ہے - چنانچہ حضرت صفیۃ (حرم نبوی) کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اِسی طرح حرم نبوی میں داخل ہوئی تھیں -

غرض اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں ' جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنفین ' جو سلاطین کے درباری تھے ' سلاطین ہی کا نمونہ پیش نظر رکھتے تھے ' اسلیے سیرت نبوی کا عام انداز بھی وہی نظر آتا ہے جو شاہی تاریخوں کا ہوتا ہے - (لہا بقیۃ)

مغربی دنیا میں اعلاے کلمۃ اللہ

— * —

مکرمی - السلام علیکم - میں نے ہندوستان سے رخصت ہوتے ہوئے پیسہ اخبار و زمیندار کے ذریعہ اپنی عرض سفر شائع کردی تھی' اشاعت اسلام کے متعلق اگرچہ میں نے کسی سے وعدہ کیا نہ کوئی امید دلائی ' لیکن برادران ملت نے مجھے براسطہ یا بلا واسطہ عنوان بالا کے ساتھہ وابستہ کردیا ' اور میرے متعلق مضامین اسلامی میں وہ اُمیدیں ظاہر کی گئیں ' جنکا اہل میں کبھی بھی اپنے آپکو نہیں سمجھتا - مجھے ان تحریروں کو دیکھکر یہ تو خوشی ہوئی کہ میری قوم میں بیداری اور اشاعت اسلام کا شوق ہے ' میں یہاں نہ کسی انجمن کی طرف سے مقرر ہوکر آیا اور نہ کسی معروف تاجر بمبئی کی جیب سے متکفل ہوکر مجھے اشاعت اسلام کے لئے یہاں بھیجا - میں در اصل اس اُصول ہی کا مخالف ہوں - چنانچہ ڈاکٹر اقبال کا سفر جاپان چونکہ انجمن کی طرف سے تجویز تھا اسلیے میں نے اسکی مخالفت کی - اسلام کا درخت ذاتی قربانیوں کے خون سے سینچا گیا ہے ' اور اب ہمیں اُسی کی ضرورت ہے میرے مضطرب دل کی اَحدیت مآب کی جناب میں گریہ و زاری و نیاز مندی مجھے مغربی دنیا میں لے آئی ہے اور میں آج کسی نہج پر بھی اس سفر کو ضائع نہیں سمجھتا -

مجھے یہ علم تھا کہ یہاں کا طریق عمل اور یہاں کا شعار بالکل نرالا ہے ' اسلیے میں نے عجلت سے کام نہیں لیا - یہاں کسی ملک کو کرایہ پر لے لینا ' انہیں لیکچر دیدینا ' یا اخباروں میں چھپا کر اپنے ہم وطنوں کو دھوکہ دیدینا اور اسطرح انکی جھوٹی خوشی کا

جو آج تک معرکۃ الآرا ہیں اور جن پر ارباب آراء کے مختلف گروہ قائم ہوگئے ہیں ' اکثر اُن راویوں سے منقول ہیں جو سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے - حدیثوں میں ہے کہ جب آپ نے پہلی دفعہ حضرت جبریل کو دیکھا تو کانپتے ہوئے گھر میں تشریف لائے اور حضرت خدیجہ سے کہا کہ مجھکو اپنی جان کا ڈر ہے - بخاری کتاب التعبیر میں روایت ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرا دینا چاہا - طبری میں ہے کہ آپ کو خیال ہوا کہ میرے حواس میں فرق آگیا ہے - حضرت خدیجہ نے کہا " نہیں خدا آپ کو ضائع نہیں کریگا " پھر وہ آپکو ورقہ کے پاس لواگئیں ' ورقہ نے آپ کا بیان سنا اور آپ کو تسکین دی -

یہ روایت کسقدر تعجب انگیز ہے ! سید المرسلین کو حضرت جبریل نظر آتے ہیں ' اُن کو دیکھکر آپ کانپتے ہیں ' اپنے آپ کو پہاڑ سے گرادینا چاہتے ہیں ' حواس کی نسبت شبہ ہوتا ہے ' پھر ایک عیسائی تسکین دیتا ہے ' تب کہیں تسکین ہوتی ہے !

عالم ملکوت کے واقعات اور مشاہدات ہر شخص ادا نہیں کرسکتا ' آنحضرت نے جو کچھہ دیکھا ' جن الفاظ میں ادا فرمایا ' اسکو راوی نے کس طرح سمجھا ' کیونکر ادا کیا ' پھر درجہ بدرجہ ' راویوں تک آتے آتے کیا کیا تبدیلیاں ہوگئیں ؟ اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے -

یہ خدا نخواستہ رواۃ کی شان میں بدگمانی نہیں ' بلکہ اقتضائے حالت ہے - اصول فقہ میں جہاں یہ بحث ہے کہ جو صحابہ فقیہ نہ تھے اُن کی روایت اگر قیاس شرعی کے خلاف ہو تو واجب العمل ہوگی یا نہیں ؟ بحر العلوم ' فخر الاسلام کا مذہب نقل کرکے لکھتے ہیں :

و وجہ قول الامام فخر الاسلام ان النقل بالمعنی شائع وقلما یوجد النقل باللفظ فان حادثۃ واحدۃ قد رویت بعبارات مختلفۃ ' ثم ان تلک العبارات لیست مترادفۃ بل قد روی ذالک المعنی بعبارات مجازیۃ فاذا کان الراوی غیر فقیہ احتمل الخطاء فی فہم المعنی المرادی الشرعی * * * ولا یلزم منہ نسبۃ الکذب معتمدا الی الصحابی معاذ اللہ من ذالک ' (شرح مسلم مطبوعہ لکھنو ۴۳۲)

امام فخر الاسلام کے قول کی وجہ یہ ہے کہ روایت بالمعنی عام طور پر شائع تھی ' ایک ہی واقعہ مختلف الفاظ میں ادا کیا گیا اور یہ الفاظ باہم مرادف بھی نہیں بلکہ اکثر مجازی عبارتوں میں مطالب ادا کئے گئے ' اس بنا پر جب راوی فقیہ نہ ہوگا ' تو احتمال ہوگا کہ اُس نے مطلب مقصود (شرعی) کے سمجھنے میں غلطی کی ہو ' اس سے معاذ اللہ یہ لازم نہیں آتا کہ صحابی کی طرف جھوٹ کی نسبت کی گئی -

محدثین اس اصول سے کہ " واقعہ جس درجہ کا اہم ہو ' شہادت بھی اسی درجہ کی اہم ہونی چاہیے " بے خبر نہ تھے ' لیکن انہوں نے اس کا دائرہ محدود رکھا -

امام بیہقی کتاب المدخل میں ابن مہدی کا قول نقل کرتے ہیں

اذا روینا عن النبی فی الحلال والحرام ' شددنا فی الاسانید وانتقدنا فی الرجال ' واذا روینا فی الفضائل والثواب والعقاب ' سہلنا فی الاسانید وتسامحنا فی الرجال - (مقدمہ فتح المغیث صفحہ ۱۲۰)

جب ہم آنحضرت سے حلال وحرام اور احکام کے متعلق حدیث روایت کرتے ہیں ' تو سند میں نہایت سختی کرتے ہیں اور راویوں کو پرکھہ لیتے ہیں ' لیکن جب فضائل اور ثواب و عقاب کی حدیثیں آتی ہیں ' تو ہم سہل انگاری اور راویوں کے متعلق چشم پوشی کرتے ہیں -

امام احمد حنبل کا قول ہے :

ابن اسحاق رجل تکتب عنہ ہذہ الاحادیث یعنی المغازی ونحوہا ' واذا جاء الحلال والحرام اردنا قوما ہکذا (وقبض اصابع یدیہ الاربع) (فتح المغیث صفحہ ۱۲۰)

ابن اسحاق اس درجہ کے آدمی ہیں کہ مغازی وغیرہ کی حدیثیں ان سے روایت کی جاسکتی ہیں ' لیکن جب حلال وحرام کے مسائل آئیں ' تو ہم کو ایسے لوگ درکار ہیں (یہ کہکر انہوں نے چاروں انگلیوں کو بند کرکے دبا لیا -)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محدثین ' واقعہ کی اہمیت کی بنا پر راوی کے درجہ کا لحاظ رکھتے تھے ' اسی بنا پر ابن اسحاق کی نسبت امام احمد نے یہ تفریق کی کہ حلال و حرام میں اُن کی شہادت معتبر نہیں ' لیکن مغازی میں اُن کا اعتبار ہے - یہ وہی اصول ہے کہ جس درجہ کا واقعہ ہو ' اسی درجہ کی شہادت ہونی چاہیے ' اور یہ ' کہ واقعہ کے بدلنے سے شہادت کی اہمیت بدل جاتی ہے ' لیکن افسوس یہ ہے کہ محدثین نے صرف مسائل فقہیہ میں اس اصول کا لحاظ رکھا ' فضائل و مناقب و مغازی اور ثواب و عقاب میں اسکی رعایت نہ کی ' حالانکہ فضائل و مغازی میں بہت سے ایسے موقع پیش آتے ہیں جو مسائل فقہیہ سے زیادہ اہم ہوتے ہیں فرض کرو ' یہ حدیث کہ نماز میں آمین زور سے کہی جائے یا آہستہ اس کے اثبات و نفی سے اسلام پر کیا اثر پڑسکتا ہے ' لیکن حضرت زینب کے نکاح کی روایت جس طرح مسند حنبل میں مذکور ہے اگر صحیح ہو تو اس کا اسلام پر کیا اثر ہوگا ؟

سیرت میں بہت سے واقعات ہیں جو آنحضرت کے اخلاق سے تعلق رکھتے ہیں - اِن روایتوں میں نہایت احتیاط تنقید اور تحقیق کی ضرورت تھی ' لیکن ان میں یہ اصول ملحوظ نہیں رکھا گیا اور اسی کا اثر ہے کہ ازواج مطہرات کے واقعات میں بہت سی ایسی روایتیں داخل ہوگئیں ' جو واقع میں صحیح نہیں ' اور جن کو آج مخالفین اسلام استدلال میں پیش کرتے ہیں -

(۷) فن تاریخ و روایت پر جو خارجی اسباب اثر کرتے ہیں ان میں سب سے بڑا قوی اثر حکومت کا ہوتا ہے - مسلمانوں کو ہمیشہ اس بات پر فخر کا موقع حاصل رہے گا کہ اُن کا قلم تلوار سے نہیں دبا - حدیثوں کی تدوین بنو امیہ کے زمانہ میں ہوئی ' جنہوں نے پورے ۹۰ برس تک سندھ سے ایشیائے کوچک اور اندلس تک مساجد جامع میں آل فاطمہ پر تبرا کہلایا ' سیکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہ وغیرہ کے فضائل میں بنوائیں ' عباسیوں کے زمانہ میں ایک ایک خلیفہ کے نام پیشین گوئیاں حدیثوں میں داخل ہوگئیں ' لیکن نتیجہ کیا ہوا ؟ عین اُسی زمانہ میں محدثین نے علانیہ منادی کردی کہ یہ سب جھوٹی روایتیں ہیں - آج حدیث کا فن اِس خس و خاشاک سے بالکل پاک ہے (۱) اور بنو امیہ و عباسیہ جو ظل اللہ اور جانشین پیغمبر تھے ' اُسی مقام پر نظر آتے ہیں جہاں اُن کو ہونا چاہیے تھا - (۲)

ایک دفعہ ایک شاعر نے مامون الرشید کے دربار میں قصیدہ پڑھا کہ " امیر المومنین اگر تو آنحضرت کے انتقال کے وقت موجود ہوتا تو خلافت کا جھگڑا سرے سے پیدا ہی نہ ہوتا ' دونوں فریق تیرے ہات پر بیعت کرلیتے " فوراً بھرے دربار ایک شخص نے اُٹھہ کر کہا

---

(۱) لیکن ہم سمجھتا ہوں کہ خس و خاشاک ابتک باقی ہیں - آج بھی صدہا وہ احادیث کتابوں میں موجود ہیں جو محض بنو امیہ کے سیاسی دسائس سے وجود میں آئی تھیں اور انکے متعلق کوئی تمیز نہیں کی جاتی - (الہلال)

(۲) لیکن سیوطی نے تو ائمۃ اثنا عشر والی حدیث کا مصداق انہی کو ٹھہرایا ہے ! (الہلال)

آئي ہے تو اِن اہل الرائے کي رجہ سے ہے نہ کہ عامة الناس کي وجہ سے -

میں نے یہاں آکر بعض مشاهیر کلیسا سے عیسایت کے متعلق گفتگو کي - علمی معاملات میں دلچسپي رکھنے والے بعض امرا سے میں ملا - مجھے ان سے ملکر بہت خوشی ہوئي - جب میں نے عیسایت کے اصولوں کے خلاف ایک نرم پیرایہ میں بعض اشکال پیش کئے تو بلا تامل انہوں نے تسلیم کرلیا - بعض یہاں کے سوشیل اور تمدني جدید خیالات کو بعض قرانی آیات کا لفظي ترجمہ دکھلا یا ' تو وہ اور بھي حیران ہوے اور بعض نے کہا کہ ہم نے محمد صلعم کے دماغ کو اتنا بلند پرواز نہ سمجھا تھا - ان لوگوں نے چاہا کہ اگر اسلام کے متعلق انکو اور صحیح علم دیا جاوے تو انکي خوشی اور مزید غور و فکر کا موجب ہوگا - یورپ کي گذشتہ نسل اور ایسا ہي موجودہ نسل کے مشاهیر کا ایک طبقہ پیدا کردیا ہے ' جو موجودہ تہذیب و تمدن یورپ سے متنفر ہے - بعض کے نزدیک یورپ اسوقت روما کي آخري تہذیب پر پہنچ چکا ہے - جسکا نتیجہ موجودہ عظمت کا خاتمہ ہے -

یہ بزرگ اس تہذیب و تمدن کے مقابل نئے اصول تہذیب و تمدن کے تصور کرتے ہیں اور جدید طریق تمدن کا پیش کرتے ہیں - میرے دوست یہ سنکر نہایت ہی حیران اور خوش ہونگے کہ وہ طریق اور اصول بعض اسلام کے قریب ہیں اور بعض اسلامی ہیں جنکو میرے اسکریزي خواں بھائی مدت ہوئے چھوڑ چکے ہیں - یہاں کي کمیشن طلاق کی رپورٹ دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ کمیشن اب قانون طلاق میں جو اسبابیں پیش کر رہی ہے' وہ بالکل اسلامی ہیں - میں نے عرض کیا ہے کہ علم لوگ بلے آغا بلیے کے قائل ہیں اور اپنی راے نہیں رکھتے - جو اسکے آغا ہیں وہ تمدن ' مال ' سوشل ' اور پولٹیکل امور میں اسلامي طریقہ کا تتبع کر رہے ہیں - لیکن آخر الذکر جماعت کو حکمت اور ملائمت کے طریق پر یہ سمجھایا جاوے کہ جس طریق کو وہ پیش کر رہے ہیں اسکے بعض حصہ کو قران نے تیرہ سو برس ہوئے پیش کیا - اور بعض میں یہ بعض ہیں اور اسلام نے اسکو اِس طریقہ پر پیش کیا ہے - مثلاً روح اور جسم کا تعلق یا روح کی پیدائش اور حقیقت فلسفۂ دینی کا ایک بڑا حصہ ہے ' جسکو غزالی اور بو علي سینا نے بہت کچھ یورپ میں رنگا ہوا ہے - لیکن هنری برگسن فرانسیسي حکیم نے (جو اسوقت زندہ ہے) روح کی جو کیفیت بیان کی ہے' وہ سب پچھلے فلسفہ پر پانی پھیر دیتی ہے - لیکن اسکا سارا خلاصہ' اِس آیت کا لفظي ترجمہ ہے جو اٹھارویں سپارہ میں ہے اور جسکا خاتمہ (فانشاناہ خلق آخر) پر ہوتا ہے -

پروفیسر هکسلی عیسایت سے بیزار ہے اور اسکے فلسفہ کا ایک بھاری پہلو " ان الانسان لفی خسر " ہے' جس سے نکلنا تہذیب و تمدن کا فرض ہے - اسکے نزدیک اس کا علاج مذہب نے (اور مذہب اسکے نزدیک عیسایت ہے) نہیں دلایا - اسکے بعض علاج جو اسنے تجویز کئے ہیں گو نامکمل اور بہت ہی ناقص حالت میں ہیں - مگر اس زریں اصول کے قریب آجاتے ہیں جو سورۂ عصر میں اس آیت کے آگے دیا گیا ہے - یعنی الا الذین آمنو وا عملو الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

حکیم اسپنسر علت العلل کو مان کر عیسائیوں کی کتابوں میں کوئی ایسي دلیل یا وجہ معقول نہیں دیکھتا کہ اوس علت العلل کا علم انسان حاصل کرسکے - یعني وہ الہام کا قائل ہونا نہیں چاہتا - کیا سورہ نحل میں اوسي نیچر کی شہادت پر' جو اس حکیم کي معلم ہے' حکیمانہ دلائل اور فلسفیانہ براهین موجود نہیں ہیں ؟

جس سوشلزم کو آج یورپ میں پیش کیا جاتا ہے اوسکے خوبصورت پہلو اسلامي تعلیم میں موجود ہیں اور اوسکے نقص بھي قران نے دکھلاے ہیں اور پھر بین بین راستہ تجویز کیا ہے - سوشلزم کا کل سر سبد (اصول جسے پروفیسر لیکي عیسایت کیلیے مہلک بتلاتا ہے اور میرے نزدیک وہ حقیقت انسانیت کا نصف نقشہ ہے) وہ کامل و مکمل حالت میں سورۂ والتین کے اندر موجود ہے -

حکیم مل جس حریت کے اصول پر قربان ہو رہا ہے - اوس سے چار چند حریت صحابہ کي زندگي میں پائي جاتي ہے ' جس ذاتي قربانی کو بعض حکماے یورپ نہایت رنج کے ساتھ مفقود ہوتا دیکھ رہے ہیں' وہ خود لفظ اسلام میں موجود اور اوسکے ارکان پر عمل کرنے سے انسان میں پیدا ہو جاتي ہے - حکیم نیٹشا (؟) کے متبعین اسبات کے محتاج ہیں کہ جہاں تک حکیم موصوف انہیں پہنچا چکا ہے' اوسکے آگے قران کی جگہ ہے - سفر یجٹ (حقوق نسوان متعلقہ ووٹ) کي تحریک اعلي ان حقوق نسوان سے بہت نیچے ہے ' جو قران نے عورتوں کو دے رکھے ہیں - انگلستان جس وائٹ سلیوٹریڈ سے سخت گھبرا رہا ہے ' اوسکا علاج اگر کچھ ہے تو کثیر الازدواجي ہے -

یہ چند ایک امور ہیں جن یورپین حکما اور اہل الراے گھبرا رہے ہیں - یہاں مشنري بطور واعظ بھیجنا اور اشاعت کرانا - میرے نزدیک اسکے لیے یہ ملک ابھی تک طیار نہیں - ہاں کوئي خود مشہور و معروف ہوجاے تو اسکي باتوں پر یہاں کان دھر سکتے ہیں - قلم و کاغذ یہی ایک بڑي چیز ہے جسکا لوہا یہاں سب پر غالب ہے - ہندوستان سے لکھ کر یہاں کتابیں شائع ہوں' یا وہاں کے انگریزي میعادي رسالے یہاں آویں اسکے لیے ردي کی ٹوکری یہاں موجود ہے - اگر کوئي اور وجہ نہیں تو ہندوستان کي چھپائي اور ٹائپ اسے اِس قابل کر دیتي ہے - یہ امور بالکل بے سود ہیں - یہاں استقامت اور استقلال کے ساتھ بیٹھ کر اگر قلم و کاغذ سے صحیح طریق پر کام لیا جاے' تو بہت ہي مفید ہوگا - یہاں بیٹھکر نہ صرف انگلستان میں اشاعت اسلام ہو سکتي ہے بلکہ یورپ اور امریکہ میں اور خصوصاً اس سیاہ بر اعظم میں جنکے دل بالکل نور اسلام کے لیے طیار ہوچکے ہیں ' اور جنکے دلوں کو انکے چہروں کی طرح سیاہ کرنے کي زبردست تحریک یہاں پادري حلقہ میں پولٹیکل اغراض سے ہورہي ہے - وہ انگریزي زبان سے بھي واقف ہیں ' عیسائی ہیں' لیکن عیسایت سے متنفر ہیں اور اسلام کو پسند کرتے ہیں - میري مراد اوس سے (امریقہ) ہے - اسکے متعلق میں آیندہ مفصل لکھونگا - یورپ در اصل خیالات اور اصولوں کے زیر حکومت ہے - ہم یورپ کو تلوار اور تفنگ سے فتح نہیں کر سکتے - البتہ جن اصولوں کے ماتحت وہ ہے ' اگر اُسکا بہترین صورت میں ماخذ قران دکھلایا جاے تو کوئی وجہ نہیں کہ قران اُنپر غالب نہ آجاے - کسي یورپین حکیم کي تحریر کو دیکھ لو ! وہ یورپین تہذیب و تمدن سے متنفر ہوکر ایک ایسا تمدن تصور کر رہا ہے جو بالکل قران کے قریب ہے - انکی نگاہ قران کی طرف اِس لیے نہیں جاتي کہ قران کے ماننے والے اُن سب خوبیوں سے جو مذہب حق میں قران کے اتباع سے حاصل ہو جاتی ہیں معرا ہوچکے ہیں - درخت پھلوں سے پہچانا جاتا ہے - ہمکو غلط طور پر غیر اسلامی نتائج نے قران کا پھل سمجھ لیا ہے حالانکہ ہمارے اعمال و افعال کا قران ذمہ دار نہیں -

لندن نیشنل بنک آف انڈیا
۱۷ جنوري سنہ ۱۹۱۳

خواجہ کمال الدین بی - اے
مقیم لندن

مراسلات

مرحب هوجانا تو بہت هی آسان کام تها اور خصوصاً اس شهر میں
جهاں تاجرانه اصول پر بڑي سے بڑي عزت اور عصمت اور رائیں
خریدي جاسکتي هیں مجهے نه شهرت سے مطلب اور نه " ان اجري
علی الله " کے سوا کسیکے اجر پر نگاه ' اور نه کسي انجمن یا تاجر
بسنگي کے مقابل کسی خدمت کي ذمه داري' اسلیے میں نے
یہاں کے حالات کا نه نگاه اشاعت اسلام مطالعه کرنا شروع کیا - آج
هندوستان سے نکلے مجهے پانچواں مہینه ہے - اگرچه میعاد تهوڑي هے
لیکن اس عرصه میں میں جس نتیجه پر آیا هوں' وه برادران اسلام
کي اطلاع کے لیے قلم و کاغذ کے حواله کردیتا هوں - الله تعالی هی
جانتا هے که جن نتائج پر میں پہنچا هوں وه غلط هیں یا صحیح ؟
یه لوگ سرد ملک کے باشندے هیں اور معاملات میں حلم دار
نہیں ' لبرل خیال هوکر قدامت پرست هیں - نئی بات یا طریق
یا تہذیب کو جلدي میں اختیار نہیں کرتے ' انمیں خود پسندی
اور خود رائی بہت هے' متواتر کامیابي نے اور طاقت و دولت نے
انمیں رعونت پیدا کردي هے ' یه ایشیائی دماغ کو کسی قابل
نہیں سمجھتے' هر ایک خیر و خوبی کا منبع مغرب کو جانتے هیں'
اگرچه انکا خدا مشرق میں آیا لیکن کسی مشرقي اصول یا خیال
و رائے کو محض مشرقي هونیکے باعث قابل توجه نہیں سمجھتے -
سخت عدیم الفرصت هیں - صبح کے آٹھ بجے تک گھروں سے نکل کر
اپنے اپنے کاموں پر چلے جاتے هیں - چھه بجے شام کو کام سے لوٹ کر گھر
آجاتے هیں - سارے دن کے تھکے ماندے مختلف قسم کے سرور و خوشی
کے اشغال میں لگ جاتے هیں - لیکچروں میں اگر آتے هیں تو
محض دل بہلانے یا شغل کے لیے - اسلیے یہاں کے لیکچر نصف یا
پون گھنٹے کے اندر اندر ختم هوجاتے هیں - اس سے زیادہ انمیں
بیٹھنے کي تاب نہیں - پالیٹکس یہاں کی دین و ایمان هے - کوئی
نامور معروف ماهل اور وه بھی پالیٹکس پر لیکچر دے' تو هزاروں
کی تعداد میں جمع هوجاتے هیں اور خصوصاً ایسے موقع پر جمع
هونا از روے فیشن لوازمات سے هے - مذهب پر جسقدر لیکچر میں
نے سنے' اگرچه بعض مواقع پر لیکچرار بہت هی نامی تھے' لیکن اس
آباد شهر میں سامعین کی تعداد سو اور سو کے اندر اندر دیکھی -
مذهب سے انکو کوئی دلچسپی نہیں'- گرجوں میں اکثر جاکر دیکھا -
یہاں کا فیشن عورتوں کو معبدوں میں لے آتا هے جنکے واسطہ راهب
بعض مرد بھي هوتے هیں - باقی خیریت -
اسلام کے متعلق جن غلط فهمیوں کو یہاں آکر دیکھا ' انکا
وهم و گمان بھی کبھی مجھے هندوستان میں نه تها - بُرا سے
بُرا تصور جو کسی مذهب یا اسکے بانی کا تصور تحریر کیا جاسکتا
هے وه یہاں اسلام کا هے - اسکے ذمه دار پادري هی نہیں بلکه
یہاں کا پالیٹکس هے - پچاس سال گذر گئے جب لبرل پارٹی
نے چاها که ترک یورپ سے روانه هوں - یورپ میں جنگ بلقان اور
لوگوں کے هاتھه میں هے - موجودہ بلقانی جنگ بلقان اور
اخباروں کی سازش کا نتیجه هے - یہاں کی لبرل پارٹی کا عزم تها
که اگر وه ترکوں کو یورپ سے نکالنا چاهے' تو انکے خلاف لوگوں
کی رائے پیدا کردے - چنانچه قسما قسم کی دروغ بیانیاں
اور قسما قسم کے خلاف واقعات مظالم انکے ذمه اخباروں میں' ناولوں
میں' کتابوں میں' شائع کیے گئے' اور گذشته پچاس برس کے اندر کل
مغربي اقوام کو اور عامة الناس کو ترکوں کا دشمن بنایا گیا - آج کل

انگلش کے اخباروں میں ایک قسم کی سازش هے - کیا مجال جو
ایک فقرہ بھی ترکوں کی حمایت میں نکل جاوے - مجھے تو سمجھه
میں نہیں آتا که هم هندوستان میں کیا سمجھے هوے تھے - یہاں
تو کل کے کل ترکوں کے دشمن هیں - بهرحال یه پولیٹکل امور هیں
جن سے مجھے تعلق نہیں ' میری غرض کہنے کی یه هے که ترکوں کا
بھیانک نقشه جو پوری دنیا میں ' خصوصاً اس پچاس سالوں میں
پولیٹکل اغراض سے پھیلایا گیا ' اسنے اسلام کو یہاں بد نما کردیا هے -
کیونکه ترک اور مسلمان یہاں مترادف هیں -
یہاں کی طرز زندگی یہاں کے خیال کے مطابق معصومانه لہو و لعب
یا دفع الوقتی هیں مگر وه باتیں اپنے اندر رکھتی هیں جو میرے نزدیک
فواحش میں داخل هیں - تعشگاہ اندلس (پیرس) میں گیا اور واقفیت
حاصل کرنے کے لیے اس جماعت کے بعض دربار بھی دیکھے - پھر یہاں آیا -
یہاں کے مختلف مشاغل کو بھی دیکھا - استغفار اور لا حول پڑھنا
تو خیر ایسے مواقع پر هر ایک مسلم کا اضطراری فعل هے' لیکن اشاعت
اسلام کے نقطۂ خیال سے میں اکثر دریاے حیرت میں چلا جاتا هوں '
اور کہتا هوں الہی یه قوم اور اسلام کو قبول کریگی ! میں نے عرض کیا
هے که خود عیسائیت اور مذهب سے انکو دلچسپی نہیں - مذهبی
معاملات میں دخل دینا یه تضیع اوقات سمجھتے هیں - اسلام
سے انکو سخت نفرت هے - اسلام انکے نزدیک مانع ترقی هے - اور
موجودہ زمانه کی رفتار کے بالکل مخالف - پھر ان سب باتوں کے
ما سوا انکی مصروفیت اور اشغال دنیوی کچھه ایسے وسیع هیں که
انکو فرصت بھی کسی کام کی نہیں - یه حالات نصف سے زیادہ قوم
کے هیں - باقی امرا هیں جنکو سمجھه هی نہیں آتی که روپیه اور
دولت کو کہاں پھینکیں ؟ ایسے فارغ البال اور مجموعۂ عجائبات ملک
میں انکے بہلانے کے ساماں ایسے اکثر هیں که انکو مذهب جیسے امور
سے کوئی تعلق نہیں هوسکتا - یه تو تاریک پہلو اشاعت کا هے جو
میں نے عرض کیا اور امور بالا کو دیکھکر میں نے پسند نه کیا که
وقت اور روپیه لیکچروں میں خرچ اور ضائع کروں - لیکن
تصویر کا ایک روشن پہلو بھی هے جو نہایت هی خوش کن اور
حوصله افزا هے :
یہاں کے لوگ جنسے که اهل الرائے باهر سمجھے جاتے هیں ' عام
طور پر هرگز نہیں اور هرگز نہیں - یہاں کے لوگوں کو بعض معاملات
کے متعلق اخبار پڑھنے کے بعد عقل آتی هے - صبح اٹھتے هی یه
اخبار پڑھتے هیں جسپر انکو بھروسه هوتا هے - پھر جو کچھه اس
اخبار میں هوتا هے وهی انکا دین و ایمان هے ' وهی اسکی رائے
هے - یہی وجه هے که پریس یہاں زبردست طاقت هے - اس قوم
کي ترقی کے اسباب میں نه ایک سبب بھي هے که جس شخص
کو انکی دفعه اهل الرائے مان لیں یا اپنا لیڈر تسلیم کر لیں ' اسکا
کچھه کہدینا نقش برسنگ هے - جنگوں میں بھی انکے سپاهیوں کی
یہی حالت هے - مذهبی ' تمدنی ' ملکی ' سیاسی ' وغیرہ امور
میں ایک وقیع صاحب الرائے کسی رائے کا اظہار کردے ' کل کے
کل هم آواز هونیکو طیار هیں - میرے نزدیک نه ایک اعلی خوبی
هے ' هر ایک شخص هر امر میں صائب رائے نہیں دے سکتا - یہی وجه
هے که ایک زبردست آدمی ایک کتاب لکھکر ایک نئی بات پیش
کرتا هے اور ملک کو اپنی زندگی میں اپنا هم رائے بنا جاتا هے -
مجھے اگر اشاعت اسلام کی کوئی صورت اسوقت تک سمجھه میں

نے اسی مطلب کو دوسرے الفاظ میں ادا کیا اور جن الفاظ میں دوسرے دن ایک فیصلہ کن رزولیوشن پیش ہونا چاہیے تھا اس کا مسودہ اردو انگریزی میں مرتب کیا گیا ' اور میرے سوا باقی حضرات نے اس پر اپنے اپنے دستخط ثبت فرمائے - ممبران کنونشن کی ایک فہرست جو کسی صاحب کے پاس انگریزی میں پہلے سے مرتب تھی اس کو میں نے اردو میں لکھا تو معلوم ہوا کہ اس فہرست میں بہت کچھ کمی ہے ' اور یہہ کہ ممبران کانسٹی ٹیوشن کمیٹی اور خاصکر وہ کل اصحاب بھی اس میں شامل نہیں ہیں جو اس سے پیشتر قوم کی طرف سے بطور ایک ڈپوٹیشن کے گورنمنٹ آف انڈیا کے آنریبل ممبر صاحب تعلیمات کے ساتھہ کام کرتے رہے تھے - اس پر میں نے اپنی یہہ رائے ظاہر کی کہ ممبران کانسٹی ٹیوشن اور گذشتہ ڈپوٹیشن کے نام تو کل ہونے چاہیئیں اُن کے علاوہ اور جن ناموں کا اضافہ مناسب ہو وہ نام اور اضافہ کر لیے جاویں - چنانچہ جس قدر نام ممبران ڈپوٹیشن کے اس وقت ہم لوگوں کو یاد آئے وہ اس فہرست میں میرے ہی قلم سے اور اضافہ کیے گئے ' اور جہاں تک مجھکو یاد ہے اس کے آخر میں اس قدر میں نے اور لکھا کہ " باقی اور نام بھی ہیں " - اور قرار پایا کہ صبح کو دفتر سے دیکھہ کر وہ سب نام درج کر لیے جاوینگے - (یہہ اردو کی فہرست جس میں میرے قلم سے کچھہ اضافے ہوئے تھے غالبا اسوقت مسٹر محمد علی نے مجھسے لے لی ' جس کے بعد وہ مجھکو پھر واپس نہیں ملی) اسی اثناء گفتگو میں کسی نے ہم میں سے یہہ بھی کہا کہ اس وقت صرف چند اشخاص جو یہہ مشورہ کر رہے ہیں اس کی خبر بھی لوگوں کو باہر پہونچیگی اور وہ اس بات سے ناخوش ہونگے کہ پبلک مشورہ کے بغیر یہہ لوگ کیوں بالا بالا اس قسم کی کارروائی کر رہے ہیں - میں نے اس کے جواب میں کہہ دیا تھا کہ پبلک کچھہ بھی بدگمان نہوگی اگر ہم بلا کم و کاست اس وقت کی کل روئداد اس کے سامنے بیان کردینگے - مسودہ رزولیوشن پر جب مجھسے اس شب میں دستخطوں کے لیے کہا گیا تھا تو میں نے عرض کیا کہ مجھکو اس مجوزہ مسودہ رزولیوشن کی عبارت کی نسبت زیادہ غور کرنا ہے اور میرے نزدیک زیادہ شگفتگی اس میں ہے کہ ہم صاف صاف لکھدیں کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی تجویزات ۱۱ و ۱۲ اگست گذشتہ سے فونڈیشن کمیٹی کو اتفاق ہے اور صاف صاف ہمارے ایسا کرنے سے (کہ ہم اپنی کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی تجویزوں کو بالاتفاق پاس کردیں) اس کمیٹی کی خدمات کا ایک اعتراف بھی ہوگا اور ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے رزولیوشن منشاء کو اگرچہ اس جدید رزولیوشن میں داخل کرلیا گیا ہے لیکن بصراحت اس بات کا بیان کردینا (کہ جلسہ اس رزولیوشن کو بھی پاس کرتا ہے) جلسہ کی بھی عام مسرت و اطمینان کا موجب ہوگا - اس پر مجھہ سے کہا گیا کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی خدمات کا اعتراف کرنے سے کسی کو انکار نہیں ہے ' ہم اس کمیٹی کے شکریہ کا ایک علیحدہ ووٹ پاس کردینگے - الغرض میرے اور باقی حضرات کے مابین مسودہ رزولیوشن کی عبارت کی نسبت اختلاف رہ گیا - اس وقت رات کا ڈیڑھ بج گیا تھا - جلسہ برخاست ہوا اور قرار پایا کہ میں صبح ہی اٹھکر اول کام یہ کرونگا کہ میں بھی اپنے الفاظ میں رزولیوشن کا مسودہ لکھوں - اس کو بھی سب صاحب ملاحظہ فرمالیں - الغرض جلسہ کے برخاست کے بعد سب سے اول راجہ صاحب جہانگیر آباد اور راجہ سید ابو جعفر صاحب اور نواب بہادر جلسہ سے باہر آئے - راجہ صاحبان موصوف اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار ہوگئے اور میں اپنے کمرہ میں چلا آیا - اس وقت تک سب کو یہی معلوم تھا کہ صبح جلسہ ساڑھے آٹھہ بجے سے ہے - کچھہ اور ضروریات سے فارغ ہونے

ہوئے مجھکو رات کے دو بج گئے اور جب پلنگ پر لیٹا تو انہیں خیالات میں بہت دیر تک نیند نہ آئی اور بہت تھوڑا سونے پایا تھا جو ساڑھے آٹھہ بجے صبح کے وعدہ کی وجہ سے بہت جلد بیدار ہوگیا اس وقت دماغ کی جو حالت تھی میں ہی جانتا ہوں مگر جس طرح بھی ہوسکا میں نے اپنا مسودہ تیار کیا اور اس کو میں بجنسہ ذیل میں نقل کرتا ہوں —

مسودہ مرتبۂ خاکسار مشتاق حسین و رزولیوشن

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کا رزولیوشن جسپر کامل ایک دن بحث ہوچکی ہے مفصلہ ذیل عبارت میں بالاتفاق پاس کیا جاتا ہے :-

قوانین و قواعد ٹرسٹیان کالج کی دفعہ ۴۲ ضمن ۵ میں جو اختیارات اس وقت ٹیٹرن کالج کو حاصل ہیں وہ یونیورسٹی کی صورت میں حضور وایسرائے چانسلر یونیورسٹی کی طرف بدون کسی اضافہ کے منتقل کردیے جاویں -

رزولیوشن

کانسٹی ٹیوشن کمیٹی نے (جسکو یہہ فونڈیشن کمیٹی تسلیم کرتی ہے) آنریبل سر ہار کورٹ بٹلر صاحب بہادر کے مراسلہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ ع کے جواب میں جو رائیں دی' ہیں فونڈیشن کمیٹی ان سے اتفاق رکھتی ہے اور ان کو منظور کرتی ہے اور آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد کو مجاز کرتی ہے کہ وہ گورنمنٹ آف انڈیا کے حضور میں ایک ڈپوٹیشن لے جانے کا انتظام فرماویں جو مرکب ہوگا گذشتہ ڈپوٹیشن کے ممبروں سے اور جس میں چند جدید نام اب اور اضافہ کیے گئے ہیں اور اب اس ڈپوٹیشن کے ناموں کی فہرستاً حسب ذیل ہے —

ذیل میں اسماء کی تفصیل درج ہوتی

یہہ ڈپوٹیشن گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں حاضر ہوکر اور قوم کی ضروریات کو ادب کے ساتھہ عرض کرکے گورنمنٹ سے غور مکرر کے واسطے درخواست کرے - اس گفتگو اور عرض و معروض کے وقت ڈپوٹیشن کو کامل اختیار ہوگا کہ اپنی قومی یونیورسٹی کے مقاصد کا لحاظ رکھکر اگر ضرورت سمجھے تو کسی تجویز کی ترمیم یا تنسیخ منظور کرے - رزولیوشن نمبر (۱) مندرجہ بالا بھی اس اختیار کے تحت میں ہوگا اور اب ڈپوٹیشن کو گورنمنٹ میں عرض معروض کرنے وقت خصوصیت کے ساتھہ مفصلۂ ذیل امور کو مد نظر رکھنا ہوگا اور ان کے علاوہ اور جو امور قابل بحث درمیان میں آجاویں -

[ذیل میں وہ امور درج ہوئے جو رزولیوشن کے تحت میں اسوقت کی قرارداد کے مطابق درج ہونے والے تھے' اس کے بعد یہہ عبارت درج ہوتی]

مجوزہ ڈپوٹیشن کے ممبروں میں سے اگر کوئی اتفاق سے شریک نہ ہوسکتا ہو تو ایک خاص کمیٹی (۱) کو جس میں مفصلۂ ذیل اشخاص شامل ہونگے —

آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد -

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب -

آنریبل مسٹر مظہر الحق صاحب -

اختیار ہوگا کہ وہ اگر ضرورت سمجھیں تو اسی صوبہ سے جس صوبہ کا کوئی ممبر غیر حاضر ہو دوسرے کسی ممبر کو نامزد کردیں -

رزولیوشن نمبر (۲)

گورنمنٹ میں ڈپوٹیشن کی حاضری سے پہلے یہہ ضرور ہوگا کہ کانسٹیٹیوشن کمیٹی کی طرف سے آخر مرتبہ جو مسودات کانسٹیٹیوشن

(۱) میں نے تو ابتداء یہہ اختیار صرف آنریبل راجہ صاحب سے متعلق رکھنا چاہا تھا - بعض اور حضرات کی رائے سے اس کو ایک مختصر سی کمیٹی کی صورت میں بدل دیا تھا -

مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کی کارروائی لکھنو میں

—٭—

مجوزہ ڈیپوٹیشن میں توسیع کی ضرورت ہے

—٭—

مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی میں جو کارروائی ۲۷ و ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ع کو ہوئی ہے اور جو رزولیوشن اُس میں پاس ہوے ہیں اُن کے متعلق اخبارں میں جو مضامین نکلے ہیں (اور نکل رہے ہیں) اُن کے اور دوستوں کے اعتراضات کے لحاظ سے میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں ہے کہ بعض اہم واقعات پر جو پردہ پڑا ہوا ہے اُس کو اُٹھاؤں - اور اس ضرورت سے ۲۷ و ۲۹ دسمبر سے پہلے کی بھی کچھہ واقعات بیان کرنے ناگزیر ہیں -

مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کے صدر دفتر (علی گڈھ) سے جب یہ اعلان شائع ہوا کہ کمیٹی موصوفہ کا اجلاس فلاں وقت اور فلاں مقام پر ہوگا تو اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ اُس اجلاس کا ایک پروگرام پہلے سے مرتب ہوکر کم از کم کانسٹیٹیوشن کمیٹی اور ٹرسٹیان ایم - اے - او - کالج اور اُن جملہ صاحبان کی خدمت میں بھیجدیا جاوے جو اضلاع کے انتخاب کے ذریعہ سے بطور ڈیلی گیٹ کے جلسہ میں شریک ہونے والے تھے - اور تجویز یہ تھی کہ اوائل دسمبر میں جب اکثر حضرات ہز آنر نواب لفٹننٹ گورنر بہادر صوبہ کی رونق افروزی کے موقع پر علی گڈھ میں جمع ہونگے تو اس وقت وہ پروگرام مرتب ہو جاوے گا - چنانچہ اس کے لیے وقت بھی مقرر ہوا ' لیکن جن اصحاب کی شرکت اس موقع پر ضرور تھی ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے اُس وقت پروگرام کا مسودہ مرتب نہ ہوسکا ' اور مجبوراً نواب خان بہادر محمد مزمل اللہ خاں صاحب قایم مقام آنریری سکرٹری فونڈیشن کمیٹی اور اس خاکسار کے اتفاق سے پروگرام کا مسودہ تیار کیا گیا (جس کا اس موقع پر بجنسہ ذیل میں درج کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے) '

اسکے بعد فونڈیشن کمیٹی کا ایجنڈا تھا ' جسمیں ایک ڈیپوٹیشن کے انتخاب' نواب وقارالملک کی اسکیم جامعۂ اسلامیہ ' اور صنائع رقم یونیورسٹی کے مصرف کی تجویز کے رزولیوشن تھے - ہم نے یہ حصہ بخوف تطویل چھوڑ دیا (الہلال) -

یہہ مسودہ پروگرام چھاپا گیا اور تقسیم ہونے ہی کو تھا کہ بعض ممبر صاحبان فونڈیشن کمیٹی نے خواہش کی کہ اُس کا اجراء ملتوی رکھا جاوے ' اور جس وقت ممبر صاحبان لکھنؤ میں عنقریب جمع ہونے ہیں اُس وقت باہمی صلاح و مشورہ سے پروگرام مرتب کیا جاوے - چنانچہ شب مابین ۲۶ و ۲۷ دسمبر میں (جس کی صبح کو فونڈیشن کمیٹی کا اجلاس منعقد ہونے کو تھا) بزیر صدارت ہزہائنس حضور نواب صاحب بہادر والی رام پور دام اقبالہم پروگرام کی ترتیب کی غرض سے بمقام لکھنؤ محمود آباد ہوس جلسہ منعقد ہوا اور ایک پروگرام لکھا گیا جس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی اور جو اس وقت میرے پاس بھی موجود نہیں ہے - اس پروگرام کے مسودہ لکھنے وقت تمام وہ حضرات شریک جلسہ تھے جو اس وقت تک بیرونجات سے لکھنؤ تشریف لا چکے تھے اور بعض دیگر حضرات اہل لکھنؤ میں سے تھے - ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ع کو قیصر باغ کی بارہ دری میں فونڈیشن کمیٹی کا جلسہ بزیر صدارت حضور ممدوح الشان منعقد ہوا اور اس روز جس قدر کارروائی ہوئی وہ سب پبلک کارروائی تھی - اس کے اعادہ کی اس موقع پر ضرورت نہیں ہے - جلسہ میں بہت ہی زور شور سے دلچسپی کا اظہار کیا گیا تھا - دوسرے وقت کے جلسہ کی صدارت سر راجہ صاحب محمود آباد نے فرمائی تھی -

ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے ایک رزولیوشن نے (جس میں انہوں نے حضور چانسلر کے غیر محدود اختیارات کو خلاف مصلحت قرار دیا تھا) جلسہ میں بہت ہی گرما گرمی پیدا کردی تھی - یہ مباحثہ آخر وقت تک بھی اس روز ختم نہ ہوا اور ختم جلسہ کے وقت معلوم ہوتا تھا کہ مابین یہ مسائل اسقدر مشکل اور پیچیدہ ہوگئے ہیں کہ آیندہ اجلاس میں بھی اسکا سلجھنا دشوار ہوگا - لہذا یہ لازمی امر تھا کہ تمام وہ اصحاب جو مجوزہ یونیورسٹی میں دلچسپی رکھتے تھے ان کو اُسی وقت سے یہ فکر لاحق ہوئی کہ کوئی نہ کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہیے جس سے یہ مشکل آسان ہو - دوسرا دن ۲۸ دسمبر آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی کارروائی کا دن تھا - لہذا یونیورسٹی کے کانسٹی ٹیوشن پر غور کرنے کے لیے زیادہ وقت مل گیا تھا -

شب مابین ۲۸ , ۲۹ دسمبر کو میں نے اپنی ایک تجویز جناب نواب حاجی محمد اسحاق خان بہادر کے سامنے پیش کی جو عنقریب ایم - اے - او کالج اور مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کے آنریری سکرٹری کے عہدہ کا چارج لینے والے تھے - اصولاً میری اُس تجویز کا خلاصہ یہہ تھا کہ فونڈیشن کمیٹی کو کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی تجویزات ۱۱ , ۱۲ - اگست گذشتہ سے کامل اتفاق کرلینا چاہیے اور مزید برآں جناب ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب کے اُس رزولیوشن کو بھی پاس کردینا چاہیے جسپر ۲۷ دسمبر کو تمام دن مباحثہ ہوتا رہا تھا - اور اُس دن کے جلسہ کے رنگ سے بھی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ دونوں باتیں قوم کی متفقہ (یا کم از کم بہت بڑی مجارٹی کی راے کے) بھی عین مطابق ہیں - فونڈیشن کمیٹی کے ان فیصلوں سے اُس ڈیپوٹیشن کو جو ہمارے معروضات لیکر گورنمنٹ آف انڈیا میں حاضر ہوگا کافی زور اور اثر کے ساتھہ گورنمنٹ میں یہہ عرض کرنے کا موقع ہوگا کہ جو کچھہ وہ گورنمنٹ سے چاہتے ہیں وہ قوم کی متفقہ خواہش اور دیرینہ آرزو ہے - اسی کے ساتھہ ڈیپوٹیشن کو یہہ اختیار بھی دے دیا جاوے کہ اپنے معروضات کو گورنمنٹ میں پیش کرنے وقت اور گورنمنٹ کے اعلی عہدہ داروں سے گفتگو اور تبادلہ خیالات کی حالت میں اگر ڈیپوٹیشن اپنی تجویزوں میں قومی مقاصد کی حفاظت کے ساتھہ کسی ترمیم کا قبول کرلینا مصلحت سمجھے تو اُس کو قبول کرلے -

نواب صاحب ممدوح نے میری اس گذارش سے اتفاق کیا اور فرمایا کہ البتہ اس طرح پر ایک راستہ نکلتا تو ہے - اُس کے بعد میں نے اپنے خیالات کا اظہار اُسی شب میں علحدہ مفصلہ ذیل حضرات سے کیا —

جناب آنریبل سر راجہ صاحب جہانگیر آباد و جناب آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد و جناب آنریبل راجہ سید ابو جعفر صاحب اور جناب آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب و جناب محمد علی خاں صاحب اڈیٹر (کامریڈ) (اور شاید کسی اور صاحب سے بھی) اور سب نے اُسکو پسند کیا اور بالاخر قرار پایا کہ اُسی شب میں کھانا کھانے کے بعد چند حضرات ایک جگہ جمع ہوکر ایسی کسی تجویز پر غور کریں جس سے کل صبح کو پیش آنے والی مشکلات حل ہوجاویں - چنانچہ محمود آباد ہوس کے بالاخانہ پر ۱۰ - بجے شب کے قریب پرایویٹ طور پر ہم سب نے (جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اور جن میں بعض اور اہل الراے حضرات بھی شریک ہوگئے تھے) ان معاملات کے متعلق مشورہ کیا جس میں بہت وقت صرف ہو گیا - میری راے تو وہی تھی جو میں اوپر عرض کرچکا ہوں مگر دیگر حضرات

کی صورت میں پیش کرونگا اس پر مجھسے بہت اصرار کیا گیا کہ میں ایسا نہ کروں ورنہ جلسہ میں بہت گڑبڑ ہو جائیگی - اور بالاخر مجھہ سے کہا گیا کہ اگر کسی اور طرف سے پیش شدہ رزولیوشن سے اختلاف کیا جاوے اور معلوم ہوتا ہو کہ اختلاف راے ہو گیا ہے اور مباحثہ میں طوالت ہو رہی ہے تب میں اپنی ترمیم پیش کروں ' ورنہ جب تک جلسہ کا یہ رنگ رہے کہ اُس میں کسی زائد اختلاف کے نوبت آنے کے بدون پیش شدہ رزولیوشن بعینسہ منظور ہو جائیگا ' تب مجھکو اپنی ترمیم پیش نہ کرنی چاهیے - رزولیوشن کی پیشی کے وقت مسٹر محمد علی نے جب اُس پر جلسہ کے سامنے تقریر کی تو اُس میں اُنھوں نے یہہ بھی فرمایا کہ رات کو بڑی رات گئے تک اس کے متعلق مشورہ ہوتا رہا ہے اور فلاں فلاں صاحبوں کے اتفاق سے (جن میں میرا نام بھی اُنھوں نے لیا) اس رزولیوشن کا مسودہ مرتب ہوا ہے - اس پر میں نے اپنے آپ مورد دوست کر جنھوں نے مجھے خاموش رہنے کی تاکید کی تھی توجہ دلائی کہ پیش شدہ رزولیوشن کی ذمہ داری اب میرے اوپر بھی آتی ہے ' مگر اُنھوں نے اُس وقت سکوت فرمایا اور کوئی جواب مجھکو نہیں دیا - اُس وقت میں نے اپنے آپ کو سخت مشکل میں پایا - اور سوچنے کے لیے میرے پاس وقت بہت ھی تنگ تھا - بہر حال جو خیال اس وقت میرے دل میں آیا وہ یہ تھا کہ اُس وقت ترکوں میں بھی بہت زیادہ اختلافات واقع ہیں اور ہر ایک شخص ان میں سے یہی دعوی کرتا ہے کہ میں جو راے رکھتا ہوں وہی قوم کے حق میں زیادہ مفید ہے اور دوسرے کے خیال کی اطاعت کرنا نہیں چاهتا ' اور اسی کا یہہ نتیجہ ہے کہ جھگڑے بڑھتے چلے جارہے ہیں - پیش شدہ رزولیوشن میں بھی وہ باتیں سب آگئی ہیں جو میرے مسودہ میں ہیں ' صرف بعض باتوں کا فرق ہے ' لہذا رفع اختلاف کی غرض سے اور جلسہ کو سکون کی حالت میں قایم رکھنے کی ضرورت سے مجھہ ھی کو اُس وقت خاموش رہنا مناسب ہے ' ورنہ میں بھی اُسی الزام کا ملزم ہوں گا جو میں ترکوں پر لگا رہا ہوں اور میں نے ویساہی کیا اور رزولیوشن پاس ہوا - بعض حصے میرے مجوزہ رزولیوشن میں ایسے تھے جن کو بطور علحدہ رزولیوشن کے پیش ہونے میں کوئی مضائقہ نہ تھا - لیکن صدر انجمن صاحب نے پیش شدہ رزولیوشن کا پاس ہو جانا اس قدر غنیمت سمجھا کہ بعد اس بات پر غور کیے ہوئے کہ اور کیا کام باقی رہ گیا ہے اُنھوں نے فونڈیشن کمیٹی کے جلسہ کو برخاست کیا ' اور دوسرے وقت کا جلسہ ایجوکیشنل کانفرنس کی کارروائی کا جلسہ قرار دیا گیا - نیز وقت بھی اس قدر گذر گیا تھا کہ عام جلسہ نے بھی اُس وقت کارروائی کے اختتام کو بہتر سمجھا

جلسہ کے بعد ھی ایک صاحب میری فرودگاہ پر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے صوبہ کی طرف سے مجوزہ ڈپوٹیشن میں نام نہیں آیا - میں نے عرض کیا کہ خود آپ کا نام ہے - اُنھوں نے کہا کوئی نہیں - میں نے پھر عرض کیا کہ آپ کا نام خود میرے قلم سے لکھا ہوا ہے - اُنھوں نے اس پر دوبارہ تحقیق کیا تو یہی معلوم ہوا کہ درحقیقت اُن کا نام اُس فہرست میں نہیں - اور جب میں نے بھی تحقیق کیا تو اُن کا خیال صحیح تھا اور اُن کا نام ڈپوٹیشن کی اُس فہرست میں نہیں تھا جو رزولیوشن کے ساتھہ جلسہ کے سامنے پیش کی گئی تھی - اور وہ پہلا وقت تھا جب مجھکو معلوم ہوا کہ سر راجہ صاحب جہانگیر آباد اور آنریبل راجہ سید ابو جعفر صاحب اور اس خاکسار کے رات کو اُس جلسہ سے چلے آنے کے بعد ہم لوگوں کے سامنے کی مرتبہ فہرست بدل دی گئی تھی اور صرف وہی ایک نام جس کی طرف میں نے اوپر اشارہ کیا فہرست سے متروک نہیں کیا گیا تھا ' بلکہ اور بہت سے نام متروک ہوگئے تھے ' اور یہہ اصول بھی بدل دیا گیا تھا کہ کانسٹیٹیوشن کمیٹی کے سب ممبر اُس میں رکھے جائیں ' یہاں تک کہ جو ممبر پہلے سے ڈپوٹیشن میں شریک تھے اور گورنمنٹ کے آنریبل ممبر صاحب تعلیمات کے ساتھہ کام کرتے رہے تھے ان میں سے بھی کتنے ھی نام پیش شدہ فہرست میں درج نہیں ہوئے - اس غیر متوقع کارروائی نے مجھکو سخت حیرت میں مبتلا کیا ' اور میں نے آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد کو جو اُسوقت جلسہ کی صدارت فرمارہے تھے اس کارروائی پر توجہ دلائی جس کا مجھکو کوئی جواب نہیں ملا - اسکے بعد جب پنجاب کے چند حضرات نے شکایت کی کہ ان کے صوبہ کی قایم مقامی ڈپوٹیشن میں کافی طور پر ملحوظ نہیں رکھی گئی اور صاحبان حل و عقد نے ان کا ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا ' تو جناب سر راجہ صاحب ممدوح نے مجھہ سے (جو اسوقت جلسہ میں آنریری سکرٹری کی خدمات انجام دے رہا تھا) فرمایا کہ میں ایک نوٹس جاری کردوں کہ شام کے جلسہ میں بھی فونڈیشن کمیٹی کی کچھہ کارروائی ہوگی - میں نے نہ بتعمیل ارشاد نوٹس جاری کردی جس کی اطلاع مجمع کے تمام حضار جلسہ کو تو اُس وقت چند منٹ میں ہو نہیں سکتی تھی ' لہذا جلسے اور مہمانوں کے کیمپ میں چند جگہہ وہ نوٹس چسپاں کردے گئے - اور جناب سر راجہ صاحب کی خدمت میں میں نے ایک عریضہ کے ذریعہ سے عرض کردیا کہ حسب الحکم نوٹس تو جاری کردیے گئے ہیں ' لیکن ایسے بے اصول جلسہ میں خود بدارمند حاضری سے معافی چاهتا ہے - چنانچہ میں اُس جلسہ میں شریک نہیں ہوا - لیکن میں نے سنا کہ پنجاب سے چند حضرات کے نام ڈپوٹیشن کی فہرست میں اور اضافہ کرادیے گئے -

یہ ایک واقعہ ہے کہ جس وقت مسٹر محمد علی نے رزولیوشن کے ساتھہ جلسہ کے سامنے ڈپوٹیشن کے نام پیش کیے میں یہی سمجھتا رہا کہ یہ وہی نام پڑھے جارہے ہیں جو میرے سامنے ڈپوٹیشن کے واسطے تجویز ہوچکے تھے -

اب یہاں مجھپر یہ الزام لگایا جاسکتا ہے کہ اُسی وقت جلسہ میں فہرست کے سننے کے بعد میں نے کیوں محسوس نہ کیا کہ یہ وہ رات والی مکمل فہرست نہیں ہے اور کتنے ھی نام اُسمیں سے نکال دے گئے ہیں - سب سے اول اس الزام کے جواب میں میں اپنے دماغ کی کمزوری کو معذرت کے ساتھہ پیش کروں گا ' جس سے پبلک غالباً پوری طرح واقف ہے اور جس کے لحاظ سے میں بار بار اس قسم کے کاموں کی شرکت سے معافی چاہ چکا ہوں اور اس مرتبہ بھی جو میں لکھنو کے ان جلسوں میں شریک ہوا میری وہ شرکت اسی سبب ضرورت کی وجہ سے تھی ' ورنہ میری حالت صحت مجھکو اُسکی اجازت نہیں دیتی تھی - دوسرے میں اسپر مطمئن تھا کہ فہرست پر میں غور کرچکا ہوں اور جو کچھہ میرے نزدیک مناسب تھا وہ اُسمیں داخل ہوچکا ہے ' لہذا میرا ذہن اُس ترمیم کی طرف منتقل نہوا جو بغیر میری اطلاع کے فہرست میں کردی گئی تھی ؛ سوم ایک ایسی لمبی فہرست کو ایک ھی دفعہ سننے کے بعد اُن سب ناموں کو ذہن میں محفوظ رکھنا اور یہ معلوم کرلینا کہ اُسمیں کیا کمی ہے ' معمولی دماغ کا کام نہیں ہے - باین ہمہ اگر قوم کے نزدیک میرے یہ عذرات کافی نہیں تو اپنی خطا کا اقرار کرتا ہوں اور امید ہے کہ قوم میری اس معذرت کو مہربانی سے قبول کرکے مجھے معاف فرمائیگی ' خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ اس قسم کی خطاؤں کے سرزد ہونے کا کوئی موقع میرے طرف سے غالباً آیندہ پیش آنے والا نہیں ہے -

پبلک رائے کے واسطے مشہور ہوئے تھے اور جن پر اس تازہ بحث کی وجہ سے جو سر ہارکورٹ بٹلر کے مراسلہ ۹ - اگست سنہ ۱۹۱۲ ع سے پیدا ہوگئی تھی کانسٹیٹیوشن کو غور اور فیصلہ کا موقع نہ ملا تھا اسکے واسطے مناسب مہلت کے ساتھ کانسٹیٹیوشن کمیٹی کا اجلاس منعقد کیا جاوے جس میں وہ سب صدر شامل ہوں جن کا نام رزولیوشن نمبر (۱) میں آیا اور وہ کمیٹی مسودات مرتبہ کا فیصلہ کریں -

رزولیوشن نمبر (۳)

مسودہ باقی لا جو ابھی پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے وہ بھی حتی الامکان جلد پبلک کے سامنے پیش کیا جاوے اور کانسٹیٹیوشن کمیٹی کا جو اجلاس حسب مندرجہ رزولیوشن صدر منعقد ہو اسی میں باقی لا کا مسودہ بھی مکمل کرلیا جاوے ' تا کہ گورنمنٹ کو بھی یونیورسٹی کے تمام مالہ وماعلیہ پر کامل طور سے غور فرمانے اور ہمارے ڈپوٹیشن کو ہر ایک معاملہ متعلقہ کی نسبت گورنمنٹ میں عرض معروض کا موقع ملے - (انتہی)

اس مسودہ کو مرتب کر چکنے کے بعد میں منتظر تھا کہ شیدہ مشورہ کے شرکاء بڑے جلسہ سے قبل میرے اس مسودہ کو ملاحظہ فرمائیں گے - لیکن جب بجائے ساڑھے آٹھ کے نو بھی بج گئے تب مجھکو معلوم ہوا کہ جلسہ کا وقت دس بجے سے قرار دیدیا گیا ہے - مجھکو معلوم نہیں کہ یہ قرار داد کب اور کس طرح ہوئی - غالبا اسی شب میں برخاست جلسہ کے بعد یہ تجویز ہوئی ہوگی ' اور اگر ایسا تھا تو شاید میں یہ کہنے میں حق بجانب ہونگا کہ مجھکو بھی اس تبدیلی وقت سے اطلاع دی جانی مناسب تھی ' تاکہ میں اطمینان سے اس شب میں کچھ آرام کرسکتا اور صبح اطمینان کے ساتھ اپنا مسودہ مرتب کرتا اور جو تکلیف و پریشانی مجھکو وقت کی تنگی کی وجہ سے ہوئی ' اس سے میں محفوظ رہ سکتا جس کا میں اپنی اس عمر اور ضعف اور علالت کی حالت میں شاید مستحق نہ تھا -

بہر حال جلسہ سے قبل جناب نواب محمد اسحاق خان صاحب بہادر مجھسے ملے اور ان کو میں نے اپنا یہ مسودہ دکھلایا اور جہاں تک اس وقت مجھکو یاد آتا ہے اس کے بعد انریبل سر راجہ صاحب محمود آباد نے بھی اس کو ملاحظہ فرمایا ' اور چونکہ عین جلسہ کا وقت آگیا تھا لہذا سب صاحب جلدی جلدی فونڈیشن کمیٹی کے جلسہ میں پہونچے - جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور مسٹر محمد علی صاحب (کامریڈ) نے سب سے اول اپنا وہ رزولیوشن پیش کیا جو اس جلسہ کے آخر میں پاس ہوا - اور جو کارروائی اس وقت جلسہ میں ہوئی وہ علانیہ تھی اور تمام جلسہ اس سے واقف ہے اور اخباروں میں اس کی روداد چھپ چکی ہے - مجھکو ان امور میں سے کسی کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے -

مسٹر محمد علی نے اپنے رزولیوشن کے ساتھ ممبران ڈپوٹیشن کے نام بھی پڑھے جس کی نسبت میں نے خیال کیا کہ یہ وہی فہرست ہے جو رات کے جلسہ میں میرے سامنے طے پائی تھی -

بہرحال پیش شدہ رزولیوشن کے مضمون کے متعلق بعض اخباروں میں کچھ غلط فہمی ہوگئی ہے لہذا احتیاطاً میں اس کو علی گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۸ جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع سے بجنسہ ذیل میں درج کردینا مناسب سمجھتا ہوں :—

وھو ھذا :

یہ جلسہ حضور ملک معظم کے وزیر ہند بہادر کے فیصلہ مندرجہ مراسلہ انریبل سر ہارکورٹ بٹلر مورخہ ۹ - اگست مقام شملہ میں کو نہایت مایوسی اور افسوس کی نظر سے دیکھتا ہے - ان آراء پر لحاظ کرتے ہوئے جو کانسٹیٹیوشن کمیٹی نے ظاہر کی ہیں اور جو اس جلسہ کے اندر مباحثہ کے دوران میں بھی ظاہر کی گئی ہیں منجملہ دیگر امور کے یہ بھی طے پایا ہے کہ اول یونیورسٹی کا نام " مسلم یونیورسٹی ' علیگڈہ " ہونا چاہیے - دوم یہ کہ قانون کے متعلق جو اختیارات چانسلر کو سپرد کیے جانے تجویز ہوئے ہیں وہ گورنر جنرل باجلاس کونسل کو سپرد نہ ہونے چاہیئیں - سوم یہ کہ جو اختیارات اسٹیچوٹس کے باب سوم کے فقرہ پنجم میں مذکور ہیں وہ وہی ہونے چاہیئیں جو پینتریں کو زیر دفعہ ۴۱ قواعد و قوانین ٹرسٹیان علیگڈہ کالج دئے گئے ہیں - چہارم یہ کہ الحاق کے متعلق اسٹیچوٹس اسی صورت پر باقی رہیں جیسے کہ وہ تحریر ہوئے ہیں - اور پنجم یہ کہ کورٹ کونسل اور سنٹ کے متعلق کانسٹیٹیوشن کو شرایط کے اندر ترمیم نہیں ہونی چاہیے - علاوہ بریں ان مہمات ضروریہ پر لحاظ کرتے ہوئے جو اس مسئلہ کے ساتھ وابستہ ہیں یہ جلسہ حضرات ذیل کی ایک کمیٹی مقرر کرتا ہے اور ان کو کامل اختیار و منصب کل کرنے اور مسلم یونیورسٹی کے متعلق جملہ معاملات کو مختتم طور پر اس نہج کے ساتھ طے کرنے کا عطا کرتا ہے جو ان کو قوم کے بہترین فوائد کے لحاظ سے مناسب معلوم ہو - نیز یہ کہ وہ بصورت ایک ڈپوٹیشن کے ہز اکسلنسی وائسرائے کے حضور میں باریاب ہوکر اس باب میں کل ضروری معروضات پیش کریں -

اسمائے ممبران ڈپوٹیشن

ایکس آفیشیو — ہز ہائینس سر آغا خان پریسیڈنٹ فاونڈیشن کمیٹی ' انریبل سر راجہ صاحب بہادر محمود آباد پریسیڈنٹ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی ' نواب حاجی محمد اسحاق خان بہادر سکرٹری علی گڈہ کالج -

صوبجات متحدہ آگرہ و اودہ — نواب وقار الملک بہادر ' صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب ' آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب - مسٹر سید نبی اللہ بیرسٹر ایٹ لا ' مسٹر سید وزیر حسن بی - اے - ایل - ایل - بی -

پنجاب — آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع ' آنریبل کپتان ملک محمد عمر خان ' ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ' خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب سی - آئی - اے ' میاں محمد فضل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا -

بمبئی — آنریبل مسٹر فاضل بھائی کریم بھائی ' آنریبل مسٹر محمد علی جناح -

مدراس — سیٹھ یعقوب حسن صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی ' نواب غلام احمد خان بہادر کلامی -

بنگال — آنریبل مسٹر جسٹس سید حسن امام ' مسٹر سلطان احمد بیرسٹر ایٹ لا -

بہار — آنریبل مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا ' آنریبل مسٹر فخر الدین -

ممالک متوسط — خان بہادر ایم - ایم - ملک صاحب -

دہلی — مسٹر محمد علی (ایڈیٹر کامریڈ) -

لندن — میجر سید حسن صاحب بلگرامی -

جلسے میں رزولیوشن پیش ہونے سے پہلے گذشتہ شب کے جلسہ کے شرکاء میں سے کسی نے میرے مسودہ کے دیکھنے کی خواہش نہیں کی جس کی وجہ غالباً کچھ یہ بھی ہوگی کہ کارروائی کے لیے وقت بہت ہی تنگ ہوگیا تھا - رزولیوشن پیش ہونے کے بعد مجھ سے بعض معزز دوستوں نے پرائیویٹ طور پر دریافت کیا کہ کیا آپ اس کی تائید کرینگے ؟ میں نے عرض کیا کہ میرے مرتبہ مسودہ میں اور پیش شدہ رزولیوشن میں کسی قدر اختلاف ہے لہذا پیش شدہ رزولیوشن کی تائید ہو جانے کے بعد میں اپنے مسودہ کو ترمیم

چلے آنے کے بعد چند نوجوان اور تعلیم یافتہ حضرات نے رائے قایم کی اور صاف صاف کہدیا کہ ڈپوٹیشن میں نصف ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو ہمارے ہم رائے ہوں اور نصف دوسری طرح کے ہوں اس اصول کے ساتھہ اُس وقت وہ نئی فہرست مرتب ہوئی جو اگلی صبح کو رزولیوشن کے ساتھہ جلسہ میں پیش کی گئی -

میرا اپنی تین چار دن پہلے علیگڈہ میں ' مجھکو ایک نوجوان و تعلیم یافتہ صاحب سے معلوم ہوا کہ ممبران ڈیپوٹیشن کی جب یہہ نئی فہرست مرتب ہورہی تھی تو اُس میں شریک مشورہ کرنے کے غرض سے کچھہ لوگوں کے پاس موٹرکار بھیجے گئے اور آسی وقت وہ سوتے سے جگا کر اُس جلسہ میں بلائے گئے اور اُن سے مشورہ ہوکر جدید فہرست مرتب ہوئی - جو صاحب مجھسے اس روایت کے راوی ہیں وہ خود اُن میں سے ایک ہیں جن کے پاس آس شب میں موٹرکار بھیجی گئی اور وہ شریک مشورہ ہوئے - میں اوپر اپنے اس مضمون میں بیان کرچکا ہوں کہ میں نے مجوزین مسودہ رزولیوشن کو یہ مشورہ دیا تھا کہ پبلک کی بدگمانی سے بچنا چاہتے ہیں ' تو جو کچھہ اس وقت رات میں ہورہا ہے وہ سب جلسہ کے وقت صاف صاف بیان کردیا جاوے ' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبوں نے اس وجہ سے آس کی جرأت نہ کی کہ ایسا کرنے سے کہیں اُنکا جما جمایا رنگ اُکھڑ نہ جاوے - یہاں تک کہ مجھکو بھی (جو اسوقت جلسہ میں انریری سکرٹری کی پوزیشن میں تھا) بالقصد بے خبر رکھا گیا - اور کیا ان واقعات کے بعد اس کے سوا کوئی اور رائے قایم ہو سکتی ہے کہ یہہ جو کچھہ کیا گیا بالقصد کیا گیا اور صرف اس نیت سے کیا گیا کہ فہرست ڈپوٹیشن کے متعلق ان واقعات کو پردہ اخفا میں رکھہ کر اپنے منصوبہ کو جلسہ سے چپ چپاتے پاس کرا لیں ؟

میں نے اپنے ناظرین کا بہت قیمتی وقت اپنی اس گذارش میں صرف کیا ہے جس کی میں معافی چاہتا ہوں ' اور اب اس کے بعد جو کچھہ عرض کرنا ضرور ہے وہ صرف یہ ہے کہ یہ تو جو کچھہ ہوا وہ ہوا ' لیکن اب آیندہ قوم کو کیا کرنا ہے ؟ آس کی نسبت میری ناچیز رائے یہ ہے کہ فہرست ڈپوٹیشن کے علاوہ باقی رزولیوشن جو ۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ ع کے جلسہ میں پاس ہوا آسکو بدستور قائم رکھا جاوے ' بجز اس کے بھی چارہ نہیں ہے کہ ہم دو ایک با اختیار ڈپوٹیشن تجویز کرنا چاہئے جو گورنمنٹ آف انڈیا میں ہماری معروضات کو پیش کرے اور جہانتک اُسکے امکان میں ہو وہ اپنے آپ کو اسکا پابند رکھے کہ قوم کی خواہشات پر پورا زور دے - لیکن اسمیں بھی شک نہیں ہے کہ ڈپوٹیشن کے اختیارات میں کوئی مناسب قید بھی ہونی چاہئیے ' یا دوسرے لفظوں میں یہہ کہ اگر ڈپوٹیشن کے ممبروں میں باہم اختلاف رائے ہو تو اُس وقت ڈپوٹیشن کا طرز عمل کیا ہونا چاہئیے - آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب نے بعض نہایت مفید مشورہ اُس وقت آس معاملہ کے متعلق جلسہ کے سامنے پیش کئے تھے ' لیکن صاحبان حل و عقد نے (جن کو آسوقت صرف اپنے نقصان کی نامداری منظور تھی بجز اسکے کہ آس پیش شدہ ترمیم کی نسبت غور کیا جاتا یا آن کا کچھہ جواب دیا جاتا) خواجہ صاحب موصوف کا ایک نام ڈپوٹیشن کے ممبروں میں اضافہ کردینا کافی سمجھا اور بحث کو آگے بڑھنے نہ دیا - خواجہ صاحب کا اسم گرامی اضافہ کرنے سے غالباً مطلب یہ تھا کہ ڈپوٹیشن کی کارروائی کے وقت جناب ممدوح اپنے خیالات کو بہت اطمینان کے ساتھہ ڈپوٹیشن کے سامنے پیش کر سکیں گے - لیکن اس کے بعد بھی وہ سوال بدستور کھلا رہتا ہے کہ اگر ممبران ڈپوٹیشن کے باہم کسی مسئلہ پر اختلاف ہو تو اُس کا تصفیہ کسطرح ہوگا ؟ اور اسکا بہترین حل یہی ہے جو

اسوقت خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں بیان فرمایا تھا کہ کن کن شرائط کے ساتھہ ڈپوٹیشن کو مسودہ کانسٹی ٹیوشن مرتبہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی میں ترمیم کا اختیار ہوگا ' مثلاً یہ کہ جب تک دو ثلث ممبران ڈپوٹیشن کسی ترمیم پر اتفاق نہ کرلیں تو آس ترمیم کو ڈپوٹیشن منظور نہ کرسکے - رزولیوشن میں اسکا کوئی ذکر نہیں ہے - آسکی توضیح رزولیوشن میں اور ہو جانی چاہیئے - اور اسی کے ساتھہ کوئی ایسا فقرہ بھی رزولیوشن میں ضرور درج ہونا چاہیئے کہ جب ڈپوٹیشن ضرورت سمجھے تو اپنی فہرست میں توسیع کرسکے - اور مذکورہ بالا مقاصد کی غرض سے میرے نزدیک مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کوئی طریقہ اختیار کیا جاوے —

اول یہہ کہ مجوزہ ڈپوٹیشن کا ایک اجلاس جلد منعقد کیا جاوے اور وہ ان دونوں باتوں کا تصفیہ کرکے اطلاع کے لیے اپنی تجویز مشتہر کردے اور قوم کی طرف سے وہ بطور جزو پاس شدہ رزولیوشن کے متصور ہو -

(الف) فہرست ڈپوٹیشن کی توسیع کے متعلق - اور یہاں میں صاف صاف یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ڈپوٹیشن کے اس اجلاسکو فونڈیشن کمیٹی کی منظوری کے بدون یہ اختیار نہ ہونا چاہیئے کہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے یا اس ڈپوٹیشن کے ناموں میں کمی کردے جو اس سے پہلے گورنمنٹ کے ساتھہ کارروائی کرنے میں مصروف رہا ہو - حال کے ڈپوٹیشن کو یہہ اختیار ہونا چاہیئے کہ اگر وہ اور کسی جدید نام کا اضافہ ڈپوٹیشن میں کرنا مناسب سمجھے ' تو وہ کرسکے -

یہاں بعض حضرات شاید یہہ خیال فرماویں کہ ایسا کرنے سے ممبران ڈپوٹیشن کی تعداد اسقدر زیادہ ہوجاوے گی کہ اُس کو گورنمنٹ شاید پسند نہ کرے - لیکن آسی کے ساتھہ ہم کو یہہ بھی خیال رکھنا لازم ہے کہ سات کروڑ مردم شماری کے کامل اختیارات اس ڈپوٹیشن کو سپرد ہورہے ہیں ' اور اس تمام جم غفیر کا اطمینان اور بھروسہ اس ڈپوٹیشن کے کامل اطمینان ہونے پر منحصر ہے - اور ہم کو اس امر پر بہت زیادہ غور کرنا ہے کہ جن لوگوں نے اس معاملہ میں قوم کی خدمات انجام دی ہیں اُن کی خدمات کی نا قدرشناسی بھی نہ ہونی چاہیئے - یہہ سچ ہے کہ جو لوگ اس طرح قومی خدمات انجام دیتے ہیں وہ کسی قدرشناسی یا کسی دوسرے معاوضہ کی اُمید پر ایسا نہیں کرتے ' لیکن قوم بھی تو آخر انسانوں ہی سے مرکب ہے - آس کو یہ کب زیبا ہے کہ اپنے خدمت گذاروں کی خدمات کے اعتراف سے چشم پوشی کرے ؟ لہذا اپنی طرف سے تو ہم کو اُن کا نام قائم رکھنا چاہیئے -

(ب) جب ممبران ڈپوٹیشن موجودہ موقع میں (یعنی جس قدر ممبر گورنمنٹ کے حضور میں) کسی وقت کانسٹی ٹیوشن کی نسبت عرض و معروض کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہوں باہم اختلاف رائے ہو تو اسکا فیصلہ کسطرح ہوگا ؟

(ج) بعض اور ضروری رزولیوشن جو گذشتہ جلسہ میں وقت کی تنگی کی وجہ سے پیش نہ ہوسکے (مثلاً یہہ کہ یونیورسٹی کے سرمایہ کا منافع ایم - اے - او کالج کی اُس قسم کی ترقی میں صرف ہوسکے جو اُسکو یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچانے کے لیے ضروری ہو) اُن کا پیش ہوکر فیصلہ ہوجانا چاہیئے - دوم یہہ کہ پھر ایک تاریخ اور مقام مقرر کرکے فونڈیشن کمیٹی کو طلب کیا جاوے اور ان معاملات کا فیصلہ کرایا جاوے ' اور اگر اسکی نوبت آوے تو اسی جلسہ میں فونڈیشن کمیٹی کی ایک منتخبہ کمیٹی بھی مع اپنے اختیارات کے منتخب ہو جاوے - نوٹس میں

میں پہلے بھی ایک دفعہ عرض کرچکا تھا کہ اب میرا دماغ ان تفکرات کے برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے - اسپر بھی جو میں لکھنؤ چلا گیا یہ میری طرف سے قانون قدرت کی خلاف ورزی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لکھنؤ سے لوٹنے کے بعد (جہاں میں نے حتی الممکن ہر طرح کی احتیاط اچھے کھانے پینے وغیرہ میں کی تھی اور عالی جناب سر راجہ صاحب محمود آباد کی طرف سے بھی' چونکہ میں اس موقع پر مہمان تھا ہر ایک طرح میری آسایش کا پورا انتظام و اہتمام رکھا گیا تھا) اسی تھوڑے عرصہ میں چار دفعہ میری طبیعت خراب ہوئی اور بیہوشی وغیرہ میں مبتلا ہوا - اور اسوقت بھی میری حالت کسی سفر کے واسطے موزوں نہ تھی - لیکن "چور چوری سے جاے مگر ہیرا پھیری سے نہیں جاسکتا" یہ سمجھکر کہ ٹرسٹیان کالج کا سالانہ جلسہ ہے کم ازکم ایک دفعہ تو اس میں ضرور شریک ہونا چاہیے اور خاصکر اس خیال سے کہ حال ہی میں نواب حاجی محمد اسحق خاں صاحب بہادر نے علی گڈہ پہنچکر اپنے معزز عہدہ آنریری سکرٹری کا چارج لیا تھا' میرے دل نے نہ مانا اور میں علی گڈہ چلا آیا' اس ارادہ سے کہ ایک ہفتہ یہاں قیام کروں - لیکن یہاں علی گڈہ پہنچنے سے چوتھے دن میرے بائیں رخسارہ پر فالج کا اثر ظاہر ہوا' حالانکہ میرے معزز دوست مسٹر عامر مصطفی خاں صاحب نے میرے آرام اور حفاظت میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا - اور اب ڈاکٹروں کی متفقہ اور قطعی راے یہ ہے کہ اس قسم کے خطرات جو اس سے قبل یا اب مجھے پیش آئے' دماغی کام کرنے کی وجہ سے ہیں' اور آیندہ وہ مجھے بہت اصولوں کے ساتھ اس قسم کی جرات سے منع فرماتے ہیں - اُن کے ارشاد کی تعمیل نہ کرنا خود کشی میں داخل ہے جس کو میرا کوئی دوست بھی یقین ہے کہ گوارا نہ کریگا - میں سمجھتا ہوں (گو اس کے ساتھہ مجھے افسوس بھی بہت زیادہ ہے) کہ آیندہ میں پبلک جلسوں یا صلاح و مشوروں کی صحبتوں میں بھی شریک ہونے ہی سے معذور نہ رہونگا بلکہ غالباً تحریر کے ذریعہ سے بھی اب مجھے اپنے خیالات کے ظاہر کرنے کا موقع نہ ملیگا' اور اسلیے میری ذات پر قوم کو اگر کچھہ تھوڑا بہت بھروسہ تھا تو اُس سے بھی اب قطع نظر کرنی چاہیے اور جو کچھہ کرنا چاہیے خود سوچ سمجھکر کرنا چاہیے - اس وقت اس فہرست کی حالت جو جلسہ میں منظور ہوئی یہ ہے کہ جلسہ کے برخاست کے بعد ہی پنجاب کے بعض حضرات کو شکایت پیدا ہوئی کہ ڈپوٹیشن میں پنجاب کی قایم مقامی کا لحاظ پورے طور پر نہیں کیا گیا جس کی تلافی اسی وقت دوسرے بالکل غیر متعلقہ جلسہ میں اضطراری طور پر کی گئی جس کو کوئی شخص بھی (جو غور کی نگاہ سے دیکھیگا) واجبی اور باقاعدہ نہ سمجھیگا - جناب آنریبل سر راجہ صاحب جہانگیر آباد نے مجھہ سے اس بات کی سخت شکایت کی ہے کہ ڈپوٹیشن میں صوبہ اودہ کی قائم مقامی کا بھی مطلق لحاظ نہیں رکھا گیا - سید نبی اللہ صاحب اور سید وزیر حسن صاحب کو ہم اودہ میں شمار نہیں کرسکتے - راجہ صاحب محمود آباد بحیثیت اپنے عہدہ پریسیڈنٹ یا وائس پریسیڈنٹ کے کل ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں - دہلی کے حضرات میرے سامنے شکایت کرتے ہیں کہ یہ عجیب قسم کا ڈپوٹیشن ہے جو تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا میں حاضر ہونے کے لیے تجویز کیا گیا ہے اور دہلی کے اتنے بڑے شہر کی طرف سے (جو اس وقت تمام ہندوستان کا پایہ تخت ہے اور جہاں خود ڈپوٹیشن شاید کسی وقت حضور وایسراے انڈیا کی خدمت کی خدمت میں حاضر ہونے کی عزت حاصل کرے) کوئی بھی قایم مقام نہیں' اور انکو سخت تعجب ہے کہ حاذق الملک کا

سا نام اس فہرست سے کیوں متروک کیا گیا - مسٹر محمد علی بحیثیت ایڈیٹر کامریڈ دہلی کی طرف سے قایم مقامی کا دعوی نہیں کرسکتے - پھر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سے زیادہ کسی شخص نے بھی کانسٹیٹیوشن کے بنانے میں محنت اور جانکاہی نہیں کی' اور گو مسودہ کانسٹیٹیوشن میں اُن سے مجھکو بہت اختلاف رہے' لیکن جو محنت نہ حیثیت سکرٹری کانسٹیٹیوشن کمیٹی اور بحیثیت سکرٹری ڈپوٹیشن انھوں نے برداشت کی اُس سے انکار کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے - لیکن بایں ہمہ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کا نام فہرست میں اول سے آخر تک کہیں نظر نہیں آتا - آنریبل سر راجہ صاحب محمود آباد کو خود فہرست کی ترتیب کے وقت ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب کے نام کے متروک ہونے کا ایسا افسوس ہے کہ وہ اس فروگذاشت کو بمنزلہ گناہ کے سمجھتے ہیں - اسی طرح جب اُس فہرست کو مزید غور کے ساتھہ دیکھا جاے گا تو معلوم ہوگا کہ دوسرے صوبوں میں بھی اس قسم کی بعض بعض اہم فروگذاشتیں ہوئی ہیں اور مجوزین ڈپوٹیشن کے سوا خدا ہی کو معلوم ہے کہ یہ اتفاقیہ فروگذاشتیں ہیں یا جو کچھہ ہوا بالقصد ہوا - لیکن جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ ڈپوٹیشن کی توسیع کا نام آتا ہے تو بعض مجوزین فہرست کو یہ ذکر ناگوار گذرتا ہے' تو اس میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں رہتی کہ انھوں نے یہ قطعی ارادہ کرلیا تھا کہ فونڈیشن کمیٹی کے جلسہ سے جس طرح بھی ہوسکے اس فہرست کو جلدی سے پاس کرادیا جاے اور جس طرح اس قسم کی کمیٹیوں میں دنیا جہان کا قاعدہ ہے کہ آیندہ توسیع اور ترمیم کی گنجایش باقی رکھی جاتی ہے ایسا کوئی فقرہ رزولیوشن میں داخل نہ کیا جاوے - تو یہ اُن مجوزین کی دانستہ کارروائی ہے - صاحبان ! یہ کسی کی ذاتی میراث کا معاملہ نہیں تھا کہ چار بھائی ایک جگہہ مل کر بیٹھہ گئے اور میراث کو باہم تقسیم کر لیا - اس میراث میں تو تمام قوم شریک اور سہیم ہے - اُس میں ترکیب ترکیب سے اپنے مقصد مدعا مطلب براری ہرگز زیبا نہیں ہوسکتی - جلسہ کے سامنے ایک طرف تو میرا نام مجوزین فہرست میں بالکل خلاف واقعہ لیا گیا اور یہ کہکر کہ مجوزہ رزولیوشن بنانے میں مشتاق حسین بھی شامل ہے جلسہ کو دھوکا دیا گیا' اور دوسری طرف اس بات کی کوشش کی گئی کہ میں جلسہ میں بالکل سکوت اختیار کروں - با ایں ہمہ اگر مجھکو پہلے سے یہ معلوم ہوتا کہ ڈپوٹیشن کی فہرست میری غیبت میں بدل دی گئی ہے تو میں ہرگز بھی جلسہ میں خاموش نہ رہتا اور اُس وقت یقینا حضار جلسہ کو اسماے ڈپوٹیشن پر کامل طور سے غور اور خوض کا موقع ملتا اور ضروری ترمیموں کے ساتھہ فہرست پاس ہوتی اور لازمی طور پر اُسمیں یہ گنجایش بھی رکھی جاتی کہ ضرورت کے وقت اُسمیں پھر بھی کوئی ترمیم ہوسکے' مثلاً میں ہی اب اپنی ناتندرستی صحت کے لحاظ سے اپنے آپ کو اس قسم کے جلسوں میں شامل ہونے کے قابل نہیں پاتا' اور اس حالت میں اگر قوم کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوکہ میری جگہ کوئی اور صاحب ڈپوٹیشن میں شریک کئے جاویں تو جس عبارت میں کہ رزولیوشن پاس ہوا ہے اس کی رو سے اس ترمیم کا کوئی موقع قوم کے ہاتھہ میں نہیں ہے -

اور جو کچھہ مجھکو ممبران ڈپوٹیشن کی فہرست کے متعلق بعد میں بعض ان حضرات سے جو برخاست جلسہ کے بعد وہاں بیٹھے رہ گئے تھے' معلوم ہوا ہے وہ بھی اس قابل ہے کہ قوم کو اس پر مطلع ہونا چاہیے - اور وہ یہ ہے کہ ہم تین شخصوں کے (یعنی راجہ صاحب جہانگیر آباد اور راجہ سید ابو جعفر صاحب اور نیازمند کے) وہاں سے

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب باربار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خوابی ستاتی ہو۔ اعضاء شکنی۔ لاغری جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے زور مردانہ قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو۔ اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو۔ تمام دن میں یبوست کا غلبہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور ٹھنڈے پانی کو جی کرے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعصاب رئیسہ کمزور ہوجائیں۔ رقت۔ سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔ جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجہ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے۔ دنبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کرلینا چاہیے۔ اس زہر پھوڑے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرچکے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شدید زور کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع۔ کھٹہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی ابتدائے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ زہر پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شیرینی۔ چاول ترک کردو۔ ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں۔ جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواء اور حملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ آنکھوں کو طاقت دیتی اور معدہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسل بول۔ ضعف مثانہ۔ نظام عصبی کا بگاڑ۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

مدد محمد خان۔ تالیفدار لٹی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو کے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خان۔ زمیندار موضع چنہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا۔ دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے۔

عبد القدیر خان۔ محلہ عرقاب شاہ جہان پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خان صاحب اور محمد تقی خان صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب دفعیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں۔

عبد الوہاب ڈپٹی کلکٹر۔ عاریپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں۔ بجائے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

سید زاہد حسن۔ ڈپٹی کلکٹر۔ الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے تنگ کررکھا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا۔ قوت مردمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے۔

رام غلام پوسٹ ماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت جاتی رہی۔ مجھ کو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی۔

اسکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں۔ ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو تو ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

انکے کھانے سے افیم چاندو بلا تکلف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام۔ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھرجاتا ہے ناسور زائلہ۔ ناسور۔ بھگندر۔ خنازیر کے گھاؤ۔ کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۶ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ۔ لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے

دردالساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور۔ شیشی چار سو مریض کے لئے ایک روپے

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے۔ ایک روپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی۔ خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ ممیرہ کراماتی

مقوی بصر۔ محافظ بینائی۔ دافعہ جالا۔ دھند۔ غبار۔ نزول الماء سوجن ضعف بصر وغیرہ * فی تولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

پتہ:

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

یہہ بھی درج کیا جاے کہ جس قدر حضرات بھی شریک جلسہ ہو سکیں گے اُن کا فیصلہ فرنکیشن کمیٹی کا فیصلہ سمجھا جاویگا -

میں خوب واقف ہوں کہ اسقدر جلد اور اسقدر دور دور کے حضرات کو دوبارہ اس قسم کی زحمت دینا کسقدر مشکل اور کسقدر تکلیف دہ امر ہے ' نیز یہہ کہ اس دوسرے جلسہ کی کارروائی کی نسبت بھی شاید کسی قسم کا قانونی اعتراض کسی صاحب کی طرف سے پیش ہو سکے - لیکن اِسکی ذمہ داری اُنھی حضرات پر ہوگی جو قومی معاملات کو قومی معاملات کی طرح اور ہرایک امر کو پوری صفائی اور وضاحت کے ساتھہ طے کرانے کی بجاے ترکیب سے صرف اپنے منشا کو پورا کرنے سے غرض رکھتے ہیں -

یہہ دو تجویزیں جو میرے خیال ناقص میں آئی ہیں وہ میں نے عرض کردی ہیں - آیندہ اور حضرات ان کے سوا اور جو کچھہ راے قایم کریں ممکن ہے کہ انکی آرا اور تبادلہ خیالات سے اور کوئی بہتر اور آسان تر شکل نکل آوے -

اب آخر میں یہ خاکسار اپنی ناتندرستی کی وجہ سے اور اپنے طبی مشیروں کے مشورہ سے اس قسم کے جلسوں اور دماغی کاموں میں شریک ہونے سے معافی چاہتا ہے ' اور پبلک سے اس التماس دعا کے ساتھہ رخصت ہوتا ہے کہ خداوند تعالے اپنے فضل و کرم سے اپنے اس عاصی گنہگار کا خاتمہ بخیر کرے اور جو دن میری زندگی کے باقی ہوں اُن میں اپنے قوم کی کامیابیوں کی خوشی کی خبریں سنتا رہوں ' اور یہی خوشیاں انشاء اللہ میرے لیے غذاے روح کا کام دیں گی ' والسلام -

[یہ مضمون میں نے اپنے حال کے عارضہ فالج سے پہلے لکھنا شروع کیا تھا اور باوجود طبی ممانعت کے میں نے آج اسکا ختم کردینا یک قومی فرض سمجھا ہے -]

علی گڈھ .
۴ فروری سنہ ۱۹۱۳ ع

خاکسار
مشتاق حسین [نواب وقارالملک]

[الہلال] ناظرین اس مضمون کو اول سے آخر تک پڑھہ لیں - ہم بشرط فرصت ائندہ نمبر میں پوری تفصیل کے ساتھہ اسکی نسبت اپنے خیالات ظاہر کرینگے -

---

غازي انور بے
کے
بارہ ترس اظہارات

— * —

مولوی ابوسعید صاحب رنگونی جو ایک سال سے ممالک اسلامیہ گئے ہوے ہیں' اس وقت قسطنطنیہ میں مقیم ہیں ' جب غازی انور بے طرابلس سے پہنچے - انھوں نے ملاقات کا موقعہ حاصل کر کے انکے سفر کے وجوہ دریافت کیے - اس تذکرہ کا خلاصہ ہم (السعب) قاہرہ سے نقل کرتے ہیں

(س) آپ طرابلس چھوڑکے قسطنطنیہ کیوں تشریف لاے ؟

(ج) میں نے اپنی جان کو دین اسلام اور وطن عثمانی کی خدمت کے لیے وقف کردیا ہے اسلیے میرے نزدیک طرابلس اور غیر طرابلس' دونوں برابر ہیں - میں نے جب دیکھا کہ دولت علیہ کو خطرہ نے گھیر لیا ہے اور اسکے مصایب عنقریب تمام عالم اسلامی پر نازل ہونے والے ہیں' تو میں نے اپنے اخوان دین' افسران مجاہدین' اور مشائخ عرب کی راے اس بارے میں لی - پھر میں نے اپنے ارادے کی اطلاع شیخ سنوسی کو دی ' مگر میں نے دیکھا کہ مقابل جنگ میں آخر تک مقابلہ کے جدل کی بنیاد ڈالدینے کے بعد میرے وہاں رہنے میں اسکے نزدیک کوئی حرج نہ تھا - اسلیے میں نہایت اطمینان کے ساتھہ یہاں چلا آیا -

(س) آپ نے درنہ میں قیام کے بدلے قسطنطنیہ تشریف آوری کو کیوں ترجیح دی ؟

(ج) بیشک میرے قیام درنہ میں چند ایسی خصوصیات تھیں جو یہاں حاصل نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہاں میں برقہ کا حاکم عام تھا اور میرے ہی ہاتھہ میں تمام فوج کی کمان تھی ' مگر یہاں میں بحثیت ایک معمولی افسر کے رہونگا اور مجھکو ہمچشموں پر کوئی امتیاز نہ ہوگا - پس اگر میں اپنے مخصوص مصالح کا لحاظ کرتا ' تو درنہ نہ چھوڑنا چاہیے تھا - مگر چونکہ میری غرض خلافۃ اسلامیہ اور دولت عثمانیہ کی خدمت کے فرض عام کی بجا آوری تھی ' اسلیے اپنے تمام امتیازات چھوڑ کے یہاں چلا آیا -

نہ میں دولتمند ہوں اور نہ دولت جمع کرنے کا خیال ہے - کیونکہ میں نے اپنی ذات کے لیے کبھی بھی کچھہ نہیں کیا - جنگ بلقان شروع ہونے کے بعد جب مجھکو اور میرے مجاہدوں کو اعانت دولت علیہ کے چندہ جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا تو اسوقت میرے پاس بہت تھوڑی سی رقم تھی' مگر میں نے سب دیدی' کیونکہ ہم لوگ طالب زر نہیں -

(س) آپ مصریوں سے کیوں نہیں ملے حالانکہ آپکو وہ بہت محبوب ہیں اور بارہا آپ درنہ میں انکی بلند ہمتی و سخاوت پر اظہار پسندیدگی فرمایا کرتے تھے ؟

(ج) بیشک میں ان سے ملنا اور مصافحہ کرنا چاہتا تھا مگر موجودہ حالات نے ذرا بھی وقت نہیں چھوڑا تھا اسلیے میں بجلی کی چمک کے ساتھہ قسطنطنیہ پہنچ جانا چاہتا تھا - اسکے علاوہ اور کوئی اور سبب نہیں -

(س) آپ یہاں کیا کرنا چاہتے ہیں ؟

(ج) وطن عزیز اور خلافت اسلامیہ کی مدافعت کے علاوہ اور کچھہ نہیں' جو جنگ بلقان کے بعد سے نہایت شدید خطرہ میں ہے -

(س) اسکے علاوہ اور کوئی مہم بھی آپکے پیش نظر ہے ؟

(ج) اسکو میں آیندہ کے لئے چھوڑتا ہوں -

(س) ختم جنگ کے بعد درنہ واپس جانے کا ارادہ ہے ؟

(ج) انتہاء جنگ کے بعد میں اپنے معاملات میں آزاد ہونگا - لیکن اسوقت تو میں فوجی نظام کا ایک تابع سپاہی ہوں اور بہر حال خدمت اسلام ہمیشہ کرتا رہونگا -

(س) موجودہ حالات کے مستقبل کے متعلق آپکی کیا راے ہے ؟

(ج) میں نے چتلجا کے قلعوں کی حالت دیکھی ' میرے نزدیک حالت ہر طرح قابل اطمینان ہے -

اطلاع ضروری

اگر کوئی صاحب الہلال نمبر ۱ جلد ۱ فروخت کرنا چاہتے ہوں تو حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں -

پتہ — ڈاکٹر محمد حی عرف سید ولایت حسین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن - پلیگ سپرنٹنڈنٹ بارادیری - شملہ

PRINTED & Published by A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
مسلم ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod Street,
CALCUTTA

Telegraphic Address
"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8.
Half-yearly " " 4-12

نمبر ۷ — کلکتہ : چہار شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta Wednesday, February 19, 1913.

فہرست

— * —

تصاویر

تلغراف خصوصی

— * —

بنام الہلال

(۱)

(قسطنطنیہ ۱۶ - فروری)

ایک بہت بڑی خونریز جنگ میں مانتی نیگرو اور سرویا کی فوج کو جسکی تعداد سولہ ہزار سے کہیں زیادہ تھی ، ترکوں نے شکست فاحش دی - بہت سی توپوں پر قبضہ کرلیا اور دشمن تین ہزار مقتول و مجروح میدان میں چھوڑ کر بھاگ گئے -

اقدام (مصور افکار) اور باب عالی کی طرف سے اس امر کے اظہار کی اجازت دی گئی ہے کہ گورنمنٹ ترکی کا منشاء صلح کرنے کا ہرگز نہیں ہے ، گو اسکو بات چیت صلح سے انکار بھی نہیں -

عبد العزیز چاویش
(سابق ایڈیٹر الہلال العثمانی و حال ایڈیٹر الہدایہ)

(۲)

افواہ صلح کی تکذیب

بعنوان الہلال سبب اشاعات صلح

— * —

(۱۸ - فروری)

— x —

محمود شوکت پاشا آج عموم کے اخبارات کو اطلاع دیتے ہیں کہ " ہمارے طرف سے صلح کی کوئی خواہش نہیں - ہم جنگ میں کامیاب ہیں ، اور اپنے ارادوں میں پوری طرح محکم و مستعد - ممالک خارجہ کی اشاعت محض بے اصل ہیں "

غازی (انور بے) اندریا نوپل سے کسی خاص جانب روانہ ہوگئے ہیں - گھبراؤ مت اور اسقدر جلد ہماری طرف سے بدگمان نہوجاؤ - (۱)

(مصباح)

---

(۱) ہم نے تار میں لکھا تھا کہ " اگر صلح کی افواہ سچ ہے تو بتلاؤ کہ تم میں اور کامل میں کیا فرق ہے " یہ اسکا جواب ہے -

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو هفته کے اندر اطلاع دیں۔ ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لي جائیگي -

(۲) اگر کسي صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پته کي تبدیلي کي ضرورت هو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا هو تو دفتر کو ایک هفته پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاهیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پته خاصکر ڈاکخانہ کا نام همیشه خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) مني آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پته، رقم، اور نمبر خریداري (اگر کوئي هو) ضرور درج کریں -

نوٹ —— مندرجه بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع هوجائیں تو دفتر اسکے ذمہ دار نہ هوگا۔ (منیجر)

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

—*—

میعاد اشتہار	في صفحه	في کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک هفته ایک مرتبه کے لئے	۱۵ روپیه	۱۰ روپیه	۷½ روپیه	۸ آنه في مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبه "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنه " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۳۵ "	۶ آنه " " "
چهه ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنه " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنه " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحه کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رساله کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رهیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد هوگي -

(۳) همارے کارخانه میں بلاک بھي طیار هوتے هیں جسکي قیمت ۸ آنه في مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور همیشه انکے لئے کارآمد هوگا -

---

شرائـــط

(۱) اسکے لئے هم مجبور نہیں هیں که آپکي فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہ دیں، البته حتي الامکان کوشش کی جاے گي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھه ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سه ماهی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني هوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی همیشه لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نهوگي -

(۳) منیجر کو اختیار هوگا که وہ جب چاهے کسي اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیه اجرت کا روپیه واپس کردیا جاے گا -

(۴) هر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل هو، تمام مخفي مشروبات کا، فحش امراض کي دواؤنکا اور هر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالی نقصان کا ادنیٰ شبهه بھی دفتر کو پیدا هو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ —— کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نه فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

افکار و حوادث

سنہری گریمفون سے ایک نیا نغمہ!

—*—

ڈاؤننگ اسٹریٹ لندن، اور کمالا ہل شملہ

—*—

لندن کا " طوطی " کہنہ مشق

اور

" استاد ازل " کا ایک نیا سبق

و من یعش عن ذکر الرحمن، نقیض لہ شیطاناً، فہو لہ قرین (۴۳ : ۳۵)

—*—

" سنہری گریمفون سے ایک نیا نغمہ " کیونکہ اس سے پہلے بہت سے نغمات خوش آہنگ نکل چکے ہیں -

" مولانا " کے زمانے میں " گریمفون " نہ تھا ' ادائے مطلب کیلیے انکو بانسری سے کام لینا پڑا :

بشنو از نے چون حکایت می کند

شارحین مثنوی کا اتفاق ہے کہ " نے " سے مقصود یہاں وجود انسانی ہے' اور " نے سار " سے نغمہ سرائے ازل ' کہ " الانسان سری و انا سرہ (انسان میرا بھید ہے اور میں اسکا بھید ہوں) وہ ایک آلہ معطل کی طرح دست الہی میں ہے - یقلبہا کیف یشاء (جس طرف چاہتا ہے اسکا دل پھرا دیتا ہے) جو آواز اس " نے " سے نکلتی ہے' ظاہر بین سمجھتے ہیں کہ " نے " کی آواز ہے ' لیکن حقیقت شناسانِ " باطنی " کو صاف نظر آ جاتا ہے کہ " نے " کی نہیں بلکہ نے بجانے والی کی سامعہ نوازی ہے - بانس کے ایک ٹکڑے میں یہ طاقت کہاں کہ ہنگامۂ موسیقی سے اقلیم جاں کو تہہ و بالا کردے ؟

نغمہ از نائیست نے از " نے " بداں

مستی از ساقیست نہ از مے بداں

لیکن (مولانا) کی " نے " اور (ایڈیسن) کا " گریمفون " دونوں مثال کیلیے یکساں طور پر مفید ہیں' اور اس وقت ہمارے کانوں میں جس نغمۂ تازہ کی صدا آرہی ہے' آپ پوری طرح مختار ہیں کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو مثال کیلیے اختیار کر لیجیے -

---

فی الحقیقت وجود انسانی کی مثال کیلیے (مولانا) کی " بانسری " ایک عجیب شے ہے اور اب (ایڈیسن) نے اسکو زیادہ مکمل کردیا - " مسئلہ جبر و اختیار " کو اگر آپ اس وقت نہ چھیڑیں' تو میں کہونگا کہ حضرات صوفیا کا یہ قول قابل اعتماد نہیں کہ انسان ایک بانسری کی طرح ہے' جو خدا کے ہاتھ میں ہے - جس طرح کی آواز چاہتا ہے' اسکے اندر سے نکال دیتا ہے - البتہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں' اور پھر سب کی پرستش کامیں بھی ایک نہیں - جن کا معبود وہ خالق لم یزل ہے' انکے وجود سے اسی کا نغمۂ حق نکلتا ہے - لیکن جنکے معبود دنیاوی قوتوں کے " شیاطین الانس والجن " ہیں ' انہوں نے اپنے دلوں کو " نزعات شیطانیہ " کیلیے وقف کر دیا ہے' یقلبہا کیف یشاء - جس طرف چاہتے ہیں' انکے دلوں کو پھیر دیتے ہیں ' اور جس آواز کو چاہتے ہیں ' انکی زبان سے نکال دیتے ہیں هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین ؟ تنزل علی کل افاک اثیم ' یلقون السمع و اکثرہم کاذبون (۲۶ : ۲۲۱)

القاء و نزول الہام کے لحاظ سے دونوں کا یکساں حال ہے ' صرف سرچشمے مختلف ہیں - دونوں اپنے معبود و الہ کی پھونکی ہوئی آواز کا نغمہ ہیں - مگر ایک کا معبود ذات الہیہ ہے' اور دوسرے کی مظاہر شیطانیہ - پہلا اگر اپنے معبود حکیم کو ہر وقت حاضر و ناظر یقین کرتا ہے' کہ " و نحن اقرب الیہ من حبل الورید " تو دوسرا بھی اپنے معبود لئیم سے کبھی جدا نہیں کہ : و من یعش عن ذکر الرحمن ' نقیض لہ شیطانا ' فہو لہ قرین -

حضرات صوفیا کہتے ہیں کہ انسان اللہ کا بھید ہے (الانسان سری و انا سرہ) یہ بندگان اصنام بھی اپنے معبودوں کے راز و بیار کا سر مخفی ہیں - یہاں تک کہ کہا جاسکتا ہے : " وہ انکے بھید ہیں اور یہ انکا راز ہیں " - ع - کراماً کاتبین را ہم خبر نیست !

اس ہفتے ہز ہائینس سر (آغا خاں) بالقابہ الکثیرہ نے مسلمانان ہند کے نام ایک چٹھی دہلی ٹائمس میں شائع فرمائی ہے' اور اسکا خلاصہ بذریعہ تار کے اسی دن تمام اخبارات کو باہتمام مخصوص بھیجا گیا ہے - یہ چٹھی نہایت دلچسپ ہے - اور اس قابل ہے کہ مندرجۂ صدر معارف باطنیہ کو پیش نظر رکھکر اسکی استماع کی جائے - چٹھی کا آغاز ترکوں کی دل سوزانہ ہمدردی سے ہے' مگر خاتمہ ایک ہمدردانہ مشورے پر کیا گیا ہے - وہ اسکو بہت ضروری سمجھتے ہیں کہ مجروحین و مہاجرین کیلیے روپیہ دیا جائے - لیکن اسپر خشمگیں ہیں کہ مسلمانان ہند اجرائے جنگ کیلیے ترکی کو کیوں مشورہ دیتے ہیں ؟ انکو کسی کے جنگ و صلح سے کیا غرض ؟ " اپنی " حکومت کی امن بخشی سے شاد کام رہیں - ترکی کیلیے صلح ہی میں بہتری ہے -

آخر میں انکا مشورہ ہے کہ اسلام کو اب اپنے یورپین مقبوضات سے فوراً جلا وطن ہو جانا چاہیے - صرف ایشیا ہی پر قناعت کر لی جائے - ایسا کرنے سے ایک نعمت گراں مایہ یعنی " دولت علیہ برطانیہ " کی سر پرستانہ اعانت اور اسلام نوازانہ مہر و نوازش کی دولت لا زوال حاصل ہو جائے گی -

یہ ایک " بانسری " کی نئی " حکایت " یا " گریمفون " کا نغمۂ تازہ ہے' جو ہز ہائینس کے ساز وجود سے منتقل ہوکر سامعہ نواز بزم و انجمن ہوا ہے -

بعض ظاہر بین بدمزہ ہو رہے ہیں کہ یہ آواز ترکچھہ خوش آیند نہیں ' لیکن باطن شناسان حقیقت کہتے ہیں کہ ملامت بے فائدہ ہے - تم ان تاروں کو دیکھتے ہو' جنسے آواز نکلتی ہے ' اور ہماری نظر ان انگلیوں پر ہے' جو انپر زیر و بالا پڑ رہی ہیں !

نغمہ از " نائیست " نے از " نے " بداں !

ہز ہائینس نے اس ایک چٹھی میں اپنے " باطنی " کمالات کے کتنے بھیس بدلے ہیں ! آغاز تحریر میں ترکوں کی ہمدردی کرتے ہوے اپنے تئیں " مسلمان " ظاہر کرتے ہیں - کچھہ دیر کے بعد انکو اس خیال سے سخت پریشانی ہوتی ہے کہ " جنگ دوبارہ جاری کردی جائے " یہاں آکر وہ موجودہ مسیحی جہاد کے مقدس علم بردار شاہ (فرڈیننڈ) کے ہاتھہ پر بیعت کرتے ہوے نظر آتے ہیں ' کیونکہ (صوفیا) سے بعینہ یہی آرزو دہرائی گئی ہے کہ ترکوں کو جنگ جاری کرنے کا مشورہ نہ دیا جائے -

آگے چلکر انکا چہرہ زیادہ صاف نظر آجاتا ہے - وہ یہ نکاں مشورہ دینے کیلیے بڑھتے ہیں کہ " اسلام کیلیے بہتر ہے کہ یورپ کو خالی کردے " اب اسکا لباس بلغاری وضع کی جگہ ' انکی اصلی انگریزی وضع اختیار کرلیتا ہے ' کیونکہ انکے اس مذہب کے امام (مسٹر گلیڈاسٹون) نے بھی سنہ ۱۸۷۶ - میں یہی رائے دی تھی " بس اب ترکوں کیلیے صرف ایک ہی کام باقی رہگیا ہے یعنی فوراً اپنے مدیروں ' بک باشیوں ' قائمقاموں ' اور باشی بزوقوں کو ساتھہ لیکر ' اپنے گٹھری اور بچے سمیت باسفورس کے پار (ایشیا میں) چلی جائے " -

البتہ گلیڈ اسٹون کا نیا تناسخ بسنۂ اچھے لفظوں میں ہوا ہے -

شذرات

ہفتۂ جنگ اس ہفتے کی خبروں میں سب سے زیادہ اہم واقعہ سقوطری کی محصور فوج کا حملہ ' اور دشمنوں کا نقصان عظیم ہے -

سقوطری کے محصورین کی حالت نہایت نازک تھی ' عرصے سے وہ ہر طرف سے بند ہیں - خبر رسانی کا کوئی سلسلہ ان میں اور دار الخلافت میں باقی نہیں رہا - آغاز جنگ سے دشمن اپنی تمام قوتوں کو وہاں جمع کر رہا ہے ' تاہم انکا اس بے سر و سامانی کے عالم میں نکلکر مدافعت کی جگہہ خود حملہ کرنا ' اور شکست عظیم کے بعد محاصرین کی قوت کا خاتمہ کردینا ' لفتنٹ (ریگلر) کی فرضی بلغاری فتوحات سے بڑھکر ' مگر ایک واقعی عثمانی فتح کا واقعہ ہے -

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ڈاکٹر (مصباح الدین شریف نے) نے سب سے پہلے اس فتح عظیم کی خبر دی تھی ' مگر ریوٹر کو غالباً اس بارے میں کوئی خبر نہیں دی گئی -

ڈاکٹر موصوف نے جس معرکے کا ذکر کیا تھا ' معلوم ہوتا ہے کہ وہ برابر جاری رہا - ۱۶ - فروری کو شیخ (عبد العزیز شاویش) ایڈیٹر (الہدایہ) اسامۂ علیہ سے تار دیتے ہیں کہ مانٹی نیگرو اور سرویا کی متحدہ فوج کو ترکوں نے شکست دی - یہ تار ہمیں ۱۷ - کو دن کے دو بجے ملا تھا - شام کو ریوٹر نے بھی قسطنطنیہ سے بجنسہ اس خبر کی تصدیق کی -

سٹنجی (دار الحکومت مانٹی نیگرو) کے تار میں گو نقصانات کا تفصیلی بیان نہیں ہے ' تاہم اعتراف کیا گیا ہے کہ نقصانات اندازے سے بھی زیادہ تھے - سب سے زیادہ یہ کہ " سرکاری طور اعلان کیا گیا ہے کہ اب دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ نہیں "

آخری سطر سے ڈاکٹر مصباح الدین کے اس جملے کی پوری تصدیق ہوتی ہے کہ " دشمنوں کی قوت کا بالکل خاتمہ ہوگیا "

ایڈریا نوپل گذشتہ اشاعت میں " ہفتۂ جنگ " پر لکھتے ہوے ہم نے امید ظاہر کی تھی کہ غازی انور بے ایڈریا نوپل میں ہونگے - ہم نے تجسس حالت کیلیے ڈاکٹر مصباح الدین کے نام تار بھیجا کہ " انور بے اس وقت کہاں ہیں ؟ "

الحمد اللہ کہ ہمارے پر امید قیاس کی تصدیق ہوگئی اور جواب میں جو تار ملا ' وہ پہلے صفحہ پر درج کردیا گیا تھا - اس تار کے بعد ہی ڈاکٹر انصاری اور خود ریوٹر کے تار آے ' جنسے اسکی تصدیق مزید ہوگئی - ہم نے امید ظاہر کی تھی کہ غالباً (غازی انور بے) کا اولین کام ایڈریا نوپل کے محاصرے کی شکست ہوگا ' چنانچہ ۹ - فروری کا تاریخی حملہ ' اور (قالدکس) کے مورچوں پر قبضہ ' اس عمل عظیم کے کامیاب آغاز کی خبر دیتا ہے -

پچھلے نمبر میں (چتلجا) کی جو تصویر الگ صفحہ پر شائع کی گئی تھی ' اسکو اپنے سامنے رکھہ لیجیے - آپکے دہنی جانب چتلجا کی آبادی ہے اور بائیں جانب جو پہاڑی سلسلہ ہے ' اسکے عقب میں بلغاری فوج پھیلی ہوئی ہے - قصبہ بیچ میں ہے اور جو پہاڑی سلسلہ نظر آتا ہے ' اسی خندقوں کا عقب بلغاری پیش قدمی کی انتہائی سرحد تھی ' مگر اب ساحل کے عثمانی بیڑے کی گولہ باری نے (جیسا کہ آپ دیکھہ رہے ہیں) اسکو عثمانی حدود کے اندر لے لیا ہے - قصبہ اور بائیں جانب کی پہاڑی کے درمیان ایک پل واقع ہے اور بڑی جنگی جہاز (بار بروس)

اسکے مقابل کھڑا ہے ' تاکہ دشمن کی پیش قدمی سے یہ راہ ہمیشہ محفوظ رہے -

(قالدکس) کی پہاڑیاں جن پر شجاعت پیکران ادرنہ نے نکلکر قبضہ کرلیا ' اسی بائیں جانب کی پہاڑی کے عقب میں ہے ' اور وہ ایڈریا نوپل کے بالکل مقابل ' مغرب میں واقع ہے - معلوم ہوتا ہے کہ چتلجا سے ایک عثمانی فوج پل کو عبور کرکے پہاڑ پر چڑھگئی اور ادھر سے (پاپا برغاس) کی فوج نے نکلکر اسکا ساتھہ دیا - سامنے سے ایڈریا نوپل کے محصورین نکلے اور بندوقوں پر سنگینیں چڑھاکر پہاڑی پر چڑھنا شروع کردیا - یہ ایک ایسا متفقہ اور ہر طرف سے محصور کردینے والا حملہ تھا ' جس نے بلغاریوں کو بھاگنے کا موقعہ بھی نہ دیا ' اور (جیسا کہ تار میں ظاہر کیا گیا ہے) صرف دس آدمی کسی طرح بھاگ کر بچ نکلے ' باقی سب کے سب گرفتار ہوگئے :

کذلک العذاب ' ولعذاب الآخرۃ اکبر لوکانوا یعلمون - (۶۸ : ۳۳)

صلح کی افواہ ۵ - فروری کی اشاعت میں ہم نے ڈاکٹر (مصباح الدین) کا جو تار شائع کیا تھا ' اسکے آخر میں انھوں نے اطلاع دی تھی " مشہور ہے کہ دشمن صلح کیلیے دول سے نامۂ و پیام کر رہا ہے "

شاید یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ جمی پاشا کے سفر کی خبر کے ساتھہ ہی مشہور کیا گیا کہ موجودہ وزارت بھی رفتہ رفتہ صلح کی گذشتہ شرطوں پر رضامندی ظاہر کر رہی ہے - لیکن شیخ (عبد العزیز شاویش) کی تار برقی سے اس افواہ کی بکلی تکذیب ہوتی ہے ' جو وزارت کے ایک سرکاری اعلان کا حوالہ دیتے ہیں - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمی پاشا کے سفر کو کم از کم صلح کی اس حالت سے کوئی تعلق نہیں ' جسکو تاروں میں ظاہر کیا گیا ہے -

ہم نے اس وقت ڈاکٹر مصباح الدین کے نام بھی مسئلۂ صلح کی نسبت ایک تار روانہ کیا ہے -

---

نقشۂ جنگ گذشتہ اشاعت میں ہم نے جو قیاسات ظاہر کیے تھے ' ان میں تبدیلی کیلیے اب تک کوئی وجہ پیدا نہیں ہوئی -

لیکن غازی (انور بے) کے حیرت انگیز عزائم کیسے عجیب ہیں !

وہ اجراے جنگ کے وقت چتلجا میں وعظ کر رہے تھے - پھر یکایک ایک فوج کے ساتھہ مارمورا کے ساحل پر نمودار ہوے - جبکہ دنیا انکو چتلجا کے پیچھے دیکھہ رہی تھی ' معاً معلوم ہوا کہ ایڈریا نوپل میں محصور فوج سے حملہ آوری کا کام لے رہے ہیں - پھر یہ یقینی ہے کہ ۹ - فروری کے حملے کے اندر انہی کی عجیب و غریب قوت کام کر رہی تھی - اب نہیں معلوم کہ ہمت و عزم کی یہ برق خاطف کس طرف چمکنے والی ہے ؟

موجودہ نقشۂ جنگ میں سب سے زیادہ اہم واقعہ غازی (انور بک) کی وہ نقل و حرکت تھی ' جسکی خبر امپائر کے نامہ نگار نے دی تھی - اب ۱۲ - کے ایک تار میں ریوٹر ظاہر کرتا ہے کہ ۴۵ - جنگی کشتیوں کا ایک مسلح بیڑا انور بے کے زیر فرمان نکلا تھا کہ مختلف اہم نقاط میں فوج اتار دے لیکن وہ بالکل ناکام رہا ' کیونکہ اس وقت تک اسکی نسبت کچھہ نہیں سنا گیا "

یہ نسبی عمل ناکامی کی عجیب علت ہے کہ " اسکے نتائج معلوم نہیں " کیا یہ ممکن نہیں کہ خاموشی کے ساتھہ مخفی اعمال کا کام کر رہے ہونگے ؟

(رچمی) میں فوج کے اترنے کی نسبت بھی خبر دی گئی ہے -

ہوتا، لیکن افسوس کہ بیانات اسقدر قوی، اور راوی اس درجہ صادق القول اور ثقہ ہیں کہ مجبوراً انپر یقین کرنا پڑا "

اسکے بعد انہوں نے اُن مظالم کی تشریح کی، اور نامہ نگار ڈیلی ٹیلی گراف کی وہ تازہ ترین شہادت پیش کی جسمیں بلغاریا، سرویا، اور یونان، تینوں ریاستوں کے چشم دید مظالم بیان کیے ہیں، پھر کہا

" آپکو انسانی تاریخ کے صفحوں پر ایسے خوفناک اور وحشیانہ مظالم کی مثالیں نہیں ملیں گی - مسلمانوں کو معلوم ہے کہ کس طرح مسٹر گلیڈ سٹون نے ارمینیا کے فرضی مظالم کی داستانسرائی سے ترکوں کے خلاف جد وجہد کی تھی، اور پھر کس طرح ترکی کے متعلق تمام یورپ میں غیظ و غضب پھیلا یا تھا، اور سلطان عبد الحمید کو " قاتل اعظم " کے نام سے یاد کیا تھا - لیکن کیا آج تمام سرزمین یورپ میں ایک راستباز ہستی بھی نہیں ہے جو مظلوم مسلمانوں کو انصاف دلانے کیلیے آواز بلند کرے ؟ کیا انسانیت اور نوع پرستی کی ہمدردی صرف عیسائیوں ہی کیلیے مخصوص کردی گئی ہے ؟

ہم کو امید تھی کہ ہمارے شہنشاہ کے وزرا ایسے الفاظ کہنے میں تامل کرینگے جن سے قیصر ہند کی کڑوروں رعایا کے دلوں کو صدمہ پہنچے - تھوڑا سا ضبط اور اعلان بے طرفی کی کسی قدر سختی، یہ دو باتیں اگر عمل میں لائی جاتیں، تو حصول مقصد کے ساتھہ ۷۰ - ملین قلوب اسلامیہ اسطرح زخمی نہوتے -

میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو گورنمنٹ برطانیہ سے چاہتے ہیں کہ ترکی کی حمایت میں کوئی عملی حصہ لے - ترکی کو اپنے لیے خود ہی لڑنے دو، (چیرز) البتہ ہماری گورنمنٹ کی طرف کوئی بات ایسی نہیں ہونی چاہیے، جس سے اسکی آزادی میں فرق آجائے -

ہمارا فرض بالکل غیر پیچیدہ ہے، اور اسمیں ہمارے مذہب کی شرکت بھی ہمیں حاصل ہے - ہم لوگ اپنے برادران اسلامی کی حتی الامکان امداد کرینگے - یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ خلیفہ عثمانی اسلام کے مقدس مقامات کا محافظ ہے، اور ترکی کا تنزل عین اسلام کا تنزل ہے - پھر اسکے تنزل سے نہ صرف اسلام کیلیے خطرہ ہے بلکہ تمام ایشیا کی عزت و اقتدار کیلیے - میں اپنے ہم وطن ہندو اور مسلمانوں، دونوں سے یکساں طور پر التجا کرتا ہوں کہ ہلال احمر کی اعانت کیلیے اٹھہ کھڑے ہوں - ہمارے ہندو بھائی اس موقعہ پر مسلمانوں کی دائمی شکرگذاری حاصل کرسکتے ہیں - تمام دنیا میں اس واقعہ کو مشہور ہونے دو کہ انسانیت کی ایک مصیبت عظمی میں ہندوستان کی دونوں قوموں نے برابر کا حصہ لیا (چیرز)

ہزہائنس سر آغا خان کا مشورہ

حضرات، ہندوستان میں مسلمانوں کی جو عام روش اس بارے میں رہی ہے، اسکی نسبت نہایت افسوس کے ساتھہ میں سر آغا خان کی تحریر کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں، جو حال میں بمبئی کے ایک اخبار میں شائع کی گئی ہے اور جسکی خبر تمام ہندوستان میں تار کے ذریعہ پھیلائی گئی ہے - شخصاً میں ہزہائینس کی اسقدر عزت اپنے دل میں رکھتا ہوں کہ نہیں سمجھتا اس کو کیونکر ظاہر کروں؟ لیکن اگر میں ایک ملی مسئلہ کی نسبت ذاتی دوستی کی بنا پر خاموشی اختیار کرلوں، تو اپنے اسلامی فرض کے ادا کرنے سے اپنے تئیں بالکل قاصر یقین کرونگا - (چیرز)

میں پورے یقین کے ساتھہ کہتا ہوں کہ ہزہائنس نے جن خیالات کا اپنی اس تحریر میں اظہار کیا ہے، ان سے مسلمانان ہند کی کسی قابل ذکر جماعت کو اتفاق نہیں (شیم شیم) انکے خیالات اسلام کے خلاف ہیں، اور اس ملک کے اہل اسلام انکو نا منظور کرتے ہیں (صداے تصدیق)

یہ کہنا کہ " جو لوگ ترکوں کو جنگ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، وہ غیر ذمہ دار اشخاص ہیں اور اپنی فتنہ انگیزی سے واقف نہیں " مسلمانوں کے جذبات سے گویا چشم پوشی کرنی ہے، ہزہائنس کو جاننا چاہیے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے جنگ کے اجرا کیلیے جو مشورے دیے ہیں وہ اسلیے ہیں کہ ترکوں پر ایک نہایت مشکل اور صعب موقع آپڑا ہے، وہ چاہتے ہیں کہ اپنی خواہشوں سے انکی ہمت بڑھائیں (چیرز)

یہ کہنا کہ " ترکوں کو غیر ذمہ دار صلاح دیگئی " بالکل غلط فہمی پر مبنی ہے - موجودہ واقعات نے بتلادیا ہے کہ جو صلاح دی گئی تھی، وہ بہت صحیح تھی اور ترکوں نے جنگ جاری کردی (چیرز)

ہزہائنس فرماتے ہیں کہ " ترکی کو صرف ایشیائی سلطنت ہونے پر قانع ہو جانا چاہیے اور یورپ کے تمام صوبوں کو چھوڑ دینا چاہیے " لیکن میرے لیے تو اسکا باور کرنا ہی مشکل ہے کہ کوئی شخص مسلمانوں کا لیڈر ہوکر مسلمانوں کے خلاف ایسے الفاظ منہہ سے نکال سکتا ہے ! (چیرز)

فی الحقیقت انکی تمام تحریر ایسی ہی خیالات کی روح سے لبریز ہے -

ہم امید کرتے ہیں کہ ہزہائینس کے یہ خیالات عارضی ہونگے اور جب انکو مسلمانوں کے اصلی جذبات معلوم ہونگے تو وہ اپنی راے کے واپس لے لینے میں تامل نہیں کرینگے "

اسکے بعد انہوں نے وہ تار پڑھکر سنائے، جو بنگال کے مختلف مقامات کی انجمنوں سے آے تھے، اور جنمیں جلسہ کی تجاویز سے اپنا اتفاق کامل ظاہر کیا گیا تھا، اور زور دیا تھا کہ ہم کو اپنے ہمراہ شریک کار یقین کیجیے -

انریبل مسٹر (فضل حق) ممبر کونسل بنگال نے مظالم بلقان کی نسبت پہلا رزولیوشن پیش کیا، اور اپنی تقریر میں اُس دردناک خونریزی و درندگی کے واقعات کہ تفصیل بیان کیے جو یورپین نامہ نگاروں کی شہادت موثقہ سے اب اس درجہ قطعی الثبوت اور ناقابل انکار ہیں، کہ انکی رفعت کیلیے مسٹر ایسکوئیتھہ کی سرد مہرانہ پہلو تہی، اور سر ایڈورڈ گرے کا سرگرم تجاہل، دونوں بے اثر ہیں -

اس رزولیوشن کے متعلق اردو، بنگلہ، اور انگریزی میں متعدد پرجوش اور مدلل و مبسوط تقریریں کی گئیں، اسکے بعد جلسہ نماز عصر کیلیے ملتوی کردیا گیا -

عصر کے بعد دوسرا رزولیوشن مولوی نعیم الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر نے انگلستان کے اُس طرفدارانہ رویے کی نسبت پیش کیا، جو آغاز جنگ سے ذمہ دار وزرا کے اظہارات، ترکی پر تخلیۂ ادرنہ و جزائر کیلیے اصرار، اور اعلان جنگ مقدس و وحشت کارانہ مظالم عظیمہ سے اغماض و خاموشی سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے -

مولوی صاحب نے رزولیوشن کو پیش کرتے ہوے ایک مبسوط انگریزی تقریر میں مسلمانوں کے جذبات کی تحقیر، اور مسٹر ایسکوئیتھہ، مسٹر چرچل، سر ایڈورڈ گرے کے گذشتہ نومبر اور دسمبر کے بیانات پر نہایت تفصیل سے بحث کی تھی -

اسکے بعد ایڈیٹر (الہلال) نے تقریر کی -

اگر قلمبند کرسکا تو مضمون کے آخر میں درج کرنے کی کوشش کرونگا -

۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری

ایک عظیم الشان اجتماع

مسلمانان بنگال کا قائم مقام جلسہ

ہز ہائنس سر آغا خاں کے غیر اسلامی مشورے کے عطیے کی واپسی

اذلة علی المومنین، اعزة علی الکافرین، یجاھدون فی سبیل اللہ، ولا یخافون لومة لائم (۵ : ۶)

یہی آیت کریمہ تھی، جسکی تلاوت سے ۱۶ - فروری کو ڈھائی بجے (ٹون ہال) کلکتہ کی عظیم الشان مجلس کا افتتاح ہوا، اور اس طرح قبل اسکے کہ انسانی آوازیں اٹھیں، صداے الہی نے جلسہ کی کارروائی شروع کردی :

یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ، فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ، اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین - یجاھدون فی سبیل اللہ، ولا یخافون لومة لائم، ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء، واللہ واسع علیم - انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا، الذین یقیمون الصلواة و یوتون الزکواة وھم راکعون و من یتول اللہ و رسولہ والذین آمنوا، فان حزب اللہ ھم الغالبون (۵ : ۶۲)

مسلمانو ! اگر تم میں کوئی دین الہی کی راہ سے پھر جائے، تو اللہ کو اسکی ذرا بھی پروا نہیں، وہ ایسے لوگوں کو موجود کردیگا جنکو وہ دوست رکھتا ہوگا، اور وہ اسکو دوست رکھتے ہونگے - مسلمانوں کے ساتھہ نرم دل، مگر کافروں کے مقابلہ میں نہایت سخت ہونگے اللہ (اور اسکی صداقت) کی راہ میں جانیں لڑادیں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے - یہ مقامات ایمان و صداقت اللہ کا ایک فضل ہے، جسکو چاہے، عطا فرمادے - اسکی رحمت بڑی وسیع، اور وہ سب کے دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے -

اے مسلمانو ! تمہارا دوست اللہ ہے، اسکا رسول، اور مومنین صادقین، جو اپنے جان اور مال، دونوں کو اللہ کی عبادت میں صرف کرتے ہیں، اور دنیاوی طاقتوں اور حکومتوں کے آگے مغرور ہوکر اللہ کے آگے جھکے رہتے ہیں (نہ کہ وہ منافقین، جنھوں نے دین الہی کی صداقت شعاری سے منہ پھیر لیا) اور پھر یاد رکھو کہ جو شخص کفر اور کفر کی طاقتوں کی جگہ، اللہ، اسکے رسول، اور مسلمانوں کا دوست بنکر رہے گا، تو وہ اللہ کی جماعت میں سے ہوگا اور اللہ ہی کی جماعت (آخر میں) غالب آنے والی ہے -

جبکہ سورۂ (مائدہ) کے اس آٹھویں رکوع کی صدا میرے کانوں میں آرہی تھی، تو میں نے سوچا - اللہ اکبر ! دنیا کی غیر فانی صداقتیں ہر زمانے اور ہر وقت میں کس طرح آزمایشوں سے پورا ہیں ؟ اگر یہ غیر فانی صداقت نہیں ہے تو کیا ہے کہ ایک طرف تو تنہا ایک شخص کے ارتداد کو دیکھتا ہوں، اور دوسری طرف حد نظر تک نظر آنے والے، اُن ہزارہا مومنین صادقین کا ایمانی جوش زبان حال سے شہادت دے رہا ہے کہ " من یرتد منکم عن دینہ، فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ، اذلة علی المومنین، اعزة علی الکافرین " و اللہ غنی عن العالمین "

* * *

شیخ احمد موسی المصری جب تلاوت مبارک سے فارغ ہوے تو (مسٹر مظہر الحق) بیرسٹر ات لا بانکی پور کی صدارت کی تحریک کی گئی - اس عاجز نے جو الفاظ اس تحریک کی تائید کرتے ہوے کہے تھے، بہتر ہے کہ وہ تحریر میں آجائیں - میں نے کہا تھا کہ " مسٹر مظہر الحق کی مخصوص قابلیت اور لیاقت کا اعتراف اس موقعہ پر غیر ضروری سمجھتا ہوں، کیونکہ میرے عقیدے میں سب سے بڑی تعریف انکی یہ ہے کہ وہ مسلمانوں میں آخری دو برسوں سے نہیں، بلکہ ابتدا سے ایک آزاد خیال اور دعلم یافتہ مسلمان ہیں، رکھی نہ بحرا "

مسٹر مظہر الحق نے پہلے اردو میں اغراض مجلس کی تشریح کی، اسکے بعد اپنا انگریزی ایڈریس پڑھکر سنایا جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے :

مسٹر مظہر الحق کی اسپیچ کا خلاصہ

" مجھکو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہماری جماعت میں لوگوں کا جوش بے انتہا بڑھا ہوا ہے - میں اس امر سے بھی واقف ہوں، کہ یہاںکے اینگلو انڈین پریس کا رویہ ٹرکی کے متعلق سخت حملہ آورانہ رہا ہے، تاہم میں آپ لوگوں سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ بد زبانی کا جواب بد زبانی سے نہ دیں، اور گو دوسروں نے الفاظ کیسے ہی استعمال کئے ہوں مگر آپ انکی تقلید نہ کریں - یاد رکھیے کہ محض زبان کی بے اعتدالی سے کوئی نتیجہ نکل نہیں سکتا، بلکہ اس سے ہمارے دوستوں کی ہمدردی ہم سے جاتی رہتی ہے، اور جس غرض سے سختی کی جاتی ہے، وہی حاصل نہیں ہوتی -

ہم لوگوں کا مقصد عدل و انسانیت اور تہذیب و ترقی پرستی کی حمایت ہے اور بہتر ہے کہ انصاف ہی اسکا حکم ہو -

اعتدال اور مرتبے کے خیال کو ملحوظ رکھکر آپ اپنے اصلی خیالات کو پوری آزادی کے ساتھہ صاف صاف بیان کریں اور اسمیں کسی طرح کا خوف نہ کریں، میں خیالات کے چھپانے کا قائل نہیں ہوں (چیرز)

گورنمنٹ کے ساتھہ اس سے بڑھکر اور کیا بد سلوکی ہو سکتی ہے کہ ہمارے اصلی خیالات پوشیدگی میں مدفون رہیں، اور صاف طور پر ظاہر کرنے کی جگہہ، دل ہی دل میں انکو سوچتے رہیں ؟

گورنمنٹ کیلیے نہایت ضروری ہے کہ ہر مسئلہ کے متعلق تمہارے جذبات اسکے سامنے ہوں، اور تمہاری کسی خواہش سے بے خبر نہو - اگر ایسا نہ کیا جائے تو پھر کیونکر امید کی جاسکتی ہے کہ جن لوگوں کے ساتھہ تمہاری قسمت نہ ٹوٹنے والے رشتے کے ساتھہ وابستہ ہے، وہ تمہاری صداؤں کا جواب دینگے اور تمہاری مدد کرینگے ؟ (چیرز)

جو وحشیانہ مظالم اس خوفناک جنگ میں مسلمانوں پر کیے گئے ہیں، مشکل ہے کہ اس بیسویں صدی میں انپر یقین کیا جائے - میں نے اول اول جب ان مظالم کی خونیں سرگذشتوں کو پڑھا تو مجھکو خیال ہوا کہ یہ صحیح نہیں ہیں - کاش میرا شبہہ صحیح

شئون عثمانیہ

کامل پاشا کی "قومی مجلس"

— * —

جو ۲۲ - جنوری کو صلح و جنگ کے فیصلے کیلیے منعقد ہوئی تھی

(مقتبس از جرائد مختلفۂ آستانۂ علیہ)

— * —

خاندان سلطانی کی مجلس

سب سے پہلے ۲۲ - جنوری یوم چہار شنبہ ۱۰ بجے ' بصدارت جلالتماب سلطان المعظم ' مابین ھمایونی میں شاہی خاندان کے معزز اعضاء کی ایک مجلس منعقد ہوئی - مجلس میں ولی عہد یوسف عز الدین افندی - شہزادہ ضیاء الدین آفندی - شہزادہ وحید الدین آفندی - شہزادہ عبد المجید آفندی بھی شریک تھے - شہزادہ صلاح الدین آفندی ' نادرستی مزاج کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے - تمام حاضرین آدھہ گھنٹہ جلالتماب کے سامنے موجودہ حالات پر گفتگو کرتے رہے اور اسکے بعد مجلس برخاست ہوگئی (۱) -

حاضرین کے جانے کے بعد کامل پاشا اور جمال الدین افندی (شیخ الاسلام) کو شرف باریابی عطا ہوا - اسی درمیان میں ایک فرمان سلطانی شائع کرایا گیا کہ قومی مجلس کی صدارت کامل پاشا کریں گے - مجلس میں شرکت کے لیے جو لوگ مدعو کیے گئے تھے ' وہ قصر سلطانی میں آنے لگے - اسماعیل جنانی بک مدیر عام تشریفات سلطانیہ ' اور رشید پاشا مصاحب حضرۂ سلطانیہ استقبال کرتے تھے -

فہرست شرکاء مجلس

حاضرین مجلس میں علاوہ ۱۲ - وزیروں اور مستشار صدارت کے اعیان قوم میں سے حسب ذیل اشخاص شامل تھے

سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) فرید پاشا (سابق وزیر اعظم) مختار پاشا (سابق وزیر اعظم) رشید عاکف پاشا ' فواد پاشا ' داماد فرید پاشا ' رضا پاشا (لفٹننٹ) عمر رشدی پاشا ' آرام آفندی ' ارسندی پاشا ' ازاریان افندی ' محمود اکرم (ملک الشعراء) حسنی پاشا ' خادم بک ' عبد الرحمن شرف بک (مورخ السلطان) رضا آفندی ' پرنس سعید حلیم پاشا ' سلیمان پاشا ' شریف جعفر پاشا ' شریف ناصر بک ' عارف حکمت پاشا ' عبد القادر آفندی ' عرب پاشا ' علی غالب بک ' فائق بک ' یعقوب بک ' مار ورکور داؤ افندی ' محی الدین پاشا ' نوری بک ' سکری پاشا -

علماء میں سے حسب ذیل اشخاص آئے تھے

شیخ محمد اسعد افندی (امین باب فتاوائے شیخ الاسلام) شیخ ابراهیم ادھم افندی (قاضی لشکر روم ایلی) قاضی لشکر اناطول - وکیل تعلیمات مذہبی - شیخ مصطفی عاصم افندی - شیخ ماھر سعید افندی وغیرہ وغیرہ -

ان حضرات کے علاوہ حسب ذیل اشخاص بھی شریک تھے :—

عزت پاشا (رئیس ارکان حربیۂ عمومیہ) ھادی پاشا فاروقی (معاون رئیس ارکان حربیۂ عمومیہ) فرید پاشا (رئیس دائرہ سواران) عبد اللہ پاشا (فریق اول) ناظم پاشا (رئیس صنعۂ صنائع حربیہ) خورشید پاشا (فریق حالی و سابق ناظر بحریہ) احمد پاشا (رئیس دائرہ محاسبات) حسنی پاشا (مفتش مطعمات عسکریہ) خلیل پاشا (رئیس محاکمات بحریہ) واسم پاشا (رئیس دائرہ مصارف) عددی پاشا (رئیس دائرہ لیمان) صدقی بک (وکیل رئیس ارکان حربیۂ بحریہ) احمد سالم بک (رئیس ثانی دائرہ ملکیہ) سعید بک (رئیس ثانی دائرہ تنظیمات) توفیق بک (رئیس ثانی دوائر مالیہ و اشغال و معارف) شیخ علی حیدر افندی (رئیس محکمہ تمیز نظارت عدلیہ) عثمانی بک (رئیس دائرہ اجراء نظارۂ عدلیہ) رشید بک (رئیس دائرہ استدعاء) اسماعیل حقی بک (باش مدعی عمومی) جمیل پاشا (امین شہر آستانہ) سری بک (مدیر عام چنگی خانہ) وغیرہم -

اتحادی اعیان ملت کا شرکت سے انکار

مگر (محمود شوکت پاشا) نے معذرت کہلا بھیجی کہ بیماری کی وجہ سے شریک نہیں ہوسکتے - شیخ موسی کاظم آفندی (سابق شیخ الاسلام اتحادی) نائل بک ' ابراهیم پاشا ' شریف علی حیدر بک سلیمان افندی بستانی (ممبر بیروت و مترجم " ھومر ") ضیاء الدین محمد توفیق پاشا ' حقی پاشا (سابق وزیر اعظم) پرنس صباح الدین بک ' یہ لوگ نہ تو شریک ہوے ' اور نہ انہوں نے کوئی معذرت بھیجی -

افتتاح مجلس

قصر سلطانی میں قائمۃ العرش (ھائی آف ایمبسیڈر) مجلس کے لیے تجویز کیا گیا تھا - جب لوگ جمع ہوگئے تو کامل پاشا شرکت جلسہ کے لیے جلالتماب سلطان المعظم کے پاس سے اٹھے اور ڈیڑہ بجے آکر کرسی صدارت پر بیٹھے - کرسی کے دہنی جانب شیخ الاسلام ' اور بائیں جانب سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) تھے - حاضرین کی تعداد قریباً ایک سو تھی - سعید بک (مدیر تحریرات باب عالی) کھڑے ہوے ' اور دول کی یہ یاد داشت پڑھکے سنائی جو حسب ذیل تھی .

یاد داشت دول ستہ

" ھم سفراء آسٹریا ' انگلستان ' روس ' جرمنی ' اور اطالیا جنکے دستخط اس یاد داشت پر ھیں ' جلالتماب سلطان کے وزیر کو اپنی اپنی حکومتوں کی طرف سے ' جنکے ھم تابع ھیں ' اطلاع دیتے ھیں

چونکہ ھماری سلطنتوں کو عدم اعادۂ جنگ سے سخت رغبت ہے ' اسلیے انہوں نے خیال کیا کہ جلالت مآب سلطان کی نظر اس حوادث کی طرف مبذول کریں جو دول عظمی کے نصائح نہ قبول کرنے کی صورت میں (بصورت عدم قیام امن عامہ) ان پر عائد ہوگی -

نیز یہ کہ اگر جنگ شروع ہوگئی اور آستانہ کی حالت مناقشہ خیز ہوگئی یا اعادۂ جنگ کیوجہ سے دولت علیہ کے ایشیائی ممالک میں سے کوئی ملک مجروح ہوگیا ' تو باب عالی کیلیے ضروری ہوگا کہ اس تنگی مرحلہ سے (جس پر ھم اسوقت متنبہ کر رہے ھیں اور جس سے نکالنے کے لیے ھم کوشاں ھیں) نکلنے میں دول عظمی سے کسی قسم کی مدد کی امید نہ رکھے -

اگر دولت عثمانیہ نے صلح منظور کرلی تو پھر ان نقصانات کی تلافی یوں کی جائیگی کہ آستانہ میں اپنے مرکز کو قوی کرے اور اپنی وسیع ایشیائی مقبوضات سے (جو دولت عثمانیہ کی حقیقی قوت کے سرچشمے ھیں) فائدہ اٹھانے کے باب میں دول عظمی کی مادی و اخلاقی مدد سے فائدہ اٹھا سکے گی - جلالتمآب سلطان کی حکومت کو معلوم ہونا چاہیے کہ باب عالی جسقدر یورپ کے نصائح کو (؟

(۱) یہ خاندان سلطانی کی اخوانے جنگ کیلیے آخری کوشش تھی ' جسکا حال آئندہ اشاعت میں ھم درج کرینگے [الھلال]

مولوی واحد حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ و سکریٹری بنگال پراونشیل کانفرنس ' اور مولوی محمد اکرم صاحب ایڈیٹر " محمدی " نے بھی اس موقعہ پر مبسوط تقریریں کی تھیں -

اسکے بعد تیسرا رزولیوشن پیش ہوا

That this meeting expresses its strong disapproval of the letter of His Highness the Aga Khan, published in a Bombay paper, as it does not voice the opinion of the Indian Musulman and considers it as most inopportune and misleading

" مسلمانوں کا یہ قائم مقام جلسہ ہزہائنس سر آغا خاں کی اس چٹھی کی نسبت ' جو انھوں نے بمبئی کے اخباروں میں شائع کی ہے ' اپنی منتہا درجہ ناراضگی ظاہر کرتا ہے ' کیونکہ جو خیالات اسمیں ظاہر کیے گئے ہیں ' وہ مسلمانان ہند کے اصلی خیالات نہیں ہیں - نیز ان خیالات کو سخت بے موقع اور گمراہ کنندہ خیال کرتا ہے " -

ابھی اس رزولیوشن کے متعلق تقریریں شروع بھی نہیں ہوئی تھیں کہ تمام جلسہ میں (سر آغا خاں) کے ذکر نے ایک سخت برہمی اور غصہ کی شورش پیدا کردی - معلوم ہوتا تھا کہ اب پبلک اس نام کو سکون و اعتدال کے ساتھہ سننے کیلیے تیار نہیں ہے ' اور اس نام نے اسدرجہ منافی و مذلم ہے ' کہ سننے کے ساتھہ ہی اظہار غیظ و غضب کیلیے بے اختیار ہوجاتی ہے - جونہی ہزہائنس کا نام رزلیوشن میں آیا ' معاً انکار و نفی کی صدائیں ہر طرف سے آنے لگیں - بہت سی آوازیں نہایت سخت و شدید الفاظ و القاب کے ساتھہ مختلف سمتوں سے سنے میں آئیں ' جنکا ذکر یہاں مناسب نہیں سمجھا ' اور جو یقیناً نامناسب اور قابل تنبیہ و مواخذہ تھیں - مسٹر مظہر الحق نے کمال دانشمندی اور قابلیت صدارت کے ساتھہ لوگونکو اس بے اعتدالی سے روکا ' اور نہایت سختی کے ساتھہ سرزنش کی - اگر وہ نہ روکتے تو زبانیں دلوں کے بے اختیارانہ جوش سے اسقدر بے قابو ہو رہی تھیں کہ عجب نہیں ' تمام جلسے میں ان سخت و شدید الفاظ کی تکرار منتہی ہو جاتی -

اگرچہ بعض بدگمان احباب اخبار نویس تو بغیر امید صلۂ و مزد تحسین کے کہہ سکتا ہوں کہ اس سرزنش و تنبیہ میں میں نے بھی حصہ لیا -

چند الفاظ جو اس موقع پر میں نے کہے تھے ' بہتر ہے کہ انکی ابتدائی تمہید کا خلاصہ ملخص کردوں

ایڈیٹر الہلال کی دوسرے رزولیوشن کے متعلق تقریر

" اس آخری شکریۂ صدارت سے پہلے جسکے لیے ابھی آنریبل مسٹر مظہر الحق آپکے سامنے آئیں گے ' میں اپنے جوش خیالات سے بے اختیار ہوں کہ مسٹر مظہر الحق کا خاص طور پر شکریہ ادا کروں - آپکو معلوم ہے کہ حق گوئی کی راہ مشکلات اور آزمائشوں سے پر ہے ' اور اسکے ایک چھوٹے سے چھوٹے فرض کے ادا کرنے کیلیے بھی بڑی سے بڑی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے - پس جب کسی راست باز انسان کی زبان سچائی کیلیے کھلے ' تو اسپر نہ جاؤ کہ اس نے ایک عام اور بالکل ظاہر و آسان بات کہدی ' بلکہ اسکو دیکھو کہ اس نے سچائی کا اعلان کیا ' اور سچائی خواہ کیسی ہی آسان قسم کی ہو ' مگر قربانی اور ابتلا سے خالی نہیں - پھر دیکھو کہ زمانہ کیسا پر آشوب ہو رہا ہے ' اور باطل پرستی کی عالمگیر حکومت نے دلوں کو کس قدر مرعوب کردیا ہے ؟ جو ناعاقبتی کی زنجیر سے کوئی پاؤں خالی نہیں ' اور دل اور زبان نہیں بھی مطلق نہیں - پس نہایت سچی تعریف کے مستحق ہیں مسٹر مظہر الحق جنھوں نے عین موقعہ پر تمام مسلمانان ہند کے نائب حق کی ترجمانی کی ' اور اپنی صدارت کا بڑا حصہ ہزہائنس سر آغا خاں کی ضلالت اندیش اور مسلم آزار تحریر کی تغلیط کیلیے مخصوص کردیا (چیرز)

میں خاص طور پر اس اعلان حق کی تعریف پر اسلیے زور دیتا ہوں کہ میرے نزدیک میں ہزہائنس سر آغا خاں کا مسئلہ ہمیشہ مدعیان حریت و حق گوئی کیلیے ایک سب سے بڑی آزمایش رہا ہے (چیرز)

برادران عزیز ! ہم کو چاہیے کہ اپنے مقصد کے اظہار میں بالکل غیر مشتبہ ہوں ' اور جب اپنی صدا بلند کریں تو اسقدر صاف ہو کہ اسکے سمجھنے میں ذرا بھی دیر نہ لگے - اس رزولیوشن کے پیش کرنے سے ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ سر آغا خاں کی تحقیر و تذلیل کریں ' بلکہ یہ ' کہ اپنی قوم کو تحقیر سے بچائیں (چیرز)

ہم اس وقت جس کام میں مصروف ہیں وہ دوسروں کی دبی اور چھپے ہوے بھیدوں کا تجسس نہیں ہے ' بلکہ صرف اپنی بات اور کھلے ہوے خیال کا اظہار - ہم نہیں جانتے کہ سر آغا خاں کی نیت اس مشورے کے دینے سے کیا تھی ؟ مگر ہم بتلا سکتے ہیں کہ ہمارے دل کے خیالات اس بارے میں کیا ہیں ؟ پس یہ جو کچھہ کیا جارہا ہے گو کسی پر حملہ ہو ' لیکن اسکا مقصد حملہ نہیں ہے بلکہ صرف اپنی دفاع (چیرز)

بزرگوں کے بڑے وقت نیکیوں کو یاد رکھنا ایک مشکل ترین اخلاقی ریاضت ہے - علی الخصوص ایسی حالت میں ' جبکہ نیکی کی شکل افسردہ مگر برائیوں کا ہیکل مہیب ہو ' تاہم ہم پوری کوشش کرینگے کہ اس اخلاقی ریاضت سے عہدہ برا ہو سکیں - ہم کو یاد ہے کہ ہزہائنس نے پچھلے چند برسوں کے اندر بہت سے کام کیے ہیں - انھوں نے تھوڑے عرصے کے اندر علی گڈہ یونیورسٹی کیلیے ایک بڑی رقم فراہم کردی اور متعدد کاموں میں اپنے جیب خاص سے بڑی بڑی رقمیں دیں - روپے کا خرچ کرنا ایک بڑی اولوالعزمی کی بات ہے ' اور ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ موجودہ خیالات پر اسقدر زور دیں کہ اس گذشتہ اولوالعزمی کو صدمہ پہنچے ' تاہم اسلام کے ایک ہزار سالہ دشمن قوم کو سر زمین یورپ سے مفرور کردینے کے مشورے کی جگہہ ' شاید یہ زیادہ بہتر تھا کہ مسلمانان ہند کی بعض تعلیمی عمارتیں روپے سے محروم رکھجاتیں - نئی برائی ہمارے لیے اسقدر زیادہ انگیز ہے کہ اگر پرانی بھلائی اسکی جگہہ نہ ملتی ' تو ہم شکایت کی جگہہ یقیناً شکر گذار ہوتے "

مسٹر (مظہر الحق) نے کہا :

" اس رزولیوشن کے متعلق چند الفاظ میں مکرر کہنا چاہتا ہوں - مجھکو افسوس ہے کہ رزولیوشن کے پیش ہوتے وقت بعض صاحبوں نے بے اعتدالانہ جوش کا اظہار کیا - میں اسکو پسند نہیں کرتا - ہمارا مقصد اس تحریر کے پیش کرنے سے صرف یہ ہے کہ انگلستان میں ہزہائنس کی تحریر ہمارے خیالات کی نسبت کوئی غلط فہمی پیدا نہ کردے - ہزہائنس کی نسبت مجھکو ذاتی طور پر معلوم ہے کہ انکے دل میں قوم کا درد ہے - انکی خدمات سے ہمیں انکار نہیں - لیکن یہ انکی ایک غلطی ہے اور ہم کو اپنے طرز عمل سے ثابت کرنا ہے کہ غلطی خواہ کیسے ہی بڑے شخص کی ہو ' مگر ہم اسکو بتانے کیلیے طیار ہیں (چیرز)

قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے لیڈروں کی عزت کرے ' لیکن اسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ انکی ہر غلط راے تسلیم کرلی جاے - قوم کو سچی نکتہ چینی کیلیے ہر وقت طیار رہنا چاہیے ' اور لیڈروں کا فرض ہے کہ

[بقیہ مضمون کیلیے صفحہ - ۱۹ - دیکھیے]

جونہی سلطان کی سواری ہمارے پاس سے نکلی، ہمنے سلام کیا اور خوشی کے نعرے بلند کیے - سلطان المعظم نے اپنے ایڈی کانگ کے ذریعہ سلام کہلا بھیجا - ہم سب نے سلطان المعظم کے ساتھہ نماز ادا کی جسکے بعد حضرت سلطان ایوب انصاری کے مزار پر گئے یہ ایک عالیشان عمارت اور بہت آراستہ ہے - یہاں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہے - یہاں سے ہم سلطان محمد فاتح کے مقبرے کو گئے - یہاں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کی - مقبرے کی دیوار پر ایک نہایت خوشنما کتبہ ہے، جسمیں ایک حدیث بطور پیشین گوئی فتح قسطنطنیہ کے متعلق لکھی ہوئی ہے اب ہملوگ جلد میدان جنگ جانیوالے ہیں . . . لڑائی کی صحیح خبریں یہاں بھی کمیاب ہیں - ہندوستان کے بعض اخبارات میں یہاں سے زیادہ وضاحت سے معلوم ہوتی ہیں (بیاری ہے) بڑی جانفشانی سے کام کررہے ہیں - جہاد کا کوئی اعلان نہیں ہوا ہے - سننے میں آیا ہے کہ عراق اور شام کی فوجیں لڑائی کیواسطے تیار ہیں . .. آج شام کو

ہمیشہ زندہ رکھیگا - ترکی کی مالی حالت بھی اچھی نہیں ہے . . . عنقریب ایک عظیم الشان جنگ ہونیوالی ہے - ایڈریا نوپل کے محصورین کی حالت بہت اچھی ہے - ترکی قلعے بہت مضبوط حالت میں ہیں . یہ سنکے کیسا افسوس ہوا کہ سالونیکا کو بغیر لڑائی کے تحسین پاشا نے یونانیوں کے حوالہ کردیا مگر حال کی خبر ہے کہ پرسوں ترکوں نے ایک زبردست فتح یونانیوں پر اسی سلونیکا کے قریب حاصل کی -

(۲۱ جنوری) تمام ترک اپنے ہندوستانی برادران دینی کی ہمدردی کے بیحد مشکور ہیں - انکو ہندوستان کے اس اظہار ہمدردی و محبت پر سخت تعجب ہے - محمود پاشا اور دیگر اکابر قوم بھی ہمارے خلوص اور محبت سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور ہملوگوں سے نہایت محبت اور احسانمندی سے پیش آتے ہیں -

(۱۶) تاریخ کو ہز اکسلنسی نسیم عمر پاشا نے ہمارے طبی مشن کی ایک پر تکلف دعوت کی - پاشائے موصوف کا محل نہایت شاندار اور آراستہ ہے - دعوت میں ہز اکسلنسی اسد پاشا، جو امراض

فکاہات

شذرات نظم

— * —

ورس بیشرانی کی ابجد

میں نے یہ حضرت والا سے کئی بار کہا : * یہ تو انداز خوشامد ہے، اسے کما کیجیے ؟

مسکرا کر یہ کہا مجھسے، کہ ہاں سچ ہے، مگر * کامیابی کی یہ ابجد ہے، اسے کما کیجیے ؟

اندہ لیگ کی برسدائی

لیگ نے ساتھ گورنمنٹ کی جو کی خواہش * وہ یہ سمجھی تھی کہ یہ طرز بدیع اچھا ہے

لیکن اب اسنے یہ سمجھا کہ غلط تھا وہ خیال * کہ ملازم وہی اچھا، جو مطیع اچھا ہے

اب کے ہوجائیگا اِس جرأت بیجا کا علاج

لیگ معدوم ہے تو ہونے دو، شفیع اچھا ہے

کشاف

خبر آئی کہ لڑائی پھر شروع ہوگئی - ترکی بیڑا (دردانیال) سے نکل کر (بحر ایجین) میں یونانیوں سے لڑرہا ہے - شتالجہ میں بھی لڑائی شروع ہوگئی - اسکی مرتبہ سخت لڑائی ہوگی اور خدا سے امید ہے کہ ترکوں کی فتح ہو - دشمنوں نے مفتوحہ مقاموں کے کل مسلمانوں کے ساتھہ جو قساوت کی ہے، وہ بیان سے باہر ہے اکثر جگہ چھوٹے چھوٹے بچے اور عورتیں پکڑکے زندہ جلادی گئیں - انکے ظلم کی باتیں سننے کی تاب نہیں -

(۱۴ جنوری) کل ڈاکٹر انصاری مع چند ترکی افسروں اور ڈاکٹروں کے وہ مقام دیکھنے گئے، جہاں ہملوگوں کا اسپتال قائم ہوگا اس مقام کا نام (عمر کوی) ہے اور شتالجہ لین کے بہت قریب ہے - یہاں ناظم پاشا سے بھی ملاقات ہوئی - ناظم پاشا نہایت خلق اور گرم جوشی سے پیش آئے - لڑائی کی بابت بہت گفتگو رہی - پاشائے موصوف سخت افسوس کرتے تھے کہ فوجی انتظام بہت خراب ہے - سننے میں آتا ہے کہ وزارت بدل جائیگی - ایک پارٹی لڑائی جاری رکھنے کی طرفدار ہے اور دوسری پارٹی صلح کرلینا چاہتی ہے - وقت بہت نازک ہے مگر خدا میں سب قدرت ہے - وہ اسلام کا نام

چشم کے ایک ماہر خیال کیے جاتے ہیں، اور ڈاکٹر طلعت بے اور بعض اور مشہور ترکی ڈاکٹر بھی مدعو تھے - کھانے سب انگریزی اقسام کے تھے، جیساکہ آپکو مینو (فہرست طعام) سے معلوم ہوگا - ایک مفصل تقریر میں میزبان نے ہمارے مشن کا شکریہ ادا کیا اور اثنائے گفتگو میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کے درمیان رشتۂ اخوت و محبت قایم کرنیکے ذرایع پر بحث کرتے ہوئے کہا : کیا اچھا ہوتا اگر ہم میں اور ہمارے ہندوستانی برادران دینی میں رشتۂ مناکحت قائم ہوا کرتا ! ہندوستانی لوگ ترکی عورتوں سے اور ترک ہندوستان کی عورتوں سے بے تکلف شادیاں کرتے اور اس طریقہ سے وہ رشتۂ یگانگت قائم ہوجاتا جسکی اسلام کو بہت سخت ضرورت ہے - اس تجویز کو ہم سب نے بہت پسند کیا بلکہ ہمارے ساتھہ کے ایک شخص نے اسکی تائید میں کہا کہ تجویز تو بہت اچھی ہے مگر ترک بھی آئندہ یورپ کی عیسائی عورتوں سے مناکحت کرنا چھوڑ دیں کیونکہ یہ انکی خرابی نسل کا باعث ہوتا ہے - یورپ کی عیسائی لیڈیوں سے ہماری ہندوستانی عورتیں کہیں بہتر ہیں - اس پر لطف تقریر کے بعد ڈاکٹر انصاری نے طلعت بے سے درخواست کی کہ

مصالح ' جنمیں یورپ اور دولت عثمانیہ ' دونوں کے مصالح یکساں ہیں) اتباع کی طرف میلان رضا مندی ظاہر کریگا ' اسی قدر عملی حیثیت سے اسکو دول عظمی کی مدد ملیگی -

اسلیے دول عظمی مکرر باب عالی کو نصیحت کرتی ہیں اور اس سے خواہش ظاہر کرتی ہیں (حالانکہ وہ خود نام منفی ہیں) کہ ادرنہ ریاستہاے بلقان کے لیے چھوڑ دے - اور مسئلہ جزائر ارخبیل کے حل میں دول عظمی پر اعتماد کرے - اسوقت باب عالی کو حق ہوگا کہ مسلمانان مقدونیہ کے مصالح اور ادرنہ میں مساجد اور مذہبی معابد کے احترام کی محافظت میں دول عظمی کی مساعدت پر وثوق کرے - دول کوشش کرینگی کہ مسئلہ جزائر ارخبیل کو اسطرح حل کریں کہ دولت عثمانیہ کو ان تمام چیزوں سے مطمئن کردے جو اسکے مستقبل کیلیے خوف انگیز ہیں -

(مرقومۂ آستانہ ۱۶ - جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع)

ہم ہیں سفراے دول عظمی :

پومپار سفیر فرانس
گیرس سفیر روس
گیرار لوتھر سفیر انگلستان
مالا ویچیین سفیر آسٹریا
وانگہام سفیر جرمنی
گیسیلر کاروتی سفیر اطالیا

وزرا کی تقریر

یاد داشت پڑھنے کے بعد (مرحوم) ناظم پاشا وزیر جنگ کھڑے ہوے' اور حاضرین کو موجودہ جنگ کے حالات اور فریقین جنگ کے لشکروں کے موقف (پوزیشن) سے مطلع کیا - انکے بعد عبد الرحمن بک وزیر مال کھڑے ہوے اور مالی حالت کی حقیقت سے ناظرین کو آگاہ کیا - انکے بعد نوار ڈنگیان آفندی وزیر خارجیہ کھڑے ہوے اور بیان کیا کہ انکو سخت سردی لگ گئی ہے جسکی وجہ سے وہ آواز اتنی بلند نہیں کرسکتے کہ سب سن سکیں ' اسلیے انہوں نے اپنے بیانات ایک کاغذ پر لکھدیے ہیں جو انکی طرف سے سعید بک وزیر مال نے حاضرین کو سناے' - انکے بیانات میں سیاست عامہ کی حالت' ہر سلطنت کے طریقے' اور ان اعلانات کے متعلق جو تمام دول نے اپنی سفراء کی معرفت بھیجے ہیں' تشریحات تھیں -

انکے بعد شیخ مصطفی آفندی مفتی سابق' داماد فرید پاشا' داماد خاندان سلطانی' مشیر فواد پاشا' شیخ محمود اسعد آفندی ناظر دفتر خاقانی' رشید عاکف پاشا' لعوقیت بک' سعید پاشا سابق وزیر' یکے بعد دیگرے کھڑے ہوے اور ہر شخص نے کچھہ نہ کچھہ تقریر کی - ان تمام مقررین نے بالاتفاق موجودہ معاملات کے نرمی و امن کے ساتھہ طے ہونے پر زور دیا -

انکے بعد اسمعیل حقی بک نایب عمومی کھڑے ہوے اور اجراے جنگ کی فرمایش کرتے ہوے چند مسائل کے متعلق کچھہ کہا ' اور زور دینا چاہا کہ جنگ شروع کی جاے ' لیکن ناظم پاشا نے ان کی تقریر کے لفظوں کو خلاف واقعہ بیان کرکے انکی تردید کردی - ان لوگوں میں سے جب ہر شخص اپنے خیالات ظاہر کرچکا تو دول عظمی کے ساتھہ نرمی و آشتی سے حقوق دولت عثمانیہ کی حفاظت کے ضروری ہونے کی طرف تمام رائیں لی گئیں -

رشید پاشا وزیر داخلہ اور نور ڈانگیان افندی وزیر خارجیہ نے چند ضروری باتیں پیش کیں - انکے بعد مورخ سلطانی عبد الرحمن بک نے تقریر کی - پھر ناظم پاشا کھڑے ہوے اور اعادہ جنگ سے فوج کی حالت جیسی کچھہ رہی تھی ' لوگوں سے بیان کی - دوران تقریر میں انہوں نے کہا " اسوقت فوج کی تن درستی اب پورے طور پر موجود ہیں - اور اسکی ادبی (مارل) حالت بھی بہت اچھی ہے "

سعید پاشا (سابق وزیر اعظم) نے پوچھا کیا یہ مجلس کوئی سرکاری حیثیت رکھتی ہے ؟ جواب دیا گیا کہ یہ مجلس شوری ہے -

حاضرین میں بجز چند اشخاص کے سب وزارت کی راے سے متفق تھے - ۴ - بجے مجلس برخاست ہوئی - سعید پاشا سابق وزیر اعظم نے کامل پاشا کا ہاتھہ پکڑ کے زینے تک مشایعت کی ' اور اسکے بعد اعضاء مجلس قصر سلطانی کے ہال میں منتشر ہو کر کھانے پینے میں مشغول ہوگئے -

دوران مباحثہ میں حالات سلطان المعظم کو تمام واقعات کی خبر ملتی رہی تھی -

---

ساقز کوئی کی محافظ فوج کی شجاعت

— * —

اخبار (لوید) عثمانی کو اپنے نامہ نگار ازمیر سے اطلاع ملی ہے ساقز کی عثمانی محافظ فوج نے دشمن کی فوج کا' جو اس سے کئی چند زیادہ تھی ' نہایت بہادرانہ مقابلہ کیا - وہ اس امید پر کہ عنقریب عثمانی بیڑا محاصرہ کو اٹھا دینے کے لیے دردانیال سے نکلیگا ' برابر نہایت مصائب و متاعب برداشت کرتی رہی - جب اسکو عثمانی اور یونانی بیڑوں کی معرکہ آرائی کی خبر پہلے پہل ملی ' تو اس نے نہایت فرح و شادمانی کے ساتھہ اس خبر کا استقبال کیا - وہ امید کرتی رہی کہ عثمانی بیڑا اسکی مدد کیلیے فوراً نمودار ہوگا -

رسد کے ختم ہو جانے کیوجہ سے جب اسکی حالت بہت سخت نازک ہوگئی اور اسمیں مقابلہ کی طاقت نہیں رہی' تو دو بارہ عسکری اشارات کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ ہم ہر طرف سے گھرے ہوئے ہیں - اگر عثمانی بیڑا ہماری مدد کو نہ آگیا تو ہماری حالت سخت نازک ہو جائیگی - لیکن عثمانی بیڑا ان محصور بہادروں کی مدد نہ کرسکا اور مجبوراً فوج نے شہر حوالہ کردیا - یونانی کمانڈر نے انکی اور انکے ماتحتوں کی شجاعت کا اقرار کیا اور تلوار باندھنے کی اجازت دی -

عثمانی فتوحات

— * —

آستانہ علیہ میں خبر آئی ہے کہ ایک عثمانی آہن پوش جہاز جزیرہ آسترو پالیا کے قریب تک پہنچگیا - جہاں اسکا مقابلہ چار جنگی کشتیوں سے ہوا - انپر یونانی پھریرے اڑ رہے تھے - لیکن عثمانی جہاز نے تین کشتیوں کو غرق آب کردیا - صرف ایک نے بچکے ساحل میں پناہ لی -

عثمانی فوج نے شنکیں کی سرحد کو (جو ساحل اشقودرہ پر واقع ہے) واپس لیلیا ہے -

---

قسطنطنیہ کی چٹھی

— * —

ڈاکٹر محمود اللہ جو کلکتہ سے ڈاکٹر انصاری کے مشن کے ساتھہ گئے ہیں' اپنے خط میں لکھتے ہیں

(٥ جنوری) ہمارا قیام اسپتال (قادرگاہ) میں ہے جو استنبول میں واقع ہے - یہ ایک بہت بڑا اسپتال قابلہ گری کا ہے' مگر بالفعل ایک جنگی اسپتال بنا دیا گیا ہے - یہاں کے مریض بہت اچھی حالت میں ہیں - بلغم کی (نروس زورپی) بیماری ترپی ترس اور ڈاکٹر سہامی ' جو ایک یہودی ہیں ' اسکے بڑے ڈاکٹر ہیں - ترک لوگ ہمارے ساتھہ نہایت خلق اور مہمان نوازی سے پیش آے ہیں پرسوں جمعہ کو ہملوگ مسجد جامع میں نماز کے واسطے گئے تھے - اسی مسجد میں سلطان المعظم بھی تشریف لاے -

ہیں - انگلستان اور روس کے دماغ خارجہ میں ترکوں کی انتظامی حکومت کو تباہ کرنے کی نیت سے جو سازش ہوئی تھی ' اس کا بیان بھی بارہا کیا جا چکا ہے -

اِن دونوں میں سے ہر ایک کا مطلب علیحدہ تھا - انگلستان اس انتظامی حکومت کو تباہ کرکے قاہرہ میں اپنا مطلب یعنی مصر پر برطانیہ کا دوامی دخل حاصل کرنا چاہتا تھا - روس چاہتا تھا کہ باسفورس اور دردانیال کے اندر سے اپنے جنگی جہازات کی آمد و رفت کی کھلی اجازت حاصل کرلے - عیسائیوں کے اِن دونوں پر ہوس مطالبوں کا قسطنطنیہ کے نوجوان ترکوں کی حکومت نے ٹکا سا جواب دیدیا تھا اور اپنے جواب پر استقلال کے ساتھہ قائم تھی - پس اس اینگلو رشین مطالب بر آری کے لیے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ حکومت جو ملک کی سچی خیرخواہ تھی اور عثمانی پارلیمنٹ جسکی پشت پناہ تھی ' اپنی جگہہ ایک ایسی جماعت کے لیے خالی کردے ' جو اجانب کے ہاتھوں میں کٹ پتلی بنکر رہے - ساتھہ ہی ساتھہ وہ سخت گیر پارلیمنٹ ' جسکا فیصلہ کوئی زبردست ہاتھہ متزلزل نہ کرسکتا تھا ' توڑ دی جاے - [یعنی اتحادی وزارت کی پارلیمنٹ]

ہم ہمیشہ بتلاتے رہے ہیں کہ گذشتہ سال کے واقعات کی سچی تاریخ اگر کوئی ہے تو یہی ہے - ڈاؤننگ اسٹریٹ (سر اڈورڈ گرے کا آفس) اور سنٹ پیٹرس برگ (روسی دار الحکومت) کیطرف سے اطالیونکو طرابلس پر دن دھاڑے ڈکیتی کے لیے مستعدی کے ساتھہ جو بڑھاوا ملی تھی ' اسکا راز اسی تاریخ میں مضمر ہے - نیز دول یورپ کے اس دباؤ کی تاریخ بھی ' جو سلطان پر شاہ اطالیہ کے ساتھہ شرمناک صلح کرنے کے لیے ڈالا گیا تھا ' یہیں پنہاں ہے - گذشتہ گرمیوں میں البانیہ اور مقدونیہ میں نوجوان ترکونکو جس فساد کا نئے سرے سے مقابلہ کرنا پڑا تھا ' اسکا بھی بھید اسی میں پوشیدہ تھا - یہی فساد بڑھتے بڑھتے تین مہینے ہوے قسطنطنیہ میں بادل ترین نوجوان ترک اور وزیر جنگ یعنی شوکت پاشا کے خلاف فوجی بغاوت کی شکل میں نمودار ہوا ' اور انجام کار شوکت پاشا اور نوجوان ترکوں کی حکومت کو اسی فساد نے استعفا دینے پر مجبور کردیا ' اور اسکی جگہ ایک قدامت پسند فریق کو یعنی انگلستان یعنی کامل پاشا کی سرکردگی میں لا بٹھایا - اس ملک فروش نے عثمانی پارلیمنٹ کو ڈکٹالی اور بے ضابطگی کے ساتھہ برطرف کردیا ' اور یورپ کے اشارے پر ناچنے والے وزرا کے مناصب ' پرانی بے قاعدہ حکومت پھر سے قائم کردی -

---

یہ سارے ہتھکنڈے انگلستان کے تھے البتہ اسکا نیا سازشی آشنا روس بھی اسکا ساتھہ دیتا جاتا تھا - آگے چلکر انگلستان کی بلقانی کمیٹی اور لندن کے وہ لبرل اخبارات بھی جو گورنمنٹ کے زیر اثر ہیں ' انکے مؤید بنگئے -

جنگ بلقان کا انتہائی انجام جو کچھہ ہوا ' شاید وہاں تک سر اڈورڈ گرے کی نظر ابتداءً نہ پہنچی ہوگی ' تا ایں ہمہ جو مصیبت ناک واقعات اِس جنگ کے اثناء میں ظہور پذیر ہوے گئے ہیں ' بلا شک و شبہہ انگلستان کی حکومت اُن سبھوں کے لیے ذمہ دار ہے - انگلستان کی صلاح کے بموجب کامل پاشا نے تمام فوجی اور ملکی انتظامات کا محکمہ جوانمرد اور لائق کارکن افسروں سے خالی کردیا - صرف نہ کہ نا تجربہ کار اور ہوشیار معاملہ شناس نوجوان ترک حاکموں کی جگہہ ' گذشتہ حکومت کے وقت کے بد اخلاق اشخاص مقرر کیے گئے - فوج کے بڑے بڑے افسرونکے ہاتھہ سے ' جنکی تعلیم اعلی پیمانے کی تھی ' اختیارات چھین لیے گئے ' اور یہ اختیارات اُن نکمے اشخاص کو دے دیے گئے جو مدت سے برطرف کردیے گئے تھے مگر اس نئے پرانے خیالات کی ڈرپوک وزارت کے ہاتھہ بتانے والے دوست تھے -

سب سے مہلک کام یہ کیا کہ شوکت پاشا کو - جو (وان ڈرگولٹز) کے اعلی درجہ کے قابل اور لائق شاگرد تھے ' جنھوں نے فوج کے جنرل اسٹاف کی اصلاح جدید طریقے کے مطابق کی تھی ' اور جنکے دماغ میں تمام مقبوضات سلطنت عثمانیہ کے بچاو کی جنگی تدبیریں کل کی کل محفوظ تھیں - برطرف کرکے انکی جگہہ (ناظم پاشا) کو مقرر کردیا - ناظم پاشا فوجی علوم کے پرانے مکتب کی ایک جاہل یادگار ہے وزارت جنگ کے اعلی عہدے پر آکر اسنے نگرانی افواج میں (جسکا مادہ اسمیں مطلق نہ تھا) جو غفلت برتی ' اسیکا نتیجہ تھا کہ فوج کی حالت میں اس قدر جلد ابتری پھیلتی گئی - سب سے مضر بات یہ ہوئی کہ کامل پاشا نے (جسکا دستور العمل یہی تھا کہ انگلستان کی خواہشات کے مطابق چلا کرے اور انگریزوں کی نصیحت کو سر آنکھوں سے مان لیا کرے) اس بھروسے اور اس اعتماد پر کہ انگریزی مدبری کا سہارا ایسا نہیں ہے جو کبھی بے نتیجہ رہے ' آنے والی جنگ کے لیے دیدہ و دانستہ کسی قسم کی تیاری نکی - نتیجہ یہ ہوا کہ جسوقت اتحادیوں نے اعلان جنگ کردیا تو ترکی فوج بالکل بے سروسامان تھی - نہ تو باربرداری کا کوئی سامان تھا ' نہ رسد مہیا تھی ' اور نہ آلات جنگ ہی موجود تھے - اتنا بھی تو نہ تھا کہ جنگ کرنے کی کوئی با ترتیب اسکیم پیش نظر ہوتی !

مختلف آرمی کور علحدہ علحدہ جگہوں میں غیر مستعد پڑی ہوئی تھیں ' حتی کہ آخری وقت تک بھی ریزرو کے سپاہی مجتمع نہیں کیے گئے - ان ساری باتوں کے لیے ضرور بالضرور کامل ذمہ دار ہے -

اسکے ساتھہ ساتھہ جب ترکوں کی حکومت کے اگلے وقتوں کو یاد کرتا ہوں ' تو اس یقین کو دل سے مٹانا مشکل ہوجاتا ہے کہ یہہ پدر مرتوت ' جو حمیدیہ اور اسکے اگلے عہد کی یادگار ہے ' اپنے ملک پر ان ساری مصیبتونکے لانے کے لیے ایک نہ ایک نوع سے ضرور ساجھی تھا - یہہ بالکل یقینی ہے کہ کامل نے یا تو خود بخود ' یا انگلستان کے سفیر کے ورغلانے سے یہہ خیال کرلیا ہوگا کہ یورپ کے مقبوضات کو اسلامی قبضے میں رکھنا قطعاً ناممکن ہے ' اور اسی خیال سے انکے بچانے کیلیے کوئی ایسا کام نکیا جسکو اصلی کوشش کہا جاسکے - بہر حال کامل اور سر اڈورڈ گرے کو مجرم قرار دینے کیلیے صرف اتنی سی بات پر نظر ڈال لینا کافی ہے کہ ایک ایسے وقت میں جبکہ سلطنت عثمانیہ کی حالت آج سے چار مہینے قبل کسطرح نازک تھی اور ہر طرفسے خطرات اسکے سر پر منڈلا رہے تھے ' سلطنت کے انتظام کی باگ کامل کے ہاتھہ میں دیدی گئی کامل انگلستان کا پیمان دادہ نوکر تھا اور سلطان کی درجی تعاقی

کیلیے انگلستان کو اسکے ساتھہ ساتھہ ہمیشہ کیلیے مورد الزام رہنا پڑیگا -

یہ ساری باتیں تو اس نابکار مکر و فریب کے گذشتہ واقعات کے متعلق تھیں ' آیندہ کی نسبت میرا خیال ہے کہ دیکھنے والے دیکھینگے کہ سلطان کے یورپین مقبوضات میں سے اگر کچھہ حصہ انکے قبضے میں رہ جائیگا تو اس سبب سے نہیں رہیگا کہ انگلستان انکی کسی قسم کی اعانت کریگا - کیونکہ انگلستان نے انھیں کوئی مدد نہیں دی ہے ' بلکہ صرف جرمنی کی بدولت رہیگا - اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہی جرمنی ہے جس نے بیچ میں پڑکر شاہ فرڈیننڈ کو قسطنطنیہ تک بڑھ آنے سے روکا ہے - آیندہ کیلیے بھی اسی پر بھروسہ

هم سب هز اکسلنسی انور بے کی زیارت کے بیحد مشتاق هیں - آپ همارا یه اشتیاق کسی طرح انکے گوش گذار کردیں - انهوں نے جواب دیا "بہت اچھا" میں انکو فوراً مطلع کرونگا " وہ بالفعل شغلچه میں هیں - مگر امید هے که کل آپلوگوں سے ضرور ملیں - چنانچه دوسرے دن ٹھیک تیں بجے هز اکسلنسی انور بے نہایت بے تکلفی سے تن تنہا اسپتال میں هملوگوں سے ملنے تشریف لاے - یه پہلا موقعه تها که همنے انکو دیکها - وہ نہایت خوشرو جوان ' تقریباً تیس سال کے معلوم هوتے هیں - انکے چہرے پر ایک عجیب دلفریب مسکراهٹ هے - ترکی میں انسے زیادہ کوئی هردل عزیز نہیں - هم سب نے نہایت گرمجوشی سے انکا استقبال کیا اور انکے قومی کارناموں کی جسقدر تعریف الفاظ میں هوسکی ' همنے کی - انہوں نے بھی همارا ته دل سے شکریه ادا کیا اور همارے خلوص و محبت کی بہت قدر کی - اسکے بعد وہ هملوگوں کو ساتھ لیکر بیماروں کے وارڈ کی طرف چلے - هر سپاهی کی پیٹھه نہایت شفقت سے ٹھونکتے اور نہایت محبت اور دلدهی کے لہجے میں اس سے باتیں کرتے تھے - انکا هر هر لفظ همدردی اور امید سے بھرا هوا تها - وہ انکو سمجھاتے تھے که " رنج نکرو اور اپنی تکلیفوںکا خیال اپنے دل سے اٹھادو ! دیکھو ! تمہارے بھائی کتنے دور دراز فاصله سے سفر کی مصیبتیں جھیلکے صرف اسلیے آے هیں تا که تمہاری مصیبت دور کریں اور تمہاری تکلیفوں میں شریک هوں - پس تمکو چاهیے که اپنے ان بھائیوں کی تکلیفوںکا خیال کرو اور اپنے مصائب بھول جاؤ - جلدی سے اچھے هوجاؤ تاکه ایک مرتبه اور اپنی شجاعت اور جانبازی کے جوهر دنیا کو دکھلا سکو " اس قسم کے دل بڑھانے والے مگر محبت سے بھرے هوے الفاظ ایک ایک سپاهی سے کہتے تھے ' جسطرح کوئی شفیق باپ اپنے پیارے بیٹے سے باتیں کرتا هے - هر سپاهی ان باتوں کو سنکے جوش و خروش سے نعرهاے تحسین بلند کرتا تها ' گویا واقعی اوسکی تکلیفیں دور هوگئیں تھیں ! اسکے بعد هم سب صحن میں تھوڑی دیر بیٹھے جہاں بہت سے گروپ لیے گئے ' جنمیں سے ایک میں هز اکسلنسی همارے مشن کے ساتھه بیٹھے هیں اور ایک تصویر ' تنہا علیحدہ خود اوسکی اور ایک گروپ ان مسلمان روسی عورتوں کا هے ' جو مجروحین کی اعانت کے واسطے ملک روس سے آئی هیں - میں یه سب تصویریں دستیاب هونے پر آپکی خدمت میں روانه کرونگا - هز اکسلنسی نے یه بھی وعدہ فرمایا که اپنا ایک دستخطی فوٹو بطور یادگار کے هر ممبر مشن کو عنایت کرینگے -

دوشنبه کے دن یقیناً همارا مشن (عمر کوئی) روانه هوجایگا - ترکوں کی وہ جماعت جو انجمن هلال احمر کی بانی هے ' نہایت جوش اور همدردی سے مجروحین اور مہاجرین کی اعانت کا کام کر رهی هے - تمام اسپتال جو دار السلطنت میں یا اسکے قرب و جوار میں قائم هیں ' وہ اسی هلال احمر کی کوششوںکا نتیجه هیں - نسیم ' عمر پاشا ' اسد پاشا ' اور طلعت بے کی کوششیں هزاروں تعریفوں کے لایق هیں - ٤٠٠ معزز خاندانوں کی خاتونیں دن رات اسی کام میں مشغول هیں که ان مصیبت زدہ ترکوں کی هر طرح سے اعانت کریں - ایک معنے میں انکی کوششیں گورنمنٹ سے زیادہ قابل تحسین هیں

انگلستان اور اسلام

(٣)

صلح اور جنگ

یا زندگی اور موت

— * —

از مسٹر " بلنٹ "

—◌ * ◌—

جنگ بلقان کے نتائج بلقانیوں کے حق میں جو کچھه هونے والے هیں ' اس کی جھلک صاف صاف همیں نظر آرهی هے - شاہ فرڈیننڈ اور سلطان المعظم میں جو صلح هونے والی هے ' اس کے متعلق عام شرائط کا اعلان هوهی چکا هے ' صرف جزئیات کا تصفیه باقی هے - یه بھی هفته عشرہ میں هو جائیگا - کہا جاتا هے که سلطان ایڈریا نوپل ' سواحل مارمورا ' اور دردانیال پر قبضه رکھنے کے مختار هونگے - ترکوں کے یورپین مقبوضات کا بقیه ' اتحادیوں کے حصے میں آئیگا که وہ آپس میں جس طرح چاهیں تقسیم کرلیں - اس میں کوئی مزاحم اور دخل انداز نه هوگا - اتحادی اس کے آپ ذمه دار هونگے - یه بھی کوئی اهم مسئله نہیں هے که ایڈریانوپل کے بنادر کس کے حوالے کیے جائینگے ؟ اور نه یہی بات قابل اعتنا هے که البانیه کا آینده حشر کیا هوگا ؟ ایک امر مسلم هے اور بس ' اور وہ یه هے که یه تمام ممالک ' سلطنت عثمانیه سے همیشه کے لیے جدا کرلیے گئے - بالفاظ دیگر " اسلام " سے ان کا تعلق بالکل قطع کردیا گیا - البانیه کے مسلمانوں نے ترکوں کے ساتھه ناعاقبت اندیشانه فساد چھیڑکر اپنے پاؤں میں آپ کلهاڑی ماری هے - آینده کے لیے قومیت کے لحاظ سے ان کا مرتبه کچھه هی کیوں نه هو ' ایک خود مختار اسلامی حکومت کی آزادی وہ اب کسی طرح نہیں پاسکتے - هاں اپنی اس علیحدہ ڈیڑھه اینٹ کی مسجد کے ساتھه یورپ کی چکی کے پاٹ شناس پاٹ میں اچھی طرح پس پسا کر ' بوسینیا کی طرح عیسائی حکومتوں کی عالیشان عمارت کا مساله بن جائینگے -

وہ بات جو حقیقت میں غور طلب هے ' اور نتائج کے جس حصے کے متعلق ابتک همیں کچھه بھی علم نہیں ' یه هے که باسفورس کی تاریخی نشست گاہ میں خلافت عثمانیه کو سیاسی حیثیت سے کونسا درجه ملیگا ؟ آیا سچ مچ اس کے قدیمی آزادانه اور فوجی و ملکی اختیارات و اقتدارات یورپ کے بچے کھچے صوبوں هی پر بہی ' مگر رهنے دیے جائینگے ؟ یا یه دول یورپ کے قرضے کی شکنجے میں کس دی جائیگی ؟ آیا سلطان کو اپنی بقیه مسلمان رعایا پر حکم ران رهنے دیا جائیگا ؟ یا اب سے وہ ایشیا میں صرف ایک نمایشی خول بنا کر رکھے جائینگے - جس طرح مصر میں خدیو رکھے گئے هیں ؟ یعنی ایک ایسے شخص کی صورت میں ' جسکی ظاهری شان شوکت تو بہت کچھه هو ' لیکن جو دراصل متحدہ یورپ کی طرف سے مخصوص ایک وظیفه خوار تعصب کا پتله هو ؟ در حقیقت یه ایک نہایت نازک اور اهم مسئله هے - ایسا مسئله ' جس سے دنیاے اسلام کا گہرا تعلق هے -

(ایجپٹ) کے مسلمان ناظرین دیر وہ واقعات جن سے قسطنطنیه میں موجودہ افسوس ناک حالت پیدا هوگئی هے ' بخوبی ظاهر هوچکے

کیا صبح قیامت آ گئی

اور مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہونگے ؟ ؟

—.*:—

سلسلۂ " مستقبل الاسلام " نمبر (۱)

—*—

در رہ منزل لیلی کہ خطرہاست بجان
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

—*—

ہاں ' بنی نوع انسان کی تاریخ میں ایک نیا باب کھل گیا ہے اقوام و ملل کے سمندر میں تلاطم بپا ہے - عمل اور انکشاف کی دنیا میں ایک ہیجان ہے - موت یا زندگی کی کشاکش شروع ہوگئی ہے - مظالم ' نا انصافیاں ' اور خونی ہنگامہ آرائیاں مشرق اور مغرب میں ہر آن متلاطم و متحرک ہو رہی ہیں - ہاں ' ایک شور اور ایک طوفان ہے ' جو ایشیا ' افریقہ ' یورپ میں اٹھہ رہا ہے اور شمال کو جنوب ' جنوب کو شمال ' اور مشرق کو مغرب ' مغرب کو مشرق بنانے کے لیے بے چین ہے - پھر صدیوں کے بعد اب شہادت گاہیں سنسان مقامات میں قائم ہوگئی ہیں - دار و رسن کی خونی نمایش گاہیں کھل گئی ہیں ' جاں سپاری اور خون ریزی کے بازار اور دکانیں بھی لگادی گئی ہیں - شہید اعظم ثقۃ الاسلام بھی دار پر منصور کی طرح لٹک رہا ہے - مراکو ' طرابلس ' ایران ' عرب ' اور مقدونیہ کی کربلاؤں سے کتنے بے زبان شہید ہیں ' جو یا صباحاہ یا صباحاہ پکار رہے ہیں ' انکی لاشیں ایک صدا ہیں ' جو کہتی ہیں کہ

" اے اسلام کے نام لیواؤ ! خواب غفلت سے جاگو ! کیا دیکھتے نہیں کہ یورپ نے کمر باندھی ہے کہ ممالک اسلامیہ کو نیست و نابود کردے " پھر وہ وقت آگیا ہے کہ کوہ صفا پر چڑھکر خدا کے برگزیدہ نبی کی روح اطہر ندا دے " انا النذیر العریان " اور بتائے کہ عالم فتنہ و فساد سے پر ہے ' جہالت کا اندھیرا ہے ' ضلالت پھیلی ہوئی ہے - نوع بشر پر جور و جفا کی چھریاں چل رہی ہیں ' لڑائی جھگڑے چھوڑ کر بھائی بھائی بن جائے اور مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کو فنا کرکے ایک عالم کو نجات دلانیکا وقت آگیا ہے -

بظاہر دنیاء اسلام کے زندہ رہنے کی کوئی امید نہیں ہے - معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۵ع میں کوئی اسلامی سلطنت پردۂ دنیا پر باقی نہ رہیگی - تمام دنیا کے مسلمانوں کی حالت اب ایسی نازک ہوگئی ہے کہ آیندہ دس برس کے اندر انکو آبادیاں اور بستیاں چھوڑ کر پہاڑوں ' جنگلوں ' اور بے نام و نشان گوشوں میں پناہ گزیں ہونا پڑیگا - بلکہ انہیں اپنے آپکو مسلمان کہتے ہوئے بھی حجاب آئیگا اور مصلحت وقت کی تعمیل ضروری کے لحاظ سے اپنی شخصیت چھپانے ہی میں عافیت نظر آئیگی - آج ہم کو اتنا وقت ہے کہ اپنے مظلوم شہیدوں کے نام لیکر بین کرسکیں ' مگر نہیں معلوم کہ کل کیسے اسباب پیش آجائیں ؟ ممکن ہے کہ شاید ماتم و شیون کی بھی فرصت نہ مل سکے - اور ہر آنسو کے بہانے کے واسطے اجازت اور مصلحت کا منہ دیکھنا ہو ! مسلمانوں ہی نے اپنے آپکو مٹا کر پہلے زمانہ میں اخوت ' عالمگیر وحدانیت ' اور حقوق العباد کی مشعلیں اسوقت روشن کی تھیں ' جب کہ ایک طرف رومی صلیب پرستوں کی سفاکیوں سے خلق خدا بیزار ہو گئی تھی ' دوسری طرف ایرانی آتش پرستوں کی زیادتیوں سے دنیا خون کے آنسو رو رہی تھی - اب بھی عالمگیر امن و امان اور عالمگیر نیکیوں کے لئے ایشیا ' افریقہ ' اور یورپ کی زمین مسلمانوں کا پاک خون مانگتی ہے - ہاں ' ہمارے بدلنے سے دنیا بدل جائیگی ' اور ہمارے اندر ہی تمام عالم کی آزادی مضمر ہے -

یورپ نے طرابلس عرب میں کیا کیا قیامت نہ اٹھائے ؟ تبریز اور مشہد مقدس میں روسی بیرحمیاں ہوسکتی ہیں جو عمل میں نہیں آئیں ؟ اور اب کونسی ہٹ دھرمی اور بیدردی ہے جو سلطنت عثمانیہ کے خون ناحق کے واسطے نہیں کی جا رہی ہے ؟ یورپ کے برتاؤ پر کیا ہم فرقان مجید کے اس نتیجہ خیز شذرۂ معرفت سے سبق نہیں لے سکتے ؟

ولن ترضی عنك الیهود ولا النصری حتی تتبع ملتهم (پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۴ - آیت ۸)

اور (اے پیغمبر) نہ تو یہود ہی تم سے کبھی راضی ہونگے اور نہ نصاری ہی ' تاوقتیکہ تم ان ہی کا مذہب نہ اختیار کرلو -

ان تمسسکم حسنة تسؤهم وان تصبکم سیئة یفرحوا بها - وان تصبروا وتتقوا لایضرکم کیدهم شیئاً (سورہ آل عمران) (۱۱۰۱۲)

(مسلمانو !) اگر تم کو کوئی فائدہ پہنچے تو انکو برا لگتا ہے اور تم کو کوئی گزند پہنچے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم (انکی ایذاؤں پر) صبر کرو اور (انتقام میں زیادتی سے) بچو تو (اطمینان رکھو کہ) انکے فریب سے تمہارا کچھہ بھی نہیں بگڑتا ہے -

پھر کیا ایسی حالت میں مسلمانوں کو صرف یہی مناسب ہے کہ وہ ایک جلسہ کرکے سر ایڈورڈ گرے کے وزارت خانے میں تار بھیجیں اور اس بارگاہ احدیت کی طرف تھوڑی دیر کے واسطے بھی رجوع نہوں ' جسکے احکام جبروتی کے آگے تمام دنیوی طاقتیں ہیچ ہیں ؟

اب وقت بار داریوں کا گیا - اب وقت اپنے خدا ' اپنے ہادی ' اپنے دل اور اپنے عالمگیر منتشر شیرازہ کے چاروں طرف غور و فکر کرنیکا ہے -

آستین نکلی ہوئی جیب و گریباں چاک چاک
دامن محشر سے وابستہ مرا داماں رہا

قوموں کی زندگی میں ابھار اور جوش کا وقت اتفاق سے آتا ہے - اسلامیت کی زندگی میں بھی یہہ وقت ایک دور ارتقائی کے چکر سے آگیا ہے - اسکے نشیب و فراز پر غور کرنا اور ایک مستقل اور دوامی تحریک کی روح پھونکنا جانداروں اور فدائیوں کا کام ہے - اب بھی اسلامیت کے پریشان دوروں میں کچھہ شرف نفس کا جوہر باقی ہے - حب وطن ' حمیت قوم ' اور عزت کی موت کو ذلت کی حیات پر ترجیح دینے اور اسکے سمجھنے کا میلان پایا جاتا ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ کے دیوتاؤں کے پوجنے ' یورپ کے علوم و فنون کے پس خوردہ کھانے ' اور یورپ کی تہذیب جون آشام کی ریس کرنے سے مسلمان مایوس ہوگئے ہیں ' اور وہ دیکھہ رہے ہیں کہ جدید تحریکوں کے تخم یورپ کے آتش فشاں زمین میں بکھر گئے ان میں نمو اور حیات کے آثار مطلق نہیں - ساتھہ ہی جدید محدود بالارض اور سطحی کوششیں ہوئیں ' ان سے آج تک نہ تو کوئی نتیجہ مرتب ہوا ' اور نہ آیندہ اسکے ہونیکی امید ہے - ایسے پر آشوب اور پر شور وقت میں ایشیا ' افریقہ ' اور یورپ سے آواز بلند ہو رہی ہے کہ :

(۱) خانہ کعبہ کے آزاد دامن امن میں ایک عالمگیر جمعیت فدائیان اسلام کی بہت جلد منعقد ہو - جہاں عربی میں باخبر مسلمان سوچکر بتائیں کہ مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی حالت کسطرح محفوظ رہ سکتی ہے - اس شورائے کعبہ کی تجویزیں اور کار روائیاں مختلف مقامی زبانوں میں عالمگیر طریقہ سے شائع کی جائیں

(۲) نو جوان تعلیم یافتہ مسلمان ' جنکو اپنے دور افتادہ بھائیوں کا درد ہے ' ہجرت کریں ' یا کم سے کم کچھہ زمانہ کے واسطے ممالک اسلامیہ میں جا بسیں اور سمجھیں کہ دور کی ہمدردی اور قریب کی ہمدردی میں آسمان و زمین کا فرق ہوتا ہے - اسطرح اپنے بھائیوں کو اس عالمگیر سلسلہ آمد و رفت سے بیدار کریں اور سیلاب یورپ کی مدافعت کے پشتے اپنے جسم ' اپنے عمل ' اپنے مال اور اپنے جان سے پختہ کریں - ہجرت اور اخوت کو مسلمانوں کی تاریخ سے ایک معنی خیز تعلق ہے -

کیا جاسکتا ہے کہ اگر کبھی ایسا وقت آجائیگا تو وہ روکے گی - میرا یہ بھی خیال ہے کہ یہی جرمنی ہے جو انگلستان اور روس کے اصلی منشاء یعنی در دانیال سے روسی جنگی جہازات کیلیے آمد و رفت کا راستہ کھول دیے جانے کی مزاحمت کریگی [لیکن جرمنی کے متعلق یہ خیال درست نہیں ' بعد کے واقعات نے پردے اُٹھادیے - الہلال] - میری راے میں یہی سب سے بڑا اہم مسئلہ ہے جو بہت جلد ہمارے سامنے پیش آنے والا ہے - اگر یہ راستہ کھل گیا تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ قسطنطنیہ میں سلطان محض بے دست و پا بنا کر رکھدیے جائیں ' کیونکہ اسوقت یورپ کی ہر بحری طاقت کے اختیار میں ہوگا کہ جس بات کے لیے چاہیگی اُن پر دباؤ ڈالیگی اور ساحل پرگولہ باری کی دھمکی سے اُسکی تکمیل کرالیگی - سلطان ایک طرف سے تو بحر قلزم کی طاقتوں' یعنی انگلستان اور فرانس کے ' اور دوسری طرف بحر اسود کی جانب سے روس کے تابع فرمان بنجائینگے - یہ ایسی صورت ہے جو ایتلاف مثلث (جرمنی ' آسٹریا ' اٹالیہ) کو مشکل سے پسند آئیگی ' کیونکہ اُس حالت میں جب کبھی ایتلاف مثلث (جرمنی ' آسٹریا ' ایطالیہ) اور اتحاد مثلث (روس ' فرانس ' انگلستان) کے درمیان عام معرکہ آرائی ہو جائیگی ' تو ترکوں کو مجبوراً اول الذکر کے مقابلہ میں آخر الذکر کا ساتھ دینا پڑیگا - ابھی رخوہ سے میرے خیال میں یہ بھی صاف نظر آئیگا کہ جب یورپین کانفرنس کے سامنے عثمانیوں کی آئندہ قسمت کے جملہ مسائل پیش ہونگے ' اور اُسوقت تک عنان حکومت سر اڈورڈ گرے ہی کے ہاتھوں میں رہی ' تو انگلستان آبنائے باسفورس سے راستہ کھلوادیے جانے کے مسئلہ میں روس کا حامی رہیگا - عثمانی سلطنت پر کیسی ہی کچھہ مصیبت کیوں نہ آجائے ' در دانیال کا راستہ کھل جانا ایک ایسا امر ہوگا ' جس سے بڑھکر خطرناک اور مہلک دشمنی مسلمانونکی زندگی کیساتھہ نہیں ہو سکتی - کیونکہ اِس حالت میں خلافت اسلامی اُن بد اندیش ترین دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں پڑ جائیگی ' جنسے اسوقت اِسلام کا مقابلہ ہو رہا ہے ' یعنے شمال مغربی افریقہ میں فرانس ' مصر میں انگلستان ' اور وسط ایشیا میں روس -

خلیفۂ اسلام عیسائی یورپ کا ایک ادنیٰ چاکر بنجائیگا -

یہی سبب ہے کہ اسوقت جو مصیبت کی تاریک گھٹائیں مسلمانوں کے معاملات پر ہر طرف سے چھائی ہوئی ہیں ' اسمیں اُس جز کو روشنی کی سب سے عمدہ جھلک سمجھنے پر آمادہ ہوں کہ شاہ فردیننڈ نے سلطان سے آپس میں بلغاری عثمانی اتحاد قائم کرنے کی ایک تجویز پیش کی ہے - میری راے میں اگر یہ اتحاد قائم ہوگیا ' تو یہ سب سے بڑا اور مضبوط اتحاد ہوگا ' جو خلافت کی آزادی کے قائم رکھنے کا ذمہ دار ہوسکے ' اور یہی وہ اتحاد ہوگا جو اغیار کی ہوسوں کو عملی طور پر روک دے سکے - یہ پہلا موقعہ نہیں ہے کہ اس قسم کے اتحاد کا خیال پیدا ہوا ہو - علانیہ طور پر نہ سہی ' لیکن سنہ ۱۹۰۸ ع کے انقلاب ترکی کے بعد سے لیکر آجتک خاص خاص صحبتوں اور موقعوں میں بارہا اس اتحاد کا ذکر آچکا ہے ' اور میں بذات خود ہمیشہ اس اتحاد کا مؤید رہا ہوں - میرا خیال ہے کہ سلطان کے لیے یہ بہترین موقع ہے کہ ایک آزادانہ فرصت کی مہلت کو کام میں لاکر اپنی سلطنت کی اِس ضرورت کو پورا کرلیں اور اپنی پچھلی شکست کی تلافی کرلیں - اگر یہ ممکن نہو اور اگر طاقتوں کی راے ہوئی کہ باسفورس اور در دانیال کا راستہ کھلوادیا جاے ' تو میرے خیال میں یہ اس سے ہزار درجہ بہتر ہوگا کہ قسطنطنیہ سے تخت خلافت کو ہٹا کر ایشیاے کوچک میں لیجایا جاے - [لیکن اسکا وقت چلاگیا -]

جو ایک اڑتی ہوئی خبر عثمانی بلغاری اتحاد کی اڑی تھی اسکی پھر تصدیق نہیں ہوئی - الہلال]

اِس اہم ترین مسئلہ سے قطع نظر کرکے ' جسکا ہر پہلو نہایت نازک اور دقیق ہے ' عثمانی سلطنت کی فوری ضرورت یہ ہے کہ حکومت کا انتظام اُن نالائق اور نامراد ہاتھوں سے لیے لیا جائے جنہوں نے اسکے ساتھہ جفا کی ہے - (کامل) پھر اُسی تدبر و تاریکی میں دھکیل دیا جاے جس سے وہ چار مہینے ہوئے اپنے ملک میں تباہی لانے کے لیے انگلستان کا دوست بنکر نکلا تھا - نیز عثمانی پارلیمنٹ از سر نو جمع کیجائے - شوکت پاشا دوبارہ وزیر جنگ مقرر ہوکر فوجی انتظامات اپنے ہاتھوں میں لیں ' اور پارلیمنٹ کی نامزدگی سے ایک ایسی وزارت قائم ہو ' جسکے ارکان اپنے وطن کے سچے خیر خواہ ہوں - [الحمد للہ کہ یہ امید اب واقعہ ہے - الہلال]

سلطنت کی اس عام مصیبت میں میرا خیال ہے کہ مصر کا حصہ بہت کم ہوگا - غالب سے غالب یہی شک ہے کہ ہمارا خدیو جارحانہ سلطان کی فوجی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر کسی نہ کسی شکل میں ممالک خدیویہ پر برطانوی دخل کی منظوری حاصل کرادیگا - یہ ایک افسوس ناک بحث ہے - میں نہیں چاہتا کہ آج اس مسئلہ کو طول دوں -

تتمہ

میں مضمون لکھہ ہی رہا تھا کہ اس امر کا اعلان سننے میں آیا کہ " صلح کی گفتگو لندن میں ہوگی تاکہ ثالثی کرنے والا سر اڈورڈ گرے کی صلح سے فائدہ اٹھا سکیں " یہ اعلان اصلی حالات کے لحاظ سے ایک عجیب شرمی قسمت کا اعلان ہے - ساتھہ ہی ساتھہ وہ خبر بھی ' جو سر اڈورڈ گرے کے اخبار (وسٹ منسٹر گزٹ) میں ایشیاے کوچک کی حکومت کی سرحی کے نیچے خصوصیت کے ساتھہ نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے ' کچھہ کم نا مبارک نہیں ہے - ایک پرچہ چھپا ہے کہ روس اور انگلستان کے سخت اصرار پر باب عالی نے اِس بات کا فیصلہ کرلیا ہے کہ " اناطولیہ " اور " مدیترینیہ " کی حکومت کے انتظام کے لیے ۱۶ - روسی اور انگریزی انسپکٹر مقرر کرے اور اُن ممالک کی ذمہ دار پبلک کو ایک حد تک سلف گورنمنٹ عطا کردے - اسکے یہ معنی ہیں کہ ایشیائی ترکی میں سر اڈورڈ گرے کی مشہور معروف ایران والی پالیسی دہرائی جاے ' یعنی زار روس کے ساتھہ انتظام حکومت کی تقسیم کی وہ پالیسی ' جو بہ الفاظ دیگر " غارت گری بلا جنگ و جدال " کے موزوں تر الفاظ سے تعبیر کی جاسکتی ہے -

[الہلال]

یہ مضمون مسٹر بلنٹ نے ۸ - دسمبر کو لکھا تھا ' اسلیے واقعات ما بعد کا اسمیں ذکر نہیں - مسٹر موصوف کو مشرقی مسئلے کے اسرار و رموز پر جیسا کچھہ عبور ہے ' اور علی الخصوص وزارت خانہ لندن کے پر اسرار دسائس و فریب سے جیسی محرمانہ واقفیت رکھتے ہیں ' اسکا ثبوت انکی کتاب " تاریخ سری مصر " سے ملچکا ہے - لیکن (انڈیپنڈنٹ) کے مضامین بھی ہمیشہ ایک تازہ شہادت ہوتے ہیں - پچھلے دنوں الہلال کے صفحوں میں آپکا ایک مضمون نکلا تھا ' جسکے خیالات اور اظہارات حرف بحرف صحیح ثابت ہوے - اب یہ دوسرا مضمون ہے - جسمیں صلح کانفرس کے انعقاد تک کے واقعات کی بنا پر انہوں نے اپنی رائیں ظاہر کی ہیں -

اسلام دوستی کی یہ سرگذشت اس حکومت کی ہے ' جس کو آجکل اسکے بعض نمکخواہ کے اہلحدیث ' مسلم نواز اور وفادار اسلام ظاہر کرتے ہوے اپنے خدا اور اپنے ضمیر ' دونوں سے نہیں شرماتے - و اللہ یعلم انہم لکاذبون العاصرون -

مراسلات

اورئینٹل بنک آف انڈیا لمیٹڈ

بطرف سے

سرپرستی رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ

ترکی سلطنت کو اسلامی قرض حسنہ

— * —

چونکہ ڈائرکٹران اورئینٹل بنک آف انڈیا لمیٹڈ سے یہ استدعا کیگئی ہے کہ اسوقت ترکی سلطنت کو مالی فایدہ و امداد پہونچانے کیواسطے ایک ایسے عام اسلامی قرض حسنہ کا انتظام و بندوبست عمل میں لایا جائے جسمیں بالاتفاق تمام مسلمانان ہندوستان کی شرکت و شمولیت ہو - لہذا یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک بڑی بھاری رقم زر' بنک کیطرفسے بذریعہ جاری کرنے ایسے میعادی تمسکات قرضہ کے بہم پہونچائی جائے' جوکہ بالکل بغیر سود کے ہوں - اور پھر یہی رقم کثیر بطور قرضۂ حسنہ گورنمنٹ عثمانی کو بھی اسی طرح' بالکل بغیر کسی سود کے دیدی جائے - اسپر بنک' سرکار عثمانی سے صرف ایک قلیل سی مقررہ رقم محض بطور کمیشن فقط اُن اخراجات کو پورا کرنیکی خاطر لینا قبول کریگا جوکہ اِس قرض حسنہ کے اجرا و قیام وغیرہ کے متعلق ہونگے - اور کافی رقوم سرمایہ کے جمع ہوجانے پر بنک کے ڈائرکٹران فوراً روپیہ مذکور کو اُس بندوبست داد وستد اور کاروبار قرضہ میں داخل کردینگے جوکہ ترکی سلطنت کے ساتھ کیا جائیگا - اور وہ یا تو اِس شرط وقرار داد پر ہوگا کہ یہ ایک سراسر جدید قرضہ ہے جو سود کی آلایش سے بالکل پاک و مبرا رکھکر ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے دیا جاتا ہے - اور یا یہ کہ روپیہ مذکور سرکار عثمانیہ کے اُن موجودہ قرضجات کا کوئی ایک حصہ یا اُسکی کسی مقدار کے حاصل کرنے میں دیدیا جائیگا' جوکہ دولت عثمانیہ کی طرف سے بصورت تمسکات عثمانیہ جاری کئے گئے ہیں - بالفعل جیساکہ مشورہ دیاگیا ہے' ملمان موصوف طریقۂ اول الذکر کا اختیار کرنا بوجہ اسکے زیادہ پسند کرینگے کہ طریقۂ مذکور بلحاظ کثیر ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی احساسات اور اُنکی لایق قبولیت و قابل قدر خواہشات کے زیادہ تر معزز و سرفراز اور زیادہ تر معقول و مناسب و فایدہ بخش اور زیادہ تر قابل منظوری و پسندیدگی ہے -

اس غرض کے واسطے جو بانڈز (یعنے تمسکات) منجانب بنک جاری کئے گئے ہیں - اُنکو " مسلم لون بانڈز " (یعنے اسلامی تمسکات قرض حسنہ) کہا جاتا ہے - اور یہ بہت ہی قلیل مالیت کے ہیں - یعنے انکی قیمت فی قطعہ صرف مبلغ پانچ روپیہ' دس روپیہ' اور پچاس روپیہ تک رکھی گئی ہے - نیز یہ کہ تمسکات مذکورہ اُنکے ہر ایک اصل مالک یا جایز وارث و جانشین کے حق میں حسب ضابطہ واجب الادا قرار دئے گئے ہیں اور انکا کل روپیہ بغیر سود کے اُنکی تاریخ اجرا سے دس سال بعد بلاکم وکاست واپس ملجائیگا - لیکن اگر قرضۂ مذکور کی واپس ادایگی یا وصولی منجانب سلطنت ترکی دس سال کی میعاد گذرنے سے پیشتر ہوجائے' تو اس حالت میں روپیہ مذکور اُن تمسک داروں کو واپس دیدیا جائیگا جوکہ اُسوقت اُسکو واپس لینا چاہیں' اور تمام روپیہ جوکہ اِس مد میں وصول ہوگا بنک کی طرف سے اِنویسٹ (یعنے کسی اور کاروبار میں لگاکر مفید) نہیں کیا جائیگا - تاوقتیکہ ترکی حکام کے ساتھ جو بندوبست و داد و ستد اور کاروبار قرضہ کا ہوا ہو' وہ بالکل مکمل اور پورا نہ ہوجائے - لیکن حسب فلوٹنگ یعنے چلنت میں جمع رکھا جائیگا - اور اس سررشتہ قرض حسنہ کے مربی و سرپرست رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ اِس امر کے باقاعدہ انتظام وغیرہ کیواسطے حسب ضابطہ ایک ایسا بورڈ بھی قائم فرمائینگے جسمیں کئی ایک اعلی عہدہ داران سلطنت ترکی اور کئی ایک بارسوخ معزز انگریز صاحبان جو سلطنت ترکی کے محب اور دوستدار ہیں شامل و شریک ہونگے - تاکہ وہ ہمارے ہندوستانی تمسک داروں کے فوائد اور حقوق کی بوجہ احسن نگرانی و حفاظت کرسکیں - اور اس امر کو بھی ملحوظ رکھیں کہ جو روپیہ ہندوستان سے جمع کرکے دیاجائے وہ ٹھیک اپنے موقعہ اور محل مناسب پر لگایاجائے چنانچہ اس بارے میں رائٹ آنریبل سید صاحب ممدوح نے ابھی سے کئی سربرآوردہ وزرائے سلطنت ترکی سے گفتگو فرمائی ہے اور بنک کو اپنی منظوری بخشدی ہے - پس ڈائرکٹران بنک یہ اُمید اور یقین کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان کا ہر ایک ایسا مسلمان جو اپنے اسلام کی خاطر کسی طرح کم ازکم پانچ روپیہ تک بھی قرض دینے کی استطاعت رکھہ سکتا ہو اِس اسلامی قرض حسنہ کا تمسک دار بنجائے تو ایک بہت ہی تھوڑی مدت اور قلیل عرصہ کے اندر ہی کروڑوں روپے - اِس مد میں اکٹھے ہوکر جمع ہوسکتے ہیں - پس ڈائرکٹران مذکور اسیواسطے ہر فرد مسلمان اور ہر ایک پیرو اسلام سے بطور اپیل یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ اس اسلامی قرض حسنہ کو ایک کامیاب نتیجہ پر لانے میں ہرگز کوئی بھی رکاوٹ نہ رہنے دیویں - اور اس طرح دنیا کو یہ ثابت کردکھائیں کہ اس ملک کے مسلمان بھی ابھی تک کیا کچھہ کامیابی حاصل کرسکتے ہیں -

فارم درخواست برائے خرید تمسکات طلب فرمایئے اور براہ مہربانی اسکا پورا پورا اندراج فرماکر بمعہ کل رقم کے جو اُن تمسکات کی بابت واجب الادا ہو' جنکے واسطے درخواست کیجائے' بنام منیجر صاحب ہیڈ آفس اورئینٹل بنک آف انڈیا لمیٹڈ لاہور یا بنک مذکور کی کسی شاخ کے منیجر کو یا براہ راست راقم کے پاس بھیجدیجیے -

(دستخط) احمد حسن بیرسٹرایٹ لا منیجنگ ڈائرکٹر اورئینٹل بنک آف انڈیا لمیٹڈ لاہور	مقام لاہور مورخہ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع

ایک انگریز کی شریفانہ اخلاقی جرأت

مسٹر (اوبری ہربٹ) نے انگلستان کی انجمن حامی بلقان کی ممبری سے استعفا ایک خط کے ذریعہ سے دیا' جو انھوں نے اخبارات میں شائع کیا ہے - مسٹر موصوف اس خط میں انجمن کے اس رزولیوشن کو سخت ناپسند کرتے ہیں جسمیں یہ طے کیاگیا ہے کہ دول عظمی پر زور ڈالا جائے کہ وہ مطالبات کے حاصل کرنے میں ریاستہائے بلقان کی مدد کریں اور ترکی پر زور ڈالیں کہ وہ بلقان کے مطالبات من و عن تسلیم کرلے - مسٹر موصوف کہتے ہیں کہ یہ تجویز اس ناطرفدارانہ پالیسی کے خلاف ہے جو انگلستان نے اختیار کی ہے - اسکے بعد مسٹر موصوف ناظرین کی توجہ ان وحشیانہ مظالم کی طرف منعطف کرتے ہیں جو بلغاری' سروی' اور یونانی فوجوں نے مسلمانوں پرکیے ہیں - پھر وہ کہتے ہیں کہ بلقانیوں کے وحشیانہ و انسانیت سوز مظالم طشت از بام ہوگئے ہیں اور اسقدر ناقابل انکار مسلم اور غیر مسلم ذرائع سے ثابت ہوگئے ہیں کہ اسمیں شک کی گنجایش نہیں' پس اگر انجمن کی بنیاد تعصب مذہبی یا جنسی کے بدلے حق پرستی اور مظلومی کی دستگیری کے اصول پرہے تو اسکو اپنا اول فرض یہ سمجھنا چاہیے تھا کہ وہ علی الاعلان بلقانیوں کے وحشیانہ مظالم پر اظہار نفرت کرے

(۳) یورپ کے ان اسباب کو ایک سخت عالمگیر طریقہ سے بائیکاٹ کر دیا جائے، جن سے ممالک اسلامیہ کا قلع قمع کیا جا رہا ہے - اپنے دار العلوم، اپنے مرکز، اور اپنے چرچے ہوں - ہربرٹ اسپنسر نے جاپانیوں سے کہا تھا کہ اگر اپنی شخصیت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو یورپ کے کل ضروری علوم و فنون اپنی زبان میں کرلو - ایک چپہ زمین کا یورپ کے کسی اجارہ دار کو نہ دینا - اپنی عورتیں انہیں نہ دینا اور انکی عورتیں اپنے گھر میں نہ لانا - بظاہر مغربی ہونا مگر باطناً مشرقی رہنا -

(۴) عربی زبان بولنے، عربی زبان سیکھنے، اور عربیت کے چرچے کے لیے فوراً آمادہ ہو جانا، جس سے مرکز اصل کی طرف میلان بالطبع کی راہیں نکلیں، اور مسلمانان عالم میں اپنے سر چشمہ سے قریب ترہتے جائے -

(۵) قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے کے ضروری ان تھک وسایل اور طریقے پیدا کرنا، تا کہ مسلمانان عالم کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا رہنما عدیم المثال ہے اور ہم کو اسپر پورا اعتماد ہے کہ اسی کی بدولت ہم نے ایک طرف رومیوں کے چھکے چھڑا دئے اور دوسری طرف آتش پرستوں کا طبقہ پلٹ دیا اور علوم و فنون کی مشعل لیکر دنیا میں اجالا کر دیا تھا -

(۶) مسلمانان عالم کے دل سے یہ خیال نکالنا کہ یورپ تہذیب و ترقی کا دیوتا ہے اور وہ ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے - بلکہ یہ جاگزیں کرنا کہ اسکی کمزوریاں اسکی مقصد کو کھوکلا کر رہی ہیں اور وہ اسوقت دوسروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے -

قرآن مجید لایالونکم خبالا (نصاری تمہیں ضرر پہنچانے میں ہرگز دریغ نہ کرینگے) کا معلم ہے -

(۷) ہزارہا نوجوان مسلمان یورپ، امریکہ، اور جاپان بھیجے جائیں جو سیاسیات اور واقعات جدیدہ کے تجربوں کے علاوہ فنون عملیہ کے ماہر ہوکر آئیں اور وہ بلاد اسلامیہ میں تقسیم کردئے جائیں - ابھی اسکا وقت ہے - ممکن ہے کہ آیندہ دس برس میں کسی مشرقی کو کوئی علم اور فن یورپ اور امریکہ والے نہ بتائیں -

(۸) مسلمانان عالم کا ایک (خزینۃ الاسلامیہ) خانہ کعبہ کے صدر مقام میں قائم ہو - جس میں زکوۃ، اوقاف، اور چندہ کا روپیہ فراہم ہوا کرے - بلکہ مسلمانان عالم اسکے واسطے اپنے اوپر ایک خاص ٹیکس (مدیۂ اسلام) کے نام سے مقرر کرلیں - اسی سے متعلقہ ضرورتیں پوری کریں -

* * *

یورپ نے بڑی مستعدی اور سرگرمی سے ممالک اسلامیہ کے زیر و زبر کرنیکا تہیہ کرلیا ہے، لیکن تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ ایسی ظالمانہ تحریکوں کی ابتدا بڑے دھوم اور بڑے تیز رفتاری کے ساتھہ ہوتی ہے مگر ایسی تحریکوں کے توڑنے اور مدافعت کے واسطے جو انتظامی طریقے پیدا کئے جاتے ہیں، انکا آغاز بہت سست اور کمزور ہوا ہے - لیکن بعد چندے وہ ظالمانہ تحریکیں دھیمی پڑجاتی ہیں اور اسکے برخلاف مدافعت پسند طریقے رفتہ رفتہ زور پکڑ جاتے ہیں - یہی حال یورپ اور اسلام کا ہوگا - اسلیے کہ موجودہ واقعات نے مسلمانوں کو یورپ سے بیدار کردیا ہے - ان میں اخوت، ہمدردی، اور جان نثاری کی چنگاریاں زندہ ہوگئی ہیں جو زمانہ کی آب و ہوا سے مشتعل ہوکر شعلۂ طور کا کام دینگی -

(فاران) کی چوٹیوں سے آوازیں آ رہی ہیں اور (مدینہ) کے غیر فانی بادشاہ کی فوجیں آراستہ ہو رہی ہیں -

(محمد نذیر ہاشمی مارہرہ)

[ذیل مراسلہ]

الہلال اور مسئلۂ تعلیم نسوان

— * —

محسن قوم و ملک ! السلام علیکم

آپکی آزادانہ و منصفانہ راے زنی کا مرقع صفحات الہلال میں دیکھکر مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں بحیثیت فرقۂ اناث کی ایک ادنی فرد ہونیکے آپسے اپنے کس مپرس فرقہ کی بابت کچھہ عرض کروں مگر ذرا بے مقدار کا خورشید تاباں کے مقابلہ میں تیری دکھلانا علامت حماقت و قابل مضحکہ فعل ہے - بھلا کہاں میں کندۂ ناتراش پردہ نشین ہندوستانی لڑکی، اور کہاں آپ جیسے عالم متبحر واجب التعظیم بزرگ -

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

عرض مدعا سے قبل میں یہ گوشگذار کردینا انسب سمجھتی ہوں کہ آپ میری اس بیباکی کو میری خیرہ چشمی پر محمول نفرمائیں -

میں آپسے صرف اسقدر نہایت ادب سے التجا کرتی ہوں کہ آپ کبھی کسی مناسب موقع پر حقوق نسوان پر روشنی ڈالیں جسکے ضمن میں تعلیم نسواں و حجاب نسواں پر بھی اپنی قیمتی راے کا اظہار فرمائیں -

اگرچہ یہ بدنصیب مسئلے مقاصد الہلال سے قطعی بے تعلق ہیں مگر میرا دل خود زندہ مجبور کر رہا ہے کہ آپ جیسے ہمدرد قوم کے روبرو اپنے کمزور بیکس و محروم فرقہ کی حالت زار کا موثر پیش کرکے آپکے خیالات پاکیزہ معلوم کروں، خواہ خلاف توقع ہی کیوں نہو - و نیز مجھے یہ بھی امید ہے کہ شاید آپکا صرف ایکمرتبہ زور قلم دکھانا بدنصیب مستورات کی حمایت میں اکثر سنگدل قلوب کو موم کرکے میری بعض ہمجنسوں کو جہالت کے غار عمیق میں گرنے سے بچالے اور آپسے زوردار مفرے، آپکا سحر آگین انداز تحریر، ممکن ہے کہ میری مانند اکثر حضرات کے دلوں پر رعد و برق کا سا اثر دکھائے - ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

افضال الہی سے ہندوستان کے لا تعداد بزرگان قوم فرائض قومی کو انجام دے رہے ہیں مگر والے برگشتگی بخت زنان، کہ کوئی خدا کا بندہ مادی مصلحت وقت بنکر مستورات کے الم پنہاں کی خبر نہیں لیتا جو ہر عورت کے دل میں بصورت جہالت موجود ہے - الا ماشاء اللہ - میں مقر ہوں کہ تعلیم نسواں کی اہم ضرورت ہندوستان میں زیادہ تر محسوس ہو چکی ہے مگر آہ ! آہ !! ابھی تعلیم اجرائی ملک کیطرح عام نہیں ہوئی میرا دعوی غلط نہوگا اگر میں کہوں کہ فیصدی دس عورتیں زیور تعلیم سے مزین نظر آئینگی اور چشم بد دور فیصدی نوے مرد - بس یہی خیال ہمیشہ میرے قلب مضطرب میں ہیجان پیدا کیے رہتا ہے -

میں غالباً اداے فرض انسانیت سے قاصر رہونگی اگر الہلال کی نسبت چند کلمات عرض نہ کردوں - میرے خیال میں اگر مسلمانان عالم کی بیداری کا کوئی ذریعہ ہوسکتا ہے تو وہ الہلال ہے - اور الہلال کو ہی خیراندیشانہ (حقیقی معنوں میں) پالیسی رکھنے کا شرف حاصل ہے - آپکے پاکیزہ خیالات ناصحانہ انداز بیان کو دیکھکر بساختہ میرے منہ سے نکلتا ہے کہ :

اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

آخر میں میں امید کرتی ہوں کہ میری مرقومۂ بالا ناچیز التجا شرف قبولیت حاصل کریگی فقط -

راقمہ آثمہ

آپکی ایک ناچیز ہندوستانی بہن

فسوف یأتی الله بقوم یحبهم و یحبونه ' اذلة
علی المومنین ' اعزة علی الکافرین (٥ ۲۲)

— * —

" انور "

ادبیات

— * —

تنزل اسلام کا سبب اصلی

—:○(*)○:—

لوگ کہتے ہیں کہ یہ بات ہے اب امر صریح * کہ زمانہ میں کہیں عزت اسلام نہیں
آپ جائینگے جہاں، قوم کو پائینگے ذلیل * اس میں تخصیص عراق و عرب و شام نہیں

* * *

یہ بھی ظاہر ہے کہ ہیں مختلف الحال یہ لوگ * کوئی چیز ان میں جو ہو مشترک عام، نہیں
ایشیائی ہے اگر یہ، تو وہ ہے افریقی * اور کوئی رابطۂ نامہ و پیغام نہیں
لالہ رخ یہ ہے، تو زنگی و سیہ فام ہے وہ * یہ سمن بر ہے، وہ موزوں و خوش اندام نہیں
اسنے گہوارۂ راحت میں بسر کی ہے عمر * وہ کبھی خوگر آسائش و آرام نہیں
وہ ازل سے ہے کمند افگن و شمشیر سوار * اسکو جز عیش، کسی چیز سے کچھ کام نہیں
خوان و ایوان سے بھی سیر نہیں ہوتی اسکو * اسکو گر نان جویں بھی ہو، تو ابرام نہیں
اسنے یورپ کے مدارس میں جو سیکھے ہیں علوم * وہ ابھی ابجد تعلیم سے بھی رام نہیں
اسقدر فرق و تفاوت پہ بھی ہے مسلم یہ بات . * قوم کا دفتر عزت میں کہیں نام نہیں

* * *

پس اگر غور سے دیکھو، تو بجز مذہب و دین * ہم مسلمانوں میں کوئی صفت عام نہیں
ان اصولوں کی بنا پر یہ نتیجہ ہے صریح * سبب پستی اسلام، بجز اسلام نہیں

* * *

ان مسایل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار * یہ حقایق ہیں، تماشائے لب بام نہیں
غور کرنے کیلیے فکر و تعمق ہے ضرور * منزل خاص ہے یہ، رہگذر عام نہیں
بحث ماہیہ میں پہلی غلطی یہ ہے، کہ آپ * جسکو اسلام سمجھتے ہیں وہ اسلام نہیں
آپ کھانے کو بتا دیتے ہیں، پہلے مسموم * پھر یہ کہتے ہیں، غذا موجب اسقام نہیں
اعتقادات میں ہے سب سے مقدم توحید * آپ اس وصف کو ڈھونڈھیں تو کہیں نام نہیں
کون ہے شائبۂ شرک سے خالی اسوقت * کون ہے جسپہ نسب ہوس خام نہیں ؟
آستانوں کی زیارت کے لیے شد رحال * اس میں کیا شان پرستاری اصنام نہیں ؟
کیجیے مسئلۂ "شرک نبوت" پہ جو غور * کفر میں بھی یہ جہانگیری اوہام نہیں
اب عمل پر جو نظر کیجیے آئیگا نظر * کہ کسی ملک میں پابندی احکام نہیں
اغنیا کی ہے یہ حالت، کہ نہیں ہے وہ رئیس * جسکے چہرہ پہ فروغ مئے گلفام نہیں
نص قرآں سے مسلماں ہیں بھائی بھائی * اس اخوّت میں خصوصیت اعمام نہیں
ہاں یہ حالت ہے کہ بھائی کا ہے بھائی دشمن * کونسا گھر ہے جہاں یہ روش عام نہیں
نہ کہیں صدق و دیانت ہے نہ پابندی عہد * دل ہیں ناصاف، زبانوں پہ جو دشنام نہیں
آیت "فاعتبروا" پڑھتے ہیں ہر روز، مگر * علما کو خبر گردش ایام نہیں

* * *

الغرض عام ہے جو چیز، وہ بیدینی ہے * صاف یہ بات ہے، دھوکا نہیں، ابہام نہیں
ان حقائق کی بنا پر سبب پستی قوم * ترک پابندی اسلام ہے، اسلام نہیں

(شبلی نعمانی)

PRINTED & Published by A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA
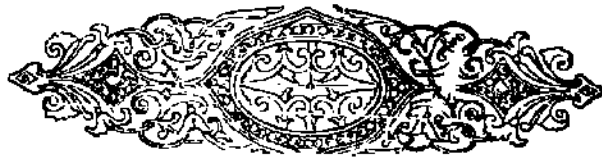
ناموران غزوۂ بلقان

سرگذشت انقلاب

— * —

پر اسرار ۱۲ - جھنڈیاں

— * —

(۳)

— * —

اب گذشتہ انقلاب کے تفصیلی حالات آنا شروع ہوگئے ہیں - گذشتہ ڈاک کے مصری اخبارات میں گو تاروں سے زیادہ نہیں ' اور عربی (المؤید) تو بالکل سکتے کی حالت میں ہے ' لیکن قسطنطنیہ کے اخبارات میں انقلاب کے ابتدائی ' اور انگریزی ڈاک میں بعض نہایت دلچسپ تفصیلات ہیں - ہم آج کی اشاعت میں ان معلومات کا خلاصہ درج کرتے ہیں - آیندہ ہفتے میں اپنے مراسلہ نگار خلیل . (ڈاکٹر مصباح الدین شریف بے) کی چٹھی شائع کرینگے ' اور اسکے بعد اسی سلسلے میں عازی (انور بے) کی خود نوشتہ سوانح عمری -

* * *

گورنمنٹ کو امیروں کی طرف سے باربار آگاہ کردیا گیا تھا کہ فوج بلا کسی خیال کے جنگ کو دوبارہ جاری دیکھنا چاہتی ہے اور وہ اسکے لیے سخت مضطرب ہے - نیز انجمن اتحاد و ترقی کے معتبرین بھی برابر اسی پر زور دیے جارہے تھے ' مگر کامل پاشا اسکا سخت مخالف تھا - اسکا خیال تھا کہ وہ خطرات جو دوسروں کو سامنے نظر آتے ہیں ' اسکے سامنے بالکل ہیچ ہیں - اسکو ناظم پاشا پر پورا بھروسہ تھا اور اسلیے ان خطرات کی کچھہ بھی پیش بندی نہیں کی گئی -

اس ہونیوالے انقلاب کی صبح کو (طلعت بک) نے کامل پاشا سے ملاقات کی اور اثناے گفتگو میں صاف طور سے ظاہر کردیا کہ " یا تو باب عالی اس موقع پر دول کی یاد داشت کو منظور کرنے سے انکار کردے ' یا پھر ایک سخت خونریزی کیلیے مستعد ہوجاے ! "

* * *

اس مبارک دن کی دوپہر ڈھل چکی تھی ' تین بجے کا وقت تھا اور خاموشی اور سکون کے خلاف کوئی بات نہیں ہوئی تھی ' کہ یکایک آنے والے حادثے کا پہلا نشان ظاہر ہوا - امجد بک (والی ادرنہ) ایک گھوڑے پر سوار نظر آے ' جنکے ساتھہ پانچ سوار اور تھے - جونہی انہوں نے باب عالی کے طرف جانے کیلیے اپنے گھوڑے کی لگام موڑی ' معاً دارہ آدمیوں کی ایک جماعت قریب کے قہوہ خانے سے نکلتی ہوئی نظر آئی ' اور سڑک پر پہنچتے ہی انہوں نے بغل سے سرخ و سفید رنگ کی جھنڈیاں نکالیں اور انکو بلند کرکے کھول دیا -

یہ عجیب پر اسرار جھنڈیاں تھیں ' جن پر قرآن کریم کی آیات زرّیں کلمے لکھی ہوئی تھیں ' اور خاموش و ساکن فضاے شہر کو متحرک و متلاطم کرنے میں ایک نا قابل فہم طلسمی اثر رکھتی تھیں - اس جماعت نے جلد جلد قدم بڑھانا شروع کردیا - یکایک ایک دوسری راہ سے ۱۲ - جھنڈے نمودار ہوے - انکے نیچے بھی ۱۲ - یا - ۱۴ آدمیوں سے زیادہ تعداد نہ تھی - چند لمحوں کے بعد ایک دوسرے راستے سے ایسی ہی جماعت نکلی ' اور پھر تیسری اور چوتھی اور پانچویں ' غرضکہ پہلی جماعت اپنی سرخ و سفید جھنڈیوں کو لیے ہوئے جوں جوں بڑھتی جاتی تھی ' نئی نئی جماعتیں پورے سکون اور خاموشی سے آآکر ملتی جاتی تھیں - پندرہ بیس منٹ کے اندر شہر کا کوئی راستہ جو باب عالی تک جاتا ہے ' پر اسرار ۱۲ - والی جماعت سے خالی نہیں رہا ' اور بغیر کسی شور و ہنگامے کے ' باب عالی تک پہنچتے پہنچتے ایک بڑی جماعت فراہم ہوگئی -

جونہی یہ گروہ باب عالی کے بڑے پھاٹک پر پہنچا ' ایک جانب سب کی نگاہیں اٹھہ گئیں ' سب نے دیکھا کہ غازی (انور بے) ایک گھوڑے پر سوار چلے آرہے ہیں -

یورپین ٹرکی کا نظارۂ آخری

سالونیک کا ایک مصنوعی باغ -

* * *

اب یہ ایک پوری با قاعدہ جماعت تھی ' جسکی تعداد سو کے قریب تھی - غازی انور بے کے بعد سب سے زیادہ قابل ذکر بہاری بک اور طلعت بے ہیں ' جو سب سے آگے تھے - انکے علاوہ انجمن اتحاد و ترقی کے رہنما اور " فدائی " ممبروں کی جماعت تھی -

صدر دروازے سے بڑھتے ہی جماعت نے سب سے پہلے نعرہ لگایا : " حکومت سے دست بردار ہوجاؤ ! ہم ملک کو بچالیں گے ! " -

اس نعرے کے ساتھہ ہی پوری جماعت نے باب عالی کے اندر داخل ہونا چاہا - جو محافظ دستۂ فوج وہاں موجود تھا ' اس نے کسی طرح کی مزاحمت نہیں کی -

قومی جماعت کا باب عالی کے سامنے نمودار ہونا اور پھر یکایک اندر داخل ہوجانا ' اسقدر جلد ظہور میں آیا کہ تمام واقعہ بالکل ایک طلسم معلوم ہوتا ہے -

لیکن در اصل اس واقعہ پر کچھہ بھی تعجب نہیں کرنا چاہیے - تعجب کا اصلی مرکز اتحاد و ترقی کے پر اسرار اعمال ہیں ' جس نے

یہاں تک کہ نئی وزارت قائم ہوجاے "

یہ لوگ رات کے دو بجے رہا کردیے گئے ہیں -

* * *

اس اثنا میں کیا حکومت بالکل غافل رہی ؟

نہیں ' لیکن انجمن کے جادو نے سب کو سلادیا تھا ' اور اب بیدار کرنے کی وقتی کوشش بے فائدہ تھی - باب عالی کی محافظ فوج کا حال لکھہ چکا ہوں ' اور پھر مزید یہ کہ اسکا افسر غائب تھا - اس پورے عرصے میں سپاہیوں کو کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ موجودہ حالات میں انہیں کیا کرنا چاہیے ؟

محافظ دستے کے افسر نے ایسا ظاہر کرنے کی کوشش کی ' گویا اتفاقاً اسکے آنے میں دیر ہوگئی ' لیکن در اصل ایک شریک انقلاب افسر اسپر مسلط کر دیا گیا تھا کہ حرکت نہ کرسکے -

خاص شہر کے حاکم کی سرگذشت نہایت عجیب ہے - اول تو اسکو بہت دیر میں اطلاع ملی ' پھر سب سے نزدیک کے فوجی بارک میں جاکر سپاہیوں کو جمع کرنا چاہا ' مگر معلوم ہوا کہ وہ تو سب کے سب سازش میں شریک ہیں !

وہ دوڑا ہوا دوسری پلٹن میں گیا ' لیکن وہاں افسر موجود نہ تھے ! سپاہیوں کو حکم دیا کہ طیار ہوں ' مگر انہوں نے نہایت سرد مہری سے یہ جواب دیکر ٹالدیا کہ " افسروں کے معاملات میں ہم دخل نہیں دینگے " ! بالاخر نا امید ہوکر خاموش ہوگیا ! !

لیکن یہ خاموشی ' سپاہیوں کی عجیب خاموشی سے بھی عجیب تر تھی - کیا یہ خود بھی شریک سازش تو نہ تھا ؟

عجب نہیں ' کیونکہ اب دنیا بدل گئی تھی اور ہر چیز کا مالک (انور بے) تھا !

* * *

تھوڑی ہی دیر کے بعد (غازی انور بے) دوبارہ نمودار ہوا - اب اسکے ہاتھہ میں فرمان سلطانی تھا . " ہزایکسلنسی محمود شوکت پاشا وزیر اعظم مقرر کیے گیے "

اس خبر کے اعلان کے ساتھہ ہی کمیٹی نے پہلا کام یہ کیا کہ عوام میں سکون اور نا قاعدگی پیدا کرنے کی انتہائی کوشش شروع کردی ' جنکے ہجوم اور ہنگامے سے ایک محشر جوش و خروش بپا تھا - کمیٹی کے ممبروں ہی میں یہ کام تقسیم کردیا گیا ' کیونکہ اب انکے سوا پبلک کو کوئی خاموش نہیں کرا سکتا تھا -

اسکے ساتھہ ہی اتحاد و ترقی کے مخالفین و معاندین کی گرفتاریاں بھی شروع ہوگئیں - وزیر خارجہ کے سفرا نے معروزین کیلیے محفوظ مقامات مہیا کیے اور اسطرح سعید پاشا (پسر کامل پاشا) مختار بک (پسر شیخ الاسلام) اور معزول کے ماتحت سکرٹری رشید پاشا نے فوراً بھاگ کر سفرا کے یہاں پناہ لی -

اب دیکھنا یہ ہے کہ انجمن کا سلوک اپنے دشمنوں کے ساتھہ کیسا رہتا ہے ؟ وہ دشمن ' جن سے انتقام لینے کی اسے پوری طاقت حاصل ہے - کیا انجمن انکو سخت سزائیں دینا پسند کریگی ؟

* * *

بظاہر سازش کنندوں کی تعداد بہت قلیل تھی ' وقت اور فرصت اس سے بھی کم ' تاہم انہوں نے جس مستعدی ' چالاکی ' اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھہ ایک عظیم الشان انقلاب پورا کردیا ' وہ ہمیشہ نا قابل فراموش رہے گا -

ٹیلی فون اور ٹیلی گراف کے وہ تمام تار کاٹ ڈالے گئے تھے ' جو باب عالی ' محل سلطانی ' اور دفتر جنگ میں باہم مخابرہ کا ذریعہ ہوسکتے تھے - اسماعیل افندی ایک شامی اتحادی ہے ' جو کمیٹی کے ماتحت خفیہ پولیس کا افسر تھا - اسکے ماتحت سپاہیوں کا ایک گروہ اور خفیہ پولیس کے آدمی دیدیے گئے تھے ' تاکہ تمام اخبارات کے دفاتر کی نگرانی کریں ' نیز انکے دروازوں پر سخت پہرہ بٹھا دیا گیا تھا کہ نہ تو کوئی شخص اندر سے نکل سکے ' اور نہ باہر کا کوئی شخص اندر جاسکے -

انقلاب کے ظہور کے ساتھہ ہی گورنمنٹ کے تمام ممبروں کی گرفتاری میں بھی عجیب و غریب قوت کا اظہار کیا گیا - صرف یہی لوگ نہیں ' بلکہ وہ یورپین اشخاص بھی گرفتار کرلیے گئے تھے ' جن سے انجمن کو کسی طرح کا خطرہ تھا -

اینٹولیا ریلوے کا ڈائرکٹر ایم - ہگنس ' جرمن قنصل خانے کا مترجم : ہر ریبز ' اور ایک انگریز مسٹر کننگھم نامی ' جو بینشنل بنک کا منیجر تھا ' اسی وقت گرفتار کرلیے گئے تھے اور پانچ بجے تک گرفتار رہے -

اگرچہ اور تمام وزرا رات کے ۳ - بجے رہا کردیے گئے ' لیکن عبد الرحیم پاشا وزیر مال ' اور رشید پاشا وزیر داخلہ اب تک مقید ہیں -

---

[بقیہ مضمون مقالۂ افتتاحیہ صفحہ - ۹ -]

اسطرح کی نکتہ چینی سے نہ گھبرائیں - کوئی ہو ہم کو چاہیے کہ جس جوش سے اسکی سچی راے میں اسکا ساتھہ دیں ' اتنی ہی سختی سے اسکی غلطی پر نکتہ چینی بھی کریں - ابھی مولانا آزاد انکے سامنے تقریر کر رہے تھے ' لیکن کیا یہ غلط راہ چلیں گے تو ہم انکو چھوڑ دیں گے ؟ (آواز بد کبھی نہیں)

* * *

مسٹر محمد شریف بیرسٹر ایٹ لا نے تحریک کی کہ اس جلسہ کے رزولیوشنوں کی نقل وزیر اعظم انگلستان کے پاس بھیجی جاے ' نیز انگلستان اور ہندوستان کے اخبارات میں شائع ہوں -

آخر میں انریبل مسٹر فضل حق نے پریسیڈنٹ کیلیے ووٹ اف تھینکس کی تحریک کی اور چودھری نواب علی صاحب کی تائید سے بالاتفاق منظور ہوئی -

یہ جلسہ جس قوت اور عظمت کے ساتھہ منعقد ہوا ' اب اسکا اندازہ آپ روئداد کے لفظوں سے کیا کرینگے - جو لوگ کلکتہ کی حالت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کل تک یہاں مسلمانوں کے جمع کرنے سے زیادہ کوئی کام مشکل نہ تھا ' لیکن اب کچھہ عرصے سے حالت متغیر ہے - ٹون ہال میں پچھلے دنوں سب سے بڑا مسلمانوں کا جلسہ " مسلم لیگ " کے سالانہ اجلاس کا ہوا تھا ' لیکن باوجود داخلے کیلیے ٹکٹ کی شرط اٹھادینے کے ہمیشہ کرسیاں اپنی بے رونقی پر متاسف رہیں -

برخلاف اسکے یہ ایک حقیقی معنوں میں مسلمانوں کا قائم مقام جلسہ تھا ' جسمیں ہر طبقے اور ہر درجے کے لوگ شریک تھے - بیرسٹر ' وکلا ' زمیندار ' رؤساء ' اور عام تعلیم یافتہ مسلمانوں کا شاید ہی کوئی ایسا عظیم الشان مجمع منعقد ہوا ہو - جوش اور اضطراب کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صبح سے موسم بالکل بدل گیا تھا ' اور عین جلسہ کے اجتماع کے وقت بارش ہو رہی تھی ' تاہم پورا ہال ' دونوں طرف کے برامدے ' سامنے کی گیلری ' اور سیڑھیوں تک انسانوں کے سوا اور کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی - تقریروں کے اثنا میں جس جوش و خروش کا اظہار ہوا ' وہ بھی ہمیشہ یادگار رہیگا - مظالم کی حزین سرگذشتیں جب سنائی جاتی تھیں ' تو ہزاروں آنکھیں اشکبار نظر آتی تھیں - ہزہائینس سر آغا خاں کے ذکر پر مجمع میں جو برہمی پیدا ہوئی ' اس سے بھی دلوں کی حالت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے -

بطل طرابلس غازی منتصر بے

جو ۶۰ ہزار فوج کے ساتھہ بلقانی میں مصروف کارزار ہیں

اللہم انصرہ و انصر عساکرہ !

یہ عجیب تماشا دنیا کو دکھلانا چاہتا تھا - فی الحقیقت یہ ایک پوری مکمل اور باقاعدہ طے شدہ کارروائی تھی ' جسکے تمام اسباب و لوازم پیشتر سے فراہم کرلیے گئے تھے -

باب عالی کی محافظ فوج نے کچھہ تعرض نہیں کیا ' لیکن کیوں کرتی ' جبکہ وہ خود اتحاد و ترقی کے جاں نثار اور فدائی تھی ؟ صبح ہی سے اسکا انتظام کرلیا گیا تھا اور باقاعدہ محافظ دستے کی جگہ (آرشک پلٹن) کے سپاہی متعین کیے گیے تھے - یہ انجمن کی خاص مددگار جماعت ہے -

انجمن کو اس کارروائی کا موقع کیونکر ملا ؟ خاص باب عالی کی محافظ فوج کیونکر بدلدی گئی ؟ کیا اسکی اطلاع دفتر جنگ ' وزرا ' اور پولیس کو نہیں ہوئی ؟ یقیناً یہ ایک معمہ ہے جسکا حل کرنا سردست مشکل ہے (۱)

تاہم اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انجمن اپنے اس سخت ترین دور مصیبت میں بھی ' جبکہ دنیا یقین کرتی تھی کہ اسکی زندگی کے آخری دن ہیں ' اپنے اندر کیسی عجیب اور اعجوبہ خیز قوت انقلاب رکھتی ہے ؟ اور اسکی تدابیر مخفیہ کس درجہ پختہ ' اور اسکے نشانے کس درجہ بے خطا ہیں ؟

جو غیب آگے بڑھکر چند لمحوں کیلیے رکی اور خاموش سپاہیوں کے دستے کے سامنے بدری بے کے (بالکل اسطرح ' جیسے کوئی تھیٹر میں پارٹ کرتے ہوے کہتا ہے) چلا کر کہا

" میں اپنے آبائی ملک کی عزت بچانے آیا ہوں ' جسکے حقیر و ذلیل کرنے ' ٹھکرانے ' اور روندنے جانے میں خائنوں کی جماعت نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا - اگر تمہاری مرضی یہی ہے تو بہتر ' میں بھی راضی ہوں - مجھکو مار ڈالو ! میرے سینے کو گولیوں سے چھلنی کردو ! میں اپنے سامنے ترکی کی دل خون کن تذلیل و تحقیر تو نہیں دیکھونگا ! زندگی میں یہ سمجھ نے ' مرنے کے بعد سمجھنا بہتر ہے کہ ترکی کیلیے اب دنیا میں عزت نہیں ! "

اب اس تھیٹر کا آخری ایکٹ باقی تھا - غازی انور بے ' خلیل بے ' جمال بک آگے بڑھے - انکے پیچھے طلعت بے ' عمر بے ' نمایی بے اور مدحت بک تھے - یہ تمام لوگ وزارت اعظم کے دفتر میں جہاں اس وقت وزرا کی مجلس ' یادداشت کا جواب لکھنے کیلیے منعقد تھی ' اپنے معمولی کپڑوں میں بے باکانہ داخل ہوگئے

اصلی نشست کے ہال کا دروازہ چند قدموں کے فاصلے پر تھا کہ

سب سے پہلے کامل پاشا کا اڈیکانگ (نافذ بے) نکلا اور ریوالور لیے ہوے وسط راہ میں راستہ روک کر کھڑا ہوگیا - لیکن معاً ایک گولی چلی اور وہ زمین پر ڈھیر تھا -

اسکی متابعت ناظم پاشا کے ایک خفیہ ایجنٹ اور اڈیکانگ (توفیق بک) نے کی ' لیکن اسکو بھی مہلت نہیں ملی - سب کے آخر میں خود (ناظم پاشا) باہر نکلا اور (انور بے) کو دیکھکر کہا " یہ کیا گستاخی ہے ؟ "

ایک بڑے افسر (مصطفی نجیب) نے کہا " گستاخی ' گستاخی تم کررہے ہو ! "

ساتھہ ہی فیر کردیا اور متواتر تین گولیاں اسکے جسم سے نکل گئیں

کامل پاشا کے مصاحب نے (ناظم پاشا) کے قاتل کو مار ڈالا ' لیکن خود بھی نہ بچ سکا - بعض لوگوں کا بیان ہے کہ کسی " فدائی " کی گولی اسکے حصے میں آئی - بعض اسکے قاتل کو ایک فوجی افسر بتلاتے ہیں -

* * *

گولیوں کے چھوٹنے کی آواز سنکر محافظ دستۂ فوج میں ایک جنبش پیدا ہوئی - ایک دو سپاہیوں نے (انور بے) کی طرف بندوق کی نالی بھی کردی ' لیکن اس نے کسی بات پر توجہ نہیں کی - وہ اپنے ارادوں میں منہمک ' اور گویا کسی طے شدہ نقشہ کے مطابق ایک کے بعد ایک منزل سے گذر رہا تھا - وہ سیدھا ہال کے اندر چلا گیا اور کامل پاشا کے سر پر کھڑے ہوکر حاکمانہ لہجے میں بغیر کسی تمہید کے کہا

" میں حکم دیتا ہوں کہ یا تو لڑائی جاری رکھنے کی قسم کھاؤ اور یا اس کرسی کو چھوڑ دو ! اگر تم نے ذرا بھی پس و پیش کیا تو یاد رکھو کہ اسی وقت یہ تمام فضا خون آلود ہو جائیگی "

کامل پاشا نے جو اس وقت بالکل سرد ہوگیا تھا ' ڈرتے ڈرتے جواب دیا

" میرا خیال جنگ جاری رکھنے کے خلاف ہے - میں استعفا دیتا ہوں "

(انور بے) نے صرف اتنے ہی کو کافی نہیں سمجھا ' بلکہ اسی وقت استعفا کا مضمون کاغذ پر لکھکر پیش کردیا اور کامل نے بلا کسی رقعہ کے دستخط کردیے -

استعفا جیب میں رکھکر اس نے ہال کے چاروں طرف نظر ڈالی اور تمام سابق وزرا سے کہا

" براہ عنایت آپ تمام حضرات اپنے آپکو نظر بند یقین کریں '

جلیل بک

مشہور اتحادی رکن ' اور سابق صدر دار الشوری

(۱) لیکن اسکے بعد جو نمبر میں ہمارے خاص مراسلہ نگار جلیل بے کی چٹھی شاید اس معمے کو ایک حد تک حل کردے - (الہــلال)

مقامی پریس نے بالاتفاق جلسہ کی اہمیت کا اعتراف کیا ہے -

* * *

ہم نے اس جلسہ کی روئداد الہلال کے مقالۂ افتتاحیہ کے حصے میں درج کی' حالانکہ ناظرین ہماری عادت سے واقف ہیں کہ جلسوں کی رپورٹیں ' اور تقریروں کے خلاصے کبھی بھی رسالے میں درج نہیں کرتے ' حتی کہ ایک مرتبہ کے سوا کبھی ہم نے اپنی بھی کوئی تقریر الہلال میں شائع نہیں کی ' با وجودیکہ کوئی ماہ سے کلکتہ میں کوئی ہفتہ اس سے خالی نہیں جاتا -

اس کا سبب بیان کرنے سے پہلے دو رائیوں کو درج کردینا ضروری ہے جو ہندوستان کے مشرق و مغرب ' دو مخالف سمتوں سے حال میں ظاہر کی گئی تھیں -

ابھی شاید ایک ہفتہ بھی نہیں گذرا کہ مقامی اینگلو انڈین اخبار نے مسلمانوں کی موجودہ پولیٹکل حالت پر ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھا تھا ' جسمیں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ " آجکل مسلمانوں نے ترکی کے معاملات کی نسبت جو صدائیں بلند کرنا شروع کردی ہیں' وہ تمام تر چند انتہائی خیال کے نوجوانوں کی اشتعال انگیزی کا نتیجہ ہے' جنکو بنگالی اکسٹریمسٹ لوگوں سے مدد مل رہی ہے "

گویا اسکی نگاہ میں وہ صدہا جلسے جو تمام اطراف ہند میں ہو رہے ہیں' بیسیوں عظیم الشان اجتماع جو کلکتہ میں ہر محلے منعقد ہوئے ہیں' اور علی الخصوص آس ماس میٹنگ کے ڈیڑھ لاکھ مسلمان' جو ۶ - فروری کو ہالیڈے اسٹریٹ کے میدان میں جمع ہوے تھے - سب کے سب نیشلسٹ ہندوں اور انکے مجہول الحال ساتھی مسلمانوں کے غیر ذمہ دار مناظر تھے !

یہ ہم کو معلوم ہے کہ گلیلیو (Galileo) نے سنہ ۱۶۳۰ ع میں دوربین ایجاد کی تھی' جسکو مسیحیت کے ہاتھوں سخت مصیبتیں اٹھانی پڑیں ' کیونکہ اسلام اور علم ' دونوں مسیحیت کے ہاتھوں یکساں طور پر ظلم سہتے رہے ہیں ' لیکن ہم کو معلوم نہیں کہ سنہ - ۱۹۱۳ ع میں (انگلشمین) کے پرنٹنگ ہاوس میں کوئی ایسی ٹلسکوپ ایجاد کی گئی ہے ' جس سے قریب کی اشیا بڑی نظر آنے کی جگہ' کئی سو حصے چھوٹی نظر آتی ہیں !

دوسری رائے ہمارے ایک اردو معاصر کی تھی جس نے لکھا تھا کہ :

" جب سے الہلال نکلا ہے ' کلکتہ کے مسلمانوں کے جلسوں کا اعتبار جاتا رہا ' کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہاں اب جسقدر چھوٹے بڑے جلسے ہوتے ہیں' وہ صرف ایک ہی شخص کے خیالات کا عکس ہیں " -

اگر کوئی تنہا شخص ایک پورے شہر کے خیالات میں تبدیلی پیدا کرسکے' جسکے اندر تین چار لاکھ مسلمان بستے ہیں' تو اسکو اس قوت کیلیے خدا کا شکر گذار ہونا چاہیے' لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ یہ دونوں نزدیک اور دور کی نظریں اُس دل کے اس جلسے کی کیا تاویل کریں گی ؟ یہ ایک پورا قائم مقام جلسہ تھا ' جسمیں نہ صرف کلکتہ' بلکہ بنگال کے عمائد و نائبین شریک تھے - رزولیوشن جسقدر پیش ہوے' انکو ایڈیٹر الہلال نے پیش نہیں کیا' بلکہ ان لوگوں نے پیش کیا ' جنکا نام غالباً (انگلشمین) نے اکسٹریمسٹ مسلمانوں کی یادداشت میں ابھی درج نہیں کیا ہوگا - پھر کیا یہ جلسہ بھی اکسٹریمسٹ ہندوںکی سازش کا نتیجہ ہے ؟

اصل یہ ہے کہ تم نے خود ہی ہم کو ٹھوکر لگاکر بیدار کیا ہے' پھر جب ہم کروٹ بدلتے ہیں تو کبھی نگرتے ہو' اور کبھی اپنے دل کو تسلی دینے کیلیے فرض کرلیتے ہو کہ بیداری کا وجود نہیں - یہ بالکل بے فائدہ ہے - حقائق و واقعات آج جھٹلائے جا سکتے ہیں ' مگر کل کو انکے نتائج سے بچنا آسان نہوگا -

فہرست

زراعانۂ دولۃ علیۃ اسلامیۃ

— * —

(۱۱)

	روپیہ	آنہ	پائی
بذریعہ جناب احمد دین صاحب بخاری			
چندۂ الملۃ	۲۳	۱۲	۰
چندہ بزرگان چکوال جو میاں علم دین کریالے والے ضلع جہلم چکوال نے بھیجا ہے	۱۳۰۷	۰	۰
میاں محمد امین صاحب جلیفہ	۵۰	۰	۰
بذریعہ جناب مولوی محمد شہاب الدین - مسافر - مانکتلہ - محلہ میاں باغ قدم رسول نمبر ۲۴۷ کلکتہ	-		
نقد	۵۶	۱	۹
زیورات - چاندی کی ہنسلی ایک عدد - چاندی کا طوق ایک عدد - چاندی کا جوش ایک جوڑا ہاتھہ کا بالا چار عدد (چاندی کا) - چاندی کی بالیاں بارہ عدد - انگشتری دس عدد زنجیر چاندی کی ایک عدد - چاندی کی کھوڑی ایک - ناک کا پھول سونے کا چھہ عدد - گلاس پیتل کا ایک -			
کپڑا - ریشمی ساڑی ایک - کرتا ایک - ٹوپی ایک - پگڑی ایک -			
بذریعہ جناب عبد اللطیف صاحب ناظر صناع پر بھدی - ناسک	۱۹	۱	۰
بذریعہ مولوی نذیر احمد خان صاحب سہسرامی - محلہ مجاہد پور بھاگلپور سیٹی			
حضرت مولوی سبحان احمد خان صاحب	۲۷	۳	۰
نذیر احمد خان صاحب	۲	۵	۰
حاجی عشرت علی خان صاحب	۲	۰	۰
حسن خان صاحب	۲	۰	۰
مولا بخش صاحب	۰	۸	۰
شیر علی صاحب	۰	۸	۰
میاں خان صاحب	۰	۴	۰
نبی میاں	۰	۴	۰
بذریعہ جناب نواب علی صاحب - بی - اے - ایل - ایل - بی - وکیل بارہ بنکی			
سید فضل احمد صاحب - مسولی	۱	۰	۰
اہلیہ شیخ سجاد علی صاحب بہاری	۱۰	۰	۰
گمنام	۲	۰	۰
جناب محمد حسین صاحب - سندوای - شاہجہاں پور	۷	۰	۰
شیخ نعانی	۱	۰	۰
اینگلو سنسکرت ٹالپ مارونڈی	۴	۰	۰
اہلیہ شفقت حسین صاحب کھنڈوہ	۱	۸	۰
والدہ صاحبہ " "	۰	۸	۰
ہمشیرہ صاحبہ " "	۱	۰	۰
نیاز علی خانصاحب منگلا تبدیلی وزارت کے شکریہ میں	۱۵	۰	۰
عبد الرحیم صاحب - سرشتہ کلرک باندہ	۵	۱	۰
عبد القادر خان	۰	۸	۰
مسماۃ معصوم صاحبہ	۰	۶	۰
" انیس صاحبہ	۰	۶	۰
عبد الرحمن صاحب باندہ	۲۰	۰	۰
خواجہ محمد یوشع صاحب حیدر اباد دکن	۵	۰	۰
حبیب الحق صاحب بھاگلپور	۵	۰	۰
عالم نظام الدین صاحب بانکی پور	۲	۰	۰
متین احمد صاحب بانکی پور	۱	۲	۶
چند مسلمان طلبا بانکی پور	۱	۵	۰
ایک صاحب از گوبندی	۸	۰	۰
عبد الکریم صاحب کوھنا	۸۵	۰	۰
احمد حسین صاحب راجب مراد آباد	۱	۰	۰
عاشق علی خانصاحب کوھیا	۱۱۳	۹	۰
غریب پرستان غیور مسلمانان (ڈیرہ اسماعیل خان) بذریعہ عزت اللہ خانصاحب	۳۶۰	۰	۰
میزان	۲۱۴۳	۳	۶
سابق	۹۵۱۳	۱۵	۰
میزان کل	۱۱۶۵۷	۲	۶

اطلاع - ڈاکٹر ایس - کے برمن کی خوبصورت تصویردار کافوری جنتری سنہ ۱۹۱۳ع کی ملفوف حکمۃ کی دس شریف آدمیوں کا نام اور پتہ لکھنے پر بلا قیمت و محصول بھیجی جاتی ہے -

اصل عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آیا جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے اس سے بچنے کا آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے یہ مدۃ ۲۹ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد و متلی کیلیے اکسیر کا اثر رکھتا ہے ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی ۳ آنہ محصولڈاک ۴ تک ۵ آنہ

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

انگریزی حکومت کا مسلمان ہوجانا

—*—

اب بالکل یقینی ہے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسی کے خلیفہ نے بمقام بیروت سیدی خواجہ حسن نظامی سے آئندہ حالات کی نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کی تہیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسی کے حصہ اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب ہو بہو سچی ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزی حکومت کے مسلمان ہوجانیکی پیشین گوئی باقی ہے - جو خدا نے چاہا تو عنقریب پوری ہوگی - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکی و ایران علی الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کارکو دیکھنا چاہتے ہیں - تو رسالہ شیخ سنوسی کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ہر دو آٹھ آنہ -

کلیات اکبر - لسان العصر و جدان الملۃ خان بہادر مولوی سید اکبر حسین الہ آبادی کے زبردست کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلی ہے - اور صرف تھوڑے جلد دستیاب ہو سکتے ہیں - قیمت ہر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامی میں عذر کے اور تیمور یہ خاندان کے سچے مگر نہایت درد ناک قصے درج ہیں نیز آنسو - مچھر - دیاسلائی وغیرہ عنوانوں پر نہایت مزیدار اور معنی خیز مضامین ہیں -

سفرنامہ ہندوستان بمبئی گجرات کاٹھیاواڑ سومنات وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامہ بطریق روزنامچہ از سیدی خواجہ حسن نظامی دہلوی قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام میرٹھ شیخ المشائخ کی حوصلہ افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۴ آنہ

اسرار مخفی رموز کشف اللہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۴ آنہ -

ترکی قلع شاہ مشتاق احمد صاحب مقیم دہلوی کی پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ

دل کی مراد - شاہ صاحب کے طلسماتی تعویذ قیمت ڈیڑھ آنہ -

دفتر حلقہ نظام المشائخ دہلی سے منگائیے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژدہ

مزارات اولیا دہلی بالکل نئی تصنیف ہے - تمام اولیاے کرام و صوفیاے عظام جو دہلی کی مقدس سرزمین میں مدفون ہیں ان کے بسیط حالات سلسلہ وار دو حصوں میں درج کئے گئے ہیں - زائرین کے لیے اس سے بڑھکر کوئی رہنما نہیں ہو سکتا - قیمت حصہ اول ۸ آنے حصہ دوم ۳ آنے ہر دو حصے مع محصول ڈاک و خرچ وی - پی پیکنگ وغیرہ ۱۰ آنے -

ہندوستان کی اسلامی تاریخ عہد اسلامیہ - مصنفہ مولوی کرام الہی صاحب تیکرلی - ۳۲ تواریخوں کا لب لباب ہے - معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب دیا گیا ہے - فاضل اجل مولوی سید احمد صاحب مولف لغات آصفیہ فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر ہندوستان کی تاریخ اب تک ان کی نظرسے نہیں گذری قیمت ۲ روپیہ ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ وی - پی ۳ آنے -

المشتہر - منیجر اسلامیہ بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسی بازار بلی ماران - دہلی -

---

حمیدیہ ہوٹل

نمبر ۱۳۱ لورچیت پور روڈ

—:*:—

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام دہ کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار فرشدار اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت منیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی حملہ تصویریں ہماری ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street.

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL-HILAL"

Yearly Subscription Rs 8

Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام الدہلوی

مقـام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲

کلکتہ : چہار شنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta Wednesday, February 26, 1913

نمبر ۸

فہرس

— * —

تصاویر

— * —

تلغراف خصوصی

— * —

(قسطنطنیہ ۲٥ - فروری)

گیلی پولی میں دشمنوں نے عقب سے حملہ کیا - نہایت دلیرانہ شکست کے ساتھہ فرار پر مجبور ہوے - ۸ - سو لاشیں اور ایک توپ میدان جنگ میں چھوڑیں - ہمارے ۸۰ - شہید اور ۱۰۰ - زخمی ہوے -

ایڈریانوپل پر دشمنوں کی قوت بالکل ضعیف اور ناقابل ذکر ہے - بلغاری فوج میں رسد کی قلت ' اور فوجی بے دلی کے آثار شدت سے نمایاں - تدابیر و انتظامات کے نتائج عنقریب نمایاں ہونگے -

(مصباح)

(۲)

(۲۲ - فروری)

برف باری کی شدت سے گیلی پولی میں دشمنوں کی نقل و حرکت بہ قدرتی بلا نازل ہوگئی - سخت مصائب میں مبتلا ہوگئے - (انور بے) کی نسبت ابھی کوئی خبر نہیں - ہمارے خلاف گذشتہ عہد کے مفسدین سرگرم فساد ہیں - ایک بہت بڑی سازش کا انکشاف ہوا - پانچ مفسد لیڈر گرفتار کیے گئے -

(مصباح)

ایک پر منفعت کاروبار

— * —

یا الہلال کی ایجنسی

— * —

الہلال گو ہفتہ وار ہے ' مگر اسکی ایجنسی مشہور روزانہ اخبارات سے کم ایجنٹوں کیلیے پر منفعت نہیں - اس وقت دہلی ' بانکی پور ' پٹنہ ' جھانسی ' حیدر آباد ' وغیرہ مقامات کے ایجنٹ پچیس تیس روپیہ باسانی ماہوار پیدا کرلیتے ہیں - پھر ایک صداے دینی و ملی کی اشاعت میں معین ہونے کا اجر اخروی اسکے علاوہ - شرائط بہت سادہ اور آسان ہیں - ۲٥ - فی صدی کمیشن کچھہ کم معاوضہ نہیں - بہت جلد خط و کتابت کیجیے - (منیجر)

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے ہر ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(منیجر)

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

—•—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپئے	۱۰ روپئے	۷½ روپئے	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۳۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۳ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے چاروں صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائـــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جرسے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤںکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائےگا -

نوٹ ـــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

اور اپنی راے کی عزت کو ملحوظ رکھنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اس آخری سرحد کے بعد بھی ہمکو اطمینان نہیں ! !

یہ نہایت دل شکن اور افسوسناک خیالات ہیں جو ہم ظاہر کر رہے ہیں - مگر ناظرین کو اس امر کا اندازہ ہوچکا ہے کہ ہم اس قسم کے امور میں اپنی رایوں کی قیمت کچھہ نہ کچھہ ضرور قائم رکھنا چاہتے ہیں - پس وہ سمجھہ سکتے ہیں کہ کوئی ایسا ہی یقین ' اور کوئی ایسی ہی سخت مجبوری ہوگی ' جس نے ان خیالات کے اعلان پر مجبور کیا : واللہ علی ما اقول شہید -

ہم چار ماہ سے اس بارے میں قسطنطنیہ کے بعض احباب سے خط و کتابت کر رہے تھے - پھر اسپر اکتفا نہ کرکے ہم نے بعض ذمہ دار اصحاب سے بھی خط و کتابت کی اور پچھلے دنوں ایک چھہ صفحے کی چٹھی جزہ ہر ایکسلنسی محمود شوکت پاشا اور شیخ موسی کاظم آفندی کو لکھی - اسمیں علاوہ اور امور کے دو صفحے صرف اسی بارے میں تھے - پھر تار کے ذریعہ درخلاصۂ استفسار امور کا جواب نفیاً یا اثباتاً طلب کیا جو الحمد للہ کہ ہمکو پہنچ گیا ہے -

اس وقت تمام عالم اسلامی سے اگر چند اخص الخواص مخلصین اسلام منتخب کیے جائیں ' تو انکی تعداد بہت زیادہ نہوگی ' مگر بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ ایسے لوگوں کی فہرست میں سب سے زیادہ نمایاں نام مصر کے پرنس (عمر طوسون پاشا) کا ہوگا ' جو مصر کی الضعیف ایک مخلص ترین خدمتگار ملت اور ایک سچا جاں نثار اسلام ہے - یہ شہزادۂ غیور و اسلام پرست آج دو سال سے مرکز اسلام کے انتہائی مصائب میں جو گرانمایہ خدمات انجام دے رہا ہے ' اسکی نظیر اس پوری صدی میں بمشکل ملیگی - طرابلس میں غازی (انور بے) کے پاس (با وجود ہر طرف سے راہ کے مسدود ہونے کے) ہزاروں مجاہدوں کیلیے سامان جنگ کی کثرت اور ہر طرح کی ضروریات قیام و مکان کی موجودگی نے ایک عالم کو متحیر بنا دیا تھا ' مگر یہ راز لوگوں کو معلوم نہیں کہ کون خاموش قوت تھی ' جو یہ سب کچھہ مصر میں بیٹھے بیٹھے انجام دے رہی تھی ؟ یہ سب کچھہ پرنس (عمر طوسون) کی فدا کارانہ کوششوں کا نتیجہ تھا ' اور آج جنگ بلقان کے موقعہ پر بھی وہاں جو کچھہ ہو رہا ہے ' اسی فدائے ملت و اسلام کی مساعدات کا نتیجہ ہے -

ہم نے اس بارے میں پرنس موصوف سے بھی مراسلات کی اور ارسال زر کے متعلق خاص طور پر مشورہ طلب کیا -

قسطنطنیہ کی موجودہ انجمن ہلال احمر جنگ یونان کے زمانے میں قائم ہوئی تھی ' لیکن اس زمانے میں بالکل سرکاری تھی اور جسقدر روپیہ جاتا تھا وہ یلدیز میں جمع کردیا جاتا تھا - جنگ طرابلس کے شروع ہونے کے بعد انجمن نے از سر نو کام شروع کیا ' لیکن اب سرکاری خزانے یا دفتر وزارت سے اسے کوئی تعلق نہیں ' صرف

قوم کا ایک راستباز ' آزاد خیال ' اور قابل تعریف مرد
مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹلا (بانکی پور)

جو آج سے دو سالوں سے نہیں ' بلکہ ابتدا سے اپنے سیاسی اعتقادات میں صراط مستقیم پر ہیں ' جنہوں نے لیگ کے گذشتہ جلسے میں " سوٹ ایبل سلف گورنمنٹ " کے معنی نسب العین کی حق پرستانہ مخالفت کی - وہ کلکتہ کے گذشتہ لوس ہال کے جلسے میں مسلمانان ہند کے اصلی جذبات کے بہترین عنوان پر ترجمان و وکیل تھے - جزاہ اللہ تعالی عن المسلمین خیر الجزاء -

ایک انجمن ہے جو علم پرجوش ممبروں اور بعض عہدہ داران سلطنت سے مرکب ہے ' اور جس قدر ترکی میں اور ترکی سے باہر کی امداد سے روپیہ جمع ہوتا ہے ' اسکو بطور خود اپنی تحویل میں رکھکر زخمیوں کی خدمت ' طبی وفود کے ارسال ' اور شفاخانوں میں بیماروں کی خبرگیری کا انتظام کرتی ہے -

حکومت کو اعتراف ہے کہ جنگ طرابلس میں اسکے ممبروں نے عمدہ خدمات انجام دی تھیں -

سب سے پہلے ابراہیم پاشا اسکے پریسیڈنٹ بنائے گئے تھے ' پھر حلمی پاشا ہوے - یہ اعزازی عہدہ ہے ' نہ کہ بہ حیثیت عہدۂ سرکاری -

اپنے ذاتی شوق سے جو عورتیں کام کرتی ہیں ' اور جنمیں بڑا حصہ مصری اور یورپین ترکی کی مہاجر عورتوں کا ہے ' اسکے علاوہ ایک جماعت یورپین نرسوں کی بھی انجمن نے نوکر رکھہ لی ہے -

اب سب سے مقدم بات قابل غور یہ ہے کہ یہ انجمن حکومت سے کوئی تعلق نہیں رکھتی ' پس اسکو روپیہ دینا ' خواہ وہ کیسی ہی مفید کام کرنے والی انجمن ہو ' مگر حکومت کو روپیہ دینا نہیں ہے -

آپ یہی کہہ سکتے ہیں کہ قسطنطنیہ کی ایک انجمن کو روپیہ دیا ' مگر درا صل آپ اس یقین سے بہرے ہیں کہ اپنے ترکی حکومت اور دولت خلافت کو روپیہ دیا -

یہ صاف بات ہے (جیسا کہ ہم نے محمود شوکت پاشا کو لکھا ہے) اور اسکو چھپانے کی ضرورت نہیں کہ مسلمانان ہند کو ہلال احمر کی غرض سے روپیہ بھیجتے ہیں ' مگر اس سے مقصود اصلی ترکی حکومت کی خدمت انجام دینا ہے ' جسکو وہ اپنے عقیدے میں اسلام کی عزت کا محافظ سمجھتے ہیں - پس ایسی حالت میں ضرور ہے کہ انکی مدد حکومت کے ہاتھوں تک پہنچے جو سمجھہ سکتی ہے کہ اس وقت مدد کے مستحق وہ زخمی ہیں جو اچھے ہوکر میدان جنگ میں جائیں گے ' یا وہ صحیح و سالم انسان ہیں ' جنکے قوت و ضعف پر چند لمحوں کے اندر دائمی فتح و شکست کا دار مدار ہے ؟

جنگ کی حالتوں کا آپکو یا ہم کو تجربہ نہیں اور نہ علم - فرض کیجیے کہ آج پچاس ہزار زخمی مرہم پٹی کے محتاج ہیں ' لیکن ساتھہ ہی ایک ہزار صحیح و سالم جنگ آزماؤں کو غذا کی بھی ضرورت در پیش ہے ' اور اگر بر وقت نہیں ملتی تو عجب نہیں کہ ایک قدمتی دشمن کا گروہ ہاتھہ سے نکلکر فتح و شکست کا نقشہ بدلدے - پس ایسی حالت میں ان پچاس ہزار زخمیوں کی مرہم پٹی ضروری ہے یا ہزار آدمیوں کی زندگی ؟

ہم ہلال احمر کیلیے روپیہ جمع کرتے ہیں مگر پہنچنا چاہیے ایسے ہاتھوں میں جو اصلی اور مقدم ضرورت کے لیے اسکو صرف کریں -

شذرات

چندۂ ہلال احمر

ایک خطرۂ عظیم

(١)

اجرائے اشاعت الہلال سے لوگوں کے بکثرت خطوط ہمارے پاس آتے رہے ہیں، جن میں ہم سے پوچھا گیا ہے کہ اعانۂ ہلال احمر کے چندے کو کہاں بھیجا جائے ؟ اور فلاں فلاں ذرائع معتمد ہیں یا نہیں ؟

بارہا اصرار کیا گیا کہ اسکا جواب الہلال میں دیں، تاکہ عام طور پر لوگوں کو معلوم ہو سکے اور جو حضرات اپنے لطف و نوازش سے اس بارے میں الہلال کے مشورے کو رفیع سمجھتے ہیں، انکے لیے موجب تصرف ہو -

لیکن ہم نے آجتک الہلال میں نہ تو اس بحث کو چھیڑا، اور نہ کبھی ذرائع ترسیل زر کی نسبت کوئی خاص راے دی -

جب کبھی لوگوں کے خطوط آئے، تو انکو جوابات دیدیے گئے اور حتی المقدور اسپر اصرار کیا کہ ٢٥ - پونڈ تک بھی رقم جمع ہوگئی ہو تو براہ راست ٹرکی بھیجدیں -

خود بھی ہم نے کبھی چندہ جمع کرنے کی کوشش نہیں کی اور ہمیشہ صرف ترغیب و تشویق ہی کو اپنے لیے کافی سمجھا - خود کلکتہ میں بھی جس قدر روپیہ جمع ہوا، مقامی انجمن ہلال احمر کے سپرد کردیا - اسی اثنا میں اپنے بعض اخوان طریقت اور احباب و مخلصین سے خاص طور پر اسکی تحریک کی نوبت آگئی، اور ایک معتد بہ اچھہ روپیہ جمع ہوگیا - ان بزرگوں کی اصرار کے ساتھہ یہی راے ہوئی، کہ یہ خاص ہی اپنے ذریعہ سے روانہ کرے -

مجبوراً اس رقم سے الہلال کی " فہرست زر اعانہ " کھولدی گئی ور باہر سے جو روپیہ خود بخود اکثر آجاتا تھا اور یا واپس کردیا جاتا تھا یا انجمن کے سپرد کردیا جاتا تھا، وہ بھی اسی میں شامل ہونے لگا -

ہم نے ارسال زر کے ان ذرائع کی نسبت جو ہندوستان میں موجود ہیں، کیوں بحث نہیں کی ؟ صرف اسلیے کہ اسطرح کے امور میں ہم ہمیشہ سخت سے سخت احتیاط کو بھی ضروری سمجھتے ہیں - عام لوگوں کے جوش اور میلان کا کچھہ عجیب حال ہوتا ہے - وہ معاملات کو انکی اصلی اور مقصود حالت میں دیکھنے کے عادی نہیں - اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اشخاص کی غلطیوں کے اتحاد کے ساتھہ سرے سے اس کام ہی کے نسبت بے دلی پیدا ہوجاتی ہے، جسمیں وہ اشخاص بھی اور صدہا اشخاص کے ساتھہ شریک ہیں -

یہ ایک نہایت ضروری نکتہ ہے، جسکی طرف سے کام کرنے والوں کو اغماض نہیں کرنا چاہیے -

پس اسی بنا پر ہم نے اس تمام عرصے میں، باوجود طرح طرح کے مخالف افکار کے جو چندے کی وصولی اور ارسال و طرق ارسال کی نسبت ہمیشہ پیش نظر رہے، خاموشی ہی کو اولی و مناسب سمجھا -

لیکن اب دیکھتے ہیں کہ خاموشی مصلحت سے گذر کر معصیت تک پہنچ گئی ہے - کیونکہ اس بارے میں ہماری معلومات طن و قیاس نہیں، بلکہ اب یقینیت تک پہنچ گئی ہے -

پس مجبور ہوگئے ہیں کہ مسلمانوں کو انکی سب سے بڑی اسلامی خدمت اور مالی سرگرمی کیلیے علانیہ مشورہ دیں -

اس امر کے اظہار کیلیے کسی توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں کہ جو روپیہ آج ٹرکی کی اعانت کیلیے باسم و حقیقت اعانت اسلام جمع ہو رہا ہے، وہ کس درجہ قیمتی ہے ؟ بیوہ عورتوں نے اسکے لیے فاقے گوارا کیے ہیں، اور غریب ماؤں - اپنے بچوں کے ہاتھوں سے پیسے چھین کر اسمیں شامل کیے ہیں - یہ روپیہ نہیں ہے، بلکہ دل و جگر کی قاشیں ہیں، جو اسلام پرستی اور عشق الہی سے بھرے ہوئے سینوں نے پیش کی ہیں، اور سچی اور حقیقی قربانیاں ہیں، جو اس صدی میں پہلی مرتبہ فرزندان اسلام کر رہے ہیں -

پھر اگر اس میں سے ایک پیسہ، پیسے کے اگر دس حصے ہو سکتے ہیں تو دسواں حصہ بھی ضائع جائے، اور اس مقصد میں صرف نہ ہو، جسکی امید اور آرزو میں وہ دیا گیا ہے، تو ہمارے دلوں میں نشتر پڑ جانے چاہئیں، اور ہم کو اپنے منہ سے خون تھوکنا چاہیے -

انصاف کیجیے کہ جب ایک چکی پیسنے والی بڑھیا عورت اپنی دن بھر کی کمائی آپکے حوالے کرتی ہے، تو اسکو پورا یقین ہوتا ہے کہ یہ چند پیسے اسلام اور فدائیان اسلام کی خدمت و راحت میں صرف ہونگے، اور پھر چند دنوں کے بعد یہ یقین کرکے ایک نا قابل اندازہ روحانی جوش حاصل کرتی ہے کہ اسکی دی ہوئی رقم اس مقصد میں صرف ہوگئی - نہیں سمجھہ سکتا کہ اس ذمہ داری کو کن لفظوں میں بیان کروں جو اس بڑھیا کے اس مقدس یقین سے چندہ کی ترغیب دینے والوں، چندہ لینے والوں، چندے کی انجمنوں، تمام اخبارات، بلکہ تمام پرستاران خداے اسلام کے ذمے عائد ہو جاتی ہے -

مگر ایسا کہنا بے فائدہ ہے، کیونکہ میری بصیرت اور میرا علم مجھسے کہتا ہے کہ غریب بڑھیا کا ایمان اور اسکی نیت حقیقی صحیح ہے، افسوس کہ اسکا یقین اتنا صحیح نہیں !

احباب یقین فرمائیں کہ اس بارے میں میرے احساسات جس درجہ درد انگیز ہیں، انکو بیان کرنے کی قلم اور الفاظ میں قدرت نہیں، اور علی الخصوص اس وقت، کہ دل کی طرح میرا جسم بھی سخت بیمار ہے -

اول تو اصولاً دیکھیے کہ حالت کیا ہے ؟ چندے کا کوئی با قاعدہ انتظام نہیں، کوئی ارگنا ئزیشن نہیں، کاموں میں اتحاد اور باہمی تعلق نہیں - دینے والے ہاتھہ جس اور وصول کرنے والی جیبیں یا پھر وہ بکس، جہاں اپنے علم سے وہ جمع کرا دیں - جس شخص کا جی چاہتا ہے فرضی انجمنیں قائم کرلیتا ہے - چندوں کیلیے فہرستیں کھولدیتا ہے - نہ کوئی حساب رکھتا ہے اور نہ کوئی نگرانی و احتساب -

لیکن یا ہم یہاں تک بھی مضائقہ نہ تھا اگر اس طریقے سے بلند ہوکر نظروں کو دیکھنے کیلیے قابل اطمینان حالت نظر آتی، مگر اصلی رونا تو اسکا ہے کہ یہ بھی نہیں - حالات عموماً چند در چند خدشات و خطرات سے معمور ہیں اور بہت سی حالتوں میں صریح اور یقینی طور پر نا قابل اطمینان - پھر زیادہ افسوس یہ ہے کہ انکی تشریح کر نہیں سکتا کہ وہی مصلحت کار خاموش رہنے پر مجبور کرتی ہے -

خود، اس سے آگے بڑھیے اور فرض کیجیے کہ یہاں سے روپیہ بحفاظت تمام قسطنطنیہ کی " مرکزی ہلال احمر " میں پہنچ گیا اور وہاں سے باقاعدہ رسید بھی آپکے پاس آگئی - یہ سعی و کوشش کی آخری سرحد ہے - لیکن طول طویل مراسلات، کافی جستجو و تحقیق، معتبر و موثق ذرائع سے استفسارات، پوری ذمہ داری

۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ ھجری

حدیث الغاشیہ

(۲)

نشۂ نیم شبی کا صبح خمار
یا
یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی

حرفی سادہ دل ام رور دگر حسرت ہمزبان
نہ سخن ہائے محبت بر تسلی شد و رفت

جنوری کے اوائل میں میں نے لکھنؤ کی گذشتہ صحبتوں کی نسبت ایک افتتاحی مضمون لکھا تھا ' لیکن بعض دیگر مضامین کی اہمیت و ضرورت نے اسکو وقت پر شائع ہونے کی مہلت نہ دی - شاید سر دست اس بحث کو دوبارہ نہ چھیڑتا لیکن نواب وقار الملک بہادر کی تحریر گرامی نے (جو پچھلے دنوں علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شائع ہوئی ہے ' اور جسکو ہم نے بھی الہلال میں نقل کیا تھا) ایک نیا موقع اس ذکر کا پیدا کردیا ہے -

میں اس وقت سخت بیمار ہوں اور بستر پر لیٹے لیٹے یہ سطور لکھ رہا ہوں - اس بارے میں نہایت تفصیل سے بحث کی ضرورت تھی ' مگر اس وقت تفصیل ممکن نہیں - پس صرف چند ضروری امور کی طرف اشارہ کرونگا ' کیونکہ وقت نکلا جارہا ہے -

الہلال نمبر (۵) میں جو مضمون " حدیث الغاشیہ " کے عنوان سے نکلا ہے ' وہ در اصل اس لیڈنگ آرٹیکل کا ایک ابتدائی ٹکڑہ تھا ' جو میں نے لکھنؤ سے آکر لکھا تھا - میں نے اس مضمون کو اس تمہید مادور سے شروع کیا تھا کہ الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا ' والیه النشور (حمد و ثنا اس قادر و قیوم کیلیے ہے جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی عطا فرمائی)

فی الحقیقت ان جلسوں کے ذکر میں پہلی چیز جو سامنے آتی ہے' وہ لیڈروں کے اس اجارہ و رہنمائی اقتدار کے طلائی بت کا پارہ پارہ ہونا ہے' جسکی مشرکانہ پرستش نے برسوں سے مسلمانوں کے جذبات فکر اور آزادی راے کو فنا کردیا تھا ' اور جسکے رعب و ہیبت کے آگے ایک قومی قوت کو ظاہر ہونے کی جرات نہیں ہوتی تھی - قومی راے اور آزادی خیال کی یہ ایک قوت تھی ' جس نے پوری قوم کو ایک بے جان لاش بناکر لٹا دیا تھا ' لیکن لکھنؤ کے جلسوں میں اس لاش نے زندگی کی پہلی کروٹ لی - اور غالباً ہمارے لیڈروں کو پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ چاندی سونے کی مورت کے علاوہ دنیا میں اور قوتیں بھی بستی ہیں -

لیڈری کے اقتدار کا یہ بت عجیب الخواص تھا - یہ طلائی تھا ' اسلیے جب کبھی شعلے کی چوٹوں سے آفتاب نکلتا ' تو اسکا جسم ایک شعلۂ جوالہ کی طرح چمکنے لگتا - اس وقت دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتیں - لیکن تاریکی میں اسکی صورت مہیب تھی ' اور دیکھنے والوں کیلیے خوفناک - لکھنؤ کے جلسوں میں اسنے اپنی دونوں صورتیں دکھلائیں - وہ چمکتا بھی تھا اور مہیب بھی بنتا تھا '

لیکن نہ تو آنکھیں خیرہ ہوئیں ' اور نہ لوگوں کے دل ہلے - بالاخر عاجز آکر مجبور ہوا کہ ایک عظیم الشان بت کا معبودانہ اقتدار و جلال چھوڑ کر ' عام انسانوں کی طرح عاجزانہ مکر و سازش کی کوششوں سے کام لے ' اور جس قوت کو میدان جنگ میں شکست نہ دیسکا اس سے سازش کے خیموں میں عہدہ برا ہو کذلک نبلوهم بما کانوا یفسقون (۷ . ۱۶۳)

ہم اس امر کو اتنی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اب دہرانے کی ضرورت نہیں - ہم نے بارہا لکھا ہے کہ قومی کاموں میں تنظیم اور تشکیل کیلیے جس درجہ لیڈروں کی ضرورت ہے' اس سے کہیں زیادہ انکا خود مختارانہ اقتدار مضر اور مہلک بھی ہے - اسلام دنیا میں صرف اسلیے آیا ' تاکہ انسانوں سے اُن تمام اقتداروں کو چھین لے ' جنکے ذریعہ وہ تحکم اور جبر کے ساتھ غیر مسئولانہ حکومت کرتے ہوں ' اور پھر خواہ یہ اقتدار دنیوی رؤساء کے ہاتھوں میں ہو ' خواہ مذہبی پیشواؤں کے حکومت کے ہاتھ میں ہو ' یا کسی بت خانے کے پجاریوں کے قبضے میں ' کہیں ہو ' اسلام اسکا دشمن ہے ' اور اسکو شرک فی الصفات قرار دیتا ہے ' کیونکہ اسکے نزدیک غیر مسئول ہونا اللہ کی صفت ہے ' پس جو شخص اس صفت کو اللہ کے سوا کسی اور طاقت میں تسلیم کرتا ہے ' وہ خدا کی صفت میں دوسرے کو شریک کرتا ہے ' ما کان لبشر ان یوتیه الله الکتاب والحکم والنبوة ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون الله - (۳ ۷۳) (۱)

وہ اس طرح کے اقتدار کو صرف " اللہ " کے ساتھ مخصوص کردیتا ہے (ان الحکم الا لله) اور اسی کو دین قیم قرار دیتا ہے . (ذلک الدین القیم) پھر اگر اس اقتدار کا حق دنیوی امور میں کسی سے کو ہے ' تو وہ صرف قوت " شوریٰ " یا جماعت کا اجماع و مشورہ ہے ' اور وہ بھی اپنے تمام اعمال میں احکام الہیہ کے تابع رہنے پر مجبور -

پس یہ ایک شرک جلی تھا ' جو ایک کھلی بت پرستی کی صورت میں تمام پیروان توحید پر مسلط ہوگیا تھا - ہر شخص جو (علی گڈھ) کو چندہ دینے کیلیے روپیہ رکھتا ہو - ہر شخص ' جسکے پاس علم کی جگہ چاندی سونا ہو - ہر دولت مند ' جو کسی اجتماع کے موقعہ پر ایک پر تکلف ڈنر دیسکتا ہو - ہر رئیس ' جسکے پاس سواریوں کیلیے بہت سی موٹر کاریں ہوں - ہر قیمتی پوشاک ' جسکی جیب بھاری ہو - ہر اوار ' جسکے گرد ایک حلقۂ تعیش ہو ' غرضکہ ہر وہ شے ' جسکا وزن بھاری ' اور رنگ سنہری ہو ' اس امر کا قدرتی حق رکھتی تھی کہ سات کرور انسانوں کا اپنے تئیں معبود و مسجود ظاہر کرے ' اور قومی راے ' آزادی خیال ' حق و صداقت ' علم و فضل ' تجربۂ و دانشمندی ' غرضکہ دنیا کی ہر شریف قوت سے جبراً اپنے آگے سجدہ کرالے - اسکی زبان حکم ہوں ' اسکا حکم شریعت ہو ' اور اسکی شریعت غیر مشروح یفعل مایشاء و یختار

وکذلک جعلنا فی کل قریة اکابر مجرمیها لیمکروا فیها وما یمکرون الا بانفسهم وما یشعرون (۶ ۱۲۳)

اور اسی طرح ہر انسانی آبادی میں ہم نے بڑے بڑے لوگ پیدا کیے کہ وہی ان میں بد اعمال بھی تھے ' تاکہ ان آبادیوں میں مکر و فساد پھیلائیں - حالانکہ وہ جسقدر مکر کرتے ہیں ' اپنے ہی ساتھ کرتے ہیں (کیونکہ وہ انہی کے آگے آنے والا ہے) مگر وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے -

ہم نے لکھا تھا کہ اولین منزل لیڈروں کی لیڈری کا نہیں ' بلکہ اسکی ہیبت و سطوت کے تسلط کا بت ہے ' ایک مرتبہ بھی

(۱) یہ حق کسی انسان کو حاصل نہیں کہ خدا اسکو کتاب و عقل یا حکم و نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے احکام کی پیروی کرو اور اسطرح مجھکو پوجو !

فتنۂ جنگ

یہ ہفتہ مکمل خاموشی میں گذر رہا ہے ۔ (حقی پاشا) کے سفر انگلستان کی نسبت طرح طرح کی افواہیں مشہور کی گئیں ' مگر بالآخر انہوں نے لندن میں ظاہر کردیا کہ میرے سفر کو ان افواہوں سے کوئی تعلق نہیں ' نیز ایڈریا نوپل اور جزائر کو چھوڑ کر صلح کرنے کا بھی کوئی ارادہ اپنے ساتھہ نہیں رکھتا -

ایک اہم واقعہ ترکی کا مالی مسئلے کی مشکلات کو حل کرنا ہے -

موجودہ وزارت کے تدبر و دانشمندی کا یہ ایک دوسرا ثبوت ہے کہ مالی مسئلہ کے انتظامات میں وہ غیر متوقع کامیابی حاصل کر رہی ہے - ریوٹر نے اس بارے میں صرف اتنی خبر دی ہے کہ بارون اور پرنس کی زمین کی ضمانت پر (بلعیم) سے نصف ملین پونڈ قرضہ وصول کیا گیا ہے - نیز حکومت نے بہت سی چیزیں فروخت کردیں ' جس سے اتنی ہی رقم اور بھی وصول ہوگئی اور اس طرح سپاہیوں کی تنخواہ اور رسد کے وقتی انتظام کی طرف سے اطمینان ہوگیا -

لیکن فی الحقیقت جو انتظامات عظیمہ روپیے کے طرف سے اطمینان کامل حاصل کرلینے کیلیے (طلعت بے) نے بغیر استمداد دول یورپ کیے ہیں' وہ اس سے زیادہ وسیع اور عظیم الشان ہیں ' اور امید ہے کہ جنگ کی ایک طویل مدت تک کیلیے حکومت کو مالی افلاس سے نجات مل جائیگی -

لیکن جبکہ دولت عثمانیہ جنگ جاری رکھنے کیلیے ان دقتوں سے روپیہ فراہم کر رہی ہے ' تو آہ مسلمانان ہند کو اپنا فرض نہیں بھولنا چاہیے ' جنہوں نے آسے جنگ پر آمادہ کیا ہے -

بمبئی کے عثمانی قونصل کو جو اطلاعات قسطنطنیہ سے ملی ہیں ' اسسے معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریانوپل پر خفیف سی گولہ باری جاری ہے - کوئی بڑا مقابلہ نہیں ہوا - گیلی پولی اور بلیر میں ترکی قوا مستحکم و شدید ' اور دشمنوں کی قوت نقل و حرکت کی جرأت نہیں کرتی -

معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریانوپل کے طرف ہٹ کر گیلی پولی کی راہ روکنے کے ارادے میں بلغاریا و سرویا کو پوری ناکامی ہوئی ہے اور خبروں کا نہ آنا (بقول ایک مشہور انگریزی ضرب المثل کے) یہی معنے رکھتا ہے کہ اچھی خبر ہے -

مگر ہم کو یقین ہے کہ غازی (انور بے) کسی نہایت ہی عظیم الشان مخفی ارادے سے سرگرم کار ہیں ' اور گو ابھی خود قسطنطنیہ میں کسی کو معلوم نہوگا کہ وہ کیا کر رہے ہیں ؟ مگر عنقریب وہ اپنی محیر العقول اور نیرنگ ساز صورت میں دنیا کے سامنے ظاہر ہونے والے ہیں -

یہ کیسی تمسخر انگیز مگر شرارت و دسائس سے لبریز حرکت ہے کہ ادھر تو میدان کارزار گرم' اور صلح برہم ہوچکی ہے' اور ادھر البانیا کی تقسیم ' سقوطری کا الحاق ' رومانیا اور بلغاریا کے مقبوضہ مقامات کے سرحدی نقشے ' اور تقسیم و تحدید کے مشورے طے پا رہے ہیں ؟

آسٹریا اور روس میں جنگی طیاریوں کی خبریں پھر گرم ہیں ' رومانیا اور بلغاریا کی کشیدگیاں بڑھتی جاتی ہیں ' مگر امید نہیں کہ ان بادلوں کی گرج اس وقت برس سکے -

۲۴ - فروری کا تار مظہر ہے کہ - ایڈریانوپل میں گولہ باری جاری ہے ایک بلغاری آلۂ ہوائی جسے روسی لفٹننٹ چلاتا تھا ترکی لین میں اترا اور گرفتار کرلیا گیا - ایک قریبی بلغاری فوج جو کاڈیکوئی سے بڑھ رہی تھی دو گھنٹے کی جنگ کے بعد پسپا ہوگئی - اسی وقت دشمن کی اور فوج بڑھی اور الیسان کی پہاڑیوں پر قبضہ کرلیا لیکن ترکی والنٹیروں نے رات کے حملے میں قبضہ واپس لے لیا -

آسٹریا و روس فوجی تیاری کر رہے ہیں جرمنی و فرانس فوجی طیاریوں میں سرعت کے ساتھہ کوشاں ہیں - ایم ڈیل کیس فرانس کی جانب سے سینٹ پیٹرسبرگ میں سفیر مقرر کیا گیا ہے جس سے پیرس میں بڑی خوشی ہوئی - مسٹر پائنکار کے تقرر پر فرانس کے ساتھہ روس نے دوستی کا مزید اظہار اسطرح کیا ہے کہ مسٹر پائنکار کو آرڈر آف سینٹ اینڈریو عطا کیا -

---

بانکی پور کے جلسے

گذشتہ سنیچر اور اتوار ہم نے بانکی پور میں بسر کیا ' اور کیا مبارک ہیں زندگی کی وہ گھڑیاں ' جو دل کی ایک تپش ' اور آنکھوں کے ایک قطرۂ اشک کے ساتھہ بسر ہو جائیں !

بالعموم مسلمانان بانکی پور میں جو خود سرشانہ جوش و خروش ' اور اسلام پرستانہ ولولۂ و اضطراب اس موقعہ پر نظر آیا ' وہ ہمارے لیے ایک نہایت امید افزا منظر تھا - ہم نے دیکھا کہ آگ بھڑکی ہے ' تو تنور کا کوئی گوشہ تپش سے خالی نہیں ' اور دلوں کی صفیں ہر جگہ گرم ہیں - اسمیں کسی خاص شہر کی خصوصیت نہیں - البتہ آگ اسلیے ہے' تا کہ اس سے کام لیا جائے' اور کوئی ایسا چراغ روشن کرلیا جائے جو جولیہ کے ٹھنڈے ہوجانے کے بعد بھی جلتا رہے - یہی ایک خیال ہے ' جسکی خلش موجودہ جنگ کے آغاز سے اس وقت تک ہمارے دل میں ہے ' اور انجام کار اللہ کے ہاتھہ میں ہے -

انجمن اسلامیہ بانکی پور کے جلسے میں اس عاجز کی تقریر " واقعۂ میلاد نبوی " پر تھی ' اور وہ صرف اسی غرض سے شام کو منعقد ہوا تھا - یہ جلسہ اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ قوم کے آگے ذکر میلاد کا ایک نیا نمونہ پیش کیا گیا -

عنوان تقریر: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تھا -

دوسرے دن عیدگاہ کے میدان میں ہلال احمر کا جلسہ عام تھا - دس ہزار آدمیوں کا اجتماع ' دانا پور تک سے جلوسوں کا پیدل آنا اور شریک جلسہ ہونا ' اللہ اکبر کی صدا ہاے پیہم ' اور پھر وہ محویت و بیخودی کی سرشاری ' جس سے مجمع کا کوئی گوشہ خالی نہ تھا ' فی الحقیقت ایسے مناظر نہ تھے جو ہمیشہ میسر آئیں' اور ایسی صدائیں نہ تھیں جو جلد بھلادی جائیں -

میں تمام بزرگان و کارفرمایان بانکی پور کو انکی اس مستحق صد تحسین و ابتاع بیداری و خدمات جلیلہ پر مبارکباد دیتا ہوں اور شکر گذار ہوں اس پر جوش و خلوص استقبال اور اظہار محبت و نوازش کیلیے ' جو اس عاجز کیلیے انہوں نے ظاہر فرمایا ' اور جسکا ایک لمحہ کیلیے بھی اپنے تئیں اہل نہیں سمجھتا -

طلباے شہر کے جوش و محبت کے اظہارات خاص طور پر ہمیشہ یاد رہیں گے -

البتہ یہ دیکھکر سخت افسوس ہوا کہ باہمی نزاعات و مناقشات اور فریقانہ منافسات کے مرض متعدی سے آجکل کی اسلامی خدمات کی مقدس فضا بھی خالی نہیں ' اور ہر جگہ کا یہی حال ہے - میں امید کرتا ہوں کہ ہلال احمر کے جلسہ کی آخری تقریر میں جو معروضات اس عاجز نے پیش کی تھیں ' بزرگان بانکی پور انسے اغماض نہ فرمائیں گے -

---

کی تسکین کیلیے یہ بس کرتا ہے کہ راہ صحیح اور موصل الی المقصود ہے - کچھ ضرور نہیں کہ ہمارے ہی قدم منزل مقصود تک پہنچیں - ہم نہونگے ' مگر ہمارے نقش قدم پر چلنے والے منزل مقصود تک پہنچیں گے' اور جو سفر کا خط ہم نے کھینچ دیا ہے' وہ انکی کامیابی کے آخری نشان تک رہنمائی کریگا

> بس نہ انجمن آرزو سے ساغر کھینچ !
> اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ !

جب حالت یہ ہو' تو پھر اس انقلاب کے ظہور کو کیوں نہ ایک غیبی نصرت اور ایک احسان الہی سمجھا جائے ' جسکی کوششوں کے نتائج ایک سال سے بھی کم عرصے میں ظاہر ہوگئے ' اور جو بیج سالہا سال کے انتظار کی برداشت کے بعد برگ و بار لاتے ہیں ' انہوں نے چند مہینوں کے اندر ہی اپنی ٹہنیاں پھیلادیں ؟ البتہ یہ جو کچھ ہوا ' محض ایک ابتدائی مظہر نصرت ' اور مستقبل کا پہلا نمونہ تھا ' پھر بھی صرف ایک محدود دائرے کے اندر ہوا اور ابھی ہمارے اعمال اور اپنے ایمان و ایقان میں محکم تر ہو جائیں - کل سعی کی اسلیے ضرورت تھی کہ بہرحال سعی کرنی چاہیے ' لیکن آج اسلیے ضرورت ہے کہ خود نتائج بھی سعی کی دعوت دے رہے ہیں - کل تک لوگ غافل تھے' پس ضرور تھا کہ انہیں ہشیار کیا جائے ' مگر اب لوگ آنکھیں مل رہے ہیں' پس ہم کو بھی اٹھنے والوں سے غافل نہیں ہونا چاہیے :

> نایں کہ کعبہ نمایاں شود رہا مکنش
> کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگ ست

(٤)

اگر ہوا موافق ہو' دریا مہرباں ہو' اور ستارے رہنمائی نہ کریں تو کشتیباں کیا کرسکتا ہے ؟ لیکن تاہم کشتی اگر سلامت جاے تو کشتی چلانے والے کا حق تعریف کوئی چھین نہیں سکتا - جو تغیرات اس وقت مسلمانوں کے خیالات میں ہوئے ہیں ' وہ ایک قدرتی نتیجہ ہے اُن تغیرات کا ' جنہوں نے چاروں طرف سے ہمارا محاصرہ کرلیا ہے ' تاہم جن لوگوں نے ان تغیرات کا ساتھہ دیا ' اور

فکاہات

—(*)—

مسلم یونیورسٹی کا نصاب تعلیم

— * —

ہمارے لیڈروں کے مشغلے اب بڑھتے جاتے ہیں * کہ اب سازش کی بھی باقاعدہ تعلیم ہوتی ہے
ہماری مجلس قومی کے جب اجلاس ہوتے ہیں * تو اخلاقی قواعد میں بھی کچھہ ترمیم ہوتی ہے
بتھائے جاتے ہیں کالج کے لڑکے صدر و پائیں میں * سنہائی جاتی ہے جو کچھہ نئی اسکیم ہوتی ہے
اِدھر اسٹیج پر سرگوشیاں ہوتی ہیں آپس میں * اشاروں میں اُدھر فرد عمل تقسیم ہوتی ہے
طلسم چشم و ابرو کے جو اسرار نہانی ہیں * تو آمروں کو اُن کی دم بدم تعلیم ہوتی ہے
کسی پر تالیاں بجتی ہیں تحقیر و اہانت کی * کسی کی ہر ادا پر عزت و تکریم ہوتی ہے
کسی آزاد گو کے کان میں کچھہ پھونک دیتے ہیں * کہ جس سے کچھہ امید شیوۂ تسلیم ہوتی ہے
شکایت ہوتی ہے جب تشنہ کامان تفاخر کو * تو پھر جام سعادت میں بھی کچھہ تعمیم ہوتی ہے
یہاں تک تو خدا کے فضل سے ہم نے ترقی کی * اب آگے دیکھیے اِس فن میں کیا ترمیم ہوتی ہے

(نقاد)

و معتقدات کے وہ اصل اصول باقی ہیں' جنکے مقابلے میں جماعتوں اور گروہوں کے متفقہ جہاد کی ضرورت ہے - میں اس تغیر کو اس لحاظ سے یقینا اہمیت دیتا ہوں کہ وہ تغیر تھا ' اور مسلمانوں کی حالت مدتوں سے غیر متغیر ہو رہی تھی ' پس تغیر خواہ کتنا ہی ابتدائی اور ضعیف ہو' مگر جمود کی شکست کا مخبر ہے - ورنہ اس بارے میں طریق خیالات بہت وسیع' اور پیش نظر مقاصد بہت بلند ہیں ' مشکل ہے کہ اس وقت انکی نظریں وہاں تک پہنچ سکیں - میں صرف اس نقطہ پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کام کرنے والے اپنے کاموں کیلیے اس تغیر کے تذکرے سے فائدہ اٹھائیں - انکی کوششیں اگر ابھی سالہا سال تک ایک ادنا سا تغیر بھی پیدا نہ کرسکتیں' جب بھی انکو مایوس نہونا تھا ' چہ جائیکہ اسقدر جلد ایک نمایاں تغیر انکو کامیابی کا مژدہ دے رہا ہے' اور یقین دلا رہا ہے کہ محنتوں کے نتائج کیلیے زیادہ صبر و انتظار کی آزمایش نہیں ہے - پس وہ اپنی ہمتوں کو اور قوی کریں' عمل کی رفتار تیز کردیں' اسکی صدا کے سننے کے لیے دلوں میں استعداد پیدا کرائی - ضرور ہے کہ اس معلول کے " علل " میں انکو بھی شمار کیا جاے -

ہم سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں سب سے پہلے نواب (وقار الملک بہادر) قبلہ کے اُس مضمون کا ذکر کرنا چاہیے' جو انہوں نے دربار دہلی سے آکر علی گڈہ گزٹ میں لکھا تھا' اور جسمیں گو کسی اصول کی طرف دعوت نہیں دی گئی تھی' مگر مسلمانوں کی " مسلمہ قومی پالیسی " کے بت پر یقیناً اس سے ایک ضرب کاری لگی -

اسکے بعد شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے بعض مضامین (مسلم گزٹ) میں لکھے' اور اسکا اعتراف کرنا چاہیے کہ انہوں نے تغیر خیالات میں سب سے زیادہ مدد دی - اسکے ساتھہ ہی (مسلم گزٹ) کی اشاعت بھی قابل ذکر ہے ' جو الحمد للہ کہ بدستور خدمت ملت میں سرگرم' و قلع و قمع استبداد سیاست میں مصروف پیکار ہے - اس سلسلے میں ہم اپنے شیوہ آزادی درست

اگر یہ دیوتا گرادیا گیا، تو پھر اس بساط پیشوائی کے تمام مہرہ ہاے اصنام خود بخود سرنگوں ہو جائیں گے - پس لکھنؤ میں جو کچھہ ہوا، وہ اس امر کا ثبوت نہیں تھا کہ کم از کم اس مشرکانہ ھیئت کا بت تو قومی راے کے گرز گراں سے مجروح ہو چکا ہے، اور اگرچہ گذشتہ ایک سال کے عرصے میں موسم کی تبدیلی کے آثار بالکل واضح اور ظاہر تھے، تاہم یہ پہلی شکست ہے جو قوم نے امراء کو دی، توقع سے زیادہ اور امیدوں کے برخلاف - اور قومی زندگی کی یہ پہلی آواز ہے جو مسلمانوں کی مجلس میں اٹھی، امید سے زیادہ قوی اور توقع سے زیادہ بلند - زنجیریں بہت بھاری تھیں، اور پاؤں مدتوں سے مقید - صیاد کا پھندہ سخت تھا، اور صید نہایت کمزور، لیکن الحمد للہ کہ رہائی کی پہلی کوشش کا تجربہ بے اثر نہ رہا، اور بند گو ٹوٹے نہیں مگر ڈھیلے ضرور ہوگئے

نالاں تو ہو گئے ہیں وہ تاثیر عشق سے
موقع نکالنا مری حکمت کی بات ہے

ہمارے عقیدے میں یہ انقلاب حالت ایک الہی کار و بار تھا، جو صرف اسلیے تھا تاکہ عبرتوں اور بصیرتوں کا موجب ہو، تاکہ بہرے سنیں، اور اندھے بینا ہوں - تاکہ اس ابدی و ازلی قانون کا ایک نیا معجزہ تم دیکھو کہ حق اور صداقت کی آواز کو کوئی قوت روک نہیں سکتی، اگرچہ شیطان کے بڑے بڑے مظاہر جمع ہو جائیں - اور سچ ہمیشہ سے ایک ابھرنے والا جوہر ہے، اگرچہ جھوٹ کی بڑی بڑی چٹانوں سے اُسے دبا دیا جاے . و یحق اللہ الحق بکلمتہ و لو کرہ المجرمون (۱۰ : ۸۲) ان فی ذلک لذکری، لمن کان لہ قلب او القی السمع و ھو الشہید (۵۰ : ۳۷)

(۲)

درخت سب بوتے ہیں، لیکن ہر شخص کی نصیب میں یہ نہیں ہوتا کہ پھل بھی کھاے - پس نہایت مبارک ہے وہ ہاتھہ جو تخم پاشی کے بعد ہی اپنے دامن میں اسکے پھلوں کو بھی دیکھے - مسلمانوں میں نئی حرکت کی تاریخ تقسیم بنگال کی منسوخی سے شروع ہوتی ہے - اس سے پہلے صرف چند اشخاص تھے، جنکو کانگرسی، باغی، بے وفاے قوم، مفسد، اور اسی طرح کے بعض بعض اصطلاحات خاص سے یاد کیا جاتا تھا، مگر قوم کی قوم صرف اس شریعت پر عامل تھی کہ لیڈروں کی گاڑی کھینچیے، انکے ہر حکم پر " سمعنا و اطعنا " کہکر سر بسجود ہوجائیے اور مسلمانوں کیلئے غلامی و استعباد کی جو شریعت (پالیسی) انہوں نے مقرر کردی ہے، اس سے سر مو تجاوز نہ کیجیے کہ :

بے حکم شرع آب خوردن خطاست

(طحطاوی) نے (حاشیہ در المختار) میں مذاہب اربعہ کی تقلید کی نسبت صفحے میں آکر لکھدیا تھا کہ : من کان خارجاً من ھذہ الاربعۃ فی ھذ الزمان، فھو من اھل البدعۃ و النار اس سے بھی شدید تر حال ان نئے مجتہدین کی تقلید کا تھا کہ جو شخص انکی تقلید سے انکار کرے، وہ قطعاً قوم سے خارج اور گمراہ ابدی ہے - وہاں اگر اسپر " اجماع " ہوگیا تھا، تو یہاں بھی مسلمانوں کی " مسلمہ قومی پالیسی " پر " جمہوریت " کا سواد اعظم تھا : من شذ، شذ فی النار !

پھر غور کیجیے کہ اس نئی حرکت کے تخم کو جگہہ پکڑنے، پھوٹنے، اور ابھر کر بلند ہونے کیلیے کتنی مدت ملی ؟ اسباب ظاہری میں سے کیا سامان تھا، جو اسے میسر ہوا ؟ زمین بظاہر نا موافق تھی، اور چند افراد کے سوا، جنکے دماغ کیلیے دولت، احتماع، سازش، اور رئیسانہ و حاکمانہ اقتدار، تمام قوتیں مستعد تھیں، کون تھا جس نے آبپاشی کی ہو ؟ اعزاز ظاہری اور رسوخ دنیوی جن ہاتھوں میں ہے، ان میں سے ایک متنفس بھی نہ تھا جس نے ساتھہ دیا ہو، مگر با ایں ہمہ آپ نے لکھنؤ میں دیکھا کہ درخت پیدا ہو چکا ہے، اور اسکی شاخیں قوی اور تنومند ہیں - پس یہ بڑی الحمدللہ ایک بہت بڑی نعمت و احسان الہی ہے، جسکے شکر میں گردنوں کو سر بسجود، اور زبانوں کو زمزمہ سنج تحمید و تقدیس ہو جانا چاہیے

الحمد للہ الذی	تمام حمد و تقدیس اُس خداے حکیم و قدیر
ھدانا لھذا وما	کیلیے، جس نے اس راہ حق و حریت کی طرف
کنا لنھتدی لولا	ہماری ہدایت کی، اور یقیناً ہم ہدایت نہ پاتے،
ان ھدانا اللہ	اور ضلالت سے نہ نکلتے، اگر اسکی ہدایت
(۷ : ۴۳)	بخشی کی نصرت ہماری مدد نہ کرتی -

یہ بھی ایک ظہور تھا اس اعلان حق و معروف کی طاقتوں کا، جنکی طرف ہم نے پچھلے دنوں " فاتحۃ جلد جدید " کے زیر عنوان اشارہ کیا ہے -

(۳)

ایک بڑی نصرت جسکی صدا اس انقلاب حالت سے نکلتی ہے، یہ ہے کہ جو کوششیں حق اور سچائی کے اعلان کیلیے کی جاتیں، خواہ زمانہ کتنی ہی انکی مخالفت کرے، لیکن وہ دریا کے پانی کی طرح اپنی راہ خود نکال لیتی ہیں، اور کبھی ان لوگوں کی محنت ضائع نہیں جاتی، جو آرزوئکی محبت چھوڑ کر حق و صداقت کا ساتھہ دیتے ہیں - کارساز قدرت کا وعدہ ہے کہ : " انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی " میں کسی کام کرنے والے کے کام کو ضائع و رائگاں نہیں کرتا - قرآن کریم میں ہر جگہ " والعاقبۃ للمتقین " فرمایا گیا ہے، اور اسکے بھی یہی معنے ہیں کہ دنیا میں انجام کار کی کامیابی صاحبان حق و معروف ہی کیلیے ہے -

پس ہم اُن تمام حامیان حق و معروف کو مبارکباد دیتے ہیں، جنہوں نے پچھلے سال قوم میں آزادی خیال اور طلب حقوق کی تحریک پیدا کرنے میں حصہ لیا - اُس نصرت فرماے حق نے کسقدر قلیل عرصے کے اندر انکی سعی مشکور کے نتائج حسنہ انکو دکھلادے ؟

حق و صداقت کا اعلان کوئی آسان کام نہیں ہے - اس کے لیے بہت بڑے صبر و انتظار اور تحمل و ضبط کی ضرورت ہوتی ہے - کتنی پاک ہستیاں ہیں، جنہوں نے دنیا میں اسکے تخم بوے، اور اپنی بڑی بڑی زندگیاں اسکی آبپاشی میں صرف کردیں - پھر کتنے جانفروشان حق و صداقت ہیں، جنہوں نے اپنے اشک ہاے امید اور خونہاے حسرت و آرزو سے اس تخم کے پودے کو سینچا مگر با ایں ہمہ انکی آنکھوں کو اسکے برگ و بار کا منظر دیکھنا نصیب نہ ہوا - نسلوں پر نسلیں گذر گئیں، جب کہیں جاکر وہ برگ و بار اور ہوے -

آج مسلمانوں کی اعمال زندگی کی ہر شاخ میں جو حالت ہو رہی ہے، وہ حامیان حق و صداقت سے ایسی ہی قربانیوں کی طالب ہے، جو صبر و انتظار کی انتہائی قوتیں اپنے اندر رکھتی ہوں، اور نتیجہ کیلیے بے صبر نہوں، بلکہ اپنے کام میں منہمک و مشغول ہوں - ہم ایک پوری قوم کو چاہتے ہیں کہ از سر نو بدل دیں - اسلامی اعمال و معتقدات کا ایک نقشہ ہمارے سامنے ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اسکو یکسر الٹ دیں - ہمارے سامنے ایک سر بفلک عمارت ہے، جسکی دیواریں پہاڑوں کی چٹانوں سے، اور جسکی چھتیں لوہے کی سلاخوں سے بنائی گئی ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ اسکو مسمار کردیں، اور ایک ایسی نئی عمارت بنائیں جسکی چھت ہی نہیں، بلکہ بنیاد بھی نئی ہو - پھر اگر یہ ارادہ عظیم ہے، تو ضرور ہے کہ انتظار کی قوت بھی شدید، اور صبر کا پیمانہ بھی بڑا ہو - اس راہ کے مسافر

مقالات

معجزہ و خوارق

(۱)

معجزہ کے باب میں سب سے پہلی بحث یہ پیدا ہوتی ہے کہ "معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہیں" ؟ آجکل کے زمانے میں جو سرمایہ "جدید علم کلام" کے نام سے فراہم کیا گیا ہے - اسمیں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ معجزہ دلیل نبوت نہیں ہو سکتا - ہم چاہتے ہیں کہ سب سے پہلے اسی سوال پر نظر ڈالیں

دراصل یہ راے مشہور مسلمان حکیم (قاضی ابو ولید ابن رشد) کی کتاب سے ماخوذ ہے' اسلیے پہلے ہم انکی راے بتمامہ نقل کر دیتے ہیں

ابن رشد کے مقدمات

معجزہ سے جب نبوت پر دلیل لائی جاتی ہے تو مقدمات ذیل یہ ہوتے ہیں

(۱) نبی سے معجزہ صادر ہوا -

(۲) جس سے معجزہ صادر ہوتا ہے وہ نبی ہوتا ہے -

مقدمہ اولی کا ثابت ہونا دو مقدموں پر مبنی ہے

(الف) معجزہ ممکن الوقوع ہے اور واقع ہوتا ہے -

(ب) مدعی نبوت نے تعین کے ساتھہ معجزہ دکھایا - وہ کسی حکمت عملی یا صفائی مشق کا نتیجہ نہ تھا - نہ نظر بندی - تھی - نہ تخیل تھا -

(۲) دوسرا مقدمہ - اسکا ثبوت بھی دو مقدمات پر موقوف ہے ،

(الف) رسالت و نبوت کا وجود ہے -

(ب) معجزہ بجز نبی کے کوئی نہیں دکھا سکتا -

ابن رشد کی تقریر کے متعلق دو امر قابل لحاظ

حکیم ابن رشد کی طولانی تقریر سے جو مقدمات ہمنے نقل کیے ہیں' انکے متعلق دو امر قابل لحاظ ہیں

(۱) معجزہ کے معجزہ ثابت کرنے میں نہایت دقت و دشواری ہے

(۲) جبتک مقدمات اربعہ ثابت نہو جائیں' معجزہ دلیل نبوت نہیں ہوسکتا -

ہم سب سے پہلے امر اول کیطرف توجہ کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ خود علامۂ موصوف نے اثبات نبوت کیلیے کونسی دلیل اختیار کی ہے اور اس میں کیا سہولتیں ہیں -

ابن رشد کی دلیل نبوت

وانما الذي دعا به الناس وتحداهم به' هو الكتاب العزيز' فقال تعالى قل لئن اجتمعت الجن والانس على ان ياتوا بمثل هذا القرآن' لا ياتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا وقال فاتوا بعشر سور مثله مفتريات - واذا كان الأمر هكذا' فمعارضته صلى الله عليه وسلم الذي تحدى به الناس وجعله دليلا على صدقه فيما ادعى من رسالته' هو الكتاب العزيز - (الكشف عن مناهج الادلة - صفحه - ۷۷)

لیکن وہ چیز جسکے ذریعہ سے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور انکے مقابلہ و معارضہ میں پیش کیا' کلام پاک ہے - فرمایا اللہ رب العزت نے "کہدے اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اگر تمام جن و آدمی ملکر قرآن کی مثل بنانا چاہیں تو ایسے نا ممکن ہے - اگرچہ انکا بعض' بعض دوسرے کا معاون اور مددگار ہو جاوے" اور فرمایا اللہ پاک نے "لاؤ ایسی دس سورتیں بناکر" جب یہ حال ہے تو وہ امر خارق عادت جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کے ثبوت میں پیش کیا صرف کلام مقدس ہی ہے

اس تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ ابن رشد نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مطلقہ اور رسالت عامہ کو صرف خدا کی الہامی اور مقدس کتاب سے ثابت کیا ہے اور آپ کے خوارق عادات میں سے محض قرآن پاک کو معجزہ تسلیم کیا ہے (یعنی قرآن کے مبارک ارشاد' بلند جملے' فصیح عبارت' بلیغ معانی' جامع ہدایتیں' پر تاثیر نصائح' مکمل تعلیمیں) انکے نزدیک یہ جملہ امور صاف طریقہ سے بتاتے ہیں کہ بے شبہہ یہ کتاب خدا کی کتاب ہے اور صاحب کتاب نبی مامور ہیں پھر ان تمامی باتوں کے ساتھہ جب اسکا خیال اسطرف مائل ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے' جاہل اور وحشی قوم میں پیدا ہوئے' انہی میں پرورش پائی' انہی میں ہمیشہ رہے اور باوجود اسکے ایسی کتاب پیش کی' تو آپ کی رسالت کا پورا اور کامل یقین ہو جاتا ہے -

ويتاكد هذا المعنى بل يصير الى حد القطع واليقين للناس اذا علم انه صلى الله عليه وسلم كان اميا نشا في امة امية عامية بدوية لم يمارسوا العلوم قط ولا نسب اليهم علم ولا تداولوا الفحص عن الموجودات على ما جرت به عادة اليونانيين وغيرهم من الامم والذين كملت الحكمة فيهم في الاحقاب الطويلة (الكشف صفحه ۸۰)

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت پورے طور پر ثابت ہوتی ہے بلکہ یقین کامل کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہے' جب یہ امر جانا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے' ایک جاہل اور وحشی قوم میں پیدا ہوئے' جنہوں نے کبھی علم کی طرف توجہ نکی اور نہ اسکی مشق کی - نہ کوئی علم انکی طرف منسوب ہوا' نہ موجودات عالم کی تحقیق و جستجو کا انمیں رواج تھا اور نہ یونانیوں اور دوسری قوموں کا دستور تھا جنمیں حکمت کی تکمیل ہوئی -

اسمیں کچھہ شک نہیں کہ علامہ ممدوح نے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونیکو نہایت شائستہ عنوان اور واضح برہان سے ثابت کیا ہے' اور سچ یہ ہے کہ اس سے بڑھکر کونسی دلیل قاطع و مانع ہو سکتی ہے ؟ یقیناً ایک مسلمان یا ایک معمولی منکر کو یہ دلیل نہایت آسانی سے مطمئن کرسکتی ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ کسی منکر دیرینہ یا ایک مخالف مناظر کی بھی اس برہان سے تشفی ہوسکتی ہے یا نہیں ؟ ہماری راے میں ہرگز نہیں ہوسکتی' بلکہ جسقدر دشواریاں معجزات میں ہیں اتنی ہی دشواریاں اس راہ میں بھی ہیں - معجزات سے دلیل لانے میں اگر مقدمات اربعہ کا ثبوت نصب العین ہے' تو کلام پاک سے استدلال کرنے میں مقدمات ذیل کا اثبات ضروری ہے :

مسٹر محمد علی کو بھی نہیں بھول سکتے جنہوں نے فی الحقیقت یونیورسٹی کے معاملے میں آزاد خیالی کی تعلیم مسلسل اور پے ہم رکھی اور جسکے موجودہ حرکت کی تشکیل میں بہت زیادہ مدد دی - جزاهم الله تعالی عن الاسلام و المسلمین خیر الجزا ' و وفقنا الله و ایاهم کما یحبه و یرضاه فی القول و العمل و الاعتقاد -

اس موقعہ پر یہ کہدینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ جو کچھہ ہوا محض سیاسی اعتقادات کا تغیر ہے' اور میں اس وقت کا منتظر ہوں جب کسی صحیح مذہبی تبدیلی کا ثبوت بھی نمایاں ہو ' کیونکہ بغیر اسکے کوئی ہنگامۂ تغیر میرے لئے تشفی بخش نہیں ہوسکتا - البتہ چونکہ نئی گرفتاری کیلیے پچھلی گرفتاری سے آزاد ہونا ضروری ہے ' اسلیے اس تغیر کو بھی اس سلسلے کی ابتدا سمجھتا ہوں - والامر بیدہ سبحانه ' له مقالید السموات و الارض -

(۵)

یہاں تک تو ہم نے لکھنؤ کے جلسوں پر اس حیثیت سے نظر ڈالی ہے' جہاں تک انکا تعلق تغیر خیالات' اور قومی راے کے اظہار قوت سے ہے' لیکن اب اس نتیجے پر بھی نظر ڈالنی چاہیے جو اس معرکہ آرائی کے بعد پیدا ہوا -

افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ معرکۂ ابتدائی ' اور حریف پرامور تھا ' جنگ میں علانیہ ہتھیاروں ہی سے نہیں ' بلکہ سازش و خدع کے چھپے ہتھیاروں سے بھی کام لیا گیا - اسلیے باایں ہمہ اظہار قوت و معارضت قوم کو شکست ہی قبول کرنی پڑی -

تاہم اس شکست کو شکست نہ سمجھنا چاہیے ' کیونکہ در اصل قوم نے اپنے حریفوں سے شکست نہیں کھائی ' بلکہ اس دھوکے میں آکر تلوار رکھدی کہ اب مقابل حریف نہیں بلکہ خود اسی کے تیغ آزما ہیں - حریفان شاطر نے جب دیکھا کہ دست و بازو شل ہوگئے ہیں' اور ایلغار جنگ کی طاقت نہیں' تو پھر یہ تجویز کی کہ صلح کی ایک سازش گاہ منعقد کی جاے' اور قوم کو خود قوم کے بھیس میں آکر شکست دیدی جاے - بے خبروں نے یکایک ایک صداے صلح سنی - نادان سمجھے کہ ہماری آواز ہے ' حالانکہ لب و لہجہ بدلا ہوا تھا مگر آواز انہی کی تھی ' جو اب اس ظاہر کا باطن ہوگئے تھے -

وہ حلقہ ہاے زلف کمیں میں ہیں اے خدا
رکھہ لیجیو میرے دعوے وارستگی کی شرم

(٦)

اس اجمال کی تفصیل اب کیا کروں کہ وقت گذرگیا -

تو خود حدیث مفصل بخوان ازیں مجمل

تاہم نواب صاحب قبلہ نے یہ مضمون لکھکر گذرا ہوا ورق پھر الٹ دیا ہے - موڈیشن کمیٹی کا پہلا دن فی الحقیقت " بزرگان قوم " کیلیے ایک " یوم الفزع الاکبر " تھا - لوگوں نے دیکھا کہ الحاق " اور " مسلم " کے انتساب کا جھگڑا چکاے آے تھے' یہاں میجر سید حسن بلگرامی نے اختیارات کی ایک نئی بحث چھیڑ دی : یہ بعد از انفصال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا -

جلسے کے وقفوں میں اس تجویز کے استرداد و ترمیم کی پوری کوششیں کی گئیں ' اور استدعا کے میدان میں جسقدر جوہر دکھلاے جاسکتے تھے' ایک ایک کرکے سب سے کام لیا ' مگر معلوم ہوا کہ ڈھال چمڑے کی نہیں بلکہ پتھر کی ہے - نہ دور کے تیر کام دیتے ہیں نہ سامنے کی تلواریں - لوگوں کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ تجویز کے خلاف تمام ہال سے ایک آواز بھی اوٹھنے والی نظر نہیں آتی تھی - اگر اس وقت ووٹ لیے جاتے تو نتیجہ معلوم تھا کہ کیا نکلتا - اسلیے مصلحت نے سرگوشی کی کہ ایک دن کے وقفے کے بعد بقیہ کارروائی دوسرے دن پر ملتوی کردی جاے - یہی وقفہ قیامت کا وقفہ تھا :

کرے ہیں بھرے کو ناں خالی تفنگ

(۷)

جو جوش عام لوگوں نے طبقۂ مستبدین کے خلاف جلسے میں ظاہر کیا تھا' اسمیں شک نہیں کہ اسمیں بے اعتدالی اور تفریط ضرور تھی - لیکن چونکہ گیند بہت زور سے زمین پر پٹکا گیا تھا اسلیے اسکے دور تک اچھلکر بلند ہونے کی بھی شکایت نہیں کی جاسکتی - قدرتی امنگوں اور ولولوں کو دبایئے گا تو اور زیادہ اچھل کر نمودار ہونگے - پھر جن لوگوں نے برسوں پھیکے پکوانوں سے اپنی اونچی دکانوں کو سجایا تھا ' اگر آج انکے وقت کیلیے ضرورت سے زیادہ نمک کھانے میں پڑگیا ' تو کم از کم انکو تو شکایت نہ کرنی چاہیے - اگر یہ بے اعتدالی تھی تو بھی تو بے اعتدالی ہی کے جواب میں

بعیب جسم شکست و من سبو ار
سن بالسن و الجروح قصاص

(۸)

دوسرا دن گذشتہ کے ماتم اور آئندہ کی فکروں میں بسر ہوا اور بالآخر آس " شام بلا " کی تاریکی قیصر باغ کی برجیوں پر نمودار ہوگئی' جسکی پردہ پوش تاریکی میں نہیں معلوم کیا کیا کچھہ ہونے والا تھا - یاران شاطر نے اس تاریکی کی فرصت کو " مطالب براری " کیلیے غنیمت سمجھا کہ رات بھر کی مہلت میں کسی کی جرأت دوزی اور دوم دلی بقدر جرأت دلاے ' مخدع و کامیاب ہو رہیے' ورنہ پھر صبح ہجران کا مطلع محشر نمودار ہونے کیلیے سر پر کھڑا ہے -

کہ در تاخیر آفتہا ' و عاشق را زیاں دارد

اتنی مدت جو اوڑی کہ (ہر آمر) کے ہاں (ڈنر) ہے - ہم نے کہا کہ انا لله و انا الیه راجعون - قومی طاقت کے ہزاروں آہنی حربے ایک طرف ' اور ان نقرئی چھری کانٹوں کی جھنکار ایک طرف - حریت پسندوں سے پوچھا کہ کہیے ! اس نازک کا بھی کوئی جواب آپکے ترکش میں ہے ؟ جواب ملا کہ نہیں' شکست کا اعتراف ہے

چشم اگر اینست ' وابرو این' و ناز و عشوہ این'
الفراق اے ہوش و تقوی ! الوداع اے عقل و دین !

لیکن پھر ہم نے دل کو تسلی دی - اطباے قدیم و جدید کا اتفاق ہے کہ چھہ گھنٹے کے بعد غذا کے جرم سے معدہ خالی ہوجاتا ہے - جلسہ رات کو نہیں بلکہ صبح آٹھہ بجے ہے ' اور انگریزی کھانا بوجہ سادہ و بے آمیز ہونے کے قدرتی طور پر زود ہضم ہوتا ہے - اب ایسی بھی یہ غذاے نفس کیا ثقیل ہوگی ' کہ صبح تک معدے میں موجود رہے ' اور آوازیں نکلیں تو حلق کی جگہ معدوں سے !

مگر افسوس کہ دوسرے دن ہماری طبی معلومات میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا - (طبی کانفرنس) کے آیندہ اجلاس میں ہم اس مسئلہ کو پیش کرینگے - ہمیں اب یقین ہے کہ غذا جتنی نفیس و لطیف ہوتی ہے' اتنی ہی زیادہ ثقیل بھی ہوتی ہے - بلکہ اگر بقراط بھی کہیں ملیں' تو ہم انسے اس بارے میں لڑنے کیلیے طیار ہیں کہ " شام کی غذا کم از کم دوسرے دن کی دوپہر تک تو ضرور معدے میں موجود رہتی ہے "

[باقی آیندہ]

علی یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکرامات و الخوارق فانما ظہرت فی ابتداء احوالہ من غیر ان یتحدی بہا (الکشف صفحہ ٧٧)	جوہر کو دوسرا جوہر بنادیا ہو (لکڑیکو سانپ بنادیا ہو وغیرہ) اور جو خوارق آپ سے صادر ہوئے وہ ابتداے حالات میں ظاہر ہوئے بغیر اسکے کہ آپ نے ایسے مقابلہ کیا ہو -

اس تحریر کے بعد ہم ان اعتراضات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو منکرین معجزات کی جانب سے پیش کئے جاتے ہیں - اسی ضمن میں ابن رشد کے مقدمات اربعہ مذکورہ کا بھی جائزہ لیا جائیگا - جنپر معجزہ کا دلیل نبوت ہونا موقوف ہے -

اعتراضات جو مثبتین معجزات پر وارد ہوتے ہیں

معجزہ پر جو اعتراضات وارد کئے جاتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں اکثر ایسے ہیں جنکا تعلق امکان وقوع سے ہے اور بعض ایسے ہیں جو استدلال سے متعلق ہیں' چنانچہ ہم سبکو تفصیل سے بیان کرتے ہیں-

(١) معجزہ چونکہ خلاف قانون قدرت ہے اسلیے نا ممکن ہے -

(٢) کسی خارق عادت کا وجود ہوا یا نہیں ؟

(٣) خرق عادت سے کیا مراد ہے ؟

(٤) مانا کہ کسی خارق عادت کا وجود ہوا مگر اسکا کیونکر اطمینان ہو کہ اسکے لیے دیگر اسباب مخفیہ نہ تھے ؟ بہت ممکن ہے کہ سحر یا شعبدہ یا مسمریزم کی مشق کا اثر ہو - منجملہ شرایط کے ایک شرط معجزہ کی یہ بیان کیجاتی ہے کہ کوئی شخص اسکا مقابلہ نکر سکے' لیکن اسکا کیسے یقین ہوسکتا ہے کہ کوئی معارضہ نہیں کرسکتا اور دنیا میں ایک شخص سے بھی جواب نہوسکنے سے کیا مراد ہے ؟ اگر یہ مراد ہے کہ اظہار کے وقت اسکا جواب نہوسکا تو اور بھی بہت سے لوگونکو پیغمبر ماننا ہوگا - زردشت وغیرہ سے جو باتیں ظاہر ہوئیں اسوقت انکا کوئی مقابلہ نہ کرسکا - اور اگر یہ مراد ہے کہ قیامت تک نہ ہوسکیگا تو یہ پیشین گوئی کیونکر کیجا سکتی ہے کہ یوم آخر تک اسکی نظیر نا ممکن ہے ؟

اعتراضات مذکورہ کے جوابات

پہلا اعتراض

معجزہ چونکہ خلاف قانون قدرت تسلیم کیا جاتا ہے اسلیے ناممکن ہے -

اس سوال کا جواب تین مقدموںکی تنقیحات پر مبنی ہے -

(١) قانون قدرت سے کیا مراد ہے ؟

(٢) کوئی امر خلاف قانون فطرت نہیں واقع ہوسکتا - اسکے واسطے کیا دلائل ہیں ؟

(٣) کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں واقعہ خلاف قانون قدرت ہے

قانون قدرت سے کیا مراد ہے

معترضین کہتے ہیں

جو امور ہزاروں لاکھوں تجربات اور بارہا کے مشاہدوں سے ثابت ہوچکے ہیں مثلاً آگ کا جلانا' سیکڑوں افراد آگ کے دیکھے گئے لیکن کوئی آگ ایسی نہ ملسکی جو گرم یا جلانیوالی نہو - یا پانی کا نزول اور سیال ہونا - برف کی ٹھنڈک - سنکھیا کا زہر قاتل ہونا - جمادات کا غیر متحرک ہونا وغیرہ وغیرہ - یہ تمام قوانین ایسے مکمل ہیں کہ اسکے مخالف کوئی مثال آجتک نملی نہ ان میں کبھی تبدیلی ہوئی -

پس انہی کا نام قوانین قدرت ہے اور یہی فطرۃ اللہ کہلاتے ہیں اصول و نظام کا مرتب سلسلہ جو ہمارے پیش نظر ہے اور جنکو دنیات ہم ازمائے ہیں' علت و معلول - سبب و مسبب' شرط و مشروط کا وسیع ارتباط' جو سارے عالم میں پھیلا ہوا ہے - اور جنپر اس دنیا کا نظام قائم ہے وہی عادت اللہ' سنت مستمرہ اور اصول فطرت کے لقب سے پکارے جاتے ہیں -

قرآن کریم سے استدلال

نیز معترضین قرآن کریم سے استدلال کرتے ہیں کہ کوئی واقعہ خلاف قوانین فطرت و ضوابط مقررہ نہیں ہوسکتا خداوند پاک نے خود اسکی نسبت اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا ہے

(١) انا کل شئ خلقناہ بقدر -	ہمنے ہر چیزکو ایک خاص اندازہ سے پیدا کیا ہے -
(٢) وکل شئ عندہ بمقدار	ہرایک چیز اسکے نزدیک ایک مقدار معین پر ہے -
(٣) وخلق کل شئ فقدرہ تقدیرا -	ہر چیزکو اسنے پیدا کیا اور اسکے لیے مناسب اندازہ مقرر فرمایا-
(٤) لا تبدیل لخلق اللہ	خدا کی خلقت میں تبدیلی نہیں ہے
(٥) ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا	تو خدا کی عادت میں تبدیل نہ پائیگا -
(٦) ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا	خدا کے طریقہ کو ٹلتا ہوا تو نہ پائیگا -
(٧) سنۃ اللہ التی خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا	یہ خدا کا طریقہ ہے جو قبل سے چلا آتا ہے اور خدا کے طریقہ میں تو کچھہ تغیر نہ پائیگا -

کلام پاک کی ان سات معتبر شہادتوں سے ثابت ہوگیا کہ خلاف فطرت امور کا واقع ہونا نہ صرف دشوار بلکہ نا ممکن اور محال ہے - خداوند ذوالجلال کے یہ سات قولی وعدے ہیں' اور جو محکم نظام اس نے اپنی قدرت و حکمت کے موافق جاری فرمایا ہے وہ اسکا عملی وعدہ ہے - ایسی حالت میں اگر کوئی امر خلاف قانون قدرت تسلیم کیا جاے' تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ اسکا عمل' قول کے بالکل مخالف ہے اور سب سے بڑا الزام کذب و خلف وعد کا عائد ہوگا جس سے اسکی ذات پاک ابداً بری ہے "-

یہاں تک ہم نے جو کچھہ لکھا ہے - قانون قدرت کی تشریح اور دلائل میں معترضین کا اصلی استدلال ہے -

---

ابن رشد کی دلیل ان مقدموں پر موقوف ہے

(۱) خدا کا وجود ہے -
(۲) خدا مرید و متکلم ہے -
(۳) نبوت کا وجود ہے اور اسکی ضرورت ہے -
(۴) وحی کی حقیقت کیا ہے -
(۵) کلام اللہ کس لحاظ سے معجزہ ہے -
(۶) اسکی مثل نہ کوئی بناسکتا ہے نہ کسی نے بنایا -
(۷) بے مثل ہونا منزل من اللہ ہونیکی دلیل ہے -
(۸) نبوت پر اسکی دلالت قطعی ہے -
(۹) اسکی عبارت فصیح و بلیغ ' ہدایات و تعلیمات کامل اور سریع التاثیر ہیں -
(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے

معجزہ کے ثبوت کیلیے اگر چار مقدمے یا سات درکار ہیں ' تو اسکے واسطے دس مقدمات کی حاجت ہے - اور جب تک مقدمات عشرہ ثابت نہونگے ' کتاب اللہ کا دلیل نبوت ہونا ناممکن ہے - پھر اگر تمام مقدمات بالفرض تسلیم بھی کرلیے جائیں ' جب بھی گفتگو ختم نہیں ہوتی - دیگر انبیاء کرام کی نبوت پر ایمان لانیکا کونسا ذریعہ ہوگا ؟ اگر انکی صداقت رسالت کا بھی عامۃ الناس کو اذعان کتاب و تعلیم کے ذریعہ سے دلایا جائے ' تو دوسرے مقدمات سے سبکدوشی نہیں ہوتی -

(۱) ہر نبی کے پاس کتاب تھی -
(۲) انکی تعلیم کامل مکمل من اللہ تھی -
(۳) تعلیم کی غایت خدا پرستی تھی -
(۴) انہیں تعلیموں پر نبی عمر بھر قائم رہا اور کبھی منحرف نہوا -

غرض ان مشکلات اور صعوبتوں کے ذہن نشین کرنیکے بعد ہر فہمیدہ آدمی سمجھہ سکتا ہے کہ اس صورت سے نبوت کو ثابت کرنا کچھہ کم مشکلات نہیں رکھتا - بلکہ اسکا پایہ اگر زیادہ نہیں تو کم سے کم معجزہ کے برابر ہے - علامہ ابن رشد نے اگرچہ مقدمات مذکورہ میں سے بعض بعض کو اعتراض کے قالب میں بدلدیا ہے اور پھر انکے جواب دینے کی زحمت گوارا کی ہے ' لیکن بعد اسکے کہ آنکے کلام پر کوئی تنقید کیجائے ' یہ کہدینا کافی ہے کہ اس دقت و طوالت اور تفصیل و توضیح کے ساتھہ تو معجزات سے بھی مقصد حاصل ہو سکتا ہے -

اس جگہہ یہ ظاہر کردینا بھی مناسب ہے کہ ہم دلیل مذکور کو یا دیگر دلائل حکماء اسلام اور اساطین متکلمین نے اپنی قابل قدر کتابوں میں ذکر فرمایا ہے ضعیف و کمزور نہیں سمجھتے اور نہ معجزہ ہی کو اثبات نبوت کی قوی دلیل جانتے ہیں - بلکہ جسطرح معجزہ کے بارہ میں ہمارا اپنی ہونیکا عقیدہ رکھتے ہیں - ویسا ہی انکی بابت قطعیت اور واقعیت کا اعتقاد رکھتے ہیں ' اگر کسی اعتبار سے معجزہ کو آن پر فضیلت ہے تو دوسری وجہ سے آن ادلہ کو معجزات پر ترجیح ہے - اگر آن سے نبوت کی اصلیت اور حقیقت کھلتی ہے تو اس سے اسکا خاصہ اور مخصوص نشانی پہچانی جاتی ہے - اور جس قسم کی مشکلیں معجزہ کیلیے سد راہ ہیں اگر بالکل ویسی نہیں تو دوسرے رنگ کی دقتیں وہاں بھی قدم بقدم ساتھہ ہیں - یہ بھی ہماری غرض نہیں ہے کہ جو مقدمے پہلے مذکور ہوئے ہیں آنکا ثبوت ناممکن ہے اور کسی کو آجتک اسکے اثبات میں کامیابی نہیں ہوئی ' بلکہ مطلب محض زحمت و اشکال کا دکھلانا ہے - اور اس حیثیت سے دونوںکی یکساں حالت ہے - بلکہ بعض وجوہ سے معجزہ میں صفائی اور وضاحت زیادہ ہے - اسکو ہم آخر مبحث میں انشاء اللہ بیان کرینگے -

صدرے نزدیک ہر نبی کی نبوت تین طریقوں سے ثابت ہوتی ہے -

(۱) مقدس تعلیمات برگزیدہ ہدایات سے -
(۲) اسکی پاک زندگی کے پاکیزہ حالات سے -
(۳) معجزات سے -

ایک خاص خیال سے مصنف کا زیادہ مخالف ہونا

کہا جاسکتا ہے کہ مستقل دلائل نبوت کے صرف دو طریق ہیں - معجزات بطور شاہد اور مؤید کے ہیں ' معجزات آنکے ساتھہ ملکر نبی کی نبوت کو واضح کردیتے ہیں ' اور وہ اذعان جو تعلیم و نصائح پر غور کرنے سے پیدا ہوتا ہے ' اسکو بہت کچھہ بڑھادیتا ہے جیسا خیال حکیم ابن رشد کا ہے

و اما الخارق الذی ہو لیس فی نفس وضع الشرائع مثل انفلاق البحر و غیر ذلک یدل دلالۃ ضروریۃ علی ہذہ الصفۃ المسماۃ بالنبوۃ و انما یدل اذا اقترنت الی الدلالۃ الاولی -

لیکن وہ خرق عادت جو جنس قوانین شرائع سے خارج ہے ' جیسے دریا کا پھٹنا وغیرہ ' تو اسکی دلالت نبوت پر بدیہی نہیں ہے - بلکہ انکی دلالت نبوت پر اسوقت ہوتی ہے ' جب وہ پہلی قسم کی دلالت کے ساتھہ ملتے ہیں -

پھر دو سطر کے بعد فرماتے ہیں

فعلی ہذا ینبغی ان تفہم الامر فی دلالۃ المعجزۃ علی الانبیاء ' یعنی ان المعجزۃ فی العلم و العمل ہو الدلالۃ القطعیۃ علی صفۃ النبوۃ ' و اما المعجزۃ فی غیر ذلک من الافعال ' فشاہد لہا و مقوی لہا (الکشف صفحہ ۸۹)

انبیاء کی نبوت پر معجزات کی دلالت میں اس امر کا سمجھہ لینا ضروری ہے کہ وہ معجزہ جسکا تعلق علم و عمل دونوں سے ہوتا ہے (کوئی کتاب وغیرہ) اسکی دلالت نبوت پر قطعی ہوتی ہے - اور جسکا تعلق علم و عمل سے نہیں ہوتا نہ اسمیں کوئی اخلاقی و روحانی اصلاح ہوتی ہے تو وہ شاہد اور مقوی ہے

تو ہمکو اس تقریر سے کچھہ زیادہ مخالفت نہیں ' ہمارے مخاطب صرف وہ لوگ ہیں جنکا دلی اعتقاد یہ ہے کہ کسی نبی سے کوئی معجزہ خلاف قانون جاری صادر نہیں ہوا ' بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی امر ما فوق العادت تمام عمر میں کبھی نہیں دکھلایا - نہ معجزہ سے مسئلہ نبوت پر روشنی پڑتی ہے نہ وہ مثال شاہد و مؤید کے کسی موقع میں پیش کیے جاسکتے ہیں - کیونکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ معجزہ نبوت کی مستقل دلیل ہے - اور کم از کم اسکی تائید و تقویت کی تصدیق سے تو کسی طرح انکار نہیں کیا جاسکتا -

ابن رشد معجزہ کے منکر نہیں

یہ بھی واضح رہے کہ علامہ حکیم ابن رشد معجزات کے منکر نہیں ہیں بلکہ انکے کلام کا منشا محض اسقدر ہے کہ اس راہ میں چونکہ پیچ و پیچ بہت زیادہ ہیں ' لہذا اسکو چھوڑکر دوسری شاہراہ پر چلنا چاہیے اور اس سے علحدگی اختیار کرنی چاہیے - وہ خود صاف صاف فرماتے ہیں

و انہ تبین من حال الشارع صلی اللہ علیہ وسلم انہ لم یدع احدا من الناس ولا امۃ من الامم الی الایمان برسالتہ و بما جاء بہ بان قدم علی یدی دعواہ خارقا من خوارق الافعال مثل قلب عین من الاعیان الی عین اخری ' وما ظہر

شارع صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر نگاہ کرنے سے تمکو معلوم ہوگا کہ آپ نے کسی شخص یا کسی گروہ کو اپنی رسالت کی تصدیق اور ان تمامی چیزوںکے ایمان کی طرف جنکو آپ لائے اسطرحسے نہیں بلایا کہ اپنے دعوی کے ثبوت میں آپ نے کوئی خرق عادت دکھلائی ہو مثلا ایک

جسکو دنیا میں نہ پوچھے کوئی وہ فن ہم ہیں * جس سے نفرت ہو وہ دہر میں سوزن ہم ہیں
جام ٹوٹے ہوئے، اجڑے ہوئے مسکن ہم ہیں * ایک بھی پھول نہ ہو جسمیں وہ گلشن ہم ہیں

کوئی مونس نہیں، ہمدم نہیں، غمخوار نہیں
ہم ہیں وہ جنس، کوئی جس کا خریدار نہیں

اب وہ محفل نہیں، وہ خم نہیں، وہ جام نہیں * وہ طریقہ نہیں وہ ملت اسلام نہیں
عمل احمد مختار سے کچھ کام نہیں * یہی باعث ہے جو راحت نہیں آرام نہیں

ایسی محفل میں نہیں روشنی شمع ولا
ایک کے دل میں نہیں روشنی شمع ولا

دین الحاد ہے پابندی ملت کیسی * جانتے ہی نہیں ہوتی ہے شریعت کیسی
طور اغیار پہ مائل ہے طبیعت کیسی * بے خبر وہ بھی ہے کرنے سے عداوت کیسی

فکر امروز نہ ہے کچھ غم فردا ہم کو
ڈر ضرر سے ہے نہ بہبود کی پروا ہم کو

جتنے عالم ہیں عمل سے انہیں بیزاری ہے * زہد کے جسم میں پوشاک ریاکاری ہے
قلب کے مدرسے میں درس حسد جاری ہے * کچھ دوا جسکی نہیں وہ مرض بیماری ہے

دل میں ہے شوق صنم، نام زباں پر تیرا
جب یہ حالت ہے تو پھر ہے کوئی کیونکر تیرا

ننگ اسلام ہیں جتنے ہیں جہاں میں مسلم * کیسے پابند ہیں رہبر زماں میں مسلم
محو رہتے نہیں تکبیر و اذاں میں مسلم * روزے رکھتے نہیں ماہ رمضاں میں مسلم

بت پرستی کے خیالات تراویحوں میں
شرکت رشتۂ زنار ہے تسبیحوں میں

وہ خطا کار کہ ہم چلتے نہیں راہ صواب * آنکھ رکھتی نہیں آنکھوں میں ہدایت کی کتاب
کثرت جرم کی پروا نہ غم روز حساب * خانقاہوں میں پیا کرتے ہیں غفلت کی شراب

قلب میں داغ محبت کا نہیں نور نہیں
کیا اجالا ہو یہاں شمع دل افروز نہیں

کب ہے اسلاف کا دستور ہمارا دستور * ہم میں آزر کی جو رسم تھا ان کا دستور
دشمنی اپنا چلن انکا تولا دستور * خود وہ اچھے تھے تو اچھا تھا طریقہ دستور

عشق کے داغوں سے گلزار تھے سینے ان کے
نور توحید کے دفتر تھے سفینے ان کے

اب وہ ایماں نہ وہ جوش نہ وہ زور دمار * آرسی ورد زباں اور دلوں میں نہ گداز
وہ پرستش کا طریقہ نہ وہ انداز نماز * جانب گلشن معنی نہ وہ شوق پرواز

باغ اندلس میں ہمارے وہ نشیمن نہ رہے
منہدم ہوگئے سسلی میں وہ مسکن نہ رہے

قوم اسلام میں توحید کی دولت نہ رہی * بادہ آشامی جام خانۂ ہمت نہ رہی
دل کے آئینے میں تصویر صداقت نہ رہی * وہ محبت وہ مروت وہ حمیت نہ رہی

وہ نمازی ہیں نہ وہ شوق جبیں سائی ہے
صف اسلام کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے

ایک وہ عہد تھا قیصر بھی تھے مقہور بھی ہم * تابع حکم تھے جنکے سے سلاطین عجم
کبھی باہر نہ پڑا سرحد کوشش سے قدم * ہمراہ تھا بس اک سایۂ شمشیر دو دم

ہر جگہ جلوۂ توحید دکھایا کس نے
قطرہ پایا تو اسے بحر بنایا کس نے

آج اگر حال زبوں ہے تو الم بیجا ہے * قلب افسردہ ہوا ہے تو اچنبھا کیا ہے
دیکھئے باغ اجڑتا ہے کبھی پھلتا ہے * تنگدل ہیں تو کیوں صبر بھی اچھا ہے

جب بہار آتی ہے کلیوں کی خلش کھلتی ہے
کب ہمیشہ خلش تنگ دلی رہتی ہے

جناب صاحبزادہ مصطفی خاں صاحب "ظفر"
ممبر سٹریٹی ریاست رامپور

ادبیات

— * —

جواب شکوہ

از

اقبال

—:○(*)○:—

ساز بیرنگ ہوں ہر تار نئی ہے میری * طرز آہنگ ہر اک آن نئی ہے میری
رنگ دنیا سے الگ شان نئی ہے میری * آگہی شیوہ ہوں پہچان نئی ہے میری
چشم نظارگئی انجمن آرائی ہوں
آئینہ خانۂ قدرت کا تماشائی ہوں

سرمۂ چشم تمنا ہے تماشا میرا * دلکش حسن ہے انداز نرالا میرا
آستان ملک قدس ہے دوا میرا * عقل کل سنتا ہے افسانۂ سودا میرا
رنگ لایا ہے میرا ذوق تکلم کیسا ؟
جوش زن رحمت باری کا ہے قلزم کیسا ؟

شان رحمت کی ادا میری شکایت دیکھو * آگئی کام محبت کی حکایت دیکھو
مجھ سے ناچیز پر اس درجہ عنایت دیکھو * ہم سخن بندے سے معبود ہے قسمت دیکھو
ایسی رحمت کے فدا شان کرم کے صدقے
طرز شفقت کے فدا شان کرم کے صدقے

جب تڑپا درد جگر آگئے لب پر نالے * پہنچے تا عرش بریں دل سے نکل کر نالے
حرف ہی نہ رکے لگائے رہے چکر نالے * راہبر پا کے مجھے بن گئے رہبر نالے
تیز رو ایسے کہ دم بھر میں اثر تک پہنچے
ایک پرواز ہی میں عرش کے در تک پہنچے

سچ ہے ہم تجھ سے ترے لطف کے سائل ہی نہیں * ہو اگر آنکھ تو پردہ کوئی حائل ہی نہیں
ہم کو رونا ہے یہی ہم کبھی قابل ہی نہیں * جلوہ امروز تو حسن نمائش پر وہ دل ہی نہیں
ڈھونڈنے والے نے حسن جگر کو ڈھونڈھا پایا
مصر میں جذب طلب سے مہ کنعان آیا

پھر وہ مصر عرب دل سے اگر ہم ہوتے * کیوں پریشاں صفت گرد سفر ہم ہوتے
سرمۂ دیدۂ ارباب نظر ہم ہوتے * خسرو کشور اقبال و ظفر ہم ہوتے
امت احمد کی شان ہیں فقط کہنے کو
کھو آئے ہیں مسلماں ہیں فقط کہنے کو

راہ پر آئیں وہ ہمت ہی نہیں ہے ہم میں * ڈھائیں بت خانے تو طاقت ہی نہیں ہے ہم میں
سختیاں سہنے کی جرأت ہی نہیں ہے ہم میں * بندہ بن جانے کی عادت ہی نہیں ہے ہم میں
دل میں رکھتے ہیں جو رکھتے ہیں ہموم العاد
دین کے پیکر خاکی میں ہے سموم العاد

ناصیہ سائی کے آثار جبینوں میں نہیں * [illegible] تک کعبے کا ہم دیر نشینوں میں نہیں
حق شناسی کے مضامین سفینوں میں نہیں * ولع الفت جسے کہتے ہیں وہ سینوں میں نہیں
ننگ دارین ہیں ہم امت احمد ہوکر
بندگی شیوہ نہیں بندۂ سرمد ہوکر

وہ نظر ہی نہیں قدرت کا تماشا کیسا ؟ * آنکھ رکھتے نہیں گلشن کا نظارا کیسا ؟
کرتے ہیں بندگی بت متّرا سودا کیسا ؟ * ہم جو مدہوش نہیں، نشۂ صہبا کیسا ؟
عازم بتکدہ ہیں راہ حرم بھول گئے
تجھ سے جو عہد کیا تھا اسے ہم بھول گئے

اب نہ وہ ہم ہیں نہ وہ رات کی بیداری ہے * وہ تضرع ہے نہ فریاد، نہ وہ زاری ہے
جنس ناکارۂ عمل کی جو خریداری ہے * گردش جام نرالی نشۂ مے خواری ہے
دل شیدا جو بغل میں نہیں سودا بھی نہیں
سر الفت جو نہیں داغ تمنا بھی نہیں

اس نتیجہ کی اشاعت ہوتے ہی علما نے اس جزو کے علحدہ کرنے کی کوشش شروع کردی - اس کوشش میں کامیابی ہوئی اور یہ جزو اسکے محقق اول (پکرل) کے نام سے موسوم کیا گیا -

ان شعاعوں کی بابت یہ بھی تحقیق ہوا کہ انمیں منجملہ دیگر خواص کے ایک یہ خاصیت بھی ہے کہ کہربائیت سے بھرے ہوے جسم کو خالی کرسکتی ہیں - اس خاصیت کے دریافت ہوجانے سے ریڈیم کی تحقیق میں بیحد مدد ملی ' کیونکہ اب الیکٹر سکوپ کا استعمال ممکن ہوگیا -

(الیکٹر سکوپ) ایک نہایت بسیط آلہ ہے ' جس سے کسی جسم میں کہربائیت کے عدم و وجود کے متعلق فیصلہ کیا جاتا ہے - یہ ایک شیشے کا ظرف ہوتا ہے جسکے منہہ پر کارک لگا ہوتا ہے - اس کارک میں ایک دھاتی تار ہوتا ہے تار کے نیچے معمولی طلائی ورقوں سے زیادہ نازک ' دو طلائی ورق ہوتے ہیں - یہ آلہ جب کسی ایسے جسم سے لگایا جاتا ہے ' جسمیں کہربائیت ہوتی ہے ' تو خواہ مقدار میں کتنی ہی کم کیوں نہ ہو ' یہ دونوں طلائی ورق اس سے فوراً متاثر ہوجاتے ہیں - انمیں معاً کہربائیت پیدا ہوجاتی ہے ' اور ایک دوسرے سے الگ ہوکر کہربائی اثر کا ثبوت قطعی دیدیتے ہیں -

اس اکتشاف کے بعد مدام (کوری) نامی پولینڈ کی ایک فاضل عورت شعاعہاے پکرل کے مطالعہ پر ہمہ تن متوجہ ہوگئی - اس مطالعہ سے مدام موصوفہ کا مقصد اس مادۃ کا دریافت کرنا تھا ' جس سے یہ شعاعیں پیدا ہوتی ہیں -

اسٹرین حکومت نے مدام موصوفہ کی اس بارے میں ہرطرح کی اعانت کی - وہ عرصے تک اپنے تجارب میں مصروف رہیں اور بالاخر ایک نیا عنصر دریافت کرلیا جو فوٹوگراف کی تختی اور الیکٹر سکوپ پر (اورینیم) سے بھی زیادہ شدید اثر رکھتا ہے - مدام موصوفہ پولینڈ کی رہنے والی تھی - اس مناسبت سے اس عنصر کا نام (پولینیم) رکھا گیا -

اس عنصر کے اکتشاف کے بعد بھی مدام موصوفہ نے عملیات کیمیاویہ کا سلسلہ جاری رکھا - یہاں تک کہ مدام کوری اور اسکے شوہر نے متعدد کوشش سے (ریڈیم) کو تحقیق کیا -

(ریڈیم) کا سب سے پہلا ذرہ جو مدام اور پروفیسر کوری نے نکالا تھا ' نمک یا ملح (طور) کا ایک چھوٹا سا ذرہ تھا - یہ ذرہ تاریکی میں چمکتا تھا ' اور اسکی روشنی اورینیم سے ۱۸ - لاکھ گونہ زیادہ تھی -

مدام موصوفہ کا طریق استخراج نہایت دیر طلب و پریشان کن ہے ' اور اس طریقہ سے مہینوں کی عرقریز کوشش کے بعد کہیں چند ذرے نکلتے ہیں -

ریڈیم اور دیگر معدنیات میں یہ فرق ہے کہ ریڈیم جلد حل ہو جاتا ہے - اسکی اور دیگر معدنیات کی سرعت انحلال میں وہی نسبت ہے ' جو رفتار میں ایک بیل گاڑی کو اکسپریس ٹرین سے -

ریڈیم کی عمر کے متعلق علماء کیمیا کا تخمینہ ہے کہ وہ زائد سے زائد ڈھائی ہزار سال تک رہ سکتا ہے - اسی بنا پر خیال کیا گیا ہے

والحمد لله وصلواته على رسوله محمد وآله

چوتھی صدی ھجری کی تحریر کا ایک ٹکڑا

یعنی علامۂ سید (شریف الرضی) المتوفی سنہ ۴۰۴ - جامع کتاب (نہج البلاغہ) کے ہاتھ کی تحریر ' جو علامہ موصوف کے خود نوشتہ نسخہ نہج البلاغہ کے آخر میں موجود ہے -

کہ ریڈیم کسی دوسرے مادہ سے پیدا ہوتا رہتا ہے ورنہ اب تک فنا ہوگیا ہوتا - گو وہ مادہ جس سے ریڈیم پیدا ہوتا ہے اب تک غیر معلوم ہے -

دوران تحلیل میں ریڈیم سے مختلف رنگوں کی شعاعیں نکلتی ہیں - جو یونانی ابجد کے تین حروف الفا ' بیٹا ' اور گما ' کے نام سے موسوم کی گئی ہیں -

(شعاعہاے الفا) نہایت چھوٹے ذرات ہیں جو ایجابی کہربائی سے بھرے ہیں - ان ذرات کی سرعت رفتار ۱۵ - ہزار میل فی ثانیہ ہے - ان ذرات کا حجم ھیڈروجن کے جواہر سے دوگونہ زیادہ ہوتا ہے -

(شعاعہاے بیٹا) - وہ ذرات ہیں جو سلبی کہربائی سے پیدا ہوتے ہیں - ان ذرات کا حجم (ھیڈروجن) کے حجم سے ہزار گونہ چھوٹا ہوتا ہے - ان ذرات کی سرعت رفتار روشنی کی سرعت رفتار کے برابر ہے - (روشنی کی سرعت رفتار فی ثانیہ ۳ - لاکھ کیلو متر ہے -)

(شعاعہاے گما) درحقیقت رنٹجن ہی کی شعاعیں ہیں -

مذاکرۂ علمیہ

اسئلۃ و اجوبتہا

ریڈیم

— * —

(از جناب مولوی علی احمد صاحب از لکھنؤ)

ایک عرصے سے (ریڈیم) کی نسبت یورپ کے رسائل میں مضامین نکل رہے ہیں ' جنسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک نیا عنصر ہے جو دریافت ہوا ہے - حال میں ایک اخبار نے کسی امریکن رسالے سے نقل کیا ہے کہ اسکی ایک ذرا سی مقدار کسی مشہور ڈاکٹر نے پیدا کرلی ہے - براہ عنایت آپ تحریر فرمائیں کہ یہ کیونکر دریافت ہوا ' اور اسکے خواص کیا ہیں ؟

(الهـــلال)

موجودہ صدی میں علم الکیمیا کے اکتشافات اسدرجہ حیرت زا ہیں کہ اگر آج سے دو صدی قبل کے واقعات ہوتے تو وہ تخیل انسانی کی فسانہ طرازی سمجھے جاتے - ریڈیم جسکی نسبت آپ دریافت فرماتے ہیں ان حیرت زا اکتشافات کی ایک خاص مثال ہے -

(ریڈیم) چند ایسے صفات کا مجموعہ ہے ' جنمیں سے بعض صفات دیگر عناصر میں کمیاب اور بعض نایاب ہیں - اس اعجوبگی کا نتیجہ یہ ہے کہ اسکا صحیح تصور بغیر مشاہدہ کے ' ناممکن نہیں تو بیحد مشکل ضرور ہے -

امریکہ کے ایک علمی رسالے (میکانک) نامی نے ایسے لوگوں کے لیے ' جنہوں نے ریڈیم کو کبھی نہیں دیکھا ' ایک قریب الفہم و محسوس تشبیہ شائع کی تھی - وہ لکھتا ہے

" تم تصور کرو کہ تمہارے پیش نظر ایک جنگی جہاز ہے - جہاز کے گرد و پیش میلوں تک ایک قسم کا گیس پھیلتا ہوا چلا گیا ہے - جسمیں چھوٹی گیس اور اسکے حدود کے اندر ہیں ' انکو یہ گیس ہر چہار طرف سے محیط ہے - جہاز میں توپیں نصب ہیں ' جنکے دہانے بندوقوں سے ۴۰ ہزار گونہ زیادہ سرعت کے ساتھہ ' پیہم گولے برسا رہے ہیں - جہاز میں بندوقیں بھی ہیں - جن سے فی ثانیہ (سکنڈ) ۱۷۵ - میل جانے والی گولیوں کی باڑھہ لگی ہوئی ہے - ان گولیوں سے شعاعیں نکل رہی ہیں ' جو جوں ' گوشت ' چوب ' استخواں ' بلکہ آہن و سنگ میں بھی نفوذ کر رہی ہیں - راہ میں جو چیزیں حائل ہوتی ہیں ' انکو شعاعوں کے امواج متلاطم تباہ کردیتی ہیں - جہاز کے حوالی میں جو لوگ ہیں ' انمیں کوئی صحیح و سالم نہیں - قریب و بعید کے اعتبار سے کوئی اندھا ہوگیا ہے ' کوئی لنگڑا ہوگیا ہے ' اور کوئی صرف جلتا ہے -

اس جہاز کو تم اسقدر چھوٹا فرض کرو کہ ایک سوئی کے ناکے سے ان جہازوں کا ایک بیڑا نکلجائے - (ریڈیم) کے ذرات یہی چھوٹے جنگی جہاز ہیں "

سنہ ۱۸۹۵ ع میں رنتجن (۱) نے جب اپنی تحقیق کردہ شعاعوں کا اعلان کیا ' تو تمام علما نے ان شعاعوں کا راز دریافت کرنے کے لیے انکا نہایت انہماک سے مطالعہ شروع کردیا - ان علماء میں موسیو پوانکرے (Pioncare) نامی ایک فرنچ عالم تھا - موسیو پوانکرے کو یہ خیال آیا کہ ان شعاعوں میں اور اس چمک میں (جو ان شعاعوں کی تولید کے وقت پیدا ہوتی ہے) کوئی تعلق ضرور ہے - موسیو مذکور نے اپنا خیال علما کے سامنے پیش کیا - روس کے ایک عالم (بیکوریل) نے اس خیال پر نہایت توجہ مبذول کی ' اور اس تعلق کی تفتیش کرنی چاہی - (بیکوریل) نے فوٹوگراف کی ایک تختی لی اور اس کو ایک سیاہ کاغذ سے لپیٹ کے اس پر شیشے کا ایک مربع ٹکڑا رکھا اور اس ٹکڑے پر کیمیاوی چورے کے چند دانے ڈالدیے - دوسرے دن اس نے تختی کو الٹ کے دیکھا تو اس پر سہ گوشہ شیشے کی تصویر کھنچی ہوئی پائی - اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ شعاعیں شیشے کے کناروں پر منحرف ہو جاتی نہیں - ان دو واقعات سے وہ حسب ذیل دو نتیجوں پر پہنچا

(۱) (کیمیاوی چورے) کی شعاعیں کاغذ سے بھی نفوذ کر کے فوٹوگراف کی تختی پر اثر کرتی ہیں -

(۲) یہ شعاعیں رنتجن کی شعاعیں نہیں ہیں کیونکہ اس طرح کا انحراف ان میں مطلقاً نہیں ہوتا -

گو بیکوریل کو یہ معلوم ہوگیا کہ شعاعیں رنتجن کی شعاعیں نہیں ہیں ' مگر تاہم یہ تحقیق نہ کرسکا کہ یہ کون سی نئی شعاعیں ہیں ؟ بیکوریل کے بعد ایک فرانسیسی پروفیسر (کیوری) نے ان نا معلوم الحقیقہ شعاعوں کے تجارب شروع کیے - پروفیسر مذکور کو معلوم تھا کہ (اورینیم) جن مادوں کے اجزاء میں شامل ہوتا ہے ' وہ مادے بالخاصہ روشن ہوتے ہیں - اسلیے اس نے اپنے تجارب میں کیمیاوی چورے کے بدلے (جیسا کہ بیکوریل کیا کرتا تھا) اورینیم کے مرکبات دھوپ میں رکھنے کے بعد شیشے پر رکھے -

یہی عمل وہ کئی دن تک کرتا رہا - ایک دن جب وہ تختی دھوپ میں رکھنے کے لیے تیار کر رہا تھا - ناگاہ ابر آگیا - آفتاب کے چھپ جانے کی وجہ سے اس نے تختی ایک ڈبے میں مع اورینیم کے نمک کے رکھدی - اتفاق سے ایک تنجی بھی تختی پر رہگئی تھی - کئی دن کے بعد پھر وہ ڈبا اسکو ملا - تختی کو الٹکے جو دیکھا ہے ' تو اسمیں کنجی کی شکل بنی ہوئی ہے ! یہ حسن اتفاق کی ایک عجیب رہنمائی تھی -

اس واقعہ سے اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ فوٹوگراف کی تختی پر (اورینیم) کا نمک تاریکی میں بھی اثر کرتا ہے - اس واقعہ کے بعد سے اس نے تختی کو دھوپ میں رکھنا چھوڑ دیا ' مگر ابھی تک وہ شعاعیں نامعلوم الحقیقت تھیں - اسلیے اس نے تجارب کا سلسلہ برابر جاری رکھا -

پروفیسر مذکور نے اورینیم کے مختلف نمکوں کا تجربہ کیا مگر سب کا نتیجہ ایک ہی نکلا - البتہ ایک نئی بات یہ دریافت ہوئی کہ وہ معدنی شے ' جس سے اورینیم نکالا جاتا ہے ' خود اورینیم سے زیادہ اس بارے میں شدید الاثر ہے - اس انکشاف نے بآسانی اس نتیجے تک پہنچا دیا کہ اس معدنی مٹی میں اورینیم کے علاوہ کوئی جزو ایسا بھی ہے جو فوٹو گرافک تختی پر اثر کرنے والے اجزا کے علاوہ ہے -

---

(۱) رنتجن مشہور جرمن مکتشف ہے ' جس نے سنہ ۱۸۹۵ میں " شعاع غیر مرئی " کو تحقیق کیا - ان شعاعوں کا خاصہ یہ ہے کہ اجسام کثیفہ اسکے لیے حائل و حاجب نہیں ہوسکتے ' اور ان میں سے گذر کر اپنی روشنی پہنچادیتی ہے - آجکل جسم کے اندر مخفی چیزیں اسی روشنی کے ذریعہ دیکھی جاتی ہیں - منہ

نہیں، بلکہ تمام مسائل کی ایسی ہی حالت ہے - انمیں ایک مبداء اساسی بھی ایسا نہیں ملیگا، جو انکے خیالات کی ضلالت پر نگران یا مسلط ہو -

ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ ایک طرف تو ایک اسلامی شہر (ادرنہ) کو دولت عثمانیہ سے ذرا دھمکا کے چھین لینا چاہتا ہے۔ دوسری طرف جزائر ارخبیل کو یونان کے ساتھ ملانے کے لیے جنسیت کے حقوق کو ذریعہ قرار دیرہا ہے -

خلاصہ یہ کہ یہ غلط سیاست اعتدال و تفکر اور انصاف سے بالکل خالی ہے - پس اگر بلقانی وکلا اس عظیم الشان مولناک تساہل کی قدر کرتے، جو عثمانی وکلا نے دوران اجلاس لندن میں ظاہر کیا تھا اور صلحنامہ پر دستخط کر دیتے، تو مقدونیہ، ایپروس، کریت، اور البانیا اور تراقیا کا ایک حصہ انکے قبضہ میں بآسانی آجاتا۔ ریاستہائے بلقان کے لیے یہ مناسب تھا نہ رومانیا کی مداخلت کا خوف نہ کرتیں، اسلیے کہ اس ریاست کے لیے یہ نہایت مشکل ہوتا کہ اختتام جنگ کے بعد تلوار علم کرکے غنیمت میں اپنا حصہ بزور حاصل کرے -

"اسلام جو دوبارہ بلقان پر حملہ زن تھا" یہ ایک افسانہ ماضی ہو جاتا اگر ریاستہائے بلقان، جو کچھ انکی قسمت میں تھا، اس پر راضی ہو رہتیں - اس صورت میں کام کرنے کے لیے انکے سامنے ایک وسیع میدان تھا - خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ باشندگان شہر کی یک جنسی ان قوتوں کے مادے کا سرچشمہ تھی، جنہوں نے اسکے لیے دولت عثمانیہ پر حملہ آوری کا راستہ ہموار کردیا -

بلاد عثمانیہ کی حالت اسکے بالکل برعکس ہے، کیونکہ وہ متعدد مختلف اقوام پر مشتمل ہیں، جنکے جنس اور عقائد ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اور اب کل مقدونیہ، تراقیا، سالانیک، مناستر، اسکوب، میں آباد ہونے والے متعدد عنصروں نے باہم اتحاد کی مہم، بلغاریا، سرویا، اور یونان کے فائدوں پر رکھدی ہے - یقیناً یہ مہم اپنی نوعیت میں سخت ہوگی، جسکی سختی ان شہروں کے اٹھانے سے اٹھانا پڑیگی، کیونکہ انکی آبادی کا اکثر حصہ مسلمان ہے -

بلقانیوں کی قدرت میں یہ بات تھی کہ وہ ان امور کو سمجھتیں - ضرور لازم تھا کہ وہ چشم انصاف سے ان قربانیوں کو دیکھتیں جو عثمانی دے چکے ہیں، اور بلقانیوں کے ان غلو آمیز مطامع کو کم کرنے کے لیے مداخلت کرتا - مگر اسکے بدلے ہم ان درندوں کی سی آوازیں سنتے ہیں، جو اپنی زبان حال سے کہہ رہے ہیں: "ہمیں تو اپنے پیٹ بھرنے ہی سے رغبت ہے اور بس"

مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ بلقان کے بھیڑیوں کی دماغی قوت انکے دانتوں میں منتقل ہوگئی ہے، اور یورپ کے دماغ پر فالج گر گیا ہے، جسکی وجہ سے وہ بے سوچے سمجھے ان بلقانی بھیڑیوں کی مدافعت سے درگذشت کر رہا ہے، حالانکہ انکی حرص کا پیٹ اپنے ممالک کے نگلنے پر بھی نہیں بھرا ...

یورپ کو جنگ کا خوف ہے، مگر یہ اسلیے کہ وہ اس سیاست کی پیروی نہیں کرنا چاہتا، جسکی بنیاد عدل و اعتدال پر ہو اور جسمیں تعصب کی آواز پر بے چرواہے کی بھیڑوں کی طرح دوڑنے کے بدلے، عقل و فہم، مظلوموں کی دستگیری، اور حریصوں کی طمعزائیوں کو روکنے کے اصول کی پیروی کی گئی ہو -

انگلستان اور اسلام

— * —

(۴)

ایک حق پرست انگریز کی چٹھی ٹائمز لندن کے نام

— * —

ان معلومات سے جو مجھے اور دیگر اکثر اشخاص کو موصول ہوئے ہیں، یہ معلوم ہوتا ہے، کہ مقدونیہ میں ناجائز حملوں کے وسائل عملی طور پر برتے گئے، اور یہ، کہ بہت سے بے گناہوں پر نہایت ہیبت ناک قتلہائے عام عمل میں آئے -

گذشتہ آخری ایام میں مرد، عورتیں، اور بچے قتل کیے گئے اور اب تک یہ وحشیانہ عمل جاری ہیں بلکہ روز افزوں، جنکا مقصد اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو فنا کردیا جائے -

چنانچہ ان ہولناک واقعات سے بھاگنے والے مہاجرین کی تعداد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسکی تعداد نصف ملین نفوس سے زیادہ ہے - اگر یہ معلومات صحیح ہیں (جیسا کہ میرا عقیدہ ہے) تو یہ واقعات دنیا کے ہولناک ترین واقعات ہیں، جو اس زمانہ میں مسیحیت کے نام سے عمل میں آئے ہیں !

میں وہ آخری شخص ہوں جو جنگی کارروائیوں میں انسانیت کی مراعات کا منتظر ہے، مگر یہ کارروائیاں (فظائع و مظالم) جنگی کارروائیوں سے بالکل بے تعلق ہیں -

انگریزی حکومت اس مسئلہ کی اہمیت کو کم کرنا چاہتی ہے اسکی اس خواہش نے اتنی قدر لوگوں کے غیظ و غضب کو زیادہ ابھارا ہے، جسقدر کہ مظالم کی بری خبروں کی اشاعت ہوئی ہے - علی الخصوص وہ لوگ، جو صحیح طرح خیال کرتے ہیں کہ انگریزی سیاست کے ستون میں سے ایک ستون عیسائیوں اور مسلمانوں کے حسن تعلقات کی ترقی ہے -

جب ہم اس جوش و سرگرمی کو یاد کرتے ہیں جو ان خونریزیوں نے یہاں پیدا کردیا تھا جنکے ارتکاب کرنے والے چند کرد وحشی القبائل تھے، تو مقدونیہ میں ان ہولناک و بدترین واقعات پر خاموشی، جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، تمام دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ایک سخت اور کھلی ہوئی بدسلوکی ہے -

مقدونیہ میں فتح بلقان سے قبل کتنے مسلمان تھے؟ اور آج کتنے ہیں؟ یہ کیا عذاب الیم ہے جو ان بدنصیب ستم رسیدہ مخلوقات پر نازل کیا گیا ہے؟ یہ کیا ستم ہے کہ ہزاروں مرد اور عورتیں نہایت بے رحمی کے ساتھ زندہ دفن کردی گئیں؟ کیا یہ مظالم ان ترکی باشی بوزقوں کی کارروائیوں سے سخت تر نہیں ہیں، جن پر گذشتہ زمانہ میں تمام یورپ اٹھ کھڑا ہوا تھا؟

کیا بلغاری عہدہ داروں نے ان مفسدوں میں سے کسی ایک شخص کو پھانسی دی؟ (ناظرین کو غالباً یاد ہوگا کہ ہمیشہ ایسے موقع پر حکومت عثمانیہ نے یورپ کے صدائے سرزنش طلبی کے جواب میں لبیک کہا اور مجرموں کو سخت سزائیں دیں اور اگر اصلی مجرموں کا پتہ نہیں چلا تو یورپ نے ناکردہ گناہ لوگوں کو سزا دینے پر مجبور کیا - الہلال)

بیشک مسیحیت اور اخلاق کا شرف یورپ سے ان مظالم کی کامل تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے! بیشک اس قسم کی تحقیقات اور ان حکومتوں کو تنبیہ، جن کی رعایا ان فظائع کے مرتکب ہوتی ہے، عالم اسلامی سے تعصب کی تاریکی دور کرنے اور مسیحیت کو اقطار مسلمین میں جوش امید دلانے کیلیے ہزاروں مشن کی جماعتوں سے زیادہ مفید ہوگی -

مارمیڈیوک پکتھال } ۱ - جنوری ۱۹۱۳ع

انکا ایک خاصہ یہ ہے کہ انکی راہ میں جب کوئی شے حائل ہوتی ہے ' تو اس شے ' اور شعاعہاے بیٹا کے تصادم سے ' (شعاعہاے گما) پیدا ہو جاتی ہیں -

ریڈیم سے ایک قسم کا گیس بھی پیدا ہوتا ہے - اس گیس کے خواص کے متعلق اسوقت تک صرف اسقدر معلوم ہوسکا ہے کہ جو شے اس سے مس ہو جاتی ہے ' اسمیں بھی شعاع انگیزی کی قوت پیدا ہو جاتی ہے -

خالص ریڈیم صرف ایک ذرہ ہے جو میڈم و پروفیسر (کیورے) کی عمر بھر کوششوں کا نتیجہ ہے - اسکے علاوہ ریڈیم کی جسقدر اور مقدار ہے ' وہ (کلور) و (برومین) نامی دو عنصروں سے ملی ہوئی ہے -

ریڈیم تمام مادوں سے زیادہ گراں بہا ہے - اسکی گراں بہائی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک چھوٹے سے ذرے کی قیمت ' جو خوردبین کی مدد کے بغیر نہیں دکھائی دیسکتا ' ۵۰۰ ہزار ڈالر ہے -

اس مادہ میں عجیب ترین شے وہ دقائق کہربائیہ سالبی ہیں جنکا اصطلاحی نام (شعاعہاے بیٹا) ہے - ان دقائق کی حرکت سے ایک قسم کی برقی رو پیدا ہوتی ہے - تلغراف لاسلکی (وائرلیس ٹیلیگراف) کی بنیاد انہی تموجات پر ہے جو ان ذرات کی حرکت سے ایتھر میں پیدا ہو جاتے ہیں -

اسکی قیمت کی گرانی اور خواص کی اعجوبگی سے تاجر و عالم دونوں واقف ہیں ' اور کسی ذرے کو صدمہ پہنچتا ہے تو اسکی خبر گھر گھر پھیل جاتی ہے -

---

فرانس سے ایک صداے انصاف

— * —

ترکوں کے حق میں

— * —

فرانس کے ایک مشہور اہل قلم اور صحافی (۱) موسیو (جورژس) نے حال میں ایک مصری اخبار (الاہرام) میں شائع کیا ہے ' جسکا عنوان (انصاف کا ایک ذرہ !) ہے - ہم چاہتے ہیں کہ اسکا خلاصہ شائع کردیں - وہ لکھتا ہے :

کیا لوگ مجھے اسلیے ملامت کر رہے ہیں کہ عثمانیوں کے ایک گرمجوش اور سچے دوست کی صورت میں ظاہر ہوتا ہوں ؟ افسوس ! صد افسوس ! !

میرے لیے اس سے بہتر اور کیا تھا کہ میں نے زبردستوں کی ضرب اس مقتل کے ظاہر کرنے کی جرات کی ' جسکو میرا سینہ چھپائے ہوئے تھا ؟ یہ کیا ہے کہ میں کسی طرف سے طاقت اور قوت کے نام پر پرجوش تحسین کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنتا ؟ میرے کانوں میں طلب ہاے حقوق اور ظلم و ظفر کی آواز بازگشت کے علاوہ کوئی آواز نہیں گونجتی ؟ گویا دنیا میں تلوار کی چمک ہی ایک روشنی ہے ' جس سے انسانی نظریں منور ہو سکتی ہیں ! !

میں اس امر سے انکار نہیں کرتا کہ ان الم انگیز و غم خیز واقعات کے (جو ہمارے زمانے میں وقوع پذیر ہوئے ہیں) ناگوار نتیجے کے ایک حصہ کی ذمہ داری دولت عثمانیہ کے کاندھے پر بھی ہے - اسکے علاوہ وہ ایک طویل مدت تک عہد استبداد کا جوا اٹھاے رہی ' جس نے اس کو اس سخت پست درجوں تک پہنچا دیا اور اسکے قوی کو کمزور کر دیا -

مگر عثمانیوں کے شدید ترین دشمن بھی اس امر سے انکار نہیں کرسکتے کہ شرف و عزت نفس عثمانیوں کی ایک فطری خصوصیت ہے ' پس اگر یورپ میں ذرہ بھر انصاف ہوتا ' تو وہ انکو عصر جدید کے اقتباس مبادی میں مدد دیتا - لیکن یورپ نے اسکے بدلے شقاوت و فساد کی تخم پاشی کو ترجیح دی اور سعی کو کام میں لایا ' تاکہ وہ ایسی دلدلیں اور غار پیدا کرسکے ' جنکے ذریعہ درشتی و قساوت آمیز مداخلت کے لیے راستہ صاف ہو جاے -

ریاستہاے بلقان نے اس فرصت اضطراب کو مغتنم شمار کیا اور بلقانی عیسائیوں کو آزاد کرنے کے دعوے سے ان بھیڑیوں کی طرح دولت عثمانیہ پر ٹوٹ کر ' اسکے جسم کو ان دول یورپ کی موجودگی میں نوچنے لگیں ' جن کے امکان میں تھا کہ بلقانی عیسائیوں کی خوش حالی کے لیے دولت عثمانیہ سے کوئی ضمانت لے لیتیں -

یورپ یوروپین صوبوں سے جو کچھ لے چکا ہے ' اسکے بعد دولت عثمانیہ کے ایشیائی صوبوں کی باری عنقریب آنی ہے ' کیونکہ اب یہ بھوکے بھیڑیے اپنے دانت نکالے وقت مناسب کے انتظار میں بیٹھے ہیں -

دنیا میں کسی عظیم الشان قوم کا عالم اقبال سے رو بہ زوال ہونا دلوں کے لیے سب سے بڑا الم انگیز واقعہ ہے - گو وہ اپنی زندگی میں بعض لغزشوں کی بھی مرتکب کیوں نہ ہوئی ہو - جب ہم تاریخ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پولینڈ کی سلطنت چند لغزشوں کی مرتکب ہوئی تھی ' مگر جوں ہی اس نے ہمت صرف کرنا اور آمادگی سے اٹھنا شروع کیا ' ویسے ہی اس پر وہ تمام بھوکے بھیڑیے ٹوٹ پڑے ' جو اسکے گرد و پیش گھوم رہے تھے اور فوراً اس خوف سے کہ کہیں اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو جاے اس کا جسم نوچنا شروع کر دیا - یہی حالت بعینہ دولت عثمانیہ کی ہے -

اس نے بھی جوں ہی گذشتہ زمانہ کے کثافتوں کو اپنے جسم سے زائل کرنے کے لیے دامن جھاڑا ' فوراً سب کے دلوں میں طمع و حرص سرایت کر گئی ' اور اس خوف سے کہ اگر اسکو اپنی پراگندگی کی فراہمی کا موقع دیا گیا ' تو یہ طلائی فرصت ہاتھ سے نکلجاے گی - اپسمیں (با این ہمہ دیرینہ عداوت و بغض) سازشیں شروع کردیں - لیکن بہر حال میں اس سیاست کو سخت ناپسند کرتا ہوں ' کیونکہ یہ اس سنگ دلی کے قریب اور ان پست مطامع کی علامت اور نتیجہ ہے ' جو تمام عالم پر چھائی ہوئی ہے -

افسوس ! انسانیت بعد جماعت اور سوشیلزم خواہشوں کا بازو اسقدر قوی نہیں ہے کہ ان مطامع کو بلکہ [illegible] کے مقابلہ میں کھڑی ہو سکے -

انسان کے لیے سخت مشکل ہے کہ وہ حماقت و نادانی کے اس درجہ کا تصور کرسکے ' جو مسئلہ مشرقی کی نسبت یورپ میں حالات کی رفتار کو نمایاں کر رہی ہے - صرف یہی مسائل انصاف سے خالی

---

(۱) اردو زبان میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو انگریزی لفظ "جرنلسٹ" کی جگہ استعمال کیا جاے ' اور ان لوگوں کی نسبت کہا جاسکے جو کسی اخبار کے ایڈیٹر نہیں ہیں ' لیکن مستقل طور پر مضمون لکھتے رہتے ہیں - آجکل عربی میں اسطرح کے لوگوں کو " صحافی " کہتے ہیں - جو بہت صاف سادہ اور کارآمد ہے - کوئی مضائقہ نہیں اگر اردو میں بھی یہی لفظ رائج ہو جاے -

ناموران غزوۂ بلقان

عثمانی جنگی جہاز " باربروس "

— * —

بحر مارمورا میں ترکوں کا بحری کارنامہ

— * —

پچھلے نمبر کے ساتھ " چتلجا لائن " کا جو نقشہ شائع ہوا ہے اسکو پیش نظر رکھ لیجیے -

عثمانی جنگی جہاز " باربروس " جو عظیم الشان بحری فاتح (خیرالدین باربروس) کے نام کے ساتھ تاریخ عثمانیہ کے گذشتہ بحری کارناموں کو یاد دلادیتا ہے - آپکے سامنے کھڑا ہے -

" چتلجا لائن " کے مغربی بائیں حصے کو ' یہی جہاز ہے ' جس نے اپنی ساحل کی آتش افشانیوں سے بلغاریوں کے لیے سد سکندری بنا دیا -

۲۸ - نومبر کی رات ضرب و ہلاکت کی ایک عظیم الشان رات تھی ' جو برقی سرعت سے چھوٹنے والی مشین گن کے گولوں ' گولیوں کی پے ہم بارش ' اور دس ہزار آہن پوش انسانوں کے مسلسل کن عزم کے ساتھ نمودار ہوئی تھی -

یہ ایک بلغاری حملہ تھا ' جو (تلدش) کی پہاڑیوں کو عبور کر کے ' مغربی جانب سے چتلجا لائن کے ابتدائی خطوط کو مسمار کر دینا چاہتا تھا -

عثمانی جنگی جہاز " باربروس " کے بالائی حصے کا ایک منظر

یہ حملہ بالکل اچانک کیا گیا ' اور بلغاری افسروں نے پورا عزم کر لیا تھا کہ اسی طرح " چتلجا " لائن کو ایک خفیف سا نقصان بھی پہنچا کر ' اپنی مفتوحات کے جغرافیے کو وسیع کرلیں -

مغربی پہاڑیوں تک دشمن کا پہنچ جانا بہت خطر ناک تھا - زیادہ تر اسلیے کہ یہاں ساحل کے عثمانی بیڑے کی زد بآسانی نہیں پہنچ سکتی تھی ' لیکن ساحل اسلیے یہاں کے نشانے بہت خوف ناک تھے -

بلغاری حملے کے نمودار ہوتے ہی ترکی قلعہ کی بیٹری نے جواب دینا شروع کردیا ' مگر اب یہ کچھ موثر کارروائی نہ تھی ' کیونکہ دشمن مغربی حصے تک بڑھ آیا تھا اور قلعہ کی توپ اسکے لیے صحیح نشانہ نہیں ہو سکتی تھی -

یقیناً یہ حالت نازک تھی -

دشمن آگے تو نہیں بڑھ سکتا تھا ' لیکن اگر وہاں زیادہ عرصے تک قائم و قابض رہجاے گا ' تو ترکی قلعہ ' ساحل کی آبادی ' اور خود ساحلی بیڑے کو سخت نقصان پہنچانا اسکے اختیار میں ہوگا -

وہ قصبہ اور سامنے کے پہاڑ کے درمیانی پل کا راستہ اپنی گولہ باری سے بند کردیگا ' جسکا نتیجہ یہ نکلیگا کہ ترکی فوج اپنے حملے کے ایک بہترین راستے کو کھودیگی

* * *

وقت نازک اور فرصت قلیل تھی - صرف ایک ہی علاج باقی رہگیا تھا اور وہ ساحل کے جنگی بیڑے کے ہاتھ تھا ' یعنی بغیر ایک لمحہ کے ضائع کیے ' فوج کا ایک حصہ مع توپخانے کے ساحل پر اتار دیا جاے اور وہ پل کو عبور کرکے دامن کوہ میں پہنچ جاے - اس ترکیب سے دشمنوں کے گولوں کا جواب ممکن ہوجاے گا -

مگر ایسا کیونکر ہو ؟ جنگ آگ اور دھوئیں کا کھیل سہی - لیکن پھر جلتی ہوئی آگ میں تو کوئی انسان کود نہیں جاتا ؟ جو فوج ساحل پر اتریگی ' اسکے سروں پر گولوں کی بارش ہوگی ' جو منٹوں کی رفتار کے حساب سے چھوٹ رہے ہیں - چاروں طرف پھٹنے والے گولوں کے مہلک آلات ہونگے جو آگ اور دھوئیں کی فضا کے اندر پھٹ پھٹ کر زندگی کی علامات زمین سے معدوم کررہے ہیں !

ساحل کی زمین یکسر موت و ہلاکت ہے ' پھر وہ جرات رکھنے والا کون انسان ہے جو اپنے تئیں اسکی آغوش میں سپرد کردیگا ؟

مراســـــــلا

مصـــــر کي ڈاک

—○•○—

موجودہ وزارت کي پاليسي

— * —

تصریحات وزیر اعظم

— * —

وزیر اعظم کا خیال ہے

(۱) آیندہ سے ممالک عثمانیہ کا نظام حکومت لامرکزي ہوگا - یعني تمام ممالک چند حصوں پر تقسیم کیے جاینگے - ہر حصہ چند ولایات پر مشتمل ہوگا -

(۲) حکومت اجنبی مفتشوں (انسپکٹرس) سے مدد لیگی - مرکزي حکومت ولایت تمام بڑے بڑے منطقوں میں ہر مشیر کے ساتھہ ایک اجنبی مفتش اور ہر منطقہ میں ایک مفتش عام ہوگا -

(۳) تمام ولایات میں زراعتی بنکوں کے قائم کرنے کے متعلق قانون وضع کیا جائیگا -

(۴) کمپنیاں قائم کیجائنگی - ریلوے لائن وغیرہ کے لیے معاہدے ہونگے -

---

ان تمام عثمانیوں کو جن کي عمر ۲۹ - اور ۴۵ - کے درمیان ہے' شریک جنگ ہونے کا حکم دیا گیا ہے -

---

اتحادیوں نے ایک انجمن بنام "جمعیت دفاع وطني" قائم کی ہے -

(کامل پاشا) پر فالج گرا ہے - حالت خطرناک ہے -

(ناظم پاشا) کی طرح (کامل) پاشا بھي مار ڈالا گیا ہوتا - مگر بطل الطرابلس (غازي انور بے) نے اسکو اپني گاڑي میں بٹھا کے گھر تک پہنچا دیا اور مکان پر چند سپاہیوں کو نگرانی کے لیے مقرر کر آئے ؟

ایک عثمانی نامہ نگار لکھتا ہے

اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ دولت عثمانیہ کي مالی حالت کیا در حقیقت اتنی ہی خراب ہے جتنی کہ لندن اور پیرس کی خبروں سے معلوم ہوتی ہے ؟ واقعہ یہ ہے کہ دولت عثمانیہ کی مالي حالت خواہ کتني ہي خراب تسلیم کیجائے مگر اتنی خراب تو ہرگز نہیں' جتنی خراب مشہور کرنے کی کوشش انگلستان اور فرانس کے دارالسلطنتوں سے کیجارہی ہے اور بلقانیوں کی مالي حالت سے تو بہر حال بدرجہا بہتر ہے - ہاں یہ صحیح ہے کہ اس کو ائتلاف مثلث سے جسطرح رائے اور اثر کی مدد مل رہی ہے' اسیطرح روس سے مالی مدد بھی ملیگی اور انگلستان اور فرانس خاموش رہینگے کیونکہ انکو اسلام کے دیرینہ دشمن روس کی دوستی اور خاطرداری مسلمان رعایا کي خاطر داری سے زیادہ عزیز ہے -

دولت عثمانیہ کو مسلمانان مصر و ہندوستان کی طرف سے بیش قرار مدد مل رہی ہے' چنانچہ وزیر اعظم نے مجھسے بیان کیا کہ اسوقت مصر سے ۳۰ لاکھہ گنی (۴ کرور پچاس لاکھہ روپیہ) موصول ہو چکی ہے - ہندوستان سے بھی مبلغ خطیر موصول ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے - پس اگر مسلمان اپنے اسلامي مرکز کی مدد جاري رکھینگے تو انکو اسکي مالی حالت سے اسقدر مایوس ہونے کي کوئي وجہ نہیں' جسقدر مایوس کرنے کي کوشش لندن اور پیرس کررہے ہیں -

---

المؤید کے نامہ نگار کی چھٹی سے معلوم ہوتا ہے

چتلجا اور گلی پولی کے درمیان اسوقت دولاکھہ پچاس ہزار فوج سے کم نہیں - اس فوج کا قوام لازي' کردی' عربی' اور ترکی عناصر سے ہے جنھوں نے عہد کیا ہے کہ یا موت ہے یا فتح - اس فوج کے ساتھہ جو توپیں بھی ہیں جو حال میں جرمن سے منگوائی گئی ہیں رسد کا سامان بھي معقول ہوگیا ہے - مخلص نوجوان ترک جیسے بطل الطرابلس انور بے و فتحي بے وغیرہ کے آجانے سے فوجوں میں ایک غیر معمولي جنگی جوش پیدا ہوگیا ہے -

---

اعـــــلان

— * —

عظم اللہ اجورنا واجورکم بمصابنا بعلی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام

۲۸ - صفر سنہ ۱۱ ہجری سے ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۰ ہجري تک جو واقعات آل محمد علیہم السلام پر گذر گئے انکو آجتک نہ کوئی بھولا ہے نہ بھول سکتا ہے علی الخصوص اُن دو مظلوموں کے دل خون کن واقعات جو دیس سے پردیس میں مہمان بلا کر عالم غربت میں انتہائے بیکسی سے قتل کیے گئے اور بعد قتل و دفن انکے قبور مقدسہ سے بھی وہ وہ سلوک کیے گئے جنکی یاد میں زمانہ کی آنکھیں ہمیشہ خون کے آنسو روئینگی - حسین بن علی اور علی بن موسیٰ الرضا علیہم السلام جن میں سے ایک کوفیاں بردہ کے مہمان ہوکر یزید بن معاویہ کے ظلم سے تین دن کے بھوکے پیاسے کربلا کے جنگل میدان میں شہید ہوکر بے غسل و کفن اسی سر زمین میں دفن ہوگئے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد متوکل عباسی کے ظلم و ستم سے آنکي قبر منور پر کھیتی کرنیکا حکم دیا گیا اور دوسرے کو مامون رشید عباسی نے مہمان بلا کر زہر دغا سے شہید کیا اور اس تہذیب کے زمانہ میں روسیوں کے ظلم و ستم سے اُس قبر شریف پر گولہ باری کیگئی پھر کیا دنیا کا کوئی شخص یقین کرسکتا ہے کہ کوئی مسلمان کسی وقت اس ظالمانہ کارروائی کو فراموش کرسکتا ہے یا زمانہ کا ظالم ہاتھہ کبھی ان واقعات کے گہرے نقوش کو اہل ایمان کے دلوں سے محو کرسکتا ہے ؟ ہرگز نہیں - دنیا خصوصاً ہند کبھي اس وقت تک نہ حسین بن علی کی مظلومی اور یزید و متوکل کے ظلم فراموش ہوسکتے ہیں نہ علی بن موسیٰ الرضا کی بیکسی اور مامون و سلطنت روس کے مظالم بھولے جاسکتے ہیں - مجھے ان واقعات کے یاد دلانے کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ گذشتہ ربیع الثانی سے ہر اہل ایمان کا دل مامن رضا کے بے امن ہوجانے سے اس درجہ پریشان ہو رہا ہے کہ کسی وقت ان واقعات کی یاد دل سے محو نہیں ہوتی لہذا آل انڈیا شیعہ کانفرنس کی مرکزی کمیٹی نے جو ریزولیوشن منظور کیا تھا اسکی تعمیل میں یہ یاد دہانی اپنا فرض تھا جو اس مختصر تحریر کے ذریعہ ادا کرکے جمیع مومنین سے التماس ہے کہ ۱۱ - ربیع الثانی کو اپنے اپنے مقامات پر غریب الغربا امام رضا علیہ السلام کی مجالس عزا برپا کریں اور باہم ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کرکے ارواح طیبہ حضرات معصومین کو شاد کریں -

الـــــــــــــداعی الی الخیر

خادم قوم السید علي غضنفر عفي عنہ

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض۔ جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو ۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو ۔ رات کو کم خوابی ستاتی ہو ۔ اعضاء شکنی ۔ لاغری جسم ۔ ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو ۔ سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو ۔ تمام بدن میں یبوست کا غلبہ رہتا ہو ۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور ٹھنڈے پانی کو جی ترسے ۔ معدہ میں جلن معلوم ہو ۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضائے رئیسہ کمزور ہوجائیں ۔ رقت ۔ سرعت اور کبھی داد کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے ۔ جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے ۔ جبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے ۔ جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کرلینا چاہیے ۔ اس زہر پھوڑے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرچکے ہیں ۔

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شبانہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع ۔ کثرت منزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے ۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں ۔ کبھی ابتدائے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے ۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ زہر پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ ۔ شیرینی ۔ چاول ترک کردو ۔ ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست نگر جاتے ہیں ۔ جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرض میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا ۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواہ اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں ۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے ۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے ۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے ۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے ۔ آنکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں ۔ جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں ۔ سلسل بول ۔ ضعف مثانہ ۔ بطلم عصبی کا بگاڑ ۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں ۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں ۔ تالپر والئی ریاست خیرپور سندھ ــــ پیشاب کی کثرت کے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو نے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی ۔

محمد رضا خاں ۔ زمیندار موضع چند ضلع اٹاوہ ــــ آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا ۔ دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ ۔ ۶ دفعہ آتا ہے ۔

عبد القدیر خاں ۔ محلہ عرقاب شاہ جہاں پور ــــ جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں ۔

عبد الوہاب ڈپٹی کلکٹر ۔ غازیپور ــــ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں ۔ بجائے ۴ ۔ ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے ۔

سید زاہد حسن ۔ ڈپٹی کلکٹر الہ آباد ــــ مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا ۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا ۔ قوت مردمی جاتی رہی ۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے ۔

غلام ملازم پوسٹماسٹر جنرل ــــ پیشاب کی کثرت ۔ جاتی رہی ۔ مجھے کو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا ۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی ۔

انکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں ۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

—*—

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں
۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور
۲ خوراک ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

انکے کھانے سے افیم چاندکر بلا تکلیف چھوٹ جاتی ہیں فی تولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے
دام : دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھرجاتا ہے دندو زائلہ ۔ نا سور ۔ بھگندر ۔ خنازیر کے گھاؤ ۔ کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے ۔ ۲ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ ۔ لاغری ۔ کمزوری دور مرض تلی سے نجات ۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے

برأالساعة

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور ۔ شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے ۔ ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی ۔ خون جاتا بند اور مسے خود بخود خشک ۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ ممیرہ کرامانی

مقوی بصر ۔ محافظ بینائی ۔ دافعہ جالا ۔ دھند ۔ غبار ۔ نزول الماء سرخی ۔ ضعف بصر وغیرہ ۔ فی تولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

پـــتـــہ :ـــ

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما ۔ لاہـــور

* * *

" اس زمین کا ہر ذرہ اپنے طلبگاروں سے قربانی چاہتا ہے - عثمان اول کی نسل سے نہیں معلوم آٹھہ سو برس کے اندر زندگی اور خون کی کتنی قربانیاں کرکے ان ذروں کو خریدا ہے ؟ آج بھی اسکی مٹی ہم سے وہی مانگتی ہے ' جو ہمیشہ مانگتی رہی - پھر کیا کوئی اسلام کا فرزند ہے جو اسکو جواب دے ؟ "

یہ جوش اور خود رفتگی کا ایک شعلہ تھا ' جو لفظوں کی صورت میں جہاز " دار بروس " کے کپتان (خیری بک) کی زبان سے نکلا اور مارمورا کی فضاے تاریک میں قومی قربانی اور فوجی جوش کی ایک نئی روشنی نمودار ہوئی !

وہ اسکے بالائی تختے پر کھڑا تھا - جہاز کی تمام روشنی گل کردی گئی تھی تا کہ دشمنوں کو نقل و حرکت معلوم نہو سکے - لیکن کبھی کبھی ساحل پر پھٹنے والے گولوں سے روشنی پیدا ہو کر (خیری بک) کے چہرے کو نمودار کر دیتی تھی - آج کی دہشت انگیز تاریکی میں دشمنوں کے گولوں کے اندر سے آگ نکلتی تھی ' تو اسکا دل بھی ایک آتشکدہ تھا -

مگر جو شعلے اسکے منہہ سے نکل رہے تھے انکی روشنی خاموش تھی !

* * *

ایک سیکنڈ کے وقفے کے بعد اس نے پھر تقریر شروع کی ' اسکے سامنے سپاہیوں کی صفیں خاموش کھڑی تھیں -

اس نے کہا :

" دشمن سامنے کی پہاڑوں پر پہنچ چکا ہے - اگر دو گھنٹے اسکو اور مہلت دی گئی ' تو وہ اسپر پوری طرح قابض ہوجائے گا - وہاں اسکے توپخانے قائم ہوجائیں گے ' اور پھر نہیں معلوم اسکو وہاں سے ہٹانے کیلیے کتنی بڑی قربانیوں کی ہمیں ضرورت ہو ؟ نہیں معلوم پھر کتنی ترک عورتوں کو بیوہ ہونے پڑے ؟ کتنے شیر خوار بچوں کو داغ یتیمی سہنا پڑے ؟ کتنی لاشیں پل بنائی جائیں ' اور کتنے خونوں کے سیلاب بہیں ؟ لیکن اس وقت صرف چند مقدس لاشوں کی ہمیں ضرورت ہے ' جو قوم کو زندہ کرنے کیلیے مرنا گوارا کرلیں ' اور اسطرح ایک سخت آنے والی ہلاکت سے اپنے بھائیوں کو محفوظ کردیں - صرف ایک توپ اور سو آدمی ! یہی چیز ہے ' جو آٹھہ سو برس کی " تاریخ عثمانی " آج ہم سے مانگتی ہے - اگر ہم کسی طرح ساحل پر اتر کر انکی توپوں کا جواب دینے لگے ' تو یقین ہے کہ وہ وہاں قائم نہ رہسکیں گے ' اور پھر کل کو دوسرے حملے کی بربادی ہماری فوج کو گوارا نہیں کرنی پڑیگی - .... سب سے پہلے میں خود اپنا نام پیش کرتا ہوں ! "

* * *

یکایک " دار بروس " کے عظیم الشان ہیکل ایک خفیف سی جنبش ہوئی ' اور فوراً کشتیاں سمندر میں ڈالدی گئیں - سو آدمیوں کی یہ ایک مختصر جماعت تھی ' جس نے ساحل کی طرف بڑھنا شروع کردیا -

سامنے سے گولوں کی لگاتار بارش ہو رہی تھی ' اور پھٹنے والے گولوں کی آتش افشانیوں سے تمام ساحل ایک فضاے آتشیں ہو رہا تھا ' مگر یہ کشتیاں بے خوف و خطر جارہی تھیں - پھر کیا ان کشتیوں میں انسان نہ تھے ؟

انسان تو تھے ' مگر وہ انسان ' جنکو اپنی زندگی سے بڑھکر قوم و ملت کی زندگی عزیز ہے - پس وہ جانتے تھے ' تا کہ خود مرجائیں لیکن اپنی قوم و ملت کی عزت کو زندہ کردیں !

ساحل تک پہنچنے سے پہلے ایک کشتی کو گولہ لگا اور غرق ہوگئی

صرف تین کشتیاں ساحل تک پہنچیں ' اور ۷۵ - سپاہیوں نے اترکر پل کو عبور کرنا چاہا - ۱۵ - راہ میں گولوں سے اڑ گئے - اب صرف ۶۰ - شخص باقی تھے -

انھوں نے دامن کوہ کے قریب پہنچتے ہی ایک زلزلہ انگیز نعرۂ تکبیر بلند کیا ' اور بجلی کی سرعت سے پہاڑ پر چڑھنا شروع کردیا - بلغاری اس خیال میں تھے کہ ترکوں کی ہشیاری سے پہلے ہم اوپر تک پہنچ چکے ہیں اور اب انکا باہر نکلنا محال ہے - لیکن اس نا گہانی آواز نے انکے ہوش و حواس پراگندہ کردیے ' اور ہر شخص یہ سمجھکر بے اختیار ہوگیا کہ " ترکی فوج پہاڑ تک آگئی " -

* * *

۶۰ - آدمیوں میں سے صرف ۱۷ - آدمی اوپر تک پہنچ سکے - انھوں نے تمام پہاڑوں کو دشمنوں سے خالی پایا کیونکہ انکے پہنچنے سے پہلے وہ دو توپیں چھوڑ کر بھاگ چکے تھے !

* * *

صبح کو (خیری بک) کو چٹالجا کے فوجی شفا خانے میں پہنچا دیا گیا ' کیونکہ اسکا تمام جسم زخموں سے چور تھا -

وہ زندہ رہا ' لیکن اگر وہ زندہ نہ بھی رہتا ' جب بھی وہ زندہ تھا !

فہـــرســـت

زر اعانۂ دولۂ علیۂ اسلامیۂ

— * —

(۱۲)

نام	روپیہ	آنہ	پائی
کمال الدین صاحب لکھنؤ	۱	-	۰
محمد جلال صاحب مرحوم و رامی صاحب گیا	۲	۰	۰
سید امداد حسین صاحب گونڈہ	۸	-	۰
سید محمد امین صاحب شاہجہانپور	۱۵۶	-	۰
احمد حسین صاحب - مراد آباد	۱	-	۰
احمد بخش صاحب ملتان	۱	۰	۰
ابو رحمت اللہ صاحب تھانیدار	۵۰	-	۰
سید عبدالحکیم صاحب ساھنپور	۱۰	۰	۰
بذریعہ مظہر الحسن صاحب —			
عصمت النسا صاحبہ بنت لطافت حسین صاحب	۲	-	۰
اہلیہ منشی فضل کریم صاحب	۲	۰	۰
منشی احسان الحق صاحب مرحوم	۱	-	۰
بذریعہ مولوی عبد الرزاق صاحب سیتاپور —			
اسلم بخش صاحب	۰	۸	-
ولی محمد صاحب	-	۹	۰
خدا بخش صاحب	-	۲	۹
اشرف خانصاحب	-	۲	-
حامد صاحب	۰	۲	-
اہلیہ کریم بخش صاحب	۰	۲	۳
بذریعہ مولوی محمد محیب صاحب آروی —			
مولوی محمد محیب صاحب آروی	۱	-	۰
مولوی عزیز صاحب آروی	۱	۰	۰
مولوی صدیق صاحب سہسرامی	۰	۰	-
مستورہ صاحبہ مولوی صدیق صاحب سہسرامی	۱	۰	۰
مولوی عبد الغنی صاحب بہاری	۰	۸	-
ایک بزرگ از راہ اد جنکے نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں	۱	۰	۰
بذریعہ مولوی شمس الدین احمد صاحب - ھاورہ —			
باقی ... عدد ساندی کی - دو عدد گو ...	۲۷۵	۰	۰
میزان	۵۲٦	۷	۰
میزان سابق	۱۱٦۵۷	۲	۹
میزان کل	۱۲۱۸۳	۴	۹

PRINTED & Published by A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

اطلاع - ڈاکٹر ایس - کے برمن کی خوبصورت تصویردار کافوری جنتری سنہ ۱۹۱۳ع کی متفرق جگہہ کی دس شریف آدمیوں کا نام اور پتہ لکھنے پر بلا قیمت و محصول بھیجی جاتی ہے

اصل عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آیا جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے اس سے بچنے کا آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے یہ دوا ۲۹ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد و متلی کیلیے اکسیر کا اثر رکھتا ہے ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی ۴ آنہ محصولڈاک ۴ تک ٥ آنہ

انگریزی حکومت کا مسلمان ہوجانا

—*—

اب بالکل یقینی ہے - کیونکہ حضرت شیخ سنوسی کے خلیفہ کے دعقلم بیروت سیدی خواجہ حسن نظامی سے آئندہ حالت کی نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کی تھیں (اور جلکو کتاب شیخ سنوسی کے حصہ اول و دوم میں شائع کردیا گیا تھا) سب ہو بہو سچی ثابت ہوئیں - اب صرف انگریزی حکومت کے مسلمان ہو جانیکی پیشین گوئی باقی ہے - جو خدا نے چاہا تو عنقریب پوری ہوگی - پس اگر آپ یہ پیشین گوئیاں اور ترکی و ایران علی الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکھنا چاہتے ہیں - تو رسالہ شیخ سنوسی کے دونوں حصے پڑھئے - قیمت ہر دو آٹھ آنہ -

کلیات اکبر - لسان العصر و جدان الملة خان بہادر مولوی سید اکبر حسین الہٰبادی کے زبردست کلام کے دونوں حصے چھپ کر تیار ہیں - کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلی ہے - اور صرف ہمارے ہاں دستیاب ہو سکتے ہیں - قیمت ہر دو حصص ۳ روپیہ ۸ آنہ -

مضامین خواجہ حسن نظامی میں غدر کے اور تیمور یہ خاندان کے سچے مگر نہایت درد ناک قصے درج ہیں نیز آلو - مچھر - دیاسلائی وغیرہ عنوانوں پر نہایت موثر اور معنی خیز مضامین ہیں -

سفرنامہ ہندوستان بمبئی گجرات کاٹھیاواڑ سومنات وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامہ بطریق روز نامچہ از سیدی خواجہ حسن نظامی دہلوی قیمت ۸ آنہ -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کی حوصلہ افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۴ آنہ
اسرار مخفی رموز کا خزانہ بس دیکھنے کے قابل قیمت ۴ آنہ -
ترکی عالم شاہ مشتاق احمد صاحب منجم دہلوی کی پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسہ
دل کی مراد - شاہ صاحب کے طلسماتی تعویذ قیمتی ڈیڑھ آنہ -

کارکن حلقہ نظام المشائخ دہلی سے منگائیے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژدہ

—○*○—

مزارات اولیا دہلی بالکل نئی تصنیف ہے - تمام اولیائے کرام و صوفیائے عظام جو دہلی کی مقدس سرزمین میں مدفون ہیں ان کے بسیط حالات سلسلہ وار دو حصوں میں درج کئے گئے ہیں - زائرین کے لیے اس سے بڑھکر کوئی رہنما نہیں ہو سکتا - قیمت حصہ اول ۱۲ آنے حصہ دوم ۲ آنے ہر دو حصے مع محصولڈاک و خرچ وی - پی پیکنگ وغیرہ ۱۰ آنے ۔

ہندوستان کی اسلامی تاریخ عہد افغانیہ - مصنفہ منشی کرام الہی صاحب تنکولی - ۳۲ تواریخوں کا لب لباب ہے جو معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب دیا گیا ہے - فاضل اجل مولوی سید احمد صاحب مولف لغات آصفیہ فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر ہندوستان کی تاریخ اب تک ان کی نظر سے نہیں گذری قیمت ۲ روپیہ ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ وی - پی ۳ آنے -

المشتہر - مینجر اسلامیہ بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسی بازار بلی ماران - دہلی -

---

حمیدیہ ہوٹل

—○*○—

نمبر ۱۳۱ لور چیت پور روڈ

—:*:—

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیائے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام دہ کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار فرنشڈ اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت منیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہمارے ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

فذاقت وبال امرها ، وكان عاقبة امرها خسرا

(٦٥ : ٩)

انقـــلاب عثمـــاني

— * —

٢٣ - جنوري : سنہ ١٩١٣ -

— * —

یہ تصویر میں اس موقعہ کی ہے ، جب (غازي انور بے) مع فدائیان اتحاد و ترقي باب عالي میں داخل ہوے ہیں - ناظم پاشا چیختا ہوا باہر نکلا ہے ، اور اسکے اڈیکانگ نے گولي چلائی ہے ، جس کے جواب میں انقلاب خواہوں کی طرف سے بھي گولی چلي اور ناظم لڑکھڑا کر گر گیا -

ایکی داہنی جانب دروازہ ہے ، جہاں سے انور بے داخل ہوا - اسکے کاندھے پر اور کوٹ پڑا ہے ، اس علامت سے آپ پہچان لیں [illegible] کی دوسري جانب ناظم پاشا گولي کھاکر گر رہے ہیں - اسکے پیچھے کامل پاشا کا اڈیکانگ ، انور بے پر حملہ کر رہا ہے - انور بے کے عقب میں بھي ایک شخص زخمي ہو چکا ہے - اسکو کامل پاشا کے اڈیکانگ نے گولي ماري تھي -

(۱) اگرکسي صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دو ھفتہ کے اندر اطلاع دیں' ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگي -

(۲) اگرکسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کي ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ھفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاھییں یا پانچ آنے کے وي - پي کی اجازت ہے -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ھمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(مینیجر)

شرح اجرت اشتہارات

بمیعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ھفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ 〃	۵۰ 〃	۳۰ 〃	۲۰ 〃	۷ آنہ 〃 〃 〃
تین ماہ ۱۳ 〃 〃	۱۲۵ 〃	۷۵ 〃	۴۵ 〃	۶ آنہ 〃 〃 〃
چھہ ماہ ۲۶ 〃 〃	۲۰۰ 〃	۱۲۵ 〃	۷۵ 〃	۵ آنہ 〃 〃 〃
ایک سال ۵۲ 〃 〃	۳۰۰ 〃	۲۰۰ 〃	۱۲۵ 〃	۴ آنہ 〃 〃 〃

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رھیں گے لیکن انکي اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچیس فیصدي زائد ہوگي -

(۳) ھمارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار ہوتے ھیں جسکي قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ھمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں سبکي فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں - البتہ حتي الامکان کوشش کي جاے گي

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماھي کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني ہوگي اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ھمیشہ لی جائیگي اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسي اشتہار کي اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو' تمام منشّي مشروبات کا' فحش امراض کي دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسي قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و محرر خصوصی
مسلم ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod Street,
CALCUTTA

Telegraphic Address
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs 8
Half-yearly „ „ 4-12

نمبر ۹ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta Wednesday, March 5, 1913.

فہرست

— * —

تصاویر

— * —

تلغراف خصوصی

— * —

جنگ پر ایک پر اسرار خاموشی طاری ہے - اس تمام ہفتے میں کوئی تار برقی دفتر میں نہیں پہنچی - رئوٹر کی تار برقیوں میں جنگ کی ایک جنگ کی خبر دی گئی ہے - اور محمود شوکت کا سرکاری بیان نقل کیا ہے کہ صلح کی کوئی خواہش ظاہر دی گئی - یہ پہلے سے معلوم تھا

اطلاع

— * —

(۱) یہ نمبر غیر معمولی تاخیر کے بعد یعنے اتوار کے دن ڈاک میں ڈالا جاتا ہے - آیندہ سے پرچہ عین وقت پر نکلے کا یا نہیں نکلے گا -

(۲) ایڈیٹر بسبب بیمار' اور خطوط کے جواب سے معذور -

(۳) اس نمبر کی اشاعت کے اسباب میں علاوہ علالت کے ایک خاص سبب یہ تھا کہ کمپوزیٹروں نے اسٹرائک کردی تھی جسکی وجہ سے کام بالکل بند رہا -

(۴) خط و کتابت میں ان امور کا خیال رکھیے' ورنہ دفتر کی دقتیں بڑھتی جائیں گی -

(الف) جو خطوط دفتر کے متعلق ہوں ان پر ایڈیٹر کا نام نہ لکھا جائے مینیجر کا نام ہو -

(ب) بعض حضرات ایک ہی خط میں ایڈیٹر کو بھی مخاطب کرتے ہیں اور پھر اُن امور کو بھی لکھتے ہیں' جنکا تعلق دفتر سے ہے - اگر وہ خط دفتر میں بھیجدیا جائے' تو ایڈیٹر جواب کیلیے اسے رکھ نہیں سکتا - اگر جواب لکھنے کے انتظار میں رکھدیا جائے تو تعمیل میں تاخیر ہو - پس ضروری ہے کہ جو خطوط ایڈیٹر کو لکھے جائیں انمیں صرف وہی امور ہوں' جنکا تعلق ایڈیٹر سے ہے -

البتہ دفتر کی کسی بدنظمی یا شکایت پر اگر ایڈیٹر کو توجہ دلانی ہو تو وہ دوسری بات ہے - کم از کم اتنا تو ضرور کیا جائے کہ ایک ہی لفافے میں الگ الگ دو کاغذ ہوں -

افکار و حوادث

— * —

ناصح مشفق

— * —

مسلمانوں کے اگر دشمن بڑھتے جاتے ہیں تو خوشی کی بات ہے کہ نئے نئے دوستوں کی بھی کمی نہیں - منجملہ انکے ایک نئے دوست دلنواز اور ناصح مشفق صوبجات متحدہ کے جدید فرمانروا ہیں - کیا ہوا اگر (مرڈیو نیوز) ہمارے خلاف اعلان جہاد مقدس کرتا ہے' کیونکہ (سر جیمس مسٹن) بھی موجود ہیں' جو اسکو بالکل غلط بتلاتے ہیں -

ہم سمجھتے ہیں کہ ہز آنر جسے اس صوبے کے تخت فرمانروائی پر متمکن ہوے ہیں' انکا زیادہ وقت ہمارے ہی فکر میں بسر ہوتا ہے - وہ ایک صوبے کے حکمراں ہیں جس میں مسلمان بستے ہیں' پس انکو بڑی پریشانی ہے کہ کہیں گمراہیوں میں مبتلا نہو جائیں - اسلیے انکا کوئی وعظ نصائح مشفقانہ و حکیمانہ سے خالی نہیں جاتا - وہ ہمارے قومی کالج کے پیٹرن ہیں' اسلیے اسکو بہ حیثیت ایک مسلمان فقیہہ کے طلباے کالج کیلیے فتوا دینا پڑتا ہے کہ ترکوں کے غم میں روزہ رکھنا جائز نہیں' مزید براں یہ کہ صحت کیلیے بھی مضر ہے - انکو " اسلام کی شاندار روایات " کے تحفظ کی سب سے زیادہ سے چنتی ہے' اسلیے علی گڈہ کالج کے وعظ میں ارشاد ہوا تھا کہ اپنے اقبال کی گذشتہ باتیں بھول جاو' اور اب ارشاد ہوتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اسکو بھی بھلادو !

پچھلے دنوں گورکھپور میں وعظ فرماتے ہوے آپ اپنے اس ذکر معروف کو فراموش نہ کرسکے !

ذکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے

ہز آنر نے فرمایا

میں یہاں کے مسلمان حضرات کو ایک دوستانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں - مسلمانوں کے دلوں کو بہادر ترکوں کی شکستوں اور زخمیوں اور بیواؤں کی حالت زار سے سخت چوٹ لگی ہے' جس سے آپ نے عملی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے - مصیبت زدہ لوگوں کی دستگیری کے لیے چندہ دیجئے - ہندوستان کے مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ اس قضیہ میں ترکوں کے حق میں باعزت صلح ہو - برٹش گورنمنٹ ان کی اس خواہش سے متاثر ہوکر فریقین کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کر رہی ہے" مگر اس دور افتادہ حصۂ دنیا میں نہ تو آپ جانتے ہیں' اور نہ میں جانتا ہوں کہ بین الاقوامی مسائل کیسے پیچیدہ اور نازک ہوے ہیں ؟ پھر یورپین سلطنتوں کو ترکوں کی مخالفت کا یہ الزام دینا اور یہ کہنا کہ وہ ریاستہاے بلقان کو صلح کے لیے مجبور نہیں کرتیں' سراسر نے انصافی ہے - اس وجہ سے مجھے یہ دیکھہ کر رنج ہوتا ہے کہ مسلمان اخبارات میں لکھتے اور جلسوں میں تقریریں کرتے وقت بے سوچے سمجھے باتیں کہتے ہیں - ان کی تقریر و تحریر سے ظاہر ہوتا ہے گویا تمام یورپ ترکوں کا دشمن ہے' جس نے ان کے مٹانے کی قسم کھا لی ہے' مگر در اصل یہ بات بالکل بے بنیاد ہے - مگر وہ لوگ جوش اور غصہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں' اسلیے قابل درگذر ہیں "

معلوم ہوتا ہے کہ آج کل مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوے یہ بات کچھہ لازمی طور پر ضروری سمجھہ لی گئی ہے کہ سب سے پہلے چندہ دینے کی تعریف و ترغیب ضرور بیان کردی جاے - ابھی چند دن گذرے ہیں کہ (سر آغا خان) نے ہمکو نصیحت کی تھی - ہز آنر کی طرح وہ بھی مسلمانوں کے حکمران ہیں - لیکن انکی تمہید بھی بعینہ یہی تھی کہ چندہ دو - شاید جو نصائح حقیقی آگے چلکر ارشاد ہوا کرتے ہیں' انکے لیے مخاطب میں استعداد سماعت پیدا کرنے کیلیے اس تمہید دلپذیر سے کلام لندا ناگزیر ہے -

بہر حال نصیحت کی صدا خواہ کہیں سے آے' اسکا جواب شکر اور پھر عمل ہے - شکر کیلیے تو ہم ہمہ وجوہ مستعد ہیں' اور جب انگلستان کے بڑے بڑے حکمران عہدہ داروں کو یاد کرتے ہیں' تو ہز آنر کی شکرگذاری اور زیادہ بڑھجاتی ہے - کیا ہوا اگر ہز آنر کو ہماری چند باتیں پسند نہیں' لیکن تاہم انکو " دروازۂ مسجد " کے نظارے کا تو شوق نہیں ہے ؟

اب رہا عمل' تو افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ گو ہم اسکےلیے طیار ہوں' لیکن ہمارے چاروں طرف کے اسباب اسکے لیے طیار نہیں ہیں - ہز آنر ہمارے کانوں کو اپنے نصائح سنا سکتے ہیں' لیکن دماغوں سے ہماری عقلیں چھین نہیں سکتے - وہ اپنی دوستانہ نصیحت کے پیچھے اپنی قوت حکمرانی کا گرز گراں رکھہ سکتے ہیں' لیکن ہماری آنکھوں پر پردہ نہیں ڈال سکتے - انکے اختیار میں ہے کہ غلط کو صحیح بتلادیں' مگر انکے لیے ابھی اس قوت کو حاصل کرنا باقی ہے کہ سچ کو جھوٹ ثابت کردیں - وہ اگر کہیں کہ ہماری عقلیں ضعیف اور ہمتیں پست ہیں' تو ہم مان لیں گے' کیونکہ اسکا بڑا ثبوت یہی ہے کہ وہ ہمکو نصیحت کر رہے ہیں' لیکن اگر وہ کہیں کہ ہم عقل سے بالکل محروم ہیں' تو اسے تسلیم کرنے کیلیے ابھی طیار نہیں - البتہ اگر نصیحت فرماؤں کی نصیحت کا' اور مخاطبین کی سماعت کا یہی حال رہا' تو عجب نہیں کہ وہ وقت بھی آجاے - اور یہ پھر انکی مزید خوش قسمتی ہوگی -

---

سنہ ایس سو تیرہ میں ایک صوبے کا حکمراں اپنی سرکاری تقریر میں ہم سے خواہش کرتا ہے کہ واقعات کو جھٹلاؤ اور دنیا کو بھول جاؤ اور خود یہ بھول جاتا ہے کہ الحمد للہ اب اسکے مخاطب شمالی نائجیریا کے وحشی نہیں ہیں' بلکہ ہندوستان کے لکھے پڑھے والے انسان ہیں ! انسانی جرأتوں کی اس عجیب ترین مثال کو کیا کہا جاے ؟ وہ کہتے ہیں کہ " اس دور افتادہ ملک میں نہ آپکو اصلی حالات معلوم ہیں اور نہ مجھکو " ممکن ہے کہ مسلمانوں کی خیر خواہی کے افکار و ترددات سے ہز آنر کو اس کی مہلت نہ ملتی ہو کہ وہ حالات معلوم کریں' لیکن الحمد للہ کہ ہم کو معلوم ہیں - ہم جانتے ہیں کہ طرابلس کی جنگ کیونکر چھڑی اور وہ کون حکومت تھی جو اس جنگ سے اصلی فائدہ اٹھانا چاہتی تھی ؟ ہم کو یاد ہے کہ ۲۶ - اکتوبر کو عیسائی تہذیب و تمدن کے ایک جنگی مشنری نے طرابلس میں خون کا سیلاب' اور انسانی لاشوں کی دیواریں کھڑی کردیں' اور انگلستان کی نوع پرست منٹی کے بنے ہوے پتلوں میں سے کسی کو شرم نہ آئی کہ سنہ ۱۸۹۸ - کے انگریزی فتنۂ مسیحی کو یاد کرکے اٹلی سے باز پرس کرے - ہم اُس حکومت کو اچھی طرح پہچانتے ہیں جسکے سامنے اسکے ایک نئے آشنا نے ایران میں (ثقۃ الاسلام) کو پھانسی دی اور مسلمانوں کی ایک مقدس زیارت گاہ کا گنبد گولہ باری سے توڑ ڈالا مگر اسکی سوئی ہوئی شرم و غیرت کو ذرا بھی جنبش نہ ہوئی - ہماری آنکھیں اس حکومت کے پہچاننے میں کبھی دھوکا نہیں کھا سکتیں' جس نے ترکی کو اٹلی سے صلح کرلینے پر مجبور کرنا چاہا" اور اسکے لیے یہ ترکیب اختیار کی گئی کہ بلقانی ریاستوں نے ترکی سرحد پر قزاقی شروع کردی - ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ

شذرات

چندۂ هلال احمر

ایک خطرۂ عظیم

(٢)

لیکن اب سوال یہ ہے کہ بحالت موجودہ کیا کرنا چاہیے ؟

اولین کام یہ تھا کہ چندے کے وصولی کے کاموں کو صرف چند معتبر ہاتھوں میں محدود کردیا جاتا اور ایک سنٹرل کمیٹی اسکے لیے قائم کی جاتی ' تاکہ جو طوائف الملوکی پھیلی ہوئی ہے اسکا انسداد ہو

لیکن سردست اس بحث کو موجود نہیں چھیڑنا چاہیے - اگر چھیڑینگے تو ایک نیا مناقشۂ شدید پیدا ہوجائیگا - صرف اسقدر کہدینا کافی سمجھتے ہیں کہ لوگ احتیاط اور عقلمندی سے کام لیں ' اور مشتبہ ہاتھوں سے اپنے تئیں بچالیں - خواہ وہ ہاتھ کتنا ہی بلند اور معزز ہو -

اسکے بعد اہم ترین سوال قسطنطنیہ کا سامنے آتا ہے - ہم کو صاف صاف طور پر کہنا پڑتا ہے کہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کے نام روپیہ بھیجنا کسی طرح قرین مصلحت نہیں - اس وقت تک ٥٠ لاکھوں روپیہ اسکے نام جا چکا ہے - اور اب تک بعض لوگ بھیج رہے ہیں - اول تو وہ کوئی ذمہ دار حکومت کی جماعت نہیں - پھر جیسا کہ پچھلے اشاعت میں لکھہ چکے ہیں ' ارسال زر سے اصل مقصود اعانت حکومت ہے ' نہ کہ وہاں کی کسی انجمن کیلیے روپیہ فراہم کرنا -

پس آیندہ سے کوئی صاحب چندۂ ہلال احمر کا روپیہ " انجمن " کے نام نہ بھیجیں ' بلکہ براہ راست حکومت کے نام روانہ کریں - اسکے لیے ضروری بات یہ تھی کہ دولت عثمانیہ کو صحیح طور پر علم ہو جاتا کہ ارسال زر سے اصل مقصود ہمارا کیا ہے ؟ ہم نے اپنی جس چٹھی کا ذکر گذشتہ اشاعت میں کیا تھا ' اسمیں علاوہ اور بہت سے ضروری امور کے ' اس بارے میں بھی تفصیلی حالات ظاہر کیے تھے ' اور ہز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا کو یقین دلایا تھا کہ ہندوستان کی رقوم گو بہت حقیر ہیں ' لیکن جن حالات میں پیش کی جاتی ہیں ' انکے لحاظ سے حق رکھتی ہیں کہ انکے عمدہ استعمال کا مطالبہ کریں - ہمکو اپنی خدمات محقرہ کا پورا معاوضہ مل جائے گا اگر اطمینان ہو جائے ' کہ وہ وقت کی اصلی اور مقدم ضروریات میں صرف ہوتی ہیں -

ہز ایکسلنسی نے بذریعہ تار جن امور کا اشارۃً جواب دیا ' انمیں ایک یہ مسئلہ بھی تھا -

ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ جو روپیہ اب تک ہندوستان سے (ہلال احمر) کے نام گیا ہے ' اسکی نسبت ہمارا اطمینان مضطرب ہے - حکومت کی طرف سے باقاعدہ تحقیقات ہونی چاہیے کہ اس روپیہ کی مجموعی تعداد کتنی ہے ؟ کن کن لوگوں نے بھیجی ہے ؟ وہ کیونکر صرف کیا گیا ہے ' اور کیوں نہ حکومت اسکو اپنے قبضہ تصرف میں لیلے ؟ نیز حکومت کی جانب سے از سر نو رسیدیں آنی چاہئیں ' تاکہ مزید اطمینان کا ذریعہ ہو ' جنکو رسیدیں نہ ملیں وہ اپنے روپیہ کی نسبت تحقیق کرالیں ' اور پبلک معلوم کرسکے کہ لینے والوں نے اسکا روپیہ واقعی بھیجا ہے یا نہیں ؟

ہم نے ایک فہرست ہندوستان کے اُن لوگوں کی طلب کی گئی تھی ' جنہوں نے بڑی بڑی رقمیں جمع کی ہیں اور اس بارے میں کوشش کی ہے - جہاں تک ہمکو معلوم تھا ' ایک فہرست مرتب کر کے بھیجدی ہے ' نیز ایک فہرست اُن ناموں کی بھی بھیج دی ہے ' جنہوں نے (ہلال احمر) کے نام روپیہ بھیجا ہے ' یا بھیجنے کا اعلان کیا ہے -

روپیہ کی نسبت ہمارا خاص ارادہ دوسرا ہے - ہمکو معلوم ہے کہ (غازی انور بے) کے ساتھہ جو جماعت اس وقت کسی عظیم الشان مقصد کے حصول کیلیے نکلی ہے ' اسمیں ایک گروہ بعض عرب اور کرد مجاہدین کا بھی ہے - ہماری تمنا ہے کہ ہندوستان سے ایک معقول رقم مخصوص فراہم ہو کے روانہ ہوتی رہی ' اور اسکے لیے کوئی قابل اطمینان انتظام ہو جائے کہ وہ صرف غازی موصوف کی مہم میں صرف ہوگی - یہ کام چنداں مشکل نہیں - ہم مسلسل مخابرہ کر رہے ہیں - اگر واقعات نے مہلت دی ' اور تشفی بخش جوابات آگئے تو بہت جلد اسکا اعلان کر دینگے -

---

معروضۂ دولتِ پرستی ڈپوٹیشن کی نسبت ایک تحریر آجکے صفحۂ مراسلات میں درج کی جاتی ہے ' جس میں قوم کو جناب نواب (وقار الملک) کی تحریر گرامی پر توجہ دلائی ہے ' اور بجا طور پر افسوس کیا گیا ہے اُس متعمد تغافل پر ' جو انکی تحریر کے ساتھہ خلاف معمول قدیم ظاہر کیا جا رہا ہے -

ہم خود اس معاملے کو پوری تشریح اور تفصیل کے ساتھہ پیش کرنا چاہتے تھے - چنانچہ ایک سلسلۂ تحریر شروع کردیا گیا ہے جو اس نمبروں میں ختم ہوگا -

دوسرا نمبر آج کی اشاعت میں آپ پڑھینگے ' اور تیسرا اشاعت آئندہ میں -

درحقیقت یہ امر غور کرنے کے قابل ہے کہ نواب (وقار الملک) بہادر کی تحریر کو نکلے ہوئے کئی ہفتے ہوگئے - وہ صریح طور پر ایک سازش ' فریب ' غلط بیانی ' اور جانہ ساز کار روائیوں کے کرنے کا الزام ارباب حل وعقد کو دے رہے ہیں ' لیکن پھر یہ کیا ہے کہ دانوں کی طرح سب کی زبانوں پر بھی مہریں لگ گئی ہیں ' اور ایک صدا بھی کہیں سے نہیں اٹھی ؟ کیا یہ اسکا ثبوت قطعی نہیں ہے کہ جرائم شدید ' اور اعمال سے ہاتھہ خالی ہیں ؟

اس تغافل عارفانہ سے اصل مقصود یہ ہے کہ کسی طرح اس تحریر اور اسکے اثر کو دبا دیا جائے ' اور ڈپوٹیشن کے متعلق پھر کوئی نئی بحث پیدا نہو - چند دن اور اسی طرح نکل جائینگے ' پھر جب ڈپوٹیشن وائسرائے کی خدمت میں پہنچ جائےگا تو نہ نواب صاحب کی تحریر کسی کو یاد آئے گی اور نہ ٢٨ دسمبر کے پچھلے پہر کی پر اسرار صحبتیں -

وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ با ایں ہمہ جوش و خروش ' قوم ایک احمق اور ہر سخت سے سخت فریب کو گوارا کرنے کیلیے طیار ہے - پس کوئی وجہ نہیں کہ انکو بے اطمینانی ہو ابھی کل کی بات ہے کہ سرِاعاں حال نے ترکوں کو مسٹر گلڈ اسٹون کی وصیت کی تعمیل کا حکم دیا ' آج وہ ایک لاکھہ روپیہ قرض دے رہے ہیں اور ہم کو پوری امید ہے کہ نے روپ قوم کو خوش کر دینے کیلیے یہ کافی ہے -

سخت ضرورت ہے کہ قوم تعیر مرصب کو ضائع کیے ہوئے نواب صاحب قبلہ کی شہادت پر متوجہ ہو ' اور یا اسکی تائید کرے - یا تسلیم کرائے کہ جو کچھہ انھوں نے لکھا ہے جھوٹ ہے -

الہلال

۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۱ ہجری

حدیث الغاشیہ

(۲)

نشۂ بہم شبی کا صبح خمار
یا
سوبرسٹی فونڈیشن کمیٹی

وہ " شیفتہ " کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی '
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے !!

(۱)

" ورع اسیرکی گرفتاری اور صیاد بے مہرکی تغافل شعاری کا مرثیہ ہمارے شعرا کی بدولت ایک دلچسپ داستان بنگئی ہے -

فرض کیجیے کہ کوئی قسمتی چڑیا اپنے ہزاروں آرزوں اور تمناؤں سے پکڑی ہو ' اور اسکا مضعۂ ضعیف آپکی مضبوط مٹھی میں اس طرح دبا ہوا ہو ' کہ ذرا انگلیوں کو اور سخت کیجیے تو غریب کی کاغذی پسلیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں -

لیکن یکایک آپکو ایک ٹھوکر لگی ' اور اب جو دیکھتے ہیں تو ہاتھ خالی ہے ' اور وہ صید ستم سامنے کے کسی درخت کی بلند ٹہنی پر بے فکر و بے پروا بیٹھا ہوا چہچہا رہا ہے - گویا اسطرح آپکو چیلنج دے رہا ہے کہ صیادی کا دعوا ہے ' تو یہاں آکر گرفتار کیجیے ! آپ حسرت سے دیکھتے ہیں اور انقلاب حالت پر حیران ہیں ! اللہ اللہ ! ابھی چند لمحے پہلے جو مشت پر و بال اپنی زندگی و موت کیلیے ہمارے رحم کا محتاج تھا ' اب ہماری بے بسی و لاچاری پر اپنی آزادانہ پر فشانیوں سے طعنہ زن ہے !

ٹھیک یہی حال فونڈیشن کمیٹی کے پہلے اجلاس کا تھا ' وہ میادان سعت پیشہ ' جنھوں نے قومی ازادی اور جماعتی راے کی سنہری چڑیا کو برسوں اپنی آہنی انگلیوں میں دبا کر بند کر رکھا تھا اور استبداد گرفت کا یہ حال تھا کہ اف کرنے کی بھی اجازت نہ تھی ' اب چشم تر اور نگاہ حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ ایک ہی جست برق رفتار میں انکے قبضے سے نکل گئی ہے ' اور وہ ہاتھ ' جو کل تک کسی کے پر و بال مقید سے بھرے ہوے تھے ' اب خالی ہیں تا وہ جی بھر کے اپنی محرومی اور بے بسی پر ماتم کرلیں !

ناکامی سے بڑھکر ناکامی کے طعنوں کی تکلیف ہوتی ہے - ستم یہ تھا کہ یہ بے مہر چڑیا اڑکر چلی نہیں گئی تھی ' بلکہ سامنے کے ایک درخت پر بیٹھی ہوئی تھی - کبھی اپنے پروں کو ہلا ہلاکر یاد دلاتی کہ یہی پر ہیں ' جنکو آپکے قبضے میں حرکت کی بھی اجازت نہ تھی ' لیکن اب کسطرح ہوا میں پھیلاے جا رہے ہیں ؟ کبھی گردن ہلا ہلاکر چہچہاتی ' اور اسمیں یہ دلدوز طعنہ مضمر تھا کہ کل تک یہی زبان تھی ' جو کسی کے خوف و دہشت سے ہلنے کا تصور بھی نہیں کرسکتی تھی - آج آپکی زبان بھی اسکے سامنے کھلتے ہوے کٹ کٹ جاتی ہے !

فانظر کیف کان عاقبۃ المکذبین !

(۲)

بہرحال انقلاب حالت نے لیڈروں کے کیمپ میں ایک ہنگامہ مچا دیا ' پچھلی جنگ کی ہزیمت سامنے تھی ' اور آیندہ کی خوفناک ہزیمتوں کے تصور سے اس " لیڈری " کے " سومنات " کا ہر بت لرزاں و ترساں تھا

فاقبل بعضہم علی بعض یتلاومون ' قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین ! (۶۸ - ۳۰)
پس لگے آپسمیں ایک دوسرے کو ملامت کرنے ' اور اخرکار سب بول اٹھے کہ ہاے ہماری کم بختی ! بیشک ہم بڑے نافرمانیوں اور گمراہیوں میں مبتلا تھے !

تاہم ایک ہی رات درمیان میں باقی رہگئی تھی ' اور جو کچھہ ہونا تھا ' ضرور تھا کہ طلوع آفتاب کی روشنی سے پہلے ہی انجام پا جاے - پس جب " سومنات " کے چھوٹے بتوں نے دیکھا کہ ہمارا عمل السحر کچھہ کام نہیں دیتا ' تو

قال اوسطہم ' الم اقل لکم لولا تسبحون (۶۸ - ۲۸)
ان میں جو سب سے بہتر آدمی تھا ' کہنے لگا کہ کیا میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ اپنے (اس آخری) معبود ہی کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے (جو تمام مشکلوں کو حل کرنے والا ہے ؟)

یہ اس طرف اشارہ تھا کہ طاقتوں اور قوتوں کے اس " بت اعظم " سے کیوں نہیں خواستگار اعانت ہوے ' جسکی سحرکار آنکھوں کی برق نگہی سے اس مندر کے تمام چھوٹے بڑے شنگی بس طاقت حاصل کرتے ہیں ؟

افرایتم اللات والعزی ' ومناۃ الثالثۃ الاخری ؟ (۵۳ - ۱۹)
(پھر) کیا تم نے " لات " اور " عزی " نامی بتوں کو نہیں دیکھا ہے ؟ اور وہ ' جو ایک (سب سے بڑا) تیسرا بت اور ہے ' اور جسکا نام " مناۃ " ہے ؟

دعا مستجاب ہوئی اور بالاخر " اعمال و اشغال مخفیہ " کی یہ عظیم الشان رات اس طرح شروع ہوئی کہ سب سے پہلے اس " مقدس عمل تسخیر " کو انجام دیا گیا ' جس کا ظاہری و سادہ نام ظاہر بین لوگوں کی زبان میں (ڈنر) ہے ' اور ہماری اصطلاح میں بل ہی مندہ ' و لکن اکثرالناس لا یعلمون (۱) میں داخل -

(۳)

راویان صداقت شعار ' اور ناقلان عدالت اثار روایت کرتے ہیں کہ یہ " عمل " ساڑھے بارہ بجے تک مجمیع شرائطہ جاری رہا اور جو کچھہ کہ ہوا ' قابل اظہار نہیں

" تسخیر کواکب " کے عمل کی مشکلات آپ کو یا ہمکو کیا معلوم ؟ ایسے پرچھیے جنھوں نے اس فن کے علم و عمل ' دونوں میں دستگاہ حاصل کی ہیں - یہہ مقصد جیسا اہم ہوتا ہے ' اتنا ہی عمل بھی قوی ہوتا ہے - اس عمل میں بڑی مشکل یہ تھی کہ " قران السعدین " نہیں ' بلکہ " قران النحسین " کا سامان کرنا تھا ' مریخ اور زہرہ ' دونوں کو جمع کرنا تھا ' اور مشتری کے گرد حلقہ کھینچنا تھا تاکہ " زحل " کے فرمان سے باہر قدم نہ نکالے - بہرحال عامل کا پنجہ سخت تھا ' مریخ اور زہرہ ' دونوں کو ایک دائرے میں جمع کر ہی کے چھوڑا ' یہاں تک کہ " زہرہ " نے ناز ہمہ ناز و عشوہ وعدہ لے لیا کہ عین حضرت " مریخ " کے برج کے سامنے ' اپنا رقص ہوش افگن نظارہ گیان ارضی کو دکھلاے گی !

---

(۱) بلکہ وہ ایک بڑا فتنہ ہے ' مگر افسوس کہ اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں -

(سر جیرڈ لوتھر) اُس حکومت کا کونسل ہے ' اور اُس نے محتار پاشا کو یہ کہکر کس طرح دھوکے میں رکھا تھا کہ " جنگ کیلیے ٹرکی کوئی طیاری نہ کرے ' ہم بلغاریہ کو کسی طرح جنگ شروع کرنے نہ دینگے " اور اسلیے خواہ کتنے ہی پردے ڈالے جائیں ' مگر ہم اس حکومت کو نیک نظر شناخت کرلے سکتے ہیں ' جس نے ترکوں کی اس درد انگیز شکست کے اسباب فراہم کیے -

پھر ان تمام باتوں کو جانے دیجیے - ہم ہز آنر کی خاطر اُس حکومت کے پہچاننے سے کیونکر انکار کردیں ' جسکا وزیر اعظم سلانیک کے فتح کی خبر سنکر اپنے مقدس صلیبی جوشی کے جوش کو دبا نہ سکا اور قسطنطنیہ کے فتح کی اُس امید نا کام و رسوا کی کا اعلان کردیا ' جسکے ابتک پورا نہونے کی شرمندگی کو تو ہمارے ہر آنر بالقابہ کا دل بھی ضرور محسوس کرتا ہوگا ' گو مواعظ و نصائح میں اسکے اظہار کا کوئی موقع نہو -

پھر اگر ہر آنر کی محبت فرمائیوں نے خاطر اس واقعہ کو بھی فراموش کردیں ' تو اس یاد داشت کا کیا جواب ہوگا ' جسکے نیچے " مسیحی اتحاد " کے تمام دستخطوں کے ساتھہ سب سے بڑی " اسلامی سلطنت " کے بھی دستخط تھے ' اور جسکا یہ مضمون تھا کہ ٹرکی فوراً تمام مفتوحہ اور غیر مفتوحہ مقامات بلغاریا کے حوالہ کر دے ؟ کیا ہر آنر چاہتے ہیں کہ پانچ ہزار مسلمان عورتوں کو ایک مسجد میں جلا دیا جائے ' سر ایڈورڈ گرے کی صمم بکم درگاہ سے جواب دیا جائے کہ " ہم کچھہ نہیں کرسکتے " اور پھر بھی ہم اپنے ملیں اپنے دامنوں کے ہاتھہ میں چھوڑ دیں تاکہ وہ ہماری آنکھوں پر ناطمینان پٹی باندھ دیں اور کانوں کو آھنی چادروں سے بند کردیں ؟

اصل یہ ہے کہ نصیحت کرنا آسان ہے مگر درد مندوں کے دل کو سمجھنا مشکل ہے - ہر آنر نے نصیحت فرمائی کی مشق تو خوب کرلی ' لیکن دلوں کے سمجھنے کی مشق باقی ہے :-

در بر شاخ گل امی گریستہ بلبل را
نوا گران نخوردہ گزند را چہ خبر ؟

ہز آنر اللہ کا شکر کریں کہ خدا نے انکو اس قوم میں پیدا کیا ہے جو ہمارے اقبال مرحوم کی جانشین ہے ' اور ہماری کھوئی ہوئی متاع سے جسکی دکان کی آرائش ہوئی ہے - قوت و حکومت کا جو خلعت ہمارے جسم پر راس نہ آیا ' قدرت نے وہ اسکے کاندھوں پر ڈالدیا -

ہر جادہ کہ از نقش پئے تست بہ گلشن
جا کیست نصیب ہوس اندا ختۂ ما

انکو ہم بدبختوں کے دل کی تپش کیا معلوم ؟ اقبال و کامرانی کے بستر پر آرام کرنے والے ' خاک محرومی و مذلت پر لوٹنے والوں کا درد دل نہیں سمجھہ سکتے - بہتر ہے کہ وہ ہماری فکر میں اپنا عیش تلخ نہ کریں ' اور ہم کو ہماری حالت پر چھوڑ دیں - ہم اپنے ناصحوں کو دیکھہ چکے ہیں اور اب کسی نئے تجربے کی ہم میں ہمت نہیں !

(ہز آنر) براہ نوازش فرض کریں کہ ٹرکی کے کسی ارمنی گرجے کے گنبد کا مقامات باس ترکی توپوں کی زد سے گر گیا ہو ' یا کسی مقدس پادری کو پھانسی پر چڑھا کر ' اسکا موقعہ دیا گیا ہو کہ اپنے خداوند مصلوب کی سنت ادا کرنے کا شرف عظیم حاصل کرے - یا گرجے کے احاطے کے اندر پانچ ہزار " معصوم کنواری " کے پرستاران جمیلہ کے ساتھہ وہی سلوک کیا جائے ' جو ملاک زدہ البانی عورتوں کے ساتھہ کیا گیا ہے - اور اسکی نسبت ہاوس آف کامنس میں حکومت کو جب توجہ دلائی جائے کہ اسلام کی اس بربرانہ خوں ریزی اور وحشیانہ ظلم و تعدی پر کیوں خاموشی اختیار کرلی گئی ہے ؟ تو سر ایڈورڈ گرے جواب دیں کہ " ایک غیر طرفدار حکومت کیلیے یہ محال ہے کہ وہاں جاکر اسکا انسداد کرے "

ہر آنر اپنے قلب مبارک پر ہاتھہ رکھکر فرمائیں کہ اسوقت حالات میں انکے خیالات اپنی قومی حکومت کی نسبت کیا ہونگے ؟

(ہر آنر) کسی ایسے " مسیحی اتحاد " سے بالکل بے خبر ہیں جو اسلام کو مٹانے کیلیے کیا گیا ہے ' اور اسکو صرف چند فتنہ انگیز مفسدوں کا اختراع سمجھتے ہیں - یہ اچھی بات ہے ' اور ہندوستان میں ہمارے حکمران یورپ اور انگلستان کے واقعات سے عملاً لاعلم ہی رہیں تو انکے اور ہمارے ' دونوں کیلیے بہتر ہے - لیکن افسوس کہ جس طرح ہر آنر اپنے آپ کو اور ہمکو ' دونوں کو یورپ کے " بین الاقوامی " فلسفۂ سازش کے سمجھنے سے قاصر سمجھتے ہیں ' ویسا ہی ہم بھی خود اپنے تئیں اور انکو ' دونوں کو واقعات کے قدرتی اثر کے محو کرنے سے بھی قاصر پاتے ہیں - ہر آنر کی قدرت سے باہر ہے کہ وہ " مشرقی مسئلہ " کی اُس پوری تاریخ کو ہم سے چھپا سکیں ' جو گذشتہ نصف صدی کے " بین الاقوامی مسائل " کی اصلی محور رہی ہے - سلطان عبد الحمید نے ممالک عثمانیہ کی حدوں اور یورپ کے اخباروں کی ترجمہ میں اشاعت بند کردی تھی ' مگر گورنمنٹ آف انڈیا کے ہم شکر گذار ہیں کہ اُس نے ایسا نہیں کیا ہے - پس جو کچھہ ہمیں معلوم ہے ہم اس پر ہر آنر کی تصدیق و تغلیط کے محتاج نہیں -

مونٹنیگرو اور شاہ یونان اعلان جہاد کرتا ہے ' جس طرح دوسری صلیبی جنگ میں پادریوں کے گروہ جنگ مقدس کا صبح و شام وعظ سناتے تھے ' اسی طرح بلغاریا اور سرویا پادری فوج کے ساتھہ ساتھہ بالفعل دورہ سفر کرتے ہیں ' لیکن تمام یورپ کی فضا میں ایک صداے اعتراض بھی نہیں اٹھی نہ کیا ہے ؟ اگر شیخ الاسلام بھی بلغاریا کے مقابلے میں اعلان جہاد کر دیتا ' تو کیا انگلستان اور یورپ کی حکومتیں خاموش ہو رہتیں ؟

باوجود اسکے انگلستان کے مسٹر (نوئل) ممبر پارلیمنٹ صوفیا جاتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ " تمام انگریز اس جنگ میں بلقان کے ساتھہ دل سے شریک ہیں ' اور بہت سے انگریز بطور والنٹیر کے آنے والے ہیں "

انگلستان میں پادریوں نے اتوار کے دن بلقانیوں کی فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں - جنرل ڈیلر کے بشپ نے بلقنگم میں تقریر کرتے ہوے کہا

" ٹرکی کے عیسائیوں کی حالت اب نا قابل برداشت ہے - ضرور ہے کہ اعلان جنگ کیا جائے - لہذا آج کا دن اعلان جنگ کا دن ہے "

مسٹر لائڈ جارج اور وزیر مال اس انجمن کے قائم کرنے میں شریک ہوے ہیں ' جو دست مسٹر میں بلقانیوں کی حمایت کیلیے قائم کی گئی تھی ' اور انگریزی پارلیمنٹ کے ممبر اسمیں حصہ لیتے ہیں - اس انجمن میں یہ طے کیا جاتا ہے کہ " بلقانی حق بجانب ہیں ' نتیجہ خواہ کچھہ ہی کیوں نہو ' مگر مقدونیا آزاد کردیا جائے گا "

رہی انگلستان کی عام پبلک ' تو انکی دل کی بات ہے کہ (پال مال گزٹ) نے لکھا تھا -

" ہمارا اصلی فرض یہ ہے کہ عیسائیوں کی مدد کریں - بیشک یہ ہماری دلی تمنا ہے کہ ہم اپنے بلقانی عیسائی بھائیوں کو دیکھیں کہ وہ اسی طرح اس نحوست سیادت کو اڑا رہے ہیں ' اور مشرقی و جنوبی یورپ کو مسلمانوں سے پاک کر رہے ہیں ' جس طرح انکے بھائیوں نے کبھی اسپین کو عربوں سے پاک کیا تھا "

کیلیے کیا ایسی جلدی آ پڑی تھی ' جو جلدی کی جاتی ؟ بہر حال اُدھر رو نمائی میں دیر ' ادھر مشتاقان دید کی بے صبری ' عجیب کشمکش تھی

ہوتا ہے اژدحام تمنا اسی قدر
ہوتی ہے جتنی دیر کشود نقاب میں

خدا خدا کرکے صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بطور مقدمۃ الجیش کے تشریف لائے - گو خود انکا آنا جلوۂ یوسفی نہ تھا ' لیکن اپنے ساتھہ " نسیم پیراہن " کی بشارت ضرور رکھتا تھا - انہوں نے سب سے پہلے " صحبت نیم شبی " کا اعلان کیا ' اور " جنگل میں منادی کرنے والے یوحنا " کی طرح خبردی کہ " راہ صاف کرو ' کیونکہ آسمان کی بادشاہت اب قریب ہے ! ! "

(٨)

یہاں تک کہ دس بجے - صدہا نظر ہاے منتظرہ ' اور صدہا ہاے مضطرب کی صفوں سے گذرتی ہوئی " ارباب حل و عقد " کی قطار جلوہ فروش ہوئی ' اور " حجلۂ سازش " (١) کے تمام " عروسان شب زندہ دار " ایک ایک کرکے نظر نواز بزم و انجمن ہوے - چہروں نے پہلی ہی نظر میں ارباب نظر سے رمز فروشی کی کہ رات بھر میں رنگ بدل چکے ہیں

شب نو شراب خوردی ' تا تو صد نشانیہا ست !

انہی میں ہمارے شدہ طرار دوست مسٹر (محمد علی) بھی تھے - صحبت نیم شبی کا خمار آنکھوں میں ' اور شب بیداری کی افسردگی چہرے پر - جی میں آیا کہ بڑھکے پوچھیں .

تو شبانہ می نمائی ' بہ برکہ بودی امشب ؟
کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد !

لیکن ہمارے دوست نے اپنی ایک رات کی حریف پرور اداؤں سے نئے دوستوں کا ایسا حصار ہجوم پیدا کرلیا تھا ' کہ اب اسکا موقعہ ہی کب باقی رہا تھا ؟

جو کام میں عدو کے ہوئیں صرف
افسوس وہ دلربا ادائیں !

(٩)

در اصل اب فونڈیشن کمیٹی کی تمام بحث آکر اسپر ختم ہوگئی تھی کہ ڈاکٹر میجر (سید حسن) بلگرامی کا رزولیوشن منظور ہو یا غیر منظور - تمام دیگر مسائل طے پا چکے تھے ' اور اصلی پتھر جو ارباب کار کو حصول یونیورسٹی کی راہ میں نظر آتا تھا ' یہی رزولیوشن تھا -

اس رزولیوشن کا مقصد فی الحقیقت کسی قومی یونیورسٹی کیلیے اصل مبنیٰ ' اور بمنزلۂ بنیاد کار کے تھا ' یعنی گورنمنٹ کے اختیارات کا مسئلہ - رزولیوشن کے الفاظ یہ تھے

" قوانین کالج کی دفعہ ٤١ - ضمن ٥ - میں جو اختیارات اسوقت پیٹرن کو حاصل ہیں ' اسیے زیادہ اختیارات یونیورسٹی کی صورت میں ' حضور ویسراے کو بحثیت چانسلر نہ دیے جائیں "

میجر صاحب نے اس تحریک کو بعد از ہزار سعی و مجاہدت پیش کیا ' اور تمام آزاد خیال طبقے نے (جو قوم کو قومی یونیورسٹی کے دھوکے میں ایک گورنمنٹ یونیورسٹی خرید نے سے بچانا چاہتا تھا ' اور جسکی قدمت میں علی گڈھ کالج بھی ہاتھہ سے جاتا تھا) ساتھہ دیا اور آخر تک ساتھہ دینے کیلیے طیار

تھا - اب جو وہ تشریف لاے ' تو اسٹیج پر آتے ہی میں نے انسے پوچھا : فرمائیے کیا ارادہ ہے ؟ کہا کہ " صلح کاری کے ساتھہ کام کرنا بہتر ہے ' اور مجکو یقین دلایا گیا ہے کہ بحالت موجودہ میرا رزولیوشن پاس نہیں ہوسکتا " (حالانکہ آخری خیال درست نہ تھا) .

میں نے اسی وقت " انا للہ " کا جو پرسوں کی شام کو زبان پر گذرا تھا ' اعادہ کیا ' کہ اپنے قیاسات کی پوری تصدیق ہوگئی - اب " صلح " کی خواہش ہے ' گو تمام یورپین ترکی ہاتھہ سے جاے -

میجر صاحب کانفرنس کی صدارت کیلیے تشریف لاے تھے ' اور فی الحقیقت جس قابلیت اور صداقت کے ساتھہ انہوں نے اپنے فرض کو ادا کیا ' وہ انکی عظمت کیلیے بہت بڑی چیز ہے - پس بہتر تھا کہ وہ فونڈیشن کمیٹی کے اجلاس میں حصہ نہ لیتے اور اس رزولیوشن کو پیش ہی نہ کرتے - وہ نئے نئے قوم کے سامنے آئے اور آتے ہی اپنے تئیں ایک آزمایش میں ڈال دیا ' حالانکہ آزمایش کی راہ دوسری ہے :

عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

٢٦ - کی شب پھر کو ہمیں خیال ہوا تھا کہ کہیں میجر صاحب کی استقامت " ارباب حل و عقد " کے مقابلے میں مرعوب نہ ہوجائے ' ہم نے خیال کیا تھا کہ اگر وہ اپنی تجویز میں ترمیم پسند کرینگے یا واپس لے لیں گے ' تو فوراً کوئی دوسرا شخص اسکو پھر پیش کردیگا - لیکن افسوس کہ ٢٨ - کی صبح کو حالت بدلگئی - ہم ایک شعر یاد کرنے لگے ' جسکا پہلا مصرعہ یاد نہیں آتا تھا - دوسرا مصرعہ یہ ہے :

اگر ماند شبے ماند ' شبے دیگر نمی ماند

(١٠)

با وجودیکہ مجلس " نیم شبی " کے قول و قرار صلح سے دل مطمئن اور منصوبے قوی تھے ' لیکن پھر بھی جنگ کے انجاز کا خوف دلوں میں باقی تھا - اسکے لیے علاوہ اور بہت سی تدابیر مختلفہ کے ہر بارہ دری کے دروازے اور خود اندر بھی کی گئی تھیں ' ایک خاص تدبیر خود اسٹیج پر بھی ارادوں کی مخبری کرتی تھی - دو قطاروں کی مصنف پلٹفیں پریسیڈنٹ کی کرسی اور میز کے چاروں طرف فرش پر بچھائی گئی تھیں ' اور نہیں معلوم اس بلغاری محاصرہ کا (ایڈریا نوپل) کونسا تھا ؟ بعض اشخاص جو کل تک جلسوں میں اپنی پگڑیوں کے ذریعہ ممتاز تھے ' ہم نے خاص طور پر دیکھا کہ آج کے پیش آنے والے واقعات سے متنبہ ہوکر ترکی ٹوپی کے یونیفارم سے لیس ہوکر آے تھے - شاید اسلیے کہ اوروں کے پگڑی اتارنے سے پہلے خود ہی اتار دیئیں ' یا اسلیے کہ جنگ کے موقعے جس مستعدانہ چستی و چالاکی کے خواہاں ہوتے ہیں ' اسکے لیے پگڑی کے رود گسل پیچ مناسب حال نہیں -

ہم نواب (وقار الملک) بہادر کے پیچھے ہی بیٹھے ہوے تھے - ہم نے دیکھا کہ اس حالت کو بطور خود نواب صاحب قبلہ نے محسوس فرمایا ' اور ان لوگوں سے باصرار کہا کہ اسطرح نہ بیٹھیں ' غالباً یہ بھی فرمایا تھا کہ اس سے لوگوں کو شبہات پیدا ہوے ہیں (مگر یہ آخری جملہ یقینی طور پر یاد نہیں ' ممکن ہے کہ کسی اور نے کہا ہو) لیکن وہ نبرد آزمایان جنگ ' جو آج اپنے دست و بازو کے جوہر دکھلانے کیلیے جمع ہوے تھے ' بہ ان نصائح و احکام کی کب پروا کرنے والے تھے ؟

اس ہجوم و حصارے ایک [illegible] مقصد بظاہر یہ نظر آتا تھا کہ اگر کوئی شخص مخالفت میں تقریر کرنے کیلیے آمادہ ہو ' تو اسکو بروقت اسکا موقعہ ہی نہ [illegible] ' کیونکہ اول تو مقرر کیلیے کھڑے رہنے کی کہیں جگہ ہی نہ [illegible] - دوسرے اس محاصرے

(١) سازش کا لفظ شاید بہ بھی کہیں گلو رجکا ہے - لیکن یہ میری جانب سے نہیں ہے ' بلکہ بجنسہ نواب صاحب قبلہ کا لفظ ہے - جو انہوں نے اپنے مضمون میں موقعہ استعمال فرمایا ہے - منہ -

"اس صحبت ملکی" میں تو یہ عجائب و غرائب انجام پا رہے تھے ' اور ادھر زمین کے بسنے والوں کی قسمت سرپیٹ رہی تھی :

سوگند بسعادت و نحوست ' که مرا
نا امید بعمر ، کشت و مریخ بقهر !

(٤)

اصل یہ ہے کہ پہلے اجلاس میں جن بعض زبان آوران ازادی نے سرگرم تقریریں کی تھیں ' انکی نسبت لیڈروں نے پہلے ہی سمجھہ لیا تھا کہ ابھی ان سنہری تکڑوں کیلیے آگ کی آزمائش باقی ہے ۲۹ - دسمبر کے جلسے میں جبکہ "نطقوں" کی جگہ زبانوں سے شعلے نکل رہے تھے ' تو (راجہ صاحب محمود آباد) ہمارے مجلس طراز دوست مسٹر (محمد علی) کو مخاطب کرکے دل ہی دل میں ضرور کہتے ہونگے :

مجلس طرازیوں کے چکھاؤنگا سب مزے
تم اتفاق سے کہیں تنہا اگر ملے

بالآخر انتظار میں زیادہ دیر نہیں لگی ' اور بہت جلد تنہائی کا " گوشۂ خلوت " ہاتھہ آگیا - خلوت کے اسرار و نثار محرمان مجلس تک تو پہنچتے نہیں ' ہم ایسے غیروں کو کیا خبر؟ تاہم یہاں تک تو تمام راوی متفق ہیں کہ (راجہ صاحب) نے اپنی شکست کا اعتراف کیا اور کہا کہ اگر ہرانا ہی چاہتے تھے تو ہار جانے کا اقرار کرتے ہیں - اب اور کیا چاہتے ہو؟

بیا کہ ما سپر انداختیم اگر جنگ است !

کہا جاتا ہے کہ (راجہ صاحب) نے کہا تھا کہ " جب تک مسٹر محمد علی رام نہ کیے جائیں گے ' کچھہ نہیں ہوگا " یہی سبب ہے کہ اس " خلوت شب " کی بارات کا دولہہ انہی کو بنایا گیا ' اور رات بھر " سہرے " کی تزئین و آرایش میں صرف ہوگئی - خیر ' ہمکو اس سے کوئی بحث نہیں کہ رات بھر کی بیداری خلوت میں کیا کچھہ کیا گیا ؟ ہم تو صبح کی چشم خمار آلود ' اور زلف پریشان کی ادائیں دیکھنے والوں میں تھے - اور یہ جو اپنے حصے میں آیا ' تو اسپر شاکی بھی نہیں - ہمارے دوست کے ہم وطن بلکہ انکے سابق رئیس (یوسف علی خاں ناظم) کا مطلع اس موقعہ کیلیے ہمیں یاد تھا :

ادائیں شب کی تو سب لوگ دیکھتے ہیں ' مگر
ہم انکی بگڑی ادائیں سحر کو دیکھتے ہیں

(٥)

خیر ' یہ تو اس " شب وصل " کی شام تھی ' اسکے ذکر کو کہیں جلد بٹائیے ' کیونکہ اصلی پر لطف حصہ تو اسکے بعد آتا ہے ' جبکہ رندان بادہ گسار نے " حجلۂ نیم شبی " آراستہ کیا ' اور موٹر کاریں بھیج بھیج کر ایک ایک شریک پیمان کی قسمت خفتہ کو مژدۂ بادہ گساری سے بیدار کیا گیا

وقت آں نیست کہ در حجرہ بخوابی تنہا !

" ذکر عیش نیز از عیش ' " یعنی :

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے !

چشم تصور سے کام لیجیے کہ دسمبر کے آخری ہفتے کی سرد راتیں ہیں ' لیلاے شب کی زلف کمر سے گذر چکی ہے ' ایک کنج خلوت میں صحبت بادہ پرستی گرم ہے ' اور گرم گرم سازشوں کی :

دہری شراب ہے ' بیٹھے ہیں جا بجا ساقی !

قبل اسکے کہ آپ کسی مدعی زہد کو الزام دیں ' آپ ہی کو منصف بناتے ہیں کہ بھلا ایسی توبہ شکن اور ولولہ انگیز صحبت میں اگر ہمارے کسی " دوست " کی توبہ نے لغزش کھائی ' اور اُس جام عہد فراموش کو منہہ سے لگا ہی لیا ' جو کسی کے " دست طلائی " نے پیش کیا تھا ' تو انصاف کیجیے ' آخر پہلو میں دل کس کے نہیں ہے ؟ اور پھر یہ تو وہ مقام ہے کہ ہاروت و ماروت کے قدم بھی لڑکھڑا گئے تھے :

ساقیا مزنم از مں ' عالم حوابیہا ست !

خود صحبت آزمایان شبینہ کا بیان ہے کہ یہ بادہ گساری رات کے دو بجے تک جاری رہی تھی - الله الله !! جاڑے کی راتیں اور پچھلے پہر کی " پر اسرار " صحبتیں !! آپ الزام و اعتراض کی فکر میں ہیں ' اور " رات کے دو بجے " کے لفظ سے نہیں معلوم کیسے کیسے خیالات میرے دماغ میں گذر رہے ہیں ؟ رات کی تاریکی ' پچھلا پہر ' رندان شاطر و کہنہ مشق کا ہجوم ' اور بعض نوجوان و نوآموز مدعیان حریت ' نور سعل مے پرستی کا یہ عالم ! اب کیا کہوں کہ کیا کہنا چاہتا ہوں ؟

مست بر دستر من آمد و رندان دانند
حالت مست ' کہ در دستر ہشیار افتد !

(٦)

اب ادھر کی سنیے - یہاں تو شب زندہ داران بادہ گساری " صبح خمار " کی اعضا شکنیوں میں کروٹیں بدل رہے تھے ' اور ادھر صبح آٹھہ بجے ہی سے اجلاس کا ہال تماشائیان بزم سے بھر گیا - ایک دن پہلے حصول مقصد کیلیے جو تدابیر گونا گوں و بوقلموں اختیار کی گئی تھیں ' منجملہ انکے ایک تدبیر خاص یہ تھی کہ جلسہ کیلیے ٹکٹ مقرر کر دیا گیا ' اور یہاں تک ہمیں بھی اتفاق تھا ' کیونکہ آج اسٹیج پر پردے سے جو پتلیاں نکلنے والی تھیں ' وہ بہتر کے اموختہ یاد کیے ہوے ایکٹروں کی طرح ایک تماشے سے زیادہ نہ تھیں ' اسلیے ضرور تھا کہ (باصطلاح عوام) اس " تماشہ گھر " کیلیے ٹکٹ بھی مقرر کیا جائے ' لیکن اسپر طرہ یہ تھا کہ ٹکٹ کیلیے پہلے تو یہ شرط لگائی گئی کہ صبح آٹھہ بجے سے پہلے لے لیے جائیں ' حالانکہ جاڑوں میں آٹھہ بجے تک رات کی کہر سے فضا بھی صاف نہیں ہوتی - پھر ٹکٹ کیلیے تھیٹر کے صدر دروازے پر ٹکٹ گھر کی کھڑکی کا اعلان کیا گیا تھا ' لیکن جو لوگ وہاں پہنچتے تھے انسے کہا جاتا تھا کہ راجہ صاحب کے ہاں جایئے - راجہ صاحب کے ہاں سے صدا آٹھتی تھی کہ جہاںسے آئے ہیں ' اسی طرف پچھلے پاؤں پھریے -

یاں سے واں ' واں سے یہاں ' حکم ہوا وصل کی شب
ہم اٹھا سے ہی بچھائے رہے بستر اپنا !

اس سے غالباً مقصود اصلی یہ تھا کہ ان مشکلات کی وجہ سے ازاد خیال طبقے کی معارضتی جمع نہوسکے - یہ بھی خبر اڑی تھی کہ ایک جماعت کل کیلیے باہر سے ٹھیکے پر بلائی گئی ہے - ایک جماعت زاری ہے کہ پولیس کی قوت سے بھی کام لینے کا ارادہ کیا گیا تھا - لیکن صبح کو پھر ان تمام انتظامات کے عمل میں لانے کی ضرورت باقی نہیں رہی ' کیونکہ رات کے قول و قرار کے بعد سب مطمئن ہوگئے تھے ' کہ جب حریفوں میں باہم صلح کرلی ہے ' تو میدان جنگ میں لڑائی کا اب کیا خوف ؟ (ناظم پاشا) جب ساتھہ ملگیا تھا ' تو (کامل پاشا) بے فکر ہوگیا تھا ' کیونکہ اُس نے سمجھہ لیا تھا کہ فوج کی اصلی قوت اسکے ہاتھہ میں ہو گیا ہے ' لیکن اس وقت تو وہ زندہ ہے -

(۷)

غرضکہ آٹھہ بجے سے جلسہ منعقد ' اور " صاحبان حل و عقد " کا منتظر تھا ' لیکن کسی بزرگ کا پتہ نہیں ' اور اب پتہ لگے تو کیونکر؟ جس جنگ کیلیے یہاں فوج جمع تھی ' اسکی صلح رات کے دو بجے کی تاریکی ہی میں انجام پا چکی تھی - اب جلسے میں شرکت

یعنی ایک ہاتھہ جان سے ملائے اور دوسرا رقیب سے مصافحہ کرے - یعنی ایک ہاتھہ میں " جام علانیہ " اور دوسرے میں " سندان حریف "

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

مذبذبین بین ذالک لا الی ھؤلاء و لا الی ھؤلاء (۴ : ۱۴۲)

معشوق ما بشیوہ ہر کس موافق ست
با ما شراب خورد و بزاہد نماز کرد

نؤمن ببعض و نکفر ببعض ، و یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا (۴ : ۱۵)
بعض باتوں میں راہ ایمان اختیار کرینگے اور بعض میں راہ کفر ، وہ چاہتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی دوسری راہ اختیار کریں -

حقیقت یہ ہے کہ اس " جمع اضداد " کی راہ نہایت مشکل ہے - ایک ہاتھہ میں جام باطل پرستی رہے ، اور دوسرے میں سندان حق پرستی ، اور دونوں کو باہم زور زور سے ٹکرایئے ، مگر شرط یہ ہے کہ باطل کے جام بلوریں میں بال تک نہ آئے ، اور سندان حق پرستی بھی ہاتھہ سے الگ نہو !

ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن !

اور یہ کچھہ جبر نہیں مگر اپنی کمزوری کا تو ہمیں صاف صاف اعتراف ہے - اس شعبدہ بازانہ چابک دستی کی مشق کیلیے بڑی بڑی قابلیتوں کی ضرورت ہے ، یہ مقامات عالیہ ہم کو ابھی [illegible] اور ابھی حاصل نہیں ہوے -

(۱۳)

مسٹر صاحب کی [illegible] کے بعد میں نے تقریر کرنی چاہی ، لیکن خواجہ غلام الثقلین صاحب نے کہا کہ وہ رزولیوشن کی نسبت ایک ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں ، اسکو پیش کرینگے - چنانچہ خواجہ صاحب نے نہایت جوش اسلامی کے ساتھہ تقریر کی اور دانشمندانہ طریقہ سے بعض اختیارات مہمہ کے محفوظ رکھنے کی ضرورت واضح کی - اُدہر انتظامات مخفیہ سرگرم کار تھے - مخالفت کی آوازیں اٹھنا شروع ہوگئیں -

اس عرصے میں ، میں کیا سوچ رہا تھا ؟ تمام معاملات کی تصدیق ہو چکی تھی ، اور معلوم ہوگیا تھا کہ آزاد خیال پارٹی کی قوت کو شکست دینے کیلیے ایک عنصر ، مرکب سے الگ کرلیا گیا ہے - پھر اور جو جو تدبیریں ۲۶ - کے مدعیان آزادی اور ہنگامہ پردازان حریت کو اپنے قابو میں لانے کیلیے کی گئی تھیں ، وہ بھی کامیاب ہوگئی ہیں - ایک پورا جال ہے ، جسمیں سب کے پاؤں پھنس گئے ہیں - پھر کیا رنگ بدلا ہوا دیکھکر میں بھی خاموش ہو جاؤں ؟

یہ ایک منصب کی ہر دل عزیزی اور احسان مندی تھی جو بغیر کسی نقصان کے حاصل ہوئی تھی - کیونکہ تمام مدعیان آزادی و حق پرستی سر جھکا چکے تھے ، اور اب اس حق و باطل سے مرکب معجون ہی کا نام " حق خالص " تھا ، پس آزاد خیالی اور حق پرستی پر کوئی آنچ نہیں آتی ہے ، اور ہر دلعزیزی کی دولت ہاتھہ آجاتی ہے - جو بھی اپنے ہی حصے میں آتا ہے ، اور باطل کا دامن بھی نہیں چھوٹتا - پھر کیا مضائقہ اگر چند لمحے کی خاموشی سے مدتوں تک کام دینے والی کمائی پیدا کرلی جاے ؟

یہ خیالات تھے جو اس موقعہ پر قدرۃً ہر دماغ میں گذر سکتے تھے لیکن گو قوت کا ایک لمحہ کیلیے بھی دعوا نہیں ، تاہم ایسے ایسے دعوات شیطانیہ کیلیے تو الحمد للہ اپنے پہلو میں ایک قوت رکھتا ہوں - " ہر دلعزیزی " کی خواہش سب سے بڑا " شیطان " ہے جسکی ایک نگاہ گرم کے ساتھہ ہی ہمتوں اور استقامتوں کی بڑی بڑی چٹانیں پانی ہوکر بہہ جاتی ہیں لیکن جس دن میں نے اپنی پہلی آواز [illegible] کی ، اسی دن سے اپنے پاؤں کو راہ حق گوئی کی اس اولین زنجیر سے آزاد کر لیا ، اور استقامت کی توفیق اللہ کے ہاتھہ میں ہے -

میرے عقیدے میں " ہر دلعزیزی " کا زیادہ صحیح نام " منافق " ہے اور یہ محال قطعی ہے کہ ایک شخص " حق گو " بھی ہو اور پھر قوم ایمان و کفر ، دونوں میں ہر دلعزیز ہو - جو لوگ چلنا چاہتے ہیں ، انکو سمجھہ لینا چاہیے کہ انکے سامنے صرف دو ہی راہیں ہیں ، حق و باطل ، کفر و ایمان ، نور و ظلمت ، اور خدا پرستی و شیطان پرستی ، انہی دو راہوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرلیں - یہ بالکل فضول کوشش ہے کہ دونوں میں سے کوئی نئی درمیانی راہ پیدا کی جاے - میں نے تو ارادہ کرلیا ہے کہ خواہ کچھہ ہی کیوں نہو ، لیکن اپنے ظاہر و باطن کو ایک رکھونگا ، اور جو دل میں ہوگا ، اسی کو زبان کے حوالے کرونگا ، دعا کرتا ہوں کہ خدا جلد مجھے کسی سخت آزمایش میں ڈالے ، اور مجھے اپنے دل کی استقامت کے آزمانے کا موقعہ ملے - وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون -

مجھکو بعض صاحبوں نے روکا کہ اب مخالفت میں تقریر کرنا بے فائدہ ہے - نواب اسحاق خان صاحب نے کہا کہ ایک بات پر اب سب متفق ہوگئے ہیں ، مخالفت سے کیا فائدہ ؟ لیکن درحقیقت ان بزرگوں کی غلطی تھی - مخالفت اسلیے نہیں کی جاتی کہ موافقت کی صدائیں بلند ہوں ، اور لوگ جیت کا ہنگامہ برپا کر کے خیر مقدم کریں ، بلکہ صرف اسلیے کی جاتی ہے کہ ایمان اور ضمیر کا حکم ہوتا ہے کہ ایسا کرو - یہ حکم بالکل اس سے بے پروا ہے کہ لوگوں کا کیا حال ہے ؟ کوئی سچی بات اسلیے نہیں ترک کردی جاسکتی ، کہ لوگ اسکا استقبال نہیں کرینگے - سچ ، سچ ہے اگرچہ تمام عالم میں ایک بھی اسکا دوست نہو - البتہ یہ حالات و واردات اور ہیں - جنکے سمجھنے سے اپنے بزرگوں اور دوستوں کو ابھی عرصے تک مجبور و معذور سمجھتا ہوں

حریف کاوش مژگان خونریزش نئی ناصح
بدست آور رگ جانے ، و نشتر را تماشا کن

جس چیز کو آپ لوگوں نے " ایمان " سمجھا ہے ، اپنے عقیدے میں وہی کفر ہے - حق کی پرستش کیلیے اولین شے قربانی ہے اور آپکا دماغ ابھی اسکا تصور بھی نہیں کرسکتا - ساری عمر نفس کی پرستش میں کٹی ہے ، اب چند لمحوں کے اندر آپکو خدا کیسے دکھلا دوں ؟ اپنی اپنی راہ ہے ، اور اپنا اپنا مذہب

و للناس فیما یعشقون مذاہب

آپ لوگ معذور ہیں ، لیکن میری راہ میرے لیے چھوڑ دیجیے ، اور جہاں جا رہا ہوں ، جانے دیجیے - آج نہیں ، مگر کل بتلاؤنگا کہ حقیقت کیا ہے ؟ - خدا کا ہاتھہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ، اور " مستقبل " سے بڑھکر کوئی جج نہیں - عنقریب کھل جاے گا کہ میں کس راہ پر تھا ، اور آپ کہاں جا رہے تھے ، اور وہ مقلب القلوب اپنے بندوں کے دلوں کو میرے لیے کھولتا ہے یا آپکے لیے ؟ البتہ جن دلوں کو خدا اپنے نور ہدایت کیلیے چن لیتا ہے ، ان میں اور تم میں یہی فرق ہے کہ وہ آج جس چیز کو دیکھتے ہیں ، تم کل دیکھو گے - اسی معاملے کو دیکھو ، جلسے میں صرف میں ہی ایک مجرم تھا ، جس نے مخالفت کی - اور سب خاموش رہے ، یا سرشاری تعلق سے جھومتے رہے - لیکن آج سیکڑوں ہیں جو سر پیٹ رہے ہیں - پھر یہ کیا ہے ؟ کیا یہ ایک الہی نشانی نہیں ہے جو حقیقت کے چہرے کو بے نقاب کر رہی ہے ، اور بتلا رہی ہے کہ کس کی زبان اللہ کے ہاتھہ میں ہے جو اسکو کھلواتا ہے ، اور کس کے دل نفس کے قبضے میں ہیں جو انھیں ہلنے نہیں دیتا ؟ پھر کیا کوئی آنکھہ ہے جو دیکھے ! کوئی کان ہے جو سنے ! اور کوئی دماغ ہے جو سوچے ؟

و ھو الذی انشا لکم السمع و الابصار و الافئدۃ ، قلیلا ما تشکرون (۲۳ [illegible]) [اور وہی خداے قدیر و حکیم ہے جس نے تمہارے لیے کان ، آنکھیں ، اور دل پیدا کیے ، تاکہ تم سنو ، دیکھو ، اور غور کرو ، مگر افسوس کہ تم بہت ہی کم اسکا شکر کرتے ہو -

کی صفوف کی وجہہ سے راہ مرور اسطرح بند ہوگئی تھی کہ وہاں تک پہنچنے کیلیے کئی منٹوں کی جد و جہد مطلوب تھی - خود ہم اور خواجہ غلام الثقلین اگر اتفاق سے بالکل استیج کے کنارے پیشتر ہی سے بیٹھے ہوے نہ ہوتے تو تقریر کرنے کا موقعہ ہی نہ ملا ہوتا کیونکہ جتنی دیر میں مخالف اٹھکر کنارے تک پہنچنے کی کوشش کرتا، اتنی دیر میں ررزولیوشن پاس ہی کردیا جاتا (چنانچہ بعد کو یہ خبر آگیا)

ایک اور تدبیر خاص یہ تھی جسکے ذریعہ موافقت کے جوش اور مخالفت کا شور و ہنگامہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی یعنی استیج پر بیٹھنے والی جماعت کا ایک طبقہ نیچے مجلس کی مختلف قطاروں میں متفرق ہوکر بیٹھ گیا تھا تاکہ وقت ضرورت مجمع کے ہر حصے سے ایک ایک صداے موافق اٹھکر شور مچادے، اور معلوم ہو کہ ہر طرف سے صدائیں اٹھ رہی ہیں - اس انتظام کا سلسلہ اخر مجمع تک موجود رکھا گیا تھا - استیج کے سامنے کی نیچی کرسیوں پر بھی شریکان رار اشخاص بٹھائے گئے تھے، تاکہ اگر کوئی مخالفت میں تقریر کرے، تو معاً نیچے سے آوازیں اٹھنا شروع ہوجائیں، اور اسکے ہنگامے میں مجمع کی مخالف صدائیں مدغم ہوکر مفقود ہوجائیں - چنانچہ جونہی آنریبل خواجہ غلام الثقلین نے ترمیم پیش کی، گو وہ مخالفت میں نہ تھی، بلکہ صرف ترمیم تھی تاہم شور و غل کی آوازیں معاً سنائی دینے لگیں

ہم نے یہ بھی سنا تھا (والعہدہ علی الراوی) کہ رات کے پیمان و عہد کے بعد بعض ممتاز ارادی خواہ اشخاص نے ایک کاغذ اپنی تمام جماعت میں پھرا دیا تھا، جسمیں " مجلس بدم شبی " کے عام نامے کا ذکر تھا، اور لکھا تھا کہ اب ۲۹ - کے جلسے کے تمام ارادہ جدل لوگوں کو اسی کی تائید کرنی چاہیے، اور کسی مزید مخالفت کی ضرورت نہیں - ہم نہیں کہہ سکتے کہ کہاں تک یہ درست ہے ؟ مگر تارہ دہی کے دروازے پر جب تمت دیکھنے والوں اور آنے والوں میں ہاتھا پائی ہورہی تھی، تو ہم شور و غل سنکر باہر نکلے تھے - ہم نے اپنے ایک دوست کو دیکھا تھا، جنکے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا، اور ایک حلقۂ احباب میں کھڑے باتیں کر رہے تھے - ہم نے اسکے اوراق کی نسبت پوچھا مگر وہ ٹال گئے - واللہ اعلم بحقیقۃ الحال -

قصہ مختصر یہ کہ بڑے بڑے سامان کیے گئے تھے، اور چونکہ " صلح " ہوچکی تھی، اسلیے اب انتظامات خود انہی کے ہاتھوں انجام پا رہے تھے، جو ۲۷ - کی شام تک خود بزم جنگ اور " ارادہ جدال " جماعت کے سرغنہ سمجھے جاتے تھے، اور در اصل افسوس بھی اسی کا ہے .

نیم بسمل اس نے گر چھوڑا، تو کچھہ پروا نہیں

پر یہ غم ہے، اعتبار دست قاتل اٹھہ گیا

(۱۱)

بہر حال مجلس جم چکی تو پردہ اٹھا، اور اس تماشے کا ایک ہی ایکٹ شروع ہوگیا - سب سے پہلے ہمارے عشوہ نما دوست مستر (محمد علی) باہر نکلے اور ررزولیوشن پیش کیا، وہ بیٹھے تو میجر (سید حسن) بلگرامی اٹھے اور تائید کی -

پلکے بدردی دل رفت و پردہ دار بگے !

اب بجز ۲۹ - کے معرکہ بے اور نہ مزید .

یہ لوگ بھی غضب ہیں کہ دل پر یہ اختیار !

سب موم کرلیا، سحر آہن بنالیا !

۲۶ - کی سہ پہر کو ہمارے دوست کا مزاج بہت گرم تھا، اسکی تقریر اتنی پر جوش تھی کہ اسکی بے اعتدالی ہم کو بھی ناگوار گذری اور اسکے کان میں کہا کہ خدا را ذرا لب و لہجہ

ذرا کم کیجیے - علی الخصوص بد بات میں ہتھہ سے نکل گئی کہ سارا زور " جوش محمد " اور " مددی اللہ " کے صلح پر صرف کر رہے تھے اور تقریر صرف صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب پر شخصی ایرادات کرنے میں جاری تھی - حالانکہ بہتر تھا کہ بجز شخص و بعض کے وہ سب کچھہ کہتے - ہم کو اعتراف ہے کہ صاحبزادہ آفتاب احمد خان نے اس روز بڑی تعریف عمدہ تحمل سے کام لیا، اور اپنی تقریر میں ایک لفظ بھی نہیں ایسا کہا جو جاسۂ ادب کا مخالف تھا، مگر غصہ بری شے ہے کہ موقعہ شناسی کی مہلت ہی کب دیتا ہے ؟

لیکن آج اسکی تقریر اتنی ٹھنڈی تھی کہ برسوں جن لوگوں نے اسکے جوش کے انگارہ سے اپنی انگیٹھیاں روشن کی تھیں، آج اسکو آغاز تقریر ہی سے ٹھٹھرتا پانے لگیں - برسوں ہمارے دوست کے ہاتھہ میں شعلوں کے جام تھے، آج انھوں نے چاہا کہ ٹھنڈے پانی ہی کو وائن گلاس میں بھر بھر کر تقسیم کریں - مضرقا بھی نہیں -

ہم نے تقریر کا پہلا لفظ ہی جلسہ کو اپنے دوست کے پیچھے ہوے احباب سے کہدیا تھا کہ آج یا تو صرف پانی ہے، یا پانی اسقدر ملا دیا ہے کہ نہ تو اور دو ٹکڑہ، دونوں کا پتہ نہیں

مرا اے می پرورش آں بدخودی نیست

مگر در ساغر آب کردہ دستی

سب سے پہلے ہمارے دوست نے قسمیں کہانا شروع کیں کہ مجھپر خدا کیلیے اعتماد کیجیے، لیکن وہ بھول گئے کہ زیادہ قسمیں کہانا کوئی اچھی علامت نہیں سمجھی جاتی گو اچھی علامت ہو

قسم سچی سہی، پھر بھی ضرورت کیا ہے کہانے کی !

ہمارے دوست کو معلوم نہیں کہ اعتماد حاصل کرنے کا ذریعہ قسموں اور عہد و پیمان میں نہیں ہے، بلکہ بعض اور ہی چیز میں ہے - سچا اعتماد پیدا کرنے والوں نے کبھی خود قسمیں نہیں کہائی ہیں، بلکہ اپنی استقامت اعمال کے زور سے اعتماد کی قسمیں دنیا سے لی ہیں - اس نکتے کو (جانبحانان) نے سمجھا

نہ بس صدق و صفا حرف عہد بیکار ست

نگاہ اہل محبت تمام سوگند ست !

الم تر الی الذین یزکون انفسہم ؟ بل اللہ یزکی من یشاء !

مثل اسکے کہ کوئی کچھہ کہے، خود انھی نے ڈیپوٹیشن کی تجویز کو " ساندی چک ٹسک " سے تعبیر کیا، اور پھر واقسموا باللہ جہد ایمانہم کا سلسلہ شروع ہوا - کیا یہ اسکا ثبوت نہ تھا کہ خود انکا ضمیر بھی اس وقت عالم اضطراب میں ہے، اسلیے خود ہی اپنے سے کھٹکتے ہیں، اور خود ہی جواب دیتے ہیں ؟ صاف معلوم ہوتا تھا کہ آج جو کچھہ زبان سے نکل رہا ہے، اس سے ہمارے دوست کو خود بھی حیا آ رہی ہے

میں اپنی چشم شوق کو الزام کیا دوں

تیری نگاہ شرم سے کیا کچھہ عیاں نہیں ؟

(۱۲)

غرضکہ دو دن کی پر معرکہ آرائی کو اف اور یہاں تک ٹال دیا جاتا ؟ اسکا فیصلہ یوں کیا گیا کہ بیچ بیچ طریقہ پسند کیجیے کہ خیر الامور اوسطہا - کفر و اسلام، دونوں کو اختیار کیجیے اہرمن اور یزداں، دونوں کو رام کیجیے - ایک ہی طرف کیوں جھکیے جب دونوں کی خوشنودی حاصل ہوسکے ؟ صرف کعبے ہی کے کیوں ہو رہیے جب بتکدے سے بھی رسم و راہ رہسکے ؟ ایک ہاتھہ میں زنار برہمن لیجیے اور دوسرے ہاتھہ میں سبحۂ زاہد -

انجمن کے بقیۃ السیف ممبر زمانے کو مخالف دیکھکر خاموش ہوگئے تھے ' لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ کامل نے پہلے تو اصلی فرصت جنگ کو دول یورپ اور علی الخصوص اس بساط سیاست کے سب سے بڑے خطرناک شاطر (انگلستان) کے اعتماد پر قربان کردیا ' اور اب صلح کی سازش شروع ہوگئی ہے ' تو صبر نہ کرسکے ' اور با وجود بے پر و بالی کے ایک مرتبہ اوڑنے کی آور کوشش کی -

(کامل پاشا) نے انجمن کے ممبروں کے تعلقات قصر سلطانی سے بالکل منقطع کر دیے تھے ' اور اس امر کا نہایت شدید انتظام کیا تھا کہ کوئی شخص بغیر کامل کی وساطت کے سلطان المعظم سے مل نہ سکے - اسمیں یہ مصلحت تھی کہ جنگ کے حالات اور فوجی و قومی آواز سے سلطان المعظم بالکل بے خبر رہیں ' اور جو اطلاعات کامل پاشا اُن تک پہنچادے ' اُسی پر اعتماد کرتے رہیں -

پس سب سے پہلی کوشش جس سے انجمن نے اپنا مجددانہ دور حیات شروع کیا ' خاندان سلطانی کی اعانت کو حاصل کرنا تھا ' اسی کا نتیجہ وہ قومی وفد تھا جو شہزادہ یوسف عزالدین کی سعی سے باریاب بارگاہ سلطانی ہوا ' اور جسکی سرگذشت ہم (انقلاب عثمانی) نمبر (۲) میں لکھ چکے ہیں -

لیکن کامل پاشا کا ستارہ ابھی اوج پر تھا - اس نے فوراً ایک نئہ تازہ بپا کر دیا ' اور ایسی چال چلی ' کہ سلطان المعظم کو چند لمحوں کے اندر اپنے ہاتھوں میں کرلیا - اس نے کہا کہ اتحادی آپکو تخت سے اتارنے کی تدبیریں کر رہے ہیں - پرنس یوسف اسلیے انکا ساتھ دیتا ہے کہ تخت نشینی کے منصوبوں میں ہے - ساتھ ہی ایک فرضی سازش کی خبر دی جو گویا محمود شوکت پاشا کی سرکردگی میں انجام پا رہی ہے ' اور تمام اتحادی اور خاندان سلطانی کے ممبر اسمیں شریک ہیں -

اسی کا نتیجہ وہ عام گرفتاری تھی جس نے چند گھنٹوں کے اندر ۸ - سو انجمن کے ممبروں اور ہواخواہوں کو دنیا سے الگ کردیا -

* * *

جو لوگ بچے تھے ' وہ قسطنطنیہ سے چھپ کر نکل گئے - صرف آٹھ آدمی شہر میں اسلیے رہگئے ' تاکہ ان گرفتاران ظلم کی رہائی کی تدبیریں کریں -

یہ ایک نہایت خطرناک قیام تھا ' جو ان آٹھ فدائیان ملت نے گوارا کیا - قید خانے کے دروازے انکے منتظر تھے ' اور کمال پاشا کی آنکھیں بیدار تھیں ' تاہم انکی غیرت نے گوارا نہیں کیا کہ رفیقان کار زندان بلا میں گرفتار ہوں ' اور وہ انکو چھوڑ کر اپنے عیش کدوں کی راہ لیں -

انکو بڑی تقویت (شہزادہ یوسف) سے ملی جس نے انکو اپنی

ادرنہ کے ایک خیمے میں غازی انور بے اور انکے ہم راز

یہ اُس راز دارانہ مجلس کا مرقع ہے ' جہاں روانگی سے ایک دن پہلے غازی موصوف نے مشورے کیلیے اپنے چند رفیقان طرابلس کو جمع کیا تھا -

حفاظت میں لے لیا تھا اور عہد واثق کیا تھا کہ انکی اعانت سے کبھی دست بردار نہوگا -

یہی آٹھ آدمی تھے ' جنکو آنے والے حوادث و انقلاب کا اصلی بانی ' اور اتحاد و ترقی کے نئے دور کا مبدء اصلی سمجھنا چاہیے -

ان میں سے چھ آدمی حسب ذیل ہیں ' جنکے نام ہم کو معلوم ہوسکے :

(۱) ڈاکٹر مصلح الدین شریف بے
(۲) عزیز بے (غازی انور بے کے چھوٹے بھائی)
(۳) خلیل بے (جنکی تصویر دو مرتبہ الہلال میں شائع ہو چکی ہے)
(۴) عمر ناجی بے مناستری
(۵) عثمان نجاتی بے سب ایڈیٹر طنین
(۶) شریف نوری بے ایڈیٹر اخبار " عثمانی " سلانیک

کامل پاشا کی ان لوگوں پر نظر تھی - اس نے گرفتاری کیلیے پوری تجسس کی ' لیکن یہ لوگ اسطرح پوشیدہ رہے کہ اسکو انکے قسطنطنیہ سے چلے جانے کا یقین ہوگیا -

* * *

ان آٹھ آدمیوں میں باسم انجمن کے " فدائیوں " میں سے ہے - " فدائی " گروہ اور انکے پر اسرار مراکز کا بیان آگے آے گا -

ان لوگوں کے سامنے دو کام تھے - مقدم ترین کام گرفتاران حکومت کو رہا کرانا تھا - اسکے بعد انقلاب حالت کی سعی -

محمود شوکت پاشا بھی نظر بند کردیے گئے تھے اور انسے اس بارے میں کوئی مدد نہیں ملسکتی تھی -

ترکی میں باوجود انقلاب دستور کے ابتک پبلک اوپینین کوئی شے نہیں ہے ' اور اصلی طاقت فوج ہے - جو لوگ انجمن اتحاد و ترقی کو الزام دیتے ہیں کہ اس نے فوجی قوت کو انقلاب حمیدی کے بعد بھی اپنے قبضے میں رکھا ' وہ بھول جاتے ہیں کہ قسطنطنیہ پیرس یا نیویارک نہیں ہے - جب ہر تحریک اور ہر جماعت اپنے ہر طرف مخالف قوتوں کا حصار پاے ' تو اپنے زندہ رہنے کیلیے مجبور ہے کہ کسی نہ کسی قوت کو اپنا حامی بنائے - ترکی میں فوجی آواز کے سوا اور کسی آواز میں قوت نہیں ہے اور ابھی عرصے تک یہی حالت رہے گی -

پس ضرور تھا کہ اس وقت بھی فوج ہی سے مدد لی جاتی - فوجی افسروں کا بڑا حصہ ہمیشہ اتحادیوں کے ساتھ رہا اور اب بھی ساتھ تھا ' مگر انقلاب وزارت نے انکے تعلقات فوج سے بالکل منقطع کردیے تھے ' اور انکو کچھ خبر نہ تھی کہ اتحادیوں پر کیا گذر رہی ہے ' اور موجودہ حکومت ملک کے ساتھ کیا کر رہی ہے ؟ -

یہ جماعت دو حصوں میں منقسم ہوگئی - چار آدمی بیس

ناموران غزوۂ بلقان

انقلاب عثمانی

(۴)

— * —

(انور بے) کی طلبی سے ورود قسطنطنیہ تک

— * —

(ماخوذ از بعض جرائد عثمانیہ و مراسلۂ ڈاکٹر صلاح الدین بے)

— * —

تبارک الذی بیدہ الملکوت ، و ہو علی کل شیٔ قدیر !

— * —

انقلاب پر کئی ہفتے گذر گئے - اس عرصے میں عربی اخبارات کے مضامین ، ٹائمس اور ڈیلی ٹیلی گراف وغیرہ کے نامہ نگاروں کی مراسلات ، اور اور مختلف ذرائع سے آئی ہوئی معلومات شائع ہوتی رہیں - لیکن با ایں ہمہ اصلی عقدہ اب تک لاینحل ہے !

عین انقلاب کے دن جو واقعات گذرے ، انکی صحیح روایت کا تجسس بعد کو ہو رہے گا - وہ علانیہ پیش آنے والے واقعات ہیں جو روز روشن میں سب کو نظر آئے - لیکن اس سررشتۂ طلسم کی اصلی گرہ یہ ہے کہ جو کچھ پردے کے باہر دنیا نے دیکھا ، وہ سارو سامان ، پردے کے اندر کیونکر کیا گیا ؟ یہ ایک میدان کارزار تھا ، جس نے صلح کو فتح و شکست کا فیصلہ کر دیا ، لیکن وہ کون تھا ، جس نے شب کی تاریکی میں اسکا نقشہ مرتب کیا ؟ یہ ایک کلمۂ الٰہی کی حفاظت ، اور بعث خلافت کے بقا کے لیے فرع اکبر کا دن تھا ، اور ضرور تھا کہ اسکو نجات دینے کیلیے دست خالق کسی دست مخلوق کو اپنا آلہ بنائے - پس اس نے بنایا اور اپنی تلوار اپنے بندوں کے ہاتھوں میں پکڑا دی ، لیکن وہ کون تھا ، جو اس بیعت الٰہی کا مستحق ہوا ، اور جسکے دست حق پرست نے " سیف اللہ المسلول " سے ملقب ہونے کا استحقاق پیدا کیا ؟

اس آخری سوال کے جواب میں بغیر کسی تامل کے کہا جاسکتا ہے کہ (انور بے) - لیکن پھر نصرت الٰہی کی یہ ترت قاہرہ ، اسلام پرستی اور خدمت ملی کا یہ مجسمۂ وحید ، عقول و مدرکات انسانیہ کیلیے یہ ایک درس اعجاز ، یعنی (انور بے) اندرون طرابلس اور صحراے لیبیا سے کیونکر باسفورس کے کنارے پہنچ گیا ؟

ان سوالات کا اب تک کہیں سے جواب نہیں ملا ، یہی وہ اصلی عقدہ ہے ، جو اب تک لاینحل ہے اور جب تک حل نہو ، اس وقت تک ہم اس انقلاب معروف و عزیز کے متعلق بالکل تاریکی میں ہیں -

لیکن میں آج اسے حل کرونگا

* * *

اتحاد و ترقی کی وزارت کی شکست کے ساتھہ ہی جنگ بلقان شروع ہوئی تھی - گروہ مربعانہ مناقشات کا ایک شدید ترین دور تھا ، تاہم یاد ہوگا کہ بمجرد اعلان جنگ کے اتحاد و ترقی نے اپنا اعلان صلح شائع کر دیا تھا اور لکھدیا تھا کہ چونکہ حکومت کو غیروں سے مقابلہ پیش آگیا ہے ، اسلیے اب آپس کی رنجشیں بھول جانا چاہئیں -

جارہ نے ، طلعت نے ، اور جلال نے ، درج میں داخل ہوگئے ہیں - لیکن با ایں ہمہ (کامل پاشا) کی وزارت نے ریاست ہاے بلقان سے لڑنے کی جگہ ابھی کو اپنی اصلی جنگ کا نشانہ قرار دیا ، اور انکی جانب سے گذشتہ دنوں کے بھولنے اور نئی کاوشوں کو دور کرنے کی جگہ زیادہ کوشش ہوئی ، ابھی ہی کامل پاشا نے اپنے حاکمانہ اقتدار سے سختیاں شروع کردیں - کامل اسکا ترک کیلیے مجبور تھا - وہ ایک پہلی تھی ، جسکی ڈور انگلستان کے ہاتھہ میں تھی ، اور اس نے کامل کو اسلیے وزیر نہیں بنایا تھا کہ اپنے مقدری پیش روؤں سے لڑائے ، بلکہ اسلیے کہ ملک کی اصلی محافظ جماعت (اتحاد و ترقی) کو نابود کردے -

سب سے پہلے پریس پر مصیبت آئی ، اخبارات بند کردیے گئے ، پھر جلا وطنیاں شروع ہوئیں - فرضی مقدمات قائم کیے گئے - ایک فوجی عدالت شدید وقتی ضرورت کی فرضی توجیہہ سے کھول دی گئی ، اور سب سے آخر یہ ، کہ ایک فرضی سازش کا الزام رکھکر گرفتاریاں شروع کر دیں -

فی الحقیقت اس چند ماہ کی فرصت میں انجمن اتحاد و ترقی کی قوت کو دائمی طور پر کچل دیا گیا تھا ، اور (پیرا) کا (انگلو ٹرکش) اتحاد اپنے دیرینہ مقصدوں میں کامیاب ہوگیا تھا ، لیکن تاہم اس جز کے کچھہ ریشے زمین کے اندر باقی رہگئے تھے ، اور صداقت کی اگر ایک چنگاری بھی باقی رہجاتی ہے ، تو آتشکدہ بنے کیلیے کافی ہے -

غازی انور بے درنہ میں روانگی سے پہلے

اواخر ... ۱۹۱۲ -

مقالات

مسئلۂ اسلامیہ

یا

مسئلۂ شرقیہ

(سلسلہ " مسئلۂ الاسلام ")

سیاسی مضمون نگار نسا اوقات مستعمل کے مطابق پیشین گوئیاں کرتے ہیں ' جو سیاسی راز آشنائی ' واقعات و حوادث کے تجارب ' تاریخ ماضی کی ورق گردانی ' اور حال کے غائر مطالعہ پر مبنی ہوتی ہیں -

منجملہ ان عنوانات کے ' جن پر ان مضمون نگاروں نے خامہ فرسائیاں کی ہیں ' ایک عنوان (مسئلۂ اسلامیہ) ہے ' جسکی پر فریب تعبیر (مسئلۂ شرقیہ) کے نام سے کی جاتی ہے - (مسئلۂ شرقیہ) پر جسقدر مضامین شائع ہوے ہیں ' انکے خیالات اور تعبیر میں کسیقدر اختلاف ہے ' جسکی وجہ کچھہ تو افراد کا اختلاف ' اور مصالح دول کا تعارض ہے ' اور کچھہ اهل مشرق کو مغالطہ اور فریب دینے کی تدابیر کا تنوع و اختلاف - مگر با ایں ہمہ اس امر سے ہر مضمون نگار کو اتفاق ہے کہ مشرق اور اهل مشرق کے متعلق یورپ کے سامنے ایک نہایت پر خطر ' پیچیدہ ' اور لاینحل مسئلہ درپیش ہے ' جسکی عقدہ کشائی گرہ مغربی اور سیاست کی صفائی اور باہم دگر دوستانہ تعلقات پر مبنی ہے -

یورپ کے دول ستہ کا اتحاد مسئلۂ شرقیہ کے حل کی سب سے پہلی اور سب سے آخری شرط تھی - جو حل کی متعدد یادداشت کی صورت میں پوری ہوگئی ' اسلیے اب مشروط کا وجود بھی کچھہ دور نہیں - پس ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو اس نقشۂ حل کا علم ہو جائے ' جو عرصہ ہوا ترتیب دیا جا چکا ہے ' اور جس پر (غالباً) نظر ثانی کے لیے لندن میں سفرا مدعو کی گئی تھی

مسئلۂ شرقیہ کے مقاصد

(۱) دولت عثمانیہ کی اسطرح تقسیم ہو کہ ہر سلطنت کو اسکی حسب ضرورت ٹکڑے ملیں ' اور ساتھہ ہی یورپ کی قوتوں کے توازن میں فرق بھی نہ آئے - اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے نقشۂ تقسیم حسب ذیل ترتیب دیا گیا تھا -

انگلستان . . .	مصر ' سوڈان ' اور عرب
فرانس	شام
جرمن	اناطولیا -
اطالیا	قیروان اور طرابلس
روس . . .	آستانۂ علیہ (قسطنطنیہ)
آسٹریا	سالونیکا اور بحر ادریاٹیک میں کوئی بحری اسٹیشن

(۲) عموماً اهل مشرق کے اور خصوصاً اهل اسلام کے شیرازہ کو پراگندہ کرنا ' تاکہ عیسائی نو آبادیاں قیام ایجا سکیں ' اور مشرق اور مغرب قریب کی زر خیزیوں سے مغرب بعید کے سامان عیش و طرب مہیا کیے جاسکیں -

(۳) مشرقی اقوام کے مذہب میں تغیر پیدا کیا جائے ' کیونکہ بغیر مذہبی تبدیلی کے اسلام کی پولیٹیکل قوت کا خاتمہ نہوگا ' پس ضرور ہے کہ یسوع مسیح کی بادشاہت عالمگیر بنائی جائے ' اور زمین کے ہر قطعہ پر پرستاران صلیب کا جھنڈا لہرائے -

مسئلۂ شرقیہ کا سبب اصلی

مسئلۂ شرقیہ کے اغراض سے غالباً معلوم ہو گیا ہوگا کہ اسکی آفرینش کے اسباب کیا کیا ہیں ؟ مگر اب ہم اسکو کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں -

گو یورپ خود ستایانہ طور پر مدعی ہے کہ وہ تعصب کی قید و بند سے آزاد ہوگیا ' مگر واقعہ یہ ہے کہ آج اسکی عرب و عجم اور بساط عامہ کی زندگی ہی تعصب کے دم سے ہے - وہ دونوں قسم کے تعصبوں میں گرفتار ہے - مذہبی بھی اور قومی بھی

اقوام یورپ کا تعصب جنسی اسقدر مشہور و معروف ہے کہ اسکے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں - مثال کے لیے امریکہ ' افریقہ ' اور ہندوستان کے باشندوں کے ساتھہ ان کے متعصبانہ برتاو کی ہوش ربا شہادات عینی و یقینی کافی ہیں -

یورپ کے طرف تعصب مذہبی کے انتساب سے لوگوں کو تعجب ہوگا ' کیونکہ یورپ نے اپنی بلاخوانیوں میں " مذہبی بے تعصبی " کا وصف نہایت بلند آہنگی سے بیان کیا ہے -

مگر یہ واقعہ ہے کہ یورپ با ایں ہمہ علمی و صناعی ترقی کے مذہبی تعصب میں آج بھی اسی مرکز پر ہے ' جہاں زمانہ میں تھا - دیکھو ! ایک ارتھوڈاکس بطریق کو پھانسی دیجاتی ہے - انگلستان جو مذہباً پروٹسٹنٹ ہے ' اور خصوصاً روس کیتھولک ہے ' یہ دیکھتے ہی فوراً اپنی اپنی قوتوں کی نمایش کرتے ہیں اور تعزیر و پاداش کے غلغلوں سے تمام یورپ میں آگ لگ جاتی ہے - لیکن جب ایران میں عاشورہ کے دن ثقۃ الاسلام کو پھانسی دیجاتی ہے ' تو دونوں خاموش رہتے ہیں - آرمینیا میں با خوابیدہ و وحشی کرد اور البانیوں کے ہاتھوں چند عیسائی قتل ہوتے ہیں تو تمام یورپ بھڑک اٹھتا ہے - انگلستان کا وزیر اعظم غصہ سے از خود رفتہ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ان اشقیاء (مسلمانوں) کے ہاتھوں سے یہ کتاب (قرآن حکیم) لیکے جلادو ' کیونکہ جب تک یہ کتاب انکے ہاتھوں میں رہیگی ' وہ ہمیشہ متعصب رہیں گے - لیکن ایران ' طرابلس ' اور مقدونیہ میں مساجد کی توہین کیجاتی ہے - عورتوں کی عصمت پر حملے ہو رہے ہیں - عورتیں اور مرد ' بوڑھے اور بچے ' بے دریغ تہ تیغ کیے جاتے ہیں ' مگر کوئی جنبش پیدا نہیں ہوتی - اور پھر جب پارلیمنٹ میں سوال ہوتا ہے تو اسکا جواب دیا جاتا ہے کہ " غیر طرفدار حکومت کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ مظلوموں کی حمایت کے لیے میدان کار زار میں جائے "

مختصر یہ کہ مسئلۂ شرقیہ کا سرچشمہ یورپ کا مذہبی اور جنسی تعصب ہے ' اور اسکے سوا کچھہ نہیں

مسئلۂ شرقیہ کا آغاز

اٹھارویں صدی کے اواخر میں پطرس اعظم (پیٹر دی گریٹ) ؟ کیتھرائن ؟ - کی بے قاعدہ عیسائیوں کی نا فرمانیوں ' اور یونان ' رومیلی ' اور ایشیائے کوچک کے عیسائیوں کی بغاوتوں نے دولت عثمانیہ کی حالت نہایت مخدوش کردی تھی ' بہانیکہ بد اندیش ایک طرف رہے ' اسکے خیر سگال بھی نفس آخریں شمار کر رہے تھے -

اس فرصت کو غنیمت سمجھکے روس اور آسٹریا نے ترکی کی تقسیم کی بابت سنہ ۱۷۸۷ - میں ایک معاہدہ کیا - یہ معاہدہ اگر نافذ ہو گیا ہوتا ' تو آج دولت عثمانیہ پرستاران صلیب

دلکے پوشیدہ (چٹلجا) چلے گئے - چٹلجا جانے کیلیے بہی بڑے انتظامات کی ضرورت تہی ' فوجی چوکیاں قدم قدم پر قائم تہیں اور ان سب کو دہوکا دینا ممکن نہ تہا - اسکے لیے یہ تدبیر کی گئی کہ سامان رسد کی جو گاڑیاں صبح شام روانہ ہوتی تہیں ' ان میں سے ایک گاڑی کے محافظ سپاہیوں کو قبضے میں کیا گیا اور انکی جگہہ چار ممبر بہیس بدلکر گاڑی کے ساتھہ روانہ ہو گئے -

وہاں پہنچکر شتالجا کے مختلف قلعوں اور گوشوں میں شب کے وقت ان لوگوں نے دورہ کرنا شروع کردیا - فوج میں جو خاص معتمد اتحادی افسر موجود تہے ان پر اپنے تئیں ظاہر کیا اور ملک کی موجودہ حالت کا افسانہ سنایا - انکو پہنچے ہوے ابہی تین دن ہی گذرے تہے کہ یکایک تمام فوجی حلقوں میں ایک جنبش عام پیدا ہوگئی اور غیظ و غضب اور برہمی کے آثار دیکھکر ناظم پاشا گہبرا گیا - لیکن باایں ہمہ کچھہ پتہ نہیں چلتا تہا کہ اسکا مقصد کیا ہے ؟ چوتہے دن تمام افسروں کا ایک وفد اپنے اپنے فوجی حلقوں کی قائم مقامی کے ساتھہ ناظم پاشا کے پاس آیا اور خواہش کی کہ " سلطان المعظم ایک ارادۂ خاص کے ذریعہ اتحادی ممبروں کو فوراً رہا کردیں ' ورنہ ہم مجبوراً اس غرض سے قسطنطنیہ جائیں گے "

ناظم مجبور ہوا کہ اس بارے میں عاجلانہ کارروائی کرے - اس نے وہ مشہور تار برقی سلطان المعظم کے نام روانہ کی ' جسمیں فوجی جنبش کی اطلاع دی گئی تہی اور نیز درخواست کی تہی کہ " فوراً اتحادی جماعت کی رہائی کا حکم نافذ فرمائیے ' ورنہ فوج ہاتہہ سے نکلی جا رہی ہے " ادہر قسطنطنیہ میں شہزادہ یوسف عزالدین سرگرم کار تہے - وہ علانیہ حمایت کیلیے اٹھہ کہڑے ہوے ' نتیجہ یہ نکلا کہ کامل پاشا کی کچھہ نہ چلی ' اور ارادۂ سلطانیہ جاری ہوگیا کہ فوجی عدالت کی جگہ ایک علانیہ سول کورٹ میں متہمین کی تحقیقات کی جاے اور اگر جرم قطعی الثبوت نہ ہو تو رہائی میں ایک لمحے کی بہی تاخیر نہو -

عشق ملت اور خدمت وطن کے سوا انکا اور جرم ہی کیا تہا ؟ بالآخر تمام گرفتاران ظلم رہا ہوگئے -

* * *

اب انجمن کی قوت تازہ ہوگئی - یہ وہی وقت تہا جسکی نسبت (ڈاکٹر مصلح الدین) نے اپنے گذشتہ خط میں لکہا تہا کہ " اب ہم آزاد ہیں - اب اتحادی ہونا کوئی جرم نہیں - ہمارے دست عمل پہلے کی طرح مقید نہیں رہے "

ان آٹھہ آدمیوں نے اپنے مشن کا پہلا کام یوں انجام دیا -

* * *

انسانی فطرۃ کے عجائب کا سب سے بڑا منظر وہ ہے ' جب وہ نا موجود مصائب و آلام میں محصور ہو جانے کے ' ان کاموں کو انجام دینے کیلیے بڑہتی ہے ' جنکو آرام و راحت کی گہڑیوں میں بہی انجام دینا مشکل ہے - ان بقیۃ السیف آٹھہ آدمیوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ دو لاکہہ سپاہیوں کے دل ہاتہہ میں لیکر ' آٹھہ سو آدمیوں کو رہا کرا دیا ' بلکہ ملک کی نجات اور بقا کی آخری تدبیریں بہی شروع کردیں

(۲)

صلح نامہ اٹلی و دولت علیہ کے نافذ ہو جانے کے بعد (غازی انور بے) نے قطعی ارادہ کرلیا تہا کہ ابہی چند برسوں تک طرابلس سے نہ ہلیں اور جس " عربی طاقت " کے پیدا کرنے کا اس جنگ نے سامان کردیا ہے ' اور جو کامل ڈیڑہ سال کی لگاتار سعی و مجاہدت کے بعد وجود میں آگئی ہے ' ضرور تہا کہ اب اسکو تکمیل تک پہنچایا جاے - سب سے بڑا اہم کام یہ تہا کہ (شیخ سنوسی) اور قبائل عرب کو جنگ پر قائم رکہا جاے ' اور اندرون عرب میں نشر تعلیم و تربیت کی مہمات کو ترقی دی جاے -

وہ اپنے کاموں میں مصروف تہے ' اور ترکی کے تازہ حالات سے بے خبر ' کہ یکایک پرنس (عمر طوسون پاشا) نے انکو کامل پاشا کے برسر اقتدار ہونے کی خبر دی ' اور لکہا کہ مختار پاشا کا نام محض ایک دہوکا ہے - نئی حزب الحریۃ و الائتلاف کامل پاشا کے پردے میں کام کر رہی ہے -

ساتہہ ہی وہ خطوط بہی انکو پہنچاے جو آستانۂ علیہ سے اس بارے میں آئے تہے -

یہاں یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ طرابلس میں (انور بے) کے قسطنطنیہ سے تعلقات اب صرف (عمر طوسون پاشا) کے ذریعہ قائم تہے ' کیونکہ سرکاری ڈاک جو کبہی براہ تیونس اور کبہی براہ مصر انکے پاس پہنچتی تہی ' وہ تبدیل وزارت کے ساتہہ ہی کامل پاشا کے ہاتہہ میں آگئی تہی اور اب محال قطعی تہا کہ اس کے ذریعہ آستانہ اور انجمن اتحاد و ترقی میں تعلق باقی رہسکتا - پس تغیر وزارت کے ساتہہ ہی ' انہوں نے اپنے دوستوں کو لکہدیا تہا کہ آئندہ خاص مراسلات پرنس موصوف کے ذریعہ کی جائیں

قسطنطنیہ میں غازی انور بے اور مجلس مشورہ

وسط میں غازی موصوف ہیں ' اور دونوں طرف اتحاد و ترقی کے ممبر ہیں

کامل پاشا کے اقتدار اور انجمن کی شکست کی خبر سے اگرچہ غازی انور بے کو نہایت مضطرب کردیا تہا تاہم وہ اپنی جگہہ سے نہ ہلیے - اس زمانے میں کلکتہ کا مشہور مجاہد طرابلس (حاجی عبد الغنی) درنہ میں مقیم تہا اور اسکے خیمے اور غازی موصوف کے خیمے میں صرف چند قدموں کا فاصلہ تہا - اسکا بیان ہے کہ

" باوجود ان حالات کے معلوم ہونے کے (انور بے) کے چہرے کی دائمی شگفتگی پر کبہی کبہی افسردگی غالب آنے لگی تاہم وہ اپنے کاموں میں منہمک اور اپنے ارادوں میں مصروف تہے - البتہ انکی خاموشی بڑہگئی تہی فرصت کے چند لمحوں میں قدیمی عادت کے خلاف اکثر چپ بیٹہے رہتے "

انور بے کو یقین ہوگیا تہا کہ اب حالات خطرناک ہیں - اور کامل پاشا کا برسر حکومت ہونا اسکا ثبوت قطعی ہے کہ اداے و ابقاے کسی مہلتہ عظیم میں کلمہ اسلام کو مبتلا کرینگے - تاہم ایک وقت میں دو کام نہیں ہوسکتے ' اسلیے فرض کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے موجودہ طریقہ عمل میں مصروف رہیں -

شئون عثمانیہ

مظالم سرویا

— * —

ایک جنگی نامہ نگار کی چٹھی ، ایک مشہور انگریزی اخبار میں

— * —

اطالی ، آسٹریں اور داری قونصلوں کی رپورٹوں سے یہ ثابت کردیا ہے کہ البانیا میں سرویں افسروں اور سپاہیوں کی گونہ گوں سنگدلیوں کی خونیں داستانیں ، محض افسانہ نہیں بلکہ اصلی واقعات ہیں ۔

گذشتہ چند ہفتوں کے اندر یورپ میں جنگ عام کے چھڑ جانے کا وہمی خوف بدقسمت البانیوں کے حق میں کسیقدر مفید ثابت ہوا تھا ، کیونکہ مظالم کا مقیاس الحرارت ایک حد تک گر گیا تھا ۔

راحت و آرام کی گھڑیاں گو عموماً مختصر و زود فنا ہوتی ہیں مگر بدبخت قوموں کے حق میں اور بھی خفیف اور جلد گذر جانے والی ہوتی ہیں ۔ ستم دیدہ البانی شدت مظالم کی کمی سے زیادہ عرصہ تک راحت اندوز نہ ہوسکے ، اور دوبارہ مظالم کی گرم بازاری شروع ہوگئی ۔

آسٹرین قونصل نے شروع ہی سے روئداد مظالم کی جمع و ترتیب کے سلسلہ کو جاری رکھا ، اور ان حوادث مظالم کو فراہم کرتا رہا جو سروی افسروں اور سپاہیوں کی تلواروں اور سنگینوں البانی مرد ، عورت ، بوڑھے بچے ، مسلم ، اور غیر مسلم اشخاص کے جسم کے ساتھ ملکر پیدا کر رہی تھیں ۔ اتفاق سے مجھے ان روئدادوں کے مطالعہ کا موقع ملگیا میں نے ان کو بہت غور سے پڑھا ، اور اب میں بوثوق کہتا ہوں کہ سروی جنرل (جانکوویچ) کی ماتحت فوج کے مظالم اور جیبہ کاریاں دنیا کے ان بدترین واقعات میں سے ہیں ، جن کو تاریخ نے عہد وحشت کی یادگار کے طور پر محفوظ رکھا ہے ۔ میں ان ان روئدادوں کے مطالعہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ ہے کہ ساحل بحر آدریاتک پر مارچ کے دوران میں نہ صرف غیر مسلح البانیوں کو تہ تیغ کیا گیا ، بلکہ بیشتر بے البانیوں کے اعضاے جسم کو اس بری طرح کاٹا گیا ، کہ شاید انسانی عہد وحشت کی تاریخ بھی اسکی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہوگی ۔ اسکے علاوہ بہت سے غیر مسلم نوجوانوں ، کمزر خمیدہ بوڑھوں ، بیکس عورتوں ، اور معصوم بچوں کا قتل عام کیا گیا ، جسکا کوئی شمار نہیں کیا جاسکتا ۔

روئدادوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان وحشیانہ ستمکاریوں کا اصلی باعث خلاف اسلام مذہبی جوش تھا ، جو سروی ماتحتوں کے سینوں میں جوش مار رہا تھا ۔ اسکی ایک روشن دلیل یہ ہے کہ تمام البانیا میں سروی ماتحتوں کی تلواروں اور سنگینوں کے تختۂ مشق صرف مسلم سر اور مومن سینے تھے ۔

" اس سے بھی روشن تر اور قطعی فیصلہ کن دلیل یہ ہے کہ روئدادوں کے بیان کے بموجب ان متعصب مذہبی افسروں نے علی رؤس الاشہاد اعلان جہاد کیا اور سروی افسروں نے اپنی اپنی فوجوں کو جنگ کے لیے بر انگیختہ کرتے ہوے کہا " ہمارے بادشاہ یسوع مسیح کہتے ہیں کہ " میرے وہ دشمن جو نہیں چاہتے کہ میں ان پر حکومت کروں انکو یہاں لاؤ اور میرے سامنے قتل کرو " اسلیے ہمارے جہاد مقدس کا مقصد صرف اسوقت پورا ہوگا جب کہ ہم البانیہ کی زمین ناپاک مسلمانوں سے پاک کردیں - پس ہمارا یہ اصلی مقصد ہے کہ البانیہ میں آخری مسلمان کو بھی تہ تیغ کردیں " - ظاہر ہے کہ افسروں کی زبان سے اس قسم کا اعلان جہاد بھوکے بھیڑیوں پر کیا اثر کریگا ؟

سروی فوج میں (جو متعصب ، وحشی ، جاہل ، اور لٹیروں کا مجموعہ تھی) ایک آگ سی لگ گئی - " مسلم کشی " کے جوش سے ہر سروی سپاہی لبریز ہوگیا - " مسلم کشی " سروی فوج کا تکیہ کلام ہوگیا تھا ، جسکی صداے بازگشت زبان تیغ سے بھی آنے لگی - (کماتور) اور (ایکرب) میں ۳ - ہزار بشروں سے زائد ذبح کیے گئے جنمیں صدہا وہ معصوم بچے بھی تھے ، جن کی زبان ابھی اسلامی کلمہ سے آشنا بھی نہیں ہوئی تھی ! !

یہ البانی افسانۂ غم انگیز (ٹریجڈی) کا پہلا دور (پارٹ) تھا - اسکے بعد کا دور اس سے بھی زیادہ خونچکاں ہے - یعنی (پرشتنہ) میں ۵ - ہزار البانی ذبح کیے گئے - جملہ معترضہ کے طور پر یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ تمام مقتولین وہ نہیں ہیں ، جو میدان جنگ میں کام آئے ہیں ، بلکہ صرف وہ لوگ ہیں ، جنکا شکار بلقان کے مقدس مجاہدین نے کیا -

منجملہ ان خونیں تماشوں کے جو سروی مجاہدین نے البانیہ کے تماشگاہ میں کھیلے ہیں ، ایک تماشہ یہ تھا

سروی سپاہیوں کی ایک ٹولی آتی ہے اور اسلامی محلوں کے مکانات میں آگ لگاتی پھرتی ہے - گھر والے نکل نکل کے بھاگتے ہیں دروازوں پر سروی سپاہیوں کے پہرے کے پہرے نظر آتے ہیں وہ ان بھاگنے والوں کو گرفتار کرلیتے ہیں ، مرد وہیں بندوقوں کے ہدف بنائے جاتے ہیں ، اور کچھ سپاہی بچوں کو گود میں لی ہوئیں بیکس ماؤں پر ٹوٹ کر ، ان کی گود سے بچوں کو چھین لیتے ہیں - بلکتے ہوے بچے درختوں کی ڈالیوں میں لٹکائے جاتے ہیں ، اور نمائشی جشنوں کے پھلوں کی طرح وہی چمکتی ہوئی تلواریں اپنی کاٹ کے جوہر دکھاتی ہیں - اسکے بعد ستم رسیدہ ماؤں پر حملہ کیا جاتا ہے اور اسکے بعد جو واقعات پیش آتے ہیں انکے بیان سے میں اپنے قلم اور اپنے اخبار کے صفحات کو آلودہ کرنے کی جرات نہیں کر سکتا -

قتل و غارت سروی فوج کا ایک شغل تفریح تھا - دس دس بارہ بارہ سپاہیوں کی ٹولیاں مسلمانوں کے گھروں میں گھس جاتی تھیں ، اور مال و اسباب کو بے دریغ لوٹ لیتی تھیں - اگر گھر میں کوئی ہتھیار ایک طرف ، ایک چاقو بھی نکلتا تھا ، تو فوراً گھر والوں کو سزاے موت سنادی جاتی تھی اور بندوق کا منہہ یا تلوار کی دھار اسکا فوراً فیصلہ کر دیتی تھی - اسطرح سروی [illegible] مسلمان البانی [illegible] سزا یاب ہوے تھے -

سروی مظالم کا علم صرف غیر سروی ذرائع ہی سے نہیں ہوا ہے بلکہ بعض سروی دہاں قلم نے بھی انکی داستانسرائی کی ہے

(ہر بو منتیچ) سکریٹری سابق وزارت سرویا بتصریح بیان کرتے ہیں کہ اس نے پاتھائے سعر (بردیریدہ) اور (ایپک) کے درمیان کے دیہاتوں میں اٹھتے ہوے دھووں اور شعلوں کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا - راستہ میں بہاست کثرت سے سولیاں ملیں اور (دیا کوبد) تو سولیوں کی جھاڑی معلوم ہوتا تھا ! !

کي قلمرو میں کب کی داخل ہوچکی تھی ' مگر اسوقت تک مسیحی اتحاد کي تکمیل کا وقت نہیں آیا تھا - ایک طرف خود دول یورپ میں باہم اختلاف تھا ' دوسري طرف ترکوں میں باوجود گونہ گوں مفاسد کے ایسے اشخاص موجود تھے ' جنکي قوت تدبیر نے اتحاد دول کو منعقد ہونے نہیں دیا -

مسئلہ شرقیہ کا دوسرا دور

سنہ ۱۸۲۵ - میں یونانیوں نے استقلال کا علم بغاوت بلند کیا ' جسکے نیچے ہزاروں عیسائي بطور والنٹیر کے جمع ہوگئے - ایک ارتھوڈکس بطریق کو قسطنطنیہ میں پھانسی دیگئی تھی جسکی وجہ سے تمام دول یورپ دولت عثمانیہ کی مخالفت پر دست بدست ہوگئیں - جب کہ دولت عثمانیہ استقلال خواہ یونانیوں سے برسر پیکار تھی ' تو روس نے دفعۃً اسکے خلاف اعلان جنگ کردیا - انگلستان اور فرانس ' روس کے ساتھ ملگئے اور ایک بحري مظاہرہ (نیول ڈیمونسٹریشن) کرکے سلطان المعظم کو مجبور کیا کہ وہ جنگ کو موقوف کردیں اور یونان کو خود مختاري ' دردانیال اور ڈینیوب میں جہاز رانی کی آزادی ' اور روس کو تاوان جنگ دیں !

یہ مسئلۂ شرقیہ کا دوسرا دور تھا ' جسمیں روس کے ساتھ آسٹریا کے بدلے فرانس اور انگلستان دست بدست تھے -

مسئلہ شرقیہ کا تیسرا دور

مسئلہ شرقیہ کا تیسرا دور سنہ ۱۹۱۱ سے شروع ہوتا ہے اطالیا نے دولت عثمانیہ سے بے وجہ اعلان جنگ کیا اور تمام دول یورپ نے ناطرفداري کی پالیسي اختیار کي - طرابلس میں قتل عام ہوا ' اور سب نے خاموشي اختیار کرلی - انگلستان مسئلہ مصر کی وجہ سے درپردہ اس دور کا سرغنہ تھا - ترکي نے صلح سے انکار کیا تو مقدونیا کي ریاستوں کو برسر پیکار کردیا گیا - بالآخر سلطنت عثمانیہ نے طرابلس کو خود مختار کردیا اور اطالیا اسکے الحاق کا اعلان کرچکي ہے -

موجودہ حالت

اسکے بعد ریاستہاے بلقان کے اعلان جنگ سے ایک نیا زمانہ شروع ہوتا ہے - دول نے پھر ناطرفداري کی پالیسي بظاہر اختیار کی اور اسکے ساتھ ھي یہ بھي اعلان کیا کہ کوئی جغرافی تغیر نہ ہوگا - مگر جب ریاستہاے بلقان نے اُن سازشوں سے میدان جنگ میں فائدہ اٹھایا ' جنکے ذریعہ دول یورپ نے ترکی کو جنگ کي طیاري کا موقع نہیں دیا تھا ' تو اپنے سابقہ اعلان کو واپس لیلیا اور مفتوحہ ممالک ایک طرف رہے ' غیر مفتوحہ مقامات (اڈریانوپل ' سقوطری ' جزائر ایجین ' کریٹ) سے دست بردار ہونے کیلیے متفقہ یاد داشت کے ذریعہ دولت عثمانیہ پر زور ڈالا گیا - یاد داشت کو پر اثر بنانے کے لیے انگلستان ' فرانس ' اور اطالیا نے اپنے جنگي جہازوں کو نقل و حرکت کا حکم بھی دیدیا تھا -

سابق نقشۂ تقسیم کي بعض دفعات کا نفاذ

تیسرے دور میں سابق نقشہ کي بعض دفعات نافذ کردیي گئي ہیں - مثلاً طرابلس (جسکو دولت عثمانیہ نے خود مختار کردیا ہے اور جہاں کے باشندے اپنی خود مختاری برقرار رکھنے کے لیے اسوقت تک شمشیر بکف ہیں) اطالیا کو دلوادیا گیا ہے - کریٹ پر یونانی جھنڈا بلند کیا گیا ' باوجودیکہ دول یورپ نے اسکی حفاظت کا قانوني عہد کیا تھا - ایک انگلیس اخبار کے بیان کے بموجب اختتام جنگ کے بعد مصر کی خود مختاري اور برطانیہ کی فوجی نگرانی کا فرمان بھي سلطان المعظم سے لیا جائیگا اور اسکی خبر مسٹر (بلنٹ) دیچکے ہیں -

نقشۂ تقسیم تیسرے دور میں

اس دور میں ممالک عثمانیہ کا نقشۂ تقسیم کسیقدر بدلگیا ہے - (سالونیکا) آسٹریا کے بدلے بلغاریوں کو دیدیا گیا ہے - (اناطولیا) پر روس قابض ہونا چاھتا ہے -

جرمنی کے مصالح اناطولیا سے زیادہ اور دوآبہ دجلہ و فرات سے وابستہ ہیں -

گو مسئلہ اسلامیہ کا یہ ایک نہایت نامکمل خاکہ ہے ' مگر تاہم اس سے اسقدر اندازہ ہوسکتا ہے کہ عیسائی دنیا اسلام کے ساتھ کیا کرنا چاھتی ہے ؟

کیا مسلمان اسقدر سادہ لوح اور دیر فہم ہیں کہ با ایں ہمہ واقعات وہ اب بھی ہلال کے لیے صلیب کی معاونت کے امید وار رہینگے ؟ کیا وہ اس درجہ خوش گمان اور دیر شک ہیں کہ اب بھی انگلستان کے دعوئے " مذہبی بے تعصبي " کو باور کرلیں گے ؟

کیا وہ اسقدر فریب خوردہ ہیں کہ " انصاف و مساوات کی ماں " " انسانی ہمدردی سے لبریز " اور " قدیم شاندار روایات " کی شیریں ترکیبوں کے دام میں گرفتار رہینگے - ؟

کیا وہ اسقدر سرد جوش ہیں کہ اب بھی گلیڈ سٹان یورپ کی مسلم دشمنی اور عریم مظالم کی جملہ طرازیي و عدم جوئی ان کو متنبہ نہ کرے گی ؟ اور کیا وہ اسقدر عدم عاقبت اندیش ہیں کہ اب بھی " مساعد نفس " کے طلائی اصول کے بموجب حفاظت اسلام کے لیے با قاعدہ اور مسلسل کوشش شروع نہ کرینگے ؟

پھر سب سے آخر یہ کہ جو مدافعین وکفر پرست زبانیں اب تک انگلستان کے " سب سے بڑي اسلامي سلطنت " ہونے کا وعظ کرتی ہیں اور مسلمانوں کو مشورہ دیتی ہیں کہ ہر طرف سے آنکھیں بند کرکے صرف انگلستان کي مسلم نوازی پر آسرا لگاے بیٹھے رہیں ' کیا انکو اب بھی اپنے ضمیر اور اپنے خدا سے شرم نہ آے گی ؟

ضرورت ہے کہ ان سوالات کا جواب زبان قال کے بدلے زبان حال سے دیا جاے -

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاھیے کہ اگر انھوں نے ان عبرت آموز واقعات سے فائدہ نہ اٹھایا ' اور حفاظت اسلام کی مسلسل اور باقاعدہ کوشش شروع نہ کی ' تو وہ وقت دور نہیں جب طرابلس اور ملی پولی کی مسجدوں کی طرح خانہ کعبہ کی طرف بھی صلیب کا جھنڈا لہرا تا ہوا نظر آے گا ' اور پارلیمنٹ میں کسی سوال کے جواب میں کہا جاے گا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی ادل کے لیے ایک ناطرفدار حکومت میدان کار زار میں نہیں جاسکتی -

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۳ کا]

اور ہمکو یقین ہے کہ تم (اے معزز اہل صلیب) ہمارے وطنی جذبات کی پوری قدر کروگے اگرچہ وہ تمہاری راے کے خلاف ہو -

اور تمہاری قوم کے وہ جذبات جو کہ ممالک متحدۂ بلقان کے ساتھ ہیں ہم سے انصاف کرنے کیلیے مانع نہونگے اسلیے کہ وہ الفاظ حسد مکار و خالی نصاری چاروں طرف سے ہجوم کر رہے ہیں ' اسکي نظر میں علم ہلال سے بہتر کوئی ملجا و ماوی نہیں ہے -

اور اگر اس لڑائی میں البانی قوم کامیاب ہوئی ' تو ملت البانیہ مجلس مقدس روحی کی نہایت ممنون ہوگی کہ اوسنے ولایت متحدہ میں البانی چرچ کا اعتراف کیا ہے - اور اگر ہم مغلوب ہوں اور اپنی وطنی مصیبتوں کے بعد زندہ رہیں تو آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ ہمکو باقی مصیبت کے دن کاٹنے کے لیے ساؤتھ بانکے نزد گھروںمیں رہنے کی اجازت عطا فرمائیں گے -

جنوبی البانیہ میں کیسے ہیں، ان سے آپ لوگ خود ہی واقف ہیں - اسیطرح ہمیں یہ بھی یاد دلانیکی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ یونانی نشپڑوں نے ہماری ملکی زبان پر کیا کیا آفتیں ڈھائی تھیں؟ اور آرتھوڈکس البانیوں پر علم طور پر کیسے ناکردنی اعمال کے وہ مرتکب ہوے ہیں؟ ہم محض سیاسی وجوہ کی بنا پر وہ البانیوں کو بپتسما دینے سے انکار کرتے تھے، اور علاوہ اوسکے یونانی پادریوں کے جاسوس حکومت سے البانیوں کی مخبری کرتے رہتے تھے - زمانۂ عبد الحمید میں البانیہ کے صدہا بچوں پر نزول مصائب کے باعث یہی رہی ہونگے اور انکی جرائم پیشہ ٹولیوں نے اونکے ورغلانے سے عوام کو اور پادریوں کو (جنکا کوئی جرم بجز سچی محبت وطن کے نہ تھا) قتل کیا - ان مظالم کی تائید میں (جو یونانی نشپڑوں نے البانیوں پر جائز رکھے) ہم خود بلغاریوں کو شہادت میں پیش کرتے ہیں - کیونکہ ان تمام مصائب میں وہ بھی ہمارے شریک حال رہچکے ہیں اور اس بات کی دلیل (کہ ریاست ہاے بلقان کی کامیابی کی صورت میں البانیونکی کیا حالت ہوگی) وہ معاملہ ہے جو سرویہ نے بعد معاہدۂ برلن کے کیا تھا - سرویہ کو اس معاہدہ کے ذریعہ ایک قطعۂ البانیہ کا دیا گیا تھا، لیکن اس عیسائی سلطنت نے مدنیت و تہذیب کی مہم کو اس البانی زمین میں اسطرح انجام دیا کہ ایک لاکھ البانیونکو نکال دیا اور اونکی جائدادیں بلا معاوضہ ضبط کرلیں، اور اس وجہ سے ہزاروں انسان بھوک اور سردی کے شدائد سے مرگئے اور یک قلم فنا ہوگئے -

جو سرویا اپنی مالک کی تاریخ سے واقف ہے، اگر اس وحشیانہ اور انتہائی ظلم سے انکار کرے، تو ہمارے پاس حجت تمام کرنے کیلیے صدہا شہادات موجود ہیں -

ہماری پالیسی مانٹی نیگرو کی نسبت اگرچہ بظاہر ایسی معلوم ہو کہ ہم مانٹی نیگرو کی ان مہربانیونکی ناشکری کرتے ہیں جو انہوں نے دو سال پہلے مالیسوریونکی شورش کے وقت ہم پر کی تھیں جبکہ ہم نے اوسکے ملک میں پناہ لی تھی - لیکن حقیقت یہ ہے کہ جسقدر کیہوں پناہ گزینونکو دیا گیا تھا، اوس سے دس گنا زیادہ قیمت ترکوں نے بادشاہ نکولس کو ادا کردی اور جبکہ رقم پہنچ گئی تو بادشاہ نے سرداران البانیہ کو ترکوں کی شرائط قبول کرنے پر مجبور کیا اور وہ بعد حصول ضمانت اپنے ملک کو واپس گئے -

اور ایک بڑی دلیل اس بات کیلیے کہ مانٹی نیگرو کے خاندان شاہی کی دوستی محض مال پر مبنی ہوتی ہے اور اس امر کی، کہ ہمارا پہلا قول بادشاہ کی نسبت اختراع نہیں ہے، وہ معاملہ ہے جو جنگ روس و جاپان کے زمانہ میں پیش آیا - اوسوقت سلطنت روس اپنی مالی مشکلات کی وجہ سے اس بات پر مجبور ہوگئی تھی کہ جو امداد سالانہ مانٹی نیگرو کو دیا کرتی تھی روک لے - اس سے یہ نتیجہ نکلا، کہ ولیعہد مانٹی نیگرو پرنس دینیلو نے امیر البحر ٹوگو اور جاپانی فوج اور بیڑے کا جام صحت نوش کیا - جبکہ اہالی مانٹی نیگرو نے روس کے ان انعامات کی تحقیر کی، جسنے مانٹی نیگرو کی آرائش کیلیے لاکھوں جانیں اور کروڑوں روپیہ کی قربانی کی ہے، تو ہمکو البانیوں کے ساتھ انصاف کی کیسے امید ہوسکتی ہے؟ وہ ہمکو اسوقت متہم کرتے ہیں کہ عیسائیونکی لڑائی میں ہم عثمانیونکے شریک ہیں، لیکن ہمارے پاس اس باطل تہمت کا جواب اونہی کی گذشتہ سیاست ہے -

علاوہ ازیں ممالک بلقان نے باوجود عیسائی ہونیکے البانیوں کی قومیت مٹانے میں سلطان عبد الحمید کی مدد سے درگذر نہیں کی - اور نئی ترکی کے پردہ میں ریاست ہاے بلقان ان تمام مزہبی مہموں میں شریک رہیں، جو ترکوں نے البانیوں پر بھیجیں - ان وجوہ سے ہم نے وطن کی حفاظت کیلیے ضروری سمجھا کہ ہم

ایسے سلطان کے مخلص رہیں، جسکی زندگی نہایت پاک ہے، اور ایسی حکومت کی مدد کریں، جسنے البانی قوم کے ساتھ عدل و انصاف کیا ہے، یعنے دولت علیہ عثمانیہ کی -

ہم یہ بھی ظاہر کردینا چاہتے ہیں کہ ہم ریاست ہاے بلقان سے اس لیے مجادلہ نہیں کر رہے ہیں کہ ہمارے دل میں ان عناصر سے کینہ ہے جو ممالک بلقانیہ سے مرکب ہیں - بلکہ اونکی ظالمانہ سیاست اور تہذیب البانیہ کے لیے دشمنی کی وجہ سے - بلقانیوں میں جو خوبیاں ہیں، اونکی ہم ضرور قدر کرتے ہیں -

لیکن ہم افسوس کرتے ہیں کہ وہ اپنی کوششیں اس ظالمانہ جنگ پر صرف کر رہے ہیں، جس کا نفع بجز اونکے بادشاہوں اور مدبرین کے کسیکو نہیں پہنچ سکتا - کیونکہ جس مہم کے واسطے یہ کھڑے ہوئے ہیں، وہ عقلمندوں کی راے میں اونکی قابلیت اور قومی حیثیت سے زیادہ ہے - یہ کہا جاتا ہے کہ عیسائی تہذیب ممالک بلقان میں عثمانی تہذیب سے بہتر ہے - حالانکہ یہ کہنا اسقدر صحیح ہے، جتنا کہ قرون وسطی میں صلیبی متعصبونکا اون مسلمان عربونکی نسبت (جو تہذیب کے انتہائی عروج پر تھے) ایسا کہنا صحیح تھا - کیونکہ بلغاری، یونانی، سرویوں نے مقدونیہ میں ایک دوسریکے مقابلہ میں وہ وہ شرمناک حرکات کیے ہیں، جنکی مثال تاریخ عثمانی میں نہیں ملسکتی، اور ایسی شرمناک اعمال کا وہ عنقریب پھر اعادہ کرنے والے ہیں - اس جنگ میں فتح یاب ہونیکے بعد تقسیم مال غنیمت کے وقت ایک دوسرے کا گلا دبائنگا - یورپ کا فرض تو صرف یہی ہے کہ کھڑا دیکھتا رہے، لیکن ہماری دلی خواہش ہے کہ ایسی نوبت نہ آئے، اور عثمانی لشکر ان طمع کے نشہ میں مخمور غارتگرونکا تکبر توڑ کر ہمیشہ کیلیے اونکی بدمزاجی نکالدے -

یہ ہے خلاصہ اون اسباب کا، جس نے البانیونکو بلغاریوں کی صلیب کے مقابلے میں عثمانی ہلال کیطرف مائل کردیا ہے، کیونکہ البانی اس لڑائی کو مسیحیت کی لڑائی بمقابلہ اسلام کے نہیں سمجھتے ہیں - وہ جانتے ہیں کہ یونانیوں اور بلغاروں کے سلامی (سلاوی) قوموں کی اپنی حدود کی توسیع کے لیے یہ ایک کوشش ہے، اور یہ توسیع صرف ہماری سرزمین ہی سے ہو سکتی ہے، پس عثمانی محض ہمارے لیے لڑ رہے ہیں -

ممالک متحدہ امریکہ میں البانیوں نے اس کو خوب سمجھ لیا ہے - یہانتک کہ انہوں نے مشرقی اور مغربی ولایات میں جو جلسے منعقد کیے، اونمیں اس بات پر متفق ہوگئے کہ ترکوں سے جو جو کدورتیں ہیں اونکو بھول جانا چاہیے، اور حکومت عثمانیہ کے ساتھ کامل اتحاد رکھنا چاہیے -

یہی نہیں بلکہ انہوں نے عثمانی لشکر کی فتح کیلیے نماز کا اعلان کیا، اور بوسٹن، سنٹ، بروج، اصلاع ولایت ماس، پلکوود، ماین، ماسنواد، نیویارک، اکرون، ہابر، میں ترکوں کی فتح کیلیے دعا مانگی - جسوقت سلطانی لشکر کی فتح کے لیے دعا مانگی گئی، ہم نے اپنی قوم کو روتے ہوئے دیکھا، اور اگر چند مہینے پہلے ہم ایسا کرتے، تو یہی البانی اور ہمارے مسلمان بھائی ہمکو سنگسار کر دیتے -

حالات موجودہ کے متعلق البانی قوم کی پالیسی آپ پر واضح کرنیکے لیے جسقدر کہنے کی گنجائش تھی، ہم کہ چکے، اور ہمارے قول کو یقین ہے کہ آپ پورا مدلل اور موثق و معتمد پائیں گے -

ہم فرض سمجھتے ہیں کہ البانی موت و حیات کے خیال سے، اور اپنی وطن کی مدافعت کیلیے اجنبی لٹیروں سے جہانتک ممکن ہو لڑیں

[بقیہ کیلیے صفحہ ۱۰ ملاحظہ ہو]

بلغراد کے اخبارات قتل و غارت کی داستانیں سروی فوج کے کارنامہ ہاے زرین کے زیر عنوان بیان کرتے تھے - چنانچہ ایک اخبار نے لکھا تھا کہ کرنیل (اوستروچ) کے زیر کمان ملیشی مجاہدین جون ہی (دبریس) میں داخل ہوے ' افسروں نے ان سے کہا " اے بہادر مجاہدو ! خداوند یسوع مسیح کا حکم یاد کرو اور اسکی تعمیل کرو ! " یہ سنتے ہی سروی مجاہد " مسلمانوں کے گھروں پر ٹوٹ پڑے - اور نہب و سلب ' قتل و ذبح کا بازار گرم ہوگیا - یہاں تک کہ تمام شہر دشمنان مسیحیت سے پاک کردیا گیا - "

دبریس ' قومرہ ' قرشقدرہ کے مظالم نا قابل بیان ہیں -

دبریس کے ایک معزز البانی نے مجھسے بیان کیا جو " البانی سروی سپاہیوں کی شکایت بالا دست افسروں کے پاس لیجاتا تھا ' قطعاً قتل کردیا جاتا تھا "

البانیا کے قرضدار عیسائی اپنے مسلمان قرضخواہوں کے متعلق سروی افسروں سے جاکر لگاتے تھے کہ وہ باغی ہیں - سروی افسر محض انکی شہادت پر بلا مزید تحقیق کے انکو سزاے موت کا حکم دیدیتے اور انکی تمام مملوکات اس قرضدار مخبر کو نہایت ارزاں قیمت پر دیدیجاتی تھی -

(مرلیومینٹس) نامی ایک گاوں میں جب سروی فوج داخل ہوئی ' تو باشندگان شہر سروی افسر فوج کے پاس گئے اور جان بخشی کی درخواست کی - افسر نے انکو تسلی دی اور ان سے وعدہ کیا کہ انکی جان ' آبرو ' اور مال ' تینوں میں سے کسی کو صدمہ نہیں پہنچیگا - مگر جوں ہی یہ بدنصیب باشندے گھر واپس پہنچے ' ۲۰ - سو شخص قتل کردیے گئے - یہاں تک کہ گاوں بھر میں ۱۲ - مسلم خاندانوں کے علاوہ ' تمام خاندان تہ تیغ کردیے گئے تھے -

(ناتا) میں تمام مسلمان قیدی جانوروں کی طرح ذبح کیے گئے - بیان کیا جاتا ہے کہ جسطرح شکاری سفر کے موقع پر یہ دیکھتے ہیں کہ کس نے زیادہ شکار مارے ؟ اسیطرح سروی افسر صاحبوں کے موقع پر یہ دیکھتے ' کہ کس نے زیادہ مسلمان مارے ؟!

صلیب احمر کے ایک ڈاکٹر کا بیان ہے کہ سروی جنرل (استیفا نوبتم) نے صدہا آدمیوں کو دو دو ٹکڑے کرکے انکو توپوں سے اڑوا دیا - اسی ڈاکٹر کا یہ بھی بیان ہے کہ (سلنجہ) کے قریب سروی جنرل (زژکو ویٹچ) نے ۹۵۰ البانی مسلمانوں کو ذبح کیا -

ان مظالم کو پڑھکر یورپ کی عموماً اور دولت برطانیہ کی خصوصاً دانستہ خاموشی کیوجہ سے قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نوین صلیبی جنگ میں کیا دولت برطانیہ بھی شریک ہے ؟ ہر انگلش میں رہنے والے تمام مسلمان جو ہندوستان اور مصر میں برطانی اثر کے قیام کے طرفدار ہیں ' ضرور دل سے خواستگار ہونگے کہ اس کا جواب نفی میں ہو ' مگر یاد رکھنا چاہیے کہ اہل مشرق اب اسقدر سادہ لوح اور طفل مزاج نہیں رہے کہ سابق کی طرح ڈپلو میٹک جوابوں سے بہل جائیں - ان کی تسلی اب صرف اس جواب سے ہو سکتی ہے جو زبان عمل سے دیا جائے - اس نقطہ پر پہنچکے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسوقت انگریزی زبان عمل کے جواب کا میلان نفی کی جگہ ' اثبات کی طرف ہے -

الہلال کی ایجنسی

— * —

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' انگریزی اور گجراتی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

البانیا اور دولت علیہ

معلس از " الرای العام "

— * —

مترجمۂ جناب قمر شاہ خاں صاحب (رامپور)

— * —

ایک ارتھوڈکس البانی پادری مقیم بوسٹن (امریکہ) نے حسب ذیل کھلی چٹھی البانیا کی مجلس بطارق کے نام شائع کی ہے

ایک چٹھی فادر الگزینڈر ہو دونیر کی (جو نیو یارک میں روسی بشپ ہیں) ہمکو ملی ' جسمیں انہوں نے عیسائی البانی مقیم امریکہ کے خیالات دربارۂ جنگ بلقان معلوم کرنا چاہے ہیں - اگرچہ مراسلۂ مذکورہ خاص طور پر لکھا گیا ہے اور فادر موصوف نے دوستانہ لہجہ میں ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ہماری رائے پر معترض نہیں ہیں ' لیکن ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اپنی پالسی ظاہر کرنیکے لیے اس مسئلہ پر پوری طرح بحث کریں اور اپنی سیاسی حالت اور اوسکے اسباب وضاحت سے بیان کردیں ' تا کہ کسیکو غلط فہمی واقع نہو ' اور اگر ان اسباب کے بوضاحت بیان کردینے میں ہم کامیاب ہونگے ' تو ہمکو یقین ہے کہ مجلس مقدس کے معزز ارکان اور کنیسۂ روسیہ اور محترم روسی قوم ہماری رائے کو (جو اس مسئلہ میں ہے) سمجھہ لیگی اور ہمارے جذبات کو انصاف کی نظر سے دیکھے گی -

عیسائی البانی اپنے مسلمان بھائیوں کے دل و جان سے شریک ہیں اور اجنبی حملہ آوروں کے مقابلہ میں جرات کیساتھ وطن کی مدافعت کر رہے ہیں - اسکی تفصیل بیان کرنا اور سمجھنا نہایت سہل ہے ' اسلیے کہ اگر کوئی شخص نقشے میں جزیرہ نماے بلقان پر غور کریگا تو البانی زمین کو یونان ' مانٹی نگرو ' اور سروی قوموںکا رزمگاہ پائیگا - اور جو شخص بلقان کے سیاسی حالت سے واقف ہے اوسپر روشن ہے کہ اگر اس لڑائی میں ترکوں کو شکست ہوئی تو البانیا دول بلقان میں تقسیم ہوجائیگا اور نقشۂ یورپ سے ہمیشہ کیلیے محو کر دیا جائیگا -

حملہ البانی بلا لحاظ اختلاف مذاہب ' اور آپس کے سیاسی جھگڑوں کے ' اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ یہ جنگ محض اسلیے ہے کہ البانی قوم اپنے حقوق کی حفاظت پر قادر ہونے سے پیشتر پیس ڈالی جاے - اس خیال کا مزید یہ واقعہ ہے کہ ممالک بلقان نے سلطنت عثمانیہ پر ایسے وقت میں اعلان جنگ کیا ' جبکہ حکومت عثمانیہ اس طویل وخونریز شورش البانیا کو ختم کردینے پر راضی تھی اور سرکاری طور پر اوسنے البانیوں کی قومیت کا اعتراف کرکے ہمکو وطنی مدارس جاری کرنیکا حق اور آزادی عطا کردی تھی - ممالک بلقان نے سلطنت عثمانیہ پر اپنے ناگہانی حملہ سے البانیوں کو ان وطنی حقوق سے متمتع ہونے دیا جو کسی دوسرےکے حقوق کے خلاف و مضر نہیں ہیں ' بلکہ وہ طویل زمانہ جس میں البانی ادبار و مظالم میں پڑے ہوے تھے ' اوسکو حکومت عثمانیہ اور البانیہ کے باہمی معاہدہ نے ختم کردیا تھا -

ہماری اس پالیسی کے یہ اسباب ہیں - اور علاوہ اسکے اور بھی اسباب ہیں مگر سردست انکا ذکر کافی ہے :

ہر زمانہ میں عیسائی البانیوں کو ترکوں کے ساتھ متحد رکھنے والا پہلا سبب یہ رہا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں عثمانیوں سے زیادہ ہمکو ممالک متحدہ بلقان سے مضرتیں پہنچی ہیں ' تاہم البانیونکا اعتقاد ہے کہ اونکے معاملات میں ریاست بلقان ترکوں سے زیادہ مشفقانہ سلوک نہیں کرینگی -

گذشتہ زمانہ میں جو خوفناک مظالم یونانی پادریوں نے

جھوٹی قسم سے آپکا ایمان تو گیا ؟

اسلامی اخبارات کی خدمت میں خاکسار دربارہ یہ عرض کرنیکی اجازت چاہتا ہے کہ وہ نواب صاحب قبلہ کے مضمون کو تمام و کمال نقل کرکے اس آواز کو تمام قوم تک پہونچائیں اور اس پر نہایت آزادی کے ساتھہ راے زنی کریں - ورنہ بعد از وقت طویل و عریض لیڈر لکھنے کا فائدہ معلوم -

(الہلال) کلکتہ نے اگرچہ سب سے پہلے نواب صاحب قبلہ کے مضمون کو تمام و کمال نقل کردیا تھا مگر اسکے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ ابھی تک پورا نہیں کیا - مسلم گزٹ نے چند اقتباسات اور مختصر سے اڈیٹوریل نوٹ پر اکتفا کرکے خاموشی اختیار کی - زمیندار نے ایک مدت کے بعد اس مضمون کو پانچ یا چھہ ٹکڑوں میں شائع کیا اور باوجود " ایک زبردست اور دل ہلادینے والی آواز " اور " ایک گہری سازش کا انکشاف " کے زبردست عنوان قائم کرنے کے خود اسکا اپنا دل ذرا بھی نہیں ہلا - آنریبل مسٹر محمد شفیع کی صدارت مسلم لیگ کے خلاف تو صداے بے ہنگام بلند کرنے کیلیے لیڈروں پر لیڈر لکھے جاتے ہیں مگر گہری سازش کے انکشاف کے متعلق دو سطروں کا نوٹ لکھنے کیلیے بھی گنجایش و فرصت نہیں - وکیل و پیسہ اخبار بالکل ہی خاموش - آبزرور نے ایک مختصر سا نوٹ لکھدیا تھا اور بس - (کامریڈ) بھلا کیا لکھیگا - وہ تو خود ایک مریض ہے - نواب صاحب قبلہ کے مضمون کا برو برلے سے بھی ذکر نہیں کرتا ' البتہ اس بات پر خوشی ظاہر کرتا ہے کہ ہز ہائی نس آغا خاں اور راجہ صاحب محمود آباد حضور وایسراے سے ڈپوٹیشن کی ناامنظوری کے متعلق خط و کتابت کر رہے ہیں !

خاکسار مقبول احمد سکرٹری پراونشل } ریاست کشمیر
کمیٹی مسلم یونیورسٹی - { - ۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۳ع

ایک تجویز

— * —

غازی انور بک کی خود نوشتہ سوانح عمری

— * —

۱۲ - ربیع الاول کے اخبار میں آپ نے آیندہ نمبر میں انور بے کی خود نوشتہ سوانحعمری کے درج کرنے کا وعدہ کیا ہے ' اسکی نسبت میں یہ راے دونگا کہ شائع کرنے سے قبل اس کا حق تالیف رجسٹری کرادیا جائے اور آیندہ پرچے سے برابر تین چار پرچوں تک خریداران الہلال کو اطلاع دیجائے کہ وہ اس نمبر کو کم سے کم ڈھائی روپیہ کو وصول کریں اور ہر ایک خریدار اس نمبر کا ایک اور خریدار پیدا کرے ' اور یہہ روپیہ جو اس طریقہ سے وصول کیا جاے ' زر اعانۂ ہلال احمر میں جمع کرکے قسطنطنیہ بھیجدیا جاے تاکہ وہ انور بے کی راے سے اسکو صرف کریں - میں سمجھتا ہوں کہ یہہ ایک بہت ہی حقیر رقم ہوگی لیکن اس سے ہمارا وہ خوش معتقد معلوم ہوجائیگا جو انور بے کی ذات کے ساتھہ ہمکو ہے - خداوند کریم اس کو اپنی امن و امان میں رکھے ' اور اسکی کوششوں اور مساعی کو مشکور کرے - اگر یہہ تجویز آپ منظور نکریں تو بھی وہ رسالہ جس میں مذکورۂ بالا سوانح عمری درج ہو میرے پاس دس روپیہ میں وی پی کردیجئے گا - میں ایک قانع آدمی ہوں جیسا کہ آپ جانتے ہیں - لیکن آج مجھکو اپنی حالت کا رنج ہے ' کاش میں کچھہ دے سکتا یا کر سکتا -

(از بھوپال)

فہرست
زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

— * —

(۱۳)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنة

	پائی	آنہ	روپیہ
مولوی واحد حسین صاحب وکیل ہائیکورٹ کلکتہ	-	۶	۶
بذریعہ قافلہ مولوی شہاب الدین صاحب مالک بلہ			
بزرگان کاندا بہلٹ بازار نقد	-	۲	۸۸
„ بیس ننھی منھی زنجیر و تعوید چاندی کے دو عدد			
بذریعہ ڈاکٹر عبد اللہ خانصاحب بکاسی	-	-	۱۲۵
بذریعہ میاں حسین صاحب محلہ گولک پور بانکی پور	-	۳	۱
نور محمد صاحب سب اورسیر (۱۰ پہ) جھانسی	-	-	۵
بذریعہ نثار علی خانصاحب سپروائزر نہر جہیلم			
منگلا ہیڈ ورکس	-	۵	۳۹۲
بذریعہ ولی محمد صاحب عباسی اودے پور	-	۸	۱۲
بذریعہ مولوی حبیب الدین خان صاحب موصوف			
(کرایہ - کلکتہ) —			
لفٹننٹ جے - ایف - ایات صاحب بہادر (بلس امدر ۱/۸			
گورکھا - ڈہرہ دون)	-	-	۳۰
شیخ محبوب میاں صاحب (کرایہ)	-	-	۱
معرفت مولوی حیات بخش صاحب (بالو بازار)	-	۲	۳
منشی کرامت علی صاحب (کرایہ)	-	۸	۱
معصوم بچوں کی عیدی	۹	۲	۱
حافظ عالم حسین صاحب (کرایہ)	-	-	۱
بابو اسٹاکر صاحب (کرایہ)	-	-	۱
منشی عبد العزیز خان (بالو بازار)	-	-	۳
جناب کریم بخش عطار صاحب (مرزا پور)	۳	۷	-
جناب عبد الحکیم صاحب (مرزا پور)	۶	۳	-
„ عبد المجید خان صاحب (کرایہ)	-	-	
„ شیکو میاں صاحب (کرایہ)	-	۴	-
„ شیخ محبوب الرحمن عرف موجو میاں (کرایہ	-	۸	-
„ عبد دلاور علی صاحب (کرایہ)	-	۴	-
„ منگلو میاں صاحب (کرایہ)	-	۸	۱
متفرقات	۹	۸	۲۹
جناب محمد حنیف صاحب	-	۲	-
میزان	-	۳	۸۱۵
میزان سابق	۶	۴	۱۲۱۸۳
میزان کل	۹	۷	۱۳۰۴۸

مبلغ چالیس روپیہ جو بذریعہ مولوی حبیب الدین خانصاحب موصوف کرایہ روڈ کلکتہ وصول ہوا تھا فہرست نمبر ۹ میں شائع کیا گیا تھا آج اسکی تفصیل درج ذیل کی جاتی ہے :—

	پائی	آنہ	روپیہ
منشی احمد علی صاحب (خضر پور - کلکتہ	-	-	۲۸
مولوی اطہر اللہ خدیو صاحب (کرایہ)	-	-	۵
محمد اسمعیل اسٹاکر صاحب (کرایہ)	-	-	۲
حاجی موتیہ خان صاحب (کرایہ)	-		۱
جناب اسمعیل میاں صاحب جھاؤتلا روڈ	-	-	۲
ماسٹر اسلم الدین (واکس اسٹریٹ)	-	-	۱
مسٹر نصیر الدین (کرایہ)	-	-	۱

مراسلات

مجلس تکمیل مسلم یونیورسٹی علی گڈہ کا مجوزہ

خانہ ساز ڈیپوٹیشن

(اسلامی اخبارات اور مسلم پبلک کی خاص اور فوری توجہ کی ضرورت)

— * —

جہاں یہ دیکھکر بے حد مسرت ہوتی ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ترک بھائیوں کی مصیبت کو اپنی مصیبت' اور ایرانیوں' مراکشیوں' اور طرابلس کے جانباز عربوں کی تباہی کو اپنی تباہی سمجھکر ان کی موجودہ مشکلات و مصائب میں اپنی گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے لیے چندہ جمع کرنے اور دیگر اخلاقی امداد دینے میں اپنی پوری سرگرمی دکھاکر قدیم شاندار اسلامی روایات کو تازہ کر رہے ہیں' وہاں یہ دیکھکر از حد رنج و افسوس ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے خاص ہندوستانی معاملات کو نہایت بے پروائی کی نظر سے دیکھہ رہے ہیں اور انھوں نے ایک ایسے قومی معاملہ کی طرف سے' جسکے متعلق اخبارات و پبلک جلسوں میں نہ صرف بہت ہی گرما گرم مباحثے ہوچکے ہیں' بلکہ جس کو متفقہ طور پر مسلمانان ہندوستان کی قومی حیات و ممات کا مسئلہ قرار دیا گیا ہے' مطلقاً آنکھیں بند کر لی ہیں -

یہ امر یقیناً موجب مسرت ہے کہ ترکی کے معاملہ میں جب هزهائینس (آغا خاں) مسلمانوں کی عام راے کے خلاف ایک مضمون لکھتے ہیں، تو مضمون شایع ہونے کے چند گھنٹے بعد ہی فوراً آغا خاں کے خیالات و رویہ پر اظہار نفرت و حقارت کیا جاتا ہے اور پھر کلکتہ' لاہور' مدراس' ہندوستان کے تمام طول و عرض میں جہاں جہاں وہ مضمون پہنچتا ہے' مسلمانوں میں ایک ہلچل اور عام بے چینی پیدا کردیتا ہے - ہر جگہہ اور ہر مقام پر اظہار ناراضگی کے جلسے منعقد ہوتے ہیں - ملامت اور نفرت کے ریزولیوشن پاس کئے جاتے ہیں - بے اطمینانی و بے اعتمادی کے تار دوڑاے جاتے ہیں - مگر کیا یہ امر موجب افسوس نہیں کہ قوم کا مسلمہ لیڈر نواب وقار الملک بیماری کی حالت میں اپنا قومی فرض سمجھکر انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گڈہ میں دو صفحے کا ایک مبسوط مضمون لکھتے ہیں اور قوم فروشوں کی (۱) قوم فروشی کے بھانڈے کو اخبار کے هزار راهے پر پھوڑ دیتے ہیں اور مسلمانان ہندوستان اس کو بے پروائی کی نظر سے دیکھکر اسکی طرف متوجہ بھی نہیں ہوتے ؟ نہ مسلمانوں کی کسی انجمن کے جلسہ میں ان قوم فروشوں کے خلاف کوئی ریزولیوشن پاس ہوتا ہے نہ کوئی اسلامی کمیٹی یا پبلک جلسہ اس خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے خلاف ملامت و نفرت کا اظہار کرتا ہے - نہ کوئی اسلامی اخبار اس قوم فروشانہ کارروائی پر کوئی خاص نوٹس لیتا ہے اور نہ مجوزہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے متعلق بے اطمینانی و بے اعتمادی کے تار دوڑاے جاتے ہیں ! کیا مسلمانوں کو نواب صاحب قبلہ کے اس مضمون کی صداقت میں کوئی شک و شبہ ہے ؟ میرے خیال میں قوم کا وہ کون بد نصیب فرد ہوگا' جسکا یہ خیال ہو - اور جس صورت میں کہ نواب صاحب قبلہ کے مضمون کی تردید میں اسوقت تک قوم فروشوں کے کیمپ سے ایک آواز بھی نہ اٹھی ہو' بلکہ نواب صاحب قبلہ کے مضمون کی تائید شیخ محمد عبد اللہ صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - اور آنریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - ٹرسٹیان کالج کے مضامین مندرجہ انسٹیٹیوٹ گزٹ و مسلم گزٹ سے ہوتی ہے تو کوئی خفیف سا شک و شبہ بھی کیونکر باقی رہ سکتا ہے -

تو پھر اے ہندوستان کے مسلمانو ! کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا تمام سرمایہ' تمہاری تمام عمر کی پونجی' تمہارا تمام بنا بنایا کھیل یعنی مدرسة العلوم علی گڈہ' جس پر کئی ایک بزرگان قوم کی زندگیاں صرف ہوچکی ہیں - جس پر قوم کا بے شمار روپیہ خرچ ہوچکا ہے - جس پر قوم کی نگاہیں اٹھی ہیں اور جو قوم کی تمام امیدوں کا مرکز ہے' گورنمنٹ کے حوالہ کردیا جاے ؟ ہندوستان کے مسلمانو ! کیا تم اس بات پر رضامند ہو کہ مدرسة العلوم کی رہی سہی آزادی کا بھی خاتمہ ہوجاے ؟ اور کیا تم اس بات کے لیے تیار ہو کہ یونیورسٹی اگر تمہیں مل بھی جاے تو اسکا نام مسلم یونیورسٹی نہ ہو بلکہ علی گڈہ یونیورسٹی ہو' جو آزاد' اسلامی' اور مکمل یونیورسٹی نہ ہو' بلکہ گورنمنٹ کی' غیر اسلامی' اور محدود یونیورسٹی ہو ؟ اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہے تو پھر اے مسلمانو ! بر وقت کیوں کوشش نہیں کی جاتی کہ مسلمانوں کا کالج مسلمانوں ہی کا رہے - مسلمان گورنمنٹ سے بار بخشواے گئے ہیں' مگر وہاں تو چند جاہ طلبوں اور خود غرضوں کی طفیل اور ان قوم فروشوں کے صدقے' جنکے جسموں میں (کامل) کی روح کام کر رہی ہے' الٹے روزے بھی مسلمانوں کے گلے پڑ رہے ہیں - مسلم یونیورسٹی' تو کیا ملیگی ؟ کالج بھی جاتا رہیگا - اور جو تھوڑی بہت آزادی اسوقت مسلمانوں کو کالج میں حاصل ہے اس سے بھی مسلمانوں کو ہاتھ دھونے پڑینگے -

پس میں تمام مسلمانوں سے بالعموم اور اسلامی اخبارات' انجمنوں' اور مسلم یونیورسٹی پراونشل کمیٹیوں سے بالخصوص نہایت زور سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس معاملہ کی اہمیت و نزاکت کو پورے طور پر محسوس کریں اور قوم فروشوں کی اس قوم فروشانہ کارروائی کے خلاف جو لکھنو میں درون پردہ راتوں رات کیگئی ہے بدبیب آواز بلند کریں اور مجوزہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن کے متعلق اپنی بے اطمینانی و بے اعتمادی صاف ظاہر کردیں - ورنہ اگر قوم خاموش رہی اور موجودہ خانہ ساز ڈیپوٹیشن ، جس میں اکثریت ایسے حضرات کی ہے جو گورنمنٹ کی شرائط پر یونیورسٹی لینا چاہتے ہیں اور عام پبلک اوپینین (عام راے) کی بے وقری کرنے پر تلے ہوے ہیں' حضور وایسراے کے پاس پہنچ گیا تو یقیناً اسکا نتیجہ وہی ہوگا' جو مسلمانوں کی تعلیمی تباہی کے سوا اور کچھہ نہیں ہو سکتا - یعنی یونیورسٹی کو گورنمنٹ کی پیش کردہ شرائط پر ان تمام قیود اور پابندیوں کے ساتھہ جو مجوزہ مسلم یونیورسٹی کو گورنمنٹ یونیورسٹی بنادینگی' منظور و قبول کرلیا جائیگا - اسوقت قوم کا شور و غل بالکل بے کار' بے سود' اور صداے بے ہنگام ثابت ہوگا - یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت همسایہ والی مثل صادق آئیگی' اور سواے اسکے اور کیا ہو سکیگا کہ قوم مسٹر محمد علی اڈیٹر کامریڈ سے خطاب کرکے یہ مصرعہ پڑھے - (۱)

(۱) اس مصرعہ کے لکھنے کا مطلب یہ کوں موقعہ تھا ؟ ہمارا خیال مسٹر محمد علی کی نسبت ایسا نہیں ہے - البتہ ان سے ایک لغزش ضرور ہوگئی (الهلال)

(۲) ڈیپوٹیشن کے معاملے میں آپکو غصہ بہت ہے ' لیکن اتنی سختی بہتر نہیں (الهلال)

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض۔ جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خوابی ستاتی ہو۔ اعضاء شکنی لاغری جسم ۔ ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں دمہ آجاتا ہو۔ تمام بدن میں یبوست کا غلبہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور گھٹنے پانی کر دیتے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضائے رئیسہ کمزور ہوجائیں۔ رقت۔ سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔ جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے اکثر مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے۔ دنبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے۔ اس زہر پھوڑے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرچکے ہیں

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شاقہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع۔ کثرہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی ابتدائے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ زہر پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شیرینی۔ چاول ترک کردو۔ ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں۔ جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواء اور حملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ آنکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسل بول۔ ضعف مثانہ۔ نظام عصبی کا بگاڑ۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں۔ تالیفر والئی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خاں۔ زمیندار موضع چنہ ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا۔ دن میں ۴۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے۔

عبد القدیر خاں۔ محلہ عرقاب شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں

عبد الوہاب ڈپٹی کلکٹر۔ غازیپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں۔ بجائے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

سید زاہد حسن۔ ڈپٹی کلکٹر۔ الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کررکھا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا۔ قوت مردمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے۔

رام ملازم پوسٹماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت۔ جاتی رہی۔ ہفتہ بھر رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی

اسکے علاوہ صدہا اسناد موجود ہیں۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

—*—

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں۔ ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو مزید ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائمقام افیون

انکے کھانے سے افیم چاندو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام ہ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھرجاتا ہے بدبو زائل۔ ناسور۔ بھگندر۔ خنا زیر کے گھاؤ۔ کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۲ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ۔ لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے

برأالساعة

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور۔ شیشی چارسو مریض کے لئے ایکروپے

سامع دردکان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے۔ ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی زہجی ہو یا سادی۔ خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ ممیرہ کراماتی

مقوی بصر۔ محافظ بینائی۔ دافعہ جالا۔ دھند۔ غبار۔ نزول الماء سوزش۔ ضعف بصر وغیرہ فی تولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

پتہ

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

فکاهات

—○(*)○—

(۱)

سر آغا خان کا خطاب ترکوں سے

— * —

گفت با ترک حضرت آغا * آنچه گویم بہ گوش در گیرند
نگذارید خاک یورپ را * دل ازیں مرز و بوم برگیرند
ایشیا مسکن قدیم شماست * بار آں خاک را مقر گیرند
دل بہ صید رمیدہ نتواں بست * یک شکار شکستہ بر گیرند
اسپ گریزپا نمی آید * نگذارید و مادہ خر گیرند
کار پیشینۂ شما کشت است * مرغزارے و گاو نر گیرند
بانگ توپ و تفنگ درد سر است * ناوک و خنجر و سپر گیرند
بوئے ریل و تلغراف گذشت * قاصد و پیک و نامہ بر گیرند
کار دنیا کسے تمام نکرد * ہر چہ گیرند مختصر گیرند

(۲)

ترک سے حضرت آغا نے یہ ارشاد کیا * کیوں ہو بے فائدہ یورپ میں گرفتار الم ؟
ایشیا میں اگر آجاو تو پھر تا بہ ابد * پاوں پھیلا کے پڑے چین سے سوؤگے چہ غم !
نظر آجائگی بیکاری آلات جدید * جب کہ تم وادی تاتار میں رکھوگے قدم
ریل یا تار کی پھر ہوگی نہ حاجت تم کو * ڈاک پہنچانے کو آجائینگے مرغان حرم
خود ہی کہدوگے کہ بیکار ہیں سب توپ و تفنگ * نظر آئیگا جو تیر افگنیوں کا عالم
سلک بحری کی ادا دل سے اتر جائیگی * دیکھ لوگے جو کمندوں کا وہ پیچ اور وہ خم
فائدہ کیا ہے کہ تم ریل کا احسان اٹھاو * آپ کا اسپ سبک سیر ہے کس بات میں کم ؟
آپ صحرا میں چلائیں گے جو خشکی کا جہاز * پھر نہ کچھ بھاپ کی حاجت ہے نہ طوفان کا غم
لطف جو ناقہ کے حوض میں ہے وہ سیٹی میں نہیں * زیر کو کچھ نہیں سکتا کوئی ہم پایہ بم
لمپ کی شعلہ فشانی میں کہاں وہ انداز * شمع کی بزم طرازی کا جو کچھ ہے عالم
فیصلہ بیٹھ کے چوپال میں کردیگا جو پنچ * ہوگا یورپ کے قوانیں سے بڑھکر محکم
اور مانا بھی کہ فردوس بریں ہے یورپ * حضرت خواجہ شیراز نہ کرگئے ہیں رقم

پدرم روضۂ رضواں بہ دو گندم بفروخت
ناخلف باشم اگر من بہ جوے نفروشم

کساب

یونیورسٹی ڈپوٹیشن

— * —

آپ نے " بعثت سفارت " پہ جو کی تھی تقریر * تھا جھلکتا ہوا اس میں وہی شیرۂ ارباب رشی
دعوۂ طمع مبارک سے جو بدلا انداز * سب کو حیرت تھی کہ کیوں آپ نے کی کم روشی
یا تو اس زور سے تھے آپ " سفارت " کے خلاف * یا کہ خود آپ بھی شامل تھے اسی میں بخوشی
بادۂ جام سفارت طرب انگیز سہی * آپ کی شان کو زیبا نہ تھی یہ بادہ کشی

* * *

بگھیچکر ایک نفس حرد یہ ارشاد ہوا ، * " ذوق اس بادہ کہ دانی بخدا تا نہ چشی "

قاد

PRINTED & Published by A. K. AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقـام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہـلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address
"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8
Half-yearly „ „ 4-12

نمبر ۱۰ | کلکتہ : چہارشنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta Wednesday, March 12, 1913

فہرست

— * —

تصـــاویـــر

— * —

تلغـــراف خصـــوصـــي

فـتـــح عظيـــم

— * —

بحری کار نامے

— * —

(قسطنطنیہ ۱۲ - مارچ)

— * —

بعنوان " الهـــلال "

تسخیر (جانینا) کی یہاں کوئی خبر نہیں دی گئی ہے - البتہ جنگ شدید کی خبریں برابر ملتی رہیں - بلغاریوں اور یونانیوں میں باہم تناہ کن جنگ شروع ہوگئی - " تصویر افکار " کا تار چھپا ہے کہ اتنک ۱۲ - سو بلغاری اور ایک ہزار یونانی باہم دگر لڑکر مقتول ہو چکے ہیں -

(۲)

تائید الہی ایک نصرت عظیم کی صورت میں ظاہر ہوئی - " حمیدیہ " جہاز کی آتش افشانیوں نے سرویں استحکامات جنگ میں هلاکت اور تباہی پھیلا دی - میکرا میں مرمی بارک مع سپاهیوں کے خاک کا ڈھیر ہوگئی - رسد اور غلہ کے ذخائر برباد ہوگئے -

التمـــاس

(۱) نمبر ۷ ' و ۸ ' جلد (۲) قبل از وقت ختم ہوگئے ہیں - دوبارہ چھپنے پر خاص خدمت کئے جائینگے - شائقین ذرا توقف فرمائیں -

منیجر

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷ ½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۳۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۳ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوئے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائےگا -

نوٹ ـــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

فلم ارَ کالدعاء اعم نفعا
و اعظم فی مکافات الصدیق

مسٹر (مظہر الحق) یاد رکھیں کہ اگر وہ قوم کی خاطر کچھہ کھونے کیلیے طیار ھیں ' تو قوم بھی اپنی بہترین متاع انکو دینے کیلیے طیار ہے - غریب قوم کیا کرے ؟ وہ تو اپنا دل ھاتھوں میں لیے ہوے کب سے حیران و سرگرداں پھر رھی ہے ' مگر افسوس کہ کوئی خریدار ھی نہیں ملتا - کونسا دروازہ ہے جس پر وہ نہیں پہنچی ' اور اعتماد کی کونسی آواز تھی ' جس کو اس نے نہیں آزمایا ؟

نقاش دل و دیں می دہم و بہ نہ دہم نگاہ
بہ من معاملۂ کن کہ راست گفتارم

اس ڈیپوٹیشن کی تحریک جن طریقوں کی ساتھہ کی گئی ' پھر ممبروں کا جس طرح انتخاب ہوا ' اور انتخاب میں جن جن ذرائع و وسائل مخفیہ سے کام لیا گیا ' وہ نواب صاحب قبلہ کی زبان مبارک سے قوم سن چکی ہے - پس در حقیقت ایک ایسی جماعت میں شریک رہنا ' جسکی پیدایش سازش کے ناجائز حمل سے ہوئی ہو ' خود اپنے ضمیر اور ایمان کو آلودہ معصیت کرنا تھا - ڈیپوٹیشن کا جانا اور رسمی آمد و رفت محض ایک دلفریبی کی حیلہ تراشی ہے ' تا کہ کسی طرح آزاد خیال طبقہ رام کیا جاسکے - مسٹر (مظہر الحق) کا نام بھی اسی لیے رکھا گیا تھا ' تا کہ لوگ سمجھیں کہ کیسے کیسے آزاد خیال لوگ اسمیں شریک ھیں ' اور پھر اسکی طرف سے بالکل مطمئن ہو جائیں -

حقیقت یہ ہے کہ یہ ڈیپوٹیشن یونیورسٹی کے اہم مسائل میں کسی تغیر کا ذریعہ نہیں ہوسکتا - اور نہ ہونے کا ارادہ ہے - گورنمنٹ کو اب اسقدر کوئی اعتراض نہیں کہ علی گڈہ کی مجوزہ یونیورسٹی کے نام میں " مسلم " کا لفظ بڑھا دیا جاے اور نہ تو ساری دنیا کو معلوم ہوچکا ہے کہ اسکولوں کے الحاق تک وہ راضی ہوچکی ہے - پس ڈیپوٹیشن کی تجویز سے مقصود یہ تھا کہ انہیں منظور کردہ چیزوں کو قوم کے سامنے اسطرح پیش کر دیا جاے کہ وہ سمجھے ' یہ خاص مراعات تھیں جو ڈیپوٹیشن نے سعی و کوشش کرکے حاصل کرا دیں -

تاہم مسٹر (مظہر الحق) نے نہایت دانشمندانہ کارروائی کی ' کہ اتمام حجت کا پورا موقعہ دیا ' اور پہلی مجلس میں شریک ہوکر اور اپنے خیالات ظاہر کرکے مستعفی ہوے - انہوں نے ایک مثال قائم کردی کہ ایک راست باز آدمی کو ایسے موقع میں کیا کرنا چاھیے ؟

مسٹر (مظہر الحق) نے مستعفی ہوکر ہمارے سامنے معاملہ کرنے کیلیے کیسے عبرت انگیز مناظر پیش کردیے ھیں ! ایک طرف تو وہ لوگ ھیں جو اس ڈیپوٹیشن کی شرکت کی عزت کے معاوضے میں اپنی آزاد خیالی کو تاراج کردینے کیلیے طیار ھیں - دوسری طرف وہ لوگ ھیں جو (بقول نواب صاحب قبلہ) اس ڈیپوٹیشن کی ممبری کو ایک ایسی دولت عظمی سمجھتے ھیں ' جسمیں اب کسی دوسرے حصہ دار کا تصور بھی انکے لیے تکلیف دہ ہے - دوسرے طرف مسٹر (مظہر الحق) ھیں ' جنکو بے طلب اسکی شرکت کی مکروہ عزت دی گئی تھی مگر انہوں نے سچائی اور اصول کی خاطر اُسے ٹھکرا دیا ! انہوں نے اس عزت کی پروا نہیں کی جو صداقت اور آزاد خیالی سے خالی تھی پس اسکا بہترین معاوضہ وہ عزت ہے ' جو اب قوم کے لاکھوں دلوں میں انہوں نے اپنا گھر بنا کر حاصل کرلی ہے -

و من کان یرید العزۃ ' فللہ العزۃ جمیعا ' الیہ یصعد الکلم	جو لوگ عزت کے بھوکے ھیں انکو معلوم ہونا چاھیے کہ تمام عزت بخشیاں اللہ ھی کے ھاتھہ میں ھیں - تمہارے

الطیب ' و العمل الصالح یرفعہ (۳۵ : ۱۱)	اعمال صالح اسی کی درگاہ تک پہنچتے ھیں اور وہی نیک عمل کرنے والوں کے درجوں کو بلند کرتا ہے -

مسٹر (مظہر الحق) نے اپنی چٹھی میں ۵ - مارچ کے جلسے کی جو کارروائی درج کی ہے ' اس سے معززین ڈیپوٹیشن کی نقاب پوشی کا خاتمہ ہوگیا ہے ' اور جو باتیں ہمیں ۲۸ - دسمبر کی صبح کو معلوم تھیں ' امید ہے کہ اب دنیا کو ۵ - مارچ کے بعد اچھی طرح نظر آجاے گی - (مسٹر مظہر الحق) نے تحریک پیش کی تھی کہ کارروائیوں سے قوم کو بے خبر نہ رکھا جاے - اس سے تو اسقدر اندازہ ہو جاتا کہ ہر شخص کی نسبت قوم فیصلہ کرسکتی کہ اس نے قوم کی خواہشوں کو کہاں تک یاد رکھا ہے ؟ لیکن ہم نے سنا ہے کہ یہ تجویز جب پیش کی گئی ' تو ایک ھی نام کے دو آزاد خیال بزرگوں یعنے مسٹر محمد علی (کامریڈ) اور مسٹر محمد علی (حیدا) نے مخالفت کی - اور مصر ہوے کہ کارروائیاں صیغہ راز رکھی جائیں -

اگر یہ سچ ہے تو ہمیں ایک سال کے گذشتہ واقعات ایک مرتبہ یاد کرلینے چاھئیں - ۱۱ - اگست سنہ ۱۹۱۲ - کو کانسٹیٹیوشن کمیٹی کا جو اجلاس لکھنو میں ہوا تھا ' اسمیں ہمارے دوست " راز داری " کے سخت مخالف تھے - کامریڈ کی پچھلی فائل کی بھی اسکے لیے ورق گردانی کی جا سکتی ہے - یہ اب دنیا کیوں پلٹ گئی ؟

مانا کہ ڈیپوٹیشن کی تجویز ضروری تھی ' صلح جنگ سے بہتر ہے ' اور قوم کو قسموں کی عزت کا پاس کرنا چاھیے - لیکن کیا اب ہمارے دوست کیلیے " راز داری " کا گذشتہ نقاب تاریک بھی انکے مطمون لیڈروں کی طرح ضروری ہوگیا ؟

مشاطہ کا قصور سہی سب بناؤ میں
کیا آس نے اس نظر کو بھی پر فن بنا دیا ؟

ممکن ہے کہ تم اپنے اعمال قوم سے مخفی رکھہ لینے میں کامیاب ہوجاؤ لیکن میرے عزیز دوستو ! تم بڑی نادانی میں پڑے ہو - خدا کی آنکھہ سے بچنے کیلیے تمہارے پاس کوئی پردہ نہیں ہے -

او لیس اللہ با علم بما فی صدور العالمین ؟ (۲۹ : ۹)	کیا اللہ تعالی اُن چھپے ہوے بھیدوں سے واقف نہیں ہے جو دنیا کے سینوں میں مدفون ھیں ؟

بہرحال قوم کے ھاتھہ میں مسٹر (مظہر الحق) نے بہت اچھی کسوٹی دیدی ہے - مدعیان آزادی و راستی کی آزمایش کی یہ بہترین گھڑیاں ھیں - اب دیکھنا یہ ہے کہ ممبران ڈیپوٹیشن میں اور بھی کسی کا قدم ہے ' جو اس طرح سچائی کی طرف حرکت کرے ؟

مسلمان اگر اپنی بے وقوفی پر رحم کھائیں ' تو انکے لیے کام کرنے کا یہ اصلی وقت ہے -

نہایت ضروری ہے کہ ہر مقام پر جلسے کیے جائیں اور نواب (وقار الملک) بہادر کی تائید میں آوازیں بلند ہوں ہذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا -

---

ہلال جنگ اس ہفتہ کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بلقانی فوجوں میں سے صرف یونانی فوج جنگ آرا ہوئی - سیدان جنگ کے جسقدر معلومات ھیں وہ یونانی ذرائع سے ھیں ' جن پر اعتماد و عدم اعتماد کا فیصلہ اب ہر شخص کیلیے آسان ہوگیا ہے - اتھنس کے ۴ - ماہ حال کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی بیڑے نے (جنینا) کے قلعہ (سینٹا نوارنتا) پر گولی باری کی - جس سے ایک ترکی توپخانہ ضائع ہوا - اسکے بعد یونانی بڑا فوج کے

شذرات

—○•○—

مسٹر مظہر الحق کا استعفا

○–○

ذالک ، فلیتنافس المتنافسون !

—*—

مسلم یونیورسٹی ڈیپوٹیشن

—*—

فمنہم ظالم لنفسہ و منہم مقتصد ، و منہم سابق بالخیرات باذن اللہ ، ذالک ہو الفضل الکبیر (۳۵ ۳۱)

اس جماعت میں کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو طریق ہدایت و صداقت کو چھوڑ کر اپنے نفس پر ظلم کر رہے ہیں - بعض ان میں سے درمیانی راہ چلتے ہیں ، اور پھر انہی میں بعض نفوس قدسیہ ایسے بھی ہیں ، جو اعمال نیک میں راست بازانہ پیش قدمی کرتے ہیں - یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے جسکی انکو توفیق دی گئی ہے -

—*—

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے !

—*—

ناظرین کو معلوم ہے کہ میں نکتہ چیں ہوں ، مدحت سرا نہیں - میرا دستور العمل یہ ہے :

قصیدہ کار ہوس پیشگاں بود عرفی
تو از قبیلۂ عشقی ، وظیفہ ات غزل ست

حق گوئی کی راہ میں عموماً دو قوتیں مانع ہوتی ہیں دولت و طاقت ، اور ذاتی تعلقات و وابستگی - اتنے زمانے میں احباب کم از کم اسکا تو اندازہ کرچکے ہیں کہ الحمد للہ یہ دونوں پتھر میری راہ میں حائل نہیں ہوسکتے

ہم کعبہ و ہم بتکدہ سنگ رہ ما بود
رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم

دولت و طاقت اور حکومت و اقتدار کے مقابلے میں جو کچھ اپنا حال ہے ، وہ محتاج بیان نہیں - زبان اور قلم ، دونوں اسکا جواب دیسکتے ہیں - رہے ذاتی تعلقات ، تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کے پچھلے اجلاس کے واقعات میرے لیے واقعی پر از اشکال تھے - مسٹر محمد علی نہ صرف میرے ایسے دوست ہی ہیں ، جن سے دوستانہ حد سے بھی گذر کر ، برادرانہ و عزیزانہ تعلقات رکھتا ہوں ، بلکہ یہ بھی ہے کہ مجھکو انکی دوستی نہایت عزیز ہے - تاہم کچھ دنوں تک خاموش رہا اور پھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تعلقات کا مسئلہ نہیں بلکہ عقیدے اور رائے کا سوال ہے - تعلقات کی ایسی باتوں کی کیا حقیقت ہے ؟ اس راہ میں تو زنجیریں بھی ٹوٹ جاتی ہیں -

پس جو کچھ میری رائے تھی بلا تامل حوالۂ قلم کر دی -

دوستی کیا چیز ہے ؟ ہماری خون اور نسل کی رشتہ داریوں کو بھی حق اور عقیدے کے آگے ہیچ ہونا چاہیے -

با ایں ہمہ میری نکتہ چینی ہی آج مجھکو مجبور کرتی ہے کہ (مسٹر مظہر الحق) کی تعریف میں جسقدر ممکن ہو ، اسراف کروں - وہ اسراف نہیں ، بلکہ عین اعتدال ہے -

میں دیکھ رہا ہوں کہ زمانہ کس قدر پر آشوب ہے ، اور حق و راستی کی مظلومی کس درجہ درد انگیز حد تک پہنچ چکی ہے ؟ کوئی نہیں جو اسکی خاطر تھوڑی سی تکلیف گوارا کر لے - کوئی نہیں جو خدا کی خوشنودی کی خاطر اسکے چند بندوں کا غصہ جھیل لے ، اور پھر کوئی نہیں جو اپنے قول ہی کی عزت کیلیے اپنے عمل کو بھی قابل عزت بنائے - ہر دعوا دلیل سے محروم ، ہر قول عمل کا مخالف ، اور ہر سفیدی نمائش اور ریاکی سیاہی سے آلودہ ! تعریف کی خواہش سے دماغ مخبوط ہو رہے ہیں ، مگر کوئی نہیں جو پہلے تھوڑی سی مذمت گوارا کرکے ، تعریف کا اپنے تئیں مستحق ثابت کرے - حالانکہ کوئی دوستی بغیر دشمنی کے ، کوئی مقبولی بغیر محرومی کے ، اور کوئی تعریف بغیر تحمل مذمت کے حاصل نہیں ہو سکتی - جو لوگ دنیا سے " تعریف و مدح " مانگتے ہیں ، انکو پہلے بتلانا چاہیے کہ اسکے لیے انہوں نے کیا کھو یا ہے ؟

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وہم لا یفتنون ؟ ولقد فتنا الذین من قبلہم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ، ولیعلمن الکاذبین - ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ؟ ساء ما یحکمون ! (۲۹ ۴)

کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ زبان سے ایمانداری اور راستبازی کا دعوا کردینگے اور بغیر آزمائے ہوے چھوڑ دیے جائینگے ؟ (حالانکہ) جو لوگ ان سے پہلے گذر چکے ہیں ، خدا نے انکو بھی آزمایش میں ڈالا تھا (اور یہ ناگزیر ہے پس) عنقریب خدا ان لوگوں کو معلوم کرلیگا جو اپنے دعوئے صداقت میں سچے ہیں - اور انکو بھی ، جو اپنے اندر جھوٹ کے سوا کچھ نہیں رکھتے - کیا جن لوگوں کی دن رات اعمال بد میں خرچ ہو رہی ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائینگے ؟ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو یہ کیا ہی بری سمجھ اور کیا ہی برا فیصلہ ہے ! یاد رکھو کہ جو

ومن جاہد فانما یجاہد لنفسہ ، ان اللہ لغنی عن العالمین (۲۹ ۶)

سچائی اور راستبازی کی راہ میں تکلیف اٹھاتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کیلیے ایسا کرتا ہے - خدا بلاشبہ تمام لوگوں اور انکے اعمال سے بے نیاز ہے -

مسٹر (مظہر الحق) نے مسلم یونیورسٹی کے ڈیپوٹیشن کی ممبری سے استعفا دیدیا ، جسکو ایک مبسوط تحریر کی صورت میں آپ آج کی اشاعت میں پڑھینگے - میں اپنے عقیدے اور اپنی بصیرت کے مطابق یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے استعفا نہیں دیا ہے ، بلکہ سچائی اور راستبازی کی ایک ایسی مثال عظیم قوم کے سامنے پیش کر دی ہے ، جسکے نمونے عرصے سے ہماری کارفرما جماعتوں میں ناپید و معدوم تھے - خدا کے مومنوں کی سب سے بڑی خصلت یہ بتلائی ہے :

یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم -

حق کی راہ میں جہد و سعی کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرتے -

مجھکو اعتراف ہے کہ مسٹر (مظہر الحق) نے اس حقیقی خصلت ایمانی کا نمونہ قوم کو دکھلا دیا -

وفی ذالک ، فلیتنافس المتنافسون !

اور یہی چیز ہے ، جسکی پیروی کرنے والوں کو پیروی کرنی چاہیے -

نہیں سمجھتا کہ اسکے سوا اور کیا کہوں کہ اللہ تعالی اس خدمت جلیل اور عمل عظیم کیلیے اسکو جزاے خیر دے ، اور اس وقت کے دکھلانے میں زیادہ دیر نہ کرے ، جب قوم پرستی اور راستبازی کی ایسی ہی مثالیں بکثرت قوم کے سامنے ہوں

انقلاب عثمانی

— * —

۲۳ - جنوری سنہ ۱۹۱۳

قبل از انقلاب

باب عالی کے دروازے پر طلب گاروں کا ہجوم

مشہور " اوشک " پلٹن کے سپاہی ، جو محافظ سپاہیوں کی جگہہ ۲۳ - کی صبح کو باب عالی پر متعین کرا دیے گئے تھے اور جو ابتدا سے " انجمن اتحاد و ترقی " کے ہوا خواہوں میں سے تھے

آتارنے میں کامیاب ہوگیا - ۹ - کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل (ساؤرر) سواروں کے تین سکویڈرن لیے ہوے جنینا میں داخل ہوگیا -

" داخل ہونے سے پہلے دو دن نہایت سخت جنگ ہوتی رہی ' جس میں یونانیوں نے ایک نیا نقشہ جنگ اختیار کیا تھا - یونانی فوج نے اپنا بایاں بازو اٹھالیا اور بدرانی پر خوفناک گولے پھینکے - ترکی توپیں خاموش ہوگئیں - اس عرصہ میں فوج بائیں جانب بڑھی - گولہ باری دوسرے دن صبح تک نہایت شدت کے ساتھ جاری رہی - پیادہ فوج ترکوں کو شکست دیتی ہوئی سرعت و بہادری کے ساتھ (بزینی) میں سیلاب سمندر کی طرح امنڈ آئی - یونانی بڑھتے ہوے جنینا تک چلے گئے - راستہ میں انہوں نے آدمی اور توپیں گرفتار کیں - ۹ - کا تار بیان کرتا ہے کہ یونانی سواروں نے دو سکواڈرون سے شمال جنینا پر توپیں سر کرتے ہوے ۲ - ہزار ۳ - سو ترک مہاجرین کو گرفتار کرلیا - یونانی ولیعہد اپنے تار میں بیان کرتا ہے کہ جنینا میں ۳۵ - ہزار ترکی فوج تھی - سب نے اپنے آپکو حوالہ کر دیا "

ان اطلاعات کی عثمانی ذرائع اطلاعات نے تکذیب نہیں کی ' مگر یہ اطلاعات خود آپ اپنی تضعیف کر رہی ہیں - مثلاً بیان کیا جاتا ہے کہ جنینا میں ۳۵ - ہزار فوج نے ہتھیار رکھدیے اور کوئی وجہ نہیں بیان کیجاتی - حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ۳۵ - ہزار سپاہی بے وجہ ہتھیار نہیں رکھہ سکتے - اسکے علاوہ ۹ - کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنینا فتح ہوگیا ' مگر ۹ - کے تار میں بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی سواروں نے شمال جنینا پر گولہ باری کرتے ہوے ۲ - ہزار ۳ - سو ترک مہاجرین گرفتار کیے - اگر در حقیقت جنینا ۹ - کو فتح ہوگیا تھا تو پھر ۹ - کو شمال جنینا پر گولہ باری کیوں کی گئی ؟ علاوہ ازین جس تار میں تسلیم شہر کی خبر بیان کی گئی ہے ' اسمیں خود صیغۂ تضعیف یعنی " یہ رپورٹ کی گئی ہے " استعمال کیا ہے -

---

نازنینان لندن میں سیاسی حقوق طلبی کے جذبات روز افزوں ہیں .

خوش طبیبی ست ' بیا تا همه بیمار شویم

یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کسی جماعت میں کوئی خاص جذبہ عالمگیر اور راسخ ہوجاتا ہے تو دو جماعتیں پیدا ہوجاتی ہیں - ایک معتدل اور دوسری گرم - اسوقت حقوق طلب خاتونوں میں بھی دو جماعتیں ہیں . ایک معتدل ہے ' جو صرف قانونی ذرائع سے حقوق حاصل کرنا چاہتی ہے ' اور دوسری گرم ہے جو مسٹر (تلک) کے مسلک پر عمل کرتی ہوئی کہتی ہے کہ بغیر قانون شکن ایجی ٹیشن کے مطالب براری ممکن نہیں - موخر الذکر میں ایک گروہ ہے جو اپنے آپ کو فوجی کہتا ہے - کیونکہ وہ حقوق طلبی کے لیے اسلحہ بھی استعمال کرنا چاہتا ہے .

جب سے لبرل گورنمنٹ برسر اقتدار ہوئی ہے ' اس گروہ نے وزرا کی زندگی تلخ کردی ہے - فوجی گروہ کی کار روائیوں کا آغاز دسمبر سنہ ۱۹۰۵ - سے ہوتا ہے - دسمبر سنہ ۰۵ - میں سر ھنری کیمبل بینر مین جب وزیر اعظم ہوے ' تو مع اپنے رفقاء وزارت کے البرٹ ہال میں گئے اور ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کی - مسز (کرانسٹیبل پانکھرسٹ) گیلری میں بیٹھی تھیں - انہوں نے وہیں سے ایک جھنڈا ہلا دیا ' اور بآواز بلند پوچھا : " لبرل گورنمنٹ عورتوں کیلیے کیا کرنا چاہتی ہے ؟ "

اسکے بعد ہی ہاوس آف کامنس پر حملہ ہوا ' جو کچھہ عرصہ کے بعد دور ہوگیا - لیکن یہ ایک مہلت جنگ تھی - تھوڑے ہی دنوں کے بعد پھر حملہ کیا گیا اور اسوقت سے اسوقت تک برابر جاری ہے - فوجی گروہ نے ایذا رسانی کی صدہا شکلیں اختیار کی ہیں - قریباً تمام وزارت خانوں کے ہر ممبر پر حملے کیے - تار کاٹ دیے گئے - کھڑکیاں توڑ ڈالی گئیں - لیٹر بکس اکھاڑ کر پھینک دیے - خطوط ضائع کردیے - ذیل میں ہم انکے یادگار حملوں کی ایک مختصر سی فہرست درج کرتے ہیں -

وزرا پر حملہ

(۱) ۷ - دسمبر سنہ ۹ - کو لیمپن اسمل واقع نارتھمپٹن میں وزیر اعظم پر حملہ کیا گیا -

(۲) ۱۴ - نومبر سنہ ۹ - کو مسٹر چرچل برسٹول میں کتے کے کوڑے سے مارے گئے -

(۳) ۲۲ - نومبر سنہ ۹ - کو ہارس گارڈ پریڈ میں ھنگامہ پیدا کر کے دو انڈے پھینکے گئے -

(۴) ۱۸ - جولائی سنہ ۱۲ - کو جب کہ وزیر اعظم مع مسٹر جان ریڈمنڈ کے ڈبلن اسٹریٹ میں گاڑی پر جا رہے تھے ' ان پر کلھاڑیاں پھینکی گئیں -

(۵) ۲۰ - جولائی سنہ ۱۲ - کو وزیر اعظم پر چیسٹر میں حملہ کیا گیا -

پارلیمنٹ پر یورش

۱۱ - فروری سنہ ۸ - کو ۵۰ - عورتوں نے ہاوس آف کامنس پر حملے کیے اور اس جرم میں گرفتار کی گئیں -

۳۰ - جون سنہ ۸ - کو ۹ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار کی گئیں

۳۰ جون سنہ ۹ - کو ۱۲۰ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار ہوئیں -

۱۲ - نومبر سنہ ۱۱ - کو ۲۲۳ - عورتیں اسی جرم میں گرفتار ہوئیں -

جائداد پر حملہ

۱۸ - جون سنہ ۸ - کو وزیر اعظم کے محل پر یورش کی گئی -

یکم مارچ سنہ ۱۲ - کو ویسٹ منسٹر اور ویسٹ اینڈ کی کھڑکیوں کے توڑے جانے سے ۴ - ہزار پونڈ کا نقصان ہوا -

۲۶ - نومبر سنہ ۱۲ - کو تمام شہر کے لیٹر بکسوں سے خطوط اڑا دیے گئے -

۳۰ جنوری سنہ ۱۳ - کو لندن پیلس اور ویسٹ اینڈ کی چھہ کھڑکیاں توڑی گئیں -

ان واقعات کے بعد دو نہایت عظیم الشان واقعے اور ہوے - ایک یہ کہ مسٹر لائڈ جارج کا مکان اڑا دیا گیا - دوسرا یہ کہ بولنگ کلب کے تمام خیموں میں آگ لگادی

خود شناسی سرچشمہ ہے حقوق شناسی کا ' اور حقوق شناسی آغاز ہے حقوق طلبی کی - حقوق طلبی ایک ایسا جذبہ ہے جو پیدا ہونے کے بعد ' پھر فنا نہیں ہوسکتا - یہ ایک بھاپ ہے ' جتنی دبائی جاتی ہے ' اتنی ہی زور سے نکلتی ہے - یہ جذبہ جب اپنی پوری قوت کو پہنچ جاتا ہے تو اسکے لیے بند قانون ' مرھاے آتشدیدہ ہوجاتے ہیں ' جنکو اسکی معمولی سی جنبش ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے - بالا دست جماعت کو زیر دست جماعتوں میں بیداری اور خود شناسی پیدا کرنے سے پہلے حقوق بخشی کے لیے تیار ہوجانا چاہیے - یاد رکھنا چاہیے کہ حقوق طلبی کا جذبہ سخت ضدی ہے - وہ صرف ایک ہی صورت سے راضی ہو سکتا ہے ' یعنی یہ کہ جو کچھہ مانگتا ہے ' اسے فوراً دیدیا جاے -

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری

حدیث الغاشیہ

(٤)

نشۂ نیم شبی کا صبح خمار
یا
یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی

رات اور زلف کا یہ افسانہ
قصہ کوتہ ، بڑی کہانی ہے

(۱)

صداقت کی مظلومی کوئی نیا واقعہ نہیں ہے - اسپر آزمایش وابتلا کے ایسے ایسے ہلاکت خیز وقت آئے ہیں ' جب خدا کی زمین پر چند دلوں کے سوا اس کا کہیں نشیمن نہ تھا ' لیکن باوجود اسکے سچ ' سچ رہا ' اور باطل باطل - صداقت اپنے حامیوں کی کثرت و قلت اور استقامت و تزلزل سے ہمیشہ بے پروا رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی - وہ تمہارے پاس اسلیے نہیں آتی کہ تمہاری محتاج ہے ' بلکہ اسلیے کہ تم اسکے محتاج ہو - اگر تم نے اپنے تئیں اہل ثابت نہیں کیا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگی اور کسی اور مستقیم دل کو اپنا نشیمن بنا لیگی - اگر ۲۶ - کی شام تک یونیورسٹی کے بارے میں ہمارا خیال حق تھا ' تو ۲۷ - کی شام کے (ڈنر) کے بعد ' اور دو بجے کی خلوت نیم شبی کی صبح کو وہ باطل نہیں ہوسکتا تھا - اگر ۲۶ - کی سہ پہر کو سچ ' سچ تھا ' اور صدہا آوازیں اسکا استعمال کرتی تھیں ' تو ۲۸ - کی صبح کو بھی وہ سچ ہی تھا ' گو ایک آواز بھی اسکی حمایت کیلیے نہیں اٹھتی تھی - سچ کی کسوٹی اسکے حامیوں کی کثرت نہیں ہے - اسکے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سچ ہے - حق کی پرستش کے ایمان بکف مدعیوں کی استقامت اگر متزلزل ہے تو کیا مضائقہ ؟ حق کی قوت کا استحکام متزلزل نہیں ہوسکتا - حقیقی قوت اسی میں ہے ' اور جن مبارک ہستیوں کو اسکے علم کے نیچے جگہ مل گئی ہے ' انجام کار فتح یابی بھی انہی کے حصے میں آئیگی -

و تلک الدار الاخرۃ ' نجعلہا للذین لا یریدون علواً فی الارض و لا فساداً ' و العاقبۃ للمتقین -	اور یہ آخر کی کامیابیوں کا گھر انکے لیے ہے ' جو دنیا میں بڑائی اور پیشوائی نہیں چاہتے اور نہ فساد پھیلاتے ہیں ' اور یاد رکھو کہ انجام کار اللہ سے ڈرنے والوں ہی کیلیے ہے -

آپ دیکھتے ہیں کہ سورج مشرق سے نکلتا ' اور مغرب میں ڈوبتا ہے - والذی نفسی بیدہ ' میں بھی بعینہ اسی طرح دیکھ رہا ہوں کہ سچائی غربت و کس مپرسی سے اٹھتی ہے ' اور فتح و کامرانی کا علم بلند لہراتی ہے - یہ میرا یقین اور میری بصیرت ہے - آپکو نظر نہیں آتا تو میں دکھلا بھی نہیں سکتا -

(۲)

بہر حال میں نے مخالفت میں تقریر کی ' اور نرم پہلوؤں ' پر استمال و در خواستیں ' اور معانی زہر آلود و الفاظ شہد نما کی جگہ ' صاف صاف لفظوں میں اس کارروائی کو ناقابل اعتماد بتلایا - یہ پیشتر سے معلوم تھا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا ؟ مگر اظہار حق اور امر بالمعروف نتیجہ کے خیال سے بے پروا ہے - وہ ایک فرض انسانی اور محض تعبد الہی ہے ' اور وقت کے بدلنے اور لوگوں کے منہ پھیر لینے سے اسکا حکم نہیں پھر سکتا - میرے لیے اسقدر کافی ہے کہ آج ' جبکہ بعد از خرابی بصرہ بڑی بڑی آوازیں ڈیپوٹیشن کی مخالفت میں اٹھ رہی ہیں ' اور طرح طرح کے لقب اسکو دے جا رہے ہیں ' الحمد للہ کہ اپنے ضمیر اور ایمان سے شرمندہ نہیں ہوں ' اور دلوں کی عبرت اور نگاہوں کی بصیرت کیلیے یہ نشانی بس کرتی ہے کہ جس جگہ لوگوں کے قدم آج پہنچے ہیں ' وہ عین اس وقت ہی میرے قدموں کے نیچے تھی ' اور جو روشنی وقت گذر جانے کے بعد انکو آج نظر آئی ہے ' وہ عین وقت پر میں دنیا کو دکھلا رہا تھا - اس وقت تم نے نہیں دیکھا ' اور اب اپنی آنکھوں کو مل رہے ہو - بہتر ہے کہ اپنے سروں کو پیٹو ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون -

(۳)

میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ اسقدر جوش و خروش ' جمع و اجتماع ' ادعا و شورش ' اور ہنگامۂ رستخیز ' کے بعد یونیورسٹی کی قسمت پھر چند شخصوں کے ہاتھوں میں دیدینا کیا معنی رکھتا ہے ؟ یہ بھی کہا تھا کہ قوم کو اب اپنی قسمت کے فیصلے کیلیے کسی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے -

اس آخری فقرے کی چبھن بہت سخت تھی - بڑے بڑے کرسیوں کے وزنی ترجمے (جنکے لیے قرآن کریم نے بہت اچھی تشبیہ دی ہے کہ " کانہم خشب مسندہ ") لگے تلملا تلملا کر پہلو بدلنے ' اور مضطرب ہو ہو کے دیکھنے

رایت الذین فی قلوبہم مرض ' ینظرون الیک نظر المغشی علیہ من الموت ! (۴۷ ۳۹)	جن لوگوں کے دل مرض ملال سے بیمار ہو رہے ہیں ' (اعلان حق کے وقت) تم دیکھوگے کہ تمہاری طرف مضطرب ہو ہو کے دیکھ رہے ہیں ' جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو اور اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہجائیں !

(٤)

لیکن یہ بالکل بے فائدہ تھا :

من جرب المجرب ' حلت بہ الندامہ

یہاں محض اشخاص پر اعتماد کا سوال نہیں ہے بلکہ حالات پر - اور اگر حالات پر ہمیں اعتماد نہیں ' تو یہ کوئی بگڑنے کی بات نہیں ہے - اگر یونیورسٹی کی قسمت کا فیصلہ ان اشخاص کے ہاتھہ میں ہوتا ' جو ہمارے سامنے پیش کیے گئے ہیں ' تو باوجود انکی تمام کمزوریوں کے پہلا شخص میں ہوتا ' جو کہتا کہ اعتماد کرو اور راضی نامہ داخل کردو - یہ کہنے میں ہمارا کوئی حرج نہیں کہ جناب سر (راجہ صاحب محمود اباد) پر ہمیں اعتماد ہے - کون کہتا ہے کہ نعوذاً میجر سید حسن بلگرامی اور مسٹر محمد علی لائق اعتماد نہیں ؟ یہ تو ہمیں اسوقت معلوم نہیں تھا کہ (نواب وقار الملک) بہادر ڈیپوٹیشن

دوسرا مرد ہو جو محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ مدعیوں سے کہیں "چپ رہو خدا کیلیے"

لے دیکھیے ایک خواجہ صاحب ہمارے ساتھہ اٹھے تھے - انکو بھی ہمارے دوست اسٹیج کے پیچھے لے گئے ! بیچارے (میر حسن) کو بھی یہی شکایت تھی

جو کوئی آئے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جائیں ؟

ہم تو اُس وقت تقریر کر رہے تھے - کسے معلوم کہ اسٹیج کے گوشوں میں کیا ہو رہا ہے ' ورنہ خواجہ صاحب کو پہلے ہی سے خبردار کر دیتے :

لغزش بہر ' بلا ہے حسینوں کا التفات
اے دل سنبھل ' وہ دشمن جاں مہرباں ہے اب !

خیر ' بہتر ہے - آپ لوگ اپنے سر مفت میں کیوں الزام لیں ؟ صلح ہوتی ہو تو جنگ کیوں کریں ؟ الزاموں اور مغالطوں کیلیے تو انکی زبان پسند ' نعیم فراموش ' محروم عقل و دانش دماغ مجھہ دیوانے ہی کا بنا ہے - اور کوئی کیوں بدنام ہونے لگا ؟

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

دنیا کو یہ عقلمندی و دانش ' اور مجھہ کو اپنا جنون و نعیم و دشمنی مبارک رہے - میں دعا مانگتا ہوں

و یرحم اللہ عبداً قال آمینا !

(۸)

(کامل پاشا) نے جب اپنے اعمال مقصدہ کو انجام دینا چاہا تو چاروں طرف نظر ڈالی - فوجی قوت صلح کی کی مخالف تھی - اس نے سوچا کہ بغیر (ناظم پاشا) کے ملائے کامیابی نہیں ہو سکتی - پہلے ناظم صلح کے اشد شدید مخالف تھے ' اور (چٹلجہ) سے تار پر تار دیتے تھے - لیکن جب ۲۳ - جنوری کو سراے (درملہ باغچہ) میں " قومی مجلس " منعقد ہوئی ' تو اس تماشے کا ہر ایکٹر اپنے پارٹ کی مشق کر آیا تھا - ناظم پاشا سب سے پہلے کھڑے ہوئے اور کہا کہ جنگ سے کیا فائدہ ؟ بہتری اس میں ہے کہ صلح کرلی جائے - اب کامل پاشا خاموش تھا ' اسلیے کہ (ناظم) کے اندر سے اُسی کی صدا نکل رہی تھی ' اسکو لب ہلانے کی ضرورت ہی کیا تھی ؟

یہاں بھی آج " قومی مجلس " تھی ' اور صلح کی سعی و ارزوے شدید - نہ تو سر (راجہ صاحب) کو لب ہلانے کی ضرورت ہوئی ' نہ انکے اعوان و انصار کو ' صرف ایک ہمارے دوست ہی کافی تھے :

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی !

(۹)

غرضکہ یہاں تک اس افسانے کو طول دیجیے - زلف یار کی آخر کون پیمایش کرسکا ہے ؟

ما جرا ہا ست باں زلف پریشاں مرا

بالاخر وہی ہوا ' جسکا ہزاروں تمناؤں اور آرزوؤں کے ساتھہ انتظار کیا گیا تھا

باں اہل پریشاں سار بے دامن مدد لگانا '
دست پیغم ادھر زلف ارزا لگئی دل کو

مسٹر ممتاز حسین بیرسٹر ایٹ لا لکھنو نے بولنا چاہا ' مگر اب کون بولنے دیتا ہے ؟ یاراں کار فرما پر ایک ایک منٹ ایک ایک برس کا گذر رہا تھا - جلدی تھی کہ نہیں معلوم کن کن اعمال معتقدہ اور وظائف " نصف اللیل " کے بعد اپنا بخت خفتہ بیدار ہوا ہے ' اور لوگوں کی آنکھوں پر غنودگی طاری ہوئی ہے - کہیں ایسا نہو کہ ادھر انکی آنکھہ کھلے ' اور اُدھر اپنی قسمت پھر چادر منہہ پر ڈال لے -

بہزار مشکل انکو نہایت تھوڑا وقت دیا گیا ' لیکن ادھر ایک لفظ منہہ سے نکلتا تھا ' اُدھر گھڑی دکھلائی جاتی تھی کہ وقت ہو گیا !

اسکی محفل کی دیکھنا تہذیب !
بات کا انتظام ہوتا ہے

تقریر کیا کرتے ' انہیں وقت کی حساب فہمی سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی - مجبوراً خاموش ہو گئے -

(۱۰)

جن لوگوں کی کشتی امید میں ۲۶ - کی شام تک خاک اڑ رہی تھی ' آج دیکھتے تھے تو گھٹائیں امنڈی آ رہی ہیں - خوف تھا کہ یہاں کی فضا کا کیا ٹھکانا ؟ کہیں پھر موسم بدل نہ جائے - یکایک غل مچا کہ رزولیوشن پاس کردو ! سر راجہ صاحب نے حضار مجلس سے پوچھا کہ منظور ہے ؟

این سخن را چہ جوابست تو ہم میدانی !

یہاں خود ہی دست سوال تھا اور خود ہی زبان جواب ؟

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات تھی ؟ اگر " جامہ نیم شبی " کا بس چلتا تو اس سوال کا جواب زبان کی جگہہ دل کے ٹکڑوں کی پیشکش سے دیتے کہ دل و جاں سے منظور ہے ' کہیں خدا کیلیے پاس بھی کیجیے ؟

ساقی مے دے ' کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارے ہیں !

نکاسک شور اٹھا کہ "منظور ! منظور ! منظور !! " اسٹیج اور اسکے ارد گرد جو حلقہ تھا ' وہی منظوری لینے والا تھا اور وہی منظوری دینے والا - نہ سوال میں دیر لگی اور نہ جواب میں -

(۱۱)

رزولیوشن کے پاس کر دینے کی خوشی کے ہیجان نے ہوش و حواس کھو دیے تھے ' جن نو جوانوں نے پرسوں اپنی گلا پاری سر گرم تقریروں میں دکھلائی تھی ' آج انکی گرج اس ہنگامے کے بپا کرنے میں کام آگئی - چیختے چیختے گلا بیٹھہ بیٹھہ جاتا تھا ' مگر سینوں کے اندر آوازوں کا ایک سمندر بہہ رہا تھا - آواز اگلتے اگلتے منہہ تھکہ جاتے تھے ' مگر برق و رعد کا سیلاب تھا کہ کسی طرح بند ہی نہیں ہوتا تھا - " دلداری محاصرہ " کی پلٹنیں اپنی بیکاری سے کچھہ اُکتا سی گئی تھیں - اب انہوں نے ایک گھنٹے کی خاموشی کی کسر یوں نکالی کہ کچھہ دیر کیلیے بارہ دری کے اسٹیج کو " ہارمسٹن سرکس " کا تماشا گاہ فرض کرلیا اور لگے بے تکان قلا بازیاں کھانے

دل از تمکین شود بے ذوق رفتار
گہے طفلی شود مستانہ می رقص !

جن لوگوں نے اُن عجیب و غریب گھڑیوں کو نہیں دیکھا ہے محال ہے کہ انہیں اسکی کیفیت سمجھائی جاسکے - چہرے جوش و ہیجان سے سرخ ' گردن کی رگیں ابھری ہوئیں ' گلے شدت شور و ہنگامے سے پڑے ہوئے ' ہاتھہ میں اچھلتی ہوئی ٹوپیاں ' اور پاؤں کو اضطراب رقص سے قرار نہیں - منہہ سے کف اڑ رہی تھی ' اور چونکہ قریب قریب کھڑے تھے ' اسلیے آپس ہی میں ایک دوسرے کے چہرے پر پڑ رہی تھی - رومال نکال کر منہہ پونچھتے اور پھر کف اڑاتے - منتظمین جلسہ کو کیا معلوم تھا کہ بارہ دری کے اسٹیج سے میدان رقص کا کام لیا جائے گا ورنہ اسکی رعایت ملحوظ رکھتے - نتیجہ یہ تھا کہ جوش تو احمد

کی موجودہ صورت کے محرروں میں شریک نہیں ہیں - انکا نام بھی فہرست میں شامل تھا' پھر قوم میں کون شخص ہے جو کہہ سکتا ہے کہ نواب صاحب قبلہ لائق اعتماد نہیں ؟ لیکن اصلی سوال یہ نہیں تھا - سوال یہ تھا کہ کیا وہ حالات بھی قابل اعتماد ہیں' جنمیں یہ ڈیپوٹیشن مبتلا ہوگا ؟ کیا اُس مصائب آھنی پر بھی بھروسہ کیا جاسکتا ہے' جہانکی ہوائیں حوصلوں اور عزموں کی چٹانوں کو سرمہ بنا کر اڑا دیتی ہیں ؟

اور جب رایوں کی تبدیلی وتغیر کی ایسی مثالیں ہمکو دکھلائی جاتی ہیں کہ ایک رات کے اندر جنگ کے خواستگار صلح کے اوزر مند ہو جاتے ہیں' اور جو چیز شام تک سیاہ تھی' وہی صبح کو سفید بن جاتی ہے' تو پھر ہمارا کیا قصور ہے اگر ہم اعتماد و عدم اعتماد کے سوال کو چھیڑتے ہیں ؟ ہم تو اسقدر بے وقوف اور ہر فریب تازہ میں آجانے والے ہیں کہ چمک دمک کی کیا حقیقت ہے' ہم نے تو ایک نگاہ ناز پر اپنے دلوں کو حوالے کر دیا ہے - لیکن آخر تا کے ؟ کب تک نئی نئی ازمایشوں میں ڈالے جائینگے ؟

ہم زمانے کی حالت یہ دیکھتے ہیں کہ چار آدمیوں کی مجلس میں بھی کسی کو جرات نہیں ہوتی کہ جو کچھ دل میں ہے اسکو صاف صاف حوالۂ زبان کردے' پھر ہم کو بتلایا جائے کہ خواستگاران اعتماد میں وہ نفوس قدسیہ کون ہیں' جو گورنمنٹ ہاوس میں اُس استقامت کو ظاہر کرینگے' جس کی مثال ۲۸ - دسمبر کو قیصر باغ کی بارہ دری میں پیش نہ کر سکے ؟

ہم کو سب پر اعتماد ہے مگر اعتماد نہیں ہے اپنی بدبختی پر' اعتماد نہیں ہے اپنی محرومی پر' اعتماد نہیں ہے اُن واقعات و حالات پر' جو اس ڈیپوٹیشن کو پیش آئیں گے' اور جنکے سامنے نہ کسی کی استقامت چلے گی اور نہ دعوائے عزم و ازادی - جماعت جتنی وسیع ہوتی جاتی ہے' اُتنی ہی اسکی قوت بڑھتی جاتی ہے' اور جتنی کم ہوتی جائے گی' اتنی ہی رائے دینے والوں کیلیے دقتیں بڑھتی جائیں گی - آپ ایک جلسے میں کھڑے ہوکر اور ایک بہت بڑی جماعت کے صدائے اتفاق سے قوی ہمت ہوکر جس طرح گورنمنٹ پر نکتہ چینی کرتے ہیں' کیا حضور ویسراے کے سامنے بھی اسی طرح کر سکتے ہیں ؟ ہاں کر سکتے ہیں مگر وہ ہستیاں اور ہیں' آپ نہیں ہیں

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں ؟

(۵)

جو لوگ جلسے میں شریک تھے انکو یاد ہوگا کہ ہمارے آخری الفاظ کیا تھے ؟ ہم نے کہا تھا

" تم اس وقت نادانی اور غفلت کے ہاتھہ بک گئے ہو مگر وہ وقت دور نہیں ہے جب " اعتماد " کی اس آخری آزمائش پر بھی تم کو متاسف ہونا پڑیگا "

ابھی وہ وقت نہیں آیا ' مگر نامعلوم ابھی سے شروع ہوگیا ہے - انشاء اللہ العزیز اُس کا اصلی وقت بھی آ رہا ہے' - اُسوقت ہم پھر یک امرتبہ اپنے انھی الفاظ کو دہرائیں گے : وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون - [اور میں نہیں جانتا کہ جس وقت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا ابھی اسمیں دیر ہے ؟ - ۲۱ : ۱۰۹]

(٦)

جلسے میں اس وقت تین طرح کے لوگ تھے " مجلس بزم شبی " کے محرمان راز - انکے متعلق' جو خود نایاب منصب نہ تھے مگر انکے نام احکام جاری ہوگئے تھے - اور کچھہ عام لوگ' جو اُس ناگہانی انقلاب سے بالکل بے خبر تھے اور سادہ دل اور بے خبر ہونے کی وجہ سے کوئی آزاد اور رائے نہیں رکھتے تھے -

ان غریبوں کا عجیب حال تھا - ان میں بہت سے تعلیم یافتہ اور بہت سے سرگرم مدعیان ازادی و حریت بھی تھے' مگر یہ سب اس تیغ نگرے زخمی ہوے کہ مسٹر (محمد علی) کو تحریک کرتے' اور مدبر صاحب کو تائید کرتے ہوے دیکھا - ایک دن پہلے تک ازادی کا علم انھی کے ہاتھوں میں دیکھہ چکے تھے - پس سمجھے کہ جب انھی حضرات کے طرف سے تحریک و تائید ہو رہی ہے' تو ضرور کوئی اچھے ہی مطلب کی بات ہوگی' گو ابھی ہماری سمجھہ میں نہیں آتی !

رہی کمبخت مدای تقلید جو کل تک پرانے لیڈروں کے اندھا دھند اتباع کی صورت میں جانشان سور عقل و دانش تھا' آج ازادی کے عہد تازہ میں نئے لوگوں کے اتباع کی صورت میں مہم و دراست کی گردن کا طوق بنا - درد و ندامت کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ اگلے

عصر کی غلامی بھی مقلدانہ تھی' اور اب آزادی بھی مقلدانہ ہے - کچھہ حصہ نئے دور کا گذر جائے' اور مدتوں کے گرفتار تقلید دماغ (جو بالکل شل اور معطل ہوگئے ہیں) کچھہ کچھہ فکر و اجتہاد کے عادی ہو جائیں - تو پھر شاید ہر شخص اپنی سمجھہ سے ہر بات کو سمجھنے کی کوشش کرے - وما ذالک علی اللہ بعزیز !

(۷)

اب قدیم و جدید' اور مستبدین و احرار کی " متحدہ سازش " سخت بد حواس ہوئی کہ کہیں بنا بنایا کھیل بگڑ نہ جائے - ہر طرف سرگوشیاں شروع ہوگئیں

انما النجوی من	راز دارانہ سرگوشیاں شیطان کی وسوسہ
الشیطان لیحزن	اندازی سے ہوتی ہیں' تاکہ مسلمان
الذین آمنوا'	اُس کی وجہ سے آزردہ خاطر ہوں' حالانکہ
ولیس بضارہم	بغیر مشیت الہی کے یہ سرگوشیاں
شیئا الا باذن اللہ'	کچھہ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتیں -
وعلی اللہ فلیتوکل	مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر طرف سے
المومنون (۵۸	ہٹ کر صرف اللہ ہی پر اعتماد کریں -

معاً خواجہ غلام الثقلین صاحب کو بھی ڈیپوٹیشن میں شریک کرلیا گیا - انکا بیان ہے کہ مجھے اسٹیج کے " اقصاے مغرب " سے " مشرق ادنی " کی طرف کھینچ کر لیگئے - وہاں قسمیں کھا کھا کر اطمینان دلایا اور منتیں کیں کہ مان جاؤ - کیا کرتا ؟ مجبوراً ماننا ہی پڑا .

اتخذوا ایمانہم (۵۸ : ۵۳) جنة انھوں نے بچاو کیلیے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے -

گو مے ہے بند و تلخ' پہ ساقی ہے دلربا
اے شیخ بن پڑیگی نہ کچھہ ہاں کیے بغیر

خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ جب معاملہ یہاں تک پہنچا تو میں نے بھی مناسب نہ سمجھا کہ اور زیادہ مخالفت کروں - عرصے کے بعد کانفرنس میں آنا ہوا - لوگ کہتے کہ اسی نے چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا دیا -

بہر حال یاران طریقت نے خواجہ صاحب کو بھی جپ کرا ہی دیا .

پیمانۂ اک نظر میں سرار و شباب ہے
اُسکا نہ دیکھنا' نگہ التفات ہے

اب خواجہ صاحب سے کیا گلہ شکوہ کریں ؟ وہ کہتے ہیں نہ مجھے قسموں نے فرصت ہی نہ دی .

پیار سے' عشوہ سے' غمزہ سے لگا لیتے ہیں
وہ جسے چاہتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں

خواجہ صاحب نے بھی دیکھا کہ کسی کی منتیں منت میں ہاتھہ آتی ہیں' یہ پندار ہمت کا موقعہ نہیں

مقالات

تاریخ تمدن یورپ کا ایک صفحہ

(*)

قمارخانہ "کارلو"

ریاست موناکو کے مختصر حالات

فرانس کے شہر (نیس) سے مشرق کی طرف ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست (موناکو) نامی واقع ہے - اس ریاست کے تین طرف ممالک فرانس' اور ایک طرف بحر روم ہے -

اس ریاست کی کل کائنات صرف تین مقامات ہیں : شہر موناکو' کوہ کارلو' اور کندا - ریاست کی آبادی ۱۹ - ہزار ہے - جسمیں ۱۰ ۲۴ - شہر موناکو میں' ۳۷۹۴ - کوہ کارلو میں' اور ۶۲۱۸ کندا کے باشندے ہیں -

رئیس کا نام شہزادہ (البرٹ) ہے' جو اپنے باپ شہزادہ چارلس ثالث کے وفات کے بعد تخت نشین ہوا -

کوہ کارلو کے قمارخانہ بننے کے اسباب

ریاست بہت چھوٹی ہے - اس کی آمدنی اتنی نہ تھی کہ چارلس ثالث' سابق فرماں روائے ریاست کے تمام مصارف اس سے نکل سکتے - اسلیے اس نے پیرس کے ایک باشندے سے توسیع آمدنی کی بابت مشورہ کیا - یہ شخص نہایت چالاک اور فطین تھا - اس نے کہا کہ یہ کوئی مشکل معاملہ نہیں' نہایت آسانی سے آپ ایک بڑے والی ملک کی آمدنی پیدا کرلے سکتے ہیں - اب تک آپ صرف اپنی ریاست کی قلیل آمدنی کو صرف کیا - اب بہتر ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی دولت مند قوموں کی دولت پر متوجہ ہوں - اسکے لیے صرف ایک عمدہ قمارخانہ قائم کرنے کی زحمت گوارا کرنی پڑیگی -

چارلس ثالث کو یہ مشورہ پسند آیا' اور اس نے (ڈیول) اور لفارژ دو فرانسیسی شخصوں کو اپنی ریاست میں قمار خانہ قائم کرنے کا لائسنس دیدیا - ان دونوں شخصوں نے ملکے ایک قمار خانہ قائم کیا' لیکن بعض حالات ایسے پیش آے کہ اسمیں کامیابی نہیں ہوئی -

قمارخانہ کارلو کا بانی

شہر (ہمبرگ) میں (بلانک) نامی ایک شخص تھا - یہ شخص تار آفس کے کارپردازوں کو رشوت دیکے ان تاروں کو حاصل کرلیا کرتا تھا' جو سکوں کے نرخ کے متعلق پیرس سے آیا کرتے تھے - اس جرم میں اسکو چھہ ماہ کی سزا ہوگئی - چھہ ماہ کے بعد جب قید خانہ سے نکلا تو اس نے ایک چھوٹا سا ہوٹل قماربازی کے لیے قائم کیا - اس ہوٹل میں نمایاں کامیابی ہوئی - اس نے خیال کیا کہ اگر کامیابی کی یہی رفتار رہی' تو عجب نہیں کہ حکومت جرمنی ہوٹل کو بند کرانے پر متوجہ ہوجاے - اسلیے اسکو ایک ایسے مقام کی فکر ہوئی' جہاں کسی طرح کی مزاحمت کی خلش نہ ہو - کسقدر جستجو کے بعد کوہ کارلو کا علم ہوا' اور اس نے فوراً یہاں پہنچکر سنہ ۱۸۶۰ع میں (ڈیول) اور (لفارژ) سے قمارگاہ کا لائسنس خرید لیا -

---

جمال عشق و شرافت

فرانس کے ایک مشہور یوسل الس مصور نے اس تصویر کے ذریعہ "قماربازی" کے نتائج موثرہ پر دنیا کو توجہ دلائی ہے -

(طامس) ایک سنگ دل قمار باز' رات کو گھر سے نکلا - جس طرح قطب نما کی سوئی ہمیشہ قطب کی طرف رہتی ہے' اسی طرح قمار باز کا دل بھی قمار خانے کی جستجو سے ہٹ نہیں سکتا - لیکن عین اسی وقت اس گھر میں ایک اور دل بھی تھا' جسکی معصوم کی سوئی بالکل اسی طرح "طامس" کے بے مہر دل کی طرف پھری ہوئی تھی !

اسکی بیوی نے اپنے شیرخوار بچے کی طرف دیکھا' جسکو صبح سے دودھ کا ایک قطرہ نصیب نہیں ہوا تھا کیونکہ خود اسکی ماں پر دو شامیں فاقے کی گذر چکی تھیں - وہ بلک رہا تھا' لیکن اسی سے جلد ہی اسکی طرف سے آنکھیں ہٹالیں اور آب پر آب آنسوں سے' جنمیں حسرت و مایوسی کے آنسو بہرے ہوے تھے (طامس) کی طرف دیکھا -

آہ ! "عورت" کی نظر' جبکہ اسمیں مایوسی ہو ! آہ وہ قطرۂ عالم کی حکمراں جمیل' جسکی نگاہ قاہر امیدوں اور مایوسیوں کی کشمکش گاہ ہے' کون دیکھ سکتا ہے کہ خود کسی نگاہ سے رحم امید کی طالب ہو ؟

لیکن (طامس) نے اسکی نگہ امید طلب' اور اشک داد خواہ' کی حقارت کی - اس نے بے پروائی سے اسے ٹھکرا دیا - وہ سوچنے لگی کہ یہی بے مہر' اشک معصوم سے نا آشنا' آنکھیں تھیں' جنھوں نے اسے پانچ سال پہلے ایسے ہی رات میں اپنے ایک ہائے معصوم نگاہ سے منہ ہاتھ تر کردیا تھا ! اس نے مجھسے معصوم مانگی تھی لیکن آج میں اس سے رحم کی طالب ہوں !

وہ قمار خانے کی طرف روانہ ہوگیا - کاش وہ کسی طرح دیکھ سکتا کہ یاس و حسرت کی نگاہیں کس طرح اسکا تعاقب کر رہی ہیں ؟ وہ عشق قمار سے بیخود تھا - کاش اسے یاد آتا کہ ایک دل ہے' جو اسی کی طرح قمار محبت میں بازی ہار چکا ہے' اور اب صبر یاس دشمن کے قبضے میں ہے !!

صبح کو "وہ" اٹھی - بچے کو گود میں لیا اور قمار خانے میں آکر اپنے گم گشتہ قمار کو تلاش کیا - اسکا سر چکرا رہا تھا مگر اس کو سمجھا دیا کہ رات کو پولیس کا ایک گروہ اسکے شوہر کو گرفتار کرکے لے گیا ہے - اب اسکی آنکھیں خشک تھیں - صبر حیات کی ایک خاص منزل آسودگی کی ہے' مگر وہ اس سے گذر چکی تھی - وہ راہ پوچھتی ہوئی قید خانے کے دروازے پر پہنچی - بچہ اسکی گود میں تھا - دروازے کے روزنوں سے جھانک کر دیکھنے لگی کہ طوق و زنجیر کی اس مصائب مجلس میں وہ کہاں ہے ؟ کون کہہ سکتا ہے کہ اس وقت اسکے دل میں کیا خیالات گذر رہے تھے ؟ عورت کے دل کو' اس اپنے معجزہ طلسم جمیل' اس عقدۂ حسن کے دل کو' اس دنیا میں کون سمجھ سکتا ہے ؟

میں گردش رقص کی جگہہ نہیں ملتی تھی ' اسلیے جو رقاص جہاں کھڑا تھا ' وہیں اپنے پاؤں سے اسٹیج کے چوبیں تختوں کو کوٹ رہا تھا !!

یہ ایک رقص معلونہ کا اصلی ایکٹ تھا اگر (سر ہنری اروینگ) زندہ ہوتا اور اس مجمع کو دیکھتا ' تو یقین ہے کہ ان پرجوش نوجوانوں کی ایک کھیپ تو ضرور اپنے ساتھہ لیجاتا -

(۱۲)

لیکن اس عجب العجائب تماشے کا ایک خاص منظر تو رہ ہی گیا -

جونہی رزولیوشن کے پاس کرنے کا غل مچا ' ہم نے دیکھا کہ معاً سر (راجہ صاحب محمود آباد) اپنی کرسی سے مضطربانہ اٹھے ' اور (نواب وقار الملک) بہادر کے ہاتھوں کو بے اختیارانہ چوم لیا - نواب صاحب قبلہ کی جو سچی عظمت قوم کے دل میں ہے ' اسکے لحاظ سے اگر (راجہ صاحب) انکے قدم بھی چوم لیتے تو یہ کوئی بڑی بات نہ تھی ' لیکن رزولیوشن کے پاس کرنے کے ساتھہ ہی اس مضطربانہ اور بیخودانہ تعظیم کا ہم مطلب نہ سمجھے کہ دست بوسی کی قیمت نقد کیلیے کوئی متاع نقد بھی ہونی چاہیے - مگر اب خود نواب صاحب قبلہ کی تحریر گرامی سے یہ عقدہ حل ہوگیا ' اور معلوم ہوگیا کہ واقعی اس وقت راجہ صاحب اپنی بے اختیارانہ اظہار ممنونیت میں حق بجانب تھے -

یاد ہوگا کہ نواب صاحب قبلہ نے اپنی تحریر میں ایک جگہہ ارقام فرمایا ہے

" بعض معزز دوستوں نے پرائیوٹ طور پر مجھسے پوچھا کہ کیا آپ رزولیوشن کی تائید کرینگے ؟ میں نے عرض کیا کہ میرے مرتبہ مسودہ اور اس میں اختلاف ہے اسلیے میں ترمیم پیش کرونگا - اس پر مجھسے بہت اصرار کیا گیا کہ میں ایسا نہ کروں ورنہ جلسے میں بہت گڑبڑ ہوجائیگی * * * * مسٹر محمد علی نے رزولیوشن پیش کرتے ہوے کہا کہ رات کو بڑی رات گئے تک اس رزولیوشن کے متعلق مشورہ ہوتا رہا اور فلاں فلاں صاحبوں کے اتفاق سے (جن میں میرا نام بھی انہوں نے لیا) اسکا مسودہ مرتب ہوا ہے (حالانکہ یہ صحیح نہ تھا کیونکہ نواب صاحب کے مجلس سے چلے آنے کے بعد بعض لوگوں کو موٹر کاریں بھیجکر بلوایا گیا اور خود ہی اس رزولیوشن کا مسودہ ' اور ممبران ڈیپوٹیشن کی فہرست مرتب کی - نواب صاحب قبلہ کے سامنے یہ بات قرار پائی تھی کہ ہم کو خود ایک مسودہ رزولیوشن مرتب کرکے پیش کریں ' چنانچہ بقیہ رات جاگ کر اور سخت تکلیف و مشقت برداشت کرکے انہوں نے مرتب فرمایا ' لیکن ہم کو کسی نے پوچھا تک نہیں کہ وہ مسودہ کہاں ہے - الہلال)

اسپر میں نے اپنے ان معزز دوست کو جنہوں نے خاموش رہنے کی تاکید کی تھی توجہ دلائی کہ اس رزولیوشن کی ذمہ داری اب میرے اوپر بھی آتی ہے ' مگر انہوں نے اس وقت سکوت فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا - اس وقت میں نے اپنے آپ کو سخت مشکل میں پایا * جلسے میں ایک طرف تو میرا نام مجوزین فہرست میں خلاف واقع لیا گیا * * * اور جلسے کو دھوکا دیا گیا ' دوسری طرف اس بات کی کوشش کی گئی کہ میں جلسے میں بالکل سکوت اختیار کروں "

اب اس " عقدۂ دست بوسی " کا حل بالکل سامنے ہے - یہ مضطربانہ اظہار تعظیم و تکریم اسلیے تھا کہ " اگر آپ خاموش نہ رہتے تو یہ کشتی طوفانی کیونکر ساحل مراد تک پہنچتی ؟ "

(۱۳)

حریفان خلوت نے " صحبت بزم شبی " کی مجلس خاص کے مزے لوٹے ' لیکن اس بادہ گسارا نہ مدامی کا اعتراف کرنا چاہیے کہ ہم کو مجلس عام کو بھی سرشاری و بیخودی سے محروم نہ رکھا - کیونکہ بارہ دری سے نکلکر جو کچھہ گذری ' اسکی ذمہ داری تو کوئی نہیں لے سکتا اور کیوں لے ؟ لیکن اسمیں شک نہیں کہ بارہ دری کے اندر تو سبھی مست تھے

بیخود اس دور میں ہیں سب حاتم
افسوں کیا شراب مستی ہے !

لیکن ہم کہیں کہہ چکے ہیں کہ ہمارے ساقی مہ آب دوست نے پلائی تو ضرور کوئی ایسی ہی شے ' جسکا رنگ سرخی مائل ' اور قطرونکے لیے زلزلہ انگیز تھا ' لیکن اسمیں شک ہے کہ بہت پانی تو زیادہ نہیں ملا دیا تھا - کیونکہ ہم نے ۲۸ - ہی کو دیکھا کہ شام ہوتے ہوتے جمائیاں آنی شروع ہوگئیں تھیں ' اور چہرے اتر گئے تھے - بارہ دری سے نکلنے کے بعد ہی چند معززان آزادی ملے جنسے ہم نے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ تھا ؟ لیکن وہ رزولیوشن کا مطلب بھی نہ بتلاسکے ! جب کہا کہ بے سمجھے بوجھے آپنے بھی تو " رقص معلونہ " میں حصہ لیا تھا ' تو دفعتاً انکے سر میں خارش شروع ہوگئی ' حالانکہ اب ہاتھہ کی جگہہ ' سر نہیں بلکہ پیشانی تھی

گیا ہے سانپ نکل ' اب لکیر پیٹا کر

وہاں تو سب دم بخود رہے لیکن ڈیپوٹیشن کی شرکت کا مسئلہ ایسا نہ تھا ' جو بعد کو یاد نہ آتا - ہم نے سنا ہے نہ بقیہ تمام دن اسی معرکہ آرائی میں صرف ہوا

یہ بعد از انفصال اب آور ہی جھگڑا نکل آیا

بزرگان پابجاب نے فوراً اپنا بستر لپیٹا کہ ہماری قائم مقامی کا لحاظ نہیں رکھا گیا ' اور صحبت بزم شبی کی کسی کو خبر بھی نہیں دی ' گویا اور تو تمام صوبوں کی قائم مقامی کا کامل لحاظ رکھا گیا تھا !! سنا ہے کہ جناب (راجہ صاحب) استدعا کرتے رہے ہوے گئے ' کہ خدا کیلیے آور جو جی میں آئے کہدیجیے ' مگر روٹھکر نہ جائیے

تم ہی سچے سہی اس بات کا جھگڑا کیا ہے ؟

مسٹر محمد علی نے پہلے انکے بستروں پر قبضہ کیا تھا مگر نہ چلی - جناب راجہ صاحب گئے اور دلوں پر اسطرح قبضہ کرلیا کہ دو ممبر آور بڑھا دیے

زعیدہ مدعی و سرکوبی او سلم !
چوں میشود ' نباید اگر ارتقا کسے ؟

بمبئی کے لوگوں کو بھی سخت شکوہ تھا - ہمارے ایک دوست نے لکھا کہ " صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کو اعلان جنگ دے آیا ہوں - جب یہ حال ہے تو آلندہ سے العراق بمبئی و بنگ " معلوم نہیں کہ اس الٹی میٹم کا کیا جواب ملا ؟

الہلال کی ایجنسی

— * —

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

جب که معرے یه خیالات هیں ' تو اب بآسانی اندازہ هو سکتا هے که مجھ اسوقت کتنی مایوسی هوئی هوگی ' جب ۲۹ - دسمبر کو لکھنؤ پہنچکے یه سنا هوگا ' که اس جلسه میں ۲۴ آدمیوں کی ایک کمیٹی کو " بلینک چک " دیدیا گیا هے اور انکو اختیار دیا گیا هے که جو چاهیں کریں ' حتی که اگر چاهیں' تو قوم کے طویل طویل غور و تامل کے بعد بالاتفاق طے کردہ امور کو بھی بیدردی اور بے حدالی سے پامال کردیں ؟

همارے محترم لقدر نواب وقار الملک بہادر محمودآباد هاوس میں فروکش تھے - میں یه خبر سنتے هی سیدھا انکے پاس گیا - میں نے کہا که اس فیصله کی ڈیپوٹیشن کیلیے جو تدبیر اختیار کی گئی هے ' وہ قوم کے مصالح کے لیے سخت مہلک هے - نواب صاحب نے جواب میں فرمایا : " میں اسکا ذمه دار نہیں " -

جلسه کے بعد نواب صاحب نے پریس میں ایک نہایت مبسوط خط بھیجا هے ' جسمیں ان تمام اعمال پر سے پردہ اٹھا دیا هے جو وفد سازی کے لیے اختیار کیے گئے تھے - یه خط نہایت سنگین اور گراں وزن اعتراضات پر مشتمل هے - اسکی اشاعت پر ایک مہینه گزر چکا ' مگر باوجود اسکے اب تک نه اسکی تردید کی گئی هے اور نه تشریح !

مجھے امید هے که مدالعه طرازي نه سمجھی جائیگی اگر میں کہوں که سب سے زیادہ ذمه دار اور معزز قلم سے نکلے هوے اس خط نے تمام قوم میں بے چینی پیدا کردی هے اور اس کمیٹی کے خلاف قوم کی طرف سے قابل التفات آوازیں بلند هو رهی هیں -

یه خط جب پریس میں آیا تو اسی وقت ڈیپوٹیشن کی ممبری قبول کرنے میں مجھے پس و پیش هوا ' اور بالاخر میں نے فیصله کر بھی لیا که اس اعزاز کی بالاکراہ منظوری سے انکار کردوں ' لیکن میرے بعض ایسے پیارے احباب نے ' جنہوں نے اس تحریک میں سرگرم حصه لیا تھا ' دوستانه طور پر مشورہ دیا که اسکی پہلی هي منزل میں مستعفی هوکے ' ایک نازک ترین وقت میں قوم سے کنارہ کشی کرنے کا الزام اپنے سرنه لوں - ان احباب نے مجھے یه بھی مشورہ دیا که میں کمیٹی کے اولین جلسه میں ' جو ۹ - ماہ حال کو دهلي میں منعقد هونے والا تھا ' شریک کروں اور ممبروں کے سامنے اپنے خیالات ظاهر کردوں - مشورہ معقول تھا - میں نے قبول کرلیا -

چنانچه اسی خیال کا نتیجه تھا که میں دهلی گیا اور میں نے ایک باقاعدہ رزولیوشن کی صورت میں یه تحریک کی که کمیٹی کی تمام کارروائی عام طور پر (پبلک) کی جاے ' اور وقتاً فوقتاً شائع کیا جاتا رهے که هم اب تک کیا کرچکے هیں اور کیا کرنا چاهتے هیں ؟ (تاکه قوم کو هماری نسبت راے قائم کرنے کا موقعه ملے) -

میں نے یه بھی تحریک کی که ڈیپوٹیشن میں کثرت راے سے جو اشخاص اختلاف کریں ' انکے نام بھی شائع هونا چاهئیں ' تاکه کم از کم قوم کو یه معلوم هوجاے که ڈپوٹیشن کے فلاں فلاں ممبر نے فلاں راے دی تھی ' گو کثرت راے کے آگے نه چلی -

میں نے کہا که کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کی کارروائی میں جو اخفاء کیا گیا تھا ' اس نے عام قلوب میں بے اعتمادی اور شکوک پیدا کردیے تھے اور اسلامی اخبارات نے نہایت سخت زبان میں اسکی مخالفت کی تھی - میرے پاس اس یقین کے وجوہ هیں که قوم اسلامی اخبارات هي کے ساتھه هے - پس اگر یونیورسٹی کي تحریک کو کامیاب بنانا هے تو کمیٹی اپنے ساتھه عام راے کا بھی لحاظ رکھے - میں پیش بینی کرتا هوں که اگر ایسا نه کیا گیا تو مستقبل میں نہایت شدید مشکلات اور ناگوار تفرقه کا خطرہ هے ' جس سے مطلع کرنا بحیثیت ایک فرد قوم کے میرا فرض هے -

میں نے کہا که یه صحیح هے که اسوقت ۳۰ - لاکھه روپیه جمع هے مگر یه نه بھولنا چاهیے که مصارف یونیورسٹی کے سمندر میں یه ایک قطرہ سے زیادہ نہیں - ابھی بالکل آغاز هے اور آج کے بعد پھر بارها همکو قوم کی مدد کی ضرورت پڑیگي - پس ممبران کمیٹي قوم کے ساتھه جیسا برتاو کرینگے ' ویسے هی برتاو کی انکو قوم سے بھی امید رکھنا چاهیے ' جب که آیندہ ضرورتوں کے لیے وہ اسکے سامنے هاتھه پھیلائنگے -

اگر ممبر اسوقت قوم کے فیصله کی عزت کرینگے اور انکی پیروي' تو قوم پسندیدگي ' مسرت' اور گرمجوشي کے ساتھه انکا استقبال کریگي ورنه اسمیں عالمگیر " نفرت " پیدا هو جائیگي ' جس کا ایک اور صرف ایک هي سبب یه هوگا که کمیٹي نے قوم کي راے ظاهر نہیں کی ' بلکه اپنی شخصی راے ظاهر کی ' اگرچه وہ قومي راے سے کتنی هي مختلف تھي -

جیسا که پہلے سے میرا خیال تھا ' میری راے کو اکثر حاضر الوقت ممبروں نے منظور نہیں کیا - " اخفا " اور " راز داري " پر اصرار کیا گیا ' مصلحتاً اسوقت فیصله صادر نہیں هوا اور اینده اجلاس لکھنؤ کے لیے ملتوي کردیا گیا -

حال میں کمیٹی کی طرف سے دهلی کے جلسے کی ایک روئداد شائع هوئی هے - میں دیکھتا هوں که میري تحریک کا اسمیں کہیں ذکر نہیں اور وهي اپنی پرانی " اخفا " کی پالیسي پر عمل هے -

ان حالات کی بنا پر میں محسوس کرتا هوں که راست بازي کے ساتھه ایسے ڈیپوٹیشن کے ساتھه نہیں رهسکتا ' جسکی کارروائی کي تائید میں دیدہ و دانسته نہیں کرسکتا - اسلیے اپنے آپ کو استعفا دینے پر مجبور پاتا هوں ' اور اس خط کے ذریعه استعفا پیش کرتا هوں - مجھے یقین هے که میرے استعفا سے کمیٹی کے لیے معامله هموار هوجائیگا ' اور اسکو کام کرنے میں آساني هوگي -

آخر میں آپ کو یقین دلانا چاهتا هوں که اگر مجھے ایک لحظه کے لیے بھي یقین هوتا که آپکي کمیٹی کے لیے (موجودہ طرز عمل کے باوجود) میں مفید ثابت هوسکتا هوں تو نہایت خوشی سے اس عظیم الشان کام میں آپکے ساتھه شریک هوتا ' جو اسوقت آپکے سامنے هے -

چونکه معامله عظیم الشان اور عام اهمیت کا هے ' اسکے علاوہ میں یه بھي چاهتا هوں که پبلک کو میرے استعفا کے اسباب معلوم هوجائیں ' اسلیے ' اس خط کو پریس بھیجنے کي آزادي حاصل کرتا هوں -

مظهر الحق

(فیرسٹ راٹ ۹ - بانکي پور)

اولـــڈ بوائز ایسوسي ایشــــن

— * —

میں نہایت ممنون هونگا اگر آپ مجھے اجازت دیںگے که آپکے اخبار کے ذریعه سے جمله هندو اور مسلمان اولڈ بوائز صاحب مدرسة العلوم علی گڈھ خواہ وہ ممبر هوں یا نه هوں اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے طرف سے مدعو کروں که وہ ایسوسی ایشن کے سالانه جلسه میں جو ۲۱ - ۲۲ - ماہ حال کو کالج هذا میں منعقد هوگا تشریف لاکر شرکت فرمائیں - چونکه اس سال کے جلسه میں بہت سے نہایت اهم امور کو طے کرنا منظور هے اسوجه سے یه جلسه معمولي جلسه نه هوگا جمله صاحب کا تشریف لانا نہایت ضروري هے - جو صاحب ممبر هوں مگر کسی وجه سے تشریف نه لاسکیں وہ براہ مہربانی اپنی تحریري راے پندرہ ماہ حال تک دفتر ایسوسی ایشن میں بھیجدیں -

نیاز مند شوکت علی
انریري سکریٹري اولڈ بوائز ایسوسي ایشن

بلانک نے ۷ - لاکھ کی لاگت سے نہایت ماہر انجینیروں کی زیر نگرانی ایک پر شوکت عمارت اور ایک دلکش باغ تیار کرایا ' اور ہمبرگ سے اپنا تمام سامان قمار بازی بھی لے آیا - رفتہ رفتہ اس قمار خانے کی شہرت پھیلنے لگی - دور دور سے لوگ آ آکر شریک ہونے لگے ' اور تھوڑے ہی دنوں کے اندر قمار خانہ یورپ اور امریکہ کے قمار بازوں کا ایک عظیم الشان مرکز ہوگیا -

قمار خانے کی آمدنی

اس قمار خانے کی آمدنی اس تخمینے سے کہیں زیادہ ہے ' جسقدر ان حالات کے علم کے بعد کیا جاسکتا ہے - ریاست میں حفظ امن ' نگرانی باغات ' اصلاح ریلوے کے مصارف اور اسکے علاوہ ریاست کو ایک لاکھ فرنک سالانہ دینا ' بلانک کے بعض کی صرف چند مدین تھیں -

اس نے اسی قمار خانے کے خالص منافع سے اپنے تمام مصارف کے بعد دس ملین پونڈ جمع کر لیے تھے !

لیکن ایک نئی مشکل یہ پیدا ہوئی کہ باشندگان ریاست کو قمار خانہ پسند نہ تھا - قمار خانے کے خلاف عام جوش یہاں تک بڑھا کہ رعایا نے رئیس کے مقابلہ میں بغاوت کر دی - بلانک نے اس موقعہ سے عجیب طرح سے فائدہ اٹھایا - اس نے یہ تجویز پیش کردی کہ تمام رعایا ٹیکس سے معاف کر دیجائے - اسکے معاوضے میں ٹیکس کی پوری رقم میرا قمار خانہ ادا کر دیا کریگا -

اس تجویز نے رعایا کے دلوں کو مسخر کر دیا اور بغاوت دور ہوگئی -

ان مصارف کے معلوم ہونے کے بعد غالباً یہ تخمینہ (جیسا کہ کیا گیا ہے) بیجا نہیں ' کہ بلانک کو قمار خانے سے کئی ملین پونڈ سالانہ کی بچت تھی !!

قمار خانے کا لائسنس اور اسکا معاوضہ

اس قمار خانے کا لائسنس بلانک کے پاس سے ایک کمپنی کے ہاتھہ میں گیا - اس کمپنی نے لائسنس کی تجدید سنہ ۱۹۴۷ع کے لیے کی ' اور اسکے معاوضہ میں ریاست کو ۱۸۹۹ع تک ۴۴ - لاکھ پونڈ دیتی رہی - لیکن اسکے بعد یہ رقم برابر ترقی کرتی رہی تھی - چنانچہ سنہ ۱۹۰۷ - میں کمپنی نے ۵ لاکھ پونڈ ' اور سنہ ۱۹۱۳ع میں ۶ - لاکھ پونڈ ادا کیے ' اور سنہ ۱۹۱۷ع میں ۸ - لاکھ پونڈ ' سنہ ۲۷ع میں ۹ لاکھ پونڈ ' اور سنہ ۳۷ع میں ۱۰ - لاکھ پونڈ دیگی -

قمار خانے کے بند کرنے کی کوشش -

قمار خانے کی دلکشی اور عالمگیری روز بروز بڑھتی گئی - یورپ کے دولتمند خاندانوں کے ممبر یہاں آئے اور قسمت آزمائی کرنے لگے - قمار خانے کے قواعد اس طرح سے ترتیب دیے گئے تھے کہ اکثر لازمی طور پر کھیلنے والے ہارتے تھے ' گو بظاہر وہ سمجھتے تھے کہ جیت بھی جایا کرتے ہیں - نہیں معلوم کہ اعظم اور یورپ کے کتنے شخصوں اور خاندانوں کے خزانہ ہاے عظیمہ تھے ' جو اسکی سرزمین میں مدفون ہیں !

آزادانہ قمار بازی کے جلو میں افلاس ' اور افلاس کے جلو میں اجتماعی مفاسد ہمیشہ رہتے ہیں - انگلستان اور فرانس نے اسکی زور افزوں دلکشی پر توجہ کی اور رئیس پر زور ڈالکے قمار خانہ بند کرنا چاہا - ممکن ہے کہ انگلستان اور فرانس کلید (قسطنطنیہ) کی حوالگی کی بابت دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں کامیاب ہوں ' کیونکہ وہ ایک ایشیائی سلطنت ہے ' مگر یورپ کی ایک ریاست کے مقابلے میں (گو وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہو ؟) یورپ کی بڑی بڑی مرعی اور اخلاقی قوتیں بھی بیکار ہیں - رئیس نے اس متفقہ یاد داشت کے جواب میں صاف کردیا کہ اگر قمار خانہ کے بند کرنے پر وہ مجبور کیا گیا تو اپنی خود مختاری سے دست بردار ہوجائیگا اور شہنشاہ جرمنی کی ماتحتی قبول کرلے گا - اس جواب سے مدبران فرانس و انگلستان کے ہوش اڑ گئے ' اور یاد داشت واپس لیلی گئی -

و فی ذلک ، فلیتنافس المتنافسون

—ّ*ّ—

استعفا اور خط

— * —

مسلم یونیورسٹی ڈپیوٹیشن

— * —

بنام سکریٹری صاحب مسلم یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی

— * —

جناب نواب صاحب !

جب سے میں دہلی سے آیا ہوں ' نہایت تردد کے ساتھہ غور کر رہا ہوں کہ آیا یونیورسٹی ڈپوٹیشن میں اپنی ممبری کے قائم رکھنے کے ساتھہ میں قوم کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں ؟ نہایت افسوس کے ساتھہ کہتا ہوں کہ جس نتیجہ پر پہنچا ' وہ یہ ہے کہ " نہیں "

یہ پیچیدہ سوال چونکہ مسلمانان ہندوستان کے لیے معمول حد تک اہم ہے ' اسلیے قدرتاً مجھے اپنے خیالات کی بالتفصیل تشریح کرنا چاہیے -

گذشتہ دسمبر کو کانگرس کے اجلاس بانکی پور کی استقبالیہ کمیٹی کا صدر تھا - فرائض صدارت کی مشغولیت کی وجہ سے فونڈیشن کمیٹی کے جلسہ لکھنو میں شریک نہ ہوسکا ' اور میری عدم موجودگی میں میرا نام بھی ممبران ڈپوٹیشن کی فہرست میں شامل کر دیا گیا -

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر میں اسوقت موجود ہوتا تو ضرور بالضرور ہر ایسے رزولیوشن سے اختلاف کرتا ' جسکا منشا یہ ہو کہ کسی خاص جماعت کو اسدرجہ کامل اختیارات دیدیے جائیں - میں بذات خود ہمیشہ سے اس اصول کا سخت مخالف ہوں کہ چند اشخاص کو (خواہ انکی زندگی کتنی ہی نمایاں کیوں نہ ہو) غیر محدود اختیارات تفویض کر دیے جائیں -

یونیورسٹی ایک ایسا مسئلہ ہے ' جس سے تمام قوم کو نہایت سرگرم اور ناگزیر دلچسپی ہے - ہر طبقے اور ہر حلقے سے چندہ آیا ہے - شاہ و گدا ' پیشہ و بندہ ' فقرا و نوازش ' سب نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چندہ میں حصہ لیا - میں نے اپنے صوبے میں فراہمی چندہ کے کام میں شرکت کی تھی - میں بلا مبالغہ اور الفاظ کے بالکل لغوی معنی میں ' شہر بشہر اور قصبہ بقصبہ اسطرح پھرا ہوں ' کہ میرے ہاتھہ میں کاسۂ گداہ تھا ' اور کوچہ و بازار میں دریوزہ گری تک سے پیسے اور پائیاں وصول کر رہا تھا - اسلیے میری حیثیت ایک معتمد علیہ شخص کی ہے - میں اپنے آپ کو ان لوگوں کے سامنے جواب دہ سمجھتا ہوں جنہوں نے اس بارے میں اعتماد کیا تھا اور ذمہ دار ہوں اس کا ' کہ " لندنیوں " کی " فونڈیشن " پر چندہ دینے والوں سے جو وعدے کیے گئے تھے ' وہ واجبی طور پر پورے کیے گئے یا نہیں ؟

لکھنؤ کے جلسہ میں میرے نزدیک یہ ہونا چاہیے تھا کہ چند اصولی امور مثلاً چانسلر کے اختیارات ' کالجوں اور اسکولوں کا الحاق ' یونیورسٹی کی ساخت وغیرہ ' قطعی و مستحکم طور پر طے ہو جاتے ' اور دیگر جزئیات ایک چھوٹی سی کمیٹی کے سپرد کر دیے جاتے -

آبادی کے ناقدر کا اندازہ کرلیتے ہیں - اندرونی تعداد کے مقابلہ میں مسلمانوں کی جو حالت رہی اس سے انکو یہ اندازہ ہوگیا کہ مسلمان آبادی کے عنصر ماؤف ' ترقی کے سد راہ ' حاکم پرستی کا پیکر ' پالیسی کے نقاب پوش ' اور حق فروش اشخاص پر ایمان لانے والے ہیں -

حکمران قوم سے خدمات کی پاس داری کی امید صرف اس جماعت کو رکھنا چاہیے ' جو اپنے آپ کو حکمران گروہ کی نگاہ میں ربردار اور اہم ثابت کرچکی ہو - اور اہمیت کارنامہ ہاے اسلاف کے اعادہ سے نہیں حاصل ہوتی ' بلکہ صداقت ' جرأت ' عزت ' غیرت ' حمیت ' اور ایثار سے ثابت ہوتی ہے - پس جب کہ ائتلاف مثلث اور اسکی مسلمان رعایا میں صرف حکومت کا تعلق تھا ' اور اس حیثیت سے اس نے اپنے آپ کو نہایت پست ہمت ' کم حوصلہ خوشامد طراز ' اور خدمات کش ثابت کردیا ' تو کیوں ائتلاف مثلث مسلمانوں کے خدمات کے لیے اپنے تمدنی مصالح کی قربانی کرتیں ؟

خلاصہ یہ کہ التوے جنگ پر دستخط کرنے سے پہلے بلغاریا کا ادریانوپل اور جزائر ایجین کی حوالگی پر مصرنہ ہونا ' مگر لندن میں صلح کانفرنس کے منعقد ہوتے ہی ان دونوں مطالبات پر نہایت شدید اصرار کرنا ' بلقانی پالیسی میں ایک پراسرار تغیر ہے اور غالباً یہ دول ائتلاف مثلث کے اشارہ سے ہوا ہے - باب عالی نے ان بیجا مطالبات کا یہ جواب دیا ہے کہ اس نے مقدونیا جسمیں سالونیکا جیسا اہم شہر موجود ہے ' دیدیا - البانیہ کی حد بندی انکی مرضی پر چھوڑ دی ' اور کریٹ میں تعلقات عثمانی کے بقا و عدم بقا کو دول کے ہاتھ میں دیدیا - ان اہم رعایتوں کے بعد وہ ادریانوپل کے دینے پر راضی نہیں ' کیونکہ وہ قسطنطنیہ کی کنجی ہے ' اسکے باشندوں کا بیشتر حصہ مسلمان ہے ' لیکن جب اس جواب پر بھی بلقانی اصرار میں فرق نہ آیا اور ائتلاف مثلث کا زور پڑا تو باب عالی نے مضافات ادریانوپل کے تین مقام : مصطفی پاشا ' قرجہ علی ' اور طمراس بھی دیدینے کا وعدہ کیا اور بعض اشخاص کا بیان ہے کہ بحیرہ ایجین پر دده اغاج نامی مقام بھی دینے کا وعدہ کیا ہے -

(یہ کامل پاشا کی آخری سیاسیاں نہیں ' لیکن قدرت نے صفحۂ وزارت الٹ دیا : و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا - الہلال)

یادگار حادثۂ ہائلۂ مشہد مقدس

— * —

۱۱ - ربیع الثانی

— *: —

مولانا ! میں نے ۲۶ - فروری سنہ ۱۹۱۳ ع کے الہلال میں جناب سید علی عصغر صاحب کا اعلان پڑھا اور بڑے شوق سے پڑھا - مجھے سید صاحب موصوف کے ان خیالات سے اتفاق ہے جو انھوں نے ان مصائب و مظالم کی نسبت ظاہر فرمائے ہیں ' جو حضرت امام حسین اور حضرت علی بن موسی الرضا علیہما السلام پر وارد ہوے اور جنکی یاد قیامت تک نہ صرف مسلمانوں کے ' بلکہ ہر ایک انصاف پسند اور صاحب درد شخص کے دلکو بیچین و بیقرار رکھے گی -

روسیونکا تشدد ' روسیونکا ظلم ' روسیونکا بلا تمیز سن و سال زن و مرد کو قتل کردینا ' علماء اسلام کو سولیوں پر چڑھانا ' اور انکے پاک سینوں کو جنمیں خداے واحد کی توحید ' رسول برحق کی رسالت ' اور اسلام کا پاک نور متمکن تھا ' گولیوں اور سنگینوں سے پاش پاش کردینا ' اور پھر روضہ مبارک حضرت موسی الرضا پر گولہ باری کرکے اوسے سخت بے حرمت کرنا ' کچھ ایسے دل ہلادینے والے واقعات ہیں جو صفحہ ہستی سے کوئی دنیاوی طاقت نہیں مٹا سکتی - سال گذشتہ میں جب مظالم کا ظہور ہوا تھا ' تو یہہ ایک قدرتی امر تھا کہ ہر مسلمان کے دل میں اونکی وجہ سے رنج پیدا ہو ' چنانچہ مجھے بھی سخت قلق ہوا اور طبیعت عرصہ تک بیچین رہی - مگر بعد ازاں میں سمجھہ گیا تھا کہ ان تمام مظاہرات عالم میں قدرت خداوندی کا ایک خاص راز ہے ' جسکا نہ تو ہم سر دست احساس ہی کرسکتے ہیں اور نہ ہماری دنیاوی بلکہ گم کردہ بصیرت آنکھیں دیکھہ سکتی ہیں - کیونکہ یہہ امر یقینی تھا کہ اگر گناہ گار ہیں تو مسلمان ' اور اگر شریعت و طریقت محمدی (صلعم) کو فراموش کرکے مضحکۂ عالم بنگئے ہیں تو مسلمان ' اور مسلمان بھی وہ ' جو زندہ و موجود ہیں - پھر اوس بزرگ طریقت اور امام برحق اور رسول کے بیٹے کا کیا قصور تھا جو آج سے تریباً ۱۳ - سو سال پیشتر اس دنیاے فانی سے رحلت کر گیا تھا ' جسکی پاک زندگی خدا رسول کے احکام کی کما حقہ پابندی اور خلق خدا کی خدمت ہی میں بسر ہوئی تھی ؟ یہی وہ چیزیں ہیں جنھیں میں راز الہی یا حکمت خداوندی خیال کرتا ہوں اور یہ حکمت نہایت ہی معنی خیز حکمت ہے اور اسکے اصلی و عملی نتایج کے ظہور کے لیے ہمیں چند سال منتظر رہنا پڑیگا ۔ میرا ایمان ہے کہ جو نتایج اس حکمت بالغہ سے ظاہر ہونگے وہ ایسے ہونگے جنسے دنیا کی قوموں کی تاریخیں بنتی ہے اور جنکے ذریعہ دنیا میں قومیں اپنے لیے خود تاریخ پیدا کرتی ہیں -

سید علی عصغر صاحب نے اعلان مذکورہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس میں جملہ مومنین کو مشورہ دیا ہے کہ ۱۱ - ربیع الثانی مطابق ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۳ کے دن تمام اطراف و اکناف ہندمیں مجالس برپا کریں اور باہم ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کر کے ارواح طیبہ حضرات معصومین کو شاد کریں -

مجھے سید صاحب موصوف کے اس مشورہ سے اتفاق بھی ہے اور میں اس تحریر کا مخالف بھی نہوں - جہانتک انعقاد مجالس تعزیت اور ماتم خوانی کا تعلق ہے ' اسے تو میں ضروری و لابدی خیال کرتا ہوں - یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ روسی مظالم کی یاد میں ۱۱ - ربیع الثانی کو ایک خاص اہمیت دیجاے اور اسے بھی محرم سے کم نہ سمجھا جاے کیونکہ اس قسم کی تقریبوں سے طبیعت پر ایک خاص اثر پیدا ہوتا ہے اور اگر کسی بندۂ خدا کے دلمیں درد پیدا ہو جاے اور وہ ان مجالس سے متاثر ہوکر عملی کام کرنے کی طرف مایل ہو جاے تو بلا شبہ ایسی مجالس باعث خیر ثابت ہوتی ہیں - مگر بات یہ ہے کہ اب وہ وقت نہیں رہا کہ ہم گھروں میں بیٹھکر رویا کریں - قومی تنزل کی بدیہی نشانی اگر ہوسکتی ہے تو اس سے بڑھکر نہیں کہ افراد قوم میں یا تو اپنے تنزل کا احساس ہی نہ ہو ' اور اگر ہو تو اسباب ادبار کے دور کرنے کی طاقت ' جرأت ' یا خیال تک نہ آئے - کسی خیال کو عمل میں لانا اور بعد ازاں اوسپر کاربند ہونا بہترین وسایل ترقی میں شمار ہوتا ہے - عورتوں کی طرح گھر میں بیٹھکر رونے اور بیان کرنے کا زمانہ گذر گیا - مصائب و آلام کی مہیب صورت اب بنکر ہمارے

المسئلة الشـــرقيه

(٢)

مطالبـــات بلقـــان اور ائتـــلاف مثلث

— * —

انڈریا نوپل کا مطالبه کس کي طرف سے هے ؟

— * —

ایک عثمانی نامه نگار کے قلم سے -

— * —

هم کو اس امر کا یقین هے که بلغاریوں نے التواء جنگ پر اسوقت دستخط کیے هیں ' جب که انکے دلوں میں جنگ کی طرف ذرا بھی میلان نه تھا - پھر یه ' که ان کو اچھي طرح معلوم تھا که دولت عثمانیه اپنے سابق دار الخلافه کو کسي طرح بھی حوالے نہیں کریگی ' بلکه یه تو انکي صلح کي یاد داشتوں سے بھی معلوم هوتا تھا که وہ اس شهر کی سپردگی کا مطالبه نه کرینگے ' اور چتالجه سے قسطنطنیه واپس آنے کے بعد ناظم پاشا کی گفتگو سے بھی معلوم هوتا تھا که بلغاریوں نے مسئله ایڈریا نوپل سے قطع نظر کرلیا هے -

با این همه لندن کانفرنس کے منعقد هونے کے بعد اڈریا نوپل کے لیے پھر اصرار کرنا اور یه کہنا که بغیر اسکي حوالگی کے صلح نه کرینگے ' کیا معني رکھتا هے ؟ بعض لوگوں کا خیال هے که چتلجا میں اظہار تساهل محض ایک فریب تھا ' جس کا مقصد یه تھا که انکو اپنی پراگندگي کے جمع کرنے اور ایڈریا نوپل کے ذخائر کے ختم هو جانے کے لیے وقت ملجائے - اڈریا نوپل کی بابت انکا خیال تھا که اسمیں زائد سے زائد تاریخ التواے جنگ سے ایک ماہ تک کے لیے سامان خور و نوش هوگا ' اور اس کے بعد شهر خود بخود مسخر هو جائیگا -

مگر اکثر لوگوں کا خیال هے که جرمنی اور آسٹریا کو نقصان پہنچانے کے لیے دول ائتلاف مثلث کي طرف سے بلغاریا پر زور ڈالا گیا هے که وہ اڈریا نوپل کی حوالگی پر اصرار کرے ' اور چونکه کانفرنس لندن میں هو رهي تھي اور کامل پاشا نے سر ایڈورڈ گرے کے مشوروں سے قابلہ اتھا نے کي امید ظاهر کي تھي ' اسلیے امید قوی تھی که (بلغاریا) کو ایڈریا نوپل ملجائیگا -

(ائتلاف مثلث) میں تین سلطنتیں هیں - روس ' فرانس ' اور انگلستان - روس کے زور ڈالنے کي وجه تو ظاهر هے ' کیونکه اگر اڈریا نوپل بلغاریا کو ملگیا تو سلافي عنصر کی قوت بڑھجائیگي جس کا روس اپنے آپ کو ملجاؤ ماوا کہتا هے - فرانس و انگلستان کے زور ڈالنے کے وجوہ بھي جلد سمجھه میں آجاسکتے هیں - یه تو اچھی طرح معلوم هے که انگلستان اور فرانس کو روس کی خاطر داری منظور هے - اور یه خاطر داري اس حدتک عزیز هے که اپني کروروں محکوم مسلمان رعایا کی دلآزاري میں بھي دریغ نہیں - دنیا جانتي هے که ایران کي تباهي کا بانی روس اور اسکا مددگار انگلستان هے ' کیونکه اگر انگلستان نے اتنی چشم پوشي نه کی هوتی ' تو اسکی یه حالت نه هوتي - انگلستان اور فرانس کو روس کی خاطر داري اسواسطے عزیز هے که وہ اسوقت طاقت کا دیو هے اور اسکی طاقت اور جنگجوئي کو سب تسلیم کرتے هیں ' اسلیے اسکي دوستی جرمنی کے عفریت اعظم کے خوفناک حملے سے (جس سے انگلستان اور فرانس کانپ رهے هیں) بچنے میں مدد دیگی -

دولت عثمانیه ایک خوان یغما هے ' جسمیں یورپ کی تمام سلطنتیں حصه دار هیں - انگلستان نے اپنے لیے مصر ' فرانس نے شام ' جرمنی نے بغداد ' روس نے اناطولیا ' اٹلی نے طرابلس تصور کرلیا هے اور هر سلطنت اپنے اپنے پیش نظر حلقے میں اپنا اثر پھیلا رهي هے - مگر یه خیالی تقسیم اسی وقت واقعی هوسکتی هے جب که مریض (ٹرکی) کے آخری انفاس موقوف هو جائیں اور آفتاب هستی همیشه کے لیے بحیرۂ باسفورس میں غروب هوجاے - اسمیں دشواری یه هے که بعض حصوں کے متعلق ابھی طے نہیں پایا که وہ کس لیگا ؟ خوف هے که کہیں تقسیم کے وقت خانه جنگی شروع هو اور تمام یورپ میں آگ نه لگجاے - اسلیے یورپ کی راے هے که مریض کے دست و بازو قطع کردیے جائیں تاکه آئندہ وہ مقابله کے قابل نه رهے - ساتھه هی کچھه عرصے تک زندہ بھی رکھا جاے تاکه اسکے ٤٠ کرور سادہ لوح ' ناواقف ' غیور فرزند ' اور دوست و دشمن میں تمیز نه کرنے والے هم مذهبوں پر اسکے ذریعه اثر ڈالا جاے - وہ همارے هاتھه میں کٹھپتلی هو - جو کچھه هم اسمیں بھردیں وهی بولنے لگے - مسلمان چرواهے کی بکریوں کی طرح آوارہ پھرتے رهیں اور نصرانیت کی قربانگاہ عامع پر ذبح کردیے جائیں -

اسمیں کوئی شک نہیں که مصر کا انگلستان کے قبضه میں آجانا انگریزی مصالح کے لیے نہایت مفید هے ' مگر کیا مسلمان اسکے لیے راضی هونگے که مصر کی (جو دماغ اسلام کہلاتا هے) آزادی کا (گو برائے نام هي سہی) خاتمه هو جاے ؟ شام کا فرانس کے قبضه میں آجانا فرانسیسی مصالح کے لیے نہایت مفید هے مگر مسلمانان مراکش و الجزائر و تونس اس پر راضي هونگے که دولت عثمانیه کے جسم سے ایک ٹکرا اور کاٹ لیا جائے ؟ بیت المقدس کا کسی عیسائی سلطنت کے قبضه میں آجانا ' دنیاے عیسائیت کے لیے ایک مژدہ عظیم هوگا ' مگر کیا اسطرح دنیاے اسلام کے لیے ماتم اکبر خبر نه هوگی ؟ خانه کعبه پر صلیبي جھنڈے کا لہرانا عیسائی دنیا کے لیے ابر خوش رحمت کردینے والی خبر هوگی ' مگر کیا کوئی مومن جسمیں رائی برابر بھی ایمان هوگا ' اسوقت چپ نه رهجائیگا ؟ پس ایسی قوم سے جو هم سے هر حیثیت سے مختلف هو ' اوسکے مصالح کے قربانی کي درخواست کرنا یا امید رکھنا ' ایک ناجائز درخواست اور امید هے ' اور اسکا جواب بجز آمیز خاموشی کے سوا اور کچھه نہیں هوسکتا -

یورپ میں حکومت تجارت کے مرادف هے - یورپین حکومتیں صرف اسوقت اپنی کسی مصلحت سے دست کش هوسکتی هیں ' جب ثابت هوجاے که اس سے زیادہ اهم مصلحت کو ضرر یا فائدہ پہنچتا هے - پس اگر ائتلاف مثلث کی اسلامي رعایا یه چاهتی تھی ' که انکی حکومتیں اپنے مصالح کے مقابله میں رعایا کے جذبات کا لحاظ کریں ' تو انکا اولیں فرض یه تھا که اپنے آپ کو آبادی کا ایک ایسا جزو ثابت کرتیں ' جس سے حکومت کے مصالح پر اثر پڑتا -

اهل مغرب نہایت دانشمند هیں - جزئی جزئی واقعات سے نہایت اهم نتائج اخذ کرتے هیں ' اندرون ملک کے سیاسي تغیرات اور ان سے

ناموران غزوۂ بلقان

سرگذشت انقلاب

(۵)

انور بے کی طلبی سے ورود قسطنطنیه تک

— * —

(مقتبس از جرائد عثمانیه و مراسلۂ ڈاکٹر مصباح الدین شریف ے)

— * —

بیر بحالت موجودہ غازی انور بے کا قسطنطنیه جانا بھی مخدوش تھا، اور بہت ممکن تھا، که اتحاد و ترقی کے مخالف ایک فتنۂ تازہ بپا کر دیتے اور کسی مفید فوجی خدمت کا بھی موقعه نه دیتے -

جنگ نے اپنی ابتدائی منزلیں طے کیں، اور اس عجیب جنگ کی ابتدائی منزلیں هی اسکی انتہا تھی - پیہم شکستوں کی خبریں برابر غازی موصوف کو پہنچتی رہتی تھیں اور پرنس عمر طوسون پاشا نے روزانه ڈاک کا انتظام کر دیا تھا -

تم، که جسم اسلام کے ایک عضو معطل، اور چہرہ ملت کیلیے ایک داغ ناکامی هو، جب مصطفی پاشا، قرق کلیسا، لولہ بورغاز، اور چورلی درعس کی شکستوں کی خبریں سنکر رقف درد و اضطراب هوگئے تھے، تو اندازہ کرو که ان شکستوں کی خبروں نے موجودہ نسل اسلامی کے سب سے بڑے زندہ و کار فرما دل و دماغ پر کیا اثر ڈالا هوگا ؟

اسلامی مصائب کی خبروں کے انتشار نے تمام عالم اسلامی کو جنگ طرابلس کے گذشته واقعات یاد دلا دیے تھے - هر شخص آرزو کرنے لگا تھا که کاش " انور بے " آج درنه کی جگه ادرنه میں هوتا ؟ مصر کے بعض غیرت مندان ملت نے چار آدمیوں کا ایک وفد بطور رقعه بھیجا، تاکه غازی موصوف کو قسطنطنیه جانے کی طرف توجه دلائے - الجزائر سے صدها مراسلات پہنچیں، جنمیں آرزو کی گئی تھی که یه وقت طرابلس کی جگه مرکز خلافت کے تحفظ کا ہے، اور آپکو کسی نه کسی طرح آستانه پہنچ جانا چاهیے - اخبار (الزهرہ) تیونس میں ایک موثر اپیل شائع هوئی تھی، جس میں افسوس کیا تھا که انور بے آج قسطنطنیه میں نہیں هیں -

آپ سنکر تعجب کرینگے مگر اب اظہار میں کوئی هرج نہیں که آپکے هندوستان سے بھی یہی پیام غازی موصوف کے نام بھیجا گیا تھا، اور ایک شخص نے اسی غرض سے وهاں تک کا سفر کیا تھا -

تاهم انور بے نے طرابلس سے حرکت نہیں کی اور یا خاموش رہے، یا یه کہا که " ایک وقت میں سپاهی کے سامنے ایک هی جنگ هونی چاهیے " -

* * *

اب وہ وقت آیا جب جنگ ملتوی اور صلح کے سامان شروع هوے - کامل پاشا کے تاریک مقاصد بالکل روشنی میں آگئے - اتحاد و ترقی کے ممبروں پر کھلے بندوں ظلم هونے لگا، پریس دور حمیدی کے احتساب میں آگیا، اور جاسوسی کا بازار پھر گرم هوگیا -

اتحادیوں نے دیکھا که هماری طاقت بالکل ٹوٹ گئی ہے، اور اصلاح حال همارے امکان سے باهر ہے - اب اگر کوئی علاج ہے، تو یہی ہے که اس فرشتۂ نصرت، غازی انور بے کو طلب کیا جائے -

رهی ۸ - آدمی، جن میں سے بعض کے نام هم لکھه چکے هیں، اب اتحاد و ترقی کی اصلی کارکن جماعت تھی - پرنس یوسف عز الدین کی سر پرستی سے کسی قدر مطمئن اور بے خوف هوگئے تھے - وہ جمع هوے اور ایک پوری متفکر اور پر محن رات بحث و مشورہ میں بسر کی - وہ دیکھه رہے تھے که مطلع غبار آلود ہے، طوفان کے آثار شروع هوگئے هیں، بادبان بیکار ہے، اور موجوں کے طمانچوں سے کشتی تہه و بالا هو رهی ہے - اس وقت جب تک ایک غیبی هاتھه ناخدائی نہیں کریگا، کشتی کا ساحل مقصود تک پہنچنا محال ہے -

لیکن سوال یه تھا که انور بے کو کیونکر اطلاع دی جائے ؟ اگر مصر کے ذرائع سے اطلاع دی جاتی ہے تو اتنا وقت نہیں ہے که خط و کتابت میں ایک عرصۂ طویل صرف کردیا جائے - پھر خط و کتابت محفوظ طریقه سے ممکن نہیں - ٹیلی گراف اور پوسٹ آفس، دونوں زیر احتساب تھے - ممکن ہے که انور بے کو عذر هو، جب تک پوری طرح اصلی حالات منکشف نہونگے وہ اپنے عذرات کو پیش کرینگے

مشہور مجاہد دستور (نیازی بے)

جنہوں نے ۱۹۰۸ - کی ۲۳ - جولائی کو (رسنه) سے دستوری تحریک کا علم بلند کیا تھا -

سامنے کھڑی ہے۔ ہماری آنکھیں ' ہمارا دل ' ہمارے قوائے دماغی بلکہ جسم و جان بھی اس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ یورپ کی عیسائیت نے اور شکم پرور مدبرین نے ایشیا افریقہ میں نہیں بلکہ یورپ میں بھی اسلام کی بیخکنی اور بربادی کیلیے کمر باندھلی ہے اور کوئی دن خالی نہیں جاتا کہ یورپ کے دفاتر خارجیہ میں کسی اسلامی طاقت یا مسلمان افراد قوم کی تذلیل اور اونہیں محکوم بنانے کے سامان پر غور نہیں کیا جاتا ہو - اس بنا سے کسی عاقل آدمی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ موجودہ زمانہ اسلام کی زندگی اور موت کا زمانہ ہے - یا تو اسلام کی عزت ' اسلام کا وقار ' اور اسلام کی عظمت انہیں چند سالوں میں بحال رہیگی اور یا ہمیشہ کے لیے خدانخواستہ مفقود و نابود ہوجائیگی - یہ ایسے زبردست اور صریح نتایج ہیں کہ انسے انکار کرنا محض جہالت ہے -

مولانا ! یہ وہ وقت ہے جسوقت اسلام مسلمانوں سے ان قربانیوں کا ملتجی ہے جو کسی قوم یا کسی دین کو معراج ترقی پر پہنچانے کیلیے ہر ایک فرد بشر پر لازمی خیال کی گئی ہیں - یہ وقت ہے جب اسلام اس امر کا ملتمس ہے کہ مسلمان قرون اولی کے صفات پیدا کریں اور اسلام اور اسلامی ترقی کے مقابلہ میں کسی چیز کو بھی عزیز نہ رکھیں - مسلمانوں کی مذہبی اور ملکی تاریخ ایسے کارناموں سے بھری ہوئی ہے جو صرف ایک مسلمان ہی کیلیے نہیں بلکہ ہر ایک ذی شعور و عقلمند کے لیے مایۂ ناز ہوسکتی ہیں - یہہ وہ وقت ہے کہ مسلمانوں کی متفقہ عملی کوشش اسباب میں صرف ہونی چاہیے کہ نہ صرف ان اسباب پر غور کریں ' جو اسوقت انکو ہلاکت سے نکال سکتے ہیں ' بلکہ ان اسباب کو پیدا کریں ' اور انپر کاربند ہوں ' اور انہیں اپنا دستور العمل بنائیں - اب تجاویز کا وقت نہیں بلکہ کام کرنے کا وقت ہے -

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے عملی نتایج پر اگر غور کیا جاے تو صاف ظاہر ہوجائیگا کہ آپ نے خدا اسکے رسول ' اور اسلام کی حقانیت کے اظہار میں ہر ایک قسم کا آرام ' سلطنت ' سامان آسایش و حکومت وغیرہ کو ترک کر کے اپنے بچے ' اپنے بھائی ' اپنے دوست و اقارب ' سب کے سب کمال اطمینان اور صبر و تحمل سے قربان کردیے اور حرف شکایت تک لب پر نہ لائے - یہ تمام تکالیف صرف اسوجہ سے برداشت کی گئیں کہ یزید کی بیعت کی بدعت کا اظہار رسول کے گھرانے سے نہ ہو اور رسول کی امت ان تمام مکروہات و ممنوعات سے بچے ' جو یزید کے فسق و فجور نے عالم اسلام میں رایج کردی تھیں -

اسلام کے فدائی ایسے ہی ہوتے ہیں اور اسلام اسبات پر ناز کرتا ہے کہ اسکی فدائیوں کی نظیر ایسی ہی معدوم ہے ' جیسا کہ خود اسلام کا سا کسی اور دین کا ہونا معدوم ہے -

مجالس معزز سید علی عصغر صاحب میں مومنین کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ ان اسباب کو پیدا کریں جو ایران میں تحریک بیداری کا باعث ہوں - جنکے ذریعہ ایرانیوں کو اسبات کا علم ہوجاے کہ اونکی آزادی ' اونکی قومی زندگی ' اور اونکی قومی سلطنت معدوم ہوگئی ہے اور اگر اونہوں نے اپنے اندر کوئی تغیر پیدا نہ کیا تو وہ بھی انہی چند سالوں کے اندر ہی صفحۂ ہستی سے معدوم ہوجائینگے جیسا کہ اور تساہل شعار اور دست و پا قوموں کا حشر ہوا ہے -

زیادہ نیاز

حکیم امین الدین بیرسٹر ایٹ لا

فہـــرست

زر اعانـــۂ دولت علیۂ اسلامیـــہ

— ✤ —

(۱۳)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم ' بان لہم الجنۃ

ایک سو پچاس روپیہ جو بذریعہ ڈاکٹر عبد اللہ خانصاحب ساکن بکانی وصول ہوئے ' اور جنکی مجموعی رقم فہرست نمبر ۱۳ میں شائع کی گئی ہے —

نام	روپیہ	آنہ	پائی
محمد عبد اللہ خان صاحب بکانی	۱۰	-	-
میر عبد اللہ خان صاحب	۵	-	-
مسٹر عبد... خانصاحب ... اسسٹنٹ	۳	-	-
منشی عبد الہادی صاحب ...	۳	-	-
منشی ... محمد خانصاحب جمعدار ...	-	۴	-
... خانصاحب ...	۵	-	-
منشی علی حسن صاحب محرر ...	۴	-	-
گاؤں ...	۳	۸	-
مسلمانان ...	۴	-	-
لوہاران موتی	۴	۲	-
مسلمانان ...	۲	-	-
... علی خانصاحب جمعدار ...	۲	-	-
عبد اللہ خانصاحب	۲	۸	-
شیخ رحیم بخش کانسٹبل بکانی	۱	-	-
مرزا امیر بیگ کانسٹبل	۱	-	-
منشی محمود خانصاحب کانسٹبل	۱	-	-
امیر خان صاحب کانسٹبل ...	۱	-	-
الہی بخش صاحب ... کانسٹبل	۱	-	-
... خانصاحب کانسٹبل ...	۱	-	-
منشی سلیمان خان صاحب جمعدار ...	۱	-	-
شیخ احمد بخش صاحب ...	۱	-	-
... خانصاحب حوالدار	۱	-	-
محفوظ علی صاحب ...	۱	-	-
... خانصاحب ...	۱		-
... بخش صاحب ...	۱	-	
... علی صاحب ...	۱	-	-
شیخ علی صاحب	۱	-	-
ملاں رحیم بخش صاحب	۱	-	-
سید خانصاحب	۱	-	-
شیخ اللہ بخش صاحب	۱	-	-
منشی غفور خانصاحب	-	۸	-
... خانصاحب	-	۸	-
مرزا احمد بیگ صاحب	-	۲	-
رجب علی صاحب ...	-	۴	-
...	-	۱	۳
برادران ...	۴	۲	۹
(۱) معرفت منشی محمد عبد العلی صاحب ...	۷	-	-
(۲) معرفت منشی محمود خانصاحب ملازم پولس	۵	-	-
(۳) معرفت مرزا امیر بیگ صاحب کانسٹبل	۸	۵	-
(۴) معرفت عبد اللہ خانصاحب	۵	-	-

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض: جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو - منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو - رات کو کم خوابی ستاتی ہو - اعضاء شکنی - لاغری جسم - ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو - کمر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام بدن میں یبوست کا غلبہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور ٹھنڈے پانی کو جی کرے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضائے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دنبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کرلینا چاہیئے - اس زہر پھوڑے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرچکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت: ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شادہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع - کھٹہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں - کبھی ابتدائے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ زہر پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کردو - ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواہ اور حملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - سلسل بول - ضعف مثانہ - بطلان عصبی کا نکاز - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں - تالیفر والٹی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رضا خاں - زمیندار موضع چند ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ - ۲ دفعہ آتا ہے -

عبد القدیر خاں - محلہ غرقاب شاہ جہاں پور — جو گولیاں ذیابیطس اپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

عبد الوہاب ڈپٹی کلکٹر - غازیپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں - بجائے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - ڈپٹی کلکٹر - الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

رام ملازم پوسٹماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھکو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوگئی -

انکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— • —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

انکے کھانے سے افیم چانڈو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے

حب دافعۂ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل - ناسور - بھگندر - خنازیر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۲ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برء الساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خون جاتا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمۂ ممیرہ کراماتی

مقوی بصر - محافظ بینائی - دامہ جالا - دھند - غبار - نزول الماء سرخی - ضعف بصر وغیرہ * فی تولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

پتہ

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

نامور مدافع ملی - غازی عزیز بک

جنکے مجاہدانہ اقدامات عظیمہ نے اندرون طرابلس کو انکی کیلیے ناقابل تسخیر بنا دیا ہے

ایسی تفصیل خط و کتابت میں ممکن بھی نہیں -

اسکا ایک ہی علاج تھا ' یعنے فوراً ایک معتمد شخص روانہ ہوجاے اور مصر کی راہ سے پوشیدہ طرابلس پہنچکر غازی انور بے کو اپنے ہمراہ لاے - جو چند آدمی انقلاب کا سامان کر رہے تھے ' ان میں سے ہر شخص خود قسطنطنیہ میں نہایت قیمتی وقت رکھتا تھا ' اور جن کاموں میں مصروف تھا ' وہ خود نہایت اہم اور عظیم الشان تھے - اسلیے اس جماعت میں سے کوئی شخص نہیں جاسکتا تھا -

بالآخر راے قرار پائی کہ انور بے کے رفیق قدیم و ہمراز ' مشہور مجاہد دستور و جاندار ملت (نیازی بے) کو اس مہم کیلیے منتخب کیا جاے اور ان سے درخواست کی جاے کہ ملک کو انقلاب دستور کے زمانے سے بھی بڑھکر ایک خطرناک حالت سے نجات دیں اور اس خدمت کو منظور کرلیں -

یہ معلوم نہیں کہ جس وقت یہ تجویز قرار پائی ' اس وقت (نیازی بے) کہاں تھے ؟ یقیناً وہ کسی فوج کے ہمراہ ہونگے - تاہم اسقدر قریب موجود تھے کہ فوراً انکو اطلاع دی گئی اور شریک کار ہوگئے -

ڈاکٹر (مصباح الدین) لکھتے ہیں کہ فی الحقیقت ہماری کامیابی کی اصلی تاریخ انور بے کے ورود سے نہیں ' بلکہ (نیازی بے) کی شرکت سے شروع ہوتی ہے - کیونکہ اگر اس جانفروش ملت کی خدمات عظیمہ عین وقت پر میسر نہ آجاتیں ' تو انور بے کا ورود اور اسکے تمام نتائج معتبرہ ' ظہور پذیر ہی نہ ہوتے -

نیازی بے فوراً بھیس بدلکے قسطنطنیہ سے ایک جرمن جہاز پر روانہ ہوگئے - اسکندریہ سے قاہرہ آے اور بغیر کسی کو اطلاع دیے (حتی کہ عمر طوسون پاشا اور اپنے بعض اخص الخواص دوستوں سے بھی نہیں ملے) طبروق پہنچے اور وہاں سے درنہ اس ہیئت میں گئے کہ خود (انور بے) نے ایک کرنسی مجاہد کی صورت میں انہیں دیکھکر تعجب کیا -

* * *

طیار ہو جانے کے بعد انور بے کے سامنے دو موانع سخت تھے ایسے شخص کی جستجو ' جو انکے بعد کامل طور پر انکا جانشین ہو اور قبائل سنوسیہ کے جوش مدافعت کے قیام ' انکی تعلیم و تربیت ' اور حمیعت و جلب وسائل جنگ کا پورا انتظام کر سکے - دوسرا خود (شیخ سنوسی) کا اطمینان -

امر اول کے طرف سے اطمینان کرنل (عزیز بک) کی موجودگی نے کردیا ' جو پہلے عراق میں سرکاری عہدہ دار تھے اور اعلان جنگ کے بعد ایک مجاہد کی حیثیت سے آکر شریک جہاد ہوگئے - انکے جانفروشانہ عزائم اور مجاہدانہ اعمال نے تمام قبائل اندرون طرابلس میں انہیں ہر دلعزیز اور معروف القلوب بنا دیا تھا -

(شیخ سنوسی) سے وہ خود ملے اور (نیازی بے) نے قسطنطنیہ کے تمام موجودہ حالات انکے ذہن نشین کر دیے انہوں نے سمجھایا کہ اگر اس نازک ترین وقت میں ہم نے بھی غفلت کی تو طرابلس کی مدافعت کے نتائج بھی ہمیں کچھ کام نہ دینگے -

ایک مجلس خاص مرتب کی گئی جس میں انور بے نے اپنے چند خاص معتمدین اور محرمان راز کو بلایا اور اس بارے میں مشورہ کیا - پچھلے نمبر میں اس موقعہ کی ایک تصویر درج کی جا چکی ہے -

(المؤید) کی وہ تمام اشاعات مجھے کذب و افترا تھیں ' جن میں (انور بے) کے اس حالت میں چلے آنے کا شکوہ کیا گیا تھا کہ تمام قبائل عرب اور شیخ سنوسی اسپر برہم ہوگئے ہیں اور متاسف ہیں کہ خلاف عہد انہوں نے بے وفائی کی - جو دل اسلام اور اسکی ملت بیضا سے عہد وفا باندھچکا ہے ' وہ کسی سے بے وفائی نہیں کرسکتا -

شیخ سنوسی خود غازی موصوف کے سفر کے ارادے میں شریک تھے - انکو قسطنطنیہ کے تمام موجودہ حالات سمجھاے گئے تھے ' اور وہ جانتے تھے کہ اس وقت (انور بے) کی خدمات کا اصلی مستحق اندرون طرابلس نہیں ہے - عزیز بک سرحد سلوم تک خود انکو پہنچانے آے تھے اور (موٹرکار) میں انکے ساتھ بیٹھے تھے - البتہ مصالح وقت کا اقتضا یہی تھا کہ اس حرکت کو بالکل پوشیدہ رکھا جاے ' اور انور بے کے عجائب اعمال کا ایک بڑا جلوہ ' اسی پوشیدگی اور طلسم بندی ہی میں ہے -

بہر حال (انور بے) روانہ ہوگئے - (سلوم) سرحد مصر کا وہ آخری مقام ہے ' جس پر جنگ طرابلس کے زمانے میں برطانیہ نے ناجائز قبضہ کرلیا - وہاں تک وہ اپنی خاص موٹرکار میں آے انکے ہمراہ صرف انکا ایک جان نثار ملازم تھا ' جسکو وہ اپنے ساتھ قسطنطنیہ سے لاے تھے -

صحراے لیبیا میں آثار تمدن !

(غازی انور بے) موٹر کار میں بیٹھکر طبروق جا رہے ہیں

PRINTED & Published by A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

اطلاع - ڈاکٹر ایس - کے برمن کی خوبصورت تصویردار کافوری جنتری سنه ۱۹۱۳ع کی متفرق جگهه کی دس شریف آدمیوں کا نام اور پته لکهنے پر بلا قیمت و محصول بهیجی جاتی هے -

اصل عرق کافور

دیکهو گرمی کا موسم آیا جهاں تهاں هیضه کا آنا بهی ممکن هے' اس سے بچنے کا آسان طریقه ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور هے یه دوا ۲۹ برس سے تمام هندوستان میں جاری هے' یه عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد و متلی کیلیے اکسیر کا اثر رکهتا هے همیشه ایک شیشی اپنے پاس رکهو قیمت فی شیشی ۴ آنه محصولڈاک ۴ تک ٥ آنه

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکته

انگریزی حکومت کا مسلمان هوجانا

— * —

اب بالکل یقینی هے - کیونکه حضرت شیخ سنوسی کے خلیفه کے مقالم بیروت سیدی خواجه حسن نظامی سے آئنده حالات کی نسبت جسقدر پیشین گوئیاں کی تهیں (اور جنکو کتاب شیخ سنوسی کے حصه اول و دوم میں شائع کردیا گیا تها) سب هو بهو سچی ثابت هوئیں - اب صرف انگریزی حکومت کے مسلمان هوجانیکی پیشین گوئی باقی هے - جو خدا نے چاها تو عنقریب پوری هوگی - پس اگر آپ یه پیشین گوئیاں اور ترکی و ایران علی الخصوص افغانستان و جاپان و چین وغیرہ کے انجام کار کو دیکهنا چاهتے هیں - تو رساله شیخ سنوسی کے دونوں حصے پڑهئے - قیمت هر دو آٹهه آنه -

- کلیات اکبر - لسان العصر و خان الملة خان بهادر مولوی سید اکبر حسین الهٰ آبادی کے زبردست کلام کے دونوں حصے چهپ کر تیار هیں - کاغذ لکهائی چهپائی نهایت اعلی هے - اور صرف همارے هاں دستیاب هو سکتے هیں - قیمت هر دو حصص ۳ روپیه ۸ آنه -

مضامین خواجه حسن نظامی میں غدر کے اور تیموریه خاندان کے سچے مگر نهایت درد ناک قصے درج هیں نیز آلو - مچهر - دیاسلائی وغیرہ عنوانوں پر نهایت مزیدار اور معنی خیز مضامین هیں -

سفرنامه هندوستان بمبئی' گجرات' کاٹهیاواڑ' سومنات وغیرہ مقامات کا دلچسپ سفرنامه: طریق روزنامچه از سیدی خواجه حسن نظامی دهلوی قیمت ۸ آنه -

اسلام کا انجام مصر کے شیخ المشائخ کی حوصله افزا پیشین گوئیاں - قیمت ۴ آنه

اسرار مخفی رموز کا خزانه دس دیکهنے کے قابل قیمت ۴ آنه -

ترکی فتح شاه مشتاق احمد صاحب منجم دهلوی کی پیشین گوئیاں - قیمت ۲ پیسه

دل کی مراد - شاه صاحب کے طلسماتی تعویذ قیمت ڈیڑه آنه -

از دفتر حلقه نظام المشائخ دهلی سے منگایئے

شائقین تواریخ و تصوف کو مژده

—o * o—

مزارات اولیا دهلی بالکل نئی تصنیف هے - تمام اولیائے کرام و صوفیائے عظام جو دهلی کی مقدس سرزمین میں مدفون هیں ان کے بسیط حالات سلسله وار دو حصوں میں درج کئے گئے هیں - زائرین کے لیے اس سے بڑهکر کوئی رهنما نهیں هو سکتا قیمت حصه اول ۹ آنے حصه دوم ۴ آنے هر دو حصص مع محصول ڈاک و خرچ وی - پی پیکنگ وغیرہ ۱۰ آنے -

هندوستان کی اسلامی تاریخ عهد اسلامیه - مصنفه مفتی کرام الهی صاحب ڈنگرئی - ۳۴ تواریخوں کا لب لباب هے + معترضین کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے کثرت سے جواب دیا گیا هے - فاضل اجل مولوی سید احمد صاحب مولف لغات آصفیه فرماتے هیں که اس سے بهتر هندوستان کی تاریخ اب تک ان کی نظر سے نهیں گذری قیمت ۲ روپیه ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ وی - پی ۳ آنے -

المشتهر - منیجر اسلامیه بک ڈپو و جنرل اخبار ایجنسی بازار بلی ماران - دهلی -

---

حمیدیه هوٹل

—o * o—

نمبر ۱۳۱ لورچیت پور روڈ

—:*:—

همارے هوٹل میں هر قسم کی اشیاء خوردنی و نوشیدنی هر وقت طیار ملتی هیں نیز اسکے ساتهه مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام ده کمروں کا بهی انتظام کیا گیا هے جو نهایت هوادار اور لور چیت پور کے لب راه واقع هیں جن صاحبوں کو کچهه دریافت کرنا هو بذریعه خط و کتابت منیجر هوٹل سے دریافت کر سکتے هیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جمله تصویریں همارے هوٹل میں فروخت کے لیے موجود هیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتهر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیه هوٹل

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad.
7-1 McLeod Street,
CALCUTTA

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs 8.
Half-yearly " " 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی
سید الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۱۱
Calcutta Wednesday, March 19, 1913

فہرست

— * —

تصاویر

— * —

شذرات

—:○ (*) ○—

" ایک شکستہ دل مسلمان "

— * —

مخدومی صدر دستخط سے آپکا خط پہنچا - آپنے جن امور کو لکھا ہے وہ مدت سے خود اس عاجز کے پیش نظر ہیں ' اور اپنے کاموں میں مصروف ہوں - بعض اسباب کی فراہمی کا انتظار ' اور مقاصد مہمہ پیش نظر ' والا مرہ بید سبحانہ ' انہ سمیع مجیب الدعوات -

تعجب ہے کہ آپ نے اپنا نام اور پتہ نہیں لکھا ؟ بہتر ہے کہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیجیے - (ابو الکلام)

ہفتۂ جنگ جنگ کی اس خبر کو بمقتدر مکرر معنی ہے - اڈریا نوپل کی نسبت پال مال گزٹ کا بیان ہے :

" صوفیا سے لندن میں ایک پرائیوٹ تار اس مضمون کا موصول ہوا کہ سبحت جنگ کے بعد بلغاریوں نے قلعہ (ہندریلا) پر مع ۴ - سو آدمیوں کے قبضہ کرلیا ہے اور عنقریب خاص ایڈریا نوپل میں داخلہ کی امید ہے " -

مگر بلغاری سرکاری محکمہ اطلاع خاموش ہے - ایسی گرانقدر ربورٹ امید فتح کے موقع پر خاموشی کے کیا معنے ؟

۱۰ - ہزار سروری مع ۴۰ - توپوں کے سقوطری پہنچ گئے ہیں اور سرنگ گولہ باری ہیں -

۱۱ - کو دارمس سخت جنگ ہوئی - عثمانی فوج نے معتاد شجاعت سے مقابلہ کیا اور عثمانی جنگی جہازوں نے مدد دی -

۱۷ - فروری سے حمیدیہ روپوش تھا - مگر ۱۱ - کو ظاہر ہوا - سقوطاری سے ۷۰ - میل کے فاصلہ پر دراردہ کے سروی لشکر گاہ پر گولہ باری کی - ریوٹر کا بیان ہے کہ کوئی شدید نقصان نہیں ہوا - مگر اس بارے میں ہمارا خاص تار تاریں پہنچے ہیں ' اور اب نمٹی کے عثمانی قنصل کو حسب ذیل اطلاع پہنچی ہے .

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	½۷ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جرائم کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائےگا -

[illegible] درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

میں اپنی عظمت کا اعتراف کرانے کیلیے طیار ہے ' جسکے لیے انکا زمانۂ قیام حیدرآباد ہمیشہ مشہور رہا ہے -

جو سازشی خاموشی و تجاہل ' اور جاہلانہ و مقلدانہ تغافل انکی اس تحریر کی نسبت ظہور میں آیا ' ہم بادب عرض کرینگے کہ نواب صاحب اسپر توجہ نہ فرمائیں - ہم سے زیادہ بہتر اور زیادہ عملی طور پر انہیں معلوم ہے کہ حق کی معیت کیلیے اصلی سوال عرض کا ہے ' نہ کہ نتیجہ کا - اسکی تکمیل نتیجہ کی محتاج نہیں ہے ' بلکہ صرف اعلان کی - قوم کو ابتک اسکا چھینا ہوا دماغ واپس نہیں ملا ہے - وہ مسمریزم کے معمول کی طرح ابتک اپنے اختیار میں نہیں ہے - کسی بات کیلیے غل مچائیے اور ایک ہی وقت میں بہت سی آوازیں بلند کر دیجیے ' تو چاروں طرف سے منتشر گلہ آ آ کر جمع ہونے لگتا ہے - چپ رہیے تو کسی کو ہوش نہیں کہ کہاں چلنا چاہیے اور کون چرواہا ہے ؟

کیا عجب کی بات ہے کہ سال بھر سے یونیورسٹی کیلیے ایک شور قیامت بپا ہے - جس کو دیکھیے آزادی کے شراب میں بدمست - اخباروں میں یہی ذکر ' جلسوں میں اسی کے رزولیوشن ' محفلوں میں اسی کا چرچا - پھر ۲۹ - دسمبر کو دیکھیے تو معلوم ہوتا تھا کہ آزادی کے دیوتا کے یہ جاں نثار پجاری نہیں معلوم آج کتنوں کا خون کر کے رہیں گے ؟ لیکن جب معاملہ آخری منزل تک پہنچا اور رہی ہونے لگا ' جسکے خوف سے سال بھر تک آزادی کے وکیلوں کو نیند نہیں آتی تھی ' تو سب کو اسطرح فریب کا سانپ سونگھ گیا کہ :

اب آنکھیں رہی ہیں دو دو پہر بند !

نادانو ! سال بھر سے چیخ رہے تھے کہ قوم کی قسمت چند آدمیوں کے ہاتھہ میں دینا نہیں چاہتے ' پھر یہ کیا تھا ' جو چپکے سے آنکھیں بند کر کے تم نے دیدیا ؟

تو دانی حساب کم و بیش را !

پھر اس وقت کو بھی جانے دو - کہا جائے گا کہ ہوش و حواس ہی کس کے درست تھے - لیکن کئی ہفتے کے بعد جب قوم کے سب سے بڑے بزرگ اور قابل احترام زبان نے واقعات پر سے پردہ ہٹایا ' سو اس وقت تک تو ۲۸ - دسمبر کی چھنی ہوئی عقل واپس آگئی ہوگی - پھر بھی کسی کی زبان کھلی ؟ کوئی جلسہ منعقد ہوا ؟ کوئی رزولیوشن پاس کیا گیا ؟

نواب صاحب قبلہ مطمئن رہیں - آج لوگ انکی آواز سے تغافل کرسکتے ہیں لیکن کل نہیں کرسکیں گے - البتہ اس وقت محض تاسف ہوگا ' اور آج تلافی مافات کی فرصت باقی ہے -

---

نواب صاحب قبلہ کے مضمون سے نئے نئے انکشافات ہوے ہیں ! ابتدائی حصہ کو چھوڑ دیتے ہیں کہ وقت کم ہے - صرف ۲۹ - سے دیکھیے - رات کو ڈپوٹیشن کے ممبروں کی فہرست مرتب ہوئی اور قرار پایا نہ پچھلے ممبروں کو قطعی طور پر رکھا جائے - انکے چلے آنے کے بعد وہ فہرست اڑا دی گئی ' اور بقول نواب صاحب کے اپنے آبائی ورثے کی تقسیم کی طرح چار آدمیوں نے بیٹھکر جسطرح جی میں آیا باہم تقسیم کرلیا - کہا گیا کہ ہماری پارٹی کے نصف اور تمہارے نصف ' چلو جھگڑا ختم ہوا :

بردند و برادرانہ قسمت کردند

کسی صوبے کی قائم مقامی کا پتہ نہیں - بنگال سے ایک آدمی نہیں - دہلی سے بھی کسی کو نہیں لیا - پچھلے ممبر صاف الگ کردیے گئے - جن لوگوں سے اپنے ذاتی تعلقات اور دوستیاں تھیں ' جن جن شہروں میں وہ رہتے تھے ' وہی وہاں کے قائم مقام ہوگئے -

پھر نواب صاحب سے کہا کہ آپ رزولیوشن طیار کریں ' انہوں نے اس بیماری و علالت میں صبح تک جاگ کر رزولیوشن کا مسودہ طیار کیا ' اور صبح کو منتظر رہے کہ حسب وعدہ لوگ آئیں گے ' مگر جلسے میں پہنچے تو وہاں اتنے لوگ موجود تھے ' جو انکے سامنے انکی عدم موجودگی کو موجودگی سے تعبیر کرنے کے بے اصلی حربے سے آراستہ تھے !

پھر جب نواب صاحب نے اختلاف کرنا چاہا تو انکو روکا ' اور اصرار کیا کہ خاموش رہیں - اسمیں کوئی شک نہیں کہ رزولیوشن کے محرروں میں نواب صاحب کے بھی شامل ہونے کی فریب دہی نے لوگوں کو اور زیادہ مطمئن اور خاموش کردیا تھا -

نواب صاحب قبلہ نے اس موقعہ پر قوم سے معذرت کی ہے کہ وہ باایں ہمہ حالات خاموش نہ رہتے ' مگر کچھہ تو شب بیداری کی تکلیف و قدرتی ضعف و نقاہت کے سبب سے وہ فہرست کے ناموں کو غور سے نہ سن سکے ' اور کچھہ اس خیال سے بھی خاموش رہگئے کہ مخالفت اس موقعہ پر موجب تفریق و نزاع ہوگی - اور پھر بصورت غلطی بعض نہایت درد انگیز لفظوں میں قوم سے معافی مانگی ہے ' جنکو پڑھکر ہمارے دل پر سخت چوٹ لگی اور بے اختیار آنکھوں میں آنسو آگئے - اول تو جس قوم کی حالت ایسی افسوس ناک ہو ' جیسی کہ انکے مضمون کے ساتھہ تعامل کرنے میں نظر آرہی ہے ' وہ اسکی مستحق ہی کب ہے کہ نواب صاحب قبلہ کی زبان مبارک اسکے آگے معافی خواہ ہو ؟ اور پھر جو کچھہ ہو ' ہم تو انکو یقین دلاتے ہیں کہ انکی خاموشی پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا - انکی مجبوریاں واضح ہیں - ہم نے خود اسوقت محسوس کیا تھا کہ کرسی کی نشست انکے لیے سخت تکلیف دہ ہے - وہ بیٹھہ نہیں سکتے اور گرانی سر کی شدت سے مضطرب الحال ہیں - ایسی حالت میں مشکل تھا کہ کارروائی کے احتساب کا وقت ملتا - علی الفرض اگر یہ کوئی غلطی بھی تھی تو اس مضمون کی اشاعت کے بعد اسکی تلافی ہوگئی - وہ کیسے درد انگیز لفظوں میں قوم سے رخصت ہونا چاہتے ہیں ! حالانکہ کمبخت قوم کے پاس انکے بعد اور کیا ہے ؟ اللہ تعالے انکے انفاس مبارک میں برکت دے اور ابھی عرصے تک انکا سایہ ہمارے سر پر قائم رہے - وہ فرماتے ہیں کہ آئندہ سے میں نہ کسی جلسے میں شریک ہوسکونگا اور نہ کوئی تحریر ہی لکھہ سکونگا - میں کہتا ہوں کہ آپ تو اُن لوگوں میں ہیں ' جنکا صرف قوموں میں رہنا ہی قوموں کی عزت و عظمت کیلیے کافی ہے - کام کا یہاں سوال نہیں -

---

ترکی فتح

— * —

چتلجا لائن پر ایک خونریز جنگ

— * —

قسطنطنیہ ۱۹ مارچ

آج کا سرکاری بیان ہے کہ چتلجا میں پیدل سپاہ کے ساتھہ سخت خونریز جنگ کے بعد ترکوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی -

مزید یہ کہ ترکی سپاہ تمام چتلجا لائن پر دشمن کے ساتھہ مستعدی سے مصروف جنگ ہے -

" حمیدیہ نے پہلے سرویی لشکر گاہ پر دراززو میں گولہ باری کی - اسکے بعد سینٹ جان اور میڈوا پر آتش افشانی کرتا رہا - دشمنوں نے بڑی بڑی توپوں سے مقابلہ کیا مگر کچھہ نہ چلی - یونانیوں کے سات جہازوں میں سے ایک اسی وقت غرق ہو گیا اور باقی بھی غرق ہو چکے ہونگے " -

ریوٹر کے ١٥ - کے تار سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے -

باب عالی کے ١٧ - کے تار میں بیان کیا گیا ہے :

١٦ - تک ادرنہ اور بلیر کی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا - چتالجا میں ہماری فوج دشمن سے کئی بار معرکہ آرا ہوئی جسمیں دشمن کو شکست ہوئی - (کیلعک کوئی) پر قبضہ کرتے ہوے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا -

---

بلقانی اتحاد کا خاتمہ

باوجود اس سخت نگرانی کے جو خبروں کے اظہار میں کی جا رہی ہے ' بلقانی اتحاد کے خاتمے کے واقعات و حوادث اب دنیا کے سامنے آگئے ہیں - اور یہی ہونا تھا -

سلانیک کی خانہ جنگیوں کے واقعات محتاج تفصیل نہیں - یونانیوں اور سرویوں اور بلغاریوں میں ادھر سخت خونریز جنگیں ہوئیں اور دونوں طرف کے صدہا آدمی مقتول ہوے - ان خبروں کے اخفا کی بڑی کوشش کی جا رہی ہے -

١٨ - کو صوفیا سے تار آیا ہے کہ پارلیمنٹ میں مخالف جماعت نے حکومت کی پالیسی پر تنقید کرتے ہوے کہا :

" سرویی اور یونانی مقبوضہ مقامات میں بلغاریوں کو گرفتار کر رہے ہیں - ان دونوں کے کشور ستایانہ حوصلہ مندیوں کی وجہ سے اتحاد بلقان خطرہ کی حالت میں ہے " -

---

شاہ یونان کا قتل

سب سے زیادہ اہم خبر اس سلسلے میں شاہ یونان کا ناگہانی قتل ہے - اب تک تار نہایت مبہم حالت میں ہیں - آج ٨ - بجے صبح کی خبر تھی کہ کسی شخص نے سلانیک میں طمنچہ کی ضرب سے قتل کر دیا - ٢ - بجے اتنا اور اضافہ ہوا کہ وہ ایک راہ سے گذر رہے تھے کہ (الیدو اسکی نس) نامی ایک سوشلسٹ نے ساب ... کے ایک طمنچہ سے حملہ کیا - حملہ دو گز کے فاصلے سے کیا گیا تھا' اور قاتل نے اپنا اظہار دینے سے انکار کر دیا -

ہم اس امر کو مشتبہ سمجھتے ہیں کہ قاتل سوشیلسٹ تھا - کچھہ عجب نہیں کہ بلغاری یا سرویی ہو -

---

صلح

کی نئی شرطوں کا صوفیا کے نیم سرکاری اخبار (مدر) نے ذکر کیا تھا - اب ١٨ - کے تار میں سرکاری طور پر وہ ظاہر ہو گئے ہیں - صرف گیلی پولی کو مطالبات سے مستثنا کر دیا ہے - باقی تمام مقامات کا مطالبہ ہے - نیز تاوان جنگ ' اور بلغاری رعایا کیلیے خاص مراعات و رعایات کا -

دول شرائط کے سخت اور قابل ترمیم ہونے کا اعتراف کرتے ہیں -

دول یورپ نے اپنی گذشتہ متفقہ یاد داشت میں دھمکی دی تھی ' کہ اگر ترکی نے صلح منظور نہ کی ' تو خود قسطنطنیہ اور ایشیائی ترکی کی حفاظت خطرے میں پڑ جائیگی' اور نیز یہ کہ آئندہ دول سے امید اعانت نہ رکھی جائے -

کامل پاشا نے عاجزی کا سر جھکا دیا تھا' اسلیے وہ ایسے ہی یاد داشتوں کا مستحق تھا ' لیکن جب شوکت پاشا نے تلوار کے قبضے پر ہاتھہ رکھا تو اب تک نہ تو قسطنطنیہ کے خطرے میں پڑنے کا وقت آیا ہے ' نہ ایشیائی ترکی کے تباہ ہونے کا ' اور نہ اب دول یورپ ہی کو مداخلت سے انکار ہے !!

افکار و حوادث

—○٭○—

عرصہ ہوا' ہم نے (الہلال) میں چند افتتاحی مقالات لکھے تھے ' اور مسلم یونیورسٹی کے خواب گراں کی اس تعبیر سہل کو (جو آنریبل ممبر تعلیم کے تعزیت نامے سے کمیٹی نے حاصل کی تھی) " نشۂ شام کی نصف شب " سے موسوم کیا تھا کہ :

بنتی نہیں ہے بادۂ و ساغر کہے بغیر

مگر یاد ہوگا کہ ہمارے بعض احباب نے اسے ناپسند فرمایا تھا - شاید اسلیے کہ ایسا کہنا اُن جامہاے ہوش افگن کی تحقیر تھی' جنکی پے در پے بخشش نے تشنہ کامان صحبت کی یہ حالت کردی تھی کہ :

حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار !

لیکن وہ شراب ہی کیا' جسکا کیف و سرور نصف شب تک بھی ساتھہ نہ دے ' اور پہلی ہی پہر میں یہ حالت ہوجاے کہ جن ہاتھوں میں کچھہ دیر پہلے شعلۂ حیات سے لبریز جام تھے' اب دیکھیے تو شدت اعضا شکنی و زور انحصار خمار سے درد کی سل بنکر رہگئے ہیں !

کہ روز اخر شود این نسخہ و من در خمار اُفتم

بہر حال ہم نے اس تشبیہ کی صحت پر زیادہ اصرار نہیں کیا :

سخت شرماے وہ ' اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں

چھیڑتا تھا - تو کوئی شکوہ بیجا کرتا

لیکن ٢٨ - فبروری کو یادش بخیر لکھنو میں رات کے " دو بجے " جو جلوت بادہ گساری منعقد ہوئی تھی ' ہم سمجھتے ہیں کہ اسکی صبح ہاے تو نمودار ہوگئی اور صبح صادق میں بھی دیر نہیں - تارے جھلملا رہے ہیں ' اور سپیدی پھیلتی جاتی ہے - اگر نشۂ شام کی نصف شب خمار میں بسر نہ ہوئی تو ماں لیجیے میں ہمارا کوئی حرج نہیں ' اب دو بجے کی پچھلی پہر کی بادہ آشامیوں کو دیکھنا چاہئے کہ صبح تک سرور قائم رہتا ہے یا نہیں ؟

یہی سبب ہے کہ ہم نے گذشتہ اشاعتوں میں اس سرگذشت کی سرخی میں ترمیم کر دی - ہمارے دوست " نشۂ شام کی نصف شب " پر معترض تھے - خیر' اب " نشۂ نیم شبی کی صبح خمار " کو قبول فرمائیں

کوئی دن تو بات عدو کی نکلے

خندۂ صبح ندامت ہی سہی !

ہم نے یہ تحقیق سنا ہے کہ اس صحبت کا خاتمہ گو دو بجے ہوا مگر آغاز بارہ بجے ہوا تھا' - اسلیے " نیم شبی " کی ترکیب پر اعتراض نہ کیجیے -

---

لیکن جناب (نواب صاحب) قبلہ کی تحریر گرامی کی نسبت ہماری معروضات ابھی باقی ہیں - سب سے پہلے تو انکے اس احسان عظیم و جلیل کا اعتراف کرنا چاہیے' جو باوجود علالت ضعف و نقاہت یہ مضمون لکھکر انہوں نے قوم پر کیا' اور اُس خاموشی کی پوری تلافی ہوگئی ' جس کے لیے جلسے میں وہ مجبور ہو گئے تھے - یہ مضمون فی الحقیقت نواب صاحب کی صداقت شعاری اور حق پرستی کی اُن آیات عظیمہ کا ایک شاندار حصہ ہے' جو انکی حیات مبارک کو اس دور نفاق اور عصر فساد میں ممتاز و نمایاں کردیتی ہیں' اور جسسے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مخالف عناصر کا غلبہ اور موجودہ اسباب کی کشاکش نہو' تو انکا وہ تاریخی کیریکٹر ہر معاملہ

بعهد احداً افضل ولا اورع ولا اعلم من علي بن موسي - فلذلك عقد له العهد من بعده -

علي بن موسى سے بڑهكر صاحب علم و تقوى نه پايا - پس انهي كو اپنے بعد ولي عهد خلافت مقرر كيا -

عباسيوں كا لباس رسمي سياه تها ' اور علويوں كا سبز - بيعت كے بعد اُس نے احكام جاري كيے كه آج سے سياه لباس ترک كرديا جائے اور تمام مرہج و اعيان ملک سبز لباس اختيار كريں -

اس واقعه نے تمام عباسيوں اور بني هاشم ميں برهمي و غيظ و غضب كي آگ بهڑكا دي - لوگوں نے علانيه كهنا شروع كيا :

لا تخرج الخلافة منا الى اعدائنا !

يه ممكن نہيں كه خلافت همارے هاتهه سے نكلكر همارے دشمنوں (سادات و علويئين) كے هاتهه ميں چلي جائے -

(مامون) خراسان ميں تها - دارالخلافت بغداد ميں تمام لوگ اسكي طرف سے پهرگئے - يہاں تک شورش بڑهي كه علانيه اسكي بيعت توڑ كر اسكے چچا (ابراهيم بن المهدي) كے هاتهه پر بيعت كي - (مبارک) كے لقب سے وہ تخت پر متمكن هوا - (اغاني) نے لكها هے كه چونكه ابراهيم شعر و موسيقي ميں درجۂ امتياز ركهتا تها ' اسليے مشهور شاعر (ابو فراس بن حمدان) نے يه شعر لكها :

منكم علية ام منهم ' و كان لكم
شيخ المغنين ابراهيم ام لهم ؟

مامون كا تشيع اور ايثار

مامون الرشيد نے عباسيه كے استحقاق خلافت كے ايسے عظيم الشان اور بنيادي مسئله ميں كيوں تغير كيا ؟ اور كيوں بني هاشم و عباسيه كي دشمني مول لي ؟

ميں ايک لمحه كيليے بهي اسكو تسليم نہيں كرسكتا (جيسا كه برادران شيعه كا خيال هے) كه يه محض ايک مكر و خدع اور حضرت امام كو شهيد كرنے كي تركيب تهي - اگر مامون كے تشيع اور محبت اهل بيت كي واقعيت سے انكار بهي كر ديا جائے ' جب بهي يه سوال باقي رهتا هے كه ايسا كرنے كي اسكو ضرورت هي كيا تهي ؟ اگر كسي سبب سے (حالانكه وہ معلوم نہيں) حضرت امام كو وہ شهيد هي كرنا چاهتا تها ' تو كيا اسكي يهي تدبير تهي كه ايک ايسا عظيم الشان تغير مسئله خلافت ميں كرے ' اور تمام دنيا كو اپنا دشمن بنالے ' پهر اسكے بعد انكو شهيد كرا دے ؟

اصل يه هے كه مامون كي محبت اهل بيت اور مذاق تشيع سے انكار كرنا ' تاريخ كي شهادات متوقعه كي بلا وجه توهين هے - اسنے (برامكه) كي گودوں ميں پرورش پائي تهي جو شيعه تهے - عجميوں كي سوسائٹي ميں رہا ' اور اس وقت تک شيعيت كو سياسي لحاظ سے مخصوص تعجم سمجهنا چاهيے - تخت نشين هونے كے بعد بهي اسكا ساتهه (خاندان سهل) كے ساتهه رہا اور يه شيعه تهے - اُس نے اعلان كرديا تها كه " جو شخص معاويه كو اچها كہے گا ' دائرۂ اطاعت سے باهر هے " (متعه) كي حلت كا جيسا شديد اور جابرانه حكم اُس نے ديا تها ' وہ تاريخوں ميں ' موجود هے - حضرت امير عليه السلام كي افضليت كي نسبت اسكے مباحثے طول طويل هيں -

خليفه عمر ابن عبد العزيز نے باغ (فدک) سادات كو ديديا تها ' مگر پهر اسكے بعد انكے قبضے ميں نہيں رہا - مورخين نے تصريح كي هے كه مامون الرشيد نے دوباره سادات كو واپس كر ديا كه انهي كا حق هے -

تمام عباسيه ميں اسي كا عهد هے كه سادات و علويئين كي قدر و منزلت ' حتى كه ملكي عهدوں پر مامور هونے كے واقعات نظر آتے هيں - اسكے زمانے ميں سادات نے متعدد فوجي تحريكيں دعوى خلافت كے ساتهه شروع كيں ' مگر مامون نے هميشه درگذر ' عفو ' اور نرمي و آشتي سے كام ليا - حالانكه ظاهر هے كه وہ (سفاح) اور (رشيد) كا جانشين تها ' اور اسي تخت پر بيٹها تها ' جس پر (متوكل) بيٹهنے والا تها -

پس حضرت امام كو ولي عهد مقرر كرنے كا اصلي سبب قوي ' محبت اهل بيت اور ولولۂ شغف خاندان علي كے سوا اور كچهه نہيں هوسكتا -

ايک اور سياسي سبب

البته صرف ايک سبب اور هے ' جو اسكے ذيل ميں بيان كيا جا سكتا هے ' اور ميں اسكو سياسي نظر سے وقيع سمجهتا هوں - يعنے (عجمي) اقتدار كي افزايش ' اور عربي قوت كو ضعيف كرنے كي تحريک ' جو في الحقيقت آغاز عهد عباسيه سے شروع هوگئي تهي - برامكه ' آل نوبخت ' اور خاندان سهل وغيرہ يكے بعد ديگرے اسكے اركان و دعات ميں سے رهے ' اور خود مامون كا وجود عجمي اثر كي فتح يابي كا ايک واقعه تها - هارون الرشيد كے زمانے ميں جب (امين) اور (مامون) كي ولي عهدي كي رقيبانه كشمكش هو رهي تهي ' تو وہ در اصل عجم و عرب كي منافست و مسابقت كي معركه آرائي تهي - مامون كي كاميابي نے عجمي اقتدار كو قائم كرديا ' اور سادات و علويئين كي طرفداري ' اس وقت تک عجم كا سياسي مذهب تها -

طبري ' ابن اثير ' ابن عبد ربه ' اور مقريزي وغيرہ نے تصريح كي هے كه حضرت امام رضا كي ولي عهدي كا معامله در اصل (فضل بن سهل) كے هاتهوں انجام پايا -

پس اس ولي عهدي كا ايک دوسرا سبب قوي يه بهي تها كه اسكے ذريعه بني هاشم و عموم عرب كا زور توڑا جائے ' اور عجمي اقتدار هميشه كيليے تخت خلافت پر قابض و محيط هو جائے -

بهر حال سبب كوئي هو ' مگر يه ولي عهدي ايک سچي خواهش اور ارادے كا نتيجه تهي - مكر و خدع اور حيله طرازي نه تهي ' گو اور صدها موقعوں پر ايسا بهي هوا هو -

ولي عهدي كے بعد

البته اصلي سوال يه هے كه جب (امام رضي) كي ولي عهدي كا اعلان هوگيا ' اور اسكي وجه سے تمام بغداد ميں برهمي پهيل گئي ' حتى كه مامون كي خلافت بهي قائم نه رهي ' اور اسكي بيعت توڑكر لوگوں نے ابراهيم مبارک كو تخت پر بٹها ديا ' تو يه مخدوش اور تخت خلافت كو الٹ دينے والا رنگ ديكهكر مامون مجبور تو نہيں هوگيا كه اپني حكومت اور ذات كے تحفظ كيليے اُس سبب كا انسداد كردے ' جس كي وجه سے يه تمام نتائج پيدا هوے هيں ؟

شخصي حكمراں كيليے اعتقاد كوئي چيز نہيں

شخصي حكومتوں كي حالت اس بارے ميں بالكل نا قابل اعتماد هے - منٹوں اور لمحوں كے اندر تغيرات هو جاتے هيں ' اور كسي حالت كو دوام و قرار نہيں هوتا - شخصي حكمرانوں كے سر پر تاج هوتا هے ' مگر پهلو ميں دل نہيں هوتا - انكے تمام جذبات " تاج " كي حفاظت كے ما تحت هوتے هيں اور اس بارے ميں وہ گويا انسان كي عام فطري جبلت كے علاوہ ايک نئي جنس خاص بنجاتے هيں - محبت و عداوت ' احسان و ممنونيت ' رشته داري و تعلقات نسل ' اور اس قسم كے وہ تمام جذبات ' جنكو اخلاق ' فطرة انساني ميں داخل بتلاتا هے ' انكے ليے بالكل بے اثر هيں ' اور اسميں شک نہيں كه اس بارے ميں وہ ملامت كے مستحق نہيں بلكه رحم كے حقدار هيں - انسان پر سب سے زيادہ غالب جذبه ' حفظ نفس اور جلب نفع كا هے - اسكے تمام اعمال ارادي كا محور يهي جذبه هے - شخصي

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری

اسئلۃ واجوبتہا

خلیفۂ مامون الرشید عباسی
اور
الزام قتل حضرت امام رضا (ع)

از مولانا محمد حسین صاحب (بیدر دکن)

الہلال نمبر ۸ - جلد ۲ - مورخہ ۱۹ - کے صفحہ (۱۳۸) کے دوسرے کالم میں بعنوان " اعلان " یہہ تاریخی غلطی دیکھکر مجھے سخت حیرت ہوئی کہ جناب سید علی اصغر صاحب نے مامون الرشید عباسی کو حضرت امام علی ابن موسی رضی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قاتل قرار دیا ہے - تمام صحیح تاریخوں نے (جنکے نام گنانے کی مجھے اپنی قابلیت ظاہر کرنے کے ضرورت نہیں) مامون الرشید کو محب اہل بیت ظاہر کیا ہے اور حضرت امام علی ابن موسی رضی علیہ السلام کو اپنے بعد خلیفہ قرار دینے کا ذکر کیا ہے - ایسے جلیل القدر خلیفہ اور محب اہل بیت پر حضرت امام کو " مہمان بلاکر دغا سے شہید " کرنیکا الزام لگانا ' اس شخص کو اور نیز حضرت امام کے روح مطہر کو تکلیف دینا ہے - اگر جناب کو فرصت ہو اور الہلال کے بیش قیمت کالموں میں کچھہ گنجائش نکل سکے ' تو براہ کرم اس تاریخی مسئلہ پر کچھہ تھوڑا سا تحریر فرما کر ممنون فرمائیں -

قطع نظر اس تاریخی غلطی کے عنوان اعلان کے تحت میں جس نے مقتل واقعہ کا بیان کرنا جسقدر صاحب اعلان کی جوش مذاقی ظاہر کرتا ہے ' اسکا ذکر خارج از بیان ہے - ایک جلیل القدر مسلمان بادشاہ اور ابن عم رسول اللہ صلعم کو برا کہکر ہمارے حنفی بھائیوں سے اپیل کرنا کہ " ایک مجلس عزاے حضرت امام علی ابن موسی رضی علیہ السلام مقرر کریں اور روسیوں کے ساتھہ مامون الرشید کے گناہ کو بھی برا کہکر ایک دوسرے سے رسم تعزیت ادا کریں اور اسطرح ارواح طیبہ حضرات معصومین کو شاد کریں " کس درجہ غلط و ناموزوں و فتنہ انگیز طریقہ ہے ؟

الہــــلال

میں جناب سے اس خیال میں بالکل متفق ہوں کہ مولوی سید علی اصغر صاحب نے اظہار مقصد کیلیے اچھا پیرایہ اختیار نہیں کیا ' حالانکہ انکے اختیار میں تھا - وہ بغیر ایک مختلف فیہ تاریخی واقعہ کو چھیڑنے کے ' اپنا مقصد اچھی طرح انجام دے سکتے تھے -

میں مصلحت عمومی کا قائل ہوں ' مگر اسکا قائل نہیں کہ کسی خوف سے تاریخی تحقیقات و مذاکرات و مناظرات کا دروازہ بند کردیا جاے - تاہم غالباً سید علی اصغر صاحب ایک مفید وقت اور جامع عموم اہل اسلام تحریک کی دعوت دے رہے تھے - مناظرہ نہیں کر رہے تھے - وہ وقت گذشتہ الزاموں کی یاد تازہ کرنے کا نہ تھا -

تاہم معاف کیجیے - اپ کو بھی اسپر برہم ہونے کی چنداں ضرورت نہ تھی - دیکھیے ' مسٹر امیر الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے گذشتہ اشاعت میں اپنا تمام وقت اصل تحریک کی دست کس طرح مشورہ دینے میں صرف کیا ' اور ان امور سے غض بصر کرکے اس غلطی کی پیروی نہ کی ' جو سید صاحب سے ہوئی تھی -

بہر حال اب آپنے پوچھا ہے تو کیا کروں اگر جواب نہ دوں ؟ ورنہ سر دست ان بحثوں کی ضرورت نہیں دیکھتا -

واقعہ شہادت حضرت امام رضا (ع)

حضرت امام (علی بن موسی الرضی) علیہ وعلی ابائہ و اجدادہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا واقعہ آج ہی نہیں ' بلکہ غالباً واقعہ کے وقت ہی سے مشتبہ رہا ہے - عام تاریخوں کا ابتدائی بیان تو یہ ہے :

وکان سبب موتہ انہ اکل عنباً ' فاکثر منہ ' فمات فجاۃ - (مختصر الدول صفحہ ۲۳۳)	انکی موت کا سبب یہ ہوا کہ انگور بہت کثرت سے کھا لیے تھے ' جنھوں نے نقصان پہنچایا اور ناگہاں انتقال فرما گئے -

لیکن یہ سبب اسقدر مہمل اور بے معنی ہے کہ کوئی شخص تسلیم نہیں کر سکتا -

پس اسمیں شک نہیں کہ آپکو انگور میں زہر ملا کر دیا گیا - جس طرح آجکل کی سرکاری خبریں ہوا کرتی ہیں ' اسی طرح سرکاری اعلان میں انتقال کی وجہ یہ بیان کی گئی ہوگی کہ کثرت سے انگور کھا گئے ہیں !

اس امر کی اسی زمانے میں کافی شہرت ہوگئی تھی کہ انتقال زہر کی وجہ سے ہوا - چنانچہ (کاتب عباسی) سے لیکر ابن اثیر وغیرہ تک ' سب زہر خورانی کو تسلیم کرتے ہیں ' اور اسکی نسبت خاص خاص تفصیلات بھی بیان کرتے ہیں -

الزام قتل کا اصلی ملزم

لیکن زہر کس نے دیا ؟

انصاف یہ ہے کہ اس بارے میں (مامون الرشید) کا دامن مشتبہ ضرور ہے ' اگرچہ ہمارے پاس دلیل قطعی کوئی نہیں - دونوں پہلو قوی ہیں ' اور سوء ظن سے اجتناب شاید قرین احتیاط سمجھا جاے -

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تاریخ کی راہ مذہبی عقیدت اور حسن ظن کی متحمل نہیں ہوسکتی - یہاں بحث " ابن عم رسول اللہ " (صلعم) کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مسلمان حکمران مامون الرشید نامی شخص کی نسبت ہے -

انتقال خلافت اور عباسیہ کی برہمی

اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ - ہجری میں مامون الرشید نے ارادہ کیا کہ اپنے بعد کسی شخص کو ولی عہد مقرر کردے - اس غرض سے اس نے تمام بنی عباس و علویوں کو جمع کیا اور کچھہ عرصے کے غور و فکر کے بعد ایک اجلاس منعقد کرکے حضرت امام (علی بن موسی الرضی) کی ولی عہدی کا اعلان کر دیا .

انہ نظر فی بنی العباس و بنی علی ' فلم	اس نے تمام خاندان عباس و علی پر نظر ڈالی ' لیکن کسی شخص کو اہل

من ابي امرتكم بذلك، مدعوى ليس لها بينة " ثم ضرب اعناقهم وحمل رؤسهم الى الحسن بن سهل وكتب يعزيه ويرليه مكانه -

ثابت ہے کہ خود قتل کا اقرار کرتے ہو - رہا میرا حکم دینا ' تو یہ محض تمہارا دعوا ہے ' جس کے لیے کوئی دلیل نہیں ! " بہر حال اسکو قتل کردیا اور اسکے سروں کو حسن بن سہل کے پاس بھجوا یا اور فضل کے مرنے پر تعزیت کی اور اسکی جگہہ اسکو مقرر کیا -

درحقیقت (مامون الرشید) کی اصلی حکومت اسی دن سے شروع ہوئی ہے ' جس دن امام علی رضا نے اسکو ملک کی حالت سے باخبر کیا ' اور یہ انکا حکومت مامونی پر ایک احسان عظیم ہے - کیونکہ اگر (ذوی الریاستین) تھوڑے دن اور زندہ رہتا ' تو مامونی خلافت کا بالکل خاتمہ تھا -

بہر حال (مامون) نے ملکی شورش کا پہلا علاج تو یہ کیا - اب اسکے بعد اس شورش کی علت اصلی ' یعنی خلافت کا خاندان عباسی سے سادات میں منتقل ہونا ' اور امام علی رضا کی ولی عہدی کا مسئلہ درپیش تھا -

حادثۂ شہادت امام رضا

مامون کو معلوم ہوگیا تھا کہ میں سادات کی دوستی کے ساتھہ کسی طرح تخت خلافت پر قائم نہیں رہسکتا - عباسیوں نے ابراہیم کے ہاتھہ پر بیعت کرلی ہے ' اور اگر اسکو شکست دے بھی دیگی ' جب بھی یہ فتنہ ایسا نہیں ہے جو پھر نہ ابھرے -

(ذوی الریاستین) کی قوت پر اسکو بڑا بھروسہ تھا ' لیکن مجبوراً خود ہی اپنے ہاتھہ سے کھونا پڑا - پس اسکے سوا اب چارہ نہ تھا کہ عباسیوں کی خواہش کے آگے سر جھکا دیا جائے اور جس علت نے شورش پیدا کی ہے ' اسکو دور کرکے تلافی مافات کی جائے -

سفر کرتے ہوے سنہ ۲۰۳ - میں (مامون) طوس پہنچا ' اور چند دنوں کیلیے ٹہر گیا کہ (ہارون الرشید) کی قبر یہیں تھی - حضرت امام علی رضا بھی اسکے ساتھہ تھے - دفعۃً بیمار ہوے اور دفعۃً انتقال کرگئے - موت کی علت مسموم انگوروں کا کھانا ایک مسلم واقعہ ہے -

مامون نے انکی وفات پر نہایت سخت ماتم کیا ' یہاں تک کہ تین دن تک قبر کی مجاوری کی -

جنازے کے ساتھہ ننگے سر چلکر مشایعت کی اور حکم دیا کہ (ہارون الرشید) کی قبر کھود کر اسی میں انکو دفن کیا جائے ' تاکہ انکی برکت سے رشید کی مغفرت ہو -

خاندان اہل بیت کے مشہور مداح (دعبل) نے اسی واقعہ کی نسبت شعر لکھی تھی :

ما ينفع الرجس من قرب الذكى ' ولا
على الذكى بقرب الرجس من ضرر

واقعات کا یہی حصہ ہے ' جہاں پہنچکر مامون کا دامن مشتبہ ہوجاتا ہے ' اور قرین قیاس و عقل معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جو سیاست (ذوی الریاستین) کے ساتھہ برتی تھی ' وہی امام علی رضا کے ساتھہ برتنے پر مجبور ہوگیا ہو -

یہ تو یقینی ہے کہ عباسی شورش کے بعد (مامون) کے اُس طرز عمل میں پورا تغیر ہوگیا تھا جو اس سے پہلے سادات و علویئین کے ساتھہ تھا - شعار علویئین (لباس سبز) کے اختیار کرنے میں اسکا اہتمام بلیغ اوپر گذرچکا ہے - جب سنہ ۲۰۴ - میں خراسان سے بغداد پہنچا ' تو خود اسکا اور اسکے ساتھیوں کا لباس سبز تھا - جو لوگ دربار میں آتے تھے ' وہ بھی سبز لباس ہی پہنے ہوئے تھے -

آٹھہ دن تک یہ حالت قائم رہی ' لیکن جب اُس نے دیکھا کہ عباسی اس بارے میں اعتراض کررہے ہیں ' تو فوراً حکم دیدیا کہ لباس بالکل بدل دیا جائے اور وہی پرانا عباسی شعار ' یعنی سیاہ رنگ کے کپڑے سب پہن لیں !

واقعہ کا دوسرا پہلو

— * —

یہاں تک ہم نے جو کچھہ لکھا ' وہ (مامون) کی شرکت قتل کے قرائن اور قیاسات تھے ' جنکو سادہ و قدرتی ترتیب کے ساتھہ ہم نے پیش کر دیا -

لیکن اسکے ساتھہ ہی ایک دوسرا پہلو بھی تاریخی وقعت ' اور قرائن عقلی کی تقویت ' دونوں چیزیں رکھتا ہے ' اور انصاف کے خلاف ہے کہ اسکی طرف سے آنکھیں بند کرلی جائیں -

(مامون) مصلحت وقت کی وجہ سے مجبور ہوگیا تھا - امام علی رضا کا دشمن نہ تھا - لیکن تمام عباسی تو ولی عہدی کے بعد سے قطعی انکے جانی دشمن ہوگئے تھے - پھر کیا عجب ہے کہ انکے اور مامون کے مخالفین نے خود کوئی سازش کی ہو ' اور انگور میں زہر ملا کر دیدیا ہو ؟

جو مورخین (مامون) کی شرکت قتل کے مخالف ہیں ' وہ اسی پر زور دیتے ہیں کہ مخالفین مامون و حضرت رضا نے ایک سازش کرکے یہ معاملہ انجام دیا -

مخالفین الزام قتل

انکے دلائل کی وقعت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا - سب سے زیادہ قدیم راے اس بارے میں مورخ یعقوبی مشہور بہ (ابن واضح کاتب عباسی) کی ہے - وہ تیسری صدی کا مشہور مورخ ہے ' اور عہد مامونی کے تمام واقعات خود اُس عہد کے لوگوں سے روایت کرکے بیان کرتا ہے - اسکا بیان ہے کہ یہ سازش (علی بن ہشام) نے کی تھی - مامون کو اس سے کوئی تعلق نہیں تھا -

(ابن اثیر) بھی اس واقعہ سے انکار کرتا ہے ' اور بعد کو جتنی تاریخیں لکھی گئیں ' سب میں شرکت مامون کے خیال کو (قیل) کے ساتھہ لکھا ہے ' اور اسکی صحت پر زیادہ زور نہیں دیا ہے -

(یعقوبی) کی شہادت کو اس لیے قوی سمجھا جاتا ہے کہ وہ بظاہر شیعیت کی طرف مائل نظر آتا ہے - ڈاکٹر ادورڈ وانڈیک (جو ایک بے طرف اور منصفی مصنف ہے) اکتفاء القنوع میں لکھتا ہے : " كان يميل فی عرضه الي الشيعة ' دون السنيه " - قرب عہد اور تقدم زمانہ اسپر مستزاد ہے -

البتہ متاخرین میں (معز الدین ابن الطقطقی) نے زیادہ پھیلاکر اور ایک حد تک قوی لب و لہجہ میں اس الزام کو لکھا ہے - لیکن اسکی نسبت مخالفین الزام کہہ سکتے ہیں کہ وہ عباسیہ کا سخت مخالف تھا - حتی کہ قتل معتصم اور فتنۂ تاتار و بربادی بغداد کے واقعہ پر بھی چنداں متاسف نہیں -

حاصل تحقیق و تفتیش

پس ایسی حالت میں سچ یہ ہے کہ کسی خاص پہلو کو ترجیح دینا مشکل ہے - واقعہ کی نوعیت اور اسکے گرد و پیش کے حالات اس طرح کے ہیں کہ (مامون الرشید) کا پوزیشن مشتبہ ضرور ہے - اور ساتھہ ہی یہ بھی ممکن ہے کہ عام مخالفین امام نے یا بقول (ابن واضح) علی بن ہشام نے ایسا کیا ہو -

بہرحال کوئی قطعی راے بحالت موجودہ نہیں دی جا سکتی - ہمارے نزدیک دونوں پہلو ممکن الوقوع ہیں -

مرصع روائي کا تاج گو لعل و جواہر کا ہوتا ہے ' مگر اسکے اندر ہلاکتوں اور خطروں کے کانٹے بہرے ہوئے ہیں -

منصور نے (ابو مسلم) کے ساتھہ کیا کیا اور اُس نے کیا کیا تھا ؟ اُس نے چھہ سو برس تک رہنے والي حکومت دلائي اور منصور چند لمحوں کي زندگي دیکے پر بھي راضي نہ ہوا ! (ہادي) کي موت کا واقعہ بھلایا نہیں جا سکتا ' جو اسي خاندان کا واقعہ ہے - (برامکہ) کے ساتھہ (رشید) کا جو کچھہ تعلق تھا ' وہ محتاج تشریح نہیں - اور سب باتوں سے قطع نظر کیجیے - خود تحت خلافت کے ملنے میں (یحیی برمکی) کي مساعی کیسي عظیم و یادگار تھیں ؟ مگر اس شخصي حکومت اور پولیٹکل مجبوري نے جو کچھہ (رشید) سے کرایا ' وہ تاریخ عباسیہ کا ایک مشہور افسانۂ غم ہے - (امین) مامون کا بھائي تھا - جب قید خانے میں اسپر تلوار چلائی گئي تو اس نے تکیے کو ڈھال بنا کر کہا : " انا ابن عم رسول اللہ ! انا ابن ہارون ! انا اخو المامون ! اللہ اللہ في دمي ! اللہ اللہ في دمي ! ! " میں رسول اللہ کے چچا کا فرزند ہوں ! ہارون کا بیٹا ہوں ! مامون کا بھائي ہوں - ظالمو ! میرے ساتھہ یہ کیا کر رہے ہو ؟ لیکن کچھہ نہ چلي اور بالاخر قتل کر دیا گیا - (ذوي الریاستین) نے (مامون) کے ساتھہ وہي کیا تھا ' جو (ابو مسلم) نے منصور کے ساتھہ ' (بیرم) نے (اکبر) کے ساتھہ ' اور (میر جملہ) نے (عالمگیر) کے ساتھہ ' مگر بالاخر جب اسکا اقتدار بڑھا اور (ابو مسلم) کی سي حالت پیش آئي ' تو اُسي حکومت کے تحفظ کیلیے (جو اسکي سعی سے ملي تھی) مجبور ہوا کہ چند آدمیوں کو بھیجکر حمام میں قتل کرا دے !

(طاہر) ذوالیمینین کے ساتھہ بھي اسکو ایسا ہي سلوک کرنا پڑا - خاندان آل عثمان کي تاریخ پڑھیے - آخر وہ بھي تو انسان تھے ' جنہوں نے اپنی اولاد کو قتل کرایا ' اور بھائیوں کے قتل کے واقعات کو ترکوں شمار کر سکتا ہے ؟

(شاہجہاں) اور (اورنگ زیب) اسي کمبخت شخصي حکومت کیلیے جن کاموں پر مجبور ہوے ' انکے لیے دور جانے کی ضرورت نہیں -

ہم جب اُن لوگوں کي نسبت بحث کرتے ہیں ' تو ہمارا ہاتھہ اپنے دل پر ہوتا ہے ' جو کسي کے تلوے میں کانٹا چبھے تو تڑپ جاتا ہے - اُس دل کو بھول جاتے ہیں جسکو چتر شاہي اور تاج حکومت کے سایے میں پتھر اور لوہے کا بنکر رہنا پڑتا ہے -

اس بارے میں خود (مامون) کا کیریکٹر ہمارے سامنے ہے - ہم نے اُن واقعات کي طرف سرسري اشارہ کیا کہ تفصیل کي گنجایش نہیں - آپ براہ کرم تاریخوں پر نظر ڈال لیں -

مامون کے طرز عمل میں انقلاب

دیکھیے - (مامون) کي محبت اہل بیت اور میلان تشیع کس قدر بیّن ' اور اسکي صداقت کیسي نا قابل انکار ہے ؟ سنہ ۲۰۱ - ہجري میں اُس نے خود ہي سیاہ لباس کي ممانعت کرکے اور سبز لباس لازمي قرار دیکر تمام خاندان کو دشمن بنا لیا تھا ' لیکن بالاخر جب مجبور ہوا ' تو چھہ برس کے بعد بالکل اسکے متضاد اور برعکس حکم جاري کیا کہ " تمام سادات اپنا ممتاز لباس سبز ترک کرکے اسکي جگہ آل عباس کا سیاہ لباس اختیار کریں ' اور آئندہ سے دربار میں انکو آنے کی اجازت نہیں "

غور فرمائیں کہ (مامون) کے طرز عمل میں یہ کیسا عظیم الشان انقلاب تھا ؟

مامون کي مشکلات

حقیقت یہ ہے کہ (مامون) کے الفت و محبت اہل بیت

کرنے میں تو کوئي شک نہیں ' لیکن خاندان عباسیہ کي مخالفت اور دشمنی نے اسکو مجبور کر دیا - ورنہ وہ خود اپنی راے پر قائم اور مستقیم تھا -

ولي عہدي کے واقعہ نے تمام بغداد میں بغاوت پھیلا دي تھي اور (ابراہیم) کے ہاتھہ پر بیعت بھي لي جاچکي تھی ' لیکن (ذوي الریاستین) کي دربار خلافت پر حکومت تھي - اس نے (مامون) کو ملک کي حالت سے بے خبر رکھا - کوئي شخص بغیر اسکے حکم کے کوئي خبر مامون تک نہیں پہنچا سکتا تھا - ہرثمہ نے جرأت کي ' مگر (ذوي الریاستین) کے دسائس کا شکار ہوا - یہاں تک کہ (حسن بن سہل) مقابلے کیلیے روانہ ہو گیا ' اور پھر بھی (مامون) کو یہی خبر دي گئي کہ " ابراہیم بغداد میں نائب الریاست کي حیثیت سے کام کر رہا ہے ' کوئي خوف کی بات نہیں "

امام رضا کا مامون پر احسان عظیم

یہ حالت دیکھکر امام (علی رضا) سے صبر نہو سکا - وہ ایک دن آئے اور مامون سے کہا :

یا امیر المومنین ! ان الناس ببغداد ' قد انکروا علیک مبایعتي بولایة العہد و تغییر لباس السواد ' و قد خلعوک و بایعوا عمک ابراہیم بن المہدي (الفخري صفحہ ۲۰۰ -)

یا امیر المومنین ! بغداد میں لوگ آپ کے مخالف ہوگئے ہیں - اس سبب سے کہ آپنے مجکو ولي عہد مقرر کیا ' اور سیاہ لباس کی جگہہ سبز لباس پہننے کا حکم دیا - انہوں نے آپکی بیعت توڑ دي ہے ' اور آپکي جگہہ آپکے چچا ابراہیم بن مہدي کے ہاتھہ پر بیعت کرچکے ہیں -

اب (مامون) کي آنکھیں کھلیں - وہ اب تک (ذوي الریاستین) کے ہاتھہ میں اسي طرح ایک عضو معطل تھا ' جیسا کہ عرصے تک (اکبر) بیرم کے ہاتھہ میں رہا تھا - اسکو اپنی بے خبري اور معطلی کے حس کے ساتھہ اُس طوفان ہلاکت کا بھی علم ہوا ' جو اہل بیت کي محبت اور امام رضا کي ولي عہدي کي بدولت اسکي طرف بڑھ رہا تھا -

تاریخ مشاہدے کا نام نہیں ہے ' بلکہ روایت کا ' اور پھر قرائن و تجسس ' ظنون غالبہ ' اور بحث و تعلیل کا - غور کرنا چاہیے کہ قدرتي طور پر (مامون) اس وقت کن خیالات سے دوچار ہوا ہوگا ؟ اور حفظ حکومت و نفس نے کن مصالح وقت کو پیش نظر کر دیا ہوگا ؟

دسیسۂ قتل ذوي الریاستین

اُس نے وہی کیا جو ہر شخصي حکمران ایسے موقعہ پر کرتا ہے - ایک جماعت ناہر کے لوگوں کي (ذوي الریاستین) کے پیچھے لگا دی

فدس جماعۃ علي الفضل ' فقتلوہ في الحمام ثم اخذ ہم وقدمہم لیضرب اعناقہم فقالوا لہ : " انت امرتنا بذلک ' ثم تقتلنا ؟ " فقال لہم : " انا اقتلکم باقرارکم ' واما ما ادعیتموہ علی

پس مامون نے ایک جماعت فضل کے قتل کیلیے خفیہ لگا دی ' جنہوں نے اسکو حمام میں قتل کر ڈالا - پھر مامون نے قاتلوں کو پکڑوا بلوایا ' اور قتل کا حکم دیا - اسپر انہوں نے کہا کہ " خود آپ ہي نے تو ہم کو حکم دیا تھا کہ آپ قتل کردیں - جب اسکی تعمیل کي تو اب ہم کو اولٹا قتل کیا جاتا ہے ؟ " لیکن مامون نے اس قانوني پیچ سے انکو چپ کرادیا کہ " تمہارا جرم تو

نصرت غیبی

مصطفی پاشا اور ایتریا نوبل کے درمیان فوجی حملے کے سلسلے کو مسلسل کرنے کیلیے ملغاریوں نے دریائے ماریسا پر ایک پل بنایا تھا - جس سے جنوبی اور شمالی فوج کا سلسلہ باہم مل گیا تھا - بالسکل سواروں کا ایک فوجی دستہ وہاں متعین کیا گیا ، جو منتظر تھا کہ اگر ترک اپنے پرانے مورچوں پر قبضہ کرنا چاہیں ، تو فوراً گولہ باری شروع کر دیں -

لیکن قدرت الہی نے ایک عجیب کرشمہ دکھلایا - قبل اسکے کہ ترک اس پل پر سے آنے والوں کے حملے کا مشاہدہ کریں ، دریائے ماریزا میں ایک شدید طغیانی پیدا ہوا ، اور نہایت تعجب اور حیرت کے ساتھ خود ترکوں نے دیکھا کہ پل ٹوٹ گیا ہے اور اسکے تختے پانی میں بہہ رہے ہیں !!

بحالت موجودہ ہم نہیں سمجھتے کہ تا ہم ذکر الزام دہی میں کیوں وقت ضائع کریں ؟ اگر (ماخوں) سے فی الحقیقت یہ جرم سرزد ہوا تو اللہ کی عدالت کھلنے والی ہے اور وہاں آپکی یا مدعی وکالت کی ضرورت نہیں - اگر نہیں ہوا تو بخشدو اور بھول جاؤ - ملاعنۂ روسیہ کے مظالم کی تفتیش اس واقعہ کے یاد کرنے پر موقوف نہیں - آج جو کچھ ہو رہا ہے ' جب اُس سے ہمیں عبرت حاصل نہیں ہوتی ' تو کل جو کچھ گذر چکا ہے ' اسکے دہرانے سے کیا فائدہ ؟

جس وجود مقدس کی ولی عہدی کی تبریک میں (ابو نواس) نے یہ اشعار کہے تھے ' آج اسکی قبر مبارک کا گنبد شکستہ ہو چکا ہے اور تمام اسلامی دنیا خاموش ہے

مطهرون نقيات ثيابهم
تجري الصلوة عليهم اينما ذكروا
من لم يكن علويا حين تنسبه
فما له في قديم الدهر مفتخر
الله لما برى خلقا فاتقنه
صفاكم و اصطفاكم ايها البشر
فانتم الملاء الاعلى ' وعندكم
علم الكتاب وما جاءت به السور

انجمن هلال احمر قسطنطنیه کی رسید

— * —

متعدد مقامات سے بکثرت خطوط اس مضمون کے آئے ہیں

" ہم نے چندہ ہلال احمر کا روپیہ جمع کرکے بعض صاحبوں کے سپرد کیا انہوں نے بیان کیا کہ براہ راست قسطنطنیہ روانہ کر دینگے - اب وہ ایک چھپی ہوئی رسید دکھلاتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ یہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ سے آئی ہے ' مگر ہم لوگوں کو اطمینان نہیں - کوئی ایسی شناخت بتلائی جائے ' جس کے ذریعہ اصلی رسید کو پہچان سکیں "

(الهلال)

شناخت کیا بتلائی جائے - انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی ایک رسید کا بجنسہ عکس چھاپ دیا جاتا ہے - اسے دیکھ لیجیے اور خدا را مشتبہ اور جعلی کے مواقع سے بچیے :

انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کی رسید

اصلی رسید اس عکس سے طول و عرض میں دگنی ہے - وہ نہایت قیمتی طباعت کا نمونہ ہے ' اور جس طرح بینک کی چک بکوں ' یا کرنسی نوٹ پر مختلف رنگوں کی نقاشی ہوتی ہے ' اسی طرح کی چھپی ہوئی ہے - چاروں طرف چھوٹے چھوٹے سرخ ہلالوں کی جدول ہے - اندر کی سطح ہلکے آسمانی رنگ کی ' اور وسط میں سرخ دائرہ ہلال کے اندر ہلال احمر کے دو والنٹیروں کی تصویر ہے - سطح کے اندر سفید حروف میں " عثمانی ہلال احمر جمعیتی " نمایاں نظر آتا ہے ' اور بالعموم صدر جمعیۃ یا مفتش کے اسپر دستخط ہوئے ہیں -

جو رسیدیں آپکو دکھلائی گئی ہیں ' انکو بغور دیکھ لیجیے - اگر ایسی نہیں ہیں تو فوراً دفتر الہلال میں اطلاع دیجیے - یہاں مشتبہ اشخاص و ذرائع کی فہرست مرتب ہو رہی ہے ' اور بذریعہ خط و کتابت تنبیہ و تہدید کا سلسلہ جاری -

مظالم بلقان

— * —

مظالم کا ثبوت

ہمعصر انگلشمن کا نامہ نگار لندن لکھتا ہے

" جیسا کہ میں بارہا اپنے خطوط میں لکھ چکا ہوں " ارمینیا کے مفروضہ مظالم کی وجہ سے مسٹر گلیڈ سٹون کی بدولت تمام یورپ گونج اٹھا تھا ' اور ترکوں کو ملامت کر رہا تھا - حالانکہ انکا بڑا حصہ تو خود بلغاریا کی ایجاد تھی ' اور کچھ نہایت رکیک اور بے شرم مبالغہ و اغراق - لیکن یہی مظالم کا ثبوت جب دوسرے پیر میں آگیا تو ریڈیکل پارٹی کے پاس اسکے لیے ایک لفظ بھی نہیں تھا !

سر ایڈورڈ گرے نے دیدہ و دانستہ ان قتلہائے عام کی بابت ہمارے قونصل کی رپورٹ کو دبا دیا ہے - لارڈ مارلے انکے اس فعل کی تصدیق میں کہتے ہیں " اس قسم کے مدعوں واقعات کو اُبھارنا (گو وہ صحیح ہی کیوں نہ ہوں) جذبات کو تلخ کرنا اور صلح کو ناقابل حصول بنانا ہے " مگر مسٹر گلیڈسٹون نے قونصل کی رپورٹ کو دبا دینا تو درکنار (اور اگر دبانے بھی تو کیا دباتے ؟ انکے پاس کوئی رپورٹ ہی نہ تھی) سرویا اور ڈرونا کے قصوں پر اعتبار کرلیا تھا ' اور یہی فرضی قصے تھے جنہوں نے کنسرویٹو پارٹی کو صرف اسواسطے اکھاڑ پھینکا کہ وہ ترکوں کی حامی "

راقم خط اس زمانے میں ڈیڈیوف میں تھا - اسکے بعد ترکی اور بلغاریا کا سفر کیا - اس بناء پر بذات خود ترکوں کے خلاف مفروضہ الزامات تکذیب کے کیلیے سند و شہادت رکھتا ہے -

تلخیص جرائد عثمانیه

— * —

ایک معرکہ شدید

میدان جنگ سے آئے ہوئے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ گیلی پولی کے قریب ایک شدید معرکہ ہوا ' جسمیں میدان عثمانی فوج کے ہاتھ رہا -

اکسا میلا میں دشمن کو شکست

اکسا میلا (واقع گیلی پولی) میں بلغاری قوت اسقدر کمزور ہوگئی کہ تاب مقابلہ نہ لاسکی - ایک شدید معرکے میں سخت شکست کھا کے گاؤں سے بالکل چلی گئی ہے -

جب سے دشمن کی فوج سامنے سے ہٹی ہے ' عثمانی فوج کی پیشقدمی گیلی پولی سے شمال کی طرف برابر جاری ہے -

ایک خونریز معرکہ

حال میں جنوب چرکس کوئی میں عثمانی اور بلغاری فوج کے تفتیش کن حصوں میں ایک خونریز اور ہولناک رن پڑا - جنگ برچھوں اور سفید ہتھیاروں سے ہوا کی - عثمانیوں نے دشمنوں کو اسکے فوجی مواقع (پوزیشنوں) سے نکالدیا اور خود اس پر قابض ہوگئے - دشمن کے نقصانات شدید تھے - آستانہ میں آئے ہوئے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے بلغاری شریک جنگ ہوے ' اسمیں سے صرف دس بچے - باقی سب کام آئے - عثمانیوں کو غنیمت میں بکثرت ہتیار ملے -

انقـــلاب عثـــماني

انجمن اتحاد و ترقي کي نئی وزارت ، انقلاب کے دوسرے دن

(۱) اسکیان افندي وزیر معلمہ پست و تاغراف
(۲) شیخ الاسلام
(۳) شاهزاده سعید حلیم - پریسیڈنٹ پارلیمنٹ و وزیر خارجیه
(۴) جلال بک وزیر ممد نیات و زراعت
(۵) مارشل محمود شوکت پاشا وزیر اعظم و وزیر جنگ
(۶) ابراهیم پاشا وزیر عدالت
(۷) حاجي عادل بک وزیر داخلي
(۸) رفعت بک وزیر مال
(۹) بوزدا افندي وزیر پبلک ورکس

مقالات

وقائع و حقائق

دیدۂ اعتبار

— * —

کوئی سمجھ شعر کھاۓ دیدۂ اعتبار کو ؟ ؟

— * —

(از جناب مراسلہ نگار ادیب - از لکھنؤ)

(۱)

ایک دن جبکہ میں (نظیر آباد) کے چوک سے گذر رہا تھا ‘ میں نے مستورالے کتب فروش کی دکان کے نیچے بیس تیس آدمیوں کا مجمع دیکھا - ایک دکان کے نیچے دکان اور اسکے پاس اسطرح راہگیروں کا جمع ہوجانا ‘ میرے لیے ایک سبب کشش رکھتا تھا - جب میں قریب پہونچا ‘ تو ان انسانی سروں کے درمیان سے پہلی شے جو میری نظر آئی ‘ وہ پانی میں بھیگے ہوئے اور خاک آلودہ سیاہ بوٹ تھے - جب میں اس مجمع کے اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پیدر دیدہ حواری ‘ مجسمۂ سرمستی ‘ و وجود سرشاری ‘ - سر سے پاؤں تک کیچڑ میں نہایا ہوا ‘ عجیب مدہوشی میں - انگندۂ ذلت و رسوائی ‘ بیٹھا ہے ! !

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس مجمع میں کتنے چشمہاۓ عبرت کشا اور کتنے دیدہ ہاۓ اعتبار تھے ؟ گوشت اور ہڈی کے پردہ کے اندر کا حال کون جان سکتا ہے ؟ ہاں البتہ اسقدر بتا سکتا ہوں ‘ کہ بعض چہرے متاسف ‘ بعض متبسم ‘ بعض ہاتھ کف افسوس ملنے والے ‘ اور بعض دانت نکالنے والے تھے ! !

اس قسم کے واقعات انسانی زندگی میں نہ معلوم کتنے پیش آتے ہیں ‘ لیکن ایک غلط انداز نظر کے بعد وقف فراموشی ہو جاتے ہیں -

آہ انسان کی غفلت پیشگی ‘ جو عصیان جہات کی اصلی شراب ہے ! !

* * *

انگلستان کے شاہ چارلس اول کا قتل ‘ فرانس کے شاہ لوئی اور ملکہ کا ظالم رعیت کے ہاتھوں مارا جانا ‘ سنہ ۱۷۸۹ - کے انقلاب کا ایک ایک واقعہ ‘ نپولین کے عہد عزت و اقبال کے بعد زمانہ ذلت و ادبار ‘ اور دور کیوں جایئے ‘ آنکھے لیے موجودہ ہندوستان کے خاک کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر ایک عبرت رکھتا ہے ‘ جسکی چشم عبرت اندوز ہو ‘ اور دیدۂ عبرت پذیر ‘ بینا ہو ‘ ان سے سبق حاصل کر سکتا ہے -

قدیم لیڈروں کی قومیت اور کس مپرسی ‘ اور جدید مدعیان اصلاح کی آب و تاب اور طمطراق ‘ پھر ان دونوں مصلحین کی زود پژمردگی کے آثار کا گذشتہ یونیورسٹی مونڈیشن کانفرنس کی اسک آلود آواز سے یہ مصرع پڑھنا ‘

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے !

ان تمام عبرت آموزیوں کے ساتھ ‘ بلقانی مسلمانوں کے مصائب و آلام کے افسانے ‘ عرصۂ ہندوستان ‘ آجکل ایک عبرت زار ہو رہا ہے - در و دیوار سے صداۓ عبرت آ رہی ہے ‘ فضاۓ عبرت چاروں طرف محیط ہے ‘ اور ہوا تک میں عبرت بسی ہوئی ہے :

ہر گل نو ز گلرخے یاد همی کند ولی
گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو ؟

* * *

لیکن وائے وجود اسکے بہت سے آنکھیں ہیں جو " علی ابصارھم غشاوۃ " کا مصداق ہیں - ان پر غفلت کے غلیظ پردے پڑے ہوئے ہیں ‘ اور وہ دیکھنے نہیں دیتے کہ گرد و پیش کیا ہو رہا ہے ؟ خواب غفلت کا زہر رگ رگ میں سرایت کر گیا ہے اور آلام و مصائب کے ظالم ہاتھ اور ذلت و خواری کی بیدرد ٹھوکریں بھی بیدار نہیں کر سکتیں - لیکن جب ایک جسم خوابیدہ ایکطرف تو زور زور سے جھنجھوڑا جا رہا ہو اور دوسری طرف سے تکان ٹھکرایا جا رہا ہو ‘ اور اسپر بھی آنکھیں نہ کھولے ‘ تو جان لیجیے کہ وہ جسم خفتہ نہیں بلکہ لاش مردہ ہے اور اس غفلت کی موت کے لیے مناسب جگہ ‘ دنیا کا بستر نہیں بلکہ ذلت کی وہ گور ہے ‘ جو ناکامی کے ہاتھ اسکے لیے کھود رہے ہیں ‘ اور مستقبل گمنامی کا پردہ اپنے ہاتھ میں لیے منتظر ہے -

* * *

یہ چند اضطراری جملات ہیں جو زبان قلم سے بے ساختہ نکل رہے ہیں ‘ اور جنکا حیز تحریر میں آنا ناگزیر - اسلیے کہ اگر دل و دماغ سے آتے ہوۓ اس طوفان تفکر کو کاغذ پر پھیلنے کی اجازت نہ دیجاۓ ‘ تو ایک حق پرورہ قلب کے ڈوب جانیکا سخت اندیشہ ہے -

(۲)

مضمون کی ابتدا ایک مشاہدہ سے کیگئی - شرابی کا افسانہ بیان کرنے سے مقصود ایک محسوس مثال دیکر " عبرت " کی ماہیت ذہن نشین کرنا تھا - " عبرت " منجملہ ان ہزاروں الفاظ کے ہے جو اگرچہ دن میں سو سو مرتبہ زبان پر جاری ہوتے ہیں ‘ لیکن دماغ پر ایک مدہم نقش اور نہایت دھندلا عکس پڑکر رہجانے کے سوا ‘ اور کچھ نہیں ہوتا - تمام کلیات کا یہی حال ہے - سبب یہ ہے کہ کلیات (۱) کا وجود خارج میں نہیں ہوتا - " انسان " ایک ایسا وجود ہے کہ جسکو طبعی کی نظر کے سوا چشم عالم تک نے از ادم تا ایندم نہیں دیکھا - انسان ‘ پیش نظر ہوتا ہے تو ہمیشہ زید و بکر اور اسی طرح کے دیگر اشخاص و جزئیات کی شکل میں -

" کلیات " جغرافیہ کے نقشوں کیطرح ہیں کہ گو ان کے ذریعہ سے معلومات عامہ میں اضافۂ خطیر ہوتا ہے ‘ لیکن کوئی متعدل شکل ذہن کے سامنے قائم نہیں ہوتی ‘ اور اسلیے ان اشیاء کے متعلق ایک طرح کی پراگندہ سی نفس پر طاری ہوکر رہجاتی ہے - اسکے بر خلاف جزئیات کی حالت ہے کہ وہ مثل تصویر کے ہیں ‘ جنکا اثر براہ راست ہمارے حواس پر پڑتا ہے اور اسطرح تخئیل کی مدد سے حافظہ ایک ایک خط و خال کو محفوظ رکھ سکتا ہے -

جو دماغ فلسفہ اور الہیات کے حقائق و مسائل کے پیچیدہ اور دشوار گذار راہوں سے آشنا ہیں ‘ وہ جانتے ہیں کہ محسوس امثال کی دستگیری و رہنمائی کیا معنی رکھتی ہے ؟ یہی وجہ تھی نہ مضمون کی بنیاد ایک محسوس واقعہ پر ڈالی گئی اور ایک تجربہ کو پیشطاق بنایا گیا ‘ تاکہ جو مبہمی نہونے پاۓ ‘ اور جب عبرت

(۱) انسان ‘ درخت کتاب ‘ کلیات کی مثالیں ہیں اور ‘ زید ‘ عمر ‘ کوئی خاص درخت ‘ جزئیات کی - ایک کلی ہمیشہ چند جزئیات کو محیط و مشتمل ہوتا ہے - (مدد)

شهيد راه كشف و علم پرستي

مکتشف قطب جنوبي

کپتن رابرٹ اسکاٹ

(١) مسز اسکاٹ اپنے بچے کے ساتھ بیٹھی ہے (٢) مسز اسکاٹ اپنے شوہر کے ساتھ جہاز پر (٣) مسز اسکاٹ کے بچے کو اپنے باپ کا مسکراتا نقشہ رہی ہے !

اور رذائل ثلاثہ کا ازالہ کیجیے - کیونکہ بغیر اسکے ایک مشت خاک لیڈر نہیں بن سکتا -

جو بد بختیاں اسوقت منظر عام پر آچکی ہیں، انکو چاہیے کہ اسکے بدلے میں مشغول ہوں، توبہ کریں، آئندہ اصلاح کا عزم جازم کریں - اور جو سرالڑائی پرد، ابلیس کے اندر مخفی ہیں، انکے لیے بھی سعی عبرت حاصل کریں، اسلیے کہ خیالات فاسدہ کے ہاتھوں انکو بھی روز بد دیکھنا پڑیگا - واللہ مخرج ما کنتم تکتمون -

" لیڈر " مجموعہ زید، عمر، بکر، کا نام نہیں، بلکہ عبارت ہے صفات مذکورہ کے مجموعہ سے - فطرت انسانی ہر اس شخص کو لیڈر ماننے کے لیے طیار ہے، جسکے اندر فضائل اربعہ مجتمع ہوں، اور اسکی ذات رذائل ثلثہ سے پاک ہو -

مسٹر (ابو الکلام) ہوں یا مسٹر (علی محمد خاں) (کامریڈ) ہو یا (الہلال) - کوئی ہو، ہم اسی شخص کو لیڈر تسلیم کرینگے جو مندرجۂ ذیل شرائط پوری کرے -

(١) حق پرستی میں استقلال ہو - شورش وجاہ، عظمت واقتدار، حرص مال، ہوس القاب، غرضکہ کوئی دنیاوی عیب، دامن صداقت چھوڑا دینے میں کامیاب نہو -

(٢) قومی کاموں میں آسائش اور آرام طلبی کو جگہ نہ دیجائے اور کامل جانفروشی کے ساتھ قومی مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے -

(٣) خلوص کے جعلی اظہار اور مصنوعی انہماک سے سخت پرہیز کیا جائے - یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مصنوعی انہماک اور جعلی خلوص، جعلی نوٹ کیطرح ایک دن ضرور پکڑے جائینگے - اسلیے کہ جسطرح جعلی نوٹ چلانے والے کی آواز میں خوف پنہاں، اور ہاتھ کی جنبش میں ایک غیر محسوس رعشہ پوشیدہ ہوتا ہے، اسیطرح جعلی خلوص نمائی، اور مصنوعی انہماک آرائی اپنے اندر مکر اور فریب کی کھٹک رکھتی ہے، جسکو دیدہ وری اور ژرف نگاہی کی آنکھ جلد سے جلد محسوس کرلیتی ہے، اور اس سے چھپ نہیں سکتی -

(الہلال)

ہمارا مدت سے ارادہ تھا کہ الہلال میں ایک باب کسی ایسے عنوان کا رکھیں، جسکے نیچے متفرق طور پر ہر طرح کے خیالات، جو ایک مطالعہ دوست و صاحب فکر دماغ میں ہمیشہ گذرتے ہیں، اور کسی مستقل مضمون کی صورت میں جمع نہیں کیے جاسکتے، شائع ہوں -

مختلف امور کے متعلق بیسیوں ایسے خیالات ہمارے دماغ میں گذرتے ہیں، جنکو اگر قلمبند کیا جائے تو موجب بصیرت ہوں، لیکن ضائع جاتے ہیں - کتابوں کے مطالعہ کے وقت آرا و معلومات کو جستجو عزیز ہے، اور اگر متفرق نوٹوں کی صورت میں اسکا ما حصل محفوظ ہو جائے، تو اکثر حالتوں میں مفید ہو، مگر ایسا نہیں ہوتا - (رذائل و حقائق) کی سرخی اسی غرض سے ہم نے قائم کی ہے -

بعض چیزیں کمپوز کرنے کیلیے دینا چاہتے تھے کہ یہ مضمون پہنچا - جسکا عنوان پذیری پر (گویا مکمل اور سرسری طور پر) مگر اچھے لفظوں میں اظہار خیالات تھا - اسلیے اسی کو اس عنوان کے نیچے ذیل میں درج کر دیا گیا، کہ کسی خاص سلسلہ و ترتیب سے مربوط نہ تھا -

اس مضمون میں دو خیال ایسے ظاہر کیے ہیں، جنسے ہم متفق نہیں - ایک مضمون کے تیسرے کالم میں یہ خیال کہ " لیڈری

انتقاد

مطبوعات اردو

نہایت شرمندہ ہیں کہ ریویو کیلیے کتابیں بکثرت آتی رہیں لیکن ہم نے ابتک ایک لفظ نہیں لکھا - بعض حضرات کی شکایتیں اس بارے میں سخت تلخ تک پہنچ گئی ہیں، مگر اپنی مجبوریوں کو کیا کریں ؟

سب سے پہلی بات یہ کہ الہلال کے پیش نظر جو نمونے ہیں، وہ ہندوستان سے باہر کے ہیں - جب احباب اپنی غرب انوائی سے تعریف کرتے ہیں، تو ہم اپنے دل میں شرمندہ ہوتے ہیں کہ آٹھہ دس صفحوں میں چند ادھر ادھر کے مضامین شائع کردینے کے سوا اور اسمیں ہوتا ہی کیا ہے ؟ یورپ کے رسائل کو چھوڑ دیجیے، کم از کم ترکی کے بعض ترقی یافتہ رسائل کی ضخامت اور تنوع مضامین کا مقابلہ تو کرسکتا - لیکن ساتھہ ہی ہمیں یاد آجاتا ہے کہ ان رسائل کی قیمت کتنی ہے، اور کتنا وسیع حلقۂ اشاعت اپنے ساتھہ رکھتے ہیں ؟

این نسبت بہ صحراے سخن جادہ ندارد
وارون روش کم نظری را چہ علاج کس ؟

اس حالت کی وجہ سے اگر کتابوں پر ریویو کا صفحہ بھی ہمیشہ الہلال میں رکھا جائے تو اور ضروری مضامین کیلیے جگہ کہاں سے آئے ؟

پھر اس سے بھی بڑھکر دقت یہ ہے کہ ابتدائے عصر سے " ریویو " کو " تعریف و مدحت سرائی " کا مرادف سمجھہ لیا ہے، اور جب کبھی کوئی چیز اخباروں میں ریویو کیلیے بھیجی جاتی ہے، تو مقصود یہی ہوتا ہے کہ اسکی تعریف کی جائے - فقہا کا اصول ہے کہ " اصل ہر شے کی اباحت ہے تا وقتیکہ کوئی شے عارض حرمت ہو " اسی طرح اخبارات نے بھی یہ اصول قرار دے لیا ہے کہ " اصل

[بقیہ پہلے کالم سے]

کی ناک کا، تاج سلطنت اور دست علما میں مشترک طور پر ہے، مرھٹی اقتدار اور زوال دولت مغلیہ کا سبب ہوا "

اس سے مقصود (اورنگ زیب) کا کیریکٹر ہے - مگر یہ خیال صحیح نہیں، واقعات تاریخی کے خلاف ہے، نیز زوال دولت سے اسے کیا تعلق ؟ - والتفصیہ بطولہا -

نیز لکھا ہے کہ " لیڈر کی صرف پبلک زندگی زیر احتساب ہوسکتی ہے، نہ کہ پرائیوٹ " ایک لحاظ سے تو یہ صحیح ہے - قرآن کریم نے بھی سورۂ (حجرات) میں فرمایا ہے کہ " ولا تجسسوا " تجسس نہ کرو - لیکن اس سے ایک اصولی غلط فہمی بھی پیدا ہوتی ہے - ہمارا ذاتی اعتقاد یہ ہے کہ " لیڈر " کیلیے لازمی ہے کہ اسکی زندگی اپنے تمام اعمال ظاہر و باطن میں کہ جزئیات جدت میں بھی قوم کیلیے ایک نمونہ ہو - پس جو شخص اپنے آپ کو اس حیثیت سے پیش کرتا ہے، ضروری ہے کہ اسکی زندگی میں کوئی راز نہو، اور اسکی پرائیوٹ لائف بھی ایک کھلا صفحہ ہو - قوم کو حق حاصل ہے کہ وہ صرف اسٹیج ہی پر نہیں، بلکہ اسکے گھر میں بھی اسکا تعاقب کرے - ہمارے سلف صالحین نے پیشوائی کے یہی معنی ہم کو سمجھائے ہیں -

کا لفظ کان سنتی' تو معاً آنکھوں کے سامنے اسکی مجسم تصویر بھی پھر جائے -

* * *

مظاہر عبرت اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ کسی لغزش یا سرگذاشت کے نتائج کی محسوس و مجسم مثالیں ہوں ' اور عبرت پذیری اسکے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ان مثالوں سے ہم متاثر ہوں - جب ہم ایک شرابی کو نالے میں پڑا اور اسکے گرد تماشائیوں کو جمع دیکھتے ہیں' تو ہم در اصل شرابخواری کے چند نتائج محسوسہ مشاہدہ کرتے ہیں' اور انکے دیکھنے سے اثناء نفس پر یہ اثر پڑتا ہے کہ عبرت و رحم کے مرکب جذبے کو جنبش ہوتی ہے اور اسکے بعد شراب کے طرف سے ایک طرح کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے - رفتہ رفتہ یہ نصیحت ان جذبات پر بیرونی ہوئی داخل قلب سے جا کر نگرانی ہے اور "میں شراب ہرگز ہرگز نہ پیونگا" کی دھیمی اور غیر محسوس آواز سے گوشۂ دل گونجنے لگتا ہے -

یہی عبرت پذیری کی آخری منزل ہے - یہاں پہونچکر وہ نفرت کی ایک معین اور مستقل شکل بن جاتی ہے -

مگر عبرت زائی کے بہ لحاظ استعداد تحصیل ' مختلف مدارج ہیں اور ان مدارج و مراتب کا تعین ان ہی مذکورہ کے اثر کے لحاظ سے ہوتا ہے ' جو ہمارے نفس پر مرتب ہوتا ہے - کبھی تو اس اثر کا ظہور ہمارے اعمال و کردار میں اسطرح ہوتا ہے کہ ہم شراب سے عملاً مجتنب پرہیز کرنے لگتے ہیں ' اور کبھی نفس نفرت اسقدر گہرا ہو جاتا ہے کہ شراب کا تصور جبیں پر بل اور پیشانی پر اجتناب کے آثار پیدا کر دیتا ہے

خلاصہ یہ کہ عبرت کے اجزاے ترکیبی یہی چند جذبات ہیں اور عبرت پذیری ایک فطری ملکہ ہے جو ہم میں ودیعت ہے - دوسرے قویٰ کیطرح یہ بھی عدم مشق سے ضعیف ہو جاتا ہے اور بذریعہ مشق سے قوی و قوی تر ہو جاتا ہے - پس ہزار افسوس ہے کہ اس مفید اور نہایت قیمتی قوت کی مشق کے مواقع بکثرت موجود ہیں ' لیکن ہم غافل ہیں - مگر کی جوتی سامنے رکھی ہے' لیکن کاہلی نے دونوں ہاتھ باندھ دیے ہیں !

یہ نکتہ ملحوظ خاطر رہے کہ عبرت پذیری صرف دوسروں کی غلطیوں سے نصیحت و سبق حاصل کرنے ہی کا نام نہیں ہے ' بلکہ خود اپنی غلطیوں سے متاثر و متنبہ ہونا بھی اسمیں شامل ہے - ہر معصیت ' اور ہر وقت ' خواہ اسکا مظہر دوسرا شخص ہو یا ہم خود اپنے اندر ' دیدۂ اعتبار کیلیے ایک پیغام عبرت رکھتا ہے -

(۳)

مثلاً آجکل کے تازہ ترین مظہر عبرت اثر میں قومی ریاست اور پیشوائی کا عزل و نصب بھی ہے -

اکبر کے تخت حکومت پر بیٹھنے سے قبل لشکری کی باگ تاج و دستار کے ہاتھ میں تھی - البتہ کبھی کبھی مقتضیات وقت' تاج و تخت کو دست اندازی کرنے پر مجبور کر دیتے تھے - اکبر کے تخت نشین ہونیکے بعد پانسہ پلٹا ' اور (ابو الفضل) کی صرف ہی مدد سے عنان تحکم کچھ عرصہ کیلیے مذہب کے ہاتھ سے نکلکر سلطنت کے ہاتھ میں آگئی - شکست خوردہ جماعت نے ہر چند کوشش کی' لیکن دست حکومت کی گرفت مضبوط تھی -

سترھویں صدی عیسوی کے نصف النہار پر پہونچنے کے بعد ایک زمانہ آیا کہ تاج و دستار میں مصالحت ہوئی اور آپسمیں ایسا پیار اور اخلاص بڑھا کہ باگ کا ایک تسمہ تاج نے پکڑا اور دوسرا دستار کے ہاتھوں میں نظر آنے لگا - یہ دیکھکر مرھٹی آزادی کے میدان میں پانی پھر آیا ' اور تاریخ شاہد ہے کہ مرھٹی ہاتھ نے ایک ایسا گہرا جھٹکا دیا کہ لیڈری کی باگ مذہب معلقہ کی' سعید چٹکیوں سے نکلکر مرھٹی سیف سطلی میں پہونچگئی - عین اسوقت ہم چند دوربیں نگاہوں میں پنجہ تازی ہوتے دیکھتے ہیں ایک عرصہ کے بعد فرانسیسی ہاتھ زیر اور انگریزی ہاتھ زبر نظر آنے لگتا ہے اور جسم زمین میں مرھٹی ہاتھ دو ہاتھ زمین حکومت پر قبضہ کر لیتا ہے -

اتنے میں ایک بڑے سر والا شخص آتا ہوا معلوم ہوتا ہے - وہ وہاں پہونچکر جھک کے سلام کرتا ہے قاضی عمامہ ' ایک پگڑی کا نذر کر دیتا ہے - اس ایک ہی دم میں چلے جانے کے بعد اور لوٹ آتے ہیں (اس عہد کی ہسٹری سے آپ خود بخوبی واقف ہیں) اور اس شخص کی انگلیوں کے نشان پر اپنی انگلیاں جما دیتے ہیں -

لیکن بعض حوادث ان دنوں ہوئے' باگ کو قاضی ہاتھ کے بالکل قریب مگر بہ لحاظ ادب اوپر سے نہیں بلکہ نیچے سے پکڑنا چاہتے ہیں - یہ حرکت اُس ہاتھ اور اور بھی زیر دست عمال گروں کو سخت ناگوار گذرتی ہے -

اس سین پر جامعہ کا پردہ ابھی نہیں پڑا ہے اور دیدۂ عبرت نظروں سے ٹکٹکی باندھے تماشہ دیکھ رہی ہے -

* *

اب اگر آپ عہد بہ عہد کے لیڈروں کی فہرست کو' عام اس سے کہ صاحبان دولت و حشمت ہیں یا ارباب علم و فضل' اٹھا کر ملاحظہ فرمائیں ' تو ہر لیڈر کے نام کے سامنے ذاتی اوصاف ' خصائل و فضائل ' کے کالم لکھے نظر آئینگے اور منجملہ دیگر اوصاف حمیدہ کے مندرجہ ذیل صفات مشترک و متواتر پائی جائینگی -

(۱) حق پرستی (۳) خلوص
(۲) انہماک (۴) سرفروشی

اس فہرست میں تمام لیڈر گو دیگر اوصاف کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں لیکن ان صفات میں یکسر متحد تھے - فی الحقیقت یہی فضائل اربعہ وہ عناصر اربعہ ہیں جن سے ایک حقیقی لیڈر کے کیرکٹر کی ترکیب ہے -

اسکے بعد فہرست ہذا کے دوسرے کالم پر نظر ڈالیے' تو آپکو "معائب و رذائل" کا عنوان نظر آئیگا اور اس کالم کے نام کے مقابل' اسکے معائب و قبائح درج ہونگے - اس کالم میں اور سب عیب لکھے ہونگے لیکن یہ نہونگے -

(۱) اعانت شری (۳) بدعہدی
(۲) بد دیانتی

ایک حقیقی لیڈر کا اخلاق ان مہلک اور زہریلے رذائل ثلاثہ سے ہمیشہ پاک ہوگا -

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی خاطر رہے کہ لیڈر کی صرف پبلک زندگی موضوع بحث و احتساب ہو سکتی ہے ' اسکی پرائیوٹ زندگی سے تعرض نہیں کیا جاتا - اور لیڈروں کے رذائل و معزولی کے اسباب انکی پرائیوٹ زندگی کے معائب کبھی نہیں ہوے ' بلکہ ہمیشہ انکی پبلک زندگی کے عیوب - آجکل کے زرد عزل و نزول لیڈروں کو بھی انکی پرائیوٹ زندگی کے معائب نے نہیں' بلکہ پبلک زندگی کے رذائل ثلاثہ نے سرنگوں کیا ہے - دیدۂ اعتبار کے لیے یہی مقام عبرت ہے -

لیکن عبرت کیلیے یہ ضروری نہیں ہونا چاہیے کہ ایک شخص ٹھوکر کھاکر گرپڑے تو پھر اٹھکر چلتا گیا ہے - نہیں' اگر اقتضاے بشریت پالیے اخلاق کو لغزش ہوئی ' تو مضایقہ نہیں - اصلاح کی کوشش کیجیے اور اپنے اندر فضائل اربعہ پیدا کیجیے'

نقد اور ریویو کی مدح ہے، تا وقتیکہ ہمارے اغراض ذاتی کے منافی نہو"

یہ اصول خواہ کتنا ہی قابل قدر ہو، مگر اسمیں شک نہیں کہ آسان نہیں ہے - کتابوں کا ڈھیر سامنے رکھا، اور رسمی الفاظ مدح و تحسین تقسیم کرے گئے -

کاش اس آسانی اور سہل کاری سے ہم بھی فائدہ اٹھا سکتے - مگر افسوس کہ ہمارے لیے ہر کام میں دقتیں ہی ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ جسقدر کتابیں ریویو کیلیے آئیں، جب تک ان پر ایک کافی نظر نہ ڈال لیں، اور صدا سالہ رائے قائم کرلینے کیلیے مستعد نہو جائیں، یک خط حوالۂ قلم نہ کریں - ریویو نویس درحقیقت پبلک کی طرف سے بہت بڑی ذمہ داری اپنے سر رکھتا ہے - وہ لوگوں کو مشورہ دیتا ہے کہ فلاں کتاب کا مطالعہ کریں، اور فلاں اخبار خریدیں - پس بہت ضروری ہے کہ یہ مشورہ پوری امانت داری اور دیانت پروری کے ساتھہ ہو، کہ "المستشار موتمن"

ہمیں اسکے لیے بڑا وقت چاہیے - جن لوگوں کو اپنے [illegible] کی ادارت [illegible] اور جدید الاشاعہ ذخیرۂ علوم کے مطالعہ کا موقعہ نہیں ملتا، وہ آجکل کے اردو پریس کی اگلی ہوئی مطبوعات کے مطالعہ کیلیے کہاں سے وقت لائیں؟

ممکن تھا کہ یہ کام ہم کسی اور صاحب کے حوالے کر دیتے، مگر اول تو ابھی دفتر خود ہی قحط الرجال کا مرثیہ خواں ہے، پھر تو بھی یہ کہ الہلال میں جو کچھہ نکلیگا وہ ہماری طرف منسوب ہوگا اور کتابوں کی نسبت نہیں معلوم کیسا رائے قائم کی جائے اور کیا لکھدیا جائے!

ایک یورپ کے اخبار و رسائل ہیں، جنکو علم و فن کی بہترین مطبوعات کے نقد کیلیے جگہہ نکالنی پڑتی ہے - ایک ہماری قسمت ہے کہ ہر شخص جو قلم پکڑسکتا ہے، چند صفحے سیاہ کرکے چھپوا لیتا ہے اور پھر تمام اخباروں کو ذمہ دار سمجھتا ہے کہ کیوں نہیں اپنے کالم کے کالم اسکی مدحت سرائی کیلیے وقف کر دیتے؟

بہر حال اس مشکل کا علاج کچھہ نہیں - کتابیں ہر طرح کی اس کثرت سے جمع ہوگئی ہیں کہ اگر چند سطروں میں بھی ذکر کیا جائے، تو کئی صفحوں کے صفحے مطلوب ہم آجتک اس امید سے جمع کرتے رہے کہ شاید دیکھنے کا وقت ملے، مگر افسوس کہ آجتک وقت نہیں ملا، اور کس کو معلوم کہ کل ملے گا؟ مجبوراً بالفعل یہی کرتے ہیں کہ کتابوں کی ایک ڈھیری بغیر کسی ترتیب و تقدم و تاخر کے سامنے رکھہ لیتے ہیں، اور تائٹل پیج، فہرست، اور درمیان کے صفحوں پر ایک نظر ڈالکر لکھنا شروع کر دیتے ہیں - یہ ریویو نہیں بلکہ ایک طرح کی رسید کتب، اور یا محض اعلان ہے - سردست اسی پر قناعت فرمائیے - حضرات مصنفین کرام سے معافی خواہ ہیں اس تاخیر کیلیے، جو ہوئی، اور اس اختصار کیلیے جس پر خود بھی ہم متاسف ہیں - آیندہ نمبر سے یہ کام کسی اور صاحب سے متعلق کر دیتے ہیں، اور پھر امید ہے کہ شکایت کا موقعہ نہو -

یہاں یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ "انتقاد" الہلال میں ایک ضروری باب رہے گا، جسکا اصلی مقصد یورپ اور ممالک اسلامیہ کی جدید مطبوعات پر نقد و بحث و مذاکرہ ہے، یا پھر ہندوستان کی بعض مخصوص اور اہم مطبوعات پر، مثلاً (کتاب الانساب سمعانی) پر ہم ریویو لکھہ رہے ہیں، جو حال میں یورپ سے شائع ہوئی ہے -

ترجمہ تفسیر کبیر

اردو جلد اول

— * —

قیمت [illegible] روپیہ - ادارہ الہلال

علامہ (رازي) رحمہ اللہ علیہ کی تفسیر کبیر کا یہ اردو ترجمہ ہے جس کو جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بہاری نے مرتب فرمایا ہے -

تفسیر (کبیر) کی نسبت کچھہ لکھنا کوئی نئی معنی مطلوب - نہیں نہ کبھی تفصیلی طور پر اس موضوع پر لکھنا ضرور ہے، لیکن یہاں اسقدر لکھدینا کافی ہے کہ (تفسیر کبیر) علم تفسیر، کلام و عقائد، اختلاف ملل و مذاہب، اور جمع معقول و منقول کا ایک ایسا ذخیرہ ہے، جو اگر آج موجود نہوتا، تو نہیں معلوم کن کن اہم مباحث اور معلومات سے ہم محروم رہ جاتے؟

قدماء (معتزلہ) نے تطابق معقول و منقول اور انداز کلام و حکمت پر تفسیر لکھنے کی بنیاد رکھی - تاریخ و تراجم میں ہم ان تفسیروں کا حال پڑھتے ہیں - مگر بدقسمتی سے (فہرست ابن الندیم) اور (حاجی خلیفہ) کے باہر انکا کوئی وجود نہیں - وہ تمام سرمایہ ہماری محرومی سے ضائع ہوگیا - آج نہ (قفال کبیر) کی تفسیر کا پتہ ہے نہ (ابوبکر اصم) کا - نہ (ابو القاسم بلخی) کی تفسیر ملتی ہے، جسکی نسبت (ابن خلکان) لکھتے ہیں کہ "۱۲ - جلدوں میں تھی اور تاریخ اسلام میں پہلی ضخیم تفسیر ہے" اور نہ (ابو مسلم اصفہانی) کی وہ تفسیر (جامع التاویل والمحکم التنزیل) ملتی ہے، جو فی الحقیقت ایک ذخیرۂ مباحث حکمیہ و معارف کلامیہ تھی، اور جسکی نسبت خود امام رازی کا قول ہے کہ "حسن الکلام فی التفسیر، کثیر الغوص علی الدقائق و اللطائف"

اگر امام (طبری) کی تفسیر نہ نکل آتی، تو حکیمانہ انداز کی تفاسیر کی طرح، نقل و روایات و جمیع احادیث و آثار کا بھی تفسیر میں کوئی بڑا ذخیرہ ہمارے پاس نہ تھا -

پس تفسیر کبیر قرآن مجید کے اکثر مشکل مقامات تفسیر کی نسبت جو عمدہ اور بصیرت افزا مباحث رکھتی ہے، اس سے بھی بڑھکر ہمارے نزدیک اسکی خصوصیت یہ ہے کہ آج یہی ایک تفسیر ہے، جسکے ذریعہ سلف و قدماء کے معارف و مباحث کا پتہ چل جاتا ہے، اور ہر مسئلہ کی نسبت ہر طرح کی آرا و توجیہات سامنے آجاتی ہیں - اگر یہ تفسیر ناپید ہو جاتی، تو نہیں معلوم کیسی سخت تاریکی میں ہم اپنے آپ کو پاتے -

جناب مولوی اسحاق صاحب نے اسی تفسیر کے اردو ترجمہ کی بنا ڈالی ہے، اور اسکا پہلا ٹکڑا ہمارے سامنے ہے - سرسری نظر میں ہم جسقدر اندازہ کر سکے، ترجمہ سلیس، عام فہم، اور مطلب خیز ہے - تقطیع بڑی، اور کاغذ اور چھپائی بہت عمدہ - سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کتاب کے عالی ہمت پبلشر نے ہمکو اطلاع دی ہے کہ جسقدر نسخے اسکے فروخت ہونگے، انکی نصف قیمت چندہ (ہلال احمر) میں دیدینگے، اور اسکا حساب دفتر الہلال کے ذمے چھوڑ دیا ہے - پس ہم سفارش کرتے ہیں کہ ناظرین الہلال ایک ایک نسخہ اس کتاب جلیل کا ضرور خریدیں - انکی ہر طرح کی معلومات میں اضافۂ خطیر ہوگا -

فکاہات

— * —

یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا اجلاس لکھنؤ

۲۸ - دسمبر - سنہ ۱۹۱۲ -

یہ فیض ہے جماعت " احرار " کا ضرور * اب قوم کو جو شخص پرستی سے عار ہے
آزادیِ خیال کا جو کچھ کہ ہے اثر * یہ سب اُنھی کی فیض کا منت گزار ہے
لیکن یہ دیکھنا ہے کہ یہ عزم ، یہ ترنگ * ہے دیرپا ، کہ جوش جنوں بہار ہے ؟

* * *

اب کے جو لکھنؤ میں دکھایا گیا سماں * سچ پوچھیے تو مضحکۂ روزگار ہے
دیکھا یہ ہم نے ، کہ جو اک گوشۂ بساط * میدان رزم و عرصۂ گیر و دار ہے
عالم ہے کہ وہ " مقدمۃ الجیش " آگیا * اب انتظار فوج میں بیسار ہے
احرار کی صفوں کی صفیں ہیں جمی ہوئیں * مجلس تمام ، عرصۂ کارزار ہے
اسٹیج پر جو اک ابھرتا ہے اسطرح * گویا حریف رستم و اسفندیار ہے
ہات اُٹھ رہے ہیں ، یا علم فتح ہے بلند * چلتی ہوئی زبان ہے ، یا ذوالفقار ہے
ہر نوجواں ہے نشۂ آزادی میں مست * جو ہے وہ جُرأت کا سرِ پُر خمار ہے
احرار کہہ رہے ہیں : " نہ مانینگے ہم کبھی * ویٹو کا دوسرے کو کیا اختیار ہے ؟
الحاق اگر نہیں ہے تو ہر سعی ہی عبث ، * مسلم کا لفظ خاص ہمارا شعار ہے "
جو والیانِ ملک ، کہ تھے زیب انجمن * سب دم بخود سے تھے کہ یہ کیا خلفشار ہے ؟

* * *

یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں * نے وہ خروش و جوش نہ وہ گیر و دار ہے
ٹوٹی ہوئی صفیں ہیں ، علم سرنگوں ہیں سب * بازوے تیغ گیر جو تھا ، رعشہ دار ہے
" سازش " کا ایک جال بچھایا ہے ہر طرف * ہر شخص اُسکی فکر میں مصروف کار ہے
سر مستیاں ہیں دور قدمہائے زار کی * ہر شخص " حکمت عملی " کا شکار ہے

* * *

جو بات کل تلک سبب ننگ و عار تھی * وہ آج مایۂ شرف و افتخار ہے
جس بات پر کہ نعرۂ تحسین بلند تھے * اب وہ قبول خاطر ہر ذی وقار ہے
کل کہہ چکے ہیں کیا ؟ نہ نہیں اب کسی کو یاد ، * اب نکتہ ہائے زیر لبی پر مدار ہے
خود آپ اپنے ہات سے کھائی ہے ، گو شکست * کہتے ہیں پھر ، " یہ فتح ہمیں یادگار ہے "

* * *

حیران تھے عوام کہ کیا ماجرا ہے یہ ؟ * یہ کیا دو رنگیِ چمن روزگار ہے ؟
" احرار " کا طریق عمل ہے اگر یہی * پھر کامیابیوں کا عبث انتظار ہے

(کسان)

سوٹ ایبل سلف گورنمنٹ

Suitable Self Government.

— * —

کل کہہ رہی تھی لیگ ، یہ احرار قوم سے * " جو جو بلائیں مجھپہ پڑی تھیں وہ ہٹ گئیں
اب قید " سوٹ ایبل " سے ہو کب دیکھیے نجات * وہ بیڑیاں تو جیسے کسی طرح کٹ گئیں "

" متین اللہ " اور " جوش محمد "

اعتدال آپ نے پایا ہے نہ آئیگا کبھی * آپ کی طرح سے مجنوں بھی نہیں بھٹکا تھا
نہ تو ہونا ہے کہ اُچھلے گی اُسی زور سے اب * آپ نے قوم کو جس زور سے دے پٹکا تھا

(نقاد)

نام حالات

(اسکاٹ) کا پورا نام رابرٹ فیلکن اسکاٹ ، اور باپ کا نام جان ایڈورڈ اسکاٹ ہے - جون سنہ ۱۸۶۸ - کو بمقام آؤٹ لینڈس ڈیون پورٹ پیدا ہوا - اپنے خاندان میں سب سے بڑا تھا - تعلیم سٹبنگٹن ہاؤس (Stubbington House) میں ہوئی - تعلیم کے بعد سنہ ۱۸۸۲ - میں جہاز بحریہ میں داخل ہوا سنہ ۱۸۹۸ - میں ترقی پاکے ایچ - ایم - ایس مجیسٹک کا ٹارپیڈو لفٹنٹ ہوا - درجے بدرجے فرسٹ لفٹنٹ ، اور دوسرے برس کمانڈر ہوا - سنہ ۱۹۰۴ - میں کپتان کے درجہ تک ترقی کی پھر سنہ ۱۹۰۵ - میں آرڈر سی وی او - ایس - سی آف کیمبرج اور مینچسٹر بنایا گیا - سنہ ۱۹۰۷ - میں اس نے مدوفی ہمیں لارڈ برس کی لڑکی (کیتھرائن) سے شادی کی -

اسکاٹ لینڈ ، امریکہ ، سویڈن ، ڈنمارک ، فلیڈیلفیا ، اور انگلینڈ کی جغرافی انجمنوں اور نیز شاہی جغرافی انجمن نے اسکو طلائی تمغے دیے ہیں -

اسبابِ سفر

قدرت کا ہاتھ صلاحیت اور قابلیت کا خالق ہے - جس شخص کے لیے وہ بلند شہرت قطع کرنا چاہتا ہے ، اسکا ابتدا بھی ویسا ہی بناتا ہے اسکاٹ نے ۱۴ - برس کے سن میں طالب علمانہ زندگی ختم کی - سرد ممالک میں ۱۴ - کا سن اتنا ہی ہے ، جتنے ہندوستان میں ۸ - یا ۹ - برس کا - اسلیے پیش دست لڑکوں کی طرح جہاز بحریہ میں داخل ہوا اور اپنے بالادستوں کے احکام کی تعمیل کرنے لگا - اس بچے سے چھوٹے چھوٹے کام لیے جاتے تھے ، اور اسی طرح لیے جاتے جس طرح ان بچوں سے لیے جاتے ہیں مگر یہ کسے معلوم تھا کہ جو بچہ آج اسقدر چھوٹے چھوٹے کام کر رہا ہے ، وہی کل اتنا بڑا کام کریگا جسکی نظیر پیش کرنے سے جغرافی کی تاریخ قاصر ہوگی ؟ اور جس بچے کی بحری زندگی کا سب سے پہلا دن اسقدر بے سان ہے ، اسکی بحری زندگی کا سب سے آخری دن اسقدر پر شان ہوگا ؟

وہ ۱۵ - برس کی عمر تک کام کرتا رہا - سولھویں برس ایچ ایم - ایس میجسٹک کا بار پیدو لفٹنٹ بنایا گیا - پھر ایک سال کے بعد ہی اول درجہ کے لفٹنٹ تک ترقی کی اور اسکے بعد دوسرے برس کمانڈر ہوگیا

جنوبی قطب کا سفر

۴۸ - سال کی عمر اور ۱۹ برس بحری تجربہ کے بعد اس نے قطب جنوبی کی تحقیقات کے لیے روانہ ہونے کا ارادہ کیا - گو راستہ مصیبتوں سے ہولناک ، بیابانوں سے ہوتا ہوا گیا تھا ، مگر اسکو معلوم تھا کہ نامور کبھی نہیں مرتے ، اور حیات جاوید موت کے منھ میں جاکر بھی قایم رہتی ہے - پس وہ پر سرور و بیخوف دل کے ساتھ - ۶ اگست - سنہ ۱۹۰۱ - کو کووز (Cowes) سے روانہ ہوا ، اور دوسرے سال برفستان میں داخل ہوگیا - اسی سال ہی میں (کنگ ایڈورڈ کی سرزمین) دریافت ہوئی - اسکے بعد موسم سرما خلیج میکمرڈو (McMurdo Bay) میں گذرا - ۲ - نومبر کو پھر کوچ شروع کیا ، اور ایک نہایت طویل ، اور دشوار سفر کے بعد ۳۰ - دسمبر سنہ ۱۹۰۲ - کو عرض البلد کے ۸۲ - درجے اور ۱۷ - دقیقے تک پہنچ گیا -

دوسرا جہاز بھی برفستان ہی میں تھا - اسکی متعدد مہموں کے اسفار کا نتیجہ وہ چند گراں قدر ترمیمیں ہیں ، جنکا بحر اطلانٹک کے نقشے میں اضافہ ہوا -

اسکاٹ کے بعد دو دوسری مہمیں

سنہ ۴ - میں اسکاٹ کی واپسی کے بعد دو مہمیں اور روانہ ہوئیں -

گو ان دونوں مہموں کو اسکاٹ کے حالات سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ، مگر سلسلہ واقعات کی تکمیل کے لیے انکا بیان ضروری ہے -

سر ارنسٹ شیکلٹن (Sir Earnest Shackelton) نے اسکاٹ جنوبی کی غرض سے ایک مہم لیجانے کا ارادہ کیا - چنانچہ اپنے روپیہ اور چند دیگر احباب کی مالی مدد سے ایک مہم مرتب کی - اور نمرود (Nimrod) نامی وہیلر جہاز (Whaler) میں یکم جنوری سنہ ۱۹۰۸ - کو نیوزیلینڈ سے روانہ ہوگیا - اس مہم میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ پہلی مرتبہ موٹر کاریں استعمال کی گئیں ، جو تجربہ سے نہایت کار آمد ثابت ہوئیں -

اس مہم کے اہم ترین نتائج حسب ذیل ہیں

(۱) پروفیسر ڈاوڈ (Pro David) کی ماتحت اریبس (Mount Erebus) پر چڑھکے یہ دریافت کیا کہ اسکی چوٹی کی بلندی ۱۳ - ہزار ۳ - سو قدم ہے - یہ ایک کوہ آتش فشاں کے دہانے کا کنارہ ہے ، اور اسکے غار (Abyss) کا عمق ۹ سو قدم کے اندر ہے

(۲) پروفیسر مذکور نے ۷۲۶۰ - قدم عروج ، ۷۲ - درجہ اور ۲۵ - دقیقے طول ، اور ۱۵۵ - درجے اور ۱۶ - دقیقے ش - عرض البلد پر قطب مقناطیسی کو دریافت کیا -

(۳) قطب کی طرف حملہ کیا گیا

۲۹ - دسمبر سنہ ۱۹۰۸ - کو ۴ - آدمیوں کی ایک ٹولی ۹۱ - دن کی غذا اور ٹٹوؤں کے کھینچنے والی گاڑیاں لیکے روانہ ہوئی ۲۶ - نومبر کو وہ اسکاٹ کی تحقیق کردہ حدوں سے گذر گئے چند دن بعد تمام جانور مرگئے - آدمیوں نے خود گاڑیاں کھینچیں اور بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں - سات دن میں مسلسل تمام بیرڈمور (Beardmore) کے برفستانی مرتفع (Glacier) کی چڑھائی کو طے کر کے جنوبی قطب کے سطح مرتفع (Plateau) میں آئے اب منزل مقصود صرف ۹۷ - میل کے فاصلہ پر تھی ، اور ممکن تھا کہ وہاں تک پہنچ جائے ، مگر غذا کی کمی ، اور واپسی کی مسافت کی طوالت نے واپس ہو جانے پر مجبور کر دیا -

اس مہم نے ۱۲۷ - دن میں عرض البلد کے ۸۸ - درجے ۲۳ دقیقے تک ۱۵۳۰ - جغرافی میل زمین دریافت کی -

امنڈسن (Amundsen) نے اولاً بحر آرکٹک (Arctic) کی تیاری شروع کی ، مگر بعد کو نقشہ مہم بدل دیا ، اور بطریق کے دنیا جنوب کی طرف روانہ ہوا - یہ مہم خلیج وہیلس (Whales Bay) میں ۱۳ - جنوری کو داخل ہوئی

اس نے کنگ ایڈورڈ کی سرزمین کے قریب گریٹ باریر (Great Barrier) میں مرکز قایم کیا تھا -

تمام جاڑوں کا موسم سیل (ایک قسم کی مچھلی ہے Seal) کی فراہمی ، اور نیز کے لیے ضروری خطوط پر گوداموں کی تیاری میں صرف کر دیا - نومبر میں جنوب کی مہم روانہ ہوئی - راستہ کنگ ایڈورڈ لینڈ کے پہاڑوں سے ہوتا ہوا گیا تھا ، اور بیس میل فی یوم کے حساب سے باریر (Barrier) کو قطع کیا ۱۰ - ہزار قدم چڑھائی کے بعد مہم سطح مرتفع (Plateau) تک پہنچی - سفر کے بقیہ حصہ میں نرم ڈھالو زمین ملی ، جسکے بعد ۱۶ - دسمبر کو منزل قطب نمایاں ہوا اور جغرافی دنیا کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی -

خوش قسمتی سے موسم سازگار تھا - سفر واپسی بعجلت انجام پذیر ہوا اور مہم ۱۴ - جنوری سنہ ۱۹۱۲ - کو واپس پہنچ گئی -

مذاکرۂ علمیہ

قطب جنوبی

— * —

کپتان رابرٹ اسکاٹ

— * —

بحر انٹارکٹک کا افسانۂ غم

— * —

(۱)

تمہید

تمدن یورپ کے حال زمانہ میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے' وہ اسکی علم پرستی' اور پھر علم پرستی کی راہ میں طلب صادق ہے۔

طالب صادق مطلوب کی تحصیل میں پامردی' سرفروشی' اور سرگرمی کے ساتھہ مصروف رہتا ہے - نہ نازو نعم اور راحت و آرام اسکے لیے سد راہ ہوتے ہیں' اور نہ مساعی کی ناکامی اور اشخاص کی موت اسکے لیے حوصلہ گسل ہوتی ہے - اسکی نظر میں مطلوب اور صرف مطلوب ہوتا ہے - وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اسوقت تک کرتا رہتا ہے جب تک کہ مطلوب حاصل نہ ہو جائے یا ہستی کی کل ساکن نہ ہو جائے

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

اس محک پر یورپ کی علمی' صناعی' تجارتی' مذہبی' غرض کہ تمام اصناف طلب میں سے ایک ایک کو کسو' تم کو صاف نظر آئیگا کہ ہر طلب' طلب صادق ہے - اسی صدق طلب میں یورپ کی تمام کامرانیوں کا راز مضمر ہے -

یورپ کی تاریخ صدق طلب کی صدہا عجیب پر زور اور پر احترام مثالوں سے لبریز ہے' اور جیسا کہ زندہ اقوام کا قاعدہ ہے' ہمیشہ اس فہرست میں نئے نئے اعداد کا اضافہ ہوتا رہتا ہے -

من جملہ انکے بیسویں صدی میں صدق طلب کی ایک درخشاں مثال (بحر انٹارکٹک) کی انکشافات کا وہ افسانۂ غم ہے جسکا تذکرہ اب تک صفحۂ جرائد پر جاری ہے' اور صفحات قلوب پر ہمیشہ منقش رہے گا -

بحر انٹارکٹک میں انکشافی مہموں کی اجمالی تاریخ

بحر انٹارکٹک کے طول و عرض کوہہاے برف کی تحقیقات کا خیال سب سے پہلے سنہ ۱۷۳۸ - میں ایک فرانسیسی سرفروش و انکشاف دوست' بوویت (Bovet) نامی کے دل میں پیدا ہوا' اور وہ اس مہم پر روانہ ہوگیا' لیکن چنداں کامیابی نہیں ہوئی - (بوویت) کے بعد کپتان کک (Captain cook) ۱۷ - جنوری سنہ ۱۷۷۳ - میں اسی مہم پر روانہ ہوا - یہ دوسری کوشش نسبۃً کامیاب ثابت ہوئی (کک) حلقۂ انٹارکٹک سے گذرتا ہوا عرض البلد کے ۷۱ - درجہ اور ۱۰ دقیقہ تک جانب جنوب پہنچ گیا تھا' لیکن اس سے آگے نہ بڑھ سکا -

نیم کامیابی طلب صادق کے لیے مہمیز ثابت ہوتی ہے - اسکے بعد دیگرے پیہم چند مہمیں اور روانہ ہوئیں' اور معاصرین علم کی جاں فروشیوں کا سلسلہ برابر جاری رہا ۔

سنہ ۱۸۲۲ - میں تحقیقات کا ایک قدم اور آگے بڑھا - ویڈل (Weddel) نامی ایک اسکاچ کی مہم تین درجے اس مقام سے آگے تک پہنچ گئی' جہاں تک کہ کک کی مہم پہنچی تھی -

سنہ ۱۸۳۹ - میں ایک مہم ایربس (Erebus) اور ٹیرر (Terror) نامی دو جہازوں میں امیر البحر سر جیمس روس (Sir James Ross) کی زیر قیادت انگلستان سے روانہ ہوئی -

یہ مہم کوہ پیکر دیوارہاے برف کو چیرتی ہوئی' ڈھائی میل پار نکل گئی - دریافت شدہ زمین کا نام جنوبی وکٹوریا لینڈ (South Victoria Land) اور اسکی بلند چوٹیوں میں سے ایک کا نام ایربس ماونٹ (Erebus mount)' دوسرے کا نام (ٹیرر ماونٹ) (Terror mount) اور تیسرے کا نام روس بارئر (Ross Barrier) رکھا گیا -

روس کی اس بے عدیل کامیابی نے اسکو دوسری مہم کی ترغیب دلائی -

سنہ ۴۱ - و ۴۲ - کے درمیان میں وہ پھر روانہ ہوا' اور ایک قطعہ زمین کے ظہور کا اعلان کیا - اسی کو بعد میں اسکاٹ نے دریافت کیا' اور کنگ ایڈورڈ دی ہفتم لینڈ (King Edward VII land) نام رکھا

گر اس دفعہ اسکی کوشش تاج کامرانی زیب سر نہ کرسکی' مگر تاہم اسکو ایک نمایاں شعاع امید نظر آئی جسکی روشنی میں وہ تیسری دفعہ پھر روانہ ہو گیا

روس کے دوسرے سفر نے اس برفستان کے متعلق جغرافی معلومات میں اضافۂ خطیر کیا - سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قطب تک جانے کا راستہ کھل گیا

یہی کامیابیاں ہیں' جن کی بدولت صف مکتشفین میں روس سب سے زیادہ بلند نشست پر متمکن نظر آتا ہے -

روس کے بعد ڈاکٹر جرلاچ (Gerlache) کے زیر قیادت اور بلجیم کی حکومت کی زیر سرپرستی ایک مہم روانہ ہوئی - یہ مہم ۷۱ - درجہ ع' تک پہنچی - ابتداء سفر میں اس کو نہایت ہولناک شدائد کا سامنا ہوا' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر انکشاف قطب شمالی کے مشہور سیاح ڈاکٹر کک (Cook) کے بہادر ہاتھہ مدد کے لیے نہ بڑھتے' تو یقینا یہ مہم مدت کے لیے ناپیدا کنار سمندر میں غرق ہوگئی ہوتی - (جرلاچ) کی مہم کے بعد سے انیسویں صدی کے آخر تک کوئی عظیم الشان مہم نہیں گئی -

بیسویں صدی کے آغاز سے گویا انکشاف کا ایک نیا دور شروع ہوا' علماے سرفروشی کے زمرۂ جہاں دیدہ نے روس کا زمانہ یاد دلا دیا - جرمنی' اسکاٹلینڈ' اور برطانیہ نے انکشافی مہمیں روانہ کیں - جرمنی کی مہم گاس (Gauss) کے زیر قیادت تھی' جو سنہ ۱۹۰۳ - میں واپس آئی - اسکو کوئی نئی زمین نہیں ملی' مگر نہایت اہم علمی نتائج لے کر واپس آئی - اسکاٹلینڈ کی مہم اسکاٹیا (Scotia) نامی جہاز میں ڈاکٹر ڈبلو - ایس - بروس (Dr W S Bruce) کے زیر قیادت تھی - یہ جرمنی کی مہم سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئی - عرض البلد کے ۸۲ - درجے اور ۱۷ - دقیقے تک بڑھتی ہوئی چلی گئی تھی - چند مقامات دریافت کیے' جنکا نام کنگ ایڈورڈ لینڈ (King Edward Land)' ماونٹ مارکم (Mount Markham)' اور (Mount Long Staffe) رکھ گیا - ان مقامات کے علاوہ جنوبی ملک کے طبقات الارض اور علم النفس کے متعلق نہایت بیش بہا معلومات کے ساتھہ واپس آئی تھی -

برطانوی دوسری مہم اسی کپتان اسکات کی زیر قیادت تھی جسکی حسرت انگیز موت کا افسانہ آج ایک عالم کی زبان پر جاری ہے - اس تمہید سے مقصود یہ تھا کہ آپکے حالات کی طرف متوجہ ہوں

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو - معدہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو - رات کو کم خوابی ستاتی ہو - اعضاء شکنی لاغری جسم - ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو - سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو - تمام بدن میں یبوست کا غلبہ رہتا ہو - ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور ٹھنڈے پانی کو جی کرے - معدہ میں جلن معلوم ہو - بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضائے رئیسہ کمزور ہوجائیں - رقت - سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے - جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجۂ بالا آثار یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں - ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے - دنبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے - جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کرلینا چاہیے - اس زہریلے پھوڑے سے سینکڑوں ہونہار نیک لوگ مرچکے ہیں -

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شدید اور کثرت جماع - کھٹے مٹھے سوڈا کی کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں - کبھی ابتدائے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے -

اگر آپ چاہتے ہیں کہ زہریلا پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ - شیرینی - چاول ترک کرو - ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں - جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا - یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواہ اور حملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں -

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے - جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے - یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے -

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے - آنکھوں کو طاقت دیتی اور معدہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں - جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں - سلسل بول - ضعف مثانہ - نظام عصبی کا بگاڑ - اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہوجاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں -

قیمت فی تولہ دس روپیہ

محمد خان - ڈسٹرکٹ انسپکٹر والئی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کردیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم عالم دین صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی -

محمد رضا خان - زمیندار موضع چند ضلع اٹاوہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا - دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے -

عبد القدیر خان - محلہ عرقاب شاہ جہان پور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خان صاحب اور محمد تقی خان صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجدیں -

عبد الوہاب ڈپٹی کلکٹر - عارہپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں - بجائے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے -

سید زاہد حسن - ڈپٹی کلکٹر - الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کررکھا تھا - بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہوگیا - قوت مردمی جاتی رہی - آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہوگئے -

ولم ملازم پوسٹماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت - جاتی رہی - مجھے کو رات میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا - آپ کی گولیوں سے صحت ہوگئی

اسکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں -

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائے قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں - ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

وقت خواب ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور - ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائممقام افیون

انکے کھانے سے افیم چاندو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام - دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھرجاتا ہے بھگندر ناسور - بھگندر - خنازیر کے گھاؤ - کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے - ۲ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ - لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات - قیمت دو ہفتہ دو روپے

برء الساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور - شیشی چار سو مریض کے لئے ایکروپے

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے - ایکروپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی - خون جاتا بند اور مسے خود بخود خشک - قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ ممیرہ کراماتی

مقوی بصر - محافظ بینائی - دافعہ جالا - دھند - جالا - نزول الماء سوزش - ضعف بصر وغیرہ فی تولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

پتہ :—

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما - لاہور

DR ANSARY'S ALL-INDIA MEDICAL MISSION WITH NURSES OF THE TURKISH RED CRESCENT SOCIETY
Seated in centre of the second lower row is Basim Omer Pasha, President of the Turkish Red Crescent Society

LT.-COLONEL ENVER BEY (centre second lower row) AND MEMBERS OF DR ANSARY'S ALL INDIA MEDICAL MISSION
[Photos taken in the Kadirjak Hospital, Constantinople]

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کی وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۳۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوئے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائیگا -

نوٹ جب کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

نا طرفدار " دول کے باب عالي کو ' متعدد یاد داشت بھیجي تھي ' اور قسطنطنیہ اور ایشیاء کے تاراج کی دھمکي دي تھي -

اس داستان بھر میں سب سے زیادہ مزے کي بابت یہ ہے ' کہ آسٹریا کہتي ہے ' کہ وہ جو کچھہ کر رہي ہے ' محض انسانیت کے لیے کر رہي ہے ' کیا یہ صحیح ہے ؟ کیا آسٹریا اتني انسانیت پرست ہے ؟ اگر جواب اثبات میں ہے ' تو سوال یہ ہے ' کہ اسوقت آسٹریا کے انسانیت پرستي کہاں تھي جب کہ مقدونیہ ' البانیہ ' اور تھریس میں عورتوں کي چھاتیوں کے کاٹے جانے ' بچوں کو نمایشي جنگ کے پھلوں کی طرح لٹکا کے نشانہ بنائے جانے ' اور نو جوانوں اور بوڑھوں کو بندوقوں کی باڑہ سے آزائے جانے کي روداد یں شائع ہو رہي تھیں ' مگر شاید نصاري کے نزدیک انسان صرف وہ تھے ' جو یسوع مسیح کي بادشاہت میں داخل ہے ' نہیں بلکہ خاموشي کي وجہ یہ تھي مقدونیہ وغیرہ میں جوکچھہ ہو رہا تھا ' وہ بادشاہ یسوع کے اس حکم کی تعمیل تھی ' کہ " میرے وہ دشمن جو یہ نہیں چاہتے ' کہ میں ان پر حکومت کروں ' ان کو یہاں لاؤ اور میرے سامنے ذبح کرو " -

صلح — سفراء دول نے بلغاریا کے وزیر اعظم کو شرائط صلح دیدیے ہیں یہ شرائط حسب ذیل ہیں -

(۱) خط اینس و میڈیا کے جنوب کے تمام قطعات باستثناء البانیا حلیفوں کو دیدیے جائینگے -

(۲) حد بندي اور مستقبل جزائر دول کے ہاتھہ میں ہو گا

(۳) ترکي کو کریت سے دست بردار ہونا پڑیگا -

(۴) حلیفوں کو تاوان جنگ نہیں ملیگا ' مگر اسکے بدلے انکو اس کمیشن میں شرکت کا حق دیا جائیگا ' جو پیرس میں اس غرض سے بیٹھے گا ' کہ عثماني قرض کا منصفانہ (؟) فیصلہ کرے ' ترکي کو بھي اسمیں شرکت کا حق ہوگا -

(۵) جوں ہي یہ شرائط منظور ہو جائینگے ' جنگ فوراً موقوف ہو جائیگي -

بلغاریا اور سرویا نے یہ جواب دیا ہے کہ وہ مشورہ کے بعد جواب دینگے -

* * *

اشقودرہ ' سقوطري ' اور ادرنہ کي شاندار مدافعت نے دنیا کو محو حیرت بنا دیا ہے ' مگر اسکی یہ قدر کي گئي ہے ' کہ با وجود غیر مفتوح ہونے کے انھیں کو دلوائے جارہے ہیں ' اس تقریب سے ہمیں وہ وقت یاد آتا ہے ' جب کہ یونان و ترکي میں جنگ ہوئي تھي ' اور یونان کو ترکوں کے مفتوحہ مقامات بھي دلوا دے گئے تھے - مسٹر گلیڈسٹن نے کہا تھا " کہ ہلال کے پاس سے صلیب کے پاس آ سکتا ہے لیکن جو صلیب کے پاس آ جائے وہ ہلال کے پاس واپس نہیں جا سکتا -

واقعہ یہ ہے کہ یورپ ہمیشہ اسي مقولہ پر عمل کرتا رہا ہے ' مگر فرق یہ ہے ' کہ یہ مقولہ مسٹر گلیڈسٹن کے دل و عمل کے ساتھہ زبان پر بھي تھا ' مگر اور لوگوں کے صرف دل اور عمل میں ہے " -

حدود البانیا

ریوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ ' البانیہ کے حدود کا پر خار مسئلہ باہم سفراء دول میں طے ہوگیا ہے ' اور آئندہ اسي فیصلے کا نفاذ ہوگا ' کیا طے ہوا ہے ؟ یہ پوشیدہ ہے اور وقت مناسب تک پوشیدہ رہیگا -

ایک مجاهد صلیبي اور انگلستان

۲۰ مارچ کو دار العوام میں شاہ یونان کي موت پر موجودہ شاہ یونان ' یونانیوں ' ملکہ الیگزینڈرا ' شاہنشاہ جارج پنجم ' کے ساتھہ ہمدردي اور تعزیت کے ووٹ کي تحریک کرتے ہوے ' مسٹر ایسکویتھہ وزیر اعظم انگلستان نے کہا کہ " اس نے مقصد جرم کي خبر (جس نے لاکھوں انسانوں کو غمگین بنادیا ہے) دنیا سکتہ میں پڑگئي ہے ' مسٹر موصوف نے کہا ' کہ یہ امر خاص طور غم انگیز ہے ' کہ یہ حملہ ایسے وقت کیا گیا ' جب کہ وہ اپني امیدوں کو بار آور ہوتے ہوے دیکھنے والے تھے ' آخر میں مسٹر موصوف نے کہا ' کہ اس ماتم میں یونانیوں کے ساتھہ برطانیہ کي شرکت کے معقول وجوہ موجود ہیں ' مسٹر بونر لا نے تائید کي ' رزولیوشن پاس ہوگیا -

* * *

اشقیا بعض الشقیا

مسٹر ایسکویتھہ کي مرثیہ خواني سے ہمیں بلقان کے وہ صدہا خانماں برباد مسلمان خاندان یاد آگئے ' جنکي خاتونیں بے عصمت کي گئیں ' بچے نمایشي جنگ کے پھلوں کي طرح کاٹے گئے ' اور مرد بندوقوں اور سنگینوں کا نشانہ بنائے گئے ' اور " بار آوري امید " کے مقولے نے تو قیامت ہي کي نمک پاشي کي - پس اسوقت ہم بھي مسٹر ایسکویتھہ کی طرح پر معاں ہیں ' بلکہ ان سے زیادہ ' انکے صرف ایک داغ لگا ہے ' اور یہاں داغ مجسم ہیں ' ممکن تھا کہ ہم بھي ہندوستان کے بعض اجیر نوحہ گروں کي طرح ماتم کي صفیں بچھاتے اور نوحہ کرتے ' اور اگر ہم ماتم کرتے ' تو غالباً مسٹر موصوف سے زیادہ درد انگیز و جگر دوز طریقے سے کرتے ' مگر خداے عزیز و جلیل فرماتا ہے کہ :-

انما ینہاکم اللہ عن الذین	اللہ تم کو ان ھی لوگوں سے دوستي
قاتلوکم فی الدین	کرنے سے منع کرتا ہے ' جن لوگوں نے
واخرجوکم من	تم کو دین کے واسطے قتل کیا ہے ' اور تم کو
دیارکم وظاہروا علی	تمہارے گھروں سے نکالا ہے ' اور تمہارے
اخراجکم ان تولوہم	نکالنے میں مدد دي ہے ' جو لوگ ان
ومن یتولہم فاولئک	سے دوستی کرتے وہ ھي (مسلمانوں
ہم الظالمون	کے حق میں) ظالم ہیں -

اس بناء پر ہمارا عقیدہ ہے کہ صلیبي مجاهد کي عزاداري کرنا خدا قادر و قہار کی اور اسکے ملائکہ کی لعنت کا مستوجب ہونا ہے ' پس ہم نہیں چاہتے ' کہ دنیاوي بادشاہ کے لیے آسماني بادشاہ کي لعنت کے مستوجب ہوں ' اور غالباً ہمارا دنیاوي بادشاہ بھی نہیں چاہتا ' کہ ایسی عزاداري میں شریک ہوں جسمیں شریک ہونا مذہباً ہمارے لیے حرام ہے -

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ

حق کي فتح

یونیورسٹي ڈیپوٹیشن

الحمد للہ ہنگامہ باطل پرستی میں مظلوم حق کي صدا بیکار نہیں گئی ' یونیورسٹي ڈیپوٹیشن ٹوٹ گیا ' کونسٹیٹیوشن کمیٹي از سر نو کام کریگي ' یہ دوسرا موقعہ ہے ' کہ قلت کو کثرت پر حریت کو استبداد پر اور حق کو باطل پر فتح ہوئی ہے ' ان فی ذالک لایۃ لقوم یعقلون -

جلسہ لیگ

ہماري تو شروع ہي سے راے تھي ' کہ جب تک لیگ کے قوام میں استبداد پرست ارباب زر کا عنصر غالب ہے ' اسوقت اسکي اصلاح سے قوم مایوس رہنا چاہیے ' ابکي جلسہ سے معلوم ہوا ' کہ قوم اس نکتہ کو ایک حد تک سمجھنے لگی ہے ' حاضرین کي تعداد غیر معمولي طور پر کم تھي ' پبلک نے تو گویا بائیکاٹ ہي کردیا تھا -

" سیلف گورنمنٹ " کے ساتھہ " سوٹ ایبل " کي قید پاس ہوگئي اور کیوں نہ ہوتي -

خود کوزہ خود کوزہ گر و خود گل کوزہ

ہم آئندہ نمبر میں ان شاء اللہ العزیز اپنے افکار وار اظہار کرینگے -

شذرات

هفتهٔ جنگ

چتالجا ۱۷ تک عثمانی سرکاری روداد جنگ کے بموجب خطوط چتلجا پر کوئی حملہ عام نہیں ہوا' خفیف معارضات (اسکرمشز) ہوتے رہے - ۱۹ کو عثمانی پیادہ فوج ایک پر جوش معرکے کے بعد کامیاب ہوئی' فتحیابی کے بعد بھی تمام خطوط پر دشمن سے معرکہ آرا ہوتی رہی - ۲۱ کو صوفیا کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے' کہ دو ترکی ڈویژنوں نے بلغاریا کے میمنہ پر حملہ کیا' شدید جنگ ہوئی' ترکی فوج پانچ سو مقتول و مجروح چھوڑ کے پسپا ہوئی' شام کو پھر حملہ آور ہوئی' پھر پسپا کر دیگئی - ۲۳ کے عثمانی سرکاری تار سے (جو ہندوستان کے عثمانی قونصل عام) کو موصول ہوا تھا' معلوم ہوتا ہے کہ خطوط چتلجا پر سکون طاری ہے -

ان خبروں سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے' کہ چتلجا میں خطوط کے استحکام اور فوج محافظ کے جوش و ہمت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے' فوج برابر [illegible] کے حملے کرتی ہے' اور حسب قاعدہ ہے کبھی کامیاب ہوتی ہے اور کبھی نا کام -

ادرنہ ۲۰ کو عثمانی فوج نے دشمن کے کئی پوزیشنوں پر گولہ باری کی' عثمانی سرکاری تار سے معلوم ہوتا ہے' کہ دشمن کی فوج آتشباری کی تاب نہ لاسکی اور بہت سے خندق چھوڑ کے پیچھے ہٹ گئی - ۲۲ کو ادرنہ سے براہ راست لندن میں اس مضمون کا تار موصول ہوا ہے' کہ مدافعت بہادرانہ طور پر جاری ہے' قلعے پوری طرح مضبوط ہیں' انتظام کامل طور پر برقرار ہے غذا ابھی تقسیم کرتے ہیں' ۲۰ کا صوفیا کا تار بیان کرتا ہے' کہ حملہ عام کیا گیا' جسمیں حملہ آور [illegible] کے دو قلعہ اور [illegible] نقطوں پر قابض ہوگئے -

دریاے اسقمی [illegible] یہ یقین دلایا گیا تھا [illegible] البانیہ کا [illegible] قائم ہوگیا مگر ۲۵ کے ستنجی سے آئے ہوئے تار سے معلوم ہوتا ہے' کہ البانیہ کے دریاے اسقمی میں [illegible] چند روز مدافعت کرتے رہے' مگر آخرکار ۲۵ کو پاشاے موصوف نے مع ۱۵ ہزار فوج کے سروی فوج کے آگے ہتھیار ڈالدئے (؟)

تپلینی [illegible] جانب جنوب [illegible] ۷۵ میل کے فاصلہ پر ایک تیپلینی نامی ایک مقام تھا اتھینس کے ۲۷ کے تار سے معلوم ہوتا ہے' کہ یونانیوں نے اس پر بھی قبضہ کرلیا ہے -

حملۂ عربی

آج آپ [illegible] عثمانیہ میں طرابلس الغرب کے زیر عنوان چند خوشگوار و امید افزا خبریں پڑھینگے' یہ خبریں عثمانی ذرائع کی ہیں' انکا حقیقت پر [illegible] اس تار برقی میں بھی دیکھینگے' جو ذیل میں درج کیجاتی ہے -

۲۳ مارچ روما :

[illegible] کے [illegible] عربوں کے [illegible] اطالوی [illegible] ہورہے ہیں' حملوں کو موقوف کرنے کے لیے' دو اطالوی کالموں نے حملہ کیا' اور گیرین سے جنوب کی طرف ایک مضبوط موقف (پوزیشن) پر دست بدست جنگ کی' عرب ۲۲۰ مقتول چھوڑ کے چلے گئے' اطالویوں کے ۲۳ زخمی ہوے' اور ۱۳ کام آئے

آپ کو اس سے اتنا معلوم ہوگیا ہوگا' کہ عرب برابر حملے کر رہے ہیں' رہی مقدار نقصانات کی صحت و عدم صحت' تو اسکا تجربہ آپکو سنہ ۱۱ ع میں اچھی طرح ہوچکا ہے -

* * *

اعداء اسلام میں خانہ جنگی

[illegible] میں علم طور پر' مسلمان اور کیتھولک ارتھوڈکس ہونے پر مجبور کیے جارہے ہیں' اس سلسلہ میں نہ معلوم کتنے امام مسجد علماء اور مشائخ شہید کیے گئے' ان تمام مسلم کشی کی خبروں کے جواب میں تو تمام یورپ نے صرف اس [illegible] پر اکتفا [illegible] کہ جنگ میں ایسا ہی ہوتا ہے' مگر حال میں پیلک نامی ایک پادری کے قتل نے تمام کیتھولک دنیا میں آگ لگادی ہے' [illegible] اس واقعہ کی تفصیل یہ بیان کی گئی ہے' کہ اول پیلک سے ارتھوڈکس ہونے کی فرمائش کی گئی' جب اس نے انکار کیا' تو اسکو دھمکایا گیا' جب وہ تہدید سے بھی آمادہ نہ ہوا' تو اسے [illegible] درالے گئے اور اسکو اسقدر مارا گیا کہ اسکی پسلیاں اور [illegible] ٹوٹ گئے' اور وہ زمین پر گر پڑا' مگر اب بھی وہ ارتھوڈکس نہ ہوا' آخر ایک شخص نے اسکے جگر میں سنگین بھونکدی اور وہ مرگیا -

ایک آسٹروی جہاز " اسکودرا " نامی گرفتار کرلیا گیا ہے' اور جبرا [illegible] فوج کی نقل و حرکت میں استعمال کیا جا رہا ہے' سقوطری پر گولہ باری میں آسٹریا کا ایک قدیم جادہ' خانقاہ' اور چند اور عمارتیں منہدم ہوگئی ہیں - ان وجوہ سے آسٹریا اور مانٹینیگرو کے تعلقات نہایت تلخ ہورہے ہیں -

عام طور پر یقین کیا جاتا ہے' کہ [illegible] سے آسٹریا کے بیڑے کی روانگی کا تعلق انہی واقعات سے ہے' گو سرکاری طور پر روانگی کی وجہ حسب عادت تماشی جنگ بیان کی گئی ہے -

حال میں آسٹریا نے مانٹی نیگرو سے حسب ذیل مطالبات کیے ہیں -

(۱) قاتل پادری کی تحقیقات [illegible] قونصل کے سامنے کی جائے -

(۲) تبدیل مذہب کی کارروائی فوراً موقوف کردیجائے' اور اس قسم کے جسقدر واقعات اسوقت تک ہوے ہیں' وہ سب کالعدم سمجھے جائیں -

(۳) " اسکودرا " فورا چھوڑ دیا جائے -

(۴) سقوطری کے غیر ملکی لوگوں کو شہر چھوڑنے کی اجازت دیجائے -

مانٹی نیگرو نے نمبر اول کے جواب میں پادری پر بغاوت کا الزام لگایا ہے' نمبر دوم کی واقعیت سے انکار کیا ہے' نمبر سوم کے بابت پوری تحقیقات کا وعدہ کیا ہے - اور نمبر چہارم کے منظور کرنے سے انکار کیا ہے مگر یہ اطمینان دلایا ہے' کہ آیندہ آتشباری کا رخ صرف قلعوں کی طرف ہوگا -

مگر آسٹریا کے نزدیک یہ تمام جوابات ناکافی ہیں' اسلیے اس نے الٹیمیٹم دیدیا ہے' [illegible] ملکی باشندوں کے لیے سقوطری تک گولہ باری موقوف نہ رہی' [illegible] لگی - [illegible] اطراف [illegible] ہوا ہے - اس نے [illegible] اسکی اطلاع دی ہے' اور [illegible] کہ یہ کارروائی ناطرفداری کے خلاف ہے - [illegible]

جنگ کا سرچشمہ وحشت نہیں بلکہ "خود کامی" ہے' جسکے پیش نظر کبھی "اسباب زندگی" اور کبھی "اسرپ و سیادت" ہوتی ہے -

تمدن و جنگ

تمدن مانع جنگ ہے یا محرک جنگ ؟ یہ ایک سوال ہے' جس پر بارہا خامہ فرسائیاں ہو چکی ہیں' مناسب بحث جواب کے لئے' پہلے دو امور پر غور کر لینا ضروری ہے ·

(۱) اسباب جنگ کیا ہیں ؟

(۲) تمدن کا ان پر کیا اثر پڑتا ہے ؟

ہم نے ابھی بیان کیا ہے' کہ جنگ کا سرچشمہ "اسباب زندگی" یا "سیادت" کے لئے انسان کی خود کامانہ کوشش ہے - تمدن نے زندگی کو نہایت پر تکلف اور گراں کر دیا ہے' اور یہ ظاہر ہے' کہ زندگی جسقدر پر تکلف ہوتی جائیگی' اتنی ہی زیادہ اسباب زندگی کی ضرورت ہوگی اور جسقدر زیادہ ضرورت ہوگی' اسی قدر اسکے لئے انسان زیادہ سرگرمی سے کوشش کریگا -

سیادت کا آغاز فرق مراتب سے ہے' اور فرق مراتب کا آغاز تمدن سے - جب تک کوئی قوم متمدن نہیں ہوتی' اسوقت تک تمام افراد یکساں حیثیت سے رہتے ہیں' لیکن جسقدر ان میں تمدن آتا جاتا ہے' اسی قدر فرق مراتب پیدا ہوتا جاتا ہے' اور جسقدر فرق مراتب واضح ہوتا جاتا ہے' اسیقدر جاہ پسند امراء میں سیادت طلبی کا شوق پیدا ہوتا جاتا ہے -

تم اگر ایک محض وحشی قبیلے میں جاؤ' تو نشست و برخاست' گفتار و کردار' وضع و قطع' غرض کسیطرح سے بغیر دریافت کے یہ نہ معلوم کر سکوگے' کہ ان میں شیخ القبیلہ کون ہے ؟ لیکن اب اگر کسی گاؤں میں جاؤ' تو وہاں تمہیں عام آبادی میں کچھہ فرق نظر آئیگا - گاؤں سے کسی قصبے میں جاؤ وہاں فرق کسیقدر زیادہ نمایاں معلوم ہوگا' اور پھر شہر میں اس سے زیادہ' اور اگر کسی دربار شاہی میں جاؤگے' تو فرق مراتب کا ایک محیر العقول طلسم زار دیکھوگے ؟

غور کرو کہ صحرا' گاؤں' قصبہ' شہر اور دربار میں بعض امور مشترک ہیں اور بعض مفترق ہیں - امر مشترک یہ ہے' کہ ہر جگہ بالا دست و زیردست ہیں' اور امر مفترق یہ ہے' کہ بعض جگہ بالکل تمدن نہیں' بعض جگہ تمدن ہے' مگر ناقص' بعض جگہ کامل تر' اور بعض جگہ (اس زمانہ کے اعتبار سے) کامل ترین' جہاں تمدن نہیں ہے' وہاں دونوں طبقوں کا فرق غیر ظاہر' جہاں تمدن کم ہے' وہاں ظاہر ہے مگر کم' جہاں پورا تمدن ہے' وہاں پوری طرح یہ فرق ظاہر ہے - پس اس سے صاف ظاہر ہوگیا' کہ تمدن سیادت طلبی کے لیے محرک' اور باعث ہے - اس علم کے بعد' کہ تمدن اسباب جنگ کو کم کرنے کے بدلے بڑھانے والا ہے' بآسانی فیصلہ کیا جا سکتا ہے' کہ تمدن مانع جنگ ہے یا محرک جنگ ؟

ایک یورپین شہادت

یورپ کے تمدنی تقدمات اسقدر روشن ہیں' کہ ان کے بیان کی ضرورت نہیں' لیکن با این ہمہ جنگ کی بابت اسکی کیا حالت ہے ؟ اسکا جواب ایک مشہور نقاد مورخ کی زبانی یہ ہے :

"خود پرستی (Self-love) متمدن اقوام میں غیر متمدن اقوام سے قوی تر ہے' کیونکہ علم انسان کے دائرۂ عقل کو وسیع' اور مطالب کو کثیر کر دیتا ہے' جسکی وجہ سے اسکے ضروریات بھی بڑھ جاتے ہیں' اور اسکو کشاکش کے لیے مجبور کرتی ہیں - وہ قومیں جو اپنی فطری حالت میں باقی ہیں' باوجودیکہ تاخت و تاراج اور یورش و جنگ میں ڈوبی ہوئی ہیں' لیکن پھر بھی ان میں ایسے اخلاق پائے جاتے ہیں' جو طمع کی شدت کو کم کر دیتے ہیں - میری مراد اس سے وہ عادت ہے' جسکو (Chivalry) (۱) کہتے ہیں' یہ عادت خونریزی اور جنگ کے موقوف کرنے میں بھی' بارہا اسیطرح کامیاب ہوئی ہے' جسطرح کہ بارہا جنگ کا سبب ہوئی ہے -

متمدن اقوام کی جنگ تمامتر شخصی مطامع پر مبنی ہوتی ہے' ان میں "شیو الیری" کا مطلقاً وجود نہیں ہوتا' چنانچہ اسی بناء پر لوگ کہتے ہیں کہ "سیاست کے دل نہیں"۔

"متمدن قوموں میں ہر قوم اپنے ہمسایوں کی طرف حسد کی نگاہ سے دیکھتی رہتی ہے' اگر اسکی قدرت میں یہ ہوتا' کہ وہ سب کو اپنے زیر نگیں کر لے' تو ہرگز دریغ نہ کرتی' مگر چونکہ یہ اسکے بس میں نہیں ہے' اسلیے وہ بلی کی طرح دبکی ہوئی' ہر ایسی فرصت کے انتظار میں بیٹھی رہتی ہے' جسمیں وہ اچک کے کسی شہر پر قبضہ کر لے اور اپنے حدود سلطنت کو وسیع کر سکے - یہ صحیح ہے' کہ وہ کسی عذر کے بغیر تلوار نہیں نکالتی' مگر اکثر عذر فرضی اور غلط ہوتے ہیں" -

"جب کوئی سلطنت دوسری سلطنت کا کوئی ملک لینا چاہتی ہے' تو پہلے وہ یہ دیکھتی ہے' کہ وہ اس پر غالب آسکتی ہے یا نہیں' اگر غالب آسکتی ہے' تو پھر کوئی نہ کوئی عذر تلاش کر لیتی ہے' اور اس عذر کی بنا پر اعلان جنگ کر دیتی ہے' لیکن اگر غالب نہیں آسکتی' تو اس سے قوی تر عذروں کے موجود ہوتے ہوئے بھی جنگ کا نام نہیں لیتی" -

جنگ کے لیے سبب آفرینی

فاضل نقاد نے جنگ کے لیے متمدن اقوام کی سبب آفرینی کی بابت جو کچھہ لکھا ہے' گو وہ حرف بحرف صحیح ہے' مگر تاہم چند مثالوں کا طالب ہے -

* * *

ہندوستان دنیا کی تمام حوصلہ مند قوموں کا منظور نظر رہا ہے - عہد قبل تاریخ سے لیکے اسوقت تک ہر عالی حوصلہ قوم نے اسکے حاصل کرنے کی کوشش کی ہے - اسلیے کوئی وجہ نہ تھی' کہ فرانس کو اسکا خیال نہ ہوتا' اس کے علاوہ وہ ایک مدت تک بعض قلعات پر حکومت بھی کر چکا تھا - مصر ہندوستان کی کنجی ہے' اور بجائے خود بھی سر سبز اور زرخیز ملک ہے' ان گونہ گوں ترغیبات کی وجہ سے فرانس کے اولوالعزم جنرل نپولین کے دل میں فتح مصر کا خیال پیدا ہوا - اس نے فرانسیسی حکومت کے ممبروں کی ایک مجلس منعقد کی' جسمیں فتح مصر کا ارادہ ظاہر کیا' وجوہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ "وہ (مصر) دنیا کی سر سبز ترین زمینوں میں سے ہے' اور ہندوستان کا راستہ ہے" دیگر ممبران حکومت نے اس تجویز سے اتفاق کرنے میں تردد کیا' تو نپولین نے کہا' کہ اگر اسکی تجویز سے اتفاق نہ کیا گیا' تو وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیگا' مجبوراً تجویز منظور کی گئی' نپولین بیڑا لیکے اسکندریہ کے ساحل پر آیا' لیکن داخل ہوا' تو باشندوں میں ایک فرمان اس مضمون کا شائع کیا کہ "ہم اسلیے یہاں آئے ہیں' کہ تمہارے ظالم حکمرانوں کے پنجے سے تم کو نکالیں اور فرانسیسیوں کے ساتھہ جو بد سلوکیاں انہوں نے کی ہیں' انکا انتقام لیں" -

---

(۱) (Chivalry) در اصل ایک فرانسیسی نژاد کلمہ (Chevalier) ہے' جس نے انگریزی قالب میں آ کے یہ صورت اختیار کر لی ہے -

*وجہ الذکر ایک فرانسیسی اسم صفت (Chevalier) کا حاصل مصدر ہے' اس اسم صفت کے معنی اولیں اسپ سوار اور معنی ثانی نائٹ کے ہیں - نائٹ ہڈ کے عناصر موام تین صفات سمجھے جاتے تھے (۱) نیک نہادی (۲) بسالت (۳) اطاعت باری میں جانبازی -

شیو الیری کے معنی ثانی ان صفات ثلاثہ کا مجموعہ ہیں - عربی میں اسکا ترجمہ اریحیت و نجدت دو لفظوں میں ہوا ہے - ۱۲ - مدد

۱۷ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری

الحــــــرب

(۱)

تمہید اور انسان کی ابتدائی حالت

قدیم ترین زمانے میں انسان کی غذا کی حالت وہ تھی' کہ درختوں کے برگ و بار اور خودرو نباتات کھاتا' اور چشموں اور دریاؤں کا پانی پیتا تھا' جب یہ چیزیں ختم ہو جاتیں' تو انکی نیابت کمزور اور سریع الحصول حیوانات کرتے' انسان انکو پکڑ لیتا اور کچا کھا جاتا' کچا اسلیے' کہ اسوقت من طعم عالم وجود میں نہیں آیا تھا' جب جانور بھی ختم جاتے تو اس جگہہ کو چھوڑ کے کسی اور جگہہ چلا جاتا'

قیامگاہ کے لیے وہ ہمیشہ قرب آب کو ترجیح دیتا تھا' تاکہ پینے کے لیے پانی' اور کھانے کے لیے خودرو درخت اور پانی پینے کے لیے آنے والے جانوروں کے کافی ذخیرہ تک اسکا دست رس رہے' اس طرح عرصہ تک انسان خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتا رہا' اس عرصہ میں کبھی کبھی ایسا بھی ہوا' کہ اتفاق سے دو یا دو سے زیادہ خاندان ایک ہی وقت میں ایک ہی مقام پر پہنچے -

انسان خود کام پیدا کیا گیا ہے' اسلیے بمقتضاے فطرت ہر خاندان کی خواہش ہوئی' کہ وہی اس جگہہ خیمہ کش ہو' انمیں سے ہر ایک نے چاہا' کہ دوسرا چلا جائے' مگر خود نہیں گیا - زبانی گفتگو ہوئی' مگر کچھہ طے نہ ہوا' بات بڑھی' اور قدرتی سادہ ترین ہتھیار یعنی دانت' ہاتھہ' اور پیر کام کرنے لگے - (غالباً) دنیا کی سب سے پہلی جنگ اسی طرح وقوع پذیر ہوئی -

ایسا بارہا ہوا' کہ غذا کی ضرورت ہوئی' جستجو کی' مگر کامیابی نہیں ہوئی' یا ایسے وقت ضرورت ہوئی' جسوقت کہ جستجو نا ممکن تھی- ان تلخ تجارب نے انسان کو حفظ ما تقدم کے لیے غذا جمع کرنے کی تلقین کی' کچھہ صدیاں اسی حالت میں گذریں - اس عرصہ میں انسان نے تمدن میں ترقی کی' اور ضروریات اور گرد و پیش کے حالات کی رہنمائی سے زراعت اور جانوروں کی پرورش شروع کی - خشک سالیوں اور امراض نے انسان کو بتایا' کہ احتیاط یہ ہے' کہ جسقدر زیادہ اسباب زندگی پر قبضہ ہوسکے کرلیا جائے - اس جذبہ نے فطرتی خود کامی کے ساتھہ آمیز ہو کے' یہ خیال پیدا کیا' کہ اگر ممکن ہو تو' ان اسباب زندگی پر بھی قبضہ کرلیا جائے' جو دوسروں کے زیر تصرف ہیں- اسکے لیے ضرورت قوت کی تھی' اسلیے ہر خاندان نے اپنے اور اپنے رشتہ دار خاندانوں کے ارکان سے جتھے تیار کیے' اور دوسروں کے زیر تصرف اسباب زندگی پر یورش کرنے لگے -

نسل میں افزایش ہوئی' اسکے علاوہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں حملہ یا مدافعت کو کامیاب بنانے کے لیے' متحدہ کوششیں کرنے لگیں - اسطرح چھوٹی چھوٹی حملہ آور ٹولیوں نے بڑی بڑی فوجوں کی شکل اختیار کرلی' اور معمولی حملہ کے بدلے اب بڑی بڑی جنگیں برپا ہونے لگیں- اسوقت ایک ایسے شخص کی ضرورت محسوس ہوئی' جو ان ہزاروں مقاتلین کو لڑا سکے- ظاہر ہے کہ اس منصب کا مستحق وہی ہوسکتا ہے' جو اوروں سے زیادہ شجاع' زیادہ دانشمند' اور امور جنگ سے زیادہ باخبر ہو- ممکن تھا کہ نوجوانوں میں دانشمند تر اور شجاع تر ملجاتے' مگر اسکا کیونکر اطمینان ہوتا' کہ جوش شباب انہیں شجاعت کے حدود سے نکال کے' تہور کی حد تک نہ لیجائیگا - اسکے علاوہ دانشمندی تجربے کی بنار مبنی ہے' اسلیے یہ خدمت ان سالخوردہ امراء کے سپرد کی گئی' جو شجاعت و دانشمندی کے ساتھہ تجربہ کاری کی صفت بھی رکھتے تھے -

ایک شخص کی چشم و ابرو کی گردش پر ہزاروں انسانوں کا جنبش کرنا' انسانی حیات کا سب سے بڑا منظر ہے- شیوخ قبائل نے خدمت سالاری حاجت زوائی کے لیے لی تھی' مگر اب شان و عظمت امیری سے جو ذوق آشنا ہوے' تو اسکو سالاری میں لطف آنے لگا- مقاتلین نے جنگ مجبوراً کی تھی' مگر جب فتح و ظفر نے انکو سربلندی سے روشناس کیا' تو شیوخ کی طرح انکو بھی جنگ میں لطف آنے لگا' نتیجہ یہ ہوا' کہ اب جنگ اسباب زندگی کے بدلے جلال سالاری اور لطف سربلندی یا بالفاظ دیگر کشورستانی اور حکمرانی کیلیے ہونے لگی -

سرچشمۂ جنگ

نیپولین کہتا ہے " جنگ ایک وحشیانہ حرکت ہے " بالفاظ دیگر جنگ کا سرچشمہ وحشت ہے - ممکن ہے کہ سرچشمۂ جنگ کی بابت نیپولین کی راے صحیح ہو' مگر جہاں تک ہماری راے کی پرواز ہے' یہ خیال صحیح نہیں- دنیا ہزاروں برس آگے نکل آئی ہے' یورپ میں آفتاب علم نصف النہار پر ہے' ہر روش تمدن و تہذیب سے کارزار ہستی پر آہنگ ہے' یادگارہاے وحشت کے محو کرنے کے لیے غیر مقرر کوشش ہو رہی ہیں' وحشت اور وحشیت سے ہر شخص (غلط یا صحیح طور پر) تبری کر رہا ہے' مگر با این ہمہ' بقول ایک تشبیہ طراز کے " یورپ آخری اشارہ جنگ کی منتظر مسلح اقوام کا کیمپ ہے - "

پس اگر جنگ کا سرچشمہ وحشت ہوتی' تو آج کم از کم یورپ سے جنگ کا تمام ساز و سامان محو ہو جاتا' حالانکہ اس مقام کی سب سے بڑی مدعی وہی ہے !

اب سوال یہ ہے' کہ اگر جنگ کا سرچشمہ وحشت نہیں' تو پھر کیا ہے ؟ موجودہ علم الاخلاق کا یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے' کہ خود کامی اور خود دوستی (Self love) نوع انسانی میں دو عالمگیر جذبے ہیں دنیا میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ملیگا' جو خود دوستی سے خالی ہو' یہی خود دوستی اور خود کامی قدرتی طور پر باہمی مزاحمت و تصادم کا باعث ہوتی ہیں - اور ہر قوم' ہر جماعت' ہر خاندان' بلکہ ہر فرد یہ چاہتا ہے' کہ دنیا کی بہترین چیزیں صرف اسی کے قبضہ میں رہیں' اور اگر نہیں ہیں' تو آجائیں -

امیری و سیادت گو پر خطر ہے' مگر دلکش ہیں' گو موجودہ حالت میں اہل ہند اسکا اندازہ نہیں کرسکتے -

انسان کی خود دوستی و خود کامی اسکو ترغیب دیتی ہے' کہ جسطرح ممکن ہو' لطف سیادت سے بہرہ یاب ہو- پس درحقیقت

انگلستان

جنگ کریمیا — ۷ کرور ۹۰ لاکھ پونڈ اور ۲۷ ہزار نفوس -

جنگ جرمن و انگلستان ۱۸ کرور ۲۰ لاکھ پونڈ تعداد نفوس غیر معلوم

جنگ انگلستان و فرانس — ۸۳ کرور ۱۰ لاکھ پونڈ - تعداد نفوس غیر معلوم -

فرانس

جنگ کریمیا — ۹ کرور ۳۰ لاکھ پونڈ اور ۴ لاکھ ۲۴ ہزار نفوس -

جنگ فرانس و پروشیا — ۳۱ کرور ۹۰ لاکھ پونڈ اور ۱۳۸۸۷۰ نفوس -

روس

جنگ کریمیا — ۱۴ کرور ۲۰ لاکھ پونڈ اور ۹۵ ہزار نفوس -

ان چند نامکمل تخمینوں سے اندازہ ہو سکتا ہے ، کہ معمولی جنگوں کے علاوہ صرف ۱۹۰۰ مشہور جنگوں میں کتنی جانیں اور کسقدر مال ضائع ہوا ہوگا ؟

مشاہیر یورپ کے اقوال

ان عظیم الشان نقصانات کی بنا پر مشکل سے کوئی ایسا فلسفی ملیگا ، جس نے جنگ کی نکوہش نہ کی ہو ، مگر ایک فلسفی سے جنگ کی نکوہش عجیب نہیں ، تعجب تو یہ ہے ، کہ خود بعض ان لوگوں نے جنگ کو برا کہا ہے ، جنکا شمار دنیا کے مشہور سپہ سالاروں میں ہے ، چنانچہ (نپولین) کہتا ہے کہ " جنگ ایک وحشیانہ اور بربری حرکت ہے ، خواہ وہ کتنی ہی شکلیں بدلے ، مگر بہر حال وہ عہد وحشت کی ناگوار یادگار ہے " (ولنگٹن) کہتا ہے :-

" اگر تم ایک دن بھی جنگ کو دیکھہ لو ، تو خدا سے دعا مانگو ، کہ پھر وہ تمہیں روز جنگ نہ دکھائے " اسی کا یہ مقولہ ہے : کہ " جنگ میں شکست سے بدتر فتح ہے " -

ممنوعات جنگ

کہا جاتا ہے ، کہ تمدن جدید کا یہ ایک وصف امتیازی ہے ، کہ اس میں جنگ بھی پابند قانون ہے ، گو واقعہ یہ ہے ، کہ وہ اس بات میں بھی آفتاب اسلام سے ضیاء اندوز ہوا ہے ، جیسا کہ ہم آیندہ نمبر میں بشرط فرصت دکھائینگے -

ارباب تمدن کا بیان ہے ، کہ ان قوانین کا مقصد شدائد جنگ کو کم کرنا ہے ، مگر افسوس کہ واقعات اسکی تصدیق نہیں کرتے - ہم دیکھتے ہیں ہر روز مہلک سے مہلک تر اسلحہ ایجاد ہوتے ہیں ، پس اگر قوانین جنگ کی غرض اصلی شدائد کی تخفیف ہوتی ، تو ان اسلحہ کی ایجاد یا کم از کم استعمال ممنوع ہوتا -

اصل یہ ہے ، کہ تمدن و قانون باہمدگر لازم و ملزوم ہیں ، جن قوموں میں تمدن بالکل نہیں - انمیں کوئی قانون نہیں ، اور جن قوموں میں جسقدر تمدن ہے ، اسی قدر قانون بھی ہے - چونکہ قرون اخیر میں تمدن نے غیر معمولی ترقی کی ہے ، اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا ، کہ قانون نے بھی اسی قدر ترقی کی ، اور صلح سے گزر کے جنگ تک پہنچگیا ، اور رفتہ رفتہ تمام زندہ قوموں کی زبانوں میں اس موضوع پر بھی ایک معقول ذخیرہ ادب تیار ہو گیا -

ان تمام قوانین کی تفصیل نہایت طویل ہے ، اسوقت ہم ممنوعات جنگ میں سے چند دفعات نقل کردیتے ہیں -

(۱) ہتیار رکھدینے کے بعد دشمن کو زخمی کرنا -

(۲) زخمیوں پر حملہ کرنا -

(۳) دشمن کی طرف سے جب امان طلب کیجائے تو اسکی منظوری سے انکار کرنا -

(۴) گرفتاری کی حالت میں دشمن کی توہین و تعذیب کرنا -

(۵) دشمن پر اچانک حملہ کرنا -

(۶) ایسے گولوں کا استعمال ، جس سے دشمن کے زخمیوں کو بے فائدہ تکلیف ہو -

(۷) زہر میں بجھے ہوے تیروں ، پسے ہوے شیشے ، یا دم دم کی گولیوں کا استعمال کرنا -

(۸) آتشگیر گولوں کا استعمال ، جب کہ فریقین جنگ عیسائی ہوں -

(۹) ایسے گولوں کا استعمال ، جن کا وزن ۴ سو کیلوگرام سے زیادہ ہو ، یا جنمیں آتشگیر مادے بھرے ہوں (یہ دفعہ سنہ ۱۸۶۸ ع میں سینٹ پیٹرسبرگ کی کانفرنس میں طے ہوئی تھی)

(۱۰) زہر کا استعمال ، خواہ کنووں ، چشموں ، نہروں وغیرہ میں ڈالا جائے ، یا کھانے میں ڈالا جائے ، یا اسلحہ اسمیں بجھائے جائیں -

(۱۱) بغیر اعلان جنگ کے دفعۃ حملہ کردینا -

(۱۲) جھوٹ بولنا - (مگر فتح و نصرت کی جھوٹی خبریں شائع کرنا بالکل جائز ہے) -

(۱۳) عہد شکنی کرنا - (جیساکہ اسوقت ریاستہاے بلقان کررہی ہیں)

(۱۴) سامان کی گاڑیوں پر سرخ جھنڈا (جو مریضوں کی گاڑیوں کی علامت ہے) نصب کرنا -

(۱۵) دل ڈوگ سے کام لینا کیونکہ وہ درندہ ہے -

(۱۶) تجارتی بندرگاہوں پر گولہ باری کرنا -

(۱۷) عورتوں ، بچوں ، اور بوڑھوں پر تلوار اٹھانا -

ان واقعات میں جوامور ضروری اور سودمند ہیں - وہ وہی ہیں جنکو اسلام تیرہ سو برس پہلے کہہ چکا ہے -

قوانین جنگ کی رود شکنی

تاریخ بتاتی ہے ، کہ جب کبھی دو غیر مساوی قوموں میں جنگ ہوئی ہے ، تو تمام قوانین دفعۃ "رنگلے ہیں" ، اور قوی قوم نے اپنے حریف کو زک دینے کے لیے ، جو وسائل مناسب معلوم ہوے ہیں ، اختیار کیے ہیں - مثلا بوروں اور انگریزوں میں جنگ ہوئی - پھٹنے والے گولوں کا استعمال قانون جنگ کی رو سے ممنوع تھا ، مگر انگریزوں نے استعمال کیا - دم دم کی گولیاں سخت مہلک اور ممنوع الاستعمال ہیں ، مگر سنہ ۵۷ کے غدر میں ، انگریزوں نے استعمال کیں - ہتیار رکھدینے کے بعد حریف کی فوج پر ہتھیار اٹھانا جائز نہیں ، مگر تسلیم پلونا کے بعد آدھہ گھنٹہ تک روسی توپخانے پلونا پر گولے برساتے رہے - تجارتی بندرگاہوں پر گولہ باری ممنوع ہے ، مگر اطالیا نے سنہ ۱۱ میں ساحل بیروت پر گولہ باری کی - غیر مسلح جوانوں ، بوڑھوں ، عورتوں ، اور بچوں ، کو قتل کرنا جائز نہیں ، مگر [illegible] طرابلس اور میدانہاے مقدونیہ و تھریس میں بلا تمیز ہر مسلم کہ و مہ قتل کیا گیا - مختصراً یہ کہ بقول حکیم (سولن) قانون تار عنکبوت ہے جو اپنے سے کمزور کو دبا لیتا ہے ، مگر اپنے سے قوی سے ٹوٹجاتا ہے پس واقعہ یہ ہے کہ لا حکم الا القوۃ -

ہم کسی آیندہ اشاعت میں اس عنوان پر اسلامی نقطۂ نظر سے بحث کرینگے -

جزائر الجزائر ایک زرخیز ملک ہے - فرانس کی دیرینہ آرزو تھی ' کہ وہ اسکی نو آبادیوں میں آجائے ' مگر اسکے لیے فرصت کا منتظر تھا ' نپولین نے جب مصر فتح کرنا چاہا ' تو اسکے لیے الجزائر کے ایک یہودی مہاجن سے کچھ روپیہ قرض لیا ' قرض کی ادائگی میں عمداً دیر کی گئی - ایک دن فرانسیسی قونصل امیر الجزائر کے پاس بیٹھا تھا ' قرض کا ذکر آیا ' تو فرانسیسی قونصل نے کوئی سخت نا ملائم لفظ استعمال کیا ' جس پر امیر کو غصہ آگیا ' امیر کے ہاتھہ میں ایک پنکھا تھا ' اس نے وہی پنکھا قونصل
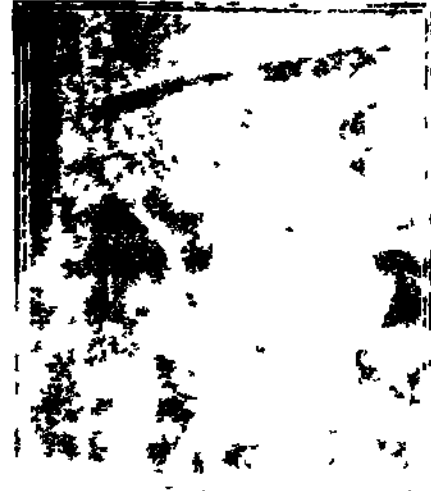
امیر الجزائر فرانسیسی قونصل کو پنکھے سے مار رہا ہے

کے منہہ پر مارا قونصل نے اسکی اطلاع اپنی حکومت کو کی ' جزائر پر جنگ کیلیے یہ علت کافی سے زیادہ تھی ' فوجکشی کی گئی اور فتح کرلیا گیا -

* * *

سنہ ۱۸۹۲ سے قبل تک تو تمام مورخین جنگ فرانس و پروشیا کا ذمہ دار فرانس کو قرار دیتے تھے ' مگر اسکا اصلی ذمہ دار کوئی اور تھا ' اور جو تھا بعد کو خود اس نے اقرار کرلیا -

اسی اجمال کی تفصیل یہ ہے ' کہ فرانس اور جرمنی میں جب اسپین کی بابت اختلاف پیدا ہوا ' تو فرانس نے موسیو (بینیدٹی) کو شاہ پروشیا سے ملنے کیلیے بھیجا ' موسیو مذکور شاہ پروشیا سے ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۰ ع کو (ایمس) میں ملا -

سفیر فرانس شاہ پروشیا سے گفتگو کر رہا ہے

اور اختلاف انگیز نقطہ کے متعلق گفتگو کی ' شاہ نے موسیو کو جواب نامنظوری کی صورت میں دیا ' مگر ایسے الفاظ میں جنمیں توہین کا شائبہ بھی نہ تھا - (بسمارک) کو معلوم تھا ' کہ شاہ کا جواب نامنظوری ہوگا ' لیکن وہ چاہتا تھا ' کہ جواب کا لہجہ سخت ہو ' تا کہ فرانس کو غصہ آئے ' اور جنگ کا آغاز اسی کی طرف سے ہو - جب بسمارک کو شاہ کے لطف آمیز جواب کا علم ہوا ' تو اس نے سخت پیچ و تاب کھایا ' اور سوچنے لگا ' کہ اسکے متعلق کیا کرنا چاہیے ؟ (بسمارک) اپنے (مذکرات خصوصیہ) میں جو اسکے مرنے کے بعد شائع ہوئی ہیں ' لکھتا ہے " میں نے ارادہ کیا ' کہ اپنے عہدہ سے استعفا دیدوں ' میں نے ایک پارٹی دی جس میں مارشل (مولٹکے) اور (رون) کو مدعو کیا - ہم لوگ کھانے کی میز پر تھے ' کہ تار والا آیا ' اور مجھے ایک تار دیا - اس تار پر شاہ کے مشیر خاص کے دستخط تھے - اور (ایمس) سے آیا تھا ' جب اسکا مضمون پڑھا گیا ' تو میں نے دیکھا ' کہ سفیر فرانس کے معاملہ میں شاہ کی جو رائے ہے ' میرے دونوں ہم معتمدوں کے چہروں پر غم کے آثار نمایاں ہونے لگے ' اور کھانے سے ہاتھہ کھینچ لیا ' میں نے تار کئی مرتبہ پڑھا ' شاہ نے مجھے اس تار کے اشاعت کی اجازت دیدی تھی ' میں نے فوراً قلم اٹھایا ' اور ایک فقرہ کاٹ کے اسکی جگہہ دوسرا فقرہ بنادیا ' جس سے تار کا اثر بالکل بدلگیا ' اسکے بعد میں مارشل (مولٹکے) کی طرف متوجہ ہوا اور فوج پر اعتماد جنگ کے سیچے ' اپنی مہمات اور تیاری کی تکمیل تک انتظار و امہال ' کے متعلق چند سوالات کیے ' مارشل مذکور نے سب کے جواب میں یہ کہا کہ " اگر جنگ ناگزیر ہے ' تو پھر عجلت بہتر ہے ' کیونکہ التواء ہمارے لیے خطرات انگیز ہوگا " اسکے بعد میں نے انکو ترمیم شدہ تار سنایا ' تار کے سنتے ہی انکی شگفتہ پیشانی صاف ہونے لگیں ' میں نے ان سے کہا کہ یہ تار نصف شب سے قبل فرانس پہنچ جائیگا - اسکا اثر سرخ کے برابر ہوگا - ہماری کامیابی اس امر کے ساتھہ وابستہ ہے ' کہ ہمارے مقابلے میں اعلان جنگ کیا جائے . . . تاکہ ہم یورپ میں علی الاعلان کہسکیں ' کہ ہم حملہ آور نہیں ' بلکہ مدافع ہیں "

* * *

اہل ٹرانسوال کے پیغام صلح کے جواب میں لارڈ (سالیسبری) نے تو یہی کہا تھا کہ " اہل ٹرانسوال نے آغاز جنگ کیا " مگر واقف کار مورخین اعلان کرتے ہیں کہ " ٹرانسوال کے متعلق انگلستان کی نیت عرصہ سے خراب تھی ' وہ عمداً اہل ٹرانسوال سے ہمیشہ جھگڑتا رہتا تھا ' تاکہ وہ مجبور ہوکے اعلان جنگ کریں ' چنانچہ ایسا ہی ہوا ' جب اہل ٹرانسوال کی پریشانی نا قابل برداشت حد تک پہنچگئی ' تو انہوں نے مجبوراً اعلان جنگ کیا

خسائر جنگ

خسائر جنگ کا اندازہ نہایت دشوار ہے - جنگ میں صرف جان و مال ہی ضائع نہیں ہوتے ہیں ' بلکہ کاروبار کی اجتماعی و اخلاقی حالت پر بھی اثر پڑتا ہے - چنانچہ نپولین کہتا ہے کہ " جنگ میں اخلاقی قوی اسقدر گرجاتے ہیں ' کہ امن اور جسمانی قوی میں ۳ اور ۴ کی نسبت رہ جاتی ہے " تاریخ کے قدیم ترین زمانہ سے لیکے اسوقت تک تخمیناً ۱۹۰۰ عظیم الشان جنگیں ہوئی ہیں - جنمیں سے صرف قرون وسطی کی جنگوں میں تخمیناً ۱٦ ارب ۸٦ کروڑ جانیں کام آئیں - بالفاظ دیگر چند صدیوں میں موجودہ آبادی سے کئی گونہ زیادہ آدمی ضائع ہوئے -

جسطرح کہ جنگ میں کام آنے والی جانوں کا صحیح ... نہیں کیا جا سکتا ' اسیطرح ان مصارف کا بھی صحیح تخمینہ نہیں کیا جا سکتا ' جو سلطنتوں کو دوران جنگ میں برداشت کرنا پڑتے ہیں ' مگر تاہم قرون اخیر کی چند مشہور جنگوں کے خسائر کے متعلق ایک سرسری اندازہ کیا گیا ہے ' جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

امنڈسن فریم (Frame) میں اپنی جماعت لیے جارہا تھا ' خلیج وھیلس (Whales Bay) میں غیر متوقعہ طور پر ٹیرانوا اور فریم سے ملاقات ہوئی - جہاز لفٹنٹ کیمپبل (Leet Campble) کے زیر سر کردگی ایک جماعت اتار کے ' شمال کی طرف لوٹا ' اور اپریل میں نیوزیلینڈ پہونچگیا - جہاز پھر جنوب واپس گیا اور یکم اپریل سنہ ۱۲ کو ۱۵ مارچ تک مہم کی خبریں لیکے نیوزیلینڈ واپس آیا -

۲ نومبر سنہ ۱۲ کو اسکاٹ کے زیر سر کردگی ایک جماعت جنوب کے لئے روانہ ہوئی' راستہ میں برف کے تودے چھوڑتی جاتی تھی' تاکہ واپسی میں نشان راہ کا کام دیں' سد (Barrier) پر مہم کی شرح رفتار ۱۰ میل فی یوم تھی -

۳۱ دسمبر کو ۸ ہزار ۹ سو قدم عروج (Altitude) پر حدث ملا -

۲۰ جنوری کو ۱۲ آدمیوں کی ایک جماعت مع ۸ ٹٹوؤں اور دو کتوں کی ٹیموں کے گوداموں کی تیاری کے لیے روانہ ہوئی - اس جماعت کی روانگی کے کسیقدر بعد ایرنس کے جنوب کی طرف بحر برف (Sea - Ice) پھٹی - اس شگاف نے جماعت اور صدرگاہ میں مراسلات کا راستہ پیدا کردیا - جماعت مختصر اور بار ریانہ تھا ' اسلیے صرف ہٹ پوائنٹ (Hut - Point) سے ۷ میل جانب مشرق ' جنوب و مشرق سد برف (Ice - Barrier) پر ایک مرکزی خیمہ کے نصب میں جماعت ۳۰ جنوری تک مشغول رہی -

جماعت نے رسد کا اصلی حصہ اسی خیمہ میں چھوڑ دیا ' اور ہلکے بوجھہ لیکے ' ایک مقام کی طرف روانہ ہوئی ' جسکا نام بعد کو کوارنر کیمپ (Corner Camp) رکھا گیا ' شمال و جنوب کی طرف یہ کوچ قریباً ۲۷ میل کا تھا ' اور جزیرۂ سفید (White Island) کے غاروں سے بچنے کے لیے جنوب کی طرف واپسی سے پہلے کیا گیا تھا -

۸ فروری کو یہ جماعت دیپوٹ کی طرف روانہ ہوئی ' رات کو کوچ اور دن کو آرام کرتی تھی' موسم خاص طور پر ناسازگار تھا - تین ٹٹوؤں کی کمزوری اور لاغری نے' آگے لیجانے کی اجازت نہ دی' اسلیے وہ واپس کردیے گئے -

راہ میں شدید برفباری ہوئی ' دو ٹٹو مرگئے ' ایک زندہ بچا ' بقیہ ٹٹوؤں اور کتوں کو لیے ہوے جماعت ۱۶ فروری کو عرض البلد کے ساڑھے ۸۹ درجے تک پہنچی' موسم ناسازگار اور جانور مسلوب القوی تھے ' پیشقدمی کی کامیابی موہوم' اور جانستانی اغلب نظر آتی تھی' عاقبت اندیشی عنانگیر ہوئی ' اسکاٹ نے پیشقدمی کا ارادہ فسخ کردیا ' اور ایک گودام بنانے واپسی کا فیصلہ کیا ' گودام میں ایک ٹن سے زاید سامان رسد رکھدیا -

ایک معجزہ نما جاں بری

گودام سے مراجعت کے بعد' یہ جماعت کتوں کو لیکے مرکزی خیمہ کی طرف واپس ہوئی' راستہ میں جزیرہ سفید کے قریب ایک گوشہ ملا - روشنی نہایت کم ' بلکہ نہ تھی ' جماعت نے اسکو قطع کرنا شروع کیا ' دوران قطع میں ایک سخت خطرناک سانحہ پیش آیا '

دوستانی گاڑیوں میں کتے جتے ہوے تھے ' جزیرہ سفید کے غاروں کے قریب جب یہ گاڑیاں پہنچیں ' تو کتے ان غاروں میں گر پڑے ' اسوقت حالت یہ تھی ' کہ ایک طرف پل پر گاڑیاں رکی ہوئی تھیں' دوسری طرف غار میں اکثر کتے لٹکرہے تھے' اور سار دونوں میں رشتہ اتصال تھا - بالکل ممکن تھا ' کہ کتے زیادہ پھڑکتے اور مع گاڑی کے غار کی تہ پر ہوتے - اسوقت حالت خطرناک نازکی کے اس نقطے تک پہونچگئی تھی ' جہاں حواس پراگندہ ' خاطر آشفتہ ' اور تدبیر آفرینی عقیم ہوجاتی ہے' مگر اسکاٹ کو آہنی اقدامی اور پختہ عزمی کے ساتھہ ' ثبات قلب اور اجتماع حواس سے بھی بہرہ وافر ملا تھا ' تین گھنٹہ کی مسلسل جانفشاں و عرق ریز کوشش کے بعد وہ کتوں کے نکالنے میں کامیاب ہوا - ۹۰ قدم کی اتنادگی نے ایک کتے کو بہت بری طرح زخمی کیا تھا ' اسلیے وہ جانبر نہوسکا -

اسکاٹ مرکزی خیمہ آیا ' یہاں آکے دیکھا ' تو صرف ایک ٹٹو اچھا بچا تھا -

۲۲ فروری کو اسکاٹ مع چند آدمیوں اور ایک ٹٹو کے روانہ ہوا - روانگی کا مقصد یہ تھا ' کہ کوارنر کیمپ میں مزید رسد فراہم کیجائے - واپسی میں ۲۷ کو سخت برفباری ہوئی' مگر مرکزی خیمہ قریب تھا' اسلیے ۲۸ کو یہ جماعت خیمے واپس پہونچگئی -

جیسا کہ اسکاٹ نے اپنے روزنامچہ میں لکھا ہے یہاں ایک غیر معمولی طوفان بپا ہوچکا تھا ' جو تین دن تک رہا تھا ' اور جس نے برف کا ایک انبار عظیم جمع کردیا تھا -

ٹٹو کو دیوار ہاے برف کی پناہ میں رکھنے کی کوشش کیگئی' مگر آندھی کے جھونکوں نے اس کوشش کو بے سود ثابت کیا' اور مسکین جانور کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی - اس حالت کی بنا پر اسکاٹ نے بغیر کسی تاخیر کے ہٹ پوائنٹ واپس آنے کا فیصلہ کیا -

ایک صدمۂ شدید

ایک ٹٹو کو برفباری نے سخت نقصان پہنچا تھا ' اوٹس' کرین ' اور اسکاٹ اسکی حفاظت کے لیے پیچھے رہگئے ' اور باورس چیری (Cherry) گیرارڈ (Garrard) اور کرین (Crean) چار نہایت عمدہ ٹٹوؤں کو لیکے کتوں کے پیچھے پیچھے چلے -

یہ جماعت جب ہٹ پوائنٹ کے قریب پہنچی' تو اسوقت بحر برف میں شگاف پڑرہے تھے ' یہ دیکھکے وہ فوراً واپس ہوئی' واپسی میں وہ جنوب کی طرف ۴ میل تک چلی گئی -

جانوروں کی خستگی و ماندگی اوائل پر رہی تھی' یکم مارچ کو ۲ - بجے ماندگی اس حد تک پہونچگئی ' کہ جماعت کو مجبوراً منزل کرنا پڑی -

کوئی ۴ - بجے کا عمل تھا ' کہ ایک شورش نے باورس کو بیدار کردیا ' باورس نے اٹھکے دیکھا' تو معلوم ہوا' کہ برف کے تودے پھٹ رہے ہیں اور سیلاب کی طرح سرعت کے ساتھہ خیمہ کی طرف بڑھتے چلے آرہے ہیں -

ٹٹوؤں کے باندھنے کے لیے ایک قطار میں میخیں گاڑی گئی تھیں - دیکھا' تو ایک ٹٹو غائب ہوگیا ہے' یہ حالت دیکھکے جماعت جنوب و غرب کی منجمد برف کیطرف روانگی کا فیصلہ کیا ' برفستانی گاڑیاں لادی گئیں اور جماعت روانہ ہوگئی - گاڑی کے کھینچنے میں غیر محدود مشاکل پیش آے - ٹٹو ایک بہتے ہوے تودۂ برف (Floe) سے اچک کے دوسرے بہتے ہوے تودۂ برف پر جاتے تھے اور دوسرے سے تیسرے پر' وعلم جرا -

دوپہر ہوتے ' جماعت سد (Barrier) کے قریب پہنچی' اسوقت حالت سنگین سے سنگین تر ہوگئی تھی ' پیچھے گرم تعاقب سیلاب تھا اور آگے سد کی ناقابل صعود دیوار برف ' اس امید پر' کہ شاید دیوار برف میں کوئی شگاف ملجاے ' ولسن مشرق کی طرف گرم سیر ہوا ' اتفاقاً اسکو ایک شگاف ملگیا - جسکے سہارے سے وہ سطح پر چڑھگیا -

اسکاٹ کی ٹولی نے بیمار ٹٹو کی جان بری کی ہر ممکن کوشش کی' مگر ناکامی ہوئی - یہ ان سوانح سے بالکل بیخبر تھی' جو ولسن کی ٹولی کو پیش آئے تھے ' اسلیے جب اسکو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی' تو وہ وہاں سے روانہ ہوگئی' دوپہر سے پہلے وہ لب سد پر پہنچی ' یہاں اسکو غیر متوقع ہولناک منظر نظر آیا' اس نے دیکھا' کہ بحر برف ندارد ہے اور سد کی برف پیر کے نیچے

مذاکرۂ علمیہ

قطب جنوبی

— * —

کپتان رابرٹ اسکاٹ

(۲)

— * —

سنہ ۱۹۱۰ ع کی مہم

امنسکن کی مہم کے بعد برطانوی انطاطیقی مہم (جسکے واقعات ہم اس مضمون میں بیان کرنا چاہتے ہیں) روانہ ہوئی - اسکی روانگی کی اطلاع سب سے پہلے ٹائمس نے ان الفاظ میں دی تھی :

" ایک برطانوی انطاطیقی مہم زیر ترتیب ہے ' جو سنہ ۱۹۱۰ ع تک انگلستان چھوڑدیگی "

کپتان (اسکاٹ) نے سر ارنیسٹ شیکلٹن مکتشف قطب شمالی سے اس مہم کی بابت گفتگو کی - شیکلٹن اسوقت اپنی مہم کے بعض اہم علمی نتائج کی تکمیل میں مصروف تھا ' اسلیے اس سے زیادہ نہ کرسکا ' کہ اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرے اور تیاری میں اپنی سنہ ۹ - ۱۹۰۷ کی مہم کے تجارب سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے - اسکاٹ نے اسکی سرکردگی اپنے ذمہ لی ' اور صیغۂ بحریہ میں اپنے عہدہ سے مستعفی ہوگیا -

ٹیرا نوا

ٹیرانوا (Terra Nova) ایک اسکاچ رھیلگیر دخانی جہاز ہے - یہ جہاز سنہ ۱۸۸۴ میں بمقام ڈنڈی (Dundee) بنایا گیا تھا - اور مسرس برونگ برادرس (Messrs Browing Bros) عرصہ تک اسکو اپنے شمالی میں رھیلگیری میں استعمال کرتے رہے -

ٹیرانوا امارت بحریہ (Admiralty) کی اجازت سے دو ایک بار بحر انطاطیق میں بھی اکتشاف کی غرض سے جا چکا تھا -

غرض کچھہ تو اسلیے ' کہ برطانوی ساخت اور برطانوی ملکیت میں تھا ' اور کچھہ اسلیے کہ چند بار مستعمل ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد تھا ' ٹیرانوا جہاز ہی خریدا گیا -

چند ممتاز رفقاء

یوں تو اسکاٹ کے ساتھہ بہت لوگ تھے ' مگر انمیں قابل ذکر حسب ذیل اشخاص ہیں -

(۱) لفٹنٹ بی - آر - جی - ایونس آر - این - قائد ثانی (Lieut - B. R G. Evans. R. N. Second - in - command)

(۲) ڈاکٹر ولسن - (Dr. Wilson) رئیس صیغۂ علمیہ و عالم علم حیوان و مصور -

(۳) کیپٹن اوٹیس (Captain Oates) داروغہ بابر خانہ (کیونکہ اسکا تجربہ انکو ہندوستان اور تبت میں ہوچکا تھا -)

(۴) مسٹر میکنٹاش بل (Mr. Mackintosh Bell) عالم الحیوان

نقشۂ مہم

اسکاٹ کے پیش نظر اس مہم کا جو نقشہ تھا ' اسکا ذکر روانگی سے کسیقدر قبل خود اسکاٹ نے شاہی مجلس علمیہ کے ایک جلسہ میں کیا تھا - اس نے کہا تھا کہ " اسوقت میرے سامنے تین راستے ہیں

(۱) مشہور راستہ جو بیرڈمور گلیشیر (Beardmore Glacier) تک جاتا ہے -

(۲) اس امید پر کہ کوئی نیا برف کا تودہ ملیگا ' مشرق کی طرف ' آگے بڑھوں -

(۳) سیدھا فیرر گلیشیر (Ferrar Glacier) کی طرف بڑھتا ہوا چلا جاؤں ' اور وہاں سے صعود ہوتا ہوا قطب تک پہنچ جاؤں - "

گو اسوقت اسکے سامنے تین راستے تھے ' مگر بوجوہ چند اس نے مشہور راستے کو ترجیح دی اور شیکلٹن کے تجارب سے فائدہ اٹھایا -

مہم کی فرد عمل میں بعض دفعات یہ تھے :

دسمبر تک میکمرڈو سونڈ (McMurdo Sound) اترا جائے ' اور تمام موسم گرما گوداموں کی ساخت اور غذا کی تیاری میں صرف کیا جائے اسکاٹ کو امید تھی ' کہ اخر اپریل تک جماعت کے لیے عمدہ گودام اور سامان غذا تیار ہو جائیگا -

اسکے بعد جاڑے کے اثناء میں قطب تک پہنچنے کی اخری عظیم الشان کوشش کے لیے تیاری کیجائیگی -

سفر کے تین حصے ہوں -

(۱) جسمیں حوالی سد اعظم کا حصہ قطع کیا جائے -

(۲) پہاڑی گزرگاہوں کو عبور کیا جائے -

(۳) بلند اور اندرونی میدانوں کو طے کیا جائے -

ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ اکتوبر اور نومبر سد کے قطع کرنے اور برف کے تودوں پر چڑھنے میں صرف کیے جائیں -

اسکاٹ کو امید تھی ' کہ اوائل دسمبر میں وہ بالائی حصہ تک اور ۲۲ - دسمبر کو (جسوقت کہ آفتاب اپنے انتہائی عروج پر ہوگا) قطب تک پہنچ جائیگا -

روانگی

جب تیاری ختم ہوچکی ' تو شاہی مجلس جغرافیہ نے ایک وداعی جلسہ کیا - صدر جلسہ نے اس جماعت کو خدا حافظ کہتے ہوے کہا -

" یہ وہ بہادر ہیں ' جو انگریزی صفات ' تحمل ' اور استقامت کی درخشاں مثال بنکر ہمیشہ چمکینگے "

غرض مہم کیپٹن اسکاٹ کی سرکردگی میں ۲۹ - نومبر کو نیوزیلینڈ سے روانہ ہوئی -

آثار مشاکل

ٹیرانوا نیوزیلینڈ سے ۱۹ نومبر سنہ ۱۰ ع کو روانہ ہوا - ۹ دسمبر کو جب وہ عرض البلد کے ٦٥ درجے تک پہنچا تو اسکو منجمد برف (Pack ice) ملی - جہاز آگے بڑھا اور ۳۰ دسمبر کو کیپ کروزر (CapeCrozier) سے کسیقدر فاصلہ پر بحر روس (Ross Sea) میں پہنچا - سمندر کی حالت اس قابل نہ تھی ' کہ مہم اتر سکتی - جہاز کا رخ میکمرڈو سونڈ کی طرف پھیر دیا گیا - یہ راستہ غیر معمولی طور پر کھلا ہوا نکلا -

زمستانی منزل گاہیں کیپ ایونس (Cape Evans) میں قائم کی گئیں '

بیسویں صدي کے ترقي نامہ چور

حر

علمي طریقے سے ایک مستحکم تریں فولادي الماري کے حوائش چرا رہے ہیں -

پہنچ رہی ہے' یہ حالت ایک عظیم الشان آنے والے سیلاب کی گرد راہ تھی' اسکاٹ فوراً تاڑ گیا' ولسن سے ملاقات ہوئی تو اس نے بیان کیا کہ " عینک کی مدد سے میں نے یابوؤں کو بحر برف میں بہتے ہوئے دیکھا ہے " اس روایت سے اسکاٹ کے خیال کی تائید ہوئی' گھنٹہ بھر کے بعد کریں آتا ہوا دکھائی دیا' جب وہ قریب آگیا' تو اس نے اپنی سرگذشت بیان کی' جسکے سنتے ہی ارٹیس اور اسکاٹ' کریں کو اپنے همراہ لیکے' مغرب کی طرف ولسن کی ٹولی کے بقیہ اعضاء کو نکالنے کے لیے روانہ ہوئے -

ایک خلیج کے گرد انہوں نے چلنا شروع کیا' چلتے چلتے ۲ بجے شام کو خوش قسمتی سے گم شدہ ٹولی نظر آئی -

اب موجیں تہ نشین ہوگئیں تھیں اور شمال و مغرب کی طرف منجمد برف کا بہنا هنگامی طور پر موقوف ہوگیا تھا

آلپن (ایک قسم کا درخت ہے) کی رسی کے ذریعہ سے تمام آدمی بغیر کسی دقت کے نکال لیے گئے - کام رات کو بھی جاری رہا' دوستانی گاڑیوں اور سامان کے نکال لینے میں بھی کامیابی ہوئی' یابو ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھے' وہ نہیں نکالے جاسکے' آخر شب کو قریباً ۳ بجے منجمد برف میں پھر حرکت شروع ہوئی' ۸ بجے' صبح کو پھر یہ حرکت سکون سے بدلگئی' اب یہ لوگ شمال کی طرف روانہ ہوئے' یہ دیکھکے کہ یابوؤں کے اپنے نکالنے کی غیر معمولی جوش کے ساتھہ کوشش کی ہے' ارٹیس اور باورس ایک طویل چکر کاٹکے منجمد برف تک پہنچے' اور باقی لوگ سد کے حصہ زیریں میں خندق کھود نے لگے' بہتے ہوئے برف کے تودے نا ہموار اور سطح آب سے بلند تھے' ارٹیس' اور باورس نے یابوؤں کو جست کی ترغیب دی' ایک تو نکل آیا' مگر دو جست میں ناکام رہے اور غرق ہوگئے' منجمد برف سے پھر شمال کی طرف حرکت شروع کی -

اسکاٹ مع اپنے رفقاء کے روانہ ہوا' ۴ مارچ کو یہ لوگ کیسل راک (Castle Rock) سے مشرقی پہاڑیوں پر چڑھے' اور ۵ کو بحفاظت ہٹ پوائنٹ پہنچگئے -

اس سفر میں تین نہایت توانا اور قوی ہیکل یابو ضائع ہوگئے' جیسا کہ اسکاٹ نے اپنے روز نامچہ میں لکھا ہے' ان تین قوی و توانا یابوں کا ضائع ہونا مہم کے لیے ایک سخت صدمہ تھا اور اگر چند اور یابو باقی نہ ہوتے تو تمام نقشہ درہم برہم ہو جاتا -

یہ تمام مصائب ایک موج کا کرشمہ تھے' جو دس میل تک پھیلی ہوئی تھی' اس موج میں کھلی ہوئی برف کے پانی کے علاوہ سد اور خاکنائے کی برف کے بڑے بڑے ٹکڑے بھی تھے' یہاں کی یہ حالت صرف اسی سال نہ تھی' بلکہ سنہ ۱۹۰۲ ع سے یہ ہی حالت رہتی ہے - یہ جماعت ڈسکوری کیمپ پہنچی' مگر یہاں دیکھا' تو مکان کی عجیب حالت تھی' کھڑکیاں ٹوٹی ہوئی اور بہت قالبوں سے نکلے ہوئے تھے' اندر برف سخت (solid ice) پٹی پڑی تھی' فوراً سب نے ملکے اندر کی برف نکالی' اور شکستہ مقامات کی ضروری مرمت کی' مرمت کے بعد اس کھلے برستان میں اس مکان نے بڑا آرام دیا -

ایک عرصہ تک ان لوگوں کو انجماد سمندر کا انتظار کرنا پڑا' اس عرصہ میں انکے درد و ماندگی کی وہ حالت تھی' جو انسان کی آغاز تمدن میں تھی - تین اور چند اور معاونوں کو ملاکے ایک ایک ناہموار اور بدقوارہ انگیٹھی' اور ایک بھدا اور سادہ چراغ تیار کیا گیا تھا' چراغ میں وھیل کی چربی جلائی جاتی تھی' غذا سیل تھی' جو ایک دور پہاڑی کے قریب ملتی تھی اور وہ بھی بہت تھوڑی' گو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ بالکل نہ ملی ہو -

[پہلے کالم کا بقیہ]

ناداری میں نہایت حقیر چیز کی بھی بہت قدر ہوتی ہے - اتفاق سے وہاں ایک پرانا صندوق ملگیا' اسکے متعلق اسکاٹ اپنے روز نامچہ میں لکھتا ہے کہ :

" کہ ایک پرانی میگزین کے ایک صندوق کے اکتشاف کا ہم نے بیحد لطف اٹھایا اور اس سے بہت آرام ملا " (باقی آیندہ)

علوم حدیثہ کی ترقی

اور

جرائم و حبائث

—•—

علم ایک آلہ ہے' جس طرح کے ہاتھہ میں ہوگا' ویسا ہی نتیجہ پیدا کریگا -

علمی ترقی ایک طرف محافظین مال و دولت کیلیے ایسے ایسے طلسمی صندوق اور آہنی الماریاں ایجاد کرتی ہے' جسکو دیکھکر عقل کو تعجب اور دماغ کو تحیر ہوتا ہے - لیکن ساتھہ ہی دوسری طرف چوروں کے لیے ایسے ایسے آلات عجیبہ اور وسائل نادرہ بہم پہنچادیتی ہے' جنکے ذریعہ سے اس طلسم محافظ کی کنجی وہ ڈھونڈھ نکال لیتے ہیں' اور جس علم نے مال کی حفاظت کرائی تھی' وہی علم دوسرا نقاب منہہ پر ڈالکر اسکی قزاقی بھی کرا دیتا ہے !!

* * *

حال میں انگلستان کے ماہرین علوم چوروں نے جس عجیب علمی طریقہ سے ایک صندوق کو کھولنا چاہا تھا' اسکا تذکرہ آجکل علمی رسائل میں بکثرت کیا جا رہا ہے -

ہالین والڈ کٹ کے ایک جوہری کے یہاں آہنی الماری کے اندر ۸۰ پونڈ کے قیمتی موتی رکھے تھے' ۳ فروری کی رات کو چوروں کی ایک با قاعدہ جماعت نقب زنی کے بعد' دکان میں پہنچی' اور بالکل علمی طریقہ پر الماری کے کھولنے کی کوشش کی - وہ یقیناً کامیاب ہوتے' مگر تکمیل کار میں دیر ہو گئی' یہاں تک کہ صبح کے چھہ بجے گئے' غریب جوہری کی قسمت جاگتہ بیدار ہوئی' اور پولیس کی موجودگی نے ان ماہرین علم و فن کو ایک قیمتی تجربے کی تکمیل کا موقعہ نہیں دیا -

* * *

نقب زنوں نے سب سے پہلے ایک ہلکے قسم کا خیمہ استعمال کیا' جو اسی غرض سے انکے همراہ تھا -

خیمہ اسطرح نصب کیا گیا تھا' کہ اس کے اندر دیوار کا وہ حصہ آگیا تھا' جس کے ساتھہ لگی ہوئی اندر کی طرف آہنی الماری تھی - یہ چاٹوڈ کمپنی کی ساختہ تھی' جسکی مضبوطی' اور کیل پرزوں کا استحکام مسلم ہے -

جب الماری کی دیواروں میں سے راہ پیدا کرنے کی کوشش کامیاب نہیں ہوئی' تو اس جماعت نے دوسرا طریقہ اختیار کیا - انہوں نے الماری کے ایک رخ کی تہہ پر نہایت سخت اور خوفناک شعلہ باری شروع کردی' اور علمی اصول سے اسمیں اسقدر اعلیٰ درجہ کی حرارت اور شدت پیدا کی' کہ تھوڑی ہی دیر کے اندر سطح میں ایک بڑا سوراخ پیدا ہوگیا - اتنا بڑا سوراخ' کہ جس سے بآسانی ہاتھہ اندر چلا جائے !

مادہ پر وہ شے کا قاعدہ ہے' کہ حرارت کے پہنچنے سے پگھلکے' دھار کی سیال صورت میں بہنے لگتی ہے' اور الماری کے اندرونی اور بیرونی حصے میں حائل ہو جاتی ہے - اسی لیے

المارې کی دیوار میں اسکے عقب موجود ہے دراپج کي مائر پروفنگ دے دی تھی -

اگر آکسیجن (Oxygen) کی دھار کا رخ کسی ایسي دھات کی طرف جو پہلے گرم کی جا چکی ہو ' پھیر دیا جاے ' تو قاعدہ ہے کہ وہ بھڑک اٹھتی ہے ' اور فوراً آئرن آکسائڈ (Iron oxide) کی شکل میں حل ہو جاتی ہے - اسي تیلن (Acetylen) کے ساتھ آکسیجن کی آمیزش اسی غرض سے ہے -

یہ چوری جن آلات و وسائل علمیہ کے ذریعہ سے کی گئي تھی انکا ایک مجموع آلاتی اسباب کے ساتھ علحدہ صفحہ پر چھاپا جاتا ہے - اسکو بغور نظر رکھہ لیجیے -

تصویر میں دو لمبے چونگے ہیں - ان میں سے ایک میں اسی تیلن ہے اور دوسرے میں آکسیجن ' ان دونوں چونگوں میں گیس کی اتني مقدار آسکتي ہے ' کہ ہر تین گھنٹے تک متصل شعلے نکلتے رہیں - اسي تیلین شعلے پیدا کرتا ہے ' اور آکسیجن حرارت کو سخت خوفناک حد تک تیز کردیتا ہے -

یہ دونوں گیس دو ربر کی نالیوں سے ہوکے ' مہتال کے پاس مل جاتے ہیں ' اور اپنی متحدہ اور مرکبہ طاقت سے آگ اور روشنی کے ایک دیوتا کی قوت بن جاتے ہیں -

تاہم یہ ایک سخت خوفناک تماشہ تھا - اسی لیے چوروں نے ایک کیمیا وي تجربہ کرنے والے پروفیسر کی طرح ' اپنے چہروں کے آگے ابرک کا ایک تختہ آویزاں کر دیا تھا ' تا کہ شعلوں کی حرارت سے آنکھیں محفوظ رہیں - اس تختے میں ایک سوراخ تھا ' جس کے اندر گیس کے نالی کی مہتال داخل کردي گئی تھی -

آپ دیکھہ رہے ہیں کہ فرش پر ایک ناند رکھی ہوئي ہے - اس میں پانی ہے ' اور یہ اسلیے ہے ' تاکہ الماری سے جو دھات پگھلکے بہے ' وہ اسمیں آجائے - اگر یہ احتیاط نہ کی گئي ہوتی ' واس مادے سے تمام عمارت میں آگ لگ گئی ہوتی !

ایسی نقب کا اس غرض سے استعمال حال کی اکتشافات میں سے ہے ' پہلے اسی جگہہ نائٹرو گلیسرین (Nito glycerine) استعمال کیا جاتا تھا -

الماری کی چول کے سامنے دراڑے کے شگاف میں گارا بھر دیا گیا تھا - اس گارے میں نائیٹرو گلسرین کیلیے ایک پیالہ نما ظرف رکھا گیا تھا -

انفجار کے لیے ایک خاص طرح کے فتیلے سے کام لیا گیا تھا -

* * *

یہ علم کے کرشمے ہیں ' جو محافظ و سارق ' فرشتۂ امن اور دیو جنگ ' وسیلۂ راحت اور ذریعۂ خسران ' دونوں ہے -

الہلال کي ایجنسي

— * —

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

تصحیح

نمبر ١١ کے صفحہ ١٨٦ میں نیچے سے پانچویں سطر میں " علم النفس " کے بدلے " علم وظائف الاعضاء " ہونا چاہیے -

فہرست
زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

— ❁ —

(١٦)

ان اللہ اشتري من المومنین انفسہم و اموالہم ' بان لہم الجنۃ

❁

مبلغ - ٥ - ٣٦١ جو بذریعہ نیاز علي خانصاحب سب اوورسیر نہر جہیلم منگلا ہیڈ ورکس وصول ہوے اور جنکي مجموعی رقم نمبر ١٣ میں شائع کي گئي ہے -

نام	روپیہ	آنہ	پائي
میاں اللہ دیا	٢	-	-
مستری ذاکر حسین	٤	-	-
خواجہ فرزند علي صاحب اوورسیر	١٢		-
احمد علي میٹ	٤	-	-
مستری چراغ دین	٦	٤	-
چودھري اصغر خان	٢	-	-
چودھري نیاز علي خان سب اوورسیر	٦٦	-	-
ہمشیرہ صاحبہ چودھري نیاز علي خان	٥	-	-
اہلیہ چودھري نیاز علي خان	٧	-	-
مستري محمد شریف	١	-	-
میاں عبد الغني صاحب اوورسیر	١٨	-	-
قاضي سید احمد صاحب اوورسیر	١٨	-	-
اہلیہ صاحبہ قاضي سید احمد	١٠	-	[illegible]
ڈاکٹر فضل کریم	١٠	-	-
خان محمد صاحب اوورسیر	٣٠	-	-
مولوی رحمت علي صاحب اوورسیر	١١	٤	-
میاں صدر دین کلرک	٣	-	-
قاضي محمد اعظم کلرک	٢٠	٨	٦
میاں سردار محمد صاحب اوورسیر	١٥	٤	-
میاں عبد الکریم کلرک	٤	-	-
میاں عبد الرحمان یوسف ...	٥	-	-
مستري عطا محمد	٥	-	-
میاں ضیا الدین کلرک	١٥	٨	-
مستري عبد الکریم	٣	-	-
میاں فضل دین	٤	-	-
میاں نور دین بلدی	٢	-	-
... جمعدار معہ مزدوران	٥	٤	-
مستري غلام قادر	٢	-	-
غلام محمد میٹ	١	-	-
نظیر بیگ ڈرائیور	٥	-	-
منگو ڈرائیور	١	-	-
خدا بخش میٹ معہ مزدوران	١	٨	-
... لوہار	٢	-	-
غلام محي الدین ...	٦	-	-
غلام قادر ...	٥	-	-
مستري محسن خان	٤	-	-
قادر ڈرائیور	٥	-	-
... محمد میٹ و مزدوران	-	١٢	-
نور دین ڈرائیور	٢	-	-
روشن دین ...	٥	-	-
مستري حسن محمد	١	-	-
اکرم خان	١	-	-
... پلس ...	٨	-	-
... ڈرائیور	١	٤	-
بدر دین ڈرائیور	٢	-	-
رحمت علي ڈرائیور	٢	-	-
مراد بخش ڈرائیور	١	٤	-
... علي ڈرائیور	٦	-	-
قمرو ڈرائیور	٢	-	-
روشن میٹ و مزدوران	٤	٨	-
الف دین ٹھیکدار و مزدوران	٥	٩	-
بدرا ...	٢	-	-
متفرق معرفت میاں عبد ...	٧	٩	-
دیگر متفرق	-	-	-

ناموران غزوۂ بلقان

"حمیدیہ" شکستگی کے بعد
قسطنطنیہ جا رہا ہے حصۂ
پیشیں زیر آب ہے۔

"حمیدیہ" میں گیارہ گز مربع سوراخ ہوگیا ہے اور قسطنطنیہ
کو واپس جا رہا ہے

"حمیدیہ" مرمت کے بعد

کپتان حسین رؤف کمانڈر "حمیدیہ"

"حمیدیہ" گذشتہ سال جنگ بلقان میں بلغاریا کے مقابلہ میں معرکہ آرا ہوا تھا ۲۲ نومبر کو ایک ضرب شدید نے اسمیں ۱۱ مربع گز کا ایک شگاف پیدا کردیا، چہار مرمت کے لیے قسطنطنیہ روانہ ہوگیا، رفتار میں اسکی حالت یہ تھی، کہ پانچ انچ کے علاوہ تمام جہاز غرق آب تھا۔

شگاف کا طول و عرض اور رفتار کی حالت دیکھتے ہوے کسی کو بھی یہ امید نہ تھی کہ "حمیدیہ" قسطنطنیہ پہنچیگا، مگر اپنے پختہ کار و دانشمند کمانڈر غازی رؤف حسین بک نے ہوشمندی کا ساتھ نہیں دیا اور ایسی مہارت و چابکدستی کو کام فرمایا، کہ بالآخر مایوسی کے علی الرغم "حمیدیہ" قسطنطنیہ پہنچگیا۔ قسطنطنیہ میں اسکی مرمت ہوئی۔

چند روز تک "حمیدیہ" کے متعلق خبروں پر خاموشی طاری رہی، ایک دن دفعۃً یہ خبر آئی کہ "حمیدیہ" نے "میسیڈونیا" پر گولہ باری کی اور اس خوش اسلوبی سے کی کہ موخر الذکر کے لیے غرق و تسلیم کے علاوہ دوسری صورت نہ رہی، اسلیے اس نے اپنے آپ کو غرق کر دیا۔

حال میں "حمیدیہ" نے "مقدونیا" پر گولہ باری کی تھی، اور چلتے چلتے اس قدر اندازی کے ساتھ دو دسانے مارے، کہ ضروری بارکش اور منگزین میں آگ لگ گئی، جس سے ایسا شدید نقصان ہوا، کہ دشمن کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔

فکاہات

—.*:—

(١)

لیگ کی دائم المرضی کی علت اصلی

حضرت لیگ نے اب کی سر ممبر یہ کہا * کہ "بس اب "سلف گورنمنٹ" کی طیاری ہے

وہ گئے دن، کہ نہ تھی حق طلبی پیش نظر * اب تو میرے رگ و پے میں یہی ساری ہے

وہ گئے دن، کہ خلق تھا مرا طرز عمل * اب تو حق بات ہے، وہ شیوۂ خود داری ہے

الٹی اسکیم سے جو کچھ کہ رہا ہے باقی * وہ فقط شیوۂ تعلیم "وفاداری" ہے

میں نے نہ "سوٹ ابل" کی جو لگائی ہے قید * یہ عجب نکتۂ آئین جہاں داری ہے!

فن انشا و بلاغت کا بھی رکھا ہے لحاظ * کوئی کیا جانے، کہ کیا اس میں فسوں کاری ہے؟

میں نے اس لفظ میں رکھے ہیں ہزاروں پہلو * ایک جامہ ہے، مگر لاکھ پہ بھی بھاری ہے

آپ جلدا اسے کیچپیں کے اچک جائے گا * سادگی میں بھی وہی شیوۂ عیاری ہے

بال تلک کانگرس کا بھی نہ پہنچا تھا خیال * یہ سمجھیے گا، کہ یہ بھی کوئی معماری ہے

ہوتی جاتی ہیں، جو یہ لیگ کی شاخیں قایم * چشمۂ فیض ہے، جو چار طرف جاری ہے

الغرض جلسۂ سالانہ کے ہوتے ہوتے * آپ دیکھینگے کہ کیا لیگ کی جاری ہے"

* * *

یہ تو سب کچھ ہے، مگر دیکھیے کب تک جائے
بات کرنے کی جو یہ آپ کو بیماری ہے

(نقاد)

---

(٢)

ترکوں کو صلاح ترک یورپ

نہیں کچھ اعتبار دوست دشمن اس زمانے میں * کرم فرما جنہیں سمجھے تھے، وہ نکلے ستم آرا

وہ آغا خان، جنہیں ہندوستاں کے سادہ دل مسلم * کہا کرتے تھے کل تک "نا خدا ہست کشتی ما را"

ہوں لکھتے آج اک مضمون ٹائمس آف انڈیا میں * جسے پڑھکر ہر اک مسلم کا دل ہوتا ہے صد پارہ

وہ لکھتے ہیں کہ "بہتر ہے کہ یورپ چھوڑدے ترکی * اٹھا لے جائے ارض ایشیا کو اپنا پشتارا"

یہ کیسی رائے ہے؟ کیوں ہے؟ نہ پوچھو اس معمے کو * یہ ہیں اسرار پنہاں انکے انشاء کا نہیں یارا

مگر کہنا یہ ہے، سنتے ہی یہ مضمون شور اٹھا * بڑا جوش و خروش ایسا کہ ہر اک شخص للکارا

جہاں دیکھا، جسے دیکھا، مخالف ہی نظر آیا * نہیں دو چار، ہم آہنگ تھا ہندوستاں سارا

* * *

بھری ایک سانس ٹھنڈی اور پڑھا یہ شعر حافظ کا * سنا جب حضرت شفاف نے یہ ماجرا سارا

من از آں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم * کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

* * *

کھلا عقدہ نہ آغا خاں کی اس شوری طرازی کا * بہت ہم عقل دوڑایا کیے، ہر چند سر مارا

نظر آیا بالآخر ایک سیاح جہاں دیدہ * کہ حل کردو اور بہرو مراسب اس معمارا

کہا اس نے "صلاح ترک یورپ پر تعجب کیوں؟ * مگر شاید نمی دانی تو قوم و ملک آغا را

یہ ایرانی ہیں، جو ہیں عاشقاں جانہ برانداز * ہے انکا قول یہ با وصف عہد شاہی دارا

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل ما را * بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

خریداری تمسکات

بہت جھنجھلے دے مارد مزاجوں نے انہیں، لیکن * کسی صورت نہ مقیاس الحرارت کا دیا پارا

یہ بڑھتا جوش جب دیکھا، تو حامی بنکے ترکوں کے * بڑھا کر ہاتھ چندے کا، مسلمانوں کو پچکارا

نہ پالسی، نہ ترکیبیں، ہیں پالیٹکس کے جوہر * کبھی تعریف فرمادی، کبھی برعکس ہاتھ مارا

(عصاف)

گذشتہ چند دن میں صرف روجانچ کے انگریزی شفا خانے میں ۴۵۰ - زخمیوں کا علاج کیا گیا - اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دیگر مقامات کی کیا حالت ہوگی -

بسترلونڈ کو (کلارو) سے معلوم ہوا ہے کہ محاصرۂ اشقودرہ میں پیہم ناکامیوں کی وجہ سے اہل جبل اسود کے دلوں میں نا امیدی سما گئی ہے - حال میں سروی فوج کی مدد سے جو حملہ کیا گیا تھا اسمیں سخت نقصان کے ساتھہ ناکامی ہوئی، شفا خانے مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں، متصل پانچ دن کے معرکے میں مقتولین کی تعداد ۳ ہزار ۵ سو ہے

اٹھک حکومت کی طرف سے ہمیشہ فتوحات اور قرب تسلیم کی خبریں شائع کیجاتی رہیں، جس سے قوم نے امید کی نہایت بلند عمارتیں قائم کیں (گو وہ ہوا میں تھیں) اب محافظ فوج کی حیرت انگیز مدافعت نے آنکھیں کھولدی ہیں، اور بتا دیا ہے کہ اب تک جو کچھہ شائع کیا گیا ہے، وہ محض مبالغہ طرازی ہے، اسکے علاوہ ادھر دول یورپ نے اشقودرہ کو البانیہ سے ملحق کرنے ارادہ ظاہر کیا - ان وجوہ سے اہل جبل کے قوی رو با نحطاط ہیں اور یہ حالت اسوقت تک روز افزوں ہے -

اسطول عثمانی

— * —

عثمانی بیڑے کی نقل و حرکت کی نسبت زیادہ نہیں کہا جا سکتا، مگر اسقدر یقینی ہے، کہ آمی پرش " مسعودیہ " نے بہت دوسے دورے کرلیے (ترکوس) کے آگے کے بلغاری مرکزوں پر پہونچے -

جنگی جہاز " آثار توفیق " (قاصیکوی) میں دو تباہ کن کشتیوں کے ساتھہ لنگر انداز ہے -

" مجیدیہ " کی بابت کہا جاتا ہے کہ بحر اسود میں پھر رہا ہے - یہاں یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ " حمیدیہ " جدہ پہونچگیا اور وہاں عثمانی ارباب حکومت سے اسکے ربان (جہاز کے افسر اعلی) نے یہ بیان کیا کہ عنقریب بحر احمر میں واپس جائیگا -

جہاز " طور عود رئیس " (رودستو) میں بلغاری نقل و حرکت کی نگرانی کررہا ہے -

۵۰۰ بلغاری

درن ترک نے ایک ایسے شخص نے، جو خود معرکہ میں شریک ہوا تھا، بیان کیا ہے، کہ جو کوئی پر " باربروسا " کی گولہ باری نے ۵۰۰ سو بلغاری ضائع کیے -

حمیـــدیہ

دس بجے شب کو " حمیدیہ " آبنائے حیفا میں پہنچا، یہاں وہ کوئلے اور دیگر ضروریات کے لیے آیا ہے، جہاز کے کمانڈر عارف رؤف حسین بک ہیں، چند آدمی ان سے ملنے جہاز پر گئے، کمانڈر موصوف جوش اور شجاعت سے لبریز ہیں، آنے والوں سے نہایت اچھی طرح ملے اور دوران گفتگو میں تبسم کرتے ہوے کہا کہ " ہم اور ہمارے رفقا ملک و ملت پر نثار ہونے کے لیے تیار ہیں، ہم حفظ ناموس اسلام و آزادی وطن کی راہ میں موت کو قابل رشک جوش تسکین سمجھتے ہیں " -

فوج میڈیا

جوہی ترک قسطنطنیہ کو نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ جو عثمانی میڈیا میں اتاری گئی تھی، وہ برابر بلغاری فوج سے معرکہ آرا ہو رہی ہے، عثمانی فوج کلی بار ناف شہر تک گھستی ہوئی چلی گئی اور بے قاعدہ جنگیں برپا کیں - یہ فوج اسوقت تک بلغاریوں کو سخت نقصان پہنچا چکی ہے -

مالی حالت کی اصلاح

— * —

صلاح (ترکی اخبار) کا بیان ہے کہ " آخری جلسہ میں محمود شوکت پاشا وزیر اعظم نے ۲۷ اقتصادی تجویزوں پر غور کیا ہے، جنکے للسلسلہ کمیٹیوں کو دیے جائیں گے -

طـــرابلس الغـــرب

شیخ سنوسی کا وفد

— * —

سید السنوسی کا وفد سید عبد العزیز، سید احمد، اور دو اور بزرگ جملہ ۴ اعضاء سے مرکب ہے - یہ وفد خشکی کے راستہ سے شام، اطنہ، اور قونیہ ہوتا ہوا ۱۰ مئی کو آستانہ پہونچا ہے -

جلالتماب سلطان المعظم کی طرف سے مابین ہمایونی کے مدیر ثانی رجائی بک، حکومت کی طرف سے طلعت بک، (تشریفات کے ایک عہدہ دار) اور مجلس امانت و آستانہ کی طرف سے، باش کاتب ممدوح بک، استقبال کے لیے گئے، وفد جب (راس القصر) پہنچا، تو حرانہ کے کشتیوں نے فوج کے ایک دستے کے ساتھہ، استقبال کیا - اصطبل خاص سے گاڑیاں بھیجی گئی تھیں، انہی پر سوار ہو کے (سرائے مجیدیہ) میں آئے اور وہیں فروکش ہوے -

جلالتمآب کے دربار کے لیے یہ وفد سید السنوسی کی بندوق خاص لایا ہے -

عـــربـــي حمـــلـــه

— * —

(ٹائمس) کا جنگی نامہ نگار قصر یفرن (یہ ایک شہر ہے جو دسمبات کی راہ سے طرابلس کے جنوب و غرب میں ۷۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے) تار دیتا ہے :

طرابلس کی خود مختار حکومت نے اطالیا سے پھر معرکہ آرائی شروع کردی ہے، ۳ ہزار کی جمعیت شیخ العرب کے زیر علم اور دو سو کی جمعیت بلاد توراغ سے آئے، زوارہ میں جمع ہوئی - سخت جنگ ہوتی رہی، بالآخر اہل عرب فتح یاب ہوے - اطالیوں کے انسان اور حیوان، مردوں کی ایک تعداد کثیر کام آئی -

ارادہ ہے، کہ اس حکومت عربی کا انتظام وہی ہو، جو شیخ باروني نے قصر یفرنی میں تجویز کیا تھا، شیخ باروني نے بڑا کام کیا ہے، ترکوں اور عربوں کو انہوں ہی نے ملایا - عربوں میں انکی بڑی شہرت ہے - (شیخ سلیمان باروني کے حالات اور تصاویر الہلال میں بارہا شائع ہو چکی ہیں - الہلال)

ایک اجتماع عظیم

— * —

حفظ استقلال، تشکیل حکومت، اور تعیین قائد کے لیے

بیسویں صدی میں حق کشی اور عدل سوزی کی واضح ترین مثال مسکین طرابلس ہے، طرابلس خود مختار کیا گیا، اطالیا نے اسکے الحاق کا اعلان کیا، اہل طرابلس نے الحاق کو نامنظور کیا

شئون عثمانیہ

اخبار و حوادث

— ○*○ —

تلخیص جرائد عربیہ

چتلجا

— * —

ادھر دو دن تک گو موسم اچھا رہا ' مگر چتلجا اور بلغاریوں کے بیچ کی دلدل دشمن کی پیشقدمیوں میں حائل رہی - بظاہر معلوم ہوتا ہے ' کہ عثمانی توپوں کو ردے بچنے کیلیے بلغاری مرکوں جلا کے پیچھے ہٹ گئے ہیں

دولت عثمانیہ نے جمع شدہ فوج کا ایک حصہ ترا رمید اور میکریا میں اتار دیا ہے ' اور بقیہ نامعلوم مقامات پر جہازوں کے ذریعہ سے روانہ کردیا ہے ' موخر الذکر فوج دسویں کمپنی کی ہے ' اسکے قائد بطل الطرابلس انور بے ہیں ' مگر عنقریب انکے ساتھ خورشید تک بھی روانہ کیے جائنگے - انور بے نے اپنا شعار " فتح یا موت " قرار دیا ہے -

---

حالقہ کوی پر (جو چتلجا کے مضافات میں واقع ہے) بلغاریوں نے شدید اسلحہ سے حملہ کیا ' عثمانیوں نے جواب دیا ' شدید جنگ ہوئی ' دشمن سخت نقصان کے ساتھ پسپا ہوگیا -

اسیروں نے ۹ یونانی اور ایک بلغاری جملہ ۱۰ جاسوس گرفتار کیے ہیں ' یہ جاسوس عدالت جنگ کے حوالہ کردیے گئے ہیں -

---

پیشقدمیاں

چتلجا میں عثمانی فوج کی پیشقدمیاں جاری ہیں ' بلغاری فوج کے اہم حصے تشرلو کی طرف ہٹ رہے ہیں ' بلغاری واپسی کے وقت تھوڑی فوج چھوڑ آئے ہیں ' یہ ہی وہ فوج ہے ' جس سے اور عثمانی فوج سے با با برغاس کی پہاڑیوں پر چند خفیف معارضات ہوئے ' نقصانات غیر اہم ہیں -

---

ادرنہ

— * —

سخت گولہ باری ہوئی ' صرف شہر پر تخمیناً ۱۵۰ گولے گرے - محلہ (قرقش) کو غازی شکری پاشا قائد ادرنہ نے غیر ترکوں کیلیے خاص کردیا ہے - اسلیے یہ محلہ ناطرفدار سمجھا جائیگا -

---

ادرنہ میں رسد

بعض خاص ذرائع سے معلوم ہوا ہے ' کہ البطل العظیم شکری پاشا نے آغاز محاصرہ کے وقت سرکاری گوداموں میں رسد کی مقدار وافر جمع کرلی تھی ' محاصرہ سے گھبرا کے بعض بلغاری بطل موصوف کے پاس آئے ' اور تسلیم کی درخواست کی ' بطل موصوف نے اس درخواست کے جواب میں انہیں پھانسی دلوادی ' تاکہ آئندہ کسی کو اس قسم کی درخواست کی جرأت نہ ہو -

---

حوالی اشقودرہ

— * —

(نیو مرور پریس) کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے

جنگ کے متعلق جبل اسود کی سرکاری رودادیں مبالغہ سے لبریز ہوتی ہیں ' اشقودرہ کے متعلق قابل اعتماد خبروں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے ' کہ ترابوش ' بردانیول ' اور بادیکہ میں جو معرکے ہوئے ' انکا انجام مانٹی نیگرو کی شکست پر ہوا ' کرنل (بولومتیش) کے زیر قیادت (بادیکہ) پر حملہ کیا گیا تھا ' مگر ناکام رہا ' سخت نقصان کے ساتھ واپس ہونا پڑا -

ترابوش پر بھی نہایت جوش و ہمت کے ساتھ حملہ کیا گیا ' مگر بیکار گیا ' قلعوں کو بالکل نقصان نہیں پہنچا ' بلکہ محصور فوج کا جوش اور بڑھ گیا ' اشقودرہ میں بلوہ کی خبر بالکل بے بنیاد ہے ' سامان غذا و جنگ کافی مقدار میں موجود ہے - آخری وقت تک مدافعت پر فوج تلی ہوئی ہے -

(جون ترک) کا نامہ نگار خصوصی تار دیتا ہے :

مانٹی نیگرو اشقودرہ کے محاصرہ میں تنگ گیری صرف سروی توپوں کے ذریعے پر کرسکتے ہیں ' تاہم عثمانی فوج کی ہمت میں فرق نہیں آیا ہے ' اعلان جنگ کے دوسرے ہی دن عثمانی فوج نے شہر سے خروج کیا ' اور دفعۃً سروی فوج پر آتش باری شروع کردی ' جس سے سروی فوج کا سخت نقصان ہوا -

ڈیلی میل کا نامہ نگار تار دیتا ہے

عثمانی نکلے ' انکے ساتھ البانی والنٹیر بھی تھے ' تین سروی ریجیمنٹوں پر حملہ آور ہوئے ' سخت جنگ کے بعد دشمن سے ہتیار رکھوالیے -

---

حملہ اشقودرہ

قرائن سے معلوم ہوتا ہے ' کہ اشقودرہ پر حملہ موقوف ہوگیا ہے - جمعہ اور ہفتہ کو شہر پر ہر طرف سے سخت گولہ باری ہوتی رہی ' مگر اسکے بعد دفعۃً موقوف ہوگئی ' اور اب دو دن سے سکون تام طاری ہے -

بروبکا کے جانب جنوب بڑے بڑے غار ہیں ' وہاں کہا جاتا ہے ' کہ ان غاروں کی وجہ سے حملہ ناممکن تھا ' اسلیے سروی حملے کا نقشہ بدل گیا ہے ' مگر یہ احتمال صحیح نہیں ' کہ موجودہ سکون تغیر نقشہ کا نتیجہ ہے -

یہ معلوم ہے ترکوں نے یکشنبہ کو انجلوا بالکل خالی کردیا ہے ' انوار کو ترابوش کی بلندیوں اور اطراف و جوانب کی طرف مانٹی نیگرو کی پیشقدمی کا منظر نہایت عجیب و غریب تھا ' مگر میدان جنگ میں بعض حرکات میں دیر ہوئی ' جسکی وجہ سے انکو واپس ہونا پڑا -

---

خسائر جبل اسود

ستنجی (دار السلطنت مانٹی نیگرو) میں آئی ہوئی خبروں کے بموجب مانٹی نیگرو کو دار دنجولت کے معرکوں میں سخت نقصان ہوا ' حوالی ترابوش کے نقصانات بھی اسی کے قریب قریب تھے - انگریزی انجمن صلیب احمر کے طبی مشن (جو پہاڑ کی بلندیوں اور ٹیلوں پر خیمہ زن ہے) کا کام غیر معمولی طور پر بڑھ گیا ہے -

بجز انکے "دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت" نے سب سے پہلے اور اسکے بعد دیگر دول یورپ نے اطالیا کے الحاق کو تسلیم کیا -

کیا در حقیقت عرب الحاق طرابلس کو نامنظور کرتے ہیں ؟

اسکا جواب گو انکی زبان و تیغ دونوں بارہا دیچکی ہیں ' مگر جس پرمعنی ' اثر آگیں ' اور باقاعدہ طریقے سے ۱۲ اور ۱۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۰ھ کو دیا گیا ہے ' اسکی نظیر اس سے پہلے نہیں ملسکتی ۱۲ ذیقعدہ کو البطل العظیم شیخ سلیمان باروني کی زیر صدارت ایک اجتماع عام ہوا ' قریب و بعید کے ۳۰ قبائل نے اپنے وفود و شیوخ شرکت کے لیے بھیجے ' جلسے کا منظر عجیب پر اثر ' پر عظمت اور پر ہیبت تھا ' جلسہ گاہ شیوخ ' اعیان ' مجاہدین ' اور عام لوگوں سے پر تھی ' شیوخ و اعیان اپنے لباس۔ ماخرہ میں ' اور مجاہدین کرام لباس جہاد میں تھے ' مجاہدین کی کمروں میں حافظ ناموس اسلام مقدس تلواریں بندھی ہوئی تھیں ' جو جانفروشی کی آزمیش کرچکی تھیں ' کہ اگر وہ نہ ہوتیں ' تو مراکش ' تونس ' و الجزائر کی طرح طرابلس پر بھی آج صلیب پرستار حکمراں ہوتے -

ہر کہ و مہ دماغ وطن و حفظ استقلال کے جوش سے لبریز تھا ' چہروں سے شدت عزم کے آثار ظاہر ہو رہے تھے ' جلسہ کا افتتاح شیخ باروني نے ایک دلنشیں ' اثر آگیں ' اور شجاعت انگیز تقریر سے کیا ' آغاز تقریر میں شیخ موصوف نے اطالیا کی دروغگوئی ' فریب کاری اور بدعہدی ' بعض اخوان وطن کے انخداع ' اور اسکے تلخ نتائج کی طرف توجہ دلائی ' اسکے بعد اتحاد اور حفظ استقلال کی ترغیب دیتے ہوے کہا -

" ۱۴ مہینہ ہوگئے ' تم اتنک اپنے جوش و بسالت کی بدولت اپنے بزدل دشمن کے پامال کرنے میں کامیاب ہوتے رہے ' اس طویل مدت میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا ' جس سے تمہارے جوش و خلوص یا اتحاد و اتفاق پر حرف آتا ' اس بناء پر میں سمجھتا ہوں ' کہ مجھے یہ کہنے کا حق ہے ' کہ تم نے اپنا مرکز نظر صرف اتفاق و ائتلاف قرار دیا ہے ' بارک اللہ فی ذلک "

آگے چلکے کہا " کہ میں اس فرصت سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں ' اور اپنی طرف سے اور تمام عالم اسلامی کی طرف سے اس غیرت عربیہ اور حمیت اسلامیہ پر ' تم کو مبارکباد دیتا ہوں ' جسکا اظہار تم نے افریقہ کے دیرینہ اور آخری اسلامی ملک کی مدافعت میں کیا ہے - تم کو معلوم ہے ' کہ افریقہ کل تک توحید کے زیر نگیں تھا ' مگر آج مثلیث کے زیر عصا ہے ' اس وسیع قطعہ زمین میں اب آزاد اسلامی حکومت کی اگر کوئی یادگار ہے ' تو وہ طرابلس الغرب ہے ' پس تمہاری مدافعت صرف وطن عزیز کی راہ میں نہیں ہے ' بلکہ ملت بیضاء کی راہ میں بھی ہے " اسکے بعد شیخ جلیل نے ان چند اشخاص کا شکریہ ادا کیا ' جنہوں نے اس مدافعت میں خاص طور پر حصہ لیا ہے ' اسکے بعد کہا -

" کہ میں اپنے خطبے کے ختم کرنے سے پہلے تم لوگوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں ' کہ آج پھر ہم دین و استقلال کے عہد مدافعت کی تجدید کریں ' اور قسم کھالیں ' کہ ہم اسوقت تک ہتیار نہیں رکھینگے ' جب تک خدا ہمارے اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ نہ کردے ' وھو احکم الحاکمین " تمام حاضرین نے قسم کھائی ' فتح و ظفر کی دعا اور شیخ جلیل اور مجاہدین کی ستایش کا شور بلند ہوا ' اور جلسہ برخواست ہوا -

۱۳ کو پھر شیوخ قبائل جمع ہوے ' اور حسب ذیل عہد نامہ لکھا گیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

— * —

اس دوماں سلطانی کی بناء پر ' جو ہم کو یکم ذیقعدہ کو موصول ہوا ہے اور جو ہم کو انتظامی خود مختاری دیتا ہے ' ہم اس عطیہ سلطانی کو کمال مسرت و ممنونیت کے ساتھہ قبول کرتے ہیں ' اور اور اپنے قائد سلیمان باروني کو تکلیف دیتے ہیں ' کہ وہ اس اعلان کی اطلاع جن کو جن کو دینا ضروری ہو ' ان کو ان کو دیدیں اور ایک حکومت قائم کریں ' جو بموجب قواعد شرع و اصول عمران ' حفظ راحت ' قیام امن ' حفاظت دین و وطن ' وغیرہ وغیرہ ان تمام اعمال کو انجام دے ' جنکی ضرورت ہے ' اور نیز حفظ راحت اور مدافعت استقلال کے لیے تمام وسائل مثلاً جمع مال ' فراہمی اسلحہ وغیرہ وغیرہ کو اختیار کرے والتوفیق من اللہ والنصر بیدہ -

اس عہد نامہ پر سب نے دستخط کیے ' دول یورپ کو اعلان استقلال و تشکیل حکومت کی اطلاع دیدی ' استقلال کا علم بلند کیا گیا ' فوج اور پولس کے عہدوں پر لائق اشخاص مامور کیے گئے ' جو اپنے فرائض نہایت جوش ' مستعدی ' اور خوش اسلوبی کے ساتھہ انجام دے رہے ہیں -

اس ملکی انتظام کے بعد مجاہدین کرام کو حملہ کا حکم دیا گیا ' زوارہ اور سرت میں دو ہولناک معرکے ہوئے ' جسمیں دشمن کے سپاہیوں کے علاوہ بارہ افسر مارے گئے -

انکشاف سازش

حال میں اطالوی جنرل مولا مانی نے لواء جبل کے اعیان و اشراف کے پاس چند عوارات بھیجے تھے ' جسمیں انکو سبز باغ دکھا لائے تھے ' مگر حسن اتفاق سے اسکا پتہ لگ گیا ' مکتوب الیہم فوراً گرفتار کرلیے گئے ' خانہ تلاشیاں ہوئیں ' جسمیں مزید اطالوی فرمانات اور سکے برآمد ہوے ' یہ اعلانات ان خائنوں کے پاس پوشیدہ طور پر اسلیے بھیجے گئے تھے ' کہ وہ انکو قبائل میں تقسیم کردیں اور اطاعت کی ترغیب دیں -

---

مشایخ میں پولیٹکل تحریک

— • —

خانقاہ نشینوں کی جنبش

— * —

زمانہ رو ہے ' کہ مشائخ صوفیہ اپنے خلوتکدوں سے باہر آئیں اور پالیٹکس و سیاست میں ہاتھہ ڈالیں - مگر کونسی سیاست ؟ سوڈا نوشی اور ڈنر خوری کی نہیں ' اپنے بزرگوں اور جبہ و عمامہ کی آبرو ریزی کی نہیں ' صرف حفاظت روحانیت کی سیاست ' ملکی روشنی والوں کو خدا کا راستہ انکی عقل اور سمجھہ کے موافق بتا دینے کی سیاست - لہذا توحید کے نام سے ایک اخبار نکالنے کی تجویز ہوئی ہے ' جو میرٹھہ سے ہفتہ وار با تصویر ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۱۳ع سے جاری ہوگا - یہ اخبار مشائخ کو کام کرنیکے طریقے بتائیگا - یہ حلقہ نظام المشائخ کا زبردست آرگن ہوگا ' جو حلقہ کے اغراض کو عمل میں لانیکی کوشش کریگا ' یہ خانقاہ نشینوں میں جنبش پیدا کریگا - اسکے نگراں اور سرپرست مولانا خواجہ نظامی دہلوی ہونگے - قیمت سالانہ ۳ روپیہ نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر دیا جائیگا ' مفت نہیں - الہلال کا حوالہ ضرور دیجیے

مینیجر اخبار توحید } لال کرتی میرٹھہ

PRINTED & Published by A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

درد سر و درد ریاح کی دوا

ریاحی درد لمحہ میں ہوا ہو جاتا ہے - یہ دوا لمحہ میں اسکو زائل کردیتی ہے - درد ریاح جیسے ٹیک - چمک - ٹیس - رگوں میں لہرکن کیوں نہ ہو چاہے جسقدر تکلیف ہو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے درد سرکے واسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فایدہ ہے - نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - اڑا جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے - اکثر لوگ ذرا ذرا سی باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کم میں یا مفت کی کاوش میں فکر و تردد میں عیش و عشرت میں دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکایتیں سر پر آجاتی ہیں - اور ہائے رے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کے لیے ہے - دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے -

(قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی (۶ آنہ) محصول ڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۵ آنہ)

ریویو آف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندوستان اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں یکتا مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - حضرت نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - ان کا دور کرنے والا اور حقائق مذہب اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا بے مثل پرچہ ہے جس پر بجا دشمن نے بھی اسے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند لوگوں کا اقتباس حسب ذیل ہے :-

البیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز کے بہتر پرچہ کسی زبان میں شایع نہیں ہوئے اس کے زور اور مضامین پر علم و فضل کو ناز ہے

درپیسفک لور پول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں ان کی تردید میں نہایت ہی عاملانہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا

جسٹروپ صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک ذریعہ ثابت ہوگا اور ان رکاوٹوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویو - لندن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز منگائیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ دیکھنے کے قابل ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی مستعدانہ اور سبق ہوتی ہے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۴ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ - اردو ۲ - تمام درخواستیں بنام مینیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہئیں ۔

حمیدیہ ہوٹل

—○•○—

نمبر ۱۳۱ لور چیت پور روڈ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آراستہ کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے - جو نہایت ہوادار فرنشڈ اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت منیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہمارے ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

سسٹم راسکوپ لیورواچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچا وقت ' برابر چلنے والی ' مع محصول دو روپیہ آٹھ آنہ

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۵ - ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ -

M. A. Shakur & Co. 5/1, Wellesly Street. P. O. Dharamtollah, Calcutta.

البطل الجليل والمدافع النبيل
الغازی شکری پاشا قائد ادرنه

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ صاحب و کاتب کا ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام پورا پتہ رقم اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیں البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں اور سہ ماہی کے لئے ۲ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4 - 12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی

مسلم ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان للتغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ۱۳

Calcutta · Wednesday, April 2, 1913.

فہرس

— * —

تصویر

— * —

شکری پاشا (صفحۂ خاص)

تلغراف خصوصي

(قسطنطنیہ ۳۰ مارچ)

— ادرنہ مسخر ہوگیا' دشمن کا قبضہ شہر پر نہیں ہوا - بلکہ کھنڈروں پر' اور غیر معمولی قربانی کے بعد - چارش

(قسطنطنیہ ۳۱ مارچ)

ہاں تسخیر کي خبر صحیح' مگر غیر معمولي مدافعت کے بعد' دشمن کے نقصانات شدید ترین' چتلجا میں ہماري حالت اچھي' مصر میں سازش کے سامان ہو رہے ہیں - مصباح

اعتذار

— * —

حیران ہوں کہ میں کن لفظوں میں اپنی اس ندامت ' اور پریشانی کا اظہار کروں' جو گذشتہ نمبر کے صفحۂ فکاہات کو دیکھکر مجھپر طاری ہوئی ' اور ایک امر جو ہوچکا ہے' نہیں سمجھتا کہ کیونکر اسکے اثر کو محو کردوں - میں دو ہفتے سے سفر میں ہوں' اور گذشتہ نمبر کا اکثر حصہ میري موجودگی میں مرتب ہوچکا تھا - میري عدم موجودگي میں ایک لغو نظم " شفاف " کے بے معنی نام سے درج کردي گئی' جسکے اشعار کا وزن تک درست نہیں' اور ایک شعر بھي ایسا نہیں جو قابل اشاعت و اندراج ہو - رسالہ چھپکر شائع ہوا' تو میری نظر سے بھی گذرا - عرض نہیں کرسکتا کہ جس وقت اس نظم پر پہلي نظر پڑي' تو کس درجہ طبیعت کو اضطراب و رنج ہوا - سراسیمہ ہوکر رہگیا کہ کیونکر ہزاروں ناظرین الہلال کو اسي وقت اپنی بے خبری کی اطلاع دوں !

نہایت شرمندگی کے ساتھہ ناظرین سے معافی خواہ ہوں کہ میری مجبوري پر نظر رکھکر معذرت کو قبول فرمالیں - غالباً یہ پہلا ادبي گناہ ہے' جو الہلال سے سرزد ہوا ہے' اور میری معذرت واضح ہے والعذر عند کرام الناس مقبول

چاہتا ہوں کہ گذشتہ نمبر کا وہ صفحہ اس نظم کو نکالکر مکرر چھپوالوں' اور وہ الہلال کے ساتھہ شائع کردیا جاے' تاکہ اس صفحہ کو رسالے سے خارج کرکے اسکی جگہ یہ ورق لگادیا جاے - کم از کم قابل تو محفوظ رہے گی -

(مدیر ابوالکلام)

[بقیہ شذرات صفحہ ۴ کا]

پر شدید گولہ باری کی - بلغاریوں میں بے انتظامی پھیل گئی اور چھ ہزار ترکوں نے سنگینوں سے مقابلہ حملہ کرکے مقابل کے ڈھالو مقامات کے پیچھے بلغاری درج کا صفایا کردیا - ۴ ہزار بلغاری مقتول و مجروح ہوے - بلغاریوں کے لیے اب یہ ناممکن ہے کہ وہ چتلجا کے خطوط مدافعت پر حملہ کریں - کیونکہ اس صورت میں ان کو بے میمنہ پر ترکوں کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہے -

انسان کے اختیار میں صرف کوشش ہے' کامیابی اسکے حدود اختیار سے باہر ہے میدان جنگ میں ایک سپاہی کا اس سے زیادہ فرض نہیں ' کہ وہ جانبازی ' پامردی ' اور دانشمندی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرے' اگر اس نے ایسا کیا ' تو مستحق آفریں ہے ورنہ سزاوار پاداش ' شکست ہو یا فتح '

اسلیے اگر مشاہیر و ابطال کی صف میں نیپولین اور عثمان پاشا بھی ہیں ' تو یقیناً مدافع خلیل غازی شکری پاشا بھی انکے دوش بدوش ہونگے -

---

یہ تفصیل تمام متر صوفیا اور ایک نامہ نگار کے بیان کی مرتب صورت ہے' اور بیک نظر معلوم ہوجاتا ہے' کہ اسوقت تک بلغاریوں کے عجز کی عذر جوئی اور فتح کی تعمیم و تعظیم کی کوشش کی گئی ہے' لیکن با ایں اگر اسمیں مبالغہ و اغراق کا عنصر اس حد تک نہیں' کہ واقعیت کا عنصر فنا ہوگیا ہے' تو اس تسخیر سے ان معلومات کی تکذیب نہیں ہوتی ' جو الہلال کے صفحات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں - ان تمام معلومات کا خلاصہ دو عنوانوں کے تحت میں آسکتا ہے ایک عدم تسلیم کا معاہدہ اور دوسرے سامان کی کافی مقدار - امر اول کے متعلق ہم ابھی تفصیل کے ساتھ لکھ آئے ہیں - رہا امر دوم ' اسکے لئے آپ ایک بار پھر تفصیل تسخیر پر ایک غلط انداز نظر ڈالیں ' آپ کو اسمیں زیر خط معاملات میں ملیگا ' کہ محصورین نے سامان میں آگ لگادی ' جب محاصرین داخل ہوے تو اسوقت گلے چراگاہوں میں چر رہے تھے ' پس کیا یہ اس امر کی شہادت نہیں ' کہ سامان کی کمی نہ تھی -

---

اس بحث میں سب سے آخری نقطہ یہ ہے ' کہ آیا وزارت سابقہ کی راے صحیح تھی ؟ اور کیا انقلاب اور اجراے جنگ اتحادیں کی خود کامی یا خام کاری تھی ؟ ابھی اسباب تسخیر تاریکی میں ہیں' جسقدر تفصیل آئی ہے وہ اجمال سے بھی کم ہے ' اسلیے اسکا صحیح جواب نہیں دیا جاسکتا ' مگر " آقاے کامل " کی مجوزہ نام نہاد قومی مجلس کی کارروائی (جو الہلال نمبر ۷ میں شائع ہو چکی ہے) کے پڑھنے کے بعد ہم جس نتیجہ پر پہنچے تھے' وہ یہ تھا ' کہ مجلس کے فیصلہ صلح کی بنیاد دو امر پر ہے -

(۲) مارچ ایشیاء کا خوف

(۱) مالی مشاکل کا نا قابل حل ہونا

پس اگر ہم صحیح نتیجہ پر پہنچے ہیں تو ہم کو اس کہنے میں کوئی تامل نہیں ' کہ نا ایں تسخیر اتحادی وزارت کاملی وزارت سے حسنا کامیاب رہی -

محمود شوکت پاشا نے شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ رکھا تو تاراج کی دھمکی دینے والے پھر ناطرفداری کے کمینگاہ میں روپوش ہو گئے اور مالی مشاکل کا انتظام - جو انگلستان ایسے دولتمند ' ملک کے پرستار ہونے کے باوجود کامل سے نہیں ہو سکا تھا - اس حد تک ہو گیا ' کہ واجب الادا' دعوا ہیں بے باق کردی گئیں - اور دو ماہ تک جنگ جاری رہی اور ابھی ہے -

اگر یہ صحیح ہے ' کہ ایک غیور شریف کے لئے حملہ آور کو اپنے حرم کی حوالگی حرام ہے اور اسوقت تک مدافعت کرتے رہنا فرض ہے ' جب تک کہ اسکے قوی جواب نہ دیدیں ' تو ہم کہتے ہیں کہ ادرنہ - وہ ادرنہ جسکے چپہ چپہ پر اسلامی یاد گاریں کندہ ہیں' جہاں اسلام کے نامور و درخشاں فرزند مدفون ہیں ' اور سب سے آخر میں مگر سب سے مقدم یہ کہ ' جو قسطنطنیہ کی کنجی ہے - کی حوالگی (جو کامل چاہتا تھا) ترکوں کے لئے حرام تھی' اور اسکا فرض تھا ' کہ اسکی مدافعت اسوقت تک کریں جب تک کہ

انکے امکان میں ہو (جیسا کہ اتحادی وزارت نے کیا) ادرنہ کی تسخیر اسکی تسلیم سے بدرجہا زیادہ بہتر ہے کیونکہ ایک سپاہی کے لیے میدان میں زخمی ہو کے گرفتار ہونا ' بے زخمی ہوے ' ہتھیار ڈالدینے سے بہر حال اور بدرجہا بہتر ہے -

---

چتلجـــا تسخیر ادرنہ کے بعد چتلجا کے متعلق خبروں کی حالت تشویش انگیز تھی - عثمانی ذرائع خاموش تھے - غیر عثمانی ذرائع تمامتر شکست و ہزیمت کی داستانسرائی کرتے تھے - ۲۵ مارچ کو صوفیا سے اطلاع دی گئی تھی' کہ بلغاری آگے بڑھے ' دشمن پس پا ہوا' اب بلغاری عثمانلی اور اپنی رئیس کے درمیانی خط پر قابض ہیں - ۲۷ کو بلغاری سفارتخانے نے اطلاع دی ' کہ بلغاری شہر پر قابض ہوگئے - ۲۸ کو ریوٹر کو قسطنطنیہ سے یہ خبر ملی " کہ چتلجا میں جنگ ہوئی ' جسکا نتیجہ ترکوں کے خلاف نکلا ' ابتداً وہ انتظام قائم رکھسکے ' مگر آخر میں بے انتظامی پھیلگئی - معلوم ہوتا ہے ترک خوفزدہ ہوگئے ہیں' ترکوں نے شہر ۲۶ ہی کو خالی کردیا تھا ' اسوقت وہاں ہیں' جہاں وہ نومبر میں تھے - کسی سنگین بلغاری حملہ کی علامت نہیں' مگر انور بے کی مخصوص فوج پیشگاہ (فرنٹ) بھیجدیگئی ہے - چتلجا پر جوش جنگ کے بیان میں مبالغہ کیا گیا ہے - گذشتہ نصف ماہ میں چتلجا سے قسطنطنیہ صرف ۵ سو زخمی آئے ہیں " - مگر ۳۰ کو خبروں کا رخ بدلگیا - قسطنطنیہ سے سرکاری طور پر اطلاع دیگئی ' کہ دشمن نے بیوکچکمجی کے آگے کے مقام پر قبضہ کرلیا تھا' مگر سخت نقصان کے بعد نکالدیا گیا اور عثمانی فوج نے دوبارہ اس مقام پر قبضہ کرلیا -

یہ تار گو سرکاری تھا ' مگر معرکہ کی اہمیت کے باب میں خاموش تھا ' یکم اپریل کو ریوٹر نے تفصیل شائع کی ' جس نے معرکے کی اہمیت اور اس جوش جنگ سے پردہ اٹھادیا ' جو عثمانی فوج نے ادرنہ کے غم شکن اور استقامت افگن سانحہ کے بعد دکھائی ' تفصیل بعینسہ درج ذیل ہے -

لندن یکم اپریل - ترکی فوج کے ساتھ جو خاص نامہ نگار بیوکچکمجی کے معرکہ کارزار میں موجود تھے انہوں نے اس جنگ کی مفصل خبریں بھیجی ہیں' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی نہ صرف نہایت شدید تھی ' بلکہ چتلجا کے آیندہ کارناموں پر اس کا نہایت ہی اہم اثر پڑے گا - بلغاریوں کا مقصد یہ تھا' کہ ترکی فوج جو خلیج چیکمجی کے مغربی جانب میں مرتفع میدان پر قابض ہے ' اس کا تعلق قلب جیش (اصلی بری فوج) سے ' جو چتلجا کے خطوط مدافعت پر موجود ہے ' منقطع کردیں - ۲۵ - مارچ کو بلغاریوں نے عظیم الشان فوجی جمعیت سے پیش قدمی کی - عزت پاشا نے اپنی فوج کا جزو اعظم قلب مورچوں کی طرف ہٹالیا - اس کے بعد دو روز تک ہولناک گولہ باری ہوتی رہی - بلغاریوں کو اس حالت میں' جبکہ وہ مفروضہ حصے میں مورچے کھود کر کمینگاہوں میں چھپنے کی کوشش کر رہے تھے ' ترکی توپوں کی سخت آتشباری کا سامنا کرنا پڑا ' جن کو آلات تدبیر (سرچ لائیٹس) سے برابر مدد مل رہی تھی - بلغاریوں نے جمعہ کے دن صبح کو کہرے کی تاریکی میں یہ کوشش کی' کہ ایک جارحانہ پیش قدمی (فلینک مارچ) کے ذریعہ سے چتلجا کے خطوط مدافعت کے سامنے ایک آخری حملہ کرکے چیکمجی کی مغربی جانب میں ترکوں کے پیر اکھیڑدیں' لیکن کہرے کے موقوف ہوجانے پر بلغاری فوج موت کے جال میں گرفتار ہوگئی' اور ترکوں نے اپنے

(بقیہ صفحہ اول کے آخر میں)

شذرات

—○*○—

تسخیر ادرنہ

—*—

۲۷ - مارچ کی اولین تقسیم میں ریوٹر نے ادرنہ پر بلغاریا کے کامل استیلاء کی خبر شائع کی ' دفتر سے اسی وقت متعدد تار قسطنطنیہ روانہ کیے گئے - جوابات آۓ ' مگر دیر میں ' اسی لیے ان تاروں کے جواب میں تاخیر ہوئی ' جو دفتر میں بعوض دریافت حال موصول ہوۓ تھے - یہ جوابات صفحہ اولی میں درج ہیں ' ریوٹر نے جو تار برقیاں شائع کی ہیں - اسکے بموجب روداد تسخیر حسب ذیل ہے -

۲۵ مارچ ۱ بجے شب کو بلغاریوں نے ایک متحد الوقت حملہ عام کیا ۳ بجکے ۵۰ منٹ پر غیر معمولی پر جوش معارضے کے علی الرغم بلغاریوں نے سنگینوں سے حملہ کیا ' اور مشرقی حصہ پیشین کے تمام آگے بڑھے ہوۓ مقامات اور قلعوں کے خط سے ٹھیک مشرق کی طرف کے تمام قلعہ بند نقطوں پر قابض ہوگئے - اس معرکہ میں بلغاریوں نے برابر میں توپیں ۴ روہ کار اور ۳ سو آدمی گرفتار کیے -

اسی دن دو ہزار لشکر چوکیاں سرو انقیری نامی ایک مقام پر جو (قلعوں کے خط سے قریباً ایک کیلومٹر کے فاصلہ پر واقع ہے) پر قابض ہوگئیں - اسی دن ترک جنوبی مقامات سے بھی ہٹاۓ گیے - ۲۶ کو حملے کی تیاری ہوئی ' پلے مورچوں کے کلے بھیجے گئے ' گلوں کے بعد آہن پوش و سپر بردار سپاہی روانہ ہوۓ ' قلعہ کی دیوار ۴۰ قدم بلند چٹان سے کاٹ کے بنائی گئی تھی - دیوار چاروں طرف سے لوہے کے جال سے گھری ہوئی تھی ' بلغاری فوج نے جال کو کاٹنا شروع کیا ' پر پہلا ' سنگینوں تک نوبت پہنچی ' اور سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی -

- جنوب ادرنہ میں سرویوں نے بلغاریوں کو بہت مدد ملی ' سرویہ فوج کا پورا ایک ریجمنٹ کام آیا - آخری حملہ کے آغاز میں بلغاری خس و خاشاک کی طرح کاٹے گئے اور ترکی مقامات (پوریشن) تک پہنچنے سے پہلے پوری پوری کمپنیاں برباد ہوگئیں -

ترکوں نے سامان عمداً ' گوداموں ' اسلحہ خانوں ' توپخانوں ' شفاخانوں ' اور بارکوں ' میں آگ لگادی -

۲۶ کو ۲ بجے شکری پاشا نے جنرل ازیف کے سامنے تلوار ڈالدی -

صوفیا میں بلغاری مرکز کو اطلاع دی گئی کہ اس معرکہ میں ۱۱ ہزار بلغاری مجروح و مقتول ہوۓ ہزار عثمانی گرفتار ہوۓ ۲۸ مشین گن اور ۶ سو ۵۰ مختلف قسم کی توپیں غنیمت میں ملیں -

نامہ نگار خاص (جسکو بلغاری فوج کے ساتھہ شہر میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی تھی) بیان کرتا ہے ' کہ صرف ۸۰ میدانی توپیں اس پہاڑی ٹیلے پر لگی ہوئی تھیں ' جو ادرنہ کے مشرق میں واقع ہے اور قلعہ کو محیط ہے - لڑائی کے میدان میں دو اور تین میل کے درمیانی فاصلہ پر ۱۹۰ توپیں لگی ہوئی تھیں - صرف ایک روز میں ۳۰ ہزار پھٹنے والے گولے پھینکے گئے ' جنہوں نے عملی طور پر تمام قلعوں کو نابود کردیا - بعد میں داخلے کے بعد معلوم ہوا ' کہ یہ تمام قلعے اینٹوں کے بنے ہوۓ دیدہ زیب گنبد ہیں ' جن پر مٹی کی استرکاری ہے - توپوں کے نصب کرنے کے لیے صرف زمین کھود کے جگہ بنالی گئی ہے - یہ ترکی انسانے تھے ' کہ جدید وضع کے زبردست قلعے بنے ہوۓ ہیں - اسکی مضبوطی کو سب سے زیادہ اہمیت اسوجہ سے حاصل ہے ' کہ وہ قدرتی طور پر مضبوط مقام ہے - اگر بلغاری اصل حقیقت سے آگاہ ہوۓ تو نامہ نگار استمرار مقاومت کی وجہ بلغاریوں کی لاعلمی ثابت کرنا (چاہتا ہے ' مگر یہ اسکا جہل یا تعصب ہے ' ورنہ خود عثمانی تسلیم کرتے ہیں ' کہ انکے حالات سے انکے دشمن ان سے زیادہ واقف ہیں ' اور کیوں نہ ہوں جب کہ انہوں قلعوں کی تعمیر میں مزدوری کریں اور ایک ایک گوشے کو اپنی آنکھہ سے بنتے دیکھیں - الہلال)

وہ اس مقام کو ' جو صرف ایک مورچہ بند فوجی کیمپ تھا ' تین مہینے قبل ہی سنگینوں سے فتح کر لیتے - شکری پاشا کے پاس وہ تمام توپیں بھی نہیں تھیں ' جنکی نسبت کہا جاتا تھا ' کہ اسکے پاس موجود ہیں - جب دشمن کی فوج بلند مقامات کی طرف حملوں پر حملے کررہی تھی ' تو شکری پاشا نہایت خوش اسلوبی سے اپنے توپخانوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کردیتے تھے جس سے دشمن کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکے پاس بہت توپخانے ہیں - جب بلغاری شہر میں داخل ہوۓ ' تو انکو یہ بات دیکھکے سخت حیرت ہوئی ' کہ مویشیوں کے گلے شہر کے قریب کی چرا گاہوں میں چر رہے ہیں - قلعہ کی فوج اور شہری رعایا بھی پریشان نہیں معلوم ہوتی تھی -

---

اس تفصیل کے پڑھنے کے بعد اب آپ غور کریں ' کہ ۲۵ مارچ کو حملہ ہوتا ہے ' عثمانی فوج غیر معمولی جوش کے ساتھہ مدافعت کرتی ہے ' مگر بالاخر دشمن کامیاب ہوتا ہے ' اسکے بعد دو اور تین میل کے درمیانی فاصلہ پر ۱۹۰ ساتھہ توپیں گولہ باری کرتی ہیں ' جنمیں سے صرف ایک قلعہ پر ۸۰ توپیں آگ برساتی ہیں - اسکے بعد دشمن کی فوج بڑھتی ہے ' اور آہنی جال کاٹتا ہے - اسکے بعد اور بڑھتی اور سنگینوں تک نوبت پہنچتی ہے ۱۲۷ دن کے محصورین ہمت و شجاعت کے ساتھہ مقابلہ کرتے ہیں ' بلغاری فوج کے ساتھہ سروی فوج بھی شریک ہے ' سروی فوج کے پورے ریجمنٹ کے ریجمنٹ اڑ جاتے ہیں ' بلغاری بھی خس و خاشاک کی طرح کاٹے جاتے ہیں ' مگر وہ آگے بڑھتے ہیں اور شہر پر قابض ہوجاتے ہیں - یہ تصویر جنگ کا ایک رخ ہے ' دوسرا رخ یہ ہے ' کہ قلعوں کی کائنات کہنہ گنبد ہیں ' توپوں کے رکھنے کے لیے زمین میں گڑھے کھودے گئے ہیں ' توپوں کی تعداد ناکافی ہے ' مگر قائد اپنے حسن انتظام سے اسکی تعداد کئی چند زیادہ دکھاتا ہے ' دشمن مقام پر مقام لیتا چلا جاتا ہے ' مگر جب دست بدست جنگ کا موقع آتا ہے ' تو عثمانی فوج جوش کے ساتھہ مقابلہ کرتی ہے ' مگر ایسے اسباب جمع ہوجاتے ہیں ' کہ باایں پرجوش مدافعت و معارضت دشمن شہر میں داخل ہوجاتا ہے -

اب سوال یہ ہے ' کہ عثمانی فوج نے ۲۵ کو ۱ بجے شب سے لیکے ۲۶ کے ۲ بجے دن تک کی فیصلہ کن و خوفناک مدت میں - جبکہ ہر دوسرا گھنٹہ پہلے گھنٹے سے زیادہ حوصلہ شکن اور ہمت سوز ہوتا تھا - ایک منٹ کے لیے پست ہمتی ' سرد جوشی ' اور بزدلی کا اظہار کیا ؟ کیا شکری پاشا نے شہر پر بلغاریوں کے استیلاء تام سے پہلے ہتھیار ڈالے ؟ کیا اگر شکری پاشا ہتھیار نہ ڈالتے تو شہر پر بلغاریوں کا قبضہ نہ ہوتا ؟ اور مختصراً یہ کہ کیا محصورین نے معارضت کا کوئی دقیقہ اٹھا رکھا ؟

اگر ان تمام سوالات کے جوابات نفی میں ہیں ' تو اب سوال یہ ہے ' کہ محصورین نے اس عہد کو پورا کیا یا نہیں جو انہوں نے بطل الطرابلس انور بے سے کیا تھا ؟

في الارض ولا فسادا ‘ والعاقبة للمتقين - و منافع کیلیے دنیا میں فساد پھیلاتے هیں ‘ اور یاد رکھو ‘ که هر کام کا انجام و آخر صرف الله سے ڈرنے والوں هي کیلیے هے -

قرآن کریم میں " العاقبة للمتقین " هر جگه اسي لیے کہا گیا هے ‘ که اغراض فاسده اور مقاصد ردیه گو بظاهر حق و صداقت کے مقابلے میں کامیاب هو جاتے هیں ‘ انکي کامیابي محض وقتي و عارضي هوتي هے ‘ اور انجام کار کي فتح و فیروز مندي انکے حصے میں نہیں آسکتي - یہي آخر کي کامیابي هے ‘ جسکو خدا تعالے نے اس دنیا میں اپني تائید غیبي کے اعلان کیلیے ایک امتیازی قرار دیا هے ‘ اور یه اسي کا دست نصرت هے ‘ جو حق کو دائم و عواقب کي نصرت بخشکر بتلا دیتا هے ‘ که خود وہ کس کے ساتھه هے ؟ اگر ایسا نہو تو پھر دنیا شیطان کا تخت گاہ بن جاے اور خدا کی روشني سے نسل آدم کي آنکھیں محروم هو جائیں -

کیا نہیں دیکھتے ‘ که قرآن کریم میں هر جگه خدا تعالی نے ان لوگوں کے اعمال کو (جنکے اغراض و مقاصد مرضات الہي کي خواهش اور نور صداقت و حق پژوهي سے خالي هیں) همیشه اُن چیزوں سے تشبیه دي هے ‘ جو اپنے اندر کوئي نه کوئي کامیابي کا هنگامی اثر و جلوہ ضرور رکھتی هیں ‘ لیکن پھر آخر میں اسکي ناکامي نمایاں هوجاتي هے - مثلاً ایک جگه فرمایا :

اعمالهم کسراب بقیعة یحسبه الظمآن ماء ‘ حتی اذا جاءه لم یجده شیئا و وجد الله عنده فوفاه حسابه ‘ والله سریع الحساب - (۲۴ : ۳۹)

ان لوگوں کے کاموں کي مثال ایسي هے ‘ جیسے کسي چٹیل میدان میں چمکتا هوا ریت ‘ که پیاسا آدمي دور سے اسے پاني سمجھکر دوڑتا هے ‘ لیکن جب قریب پہنچتا هے ‘ تو ریت کے تودوں کے سوا اور کچھه نہیں پاتا -

* * *

ایک دوسرے موقعه پر مکڑي کے جالے کي مشہور مثال دي :

مثل الذین اتخذوا من دون الله اولیاء کمثل العنکبوت ‘ اتخذت بیتا ‘ و ان اوهن البیوت لبیت العنکبوت ‘ لو کانوا یعلمون (۲۹ : ۴۰)

ان لوگوں کی مثال جو الله کے علاوہ اور لوگوں سے دوستي کرتے هیں ‘ مکڑي کی هے ‘ مکڑي گھر بنانے کو تو بناتي هے مگر گھروں میں کمزور ترین اسي کا گھر هے ‘ کاش یه لوگ سمجھتے -

پہلی آیت میں اعمال ضلالت کی مثال اس شخص کي سی بتلائی ‘ جو پیاسا هو ‘ مگر دریا کي جگه ریگستان کو سمندر سمجھکر اُسکي طرف دوڑے ‘ اور بالاخر ناکامي اور نامرادي کے سوا اُسے کچھه حاصل نہو - دوسري آیت میں مکڑي کے جالے سے تشبیه دي هے ‘ که جو کام رشته الہي اور تعلق ایماني کي قوت سے خالي هوتے هیں ‘ انکي هستي مکڑي کے جالے کي طرح هوتي هے ‘ که جب تک وہ قائم هے ‘ نہایت مرتب و منظم نظر آتا هے ‘ لیکن جونہي هوا کی ایک هلکي سي موج بھی اس پر سے گذري ‘ اور هباءً منثورا هوگیا - وان اوهن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون -

(۳)

في الحقیقت غور کیجیے ‘ تو انساني اعمال کي ضلالت کیلیے اس تشبیه و تمثیل سے بڑھکر اور کوئي بیان نہیں هو سکتا ہے ‘ اور اصل یه هے ‘ که قرآن کریم کے سب سے زیادہ اسرار و معارف اسکی تمثیلوں اور تشبیہوں هي میں هیں لیکن

تقاصر عنه افهام الرجال

مکڑے کا جالا کیسي عجیب اور موثر چیز هے ! کس ترتیب اور نظم کے ساتھه اسکا ایک ایک تار دوسرے سے ملحق هے ‘ اور کس درجه کامل طور پر اشکال ریاضي کے تسویۂ و تناسب کے ساتھه اسکے دائرے ‘ دائروں کے مدارج ‘ اور هر درجے میں متعدد خانے هوتے هیں ؟ پھر اُس محنت و سعي پر نظر ڈالیے ‘ جو جالے کے بنانے میں وہ گوارا کرتا هے - کیسي خود فروشانه محویت کے ساتھه ایک ایک تار کو بنتا هے ‘ اور کس انہماک سعي کے ساتھه ‘ ٹوٹنے کے بعد پھر از سر نو بنانا شروع کر دیتا هے - وہ گویا ایک نہایت منظم ‘ مرتب ‘ اور خوشنما عمارت هوتي هے ‘ جس کی تعمیر میں حیات دنیوي کي پوري قوت صرف کردي جاتي هے - با ایں همه اسکے ثبات و قرار کا یه حال هوتا هے ‘ که اسکي تعمیر و تکمیل کے عین عروج کي حالت میں ‘ اگر هوا کي ایک هلکي سي حرکت بھي مقابل هو جاے ‘ تو ایک لمحه کیلیے بھي قائم نہیں رهسکتا ‘ اور چشم زدن میں نابود و مفقود هو جاتا هے -

بعینه یہي حالت اُن تمام کاموں کي هوتي هے ‘ جو حق و معروف کا مقابله کرنا چاهتے هیں - یه نہیں هے ‘ که انکو کامیابي نصیب نہیں هوتي - اگر وہ ابتدا سے ناکام و نامراد رهیں ‘ تو عاقبت امور - اور نتائج اعمال کے فتح و ظفر کا فیصله بیکار هو جاے - وہ بظاهر کامیاب هوتے هیں ‘ اور مکڑي کے جالے کي ظاهر فریبي کي طرح دیکھنے والوں کو انکي کامیابي نہایت خوشنما اور منظم نظر آتي هے - وہ اپنے مقاصد ضلالت کي انجام دهي میں اُس سے کم محنت و سعي نہیں کرتے ‘ جس قدر ایک مکڑا جالے کے بننے میں تمام عمر کرتا رهتا هے - وہ اپني دولت ‘ اپني عزت ‘ اپنا روح ‘ اپني صحت ‘ اور اگر قابلیت حاصل هے ‘ تو اپني قابلیت غرضکه تمام قوتوں کو وقف اعمال ضلالت کردیتے هیں - پھر دنیا دیکھتي هے ‘ که ایک نہایت خوشنما اور مرتب دائرہ بنکر طیار هوگیا هے ‘ جس میں طرح طرح کے خانے ‘ اور طرح طرح کے اشکال و صور بنے هوے هیں - لیکن جس طرح مکڑے کے جالے کي هستي اُس وقت تک هوتي هے ‘ جب تک هوا کا کوئي جھونکا اسپر سے نہیں گذرتا ‘ اسي طرح اسکي زندگي بھي صرف اتني هي دیر تک کیلیے نظر فریب رهتي هے ‘ جب تک باد حق و صداقت میں حرکت نہیں هوتی هے ‘ اور اُسکا رخ اُسکي طرف نہیں هوا هے - مکڑا اپني تمام زندگي ایک ایسي شے کے بنانے میں صرف کر ڈالتا هے ‘ جس کو وہ اپنے لیے بہترین ذریعۂ آرام و راحت سمجھا هے ‘ مگر در اصل اُسکي تمام زندگي ایک محض ناپائدار اور سریع الفنا عمارت بنانے میں ضائع جاتي هے - بالکل اسي طرح یه گمکردگان اصل سمجھتے هیں ‘ که هماري محنت ایک محفوظ اور مفید اغراض عمل کے انجام دینے میں خرچ هو رهي هے ‘ حالانکه " تار عنکبوت " کي طیاري کي طرح ‘ انکي زندگي اور محنت کي یه نامرادانه تباهي هوتي هے ‘ اور وہ خود اپنے هاتھوں اپني قوتوں کو ضائع کر دیتے هیں -

پس حق کے مقابلے میں باطل کي کامیابی سے مغرور نہیں هونا چاهئے ‘ که کامیابي تو ضرور هوتي هے ‘ لیکن ثبات و قرار اور نتیجۂ آخر کي کامیابي ایک شے هے ‘ جس پر اس آسمان کے نیچے حق کے سوا اسي کا قبضه نہیں - یه بہت ممکن هے ‘ که باطل کي سعي و محنت ایک نظر فریب چیز همارے سامنے پیش کردے ‘ اور بظاهر معلوم هو که کامیاب هوگیا - لیکن یه کامیابي ایسي هي کامیابي هوگي ‘ جیسي که مکڑے کو جالے کے بننے اور طیار کردینے میں حاصل هوتي هے - یه نہیں هوتا که اسکي سعي ناکام رهے - وہ جس گھر کو بنانا چاهتا هے ‘ اسکي تعمیر میں پوري طرح کامیاب هو جاتا هے - لیکن اسکو کیا کیجئے که جس مصالح اور سامان سے بنایا جاتا هے ‘ اس سے کوئي پائدار چیز بن هي نہیں سکتي -

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ ہجری

حدیث الغاشیہ

(۵)

جاء الحق و زهق الباطل

ان الباطل کان زھوقا

اولا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون ولا ھم یذکرون (۹ : ۱۲۷)

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا ' جس میں ایک یا دو مرتبہ یہ لوگ آزمایشوں میں نہ ڈالے جاتے ہوں ' مگر باوجود اسکے نہ تو وہ اپنی بد اعمالیوں سے توبہ کرتے ہیں ' اور نہ ان تنبیہوں سے عبرت پکڑتے ہیں !!

معتقد ہوں کعبے کا ناظم ' مگر جا کر وہاں
عبرت آتی ہے ' کہ کیا نقصانہ ویراں ہوگیا ؟

میں لکھنو پہنچتے ہی پھر بیمار ہوگیا تھا ' اسلیے یونیورسٹی کمیونیشن کے ٹوٹنے کی نسبت کچھ نہ لکھ سکا -

لیکن اب ضروری ہے کہ اسکی نسبت چند کلمات عرض کروں :

مثال تو بودن کہ او صاحب ما نیست
تا عمرہ بگو ' تا دل مردم نہ رباید

کوئی واقعہ ہو ' اسپر سرسری نظر ڈالکر نہیں گذر جانا چاہیے ' اور عبرت و بصیرت اندوزی کیلیے ہر وقت مستعد رہنا چاہیے - کامیابی اور ناکامی ' دونوں میں ہمارے لیے منظر عبرت ہیں ' فتح و شکست ' دونوں ہم کو نصیحت کرسکتی ہیں - اور غور کیجیے ' تو تنبہ و اعتبار کا اصلی وقت فتح ہی کی گھڑیاں ہیں - شکست کا وقت تو ماتم و حسرت میں بسر ہو جاتا ہے : فبشر عبادی الذین یستمعون القول ' فیتبعون احسنہ - اولئک الذین ہدا ہم اللہ ' و اولئک ہم اولو الالباب - (۳۹ : ۱۹) (۱)

اس خبر کو سنتے ہی ہر شخص کی زبان سے بے اختیارانہ صدا جو نکلی ہوگی ' وہ یہی ہوگی کہ " حق نے باطل پر ' حریت نے استبداد پر ' اور قوم نے افراد پر فتح پائی "

یقیناً فتح پائی ' رات کی پردہ پوش اور جرائم پرور تاریکی میں نہیں ' بلکہ علانیہ روز روشن کی فیصلہ کن روشنی میں فتح پائی - سازش و خدع کے ہتھیاروں سے نہیں ' بلکہ حق اور راست بازی کے حربۂ الہی سے فتح پائی - ذلت و رسوخ ' دبدبۂ و سطوت ' جمعیت و قوت اور ادعا و تعدی کی نمایش فروشیوں کی طاقت دکھلا کر نہیں ' بلکہ بے سروسامانی ' ضعف و عاجزی ' قلت اعوان و انصار ' اور فقدان اسباب و وسائل کے ساتھ فتح پائی -

یقیناً یہ ایک فتح مبین تھی ' مگر حق و باطل کی آویزش کی تاریخ میں یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے ' بلکہ اسکے خوارق و معجزات کو سنیے ' تو انکے آگے اس فتح کی حقیقت ہی کیا ہے ؟ اس سرزمین عجائب خیز کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر سچائی کی فتح و نصرت کا ایک صحیفۂ خوارق رکھتا ہے ' اور نہیں معلوم آغاز عالم سے اس وقت تک حق و باطل میں کیسے معرکہ ہا سے رہ و گداز ہوچکے ہیں ؟ اول تو اُن واقعات کے مقابلے میں یہ معاملہ ہی کونسا ایسا عظیم الشان تھا ؟ پھر باطل پرستی نے اسی دنیا میں جیسی جیسی عظیم الشان دنیوی قوتیں ' اور قاہر و جابر فوجیں ' اپنے ساتھ رکھی ہیں ' انکو سامنے لائیے تو معلوم ہو ' کہ اس معرکے میں وہ ساز و سامان ہی کسے میسر تھا ؟ ہم نے حق و باطل کی جنگ آرائی کی تاریخ میں بڑے بڑے عظیم الشان تختوں کو الٹتے دیکھا ہے ' جنکی سطح سونے کی تھی ' اور جنکے حواشی پر لعل و جواہر سے گلکاری کی گئی تھی - ہم نے اُن عظیم الہیئۃ اور قدیم البنیان مندروں اور ہیکلوں کی دیواروں کو سرنگوں دیکھا ہے ' جنکے صحن چاندی سونے اور لعل و جواہر کے درخشاں ٹکڑوں سے رنگے ہوئے تھے - ہم نے تاریخوں میں اُن معرکوں کی سرگذشت پڑھی ہے ' جنمیں باطل پرستی کی فوجیں بے کنار سمندر کی طرح پھیلی ہوئی تھیں ' مگر حق کا علم اپنے سایے میں صرف ایک ہی وجود بے سروسامان رکھتا تھا ' مگر با ایں ہمہ عاقبت کار اسی کے لیے تھی - حق و صداقت کا حریف آج ہی پیدا نہیں ہوا ہے - وہ مع اپنی طاقتوں اور قوتوں کے ہمیشہ سے موجود ہے ' اور جب کبھی حق سے مقابل ہوا ہے ' تو اُس نے اپنی طاقتوں کی انتہائی نمائشیں کی ہیں - پس جس صداے حق کی فتح یابیوں کی تاریخ ایسے عظیم الشان معاملوں کا افسانہ سناتی ہو ' اسکے لیے آجکل کے بعض مدعیان کار فرمائی کے نمایشی ہنگامے کیا حقیقت رکھتے ہیں ؟ جس دست و بازو نے آہن پوش حریفوں کی صفیں الٹ دی ہوں ' اور باطل پرستی کے مہیب دیوؤں اور عفریتوں کو انگلیوں پر چرخ دیکر دے پٹکا ہو ' اسکے لیے چاندی سونے کی چند متحرک پتلیاں کیا رعب و سطوت پیدا کرسکتی ہیں ؟

پس اس بنا پر جو کچھ ہوا ' اسمیں آپکے لیے ندرت اور تعجب کی کوئی بات نہیں ' البتہ غور کیجیے تو عبرت و بصیرت ضرور ہے :

و ان الظالمین بعضہم اولیاء بعض ' و اللہ ولی المتقین (۴۵ : ۱۸)

(۲)

سب سے پہلی بصیرت جو اس واقعہ میں ہمارے لیے ہے ' وہ وہی ہے ' جس کو آغاز اشاعت الہلال سے بار بار کہہ چکا ہوں ' لیکن وہ میرا ایک ایسا اعتقاد محکم اور ایمان قلبی ہے ' جسکی صدا ہر آن و ہر لمحہ میرے اندر سے اٹھتی رہتی ہے ' اور میں خواہ کتنی ہی مرتبہ اسکو دہراؤں ' لیکن اسکے لیے ہی جگہ ہر مرتبہ ایک واجب تازہ پاتا ہوں - وہ حق کی فتح مندی ' اور ہر مظہر باطل کی شکست کا قانون الہی ہے ' جس نے ابتدا ہی سے اپنے حلقہ بگوشوں کو پیغام نصرت سنادیا تھا کہ

و تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا

اور آخرت کی کامیابیوں کا گھر انہی لوگوں کے لیے ہے ' جو دنیا میں بڑائی اور برتری کے خواہشمند نہیں ' اور نہ اپنے اغراض

(۱) پس اللہ کی طرف سے بشارت ہے ' ان بندوں کیلیے ' جو کلام حق کو کان دہر کر سنتے ہیں ' اور اُسکی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں ' یہی لوگ ہیں ' جنکے دلوں کو خدا نے ہدایت کیلیے کھول دیا ہے ' اور یہی عقل سلیم رکھنے والے ہیں - (مدہ)

نتیجہ نکلا ' اور جس سرزمین میں ایک اینٹ بھی اپنی جگہ سے ہلائی نہیں جاسکتی تھی ' وہاں آج ایک پوری نئی بنائی عمارت اس طرح منہدم ہوگئی ہے ' کہ اسکے اطلال و آثار تک کا پتہ نہیں ' اور (ڈپوٹیشن کمیٹی) کا میدان جس طرح ۲۸ - دسمبر کی صبح سے پہلے صاف تھا ' اب پھر وہساہی دار عمارت سے سبکدوش ہوگیا ہے ' قوم کو " چک تک " واپس ملگئی ہے ' اور آیندہ خواہ سنگ کی دیواروں کے نیچے سرنگ کھود کر خزانہ ہی کیوں نہ نکال لیا جائے ' مگر الحمد للہ اب تک کوئی چک اسکے نام نہیں کٹی ہے -

(٦)

ایک سب سے بڑی عبرت اس واقعہ میں قوم کیلیے یہ ہے ' کہ وہ اپنی قوت کا اندازہ کرے ' اور محسوس کرے کہ تغیرات حالات نے جو هیبت و جبروت اسکی آواز میں پیدا کردیا ہے ' یہ کیسی بدبختی ہے ' کہ خود وہ اس سے غافل ہے ؟ تلوار اگر کند ہوگئی ہے تو شکایت کا موقعہ نہیں ' لیکن افسوس اسکے حال پر ہے ' جو اپنے ہاتھ میں ایک ایسی تیغ تیز رکھے ' جس کی کاٹ کے خوف سے حریف کانپ رہا ہو ' لیکن خود وہ اسکے جوہر سے بے خبر ہو -

دو سال سے قوم نے اپنی راے اور آواز کی جو هیبت اشخاص کے دلوں پر قائم کردی ہے ' وہ اصلی قوت عمل ہے ' بشرطیکہ قوم اس جوہر سے کام لے ' بطریق صحیح ' معتدل ' اور بر وقت کام لے - مانیٹرنگ کمیٹی کے گذشتہ اجلاس ' اور پھر ڈیپوٹیشن کی شکست ' یہ دو متضاد واقعات ہیں ' جنکو جمع کرتا ہوں ' تو اصلیت سامنے آجاتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کی بیداری میں شبہ نہیں ' اسکی قوت اور هیبت کے اعتراف سے بھی دلوں کو انکار نہیں ' گو زبانوں کو انکار ہو - لیکن مصیبت یہ ہے ' کہ برسوں کی تقلید ' اور اعتماد نے دماغوں کو معطل کردیا ہے ' خود اپنی سمجھ اور فکر سے کام لینے کی عادت مفقود ہے ' اور میدان عمل میں نو آموزی اسپر مستزاد - نتیجہ یہ ہے ' کہ پہلے اشخاص کی قوت و استعداد سے شکست کھاتی تھی - اب قوت سے نہیں ' مگر غلط فہمی ' سادہ لوحی ' نو آموزی ' اور خدع و فریب سے شکست کھا جاتی ہے - پھر اصلی مصیبت یہ ہے ' کہ تقلید و اعتماد بیجا کی عادت دیرینہ اب بھی زنجیر پا ہے ' اور وقت پر معاملات کو سمجھنے اور غور کرنے کی قوت پیدا نہیں ہوئی ہے - لیکن ساتھ ہی چونکہ حس و بیداری کے وجود میں شک نہیں اور حقوق کے مطالبہ کا خیال پیدا ہوگیا ہے ' اسلیے اگر حقیقت سے پردے اٹھا دیے جائیں ' اور کوئی آواز چیخ چیخ کر اپنی طرف متوجہ کرنے کی پوری کوشش کرے ' تو فوراً ایک حرکت ہر طرف پیدا ہوجاتی ہے ' اور لوگ ساتھ دینے سے انکار نہیں کرتے -

آج جس قوم کی صدا نے " ارباب حل و عقد " کو مجبور کیا کہ ڈیپوٹیشن کی کارروائی کو منسوخ کردیں ' وہ اس وقت بھی موجود تھی ' جب ۲۸ - دسمبر کو ڈیپوٹیشن کی تجویز نعرہ ہاے مسرت کے غلغلوں اور چیرز کے صدا ہاے متصل و پیہم کے ہنگاموں میں پاس کی گئی تھی - ڈیپوٹیشن کی مخالفت میں جو خیالات آج الہلال کے صفحات پر شائع ہوے ' یہی خیالات تھے ' جو عین تجویز کے پیش ہونے کے بعد ظاہر کیے گئے تھے ' اور سننے والوں میں بھی بہت سے اشخاص وہی تھے ' جنھوں نے الہلال کے صفحات پر آج نظر ڈالی - مگر پھر غور کیجیے کہ نتائج دونوں وقت ' کیسے مختلف بلکہ متضاد ہیں ؟

اسکی علت وہی ہے ' جو سطور بالا میں ظاہر کی گئی - قوم کی بیداری اور صداے حق کی سماعت کیلیے مستعدی میں شک نہیں ' لیکن اسکا کیا علاج ' کہ وقت پر کام کرنے والوں کی نیرنگ طرازیاں اور شعبدہ سامانیاں کا هجوم آنے اصلیت کے سمجھنے کی مہلت ہی نہیں دیتا ؟ لوگ قطعاً غلط فہمی میں پڑگئے ' اور بالکل نہ سمجھے ' کہ ہم سے کیا مانگا جا رہا ہے اور کیا ہے جو ہم نے اٹھا کر دیدیا ہے ؟ خریداروں نے دراصل یہ سمجھنے کی کسی کو فرصت ہی نہ دی ' کہ :

مشتری چہ کس ست و بہاے ما چند ست ؟

لیکن جب کچھ زمانہ گذر گیا ' اور اسکے بعد اصلی حالات بہ عنوان خاص لوگوں کے سامنے پیش کیے گئے ' تو غلط فہمی دور ہونا شروع ہوئی ' اور جو بات وقت پر نہ سمجھے تھے ' اب ہر شخص کے سمجھ میں آنے لگی - نتیجہ یہ نکلا ' کہ جلسے بھی منعقد ہوے ' تجویزیں بھی پاس ہوئیں ' مضامین بھی نکلنے لگے ' اور قوم اپنی طاقت سے کام لینے کیلیے مستعد ہوگئی -

پھر اس پہلو پر بھی نظر رہے ' کہ نواب صاحب قبلہ کا مضمون نکلا ' لیکن کس طرح بدر غفلت و اغماض ہوکر رہگیا ؟ اس موقعہ پر بھی لوگ محتاج تھے ' کہ انکی غفلت پر ایک پر زور صداے تاسف بلند کی جاے ' ان تمام حالات سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے ' کہ بیداری پیدا ہوگئی ہے ' مگر بیدار کرنے والوں کا کام ختم نہیں ہوا ہے ' بلکہ سب سے زیادہ اہم کام ابھی باقی ہے - یہ بیداری کچھ مفید نہیں ہوسکتی ' اگر کوئی ہاتھ غفلت کے نازک موقعوں پر بھی بیدار رکھنے کیلیے ہر وقت مستعد نہ رہے ' اور ہمیشہ معاملات کی تہہ اور اصلیت سے خبردار نہ کرتا رہے - لوگ آنکھ بیٹھے ہیں مگر چلنے کے قابل نہیں ' اور پھر لیٹ جانے کا کھٹکا ہر وقت لگا رہتا ہے - پس وقت ہے ' کہ کام کرنے والے قوم کی بیداری کی زیادہ وجہ خوابی نہ کریں ' بلکہ بیداری کو قوت ' کرنے اور دماغ میں صحیح هشیاری پیدا کرنے کی سعی میں مصروف ہو جائیں -

(۸)

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے ' کہ قوم نے اپنی آواز میں جو قوت پیدا کرلی ہے ' وہ ایک اصلی قوت عمل ہے ' جسکے بغیر کوئی نیا دور پیدا نہیں ہوسکتا تھا ' تاہم یہ ایک قوت ہے ' ایسی حالت میں مفید ہے جبکہ اسکا استعمال صحیح ہو ' پس یہ بڑی سخت اور مہلک غلطی ہوگی ' اگر لوگ ان کامیابیوں پر مغرور ہو جائیں ' اور افراد اپنی قوت سے جو بیجا فائدہ اٹھاتے تھے ' ویساہی غلط فائدہ قومی قوت اور راے کے نام سے بھی اٹھایا جاے - بہت بڑی ضرورت اس امر کی بھی ہے ' کہ اس قوت کا استعمال ہمیشہ حزم و احتیاط ' اور اعتدال ' و صحت طریق استعمال کے ساتھ ہو -

(باقی آیندہ)

(٤)

میں کہنا چاہتا تھا کہ " یونیورسٹی ڈیپوٹیشن " کی شکست میں اس قانون الہی کی ایک عبرت انگیز بصیرت پوشیدہ ہے - ایک مرتبہ گذشتہ تین ماہ کے واقعات کو یاد کر لیجیے اور دیکھیے کہ کس انتہاے جد و جہد اور کمال سعی و جانفشانی کے ساتھ " ارباب حل و عقد " نے اس ڈیپوٹیشن کی عمارت کھڑی کی تھی ' اور بعض لوگوں نے اپنی کیسی کیسی گراں بہا چیزیں اسکے پیچھے نہیں دیدی تھیں - راتوں کی نیندیں اسکے لیے قربان کی گئیں ' دن کا آرام و راحت اسکے لیے غارت ہوا - بہت سے دعووں سے دست برداری کی گئی ' اور اس صلح کے لیے جنگ کی فتح مندیوں کی نمایش و شہرت سے بھی ہاتھ اٹھالیا گیا ' مگر با ایں ہمہ اس جد و جہد ' جوش و خروش ' غرور و ادعا ' طمانیت و استغنا ' اور اظہار مسرت و حضورت کے بعد کیا نتیجہ نکلا ؟ یہ کہ صداے حق و معروف کے ایک جھونکے ہی میں اس بیت عنکبوت کا خاتمہ تھا : و ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت ' لو کانوا یعلمون :-

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے ' یہ میخانے میں
نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایماں اپنا !

جیسا کہ بار بار لکھ چکا ہوں ' اس موقعہ پر بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں ' کہ اس واقعہ کو سرسری نظر کے حوالے نہ کیا جاے - یہ ایک بین ترین مثال تازہ ہے ' اس امر کی کہ حق کی کوئی صدا ' ضائع نہیں جا سکتی ' اور گو دنیوی اور انسانی طاقتیں کتنی ہی مخالف ہوں ' لیکن وہ بالآخر کام کر جاتی ہے - کام کرنے والوں کیلیے امید اور ہمت کا یہ ایک پیغام ہے ' اور منکرین قوت حق و معروف کیلیے عبرت و موعظت کا ایک تازیانہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون -

(٥)

۲۶ اور ۲۸ - دسمبر کو جو اجتماع لکھنو میں ہوا تھا ' وہ صحیح طور پر فاونڈیشن کمیٹی کا اجلاس ہو یا نہو ' لیکن تاہم اسکو یونیورسٹی کا آخری فیصلہ کرنے کیلیے کافی سمجھا گیا ' اور ڈیپوٹیشن کے انتخاب کے مسئلہ کو بظاہر عام اتفاق راے سے منظور کرالیا گیا - جلسہ کے بعد بھی ایک عرصے تک کوئی صداے مخالف نہیں اٹھی ' اور پھر جناب نواب صاحب قبلہ کی تحریر شائع بھی ہوئی ' تو اسمیں نفس مسئلۂ انتخاب وفد و تفویض اختیارات کاملہ کی نسبت چنداں اعتراض نہ تھا ' بلکہ زیادہ تر اشخاص وفد کی قلت و کثرت اور طریق انتخاب کی بے قاعدگیوں پر اظہار تاسف کیا گیا تھا - نیز یہ کہ تحریر کا ماحصل ڈیپوٹیشن کے ممبروں میں اضافہ تھا ' نہ کہ اصل ڈیپوٹیشن کی شکست اور بالکلیہ برہمی - ایسی حالت میں ظاہر ہے ' کہ اس کارروائی کی مخالفت بحالت موجودہ بالکل بے سود نظر آتی تھی - کس کو اسکا خیال بھی ہوسکتا تھا ' کہ اس تمام کارروائی ہی کو سرے سے باطل کر دیا جائیگا ؟ اور قوم کو اس سے چھٹی ہوئی " بلینک چک بک " پھر واپس ملجائیگی - جلسے میں جو آواز مخالفت کی بلند کی گئی تھی ' وہ " لکھنو کی ناکام کوشش " تھی ' اور اب " کامیاب حلقے کیلیے کوئی وجہ نہ تھی ' کہ لکھنو کی " کامیابی " کا " کلکتہ کی ناکامی " سے مبادلہ کرے - لیکن باوجود اسکے عرصے کے بعد جب آواز بلند کی گئی ' تو دو ہفتے کے اندر ہی اسکا اثر ہر طرف سے نمایاں ہونے لگا ' اور رفتہ رفتہ حالات میں اس درجہ تغیر ہوا ' کہ اضافہ و اصلاح ہی نہیں ' بلکہ سرے سے ڈیپوٹیشن ہی کا خاتمہ کر دینا پڑا ' اور جس عمارت کو تکمیل تک پہنچا کر اسکے گنبد اور برجیوں کیلیے اینٹیں چنی جا رہی تھیں ' اسکی بنیاد ہی مسمار ہوگئی ! !

پس یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمارے آگے " کامیاب " کاموں کا خواہ کیسا ہی محکم و قوی قلعہ ہو ' اور خواہ مخالفت کا اصلی وقت گذر ہی کیوں نہ جاے ' لیکن تاہم اعلان حق کی طاقت تسخیر اپنا اثر دکھلاے بغیر نہیں رہتی ' اور اسکے لیے صرف یہ دیکھنا چاہیے ' کہ خود ہماری نیت اور حق پرستی کا کیا حال ہے ' مقابل و حریف کی کامیابی کا کوئی سوال نہیں - آجکل حق کی غربت و بیکسی کا ایک خاص سبب یہ بھی ہے ' کہ لوگ اعلان حق و سعی اصلاح کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ' لیکن اس خیال سے قدم نہیں اٹھاتے ' کہ مخالف کامیاب ہوچکے ہیں ' اور اب انکی مخالفت کا مناسب اور اصلی وقت نہیں ہے - اسی کا نتیجہ ہے ' کہ اشخاص نکتہ چینی کی طرف سے بے پروا ہوگئے ہیں ' اور سمجھتے ہیں ' کہ ایک مرتبہ اگر وہ کسی طرح اپنے کاموں کو کامیاب دکھلادینے میں کامیاب ہوجائیں گے ' تو پھر کامیاب کاموں کی مخالفت کو بے سود و بے وقت سمجھکر ' کوئی مخالفت کا تصور بھی نہیں کریگا - اس طرح کے کاموں کیلیے انہوں نے بعض خاص اصطلاحیں وضع کرلی ہیں - مثلاً " طے شدہ مسئلہ " - " اتفاق عام کا فیصلہ " - " کثرت راے کا فیصلہ " " کثرت راے کا قرار دادہ " - قوم بھی بالعموم ان ترکیبوں سے مرعوب ہوگئی ہے ' اور کسی بندۂ خدا کو مخالفت کا خیال ہوتا ہے ' تو یہ سمجھکر خاموش ہورہتا ہے ' کہ اب مخالفت کا وقت باقی نہیں رہا - ایک طے شدہ اور اتفاق عام کے منفصل کردہ مسئلے کی نکتہ چینی کرنا قطعاً بے اثر بلکہ مضر اثر ہوگا

مذہب ' اخلاق ' اور قانون ' ہر لحاظ سے یہ ایک سخت خطرناک اور اصولی غلطی ہے ' اور در اصل اعلان حق و امر بالمعروف کے سد باب کی ایک علت قوی ' لیکن میں اس وقت صرف اس تازہ ترین مثال پر توجہ دلاؤنگا - جو لوگ کسی سچی بات کو سچ کہنے کیلیے اسکا سچ ہونا کافی نہیں سمجھتے ' اور اسکی ضرورت دیکھتے ہیں ' کہ لوگ اسے سچ مان بھی لیں ' انکو اس مثال سے عبرت پکڑنی چاہیے - میں نے جب عین جلسے میں ڈیپوٹیشن کی تحریک کی مخالفت کی تو اس سے بالکل بے پروا تھا ' کہ نتیجہ کیا نکلے گا ؟ پھر الہلال میں مضامین کا سلسلہ شروع کیا ' تو اس وقت بھی یہ خیال پیش نظر نہ تھا ' کہ سردست اس کوشش میں کامیابی ہوگی یا نہیں ؟ کیونکہ بار بار کہہ چکا ہوں ' میرے عقیدے میں حق کی اس سے بڑھکر کوئی توہین نہیں ہوسکتی ' کہ اسکے اعلان کو نتائج اور کامیابی کے ظہور کا محتاج قرار دیا جاے - اور اگر ایسا ہو تو اس دنیا میں ' جسکا نصف کرہ ہر وقت تاریک رہتا ہے ' کبھی بھی حق کی روشنی ظاہر نہو - پس یہ محض ایک عقیدے اور راے کا اظہار تھا ' اور نتائج کے انتظار سے بالکل بے پروا ' تاہم اگر خدا کے ایک عاجز بندے کے پیش نظر نہ تھا ' تو کون کہہ سکتا ہے ' کہ اس نصرت فرماے حق و صداقت کی مشیت میں بھی نہ تھا ' جس نے ہر کام میں عواقب امور کی کامیابی کو اپنی نصرت بخشی کی ایک آیت مبین اور اثر عظیم قرار دیا ہے ؟ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم ' و ان یخذلکم ' فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ ؟ و علی اللہ فلیتوکل المومنون -

کردیا جس سے انتظامات مذکورۂ بالا کی ' ایک ہی دفعہ نہیں تو بتدریج' تکمیل ہوکر رہتی - یہ فرمان ٹھیک اسی انداز اور اسی پیرایے میں جاری کیا جاتا ' جس حال میں طرابلس کو خود مختارانہ حکومت عطا کرتے وقت اختیار کیا گیا تھا - خوش قسمتی سے انگلستان کے اشاروں پر چلنے والے وزیر کے زوال نے اسلام کے خلاف اس بڑی سازش کا ایک طرح سے خاتمہ کردیا ہے اور ہم تو سمجھتے ہیں ' کہ اب اس کارروائی کی تجدید بہت جلد نہ ہونے پائیگی -

ساتھہ ہی ساتھہ ہم " ایجپٹ " کے مسلمان ناظرین سے ' خواہ وہ مصر میں ہوں ' یا روم میں ' یا ہندوستان میں ' اپیل کرتے ہیں ' کہ وہ اس امر کی نسبت دھوکا نہ کھائیں ' کہ اسلام کو جس خطرہ کا اس وقت مقابلہ ہے ' اسکی حقیقت اور اصلیت کیا ہے ؟ واقعہ یہ ہے ' کہ اسلام ہماری نام نہاد " لبرل انگلش گورنمنٹ " کے ہاتھوں تباہ اور برباد ہو رہا ہے - مسلمانوں کو چاہئے ' کہ اس موقع پر جہاں انکے مذہب کا تعلق ہو ' اور جس جگہ دقیانوسی ... اسلامی حکمرانوں کی بہبودی پیش نظر ہو ' لفظ " لبرلیزم " (آزاد خیالی) سے دھوکا نہ کھائیں - آزاد خیال انگلستان کو مسلمانوں کی ترقی سے ذرہ بھر ہمدردی نہیں ہے - انگلستان انکی ترقی سے خائف اور لرزاں ہے ' اور ہمیشہ اسکا سر کچلا کرتا ہے -

پس " لندن مسلم لیگ " یا " آل انڈیا مسلم لیگ " جیسی انجمنوں ' (جنہیں اسلامی خدمات کی نمایندگی کا دعوے ہے) ' کا اس وقت گورنمنٹ کے آگے منت سماجت کے ساتھہ درخواست کرنا ' محض حماقت ہے - انصاف کے احساسات سے درخواست کرنا بھی سراسر بے سود ہے - یہ احساسات تو کب کے اٹھہ گئے ہیں - انگریزی معدلت گستری یا حریت پسندی کی دہائی سے بھی کوئی کام نہیں نکلیگا - اس قسم کی عبارتیں یا اوچھی تصویر کی جاتی ہیں ' اور کچھہ بھی وقعت نہیں رکھتیں - اگر انگریزوں کے دلوں پر ' جہاں تک مسلمانوں کے معاملات سے اسکا تعلق ہے ' کسی دلیل کا کوئی اثر ہو سکتا ہے ' تو وہ یہ ہے ' کہ شاہی اقتدار کو صدمہ پہنچنے کا خوف دلایا جائے ' اور علی الاعلان صاف صاف کہدیا جائے ' کہ جس وقت تک ' کہ انگریزوں کی شرکت فرانس ' روس ' اطالیہ ' اور دیگر اسلام کی دشمن سلطنتوں کی کارروائیوں میں جاری رہے ' اس وقت تک حکومت برطانیہ ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو اپنی دل سے وفادار رعایا شمار نہ کرے - اور جب کبھی ہندوستان میں انگریزوں کے لیے مصیبت کا دن نمودار ہو ' تو ان کروڑوں میں سے ایک سے بھی دوستی یا امداد کی توقع نہ رکھے - اگر اس قسم کے الفاظ اس وقت لیڈران مسلم لیگ کی زبانوں سے دلیری اور ہمت کے ساتھہ نکلینگے ' تو انکا اثر ڈوننگ سٹریٹ (دفتر وزیر خارجہ انگلستان) پر پڑیگا - ایسے ... اسلام کی اس تاریک ترین خطرے کی حالت میں ' اسکے لئے ان تمام منت سماجت اور آرزؤں سے ' جو ان کے ضرورت سے زیادہ ... لیڈروں کے ... ہمارے بے پرواہ ... ضائع ہوگئے ... سرمایہ ... جاری رہنے کے واسطے ... قسم کے سرمایوں کے ... جمع کئے جا رہے ہیں ' اس سے ہی زیادہ سود مند ہونگے -

الاخـــلاق

— * —

تمہید

مشرق کے علوم و فنون ' صنائع و تجارت ' معاشرت و سیاست ' مختصراً یہ ' کہ تمام مظاہر زندگی اصلاح طلب ہیں - اسلیے یہ صحیح ہے ' کہ مشرق کو کسی اصلاح سے استغناء نہیں - لیکن یہ ایک ناقابل انکار صداقت ہے ' کہ قوم میں مذہبی ' سیاسی ' اجتماعی ' وغیرہ وغیرہ گونہ گوں اصلاحات کا آغاز اسوقت تک کامیاب نہیں ہوتا ' جب تک کہ اسکے افراد میں ایک ایسا گروہ نہ موجود ہو ' جسمیں طول تفکر ' حسن تمییز ' اصابت رائے ' اور جرات اخلاقی ہو -

یہ گروہ عموماً نوجوانوں میں سے پیدا ہوتا ہے - کیونکہ انمیں بڑھاپے کی عافیت اندیشیوں کے بدلے جوانی کی ولولہ خیزیاں ہوتی ہیں ' جو انکو حریت پرستی اور حق گوئی کی طرف بڑھاتی ہیں - اسلیے ایک مصلح کا فرض اولیں نوجوانان قوم کی اخلاقی اور دماغی پرداخت ہے -

تعریف

جسطرح کہ سنگ چقماق میں آگ پوشیدہ ہے ' اسی طرح انسان میں گونہ گوں صدہا قوی پوشیدہ ہیں - ان قوی سے جب ابتداءً کام لیا جاتا ہے ' تو کسی قدر تعمد و تکلف کی ضرورت ہوتی ہے ' لیکن جب عرصہ تک برابر سلسلہ استعمال جاری رہتا ہے ' تو پھر انکی یہ حالت ہوجاتی ہے ' کہ اسکے استعمال کے لیے قصد و ارادہ کی ضرورت نہیں رہتی ' بلکہ حسب موقع وہ از خود کارفرما ہونے لگتے ہیں - اور اگر بہت زیادہ عرصہ تک اسکا استعمال جاری رہتا ہے ' تو وہ اسطرح جزو زندگی بنجاتے ہیں ' کہ ان سے علحدگی کے لئے نہ صرف ارادہ کی ضرورت ہوتی ہے ' بلکہ تکلیف ہوتی ہے - جب انسان کسی قوت کے استعمال کا اس درجہ تک خوگر ہوجاتا ہے ' تو یہ خوگری عادت یا خلق کہلاتی ہے -

اخلاق کی شکل پذیری

تم نے بارہا دیکھا ہوگا ' ایک آہنی تار بالکل سیدھا تھا ' مگر جب کسی شے پر لپیٹا گیا ' تو اسکی بھی وہی شکل ہوگئی اور اگر زیادہ عرصہ تک لپٹا رہا ' تو وہ شکل تار میں اس درجہ راسخ ہوگئی ' کہ اسکا سیدھا کرنا دشوار ہوگیا - قوی اخلاقی کی بھی بعینہٖ یہی حالت ہے - وہ ابتداءً بے شکل ہوتے ہیں ' لیکن جب عرصہ تک ایک مخصوص اسلوب پر استعمال کیے جاتے ہیں ' تو وہ ایک خاص شکل اختیار کرلیتے ہیں -

اقسام اخلاق

گو ہمارے زبان میں اخلاق کا استعمال اکثر اخلاق حسنہ ' بلکہ اخلاق حسنہ کی ایک خاص صنف یعنی خاطر مدارات کے معنی میں ہوتا ہے ' چنانچہ خوش اخلاق اس شخص کو کہتے ہیں ' جو ملاقات میں اعزاء و احباب کو کام فرماتا ہو ' مگر واقعہ یہ ہے ' کہ اخلاق کا دائرہ معانی اسقدر تنگ نہیں - اخلاق مجموعہ عادات کا نام ہے ' اگر عادات اچھی ہیں ' تو وہ شخص خوش اخلاق ہے ' اور اگر بری ہیں تو بد اخلاق ہے -

میں اسوقت اخلاق کی پیش پا افتادہ تقسیم حسنہ و ذمیمہ سے گزر کے ' دو اور تقسیمیں بیان کرنا چاہتا ہوں

(۱) اخلاق طبعی ' یہ وہ اخلاق ہیں جو بچے ساتھہ لیکے پیدا ہوتا ہے ' انکا استیصال ناممکن ' مگر تمرین و تضعیف ممکن ہے ' تم نے دیکھا ہوگا ' بعض لڑکوں میں انکی صغر سن کے عالم اخلاق کے خلاف بعض عادتیں پائی جاتی ہیں ' یہ وہی عادات ہیں جن کو ہم فطری کہتے ہیں -

مقالات

انگلستـــــان اور اِســـــلام

(۵)

از خامہ معزز سیاست مسٹر بلنٹ

ترکی اور بلغاریہ کی جنگ کا آخری نتیجہ خواہ کچھہ ہی کیوں نہ ہو - سلطان المعظم اِس وقت کم از کم اِس بات پر مبارکباد کے مستحق ہیں ' کہ کامل پاشا کی وزارت سے برطرفی کے ساتھہ اُنھوں نے ایک نہایت فتنہ انگیز مفسد کے چنگل سے ' جو اِسلامی اغراض کے حق میں سخت غدار تھا ' چھٹکارا پالیا ہے - یورپ کی تینوں شدید ترین دشمنانِ اِسلام طاقتوں ' یعنے انگلستان - فرانس اور روس نے ' بالخصوص انگلستان نے ' اِس بوڑھے نوکر کے ذریعے سے ' جس حکمت عملی کو کام میں لانا چاہا تھا ' اُسکی اصلی کیفیت - نیز اصلی مطلب براری ' یعنے سلطنت عثمانیہ کو آپس میں بتدریج تقسیم کرلینے کے جو طریقے عمل میں لائے جارہے ہیں - اُنکی مفصل سرگذشت " ایجپٹ " کے ناظرین پر پوشیدہ نہیں ہے - پچھلے چھہ مہینے میں مختلف مضامین کے ذریعے سے ہم صحیح واقعات پر روشنی ڈالتے رہے ہیں - اور وزیراعظم قسطنطنیہ ' جو نامیمون و نامبارک بھروسا انگریزی وزارت پر کرتا رہا تھا ' اُس سے جو تباہی خلافت پر آنے والی تھی - اِس پر بھی ہم متعدد مواقع پر متنبہ کرتے رہے ہیں - ہمیں اِس بات کا علم تھا ' کہ سر اڈورڈ گرے نے اِسلام کی مخالفت پر کمر چست باندہ لی ہے - ہمیں یہ بھی معلوم تھا کہ ڈاؤننگ اسٹریٹ (یعنی سر اڈورڈ گرے) سے انگریزی مدبری کی جو آواز نصیحت کی صورت میں بلند ہوگی - وہ اِسلام کے حق میں ایک غدار آواز ہوگی - ہم یہ بھی بتاتے رہے ہیں ' کہ سلطان کو یورپ میں اگر دوستی کی کہیں کچھہ توقع ہوسکتی ہے - تو " اتحاد مثلث " سے نہیں ' بلکہ " ایتلاف مثلث " کی صرف اُس طاقت سے ' جسکا نام جرمنی ہے - کامل " اتحاد مثلث " کی اغراض کا نمایندہ تھا - اِسکا زوال انگلستان ' فرانس ' اور روس کی راہ میں ایک سنگ گراں ہے - اور سر اڈورڈ گرے کے منھہ پر تو ایک ایسا طمانچہ ہے ' جسے وہ یاد ہی کرتے ہونگے -

حسرت ہے ' کہ موجودہ جنگ میں قسمت کا رخ یورپ میں عثمانی افواج کی طرف سے پھرا ہوا نظر آنے لگا ہے ' اسوقت سے ہمارے دفتر خارجیہ کی دن رات یہی کوشش رہی ہے ' کہ کسی نہ کسی طرح پھسلا بہلا کر جرمنی کو بھی سلطان کے ایشیائی مقبوضات کی مجوزہ تقسیم میں اپنا سہیم بنالے - اسکے لئے حلقہاے مصالح کی مشہور و معروف صورت سامنے موجود ہی ہے - یہ ٹھانی گئی تھی ' کہ ایشیاے کوچک جرمنی کے لئے حلقہ مصالح قرار دیا جائے ' فرانس کو ایران اور ترکی آرمینیا میں آزادانہ اختیارات دلوائے جانے کو تھے - قسطنطنیہ کو ایک مشترکہ بین الاقوامی شہر بنا کر رکھدیا جاتا - اور دردانیال یورپ کے کل جنگی جہازات کے لئے کھل جاتا - عثمانیوں کے ایشیائی مقبوضات عیسائی طاقتوں کی مختلف اغراض - ملکی ہوں یا مالی - کے نشانے بنادیے جاتے - ممکن تھا ' کہ یہ ساری باتیں ایک ہی دفعہ نہ ہوتیں - لیکن رفتہ رفتہ ہر طاقت اپنی اپنی فرصت کے وقت اپنے مقاصد و اغراض کی تکمیل کرالیتی - سلطان کی براے نام حکومت صرف اس غرض سے برقرار رکھدی جاتی ' کہ جب کبھی کسی طاقت کو مسلمانوں کے جذبات کو عیسائی حکومت کے ماتحت کرنے کی ضرورت پڑے - تو اسمیں اُنکے ذریعہ سے سہولیت اور آسانی ہو - یہی تجویز تھی ' جو یورپ کی متحدہ طاقتوں کی طرف سے امن عامہ کے لئے پیش کی گئی تھی - یہ تجویز خصوصاً سر اڈورڈ گرے کے دماغ سے نکلی تھی - یہ محض ایک خوش نصیبی کی بات ہے ' کہ قیصر جرمنی نے ابتک اس انگریزی سازش میں شرکت منظور نہیں کی ہے - اور سلطنت عثمانیہ کی تقسیم کا خیال اگرچہ ہمارے دفتر خارجیہ نے بالکل ترک نہیں کردیا ہے ' پھر بھی کم سے کم تھوڑے عرصے کے لئے تو یہ تقسیم ملتوی ہوگئی ہے - نئے وزیر اعظم ' محمود شوکت پاشا ' ایک با دیانت شخص ہیں - اور ان پر اعتماد کیا جاسکتا ہے ' کہ وہ اسلام کے ساتھہ غداری نہ کرینگے - کم سے کم اسوقت تو جرمنی انکی تائید اور حمایت کے لئے مستعد ہے - اصلی اور حقیقی حالت یہ ہے ' جو میں نے اوپر بیان کردی - سر اڈورڈ گرے کے دل کی کیفیت غصے کے مارے جو کچھہ ہو رہی ہوگی ' وہ محتاج بیان نہیں - لیکن اب اُنکے لئے اسکے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ " قہر درویش برجان درویش " کہکر اس طمانچے کے ضرب کو بطیب خاطر برداشت کرلیں ' اور اپنے اندرونی جذبات کو چہرے سے نمایاں نہ ہونے دیں - اب جنگ کے ختم کرانے کے لئے سلطان پر نہیں بلکہ بلقانی حلیفوں پر دباؤ ڈالا جائے گا - قسطنطنیہ پر چڑھائی کی اجازت نہ دیجائیگی - یہ بھی ممکن ہے ' کہ ادرنا نوپل سلطان ہی کے قبضے میں رہنے دیا جائے -

ان تمام واقعات میں جس بات سے ہمیں سب سے زیادہ دلچسپی ہے ' اور جو دریاے نیل پر اسلامی آزادی کی اُمیدوں سے متعلق ہے ' وہ یہ ہے ' کہ قسطنطنیہ میں کامل کے زوال کے ساتھہ وہ خاص سازش بھی کچھہ دنوں کے لئے ملتوی کردینی پڑی ہے ' جو مصر پر انگریزوں کے قانونی دائمی تسلط کرانے کی نیت سے کی گئی تھی - یعنی پچھلے سال موسم سرما میں سر اڈورڈ گرے اور کامل کے درمیان یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پاچکا تھا کہ " سلطان مصر کو اپنی سلطنت سے کلیۃً آزاد کرکے انگریزوں کی نگہداشت میں رکھدینگے - خدیو بادشاہ کا لقب اختیار کرلینگے - اس درجے پر پہنچنے کے یہ معنی ہونگے ' کہ اصلی اختیارات اُن سے مطلقاً سلب ہوجائینگے - خراج جو باب عالی کو دیا جاتا ہے ' اسکے عوض میں ایک معقول رقم یکمشت ترکوں کو دیدی جائیگی - جسکی اُنھیں اشد ضرورت ہے - ملکی قرضے کی ادائگی کا بار انگلستان کی گردن پر رہیگا - دوامی قومی تسلط کے ذریعے سے امن اور سیاسی انتظامات قایم کرلینے کے بعد مصر پر پورا قبضہ آپ سے آپ ہو جائیگا - مصری محب الوطنوں کی رضامندی اُنھیں ایک قسم کی رعایت دیکر ' جو انتظامی حکومت (کانسٹی ٹیوشن) کے نام سے موسوم ہوگی ' لے لی جائیگی - ان جدید انتظامات کو حکومت خود مختاری کا شاندار لقب عطا کیا جائیگا - اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے ' کہ اگر بلغاریوں کے ساتھہ صلحنامے پر دستخط ہوچکنے کے بعد بھی کامل عہدہ وزارت پر مامور رہتا ' تو وہ ایک ایسے صلحنامے پر ضرور دستخط

کہ جسقدر وہ شرط مہتمم ہے ' اسی قدر اسکی طرف سے غفلت کیجاتی ہے ' مائیں جو بچوں کے پالنے میں رات کو رات ' اور دن کو دن ' نہیں سمجھتیں ' اور باپ جو اولاد کی تعلیم و تربیت میں کسی چیز سے بھی دریغ نہیں کرتے ' عموماً اس نہایت اہم شرط سے چشم پوشی کرتے ہیں - وہ اپنی صحبت لذائذ زندگی ' یا غفلت کی بدولت تباہ کر دیتے ہیں ' اور اسکا خمیازہ نہ صرف وہ خود کھینچتے ہیں ' بلکہ انکے بعد آنے والی نسلیں پشتہا پشت تک کھینچتی رہتی ہیں - یہ واقعہ ہے ' کہ ہزار ہا بچوں کی جسمانی ' دماغی ' اور اخلاقی کمزوری کے ذمہ دار انکے والدین کی کمزور ہے -

دوسری شرط حسن تربیت ہے ' بیشک یہ صحیح ہے ' کہ جوانی تا بڑھاپے میں اصلاح اخلاق محال نہیں ' لیکن قریب محال ضرور ہے ' کیونکہ انسان جسوقت پیدا ہوتا ہے ' اسوقت وہ ایک لوح سادہ ہوتا ہے ' وہ ہر قسم کے نقش قبول کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے ' لیکن جب ایک نقش کھنچ جاتا ہے ' تو اسکا مٹنا اکثر دشوار طلب اور کبھی نا ممکن ہو جاتا ہے ' اسلیے جو قوم چاہتی ہے ' کہ اسکی آیندہ نسلوں کی اخلاقی حالت عمدہ ہو ' اسکو چاہئے ' کہ اس سادہ لوح پر شروع ہی سے عمدہ نقش کھینچے - جسکے لئے اسکو حسب ذیل امور ملحوظ رکھنا چاہئیں -

(۱) ایسی فضاء کا انتخاب جو اخلاق رذیلہ کی سمیت سے محفوظ ہو -

(۲) اخلاقی قوی کا صحیح اندازہ ' تاکہ جو حصہ کمزور ہو ' اسکو خاص طور پر قوی کیا جائے -

(۳) مرکز نظر کے لیے کوئی بلند شے پیش کرنا

(۴) افکار عالیہ کی تلقین -

(۵) روزانہ زندگی میں اصول اخلاق کا نفاذ -

حسب ذیل قوی کو خاص طور پر ابھارنا چاہیے

(۱) حقیقت پرستی -

(۲) جرأت اخلاقی -

(۳) استواری عزم -

[illegible]

مشرق میں بچوں کی اخلاقی تربیت کا بہترین آلہ " چھڑی " یا " تسمہ " سمجھا جاتا ہے - یہ نہایت سخت غلطی ہے - مارنے سے بجز اسکے کہ بچے کے دل میں معلم کی ہیبت اور اس عادت سے نفرت پیدا ہو ' اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا -

بچے کی اخلاقی تربیت کا صحیح ترین اصول یہ ہے ' کہ جس عادت سے باز رکھنا منظور ہو ' پہلے اسکے فوائد اور نقصانات اسکو سمجھائے جائیں ' اور اسکے بعد اسکے چال چلن کی نگرانی رکھی جائے ' فراموشی کے وقت اسکو یاد دہانی کیجائے ' یاد دہانی کے ساتھ بچے کو اسکے فوائد و مضار کی طرف متوجہ کیا جائے ' اس طرح بچہ بہت جلد خود بخود تعمیل حکم کرنے لگے گا -

بچے کی پہلی اخلاقی درسگاہ گھر ہے ' اور اسکے بعد مدرسہ کا نمبر ہے - مگر گھر میں صرف زمین تیار ہوتی ہے ' تخم پاشی درحقیقت مدرسہ میں آکے ہوتی ہے - اسلیے جسطرح زمین کے تیار کرنے میں سخت توجہ کی ضرورت ہے ' اسیطرح تخم پاشی اور اسکے آبیاری کے لیے بھی اعتناء شدید کی حاجت ہے - نصاب میں اخلاقی کتابوں کا داخل کرنا ' یا دار العطالعہ (لیکچر روم) میں اخلاقی تقریروں کا ہونا ' اسوقت تک مفید نہیں ہو سکتا ' جب تک نہ خود مدرس کی شخصیت با اخلاق نہ ہو - کتاب کے نقوش اور تقریروں کے خیالی تموجات معلم ہیں ' مگر مردہ ' لیکن مدرس زندہ معلم ہے ' اور یہ ظاہر ہے ' کہ انسان پر جو ایک زندہ معلم کا اثر ہو سکتا ہے ' وہ ایک مردہ معلم کا نہیں ہو سکتا - پس اگر مدرس کی کتاب زندگی میں اخلاقی سبق نہیں ' تو محض نصاب کی کتابوں یا دار العطالعہ میں بلاء سکار تقریروں سے اخلاقی تربیت کی امید غلط امید ہے -

دیگر امور کی طرح یہ نکتہ بھی مغرب کے پیش نظر اور مشرق کے پس پشت ہے ' مغرب میں بچوں کے لیے مصنف ' معلم ' اور مربی زبردست شخصیت و عظمت کے لوگ ہوتے ہیں - مگر مشرق میں اسکے بالکل برعکس ہے موجودہ دور میں بچوں کی تعلیم و تربیت کم درجہ کا کام سمجھا جاتا ہے ' اسکو صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو دیگر ذرائع سے معاش پیدا نہیں کرسکتے ' اسی کا نتیجہ ہے ' کہ مشرق کے فرزند اعلی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی مغرب کے فرزندوں سے اخلاق میں پیچھے رہتے ہیں -

---

بنــــدوق کي متــــوالي انکھــہ

— * —

مادہ پرستی کے دلبر نشانے

— * —

وقت آگیا ہے ' کہ زمانہ کے الحاد - دہریت اور خدا فراموشی کے خلاف اسلامی توحید کے ہتیار اٹھائے جائیں - اسلیے میرٹھہ سے ایک ہفتہ وار اخبار توحید کے نام سے جاری کیا جائیگا - اخبار توحید ہندوستان بھر میں اپنی شان کا سب سے پہلا اخبار ہوگا - وہ ایمان و عرفان کی آسمانی آندھیاں لیکر آئیگا اور نئی تہذیب کے عقائد باطلہ کو گھاس کے تنکوں کی طرح اڑا کر ہندوستان سے صاف کریگا - اسمیں اردو ادب کے مستانہ مضامین ہونگے - تصویریں ہونگی - کارٹون شائع کئے جاینگے ' ملک کے اخبارات و رسائل پر بے باکانہ تنقید ہوگی - وہ نرم کو گرم اور گرم کو نرم بنائیگا - اسکی عبارت ایسی صاف اور آسان ہوگی کہ عورتیں اور بچے بھی سمجھہ سکیں - اسکے اڈیٹر ' نگران اور سرپرست مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی ہونگے - پہلا پرچہ خدا نے چاہا تو ۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع کو نکلیگا - اگر آپ یورپ کے دلدادہ ہیں ' تو ہرگز نہ منگائیے ' ورنہ ایک آنہ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ طلب کیجیے - سالانہ چندہ صرف ۳ روپیہ ہے - الہلال کا حوالہ دیجیے -

مینیجر اخبار توحید لال کورتی میرٹھہ

مرض طاعون کی دوا

یہ دوا حفظ طاعون و مرض طاعون کے لیے بیحد مفید ہے ' جن حضرات کو ضرورت ہو ذیل کے پتہ سے مفت طلب فرماویں

سپرنٹنڈنٹ ادویہ شفا خانہ - لکھنو

الهــــلال کي ایـجنسی

— * —

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکی ایجنسی لے لیجئے -

(٢) اخلاق کسبی - یہ وہ اخلاق ہیں، جو انسان صحبت سے سیکھتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ اسمیں قریباً اتنے ہی جاگیر ہو جاتے ہیں، جتنے کہ اخلاق طبعی راسخ ہوتے ہیں -

یہ تقسیم کانٹ کی تھی، پروفیسر ڈیوی امریکی نے اخلاق کی حسب ذیل تقسیم کی ہے -

وہ اخلاق جنکا تعلق -

(١) ادراک سے ہے -

(٢) جذبات سے ہے -

(٣) ارادہ سے ہے -

اخلاق متعلق بادراک وہ اخلاق ہیں، جن کے ذریعہ سے کذب و صدق وہم و شک، ظن و یقین، وغیرہ وغیرہ میں تمیز ہوتی ہے -

اخلاق متعلق بجذبات وہ اخلاق ہیں، جنکا تعلق جذبات سے ہے، جیسے حسن دوستی، لذت پسندی، وغیرہ وغیرہ

اخلاق متعلق بارادہ وہ اخلاق ہیں، جنکا تعلق ارادہ سے ہے، جیسے صبر، استقلال، حلم، وغیرہ وغیرہ -

منبع اخلاق

انسان میں اخلاق کے تین سرچشمے ہیں —

(١) وراثت

(٢) موثرات

(٣) ارادہ

وراثت - عموماً بچہ جس شخص سے جسقدر قریب ہوتا ہے، اسیقدر اس سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے، مثلاً بچہ سب سے زیادہ والدین سے قریب ہوتا ہے، اسلیے وہ نسبتاً سب سے زیادہ والدین سے مشابہ ہوتا ہے - والدین کے بعد والدین کے والدین سے قریب ہوتا ہے، اسلیے تیسری یا چوتھی پشت کے لوگوں کی نسبت ان سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے، وھلم جراً، مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں بسا اوقات اسکے خلاف شہادتیں ملتی ہیں -

موثرات خارجیہ - اسکی دو قسمیں ہیں -

(١) فضاء مادی، جیسے آب و ہوا، چنانچہ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے، کہ معتدل ممالک کے لوگ عموماً راحت طلب، عیش پسند، اور کاہل ہوتے ہیں، لیکن غیر معتدل ممالک کے لوگ چاق و چوبند، چست و چالاک، محنتی اور جفاکش، ہوتے ہیں - غیر معتدل ممالک میں گرم ممالک کے باشندے سریع الانفعال ہوتے ہیں - وہ جسقدر جلد جوش ہوتے ہیں - اسی قدر جلد ناراض ہوتے ہیں - سرد ممالک کے باشندے بطی الانفعال ہوتے ہیں، مگر جب متاثر ہو جاتے ہیں، تو وہ تاثر پھر جلد زائل نہیں ہوتا وغیرہ وغیرہ -

(٢) فضاء اخلاقی - احباب، اعزہ، معلمین و ٹیک لفظ صحبت یا سوسائٹی -

اسپنسر کہتا ہے "کہ انسان اپنے والدین سے زیادہ اپنے ہمعصروں سے مشابہ ہوتا ہے، صحبت کے اثر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے، ایک پیشے کے لوگوں میں بہت سے اخلاق مشترک ہوتے ہیں، بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے، کہ اگر دو نہایت ہی قریب کے رشتہ دار دو مختلف پیشے کرتے ہوں، تو ان دونوں کے اخلاق باہم دیگر اس سے کم مشابہ ہوتے، جتنے کہ دونوں کے اخلاق اپنے اپنے ہم پیشہ لوگوں سے مشابہ ہوتے ہیں - ایک فرانسیسی مثل ہے "کہ تم اپنے ہم نشینوں کو مجھے بتا دو، میں تمہیں یہ بتا دونگا، کہ تم کیسے ہو"

ارادہ - اخلاق کے دو سبب یعنی اسلاف اور صحبت (سوسائٹی) کا انتخاب انسانی قدرت سے باہر ہے، لیکن تیسرا سبب یعنی ارادہ اسکی قدرت میں ہے، بےشک یہ مسلم ہے، کہ وراثت اور صحبت کا اثر نہایت سخت راسخ ہوتا ہے، مگر تا ہم انسان کا ارادہ اگر قوی ہے، تو وہ اس اثر کو زائل کرسکتا ہے،

اگر ہم غور اور بنظر سے اشخاص کی زندگی کا مطالعہ کرینگے تو ہمکو بہت سے لوگ ملینگے، جنمیں انکے بزرگان خاندان اور انکی صحبت کے خلاف اخلاق موجود ہونگے - یہ بالکل بدیہی ہے، کہ ان اخلاق کا سرچشمہ نہ وراثت ہوگی اور نہ صحبت، اب جو چیز رہجاتی ہے، وہ طبیعت کا میلان اور ارادے کی مساعدت ہے - پس یہی دو چیزیں انکا سرچشمہ ہونگی - اسی بناء پر علماء اخلاق کا یہ خیال ہے، کہ انسان کا مستقبل وراثت اور صحبت سے زیادہ اسکے ارادے پر موقوف ہے - اس نظریہ کی مزید تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے، کہ دنیا میں جتنے ارباب اخلاق پیدا ہوئے ہیں، وہ ایسی قوموں میں سے پیدا ہوئے ہیں، جنکی اخلاقی حالت نہایت بدتر تھی، اور قطعاً ان میں سے ایسے بڑے ارباب اخلاق کے پیدا ہونے کی امید نہیں کی جا سکتی تھی -

ارادے کے مدارج مختلف ہیں، بعض اشخاص کا ارادہ فطرتاً نہایت قوی ہوتا ہے، اور بعضوں کا کمزور، اور بعض کا متوسط درجہ کا -

جسطرح جسم ورزش اور نگہداشت سے بڑھتا ہے، بعینہ یہ ہی حالت ارادے کی بھی ہے - اگر کوشش کیجائے تو ایک کمزور ارادہ قوی اور ایک قوی ارادہ قوی تر ہوسکتا ہے - بچوں میں تمام قوی انسانی کا آغاز ظہور ہوتا ہے - اسوقت وہ ہر طرح کی تربیت قبول کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں - اسلیے ارادے کی تربیت اور تقویت کا بہترین زمانہ طفولیت کا زمانہ ہے - اسی لئے مغرب میں بچوں کو تیسرے یا چوتھے ہی برس سے استواری عزم و پختگی ارادہ کی تعلیم دیجاتی ہے -

اخلاق کی راستی

اخلاق کی ماہیت اور اسباب کے معلوم ہونے کے بعد اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ انکی آراستگی یا تہذیب کا کامیاب ترین ذریعہ کیا ہے ؟

قدرت نے انسان میں مختلف قوی ودیعت کیے ہیں، جنکی نشوونما کے لیے غذا اور ورزش کی ضرورت ہے - مگر جسطرح، کہ ان قوی کے جوہر مختلف ہیں، اسیطرح انکی غذا اور ورزش بھی مختلف ہے، جسمانی قوی کی غذا اور ورزش ماکولات و مشروبات اور ورزشہائے ریاضیہ (جمناسٹک) ہیں، مگر اخلاقی قوی کے لیے یہ چیزیں بیکار ہیں، انکی غذا افکار عالیہ، اور انکی ورزش زمانہ کی کشمکش ہے - جسطرح، کہ ہر شخص کے جسم کے لیے ایک ہی قسم کی غذا اور ایک ہی نوعیت اور ایک ہی حد تک کی ورزش مفید نہیں، اسیطرح ہر شخص کے لیے ایک ہی نوعیت کے افکار عالیہ اور ایک ہی نوعیت و شدت کی کشمکش زمانہ مفید نہیں - اسلیے آراستگی اخلاق کے سلسلے کے لیے دو امر نہایت ضروری ہیں -

(١) اخلاقی غذا کے لیے ایسے افکار کا انتخاب، جو اسکی طبیعت کے مناسب ہوں

(٢) زندگی کی ان کشمکشوں سے اجتناب، جو اسکی طبیعت کے غیر مناسب ہوں -

شرائط ضروری

جسطرح انسان کی جسمانی ترقی کے لیے اسلاف کی صحت، آب و ہوا کی عمدگی، قوی کے استعمال و تعطیل، میں اعتدال، خور و نوش میں توازن، وغیرہ وغیرہ شرائط ہیں، اسیطرح اخلاقی ترقی کے لیے بھی چند شرائط ہیں -

اولین شرط والدین کے جسم و عقل کی تندرستی ہے - مگر افسوس

دی روح و غیر ذی روح مادوں میں مساواۃ فی الحرکۃ

لیکن بعض علماء طبیعات بعض ایسے اجسام جن، جوکسی حالت میں بھی ذی روح تسلیم نہیں کیے جا سکتے، ایسی حرکتیں دکھاتے ہیں، جو عموماً ذی روح مادوں میں ہوتی ہیں - مثلاً روغن زیتون اور سیماب کے قطرات میں وہ ایک قسم کی حرکت دکھاتے ہیں، جسکی نوعیت کسیطرح بھی ذی روح اجسام کی حرکت کی نوعیت سے ممتاز نہیں ہوتی ہے، حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں، کہ مقدم الذکر کی حرکت کیمیاوی و طبعی اسباب و علل کا نتیجہ ہے -

جنبش مژگاں اور انقباض عضلات پر جب ہم دقت نظر کے ساتھہ بحث کرتے ہیں، تو ان دونوں حرکتوں اور حرکت امیبیہ میں تشابہ کی ایسی صورتیں نظر آتی ہیں، جن کی بنیاد پر ہم کو یقین ہو جاتا ہے، کہ یہ حرکات حرکت امیبیہ کے ہم نوع ہیں، اور یہ کہ انکی پیدایش بھی قریباً حرکات امیبیہ کی طرح ہوتی ہے -

نتیجۂ تشابہ

اس میں کوئی شک نہیں، کہ وہ مرکب حرکتیں جو ذی روح مادوں کی ما بہ الامتیاز ہیں، دفعۃً پیدا نہیں ہوئیں، بلکہ اس بسیط حرکت کی ترقی یافتہ صورت ہیں، جسکا ظہور اکثر جمادات میں بھی ہوتا ہے - مرکب حرکات کا آغاز، خواہ ان حرکات کی شکل میں ہوا ہو، جنکو امیبا پیدا کرتی ہے، یا ان حرکات مژگاں کی شکل میں، جن کو نباتیات یا خلایا جدیدہ پیدا کرتی ہیں، یا عضلات کے ان انقباضات کی شکل میں، جو ارادے کے زیر اثر پیدا ہوتے ہیں، یا قلب کے ان حرکات کی شکل میں، جو نفس کے انفعال و تاثر سے پیدا ہوتے ہیں - بہرنوع ہم اس نتیجہ کے نکالنے پر مجبور ہیں، کہ حرکات مادہ کے عام قوانین کے تابع ہیں، اور یہ، کہ انکا وجود ایسے اسباب کے ساتھہ وابستہ ہے، جو حرکت جمادات کے اسباب کے مشابہ ہیں -

تمثیل و عدم تمثیل

مگر ایک معترض یہ کہسکتا ہے، کہ ممکن ہے، کہ وجوہ تشابہ سطحی ہوں - اور یہ صرف امکان نہیں بلکہ واقعہ ہے، چنانچہ ہم جب دقت نظر کے ساتھہ ذی حیات مادوں کی طبیعت (نیچر) سے بحث کرتے ہیں، تو ہم کو ذی حیات مادوں میں بعض ایسے امور ملتے ہیں، جو غیر ذی حیات مادوں میں نہیں ملتے، مثلاً تمثیل، عدم تمثیل اور تحلیل غذا -

لیکن یہ اعتراض صحیح نہیں - جن امور کی طرف معترض اشارہ کرنا چاہتا ہے، وہ ایسے حالات کا نتیجہ ہیں، جنکو حیات سے وابستہ کرنے کا وہم بھی کسی فہمیدہ دل میں نہیں گذر سکتا - اسکی بہترین مثال سیال مادوں کے وہ تغیرات ہیں، جسمیں ایک جھلی درمیانی پردہ بنکے باہم آمیزش میں حائل ہوجاتی ہے -

مظاہر کیمیاوی

مادہ کی دو قسمیں ہیں، آلیہ، اور غیر آلیہ - کچھہ عرصے سے بعض لوگوں کا خیال ہے، کہ مادہائے آلیہ اور غیر آلیہ کی کیمیا باہم دیگر بالکل مختلف ہوتی ہے - مادہائے آلیہ اور غیر آلیہ میں حد فارق گذشتہ صدی کے اوسط تک تو نہایت واضح نظر آتی تھی، مگر اسکے بعد، علم نے جتنے قدم آگے رکھے، اتنی ہی وہ حد غامض ہوتی گئی، اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی، کہ اب بالکل غیر محسوس ہے - کل تک ذی روح مادوں کی کیمیا علم الکیمیا کے دائرہ بحث سے خارج سمجھی جاتی تھی، مگر آج وہ مادہائے آلیہ کی کیمیا کی ایک شاخ ہے، اور علماء حیات کے ہاتھہ سے نکلکے علماء کیمیا کے ہاتھہ میں جاری ہے -

(باقی آیندہ)

فہــــرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیــــہ

— ❊ —

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم ، بان لہم الجنۃ

(۱۷)

فہرست نام بزرگان موضع نیگوں جنکی مجموعی رقم ۸ - ۲۱۲ بذریعہ ولی محمد صاحب عباسی، ساکن رودے پور، وصول ہوئی اور فہرست نمبر ۱۳ میں شائع کی گئی

نام	روپیہ	آنہ	پائی
امام بخش جوہان ...	۱۰	-	-
کریم بخش اگوان	۲	-	
علی محمد جاندنا	۱	-	-
اللہ دیلی احمیری	۵	-	-
احمد جوہان	۱	-	-
عمر مرتوال	۱	-	-
محمد مرتوال	۱	-	-
علی محمد حاجی	۱۵	-	-
رمضان مرتوال	۲	-	-
عبد امیرتوال	-	-	-
نورالدین جوہان	۱	-	
محمد بخش	۱	-	
نورا کاجرا	۱	-	-
قایم گملوت	۳	-	-
نورا مرتوال و محمد ...	۲	-	-
قاسم ہانسی وال	۲	-	
یعقوب ...	۱	-	-
بخشا احمری	۱	-	-
خدا بخش ہانسی وال	۵	-	-
محمد ...	۲	-	-
نورا مرتوال ...	-	۱۳	-
اللہ ...	۱	-	-
کریم بخش ملہ	۱	-	-
اللہ بخش مرتوال	۱	-	-
رمضو ولد اسمعیل جوہان	۱	-	-
واحد ولد قادر جوہان	۱	-	-
الہ بخش کملرنہ	۲	-	-
خدا بخش احمری	۱	-	
حسنا احمری	۱	-	-
سلطان جوہان	۱	-	-
سلیمان جوہان	۱	-	-
رضا علی ...	۱	-	-
علاؤالدین جوہان	۱	۱۳	-
واصل جوہان	۱	-	-
محمد جوہان	۱	-	-
حسنا ...	۱	-	-
جواہر مرتوال	-	۸	-
راجو جوہان	۱	-	-
اللہ بخش احمری	-	۸	-
اللہ بخش سوای	۲	-	-
رمضو جوہان ولد ...	۱	-	-
قاسم مرتوال	۱	-	-
امیر ہانسی وال	۱	-	-
واصل ولد قادر ...	۱	-	-
...	۱	-	-
احمد ...	۱	-	-
رسول احمری	۱	-	-
رمضو ...	۱	-	-
واحد ولد ...	۱	-	-
احمد ولد اللہ بخش ...	۱	-	-
اللہ ...	۱	-	-

(باقی آیندہ)

مذاکرۂ علمیہ

الحیاۃ

—.o*o:—

یورپ کی علمی شیفتگی اور شیفتگی کے ساتھ گرم کوش مساعی کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ' مختصراً یہ ہے ' کہ وہ علم کے نشر و اشاعت اور توسیع و تقدم کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہا ہے ' اس سلسلہ مساعی کا ایک حلقہ اسکے مجامع علمیہ ہیں -

ان مجامع کے سالانہ جلسے عموماً مختلف ممالک و امصار میں ہوتے ہیں - ہر کہ جلسہ علمدوست اور مشاہیر علما ہوتے ہیں - ان مجلسوں میں تبادلہ افکار کے علاوہ ' محاضرات (علمی تقریروں) کا ایک سلسلہ ہوتا ہے ' جسمیں صاحب محاضرہ اپنی سال بھر کی کدو کاوش کے نتائج بیان کرتا ہے - یورپ کی تمام علم پرست اقوام میں اس قسم کے مجامع موجود ہیں ' چنانچہ برطانوی قوم میں بھی اس قسم کا ایک مجمع ہے - سال گذشتہ اس مجمع کا جلسہ ۳۵ - برس کے بعد دوسرے بار بمقام ڈنڈی منعقد ہوا تھا - جلسہ کے صدر پروفیسر شیفر تھے ' پروفیسر موصوف علم وظائف الاعضا کے مشہور عالم اور اڈنبرا یونیورسٹی میں اس فن کے پروفیسر ہیں -

پروفیسر موصوف نے اپنے خطبہ رئیسیہ (پریزیڈنشل اڈریس) کا موضوع "حیات" قرار دیا تھا - جسکا ایک حصہ آج شائع کیا جاتا ہے - "علم الحیات" فن دقیق ' اور اردو کے لیے بالکل نیا ہے ' اور فلسفیانہ اسلوب بیان ان پر مستزاد ' خطبہ کو سریع الفہم بنانے کے لیے مجبوراً جابجا حذف و اضافہ کرنا پڑا ' اسلیے غالباً اس مضمون کی تعبیر ترجمہ کے بدلے اقتباس زیادہ موزوں ہوگی -

تعریف

حیات کیا شے ہے ؟ ہر شخص کو اسکا علم بالظن علم ہے ' یا کم از کم حیات کے معمولی اور واضح مظاہر کا علم ہے ' اسلیے اکثر یہ خیال ہوتا ہے ' کہ اسکی تعریف صحیح مشکل نہیں ' مگر واقعہ یہ ہے ' کہ اسکی تعریف میں بڑے بڑے ارباب اندیشہ سرگرداں ہیں -

اسپنسر نے تو اپنی کتاب (جو اس نے مبادی علم الحیات پر لکھی ہے) کے دو باب تعریف کے لیے وقف کر دیے ' اور تمام سابق تعریفات پر بحث کرنے کے بعد ایک تیسری تعریف پیش کی ' مگر آخر میں خود ہی اعتراف کیا ' کہ اس سے بھی حیات کی کوئی جامع و مانع تعریف نہیں ہو سکی -

حیات کی عام یادہ تعریف (جو اکثر اہل لغت لکھا کرتے ہیں) یہ ہے " کہ حیات زندوں کی حالت کا نام ہے " واسٹر نے کلوڈ بانیر کی پیروی میں حیات کی یہ تعریف کی " کہ حیات ان مظاہر کے مجموعہ کا نام ہے ' جو تمام زندوں میں مشترک ہیں "

مگر یہ دونوں تعریفیں تو ایسی ہیں ' کہ انکے نام سے تعریف کو شرم آتی ہے - میرا اسوقت یہ مقصد نہیں ' کہ میں آپکا وقت ایک ایسی گرہ کی کشایش میں مشغول کروں ' جسکے آگے اکابر فلاسفہ نے سپر ڈالدی ہے - خصوصاً اسلیے کہ علم کے تقدمات حدیثہ سے معلوم ہوتا ہے ' کہ زندہ اور غیر زندہ مادوں میں فرق اس سے کم واضح ہے ' جتنا کہ ان تقدمات کے قبل سمجھا جاتا تھا ' اسلیے اب حیات کی جامع و مانع تعریف اور بھی زیادہ مشکل ہوگئی ہے -

حیات کا ضد موت نہیں

اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ حیات کا ضد موت ہے ' مگر یہ ایک شدید غلطی ہے ' موت کا لفظ حیات سابقہ پر دلالت کرتا ہے ' گو دلالت التزامی ہے ' یعنی موت اسوقت ہوگی ' جب کہ پہلے حیات ہو - علم وظائف الاعضا ' مصدق بتاتا ہے ' کہ موت کا شمار مظاہر حیات میں ہے ' موت بھی زندگی کا ایک دور ہے ' مگر آخری اور انتہائی -

اسکے علاوہ تضاد کے لئے احد الضدین کا وجود ہر حالت میں ضروری ہے ' مگر ہم دیکھتے ہیں ' کہ مثلاً جمادات نہ زندہ ہیں اور نہ مردہ ' اسلئے حیات کا شمار ان کلمات میں کرنا چاہیے ' جو اضداد نہیں رکھتے -

ایک عالمگیر غلطی

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ " نفس " و " حیات " دونوں ایک ہی چیزیں ہیں ' اس خیال کا منشا غالباً یہ ہے ' کہ نفس کا تصور اسوقت تک نہیں ہوسکتا ہے ' جب تک کہ اسکے ساتھ حیات کا تصور بھی نہ کیا جائے ' اسکے علاوہ تصور نفس میں جسقدر ارتقاء ہوا ہے ' وہ زندہ اجسام کے ترقی یافتہ ترین مظاہر حیات کے مطالعہ سے ہوا ہے -

گو یہ خیال عالمگیر ہے ' مگر اسی خیال کا شیوع اسکی صحت کی دلیل نہیں ' نفس و حیات میں کامل فرق ہے ' اور یہ فرق اسوقت تک نہیں جا سکتا ' جب تک کہ نفس کے معنی میں اس حد تک وسعت نہ پیدا کیجائے ' جہاں پہنچکے " نفس " اپنے مادہ الاصدار معانی سے محروم ہوجائے - یہ اسلئے ' کہ جن مسائل کا تعلق " حیات " سے ہے ' ضرور انکا تعلق مادہ سے بھی ہے ' پس حیات کا وجود بمعنی علمی بغیر مادے کے نا ممکن ہے ' اسکے علاوہ مظاہر حیات اور مظاہر مادہ کے طرق بحث ایک ہی ہیں -

مظاہر حیات کے بدیعہ بحث سے معلوم ہوتا ہے ' کہ " حیات " پر بھی انہی قوانین کی حکومت ہے ' جن کی حکومت جمادات پر ہے ' جسقدر ہمارا مطالعہ مظاہر حیات عمیق ہوتا جاتا ہے ' اسی قدر ہم اس نظریہ (تھیوری) کے اعتقاد سے قریب اور گذشتہ نظریہ یعنی ' مخصوص مگر غیر معلوم اسباب کی طرف انتساب ' سے دور ہوتے جاتے ہیں - پس اگر نفس و حیات دونو مترادف ہونگے ' تو اسکے معنی یہ ہونگے ' کہ مباحث نفس بھی مباحث مادہ سے اسی قدر قریب ہیں جسقدر کہ مباحث حیات قریب ہیں ' حالانکہ ان دونوں علوم کے مباحث میں وہ نسبت ہے جو خط قطر کے دونوں کناروں میں ہے -

مظاہر حیات

حرکت

حرکت ذاتیہ حیات کا روشن ترین مظہر ہے - ہم ایک کتے کو چلتے یا پرندے کو اڑتے دیکھتے ہیں ' تو ہم خیال لیتے ہیں ' کہ زندہ ہے ' ہم خردبین سے ایک قطرہ آب کو دیکھتے ہیں ' تو اسمیں ہم کو بیشمار متحرک ذرے نظر آتے ہیں ' یہ دیکھکے ہم کہہ اٹھتے ہیں ' کہ یہ قطرہ ذی روح مادوں سے پر ہے - ہم خردبین سے دیکھتے ہیں ' ایک صرف مادہ ہے ' اسکے بعض حصے ابھرے ہوے ہیں ' یہ مادہ مختلف شکلیں بدلتا ہے ' اسکے ابھرے ہوے حصے پھیلتے ہیں ' یہ مادہ ایک طرف سے دوسری طرف حرکت کرتا ہے ' پس ہم یقین کرتے ہیں ' کہ یہ ذی روح ہے ' اور اسکو ہم (امیبا) اور اس حرکت کو حرکت امیبہ کہتے ہیں -

ہم دیکھتے ہیں ' کہ ہمارے اجسام کے خلایا اور خون کے سفید کرویات ہمیشہ حرکت کرتے رہتے ہیں - ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں ' کہ یہ حرکت اس سالمی اندرونی حرکات سے ایک حد تک مشابہ ہیں اس مشابہت سے ہم نتیجہ اخذ کرتے ہیں ' کہ اجسام کے خلایا اور خون کے سفید کرویات میں بھی حیات ہے - ہمارے نزدیک اس مشاہدہ سے اس سے زیادہ قرین عقل کوئی دوسرا نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا -

مراسلات

تلغراف خصوصی

الہلال کی مالی حالت

۱۵- فروری کو دس روپیہ کا ایک منی آرڈر خدمت شریف میں بھیجکر ساتھہ ہی ایک تفصیلی خط بھی لکھا گیا تھا - آج آپ کے کارڈ مورخہ ۱۲ - فروری سے معلوم ہوتا ہے ' کہ ہمارا وہ خط آپکو نہیں پہنچا - لہذا دس روپیہ کے منی آرڈر بھیجنے کی عرض مکرر کیجاتی ہے -

ہندوستان کی اسلامی دنیا میں (الہلال) کا وجود ایک نعمت غیر مترقبہ اور رحمت الہی سے کم نہیں - اصلی معنوی خوبیوں اور مصیبتوں کو میں کیا کہوں ؟ تمام جہاں جانتا ہے - صرف ظاہری محاسن کا ذکر کرتا ہوں - کاغذ ایسا عمدہ جو ترقی کی قیمت کی اردو کتابوں کو بھی نصیب نہیں - چھپائی نفیس و اعلی ' تصاویر سے مزین - غرض اخبار کی ظاہری خوبیاں دیکھکر یقین کرنا پڑتا ہے ' کہ سالانہ چندہ اصل لاگت کیلیے مشکل کفایت کرتا ہوگا - لیکن ایک اور خصوصیت ہے ' جو الہلال کو دیگر اردو اخبارات سے ممتاز ثابت کرتی ہے - یعنے ہر نمبر وہ خاص اور طولانی لیڈنگ آرٹیکل ' جو ہر نمبر میں درج ہوتا ہے ' ہمارے خیال میں گویا اخبار کی جان ہے - ڈاکٹر مصباح الدین کی صداقت دلوں پر خاص طرح کا اثر کرتی ہے - بلکہ مردہ دلوں میں نئی روح پھونک دیتی ہے - با ایں ہمہ اسمیں ذاتی مبالغہ نہیں ہوتا - مسلمانوں کو جوش دلانے کیلیے افراط و تفریط سے کام نہیں لیا جاتا - جو بیان ہے ' واقعی '

فکاہات

لیگ

مع

سوٹ ایبل

ملک کو " سلف گورنمنٹ " ہے اب پیش نظر * للہ الحمد ' کہ حل ہوگئی ساری مشکل
اب نہ کہنا ہے شکایت ' کہ وہ آزاد نہیں * اب یہ کہنا غلطی ہے ' کہ وہ ہے پا در گل
ملک کے جملہ مسائل کی یہی ہے بنیاد * اور جو کچھ ہے ' اسی چیز میں ہے سب شامل
لیگ نے جس طلبی میں جو یہ جرات کی ہے * واقعہ یہ ہے ' کہ ہے مدح و ثنا کے قابل
کچھ دنوں سے لیگ میں جسنے یہ کشش کی پیدا * آپ سے آپ جو کھینچتا ہے ادھر دامن دل
لیگ والوں نے جو اسکیم نہ کیں تجویزیں * کردے اس نے خیالات غلط ' سب باطل
اس دلیری سے ہر اک حرف ادا ہوتا تھا * بعض کہتے تھے کہ " ہے سوء ادب میں داخل "
الغرض لیگ نے اور مجلس ملکی کے حدود * یوں ملے آکے بہم ' جیسے ہوں دو ساحل

* * *

ہاں تو اب عرض ہے یہ خدمت عالی میں جناب * " کیجیے سلف گورنمنٹ کا مقصد حاصل
امتحانات سول کے لیے لندن کی یہ قید ' * ہے یہ رفتار ترقی کے لیے سخت مخل
یہ جو پنشن ادنی کا ہے سی سالہ رواج ' * ملک کے حق میں ہے یہ زہر سے بڑھکر قاتل
جو مناصب کہ ولایت کے لیے ہیں مخصوص * آج ابنائے وطن بھی تو ہیں اسکے قابل
دفعۂ مسودہ میں تخفیف مصارف ہے ضرور * سینۂ ملک پہ افسوس ! یہ بھاری ہے یہ سل "

* * *

لیگ نے سن کے یہ سب ' مجھ سے یہ آہستہ کہا * " آپ سمجھے بھی یہ اس لفظ کا کیا تھا محمل ؟
ہمنے گو سلف گورنمنٹ کی خواہش کی تھی * شرط یہ بھی تو لگا دی تھی کہ ہو " سوٹ ایبل "
آپ جو کہتے ہیں ' وہ ہے حد ادراک سے دور * ہم کو اس خواب پریشاں میں نہ کیجیے شامل
یہ وہ باتیں ہیں ' جو مخصوص ہیں یورپ کے لیے * آپ طے کیجے غلامی کی تو کچھ لیں منزل "

(وصاف)

ادبیات

خلافت فاروقی کا ایک واقعہ

نام الرمادہ کہتے ہیں، جسکو عرب میں لوگ * عہد خلافت عمری کا وہ سال تھا
اُس سال قحط عام تھا ایسا، کہ ملک میں * لوگوں کو بھوک پیاس سے جینا محال تھا
پانی کی ایک بوند نہ ٹپکی تھی ابر سے * ہر خاص و عام سخت پراگندہ حال تھا
اعراب کی بسر حشرات زمیں پہ تھی * سب اُٹھ گیا، جو فرق حرام و حلال تھا
تشویش سب سے بڑھ کے جناب عمر کو تھی * ہر دم اسیکی فکر، اسیکا خیال تھا
تدبیر لاکھ کی تھی، مگر رک سکا نہ قحط * گو انتظام ملک میں اُن کو کمال تھا
معمول تھا جناب عمر کا، کہ متصل * کرتے تھے گشت، رات کو سونا محال تھا
اک دن کا واقعہ ہے، کہ پہنچے جو دشت میں * کوسوں تلک زمیں پہ خیموں کا جال تھا
بچے کلپتے تھے، اک ضعیفہ کی گود میں * جن میں کوئی بڑا تھا، کوئی خرد سال تھا
دیکھا جو اُسکو بیٹھے، کہ پکاتی ہے کوئی چیز * جاتا رہا، جو طبع حزیں میں ملال تھا
سمجھے، کہ اب وہ ملک کی حالت نہیں رہی * کم ہو چلا ہے، قحط کا جو اشتعال تھا
پوچھا خود اُس سے جاکے، تو رونے لگی "کہ آہ! * کیا آپ کو خدا کا بھی یاں احتمال تھا ؟
بچے یہ تین دن سے تڑپتے ہیں خاک پر * میں کیا کہوں زباں سے ان کا جو حال تھا
مجبور ہو کے، ان کے بہلنے کے واسطے * پانی چڑھا دیا ہے، نہ اُسکا ابال تھا
ان سے یہ کہہ دیا ہے "کہ اب مطمئن رہو * کھانا یہ پک رہا ہے" یہی کا حال تھا "
بے اختیار رونے لگے حضرت عمر * بولے کہ "یہ مصیبت ہی کئیے کا وبال تھا
جو کچھ کہ ہے، یہ سب ہے مری شامت عمل * اس بس گنہگار عمر کا وبال تھا"
بازار جاکے لائے، سب اسباب آب و نان * جو رحم قحط کا سبب انسداد سال تھا
چولہے کے پاس بیٹھ کے، خود پھونکنے لگے آگ * چہرہ تمام آگ کی گرمی سے لال تھا
بچوں نے پیٹ بھر کے جو کھایا، تو کھل اُٹھے * ایک ایک اب تو مارے خوشی سے نہال تھا
تھی وہ زن ضعیف، سراپا زبان شکر * یاں حضرت عمر کو وہی انفعال تھا
عہدہ عمر کو یہ جو ملا تھا، سے چھین کر * جو کچھ گذر رہا ہے یہ اسکا وبال تھا

(شبلی نعمانی)

غزل

کیا ہے جسنے اس عالم کو قائم اُسکو کیا کہیے ؟ * خود خاموش ہے، اور دل یہ کہتا ہے "خدا کہیے"
اسی حیرت میں عمریں کٹ گئیں ارباب بینش کی * جسے اللہ کہیے اور جس کو ماسوا کہیے ؟
یہ اُنکا کورس کیا کم ہے، کہ میں بھی کچھ کہوں اُنسے * مگر حالت ہے بس قاسم کے لاؤں کو دعا کہیے
سرافرازی ہو اوروں کی، تو گردن کاٹیے اُنکی * اگر بدتر کسی دن آئے، تو مدح ابتغا کہیے
مرے قرآن حواشی پر نہ ہوں یوں بدگمان حضرت * مجھے تفسیر بھی آتی ہے، اپنا مدعا کہیے

اکبر (الہ آبادی)

ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ معدہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم دکھائی دیتا ہو۔ اعضاء شکنی، ماندگی جسم۔ ضعف معدہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر چکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں دفعۃً آتا ہو۔ تمام دن میں پیوست کا غلبہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہو جائے اور ٹھنڈے پانی کو جی چاہے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بے وقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضائے رئیسہ کمزور ہو جائیں۔ رقت، سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔ جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجۂ بالا آثار پہلے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے۔ دنبل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسکے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے۔ اس زہریلے پھوڑے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مر چکے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماہیت ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی عوارض شبانہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت جماع، کھٹے سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی ابتدائے عمر میں کثرت جماع سے آخر یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی بخار کے بعد یہ مرض شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ زہریلا پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شیرینی، چاول ترک کر دو۔ ورنہ اگر سستی کروگے تو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں۔ جو لوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہو سکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواء اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہو جاتا ہے۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعیہ کے لئے بارہا تجربہ ہو چکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہو گئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے کھوئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ آنکھوں کو طاقت دیتی اور معدہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسل بول، ضعف مثانہ، نظام عصبی کا بگاڑ، اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے دورا دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہوتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں، تالپور والئی ریاست خیرپور سندھ — پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا خراب کر دیا تھا اور جسم کو کھا گیا اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خاں، زمیندار موضع چنہ ضلع انبالہ — آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا۔ دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ - ۶ دفعہ آتا ہے۔

عبد القدیر خاں، محلہ عرقاب شاہ جہانپور — جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبد الشکور خاں صاحب اور محمد نبی خاں صاحب کے بھائی کو دی تھیں، بذریعہ وی پی ایک ماہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیج دیں۔

عبد الوہاب ڈپٹی کلکٹر، غازیپور — آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں۔ بجائے ۴ - ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

سید زاہد حسن، ڈپٹی کلکٹر الہ آباد — مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہو گیا، قوت مردمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہو گئے۔

رام مُلارم پوسٹ ماسٹر جنرل — پیشاب کی کثرت، جاتی رہی۔ مجھ کو رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی۔

اسکے علاوہ صدہا سندات موجود ہیں۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال اسکے لگانے سے گھنے اور لمبے پیدا ہوتے ہیں۔ ۲ تولہ دو روپے

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپے آٹھ آنہ کلاں تین روپے

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور ۲ درجن ایک روپیہ

حب قائمقام افیون

انکے کھانے سے افیم چانڈو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام ۲ دو روپے

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل۔ ناسور بھگندر، خنازیر کے گھاؤ، کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۲ تولہ دو روپے

حب دافع طحال

زردی چہرہ، لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے

دوا الساعة

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور۔ شیشی چار سو مریض کے لئے ایک روپے

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لیے۔ ایک روپے

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریحی ہو یا سادی۔ خون جانا بند اور مسے خود بخود خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے

سرمہ ممیرہ کراماتی

مقوی بصر، محافظ بینائی۔ دافعہ جالا، دھند، غبار، نزول الماء۔ سرخی ضعف بصر وغیرہ ۶ تولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے

پتہ

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما۔ لاہور

جسکی بتدریج دیگر ذرائع سے تصدیق ہو جاتی ہے - یہ ایک ایسی خصوصیت ہے' جو آجتک کسی اردو رسالے کو نصیب نہیں ہوئی اور سب سے پہلے الہلال ہی نے اسکی راہ پیدا کی - ہم دل سے چاہتے ہیں' کہ ہر ہفتہ ان خاص تاروں کا سلسلہ جاری رہے - اب یہ بات باقی رہی' کہ آپ اخبار کی موجودہ آب و تاب قایم رکھکر ایسے طویل تاروں کا خرچ کب تک برداشت کرسکینگے ؟ بڑا ظلم ہوگا اگر ناظرین الہلال اس معاملہ میں آپکا ہاتھہ نہ بٹالینگے - اسی غرض سے دس روپیہ کی ناچیز رقم بذریعۂ منی آرڈر بھیجکر سابق خط میں ہم نے آپ سے درخواست کی تھی' کہ الہلال کے دیگر ناظرین کو بھی اس معنی کی ترغیب ہونے کیلیے آپ اس خط کو اخبار میں درج کر دیں - کیونکہ جو لوگ ان تاروں کو نہایت شوق اور دلچسپی سے دیکھتے ہیں' یہ امید کیونکر نہ رکھی جاے' کہ وہ اس مبارک سلسلہ کے استحکام میں امداد دینے کے متعلق بھی ویسی ہی سرگرمی سے کام لینگے — مگر معلوم ہوا' کہ ہمارا وہ خط ہی آپ کو نہیں پہونچا - آپ کا مخلص

حاجی محمد یوسف اینڈ کمپنی (مدراس)

(الہلال)

اس لطف فرمائی کا شکرگذار ہوں - جو خلوص اور سچی ہمدردی جناب کے خط کے ہر لفظ سے ظاہر ہوتی ہے' یقین فرمالیے کہ حقیر کیلیے اصلی قدر و قیمت اسی میں ہے - جناب نے الہلال کی مالی حالت اور مصارف کی کثرت کا ذکر چھیڑ دیا' میں نے تو اسے مدت ہوئی بھلا دیا ہے' اور یہ پڑھکر وجپ ہوگیا ہوں کہ :

گل مشاند نہ بستر ہمہ چوں عروس ز من
مشت خس چیدم و بر بستر خواب اندازم

تلغرامات کے مصارف پر کیا موقوف ہے ؟ ایک زخم ہو' تو اسکو مرہم بنانے کی زحمت دوں' کس کس زخم پر پٹی باندھیے گا ؟ آغاز اشاعت سے اس وقت تک اخبار کی مالی حالت کا جیسا کچھہ حال رہا ہے' وہ دفتر کے لوگوں کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا - ۱۲ - روپیہ قیمت ہوتی' جب بھی موجودہ اشاعت کافی نہ تھی' چہ جائیکہ پچھلی شش ماہی میں صدہا خریداروں کے نام ۴ - روپیہ میں اخبار جاری کردیا گیا تھا - اس پر اگر اپنی نظر ہوتی' تو شاید اس سفر کی پہلی منزل سے بھی گذرنا محال تھا - ابناے عصر کا قاعدہ ہے' کہ ہمیشہ کسی نہ کسی عنوان سے اپنی حالت پر ناظرین کو توجہ دلاتے رہتے ہیں' اور اپنے ایثار اور بے غرضی کا زمانے کی توجہ سے مقابلہ کرتے ہیں' مگر اپنے نفس کچھہ یہ شان دریوزہ گری پسند نہ آئی' اور طبیعت نے گوارا نہیں کیا' کہ اور بہت سی معاش سنعتوں کو چھوڑ کر اپنی حالت کا نالۂ و فغاں شروع کردیں - گذشتہ جنوری کے آغاز میں "فاتحۂ جلد جدید" لکھتے ہوے خیال ہوا تھا' کہ دفتر کی مالی حالت کا نقشہ ہی کم از کم ناظرین کے آگے پیش کردیں' کیونکہ یہ کام شخصی ہے' مگر از کم اتنا ضرور ہے' کہ اغراض شخصی نہیں ہیں' مگر پھر دل نے کہا' کہ یہ بھی وہی دوکانداری کا چبوترہ ہے' گو اسپر بوریاے قناعت بچھا دی گئی ہو - پھر یہ ہے' کہ سب کچھہ اسی کے اعتماد پر چھوڑ دو' جسکے اعتماد پر یوں بھی اپنا سب کچھہ چھوٹا ہوا ہے وعلی اللہ فلیتوکل المومنون -

تلغرافات خصوصیہ کا سلسلہ کئی ماہ سے جاری ہے - مصارف کا اندازہ اس سے کر لیجیے' کہ ڈیڑھ روپیہ فی لفظ براہ یورپ ترکی کے تاروں کی شرح اجرت ہے - اور پھر بے شمار بار جو تحقیق و تفتیش حالات' و تاکید و طلب جوابات میں یہاں سے بھیجے جاتے ہیں' انکا خرچ اسکے علاوہ ہے' مگر آپ ملاحظہ فرماتے ہیں' کہ آجتک کبھی الہلال میں ہم نے اتنا بھی نہیں لکھا' کہ یہ کوئی اسکی قابل ذکر خدمت ہے' یا ایک خصوصیت و مزیت ہے - ہم سمجھتے ہیں' کہ انسان کے لیے راہ عمل صرف ایک ہی ہے' اور کوئی نہیں' یعنے کام کیے جاے' اور نظر صرف اپنے فرض و عمل پر رکھے - اگر لوگ اسکی کوئی قیمت محسوس کریں' تو یہ فضل و لطف ہے' نہ کریں تو کوئی وجہ شکایت نہیں - اپنی نظر دنیا پر نہیں ہے' بلکہ اپنی نیت اور اپنے دل پر ہے - جب تک اپنی نیت کی طرف سے اطمینان ہے' اس وقت تک یقین ہے' کہ الہلال کے کاموں کی محافظت اور اسکے قیام و استحکام کی نگرانی میرے ذمے نہیں' بلکہ اس کار فرماے حقیقی کے ذمے ہے' جسکا وعدہ ہے' کہ وہ کام کرنے والوں کے کام کو کبھی ضائع نہیں کرتا (انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر و انثی) پس خواہ الہلال کے مصارف کتنے ہی ناقابل برداشت ہو جائیں' مدیر ضعف و توانائی کتنا ہی نا امید کردے' اور جمعیت خاطر و سکون و فرصت کی طرف سے خواہ کتنا ہی مایوس ہو جاوں' تاہم میرے لیے گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں - میں مطمئن ہوں' اور اپنے کاموں کی طرف سے بے فکر و بے پروا - کشتی کو ڈبونے والا سمندر ہے' یا اسکی موجوں کو اٹھانے والی ہوا' لیکن یہ دونوں قوتیں جس فرما نرواے قاہر کی تابع فرمان ہیں' جب وہ میرے ساتھہ ہے' تو کشتی کے ڈوبنے کا کیا خوف ؟ من لہ المولی فلہ الکل !

مایفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا' وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ' وھو العزیز الحکیم	اللہ تعالی اپنی رحمت کا دروازہ لوگوں کیلیے کھول دے' تو کوئی اسکا بند کرنے والا نہیں' اور اگر بند کردے' تو کوئی نہیں جو پھر اسے کھول سکے' (۳۵ - ۲)

آپکے دس روپیہ کی جو رقم بطور عطیہ کے مرحمت فرمائی ہے' وہ جناب کی جانب سے "زراعانۂ دولت علیہ" میں شامل کردی گئی ہے - اللہ تعالی اس لطف و نوازش کیلیے جناب کو جزاے خیر عطا فرماے - سب سے بڑا عطیہ' جسکے لیے آپ سے اور نیز اپنے تمام لطف فرما احباب سے عاجزانہ التجا کرتا ہوں' صرف یہی ہے' کہ اپنی دعاؤں میں اس خادم کو نہ بھولیں' اور درگاہ رب العزت میں ملتجی ہوں' کہ میری نیت اور مقاصد کو اس راہ میں استقامت عطا فرماے' اور وساوس و خطرات سے محفوظ رکھے' کہ اصل کار یہی ہے -

---

PRINTED & Published by A. K. AZAD at The HILAL Electrical Prtg. Publg House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

درد سر و درد ریاح کي دوا

رياحي درد لحظه ميں پهاڑ هو جاتا هے - يه دوا لحظه ميں اسکو ڈالي کرديتي هے - درد رياح جيسے ٹيک - چمک - ٹيس - رگوں ميں لهرکن کلي سے چاهے جسقدر تکليف هو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع هوتي هے درد سر کے واسطے بهي اس دوا کا ايساهي فايده هے - نصف سر ميں هو يا تمام سر ميں کسي وجه سے کيساهي درد هو اس دوا سے رفع هو جاتا هے صرف يهي نهيں اگر سر کٹا جاتا هو پهٹا جاتا هو - اڑا جاتا هو - اس دوا سے فوراً بند هوتا هے - اندنوں لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دکهايا کرتے هيں کام ميں يا مفت کي باتوں ميں فکر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن کو رات اور رات کو دن بنانے ميں کل شکايتيں سر پر آجاتي هيں - اور هاے رے درد سر پکارا کرتے هيں ڈاکٹر برمن کي دوا ايسے لوگوں کے ليے هے - دوا کے استعمال سے فورا درد بند هوتا هے - اسلئے هر خاص و عام کو يه دوا اپنے پاس رکهنا لازم هے -

(قيمت ۱۲ ٹکيوں کي ايک شيشي (۹ آنه) محصول ڈاک ايک سے چهه ڈبيه تک ۵ آنه)

ڈاکٹر ايس کے برمن منبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹريٹ کلکته

ريويو آف ريليجنز - يا مذاهب عالم پر نظر

اردو ميں هندوستان اور انگريزي ميں يورپ امريکه و جاپان وغيره ممالک ميں زنده مذهب اسلام کي صحيح تصوير پيش کرنے والا - معصوم نبي عليه السلام کي پاک تعليم کے متعلق جو غلط فهمياں پهيلائي گئي هيں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفين اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دينے والا يهي ايک پرچه هے جس کو دوست دشمن نے دنيا کے سامنے پيش کرنے کے قابل سمجها هے - اس رسالے کے متعلق چند ايک رايوں کا اقتباس حسب ذيل هے :-

البيان لکهنؤ - ريويو آف ريليجنز هي ايک پرچه هے جس کو خالص اخلاقي پرچه کهنا صحيح هے - عربي ميں المنار اور اردو ميں ريويو آف ريليجنز سے بهتر پرچے کسي زبان ميں شايع نهيں هوتے - اس کے زور آور مضامين پر علم و فضل کو ناز هے -

کريسنٹ ليورپول - ريويو آف ريليجنز کا پرچه دلچسپ مضامين سے بهرا هوا هے - همارے نبي کريم صلے الله عليه وسلم کي ذات پاک کے متعلق جو جاهل عيسائي الزام لگايا کرتے هيں - ان کي ترديد ميں نهايت هي فاضله مضمون اس ميں لکها گيا هے - جس سے عمده مضمون آج تک هماري نظر سے نهيں گذرا -

مسٹر ويب صاحب امريکه - ميں يقين کرتا هوں که يه رساله دنيا ميں مذهبي خيال کو ايک خاص صورت دينے کے ليے ايک نهايت زبردست طاقت هوگي - اور يهي رساله ان روکوں کے دور کرنے کا ذريعه هوگا - جو جهالت سے سچائي کي راه ميں ڈالي گئي هيں -

ريليجس آف ريليجنز - لنڈن - مغربي ممالک کے باشندوں کو جو مذهب اسلام کے زنده مذهب هونے کے مضمون سے دلچسپي رکهتے هيں چاهيے که ريويو آف ريليجنز منگوائيں -

وطن لاهور - يه رساله بڑے پايه کا هے - اس کي تحقيقات اسلام کے متعلق ايسي هي فلسفيانه اور عميق هوتي هے - جيسي که اس زمانه ميں درکار هے سالانه قيمت انگريزي پرچه ۴ روپيه - اردو پرچه ۲ روپيه - نمونه کي قيمت انگريزي ۴ - اردو ۲ - تمام درخواستيں بنام منيجر ميگزين قاديان - ضلع گورداسپور آني چاهيئيں -

---

شائقين تواريخ و تصوف کو مژده

—○•○—

مزارات اولياے دهلي بالکل نئي تصنيف هے - تمام اولياے کرام و صوفياے عظام جو دهلي کي مقدس سر زمين ميں مدفون هيں ان کے بسيط حالات سلسله وار دو حصوں ميں درج کئے گئے هيں - زائرين کے ليے اس سے بڑهکر کوئي رهنما نهيں هو سکتا - قيمت حصه اول ۴ آنے حصه دوم ۴ آنے هر دو حصص معه محصول ڈاک و خرچ وي - پي پيکنگ وغيره ۱۰ آنے -

هندوستان کي اسلامي تاريخ عهد افغانيه - مصنفه صوفي کرام الهي صاحب ڈنگولي - ۴۲ تواريخوں کا لب لباب هے - معترضين کے حملوں کا معتبر اور مستند حوالوں کے ثبوت سے جواب ديا گيا هے - فاضل اجل مولوي سيد احمد صاحب مولف لغات آصفيه فرماتے هيں که اس سے بهتر هندوستان کي تاريخ اب تک ان کي نظر سے نهيں گذري قيمت ۲ روپيه ۸ آنے محصول ڈاک و خرچ وي - پي ۳ آنے -

المشتهر - منيجر اسلاميه بک ڈپو و جنرل اخبار ايجنسي بازار بلي ماران - دهلي -

---

حميديه هوٹل

—○•○—

نمبر ۱۳۱ لوئر چيت پور روڈ

همارے هوٹل ميں هر قسم کي اشياے خوردني و نوشيدني هر وقت طيار ملتي هيں نيز اسکے ساتهه مسافروں کے قيام کيليے پر تکلف اور آرام ده کمروں کا بهي انتظام کيا گيا هے جو نهايت هوادار فرنشڈ اور بر لب راه واقع هيں جن صاحبوں کو کچهه دريافت کرنا هو بذريعه خط و کتابت منيجر هوٹل سے دريافت کر سکتے هيں - جنگ ترکي و اٹلي اور جنگ بلقان کي جمله تصويريں همارے هوٹل ميں فروخت کے ليے موجود هيں مع تصوير شيخ سنوسي وغيره -

المشتهر شيخ عبد الکريم مالک حميديه هوٹل

مستقم راسکوپ ليورواچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچا وقت ' برابر چلنے والي ' معه محصول دو روپيه آٹهه آنه

ايم - اے - شکور اينڈ کو نمبر ۱ - ۵ ويلسلي اسٹريٹ ڈاکخانه دهرمتله کلکته -

M. A. Shakur & Co, 5/1, Wellesley Street, P. O Dharamtollah, Calcutta.

و تلك الايام نداولها بين الناس
(۳ ۱۳۳)

— * —

سلطان سلیم ملک ثانی (رح)

بانی جامع سلیم واقع ادرنہ

مقبرہ سلطان سلیم (ح)
واقع ادرنہ

۱ ۔ الهلال صفحہ ۱۳ و ۱۲ ۔ جلد ۲

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاهئیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیئے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے ہر صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیئے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو حسب ذیل اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لاتہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — القرآن الحکیم

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod Street,
CALCUTTA

Telegraphic Address
"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8
Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیرِ مسئول و خصوصی
ابوالکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱ و ۸ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۱۴ ، ۱۵
Calcutta Wednesday, April 9 and 16, 1913

فہرست

— * —

تصاویر

— * —

اطلاع

—○*○—

پچھلے ہفتے رسالے کی اشاعت میں بہت تاخیر ہوگئی تھی - اگر پرچہ نکلتا تو پھر وہ تاخیر آئندہ ہفتوں تک منتقل ہوتی، اور پچھلے دنوں اسکا دور برابر قائم رہچکا ہے - پس بجائے پچھلے ہفتے کی اشاعت کے آج نمبر (۱۴) اور نمبر (۱۵) اکٹھے شائع کیے جاتے ہیں، تاکہ کسی طرح چند دنوں کی تاخیر کا ایک مرتبہ بل نکل جائے -

مدیر

میں سختی اور غلظت ہوتی تو لوگ کبھی پاس نہ آتے - پھر علم طور پر کہا :

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ	اللہ کی راہ کی طرف دعوت دو تو اسطرح کہ حکمت وموعظۃ کے ساتھہ ' سختی وجنگ و جدل کی حالت نہو-

خاص یہود و نصارا کی نسبت کہا :

ولا تجادلوا اهل الکتاب الا بالتی هی احسن	یہود و نصارا سے جب کبھی مجادلہ کرو تو بہتر اور احسن طریقے سے -

عام طور پر مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے اندر نرمی و محبت ' آشتی و رافت پیدا کریں - حتی کہ فرمایا .

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض هونا ' واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما - (۲۰ ۶۵)	اور اللہ کے نیک اور سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر نہایت فروتنی کے ساتھہ چلتے ہیں' اور جب جاہل انسے جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو سختی و تشدد کی جگہ ' صرف سلام کرکے الگ ہو جاتے ہیں -

یہ تو عام اور اصلی احکام ہیں' لیکن سوال یہ ہے کہ ہم تو قوموں کے ساتھہ نرمی و محبت کرتے ہیں' لیکن قومیں ہم سے تنگ دلی برتتی ہیں - ہم محبت کیلیے طیار ہیں' مگر وہ محض اسلیے کہ ہم خداے واحد کے پرستار' اور دین الہی کے پیرو ہیں ' عداوت و دشمنی' ظلم و تعدی ' قساوت و بے رحمی ' اور جور زبونی و بربادی کا ہمیں مستحق سمجھتی ہیں - وہ ہم پر حملہ کرتی ہیں ' ہم کو دین حق کے قیام سے روکتی ہیں' ہمارے شہروں پر چڑھ آتی ہیں' ہمارے مساجد پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں ' ہمارے تحت حکومت کو الٹ دینا چاہتی ہیں' ہماری عورتوں کی عصمت پر حملہ آور ہوتی ہیں' اور ہمکو ہماری آبادیوں اور زمینوں سے نکل جانے پر مجبور کرتی ہیں - پھر ایسی حالت میں کیا ہم اپنے تئیں مٹنے سے نہ بچائیں؟ کیا حفظ نفس کا حق طبیعی ہمارے لیے نہیں ہے ؟ اور پھر کیا ہم دین مقدس کی بے حرمتی ' شعائر الہیہ کی بے ناموسی ' اور پیروان توحید کی مظلومی کا حس اپنے اندر نہ پیدا کریں ؟

جب کہ ایسی صورت پیش آجاے تو پھر اسی قرآن کا' جس نے گذشتہ آیات میں احسان عام اور محبت عمومی کا حکم دیا تھا ' یہ حکم ہے

انما ینهاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین' واخرجوکم من دیارکم وظاهروا علی اخراجکم ان تولوهم' ومن یتولهم فاولیک هم الظالمون (۶۰ : ۸)	بیشک اللہ تعالے تم کو ان ظالم قوموں سے دوستی رکھنے کی اجازت نہیں دیتا جنھوں نے تمہارے ساتھہ بغض اسلام کے ساتھہ جنگ کی ہے ' اور تم کو تمہارے شہروں اور گھروں سے نکالا ہے ' اور جو شخص ایسے ظالموں سے دوستی رکھے کا تو اس کا شمار بھی ظالموں ہی میں ہوگا -

اور پھر ایسے لوگوں کے ساتھہ مقابلہ کرنے کا حکم دیا کہ :

قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم (۲ ۱۸۷)	اللہ کیلیے ان دشمنوں سے قتال کرو' جنھوں نے تمہارے ساتھہ قتال کیا ہے -

پہلے حکم دیا تھا کہ نرمی کرو ' محبت دعوت بھی دو تو آشتی و محبت سے - انحضرت (صلعم) کے اخلاق کریمہ اور رافت و شفقت کو اللہ کی رحمت فرمائی سے تعبیر کیا تھا ' لیکن اس حالت میں فرمایا کہ اپنے اندر سختی پیدا کرو کہ اب کفر کے مقابلے میں جسقدر تمہارے اندر سختی ہوگی' اتنا ہی ثبوت ایمان ہے :

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار' ولیجدوا فیکم غلظة -	اپنے آس پاس کے دشمنوں سے لڑو اور چاہیے کہ وہ تمہارے اندر سختی اور شدت محسوس کریں -

اور پھر اسی بناپر ان یہود و نصارا سے دوستی و محبت کے رسوم ادا کرنے کی قطعی ممانعت کردی' جو مسلمانوں پر حملہ آور ہوے ہوں' یا جنھوں نے اسلام کے خلاف کسی ظالمانہ سازش میں حصہ لیا ہو' اور جو شخص ان سے اس قسم کے تعلقات رکھے ' اسکے لیے نہایت شدید وعید نازل کی

یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا الیهود والنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض ' ومن یتولهم منکم ' فانه منهم (۵ ۵۴)	مسلمانو ! ان یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناو جو مسلمانوں کی مخالفت کی سازش میں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور پھر جو ایسا کریگا تو یقین رکھے کہ اسکا شمار بھی انہی میں ہوگا -

غور کرو ! کیسی سخت وعید ان لوگوں کیلیے فرمائی ' جو ان عیسائیوں سے رسم و راہ دوستی اختیار کریں' جنھوں نے مسلمانوں سے مقاتلہ کیا ہے ؟ فرمایا کہ ایسے لوگوں کا شمار بھی انہی عیسائیوں کے ساتھہ ہوگا ! نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا -

اور متعدد مقامات میں عام طور پر تمام دشمنان حق و اسلام کی نسبت فرمایا ' مثلاً .

لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ' ومن یفعل ذلک ' فلیس من اللہ فی شی (۳ ۲۷)	مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے برادران دینی کو چھوڑ کر کفار کو اپنا دوست نہ بنالیں - اور جو ایسا کریگا تو پھر اس سے اور خدا سے کچھہ سروکار نہیں -

پھر سورہ (نساء) میں فرمایا

یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین (۴ : ۱۴۳)	مسلمانو ! مسلمانوں کو چھوڑ کر ان کفار کو اپنا دوست نہ بناو' جنھوں نے تمہارے خلاف تلوار اٹھائی ہے -

اتنا ہی نہیں ' بلکہ ان تمام لوگوں کیلیے جو دین الہی کی کسی نہج پر بھی مخالفت کرتے ہوں' یا شعائر الہیہ کی تضحیک و تمسخر جنکا شیوہ ہو' اور یا احکام اسلامی کی ہنسی اڑاتے ہوں (جیسا کہ آجکل جدید ملاحدۂ مسلمین اور متفرنجین مارقین ومفسدین کا شیوہ ہے) یہ حکم صاف سورہ (مائدہ) میں نازل فرمایا :

یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزواً ولعبا (۵ : ۶۰) واذا نادیتم الی الصلوۃ' اتخذوها هزواً ولعبا (۵ : ۶۳)	مسلمانو ! ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناو جو تمہارے دین کے ساتھہ ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں اور گویا اسے ایک کھیل مان لیا ہے - جب تم نماز کیلیے اذان دیتے ہو تو یہ نماز کا تمسخر اڑانا شروع کردیتے ہیں -

اب آپ سمجھہ گئے ہونگے کہ اس بارے میں اصولی طور پر اسلام کی تعلیم کیا ہے ؟ پس یقین کیجیے کہ آج جن لوگوں نے اسلامی آبادیوں پر حملے کیے ہیں ' انھوں مسلمانوں کو انکے گھروں سے نکالا ہے ' عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کردیا ہے ' اور تخت اسلام کو الٹ دینے کیلیے اپنے تمام قواے شیطانیہ کو کام میں لا رہے ہیں ' اور پھر اور جن قوموں اور حکومتوں نے انکی کسی صورت میں بھی اعانت کی ہے' یا اس برخلاف اسلام سازش میں شریک ہے' وہ سب بموجب نص نصوص قرآنیہ اور احکام شریعۃ حقۂ اسلامیہ کے ' ایک لمحہ ' اور ایک دقیقے کیلیے بھی اسکے مستحق نہیں کہ ہم انکے ساتھہ رسم وراہ دوستی اور طریق مودت و ولایت کو کام میں لائیں ' یا انکے ساتھہ

شذرات

—:○*○ —

آیندہ نمبر کے بعض اہم مضامین

اس نمبر میں مقالۂ افتتاحیہ کے جو دو نمبر درج کیے گئے ہیں ' ان میں پہلا نمبر اثناے سفر کے بعض اوقات پر اندوہ کے خیالات کا نتیجہ ہے ' مگر دوسرے میں اس اہم تحریک کی تمہید ہے ' جو آٹھہ ماہ سے پیش نظر تھی ' اور اب وقت آگیا ہے کہ اسکا اعلان کیا جاے - امید ہے کہ آئندہ اشاعت میں اسکو پیش کر سکونگا -

ایڈیٹر

شاہ یونان یا مجاہد صلیب کا ماتم

— * —

علی گڈہ سے ایک صاحب ارقام فرماتے ہیں " شاہ یونان ہمارے ملک معظم کے عزیز تھے اسلیے انکے قتل کی خبر پر بعض مسلمان اخبارات نے نہایت تعزیت اور ماتم گذاری کے مضامین لکھے ' اور کہا کہ گو وہ اس وقت اسلام کے مقابلے میں مصروف جنگ تھا ' تاہم مسلمانان ہند کی وفاداری کا اقتضا یہی ہے کہ وہ تعلقات شاہی کو ملحوظ رکھکر اداے رسم تعزیت ادا کریں -

تعجب ہے کہ جناب کی نظر سے وہ تحریر نہیں گذری ؟ پھر خدا کیلیے فرمایئے کہ کیا ایک ایسے بادشاہ کے مرنے کا ماتم کرنا ہمارے لیے مذہباً جائز ہے ' جس نے اسلام کے مقابلے کے ایک مسیحی اتحاد میں حصہ لیا ہو ' اور جو عین اس جنگ کے زمانے میں مرا ہو ' جو خلافت اسلامی کے مٹانے کیلیے کی جا رہی تھی ؟ اور کیا مذہباً ہم کو ایسی ہی وفاداری کی تعلیم دیگئی ہے ؟ "

میں نے وہ مضامین دیکھے تو نہیں مگر بعض اشخاص ذکر کرتے تھے -

لیکن میں متعجب ہوں کہ آپکو اس طرح کے مضامین پر تعجب کیوں ہوا ؟ مسلمانان ہند کی تقریر و تحریر کی تاریخ میں یہ کونسا نیا واقعہ ہے ؟ جس قوم کی زندگی غیروں کی پرستش اور انکے بخشے ہوے اعزاز کے صلۂ زمرد پر ہو ' اسکے لیے یہ کوئی عجیب بات نہیں -

ہم نے اپنے تئیں بھول کر غیروں کی چوکھٹوں پر سجدے کیے ہیں - ہم نے غیروں کی خاطر اپنوں کو چھوڑ دیا ہے - ہم نے انکی ایک نظر التفات کی قیمت میں ایمان و راستبازی تک کی متاع کو لگا دیا ہے - ہم نے انکی خوشنودی کیلیے اپنے آپ کو انکے ہاتھہ میں دیدیا ہے ' اور انہوں نے جب کبھی ہمارے خاک غلامی پر لوٹتے ہوے سروں کو کچلنا چاہا ہے ' تو خود ہمارے ہی وجود سے پتھر کا کام لیا ہے - ہم یہ سب کچھہ کر چکے ہیں اور کرنے کے لیے طیار ہیں - پھر ان سب کے مقابلہ میں یہ ایسی کونسی بڑی بات ہے ' اگر مجاہدین صلیب میں سے ایک کے مرنے پر ہم نے اپنے اخبار کا کوئی گوشہ وقف کر دیا ؟

آپکو تو اس کا تعجب ہے ' اور میں کہتا ہوں کہ اگر اس عبدۃ الحکام اور عبید الدنیا گروہ کو کسی طرح علم ہو جائے کہ ہمارے شہر کے ڈپٹی کمشنر بہادر ابو جہل اور معمرہ کی تعریف سے خوش ہو جاتے ہیں ' تو یقین کیجیے کہ انکو ایک لمحے کیلیے بھی تامل نہ ہوگا ' اور آن کے مناقب و فضائل میں صفحے کے صفحے بلا تامل معمور و مشرف سیاہ کر دیں !

آپ پوچھتے ہیں تو اپنا خیال ظاہر کر دیتا ہوں کہ الحمد للہ اپنے خیالات کے اظہار میں بالکل بے پروا اور بے باک ہوں ' اور شاید اسلام اور نفاق ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے - سب سے پہلے اس بارے میں کسی اصول کو تلاش کیجیے اور پھر دیکھیے کہ بہ حیثیت مسلمان ہونے کے ہمارا فرض کیا ہے ؟

اسلام نے تنگ دلی اور دشمنی و مذہبی تعصب کی تعلیم نہیں دی ہے - وہ انسانی اوصاف و فضائل کے اعتراف ' اور انسانی رحم و محبت کے جذبات کو محض تفرق مذہب و قوم کے تابع نہیں کر دیتا - اس نے ہمکو سکھلایا ہے کہ ہم ہر اچھے انسان کا احترام کریں ' خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ' اور خوبیوں اور وصفوں کی طرف کھینچیں ' خواہ وہ کسی مذہب کے پیرو اور کسی قوم کے فرد میں ہوں - قرآن نے ان مسیحی زاہدوں اور منصف عیسائیوں کی تعریف کی ہے ' جو سچائی کا ادب کرتے تھے ' حق کی مخالفت میں حصہ نہیں لیتے تھے ' اور اچھے اعمال انجام دیتے تھے - اسکے مذہبی تسامح اور بے تعصبی کے نظائر اسقدر کثیر ہیں کہ دہرانے کی گنجایش نہیں -

لیکن تاہم اس دائرۂ احسان عام اور محبت عمومی سے بھی بالا تر ایک شے ہے ' اور دین اکمل کے فرضی عواطف و تعصبی میں اس اقرار سے نہیں سرمانا کہ وہ حق کی حمایت ' اللہ کی پرستش ' اور ہدایت و صداقت کے قیام کا جہاد ہے - اسلام ہماری ہستی کا مقصد یہی بتلاتا ہے کہ ہم دنیا میں خدا کے قائم مقام ہوں ' اور اسکی زمین میں سچائی اور روشنی کو ہمیشہ قائم رکھیں - پس اگر کسی قوم ' کسی جماعت ' کسی ملک ' کسی مذہب ' اور کسی فرد کی طرف سے اللہ کی ہدایت اور اسکی ہدایت کے پیروؤں کی مخالفت کی جاے ' حق کی روشنی پر ظلمت غالب آنا چاہے ' ظلم و تعدی اور قتل و غارت کا اعلان ہو ' یعنے انسانوں کی دوستی اور خدا کی محبت ' دونوں چیزوں میں مقابلہ پیدا ہو جاے ' تو پھر اسکا حکم ہے کہ تم سب سے اپنا رشتہ منقطع کر لو ' اور صرف خدا کا ' حق کا ' اسکے دین کے پرستاروں کا ' اسکی عبادت گاہوں کا ' اور اسکی بھیجی ہوئی روشنی کا ساتھہ دو ' یعنی خدا کی دوستی کی خاطر ان سب کے دشمن ہو جاؤ - پہلی صورت میں جس درجہ احسان عام ' خلق و محبت ' اور رافت و شفقت عمومی کا حکم تھا ' اس دوسری صورت میں اتنا ہی ' سختی و شدت ' قہر و غضب ' اور غیظ و غلظت کا حکم ہے - اسکا عام حکم تو یہ ہے

لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم و تقسطوا الیہم ' ان اللہ یحب المقسطین (۷۹ : ۹)	اللہ تعالی تم کو اس سے نہیں روکتا کہ تم ان غیر قوموں سے ' جنہوں نے تم سے دین کی مخالفت میں جنگ نہیں کی ہے ' اور تم کو تمہارے وطنوں سے نہیں نکالا ہے ' دوستی و نیکی اور انصاف و عدل کے ساتھہ پیش آؤ - بلاشبہ اللہ تو عدل و انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے -

نرمی و رافت عمومی کے احکام تو ایسے ہیں کہ انکا استقصا ممکن نہیں - حضرت موسی کو فرعون جیسی شریر ہستی سے مخاطب ہونے کیلیے نصیحت کی کہ " وقولا لہ قولا لینا " باتیں کرنا تو نہایت نرمی سے کرنا - خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا : " فبما رحمة من اللہ لنت لہم ' ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک " اور یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ اس نے آپکو نرم دل اور صاحب رافت و شفقت بنایا ' اور اگر کہیں طبیعت

۳ - و ۱۰ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری

—o*o—

سقـــوط ادرنـــہ (۱)

— * —

اور ایک دقیقـــۂ فکـــریہ

(۱)

ولا تھنـــوا ولا تحزنـــوا ' وانتـــم الاعلون ان کنتم مـــومنیـــن - ان یمسسکـــم قـــرح فقد مس القـــوم قرح مثلـــہ ' وتلـــک الایـــام نداولھا بیـــن النـــاس -

ھمت نہ ھارو اور نہ اس شکست کی خبر سنکر غمگین و دل شکستہ ھو - یقین کرو کہ اگر تم سچے مومن ھو' تو آخرکار تمھارا ھی بول بالا ھے -

اگر تم کو اس لڑائی میں سخت زخم لگے' تو ھمت نہ ھارو کہ طرف ثانی کی قوت بھی اسی طرح مجروح ھو چکی ھے ' اور یہ وقت کے نتائج و حوادث ھیں جو نوبت بہ نوبت سب لوگوں کو پیش آتے رھتے ھیں -

— * —

ایتھـــا النفس اجملـــی جزعـــا
فـــان ما تحـــذرین قـــد وقـــع (۱)

— * —

بالآخر ایڈریا نوپل ختم ھوگیا ' اور واقعات و حوادث کے آگے انسانی سعی جیسی کہ ھمیشہ ناکام رھی ھے ' اس معرکے میں بھی ناکام رھی : انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

بہت سعی کیجیے تـــو مـــر رہیے میـــر
بس اپنـــا تو اتنـــا ھی مقـــدور ھے

و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیماً حکیما (۷۶ : ۳۰)

صبح تمنا اور شام حسرت

— * —

اس آبـــاد آباد عالم میں ' ھـــر لمحہ اور ھر آن ' کتنی امیدیں ھیں جو پیدا ھوتی ھیں ' اور کتنے ولولے ھیں جو اٹھتے ھیں ؟ پھر اُن میں کتنے ھیں جنکے نصیب میں فیروز مندی و کامرانی ھے ' اور کتنے ھیں جنکے لیے حسرت و یاس کے سوا کچھہ نہیں ! بیکس انسان ' جو آرزوؤں کا مجسمہ ' اور حسرتـــوں کے خمیـــر کا پتلہ ھے ' شاید صرف اسلیے بنایا گیا ھے کہ نصف عمر امیدوں کے پالنے میں صرف کردے ' اور بقیہ نصف نامرادی کے ماتـــم میں کاٹ دے -

(یحیـــی بـــرمکـــی) نے صحـــرا میں ایک اعـــرابی کو دیکھا تھا کہ میدان سے پتھروں کے ٹکڑوں کو جمع کرتا ھے ' اور جب ایک ڈھیر جمع ھو جاتا ھے تو پھر ایک ایک ٹکڑے کو اٹھاتا ھے ' اور جہانسے لایا تھا' اسی طرف پھینکنے لگتا ھے - کیا انسانی ھستی کی پوری تاریخ اس مثال میں پوشیدہ نہ تھی ؟ ھماری زندگیاں ' جنکے ھنگامۂ حیات سے کارگاہ عالم میں شورش و کش مکش کے طوفان اٹھتے رھتے ھیں ' غور کیجیے ' تو امید کے ایک تار عنکبوت ' اور حسرت کے ایک حلقے ھوے تنکے سے زیادہ کیا ھستی رکھتی ھیں ؟ ساری عمر دو ھی کاموں میں بسر کر دیتے ھیں - یا صحراے دجلہ کے اعرابی کی طرح صبح تمنا میں امیدوں کے سنگریزے جمع کرتے ھیں ' یا پھر شام نامرادی میں جہانسے لاے تھے' وھیں پھینکدیتے ھیں کہ ھمیشہ کیلیے معدوم ھوجائیں :

مثل یہ میری کوشش کی ھے ' کہ مرغ اسیر
کرے قفس میں فراھم خس آشیاں کیلیے ،

کار ساز قدرت کی بھی کیا کرشمہ سازیاں ھیں ! کچھہ خاک امید کی لی اور کچھہ خاکستر حسرت کی - دونوں کی آمیزش سے ایک پتلا بنایا ' اور انسان نام رکھکر اس ھنگامہ زار ارضی میں بھیجدیا - کبھی امید کی روشنی سے شگفتہ ھوتا ھے' کبھی نا امیدی کی تاریکی سے گھبرا جاتا ھے - کبھی ولولوں کی بہار میں زمزمہ سار نغمۂ انبساط ھوتا ھے ' اور کبھی حسرت و افسوس کی خزاں میں امیدوں کے پژمردہ پتوں کو گنتا ھے - کبھی ھنستا ھے اور کبھی روتا ھے' کبھی رقص نشاط ھے ' اور کبھی سینۂ ماتم - ایک ھاتھہ سے جمع کرتا ھے' اور دوسرے سے کھوتا ھے

سوایا رھن عشـــق و ناگـــزیـــر الفت ھستی'
عبادت برق کی کرتا ھوں اور افســـوس حاصل کا

پس اے ساکنان محلت آباد ھستی ! و اے رھروان سفر مدھوشی و فراموشی ! ! مجھے بتلاؤ کہ تمھاری ھستی کی حقیقت اگر یہ نہیں ھے تو پھر اور کیا ھے ؟ اور اے نیرنگ آرائے تماشا گاہ عالم ! کیا یہ ھنگامۂ حیات ' یہ شورش زندگی ' یہ رستخیز کشا کش ھستی ' تو نے صرف اتنے ھی کیلیے بنائی ھے ؟

کمند کو تہ و بازوے سست و بام بلند
بمن حوالۂ نومیـــدیم کنہ گیـــرند !

ربنا ! ما خلقت ھذا باطلا ! !

—*—

نہیں معلوم آغاز عالم سے آجتک یہ سوال کتنے دلوں کے اضطراب و التہاب کا باعث ھوا ھوگا ؟ مگر سچ یہ ھے کہ اپنے کان ھی بہرے ھیں ' ورنہ کائنات عالم کا ذرہ ذرہ اس سوال کا جواب نفی میں دے رھا ھے :

محـــرم نہیں ھے تو ھی نوا ھاے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ھے ' پردہ ھے ساز کا

و کاین من ایة فی السماوات و الارض ' یمرون علیھا و ھم عنھا معرضون (۱۲ : ۱۰۶)

یہ سچ ھے کہ مصائب و ناکامی کا ھجوم انسان کے دل میں ایسے خیالات پیدا کر دیتا ھے ' مگر حقیقت یہ ھے کہ اس صنعت گاہ عالم کا یہ سارا سامان صرف اتنے ھی کیلیے نہیں ھو سکتا - وہ عالم انسانیت کبریٰ ' جو تاج خلافت الہی سر پر' اور خلعت کرامت (ولقد کرمنا بنی آدم) اپنے دوش عظمت پر رکھتا ھے ' کیونکر ممکن ھے کہ صرف امیدوں کے پالنے ' اور پھر انکی موت و احتضار کا تماشـــا دیکھنے ھی کیلیے بنایا گیا ھو؟ افحسبتم انما خلقنا کم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون ؟

---

(۱) عربی میں کسی محصور شہر کے حصار ٹوٹ جانے کو (سقوط) کے لفظ سے تعبیر کرتے ھیں ' جو بالکل انگریزی لفظ Fall کا قائم مقام ھے - چونکہ اردو میں کوئی اور موزوں لفظ نہیں ھے ' اسلیے ھم نے اس معنی میں اسی لفظ کو لکھنا شروع کردیا ' اگرچہ اردو میں سقوط بالکل مختلف معنوں میں بولا جاتا ھے -

(۲) اوس بن حجر کا مشہور شعر ھے - یعنے اے نفس مجزوع ! اب رونا دھونا موقوف کر ' کیونکہ جس حادثے کے خیال سے ڈرتا تھا' وہ تو ھو چکا !

نرمی و محبت اور شفقت و رحمت کا سلوک کریں - اور اگر کریں تو پھر اللہ ' اسکے ملائکہ مقربین ' اور رسل مبشرین و منذرین کی نظروں میں ہمارا شمار بھی الٰہی دشمنان خدا کے ساتھہ ہے -

جب اس بارے میں تعلیم اسلامی کا یہ حال ہے ' تو پھر آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ ان میں سے ایک خبیث ترین رکن اتحاد مسیحی ' اور ملعون ترین معاند صلیب پرستی ' یعنے شاہ یونان مقتول کے قتل ہونے پر ہمارے لیے عین ایام جنگ میں صف تعزیت بچھانے ' اور مسیحی ماتم میں برادرانہ و عزیزانہ شرکت کرنے کیلیے کیا حکم ہو سکتا ہے ؟ ومن یتولہم منکم ' فانہ منہم ' ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین -

شاہ یونان ' وہ شخص تھا ' جسکے اندر سب سے پہلے صلیب کے شیطان لعین نے حلول کرکے صدائے جہاد دی تھی ' اور آغاز جنگ ہی میں اس جنگ کو اسلام کے برخلاف جنگ مقدس قرار دیا تھا ' پس میں تو ایک سیدھا سادھا مسلمان ہوں ' اپنے دلی اعتقاد کے اخفا پر قادر نہیں ' میں تو صاف صاف کہتا ہوں کہ اس شریر انسان کے قتل کے واقعہ پر میری زبان اسکے سوا اور کچھہ نہیں نکلسکتی کہ اسپر ' اسکے حامیوں اور شریکوں پر ' اور اسکی فوج و سامان لشکر پر ' اللہ کی ' اسکے ملائکہ کی ' اور چالیس کروڑ پیروان دین الٰہی کی لعنت اور پھٹکار ہو ' اور ہر اس پر جو اسکے نقش قدم پر چلے ' اور اسلام کے برخلاف مسیحی جہاد کا اعلان کرے یا در پردہ اسکے ساتھہ ساز رکھتا ہو - اولئک یلعنہم اللہ ' ویلعنہم اللاعنون (۲ - ۱۵۵)

واولئک مأواہم ' جہنم ' ولا یجدون عنہا محیصا (۴ : ۱۲۰)

یہ ہیں ' جنکا آخری ٹھکانا دوزخ ہے ' اور وہاں سے پھر نکلنے کی انکے لیے کوئی راہ نہیں -

---

حقیقت جنگ

سقوطری کی آبادی قریبا ۱۵ - ہزار ہے - باشندے نسلا البانی اور مذہبا رومن کیتھولک عیسائی ہیں -

جبل اسود کی یہ کوشش تھی کہ جسطرح ممکن ہو سقوطری کو ملحق کرلیا جائے ' لیکن آسٹریا کا اصرار تھا کہ وہ ہر حالت میں البانیا کی خود مختار ریاست کا جزو قرار دیا جائے - آسٹریا کے اصرار کی پشت پر ایک خوفناک فوج تھی ' اور خوف تھا کہ اگر اسکی فرمایش پوری نہ کی گئی ' تو وہ ناطرفداری کی نیام سے تلوار باہر کھینچ کر ' میدان کارزار میں اتر آئیگی - پھر اگر آسٹریا میدان میں آئیگا تو اسکے مقابلے کے لیے روس بھی اتریگا ' اور اگر روس اترا ' تو چونکہ جرمنی کے ذمہ دار اخبار نے (ریخشٹنگ) میں بار بار کہا ہے ' وہ بھی اپنے حلیف کی مساعدت سے خاموش نہیں بیٹھہ سکتا ' اور جرمنی اترا تو فرانس بھی اتریگا اور اسطرح (بقول بسمارک) کوہ آتش فشاں بلقان کی ایک چنگاری تمام یورپ کو جلا دیگی -

یورپ کی مالی اور تجارتی ترقی مسألۂ مشرقیہ پر موقوف ہے اور مسألۂ مشرقیہ کا حل باہمی اتفاق و امن عامۂ یورپ پر - انگلستان جسکی شاہنشاہی کا مدار ہندوستان پر ہے ' اس اتفاق کے لیے نہایت مضطرب تھا ' کیونکہ مسألۂ مصر اور خلیج فارس کا حل (جنکا براہ راست ہندوستان پر بڑا اثر پڑتا ہے) مسألۂ مشرقیہ ہی کے حل پر موقوف ہے -

اسلیے انگلستان نے " مقاصد یورپ " کی شیرازہ بندی کی کوشش کی ' ایک اتحادی سازش کی ' اور لندن میں سفراء دول کی ایک مؤتمر (کانفرنس) بلائی گئی - اس کے سامنے دو [illegible] اقتراح صلح کے علاوہ ' حدود البانیا کا مسئلہ بھی پیش کیا گیا تھا -

اس مؤتمر نے ۳۱ - مارچ کو یہ فیصلہ کیا کہ سقوطری البانیا کے ساتھہ شامل رہے اور جبل اسود مؤتمر السفراء کے اس فیصلہ کو نہ مانے تو بلا تامل ایک مظاہرۂ بحریہ کیا جائے -

شرکاء مظاہرہ اسوقت تک متعین نہیں ہوے ہے - خیال کیا جاتا تھا کہ روس ' فرانس ' اور انگلستان شریک مظاہرہ نہ ہونگے -

۵ - اپریل کو رایٹر نے یہ تار شائع کیا تھا کہ اگر مظاہرہ ناکامیاب ہوا اور سقوطری ساقط ہوگیا تو آسٹریا ۱۵ - ہزار بریگیڈ لیکے سنتری (دارالسلطنت جبل اسود) پر حملہ کردیگی -

۶ - اپریل کو موتمر کے فیصلہ کی اطلاع جبل اسود کو دی گئی ' جسکے جواب میں کہا گیا کہ یہ مظاہرہ اصول ناطرفداری کے خلاف ہے - ۹ - اپریل کو رایٹر نے یہ خبر شائع کی

" اگر دول نے جبل اسود کے مقابلہ میں طاقت کو کام فرمایا تو وہ اپنی خود مختاری سے دستکش ہوکے سرویا میں مدغم ہوجائیگا "

۱۰ - کو ناکہ بندی شروع ہوگئی - باستثناء روس ' تمام دول یورپ شریک ہیں - روس کے محکمۂ جنگ نے ایک اعلان شائع کیا ہے ' جسمیں ظاہر کیا ہے کہ روس کے لیے نا ممکن ہے کہ ان تدابیر کی مخالفت کرے ' جن کو دول اپنے فیصلے کے لیے ضروری سمجھتی ہیں - اس اعلان میں جبل اسود کو مشورہ بھی دیا گیا ہے کہ اپنے اصرار سے باز آجائے - ۱۱ - کو ناکہ بند جہازوں نے ایک شاہی کشتی کو گرفتار کیا ' جو تین کشتیوں کی حفاظت میں جا رہی تھی

۱۲ - کو ریوٹر تار دیتا ہے کہ سنتری کے ایک سرکاری تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جبل اسود سقوطری کے معاملے کے مسئلے پر غور کرنے کے لیے تیار ہے - کل کا تار ہے کہ ایک سرکاری اعلان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جبل اسود سر تسلیم خم کر دیگا ' مگر [illegible] کے بھیجے کے بعد - مگر بظاہر آخری حالت امید نہیں -

---

صلح

ریوٹر کی خبروں کا خلاصہ حسب ذیل ہے

دولت عثمانیہ نے شرائط مداخلت منظور کرلیے ہیں - دول کی یادداشت کے جواب میں بلغاریا نے سارس سے لیکے مقدیہ تک کے بدلے ' اینوس سے لیکے میدیا تک سرحد تجویز کی ہے - جواب الجواب میں دول نے اس تقسیم کو منظور کیا ' مگر جزائر ایجین کو وہ اپنے ہاتھہ میں رکھنا چاہتی ہیں اور تاوان و قرض کے مسئلے کو اس کمیشن کے ہاتھہ میں ' جو پیرس میں بیٹھیگا - ۱۰ - دن کیلیے صلح ' بلقان اور دولت عثمانیہ میں ہنگامی صلح طے ہوئی ہے -

ہمیں اس خبر کی صحت میں تامل ہے -

اتحاد بلقان

سلانیک پر قبضے کے لیے بلغاری اور یونانی دونوں اپنی اپنی جگہ پر فوجی تیاریاں کر رہے ہیں ' اور عجب نہیں کہ مستقبل کے لیے بھی سرویا اور بلغاریا تیاریاں شروع کردیں - ڈاکٹر ڈینف نے ۱۱ - کو بلغاری وکلا کو مخاطب کرتے ہوے ' اس خوف کی طرف اشارہ کیا ' جو بلغاریا و دیگر حلفاء کے آئندہ تعلقات کے باب میں پیدا ہوتا ہے - ڈاکٹر ڈینف نے کہا کہ اپنے حق سے کم پر بلغاریا کبھی راضی نہ ہوگی -

ڈاکٹر ڈینف نے ایک تقریر میں بیان کیا ہے کہ سرویا و بلغاریا عہد نامہ بالکل صاف ہے - اختلاف کی صورت میں زار روس حکم ہوگا - لیکن یونانی اور بلغاری عہد نامہ نہایت عجلت میں تیار ہوا تھا - اسمیں تقسیم کی بابت کوئی دفعہ نہیں ہے - تقسیم سرحد کا فیصلہ فریق کی تعداد اور مصارف جنگ کے اعتبار سے ہوگا -

ولن تجد لسنة الله تبديلا -

اللہ کے بنائے ہوے قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ دیکھوگے -

باغ و چمن میں بہار و خزاں کا انقلاب ہو' دریاؤں میں مد و جزر کا آثار چڑھاؤ ہو' سمندروں میں سکون و ہیجان کا تغیر ہو' افراد حیوانی کی حیات و ممات ' اور شباب و کہولت کا ایاب و ذہاب ' افراد کی صحت و علالت ' اور اقوام کا عروج و زوال ' یہ تمام حالتیں فی الحقیقت الہی قوانین الہیہ ' اور نوامیس فطریہ کے ما تحت ہیں ' جنکو فاطر السماوات و الارض نے اس عالم کے نظام و قوام کیلیے روز اول ہی سے مقرر کردیا ہے - پھر جن افراد و اقوام نے ان قوانین کے مطابق راہ امید اختیار کی ہے ' انکے لیے امید کی زندگی ہے ' اور جنھوں نے اس سے روگردانی کی ہے' انکے لیے نامرادی و ناکامی کی مایوسی ہے - قانون جرم کی سزا دیتا ہے' پر مجرم کو جرم کرنے کیلیے مجبور نہیں کرتا - پس شکایت کارساز قدرت کی نہیں ' بلکہ خود اپنی ہونی چاہیے - خدا نے امید کا دروازہ کسی پر بند نہیں کیا ہے' اور زمین کی راحت کسی ایک قوم کو ورثے میں نہیں دیدی ہے - اس نے پھول اور کانٹے دونوں پیدا کیے ہیں - اگر ایک بد بخت کانٹوں پر چلتا ہے ' مگر پھولوں کو دامن میں جمع نہیں کرتا ' تو اسے اپنی محرومی پر رونا چاہیے ' باغباں کا کیا قصور ؟

فما كان الله ليظلمهم' ولكن كانوا انفسهم يظلمون - (۸ : ۳۰)

خدا کے انصاف سے بعید تھا کہ وہ کسی پر ظلم کرے' مگر افسوس کہ بداعمالیاں کرکے خود آپ انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا -

دوسری جگہ فرمایا :

ذالك بما قدمت ايديكم وان الله ليس بظلام للعبيد (۸ : ۵۷)

یہ سب بربادیاں تم نے خود اپنے ہاتھوں مول لیں ' ورنہ اللہ تو اپنے بندوں کیلیے کبھی ظالم نہیں -

اس نے دنیا کے آرام و راحت ' اور عیش و کامرانی کو انسان کے ماتحت نہیں ' بلکہ انسانی اعمال کا محکوم بنایا ہے' اور جب تک کوئی قوم خود اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا نہیں کردیتی ' اسپر زمین کی راحتوں کا دروازہ بھی بند نہیں ہوتا :

ذلك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم' وان الله سميع عليم (۸ : ۵۵)

ان قوموں کو نامرادی و مایوسی کی یہ سزا اسلیے دی گئی کہ ایسا ہی اسکا قانون ہے - جو نعمت خدا نے کسی قوم کو دی ہو' پھر وہ کبھی واپس نہیں لی جاتی ' تا وقتیکہ خود وہ قوم اپنی صلاحیت اور قابلیت کو بدل نہ ڈالے -

(آیندہ اس قانون عروج و زوال امم کی تشریح کرونگا جو قرآن کریم نے بتلایا ہے ' اور آپکو نظر آئیگا کہ مسلمانوں کے موجودہ زوال کے اسباب کیا ہیں ؟)

ماضی و حال

— * —

یہ انقلابات قدرتی ہیں ' اور نہیں معلوم اس دنیا میں کتنے دور قوموں اور ملکوں پر اسکے گذر چکے ہیں ؟ آج امید و کامرانی کے جس آفتاب سے غیروں کے ایوان اقبال روشن ہو رہے ہیں ' کبھی ہمارے سروں پر بھی چمک چکا ہے ' اور جس بہار کے موسم عیش و نشاط سے ہمارے حریف گذر رہے ہیں ' ایک زمانہ تھا کہ ہمارے باغ و چمن ہی میں اسکے جھونکے آیا کرتے تھے - اب کس سے کہیے کہ کہنا کا وقت ہی چلا گیا !

گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی

ہم ہمیشہ سے ایسے نہیں ہیں ' جیسے کہ اب نظر آرہے ہیں - زمانہ ہم سے ہمیشہ برگشتہ نہیں رہا - مدتوں امید کا ہم میں

سقوط ادرنہ

اور

ایک دقیقۂ فکریہ

(۲)

ہجوم یاس' و احتلال نظام امید

— * —

من كان يظن ان لن ينصره الله في الدنيا والاخرة' فليمدد بسبب الى السماء' ثم ليقطع ' فلينظر هل يذهبن كيده ما يغيظ؟ وكذالك انزلناه آيات بينات ' و ان الله يهدي من يريد - (۲۲ : ۱۵)

جو شخص مایوس ہوکر اللہ کی نسبت ایسا ظن رکھتا ہو کہ اب دنیا و آخرت میں خدا اسکی مدد کرے ہی کا نہیں ' تو پھر اسکو چاہیے کہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے ' اور اسکا پھندا بنا کر اپنے گلے میں پھانسی لگالے اور اسطرح زمین سے (جہاں اب وہ اپنے لیے صرف مایوسی ہی سمجھتا ہے) اپنا تعلق قطع کرلے ' پھر دیکھے کہ آیا اس تدبیر سے اسکی وہ شکایت جسکی وجہ سے مایوس ہو رہا تھا' دور ہوگئی ہے یا نہیں ؟ اسی طرح ہم نے قرآن کریم میں ہدایت و فلاح کی روشن دلیلیں اتاری ہیں' تا کہ تم اسپر غور کرو' اور اللہ جس کو چاہتا ہے اسکے ذریعہ سے ہدایت بخشتا ہے -

— * —

اک ہم ہیں ' کہ ہوے ایسے پشیمان ' کہ بس
اک وہ ہیں ' کہ جنہیں چاہ کے ارمان ہونگے !

— * —

موجودہ جنگ بلقان یا جنگ اسلام و صلیب کی اگر تاریخ لکھی جائیگی' تو اسمیں شاید سب سے زیادہ موثر اور درد انگیز باب مسلمانان عالم کے اضطراب امید و بیم کا ہوگا - یہ سچ ہے کہ میدان جنگ میں صرف مجاہدین ترک تھے ' جنکی لاشیں دشمنوں کی گولیوں سے تڑپتی تھیں ' لیکن دنیا میں کروڑوں قلوب بھی تھے جنکی لاشیں نہیں' مگر پہلو میں دل ہمیشہ تڑپتے رہتے تھے -

واقعات نے جلد جلد اپنے اوراق الٹے - امیدوں کو عموماً شکست ہوئی اور توقعات میں بالعموم ناکامی - جنگ کے التوا کے بعد صلح کے مہلک اور جانستاں شرائط سنکر وہ مضطرب تھے ' مگر خود

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

آشیانہ رہا ہے بلکہ ہمارے سوا اسکا کہیں ٹھکانا نہ تھا - اب دنیا میں ہمارے لیے ماتم و نا امیدی' دو ہی کام کرنے کیلیے باقی رہگئے ہیں ' لیکن زیادہ دن نہیں گذرے کہ ہماری زندگی کیلیے اسی دنیا میں اور بھی بہت سے کام تھے !

وبلوناهم بالحسنات والسيات لعلهم يرجعون (۷ : ۱۶۸) ان في ذالك لايات ' وما كان اكثرهم مومنين (۲۶ : ۶۸)

اور ہم نے ان قوموں کو اچھی اور بری امید اور مایوسی ' فتح اور شکست ' دونوں حالتوں میں ڈالکر آزمایا کہ شاید یہ بد اعمالیوں سے توبہ کریں اور راہ حق اختیار کرلیں - اور بیشک اس انقلاب حالت میں عبرت و موعظہ کی بہت سی نشانیاں ہیں' مگر ان میں اکثر لوگ ایمان و ایقان کی دولت سے محروم تھے -

الذين يذكرون الله قياماً وقعوداً وعلى جنوبهم ويتفكرون في خلق السماوات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار (۳: ۱۸۹)

جو ارباب فکر و حکمت اللہ تعالی کا ہر حال میں ذکر کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کے ملکوت و آثار قدرت پر تفکر و تدبر کی نظر ڈالتے ہیں اسکی زبانوں سے تو یہ عالم صنعت دیکھکر بے اختیار صدا نکل جاتی ہے کہ " خدایا یہ تمام کارگاہ صنعت تو نے بیکار و عبث نہیں پیدا کی ہے ! "

بہار و خزاں

اور امید و بیم

اسمیں تو شک نہیں کہ جس قدر کاوش سے غور کیجیے گا ' جذبات انسانی کی تحلیل و تجرید کے آخری عناصر یہی دو چیزیں ' امید اور حسرت نظر آئیں گی - وہ جو کچھہ کرتا ہے ' یا آیندہ کی امید ہے اور یا رفتہ پر حسرت ' البتہ یہ ضرور ہے کہ امید و یاس کی تقسیم کو صرف افراد و اشخاص میں محدود نہ کیجیے ' بلکہ اسمیں دراصل قوموں اور ملکوں کی تاریخ پوشیدہ ہے - باغ و چمن میں بہار و خزاں ' دو موسم ہیں ' جو یکے بعد دیگرے آتے ہیں ' اور اپنی اپنی آمد کے متضاد و مخالف آثار چھوڑ جاتے ہیں - اسی طرح امید اور حسرت کو دو مختلف موسم تصور کیجیے ' جو قوموں اور ملکوں پر بھی آتے ہیں ' اور وہ نامرادی و کامرانی کی تقسیم ہے ' جو اپنے اپنے وقتوں پر قوموں میں ہوجاتی ہے - بعض قومیں ہیں جنکے حصے میں امید کی بہار آئی ہے ' اور بعض ہیں جو اب صرف یاس و حسرت کے خزاں ہی کے لیے رہگئے ہیں - موسم بہار زندگی و شگفتگی کا موسم ہوتا ہے ' اور انسان کی رگوں کے اندر دوڑنے والے خون سے لیکر ' درختوں کی شاخوں اور ٹہنیوں تک ' ہر چیز میں جوش حیات ' اور ولولۂ انبساط پیدا ہوجاتا ہے - یہی حال اُن قوموں کا ہوتا ہے ' جو اپنے دور امید سے گذرتی ہیں - تمام دنیا اُنکے لیے ایک بہشت امید بن جاتی ہے ' اور اسکی ہر آواز انکے کانوں کیلیے ایک ترانۂ امید کا کام دیتی ہے - وہ اپنے اندر دیکھتے ہیں ' تو دل کا ہر کونہ امیدوں اور ولولوں کا آشیانہ نظر آتا ہے ' اور باہر نظر ڈالتے ہیں ' تو دنیا کا کوئی حصہ عروس امید کی مسکراہٹ سے خالی نہیں ہوتا - اس طلسم زار ہست و نیست میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ خوشی کا - زندگی کی تمام کامیابیاں اور مسرتیں دراصل دل کی عشرت کدوں سے ہیں - جب تک آپکے دل کے طاق مخفی میں امید کا چراغ روشن ہے ' اس وقت تک دنیا بھی عیش و مسرت کی روشنی سے خالی نہیں - لیکن اگر باد صرصر نامرادی کا کوئی جھونکا وہاں تک پہنچ گیا ' تو پھر خواہ آفتاب نصف النہار پر درخشاں کیوں نہ ہو ' مگر یقین کیجیے کہ دنیا کا یہ تمام نظام منور آپکے لیے ظلمت سراے تاریک ہے -

یہ وہ خوش نصیب قومیں ہیں ' کہ انکے دل کے اندر امید کا چراغ روشن ہوتا ہے ' اسلیے جہاں جاتے ہیں ' اقبال و کامرانی کی روشنی استقبال کرتی ہے - چونکہ انکے دل کے اندر سلطان امید فتحیاب ہوتا ہے ' اسلیے زمین کے اوپر بھی نامرادی و ناکامی کی صفوں پر فتحیاب ہوتے ہیں - جس ہاتھہ میں امید کا علم ہو ' پھر دنیا کی کوئی قوت اُس ہاتھہ کو زیر نہیں کرسکتی - انکی امید حسرت و آرزو نہیں ہوتی ' جو محض ناکامی و نامرادی کے ماتم کے لیے ہے ' بلکہ کامیابیوں کا ایک پیغام دعوت ہوتی ہے ' جو دل میں امید بنکر ' اور دل کے باہر عیش و مراد کی کامرانی و فیروزمندی کی صورت بنکر جلوہ آرا ہوتی ہے -

لیکن اسی سطح ارضی کے اوپر ' جو امید کی ان بخششوں سے خوش نصیب قوموں کیلیے عیش مراد کا ایک چمن زار نشاط ہے ' وہ بد نصیب قومیں بھی بستی ہیں ' جنکے دامن حیات میں امید و یاس کی بخشش کے وقت ' امید کے پھولوں کی جگہہ صرف ناامیدی کے کانٹے ہی آئے ہیں - جو خزاں کے افسردہ و افسردہ تن موسم کی طرح ' دنیا میں صرف اسلیے زندہ رہتے ہیں ' کہ بہار گذشتہ پر ماتم کریں ' اور خزاں کے جھونکوں سے اپنے درخت امید کی پتی جھڑ دیکھہ دیکھہ کر آنسو بہائیں - وہ دنیا ' جو اوروں کے لیے اپنی ہر صدا میں ایک پیغام امید رکھتی ہے ' انکے لیے یکسر ماتم کدۂ یاس بن جاتی ہے - دل جب مایوس ہو تو دنیا کی ہر چیز میں مایوسی ہے - انکے دلوں میں امید کا چراغ بجھہ جاتا ہے ' تو دل کے باہر بھی کہیں روشنی نظر نہیں آتی - دنیا کے وہ وسیع صحرا ' جن پر قدرت نے طرح طرح کی نباتاتی نعمتوں کا دسترخوان چن دیا ہے - وہ خوشنما اور عظیم الشان آبادیاں ' جنکو انسانی اجتماع اور مدنی صنعتوں نے زمین کے عیش و نشاط کا بہشت بنا دیا ہے - وہ عظیم الشان اور بے کنار سمندر ' جنکی حکمرانی کی طاقت حاصل کرنے کے بعد پھر خشکی کے ٹکڑوں پر حکمرانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی - غرضکہ اس زمین اور زمین پر نظر آنے والی تمام چیزیں ' اُن سے اس طرح منہ پھیر لیتی ہیں ' گویا وہ اس زمین کے فرزند ہی نہیں ہیں - جبکہ بڑی بڑی آبادیاں قوموں اور جماعتوں کی بادشاہ امنگوں کا جولانگاہ ہوتی ہیں ' تو ان بد نصیبوں کیلیے صحراؤں کے دشت اور پہاڑوں کے غاروں میں بھی کوئی گوشۂ عافیت نہیں ہوتا - صحراؤں کی مصائب ' ہوا کی سنسناہٹ ' اور دریاؤں کی صداے روانی ' اوروں کیلیے پیام امید ہوتی ہے ' مگر انکے کانوں میں ان سب سے نامرادی و فنا کی صدائیں اٹھہ اٹھہ کر طعنہ زن ہوتی رہتی ہیں - دنیا میں اگر بہار و خزاں ' امید و یاس ' شادی و غم ' نغمۂ و نوحہ ' خندہ و گریہ ' اور بقا و فنا ' دو ہی چیزیں ہیں ' جنکی زمین کے بسنے والوں میں بخشش ہوئی ہے ' تو مختصر یوں سمجھہ لیجیے کہ پہلی قوموں کو بہار و امید اور شادی و نشاط کا حصہ ملا ہے ' اور دوسروں کو یکسر یاس و خزاں ' نوحۂ و ماتم ' اور گریہ و فغاں کا :

ما خانہ رسیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست

* * *

وما ظلمهم الله

ولكن كانوا انفسهم يظلمون

لیکن یہ حالات و نتائج کا ایک دور ہے ' جو نوبت بہ نوبت دنیا کی تمام قوموں ' بلکہ کائنات کی ہر شے پر طاری ہوتا ہے - قرآن کریم نے اسی طرف اشارہ کیا ہے .

وتلك الايام نداولها بين الناس - امید و یاس ' شادی و غم ' اور فتح و شکست کے یہ ایام ہیں ' جو نوبت بہ نوبت انسانوں پر گذرتے رہتے ہیں -

دنیا میں کوئی شے نہیں ' جسنے غم سے پہلے اپنی شادی کے دن بھی نہ دیکھے ہوں ' اور باغ میں کونسا زندہ درخت ہے ' جس نے خزاں کے جھونکوں کے ساتھہ کبھی نسیم بہار کی لذتیں بھی نہیں لوٹی ہیں ؟ دنیا عالم اسباب ہے ' اور یہاں کا ایک ذرہ بھی قوانین فطریہ و سلسلۂ علل و اسباب کی ماتحتی سے باہر نہیں - پس یہ انقلاب حالت بھی ایک قانون الہی اور ناموس فطری کے ماتحت ہے ' جس نے ہمیشہ اس عالم میں یکساں نتائج پیدا کیے ہیں ' اور اُن میں تبدیلی ممکن نہیں :

مغلوب کرلے اور اسلیے ممکن ہے کہ میں تسلیم کرلوں کہ ہمارے مٹنے کا وقت آگیا ہے ' مگر میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلم قلب ' جسمیں ایک ذرہ برابر بھی نور اسلام باقی ہے ' ایک مدت ' ایک لمحہ ایک دقیقہ ' اور ایک عشر دقیقے کیلیے بھی اسکو مان سکتا ہے کہ اسلام کے مٹنے کا وقت آگیا ہے -

انسانوں ہی نے ہمیشہ انسانوں کو مغلوب کیا ہے اور نئی قوموں نے ہمیشہ پرانی قوموں کی جگہ لی ہے - اسکا حریف اس عالم میں دیو نہیں بلکہ انسان ہی ہے - پس یہ کوئی عجیب بات نہیں اگر ہمکو ہمارے سیزدہ صد سالہ دشمن آج مغلوب کر کے فنا کردیں ' مگر اے خدا کی رحمت کی توہین کرنے والو ! میں یہ کیونکر مان لوں کہ ایک مصلوب لاش ' حی و قیوم خداے ذوالجلال کو مغلوب کرسکتی ہے ؟ اور مایوسی خواہ کتنی ہی ہو ' مگر کیونکر تسلیم کرلوں کہ انسانی گروہ خداے قادر و لازوال کی جبروت و کبریائی کو شکست دیسکتے ہیں ؟

حیران ہوں کہ آج مسلمان مایوس ہو رہے ہیں ' حالانکہ میں تو کفر مایوسی کے تصور سے کانپ جاتا ہوں ' کیونکہ یقین کرتا ہوں کہ مایوس ہونا اس خداے ذوالجلال والاکرام کی شان رحمت و ربوبیت کیلیے سب سے بڑا انسانی کفر ' اور اس کی جناب میں سب سے بڑی بدنسل آدم کی شوخ چشمی ہے - تم ' جو ان بربادیوں اور شکستوں کے بعد مایوس ہو رہے ہو ' تو بتلاؤ کہ تم نے خداے اسلام کی قوت و رحمت کو کس پیمانے سے ناپا ہے ؟ وہ کونسا کاہن ابلیس ہے جس نے خدا کے خزانۂ رحمت کو دیکھکر تمہیں بتلا دیا ہے کہ اب اسمیں تمہارے لیے کچھہ نہیں ؟ اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمن عہدا ؟ (۱۹ . ۸۲) ام عندهم الغیب فهم یکتبون ؟ ؟ (۴۲ ۵۲) (۱) پھر تم کو کیا ہوگیا ہے کہ تم مایوس ہو رہے ہو ' اور کیوں تم نے خدا کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے ؟ تم کہتے ہو کہ اب ہمارے لیے مایوسی کے سوا کچھہ نہیں ' حالانکہ ایک مسلم دل کیلیے تو نا امیدی سے بڑھکر کوئی کفر نہیں ہے -

لقد جئتم شیئاً ادا - تکاد السماوات یتفطرن منه و تنشق الارض و تخر الجبال هدا !! (۹۲ ۱۹)

یہ تو تم نے ایسی بڑی سخت بات منہ سے نکالی ہے جس کی وجہ سے عجب نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں ' زمین شق ہو جائے ' اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر زمین کے برابر ہو جائیں (۲)

امید و بیم

و من یقنط من رحمة ربه الا الضالون ؟

خدا کی رحمت سے کافروں کے سوا اور کون مایوس ہوسکتا ہے ؟

— * —

انسان شاید یاس و امید کے بارے میں کچھہ فطرتاً عاجل ہے - اسکی فطرۃ سادہ ' بچوں کی مثال سے واضح ہوتی ہے - بچوں کا قاعدہ ہے کہ ہر حالت کا اثر بغیر تفکر و تدبر کے دفعۃً قبول کرلیتے ہیں - روتے ہوے بچے کو مٹھائی کا ایک ٹکڑا پکڑا دیجیے تو ہنسنے لگتا ہے ' اور چھین لیجیے تو فوراً مچل جاتا ہے -

بعینہ یہی حال عقل و فکر کے نشو و نما کے بعد بھی انسان کا ہوتا ہے - البتہ تاثر و نتائج تاثر کی صورت بدل جاتی ہے - قرآن کریم نے اسی فطرۃ انسانی کی عجلت پسندی کی طرف اشارہ کیا ہے ' جبکہ کہا ہے کہ خلق الانسان من عجل - انسان کی خلقت میں جلد بازی اور تعجیل کار ہے -

مصائب کے حس اور شادمانی کے غرور میں بھی دیکھیے ' تو اسکی یہی جلد بازی اور زود اثری ہر موقعہ پر کام کرتی ہے - وہ کس قدر جلد غمگین ہو جاتا ہے اور پھر ایک روتے ہوے بچے کی طرح ' جسکے ہاتھہ میں مٹھائی کا ٹکڑا دیدیا گیا ہو ' کس قدر جلد خوش ہو جاتا ہے ؟ اسکی مایوسی اور امید واری ' دونوں کا یہی حال ہے - جب کبھی وہ اپنی کسی توقع میں ناکامی دیکھتا ہے تو فوراً مایوس ہو کر بیٹھہ رہتا ہے ' اور پھر جب کبھی کوئی کامیابی کی خبر سن لیتا ہے ' تو امید و مسرت کے ضبط سے عاجز ہوکر اچھل پڑتا ہے - حالانکہ نہ تو اسکو ان اسباب کی خبر ہے ' جو غم و نامرادی کے پیچھے ظاہر ہونے والے ہیں ' اور نہ ان عواقب و نتائج کی خبر ہے ' جو بشارت امید کے بعد پیش آنے والے ہیں - اسکی خدا پرستی بھی اس جلد بازانہ یاس و بیم سے شکست کھا جاتی ہے - اگر کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو سمجھتا ہے کہ خدا میرے ساتھہ ہے ' اور اگر نتائج حالات اور مشیت الہی کسی ابتلا و مصیبت میں ڈالدیتی ہے تو دیوانہ وار مایوس ہو جاتا ہے کہ خدا نے مجھکو چھوڑ دیا - سورہ (والفجر) میں اسی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے ' اور تمہارے اندر وہ کونسی شے ہے جسکی طرف قرآن نے اشارہ نہیں کیا ؟ .

فاما الانسان اذا ما ابتلاه ربه ' فاکرمه و نعمه ' فیقول ربی اکرمن - و اما اذا ما ابتلاه فقدر علیه رزقه ' فیقول ربی اهانن (۸۹ ۱۵)

انسان کا حال یہ ہے کہ جب اسکا پروردگار اسکے ایمان کو اس طرح آزماتا ہے کہ اسکو دنیا میں عزت اور نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ فوراً خوش ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا پروردگار میرا اعزاز اور اکرام کرتا ہے - اور جب اسکے ایمان کو کسی آزمایش میں ڈالکر اس طرح آزماتا ہے کہ اسکا رزق اسپر تنگ کردیتا ہے (یعنے مصیبت میں ڈالدیتا ہے) تو پھر فوراً مایوس ہوکر کہنے لگتا ہے کہ میرا پروردگار تو مجھے ذلیل کر رہا ہے اور میرا کچھہ خیال نہیں کرتا ! !

* * *

مہلک ترین ضلالت انسانی

حیات امید و موت قنوط

منجملہ اس حالت کے سب سے زیادہ خطرناک گمراہی ' انسان کی وہ مایوسی ہے ' جو مصائب و آلام کا ہجوم دیکھکر اپنے دل میں پیدا کرلیتا ہے ' اور اس طرح خود اپنے ہاتھوں اپنے مستقبل کیلیے نامرادی و ناکامی کی بنیاد ڈالدیتا ہے -

مایوسی سے بڑھکر کوئی شے انسانیت کیلیے قاتل و مہلک نہیں ' اور دنیا کی تمام کامرانیاں صرف امید کے قیام پر موقوف ہیں - یہ امید ہی ہے جس نے زمینوں پر قبضہ کیا ہے ' پہاڑوں کے اندر سے راستہ پیدا کیا ہے ' سمندر کی قہاری کو مغلوب کیا ہے ' اور جب چاہا ہے اس میں اپنی سواری کے مرکب چلاے ہیں ' اور جب چاہا ہے اسکے کناروں کو میلوں اور فرسخوں تک خشک کردیا ہے - پھر امید ہی ہے جس نے مردہ قلوب کو زندہ کیا ہے ' بستر مرگ سے بیماروں کو اٹھایا ہے ' ڈوبتوں کو کناروں تک پہنچایا ہے ' بچوں کو جوانوں کی تیزی سے دوڑایا ہے ' اور بوڑھوں کو جوانوں سے زیادہ قوی و طاقتور بنا دیا ہے -

جبکہ قوتیں جواب دیدیتی ہیں ' جبکہ زمانہ منہ پھیر لیتا ہے '

---

(۱) کیا انکو عالم غیب کی خبر ہوگئی ہے یا اس بارے میں انھوں نے خدا سے کوئی عہد کرلیا ہے ؟ اور کیا انکے پاس علم غیب ہے کہ جو واقعہ ہو وہ اسے کم و کاست لکھدیں ؟

(۲) قرآن کریم کی آیات کا ہم ہمیشہ ترجمہ دیتے ہیں ، لیکن یہ واضح رہے کہ ترجمے میں لفظی ترجمہ کی رعایت بالکل نہیں کی جاتی - بالعموم ترجمہ کا حصہ بھی اصل مضمون کی عبارت کا ایک مسلسل ٹکڑا ہوتا ہے ، اور آیت کو بطور حاشیے کے دہنی جانب دیدیتے ہیں - اس آیت میں بھی " لقد جئتم " کا ترجمہ بالکل چھوڑ دیا ہے ' صرف حاصل مقصد کو حسب محاورہ لکھدیا ہے -

دارالعلاقہ میں ایک جماعت آخری سعی و مجاہدہ کیلیے اٹھہ کھڑی ہوئی' اور دوبارہ اجراے جنگ نے پھر ایک شعاع امید دکھلائی - حالات گو بدستور تھے ' نئی وزارت آیندہ کیلیے باوجود بے سروسامانی کچھہ نہ کچھہ سامان کرسکتی تھی' مگر جنگ کے گذشتہ ایام میں اسکے پیشرو جو کچھہ کرچکے تھے' انکی تلافی محال تھی - وہ محصور مقامات کو رسد نہیں پہنچا سکتی تھی اور محصور قلعون میں نئی فوج بھی نہیں بھیج سکتی تھی - با ایں ہمہ مالی مشکلات کا انتظام کیا گیا ' اور دو ماہ تک اس جنگ کو جاری رکھا' جسکو ایک ہفتہ اور جاری رکھنے کی قوت بھی تسلیم نہیں کی جاتی تھی ! !

اس عرصے میں امید تھی کہ حالات میں اور تغیرات ہونگے ' اور ایڈریا نوپل کے محاصرے میں دشمن کے لیے مشکلات پیدا ہو جائینگی - استقلال و شجاعت کی نعمت کا یہ موقعہ نہیں ' انکی تفصیل کسی دوسری جگہ پڑھیے گا ' مگر نتیجہ یہ نکلا کہ حالات کے عین مطابق ' مگر ہماری امیدوں اور آرزوؤں کے خلاف ایڈریا نوپل بھی مفتوح ہوگیا ' اور بظاہر ہر شخص نے محسوس کیا کہ آخری رشتۂ امید جو باقی رہگیا تھا ' اس نے بھی بے وفائی کی

فان ما تعد زین قد وقع

میں دیکھتا ہوں کہ (ایڈریا نوپل) کے سقوط کی خبر نے اہل ملت کی ہمتوں کو پست کردیا ہے - لوگ عموماً نا امید ہوگئے ہیں ' اور اکثروں کے دل بیٹھہ گئے ہیں - یاس و اضطراب کا لشکر جب آتا ہے ' تو اسکا پہلا حملہ عقل و دماغ پر ہوتا ہے - لوگ حیران ہیں کہ اب کیا کریں ؟ اور مایوس ہیں کہ اب کچھہ نہیں کرسکتے - مرحوم (غالب) نے اسی عالم کی تصویر کھینچی ہے :

فرصت از دست رفتہ و حسرت مشردہ پاے
کار از دو گذشتہ و افسوں نکردہ کس

حسن مصائب رحمت الٰہی ہے

مصیبت کا احساس غم و ماتم کی صورت میں جسقدر شدید ہو' بہتر ہے' کیونکہ زخم کی تکلیف جتنی سخت ہوتی ہے' اتنی ہی مرہم کے لگانے میں بھی جلدی کی جاتی ہے - اور قدرت الٰہی کی نیرنگیوں نے اکثر ایسا دکھلایا ہے کہ یاس و نا امیدی جب حد انتہا کو پہنچ گئی ہے' تو اسی کی راہیں میں امید کی از سر نو تخم ریزی ہوئی ہے -

پس موجودہ مصائب کا حس جسقدر درد انگیز ہو' اسکو دل نیک سمجھنا چاہیے ' اور در اصل سچ پوچھیے تو ہماری زبانوں کے آہ و فغاں کو دیکھتے ہوے جس درجہ درد و الم دلوں میں ہونا چاہیے تھا ' افسوس ہے کہ نہیں ہے - ہم میں کتنے ہیں ' جنھوں نے چند لمحوں کے اضطراب و تشویش سے زیادہ اپنی زندگی اس غم میں تلخ کی ہے ؟ اور پھر کتنے ہیں ' جنکے حلق سے ایک وقت کا کھانا بھی کسی بے چینی کے بعد اترا ہے ؟

میں سفر میں تھا جب سقوط ادرنہ کی خبر آئی - مجھے اسکے بعد متعدد مقامات میں جانے کا اتفاق ہوا ' اور میں نے مسلمانوں کے مختلف طبقات و درجات کی بہت سی آبادیاں دیکھیں - میں نے دیکھا کہ جو گذرنا تھا ' گذر گیا ' لیکن ہماری غفلت و مدہوشی کے اعمال ' اور عیش جوئیوں اور راحت پسندیوں کے اشغال بدستور جاری ہیں - یہ کہتے ہوے خود اپنے تئیں ندامت اور تکلیف ہوتی ہے مگر افسوس کہ کہنا پڑتا ہے -

تاہم یہ ضروری ہے کہ دلوں کی بے چینی میں شک نہیں ' اور ایک شدت جو پہلے نہ تھی ' اب شاید لاکھوں پہلوؤں میں

محسوس ہو رہی ہے - اگر ہزاروں میں چند جوان غفلت سے مہلت نہیں ' تو اسکی تعداد بھی کم نہیں جو گو ابتک بستروں پر لیٹے ہیں مگر اضطراب کی کروٹیں بھی بدل رہے ہیں ' اور یہ یقیناً کار فرماے قدرت کی ایک سب سے بڑی رونق بخشی ہے اگر موسم کے بدلنے کا وقت آگیا ہے تو اسکے آثار بھی کم نہیں - ہم نے بڑے بڑے آتشکدوں اور تنوروں کو دیکھا ہے کہ انکے اندر سے آگ کے مہیب شعلے اٹھہ رہے تھے ' حالانکہ چند گھنٹے پیشتر انکی تہہ میں چند بجھتی ہوئی چنگاریوں کے سوا اور کچھہ نہ تھا - انہی خاکستر کے تودوں میں چھپی ہوئی چنگاریوں کو جب باد تند و تیز کے چند جھونکے میسر آگئے ' تو چشم زدن میں دھکتے ہوے انگاروں اور اچھلتے ہوے شعلوں سے تنور بھر گیا - پھر کیا عجب ہے کہ سوز و تپش کی جو چنگاریاں اس وقت دلوں میں بجھتی ہوئی نظر آ رہی ہیں ' توفیق الٰہی کی باد شعلہ افروز انہی سے اس آتشکدۂ حیات کو گرم کردے ' جو افسوس ہے کہ روز بروز ٹھنڈا ہوتا جاتا ہے ! !

ذلک بان اللہ یولج اللیل فی النہار و یولج النہار فی اللیل و ان اللہ سمیع بصیر (۲۲ : ۶۰)

یہ امید اسلیے ہے کہ قدرت الٰہی کی نیرنگیوں سے ایسا ہونا کچھہ بعید نہیں - وہ رات کی ظلمت سے دن کی روشنی کو ' اور دن سے رات کو پیدا کرتا ہے ' اور ہماری تمام امیدوں کو دیکھتا اور دعاؤں کو سنتا ہے -

* * *

لیکن مایوسی پیغام موت ہے !

— * —

لیکن ساتھہ ہی افسوس ہے کہ موجودہ حس مصائب اور استقلال غم و اندوہ کا رخ تدبر و اعتبار کی طرف نہیں ہے' بلکہ عموماً مایوسی اور نا امیدی کی صورت میں ہے - جس طرف دیکھتا ہوں ' سقوط ایڈریا نوپل کے واقعہ پر یاس و قنوط کے جذبات کو احاطہ کیے ہوے پاتا ہوں - لوگ کہتے ہیں کہ اب کیا باقی رہگیا ہے جسکے لیے امید کی جاے ؟ اور بد قسمتی نے کیا چھوڑا ہے جو ہمتوں میں مستعدی پیدا کرے ؟ اب یا تو ماتم کی صفیں بچھالدیے' یا بد بختی کی رو پر اپنے تئیں چھوڑ دیجیے کہ جب ڈوبنا ہی ہے تو ہاتھہ پاؤں ہلانے سے کیا فائدہ ؟

پھر کیا آخری سوالات کا وقت آگیا ؟

— * —

بہتر ہے کہ اس بارے میں میری زبان پر صاف صاف سوالات ہوں پھر کیا وقت آگیا ہے کہ ہم ہمیشہ کیلیے مایوس ہوجائیں ؟ کیا ہم یہ سمجھہ لیں کہ امید و یاس کی تقسیم میں اب ہمارے لیے صرف یاس ہی رہگئی ہے ' اور تکمیل فنا میں جسقدر وقت باقی رہگیا ہے' اس میں صرف رفتہ کا ماتم ' اور آیندہ کی نا امیدی' دو ہی کام کرنے کیلیے باقی رہگئے ہیں ؟ کیا یہ جو کچھہ ہو رہا ہے ' ہماری زندگی کی آخری ساعات اور موت کے احتضار کی آخری حرکت ہے ؟ کیا چراغ میں تیل ختم ہوگیا اور بجھنے کا وقت قریب ہے ؟ **اور سب سے آخر یہ کہ کیا اعداء اسلام اور اسلام کا آخری مقابلہ ہوچکا ' اور (یسوع) کی مصلوب اور مردہ لاش نے خداے حی و قیوم پر فتح پالی ? ?**

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوالات مختلف شکلوں میں آج بہتوں کے سامنے ہونگے - ممکن ہے کہ مایوسی کا غلبہ میرے اعتقاد کو

و ان اصابه فتنه انقلب علی وجهه، خسر الدنیا و الاخره، ذالک هو الخسران المبین (۲۲ : ۱۱)

الکو کوئی مائدہ پہنچ گیا تو مطمئن ہوگئے - اور اگر کبھی مصیبت آپڑی، تو جدھر سے آئے تھے، الٹے پاؤں ادھر ہی کو لوٹ گئے (یعنے مایوس ہوکر یہاں سے ہاتھہ اٹھا لیا) - یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے اپنی دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی، اور یہی سب سے بڑا اور بالکل صریح نقصان ہے -

فرمایا کہ "خسر الدنیا و الاخرہ" کیونکہ مایوسی کے بعد انسان کی قوۃ عمل معطل ہوجاتی ہے - پھر نہ وہ صرف دنیا ہی میں ناکام و نامراد رهتا ہے، بلکہ عاقبت کی خوشحالی سے بھی اسے نا امیدی ہی ملتی ہے -

انسان کا فرض سعی و تدبیر ہے، اور وہ جب تک اس دنیا کی سطح پر باقی ہے، اسکو سعی و کوشش سے باز نہیں آنا چاهیے - ہمارا کوئی عزیز بیمار ہوتا ہے، اور اسکی حالت ضعف کی طرف سے مایوس کردیتی ہے - ڈاکٹر بھی جواب دیدیتے ہیں، تاہم سعی و علاج سے آخری ساعات نزع تک باز نہیں آتے - جب افراد کے ساتھہ ہمارا حال یہ ہے، تو تعجب ہے کہ قوم و ملت کے ساتھہ نہو ؟ کس کو معلوم ہے کہ کب دروازۂ رحمت کھلنے والا ہے، اور کب بارش ہونے والی ہے ؟ دہقان کا کام صرف یہ ہے کہ تخم پاشی کرتا رہے :

چوں بمقدم عنایت توفیق ممکن ست
در تنگنائے نزع نہ کوشد کسے چرا ؟

فتح و شکست کا اصلی میدان

دل کے اندر ہے، نہ کہ اس سے باہر

یہاں تک میں نے جو کچھہ لکھا، یہ عام انسانی حالت کے اعتبار سے تھا، لیکن اب سوچنا چاهیے کہ بہ حیثیت اسلام کے اس وقت ہمیں کیا کرنا چاهیے ؟

پھر میں نہیں سمجھتا کہ اگر موجودہ جنگ میں ہر طرف ہزیمت شکست ہی رہا، اور مسلمانوں کو اپنے آخری دنوں میں ایک سب سے بڑی نقصان رساں شکست اٹھانی پڑی، تو اس سے فرزندان اسلام مایوس کیوں ہوجائیں ؟ اگر ایڈریا نوپل چھہ مہینے کی عدیم النظیر مدافعت، اور آخر کے محیر العقول مقابلۂ و مقاتلے کے بعد، بالآخر قدرتی اسباب و حالات کی بنا پر مفتوح ہوگیا، تو پھر چالیس کروڑ فرزندان اسلام کی حصن امید لشکر مایوسی سے کیوں مفتوح ہوجاے ؟ یہ سچ ہے کہ ہمارے دشمنوں نے میدان جنگ میں ہمیں شکستیں دیں، لیکن ابھی وہ اس امید کو شکست نہیں دیسکتے، جو ہر مسلم دل کو اسلام کے خداے قادر و قیوم سے ہونی چاهیے ؟

ایک لاکھہ سے زیادہ سروی و بلغاری لشکر توپوں کے دہانے کھولکر اگر ایڈریا نوپل کی مٹی کی دیواروں کو ڈھا دیتا ہے، تو یہ کونسا دنیا کا نیا اور عجیب واقعہ ہے ؟ اسمیں اس قوم کیلیے کونسی شرم کی بات ہے جس نے سترہ ہزار فوج کے ساتھہ ایک بے پناہ اور مٹی کی دیواروں سے بنے ہوے مقام میں چھہ مہینے تک مدافعت کی ہو ؟ اسپر ہمیں ماتم نشین ہونے کی ضرورت نہیں - ہم ایک لمحہ کیلیے بھی یہ نہیں مان سکتے کہ بلغاری سرویوں نے ہماری جرات و شجاعت کو شکست دیدی - لیکن اے آہ خاندان اسلام کے ماتم گسارو ! جسکے چالیس کروڑ فرزند اس وقت سطح ارضی پر چلتے پھرتے ہیں ! اگر یہ سچ ہے کہ تمہارے دل بھی مایوس ہوگئے ہیں، اور تمہارے دل کے اندر خداے ابراہیم و محمد (علیہما الصلواۃ و السلام) نے جو چراغ امید روشن کیا تھا، وہ بھی بجھہ گیا ہے، تو پھر اسمیں کوئی شک نہیں کہ واقعی سروی اور بلغاری مجاہدین صلیب نے تم کو شکست دیدی، اور تیرہ سو برس کے اندر دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں اور انسانوں کے بڑے بڑے لشکر جس دشمن کو گرا نہ سکے تھے، آج واقعی بلقان کی چند ریاستوں کے اجماع نے اسے گرا دیا !!

ہاں اگر یہ سچ ہے تو بیشک تمہاری اس لافنا زندگی کو جسے قیصر روم اور کسراے فارس موت سے بدل نہ سکا تھا، اس نے مجروح کردیا ہے - تمہارے ان آہنی جسموں کو، جنھیں یرموک کے میدان میں متمدن رومیوں کے لاکھوں تیروں کے نشانے زخمی نہ کرسکے تھے، یقیناً اس نے خاک و خون میں تڑپا دیا ہے، اور تمہارے ان نشانہاے توحید اور علم ہاے دین الہی کو، جسے آٹھہ صلیبی حملوں کے لاکھوں تیرے بھی نہیں گرا سکے تھے، سچ یہ ہے کہ سرویا کے سور چرانے والوں نے آج پارہ پارہ کرکے گرادیا ہے - پھر اسمیں شک نہیں کہ تم مرگئے - تم، جو کبھی نہیں مرسکتے تھے، یقیناً مرگئے - تم، کہ تمہاری رگوں کے اندر خدا کی روح جلال جاری و ساری تھی، اور اسکی نصرت و حمایت کے ملائکۂ مسومین تمہارے آگے دوڑتے تھے، یقیناً آج مرگئے - پس جس قدر تمکو ماتم کرنا ہے کرلو، اور جس قدر جلد اپنی قبر کھود سکتے ہو، کھود لو، کیونکہ خدا کی رحمت اور دنیا کی زندگی، صرف امید رکھنے والوں کیلیے ہے، اور مایوسی کا نتیجہ موت کے سوا اور کچھہ نہیں - خدا تم کو نہیں چھوڑتا پر تم اسے چھوڑ رہے ہو - وہ تمہاری طرف دیکھتا لیکن تم نے نا امید ہوکر اسکی طرف سے منہ موڑ لیا ! تم کو معلوم نہیں کہ یہی مایوسی ہے جسکو تمہارے خدا نے کفر کی خودکشی سے تعبیر کیا ہے :

من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ، فلیمدد بسبب الی السماء، ثم لیقطع، فلینظر ہل یذہبن کیدہ ما یغیظ ؟ و کذالک انزلناہ آیات بینات، و ان اللہ یہدی من یرید - (۲۲ : ۱۵)

جو شخص مایوس ہوکر اللہ کی نسبت ایسا ظن بد رکھتا ہو کہ اب دنیا و آخرت میں خدا اسکی مدد کرنے ہی کا نہیں، تو پھر اسکو چاهیے کہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے، اور اسکا پھندا بنا کر اپنے گلے میں پھانسی لگالے اور اسطرح زمین سے (جہاں اب وہ اپنے لیے صرف مایوسی ہی سمجھتا ہے) اپنا تعلق قطع کرلے، پھر دیکھے کہ آیا اس تدبیر سے اسکی وہ شکایت جسکی وجہ سے مایوس ہو رہا تھا، دور ہوگئی ہے یا نہیں ؟ اسی طرح ہم نے قرآن کریم میں ہدایت و فلاح کی روشن دلیلیں اتاری ہیں، تاکہ تم اسپر غور کرو، اور اللہ جس کو چاہتا ہے اسکے ذریعہ سے ہدایت بخشتا ہے -

ہنوز آن ابر رحمت در فشانست

— * —

سب سے پہلے تو ہم مایوسی کے اس حصے ہی کو تسلیم نہیں کرسکتے کہ دولت عثمانیہ اور ترکوں کی طرف سے بالکل مایوس ہوجائیں اور سمجھہ لیں کہ اس جنگ نے انہیں اب بالکل عضو معطل کردیا - جو کچھہ ہوچکا ہے، ابھی اسکے بعد بھی سنبھلنے کیلیے کئی میدان باقی ہیں اور اگر عبرت و تنبیہ کی یہ سزائیں بے اثر نہ رہیں اور بقیہ قواے عاملہ کو ابھرنے اور کام کرنے کی توفیق مل جاے تو اب بھی یہ قوم، جسکی شمشیر آٹھہ سو برس سے علم اسلامی کیلیے مدافعت کررہی ہے، پنپ سکتی ہے، اور حالات فوراً متغیر ہوجا سکتے ہیں -

دنیا میں ہمیشہ واقعات کا مطالعہ کرنے کیلیے دو طرح کی نظریں رہی ہیں، ایک امید کی اور دوسری مایوسی کی - حکماے یونان کی نسبت سنا ہوگا کہ آثار و نتائج عالم پر بحث کرتے ہوے ان میں دو مختلف مذاہب امید اور مایوسی کے تھے - پھر جس

جبکہ زمین کے کسی گوشے سے صداے ہمت نہیں آتی، اور جبکہ تمام اعضاے عمل جواب دیدیتے ہیں، تو امید ہی کا فرشتہ ہوتا ہے، جو مسکراتا ہوا آتا ہے، اپنے پروں کو کھولتا ہے، اور اسکے سایے میں لیکر، قوت و طاقت، ہمت و مستعدی، چستی و چالاکی کی ایک روح تازہ دلوں میں پیدا کردیتا ہے !

دنیا میں کامیابی اعمال کا نتیجہ ہے، اور اعمال کیلیے پہلی چیز امید ہے - جب تک انسان کے اندر امید قائم ہے، مصیبتوں اور ہلاکتوں کے اگر عفریت بھی سامنے آ کھڑے ہوں، تو بھی اسکو شکست نہیں دیسکتے -

اگر خون اور اسکا دوران انسان کی جسمانی حیات کیلیے ضروری ہے تو یقین کیجیے کہ اخلاقی و ادبی حیات کیلیے امید اسکے اندر بمنزلۂ روح کے ہے - جب تک اسکا دوران دل سے اٹھکر (یا باصطلاح حال دماغ سے نکلکر) جسم کے تمام گوشوں میں حرارت عمل پیدا کررہا ہے، اسکی قوت عمل زندہ، اسکے اعضاے کار متحرک، اور پاے مستعدی سرگرم تکاپو ہیں - لیکن جہاں یہ روح حیات دل سے نکلی، پھر جسم انسانی کیلیے قبر کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں -

ایک شخص جب مایوس ہوگیا، جب اس نے یقین کرلیا کہ اب اسکے لیے دنیا میں کچھہ نہیں، جب اس نے فیصلہ کرلیا کہ اب خدا اسے کچھہ نہ دیگا، تو ظاہر ہے کہ اسکا دماغ کیوں سوچے ؟ دل میں امنگ کیوں پیدا ہو ؟ ہاتھہ کیوں ہلے ؟ اور پاؤں تڑپنے کیلیے کیوں متحرک ہوں ؟

قوموں کی زندگی کی ایک بہت بڑی علامت یہ ہے کہ انکا دل امید کا دائمی آشیانہ ہوتا ہے، اور خواہ ناکامی و مصائب کا کتنا ہی ہجوم ہو مگر امید کا طائر مقدس، انکے دل کے گوشے سے نہیں اڑتا - وہ دنیا کو ایک کارگاہ عمل سمجھتے ہیں، اور امید کہتی ہے کہ یہاں جو کچھہ ہے، صرف تمہارے ہی لیے ہے - اگر آج تم اسپر قابض نہیں ہو تو غم نہیں کیونکہ عمل و جہد کے بعد کل کو وہ تمہارے ہی لیے ہونے والی ہے -

مصیبتیں جس قدر آتی ہیں، وہ انکو صبر و تحمل کی ڈھال پر روکتے ہیں، اور غم و اندوہ سے اپنے دماغ کو معطل نہیں ہونے دیتے، بلکہ مصیبتوں کو دور کرنے اور انکی صفوں پر غالب آنے کی تدابیر پر غور کرتے ہیں - نامرادی انکے دلوں کو مجروح کرتی ہے، پر مایوس نہیں کرتی، اور غم کے لشکر سے ہزیمت اٹھاتے ہیں، پر بھاگتے نہیں -

دنیا ایک میدان کارزار ہے، اور جس چیز کو تم عمل کہتے ہو، دراصل یہ ایک حریفانہ کشمکش اور مقابلہ ہے - پس جس طرح جنگ میں رہنے والے سپاہیوں کو فتح و شکست سے چارہ نہیں - وہ کبھی زخمی کرتے ہیں اور کبھی خود زخمی ہوتے ہیں، اسی طرح دنیا میں بھی جو مخلوق بستی ہے، اسے کامیابی و ناکامی اور فیروزمندی و نامرادی سے چارہ نہیں - کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ ہماری ہی تلوار اور دشمن کی گردن ہو ؟ کیوں نہ ہم اپنے سر و سینے میں بھی زخم کے نشان پائیں ؟ بستر پر آرام کرنے والوں کو رونا چاہیے کہ پاؤں میں کانٹا چبھہ گیا، لیکن سپاہی کو زخموں پر زخم کھا کر بھی اف نہیں کرنا چاہیے - کیونکہ اس کی جگہہ تو بستر نہیں بلکہ میدان جنگ ہے -

شکست و زخم کا خوف ہے تو میدان جنگ میں قدم ہی نہ رکھو، اور تلووں کو بچانا چاہتے ہو تو تمہارے لیے بہتر جگہ پھولوں کی سیج ہے - چلوگے تو ٹھوکر کھاؤگے، اور لڑوگے تو زخم سے چارہ نہیں - پس اگر ٹھوکر لگی ہے تو آنکھیں کھولو اور بیٹھکر رونے کی جگہ تیزی سے چلو، کیونکہ جتنی دیر بیٹھکر تم نے اپنا گھٹنا سہلایا، اتنی دیر میں قافلہ آور دور نکل گیا -

پھر اگر دشمن کی کاٹ نے زخمی کیا ہے تو بھاگتے کیوں ہو ؟ مایوسی خود کشی ہے اور امید زندگی - اور زیادہ چابکدستی سے پیکار و جنگ کیلیے طیار ہو جاؤ - کیونکہ جب تک دوسروں کو زخمی کرتے تھے، زیادہ ہمت مطلوب نہ تھی، لیکن زخم کھا کر تم نے معلوم کر لیا کہ دشمن توقع سے زیادہ قوی ہے، اور اب پہلے سے زیادہ ہمت اور مستعدی مطلوب ہے -

میں نے کہا کہ قومی زندگی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اسکا ہر فرد ایک پیکر امید ہوتا ہے، اور اپنے دل کو امید کی جگہ سمجھتا ہے، نہ کہ مایوسی کی - لیکن اتنا ہی نہیں، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ زندہ قوموں کیلیے مایوسی کے اسباب ہی میں امید کا پیغام ہوتا ہے، اور مصیبتیں جتنی بڑھتی ہیں، اتنی ہی وہ اپنی امید کو اور زیادہ محبت اور پیار سے پالتے ہیں - مصیبتیں انکو مایوس نہیں کرتیں، بلکہ غفلت سے ہشیار کردیتی ہیں، اور عبرت و تنبیہ کی صورت میں انکے سامنے آتی ہیں - وہ مصائب کے سیلاب کو دیکھکر بھاگتے نہیں، بلکہ اس راہ کو ڈھونڈ ھکر بند کرنا چاہتے ہیں، جہاں سے اسنے نکلکر بہنے کی راہ نکالی ہے -

پس مصائب انکے لیے رحمت ہو جاتے ہیں، اور نامرادی انکے لیے کامیابی کا دروازہ کھولدیتی ہے - وہ جسقدر کھوتے ہیں، اتنا ہی زیادہ پاتے ہیں، اور جسقدر گرتے ہیں، اتنا ہی زیادہ مستعدی سے اٹھتے ہیں - وہی دنیا جو کل تک انکے لیے نامرادیوں کا دوزخ تھی، یکایک کامیابیوں کا بہشت بن جاتی ہے، اور جس طرف دیکھتے ہیں، تخت فتح یابی بچھے ہوے، اور انہار کامرانی بہتی ہوئی نظر آتی ہیں - یہی بہشت امید ہے جسکے رہنے والوں کی نسبت کہا گیا ہے کہ:

متکئین فیہا علی الارائک، لا یرون فیہا شمساً ولا زمہریرا (٧٦ : ١٣)

کامیابی و فیروزمندی کے تخت پر تکیے لگاے بیٹھے ہونگے - غم اندوہ کی سوزش و تپش کا انہیں حس تک نہ ہوگا -

کیونکہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوے، پس دنیا بھی انکو مایوس نہیں کرتی

هلاکت امید اور موت قنوط

— * —

لیکن اسی طرح قومی زندگی کے ایام ممات، اور انسانی ارتقاے حیات کا سد باب، اس دن سے شروع ہوتا ہے، جس دن کاشانۂ دل سے امید کا جنازہ اٹھتا، اور مایوسی کا لشکر بڑھا امنڈتا ہے - جس فرد یا جس قوم کو مصیبتوں اور ناکامیابیوں کے عالم میں مایوس دیکھو، یقین کرو کہ اسکا آخری دن آگیا - مصیبتیں تو اسلیے تھیں، تاکہ غفلت کو شکست اور ہمت کو تقویت ہو، لیکن جو لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں، دنیا کے اعمال و تدابیر کا دروازہ اپنے اوپر بند کرلیتے ہیں، اور یہ سمجھہ لیتے ہیں کہ اب ہمارے لیے دنیا میں کچھہ نہیں رہا، وہ تو خود اپنے لیے زندگی کے بدلے موت کو پسند کرتے ہیں - پھر دنیا کی کامیابی، زندگی کو لیکر لڑنے والوں کیلیے ہے، مٹ جانے کے مبتلا شدوں کیلیے نہیں ہے -

دیکھو ! قرآن کریم نے کیسے جامع الفاظ میں ایسے لوگوں کی حالت اور انکی مایوسی کے نتائج کی طرف اشارہ کیا ہے، اور اس نے کس چیز کی طرف اشارہ نہیں کیا، مگر افسوس کہ بہت کم لوگ ہیں، جو اسکی صداؤں پر کان لگاتے ہیں !

و من الناس من یعبد اللہ علی حرف، فان اصابہ خیر اطمان بہ،

اور انسانوں میں بعض ایسے ہیں جو خدا کی پرستش تو کرتے ہیں، مگر انکے دلوں میں استقامت نہیں ہوتی - اگر

خروج کی نظر سے تم دنیا کو دیکھوگے ' وہ اسی رنگ میں نظر آے گی - مایوسی کی نظر سے دیکھو تو اسکے دلائل بھی بے شمار ہیں ' اور امید کا مذہب اختیار کرو تو اسکے پہلو بھی مایوسی سے کم نہیں - اسلام ہم کو ہمیشہ امید کی تلقین کرتا ہے' پس کیوں نہ ہم امید کے پہلوؤں ہی پر پہلے نظر ڈال لیں ؟

اس اعتبار سے دیکھا جاے تو (جیسا کہ کسی وقت تفصیل سے لکھونگا) با ایں ہمہ حالات ' ترکوں کی طرف سے مایوس ہو جانے کی کوئی وجہ نہیں پاتا -

اور پھر اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جاے کہ اب ترکوں کی حرب کا بالکل خاتمہ ہوگیا تو منکر خدا کیلیے جواب دو کہ کیا تمہارے خدا کی قوت کا بھی خاتمہ ہوگیا ؟ مان لو کہ ترکوں کی تلوار زنگ آلود ہوگئی تھی اور اب قوت کر انکے ہاتھوں سے گرگئی ہے ' لیکن کس کو معلوم ہے کہ ابھی خدا کے لا زوال خزانۂ غیب میں اور کتنی غیر مستعمل تلواریں پڑی ہیں' جنکو وہ اپنے دین متین اور کلمۂ معروف کی حمایت کیلیے چمکا سکتا ہے ؟ اسلام ایک قوت الہیہ ہے ' جس کی زندگی انسانوں اور قوموں سے وابستہ نہیں ہے ' بلکہ قوموں کی زندگی اسکی متابعت اور محبت سے وابستہ ہے - پھر قومیں گرسکتی ہیں اور انسانوں کے بانی جسم مٹ سکتے ہیں ' پر وہ نہیں مٹ سکتا - وہ اپنے خداے لا زوال کی غیر فانی قوت کے ساتھہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا ' کیونکہ وہ صداقت ہے' اور صداقت کب نہ تھی' اور کب نہیں رہیگی ؟

اسلام کا ظہور ترکوں کے ظہور کے ساتھہ نہیں ہوا ہے' بلکہ ترکوں نے اسکے دم سے اپنی ہستی کو برقرار رکھا ہے - کیا تیرا سو برس پہلے جب غار (حرا) کے غاروں سے حق کی روشنی چمکی' تو اس وقت ترکوں کا ہاتھہ اسکا محافظ تھا ؟ کیا (بدر) اور حنین کے میدانوں میں ترک تھے جنمیں سے تین سو بانقہ مستوں نے تین ہزار جوانان عرب کو خاک و خون میں ملادیا تھا ؟ کیا (یرموک) اور (قادسیہ) کے معرکہ ہاے خونیں میں وہ ترک ہی تھے' جنھوں نے رومیوں اور ایرانیوں کی ہزاروں لشکروں سے صحراے شام و مدائن کو بھردیا تھا ؟ وہ قوم جس نے تخت کسری کے ہزارہا سالہ عظمت کا خاتمہ کردیا تھا ' ترکوں کی تو نہ تھی - وہ ' جس نے سپہ سالار روم کے سامنے اپنے نیزے کو ریشمیں قالین کے اندر سے زمین میں چبھو دیا تھا ' یقیناً کوئی ترک تو نہ تھا -

پھر (دمشق) اور (بغداد) کے تخت پر کون تھا ؟ اور کن کے گھوڑے تھے ' جنھوں نے (بحر الکاہل) کی مہلک طوفانوں سے گذر کر جبل الطارق پر علم توحید بلند کردیا تھا ؟ ترکوں کو تخت خلافت اسلامی پر قدم رکھے کتنے دن گذرے ہیں ؟ خدا کیلیے ان سوالوں کا جواب دو ! ترکوں سے پہلے جس قوت نے ہمیشہ علم توحید کی حفاظت کی ہے ' کیا وہ آج ترکوں کے بعد کسی دوسری قوم کو نہیں کھڑا کرسکتی ؟ مانا کہ تم نے اگر اللہ کی بخشی ہوئی حکومت و عزت کو کھو دیا ہے تو غم نہیں ' لیکن یہ کیسی بدبختی ہے کہ اپنے دلوں اور دلوں کی روح امید کو بھی کھو رہے ہو ؟

اس تیرہ سو برس کے اندر کتنی قومیں آئیں ' اور اپنی اپنی باری میں حفاظت اسلام کی خدمت انجام دیکر چلی گئیں - جب تک انھوں نے اسلام کا ساتھہ دیا اور اپنے اعمال و اعتقادات میں اس سے علحدہ نہیں ہوئیں ' اس وقت تک وہ بھی اسکے ساتھہ رہا ' لیکن جب انھوں نے اپنی صلاحیت اور قابلیت کھودی' اور اس مقصد کو بھول گئے ' جسکی انجام دہی کیلیے زمین کی وراثت انکو دی گئی تھی ' تو انکا دور کار فرمائی ختم ہوگیا ' اور اللہ نے اپنے دین کی حفاظت کی امانت کسی دوسری جماعت کے سپرد کر دی - وہ اپنے کلمۂ مقدس کی حفاظت کیلیے ہمارا محتاج نہیں ہے ' بلکہ ہم اپنی زندگی کیلیے اسکے دین متین کی خدمت گذاری کے محتاج ہیں

یا ایہا الناس ! انتم الفقراء الی اللہ ' واللہ ہو الغنی الحمید - ان یشاء یذہبکم ویات بخلق جدید - وما ذلک علی اللہ بعزیز (۳۵ : ۱۷)

اے لوگو ! تم اللہ کے دروازۂ فضل و توفیق کے محتاج ہو' اور اللہ تو بے نیاز اور بے نیازی کی تمام صفتوں سے متصف ہے - اگر وہ چاہے تو تم کو چھوڑدے' اور تمہاری جگہ اپنی دوسری مخلوقات لا بساے ' اور ایسا کرنا اسکے لیے کچھہ مشکل نہیں -

دوسری جگہہ سورۂ (نساء) میں ارشاد ہوا

وان تکفروا فان للہ ما فی السموات وما فی الارض وکان اللہ غنیا حمیدا - وللہ ما فی السماوات وما فی الارض ' وکفی باللہ وکیلا - ان یشا یذہبکم ایہا الناس ! ویات باخرین ' وکان اللہ علی ذلک قدیرا (۴ : ۱۳۳)

اور اگر تم اسکے آگے نہ جھکوگے تو وہ تمہارا کچھہ محتاج نہیں ہے ' کیونکہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھہ ہے' سب اللہ ہی کے زیر حکم ہے اور وہ بے نیاز اور تمام صفات موصوف ہے - اگر وہ چاہے تو اے مغرور انسانو ' تم سے اپنی زمین کو خالی کردے اور اسکی جگہ دوسری قوموں کو لا بساے' اور وہ ایسا کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے

لا تایسوا من روح اللہ !

نومید مشو ' کہ نا امیدی کفر است

پھر یہ ممکن ہے کہ اس کالبد ارضی کا ہر مخلوق نا امید ہو جاے ' یہ بھی محال نہیں کہ دنیا کی تمام قومیں اور تمام انسانی جماعتیں مایوسی کو اپنا قبلۂ مقصود بنالیں ' لیکن جن لوگوں کے دلوں کو اسلام کی امانت سپرد کی گئی ہے ' وہ تو کبھی مایوس نہیں ہوسکتے - اسلام سر تا سر امید ہے ' وہ جب کبھی کسی انسان کا ہاتھہ پکڑتا ہے تو پہلی چیز جو اسے دیتا ہے وہ امید ہی ہے - اسکی اصطلاح میں ایمان امید کا نام ہے' اور مایوسی کفر کا مبدا ہے - حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی تھی کہ

لا تایسوا من روح اللہ ' انہ لا یایس من روح اللہ الا القوم الکافرون (۱۲ : ۸۸)

خدا کی روح رحمت سے مایوس نہو' اسکی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوسکتا مگر وہی بدبخت قومیں ' جنھوں نے اپنے دلوں کو کفر کا آشیانہ بنا لیا ہے -

اسکی پہلی آواز اپنے ہر پیرو کیلیے یہ ہے کہ " لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ! " وہ مایوسی کو کسی حال میں ایک مومن کیلیے جائز نہیں رکھتا اور کہتا ہے کہ : ومن یقنط من رحمتہ ' الا الکافرون ؟ دنیا میں مسلمان مایوسی کیلیے نہیں پیدا کیے گئے ہیں' وہ صرف امید کیلیے ہیں ' اور جس دن اسکے لیے نہوں ' اس دن وہ مسلم بھی نہیں - یہ موقعہ اسکی تفصیل کا نہیں' مگر اس آیت کریمہ کو یاد کرو جس سے اس مضمون کا افتتاح ہوا ہے - خدا نے مایوس ہو جانے والوں کی نسبت فرمایا کہ اگر وہ مایوس ہوگئے ہیں ' تو اسکے رہنے کیلیے میری پیدا کی ہوئی دنیا موزوں نہیں " فلیمدد بسبب الی السماء ' فلیقطع " انکو چاہیے کہ رسی کا پھندا گلے میں ڈالکر خود کشی کر لیں ' کیونکہ مایوسی کی دوسری منزل خود کشی ہی ہے -

" الہلال " اپنی ہر اشاعت میں اس صداے الہی کو دہراتا ہے

لا تہنوا ولا تحزنوا ' وانتم الاعلون ان کنتم مومنین -

بدل دینا ایک بڑا بھاری کام تھا - چنانچہ اس کٹھن اور گندے کام کو سر انجام دینے کے لیے بدگو، مفتری، جھوٹ بولنے والوں کی ایک نسل پیدا ہوگئی - ترکوں کے برخلاف بلحاظ قوم تو کیا کہا جاسکتا تھا، اس لیے ہر ایک قابل نفرت امر اسلام کے سر تھوپا گیا - کیونکہ یہ ترکوں کا مذہب تھا، اور اس مذہب کو جو دنیا میں امن، روشنی، اور تہذیب لایا، اور جس کی تعلیم نے کل تہذیب جدید کے بنیادی اصول تعلیم کیے، اس مذہب کو تاریک سے تاریک رنگوں میں ظاہر کیا گیا جس کا نتیجہ موجودہ حالات ہوگئے -

خدا تعالی کی مصلحت نے ہمیں برطانوی سلطنت کے زیر سایہ رکھا ہے اور کئی طریق پر یہ سلطنت ہمارے لئے مفید بھی ہوئی ہے - اب بھی انگریزی قوم انصاف و نصفت شعاری سی جانی ہے - اب بھی کمزور کا ساتھ دینا اس قوم کا شعار ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ اگر عمدہ رہنمائی سے باضابطہ کوشش کی گئی اور ہم نے اپنے معاملات سے یہاں کے لوگوں کو اطلاع دی تو یقیناً یہاں پالیسی بدل سکتی ہے - علاوہ ازیں "جان بل" اپنے معاملہ کو خوب سمجھتا ہے اور کسی کے لیے اپنے معاملہ کو نہیں بگاڑ سکتا -

جن لوگوں نے ہمارے خلاف یہ صورت حال پیدا کر رکھی ہے وہ بھی بڑے ہوشیار ہیں، وہ بھی کوشش میں لگے ہی رہتے ہیں کہ یہاں کے متدین لوگوں کو ہمارے معاملات اصلی حالت میں نظر نہ آویں - وہ جانتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی متفقہ آواز اگر یہاں پہنچ گئی تو یہاں کے خیالات اور رائے کے بدلنے کے لئے کافی ہوگی - اسلیے ہمارے حالات اور کاروبار کو اُلٹے طور پر یا نہایت ہی خفیف کرکے بیان کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے - مثال کے طور پر میں اس دلچسپی کا ذکر کرتا ہوں جو آج کل ہمیں معاملات ترکی سے ہے - وہاں سلطنت کے بڑے بڑے شہروں میں آپ عظیم الشان وقیع جلسے کر رہے ہیں، جن کی اہمیت نے اعلی افسران سلطنت تک کو آپ کا ہمدرد بنا رکھا ہے - لیکن یہاں کا اخبار پال مال گزٹ اپنے ناظرین کی آنکھوں میں خاک ڈالتا ہے، جب وہ اپنی ۳۱ - کی اشاعت میں بیان کرتا ہے کہ کلکتہ، لاہور، یا دیگر مقامات کے اسلامی جلسے جو بلقانی جنگ کے متعلق برطانوی طرز عمل پر ہو رہے ہیں، چنداں قابل التفات نہیں - کیونکہ نوجوان ترکوں کی طرح یہ جلسے بھی چند نوجوان مسلمانوں کی شورش سے ہیں - عام مسلمان قوم تو اس وقت سخت گھبراہٹ اور بے چینی میں ہے اور یہاں کنسرویٹو جماعت کو یہ آرگن لوگوں کو یقین دلاتا ہے کہ ہم کو ترکی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ مسلمانان ہند کو اس قدر انصرام ترکی کے متعلق تشویش ہی ہے، بلکہ یہ تو انڈیا مسلم لیگ کے چند نوجوان ممبروں کی کارروائی ہے - جب ہماری حکمران قوم کی یہ بد قسمتی ہے کہ اس میں ایسے نا قابل اعتبار وقائع نگار اور قوم میں رائے پیدا کرنے والے ایسے نا اہل انسان پیدا ہوگئے ہیں، تو پھر اگر وہ کوئی غلطی کر گذرے تو اس قوم کا کیا قصور؟ یہ تو محکوم قوم کا پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کو اپنے حالات سے صحیح اطلاع دینے کا مناسب انتظام کریں - ہمارے برادران وطن بھی بڑے ہی ہوشیار اور سمجھ دار ہیں : مدت سے انہوں نے اس راز کو سمجھ لیا ہے اور نہایت ہی اطمینان بخش اس کا علاج کرلیا - انہوں نے یہاں نہایت ہی نامعلوم لیکن نہایت ہی کارگر ذرائع پیدا کرلیے جن سے وہ اپنے مفید خیالات پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور اپنی پیش بینی کے ثمرات حاصل کر رہے ہیں -

برادران قوم ! آج آپ لکھنؤ میں ان امور پر غور کرنے کے لئے جمع ہوگئے ہیں جو بالکل آپ کے قریب پیش نظر ہیں - لیکن خدا را اپنے ہم وطن ہندو بھائیوں کی طرح الگ تھلگ کی چار دیواری میں اپنے اغراض و مقاصد کو محدود نہ کرو - مسلم تو کل روے زمین کا باشندہ ہے - اس کا وطن تو کل دنیا ہے - وہ تو نواحی حالات کا غلام نہیں *

برادران ! تمہیں ایک دن خدا اور اس کے رسول کے سامنے حاضر ہونا ہے جس نے تم میں اپنا مقدس پیغام چار اکناف عالم میں پہنچا نے کیلیے ودیعت کیا ہے لیکن اب نصف دنیا کا دروازہ تم پر بند ہونے لگا ہے اور بقیہ نصف دنیا میں تمہارے دشمنوں نے تمہارے دین کی چھوڑے ہیں - ان حالات کے پیدا کرنے کا ذمہ دار ایک حد تک یورپ کا وہ شور دنی ہے، جس کے ماتحت وہ کل دنیا پر اپنی عظمت قائم کرنے کی فکر میں ہے - لیکن اس کا بڑا بھاری باعث وہ غلط رائے اور غلط مذاکمہ اور غلط مفہوم ہے - جو مغرب میں اسلام کے متعلق قائم ہوچکا ہے - یہ امتزاز اور بہتان جو دم بدم یہاں لگائے جاتے ہیں کچھ تو پادریوں کی مہربانی ہے اور کچھ ایک سخت گہری پولیٹکل مصلحت کا نتیجہ ہے - بدگو مفتریوں کے نہ تھکنے والے قلم نے ہم کو زیادہ تر نقصان پہنچایا ہے - اب اگر ضرورت ہے، تو اس کے مقابل ایسے ہی قلم کی ہے جو حمایت میں آئے ! یاد رکھو اور خوب یاد رکھو یورپ کے آلات حرب تمہیں اس قدر خاک میں نہیں ملا رہے ہیں، بلکہ یورپ کی گمراہ کردہ وہ عام رائے یہ کام کر رہی ہے جو ہمارے متعلق ہے اور جس نے یہ ظلم کے ہمارے لیے پیدا کردیے ہیں - خدا نے چاہا تو ترک تو اس مصیبت سے نکل ہی جاوینگے - لیکن ہمارا بہ حیثیت قوم روے زمین پر قائم رہنا اس رائے اور مذاکمہ کی تبدیلی پر منحصر ہے، جو نہایت رذیل طریق پر ہمارے خلاف قائم ہو چکی ہے -

برادران ! یہ ایک بڑا بھاری مسئلہ آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فوری اور اپنی توجہ اور غور کو چاہتا ہے - میں تو یہاں عاجزانہ طریق پر اپنی مذہبی دھن میں آنکلا تھا اور دولت کمانا تو میرا مقصد ہی نہ تھا - میں تو خود اپنی زور اور چلتی وکالت کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں جسکے متعلق آپکا انتخاب کردہ پریسیڈنٹ آپکو اطلاع دیگا - لیکن مجھے یہاں آکر اپنے ارادہ کو کچھ بدلنا پڑا - میں اپنے نقصوں سے واقف ہوں اور یہ بڑا بھاری کام ہے جو میرے سامنے ہے اور اس کام کا حق اسی صورت میں ادا ہوسکتا ہے جب ہمدردانہ کوشش مل جل کر ہو - میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ میری جگہ کوئی مجھ سے بہتر اور زیادہ کامل انسان آئے - میرا دل چاہتا ہے کہ لندن میں آپکے روزانہ اور ہفتہ وار اخبار ہوں جو ہزاروں میں مفت تقسیم ہوں، کوئی کامریڈ ہو، کوئی مصلح ہو، کوئی آبزرور ہو، کوئی ریویو آف ریلیجنز، کوئی زمیندار ہو،

خدا آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے دلوں میں وہ ضروری باتیں القا کرے جس سے آپ کے معاملات کل روئے زمین پر مضبوط و مستحکم ہوں -

آپکا دینی بھائی
خواجہ کمال الدین } ۱۹۸ - فلیٹ اسٹریٹ - لندن

الھلال کی ایجنسی

— * —

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الھلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں، تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

اس حد تک تو ضرور خدمت کی ہے کہ وحشی اقوام کی اصلاح کی ہے - اسلام اب بھی مغربی تہذیب اور مغربی مذہب کا راستہ صاف کرنے میں بعض جگہ کام آسکتا ہے - مثلاً وسط افریقہ میں - لیکن جہاں اب کچھہ تہذیب و ترقی ہوچکی ہے - وہاں اسلام کو اپنے سے بہتر چیز کے لیے جگہ خالی کردینی چاہیے -

یہ مختصر سا خلاصہ ان امور کا ہے' جو اخبارات' میعادی رسائل' کتب' تھیٹر' تماشہ گاہ' تصاویر متحرک' اور عام گفتگو کے ذریعہ مجھہ پر اپنے تعلق اور اپنے مذہب کے متعلق صرف چھہ ماہ کی مدت میں منکشف ہوے - حالانکہ گذشتہ بیس سال سے مذہب ہی میرے زیر مطالعہ رہا لیکن یہ باتیں بیس سال میں مجھے اپنے اور اپنے مذہب کے متعلق سمجھہ نہ آئیں' اور آتی بھی کس طرح' جبکہ یہ سب کی سب باقیں دروغ' افترا' اور نہایت ہی بیجا غلط بیانی ہے - اس میں شک نہیں کہ ابتدا میں یہ امور بعض دشمنان اسلام نے عمداً یہاں پیدا کردیئے - لیکن اب تو یورپ میں لکھوکھا کا یہی یقین ہے اور انگلستان کا اسمیں کوئی استثنا نہیں - لہذا یہ اسی غلط یقین اور غلط محاکمہ کی بنیاد پر ہے کہ یورپین اقوام ہمارے مخالف طبع بعض باتیں سوچا کرتی ہیں اور ایسا کرنے میں وہ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتی ہیں - وہ اپنے غلط خیال و محاکمہ میں نبی نوع کی بہبودی چاہتے ہیں اور اس کے مدنظر پورا ہم کو قربان کرنا پسند کرتے ہیں - ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم نے نصف دنیا کو خراب کررکھا ہے اور اسلئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ بقیہ نصف کو ہمارے مضر اثر سے بچا لیا جاوے - لہذا یہ کوئی حیرت انگیز امر آپ نہ سمجھیں' جیساکہ میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ امریکہ میں ریاستہاے متحدۂ بذریعہ قانون مسلمانوں کا سررمیں امریکہ میں روکنے کا ارادہ رکھتی ہیں - ایسا ہی یہ امر بھی کچھہ عجیب نہیں اگر یورپ' جو اس وقت خود بخود ہی خیر خواہی خلق اللہ کا محافظ بن بیٹھا ہے' اسلامی سلطنتوں کو خاک میں ملانے کی تجویز میں ہے - ممکن ہے کہ اسلامی سلطنتوں کی تقسیم یورپ نے اپنے دربارون میں مدت سے کررکھی ہو - مگر وہ تقسیم اب گذشتہ دس سالوں کے اندر اندر معرض عمل میں آرہی ہے - جب ان کے نزدیک اسلام نبی نوع کے لئے لعنت کا حکم رکھتا ہے تو پھر جتنی جلدی یہ دور ہو' اتنا ہی اچھا ہے - یہی تو وجہ بظاہر نظر آتی ہے کہ یورپ بالکل خاموش رہا اور سرد مہرانہ بے اعتنائی سے ان وحشیانہ مظالم اور خلاف انسانیت ظالمانہ حرکات کو دیکھتا رہا جو ہزاروں ایسے مسلمانوں کی موت کا باعث ہوے جو ہرگز شامل جنگ نہ تھے - تھریس' مقدونیہ' اور البانیہ میں تمام اصول انسانیت و شرافت بلغاری اور مانٹی نیگرین وحشیوں کے پاؤں تلے روندے گئے - تمام قوانین و ضوابط جو ہیگ کانفرنس نے ڈالے' وہ جنگ بلقان و طرابلس میں توڑدیے گئے - لیکن یورپ پر اس کا اثر نہ ہوا - چہ جائیکہ ان عدیم المثال مظالم سے کوئی خفیف سا افسوس و رنج ہی اہل یورپ کو ہوتا - بلکہ ان پر پردہ ڈالنے اور ان کو خفیف کرکے دکھلانے کی کوشش کی گئی اور ان کی تشریحات کی گئیں - ذیل کی چٹھی سے' جو اتفاقاً انہی دن یہاں کے اخبار ڈیلی مرر میں شائع ہوئی جس دن میں یہ خط لکھہ رہا ہوں' معلوم ہوجائیگا کہ کس طرح لکھو کھا مقدس انسانوں سے حقیقی واقعات چھپا کر' ان مظالم کے متعلق مغالطہ کرنے میں ان کو گمراہ کیا جاتا ہے -

قتل عام مقدونیہ

جناب - ہم میں سے بعض اپنے عیسائی بھائیوں کے خلاف الزام یقین کرنے کے کیسے حریص ہیں' لیکن الزامات خواہ کیسے ہی خطرناک ہیں' اگر سچ بھی ہوں تو بھی ایک ترک کو اس کے خلاف شکایت کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں - کیونکہ یہ تو اس کے اپنے ہی ہاتھہ کا بویا ہوا پھل ہے جو اُسے آج کاٹنا پڑا - جو خطرناک نقشہ سنہ ۱۸۹٦ ع کے قتل عام آرمینیا کا ایک چشم دید گواہ نے مجھہ سے بیان کیا تھا' اس کا اثر اس وقت تک میرے دماغ پر ہے - اگر عیسائی باقاعدہ افواج نے ایسے افعال کئے ہیں جو ایک عیسائی کے شایان نہ تھے تو یہ تو اُس تعلیم کا نتیجہ ہے جو صدیوں سے مسلمانوں نے اُن کو دی ہے اور یہ ایک مزید وجہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت کو اب مٹادینا چاہیے - ایک ظلم رسیدہ قوم یا تو غریب آرمینیوں کی طرح بزدل ہوجائیگی یا اہل کریٹ کی طرح تند خو ہوجائیگی - مسلمانوں نے ہر جگہ مصر اور ہندوستان میں عیسائی حکومت سے فائدہ اُٹھایا لیکن عیسائیوں کی حالت ترکی میں بھی اسلامی حکومت کے ماتحت درست نہ ہوئی - اگر یہ الزامات صحیح ہیں تو بیشک یہ ایک نہایت ہی درد ناک مثال ہیں -

سینٹ مارکس ویکر	لارنس اوبیس
وائٹ چیپل	۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۳ ع

اسمیں شک نہیں کہ انگلستان کو جو مراعات ہماری ہیں' اُن کی وجہ سے وہ بیشک اب تک الگ رہا ہے' لیکن مجھے خطرہ ہے کہ ہماری مذہبی پسندی اور ہماری معکوس فطرت تو کچھہ ایسی ناقابل اصلاح سمجھی گئی ہے کہ شاید انگلینڈ اب ایسے کمزور کا ساتھہ نہ دے - ابھی ابھی اُس کی پشتینی دوستی مبدل بغیر جانب داری ہوچکی ہے اور یہ غیر جانب داری بھی ممکن ہے قائم رہے یا نہ رہے -

برادران ! جسمانی طور پر تو میں آپ سے بہت دور ہوں لیکن میرا دل آپ کے ساتھہ ہے - میری یہ چٹھی جس تکلیف کا باعث ہوگی اُس کی کیفیت اور کمیت کو میں یہاں بخوبی محسوس کررہا ہوں' لیکن آپ صبر سے کام لیں اور نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھہ اُن تجاویز پر غور کریں' جن سے اس مصیبت کا علاج ہو - ہمارے متعلق یورپ نے جو محاکمہ اور قیاس کیا ہے اگر وہ درست ہے' تو پھر شکوہ و شکایت ہی کیا - اگر ہمارے دین لوگوں نے ان کو چھوڑے ہیں تو پھر ہم اس بات کے ہی مستحق ہیں' لیکن اگر یورپ دردہ جہالت میں غرق ہے اور ہمارے متعلق عمداً افتراء اور غلط بیانی کا شکار ہورہا ہے تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم یورپ کو اس غلطی سے نکالیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آزادی اور حریت کی جس سرزمین میں بیٹھا ہوں اس میں لکھو کھا ایسے انسان نکلیں گے - زیادہ ترمیم کے لئے میں آپ کو آج سے پچاس سال پہلے کے دن یاد دلاتا ہوں جبکہ انگلستان ترکی کا رفیق تھا - اُس وقت ہم انگلستان کی مدد پر بھروسہ کرتے تھے -

اگر گلیڈسٹن کی متعصب مسیحی فطرت اسلام کو نہ دیکھہ سکتی تھی' اور وہ یہی سمجھتا تھا کہ ترک بیگ بیگی و در گوش یورپ سے نکل جاویں تو حرج نہ تھا - اُس کے برخلاف یہاں ایک زبردست عام رائے بھی تھی جس کا گلیڈسٹن پر معاملہ پڑتا تھا - چنانچہ وہ نا ہے رخصت ہوگیا' لیکن اس آرزو کو ساتھہ ہی لیے مرا - انگلستان کی محبت عثمانیہ کو بغض عثمانیہ سے

اختلال دولت عثمانیہ

اور

مصائب اسلامی

حضرت مولانا - السلام علیکم - آجکل جو مصائب اسلامی دنیا پر حسب مشیت ایزدی نازل ہو رہے ہیں ' وہ اظہر من الشمس ہیں - وہ مسلمان خوش قسمت ہیں جو اخباری دنیا سے باہر رہتے ہیں - جنکو اسوقت تک معلوم بھی نہیں کہ قسطنطنیہ کہاں ہے ؟ کہاں جنگ ہو رہی ہے ؟ اور دو فریقین جنگ کون ہیں ؟ ایسے بیخبر مسلمانوں کی تعداد بھی کروروں سے کم نہیں ' مگر جو لوگ جانتے ہیں کہ قسطنطنیہ مرکز خلافت ہے اور اسوقت صلیب پرستوں کی مظفر و منصور فوجیں اس اسلامی مرکز کے دروازہ تک پہونچگئی ہیں اور بزور شمشیر دروازہ توڑکر اندر داخل ہونیکے لیے تیار ہیں' ایسے لوگوں کی تعداد بھی اسوقت کروروں سے کم نہیں - یہاں پرسوں پنجشنبہ کے روز معلوم ہوا کہ بلغاریوں نے ایڈریانوپل تسخیر کرلیا ' توحید رخصت ہوئی اور تثلیث کا دور دورہ شروع ہوگیا - میری زبان سے اوسوقت بے اختیار یہی نکلا " یالیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیاً منسیا " اب بہر حال جنگ کا خاتمہ ہے - عارضی صلح کے خاتمہ پر بلغاریوں نے جو دھمکی دی تھی اور جسکی وقعت ہماری اسلامی نظروں میں گیدڑ بھبکی سے زیادہ نہ تھی' اوسکی واقعات نے تصدیق کر دی -

اب میں اپنے چند خیالات جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ یہی خیالات اسوقت لاکھوں مسلمان دلوں میں موجود ہونگے اور اگر آپ اپنی راے ان خیالات کے متعلق اپنے اخبار کے ذریعہ سے ظاہر فرمائینگے تو خالی از فائدہ نہوگا -

جسوقت بلغاریوں نے قرق کلیسا پر صلیب کا جھنڈا نصب کیا اسیوقت مسٹر گلیڈسٹن کی آرزو کی تکمیل ہوگئی ' یعنی خداوند واحد کے پرستاروں کا سر زمین یورپ سے نام و نشان مٹ گیا : اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاؤ و تنزع الملک ممن تشاؤ !!

اب بھلا اس صلیبی سیلاب کو کون روک سکتا ہے ؟ خدا کے لیے تو بلاشک سب کچھہ ممکن ہے مگر خدا کی جو مشیت ہے وہ ان اسباب سے صاف ظاہر ہے جو اوسنے اسوقت پیدا کررکھے ہیں - ترکوں میں نہ تو اتفاق ہے نہ ترتیب ' نہ علوم اور نہ قوت انتظامیہ - البتہ بلحاظ شجاعت و شہامت وہ اسوقت بھی دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتے مگر خالی شجاعت سے بنتا ہی کیا ہے سوڈان کے درویش جس قسم کے بہادر تھے وہ دنیا کو معلوم ہے - آخری جنگ میں انکی شجاعت ہی اونکی شکست کا باعث ہوئی - ترکوں کے مقابلہ میں ایک طرف تو تمام صلیبی دنیا ہے اور دوسری طرف خود اندرونی فساد ہے - میں نے جسوقت آپکا وہ پرچہ دیکھا جسکے ٹائٹل پیج پر ناظم پاشا گولی کھا کر گرتا ہوا نظر آتا تھا تو میری زبان سے بے اختیار نکلا کہ " خدا حافظ اوس قوم کا ' جسکے گھر کے دروازہ تک زبردست دشمن پہنچگیا ہو اور وہ آپسمیں ایک دوسرے کو بندوق کا نشانہ بنا رہی ہو "

ترک کیوں مغلوب ہوئے ؟ اسکے جواب میں خود اہل یورپ تسلیم کرتے ہیں کہ بلغاریوں نے ترکوں کو مغلوب نہیں کیا ' بلکہ بلغاریوں کے سامان رسد رسانی نے ترکوں کے سامان رسد رسانی کو مغلوب کرا لیا - یعنی یہ جنگ سپاہیوں کی جنگ نہیں تھی بلکہ بلغاری محکمہ کمسریٹ ' ترکی محکمہ کمسریٹ سے لڑ رہا تھا - بلغاریوں کے پاس کھانیکو موجود تھا اور بیچارے ترک بھوکے تھے - میرے خیال میں اس بد انتظامی کا ذمہ دار کوئی خاص شخص نہیں ' بلکہ اسکا باعث عام خرابی نظم و نسق ہے جس سے غالباً ترکی گورنمنٹ کا کوئی محکمہ بھی آزاد نہیں -

پس ایسی صورت میں اگر آغا خاں نے ترکوں کو یہی مشورہ دیا کہ اب آیندہ کے لیے یورپ کو ترک کردو اور ایشیا کو اپنا موطن سمجھو تو اسمیں کیا برائی ہے ؟ قدرت نے سامان ہی ایسا مہیا کر دیا ہے کہ لا محالہ یورپ چھوڑنا پڑے - مسلمانوں کے لیے تو یہی غنیمت ہے کہ کسیطرح ترک ایشیا ہی میں اپنا قدم مضبوطی سے جمالیں' ورنہ سامان تو کچھہ ایسا نظر آتا ہے کہ یہاں بھی اونکو آرام و چین نصیب نہ ہوگا -

(۲) مجھے سخت تعجب ہوتا ہے جبکہ میں بعض سر برآوردہ اسلامی اخباروں میں اس امر کی تحریک دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کو یوروپین ساخت کی اشیا کا استعمال ترک کردینا مناسب ہے -

پرلیٹکل ماتحتی کا لازمی نتیجہ تمدنی اور تجارتی ماتحتی ہے یورپ کے اسباب کا بائیکاٹ کرنا قریباً ایسا ہی ناممکن ہے جیسا کہ آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا - ممکن ہے کہ بعض امراء قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چھوڑ دیں ' مگر اس سے یورپ کیا صدمہ محسوس کریگا - کام وہ کرنا چاہیے جو ممکن ہو ؟ نہ کہ یہ کہ آپ کوہ ہمالیہ کو اوسکے مقام سے ہلا دینے کی کوشش کریں - یہ تو ممکن ہے کہ آپ دو چار پتھر وہاں سے اٹھا لائیں مگر پہاڑ کو اوسکی جگہہ سے ہلا دینا ناممکن اور محال ہے - اسیطرح چند اصحاب کا بعض اشیاء یورپ کو بائیکاٹ کردینا ممکن ہے' مگر ایسا عام بائیکاٹ جسے اہل یورپ محسوس کریں از قبیل محالات ہے - مگر باوجودیکہ بائیکاٹ صاف طور پر ایک ناممکن امر ہے' تاہم بعض صاحب الرای نہایت سنجیدگی سے اسبارہ میں خامہ فرسائی فرما رہے ہیں -

(۳) میں کچھہ بہت متمول نہیں ہوں تاہم جسقدر مجھکو خدا نے ہمت دی ہے میں مسلمان مصیبت زدگان جنگ کی امداد کے لیے روپیہ بھیجتا رہا ہوں ' اور مجھے یقین ہے کہ اسوقت خیرات کا مصرف سب سے زیادہ بہتر اور مقدم یہ ہے کہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کی جو اس جنگ کے سبب سے گرفتار مصیبت ہیں حتی المقدور روپیہ کے ذریعہ سے امداد کیجائے - اس سے بڑھکر میرے خیال میں کوئی کار خیر نہیں - مگر تمسکات قرض کی خرید کے بارے میں میری راے ڈانواں ڈول ہے - میں نے کئی دفعہ ارادہ کیا کہ کچھہ تمسکات خریدوں مگر چند خیالات اسوقت تک مانع رہے ہیں اور وہ یہہ ہیں -

ترکی کی مالی حالت اسقدر خراب کیوں ہے ؟ خرابی کا باعث بجز اسکے اور کیا ہے کہ انتظام سلطنت سزاوار تحسین نہیں - اگر ممکن ہے کہ اسوقت کارکنان سلطنت (ماضی و حال) کی جیبیں روپیوں سے پر ہوں اگر چہ خزانہ سلطنت بالکل خالی ہے ' تو کیا ممکن نہیں کہ اسوقت جو روپیہ گورنمنٹ ترکی کو بطور قرض دیا جائے وہ بجاے اسکے کہ اسلامی اور قومی کاموں میں صرف ہو بعض غدار اہلکاران سلطنت کے پرایوٹ خزانوں میں پہنچ جائے اور اونکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مہیا کرے ؟ اس موجودہ جنگ کے نتائج صاف بتلا رہے ہیں کہ ان نتائج کے ذمہ دار ترک سپاہی نہیں بلکہ ترک اسٹیٹسمین ہیں' پس ہمکو کسطرح یقین ہوسکتا ہے کہ یہہ روپیہ جو اسوقت ہم علحدہ بطور قرض کے بھیجینگے وہ فی الحقیقت ترک سپاہیوں ہی کے کام آئیگا - اسوقت ترکی میں کوئی مستقل حکومت نہیں - دو یا اس سے بھی زاید پارٹیاں ہیں اور وہ ایک دوسرے کی جان کی دشمن - گذشتہ وزارت کا انقلاب ایک مشہور اور ممتاز ترک افسر کی جان قربان کرنیکے بعد واقع ہوا - اوسوقت ہندوستان کے اسلامی اخباروں نے خوشیوں کے

ادبیات

جرأت صداقت

مدتوں حضرت (عباس) بھی تھے شامل کفر * کم سے کم یہ کہ رسالت پہ نہ تھا اُن کو یقیں
(بدر) میں آکے لڑے، اور گرفتار ہوے * بسکہ تقدیر میں تھی خانۂ زنداں کی زمیں
قیدیوں کے لیے جو گھر کہ ہوا تھا طیار * اتفاقات سے تھا خانۂ مسجد کے قریں
رات کو حضرت عباس کراہے اکثر * قید کرتے ہوے لوگوں نے جو مشکیں تھیں کسیں
دیر تک سرور عالم کو رہی بے خوابی * کروٹیں لیتے تھے اور نیند نہ آتی تھی کہیں
وجہ پوچھی جو صحابہ نے، تو یہ فرمایا: * "آتی ہے کان میں عباس کی آواز حزیں"
جب سنا یہ، تو وہیں کھول دیے ہاتھ اُن کے * چین سے حضرت عباس نے راتیں کاٹیں

* * *

تھا اِنہی حضرت عباس کا پوتا (منصور)، * جو کہ ایوان خلافت میں ہوا تخت نشیں
ایک دن حکم دیا اُس نے کہ (اولاد رسول) * ایک جا جمع کیے جائیں، جو مل جائیں کہیں
پھر دیا حکم کہ ان سب کو پنھا کر زنجیر * کہہ دو اِن سے کہ یہیں خانہ ہے — اِن کے مکیں

* * *

ایک دن سیر کو اس شان سے نکلا (منصور) * پا بزنجیر تھے سادات یسار اور یمیں
ساتھ ساتھ آتے تھے پیدل جگر و جان رسول * اور منصور تھا زیب حرم خانۂ زیں

* * *

ایک نے مجمع سادات سے بڑھکر یہ کہا: * "گرچہ اس لطف کے مشکور ہیں ہم خاک نشیں
ہم روا بدر میں لیکن جو کیا ہم نے سلوک * وہ تو کچھ اور تھا، ہے یاد بھی تمکو کہ نہیں؟"

(شبلی نعمانی)

غزل

مرا که یک دل و صد توده آرزو ها هست * شکیب و صبر چگونم که بیشتم، تا هست
دلم نه بارکی لعل او همی لرزد * که بوسه ز ادب و شوق ز معنا تا هست
ز نازک اغلاط انداز جود چه می ترسی * بیا که برلب من شکوه هاے بیجا هست
حدیث خلد چو گوید نا من معتبرن * گمان برم که مگر گوشهٔ ز صحرا هست
رسیده تا برِ ما نیم پُر است، و عمرا آر * هنوز در ادب آموزی تقاضا هست
نه سعی جانے من کس مدار گر عمرے * مدار رند کنم وعده هاے فردا هست
هزار حیف که در ملک حسن بتوان یافت * بصر مذاق جفاے که هست و هرجا هست
بیا که ما و تو هر دو برابر افتادیم * هر آن قدر که وفا با تو نیست، با ما هست
جفا کنی و نه این خیرگی نمی ترسی * که روز داد گر امروز نیست، فردا هست
هنوز نشئهٔ دوشینه در برم باقی است * که درس گویم و تحکم ز جام و صهبا هست

(شبلی نعمانی)

PRINTED & Published by A K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg Pubg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

مذاکرۂ علمیہ

الحیات

علم الحیات پر ایک خطبۂ علمیہ

اور

انکشافات حدیثہ کے بعض نتائج مہمہ

—*—

(۲)

—*—

پچاس سال ہوے کہ (ٹامس گریہم) نے حالت هلامیہ میں مادے کے خواص پر اپنے ملاحظات شائع کیے تھے - یہی ملاحظات ہیں جو علم الحیات کے عصر جدید کا دیباچہ ثابت ہوے -

ذی حیات مادوں کے خواص کے سمجھنے میں ان سے بیحد مدد ملی - ہمارے عملیات طبیعیہ و کیمیاویہ جس قدر ترقی کرتے جاتے ہیں ' اسی قدر ہم کو یقین ہوتا جاتا ہے کہ طبیعی و کیمیاوی حیثیت سے ذی حیات مادے ' حیات ہی کی طرح ہیں -

ذی حیات مادے ہمیشہ سیال شکل اختیار کرکے رہتے ہیں - اس سیال شکل میں هلامیات کے علاوہ بلور نما اجسام بھی ہوتے ہیں ' جو کبھی هلامی ذرات سے متصل ہوتے ہیں اور کبھی غیر متصل -

هلامیات اور بلور نما اجسام سے مرکب ذی روح مادوں کے گرد ایک جھلی سی ہوتی ہے ' یہ جھلی اکثر هلامیات کی ہوتی ہے اور کبھی اسکے ساتھہ ایک روغنی طبقہ بھی ہوتا ہے - یہ جھلی گو سیال هلامی اور ایک دوسرے سیال میں حائل ہوتی ہے مگر تاہم ان دونوں سیالوں میں باہم برابر مبادلہ ہوتا رہتا ہے - سیال هلامی سے پروٹوپلاسم (۱) نامی ایک شے پیدا ہوتی ہے - پروٹوپلاسم میں چند اور جھلیاں بھی ہوتی ہیں - ان جھلیوں میں بسا اوقات ایسے طبیعی یا کیمیاوی صفات پائے جاتے ہیں ' جن کی بدولت بعض مادوں کا پروٹوپلاسم کی صورت میں منتقل ہوجانا ' یا اس سے بالکل نکل آنا ' نہایت آسان ہوجاتا ہے :

ان طبیعی حالات میں پیدا ہونے والے تغیرات ' اور ان تغیرات کا مجموعہ ' جو پروٹوپلاسم میں پیدا ہونے والے کیمیاوی اسباب کا نتیجہ ہوتے ہیں ' انکی تمثیل و عدم تمثیل کا باعث ہوتا ہے - جنکے مماثل تغیرات ' خارج از جسم بھی طبیعی یا کیمیاوی ذرائع سے پیدا کیے جا سکتے ہیں -

---

(۱) آگے چلکر (خلایا) اور (خلیہ) کا لفظ آے گا ' اسلیے ان دونوں اصطلاحوں کی حقیقت سمجھہ لینی چاہیے - حیوانات اور نباتات کے اصل حیات کی ابتدائی تکوین ایک چھوٹی سی تھیلی سے ہوتی ہے ' جو اسقدر دقیق ہے کہ بغیر آلۂ خورد بین (مکرسکوپ) کے نظر نہیں آسکتی - اسکے اندر ایک متحرک سیال مادہ مثل ایک لعابی مادے کے ہوتا ہے - اسی کو انگریزی میں Protoplasm پروٹوپلاسم کہتے ہیں - افسوس کہ اسکے لیے سردست ہم کوئی اصطلاح وضع نہ کرسکے ' اور نہ کوئی عربی لفظ اسکل کے مراجم حدیثۂ عربیہ میں ملا -

اسی سیال مادے میں ایک اور جوہر مثل گٹھلی کے تیرتی ہوئی نمودار ہوتی ہے ' اور اسی سے بہر رنگا سی و حیوانی جانس کی تکوین ہوتی ہے - یہی گٹھلی ہے ' جسکے لیے عربی لفظ (نواۃ) ہم نے ترجمے میں جابجا استعمال کیا ہے *

یہ صحیح ہے کہ تحول و انتقال کے ان تمام درمیانی دوروں کا استیعاب ہم نے نہیں کیا ہے ' جنمیں سے جسم میں داخل ہونے والے مادوں کو گزرنا پڑتا ہے ' لیکن جب تک کہ تغیرات کا حاصل یہی ابتدائی دور اور یہی انتہائی نتائج ہونگے (بشرطیکہ انکی رفتار طبیعی و کیمیاوی قوانین کے مطابق ہو) اسوقت تک ہم کو اس نتیجے کے نکالنے کا حق ہے کہ ذی حیات مادوں کے تغیرات کے اسباب بھی وہی معمولی کیمیاوی و طبیعی اسباب ہیں -

نمو و توالد جمادات و مادہ ہاے ذی حیات

ممکن ہے کہ کوئی شخص کہے کہ مادہ ہاے ذی حیات اور جمادات میں مابہ الامتیاز ' صرف اول الذکر کا نمو اور توالد ہے - ایسا ہمیشہ کہا جاتا ہے ' مگر میرے عقیدے میں شاید ہی کوئی دعوی اس خیال سے زیادہ غلط اور بے اثر ہو - تحقیقات قریبہ اور تجارب حالیہ نے کامل طور پر ثابت کردیا ہے کہ جمادات میں بھی نباتات و حیوانات کی طرح قوت نشو و نمو موجود ہے ' اور رفتار نمو کی سستی و تیزی کے سوا کوئی شے نہیں ' جو دونوں میں ما بہ الامتیاز ہو - گھڑی کے دائرے میں منٹوں کی سوئی چکر لگاتی ہوئی نظر آتی ہے لیکن مدت کے دورے گھنٹے پر جب تک نہایت غور کے ساتھہ نظر نہ جمائی جاے ' اسکی حرکت محسوس نہیں ہوتی - پھر گھنٹے کا کانٹا تو بالکل ساکن و جامد اور غیر متحرک محض نظر آتا ہے ' اور با وجود اسکی حرکت کے علم یقینی کے ' کوئی نظر اسکی حرکت کو محسوس نہیں کرسکتی - پھر کیا ہم میں کوئی شخص بھی اسکے لیے طیار ہے کہ گھڑی کی صرف چھوٹی سوئی کی حرکت کو تسلیم کرے ' مگر بڑے کانٹے کی حرکت سے انکار کرے ؟

یہی حال مخلوقات عالم کی نشو و نما کی رفتار کا ہے - بعض نہایت سریع السیر ہیں اور اسلیے انکی قوت نمو کو ہر نظر محسوس کرتی ہے - بعض اس سے کم سریع ہیں ' اور انکا مشاہدہ زیادہ غور کا محتاج ہے - آخری درجہ جمادات کی نشو و نما کا ہے ' کہ انکی حرکت گھنٹے کی سوئی کی طرح نہایت بطی السیر اور غیر رفتار ہے ' اور بغیر ایک معتد بہ وقت کے گذرے اور اسکے خالۂ رفتار کے درجوں پر نظر رکھکر مقابلہ کرنے کے ' کسی طرح اسکا اندازہ نہیں کیا جاسکتا -

جمادات میں عدم نمو کی غلطیٔ کے لیے میں یہاں (بلورات غیر آلیہ) کی مثال کافی سمجھتا ہوں : (آلیہ اور غیر آلیہ کی تشریح گذشتہ نمبر میں گذر چکی ہے)

(بلورات غیر آلیہ) کو اگر انکی ضروری غذا ملتی رہے تو انمیں بھی توالد و تکاثر ہوتا ہے - انکے مختلف اصناف ہیں ' اور ہر صنف کے نمو کی ایک خاص حد ہے - ان بلورات کا نمو جب اس حد خاص تک پہنچ جاتا ہے تو پھر مثل حیوانات کے ' انکے حجم میں زیادتی نہیں ہوتی بلکہ نئے بلور پیدا ہونے لگتے ہیں - یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ جب بلور ' اصطناعیہ وسط مناسب میں رکھے جاتے ہیں ' تو انمیں بھی نمو ہوتا ہے ' اور انکے نمو اور ذی روح مادوں کے نمو میں حیرت انگیز مشابہت ہوتی ہے -

جمادات میں توالد و تناسل

جمادات میں توالد بالتناسل کا انکار بھی صحیح نہیں - دریائی تریتا کے متعلق (لوہب) کے مباحث نے ثابت کردیا ہے کہ

نعرے لگائے اور بڑے جوش سے ترکوں کو اُبھارے جنگ کا مشورہ دیا مگر نتیجہ کیا ہوا ؟ - وہ جو پرسوں معلوم ہوگیا جبکہ پیروان یسوع مسیح صلیب کا جھنڈا ہاتھوں میں لیے ہوئے اس شہر میں داخل ہوئے جو کئی سو برس تک ترکوں کا دار السلطنت رہچکا ہے - آج اوس مسجد کی کیا کیفیت ہوگی جسکی تصویر کچھ عرصہ ہوا آپکے اخبار میں شائع ہوئی تھی ؟ انا للہ و انا الیہ راجعون - یہ جو کچھ ہوا حسب فرمان ایزدی ہوا مگر اسکی ذمہ داری کا بوجھ کسکی گردن پر ہے ؟ تمام ترکی لیڈروں کی گردنوں پر - خواہ وہ کامل پاشا کے پیرو ہوں اور خواہ ممبران انجمن اتحاد و ترقی - عجب شان ایزدی ہے کہ ایک طرف تو ترکوں جیسی شجاع قوم اور دوسری طرف چار چھوٹی چھوٹی ریاستیں - اور یہ چاروں صرف چار دن کے عرصہ میں ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کا شیرازہ پراگندہ کردیں ! اسکا باعث سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ ادھر ترک مزے سے میٹھی نیند سو رہے تھے اور ادھر سالہا سال سے بلقانی اس جنگ کے لیے تیاریاں کر رہے تھے - ترکوں کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ ہماری ہمسایہ ریاستیں کس تیاری میں مصروف ہیں اور اونکی فوجی طاقت کس پایہ تک پہنچگئی ہے - اس غفلت اور کوتاہ اندیشی کا نتیجہ وہی ہوا ' جو ہونا تھا - اب آپ فرمائیں کہ اگر اس صورت میں ہمارے ہندوستانی مسلمان مر مرا کر دو تین کرور روپیہ بطریق قرض حسنہ یا بامید مدافعہ گورنمنٹ ترکی کے نذر کردیں تو کیا نتیجہ اسپر مرتب ہوگا ؟ کیا یہ روپیہ اونکو خواب غفلت سے بیدار کردیگا ؟ اور کیا اس روپیہ سے وہ اسلامی عظمت جسکا رونا آج تمام اسلامی دنیا رو رہی ہے از سر نو یورپ میں قایم ہو سکتی ہے ؟

(۴) مجھکو ترکوں سے نہایت ہمدردی ہے جسکا باعث صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور نیز اسوقت تک اونکا شمار خود مختار قوموں میں ہے - مگر کیا یہ صحیح امر ہے کہ قسطنطنیہ عرش خلافت ہے ؟ اور سلطان روم (خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ) خلیفۃ المسلمین ہیں ؟ میرا عقیدہ تو یہ ہے (اور اگر اسکے خلاف کوئی معقول دلیل موجود ہے تو میں یہ عقیدہ بدلنے کے لئے تیار ہوں) کہ جناب پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے بعد صرف تیس سال تک خلافت قایم رہی ' بعد ازاں سلطنت قایم ہوگئی ' آخری خلیفہ حضرت امام حسن علیہ السلام ہوے اور اسلامی دنیا میں پہلا پادشاہ حضرت معاویہ - پس اصل مرکز خلافت مدینہ منورہ تھا - جب یہاں مسلمانوں کے ہاتھہ سے خلافت کا خاتمہ ہوا تو پھر ایک نئی قسم کی خلافت سلطنت کے رنگ میں مختلف مقامات میں جلوہگر ہوئی - ترک بادشاہوں نے زور شمشیر سلطنت قایم کرلینے کے بعد ایک خاص موقعہ پر اپنے آپ کو عباسی خلافت کا وارث بنالیا - یہ خلافت بہر حال اوس خلافت سے بالکل مختلف تھی جو پیغمبر خدا صلعم کی وفات کے بعد مدینہ منورہ میں قایم ہوئی تھی - پس اگر یہ خلافت وہ خلافت نہیں تو پھر اس خلافت سے مراد کیا ہے ؟ کعبہ کی حفاظت خدائے تعالی کے اختیار میں ہے ' اسوقت تک ترکوں کی تلوار نے اسے محفوظ نہیں رکھا - غیر قوموں نے اگر اسوقت تک کعبہ مقدس کا رخ نہیں کیا تو اسکا باعث یا تو یہ ہے کہ وہ عام اسلامی جوش جہاد سے خائف ہیں اور یا یہ کہ وہ اس ریگستانی سرزمین کو اپنی توجہ کے لائق نہیں سمجھتے - بہر حال اگر کسی مخالف قوم نے کبھی اسطرف توجہ کی تو خدا خود اپنی گھر کی حفاظت کے لیے کافی ہے - جو انجام اصحاب فیل کا ہوا وہی انجام غالباً اوس فوج کا بھی ہوگا -

خاکسار

محمد احتشام الحق

مسئلۂ تعطیل جمعہ

— * —

مسٹر غزنوي کے سوال کا گورنمنٹ کی طرف سے جو جواب دیا گیا اسکے بعد تعطیل جمعہ (نصف روز کی) ضرورت ہے یا نہیں ؟

— * —

مسلمان ایک مدت سے اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ جمعہ کے دن سرکاری عدالتوں کے کھلے رہنے سے مسلمان ملازموں کو عملاً ایک فرض مذہبی کے ادا کرنے سے باز رہنا پڑتا ہے - چنانچہ ایک دو سال سے اسکے متعلق مسلمانوں نے کوشش شروع کی ' اور مسٹر غزنوي کی تحریک و سعی سے گورنمنٹ بنگال نے دو گھنٹہ کی چھٹی منظور کرلی - حال میں مسٹر غزنوی کے سوال پر گورنمنٹ کے ممبر نے کونسل میں کہا کہ گورنمنٹ بہ خوشی اسبات کو منظور کریگی کہ جو مسلمان ملازم جمعہ کے ادا کرنے کے لیے چھٹی طلب کرے ' اسکو اجازت دیدی جاے -

اس کارروائی سے بعضوں کو یہ خیال پیدا ہوکر اطمینان ہوگیا ہے کہ اب جمعہ کی تعطیل (نصف روز) کی تحریک کی ضرورت نہیں رہی - لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اس کارروائي نے عملی مسئلہ کو حل نہیں کیا ' گورنمنٹ کے طرف سے جو جواب دیا گیا ہے ' اسکا مطلب بظاہر یہ ہے کہ جب کوئي مسلمان ملازم ' اپنے افسر سے جمعہ کے دن نماز کے لیے چھٹی طلب کریگا تو وہ اسکو چھٹی دیدیگا - لیکن یہ اجازت اور دو گھنٹہ کي عام تعطیل ' دو مختلف باتیں ہیں -

اجازت کے حکم کا منشا یہ ہے کہ ہر ملازم کو ہر دفعہ جمعہ کے دن' اجازت طلب کرنی پڑیگی - اس صورت میں ظاہر ہے کہ خاص خاص حالات میں اکثر ملازموں کو خود اجازت طلب کرنے میں تامل ہوگا - مثلاً جب وہ دیکھیگا کہ اسکا افسر مسلمان نہیں ہے ' اور اسکو کسیکي مذہبی پابندي کی نسبت ' دفتر کے کام کے پورا ہونے کا زیادہ لحاظ ہے ' تو اس صورت میں گو ملازم کو یہ یقین ہوگا کہ اجازت بہ ہرحال مل جائیگي ' تاہم اسکو بار بار اجازت طلب کرنے میں پھر بھی تامل ہوگا - بخلاف اسکے اگر یہ معلوم ہو کہ مسلمانوں کو جمعہ کے دن ۲ - گھنٹے کی عام اجازت ہے ' تو بے تکلف ہر شخص اس اجازت سے مستفیض ہو سکیگا -

اسکے علاوہ مسلمانوں کی اصلی خواہش یہ ہے کہ یہ دو گھنٹہ کي چھٹي مسلمان ملازموں کے ساتھہ مخصوص نہ رہے ' بلکہ عام طور پر جمعہ کے دن آدھے دن کی تعطیل دیدي جاے - اسلیے کہ اگر یہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رہي تو مسلمان ملازموں کو یہ اندیشہ رہیگا کہ غیر مسلمان افسر ہمیشہ مسلمان ملازموں کو اپنی ماتحتی میں لینا پسند نہ کرینگے - کیونکہ ان کو ہمیشہ یہ نظر آیگا کہ ہر آٹھویں دن ایسے ملازموں کي وجہ سے سرکاري کاموں کے انجام دینے میں دو گھنٹے ضائع ہوجاتے ہیں -

ان وجوہ کی بنا پر ' ہم تمام اسلامي اخبارات اور اہل الرائے حضرات سے مستدعی ہیں کہ وہ بہ تفصیل و توضیح اس امر کے متعلق اپنی راے کا اظہار کریں ' کہ آیا گورنمنٹ کی موقت اور محتاج الاعادۃ اجازت پر قناعت کرلیني چاہیے یا عام تعطیل کے لیے درخواست کرني چاہیے ؟

اور یہ ' کہ اسپر اکتفا کرنا چاہیے کہ یہ نصف روزہ تعطیل مسلمانوں کے ساتھہ مخصوص رہے ' یا عام کردی جاے ؟

شبلی نعمانی - لکھنو

مقالات

حیات کا وجود ایسے اسباب سے ہے ' جو کائنات میں مادے کی گونہ گوں شکلوں کے اسباب کے شامل ہیں اور بالفاظ دیگر حیات کا وجود بھی قانون ارتقاء تدریجی سے ہوا ہے -

بعض جلیل القدر علماء کا خیال ہے کہ حیات کرۂ ارض پر پیدا نہیں ہوئی بلکہ کسی ستارے سے آئی ہے ' اور عجب نہیں کہ حاضرین میں سے بعض حضرات کو وہ مناقشہ یاد ہو ' جو اس مجمع کے اجلاس سنہ ۱۸۷۱ - منعقدہ ادنبرا کے خطبۂ رئیسیہ میں سر (ولیم ٹامسن) کے ایک اعلان پر ہوا تھا ' جسکہ معلم موصوف نے کہا تھا کہ حیات کرۂ ارض میں ذوات الاذناب (دمدار ستارے) کے ذریعہ سے آئی اور اسی سے حیوانات میں زندگی پیدا ہوئی !

اس رائے پر مختلف و متعدد اعتراضات ہوے تھے جنمیں سے بعض کا جواب آسان نہ تھا - ایک شخص نے اعتراض کیا تھا کہ زمین سے قریب ترین نظام نجمی تک پہونچنے کے لیے ذوات الاذناب کو ۲۰ - ملین سال کا زمانہ چاہیے ' اور اس نظام کے قریب ترین سیارے سے زمین تک آنے کے لیے ۱۵۰ - سو ملین سال - جب وہ ارض کے جو سے گذرینگے ' تو انمیں اس حرکت و احتکاک (رگڑ) سے اسقدر شدید حرارت پیدا ہو جائیگی -

پس اولاً یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جراثیم حیات اسقدر طویل مدت تک کیونکر زندہ رہے ؟ اور اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ وہ زندہ رہے تو انھوں نے وہ حرارت کیونکر برداشت کی جسکو کوئی ذی حیات برداشت نہیں کرسکتا ؟

بعض علما نے ایک اور رائے اسی کے قریب قریب ظاہر کی ہے - وہ کہتے ہیں کہ غالبا جراثیم حیات اس غبار دخانی میں موجود ہیں ' جو فضاء نجوم میں پھیلے ہوے ہیں - اور پھر ذرات بالاذناب کی طرح گرم ہوے بغیر زمین پر گر پڑے - آر - هیدوس کا بھی مذہب ہے - وہ کہتا ہے کہ اگر جراثیم حیات اسی قسم کی شعاعوں کے ذریعہ سے ایتھر میں واپس کردے جائیں ' تو انکو زمین سے قریب ترین نظام نجمی تک پہونچنے میں ۹ - ہزار سال ' اور مریخ تک پہنچنے میں بیس دن لگینگے -

یہ مذاہب مسئلہ نشو حیات کے حل کو قریب کرنے کے بدلے کائنات کے ایسے گوشے میں پہنچا دیتے ہیں ' جہاں تک شاید ہماری رسائی نہ ہوسکے ' اور ہم کو اسکا اعتراف کرنے کیلیے آپنے حد فہم و ادراک سے ماورا کوئی سطح تلاش کرنی پڑے -

اگر ان مذاہب کے آگے سر تسلیم خم کردیا جاے ' تو اسکے یہ معنے ہونگے نہ گویا ہمکو نشو حیات کا کوئی علم نہیں اور نہ ہوسکتا ہے - اسمیں شک نہیں کہ بد قسمتی سے اسکا جزو اول صحیح ہے ' مگر ہم کو امید ہے کہ جزو دوم صحیح ثابت نہ ہوگا -

جب ہم مادۂ ارضی کے ان قوا کے نشو و ارتقاء پر غور کرتے ہیں ' جن کا اسوقت تک ہم کو علم ہوا ہے تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ان مذاہب کو غیر ممکن سمجھنا ہمارے لیے جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے - کیونکہ ہم دیکھتے ہیں نہ اصول نشو و ارتقاء کے ذریعہ سے اس مسئلہ کا حل ان مذاہب کے حل سے نسبتاً قریب ہے اور علوم حاضرہ اسکی تصدیق و توثیق کے معاون ہیں - ہم تسلیم کرلے سکتے ہیں نہ کرۂ ارض کے علاوہ کائنات کے کسی اور گوشے میں

[بقیہ پہلے کالم کا]

بھی حیات کا وجود ہو ' مگر ہمارا کرۂ ارضی اپنے ہر ذرہ میں جو طبیعی قوت نشو و نما رکھتا ہے ' ظلم ہوگا ' اگر اسکو دوسرے کرہ سے حیات مستعار لینے کا محتاج قرار دیا جاے - جبکہ نشو و ارتقا کا قانون ہر شی حیات میں ہے ' تو پھر اصل حیات کو اس قدرتی قانون کا نتیجہ قرار دینے میں کونسی مشکل درپیش ہے ؟

ہلال و صلیب
اور
مستقبل الاسلام

— * —

از مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا (لکھنو)

— * —

حضرت مولانا ! تسلیم - لکھنو گیا اور معلوم ہوا کہ آپ کئی روز ہوئے تشریف لیگئے -

اب نہ جانے جناب کا قیام کہاں ہے ؟ چلئے ایڈریا نوپل بھی گیا - صلح بھی سمجھیے کہ ہو ہی گئی - میں چار ماہ پیشتر ہی اپنے دوست سہروردی کو لکھ چکا تھا کہ یورپ سے اسلام نکل گیا - ویسا ہی ہوا - اور ابھی کیا ہے - جیسا میں نے مولانا شاہی صاحب کو لکھا ہے ' ان دو برسوں میں مسلمانوں پر سنگین ترین مشکلات اور حادثات کا نزول ہوا ' لیکن آئندہ دو برس میں جو واقعات ظاہر ہونگے ' اوسکے مقابلے میں یہ بھی گرد ہو جاینگے -

مسلمانوں کی آخری لڑائی ہو چکی - عیسائیوں نے اونکو شکست دی - اور شکست بھی فاش - لیکن ابھی ایک آخری معرکہ عیسائیت کو اسلام سے کرنا باقی ہے - وہ بھی ہوکر رہیگا ' اور مجھے بہت اندیشہ ہے کہ جلد ہی ہو - اوس معرکہ میں بھی اگر مسلمان غافل رہے تو بھی نتیجہ ہوگا جو ہوا ' بلکہ اس سے بھی بد تر -

اسلام کی زندگی

کیا ہماری زندگی سے وابستہ ہے ؟

میں یہ نہیں کہتا کہ اوس معرکہ کے بعد اسلام فنا ہوجائیگا - نہیں ' اسلام کبھی بھی فنا نہ ہوگا - آفتاب فنا ہو جائیگا - مہتاب فنا ہو جائیگا ' مگر نور اسلام چمکتا رہیگا - اسلام باوجود مسلمانوں کے شکست کھانے کے بھی زندہ رہا ہے - اور اگر مسلمان اسلام کو چھوڑ بھی دیں ' تب بھی اسلام فنا نہ ہوگا - خدا ضرور کوئی دوسری قوم پیدا کریگا جو اسکے نام اور اسکے اسلام کی عزت کو برقرار رکھے - بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کا مٹ جانا ہی شاید اسلام کے لئے مفید ہوگا - اب وہ کون ہے جو اس برگزیدہ مذہب کو بد نام کر رہا ہے ؟ وہ کون ہے جو دوسروں کو بلوسبر طعنہ زنی کا موقع دیتا ہے ؟ کسنے اسے یورپ سے نکلوایا ؟ کسنے اوسکو موجھک لفظوں سے تشبیہ دلائی کہ جسقدر تاریکی ہو اوسی قدر وہ کھلتا ہے ' اور جہاں روشنی ہوئی ' جہاں تہذیب ہوئی ' بس وہ سمٹ کر رہجاتا ہے ؟ یہ سب اس زمانہ کے مسلمانوں ہی کی بدولت اسلام نے سہا ' ورنہ اسلام تو تاریک سے تاریک مقام کو نور روشنی سے روشن تر کر

انڈوں کی تلقیح (۱) جسکا شمار اب تک حیات کے مخصوصات میں تھا ‘ کسی ایسے ذی حیات مادے سے نہیں ہوتی‘ جو نر سے منتقل ہو کے آتا ہو - اعصاب ‘ انسجہ ‘ اعضاء‘ مختصراً یہ کہ تمام جنین کی تیاری نر کے جراثم کے بدلے ایک بسیط کیمیاوی مادہ کے ذریعہ سے ممکن ہے - اور کبھی اسکی بھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ صرف میکانیکی (یعنی میکانک کے آلات کے ذریعہ) یا کہربائی ذریعہ سے حرکت و انتعاش اسکے لیے کافی ہوتی ہے -

ذی حیات مادے کی ترکیب ممکن ہے

شروع میں علماء کیمیا کا یہ خیال تھا کہ ذی حیات مادوں کی ترکیب رقت و اتفاق میں انتہائی نقطہ پر ہے‘ اور اسکا اندازہ صحیح مستبعد ہے - اسلیے وہ یقین کرتے تھے کہ ذی حیات مادے کی ترکیب ممکن نہیں - مگر اب ہم اس راے کے رکھنے پر مجبور نہیں ہیں - آپکو معلوم ہو چکا ہے کہ حیات کی اولین شکل ایک مادۂ خورد بینی (۲) ہے‘ جو ایک مجموعۂ ذرات‘ اور بعض حالتوں میں کسی خاص شکل سے متشکل ہوتا ہے - وہ ظروف حیات کے تمام خلایا میں تغذیہ و توالد کا سب سے بڑا ذریعہ ‘ اور اس درجہ اہم درجہ رکھتا ہے کہ بیجا نہیں‘ اگر ارباب کیمیا اسے خلایا کا خلاصۂ حیات قرار دیں -

اس مادۂ خورد بینی کو (نوات) کے لفظ سے یاد کرتے ہیں -

موسیو موشیر‘ اس کی پیروی میں پروفیسر کوسل‘ اور اسکے تلامذہ کے مباحث نے یہ ثابت کردیا ہے کہ نوات کی ترکیب کیمیاوی غیر معمولی درجہ کی نہیں ہے - اسلیے ہم کو امید ہے کہ ایک دن انسان اس مادے کو بھی بنا سکیگا جو نوات کا مایۂ خمیر ہے - یہ کہنا صحیح نہیں کہ اعمال و افعال کے باب میں نوات کی ترکیب کیمیاوی کی جگہ اسکی شکل کو اہمیت حاصل ہے ‘ کیونکہ وہ تمام لوگ جو مباحث میں خورد بین سے مدد لیتے رہتے ہیں ‘ جانتے ہیں کہ نوات کی شکلیں بیحد مختلف ہیں اور نہ صرف مختلف ہیں بلکہ بعض نوات کی تو کوئی خاص شکل ہی نہیں ہوتی - صرف پروٹوپلاسم میں پراگندہ ذرات کی شکل میں موجود ہوتا ہے - اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ نوات کی شکل اور اسکے تغیرات غیر اہم ہیں ‘ بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نوات کی شکل اسکے اعمال و افعال کا مبدی و اساس نہیں ہیں - یہ ایک مسلم واقعہ ہے کہ وہ مادہ جو معمولی خلایا میں آکے نوات کی شکل اختیار کرلیتا ہے ‘ بعض بسیط ذی حیات مادوں میں بالکل ترقی یافتہ ذی حیات مادوں کی طرح خواص طبیعی انجام دیتا ہے‘ حالانکہ انمیں عمل خلایا کا کوئی وجود نہیں ہوتا -

ترکیب حیات کی تردید کمیاوی

ذی حیات مادوں کے عناصر قوام کی تعداد مختصر ہے - انمیں چار عنصر یعنی کربن ‘ ہیڈروجن‘ آکسیجن ‘ اور نیٹروجن تو ہمیشہ ہوتے ہیں - ان عناصر اربعہ کے ساتھہ فاسفورس بھی ضرور ہوتا ہے - فاسفورس پروٹوپلاسم اور مادہ نوائی‘ دونوں میں ہوتا ہے مگر مقدم الذکر میں کم‘ اور موخر الذکر میں زیادہ -

تجارب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاذ حالتوں کے علاوہ تمام مظاہر حیات کے لیے کم از کم ۷۰ - فی صدی پانی کی ضرورت ہے ‘ لیکن بقاء زندگی کے لیے اتنے پانی کی ضرورت نہیں - چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ اگر بالکل نہیں تو ایک بڑی مقدار میں پانی نکلجانے کے بعد بھی بعض ذی حیات مادوں کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا -

پانی ہی کی طرح بعض نمک ہاے غیر آلی کا وجود بھی ضروری ہے - ان نمکوں میں مقدم ترین نمک ‘ کلورڈ سوڈیم اور بعض نمک ہاے کلسیم پوٹاشیم‘ اور آہن ہے - انہی تین عنصروں سے حیات کے مرکب کا قوام ہے -

امکان تولد ذاتی

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ مادہ ہاے حیات کی تولید یا بالفاظ دیگر تولید حیات محال نہیں ہے ‘ جیسا کہ اب تک سمجھا جاتا ہے -

(پیز) کے تجارب کے بعد سے ذی حیات خورد بینی مادوں میں تولد ذاتی کا قائل اب بجز معدودے چند اشخاص کے اور کوئی نہیں -

جہاں تک مجھے علم ہے ‘ مشاہیر ارباب علم میں ڈاکٹر ستین کے علاوہ اور کوئی شخص اب قدیم عقیدہ پر قائم نہیں‘ مگر ڈاکٹر موصوف بھی اپنے متعدد تجارب کے اجرا اور مقالات و کتب کی اشاعت کے باوجود اب تک اپنی راے کو بہت لوگوں سے تسلیم نہیں کراسکے - پھر بھی میں تجارب پیز کے نتائج کو مانتا ہوں - اسوقت تک جو دلائل پیش کیے گئے ہیں اگر انمیں شک ہے تو کوئی مضائقہ نہیں‘ تجربے اور مشاہدے کی منزل ابھی جب تک ختم نہو‘ اس سفر علم میں ہمیشہ شکوک سے دو چار ہونا پڑتا ہے ‘ لیکن ساتھہ ہی اس شک کو اصل امر کے اعتراف سے مانع نہ ہونا چاہیے - یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ غیر ذی حیات مادوں سے ذی حیات مادوں کی تولید ممکن ہے -

حیات نتیجہ نشو و ارتقاء ہے

انسان نے اپنے دور وحشت اور تمدن ‘ دونوں میں ہمیشہ یہ عقیدہ رکھا ہے کہ " حیات کا فیضان مادے میں نہیں بلکہ ماوری الطبیعہ مبدء سے ہے" لیکن اس وقت ہمارا دائرہ‘ معلومات و تجسس ہے‘ اعتقاد نہیں ہے‘ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ اعتقاد بصورت ایک دعوے کے ہے مگر کسی علمی بنیاد پر قائم نہیں اور اسلیے علمی دنیا میں واجب التسلیم نہیں ہوسکتا - ہمکو یہ اعتقاد رکھنے دو نہ

---

(۱) تلقیح سے مقصود نطفۂ حیوانات کی وہ حالت ہے‘ جب وہ بیضۂ رحم انات کے ساتھہ ملتا ہے -

(۲) انگریزی میں ایک اصطلاحی اسم ہے : مائی کروب Microbe یعنی وہ نہایت دقیق اور مثل ذرات کے جراثیم نباتاتی و حیوانی ‘ جو تمام فضائے ارضی میں پھیلے ہوے ہیں اور کوئی جگہ نہیں جو اس سے خالی ہو - علوم حدیثہ کا یہ ایک عظیم الشان اکتشاف ہے ‘ اور اسنے علم تشریح و حیات اور علم الجو و الہوا میں ایک عجیب انقلاب پیدا کردیا ہے - سب سے پہلے ان جراثیم کو ایک فرانسیسی مکتشف پروفیسر (پاسٹر) نے دریافت کیا تھا ‘ اور فی الحقیقت اس نے عالم انسانیت کی سب سے بڑی خدمت انجام دی -

ان جراثیم کا جسم اسقدر دقیق ہوتا ہے کہ دھوپ میں نظر آنے والے ذرات بھی انکے مقابلے میں نہایت کبیر الحجم ہیں - انکو چشم غیر مسلح (یعنی بغیر آلات مصنوعی کے) نہیں دیکھہ سکتی ‘ اسلیے انکے دیکھنے کیلیے ایک نہایت قوی المنظر آلہ مائی کراسکوپ Micrascob ایجاد کیا گیا ہے ‘ جسکے لیے بہت عمدہ لفظ ہمارے یہاں خورد بین کا رائج ہوگیا ہے - انگریزی میں ان جراثیم کو مائی کروب کہتے ہیں ‘ اور آجکل عربی میں بھی یہی لفظ میکروب کے لہجہ میں رائج ہوگیا ہے - مگر ہم نے اسکی جگہ (خورد بینی جراثیم) کا لفظ وضع کیا -

اسی طرح ہر چیز جو خورد بین ہی کے ذریعہ نظر آتی ہو‘ اور نہایت دقیق الجرم ہو‘ خورد بینی کی ترکیب سے موسوم کی جاسکتی ہے - یہاں (مادۂ خورد بینی) سے تکوین حیات نباتی و حیوانی کی وہ ابتدائی شکل مراد ہے ‘ جو بصورت ایک گٹھلی کے پروٹوپلاسم میں پیدا ہوتی ہے اور نمو پاتی رہتی ہے - آجکل عربی کے تراجم علمیہ میں اسکو (نواۃ) کہتے ہیں اور یہی لفظ ہم نے بھی اختیار کیا ہے - یہ کوئی اصطلاح نہیں ہے بلکہ گٹھلی کو عربی میں نواۃ کہتے ہیں -

یہ گٹھلی بھی اسقدر چھوٹی اور دقاق ہے کہ بغیر خورد بین کے نظر نہیں آسکتی - اسی لیے اسکو مادۂ خورد بینی کہنا چاہیے -

چونکہ خوردوں کے تذکرہ میں ضمناً علم جراثم خورد بینی کا ذکر آگیا ہے اسلیے چند الفاظ اسی مناسبت سے لکھدیے گئے -

سلیم کا معدہ بھی گیا - اور سال بھر کے اندر عرض کرلدیجیے کہ قسطنطنیہ کے بھی نکل جانے کا سامان ہوگیا - اب قسطنطنیہ میں ترک اسی وقت تک ہیں ' جبتک زار مرقدی نقد کی صرفپ ہے ' یا جبتک انگلستان قسطنطنیہ کا معاوضہ اپنے لیے افغانستان ' ایران یا تبت وغیرہ کی طرف روس سے نہیں طے کر لیتا - پھر آخر اب کرنا کیا ؟ بس رونا اور کوسنا ' یا کچھہ اور بھی ؟ کیا ہم لوگ یہ سمجھکر بیٹھے رہینگے کہ اسلام یورپ سے نکل گیا اور قصہ ختم ہوگیا ؟ کیا ہم اب بھی اسلام کے نام اور مسلمانوں کی عزت کی حفاظت کی ذمہ داری تنہا ترکوں کے اوپر ڈالے رہینگے ؟ اور کیا ہم یہ سمجھتے رہینگے کہ اسلامی روح کے بغیر ترک باقی اسلامی مقامات کو اسلام کی حکومت میں محفوظ رکھسکیں گے ؟

مسلمانوں پر یہ نازک ترین وقت ہے - میدان کارزار میں اونھیں شکست ہوئی - لیکن کیا اب ان میں اسلامی روح اسقدر مفقود ہوگئی ہے کہ حمیت اور غیرت بھی باقی رہی ؟ کیا بس اب وہ شکست کو مان کر ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکر بیٹھہ جاوینگے ؟ کیا روس کی چالوں پر انہوں نے کبھی غور نہیں کیا ؟ کیا اونکی نظر اسقدر خیرہ ہوگئی ہے کہ اونھوں نے اوس واقعہ کو بھی نہیں دیکھا ' جو ایڈریا نوپل کی فتح کی خوشی میں سفیر دیوما لے روس (Duma) کے ایسے موقر اور ذمہ دار جماعت نے خوشی سے برپا کیا ؟ یا ارمینیا اور شام اور یمن اور مصر میں فساد کی جڑیں باقی نہیں ہیں ؟

آخری فیصلے کا وقت

اب وقت ایسا آگیا ہے کہ نہ صرف ترکوں کو ' بلکہ مسلمانان عالم کو یہ طے کرلینا ہے کہ وہ کسی مقام پر حاکم اعلی بنکر رہینگے یا نہیں ؟

ترک تنہا اگر چاہیں بھی ' تب بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ حاکم اعلی رہیں - دراصل یورپ والوں نے اس جنگ بلقان میں عملاً یہ دکھا دیا کہ ترک تنہا ہرگز مسلمانوں کی عزت و جاہ برقرار نہیں رکھسکتے -

اب اس جنگ کے بعد تو اور بھی مشکل ہوگیا - ترکوں سے بڑا حصہ ملک کا نکل گیا اور اونکے ذرائع آمدنی کم ہوگئے -

چھہ عیسائی طاقتیں ور قریں تھیں - اب متعدد قوت بلقان ایک آور ترکی کی دشمن جان پیدا ہوگئی -

سیاست دانوں کو معلوم ہے کہ انگلستان کی سی وسیع ملک اور وسیع الذرائع سلطنت کو اپنی بحری قوت کے صرف دو سلطنتوں کے برابر رہنے میں بھی ایڑی تک پسینہ لانا پڑتا ہے - پھر ترکوں سے یہ کیسے توقع ہوسکے کہ وہ اپنی بحری اور بری ' دونوں قوتوں کو چھہ سات زبردست قوتوں کے برابر رکھسکیں گے ؟

ظاہر ہے کہ ترک اب کسی دوسری سلطنت پر بھروسہ نہیں کرسکتے - پھر آخر وہ تنہا کیسے مسلمانوں کی عزت کے برقرار رکھنے کی ذمہ داری کرسکتے ہیں ؟ اب تو اونکو اپنی شکستہ حالت کا درست کرنا ہی مشکل ہوگا - سنہ آئندہ اگر زار فرڈینڈ یا زار نکولس کو بیت المقدس پر حملے کا شوق ہوا - یا مسلمانوں پر رعب جمانے کے لیے جس طرح آج قسطنطنیہ کا ایک دن کے لیے لینا ضروری سمجھا جاتا تھا ' کل مدینہ یا کعبہ کا ڈھا دینا ضروری تصور ہوا تو اوسکی مدافعت کیسے ہوگی ؟

آج کل کی جنگ کے بعد غالب دار سے طاقت دار قومیں متعدد کی حالت میں بھی ٹوٹ جاتی ہیں - پھر بیچارے ترک کیا کرینگے ؟

یہ وقت نہایت مشکلات کا ہے - عموم قوات ارضی و سمائی ہے - مسلمانوں بلکہ کل ایشیا والوں پر اس شکست کا اثر جو یورپ کو

ہوئی ' بہت خراب پڑیگا - لیکن ایسے سنگین وقت میں بھی اگر کوئی چیز آڑے آسکتی ہے ' اگر اس شکست کو کوئی چیز فتح بنا سکتی ہے ' اگر آئندہ حالت کو کوئی چیز محفوظ کرسکتی ہے ' تو وہ بھی اسلامی روح ہے -

همارے مقدم کام

ہم کو تین کام کرنے چاہئیں -

۱ — ہمکو ایک مضبوط اور بہت وسیع پین اسلامک Pan-Islamic (اور اگر دوسری قومیں دل سے شریک ہوں تو پین ایشاٹک (Pan-Asiatic) ارگینزیشن -Arganisation بنانا چاہیے - جو اوسی طرح ہر ہر ملک میں مسلمانوں اور ایشائیوں کی پشتیبانی کرے ' جسطرح ہر جگہ بلقانی کمیٹیاں Balkan Comitees بلقان کے عیسائیوں کی کرتی تھیں -

۲ — ہمکو مسلمانوں میں عام طور پر ' اور ترکوں اور عربوں میں خاص طور پر ' قدیم اسلامی روح پھونکنے کی کوشش کرنا چاہیے ' یہانتک کہ ہر پھر مسلمانوں کا حاصل زندگی کلمۂ لا إله إلا الله کی حفاظت و اشاعت بنادیں -

۳ — کل یورپ پر نقش کردینا چاہیے کہ اب کسی ایشیائی یا افریقی ملک کی ایک انچ زمین بھی یورپ کا غصب کرنا ' کل ایشیائیوں کی نظروں میں عار ہوگا - اور انکو یورپ سے بیزار بنادیگا - ایشیا اور افریقہ کی خود مختار سلطنتیں قریب قریب کل مٹ گئیں اور جو رہگئی ہیں ' بہت کمزور ہیں - لیکن پھر بھی ایشیا کے پاس ایک ایسی چیز ہے جو یورپ کے پاس نہیں - یعنی روحانیت! ایشیا اور افریقہ کے باشندے تعداد میں بھی کم نہیں ہیں ' اسلیے ہم ایشیائیوں کی حالت مایوسی کی نہیں ہے - ہمکو صرف خواب خرگوش سے بیدار ہونے کی ضرورت ہے - اگر ہم بیدار ہوگئے تو بلا شبہ ہماری عزت سب قومیں کرینگی - وہ عزت کرنے پر مجبور ہونگی -

مغربی تمدن کا زوال

مادی ترقی کا رخ آجکل عروج پر ہے ' لیکن جو کوئی چشم بینا رکھتا ہو ' وہ دیکھہ سکتا ہے کہ اوس ترقی کی حد ہوگئی ' اور اب انتہا کا آغاز ہے - تہذیب مغرب کے عروج کو بہت زمانہ نہیں ہوا ' لیکن اسمیں پستی اور شکستگی کے آثار شروع ہوگئے ہیں - ملکی نظر سے دیکھیے تو لیبر کوئسچن Labour-Question (یعنی مسئلہ عمل - الہلال) در پیش ہے - جو شدید معرکہ کلاس Class (یعنی سوسائٹی کے مختلف مدارج کے تصادم - الہلال) کی خبر دیتی ہے - معاشرتی نظر سے دیکھیے تو سفریجٹس Suffrerettes (حقوق طلب عورتوں) کا مسئلہ خانگی خوشی میں خلل انداز ہونے والا ہے -

تجارتی نظر سے دیکھیے تو یورپ کی قوموں میں خود تجارتی رقابت اس ضرورت سے ہو رہی ہے ' اور کشاکش زندگی اسقدر مہیب ہوگئی ہے کہ قومیں اپنی قوموں کو مہلک سامان برو بحر مہیا رکھنے پر مجبور کرتا ہے تا کہ وہ رقیب سے اپنے کو بچاسکیں - جبتک ایشیا کے ملک لوٹنے کو اور حوالی کاموں کو باقی ہے وہانتک آپسمیں صاف ہوکر متفق ہوگے رہے - جب وہ باقی نہ رہینگے تو آپس ہی میں خون خرابہ ہوگا ' اور تہذیب مادی کا خاتمہ -

اس تہذیب مادی کا اثر اخلاق اور عادات انسانی پر بھی مضر ہو رہا ہے - وہ وقت آگیا کہ معاملے کوئی چیز نہ سمجھی جاوے ' وہ وقت آگیا کہ امور کی حمایت کے بجائے اسکو روند دیا جاوے - کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ تہذیب زیادہ عرصہ تک باقی رہسکتی ہے ؟

ایشیا کی تہذیب معرضہا زیادہ پائدار تھی - اور اب بھی اور وہ

چکا ہے - وہ تو رابع مسکون پر تہذیب و علم کا علم بلند کر چکا ہے وہ تو تمام معلوم مذاہب کو اخلاق کا سبق دے چکا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسلام کے پیرو نہیں ہو سکتے تو ہمکو چاہیے کہ ہم فوراً ایسا مذہب اختیار کرلیں جسکی پابندی کر سکیں - جو اسقدر ارفع نہ ہو جسقدر کہ اسلام ہے - مسلمانوں کا عیسائی ہوکر انسان اور صلیب کی پرستش کرنا اچھا ہے بنسبت اسکے کہ وہ اپنے افعال اور اعمال سے خدائے اسلام کو بدنام کریں - اور خدائے لا شریک کی عبادت سے لوگوں کی طبیعتوں کو اونکے اپنے ابتر دلیل حالت پیش کرکے پھیر دیں -

مسلمانوں کی زندگی

بغیر روح اسلامی کے ممکن نہیں

یا پھر کمر ہمت چست کریں اور سچے اور پکے مسلمان بنیں

مجھے یقین واثق ہے کہ اگر مسلمان مسلمان ہو جائیں تو پھر وہ اوس عروج اور مرتبہ پر پہنچے بغیر نہ رہیں جسپر وہ کبھی پہونچے تھے - اسلام - اسلام - اسلام -

مسلمانوں کے ہر مرض کی دوا اسلام ہے - ہمکو اس مغربی تہذیب کی ضرورت نہیں ہے - ہمکو اس موجودہ مادی تعلیم کی بھی ضرورت نہیں ہے - ہمکو اس نئی معاشرت کی بھی ضرورت نہیں ہے - ہمکو "ترقی یافتہ" ملکی قوانین اور نظام کی بھی ضرورت نہیں - ہم اوس وقت کیا تھے جب ہمارے غریب خلیفہ بادشاہوں کے سامنے اپنے پھٹے کپڑوں میں جاکر انہیں دعوت کرتے تھے ؟ ہم اوس زمانہ میں کیا تھے ؟ جب ہمارے امیر المومنین اونٹ کی مہار پکڑے ' اپنے ملازم کو اوپر سوار کیے ' بیت المقدس کے بے باعظمت اور عیسائیوں کے معروف معابد کی فتح کے لیے داخل شہر ہوئے تھے ؟ ہم اوس وقت کیا تھے ؟ جب ہمارا ہر فرد راہ خدا میں مجاہد تھا - جب ہم میں سے کسی کو ملک میں احتیاج نہ ہوتی تھی ' بلکہ کل ملک کا خراج ہمارے بیت المال کو ملتا تھا ؟ جب ہم خرمے پر زندگی آسودگی سے بسر کرتے تھے ' اور جب ہم علم کی بنیاد اخلاق اور روحانیت پر رکھتے تھے ' جس سے ہمنے ایک طرف تو روحانی طاقت سے اوہام باطلہ کو فنا کر دیا تھا ' اور دوسری طرف مادی راحت کی ضروری چیزیں فراہم کر لی تھیں -

کیا ہمارے وہ پرانے عمامے اور عبائیں ہمکو چستی سے کام کرنے میں مانع ہوتی تھیں ؟ کیا ہم انہیں پہنے ہوئے بحر ظلمات اور مراکش اور اسپین تک نہیں پہونچے تھے ؟ کیا ہماری اس قدیم معاشرت نے دنیا کو پاکیزہ و طیب اور صاف ستھری زندگی نہیں سکھا دیا ؟ کیا حرمت نسواں اور اعانت یتامیٰ و بیکساں میں ہمسے دوسری قوم بڑھ سکی تھی ؟ کیا ہمارا سادہ اور قرآنی قانون ہماری ہر ضرورت کے لیے کافی نہیں ہوگیا تھا ؟ کیا اس تمام عالم میں باوجود اس ترقی عقل سیاسی و مادی کے کوئی حکومت ایسی قائم ہو سکی جو مساوات ' حریت ' اخوت کے اصولوں پر اس خوبی اور خوشی سے قائم ہوئی ہو ' جیسی حضرت عمر (رض) کے وقت میں تھی ؟ کیا وہ پہرا جو اسلام نے ہمارے نفسوں پر مقرر کردیا تھا ' اوس قانونی گرفت اور پولیس کی روک تھام سے کمزور اور کم تھا جو آج ہمپر مسلط ہے ؟ نہیں - ہم کو کچھ نہیں چاہیے سوا اسلام کے - اسلام ! اسلام ! اسلام ! ہمارے ہر مرض کی دوا اسلام - اسلام کا ہمارے اوپر کسقدر احسان ہے ؟ اسلام کا دنیا پر کسقدر احسان ہے ؟ ہم اسلام سے پہلے کیا تھے ؟ جانور - اسلام نے ہمکو کیا بنا دیا ؟ انسان - دنیا اسلام کے پیشتر کیا تھی ؟ تماشہ گاہ - اسلام نے دنیا کو کیا بنا دیا ؟ دارالعلم والعمل - جبتک مسلمانوں میں اسلام کی محبت رہی - جبتک اونھوں نے اسلام کی سچی اور دلسے پیروی کی ' اوسوقت

یکتک اونھوں نے زوال نہیں دیکھا ' وہ آپسمیں بھی لڑے - انھوں نے ظلم بھی کیا - لیکن جبتک اونکا عقیدہ بجا رہا - جبتک وہ باوجود ذاتی عناد اور بشری کمزوریوں کے اسلام کے دلدادہ رہے - اوسکے اصولوں کا احترام کرتے رہے - اسوقت تک انھوں نے نیچا نہیں دیکھا - اسلام نیچا دیکھنے کی چیز ہی نہیں ہے - اوسکی ساخت ہی صناع عالم نے ایسی رکھی ہے کہ وہ ہر چیز سے بالا اور بلند رہے - جس شخص میں اسلام کی روح ہے وہ پست نہیں ہوسکتا - اوسکی گردن کسی کے آگے جھک نہیں سکتی - روحانیت پر کوئی مادی چیز غالب نہیں آسکتی - کیا روح کو کوئی توپ کے گولے سے اڑا سکتا ہے ؟ کیا وہ قوم جسمیں اسلام کی روح ہو توپ و بندوق سے فنا کی جا سکتی ہے ؟ نہیں - مگر چاہیے تو اسلام کی روح - اگر وہ نہیں تو کچھ نہیں - مسلم بلا اسلامی روح کے بدترین انسان ہے - مسلمان اسلامی روح کے ساتھ افضل الناس ہے - میں آیندہ کی عیسائیت اور اسلام کی دوبارہ معرکہ آرائی کو اپنی دوربین آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں - میری روح اس اندیشہ سے لرز جاتی ہے کہ خدانا اوس وقت بھی مسلمانان عالم اسلامی روح سے معرا نہ ہوں - مسلمانوں میں اگر اسلامی روح نہیں تو وہ کمزوروں سے بھی مغلوب ہوجائینگے - اگر اونمیں اسلامی روح ہے تو وہ کسی طاقت ور سے طاقت ور قوت سے بھی مغلوب نہ ہونگے

گذشتہ سے سبق

اگلے زمانہ میں جو سبق ملا وہ تاریخی واقعات ہیں - کیا اوس زمانہ کے قریب قریب ہر معرکہ میں یہ نہیں ہوا کہ مسلمان تعداد میں کم ' فوجی ساز و سامان میں کم - قواعد و ضوابط فوجی سے بے خبر - پھر بھی فتح اونھیں کے ہاتھ میں رہتی تھی ؟ وہ کون قوت تھی جو (ضرار) کو ایک معرکہ میں ہاتھ میں لیکر ننگے بدن ' ایک تیغ و تبر اور زرہ بکتر سے مسلح جوان کے مقابلہ پر آجانے کیلیے آمادہ کرتی تھی ؟ اور وہ کون سی قوت تھی جو قبل اسکے کہ غنیم کی تلوار اسکے ننگے بدن پر گرے ' اسکے نیزہ کی انی سی انی کو زرہ بکتر کے پار پہونچا دیتی تھی ؟ یہ وہی اسلامی روح کی قوت تھی -

پھر وہ کون قوت تھی جو دقتوں پر دقتیں اٹھانے کے بعد بھی اسلامی مجاہدین میں اسقدر زور باقی رکھتی تھی کہ شراب خوار اور لحم الخنزیر سے پر شکم غنیم پر غالب آجاتے تھے ؟ وہی اسلامی روح تھی -

اور وہ کون اخلاقی جرات اور اولو العزمی تھی جو حضرت خالد کو بحالت ایک معمولی سپاہی کے اوسی جاں نثاری اور شدت دلی پر آمادہ و مستعد رکھتی تھی ' جیسی وہ حیثیت ایک کمانڈر ان چیف اور سپہ سالار افواج کے ان میں تھی ؟ یہ بھی وہی اسلامی روح تھی -

ہماری آنکھوں کے سامنے ایک حسرتناک اور عبرتناک واقعہ یہ پیش آیا کہ عین اوسوقت ' جب غنیم دار السلطنت اسلامی کے دروازے پر ہے ' ایک سپہ سالار اور ایک وزیر معزول کیا گیا ' لیکن اوسکے لیے مادی قوت کی ضرورت پڑی اور اوس عمل نے ایسے نازک وقت پر بھی عداوت ذاتی کی آگ بھڑکا دی - اور انقلابیوں نے اوس عمل کے انتقام کے جوش میں وطن دوستی ایک غداری کر لی - بڑوں پر اس سے زیادہ نازک وقت پھر نہیں سکتا ' جو اسوقت پڑا ' پھر بھی اونمیں ایکا نہ ہوا - پھر بھی وہ ذاتی عناد کو فنا نہ کر سکے - سلطنت کا بڑا حصہ ہاتھ سے نکل گیا ' مگر باہمی جنگ و جدل موقوف نہ ہوئی -

مستقبل

اچھا ' اب یہ ہو چکا ہے - دار سلطنت بھی سالاروں کے ہاتھ سے گیا - الغایہ بھی گیا - سکندر ذوالقرنین کا وطن بھی گیا - سلطان

کے لیے کون سی تہذیب چاہیے اور اس تہذیب کے دنانے کے لیے کون مذہب یا کون قوم مناسب ہے ؟ میں مسلمان ہوں - محض پیدائشی مسلمان نہیں - بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں کسی مذہب کا پابند ہوسکتا ہوں تو اسلام ہی کا - اگر میری گردن کسی کے آگے عاجزانہ جھک سکتی ہے تو وہ خدا ہے ' اور خدا بھی وہی جو ان صفات کا ہو :

هو الله الذي لا اله الا هو ' عالم الغيب و الشهادة ' هو الرحمن الرحيم - هو الله الذي لا اله الا هو ' الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر - سبحان الله عما يشركون - هو الله الخالق البارئ المصور له الاسماء الحسنى ' يسبح له ما في السماوات و الارض ' و هو العزيز الحكيم -

اگر مذہب ضروری ہے تو اسلام کے سوا کوئی نہیں

اگر میں کسی انسان کا ایسا معتقد ہوسکتا ہوں کہ اسکے ارشادات کو بلا چون و چرا قبول کروں ' تو اوس انسان کا ' جو حقیقی طور پر رحمت للعالمین تھا - جو واقعی اکمل البشر اور افضل الناس تھا - جسکا سر دنیا کے گراں قدر و بلند مرتبہ شخصوں سے بھی بلند تھا - میں مسلمان ہوں - مسلمان ہونے پر مجھے فخر ہے - اور میری دلی آرزو یہ ہے کہ میں تمام دنیاکو نعرۂ لا اله الا الله محمد رسول الله لگاتے سنوں - میں اسکا اقرار کرتا ہوں کہ میرے لیے اس سے زیادہ اور کوئی خوشی کی بات نہیں ہوسکتی کہ کل ایشیائی اور افریقی باشندے مسلمان ہوجاویں - مسلمان سے ہرگز میرا مطلب آجکل کے مسلمان نہیں ہیں - بلکہ قرون اولی کے مسلمان - ایسے مسلمان جو عمل صالح سے مسلمان تھے -

ایسے مسلمان جنکی زندگی ' جنکی موت ' جنکی نیکیاں ' اور جانفروشیاں ' سب اپنے الله کے لیے تھیں - جو بیکسوں پر رحم کرتے تھے - یتیموں کی مدد کرتے تھے - سچ بولنا جنکا شعار تھا - دوسروں کے لیے خود تکلیف اوٹھانا جنکا شیوہ تھا - جو جانوروں تک پر ظلم کے روا دار نہ تھے - جو کسی موقع پر انصاف سے نہ ہٹتے تھے - جو راہ حق پر نہ صرف اپنی جانیں بلکہ کل اپنے خاندان کی جانیں اور مال نثار کردیتے تھے - جنکی جرات اخلاقی و جسمانی دونوں اعلی ترین مرتبہ پر تھیں - الغرض میں ایشیا اور افریقہ کیا ' کل دنیا کا مسلمان ہوجانا چاہتا ہوں - سچے دل سے چاہتا ہوں - اور اسمیں جو کوشش ہو ' اسے کرنے کیلیے موجود ہوں - لیکن اس کے ساتھہ ہی میں یہ نہیں کہتا کہ اور پیغمبروں میں عظمت اور بزرگی نہ تھی - میں تو " لا نفرق بين احد من رسله " کا قائل ہوں - رام ہوں ' یا کرشنا - شیو ہوں ' یا بدھا - یہ سب وہ گراں قدر لوگ تھے ' جنکی عظمت جسقدر ہم کریں کم ہے - اگر ایشیا کے سب باشندے محمد عربی (صلعم) کا پیرو اپنے کو نہیں کہنا چاہتے ' تو ہمیں یہ تو نہ چاہیے نہ اونکو آگے کرنے سے محض تعصب کی بنیاد پر پس و پیش کریں ؟

یہ سب کو معلوم رہنا چاہیے کہ اسلام کے اصول عالمگیر ہوگئے ہیں - اور بالاخر وہی کل بنی نوع انسان کے اصول ہونگے - اگر وہ ترقی پذیر رہا اور کمال ترقی تک پہونچا -

ایسی حالت میں اوس سے تعصب رکھنا خود اپنا نقصان کرنا ہے - اور اگر اسوقت یہ امر قابل لحاظ نہ ہو ' تب بھی یہ دیکھنا تو ضرور ہے کہ کون قوم ' یا کس مذہب کے پیرو اسوقت مادی تہذیب کا کامیابی سے مقابلہ کرسکنے کی اہلیت رکھتے ہیں ؟ جو قوم یا جو مذہب اسکی امید دلائے ' اوس کو کل ایشیا و افریقہ کو بلکہ دنیا کے کل اوس حصے کو ' جو روحانیت کے عنصر کو تہذیب سے مفقود ہونے دینا نہ چاہے ' اوسی قوم اور اوسی مذہب کو آگے کرکے استقلال ' تحمل ' اور دلسوزی کے ساتھہ حمایت کرنی چاہئے -

میں جو خیالات جاپان کی بابت رکھتا ہوں ' وہ میں ظاہر کرچکا ' لیکن اگر روحانیت پسند باشندگان عالم یہ سمجھتے ہوں کہ جاپانیوں کی قوم اور انکا مذہب ہی مادی تہذیب و ترقی کا مقابلہ کرکے روحانیت کا بول بالا کرسکتا ہے ' اور روحانیت پسند قوموں کو غلامی سے آزاد کرا سکتا ہے ' تو بلا پس و پیش میں کہونگا کہ مسلمانوں کو بھی فوراً چاہیے کہ جاپان کو آگے کرکے اوسکی حمایت کیلیے کمر بستہ ہوجائیں -

اب تنگ دلی ' تعصب ' اور بیجا جنبہ داری کا وقت نہیں ہے - جاپان اگر عالم گیری کی ہمت رکھتا ہے ' تو اوسے بیشک میدان میں آنا چاہئے ' اور روحانیت کے مقصد کو اوٹھانا چاہئے - بہر صورت اب وقت حواب کا باقی نہیں رہا -

روحانیت بالکل مغلوب ہو رہی ہے - اگر اب بھی اوسکا تحفظ نہ کیا گیا ' تو پھر کامیابی محال نہیں تو دشوار چندہ زیادہ دشوار ہو جاویگی -

ہم مسلمانوں کو ہمارے خدا نے خیر الامم کہا ہے - اسلیے سب سے زیادہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس حالت کو محسوس کریں - اور بنی نوع انسان کے شرف کو برقرار رکھیں -

وقت کا سوال

مسلمانوں کے لیے سوال اب یہ نہیں ہے کہ ترک جئیں یا نہ جئیں - عرب زندہ رہیں یا نہ رہیں - اونکے لیے سوال اب یہ نہیں ہے کہ ایڈریا نوپل رہے یا نہ رہے - قسطنطنیہ رہے یا نہ رہے - اونکے لیے اب اسکا سوال بھی نہیں رہا کہ یورپ سے اسلام خارج ہو یا نہ ہو ' اور افریقہ میں اسلامی سلطنت خود مختار باقی رہے یا نہ رہے - یہ عظیم الشان مسئلہ اونکے لیے خارج از فکر ہے -

بغداد میں خلافت کے چراغ کو گل کردیا تھا - اور قطع نظر ان امور کے جنگ صلیب یہ اول ہی نہیں ہوئی -

مسلمانوں کی شان یہ ہے کہ مصیبت پر ثابت قدمی دکھا دیں - اونکے جوش شجاعت اور فیض سخاوت ' دونوں کو مصیبتوں کی حالت میں ترقی ہوتی ہے -

مسلمان بلا شبہ شکست کھا گیے ہیں - مگر کیا اونکی ہمت بھی ٹوٹ گئی ہے ؟ کیا وہ مایوس بھی ہوگیے ؟ کیا انہوں نے

لا تقنطوا من رحمة الله

کے جادو اثر اور جان بخش ارشاد کو فراموش کردیا ہے ؟

اسطرف مجھے غریب مسلمانوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تو مجھے یقین کامل ہوگیا کہ ابھی مسلمانوں کے دل مردہ نہیں ہوگئے - ابھی اونمیں اسلام کی محبت موجود ہے -

اگر اسلام کی خدمت کا شوق کم ہوا ہے تو ہم ایسے مسلمانوں میں ' جن پر مغربی عنصر غالب آگیا ہے -

افسوس ہے تو یہ کہ وہ بیچارے مسلمان جنمیں اسلام کا درد ہے مادی تہذیب سے نابلد ہیں - وہ یہ نہیں جانتے کہ کسطرح وہ حسن و خوبی سے آج کل اسلام کی خدمت کرسکتے ہیں - اونمیں اب بھی ایسے جوانمرد نکلینگے جو اسلام کے لیے توپ کے منہ میں گھس جاویں - اپنی سمجھہ کے موافق وہ ہر طرح کی اسلام کی خدمت کرنے کو تیار ہیں

لیکن اونکو چونکہ مادی تہذیب سے واقفیت کم ہے اسلیے وہ بہترین صورت مدد کی سونچ نہیں سکتے -

اور ہم لوگ جو سونچ سکتے ہیں اونکو شراب و کباب سے بلکہ

عروج پر پہنچا دیا جائے تو وہی دنیا کے کاروبار کے چلانے میں زیادہ کام آسکتی ہے -

مگر ایشیا کی ڈر میں بیدار بھی تو ہوں - ایشیائی تہذیب کا رنگ بھی تو مٹنے نہ ہو-

میں جانتا ہوں کہ لوگ اسے فیناٹزم Fanaticism اور جنون کہینگے - میں جانتا ہوں کہ اس حالت بربادی و تباہی میں یہ بات منہ سے نکالنا بہتوں کو ہنسادیگا - لیکن میں کہے بغیر نہیں رہسکتا کہ ایشیا کو عروج دینے کا مادہ سب سے زیادہ اسی قوم میں ہے جس نے مذہب اسلام اختیار کیا ہو - عیسائیت کے "مذہب مصالحت" "faith antagonistic" ہی میں عیسائی تہذیب کی جگہ لینے کا مادہ ہے -

صرف اسلام ہی جامع روحانیت و مادیت ہے

(۲) مسلمانوں کا خمیر ہی ایسا تیار کیا گیا ہے کہ انمیں قوم اوسط ہونے کی قابلیت ہو ' اور جو عیسائی مادیت اور ہندوں کی روحانیت کے بیچ بیچ ایک تہذیب قائم کر سکے - میں عرض کرچکا ہوں کہ تنہا روحانیت سے کام اسلیے نہیں چلسکتا کہ مقابلہ خالص مادیت سے ہے -

اگر ایک چور کوئی مال لیے جا رہا ہو' تو پہلا کام تو یہ ہونا چاہیے کہ مال رکھا لیا جائے اور قوت مادی سے کام لیا جائے - اوسکے بعد پھر چاہیے کہ چور کی درستی اخلاق کے لیے اوسپر روحانی اثر ڈالا جائے کہ وہ چوری کا ارادہ ہی نہ کرے ' اور اپنے پڑوسی کو امن سے سونے دے -

روحانیت بہت اعلی چیز ہے - مگر مادی ترقی کے بغیر ہم روح کی برتری قائم نہ رکھہ سکینگے -

ہمارا تمدن سادہ رہے - ہم تجارت میں بھی بہت ترقی نہ کریں - ہمکو اسلیے روپیہ کی بھی بہت ضرورت نہ ہو کہ ہم قناعت پیدا کریں ' اور کشاکش زندگانی کو زیادہ شدید نہ ہونے دیں - لیکن جب ہمارے اوپر ٹھیک اوس طرح چھاپہ مارا جائیگا ' کہ جسطرح طرابلس کے عربوں پر مارا گیا تھا ' تو ہم کیا کرینگے ؟

یورپ کا آج حال یہ ہے کہ یورپ کے علاوہ امریقہ ' ایشیا ' امریکہ ' کہیں کوئی ایسی زمین نہ چھوڑنا نہیں چاہتا ' جہاں کے لوگ ' اور جہاں کی اصل اوسکے تنازع للبقاء میں معین ہو -

مذاہب ہند اور مقابلۂ مادہ

ایسی حالت میں ہم اکیلی روحانیت کو لیکر چل نہیں سکتے - جاپان مادی تہذیب کو اختیار کر رہا ہے ' مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اوسکا بھی وہی حال ہوگا جو عیسائیوں کا ہوا - روحانیت مفقود ہو جاویگی ' انسانیت ختم ہو جاویگی ' اور انسان ایک ایسی کَل بنجا ئیگا جو روپیہ اور سامان عیش جمع کیا کرے - میں یہ اسوجہ سے نہیں کہتا کہ میں بدھ مذہب کی روحانی قوت سے بے خبر ہوں - عیسائی مذہب کی اور بدھ مذہب کی روحانیت میں کچھہ بہت فرق نوعیت کا نہیں - ہاں بدھ مذہب کی روحانیت عیسائیت سے ارفع اور ارجمند ہے - مگر دونوں کی روحانی حالت اس جہاں کون و فساد کے لیے مناسب نہ تھی - جسطرح مادیت نے عیسائی روحانیت پر غلبہ کر لیا ' اور عیسائی تہذیب محض خود غرضی اور بہیمیت کی طرف منتقل ہو گئی ' اوسی طرح مجھے اندیشہ ہے کہ بدھ مذہب کی روحانیت کا بھی یہی حال ہوگا - جاپان اپنی شخصیت خاص قائم رکھکر ترقی نہیں کر رہا ہے ' بلکہ مغربی رنگ میں اپنے کو رنگ رہا ہے ' اور چونکہ اسوقت اوسے کامیابی ہو گئی ہے ' اسلیے وہی رنگ اختیار کر لینے کی اور بھی رغبت ہوگئی - مسلمانان ٹرکی بھی اوسی رنگ پر آرہے تھے ' مگر اونکے تو قسمت کی جانب سے ایک طمانچہ سخت رسید ہو گیا - لیکن جاپان کامیاب ہوا ' اور روس کو اوسنے معقول سبق دیدیا ' جسکا اثر حکمت اور روحانیت سے جلد ضائع کیا جا رہا ہے ' مگر پھر بھی جاپان کی کامیابی میں شک نہیں ' اور اوسکو مغربی رنگ اختیار کرکے پر وہ کامیابی کافی ترغیب دیسکتی ہے ' بلکہ دیرہی ہے - ابھی کئے دن ہوے کہ شاہ جاپان کی قتل تک کی سازش کا اظہار ہوا تھا - یہ بھی مغربی رنگ ہے - ہندوں کی تہذیب بھی بہت اعلی اور فلسفیانہ ہے - اونکی روحانیت درجہ کمال کو پہونچی ہوئی ہے - لیکن روحانیت کے کمال پر پہونچنے کا نتیجہ یہ ہے کہ مادی ترقی قبول کرنے کی قابلیت صحیح نہیں رہی ہے - ہندوستان کے اولوالعزم مدبر امکانی کوشش ہندوں کے اصلاح تمدن کی کر رہے ہیں - ہندوستان کے مسلمانوں کی نسبت ہندوں نے بہت کچھہ مادی رنگ حاصل کیا ہے - لیکن اگر غور سے دیکھیے تو ہندوں کے لیے رکاوٹیں حد سے زیادہ ہیں - جنکا ہزار برس میں بھی پوری طرح سے دفع ہونا آسان نہیں -

اصل یہ ہے کہ ہندوں کی تہذیب زمانۂ موجودہ کے بالکل خلاف ہے - اور یہ کسیطرح آسان نہیں نظر آتا کہ ہندوں کی قوم مادیت اور روحانیت ' دونوں سے فائدہ حاصل کرے - پس اگر کوئی قوم مادیت کے مقابلے کے لیے باقی رہتی ہے تو وہ رہی ہے جسکو مادی تہذیب نے ابھی اچھی رہنا ہے - میں پھر کہونگا - اور پھر کہونگا - کہ مادی تہذیب کے مقابلہ کے لیے ' نہیں مادی تہذیب کو نیچا دکھانے کے لیے ' مسلمانوں سے زیادہ کوئی قوم موزوں نہیں -

اونمیں وہ روحانیت ہے جو مادیت سے پار کر سکتی ہے ' اور جسپر پھر مادیت غالب نہیں آسکتی - اگر ذرا برابر بھی اسبات کی کوشش کی جاوے کہ اپنی حالت قائم رہے -

اسلام ایسی معمولی تعلیم نہیں دیتا کہ کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا اوسکی طرف پھیر دو -

وہ یہ بھی نہیں کہتا کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ کا پار ہوجانا آسان ہے لیکن مالدار آدمی کا بہشت میں جانا آسان نہیں -

مسلمان یہ آسانی سے کرسکتے ہیں کہ اپنی تہذیب اسلامی اور ایشیائی پر قائم رہیں اور پھر بھی یورپ کے ہم سطح آجائیں -

اونمیں ذات پات چھوت اچھوت کے جھگڑے کہاں ہیں ؟ اونمیں خود کشی اور شاہ پرستی کی خرابیاں کہاں ہیں ؟ آجکل یورپ نے جمہوری اصول اختیار کر رکھا ہے - اور تجربہ نے یہ بتادیا کہ ظلم کو روکنے کے لیے اس سے بڑھکر کوئی طریق حکومت نہیں -

پھر مسلمانوں سے بڑھکر جمہوریت پسند اور کون ہو سکتا ہے ؟ ہر مسلمان کے خمیر میں ڈیما کریٹزم Democratism ہونا چاہیے -

مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہے جو غیر اسلامی اصول حکومت سے مستغنی ہو سکتی ہے -

اصل میں موجودہ تہذیب قائم ہی اسلامی اصول پر ہوئی تھی لیکن چونکہ عیسائی مذہب میں تہذیب کے اخلاقی حالت پر بنا رکھنے کا سامان نہ تھا ' حضرت مسیح نے تہذیب و معاشرت کے اصول منضبط نہ کیے - اسلیے عیسائیوں میں وہ اسلامی تہذیب آکر بالکل مادیت ہوگئی اور اب اسکو اسلامی تہذیب کہا ' خود عیسائی تہذیب کہنا بھی غلطی ہے -

اور یہ تہذیب بیسویں صدی کی تہذیب ہے - جسکی بنیاد بالکل اصول صرف Utilitarian Principle پر ہے -

اب ایشیائی قوموں کو یہ دیکھنا ہے کہ ایسی تہذیب کے مقابلے

(اعلانات)

دہلی میں غدر

پچھلے تیموری تاجدار اور اسکے خاندان کی کیا شان تھی - اور غدر کے بعد کیا ہو گئی - پھولوں کی سیج پر سونے والی شہزادیاں ظلم و ستم کے کانٹوں پر کیونکر سوئیں - انکے معصوم بچوں نے کس کس کے طمانچے کھائے بہادر شاہ غازی اور انکے بال بچوں پر کیسی کیسی بپتائیں پڑیں - شہنشاہ ہند کے بیٹوں اور نواسوں نے دہلی کے بازاروں میں کسطرح بھیک مانگی - اسکے سچے اور چشم دید قصے مضامین خواجہ حسن نظامی میں بکثرت جمع کیے گئے ہیں - یہ مجموعہ ڈھائی سو صفحہ کا ہے - جسمیں مضامین غدر کے علاوہ اور بھی بہت سے دلچسپ مضمون خواجہ حسن نظامی کے ہیں - قیمت صرف ایک روپیہ -

---

اگر ہندوستان میں انگریزی چراغ گل ہو جائے

خدا نخواستہ حکومت کا نہیں بلکہ انگریزوں کی پھیلائی ہوئی نئی روشن کا چراغ اگر گل ہو جائے اور اہل ہند اپنے قدیمی تمدن اور پرانی روشنی کے اصول کو اختیار کر لیں تو اسوقت نئی روشنی کی دولتی ہوئی تاریخ لسان العصر اکبر اله آبادی کے کلام میں جوں کی توں مل جائیگی - کلیات اکبر کا یہ لا جواب مجموعہ دو حصوں میں ہمارے ہاں موجود ہے - قیمت تین روپیہ آٹھ آنے -

---

یورپ اپنے گھر میں رہے

ایشیاء و افریقہ میں اسکا رہنا عقل اور فطرت کے خلاف ہے - یہ مقولہ مصر کے زبردست بزرگ اور تمام صوبوں کے شیخ المشائخ کا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب مستقبل الاسلام میں لکھا ہے - اس کتاب میں ایسی دل کو لگنے والی پیشین گوئیاں ہیں کہ مسلمان علی الخصوص ایشیائی اسکو دیکھکر باغ باغ ہو جاتی ہے - اسکے اردو ترجمہ کا نام اسلام کا انجام ہے - قیمت چار آنے -

---

زار روس کی ہتھکڑیاں

اس کا بہید شیخ سنوسی کے رسالوں میں ہے جسمیں ظہور حضرت امام مہدی اور شہنشاہ انگلستان کے مسلمان ہونے اور آئندہ زمانہ کے ہولناک انقلابات کی سچی پیشین گوئیاں ہیں -

حصہ اول ۴ آنہ - حصہ دوم کتاب الامر ۴ آنہ - حصہ سوم بیضان ۸ آنہ -

---

ہندوستان میں جہاد

سلطان محمود غزنوی نے سومنات میں کیونکر جہاد کیا - اسکے چشم دید منظر روزنامچہ خواجہ حسن نظامی میں ملینگے جسمیں سفر نمٹی سومنات کاٹھیاواڑ گجرات وغیرہ کا دلچسپ تذکرہ ہے - قیمت ۸ آنہ

محدث گنگوہی کی گرفتاری

عارف و واصل حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ غدر کے زمانہ میں کیونکر گرفتار ہوئے اور آپ پر کیا کیا گزری اسکا ذکر اسکی نئی سوانح عمری میں ہے - یہ کتاب نہیں ہے حقائق و معارف کا عظیم الشان خزانہ ہے - با تصویر قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ - اسرار مخفی نہید - ۴ آنہ ترکی متسم کی پیشین گوئیاں قیمت دو پیسہ - دل کی مراد قیمت ۱- آنہ - رسول کی عیدی قیمت ۲ آنہ

یہ سب کتابیں کارکن حلقہ نظام المشائخ دہلی سے منگالیجے -

کوٹ اور ٹراورس Troutsers کی شکلیں دیکھنے سے فرصت نہیں - ہمپر بدقسمتی سے یورپ کی تہذیب کا سکہ اسقدر بیٹھہ گیا ہے کہ ذرا برابر بھی اوس سے انحراف کریں تو شرمندہ ہو جاتے ہیں -

معلوم تو یہ ہوتا ہے کہ مغرب نے ہمارے جسم ہی کو نہیں بلکہ ہماری روح کو بھی مغلوب کر لیا ہے -

اگر یورپ ہمسے یہ کہے کہ اہل اسلام یورپ میں رہنے کے قابل نہیں - تو ہم بھی فوراً کہدینگے کہ ترکوں کو یورپ سے نکلر اور ایشیا میں آکر انگلستان کی پرورش سے زندگی بسر کرنا چاہئے ! !

اگر یورپ ہمسے یہ کہے کہ اسلام جمہوریت کے ساتھہ نہیں چلسکتا تو ہم بھی فوراً یہ تسلیم کر لینگے کہ ایران اور ترکی میں جو اندوہ ناک انقلابات ہوے' وہ اوسی وجہ سے ہوے ! !

یہ تو بڑے بڑے معاملات ہیں - ہماری افسوس ناک حالت تو یہ ہے کہ ہم ذراسے ٹپ میں پانی بھر کر نہانے کو' باوجود اسکے کہ وہ طب اور سائنس کی رو سے قطعاً مضر اور گندہ طریقہ ہے' صرف اسلیے پسند کرتے اور اختیار کرتے ہیں کہ یورپ میں وہ رائج ہے -

افسوس کہ ہم میں ہی اسکی قابلیت نہیں کہ ہم اپنی تہذیب کو پھر بلند مرتبہ پر پہونچاتے' اور اپنے ملک - اپنے مذہب - اپنی قوم کے عروج کے طریقے نکالتے - لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو بھول گئے ہیں - اور اسپر فخر کرتے ہیں کہ ہم مہذب بھی اگر سمجھے جاتے ہیں تو اس حالت میں کہ مغرب کی بری اور بھلی ہر طرح کی تہذیب پر کاربند ہوں -

میں نے ایک غزل کہی تھی - اوسکا ایک شعر یہ تھا :

برا ہو اس محبت کا - بھلا ہو حسن دلکش کا
میں اپنے آپ سے گم ہوں مگر میرا پتا تم ہو

آخر کے " بھلا " کو بھی " برا " کہکر' مسلمانوں کی حالت کے مطابق اسے بنا سکتے ہیں -

مادی تہذیب کی اس نمایشی دلاویزی اور عقل فریبی نے مسلمانوں کو خود اپنے سے بھلا دیا ہے - اور مغربی تہذیب کا نقال اسکے لیے بھی قائم کر دیا ہے - وہی معیار تہذیب و انسانیت ہے -

مولانا ! یاد رکھیے کہ قادر حقیقی ہم ہی لوگوں سے شدید باز پرس کریگا کہ ہمنے اُن دلدادگان اسلام کی حمایت کیوں نہ کی' جو اسطرح سے اسلام کی خدمت کو تیار تھے -

آپ نے جو پالیسی اختیار کی ہے اور جس عظیم الشان خدمت کو اپنے ذمے لے لیا ہے' وہ یقیناً اصلی اور صحیح علاج ہے - آپ مسلمانوں میں مذہبی روح پھونکنا چاہتے ہیں' اور معارف قرآن کے ذریعہ سے -

بیشک اوسکا' اثر ہوگا - بلکہ بہت کچھہ ہو چکا ہے' لیکن وقت اسکا مقتضی ہے کہ اسکے اثر کو ضائع نہ کیا جاے اور کوئی عملی کام شروع کر دیا جاے -

میری خدام کعبہ کی اسکیم Scheme کو بھی آپ نے ڈال رکھا اور میرے پاس ٹھیک مسودہ بھی نہیں ہے -

کچھہ کرنا' اور جلد کرنا ضروری ہے - آپ یہ تو دیکھیں کہ آپ تو ایک بہت بڑا کام کر رہے ہیں رہیں یعنی " الہلال " کی روشنی ہند میں پھیل رہی ہے - میں بیکار ہو رہا ہوں - کچھہ تو کروں - خدام کعبہ کی اسکیم چلے تو اُسی کام کو کروں -

جو پین اسلامک Pan Islamic انجمن کی مالدوایالی اسکیم تھی اوسے بھی بھیجتا ہوں - ملاحظہ فرمائیے - آپ تو اوسپر نہ ہنسینگے' مگر ہندوستان کے نوے فی صدی مسلمان اوسکو پڑھکر ہنسینگے

مضحون ضرور کہینگے - وہ کہینگے کہ عمل میں لانے والی چیز نہیں - اچھا نہیں - اور پھر نہیں - اور پھر نہیں - شاید وہ وقت بھی آجاے کہ وہ قابل عمل ہوجاے - جو چیز فوراً عمل کی ہو اوسے کرنا چاہئیے -

بہرحال کچھہ کرنا چاہئیے - پھر اوٹھیے - اب دیر کیا ہے ؟ سوچ کیا ہے ؟ انتظار کیا ہے ؟

والسلام

الہلال

پیش نظر امور سے نہ غافر غافل نہیں - گذشتہ آٹھہ ماہ سے شب و روز یہی فکر دامنگیر رہی ہے - لیکن مدبری نظر اور پہلوؤں سے بڑھی تھی - میں اُس بہترین طریق عمل' اور ایک نقطۂ کار کا متلاشی تھا' جسکے چاروں طرف اپنی موجودہ صدہا ضرورتیں جمع ہوسکیں - بہرحال جو کچھہ سوچنا تھا' سوچ چکا ہوں' اور رحمت الہی کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے راہ سوجھا دی ہے - آئندہ نمبروں میں اسکی توضیح دیکھہ لیجئیے گا - آجکی اشاعت کے مقالات افتتاحیہ گویا اسی کی تمہید میں - نئی اسکیم " خدام کعبہ " بھی شائع کر دیتا ہوں - وما توفیقی الا باللہ - علیہ توکلت والیہ انیب -

---

ہمارا لیڈر کون ہے

—○*○—

آخری فیصلہ کی گھڑی

—*—

دنیا بھول میں ہے - روپوں کی تھیلی اور پتلون کی جیب میں لیڈر کو تلاش کرتی ہے - ہمارے رہنما ہماری رسول (صلعم) ہیں - تیرہ سو برس کی پائدار رہبری کو چھوڑ کر ہم خود غرض' بے اعتبار - اور مقلدین فرنگ لیڈر نہیں چاہتے - آخری فیصلہ کی ساعت اب آگئی - توحید کی روشنی اخباری دنیا کی تاریکی میں نمودار ہونا چاہتی ہے - وہ ہفتہ وار اخبار توحید ہے - ہر ہفتہ بڑی تقطیع کے آٹھہ صفحوں پر میرٹھہ سے شائع ہوا کریگا - خط اور چھپائی نہایت صاف - لڑائی کی تصویریں - مفید و دلچسپ اسلامی کارٹوں - تازہ اخبارات و رسائل کا ضروری خلاصہ - انقلاب انگیز طوفانی چال' بیدینی کے لئے بھونچال - امن و امان کے لئے نیک دل - ہر خاص و عام کے سمجھنے کے قابل باتیں - وہ طریقے جنسے ملک میں لیڈر شناسی کا ملکہ پیدا ہو - مولانا حسن نظامی دہلوی کی ایڈیٹری' نگرانی' اور سر پرستی میں میرٹھہ سے ۱۰ اپریل سنہ ۱۳ع کو جاری ہو جائیگا - قیمت سالانہ صرف ۳ - روپیہ - نمونہ ایک نہ کے ٹکٹ آنے پر ملیگا - مفت نہیں - الہلال کا حوالہ ضرور دیجئے -

مینیجر اخبار توحید - لال کورتی - میرٹھہ

	پائی	آنہ	روپیہ
پھلیہ قاضی محمد حسین صاحب محلہ جھنڈا کلاں	۶	۱۱	۳
سید محمد یوسف میاں محلہ جھنڈا کلاں	-	-	۱۵
سید حسین احمد میاں محلہ جھنڈا کلاں	-	-	۵
چند مسلمانان شاہجہانپور	-	۱	۲

بذریعہ سید بشارت علی و سید مظہر امام صاحب

	پائی	آنہ	روپیہ
ہنسلی نقرئی ایک - کنگن نقرئی ایک جفت - بالی نقری ۹ عدد - جھومر نقری ایک - مانا نقری ایک جفت - چھلا نقرئی ایک جفت - جوشن ایضاً ایک جفت - آرسی ایک - انگوٹھی نگدار ایک - پاندان برنجی ایک معہ بودرچو - حصہ برنجی خرد و کلاں ایک - کٹورہ برنجی ایک - سالی ملیکیا ایک - برنجے ایک - لوٹا برنجی ایک - پاندان معہ بودرچہ ایک - پاندان مدور ایک - بوروہ مع مسی ۵ عدد - ایضا رکابی خرد و کلاں بدھنا و بدھنی - ایضاً ۵ عدد - کٹورہ مسی ایک - گلاس البومینیم ایک - کھرے ملمع‌ری دوعدد - گھڑی جیبی کہنہ ایک - سگریٹ کیس دوعدد - تسبیح ایک - سوئی لیس ایک - مولی مخمل ایک - انٹا ایک - بیچک ایک - چاقو ایک - صابن ایک - پھلی چاءدانی ایک - عہد نامہ معہ جزدان ایک - کتاب از قسم ناول گیارہ جلد - گلوبند سرخ ایک - رجب علی سوداگر بکس ایک - نقد	-	۵	۱۵

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ ڈاکٹر فضل شاہ صاحب جھنگ پت	۰	۷	۱۰۱
جناب عبد الحمید خان صاحب	-		۵
خان بہادر سردار لشکر	-	-	۱۰
حاجی کرمداد خان	-	-	۵
معرفت جناب خانصاحب منشی مراد الدین	-	-	۹
کریمداد ملازم ہسپتال	-	۱	۱
منشی سونہ خان برانچ پوسٹماسٹر	-	-	۳
منشی فیض محمد خان گرد اور قانونگوں	-	۸	۸
مرزا محمد حسن عرائض نویس	-	-	۲
جناب ڈاکٹر فضل شاہ	-	-	۱۰
سید عبد الخالق	-	-	۳
بقایا رقم جو کہ یہ چندوں سے بچی تھی	۰	۱۵	۲

	پائی	آنہ	روپیہ
بزرگان ٹیٹا گڑہ - کلکتہ در گھڑیاں جیبی - و نقد	۰	۱۴	۳۵۵
جناب خلیل الرحمن صاحب ناظر دمدم - ٹانکی پور	-	۶	۶
بزرگان حسونی ضلع مونگیر بذریعہ محمد یعقوب صاحب	۰	۰	۱۳
عبد القادر صاحب ضلع ڈیرہ غازی خان	۰	۰	۲۰
بذریعہ حبیب النبی خانصاحب مرلی	۰	۰	۲
بزرگان صاحب نگر مقام کالی گھاٹ بذریعہ نعمت صاحب مستری	۶	۱	۶
ایس - ایم - پیارے صاحب از محمد رام پور - گیا	-	-	۳۱
ایک خاتون از دینا پور - سوہاگ پور بذریعہ سید احمد صاحب (علیگڈہ)	۰	۰	۱۹۵
بزرگان موضع گنج ضلع گورکھپور بذریعہ سید محمد قاسم صاحب کلرک تھانہ	۹	۱۲	۱۶
جناب چودھری انصار رسول صاحب ردولی	۰	۰	۲
بزرگان نایرند پور ضلع مونگیر بذریعہ شمس الہدی صاحب	-	۱۲	۱۶
شیخ محمد عطا اللہ صاحب طالب علم اٹاوہ	-	۰	۳
نبی بخش - خدا بخش صاحب بستی مونکی خان ہوشیارپور	-	۲	۲۵
بدر الدین صاحب نعمانی ردولی	۰	۰	۵

	پائی	آنہ	روپیہ
برادران ہنود و اسلام ریاست چرکھاری ضلع ہمیرپور بذریعہ جناب منشی عبد الرحمن صاحب و مظہر الحسن صاحب	-		۲۵۰

(به تفصیل ذیل)

	پائی	آنہ	روپیہ
چندہ متفرق جو عید گاہ میں بقرعید کو وصول ہوا	۶	۱۲	۱۲
منشی عبد الوحید صاحب معہ اہلیہ خود	-	۱۰	۳
منشی عبد العزیز صاحب معہ اہلیہ و پسر خود	-	۰	۷

	روپیہ	آنہ	پائی
ناظر سعید احمد صاحب ڈاکٹر شفاخانہ ریاست	۰	۷	۱۴
جناب والدہ صاحبہ ڈاکٹر صاحب ممدوح	۰	-	۱۰
منشی عوض علی صاحب پیشکار	۶	۱۲	۱
منشی احمد حسن صاحب کمال الدولہ	۰	۱۰	۱
منشی نہوری خانصاحب	-	۱۴	۱
منشی عبد الباسط صاحب	-	۶	۹
مرزا احمد حسن صاحب سررشتہ دار حضور دربار	۰	۰	۲
منشی رجب علی خانصاحب مہتمم پیمائش	۰	۵	۱
لطف خانصاحب سوار	۰	۱۲	-
منشی فخر الرحمن صاحب	۶	۰	۹
مولا بخش صاحب سوداگر	۰	۸	۱۱
سید سرفراز علی صاحب سوداگر	۰	-	۲
منشی رسول خانصاحب افسر دویم	-	۱۲	۴
منشی صادق حسین خانصاحب سب انسپکٹر پولس	-	-	۶
شمس الدین صاحب سوداگر مہوبا	-	-	۱
قوم چندہ جو محلہ ریاست چرکھاری میں وصول ہوے	۶	۸	۴
عبد الجلیل خانصاحب عرف پول خان	-	۰	۵
چھوٹے خانصاحب سپاہی	۰	۸	۲
امام خانصاحب سپاہی	-	۱	۳
رسولی ہرن دار صاحب	۳	۱۱	۰
منشی امیر اللہ خانصاحب اہلمد اپیلنٹی معہ اہلیہ خود	-	۶	۵
منشی عبد الکریم صاحب سررشتہ دار ریاست	۰	-	۵
بیگم صاحبہ مدار المہام صاحب	-	-	۲
والدہ صاحبہ حافظ یوسف علی	-	-	۱
حکیم مہر خانصاحب حکیم ریاست	-	۰	۱
منشی عبد المجید صاحب محرر مال	۰	-	۴
منشی احمد خان صاحب ناکول	-	۹	۱
منشی امجد علی صاحب	-	-	۱
مولوی محمد ابراہیم صاحب مہوسکریٹ درجہ سویم	۰	۰	۱
جگن خانصاحب ٹھیکیدار آبکاری	-	۰	۲
شیخ الہی بخش صاحب سوداگر	-	-	۳
سید باقر حسین صاحب	-	۹	۱
میر اصغر علی صاحب اوورسیر	۰	۰	۱
شیخ غازی صاحب نمکو فروش	۰	-	۱
منشی نہال خان صاحب مدرس انگریزی	۰	۰	۱
دیوان شیخ محمد صاحب	-	۰	۱
سید عبد الرحیم صاحب حضور دربار	۰	۰	۱
حکیم احمد حسین صاحب حضور دربار	۰	۰	۲
شیخ مداری خلیفہ چرولی	۰	-	۱
محمد خانصاحب	-	۰	۱
رمضان صاحب	-	۰	۱
مرزا واحد بیگ صاحب ٹھیکیدار تغجورت	۰	۰	۱
منشی ارشاد حسین خانصاحب محرر مال	۰	۰	۱
منشی عبد الحکیم صاحب سب انسپکٹر پولس	۰	۰	۲

فهرست

زراعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

—:۞:—

(۱۸)

ان الله اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة

بقیہ فہرست اسماء بزرگان موضع نیگوں جنکی مجموعی رقم ۸ - ۲ - ۲۱ بذریعہ جناب ولی محمد صاحب عباسی ساکن بارہ پور وصول ہوئی اور فہرست نمبر ۱۳ میں شائع کی گئی تھی -

نام	پائی	آنه	روپیه
سنعان نیورا	-	-	۱
رحمان مربوال	-	۸	-
فاضل مربوال	-	-	۱
الله بخش هاسی وال	-	-	۱
امیر حسنا - چوهان	-	۶	-
اسلم الدین چوهان	-	۱۰	-
فامتو چوهان	-	۸	-
نعمت گوری	-	-	۱
قادر احمیری	-	۸	-
الله رکها مربوال	-	۸	-
محمد ولد قاسم هاسی وال	-	۸	-
نبی بخش هاسی وال	-	-	۱
الله رکها احمیری	-	۸	-
الله بخش ولد داؤد لاهوری - نیگوں	-	-	۱
الله رکها ولد نورا هاسی وال	-	۸	-
منصور ولد فاضل چوهان	-	-	۱
الله بخش ولد کریم بخش	-	۱۰	۱
چهوٹو احمدری	-	۸	-
کریم چاندن	-	-	۱
راجو	-	-	۱
رسول	-	-	۲
فاضل	-	-	۱
الله بخش	-	-	۲
نبی بخش پٹیل	-	-	۲
هاشم خان والا	-	-	۱
داؤد تهاهوری	-	-	۱
نورا خان والا	-	-	۵
حسنا ولد میرو	-	-	۲
مایٹو	-	۸	-
نبی بخش کدواسا والا	-	-	۱
کلو	-	-	۱
کوٹو ولد قادر	-	-	۱
نبی بخش	-	-	۳
نورا پٹیل	-	-	۱
دهولا	-	۸	-
نبی بخش ولد اسلم بخش نداف نیگوں	-	-	۱
چاندو	-	-	۱
امام بخش چوہی نیگوں والا	-	۱۳	۱
کالو	-	-	۱
رحمان ولد میرو	-	۸	-
شهاب الدین چهیه نیگوں	-	-	۵
اکرم بخش	-	-	۱
جمال الدین	-	-	۱
اسحاق	-	-	۳
مسماۃ فاطمہ بیوہ نورا	-	۳	-
ابراهیم نیلگر نیگوں	-	-	۲
حسنا	-	-	۳
پیر بخش	-	-	۵
غریب	-	-	۱
خدا بخش	-	-	۱
خواجو	-	-	۱
خواجو پهلواڑہ والا	-	۶	-
نبی بخش	-	۳	-
گدا سجا	-	-	۲
الله نور سمرقندہ والا	-		۱
قدرت الله خان کوتوال	-	-	۵
دوست محمد خان همدرد سپاهی نیگوں	-	-	۲
دراز خان	-	-	۳
گلاب خان ولد نبی بخش	-	-	۲
نصر محی خان	-	۸	-
اکبر خان	-	-	۱
پیر خان ولد مدح خان	-	-	۱
منیر خان	-	-	۱
چاند خان	-	۴	-
عزیز خان	-	-	۱
لعل خان	-	-	۱
باہو سازگر نیگوں	-	-	۱
عالم کاغذی	-	۲	-
الله بخش مصور	-	-	۱
محمد تولر والا	-	-	۲
حسنا آهنگر	-	-	۱
مستان شاہ	-	-	۱
چهوٹو ورق ساز	-	-	۱
رحیم بخش بهوجه	-	۸	-
رحمان سوزگر	-	۸	-
حسن شاہ صاحب حقہ فروش	-	۸	-
نبی بخش جعفر	-	۴	-
میرزا شاہ جعفر	-	-	۱

اسمائے بزرگان شاهجهانپور جنکا چندہ ... ۱۵۶ - بذریعہ جناب مولوی سید محمد نبی صاحب وکیل شاهجهانپور وصول ہو اور فہرست نمبر ۱۲ میں شائع کیا گیا -

نام	پائی	آنه	روپیه
سید محمد غلام ربانی صاحب میاں محلہ جهنڈا کلاں	-	-	۲۰
سید رفیق حسن صاحب محلہ خلیل	-	-	۵
حکیم سید جمیل الدین صاحب محلہ بحر خلیل	-	-	۲
همشیرہ سید محمد حسن صاحب میاں محلہ علیری	-	-	۵
سید محمد حسین صاحب میاں محلہ جهنڈا کلاں	-	-	۱
عنایت احمد خان صاحب محلہ علیری	-	-	۱
محمد کشور علی خان صاحب محلہ تارین بهادر گنج	-	-	۵
سید مشرف علی میاں محلہ جهنڈا کلاں	-	-	۵
سید عبد الحکیم میاں محلہ جهنڈا کلاں	-	-	۱۰
اهلیہ سید محمد نبی میاں محلہ جهنڈا کلاں	-	-	۵۰
اهلیہ سید غلام ربانی میاں محلہ جهنڈا کلاں	۶	۵	۱۰
همشیرہ سید غلام ربانی میاں محلہ جهنڈا کلاں	-	-	۱۲

	پائی	آنہ	روپیہ
نورن باجے والا	-	۲	-
گنو شتر سوار	-	۲	-
نور بیگ	-	۲	-
مہر خانصاحب شتر سوار	۶	-	-
خدا بخش صاحب	۶	-	-
مہنگی باجے والا	-	۱	-
رمضان بلبکا	۶	-	-
دیوان خان بلبکا	-	۱	-
مسماۃ بتری بھوسل خانہ	-	۱	-
شیخ روشن صاحب	-	۲	-
کھری صاحب	-	۱	-
شیخ بتھو صاحب	-	۳	-
رسول بخش صاحب	-	۱	-
مرزا موسی صاحب	۲	-	-
مرزا بشارت صاحب	-	۱	-
چھوٹے خانصاحب	۳	-	-
یوسف خانصاحب گولہ انداز	-	۴	-
غازی خانصاحب چابک سوار	-	۲	-
شیخ کلو گولہ انداز	-	۲	-
نور خانصاحب سپاہی	-	۲	-
نور خانصاحب سپاہی	-	۳	-
دائم خانصاحب سپاہی	-	۱	-
بدلو سیقل گر	۲	-	-
باسط سپاہی	۲	-	-
شیخ اسمعیل صاحب	-	۵	-
شیخ بشارت	-	۵	-
عادل خانصاحب سپاہی	۳	-	-
یعقوب بیگ گولہ انداز	-	۳	-
مرزا بشارت بیگ صاحب	-	۴	-
شیر علی صاحب عطر فروش	-	۴	-
علی مرزا صاحب گولہ انداز	-	۵	-
دائم خانصاحب پہلوان	-	۸	-
مرزا یوسف بیگ صاحب	-	۴	-
مرزا حاتم بیگ صاحب	-	۴	-
مرزا کریم بیگ	-	۸	-
محمد شیر خانصاحب مدرس	-	۲	-
رمضان بیگ صاحب	-	۲	-
فتح خانصاحب	-	۱	-
علی خانصاحب علم بردار	-	۱	-
منور خانصاحب	-		-
نتھو خانصاحب	-		-
مدار حسن بیگ صاحب	-	۱	-
شیخ غازی صاحب	-	۱	-
رضا بیگ صاحب	۲	-	-
بنو بیگ صاحب	۳	-	-
محمد بیگ صاحب	۲	-	-
زرد قہار صاحب	-	۱	-
نبی بخش صاحب	-	۲	-
قادر بیگ	-	۳	-
رحمت قہار	-	۱	-
حافظ محمد صاحب	-	۲	-
پنکو [illegible]	-	۱	-

	پائی	آنہ	روپیہ
گلاب خانصاحب	-	۲	-
چھوٹے خانصاحب	-	۱	-
صدر خانصاحب ہرن دار	-	۶	-
مظہر حسن صاحب چوکیدار	-	۱	-
غلام اکبر خانصاحب مختار	-	۴	-
شیخ عبد اللہ صاحب سپاہی	-	۲	-
حسن خانصاحب سپاہی	-	۳	-
دین محمد صاحب سپاہی	-	۲	-
شیخ چراغ روشن چوکیدار	-	۸	-
نجف خانصاحب چوکیدار	-	۴	-
غازی خانصاحب برقندار	-	۲	-
سری بہشتی	-	۱	-
بنو صاحب سپاہی	۱	۱	-
شیخ عثمان	-	۳	-
امیر خانصاحب مور بردار	-	۴	-
عبد الرشید صاحب مختار	-	۴	-
شیخ الہی بخش صاحب سوار	-	۴	-
حاجی الہ دین صاحب	-	۴	-
صدر بخش - شترخانہ	-	۱	-
عبدو سبزی فروش	-	۲	-
مقبول سبزی فروش	-	۲	-
مان خانصاحب افسر [illegible]	-	۴	-
پنکو خانصاحب	-	۲	-
امام باجے والا	-	۲	-
رحمت محمد امان خانصاحب	-	۱	-
صادق سپاہی	-	۱	-
بذریعہ شیخ چاند صاحب سپاہی	-	۳	-
منشی گلاب خانصاحب مور	-	۳	-
تونڈی رنگریز	-	۱	-
حاجی حلوائی	-	۱	-
کہری مشکا سطاسب	-	۲	-
پیر خانصاحب گولہ انداز	-	۲	-
حسن بیگ صکا	-	۱	-
جوان علی سپاہی	-	۱	-
مرزا مداری بیگ صاحب	-	۲	-
بقاتی بساطی	-	۲	-
حسن مہار	-	۳	-
لعل محمد مہار	-	۱	-
شیخ بہوری	-	۴	-
عثمان خانصاحب طالب العلم	-	۴	-
گدو سائیس	۹	۱	-
پنکو خانصاحب سپاہی	-	۴	-
مرزا ولایت علی بیگ	-	۲	-
جہسو خانصاحب سپاہی	-	۳	-
کالے خانصاحب سوار	-	۴	-
دللو سپاہی	-	۲	-
مقری جمعدار تحصیل	-	۴	-
حسن خان وزن کش	-	۴	-
جان خانصاحب سپاہی	-	۴	-

نام	پائی	آنہ	روپیہ
منشی عبد الحمید صاحب سابق سب انسپکٹر	-	-	۱۰
منشی ... حسن صاحب طالب العلم	-	-	۲
سعدی فروشوں کی پنچایت سے وصول ہوئے	-	-	۱۰
قاسم علی صاحب جمعدار نقار خانہ	-	۴	۱
معروف منشی وزیر خانصاحب پیشکار	-	-	۱۰
منشی عبد الرزاق صاحب مدرس	-	-	۲
سید محمد عباس صاحب تحصیلدار ریاست پدکم گڈھ	-	-	۱
منشی عبد الکریم صاحب سب انسپکٹر پولیس ریاست بہادر	-	-	۱
منشی علی شیر خانصاحب سب انسپکٹر	-	-	۶
منشی عبد الرحمن خانصاحب هڈ کانسٹبل ضلع هوشپور	-	-	۱
بہادر خانصاحب ٹھیکدار همیرپور	-	-	۱
شیخ عبد الغفور صاحب همیرپور	-	-	۱
شیخ لکھو صاحب شتر سوار	-	-	۱
مصاحب لوچن سینگهہ جودیو صاحب کرنل افواج ریاست چرکہاری	-	-	۵
پنڈت درگا پرشاد صاحب سب انسپکٹر پولیس	-	-	۱
منشی کرشن گوپال صاحب	-	۸	-
پنڈت جگناتھ پرشاد	-	-	۱
بلونت سنگهہ صاحب موٹر ڈرائیور	-	۴	-
سید نذیر حسن صاحب سپاہی	-	-	۱
عمر حجن سوداگر تماکو	-	۸	۱
نور محمد سدری فروش	-	-	۱
راج بخش صاحب سدری فروش	-	-	۱
شیخ بدلو صاحب سدری فروش	-	-	۱
شیخ ممون صاحب سدری فروش	-	-	۱
امیر خا صاحب خانساماں	-	-	۱
مسماۃ حسینی جان	-	-	۲
مسماۃ حیدری جان	-	-	۱
مسماۃ لعل جان	-	-	۱
مسماۃ نذیر جان	-	۹	۱
مسماۃ بیگم جان	-	۹	۱
مسماۃ مستان جان	-	۱	-
مسماۃ پریا والدہ رمضان	-	۸	-
مسماۃ ھنی	-	۸	-
مولوی نور خانصاحب اھلمد	-	۸	-
احمد حسن صاحب	-	-	۱
رمضان علی صاحب عطر فروش	-	۸	-
اعزاز حسن صاحب مختار	-	۹	-
محمد خانصاحب دوال	-	۸	-
حکیم محمد رضی صاحب اھلمد	-	۹	-
شیخ محمد صاحب اھلمد	-	۸	-
حوالی خانصاحب ٹھیکدار	-	۸	-
منشی عبد اللطیف صاحب قاضی شہر	-	۸	-
هدایت الله خانصاحب همیرپور	-	۸	-
حاکم سدری فروش	-	۴	-

نام	پائی	آنہ	روپیہ
پیر بخش صاحب	-	۴	-
... صاحب نانبا	-	۱	-
رمضان علی صاحب خانساماں	-	۴	-
منشی رما لنگ صاحب جمعدار	۳	۶	-
شیخ بختاور جنگ خانہ	-	۴	-
شیخ رئیس صاحب	-	۴	-
مولا بخش صاحب چوڑی والا	-	۴	-
شیخ الہی بخش صاحب سوار	-	۴	-
شیخ عبدو صاحب	-	۴	-
شیخ حمراتی سائیس	-	۴	-
شیخ حسن سپاہی	-	۲	-
پیر بخش صاحب	-	۲	-
مہر خصاحب	۶	۲	-
مولا بخش صاحب ...	-	۱	-
مصطفی کوچوان	۹	۱	-
جناب ... صاحب	۳	-	-
منشی بہادر خصاحب مدرس اردو	-	۲	-
رمضان صاحب	-	۱	-
شیخ کلو صاحب	-	۲	-
آغا صاحب ملنگا	۶	۲	-
رسول خانصاحب ملازم شفاخانہ	-	۱	-
بہادر خصاحب	-	۲	-
علی حسن صاحب	-	۲	-
اسمعیل خانصاحب	-	۲	-
شیخ بچو صاحب گھر گھور	-	۴	-
والدہ لعل خانصاحب	-	۴	-
لیاقت حسین صاحب گولہ انداز	۶	۲	-
سید محمد حسن صاحب	-	۴	-
ماسٹر مومن صاحب	-	۲	-
مہر خانصاحب	۶	۱	-
بلو بہشتی	-	۱	-
شیخ شبراتی صاحب رنگساز	-	۲	-
سیر خانصاحب گولہ انداز	-	۴	-
نور خاں ولد غازی خاں گولہ انداز	-	۴	-
... خانصاحب گولہ انداز	-	۲	-
احمد خصاحب سپاہی	-	۲	-
شیخ عبد القادر صاحب حافظ ...	۶	-	-
خدا بخش صاحب	-	۴	-
مسماۃ نورن	-	۴	-
رسول خصاحب سپاہی	-	۶	-
شیخ الہی ٹنکا نواز	-	۲	-
شیخ عبد الله صاحب عطار	-	۲	-
حافظ شیخ ... صاحب	-	۴	-
والدہ عبدالرحمن صاحب	-	۱	-
... خانصاحب	-	۴	-
شاہ ... خصاحب	-	۱	-
کلو خاں صاحب ...	-	۴	-
سوپن ملنگا	-	۲	-

نام	پائی	آنہ	روپیہ
شمشیر خانصاحب وزن کش	-	-	۱
شیخ سبحان وزن کش	-	۲	-
رستم خانصاحب وزن کش	-	۸	-
شیخ منعم صاحب وزن کش	-	۴	-
شیخ خدیں صاحب وزن کش	-	۲	-
مداری صاحب وزن کش	-	۲	-
شیخ عثمان سپاہی	-	۴	-
اسمعیل خان ولد پیر خان	-	۴	-
کہلنے باجے والا	-	۱	-
گل خانصاحب کابلی	-	۲	-
تاج محمد صاحب کابلی	-	۱	-
بہورا	-	۲	-
رمضان رواتی	-	۱	-
ظہور اللہ صاحب	-	۲	-
شیخ اکرام صاحب	-	۱	-
پیر خانصاحب جمعدار	-	۴	-
للو منشی صاحب	-	۱	-
خدا بخش چوکیدار	-	۱	-
نصیر نصب علی صاحب	-	۲	-
پیر خانصاحب سپاہی	-	۱	-
ملو رنگریز	-	۱	-
حاکم رنگریز	-	۱	-
عبدل خیاط	-	۱	-
عمر صاحب	-	۱	-
رمضان فراش	-	۱	-
لتہائتی ڈمریدار	-	۴	-
بشارت بگ صاحب	-	۲	-
ننھو صاحب	-	۱	-
رحیم صاحب	-	۱	-
ایک مسلمان	-	۲	-
خواجو صاحب	-	۴	-
سید برکت علی صاحب	-	۲	-
میر صاحب	۶		-
مان خانصاحب سوار	-	۲	-
سید برکت علی صاحب چوکہاری	-	۲	-
شیخ رحیم صاحب	-	۲	-
میر خانصاحب جمعدار پولس	-	۴	-
مرزا منہو صاحب	-	۱	-
مرزا چنلی صاحب	-	۱	-
شیخ سبحان صاحب	-	۱	-
میکو صاحب	۶	-	-
مرزا جمو صاحب	-	۱	-
وزیر خانصاحب سوار	-	۴	-
شیخ امیر تلنگا	-	۱	-
قاسم علی صاحب	-	۱	-
مہر خانصاحب سپاہی	-	۲	-
شیخ چاند	-	۲	-
ایک مسلمان	-	۲	-
رحم خانصاحب تلنگا	-	-	۱
مقیری صاحب	-	۴	-
منشی عبد الحکیم صاحب طالب علم	-	۱۲	-
والدہ صاحبہ عزیز الرحمان خان محرر	-	-	۱
اہلیہ صاحبہ نادر محمد	-	-	۱
محمد خانصاحب سپاہی	-	۴	-

نام	پائی	آنہ	روپیہ
مولا بخش	-	۴	-
زوجہ حیات خانصاحب	-	۲	-
مجو حجام	-	۴	-
الٰہی حجام بذریعہ اسلم خان	-	۲	-
محبوب بخش صاحب ٹھیکدار	-	-	۱
محصول منی آرڈر	-	۸	۲

نام	پائی	آنہ	روپیہ
جناب عبد الکریم صاحب کوہیمہ (آسام)			۲۰۰
جناب سید محمد حبیب الحق صاحب فیض پوری			۲
جناب عبد العزیز خانصاحب سہسرامی			۵
جناب وحید الحق صاحب سلطانپور			۷
جناب محمد یوسف صاحب اوورسیر جلیسر			۱۷
بذریعہ جناب عبد العزیز صاحب اوورسیر لونتلم		-	۵
جناب منشی نور محمد صاحب ٹھیکہ دار		-	۳۰
جناب غلام حیدر خانصاحب		-	۵
جناب بادو بیس رام صاحب			۵

نام	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب سید قطب الدین مگفر - هسوا - گیا		۱۰	۲۸

(بہ تفصیل ذیل)

نام	پائی	آنہ	روپیہ
بزرگان موضع هسوا ضلع گیا		۴	۲۶
,, مہدور ,,	۹	-	۷
,, پالی خورد ,,		۲	۳
,, سکهولی ,,	۳	۳	۲

بذریعہ جناب ابو طاہر محمد طاہر حق صاحب بہار - پٹنہ

(بہ تفصیل ذیل)

نام	پائی	آنہ	روپیہ
بزرگان موضع نونبی ضلع گیا		-	۴۲
,, گودر هزاری باغ			۲۵
ایک بزرگ جنکا نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں	-	-	۳
ایک بزرگ از کید گنج - الہ باد	-	-	۱

نام	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب احمد سعید صاحب افضل گڈھ - بجنور	-	۴	۱۰

(بہ تفصیل ذیل)

نام	پائی	آنہ	روپیہ
امام بخش مصری قصاب مانیا والا	-		۱
عظمت اللہ بڑاری والا		-	۱
منشی حبیب اللہ		-	۱
حکیم تُولا		۸	
حبیب اللہ ولد محمد بخش		۴	۱
علی محمد ولد الٰہی بخش	-	۸	
نبو ولد خدا بخش	-	۴	۱
رمضانی حجام		۴	
خدا بخش قصاب		۶	
نبو رنگساز	-	۸	
رحمت اللہ ولد الٰہی بخش			
بشیر احمد دیگمبر			
آصف آباد		۴	
احمد سعید صاحب			
نبو ولد امیر بخش		۸	
مولا بخش رنگسا		۲	
عبد الرزاق صوبہ		۸	
محبوب علی	-	۴	
مولا بخش بد ـ	-	۸	
مجو نداف	-	۲	
کالو نداف		۲	
کریم بخش نداف		۲	

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

میر مسئول و مدیر خصوصی

ابو الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان للعراق

« الہلال »

قیمت

سالانہ ٨ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ١٦ — کلکتہ: چہار شنبہ ١٥ جمادی الاولی ١٣٣١ ہجری — جلد ٢

Calcutta Wednesday, April 23, 1913.

فہرس

— * —

تصـــاویر

— * —

تلغـــراف خصـــوصي

— * —

(قسطنطنیہ ٢٢ - اپریل) ١٩ تاریخ کو ہماري وزارت کا ایک جلسہ ہوا ' جسمیں تمام اتحادي شریک تھے - ٢٣ - رائوں سے برخلاف ١٢ - کے قرار پایا کہ " عربي زبان " کے مسئلے کو اہل عرب کی دیرینہ خواہش کے مطابق منظور کرلیا جاے - نیز یہ کہ بیروت ' دمشق ' اور مکۂ معظمہ میں بہت جلد سرکاري یونیورسٹیاں قائم کي جائیں - آپ اپنے خطوط میں اسکی خواہش کي تھی پس یہ خوشخبري برادران اسلام کو پہنچا دیجیے - خدا ترکوں اور عربوں کے اتحاد سے نئے دور اسلامی کا افتتاح کرے -

مصباح

شذرات

—:o•o:—

شمس العلمـــا مولانا شبلي نعماني

اور مسئلـــۂ " النـــدوہ "

— * —

(مسلم گزٹ) لکھنو میں منشي اعجاز علی کا کورري مراد منشي احتشام علي صاحب ' اور منشي اسحاق علي کا کورري ایڈیٹر الناظر کي دو تحریریں نکلي ہیں ' جنمیں رسالہ الندوہ کے موجودہ ایڈیٹر مولوي عبد الکریم صاحب مدرس دارالعلوم کے ایک مضمون " جہاد " کي نسبت بعض واقعات و حالات درج کیے ہیں -

مجکو سب سے پہلے اس واقعہ کي نسبت خود مولانا شبلي نے الہ اباد سے ایک خط میں صرف اسقدر لکھا تھا کہ " الندوہ میں ایک سخت مضمون جہاد کے متعلق نکلا ہے جو ندوہ کے مقاصد کے خلاف ہے "

اس سے زیادہ اسمیں کچھہ نہ تھا اور یہ شاید چار پانچ مہینے کي بات ہے -

میں نے اسکے بعد ایک دو مرتبہ الندوہ کے پرچے دفتر میں تلاش کراے ' مگر معلوم ہوا کہ یا تو وہ پرچہ نہیں آیا ' اور آیا تو اب نہیں ملتا -

اسکے بہت عرصے کے بعد لکھنو سے ایک صاحب کی مراسلت آئی جس میں اس مضمون کي تائید تھي ' میں نے انکو خود اس مضمون کا خط لکھا تھا کہ " جہاد کی نسبت میرا جو

اطلاع

(۱) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو هفتہ کے اندر اطلاع دیں' ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگي -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کي تبدیلي کی ضرورت هو تو مقامي ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں' اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا هو تو دفتر کو ایک هفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاهئیں یا پانچ آنے کے وي - پي کي اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام همیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداري نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) مني آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداري (اگر کوئي هو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کي عدم تعمیلي کي حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئي پرچہ یا پرچے ضائع هوجائیں تو دفتر اسکی ذمہ دار نہ هوگا - (منیجر)

شـــرح اجـــرت اشتـــهـــارات

—•—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک هفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۹ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۳ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئي اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگي -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رهیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدي زائد هوگي -

(۳) همارے کارخانہ میں بلاک بھي طیار هوتے هیں جسکي قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور همیشہ انکے لئے کارآمد هوگا -

---

شرائـــط

(۱) اسکے لئے هم مجبور نہیں هیں کہ آپکي فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتي الامکان کوشش کي جاے کي -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماهی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرني هوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی همیشہ لي جائیگی اور وہ کسي حالت میں پھر واپس نہوگي -

(۳) منیجر کو اختیار هوگا کہ وہ جب چاهے کسي اشتہار کی اشاعت روک دے' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) هر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل هو' تمام منشي مشروبات کا' فحش امراض کي دواؤںکا اور هر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقي و مالي نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا هو کسي حالت میں شائع نہیں کیا جاےگا -

کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کي زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

البــلاغ

— * —

اقتــرب للنــاس حسابهــم وهــم في غفلــة معــرضون !

لوگوں کے نتائج اعمال کا وقت قریب آ لگا، لیکن اب بھی وہ غفلت میں سرشار اور اللہ کی طرف سے منہ موڑے ہوئے ہیں !!

— * —

استجيبوا لربكم من قبل ان ياتي يوم لا مرد له من الله، ما لكم من ملجا يومئذ و ما لكم من نكير - فان اعرضوا، فما ارسلناك عليهم حفيظا - ان عليك الا البلاغ (۴۲ . ۴۶)

اے غافل لوگو ! اس فیصلہ کن دن کے آنے سے پہلے اپنے خدا کا کہا مان لو، جو اس کی طرف سے اعمال بد کے نتائج میں آنے والا ہے، اور اسکا ٹلنا ممکن نہیں - اس دن نہ تو تمہارے لیے کہیں پناہ ہوگی، اور نہ تم اپنے اعمال بد سے انکار ہی کرسکوگے !!

اگر اسطرح سمجھا دینے پر بھی یہ لوگ روگردانی کریں تو (اے پیغمبر) ہم نے کچھ تم کو ان پر داروغہ بنا کر تو بھیجا نہیں، تمہارے ذمے تو بس حکم الہی کا پہنچا دینا ہی ہے - ماننا یا نہ ماننا سننے والوں کا کام ہے -

— * —

ایڈریانوپل جو حلفاء بلقان کی راہ کامیابی میں بظاہر آخری مانع کامیابی تھا، بالآخر مسخر ہوگیا، مع (جامع سلیم) کی مقدس محرابوں کے، جنہوں نے دو صدیوں سے اپنے نیچے صرف سجدہ ہاے نیاز، اور زمزمہ ہاے توحید و تکبیر ہی کو دیکھا تھا، اور مع ان بلند اور عظیم الہیئت مناروں کے، جن پر آج تک زورانہ اعلان و شہادت توحید کی ایک صدا بھی قضا نہ ہوئی تھی - وہ فتح ہوگیا، حالانکہ ہمارے جوش و ولداری کا لشکر عظیم ابتک غفلت و سرشاری کے قلعہ میں محصور ہے اور غیرت اور حمیہ کے پیہم ہجوم ابتک اسے مسخر نہیں کرسکے !! فیا حسرتا ! و یا ویلتا ! و یا ندما !!

لمثل هذا يذوب القلب من كمد
ان كان في القلب اسلام و ايمان !

میں سفر میں تھا جب میں نے اول بار یہ خبر سنی - میں نے دیکھا کہ اس خبر کی تصدیق کے بعد بھی دنیا ویسی ہی تھی، جیسی اس سے پہلے - میں نے دیکھا کہ ہم اپنے کاروبار میں مصروف، اور اپنی احتیاجات میں بدستور منہمک ہیں - وقت پر کھانا کھاتے ہیں اور وقت پر آرام دہ بستر کے انتظار میں دستروں کو تلاش کرتے ہیں - زندگی کی مصروفیتوں میں کوئی تغیر نہیں ہوا، اور اپنے اندر بھی دیکھا تو حالت ویسی ہی پائی، جیسی کہ کل تک تھی - حالانکہ ہم میں سے کوئی بھی اس خبر کے سننے کیلیے طیار نہ تھا -

میں نے سوچا کہ کیا کسی دن اسی طرح قسطنطنیہ کے مسخر ہوجانے کی خبر آ جائیگی ؟ قسطنطنیہ کیا شے ہے ؟ میں نے سوچا کہ کیا ایک دن ہماری آخری متاع عزت یعنی ہیکل خلیل اللہ اور مسجد مطہرہ رسول اللہ پر بھی ملاعنۂ صلیب کے حملہ آور ہوجانے کی خبر آجائیگی، اور ہم اسی طرح اپنی رفتار مدہوشی میں آگے بڑھجائینگے ؟ فما ذا جرى على المسلمين ؟ و من لدى دفع بهم من عليين الى اسفل سافلين ؟

ولقد اخذناهم بالعذاب، فما استكانوا لربهم و ما يتضرعون ! ([illegible])

اور ہم نے ان لوگوں کو عذاب میں گرفتار کردیا پھر انکو کیا ہوگیا ہے کہ اب بھی اپنے خدا کے آگے نہیں جھکتے، اور اپنی غفلت پر نہیں روتے ؟

جامع سلیم (ادرنہ) کا محراب و منبر

دنیا میں قوموں کیلیے بڑے بڑے کام ہیں - بہت سی ہیں جنکو اپنے ایوان حکومت اور قصر جلال کی آرایش کرنی ہے - بہت سی ہیں، جنکو اپنے عظیم الشان متمدن شہروں، اور اپنی عالمگیر تجارت کی حفاظت مقصود ہے - بعض اپنی قومی دولت و ثروت کے بڑھانے کی فکر میں ہیں، اور بعض خدا کی زمین پر قبضہ کرنے کے انتظام میں، لیکن غور کرو کہ اب ہمارے لیے دنیا میں کیا کام باقی رہگیا ہے ؟ حکومتیں باقی نہیں رہیں کہ انکے دبدبۂ و سطوت کا نقارہ بجائیں، دولت و ثروت کب کی جا چکی ہے، اور جو رہچکی ہے، وہ بھی برف آتش زدہ ہے - نئی زمینوں پر قبضہ کرنے کی فکر کیا کریں کہ جو چند گوشے اپنے ایام ذلت و نکبت بسر کرنے کیلیے باقی رہگئے تھے، انکے لایق بھی نہ نکلے - تہذیب و تمدن کی جگہ وحشت و جہالت ہمارا مایۂ انسانیۃ سمجھا جاتا ہے، اور دنیا کی قوموں کی فہرست میں ہمارے نام کے ساتھ " وحشی " اور " نا قابل حیات زندگی " کے القاب لکھے جاتے ہیں" کیونکہ اللہ کی زمین پر رہنے کے اب قابل نہیں رہے - ہم سے زمینیں چھین لینی چاہیئں، اور جسقدر جلد ممکن ہو، ہمارے بار ذلت سے دنیا کو پاک کر دینا چاہیے - ہماری تیرہ سو برس کی تاریخ کے بعد، آجکل کی سرگذشت حیات صرف اتنی ہی باقی رہگئی ہے ! فیا للعار ! و یا للاسف !! و آہ ! آہ ثم آہ !!

گلگونۂ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو !
اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا !

ہماری تمام متاع اقبال لٹ چکی ہے - ایوان حکومت کہنہ رہے ہیں، اور تخت شاہی الٹ گئے ہیں - اب ہمارے پاس کچھ باقی رہگیا ہے، تو بس یہی چند مسجدوں کی محرابیں ہیں، اور چند عبادت گاہوں کے صحن، اور یا پھر وہ گنبد سبز، جسکے نیچے دنیا کا سب سے بڑا انسان سو رہا ہے !

لیکن آج ایڈریانوپل کی جامع سلیم کے صحن میں بلغاریوں کے بوٹوں کی گرد اڑ رہی ہے، کون کہہ سکتا ہے کہ کل اور کیا کچھ ہوگا ؟

پھر اے وہ لوگو کہ اپنے ایوان حکومت کی حفاظت نہ کرسکے، کیا آج خدا کی عبادت گاہوں کی محرابوں اور اسکی صداے توحید بلند کرنے کے مناروں کی بھی حفاظت نہ کرسکو گے ؟؟

* * *

اعتقاد ہے وہ واضح ہے - میں اسکو اصل اصول اسلامی اور بنیاد حیات شریعت سمجھتا ہوں - رہا وہ مضمون ' اور ندوہ کے معاملات ' تو جب تک وہ پرچہ دیکھہ نہ لوں ' کچھہ نہیں کہہ سکتا - آپ وہ پرچہ بھیجدیں - "

مگر میرے پاس پرچہ نہیں آیا ' اور پھر مجھے اسکا خیال بھی نہیں رہا -

پچھلے دنوں لکھنؤ میں مولانا سے ملاقات ہوئی تو یہ ذکر نکلا - اس وقت نماے واقعہ کے تفصیلی حالات کے ' اصل موضوع پر کچھہ گفتگو شروع ہوگئی ' اور ایک بخاری عالم وارد لکھنؤ آگئے - انسے مدر واحد کا تذکرہ شروع ہوگیا ' پھر مولانا کرامت حسین صاحب آگئے - اور باتیں ہونے لگیں ' اور اس طرح وہ بات درمیان ہی میں رہگئی -

میں اس وقت سوچتا ہوں تو اس واقعہ کی نسبت میری معلومات ابتدا سے صرف اتنی ہی رہی ہے ' اور اسی غرض سے میں نے یہ تفصیل لکھی -

ان دو مضمونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ " جب یہ مضمون نکلا تو مولانا نے مقامی پانچ ممبروں کو جمع کیا اور انہیں دھمکی دی کہ اگر اس مضمون کے لکھنے والے کو سزا نہ دوگے ' تو میں ہز آنر سے تمہاری شکایت کرونگا - پھر روئداد میں کے لفظ میں اپنی جانب سے بعض الفاظ بڑھا دے ' اور اس کمیٹی نے ڈپٹی کمشنر صاحب کو لکھا کہ آپ جو سزا تجویز فرمالیں اسکے نافذ کردینے کیلیے ہم طیار ہیں -

پھر انتظامی جلسہ ہوا ' اور پہلی کارروائی کالعدم قرار پائی - اسپر ہز آنر کی خفگی پہنچی ' اور اب چھہ ماہ ملازمت ندوہ سے معطل کر دینے کی وہاں سے سزا تجویز ہوئی ہے "

اگر یہ واقعی سچ ہے تو اسمیں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اعتقاد میں مولانا نے اور اُن ممبروں نے نہایت سخت کمزوری دکھلائی - یہ سچ ہے کہ ندوہ کی حالت خاص طرح کی ہوگئی ہے - وہ برسوں ایک باغی جماعت سمجھی گئی ' اور اسکے کام کرنے والوں کو حیدر آباد بھاگنا پڑا یا مکہ معظمہ کے طرف ہجرت کرنی پڑی - یہ بھی ضرور ہے کہ مولانا جب ندوہ میں آے اور برسوں سعی و کوشش کی تو خدا خدا کرکے گورنمنٹ کا خیال بدلا ' اور اب اسکی زندگی اسکی بخشی ہوئی زمین ' اور اسکے مقرر کیے ہوے عطیے پر ہے - لیکن با ایں ہمہ اِن واقعات سے صرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس مضمون کا الندوے میں نکلنا جو ندوے کا آرگن اور ایک محض تعلیمی جماعت کی آواز ہے ' نا موزوں تھا ' لیکن جب نکل گیا ' اور ایک غلطی جو ہونی تھی ہوگئی ' تو اب اسپر اسقدر گھبرانے کی کوئی بات نہ تھی کہ ان واقعات تک معاملے کو پہنچا یا جاے -

ان مضامین میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جلسے میں مولانا عبد الباری ' مولانا عبد الحی ' منشی احتشام علی ' اور مسٹر ظہور احمد بھی شریک تھے - معلوم نہیں ان صاحبوں نے کیا خیالات ظاہر کیے ؟ لیکن اگر یہ سچ ہے کہ اس کمیٹی نے گورنمنٹ کو فیصلہ کرنے کی دعوت دی تو مولانا عبد الباری سے مجھے نہایت تعجب ہے جنھوں نے ریسرانے کو اسقدر عضب آلود تار دیا تھا ' اور اسپر میں نے بھی اظہار مسرت کا ایک تار انکی خدمت میں بھیجا تھا ' نیز مولوی عبد الحی صاحب سے ' جو سید صاحب بریلوی کے خاندان سے ہیں ' جنھوں نے سکھوں کے مقابلے میں جہاد کیا تھا - پھر منشی احتشام علی سے ' جو لکھنؤ کے شیعہ ' سنی کے فتنے میں اسقدر قوم کا ساتھہ دیچکے ہیں کہ اُنکے لیے ایک نئی کربلا وقف کردی ' اور ہمیشہ " جھگڑے " کے مسئلے میں بمقابلہ گورنمنٹ اپنی جماعت کی سرپرستی فرماتے رہے - گو بد قسمتی سے اب عشرۂ محرم میں انہیں شہر سے باہر چلا جانا پڑا ہے -

لیکن میں راے قائم کرنے میں جلدی نہیں کرسکتا - ایک بزرگ جسکے اخلاص ' آزادی خیال ' غیرت اسلامی ' اور جوش ملی کا مجھے ویسا ہی یقین ہے ' اور اسکی ایک نہیں ' بلکہ بیسیوں شہادتیں میرے سامنے ہیں ' جبتک صحیح ذرائع یقین سے حالات معلوم نہو جائیں ' یقیناً اسکا مستحق ہے کہ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کی جاے -

میں نے اسی خیال سے ایک خط مولانا کی خدمت میں روانہ کیا اور لکھا کہ تمام واقعات اصلی سے اطلاع دیجیے ' لیکن مولوی عبد السلام صاحب کے کارڈ سے معلوم ہوا کہ مولانا سخت علیل ہیں اور خط و کتابت سے معذور -

مجھہ کو بڑی ہنسی آئی ' جب میں نے ہز آنر سر جیمس مسٹن بہادر کی اس بارے میں چٹھی پڑھی - انکے سنٹ پرائیوٹ سکرٹری لکھتے ہیں کہ " ہز آنر اس بارے میں آپ لوگوں سے اتفاق کرتے ہیں کہ ہندوستان میں جہاد کے وعظ کی ضرورت نہیں ' خواہ وہ دفاعی ہو یا غیر دفاعی "

لیکن میں ہز آنر کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ وہ اسلامی جہاد کے وعظ کی ضرورت اور عدم ضرورت کا فیصلہ نہیں کر سکتے - وہ مسلمانوں کے حکمراں ہیں ' لیکن اسلام پر حکمراں نہیں - بہتر ہے کہ اس مسئلہ کے فیصلے کو ہم ہی پر چھوڑ دیں -

---

ہفتہ جنگ

اس ہفتہ میں حلفاء بلقان کے باہمی تعلقات بگڑتے بگڑتے علانیہ جنگ و جدال اور کشت و خون ریزی تک پہنچ گئے ' اور ایسا ہونا ناگزیر تھا -

مقدونیا میں سرویں ' بلغاریوں کے ساتھہ بری طرح پیش آرہے ہیں - بلغاری پارلیمنٹ میں وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ اسکی اطلاع سروی حکومت کو دیدی گئی ہے -

ریوٹر کو اطلاع ملی ہے کہ کوماتو اور انگری پلینیکا کے درمیان ایک بلغاری دستے نے سروی سفر مینا پر حملہ کیا ' جسمیں آٹھہ سروی کام آئے - اس ہفتہ میں کوئی معرکہ نہیں ہوا - التواء جنگ کی بابت تحریری معاہدے کی خبر غلط تھی - ہم نے پچھلی اشاعت میں اسکے تسلیم کرلینے سے انکار کیا تھا - دوسرے ہی دن خود ریوٹر نے اسکا اعتراف کرلیا - صرف زبانی طے ہوا ہے کہ ۲۳ - ماہ حال تک جنگ ملتوی رہیگی اور اگر ضرورت ہوئی تو اسمیں اضافہ بھی ہوسکیگا -

حکومت جبل اسود نے اپنے تمام وکلا کو اطلاع دیدی ہے کہ سقوطری کے معاوضے میں مالی معاوضہ منظور نہیں کر سکتی ' کیونکہ اس سے اہل جبل کے شاندار عزت (؟) پر حرف آتا ہے ' مگر با ایں ہمہ دول نے اصولی طور پر منظور کرلیا ہے کہ جبل اسود کو ایک رقم بطور قرض دی جائے ' جسکی تعداد تیس ہزار فرانک ہو ' اور جسمیں تمام دول یورپ شریک ہوں - تفصیل ابھی غیر معلوم ہے -

کہا جاتا ہے کہ حلفاء بلقان نے دول کی مداخلت کو اس شرط پر منظور کرلیا ہے کہ انکو جزائر ارخبیل (ایجین سی) کے متعلق مباحثے کا اختیار رہے گا - اطالیا کے نیم سرکاری اخبار (ٹریبیونا) کا بیان ہے کہ یونان کے ساتھہ جزائر لیمنس ' ساس ' چاس ' مٹلین ' اور کوس کے الحاق پر اطالیا اعتراض کریگی -

ایکریا نوپل کا حملہ ' بلغاریا اور سرویا کی قوت کا آخری اور انتہائی ظہور تھا - بلغاریا تو اس سے پہلے ہی ختم ہوچکی تھی - البتہ سرویا نے ملکر اس حملے کو تقویت دی - اب تمام وقائع نگار اور یورپین پریس بلغاریوں اور سرویوں کی قوت کے خاتمے کا باصرار اقرار کرتے ہیں -

جامع سلیم (ایڈریانوپل)

—•—

جو بعد یورپین ترکی میں ہماری آخری متاع عزت تھی، لیکن بالآخر ہم سے چھین لی گئی !!

غفلت سرشت انسان کا قاعدہ ہے کہ بہت سی مصیبتیں اسکے لیے اسقدر جگر دوز اور زہرہ گداز ہوتی ہیں کہ انکا تصور بھی کرتا ہے تو قلب الٹتا ہے - لیکن پھر جب وقت آجاتا ہے' اور وہ مصیبت سر پر آکر کھڑی ہوجاتی ہے' تو کچھہ دیر متعجب رہکر' کچھہ دیر رو دھو کر' اور کچھہ دیر ماتم و فغاں سنجی کرکے آگے بڑھجاتا ہے' اور جس وقت کے تصور سے لرز جاتا تھا' اسکو اسطرح بھول جاتا ہے' گویا کوئی واقعہ ہوا ہی نہ تھا !

ایک مدت سے ہم عالم اسلامی کے آخری مصائب کے تصور سے کانپ رہے ہیں - "آخری وقت" اور "فیصلہ کن وقت" ہماری زبانوں پر ہے - ہم اُس وقت کا ذکر کرتے تھے' جب اعداے اسلام ہمارے نیست و نابود کردینے کیلیے اکٹھا ہو جائیں گے - ہم اُس مصیبت کبری کے خیال سے لرز اٹھتے تھے' جب دشمن قسطنطنیہ کے دروازوں پر آپہنچیں گے - ہم غافلوں کو ڈراتے تھے کہ ہشیار ہوں کیونکہ ایک وقت آنے والا ہے' جب آخری فیصلے کی گھڑی سر پر آجائیگی - ہم سوتوں کو جگاتے تھے کہ اٹھہ کھڑے ہوں' کیونکہ وہ "فزع اکبر" اور "طامة الکبری" کا وقت کبھی نہ کبھی آنے والا ہے' جبکہ فنا و بقا' اور موت و حیات کا فیصلۂ آخری ہوجائیگا -

پھر اگر آنکھیں کھولکر دیکھو تو اُس وقت موعودہ' اور مصیبت منتظرہ کا دن تو آگیا' اور اگر اسکی آخری ساعات نہیں آئی ہیں' تو اسکو بھی دور نہ سمجھو - لیکن کیا اپنی غفلت پیشگی کی عام عادت کی طرح' اس بارے میں بھی ہمارا ویسا ہی حال ہوگا' جیسا کہ ہر آنے والی مصیبت کے آجانے کے بعد ہوا کرتا ہے ؟ کیا ہم اسے بھی بھول جائیں گے ؟ کیا چند آنسوؤں کی ریزش' اور چند آہوں کی کشش سے زیادہ اور کچھہ نہوگا ؟ اور کیا پانی سر سے گذر جائیگا اور ہمارے ہاتھوں کو حرکت نہوگی ؟

خاک بدھنم' تھوڑی دیر کے لیے فرض کرلو کہ وہ سب کچھہ ہوگیا' جسکے ہونے میں اب کچھہ دیر نہیں ہے - چشم تصور سے کام لو کہ جس آخری ساعت کے تصور سے ڈرتے تھے اور ڈراتے تھے' وہ مع اپنی آخری ہلاکتوں اور بربادیوں کے آگئی - انگلستان نے عرب و عراق اور حجاز و حرمین کی ریاست کی دیرینہ آرزو پوری کرلی - شام پر فرانس نے قبضہ کرلیا' بقیہ ایشیا جرمنی کے زیر علم آگیا - قسطنطنیہ اور دردانیال کا بھی وہ حشر ہوگیا' جو مسئلۂ مشرقی کے انفصال کے وقت سب سے پہلے ہوکر رہیگا' اور اپنی موت کی آخری خبر بھی ہم نے موجودہ جنگ کی خبروں کی طرح ریوٹر کی زبانی سن لی' تو پھر بتلاؤ کہ اُس وقت اسکے سوا اور کیا ہوگا' جو کچھہ کہ اِس وقت ہو رہا ہے ؟ کیا در و دیوار سے سر ٹکراؤگے ؟ کیا آبادیوں کو چھوڑ کر جنگلوں اور صحراؤں میں چلے جاؤ گے ؟ کیا گنگا اور جمنا کی سطح تم کو اپنی آغوش میں لہر دبا لیگی ؟ یا بحر عرب کی موجوں میں تمہیں پناہ مل جائیگی ؟

اگر ایسا نہوگا تو پھر کیا دنیا میں کوئی انقلاب عظیم ہوجائیگا ؟ کیا آفتاب اپنے مرکز حرکت کو چھوڑ دیگا ؟ کیا زمین حرکت سے معطل ہو جائیگی ؟ کیا ستارے آپس میں ٹکرا جائیں گے ؟

اگر یہ بھی نہوگا تو کیا ہم رات کا سونا اور دن کا کار و بار چھوڑدیں گے ؟ کیا کھانا پینا بالکل بند کردینگے ؟ اور کیا ہمکو زندگی کی احتیاج باقی نہیں رہیگی ؟

حالانکہ ہم کو دنیا کے اندر تبدیلی پیدا ہونے کی خواہش کا کیا حق ہے' جبکہ ہم خود اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے ؟

* * *

دنیا اس طرح کبھی نہیں بدلی ہے' اور وہ ہماری امیدوں اور ولولوں کی تابع نہیں - ایران نے بابل کو مسمار کردیا مگر آفتاب اُسی وقت طلوع ہوا' جیسا کہ روز ہوتا تھا - سکندر نے ایران میں آگ لگادی' مگر انسان نے اپنے گھروں کو' اور صحرا کی چڑیوں نے اپنے آشیانوں کو نہیں چھوڑا - بابل و نینوا کے عظیم الشان تمدن برباد ہوگئے' مگر انکی بربادی کے ماتم میں شاید کائنات کے ایک ذرے نے بھی زحمت نہ اٹھائی - یونان اور روۃ الکبری کے طلائی مندروں اور سنگی دار العلوموں کی دیواریں سرنگوں تھیں' اور اسکندریہ کے بیت العلم کا چراغ گل ہوگیا تھا' مگر عرب کے شتر سواروں نے کب اسکی پروا کی' اور اس انقلاب عظیم نے کب کاروبار عالم کو معطل کیا ؟

اس کائنات ارضی کی گھڑی اپنے کیل پرزوں پر چل رہی ہے' اور وہ ان حوادث و تغیرات سے بند نہیں ہو سکتی - پس اسکی تبدیلی کی خواہش بے فائدہ ہے - اسمیں نہ کبھی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ ہماری خاطر اب ہوگی - یہ کوئی تعجب کی بات نہیں - البتہ ایک دنیا خود تمہارے اندر موجود ہے' سخت تعجب اور حیرت ہے اگر ان حوادث و انقلابات سے خود اسکے اندر کوئی تبدیلی نہوا اور اگر اس وقت نہوگی تو پھر اور کس وقت کا انتظار ہے ؟

ہماری ساری بدبختی اسمیں ہے کہ ہم اپنی فتح و شکست کو ایڈریا نوپل کے سامنے ڈھونڈھتے ہیں' حالانکہ اسکا اصلی میدان تو ہمارے دل کے اندر ہے - وفی انفسکم افلا تبصرون ؟ جب تک ہم خود اپنے اندر فتح یاب نہونگے' اس وقت تک باہر بھی کامیاب نہیں ہو سکتے -

العجل العجل ! الساعة الساعة !

ہاں ایک وقت آنے والا تھا اور وہ آگیا - ایک یوم الفصل تھا' جس کا آفتاب طلوع ہوگیا - پرانی پیشین گوئیوں میں کہا گیا تھا کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا' اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا - ہم دیکھہ رہے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکل چکا ہے اور توبہ کا دروازہ (کہ فقط مایۂ امیدواری ما بدبختاں عالم بود) روز بروز ہم پر بند ہو رہا ہے -

پس وقت آگیا ہے کہ جس کو اٹھنا ہے اٹھے' جس کو چلنا ہے چلے' اور جس کو اپنے روٹھے ہوے خدا سے صلح کرلینی ہے کرلے - کیونکہ ساعت آخری' نتائج سامنے' مہلت قلیل' اور فرصت مفقود ہے

فتنبہوا عباد اللہ و توبوا ایہا المسلمون الغافلون ! و جاہدوا فی اللہ حق جہادہ' و لا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و ہم لا یسمعون' ان شر الدواب عند اللہ' الصم البکم الذین لا یعقلون -

جستجوے مقصود و توفیق الہی

موسم گذر رہا ہے - آسمان ہمیشہ مہربان نہیں ہوتا' اور وقت جاکر پھر واپس نہیں آتا - آج آٹھہ ماہ سے میں دیکھہ رہا ہوں کہ عالم اسلامی میں جو ایک عام حرکت بیداری پیدا ہوگئی ہے' اور موجودہ مصائب نے بالخصوص مسلمانان ہند کے دلوں پر جو اضطراب طاری کردیا ہے' وہ ایک اصلی اور حقیقی قوت کار' اور ایک آخری موسم عمل ہے' جس سے اگر کوئی صحیح اور موصل الی المقصود کام نہ لیا گیا' تو پھر ہمیشہ حسرت و ماتم کے سوا اور کچھہ نہوگا -

روپیہ کا فراہم کرنا ، جذبات و عواطف اسلامیہ کو حرکت میں لانا ، مجالس تذکرۂ مصائب ، اور مجامع تحریک و تشویق ، اور اسی طرح کی تمام باتیں ، دراصل ضمنی اور بطور ذرائع و وسائل کے تھیں - پھر اگر ہماری تمام بیداری صرف آلات کی طیاری ہی میں صرف ہوگئی ، اور اصل عمل کی توفیق نہ ملی ، تو یہ ایک بہت بڑی بد بختی ہوگی -

لوگوں کی نظر سطحی اور بالائی چیزوں پر تھی مگر میں حقیقت حال کو سوچ رہا تھا - لوگ متاسف تھے کہ مصائب خوشنما نہیں ، انہیں بدل ڈالیے ، مگر میں رو رہا تھا کہ بنیاد کھوکھلی ہوگئی ہے ، اسکی درستگی کی کیا تدبیر ہو ؟

اصلی چیز یہ تھی کہ یہ وقت کے مصائب دراصل اُن دائمی اور مستمر اسباب کا نتیجہ تھے ، جو پچھلی دو صدیوں سے عالم اسلامی پر طاری ہیں ، اور جب تک اس سوراخ کو بند نہ کیا جائے ، جہاں سے سیلاب نکلکر بہا ہے ، اُس وقت تک صرف پانی کے ڈول بھر بھر کر پھینکنا ، یا در و دیوار کو مضبوط بنانے کیلیے مصالحہ جمع کرنا ، بالکل لا حاصل ہے -

میں اپنے کاموں سے غافل نہ تھا - (الہلال) میں جو کچھ لکھ رہا تھا ، اسکو ایک لمحہ کیلیے بھی اپنی ہمتوں اور عزموں کا اصلی مصرف نہیں سمجھا ، بلکہ ہمیشہ کسی اور مقصود حقیقی کی طرف جانے کیلیے ایک وسیلۂ و ذریعہ یقین کیا ، لیکن مشکل یہ تھی کہ طریق عمل کا فیصلہ آسان نہ تھا -

اس عرصے میں کتنی اسکیمیں بنالیں ، اور پھر انکو چاک کیا ، کتنی راہیں سامنے آئیں اور پھر ایک قدم اٹھا کر واپس آ گیا - ہمارا مرض ایک ہی نہیں ہے ، اور ہمارا گھر ہر طرف سے اُجڑا ہوا ہے - ضرورت ایک ایسی راہ عمل کی تھی ، کہ ایک ہی راہ ہو ، کیونکہ ایک وقت میں انسان ایک ہی راہ پر چلسکتا ہے ، لیکن ایسی ہو کہ پھر اسکے بعد کسی دوسری راہ کے تلاش کی ضرورت باقی نہ رہے ، اور ہمارے تمام امراض کیلیے ایک نسخۂ وحید ، اور علاج جامع ہو -

آپ یقین کیجیے کہ میں نے بہت سوچا - انسانی دماغ کسی چیز پر جسقدر غور کرسکتا ہے ، شاید میں نے ہمیشہ کیا ، اور مدتوں اور پیہم کیا ، مگر با ایں ہمہ کسی ایک تجویز اور راہ پر پہنچکر نہ رک سکا - یہاں تک کہ میں تھک گیا ، اور قریب تھا کہ مجھپر عالم تحیر و تعطل طاری ہو جائے اور قوت فیصلہ جواب دیدے -

اللہ ولی الذین امنوا
یخرجہم من الظلمات الی النور

لیکن جب کہ میں تلاش مقصود میں بھٹک رہا تھا ، تو اُس نے ، جس کا ہاتھ ہمیشہ سرگشتگان حیرانی کا دستگیر ، اور گم گشتگان تحیر کیلیے رہنما و دلیل ہے ، میرا ہاتھ پکڑ لیا ، اور چہرۂ مقصود کو بے نقاب کردیا - میں نے اُس بجلی کی طرح جو اچانک ظلمت طوفانی میں چمکتی ہے ، اسکو دیکھا ، پر اُس نے بجلی کی طرح مجھسے بے وفائی نہ کی ، اور اپنی روشنی دیکر پھر واپس نہ لی : والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ، وان اللہ لمع المحسنین (۲۹ : ۶۹)

اب میری حیرانی ختم ہوگئی ہے - میں ظلمت میں نہیں بلکہ الحمد للہ کہ روشنی میں ہوں ، پس طیار ہوں کہ آئیں ، اور جو راہ اُسنے دکھلائی ہے ، بلا توقف اسکی طرف روانہ ہو جائیں - وہ ، جو دلوں کو کھولتا ، دماغوں کی رہنمائی کرتا ، آنکھوں کو دکھلاتا ، اور ہاتھوں کو پکڑتا ہے ، ضرور ہے کہ اپنی رہنمائی کا دروازہ اب بھی کھلا رکھے گا ، اور ٹھوکروں اور گمراہیوں سے بچائے گا - وہ ہر اُس دل کے ساتھ ہے ، جو اسکے ساتھ ہونا چاہے ، اور ہر اُس بھروسہ کرنے والے کو بچانے والا ہے ، جو اسپر بھروسہ کرے - واللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور - (۲ : ۲۵۸)

من انصاری الی اللہ ؟ ؟

پھر کوئی ہے جو میرے ساتھ چلنے کے لیے طیار ہو ؟

وہ آنکھیں کہاں ہیں جو ہمیشہ درد ملت سے خونبار رہتی ہیں ؟ وہ دل کہاں ہیں ، جو حس مصیبت اور فکر مآل سے زخمی ہو رہے ہیں ؟ میں چاہتا ہوں کہ انکو دیکھوں ، اور میں طیار ہوں کہ انکے آگے اپنی تجویز پیش کروں -

جنگ کی نہیں ، سپاہیوں کی ضرورت ہے

یہ ایک سخت غلطی ہے کہ لوگ اپنی مستعدی اور ہمت کو کام کے تعین اور پیش ہونے پر موقوف رکھتے ہیں ، حالانکہ جو چلنے والے ہیں انکے لیے زمین کے تمام گوشے کھلے پڑے ہیں -

پس میرے اعتقاد میں پہلی چیز کاموں کی تلاش نہیں ہے ، بلکہ کام کرنے والوں کی تلاش - دنیا میں کاموں کی کبھی بھی کمی نہیں رہی ہے ، اصلی کمی کام کرنے والوں کی ہے - موجودہ زمانہ اسلام پر ایک ایام جنگ کا دور ہے - ہمارے اندر بھی ، اور ہم سے باہر بھی ، دشمنوں کا ہر طرف ہجوم ہے ، اور کوئی گوشہ نہیں جو حملہ آوروں کے اسلحہ کی جھنکار سے خالی ہو - پس جو لوگ اپنے اندر ایک سپاہی کا جوش ، اور ایک جاں نثار کی ہمت رکھتے ہیں ، انکے لیے میدان کار کی کوئی کمی نہیں ہے - وہ مستعد ہوکر باہر نکلیں ، پھر کونسا گوشۂ اسلامی ہے جو آج اپنے جانثاروں کے ورود کا منتظر نہیں ، اور کونسا میدان ہے ، جہاں سے " اجیبوا داعی اللہ ! " کی صدائیں نہیں آ رہی ہیں ؟

پس قبل اسکے کہ میں اپنے کاموں کا معرکہ زار دکھلاؤں ، چاہتا ہوں کہ معلوم کروں کہ کتنے سپاہی مستعد پیکار ہیں ، اور کتنے ہیں جو آج اپنے خدا اور اپنی ملت کو اپنی زندگی اور اپنی قوت کا کچھ حصہ دیسکتے ہیں ؟ میں بہت جلد اپنی تجویزوں کی ایک اسکیم پیش کرونگا ، لیکن پہلے مجھے جواب دیدیجیے کہ کتنے ہیں جو آج اپنے تئیں خدا کو دیدینے کیلیے بالکل مستعد ہیں ؟

پھر کہتا ہوں کہ آج ، جبکہ ہماری قومی زندگی کا کوئی شعبہ بھی ایسا نہیں ہے جو محتاج احیاء نہو ، کاموں کی کوئی کمی نہیں ہے - کمی صرف مجاہدین حق ، اور جان نثاران ملت کی ہے - آپ اگر اپنی زندگی میں سے ، جسکے چوبیس گھنٹے روزانہ فکر نفس و حال میں صرف ہوتے ہیں ، کچھ وقت اپنے اسلام اور اپنے خدا کو بھی دینا چاہتے ہیں ، تو اٹھہ کھڑے ہوجیے ، اور اپنے تئیں ظاہر کیجیے - کاموں کا فیصلہ منٹوں اور لمحوں میں ہو جائے گا -

حزب اللہ

پس میں اعلان کرتا ہوں کہ ابنائے ملت میں سے جو ارباب درد آج کام کرنے کیلیے اپنے اندر کوئی سچی مستعدی اور اسکا اضطراب رکھتے ہیں ، وہ اس پرچے کو دیکھتے ہی صرف اتنی زحمت گوارا فرمالیں کہ اپنا اسم گرامی معہ نشان و شغل و پتہ کے ایک کارڈ پر لکھکر دفتر الہلال میں بھیجدیں - کیونکہ جو طریق کار پیش نظر ہے (اور جو اپنی ابتدائی منزلوں سے گذر بھی چکا ہے) اسمیں پہلی چیز یہی سمجھتا ہوں کہ مجاہدین حق اور جاں نثاران ملت کی ایک فہرست جلد سے جلد طیار ہوجائے -

یہ بھی ظاہر کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری دعوت سیر چمن اور تماشائے لالہ زار کی نہیں ہے - میں کانٹوں پر لوٹنا چاہتا ہوں ، اور ایسے ہی اعدا درست اور زیاں پسند لوگوں کا طالب ہوں جنکو مرہم کی راحت سے زخم کی سوزش زیادہ محبوب ہو -

مقالا

صفحۃ من تاریخ الحروب

تاریخ حرب کا ایک صفحہ

— * —

مدافعۃ محصورین

— * —

یہ تذکرۂ محاصرۂ ادرنہ

(۱)

" الشئی بالشئی یذکر " عربی کی مشہور ضرب المثل ہے - آجکل جبکہ ادرنہ (ایڈریا نوپل) اور (سقوطری) کی حیرت انگیز مدافعت نے پلیونا ' لیڈی اسمتھ ' اور پورٹ آرتھر کے واقعات دھرا دیے ہیں ' ہمارا ذہن بے ساختہ اُن اقوام سالفہ کی طرف منتقل ہوتا ہے ' جنہوں نے اب سے کئی ہزار برس قبل اپنی ملت و وطن اور اپنے مذہب عزیز کی مدافعت اس استقلال اور جانفروشی سے کی تھی کہ اسکی خونین داستانیں آجتک آرائش صفحات تاریخ ہیں !!

— ⁂ —

قدیم ترین محاصرے اور مدافعت

— * —

دنیا میں جنگ کے آغاز کے ساتھہ ہی محاصرہ اور محصورانہ مدافعت شروع ہوگئی تھی - انسان نے جب پہلے پہل بادیہ نشینی کی زندگی سے ترقی کرکے شہری زندگی شروع کی ہوگی تو مختلف قوموں ' نسلوں ' جماعتوں ' اور خاندانوں کی باہمی جنگ جوئی نے طاقتور کو محاصرے کی ترغیب دی ہوگی ' اور مغلوب و ضعیف محصور ہوجانے پر مجبور ہوگیا ہوگا - سب سے زیادہ قدیم ترین محاصرہ ' محاصرۂ ازوت ہے ' جو بسی میٹک اعظم کی زیر قیادت کیا گیا تھا - یہ محاصرہ ۲۹۰ - برس تک جاری رہا ' مگر تفصیلی حالات معلوم نہیں -

اسکے بعد سب سے زیادہ دنیا کا قدیمی محاصرہ طروادہ (Trode) ہے ' جس کا افسانہ یونان کے مشہور سحر طراز اور ابو الشعر ہومر (Homer) نے الیڈ (Iliade) میں نظم کیا ہے ' اور گو شاعرانہ افسانہ طرازی اور یونانی علم الاصنام کے خرافات کی آمیزش سے اسکے اصلی واقعات معلوم کرنا مشکل ہیں ' تاہم اسمیں شک نہیں کہ وہ زمانۂ قدیم کی ایک بہت بڑی انسانی خونریزی ' اور تاریخ حرب کا ایک عظیم الشان جنگی محاصرہ تھا -

یہ محاصرہ ۱۰ - برس تک جاری رہا تھا ' اور اسکی نسبت جنگ و معاملات کے عجیب و غریب واقعات ہومر بیان کرتا ہے -

اس ہولناک محاصرے کے بعد ' قرون اولی کے محاصروں کی تاریخ ایک حد تک تاریخی روشنی میں آجاتی ہے ' اور دنیا کے دو مشہور قدیم ترین محاصرے یروشلیم (بیت المقدس) اور قرطاجنہ (کارتھیج) کے ہمارے سامنے آتے ہیں - اس وقت مختصراً انہی دو محصوروں کی طرف متوجہ ہونگے -

— * —

محاصرۂ بیت المقدس

ایک قدیم رومی محاصرہ

— * —

تاریخ عروج و زوال امم کا ایک درد انگیز افسانہ !

— * —

۷۰ - ویں عیسوی سنہ کا آغاز تھا ' کہ روم سے جنگ آزماؤں اور حملہ آوروں کا ایک سیلاب عظیم شلم کی طرف امنڈا ' اور شہنشاہ طیطس (Titus) نے بنی اسرائیل کی ہزارہا سالہ عظمت و جبروت کے مسکن ' حضرت (داؤد) کے عظیم الشان ہیکل ' اور تخت گاہ (سلیمان) پر فوج کشی کردی - اسرائیل کے گھرانے کی یہ وہ آخری بربادی تھی ' جسکی (یسعیا) نبی نے خبر دی تھی ' اور نسل اسحاق کی بد اعمالیوں کی وہ سب سے آخری سزا تھی ' جس پر (حزقیل) نبی نے ماتم کیا تھا ' اور خداوند خدا نے کہا تھا کہ " اے اسرائیل کی بدکار عورت ! تو نے مجھے چھوڑ دیا ' پس میں غیر قوموں کو بھیجونگا ' جو تیری عظمت و ناموس کو نا پاک کرینگے " (حزقیل ۱۵ : ۲۵)

یہی رومی فوجکشی وہ آخری عذاب الہی تھا ' جسکے بعد جلال خداوندی نے ہمیشہ کے لیے اولاد اسرائیل سے اپنا رشتہ کاٹ لیا ' اور (سعیر) کی روشنی نے (فاران) کی چوٹیوں کو اپنا مطلع و مسکن بنایا:

وکان وعداً مفعولا (۱۷ : ۳۰)

محاصرے کا آغاز

رومی فوج نے شہر کے قریب پہنچکر اپنا قاصد بھیجا ' اور باشندگان شہر سے کہا کہ شہر حوالہ کردیں ' مگر وہ بیت المقدس کے مستحکم حصار ' اور آہنی عمارات جنگ کی طرف سے مطمئن تھے ' انہوں نے تسلیم شہر سے (عربی میں حوالگی کے معنوں میں " تسلیم " کہتے ہیں اور اسکو اردو میں رائج ہونا چاہیے) انکار کردیا -

اب رومی فوج کیلیے محاصرہ نا گزیر تھا - ۳۰ - ہزار آہن پوش فوج نے چاروں طرف سے شہر کا محاصرہ کرلیا -

بیت المقدس اُس وقت نہایت محفوظ تھا - یکے بعد دیگرے تین نہایت مستحکم شہر پناہیں تھیں ' اور انکے با ہمی فاصلے مدافعت کے آلات و اسباب جنگ کیلیے نہایت مضبوط عمارتیں رکھتی تھیں - (طیطس) نے اپنی فوج کے چار حصے کردیے - تین حصے شمالی جانب پر مامور کیے ' جو بیرونی شہر پناہ سے ایک میل کے فاصلے پر جم گئے - اور باقی ایک حصہ جانب مشرق مقرر کیا ' جو مشہور مسیحی مقدس پہاڑ (کوہ زیتون) کے حوالی میں تھا -

قدیم آلات جنگ

رومی فوج کے ساتھہ اُس زمانے کے ترقی یافتہ آلات جنگ بے شمار تھے - علی الخصوص طویل و وزنی گرز ' سنگ بار منجنیقیں ' آتش افشاں پہیہ دار منارے ' اور قدیم زمانے کا وہ عجیب و غریب آلۂ جنگ ' جسکے لیے عربی میں (کبش) کا لفظ مستعمل ہوگیا تھا -

(گرز) قدیم قوموں کا سب سے بڑا آلۂ جنگ تھا ' جس کو رستم و سہراب کے کاندھوں پر شاہنامے میں ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے - لیکن رومیوں کے پاس ایک خاص طرح کا گرز ہوتا تھا ' جسکو محاصرے میں استعمال کیا کرتے تھے - یہ معمولی گرز سے بہت زیادہ

کیونکہ میں عمل کی دعوت دیتا ہوں ' اور راہ عمل کبھی بھی پھولوں کی چادر نہیں رہی ہے - پس جو صاحب اپنا اسم گرامی بھیجیں ' پہلے اپنی مستعدی اور اضطراب دل کا بھی پورا اندازہ کرلیں :

گریزد از صف ما ہر کہ مرد غوغا نیست !
کسیکہ کشتہ نشد از قبیلۂ ما نیست !

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ' اولئک الذین ھداھم اللہ ' و اولئک ھم اولو الالباب -

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۵ کا]

حوالے کیا ' اور انکی نسبت اپنی دلچسپی اور توجہ کا ثبوت دیا - کم از کم ایک صدا تو اٹھی - جزاکم اللہ تعالی عنی خیر الجزا و کثر اللہ امثالکم -

عود الی المقصود

اب دفعہ وار چند سطور لکھدوں کہ سلسلۂ سخن بہت دور ہوگیا -

(۱) ہاں یہ سچ ہے کہ آجکل تراجم علمیۂ حدیثہ میں اصطلاحات کا مسئلہ بہت اہم ہے اور ایک غیر معمولی توجہ و مذاکرہ کا محتاج ' لیکن جس قدر آپ حضرات اسکو مشکل اور ایک امر عظیم اور مانع شدید راہ تراجم و تصنیف میں سمجھتے ہیں ' اس عاجز کے خیال میں امر واقع کے بالکل خلاف ہے - میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی کہ اگر اردو زبان میں ترجمے کیلیے مستعد ہوجائیں تو صرف اصطلاحات کا مسئلہ کیوں مانع ہو؟

یقین کیجیے کہ یہ کوئی ایسی مشکل بات نہیں - البتہ اسکی ضرورت ہے کہ علوم عربیہ سے پوری واقفیت ہو ' اور دماغ میں اس کام کی صلاحیت - اگر یہ نہیں تو پھر اسکے یہ معنے ہیں کہ آپ مترجم بھی نہیں - مترجم کے معنے میں وہ قدرت اور قابلیت بھی شامل ہے ' جس کے ذریعہ زبان غیر کی اصطلاحات کا ترجمہ کیا جاے - اگر ایک شخص اصطلاحات کے باب میں قاصر ہے تو اسکے یہ معنے ہیں کہ وہ مترجم ہی نہیں ہے -

پس یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ " اردو زبان علوم کے ترجمے کیلیے ناقابل ہے " ایک ایسی بات ہے ' جو آپ ایسے علمی مذاق رکھنے والے شخص کو نہیں کہنا چاہیے - آجتک غریب اردو سے کام ہی کب لیا گیا ہے کہ آپنے اسکے قابل اور ناقابل ہونے کا بے تکان فیصلہ کردیا ؟ میں کہتا ہوں کہ ایک لمحہ کیلیے بھی ناقابل نہیں ' البتہ وسعت نظر ' اور قدرت وضع الفاظ و تراکیب ' اور علوم ادبیۂ عربیہ و فارسیہ پر نظر ہونی چاہیے -

میں اپنی عام تحریرات میں نئے الفاظ اور مناسب حال عربی اصطلاحات و تراکیب کے رائج کرنے کا حتی المقدور خیال رکھتا ہوں -

نئے علوم سے اگر مقصود فلسفہ ہے تو اسمیں تو کوئی اصطلاح ایسی نئی نہیں ' جو عربی میں نہو - البتہ بعض وہ علوم جنمیں اضافے ہوے ہیں ' اور بعض وہ ' جو زمانۂ حال سے مخصوص سمجھے جاتے ہیں ' اپنے ساتھ ایک ذخیرہ نئی اصطلاحات کا بھی رکھتے ہیں ' مگر ارباب کار و واقفان فن سمجھ سکتے ہیں کہ جو کچھ ہے اپنا ہی قصور ہے ' ورنہ انکے لیے بھی وضع الفاظ کا مسئلہ چنداں مشکل نہیں -

میں بہت جلد خاص اسی مسئلے پر مع ایک ذخیرۂ الفاظ و اصطلاحات کے اپنے خیالات ظاہر کرونگا -

(۲) " مائینڈ " (Mind) کیلیے ہمارے یہاں بہت مدت سے ایک لفظ موجود ہے اور وہ کافی ہے ' یعنی " نفس "

(۳) اسکے بعد آپنے ایک نہایت اہم اور دلچسپ مسئلے پر توجہ فرمائی ہے یعنی " اخلاق میں وراثت کا اثر " -

لیکن اسکے بعد ہی آپ " نفس " اور اسکے اعمال کی بحث کرتے ہوے طریق حل مبحث و ما نحن فیہ سے الگ ہوگئے ہیں -

بیشک انقلاب فلسفۂ قدیم و جدید کے درمیانی دور میں بھی مثل دور سابق ' اس مسئلہ کو تسلیم کرتے تھے ' اور کافی سے اسپر زور دیا ' لیکن غالباً جناب کا یہ خیال درست نہیں کہ اب کلیۃً اسکے خلاف فیصلہ ہوگیا ہے ' اور زمانۂ حال کے اساطین فلسفۂ و اخلاق اسکے بالکل قائل نہیں - آجکل تو فلسفۂ و اخلاق پر تعدد مذاہب کا ایک بحران عظیم طاری ہے - مضمون زیر نقد میں بہت سرسری طور پر چند اخلاقی ملاحظات پر توجہ دلائی تھی ' نہ کہ علمی اصول پر بحث و تنقید - اس مسئلے کے متعلق دونوں مذہبوں کے دلائل و مباحث کا بہت بڑا ذخیرہ پیش نظر ہے ' اور اب جناب نے یہ بحث چھیڑ دی ہے تو مستقل عنوان سے اسکی نسبت جواب عرض کرونگا کہ محتاج بسط و استقصاء ہے -

(۴) بیشک تربیت اولاد کا مسئلہ اہم ترین مسائل علم و اخلاق ' و مبدء اصلاح انسانیہ ' و عماد ترقی ملت و نسل قوم ہے ' اور اس قوم سے بڑھکر بد بخت کوئی قوم نہیں ' جسکے والدین اپنی اولاد کی جسمانی و دماغی پرورش سے بے پروا ہوں - آپ لوگ تو صرف اسلیے اسے ضروری سمجھتے ہیں کہ موجودہ زمانے کے علم پیڈاگوجی (Pedagogi) (علم التعلیم و التربیۃ) کے لحاظ سے ضروری ہے ' مگر میں اسلیے ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام کے خداے حکیم نے قرآن کریم میں حکم دیا ہے کہ :

یا ایہا الذین آمنوا !	مسلمانوں ! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد
قوا انفسکم و اہلیکم	اور متعلقین کو آگ کے عذاب سے
نارا - (۶۶ : ۶)	بچاؤ جو انکو پیش آنے والا ہے -

اور فی الحقیقت (بقول حضرت امیر علیہ السلام ' کما ذکرہ الرازی فی تفسیرہ) اس آیۂ کریمہ میں اولاد کی تربیت و تعلیم کو ہر مسلمان پر فرض کردیا ہے ' تاکہ وہ ان تمام عذابوں سے دنیا میں بچیں ' جو ہر طرح کے جہل و ضلالت سے پیش آتے ہیں -

لیکن معاف فرمائیے گا ' جو لوگ ملک کے پالیٹکس میں حصہ لیتے ہیں ' یا اسلامی مصائب کے ذکر سے حرکت و التہاب پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں ' ان پر برہم ہونے کی یہاں ضرورت نہ تھی - بچوں کی تربیت ماں باپ ہی کرسکتے ہیں ' لیکن سیاسی اور جنگی مصائب کے زوال کے بعد نہ مائیں باقی رہتی ہیں ' جو بچوں کو گود میں اٹھائیں ' اور نہ باپ باقی رہتے ہیں ' جو انکو درس فلسفہ و حکمت دیں - آج جو انقلابات مسلمانوں پر طاری ہو رہے ہیں ' انہوں نے گویا ایک جنگ کا دور ہم پر طاری کردیا ہے - یہ ضرور ہے کہ فن حرب کی تعلیم ' اور علوم و صناعۃ کا حصول ہم میں ایسی قوتیں پیدا کردیگا ' جو بزہ راست میدان جنگ میں کام آئیں گی ' لیکن جنگ کے ایام میں ان باتوں کی مہلت نہیں ہوتی ' بلکہ صرف اسکی ' کہ جوش اعمال و بلند اخلاق ' واقف فن اور حامل مطلق جیسے کچھہ آدمی میسر آجائیں ' اور ہتھیار کاندھے پر رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ' انکو دشمنوں کے سامنے بھیجدیا جاے اور پھر امن کی مہلت نکالکر اصلی اور تدریجی ذرائع تقویت و تعلیم کی طرف متوجہ ہوں -

پس اس وقت پہلی چیز یہ نہیں ہے کہ موجودہ حالت سے ہم اپنی بہتر حالت کیونکر بنالیں ؟ بلکہ یہ کہ اپنی اچھی بری موجودہ حالت میں ہی کسی طرح زندہ اور باقی رہسکیں - اگر ذرا بھی زندگی کی طرف سے اطمینان ہو تو پھر وقتی اور ضروری امریہ کو چھوڑ کر صحیح اصول علاج کے مطابق بتدریج اپنا علاج کرائیں گے -

والعاقبۃ للمتقین

عروج و زوال امم کا یہ قانون الہی ہے ' اور اے کاش کہ آج وہ پیروان اسلام ' جنکو خدا نے بنی اسرائیل کی اس عظمت و جبروت کا جانشین بنایا تھا ' اور جو اُس خلافت ارضی کے وارث ہوے تھے ' جسکی اہلیت (داود) اور (سلیمان) کی نسل میں باقی نہیں رہی تھی ' تاریخ کے ان نتائج قریبہ سے عبرت پکڑیں ' اور آنے والے وقت سے ڈریں :

کذلک یضرب اللہ الامثال ' لعلہم یتذکرون ! — اسی طرح اللہ گذشتہ قوموں اور ملکوں کی مثالیں بیان کرتا ہے ' تاکہ شاید غافل قومیں عبرت پکڑیں !!

رومی پیش قدمی

یہودیوں کی حالت اُس وقت نہایت افسوس ناک تھی - بابل کی قید اور عرصے کی غلامی نے پھر اُسی سیرۃ اولی پر پہنچا دیا تھا ' جس سے دریاے نیل کے کنارے حضرت موسی نے انہیں نجات دلائی تھی -

تاہم اُنھوں نے اس موقعہ پر اپنے تمام قوی کو جمع کیا ' اور پوری جانبازی سے مدافعت کا سامان کرنے لگے - سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ رومیوں کے سے آلات جنگ اور اسلحۂ ہلاکت انکے پاس نہ تھے ' اور سنگ باری کے برجوں ' عظیم الشان منجنیقوں ' اور آتشیں روغن کی بارش کا کوئی جواب نہیں دیسکتے تھے -

پھر ممکن تھا کہ وہ اسکا جواب دیسکتے ' مگر قدرت الہی کے بھیجے ہوے عذاب یا اپنے اعمال بد کے قدرتی نتائج کا انکے پاس کیا جواب تھا ؟

فاخذہم العذاب وہم ظالمون (١٦ : ٩٠) — پس عذاب الہی نے اُنہیں آ پکڑا اور وہ اپنے ظلموں کی وجہ سے اسی کے مستحق تھے -

نتیجہ یہ نکلا کہ کچھہ عرصے کے بعد بیرونی شہر کی سر حد محاصرین نے فتح کرلی -

اب رومیوں نے زیادہ شدت اور مستعدی سے قدم آگے بڑھائے ' اور کوہ (زیتون) کی مشرقی فوج نے اپنی منجنیقوں کا رخ معبد مقدس (ہیکل) کی جانب کردیا - ساتھہ ہی مشتعل روغن (نفت) کی بارش بھی شروع کردی - آجکل عربی و فارسی میں کراسن تیل کو نفت کہتے ہیں ' مگر یہ ایک دوسرا معدنی تیل تھا ' جو نہایت سریع الاحتراق تھا ' اور جس مقام پر پڑتا تھا ' بمجرد ایک دوسرے تیل کے پڑنے کے ' اس سے شعلے بھڑکنے لگتے تھے - قدیم زمانے کی بہت سی متمدن قوموں نے اسکو استعمال کیا ہے ' اور جنگ صلیبی کے عہد میں بزمانۂ محاصرۂ عکہ مسلمانوں نے بھی اس سے کام لیا تھا -

یہودی اب نہایت مضطرب ہوے ' کیونکہ منجنیقوں کے گولے اور روغن نفت کی پچکاریاں ہیکل کی دیواروں تک پہنچنے لگیں - بعض پرانی خندقوں میں انہیں چند منجنیقیں مل گئی تھیں - وہ نکالی گئیں ' اور محصورین کی طرف سے بھی گولہ باری کا جواب دیا جانے لگا - لیکن ابھی اس انتظام کو زیادہ دیر نہیں گذری تھی ' کہ ایک اس سے بھی بڑھکر مصیبت کی خبر ملی - یعنے لوگوں نے دیکھا کہ مسافی شہر پناہ کے اندر جا بجا سوراخ ہوگئے ہیں !

اس خبر کے پہنچتے ہی محصورین کے دل بیٹھہ گئے - ہمتوں نے جواب دیدیا - بالاخر مایوس ہوکر پیچھے ہٹ آئے ' اور اس طرح شہر کی پہلی شہر پناہ پر رومی قبضہ ہوگیا -

اب دوسری شہر پناہ کے محاصرے کیلیے برج طیار ہونے لگے -

اس سے پہلے رومیوں نے بارہا باشندوں سے تمام شہر کی درخواست کی تھی ' کہ اس طرح انکی جانیں بچ جائیں گی ' مگر یہودی قید بابل کا تجربہ کرچکے تھے - انھوں نے ہر مرتبہ اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا ' اور بدستور محصور رہے -

محصورین کی آخری سعی

اسلحہ کے باب میں یہودی رومیوں سے بہت کمزور تھے - اسلیے رو در رو مقابلہ ناممکن تھا - اسکے علاوہ ایک شہر پناہ مسخر ہوچکی تھی اور اس سے قوم کی اخلاقی حالت میں بھی فرق عظیم پیدا ہوگیا تھا - اسلیے یہودیوں نے اسکے سوا چارہ نہ دیکھا کہ کمزور مگر با تدبیر اقوام کے مشہور ہتیار " حیلہ طرازی " سے کام لیا جاے -

چنانچہ انھوں نے شہر پناہ کے اندر سے ایک عمیق سرنگ رومی لشکر گاہ تک کھود دی ' اور اسکا نتیجہ معاً ظاہر ہوگیا - یعنے زمین کے مجوف ہو جانے کی وجہ سے لشکر گاہ کے تمام بروج دفعۃً بیٹھہ گئے - رومیوں کو اس سے واقعی سخت نقصان پہنچا اور کئی دن کی متصل محنت کے بعد پھر دوبارہ برج تعمیر کیے گئے - تاہم جس سارو سامان کے ساتھہ وہ آے تھے ' اسپر ان نقصانات کا کوئی اثر نہیں پڑسکتا تھا - برج محاصرہ کیے بدستور پڑی رہی -

دوسری شہر پناہ بھی یہودیوں کو چھوڑ دینی پڑی ' اور رومانی فوج فاتحانہ اسپر بھی قابض ہوگئی !

اب یہودی تیسری شہر پناہ میں محصور تھے ' اور یہ آخری حفاظت کا نشیمن تھا ' کیونکہ اسکے بعد چوتھی شہر پناہ نہ تھی - اسی کے اندر ہیکل اعظم اور تمام مقامات مقدسہ تھے ' اور اسکے مفتوح ہو جانے کے بعد بچنا دشوار تھا -

انھوں نے ایکبار پھر سرنگیں کھودیں اور اس محنت و جانفشانی کے ساتھہ ' کہ چند دنوں کے بعد ہی تمام زمین کھوکھلی کردی ' اور رومی برجیاں اور عمارات محاصرہ پہلی مرتبہ سے زیادہ نقصان دہ طریقے پر منہدم ہوگئے - اس سے رومیوں کا غیظ و غضب اور بھڑک اٹھا ' اور جوش انتقام نے مجنون کردیا - انھوں نے اپنی عظیم الشان منجنیقیں اور بڑے بڑے کبش لیکر آخری حملہ بول دیا - وہ برابر ہلاکت اور بربادی پھیلاتے ہوے بڑھتے گئے - یہاں تک کہ آخری شہر پناہ میں بھی شگاف پڑگئے -

خرقیل نبی کی پیشین گوئی

اس سے بھی بڑھکر مصیبت عظمی یہ تھی کہ آتش انگیز روغن نفت کی بارش نے معبد ہیکل کی دیواروں تک پہنچنا شروع کردیا تھا - بدبخت یہودیوں نے ہرچند کوشش کی ' مگر اپنی ہزار سالہ عظمت کے گھر کو نہ بچا سکے - اصل یہ ہے کہ اب اسرائیل و اسحاق کا خدا بھی اُسے نہیں بچانا چاہتا تھا - اسکا بڑا حصہ آتشزدگی سے برباد ہوگیا ' اور گنبدوں اور میناروں میں سنگی گولوں سے سوراخ پڑگئے - (خرقیل) نبی نے کہا تھا : " میں ہیکل کے گنبدوں پر غیر قوموں کے لگاے ہوے دھبے دیکھہ رہا ہوں " بالاخر اس بدبخت اور خدا کی مغضوب قوم کی آخری سزا کی تکمیل ہوگئی ' اور عروج و زوال امم کے قانون الہی کے نفاذ کو کوئی انسانی سعی روک نہ سکی - رومیوں کے برجوں کی گولہ باری کا اب جواب ممکن نہ تھا -

خاتمہ !

ایک دن صبح کو یہودیوں نے دیکھا کہ رومی لشکر عظیم قتل و غارت ' اور نہب و سلب کے ہتیار ہاتھوں میں لیے ' آخری شہر پناہ سے اندر داخل ہو رہا ہے :

فجاسوا خلال الدیار ' وکان وعداً مفعولا !! (١٧ : ٥) — پس وہ بستیوں اور آبادیوں میں پھیل گئے ' اور اللہ کے وعدے کو پورا ہونا تھا اور پورا ہوکر رہا -

تھا ، اور اسکے صوت کا اثر بہت زیادہ زور ہی ہوتا تھا ، اور شہر پناہ کی دیواروں ، اور قلعہ کے دروازوں کے توڑنے میں کام آتا تھا -

(منجنیق) ایک کثیر الاستعمال مشین تھی ، جسکے ذریعہ بڑے بڑے وزنی پتھر عدیم کے لشکر اور محصور شہر کے اندر پھینکے جاتے تھے - یہ (میکانک) کے یونانی اصل کا معرب ہے ، اور علم الحیل (فن وضع آلات و مشینری) کی قدیم ترین ایجاد - عربوں نے بھی اپنی جنگوں میں اس سے کام لیا ہے - یہ گویا قدیم زمانے کی توپ تھی - پتھر کے بڑے بڑے گولے جب اس سے نکلکر اوڑتے تھے ، تو انکی ضرب دیواروں اور قلعوں پر نہایت سنگین پڑتی تھی -

(آتش افشاں منارے) لکڑی کے بنائے جاتے تھے - اسکے نیچے پہیے لگے ہوتے تھے ، تاکہ گاڑی کی طرح نقل و حرکت ممکن ہو - اسکی کئی منزلیں ہوتی تھیں - ان میں بیٹھکر حملہ آور محصورین کی طرف تیری سے بڑھتے تھے ، اور انکے برجوں سے آتشیں روغن کو شہر کی دیواروں اور عمارتوں پر پھینکتے تھے -

(کبش) اس زمانے کا بہترین ہتیار تھا - کچھہ آدمی گاڑی کو کھینچتے تھے ، اور کچھہ حفاظت کرتے تھے - یہ گاڑی شہر پناہ سے بھڑا دی جاتی تھی ، اور اندر کی فوج محصورین کی تیر اندازی سے محفوظ رہکر ، دیواروں میں نقب لگا دیتی تھی -

عربوں نے اسکو (کبش) اسلیے کہا کہ اسکے سامنے کے رخ پر ایک مینڈھے کا مصنوعی سر بنا کر لگا دیا جاتا تھا - (دیکھو تصویر کبش) ،

شہر کی بیرونی شہر پناہ اور رومی لشکر کے شمالی حصے کے مابین جو آباد قطعے تھے ، وہاں کے تمام درخت اکھڑوا ڈالے گئے تھے ، تاکہ فوجی نقل و حرکت میں مانع نہوں -

اطراف شہر کی سر سبزی کا اس وقت یہ حال تھا کہ یہ تمام قطعات طرح طرح کے شاداب درختوں کی کثرت سے ایک حصہ ارضی کا منظر معلوم ہوتے تھے ، اور اس کثرت کے ساتھہ تھے ، کہ صرف انکی جڑوں کے کھودنے اور اکھاڑنے میں کامل چار دن رومی فوج نے صرف کیے !!

یہ شام کی سر زمین تھی ، جسکی نسبت قرآن کریم نے سورہ (بنی اسرائیل) میں فرمایا : " بارکنا حولہ " ہم نے بیت المقدس کے اطراف کو اپنی برکات سے مالا مال کردیا تھا !

اسکے بعد فوج شمال کی جانب بڑھی ، اور ایک ایسے مقام پر خیمہ زن ہوگئی ، جہاں سے بیرونی حصار شہر کا ایک گوشہ نظر آتا تھا - جہاں محاصرین نے چند برج تعمیر کیے ، اور ان میں بیٹھکر بیت المقدس پر سنگی گولے برسانا شروع کردیے -

فاعتبروا یا اولی الابصار !

یہ وہی بیت المقدس تھا ، جس کو خداے ذو الجلال نے اپنی رحمت و برکت کا نشیمن بنایا تھا - ابراہیم (ع) کے گھرانے سے جو الہی وعدے ہوے تھے ، انکے ایفا کا پہلا گھر اسی میں تھا - بنی اسرائیل کی عظمت و جبروت کے سیلاب اسکی شہر پناہ سے نکلتے تھے ، اور دنیا کی بڑی بڑی عظیم الشان سر زمینوں کو مع انکے بسنے والوں کے بہا لیجاتے تھے - مگر انہوں نے اس پیمان و عہد کو توڑ دیا ، جو مصر کی غلامی سے نجات پانے کے بعد خداوند خداے قدوس نے سینا کے پہاڑ پر باندھا تھا - جب وہ طرح طرح کی بد اعمالیوں اور فسق و فساد میں مبتلا ہوگئے تو رحمت الہی اسے روٹھہ گئی ، اور اس نے اپنی برکت کی جگہہ اپنے قہر و غضب کو بھیج دیا - خدا کا اس دنیا میں سب سے بڑا قہر یہ ہے کہ وہ کسی قوم سے حکومت و فرماں روائی کی عزت چھین لے ، اور غیر قوموں کی غلامی و محکومی کی زنجیریں اسکے پاؤں میں ڈالدے - پس یہودیوں کیلیے بھی اب دنیا میں اس سزا کے سوا کچھہ نہ تھا - (بخت نصر) کی فوج کشی اور (بابل) کی قید کے بعد (عزیر) کی آہ و زاری نے انکی سزا کی مہلت بڑھا دی تھی ، پر انہوں نے اس فرصت سے بھی فائدہ نہ اٹھایا - اسلیے ضرور تھا کہ آخری غضب الہی کسی جابر قوم کے استیلا و تسلط کی صورت میں ظاہر ہو - اور وہ جب کبھی کسی قوم سے روٹھتا ہے تو اسکی عادت ہے کہ اپنی کسی جابر مخلوق کو اسپر مسلط کردیتا ہے - پھر وہ اسکے تخت حکومت کو الٹ دیتی ہے ، غلامی و محکومی کی بیڑیاں اسکے پاؤں میں ڈالدیتی ہے ، اور عزت ملی اور شرف قومی کی روح اسکے اندر سے کھینچ لیتی ہے !!

رومیوں کا یہ حملہ یہودیوں کیلیے اسی سلسلۂ غضب الہی کی

کبش

رومی آلۂ جنگ ، جو مثل ایک گاڑی کے تھا ، اور جس میں بیٹھکر محاصرین حملہ کرتے تھے -

آخری سزا تھی ، جسکے بعد بنی اسرائیل کی عظمت کا چراغ ہمیشہ کیلیے گل ہوگیا " ضربت علیہم الذلۃ و المسکنۃ ، و باؤ بغضب من اللہ " - (بخت نصر) اور بابلیوں کا ورود پہلا عذاب تھا ، اور یہ آخری - انہی دو عذابوں کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے کہ :

و قضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ، و لتعلن علوا کبیرا - فاذا جاء وعد اولاہما ، بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید ، فجاسوا خلال الدیار ، و کان وعدا مفعولا (۱۷ : ۴)	اور ہم نے بنی اسرائیل سے انکی کتاب توراۃ میں صاف صاف کہدیا تھا کہ تم ضرور زمین پر دو مرتبہ فساد میں مبتلا ہوگے اور اپنی بد اعمالیوں میں مغرور ہوکے نہایت سخت زیادتیاں کروگے ، تو اے بنی اسرائیل کے لوگو ! جب تم میں ظہور فساد و عدوان کا پہلا وقت آیا ، تو ہم نے تمہارے مقابلے میں (بابل کے) ان لوگوں کو بھیجدیا ، جو نہایت جابر اور سخت گیر تھے - وہ تمہاری بستیوں کے اندر پھیل گیے (اور وہ سب کچھہ کیا جو انکو کرنا تھا) اور اللہ کے وعدے کو پورا ہونا تھا ، اور وہ پورا ہوکر رہا -

یہ قوموں کے اعمال کے قدرتی نتائج ہیں - جس بیت المقدس پر ملائکۂ الہی رحمت و برکت کے پھول چڑھاتے تھے ، آج حملہ آوروں کے برجوں سے اسپر پتھروں کے گولوں کی بارش ہو رہی ہے !!

و ما کان اللہ لیظلمہم ، و لکن کانوا انفسہم یظلمون -

ایسے ہی لوگوں میں سے ایک قابل تمجید شخص، کتاب زیر بحث کے مصنف مسٹر ای - ان - بینٹ بھی ہیں -

جنگ طرابلس کے شروع ہوتے ہی وہ معائنہ حالات کیلیے روانہ ہوگئے - غالباً اخبار مانچسٹر گارجین کی نامہ نگاری کی حیثیت سے گئے تھے - ٹیونس کا راستہ، جو اس وقت اندرون طرابلس کیلیے ایک ہی دروازہ تھا، اختیار کیا - وہاں پہنچکر ترکی کیمپوں میں ٹھہرے اور تین بڑی لڑائیوں کو اپنے سامنے دیکھا - یہ وقت جنگ کا اصلی زمانہ تھا - اندرون طرابلس اور صحرا کے عربی قبایل جوق جوق آرہے تھے، شیخ سنوسی کی ہمدردی پوری طرح حاصل ہوچکی تھی، اطالیوں کی پے در پے شکستوں اور ناکامیوں نے جراتوں اور ہمتوں کو بڑھا دیا تھا، اسلیے انکو اصلی حالات معلوم کرنے اور صحیح رایوں کے قایم کرنے کا پورا موقعہ ملا - وہ ترکی افسروں کے ساتھ کمپوں میں رہے - عربوں کے اُن صحرائی خیموں میں، جنکے اجزاے ترکیبی ایک پھٹے ہوے کمل، اور ایک کسی درخت کی خشک شاخ سے زیادہ نہیں ہوتے، بارہا بیٹھے اور انکے جذبات ملیہ و دینیہ کا مطالعہ کیا - وہ بادیہ نشیں قبایل، جو ہزاروں کی تعداد میں ترکی کیمپوں کے سامنے کے میدانوں میں، اپنے اونٹوں کے پاس، کھلے آسمان کے نیچے پڑے رہتے تھے، اور جوش فدا کاری ملت، و حفظ خاک وطن مقدس، و عشق اسلام محبوب میں نہ دنکی ریگستانی تپش کی انھیں پروا تھی، اور نہ رات کی مہلک اور مرض پرور ہوا و رطوبت کی، انکے سامنے تھے اور انکو پورا موقعہ حاصل تھا کہ اسلام کی جنگی و سیاسی قوت کے اس آخری غیر مستعمل خزانے کی قدر و قیمت کا اندازہ کریں -

پس انکا سفر گو مختصر تھا، لیکن اِن نادر مواقع کی وجہ سے بہترین مواد، اور قابل وثوق آرا کے جمع کرنے کا سامان اپنے ساتھ لاے، اور جس سنجیدہ انداز روایت، اور منصفانہ طریق بحث و استدلال کے ساتھ انھوں نے اس سے کام لیا، وہ ایک عام سیاحت نامے کی سطح سے اس نامکمل روز نامچے کی قیمت بڑھا دیتا ہے -

اٹلی کے اس حملے اور نیز یورپ کے موجودہ ظالمانہ و قاتلانہ حرص کا انھیں نہایت درد و تاسف سے اعتراف ہے - متعدد مواقع پر انھوں نے اہل عرب کی قوت و شجاعت اور جانفروشی و جذبات صحیحہ کی داد دی ہے - غیر قوموں کے ساتھ عربوں کے وحشیانہ سلوک، اور اسلام کے تعصب کے افسانوں پر جابجا ہنسی اڑائی ہے - جن عربوں کو یورپ میں وحشت و بربریت کا خوفناک دیو سمجھا جاتا ہے، انھوں نے دیکھا کہ فرشتوں کی سی مہربانی اور قدوسیوں کی سی نیکی کے ساتھ وہ انسے ملے، انکی دعوتیں کرتے تھے، اور انکے منصفانہ خیالات کے شکر گذار ہوے -

عربوں کی شجاعت و جانفروشی کی شہادتوں نے جب ایک عالم کو متحیر کردیا، تو بعض اخبارات نے اس اثر کو بے وقعت کرنے کیلیے طرح طرح کے افسانے مشہور کیے - مثلاً لکھا کہ ترکوں سے انکو بیش قرار رقمیں ملتی ہیں، اور اگر ایک دن کا وظیفہ بھی نہ ملے تو فوراً اٹلی سے مل جائیں -

مگر مسٹر بینٹ نے جو حالات دیکھے، وہ بالکل اسکے متضاد تھے - وہ اپنی کتاب ہی میں لکھتے ہیں :

" عربوں کے لیے دوسرے مہینے میں جب بارش ہوئی ہے، بڑی سخت آزمایش کا وقت تھا، لیکن انھیں ذرا بھی لغزش نہ ہوئی - چنانچہ طرابلس کا واقعہ ہے کہ جب سنہ ۱۹۰۸ع سے لیکر سنہ ۱۹۱۰ع تک دوسال امساک باراں قحط پڑا تھا، تو ہزاروں عرب فاقہ کشی کی مصیبت سے تنگ آکر ٹیونس وغیرہ ترک وطن کرکے چلے گئے تھے -

لیکن اِس موقع پر جبکہ باران رحمت کا نزول ہوا تو میدان جنگ میں تھے، اور اپنے کھیتوں سے میلوں دور - بعض اُن میں سے تھوڑے دنوں کے لیے کھیتی کی غرض سے گئے، لیکن اکثروں نے اپنے آئندہ نفع کو حب وطنی پر قربان کردیا اور باوجود اس اندیشہ کے، کہ آیندہ انھیں اور نیز انکے بال بچوں کو رزق میسر آنا ناممکن ہوگا، اپنی جگہ سے نہ ہلے -

اٹلی والے رشوتیں دیکر اپنا وہ کام نکالنا چاہینگے، جس کام کو بزور شمشیر انجام دینے کے ناقابل ہیں - لیکن میرے خیال میں اسلامی قوت و یک جہتی عربوں کے مطربی لالچ پر غالب آگئی "

جیسا کہ مسٹر بینٹ نے بھی لکھا ہے، یہ ضرور تھا کہ عربوں کو انکے ضروری ما یحتاج کے انتظام کیلیے ایک رقم ضرور دی جاتی تھی، مگر ظاہر ہے کہ ایسا ہونا ناگزیر تھا - وہ، جو اپنی زراعت، اور اپنے اصلی وسائل گذران چھوڑ کر اپنی جانیں قربان کرنے کیلیے آگئے تھے، کیا اسکے بھی مستحق نہ تھے کہ دو وقت کے کھانے کیلیے چند آنے روز دیے جائیں؟ پھر یہ کوئی ایسی رشوت تو نہ تھی جو ترک اٹلی کے قیمتی تحفوں اور طلائی طشتوں کو ٹھکرادینے کے معاوضے میں انھیں دیتے ہوں، اور نہ انکے لیے محرک جنگ ہوسکتی تھی -

اصل یہ ہے کہ جنگ عرب کا اصلی مذاق ہے - تاریخ نے بتلا دیا ہے کہ عرب ہر کام کیلیے موزوں ہے - تخت پر فرماں روائی کیلیے بھی، اور امن کے تمدن و تہذیب کے لیے بھی - لیکن سچ یہ ہے کہ جنگ کی قوت اسکے اندر کی اصلی آگ ہے، اور جب بھڑکا دی جاے، بھڑک سکتی ہے - ترکوں نے اپنے تمام زمانۂ حکومت میں سب سے بڑی سخت خطرناک غلطی (جسکے نتایج اب بھگت رہے ہیں) یہ کی کہ ہمیشہ اہل عرب کی طرف سے بے پروائی برتی - انکو مٹایا اور ذلیل کیا، اور انکو خلافت کا رقیب سمجھکر کبھی ابھرنے اور قابل بننے کا موقعہ نہیں دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کی اصلی کارفرما قوت محض صحراؤں کی ریگ اور اونٹوں کے غولوں کے اندر محدود ہوکر رہ گئی، اور اہل عرب کو کوئی موقعہ اپنی قدیمی روایات عظیمہ کے زندہ کرنے کا نہیں ملا -

جنگ طرابلس میں غازی انور بے کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس ترکوں کے سب سے بڑے شخص نے عربوں کے اندر ایک تحریک پیدا کردی، اور انکو موجودہ حالات سے باخبر کردیا - پس آگ بھڑک اٹھی، اور عامل چونک اٹھے - اسمیں نہ طمع زر کو دخل ہے اور نہ بیش قرار تنخواہوں کو - پس اور آجکل کے دور مصائب میں یہ بھولنا نہیں چاہیے کہ اسلام کے مستقبل قریب کو اگر پر امید بننا ہے، تو یقیناً اسمیں اسلام کے اصلی خوابیدہ قوت، یعنی عربوں کی زندگی اور تحریک کو دخل غالب ہوگا وما ذالک علی اللہ بعزیز -

یہ ضرور ہے کہ طرابلس کی جنگ ترکوں اور اطالیوں کی جنگ تھی اور انگلستان کے باشندوں کیلیے سیاسی اور قومی جذبات کے لحاظ سے اٹلی کے اندر کوئی بڑی کشش نہ تھی - یہی سبب ہے کہ اس زمانے میں بڑے بڑے انگریزی اخبارات نے اس حملے کو قابل اعتراض بتلایا اور بعضوں نے بڑے سخت مضامین لکھے - پس حق پسند انگریزوں کیلیے اظہار حق کی یہ کوئی بڑی آزمایش نہ تھی - برخلاف اسکے موجودہ جنگ بلقان جو مسیحی جہاد کے نام سے کی گئی ہے، اور جو یورپ کو اسلام سے خالی کردینے کے صلیبی ولولے پر مبنی ہے، انگلستان کے باشندوں کیلیے ادعاے حق پرستی و مظلوم نوازی کا اصلی امتحان تھا - اور دیکھنا تھا کہ مسٹر بینٹ،

مذاکرۂ علمیہ

پھر وہ سب کچھ ہوا جو اسکے بعد ہونا تھا - اس قتل و غارت کا کون اندازہ کرسکتا ہے ' جو کئی دن تک اس مقدس شہر میں جاری رہا ؟ عورتوں اور بچوں تک کو خونخوار ہاتھوں کی تلوار سے امان نہ تھی - عمارتیں جل رہی تھیں ' اور دیواریں زمین کے برابر ہوگئی تھیں - جو بچ رہے تھے ' وہ قیدی بنا لیے گئے ' اور جو بھاگ گئے ' انھوں نے پھر بنی اسرائیل کے ہزارہا سالہ گھرانے کی نسبت کوئی اچھی خبر نہیں سنی !!

فکاین من قریۃ اہلکناہا وہی ظالمۃ ' فہی خاویۃ علی عروشہا ' و بئر معطلۃ و قصر مشید - افلم یسیروا فی الارض فتکون لہم قلوب یعقلون بہا ' او اذان یسمعون بہا ' فانہا لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور - (۲۲ : ۴۴)

پھر انسانوں کی کتنی بستیاں ہیں کہ ہم نے انہیں ہلاک و برباد کردیا ' کیونکہ وہ نا فرمان تھیں ' اور انھوں نے احکام الہی سے سرتابی کی تھی - پس وہ اس طرح اجڑ گئیں ' کہ انکی بڑی بڑی عمارتوں کی دیواریں اپنی چھتوں پر گر پڑیں ' انکے کنوئیں بیکار و معطل ہوگئے ' اور پکی اینٹوں کے عظیم الشان بنائے ہوے محل ویران نظر آنے لگے ! پھر کیا دنیا کے غافل انسانوں نے زمین پر سیر و سیاحت نہیں کی ہے ؟ اور گذشتہ قوموں اور ملکوں کے انقلابات کو نہیں دیکھا ہے ؟ اگر نظر عبرت سے دیکھتے تو انکے پاس دل ہوتے' جو انجام کار کو سمجھتے - اور کان ہوتے' جو صداے الہی کو سنتے - اصل یہ ہے کہ جب کسی قوم کے برے دن آتے ہیں ' تو لوگونکی آنکھیں اندھی نہیں ہو جاتیں ' بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں ' جو انکے سینوں کے اندر پوشیدہ ہیں !

انتقاد

وِدھ دی ترکس ان ٹریپولی

With The Turks in Tripoli

مسٹر ای - این - بینٹ (E. N Bennt) کے سیاحت نامۂ طرابلس کا ذکر اردو اخبارات میں بارہا ہوچکا ہے ' اور اسکے اقتباسات اکثر اخبارات نے شائع کیے ہیں - جس صداقت اور بے تعصبی کے ساتھہ اس شریف انگریز اہل قلم نے حالات جنگ پر بحث کی ہے ' اور ضمناً ترکوں اور اسلام کے متعلق جو پر عواطف خیالات ظاہر کیے ہیں ' وہ یقیناً ہماری شکر گذاری کا مستحق ہیں -

موجودہ زمانے میں جنسی و سیاسی تعصب جس خوفناک و تاریک درجہ تک پہنچ گیا ہے ' وہ قرون مظلمہ (Middle Agse) کے مذہبی تعصبات کے خونیں مصائب سے بھی زیادہ عالم انسانیت کیلیے خطرناک ہے - یہ سچ ہے کہ اب کوئی عدالت تعذیب روحانئین (Inquisition) نہیں ہے ' جو کافروں اور ساحروں کو زندہ جلا دیتی ہو ' تاہم وہ متمدن قومیں اپنے ترقی یافتہ قواے جنگ ' اور نا قابل معاومت وسائل تسلط کے ساتھہ موجود ہیں ' جو لاکھوں انسانوں کو باسم تہذیب و دعوت مدنیت ' محض اس جرم پر قتل کردینا جائز سمجھتی ہیں ' کہ وہ نسل قوقاسی سے نہیں ہیں ' یا ہیں تو جنس ایبض کے وجود کی موجودگی میں انکا وجود کچھہ ضروری نہیں !

اسی جنسی تعصب کی یورپ کے موجودہ افکار و اقلام پر حکومت ہے - تاریخیں ' سفر نامے ' سیاسی اشعار ' اور اخبار و رسائل ' غرضکہ قلم اور سیاہی کی آمیزش سے جس قدر اشیا طیار ہوسکتی ہیں ' اُن سب کے اندر اسی جنسی تعصب کا شیطان حلول کرگیا ہے - نامور اہل قلم ' اور قابل سے قابل مغربی سیاح جب مشرقی اوضاع و اطوار اور عادات و خصائل کی تصویر کھینچتا ہے ' تو اپنے قلم کو اس تعصب کے رنگ و روغن سے الگ نہیں رکھہ سکتا -

علی الخصوص مغرب و مشرق ' اور اسلام و مسیحیت کی جنگ آرائیوں میں انصاف اور صداقت بالکل ایک بے وجود شے ہوگئی ہے

یہ فی الحقیقت دنیا اور انسانیت کیلیے ایک مصیبت عظمی ہے ' اور تمام گذشتہ ازمنۂ ظلم و ظلمت سے ' باایں ہمہ شیوع علم ' و ترقیات علمیۂ عظیمہ ' و رفع معارِ مدنیہ و عمران ' و اتحاد و بنا دل آراء اقوام و ملل ' و ادعاے مساوات و نوع پرستی و بے تعصبی ' زیادہ خطرناک و مہلک ' اور ایک خوفناک ترین دور انسانی ہے -

پھر جنسی تعصب کے ایک ایسے تاریک عہد میں جو حال خال چند نفوس صالحہ یورپ کی سرزمین میں نظر آجاتے ہیں ' اور قومی پاسداری کی خباثت سے پاک و بری ہوکر منصفانہ اظہار حق کرتے ہیں ' انکے وجود کو بسا مغتنم اور انکی خدمت انسانیہ و مستحق تحسین و امتنان یقین کرنا چاہیے -

باب المراسلت و المناظرہ (۱)

— * —

الاخلاق

— * —

از مسٹر مسعود احمد عباسی (امروہہ)

مضمون بالا نظر سے گذرا - حقیقت میں ایسے مضامین جو اب سب سے اول " الہلال " میں شایع ہونا شروع ہوے ہیں' سب سے زیادہ قابل توجہ و صرف وقت ہیں - کیا ہی اچھا ہو کہ ان مضامین کا سلسلہ مستقل طور پر جاری ہو جاے ' تاکہ اصحاب تفکر' اور صاحبان تمیز' میدان میں آئیں اور رفتہ رفتہ ایک ایسا علمی ذخیرہ طیار کردیں جو قوم و زبان کی ترقی کے لیے نہایت ضروری ہے - اب تک یہی ایک کمی ایسی رہی ہے جس کا اجتک کوئی انتظام نہوا -

مگر سب سے بڑی دقت جو حائل ہے' وہ اردو زبان کی علمی زبان ہونیکی نا قابلیت ہے - بڑی ضرورت ہے کہ انشا پرداز حضرات ایک ایسی لغات طیار کریں جو یورپ کے علمی خیالات کو جگہ دیسکے اور مشرقی یا اردو طرز اداکے موافق بھی ہو - میں دیکھتا ہوں کہ " الصدف " کی سرخی والے مضمون میں صرف اسوجہ سے پھیکا پن ہے کہ الفاظ کسی ایک قاعدہ اور قانون کے ماتحت نہیں ہیں' مثلاً کہیں آپ مادہ کی تقسیم زندہ اور غیر زندہ کی کرتے ہیں اور کہیں الیہ اور غیر الیہ کی - خیر یہ گفتگو کسی دوسرے وقت کے لیے زیادہ موزوں ہے - اسوقت صرف آپکی توجہ کو اسطرف مبذول کرانا مقصود تھا ورنہ یہ خواہش کرنا کہ صرف تنہا ایک آپ ہی اس اہم کام کو بھی انجام دیں ' آپکی تندرستی اور قوت پر حملہ ہوگا -

آپنے اخلاق کی دو قسمیں کی ہیں - طبیعی اور کسبی - طبیعی کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ وہ فطری ہوتے ہیں اور انسان پیدائش سے لیکر پیدا ہوتا ہے - یہاں مجھکو اختلاف ہے اور آگے چلکر میں اس اختلاف کی وجہ پیش کرونگا - مگر میں دیکھتاہوں کہ کچھہ آگے چلکر آپ خود اپنی تقسیم پر قایم نہیں رہتے اور جب اخلاق کے سرچشموں کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہاں اسکو کلیہ ہٹانے سے انکار کرتے ہیں -

بہر حال یہ ضرور ہے کہ آپ اخلاق میں وراثت کے اثر کے مرید ہیں - اور اکثر کانٹ جیسے بعید زمانہ کے اصحاب فلسفہ کا بھی ایسا ہی خیال تھا -

معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے اولاد میں اپنے والدین سے جسمی مشابہت پا کر اخذ کرلیا کہ اخلاق میں بھی ایسا ہی ہوگا ' اور سطحی نظر میں کچھہ شہادتیں بھی جمع کرلیں ' لیکن صحیح نتائج پر آنیکے لیے جن احتیاطوں کی ضرورت ہوتی ہے ' اوسکا لحاظ نہ کیا - یا یہ بھی ممکن ہے کہ ان احتیاطوںکی طرف خیال بھی اسوجہ سے نہ کیا ہو کہ اوس زمانہ کا مشہور عام مسئلہ یہ تھا کہ اولاد میں برائی بھلائی ورثہ میں والدین سے ملتی ہے - لیکن حال میں جو تحقیقاتیں اس موضوع پر ہوئی ہیں ' اون سے ظاہر ہے (بقول کارل پیرسن کے کہ) وراثت کا اثر بالکل غلط خیال ہے اور جسقدر بھی اخلاقی خصوصیات والدین کی اولاد میں پائی جاتی ہیں وہ اوس تربیت کا نتیجہ ہیں جو اولاد کو اپنے والدین کے ہاتھہ سے پہنچتی ہے اور جس میں والدین نے اپنی مخصوص عادات و اخلاق کی جھولی اپنے اولاد کے حوالے کردی ہے -

مگر ہم دوسرے پہلو سے اسپر غور کرتے ہیں -

اخلاق خود کوئی قوۃ نہیں بلکہ یہ تابع معلوم ہوتے ہیں کسی دوسری شے کے ' اور وہ شے وہ ہے' جو اخلاق کے برے بھلے ہونے پر غور کرسکتی یا کرسکتی ہے - اس شے کو انگریزی میں مائنڈ (Mind) کہتے ہیں اور جسکا مرادف اتک ہماری زبان میں دل تھا' مگر اب اوسکی سلطنت تو معدودےکے نقیل دماغ کے پاس اوٹھہ گئی ہے اور اوسکی وقعت ایک ہرست جس سے زیادہ نہیں ہے - جو چیز کہ نقب نشین ہے وہ کیا ہے ؟ وہی جسکو مائنڈ کہتےہیں اور یہ نام ہے تین مظاہر کے مجموعے کا -

(۱) انفعــــال -

(۲) ارادہ -

(۳) سمجھـــہ -

میرے سامنے دروازہ ہے اور میں اوسکو کھولنا چاہتا ہوں - گویا مجھہپر کھولنے کی خواہش کا ایک اثر ہو رہا ہے - یہی اثر وہ ہے جسکو میںنے انفعال سے تعبیر کیا ہے - افسوس کہ زبان کے نقص کی وجہ سے میں اپنے مطلب کو الفاظ میں واضح طور پر پیش نہیں کرسکتا - آپ تصور میں میرے مطلب تک پہنچ جاینگے - میں دروازہ کھول دیتا ہوں - یہ وہ ہے جسکو میںنے ارادہ سے تعبیر کیا ہے - اگرچہ یہ لفظ بھی اس مطلب کے لیے بہت کم مناسب ہے - ان دونوں کے ساتھہ ساتھہ ایک تیسری قابلیت اور ہے' یعنی میں جانتا ہوں کہ دروازہ کھل سکتا ہے - یہی چیز ہے جسکو میںنے سمجھہ سے موسوم کیا ہے - گویا یہ تین چیزیں انفعال ' ارادہ ' اور سمجھہ ' مظاہر ہیں اوس شے کے' جسکو مائنڈ کہتے ہیں - اس لفظ کے مرادف لفظ بنانیکے لیے میں جناب کو توجہ دلاتا ہوں -

ہاں تو اسطرح یہ تین قوتیں انسان کے تمام اخلاق اور اعمال پر حکمرانی کرتی ہیں - یہی وہ ہیں جنکے بہتریسے انسان جانور ہے اور جنکے ہونیسے مگر غیر مناسب حالت میں' انسان ناقص ہے' اور ہونیسے اور نہ مناسب' وہ کامل ہے -

لیکن ان تینوں مظاہر کے ساتھہ چاکرانہ حیثیت سے حواس ہیں - میں جلتے چراغ کی چمنی چھوتا ہوں تو مجھہپر اثر ہوتا ہے - فضاے آسمان میں تارے چمکتے دیکھتا ہوں تو مجھہپر اثر ہوتا ہے - زبان پر کوئی میٹھی چیزیں چکھتا ہوں تو مجھہپر اثر ہوتا ہے - مجھہ کو بھنبھنانے سنتا ہوں تو مجھہپر اثر ہوتا ہے - اور میں اپنے پچھلے تجربے کی بنا پر سمجھتا ہوں کہ ایک چیز جلتی ہے تو دوسری روشن ہے وغیرہ وغیرہ -

اگر بچے میں سمجھہ کی قابلیت نہیں ہے تو کبھی بھی نہیں ہوسکتی - اسکی حواس میں بھی کسی ایک کا نہونا ان تینوں قابلیتوں پر کچھہ زیادہ موثر نہیں ہوسکتا - ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ تمام حواسوں کے نہونے پر یہ تینوں قابلیتیں بھی معدود ہوگئی ہیں - پس اسطرح یہ تینوں قابلیتیں اور حواس کسی نہ کسی حد تک ساتھہ ساتھہ ہیں' اور یہ اوسوقت تک ہر انسان میں صحیح حالت پر موجود ہیں' جب تک عناصر انسانی میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگئی ہے - اگر دماغ سے مادہ ورس نکل گیا ہے تو یقینا سمجھہ بھی نہ ہوگی - وغیرہ وغیرہ -

پس ظاہر ہے کہ اسے ہر شخص' جتنا ہر حیثیت میں یکساں اثرات سے موثر ہونا ممکن ہوتا ' خواہ وہ آب و ہوائی ہوں - خواہ سوشل' یا اور کچھہ' ضرور اخلاق کے لحاظ سے بھی یکساں ہوتے مگر ایسا کبھی نہیں ہوتا ' اور یہ ان دوسرے اثرات کا نتیجہ ہے ' وراثت پر الزام کی الزام ہے

جب یہ ثابت ہوگیا کہ وراثت اخلاق میں کوئی دخل نہیں رکھتی تو ہم پر اپنی اولاد کے متعلق ایک ذمہ داری آور عاید

---

(۱) یہ ایک مستقل باب کی سرخی ہے - اس وقت اسکا بلاک تیار نہیں ہوا تھا ' اسلیے ٹائپ میں دے دی گئی -

مسٹر میکالا اور مسٹر ایبٹ رعیرہ کی طرح ' کالے ارباب حق جنتی ہیں ' جو صدائے انصاف بلند کرتے ہیں ؟

بیشک اس ہنگامۂ قتل و غارت میں چند پست آوازیں رحم و انصاف کی بھی کبھی کبھی سنتے میں آتی ہیں - فرانس کے مشہور انشا پرداز (پیرلوتی) کے مضامین ایک اچھی ضخامت کا رسالہ بنگئے ہیں - لیکن وہ تو ترکوں کی حمایت ' اور ترکی سوسائٹی کے ایک معجب ناول نویس ہونے کی حیثیت سے بد نام ہے ' اور پھر افسوس کہ ان صداؤں میں سات کرور مسلمانوں پر حکمرانی کرنے والی قوم کا کوئی حصہ نہیں ' والشاذ کا لمعدوم ! !

اصل یہ ہے کہ انگلستان بد بختانہ اس وقت صلیبی جذبات کا شکار ہوگیا ہے ' اور یہ جذبہ اقلام و صحائف پر اس طرح جاری ہے کہ ہمارے لیے انصاف و رحم کی صدا اب دریاے ٹیمس کے کنارے نہیں اٹھہ سکتی !

اٹلی کے قزاقانہ حملہ طرابلس کی تاریخ میں بھی (موجودہ جنگ کی طرح) انگلستان کا نام پہلے صفحہ میں لیا جائیگا -

مسئلۂ مصر و عرب کیلیے ایسا ہونا ضروری تھا ' اور گو اسکی طرف عملی پیش قدمی کا طرۂ افتخار سر ایڈورڈ گرے کی کلاہ سیاست کو حاصل ہو' لیکن سچ یہ ہے کہ انگلستان کی وزارت خارجیہ میں اُن سے پہلے ہی یہ مسئلہ اپنے ابتدائی مرحلے سے گذر چکا تھا ' اور جس وقت فرانس نے تیونس اور الجزائر پر قبضہ کیا ہے ' اسی وقت اٹلی کے وزیر خارجی (کرسپی) نے لارڈ (سالسبری) سے مراسلات شروع کردی تھیں - لارڈ سالسبری نے اس موقعہ پر اپنے سفیر کے ذریعہ جو اُمید بخش اور جرأت پرور جواب دیا تھا ' اسکو مسٹر (بیدمک) نے دیباچہ کتاب میں نقل کیا ہے - اسکا خلاصہ یہ ہے :

" آپ کی تحریر کا لارڈ سالسبری پر بہت اثر ہوا - اُنہوں نے مجھے مندرجۂ ذیل مضمون کا تار دینے کی ہدایت کی ہے - " اُنکو اس امر سے اتفاق ہے کہ جب بحر روم (میڈیٹرینین) کی موجودہ بین الاقوامی حالت میں معمولی یا اہم تبدیلی کا وقت آئیگا ' تو اُس موقع پر یہ امر ناگزیر ہوگا کہ اٹلی طرابلس پر قبضہ کرلے " ایک بات میں سالسبری کو آپ سے البتہ اتفاق نہیں ہے - اُنکا خیال ہے کہ طرابلس پر قبضہ کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا - لارڈ سالسبری نے اپنی رائے ذیل کے جملہ پر ختم کی ہے - وہ کہتے ہیں کہ " گورنمنٹ ایطالیہ کو طرابلس مل جائیگا ' لیکن ایک شکاری اگر ہرن چاہتا ہے کہ ہرن کو مار کر شکار کرلے ' تو اُسوقت تک انتظار کرنا چاہیے ' جب تک کہ اُسکا شکار بندوق کی زد پر نہ آجاے ' تاکہ اگر نشانہ پورا نہ پڑے اور خالی بھی جاے ' جب بھی گرفتار ہوجاے "

اسکے بعد مسٹر بیدمک لکھتے ہیں :

" دول یورپ کو جس میں انگلستان بھی شامل ہے ' اٹلی کی قزاقی کے ارادوں سے واقفیت تھی اور اُنہوں نے نہایت خوشی کے ساتھہ ان ارادوں کے پورا کرنے میں شہ دی - ہمارے یہاں خارجیہ تعلقات کی یہ حالت ہے کہ جس طرح ملک شام کے کاشتکاروں کو باب عالی کے معاملات میں کوئی دخل نہیں " اسی طرح عوام انگریزوں کا اپنے محکمۂ خارجیہ پر بھی کوئی اثر نہیں ہے - حقیقت یہ ہے کہ ایسا واقعہ کبھی ظہور پذیر نہیں ہوسکتا ' جسے ہمارے ملک کے ٩٠ - فی صدی باشندے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں اور جسے بین الاقوامی ڈاکہ کہنا نہایت موزوں ہوگا - اور اسپر طرہ یہ کہ ہمارا محکمۂ خارجیہ بلا کسی ضعیف مخالفت کے ایسے علانیہ ڈاکہ کو جائز رکھے ' درحالیکہ ملک میں لبرل پارٹی کی گورنمنٹ ہو - آخر میں کیوور (١) کے قول کو ماننا پڑتا ہے کہ " ہم سلطنت کے لیے

(١) ایطالیہ کا ایک مشہور عالم جو معاملات سیاسیہ میں بہت قابل مانا جاتا تھا -

و ظلم کرتے ہیں اور وہ تدابیر عمل میں لاتے ہیں جو اپنی ذات کے واسطے خواب میں بھی خیال نہیں کر سکتے "

اسکے بعد انہوں نے دول یورپ کے معاہدوں اور سیاسی اعلانات کی نسبت کیا خوب لکھا ہے :

" میں زمانۂ حال کے معاہدات کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس زمانہ میں عہد و پیمان صرف اس لیے لکھے جاتے ہیں کہ جسوقت اُنکی وجہ سے کسی فریق کو تکلیف پہونچنے لگے تو فوراً چاک کر ڈالے جائیں ' بشرطیکہ وہ فریق اسقدر قوت رکھتا ہو کہ بلا خرخشہ اپنے عہد کو توڑ سکے " -

یہ کتاب جب شائع ہوئی ہے ' تو اسکا تذکرہ اخبارات میں کافی ہوچکا ہے ' اسلیے ہم زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتے ' ورنہ اسکے اکثر مقامات مستحق اقتباس و استدلال ہیں -

کارزار طـــرابلــس

قیمت ١ - روپیہ - درجہ اول باتصویر ٢ - روپیہ - مترجم سے ملسکتی ہے

— * —

یہ کتاب اسی سیاحت نامہ کا اردو ترجمہ ہے - مترجم مسٹر عبداللہ خاں رئیس خورجہ ہیں - چھپائی صاف ' کاغذ اچھا لگایا گیا ہے - درجۂ اول کے ساتھہ نامورانِ غزوہ طرابلس اور اشخاص متذکرہ کتاب کی متعدد ہاف ٹون تصویریں بھی لگائی ہیں ' جنسے کتاب کی دلچسپی میں عمدہ اضافہ ہوگیا ہے -

مسٹر عبداللہ خاں دیباچے میں لکھتے ہیں کہ یہ انکی پہلی ادبی کوشش ہے ' اور ترجمہ نہایت عجلت میں کیا گیا ' تاہم ترجمہ صاف اور سلیس ہے - البتہ سرسری نظر میں بعض مقامات گنجلک ' اور بعض موقعوں میں عبارت کی خامی ' اور محاورات کی غلطیاں بکثرت ہیں -

محـــاربات طرابلــس

— * —

قیمت ١ - روپیہ - ٨ - آنہ : انجمن ہلال احمر لکھنو

— * —

یہ اسی کتاب کا دوسرا اردو ترجمہ ہے ' جو انجمن ہلال احمر لکھنو کی فرمائش سے جناب شیخ شوکت علی صاحب بی - اے نے بعد حصول اجازت مصنف کیا ہے ' اور نو الکشوری پریس میں چھپا ہے - کاغذ اچھا ہے ' اور چھپائی متوسط درجے کی -

ہم نے مثل پہلے ترجمے کے چند صفحات ایک دو مقام سے دیکھے - ترجمہ صاف و سلیس ' اور عبارت بہت رواں اور با محاورہ ہے ' البتہ بعض بعض ترکیبیں اور علی الخصوص انگریزی ترکیبوں کا ترجمہ بہت رکیک اور غلط ہے - مثلاً جابجا " ڈاکہ زنی " کی ترکیب نظر آئی جو کسی طرح صحیح نہیں ' اور صدہا فارسی تراکیب صحیحہ اسکی جگہ ملسکتی ہیں -

اسکی فروخت سے جسقدر رقم بچیگی ' وہ انجمن ہلال احمر کے فنڈ میں شامل کردی جائیگی - اس بنا پر فیاض طبع مترجم یقیناً مستحق تعریف ہیں -

افسوس کہ ترجمے کے ساتھہ تصاویر کا انتظام نہیں کیا گیا - البتہ دو نقشے افریقہ و مقامات جنگ کے علاحدہ چھاپکر لگا دے ہیں ' اور یہ بہت ضروری تھے -

---

اب ریویو کا سلسلہ برابر جاری رہیگا - جن حضرات نے کتابیں روانہ فرما کر یقیناً نہایت ناگوار انتظار کی زحمت گوارا فرمائی ' وہ مطمئن رہیں -

---

کیا سامان کیا؟ کونسی سوسائٹی قائم کی؟ کتنے طالبا پیدا کیے؟ اور وہاں کے نکلے ہوے اشخاص میں سے کتنے ہیں جنہوں نے فلسفۂ و علوم جدیدہ کی کتابوں کے ترجمے کیے ہوں یا ان پر کتابیں لکھی ہوں؟

آپکو تعجب ہوگا کہ مصر میں اسوقت ہائی اسکول سے زیادہ تعلیم نہیں ہے، اور یہ انگلستان کی علمی سرپرستیوں کا حال ہے - البتہ بیروت میں امریکن مشن اور جیسوئٹ فرقے نے کالج قائم کیے ہیں - لوگوں نے سطحی مذاق اور محض علوم یورپ کے بعض اسما و رسوم رٹ لینے کا وہی حال ہے جو یہاں ہے - تاہم اگر آپ علم داراب پاس رکھیں تو میں پچاس سے زیادہ کتابوں کی فہرست دکھلادوں جو جدیدہ علوم و فنون کے متعلق واقعی محنت و نفاست اور واقفیت و علم کے ساتھ ترجمہ کی گئی ہیں یا مستقلاً لکھی گئی ہیں - اور ویسے غیر معتبر کتابیں اور سطحی ترجمے تو صدہا ہیں!

لیکن ہندوستان کے نئے تعلیم یافتہ گروہ نے اردو کیلیے کیا کیا؟

یا للعجب!

مضحکہ تو بعض وقت غصہ بھی آتا ہے اور ہنسی بھی - کیا مزے کی بات ہے کہ آج جو لوگ اپنے تئیں الحاد کا نقیب سمجھتے ہیں، جنکو علم و مذہب کے معرکے کے نظارے سے فرصت نہیں، جنہوں نے اسلام کے شکست کا پورا فیصلہ کرلیا ہے، جو نئے علوم و نئے فلسفہ کے مذاقب و مسائل کا ایک سیلاب عظیم اپنے حلق کے اندر سے بہا سکتے ہیں، انکے سرمایۂ علم کا یہ حال ہے کہ فلسفہ کی مبادیات تک پر ایک مختصر تحریر کی خواہش کیجیے تو مبہوت ہو گئے ہیں! آجتک اتنی بھی توفیق کسی کو نہیں ملی کہ ہم کو اتنا ہی بتلا دیتا کہ نیا فلسفہ ہے کیا چیز؟ اور قدیم و جدید میں فرق کیا ہے؟

الحاد نتیجہ سمجھا جاتا ہے شیوع علم کا، پھر یہ کیا ہے کہ ہم میں الحاد جہل مطلق کے ساتھ جمع ہوگیا ہے؟

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبیست!

انصاف کیجیے کہ یہ کیسی شرم و غیرت کی بات ہے کہ جو لوگ یورپ کی زبانوں کی تحصیل کریں، وہ علوم و فنون جدیدہ سے غافل ہوں، اور جن لوگوں کا مایۂ تحصیل یہ نہیں ہے، وہ آپ کے لیے کوشش کریں؟

ایک درد انگیز تجربہ

کئی سال سے چاہتا ہوں کہ کم از کم اتنا تو ہو کہ اردو زبان میں ایک مختصر مگر جامع تاریخ فلسفہ مرتب ہو جائے، جس میں قدیم فلسفہ کے مختلف ادوار و مذاہب کی تشریح کے بعد نئے فلسفے کی ابتدائی تغیرات سے تاریخ لکھی جائے، اور اسکے مختلف انقلابات اور مختلف اسکولوں کو اس خوبی سے بیان کیا جائے کہ معلوم ہو سکے کہ فلسفہ کا اس وقت تک کل سرمایہ کیا ہے؟ اور قدیم و جدید کا مابہ الامتیاز و اختلاف کس درجہ ہے؟

میں نے کتابیں جمع کیں - کسی ایک کتاب کا ترجمہ نہیں چاہتا تھا، بلکہ بطور خود اخذ و التقاط کے بعد ایک مستقل تصنیف -

میں نے ایسے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو تلاش کرنا شروع کیا جو فلسفہ سے واقفیت رکھتے ہوں، اور اس کام میں مجھے مدد دے سکیں - تلاش کا جو نتیجہ نکلا وہ میرے لیے نہایت درد انگیز تھا، میں جانتا تھا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں میں علم کا ذوق نہیں، مگر اس درجہ مایوسی کا تو مجھے کبھی تصور بھی نہیں ہوا تھا - اول تو کسی نے حامی ہی نہیں بھری، پھر بعض اصحاب ملے بھی، تو اول ہی صحبت میں معلوم ہوگیا کہ اس میدان میں مجھ سے ناواقف سے بھی گئے گذرے ہیں - صرف ایک صاحب ایسے ملے، جن سے واقعی مدد ملتی، مگر مشیت الہی نے یک جائی کا موقعہ نہیں دیا - آپکو تعجب ہوگا کہ بالآخر جب ہر طرف سے مایوس ہوگیا تو ایک ہندو تعلیم یافتہ شخص نے مجھ پر رحم کھایا، اور جو کچھ ہونا تھا وہ اسی کی مدد سے ہوا!

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک شخص اردو میں، اور اس اردو میں جسکے ہندوستانی لغۂ عمومی (لنگوا فرینکا) ہونے کے ہنگاموں سے تمام ملک میں ایک طوفان تحریر و تقریر برپا ہوا کرتا ہے، ایک مسلمان شخص کتاب مرتب کرے، اور اسکو جسقدر مدد ملے ایک تعلیم یافتہ ہندو سے! افسوس!

کامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوے تو یہی رندان قدح خوار ہوے!

ان باتوں کے لکھنے کی یہاں چنداں ضرورت نہ تھی، لیکن یقین کیجیے کہ میرا دل ان حالات کی ایک نہایت سخت ٹیس اپنے اندر رکھتا ہے - میں انگریزی تعلیم یافتہ جماعت کے افلاس علمی اور شدت جہل کے درد سے زخمی ہوں - ذرا سی بھی ٹھیس لگتی ہے، تو اپنے خیالات کے اظہار میں معذور ہو جاتا ہوں!

افسوس کہ ہم نے اپنے قدیم علوم، اپنی پرانی سوسائٹی، اپنے گذشتہ اخلاق و آداب، حتی کہ اپنی قومیت اور مذہب تک نئی تعلیم اور یورپ کے نئے علوم و فنون کیلیے دیدیا، لیکن یہ کیا قہر الہی اور کیا بدبختی ہے کہ اسپر بھی وہ جنس ہمیں نہیں ملتی تھی اور نہیں ملی - جیب تو خالی ہوا مگر واحسرتا کہ ہاتھ بھی متاع سے خالی ہے!

مذاکرۂ علمیہ

الہلال میں "مذاکرۂ علمیہ" کا باب اسی غرض سے رکھا کہ اپنی بساط کے مطابق کچھ نہ کچھ لکھتا رہونگا - لیکن انصاف کیجیے کہ انسان ہوں اور ہاتھ سے لکھتا ہوں، لکھنے کی کوئی مشین میرے پاس نہیں ہے - دماغ تو الحمد للہ کہ فضل الہی سے جواب نہیں دیتا، مگر وقت اپنی قدرتی مقدار کار میں میرے ساتھ خاص رعایت کیوں کرنے لگا؟

پھر الہلال کی ضخامت بھی محدود - اسی خیال سے (البیان) کا ارادہ کیا، دو نمبر اسکے مرتب کر کے رکھدیے، لیکن معمولی معین کار بھی میسر نہ آے، مجبوراً ملتوی کر دینا پڑا اور اب کسی نہ کسی طرح نکالونگا -

آجتک کتنے اشخاص ہیں جنہوں نے الہلال کے کسی باب میں بھی کوئی مضمون لکھا یا میری مدد کی؟ لوگوں کی زبانوں کو تقریروں میں اور قلموں کو تحریروں میں دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدمت علم و دین کے ملائکۂ مقدسین ہیں، جنکو خدا نے مسلمانوں پر رحم کھاکر بھیجدیا ہے - لیکن کام کرنے کیلیے مستعد ہوجیے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام ہنگامۂ حرکت کا طوفان بپا کرنے والے اجسام حیہ، لاشوں کے ڈھیر یا پتھر کی مورتوں سے زیادہ

نہ تھے! فانظر کیف ضربوا لک الامثال، فضلوا، فلا یستطیعون سبیلا (۱۷ : ۵۱) -

خود نہ لکھیں تو کم از کم اتنا ہی کریں کہ جو کچھ لکھا جاے اسے زندہ آدمیوں کی طرح پڑھیں، اسکی نسبت بحث و مذاکرہ کریں، اعتراض و نقد کا سلسلہ شروع کریں، مراسلۂ و مناظرہ کی نوبت آے، اس سے اتنا تو ہوگا کہ آگے کو کام کرنے کی راہ صاف ہوگی، کام کے حسن و قبح کا فیصلہ ہوگا، نیز ایک وجہ تشویق و ترغیب نکل آئیگی -

بہر حال میں آپکا کمال شکرگذار ہوں کہ آپنے ان چند ابتدائی اور محض سرسری طور پر لکھے ہوے مضمون کو اپنے علمی ذوق کے

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۹ - ملاحظہ ہو]

ہوگئی - بلکہ بالکل ہمارے اختیار میں ہے - خواہ اسکو ہم بڑے اصابت راے والا ' بڑے اخلاق والا ' اور بڑی سمجھہ بوجھہ اور عقل و دانش والا بنائیں ' خواہ اسکو اسطرح تباہ کردیں ' جیسا کہ آجکل روزانہ ہماری جہالت سے تباہ ہو جاتے ہیں - مجھکو سینکڑوں بچوں کا تجربہ ہے ' اور میں نے ہر حامل ماں باپ کا شکار پایا ہے - یہ سخت درد ناک ہے - میں آن حضرات سے جو بالکلات میں نہایت تیز ہیں ' جو ہندوستانی یا اسلامی پالیٹکس میں بڑا حصہ لیتے ہیں ' نہ التماس استدعا کرتا ہوں کہ وہ ذرا اسطرف بھی نظر کریں - مجھکو ڈر ہے کہ کہیں وہ نسل ' جو اب سے صرف دس سال بعد طیار ہوگی ' اپنی غلط کاریوں اور اپنی بے ترمیمی سے کالجوں ' اسکولوں اور یونیورسٹیوں کو بیکار ثابت نہ کردے - فقط

الہـــلال

سب سے پہلے تو میں آپکے ذوق علمی کا شکرگذار ہوں کہ ان مضامین پر آپنے توجہ فرمائی ' اور انکی ضرورت کا اعتراف فرماتے ہوے بحث و نظر کا دروازہ کھولا -

بڑی مصیبت یہ ہے کہ لوگوں کو ان چیزوں کا ذوق ہی نہیں ہے - بیشک ملک میں اخبارات و رسائل کے پڑھنے کا ایک ولولہ پیدا ہوگیا ہے ' لیکن سطحی و عام مضامین کے سوا ' کوئی نہیں جو خالص علمی مباحث و افکار کا خیر مقدم کرنے کیلیے طیار ہو -

روشنـــي کا ایک هـــی ذریعــه

آپ اسکو نہیں مانینگے مگر میں کہونگا کہ جس گھر میں ایک ہی چراغ جلتا ہو ' اسکی تمام کوٹھریوں کی روشنی اسی کے دم سے وابستہ ہوتی ہے - اسے گل کردیجیے تو یہی نہوگا کہ درمیان کا کول کمرہ تاریک ہو جائیگا ' بلکہ آس پاس کی تمام کوٹھریاں بھی اندھیری ہوجائینگی ' کیونکہ چراغ ایک ہی تھا -

مسلمانوں کے ذوق و شوق کیلیے بھی ابتدا سے ایک ہی چراغ جل رہا تھا ' یعنے ولولۂ مذہبی ' اور جوش تعمیل احکام دینی کا - اس گھر کی آور جتنی کوٹھریاں تھیں ' اخلاق و تربیت کی ہوں ' یا حکومت و سیاست کی - علم و فن کی تحقیق و جستجو کی ہوں ' یا عمران و تمدن کی ' سب اسی چراغ کی روشنی سے منور تہیں - جس چیز کو وہ حاصل کرتے تھے ' مذہب کی راہ سے ' اور مذہب کے پیدا کیے ہوے ولولے سے - یہ کیسی عجیب بات ہے کہ مسیحی مذہب کے اصلی دور عروج میں علم و فن پر دور مظلمہ گذرا ' پر اسلام کا اصلی زمانۂ عروج وہی تھا ' جب گھر گھر علم و فن کے آفتاب درخشاں تھے

یک چراغیست دریں خانہ ' کہ از پرتو آں

ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

آج ہمارے ہزاروں علماے کرام ہیں - جاکر دیکھہ لیجیے کہ تفسیر و حدیث کو اس ذوق و جانکاہی سے نہیں پڑھتے ' جس قدر محنت سے یونانی فلسفہ اور ارسطو کی منطق میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں - علم کلام میں بھی جتنا وقت صرف ہوتا ہے ' اسے بھی ارسطو ہی کے حصے میں منتقل کر دیجیے کہ در اصل وہ علم کلام نہیں بلکہ فلسفۂ یونانی ہی ہے - (شرح مواقف) کو اگر آپ دیکھیں تو متعجب ہوں کہ کس فن کی کتاب ہے ؟

مگر ایسا کیوں ہے ؟ کیا موجودہ زمانے کے علما کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ حکماے یورپ کے سے خالص علمی ذوق اور علمی جذبات سے یہ سب کچھہ کرتے ہیں ؟ میں تو کہہ بھی دوں مگر آپ حضرات کب کہنے لگے ؟

اصل یہ ہے کہ ہمارے تمام کاموں کی اساس ہی ابتدا سے ایسی پڑی ہے کہ ذوق علم ' محبت وطن ' قوم پرستی ' سوسائٹی ' قانون ' عرفکہ ہر شے کا محور مذہب ہوگیا ہے - قدما نے فلسفہ کے حملوں سے بچنے کیلیے ضروری سمجھا کہ علما فلسفہ پڑھیں اور اس سے واقف ہوں - امام الحرمین اور امام غزالی نے نصاب میں داخل کردیا - نتیجہ یہ ہے کہ آج اتھینا اور اسکندریا کے تلامذۂ فلسفہ سے زیادہ شغف ' ہمارے علماے دینی کو یونانی فلسفہ سے پیدا ہوگیا ہے !

آپ کہیں گے کہ یہ تو ایک مذہبی جوش عرضی ہوئی ' علم تو علم کیلیے پڑھنا چاہیے ' لیکن میں کہونگا نہ اس زمانے سے بھی نظر اوپر کیجیے ' اور ابتدائی صدیوں میں اسلامی ممالک پر نظر ڈالیے - آپکو نظر آئیگا کہ ہزاروں فدا کاران علم و مذہب ہیں ' جو تلاش و جستجوے مقصود میں اپنی زندگیاں صرف کر رہے ہیں - یہ بھی جو کچھہ تھا ' اسلام ہی کے پیدا کیے ہوے ولولے سے تھا -

آج بعض مستشرقین یورپ نے اسکی توجیہہ یہ کی ہے کہ جسقدر حکما نے اسلام تھے ' انکو اسلام سے واسطہ ہی کب تھا ؟ اور پھر جو کچھہ ہوا ایرانی وہ عجمی اثر سے ہوا ' یا شام و مصر کے مسیحی حکما کی صحبت سے - لیکن سوال یہ ہے کہ ایسے ہی ملحد اور بیدین غیور سے تمدن اخذ کرنے والے افراد ' مسیحی دور عروج میں کیوں نہیں پیدا ہوے ؟ پھر ان بیچاروں کو یہ خبر نہیں کہ ابن مسکویہ ' فارابی ' ابن رشد ' اور امام رازی ' وغیرہ کے دینی اعتقاد و اعمال کا کیا حال تھا ؟ اکابر معتزلہ سے بڑھکر علم دوست اور فلسفہ خواں کوئی گروہ نہیں ہوا ' لیکن ساتھہ ہی اعمال مذہبی میں اُن سے زیادہ شدید التقشف ماوراء النہر کے فقہا بھی نہ تھے - کبیرہ گناہ کے مرتکب کو وہ مومن ہی تسلیم نہیں کرتے ! پس حقیقت یہ ہے کہ ساری روشنی اسی چراغ کے دم سے تھی - کوئی مانے یا نہ مانے مگر میں کہونگا کہ جب سے یہ چراغ گل ہوا ' ہمارے علم و فن کے تمام حجرے بھی تاریک ہوگئے -

---

اسی کو روس کیجیے - اسلام ہی بتلاے کا کہ " و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا ' و ما یذکر الا اولوا الالباب "

جدید تعلیم یافتہ اور افلاس علمی

یہ کیا بد بختی ہے کہ نصف صدی سے ہم میں نئی تعلیم پھیل رہی ہے - قدیم علما تو آپ لوگوں کے نزدیک جہل و نادانی میں پڑے ہیں ' پھر بھی وہ اپنی عزیز عمریں اُن علوم کے حصول میں صرف کر رہے ہیں ' جنکو اپنے عقیدے میں بہتر و اعلی سمجھتے ہیں - فرمایئے کہ نئے تعلیم یافتہ گروہ میں ابتک کتنے فلسفہ داں ' کتنے سائنس کے ماہر ' کتنے مصنف ' کتنے مترجم ' اور کتنے ارباب صحائف و مجامع پیدا ہوے ؟

ہر سال کتنے مسلمان طلبا ہیں جو بی - اے کے بعد آگے قدم بڑھاتے ہیں ' مگر میں نے کبھی نہیں سنا کہ انھوں نے ایم - اے میں فلسفہ لیا ہو - اکثر تو عربی وغیرہ لیکر بآسانی اس مرحلے سے گذر جاتے ہیں ' اور بعضوں نے بہت ہمت کی تو علم ادب لے لیا - اور وہ بھی کم ہیں -

سر چشمـــۂ علـــم کی خشک سالی !

(علی گڈھ) کالج کا نام لیجیے تو لوگوں پر وجد الفنس کا دورہ شروع ہوجاتا ہے ' مگر اوا کیجیے کہ جو محبت اسکے نادان پرستاروں کو اسکے نقایص کے چھپانے کا مشورہ دیتی ہے ' وہی محبت نکتہ چینوں سے اسکے نقایص پر خون کے آنسو بھی رلاتی ہے - کوئی خدا کیلیے مجھے بتلاے کہ اس مرکز اسلامی ' اس کعبۂ مسلمین ' اس قبۃ الاسلام ' اس مرطبۂ وقت ' اس عرناطۂ عصر ' اور اس کیمبریج اور آکسفورڈ کے دورہ زرین طالی نے اشاعت علوم جدیدہ و فلسفہ کا آجتک

موصوف نے اس اسکیم کی تمہید کو نہایت شرح و بسط سے لکھا تھا ' لیکن میں نے بخیال اختصار ' تمہید اور بیان ضرورت کے بعض حصے نکالدئے - زیادہ تر اس خیال سے کہ اب ضرورت تو سب کے سامنے پوری وضاحت سے آگئی ہے - اصلی شے تجویز ہے - (ایڈیٹر)

کچھہ شبہ نہیں کہ اللہ اپنے نور کا خود محافظ ہے - مگر کیا ہم اوس نور کی امانت اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتے ؟ کیا اس نور کی حفاظت کے لیے اوسے کسی دوسری قوم کو چھینا پڑیگا ؟ کیا امت محمدیہ کی موجودہ نسل اس نور کی امین نہ رہیگی ؟

دو سال سے ہماری شدید آزمائش ہو رہی ہے - کتنے مسلمان طرابلس میں شہید ہوئے ؟ کتنے بلقان میں مارے گئے ؟ ظالموں نے ہمارے بھائیوں کے خون بہانے ہی پر اکتفا نہیں کیا ' بلکہ معبوضہ مقامات کے اسلامی متبرک حصوں تک کو بے حرمت کیا - اونکو اصطبل بنایا ' اور اسے گرجے کا کام لیا !

اب بھی بلقان کی متحدہ قوتیں اور اونکے ساتھہ تمام عیسائی دول اس بات پر مستعد ہیں کہ ایڈریانوپل کا مقام جہاں خلفاء کی قبریں اور مسجدیں ہیں ' مسلمان دولہ کے ہاتھہ سے نکال لیں -

ہم مسلمانوں پر رعب بٹھانے کے لیے بلگیریا قسطنطنیہ پر جہاں مسجد صوفیا اور مزار مقدسہ ہیں ' قبضہ کرنا چاہتی تھی -

مشہد مقدس کا جو حال ہوا ' وہ کسی پر پوشیدہ نہیں - جب بیسویں صدی میں بھی عیسائیت اور تہذیب مادی کا یہ زلزلہ ہے تو اس بات کی اسوقت کیا ضمانت ہے کہ خدا نخواستہ کعبہ اور مدینہ کا بھی یہی حال نہ ہوگا ؟ ہم لوگوں کو کافی سبق اسبات کا ملگیا ہے کہ ہم کسی دوسری قوت یا مذہب پر کوئی بھروسہ نہ کریں - اپنے مقدس مقامات کی حفاظت اور خدمت کی فکر ہم ہی کو کرنا ہوگا -

بھائیو ! عیسائی دولتوں کا کیا ذکر ' تمکو اب اپنے کسی ایک قوم یا فرقہ پر بھی اپنے مقدس مقامات کو نہ چھوڑنا چاہیے - ترک ہوں - یا ایرانی - نہ بیچارے تنہا یا متحدہ بھی کثیر التعداد دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے - کوئی ایک دو نہیں قوتوں سے مقابلہ نہیں کر سکتی - مادی تہذیب کے پیرو دوب ہی کو حق سمجھتے ہیں - ترک جانیں پرجانیں دے رہے ہیں - انکی بیبیاں بیوہ ہو رہی ہیں - اونکے بچے یتیم ہیں - اونکے گھر اوجڑ رہے ہیں اور انکی زراعتیں پامال ہو رہی ہیں - پھر بھی وہ اکیلے کیا کر سکتے ہیں ؟ سلطان کیلیے اپنے اجداد کے مزارات ہی کو دشمنوں کے دست تصرف سے بچانا دشوار ہوگیا ہو - تمام عیسائی قوتوں کا دباؤ اونکے خلاف ہے - پھر اسکا کیسے اطمینان ہے کہ جب خانہ کعبہ ' مدینہ طیبہ ' بیت المقدس ' اور کربلائے معلی کی طرف دشمنوں کا اجتماع ہوجائیگا ' تو وہ اونکی حفاظت کر سکینگے ؟

یہ بھی تو معلوم ہو کہ اسلام کے مقدس مقامات کی عزت اور حفاظت کا فرض اکیلے ترکوں ہی کے ذمہ کیوں ہو ؟ ؟

مسلمانو ! یا تو تم آج سے اپنے کو مسلمان کہنا چھوڑ دو ' اور یا سب کے سب ابھی سے تیار ہو جاؤ کہ تم سب اپنے اسلام کے مقدس مقامات کی خدمت اور حفاظت کروگے ' اوسکے لیے مستقل ذرائع اور تدابیر عمل میں لاؤ گے ' اور اسلام کو کسی کی نگاہوں میں ذلیل ہونے نہ دوگے -

با وجود مسلمانوں کے اسوقت کے جوش و خروش کے ' طرابلس ' سلونیکا وغیرہ کی مسجدیں بے حرمتی سے نہ بچ سکیں - اور آج ایڈریانوپل کی مسجدوں اور مزاروں کو بھی غیر اسلامی ہاتھوں میں دیدینے کیلئے شدید زور ڈالا جا رہا ہے -

پس اگر ہمکو واقعی اپنے مقدس مقامات عزیز ہیں - اگر ہمکو واقعی اپنے مذہب سے محبت ہے - اگر ہم حرم محترم کو گولہ باری سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں - اگر ہم اپنے ہادی اور دنیا کے اعلی ترین انسان کی قبر کو کفار کے حملے سے بچانا چاہتے ہیں - اگر شہید کربلا کے مزار کا حال امام رضا کے مزار کا سا نہیں ہونے دینا چاہتے - اور اگر ہم بیت المقدس کو بلگیریا یا روس کے پنجوں میں جانے دینا نہیں گوارا کر سکتے ' تو اب ہمکو ضرور مستقل صورت تمام مقدس مقامات کی حفاظت اور خدمت کی نکالنا چاہیے -

ہم سب پر فرض ہے کہ ہم اسکا انتظام کریں کہ ہمارے مقدس مقامات کی حالت درست رہے - وہاں مسلمانوں کے جانے آنے میں آرام اور آسانی ہو - وہاں حفظان صحت وغیرہ کا انتظام معقول ہو - اون سے اسلام کے عظیم الشان اور با سطوت و جبروت مذہب کی عظمت اور تقدس کا پتہ چلتا رہے - اور کوئی دوسرا مذہب اون مقدس مقامات کی طرف کبھی بھی نگاہ بد سے دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے -

(تـجـویـز)

— * —

انہی اغراض کو مد نظر رکھکر یہ تجویز ہے کہ ایک انجمن " خدام کعبہ " کے نام سے قائم ہو - اوسے ملکی معاملات سے تعلق نہ ہوگا - وہ محض اسلامی انجمن ہوگی - اور کوشش اسبات کی کی جائیگی کہ ہر مسلمان اوسمیں شریک ہو ' اور اسلام کے مقدس مقامات کی خدمت پر کمر بستہ ہو جائے - یہ انجمن اور مذاہب سے بیر سے واسطہ رہیگی ' لیکن اگر دوسرا کوئی مذہب اوسکی مدد کرے تو وہ بھی حسب امکان اوسکا عوض کریگی - امن اور آشتی اوسکی پالیسی رہیگی -

ہندوستان کے مسلمانوں سے امید ہے کہ وہ اپنے ملک کی انجمن خدام کعبہ میں پورا حصہ لیں گے - اوسکی ممبری کا چندہ بہت کم مثلا ایک روپیہ سال رکھا جائے گا - جو مسلمان اسقدر دے سکتے ہیں ' اوسکے ممبر ہونگے - اور جو نہیں دے سکتے وہ جو کچھہ دے سکیں گے ' دیں گے - یا جس طرح ہو سکیگا خدمت گذاری مقامات محترمہ میں حصہ لیں گے - ہر مسلمان جو میلاد رسول کریم کی تقریب کرتا ہے ' کچھہ حصہ حفاظت مزار مقدس کے لیے نامزد کردیگا - ہر شخص جو عزاداری کرتا ہے ' کچھہ حفاظت کے لیے بھی دیدیا کریگا - ہر خوشی اور ہر غم کے موقع پر جہاں اور مراسم کے انجام دینے میں اکثر صرف ہوتا ہے ' وہاں اوسی میں سے کوئی رقم خواہ کتنی ہی خفیف کیوں نہو ' حفاظت کعبہ معظمہ کے نام سے نکالدی جایا کریگی - اور اس طرح ہر مسلمان کچھہ نہ کچھہ حصہ اپنے مقدس مقامات کی خدمت میں لیگا تو ایک معقول رقم سال بہ سال آتی رہیگی - اس میں سے کچھہ تو مقدس مقامات کے راہ آمد و رفت کی درستگی یا وہاں سرائے اور ہوٹیل وغیرہ بنانے کے کاموں میں صرف ہوگی ' اور اگر اللہ نے فضل کیا اور مسلمانوں نے دل سے مدد کی تو حجاج کے لیے انجمن خدام کعبہ خود اپنے جہاز خرید سکے گی ' جنمیں ہندوستانی کھانے وغیرہ اور نماز و طہارت وغیرہ کا عمدہ انتظام کیا جائیگا -

لیکن اپنے زیادہ حصہ آمدنی کو انجمن خدام کعبہ ' مقدس مقامات اسلام کی حفاظت کے لیے محفوظ رکھیگی - یہ امر کہ روپیہ کہاں جمع ہوگا اور کسطرح صرف ہوگا ؟ خدامان خدام کعبہ اور مجلس انجمن خدام کعبہ کے فیصلہ پر رہیگا -

جو اسکیم اسوقت میرے ذہن میں اس انجمن کی ہے ' وہ حسب ذیل ہے -

مراسلات

قسطنطنیہ کی چٹھی

—:•:—

ہندوستان کا اولین طبی وفد

—*—

کچھ عرصہ ہوا میں نے آپ کے کالموں کے ذریعہ سے اطلاع دی تھی کہ ہمارا طبی وفد جو انگلستان سے آیا ہے، ہندوستان کا پہلا ہلال احمر وفد ہے کیونکہ جملہ ممبران وفد نہ صرف ہندوستانی ہیں بلکہ انگلستان سے روانہ ہونیکے قبل ہم نے اپنے وفد کا نام بھی ہندوستانی ہلال احمر رکھا تھا -

مدراس کے اخبار محمڈن مورخہ ۱۷ - فروری سنہ ۱۳ - میں ایک مضمون The First Indian Medical Mission کے عنوان سے شایع ہوا ہے اور جو مشن بمبئی سے یہاں آیا ہے، اُس کو یہ نام دیا گیا ہے - اور غالباً کلکتہ کے ڈاکٹر سہروردی کے تار برقی کے پیغام کی بنا پر اس مضمون کی اشاعت کی نوبت آئی ہے -

بہر کیف میں اطلاعاً عرض کرتا ہوں کہ ہندوستانی پہلا طبی وفد ہمارا ہے اور ہم نہ صرف بمبئی مشن سے کہیں پہلے یہاں پر وارد ہوے بلکہ ہم نے اُس سے کہیں پہلے حیدر پاشا خستہ خانہ میں چارج بھی لے لیا تھا - لہذا ہم اعلان کرتے ہیں کہ بمبئی طبی وفد کے ارکان و نیز "محمڈن" و دیگر اخبارات جنھوں نے یہ غلطی کی ہے کہ بمبئی وفد کو اول قرار دیا ہے، اپنی غلطی کا اقرار کرکے بمبئی مشن کو آیندہ اس نام سے یاد نہ کریں، اور اُس نام کو جس کے ہم بہر طور مستحق ہیں، غصب کرنے کی ناجایز کوشش نہ فرمائیں -

صباح، اقدام، و دیگر ترکی اخبارات کے علاوہ ہمارے پاس حیدر پاشا خستہ خانہ کی زبردست شہادتیں موجود ہیں، جن کے ہوتے ہوے اس قسم کی حرکتیں محض عبث ہیں - والسلام

انشاء اللہ آیندہ ہفتے پوری کیفیت سے مطلع کرونگا -

بندہ حسن عابد جعفری
انریری سکریٹری اول ہندوستانی طبی وفد } قسطنطنیہ

الہلال

تعجب ہے کہ اسلام کا یورپ سے آخری وفد حیات خون کے سیلاب میں بہتا ہوا واپس آ رہا ہے، اور آپ لوگوں کو صرف اسے "پہلے وفد" ہونے ہی کی پڑی ہے؟ آپ انگلستان سے گئے اور لوگ ہندوستان سے، مگر سب کا مقصد خدمت مجروحین اسلام و اداے فرض دینی و اخلاقی تھا، پھر آپ تمام لوگوں کی نظر صرف اپنے فرض ہی پر رہنی چاہیے، نہ کہ ایک دوسرے کی مخالفت، اور "پہلے" اور "آخری" ہونے پر - میں رنج و غم کے ساتھ اخبار ارسالیات طبیہ سے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں، جو ہماری اخلاقی بدبختی ہمکو دکھا رہی ہے - ہر شخص چاہتا ہے کہ ارسال وفد کی شہرت کو اپنے چنگل سے نکلنے نہ دے - پھر اس راہ میں جن جن جائز و ناجائز طریقوں سے کام لیا جاسکتا ہے، اس سے دریغ نہیں - جب کسی قوم کے برے دن آتے ہیں، تو اسکے اچھے کاموں میں بھی برائی پیدا ہو جاتی ہے -

مجلس خدام کعبہ

—*—

از مسٹر مشیر حسین قدوائی - بیرسٹر اٹ لا - لکھنو

* * *

يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

—*—

کفار چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونک سے بجھادیں لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہونچاکر رہیگا، چاہے کافر خلاف ہوں -

—*—

یہ اسکیم انجمن "خدام کعبہ" کی ہے جو میرے دوست مسٹر قدوائی نے مرتب کرکے غالباً وسط جنوری میں بھیجدی تھی، اور اسکو الہلال کے علاوہ بصورت ایک رسالے کے شائع کرنے کا بھی ارادہ تھا، مگر میں نے اسکو کاغذات میں رکھدیا اور آجتک شائع نہیں کیا -

اس تحریک کی ضرورت اور اہمیت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا - یقیناً کام کرنے کی آخری ساعات سے ہم گذر رہے ہیں، اور یہ موسم خالی گیا تو پھر ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ نہیں - لیکن اس قسم کے اہم کاموں کیلیے مقدم امر یہ ہے کہ اسکے تمام پہلوؤں پر کمال تدبر و تفکر کے ساتھ غور کرلیا جائے، اور طبیعت کے پورے اطمینان، اور عزم کے انتہائی رسوخ کے بعد قدم اٹھایا جائے -

جو قدم اسطرح اٹھتے ہیں، اسکے لیے پھر نہ ٹھوکر ہوتی ہے، اور نہ رجعت -

یہ، اور اسکے علاوہ اور متعدد پیرایۂ عمل سامنے تھے، مگر میں کسی اور ہی فکر میں تھا - بہر حال اب چونکہ بیٹھنا نہیں بلکہ کسی نہ کسی طرف چلنا ہی ہے، اسلیے اپنے افکار کے اعلان پر آمادہ ہوگیا ہوں - اور ساتھ ہی مسٹر قدوائی کے الفاظ میں اس اسکیم کو بھی شائع کردیتا ہوں - تاکہ لوگوں کو غور و فکر اور مشورے کا موقعہ ملے - مسٹر

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

ہم تمام مسلمانان ہند آپکے اور نیز آپکے ہمراہیوں کے شکر گذار اور سچے دل سے معترف ہیں کہ آپ لوگ انگلستان میں رہکر اس خدمت ملی کیلیے مضطرب ہوے، اور یقیناً سب سے پہلے قسطنطنیہ جاکر اپنے برادران دینی کی خدمت گذاری شروع کی - لیکن خدا کیلیے اپنا وقت ان بحثوں میں صرف نہ کیجیے اور جو لوگ اپنے تئیں "پہلا وفد" کہتے ہیں اس مسلمانوں کی "آخری ساعات" میں بھی ناگزیر ضرورت دیکھتے ہیں، انکو اس دولت عظمیٰ سے مستفیض ہوتے دیکھیے - ان جھگڑوں سے کوئی دینی و دنیاوی نفع حاصل نہ ہوگا - آجکل ہندوستان کے طبی وفدوں نے بھی مسلمانوں کی رسوائی کا ایک نیا سامان پیدا کردیا ہے - لڑتے ہیں، جھگڑتے ہیں، ایک ایک وفد کے تین تین مالک و دعویدار پیدا ہوگئے ہیں ایک دوسرے کو بدنام کرتے ہیں - یقین کیجیے کہ قومی بدبختی کے یہی معنی ہیں - ولقد اخذناهم بالعذاب، فما استكانوا لربهم وما [illegible] !!

فہرست

زراعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

—:**:—

(۱۹)

سلسلۂ اشاعت گذشتہ

— * —

	پائی	آنہ	روپیہ
خدا بہائی بہوہ	۰	۱	۰
محمد علي حسن	۰	۶	۰
کریم بخش		۲	۰
محمد بخش	۰	۴	۰
محمد حسن	۰	۲	۰
غلام نبي	۰	۲	۰
غلام مصطفی	۰	۲	۰
رحیم بخش	۰	۲	۰
محمد بخش ولد حسن	۰	۲	۰
گہاسی	۰	۱	۰
سلیم حافظ	۰	۴	۰
جہنگا شاہ	۰	۰	۱
عبداللہ	۰	۲	۰
محمد بخش	۰	۴	۰
علی بخش	۰	۱	۰
بدھن	۰	۲	۰
قدر بخش	۰	۴	۰
رمضان	۰	۴	۰
غفور	۰	۱	۰
عظیم اللہ روغن گر	۳	۳	۰
محمد شفیع	۰	۴	۰
منگتی بدہو	۰	۴	۰
بدہو جہوجہ	۰	۴	۰
جہنو قصاب	۰	۰	۱
مدو ولد بالے قصاب	۰	۰	۱
بشیر ولد بالے	۰	۰	۲
مولی بخش ولد بالے	۰	۰	۲
مرکہ قصاب	۰	۶	۰
سوڈا گہوسی	۰	۴	۰
مرزی گہوسی	۰	۴	۰
مدار اللہ مستری	۰	۴	۰
امام بخش رنگریا	۰	۸	۰
رحمت اللہ قصاب	۰	۱۲	۰
خدا بخش ولد نبی بخش	۰	۰	۲
کریم بخش قصاب	۰	۸	۰
مدو قصاب	۰	۴	۰
موکہا قصاب	۰	۸	۰
عبد اللہ بدہو	۰	۴	۰
نوری	۰	۲	۰
عظیم اللہ قصاب	۰	۸	۰
سعدی قصاب	۰	۲	۰
نوار قصاب عمری والا	۰	۸	۰
عیدی قصاب	۰	۴	۰
کرمی مستری	۰		۱
ایوب ملک خان صاحب ٹھیکدار نہر	۰	۰	۲

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب رحیم داد خان صاحب ہیڈ	-	۰	۵
جناب مولوی شمس الدین احمد صاحب سکریٹری دارالمعلومات مرد - لکھؤ	۰	۰	۱۵

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب محمد سعد اللہ صاحب کرتہور - بجنور			۱۱۰۰
جناب فیروز بیگ و جناب صدیق مرزا بیگ صاحب تعلقہ داران اورنگ آباد ضلع سیتا پور	۰	۰	۷۰۰
بذریعہ جناب ولایت حسین و مقبول محمد صاحب از جلسہ بھوانی پور منعقدہ ۳۰ مارچ - نقد		۱۲	۱۳۰

اور حسب ذیل اشیا بنارسی چادر ایک - عمامہ ایک - ٹوپی ۴ عدد - قلب تاندے کا ایک - پیجامہ گلبدن ایک - اچکن ساٹن ایک - چارپاري روپیہ ایک نئی قمیص کا ایک - دوپٹہ ایک -

---

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب محمد جان بخش صاحب نادر بازار	۰	۰	۱
جناب سیٹھ مہر دین صاحب سوداگر چرم دھاراوی - بمبئی		۰	۱۰۰

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب چودھری نثار علي خانصاحب سرواؤز سکا ہندو ورکس جہلم		۷	۱۵۳

(بہ تفصیل ذیل)

	پائی	آنہ	روپیہ
ڈاکٹر فضل کریم صاحب	۰	۱	۴
ڈاکٹر عبد الحمید صاحب	۰	۰	۲
میاں اللہ دتا صاحب اورسیر	۰	۰	۱۵
میاں خدا داد کلرک	۰	۳	۴
ملکو ڈرائیور	۰	۰	۱
حسن محمد فائر مین	۰	۰	۱
امام دین ڈرائیور	۰	۰	۵
تاج علي فائر مین	۰	۰	۲
اللہ دین	۰	۰	۱
نورا خلاصی	۰	۱۲	
نہاڑا	۰	۸	۰
امام علي	۰	۶	۰
شادي ڈرائیور	۰	۰	۵
مستري منع علی	۰	۰	۲
حسن دین منشی و مزدوران	۰	۰	۰
مرزا رستم بیگ کمپونڈر	۰	۰	۱
محمد ملازم ہسپتال	۰	۸	۰
میاں محمد دین نقشہ نویس	۰	۰	۳
شیخ قطب الدین ٹھیکدار	۰	۰	۵
مزدوران معرفت نانو سردار محمد بخش اورسیر	۰	۰	۷۲
وزیر محمد فائر مین	۰	۸	۰
شمس علی ارڈلی	۰	۹	۱

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب مولوي محمد یعقوب صاحب	۰	۰	۲۰
جناب رضي احمد صاحب سب انسپکٹر پولس شاہجہانپور	۰	۰	۳۰
بذریعہ جناب دلدار علي گوجرانوالہ	۰	۹	۴۹
مسمات عمدۃ النسا مرحومہ بذریعہ لطافت حسین صاحب	۰	۰	۵
معین الدین احمد صاحب قدوائی جہانگیرآباد	-	۰	۰
ایک بزرگ جنکا نام معلوم نہیں بذریعہ اسٹامپ	۰	۴	-
گنیش پرشاد - ڈلی گنج کلکتہ - کاثے قیمتی	۰	۰	۱۵
عبدالکریم صاحب بی اے - کوہیما - آسام	۰	۰	۷۵۰

اس انجمن کا ہندوستان کے کسی شہر میں ایک صدر مقام ہوگا - دہلی - لکھنو - کلکتہ یا کوئی مقام جو بعد کو تجویز ہو - صدر انجمن کے دو سکریٹری ہونگے - صدر انجمن کی شاخیں ہر ہر ضلع میں ' اور ہر ہر ضلع کی شاخیں ہر ہر قصبہ اور گاؤں میں ' جہاں چار مسلمان بھی ہوں ' قائم کی جاوینگی - ہر ہر شاخ کا ایک خادم خدام ہوگا - ہر شاخ اپنے قواعد و ضوابط میں مختار ہوگی ' مگر اسکو کسی امر میں مقصد صدر انجمن سے اختلاف کی اجازت نہ ہوگی - ہر شاخ کو صدر انجمن کے پاس اپنے قواعد اور اپنے اراکین انجمن خادمان کعبہ کی فہرست بھیجنا ہوگی -

خادم کعبہ وہ شخص ہوگا ' جو ایک روپیہ سال صدر انجمن خواہ کسی شاخ کو ادا کر کے اپنا نام لکھاوے - چندۂ سالانہ ایک روپیہ ہر خادم کعبہ کے لیے ہوگا - لیکن وہ لوگ جو اسقدر بھی نہیں دیسکتے ' اور خدمت کعبہ میں دوسری طرح سے حصہ لیتے ہیں ' یا دوسروں سے مدد دلاتے ہیں ' وہ بھی کسی خادم خدام کعبہ کی سفارش پر انجمن کے ممبر ہوسکیں گے - ہر خادم کعبہ کا فرض ہوگا کہ وہ جسقدر رقم کہ جو معاونت انجمن خادم کعبہ کے لیے حاصل کرسکتا ہے ' اس سے دریغ نہ کرے -

صدر انجمن خدام کعبہ کی ایک شاہی مجلس ہوگی ' جسمیں کم سے کم دس مقامی خدام کعبہ رکن ہونگے ' اور ہر ہر ضلع سے دو اور ہر شاخ سے ایک شخص مجلس صدر انجمن کا رکن مقرر ہوسکیگا -

مجلس صدر انجمن کو حلقۂ خدام کعبہ کہینگے - کورم حلقہ کا کم سے کم تین رائیوں کا ہوگا - جہاں تک ممکن ہوگا حلقہ خدام کعبہ میں خادم خدام کعبہ ہی داخل ہونگے - ہر خادم کو خواہ وہ صدر کا ہو یا ضلع کا ' یا دیہات کا ' یہ حلف لینا ہوگا کہ وہ .

> اسلام کی خدمت سے کبھی دریغ نہ کریگا - انجمن کے کسی راز کو اگر مجلس مقرر کردے ظاہر نہ کریگا - کعبہ اور مدینہ کی حفاظت کے لیے اپنی جان و مال سے حاضر رہیگا اور ہر قوم اور ہر مذہب کہ اون مقامات کو مسلمانوں کی حکومت سے نکالنے کا قصد کرے ' یا مسلمانوں کے ہاتھہ سے نکالنے کی کوشش میں حصہ لے ' اُس قوم سے اور اُس مذہب سے جو اُس قوم کا مذہب ہو ' دشمنی رکھیگا ' اگر اُس مذہب کی کسی دوسری قوم نے حفاظت حرمین میں عملی مدد نہ دی ہو -

پانچ ہزار روپیہ سال تک کا خرچ مقاصد انجمن کے سرانجام دینے کے لیے حلقہ خدام کعبہ کی منظوری تحریری یا زبانی سے ہوگا - لیکن پانچ ہزار سے زیادہ کی رقم جب خرچ کرنا ہو ' تو تمام خادمان خدام کعبہ کی رائیں ' خواہ وہ شریک حلقہ ہوں یا نہ ہوں ' لینا ضروری ہوگا -

ہر اختلافی امر کا تصفیہ کثرت راے سے ہوا کریگا -

شاخوں کا صرف جو بہت تھوڑا ہونا چاہیے ' خادم مقامی خدام کعبہ کے چندہ سے نکال سکیگا - لیکن ہر خادم کعبہ کے معائنہ کے لیے اوسکا حساب تیار رہیگا - اور ہر ماہ اخراجات مقامی کا حساب صدر انجمن کے پاس روانہ کیا جایگا -

ہر شاخ سے باقی کل رقم جو چندے یا عطیات سے وصول ہو ' فوراً صدر انجمن خدام کعبہ کو بھیجی جاویگی اور رسید دستخطی خدام کعبہ کی منگالی جاویگی -

ہاں کوئی اور جو چھوٹی بڑی رقم کسی انجمن خدام کعبہ کے لیے وصول کرے ' اوسکو اوسکی رسید انجمن دینا لازمی ہوگا - رسید پر یہاں دونوں یا کسی ایک سکریٹری صدر انجمن کے دستخطی ہونگی - دستخط نہ ہو تو مہر کا ہونا لازمی ہوگا - صدر کے خادمان خدام کعبہ اپنی متفقہ راے سے ایک ہزار روپیہ سال تک مقاصد انجمن کے سرانجام دینے میں صرف کرسکتے ہیں - اس سے زیادہ کے لیے اونکو حلقہ کی رائیں لینا ضروری ہوگا -

بیت المال انجمن خدام کعبہ وہاں ہوگا ' جہاں مجلس تجویز کرے - لیکن پانچ ہزار کی رقم خادمان خدام کعبہ اپنی متفقہ راے سے صدر مقام کے کسی محفوظ بینک کے کرنٹ اکاونٹ میں رکھنے کے مجاز ہونگے - اور جب روپیہ نکالنے کی ضرورت ہو تو چک پر دستخط دونوں خادموں کے ہونگے -

انجمن صدر اور دیگر شاخوں کا فرض ہوگا کہ وہ وقت ضرورت ہر خادم خدام کعبہ کی مدد کریں اور اگر وہ بوجہ خدمت انجمن کا کام نہ کرسکے تو اوسکے کھانے کپڑے کے لیے مناسب رقم تجویز کردیں - خدام کعبہ میں سے جو شخص حج یا زیارت کو جانا چاہے ' اوسکی راحت اعانت اور آرام کے لیے انتظام کردینے کیلیے خادم خدام کعبہ ' صدر انجمن کے خادمان کو اطلاع دیگا ' اگر وہ شخص چاہیگا -

اگر مناسب سمجھا جاویگا تو صدر انجمن بمشورۂ حلقہ خدام کعبہ کوئی امتیازی پوشاک خادمان خدام کعبہ کے لیے مقرر کریگی یا خدام کعبہ کے لیے کوئی امتیازی پھول یا دوسری علامت تجویز کردیگی -

اس انجمن سے انشورانس کمپنی کا کام بھی اسطرح لیا جاسکیگا کہ جو شخص خود ایک دم سے حج کے مصارف برداشت نہیں کرسکتا اور کوئی خاص رقم جیسے پچاس روپیہ سال برابر انجمن کو دیتا ہے ' دو تین سال بعد انجمن سے تیسرے درجہ کا ٹکٹ آمد و رفت اور ڈھائی سو روپیہ تک کی رقم حاصل کرسکیگا -

مرقومہ بالا تجویز بہت کچھہ ناقص ہوگی اور پبلک کے سامنے اسی غرض سے پیش کی جاتی ہے کہ اخبارات میں یا بذریعہ خط و کتابت کے ہر مسلمان اسپر غور و فکر کے بعد نکتہ چینی کرے - تاکہ پورے غور اور مشورے کے بعد ایک مکمل اسکیم تجویز ہوجاے -

یہ بتا دینا ضروری ہے کہ انجمن خدام کعبہ کے قائم کرنے یا نہ کرنے کا مسئلہ اب زیر بحث نہیں - سمجھنا چاہیے کہ انجمن قائم ہوگئی ہے -

جو کچھہ زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ قواعد و ضوابط کیا ہوں اور اسمیں ہر مسلمان کو حق ہے کہ وہ اپنی راے دے - مگر جلد - اسلیے کہ اب زبانی باتوں کا اور ریزولیوشنوں کے پاس کرنے کا وقت نہیں - زبانی جوش و ولولے کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی ' اسلیے کہ بعض مکار دھوکا دیدیتے ہیں کہ ولولہ مصنوعی ہے - یا صرف چند شخصوں ہی کا پیدا کیا ہوا ہے -

---

الہلال کی ایجنسی

—:○*○.—

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متعدد فروخت ہوتا ہے - کو آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب عبد الحی خانصاحب رامپور دکن	-	۱۰	۱۵
ازجناب عبدالرزاق صاحب	-	۳	۴
ار جناب سید ظفر حسن صاحب جمعدار	-	۴	۳
ایضاً بذریعہ کہال قرنالي	-	۱۲	۲
ازچندہ بندگان معرفت جناب سید صاحب	-	۴	۴

	پائی	آنہ	روپیہ
طلبائے میکر ہوسٹل کلکتہ	-	۳	۲۲
درکان قصبہ کوڈانہ ضلع میرٹھ بذریعہ قاضی			
حفیظ الدین صاحب	-	-	۳۵
سردار میر مٹھا خانصاحب نگٹی جہت پت	-	-	۴۵
بذریعہ جناب محمد عبد العزیز صاحب فتح پور-			
دھاکاپور	-	-	۷۵۰
(بہ تفصیل ذیل)			
جناب محمد عبد العزیز صاحب	۶	-	۱۵۴
اہلیہ محمد شہاب الدین صاحب	-	-	۱۰
محمد عبد المجید صاحب	-	-	۱۰
دریب ساہو	-	-	۱۰
دساکہی ساہو	-	۴	۱۶
شیخ عبدالرحمن	-	-	۱۰
بخشو	-	-	۱۰
والدہ عمر علي	-	-	۱۰
محمد حسن	-	-	۵
حکو	-	-	۲
کرامت	-	-	۵
بلا ساہو	-	-	۱
رحمان	-	-	۱
پونا ساہو	-	-	۱
انواری ساہو	-	-	۱
حسن	-	-	۱
افضل	-	-	۱
اشرف علی	-	-	۷
عبدالکریم	-	-	۵
ابو سعید	-	-	۲
کپوري	-	۸	-
حامو	-	۸	-
متفرقات ارعایا	۹	۷	۱
اہلیہ حامد حسن صاحب مرحوم	-	۴	۱۱
بیس زیورات جو شریف مسلمان عورتوں کے وقعات سے			
ہاتھ مقاتو ہونے دیدیا			۴۷۵

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ جناب سید شاہ محمد الیاس صاحب پرسنڈلسف			
ہلال احمر ضلع گیا	-	-	۱۲۵
(بہ تفصیل ذیل)			
فروخت چاول مٹھی	۶	۱۴	۳۴
شیخ لیاقت حسین صاحب مختار	-	۱۲	۲۰
اہلیہ جناب موصوف	-	۵	۹
شیخ محمد ناصر	-	-	۲
میر مجید حسین	-	۸	۲
شیخ حسنی	-	۸	-
شیخ چمن پٹو	-	-	۳
مولوی عبدالحمید صاحب	-	-	۱
شیخ محمد رضا	-	۴	-
شیخ اطہر حسین درگاہ	-	-	۲
شیخ اصغر حسین درگاہ	-	۸	-
عبدل خانساماں	-	-	۳
شیخ اکبر حسن	-	-	۱
شیخ واحد علی معلا کہر	-	-	۱
عبد الغني ڈریسر	-	-	۲
شیخ حبیب جراح	-	۸	-
حافظ عبدالغني	-	۴	-
شیخ کریم بخش ماکہر	-	-	۱
شیخ شہرانی مرزا پور	-	۴	-
شاہ رمضو	-	۲	-
جواد علی معلاکہار	-	۴	-
واحد میاں معلا کہا	-	۴	-
قربان میاں	-	۴	-
حافظ احمد علیخاں	-	۸	-
الہی بخش	۳	-	-
ذوالفقی خانساماں	-	۴	-
شیخ امیر علی	-	-	۳
کرامت مرزا پور	-	۲	-
قصاب جمرہ	-	۶	-
العب حسین امام گنج	-	۸	-
مصاحب علی عرف عوسن	-	-	۱
والدہ الہی بخش خان	-	۳	۱
امیر میاں	-	۸	-
یلب میں	-	۴	-
رسول بخش	-	۴	-
شیخ ددھو صاحب	-	۴	-
بصری میں		۱	-
مولوی علا رسول صاحب	-	۲	-
ملک عبدل	-	۴	-
منشی ظہور الحق صاحب مختار	-	-	۱
ار گوبند پور معرفت فضل کریم روج	۳	۱	۲
عبد الرحیم عرف دھوی	-	۱	-
شیخ مراد علی		۱	-
ہمشیرہ جواد علی	-	۵	-
عمۂ جواد علی	۶	-	-
شاہ مراد	-	۱	-
ملک ذوالفقی کرکر	-	۲	-
زاہو میاں	-	۲	-
پیر بخش خان مدھوبن دوڑہ	-	-	۳
شیخ الطاف حسین	-	۸	-
عبد الغنی حاجا	-	۸	-
شیرنی حاجا	-	۴	-
جعفر سردار صاحب	-	-	۴
رضا علیخاں	-	۱	-
شیخ خیرات احمد صاحب	-	-	۴
پلٹو میاں پھولڈیہ	-	۸	-
محمد علی میاں	-	۲	-
ناصر علیخاں	۶	۱	-
والدہ بشارت خلیفہ	-	۸	-
جمرانی قصاب	۹	۱	-
نا معلوم	-	۸	-
ار موضع پچمہا معرفت شیخ لیاقت حسین			
صاحب مختار	-	-	۵
منشی ذوالفقی صاحب مختار	-	۱۰	۲
وزیر الدین کنسٹبل	-	-	۱
ملک عبدالعزیز کوسی	-	۲	-
اہلیہ باقر مرحوم	-	-	۱
نقد قیمت چورہ شیخ لیاقت حسین صاحب	-	۴	-
شیخ محمد حسن سردار	-	-	۲
باقر علی رحیم پور	-	-	۱
شیخ اسلم علی روح	-	۴	-
شیخ رمضان علی	-	۲	-
معرفت گوبند بابو ذاتی	۶	۵	۱
سید زین عزیز الدین بہاري	-	-	۱
سید وحید الدين مانڈي	-	-	۱

PRINTED & Published by A. K AZAD, at The HILAL Electrical Prtg. Pblg. House, 7/1 McLeod Street, CALCUTTA

لا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۷ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta Wednesday, April 30, 1913.

قیمت فی پرچہ — ساڑھے تین آنہ

مسلم راسکوپ لیورواچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچا وقت ' برابر چلنے والی ' مع محصول نو روپیہ آٹھ آنہ

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ -

M. A. Shakur & Co, 5/1, Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.

مقــوی بـاہ کـی گـــولیـــاں

ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں چھ عدد امتحاناً نمونہ کیواسطے بلا قیمت دیجاتی ہیں - استعمال کے اول ہی روز اپنا فائدہ دکھلاتی ہیں - ضرور امتحان کیجئے - اگر آپ امتحان کرنا چاہیں تو الہلال کے حوالہ سے آج لکھئے واپسی ڈاک سے آپکو نمونہ ملیگا - یہ گولیاں ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس - اسکنجا - قمیانا ملاکر یہ بنی ہیں - رانڑہ - رگ اور خون کو طاقت دینے والی ہیں - مریض کو اول ہی روز سے فائدہ معلوم ہوتا ہے - چہرہ پر رونق اور ضعف کی حالت کو دور کرتی ہیں - دوبارہ طاقت لاتی ہیں - قیمت ۳۰ گولیونکی شیشی ایک روپیہ محصول پانچ آنہ -

یہہ موقع ہاتھہ سے نہ دینا چاہئے قوت کی گولیوں کا نمونہ جلد منگواکر آزمائش کیجئے ایک خوراک میں فائدہ معلوم ہوگا -

قوت ہماری ڈاکٹری جنتری جسمیں پوری فہرست ادویات اور سارٹیفیکٹ درج ہیں بلا قیمت و موجودہ درخواست آنے سے روانہ ہوتی ہیں

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵و۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈہ

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر ' شام ' بیروت اور قسطنطنیہ ذخیرہ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاصکر مکتبۃ المنار کی کتابیں ' حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھہ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہتریں عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں *

یہہ تا حالہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے ' اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں ' روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جائیگا *

المشتـــــہر

منیجر المكتبة العلمية الاسلامية ' مدرسة العلوم ، علي گڈہ

حمیدیہ ہـــوٹل

نمبر ۱۳۱ لوور چیت پور روڈ - کلکتـہ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاء خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اپنے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے بغیر تکلف ازو رحم کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار فراخ اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت ملیحدہ ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہماری ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر فاتح سلونی وغیرہ -

المشتـــــــــہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street.

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4 - 12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ۱۷

Calcutta Wednesday, April 30, 1913.

فہرس

— * —

تصاویر

— * —

اطلاع

—:*:—

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کی مشینیں ' ٹائپ اور سکینڈ ہنڈ ملسکتی ہیں -

ہر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز ' پین کی مشین ' جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائی سال تک معمولی کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسی مشین پر چھپتا ہے - دو ہارس پاور کے موٹر میں سولہ سو فی گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے -

چونکہ ہم اسکی جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے ہیں اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ٹریڈل مشین ' جو پانوں سے بھی چلائی جاسکتی ہے ڈیمائی فولیو سائز کی - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کا کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتی ہے - جو صاحب لینا چاہیں ' وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپنی ذاتی ضمانت پر انہیں مشین دینگے ' اور اپنے اخلاقی وقار کو لین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہلال پریس

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں۔ ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں۔ اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کی وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا۔

(منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے دو اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو حفظ صحت کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، مخش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ ـــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لیکن) میرا یہ اعتقاد ضرور ہے کہ اسلام دینی اور دنیوی عزت بخشنے والی ایک قوۃ الہیہ ہے ' اور جو جسم اسکے تشیمن ہوں ' وہ اس کائنات ارضی میں ذلت و پستی کیلیے نہیں بنائے گئے ہیں ' بلکہ صرف عظمت و عزت ' ہیبت و اجلال ' سطوت و جبروت ' اور رفعت و علو مرتبہ کیلیے - پھر خواہ وہ ذلت و پستی حکومتوں کی محکومی اور غلامی کی ہو ' خواہ جہالت و بے علمی کی - خواہ غربت و ہلاکت کی ہو ' خواہ وحشت و بد اخلاقی کی - میرا یقین ہے کہ مسلمان دنیا میں یقیناً صرف حاکم بننے کیلیے ہیں ' اور قرآن کریم نے اپنے پیروؤں کیلیے جو الدنیا دنیوی زندگی کا پیش کیا ہے ' وہ محکومی و ما تحتی کا نہیں ' بلکہ حکومت و امیری ہی کا ہے - وہ مسیح کی آسمانی بادشاہت کی سی بادشاہت نہیں ہے ' بلکہ استخلاف فی الارض ' اور وراثت ارض الہی کی نعمت اسی دنیا میں ہے - یہ میرا دلی اعتقاد ہے - میں اسکے لیے تعلیم اسلامی ' اور نصوص قرآنی سے شہادت رکھتا ہوں - خدا نے اس بارۂ خاص میں مجھکو اپنے لطف و کرم سے ایک مخصوص بصیرت عطا فرمائی ہے - اور اسکی دعوت کو میری زندگی کا مقصد ' اور غایۃ قصوی قرار دیا ہے - و ما توفیقی الا باللہ -

پس میں نہیں جانتا کہ اس مضمون کا مقصود کیا ہے ؟ مولوی عبد الکریم کی نسبت مجھے ایسے حالات معلوم نہیں جنکی وجہ سے میں انکو ان مباحث کا اہل سمجھوں کہ لکھنے کے طریقے اور بیان کے انداز میں - ممکن ہے کہ انہوں نے بہتر لکھا ہو ' اور ممکن ہے کہ ایک نے معنی ارادی دیدی ' اور عبرت مقہی و تشدد ما وراء الظہوری کا اظہار کیا ہو -

اس دیا پر جب تک نہ دیکھہ لوں ' ایک حرف نہیں لکھونگا - البتہ جہاد کی جو حقیقت اللہ تعالے نے مجھپر کھولی ہے ' اور قرآن کریم نے جو روشنی اس بارے میں میرے قلب پر ڈالی ہے ' اسکو آغاز اشاعۃ الہلال سے اتنی مرتبہ لکھہ چکا ہوں کہ الحمد للہ ' کثرت تکرار و مذاکرہ ' و اظہار حقیقت و دعوت سے اب جہاد کا لفظ لوگوں کی زبانوں پر چڑھگیا ہے ' اور اسکے نام کو زبان سے نکالتے ہوے لوگوں کو وحشت و ہراس دامنگیر نہیں ہوتی - با آنکہ نصف صدی سے اس بنیاد شریعت و اصل حقیقۃ اسلامیہ کو بعض اشرار و منافقین نے اسلام کی لغت سے نکالدیا تھا ' اور نہ صرف نئی اصلاح کی عمارتیں ' بلکہ علما کے منبروں اور صوفیوں کی خانقاہوں سے بھی کبھی اسکی صدا نہیں اٹھتی تھی - لوگوں نے سمجھہ لیا تھا کہ چونکہ جہاد کے معنی محض قتل و خونریزی کے سمجھہ لیے گئے ہیں ' اسلیے بہتر ہے کہ سرے سے اس لفظ ہی کو بھلا دیا جائے - چنانچہ میں نے ایک معتبر شخص سے سنا ہے کہ (مسٹر بک) نے ایک مرتبہ (علی گڈہ کالج) میں چاہا تھا کہ کتب فقہیۂ درسیہ سے " جہاد " کا باب بالکل نکالدیا جائے !!

(۲)

البتہ دوسرے سوال پر بربناے حالات مطبوعۂ و معلومہ نظر ڈالی جاسکتی ہے -

پھر کیا ان مضامین میں صورت واقعہ جیسی کچھہ ظاہر کی گئی ہے ' اور جسکے پڑھنے سے ہر شخص کو بادل وہلہ نظر آنے لگتا ہے کہ یہ سب کچھہ صرف ایک ہی شخص کی کارستانیاں نہیں ' وہ بالکل صحیح ہے ؟

لیکن زمیندار کی چٹھی میں مولانا نے جو واقعہ لکھا ہے ' اس سے ' مراسلۂ علی گڈہ سے ' نیز از روے قرائن و درایت ' حالات بالکل مختلف صورت میں سامنے آتے ہیں -

(الف) یعنے یہ کہ ارکان خمسۂ مجلس اولی جمع ہوے - اسمیں مولانا شبلی معتمد دار العلوم ' منشی احتشام علی معتمد مال ' مولانا سید عبد الحی معتمد مراسلات ' اور مولانا عبد الباری اور مسٹر ظہور احمد وکیل ' رکن انتظامی ندوہ تھے

بحث چلی کہ اس مضمون کی اشاعت مقاصد ندوہ کے سخت خلاف ہے اور موجب نزول عتاب حکومت ' پس اب کیا کارروائی اسکی تلافی کیلیے اختیار کی جائے ؟

تمام ارکان خمسۂ مجلس نے (جیساکہ ایسے موقعوں پر ہوتا ہے) غور و مشورہ کیا ' اور باتفاق باہمی ' و باتحاد اجماعی ' و بشرکت مساویانہ ' بغیر ہیچ گونہ جبر و اکراہ ' و بغیر تعدی و تعذیب ' و بغیر تخویف و ترہیب ' بحالت صحت و تندرستی ' و بعالم سلامتی ہوش و حواس ' و درستگی عقل و تمیز ' و بہ سن رشد و بلوغت ' یہ فیصلہ کیا کہ " اس واقعہ کی اطلاع ڈپٹی کمشنر صاحب کو دیدی جائے ' نیز مولوی عبد الکریم کو الندوہ کی ایڈیٹری سے معطل کردیا جائے ' کیونکہ انکا مضمون ندوہ کے اغراض و مقاصد کے خلاف ہے "

(ب) جب یہ امور بالاتفاق طے پا چکے ' تو مولانا شبلی نے کہا کہ " ان امور کے بعد مولوی عبد الکریم کو مدرسے سے بھی معطل کردینا چاہیے - کیونکہ انکا مضمون مقاصد ندوہ کے خلاف تسلیم کرلیا گیا ہے - وہ ایڈیٹری سے بھی الگ کردیے گئے ہیں - نیز اس واقعہ کی اطلاع حکام کو بھی دیجائیگی - پس ایسی حالت میں ضرور ہے کہ مجھکو بھی میری ذمہ داری سے سبکدوش کیا جائے - مدرسہ میرے ماتحت ہے اور اندریں صورت مدرسے میں وہ کیونکر رکھے جائیں ؟ اور پھر اگر ایسا نہوا تو میں تا انعقاد جلسۂ انتظامیہ دار العلوم کی ذمہ داری سے مستعفی ہوجاؤنگا ' اور اسکی اطلاع گورنمنٹ کو دیدونگا "

بالآخر قرار پایا کہ ایک ہفتے یا دو ہفتے کیلیے (مجھے اس وقت یاد نہیں اور وہ مضامین سامنے نہیں ہیں) مولوی عبد الکریم کو مدرسے سے بھی معطل کردیا جائے -

* * *

اب اس بیان پر درایتاً نظر ڈالیے -

مولانا شبلی کے علاوہ جو لوگ شریک جلسہ تھے ' ان میں دو معتمد اور دو رکن تھے ' لیکن ان میں ایک شخص بھی انکی پارٹی کا یا انکے معاونین میں سے نہ تھا - منشی احتشام علی انکے اعدٰی عدو دشمن ' مولانا عبد الباری سے مخالفت مشہور و واضح ' مولوی سید عبد الحی میں اور ان میں گو کوئی مخالفانہ مخالفت نہیں ' تاہم وہ انکے موافق و معاون بھی نہیں - رہے مسٹر ظہور احمد ' تو انکا حال بھی مولوی عبد الحی کا سا ہے -

ایسی حالت میں کسی طرح یقین نہیں آ سکتا کہ ان تمام صاحبوں نے برخلاف اپنے ضمیر اور اپنے جوش جہاد فی سبیل اللہ و ہیجان قتال کفار و مشرکین ' و استقامۃ فی سبیل الحریۃ کے ' محض مولانا شبلی کے کہنے سے ' اور انکی موافقت کے خیال سے ' مقلدانہ و متبعانہ اس فیصلے میں شرکت کرلی ہو - علی الخصوص منشی احتشام علی ' جو بڑے بڑے معرکہ ہاے جدال و قتال مولانا شبلی کی مخالفت میں کرچکے ہیں ' اور مولانا عبد الباری ' جنہوں نے کل کی بات ہے کہ مسئلہ نظامت کے بارے میں خطوط شائع کیے تھے ' اور پھر اس بارے میں اخبارات تک الزام و انکار کا معاملہ پہنچا تھا !!

پس یہ صورت تو کسی واقف حال کے سمجھہ میں آ ہی نہیں سکتی - البتہ تین صورتیں اور ہیں :

(۱) گو یہ اشخاص مخالف تھے ' لیکن مولانا شبلی نے بعض ذرائع و وسائل سے انکو اسدرجہ ڈرایا اور دھمکایا کہ

شذرات

شمس العلما مولانا شبلي نعماني

اور

مسئلۂ " الندوه "

اس عرصے میں اس معاملے کی نسبت جو حالات معلوم ہوے وہ مع اُس راے کے جو بحالت موجودہ و باستعانت کوائف معلومہ قائم کي جاسکتي ہے ' حسب ذیل ہیں -

زمیندار میں مولانا نے ایک مختصر چھٹي شائع کي ہے جسمیں آیندہ تفصیلي جواب کا وعدہ ہے ' اور اصلی واقعہ کي نسبت چند مختصر دعوات -

علی گڈہ سے ایک موثق اور معتمد قلم سے نکلي ہوئي ایک تحریر پہنچی ہے ' جسمیں بعض حالات تفصیل کے ساتھہ بیان کیے ہیں ' مگر ساتھہ هي یہ عجیب شرط بھي لگا دي ہے کہ ابھي تین چار ہفتے تک راقم خط کا نام ظاہر نہ کیا جاے ! بہر حال اصل مقصود حالات ہیں نہ کہ تشخص و تعین نسبتہ -

اصل یہ ہے کہ اس معاملے کی نسبت ایک آخري راے بہت جلد قائم ہو جاتي ' اگر خود مولانا شبلی نعماني نے تفصیل حالات شائع کر دیتے تا کہ قوم آخري راے قائم کرلے مگر افسوس ہے کہ ابتک انھوں نے کوئی تفصیلی تحریر شائع نہیں کي ' اسلیے اسکے سوا چارہ نہیں کہ جو حالات اس وقت تک موافق و مخالف شائع ہوے ہیں ' یا علي گڈہ کی تحریر میں ظاہر کیے گئے ہیں ' انھي کو پیش نظر رکھکے ایک راے قائم کرلي جاے -

جو مضامین منشي اعجاز علي اور منشی اسحاق علي نے مسلم گزٹ میں شائع کیے ہیں ' اُسے صورت واقعہ یہ معلوم ہوتي ہے :

(١) جب الندوہ میں یہ مضمون نکلا تو مولانا شبلی نے فوراً پانچ مقامي ارکان کو (جنمیں دو ندوے کے صیغۂ مال و مراسلات کے سکریٹری تھے) جمع کیا اور مجبور کیا کہ وہ راقم مضمون کو سزا دیں ' نیز ہز آنر لفٹنٹ گورنر سے مخبري کرنے کي دھمکي دیکر اس تجویز کو منظور کرانا چاہا کہ خود ایک ہفتہ کي معطلي کي سزا دیں اور ڈپٹي کمشنر صاحب کو مداخلت کي دعوت دي جاے -

پس تمام ارکان و معتمدین اس دھمکي سے مرعوب و متزلزل ہوکر مجبور ہوے کہ تعمیل احکام سے انکار نہ کریں ' اور اس عالم میں کہ " یرضونکم بافواھھم و تابي قلوبہم (٩ : ٩) " انکي تمام پیش کردہ تجویزات کو منظور کرلیا -

(٢) لیکن چونکہ یہ تعمیل احکام حالت تخویف و تقیہ کي تھي اور نیز جلسۂ انتظامیہ پر محول ' پس جب انتظامیہ مجلس منعقد ہوئي ' تو اس کارروائي کی مخالفت کي گئي - مسٹر مشیر حسین قدوائي نے تجویز پیش کي کہ کارروائي منسوخ کي جاے نیز یہ کہ مولانا شبلي اُس سزا کے لیے جو بہ حیثیت معتمد دار العلوم کاتب مضمون کو دي گئي ہے ' کاتب مضمون یعنی مولوي عبدالکریم سے معافي مانگیں - مگر پھر معافي کا تکرہ کثرت راے سے یا کسي اور وجہ سے نا منظور ہوا ' اور صرف پچھلي کارروائی منسوخ کر دیگئي -

(٣) لیکن اسکے بعد کیا حالات پیش آئے ؟ یہ تاریکي میں ہے ' البتہ پھر یکایک کوئی حکم نامہ گورنمنٹ کي طرف سے آیا کہ

مولوي عبد الکریم کو بجاے منسوخ کردہ ایک ہفتے کی سزا کے ' چھہ ماہ کي معطلی کی سزا دي جاے - چنانچہ ارکان ندوہ نے بالاتفاق یا بالاکثریۃ وہ سزا دیدي -

اب اس بنا پر قابل غور مندرجۂ ذیل امور ہوے :

(١) سب سے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ کیا واقعي وہ مضمون اسی سلوک کا مستحق تھا ؟

(٢) کیا یہ تمام کارروائی صرف مولانا شبلي هي نے کي اور اور لوگوں نے بطور تعدد کے محض عالم جبر و اکراہ میں ؟ یا یہ ایک متفقہ کارروائی تھي ' جسمیں پانچ آدمیوں نے باہم ملکر ایک تجویز قرار دي ؟

(٣) اگر پہلي صورت صحیح ہے تو ایسي حالت میں مولانا شبلي کي یہ کارروائی کس راے کي مستحق ہے ؟

(٤) اور اگر صحیح نہیں ہے تو باقی شرکاء کار کے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاہیے ؟

(٥) پھر سب سے آخر یہ کہ اگر اور لوگوں کی شرکت مساوي متحقق ہوجاے تو اس سے معاملے کی ذمہ داري کو صورت بدل جائیگي ' جواب دہي صرف ایک شخص کے ذمے نہیں رہنی اور ہماري جس راے کا مستحق وہ ہوگا ' اسی راے کے مستحق باقي اشخاص بھی ہونگے ' لیکن کیا ایسی حالت میں اور لوگوں کي شرکت ثابت ہو جانے سے مولانا شبلي محض بري الذمہ ہوجائیں گے ؟ اور کیا کسي غلط کام کے کرنے میں متعدد اشخاص کی شرکت ' اُس کام کو اچھا کر دیتی ہے ؟ کیا ایک جرم صرف اسلیے برا ہے کہ ایک هي شخص ہے ؟

میں سمجھتا ہوں کہ اِن دفعات بحث کے مقرر کرنے میں میں نے پوري احتیاط سے کام لیا ہے اور بحث کا کوئي ضروري پہلو باقي نہیں رہا

(١)

سب سے پہلي بحث اصل مضمون کي نسبت ہے لیکن میں متاسف ہوں کہ باوجود اسکے کہ میں نے مولانا شبلی مولانا عبد الحي ' اور منشي محمد علي محرر ندوہ کے نام خطوط لکھے ہیں کہ مجکو الندوہ کا وہ پرچہ (خواہ کسي قیمت میں ہو) وي پي بھیجدو ' لیکن اب تک کہیں سے نہ تو جواب ملا ' اور نہ وہ پرچہ آیا - جو کچھہ معلوم ہے وہ صرف یہ ہے کہ مضمون " جہاد " پر تھا ' اور نفس مسئلۂ جہاد پر حسب نصوص قرآنیہ بحث کی گئی تھی - مولانا شبلی نعمانی کے خط مطبوعۂ زمیندار اور مراسلہ علی گڈہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں کوئي دفعہ (١٠) کي بحث تھی ' جسمیں یہ لکھا تھا ' یا بطور نتیجۂ بحث کے اُس سے ثابت ہوتا تھا کہ " کوئي مسلمان کسی غیر مسلم حکومت کے ماتحت نہیں رہسکتا " لیکن صرف اسقدر اشارہ راے دینے کیلیے کافي نہیں ہے ' جب تک کہ پورا مضمون سامنے نہو - بحث کرنے کے طریقے ہیں ' اور استدلال کے مختلف اصول ہیں - نہیں معلوم اس دفعہ کو کس اصول ' کس خیال ' کس زبان ' کس لب و لہجے ' کس نص قرآن و حدیث سے مدلل ' اور کس سیاق و سباق کے ساتھہ لکھا گیا ہے ؟

اگر مجھسے پوچھیے تو یہ خیال تو بالکل بے معنی اور لغو ہے جب تک نہ اسکا مقصد و سیاق و سباق سامنے نہو - کوئی مسلمان غیر مسلم حکومت کے ماتحت نہیں رہسکتا یہ معنی رکھتا ہے ' جبکہ ہزاروں مسلمان رہے ہیں ' اور اب بھي کروروں مسلمان ماتحت ہیں ' البتہ (خواہ میرے اس جملے کا مطلب کچھہ هی سمجھا جاے

سے بکمال ادعاے سیاسیات ایک ماہرمن (اکسپرٹ) کے لہجے میں اسکو " مسئلۂ سیاسی " سے تعبیر کرنے کی عزت حاصل کی تھی -

تیسری جماعت ' اور قوم کے لیے دور حیات کیلیے ایک ملتہ عظیم

لیکن ان دوجماعتوں کے سوا سب سے زیادہ تماشا طلب ایک تیسری جماعت بھی ہے - یہ وہ جماعت ہے جس کو مسئلہ جہاد اور عدم مداخلۂ حکام سے صدمہ ہونا ایک طرف ' حکام کی خوشامد و عبادت ' اور انکی نفرت و اکراہ کی وجہ سے لفظ جہاد سے تبری و انکار ' انکی تمام عمر کا اندوختۂ عمل ' اور انکے تمام اعمال و افعال کا مصدر شریعت ہے - یہ وہی ملحدین مارقین ' اور منافقین مفسدین و اعدٰ عدوے کلمۂ اسلام و مسلمین ہیں ' جنہوں نے قوم میں بزدلی اور غلامی کے شجر ملعونہ کا بیج بویا ہے ' اور پھر شیطان لعین نے اسکی پرورش اور پرداخت کا سامان کیا ہے - وہ بیج پھوٹا ' اور اسکی شاخیں شیطان کے معنوی ہاتھوں کے ارتفاع سے بلند ہوئیں - پر جیسا کہ قانون الہی ہے ' عین اس وقت ' جبکہ اسکی بلند اور محکم شاخوں پر شیطان کی ذریات نے اپنے نشیمن بنائے تھے ' اور اسکے سائے میں فتنۂ و نفاق کا لشکر ہجال آکر پناہ لیتا تھا ' یکایک باد رحمت الہی ' صر صر ہلاکت کی صورت میں نمودار ہوئی ' اور اسکے ایک تند و تیز جھونکے نے اس شجر ملعونۂ خبیثہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا ' یعنی قوۃ الہیہ نے قوا ء شیطانیہ کو شکست دی ' شجرۂ ملعونہ کی جگہہ اسلام پرستی و ایمان پژوہی ' راستبازی و حریت پسندی کی تخم ریزی ہوئی ' اور باران رحمت الہی نے اسکو اپنی ایک آیۃ اعجاز قرار دیکر ' دو سال کے اندر ہی اندر ایک ایسا درخت تناور بنا دیا کہ :

کشجرۃ طیبۃ ' اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا ' و یضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون (۱۴ : ۲۴)	اسکی مثال ایک مبارک اور ملکوتی درخت کی سی ہے کہ اسکی جڑ زمین کے اندر مضبوط ' اور اسکی بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچی ہوئیں ! وہ قوت الہیہ کی نشو و نمائی سے ہر وقت کامیابی کا پھل لاتا رہتا ہے - اور یہ درخت کا ذکر در اصل ایک مثال ہے جو اللہ بیان کرتا ہے تاکہ لوگ سونچیں اور غور کریں -

پس جب حکمت الہی نے ایسا کیا ' تو شیطان بہت غمگین ہوا - اسکا کار و بار خراب ہوگیا ' اور اسکی نسل کے گھرانے میں گھر گھر ماتم پڑگیا -

یہ انقلابی تبدیلی کچھہ ایسے الہی ساز و سامان کے ساتھہ ہوئی ' اور توفیق مقدسۂ حضرۃ ایزدی نے کچھہ ایسے اسباب جلیلہ اور محرکات عظیمہ اسکے لیے پیدا کردیے ' کہ انکے مقابلے میں کوئی سعی و کوشش انکی سود مند نہیں ہوسکتی تھی - وہ جسقدر کوشش نامرادی و ناکامی کے عذاب الیم سے نکلنے کی کرتے تھے ' اتنا ہی اسمیں اور زیادہ گرفتار ہوتے جاتے تھے - گویا اس دنیا ہی میں انکا حال جہنم کے مجرموں کا سا ہوگیا کہ :

کلما ارادوا ان یخرجوا منہا من غم ' اعیدوا فیہا و ذوقوا عذاب الحریق ! (۲۲ : ۲۲)	جب کبھی دم کے گھٹنے سے گھبرا کر آگ سے نکلنا چاہیں گے ' تو پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے ' کہ یہیں پڑے پڑے سوزش و تپش کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو !

ان میں سے اکثروں کی زبانوں پر بھی دلوں کی طرح مہریں لگ گئی تھیں ' اور بہت سے اپنی بد بختی اور انقلاب زمانہ کے غم میں سر بزانوے تصویر و ماتم و حسرت تھے ' کہ اتنے میں مولانا شبلی اور ندوہ کے معاملے کو لیکر شیخ نجدی نے ظہور کیا ' اور انکی قسمت نے مرتے ڈوبتے اتنی یاوری کی کہ مولانا کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈالدیا ' اور انسے ایک سخت غلطی اس بارے میں ظاہر ہو گئی - چونکہ مولانا نے بھی مسلم لیگ اور مسلمانوں کی غلامانہ سیاست کے قلع قمع میں حصہ لیا تھا ' اور " پولیٹکل کورٹ " کے عنوان سے تین مضمون لکھکر لیڈروں کے جہل سالہ بتکدۂ سیاست کو توڑا تھا ' اسلیے یہ ایک عجیب و غریب زرین موقعہ انکو ہاتھہ آگیا کہ آزاد خیالی کی نئی تحریک کو نقصان پہنچانے کیلیے ' اور قوم کو پھر اسی ظلمت کدۂ استبداد و الحاد سیاسی کی دعوت دینے کیلیے اس معاملے میں آزاد خیالوں کے وکیل بن جائیں ' اور نہایت زور و شور سے اس معاملے پر قوم کو توجہ دلائیں - پھر آخر میں کہیں کہ دیکھو ! جو لوگ آزادی کے حامی اور غلامی کا الزام دینے والے تھے - جو لوگ حریت کے داعی ' اور حکام پرستی کے مخالف تھے - جو لوگ نکلے تھے کہ تم کو ہماری تعلیم کی ہوئی غلامی سے نکالیں ' اور اپنی دکھلائی ہوئی راہ آزادی پر چلائیں ' خود انکا حال ان معاملات میں کیسا ہے ' اور کس طرح وہ خود بھی اس تعلیم پر عامل نہیں ہوسکتے ' جسکی طرف تم کو بلا رہے ہیں - پس گمراہی سے بچو ' اور اسسے پناہ مانگو کہ وہ جو کچھہ کہہ رہے ہیں محض دھوکا اور فریب ہے - اصلی راستہ وہی ہے ' جسپر ہم نے تم کو برسوں چلایا ' پس آؤ کہ ہماری آنکھوں پر پٹی باندھکر پھر تم کو کولھو کے بیل کی طرح غلامی و الحاد کے چکر میں ڈالدیں !

من انصاری الی اللہ ؟

— * —

نحن انصار اللہ !!

— * —

الحمد للہ کہ گذشتہ نمبر کی اشاعت میں جو پہلی آواز " من انصاری الی اللہ ؟ " کی بلند کی گئی تھی ' اسکے لیے خدا تعالی نے اپنے بندوں کے دل کھول دیے ' اور اسکے جواب میں " نحن انصار اللہ " کی صداے ہمت افروز و امید نواز ہندوستان کے ہر خطے اور ہر گوشے سے بلند ہونے لگی ہے - آج منگل کی شام تک تقریباً آٹھہ سو ناموں سے فہرست کی ابتدا ہوگئی ہے ' فالحمد للہ علی توفیقہ و کرمہ و لطفہ -

آجکی اشاعت کے ساتھہ ایک فارم بھی شائع کیا جاتا ہے ' صرف اسکی خانہ پری کرکے بھیجدیجیے - چند دنوں کے اندر جو رفتار مجاہدین خدمت اسلامی کی اللہ نے دکھلا دی ہے ' اس نے میرے اندر ایک حیات تازہ پیدا کردی ہے ' اور امید ہے کہ دو ہفتے کے اندر اپنی پیش نظر تعداد کو پورا دیکھہ لونگا ' اور اس کے بعد دوسری منزل کی طرف بڑھونگا - فالسعی منی ' و الاتمام من اللہ تعالے -

هر طرف سے مجبور و بے بس هوکر اپنے ایمان اور خدا پرستي سے دست بردار هوگئے ' اور عالم هراس و مرعوبیت میں جو کچهه چاها ' انسے منظور کرا لیا - اگر یه صورت هو' تو اس حالت میں ان لوگوں کا جرم اُس شخص کی مثال سامنے لانے سے کسي قدر هلکا ضرور هو جاتا هے ' جس نے بعالم مجبوري اپنی جان کي حفاظت کیلیے جهوٹ بولا هو ' یا قتل کے خوف سے بت پرستي کي هو' یا سولی کا تخته دیکهکر ایمان و اسلام سے بطور تقیه کے کانوں پر هاتهه دهرا هو -

(۲) یا پهر ایسي صورت تو پیش نهیں آئي ' مگر عادت نفاق و تذبذب بین الاسلام و الکفرکي وجه سے اس مجلس میں اپني موافق راے دیدي ' اسکے بعد دوسري طرح کا عمده موقعه هاتهه لگ گیا تو (اُس وجود کي طرح جسکي قران میں مثال دي گئي هے)-کهدیا که "اني بري منک' اني اخاف الله رب العالمین (۵۹ : ۱۶) " اسمیں ایک طرف ازادي و حریت بهي هاتهه آگئي' دوسري طرف مدتوں کي عداوت کو پهولنے پهلنے کا موقعه بهی ملگیا :

چه خوش بود که بر آید به یک کرشمه دو کار

(۳) اور یا پهر ایک شریف آدمي کي طرح' جسکی ایک هي زبان هوتي هے' ان لوگوں کي بهي اصلي راے یهي تهي اور یهي هے - اور اس کارروائي میں وه سب کے سب برابر کے شریک و حصه دار تهے- پس اب اُس کار روائی کا جو نتیجه هو' اسمیں بهي انهیں اپنا اپنا حصه لینا چاهیے -

عقل و درایة کهتي هے که اِن تین صورتوں کے سوا اور کوئي چوتهي صورت نهیں هو سکتي - اب اگر پهلی صورت هے ' اور محض عالم خوف و هراس میں ان بزرگان قوم اور علماے دین نے اس کارروائي میں شرکت کي تهي ' تو مولانا شبلي علانیه اس سے منکر هیں ' اور معامله غیر حاضر اور غیر شریک لوگوں کے قلم سے منسوب کیا جا رها هے - پهر کیا وجه هے که خود ان لوگوں کي زبانوں پر مهریں لگ گئي هیں ؟ کیوں نهیں منشي احتشام علي اپني مل سے ' مولانا سید عبد الحی اپنے مطب سے ' اور مولانا عبد الباري اپنے حلقۂ درس سے باهر تشریف لاتے اور اپني مجبوري و بے بسي' و عالم هراس' و خوف جان و مال کا افسانۂ غم انگیز اور داستان گریه اور اپني معتقد اور ارادت کیش قوم کو سنادیتے ؟ مجلس کو ابهي چند صدیاں نهیں گذري هیں اور اُس کے شرکاء کي زبانیں اب تک مفلوج نهیں هوئي هیں - یه کیا هے که اسکے متعلق لوگوں کو عالم تذبذب میں رکها جارها هے ؟ کیوں نهیں وهي لوگ اپنے قلم سے چند سطریں لکهکر شائع کردیتے هیں' اور بتلا دیتے هیں که همارا دامن اس دهبے سے بالکل پاک هے' تاکه قوم کو ایک انقطاعي راے قائم کرنے کا موقعه ملے ؟

اصل یه هے که ندوه کے اندروني حالات ایک عرصے سے اسکے مقتضي تهے که پبلک میں لاے جائیں - لوگوں کو ابهي اصلیت معلوم نهیں هے لیکن اب ضرور هو هي کر رهیگي - لوگوں کو اس امر پر غور کرنا چاهیے که ایک کارروائي ایک جماعت نے کي - پهر اگر وه تعریف کي مستحق هے ' تو سب اسکے مستوجب هیں ' اور نفرین کي مستحق هے تو سب کے حصے میں آني چاهیے - کیا سبب هے که تمام بار ایک هي شخص کے اوپر ڈالا جا رها هے ' اور اور لوگ اس طرح دامن بچا کر الگ هو رهے هیں' گویا ان مرفوع القلم بچوں' اور معصوم قدوسیوں کو اس سے کوئي سروکار هي نهیں !!

تین جماعتیں

اور ایک خطرۂ عظیم

حقیقت حال یه هے که اس واقعه نے مختلف پهلو' اور مختلف جماعتوں کي دلچسپي حاصل کرلي هے -

ایک جماعت تو اُن لوگوں کي هے جنکو اشخاص سے بحث نهیں ' اصل کارروائي کو قابل اعتراض سمجهتے هیں اور جن لوگوں نے کي هے ' خواه وه کوئي هوں' انکو قابل مواخذه یقین کرتے هیں - یه جماعت باهر کے عام لوگوں کي هوگي ' اور في الحقیقت وهي راستباز اور اسلامي ازادی کا اپنے دلوں میں سچا درد رکهنے والي جماعت هے - ایسے لوگوں کي قدر کرني چاهیے ' اور خدا کا شکر بجالانا چاهیے که دو سال کي صداهاے حریت نے ایسے لوگوں کي ایک جماعت مخلصین پیدا کردي اور یه سب سے بڑا احسان الهی هے - آج اسلام کو جتني توقعات هیں ' وه اسي جماعت اور ایسے هي حریت خواهوں سے هیں - فکثر الله سبحانه امثالهم -

دوسري جماعت بندگان اغراض و اهواء کي

دوسري جماعت اُن چند خاص اشرار و مفسدین کی هے' جن بندگان اغراض نے نه تو آزادي و حریت کا کبهي خواب دیکها هے' اور نه مسئلۂ جهاد اور مسائل اسلامیه کي وقعت و شرف کے تحفظ کی انهیں کچهه پروا هے - ساري عمر یا تو فکر جاه و مشغلۂ غرور و تکبر میں کٹي هے ' یا محض بے حسی و عطالة کے اُس گهونسلے میں ' جهاں نه تو حریت کا کبهي تصور هوتا هے' اور نه عدم حریت کا - اس دنیا میں انهوں نے قدم هي نهیں رکها -

لیکن ساتهه هي ایک مدت مدید اور عرصۂ بعید سے مولانا شبلي سے تخالف وتعاند هے ' اور بوجه اپنے کسی خاص معاملے کے ' یا معاملات ندوه کي اندروني سازشوں کے ' یا اپنے عدم فروغ و داغ محرومي شهرت و ناموري کے ' یا عدم تغلب معاملات ندوه و دارالعلوم کے ' یا پهر کسي اور سبب و مقصد سے (اور ارباب اغراض و اهواء کا عالم مقاصد نفسانیه بے کنار هے) همیشه اپني راتوں کي نیند ' اور دن کا کاروبار اس فکر و کاوش میں برباد کرتے آئے هیں که کسي طرح انکو شکست دیں اور قوم کي نظروں میں ذلیل و رسوا کریں ' اور اسکے لیے بارها مجاهدات و مقاتلات تک کرچکے هیں ' لیکن همیشه ناکام و خاسر رهے هیں - اب چونکه خود مولانا شبلي کي غلطی اور تعجب انگیز کمزوري سے اس معاملے میں انکي شرکت و سعی وقوع میں آئي ' اور وقت اور موسم کے لحاظ سے پبلک اوپینین کا سهارا بهي معقول مل گیا ' تو ایک مخفي سازش کرکے اس واقعه کو پبلک میں پیش کردیا گیا ' اور چونکه ساتهه هي اُن پر بهي بعضۂ رسدي اسکا اثر پڑتا تها' لهذا یه کوشش کي گئي که تمام بار انهي کے سر ڈالکر اور موجوده دور ازادي سے فائده اٹها کر' انکو قوم کي عدالت میں سزا دلوادو' اور اسطرح سامنے آو که لوگ سمجهیں که جو کچهه هوا ' صرف مولانا شبلي هي کي حکام پرستي سے هوا ' اور یه آباء حریت' اور فدا کاران راه جهاد و قتال' محض ازادي کی خاطر اور مسئله جهاد کے شرف کیلیے انکي مخالفت کر رهے هیں ' اور انکو اس بات کا نهایت درجه غم هے که گورنمنٹ کو معاملات ندوه میں مداخلت کا موقعه کیوں دیا گیا ؟

حالانکه اِن لوگوں کا اس بارے میں جو کچهه حال هے' اسکا اندازه اس سے کیا جا سکتا هے که جب سید رشید رضا لکهنو آے ' تو انکي صدارت سے اختلاف کرتے هوے منجمله اور وجوه کے ایک سبب یه بهي کها گیا تها " که ایک مصري شخص کے صدر بنانے سے گورنمنٹ ناراض هو جائیگي " اور مولوي خلیل الرحمن سهارنپوري

اگر یہ بھی نہیں تو پھر تیسری صورت کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی - یہ امر قطعی ہے کہ اس بارے میں وہ برابر کے شریک مجلس و مشورہ تھے، اور جو رائے مولانا شبلی کی تھی وہی انکی تھی - اور جو کارروائی انہوں نے پسند کی، اسی کو مولانا شبلی نے بھی پسند کیا - اور یہ کوئی تقلیدی کارروائی، یا شخص تعمیل حکم، یا عالم جبر و اکراہ کا تقیہ نہ تھا، بلکہ انکا اصلی اعتقاد، اور انکے ایمان و ضمیر کا فیصلہ، اور وہ بہر حال ایسی حالت میں ایسی ہی کارروائی کرتے، جیسی کہ انہوں نے کی - اور اسطرح کے پر آزمایش معاملات میں انکی راے کا سدرۃ المنتہی یہیں تک ہے !

(۳)

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر واقعی یہ تمام کارروائی صرف مولانا شبلی ہی نے کی، اور اور لوگوں کو بعد اسمیں شریک کیا، اور حسب بیان مضامین مطبوعہ، صرف ایک وہی اس تمام کارروائی کے ذمہ دار ہیں، تو ایسی صورت میں انکی نسبت کیا راے قائم کی جاے ؟

اسکا جواب دے چکا ہوں، اور پھر دیتا ہوں کہ اس صورت میں انکو جسقدر الزام دیا جاے صحیح ہے، اور وہ یقیناً اسکے مستحق ہیں ؛

لیکن گذشتہ سطور سے ناظرین کرام پر واضح ہو گیا ہوگا کہ جس قدر مواد اس معاملے میں پبلک کے سامنے لایا گیا ہے، وہ انکی تنہا ذمہ داری کے لیے کافی نہیں - واقعات صاف شہادت دے رہے ہیں کہ پانچ ممبروں میں سے ہر شخص شریک کار اور مساویانہ رکن مشورہ تھا، اور اب ندوۃ العلما کے تمام ارکان انتظامیہ باستثناے بعض اس کارروائی کو پسند کرتے اور اس سے متفق ہیں - اور انشاء اللہ جو اور کوائف آگے چلکر پیش کرنے والا ہوں، اس سے یہ امر زیادہ واضح ہو جائیگا - ایسی حالت میں جس وقت تک کلی شہادتیں اور بہم نہوں، اسکے خلاف راے قائم نہیں کی جاسکتی -

(٤)

چوتھا مبحث یہ ہے کہ اگر تمام اور لوگ شریک مساوی ثابت ہو جائیں تو پھر وہ کس سلوک کے مستحق ہیں ؟ اسکا جواب ظاہر ہے -

(٥)

اب رہی پانچویں بحث، یعنی یہ کہ کیا اور لوگوں کی شرکت کا ثابت ہو جانا، خود مولانا شبلی کو اس بارے میں بالکل بری الذمہ کردیگا ؟ اور کیا کوئی غلطی صواب ہو جاتی ہے، اگر اسکا کرنے والا ایک شخص نہیں بلکہ بہت سے ہوں ؟

اس وقت تک مسلمانوں کی جو روش ان امور میں رہی ہے، ندوہ کی نسبت گورنمنٹ کی جو بد گمانیاں عرصے تک قائم رہی ہیں، اسکی زندگی جس طرح گورنمنٹ کی فیاضی اور اسکے عطیہ پر ہے، اور جس درجہ گورنمنٹ کی کوئی نئی بدگمانی اسکے لیے مضر ہو سکتی ہے، نیز ندوے کے مقاصد جس طرح محدود، اور وہ ایک مخصوص تعلیمی جماعت ہے، یہ اور اس طرح کے تمام امور، اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس طریق عمل میں مولانا شبلی، مولانا عبد الباری، مولانا عبد الحی، منشی احتشام علی، اور مسٹر ظہور احمد کی متفقہ کارروائی کیلیے ایک وجہ عذر و مجبوری ضرور ہیں - اور اسی طرح خاص مولانا شبلی کیلیے بھی، جو ندوے کی از سر نو زندگی کے اور اسکے کام کے چلنے کا باعث ہوے، اور گورنمنٹ کی بدگمانی کو دور کرایا، لیکن تاہم یہ عذر اور مجبوری عام طور پر آجکل کے کام کرنے والوں کیلیے ہو تو ہو، لیکن میرے عقیدے میں تو کوئی مجبوری اور عذر نہیں ہے - اصول کی پابندی ہر شے سے بالا تر ہے، اور دنیا کی کوئی مجبوری اسکے لیے مجبوری نہیں ہو سکتی - اگر ایسا نہو تو دنیا میں اصول کی عزت ہمیشہ کیلیے مدفون ہو جاے - اس مضمون کا شائع ہونا اگر ایک غلطی تھی تو وہ ہو گئی تھی - اب اسپر اسقدر گھبرانا اور پریشان ہونا بالکل فضول تھا - گورنمنٹ اگر ندوہ سے اپنا عطیہ چھین لینا چاہتی ہے تو چھین لے - اسکی عمارت میں ہل پھروا دے، لیکن ہم اپنے اصول کو کیوں ہاتھ سے دیں ؟ اموۂ کسی کارروائی کی بطور خود حکام کو اطلاع دینا، انکو مداخلت کی دعوت دینا ہے، اور یہ سخت کمزوری، اور اپنے ہاتھوں اپنے عزت عمل کو نقصان پہنچانا ہے -

یہ کمزوری سب سے ہوئی، لہذا مولانا شبلی کہ اسمیں شریک تھے، ان سے بھی ہوئی - اور لوگ اگر اسطرح کی کارروائی کیلیے طیار تھے، تو انکی غلطی اور کمزوری تھی، لیکن مولانا شبلی کیلیے تو یہ کوئی مجبوری نہ ہوئی کہ چونکہ فلاں فلاں آدمی کمزور تھے، پس انکی کمزوری و غلطی بھی صواب ہوگئی -

وہ فرماتے ہیں کہ نواب اسحاق خاں صاحب اور اکثر ارکان ندوہ اس سے متفق ہیں، لیکن میں بادب عرض کرونگا کہ ہوں، ایسے توقع ہی کس کو تھی ؟ توقع تو ہم آپسے رکھتے ہیں، اور آپکو معلوم ہے کہ انسان کیلیے سب سے بڑی درد انگیز بات اسکے توقعات کی ناکامی ہے -

* * *

ان امور کے طے ہو جانے کے بعد اب مندرجۂ ذیل پہلو بحث کے باقی رہگئے :

(۱) مضامین میں دیگر جزئی حالات، مثلاً جلسۂ انتظامیہ کے مباحث و تجویز و ترمیم جس انداز سے بیان کیے گئے ہیں، وہ بھی صحیح ہیں یا نہیں ؟

(۲) جبکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی نسبت ایک یا دو ہفتے کی معطلی کی سزا کا فیصلۂ ارکان خمسہ منسوخ کردیا گیا تھا، تو یہ چھہ ماہ کی سزا پھر کیوں بخوشی و خرمی تجویز و ترمیم کرنے بحث و انکار دیدی گئی ؟ اور کیا ڈپٹی کمشنر صاحب نے خود اس کی اطلاع دی، یا بعض لوگ اس بارے میں انکے پاس دوڑے ہوے گئے اور ایک وجہ تقرب پیدا کرکے اس حکم سزا کا تحفہ اپنے ہمراہ لاے ؟ اگر گئے تھے تو وہ کون کون بزرگ تھے ؟

(۳) جبکہ خود ارکان ندوہ کی قرار دی ہوئی سزا کو منسوخ کر دیا گیا تو پھر اب صرف ڈپٹی کمشنر صاحب کے حکم سے، اور مولوی عبد الکریم صاحب کو ایک ہفتے کی سزا سے بچا کر، چھہ ماہ کی سزا میں مبتلا کر دینا، کیا معنی رکھتا ہے ؟ اور یہ کن لوگوں کی کارستانی ہے ؟

ان امور پر آیندہ نمبر میں بحث کرونگا کہ مضمون بہت بڑھگیا -

و نسأل اللہ تعالی ان یہدینا سواء السبیل -

ہفتہ جنگ ۲۳ - اپریل کو سنٹجی (دار السعادت جبل اسود) سے سرکاری طور پر اطلاع دیگئی تھی کہ ۲۱ - ماہ حال کی رات کو سقوطری پر حملہ کیا گیا - جنگ رات بھر ہوتی رہی - سنگینیں استعمال کی گئیں تھیں - ۲۲ - کی صبح کو ترکوں نے مصالحانہ حملہ کیا اور وہ پسپا کردیے گئے - سقوطری کا سقوط قریب ہے - پھر اسی دن دوسرا تار آیا کہ سقوطری ساقط ہو گیا - سقوط سقوطری کی خبر نے بقول رپوٹر حلفاء کے دار السلطنتوں میں وحشی ترین مظاہرۂ مسرت و حرکت دی - شہروں کو آراستہ

پس ان لوگوں کو نہ تو آزادی کی الٹی راہ ہے کہ اسکے آگے آسمان کو سر پر اٹھالیں ' نہ مسئلہ جہاد کے شرف کی ' بلکہ جہاد کا لفظ تو انکے لیے ایک عفریت خونخوار ہے ' جسکی ایک جھلک دیکھتے ہی انکو لرزہ شدید کا بخار چڑھجاتا ہے ' اور اس لفظ کے توحش کی وجہ سے آج جسقدر مشکلیں پیدا ہوتی ہیں ' وہ سب کی سب اسی جماعت کی پیدا کی ہوئی ہیں - البتہ چونکہ ازادی اور صداقت کی نئی تحریک سے انپر ایک کوہ غم ٹوٹ پڑا تھا ' اور اسکی ترقی کو روکنے کیلیے راتوں کو بستروں پر عالم اضطراب میں اوٹتے ' اور دن کو فکر تدابیر و تجاویز سے اپنے دماغوں کو تھکاتے تھے ' اسلیے یہ معاملہ انکے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگیا ' اور اسکو انھوں نے قوم کے ارتجاع و تقہقر کیلیے ایک آلۂ کار بنا لیا -

ایسی حالت میں ' میں قوم کو (جو ابھی اپنے نئے تازہ ارادے میں ابھی بالکل نو آموز اور سادہ لوح ہے) اس خطرۂ عظیم سے باخبر کردینا ضروری سمجھتا ہوں ' جو اسکی راہ میں سنگ گراں بنکر حائل ہوجا سکتا ہے - میں نے (یونیورسٹی ڈیپوٹیشن) کے معاملے میں آواز بلند کی تھی ' مگر لوگوں نے اعماض کیا ' اور پھر بالآخر جب آنکھیں کھلیں تو اصلیت منکشف ہوئی - آج میں پھر از سر تا پا صداء یقین و حقیقت بنکر آواز بلند کرتا ہوں کہ یہ ایک سخت فتنۂ فساد ' اور فریب ضلالت ہے ' جو قوم کو دیا جا رہا ہے ' اور اس سے مقصود صرف یہ ہے ' کہ ایک شخص کو قوم کی نظروں سے گرا کر ' اسکے ذریعہ اصل مطلب یعنی نظروں سے گرا دیا جائے : اولئک حزب الشیطان ' الا ان حزب الشیطان ہم الخاسرون (۵۹ - ۲۰)

قوم کو یاد رکھنا چاہیے کہ کوئی صداقت اور راستی اسلیے صداقت نہیں ہے کہ زید اسکا داعی ہے ' یا عمر نے اسکا ساتھ دیا ہے ' بلکہ سچ صرف اسی لیے سچ ہے ' کہ وہ سچ ہے ' اور اگر تمام دنیا اس سے منہ موڑ لے ' جب بھی اسکی صداقت میں بال برابر فرق نہیں آسکتا -

پس اگر واقعہ کی وہ صورت بالکل تسلیم کر بھی لی جائے ' اور یہ ثابت و متحقق ہوجائے کہ سخت سے سخت الزامی بیان جو اس بارے میں شائع ہوے ہیں ' وہ بھی حرف حرف صحیح ہیں ' جب بھی اس معاملے کا جو کچھ اثر ہوسکتا ہے ' صرف مولانا شبلی پر ' نہ کہ اس صداقت پر ' جسکی انھوں نے صدا بلند کی تھی - میں کہتا ہوں کہ ایک انسانی وجود کی کیا ہستی ہے ؟ اگر کروروں انسانوں سے بھی اس راہ میں لغزش ہوجاے ' تو بھی اسکی صداقت کی عزت پر کوئی بال لگ نہیں سکتا - اے بے خبرو ! راستی کبھی بھی اشخاص کی پابند نہیں رہتی ہے ' اور نہ اشخاص کی بحث سے اسکی حقیقت متاثر ہوسکتی ہے ' ولنعم ما قیل :

گر من آلودہ دامنم چہ عجب
همہ عالم گواہ عصمت اوست

اگر یہ لوگ واقعی اپنے بیان میں سچے تھے ' اور محض اصول کی خاطر میدان میں آئے تھے ' تو انکو چاہیے تھا کہ اپنی بحث کو صرف اصل معاملہ ' اور مولانا شبلی اور دیگر شرکاء کار تک محدود رکھتے ' اور جس سطحی و تقدہ سے چاہتے ' اسپر بحث کرتے - ایسی حالت میں وہ مستحق تھے کہ انکی عزت کی جاتی ' اور قوم انکی آزاد خیالی اور اصول پسندی کا اعتراف کرکے شکر گذار ہوتی - لیکن جب ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس آخری جماعت نے مولانا شبلی کے واقعہ کو ایک آڑ بنالیا ہے ' اور اسکے پیچھے اپنی قدیمی غلامی کی تعلیم کو لیے کھڑی ہے ' تاکہ ذرا بھی اس شور و غوغا سے قوم کی رائے اور استقامت میں تزلزل پیدا ہوتے دیکھے تو فوراً اسکا طوق پھر دو سال کے بعد قوم کی گردن میں ڈالدے ' پھر ایسی حالت میں میرے لیے حسن ظن قائم کرنے کا کوئی موقعہ نہیں ' اور قوم کی آزادی و استقامت ' اور قوت تمیز و ادراک کیلیے ایک سخت آزمایش درپیش -

قوم کو چاہیے کہ خدا کیلیے اس فریب سے اپنے آپکو بچاے - پھر کہ جس دلدل سے خدا خدا کرکے اسکے قدم نکلے ہیں ' اس نازک ترین دور مصیبت اسلامی میں (کہ اسلام اپنے ہر فرزند سے استقامت کا طلبگار ہے) پھر اسی دلدل میں گرفتار ہوجاے اور چند اشخاص کی وجہ سے اصل اصول ہی کو ہاتھ سے دیدے !!

میں نے لکھنؤ کی ماڈریشن کمیٹی کے اجلاس میں کہا تھا کہ تم نہ جناب راجہ صاحب محمود آباد کو دیکھو ' نہ مظہر صاحب کو ' اور نہ کامریڈ اور الہلال کو ' بلکہ صرف اصول اور راستی پر نظر رکھو - اسی پر اعتماد کرو اور اسی کا ساتھ دو - آج میں پھر اسی آواز کو دہراتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اشخاص کی بحث سے متاثر و مرعوب نہو - میں پوچھتا ہوں کہ اگر خود الہلال ' جو دس ماہ سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی دعوت دے رہا ہے ' اگر استیلاء ہواء نفسانی سے ٹھوکر کھا کر راہ ارتداد اختیار کرلے ' اور صداقت و حریت کی جگہ غلامی و باطل پرستی کی طرف بلاے ' تو کیا پھر تم الہلال کے گرنے سے خود بھی گرجاؤ گے ؟ الحذر ' الحذر ' الحذر ' ایہا المسلمون الغافلون ! ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاء ہم البینات ' اولئک ہم الخاسرون !!

مولانا کے اس معاملہ کو جس صورت میں ظاہر کیا گیا ہے ' حالات شہادت دے رہے ہیں کہ وہ اصلیت سے یقیناً مختلف ہے اور اس وقت تک مختلف سمجھا جائیگا ' جب تک کہ دیگر شرکا اپنے مستور چہروں سے برقعہ ہٹا کر باہر نہ آئیں گے ' لیکن (جیسا کہ میں آگے چلکر بحث دفعہ ۵ - میں بالتفصیل لکھونگا) اسمیں کوئی شک نہیں کہ دیگر اشخاص کی شرکت مساوی ثابت ہونے کے بعد بھی میرے عقیدے میں مولانا سے غلطی ہوئی - غلطی ہوئی ' اور افسوس کہ غیر متوقع غلطی ہوئی - لیکن میں تو یہاں تمام بیان کردہ صورت واقعہ کو تسلیم کرکے کہتا ہوں کہ اگر ایسا بھی ہو تو اس سے کیا ہوتا ہے ؟ ایک شخص یا جماعت کی لغزش قوم کو اسکی صراط مستقیم سے کیوں ہٹا دے ؟

* * *

اور اگر پہلی صورت نہیں بلکہ دوسری صورت ہے - تو ہم ایک مرتبہ چاہتے ہیں کہ ان بزرگان ملت کے روے مبارک کی زیارت کرلیں ' جو اپنے چہرے پر غازۂ نفاق کی ایک غلیظ تہہ جمانے ہوے نہیں شرماتے ' اور ایک طرف تو آج علانیہ اسلام پرستی کا ساتھ دے رہے ہیں ' اور دوسری طرف کفر پرستانہ تجاویز و احکام کی تدوین و نفاذ میں بھی شریک کار و رکن مجلس رہچکے ہیں ! یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ مولوی عبد الکریم کے جرم کی تشخیص کرے ' اور انکے لیے فیصلۂ سزا کے لکھنے کی فل بینچ پر بیٹھے تھے ' وہ ایک طرف تو مجرم کو سزا دیچکے ہیں ' اور دوسری طرف آج مجرم کی حمایت و فریاد رسی کیلیے اپیل بھی کرانا چاہتے ہیں ؟ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ جن ججوں نے سزا کا حکم سنایا ہے ' وہی آج مجرم کے وکیل بھی بن بیٹھے ہیں ؟ ان ہذا لشی عجاب !!

۲۲ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری

— * —

(ذیل مقالات)

— * —

صفحة من تاريخ الحروب

مدافعة محصورين

— * —

بہ تذکرۂ محاصرۂ ادرنہ

(۲)

محاصرۂ قرطاجنہ

قرطاجنہ کي مختصر تاريخ

حضرت مسيح کے ظہور سے ۲۴ - سو برس پیشتر شام کے سواحل غربي پر ایک نئی ایشیائي سلطنت کي بنیاد پڑي تھي ' جو بحر ابیض اور جبل لبنان کے درمیاني شاداب اور خوش منظر حصے پر واقع تھي -

کنعاني نسل کي ایک جماعت نے اس زمین کو اپنا مقر مملکت بنایا تھا - وہ تاریخ میں (فینیقیا) کے نام سے مشہور ہیں ؟

فینیقیوں نے تھوڑے هي دنوں کے اندر سمندر کے قرب سے کامل فائدہ اٹھانا شروع کردیا - انہوں نے بحري جنگ کي قوت پر سب سے زیادہ توجہ کي - کشتیاں ' اور بڑے بڑے باد باني جہاز بنائے ' اور بحر ابیض و احمر اور بالٹک و محیط (اٹلانٹیک) کے بڑے بڑے ساحلوں اور جزیروں میں اپني نو آبادیاں قائم کرکے' صنعت و تجارت ' تمدن وعلوم قدیمہ میں اسدرجہ ترقي کی' کہ رومۃ الکبری کي حکومۃ عظیمہ کو انکے عظمت و اقتدار کا اعتراف کرنا پڑا -

غالباً قدیمي متمدن قوموں میں صرف فینیقي هي ایک ایسي قوم گذري ہے' جو مثل آجکل کي متمدن قوموں کے' جنگ و حکمراني هی کے ذریعہ نہیں ' بلکہ تجارت و استعمار (۱) کي قوت سے ایک بہت بڑي مملکت کي مالک ہوگئي تھي -

انکا دار الحکومت (صیدا) تھا ' جو آج بھي ولایت شام کا ایک با رونق شہر ہے -

سنہ ۸۳۰ - قبل مسیح میں (صور) کے بادشاہ نے طمع مال سے اپنے بہنوئي کو قتل کردیا ' کیونکہ اسکي نسبت مشہور تھا کہ چند قیمتي خزانے اس نے پوشیدہ جمع کر رکھے ہیں - اسکي بہن (دیدو) نے جب یہ حالت دیکھي تو مجبوراً (صور) سے نکل گئي ' اور جسقدر ذخائر طلا و جواہر لیجا سکتي تھی' اپنے ساتھہ لے لیا - ملک میں ایک خاص گروہ اسکے زیر اثر تھا ' اس نے بھي ساتھہ دیا ' اور اس طرح ایک بڑي جماعت لیکر وہ (افریقہ) کے سواحل کا دورہ کرتي ہوئی اس حصے میں پہنچي ' جو جزائر صقلیہ (سسلی) کے بالکل مقابل واقع ہے -

یہ جگہ اسے بہت پسند آئی - اس نے زمین کا ایک وسیع ٹکڑا قیمت دیکر خرید لیا - وہاں ایک نئے شہر کي بنیاد ڈالی ' اور اپنے ساتھیوں کے علاوہ ' اور لوگوں کو بھي صیدا اور صور سے بلاکر وہاں آباد کرانا شروع کیا - سنہ ۸۴۰ - قبل مسیح میں اسکي تعمیر جب اتمام کو پہنچي تو (کارتھیج) یعنے نئے شہر کے نام سے مشہور ہوا - اسي کا معرب (قرطاجنہ) یا (قرطاجہ) ہے ' جو عربوں کي زبانوں پر آکر متغیر ہوگیا ہے -

قتل او محاصرہ

تاریخ اجمالي

لیکن کچھہ دنوں کے بعد جب قرطاجنہ کي شہرت پھیلي تو بادشاہ (گیریس) نے جو افریقہ کے بعض ساحلی خطوں پر قابض تھا ' اسپر قبضہ کرلیا ' اور دیدون کو مجبور کیا کہ اسکے ساتھہ عقد کرلے - دیدون نے عقد تو کرلیا ' لیکن اپنے پہلے شوہر کے سوگ میں قائم رہنے کا جو عہد کرچکي تھي ' اسے نہ توڑا ' اور عقد کے بعد جب (گیریس) نے اسکي خوابگاہ میں آنا چاہا اور مصر ہوا ' تو اس نے اپنے کپڑوں میں آگ لگادي - چند گھنٹوں کے بعد خاکستر کا ایک ڈھیر تھي !

دیدون کے بعد ایک ملکی حکومت وہاں قائم ہوگئی - سمندر کا کنارہ ابتدا سے انساني آبادیوں کیلیے ایک بہترین ذریعۂ ترقي تمدن ' اور موثر ترین محرک تجارت و تبادل اشیا و صنائع رہا ہے - خوش قسمتي سے نئی آبادی کو سب سے بڑا وسیع ساحلي موقعہ ملا تھا ' اسلیے تھوڑے هی عرصے میں اسکے تاجر اکناف عالم میں پھیل گئے ' اور مدنی اور صناعي ترقیات نے ملک کو سرسبز اور متمول کردیا -

وہ اپنے ابتدائي دور هي میں بحر ابیض متوسط کا ایک سب سے بڑا تجارتي بندرگاہ اور بحري ایستگاہ مراکب (۱) تسلیم کیا جاتا تھا -

رفتہ رفتہ قرطاجنہ نے ایک بہت بڑي جمہوري دولۃ کي صورت اختیار کرلی - افریقہ کے تمام ساحلي مقامات اور جزائر اسکے زیر حکومت آگئے - سواحل مراکش ' تیونس ' الجزائر ' اور موجودہ زمانے کي تاریخ مدافعۃ حرب کا مشہور ترین خطہ ' یعنے (طرابلس الغرب) ' یہ تمام افریقي شہر قرطاجنہ کے زیر فرمان تھے -

بحر ابیض کے اکثر جزیروں پر انھوں نے فوجکشیاں کیں اور بحري قواے جنگ کے ساتھہ حملہ کیا - مالٹا اور سارا ڈینیا پر انکي فتح یابي کے واقعات طول طویل ہیں -

رومیوں سے جنگ کا آغاز

جزیرۂ صقلیہ (سسلي)

جزیرۂ صقلیہ (سسلی) اس وقت رومانی دولۃ عظمہ کے

(۱) نو آبادیوں کو عربي میں مستعمرات کہتے ہیں اور نئے مقاموں پر آباد ہونے کو استعمار - اس لفظ کو اردو میں رائج ہونا چاہیے - نو آبادي بوجہ مرکب ہونے کے جمع و اضافت اور ترکیب کي حالت میں نہایت ناموزوں ہو جاتا ہے - میں اکثر اخباروں میں دیکھتا ہوں کہ لوگ " نو آبادیاں " لکھا کرتے ہیں - یہ ذوق سلیم سے کس قدر بعید ہے !

(۱) موجودہ فارسي میں " اسٹیشن " کو " ایستگاہ " کہتے ہیں - یہ شاہ ناصر الدین کي ترکیب ہے مگر عام طور پر رائج ہوگئي ہے - مراکب یعنے جہاز ' پس جہازوں کے بحري قیام گاہ وقت کیلیے ' میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترکیب اچھي ہوگي - اردو میں اسکے لیے کوئي خاص لفظ نہیں ہے -

کیا گیا، کثرت سے شراب پی گئی، سارے لغموں پر ناچے، شراب کی اسقدر کثرت تھی کہ گلی کوچوں میں بھی بھرتی تھی۔ ارباب اتحاد اتلافی میں بھی غیر معمولی جوش پھیل گیا - ریوٹر کا بیان ہے کہ سقوطری میں جبل اسود کی موج نے ۱۲۰۰ عثمانی توپیں گرفتار کیں - شاہ نکولس نے فوج کو رائفلیں رکھنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ اسمیں وفادار (!) البانی بھی تھے -

شاہ نکولس مکان کے برآمدے پر آیا اور مجموعۂ حلفاء سے بغلگیر ہوا - کل شہزادہ ڈانیلو سٹنجی پہنچ گیا اور ایک پر خروش جوش کے ساتھہ شاہ کو سقوطری کی کنجی دی - پھر جلوس ترتیب دیا گیا جو گرجا گیا اور راستہ میں لوگوں نے پھول پھینکے -

---

اسباب سقوط

سٹنجی کے تار اسباب سقوط کے باب میں خاموش تھے مگر اسلوب بیان ایسا اختیار کیا گیا تھا، جس سے معلوم ہوتا تھا کہ سقوطری کو جبل اسود کے حملہ نے ساقط کیا -

۲۵ - کو قسطنطنیہ سے سرکاری طور پر سقوط کی اطلاع دیگئی، اس اطلاع میں وجہ سقوط غذا کی نادارى بیان کی گئی - یہ اطلاع ان فقروں پر ختم ہوئی تھی: " موجوں نے اپنے اسلحہ، توپیں، اور رسد، اپنے ہی پاس رکھی، اور انکو سین جیوانی سے جہاز پر سوار ہونے کی اجازت دیدی گئی " - یہ فقرے خلش انگیز تھے -

محافظ موج نے ایسی طویل اور مردانہ وار مدافعت کی تھی، جس سے جبل اسود کے تمام سرچشمہ ہاے قوت خشک ہوگئے تھے اور مجبوراً سرویا سے مدد لینی پڑی تھی، پس یہ سمجھہ میں نہیں آتا تھا کہ ایسا عدوے لدود جب قابو میں آجاے، تو اسکو یوں چھوڑ دیا جاے، اور پھر لطف یہ کہ مع ذخائر و اسلحہ ! سٹنجی کے تار میں صرف اسلحہ کے نہ لیے جانے کا ذکر تھا - رسد کا ذکر نہ تھا - اسلحہ نہ لیے جانے کی جو وجہ بیان کی گئی تھی، وہ یہ تھی کہ موج میں وفادار البانی بھی تھے - ظاہر ہے کہ یہ وجہ طفل فریبی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی - البانیوں کی وفاداری تو اسی سے ظاہر ہے کہ وہ کفار (ترکوں) کی طرف سے جبل اسود کا مقابلہ کر رہے تھے - اور اگر فرض بھی کرلیا جاے کہ البانی وفادار تھے، تو کیا چند وفاداروں کے طفیل میں ان تمام کفار کو مع اسلحہ جانے کی اجازت دیدی گئی، جن سے یورپ کو پاک کرنے کے لیے اعلان جنگ کیا گیا تھا ؟ اصل یہ ہے کہ سقوط کا باعث حملہ نہیں، بلکہ ایک سازش تھی، جس کی اطلاع ۲۸ - کو ریوٹر نے دی ہے - ریوٹر کا بیان ہے کہ حملہ اور تسلیم، دونوں طے شدہ تھے - بلغراد سے اس مضمون کا ایک تار ڈیلی ٹیلیگراف کو بھی موصول ہوا ہے کہ اسد پاشا اور جبل اسود میں ایک معاہدہ ہوگیا ہے، جسکی رو سے موخر الذکر کے پاس طرابرش اور دوپانہ رہیگا، اور سقوطری البانیہ میں شامل ہوجائیگا - والدا کے اخبار لکھہ رہے ہیں کہ اسد پاشا کی حرکت کے پیچھے ایک روسی سازش ہے !

وجہ معاہدہ

اسد پاشا ایک البانی سردار اور ایک دولتمند خاندان کا رکن ہے - تیرانا میں پیدا ہوا - اسکا باپ سلطان عبد الحمید کا یاور تھا - خود اسد پاشا عہد حمیدی میں جاندرمہ (مسلح پولیس) کا افسر ہوا - اسکے بعد یانیا کا کرنل بنا دیا گیا - پھر عہد دستور میں بھی مبعوث منتخب ہوا - چھہ ماہ تک وہ مدافعۂ سقوطری میں شریک رہا اور اب اس نے اپنے شاہ البانیہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے - پس اب وجہ معاہدہ ظاہر ہے -

---

معاہدہ اور دولت عثمانیہ

محاصرہ کو ۶ - ماہ ہوگئے تھے سقوطری کوئی ایسی جگہہ نہ تھی، جہاں سال دو سال تک کے لیے سامان رسد جمع رکھا جاتا، پس اگر محاصرہ اور طول کھینچتا تو سقوطری یقیناً ساقط ہوجاتا، خواہ عدوے خارجی کے حملے سے جیسا کہ ادرنہ میں ہوا، یا عدوے داخلی (نادارى غذا) کے حملے سے، جیسا کہ یانیا میں ہوا، اور بالفرض اگر ساقط نہ ہوتا تو بھی دول العالیہ کو دلوادیتیں - بہر حال اب سقوطری دولت عثمانیہ کے قبضے میں نہیں رہسکتا تھا اسلیے اس معاہدہ سے دولت عثمانیہ کو نقصان کے بدلے ایک گونہ فائدہ ہی ہوا، یعنی فوج، اسلحہ، اور رسد گرفتاری سے بچ گئی -

---

شرکاء سازش

بلغراد کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ شرکاء سازش اسد پاشا اور جبل اسود ہیں، والدا کے اخبار اس پر روس کا اضافہ کرتے ہیں - یاد ہوگا کہ جب استقلال البانیا کا اعلان کیا تھا، تو اسوقت ظاہر کیا گیا تھا کہ اس کا بادشاہ عیسائی ہوگا - بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک لکھا تھا کہ پروٹسٹنٹ ہوگا - یوں تو خود استقلال ہی عیسائی حکومت کی پر فریب تعبیر تھی مگر ایک عیسائی کے بادشاہ ہونے کے بعد تو البانیا خالص عیسائی حکومت ہوجاتا - ممکن ہے کہ ان واقعات کو پیش نظر رکھکے دولت عثمانیہ بھی اس سازش میں شریک ہو، بلکہ عجب نہیں کہ دولت عثمانیہ کی ترغیب یا اجازت سے اسد پاشا نے یہ معاہدہ کیا ہو -

---

تخلیہ سقوطری

خبر سقوط نے والدا، برلن، اور روما میں عالمگیر بیچینی پیدا کردی - آسٹریا نے دول کے نام ایک سرکلر شائع کیا جسمیں درخواست کی کہ دول اپنے موجی رعب کو برقرار رکھنے کی کوشش کریں - آسٹریا نے یہ بھی تجویز کیا کہ ایڈریاٹک، سین جیوانی اور ڈی میڈوا کا بین القومی محاصرہ کرلیا جائے - اور اگر یہ نہ ہوسکے تو تنہا آسٹریا محاصرہ کریگی -

۲۷ کو - والدا کے تار میں بیان کیا گیا کہ اگر دول متحدہ کارروائی کرنے میں ناکام ہوئیں تو آسٹریا تنہا کارروائی شروع کردیگی کاونٹ وان برچٹولڈ اور جنرل وان ہو اینڈرف ورہر جنگ دو گھنٹہ تک شاہنشاہ آسٹریا سے گفتگو کرتے رہے - یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جرمنی نے آسٹریا کی مدد کا وعدہ کیا ہے -

۲۸ - کو ریوٹر نے اطلاع دی کہ دول نے جبل اسود کو متفقہ یاد داشت بھیجی ہے، جسمیں اعلان کیا گیا ہے کہ جسقدر کم مہلت میں ممکن ہو فوراً سقوطری خالی کردیا جاے اور بین القومی بیڑے کے قائد کو حوالہ کردیا جائے - فوری جواب مانگا گیا ہے - اس یاد داشت کے جواب میں جبل اسود نے قانونی طور پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ فرمایش غیر منصفانہ اور ظالمانہ ہے -

کیا عملی طور پر جبل اسود نے یاد داشت کو منظور کرلیا ہے ؟ اس کا جواب بھی قطعی طور پر نہیں دیا جاسکتا، مگر والدا سے سرکاری طور پر اطلاع دی گئی ہے کہ شہزادہ ڈانیلو اور جبل اسود کی موج سقوطری سے شمال کی طرف روانہ ہو رہی ہے - اب سقوطری میں کل موج، صرف پیادوں کی پانچ بٹالین ہیں -

---

شاید کسی قوم، اور کسی مرد نے اس تفانی و ثبات، اور شجاعت و بسالت کے ساتھه اپنے ملک و قوم کی مدافعت نه کی هوگی، جیسی اعصار سالفه کے اس عظیم الشان نامور (هنی بال) کی فطرۃ حربیه سے ظهور میں آئی!

رومیوں کی خصوصیت نہیں، سچ یه ہے که اهل قرطاجنه کی تاریخ دفاع تمام تاریخ حرب عالم میں اپنی موثر خصوصیات کے لحاظ سے ممتاز ہے!

رومی هزیمت

(هنی بال) کے تفصیلی حالات کا یه موقعه نہیں - اسنے اپنے ملک کو رومیوں کی غلامی سے نجات دلانی چاهی، اور اهل قرطاجنه کی قومی و وطنی زندگی کی افسردہ آگ کو مشتعل کردیا - رومی اپنی حکومت و عظمت کے گھمنڈ میں مغرور تھے، اور اپنے اختلافات و نزاعات میں بے خبر پڑے تھے که قرطاجنه سے ایک جرار لشکر (هنی بال) کی ریاست میں نکلا، اور فتح و نصرت کے ایک سیلاب کی طرح چاروں طرف پھیل گیا - رومیوں نے بڑی بڑی عظیم الشان موجی قوتیں ہر طرف سے روانه کیں، لیکن کوئی قوت اس سیلاب رواں کو روک نه سکی - اهل قرطاجنه شہروں کو فتح کرتے ہوے یورپ کی سرحد کو عبور کرگئے، یہاں تک که کوہ ہاے الپ تک پہنچ گئے، اور اس عزم اور مستعدی کے ساتھه روم کا محاصرہ کرلیا که قریب تھا که اسکو فتح کرلیں!

تاریخ قدیمۂ حربیه کا عظیم ترین بطل صداع :
قائد قرطاجنه (هنی بال)
سنه ۲۰۰ - قبل مسیح

یه محاصرہ سنه ۲۱۸ - قبل مسیح کا ایک عظیم الشان واقعه سمجھا جاتا ہے -

اسکے دوسرے ہی سال (یعنی ۲۱۷ - قبل مسیح میں) رومیوں سے متعدد عظیم الشان معرکے ہوے، اور ہر معرکے میں سخت برباد کن شکستیں دیں - علی الخصوص واقعۂ میدان (کانی)، جسمیں ستر ہزار رومی قرطاجیوں کے ہاتھه سے مقتول ہوے، اور تمام روم عظیم میں اس شکست نے ایک تہلکه مچا دیا - لوگ (هنی بال) کے نام سے لرزتے تھے، اور اسکے حملے کے تصور سے کانپ اٹھتے تھے!

شکست بعد از فتح!

یه ایک بہت بڑی مہلت تھی، جو قدرت الہی نے اهل قرطاجنه کو دی تھی، تاکه وہ غیروں کی غلامی سے اپنے تئیں آزاد کرلیں، اور وہ ہر قوم کو اپنی توفیق بخشی سے سنبھلنے اور زندہ رہنے کی ہمیشه مہلت دیتی ہے، لیکن جیسا که تاریخ کا ہزارہا ساله تجربه بتلاتا ہے، انھوں نے اس مہلت کی قدر نه کی، اور (هنی بال) کی کامیابیوں، اور عظیم الشان فتح یابیوں نے اهل قرطاجنه کو مغرور کردیا - وہ آخری فتح کے نشۂ تہور کے متحمل نہو سکے، اور اپنی طاقت اور دشمن کے ضعف کے یقین نے انکو بے پروا اور سرشار کردیا -

قوموں کے عروج و اقبال کا یه دور ہمیشه دنیا میں یکساں رہا ہے اور یکساں ہی نتائج اس سے پیدا ہوے ہیں - مدتوں کی غفلت اور عطالة کے بعد جوش اور مستعدی کی روح پیدا ہوتی ہے، اور تھوڑے ہی عرصے کے اندر انکو زمین پر ممتاز بنا دیتی ہے - لیکن پھر کامیابی کا گھمنڈ، فتح یابیوں کا غرور، اور عزت و شوکت کی بے فکری کے جراثیم مہلکه اں میں پیدا ہوجاتے ہیں - وہ دشمنوں کو حقیر سمجھه لیتے ہیں، اپنی قوت و طاقت پر اعتماد کرلیتے ہیں، جوش و مستعدی کی جگه قناعت اور عطالت پیدا ہوجاتی ہے - پھر محنت و جاں فشانی کی جگه عیش و نشاط اور فسق و فجور میں مبتلا ہوجاتے ہیں - یه حالت زوال کا پیش خیمه ہوتی ہے، مگر پھر بھی قدرت الہی تنبه و اعتبار کی فرصتیں دیتی ہے، اور بیداری کی صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں - خوش بخت قومیں اس سے عبرت پکڑ کے سنبھل جاتی ہیں، پر بد بختوں کیلیے تباہی و ہلاکت کے سوا کچھه نہیں ہوتا:

و اذا اردنا ان نهلک قریـة امرنا مترفیها، ففسقوا فیها، فحق علیها القول، فدمرناها تدمیرا (۱۷ : ۱۷)

اور جب ہم کوکسی آبادی کا ہلاک کرنا مقصود ہوتا ہے تو ہم اسکے خوش حال لوگوں کو اپنا حکم بھیجتے ہیں، پر وہ نہیں مانتے اور نا فرمانیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں - جب ایسا ہوتا ہے تو پھر انپر ہماری حجة تمام ہوجاتی ہے، وہ عذاب الہی کے مستحق ہوجاتے ہیں اور ہم اس آبادی کو بربادیوں سے ہلاک کردیتے ہیں!

یہی حال اهل قرطاجنه کا ہوا - اپنی فتح یابیوں پر مغرور ہوکر عیش و عطالت میں ڈوب گئے، ادھر شکستوں اور بربادیوں نے رومیوں کی آنکھیں کھولدیں - انھوں نے دیکھا که یه سب کچھه نتیجه دشمن کی متحدہ قوت اور ہماری نا اتفاقی اور بے خبری کا ہے، اور اگر اسی وقت اسکا علاج نه ہوا تو عجب نہیں که دشمن کا دوسرا محاصرہ دارالحکومت کی دیواروں کو منہدم کردے، پس وہ عین اس وقت، جبکه انکی ناکامیوں نے کامیاب قرطاجیوں کو مغرور و بے پروا بنا دیا تھا، اپنی ناکامیوں سے متحد ہوگئے، اور انسانوں کی کامیابی و ناکامی کی تاریخ میں اکثر ایسا ہوا ہے که کامیابوں کو کامیابی نے ناکام بنایا ہے، اور ناکاموں کو انکی ناکامی نے کامیاب کردیا ہے!

رومیوں نے اپنے قوتوں کو مجتمع کیا، اور تمام باہمی شقاق و نزاع بھلاکر، دشمن سے انتقام لینے کیلیے مستعد ہوگئے - اب (هنی بال) کی عظمت کے آفتاب کو گہن لگنا شروع ہوگیا تھا، اسکی فوج کی ہمت اور مستعدی کی حرارت افسردہ ہوگئی تھی - رومیوں کی فوج ہر طرف سے نکل نکل کر بڑھتی، اور پیہم شکستیں دیکر اپنی چھنی ہوئی زمینیں واپس لے لیتی - یہاں تک که تمام یورپین اور افریقی علاقوں پر اسکا قبضه ہوگیا، اور (هنی بال) کو مجبور ہوکر فرار کرنا پڑا -

(هنی بال) اپنی جماعت کی طرف سے مایوس ہوگیا تھا - اب اس نے کوشش کی که رومیوں کی بعض دوسری مخالف طاقتوں سے ملکر مدد لے، اور پھر اپنی کھوئی ہوئی کامیابی کو ڈھونڈھے، مگر اسمیں بھی کامیابی نہیں ہوئی - جب اس نے دیکھا که رومی ہر طرف کامیاب ہوگئے ہیں، اسکی تمام محنت رائگاں جاچکی ہے، اور اسکی قوم پھر اسی غلامی میں مبتلا، اور ذلت و ناموسی سے دو چار ہے، تو اسکی امید نے بھی جواب دیدیا، اور مایوس و متالم ہوکر بالآخر خود کشی کرلی!!

ماتحت تھا - حکومت قرطاجنہ اپنی بحری فتوحات کی رو میں صقلیہ کی طرف بھی بڑھی، کیونکہ یہ قرطاجنہ سے قریب، اور ایک نہایت مفید تجارت اور خوش موسم جزیرہ تھا -

اسی طامعانہ اقدام سے اہل قرطاجنہ اور رومی شاہنشاہی میں جنگ و قتال کی بنیاد پڑ گئی -

اہل قرطاجنہ کے قوائے جنگ بحری تھے، اسلیے شہنشاہ روم نے ایک عظیم الشان اسطول (جنگی جہازوں کا بیڑہ) طیار کرایا، اور بحر ابیض متوسط میں قرطاجنہ کے بیڑے کو شکست دیکر، اسکے چند جزیروں پر قبضہ بھی کرلیا -

اسکے بعد روم سے ایک بڑی فوج قرطاجنہ کی طرف روانہ کی گئی، مگر اس مرتبہ رومیوں کو شکست ہوئی، اور رومی سپہ سالار قید کرلیا گیا - لیکن اسکے بعد ہی مکرر سہ کرر نئی فوجیں جمعیتیں بھیجی گئیں، اور سمندر رو خشکی میں بھی کشت و خون جاری رہا -

یہ زمانہ دولۂ رومانی کی قوت و عظمت کا زمانہ تھا، اور اہل قرطاجنہ اسقدر فوج و سامان جنگ بھی نہیں رکھتے تھے، جسقدر روم الکبری اور اسکی نو آبادیوں میں ہر طرف پھیلا ہوا تھا - انہوں نے صدیوں تک رومیوں کے مقابلے میں عزم و ثبات سے جنگ جاری رکھی لیکن بالآخر سنہ ۲۴۲ - قبل مسیح میں انہیں شکست کے اعتراف کے ساتھ صلح کرلینی پڑی، اور اقرار کرنا پڑا کہ وہ ایک سالانہ رقم بطور خراج کے ہمیشہ دولۂ رومانی کو ادا کرتے رہیں گے -

مشہور مورخ اسرائیلی : یوسیفوس

جو بیت المقدس کی آخری تباہی اور رومانی محاصرے کے وقت موجود تھا، اور جس نے اس محاصرے کی تفصیلی سرگذشت اپنی کتاب (تاریخ حرب الیہود) میں جمع کی ہے - (یہ تصویر اس مضمون کے گذشتہ نمبر سے متعلق ہے - معاصرۂ بیت المقدس کے حالات کا قدیمی راوی یہی اسرائیلی مورخ ہے)

جنرل ھنی بال

واقعۂ قرطاجنہ و بطل قرطاجنہ

قومی شرف و عزت ایک نہایت نازک آبگینہ ہے - وہ بہت جلد ٹوٹ جا سکتا ہے، اور ہوائے محکومیت کی ایک ذرا سی کثافت بھی اسپر دھبہ لگا دیتی ہے - جس قوم کی خود مختاری اور حریت کے شرف پر محکومی کا دھبہ لگ گیا، اور وہ آسے نہ دھو سکی، تو پھر خواہ بظاہر اسکے ہاتھ پاؤں آزاد ہوں، اور اسکے خزانے زر و جواہر سے لبریز نظر آئیں، لیکن دنیا کی سر زمین پر اسکے لیے عزت نہیں ہے، کیونکہ اسکے شرف کا آبگینہ ٹوٹ گیا -

یہ ایک عزت انسانیۃ کا سر عظیم ہے، جسکو دنیا کی وہ قومیں نہیں سمجھ سکتیں، جنہوں نے اپنا پرانا خواب عزت فراموش کردیا ہے -

اہل قرطاجنہ نے گو رومی حکومت کی شاہنشاہی کا اپنے تئیں جز و نہیں قرار دیا تھا - انہوں نے ہر مرتبہ استقلال و استقامت سے مقابلہ کیا، صدیوں تک جانفروشی اور بے جگری سے بحری و بری جنگ جاری رکھی، اور اگر شکستیں کھائیں، تو اپنے سے قوی تر دشمن کو بارہا شکستیں بھی دیں، تاہم بالآخر رومی حکومت کے اقتدار کا انہیں خراج دیکر اعتراف کرنا پڑا - یہ گو رومیوں کی غلامی اور محکومی نہ تھی - وہ اپنی حکومت اور ملک میں پورے خود مختار تھے، لیکن پھر بھی قومی آزادی کے شرف کے آلودہ ہونے کیلیے غیروں کا اتنا تسلط بھی بہت تھا - ملکی شرف اور غیروں کا اقتدار ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتے - وہ محسوس کرتے تھے کہ ہمارے شرف و عزت کو بٹہ لگ چکا ہے، گو ہمارے پاؤں میں بیڑیاں نہیں ہیں -

مگر افسوس کہ آج دنیا میں وہ قومیں بھی بستی ہیں، جنکے پاؤں میں غیروں کی غلامی کی بوجھل بیڑیاں پڑی ہیں، اور انکی اطاعت اور تعبد کی ذلت کا طوق گلے میں ہے، لیکن انکا حس ملی مر چکا ہے، اور قومی شرف و احترام کے جذبے سے محروم ہوگئی ہیں - پھر وہ اپنی حالت پر قانع ہیں، حالانکہ انکا خدا پسند نہیں کرتا کہ وہ اسکے بخشے ہوے فطری حق عزت کو بھول کر غلامی کی ذلت پر قناعت کرلیں، خدا نے انسان کو صرف اپنی غلامی کیلیے بنایا ہے، انسانوں کی غلامی کیلیے نہیں

ضرب اللہ — فرض کرو کہ ایک غلام ہے

مثلاً — جو خود اپنے دماغ اور

عبداً — مرضی کا مالک نہیں

مملوکاً — بلکہ دوسروں کی ملک

لا یقدر — ہے، اور کسی بات کا اختیار

علی — نہیں رکھتا - اس کے مقابلے

شیء، ومن — میں ایک دوسرا شخص

رزقناہ — ہے جو بالکل خود مختار

منا رزقاً — اور اپنا آپ مالک ہے اور

حسناً فہو — ہم نے اسکو طرح طرح

ینفق — کی نعمتیں بخش دی

منہ سراً — ہیں، جنکو وہ ظاہر

وجہراً ہل — و پوشیدہ جس طرح چاہتا

یستوان — ہے خرچ کرتا ہے، پھر

مثلاً؟ — بتلاؤ کیا دونوں شخص

الحمد — اپنی حالت کے لحاظ سے

للہ، بل — برابر ہوسکتے ہیں؟ کبھی

اکثرہم — نہیں، لیکن افسوس کہ

لا یعلمون — بہت سے لوگ ہیں جو

(۱۶ : ۷۷) — اس بات کو نہیں سمجھتے!!

اہل قرطاجنہ پر ایک قرن اسی حالت میں گذر گیا - وہ رومی تسلط سے سخت متنفر تھے، لیکن چھ سو برس کی مسلسل جنگ و قتال کے بعد اب ہمتیں پست ہوگئی تھیں، اور رومی قوت و جبروت کے مقابلے کی اپنے اندر طاقت نہیں پاتے تھے - تا آنکہ سنہ ۲۳۸ - قبل مسیح میں عصر قدیم کے مشہور ترین قومی مدافع، اور تاریخ حرب کے بطل عظیم، یعنی (ھنی بال) کا قرطاجنہ میں ظہور ہوا -

رومی حکومت اپنے زمانۂ عروج میں عظمت و جبروت، ہیبت و اجلال، اور جبر و تسلط میں موجودہ دول عظیمۂ یورپ سے بالکل مشابہ تھی - اسکی نو آبادیاں دریاؤں اور خشکیوں میں پھیل گئی تھیں، بڑی بڑی عظیم الشان قوموں اور تمدنوں کو اُسنے اپنی محکومی و غلامی پر مجبور کردیا تھا، اور پھر قتل و نہب، ظلم و عصیان، ہلاکت و بربادی کے سوا محکوموں کو اس سے اور کچھ نہیں ملتا تھا - لیکن انکے تمام دور حیات حکومتی میں

مذاکرۂ علمیہ

قطـــب جُنـــوبي

— * —

کپتـــان رابرٹ اسکاٹ

(۳)

سلسلے کیلیے ملاحظہ ہو نمبر (۱۲)

— * —

اسکاٹ ۸ - آدمیوں کی جمعیۃ سے ۱۱ - اپریل کو ھٹ پوالنٹ سے ایونس کیمپ روانہ ہوا - ۲۵ - مارچ کي برفباري نے راستہ کو اسدرجہ دشوار گذار کر دیا تھا کہ اس مختصر قافلہ کا منزلہ مقصود تک پہنچنا بظاہر ناممکن معلوم ہوتا تھا - مگر حالات کي یاس انگیزي او تاب عزم کے عنان گیر نہیں ہوتی - سفر جاري رہا - راستہ میں بحر برف کے قریب ایک طوفان سے آلیا مگر وہ بھي سفر کا رخ واپسي کي طرف نہ پھیر سکا' اور تین دن کے پر تعب سفر کے بعد ۱۳ - کو قافلہ ایونس کیمپ پہنچ گیا - یاد ہوگا یہاں ایک منزلگاہ تھی اسکاٹ نے اس منزلگاہ کا معاینہ کیا' حالت اطمینان بخش تھي' بس ۱۷ - کو ھٹ پوالنٹ واپس آنے کے لیے روانہ ہوگیا -

۴ - نومبر تک یہیں قیام رہا - اس عرصہ میں کئي ٹولیاں مختلف مقاصد کے لیے روانہ کی گئیں جو کامیاب واپس آئیں - اسي عرصہ میں ھٹ پوالنٹ سے ۱۵ - میل تک ٹیلیفون لگایا گیا -

۲ - نومبر تک اسکاٹ کو روانہ ہوے ۱۱ - ماہ اور دو دن گذر چکے تھے - گو اس مدت کا بیشتر حصہ رہ نوردي اور کار پردازي میں صرف ہوا مگر ان اعمال و اسفار کي غایت قصوي کے نقشۂ استعداد کا تعاون تھا چنانچہ اس عرصہ میں مہم کي خرد عمل کا خلاصہ گوداموں اور منزلگاہوں کي تعمیر' اور نشانہاے راہ کي طیاري ہے -

نقشۂ استعداد کے تمام دفعات جب نافذ ہو چکیے تو اسکاٹ نے اپنے غایۃ قصوی (قطب جنوبي) کي طرف روانگي کا ارادہ کیا - ۲ - نومبر سنہ ۱۱ - کو مہم ھٹ پوالنٹ سے روانہ ہوئي - مہم رات کو چلتي تھي اور دن کو آرام کرتی تھی - ہر چہار میل کے فاصلہ پر ایک نشان راہ بناتی جاتی - عرض البلد کے ہر درجہ پر ہفتہ بھر کی رسد رکھدیتي تھي - یہ اسلیے تھا کہ واپسي میں (جسکي مہم کو توقع تھي) راہ کی نا شناسي یا رسد کي کمي حائل نہ ہو -

موسم خراب ' آفتاب روپوش' ہر طرف تاریکي چھائی ہوئي - نہ آسمان نظر آتا تھا اور نہ زمین' ایسي حالت میں رفتار کي استقامت یا سرعت تو ایک طرف' اسکا تسلسل باقي رکھنا بھي مشکل تھا' تاہم پابر مستعدي کے ساتھ چلتے رہے ' اور با ایں ہمہ عوائق اسکاٹ ۳ - دسمبر سنہ ۱۱ - کو ماؤنٹ ہوپ (Mount-Hop) سے بارہ میل کے فاصلہ کے اندر (یعني عرض البلد کے - ۸۳ درجے اور ۳۳ - دقیقے تک) پہنچگیا -

اسکے بعد آگے بڑھا - ایک شدید طوفان کی وجہ سے برف کي خوفناک مقدار جمع ہوگئي تھي - یہ برف نہایت نرم تھي - چلنے والوں کے پیر گھٹنوں تک دھنسجاتے تھے - پیادہ پا چلنا تو نا ممکن تھا - برفستاني گاڑیاں (Sledges) بھي نا کافي ثابت ہوئیں - البتہ برفستاني کھڑاؤں (Ski) نے بڑا کام دیا اور واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ نہ ہوتیں تو چلنا نا ممکن تھا -

پانچ دن کے بعد سطح برف میں کسیقدر سختي پیدا ہوئي مگر نہ اسقدر کہ کھڑاؤں سے بے نیازي ہو جاتي -

۴ سے ۱۵ - دسمبر سنہ ۱۱ - تک رفتار کي شرح غیر تشفي بخش رہی ' مگر اسکے بعد نہایت عمدہ ہوگئي - ۲۱ - دسمبر سنہ ۱۱ - کو اسکاٹ عرض البلد کے - ۸۵ درجے اور ۷ - دقیقے تک پہنچ گیا -

۳ - جنوري سنہ ۱۲ - کو اسکاٹ قطب سے صرف ۱۵ - میل کے فاصلے پر موجود تھا -

وہ اس سفر کا روزنامچہ لکھتا جاتا تھا اور اعضاء مہم کے ہمدست قسط وار بھیجتا جاتا تھا -

آخري قسط یہیں سے بھیجی ہے - اسوقت مہم کے اعضاء حسب ذیل تھے -

(۱) اسکاٹ (۲) ولسن (۳) اوآٹیس (۴) باورس (۵) ایونس

مہم کے ہمراہ ایک مہینہ کا سامان رسد تھا - مستقبل کے متعلق سکاٹ اس قسط میں لکھتا ہے . " کامیابی کي امید اچھی ہے شرطیکہ موسم کي حالت ایسی ہي رہے اور غیر متوقعہ عوائق پیدا ہوں " پھر اخر میں لکھتا ہے : " تمام انتظام تشفی بخش طور پر انجام پاگیا ہے ؛ اغلب یہ ہے کہ اب اس سال کوئي مزید اطلاع نہ مل سکے گی' کیونکہ واپسی میں ضرور تاخیر ہوگی " -

۴ - جنوري سنہ ۱۲ - کو یہاں سے مہم آگے روانہ ہوئي - شرح رفتار ۱۲ - میل روزانہ تھی - ۱۷ - کو قطب پہنچی - ۱۷ - کو تو مطلع ابر آلود تھا مگر ۱۸ - کو کھلگیا اور آفتاب پوري طرح نظر آنے لگا - اسکاٹ کو مقیاس الارتفاع والمساحۃ (Theodlite) کی پیمایش سے معلوم ہوا کہ مہم اس وقت ۸۹ - درجے ۵۹ دقیقے پر ہے - قطب ۹ درجے پر ہے اسلیے ابھي قطب سے کسیقدر فاصلے پر تھے مگر نہایت خفیف فاصلے پر - اسکاٹ نے پیشقدمي کا حکم دیا - برفستاني خود رو گاڑیاں (Sledge motor) مہم کو نصف میل اور آگے لے گئیں - جب مہم پورے ۹۰ - درجے پر پہنچگئي جو اصلي نقطۂ قطب ہے تو اسکاٹ نے بڑھکے برطانوي علم (یونین جیک) نصب کردیا -

یہاں درجۂ حرارت (ٹمپریچر) ۲۰ - درجے زیر صفر تھا - یہاں کي برف سد کی برف سے کسیقدر مختلف تھي ' سد کي برف سخت تھي - اسمیں پرتیں سي تھیں ' اور پگھلنے کے بعد پاني کي معقول مقدار نکلتي تھي' مگر یہاں کي برف نرم تھي' اسمیں کوئي پرت نہ تھي' اور پگھلنے کے بعد پاني کي نہایت قلیل مقدار نکلتي تھي -

شاہد مقصود سے ہم آغوش ہوکر مہم واپس ہوئي - واپسي میں درجۃ الحرارۃ ۲۰ - سے ۳۰ - درجے زیر صفر تک رہا -

شرح رفتار کا اوسط ۱۸ - میل روزانہ تھا - جسماني حالت کي بنا پر کو سب کو یقین تھا کہ مؤثرات خارجیہ کي مقاومت سب سے زیادہ ایوانس کرسکیگا ' مگر سوء اتفاق سے سب سے پہلے وہی مغلوب ہوا - سردي کی شدت خوفناک حد تک پہنچگئي تھي' جسے ایوانس برداشت نہ کرسکا - اسکا دماغ ماؤف ہوگیا اور بالآخر ۱۷ فروري کو مرگیا - یہ صدمہ ان صدمات کا مقدمۃ الجیش تھا جو اس کامیاب مگر کوتاہ بخت جماعت کو پیش آنے والے تھے - ایونس کے بعد اوآٹیس پر سردي کا حملہ ہوا - ہاتھوں اور پیروں کو سردي لگ گئي - اسي حالت میں کئي ہفتوں تک زندہ رہا - ظاہر ہے کہ اسوقت اسکی کیا حالت ہوگی ؟ مگر با ایں ہمہ کئي ہفتوں میں ایک دفعہ بھي حرف شکایت زبان پر نہ لایا !

(البقیۃ تتلي)

شمع سحر

اب پھر بد قسمت قرطاجنہ رومیوں کا حلقہ بگوش تھا - ایک زمانۂ مدید اسی حالت میں گذرگیا -

(ھنی بال) کی جانفروشیوں کا افسانہ ابھی پرانا نہیں ہوا تھا ' اور حفظ وطن کے ولولے بالکل مر نہیں گئے تھے - کچھہ عرصے کے بعد وطنی حلقوں میں پھر سرگوشیاں شروع ہوگئیں ' اور اہستہ اہستہ انھوں نے اپنی فوجی حالت کی درستگی اور مرمتی عمارت کی اصلاحات پر توجہ کی -

رومی اب پہلے کی طرح بے خبر نہ تھے - یہ حالت دیکھکر معاً ھشیار ہوگئے - انھوں نے دیکھا کہ اب اگر تھوڑی سی مہلت بھی اہل قرطاجنہ کو دیدی گئی ' تو ممکن ہے کہ پھر ازادی کی کوئی تحریک گراں پیدا ہو جاے -

ہم اہل قرطاجنہ کے جس قومی دفاع کا آج ذکر کرنا چاہتے ہیں ' اسکا افسانہ اسی زمانے سے شروع ہوتا ہے :

آخری مدافعـــة

رومیوں کا ایک جرار لشکر جنگ کے انتہائی احکام لیکر نکلا ' اور اہل قرطاجنہ شہر میں قلعہ بند ہو گئے - رومیوں کو انکی موجودہ حالت ' اور ناگہانی حملے کی وجہ سے بے بسی کا حال معلوم تھا ' انھوں نے پہنچتے ہی حکم دیا کہ بلا کسی پس و پیش کے شہر حوالے کر دیں - محصورین اگر اسکی تعمیل نہ کرتے تو اور کیا کرتے ؟ لیکن جب رومی سپہ سالار اپنی پوری فوجی جمعیۃ کے ساتھہ شہر میں داخل ہو گیا تو اس نے ہتیاروں کا بھی مطالبہ کیا اور تمام شہر میں ایک متنفس بھی ایسا نہیں بچا' جسکے پاس کسی طرح کا بھی کوئی اسلحہ باقی رہا ہو - بدبخت قرطاجیوں نے کہ اپنی قسمت کے فیصلے سے بے خبر تھے ' سمجھا کہ اسکے بعد انہیں نجات مل جائیگی ' لیکن انکے تحیر و تعجب ' دہشت و خوف ' اورحزن و ملال کی کوئی انتہا نہ تھی ' جب اسکے بعد رومانی سپہ سالار نے اپنا یہ آخری حکم سنایا :

> میں اسلیے آیا ہوں کہ تمھاری قسمت کا آخری فیصلہ تم کو سناؤں : رومانی مجلس شیوخ (سینٹ) نے تمھاری نسبت یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ اپنا موجودہ شہر قرطاجنہ چھوڑ دو ' اور ایک دوسری جگہ جاکر آباد ہو ' جو بالکل کھلی اور بے پناہ ہو ' جسکے چاروں طرف کوئی سنگی حصار نہو ' جسمیں قلعے اور دفاع کی عمارتیں نہ بنائی جائیں ' اور جو محض تمھاری سکونت کے گھروں کی ایک بستی ہو - کیونکہ قرطاجنہ اور اسکی تمام عمارتیں مسمار کر دی جائیں گی -

یہ ایک غم و اندوہ کی بجلی تھی ' جو یکایک بدبخت قرطاجیوں پر گری - شدت غم و حسرت نے ہوش و حواس کھو دیے ' اور عالم حیرت نے سکتے کی حالت طاری کر دی - ہر طرف ماتم بپا ہوگیا اور ایک دوسرے کو دیکھہ دیکھہ کر رونے لگا - لوگ راستوں اور سڑکوں پر دیوانہ وار پھرتے تھے اور نہیں سمجھتے تھے کہ کیا کریں ؟

آخر میں جب انکو قطعی مایوسی ہوگئی اور یقین ہوگیا کہ ایسا ہی ہوگا اور انکا ہزار سالہ وطن ہمیشہ کیلیے ان سے چھوٹ جاے گا ' تو انھوں نے اپنے گالوں پر طمانچے مارے ' گریباں چاک کردیے ' زمین پر لوٹنے لگے ' اور رومیوں پر لعنت بھیجی - پھر اپنے مندروں میں گئے اور اپنے خاموش اور غیر متحرک معبودوں سے قرطاجنہ کے حفظ و سلامتی کے لیے دعائیں مانگیں -

* * *

غموم و ہموم کا نزول جس طرح ہمت سوز اور یاس انگیز ہوتا ہے ' اسی طرح کبھی کبھی عزم و شجاعت کے مردہ ولولوں کو زندہ بھی کردیتا ہے - اور مبارک ہے وہ قوم ' جو نزول مصائب پر مایوسی و عطالۃ کی جگہ ' ہمت و عزم سے کام لیتی ہے -

اہل قرطاجنہ کیلیے اب انتہا درجہ کی مایوسی تھی - شہر حوالے کرچکے تھے ' اسلحہ دیچکے تھے ' لڑنے کی طاقت نہ تھی ' اور خونخوار فاتحوں کے پاس محکوموں کی فریادوں کیلیے باب سماعت مسدود تھا - لیکن اسی مایوسی نے اندر اندر عزم و ہمت کی ایک مردانہ آخری حرارت پیدا کردی ' اور انھوں نے سوچا کہ وطن محبوب کی بربادی سے پہلے کیوں نہ اپنی قسمت کی آخری آزمایش کرکے خود بھی برباد ہو جائیں ؟

وہ اپنے سب سے بڑے معبد میں جمع ہوے اور سب نے مقدس قسمیں کھاکر عہد کیا کہ خواہ کچھہ ہی ہو ' لیکن جب تک آخری قطرۂ خون ہمارے جسموں میں باقی ہے ' ہم اپنے ہزار سالہ ملک کو مسمار نہونے دینگے ' اور مرینگے بھی تو اس عالم میں ' کہ ہماری مضطرب لاشیں قرطاجنہ کی دیواروں ہی کے نیچے تڑپ رہی ہونگی !!

دفـاع امم کی ایک عظیم ترین مثال

انسانی سعی و جوش کے آگے کوئی شے نا ممکن نہیں

رومانی سپہ سالار حکم دیکر اپنے لئے انتظامات کیلیے اتھیکا چلا گیا تھا ' اسلیے اہل قرطاجنہ کو ایک فرصت اخریں حاصل تھی -

اس امر کی مثال کیلیے کہ ایک قوم اگر اپنی ملت و وطن کی حفاظت کیلیے مستعد ہو جاے ' اگر اپنی اسیری و غلامی کی حالت کا اسکو سچا احساس ہو ' اگر وہ محکومی کے عیش پر حریت کی پر محن زندگی کو ترجیح دے ' تو پھر دنیا میں کوئی ایسی مشکل نہیں جو اسکی راہ جہاد میں حائل ہو سکے ' اور کوئی کام نہیں جو اسکے لیے نا ممکن ہو ' فی الحقیقت اہل قرطاجنہ کی تاریخ ایک سر چشمۂ عبرت و بصیرت ہے - ایک جابر اور ظالم قوم اپنے محکوموں سے ہتیار چھین لے سکتی ہے ' پر یہ طاقت تو کسی میں نہیں ہے کہ وہ قوموں سے اُنکے دلوں کو بھی چھین لے - اور پھر قومی زندگی صرف تیز اور چمکیلے ہتیاروں ہی کے دم سے نہیں ہے ' اصلی شے تو دل کی زندگی ہے -

اہل قرطاجنہ جب آخری دفاع وطن کیلیے مستعد ہوے تو انکی کیا حالت تھی ؟ ہتیار جو جنگ کی پہلی شرط ہے ' اُنسے چھینے جا چکے تھے ' قلعے مسمار ہو چکے تھے ' اور اسباب جنگ اور قواے مادیۂ دفاع میں سے کوئی قوت بھی اُنھیں حاصل نہ تھی - تاہم اسکے پاس صرف ایک ہی چیز یعنی جوش جہاد کا نا قابل تسخیر اسلحہ ضرور تھا - پس وہ اسی کو لیکر مستعد ہوگئے ' اور اگر ایک قوم مرنے کیلیے مستعد ہو جاے ' تو پھر دنیا کی کونسی قوت ہے جو اُسے روک سکتی ہے ؟

دنیا میں آدم کی اولاد کو سب سے بڑی تکلیف جو دی جا سکتی ہے ' موت ہے - اسکے بعد انسانی جبر و تعدی ۂ اسلحہ بیکار ہو جاتا ہے - پس اگر ایک قوم خود ہی تلخی حیات کے اس آخریں جرعہ کو پینے کیلیے طیار ہو جاے ' تو پھر دنیا میں کوئی شے اسکے لیے نا ممکن نہیں - وہ سب کچھہ کر سکتی ہے ' جو کچھہ کہ دنیا میں حیات انسانی سے ممکن ہے -

غم و اندوہ صرف اسلیے ہے تا کہ مصیبت کے حس سے سعی و استعداد کی قوت پیدا ہو ' ورنہ آنسو بہاکر تو کسی سپاہی نے میدان جنگ فتح نہیں کیا - (لہا بقیۃ)

منکر کا خوف بھي دامنگير نه تها تو پهر کسي طرح قرين عقل نهيں هے که مامون الرشيد علی الاعلان اظهار محبت و فضيلت اهل بيت رسالت کے بعد' امام عليه السلام کو ولي عهد بنا کر' انکو مخفي طريقه سے شهيد کر ديتا -

ميري راے ميں يه تهمت مامون رشيد پر ان لوگوں کي تهي' جو اسکي فرط محبت اهل بيت رسالت سے جلتے تهے اور يه انکي نهايت باريک و ڈپلوميٹک چال مامون پر حمله کي تهي -

بهر حال روس کے مظالم اسلام سوز کے ذکر ميں مامون رشيد کي زهر خوراني کا ذکر علاوه غير ضروري هونے کے' مسئله مختلف فيه هونے کي حيثيت سے بهي اولی بالحذف هے -

اب رها ان روايات کا مسئله' جس ميں مامون کي زهر خوراني کا ذکر آيا هے' تو ميں ان روايات کو بمقابله دراية اور شهادت عقلي کے قابل وثوق نهيں سمجهتا - افسوس هے که عالم سفر ميں ميرے پاس فن رجال کي کتب نهيں هيں ورنه مفيد رجال سے بهي ممکن تها که مامون کي برأت اس الزام سے ثابت کرتا - مجهے خيال آتا هے که جناب سيد (ابن طاؤس) اور جناب علامه (قاضي نور الله شوستري) بهي ميري راے سے موافق هيں - ناظرين کو غلط فهمي نه هو' ميں واقعه زهر خوراني سے انکار نهيں کرتا بلکه مامون کي شرکت يا حکم سے اس واقعه ميں منکر هوں -

اصل يه هے که علاوه مامون کے ديگر اکثر خلفاء بني عباس کے مظالم اهل بيت رسالت و سادات پر زياده سے زياده تهے لهذا عام راے شيعوں کي اور ان کے قلوب ايسي روايات کے ليے سريع القبول و الاذعان تهے' اور تنقيد و تدقيق و تحقيق پر متوجه نهوتے تهے' لهذا مامون بهي ايسے الزامات کا نشانه اس گروه کے نزديک بنگيا حالانکه مامون ميرے نزديک في نفسه محسن و مامون تها والسلام -

الهـــــلال

صرف تبديل لباس سے تو يقيناً يه لازم نهيں آتا' ليکن يه ضرور ثابت هو جاتا هے که سياسي ضرورتوں سے مامون الرشيد کا طرز عمل سادات و علويين کے ساتهه بدل گيا تها -

غالباً جناب نے اس تحرير کو بالا ستيعاب ملاحظه نهيں فرمايا - يه تو خود اس عاجز نے بهي لکها هے که واقعهٔ ولي عهدي کو ايک حسيسهؤ ذريعهٔ قتل قرار دينا بالکل قرائن صحيحه اور واقعات سے انکار کرنا هے - ليکن اصلي مشتبه حصه وه هے' جهاں آکر اس واقعه کي بدولت مامون مشکلات ميں گهر جاتا هے' اور خود اسکي خلافت معرض خطر ميں آ جاتي هے' حتی که بغداد ميں ابراهيم کے هاتهه پر لوگ بيعت کرنا بهي شروع کر ديتے هيں - کيا ايسي حالت ميں ممکن نهيں که وه اسي سياست کے عمل در آمد پر مجبور هوگيا هو جو اس سے بلا اختلاف ذوي الرياستين کے ساتهه عمل ميں آئي' اور دو اليمينين کو بهي اسی کا نشانه بنانا چاها تها ؟

تاهم لکهه چکا هوں که بحالت موجوده قطعي فيصله دشوار' اور نيز غير ضروري - کچهه عجب نهيں که علم بني عباس ميں سے کسي شخص کي يه کار روائي هو' جيسا که ابن واضح کا بيان هے - قرائن صحيحه کے معنے هيں کسی واقعه کے وقوع کا ظن غالب پيدا هو جانا - ليکن عدم وقوع کا خطره تو هميشه باقي رهتا هے -

فن رجال کي کتابيں اس بارے ميں اس سے زياده غالباً کچهه نهيں بتلا سکتيں -

اتفاق سے اس وقت (مجالس المومنين) وغيره ملي نهيں - کہيں کتابوں ميں هے - اب جناب نے اس طرف توجه دلائي هے تو کتب شيعه کو نهي بر وقت فرصت اس نظر سے ديکهونگا -

شمس العلمـــا مولانا شبلي نعمـــاني

اور مسئله الندوه

— ٭ —

(از جناب سيد علي متقي صاحب (امروهه))

مولانا ! السلام عليکم -

الهلال کي جو آزادانه' بے باکانه' اور غير طرفدارانه رفتار اسوقت تک رهي هے' اور آپ کي ذات سے اس کے متعلق قوم کو آينده کي نسبت جيسي توقعات هيں' وه ميري ناچيز شهادت کي محتاج نهيں - ليکن ميں اسقدر عرض کرنيکي معافي چاهتا هوں که اگرچه الهلال کي خريداري کا شرف بهت کم مسلمانوں کو حاصل هے ليکن يه واقعه هے که مسلمانان هند کا ايک کثير حصه خصوصاً آزاد خيال مسلمانوں کا ايک گروه کثير الهلال کو بيحد شوق کے ساتهه ديکهتا هے - اور يه ديکهنا معمولي طريقه کا نهيں هے بلکه مذکوره بالا جماعت اس حسن عقيدت کيوجه سے جو اسکو الهلال اور اس کے قابل مصر اڈيٹر کے ساتهه هے' يقيناً اسکو اس نظر سے ديکهتي هے' جسطرح کسي بهترين مشير کے قابل اعتماد مشورے ديکهے جاتے هيں -

ميرا عقيده هے که آپ اپني اس ذمه داري کو کافي سے بهي زياده محسوس کرتے هيں جو الهلال جيسے رساله کے اڈيٹر هونيکي حيثيت سے مذکوره بالا اعتماد کے لحاظ سے آپ پر عايد هوتي هے - ايسي حالت ميں يه امر کسيقدر حيرت انگيز هے که الهلال نے اسوقت تک ندوه کے موجوده ناگوار واقعات کيطرف ذرا توجه نهيں کي - ابتک تو يه کهکر دل کو سمجهاليا گيا هے که زياده وقت نهيں گذرا - ممکن هے که آينده آپ کچهه لکهنے والے هوں - مگر آپ مجهسے زياده جانتے هيں که دنيا ميں بدگمانوں کي کمي نهيں هے اور اب يه خيال ترقي کرنے والا هے که آپکے اور مولانا شبلي کے باهمي تعلقات نے آپکو ان کے خلاف کچهه لکهنے کي اجازت نه دي - کيا آپ براه کرم اس عريضه کو معه مندرجهٔ ذيل سوالات کے الهلال ميں جلد سے جلد درج فرما کر مجهکو مشکور اور پبلک کو اس معامله کے متعلق اپنے قابل عمل اور آزادانه راے سے مطلع فرما کر ممنون فرمائينگے ؟

(۱) مولوي عبد الکريم ملازم ندوه کے معامله ميں جو روش مولانا شبلي صاحب نے اختيار کي هے' اگر وه تحريريں صحيح هيں جو اسوقت تک مسلم گزٹ ميں اسکے متعلق شايع هوئي هيں' تو آپ کا خيال مولانا شبلي صاحب کے اس طرز عمل کے متعلق کيا هے ؟

(۲) کيا آپکو کچهه ايسے واقعات معلوم هوے هيں جو مسلم گزٹ کي تحريرات کے خلاف هوں اور مولانا شبلي کي طرف سے بطور ڈيفنس کے پيش هو سکيں -

(۳) آپ کے اس معامله کي طرف توجه نکرنيکي وجه کيا هے ؟

الهـــــلال

جناب کے حسن ظن بزرگانه کا کمال شکريه' اور استدعا دعاے حصول استقامت' و توفيق خدمة' و اعمال صالحه : والله يهدي من يشاء الی صراط مستقيم -

جس دن جناب نے يه خط لکها هے' اميد هے که اسی دن گذشته اشاعت کا الهلال پهنچ گيا هوگا اور اسميں ايک نوٹ اس معاملے کي نسبت نظر مبارک سے گذرا هوگا -

جناب نے "ذاتي تعلقات" کا ذکر کيا هے - ايک مدت تک هم اپنے اعمال ميں ان چيزوں کے عادي رهے هيں' اسليے يه لفظ بکثرت زبانوں پر چڑهگيا هے اور هميشه سامنے آ جاتا هے' مگر ميں تو اسے سنتے سنتے اب کچهه اکتا سا گيا هوں - يه "ذاتي تعلقات" کا لفظ کيا بلا هے' جو هميشه لوگوں کي زبانوں پر آتا هے ؟ ميں نهيں سمجهه سکتا که اسکا مطلب کيا هے ؟ آپ کهتے هيں که ذاتي تعلقات' ميں

باب المراسلة و المناظرہ

سیرة نبوی

از جناب حکیم غلام غوث صاحب (بہاولپور)

آپکے خیالات کا شکریہ ادا کرنا خدا کا شکر بجا لانا ہے کہ ایسے لوگ کھڑے کردیے ' جو دلوں میں عظمت قرآن بٹھاتے اور خیالات شنیعہ مٹانے کے لیے طیار بلکہ برسر کار ہیں -

مجھے بہت دنوں سے الہلال کا مطالعہ حاصل ہے - چونکہ میں دینی امور میں فاضل اور دنیوی معاملات میں اہل الراے نہیں ہوں اسلیے الہلال سے اپنی ترتیب خیالات اور تربیت اخلاق کو غنیمت سمجھتا رہا اور راے زنی سے پرہیز کرتا رہا - لیکن ان دنوں سیرة نبوي کا نمونہ شائع ہونے لگا ہے -

شمس العلما علامہ شبلی نعمانی مد فیوضہ کی تحقیق اور تنقید مسلمہ ہے - بایں ہمہ آپ نے فراخ دلی سے صلاے عام کی صدا بلند کی کہ تنقید اور ترتیب کے متعلق علماے کرام کو مشورہ کا موقع حاصل ہے -

آپکو معلوم ہو یا نہو ' مولانا کو میں نے ہی نمونہ دینے پر آمادہ کیا تھا - ممکن ہے کہ اور صاحبوں نے بھی التجا کی ہو - میرا خیال تھا کہ تالیف ہی میں علماء دیکھ لیں ' اگر کہیں ضرورت ہو تو اپنا خیال ظاہر فرمالیں -

جسدن مولانا نے الہلال میں نمونہ بھیجا ' اسی دن مجھکو اطلاع دیدی - آپ جانتے ہیں کہ ایسی سیرة نبوي زمانہ کے لیے ضروری ہے - نہ صرف ضروری بلکہ اشد ضروری -

غنیمت ہے کہ لوگ بھی ضرورت محسوس کرکے سیرت کی طرف جھکے ہوے ہیں - کئی یاروں نے جلب فائدہ کے لیے پیغمبر عالم اور سوانح عمری پیغمبر وغیرہ کے نام سے کتابیں طیار کرکے بیچنا شروع کردیا ہے -

لیکن ہر طرف سے سیرة نبوي شبلی کی طرف آنکھ لگی ہوئی ہے - اس شوق و شغف کو دیکھکر میں یہ کہنے کی جرات کرسکتا ہوں کہ یہ کتاب نہیں ' بلکہ ایک معجون اسلامی ہے کہ جس سے حرارت دینی کا انتعاش ہوجائیگا - لیکن ساتھہ ہی اسکے معافی حاصل کرکے عرض کرتا ہوں کہ صحت اور تنقید میں اسکا خیال رکھا جاے کہ اسکی ترکیب ' آخر میں کوئی مضر جزو بننے نہ پاے - ورنہ بعد از قولم ' مصلح ملانا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جائیگا -

(طبري) کو مولانا نے سنی المذہب ثابت کیا ہے جسکی تائید آپنے بھی کی ہے ' لیکن میرا خیال ہے کہ وہ شیعہ تھے - حاشیہ پر قول فیصل چڑھا یا جاے -

یوم ولادت سراپا سعادت میں محل کسری کا متزلزل ہونا اور کنگروں کا گرنا احادیث کے علاوہ تواریخ میں بھی موجود ہے -

شاہنامہ فردوسی کو مولانا نے شعر العجم میں تاریخی پایہ کی کتاب ثابت کیا ہے - شاہنامہ میں حالات نوشیرواں میں نوشیرواں کا خواب دیکھنا ' اور پھر محل کا آواز کرنا ' اور کنگروں کا گرنا ' موجود ہے ؟

پس سیرت نبوي کو الہلال میں شائع کرتے ہوے آپ بھی حاشیہ چڑھاتے جایا کریں - تا کہ کم سے کم آپکے حواشی اور مباحث ' اسکی خوبیاں اور محاسن یا مشورہ طلب مقامات کو علما کے سامنے ظاہر کردیں اور ناظرین کو فائدہ ہو - نہیں معلوم کہ الہلال مدرسۂ عالیہ دیوبند میں جایا کرتا ہے یا نہیں ؟

اگر نہیں جاتا تو جب تک نمونہ شائع ہوتا رہے آپ براہ کرم ایک پرچہ الہلال کا مدرسہ عالیہ دیوبند میں بھیجدیا کریں - آپکو اجر عظیم ہوگا - اور مدرسۂ عالیہ دیوبند کے علما سے بکمال الحاح عرض کیجاتی ہے کہ مشورہ سے دریغ نکریں - امید کہ میرا یہ ناچیز خط اخبار میں چھاپ دینگے - والسلام

الہلال

جناب کے ذوق علمی اور اظہار حسن ظن کریمانہ کا کمال شکر گذار - دیباچۂ سیرة نبوي کی اشاعت سے مقصود یہی تھا کہ ارباب راے مشورہ و مذاکرہ کی راہ پیدا کریں ' مگر جیسا نہ میرا پیشتر سے خیال تھا ' ان امور کی نسبت بد مذاقی اور بے حسی اسدرجہ عام ہے کہ کسی نے اسطرف توجہ نہ کی -

صرف کلکتہ سے ایک صاحب نے ایک ضمنی امر کی نسبت تحریر بھیجی تھی جو آیندہ نمبر میں شائع کردی جاے گی -

امام طبري کی نسبت مولانا نے کوئی خاص بحث نہیں کی ہے اور نہ وہاں موقعہ تھا ' بلکہ مورخین سیرة کے ذکر میں ضمناً ذکر آگیا ہے - رہا الزام تشیع ' تو براہ کرم اسکے وجوہ ارقام فرمائیے -

محل کسری کے تزلزل کی نسبت شاہنامے سے استدلال تعجب انگیز ہے - اگر مولانا نے شعر العجم میں اسکی تاریخی حیثیت پر زور دیا ہے تو اس سے یہ مقصود ہوگا کہ خود فردوسی نے بطور قصص اور داستانسرائی کے واقعات گھڑے نہیں ہیں ' بلکہ قدیم ایران کی تاریخ کا جو مواد عربی میں آچکا تھا ' اسی کو بہ حیثیت ایک دیانت دار مورخ کے نظم کردیا ہے - اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ فردوسی کو بطور ایک محدث اور مورخ سیرة کے تسلیم کیا جاے !! ان روایات کی نسبت نقیر کی تحریر پچھلے دنوں الہلال میں نکل چکی ہے ' اسکے ملاحظہ فرمانے کے بعد امید ہے کہ جناب مطمئن ہوگئے ہونگے -

---

خلیفہ مامون الرشید

اور الزام قتل امام رضا (ع)

از جناب مولانا مرتضی الحسینی الدو نہروي

آپکے اخبار گوہر بار میں مجھکو ایک عجیب و غریب میدان مناظرہ دربارۂ خلیفۂ مامون رشید عباسی نظر آیا - جناب نے اگرچہ محاکمہ میں بڑی نزاکت اور باریک بینی اور اعتدال سے کام لیا ہے جو ضرور قابل تحسین و آفرین ہے ' مگر افسوس کرتا ہوں کہ مجھے نہ پورا اتفاق جناب کے مقالۂ محاکمہ سے ہے ' نہ اوس فریق سے ' جو جزم کرتا ہے کہ مامون رشید نے امام رضا علیہ السلام کو زہر سے شہید کرایا -

آپنے تبدیل لباس سے جو قیاس قائم فرمایا ہے ' میں اوسکے اساس کو مضبوط نہیں سمجھتا ' کیونکہ تبدیل طراز و وضع و لون لباس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خواہ نخواہ اوسنے امام علیہ السلام کو زہر بھی دلوایا ہو - مسائل سیاسی ہمارے زمانہ میں بھی سریع التغیر یا بطی التغیر ہوا کرتے ہیں مگر اوس سے انتہائی تغیر کا قیاس قائم کر لینا ہمیشہ صحیح نہیں ہوتا - مثلاً قانون اخبارات کو ملاحظہ فرمائیے کہ اوسنے کتنے ہی رنگ بدلے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ گورنمنٹ کی نسبت یہ قیاس قائم کیا جاوے کہ معدان وطن اور فدایان آزادی کے قتل عام کا حکم دیدیا ہو - گو اونکو جہاز پر سوار کرکے غائب کردینا اور کسی دور و دراز جزیرہ میں قید کردینا ' جہاں ہواے وطن کا ہزاروں ٹھوکر کھاکر بھی پہونچنا دشوار ہو ' مماثل قتل قرار دیا جاوے ' مگر مماثل اور مماثل لہ میں فرق ظاہر ہے -

مامون رشید اس سطوت اور جبروت کا حکمران تھا کہ اگر وہ علانیہ امام علیہ السلام کے قتل کا حکم دیتا تو کوئی چیز اسکے نفاذ حکم میں حائل نہوسکتی تھی درحالیکہ ہارون رشید کی مطلق العنان حکومت قاہرہ سے اہل بیت رسالت سے انحراف کی ہوا وباے عام کی طرح عالم گیر ہورہی تھی - اس صورت میں کسی فتنہ و فساد

ہم ہندوستان کی موجودہ حالت کے نقطۂ نظر سے ' ذیل میں ایک اجمالی ریویو کرنا چاہتے ہیں :-

(گسٹولی بان) فرانس کا مشہور و معروف فلسفی ہے - علم النفس اسکی تصنیفات کا تا حشر شرمندۂ احسان رہیگا - لی بان پہلا شخص ہے جسنے منظم اور مرتب شکل میں اس امر کو دکھایا کہ جماعت کے نفس کے حالات و واردات ' ایک منفرد نفس کی کیفیات و معاملات سے بالکل مباین ہیں - اس موضوع پر لی بان نے ایک نہایت مبسوط رسالہ لکھا ہے ' جسکا ترجمہ عربی میں بھی باسم " روح الاجتماع " ہوگیا ہے - یوں تو دیگر نفسیین (Prychslogists) کے یہاں بھی نظریہ " روح الاجتماع " کا (جس سے ہم آگے چلکر تفصیلی بحث کرینگے) مواد پایا جاتا ہے لیکن اسکو ایک منظم صورت میں پیش کرنے اور اسکی تدوین و تلفیق اور توضیح و تشریح کا سہرا لی بان ہی کے سر ہے -

مصنف موصوف کا دعوی ہے (اور اس دعوے کی آجکل پیش آنے والے واقعات نے غیر مشتبہ طور پر تصدیق کردی ہے) کہ چند افراد کا کسی خاص مقام پر کسی غرض سے مجتمع ہوجانا ' انکی انفرادی شخصیت کو محو کر دیتا ہے ' اور منفرد اذہان کی باہمدگر ترکیب و امتزاج سے ایک مستقل ذہن طیار ہوتا ہے اور ایک قائم بالذات روح ترکیب پاتی ہے - اب اس نئے ذہن اور اس جدید نفس مرکب کے افعال و کیفیات کے اصول ' منفرد نفوس سے بالکل جدا گانہ اور مستقل ہوتے ہیں - اس جماعت میں داخل ہونے اور اسطرح اسکا جزو بن جانے کے بعد جو کیفیات ایک فرد کے ذہن پر طاری ہوتی ہیں ' وہ اسکے ذہن کے ذاتی اصول کے مطابق نہیں ہوتیں بلکہ " روح الاجتماع " کے اصول کے تابع ہوتی ہیں ' اسکا دماغ اسکے قابو میں نہیں رہتا - اسکی کوئی ذاتی اور شخصی راے نہیں ہوتی ' بلکہ جو جماعت کی راے ہوتی ہے وہی اسکی بھی راے ہوجاتی ہے - وہ مثل ایک ذرے کے ہے ' جو ایک تودۂ ریگ میں داخل ہوجانیکے بعد ہوا کے دست برد سے اپنے تئیں محفوظ اور قائم نہیں رکھہ سکتا ' اور جس طرف باد تند تودے کو اڑاکر لیجاتی ہے ' اسی طرف چار و ناچار اسکو بھی اڑجانا پڑتا ہے - اس نظریہ کے مطابق ارسطو اسیوقت تک ارسطو ہے ' جب تک کہ وہ تنہا اور جماعت سے علحدہ ہے ' لیکن جب وہ تودۂ جماعت میں شریک ہوگیا ' تو وہ ایک ذرۂ بے مقدار ہے اور اسکا فضل و تفلسف جہالت اور حماقت سے بدلے بغیر نہیں رہسکتا اسلیے کہ جماعت کے خصائص معلومہ میں سے یہ ایک نمایاں خصوصیت ہے کہ مادۂ غور و فکر مفقود ہوجاتا ہے اور اسکے فقدان سے جو جگہ خالی ہوجاتی ہے اسکو تخئیل اور امپیچیشیں پر کر دیتا ہے - یعنی جماعت میں عقل کم اور جذبات زیادہ ' غور و خوض مفقود ' اور فعل و عمل موجود ہوتا ہے - جماعت کے مزاج میں ضد اور ہٹ بے انتہا ہوتی ہے اور ہر خیال ' قوت سے فعل میں منتقل ہونے کے لیے سخت مضطرب رہتا ہے - اسی بنا پر لی بان نے جماعت کو بچے اور عورت سے تشبیہ دی ہے - بچے کیطرح ' جماعت میں بھی قوت فاعلہ زیادہ ہوتی ہے اور اس لحاظ سے (علی گڈہ یونیورسٹی) کے ہنگامے میں ' اگر پبلک نے لیکٹرونکی گاڑیاں کھینچی ہیں ' اور اسپ خواصی ظاہر کی ہے ' تو ہمارے لیے مطلق تعجب کی بات نہیں -

ہم نے اپنی آنکھہ سے دیکھا کہ اس ہنگامہ میں مختلف صورتوں سے اظہار گرمجوشی میں ہندو بھائی بھی شریک تھے - کوئی اسکو بے تعصبی سمجھے ' لیکن ہمکو تو یہ سب لی بان کے اس مقولہ کی تفسیر ہی معلوم ہوتی ہے کہ :

جماعت کے افراد علم اس سے کہ وہ مختلف المذاہب ہوں یا متحد المذہب ' جب ایک جگہ (۱) کسی خاص شورش انگیز مقصد کے لیے جمع ہو جاتے ہیں تو ایک ہی رنگ میں ڈوب جاتے ہیں اور سب کا مطمح خیال اور محور عمل ایک ہی ہوتا ہے - پانی کی طرح جماعت بھی ایک ہی سطح چاہتی ہے -

حقیقت یہ ہے کہ جماعت کے ہر فرد کی حالت مسمریزم کے معمول کی طرح ہوتی ہے اور اسکے تمام حرکات اور افعال ارادہ سے بالکل معرا ہوتے ہیں - پس جو کچھہ وہ اپنے گرد و پیش ہوتے دیکھتا ہے خود بھی وہی کرنے لگتا ہے - اسکو اس امر کا بالکل احساس نہیں ہوتا کہ وہ ہندو ہے یا مسلمان - عیسائی ہے یا یہودی ' اور جو کچھہ وہ کر رہا ہے اسکی ملت ' مذہب ' اور قومیت کے موافق ہے یا مخالف ؟

جماعت نادان ' سادہ لوح ' حماقت شعار اور ضدی ہونے کے ساتھہ شدت سے مبالغہ پسند بھی ہوتی ہے ' اور اخباروں (۲) نے یونیورسٹی کے کارکنوں کی ادنی ادنی خدمات کی نسبت جو تعریفی قصیدے چھاپے ہیں ' وہ ایکطرف تو اس دعوے کے مصدق ہیں کہ جماعت کے مزاج میں اغراق اور غلو کا خلط نہایت غیر معتدل درجہ پر ہوتا ہے ' اور دوسری طرف انکی قبولیت عامہ اس امر کی موثق ہے کہ جماعت مبالغہ اور حقیقت میں تمیز نہیں کر سکتی -

چونکہ جماعت کا دماغ ایک فرد کے دماغ سے علیحدہ اور مختلف ہوتا ہے اسلیے ' اسکا طریق استدلال بھی نرالا ' اور اسکی منطق بھی انوکھی ہوتی ہے - جماعت کا طرز استدلال ہمیشہ مثالی اور اکثر سرسری اور سطحی ہوتا ہے - جماعت کے نزدیک کوئی وجہ نہیں کہ بلور کا ٹکڑا منہہ کے اندر نہ گھلے ' در انحالیکہ برف کا ٹکڑا جو اسکے مشابہ ہے منہ میں گھل جاتا ہے ! !

اس بنا پر مجاز بدایع اور استعارہ طرازی جماعت کے لیے جسقدر پر اثر ہوسکتی ہے ' دوسرا طریقۂ بیان نہیں ہو سکتا - یہی سبب ہے کہ جماعت ہمہ تن تخئیل ہوتی ہے ' اور اسیلیے وہ ہمیشہ اس شے سے متاثر ہوتی ہے جو عقل و فکر کی جگہ تخئیل سے اپیل کرتی ہو - اسکے ساتھہ ہی اگر تحریر یا تقریر میں مخاطب جماعت کے معتقدات اور جذبات کا بھی لحاظ رکھا جائے ' تو اسکا اثر دوگنا ہو جاتا ہے - مثلاً مسلمانوں کے لیے اس سے زیادہ موثر طریقۂ استدلال نہیں ہو سکتا کہ کوئی ہمیشہ قران مجید کی کوئی آیت یا حدیث ہو ' اور ضروری وہ شے اور وہ بات ہو ' جو موضع ترغیب یا معرض ترہیب ہے - ان دونوں نکتوں کو ملحوظ رکھکر چند دنوں کے عرصہ میں (الہلال) نے جو حسن قبول حاصل کرلیا ہے ' وہ محتاج ذکر نہیں -

آیات قرآنیہ اور حدیثوں کے بعد وہ ضرب الامثال ' مقولے ' کہاوتیں ' اور اشعار جو ہماری سوسائٹی میں رائج ہیں ' ہمارے لیے حجج راسخہ اور دلائل قاطعہ کا حکم رکھتے ہیں - ممکن نہیں کہ جماعت مخاطب کے حق میں کسی کہاوت سے استدلال ' اطمینان بخش اور مناسب اور مشہور اشعار کا ایراد تسکین بخش ثابت نہو - حل اس عقدہ کا یہ ہے کہ اول تو فطرتاً ہم ہر اس شے کے معتقد ہوتے ہیں ' جس پر ہمارے آبا و اجداد اعتقاد رکھتے ہیں ' اسلیے کہ علم الحیات کا یہ

(۱) ایک مقام پر جمع ہونیکی شرط فضول ہے اسلیے کہ حدثات سے جب شورش پیدا ہو جاتی ہے ' تو افراد کہیں ہوں ' جماعت کے تمام خصوصیات کے مظہر تام ہوجاتے ہیں ' اور روح الاجتماع اسمیں حلول کر جاتی ہے - یہ جماعت کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ' جماعت کے کانوں سے سنتے ہیں ' اور جماعت کے حواس سے ہر شے کو محسوس کرتے ہیں - کیونکہ اسکے ذاتی حواس بالکل معطل ہو جاتے ہیں -

(۲) اخبار نویس بھی روح الاجتماع کی خصوصیات کے جراثیم سے محفوظ نہیں رہتے ' اسلیے کہ وہ بھی پبلک کا ایک جزو ہوتے ہیں - (مدد)

مقالات

کہتا ہوں کہ جو نفس خبیث و شریر حق و صداقت کے معاملہ میں ایک منٹ ' ایک لمحہ ' ایک عشر لمحہ کیلیے بھی ذاتی تعلقات سے متاثر ہوتا ہے ' یہی نہیں کہ وہ ایک کمزور ' معصیت آلو ' اور مستوجب صد نفرین ہستی ہے' بلکہ یہ ' کہ میرے عقیدے میں وہ مومن و مسلم ہی نہیں - اگر ہم مسلمان ہیں تو ہم کو ہمارے خدا نے بتلا دیا ہے :

یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین و الاقربین ' ان یکن غنیا او فقیرا ' فاللہ اولی بہما ' فلا تتبعوا الہوی ان تعدلوا و ان تلوا او تعرضوا ' فان اللہ کان بما تعملون خبیرا (۴ : ۱۳۴)

اے مسلمانو ! استقامت اور مضبوطی کے ساتھہ عدل و انصاف پر قائم رہو' اور اللہ کو حاضر و ناظر سمجھکر گواہی دو' گو وہ خود تمہارے یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہو - اگر کوئی مالدار ہے یا فقیر ہے تو اللہ انکے لیے سب سے بڑھکر ہے ' پس تم انکی خاطر ہواے نفس کی پیروی نہ کرو کہ لگو حق سے انحراف کرے - اور اگر صاف صاف گواہی نہ دوگے یا گواہی دینے سے پہلو تہی کروگے تو یاد رکھو کہ جو کچھہ تم کرتے ہو' خدا اس سے با خبر ہے -

پھر جس عالم میں خود اپنے نفس کی محبت اور والدین و اقربین کی قدرتی الفت کی نہیں چلتی' وہاں یہ " ذاتی تعلقات" کیا چیز ہیں ؟

اصل یہ ہے کہ مدتوں کی نفس پرستی نے ہم لوگوں کے اعمال ہی کو نہیں بلکہ ہمارے جذبات کو بھی پست کر دیا ہے - اسی کا نتیجہ ہے کہ کوئی بلند شے سمجھہ میں آ ہی نہیں سکتی - لیکن میں جناب کو اور جناب کے احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس دنیا میں میرے لیے صدہا آزمایشیں ہیں ' مگر یہ مزعومہ تعلقات کی منزلیں تو میرے لیے کچھہ کوبی نہیں ہوسکتیں - جو منزلیں کہ آنے والی ہیں ' اور الحمد للہ کہ جنکا وقت اب دور نہیں سمجھتا ' انکے لیے البتہ دعا کیجیے کہ خدا تعالی استقامت روزی فرماے - باقی رہے باہمی تعلقات و ملاقات اور صحبت و ارتباط ' تو تعجب ہے کہ لوگوں کو اسکا تصور نہیں شرماتا ؟ کیا وہ اس پیمانے کو ہاتھہ میں لیکر ضمناً یہ نہیں بتلادیتے کہ خود انکا ظرف پیمایش بھی اتنا ہی ہے ؟

بھائی ! مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ میں جس دنیا میں ہوں' اسکی ابھی آپ لوگوں کو خبر نہیں - شاید کچھہ عرصے کے بعد حقیقت حال زیادہ روشنی میں آجاے : فانتظروا ' انی معکم من المنتظرین (۱)

تو و طوبی ' و ما و قامت دوست !
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست !

فیا لیت قومی' یعلمون بما غفرلی ربی ! ! (۲)

(۱) اگر وہ تحریریں اور انکے الزامات صحیح ہیں ' تو جیساکہ لکھہ چکا ہوں ' اسمیں کوئی شک نہیں کہ مولانا نے ایسی سخت کمزوری دکھلائی ' جسکا مجھے انکی نسبت کبھی خیال بھی نہیں ہوسکتا تھا - یقیناً قوم کو حق ہے کہ بصورت صحت انسے مواخذہ کرے اور پوچھے کہ ایسا کیوں کیا ؟

(۲) میں نے اسی خیال سے مولانا کی خدمت میں خط لکھا تھا ' معلوم ہوا کہ بیمار ہیں - باقی جو کچھہ عرض کرنا ہے آگے شذرات میں لکھونگا - (۳) گذشتہ پرچے میں لکھہ چکا ہوں -

(۱) پس آنے والے وقت کا انتظار کرو ' تمہارے ساتھہ میں بھی انتظار کرتا ہوں -
(۲) اے کاش میری قوم جانتی کہ میرے اعمالوں سے درگذر کرکے میرے رب کریم نے مجھپر کیا کچھہ اپنا لطف و کرم مبذول فرمایا ہے ! !

ڈاکٹر لی بان اور موجودہ ہندوستان

— * —

از مراسلہ نگار اویس صاحب اعظمی

— * —

یوتی الحکمۃ من یشاء و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا و ما یذکر الا اولو الالباب (سورۃ بقر - رکوع ۳۶)

(اللہ تعالی) عطا فرماتا ہے حکمت جسکو چاہتا ہے ' اور جسکو حکمت ملی' بس اسکو خیر کثیر ملی اور صاحبان فہم و فراست ہی غور و فکر کرتے ہیں

—:○#○:—

فی الحقیقت ' حکمت ایک نعمت عظمی ہے جسے پروردگار عالم اپنے خزانۂ کرم سے بندہ کو عطا فرماتا ہے ' لیکن جن وسائل و وسائط سے یہ نعمت ہم تک پہونچتی ہے ' وہ ہم سے دور نہیں ' بلکہ ہمارے اندر اور باہر ہی موجود ہیں :

دوست نزدیک تر از من بمن است
وین عجب تر کہ من از وی دورم
چہ کنم با کہ توان گفت ' کہ او
در کنار من و من مہجورم

ہر وہ سانس جو باہر سے اندر ' اور اندر سے باہر جاتا ہے ایک حکمت پژوہ دماغ کے لیے پیغام بصیرت ہے' اور اگر ہر خاکروبہ ایک معرفت سنج ہاتھہ کے لیے اپنے اندر حقیقت کی آواز رکھتا ہے تو ہر سبز پتہ بھی ایک حقیقت شناس نظر کے لیے سر تا سر صحیفۂ حقائق و معارف ہے !

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

اسمیں شک نہیں کہ تحقیق حق کی راہ مغالطات کے کانٹوں سے خالی نہیں' بارہا تفتیش و تجسس نے گمراہ ہوکر حق کو باطل اور باطل کو حق' اور سایۂ درخت کو درخت سمجھہ لیا ہے :

ازاں حساب تو ہر دم تفاوتی دارد
کہ قد سرو نہ بیدی و سایہ پیمانی

لیکن کیا راہ بھول جانے کے امکان پر راستہ چلنا چھوڑ دیا جاے ؟ اور کیا ان کم احتمالیوں کی بنا پر منزل مقصود ہی سے روگردانی کر لیجاے ؟ ایک تحقیق پیما قدم کا یہ شیوہ نہیں کہ ساکن رہے (چہ جائیکہ پیچھے ہٹے) بلکہ اسکا عین مذہب یہ ہونا چاہیے کہ جادۂ حق طلبی میں ہمیشہ سرگرم رفتار رہے اور اسوقت تک دم لینا کفر سمجھے ' جب تک کہ شاہد منزل سے ہم آغوش نہ ہو جاے - پس چاہیے کہ تحقیق حق اور ابطال باطل کی راہ میں طلب صادق اور قدم راسخ رہے ' اور اپنے گرد و پیش ' انسان ہمیشہ ایسے اسباب جمع رکھے' جنسے جذبۂ استعلام و استکشاف دائم مشتعل ' اور کبھی سرد نہ ہونے پاے -

موجودہ ہندوستان ہر یکسر صفحۂ بصیرت ہے ' اگر ہماری آنکھیں اور پر ہوتے' تو نہ معلوم ہمکو کہاں کا کہاں پہونچا دیتا ؟ لیکن افسوس کہ اگر سیاہ بختی کے حکم سے پست ہمتی کی نیل کی سلائی آنکھوں میں پھیر دیگئی ہے' تو غفلت کے زہر سے حرکت پا بھی یکقلم سلب ہے - اگر سنہ ۱۹۱۳ - میں (لی بان) کا دماغ ہندوستان میں ہوتا تو دیکھنا تھا کہ کیسے کیسے نظریات گوناگوں مستنبط کرتا اور کیا کیا ترمیمات اور اضافات اپنے اس نظریہ میں کرتا ' جسپر

ادبیات

عرض تمنا

هوگئی مدتیں همیں' خستۂ و ناتواں بنے * شب کو رماسة هوگیا ' روز پہ حکمراں بنے
خوب تماشا کر چکے' بسمل نار کا حضور * غیر بهی اے شہ حرم! مورد امتحاں بنے
جنبش سوزن مژہ ' آپ کی ہو جو چارہ گر * ابتری کتاب دل ' دفتر لامکاں بنے
میری خموشیاں بنیں درس دہ فغان حشر * رفعت فطرت رسا ' حسرت پرفشاں بنے
ریش جبیں سوا بنے ' لرزش سجدۂ نیاز * میری نتادگی ترے قصر کا آستاں بنے
قلب کو چهیڑ دے وهی' سرعت نشتر جنوں * یہ جرس شکستہ پهر ' نالہ کا همعناں بنے
پهونک هی ڈالیں قلب کو' حسن کی جلوہ پاشیاں * آگ لگا کے برق هی ' رونق آشیاں بنے
ناخن غم سے هو بندها ' رشتۂ ذوق بیدلی * نقش خلش سے صورت حسرت صد نشاں بنے
قلب کی شعلہ پروری ' هو کے رهے حریف برق * سعی جنوں کا حوصلہ ' رفعت آسماں بنے
میرا بساط درد هو ' محرم جادۂ خلش * بزم تپش میں وسعت لذت کشتگاں بنے
هر رگ و پے میں ڈوب جائے ' شیون عرض مدعا * جنبش دست و پا مری ' نالۂ استغواں بنے
اشک سے آبیاری ' گلشن درد مند هو * چشم بهی خونچکاں رهے' سینہ بهی گلفشاں بنے

سینہ میں دل اگر رهے' حجلۂ آرزو رهے
منہ سے اگر نکل پڑے' شوق کی داستاں بنے

(بہار معنی " بہار " فتح پوری)

از تازہ واردات حضرت اکبر

کار حرم چلنے کا کہنا ' دیر کے التفات سے * مجهکو بچائے میرا رب ایسے تعلقات سے '
آپ بہت چهپاتے هیں لفظوں میں اپنے دل کا رنگ * پهر بهی ٹپک رها هے کفر آپکی بات بات سے !

* * *

یہ کہنا نہیں میں' کہ گردوں نے همکو * مسلماں رہنے کا شائق نہ رکها
مگر یہ ' کہ اوضاع ملکی نے هم کو * مسلماں رہنے کے لائق نہ رکها

غزل

امشب ایں غلغلہ در کوچہ و بازار افتاد * کہ فلاں می زد و بیخود شد و سرشار افتاد
سعی از صومعہ و اهل ورع چند کنی * کہ مرا کار بآں چشم قدح خوار افتاد
بسکہ غارت گر حسن تو جہاں برهم زد * یوسف از خانہ بدر جست و بہ بازار افتاد
چہ عجب گر نگہ مست تو افگند بر من * بادہ بیروں نشد از جام چو سرشار افتاد
شیوۂ مهر ز خوباں نتواں داشت طمع * کہ مرا کار بہ ایں طائفہ بسیار افتاد
محتسب از پی و ' جمعی ز حریفاں بہ کمین' * (شبلیا) رندی پنہاں تو دشوار افتاد

ایک مسلمہ ہے کہ عادات ' اطوار ' امراض کیطرح ' عقائد بھی اسلاف سے اخلاف کی طرف وراثةً منتقل ہوتے ہیں - اس انتقال کو علم الحیات کی اصطلاح میں " ایراث " (Lawy heredity) کہتے ہیں - پس اصول ایراث کی بنا پر ضرور ہے (۱) کہ ہمارے اجداد و اسلاف کا جو عقیدہ تھا ' ہمارا بھی وہی عقیدہ ہو' اور جسکو وہ قطعی اور بدیہی سمجھتے تھے' ہم بھی اسکو قطعی اور بدیہی سمجھیں - اور جب یہ معتقدات بطور حجت ہمارے روبرو پیش کیے جائیں ' تو ہم بے چون و چرا اسیطرح تسلیم کرلیں جسطرح ہمارے آبا و اجداد تسلیم کرلیا کرتے تھے - یہ ایک تقاضاے فطرت ہے جس پر انسان مجبور و مجبول ہے -

علاوہ بریں حیات و تجربہ انسانیہ میں ان مقولوں کا بتواتر اور بہ کثرت استعمال ' جبلی اثر سے قطع نظر' بجاے خود ایک اثر حجة اور قاطع دلیل ہے - اور جماعت کے سامنے ایک دعوے کو محض بار بار دھرا دینا ھی' اپنے اندر سیکڑوں دلائل اور ہزاروں براہین رکھتا ہے - اگر اس ادعاے محض کے تکرار کے ساتھہ لہجہ تحکمانہ اور مدعیانہ ہو' تو جماعت کے متاثر و معمول نہو جانیکی کوئی وجہ نہیں -

نپولین کا قول ہے : " فن خطابت کے صنائع و بدائع میں تکرار مفاہیم اور اعادۂ مطالب یعنی ایک ہی بات کو بار بار پیش کرنے سے زیادہ کوئی دوسری شے پر اثر' اور کوئی دوسرا آلۂ تاثیر نہیں " یہ صرف ایک شے کے پے درپے دماغ کے روبرو پیش ہونے ہی کا نتیجہ ہے کہ وہ لوگ جنکا یہ نہایت راسخ عقیدہ ہے کہ اشتہاری چیزیں ہمیشہ خراب ہوتی ہیں' اور وہ لوگ جو تمام عمر اسکا وعظ کرتے رہے کہ اخباری اشتہارات ہمیشہ خدع و فریب پر مشتمل ہوتے ہیں' اکثر دیکھا گیا ہے کہ کسی کثیر الاشاعة اشتہار کے تواتر سے غیر محسوس طور پر اس طرح مرعوب و معمول ہوجاتے ہیں' کہ جب انکو اس شے کی ضرورت ہوتی ہے تو بے ساختہ اسی کارخانہ کو آرڈر دیدیتے ہیں ' جسکا اشتہار شب و روز اخباروں اور رسالوں میں اور شہر کی دیواروں اور اسٹیشنوں پر چسپاں دیکھا کرتے ہیں - یہ ایک شے کے متواتر وقوع پذیر ہونے کا ادنی کرشمہ ہے -

جماعتوں کی حالت اکثر یہ دیکھی گئی ہے کہ اولاً چند افراد مقرر کی خطابت سے اثر پذیر ہوتے ہیں ' لیکن اِدھر یہ متاثر ہوئے اور اُدھر یہ اثر مرض متعدی کی طرح تمام جماعت میں پھیل گیا - ایسے موقعوں پر نکتہ رس خطیب ہمیشہ آشتی جوئی کو مقدم رکھتے ہیں اور اپنے استمالت آمیز فقروں سے تالیف قلوب کرتے ہیں' اُسکے بعد حرف مطلب زبان پر لاتے ہیں -

لی باں لکھتا ہے کہ جماعت کی طبیعت کی اُفتاد کچھہ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ ثبات و استقامت کے ہر مثال اور صبر و استقلال کے ہر نمونے کے قدموں پر (خواہ وہ کسی حال میں ہو اور کہیں ہو) اپنا سر نیاز اور جبین عقیدت رکھتی ہے - وہ اپنے معتقدات و خیالات میں اپنے لیڈر کا یکسر آئینہ بن جاتی ہے - جو عقائد و خیالات لیڈر کے ہوتے ہیں ' بعینہ وہی عقائد و خیالات اسکے بھی ہوجاتے ہیں ' اور اسکی قوت نقد و اعتراض ' لیڈر کے رعب و جبروت کے اثر سے قطعاً مفلوج و مسلول ہوجاتی ہے - جو حرف لیڈر کے منہ سے نکلتا ہے اسکو حیرت کی آنکھوں ' یقین کے کانوں ' اور عزت کے دل سے سنتی ہے - وہ ایک آلۂ معطل ہے جسکو اسکا لیڈر جسطرح چاہے استعمال کرے - وہ مسمریزم کا ایک معمول ہے جسکو اسکا لیڈر جو خواب چاہے' دکھادے' اور وہ ایک بےجان لاش ہے جسکو اسکا لیڈر جس کروٹ چاہے لٹادے' اور جس رخ چاہے پھیر دے !

لیکن استقامت و استقلال کے علاوہ دنیا میں اور قوتیں بھی ہیں جو جماعت پر کبھی کبھی مسلط ہوجاتی ہیں ' یہ قوتیں مال و دولت اور جاہ و مرتبت ہیں - گو اسمیں شک نہیں کہ انکا تسلط ہنگامی اور عارضی ہوتا ہے' مگر اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جس لیڈر کو کمان دولت نے بلند پھینک دیا ہے ' جماعت بھی اس لیڈر کو گرنے اور زمین بوس ہوتے تک نہایت ارادت آگین نظروں سے دیکھتی رہتی ہے -

لی باں کہتا ہے کہ لیڈر کے رعب و دبدبۂ و سطوت اور جبروت و شان و اقبال کو صدمہ پہونچانیوالی چیزوں میں ناکامی کا نمبر سب سے اول ہے - اقبالمندی ایک شیشہ ہے ' جو ناکامیابی کی ٹھیس کا متحمل نہیں ہوسکتا - لیڈر کو جہاں کسی پبلک کام میں ناکامی ہوئی ' اور معاً اسکے حباب اقبال نے آنکھیں بند کرلیں - اِدھر ناکامی و نامرادی کی ہوا چلی اور اُدھر اعتراضوں کی بوچھاڑ سے تمام گذشتہ خدمات کے پتے ایک ایک کرکے جھڑ گئے' اور گویا ساری ساکھہ اور بھرم ایک نقش بر آب تھی کہ ایک لمحہ کے اندر مٹ گئی ! !

ناکامی کے علاوہ اعتراض فی نفسہ ایک اقبال شکن' دبدبہ افگن' اور جبروت فرسا شے ہے - اسلیے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ نہایت پادر ہوا اعتراضات نے لیڈری کے شاہ بلوطوں کو جڑ سے اُکھاڑ اُکھاڑ کر پھینک دیا ہے -

(مسلم یونیورسٹی) ڈیپوٹیشن کی شکست سے جو صدمہ قدیم لیڈری کی عمارت کے ارکان کو پہونچا ' محتاج بیان و تفصیل نہیں ' لیکن کیا بعض اشخاص (۱) بے بنیاد اعتراضوںکے ہدف نہیں ہوئے ؟ در حقیقت یہی لوگ مثال جامد ہیں لی باں کے اس خیال کے ' کہ اعتراض فی نفسہ دبدبہ شکن ہے -

یہ جو کچھہ لکھا گیا ' فرانس سے آتی ہوئی صدا کی ہندوستان سے ایک ضعیف الصوت بازگشت تھی ' ورنہ بیچارے ہندوستان میں ابھی یہ تاب و تواں کہاں' کہ اپنی ذاتی آواز بلند کرسکے ؟ اس غریب کے پاؤں میں اتنی طاقت کہاں کہ بغیر یورپ کی دستگیری کے کوچۂ علم میں ایک قدم بھی چل سکے ؟ اور اس حسرت زدہ کی آنکھوں میں اتنی بصارت کہاں کہ بغیر یورپ کی عینک کے کچھہ دیکھہ سکے ؟ آج جو کچھہ اسکے ہاتھہ میں ہے ' یورپ کا عطا کیا ہوا ہے ' اور اسوقت جو کچھہ اسکے جیب و دامن میں نظر آرہا ہے' وہ سب کچھہ یورپ کی فیض دستی ' دریا کفی ' ابر فرمائی ' اور بیدریغ دہشی کا صدقہ ہے ' لیکن یہ صدقہ خوری کب تک ' اور دوسروں کے آگے ہوے نوالوں کو نگلنے کا سلسلہ تا بکے ؟

یہ نظریات جو اوپر لکھے گئے' سچ پوچھیے تو تمام و کمال' ان واقعات و حوادث کے اندر موجود ہیں جو ہمنے بطور مثال کے پیش کیے - لیکن ہندوستان نے ابھی ایسے دماغ کہاں پیدا کیے ہیں کہ واقعات کے مشاہدہ سے نظریات کا استقرا کرسکیں ؟ ہندوستان نے ابھی ایسے ہاتھہ کہاں پیدا کیے ہیں کہ خاک بیزی تفتیش و تجسس کی تکلیف گوارا کرکے گوہر حقیقت حاصل کرسکیں ؟ اور پھر ہندوستان نے ابھی ایسی آنکھیں کہاں پیدا کی ہیں کہ مشاہدات اور محسوسات کے پس پشت کلیات و مجردات کا جلوہ دیکھہ سکیں ؟ راقم (معدش)

---

(۱) مترجمہ ماحول یعنی گرد و پیش کے اسباب مزاحمت نہ کریں -

(۱) شخصی معاملات ہمیشہ رد و ترديد اور جواب الجواب کی پہچیدگیوں میں ملفوف ہوتے ہیں - ہم اس بحث میں کسی مکروہ مناظرہ کو مکرر نہیں چاہتے - اس مضمون کے لکھنے سے جو ہمارا مقصد ہے وہ ظاہر ہے - ہم نام و حالات نہیں لکھتے' معاصرہ و مظاہرہ اور آرزو ان پبلک تک چند خیالات کا پہونچا دینا ہے ' اور اسی کو ہم اپنا فرض حیات سمجھتے ہیں - (منہ)

اس طرح آپ عام مسلمانوں کی محبت ' تعظیم ' اور اعتماد ' خرید سکتے ہیں - اتحاد و اخوت سے ربط و ضبط پیدا کرسکتے ہیں اور دنیا کو اسلام کی تعلیم مساوات کا تماشا دکھا سکتے ہیں - پھر آپ دیکھہ لیں کہ خدا کا وعدہ جھوٹ نہیں - ہم مسلمان تو صرف کہنے کو ہیں - مئے توحید کی لذت سے بیخبر ہیں - اگر ایک جرعہ ہمارے حلق سے فرو ہوجاے' تو ہم صاف دیکھہ لیں کہ بخت و اقبال ہماری خوشامد کرتے ہیں - پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں اور ہم پروا نہیں کرتے - کاش ہمیں اس لذت کا کچھہ بھی حس ہوتا' جس نے بلال حبشی کو جلتے ہوے پتھر پر ننگے بدن لٹایا ' جان دینے پر آمادہ کیا ' مگر کلمۂ توحید سے توبہ کیسی' ایک دم کے لیے چپ رکھنا بھی گوارا نہ کیا -

حضرات ! یہ ہمارے اصلی نقص ہیں اور یہی مقام ضعف ہے' اسی کی تقویت درکار ہے - پھر آپ کو یہ منصب حاصل ہوگا کہ مشرکوں میں توحید کی اشاعت کریں اور خدا کی مرضی کو پورا کریں - آپ غریبوں اور اُن مسلمان بھائیوں کو جنہیں اپنی زبان میں طبقۂ ادنی کہتے ہیں' اپنے طمطراق' اپنی بد دماغی ' اور کبر سے مرعوب نہ بنالیں' آپ داد خواہوں کے روکنے کے لیے اپنی کوٹھیوں پر پیادے تعینات نہ کریں - آپ وہ چال اور وضع اختیار نہ کریں جن سے غربا ادب سے ملتے ہوے ڈریں اور ہچکچائیں - آپ عہد خلافت کی سادگیوں کو یاد رکھیں جب ایک غلام عین خطبہ کے وقت حضرت عمر کا دامن پکڑکر کہتا تھا " حضرت پہلے آپ اس بات کا جواب دے لیجیے پھر آگے بڑھیے - یہ چادریں جو خراج میں آئی ہیں' سب کے حصہ میں ایک ہی ایک پڑی تھیں - آپ اس قدر بلند قامت ہیں - آپ ایک چادر سے عبا کیونکر بنالی ؟ " حضرت عمر نہایت ٹھنڈے دل سے فرماتے ہیں : " بڑے بیٹے نے اپنے حصہ کی چادر مجھے دیدی ہے اور اُسی کو ملاکر یہ عبا بنالی ہے " تب اُس غلام نے دامن چھوڑکر کہا : " میں مطمئن ہوگیا اب آپ اپنا کام کریں - "

ایک دفعہ حضرت عمر خطبہ کے وقت قوم سے پوچھتے ہیں : " اگر میں راہ حق سے الگ جاؤں، تو تم میرا کیا کرسکتے ہو " ؟ ایک شخص آگے بڑھکر کہتا ہے : " کوڑوں سے سیدھا کردونگا " آپ خوش ہوکر فرماتے ہیں . " میں اسی جواب کا خواہاں تھا - جب تک مسلمانوں میں ایسے آزاد خیال لوگ موجود ہیں ' ہمیں کوئی ڈر نہیں " اب تو آپ لوگ ایسی باتوں کا نام وحشت رکھینگے مگر یہ اُس شخص کے واقعات زندگی ہیں' جس کے عہد میں اسلام کو سب سے زیادہ عروج ہوا -

ہم کو علم بدام پکار پکار کر کہنے میں کوئی خوف اور تامل نہیں - جب تک ہم مسٹر مظہر الحق - مولوی فخرالدین - مولوی عبد المجید - راجہ صاحب محمود آباد - صاحبزادہ آفتاب احمد خاں - مسٹر محمد علی - میاں محمد شفیع - مسٹر غزنوی وغیرہم اور تمام مدعیان لیڈری و دردمندان اسلام کو جو قوم کے وکیل کہلانا چاہتے ہیں اور تقریر و تحریر میں بڑی بڑی باتیں کہتے ہیں ' اور اسلام کا نوحہ پڑھا کرتے ہیں ' پانچوں وقت مسجد میں نہ دیکھیں گے ' ہم نہ انکے کسی قول کی وقعت کرینگے نہ انکو اپنا وکیل کہلانینگے -

امید ہے نہ تمام اسلامی پریس ہماری یہ عرضداشت شائع کرکے تمام لیڈروں کے کان تک پہنچادینگے - کیونکہ یہ کوئی معمولی اپیل نہیں - اسی پر ہماری آیندہ زندگی کا مدار و مدار ہے -

آپ کا خادم - محمد مسلم عظیم آبادی

انجمن ہلال احمر

—:•:—

قسطنطنیہ

— * —

جناب من -

کچھہ عرصہ ہوا یہاں کسی ذریعہ سے یہ افواہ مشہور ہوئی تھی ' کہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ سے سلطنت عثمانیہ کو کوئی تعلق نہیں ہے - اور یہ انجمن عیسائیوں کے ہاتھہ میں ہے - چونکہ اوسکی وجہ سے اس کار خیر یعنی تحصیل چندہ امداد مجروحین ٹرکی کو مضرت کا اندیشہ تھا لہذا بخیال رفع غلط فہمی میں نے ہز ایکسیلنسی جناب جعفر بے عثمانی کونسل جنرل بمبئی سے اسبارہ میں استصواب کیا - جسکے جواب مورخہ ۱۸ فروری سنہ ۱۹۱۳ ع کا ترجمہ بغرض اطلاع عام درج ذیل ہے امید ہے کہ اسکو اپنے اخبار میں شائع فرماکر جناب ممنون فرمائینگے :—

" ڈیر سر - آپکی چٹھی کے جواب میں میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں : کہ عثمانی انجمن ہلال احمر سلطنت عثمانیہ کے حکم اور مخصوص ارادۂ سلطانی کے ذریعہ سے قایم ہے - اوسکے منتظم ممبروں کو انجمن کے ممبر منتخب کرتے ہیں - اور کل منتظم ممبر مسلمان ہیں - لہذا جو خبر آپ کو ملی ہے وہ غلط ہے " -

دستخط جعفر بے ...

نیازمند - قمر شاہجہاں

الہلال

یہ خیال بالکل بے سروپا ہے کہ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ کے ممبر عیسائی ہیں اور تعجب ہے کہ کن لوگوں نے اس کذب آفرینی میں حصہ لیا ؟ البتہ یہ صحیح نہیں کہ وہ کوئی سرکاری انجمن ہے - اسکا قیام یقیناً سنہ ۱۸۸۸ - میں ارادۂ سلطانی کے ذریعہ سے ہوا اور اب بھی سلطان وقت اسکا پیٹرن ہوتا ہے' مگر انجمن غیر سرکاری ' اور حکومت کا تعلق اعزازی ہے -

---

جلسۂ سالانۂ اہل حدیث کانفرنس

منعقدۂ امرتسر

خدا کے فضل و کرم سے اہلحدیث کانفرنس کا دوسرا سالانہ جلسہ امرتسر میں بتاریخ ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ : مارچ سنہ ۱۹۱۳ ع - بعد نماز جمعہ شروع ہوکر اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے ایک بجے تک رہا - جلسہ کی شان و شوکت غیر معمولی تھی - معزز مہمانوں کی خاطر و مدارات میں حتی الامکان نہایت تن دہی سے کام لیا گیا - حاضرین کی تعداد ہر اجلاس میں اندازہ سے زیادہ ہوتی تھی - علماء کرام دور دراز مقامات سے تشریف فرما تھے - فاضل واعظین کی پند و نصائح ' مقررین کی موثر تقریریں' حاضرین کے دلوں کو مسخر کر رہی تھیں - ایک جلسہ کے بعد دوسرے جلسہ میں حاضرین کا اشتیاق افزوں دکھائی دیتا تھا - یہانتک کہ رات کے بارہ بجے کے بعد تک بھی وعظ ہوتا رہتا تھا - اور لوگ ابھی متمنی نظر آتے تھے کہ اور بھی ہو - غرض جلسہ نہایت کامیابی سے ہوا - اور آیندہ سال کیلیے معززین پشاور کی طرف سے کانفرنس کو سالانہ جلسہ کیلیے دعوت دی گئی - کانفرنس کیلیے چندہ کی مقدار بھی بحمد اللہ اچھی تعداد تک پہونچگئی - مفصل حالات اخبار اہلحدیث امرتسر یا شائع ہونے والی رپورٹ میں ملینگے -

ابو الوفاء ثناء اللہ (سکریٹری کانفرنس)

مراسلات

بحضور لامع النـــور اعلی حضرت ہمایونی شہنشاہ گیتی پناہ فلک بارگاہ سلیمان جاہ ظل اللہ سراج الملة والدین والیٔ دولت خدا داد افغانستان خلد اللہ ملکہ

—○: * :○—

بعد از حمد فراوان احکم الحاکمین کہ تصرف ہیجدہ ہزار عالم در حیطۂ قدرت اوست و درود با معدود بر سید کائنات خیر البشر کہ زبان قلم وقلم زبان قاصر از منقبت او - کمترین کنیز کان ' مادر کور بخت ڈاکٹر عبد الغنی و مولوی نجف علی و محمد چراغ کہ سرمایۂ حیات این مسکینہ و قرة العین این عاجزہ بودند و حالا در زندان کابل اسیر ہستند ' بصد عجز و ادب و ہزاران تضرع و الحاح گریہ و زاری خود را بمسامع اجلال اعلی حضرت شہنشاہی رسانیدہ عارض است کہ از راہ مراحم خسروانہ فرزندان این مبتلای آلم را از حبس مخلصی عنایت فرمایند - این عاجزہ نمی گوید کہ ایشان بے قصور ہستند نہ خدای عالم الغیب جلہ عظمتہ می داند کہ حقیقت حال چیست " ان اللہ علیم بذات الصدور " آنچہ این مسکینہ توجہ عالیہ اعلی حضرت ہمایونی بدان منعطف کردن می خواہد این است کہ حضرت حق سبحانہ و تعالی چندین ذنوب صغار و کبار بندگان تقصیر پیشہ را عفو می فرماید و حسابی ازان در نمی گیرد حضرات سلاطین بر صفحۂ زمین مالکان کردگار اند : ہو الذی جعلکم خلائف فی الارض - لاجرم ایشان را نیز صفت عفو و صفح و رحم و کرم کار باید فرمود " والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین " این عاجزہ را از جہت مفارقت فرزندان کہ لخت جگر این مسکینہ اند و از مدت پنج سال در زندان محبوس اند خواب و خور حرام گشتہ شب و روز اندر گریۂ و بکا میگردد تا بحدیکہ از افراط نالہ و اشکباری چشم سفید و بصارت زوال پذیرفتہ پیش ازین طاقت مہجوری اولاد کند خواہش ندارم - و لہذا بذریعۂ این عرض داشت اظہار حالت زار خود نمودہ و اسماء پاک خدای عز و جل و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم را وسیلہ آوردہ ملتمس مراحم خسروی ہستم - توقع واثق از حضرت علیاء شہنشاہی بفحوای " ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء " بر حال خستۂ این عاجزہ ترحم فرمودہ فرزندانم را از حبس نجات عنایت خواہند فرمود - ارحم ثم ارحم یا امیر المؤمنین ! انت اہل لذلک تخلقوا باخلاق اللہ - ان اللہ بالناس لرؤف رحیم - زیادہ بجز ادعیۂ ترقی عظمت و جبروت و تخلید ملک و سلطنت چہ عرض نماید -

عرضـــــــــــــداشت

عاجزہ والدۂ ڈاکٹر عبد الغنی
ساکن جلال پور جٹاں - ضلع گجرات (پنجاب)

الہـــلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

کھلـــی چٹھـــی

مسلمان لیڈروں کی خدمت میں

— * —

بزرگان قوم ! السلام علی من اتبع الہدی -

جس شمع سے شبستان اسلام کی تجلی سمجھی جاتی تھی وہ اب ٹمٹمانے لگی ہے - اسلام یورپ میں چند دنوں کا مہمان ہے اور ایشیا میں بھی اسے دیر تک اطمینان حاصل نہیں رہنے کا - ہماری بربادی کے سامان آنکھوں کے سامنے صاف جھلک رہے ہیں - اسپین میں زوال قوۃ اسلام کی داستان پھر تازہ ہو رہی ہے - گرد و پیش کے آثار و قرائن سے مستقبل اسلام پر آپ خود مجھہ سے بہتر حکم لگا سکتے ہیں ' اور یہ حقیقتیں آپ پر مجھہ سے کہیں زیادہ روشن ہیں - جو ہونا تھا ہوچکا ' اور جو کچھہ ہونے کو ہے وہ بھی معلوم ہے - اب سوال یہ باقی رہتا ہے کہ مسلمانوں کو کسی غیبی امداد کے انتظار میں چپکے بیٹھے راہ تکنا چاہیے ؟ اپنی موجودہ حالت یا جو صورت زمانہ قائم کردے اس پر صابر و قانع ہوجانا چاہیے ؟ یا ہاتھہ پاؤں مارنا چاہیے اگر گنجایش ہو ؟

اس وقت کروڑوں مسلمان ایسے ہیں جو سلطنت ترکی کے زوال کو اسلام کا زوال سمجھہ کر ایمان برباد کر رہے ہیں - اور ڈانواں ڈول سے ہو رہے ہیں - بہتیرے سہل اعتقاد اور سادہ لوح مسلمان امام مہدی کے ظہور کو سر پر سمجھتے ہیں - مگر در حقیقت اسلام نہ سلطنت ترکی کا محتاج اور نہ ایران و افغانستان کا - اسلام کا نصب العین کشور کشائی اور حکمرانی نہیں ہے - اس کا مقصد اصلی اشاعت توحید ہے - اس راہ میں اگر ملک اور سلطنتیں حائل ہوں تو ان کی تسخیر و تغلیب کا مضائقہ نہیں - جب ہم میں دنیا طلبی پیدا ہوگئی اور حکمرانی کی چاٹ لگی تو مقصد اصلی کو بالاے طاق رکھہ دیا - اب یہ حال ہے کہ زوال سلطنت کو عین زوال اسلام سمجھے ہوئے ہیں - حالانکہ اسلام ایسے ایسے معاون سے بے نیاز ہے - جب توحید کی اشاعت کی جاتی ہے تو سلطنت خود بخود اس کے جلو میں ہمرکاب ہوتی ہے - اور اسلام کو اسکی نہ خبر ہوتی ہے نہ پروا - اشاعت توحید کی راہ میں کوئی طاقت آج حائل نہیں - آپ کو اب اس مقصد کے لیے کشور کشائی کی ضرورت نہیں - آپ آج ٹھیٹھہ اور سادے مسلمان بن جائیں - شعائر اسلام اختیار کرلیں - اور اشاعت توحید کے لیے ہمہ تن مستعد ہو جائیں تو آج مسلمانوں کی ساری کمزوریاں دفع ہوجائیں -

آپ خوب جانتے ہیں کہ کسی قوم کے عروج کے لیے اخوت اور اتحاد باہمی سب سے قوی عنصر ہیں - آپ اپنی تحریروں اور لکچروں میں اسی کا رونا روتے رہتے ہیں مگر آپ کو یہ نہیں معلوم کہ انہیں مقاصد اور ایسے ایسے سیکڑوں شخصی اور قومی مفاد کیلیے نماز فرض کی گئی ہے - مگر کون نماز ؟ کبھی کبھی گھر میں چار ٹکریں لگا لینے والی ہرگز نہیں - آپ پانچ وقت وضو کرکے مسجد میں تشریف لائیں ' غریب ' مسکین ' مسافر ' بیمار ' مسلمان بھائیوں کے دوش بدوش کھڑے ہوکر نماز پڑھیں - اور اقوام عالم کو دکھا دیں کہ مسلمانوں کے خدا کے گھر میں ایک ہائی کورٹ کا جج ' اور ایک پنکھا کھینچنے والا قلی - ایک کانسل کا ممبر ' اور مکتب خانہ کا میانجی - ایک سید اور ایک بھنگی ' سب ایک ہیں - آپ جمعہ کے روز جامع مسجد میں آکر نماز پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلیں "

دعوت الہلال

کی اشاعت عمومی

— * —

محترم ملت! بارک اللہ فی صحتکم و عافیتکم -

السلام علیکم - بھوپال میں اکثر جگہ رسالہ الہلال آتا ہے - جسکے دیکھنے کا شرف مجھکو بھی ایک دوست کی وساطت سے حاصل ہے - الہلال میں جو خوبیاں ہیں اور جس پالیسی کو آپ اختیار کیے ہوئے ہیں ' اوس کی مدح و ثنا تکلف محض ہے - صرف یہ کہدینا کافی ہے کہ الہلال اردو رسالوں میں بہمہ وجوہ عدیم النظیر ہے -

لیکن ساتھہ ہی میرے نقطۂ خیال سے اس رسالہ کی اشاعت سیاسی - تمدنی - اور ملی اعتبار سے عامۂ خلایق میں ہونا ضروری بلکہ لازمی ہے - جب تک عام لوگ اثر پذیر نہ ہونگے ' اصلاح بعید اور سعی غیر مشکور رہیگی -

قیمت کی زیادتی اس کی اشاعت کا عوام و خواص کے درمیان ایک حجاب حاجز ہے -

قلیل البضاعت معاشر اسلام مطالعہ سے محروم ہیں - اگرچہ ان کے ملی جذبات امراء مخصوصہ سے کہیں زیادہ اور بکار آمد ہیں - مگر کم مایگی ان کو اس ہادی طریق مستقیم تک پہونچنے میں سنگ راہ ہے - پس اس جانب آپ کو اپنی خاص توجہ منعطف فرمانے کی خاص ضرورت ہے -

مناسب ہوگا کہ زینت طبع کے لحاظ سے دو قسم کے رسالہ شایع کیے جائیں : اعلی اور ادنی - اعلی پیمانہ کے رسالہ کو (جو آج کل شایع ہوتا ہے) انہی لوگوں کے لیے خاص کردیا جاے جو معنوی خوبیوں کے ساتھہ صوری محاسن کو بھی پسند کرکے خواہش کریں - اور معمولی کاغذ کے غیر مصور رسالہ کو غربا اور عوام کے لیے مخصوص کردیا جاے -

مہربانی فرماکر اس راے ناقص میں الہلال کے ناظرین سے استصواب فرما لیجئیے - اوس کے بعد آپ کی اور ناظرین الہلال کی آراء عالیہ کا انکشاف اور اس جدید طرز عمل کی پسندیدگی اور انتظامات جدیدہ کے متعلق اس ہلال کی روشنی سے ' جو بدر کامل ہوکر چمکنے والا ہے ' عامۂ خلائق کو مستفیض فرمائیے -

خیر اندیش محمد مستقیم الدین
آڈیٹر دفتر محاسبی - بھوپال

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

—:※:—

(۲۰)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم ' بان لہم الجنہ

	روپیہ	آنہ	پائی
خریطہ یوسف حسن خانصاحب جبلپور	۱۲۰	-	-
بہ تفصیل ذیل :-			
مولوی معشوق علی صاحب	۷	-	-
حسن علی خانصاحب	۱	-	-
ب بیگم صاحبہ	۱۵	۱	-
والدہ منشی یعقوب علی صاحب	۳	-	-
مقبرک صاحب	۱	۵	-
دکرہ	۱۵	-	-
دختر معشوق علیصاحب	۲	-	-
مرزا ہادی یار بیگ صاحب	۱	۲	-
مرزا احقر یار بیگ صاحب	۳	-	-
والدہ منشی یوسف علیصاحب	۱	-	-
منشی یوسف علیصاحب انسپکٹر	۵	-	-
شیخ کلو	۲	-	-
امیرا بیوہ	-	۱	-
مسماۃ بدو	-	-	۶
والدہ سرفراز الدین صاحب	۶	۲	-
منشی محمد عاشق علیصاحب	۶	-	-
غربائی	۷	۴۱	-
... صاحب نور بای	۱	-	-
بابو نور الدین صاحب	۱	-	-
بابو عبد الحمید صاحب	-	۸	-
عبدالعزیز صاحب کمپونڈر	-	۸	-
وحید الدین خانصاحب افسر	۵	-	-
ایک مسافر	۱	-	-
خدا بخش باورچی	۱	-	-
شیخ عبد الحق صاحب	۲	۳	-
مرزا عبد العلی صاحب	۱	-	-
سید مراد بخش صاحب	۱	-	-
شیخ عبد الحق صاحب افسر	۵	۳	-
شیخ شمس الدین صاحب افسر		۳	-
صاحبزادہ جناب سید محمد ایوب صاحب	۱۵	۱۰	۵
نبی دادا خان صاحب		۲	-
مولا بخش صاحب	۱	۸	-
منی ارکر	۱	۴	-
لفافہ	-	-	۶

	روپیہ	آنہ	پائی
ایم - مراد خانصاحب - امیر - ناگپور	۲۱	۸	۶
بہ تفصیل ذیل :-			
عطار مسافر	۱	-	-
منگل دیوان	۵	-	-
محبت شاہ	-	۸	-
کریم خان	۱	-	-
سید قاسم	۱	-	-
محمد اسحاق	۲	-	-
نواب تابیخان	۳	-	-
نواب سردار خان	۱	-	-
شیخ رسول	-	۸	-
سید بابا رنگریز	-	۴	-
نواب سکندر خان اول	۲	-	-
نواب سکندر خان ثانی	۱	۴	-
نواب داؤد خان	۲	-	-
نوابی	۱	-	-
نواب مستی علی خان	۱	-	-
نواب نواز خان	۳	-	-
شیخ وزیر عطار	۵	-	-
گلاب خان پنجابی	۱	-	-
شیخ لطف قصاب	۲	-	-
یعقوب شاہ فقیر	۱	-	-
امیرن بی	-	۲	-

عالم اسلامی
اور
اعانۃ دولۃ علیہ

— * —

بالفعل ترکی کے مصائب و محن روز افزوں ہو رہے ہیں جو بالغیر تمام مسلمانان عالم کے مصائب و محن کا مقدمہ ہے - فی الواقع یہ زمانہ مسلمانوں کے لیے قیامت صغری ہے - حالات مذکورہ کے تدارک کے لیے مسلمانوں کی کوشش جاری ہے خداوند تعالی انکے مجاهدات اور مساعی مشکور فرمائے - اگرچہ اسبارہ میں مختلف تدبیرات اور انتظامات عمل میں آرہے ہیں اور انکا نتیجہ کم و بیش ظاہر ہو رہا ہے مگر ایک امر' جو بظاہر نتیجہ خیز ہو سکتا ہے ' غالباً اسکی جانب هنوز توجہ و اعتنا نہیں کی گئی ہے وہ امر یہ ہے - کہ بہت سے قطعات دنیا میں مسلمان کثرت سے آباد ہیں - علاوہ مصر و هندوستان کے جہاں بہت سرگرمی کے ساتھہ اعانت ترکی کا سلسلہ جاری ہے بلاد چین و جاوہ و ممالک روس و ترکستان وغیرہ میں کثرت سے مسلمان آباد ہیں اور بعض ان مقامات بلکہ اکثر مقامات میں مسلمانوں کی مالی حالت بھی عمدہ ہے اور ان میں همت اور حمیت بھی سنی جاتی ہے مگر اس آشوب کے زمانہ میں مسلمانان مذکورہ کے جانب سے ترکی کے اعانت کے بارہ میں کوئی صدا سماعت میں نہیں آتی ہے - ظاهراً اسکی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ممالک مذکورہ میں بوجہ فقدان وسایل اخبار و خبر رسانی یہ جمود و سکوت پیدا ہو رہا ہے ' ورنہ غالباً عمدہ نتائج پیدا ہوتے - پس مناسب معلوم ہوتا ہے ' انجمن هلال احمر کے سلسلہ سے وہاں ایسے وفود بھیجے جائیں کہ جو قابل افراد پر مشتمل ہوں اور وہاں کے اهل اسلام سکان کی توجہ اعانت ترکی کی جانب برانگیختہ کریں - خواہ وہ اعانت بصورت چندہ ہو یا بشکل قرضہ ہو ' میرے خیال میں ایسی کوشش بہت ہی مفید اور کارگر ثابت ہوگی خصوصاً قرضہ جات کے بارہ میں بہت زیادہ کامیابی کی امید ہے - اسلیے کہ ممالک مذکورہ میں مسلمان عموماً تجارت پیشہ ہیں لہذا خصوصاً انکو معاملہ قرضہ میں بہت دلچسپی ہوگی - ایسی استعانت کی کوشش هماری گورنمنٹ کے منشاء کے خلاف بھی نہوگی بلکہ امید کیجاتی ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کی کانسلہاے متعینہ ممالک مذکورہ اس کام میں هماری مدد بھی کرینگے - (حکیم بشیر الدین احمد وارد جہانگیر اباد)

الہلال

جاوہ' ترکستان ' اور بعض بلاد روس سے جنگ طرابلس اور بلقان کے زمانے میں سلطنت عثمانیہ کو برابر امداد پہنچتی رهی ہے ' اور اسکا تذکرہ اخبارات تک بھی پہنچا ہے - جنگ طرابلس کے زمانے میں ایک معمر روسی مسلمان محمد حسین نامی نے نو لاکھہ روپیہ سے براہ راست غازی انور بے کی اعانت کی تھی ' اور اسی زمانے میں الہلال نے اسکی تصویر شائع کی تھی -

جاوہ میں نہایت جابرانہ حکومت ہے - مجھے اسمیں شک ہے کہ باراهی وہاں چندہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

البتہ مسلمانان چین کی نسبت کچھہ معلوم نہیں' بہرحال اب وقت صرف فراهمی چندے میں اپنے تمام قواے عملیہ کو صرف کرنے کا نہیں رہا - ضرورت ہے کہ ایندہ کے تحفظ کیلیے کوئی راہ اختیار کی جاے -

---

اسلام کے عظیم الشان
معبد میں جامعہ اسلامیہ (یونیورسٹی)
کی
تجویز اور اسکی تائید

—.○✤○:—

۱۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ کے روزانہ زمیندار میں شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی کیطرف سے ایک آرٹیکل شایع ہوا ہے - جسمیں علامہ موصوف نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کا اظہار فرماتے ہوے دردمند دل سے یہ مبارک تجویز پیش کی ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک جامعہ اسلامیہ قائم کیجاے جسمیں تمام مذهبی اور دنیوی (جن میں علوم جدیدہ بھی شامل ہیں) علوم کی اعلی درجہ کی تعلیم ہو - محترم ناظرین ! یہ وہ آواز ہے جسپر نہ صرف هندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو صداے لبیک بلند کرنا ضروری اور خیر مقدم واجب ہے کیونکہ جب اسلامی پبلک کو اس واجب التکریم اور عظیم الشان معبد سے وهی تعلق اور کشش ہے جو کاہ و کاہ ربا میں دیکھی جاتی ہے تو اس اعلی مقصد کیلیے مکہ معظمہ سے بہتر کوئی اور مقام موزوں نہیں ہوسکتا -

لیکن ایسی یونیورسٹی قائم ہونے میں جہاں یہ دقت ہے کہ ترکی گورنمنٹ مشکل سے اجازت دیگی - یہ بھی دقت ہے کہ عرب کے دیندار قبائل ایسی یونیورسٹی کیطرف بمشکل متوجہ ہونگے - بلکہ اکثر قبائل اس روشن خیالی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھینگے اور دهریت کا پیش خیمہ سمجھکر مانوس نہ ہونگے اور الفت نہ رکھینگے -

میرے خیال میں دونوں دقتیں رفع ہونیکی سہل صورت یہ ہے کہ مدرسہ صولتیہ کو ترقی دیکر ایک مکمل اسلامی یونیورسٹی اور عظیم الشان دار العلوم بنایا جاے -

صولتیہ وہ مدرسہ ہے' جو ۳۸ - سال سے مرکز اسلام میں قائم ہے اور جسکا سنگ بنیاد ایک مرد خدا ' نیک سیرت بزرگ' دور اندیش (فاضل هند مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم) نے هندوستان کو خیرباد کہکر' حرم محترم میں بڑی اولو العزمی اور جوش کے ساتھہ سنہ ۱۲۹۲ هجری میں اس ارادہ سے رکھا کہ اس کے ذریعہ علوم ربانی کی اشاعت صحیح اصول اور اعلے پیمانہ پر جاری ہو -

مدرسہ نے اپنے بانی کی نیک نیتی اور خلوص سے بتدریج اتنی ترقی کی کہ وہ جامعہ اسلامیہ بننا چاهتا ہے - خود اسکے مہتمم مولانا محمد سعید صاحب سنہ ۱۳۲۹ هجری کی روئداد میں تحریر فرماچکے ہیں کہ مدرسہ صولتیہ کے شاندار مستقبل کیلئے مسلمانوں کو اپنی متفقہ کوشش سے کام لینا چاهیے اور جسطرح مسلم یونیورسٹی علیگڈہ کیلئے تمام ملک میں ایک عام تحریک اور جوش پیدا کیا گیا تھا اسیطرح ایک مذهبی دار العلوم خاص مرکز اسلام میں قائم کرنیکا ولولہ اور خیال پیدا کیا جاوے -

مسلمانوں کو اگر اپنا مذهب عزیز ہے اور وہ اپنی حالت سنبھالنا چاهتے ہیں تو وہ اسوقت اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں اور یاد رکھیں کہ جس اصلاح کی بنیاد مذهب کے اعظم ترین مقدس مقام پر رکھی جاویگی اسکا اثر تمام اسلامی دنیا پر پڑیگا ' اس اصول پر کاربند ہونے ہی سے جڑ کو سرسبز رکھنے سے شاخیں همیشہ ترو تازہ اور بار آور رہ سکتی ہیں -

---

	پائی	آنه	روپیه
شیخ گہوڑو قصاب	٠	٠	۵
چاند دیوان	٠	٠	۳
عبد الرحیم عطر فروش	٠	۸	-
محمد شاناش	-	-	۲
شیخ ... ملک جی	٠	-	۱
امیر خان	-	-	۱
بدو شاہ فقیر	٠	۳	٠
شیخ محمود مجاور	٠	-	۴
نواب محمد خان	-	٠	۵
رمضان دیوان	-	۹	٠
وزیر خان	٠	٠	۳
سکندر قاضی	-	۴	-
عیدو بی (بیوہ) پنجارہ	-	٠	۱
تلی محمد قصاب	٠٠	٠	۲
غفور خان	-	۱	-
محمد اسحاق	٠	۱	٠
ابو شاہ فقیر	٠	۲	-
امیر شاہ فقیر	-	۲	٠
لالا میاں	-	٠	۲
شیخ وہاب	-	٠	۱
عثمان خان	-	-	۱
شیخ چھوٹو	-	-	۱
امیر شاہ	-	۸	-
شیخ نعمو قصاب	٠	-	۱
محمد مراد حسن ہیڈ ماسٹر (ایلچپوری)	-	٠	۱
قاضی عبد العزیز	۲	۵	٠
منی آرڈر خرچ	۶	۱۲	٠
محمد قاسم صاحب مختار	-	٠	۳
معین الدین احمد صاحب قدوائی ندوی گورکھپور	٠	۱۲	۳
احمد سعید صاحب - افضل گڈھ بجنور	٠	٠	۵۲
جو تفصیل ذیل ہے —			
پنچایت چھاپہ گران مانیاوالا	۳	۱۱	۲۰
چھوٹے جوجہ	-	-	۱
قیمت کھال قربانی از شیخ ... و حسین بخش	٠	٠	۹
قیمت کھال قربانی از فیض محمد و ملا حسین بخش	٠	۴	۹
قیمت کھال شیخ نبی و حسین بخش	-	۸	۵
کریم اللہ جوجہ	٠	۲	-
اللہ دیا	-	۴	-
نبی بخش	-	۴	-
غنی	٠	۲	-
موکھا گھوسی	٠	-	۱
بھورے	٠	۴	-
محب اللہ جوجہ	٠	۶	-
نیاز اللہ مستری	-	۴	٠
علم دین	-	۴	-
علی بخش دوکاندار	٠	۸	-
چھجو دھاری	٠	۸	-
عبد اللہ دھاری	-	٠	۱
مولا بخش درزی	٠	۲	-
منشی فصیح الدین	٠	٠	۱
چھٹن خان صلعدار	-	٠	۱
منشی عزیز الحق	-	٠	۱

	پائی	آنه	روپیه
محمد طہور	-	-	۱
حاجی میاں	-	۶	٠
رحمت اللہ ولد کریم اللہ	-	-	۱
محمد عباس خانصاحب - دھامپور - بجنور	٠	-	۲۵
اسلم خان - بہویہ - مظفرنگر	۱	۱۰	۲
ایک بزرگ از امروہہ بذریعہ استامپ	۲	۵	-
نواب ان - پی - لچھی خانصاحب - ارکان ...	-	-	۲۰
مولوی شفیع اللہ صاحب آرہ	-	-	۵
محمد امیر الدین ابو ظفر صاحب بہاری دہلی	-	٠	۲۵
حکیم عبد الرزاق صاحب صادقپوری	-	-	۱۳

اشتہار

زیر دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ دوم مقام ڈیرا اسماعیل خان

ٹھاکر رام ولد پرکھا داس ذات کھانچو سکنہ تحصیل کلاچی -

مدعی بنام پہلوان و شادی ولدان سلطان نابالغان مدعا علیہ

مقدمہ مسمات جندائی والدہ حرد سکنہ ممر ارکدل دیہہ نمبر ۳ -

دعوے ضلع حیدرآباد بحالۂ جہان خان پنشنر دفعدار -

مقدمہ مندرجہ صدر مسمی پہلوان و شادی ولدان سلطان نا بالغان بو بوبی -

مدعا علیہ مسمات جندائی والدہ حرد سکنہ ممر ارکدل دیہہ نمبر ۳ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے روپوش ہوتا ہے اسلئے بذریعہ اجراء اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور سے بتاریخ پیشی ۳ - مئی سنہ ۱۹۱۳ حاضر عدالت ہذا ہوکر جوابدہی مقدمہ کی نہ کی تو اسکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی -

آج بتاریخ ۱۶ اپریل ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا -

اشتہار

زیر دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب منصف صاحب درجہ دوم مقام ڈیرہ اسماعیل خان

ٹھاکر رام ولد پرکھا داس ذات کھانچو سکنہ تحصیل کلاچی -

مدعی بنام جہان خان ولد موسی خان -

مدعا علیہ ذات سمرو سکنہ صمر ارکدل دیہہ نمبر ۳ ضلع حیدرآباد سندہ دفعدار پنشنر دعوے ۹۴ - بروے تمسک

مقدمہ مندرجہ صدر سے مسمی جہان خان ولد موسی خان ذات سمرا سکنہ جررہ کدل دیہہ نمبر ۳ ضلع حیدرآباد سندہ -

مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے روپوش ہوتا ہے اسلیے بذریعہ اجراے اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ پیشی ۳ - مئی سنہ ۱۹۱۳ حاضر عدالت ہذا ہوکر جوابدہی مقدمہ کی نہ کی تو اسکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی -

آج بتاریخ ۱۶ - اپریل ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا -

PRINTED & PUBLISHED BY A K AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

سسٹیم راسکوپ لیورواچ ۱۹ سائز

مضبوط ' سچا وقت ' برابر چلنے والی ' مع محصول دو روپیہ آٹھ آنہ

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرمتلہ کلکتہ -

M. A. Shakur & Co., 5/1, Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.

درد سر و درد ریاح کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے - یہ دوا لحظہ میں اسکو پانی کر دیتی ہے - درد ریاح جیسے ٹیک - چمک - ٹیس - رگوں میں لہرکن کیوں نہ ہو چاہے جسقدر تکلیف ہو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے درد سر کے واسطے بھی اس دوا کا ایساہی فایدہ ہے - نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیساہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - اڑا جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے - اندنوں لوگ ذرا ذرا سی باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کام میں یا محنت کی باتوں میں فکر و تردد میں عیش و عشرت میں دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکایتیں سر پر آجاتی ہیں - اور ہاے رے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کے لیے ہے - دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے -

(قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی (۹ آنہ) محصول ڈاک ایک سے چھہ ڈبیہ تک ۵ آنہ)

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈھ

— * —

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر ' شام ' بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاصکر مکتبہ المنار کی کتابیں ' حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھہ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے *

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں *

یہہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے ' اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ صرف ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں ' روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جایگا *

المشتہر

منیجر المكتبة العلمية الاسلامية ' مدرسة العلوم ' علي گڈھ

حمیدیہ ہوٹل

—○ * ○—

نمبر ۱۳۱ لورچیت پور روڈ - کلکتہ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور آرام دہ کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار' فرنشڈ اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت مینیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہماری ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر مجاہد سنوسی وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

إِنْ لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
سید ابوالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ٨ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ١٢ آنہ

نمبر ١٨ — کلکتہ : چہار شنبہ ٢٩ جمادی الاولی ١٣٣١ ہجری — جلد ٢

Calcutta : Wednesday, May 7, 1913.

فہرس

تصاویر

شذرات

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی

اور

مسئلۂ " الندوہ "

(٣)

گذشتہ نمبر کا خلاصۂ تحریر، امید ہے کہ قارئین الہلال کے ذہن میں محفوظ ہوگا - اس عرصے میں بکثرت خطوط ادارۂ الہلال میں پہنچے، اور انکا سلسلہ برابر جاری ہے - ان خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ الحمد للہ ملک میں ارباب فہم و ادراک، اور صاحبان عقل و بصیرت کی ایک جماعت موجود ہے، جو ہر آواز کو اسکی اصلی جگہہ دینے کی پوری استعداد رکھتی ہے، اور اگر حقیقت کھولکر سامنے رکھدی جاے، تو اسکے استقبال کیلیے طیار ہے - ان خطوط میں اس عاجز کی نسبت جس حسن ظن کریمانہ کا اظہار کیا گیا ہے، انکے لیے حق تعالی کا شکرگذار ہے، اور مستدعی ہے کہ اسکے لیے استقامت و معیۃ حق و صداقت کی توفیق بخشی کی دعا فرمائیں، کہ اصل مقصود و مطلوب یہی ہے، و باقی ہمہ ہیچ !

ان خطوط میں سخت اصرار کیا گیا ہے کہ انہیں بجنسہ شائع کردیا جاے، لیکن میں بادب خواستگار معافی ہوں کہ اول تو الہلال کی گنجایش محدود، پھر زیادہ اہم مقصد بالفعل پیش نظر، اسلیے سردست انکی اشاعت سے مجبور ہوں - الا بعض اشد ضرور ی مکاتیب کہ انکی اشاعت ناگزیر و مفید معلوم ہو -

* * *

بسلسلۂ اشاعت گذشتہ اس واقعہ کے چند پہلو اور باقی رہگئے ہیں :

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے ' تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ' ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں ' اور اگر تین یا چار ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ـــ مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(مینیجر)

شرح اجرت اشتہارات

ـــ * ـــ

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۳۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جاے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) مینیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جاے ' -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو ' کسی حالت میں شائع نہیں کیا جاے گا -

نوٹ ـــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

۳۰ - اپریل کو ریوٹر نے اطلاع دی کہ بین القومی حالت کی بابت سفراء دول میں نہایت اہم گفتگو ہو رہی ہے - دفتر خارجیہ میں سفیر روسی، مبعوث جبلی، اور مسٹر بارچ باہم ملے اور اعلان کیا گیا کہ دول کے نام جبل اسود کا جواب پیش ہو گیا ہے -

یکم مئی تک اطالیا کی پالیسی ایک راز سربستہ تھی - وائنا میں کونٹ واں بر چٹولڈ نے اطالی سفیر سے ایک طویل ملاقات کی - وائنا کے اخبارات نے یہ مشورہ دیا تھا کہ آسٹریا، سقوطری کی طرف بڑھے، اور اطالیا جنوب البانیہ پر قبضہ کر لے -

اطالیا کے نیم سرکاری اخبار ٹربونا نے ایک مضمون لکھا، جسمیں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اطالیا آسٹریا کو تنہا مسئلہ البانیہ طے کرنے نہ دیگی، بلکہ خود بھی اسمیں حصہ لیگی -

---

تخلیۂ سقوطری

روس نے جبل اسود سے نہایت سخت الفاظ میں سقوطری کے فوری تخلیہ کا مطالبہ کیا اور اسے متنبہ کیا کہ اس سرکشی سے وہ اپنی بربادی کا سامان کر رہا ہے - اس مطالبہ کے بعد یکم مئی کی صبح کو جبل اسود نے غیر مترقبہ طور پر جواب پیش کیا - جواب میں ظاہر کیا گیا ہے کہ دول نے ناطرفداری توڑ دی ہے - جبل اسود دول کا مقابلہ کرنا نہیں چاہتا، بلکہ انصاف چاہتا ہے - جواب میں یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ بالمعاوضہ تخلیہ سقوطری منظور ہے - پھر شام کو سفراء دول کی سر ایڈورڈ گرے سے ڈیڑھ گھنٹہ تک صحبت رہی - اس صحبت میں اس مراسلہ پر بھی بحث کی گئی - آسٹری سفیر کو اصرار تھا کہ تخلیہ فوری اور غیر مشروط ہو، لیکن دیگر سفراء کو زیادہ اصرار نہ تھا -

۲ - مئی کو شاہنشاہ آسٹریا نے شاہنشاہی مجلس کا ایک غیر معمولی جلسہ کیا - جلسہ میں آسٹریا اور ہنگری کے وزراء اعظم اور نائب وزیر بھی مدعو کیے گئے تھے - آسٹری وزیر جنگ نے مجلس مدعو کی، جسمیں موجودہ حالت کو بالاستیعاب بیان کیا - اس مجلس نے فوجی کاروائی کو پسند کیا -

ٹریبونا نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ اگر آسٹریا نے البانیہ میں فوجی کاروائی شروع کی، اور اطالیا سے شرکت کی درخواست کی گئی، تو وہ ضرور حصہ لیگی - محکمہ جنگ کو حکم دیدیا گیا ہے کہ ضروری فوج تیار رکھے - ایک کوپزن کافی سمجھا گیا ہے - وائنا کے اخبارات لکھہ رہے ہیں کہ اطالیا اور آسٹریا کی کاروائی کے اصولی امور طے پا گئے ہیں -

ہرزگوینا اور بوسینا میں فوجی قانون نافذ کیا گیا ہے - وجہ یہ بیان کی گئی کہ اہل ہرزگوینا اور بوسینیا جبل اسود کے ساتھہ عملی طور پر ہمدرد ہو چلے تھے -

۴ - مئی کو ریوٹر کو معلوم ہوا تھا کہ مجلس جنگ نے، جسکا صدر خود شاہ نکولس تھا، فیصلہ کیا ہے کہ تخلیۂ سقوطری کی بابت دول کے مطالبہ کو منظور کر لیا جاے - ۵ - مئی کو ریوٹر تار دیتا ہے کہ شاہ نے دول کو باقاعدہ طور پر اطلاع دی ہے کہ اس نے معاملۂ سقوطری دول کے ہاتھہ میں رکھدیا - مجلس تاج کا فیصلہ چونکہ حکومت کی راے سے مختلف ہے، اسلیے وزارت مستعفی ہو گئی ہے -

اسی تاریخ کے سٹنجی کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ مسئلۂ تخلیۂ سقوطری پارلیمنٹ کی اس غیر معمولی نشست کے سامنے پیش کیا جائیگا، جو ۸ - ماہ حال کو مدعو کی گئی ہے - وائنا میں یہ تجویز مزید دقت حاصل کرنے اور ترمیم کی فلستکم کرنے کے لیے بطور ایک نمایشی جنگ کے خیال کی جا رہی ہے -

---

صلح

حسب تلغرافات عمومیہ فریقین نے مداخلت کو منظور کر لیا ہے - وکلاء صلح کے لیے پھر لندن تجویز ہوا - دولت عثمانیہ کے وکلاء عثمان نظامی پاشا اور بنیزیریا آفندی، اور مشہر قانونی رشید بے قرار پائے ہیں - حقی پاشا، توفیق پاشا، اور حسین حلمی پاشا نے شرکت منظور نہیں کی - وکلاء عثمانی مع مشیر قانونی ۶ - کو روانہ ہونگیے - اس خیال سے کہ گفتگو زیادہ طول نہ کھینچے دول گفتگو کے متعلق چند اصولی امور کا مسودہ پیش کردیں گی جب اس مسودہ پر دستخط ہو جائینگے تو پھر متخاصمین میں گفتگو شروع ہوگی -

---

باب عالی کی کامیابی

ہمارا خیال تھا کہ مسئلۂ اسعد پاشا موجودہ عثمانی حکومت کی سیاسی شطرنج بازی کا ایک حیرت انگیز اور ستایش طلب کارنامہ ہے، کیونکہ اگر البانیا کی خود مختار حکومت اسی اصول پر قائم ہو، جس پر یورپ کی نصرانی سلطنتیں قائم کرنا چاہتی ہیں، تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ جسم اسلام کا یہ ٹکڑا اسطرح علحدہ کر لیا جاے کہ پھر کبھی بھی نہ ملسکے، اور اتنا ہی نہیں، بلکہ اسکے آثار باقیہ بھی مٹا دیے جائیں !

گذشتہ اشاعت میں ہم نے اس خیال کی طرف مختصراً اشارہ کیا تھا، لیکن اس ہفتے کی خبروں سے اس خیال کی غیر معمولی طور پر تصدیق ہو رہی ہے - فالحمد للہ علی ذلک -

یکم مئی کا تار ہے کہ " اسعد پاشا کی درخواست رسد و نقد کے جواب میں باب عالی نے تار دیا ہے کہ وہ بیروت روانہ ہو جاے - اگر بین القومی ناکہ بندی حائل ہو، تو پھر ویلونا کا رخ کرے - باب عالی ویلونا میں رسد اور نقد بھیجدے گا -

۲ - مئی کا تار ہے : " اسعد پاشا نے زیر سیادت سلطان المعظم اپنے مسقط الراس ٹیرانا میں حکومت قائم کر لی ہے اور علم ہلال بلند کر دیا ہے " اس تار کے بعد غالباً اس راے میں شک کی گنجایش نہیں، جو ہم نے شرکت باب عالی کی بابت گذشتہ اشاعت میں ظاہر کی تھی - ہم نے اسکی نسبت متعدد تار تحقیق حال کیلیے ٹرکی بھی روانہ کیے ہیں -

---

البانیا

البانیا کے قیام حکومت کی خبریں تو آپ پڑھچکے ہیں - اسکے علاوہ حسب ذیل خبریں اور وصول ہوئی ہیں :-

۲ - مئی کا تار ہے کہ اسعد پاشا نے سرویا سے فرمایش کی ہے کہ کوپی ریزو اسکو دیدے - اس کے جواب میں سرویا نے اسوقت تک تعمیل فرمایش سے انکار کر دیا ہے، جب تک کہ اسعد پاشا سقوطری کو بالکل خالی نہ کردیگا -

۳ - مئی کو قسطنطنیہ کے ایک تار میں بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان مہاجرین البانیا اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہیں - عثمانی مبعوثین البانیا بھی واپس جانے والے ہیں، کیونکہ انکو امید ہے کہ وہ قومی مجلس میں منتخب ہو سکیں گے -

پیرس کے ۴ - مئی کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ الیسر کی سب سے آخری خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن ڈورریزو کے قریب جاوید پاشا (جو خلیج البانیا میں سرویوں کی مقاومت کر رہے تھے، اور جنکے متعلق مشہور کر دیا گیا تھا کہ انہوں نے مع ۱۵ - ہزار فوج کے سرویوں کے آگے ہتھیار ڈالدیے) اور اسعد پاشا میں ایک خونریز معرکہ ہوا، جو کئی گھنٹے تک ہوتا رہا بالآخر جاوید پاشا کو شکست ہوئی اور فوج پریشان ہو کے بھاگ گئی -

[بقیہ کے لیے صفحہ ۳ ملاحظہ ہو]

(۱) مضامین میں دیگر جزئي حالات جو بیان کیے گئے ہیں' وہ بھي صحیح ہیں یا نہیں ؟

(۲) جبکہ مولوي عبد الکریم صاحب کي نصوص ایک یا دو ہفتے کی معطلی کا فیصلہ جلسۂ انتظامیہ نے منسوخ کر دیا تھا تو یہ چھہ ماہ کی سزا پھر کیوں بخوشي و خرمی ' بغیر کسي انکار و عذر کے دیدي گئي ؟ جن لوگوں سے مولانا شبلی نے بجبر و اکراہ عالم تقیۂ ونفاق میں سزا دلوائي تھی' وہ تو اب آزاد تھے' اور سزا کي منسوخي اسپر شاهد ہے کہ اب مولانا شبلي کا تسلط و استبداد باقی نہیں رہا تھا - حتي کہ انہیں معافی مانگنے کیلیے کہا گیا تھا - پھر یہ کیونکر ہوا کہ بیچارے مولوي عبد الکریم کو گرگ تسلط کے منہ سے نکالکر تیغ قصاب کے پنجے میں ڈالدیا گیا' اور چند یوم کي سزا کي جگہہ نصف سال کي دفعہ لگا دي ؟

کیا ڈپٹي کمشنر صاحب نے خود اسکي اطلاع دي ' یا بعض لوگ اس بارے میں خود هي انکے پاس دوڑے هوے گئے اور اس سزا و عقوبت تعزیري کا هدیۂ مبارک ' نقیبہ دار العلوم کیلیے اپنے ساتھہ لاے ؟ اگر گئے تو وہ کون لوگ تھے ؟

(۳) جبکہ خود ارکان ندوہ کي قرار دي هوئي سزا کو منسوخ کر دیا گیا ' حالانکہ وہ مدرسہ کا اندروني معاملہ تھا ' تو پھر اب معتض ڈپٹی کمشنر صاحب کے احکام مستبدہ سے چھہ ماہ کی سزا دینا ' کیا معني رکھتا ہے ؟ کیا یہ کہ مولوي عبد الکریم صاحب کو ایک هفتے کي خود اپني دي هوئي سزا سے بچا کر' چھہ ماہ کي سرکاري سزا دلا دي جاے ؟

مجھکو جو اطلاع اس بارے میں مراسلۂ علی گڈہ سے ملي ہے ' اور جسکي تصدیق خواجۂ رشید الدین صاحب رئیس لکھنو کی مراسلت سے هوتی ہے (جو اس هفتے درج رسالہ کی گئي ہے ' اور جسکي نسبت میں اپني راے آخر مراسلہ میں ظاهر کرونگا) اور جو اس وقت تک صحیح اور معتبر سمجھي جاے گي ' جب تک کہ ارکان ندوہ ' اور شرکاء کار اسکي کوئي باقاعدہ تغلیط نہ کریں ' وہ حسب ذیل ہے :

مجلس ارکان خمسۂ اولی کے بعد اس کار روائي کی مولانا عبد الحی نے تمام ارکان کو حسب قاعدہ اطلاع دي ' اور ۹ - مارچ کو مجلس انتظامیہ کا جلسہ منعقد ہوا -

اسمیں بعد مباحثہ و تحریک و ترمیم و مخالفت' بالآخر یہ طے پا یا کہ " جو کار روائی پانچ حضرات کي مجلس نے' نیز معتمد دار العلوم نے کی تھي ' وہ کالعدم سمجھي جاے "

اس کار روائي کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسي جلسہ میں منشي احتشام علي ' مولانا سید عبد الحي ' اور مولانا حبیب الرحمن صاحب شرواني ندوہ کے عہدے اور ممبري سے مستعفي ہوگئے -

اب سوال یہ ہے کہ جو مضامین اس معاملے کي نسبت لکھے گئے' ان میں یہ تذکرہ کیوں حذف کر دیا گیا ؟

منشي اعجاز علي جنہوں نے اس بارے میں مضمون لکھا ہے' منشي احتشام علی کے بھائی ہیں ' یا شاید کوئي اور تعلق ہے مگر قریبي عزیز ضرور ہیں - تعجب ہے کہ وہ اپنے گھر کے ایک واقعہ پر روشني ڈالنے سے کیوں قاصر رہے ؟

اگر یہ تمام کارروائي جو مولوی عبد الکریم کے ساتھہ کي گئی' صرف مولانا شبلي هي کے تسلط کا نتیجہ تھی ' اور منشي احتشام علي ' مولوي سید عبد الحی ' اور مولوي عبد الباري صاحب محض بالجبر شریک ہوگئے تھے ' تو سوال یہ ہے کہ منسوخي کے بعد منشي احتشام علي اور مولانا عبد الحي کو کیوں اسقدر صدمۂ شدید پہنچا' کہ اعتراض و مخالفت هی نہیں ' بلکہ ندوہ کي ممبري هي سے مستعفي ہوگئے ' اور ایک ایسی جماعت سے رسم و راہ رکھنا بھي انہیں گوارا نہوا ' جو مولوي عبد الکریم مصنف مضمون جہاد کي سزا کو منسوخ کردے ؟

یہ امر صاف ظاهر کر رہا ہے کہ اس واقعہ سے ان تمام حضرات کو کس درجہ تعلق تھا ' کیونکہ اگر تعلق نہوتا ' تو پھر خلفشار و منسوخي کے بعد مستعفي کیوں ہو جاتے ؟

البتہ مولانا حبیب الرحمن صاحب کا مستعفی ہونا بالکل ایک علحدہ اور بے تعلق معاملہ ہے - کیونکہ وہ پہلي کارروائی میں شریک نہ تھے ' جسکی منسوخي کا انپر اثر پڑتا - انکے مستعفی ہوجانے کیلیے وجوہ و اسباب ہونگے ' جو معلوم نہیں -

اس بحث کا سب سے زیادہ تماشا طلب حصہ یہ ہے کہ اگر یہ مضامین واقعي حریت پسندي' صداقت فرمائي ' اور جہاد دوستی کي وجہ سے لکھے گئے ہیں (اور اگر ایسا ہو تو تمام ملک جانتا ہے کہ یہ عین نتیجہ و منشاء دعوت یک سالۂ الہلال ہے) تو کیا سبب ہے کہ منشی اعجاز علی کارروائي کرنے والي مجلس کے صرف ایک رکن کی مخالفت میں تو اس درجہ سرگرم جہاد في سبیل اللہ هیں ' اور باقی چار ممبروں کا ' جنمیں ایک خود انکا بھائي ہے ' ذکر تک نہیں کرتے ؟ آزادي راے اور معیتۂ صداقت کا ایما تو یہ ہے کہ انکو سب سے پہلے پوري مجلس کي کارروائي پر اعتراض کرنا تھا - پھر چونکہ مولانا شبلي بھي اسمیں شریک تھے' اُن پر بھي کرنا تھا - اور ساتھہ هي اپنے گھر کی بھي خبر لیني تھي - علی الخصوص منشي احتشام علی صاحب سے پوچھنا تھا کہ " بابا ! تم جو اس کارروائي میں شریک مساوي تھے' اور تم کو اس کارروائي کي منسوخي کا اسدرجہ غم تھا ' کہ تم نے اپنا استعفا پیش کردیا تھا ' اور تم جو ڈپٹی کمشنر سے بمعیت مولوي خلیل الرحمن صاحب سہارنپوري جا کر ملاقات کرتے ہو' اور حکم سزاے شش ماهہ لیکر واپس ہوتے ہو' بتلاؤ کہ اِن واقعات کو مطلوبۂ حریۂ و حق طلبي' اور حکم جہاد و قتال فی سبیل اللہ سے اب میں کیونکر تطبیق دوں ؟ "

لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسا ہونا ممکن نہ تھا - غلامي ہو یا حریت ' بلند کان اعراض و اهوا نے انہیں اپنے مقاصد ردیہ کیلیے ایک آلہ بنا لیا ہے - ایسوں کی نہ غلامی موجب تاسف ہوتی ہے اور نہ ادعاء حریت موجب مسرت - یہ مقامات دوسرے ہیں -

شاید مجھسے زیادہ منشي اعجاز علي کا کوئي مداح نہوتا اگر وہ اس معاملے میں فرض حق گوئی ادا کرتے - جہاں شخصی تعلقات و عداوت کا قدم آیا ' وہاں ایک لمحہ کے لیے بھی سچائي نہیں ٹہر سکتي - یا تو چپ رہو کہ بہتوں کي خاموشي انکے بولنے سے اچھی ہے ' یا بولو تو اپنے تعلقات اور عزیز داریوں کي زنجیرکو تو ڑدو' اور اپنے دل کو شخصی مقاصد فاسدہ سے پاک کردو -

---

هفتہ جنگ آسٹریا کي " آزادانہ کار روائي " کے فیصلے نے تمام یورپ میں عالمگیر اضطراب پیدا کردیا ہے ' اور گو لندن میں اسکی سرکاري طور پر تصدیق نہیں کي گئي تھي ' مگر بازاروں کي حالت خراب ہونے لگي ہے -

۳۰ - اپریل کو ریوٹر کے تار کا مفاد یہ تھا کہ آسٹریا اور جبل اسود' دونوں سرحدوں پر فوجیں جمع کررہي ہیں' انٹي وہري میں اسوقت ۱۰ - هزار جبلي فوج موجود ہے اور مزید فوج آ رهي ہے -

مطالبہ دول کے تحریري جواب میں جبل اسود نے یہ اعلان کیا تھا کہ آخري جواب وہ اسوقت تک نہیں دیگا' جب تک کہ برطانیوں کي عید الستر ختم نہ ہوجاے گي -

۲۹ - جمادی الاولی ۱۳۳۱ ہجری

حول ادرنہ

افکار و نتائج

انجمن اتحاد و ترقی - انقلاب وزارت - صلح و جنگ - دماغ ادرنہ - و نظرۂ مستقبل -

(۱)

مصائب و حوادث کا نزول انسانی آراء و معتقدات کیلیے سب سے بڑی آزمایش ہے، اور انسان کے اعتقاد کا شرف و احترام صرف اس میں مضمر ہے کہ ناگہانی حوادث کے ظہور کے وقت اسکے استقلال فکر، و قوت قیام راے کا حال کیا تھا ؟

پھر کتنے کمزور دماغ ہیں، جو مدتوں کے نشو و نما یافتہ اعتقاد کو صرصر حوادث کے ایک جھونکے پر قربان کر دیتے ہیں، اور کتنی ضعیف القلب ہستیاں ہیں، جو اپنی راے کی قیمت ایک صداے رعد، اور ایک اضطراب برق کی لرزش مرعوبیت سے زیادہ ثابت نہیں کرسکتیں ؟

لیکن فی الحقیقت یہ انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے - انسانی راے و اعتقاد کے شرف کو اس سے بہت اونچا ہونا چاہیے کہ اسکا استقلال حوادث و مصائب کے مقابلے سے عاجز ہو، اور اپنے ہستی قیام کو تغیرات کی رو پر چھوڑ دے - دنیا میں حوادث سے چارہ نہیں، پھر اگر تم نے اپنی راے کی زندگی کا سررشتۂ حیات و ممات انکے ہاتھوں میں دیدیا، تو اسکے یہ معنی ہیں کہ خود تمہارے پاس کوئی روح فکر و ذہن نہیں - ہر لمحے میں تمہاری رائیں پیدا ہونگی، اور ہر دقیقے کے اندر انکے جنازے اٹھیں گے !

پھر یہ دنیا کی عظیم الشان ہستی، یعنی انسان کی راے نہیں ہے، بلکہ حیات حیوانی کے وہ ابتدائی نمونے ہیں، جو ہوا کی ایک حرکت سے مرتے، اور رطوبت کے ایک قطرے سے پیدا ہوتے رہتے ہیں -

* * *

البتہ استقلال فکر، اور جمود راے میں فرق کرنا چاہیے - تمہاری راے اور اعتقاد کو مستقل اور محکم ہونا چاہیے، لیکن جامد و غیر نشو و نما یافتہ نہیں ہونا چاہیے ۔ دنیا کی ہر شے کی طرح اسکو بھی تدریجی پر قدموں اٹھنا جاری ہے، پس تمہاری راے اور عقیدے کو بھی ترقی کرنا چاہیے - ترقی سے مقصود یہ ہے کہ غلطیوں اور ضلالتوں سے نکلے، اور حق و حقیقت کی طرف متصاعد ہو - وہ ہر اس تغیر و انقلاب کیلیے بالکل مستعد رہے، جو حق کے ظہور و کشف سے اسپر طاری ہو، اور جب ظہور صداقت کی تلوار اٹھے، تو خود اپنے تئیں زخمی ہونے کیلیے پیش کر دے ! !

اعتقادات و آراء میں یہ تغیر، جو قبول حق اور سماع صداقت سے ہوتا ہے، در اصل استقلال و استحکام فکر کا منافی نہیں ہے، بلکہ اسکا ارتقا اور نشو و نما ہے -

پس ضرور ہے کہ رایوں میں جمود، اور سماع حق و تلاش صدق سے اعراض نہو، لیکن اسکے ساتھہ ہی استقلال و قیام میں تزلزل بھی نہونا چاہیے - وہ ایک ایسی قوت ہو کہ حق کے مقابلے کے سوا، دنیا کا کوئی حادثہ، اور کوئی سخت سے سخت قوت بھی اسکو شکست نہ دیسکے -

* * *

سقوط ادرنہ اور تسلیم سقوطری (۱) کے واقعہ نے جو موثر اور ناگہانی اثر قلوب و افکار پر ڈالا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ استقلال راے اور استقامت فکر کے نقطۂ بحث کو پیش نظر رکھکر، انپر ایک نظر ڈالنی چاہیے -

سب سے پہلا اثر تو وہ مایوسی کی گھٹا تھی، جس کو میں نے تقریبا ہر طرف محیط پایا، اور میرا دل بہت غمگین ہوا، جب میں نے اسکی چادر ہٹا کر دیکھا، کہ جو لوگ دنیا میں صرف امید کیلیے پیدا ہوے ہیں، وہ بدبختانہ مایوسی سے مغلوب ہو رہے ہیں، حالانکہ "و من یقنط من رحمۃ الا الضالون" ؟

پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس واقعہ کا ایک اثر، وہ رایوں کا تغیر، اور معتقدات کا انقلاب بھی ہے، جو ترکوں کے اسلامی دماغ، انجمن اتحاد و ترقی، انقلاب وزارت، صلح سے انکار و اصرار جنگ، اور ایڈریا نوپل کے دماغ کی ناکامی کی نسبت، دماغوں اور فکروں میں پیدا ہوگیا ہے -

بانی ادرنہ : شہنشاہ اڈریانو -

اسی رومانی شہنشاہ نے ایڈریا نوپل کو آباد کیا تھا اور پھر اسی کے نام سے مشہور ہو گیا - اصلی نام "اڈریا نو پولس" تھا - یعنی شہر اڈریانو - جیسے ایران کے قدیمی دار الحکومت جمشید کو "پرسی پولس" کہتے ہیں - پولس یونانی میں شہر کے معنی میں بولا جاتا ہے - پھر کثرت استعمال سے "اڈریا نوپل" ہوگیا - یہ تصویر ایک سنگی بت کی ہے، جو لندن کے برٹش میوزیم میں موجود ہے -

میں انکو جانتا ہوں جو کل تک اتحاد و ترقی کے مداح تھے، مگر سقوط ادرنہ کی خبر سنتے ہی مخالف ہوگئے - گویا ایڈریا نوپل کے جنگی دماغ کی کامیابی و ناکامی، اتحاد و ترقی کی موافقت و مخالفت کی ایک طے شدہ شرط تھی، اور اب یہ لوگ شرط کے پورا نہونے سے اپنا معاہدۂ موافقت بھی فسخ کررہے ہیں، کہ اذا فات الشرط، فات المشروط ! !

کامل پاشا کی وزارت کی شکست، اور نئی وزارت کا صلح سے انکار بھی ان لوگوں کے خیال میں ایک ایسا مسئلہ تھا، جسکے حق و باطل کا معیار صرف ایڈریا نوپل کی دیواروں کے نیچے تھا - پس جب بلغاری و سروی فوج نے اسکو توڑ کر گرا دیا، تو اسکی

---

(۱) عربی میں شہر کو سپرد کردینے کیلیے "تسلیم" کا لفظ بولا جاتا ہے، جو لغت کے اعتبار سے بھی بالکل صحیح ہے -

یا قومنا ! اجیبوا داعي الله !!

اے برادران ملت ! الله کے طرف پکارنے والے کسي پکار کا جواب دو !

انفروا خفافا و ثقالا !

آہ ! کاش مجھے وہ صور قیام قیامت ملتا ' جس کو میں لیکر پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر چڑھجاتا ' اسکی ایک صداے رعد آساے غفلت شکن سے ' سرگشتگان خواب ذلت و رسوائی کو بیدار کرتا ' اور چیخ چیخ کر پکارتا کہ " اٹھو کیونکہ بہت سوچکے ' اور بیدار ہو ! کیونکہ اب تمہارا خدا تمہیں بیدار کرنا چاہتا ہے ! پھر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ دنیا کو دیکھتے ہو ' پر اسکی نہیں سنتے جو تمہیں موت کی جگہہ حیات ' زوال کی جگہہ عروج ' اور ذلت کی جگہہ عزت بخشنا چاہتا ہے !

یا ایها الذین آمنوا ! استجیبوا لله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم و اعلموا ان الله یحول بین المرء و قلبه ' و انه الیه تحشرون (۸ : ۲۴)

اے مسلمانو ! الله اور اسکے رسول کی صدا کا جواب دو ' جبکہ وہ تمہیں بلا رہا ہے ' تاکہ تمکو موت سے نکالکر زندگی بخشے - یاد رکھو کہ الله جب چاہتا ہے ' انسان اور اسکے دل کے اندر ازے اجاتا ہے ' اور پھر خواہ تم اس سے کتنا ہي اعراض کرو مگر تم کو ہر پھر کے اسي کے آگے ٹیک دینا پڑتا ہے !

* * *

آج آنے والي بربادیوں اور ہلاکتوں سے نکلنے کیلیے تم بیقرار ہو ' اور اسکے لیے طرح طرح کي تدبیروں کو سوچتے اور ڈھونڈھتے ہو - لیکن یہ کیا ہے کہ ایک لمحہ اور ایک دقیقہ کیلیے بھي تمہارے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ سب سے پہلے اسکو تو اپنے سے راضي کر لیں ' جسکے دروازے سے بھاگ کر ساري دنیا میں ہم نے ذلتوں اور نا مرادیوں کي ٹھوکریں کھالیں ' حالانکہ وہ کہہ چکا ہے اور کہہ رہا ہے :

یا ایها الذین آمنوا ! ان تتقوا الله یجعل لکم فرقانا ' و یکفر عنکم سیئاتکم و یغفر لکم ' و الله ذو الفضل العظیم (۸ : ۲۸)

اے مسلمانو ! اگر تم الله سے ڈرو اور اسکے حکموں کے آگے جھک جاؤ ' تو پھر تمہیں کسي چیز کیلیے بھي کسی دوسري تدبیر کے کرنے کي احتیاج باقي نہیں رہیگی - وہ دنیا میں تمہارے لیے عزت و اقبال کا ایک شرف و امتیاز پیدا کردیگا ' اور تمہاري تمام گمراہیوں کو معاف کردیگا - وہ تو سب سے زیادہ بخشدینے والا اور صاحب رحم الطاف ہے !

* * *

پھر اگر اٹھنا ہے تو اٹھہ کھڑے ہو ' کیونکہ چلنے کا وقت یہی ہے ' اور اسکے بعد موت کے سوا کچھہ نہیں - آج تم کو کوئي انجمن ' کوئي جمع شدہ دولت اور روپیہ کي مقدار ' کوئي پولیٹکل سرگرمي ' اور کوئی امدادوں اور مددوں کے اجتماع محض کا ایک جتھا ' آنے والے مصائب سے نہیں بچاسکتا ' جب تک کہ خود تمہارے اندر کوئي انقلابی تبدیلی نہو ' اور جب تک کہ تم اپنے خدا سے ' اسکی راہ ' اور اسکی مرضات کی راہ میں ' اپنے تئیں دے ڈالنے کا عملي عہد نہ باندھلو ' اور اسی کے بتلائے ہوے طریقہ ' اور اسی کے حکم و ایما کے ماتحت ہوکر ' اسکے نہ ہوجاؤ -

پس یہی ہے - جسکی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں ' اور یہی دعوت ہے ' جسکے پکار کی راہ آج سے مجھے دکھلائي ہے - میں اٹھا ہوں ' پس تم بھي اٹھو ' تاکہ ہم سب ملکر اسکے دروازے کو کھٹ کھٹالیں ' اور ہر طرف سے کٹکر صرف اسی کے ہوجائیں - پھر وہ جسطرف لے جاے ' اپنے تئیں چھوڑدیں - کانٹوں پر لوٹاے ' تو اپنے تلووں کو زخمي کردیں - اور پھولوں پر چلاے ' تو اسکے لطف و راحت سے لذت اندوز ہوں - تلواروں کا زخم کھلاے ' تو اسکو غیروں کے مرہم سے زیادہ مضطرب سمجھیں ' اور زہر کا تلخ و مہلک جام دے ' تو آسے شربت قند و گلاب کي طرح مزے لے لیکر پی جائیں : -

پیکان ترا بجان خریدار
من مرہم دیگران نخواہم

* * *

الحمد لله کہ صداے " من انصاري الی الله " کیلیے وہی خداے حکیم دلوں کو کھول رہا ہے ' جس نے اس صدائے دعوت الی الله و رسوله کو بلند کرایا ہے - اسوقت تک روزانہ ایک سو درخواستوں کا اوسط ہے - لیکن شاید ابھي بہت سے لوگ ہیں ' جو متامل ' اور بہت سے ہیں جو اصلیت و مقصد کی طرف سے پریشان ہیں ' مگر وہ یاد رکھیں کہ حکمۃ الہیہ نے یہي طریق دعوت اس لیے قرار دیا تا کہ اسطرح سب سے اول ہی دلوں کي آزمایش اور دعوتکا امتحان ہوجاے - جنکے دلوں میں سچا ولولہ ہوگا ' وہ بغیر اصلیت کو پوچھے اٹھہ کھڑے ہونگے ' کیونکہ انکے لیے اتنا اشارہ ہي کافي ہوگا کہ الله کي راہ کی دعوت ' اور اسلام کي ایک مخلص جماعت پیدا کرنا ہے ' پھر خواہ اسکي کوئی تدبیر اور کوئي پیرایہ ہو ' کہ یہ امور ' وسائل و ذرائع ہیں ' اور اصل حقیقت الیے متاثر نہیں - ھذہ تذکرۃ ' فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا !

[بقیہ مصری صفحہ تین کا]

سرویوں نے اسعد پاشا کے لیے تور یزو کا راستہ کھولدیا ' اور اسعد پاشا کي فوج کا ایک حصہ فاتحانہ طور پر داخل ہوگیا -

اسعد پاشا کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اسوقت وہ مرکز البانیا کي حالت کا مالک ہے -

سب سے آخري خبر یہ ہے کہ سرویا نے البانیا کو بالکل خالی کردیا ہے - آخري سروي دارکش جہاز اسعد پاشا کے داخلے سے پہلے ہي صبح کو کورنزا سے روانہ ہوگیا -

شاید جاوید پاشا اسعد پاشا کو دولۃ عثمانیہ سے بالکل بے تعلق سمجھہ رہے ہیں ' اور یہی غلط فہمی اس معرکہ کي بنیاد ہے -

نیز نہیں کہا جا سکتا کہ ان خبروں کے تمام اجزا کہاں تک موثق ہیں ؟ بہرحال امید ہے کہ آیندہ ہفتے تک قسطنطنیہ کی کوئی مفصل تلغراف خصوصي اس بارے میں شائع کرسکیں گے -

کے ماتم کیلیے ایک عجیب الخلقۃ منطق نے بنا پڑ سکوں حق و باطل سمجھتے ہیں ' انکو اس وقت سامنے آنا چاہیے -

اس مسئلے پر غور کرنے کیلیے زیادہ سے زیادہ حسب ذیل منصات خاطر ہی جاسکتی ہیں :-

(۱) دول یورپ نے اپنی پچھلی یاد داشت میں ایڈریانوپل کی حوالگی پر زور دیا تھا ' اور کامل پاشا کی وزارت نے سر جھکا دیا تھا ' مگر اتحاد و ترقی نے ایڈریانوپل کی حوالگی کو اسلامی شرف و وقار اور علمائی روایات کیلیے خودکشی بتلایا ' اور اسی بنا پر عزم اور فریع میں برھمی پیدا کرلی ' اور وزارت کا تختہ الٹ دیا - لیکن اسکا نتیجہ کیا نکلا ؟ یہی کہ جو چیز عزت سے مالکی جاتی تھی ' بالآخر شکست کی ذلت کے ساتھہ جبراً چھنی گئی ؟

(۲) پھر آخری نتیجہ تو اس سے بھی بدتر نکلا ' کیونکہ اس صورت میں بلغاریا ایڈریانوپل کی اسلامی آبادی اور مقامات متبرکہ کی حفاظت و احترام کا وعدہ کرتی تھی ' لیکن اب ' جبکہ جبراً لے لیا گیا ' تو یہ بات بھی جاتی رہی -

(۳) نئی وزارت نے جنگ میں کونسی ایسی تبدیلی پیدا کردی ؟ نہ تو انور بے نے صوفیا فتح کیا ' نہ شکری بے بلغراد اور سنتیجی پر قابض ہوا - کوئی نئی فتح باقی ' اور کسی حصۂ زمین کی واپسی نئی وزارت سے بن نہ آئی - بلکہ ایڈریانوپل ' جنینا ' اور سقوطری بھی ہاتھہ سے گئے -

(۴) پس کیا شوکت پاشا اور کامل پاشا ' دونوں نتیجہ کے لحاظ سے جنگ کیلیے یکساں نہیں ہیں ؟

یہی اعتراضات ہیں جو باشکال مختلفہ سامنے آئے ہیں - میں نہیت اختصار و ایجاز اور محض بطور اشارات کے جواب عرض کرونگا ' کیونکہ آجکل الہلال کے صفحات انقلابیہ بوجہ تحریک تشکیل "حزب اللہ" بالکل رکے ہوے ہیں - اور مزید گنجایش مفقود ہے - یہ بھی جو لکھہ رہا ہوں ' تو صرف اسلیے کہ موجودہ حالت کی مایوسیوں کا اثر بالواسطہ قوۂ عمل و استعداد کار پر بھی پڑتا ہے ' اسلیے ضرور ہے کہ پہلے غلط فہمیوں کو صاف کردیا جائے - ورنہ میں تو آجکل اپنے پیش آنے والے کاموں میں اسطرح غرق ہوں کہ ان چیزوں کے لکھنے کا اب کوئی ولولہ ہی اپنے دل میں نہیں پاتا - اور احباب یاد رکھیں کہ میری تمام تحریریں دل کے ولولے ہی پر موقوف ہیں - یہ دوسری بات ہے کہ لکھتا ہر حال میں پڑتا ہے -

فاقول و باللہ التوفیق :

(۱)

سب سے پہلے پہلی بحث پر نظر ڈالیے - پھر میں ان قاطعین سے ' جنھوں نے اپنی رائے کی باگ حقائق امور کے ہاتھہ میں نہیں ' بلکہ وساوس و خطرات امید و بیم ' اور جذبات و امیال حزن و نشاط کے ہاتھہ میں دیدی ہے ' یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ

کیا اُنکی اصطلاح میں خودکشی اور موت ' دونوں ایک ہی ہیں ؟

اگر ایک بیمار جاں بلب ہو ' تو کیا ایک قدیم یونانی فلسفہ کی طرح ' اسکو وقت سے پہلے مار ڈالنا چاہیے ' یا آخر وقت تک علاج و سعی اور جد و جہد کے ذریعہ بچانے کی کوشش کرنا چاہیے ؟

جو لوگ ایڈریانوپل کو نہ بچاسکنے کی وجہ سے اسکا بخوشی دیدینا جائز بلکہ ضروری بتلاتے ہیں ' کیا وہ ایک بیمار شخص کو جو حد درجہ ضعیف ہوگیا ہو ' یہ مشورہ دینے کیلیے طیار ہیں کہ وہ خودکشی کرلے ' کیونکہ کسی نہ کسی دن تو اسکی جان ملک الموت جبراً لے ہی کر چھوڑے گا ؟

ہزاروں انسان ہیں ' جو اپنے بیمار عزیزوں کا جان کنی کی آخری گھڑی تک علاج کرتے ہیں ' لیکن تقدیر الٰہی کی مشیت انسے شکست کھاجاتی ہے ' اور بالآخر انکی جان حوالۂ موت ہونے سے نہیں بچتی - یہ حالت دیکھکر انکے عزیز روتے ہیں اور انکی موت پر ماتم کرتے ہیں ' پر یہ تو کوئی نہیں کہتا کہ مرنے والے کو جب مرنا ہی تھا ' تو کیوں نہ ہم نے اپنے ہاتھہ سے گلا گھونٹ کر مار ڈالا ؟ یہ سچ ہے کہ ایڈریانوپل کی حفاظت کا نتیجہ بالآخر جان بر نہوسکا ' لیکن اسپر ہم رو سکتے ہیں ' پر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ جانے والے ایڈریانوپل کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے کیوں نہیں دیدیا ؟

ایڈریانوپل قسطنطنیہ کے علاوہ یورپ میں ہماری آخری متاع عزت تھی - وہ آل عثمان کی عزت و عظمت کا معقل ' اسلامی فتوحات اخیرہ کا مخزنۃ الافتخار ' سلطانی عظمتوں کا مسکن ' قدیمی علمائی دار الحکومت ' یونانی رومانی عظمۃ مغلوبہ کی یادگار مظفرہ ' اور اسلام کی ضرب شمشیر کا ایک گہرا سیحی زخم تھا - پھر قسطنطنیہ کا ایک گہنا مرکز ' اور شان زوجی کے قتل عظمت کی حفاظتی کلید تھی -

ایسی متاع عزیز و محبوب کو ایک عدیم النظیر قربانی ' اور ایک شرمندہ کی انسانیۃ بے حیائی کے ساتھہ ' دول موجودہ کا قصب ولیس لیسی ' اور انسانیۃ مظلومہ کیلیے وجود مجسمۂ لعنت و عقاب الیم ' یعنے دول متحدۂ یورپ (قاتلہم اللہ تعالی) ہم سے طلب کرتا تھا ' تاکہ ہم اس جنس گرامی کو بغیر ایک قطرۂ متاع کے بہاے ' بخوشی دیدیں ' اور اسطرح اسلام کے ماضی عصمت پر اپنی کمزوری اور بزدلی سے جو صدہا دھبے ہم لگا چکے ہیں ' ان میں ایک سب سے آخری مگر سب سے زیادہ ذلت بخش ' اور شرم انگیز دھبے کا اضافہ کردیں !!

پھر آنے والی تمام نسلیں ہم پر لعنت بھیجتیں ' اور تاریخ میں حسرت و ندامت کے ساتھہ پڑھتیں کہ ہماری ذلت و بے غیرتی یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ عزت اسلامی کو اگر بچانے سے عاجز تھے ' تو اسکے لیے خون بہانے سے بھی مجبور ہوگئے تھے !!

(کامل پاشا) کے اندر صلیب کی غلامی کا آسیب حلول کرگیا تھا - انگلستان کے آستانۂ صلیبی پر اسکی نو سالہ پرستش جبہہ سائی کر رہی تھی - یقیناً وہ ایسا کرسکتا تھا ' جسکی اس نے چالیس کروڑ فرزندان اسلام کی آخری ذلت و رسوائی کیلیے معقول و تاسف سعی کی تھی ' لیکن اگر آج سقوط ادرنہ کی خبر سنکر مسلمانان عالم ' اور علی الخصوص مسلمانان ہند کی زبان سے بھی (جو اپنے جوش اسلامی کیلیے آج تمام ترکی میں ضرب المثل ہو رہے ہیں) ایسے کلمات سفیہہ و رذیل نکلتے ہیں ' تو میں نہیں سمجھتا کہ اپنی بدبختی پر کیونکر ماتم کروں ؟ کیونکہ پھر تو واقعی مسلمانوں کی سیزدہ صد سالہ عزت کا خاتمہ ہوگیا ' اور ملۃ قوم الہیہ کی ذلت و رسوائی کی انتہا ہوگئی - ہم لوگ صرف عالم مادیہ کی شوکت و قسری ہی کے مدعی نہ تھے ' بلکہ ہماری اصلی عظمت اقلیم دل اور عالم روح و عواطف معنویہ کی تھی - بلغاریا اور سرویا نے ایڈریانوپل کو جس سہولت سے اور ماتحت ملکی کے بعد لیا ہے ' اور پھر جیسی عدیم النظیر شکست کے بعد اس فتح کے لینا کا آیے موقعہ ملا ہے ' وہ ہمارے لیے خواہ کتنا ہی غم انگیز ہو ' مگر ذلت انگیز نہ تھا ' لیکن اگر اس معاملۃ پر ایک لمحہ کیلیے بھی کسی قلب مومن میں تاسف و انفعال پیدا ہوتا ہے ' اور یورپ کے مطالبۂ ادرنہ کے وقت کو حسرت کے ساتھہ یاد کرتا ہے ' تو پھر یقیناً بلغاریا اور سرویا نے نہیں ' مگر خود ہماری بدبختی نے ہمارے مقدس چہروں پر ایک ماتمی ذلت کا داغ لگا دیا ' اور یقیناً اب ہم کو خودکشی ہی کرلینی چاہیے !!

منّي کے ساتھ اس مسئلے کي صداقت بھی کرگئي ! یہ لوگ اب کہتے ھیں کہ جنگ سے تو واقعي صلح ھي بہتر تھي !!

* * *

لیکن افسوس ہے کہ میں اپنی رایوں کو اسقدر جلد پیدا کرکے اور پھر قتل کر ڈالنے پر قادر نہیں - میرا دماغ رایوں کا گھر ہے' پر میں اُسے مدفن بنانا نہیں چاھتا - میں انسان کي راے کو ایک قوت سمجھتا ھوں جو اندر ھی پیدا ھوتي ہے' اور جب مرتي ہے' تو اندر ھي کي کسي قوت سے مرتي ہے - میرے عقیدے میں باھر کے حوادث و واقعات اسپر موثر نہیں ھوسکتے -

مجھکو معلوم ہے کہ نئي وزارت جنگ کے اعلان کے ساتھ قائم ھوئي - میں ابھي بھولا نہیں ھوں کہ ایڈریا نوپل کے تحفظ کي خاطر اپني انتہائي قوت صرف کردینے ھي کیلیے (انور بے) باب عالی کے اندر داخل ھوا تھا -

مجھکو یاد ہے کہ طلعت بے نے کہا تھا : " ہم مٹ جائیں گے مگر اسلامي دنیا کو شرمندہ نہیں کرینگے "

پھر ساتھ ھي میں یہ بھي تم سب کي طرح دیکھ رھا ھوں کہ اس تمام عرصے میں نئي وزارت نے کوئي چھنا ھوا ملک دشمن سے واپس نہیں لیا - اسکي خبر بھي کوئي نہیں آئي کہ عزت پاشا نے چتلجا سے نکلکر صوفیا اور بلغراد پر قبضہ کرلیا ھو - جنگ کیلیے اولین شے روپیہ ہے - یہ بھي سچ ہے کہ نئي وزارت نے کوئي نیا خزانہ بھي آیا صوفیہ کي دیواروں کے نیچے سے نہیں نکالا' اور یورپ نے اپنے ادعائي حیاد(۱) کے برخلاف کوئي قرضہ بھي نہیں دیا -

اسکے بعد آخري خبر جو سب کو سنني پڑي' میں بھی سن چکا ھوں - یعنے ایڈریا نوپل ساقط ھوگیا' اور بلغاري مرج اسکے اندر فاتحانہ داخل ھوگئي -

لیکن باوجود اِن تمام یاد داشتوں' اور حافظہ کي زندہ معلومات کے' اور باوجود ان حوادث و نتائج کے سماع اور مشاھدے کے' میں کہتا ھوں کہ میري جو راے ابسے تین ماہ پہلے انقلاب وزارت کے وقت تھي' اب بھي ہے - میں بہت سونچتا ھوں لیکن ایک لمحہ کیلیے بھي اپني راے کو کسي تغیر کیلیے طیار نہیں پاتا -

ھاں' یہ سچ ہے کہ ایڈریا نوپل کے تحفظ کی سعي' نئي وزارت کا اعلان اولین تھا' اور وہ ساقط ھوگیا - مع اپنے عظیم الشان مقبروں اور مقدس مساجد کے - مگر الحمد للہ کہ میري راے کي تسخیر کیلیے

ودَاع ادرنہ !!

جامع سلیم (ادرنہ) کے نظارۂ خارجي

پر ایک وداعي نظر !!

اپنک مخالف اسباب پیدا نہیں ھوے ھیں - وہ اپنک بدستور قائم و مستقل ہے - مع اس راے کے' جو ابتدا سے عثماني مسائل کي نسبت رکھتا ھوں' اور مع اُن خیالات کے' جو انقلاب وزارت کے وقت ظاھر کرچکا ھوں -

انجمن اتحاد و ترقي

انجمن اتحاد و ترقي کي نسبت میں اس وقت کچھہ نہ کہونگا کہ مختصراً بار بار کہہ چکاھوں' اور تفصیل کا یہ موقعہ نہیں - میري رائیں منٹوں اور لمحوں میں نہیں بدلتیں - میں نے جو خیالات الہلال جلد اول نمبر (۲) میں " تصادم احزاب و تنافس اقلام " کے عنوان سے ظاھر کیے تھے' اب تک اُن پر قائم ھوں - میري راے کا خلاصہ یہ تھا کہ : لہم حسنات و سئیات :

خلطوا عملا صالحاً و آخر سئیا (۹ : ۱۰۳) — انھوں نے ملے جلے عمل کیے' اچھے بھي' اور برے بھی -

انکی غلطیوں پر شاید اوروں سے بہتر نظر رکھتا ھوں' مگر ساتھ ھي مجبور ھوں کہ ترکي میں انکے سوا کوئي کارکن اور مخلص ملک جماعت نہیں پاتا - پس وہ اپني غلطیوں کی وجہ سے مستحق نفرین نہیں ھیں بلکہ مستحق دعا ھیں کہ خدا آیندہ انکو ٹھوکروں سے بچاے -

المنار اور الہلال

اس عاجز کے بعض بزرگ احباب اس راے پر سخت برھم ھیں - علی الخصوص حضرۃ الفاضل المصلح الجلیل السید رشید رضا صاحب المنار (مصر) جن سے اس بارے میں' نیز تحریک لامرکزیۃ کی نسبت پانچ ماہ سے باھم طول طویل مراسلات جاري ھیں' اور ایک نتیجہ تک پہنچ جانے کے بعد انشا اللہ وہ تمام مراسلات الہلال یا المنار میں شائع ھوجائیں گی - وہ اس عاجز کو اس بارے میں " گمراہ " اور " بے خبر " بتلاتے ھیں' اور ایک ایسے بزرگ کو' جو ھم دونوں کے دوست ھیں' اپنے مکتوب مبارک میں لکھتے ھیں کہ " و منہم صاحبنا ابوالکلام' و ھو رئیس المجانین " یعنی ایسے ھي مخلص مگر گمراہ لوگوں میں سے ھمارا دوست ابوالکلام ہے' اور وہ پاگلوں کا سردار ہے ! "

وہ مجھے " رئیس المجانین " سے ملقب کرتے ھیں' مگر میري راے کے استقلال کا دوسرا نمونہ یہ ہے کہ میں انکو " رئیس المصلحین " سمجھتا ھوں اور ھمیشہ سمجھتا رھونگا - اس بزرگ انسان کي عزت میرے دل میں ہے' کیونکہ میں اسکو جانتا ھوں' اور آسکي خدمات دینیہ کا معترف ھوں - پس دعا کرتا ھوں کہ اگر اس بارے میں میري راے غلطي پر ہے' تو اللہ تعالی جلد میري ھدایت فرماے' اور مجھپر حقیقت کے منکشف کرنے میں دیر نہ کرے : و اللہ یھدي من یشاء الی صراط مستقیم -

انقلاب وزارت

البتہ جو لوگ سقوط ادرنہ اور عدم مقترحات جدیدہ کو نئي وزارت

---

(۱) ناطرفداري اور دونوں فریقوں سے الگ تھلگ رھنے کو انگریزي میں نیوٹرلٹي Neutrality کہتے ھیں لیکن اردو میں اسکے لیے کوئي عمدہ لفظ نہیں ہے - عربي میں اسکو " حیاد " کہتے ھیں اور میں چاھتا ھوں کہ یہ اردو میں بھي رائج ھو -

مقالات

صفحـــة من تاريخ الحـــروب

— * —

تاریخ حـــرب کا ایک صفحـــہ

— * —

مدافعة محصورين

محـــاصرة قـــرطـــاجـــنـــه

(۳)

تاریخ دفاع امم کا ایک حیرت انگیز افسانہ

اهل قرطاجنہ نے رونا دھونا موقوف کیا ' اور شہر کے حصار و تحصین کي تدبیرات میں مصروف ہوگئے - انھوں نے اپنے بڑے بڑے ہیکلوں اور مندروں کو ' جنکي دیواریں قلعوں کي طرح محکم ' اور جنکے احاطے فوجي میدانوں کی طرح وسیع تھے ' بجاے قلعہ اور حصار کے استعمال کیا - شہر کي تمام عمارتیں اپنے ہاتھہ سے منہدم کردیں ' تا کہ غیروں کے ہتیاروں کي لعنت سے نا پاک نہ ہوں ' اور ان میں جسقدر مختلف اقسام کي معدنیات مثل لوہے اور تانبے وغیرہ کے استعمال کي گئي تھیں ' وہ سب نکالکر گلا دیں ' نیز انکي لکڑیاں اور تختے بھي بکثرت جمع ہوگئے -

تمام اهل شہر نے اپنے ہر قسم کے اشغال حیات معطل کردیے - عورت ' مرد ' بوڑھے ' بچے ' سب لوگ رات دن لگاتار کام کرنے میں مصروف ہوگئے - عمارتوں سے نکالي ہوئي معدنیات کو گلا کر انسے ہر قسم کے ہتیار طیار کرنے ' اور لکڑي سے تلواروں کے قبضے اور نیزوں کے دستے بنائے - تمام عورتوں نے اپنے سر کے وہ حسین بال ' جنکي حسن و رعنائي جنس اناث کا بہترین سر مایۂ جمال ہے ' جمال حریت و شرف وطن پر قربان کردیے ' اور انکو کاٹ کاٹ کے دیدیا ' تا کہ انکي لڑیوں کو دست کردہ ریزوں کی جگہہ منجنیقوں کي رسیاں اور کمانوں کے چلے بناے جائیں ' اور انسے اڑکر نکلنے والے تیروں سے دشمنان ملت و اعداء وطن کے سینے زخمي ہوں !

چند دنوں کي شبانہ روز کي محنت میں انھوں نے اپنے تمام انتظامات مکمل کرلیے - ہر طرح کے ہتیاروں سے انکا ذخیرۂ جنگ لبریز ہوگیا ' اور ایک باشندۂ قرطاجنہ بھی ایسا باقي نہ رہا ' جو نہتا ہو ' اور کوئي مفید آلۂ جنگ اسکے پاس نہو !

رومیـــوں کي یلغـــار

رومي اتیکا میں تھے - انھوں نے ان طیاریوں کا حال سنا تو ہنسے اور یلغار کرتے ہوے روانہ ہوگئے - انکا خیال تھا کہ پچھلے حملے میں با وجود سامان جنگ اور اسلحۂ و آلات کي موجودگي کے ' بغیر مقابلہ قرطاجیوں نے شہر حوالے کردیا تھا ' تو اب بے دست و پائي کي حالت میں کیا مقاومت کرینگے ؟ لیکن انھیں معلوم نہ تھا کہ

دلوں کي اقلیم میں منٹوں اور لمحوں کے اندر انقلاب ہو جاتا ہے - اور اسي کے انقلاب سے اس دنیا کے انقلابات وابستہ ہیں !

رومي اپنے وہم باطل کے نشے میں سرشار چلے آتے تھے ' لیکن جب شہر کے قریب پہنچے تو انکي آنکھیں کھل گئیں ' اور انھوں نے دہشت و تحیر کے عالم میں دیکھا کہ جس قرطاجنہ کو چند ہفتے پیشتر چھوڑ گئے تھے ' جنوں کی سي معجزانہ قوت ' اور جادو گروں کي سي ساحرانہ طاقت سے وہ بالکل بدل گیا ہے - اب قرطاجنہ ایک بے پناہ اور بے ہتیار آبادي نہیں ہے ' جیسی کہ بجبر و ظلم بنادي گئي تھي ' بلکہ ایک محکم و نا قابل تسخیر قلعہ بند حصار ' جو نو تعمیر برجوں ' انپر جابجا رکھي ہوئي منجنیقوں ' اور کمانیں چڑھاے ہوے مسلح مدافعین کی صفوں سے مستعد پیکار و دفاع ہے !!

اهل قرطاجنہ کے پاس جنوں اور ساحروں کي کوئي معجزانہ طاقت تو نہ تھي ' پر حریت پرستي اور جوش ملي و وطني کا ایک مقدس فرشتہ ضرور تھا ' اور اس کي طاقت کے آگے جنوں اور ساحروں کي مزعومہ قوتیں بھي ہیچ ہیں !

مجبور ہوکر رومیوں نے محاصرہ کرلیا اور اپني فوج چاروں طرف پھیلا دي - انکے آلات جنگ نہایت ہولناک تھے ' اور فوج کي تعداد بھی بے شمار ' لیکن با این ہمہ انکي کوئي کوشش محصورین کی جانفروشیوں کے آگے نہیں چلتی تھی ' اور جب کبھي ہجوم کرکے بڑھتے تھے ' معاً بربادي و ہلاکت کے ساتھہ پسپا کردیے جاتے تھے !!

یہاں تک کہ محاصرے نے بہت طول کھینچا - کامل دو برس گذر گئے ' لیکن محصورین کا عزم و ثبات ایک کوہ عظیم تھا ' جس سے رومي طاقت ٹکراتي تھي اور فنا ہوتي تھي -

محاصرۂ کا تیسرا سال

اور خاتمہ

جمہوریۂ روم کامل دو سال کے محاصرے سے عاجز آگئي - تیسرے سال کا آغاز ہوا ' تو قدیمي سپہ سالار کي جگہ طاسطیوس

[بقیہ مضمون صفحہ ۸ کا]

ہاؤس فنڈ میں شاہ جارج اور ملکہ میري نے سو سو پونڈ اور شاہ و ملکہ ناروے نے ۵۰ - ۵۰ - پونڈ دیے ہیں -

ریجسٹر نامي اخبار نے دو فنڈ کھولے ہیں : ایک ون شلنگ فنڈ اور دوسرا ون پینی - پہلا جوانوں اور بوڑھوں کے لیے ہے ' اور دوسرا صرف بچوں کے لیے - ون پینی فنڈ سے آسٹریلیا کے تمسکات خریدے جائینگے اور اسکا سود مسٹر اسکاٹ کو ملیگا - ۲۳ - فروري سنہ ۱۳ - تک کل سرمایہ امداد ۳۰ - ہزار پونڈ تک ہو چکا تھا -

نتـــائج علمیـــہ

اس مضمون کا اصل حصہ درحقیقت نتائج علمیہ ہیں - اس سلسلے میں جو معلومات فراہم ہوئي ہیں ' انکا تعلق تین مختلف علوم یعني علم طبقات الارض ' علم وظائف الاعضاء ' اور علم جغرافیہ سے ہے - یہ معلومات ان علوم کے علماء خصوصیین (Specialists) کو دیدي گئي ہیں اور وہ انکے مطالعہ میں مصروف ہیں - جب نتائج مطالعہ شائع ہونگے ' تو ان شاء اللہ العزیز ہم انکے تراجم کي اشاعت کي کوشش کرینگے -

مذاکرۂ علمیہ

قطب جنوبی

کپتان رابرٹ اسکاٹ

(۴)

سرگذشت مہم کے آخری صفحات

اوائیس کی حالت اس درجہ یاس انگیز تھی کہ جب شب کو سوتا تھا تو صبح کو زندہ اٹھنے کی امید نہیں ہوتی تھی - اسی حالت میں کئی ہفتے گذر گئے - ۱۶ - مارچ کی صبح کو اٹھا تو برفبار اندھی (Blizzard) چل رہی تھی - اوائیس نے اپنے رفقا سے کہا کہ میں باہر جاتا ہوں - اسکاٹ لکھتا ہے : " ہم جانتے تھے کہ وہ موت کے منہہ میں جا رہا ہے - ہم نے اسکو ہرچند اس ارادے سے باز رکھنا چاہا مگر اس نے نہ مانا اور چلا گیا - اسکے بعد پھر ہم نے اسے نہیں دیکھا " -

اوائیس کے جانے کے بعد اسکاٹ ' ولسن ' اور باورس شمال کی طرف مڑے - موسم غیر معمولی اور پر خوف تھا - اس حالت میں جسقدر تیز چل سکتے تھے یہ لوگ چلے - ۲۱ - مارچ سنہ ۱۲ - کو عرض البلد کے ۷۹ - درجے اور ۴۰ - دقیقے تک پہنچے - اب یہ لوگ ون ٹن کیمپ سے ۱۱ - میل کے فاصلہ پر تھے - بالکل ممکن تھا کہ ون ٹن کیمپ تک پہنچ جاتے ' مگر سوء اتفاق سے ایک سخت برفبار اندھی چلی - اسکاٹ ۲۵ - مارچ کے آخری پیغام میں لکھتا ہے : " چار دن لوگ خیموں سے باہر نہ نکل سکے ' کمزور اس درجہ ہوگئے ہیں کہ لکھنا بھی مشکل ہے " - دیگر یاد داشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصے میں غذا اور ایندھن بھی ختم ہوگیا تھا -

ان مصائب کے اسباب کیا تھے ؟ اس پر خود اسکاٹ نے اپنے ۲۵ - مارچ کے آخری پیغام میں بحث کی ہے - وہ لکھتا ہے :

" یہ تمام مصائب انتظامی نہیں بلکہ بدقسمتی کا نتیجہ ہیں - ۱۱ - مارچ کو ایک پانو ضائع ہوگیا جس سے ہماری روانگی میں سخت تعویق ہوئی - موسم کی خرابی جو تمام واپسی سفر میں رہی اور ۸۳ - درجے کی طویل اندھی نے بھی ہمیں روک لیا - گلیشر کے حصہ زیریں کی برف نے ہمارے قدموں کے درمیانی فاصلہ کو کم کردیا - اچھے موسم میں گلیشر قطع کرنا کوئی مشکل نہیں مگر جب ہم یہاں پہنچے تو ہم کو ایک دن بھی اچھا نصیب نہیں ہوا - یہ ان مصائب کے مقابلہ میں کچھہ بھی نہ تھے جو وسط میں ہمارا انتظار کر رہے تھے - یہاں ایسی حالت پیش آئی کہ دنیا میں کسی کو بھی انکی امید نہیں ہوسکتی تھی - چوٹی پر عرض البلد کے ۸۵ - سے ۸۶ - درجے تک درجۃ الحرارت ۲۰ - سے ۳۰ - زیر صفر (Minus) رہا - سد میں عرض البلد کے ۸۲ - درجے پر درجۃ الحرارت دن کو ۳۰ - زیر صفر ' اور ۴۷ - زیر صفر رہا - "

سب سے آخری مصیبت ۱۱ - ۲۰ طوفانی تھا - یہ اسقدر شدید تھا کہ اسکاٹ لکھتا ہے : " شاید ہی دنیا نے کوئی بدقسمتی اس آخری صدمہ سے بڑھ سکیگی " غرض ایسی حالت میں مہم کے بقیۃ السیف اعضاء بھی شہید ہوے - کب ہوے ؟ یہ ہنوز غیر معلوم ہے اور شاید ہمیشہ غیر معلوم رہیگا -

مفقود الخبری

۲۵ - مارچ کے بعد عرصہ تک مہم کی کوئی خبر نہیں آئی ' اسلیے ایک جماعت تفتیش حال کے لیے ترتیب دی گئی - اس جماعت کے دو حصے تھے ' جنمیں سے ایک مسٹر رائٹ (Mr. Wright) کے زیر سرکردگی تھا - یہی مفتش مہم تھی ' جسے ۱۲ - نومبر کو اسکاٹ کیمپ کے اندر اسکاٹ ' باورس ' اور ولسن کی لاشیں ملیں -

اس جماعت نے خیمہ کے اندر لاشیں رکھیں - برف کا ایک ٹیلا بنایا جس پر ایک صلیب نصب کی - ایک کتبہ کندہ کیا جسمیں ان شہداء علم کے نام ' آنے کا مقصد ' سنہ ' اور ماہ وغیرہ وغیرہ مندرج تھا -

ماتمگساری

سنٹرل نیوز ایجنسی نے اسکاٹ کی موت کی خبر شائع کی تو فوراً شاہ جارج نے لارڈ کرزن صدر انجمن جغرافی شاہی کو تعزیت کا تار دیا - مسز اسکاٹ اسوقت فرانسیسکو نامی جہاز پر تھیں - تمام دن ان کو تعزیت کے تار پہونچتے رہے - اسکاٹ کی موت ایک قومی صدمہ سمجھا گیا اسلیے ٹفٹ (صدر جمہوریہ امریکہ) ' ڈاکٹر ولسن (سابق صدر جمہوریۃ امریکہ) تمام مستعمرات برطانیہ ' غرض دنیا کے ہر گوشہ سے شاہ جارج کے پاس تعزیت کے تار موصول ہوے - دنیا کے مشہور مجامع جغرافیۂ و مدن نے مجلس ہاے تعزیۃ منعقد کیں ' اور دنیا کے تمام اخبارات نے اس شہادت علمی پر افتتاحیات لکہے - مصور رسالوں نے اسکاٹ کے رفقاء ' اسکے جہاز ' اسکی بیوی ' اور اس کے بچے کی متعدد تصویریں شائع کیں ' اور یادگار و تذکار کی اشاعت خصوصیہ مرتب کیں - مختصراً یہ کہ اسکاٹ کا ماتم اس قدر بلند آہنگی سے کیا گیا کہ بڑے بڑے شاہوں اور فاتحوں کو بھی ایسی تعزیۃ عظیمہ نصیب نہ ہوئی ہوگی - اسکاٹ سے زیادہ اسکی با اقبال قوم کی یہ حالت قابل صد رشک و ہزار داد و تحسین ہے : مطلوبی لرجل ' یعیش و یموت فی قوم ' یعرف اقدار الرجال !!

یورپ مردہ پرست نہیں ' پھر یہ جو کچھہ ہوا کیوں ہوا ؟ اسلیے کہ یہ ابطال پرستی ہے ' اور ابطال پرستی ہی میں مردم خیزی مضمر ہے - جو قومیں زندہ ہیں وہ اپنے ابطال و مشاہیر کی پرستش کرتی ہیں انکی تعزیہ و تشہیر کرتی ہیں - انکی یاد گاریں قائم کرتی ہیں ' کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ قوم میں بہت سی بطل نہاد طبیعتیں ہوتی ہیں مگر سوء اتفاق سے تاریک فضاء میں نشو و نما پاتی ہیں - پس انکے سطح علم پر آنے کے لیے شمع راہ کی ضرورت ہے ' اور وہ ابطال اور صرف ابطال ہی کے امثال کو نمایاں کرنے میں ہے -

سرمایۂ امداد

اسکاٹ کا تعلق ایک ایسی قوم سے تھا جو اپنے ابطال اور انکے پس ماندگان کے حق میں اپنے عزیز و اقرب سے بھی زیادہ فیاض ہے - اسلیے اپنے اہل و عیال کے تکفل کی درخواست نہ صرف پیمانۂ بطالۃ (Heroism) سے گری ہوئی بلکہ غیر ضروری بھی تھی ' مگر با ایں ہمہ اسکاٹ نے اپنے آخری پیغام میں اس طرف اشارہ کیا تھا - اسکے جواب میں انگریزی قوم نے زبان عمل سے لبیک کہا ہے -

انجمن مہم القطب الجنوبی برطانیہ ' اخبار ڈیلی ٹیلیگراف ' اور مینشن ہاؤس میں امداد کے فنڈ کھولے گئے ہیں - مینشن

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۹ ملاحظہ ہو]

بچے میدانوں میں کھڑے تھے ' اور اسے وطن پر یلغار پھونک رہے تھے :
ایک ایسی سخت خونریز عرصہ تک جاری رہی ' جس نے تمام شہر کو خس اور آتش کا سمندر بنادیا - عشاق وطن اور فدائیان ملت اپنی اس عزیز جان کو ' جنہیں تین سال تک عشق وطن میں نذر مصائب و شدائد رکھا تھا ' ہتھیاروں پرلے کر پھرتے تھے ' اور خونخوار دشمنوں کی تلواروں اور تیروں پر اس بے خوفی و بے جگری سے گرتے تھے ' گویا یہی انکا مطلوب و معشوق ہے !!

انسان یقیناً انسان ہے ' پر وہ درندہ بن جائے تو درندوں سے بھی بدتر ہے :

لقد خلقنا الانسان	بیشک ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر اور اچھے
فی احسن تقویم '	سے اچھی ساخت پر پیدا کیا ؟ پھر اسی کو بدتر
ثم رددناہ اسفل	سے بدتر حالت میں لوٹا دے کہ وہ جس
سافلین !!	حالت کو اختیار کرنا چاہے ' اپنے اندر اسکا
(۴ : ۹۵)	سامان رکھتا ہے !

یہ ظلم و سفا کی اور بربریت و سبعیت کی ایک لعنت تھی ' جو خونخوار رومیوں کے بے امان ہتھیاروں سے نکلکر قرطاجنہ کے تمام باسیوں پر چھا گئی تھی - اہل شہر نے جو کچھ کیا ؟ یہ محض انکے جوش و قربانی کی استقامت تھی ' ورنہ جو اصل اب نہ وہ مقابلہ کرسکتے تھے ' اور نہ مقابلے میں کامیابی کی کوئی صورت باقی رہی تھی - بالآخر وہی ہوا جو ہمیشہ ظالم و مظلوم ' اور غالب و مغلوب کے درمیان ہوا ہے - رومیوں نے اپنی تین سال کی خونیں تشنگی کو تازہ خون کی سیلاب سے بجھانا شروع کردیا - پھر نہ عورتوں کو پناہ تھی ' نہ بوڑھوں کو ' اور نہ معصوم و بے زبان بچوں کو - زخمیوں کی کراہ ' بچوں کی گریہ و زاری ' عورتوں کی فریاد و بکا ' اور ان سب پر غالب آجانے والی وہ صدائے وحشت و انتقام ' جو رومی درندوں کی بے امان زبانوں سے نکلتی تھی - دراصل وہ آخری فیصلہ کی گھڑیاں تھیں ' جو اہل قرطاجنہ پر گذر رہی تھیں ' اور نہیں معلوم اس دنیا میں کتنی بد بخت قومیں ہیں ' جن پر یہ گھڑیاں گذر چکی ہیں !!

رومی سپہ سالار لاشوں پر سے گذرتا ہوا قلعہ تک پہنچا - جستقدر باشندے قتل و غارت سے بچے تھے ' وہ سب اسکے اندر موجود تھے - اس نے فوج کو حکم دیا کہ چاروں طرف سے برہنہ تلوار کھینچکر محاصرہ کرلیں ' اور اس تمام عرصے میں تلواریں کب نیام میں باقی تھیں کہ برہنہ کی جاتیں ؟ جب یہ انتظام مکمل ہوگیا تو قلعہ میں آگ لگا دی گئی -

تھوڑی ہی دیر کے اندر ہر طرف شعلے بلند ہونے لگے - اب اہل قرطاجنہ کیلیے اندر آگ تھی ' اور باہر نکلیں تو آگ سے بھی زیادہ بے رحم انسانوں کی تلواریں - چھ دن تک شہر جلتا رہا ' اور نہیں معلوم کتنی جانیں اسکے شعلوں کی نذر ہوئیں ؟ مگر شہر بہت وسیع تھا ' اور ابھی بڑا حصہ باقی تھا ' جہاں بڑھتے ہوئے شعلوں کے انتظار میں بد بخت انسان پڑے سسک رہے تھے !!

ملت فروش و خائن وطن

ہسدروبال

کوئی قوم جوش ملت پرستی کے خواہ کیسے ہی مرو فدا کاری میں ہو ' مگر تورات مقدس کی روایتوں میں کہا گیا ہے کہ باغ عدن میں آدم کے ساتھہ سانپ بھی تھا - پس قوم فروشی اور غداری ملت سے خالی نہیں ہوتی ' اور اسکی انسانی جماعت میں کوئی نہ کوئی سانپ بھی موجود ہوتا ہے :

اولئک لعنہم اللہ	یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان پر لعنت
و یلعنہم اللاعنون	کی ' اور تمام لعنت بھیجنے والے بھی ان پر
(۲ : ۱۵۹)	لعنت بھیجتے ہیں !

ایک مضبوط اور بلند پہاڑی پر اہل قرطاجنہ کے دیوتا (اسکولیپس) ایسی کا ہیکل تھا ' جسکی دیواریں وسیع ' اور حصار مستحکم تھا - اسمیں نو سو کے قریب استقلال پرست قرطاجنی (ہسدروبال) نامی قرطاجنی افسر کی ماتحتی میں پناہ گزیں تھے ' اور رومی انکو مغلوب کرنے میں بالکل ناکام رہے تھے - لیکن جب رسد کی قلت نے بھوک کی تکلیف سے مجبور کردیا تو ہسدروبال اپنی جماعت کے اطلاع بغیر خفیہ اور بے وفائی کر کے نکل آیا اور اپنے تئیں رومیوں کے حوالے کردیا -

رومی سپہ سالار نے اس خیانت کے صلے میں اسے اپنے پہلو کے پاس جگہ دی - وہ جب بیٹھا تو اوپر ہیکل کی دیواروں سے محصور قرطاجنیوں نے اسے دیکھا - وہ اپنے غصے اور غضب کو ضبط نہ کرسکے اور باوجودیکہ خود بھی فاقے کی مصیبت میں گرفتار تھے ' جس سے بچنے کا طریقہ ہسدروبال نے بتلا دیا تھا ' لیکن انکی حسیات شریفہ نے انکو نفرت و اکراہ سے بھر دیا - انہوں نے چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ " اے خائن اور کمینہ خصلت ہسدروبال ! تجھپر ہمیشہ کیلیے پھٹکار ہو کہ تیری بزدلی اور نامردی نے قرطاجنہ کے دامن عزت پر دھبہ لگا دیا !! "

عشاق ملت کے مصائب

ترک جان و ترک مال و ترک سر
در طریق عشق اول منزل ست !

رسد کی درآمد عرصے سے بند ہوگئی تھی - ذخائر کے ذخیرے کب کے ختم ہو چکے تھے - اب شب و روز کا متصل فاقہ تھا ' جسمیں ہسدروبال کے ساتھی مبتلا تھے - چند دن اور اسی عالم میں انہوں نے بسر کیے - وہ ہیکل کی دیواروں سے باہر کی اس دنیا کو دیکھتے تھے ' جہاں دنیا کی تمام نعمتیں اور راحتیں موجود تھیں - وہ رومی فوج کے سامنے طرح طرح کے لذیذ اور پر تکلف کھانوں کے دسترخوان بچھے ہوئے دیکھتے تھے ' اور ہسدروبال کے پہچاننے میں بھی انکی نظر غلطی نہیں کرتی تھی ' جو ان لذائذ و نعائم میں شریک کرلیا جاتا تھا - انسے چند قدموں کے فاصلے پر یہ سب کچھہ ہو رہا تھا ' لیکن انکے لیے ' ان بد بختوں کیلیے ' روٹی کا ایک خشک ٹکڑا ' اور سمندر کے تلخ پانی کا ایک قطرہ بھی اس دنیا میں باقی نہیں رہا تھا - کیوں ؟ صرف اسلیے کہ وہ جرم محبت ملت کے مجرم ' اور وطن پرستی کے قصور کے گناہگار تھے !

پھر آہ اے معبود ملت پرستی ' اور اے صنم مقدس حریت و آزادی ! حب پرستش اور تیری محبت کے جرم نے تیرے پرستاروں کو کن کن آزمایشوں میں مبتلا نہیں کیا ' اور کیسے کیسے حوصلہ آزما عذابوں سے دوچار نہیں ہوئے ؟ پر تجھہ میں وہ کونسی عقل ربا ' اور ہوش افگن دلفریبی ہے ' جس کی مقناطیسی تجذیہ کی تھوماتیۃ پر نظام کائنات کی کوئی قوت غالب آنہیں سکتی ؟

قسمت چشم من و جان روز ازل ایں ہمہ نیست
عشق اگر فرح نہد ' قیمت جان ایں ہمہ نیست !

انکے لیے بھی عیش و راحت کا دروازہ کھلا تھا - ایک لمحہ کے اندر انکی حالت بدل جاسکتی تھی - ہسدروبال نے بتلا دیا تھا کہ جس کسی کو شرف ملی سے زیادہ حفظ نفس عزیز ہو ' اسکو کیا کرنا چاہیے ؟ رومی طیار تھے کہ اگر وہ اپنے تئیں سپرد کردیں ' اور انکی غلامی کا طوق پہننے کیلیے طیار ہوجائیں تو انکو امان دیدی جائے -

([illegible]) تھی ایک شجاع و بسل رومی افسر کو مقرر کیا گیا، جسکی جنگی قابلیت اُس وقت تمام روم میں مسلم تھی -

طالسطیوس نے آکر دیکھا کہ اہل قرطاجنہ کے جنگی مقام کے آگے تمام فوجی قوتیں بیکار گئی ہیں، اور اگر محض جنگی قوت پر اکتفا کیا گیا تو پوری بیکار جائیگی - اسلیے اس نے سب سے پہلے اسکی کوشش شروع کی کہ کسی طرح باہر سے رسد کے پہنچنے کے راستے بند کردیے جائیں، تاکہ محصورین فاقے کے خوف سے خود بخود شہر کھولدیں -

اہل قرطاجنہ کیلیے دونوں راستے کھلے تھے - خشکی کا بھی اور سمندر کا بھی - طالسطیوس نے پہلے راستے کو یوں بند کردیا کہ ایک مرتبہ ہی تمام فوجی قوتوں کو مجتمع کرکے شہر پناہ کی طرف بڑھنا شروع کردیا، اور اسقدر قریب پہنچکر کہ ایک تیر کے فاصلے سے زیادہ مسافت باقی نہیں رہی تھی، فوج کو چاروں طرف پھیلا دیا - خشکی کی راہ سے جسقدر نقل و حرکت اور آمد و رفت ہوتی تھی، اب وہ سب دشمنوں کے حملے کی زد پر آگئی تھی اور انکی نظروں سے پوشیدہ ہوکر شہر میں داخل ہونا ممکن نہ تھا -

اہل قرطاجنہ کی ایک سخت غلطی

بحری راستے کی بندش کیلیے اسنے ساحل پر ایک سنگی عظیم الشان بندرگاہ تعمیر کرنا شروع کردیا، تاکہ وہاں بحری قوت ہر وقت موجود رہے، اور جن کشتیوں اور جہازوں پر محصورین کو رسد کی امداد بھیجی جاتی ہے، اُنکو راہ ہی میں برباد اور گرفتار کرلیا جائے -

اہل قرطاجنہ کو اسکی خبر ہوئی، مگر بعد از وقت - اگر ابتدا ہی میں انہوں نے اپنی کشتیاں چھوڑکر دریا کی طرف سے حملہ شروع کردیا ہوتا تو رومی کسی طرح بندرگاہ کی تعمیر میں کامیاب نہ ہوسکتے - انکی بحری قابلیت جنگ اہل قرطاجنہ کی مؤسسہ بحری زندگی کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی - لیکن انہوں نے بری راہ کے بند ہوجانے کے بعد سمندر کی راہ پر اعتماد کرلیا، اور اسکی طرف سے بالکل غافل ہوگئے - بعد کو جب تنبہ ہوا، تو وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا - انہوں نے چند کشتیاں حملے کے لیے بھیجیں لیکن وہ کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں، اور رومیوں نے بندرگاہ طیار کرکے بحری راہ بھی بند کردی !

جبر و صبر !!

غور کرو ! ایک بے دست و پا اور مظلوم و محصور جماعت، جس کے قلعے مسمار کیے جا چکے تھے، جس سے ہتھیار چھین لیے گئے تھے، جسکو تمام آلات جنگ و دفاع سے ایک پر لوٹے ہوئے کبوتر کی طرح معصوم کردیا گیا تھا، اور جسکے موجودہ ملکی قوتوں کی کل کائنات اتنی تھی کہ چند عمارتوں کے لوہے سے بچے ہوئے ہتھیار تھے، یا عورتوں کے بالوں سے بٹکر طیار کیے ہوئے کمانوں کے چلے، مگر دنیا کی ایک مستقل الفعل متمدن قوم، اور رومیوں جیسی فتح و صاحب فوج کو تین سال تک ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دیتی، اور پھر اسکو مدافعت

کرنے کیلیے ایک سال کا وقفہ صرف کرے، اور پہاڑوں کی چٹانیں کاٹ کاٹ کے، عظیم الشان عمارتیں اور بندرگاہ تعمیر کیے جاتے ہیں !

یہ ایک خلق کا خون انکی خونفشاں پہ ہے
سکھالی طرز آئے ماس آشنا کے آنے کی !

جب کبھی انسانوں کے دل اپنی قوم اور اپنے وطن کی عزت کیلیے باہم مل جاتے ہیں، اور اپنے اندر سچا جوش اور محکم ولولہ پیدا کرلیتے ہیں، تو پھر انکی محیر العقول اور ما فوق العادۃ قوتوں کے معجزات و خوارق کا ایسا ہی حال ہوتا ہے : وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون (۲۶:۸۳) و ان فی ذالک آیات، و ما یعقلہا الا العالمون -

* * *

اب اہل قرطاجنہ کو لا علاج مشکلوں سے سامنا ہوا، اور محاصرہ کے مصائب روز بروز زیادہ محسوس ہونے لگے - آلات جنگ کی کمی کا وہ اپنے جوش و فدا کاری سے علاج کرسکتے تھے، لیکن غذا کی فطری ضرورت، اور حاجات جسمانیہ کے داعیۂ طبیعیہ کا انکے پاس کیا علاج تھا ؟ راہ مرور و مراسلت رسد کے بند ہوجانے سے وہ بالکل مجبور ہوگئے -

طالسطیوس نے دیکھا کہ اسکی تدبیر کارگر ہوگئی ہے، پس اس نے آخری حملے کی طیاری شروع کردی، اور اسمیں بھی ایک سخت پر فریب حیلہ و خدع سے کام لیا - یعنی سب سے پہلے اپنی طیاریوں کو بندرگاہ کی طرف سے شروع کیا اور فوج کا ایک بڑا حصہ الگ کرکے منتظر حکم طیار رکھا - اہل قرطاجنہ کی خاک وطن پر قربانی کے آخری دن قریب آگئے تھے - وہ اس دھوکے کو نہ سمجھے، اور یقین کرلیا کہ دشمن بندرگاہ کی طرف سے ہی حملہ آور ہوگا، پس انہوں نے اپنی تباہی کی خود ہی طیاری کی، اپنی تمام قوتوں کو اُسی رخ پر متوجہ کردیا، اور اُس جانب کے چوبیں مورچوں میں آگ لگدی -

النار و لا العار

اہل قرطاجنہ کے قلعے میں آگ لگی ہے، اور اسمیں کود کود کر جل رہے ہیں

لیکن یہ بے فائدہ تھا - رومی اس جانب سے آنا ہی نہیں چاہتے تھے، جب انہوں نے دیکھ لیا کہ محصورین پوری طرح اس رخ پر آگئے ہیں تو فوراً منتظر اور محفوظ لشکر کو حکم دیا کہ شمالی جانب ہجوم کرکے بڑھ جائیں - یہ تدبیر پوری طرح کامیاب ہوگئی - رومی بغیر کسی نقصان کے بڑھتے گئے، اور شہر پناہ کے پاس پہنچے تو مقابلے کا بالکل سامان نہ تھا - انہوں نے رسی کی کڑیاں اور سنگین ہتوڑوں سے دروازے توڑ ڈالے اور محفوظ و مطمئن شہر میں داخل ہوگئے -

آخری سامان جنگ

اہل شہر کی آنکھیں کھلیں تو اس وقت، جب خونخوار درندوں کی طرح دشمنوں کے غول اتنا غول شہر کے کوچوں اور سنسان بازاروں میں پھیل گئے تھے، اور تیر کمان سے نکل چکا تھا !

تاہم جو آگ حفظ وطن کی تین سال سے جل رہی تھی، وہ اس قدر جلد بجھ نہیں سکتی تھی - باوجودیکہ اب سعی و تدبیر کا وقت جاچکا تھا اور آخری سامان سرد تھیں، تاہم اہل شہر ذلت کے قرار کی جگہ، عزت کی موت کیلیے مقابلہ طیار ہوگئے اور وسط شہر میں جمع ہوکر لڑنا شروع کردیا - عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھگئی تھیں اور کمانیں لیکر دشمنوں پر تیر برسا رہی تھیں -

اور اپنے بچوں پر مفتوں تھا - جب اُس نے قوم سے غداری کرکے پوشیدہ نکل جانے کا ارادہ کرلیا تو چاہا کہ اپنی بیوی اور بچوں کو بھی ساتھہ لیجائے - اسلیے اپنے ذلیل ارادے سے اُسے اطلاع دی' اور طرح طرح کی تدبیروں سے سمجھانا چاہا' لیکن اُس وفادار ملۃ' فدا کار وطن' اور تمثال شرافت و عظمت نے نہایت ذلت و نفرت سے اسکی تجویز کو ٹھکرا دیا' اور اسدرجہ غصے سے مضطرب الحال ہوئی کہ ہسدروبال سہم گیا - اُسے خوف ہوا کہ کہیں جوش غضب میں میرے مخفی ارادے کو قوم پر ظاہر نہ کردے اور میں اپنی جان کو بھی بچاکر نہ لیجا سکوں -

افسوس کہ اس خائن ملت کو اسپر بھی شرم نہ آئی - محبت نفس و عشق غذاے حیوانی نے اسکو مغلوب کرلیا تھا - وہ رات کے وقت نظروں سے پوشیدہ ہوکر تن تنہا نکل آیا اور سمجھا کہ میری مثال اور غذا کا فقدان ان لوگوں کو بھی اطاعت قبول کرلینے پر مجبور کردیگا' اور میری بیوی بھی کچھہ دنوں کے بعد نکل آئیگی -

لیکن اسکے نفس ذلیل و سفیہہ نے اسکو دھوکا دیا - اس نے اپنی بیوی اور اپنی جماعت کے قلب شریف کو بھی اپنا ہی سا سمجھا تھا - صبح کے وقت جب ہیکل کی دیواروں سے اسکی بیوی نے رومی سپہ سالار کے پاس اُسے دیکھا' تو غیظ و غضب میں آکر چلا اٹھی اور نفرت و حقارت کے ساتھہ اسپر لعنت بھیجی !

اسکے بعد آخر تک ہسدروبال کی بیوی نے اپنی قوم کا ساتھہ دیا اور جب خاتمے کے آخری دن ہیکل کی دیواروں سے آگ کے شعلے بلند ہوے تو اُس نے اپنی قوم سے کہا :

" مجھے چند لمحوں کی زندگی ابھی مطلوب ہے - اپنے لیے نہیں' اپنے ان معصوم بچوں کیلیے نہیں' بلکہ اسی غدار اور سفیہہ باپ کیلیے' جس کو قبل اسکے کہ مقدس دیوتا آخرت کی لعنت میں گرفتار کرے' میں چاہتی ہوں کہ اس دنیا میں آج بھی ایک سزا دے دوں - افسوس کہ اُس نے مجھسے نہیں' مگر اپنی قوم سے بے وفائی کی - وہ آجتک میرے عشق میں ثابت قدم رہا' لیکن کاش مجھسے بے وفائی کرتا' پر اپنی قوم سے بے وفا نہوتا !! "

اُس نے یہ کہا اور اُس وقت تک توقف کیا' جب تک کہ آگ کے شعلے ہیکل کے احاطے کی دیواروں تک نہ پہنچ گئے - یہ مقام رومی فوج کے بالکل سامنے اور قریب تھا - اُس نے جب دیکھا کہ دیواروں میں آگ نے اچھی طرح گھر بنا لیا ہے' تو اپنے دونوں بچوں کو گود میں لیکر نکلی' اور ہسدروبال کے سامنے جا کر کھڑی ہوگئی -

ہسدروبال کی بیوی کی تقریر

اسکا مستقیم قد استقلال و ثبات کا ایک اعلی ستون تھا' اور اُسکی حسین آنکھوں سے غیظ و غضب کی چنگاریاں نکل رہی تھیں - وہ پہلے بھی حسین تھی' لیکن اس وقت عزم و استقامت' اور عظمت و جبروت نے حسن معنوی نے اسکے اندر فرشتوں کی سی ایک ہیبت جمیل پیدا کردی تھی -

اُس نے پہلے رومیوں کے لشکر اور انکے ساز و سامان کی ایک نظر حقارت سے اسکو تذلیل کی - پھر رومی سپہ سالار کی طرف دیکھکر کہا :

" اے ظالم رومیو ! تم خوش ہو کہ تم نے ہماری بربادی و ہلاکت اپنی آنکھوں سے دیکھہ لی - لیکن تم بھول گئے کہ اس قدر کی ایسی ظالمانہ خوشیاں ہمیشہ سے عارضی ہوتی ہیں - اُس وقت کو دور نہ سمجھو' جب تمہاری ہلاکت و بربادی کا وقت بھی آئیگا' اور گو اُس وقت کو دیکھنے کیلیے ہم نہونگے' مگر ہمارے اجسام سوختہ کی خاکستر' اور قرطاجنہ کی جلی ہوئی دیوارں کے ذرے موجود ہونگے ! "

پھر وہ اپنے شوہر کی طرف متوجہ ہوئی - اسکے چھوٹے چھوٹے بچے آنے والے وقت سے بے خبر اسکی چھاتی سے لپٹے ہوے تھے' جبکہ اُس نے کہا :

" اے ہسدروبال ! اے خائن ملۃ ! اے شقی و روسیاہ ! اے وہ' کہ تونے اپنی قوم' اپنے مقدس وطن' اور اپنے دیوتاؤں سے بے وفائی کی !! یاد رکھہ کہ قرطاجنہ کی جلی ہوئی دیواروں کی خاک کا ہر ذرہ تجھپر لعنت بھیج رہا ہے' اور قیامت تک کیلیے تیری روح سفیہہ اور ہستی نجس پر انسانوں کی پھٹکار ہوگی !! تونے اپنوں کو فاقہ و موت کی حالت میں چھوڑکر غیروں کی اطاعت کرلی ! تونے اپنی اس جماعت کو چھوڑکر جو تیرے قدموں پر سر رکھے ہوے تھی' اس روم کے ملعون ظالم کے قدموں تلے جگہ ڈھونڈھی ! تونے اپنی قوم کو چھوڑ دیا تاکہ وہ فاقہ و تشنگی سے ہلاک ہو' اور خود روٹی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے ایک گھونٹ کیلیے غیر قوموں کی ٹھوکریں کھانے کیلیے چلا آیا ! بتلا کہ تونے دیوتاؤں کی مقدس قسم' قوم کی وفاداری' اور وطن کی محبت کو بیچ کر کیا پایا ؟ اُس حیات فانی کی چند گھڑیاں' جو ممکن ہے کہ ابھی ہی ختم ہوجائیں ؟ روٹی کا ایک ٹکڑا اور پانی کے چند قطرے' جو تو لوہ سو قرطاجیوں کی بھوک اور تڑپ کو بھولکر اپنے حلق کے نیچے اُتارتا تھا ؟ یا پھر دنیوی عزت اور کامرانی کا کوئی وعدہ' جو اُس رومی سپہ سالار نے تجھسے کیا ہے ؟ لیکن اے شقی و سفیہہ ! بتلا کہ جب تیری قوم میں سے ایک فرد بھی اس دنیا میں باقی نہ رہا' جب تیرا ملک آگ کے شعلوں کا ایندھن بن گیا' جب قرطاجنہ کی ہزار سالہ نسل نابود و فنا ہوگئی' تو پھر دنیا میں تیرے لیے' تن تنہا تیرے لیے اے لعین و روسیاہ تیرے لیے' کونسی شے ہے' جو عزت اور خوشی کا ذریعہ ہوسکتی ہے ؟ کیا یہ ظالم رومی تیرے سر پر روما الکبری کے نعمت کا تاج رکھدینگے ؟ پھر اگر وہ رکھہ بھی دیں' تو تیری تمام قوم کے مٹ جانے کے بعد وہ تاج تجھکو کیا خوشی دیسکتا ہے ؟ ہزار تف ہو تجھپر اے ہسدروبال' کہ تیری زندگی تیری قوم کے کام نہ آئی ! اور قیامت تک کیلیے پھٹکار ہو ہر اُس زندگی پر' جو تیرے نقش قدم پر چلے' اور حیات دنیویہ کی فانی لذتوں' اور نفس و جان کے آرام و راحت کیلیے اپنی قوم اور اپنے ملک سے بے وفائی کرے ! "

شدت غیظ و غضب سے اسکا تمام جسم کانپنے لگا' اور جب اپنی قوم کی یکسر بربادی و ہلاکت یاد آئی تو درد و غم کے وفور سے اسکی آواز بند ہوگئی -

چند لمحوں تک اس نے ایک سکوت قہر کے ساتھہ اپنے بدبخت شوہر کو دیکھا' پھر ایک نگاہ اشک آلود اپنے اُن بچوں پر ڈالی' جو اسکے ارادے سے بے خبر' اور کئی دنوں کے متواصل فاقے سے زار و نزار ہوکر اسکے منہہ کو مظلومانہ تک رہے تھے !

وہ کسی مخفی ارادے کا فیصلہ کرکے' ایک استقلال آمیز کے ساتھہ آگے بڑھی - بچوں کو گود سے اُتارکر اپنے سامنے کھڑا کیا اور

لیکن انکی غیرت عشق نے اس کو گوارا نہ کیا کہ جس محبوب کے عشق مقدس میں تین سال تک رشتۂ وفاداری ہاتھہ سے نہ دیا ہو' اب زندگی کی آخری ساعات میں' جبکہ انکا وطن محبوب شعلوں کے اندر سے سرگرم فغاں' اور ملت عزیز سیلاب خون کے اندر سے توصیہ فرماے استقامت و وفاداری ہے' اپنی حیات فانی کی ایک مدت مجہول و قصیر کیلیے اس سے کیا بے وفائی کریں ؟

النـــــار ولا العـــــار !!

بالآخر قبل اسکے کہ دشمنوں کے ہاتھہ سے شہر کی طرح ہیکل کی دیواروں میں بھی آگ لگائی جاتی' انہوں نے خود ہی اسمیں آگ لگادی :

آتشـــم تیـــز ست و دامــان مي زنـم

جب آگ نے اچھی طرح در و دیوار میں جگہہ پالی اور شعلے تیزی کے ساتھہ بھڑکنے لگے ' تو تمام قرطاجی ' جنمیں عورتیں بھی تھیں اور معصوم بچے بھی' ایک مقام پر آکر جمع ہوگئے اور " قرطاجنہ " کے نام کی جاں سپارانہ صدائیں لگاکر' بھڑکتے ہوے شعلوں کے اندر کود پڑے - عیش فانی کے اُن تلہ زارے جو غیروں کی غلامی سے حاصل ہوا ہو' کیا یہ شعلہ ہاے حیات سوز بہتر نہ تھے ' جسکے اندر اپنی ملت محبوب کے ہزاروں اجسام ' اور اپنی سر زمین مقدس کی صدہا عمارتوں اور گرتی ہوئی دیواروں کی خاکستر ملی ہوئی تھی؟ وہ اس شوق و ذوق اور بے ہراسی سے آگ میں کود رہے تھے ' گویا مدتوں کے بچھڑے ہوے عشاق ہیں ' جو اپنی محبوب کی خوابگاہ وصال کی طرف بے تابانہ جا رہے ہیں : فالموت جسر' یوصل الحبیب الی الحبیب !! (موت مثل ایک درمیانی پُل کے ہے ' جو دوست کو دوست تک پہنچا دیتا ہے !) -

شوہر اپنے سامنے اپنی عورتوں کو جلتا ہوا دیکھتے تھے ' تا کہ غیروں کا تسلط انکے ننگ و ناموس کو بٹہ نہ لگاے -

مائیں اپنے معصوم بچوں کو چھاتی سے لگاے ہوے شعلوں میں کودتی تھیں ' تا کہ انکے بعد انکی نسل غیروں کی غلامی و محکومی کیلیے باقی نہ رہے - والدین اپنی اولاد کے ساتھہ شعلوں سے لپٹ لپٹ کر جان دیتے تھے' تا کہ پھر کہ غیروں کی غلامی سے انکے فرزندوں کے شرف کو بٹہ لگے - وہ جبکہ جل رہے تھے ' تو انکے جسم سوختہ کا معنوی زبان حال سے صدا لگا رہا تھا کہ " النار و العار " !! آگ میں جلنا منظور ہے' مگر قومی ذلت منظور نہیں !!

تلــک الامثــال نضربهــا للنــاس

لعلهـــم يتفكـــرون !

عشق ملت ' اور حریت پرستی کی یہ ایک مثال تھی ' جو مبارک قرطاجیوں نے دنیا کو دکھلا دی - انہوں نے اپنی جانیں ضرور دیں ' لیکن اپنی جانفروشی کی نظیر سے قوموں اور ملکوں کو زندگی بخش دی - اور فی الحقیقت جو لوگ اس دنیا میں مرتے ہیں ' وہی مردوں کو زندگی بخش بھی سکتے ہیں - تم اگر صرف اپنی خاطر زندہ ہو' تو اسکے یہ معنی ہیں کہ اپنی ملت کیلیے ایک مردہ لاش ہو' پر اگر قوم کیلیے مرجاؤ' تو تم نہ صرف زندہ ہو' بلکہ ہزاروں اور لاکھوں جسموں اور ہستیوں کو زندگی بخشنے والے ہو !

اہل قرطاجنہ نے آگ کے شعلوں میں کود کر جانیں دیدیں لیکن اسلام ' جسکی حیات معنوی کی پہلی شرط نفس و جسم پر موت طاری کرنا ہے ' اگر ہوتا تو آگ کے شعلوں کی جگہ دشمنوں کی تلواروں کی طرف اشارہ کرتا ' اور آخری مایوسی کے عالم میں بھی اسکو کبھی پسند نہ کرتا کہ اسکے فرزندوں کی جانیں باطل و ناکس

جائیں - یہ نو سو استقلال پرست قرطاجی سر سے کفنی باندھکر اگر نکلتے' تو کم از کم ۹ سو رومیوں کو تو ضرور خاک و خون میں ملادیتے تا ہم جس جذبۂ فدا کاری اور جاں سپاری سے انہوں نے اپنی جانیں دیں ' اسکے شرف و احترام کی تاریخ عالم ہمیشہ حفاظت کریگی - آگ کے شعلوں نے انکے جسموں کو چند لمحوں کے اندر فنا کردیا ہوگا ' لیکن انکی مثال حریت و تعالی کی روح مقدس کبھی فنا نہیں ہوسکتی - انہوں نے صفحۂ عالم پر اپنی یاد ہمیشہ کیلیے نقش کردی ' اور آنے والی قوموں کیلیے ایک مثال عظیـــم چھوڑ گئے -

عبرت و نتــائج

انکی سرگذشت از سر تا پا ایک ترجمۂ عبرت اور ایک صداے موعظت ہے ' جو قوموں کو بتلاتی ہے کہ اپنی قومی آزادی اور ملی استقلال کی قدر و قیمت پہچانیں اور اسکی محبوبیت و معشوقیت کا اندازہ کریں - انکی تاریخ اُن قوموں کیلیے ایک شاہراہ عمل کا افتتاح کرتی ہے ' جنہوں نے اپنی غفلت کی لعنت میں گرفتار ہو کر غیروں کی غلامی و محکومی کا طوق پہن لیا ہے ' اور انکی ہیبت و سطوت اور قواء جنگ و اسباب تسلط سے مرعوب ہوگئی ہیں - انہوں نے گویا ہمیشہ کیلیے اس کا فیصلہ کردیا ہے کہ قوموں کی زندگی اور استقلال صرف قواء جنگ اور اسلحۂ و آلات کے حصول ہی پر موقوف نہیں ہے ' بلکہ دلوں کے محکم جوش' مصیبت کے سچے احساس ' مستعدی اور آمادگی کی صداقت ' اور سب سے زیادہ کہ باہمی نزاعوں اور بے مہریوں کی جگہ ' اتحاد و اتفاق کی زنجیروں میں بندھکر ایک دل اور ایک جان ہو جانے پر ہے - پھر نہ درع کی ضرورت باقی رہتی ہے ' نہ اسباب مادیۂ مقاومہ و دفاع کی احتیاج ہوتی ہے ' نہ ہتھیاروں کے چھن جانے سے نقصان پہنچ سکتا ہے ' اور نہ قلعوں کے مسمار ہو جانے سے قوت سلب ہوسکتی ہے -

انکا مقابلہ ایک نہایت متمدن اور شایستہ قوم سے تھا ' جو اُس زمانے میں یورپ کے موجودہ تمدن کی قائم مقام تھی - دشمن شہر پر قابض ہو چکے تھے ' ہتیار چھین لیے تھے ' اور انکی تعداد بے شمار تھی - تا ہم تم نے دیکھا کہ جب انتہا درجے کی مایوسی چھا گئی ' ہر طرف سے امید کا دروازہ بند ہوگیا' اور قرطاجنہ کے ہر مرد کو آنے والے وقت کا سچا اور آخری احساس ہوگیا ' تو پھر انکے دل قوت اور طاقت کی ایک نئی روح سے بھر گئے ' اور انکے دلوں سے ایک لمحہ کے اندر دشمنوں کی قوت ' تسلط ' قواے جنگ ' اور کثرت تعداد کا رعب دھل گیا - پھر وہ اٹھہ کھڑے ہوے' اور سب کے دل قومی عزت کے حفظ کیلیے ملکر ایک ہوگئے - اگر ہتیار نہ تھے تو عمارتوں سے لوہا نکالکر ڈھالنا شروع کر دیا - اگر کمانیں نہ تھیں ' تو عورتوں نے اپنے بالوں کی لٹیں کات کات کر اسکے چلے بنا لیے - پھر سب کچھہ ہوگیا ' کیونکہ جو قوم مرنے کیلیے مستعد ہوجاے' خواہ وہ کیسی ہی بے دست و پا اور بے سامان ہو' مگر پھر بھی وہ ایک ایسی قوت ہے ' جو سب کچھہ کرسکتی ہے ' جو نا ممکن کو ممکن بنا دیسکتی ہے ' اور جس پر اس دنیا کی کوئی قوی سے قوی طاقت بھی غالب نہیں آسکتی !!

آخــری نظـــارہ

فاعتبروا یا اولــی الابصار !!

یہ سب کچھــہ ہورہا تھــا' اور خالــق ملــک و ملت' (ہسدروبال) رومی لشکر میں بیٹھا دیکھہ رہا تھا - اسکی نوجوان بیوی جسکی حسن و رعنائی تمام قرطاجنہ میں ضرب المثل تھی' ہیکل کے اندر پناہگزینوں کے ساتھہ تھی ' اور دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی اُسکی گود میں تھے - ہسدروبال کو اپنی بیوی سے عشق تھا'

تیمار داروں کے علاوہ باربرداری کے لیے ایک جہاز بھی لیا جائے تاکہ جہاں ضرورت ہو انجمن بغیر کسی تاخیر کے اپنا سامان بھیج سکے -

اخر میں تمام معاونین انجمن کا نہایت خلوص سے شکریہ ادا کیا گیا ہے - افسوس ہے کہ انجمن نے اپنی مالی حالت کے تفصیلی تذکرہ کو اس رپورٹ میں جگہہ نہ دی ' حالانکہ یہ بہت ضروری حصہ تھا ' اور اسکی تفصیل لوگوں کیلیے موجب طمانیۃ و مزید سرگرمی اعانۃ ہوتی - میں نے ارکان انجمن و معاونین کار کو پچھلے دنوں باربار اسپر توجہ دلائی' اور اس رپورٹ کو دیکھکر پھر ایک تفصیلی مراسلہ بھیجا ہے - نیز ڈاکٹر مصباح الدین اور شیخ جارش کو بھی لکھا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ کثرت اشغال اور جنگ کی مصروفیت سے کوئی مبسوط رپورٹ شائع نہ ہو سکی - تاہم ضرورت ' ضرورت ہے ' اور اس سے اعماض نہیں کیا جاسکتا -

عام تقسیم کیلیے زیادہ نسخوں کے بھیجنے کیلیے بھی لکھا ہے تاکہ ہندوستان کی تمام انجمن ہاے ہلال احمر میں تقسیم کر دی جائیں -

مطبوعات اردو

جہنم سے پہلا اور دوسرا خط

قیمت حصہ اول ۲ - آنہ - حصہ دوم - دو آنہ - مولوی صاحب سے ریاست رام پور ممالک متحدہ کے پتے سے ملسکتی ہے -

مولوی شرف الدین احمد خانصاحب ہیڈ کلرک جیل رامپور کے متعدد رسالے اردو میں شائع ہو چکے ہیں -

آجکل ایسے لوگوں کی بڑی ضرورت ہے جو اپنے فرصت کے اوقات کو ادبی خدمات کیلیے وقف کر دیں ' اور اپنی مقدور بھر جو کچھہ لکھہ پڑھسکتے ہیں ' اس سے دریغ نہ کریں -

مولوی شرف الدین صاحب ایسے ہی بزرگوں میں سے ہیں - یہ رسائل انگریزی کی ایک مقبول و کثیر الاشاعۃ کتاب سے ترجمہ کیے گئے ہیں' جو خود بھی غالباً یورپ کی کسی دوسری زبان کا ترجمہ ہے - اسکے مصنف نے مذہبی احکام جزاء و عقوبت کو پیش نظر رکھکر ' ان روحانی آلام و عذاب کا نقشہ کھینچنا چاہا ہے ' جو دنیا کے تمام مذاہب میں " جہنم " کے نام سے بیان کیے گئے ہیں ' اور اسمیں قوت تخلیل اور قدرت تعبیر' دونوں چیزوں سے کہ شاعری کے اجزاے اولی ہیں ' پوری طرح کام لیا ہے -

صورت بیان یہ ہے کہ ایک سخت گنہگار ادمی مرجاتا ہے اور جہنم کے عذابوں میں گرفتار ہو کر' وہاںسے خطوط لکھتا ہے - اصل کتاب میں ۲۵ - خط ہیں' اور ابھی بطور نمونے کے مولوی صاحب نے دو خطوں کا ترجمہ شائع کیا ہے -

اس کتاب کے لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ انسان کی طبیعت پر مذہبی عقائد اور احکام کے اثر کو قوی کیا جاے ' اور گناہوں سے بچنے ' اور تعذیب معاد کے عقیدے سے متاثر ہونے کا ذریعہ ہو - ترجمہ صاف اور سلیس ہے ' اور اسطرح کی ادبی اور شاعرانہ تحریروں کے ترجمہ کی مشکلات پر غالب آنے کی کوشش کی گئی ہے -

قیمت اسقدر ارزاں ہے کہ اگر ہر شخص ایک ایک نسخہ لے لے تو اسے کچھہ بھی محسوس نہوگا ' لیکن اگر مطالعہ ایک لمحہ کیلیے بھی دل پر کام کر گیا تو یہ بہت قیمتی ہے - ہم مولوی صاحب کے اس مقصد رفیع و اہم کو قابل داد و تحسین سمجھتے ہیں' کہ آجکل کے بہتسے مدعیان تنویر فکر و علو خیال کو اس مقصد پر ہنسی آے -

سالنامہ مدرسۂ صولتیہ مکہ معظمہ

مہتمم مدرسہ - کیرانہ ضلع مظفر نگر کے پتے سے ملسکتی ہے

مدرسۂ صولتیہ مکہ معظمہ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ' اور اخبار بین اشخاص اسکے کاموں سے بے خبر نہیں ہیں - یہ اسکی تازہ ترین رپورٹ ہے جو مولانا محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ نے شائع کی ہے ' اور علاوہ حالات مدرسہ کے ' اپنے تمہیدی مضامین کے لحاظ سے بھی نہایت دلچسپ اور مفید اطلاعات پر مشتمل ہے -

اس مدرسے کو قائم ہوے عرصہ ہوگیا - مکہ معظمہ اسلام اور مسلمانوں کیلیے ایک قدرتی مرکز ہے ' اور وہاں کا ہر معمولی اور ادنی کام بھی اور مقامات کے عظیم الشان کاموں سے زیادہ مفید و نتیجہ خیز ہو سکتا ہے ' بشرطیکہ وقت کی ضرورتوں ' اور اصول کار و طریق عمل سے اغماض نہ کیا جاے -

اس بنا پر مدرسۂ صولتیہ بھی ایک توجہ طلب کام ہے ' جو قائم ہے' اور اپنی ابتدائی منازل سے گذر چکا ہے' اور اگر اسکی طرف توجہ کی جاے تو ایک مفید ترین کام بن سکتا ہے -

میں کسی وقت اسکی نسبت تفصیلاً لکھونگا -

یہ رپورٹ نہایت عمدہ اور پر تکلف چھپی ہے' اور ۱۱۶ - صفحوں پر ختم ہوئی ہے - مدرسہ کی تفصیلی حالت ' جدید دار التدریس کا قیام ' سالانہ اجلاس کی رؤداد ' رسائل اعانۃ و مقدار اعانت کی تفصیل ' اور اسی طرح کے ضروری بیانات پورے شرح و بسط سے درج کیے گئے ہیں -

آسان تعلیم

قیمت ۲ - آنہ - مصنف سے ملسکتا ہے -

اردو زبان کی ابتدائی تعلیم اور رسم الخط کا مسئلہ بھی ایک اہم اور توجہ طلب مسئلہ ہے -

یہ رسالہ مولوی عبد الرحیم صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ مال کلکٹری کیا نے اس غرض سے لکھا ہے کہ بچوں کی تعلیم کیلیے قاعدۂ بغدادی کے اصول پر اردو کی تعلیم کا بھی ایک قاعدۂ ابتدائی مرتب ہو جاے -

اسمیں ہجے کے اصول پر تمام تراکیب حروف کے اسباق بناے ہیں' اور ہر حرکت کا سبق علیحدہ ہے - ساتھہ ہی مرکب جملے مشق کیلیے دیے ہیں اور پھر اضافت وغیرہ کی مشق کرا کے چھوٹی چھوٹی عبارتیں بنائی ہیں' جنسے یقیناً بچوں کو بہت فائدہ ہوگا -

تفہیم القواعد

قیمت ۳ - آنہ مصنف سے ملسکتا ہے -

— * —

مسئلۂ صرف و نحو اردو

یہ اردو کے صرف و نحو کا ایک نیا رسالہ ہے' جسے مولوی جلال الدین احمد صاحب جعفری زینبی عفی مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول کانپور نے مرتب کیا ہے -

یہ صرف پہلا ابتدائی حصہ ہے - دوسرا حصہ اعلی جماعتوں کیلیے اسکے بعد شائع کیا جائیگا -

اردو زبان کی ترقی و اشاعت میں یہ بات ہمیشہ عجیب سمجھی جائیگی کہ ایک طرف تو علوم و فنون کی کتابیں اسمیں لکھی جا رہی ہیں' اور دوسری طرف کوئی جامع لغت بلکہ مکمل صرف و نحو تک موجود نہیں ہے' اور بیسیوں صرفی و نحوی مسائل ہیں' جو ابتک غیر فیصل شدہ ہیں !

اپنے جلسی ضعف و صورت نسائی کے خلاف ، شہنشاہوں اور فاتحوں کی آواز میں گرج کر بولی :

" تیری اصلی سزا کا وقت ضرور نہیں ہے ، جبکہ قرطاجنہ کا مقدس دیوتا اپنی عدالت میں تجھے کھڑا کریگا ! لیکن اس وقت بھی تیرے لیے ایک عذاب الیم درپیش ہے - پھر بتلا کہ جب تو مجھے ، اور اپنے ان بچوں کو آگ میں جلتا ہوا ، اور موت کے اضطرار سے تڑپتا ہوا دیکھے گا ، تو تیرے پاس کیا عذر ہوگا ؟ کون ہے جو تجھکو اس معائنۂ تعذیب ، اور اس نظارۂ الیم سے بچائیگا ؟ یہ تیرا معبود رومی ، جسکے قصر کی ٹھوکر کھانے کا تجھے فخر ہے ، تجھکو روٹی دیسکتا ہے ، پر اس عذاب سے تو نہیں بچاسکتا ! "

رومی سپہ سالار ، ہزاروں افسران جنگ ، اور تمام معاصرہ ، اسطرح ساکت و صامت تھے ، گویا انکے ظالم دلوں کی طرح ، انکے اجسام حیّہ بھی پتھر کے بت بن گئے ہیں ! اسکروبال کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں ، مگر کانوں میں سمندروں کی روانی ، جنگلوں کی سنسناہٹ ، اور درندوں کی مہیب بولیوں کی سی متوحش صدائیں آرہی تھیں - وہ اپنی بیوی کو ، جسکا پیکر حسن ، اسوقت ایک فرشتۂ عذاب کی صورت میں اسکے سامنے تھا ، دیکھ رہا تھا ، لیکن نہیں سمجھ سکتا تھا کہ یہ کیا ہے ؟

شہنشاہ ملت کی یاد میں آخریں قطرۂ اشک

اس کی بیوی نے ایک مرتبہ قرطاجنہ کے جلتے ہوئے کھنڈر کو جی بھر کے دیکھا ، پھر اپنی قوم اور اپنے ملک کی یاد میں ایک آخریں قطرۂ اشک بہایا ، اسکے بعد اپنے دونوں بچوں کا گلا گھونٹ کر آگ میں ڈالدیا ، اور انکے بعد خود بھی آگ میں کود کر ، اسکے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں روپوش ہوگئی !!

....

(البقیة تتلی)

اطلاع

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ، اور لیتھو اور ٹائپ کی مشینیں ، نئی اور سکینڈ ہینڈ مل سکتی ہیں -
ہر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز ، پین کی مشین ، جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈھائی سال تک معمولی کام ہوا ہے - اسکے تمام کیل پرزے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلیے مستعد ہیں -

ابتدا سے الہلال اسی مشین پر چھپتا ہے - دو ہارس پاور کے موٹر میں سولہ سو فی گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے - چونکہ ہم اسکی جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے ہیں - اسلیے الگ کردینا چاہتے ہیں -

(۲) ٹینکل مشین ، جو پاؤں سے بھی چلائی جاسکتی ہے ، کیبانی فولیو سائز کی - اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر قسم کا کام جلد اور بہتر ہوسکتا ہے -

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتی ہے - جو صاحب لینا چاہیں ، وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپنی ذاتی ضمانت پر انہیں مشین دینگے ، اور اپنے اخلاقی وقار کو ان مشین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے -

منیجر الہلال پریس

انتقاد

—•—

رپورٹ انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ

—•—

انجمن ہلال احمر عثمانی نے ایک بین الملی انجمن کی صورت اختیار کرلی ہے اسلیے عالم اسلامی کے ہر ہر گوشے کو اسکے اعمال و خدمات کے متعلق سوال کا حق ہے اور ایسے ملک کو تو خصوصاً ، جسمیں سات کروڑ مسلمان رہتے ہیں اور ہر ضرورت کے وقت اعانت کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں - انجمن کی موجودہ شکل کو قائم ہوئے کم و بیش تین سال ہوگئے - اس عرصہ میں ہندوستان سے معتد بہ مدد ملی مگر باایں ہمہ اس نے آج تک ہندوستان میں کوئی روداد شائع نہیں کی تھی - یہ ایک ناگوار بے اعتنائی تھی جو انجمن کی طرف سے ہندوستان کے ساتھ کیجارہی تھی - لیکن نہایت خوشی کی بات ہے کہ اس بارے میں جو تصریحیں ادارۂ الہلال اور بعض دیگر حضرات نے کی تھیں ، وہ بیکار نہ گئیں ، اور اب ایک مختصر انگریزی رپورٹ شائع کی گئی ہے -

اسمیں انجمن نے ان خدمات کی مختصر روداد شائع کی ہے جو اس نے جنگ بلقان میں انجام دی ہیں - اس روداد کو مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا ہے - انگریزی اڈیشن غالباً خاص ہندوستان کے لیے ہے ، کیونکہ عالم اسلامی کے جس گوشے میں سب سے زیادہ انگریزی سمجھی جاتی ہے ، وہ صرف ہندوستان ہی ہے -

روداد کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں انجمن کا دائرۂ خدمات صرف شفا خانوں تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ شفا خانے کے علاوہ متعدد اور طریقوں سے بھی نہایت مفید خدمات انجام دیے -

مثلاً میدان کارزار سے واپس آنے والے مجروحین کے لیے یورو پین ترکی میں منزلگاہیں قائم کیں ، جنمیں انکے آرام کا تمام ضروری سامان تھا - قسطنطنیہ میں جو طبی وفود آئے تھے ، انکو ہر قسم کی مالی و انتظامی مدد دی - خزانہ کے خالی ہونے کی وجہ سے فوجی اور میونسپل شفا خانوں کے پاس آلات و ادویہ وغیرہ کی کمی تھی - لیکن انمیں جس شے کی ضرورت ہوئی ، انجمن نے اپنے ذخیرے سے مہیا کردی - عثمانی اسیران جنگ اور انکے اعزا میں مراسلت کا انتظام کیا جو فی الحقیقت سب سے بڑی وقیع خدمت تھی - وغیرہ وغیرہ -

کارفرمایان انجمن آخر میں اعتراف کرتے ہیں کہ اپنے کاموں میں انجمن ہلال احمر اپنی ہمچشم انجمنہائے صلیب احمر کی برابری نہیں کرسکی ، مگر وہ کہتے ہیں کہ اسکی وجہ اعضاء انجمن کا تساہل نہیں بلکہ انجمن کی نوعمری ، کم مایگی ، اور صرف زمانہ جنگ کی تیاری ہے - چنانچہ اس تجربہ کی بناء پر جو اتکو ہر جنگوں میں ہوا ، مجلس انتظامیہ نے طے کرلیا ہے کہ آیندہ سے انجمن زمانۂ صلح میں بھی مصروف کار رہے - مجلس عالیہ نے محسوس کیا ہے کہ صرف آلات ، ادویہ ، اور پوشاکوں کے فراہم کرلینے سے انجمن کی تیاری مکمل نہیں ہوسکتی - اسلیے یہ بھی طے کیا گیا کہ مذکورۂ بالا اشیاء کی فراہمی کے علاوہ تیمار داروں کو تعلیم خصوصی دی جاسے اور اگر ضرورت ہو تو اسکے لیے ایک درسگاہ کھولدیجائے -

مولوي صاحب کي یہ سعي مستحق ہزار تحسین ہے کہ امر بالمعروف و تبلیغ احکام شریعت میں مصروف ہیں - اسطرح کے رسائل و مطبوعات کي جسقدر اشاعت ہو' داخل عبادت' بل افضل از ہزار نافلۂ و تہجد ہے -

---

بعض حدیث الاشاعۃ جرائد و مجلات (۱)

— * —

آزاد

کانپور - قیمت سالانہ ۳ - روپیہ - ایڈیٹر مسٹر نگم بي- اے -

رسالۂ " زمانہ " کانپور اردو کے مشہور رسائل میں سے ہے - اسي کے دفتر سے یہ ہفتہ وار اخبار جاري ہوا ہے -

صوبجات متحدہ میں بمقابلہ پنجاب کے اخبارات کم ہیں - اور عمدہ اخبارات کي جگہہ تو ہر صوبے میں ابھي بہت کچھہ خالي ہے -

مسٹر نگم ایک مقبول رسالے کے ایڈیٹر ہیں' اسلیے پبلک کیلیے انکے اخبار کا مطالعہ پہلا تجربہ نہیں ہے - اس وقت تک میں نے ایک دو نمبر جو اسکے دیکھے' تو خبروں کے جمع کرنے' وقت کے معاملات پر بحث کرنے' اور حتی المقدور ہر طرح کي دلچسپي کا سامان مہیا کرنے میں ساعي پایا - ضخامت بھي پنجاب کے بعض اخبارات کي طرح غیر معمولي ہے' اور چھپائي لکھائي علم حالت کے لحاظ سے بري نہیں - پولیٹکل امور میں شاید اس نے اپني پالیسي " ہندوستاني " لکھنو کي مثال دیکر واضح کي ہے' اور میرا ہمیشہ سے یہ خیال ہے کہ ہندوستاني کي پالیسي بہت مفید' معتدل' اور اتحاد و تالیف حکام کے ساتھہ' مصالح ملکي کے تحفظ کے اصول پر' بہت اچھي ہے -

البتہ اعتدال کے معني درمیاني راہ اور توسط کے ہیں - یہ معني نہیں ہیں کہ انسان دونوں راہوں میں سے کسي ایک راہ سے اسقدر قریب تر ہوجاے' کہ اگر بال برابر بھي اور بڑھے تو درمیاني حصے کي جگہہ' سرحد کو عبور کرجاے !

اردو پریس کیلیے ایک مشورہ

" آزاد " کے ذکر میں نئے اخبارات کا ذکر آگیا ہے تو ہم اپنے چند خیالات بطور مشورے کے ظاہر کردینا چاہتے ہیں -

نئے اخبارات جو نکلے ہیں' یا شائع ہونے والے ہیں' بہتر ہے کہ ان میں مندرجۂ ذیل امور کا لحاظ رکھا جاے :

(۱) یورپ میں روزانہ' ہفتہ وار جرنل' ماہوار اور سہ ماہہ کي جو ترتیب اور مضامین و مقاصد کي تقسیم ہے' اسکو ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے - ایک وقت تھا کہ ملک میں اخبار بیني کا مذاق بہت کم تھا' اسلیے تقسیم عمل اس بارے میں ممکن نہ تھا' اور ضرورت اسکي تھي کہ جیسے کچھہ ہوں' مگر اخبارات نکالدیے جائیں' مگر اب حالت بدل چکي ہے' پس ضرور ہے کہ رفتہ رفتہ اردو پریس کو صحیح اصول تقسیم کار' اور ترتیب و نظام عمل پر لایا جاے' اور یہ طوائف الملوکي اور بے راہ روي نہو کہ ہفتہ وار اخبار' روزانہ اخبارات کا مواد فراہم کر رہے ہیں' اور ہفتہ وار ماہوار رسائل کے سے مضامین کي تلاش میں ہیں - نتیجہ یہ ہے کہ کوئي ایک صنف بھي موجود نہیں - نہ روزانہ' روزانہ ہیں' نہ ہفتہ وار' ہفتہ وار !

(۲) تصاویر اور کارٹون عمدہ اجزاء اخبار و رسائل میں سے ہیں' اور موجب ازدیاد اثر' و رونق اخبار' و وسیلۂ حسن تفہیم و تسہیل مطالب و مسائل' لیکن کسي کام کے کرنے کیلیے' اسے کردینا ہي شرط نہیں ہے' بلکہ اسطرح کرنا' جس طرح دنیا میں کیا جاتا ہے - لیتھو کي چھپائي میں تصاویر کا انتظام ممکن نہیں اور اگر ممکن ہے تو اسقدر اعلی درجہ کا کام' جسکے مصارف کا تحمل ممکن نہیں - پھر اس سے کیا فائدہ کہ چند سیاہي کے دھبوں سے صفحات سیاہ کرکے مذاق سلیم وحسن نظر کو زخمي کیا جاے ؟

البتہ کارٹون ممکن ہیں' لیکن یاد رہے کہ آجکل کا رٹونوں کو وضع کرنا' اور پھر انکو بنانا ایک مستقل فن لطیف و دقیق ہے' جسکے یورپ میں خاص خاص ماہرین فن ہوگئے ہیں' اور ان پر ہزارہا روپیہ صرف کیا جاتا ہے - اسکے لیے دقت خیال' نزاکت تخئیل' سرعت فہم' مواد شاعري' اور قوت مصوري کے ایک ہي دماغ میں جمع ہونے کي ضرورت ہے - پھر ایسے قابل مصوروں کي' جنکے سامنے کارٹون کے تمام اجزا لفظوں میں پیش کردیے جائیں' اور وہ اسطرح انہیں جامۂ تصویر پہنا دیں' گویا اسکے سوا اور کوئي لباس انکے لیے موزوں ہي نہ تھا !!

مجھکو خود بارہا کارٹون کا خیال ہوا' اور کئي بار بعض لطیف و نازک خاکے ذہن میں آئے - اسکا سامان بھي اور تمام مقامات سے بہتر موجود تھا' مگر میں نے بہتر نہ سمجھا کہ کسي کام کو کیا جاے' اور ایک صاحب فن کي حیثیت سے نہ کیا جاے -

پس اردو اخبارات یا تو کارٹون کا صیغہ بالکل چھوڑ دیں' یا اسکي ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھیں - یہ محض تمسخر نہیں ہے' بلکہ موجودہ ترقي یافتہ پریس کا ایک وقیع اور اہم کام ہے -

---

مساوات

الہ اباد - قیمت سالانہ ۳ - روپیہ - ایڈیٹر : مسٹر نویر احمد (ماسٹر)

یہ اخبار حال میں شائع ہوا ہے - صوبجات متحدہ میں ابتک علی گڈہ گزٹ اور البشیر وغیرہ کے سوا مسلمانوں کے ہاتھہ میں با وقعت اخبارات بالکل نہ تھے - پچھلے دنوں لکھنو سے مسلم گزٹ نکلا' اور اب خوشي کي بات ہے کہ اسطرف تعلیم یافتہ اصحاب کو توجہ ہونے لگی ہے - چنانچہ " مساوات " اسی سلسلے میں قابل ذکر ہے -

اسکا ایک پرچہ ریویو کي غرض سے میں نے اٹھالیا ہے - ضخامت ۱۶ - صفحہ کي ہے جو کافي ہے - کاغذ عمدہ لگایا جاتا ہے' اور شاید اس لحاظ سے اپنے صوبے کے تمام اخبارات میں ممتاز ہے - خبروں کے انتخاب' اور اہم واقعات اور کونسل کے ضروري مباحث وغیرہ کے تراجم و تذکرے کا بالعموم اہتمام کیا جاتا ہے -

صوبجات متحدہ میں ابھي اردو اخبارات کي بہت کمي ہے' اور پبلک میں روز بروز اخبار بیني کا مذاق بڑھتا جاتا ہے - اسلیے نئے اخبارات جس قدر شائع ہوں بہتر ہے - امید ہے کہ الہ اباد کے اس تنہا اردو اخبار کو' جو صوبے کے دار الحکومت سے نکلا ہے' ترقي و کامیابي کے وسائل بہت جلد حاصل ہو جائیں گے -

قیمت اگر صرف ۳ - روپیہ کردي جاے تو بہتر ہوگا' کیونکہ مسلم گزٹ اور ازاد وغیرہ نے انتہائي قیمت یہی رکھی ہے اسطرح اشاعت میں بھي بہت جلد ترقي ہوجاے گي -

---

(۱) ماہوار رسائل کیلیے ہم نے مشہور ادیب شیخ خلیل یازجي کے " مجلہ " کا لفظ منتخب کیا' اور تمام ملک نے قبول کرلیا' یہ کوئي نئي اصطلاح نہیں ہے' بلکہ جاہلیت عرب کي زبان میں بھي قریب قریب اسي مفہوم کیلیے بولا جاتا تھا (منہ)

اس سے بھی عجیب تر یہ ' کہ سودا اور میر تقی سے زیادہ احسان اسپر ایک علم دوست انگریز ' (سر جان گلکرسٹ) کا ہے ' جس نے سب سے پہلے اسکے قواعد کو منضبط کرایا اور یہ احسان اُن احسانات عظیمہ کے علاوہ ہے ' جو بہ حیثیت اس زبان کے رواج دہندہ ہونے کے میں (باغ و بہار) جیسی بے نظیر نثر کی کتابوں کے مرتب کرانے ' اور اسکی مربیانہ سرپرستی کی وجہ سے ہمیشہ یاد گار رہیں گی -

برزہ آف اکزا منرس کلکتہ نے گذشتہ نصف صدی کے اندر صرف و نحو میں کتابیں لکھنے اور لکھوانے کی متعدد کوششیں کیں ' اور اس سے باہر بھی ملک میں متعدد کتابیں لکھی گئیں ' مگر سچ یہ ہے کہ ابتک کوئی جامع اور ہر طرح معتبر کتاب ملک کے ہاتھہ میں نہیں ہے -

یہ تو اُدھر صرف و نحو کے تدوین فن کا حال ہے - اسکے بعد ابتدائی اور متوسط و اعلیٰ درسی قواعد کا خانہ ہے ' اور معیار نظر بلند کرکے دیکھیے تو وہ بھی خالی ہے - بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ شاید انضباط ضروریات قواعد ' و تسہیل بیان ' و ترتیب مندرجات کے لحاظ سے انگریزی میں نسبتۃ اچھی قواعد کی کتابیں لکھی گئی ہیں - گو اغلاط و لغزشیں اُن میں بکثرت ہوں -

اس سلسلے میں بہت سی کتابیں میں نے دیکھیں ' اور (تفہیم القواعد) ایک مختصر رسالۂ تازہ ہے - مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ابتک جو قواعد لکھی گئیں ' انمیں یا تو انگریزی گرامر کا اتباع بیجا کیا گیا ' یا محض عربی کا - اسلیے میں ایک سادہ و آسان رسالہ مرتب کرتا ہوں جو بچوں کے دماغ پر ابتدا ہی سے بار گراں نہو -

میں نے اِسکے چند ابتدائی صفحات دیکھے - اسمیں شک نہیں کہ طریق بیان بہت سہل و آسان ہے - ترتیب مسائل وہی عام اور معمولی ' مگر ہر سبق کے ساتھہ ہی مشق کی عبارت بھی دیدی ہے - تقریباً تمام ضروری اقسام و ابواب کو جمع کیا ہے ' اور یہ کوشش ہر جگہ نظر آتی ہے کہ طریق تعلیم آسان اور سہل ہو -

بہتر تھا کہ طریق سوال و جواب سے بھی کہیں کہیں کام لیا جاتا کہ درس مسائل و قواعد کیلیے یہ طریقہ بہت مفید ہے -

نقشے بنا کر باہمی تعلقات و روابط و انشعاب ابواب کو سمجھانا بھی ایک عمدہ اصول تعلیم ہے ' اور بہتر ہو اگر آیندہ اسکا خیال رکھا جاے -

---

اتحاد المسلمین

— * —

علمـــاء و مصلحین واعظین و ارباب صحائف و جرائد کیلیے مفت - مولوی عبید اللہ صاحب - بنگلہ نواب وقار نواز جنگ - متصل مسجد حیرت آباد - حیدر آباد (دکن) -

— * —

مولوی محمد احسن صاحب اکزکیٹو انجینیر نے یہ رسالہ اس لیے لکھا ہے تاکہ مسلمانوں کو فریضۂ قطعیہ زکواۃ کی ضرورت و اہمیت ' و دلائل فرضیت سے باخبر کیا جاے ' اور آمادہ کیا جاے کہ اس فرض کی طرف سے غفلت نہ کریں - اور مولوی ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب نے اسی مقصد سے اسے شائع فرمایا ہے : فجزا ہما اللہ تعالیٰ خیر الجزا ' و زادنا اللہ و ایا ہما حمیۃ الاسلام !

اس رسالے کی تقریب پر بہتر ہے کہ چند کلمات فریضۂ زکواۃ کی نسبت عرض کروں :

فـریضـــہ زکـــواۃ

حکم زکواۃ ایک اعظم ترین فرائض مسلمین ' و اہم ترین احکام شریعۃ حقۂ اسلامیہ میں سے ہے ' اور اسکی فرضیت مثل فرضیت صوم و صلوۃ و صیام ' نصوص قطعیۂ شریعت ' اور تعامل عدم منقطع اہل اسلام سے ثابت ہے - اور منجملہ ہمارے موجودہ مصائب عظیمہ کے ایک مصیبت کبرٰی یہ ہے کہ اس فرض کی طرف سے غفلت و تساہل بالعموم طاری و ساری ' اور اسکے جمع و صرف کیلیے انتظام و اہتمام کے وسائل مفقود -

ہم نے اپنے گھر کی طرف سے آنکھیں بند کرلی ہیں ' اور دنیا کے دور دراز گوشوں میں مارے مارے پھرتے ہیں - آج یورپ میں مختلف مدارج و طبقات کے تصادم ' اور فقراؤ عمال (1) کے افلاس و مصائب ' اور دولت کی عدم تقسیم و مرکزیۃ (2) کی وجہ سے موجودہ ہئیۃ اجتماعیہ اور معیشۃ مدنیہ کی بنیادیں ہل رہی ہیں - اشتراکیۃ (سوشیالیزم) کی اسی لیے پیدایش ہوئی - اور فوضویہ (نہلزم) کے مہیب وجود کی تولید اسی کا نتیجہ ہے - کل کی بات ہے کہ انگلستان میں مسٹر لائڈ جارج نے امرا و اشراف کے ٹیکس کا مسئلہ اٹھایا تھا ' اور برطانیہ کے مزدوروں کی اصلاح حالت اور تقویۃ مالی کے مقصد نے ایک سخت ہنگامہ مچادیا تھا !

یہ سب کچھہ قوم کے مفلس حصے کی ضروریات کے پورا نہونے ہی کا نتیجہ ہے -

جرمنی اور بعض حصص امریکا میں غرباء و محتاجین کیلیے حکومت اور قوم کے مشترک فنڈ قائم کیے گئے ہیں -

کواپریٹو سوسائٹیاں اور زرعی اور دیہاتی بنکیں جو آج قائم کی جا رہی ہیں ' یہ بھی دراصل اسی ضرورت کا علاج ہے کہ قوم کے محتاج اور بے مایہ حصے کی اعانت کی جاے -

لیکن اسلام نے اپنے ظہور کے ساتھہ ہی ان مفاسد اجتماعیہ و مدنیہ کا علاج کردیا تھا - فریضۂ زکواۃ کی بہت بڑی مصلحت یہی تھی کہ اسکے ذریعہ قوم کے مفلس و محتاج حصے کی ضروریات کا انتظام کیا جاے - نیز دیگر ملی احتیاجات کیلیے ایک دائمی خزینہ (فنڈ) مہیا ہو جاے -

اسلام نے ایک طرف سود کو حرام کیا ' جو غریبوں اور محتاجوں کی زندگی کیلیے مہلک و سم قاتل تھا ' اور جسکے ذریعہ دولت مندوں کو اُن پر ایک جابرانہ و ظالمانہ تسلط کا موقعہ مل جاتا تھا - دوسری طرف اسکے بدلے زکواۃ کو فرض کردیا ' تاکہ جن احتیاجات کی وجہ سے غریب و محتاج طبقہ سود دینے پر مجبور ہو جاتا ہے ' وہ پیش ہی نہ آئیں !

فی الحقیقۃ موجودہ زمانے کے وقت کے کاموں میں سے ایک اہم اور ضروری کام فریضۂ زکواۃ کی تعمیل ' اور اسکے جمع و خرچ کے انتظامات کی باقاعدہ تشکیل بھی ہے ' اور اس عاجز کے بعض پیش نظر کاموں میں اسکی تحریک بھی داخل ہے : و کل امر مرہون باوقاتہا -

دراصل یہ تمام مصیبتیں اسلیے ہیں کہ " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کے سلسلۂ حقہ کا عملاً سد باب ہو گیا ہے - علما اپنے قدرتی فرائض کو بھلا چکے ہیں ' اور دار الشفا کے طبیب خود ہی بیمار اور محتاج اطباء ہیں - ایسی حالت میں کس کس بات پر روئیے ' اور کس کس کا ماتم کیجیے !

تن ہمہ داغدار شد ' پنبـــہ کجا کجا نہم ؟

---

(1) آجکل عربی میں یورپ کی لیبر پارٹی کیلیے " حزب العمال " کا لفظ رائج ہے ' اور مزدوروں کیلیے عمال ہی کا لفظ زیادہ تر لکھا جاتا ہے -

(2) دولت کی " مرکزیۃ " یعنی دولت کا کسی ایک ہی جماعت اور سوسائٹی کے طبقہ میں جمع ہوجانا ' اور دیگر حصص و طبقات کا بالکل محروم رہنا - یہ حالت تمدن اور سوسائٹی کیلیے سخت ضرر رساں ہے - رومۃ الکبری کے انقراض و تباہی کے اسباب اولیٰ میں سے ایک سبب یہ بھی تھا - اسلام کا قانون توریث اور تقسیم ورثہ اسی مصلحۃ حکیمانہ پر مبنی ہے -

مراسلات

نماز جمعہ اور تعطیل عام

از جناب مولوی نواب علی صاحب - ایم - اے - پروفیسر بڑودہ کالج

گورنمنٹ کی موقت اور محتاج اعادہ اجازت نماز جمعہ کے عوض عام تعطیل طلب کرنے کی تحریک' اگرچہ عام طور سے مسلمانوں میں پسند کیجالگی ' لیکن واقعات پر بھی ہمکو غور کرنا چاہیے -

ادبیات

خروش یاس

پھر ایک ستم تازہ ہے اور کاهش جاں ہے * دل سینۂ ماتم زدہ میں نوحہ کناں ہے
اجڑے ہوے گلشن میں کہاں زمزمۂ عیش؟ * کچھ نالہ و فریاد ہے کچھ آہ و فغاں ہے
مستقبل مجہول ہو کیا باعث تسکین ؟ * کچھ حوصلہ امرا نہیں جو حال عیاں ہے
مذہب کی حرارت کے بھڑکتے نہیں شعلے * ہاں آتش خاموش کا تھوڑا سا دھواں ہے
سنتا نہیں اک سمت سے بھی حرف تسلی * دل حلقۂ ماتم میں بہر سو نگراں ہے
اے شان جلالی ! تری غیرت کو ہوا کیا ؟ * مٹ جائینگے مسلم ' یہ عدو وں کا گماں ہے !
کیا رحم کے قابل نہیں اسلام کی حالت ؟ * اے ملت بیضا کے نگہبان تو کہاں ہے ؟

وحشت ہے اور آهنگ نوا هاے جگر دوز
یہ طائر مجروح عدم نالہ فشاں ہے

رضا علی (وحشت)

فکاہات

عروس لیگ

ر راہ لطف کہا کانگریس نے لیگ سے یہہ : * "کہ ایک راہ میں رهرو هیں میں اور آپ ' جناب !
سفر میں خوب نہیں ساتھیوں سے بے ربطی * یہہ همسفری ہے غنیمت کہ راسلہ ہے خراب
نہیں یہہ رسم رفاقت ' حجاب دور کرو * آثار دو رخ زیبا سے " سلوت ایبل " کا نقاب "
کہا یہہ لیگ نے هنسکر " ابھی میں کمسن هوں * نہیں حجاب مجھے' ہے یہہ انتظار شباب "

یک منتظر شباب

ہفتہ میں ایک دن آرام لینے کی رسم قدیم سے جاری ہے - سامی قوموں میں یہ رسم مذہبی حیثیت رکھتی ہے - یہود سبت (شنبہ) کے دن کوئی کام نہیں کرتے - حضرت عیسی نے اگرچہ اسقدر تشدد نہیں فرمایا مگر سبت کو شعائر دین سے سمجھتے تھے کیونکہ آپ نے صاف فرما دیا تھا کہ " میں توریت کے احکام منسوخ کرنے نہیں آیا هوں " لیکن واقعہ صلیب کے بعد عیسائیوں میں یہ عقیدہ خاصکر سینٹ پال کی تعلیم سے پھیل گیا کہ یسوع مسیح تیسرے دن (یکشنبہ) کو مردوں میں سے جی اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا اسلیے اتوار کا دن یوم العید ہوگیا -

شؤون عثمانیہ

حادثۂ ادرنہ

(مقتبس از جرائد استانۂ علیہ)

(۱)

ادرنہ کا بطل عظیم غازي شکري پاشا مسلسل پانچ مہینہ تک ایک ایسي فوج گراں کے مقابلہ میں' جواپنے دونوں بازؤں میں ہزاروں بلغاریوں اور سرویوں اور صدہا زودہ کار اور انسان پاش توپیں کو لیے ہوے تھي' جما رہا' اور آل عثمان کے سروں کو بلند' انکی امیدوں کو زندہ' اور انکے صفحۂ تاریخ کو روشن کردیا -

یہ بطل عظیم ابھي عرصہ دراز تک سلسلہ حملۂ و مدافعت جاري رکھسکتا تھا' بلکہ محاصرہ کو اٹھا دیتا' اگر مرحوم ناظم پاشا' خالي ملۂ کامل کے فریب میں نہ آگیا ہوتا اور التواء جنگ کے وقت اس عظیم الشان شہر تک رسد رساني کي اجازت کي قید لگا دي ہوتی' اور چتلجا میں جنگ جاري رکھي ہوتي - یعني وہ ملعون التواء جنگ منظور ھي نہ کیا ہوتا' جسکي بدولت بلغاریوں کو خطوط محاصرہ و قتال استحکام کا موقع ملا -

محاصرہ کو دو دن کم پانچ مہینے ہوے - اسوقت تک اس بطل ہمام کا عزم بالجزم تھا کہ راہ مدافعت میں اپنا اور اپني فوج کا آخرین قطرۂ خون بہادینگے اور اگر مغلوب ہونگے' اور دشمن کي طاقت نطاق محاصرہ کو چیرتي ہوئي قلب شہر تک پہنچ جائیگي' تو اپنے پاس کا تمام سامان جنگ ضائع کردینگے !!

مگر حکومت سابقہ نے اسکے ساتھہ وہ اعتناء و اهتمام نہیں کیا جسکا وہ مستحق تھا - حکومت نے اسکے اس مقصد شریف سے اتفاق نہیں کیا اور کامل پاشا برابر اس عار انگیز صلح کے درپے رہا' جو دولۃ عثمانیہ کے شرف و حیات' بلکہ اسلام کے شرف و وجود ھي کا خاتمہ کر دینے والي تھي -

بطل ادرنہ کو جب محسوس ہوا کہ حکومت اسکے اس مقصد جلیل سے متفق نہیں' تو اس نے تسلیم شہر کي صورت میں شہر کو اڑا دینے کي باب عالي کو دھمکي دي - بطل موصوف' جیسا کہ اسکے سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے' صاحب عزم راسخ اور شدید الراے شخص ہے - وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے' تو کسي قسم کے پس و پیش کے بغیر اس کو کر گذرتا ہے' پس اگر شہر حوالے کردیا جاتا' تو بھي ادرنہ کا حشر وھي ہوتا جو اسوقت ہوا - کیونکہ تسلیم کي صورت میں غازي شکري پاشا نے جو کچھہ کہا تھا' اسکو ضرور پورا کرکے چھوڑتے -

اب صرف اس حیثیت سے بحث کرنا باقي ہے کہ تسلیم ادرنہ کي صورت میں کیا نتائج مرتب ہوے؟ اور اب کیا مرتب ہونگے؟

یہ بات تو معلوم ہے کہ سلانیک بغیر مدافعت و مقاومت کے صرف اس امید پر حوالے کردیا گیا تھا کہ باشندگان شہر و سرحد کا خون نہ بہایا جائیگا' مال و متاع نہ لوٹا جائیگا' اور عورتوں کے ننگ و ناموس پر حملہ نہ کیا جائیگا -

مگر کیا اسکا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ یہ تمام جھوٹي امیدیں بیکار ثابت ہوئیں' اور وہ ہزارہا عثماني' جنھوں نے ہتیار حوالے کردیے تھے' فاقہ' برھنگي' امراض' اور سب سے بڑھکر یہ کہ قتل کي بدولت موت و ہلاکت کا لقمہ ہوے؟

کیا اس کا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ دشمن ہمارے ذخائر واسلحہ پر قابض ہوگیا' جس سے محاصرہ یانیا (جنینا) میں اسکو مزید تنگ گیري کا موقع مل گیا؟

کیا اس تسلیم کا نتیجہ یہ نہیں ہوا کہ جان' مال' آبرو' اور جائداد (جس کي حفاظت کا وعدہ کیا گیا تھا) دشمنوں اور مسیحي غارتگروں کیلیے مباح سمجھہ لي گئي اور ہر ممکن تصرف وحشیانہ و بربرانہ' جو انساني ظلم کر سکتا ہے' بے دریغ کیا گیا؟

سلانیک میں دشمن نے کب اپنے شرف و وقار اور عہد و پیمان کا پاس کیا' جو ان پر ادرنہ کے باب میں اعتماد کیا جاتا؟ اور اگر اعتماد کیا جاتا تو یہ دانستہ انخداع اور دولت علیہ اور اسلام کے ساتھہ خیانت نہ ہوتي؟

سلانیک کي محافظ فوج نے تسلیم سلانیک سے دشمن کے قدم جمادیے کیونکہ قلعہ وغیرہ تمام سامان مدافعت و استحکام انکو ملگیا' لیکن اس بطل تاریخ (شکري پاشا) نے وہ جلیل و شریف فرض ادا کیا' جو اس کے عہدے کي حیثیت سے اس پر عائد ہوتا تھا - پس اس نے نہایت دانشمندي کي' کہ آخر وقت تک جنگ جاري رکھي' اور جب دشمن نے اندر داخل ہونے کا قصد کیا تو جو کچھہ برباد کر سکا برباد کر دیا - اب ادرنہ وہ شاندار جنگي شہر نہیں ہے جو پہلے تھا - اب وہ ایک سنسان کھنڈر اور وحشت کدہ ہے!

یہ امر محال ہے کہ بلغاري ایک عرصہ دراز سے پہلے ادرنہ کي سابق جنگي اہمیت کو دوبارہ پیدا کرلیں' کیونکہ صرف قلعہ (مرعش) سالہا سال میں تیار ہوا تھا اور اسکي مزید تحصین و استحکام میں کئي سال اور صرف ہوگئے تھے' جب جاکے وہ اسدرجہ مستحکم ہوا کہ بلغاریوں کو اسکی فتح میں سنگین نقصانات اٹھانا پڑے - ایسے سنگین نقصان' جو آج' نہیں جبکہ وہ نشۂ فتح میں سرشار ہیں' بلکہ چند دنوں کے بعد انہیں معلوم ہونگے -

بیشک بطل ادرنہ نے اپنی آخر تک مدافعت اور آخر میں ذخائر' اسلحہ' اور عمارتوں کے برباد کر دینے سے عساکر چتلجا کی ایک خدمت جلیلہ انجام دي -

ایسے انتہائی مدافعت کے بعد سقوط ادرنہ ایک تاریخي واقعہ ہے جو ثناء عظیم و تمجید کثیر کا مستحق ہے - اس دعوے کي سب سے قوي دلیل یہ ہے کہ دنیا کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کو ایک حادثہ جلیلہ قرار دیا ہے' اور تاریخ کے ان نادر واقعات میں شمار کیا ہے' جن کي مثال گذشتہ صدیوں میں مشکل سے مل سکتي ہے -

اس سلسلہ میں ہم چند عثماني و اجنبي اخبارات کے اقوال آیندہ ہفتے نقل کرینگے -

---

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو' بنگلہ' گجراتي' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

نحن انصار اللہ

— * —

ان صلاتی ونسکی ومحیائی ومماتی للہ رب العالمین ، لا شریک لہ ، وبذالک امرت وانا اول المسلمین (۲ : ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلیے ہے ۔

اسی قربانی کا مجھکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں ۔

نام ــــــ پیشہ ــــــ عمر ــــــ

پتہ ــــــ

نحن انصار اللہ

— * —

ان صلاتی ونسکی ومحیائی ومماتی للہ رب العالمین ، لا شریک لہ ، وبذالک امرت وانا اول المسلمین (۲ : ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلیے ہے ۔

اسی قربانی کا مجھکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں ۔

نام ــــــ پیشہ ــــــ عمر ــــــ

پتہ ــــــ

نحن انصار اللہ

— * —

ان صلاتی ونسکی ومحیائی ومماتی للہ رب العالمین ، لا شریک لہ ، وبذالک امرت وانا اول المسلمین (۲ : ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلیے ہے ۔

اسی قربانی کا مجھکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں ۔

نام ــــــ پیشہ ــــــ عمر ــــــ

پتہ ــــــ

مسلمانوں کا جمعہ نہ تو یہود کے سبت کی طرح ہے (کیونکہ اوقات نماز کے سوا باقی تمام دن کار و بار کی اجازت ہے) اور نہ عیسائیوں کے اتوار کے طرح کسی نبی یا ولی کے دوبارہ زندہ ہوجانیکی یادگار ہے' بلکہ شہر یا قصبہ کی آبادی کا سات دن میں ایک دن ایک ہی مقام پر مل جل کر وحدہ لاشریک خدا کی عبادت کرنے کا دن ہے - ہم نے جب تک شعائر دین کی سچی تعظیم کی' اسوقت تک خدا نے ہماری حکومت کے ذریعہ جمعہ کو عام تعطیل دلوائی لیکن جب ہمارے حکام' امرا' اور رؤسا نے علانیہ نماز جمعہ ترک کردی' تو ہماری عام تعطیل بھی ہم سے چھن گئی - اسپر بھی ہمارے آنکھیں نہ کھلیں اور اب بھی ہمارے مساجد اعلی عہدہ داروں اور جنٹلمینوں سے خالی ہیں - کچھہ شک نہیں کہ اگر یہ حضرات اخلاقی جرأت اور سچی محبت دین سے کام لیکر نماز جمعہ کے وقت بیخوف و خطر اٹھتے' اور فاسعوا الی ذکر اللہ کی تعمیل کرتے' تو آج گورنمنٹ کے سامنے یہ بھیک مانگنے کی نوبت ہی نہ آتی - ہم نے رو دھوکر دو گھنٹہ کی اجازت حاصل کی مگر نماز جمعہ کے وقت سات کرور مسلمانوں کی حاضری اگر لیجائے تو حقیقت حال معلوم ہوجائے -

ھندوستان میں حکومت عیسائیوں کی ہے اسلیے ممکن نہیں کہ اتوار کو عام تعطیل نہو - جمعہ کے دن بھی اگر مسلمانوں کی خاطر سے عام تعطیل دیجائے' تو ہفتہ میں دو دن یا ڈیڑھہ دن تعطیل کے ہونگے - پھر کوئی وجہ نہیں کہ ھندوستان کے یہود کے خاطر سبت کے دن عام تعطیل نہ دیجائے - لیکن اگر دو گھنٹہ کی اجازت ملجانے پر مسلمان ملازم گورنمنٹ خاصکر حکام اور عہدہ دار خصوصیت کے ساتھہ نماز جمعہ کے پابند ہوجائیں تو عام تعطیل کی تحریک میں خواہ مناسب' ہو یا نا مناسب' ہم بھی شامل ہوجائیں گے -

مسلمانو! کب تک نمایشی تحریکوں کے گرویدہ رہوگے؟ اٹھو اور سچے مسلمان بن جاؤ - جو کچھہ کہنا ہو اسکو کرکے دکھادو فقط -

---

علامۂ شبلی نعمـــانی پر بیجا الزامات کی حقیقت

از جناب خواجہ رشید الدین صاحب رئیس لکھنو

— * —

آجکل چند اخباروں میں مولوی عبدالکریم صاحب مدرس دارالعلوم کی معطلی کے متعلق جو سلسلہ مضامین شائع ہورہا ہے اس میں در حقیقت مولانا شبلی کے ساتھہ ایک عظیم الشان مذہبی انسٹیٹیوشن کو بھی بد نام کرنے کی کوشش کیجا رہی ہے اس بنا پر نہایت ضروری ہے کہ ان تمام غلط فہمیوں کو مٹایا جائے جو ان مضامین کے ذریعہ سے پھیلائی جا رہی ہیں - ان مضامین میں امور تنقیح طلب حسب ذیل ہیں :

(۱) مولوی عبد الکریم صاحب کے متعلق جو کارروائی مولانا شبلی نے کی' وہ شخصی طور سے کی' یا جو کچھہ عمل میں آیا اس میں ان کا حصہ اسی قدر تھا' جتنا ہر ممبر کا ہوسکتا ہے ؟

(۲) جو حکم دیا گیا وہ فی نفسہ مناسب اور صحیح تھا یا نہیں؟

(۳) اس واقعہ کو گورنمنٹ تک پہونچانے میں مولانا شبلی کی شرکت کس حد تک ہے ؟

(۴) اس حکم کے متعلق لوگوں نے مولانا شبلی کے دباؤ سے رائیں دیں یا نہیں' اور یہ کہ انھوں نے دباؤ ڈالا یا نہیں ؟

اس موقعہ پر سب سے مقدم یہ ہے کہ ندوہ کا نظام ترکیبی سمجھہ لینا چاہیے کیونکہ واقعات کے متعلق پبلک کو بڑی غلط فہمی اسوجہ سے ہوئی ہے کیونکہ وہ ندوہ کے نظام اور تقسیم اختیارات سے واقف نہیں' اسکی تفصیل مضمون کے اخیر میں آئیگی - یہاں صرف اس قدر سمجھہ لینا چاہیے کہ ندوہ ایک وسیع اور عام انجمن ہے اور اس کے تحت میں بہت سی شاخیں ہیں' ان میں ایک مدرسہ بھی ہے جس کا نام دارالعلوم ہے - مولانا شبلی اس مدرسہ کے معتمد یعنی سکریٹری ہیں' اصل ندوہ کے نہ وہ سکریٹری ہیں نہ اسسٹنٹ سکریٹری ہیں - ندوہ میں کئی برس سے کوئی سکریٹری نہیں ہے' لیکن سکریٹری شپ کے جتنے کام ہیں' مولانا سید عبدالحی صاحب انجام دیتے ہیں - ندوہ کا صیغہ مال الگ ہے اور اس کے سکریٹری منشی احتشام علی صاحب ہیں -

واقعہ بحث طلب

کچھہ عرصہ سے مولوی عبد الکریم صاحب جو دارالعلوم ندوہ میں مدرس بھی ہیں الندوہ کے اڈیٹر ہیں (جو ندوۃ العلما کا پرچہ ہے) انہوں نے جون کے پرچہ میں ایک مضمون بعنوان جہاد لکھا' جس میں ثابت کیا کہ مسلمانوں کو کسی غیر مذہب حکومت کی رعایا بنکر رہنا جائز نہیں - مولانا شبلی نے اسکو مقاصد ندوہ کے مخالف سمجھا - اس کے ساتھہ ان کے نزدیک اصل مسئلہ کی تشریح بھی غلط طور سے کی گئی تھی' اس بنا پر انہوں نے بمشورہ مولوی عبد الحی صاحب' و مولوی ظہور احمد صاحب وکیل انکو عارضی طور پر (جسکی واقعی مدت صرف ایک دن تھی) معطل کردیا - ندوہ کی مجلس انتظامیہ کے لیے ضرور ہے کہ پندرہ روز قبل تمام ارکان کو اطلاع دیجائے اس بنا پر جب کبھی کوئی فوری ضرورت پیش آتی ہے تو ہمیشہ یہ طرز عمل رہا ہے کہ معتمد مراسلات مقامی ارکان کو بلاتے ہیں اور کوئی عارضی کارروائی بشرط منظوری جلسہ انتظامیہ کردیجاتی ہے - اس بناپر مولوی عبد الحی صاحب نے دوسرے دن تمام ارکان شہر کو بلایا' جن میں سے پانچ شخص دوسرے دن شب کو جمع ہوے اور ایک جلسہ منعقد ہوا - اشخاص حسب ذیل تھے : منشی احتشام علی صاحب معتمد' مولوی ظہور احمد صاحب وکیل ممبر ندوہ' مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی' مولانا شبلی صاحب نعمانی' مولوی عبد الحی صاحب -

اس جلسہ میں طے پایا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کو ایک مراسلہ حسب مضمون ذیل بھیجا جائے :-

(۱) چونکہ رسالہ الندوہ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۲ - و شائع شدہ ۲۰ - جنوری سنہ ۱۹۱۳ - میں ایک قابل اعتراض مضمون مسئلہ جہاد پر شائع ہوگیا ہے' اس لیے آج مقامی ارکان کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا ہے' اور اس میں مندرجہ ذیل ارکان شریک تھے :-

(۱) منشی احتشام علی صاحب (۲) مولوی عبد الحی صاحب (۳) مولانا شبلی نعمانی صاحب (۴) مولوی عبد الباری صاحب (۵) مولوی ظہور احمد صاحب -

حسب ذیل امور باتفاق راے منظور ہوے : -

(۱) اس جلسہ کی راے ہے کہ مضمون زیر بحث میں جو خیالات ظاہر کیے گئے ہیں وہ اغراض و مقاصد ندوہ کے منافی ہیں اور اس کے شائع ہونے کا افسوس ہے'

(۲) اس جلسہ کی راے ہے کہ اشاعت الندوہ تا فیصلہ جلسہ انتظامیہ موقوف رہے -

(۳) اس جلسہ کی راے ہے کہ معتمد دارالعلوم ندوہ نے جو مولوی عبدالکریم صاحب کو بربناے تحریر مضمون جہاد معطل کر دیا ہے' یہ حکم تا جلسہ انتظامیہ قایم رہے اور مولوی عبدالکریم صاحب سے جواب طلب کیا جاے -

(۴) اس جلسہ کی راے ہے کہ مذکورہ بالا کارروائی کی اطلاع ڈپٹی کمشنر لکھنو کو دیجاے -

(باقی آئندہ)

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL FRTG. PRLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

مقـــوی بـاه گـــولیـــاں

ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں چھہ عدد امتحانا نمونہ کیواسطے بلا قیمت دیجاتی ہیں - استعمال کے اول ہی روز اپنا فائدہ دکھلاتی ہیں - ضرور امتحان کیجئے - اگر آپ امتحان کرنا چاہیں تو الہلال کے حوالہ سے آج لکھئے رایسی ڈاک سے آپکو نمونہ ملیگا - یہ گولیاں ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس - اسکنیا - ڈمیانا ملاکر یہ بنی ہیں - ریڑہ - رگ اور خون کو طاقت دینی والی ہیں - مریض کو اول ہی روز سے فائدہ معلوم ہوتا ہے - چہرہ پر رونق اور ضعف کی حالت کو دور کرتی ہیں - طاقت لاتی ہیں - قیمت ۳۰ گولیونکی شیشی ایک روپیہ محصول پانچ آنہ -

یہہ موقع ہاتھہ سے نہ دینا چاہئے قوت کی گولیوں کا نمونہ جلد منگواکر آزمائش کیجئے ایک خوراک میں فائدہ معلوم ہوگا -

نوٹ - ہماری کاروباری جنتری جسمیں پوری فہرست ادویات اور سارٹیفکٹ درج ہیں بلا قیمت ہر موجودہ درخواست آنے سے روانہ ہوتی ہیں -

ڈاکٹر ایس - کے - برمن - نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

المکتبة العلمیة الاسلامیة فی علیگڈہ

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر، شام، بیروت و قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں - خاصکر مکتبة المنار کی کتابیں، حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانہ میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدھ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے -

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں -

یہہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے - جو اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں - روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کیا دیا جائیگا -

المشتـــــہر منیجر المکتبة العلمیة الاسلامیة - مدرسة العلوم علیگڈہ

حمیدیہ ہـــوٹـل

نمبر ۱۳۱ لورچیت پور روڈ - کلکتہ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اقسام کھانے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے بر تکلف اور موزوں کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار فرشدار اور بر لب راہ واقع ہیں جو صاحبان کرکچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت حمیدیہ ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہمارے ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتـــــہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

نحن انصار اللہ

—*—

ان صلاتي و نسكي و محياي و مماتي لله رب العالمين ، لا شريك له ، بذالك امرت و انا اول المسلمين (۲ : ۱۲۶)

میری عبادت، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلیے ہے -

اسی قربانی کا مجکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں !

نام   پیشہ   عمر

پتہ

نحن انصار اللہ

—*—

ان صلاتي و نسكي و محياي و مماتي لله رب العالمين ، لا شريك له ، بذالك امرت و انا اول المسلمين (۲ : ۱۲۶)

میری عبادت، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلیے ہے -

اسی قربانی کا مجکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں !

نام   پیشہ   عمر

پتہ

نحن انصار اللہ

—*—

ان صلاتي و نسكي و محياي و مماتي لله رب العالمين ، لا شريك له ، بذالك امرت و انا اول المسلمين (۲ : ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلیے ہے -

اسی قربانی کا مجکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں !

نام   پیشہ

پتہ

نحن انصار اللہ

—*—

ان صلاتي و نسكي و محياي و مماتي لله رب العالمين ، لا شريك له ، بذالك امرت و انا اول المسلمين (۲ : ۱۲۶)

میری عبادت ، میری قربانی ، میرا جینا ، میرا مرنا ، غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین ہی کیلیے ہے

اسی قربانی کا مجکو حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا " مسلم " ہوں !

نام   پیشہ   عمر

پتہ

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام ' پورا پتہ ' رقم ' اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ ــــ مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا - (منیجر)

شــــرح اجــــرت اشتـــہـــارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جایگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائـــــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہہ دیں ' البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں ' چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں ' اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے ' اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جوّے کے اقسام میں داخل ہو ' تمام منشی مشروبات کا ' فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی مضر کر پیدا ہو کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا -

نوٹ ـــــ کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs. 8.
Half-yearly " " 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
[illegible]

مقام اشاعت
۱-۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان للتراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ — کلکتہ : چہار شنبہ ۷ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲
Calcutta : Wednesday, May 14, 1913.

فہرس

تصاویر

شذرات

من انصاری الی اللہ ؟؟

نفائس دل و دین می دہم بہ نیم نگاہ !
بمن معاملہ کن ، کہ راست گفتارم !

اکثر حضرات کو درخواست کے فارم کی کمی کی شکایت تھی ، اسلیے ابکے پھر چار فارم حاضر ہیں - جن حضرات کو اور زیادہ مطلوب ہوں ، " عارضی ادارۂ تنظیمۂ حزب اللہ " سے دفتر الہلال کے ذریعہ طلب فرمالیں - ۲٥ ، ۲٥ ، فارموں کی کتابیں مع مضامین دعوت و تبلیغ متعلقہ بھی چھپ رہی ہیں - العجل ! العجل ! العجل !! فان الساعۃ آتیۃ ، لا ریب فیہا ، والعاقبۃ للمتقین !!

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی
اور
مسئلۂ " الندوہ "
(۳)

اس مسئلے کی نسبت مراسلات و مکاتیب کی کثرت کا یہ حال ہے کہ روزانہ ڈاک کی ہر تقسیم میں آٹھ دس مراسلات اسی کی نسبت ہوتی ہیں - انکی کثرت سے الہلال کے صفحات گھبرا جائیں ، مگر اس عاجز کا دل مطمئن ہے - اس سے ضمناً ثابت ہوتا ہے کہ قوم کی حرکت اور دفع جمود کی نسبت جو لگی امیدیں دلوں میں پیدا ہوگئی ہیں ، اور جو کبھی کبھی بعض واقعات و حوادث معاف کے ظہور سے متزلزل ہو جایا کرتی ہیں ، فی الحقیقت صحیح ، اور

کرسکتا ہوں - مذاکرۂ علمیہ کے متعدد اہم مضامین مدتوں سے پڑے ہیں ' کتابوں پر ریویو لکھنے کی جگہ نہیں ' شئون عثمانیہ کے نہونے کی وجہ سے لوگ سخت شاکی ہیں - اسئلۃ و اجوبتہا کی سرخی کے بیسیوں سوالات اہم اور مفید پڑے ہیں ' جنکے جواب کیلیے صفحات نہیں ملتے - پھر آجکل سب سے اہم تو خود الہلال کی تبلیغ دعوت ہے - ایسی حالت میں اب اس معاملے کیلیے ایک نیا معرکہ زار کہاں سے لاؤں ؟ پچھلے ہفتے جناب خواجہ رشید الدین صاحب کی مراسلت کا بقیہ حصۂ اصلی درج ہونے سے رہگیا تھا ' لیکن اب اسکی اشاعت بھی اسی مجبوری سے رک رہی ' اور انسے بھی خواستگار معافی ہوں -

البتہ صرف اب ضرورت اس امر کی باقی رہگئی ہے کہ شرکاء جلسۂ ارکان خمسہ کی زبانیں کسی طرح کھلیں ' اور وہ اپنی شان تبرقع و حجاب فرمائی کی جلوہ فروشی کی مدت ختم کرکے قوم کے سامنے تشریف لائیں - یہ چونکہ ضروری اور معاملے کا اصلی نقطۂ انفصال ہے ' اسلیے میں اسکے لیے پوری کوشش کرونگا ' اور اگر ایسا ہوا تو بکمال مسرت انکی تحریروں کو شائع کرونگا -

بقیـــۂ بحـــث

بسلسلـــۂ اشاعت گـــذشتـــہ

کارروائی کے دیگر جزئی امور میں ایک واقعہ رزولیوشن کے الفاظ میں تنسیخ و ترمیم ' اور لفظ " قابل نفرت " سے مضمون کی تعبیر ہے -

مولانا کی تحریر مطبوعۂ زمیندار سے معلوم ہوتا ہے کہ رزولیوشن صاف کرکے انہوں نے دفتر میں بھیجدیا تھا ' اور اسکے الفاظ مولانا عبد الحی وغیرہ کے علم کے بعد اور تمام معتمدین کے دستخط سے بھیجے گئے تھے -

اس پر مولانا عبد الحی کی شرکت و سکوت کی بحث چلی - بعض معاصرین کہتے ہیں کہ مولانا عبد الحی طبیب ہیں ' اور فن طب وجوع خلائق و ہجوم مرضیٰ ' و کثرت واردین و حاضرین کا مقتضی ' پس ایسی حالت میں ایک طبیب عہدہ دار پر کسیطرح کی ذمہ داری عائد نہیں ہوسکتی ' کیونکہ مشغلۂ طبابت کی وجہ سے یقیناً بیماروں اور شاگردوں کا ہمیشہ ہجوم رہتا ہوگا ' علی الخصوص صبح کو کہ یہی وقت اداے فرض عہدۂ معتمدی کا ہوتا ہے اور اسی وقت مریضوں کا بھی ہجوم ہوتا ہے - اس کشمکش فرائض کے بحران عظیم میں انسان نبض و قارورہ کو دیکھے یا تجویزوں اور کاغذات کے الفاظ و احکام و عبارت کو ؟

یہ توجیہہ معاملات ندوہ کے بعض جدید وکلا کی ہے ' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خود مولانا عبد الحی اس تمسخر انگیز دفاع سے ایک لمحہ کے لیے بھی فائدہ اٹھانا پسند نہ فرمائیں گے - کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ اس عجیب مقدمے میں اکثر وکیلوں سے انکے موکل زیادہ عقلمند اور فہمیدہ ہیں -

بہر حال اس سے اصل مسئلے پر کوئی اثر نہیں پڑتا - میری راے اس بارے میں وہی ہے ' جو یقیناً ہر شخص کی اس بارے میں ہونی چاہیے - بحث اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں - پہلا مسئلہ نفس تغیر و تبدل الفاظ کا ہے ' اور دوسرا لفظ " نفرت انگیز " سے تعبیر کرنے کا -

پہلے کا جواب صاف اور ایک ہی ہے - ایک تجویز جو چند شخصوں نے مشترک طور پر کسی مجلس میں قرار دی ہو ' اسمیں ادنے تغیر و تبدل کا بھی کسی کو اختیار نہیں ' اور اگر قصداً کیا جاے تو یقیناً دیانت داری کے سخت خلاف ہے -

رہا لفظ " قابل نفرت " یا " نفرت انگیز " تو یہ کہنا اور اس پر بار بار زور دینا کہ " نفس مسئلۂ اسلامیۂ جہاد " یا ایک " مجموعۂ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ " کو مولانا نے قابل نفرت کہا ' ایک ایسی کھلی سفیہانہ و معاندانہ کذب بیانی ہے ' جس کو کوئی ذی عقل تسلیم نہیں کرسکتا - یہ بالکل ظاہر ہے کہ مضمون سے جو اختلاف کیا گیا تھا (قطـــع نظر از صحت و عدم صحت اختلاف) وہ کچھہ اصل مسئلۂ جہاد یا آیات کلام اللہ کی نسبت نہ تھا ' بلکہ اس خاص استدلال یا نتیجۂ بحث کی نسبت ' جس کو مضامین میں دفعہ (۱۰) وغیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے ' اور جسکا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ " غیر مسلم حکومت کے ماتحت مسلمانوں کیلیے رہنا کسی حالت میں جائز نہیں " پس بنا برین " قابل نفرت " کا اطلاق بھی ہر حال میں صرف اسی نتیجۂ بحث اور مخصوص استدلال کے متعلق ہوگا ' نہ کہ اصل مسئلۂ جہاد اور آیات کلام اللہ کے متعلق -

ہر شخص جو اس معاملے میں فریقانہ دماغ نہیں رکھتا ' تسلیم کریگا کہ یہ ایک بالکل کھلی اور صریح بات ہے - جو لوگ اس مسئلہ کی بدولت مفت میں آزادی و حریت کے رکھوال بل ابوالاباء بن بیٹھے ہیں ' انکی ذاتی عداوت و تعاند کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ ایک ایسی صاف بات کے سمجھنے سے اپنے تئیں قاصر ظاہر کرتے ہیں ' اور عوام و جہلا کو یہ کہکر بھڑکاتے ہیں کہ دیکھو مولانا نے قرآن مجید کو " قابل نفرت " کہدیا ! کبـــرت

کلمۃ ' تخرج من افواہہم ' ان یقولون الا کذبا -

غازی پور میں ایک مرتبہ ایک واعظ اور ایک عالم میں مباحثہ ہوا تھا ' واعظ صاحب (جیسا کہ واعظوں کا بالعموم حال ہوتا ہے) علم و قابلیت سے محروم تھے - انہوں نے اپنے حریف سے پوچھا کہ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ ہے یا نہیں ؟ " اس بیچارے کو حقیقت معلوم نہ تھی - اس نے صاف کہدیا کہ " نہیں ' الکلمۃ لفظ وضع لمعنی مفرد " واعظ صاحب نے اپنے معتقدین اور مریدین کی طرف دیکھکر واعظانہ غل مچایا کہ بحث کا خاتمہ ہے ' کیونکہ ہم مسلمان ہیں ' ہمارا دین و ایمان کلمہ ہے ' اور اسی لیے سب سے پہلے میں نے پوچھا کہ کلمہ کو کیا کہتے ہو ؟ اسکے جواب میں یہ کہتا ہے کہ کلمہ کچھہ نہیں ' پس یقیناً یہ مرتد ہوگیا !

بالآخر لوگوں نے واعظ صاحب کی فتح یابی کا اعتراف کیا - یہی حال ان لوگوں کا بھی ہے ' جاہلوں کو یہ کہکر مشتعل کررہے ہیں کہ مولانا شبلی نے اس مضمون کو قابل نفرت کہدیا ' حالانکہ تم اچھی طرح دیکھہ لو کہ ایک نہیں پچاسوں آیتیں اور بیسیوں حدیثیں اسمیں موجود ہیں - بھلا جو شخص قرآن کی آیتوں اور حدیثوں کو قابل نفرت کہتا ہے ' اگر ہم صرف حق اور اسلام کی خاطر اسکی مخالفت نہ کریں تو کیا کریں ؟

پس یہ بات تو ظاہر ہے اور مزید بحث کی محتاج نہیں کہ " قابل نفرت " کے لفظ سے مقصود ' محض کوئی خاص نتیجۂ بحث یا استدلال ہوگا ' ورنہ آجکل کے ملاحدہ و متفرنجین بھی ایسی صراحت کے ساتھہ اپنے دلی نفرت کا اظہار نہیں کرسکتے ' چہ جائیکہ مولانا شبلی قرآن و حدیث اور مسئلۂ جہاد کو " قابل نفرت " کہیں گے ؟

تا ہم یہ ضرور ہے کہ :

(۱) مولانا کو اصل تجویز کے حذف و اضافہ کا سبب بتلانا چاہیے - قطـع نظر اس کے کہ کیا تبدیلی ہوئی ؟ خود اصل تبدیلی قابل اعتراض ہے -

مستحق نشر و نماء فکر و دماغ ہیں - فالحمد للہ علي لطفہ وکرمہ وھو علی کل شي قدیرا

اِن تمام مراسلات میں' جو اب تک اس عاجز کي تحریر کي نسبت ادارہ میں پہنچ چکي ہیں ' صرف سات مراسلات اور ایک خط مخالفت میں ہے ' اور باقي تمام موافقت ' و اظہار طمانیۃ و حسن ظن بزرگانہ ' و مزید تشکر و امتنان پر - ان مراسلات میں تقریباً تمام بزرگوں نے اسکا اعتراف کیا ہے کہ اس وقت تک موافق و مخالف' جس قدر تحریریں اس مسئلے کي نسبت لکھي گئیں ' کسي تحریر میں اس جامعیت ' اور ناطرفدارانہ وآزادانہ طریق پر بحث نہیں کي گئي' اور مسئلے کے تمام قریب و بعید' وگرد و پیش' اور نتائج و عواقب پر نظر نہیں ڈالي گئي ' جیسي کہ اسمیں کي گئي ہے - اس راے کیلیے اِن بزرگوں کا شکرگذار ہوں ' اور سمجھتا ہوں کہ مضمون لکھتے ہوے اسکي سعي میں نے ضرور کي تھي ' اور انسان اپني طاقت سے زیادہ کچھہ نہیں کرسکتا -

سات مخالف تحریرات میں سے پانچ مراسلات مولانا شبلي نعماني کي تائید میں لکھي گئي ہیں - ایک مراسلۃ طول طویل ہے اور اسمیں واقعات کو دھرا کر ثابت کرنا چاہا ہے کہ ابتدائي مجلس نے جو کچھہ کارروائي کی' اور مولانا نے بمشورۂ مولانا عبد الحي اور مسٹر ظہور احمد ' مولوي عبد الکریم صاحب کو ایک دو دن کي معطلي کي جو سزا دي " وہ مضمون کے اثر' ندوہ کي حالت' اور اسکے مقاصد کے حفظ کے لحاظ سے بالکل حق بجانب تھي " اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو " کل کو دارالعلوم کي حالت کا ذمہ دار کون ہوتا ؟ " نیز یہ کہ کسي ضروري اور متعلق گورنمنٹ کارروائي کي حکام کو نقل بھیجدینا " اپني آزادي اور پابندي اصول کے منافي نہیں " - یہ ایک " ضابطہ کي احتیاط ہے " اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں مداخلت کي دعوت دي گئي ہو' جیسا کہ " بغیر سونچے سمجھے اور انصاف و عقل سے کام لیے الہلال نے لکھدیا ہے "

مگر افسوس ہے کہ میں اس سے متفق نہیں ہوسکتا - مانا کہ اس مضمون کي اشاعت مقاصد ندوہ کے خلاف تھي ' لیکن پھر بھي ایک مضمون تھا ' جو ایک مذھبي مسئلہ کي نسبت شائع ہوا ' پس کونسي ایسي ناگزیر ضرورت آپڑي تھي کہ اسکي نسبت اپني کارروائي کي نقل ڈپٹي کمشنر صاحب کو بھیجي جاے ؟ اگر آپ کسي کام کو اپنے کسي اصول کي بنا پر کرتے ہیں ' تو صرف اصول ہي کیلیے کیجیے - یہ کہاں کي احتیاط ہے کہ اسکي اطلاع دوسروں کو دیجیے ؟ باقي رہي دارالعلوم کي ذمہ داري ' تو یہ سچ ہے' مگر اسکو کیا کروں کہ میرے اعتقاد میں اصول کي عزت اس سے بالاتر ہے کہ کوئي عمارت سر سے لیکر پیر تک ڈھا ھي کیوں نہ دي جاے ' اور اس سے زیادہ تو گورنمنٹ کچھہ نہیں کرسکتي تھي -

البتہ ان مراسلات میں دو باتیں بالکل نئي معلومات پیش کرتي ہیں ' جنمیں سے ایک کو میں اپنے سلسلۂ تحریر میں ظاہر کرنے کیلیے محفوظ رکھتا ہوں ' اور ایک کو یہاں لکھکر اپني بے اطمینانی ظاہر کرتا ہوں - کیونکہ صاحب مراسلہ خود اسکي نسبت کوئي معتبر اور باقاعدہ ثبوت نہیں پیش کرتے - یعني وہ لکھتے ہیں کہ :

" ۹ - مارچ کو پانچ ارکان مقامي و معتمدین کا جلسہ ہوا ' جسمیں یہ تمام امور طے پاے ' لیکن آپکو معلوم نہیں کہ خود اس جلسے کے انعقاد اور علامۂ شبلي نعماني کي شرکت سے پہلے ھي منشي احتشام علي صاحب ڈپٹي کمشنر صاحب سے مل چکے تھے اور اس مضمون کي اشاعت کي اطلاع بہ لہجۂ اظہار تقرب دے چکے تھے - افسوس ہے کہ اس طرح کي ملاقاتیں ہمیشہ مخفي ہوتي ہیں ' اور انکي نسبت باقاعدہ ثبوت دینا مشکل ہوجاتا ہے - تاہم مجکو ایک پرائیوٹ مگر موثق ذریعہ سے یہ حال معلوم ہوا ہے اور اسي وقت اسکا ذکر لوگوں سے کرچکا ہوں "

لیکن تعجب ہے کہ جب صاحب مراسلہ اسکا باقاعدہ ثبوت نہیں رکھتے تو اخبار میں شائع کرنے کیلیے کیوں بھیجتے ہیں ؟ ہم لوگ تو صرف واقعات اور قرائن صحیحۂ عقلیۂ و غالبہ ھی پر بحث کرسکتے ہیں ' اور انھي کا ساتھہ دیسکتے ہیں - چونکہ اسکا ثبوت باقاعدہ نہیں ہے' اسلیے اسکو سلسلۂ بحث میں شامل کرنے سے مجبور ہوں اور تصدیق نہیں کرسکتا - البتہ جلسے کے بعد انکي حکام سے ملاقاتیں اصل مبحث ہے اور وہ آگے آتا ہے -

دو مراسلات مولانا شبلي نعماني کي مخالفت میں ہیں ' اور اُن میں ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ الہلال کي تحریر سے خوش نہیں ' اور نیز یہ کہ اصل معاملہ اور مخالفت کے مضامین پر غور کي نظر نہیں ڈالي گئي ' اور مسئلے کے تمام پہلوؤں پر بحث نہیں کي گئي -

ایک خط منشي اعجاز علي صاحب کا ہے ' جنہوں نے ازراہ عنایت اپنے اُس مطبوعہ خط کي نقل بھي بھیجدي ہے ' جو انہوں نے ارکان کی خدمت میں بھیجي تھي -

ان تمام موافق و مخالف حضرات کي خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس معاملہ میں میري فہم و بصیرت نے جیسی کچھہ اور جہاں تک میري رھنمائي کي ' میں نے اپنے خیالات ظاہر کردیے ہیں - اور وہ عالم السرائر' اور بینندۂ خفایاے قلوب جانتا ہے کہ اس معاملے پر بحث کرتے ہوے کسي ایک فریق کي طرفداري یا اعلیٰ جانب داري کا تصور بھي میرے قلب میں نہ تھا ' اور اپنا جو کچھہ عقیدہ اس بارے میں ہے ' وہ آزمایش کیلیے جن پیش انے والے مقامات کو دیکھہ رہا ہے' وہ اِن ہیچ و بے اثر معاملات کي سطح سے الحمد للہ کہ بہت بلند و ارفع ہیں' اور شاید اس قدر ارفع ' جہاں تک میرے نکتہ چینوں کا فہم و ادراک بھي نہیں پہنچ سکتا ' چہ جائیکہ عمل و ولولۂ عمل فرمائي -

میں نے بحث کے پانچ ٹکڑے کردیے ' اور اصول درایت و نقد سے ہر ہر ٹکڑے پر بحث کي - میں نے وہ غلطي نہیں کي' جو کسي غلطي میں لوگوں کو شریک ثابت کرکے لوگ کیا کرتے ہیں' اور کسي کام میں فرد واحد کي جگہ جماعت کے ہاتھہ کا ہونا ' انکے نزدیک اس کام کي قرین صواب ہونے کي دلیل ہوتا ہے - پس پانچویں بحث میں بصورت تسلیم شرکت جماعت ' پھر بھي مولانا شبلي نعماني کي ذمہ داري کو ظاہر کیا اور بلحاظ توقعات کے انکے وجود اور زیادہ قابل توجہ قرار دیا - یہي طریق بحث ہے ' اور اتنا ھي ہے جو میں کرسکتا تھا - میرا ضمیر اس بارے میں مطمئن ہے' اور اپنے اعتقاد اور آزادي و صداقت کو بہ ہیچ وجہ ' و بہ ہیچ گونہ فرض صداقت کے آگے شرمندہ نہیں پاتا - با ایں ہمہ ممکن ہے کہ یہ تمام خیالات بھي میرے نفس کا کوئي دھوکہ ہوں ' اور میري حسّیات مجھکو فریب دے رہي ہوں - اگر آپ کو اسکا یقین واثق ہے تو اسکا علاج صرف یہ ہے کہ میرے حق میں دعا فرمائیے کہ اس حالت سے نجات پاؤں ' کیونکہ میں اپنے ضمیر و فکر' اور حسیات قلبیہ کي طاقت سے زیادہ تو اور کچھہ نہیں کرسکتا ؟ ولا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا -

ساتھہ ھي دونوں فریق موافق و مخالف سے خواستگار معذرت ہوں کہ اس ذخیرۂ تحریرات و مراسلات کے لیے الہلال میں گنجایش نہیں نکال سکتا ۔ اور نہ کوئي نیا باب خاص اس مسئلے کیلیے وقف

۲ - جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری

البصـــائـــر !!

هـــذا بصـائر للنـــــاس ، وهدی و رحمة لقوم یوقنون (۴۵ : ۱۹)

یہ تبلیغ دعوت ، لوگوں کیلیے عقل و بصیرت اور موعظة و حکمت کا مجموعہ ہے ، اور جو لوگ اللہ کے احکام پر یقین و ایمان رکھتے ہیں ، انکے لیے سر تا پا ہدایت و رحمت ہے !!

و انیبـــوا الی ربکم و اسلموا له مـــن قبـــل ان یاتیکم العذاب ، ثم لا تنصـــرون - و اتبعـــوا احسن ما انزل الیکـــم من ربکـــم من قبل ان یاتیکم العـــذاب بغتة و انتـــم لا تشعـــرون - ان تقول نفس : " یا حســـرتـــا علـــی مـــا فـــرطت فـــي جنـــب الله ! و ان کنت لمـــن الســـاخریـــن !! " او تقـــول : " لـــو ان اللـــه هـــدانـــي لکنـــت مـــن المتقـــیـــن " او تـــقـــول حیـــن تـــری العـــذاب : " لو ان لي کرة فاکون من المحسنیـــن " بلـــی ، قـــد جـــاءتـــك آیاتـــي ، فکذبت بهـــا ، و استکبـــرت و کنـــت مـــن المتکبـــریـــن (۳۹ : ۶۱)

اے وہ لوگو کہ اپنے پروردگار کی نافرمانیوں میں ڈوبے ہوے ہو ! اسکی طرف رجوع کرو ، اور اسکے حکم کے آگے اپنی گردن جھکا دو ، قبل اسکے کہ تم پر (آخری) عذاب نازل ہو ، اور کسی طرف سے تمہیں مدد نہ مل سکے !!

اللہ کی طرف سے جو بہترین احکام و مواعظ بھیجے گئے ہیں ، انکی پیروی کرو ، مگر اس وقت الم سے پہلے ، جبکہ ناگہاں تم کو آخری ناکامیوں اور نامرادیوں کا عذاب آ گھیریگا اور تم بالکل بے خبر ہوگے !!

تاکہ اس وقت حسرت و ندامت کے ساتھہ اِس وقت فرصت کو یاد کرو اور تم میں سے کوئی کہے کہ " آہ آہ !! صد حسرت و افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے اپنے پروردگار کے احکام کی تقدیس و احترام کرنے میں کی ! ہاے افسوس کہ مجھکو حکم الہی سنایا جاتا تھا مگر میں اُن پر تمسخر کرتا تھا ! "

یا کہے کہ " اگر خدا میری ہدایت فرماتا تو میں بھی آج پرہیزگاروں میں سے ہوتا ! " (حالانکہ ابھی اتمام حجت کیلیے آج ہدایت کی صداے دعوت بلند کی جا رہی ہے)

یا پھر جب وہ آنے والا عذاب سامنے آ موجود ہو ، تو اسکو دیکھکر حسرت سے کہے کہ " اے کاش مجھکو گئی ہوئی مہلت ، اور گذرا ہوا وقت پھر دوبارہ ملجاتا ، تو میں بھی نیک بنکر نیکوں کی جماعت میں شامل ہوجاتا ! "

لیکن اسوقت صداے الہی اٹھے گی کہ ہاں ، میں نے تو اپنا حکم بھیجا تھا ، اور اپنی نشانیاں تجھے دکھلائی تھیں ، پر تونے انکو جھٹلایا ، اور انکے آگے جھکنے کی جگہ مغرور ہوگیا - میرے حکموں سے انکار کرنے والوں میں سے تو بھی تھا ، اب تیرے لیے حسرت و نامرادی کے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا !!

مـــن لـــم یکـــن للـــوصـــال اهـــلا فـــکـــل طاعـــاتـــه ذنـــوب !!

اے وہ لوگو ، کہ اپنے غفلت کدوں میں سرشار خواب بے خبری ہو ! تمھیں معلوم ہے کہ اس آسمان کے نیچے تمہارے لیے کیسی کیسی بربادیاں اور ہلاکتیں آنے والی ہیں ؟ پھر سپاہی کو اپنے بستر سے اٹھنا چاہیے ، اگر طبل جنگ کی آواز آنے لگے ، اور لوگوں کو پانی کی تلاش میں دوڑنا چاہیے ، اگر انکے گھروں کی دیواروں میں آگ لگ جاے ، پر اے عزیزان غفلت شعار ! و اے سرگشتگان نشۂ بے خبری و خمار ! خدا را بتلاؤ کہ میں کیوں تمہارے غفلت کے بستروں کو خالی ، اور تمہارے پاے عمل میں حرکت نہیں دیکھتا ؟

اگر تم اپنی انتہائی بربادی کے منتظر ہو ، تو آہ ! آہ ! تم آہ ! کہ اس بربادی کا آخری وقت آگیا - اگر تمہاری خواہش تھی کہ ذلت و نکبت کی انتہا کو اپنی ان آنکھوں سے ، جو تیرہ سو برس سے عزت و عظمت ہی کے نظارۂ وحید کیلیے پیدا ہوئی تھیں ، دیکھہ لو ، تو یا حسرتا علی ما فرطتم فی جنب الله ! کہ اسکا وقت بھی آگیا - پھر کیا ہے ، جس نے تم کو نیند ہوا و غفلت میں گرفتار کر دیا ہے ؟ اور وہ کونسا قہر الہی ہے ، جسکا انتظار تمھیں اپنے مرکز غفلت سے ہلنے نہیں دیتا ؟ **فالوقت ضیق ، و الخطاب شدید** -

[۰]

(٣) اگر مضمون کے کسی حصے یا حاصل مبحث کو غلط یا قابل اختلاف تسلیم کر لیا گیا تھا ' تو اسکے اظہار کیلیے اور بہتیرے لفظ موجود تھے - قابل نفرت کا لفظ لکھنا ہرگز مناسب نہ تھا - اسمیں جو شدت انکار و برہمی پائی جاتی ہے ' وہ میرے عقیدے میں اپنے اندر ایک سخت کمزوری اور مرعوبیت رکھتی ہے - اگر کوئی چیز سیاسی حیثیت سے غلط بھی ہو ' تو اسکی غلطی کا اعتراف صرف ضروری اور بقدر کفایت لفظوں میں کردینا چاہیے - اعتراف میں تشدد و اغراق ہی سے ہماری تمام کمزوریوں کی بنیاد پڑی ہے ' اور یہ ایسی بات ہے ' جس کو اوروں سے بہتر خود مولانا سمجھتے ہیں - تعجب ہے کہ اس معاملے میں کیوں انسے ایسی صریح غلطیاں ہوگئیں ؟

(٢)

بحث کا یہ پہلو سب سے زیادہ توجہ طلب ہے ' اور اس وقت تک جس قدر مضامین لکھے گئے ہیں ' متعجب ہوں کہ کسی نے اس پہلو پر نظر نہیں ڈالی -

جو مضامین مخالفت میں لکھے گئے ہیں ' انکی نسبت حسن ظن کا سد باب ہوجاتا ہے ' جب سوچا جاے کہ کیوں اس پہلو کو کہ نقطۂ معاملۂ یعنی مولوی عبد الکریم کیلیے اصل مسئلہ تھا ' بالکل پبلک کی نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا ؟

پھر ساتھہ ہی اسکے جب دیکھا جاے کہ جن لوگوں نے اس معاملے میں دلچسپی لی ہے ' انکا اس بارے میں عجیب حال ہے وہ سب کچھہ گوارا کر سکتے ہیں لیکن انہیں یہ گوارا نہیں کہ اصل معاملہ پر وہ دیکر ' دیگر شرکاے کار کی طرف بھی نظر اٹھائی جاسے ' اور وہ اس بارے میں اپنے کسی اندرونی جذبۂ مخفی سے اس درجہ مجبور اور لاچار ہیں کہ دیگر شرکاء کار کا نام لینا ' انکے لیے ایک نوک نشتر کی چبھن رکھتا ہے - وہ سنتے ہی بے تابانہ چونک اٹھتے ہیں ' اور اپنے اضطراب والتہاب کو چھپا نہیں سکتے ' تو اس وقت تسلیم کر لینا پڑتا ہے کہ جو کچھہ اوپر نظر آ رہا ہے ' صرف اتنا ہی نہیں ہے ' بلکہ اسکے نیچے بھی کچھہ اور چھپا ہوا موجود ہے -

لیکن جنکو ذاتی و شخصی بغض و عناد ہے ' وہ شاید اسکے لیے کچھہ وجوہ رکھتے ہوں گے ' لیکن ہر شخص سے تو یہ امید بیجا ہے کہ وہ بھی انہی کا سا دل اپنے پہلو میں پیدا کرلیگا - مجھکو بحث صرف اصل معاملے سے ہے ' اور میں مجبور ہوں کہ ہر اس شخص کو الزام دوں ' جسکا تعلق اس سے ثابت ہو ' اور اس طرف سے بے رحمانہ آنکھیں بند کرلوں کہ کون خاک پر لوٹتا ' اور کون درد و کرب سے کراھرہا ہے ؟

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ پہلی مجلس نے جو ایک دو روز یا ایک دو ہفتے کی سزا خود مولوی عبد الکریم کو دی تھی ' جلسہ انتظامیہ نے اسکو منسوخ کردیا - پھر مدعیان حریت وازادی کی رگ جہاد و قتال فی سبیل اللہ پر یہ کیوں فالج گر گیا کہ ایک دن کی اپنی قرار دادہ سزا منسوخ کرکے ' چھہ ماہ کی سرکاری سزا چپ چپاتے دیدی ' اور غریب مولوی کو اسکے بعد معطل بھی کردیا ؟

حفلۂ جنگ

١٠ - کو سٹنجی کا تار تھا کہ حکومت جبل اسود نے اپنے وکلاء متعینۂ میکڈرا کو اطلاع دیدی ہے کہ وہ مقررہ تاریخ پر بین القومی فوج کے سپہ سالار نائب امیر البحر کو شہر حوالہ کردیں -

١٣ - کا روما کا تار ہے کہ بین القومی فوج میکڈرا میں اتر گئی - امید کیجاتی ہے کہ اتوار تک سقوطری پہنچ جائیگی -

---

البانیہ

پرنس بسمارک نے سچ کہا تھا : کہ " بلقان ایک کوہ آتش فشاں ہے " اور گو اسکی کسی چنگاری نے ابھی تک اتحاد دول کے تار عنکبوت میں آگ نہیں لگائی مگر ہر ہر چیز پر خیال ہوتا ہے کہ کہیں یہیں دہانۂ آتش فشاں نہو - مسئلۂ سقوطری نے آسٹریا کا مقیاس الحرارت انتہائی درجہ تک پہنچا دیا تھا - اگر روس کی تہدید آمیز نصیحت نے عین وقت پر تدارک نہ کرلیا ہوتا تو عجب نہ تھا کہ وہ وقت آجاتا جسکے تصور سے یورپ لرز اٹھتا ہے - مسئلۂ سقوطری گو ختم ہوگیا ہے مگر بلقان کی نزاع انگیزیاں ابھی ختم نہیں ہوئیں اور شاید عرصہ تک ختم نہ ہوں -

البانیا سے اطالیا ' آسٹریا ' اور یونان کے مصالح و اغراض وابستہ ہیں جنمیں باہم تعارض و تقارب بھی ہے ' اسلیے اس نے سقوطری کی جگہ لے لی -

یاد ہوگا کہ آسٹریا میں جب قبضۂ سقوطری کے لیے جنگی تیاریاں ہو رہی تھیں تو اطالیا کے نیم سرکاری اخبار ٹریبونا نے لکھا تھا : " اطالیا آسٹریا کو تنہا کارروائی نہیں کرنے دیگی بلکہ خود بھی شریک ہوگی " ممکن ہے کہ سطحی دماغوں نے اس کو شدت مودت و ائتلاف پر محمول کیا ہو ' مگر حقیقت بینوں کے لیے ایک صدا تھی جو تضارب ' اغراض و تعارض مصالح کی خبر دے رہی تھی -

٩ - مئی کو ریوٹر اس خیال کی ان پر احتیاط لفظوں میں تائید کرتا ہے " یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اطالیا البانیا کے لیے ایک پروٹیسٹنٹ بادشاہ چاہتی ہے ' اور آسٹریا ایک کیتھولک - یہ تصادم اغراض کیا ایک جنگ وجدل کی صورت اختیار کرلیگا ؟ بہتر ہے کہ اسکے جواب کو واقعات کے لیے چھوڑدیا جائے -

---

حالہ جنگی

جذبۂ کشورستانی ایک سیلاب ہے جسکی حریف وہ سخت بنیاد عمارتیں بھی نہیں ہو سکتیں ' جنکو مذہب یا اخلاق کے ہاتھہ بناتے ہیں ' پس جس عمارت کی بنیاد جوش سیلاب پر ہو ' اسکی پختگی معلوم -

موجودہ اتحاد کی بنیاد " آزادی " پر تھی یا کشورستانی پر ؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکو واقعات نے نا قابل تردید طور پر طے کردیا ہے - ایسے اتحاد کا جو حشر ہونا چاہیے تھا وہی ہوا -

اتحاد کا مشن ابھی مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ حالہ جنگی شروع ہو گئی اور جو تلوار اس کے نیام سے نکلی تھی اسنے کافروں (ترکوں) سے یورپ کی زمین کو پاک کرکے ' خود پاک نژاد مسیحیوں ہی کو اپنا تختۂ مشق بنالیا !

١١ - مئی کا تار ہے کہ یونانیوں کی ایک کثیر تعداد مقدونیہ میں بلغاری مظالم کی شاکی ہے - اسکے بعد شکایتوں کا ایک دفتر ہے - یہ دفتر گو اس شرمناک خونچکاں مظالم نامہ کے مقابلہ میں کچھہ بھی نہیں ' جو نصرانی تیغ نے انہی مقامات پر حال میں کافروں (مسلمانوں) کے خون سے لکھا تھا مگر تاہم وہ یورپ کی انسانیت دوستی کے لیے نہایت قلق انگیز ہے ' اور یہ صرف اسلیے کہ ان مظالم کی مشق یسوع کی امت پر کی گئی ہے -

ان مظالم کے علاوہ حلفاء میں باہم معرکہ آرائیاں بھی ہوتی رہی ہیں - اس سلسلہ میں وہ معرکہ قابل ذکر ہے جو حال میں یونانیوں اور بلغاریوں میں بمقام لیفیرا ہوا ہے - تفصیل ہنوز غیر معلوم اور نہ زیادہ توقع -

یونانی نقصانات کی تعداد ٦٠ - اور بلغاری نقصانات ٣٩ - بیان کی گئی ہے ' اور کون کہہ سکتا ہے کہ اصلیت کیا ہے ؟

نہ موڑو۔ نہ بندے نے تم سے گردن موڑ لی ہے - آہ ! آہ ! تم آہ ! علیٰ ما فرطتم فی جنب اللہ ! کہ اسکی صدائے لا یزال و لم یزل ، آج اپنے چاہنے والوں سے کچھ کہہ رہی ہے : ہل من مفکر:

اے وہ لوگو ! کہ تم نے میرے مقدس رشتۂ عشق کے تقدس کی بے قدری کی اور میری طرف سے گردن موڑ لی !!

کیا تم بھول گئے کہ تم دنیا میں بے نام و نشان تھے ، پر میں نے اپنے نام کی عظمت کے ساتھ تمہارے نام کو بلند کیا - تم دنیا میں حقیر و محتاج تھے ، پر میں ہی قدوس و ذوالجلال تھا کہ میں نے دنیا کی عظمتوں اور دنیوی کبریائیوں کو تمہارے قدموں پر ڈالدیا تھا - تم گمراہ تھے پر میں نے تمہارا ہاتھ پکڑا - تم مقہور تھے ، پر میں نے خشکیوں اور سمندروں کی حکمرانی تمہیں بخشدی - تم جہل و بے خبری کی تاریکی میں تھے ، پر میں نے تمکو بھٹکوں نے علم و حکمت کا وارث ، اور آنے والوں کیلئے چراغ علم و مدنیت بنایا - پھر تم کو کیا ہوگیا کہ تم نے مجھکو چھوڑدیا ، اور میری محبت کے دامن قدس کی بے قدری کی ؟ وہ اور کونسا پیکر حسن و دلربائی تھا ، جسکا حسن میرے جمال جہاں آرا سے عالی آگیا ، اور میرے حسن کی پرستش چھوڑ کر تم نے اسکی بارگاہ معبودیت پر پیشانی رکھی ؟ وہ میری کائنات عالم میں میرے سوا اور کون تجلی گاہ حسن و رعنائی ہوسکتا ہے ، جو مجھ سے چھوڑاکر تمہیں اپنا مفتوں و شیدا بنا لے سکتا ہے ؟ پھر بتلاؤ کہ مجھسے کٹ کر تم نے کونسا نیا رشتۂ کامرانی جوڑا ، اور مجھکو چھوڑ کر کیا تھا ، جو تمہیں مل گیا ؟ تم نے مجھکو چھوڑا ، لیکن پھر کیا میری دنیا کی ہر چیز نے بھی تمہیں نہیں چھوڑ دیا ؟ تم میرے آگے جھک کر پھر مغرور ہوگئے ، لیکن کیا یہ نہیں ہوا کہ تمام دنیا بھی تمہارے آگے مغرور ہوگئی ؟ تم نے مجھسے صلح نہ کی ، پھر کیا نہیں دیکھتے کہ آج تمام دنیا تم سے جنگ کر رہی ہے ؟ جب تم میرے آگے نہیں جھکتے ، تو بتلاؤ کہ میری دنیا کو اپنے آگے جھکانے کے کیوں آرزومند ہو ؟ جب تم مجھسے پھر گئے تو بتلاؤ کہ میری دنیا تمسے کیوں نہ پھرجائے ؟

اے نادانوں ! اب بھی مان جاؤ کہ میرا دروازۂ رحمت و بخشش تو کبھی بھی بند نہیں - اب بھی مجھسے صلح کرلو ، کہ مجھسے جنگ جاری رکھکر تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتے - دنیا کا ہر دروازہ تم پر بند ہوسکتا ہے ، مگر میرا ہی ایک دروازہ ہے ، جو صرف کھلنے کیلیے ہے ، بند ہونے کیلیے نہیں ہے - تم ہزاروں مرتبہ اس دروازے سے بھاگو ، پھر بھی وہ تمہاری آمد کا منتظر ہے !!

باز آ بازآ ! ہر آنچہ ہستی ، باز آ !
گر کافر و گبر و بت پرستی ، باز آ !
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی ، باز آ !!

یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمة اللہ ، ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ، انہ ہو الغفور الرحیم (۳۹ : ۵۵)

اے میرے بندو ، جو تم نے میری نافرمانیاں کرکے طرح طرح کے ظلم خود اپنی جان اور اپنی زندگی پر کیے ہیں ، گو وہ کتنے ہی سخت اور غضب انگیز ہوں ، تاہم اپنے پروردگار کریم کی رحمت و رافت سے مایوس نہو !! توبہ کرو اور اسکے آگے جھک جاؤ ! وہ تمہارے تمام قصوروں کو معاف کردیگا - وہ تو بہت ہی بڑا بخشدینے والا ، اور مہربان ہے !!

* * *

اے عزیزان ملت ! میں کیونکر تمہیں اپنے دل کے خونچکاں ٹکڑے دکھلاؤں ، جسکے ہر ٹکڑے میں زخموں اور ناسوروں کے ہزاروں نشان ہیں ! اور پھر میں کیونکر اپنا دل تمہارے پہلو میں رکھدوں کہ تم اس صدائے الٰہی کو نہیں سنتے ، پر میں سنتا ہوں اور کانٹوں پر لوٹتا اور آگ کے شعلوں میں تڑپتا ہوں - تم میری آواز سن سکتے ہو ، پر اس سوزش و اضطراب کے آتشکدے کو تو نہیں دیکھ سکتے ، جو میرے اندر سلگ رہا ہے ، اور جسکے شعلے اب اسقدر بھڑک اٹھے ہیں ، کہ میں انکے دھوئیں کو نہیں دبا سکتا -

میں راتوں کو بستر پر لیٹتا ، اور دن کو کاموں میں سرگرم رہتا ہوں ، لیکن مجھکو میرا گم شدہ دل نہیں ملتا ہے ، اور میرے کلے میرے قبضے میں نہیں رہتے !!

* * *

آجکل کی گرمیوں کی راتوں میں ، جبکہ ایک عالم رات کی ٹھنڈی ہواؤں کے مزے لوٹتا ، اور خواب نوشیں کی راحت فرمائیوں میں مست و بے خبر ہوتا ہے - جبکہ ابتدائی نصف رات کی چہل پہل ختم ہوجاتی ، اور پچھلے پہر کا مقدس اور لاہوتی وقت شروع ہوتا ہے ، تو میں اس وقت اپنے غم کدے کے ایک کنج باغ کی سنسان اور فکر پرور تنہائی میں ، عیش خواب سے مہجور ، اور راحت بالش و بستر سے محروم ، پڑا ہوتا ہوں - پھر تم یقین کرو کہ میں اسکو دیکھتا ہوں ، جسکی روشنی تجلی کی طرح شعلہ آسا ، لیکن تجلی کی طرح نظروں کو خیرہ کرنے والی نہیں ہوتی - میرے کانوں میں اسکی ایک صدائے سامعہ نواز و نغمہ آسا آتی ہے ، جو دریاؤں کی آہستہ روانی سے مشابہ ، یا کسی دور کی صدائے ارغنوں کے مانند ہوتی ہے -

میں ایک پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں ، جسکی نسبت نہیں کہہ سکتا کہ وہ اوپر ہے ، پر مجھے خیال ہوتا ہے کہ اوپر ہے - جبکہ وہ کہتا ہے کہ :

ہل من تائب ، فاتوب علیہ ؟ ہل من مستغفر ، فاغفرلہ ؟ ہل من سائل فاعطیہ ؟ یا طالب الخیر اقبل ! و یا طالب الشر اقصر ! (۱)	آج کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اسکی توبہ کو قبول کروں ؟ کوئی طالب مغفرت ہے ، کہ میں اسے بخشدوں ؟ کوئی مجھسے مانگنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں ؟

(۱) یہ وہ مشہور حدیث ہے ، جسکو امام بخاری صحیح کے آخری حصے میں بذیل کتاب التوحید لائے ہیں ، لیکن متن کے جو الفاظ لکھے ہیں یہ دار قطنی وغیرہ کی روایت کے ہیں - بخاری کے الفاظ یہ ہیں ۔ عن ابی ہریرۃ : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یتنزل ربنا تبارک و تعالی کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر ، فیقول ۔ من یدعونی فاستجیب لہ من یسألنی فاعطیہ ، من یستغفرنی فاغفر لہ "

لیکن یہ حدیث مختلف روایات اور الفاظ میں بکثرت روایت کی گئی ہے ، اور اسکے الفاظ علی الخصوص نزول الی السماء الدنیا کی تفسیر و توجیہہ پر بڑی بڑی بحثیں کی گئی ہیں - بخاری کی اس روایت میں تو مطلق رات کے ثلث اخیر کا ذکر ہے ، لیکن دیگر روایات میں خصوصیت کے ساتھ شب جمعہ کی قید بھی آگئی ہے - بعض روایات میں شب جمعہ کی قید نہیں ہے مگر ثلث اخیر کی جگہ " حتی یمضی شطراللیل " ہے -

کتب قوم میں اسپر بحثیں کی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزول سے کیا مقصود ہے ؟ حنابلہ اور علم محدثین کا (جنکو تشبیہ و تجسیم اور ظاہریت محض سے متہم کیا جاتا ہے ، حالانکہ وہ اس سے بری ہیں) یہ مسلک ہے کہ قرآن و حدیث کے متشابہات کو بازیچۂ تاویل و توجیہہ ہرگز نہ بنانے کی جگہ ، بہتر سمجھتے ہیں کہ علم الٰہی کے حوالے کردیں ، اور حق یہ ہے کہ اصحاب و تابعین کا مسلک یہی ہے - تاہم اکثر شارحین بخاری و ائمہ من متاخرین مثلاً امام شوکانی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے صاف لکھدیا ہے کہ نزول سے مقصود تجلیات خفی ہے

[بقیہ نوٹ کے لیے صفحہ ۸ ملاحظہ ہو]

و للاهواء رغبات و للوساس سلطان - فبای حدیث بعدها یومنون ؟ ؟

فکر جان و مال تا چند ؟ اور جستجوے عیش و راحت تا بکے ؟

واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنة ، و ان اللہ عندہ اجر عظیم - وہ زندگی ، جسمیں اپنی ملت اور اپنے خداے ملت کا کوئی حصہ نہو ، عیش زندگی نہیں ، بلکہ ایک لعنت کونین ہے :

و ما ھذہ الحیاة الدنیا ، الا لہو و لعب ، و ان الدار الآخرة لھی الحیوان ، لو کانوا یعلمون ! (۲۹ : ۶۵)

یہ عیش نفس ، اور محض فکر جان و مال کی زندگی (جسکی بوجھل زنجیریں تم نے اپنے پانوں میں ڈالدی ہیں) کیا ہے ؟ سوا اسکے کہ ایک لہو و لعب نفسانی ہے (جسکا کوئی اثر دنیا میں باقی رہنے والا نہیں) اور آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے ، اگر تم سمجھو اور غور کرو !

کیا تم بھول گئے کہ جس متاع فانی کی خاطر چڑیوں کے طرح آشیانے بناتے ، اور چارپایوں کی طرح آذوقہ ڈھونڈھتے ہو ، وہ با ایں ہمہ شورش و کشاکش ، ایک نہ ایک دن جانے ہی والی ہے ، اور تم اسکی خاطر سب کچھہ کرسکتے ہو ، پھر اُسے روک نہیں سکتے - پھر اس سے بڑھکر اور کونسا سودا ہوسکتا ہے ، کہ ایک ایسی جانے والی رائگاں شے کو کسی کی خاطر دیکر مفت کا احسان بھی ھاتھہ اُس کے سر رکھہ دیجیے ؟

جاں بجاناں دہ ، وگرنہ از تو بستاند اجل
خود تو منصف باش اے دل ، ایں بکن یا آں بکن !

❦ ❦ ❦

لیکن جان دینے کی بھی بہت سی راہیں ہیں - تم ہتھیلیوں پر رکھکر سامنے آؤ تو بتلاؤں کہ اس سب سے حقیر ، مگر سب سے زیادہ کم دینے والی جنس عجیب کے لٹانے کا اصلی طریقہ کیا ہے ؟ پھر صرف یہی راہ نہیں ہے کہ اپنے دشمن کی تلوار کے نیچے سر رکھکر کٹوادو ، بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ اپنے دوست کی تلوار کی نوک سے زخمی ہو - زخم کھانا ہی ہے تو دوست ہی کے خنجر سے کیوں نہ تڑپیں ؟ زہر کا جام پینا ہی ہے تو محبوب کے ھاتھہ سے کیوں پییں ؟ اور جان دینی ہی ہے ، تو کسی کے سر رکھکر کیوں نہ دیجیے ؟ آیا نہ شنیدی کہ عارف (ابو الخیر) چہ گفت ؟

غازی زپئے شہادت اندر تگ و پوست
غافل کہ شہید عشق فاضل تر ازوست
در روز قیامت ایں ، بآں ، کے ماند ؟
کیں کشتۂ دشمن ست ، وآں کشتۂ دوست !

و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ، و اللہ رؤف بالعباد (۲ : ۲۰۷)

اور بعض اللہ کے محبوب بندے ایسے ہیں جو اپنی جان تک کو اللہ کی رضا جوئی کی راہ میں دیدیتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت محبت و رافت رکھتا ہے !

❦ ❦ ❦

افسوس کہ اس دور جوش و خروش ، اور بیداری و ہشیاری میں بھی دیکھتا ہوں ، تو میرے دل کی غمگینی اور اضطراب کا سامان کہیں نظر نہیں آتا -

میں دیکھتا ہوں کہ یا تو غفلت کی سرشاریاں ہیں ، یا بیداری کی کروٹیں بھی لی ہیں تو آنکھوں سے غفلت دوشیں کا خمار ابھی دور نہیں ہوا ہے - خواب غفلت کی سرشاری اور چشم نیم باز کی کروٹیں ، یہ تو دو پہلی حالتیں ہیں ، لیکن ان کے بعد ایک تیسرا گروہ بھی نظر آتا ہے ، جو بستر سے تو اٹھہ چکا ہے ، مگر منزل مقصود کے نشان سے بے خبر ہے - پس چلنا بھی چاہتا ہے ، تو خط سفر سے نا بلد ہے - احرام کعبے کا باندھتا ہے مگر قدموں کو حرم و بتکدے کی تمیز نہیں - حالانکہ اگر منزل مقصود کے نشان کو ملنا ہے ، تو صرف کعبے ہی کی راہ میں ملسکتا ہے ، اور وہ کئی نہیں ، بلکہ صرف ایک ہی ہے -

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے کوئی انجمن قائم کرلی تو ان مصائب سے نجات پا جائیں گے - بعض کہتے ہیں کہ اگر ہم نے ایک بہت بڑا فنڈ مہیا کرلیا تو ہمارا وجود اسلام کیلیے اکسیر حیات بن جاےگا - میں نے بھی مدتوں ان امور کو سونچا ہے - اسمیں شک نہیں کہ ان تدبیروں میں سے ہر تدبیر اچھی اور ضروری ہے ، پر افسوس کہ مرض کا اصلی علاج نہیں ہے - تم اپنے سے باہر انجمنوں کو ڈھونڈھتے ہو مگر بد بختی یہ ہے کہ اپنے اندر کی خلوت سے بے خبر ہوگئے ہو - اسلام کی حفاظت کیلیے ایک فنڈ قائم کرنا چاہتے ہو ، تاکہ اپنی جیب اسکے حوالے کردو لیکن اس سے بھی مقدم یہ ہے کہ اپنے دلوں کو اسکے سپرد کرو کہ اسکے بعد تم وہ سب کچھہ دیسکوگے ، جو دینا چاہتے ہو ، پر اسکے بغیر کوئی چیز بھی دے نہیں سکتے !

❦ ❦ ❦

لیکن میں ایک صداے مضطر ، اور ایک فریاد لرزاں ہوں ! میری آواز کبھی نہیں تھک سکتی ، کیونکہ میرا خدا اسے تھکانا نہیں چاہتا ، اور میرے آنسو کبھی نہیں تھم سکتے ، کیونکہ مدتوں کے جمع کیے ہوے سیلاب اشک کو اب بہنا ہے اور بہانا ہے - پس

جسکے پاس کان ہیں ، وہ سن لے - جسکے پاس آنکھیں ہیں ، وہ دیکھہ لے - اور جسکے پاس دل ہے ، وہ جتنا تڑپ سکتا ہے تڑپ لے ، کہ آج خدا اور اسکے بندوں میں صلح و جنگ کی آخری ساعت ہے - آج روٹھے ہوے اور اسکے چاہنے والوں میں ہجر و وصال کا آخری معاملہ ہے - آج ہی کسی کا دامن اقبال ہمیشہ کیلیے خالی ہونے والا ہے ، اور کسی کی آستین امید ہمیشہ کیلیے مالامال ہونے والی ہے !

آج ہی وہ شب موعود ، اور وہ لیلة القدر ہے ، جبکہ محروم ہونے والے محروم ہوجائیں گے اور منانے والے روٹھے ہوئے کو منالیں گے - وہ قوموں کے حیات و فنا کی فیصلہ کن گھڑیاں ، جبکہ ایک کو دائمی مایوسی ، اور دوسرے کو ہمیشہ کی امید و شادکامی ملےگی - ایک و دائمی ہجر کا عذاب الیم ، مگر دوسرے کو ہمیشہ کی بشارت لطف عمیم کی تقسیم ہوگی ، بہت قریب ہے کہ ظاہر ہوجاے - وہ ، جس نے ابسے ہزاروں برس پہلے ایک ایسے ہی وقت میں (سعیر) کے دامن سے اپنا رشتہ کاٹا ، اور (فاران) کی چوٹیوں پر اپنا چہرہ دکھلایا تھا ، اب پھر وقت آگیا ہے کہ اپنا چہرہ دکھلاتا ، اور اپنے مشتاقوں کو ڈھونڈھتا ہے - اگر تم نہیں دیکھہ سکتے تو آنکھوں کو تلاش کرو - پر میں دیکھتا ہوں اور مجھے مت جھٹلاؤ - اگر تم نہیں سن سکتے تو میرے کانوں سے سنو ، پر مجھسے کہو

شئون عثمانیه

داستان خونین

یعني مظالم وحشت کارانهٔ اقوام مسیحیهٔ فرنگ ' و روایات مرثقهٔ شهداء جنگ و مراسله نگاران حوادث

(۱)

ناظرین کو یاد هوگا که پچھلے دنوں قسطنطنیه میں " مجلس دفاع ملي " کے قیام کي اطلاع الهلال کے کالموں میں دي گئی تھي -

اس مجلس نے ایک سب کمیٹي اس غرض سے بھي قائم کی تھی که جنگ بلقان میں جو مسیحي مظالم خونین یورپین ترکی کے مسلمانوں اور غیر محارب باشندوں پر کیے گئے هیں ' اور جو چشم دید بیانات اور روایات موثقه ' مراسله نگاران جنگ کے ذریعه مشتہر هو چکی هیں ' انکو ایک رسالے کی صورت میں جمع کرکے مختلف السنهٔ یورپ میں شائع کرے ' تاکه یورپ کے ادعاء انسانیت و فروغ پروري کا ایک آخري امتحان هوجاے -

اس سب کمیٹي کي یه مستعدي قابل تحسین هے که تهوڑے هي عرصے کے اندر اس نے اپنا کام پورا کردیا - چنانچه پچھلي ڈاک سے همارے پاس شائع کرده روئداد مظالم کا ایک نسخه آگیا هے جو انگریزي میں هے ' اور بہت ضروري هے که اسکا ترجمه اردو میں شائع کردیا جاے ' تاکه جو هاتھه آج ماتم کیلیے اٹھے هوے هیں ' انکو بھي اپني خانماں بربادیوں کا پورا علم هوجاے -

رسالے کے ابتدا میں سر آدم بلاک (Sir Adam Block) نے ایک مختصر اور سنجیده دیباچه لکھا هے - آج کي اشاعت میں اسکا ترجمه شائع کرتے هیں - اسکے بعد اصل رسالے کا مسلسل ترجمه شائع هوتا رهے گا ' اور پھر ایک رسالے کي شکل میں جمع کردیا جائیگا -

بہتر هو اگر معاصر دهلي (کامریڈ) اسکو بجنسه نقل کرنا شروع کردے - (الهلال)

— * —

اس رسالے کے دیباچه لکھنے کي مجھه سے فرمایش کي گئي هے - اس امر کا خوف تھا که ملي اور جنسي عداوتیں جو گذشته ربع صدي میں مقدونیه کے اندر برانگیخته هوئیں اور جنکا ذمه دار صرف ترکي سوء انتظام هي نه تھا ' اس جنگ کے چهرے پر نقاب ڈالیں گي - ایک بالکل نو آموز شخص بھي بلقان کي درخواست کے ناگزیر نتائج کي تلوار سے پیش بیني کرسکتا تھا -

یقیناً گذشته چند ماه میں مقدونیه کا اس سے زیاده نقصان هوا ' جتنا که سالها سال میں ترکوں کي بري حکومت کے اندر هوسکتا تھا -

جنگ کي خونفشانیوں پر ' جنمیں هزارها آدمي هلاک هوے ' مقدونیه کے مسلمانوں کی علمي نابودي کا بھي اضافه کیا گیا !

اس جنگ میں موجوده متمدن جنگ آرائي کے مسلمه اصول کا خیال نہیں رکھا گیا - ایسي اصول شکني کي متمدن سلطنتوں کي جدید جنگوں میں نظیر ملنا آسان نه هوگا -

فاتح کا قتل و ظلم ' اور دباء کے روکنے کے نا قابل هونا ' اسکي عزت کے لیے نتیجه خیز نہیں هوسکتا ' اور گو میں " مسلمانوں کي بیخکني کی سوچي سمجھي هوئي پالیسي " کو انکي طرف منسوب کرنا نہیں چاهتا ' مگر عملي طور پر ایسا ضرور هوا -

حامیان بلقان افسوس کرینگے که بري حد تک انھي کے تصور کي وجه سے اب مقدونیه " انڈے کا ایک خالي چھلکا " اور آتش و تیغ کي بربادي کي هوئي صرف ایک ایسي زمین رهگئي هے ' جس سے مسلم آبادي ' اسکي کاشت کرنے والي مصیبت اور تکلیف کے ساتھه بالکل نکالدي گئي هے !

" مجلس دفاع ملي " قسطنطنیه کي سب کمیٹي ' جس نے مظالم بلقان کي روئداد شائع کي -

جنگ اور کشور ستاني ' دونوں جائز قرار دیجا سکتي هیں ' لیکن صرف اسي حالت میں ' که وه مقبوضه مقامات کي آبادي کے لیے خوشي اور فوائد لائیں -

یه ممکن هے ' مگر کسیطرح یقیني نہیں ' که حکام کا تغیر مقدونیه کي مختلف عیسائي قوموں کے لیے مفید هو ' مگر یه امر تو نصف النهار کي طرح روشن هے که جنگ مسلمان باشندوں کے حق میں مفید هونے کے علاوه کوئي اور چیز هي ثابت هوئي ' اور انکي بربادي ' ملک کي آینده سرسبزي پر همیشه ایک مصیبت انگیز اثر رهیگي -

میں ایک منٹ کے لیے بھي یه دعوی باطل نہیں کرتا که گذشته زمانے میں ترک جرموں اور زیادتیوں سے معصوم رهے هیں ' یا گذشته چند ماه میں خون ریزي کے الزام سے وه بالکل بري تھے -

تاهم دو پیمانے اور دو بٹکھرے نہیں هوسکتے - یورپ اور متحده حکومت کا وه دباؤ ' جسکو ترکوں پر سختي سے سخت ملامت (کنڈیمینشن) کے پاس کرنے میں بھي کبھي باک نهوا ' اس موقع پر یقیناً سخت حیرت انگیز طور پر خاموش رها هے -

اهل مشرق اور خصوصاً ترکوں نے همیشه انگریزوں کي عزت ' اور

هل کوئی هر طرف سے کٹ کر میرے طرف آنے والا هے که میں اسے آغوش میں لیلوں ؟ کوئی میرے آگے تڑپنے والا هے که میں اسے تسکین دوں ؟ کوئی میرے آگے خاک اضطراب و انابت پر لوٹنے والا هے' که میں اسے اپنی گود میں اٹھا لوں ؟ یعنے کوئی هے که میرا بن جانے والا هو' اور میں بھی اسکا هو جاؤں ؟ اور کوئی هے' جو مجھسے پیار کرنے والا هو' تاکه میں بھی اسے پیار کروں ؟ پھر وہ کہاں هیں' جو مجھے ڈھونڈھنے والے هیں' اور وہ کیوں نہیں دوڑتے جو میرے لیے تشنه هیں ؟ میں انکے لیے' جوکه پیاسے هیں' پانی هوں' اور انکے لیے' جو مایوسی سے تھک گئے هیں' امید هوں ! اگر تم زخم هو تو میرے طرف آؤ که میں مرهم هوں' اور اگر تم بیمار هو تو مجکو ڈھونڈھو که صرف میں هی شفا هوں ! تم کیوں غیروں کی ٹھوکریں کھاتے هو' اور میری آغوش محبت سے بھاگتے هو ؟ حالانکه میں تو وہ هوں' که اگر تم ایک بالشت میری طرف بڑھو' تو میں ایک هاتھه آگے بڑھکر تم سے ملوں - اگر تم ایک هاتھه میرے طرف آؤ' تو میں ایک گز آگے بڑھکر استقبال کروں - اور اگر تم چل کر میری طرف آؤ' تو میں دوڑ کر تمھاری طرف آؤں ! ! (١) اگر تم میرے ملنے کو محبوب رکھوگے تو یاد رکھو که میں بھی تم سے ملنے کو محبوب رکھونگا - اور اگر تم مجھسے پھر جاؤگے تو میں بھی تم سے پھر جاؤنگا - (٢) اے طالب خیر ! تو کہاں هے که میں تجھے پکار رها هوں - جلدی کر ! جلدی کر ! که یہی مانگنے کا وقت هے - اور اے شر کے پیچھے اپنے تئیں نادانی سے کھونے والو ! اب بھی باز آجاؤ اور کمی کرو که یہی وقت هے' یہی وقت هے' اور صرف یہی وقت هے که میں تم کو بچالوں ! ! "

با گنـــه کاراں نگـــویـم تا نیـــدارند دل
من وفـــاے دوســـت را درے رهائی یافتم !

❀ ❀ ❀

پس اے اخوان عزیز ! اس آواز کو سنو اور اگر نہیں سنتے تو میری ترجمانی کو مت جھٹلاؤ که میں سو رها تھا لیکن اس نے مجھکو نیند سے جگا دیا - بہو که غفلت سے چونک کر بھی غفلت هی میں رهو' اور بستر سے اٹھو بھی تو سفر کی جگهه راہ میں سو جاؤ - اس شخص کی غفلت میں جو بستر پر پڑا هو' اور اسمیں جو هشیاروں کی طرح چلکر غلط راستوں میں پھنسکر رہ گیا هو' کوئی فرق نہیں - یه تمھارا آجکل کا اضطراب مبارک هے - یه تمھاری جستجوے مقصود ایک رحمت الہی هے - یه تمھاری آمادگی اور مستعدی امید کا مژدہ' اور همت کا پیغام هے - مگر میری سنو اور الله کی پکار کی طرف سے غفلت نه کرو - اگر سنبھلنا چاهتے هو تو ایک هی هاتھه هے جو تمھیں سنبھال سکتا هے - محض انجمنوں کا قائم کرلینا' ممبروں کے نام سے ایک گروہ جمع کرلینا' اور صرف روپیے کی کسی تھوڑی مقدار کی فراهمی پر بھروسه کرلینا' غفلت کے بعد دوسری غفلت هے' جو تمھیں بستر ضلالت پر ڈالدیگی' اور آخری وقت عمل هاتھه سے نکل جائیگا - اصلی اور ایک هی وسیلۂ فوز و فلاح (اے دنیا میں تبدیلی چاهنے والو !) یه هے که اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو' اور احکام الہی کے اعتقاد و عمل کا عہد واثق کرکے اٹھه کھڑے هو - توبه کرو توبه کرو که تمھارے تمام دکھه کی دوا صرف توبه هی هے - خدا کے آگے جھکو اور اسکو پیار کرو ! اسکو اپنے سے مناؤ که جب تک دوست کو اپنے سے راضی نه کرلوگے ؟ خواہ کتنی هی محنت و مشقت کرو' لیکن کبھی مقبول نہوگی - و لله در ما قال :

من لـــم یکن للــوصال اهـــلاً
فکل طـــا عاتـــه ذنـــوب !

میں چپ تھا' پر اب اٹھا هوں که جو سن رها هوں' تم کو بھی سناؤں - آؤ که هم سب ملکر اسکے دروازے پر جھکیں' اور ایک " مخلص و مجاهد" جماعت الہی بن کر صرف اسی کے هوجائیں - اسی کی دعوت هے' جسکی طرف بلاتا هوں' اور صرف یہی میری بقیۂ زندگی کا مقصد و وظیفه' اور غایت جهد و عمل هے' جسکے لیے خدا سے استقامت کا طلبگار هوں - پس مبارک هیں وہ' جو میری سنیں' اور خدا کی طرف بڑھیں' اور آخر کی کامیابی انہی کیلیے هے - اولئک الذین هدا هم الله' و اولئک هم اولو الالباب (٣٩ . ٢٠)

(١) یه بھی ایک حدیث مشہور کا عین ترجمه هے' جسکو امام بخاری نے کتاب التوحید میں بروایت ابو هریرہ درج کیا هے که :

" اذا احب عبدی لقائی' احببت لقائه - و اذا کرہ لقائی' کرهت لقائه "

اور قرآن کریم بھی یہی کہتا هے که : " فاذکرونی اذکرکم' و اشکروا لی و لا تکفرون " یعنے تم میرا ذکر کروگے تو میں بھی تمھیں یاد کرونگا - الله الله ! کیا هاے عشق و عاشقی هے ! ! ولنعم ما قیل فی هذا الباب :

عاشقاں هرچند مشتاق جمال دلبرند
دلبراں برعاشقاں از عاشقاں عاشق تراند

امام غزالی نے احیاء میں ایک حدیث درج کی هے : " الا طال شوق الابرار الی لقائی' و انا الیهم لاشد شوقاً " اسکے الفاظ تو ثابت نہیں (جیسا که صاحب تخریج احیاء نے اعتراف کیا هے) مگر مطلب وهی هے -

[بقیه نوٹ صفحه ٧ کا]

جیسا که بعض دیگر احادیث صحاح وغیرہ میں صلوۃ عصر و فجر کی نسبت آیا هے' اور یہی سرگروہ ارباب تاویل و اسرار' امام غزالی نے احیاء میں لکھا هے -

اصل یه هے که شب کا آخری وقت ایک مخصوص اثر و کیفیت کا وقت هے - اور جیسا کچھه هے' اسکو صرف ارباب درد و حال هی سمجھه سکتے هیں - میں تو کہتا هوں که اگر ایک هستی اعلی و محبوب هے' تو وہ کب اپنے بندوں سے غافل هے ؟ لیکن ضرور هے که رات کے پچھلے پہر کی خلوت هی میں اپنے عشاق سے مجلس راز و نیاز گرم کرے - انکی آہ و زاری سنے اور اپنی صداے امید سنائے - غیروں کیلیے دن کی ملاقاتیں هوتی هیں' مگر اپنوں کیلیے شب کی مخفی صحبتیں - دن آرزوؤں میں کاٹیے' مگر وصل کیلیے رات هی کا انتظار کرنا چاهیے - یہی وہ تصفیۂ باطنی و ذهاب الی الله کا مقام اعلی هے' جسکی نسبت سورہ زمر میں فرمایا :

امن هو قانت اناء اللیل ساجداً وقائماً یحذر الاخرۃ' و یرجوا رحمة ربه قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟ (٣٩ : ١٢)	بھلا وہ شخص جو رات کے اوقات تنہائی و خلوت میں اپنے خدا کے سامنے هر طرف سے کٹکر جھک گیا هے - کبھی جوش اضطراب سے اسکے آگے سجدہ میں گرجاتا هے' کبھی اسکے آگے هاتھه باندھکر غلاموں اور مجرموں کی طرح کھڑا هو جاتا هے' کبھی آخرت کی منزلوں کے تصور سے ڈرنے لگتا هے' اور پھر کبھی اسکی شان کریمی و رحمت کو یاد کرکے امید وار بخشش هوجاتا هے - تو بتلاؤ که کیا ایسا شخص' اور سرشاران غفلت و جہل' دونوں برابر هیں ؟ اور پھر کیا صاحبان علم و گم گشتگان جہل' دونوں کا ایک هی درجه هے ؟

یه موقعه نہیں که اس آیت کے متعلق کچھه عرض کروں' لیکن یاد رهے که یه ایک نہایت اهم اور معرکۃ الآراء آیۂ کریمه هے - ایک ایسے قانت و منقطع شخص کی مثال دیکر فرمایا که " هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟ " غور کیجیے که اسکو علم و جہل سے کیا تعلق تھا ؟ اصل یه هے که جو حالت اس شخص کی بیان کی گئی هے' وهی فی الحقیقت علم و حکمۃ حقیقیه کا انتہائی مرتبه هے' اور وهی حالت هے جسے علم کا اصلی نتیجه یقین کرنا چاهیے - کاش البیان جلد نکلے اور میرا قلم تنگی گنجایش الہلال سے آزاد هو' که یه چیزیں حاشیوں میں لکھنے کی نہیں هیں - والامر بیدہ سبحانه و تعالی -

(١) یه عین ترجمه هے اس حدیث قدسی کا' جسکو امام بخاری نے کتاب التوحید کے باب " ذکر النبی و روایته عن ربه " میں سب سے پہلے بروایت شعبه' عن قتادہ' عن انس رضی الله عنهم درج کیا هے که : " اذا تقرب العبد الی شبراً' تقربت الیه ذراعاً - و اذا تقرب منی ذراعاً' تقربت منه باعاً - و اذا اتانی مشیاً' " اتیته هرولة "

ایک دوسری روایت (عن انس بن مالک عن ابی هریرۃ) میں " باعاً " کی جگه " بوعاً " کا لفظ بھی آیا هے -

ہے - ہم کو چاہیے کہ اس دن کو یاد رکھیں اور ہمیشہ ماتم کریں -

اس مصیبت کی عظمت کے اظہار کے لیے ہم کو چاہیے کہ علامات حزن و الم وضع کریں ' تا کہ وہ ہم کو یاد دلاتے رہیں کہ ہم کو اپنے دشمنان شرف سے بدلہ لینے کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے -

یہ علامات حزن گو ایک عرصہ تک ہمارے زخمہاے دل کو ہرا ' اور درد و سوز کو تازہ رکھینگے ' لیکن اسکی انتہا اس پر ہوگی کہ ہم اپنے وعدوں کو پورا ' اور فرائض کو ادا کرینگے ' اور اپنے شرف کو ان داغہاے عار سے پاک کرسکینگے ' جن سے افسوس کہ وہ اسوقت آلودہ ہو رہا ہے - اور پھر اس مجد و ملک کو واپس لے سکیں گے ' جنکو ہم اسوقت کھو بیٹھے ہیں -

گو دوران سقوط میں ادرنہ کی اصلی سرگذشت کا ہم کو علم نہیں ' لیکن تا ہم ان جستہ جستہ اقوال سے جو یورپ سے ہمارے دار السلطنت میں آئے ہیں ' معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بہادر سپاہی دشمن سے رو در رو سفید اسلحہ سے لڑے ' اور جب دشمن شہر میں داخل ہوا تو سڑکوں ' گلیوں ' بلکہ گھروں تک میں ہر ہر قدم پر لڑے ' اس درجہ کشت و خون کے بعد دشمن کو کیا ملا ؟ مٹے ہوے کھنڈر ' اجڑے ہوے گھر ' جنمیں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے ' اور منتشر پتھر ' جن پر زمانہ کا دست ہلاکت دراز ہوچکا تھا ! !

ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ ہمارے حقیقی دشمن کون ہیں ؟ کیا صرف بلغاری ' یونانی ' اور سروی ہی ہیں ؟ اس واقعے کی سنگینی نے ہمارے دردوں کو ہمارے ضبط پر غالب کردیا ہے - پس آج ہم ایسی چیزوں کا اعلان کرتے ہیں ' جن کو ہم کل تک چھپاتے تھے - آج ہم پر واجب ہے کہ ہم علی الاعلان کہدیں کہ ان دشمنوں کے علاوہ اور دشمن بھی ہیں ' جنھوں نے سقوط ادرنہ میں مدد دی - فرانس اور روس نے پوشیدہ اور علانیہ ' دونوں طور پر ' اور (انگلستان) نے صرف پوشیدہ طور پر سقوط ادرنہ میں مدد دی - فرانس اور روس نے توپیں اور کمک تک محاصرین تک پہنچائی - اگر یہ اتحاد ثلاثہ مدد نہ دیتا ' تو کیا ممکن تھا کہ بلقان کی یہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہمارے سامنے ٹہر سکتیں ؟ ان ریاستوں کا ہمارے سامنے ٹہرنا کیا اس امر کی کافی دلیل نہیں ' کہ فرانس اور روس ادبی اور مادی ' دونوں طریقوں سے ' اور انگلستان صرف ادبی صورت میں ان سلطنتوں کو مدد دیتا رہا ؟

کیا ان واقعات کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ جنگ صرف ریاستہاے بلقان اور عثمانیہ میں تھی ؟ نہیں ' یہ جنگ صرف عثمانیہ اور ریاستہاے بلقان میں نہ تھی ' بلکہ عثمانیہ اور اتحاد ثلاثہ میں تھی ' جو مجموعۂ انگلستان ' روس ' فرانس کا نام ہے -

ابتداء گفتگوے صلح میں ایک مربی کا خیال تھا کہ مساعی صلح میں اصلی رخنہ انداز فرانس ہے - وہ چاہتا ہے کہ سقوط ادرنہ کے بعد صلح ہو - آج ہم کہتے ہیں کہ یہی مربی حق پر تھا "

(جون ترک) فرانسسی لکھتا ہے :

سقوط ادرنہ کی بابت دو دن سے جو منحوس افواہیں مشہور ہو رہی تھیں ' وہ صحیح ثابت ہوئیں - یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچگیا کہ یہ عظیم الشان شہر ضرب المثل مدافعت کے بعد دشمنوں کے ہاتھوں ساقط ہوگیا -

خبر رساں ایجنسیوں کے پاس آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شکری پاشا نے شہر تسلیم نہیں کیا ' اور جو کہا تھا وہی کر دکھایا - چنانچہ انھوں نے دشمنوں کے ہاتھہ شہر حوالہ کرنے پر ' اسے آگ اور لوہے کے ڈھیر میں دفن کردینے کو ترجیح دی ...... وطن مقدس شکری پاشا کی تعظیم و تکریم کا حق ادا نہیں کر سکتا - حسن رضا پاشا نے اشقودرہ ' اور اسعد پاشا نے یانیا میں بیشک قابل فخر شجاعت و اخلاص کا ثبوت دیا ہے ' لیکن مرقع ابطال میں شکری پاشا کی تصویر

باب المراسلة و المناظرة

دعوت " البلاغ "

ایک بزرگ از رامپور

حضرت مولانا السلام علیکم - آپکے اخبار مورخہ ۱۰ - جمادی الاولی میں جو ایک پر جوش مضمون اور ایک علم ندا ہے کہ (کوئی ہے جو میرے ساتھہ چلنے کے لیے طیار ہو ؟) اسکے متعلق مجھے ایک اختلاج ہے - اسکو ظاہر کرتا ہوں - امید کہ اسکو میری نیک نیتی پر حمل کرکے بددعا نہ فرمایئے گا - یہ زمانہ چونکہ نہایت افسوس و عیاری کا زمانہ ہے - اسلیے طرح طرح کے شبہات بعض اوقات پیدا ہوجاتے ہیں - اپنے خداے علم الصدور کو حاضر و ناظر سمجھکر سچ سچ کہیں کہ یہ جو کچھہ آپنے ارقام کیا ہے خلوص و صداقت سے کہا ہے ' یا اسمیں کوئی راز ہے ' اور کسی کی تعلیم سے کہا ہے تا کہ مسلمانوں کی حالت کا امتحان کیا جاے اور دیکھا جاے کہ اسوقت اسلام سے انکو کہاں تک تعلق اور اسلام کی حمایت کا کہاں تک خیال رکھتے ہیں ؟ اگر امر اول ہے اور خدا کرے یہی ہو ' تو آپ سب سے پہلے اپنے ساتھہ چلنے والونکی فہرست میں میرا نام درج کرلیجیے -

الہلال

یہ قومی بدبختی کی انتہا ہے کہ ہر کام کے متعلق شبہات و وساوس ہمارے دلوں میں پیدا ہوں !

ظہور حضرت مسیح کے وقت یہودیوں کی ایسی ہی حالت ہوگئی تھی - مگر سچ یہ ہے کہ شبہ کرنے والے بے قصور ہیں ' اور بد قسمتی سے ہماری حالت ہی ایسی ہوگئی ہے کہ جسقدر شبہات پیدا ہوں ' کم ہیں -

کہنے کی بات نہیں ' اور پھر کہیے تو کس کی نسبت کہیے ؟ مگر میں اُن لوگوں سے واقف ہوں جو قوم میں مقدس علما و واعظین کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں - ہر آن و ہر لمحہ قال اللہ اور قال الرسول انکی زبانوں پر ہے ' یا بڑی بڑی مسجدوں کے پیش امام اور خطیب ہیں ' لیکن ان اشغال الہیہ کے ساتھہ اپنے اندرونی اعمال شیطانیہ بھی جاری رکھتے ہیں ' اور جاسوسی و مخبری جیسے ملعون و خبیث مشغلۂ غداری سے انھیں باک نہیں - فلعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرة ' و اعد لہم عذاباً الیما !

ان حالات میں اگر بعض نادانوں کو فقیر کی نسبت یہ خیال پیدا ہوا ' تو انھیں بالکل معذور سمجھتا ہوں - اور اسقدر عرض کردینا کافی سمجھتا ہوں کہ میرے کام عام کاموں سے مختلف ہیں ' اور الحمد للہ وہ اپنے اندر اپنے نشو و نما اور تکمیل کی قوتیں اسطرح کی رکھتے ہیں ' کہ ایک بڑھنے والے درخت کی طرح بڑھیں گے ' ایک زندہ جسم کی طرح نشو و نما پائیں گے ' اور اگر خلوص و صداقت سے محروم نہیں ہیں تو انکی پرورش کرنے والا خود ہی انکی پرورش کریگا -

---

بقیہ پہلے کالم کا

دوسرے دونوں مدافعین کی تصویروں کے سروں پر آویزاں ہوگی - شکری پاشا کا عظمت مآب نام شہرت کے آسمانی عظمت پر شرف و احترام کا آفتاب بنکر درخشندہ ہے اور دنیا ایک نئے شخص کو دیکھہ رہی ہے ' جس نے دولت عثمانیہ کے صحیفۂ مجد میں ایک نئی آیۃ کرامت اضافہ کی ہے - اس عمل جلیل نے ہمیشہ کے لیے اس عار و شین کو مٹا دیا ' جس سے دولت عثمانیہ کا دامن شرف تسلیم سلانیک کے بعد آلودہ ہوگیا تھا "

ان پر اعتماد کیا ہے - کیونکہ وہ ایک منصف قوم مشہور ہیں - مجھے خوف ہے کہ یہ یقین اب رخصت ہو رہا ہے -

صرف ان کمبخت واقعات کی مناسب تحقیقات ' اور مجرم کی سزا پر اصرار ہی کے ذریعہ سے یہ ممکن ہے کہ " نا انصافی " کا احساس شدید جو اسوقت ترکوں کے دلوں میں کھٹکرہا ہے' جڑ سے اکھیڑا جاسکے -

مجھے اعتماد ہے کہ میں غلطی کر رہا ہوں مگر میری راے ہے کہ اگر اس طرح کے واقعات کو' جیسے کہ اس اشاعت میں شائع کیے گیے ہیں' بغیر اسکے کہ ان پر توجہ اور ملامت کیجائے ' گزر جانے کا موقع دیدیا گیا ' تو ہمارے ' اور ہمارے ہم زندگی مسلمان رعایا کے درمیانی تعلقات ' بالاخر ایک سنگین معاملہ ہو جائیگا -

میں نے ان دریافتوں اور تحقیقوں میں حصہ نہیں لیا ہے جو اس روداد کی اشاعت کا باعث ہوئی ہیں - ہر تفصیل کی صحت کی بابت خواہ کتنا ہی شک کیوں نہ ظاہر کیا جائے' تاہم اس امید کیلیے کافی مقدار رکھتی ہے کہ یورپ' جس نے ترکوں کی بد کاریوں کے روداد پر نہایت آسانی اور تیزی سے اعتبار کرلیا تھا ' ان واقعات کو ایک طرف نہ ڈالدیگا جواب اسکے سامنے رکھے جائینگے -

زخم رسیدہ مسلمان آبادی کے مصائب کسی طرح ختم نہیں ہوے - اوخیول کے بندر گاہ سے رہی عمگین افسانے ان فاقہ زدہ اور مصائب مہاجرین کے پہنچ رہے ہیں' جنکے لیے سرماے کی سخت ضرورت ہے ترکی حکام کوشش کر رہے ہیں انکی موجودہ کوشش صرف اسلیے ہے کہ اس جگہ کے عوض ' جسکو وہ لاعلاج طور پر ضائع کر چکے ہیں' گھروں کی تلاش کرنے کے لیے وہ کسی طرح ایشیاء کو چک پہنچ جائیں -

گذشتہ کی تلافی تو اب قریباً خارج از سوال ہے - مردے تو ہمیشہ کے لیے گئے - لیکن اگر دول یورپ میں ایک یا ایک سے زیادہ سلطنتیں ان لوگوں کی نسبت' جو ان خوفناک ایام کے بعد بھی زندہ رہے ' کوئی اہم دلچسپی لینے کے لیے تیار ہیں' تو بڑی حد تک ماضی کی تلخی اور گذشتہ کے زخموں کو اچھا کرسکتے ہیں - نیز مشرق و مغرب اور ہلال و صلیب کی مصالحت کا راستہ اس سے ہموار کیا جا سکتا ہے -

حادثۂ ادرنہ

(مقتبس از جرائد مختلفۂ استانۂ علیہ)

(٢)

تصریحات جرائد

انتہائی مدافعت کے بعد ادرنہ کا سقوط ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جو ثناء عظیم و مجد دائم کا مستحق ہے - اس دعوے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دنیا کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کو حادثۂ جلیلۂ عالم قرار دیا ہے ' اور تاریخ کے ان نادر واقعات میں سے شمار کیا ہے' جن کی مثال گذشتہ صدیوں میں مشکل سے ملتی ہے -

اس سلسلہ میں ہم چند عثمانی اور اجنبی اخبارات کے اقوال نقل کرتے ہیں :

(صباح) قسطنطنیہ لکھتا ہے :

یہ خبر پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ادرنہ ' جس نے اپنی محافظ فوج سے کئی چند زیادہ فوج کے مقابلے میں اپنے ثبات سے تمام عالم کو حیرت میں ڈالدیا تھا' بلغاریوں کے ہاتھوں ساقط ہو گیا - بیشک اس خبر نے ہمارے دلوں سے خون' اور آنکھوں سے آنسو بہاے ! !

مگر کیا کیجیے - یہ قضا و قدر کا حکم تھا جو رد نہیں کیا جا سکتا -

ادرنہ چہار شنبہ کے دن ساقط ہوا -

ادرنہ کے بطل عظیم شکری پاشا نے (جنہوں نے عثمانی تاریخ عسکری میں شرف عظیم کے ایک صفحۂ طلائی کا اضافہ کردیا ہے) حکومت کو ایک تار بھیجا تھا - اسمیں لکھا تھا " دشمن آگے کے استحکامات پر آگیا ہے - ہماری فوج قلعہ کی طرف ہٹ آئی ہے - میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ سرکاری اور فوجی عمارتوں کے ڈھانے ' توپوں کے خراب کرنے ' دخائر کے جلانے ' اور اسی قسم کی تمام ضروری کارروائیوں کے بعد اپنی زندگی کے اخریں نفس حیات تک لڑونگا ' تاکہ اگر میں معذور ہوں اور دشمن داخل ہو جائیں' تو ان کو با عظمت ادرنہ کی جگہ محض ایک چٹیل میدان ملے ' جسمیں نہ ڈھانے کیلیے عمارتیں ہوں' نہ بے حرمتی کیلیے مساجد "

اس تار کے بعد ہمیں جسقدر معلومات ملی ہیں' انکا سرچشمہ صوفیا ہے - ان معلومات سے قائد جلیل شکری پاشا کے آخری تار کی حرف بحرف تائید ہوتی ہے - بہر نوع ابھی حقیقت حال پوشیدہ ہے کیونکہ اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں - کل یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ شکری پاشا نے خودکشی کرلی - اسکے بعد کے تاروں نے اسکے برعکس بیان کیا - سچ یہ ہے کہ سقوط کی اصلی روداد کے لیے ہم کو ابھی دو تین دن انتظار کرنا چاہیے "

(صباح) ایک دوسرے افتتاحیہ میں لکھتا ہے :

ان اخری حوادث اور ان درد انگیز مصائب کے باوجود جو سقوط ادرنہ کی بدولت ہم پر نازل ہوے ہیں' ہم اپنے آپ کو ایک معزز نام کے ذکر کے سامنے پاتے ہیں' جو تا ابد محفوظ رہیگا - وہ کون ؟ غازی شکری پاشا ! ادرنہ کی مشہور مدافعت اور خوارق شہامت و حمیت' جو ایک عظیم الشان مقاومت' اور ایک حیرت انگیز ثبات کے سلسلے میں ظاہر ہوے ہیں' ہماری آنکھوں کے سامنے مجسم کھڑے ہیں ! ادرنہ نے اپنے اس شاندار کارنامے سے جیش عثمانی کی تاریخ شجاعت میں ایک درخشاں اضافہ کیا ہے ' اور یہ اسلام کی معجزات بسالت کا ایک مزید روشن ثبوت ہے - شکری پاشا نے مسلمانوں کے لیے ایسا نام پیدا کیا ہے' جسکو زمانہ کبھی نہیں مٹا سکتا -

ہاں ادرنہ ساقط ہوگیا ' لیکن شرف عثمانی بڑھگیا - اس کے دامن عزت اور رداے عظمت کا داغ مٹ گیا -

ادرنہ کی محافظ فوج لڑی' حتی کہ گلی کوچوں تک میں !! اور یہ تمامتر صرف ایک شخص' یعنی بطل عظیم ادرنہ' شکری پاشا کی ہمت کی بدولت !!

پس اے بطل عظیم تو کہاں ہے ؟ اور اے پیکر احترام و عظمت ! تجھے کیا ہوا ؟ آہ ! اس کو حقیقت حال معلوم ہے !

لوگ کہتے ہیں کہ سرکاری اور مذہبی عمارتوں کے ڈھانے' اور توپوں کے خراب کرنے کے بعد شکری پاشا نے دشمنوں کے دیکھنے پر خودکشی کو ترجیح دی' اور اسطرح مرحوم علمدار کی پیروی کی' کہ جب وہ جنگ چریوں کے نرغے میں گھر گئے تھے ' تو انہوں نے بھی اپنے اعدا کے دیکھنے پر موت کو ترجیح دی تھی - اگر یہ خبر صحیح ہے تو پھر بھی شکری پاشا کی کارروائی عجائب و خوارق میں شمار کیجائیگی ' اور مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب انکا نام لیا جائے تو تعظیم کے لیے سر جھکا دیں ' اور اس بطل عظیم کے اعمال و خدمات کی اسی طرح قدر کریں' جسطرح کہ مغربی قومیں اپنے ابطال مشاہیر کی کرتی ہیں -

لیکن ہم صمیم قلب سے امید کرتے ہیں کہ یہ روایت غلط ثابت ہوگی ' کیونکہ اسوقت وطن عزیز کو شکری پاشا جیسے مخلصوں کی سخت ضرورت ہے' جنکو اپنے وطن مقدس کی ترقی کے علاوہ اور کوئی فکر نہیں (مگر الحمد للہ کہ خودکشی کی خبر غلط ثابت ہوئی)

تصویر افکار لکھتا ہے :

" بیشک سقوط ادرنہ کا دن تمام عثمانی قوم کے لیے ماتم کا دن

انتقاد

نقاد

آگرہ - قیمت سالانہ ۳ - روپیہ - اڈیٹر سید نظام الدین شاہ دلگیر -
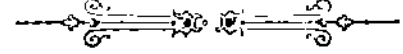
ایک نیا ماہوار ادبی رسالہ ہے - ضخامت ۵۴ - صفحہ - کاغذ متوسط درجہ کا - چھپائی آگرہ کی مشہور ہے -

میں سمجھتا ہوں کہ یہ پرچہ مقبول ہوگا ' کیونکہ آجکل کے اخبار و رسائل کے اہل قلم اسمیں ابتدا سے مضامین لکھتے ' اور اسکی ترقی سے دلچسپی رکھتے ہیں - آگرہ جو فی الحقیقۃ عہد اسلامی کے دور عروج کا دار العلامہ ' اور اردو کی ترقی اور نشو و نما میں بھی ایک حصۂ وافر رکھنے والا ' میر و غالب کا مولد ہے ' ضرور ہے کہ اردو رسائل کی پیدائش اور نشو و نما کیلیے بھی اچھا زمان ثابت ہو -
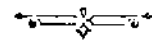
جدید رسائل کیلیے چند مشورے
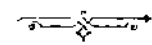
چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے .

(۱) موجودہ وقت صرف اسلیے ہے کہ کام کیا جاے - ہر شعبے میں صرف اسی کی ضرورت ہے - پس مختلف عنوانوں پر چند مضامین کا اکٹھا کردینا ' گو ایک رسالے کی تشکیل صوری کیلیے کافی ہو ' مگر معناً کافی نہیں - ضرورت اسکی ہے کہ آجکل نئے رسالے جو شائع ہوں ' وہ علاوہ جمع مضامین و تحشیۂ مولفانہ کے کوئی خاص مقصد بھی اپنے سامنے رکھتے ہوں - اردو زبان کی نظم و نثر میں ابھی کام کے تمام گوشے خالی ہیں -

(۲) پبلک کا مذاق ارباب صحائف و رسائل کے رحم کا طالب ہے - اب کچھہ نہ کچھہ اردو پریس کی سطح بلند ہونی چاہیے - پیشتر سے جو رسالے نکل رہے ہیں ' انکی محض تقلید کچھہ بلند نظری کی بات نہیں - ہر شخص کو اپنے کاموں کیلیے کوئی نئی بلندی ڈھونڈھنی چاہیے - سطحی اور بد مذاق مضامین کی اشاعت سے خود ارباب قلم کے سامنے پست نمونے پیش ہوے ہیں ' اور پبلک کا ذوق سلیم زخمی ہوتا ہے - رسالوں کی ضخامت نصف کردی جاے تو حرج نہیں ' لیکن ہر طرح کے رطب و یابس سے کیا فائدہ ؟

(۳) نقاد کا صرف نمبر ۴ - میں نے دیکھا - اسمیں ایک مضمون " ریکذیم " کے عنوان سے درج ہے ' اور اسکے نیچے ایڈیٹر الہلال کا نام ہے ' حالانکہ میں نے نقاد کیلیے کوئی مضمون نہیں لکھا ' بلکہ اسکی اشاعت کی بھی خبر نہ تھی - در اصل وہ مضمون الہلال میں شائع ہوا ہے ' اور اسی سے نقل کر لیا گیا ہے - ایسی صورت میں ایڈیٹر کے نام کی جگہ الہلال کا نام درج کرنا تھا - اسکو محدثین اپنی اصطلاح میں تدلیس کہتے تھے ' اور افسوس کہ اسکی مختلف اشکال آجکل عالمگیر ہیں -

بعض لوگ ہمیشہ فریاد کرتے رہتے ہیں کہ انکے اخبارات سے مضامین بغیر حوالہ نقل کر لیے جاتے ہیں - مگر میں تو اس فریاد کو مستحق التفات نہیں سمجھتا ہوں - آجتک بیسیوں اخبارات نے بغیر حوالہ مضامین الہلال سے نقل کیے ' مگر میں بجاے معترض ہونے کے خوش ہوا - کیونکہ اصل شے خیالات کی اشاعت ہے - پس اگر بغیر حوالۂ محض نقل کیا جاے تو چنداں شکایت نہیں - لیکن یہ تو نہ کیجیے کہ مضمون نقل کیا جاے اخبار سے ' اور پبلک کو یقین یہ دلایا جاے کہ اسے اڈیٹر نے خاص طور پر رسالے کیلیے لکھا ہے !

(۴) آجکل یہ عادت بھی عام ہے کہ لوگ کوئی کتاب لکھتے یا رسالہ نکالتے ہیں ' اور پھر اسکی نسبت ہر قلم و سیاہی سے کام لینے والا جو کچھہ لکھدیتا ہے ' کمال فخر و مباہات کے ساتھہ نقل کیا جاتا ہے ' اور بعض اخبار و رسائل میں تو اسکے مستقل باب رکھے جاتے ہیں !!

لیکن میرے خیال میں یہ ایک بہت ہی چھوٹے درجے کی بات ہے ' اور اس سے انسان کی ہمت ' اور منتہاے فکر کا پیمانہ بہت ادنے ثابت ہوتا ہے - اول تو اصولاً اصل شے کام کی خوبی ہے ' اور کوئی تعریف خواہ کیسی ہی بڑے سے بڑے قلم سے نکلی ہو ' اسپر اضافہ نہیں کرسکتی - پھر یہ کونسی خوشی کی بات ہوئی کہ فلاں اخبار والے نے آپکی تعریف کردی ' اور فلاں ایڈیٹر نے کہدیا کہ بہت اچھا اور دلچسپ ہے ؟ شاید جس ملک میں مستند اقلام و افکار ' نقد و تقریظ کا فرض انجام دیتے ہوں ' وہاں انکا نقل کرنا موزوں ہو (اور وہ بھی تجارتی اغراض والوں کیلیے) مگر ابھی اردو پریس کیلیے تو یہ وقت نہیں آیا -

اپنی ہمتوں کو بلند کرو - لوگوں کی تعریف و ستایش سے ہماری سطح فکر کو بلند تر ہونا چاہیے - یہ دماغ کا افلاس ہے کہ وہ دوسرے دماغوں کے دسترخوان پر اپنے لیے غذا ڈھونڈتا ہے - پھر وہ کون لوگ ہیں ' جنکی تعریف و ستایش پر " فخر و مباہات " کے الفاظ کا اسراف بیجا کرتے ہو ؟

المؤید ' الجریدہ ' الزہرہ ' اتحاد و ترقی ' البرہان ' المنار ' الہلال قاہرہ ' چہرہ نما ' شہبال ' تصویر افکار ' السلام ' وغیرہ وغیرہ ممالک اسلامیہ کے جرائد و رسائل نے الہلال کی نسبت جو کچھہ لکھا ہے ' میں نے تو اسکا بھی کبھی ذکر نہیں کیا -

سیکڑوں ضروری خطوط اخبار میں اسلیے نہیں شائع کرتا کہ انمیں جس طریقہ سے مجھے مخاطب کیا جاتا ہے ' اور شخصی طور پر بحث کی جاتی ہے ' اسکا میں اہل نہیں -

بعض نئی چیزیں
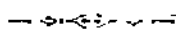
تاج گیسو دراز روغن

قیمت فی شیشی ۱۲ - آنہ سے ۱ - روپیہ تک - موری دروازہ - دہلی -

عورتوں کے سر میں لگانے کیلیے خوشبودار تیل آجکل بہت فروخت ہوتے ہیں - پچھلے زمانے میں جن لوگوں کو خوشبو سے زیادہ بالوں کے حجم و طول کی خواہش تھی ' وہ ادویہ کا مصالحہ کسی کم قیمت تیل میں ڈالکر استعمال کرتی تھیں ' اور تکلف کی انتہا یہ تھی کہ قنوج یا جونپور سے چمیلی کا تیل منگوا لیجیے - شعرا کو بھی زلف مشکیں ' اور گیسوے معنبر کے کھلنے پر خوشبو آتی تھی تو یاسمن ہی کی -

لیکن اب نیا مذاق گھر گھر پھیلتا جاتا ہے - اسمیں اتنی ترقی تو ابھی نہیں ہوئی کہ محض آجکل کی عطریات مائیہ پر اکتفا کرلی جاے ' جو شیوۂ حسن پروران فرنگ ہے - البتہ آجکل کے بنگالیوں نے ہندوستانی عطریات کو ملحوظ رکھکر جو بعض تیل نکالے ہیں ' انکا استعمال " عصر ترقی کی مہذب خواتین " کیلیے ایک جزو لاینفک تہذیب و ترقی سمجھا جاتا ہے -

یہ تیل کا کارخانہ بھی اسی مقصد سے کھولا گیا ہے کہ تمام ہندوستانی پھولوں کی خوشبو سے نئے قسم کے تیل بناے جائیں - صاحب کارخانہ نے نمونے کی شیشیوں کا ایک بکس بھیجدیا ہے '

جہد حریۃ اور ایک نکتۂ لطیف

از لارڈ میکالے

(مترجمہ مولوی محمد مسلم عظیم آبادی)

گو اکثر انقلابات کی ابتدا نہایت خراب دیکھی جاتی ہے مگر قوم جب تک آزادانہ زندگی بسر نہ کرلے وہ آزادی کے صحیح استعمال سے واقف بھی نہیں ہوسکتی - انگورستانوں کے باشندے عموماً شرابی نہیں ہوتے' اور جہاں شراب نایاب ہوتی ہے' وہیں بادہ خواری کی کثرت بھی ہوتی ہے - نو آزادوں کی حالت اُس لشکر کی سی ہوتی ہے جو واٹن اور ریویز میں (جہاں شراب کی کثرت پیداوار ضرب المثل ہے) خیمہ زن ہو - کہا جاتا ہے کہ جب موجی سپاہیوں کا بے روک ٹوک ایسی نایاب اور گراں بہا وسیلۂ تعیش پر دسترس ہوتا ہے' تو بادہ خواری اُن کے آٹھوں پہر کا مشغلہ بن جاتی ہے - اُنھیں نشہ اور بدمستی کے سوا کچھہ سوجھائی نہیں دیتا - آخر رفتہ رفتہ افراط اور کثرت' تمیز اور ہوش کی آنکھوں کو کھول دیتی ہے' اور جب شراب ایک آدھ مہینہ تک روزانہ صبح و شام کی غذا ہو چکتی ہے تو وہ اپنے قیام وطن کے ایام سے بھی زیادہ کم نوش اور روبہ اعتدال ہو جاتے ہیں - پس حریت کے آخری اور مستقل ثمر' تمیز' اعتدال' اور رحم ہوتے ہیں' پر وقتی اثرات بالعموم وحشیانہ اقدام' ناسزا غلطیاں' اظہر من الشمس معاملات میں شک و اشتباہ' نہایت نازک معاملات میں خود رائی' اور بسا اوقات ہٹ دھرمی ہوا کرتے ہیں -

ایسے ہی نازک وقت میں دشمنان حریت اس کے معائب گنانے لگتے ہیں - یعنی تعمیر ابھی ادھوری ہی ہے اور وہ مچان کھول ڈالنے پر آمادہ ہیں - گرد و غبار کے اوپر سے گرتے' کوڑے کرکٹ سے اٹے ہوئے کمرے' اور تمام مکان کی وحشت انگیز بے ترتیبی کا رونا لے بیٹھتے ہیں اور طنز سے پوچھتے ہیں کہ جس شان و شوکت اور جس امن و جمعیت کا وعدہ تھا' وہ کہاں ہے ؟ اگر ایسی ہی افسوسناک اور غلط منطق پھیل جائے تو دنیا میں کبھی کوئی نفیس مکان یا عمدہ حکومت تیار نہ ہوسکے -

اریوسٹو ایک اطالوی شاعر نے ایک پری کی کہانی لکھی ہے جو اپنے سحر کے زور سے خاص خاص زمانوں میں نہایت کریہ منظر اور زہریلی ناگن کی شکل میں نکلتی تھی - جو لوگ اس ہیئت میں اُس کو تکلیفیں پہنچاتے' وہ اُن تمام راحتوں سے محروم کردیے جاتے' جو وہ بعد کو لوگوں کو پہنچایا کرتی تھی - مگر جو لوگ باوجود اُسکی اس مکروہ صورت کے' اُس پر رحم کرتے اور حفاظت کرتے' وہ بعد کو اُن پر اپنے اصلی حسن و جمال اور دلربائی کے ساتھہ جلوہ نما ہوتی' اُن کے ساتھہ رہتی ہے - اُن کی تمام خواہشیں پوری کرتی' اُن کے گھروں کو دولت سے بھر دیتی' اور پھر عشق میں اُن کو فائز المرام' اور جنگ میں فتحمند بنا دیتی - حریت بھی ایک ایسی ہی پری ہے - بعض وقت یہ نفرت انگیز کیڑے کی شکل اختیار کرلیتی ہے' رینگتی ہے - پھنکار مارتی ہے' نیش زنی کرتی ہے - حیف ہے اُن کی قسمت پر جو بد حواسی میں اُس کا سر کچل دیں' اور مبارک ہیں وہ' جو اُس کے ذلیل اور ہیبتناک ظہور میں بھی اُس کا جوش و احترام سے خیر مقدم بجا لائیں' اور پھر اسکے حسن کے زمانے میں اُس کا اجر عظیم حاصل کریں !!

تازہ حریت کے پیدا کردہ نقصانات کا ایک ہی علاج ہے - اور وہ خود حریت ہی ہے - جب کوئی قیدی پہلے پہل تنگ و تاریک تہہ خانہ سے چھوٹتا ہے' تو وہ روز روشن کی چمک برداشت نہیں کرسکتا - نہ وہ رنگوں میں تمیز کرسکتا ہے' نہ چہرے پہچان سکتا ہے - مگر اس کا علاج اُس کو پھر تہہ خانے میں بند کردینا نہیں ہے' بلکہ اُس کو آفتاب کی شعاعوں سے مانوس بنانا ہے - حق اور حریت کی تابش اُس قوم کو پہلے پہل خیرہ نظر کرکے اندھا کردے سکتی ہے' جو قید غلامی میں رہتے رہتے نیم کور ہوگئی ہو' مگر ذرا اُن کی آنکھیں کھلی رہنے دو - وہ بہت جلد اس کو برداشت کرنے کے قابل ہوجائیں گے - تھوڑے ہی دنوں میں لوگ عقل سے کام لینا سیکھہ جاتے ہیں - رایوں کی پر جوش تیزی معتدل ہوجاتی ہے - متضاد خیالات مل جل کر ایک دوسرے کو صحیح کردیتے ہیں - سچائی کے منتشر عناصر باہمی لڑائی اور جد و جہد چھوڑ کر' اکھٹا ہوجاتے ہیں - اور آخر کار انھی پریشان اجزاء سے انصاف اور صلح کا نظام شکل پذیر ہوتا ہے -

ہمارے زمانے کے اکثر مدبر اس امر کو ایک مسلم الثبوت مسئلہ کی حیثیت سے پیش کردیا کرتے ہیں کہ کسی قوم کے لیے اُس وقت تک آزاد ہونا مناسب نہیں' جب تک کہ وہ اپنی حریت کے صحیح استعمال کے لائق نہ ہوجائے - یہ مقولہ اس احمق کی زبان سے زیادہ موزوں معلوم ہوگا' جو پرانی روایت کے مطابق' پیرنا سیکھے بغیر پانی میں قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا - پس اگر قوم حریت کے لیے اتنے دنوں تک انتظار کرے کہ پہلے حالت غلامی ہی میں پوری عاقل اور ذی ہوش بن جائے' تو اُس کو تا ابد صرف انتظار ہی کھینچنا پڑیگا - وہ دریا میں اترنے کیلیے شناوری کے سیکھنے کا انتظار کریگی' اور شناوری بغیر دریا میں اترے تا قیامت نہ آئیگی !!

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۱ کا]

الہلال اغاز اشاعت سے اس وقت تک جو کچھہ کہہ رہا ہے' اور جو کچھہ کر رہا ہے' ایک صاحب بصیرت شخص کیلیے خود اُسی میں بہت سی نشانیاں ہیں - ایسی الہی نشانیاں' جو سوچیے تو آپکے ہمارے درجۂ فکر و قوت سے بہت اونچی تھیں - پس اگر سوچ سکتے ہو تو سوچو' اور سمجھہ سکتے ہو تو سمجھو - اگر سمجھہ معطل' اور وساوس و خطرات کا ہیجان ہے' تو میری طرف نہ آؤ' بلکہ خدا کی طرف متوجہ ہو' تاکہ وہ تم پر حقیقت منکشف کردے -

انسان سب کچھہ کر سکتا ہے' پر اپنی نیت اور مقصد کے کھوٹ کو چھپا نہیں سکتا - آج نہیں تو کل پیشانیاں دل کی مخبری کردینگی : وتلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون فی الارض علوا و لا فسادا' والعاقبۃ للمتقین -

میرے عزیز بھائی ! معاف کرنا' اصل یہ ہے کہ تمہاری پیاس ہی سچی نہیں - اگر سچی ہوتی تو میں اگر فریب سے سراب دکھلاتا' تو تم پانی یقین کرکے دیوانہ وار دوڑ آتے - ایک تین دن کے بھوکے پیاسے سے کہو کہ فلاں مقام پر روٹی بٹ رہی ہے' وہ سنتے ہی دوڑیگا - اسکی بھوک اور پیاس اسکی مہلت ہی نہ دیگی کہ اصول روایت و درایت اور قیاس و تحقیق سے اس خبر کو پہلے جانچ لے - (عرفی) نے اس نکتے کو سمجھا تھا -

زنقص تشنہ لبی داں' بعقل خویش مناز
دلت فریب گر از جلوۂ سراب نخورد

بھائی ! میں نے پانی کی صدا بلند کی ہے - اور مجبور ہو کر کی ہے' جبکہ کسی طرف سے صدا نہیں آتی - پس جسکو پیاس ہوگی' خود بخود دوڑیگا' اور جسکو نہوگی وہ دانشمندانہ تحقیقات' اور عاقبت بینی کی تفتیشات و تذبذب میں رہیگا - واللہ یعلم سری وعلانیتی' وہو علی ما اقول شہید !

مراسلات

اختلال دولۂ عثمانیہ
اور
مصائب اسلامی

انقلاب وزارت ' موجودہ عثمانی حکومت ' مرکز اسلامی ' اور ترس حسدہ کی اسدمی

از جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر - کلکتہ

حضرت مولانا - السلام علیکم - مضمون بعنوان بالا بقلم مسٹر احتشام الحق نظر سے گذرا - اسے بار بار پڑھا اور سوچتا رہا کہ " الہلال " جیسے با عظمت و موقر رسالے کا صفحہ ایسے مضمون سے کیوں سیاہ کیا گیا ؟ میرے ایک مشفق نے جو اسوقت میرے پاس موجود تھے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مولانا اپنے اخبار کے ذریعہ ہر شخص کو اظہار رای کا موقع دیتے ہیں گو وہ خیالات اخبار کی پالیسی کے خلاف ہی کیوں نہوں ؟ واقعی یہ آپکی فیاضی طبع تھی کہ اسے شایع کردیا ورنہ اسکا اہل نہ تھا - آپکے گرانقدر مضامین کو اسلامی دنیا نہایت شوق اور غور سے پڑھتی ہے - مناسب تھا کہ بطریق ترضیم اپنی راے سے بھی " الہلال " کے ناظرین کو مطلع فرماتے -

غور سے دیکھا جاے تو ایکے نامہ نگار صاحب ' جنھوں نے اپنی غلط فہمی سے لاکھوں مسلمانوں پر اپنے ہم خیال ہونیکی تہمت لگائی ہے ' در حقیقت کسی مسلمان کے ہمخیال نہیں - بالتفصیل بحث کی ضرورت نہیں اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ الہلال کے بیش بہا اوراق کو ان واقعات سے پر کیا جاے - مختصراً چند سطریں آپکے نامہ نگار کے جواب میں لکھتا ہوں - امید ہے کہ الہلال میں جگہہ دیکر ممنون فرمائیں -

وہ لکھتے ہیں کہ " قرق ملوسہ کے فتح کے بعد اسلام کا نام و نشان یورپ سے مٹگیا " مگر یہ کسی مسلمان کا خیال نہیں اور نہ ادرنہ کے سقوط کے بعد بھی ایسا خیال ہے - اسلام کو یورپ میں ابھی بہت کچھہ کرنا ہے - اسکے مشن کی تکمیل باقی ہے - زمانہ نے ایک ہی پلٹا کھایا ہے - دوسرے پلٹے کا انتظار ضروری ہے - گو ہم اسے نہ دیکھیں مگر آیندہ نسلیں دیکھیں گی - ترک یورپ سے نکالدیے جائیں مگر خداے واحد کے پرستارونکا سرزمین یورپ سے نام و نشان کیوں مٹنے لگا ؟ روسیہ میں اسلامی آبادی موجود ہے - روس کی سرزمین میں بھی مسلمان آباد ہیں اور بقول حضرت ایڈیٹر المنار " سارے دنیا کے مسلمانوں سے اچھے مسلمان ہیں ' جنکی مذہبی روح ہمارے جوش سے زیادہ قوت رکھتی ہے " -

مغربی افریقہ ' جہاں کوئی اسلامی مشن پہنچا ہی نہ تھا ' کس خوشی سے اسلام قبول کر رہا ہے ؟ اشاعت اس درجہ ترقی پر ہے کہ ایک موقع پر قیصر جرمنی گھبرا اٹھا ' اور آسکے روکنے کے وسائل پر توجہ دلائی ! لذکی

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ؟

حکومت کے جانے سے اگر اسلام مٹ جاتا تو ہندوستان میں اسوقت دس کروڑ مسلمان نہ ہوتے اور آج مسٹر احتشام الحق بھی نہوتے - تاریخ اسلام میں ایسی شکست کوئی بڑی بات نہیں - اللہ اکبر! کیسی کیسی دردناک شکستوں کے بعد بھی اسلام کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا ! بغداد کی سرزمین ابتک اس بات کی شاہد ہے ..

و لا تہنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین - ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ ' و تلک الایام نداولہا بین الناس -

آپکا نامہ نگار ترکوں کی مالی تنگی پر روتے ہوے اچانک ناظم پاشا کے قتل کو ترکونکے نفاق کا نتیجہ قرار دیتا ہے - واقعات اسکے برعکس ہیں - جس عز و شان سے ناظم پاشا مدفون کیے گئے وہ ثابت کرتا ہے کہ پاشاے موصوف کا قتل ایک اتفاقی حادثہ تھا ' جسکا ترکوں کو بھی افسوس ہے - یہ سخت بہتان ہے کہ ترکی گورنمنٹ کا کوئی محکمہ عام خرابی نظم و نسق سے آزاد نہیں - مسٹر مشیر حسین قدوائی کا وہ خط جو بطریق چشم دید واقعہ کے کچھہ عرصہ ہوا پائنیر میں شایع ہوا تھا ' ظاہر کرتا ہے کہ ترکی محکمہ کا انتظام قابل تحسین اور یوروپین سپاہیوں کی شکایتیں بالکل غلط ہیں - پروفیسر (وامبری) جو ترکوں کے باب میں ایک زبردست سند مانا گیا ہے ' ترکوں کی ترقی پر بحث کرتے ہوے کہتا ہے کہ پارلیمنٹ کے افتتاح سے ترکونکو بہت فائدہ پہونچا - ترک ہر طرح سے اپنی ترقی کے لیے کوشاں ہیں لیکن آئے دن یورپ کی دست اندازی سے انکو موقعہ نہیں ملتا کہ ترقی کے زینہ پر پاؤں رکھہ سکیں - تاہم اس تھوڑے عرصہ میں جو کچھہ کر دکھایا ہے ' (بقول موسیو لوتی کے) یورپ کے لیے ایک سبق ہے ' اور مسٹر بلنٹ (مدیر اجیث) کے قول کے مطابق تمدن کا تقاضا ہے کہ یورپ اسمیں ترکونکی مدد کرے - افسوس ! مدد کے بدلے ترکونکو مٹانے کے لیے سارے عیسائی دنیا ملگئی ہے اور شک ہے کہ ترکونکو ایشیا میں بھی چین لینے دیگی - چنانچہ ماہ گذشتہ کے (Nineteenth Century and after) میں سرٹامس - جونسٹن ترکونکی آیندہ زندگی پر بحث کرتے ہوے یہ مشورہ ظاہر کرتا ہے کہ سائیرس ' سینا ' اور مصر انگریزوں کو دیدیا جاے ' شام اور لبنان فرانس کے زیر اثر ہو - شام و میز ؟ ایک یہودی سلطنت بنادی جاے - عرب خود مختار ہو - طرابزون اور ارمینیا روس کے ماتحت ہو - روڈوسٹو اٹلی کو دیدیا جاے - اور باقی حصہ (بشرطیکہ کچھہ بچے) سلطان کے لیے چھوڑ دیا جاے - مگر یہاں بھی بیرونی معاملات جرمنی کے سپرد ہونگے !

ایسی حالت میں اطمینان کب ہو سکتا ہے ؟ تعجب تو یہ ہے کہ قوم فروش مسلمان بجاے ہمدردی کے ' الزامات کا بوچھار ترکوں پر کر رہے ہیں - ترکونکا یہ عزم ' کہ ایک انچ زمین بھی بغیر لڑے نہ چھوڑیں گے ' قابل تحسین ہے - اور وہ جبتک اس بات پر ثابت قدم ہیں ' اسوقت تک ہر غیرت دار مسلمان کے لیے فرض و لازم ہے کہ انکی ہمدردی و تائید کو اپنا وظیفۂ دینی و ملی یقین کرے

جب آپکا نامہ نگار مقاطعہ پر بحث کرتا ہے اور بعض سربرآوردہ اسلامی اخباروں میں اس امر کی تحریک پر تعجب کرتا ہے تو مجھے اسکے تعجب پر بے اختیار ہنسی آتی ہے - آپ فرماتے ہیں :

" ممکن ہے کہ بعض افراد قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چھوڑ دیں - مگر اس سے یورپ کیا صدمہ محسوس کریگا ؟ کام وہ کرنا چاہیے جو ممکن ہو " مقاطعہ کی ضرورت ہے کہ نہیں ؟ یہ بات اب مان لیگئی ہے کہ ہندوستان میں صنعت و حرفت کی ترقی ہونی چاہیے اور اسکی کامیابی کی صورت یہی ہے کہ ہم یورپ کی ساخت کی چیزیں خریدنا چھوڑ دیں - قرۃ سنڈو کے تعلیم صنعت و حرفت

جنمیں متعدد قسم اور خوشبو کے تیل ہیں ' اور اسمیں شک نہیں کہ خوشبو ہر شیشی کی اپنے حال پر شاہد ہے - علاوہ خوشبو کے تیل پر ظاہر کیا گیا ہے کہ مقوی دماغ ' اور بالوں کی مضبوطی اور افزایش کا ذریعہ ہے - جناب حاذق الملک نے اسکی خوبیوں کا اعتراف کیا ہے اور بعض دیگر حضرات کی سندات بھی موجود ہیں - پس ضرور ہے کہ اسکی تصدیق کی جاے -

رہی خود اپنی راے ' تو صاحب کارخانہ نے تیل تو بھیجدیا لیکن تجربۂ ذاتی کیلیے سر و بال کہاں سے لاوں ؟

دماغ عطر پیراہن نہیں ہے
غم آوارگی ہاے صبا کیا ؟

کلکتہ کے کارخانوں کا تیل بکثرت فروخت ہوتا ہے - لیکن بہتر ہوگا کہ لوگ اس نئے کارخانے کی ہمت افزائی کریں - شاید اس حاجیت سے تمام پھولوں کے تیل اور کسی کارخانے میں نہیں بنتے اور پھر اسقدر ارزانی بھی نہیں - یورپ کے موجودہ اصول تجارت و تنظیم و ترتیب کے ساتھہ ملک میں اس طرح کے کارخانوں کا کھلنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے -
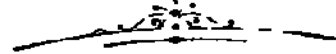
ترکی کے کارخانے کی ٹوپیاں

شیخ سلطان محمد صاحب - ہوشیار پور - جالندھر

ترکی ٹوپیوں کا استعمال اب اس درجہ بڑھگیا ہے کہ کچھہ عرصے کے بعد یہ بھی ہندوستان کی ایک مخصوص و وسیع تجارت سمجھی جائیگی ' مگر یورپ نے صرف ہمارے اجسام و افکار ہی کو غلام نہیں بنایا ہے ' بلکہ ہماری ضروریات اور مایحتاج پر بھی اسی کی حکومت ہے !

یہ کیسی بد بختی ہے کہ جو چیز ترکوں کے لباس کا جزو لاینفک ہو ' وہ اٹلی اور اسٹریا سے لی جاے !

میری معلومات ترکی میں کسی ایسے کارخانے کے وجود سے ہمیشہ بے خبر رہی ' جہاں عمدہ ترکی ٹوپیاں بنتی ہوں - سلطان عبد الحمید نے ایک کارخانہ قائم کیا تھا مگر معمولی ٹوپیوں کا ' جو صرف سپاہیوں کے کام آتی تھیں ' یا خستہ خانۂ ہمایونی کے یتیم بچوں کو دی جاتی تھیں -

پچھلے دنوں جب اطالی مصنوعات سے نفرت کے جذبات لوگوں میں پھیلے ' تو اکثر لوگوں کو خاص ترکی کے کارخانے کی بنی ہوئی ٹوپیوں کی تلاش ہوئی - شیخ صاحب نے اسی زمانے سے خط و کتابت شروع کردی تھی - اب انکو ایک کارخانے سے انتظام کا موقعہ ملگیا ہے ' اور انکا بیان ہے کہ جو ٹوپیاں انکے اسٹاک میں آگئی ہیں ' وہ خاص قسطنطنیہ کے ایک کارخانے کی بنی ہوئی ہیں -

اگر یہ بات ہے ' تو واقعی انھوں نے نہ صرف ایک عمدہ تجارت کا دروازہ کھولا ' جسکے فریقین تجارت مسلمان ہیں ' بلکہ ایک وقت کی نہایت ضروری خدمت انجام دی -

ایک ٹوپی انھوں نے بطور نمونے کے بھیجدی ہے -

ترکی ٹوپیوں کا میں صاحب تجربۂ و نقاد نہیں ' کیونکہ کبھی اوڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا ' لیکن بظاہر انکی عمدگی کیلیے یہ امور ضروری نظر آتے ہیں کہ اندر کپڑے کی بنارت نہو ' ٹوپی تو بالکل بانات کی سی اندرونی ساخت رکھے ' قماش نرم ہو ' اور دبازت زیادہ نہو ' سطح کی پشمدار جلد بالکل مسطح اور مثل ریشم کے ہو -

کرسٹی کی پانچ روپیہ اور اس سے زیادہ قیمت کی ٹوپیاں ایسی ہی ہوتی ہیں - اور اسٹریا سے بہتر شاید کہیں نہیں بنتی - اس ٹوپی کی قیمت ۲ - روپیہ ہے - اسلیے اسکا درجہ متوسط قیمت سے بھی گرا ہوا ہے - اس قیمت کے لحاظ سے اوصاف بالا جس درجہ ہونا چاہئیں ' اسمیں موجود ہیں -

البتہ اسکی رنگت زیادہ سرخی مائل ہے اور اچھی رنگت کسی قدر سیاہی مائل ہوتی ہے - لیکن انکا بیان ہے کہ ہر رنگت کی انکے ہاں آگئی ہیں -

پس اگر یہ واقعی ترکی کے کسی کارخانے کی بنی ہوئی ہے تو اس قیمت میں غیر عثمانی ٹوپیوں سے کسی طرح بری نہیں ' اور اگر بری بھی ہوتیں تو بھی لوگوں کو کسی قدر ایثار سے کام لیکر اسی کو ترجیح دینا تھا -

امید ہے کہ شیخ صاحب نے اسکا اطمینان کرلیا ہوگا کہ یہ واقعی ترکی کے کارخانے کی بنی ہوئی ہیں -

البتہ ایک امر قابل توجہ ہے - بمبئی اور کلکتہ کی طرح ٹوپیوں کے قالب اور معاملات میں رائج نہیں ' اور عمدہ ترکی ٹوپی بغیر قالب پر چڑھی ہوئی آتی ہے - جو لوگ منگوائیں گے وہ قالب پر چڑھانے کا کیا بندوبست کرینگے ؟ بہتر ہو اگر ایک قالب بھی منگوا لیا جاے ' اور اسپر چڑھا کر اور بکس میں رکھکر خریداروں کے پاس بھیجا جاے - کلکتہ میں قالب پر چڑھانے کی اجرت ایک آنہ ' اور دلالی کے دو آنہ لیتے ہیں - کچھہ حرج نہیں کہ قیمت میں ایک آنے کا اضافہ کردیا جاے -

توحید

چھاونی میرٹھہ - قیمت سالانہ - ۲ - روپیہ - اڈیٹر خواجہ حسن نظامی دہلوی

خواجہ صاحب کے مضامین نہایت کثرت سے مختلف اخبارات و رسائل میں نکلتے رہے ہیں ' اسلیے مزید تعریف کی ضرورت نہیں -

یہ اخبار حال میں میرٹھہ سے شایع ہوا ہے ' اور بہترین نام ہے ' جو اختیار کیا گیا ہے - کاغذ نہایت اچھا - قیمائی سائز کی پوری نصف تقطیع پر نکلتا ہے ' اور لکھائی چھپائی اتنی اچھی ہے جو ہفتہ وار اخبارات میں کم دیکھی گئی ہے - ان حالات کے ساتھہ قیمت یقیناً ارزاں ہے -

میرٹھہ ایک ممتاز شہر ہے - وہاں سے آجکل کوئی اخبار نہیں نکلتا تھا - یہ بہت ضروری ہے کہ کم از کم ہر شہر سے ایک دو اردو کے اخبار جاری ہوں -

امید ہے کہ اس نئے اخبار کو ترقی و ثبات کے وسائل بہت جلد حاصل ہوجا ئیں گے -

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگالہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت صندوق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جائیے -

مراسلۂ آستانہ

اولین ہئیۃ ہلال احمر ہندیہ

مسٹر سید حسن عابد جعفری آنریری سکریٹری اولین ہلال احمر ہندوستان قسطنطنیہ

یہ چند سطور پبلک کی اطلاع کی غرض سے ارسال خدمت ہیں - براہ کرم ان کو اپنے اخبار میں جگہ عنایت فرمائیگا -

مجھکو افسوس ہے کہ چند ہندوستانی اخبارات و نیز چند دیگر حضرات نے " غریب مسلمانان بمبئی کے طبی مشن " کو " اول ہندوستان ہلال احمر " کے نام سے مخاطب کیا ہے - میں اس ناجایز پالسی کی تردید پہلے کرچکا ہوں لیکن مجھے خوف ہے کہ ہندوستان کے بعض مسلمان ابھی تک پورے حالات سے مطلع نہیں ہوے ہیں - لہذا میں دوبارہ اطلاع دیتا ہوں -

" غریب مسلمانان بمبئی کا طبی مشن" ہمارے طبی مشن کے بعد قسطنطنیہ میں وارد ہوا ' اور ہم سے کئی ہفتوں کے بعد اس نے کام شروع کیا - ہمارا مشن جسکا نام " اول ہندوستان ہلال احمر " ہے' لندن سے آیا - اس کے بانی مسٹر سید محمد حسین - بی - اے - (آکسن) ہیں - اور ڈاکٹر مسٹر سید آل عمران جیزیر کالج (اکسفورڈ) ہیں - ہمارے مشن نے حیدر پاشا حستہ خانہ میں کامیابی کے ساتھ خدمات انجام دیں - اور ہم کو عثمانی ہلال احمر نے " برنجی ہندوستان ہلال احمر ہیئتی" کا نام دیا ہے اور تمام خط وکتابت میں اسی نام کا ہمیشہ لحاظ رکھا ہے - علاوہ ازیں ترکی اخبارات' و نیز سرکاری و نیم سرکاری کاغذات ' ورجسٹر وغیرہ وغیرہ میں بھی انہی اصول پرکارروائیاں عمل میں آئی ہیں - ایسی صورت میں اگر کوئی طبی مشن اس بات کا دعوی کرے کہ وہ " برنجی (۱) ہندوستان ہلال احمر ہیئتی "ہے" تو بالکل غلط ہوگا - اور ہم کو مجبوراً ایسے مشن کے خلاف قانونی کارروائی کرنی پڑیگی -

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہمارے مشن نے نام و نمود کی خواہش کبھی نہ کی - ہم ہندوستانی طالب علم انگلستان کی درسگاہ آکسفورڈ میں مقیم تھے - لیکن ترکی کے مصایب کی کیفیت سے بیتاب ہوئے' اور اپنی تعلیم و جملہ دنیاوی خواہشات پر لعنت بھیجکر خدمت اسلام کی خاطر قسطنطنیہ میں آے ' اور مجھے اس امر سے مسرت ہے کہ ہماری مشن کا نمبر اول رہا - ہم نے زمانۂ قیام استنبول میں کسی سے اپنی امداد نہ چاہی ' اور نہ اپنی مقاصد کے انجام دینے کے لیے دست سوال دراز کیا - جو کچھہ بھی ہم مسلمان طالب علموں سے ممکن تھا ' وہ ہم نے اپنے ذاتی روپیہ سے کیا ' اور ترک مجروحین کی خدمت میں حتی الوسع کوشش کی - اگر میں اپنے مشن کے پورے حالات سے اطلاع دوں تو مضمون نہایت طولانی ہو جائیگا - میں عنقریب اپنے مشن کی رپورٹ شایع کرونگا ' اس کے ذریعہ مفصل حالات پبلک تک پہونچ جائیں گے -

مقام شرم و حیرت ہے کہ بعض مسلمان اخبار اور بعض ہم وطن مسلمان ہماری خدمات کا اعتراف کرنا بھی عار سمجھتے ہیں اور بجاے اظہار مسرت کے زہر آلود نا پاک نگاہوں سے ہماری کوششوں کو دیکھتے ہیں - مجھکو ان باتوں کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی ' لیکن سخت نا انصافی ہوگی اگر میں اپنے مشن اور اپنی شیر دل نوجوان مسلمان ممبروں کے حقوق کو نظر انداز کردوں - جن حضرات کو طبی مشن کے بنانے اور بھیجنے کا تجربہ ہے' وہ خوب جانتے ہیں کہ اس سے زیادہ دشوار اور ہمت آزما کام کم ہوے ہیں اور ایسی خدمات عموما پبلک چندوں کے ذریعہ سے انجام دی جاتی ہیں - لیکن یہ فخر صرف " برنجی ہندوستان ہلال احمر " ہی کو حاصل ہے کہ سب سے پہلا ہندوستانی مشن ہے اور محض چند نوجوانوں کے سرمایہ سے بنا ہے' اور پھر ان نوجوانوں نے صرف روپیہ ہی سے امداد نہ کی' بلکہ خود استنبول آئے اور مجروحین کے علاج و تیمارداری میں ہمہ تن مصروف رہے !!

مسلمان معلمین انگلستان کی " ہلتہ طبیۃ ہلال احمر "

نواب سید محمد حسین - بی - اے - آکس (حیدر آباد دکن) - ڈاکٹر عبد العالی سلیم (؟) - سید حسن عابد جعفری (آگرہ) - مسٹر عبد الحق (حیدر آباد) - مسٹر آل امام (؟) -

اگرچہ ہمارے دل مصائب اسلامیہ و نیز تکالیف مجروحین کے باعث غم سے چور ہیں اور ہم سر بکف خدمت اسلام کے لیے تیار ہیں' اور انشاء اللہ تا دم آخر رہیں گے' لیکن یہ تو ہمیں کسی طرح منظور نہیں کہ ہمارے ہی ہم مذہب اور ہمارے ہی ہم وطن ہمارے کوششوں پر خاک ڈالیں اور شرمناک طریقہ پر ہمارے اول ہونیکے فخر جالز کو ہم سے چھیننے کی کوشش کریں ! ہم کسی صلے یا انعام کے خواہش مند نہیں ہیں - ہم کسی عزت مزید یا اقتدار کے حاجت مند نہیں ہیں - ہم مسلمان ہیں ' ہماری محنتوں اور کاوشوں کا نعم البدل صرف رضاء الہی ہے (بس اسی کو پیش نظر رکھیے - الہلال)

(۱) " برنجی " ترکی زبان میں فارسی کے " نخستین " کے معنی میں آتا ہے - یعنی " پہلا " (الہلال)

پر بہت زور دیا تھا' مگر اس بات کو نظرانداز کردیا۔ اسکی وجہ ظاہر ہے - حالانکہ مقاطعہ و ملکی صنعت و حرفت کا ترقی پانا ایک دوسرے کے ساتھہ لازم و ملزوم ہے - سر جیمس مسٹن نے گورکھہ پور کی اسپیچ میں فرمایا تھا کہ مقاطعہ کے خلاف میری جتنی قوت ہے' میں صرف کرونگا' لیکن ایسی بے معنی باتیں تو اکثر سننے میں آتی ہیں - مدعا میرے لکھنے کا یہ ہے کہ باشندگان یورپ پر اسکا کیا اثر پڑ رہا ہے اور اسکی کامیابی انکی بربادی کا باعث ہے یا نہیں ؟ مسٹر احتشام الحق اگر کلکتے میں ہوے تو انکو میں دکھلاتا کہ یہاں کے "دو لکھی سیل" بند ہو جانیسے مانچسٹر اور لنکا شایر کے کارخانے دو ہفتہ تک بند رہے - دنیا میں ہر کام ممکن ہے' لیکن کوشش شرط ہے - ایک چیز جو چین کے لیے کامیاب ہو' ترکوں کے لیے کارگر ہو - وہ ہندوستان میں کیوں نہیں مفید ہوگی ؟ شاید یہ خیال گذرتا ہو کہ گورنمنٹ اسے روکیگی ' لیکن یہ اسیوقت ممکن ہے ' جبکہ اسکی عملی تائید میں بے عنوانی کیجاوے' اور وہ موجب خلل رفاہ عام و نظم و امن ہو - میرے دلکو کوئی نہیں بدلسکتا - اگر میں دیسی چیزوں کو لوں اور یوروپین ساخت کی چیزیں نہ لوں ' تو اس سے سرکار بہادر کیوں ناراض ہوگی ؟ بہرکیف میں مسٹر موصوف سے فقط یہی سننا چاہتا ہوں کہ اگر مقاطعہ ممکن ہے تو وہ اسکے حامی ہیں یا نہیں ؟ امرا اس کام کو شروع کریں - عوام الناس ضرور متابعت کرینگے -

اسکے بعد آپکا نامہ نگار (قرض حسنہ) پر بحث کرتے ہوے' یوں رقمطراز ہے کہ " میری راے ڈانوا ڈول ہے " .. ... اسکی وجہ یہ ہے کہ انتظام سلطنت قابل تحسین نہیں " اور " وہ روپیہ بعض غدار اہلکاران سلطنت کے پرائیوٹ خزانے میں پہونچ جائیگا اور انکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مہیا کرے گا " اور شکست کی وجہ یہ ہے کہ " ترک مزے سے میٹھی نیند سو رہے تھے " -

بریں عقل و دانش بباید گریست

آپکا نامہ نگار اگر (Capital) " کیپٹل " کا " H E " " ایچ - ای " نہو تو کم سے کم اسکا ہم خیال معلوم ہوتا ہے - ترکی انتظام سلطنت پر میں اوپر بحث کرچکا ہوں اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ' لیکن دوسرے امر کی نسبت مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ کیا انکا کانشنس ایسے بہتان عظیم کے لکھنے سے مانع نہوا ؟ وہ ترکی سلطنت' جو کہ آج دس دشمنوں کے شکنجوں میں پھنسی ہوئی ہے - وہ ترکی سلطنت ' جسے چاندی کی زنجیروں میں دشمنوں نے جکڑا ہے - وہ' جسے ایک منٹ کی فرصت بھی نہیں دی جاتی کہ اپنی حالت کو درست کرے - وہ ' جو حفظ اسلام کے لیے اپنی رعایا کی خون کی ندیاں بہا رہی ہے' اور وہ آخری دولۃ اسلامیہ ' جسکے فرزند تمام دشمنان اسلام کے مقابلے میں تنہا سینہ سپر ہیں اور اپنی جان و مال کو قربان کر رہے ہیں ' کیا ہندوستان کے چند لاکھہ روپیہ کو غصب کرلیں گے ؟ حیف صد حیف مسٹر موصوف کی سمجھہ پر - وہ فی الحقیقت اپنے دل میں اسلام کا کچھہ درد رکھتے تو انکے قلم سے ایسی بات ہرگز نہ نکلتی - قرض دینا ہمارا فرض ہے - حساب لینا خدا کے ہاتھہ میں - ہمیں اسکی پروا ہی نہیں کہ روپیہ کیسے خرچ ہو ؟ ہم کو تو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے -

" ترک میٹھی نیند سو رہے تھے " - کاش یہی ہوتا کہ ترکونکو تھوڑے عرصہ تک میٹھی نیند سو لینے دیا جاتا ' تو آج یہ نتیجہ نہ نکلتا - انکو تو صدیوں سے ایک لمحہ کی بھی راحت نصیب نہیں -

آخر نامہ نگار موصوف سلطان المعظم کی خلافت پر شک کرتا ہے اور پوچھتا ہے اور وہ بھی نہایت پر معنی سادگی اور بھولے پن سے کہ " کیا یہ صحیح ہے کہ قسطنطنیہ عرش خلافت ہے اور سلطان روم خلیفۃ المسلمین ہیں ؟ کیونکہ خلافت صرف تیس برس تک قایم رہی " لیکن میں یہ کہنے کیلیے مجبور ہوں کہ نامہ نگار موصوف غلط فہمی میں مبتلا ہے - وہ خلیفۃ الرسول اور امیرالمومنین کو ایک سمجھتے ہیں - خلیفۃ الرسول کا زمانہ تیس برس تک رہا لیکن امیر المومنین سلاطین اسلامیہ کو علما نے لکھا ہے اور کل کا اسپر اتفاق ہے - تمام اسلامی دنیا سلطان معظم کو امیر المومنین تسلیم کرتی ہے اور علماء اسلام اس میں متفق الراے ہیں - خطبوں میں اس نام کو دعا دی جاتی ہے' اور کل خاص و عام آمین کہتے ہیں - کیا (ترمذی) کی حدیث نامہ نگار موصوف کی تسکین کے لیے کافی نہیں کہ من اھان سلطان اللہ فی الارض' اھان اللہ ؟ سلطان المعظم ہر امام المسلمین کل مسلمان مانتے ہیں - اور ایسا ماننا واجب ہے - حدیث میں وارد ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ - امام مسلمانوں کا مسلمان ہی ہونا چاہیے - اس سے کسیکو انکار نہیں ہوسکتا ما جعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا - پھر جب مسلمانوں کا قدم امام میں رہنا طے پا چکا' تو آج سواے سلطان المعظم کے کون اسکی قابلیت رکھتا ہے ' اور مستحق ہوسکتا ہے ؟ خادم حرمین شریفین کے سوا کسیکو نہیں پہونچتا کہ وہ امیر المومنین یا امام المسلمین کہلاوے -

مذہبی پیرایہ کے علاوہ سیاسی نظر سے دیکھیے - یہ زمانہ نہایت نازک ہے - ہملوگ کسیکو اپنا خلیفہ ضرور مان لیں اور رشتۂ اتحاد قایم رکھیں ورنہ کوئی مرکز سیاسی پیدا نہوگا - انکا یہ کہنا کہ " کعبہ مقدس جب خدا کا گھر ہے تو خدا اپنے گھر کی آپ حفاظت کرلیگا " قریب قریب اوس قسم کی گفتگو ہے ' جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کی تھی کہ : فاذھب انت وربک فقاتلا ' انا ھاھنا قاعدون !! الحمد للہ کہ یہ مسلک کسی مسلمان کا نہ کبھی تھا اور نہ قیامت تک ہونیوالا ہے - کعبہ تو کعبہ ہے - اگر خدام کعبہ پر ظلم کی زیادتی ہو تو کل مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی جان و مال نثار کردیں اور اللہ کیلیے اُٹھہ کھڑے ہوں -

آخرمیں میں قوم کو ایسے لوگوں سے متنبہ کیے دیتا ہوں' کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی خود غرضی سے ایسے موقعہ پر کچھہ مضامین شایع کرکے اپنی سرخروئی حاصل کرنا چاہتے ہیں - جسوقت کہ جنگ طرابلس ہوئی تو پنجاب سے بھی ایک ایسی ہی صدا آٹھی تھی -

میرے ایک دوست جو امرتسر میں تھے' اُنھوں نے اسکی نسبت لکھا تھا :

" آپنے مسٹر ...... کا خط پانیر میں ملاحظہ کیا ہوگا - اسکی وجہ اسکے سوا اور کچھہ نہیں کہ مسٹر موصوف سرکاری ملازمت کے خواہاں ہیں اور حال میں آنکی درخواست مع سفارش کے گورنمنٹ کی خدمت میں جا چکی ہے - " !!

اطلاع

دفتر الہلال کے قدیمہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کی مشینیں ' نئی اور سکینڈ ہینڈ ملسکتی ہیں -

ہر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں :-

ایک کہتا ہے کہ تم لڑتے جھگڑتے تھے ' مگر شکر الہي بجا لاؤ کہ ہم نے اپني جماعت سے ایک سالار لشکر تمھیں مرحمت فرمایا - دوسرا کہتا ہے کہ یہي تو تمہارا دسیسۂ مخفي ہے - مگر یہ تو بتلاؤ کہ جبکہ آسمان کے نیچے آوارہ گرد دشت غربت و مصائب تھے ' اور للتن کے بھیجے ہوے وہ خیمے ' جنکے انتظامات اور مصارف عظیمہ پر تمھیں فخر و غرور تھا ' تمھارے لیے بالکل بیکار ہوگئے تھے ' تو پھر اس وقت کون تھا ' جس نے تمھارا ہاتھہ پکڑا ' اور اپنے خیمے دیکر ایک تاریخي کارنامۂ عظیم انجام دیا ؟

ہماري بدبختي کے جو خال و خط اس شریفانہ اوضاع و خصائل کے مرقع سے نمایاں ہوتے ہیں ' انسے قطع نظر ' صرف اسي بات کو دیکھیے کہ جو بد بخت و زبوں طالع قوم لاکھوں روپیہ ہمیں ان کاموں کیلیے بے غل و غش دیدیتي ہے ' اسکے لیے یہ حالت کیسے درد انگیز ہونگے ؟

جب ہندوستان سے مشن جا رہے تھے ' تو میرے ایک عزیز دوست نے پیشین گوئي کے لہجے میں کہا تھا : " یہ بہت اچھي بات ہے ' لیکن چشم تصور سے کام لیتا ہوں تو اپنے تئیں قسطنطنیہ کي سڑکوں پر پاتا ہوں ' اور دیکھہ رہا ہوں کہ ہندوستاني مشنوں کے ممبر باہم دگر ایک دوسرے سے گتھے ہوے ہیں - منہہ سے فحش و دشنام و سخط ' ہاتھہ حریف کی گردن پر جما ہوا ' اور سر سے پیر تک خاک و گل میں آلودہ ! "

میں ہنسا اور کہا کہ خدا نخواستہ اسکی نوبت کیوں آنے لگي ؟ وقت کے جذبات اور مصائب کي حسیات نے اب ہمیں بدل دیا ہے -

اسمیں شک نہیں کہ خدا نخواستہ کسي ایسي صورت کي خبر تو اب تک نہیں آئي ہے اور خدا نکرے کہ آئے ' لیکن باہم تخالف و تعاند اور چارہ جوئیے عدالت تک کے حالات تو سامنے آگئے ہیں -

(۳) خیر ' یہ حالات تو ان وفود کے ہیں جو ہندوستان اور انگلستان سے باعانت ہندوستان گئے - پھر یہ آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ بھي ان بحثوں میں اپنا وقت ضائع کرنے لگے اور عدالت کي چارہ جوئي کا ذکر کرکے ' ہماري بد بختیوں کو اور زیادہ درد انگیز کردیا ؟

خدا کیلیے اب آپ ان واقعات میں اور ایک کا تو اضافہ نہ کیجیے - پیشتر ہي سے ان مشنوں کي بدولت ہماري رسوائي کا کافي سامان ہوچکا ہے -

(۴) میں اسکو پورے طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ آپ واقعي سب سے پہلے ٹرکي پہنچے ' اور ابھي یہانکا کوئی مشن نہیں پہنچا تھا کہ اپکا خط مجھے ٹرکي سے ملا ' لیکن اگر کوئی نادان آدمی اسکو ایک بہت بڑا تمغۂ افتخار سمجھکر آپکے سینے سے اتارنا چاہتا ہے تو خود ہي اتار کر پھینک دیجیے - یہ کونسي دولت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ ہے کہ اپکو مخلص ' اور اسکو قارون بنادیگي ؟ جانے دیجیے - آپکو بغیر بحث و تعقیب ' صرف اپنے کاموں کي ایک سنجیدہ رپورٹ شائع کردیني چاہیے اور بس ' ہر شخص دیکھہ لیگا - لوگوں کے پاس عقل اور سمجھہ ابھی کچھہ نہ کچھہ باقي ہے -

(۵) آہ ! آپ لوگوں کے اول اور دوم ہونے کو کیا سونچیں کہ اپني قسمت معلوم نہیں ' اب جو کچھہ گذر رہا ہے ' یہ آخري ہے ' یا ابدي بربادي کي پہلي قسط ہے ؟

ایک ایسے نازک موقعہ پر ہندوستانیوں کي ایک جماعت وہاں موجود ہے - اگر کام کرنا مقصود ہوتا تو کیسے کیسے عظیم الشان امور انجام پاسکتے ؟ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے مضطرب ہیں اور بارہ بارہ صفحوں کے خط ہر ڈاک میں بھیجتے ہیں - ان لوگوں کیلیے کام ہوتا تو ان بحثوں کے سونچنے کي مہلت ہي نہ نکلتي -

لو اگر ٹرکي میں ہندوستان کا ایک کارکن فرد موجود ہو ' تو کیا کہوں کہ وہ کیا کچھہ کرسکتا ہے -

(۶) اس وقت کي ڈاک میں " شہبال " پہنچا - اسمیں بھي آپ لوگوں کا وہ گروپ چھپ گیا ہے ' جسکي ایک کاپي آپنے مجھے بھیجي ہے - اسکے نیچے جس طریق پر آپکے کاموں کا ذکر کیا گیا ہے وہ توصیف و تعریف میں ڈوبے ہوے ہیں - بس کام کیجیے اور صرف کام کیجیے - ان بحثوں سے کچھہ حاصل نہیں - مطمئن رہیے کہ ہم لوگ آپکي خدمات کے معترف ' اور آپ لوگوں کي اس خدمت جلیل کے تہہ دلسے شکر گذار و مداح ہیں -

دعوت الهلال

کي اشاعۃ عمومي

از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب پرتابي خان پور (بہاول پور)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

الہلال کي رفعت و عظمت جو لوگوں کے دلوں میں بیٹھي ہوئي ہے ' وہ اظہر من الشمس ہے - کمال کي قدر زمانہ خود بخود کرتا ہے ' اور صداقت کو رحمت الہي سے بلا واسطہ نشو و نما ہوتا ہے - جہاں تک دیکھا جاتا ہے ' الہلال نیک نیتي اور خلوص کے ساتھہ عظیم الشان کام کررہا ہے ' آپ فی نفسہ اپنے لیے لوگوں کی ستایش کو پسند نہیں کرتے ' اور میں بھي جانتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے : احثوا التراب في وجوہ المداحین - یعنے مدح کنندگان کے منہ میں مٹي ڈالي جائیگي ' لیکن ساتھہ ہي اسکے مجھکو علم ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے : من لم یحمد الناس ' لم یحمد اللہ یعنے جو شخص آدمي کی ستایش نہیں کرتا ' خدا کي ستایش بھي نہیں کریگا -

میرے عقیدے میں الہلال کا شکریہ ادا کرنا خدا ہي کا شکر بجالانا ہے کہ اس سے عقاید صاف ہونے لگے ' کفر کي آلودگي اور بدعت کا رنگ جاتا رہا ' غلامی کے جال سے نکلنے کا احساس ہوا ' جمود دفع ہوگیا ' اسلامي حرارت جوش میں آئي ' اور خمود جاتا رہا - فالحمد للہ علی ذالک -

الہلال کي توسیع اشاعت وغیرہ کے متعلق ارباب بصیرت کي رائے اکثر نظر سے گذرا کرتي ہے - جن دنوں جناب کا ارادہ روزانہ الہلال اور ماہوار البیان جاري کرنے کا ظاہر ہوا تھا ' تو ایک صاحب نے رائے دي کہ روزانہ کے ارادہ کو ملتوي کیا جائے اور البیان نکالا جائے ' تاکہ آپ زیادہ مشکلات میں نہ پھنسیں اور ممکن ہے کہ کثرت اشغال سے الہلال ہفتہ وار پھیکا پڑجائے میں نے اس رائے سے اتفاق کیا تھا -

ان دنوں ایک صاحب نے الہلال کے عام کردینے کي تحریک کي ہے ' اور یہ تجویز پیش کي ہے کہ تصویر سے معرا ' معمولي کاغذ پر عام لوگوں کے لیے بھي چھپا کرے اور قیمت کم کردي جائے ' تاکہ کم استطاعت لوگ بھي فایدہ اوٹھا سکیں - گویا دو قسموں میں تقسیم ہوا کرے : ایک خاص ' دوسرا عام -

افسوس ہے کہ میں اس سے اتفاق نہیں کرسکتا - وجہ یہ کہ میرے ذہن میں یہ بیٹھا ہوا ہے کہ الہلال کي رفعت کا سبب ' معنوي خوبیوں کے ساتھہ صوري حسن کا جزو لاینفک بھی ہے - مانا کہ :

حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را

لیکن ابھي ملک میں علمي مذاق نے یہاں تک ترقي نہیں کي کہ حقیقت شناسي کا مادہ صورت پذیر ہوچکا ہو - ہنوز دلی دور ہے -

لہذا میں اطلاع دیتا ہوں کہ "برنجی ہندوستان ہلال احمر میکنی" "غریب مسلمانان بمبئی کے طبی مشن" کا نام نہیں ہے اور نہ وہ مشن اس نام کا کسیطرح حقدار ہے' جیسا کہ عثمانیہ ہلال احمر فیصلہ کرچکی ہے - علاوہ اُن زبردست شہادتوں کے جنکا بیان اُوپر ہو چکا ہے' غالباً یہ بے موقع اظہار نہ ہوگا کہ پرسوں شب کو بسیم عمر پاشا افسر اعلی عثمانیہ ہلال احمر نے ہماری دعوت کی تھی' اور اس میں علاوہ ڈاکٹر انصاری ڈائرکٹر آل انڈیا میڈیکل مشن - و مولوی ظفر علیخاں اڈیٹر زمیندار کے' طلعت بے - اسد پاشا - کمال عمر بے - و دیگر حکام ترکی بھی شامل تھے - اس موقع پر بھی ہم کو "برنجی ہندوستانی ہلال احمر" کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا اور طلعت بے و چند دیگر بزرگوں نے ہماری حقیر کوششوں کا اعتراف فرمایا تھا -

مجھے یقین ہے کہ میرے ہم ملک بھائیوں تک میری یہ تحریر پہنچیگی اور وہ آیندہ غلطی نہ کریں گے - ہم نے ڈاکٹر محمد حسین مدراسی ڈائرکٹر (غریب مسلمانان بمبئی مشن) کو تحریری نوٹس دیدیا ہے کہ جو لیا نام اُنھوں نے بمبئی مشن کو دینے کی کوشش کی ہے' وہ ناجایز ہے اور اس سے اُن کو احتراز کرنا چاہیے ورنہ ممکن ہے کہ معاملہ طول کھینچے - ڈاکٹر موصوف نے ہمارے نام کے فارم و نیز مہریں وغیرہ بھی تیار کرالی ہیں - اُن کو یا کسی دوسرے کو اس فعل کا کوئی حق نہیں ہے - بلکہ جہانتک مجھے معلوم ہے ڈاکٹر موصوف نے یہ حرکت بلا اجازت ٹرسٹیان بمبئی مشن کی ہے' اور بعض بیرونی اشخاص انکو اپنے اغراض شخصیہ کیلیے اس طرح کی اشاعات کی ترغیب دیتے ہیں اور خود اس مشن کے سکریٹری اور دیگر ممبر بھی انکے اس فعل کے مخالف ہیں - یہ تحریر محض بغرض اطلاع اخوان ملة شایع کی جاتی ہے - ہندوستان کے اسلامی اخبارات نقل فرمالیں تو موجب شکریہ' ورنہ شکایت بھی نہیں -

الہــــلال

ارسالیات طبیۂ ہند

اور ہماری ایک نئی قومی رسوائی

آپنے تحریر بھیجی' نیز اپنے مشن کا مرقع' دونوں شائع کردی جاتی ہیں' لیکن مجھے معذور رکھیے اگر اپنے خیالات کے اظہار سے اس موقع پر باز نہ رہسکوں کہ کوئی آواز آج میرے کانوں میں ایسی نہیں آتی' جو میرے دل مجروح کیلیے ایک نشتر زخم نہو!

(۱) آپکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور آپکے باہمت پُرجوش ساتھی "مسئلۂ عجیبۂ اولیت و آخریت" کی بعض اشاعات و مساعی کی وجہ سے یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ہندوستان میں آپ لوگوں کے اسلام پرستانہ اقدام و اعمال کی بے وقعتی کی جارہی ہے' اور اس خیال سے بہت ملول ہیں' لیکن میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ واقعیت اسکے خلاف ہے - ہم لوگ آپکی سعی و مجاہدۃ کے مداح' اور اس جوش خدمۃ مجاہدین اسلام کے تہ دل سے معترف ہیں - جبکہ ہندوستانی متعلمین فرنگ کی نسبت برسوں سے ہماری معلومات پرغم' اور اطلاعات و نتائج یاس انگیز تھے' ہم نے مسرت و انبساط کے عالم میں سنا کہ آپ لوگ اپنے تمام اشغل کو ترک کرکے' نقصان مال و ترک راحت جسم گوارا کرکے' بغیر اعانۃ خارجی' محض اپنے جوش و ولولہ سے قسطنطنیہ پہنچے' اور خدمت گذاری اعوان مجاہدین میں مصروف ہو گئے! فجزاہم اللہ تعالی عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء! وکثر اللہ امثالکم' و ثبت اللہ اقدامکم -

(۲) لیکن معاف فرمائیگا' میں اس امر کے سمجھنے سے بالکل قاصر ہوں کہ جو لوگ اپنے "پہلے" اور "دوسرے" ہونے کی بحث میں پڑے ہیں' اور اس کے پیچھے اپنی بہترین قوا و عمل کو بے دریغ خرچ کر رہے ہیں' انکی اس سعی میں' اور اس جوش و مستعدی میں' جس نے انکو قسطنطنیہ کے شفاخانوں میں پہنچا یا' کیا فرق ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ جس شوق و مستعدی سے آپ' ممبران بمبئی مشن' اور ممبران ڈاکٹر انصاری مشن خدمت اسلامی میں حصہ لینے کیلیے دوڑے تھے' تقریباً اتنے ہی جوش سے بدبختانہ بحث اولیت و عدم اولیت' و ترجیح و افضلیت' و منافست و مسابقت' و باہم دگر تعالی و تباغض' و تحقیر و تعظیم و شناعت کیلیے بے تابانہ و بے اختیارانہ دوڑ رہے ہیں! پھر فرمائیے کہ ہم بدبخت' اور اپنی بد بختی کے ان مناظر شنیعۂ و منکرہ دیکھنے والے بد بخت مسلمانان ہند' کس جوش کو اپنے سامنے لائیں' اور کس کو نظر انداز کریں؟ کس کو یاد رکھیں' اور کس کو بھلادیں؟ کس کی داد دیں' اور کس پر تبرا بھیجیں؟ ماہن تدعون؟

عزیزان من! یہ کیا بد بختی ہے' جو ہم کو کسی عالم میں بھی نہیں چھوڑتی؟ اگر دشمن ہم کو زندہ رہنے کا اب مستحق نہیں سمجھتا تو کیوں اس فیصلہ پر تم برہم ہو؟ تم کیوں دنیا میں زندہ رہو' جبکہ خود تمہارے اعمال کا یہ حال ہے؟ ایک طرف تو لاکھوں فرزندان اسلام کی گردن سے خون کے فوارے بلند ہو رہے ہیں' اور دوسری طرف تم لوگوں کے حلق سے خود پرستی اور خود نمائی غرور و ادعا' اور نمایش و مباہات کا ایک سیلاب غلیظ ہے' جو کسی طرح بند ہی نہیں ہوتا! ایک مشن جاتا ہے مگر تین تین آدمی اسکی ملکیت کے مدعی بن بیٹھتے ہیں' اور اس زور و شور سے اپنے اپنے دعاوی پیش کرتے ہیں' گویا پوری ایک صدی کی موروثی جائداد تھی جو ان فدائیان اسلام سے چھن گئی! اسکے بعد قسطنطنیہ پہنچکر' ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں' جوتیوں میں دال بٹتی ہے' اور ایک دوسرے کو الزام دیتے ہیں - پھر عین اس وقت جبکہ ایڈریا نوپل کے سقوط اور مسجد سلیم کی محرابوں کے نیچے ملاعنۂ بلغاری کے پہنچنے کی ہم خبر سنتے ہیں' یہ بشارت اسلامی بھی سننے میں آتی ہے کہ خیموں کے اندر لڑنے جھگڑنے کے بعد اب ترکی کی عدالتوں میں بھی معاملہ پہنچنے والا ہے اور ڈاکٹر انصاری کو نوٹس دیدیا گیا ہے - گویا اب تک تو شاید خیموں کے اندر باہم لڑتے جھگڑتے تھے اور پھر بھی کسی ترک افسر کے آنے کی خبر سنکر لوگ آدمی بنکر بیٹھ جاتے تھے' لیکن' اب ترکی عدالت میں علانیہ مسلمانان ہند کی عظمۃ اسلامی' اور جوش دینی' و غیرت ملی کے نمونے پیش کردیے جائیں!!

اس پر بھی بس نہیں کیا جاتا - ایک کہتا ہے کہ زیادہ نہ بولو ورنہ میں تمہارا پردہ فاش کردونگا' دوسرا کہتا ہے کہ ذرا ٹھہر جاؤ - عدالت کی بینچ کے سامنے ہو رہیگا' جو کچھ ہونے والا ہے - ایک کہتا ہے کہ میرے خیمے کے آگے ایک سرخ جھنڈا لہراتا ہے' اور یہ ایک شرف جلیل اور فخر عظیم ہے' جو بلا شرکت غیرے مجھکو حاصل ہوا - ترکوں کے غول غول آتے ہیں' اور اسکے نیچے برکت حاصل کرنے کیلیے رکوع و سجود کرتے ہیں - دوسرا کہتا ہے کہ مان لیجیے کہ یہ سچ ہے' مگر اس سے ہوتا ہی کیا ہے کہ "عمر ولی" کی جگہ "ہندوستان کو لی" کے نام کے فوار دیدے ہی تھے جبکہ تو ہمارے ہی دست حق پرست پر ظہور میں آئی - پہلا اسپر بگڑتا ہے کہ یہ دوسری مداخلہ بیجا اور غصب نا جائز ہے - اس واقعہ کی صداقت سے انکار نہیں' مگر یہ بھی تو ہمارے ہی صحیفۂ فتوحات آسمانہ کی ایک سطر جلی ہے!!

میں جہاں تک خیال کرتا ہوں الہلال کي وقعت کے اسباب صوري اور معنوي محاسن کے ساتھ ساتھ ' گراني قیمت بھي ہے اور وہ ناگزیر ہے - ہر چیز جو مشکل سے ہاتھ آتي ہے ' عزیز بھي ہوتي ہے -

اگر عام کردیا جائے تو بجاے اسکے کہ شوق سے پڑھا جائے اور جلد بندھوا کر رکھا جاے ' عام اخباروں کي طرح بازار میں عطاروں کے یہاں کاغذات ردي کے نرخ پر فروخت ہونے لگے گا -

چونکہ مذاق علمي نے ابھی ملک میں جڑ نہیں پکڑي ہے ' سب لوگ ارزاں قیمت کیطرف جھک پڑینگے ' اور یہ لطف نہیں رہیگا - با اینہمہ قیمت موجودہ کچھہ بھي گراں نہیں ہے - بلکہ میرے نزدیک تو:

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

میري راے یہ ہے کہ الہلال کو اسي آب و تاب میں رکھا جاے اور کسي قسم کي تبدیلي نہ کي جائے - البتہ البیان کے جاري کرنے میں جلدي کیجائے - الہلال میں خبروں اور مباحث و آراء سیاسیہ کے عنوان بڑھاے جائیں - اور البیان کو تطبیق معقول و منقول اور اسلامي تاریخ اور علوم کے زندہ کرنے کیلیے وقف کردیا جائے - تقطیع چھوٹي اور موزوں کتابي ہیئت میں رکھي جاے - نیز روزانہ الہلال کے ارادہ کو سردست ملتوي کردیا جاے -

آرزو ہے کہ جس مہینہ سے البیان جاري ہو' اوس مہینہ کے نام سے مجھکو اطلاع بخشیں - خریداري کي بابت میں نے پیشتر عرض کردیا ہے کہ بلا پرسش وي - پي روانہ ہو - مگر مہینہ کے نام سے آگاہ کرنے کي ضرورت یہ ہے کہ ایک افتتاحي مضمون لکھونگا - جسکا عنوان مادہ تاریخ سے رکھونگا - پھر درج ہونا نہونا پسندیدگي پر ہے -

امید کہ اس نا چیز عریضہ کو الہلال میں کہیں جگہ ضرور عنایت فرمائینگے ' تاکہ ارباب راے کو اس تحریک میں راے دینے کا موقع ملے و السلام - (آیندہ ہفتے جواب عرض کرونگا - ایڈیٹر)

منشي احتشام علي صاحب سکریٹری مال ندوۃ العلما

(جناب ضیاء الحسن صاحب علوی - مقیم سر سیدکورٹ - علي گڈہ کالج)

تسلیم - آپنے اپني گذشتہ اشاعت میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تازہ واقعہ پر بحث کرتے ہوئے ایک موقعہ پر جناب منشی احتشام علي صاحب قبلہ کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ عشرۂ محرم میں بمجبوري انہیں لکھنؤ چھوڑنا پڑا ہے - غالباً جن ذرائع سے یہ علم آپکو ہوا ہے' انکو واقعات کے متعلق غلط فہمي ہوئي' ورنہ یہ ایک بالکل بے بنیاد بات ہے - مجھے امید ہے کہ آپ اس جملہ کي تردید کرینگے اور بمصداق " صاحب البیت ادري بما فیها " میرے بیان کي توثیق فرمائیں گے -

الہلال

میں نے تو اس امر کو بطور تعریض نہیں بلکہ بطور تعجب لکھا تھا کہ ان حالات کے ساتھہ ایسی کمزوري کا اظہار موجب حیرت ہے رہا اس واقعہ کا غلط ہونا ' تو اگر غلط ہے تو مجھے اسکي غلطی کے تسلیم کرلینے میں کوئي عذر نہیں - میں نے بعض موثق اشخاص سے سنا تھا - اب آپ نے اسکی تغلیط کردي تو غلط یقین کرتا ہوں یقیناً آپ کا بیان اس بارے میں زیادہ مستحق توثیق ہے - کیا اچھا ہو اگر منشي صاحب اصل بحث کی طرف متوجہ ہوں -

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۲۱)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنه

فہرست چندہ موضع پاکاں ضلع فیروزپور

	پائی	آنہ	روپیہ
جناب حسن خاں حاجی الدین صاحب	-	-	۲۵
جناب کیمان صاحب	-	-	۱
جناب بہانا ماچھي صاحب	-	-	۱
جناب حاجي عبد الله صاحب	-	۴	-
جناب سکھریرا صاحب	-	-	۱
جناب سرحا صاحب	-	-	۱
جناب عبد العلی صاحب	-	-	۱
جناب سمیان صاحب	-	۸	-
جناب کیماند صاحب	-	۸	-
جناب مہر الدین صاحب	-	-	۱
جناب قمر الدین صاحب	-	-	۱
جناب امیر صاحب	-	-	۱
جناب نامان صاحب	-	-	۱
جناب رحمان صاحب	-	-	۱
جناب حاجي متہد صاحب	-	-	۱
جناب محمد صاحب	-	-	۱
جناب ذوکر صاحب	-	-	۱
اله دتا صاحب	-	-	۱
بندا صاحب	-	-	۱
جناب محمد صاحب	-	۳	-
لقمان صاحب	-	۸	-
پیرا صاحب	-	-	۱
قطب الدین صاحب	-	-	۵
مانی ماچھي صاحب	-	۱۰	-
محمود صاحب	-	۴	-
محمد صاحب	-	۴	-
اسماعیل کالنا صاحب	-	-	۱
سچھا خوجه صاحب	-	۸	-
جامرن خوجه صاحب	-	۸	-
مدان فضل الدین صاحب	-	-	۱
هامان صاحب	-	۸	-
کریم کالیا صاحب	-	-	۱
نظام صاحب	-	۸	-
ممان صاحب	-	-	۱
جہانا صاحب	-	-	۱
میزان	-	۱	۵۱

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی
احمد الکلام الدہلوی

مقام اشاعت		قیمت
۷ : ۱ مکلاود اسٹریٹ		سالانہ ۸ روپیہ
کلکتہ		ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۰ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 21, 1913.

ادرنہ مدافع بہادری شکری پاشا

قیمت فی پرچہ — سالانہ تین آنہ

مقــــوی بــاہ گــــولیـــاں

ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں چھہ عدد امتحانا نمونہ کیواسطے بلا قیمت دیجاتی ہیں - استعمال کے اول ہی روز اپنا فائدہ دکھلاتی ہیں - ضرور امتحان کیجئے - اگر آپ امتحان کرنا چاہیں تو الہلال کے حوالہ سے آج لکھئے - واپسی ڈاک سے آپکو نمونہ ملیگا - یہ گولیاں ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفر رس - اسٹکنیا - ڈمیانا ملاکر یہ بنی ہیں - ریرہ - رگ اور خون کو طاقت دینی والی ہیں - مریض کو اول ہی روز سے فائدہ معلوم ہوتا ہے - چہرہ پر رونق اور ضعف کی حالت دور کرتی ہیں - دوبارہ طاقت لاتی ہیں - قیمت ۳۰ گولیونکی شیشی ایک روپیہ محصول پانچ آنہ -

یہہ موقع ہاتھہ سے نہ دینا چاہئے قوت کی گولیوں کا نمونہ جلد منگواکر آزمائش کیجئے ایک خوراک میں فائدہ معلوم ہوگا -

نوٹ - ہماری کافوری جنتری جسمیں پوری فہرست ادویات اور سارٹیفکٹ درج ہیں بلا قیمت و موجودہ درخواست آنے سے روانہ ہوتی ہیں -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

المکتبة العلمیة الاسلامیة فی علی گڈہ

— • —

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر ، شام ، بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں - خاصکر مکتبة المنار کی کتابیں ، حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھہ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے ۔

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں ۔

یہہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے ، او جو اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۰ روپے ۸ آنے پاس روانہ فرمائیں ، روپیہ وصول ہو نے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جائیگا ۔

المشتہر منیجر المکتبة العمیة الاسلامیة ، مدرسة العلوم ، علی گڈہ

حمیدیہ ہــوٹـل

—:○•○:—

نمبر ۱۳۱ لور چیت پور روڈ - کلکتہ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اعلے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور ولم مد کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار فرنشڈ اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت منیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہمارے ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الکریم)

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
7-1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Telegraphic Address.
"AL-HILAL"
Yearly Subscription, Rs 8.
Half-yearly " " 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان للتلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ۲۰
Calcutta. Wednesday, May 21, 1913.

اشاعۃ خصوصی بہ تذکار بطل ادرنہ:
غازی شکری پاشا!

حادثۂ سقوط ادرنہ کی نسبت الہلال میں بہت کم لکھا گیا تھا، اور عام جرائد و صحائف اردو
میں بھی صحیح تفصیلی حالات بہ ترتیب و اجتماع صاحب بہت کم آئے تھے
اسلیے اس ہفتے کا نمبر مخصوص طور پر اس واقعہ کی یادگار میں
شائع کیا جاتا ہے - قلت گنجایش سے بعض ضروری چیزیں
پھر بھی رہگئی ہیں - مثلاً غازی شکری پاشا
کی سوانح عمری، جو امید ہے کہ
آیندہ پرچے میں شائع ہو -

فہرست

تصاویر

اطلاع

(۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہییں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیلی کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا ۔ (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

—*—

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے پہلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطابق آپکو جگہہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اُس چیز کا جو جرّے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤنکا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائیگا -

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

مشہور مقام حلک : جسر مصطفےٰ پاشا (مصطفےٰ پاشا کا پل)

ایگریا نوپل کا صدر میونسپل آفس

ایڈریا نوپل کا ریلوے پل
جسے غازی شکری پاشا نے توڑ ڈالا۔

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھہ آنہ ! ! !

آج دفتر الہلال میں در تار دفتر تصویر افکار ' اور ڈاکٹر مصداح کے پہنچے ہیں کہ "خدا کیلیے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو ' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں ' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی نا گہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھربار چھوڑنا پڑا ' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے ' انکو دفن کردیں ' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں ' لیکن جو بدنصیب زندہ ' مگر مردے سے بدتر ہیں ' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوارا گذریں کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہوچکا ہے ' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاونڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب مدد اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ ،

ورنہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے'۔

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے ' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو اُسے مل رہا ہو' وہ خود نہ لے ' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا ' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے ' تا کہ میں دیدوں ؟

(٤) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال دو ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے'** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس مد میں داخل کردیا جائیگا ' اور ایک سال کیلیے اخبار انکے نام جاری کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے ' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے ' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے ' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہو جایگا - اس طرح دو ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اپنے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ ' اس کار خیر کیلیے وقف کردیتا ہے -

(٥) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے ' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں ' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا ' اس نے مجبور کردیا ' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی ' اس سے گریز کرنا ' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاے رہنا ' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی ج۔ روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے ' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تعاون نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین جامع ایا صوفیہ کے سامنے

(٦) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے ' جو یورپ اور ترکی کے اعلے درجہ کے با تصویر ' پر تکلف ' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القران ' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں ' اسکا باب " شئون عثمانیہ " ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - " ناموران غزوۂ طرابلس و بلقان " اسکی ایک با تصویر سرخی ہے' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں ' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات ' مذاکرۂ علمیہ ' حقائق و دقائق ' المراسلہ و المناظرہ ' اسئلۃ و اجوبتہا ' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے ' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

گر غبار آلودہ گشتی، باک نیست
اے ہزاراں دیدہ در راہ تو خاک!

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما!

ایڈریانوپل کے گرد تاروں کا حصار، جس میں پھنس کر ایک گھوڑا مر گیا ہے ۔

من انصاری الی اللہ ؟ ؟

الا ' ان حزب اللہ ہم الغالبون !

جب وہ تدبیر و حکم اپنے بلدروازے ملی کوکسی کی صدا کے استقبال کیلیے کھولدے ' تو پھر کون روک سکتا ہے ؟ الحمد للہ کہ اسکی توفیق کارساز شامل حال ' اور اسکا لطف و کرم دعا نواز و اجابت فرما ہے - یہ نہیں کہتا کہ میں پانی سے سیراب ہو چکا ہوں ' بلکہ پیاسوں کا متلاشی ہوں کہ ہم سب ملکر دریا کے کنارے پہنچیں ' اور جو نشان کہ مل چکا ہے ' اسکو دلیل راہ بنا کر چل کھڑے ہوں - یہ نہیں کہتا کہ میں پانی ہوں تاکہ تم سیراب ہو جاؤ ' بلکہ کہتا ہوں کہ پانی کے متلاشی میری سنیں کہ اسکا نشان پاچکا ہوں ' اور اسکے سوا تشنگی کی سیرابی کی کوئی راہ نہیں - پس جس کو پیاس ہے وہ آئے ' اور جسکا حلق سوکھہ رہا ہے ' وہ پانی کی پکار پر لبیک کہے ! و تلک الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون !

رسالۂ دعوت و تبلیغ مع مادوں کے علحدہ چھپ رہا ہے - ایسے حامیان دعوت الہی کی ضرورت ہے ' جو بہت جلد اسکے متعدد نسخے منگوا کر ان لوگوں تک پہنچادیں ' جنکو خود اس راہ کی تلاش و جستجو ہو - اسکے لیے صرف اطلاع کافی ہے - ٹکٹ وغیرہ بھیجنے کی ضرورت نہیں - و باللہ التوفیق و ہو حسبی بالکونین و ہو رفیق -

اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

موجودہ خریداران الہلال سے علی الخصوص ' اور عام ناظرین کرام سے بالعموم التماس ہے کہ وہ موجودہ مصائب کے متعلق صدہا چندوں میں شریک ہو چکے ہیں ' مگر یہ خالص مہاجرین کی امداد ' ہلال احمر اور تمسکات ' سب سے زیادہ اہم اور مقدم ہے - خدا را ایک نظر ان ہزارہا بچوں اور مظلوم عورتوں کے غولوں پر ڈالیں ' جو گھر کے عیش و راحت سے نا گہاں محروم ہوکر موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں - بحالت موجودہ جو کچھہ اور جتنی کچھہ اعانت قلیل و کثیر انکے امکان میں ہو ' اس سے دریغ نہ فرمائیں - یہ خیال افسوس ناک ہے کہ ہم کہاں تک مدد کریں ؟ عزیزان ملت ! اگر ہم مسلمان ہیں ' اور رشتۂ اخوۃ اسلامی میں منسلک ' تو اس سے چھٹکارا ڈھونڈھنا عبث ہے - اگر ہم آخر تک اونہی بیٹھ دیکھتے رہیں کہ نہ [illegible] تو کیا کریں [illegible] اور کہاں جائینگے ؟ اسلام کا [illegible] تو ابھی [illegible] ہم [illegible] جب تک اپنے [illegible] کا [illegible] [illegible] تمہارے [illegible] ملی و ملکی [illegible] کہلاتے ہو ؟ [illegible] چھٹکارا نہیں [illegible] ہی ہوگا : [illegible]

اگر بڑودے میں صرف اعانت مہاجرین کیلیے ایک مرتبہ اور اتنے گھومتے ہیں اور تھوڑی تھوڑی رقم بھی اور فراہم کردیں ' تو یہ مشکل آسانی ہو جا سکتی ہے - سابقہ ہی " الہلال " کے خریدار ہم پہنچا کر بھی کم از کم فی خریدار ساڑھے سات روپیہ جمع ہو جا سکتا ہے - اور اشاعت دعوت حق ' و تبلیغ اسلامی کا اجر اسکے علاوہ : ذالکم خیر لکم ' ان کنتم تعلمون !

آنریبل پرنس علی گڑھ کی ضمانت

بالاخر ہز آنر سر جیمس مسٹن نے اپنے عمل سے قول کی تصدیق کردی !

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد

مبارک ہے وہ حکومت ' جو اپنے نفسانی ہیجان استبداد و جبر کے ضبط پر قابو ہو ' اور خسران عاجل ہے اس حکومت کیلیے ' جو جبر و تسلط کی آب پاشی سے ' ملکی امیدوں کے بیج کو وقت سے پہلے سرسبز کیدے :

تو ہم شب را بسر کے می بری اے شمع کم فرصت !
گرانم سوختی پروانۂ آتش بجانی را !

ملکوں اور قوموں کی آزادی کی عجیب تاریخ سے قطع نظر ' سب سے قریب تر مثال کو دیکھو جو اس قانون طبیعی اور ناموس انقلاب عالم کی تصدیق کرتی ہے - ہر شخص جانتا ہے کہ موجودہ ملکی زندگی اور وطنی قوت کا اصلی باعث صرف لارڈ کرزن کا پانچ سالہ عہد حکومت تھا ' اور پھر اسکے جانشین کی وہ ابتدائی پالیسی ' جسکی سخت گیری نے پھانسیوں کے تختے ' جیل خانوں کے کمرے ' اور عدالت کے کٹہروں سے کام لینا شروع کیا تھا - اگر ایسا نہوتا ' تو یقیناً بنگالیوں کی وارثۂ اندازہ تقسیم وزارت ہند تحریک ' اور ملک کی یہ سالہ وطنی زندگی کم از کم ایک چوتھائی صدی کیلیے ملتوی ہو جاتی -

لیکن لارڈ مارلے اور لارڈ منٹو کی وہ بابکار دانشمندی قابل داد ہے ' جس نے تالیف قلوب کی پالیسی عین وقت پر شروع کردی اور پھر اسی کا نتیجہ نکلا کہ ملکی تحریک ایک زمانہ تک کیلیے بیٹھہ رہگئی -

پھر کیا اب ہز آنر سر جیمس مسٹن کا دربار ناصری ' وطنی شورش کی جگہ اسلامی تحریک کے مقابلے میں ' ایک نئے تجربے کا خواہشمند ہے ؟

اسکا جواب واقعات نہیں بلکہ واقعات کے نتائج دینگے -

* * *

گورکھپور میں ہز آنر نے فرمایا تھا کہ میں پالیٹکس کی تحریک کو جابرانہ روکونگا : [illegible] اور [illegible] تائید کریں ' اس [illegible] تعریف [illegible] [illegible]

[illegible]

اب مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں - خود زمانے نے اور زمانے کی صدا و جنبش نے اُس عمل السحر کا رد عمل کر دیا ہے ' اور اب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اپنے کانوں سے سنتے ہیں - اب انکو معلوم ہوگیا ہے کہ حسرت موہانی کون ہے اور کیا ہے ' اور اُسکے گذشتہ معاملے کو محض ہندونکی معیت کا ایک مسئلہ سمجھنا انکی کیسی درد انگیز غلطی تھی - اب وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حسرت موہانی اس وسیع مملکت ہند میں ' جسمیں سات کرور مسلمان بستے ہیں ' اپنی حریت دوستی اور صادقانہ جانفروشی کے لحاظ سے تمام مسلمانوں میں ایک فرد فرید ' اور ایک وجود گرانمایۂ وحید ہے - وہ ' جس نے دنیوی آسائش و لذائذ پرجان بازانہ حق کی معیت کے مصائب و مہالک کو ترجیح دی ! وہ ' جو آج تمام مسلمانان ہند میں ایک ہی خوش قسمت ہے ' جسکو راہ حریت میں امتحان عزم و ثبات دینے کی لائق صد رشک و حسرت فرصت کی توفیق ملی ! اور وہ ' جسکے مبارک پانوں میں ' مقدس جرم حریت خواہی کے پاداش میں ' زندان عقوبت کی زنجیریں ڈالی گئیں ' اور پھر آہ ! وہ زنجیر محبوب ' اور صد رشک و ہزار حسرت اُس زندان مقدس و مطلوب پر ' جو سبیل حریۃ و عشق ملۃ میں رہروان امتحانگاہ حق و صداقت کو نصیب ہوا !!

ترک جاں دررہ آں سرو رواں این ہمہ نیست
عشق اگر نرخ نہد' قیمت جاں ایں ہمہ نیست

✝ ✝ ✝

یہ بالکل ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ اس ضمانت کا سبب دراہ راست اس سعی و جہد کے سوا کچھ نہیں ہے ' جو غریب حسرت نے حال میں اسلامی مصائب جانکاہ سے متاثر ہوکر غیر ملکی مصنوعات کے مقابلے میں کی تھی ' اور باقی کاٹ کیلیے اپنی عملی کوشش سے بعض کامیاب نتائج پیدا کردیے تھے - علی الخصوص علی گڑہ میں کئی دکانیں کھل گئیں ' اور باوجود مرکز وحید استبداد و غلامی ہونے کے ' ہلال احمر فنڈ اور جذبات صحیحۂ اسلامیہ کے ابراز مظاہر میں وہ دیگر شہروں کے دوش بدوش رہا - یہ باتیں مہینوں سے کھٹک رہی تھیں ' اور کسی فرصت مناسب کا انتظار کیا جا رہا تھا - فرصت قانونی تو نہیں ملی ' مگر اشتداد و ہیجان غیظ و غضب اس درجہ مستولی ہوا کہ وہ قوت ضبط و تحمل ' جسکا دلفریب ظہور تقریروں اور سرکاری مواعظ میں ہوا کرتا ہے ' دلی جذبات کے آگے قائم نہ رہسکا ' اور ضمانت کا فرمان نادری صادر ہوگیا - پس افسوس اس شکست فاحش پر ' جو دماغ حکمرانی کو جذبات قلب انسانی کے مقابلے میں ملی ' اور ہزار اسف اُس غلطی پر ' جو انشاء اللہ نقصان ہلاکت پہنچانے کی جگہ ' ایک سرچشمۂ آب حیات ثابت ہوگی - وما ذالک علی اللہ بعزیز !

تین ہزار روپیے کی ضمانت پریس ایکٹ کی مقدار مقررۂ انتہائی کے اندر ضرور ہے ' لیکن عملاً پانچ سو یا ہزار روپیے سے زیادہ طلب نہیں کی جاتی ' اور صرف ایک دو مثالیں دو ہزار کی سنی گئی ہیں - پھر ہز آنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کا دربار سطوت و جلال نہیں معلوم اتنی بڑی سنگین رقم ضمانت کیلیے کیا وجہ بیان کرسکتا ہے ؟

گورنمنٹ اس سے بے خبر نہیں کہ اردو پریس اور اسکے مالک کی کی حالت کیا ہے ؟ حسرت موہانی جب قید سے رہا ہوکر آیا تو کوئی چیز اس دنیا میں ایسی باقی نہ تھی ' جو اسکے لیے ذریعہ تقویت مال ہوتی - ڈیڑھ دو روپیہ ماہوار کرایہ کا ایک جھونپڑا ہے ' جسکے اندر ایک چھوٹی سی صحنچی اور ایک کوٹھی ہے ' اور باہر بھی اتنی ہی مکانیت ہے - اندر وہ فقیر حریت مع اپنی کوہ عزم و ثبات بیوی کے خود رہتا ہے ' اور باہر ایک کاٹھہ کا دستی پریس اور دو چار پتھر ہیں - بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ خود اُسی نے اپنے ہاتھوں سے اردوے معلی کی کاپیاں لکھی ہیں ' خود ہی پتھر پر جمائی ہیں ' اور خود ہی پریس چلا کر چھاپا ہے !

یہ کل کائنات اردو پریس اور اسکے مالک کی ہے - کوئی دوسرا ذریعۂ آمدنی نہیں ' اور نہ اُسکی طبع غیور کسی کی شرمندۂ احسان ہونا پسند کرتی ہے - اردوے معلی کے دو چار سو خریدار ہیں - اُسکی قیمت سے شاید چند روپیے مہینے میں بچ رہتے ہیں ' اور اسی سے دو وقت کی روٹی کھاکر نشۂ آزادی کی بیخودی ' اور دولت لا زوال حق و صداقت کے غناء غیر فانی سے مست رہتا ہے !

مبیں حقیر گدایان عشق را ' کیں قوم
شہان بے کمر و خسروان بے کلہ اند

اصلی دولت دل کی دولت ہے ' اور غناء فقر کے آگے دنیا کے تمام ساز و سامان ہیچ ہیں - جو فقر و فلاکت کی زندگی حق و حریت کی معیت میں گرد و خاک پر بسر ہو ' وہ چاندی سونے کے بنے ہوے اُن ایوان تعیش سے ہزار درجہ بہتر ہے ' جنکے اندر حق کے چراغ کی روشنی نہو - خدا کے دروازے کا فقیر ہونا ' دولت و بندگان دولت کے فقیر ہونے سے کیا بہتر نہیں ؟ یہی تو اس راہ کے منازل امتحان ہیں -

ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضۃ ومعارج علیھا یظھرون ' ولبیوتھم ابواباً وسررا علیھا یتکئون وزخرفا ' وان کل ذالک لما متاع الحیوۃ الدنیا ' والاخرۃ عند ربک للمتقین !! (۴۳ :)

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ کے ہوجائیں گے تو ساز و سامان دنیا تو ہمارے یہاں اس درجہ حقیر و ذلیل ہے کہ جو لوگ منکران حق اور پرستاران دنیا ہیں ' انکے گھروں کی چھتیں ہم چاندی کی بنادیتے اور چاندی ہی کی سیڑھیاں ہوتیں ' جن پ چڑھکر وہ چھت پر پہنچتے - اور چاندی کے دروازے ہوتے اور چاندی ہی کے تخت ' ج وہ تکیے لگاکر بیٹھتے ' اور یہ تو مثال کیلیے چاندی کی قید لگائی گئی ' سمجھ لو کہ چاندی نہیں بلکہ یہ سب کچھ خالص سونے ہی کا بنا دیا جاتا ' لیکن پھر بھی یہ تمام ساز و سامان اس دنیا کی زندگی کے چند روزہ فائدے ہیں اور آخرت کی کامیابیاں تو اللہ کے پاس صاحبان اتقاء و حق ہی کیلیے ہیں !!

ان حالات کے ساتھ ایک ایسے فقیر زندگی شخص سے تین ہزار روپیے کی ضمانت طلب کرنا ' یقیناً ایک ایسا واقعہ ہے ' جو برٹش انڈیا کی تاریخ میں گورنمنٹ کے اظہار سطوت و جلال کو ہمیشہ یاد دلاتا رہیگا !

* * *

با ایں ہمہ صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تین ہزار کی ضمانت ایک سچے خادم ملک و ملت کے جد و جہد کو فنا کردینے کیلیے کوئی کارگر آلہ نہیں ہے - یہ ابھی چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہمارے اختیار میں ہے کہ اس تین ہزار کے لاکھوں پیسے اور دھیلے بناکر ' ایک ایک مسلمان سے وصول کریں ' اور اسکا ڈھیر ہز آنر سر جیمس مسٹن بہادر کے پرہیبت و جلال قصر حکومت کی ڈیوڑھی پر لگا دیں - تاکہ انکو بھی معلوم ہوجاے کہ انکے تخت فرمانروائی پر قدم رنجہ فرمانے سے پہلے ہی دنیا بدل چکی ہے ' اور اب جو کچھ حسرت موہانی سے مانگا جا رہا ہے ' وہ حسرت موہانی سے نہیں ' بلکہ تمام مسلمانوں سے مانگا جا رہا ہے ' اور جو

مصالب اسلامی کی تحریکوں میں خاص طور پر حصہ لے رہے تھے - علی الخصوص علی گڈہ اور بعض دیگر مقامات میں انکی سعی مشکور سے ملکی صنعت و حرفت اور مصنوعات کی تحریک مسلمانوں میں جگہ پکڑ رہی تھی - چونکہ یہ واقعہ ہزانر کی اس شاہنشاہانہ اور مطاق العنانہ تہذیب کے خلاف تھا ' اسلیے اسکو " روکنے " کیلیے ضرور تھا کہ حربۂ حکومت حرکت کرتا -

چنانچہ رسالۂ اردوے معلی کے پریس سے یکایک تین ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے ' اور چونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ اسکا فقیر و بوریہ نشین مالک تین ہزار کی جگہ دس روپیے کے تین نوٹ بھی ایک وقت میں نہیں دے سکتا ' اسلیے اسکا لازمی نتیجہ یہی ہونا تھا کہ پریس بند ہو گیا -

＊ ＊ ＊

ہم کو اس واقعہ پر ذرا بھی تعجب نہیں اور نہ افسوس ہے - ہم نے خبر سنتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ ایڈیٹر اردوے معلی کو تبریک و تہنیت کا ایک تار بھیجا ' کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ صداقت و حریت کیلیے پوری ایک صدی کی زبانی اور قلمی جد و جہد بھی وہ کام نہیں کرسکتی ' جو ایک لمحے کے جابرانہ احکام ایسے موقعوں پر کر جاتے ہیں ' اور ایسا ہونا دنیا کی گذشتہ تاریخ حریت کے لازمی اور قدرتی واقعات ' اور ہندوستان کے سفر حریت کے ناگزیر منازل ہیں - کوئی حکومت اس قاہر و مسلط حکومت سے بڑھکر اپنے لیے مہلک ' اور ملک کیلیے حیات پرور نہیں ہے ' جو اس طرح کے احکام و اعمال مستبدہ کی عادی ہو ' اور در حقیقت جبر و قہر ہی کا پانی وہ آب حیات ہے ' جو آزادی کے بیج کو جادوگروں کے تماشے کی طرح منٹوں اور لمحوں میں بار آور کردیتا ہے - پس یہ جس قدر زیادہ ہو بہتر ہے ' اور اسمیں جسقدر زیادہ سفاکی ہو ' رحمت ہے - یہی چیز ہے جس نے ہمارے ہم وطنوں کو خواب غفلت سے چونکایا ' اور یہی نعمت ہے ' جسکے لیے ہم کو ترسنا چاہیے کہ ہماری پیش آنے والی زندگی کیلیے ' اگر وہ زندگی ہوگی ' تو اس جنس گرامی و محبوب کی سب سے زیادہ مانگ ہے !

ہم کو اسپر بھی کچھہ تعجب نہیں ہوا کہ بغیر کسی قانونی گرفت کے اور بغیر کسی صریح استدلال پریس ایکٹ کے ایسا کیوں کیا گیا ؟ کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ پریس ایکٹ اسلیے عالم وجود میں نہیں آیا کہ وہ ایک زنجیر ہو جو مجرموں کے پانوں میں ڈالی جاے ' بلکہ صرف اسلیے ' تاکہ وہ ایک تیز آلہ ہو ' جو ناگہانی استیلا و ہلاکت کیلیے تلوار کا قایمقام ثابت ہو - قانون رعایا کے ہاتھہ میں بیشک وسیلۂ طلب انصاف ہے ' مگر جابر حکومتوں کیلیے تو ایک بہانۂ ظلم سے زیادہ نہیں - اس کے نفاذ کیلیے جرم قانونی کی نہیں ' بلکہ جرم حق پرستی و صداقت کی ضرورت ہے کہ :

وجودک ذنب ' لا یقاس بہ ذنب

جو لوگ اس طرح کے واقعات پر داد و فریاد کی صدائیں بلند کرتے ہیں ' اور حق و انصاف کی بے سود دہائی دیتے ہیں ' مجکو ہمیشہ انپر ہنسی آتی ہے - ایک اخبار کیلیے در حقیقت اس جرم سے بڑھکر اور کون سا سنگین جرم ہو سکتا ہے کہ وہ ظلم کی حکومت کا پرستار نہیں ہے ' اور حق اور صداقت کا ساتھہ دیتا ہے ؟ کیا یہ جرم طبیعی بڑی سے بڑی سزا کیلیے کافی نہیں کہ یہ نادان لوگ دوسرے جرموں کو تلاش کرتے اور پوچھتے ہیں ؟ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ ارباب ذوق و درد کہیں :

خدا گواہ کہ گر جرم ما ہمین عشق ست
گلۂ کفر و مسلمانی بہ جرم ما بخشند !

پس ان امور پر تو ہمیں بالکل تعجب نہ ہوا ' اور نہ ہونا چاہیے ' البتہ ہم کو تعجب ہوگا ' اور صد ہزار تعجب ہوگا مسلمانوں کے لئے ادعاء زندگی ' اور جدید دور حسیات ملی و اسلامی پر ' اگر اس موقعہ پر ہم انکے اندر کوئی ثبوت زندگی کا نہ پائیں گے - انکی زبانیں خاموش ' انکی آنکھیں موت کے سکتے سے پتھرائی ہوئیں ' اور انکے جسم ایک ٹھنڈی لاش کی طرح اگر بے حس و حرکت ہونگے ! فحاشا للمسلمین ' ان یکونوا من القوم المدعین ! !

یہ واقعہ حسرت موہانی کا نہیں ہے ' بلکہ یہ صریح مسلمانوں کے جذبات کی پامالی ' اور جدید اسلامی تحریک کو مجروح کرنا ہے - حالانکہ سر جیمس مسٹن حسرت موہانی کے پریس کو بند کرسکتے ہیں ' لیکن الحمد للہ کہ انمیں یا انکے کسی ہم طریقت میں یہ قوت کبھی بھی آنے والی نہیں ہے کہ وہ سات کروڑ مسلمانوں کے دھڑکتے ہوے دلوں کی حرکت کو ' جنھیں انکا خداے مصلوب نہیں ' بلکہ قاہر و مقتدر اور لایزال ولم یزل خداے توانا ' حرکت میں لا رہا ہے ' اپنی اس سعی باطل سے بند کر سکیں -

ہزانر کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنی جگہ سے ہلنا نہیں چاہتے مگر الحمد للہ کہ ہم ہل چکے ہیں اور اب ہمارے قدموں کو وہ پیچھے نہیں ہٹا سکتے - انکی خوش قسمتی کا وہ زمانہ گیا ' جبکہ غریب حسرت موہانی کو ' اس مقتیل حریت اور فدا کار ازادی کو ' اس مجاہد حق و صداقت اور جانفروش راہ ملت پرستی کو ' اس امتحان گاہ حریت پرستی کے کوہ ثبات ' اور اس رزمگاہ صداقت کے سر بکف جاں نثار کو ' پکڑکے قید کردیا گیا تھا ' اور علی گڈہ کالج کے سکریٹری نے اسکے خلاف شہادت دی تھی - پھر اسکا گھر بار لٹ گیا ' اسکی عزیز کتابوں کو مٹی کی ٹھیکریوں کی طرح نیلام کیا گیا ' اسکی مسکین و صداقت پرست بیوی اور شیرخوار بچے کو طرح طرح کے جاں فرسا مصائب جھیلنے پڑے ' وہ دو سال تک روزانہ ایک من گیہوں پیستا رہا ' پر اسکی قوم اسکو بھولی رہی اور اسکی ذرا بھی خبر نہ لی - اور اس طرح اس نے بدبختانہ اپنی تاریخ میں ہمیشہ کیلیے ایک یادگار ذلت و نفرت کو اپنے ہاتھوں سے ثبت کر دیا !

ہاں ' ہزانر کو معلوم نہیں تو یہ انکی ایک درد انگیز غلطی ہے ' مگر ہم ایک خیرخواہ مشیر کی طرح انکو یقین دلاتے ہیں کہ وہ زمانہ گیا ' اور شاید ہمیشہ کیلیے گیا - اب مسلمان ایسے دس سال پیشتر کے وہ مسلمان نہیں ہیں ' جنکو حکومت کے بعض سحرکار ایجنٹوں نے امریکہ کے مرض النوم میں گرفتار کردیا تھا ' جنکا دین و ایمان قبلۂ حکومت کے طرف استقبال وجوہ ' جنکا قرآن فجر صحیفۂ استعباد و غلامی کی تلاوت ' اور جنکا ذکر و شغل فنا و استہلاک توحید تعبد حکومت و ارباب حکومت تھا ' اور علی گڈہ کالج کے ارکان طیار رہتے تھے کہ جب کبھی کوئی ضرورت مقامی کلکٹر کو پیش آجاے ' تو فوراً گواہی دیکر ' معبد پرستش صاحبان " اولو الامر " کا دوگانۂ عبادت ادا کردیں :

واتخذوا من دون اللہ آلہۃ لیکونوا لہم عزا - کلا ' سیکفرون بعبادتہم و یکونون علیہم ضدا ! (۱۹ : ۸۴)

اور ان لوگوں نے اپنے معبود واحد کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے ' تاکہ انکے لیے عزت ہو ! لیکن یاد رہے کہ یہ تو کبھی ہونے کا نہیں - وقت آرہا جبکہ انکے یہ معبودان باطل انکی عبادت گذاریوں اور غلامانہ بندگیوں سے انکار کردینگے اور عزت دینے کی جگہ الٹے انکے دشمن ہو جائیں گے !

＋ ＋ ＋

نشو ونما اب تک آمادۂ ظہور و ارتقا ہے - اور اگر دہقان کا ہاتھ اور باران رحمت کی نظر مہر میسر آجاے' تو فوراً اسکی حالت میں انقلاب عظیم ہو جا سکتا ہے -

بعینہ یہی حال سر زمین حیات ملۃ کا بھی ہے - گو اسکی تمام سطح سرسبزی و شگفتگی کی جگہ' خشکی و وحشت کا منظر ہو' تا ہم اگر کسی ایک گوشے میں بھی چند سبز شاخیں اور پتے نظر آ رہے ہوں ' تو نا امید نہ ہونا چاہیے' اور سمجھنا چاہیے کہ اسکی قوت نشو و نما ابھی تک فنا نہیں ہوئی ' اور دہقان کی محنت ' اور ابر کی بخشش اگر ساتھ دیں' تو کچھہ بعید نہیں کہ یہی وحشت کدۂ ارضی ' ایک جنت سماوی بن جاے !

* * *

آج صدیوں سے سرزمین اسلام پر جو تنزل و انحطاط قلب و دماغ طاری ہے ' اس کا منظر یقیناً درد انگیز ہے ' لیکن اس مایوسی میں جو چیز امید دلانے والی ہے' وہ صرف یہ ہے کہ با ایں ہمہ ' خشک سالی اور قحط کے آثار گو ہر طرف ہیں ' مگر زمین اب تک بنجر اور شور ثابت نہیں ہوئی ہے - یہ ضرور ہے کہ وہ زمانۂ شاداب اور وہ موسم نمو خیز اب چلا گیا ' جب ہماری سر زمین کے ایک ایک ذرے سے ناموران عالم اور ابطال ملت اگتے تھے ' اور دنیا کی تاریخ کے بڑے بڑے صفحوں پر قابض ہو جاتے تھے - تاہم اب بھی جب کبھی اسباب و وسائل ظہور جمع ہو جاتے ہیں تو کہیں نہ کہیں سے صداے ابطال و امجاد کانوں میں آجاتی ہے ' اور عالم اسلامی کا کوئی نہ کوئی گوشہ اوصاف و خصائل گراں مایہ کا نمونہ پیش کر دیتا ہے - اور اسطرح یقین ہو جاتا ہے کہ زمین کی قوت نشو و نما ابتک معدوم نہیں ہوئی ' اور یاس و قنوط کے وقت میں ابھی دیر ہے - اب بھی اگر اس زمین کی درستگی کی جاے ' اور وسائل زراعت مہیا ہو جائیں' تو اسکا چپہ چپہ گلہاے عطر بیز اور درخت ہاے شاداب سے لہلہا سکتا ہے

ذالک بان اللہ ہو الحق '
و انہ یحیی الموتی '
و انہ علی کل شیٔ قدیر !
(۷ - ۲۲)

اسلیے کہ اللہ اور اسکی پر اسرار قوتیں برحق ہیں' اور اسلیے کہ وہ مردوں کو زندہ کر دیتا ہے ' اور نیز اسلیے کہ وہ ہر مشکل سے مشکل بات پر قادر ہے !

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا می کرد

† † †

موجودہ دور اسلام کا ایک ایسا ہی فرزند جلیل ' و وجود نبیل ' سرنامۂ صحیفۂ عظمۃ و اجلال ' و رافع منار الملۃ و الاسلام - الرجل العالم :

بطل ادرنہ غازی شکری پاشا

(متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ ' وحفظ وجودہ' من شر اعدائہ) ہے -

جبکہ جنگ بلقان کی پوری تاریخ ہمارے لیے درد انگیز و جانکاہ تھی - جب کہ ملکوں پر ملکوں کے نکلنے' اور شکستوں کے کھانے کی خبریں مسلسل و غیر منقطع تھیں - جبکہ مایوسی کی ایک گھٹا تھی ' جس نے ہر طرف سے ہمیں گھیر لیا تھا - جبکہ حسرت کے ساتھہ تاریخ کے گذشتہ صفحات کو ہم پڑھتے ' اور اپنی موجودہ نا مرادیوں کے ساتھہ انکا مقابلہ کرتے تھے - جب کہ تاریخ عثمانی کی فتح مند داستانیں ہمیں یاد آتی تھیں ' اور ہم متعجب ہو ہو کر ایک دوسرے سے پوچھتے تھے' کہ اگر آج محمد فاتح ' سلیم ثالث ' اور بایزید یلدرم دنیا سے نابود ہوگئے ہیں ' تو کیا کوئی عمر پاشا ' احمد طوسون ' اور عثمان پاشا بھی ترکوں میں باقی نہیں رہا ؟ یعنے جبکہ غیروں کی فتح مندیوں نے ہمارے دلوں کو دونیم ' اور اپنی نا مرادیوں نے ہماری عزت ہزار سالہ کو سرنگوں کر دیا تھا ' تو پھر جنگ کے آخری ایام میں ایک ایسی پیکر شجاعت و بسالت ' ستون آہنین عزم و ثبات مدافعۃ ' قہرمان دفاع ملی ' بلند ساز لواے عزت اسلامی ' اسلام پرست ' اوجمند و غیور ' و جانفروش ملک و وطن معدوب کا وجود عظیم و جلیل تھا ' جو ظلمت ناکامی میں نیر درخشندۂ حرب دفاع و استقلال ' اور ضیاء تابان عظمت و جبروت و اجلال بکر سماء مجد خالد پر نظر افروز نظارہ گیان عالم ہوا ' اور اپنے حیرت انگیز خوارق دفاع' اور محیر العقول عزم و ثبات سے اس دور ناکامی و نامرادی میں عزت اسلامی و مجد عثمانی کو نابود و فنا ہونے سے بچا لیا ! !
فالسلام علیک یا قدوۃ الابطال ! والسلام علیک یا زبدۃ الامجاد ! !

† † †

قوموں کی زندگی اپنے ناموران ابطال کی عزت و یاد سے وابستہ ہے - محاصرۂ ادرنہ نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ باتفاق موافق و مخالف ' تمام تاریخ حرب عالم میں درجۂ اعزاز سے نمایاں ہے - تاریخ قریب کے مشہور محاصرے مثل پیرس ' سباسٹو پول ' پلیونا ' لیڈی اسمتھہ ' اور پورٹ آرتھر ہمارے سامنے ہیں' اور جب تمام حالات و واقعات کا مقابلہ کرتے ہیں' تو یہ آخری محاصرہ ' محاصرے کے ہر پہلو' بلکہ علم جزئیات تک میں اپنا نظیر و مماثل نہیں رکھتا -

اس واقعہ کی عظمت نے یورپ کے ارباب بینش و انصاف کی گردنیں جھکا دی ہیں - فرانس اور جرمنی کے فوجی حلقوں اور مشہور اخبارات نے تحریکیں شروع کردی ہیں کہ اس دماغ عظیم کے اعتراف کے ثبوت میں انکے ملک و قوم کی طرف سے غازی شکری پاشا کو تحائف دیے جائیں - مصر میں بھی اسکی تجویز ہو چکی ہے ' اور ترکوں نے تو اسکا سامان بھی کر دیا ہے -

تذکار شکری پاشا

بطل ادرنہ کا مسلمانان ہند کی طرف سے اعزاز و احترام

ایسی حالت میں ضرور ہے کہ مسلمانان ہند بھی اس موقعہ پر اس اعزاز ملی میں حصہ لیں ' اور بطل ادرنہ کی خدمات اسلامیہ کے اعتراف کی کوئی پر اثر یادگار قائم کریں - یہ یادگار صرف " شکری پاشا " کی یادگار نہوگی' بلکہ اسلامی دماغ و جانفروشی کا اس دور آخری میں ایک تذکرۂ عظمت و احترام ہوگا - وہ ایک طرف موجودہ نسل اسلام کے اس فرزند جلیل کی عزت کا اعلان کریگا ' دوسری طرف سقوط ادرنہ کے اس داغ کو موجودہ مصائب کے داغہاے گونا گوں اور زخم ہاے بے شمار کے ساتھہ ' ہمیشہ ہمارے دلوں کی جلش اور ہماری غیرتوں کی بیداری کیلیے تازہ رکھے گا ' جو ہماری غفلت و سرشاری کی بدولت' ہماری عزت کی پیشانی پر' غیروں کے ہاتھوں لگ چکا ہے -

لیکن یہ یادگار کیونکر ہو ؟ اسکا بہترین اور مفید طریق کیا ہو ؟ کوئی تحفہ ہو جیساکہ فرانس و جرمنی اور مصر نے دینا چاہا ہے پیش ہوگا ؟ یا کوئی ایسی تجویز ہو ' جو خود ہندوستان میں قائم ہو' اور جو کسی اہم ضرورت وقت کو پورا کرنے کے ساتھہ بحالت موجودہ سہل و آسان بھی ہو ؟ میں چاہتا ہوں کہ اسکی نسبت ارباب فکر و راے غور فرمائیں' اور اپنی اپنی رائیں بصفحات الہلال یا دیگر اخبارات میں شائع کریں - خود میری راے اسکی نسبت قائم ہو چکی ہے ' مگر آخری نہیں ہے' اور انشاء اللہ اسکو تمام راؤں کے وصول ہو جانے کے بعد ظاہر کرونگا -

کچھہ اس تقدیر ملت کے ساتھہ کیا جارہا ہے' وہ اسکی نہیں ' بلکہ اسلامی جذبات کی پامالی ہے' اور اسکی چوٹ ہر مسلمان کے دل پر براہ راست لگتی ہے - وہ وقت گیا' جب قومی معاملات کو اشخاص کا معاملہ بنا کر مسلمانوں کو غافل کردیا جاتا تھا' اور حق و ازادی کو صرف هندوں کے سر بلسم بغاوت تھوپ کر' خود ہماری قوم ہی کے مفسدین و مرتزقین کو ہمارے سامنے کھڑا کر دیا جاتا تھا -

ہم نے ان دو ملوں کے اندر ہی اس کی تحریک شروع کردی ہوتی ' لیکن صرف یہ خیال مانع آیا کہ خود اڈیٹر اردوے معلی کے انتظامی مصالح کو پہلے معلوم کرلینا چاہیے کہ وہ آیندہ مستقل پریس کو مفید سمجھتے ہیں' یا کوئی انتظام دوسری طرح کا کرنا چاہتے ہیں' تا کہ یہ دو چار ہزار روپیہ کہیں حکومت کے خزانے کے سپرد کیا جاے ' اور کہیں نہ اردوے معلی کی کوئی عمدہ تقویت و اصلاح اور انکے کاموں کی ترقی کیلیے صرف ہو - ہم نے انکو اطلاع دیدی ہے کہ سردست پہلی روپیے کی رقم حقیر الہلال کی طرف سے اینده انتظامات کیلیے قبول کریں ' اور ایک امدادی فنڈ کی بنیاد پڑ جاے - جواب کے انتظار کی مہلت نہیں ہے کہ یہ آخری فارم کمپوز ہو رہا ہے - پس اینده ہفتے تک اس مسئلۂ اہم کا فیصلہ ہو جاے گا -

ہم کو امید ہے کہ صوبجات متحدہ کی کونسل کے اولین فرصت میں اسکی نسبت سوال کیا جائیگا - حصول انصاف کیلیے نہیں' بلکہ صرف اعلان امر کیلیے - ہم اپنے سرگرم دوست جناب انریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب کو توجہ دلاتے ہیں' کہ وہ اس معاملے کی نسبت سب سے پہلے سوال کریں - ایسا نہو کہ گذشتہ زمانے کی طرح کونسل ہال میں کسی مسلمان ممبر کو اپنے ایک برادر ملت کے مصائب کی نسبت کچھہ کہنے کی جرات نہو' اور ایام زندان کے مصائب کی نسبت سوال کرے بھی تو ایک قابل هندو ممبر' یعنی انریبل گنگا پرشاد ورما !

سید نذیر هاشمی اور علی گدہ کالج

مجھہ کو ایک تار کے ذریعہ اس واقعہ کی اطلاع ملی' اور اب اردوے معلی کی تازہ اشاعت میں اسکی تفصیل چھپی ہے - مسٹر هاشمی ایک ذہین و قابل اور پر جوش طالب علم [illegible] جو کچھہ عرصے پہلے تکمیل تعلیم کا خیال چھوڑ کر دفتر ہمدرد میں آگئے تھے ' اور اسکے بعد کسی سبب سے چلے آئے اور بی - اے کی تکمیل میں مشغول ہوگئے - انہوں نے کالج کے اندر مختلف موقعوں میں جنگ طرابلس و بلقان کی نسبت اظہار حسیات و جذبات اسلامیہ میں حصہ لیا تھا ' بعض پر جوش نظمیں لکھی تھیں ' اور ان امور کا حس زمرہ اپنے اندر رکھتے تھے -

بظاہر حالات میری معلومات صرف یہی ہیں -

تازہ واقعہ یہ ہے کہ وہ کالج کے بورڈنگ سے باہر نکالدیے گئے ' اور اس عالم مظلومی میں' کہ رات کا وقت تھا ' آندھی زور سے چل رہی تھی ' پانی [illegible] برس رہا تھا ' اور پھر جس طالب علم نے رات کو انہیں کھانا کھلایا ' اسکو بھی بجرم اعانت مجرم نکالدیا گیا -

یہ ' اوراس سے زیادہ افسوس ناک واقعات ہے مسلسل مراسلات میرے پاس پہنچی ہیں ' - ان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ [illegible] موجودہ [illegible] نے بعض [illegible] [illegible] کیا - میں نے [illegible] جسکے [illegible] کرتے ہیں - [illegible] کہ [illegible] صاحب کے [illegible] کا پہلے [illegible] - [illegible] ہے کہ [illegible] کے بعد کوئی [illegible] اس [illegible] اور اسکے بعد میں پھر بالتفصیل و تشریح لکھونگا ' جو کچھہ اس بارے میں لکھنا ہے -

بطل ادرنہ غازی شکری پاشا

رجـل العالم و رافع منار الاسلام ! !

ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما !

ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہو جاتے ہیں - آگ کی ایک چنگاری بڑے بڑے آتشکدوں اور تنوروں کو شعلوں سے بھر دیتی ہے ' ایک بیج صدہا شاخیں ' اور ہزاروں پھل پیدا کر دیتا ہے - باران رحمت الہی کا ایک شاداب دن ' پوری فصل کو سرسبز کر دینے کیلیے کافی ہوتا ہے - موتی کا ایک بڑا دانہ ' پورے ہار کی عزت بڑھا دیتا ہے - ہیرے کا ایک درخشندہ ٹکڑا پورے تاج کے حسن و جمال کیلیے بس کرتا ہے - کیوڑے کا ایک درخت پورے باغ کے معطر ہونے کیلیے ' گلاب کا ایک قیمتی پھول پورے ایوان و منزل کی رونق کیلیے' اور یہ تمثیل سادہ تر' ایک چراغ پورے کمرے کی روشنی کیلیے کافی ہوتا ہے !

یہی حال قوموں اور ملکوں کا بھی ہے - قوموں میں جب زندگی آتی ہے تو ہزاروں افراد کے ذریعہ نہیں ' بلکہ ہمیشہ سرچشمۂ حیات ایک ' یا ایک سے زیادہ چند نفوس قلیلۂ و عدیدہ ہی میں ہوتا ہے - اس عالم کی زندگی قوموں سے ہے ' مگر قوموں کی زندگی صرف اشخاص کے دم سے وابستہ ہے - سر زمین انسانیہ میں جب ایک عمدہ بیج بار آور ہو کر سر اٹھاتا ہے' تو اس سے صدہا شاخیں پھوٹتی ہیں' اور ان میں ہزارہا تر و تازہ پھل لٹکنے لگتے ہیں -

پس باغ کی زمین کی طرح' اس سر زمین کی شادابی کیلیے بھی بہت سی خار دار اور بے ثمر جھاڑیوں اور درختوں کی ضرورت نہیں ہے ' بلکہ صرف ایک ہی درخت کی -

ایک ہی انسان چاہیے ' جو انسان ہو' اور ایک پوری قوم اور ایک پورے ملک کو زندہ کردے - اس عالم کی رونق اقوام کے دم سے ہے ' مگر اقوام کی زندگی صرف اشخاص ہی کے دم سے وابستہ ہے - قومیں مرتی ہیں اور زندہ ہوتی ہیں - لیکن انکی موت و حیات کے یہی معنی ہیں کہ پہلی صورت میں ان نفوس عالیہ سے خالی ہو جاتی ہیں ' جنکے دم سے انکی زندگی وابستہ تھی ' اور دوسری حالت میں انکے اندر ایسے وجود قدسیہ موجود ہوے ہیں' جو اپنی زندگی کے سر چشمے سے پوری قوم کے کشت اقبال کو سرسبز و شاداب کردیتے ہیں -

کیا نہیں دیکھتے کہ کتنے ادمی ہیں' جنکا مرنا قوموں کا مرنا ہوتا ہے' اور کتنے ہیں' جو اپنے ظہور کے اندر ایک پوری قوم اور ملک کی زندگی کو پوشیدہ رکھتے ہیں ؟

کیسں سا پھر کوئی اٹھا نہ بنی عامر میں
فخر ہوتا ہے گھرانے کا سدا ایک ہی شخص !

* * *

یہ قاعدہ طبیعی ہے کہ کوئی زمین خواہ کیسی ہی بنجر نظر آئے ' اور خواہ کتنی ہی اسباب و وسائل کشت کاری اور تربیت و پرورش نمو سے محروم ہو' لیکن اگر اسکی قوت نشو و نما بالکل معدوم نہیں ہوگئی ہے' تو اسکا [illegible] کسی نہ کسی کونے میں کوئی بیج [illegible] ' [illegible] امر کی دلیل سمجھا جاے [illegible] [illegible] نباتاتی کے ظہور کے وسائل خاص [illegible] اور [illegible] و [illegible] سے محروم ہوکر بنجر اور غیر شاداب سی ہوگئی ہے' تاہم اسکی قوت

حیات بعد الممات

از جناب مولوی نواب علی صاحب ایم - اے - پروفیسر بڑودہ کالج

تمہید

میرے ایک دوست، جنہیں سائنس کے ساتھ خاص شغف ہے، ایک دن مجھسے کہنے لگے کہ دنیا میں جسقدر حقائق دریافت ہوے ہیں وہ سائنس ہی کے ذریعہ سے، ورنہ مذہب تو "واللہ اعلم" کے بیجا تحکم سے کسی مشکل مسئلہ کو حل ہونے ہی نہ دیتا، اور انسان کو ہمیشہ جاہل رکھتا - میں نے کہا : مذہب نے جن امور کو دریافت کیا ہے، اپر انصاف کی نظر ڈالنے سے پہلے ذرا معلومات سائنس کی نوعیت پر تو غور کرو! سائنس کی تمام تحقیقات کا ملخص یہ ہے کہ چند قوانین ہیں جنکے با قاعدہ نفاذ سے کائنات کا کارخانہ چل رہا ہے - نسل انسانی کی طفولیت میں ان قوانین کا جزائی علم حاصل ہوا تھا، اب کلیات کی شکل میں مرتب ہو کر سائنس کے نام سے مشہور ہوا ہے - مثلاً انسان نے پہلے یہ دیکھا کہ آفتاب کبھی تو دیر میں نکلکر جلد غروب ہو جاتا ہے اور کبھی جلد نکل کر دیر تک رہتا ہے - چاند کبھی گھٹ جاتا ہے کبھی بڑھ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ - ان روزانہ مشاہدات پر غور کرنے اور اجرام سماویہ کے متعلق اپنی معلومات میں وسعت دینے، اور پھر اُن معلومات کو کلیات کی شکل میں ترتیب دینے سے علم ہیئت مدون ہوا -

یا مثلاً انسان کو پہلے یہ معلوم ہوا کہ لکڑی آگ سے جل اٹھتی ہے، لوہا پانی میں زنگ کہا جاتا ہے - میوہ عرصہ تک رکھ چھوڑنے سے سڑ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ - ان مشاہدات میں جسقدر ترقی ہوتی گئی، اسیقدر اشیاء کے خواص، ترکیب، اور تحصیل کا علم بھی وسیع ہوتا گیا، اور آخر ان معلومات کے با قاعدہ ترتیب سے کمسٹری (علم کیمیا) کی تدوین ہوئی -

یہی حال سائنس کے بقیہ شعبوں کا سمجھو - لیکن با این ہمہ وسعت معلومات، سائنس اب تک اتنا بھی تو نہ سمجھا سکا اور نہ سمجھا سکتا ہے کہ ان قوانین کی اصلیت کیا ہے؟ اور کیوں نافذ ہیں؟ اس دعوے کے ثبوت میں ہم اسپنسر کی مشہور کتاب "اصول اولیہ" سے ایک مثال پیش کرتے ہیں :

" یہ مسلم ہے کہ کشش ثقل کا مسئلہ تحقیقات سائنس کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور علمی دنیا نیوٹن کی مرہون منت ہے، جسنے یہ معرکۃ الآرا مسئلہ دریافت کیا - لیکن تھوڑی دیر کیلیے اس مسئلہ کی تاریخ پر غور کرو - قدیم آریہ قوموں کا یہ عقیدہ تھا کہ آفتاب ایک رتھ ہے، جسپر اُنکا آسمانی دیوتا بیٹھکر سیر کرتا ہے - ابھی اس بحث کو چھوڑ دو کہ یہ عقیدہ فی نفسہ ایسا تھا، بلکہ صرف یہ دیکھو کہ آفتاب کی ظاہری حرکت کی علت سمجھنے کے واسطے اُس زمانے کے فہم کے مطابق قدماء نے کیونکر ایک محرک دیوتا کا وجود تسلیم کیا؟ مدت دراز کے بعد جب کیپلر نے یہ دریافت کیا کہ سیارے آفتاب کے گرد گردش کرتے ہیں، تو اُسکو یہ خیال پیدا ہوا کہ انکی گردش کی کچھ علت ہونی چاہیے - اسلیے اُسنے یہ راے قایم کی کہ ہر ایک جرم سماوی میں ایک پوشیدہ روح ہے، جسکی قوت سے گردش کا ظہور ہوتا ہے - اس طرح ایک مادی مجسم دیوتا کا خیال تو بس ہو گیا، لیکن اسکے عوض نفوس فلکیہ کا عقیدہ قایم ہو گیا - آخر میں جب نیوٹن نے اجرام سماویہ کی حرکت کو ایک ہی ہمہ گیر قانون کے دائرہ میں داخل کر دیا، تو نفوس فلکیہ معطل ہو گئے اور انکی جگہ قانون کشش ثقل نے لے لی - اس طرح قدماء کے محسوس مادی دیوتا، پہلے نا محسوس نفوس کی شکل میں تبدیل ہوے، اور آخر کار ایک عسیر التخیل اور ہمہ گیر قانون کے پیرایہ میں ظاہر ہوے - کچھ شک نہیں کہ اس قانون کے دریافت ہو جانیسے اجرام سماوی ایک با قاعدہ نظام کے تحت میں داخل ہو گئے، جسکو عقل سلیم تسلیم کرتی ہے، لیکن یہ مشکل حل نہوی کہ اس قانون میں نافذ ہونے کی قوت کہاں سے آئی؟ اسی لیے نیوٹن نے کیپلر کے نفوس فلکیہ کے عوض، ایتھر کو قایم کیا، جسکی وساطت سے یہ قانون نافذ ہے -

لیکن پھر بھی یہ مشکل کہ خود ایتھر اس قانون کو کیونکر نافذ کرتا ہے؟ حل نہیں ہوتی!" (اصول اولیہ صفحہ ۱۰۳)

اس مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب نے جس راز کو پہلے ہی دن ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں افشاء کیا تھا، سائنس نے اُسیکو ایک عمر کی کاوش و کاہش کے بعد سمجھایا بھی تو اسطرح کہ :

معلومم شد کہ ہیچ معلوم نشد!

لیکن مذہب کا اعجاز دیکھو کہ دور آخر میں انکی حقیقت ایک امی (روحی فداہ) کی زبان پاک سے کسطرح بیان کی گئی، جبکہ فرمایا کہ :

الشمس و القمر بحسبان	سورج اور چاند حساب سے ہیں اور تارے
والنجم والشجر یسجدان	اور درخت سجدہ کرتے ہیں

شمس و قمر، نجم و شجر، کی کچھ تخصیص نہیں، تمام کائنات کا یہی حال ہے :

وان من شئی الا یسبح بحمدہ	اور کوئی شے ایسی نہیں جو اسکی تسبیح
ولکن لا تفقہون	و تحمید نکرتی ہو، لیکن تم انکی
تسبیحہم	تسبیح کو سمجھتے نہیں -

یہ تسبیح و تحمید کیا ہے؟ انقیاد، یعنی ایک زبردست مقنن کے ہمہ گیر قانون کی پابندی میں سر جھکا دینا - اس انقیاد کا جلوہ ان تمام پوشیدہ قوتوں میں جنکے واسطے سائنس نے اپنی اصطلاحیں مثلاً : میل مرکزی، کشش اتصال، اتحاد کیمیاوی وغیرہ وغیرہ ایجاد کی ہیں، نظر آتا ہے - انقیاد کا رنگ ان تمام قوانین کائنات میں، جنکا علم انسان کو سائنس کے ذریعہ سے ہوتا جاتا ہے، صاف جھلک رہا ہے، مگر تعجب ہے کہ سائنس کے "گروہ معتدین" کو نظر نہیں آتا؟ صدق اللہ العلی العظیم حیث قال :

لا تعمی الابصار ولکن تعمی	آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن دل جو
القلوب التی فی الصدور	سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں -

حقیقت یہ ہے کہ سائنس کی روز افزوں معلومات صرف اسقدر سمجھاتی ہیں کہ کائنات کا کارخانہ کس طرح چل رہا ہے - اسکے سمجھنے کیواسطے آج ایک تھیوری (راے و قیاس) قایم ہوتی ہے کل دوسری، پرسوں

ادبیات

عدل فاروقی کا ایک واقعہ

ایک دن حضرت فاروق نے منبر پہ کہا : * " میں تمہیں حکم جو کچھ دوں تو کروگے منظور؟ "
ایک نے اُٹھہ کے کہا یہ کہ " نہ مانینگے کبھی * کہ ترے عدل میں ہم کو نظر آتا ہے فتور
چادریں مال غنیمت میں جو آب کے آئیں * صحن مسجد میں وہ تقسیم ہوئیں سب کے حضور
ان میں ہر ایک کے حصہ میں فقط ایک آئی * تھا تمہارا بھی وہی حق کہ یہی ہے دستور
اب جو یہ جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس * یہ اُسی لوٹ کی چادر سے بنا ہوگا ضرور
مختصر تھی وہ ردا ' اور ترا قد ہے دراز * ایک چادر میں ترا جسم نہ ہوگا مستور
اپنے حصے سے زیادہ جو لیا تونے ' تو آب * تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور"

⁂

گرچہ وہ حد مناسب سے بڑھا جاتا تھا * سب کے سب مہر بہ لب تھے چہ اناث و چہ ذکور
روکنے کوئی کسیکو ' یہ نہ رکھتا تھا مجال * نشۂ عدل و مساوات سے تھے سب مخمور

⁂

اپنے فرزند سے فاروق معظم نے کہا : * " تم کو ہے حالت اصلی کی حقیقت پہ عبور
تمہیں دیسکتے ہو اسکا مری جانب سے جواب * کہ نہ پکڑے مجھے محشر میں مرا رب غفور"

⁂

بولے یہ ابن عمر سب سے مخاطب ہو کر : * " اس میں کچھہ والد ماجد کا نہیں جرم و قصور
ایک چادر میں جو پورا نہ ہوا اُن کا لباس * کر سکی اسکو گوارا نہ مری طبع غیور
اپنے حصے کی بھی میں نے اُنہیں چادر دیدی * واقعہ کی یہ حقیقت ہے ' کہ جو تھی مستور"

⁂

نکتہ چیں نے یہ کہا اُٹھہ کے کہ ہاں اے فاروق * حکم دے ہم کو ' کہ اب ہم اُسے مانینگے ضرور

(شبلی نعمانی)

غزل

چندے گرہ کشائی خم زلف بودہ ام * تا رفتہ رفتہ کار بہ بند قبا رسید
در کار عشق دیدہ وری شرط بودہ است * ہر کس نظر کشود و تماشا نما رسید
نافش دکان مشک فروشی کشادہ است * ایں مژدہ ام بگوش ز باد صبا رسید
پوچھا رہ دل میان دو قاتل فتادہ است * ناوک کشاد غمزہ و نازار قضا رسید
شوخے کہ از غرور بہ خود هم نمی رسد * عذرش بنہ اگر نتواند بما رسید
قاصد ہزار گونہ سخن ساخت در پیام * بے چارہ گشت چوں بہ سر مدعا رسید

(شبلی نعمانی)

میں ناکامیاب ثابت ہوگا - یہ ممکن ہے کہ جو قومیں اپنے آپکو عملی صورت میں اسلام کی دشمن ثابت کر رہی ہیں اور جنکا دلی مدعا یہ ہے کہ اسلامی سلطنتوں اور حکومتوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر اسلام کو اسقدر ضعیف اور کمزور کردیا جاے ' کہ پھر اوس میں ابھرنے کی قابلیت نہ رہے ' جب ان قوموں کو اس بات کا علم ہوگا کہ کعبہ و مدینہ کی حفاظت کیواسطے ایک ایسی زبردست انجمن ہے جسکے ممبر حرمین شریفین کی حفاظت میں اپنی جان و مال فدا کرنے پر تیار ہیں اور یہ علم ان قوموں کو ضرور ہوگا ' تو اول تو وہ قومیں اس انجمن کے درہم برہم کرنے کے لیے ہر طرح کے جائز و ناجائز ذریعے عمل میں لائینگی - اگر اونکو اس مقصد میں کامیابی ہوگئی تو انکے مدعا کے حاصل کرنیکا راستہ صاف ہو جائیگا - اور اگر اونکو ناکامیابی ہوئی تو ممکن ہے کہ بخیال مصلحت ' کعبہ و مدینہ سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں ' اور تمام دیگر اسلامی ممالک کو فتح کرکے مسلمانوں کو ذلیل و خوار کر دیں ' اور اونکو اپنی غلامی میں داخل کرکے طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں اور اونکو تمام حقوق مذہبی و ملکی سے محروم کردیں ' اور صرف کعبہ و مدینہ کو مسلمانوں کے ہاتھہ میں رہنے دیں -

لہذا محض کعبہ و مدینہ کی حفاظت کا مذہبی پہلو ہمکو ذلت و پستی سے نکالکر عزت و بلندی پر نہیں پہنچا سکتا - میرا مدعا یہ نہیں ہے کہ حفاظت کعبہ و مدینہ کا مدعا ترک کرکے کوئی دوسرا مدعا پیش نظر رکھا جاے - ہرگز نہیں - ہرگز نہیں - یہ مدعا ضرور پیش نظر رہے - نہ صرف حفاظت کعبہ و مدینہ ہی ' بلکہ حفاظت کعبہ و مدینہ و بیت المقدس و کربلاے معلی و دیگر مقدس مقامات اسلامی بھی ہماری انجمن کا مدعا ہونا چاہیے - کیونکہ معاملۂ بیت المقدس عنقریب چھڑنے والا ہے ' جسکی حفاظت کیواسطے صلیبی لڑائیوں میں لاکھوں مسلمان شہید ہوچکے ہیں ' اور بیحد و حساب مال و متاع تصدق کرچکے ہیں اور جس مقدس مقام کے حاصل کرنے کیواسطے یورپ ہر طرح کوشش کر رہا ہے - علاوہ ازیں مجلس خدام کعبہ کے مقاصد میں یہ امر بھی داخل کیا جاے کہ اوسکے ہر ممبر پر پابندی احکام دین اسلام لازمی ہوگی ؛ یعنی کلمہ کا قائل اور صوم و صلواۃ کا پابند ہوگا ' اور بصورت توفیق ذکوۃ دیگا اور حج کریگا - مجلس کے ممبروں اور کل مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد قائم رکھنے اور پھیلانیکی ہمیشہ کوشش کریگا - بغض و حسد و کینہ - غیبت و عناد و دروغ گوئی - منافقت وغیرہ کی برائیوں کو ترک کرکے کسی مسلمان کو کسی قسم کے نقصان پہنچانیکی صراحتاً یا کنایۃ ہرگز کوشش نہ کریگا ' اور مظلوم مسلمان کی اور اسلام کی جان و مال سے حمایت اور امداد کریگا - پھر یہ عبارت بھی اگر مناسب تصور کیا جاے تو حلف میں داخل کر دیجائے - ہماری غرض اسوقت یہ نہ ہونی چاہیے کہ ممبران مجلس کی تعداد فوراً ایک کثیر تعداد ہوجاے ' بلکہ ہمکو اس قسم کا معیار قائم کرنا چاہیے کہ جو مسلمان اوسپر عہد کرکے ممبر ہو ' اوس کی زندگی قرون اولی کے مسلمانوں کی زندگی کی طرح ہوجاے ' اور اسلام کا عمدہ سے عمدہ نمونہ بن جاے - اور اس قسم کا ممبر بدرجہا بہتر ہے ان ہزار ممبروں سے ' جو احکام دین اسلام کے پابند نہیں ہیں ' اور وہ اکیلا اسلام کے ایک سو دشمنوں پر بھاری ہوسکیگا - اور نیز ہر مسلمان سے انجمن کے ممبر ہونیکی درخواست کیجاے - اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہمکو اس کا علم ہوجائیگا کہ دنیا میں اسلام پر فی الحقیقت اپنی جان و مال فدا کرنے والے کسقدر مسلمان ہیں اور کسقدر براے نام مسلمان ہیں میرے خیال میں انجمن کے مقاصد اسقدر عمدہ ہیں کہ کوئی مسلمان بھی اوس کے ممبر ہونے اور حلف لینے سے انکار نہیں کریگا اور اگر کوئی بد قسمت مسلمان اس قسم کے عہد سے انکار کرے یا تامل کرے تو سمجھہ لینا چاہیے کہ فی الحقیقت اوس کے مذہبی اعتقاد میں ضعف و کمزوری ہے - اور ایسی حالت میں ہمکو چاہیے کہ اوس سے ہر قسم کا رابطہ و اتحاد قائم نہ رکھیں - اسکی کسی قسم کی رسم و تقریب میں شریک نہوں - اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور اسکو اسلام کا ' انجمن کا ' اور اپنا دشمن تصور کریں ' اور اسقدر ہوشیار رہیں جسقدر کہ ایک دشمن سے رہنا چاہیے -

الہلال

جزاکم اللہ تعالی کہہ نہیں سکتا کہ جناب کی تحریر پڑھکر کس قدر طبیعت مسرور ہوئی - جناب نے آغاز تحریر میں لکھا ہے کہ ایک ایسی انجمن کے قیام کا خیال آپکو بھی تھا ' اور اب دوسری طرف سے بھی اسکی صدا سنکر نہایت مسرت ہوئی کہ اس خیال نے اوردلوں میں بھی اپنا گھر کرلیا ہے - آپکی تحریر پڑھکر بعینہ یہی حال اس فقیر کا بھی ہوا - یہی خیالات ہیں جنکو کسی قدر زیادہ اضافہ و توسیع کے ساتھہ پیش نظر رکھتا ہوں ' اور اسی لیے محض کسی انجمن کے قیام اور ایک بہت بڑے فنڈ کے مہیا ہو جانے کو اصل کار نہیں سمجھتا ' گو اجزاء ضروریۂ کار ' و منازل ابتدہ و وسائل تقویت و اعانہ ضرور ہیں - ہم مسلمان ہیں ' اور دنیا میں صرف کعبے ہی کی حفاظت کیلیے نہیں ہیں ' بلکہ کعبے کے ساتھہ ہوکر تمام دنیا کی حفاظت کرنے والے ہیں - یہ بد بختی ہے کہ ایسا نہیں ہے - تاہم ہم کو اپنا نصب العین ہمیشہ بلند اور وہی رکھنا چاہیے ' جو ہمارے خدا نے ہم کو بتلا دیا ہے -

جس وقت تک مسلمان اس آیۃ کریمہ کے مطابق اپنا حال و قال نہ بنائیں گے ' اس وقت تک کوئی انجمن ' کوئی اسکیم ' کوئی بڑی سے بڑی روپے کی تعداد انکو خاک مذلت سے نہیں اٹھا سکتی : الذین ان مکناھم فی الارض ' اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر -

ذرا توقف کیجیے - ہمیشہ کام ترتیب طبیعی سے انجام پذیر ہوتا ہے - الہلال اسی پر عامل ہے - میں بہت جلد یکے بعد دیگرے ان تمام امور کو بالتفصیل و تشریح عرض کرنے والا ہوں - معدے کی طرح دماغ بھی ایک وقت میں غذا کی ایک ہی مقدار ہضم کرسکتا ہے -

جمعیۃ خدام کعبہ

(از جناب مشیر حسین صاحب قدوائی - بیرسٹر ایٹ لا)

جمعیۃ خدام کعبہ کی اسکیم کا خاکہ جو الہلال میں شایع ہوا ' اوسپہ اکثر حضرات نے مجھے تحریریں روانہ کیں اور اونمیں کی سب نہایت توقع افزا ہیں - بہت سی جواب طلب ہیں - میں بذریعہ اس اخبار کے سب حضرات کو اطلاع دیتاہوں کہ ابھی دستور العمل زیر غور ہے - جب دستور العمل کا خاکہ حسب صلاح جناب شوکت علی صاحب اور دیگر حضرات طے ہو جائیگا تو پبلک کے پیشکش ہوگا - اور اوسپر رائیں لیکر یہ عالمگیر جمعیت قایم ہوگی -

قيصري - اسيطرح انسان كي معلومات ترقي كرتي جاتي هيں' ليكن يه تمام انكشافات ان معلومات كے سامنے' جنكو خاص مذهب نے سمجهايا' محض سطحي معلوم هوتے هيں - وه معلومات كيا هيں ؟ وه يه هيں كه يه كارخانه عبث نهيں هے اور اسليے هم بهي جو اس كارخانے كے ايك جزء هيں' نه عبث پيدا هوے نه عبث مرتے هيں :

ما خلقنا السموات	همنے آسمان اور زمين اور جو كچهه
و الارض و ما بينهما	ان دونوں كے بيچ ميں هے' نهيں
الا بالحق	پيدا كيے' مگر حق كے ساتهه' اور ايك
و اجل مسمي	ٹهري هوئي مدت تك -
افحسبتم انما	كيا تمنے يه سمجها هے كه همنے تمكو
خلقناكم عبثا	عبث پيدا كيا اور يه كه تم همارے
و انكم الينا لاترجعون	طرف لوٹ كر نه آؤ گے ؟

كچهه شك نهيں كه حيات بعد الممات كا مسئله انسان كے واسطے ايك مهتمم بالشان امر هے - كيونكه اس تحقيق كے درپے هونا كه كائنات كا كارخانه كسطرح چل رها هے' صرف موجوده زندگي تك هي مفيد هو سكتا هے - ليكن يه معلوم كرنا كه يه كارخانه كيوں چل رها هے اور همكو كيا كرنا هے' حقيقتاً ايسا هے جسپر هماري زندگي اور موت كا انحصار هے اور يهي مذهب كا اصلي كارنامه هے -

اس تقرير كا يه منشاء نهيں هے كه سائنس كي معلومات جو درحقيقت دافع اوهام هيں اور سچے مذهب كي موئد' حقير اور عبث هيں' بلكه مقصود يه هے كه جن مدعيوں نے اپنے محدود علم كے زعم و غرور باطل ميں يه سمجهه ركها هے كه :

زعم الناس كفروا' ان	كافروں كا گمان هے كه مرنے كے بعد پهر
لن يبعثوا' قل بلي	زنده نهونگے' كهدے كيوں نهيں؟ قسم هے
و ربي لتبعثن ثم	ميرے رب كي كه تم ضرور زنده كيے جاؤ گے
لتنبئن بما عملتم	پهر تمكو تمهارے اعمال جتلا ئے جائيں گے
و ذالك على الله يسير	اور ايسا كرنا الله پر آسان هے -

وه ايسي غلطي پر متنبه هو جائيں' كيونكه ارتقاء گذشته پر ايمان لانا' مگر ارتقاء آينده' يعني معاد سے منكر هو جانا' تعليمات سائنس كي تكذيب كرنا هے (۱) جسكي وجه اسكے سوا اور كوئي نهيں جسكو شيخ عطار نے شتر مرغ كي لطيف تمثيل ميں بيان كيا هے - نفس كي حيله جوئي كے متعلق شيخ موصوف فرماتے هيں :

چوں شتر مرغے بداں ايں نفس را
نے كشد بار و نه پرد بر هوا
گر به پر گويش' گويد اشترم
ور نهي بارش' بگويد طائرم

يهي حال سائنس كے گروه معتقدين كا هے - طبائع جب يه رنگ اختيار كر ليتي هيں' تو قبول حق سے بهرحال دور هو جاتي هيں : نعوذ بالله من شرور انفسنا' و من سيأت اعمالنا !

(۱) يه بحث آينده آئيگي - (مد)

انجمن خدام كعبه

(از جناب مراسله نگار بهپال)

حضرت مولانا - السلام عليكم - آپكے اخبار الهلال مورخه ٢٣ - اپريل سنه ١٩١٣ ميں مسٹر مشير حسين قدوائي بيرسٹر ات لا كي تجويز مجلس خدام كعبه كو ميں نے بغور و بخوشي پڑها - اس قسم كي ايك مجلس قائم كرنيكا خيال مجهكو اور نيز ميرے ديگر هم خيال احباب كو كئي ماه سے تها - اور اوسكے قواعد و مقاصد پر غور كيا جا رها تها - الحمد لله كه يه خيال همين پر محدود نه تها بلكه يه خيال دوسرے مسلمانوں كو بهي پيدا هوا - اور يه ايك نيك فال هے اور بلاشك اسكو ايك تائيد غيبي سمجهنا چاهيے - اس كام ميں خداوند تعالى همكو ضرور كاميابي عطا فرمائيگا - جب خداوند تعالى كو يه منظور هوتا هے كه كسي قوم كے زمانه ذلت كا خاتمه هو' اور وه بيدار هوكر دنيا ميں عروج حاصل كرے' تو اوس كے افراد ميں بهبودي كے خيالات خود بخود پيدا كر ديتا هے' اور شاندار مستقبل' اور قابل حصول مدعا كي مجسم صورت اوس قوم كے سامنے كهڑي هوجاتي هے - نيز اوس سے ياس اور نا اميدي كے جراثيم مهلكه كو دور كركے' اراده اور استقلال اور سعي كي زندگي اوس ميں پيدا كر ديتا هے - تاريخ و تجربه و مشاهده صاف طور پر هميں يه بتاتا هے كه جس قوم ميں پست همتي و ياس اور نا اميدي كي گمراهياں پيدا هو جاتي هيں' وه قوم خواه كتني هي ترقي يافته هو' معزول هو كر نيست و نابود هو جاتي هے' يا ذلت و گمنامي ميں زندگي بسر كرتي هے - مگر جس قوم ميں اولعزمي اور حصول مدعا ميں مشكلات كا مقابله كرنے اور سر كرنيكي خوبياں پيدا هو جاتي هيں' وه ضرور ترقي اور عروج كے آسمان پر مثل آفتاب كے چمك كر رهتي هيں - تاريخ ترقي اقوام اس امر كي بهي شاهد هے كه قوموں كي ترقي ميں اون كے مذهبي پهلو نے هميشه بڑا حصه ليا هے - جس قوم ميں مذهبي پابندي كے ساتهه اراده' اولعزمي' اور استقلال شامل رها هے' وه ضرور ترقي و عروج پا كر رهي هے - لهذا هر قوم كي ترقي و عروج كے راز ميں اوس كا مذهب هميشه ايك جزو اعظم هوتا هے - مذهب هي ايك ايسي شے هے جو كسي قوم كے مختلف الخيال و مختلف المزاج افراد كو هم خيال بنا سكتا هے' اور جبتك كه كوئي قوم هم خيال نه هو جائے' اوسوقت تك اوسكي ترقي محال هے -

مسٹر مشير حسين كي تجويز مجلس خدام كعبه بيشك ايك قابل قدر و قابل ستائش تجويز هے' مگر اس تجويز ميں مذهبي پهلو ايك گونه شامل نهيں هے - اس كے جواب ميں يه كها جا سكتا هے كه حفاظت كعبه و مدينه خود ايك مذهبي مدعا هے اور انجمن كے ممبروں كو هم خيال بنانيكے واسطے يهي مدعا كافي هے - ليكن اگر اس مسئله پر جوش والي وقت دهومي كو علحده كركے ٹهنڈے دماغ كے ساتهه غور و فكر كيا جائے' تو معلوم هو جائيگا كه محض حفاظت كعبه و مدينه كا خيال و مدعا همكو ذلت سے نكالكر عروج پر پهونچانے

الاتحـــاد الاســـلامي

از خامۂ حضرت کانب قدیر. جلال نوري بک

اتحاد اسلامي ' خلافت ' اور مسئلۂ مصریہ کی بابت میرے خیالات' میرے ان اقوال سے معلوم ہوچکے ہیں جو اخبار اللواء نقل یا اقتباس کیا کرتا تھا ' مگر آج پھر یہ مضمون اسلیے لکھرہا ہوں کہ مجملاً ان خیالات دیرینہ کو اپنے مصري اور ترکي بھائیوں کے سامنے پیش کروں ' کیونکہ ان خیالات کو شاہي رعایا کے رشتۂ الفت کے استحکام اور بقیہ قواء سیاسیۂ اسلامیہ کے ثبات کے لیے سودمند سمجھتا ہوں -

یورپ صرف انہي لوگوں کو پسند کرتا ہے ' جنکا نشو و نما مغربي اصول یعني وطنیت و جنسیت کی تقدیس پر ہوا ہو - لیکن عربوں ' ترکوں ' مصریوں ' ہندوستانیوں ' افریقیوں ' غرض اسلامي قوموں میں سے کہیں بھی اختلاف جنسیت کا اثر نہیں - کیونکہ اسلامی تعلیم میں نہ جنسیت کي بنیاد ہے اور نہ اسکا اثر - اسلام نے تو یہ کہا ہے کہ تمام مسلمان ایک قوم ہیں - اگر بعض احمدي سلطنتوں کے مسلمان خلیفۃ المسلمین کي تقدیس اور اقرار بیعت کے باوجود اپنے آپ کو ایک جداگانہ قوم سمجھنا چاہتے ہیں ' تو یہ انکي سخت غلطي ہے جسکي وجہ اسکے سوا اور کچھہ نہیں کہ وہ تعلیم اسلامي کی روح سے نا واقف ہیں -

اسلام (جیسا کہ ریان کہتا ہے) " ایک ولولہ انگیز و محیر العقول طاقت ہے ' جو لغت ' جنسیت ' وطنیت ' طبیعت ' اور مزاج کے اختلاف کے با وجود ' اپنے حلقہ بگوشوں کو ایک کر دیتي ہے - "

بنابریں میں کہتا ہوں کہ یورپ کا مذہب استعمار جہاں تک ہوسکے دنیا میں پھیلے اور عام ہو ' اور دول یورپ ایشیاء ' امریقہ ' اور ارقیانوس کے ممالک میں سے جسقدر چاہیں فتح کرلیں - پر یہ تمام فتح و استعمار مسلمانوں کے رشتۂ اخوت و الفت کو منقطع نہیں کرسکتا - بلکہ اسکے برعکس ان سلطنتوں کا ظلم و ستم جسقدر زیادہ ' اور تعدي و توہین جسقدر گراں ہوگي ' اسیقدر عالم اسلامي کي بیداري اور احساس ' دونوں زیادہ ہونگے - پولینڈ نے ' جسکو جماعتوں کے باہمي اختلافات و منازعات نے اسدرجہ پارہ پارہ اور پامال کردیا تھا کہ وہ اپنا اتحاد قومي اور جذبۂ وطني تک بھولگیا تھا ' اسیوقت اپنا گم کردہ احساس دوبارہ پیدا کیا ' اور رشتۂ ملي و وطني کي حقیقت اور قدر و قیمت سمجھي ' جب روس ' آسٹریا ' اور پروشیا نے اسکو باہم تقسیم کرلیا - اسوقت تمام پولینڈ مدافعت کے لیے اُٹھہ کھڑا ہوا اور ہوا ' جو کچھہ کہ ہونا تھا -

پس انگریزوں کا مصر میں احتلال ' فرانس کا تونس اور الجزائر پر قبضہ اور مراکش کو نگلجانا (گو حلق میں پھنسگیا ہے) اطالیا کا دولت عثمانیہ کے مقابلے میں اعلان جنگ ' طرابلس اور بنغازي کو بزور اسلحہ زیر کرنے کے لیے ' وغیرہ وغیرہ ' وہ مصائب ہیں ' جنہوں نے عالم اسلامي کو بیدار کردیا ہے - حتی کہ مراکش کے قبائل ' جو ہمیشہ تاخت و تاراج میں مصروف رہتے تھے ' جنکے دلوں میں اپنے ہمسایوں کو زک دینے یا نقصان کي فکر ہمیشہ پوشیدہ رہتي تھي ' جو ان امور کے علاوہ کسي اور امر پر غور کرنا جانتے ہي نہ تھے ' اب ترقي کے شائق ہیں اور ملي و قومي رابطہ اتحاد کو مستحکم کرنے کي کوشش کررہے ہیں -

بیشک نصارا میں رومي ' قبطي ' فرانسیسي ' ارمني ' انگریز وغیرہ وغیرہ ' مختلف جداگانہ قومیں ہم کو ملینگی ' مگر اسلام میں اس جنسي تقسیم کا اثر نہیں - ایک رومي ایک فرانسیسي کو اجنبي سمجھتا ہے تو سمجھے ' مگر ایک ہندوستاني مسلمان ایک امریقي مسلمان کو اپنا بھائي سمجھتا ہے - یاد رکھنا چاہیے کہ پیرس یا مارسیلز کا باشندہ جس نظر سے لیوان یا نانس کے باشندے کو دیکھتا ہے ' اسي نظر سے ایک ترکي مسلم ایک قوقازي یا جاوي مسلم کو دیکھتا ہے ' بلکہ اس سے زیادہ محبت آمیز و اخوت آگیں نظر سے -

اسلام تمام اعتبارات سے برتر ہے - اسلام اقوام عالم میں ایک عالمگیر برادري یا اخوت ہے - بلاد اسلامیہ میں نصراني سلطنتوں کے مکائد و دسائس خواہ کتنے ہي پھیلیں ' اور انکے اصول و مصنوعات کتنے ہي رائج ہوں ' مگر یقیناً یہ چیزیں اس رشتے کو نہ توڑ سکینگي -

جلالتمآب سلطان المعظم کا مرتبہ بحیثیت خلیفۃ المسلمین کے انکے اس مرتبہ سے صدہا درجہ زیادہ ارفع و اعلی ہے ' جو ان کو بحیثیت شاہنشاہ دولت عثمانیہ ہونے کے حاصل ہے - مقدم الذکر صورت میں وہ تمام عالم اسلامي کے بادشاہ ہیں - یہ ایک ایسی طاقت ہے ' جسکا ہر شخص اعتراف و احترام کرتا ہے - اس طاقت کا فرض ہے کہ آجکل ظاہر ہو اور ایسے عملي نظام و تنسیق کے ساتھہ ' جو اسکے مناسب ہو ' تا کہ اگر یورپ اپنے مادي مصالح کا پاس کرنا چاہے تو اس کا فرض ہو کہ دولت عثمانیہ کی مخالفت سے اجتناب کرے - میں پوري جرأت سے کہتا ہوں کہ آیندہ خلافت اسلامیہ کی حفاظت کا کوئي طریقہ اس سے بہتر نہیں ملسکتا -

یورپ کا خیال ہے کہ مشرق میں عموماً اور عالم اسلامي میں خصوصاً ' ایسا عام کوئي اثر نہیں ' مگر یہ اسکي غلطي ہے - بیشک یہ صحیح ہے کہ سیاسي جماعتوں کے اختلافات یہاں اسقدر عظیم الشان نہیں ہوتے ' جتنے کہ اور جگہ ہوتے ہیں - مگر جب کہ مذہبي اختلاف ہو اور بحث و نزاع میں مذہب کي عزت کا سوال پیدا ہو جاے تو امریقہ کا حبشي بھي (جو تمدن میں کمترین درجہ سمجھا جاتا ہے) اپنے مذہب عزیز کي مدافعت میں آواز بلند کرنے لگتا ہے -

دولت عثمانیہ اتحاد اسلامي کا محکم ترین ستون ہے اور اسکا فرض ہے کہ اس سے جائز طور پر مستفید ہو - وہ عالم اسلامي سے خود دولت عثمانیہ کو شوکت و قوت حاصل ہوتي ہے -

مصر جو اپنے آپ کو آزاد کرنے ' اپني سرسبزي سے متمتع ہونے ' اور اپني گذشتہ عظمت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے کوشش کررہا ہے ' دولت عثمانیہ کا ایک جزو غیر منفصل ہے - اسکو ہم دولت عثمانیہ کے لیے منجملہ اسباب ترقي و رفعت شان کے سمجھتے ہیں -

افسوس ہے کہ بعض نوجوان ' جنہوں نے واقعي اپني عزت کو محسوس کیا ہے ' ان خیالات سے ناواقف ہیں ' جو انکے متعلق یورپ کے حلقوں میں دائر و سائر ہیں - یورپ چاہتا ہے کہ اپنے تمدن کي بوقلموني سے انکو اپنے آپ میں جذب کرلے اور حقیقت سے اندھا

کام اہم ہے - اللہ توفیق دے اور حمایت کرے - کامیابی یقینی ہے لیکن اصول اور ضوابط کو مکمل کرلینا ضروری ہے کہ بایاں مضبوط ہو - اور وسعت کی اعتبار سے لنگر کی برداشت کی قوت ہو -

جناب مولانا ابو الکلام کے مرکوز خاطر کوئی اہم تحریک ہے - جسکی تمہید بلکہ ابتدائی کام بھی بذریعہ الہلال پبلک کے سامنے پیش ہے - اوس اسکیم سے بھی فایدہ اوٹھایا جاویگا - جو راہیں آرہی ہیں اور امید ہے کہ بعد کو آئیں' اونسے بھی ہم سب لوگ مستفید ہونگے - اور انشا اللہ یہ زبردست جمعیت قائم ہو جاویگی -

ہر ہر گاؤں اور ہر ہر قصبہ میں ایک شاخ ہونا چاہیے - سب سے بڑی غرض جمعیت کے قائم کرنے سے یہ ہے کہ ہر مسلمان کو اسلامی خدمت میں حصہ لینے کا ولولہ ہو اور موقع ملے - ایک روپیہ سال خدام کعبہ کا چندہ ہوگا - لیکن کوئی صورت ایسی بھی رکھی جائیگی جس سے وہ علم بر داران توحید اور جاں نثاران بیت اللہ جو عسرت و فلاکت دنیاوی کے بوریہ پر جلوہ افروز ہیں' محروم نہ رہسکیں' اور ثواب حاصل کرنے کا موقع اونکو بھی حاصل رہے - اکثر حضرات نے دریافت کیا ہے کہ کیا پین اسلامک انجمن کوئی اور ہوگی - یہ اور؟

میری حقیر راے یہ ہے کہ خدام کعبہ کے مقاصد کو محدود رکھنا چاہیے - اور اسی سے ابتدا کرکے پھر انتہا پین اسلامک انجمن تک پہونچا دینا چاہیے - جس سے تمام مسلمان اور اونکی انجمنیں ایک دوسرے سے ہم رشتہ اور ایک دوسرے کے احوال سے با خبر ہوجاویں' اور اعدا کے مقابلے کے لیے بہ یک وقت سینہ سپر رہیں - یہ ابتدائی کام جمعیت خدام کعبہ کا درپیش ہے - یہ جمعیت ولولہ افگن ہوگی - لوگوں کو نظم و نسق کا عادی کریگی - ہر ہر گھر میں اسلامی خدمت کا چرچہ پیدا کریگی - اور انشاء اللہ العزیز دشمنوں کے دلوں میں وحشت اور اونکے خیالات میں زلزلہ پیدا کردیگی -

وہ جزو جسکی مسلمانوں میں کمی ہوتی جاتی ہے' یعنی اسلامی روح' پھر عود کرآئیگی -

اسطرف اسلامی اخبارات نے بڑا کام کیا ہے - توقع ہے کہ اب عملی کام کے کرنے میں بھی وہ حصہ لینگے - ہر اخبار سے توقع ہے کہ وہ نادر اس جمعیت پر اظہار آراء کرینگے - اور جمعیت خدام کعبہ کا پیغام ہر ہر قریہ میں پہنچا دینگے -

اگر دنیاے اسلام اب بھی ایک رشتہ میں منسلک ہو جاے - اگر اب بھی مسلمانان عالم اپنے حال سے باخبر اور اعدا کے ارادوں سے واقف ہو جاویں' تو کیا تعجب ہے کہ مسلمانوں کی ترقی و عروج کا دریا پھر اوسی طرح تموج پر آجاے - جسطرح آجکل عیسائیوں کا ہے -

دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد

اگر ہم غافل رہے تو نہ صرف ہم مسلمانوں کا بلکہ ایشیاء کا خاتمہ ہے - اور سب ایشیائی اقوام اور مذاہب مغلوب ہوکر رہینگے -

جاپان میں مصالح ملکی سے جو عیسائیت کا ولولہ پیدا کیا ڈالا ہے وہ بہت ہی اندیشہ ناک آثاروں میں سے ہے -

مسلمان اگر اپنی حالت درست نہ کرینگے تو سب سے اہم الزام اونپر یہ ہوگا کہ دنیا کو ضلالت کی طرف پہنچنے میں اونہوں نے حصہ لیا - تعلیم وحدانیت سے لوگوں کو متنفر کیا -

مسلمان ہرگز اپنی حالت نہیں درست کرسکتے جبتک وہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر سب کے سب مجتمع نہ ہو جاویں - جب تک اونکا رخ ایک خدا کی طرف اور ایک قبلہ کی طرف نہ پھر جاے -

جمعیت خدام کعبہ کا مقصد یہی ہے - اور یہی اولین مقصد ہے - اسی مقصد پر کام شروع ہونا چاہیے - جمعیت کی تکمیل میں ابھی پانچ چھہ ماہ کا عرصہ لگیگا مگر ہیولی تیار ہو رہا ہے - ترتیب میں ہر شخص کی راے سے فایدہ اوٹھایا جاویگا -

میرا شاید یہ لکھدینا مناسب ہوگا کہ مجھے ایک ایسے الو العزم شخص کا انتظار ہے جو بسم اللہ کہکر' علائق سے علحدہ ہوکر' کمر ہمت چست باندہ کر آگے ہو - میں اوسکے پیچھے چلنے کے لیے دامن سنبھالے بیٹھا ہوں - کوئی عالم با عمل یا رند بلاکش آگے ہو پھر اسکا میں ذمہ دار ہوں کہ اوسکا ایک مقتدی تو ایسا ضرور ہوگا جو دنیا و ما فیہا سے بیخبر ہوکر دامے' درمے' سخنے' قدمے بلکہ دل و جان سے خدمت کے لیے مستعد ہوگا - اس کام کے متعلق ابھی میری حالت حافظ (رح) کے اس شعر کے مصداق نہیں ہوئی ہے -

آسماں بار امانت نتوانست کشید

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

بیشک میں ایک فینٹیک (Fanatic) (دیوانہ) مسلمان ہوں - مگر ابھی قرعہ فال میرے نام پر نہیں گرا - نہ ابھی کسی آسمان سکوہ پر اس کا تجربہ ہوا کہ وہ اوٹھا سکیگا یا نہیں - خود میری شناخت میں دو چار گراں پایہ حضرات ایسے ہیں جو اسکا بار اوٹھانے کی طاقت رکھتے ہیں - اللہ اونکو حوصلہ دے - استقلال دے - قوت دے - اور اوسی کے ساتھہ تھوڑی سی چاشنی جنون یا یورپ کی زبان میں فینا ٹیسزم (Fanaticism) کی بھی عطا کرے - اسلیے کہ :-

ناز پروردہ تنعم نہ برد راہ بہ دوست

عاشقی شیوۂ رنداں بلاکش باشد

ہاں اس کام میں پیش راہ ہونے کے لیے کسی امیر کو نہیں چاہتے - کسی والی ملک کو نہیں چاہتے - کسی قارون کو نہیں چاہتے -

ہماری حالت خراب ہے - ہم پر بلاؤں کا نزول ہے - ہمارا جہاز گرداب میں پڑا ہے - الغرض :

اندھیرا ہے - تلاطم ہے - ہواے تند ہے - لیکن -

ہمیں ڈر اے محمد کیا - ہمارے نا خدا تم ہو -

اوس حجاز کا قریشی چرواہا اب بھی ہماری گلہ بانی کو کافی ہے - محمد (صلعم) عربی کے نقش قدم واضح ہیں' اور ہم کو منزل مقصود تک پہونچانے کے لیے دلیل راہ ہوسکتے ہیں - ہمارے لیے قرآن کریم کی ہدایت کافی اور بالکل کافی ہے - ہمارے جہاز کا اگر ناخدا کوئی بھی نہ ہو' تب بھی ہم کو یہ دعوی ہوگا :

ما خدا داریم مارا ناخدا درکار نیست

ہم کوئی سرغنا نہیں چاہتے - رہنما نہیں چاہتے - ہم صرف ایک خادم الخدام چاہتے ہیں -

کوئی خدا کا بندہ مل ہی کو رہیگا - یہ خدا کا کام ہے - اور خدا کا کام بند نہیں رہتا - وہ اپنا کام جوان اور بڈھے سب ہی سے لے سکتا ہے -

اگر کسی صاحب کے ذہن میں کچھہ خاص نام ایسے ہوں جو ان کاموں کے لیے مناسب معلوم ہوں اونسے بھی مطلع کریں - کتنے گراں بہا موتی ہیں جو صدف کے اندر ہی رہجاتے ہیں - میں چاہتا ہوں کہ یوں نہ ہو تو اکس ریز (Xrays) سے کام لیکر ہر ہر صدف میں در بے بہا کی تلاش ہو - کوئی نہ کوئی گوہر ایسا مل ہی جائیگا جو سپر خاقان ہفت اقلیم کو بھی بار ہو -

سے محروم کرتا ہے - پس اب ہم کو سفر کے لیے تیار ہو جانا چاہیے که وقت قریب ہے " -

شکري پاشا اسکي طرف مڑتے ہیں - اسکے اعتناء و التفات کا شکریه ادا کرتے ہیں -

دده اغاج ... انک هل چل ... ٹرین روانگي کے لیے تیار - فوجیں سلامي کے لیے مستعد ' شکري پاشا مع رفقا کے ٹرین کي طرف روانه ہوتے ہیں - فوج سلامی دیتي ہے - شکري پاشا ٹرین میں بیٹھتے ہیں - کھڑکي سے گردن نکالتے ہیں ' شہر پر پر حسرت نگاہیں پڑتي ہیں جو کہتی ہیں :

" ادرنه ! آه اے عزیز ادرنه ! تو مجھے ماں کي طرح محبوب و محترم اور بیوي کي طرح عزیز و پر ناموس تھا - میں نے قسم کھالي تھي که جب تک دم میں دم ہے' تیرے لیے مدافعت کرونگا - شب و روز مسلسل جاگا ' استحکامات و خطوط کی نگراني کي ' خائنوں نے تسلیم کرنا چاہا تھا مگر میں نے کہدیا که اگر تو دشمنوں کے حوالے کیا گیا تو میں انکے پامال کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ سے تجھے تودۂ خاکستر بنادونگا - آخر وقت تک لڑا ' پر افسوس که تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں - تو بالآخر ان ہاتھوں میں چلا گیا ' جن سے بچانے کے لیے ہزاروں مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کي تھیں ؟

میں نے اپني قسم کی تمام باتیں پوري کردیں - البته میں خود زنده ہوں - مگر اپنے لیے نہیں ' ورنه میري تلوار میرا فیصله کر چکي ہوتي' بلکه اپنے وطن عزیز اور امۃ محبوب کے لیے ' کیونکه وه دشمنوں سے گھري ہوئی ہے - اسکی مصیبتوں کا ابھي خاتمه نہیں ہوا ہے - اسے ابھی جنگ کی آگ میں سلگنا ہے - ممکن ہے که میں اسوقت کام آ سکوں - یه سچ ہے که تو ساقط ہوگیا ' اور میں زنده ہوں - لذائذ حیات کے لیے نہیں' بلکه اس جسم کے لیے' جسکا تو ایک ٹکڑا ہے - اس تاج کے لیے ' جسکا تو ایک گوہر ہے' اور اس قوم کے لیے' جسکے ابطال کی تو آرام گاه ہے !

فالوداع الوداع الوداع ! یا ادرنه ! الوداع الوداع یا محبوبي و یا مطلوبي ! ! السلام علیک و علی من فیک من الابطال الامجاد ! ! !

....

....

حول سقـــوط ادرنــه

مقتبس از لنڈن ٹائمس و مانچسٹر گارجین

نامه نگار جنگ ادرنه سے لکھتا ہے .

قلعه سے نہایت سخت تکلیف کے ساتھه میں ادرنه پہنچا - سب سے پہلا کام میں نے یه کیا که شہر کے حالات دریافت کرنے کے لیے اپنے چند دوستوں کے پاس گیا جو شہر میں موجود تھے - اہل ادرنه آغاز جنگ میں تو گھبراے' مگر بعد کو عادي ہو چلے تھے - غذا کي ذرا بھي تکلیف نہیں ہوئي - سرکاري گودام کے دروازے انکے لیے التواء جنگ کے آخر تک کھلے رہے تھے -

چونکه غذا کی طرف سے اطمینان ہوگیا تھا' اسلیے لوگوں کي ٹولیاں جمع ہوتے اور جنگ کے متعلق گفتگو کرنے لگیں - آغاز جنگ میں بلغاري توپوں نے شہر کو اس سے زیاده نقصان نہیں پہنچایا که قیق اور سلطان سلیم نامی دو محلوں کي چند عمارتیں منہدم' نیز ۵۰ - آدمی قتل کیے - بہتر تو یه تھا که منحوس التواء جنگ نه ہوا ہوتا ' لیکن اگر ہوا تھا تو ادرنه میں رسد رساني کي شرط ضرور لگادی گئی ہوتي - افسوس که سابق وزارت نے اسکي طرف توجه نه کي' جسکا خمیازه آخر کو بھگتنا پڑا - جب دوباره جنگ شروع ہوئي تو سامان غذا کا بڑا حصه صرف ہو چکا تھا پھر بعض بعض چیزیں بالکل ختم ہونے لگیں - جنمیں نمبر اول نمک کا تھا -

شہر میں گراني سرعت کے ساتھه بڑھنے لگی - امراء شہر نے ایک حد تک گرانی کا تدارک فقراء کو مالی امداد دیکر کیا ' لیکن مشکل یه تھي که گرانی کے ساتھه فقراء کی تعداد بھي بڑھتي جاتی تھي - شکري پاشا کو اطلاع ہوئي تو انھوں نے اسکا نہایت عمده انتظام کیا اور پھر حکومت کی طرف سے روزانه ایک وقت ہر فقیر کو روٹی ملنے لگی -

گرد و نواح کے باشندے مع اپنے مویشی و دیگر ضروریات کے شہر چلے آئے تھے - باشندے توپوں کی آواز سنتے سنتے عادي ہوگئے تھے' اور اب ان آوازوں سے انمیں کوئی بیچیني پیدا نہیں ہوتي تھي - باشندوں کے آرام و راحت کے لیے شکري پاشا ہر طرح کي کوشش کرتے تھے - پولیس رات دن شہر میں پھرتی رہتی تھی' تا که کوئي شخص کسي کي راحت میں خلل انداز نه ہو سکے - اوقات تقسیم غذا کے علاوه' کسی دوسرے وقت کسي طرح کا بھي شور و غل نہیں ہوتا تھا -

باشندوں کی حالت دیکھنے کے لیے شکري پاشا موٹر پر شہر میں گشت لگاتے تھے' اور شہر ہی سے استحکامات جاتے اور ضروري احکام دیتے تھے - جیسا که لوگوں کا بیان ہے' غذا کي مقدار وافر موجود تھی -

گولے شہر پر گر رہے تھے' جس سے آتش زدگي کے کئي واقعات ہوے ' مگر آگ بجھانے کے آلات موجود تھے ' اسلیے جہاں آگ لگی' فوراً بجھادي گئی اور زیاده نقصان نہیں ہونے پایا - ایک گوله ارمنی گرجے پر گرا ' جس سے گرجے کا صرف اسقدر نقصان ہوا که دو یا تین دن میں اسکي مرمت ہوگئی - ایک طرف تو شہر میں سامان غذا کم ہو رہا تھا ' جسکی وجه سے گرانی بڑھ رہی تھی ' دوسري طرف عام لوگوں کے پاس روپیه ختم ہوگیا تھا - اسلیے آخر میں غربا کو سخت تکلیف اٹھاني پڑي -

حملۂ عام شروع ہوا تو تمام لوگوں پر سخت ہیبت چھاگئی - لوگ خانه نشیں ہوگئے - راستے اور گلیوں میں سپاہیوں کے سوا اور کوئي نظر نہیں آتا تھا - گولے راستوں میں گرتے تھے اور پھٹتے تھے - اہل شہر سمجھگئے تھے که اب محاصره در سر اختتام ہے' اسلیے اکثر تو شہر کے باہر چلے گئے' اور بعض جو نه جا سکے' وه گھروں میں بند ہوکے بیٹھه رہے -

شکري پاشا نے جب دیکھا که مقابله کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا تو باب عالی کے حسب الحکم قلعوں ' گوداموں ' اور تاریخي عمارتوں کے مسمار کرنے کا حکم دیدیا - توپوں کے دہانے ادھر پھرگئے اور گولے برسنے لگے - تین دن تک شب و روز گوله باري ہوتی رہی - اسکے بعد معلوم ہوا که بلغاري مشرق کي طرف سے شہر میں داخل ہوگئے ہیں' مگر دیگر اطراف کی فوج ابھی کامیابي کے ساتھه مقابله کر رہی ہے - اسکے بعد توپیں خاموش ہوگئیں' اور شکري پاشا نے آخري مایوسي کے بعد ہتیار ڈالدیے - ایک دن کے بعد فرڈیننڈ شاه بلغاریا آیا ' اور پھر شکري پاشا صوفیه روانه ہوگئے - اسکے بعد اہل شہر میں سے جو لوگ گھروں میں چھپے ہوے تھے' دوسرے دن نکلے - بلغاري فوج نے عثمانی اسیروں کي تفتیش شروع کردي -

اس خیال سے که بلغاري جامع سلیم کي توہین نه کریں ' علما و مشائخ مسجد کے دروازه پر آ کر جمع ہوگئے تھے' مگر انکی ایک نه چلي' اور بلغاریوں نے وه سب کچھه کیا جو کرنا چاہتے تھے - تفتیش کا سلسله تین دن تک جاري رہا ' جسقدر اسلحه بر آمد ہوے گرفتار کر لیے گئے -

کردے - ہمارا کمال و تقدم ہر مشرقي سے نفرت اور ہر مغربي کي تقليد کے ساتھہ وابستہ نہيں ' بلکہ ہماري خوش بختي اور کاميابي ايسي اشياء ميں مضمر ہے جو مشرق اور اہل مشرق کي ترقي کا باعث ہوں -

اگر ہم اپنے قومي عادات و خصائل کو چھوڑ دينگے تو ہم صفحہ ہستي سے مٹجائينگے - ليکن اگر ہم اپنے قومي عادات کو مضبوط پکڑے رہينگے ' سختي کے ساتھہ اپنے اخلاق کے پابند ہونگے اور اپنے مذہبي تمدن کي تعليمات کي طرف رجوع کرينگے تو ہميں ہماري گذشتہ عظمت پھر حاصل ہو جائيگي ' اور ترقي يافتہ قوموں کي صف ميں داخل ہو جائينگے -

ولايات متحدہ امريکہ اور جاپان ' جنکا رشتہ اتحاد وطنيت ہے ' مغربي نفوذ کي حلقہ بگوشي اور مذہبي کے تذلل و انکسار کي وجہ سے دول عظمي ميں شمار نہيں کي گئيں ' بلکہ اسکے برعکس ان دونوں سلطنتوں کو يہ مرتبہ صرف مغربي کورانہ تقليد اور اسکے نفوذ کي حلقہ بگوشي سے نفرت کي بدولت حاصل ہوا -

عالم اسلامي آج اس قابل نہيں کہ دول يورپ کو نقصان پہنچاسکے - اسليے اسکا اہم ترين فرض يہ ہے کہ اپنا مذہبي و علمي پايہ بلند کرے اور يورپ کي ممانعت و معاکست کے علي الرغم ' تمدن ميں اسکا مقابلہ کرے - اگر ۴۰ - يا ۵۰ - سال تک عالم اسلامي پوري طرح کوشش کرتا رہا تو اسميں ارباب فکر اور اہل کمال پيدا ہونے لگينگے اور اسوقت يورپ جو اسوقت ہمارے ساتھہ ہر ممکن خشونت و درشتي کے ساتھہ برتاؤ کر رہا ہے ' اس طاقت کے آگے گھٹنوں کے بل جھک جائيگا -

جو قوم اپنے شرف و وقار کو پہچانتي ہے ' اپنے فرزندوں کي ذکاوت و جودت پر قناعت اور اپنے عمدہ اخلاق پر اعتماد کرتي ہے ' محال ہے کہ کسي وقت بھي ' کسي قوت کے سامنے بھي ' اسکي عزت مٹ سکے - مصائب کتنے ہي مسلسل و متواتر ہوں ' مظالم کتنے ہي شديد ہوں ' مگر ضرور ہے کہ ايک دن آئے ' جسميں اسکي ظفر مندي کا اعلان کيا جاے -

اسلحہ کا اثر ماديات پر ہے ' معنويات پر نہيں - توپيں اور بندوقيں سنگ و خشت کے قلعوں ' کو فتح کرسکتي ہيں ' اور اسکي فوج کو قتل کر ڈالتي ہيں ' مگر نہ دل کے قلعوں کو فتح کرسکتي ہيں اور نہ اسکي فوج يعني احساسات کو قتل کرسکتي ہيں - اصلي قلعہ يہي ہے جسکو ہميں مستحکم کرنا چاہيے ' اور اصلي فوج يہ ہے ' جسکي تعليم و تربيت ہميں کرني چاہيے - اسي ليے جب سے دولت عثمانيہ ميں حريت کا آفتاب طلوع ہوا ہے ميں اس خيال کي خدمت کر رہا ہوں اور اسکو عالم اسلامي ميں پھيلانا چاہتا ہوں - ممکن ہے کہ ميري مساعي کامياني کا تاج زيب فرق کرسکيں -

الہـــلال کي ايجنسي

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرہٹي ہفتہ وار سالوں ميں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ايک عمدہ اور کامياب تجارت کے متلاشي ہيں ' تو اپنے شہر کيليے اسکے ايجنٹ بن جائيے -

افسانۂ دفاع و سقوط ادرنہ

گاہ گاہے باز خواں ايں دفتر پارينہ را
تازہ خواہي داشتن گرداغہاے سينہ را

لقد کان في قصصهم عبرة لاولي الالباب !

وداع ادرنہ !!!

مقتبس از طنين (قسطنطنيہ)

کيا ؟ ......کيا وہ داخل ہوگئے ؟ کيا ادرنہ ساقط ہوگيا ؟ کيونکر ؟ اور کس طرح .... ؟

وقت آگيا کہ ہم ميں سے ہر شخص ايک دوسرے سے ' پرنم آنکھوں ' کانپتي ہوئي آواز ' اور لڑکھڑاتي ہوئي زبان سے يہ سوالات کرے - اخوان وطن ! ادرنہ - آل عثمان کا قديم دار السلطنت ' ابطال عثمانيہ کي آرامگاہ ' عثماني مدافعت کا مطلوب ' امۃ اسلاميہ کا محبوب ' يعني ادرنہ ساقط ہوگيا ! ہاں ساقط ہوگيا ! ہماري نظروں کے سامنے ساقط ہوگيا اور ہم ' ہم بدبخت زندہ ہيں ! ! فيا للادرنہ ! و يا للادرنہ ! !

يہ سانحہ ' دلدوز سانحہ ' جو ہر عثماني کے مخيلہ پر مرتسم رہيگا ' مہينوں اور سالوں تک نہيں ' بلکہ اسوقت تک ' جب تک کہ اسکي رگوں ميں عثماني خون گردش کرتا ہے ! !

سہ شنبہ کو فيصلہ کن حملہ شروع ہوا ' حال نے مستقبل کي بابت پيشين گوئي کي ' اور ايسے روشن دلائل کے ساتھہ ' جسميں تکذيب کي گنجايش نہ تھي -

اب ادرنہ کے افق سے اميد کي روشني مفقود ہوچکي تھي ' نوميدي کي گہري تاريکي چھائي ہوئي تھي - يہ حالت تھي جسميں بطل ادرنہ نے لاسلکي (وائرليس) کے ذريعہ باب عالي کو اطلاع دي : " دشمن نے سخت حملہ کيا ' شديد جنگ ہو رہي ہے "

يہ آخري اطلاع تھي جو بطل موصوف نے بھيجي - ... ... ايک مدت کے بعد سنائي دي توپوں کي گرج . ہتياروں کي کھڑکھڑاہٹ .. ... داخل ہونے والوں کا خروش . جوش فتح سے بد مستوں کے نعرے ... ... اميد کا چراغ گل ! ياس کا استيلا ! شکري پاشا پر ہجوم غم ' وفور حيرت - نہيں جانتے کہ مرجائيں اور ذلت گرفتاري سے نجات پائيں ' يا زندہ رہيں ' اور وطن عزيز اور ملت بيضاء کے ليے اپنا لہو پاني کريں - خيالات ميں تلاطم ' جذبات ميں ہيجان ' مرگ و زيست کے ليے خود داري ' اور وطن عزيز کے ليے کشا کش . . ..

دشمن کے نعرے .. . موسيقي کے نغمے ... ... فوجوں کي حرکت ...... دروازہ کھلتا ہے - ايک شخص زرد و سفيد ريش ' بلند پيشاني والا داخل ہوتا ہے ' اور کہتا ہے :

" اے قائد جليل ! اے فخر تاريخ حرب ! دشمن ہوں مگر قدر شناس - تيري بسالت اور پامردي کا معترف اور مداح - پس قدر کر اسکي ' کہ دشمن تک تيري قدر کرتے ہيں - ميں تجھہ سے تلوار لينا نہيں چاہتا کيونکہ تجھہ ايسے قائد شجاع سے تلوار لينا ' تلوار کو عزت

میرے آدمیوں نے جب یہ دیکھا کہ بلغاریوں کے لیے تارکیوں سے لدی

ہوئی ٹرینیں جا رہی ہیں اور وہ ضروریات زندگی تک سے محروم ہیں

تو وہ یقیناً شکستہ دل ہوگئے " ان سے دریافت کیا گیا کہ " کیا یہ صحیح ہے کہ اپنی فوج کو بھاگتے ہوے دیکھکے آپ نے کہا تھا کہ ایسی فوج کے ساتھہ لڑنا ناممکن ہے ؟ " اسکے جواب میں انھوں نے بہت زور سے کہا : " نہیں ' ہرگز نہیں ' ممکن ہے کہ مجھہ سے کہیں غلطی ہوئی ہو ' مگر میری فوج نے اپنا فرض پوری طرح ادا کیا "

پھر ان سے دریافت کیا گیا : " کیا آپ کو لولی برغاس کی فیصلہ کن جنگ کا علم تھا ؟ اپنے اختیار میں ۸۰ - ہزار فوج رکھتے ہوے آپ نے کیوں نہیں خروج کیا ؟ " پاشا موصوف نے جواب دیا کہ " بالکل شروع میں ہم نے متعدد بار خروج کیے مگر میں نہیں کہسکتا کہ وہ تمام خروج کیوں نا کام رہے ؟ یہ کہ لولی برغاس میں جنگ ہو رہی تھی ' مجھے اسکا علم نہ تھا " پاشا موصوف نے کہا کہ " انہوں نے ریل کا پل اڑا دیا کیونکہ یہ انکا فرض تھا ' مگر تسلیم کے بعد انہوں نے کوئی عمارت نہیں اڑائی - یہ غیر شریفانہ حرکت ہوتی - انھوں نے گھوڑوں کو بھی ضائع کردیا ' کیونکہ ہر ایسی شی کو ضائع کردینا جو دشمن کے استعمال میں آسکے ' انکا فرض عام تھا - مگر انھوں نے عام عمارتیں انسانیت کے خیال سے نہیں اڑائیں ' کیونکہ قرآن (حکیم) کہتا ہے کہ سب کا ایک ہی خدا ہے ! "

آخر میں انھوں نے فرمایش کی کہ ایک جرمن جرنل کی اس رپورٹ کی تردید کر دیجائے کہ انکے افسروں میں اور خصوصاً انمیں اور محافظ شہر اسماعیل پاشا اور انکے اسٹاف کے چیف میجر مراد نے میں شکر رنجی تھی - اور یہ کہ یہ شکر رنجی غیر قانونی اسباب سے نرمکلی تھی -

صوفیا میں بطل ادرنہ

کا

ورود

۲۸ - مارچ کو موسم نہایت خوشگوار تھا - صوفیا کا اسٹیشن مختلف قسم کی جھنڈیوں سے اراستہ کیا گیا تھا - اسٹیشن پر بلغاری اعیان میں سے کرنل کانشف ' قائمقام یونف ' لفٹنٹ سٹرالف ' سٹراپالف ایڈی کانگ وزیر جنگ ' اور معبوثین و رؤساء شہر کی ایک تعداد عظیم موجود تھی - ساڑھے چار بجے تھے کہ اسپیشل ٹرین جسمیں شکری پاشا اور انکے رفقا کے بارہ عثمانی افسر تھے ' اسٹیشن پر پہنچی - ان عثمانی اسیروں میں سے شکری پاشا کے علاوہ کسی کے کمر میں تلوار نہ تھی - عثمانی جنرل گو جوان تھے مگر انکے بشرے ان مصائب کے اثار کو چھپا نہیں سکتے تھے ' جو انھوں نے اثناء محاصرہ میں برداشت کیے تھے - رنگ زرد تھا ' چہرے مرجھائے ہوے تھے ' اور آنکھیں بیٹھی ہوئی تھیں - شکری پاشا گو معمر ہیں ' چنانچہ انکی عمر اسوقت ۵۹ - سال کی ہے ' مگر انکے چہرے سے علم و وقار کا نور چمک رہا تھا ' اور انکھوں سے تجربۂ و فراست کی نہایت تیز شعاعیں نکل رہی تھیں -

سب سے پہلے وہ یوزباشی جو شکری پاشا کی خدمتگذاری کے لیے متعین کیا گیا تھا ' اترا - اسکے بعد شکری پاشا اترے اور اپنے رفقا ء کو اشارہ کیا کہ اترو - چنانچہ وہ بھی اتر گئے - بلغاری افسروں نے فوجی سلام کیا - ملکی (سویلین) افسروں نے ٹوپیاں اتھالیں - کرنل کانشف شکری پاشا کی طرف بڑھا اور فرانسیسی میں تاثر سے کانپتی ہوئی

آواز میں کہا : خوش آمدید ! تمام عالم ' ادرنہ کے غالب و مغلوب ' دونوں کی شجاعت سے حیرت میں ہے - بلغاری ادرنہ کے بطل عظیم کی خدمت میں اپنا احترام و اجلال پیش کرتے ہیں - اے بطل عظیم ! آپ یقین کریں کہ اس مایوسی کے عالم میں آپ نے جس بسالت و شجاعت کا اظہار کیا ' اس پر بلغاریوں کو استعجاب ہے ' اور اپکی ذات عالیہ کا وہ مخلصانہ طور پر احترام کرتے ہیں "

شکری پاشا کرنیل کانشف کی طرف متوجہ ہوے ' اور پست اور رکتی ہوئی آواز میں ان جذبات کا شکریہ ادا کیا ' جو بلغاریوں نے انکے استقبال میں ظاہر کیے تھے - اسکے بعد کرنل کانشف نے قائمقام یونف کا شکری پاشا سے تعارف کرایا - اور اس نے شکری پاشا کو اپنی حفاظت میں لے لیا -

موٹر اور در کاڑیاں ان اسیران عثمانی کے انتظار میں کھڑی تھیں - موٹر میں شکری پاشا اور یونف پہلو بہ پہلو بیٹھے ' اور گاڑیوں میں باقی جنرل - اور اسپلنڈڈ پیلس ہوٹل کی طرف ' جو انکے لیے فرود گاہ تجویز کیا گیا تھا ' روانہ ہو گئے -

تصریحات شکری پاشا

تفصیل و تشریح بعض امور مبہمہ ' و تغلیط مکذوبات

غیر ملکی اخبارات کے نامہ نگاروں نے صوفیا میں شکری پاشا بطل ادرنہ سے اثنا ے ملاقات میں جو سوالات کیے ' اور پاشا ے موصوف نے اونکے جو جوابات دیے ' اخبار نیو فری پریس کا نامہ نگار صوفیا حسب ذیل بیان اسکے متعلق شائع کرتا ہے

ہم مختلف ممالک کے ۱۳ - نامہ نگار شکری پاشا کے کمرہ میں گئے - کپڑوں کی اوپرنٹی میں پاشاے موصوف کی مضروب تلوار آویزاں تھی ' کمرے کے ایک گوشے میں ایک چھوٹی سی لائبریری تھی ' جسمیں کتابیں اور بعض اخبارات تھے - ہم لوگ جب کمرے میں داخل ہوے ' تو پاشاے موصوف نے ہم سے مصافحہ کیا - اس تمہید ملاقات کے بعد ہم نے متعدد سوالات پیش کیے - سلسلۂ جواب شروع کرتے ہوے پاشاے موصوف نے فرمایا :

" حالت قید میں نامہ نگاران ممالک اجنبیہ سے ملاقات میرے لیے ایک نہایت افسوس ناک واقعہ ہے ' لیکن بہر حال آپ جو چاہیں پوچھہ سکتے ہیں - جواب کیلیے طیار ہوں -

(س) شریف بہادر : کیا آپ بتا سکتے ہیں ' کہ آپ نے اپنے کو بلغاریوں کے حوالے کیا تھا یا سرویوں کے ؟

(ج) میں آخری ایام میں حصرلق کے مورچے میں تھا - بلغاریوں کا دعوی میری گرفتاری کی نسبت صحیح ہے ' کیونکہ میں نے اپنے کو بلغاری کرنل مارکوف کے سپرد کیا تھا جو دو جنگی افسروں کے ساتھہ میری ملاقات کیلیے آیا تھا - اس بنا پر تسلیم ادرنہ کے متعلق بلغاری ہیڈکوارٹر جنرل نے جو اعلان شائع کیا تھا وہ بالکل صحیح تھا - وزیر خارجیۂ سرویا سے اس بیان کو سنکر مجھے نہایت تعجب ہوا ' کہ میں نے اپنے کو سرویوں کے حوالہ کیا تھا -

واقعہ یہ ہے کہ پہلے بلغاری کرنل مارکوف میرے پاس آیا ' جس سے ۱۵ - منٹ تک میں نے گفتگو کی اور اسکے بعد اسکے ساتھہ ایک گاڑی پر سوار ہو کر ایک مقام تک آیا ' جہاں میں نے کمانڈر داتروف کو پایا ' اور وہاں سے ہم سب ایک موٹر پر سوار ہو کر کمانڈر داتروف کے پاس آئے ' جہاں پہونچکر میں نے خواہش ظاہر کی ' کہ میں بالفعل انھیں مورچوں میں قیام کرنا چاہتا ہوں - افسروں نے

بعد سقوط

ادرنہ کی درد انگیز مظلومی !

مقتبس از ڈیلی ٹیلی گراف لندن

نیقور (سرویا) کا نامہ نگار ادرنہ سے لکھتا ہے :

ادرنہ کی اسوقت یہ حالت ہے کہ ہر دیکھنے والے کو رونا آتا ہے ' اور دل پاش پاش ہوجاتا ہے - میں نے اکتوبر میں مصطفی پاشا کو دیکھا تھا - اسوقت اسکی حالت نہایت درد انگیز تھی ' مگر جو شخص اسوقت ادرنہ کو دیکھیگا ' وہ مصطفی پاشا کو بھول جائیگا - ایک طرف عثمانی مقتولین کا ایک پہاڑ لگا ہوا ہے ' دوسری طرف عثمانی مجروحین ہزاروں کی تعداد میں پڑے دم توڑ رہے ہیں ' تیسری طرف مریضوں کی ایک جماعت کثیر کراہرہی ہے ' راستے میں چلو تو بدر قوں کی آوازوں کے سوا ' جو غالباً باشندوں پر سر کھپاتی ہیں اور " ہیم کوو " کی صدائیں ' مظلوموں اور ستمرسیدوں کے نالوں کے علاوہ ' جو دلوں کو ہلادیتی ہیں ' اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی ! !

سقوط کے بعد قریباً دو ہفتے تک یہی حالت رہی - ادرنہ کو بیک نظر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ بلغاریوں کی سنگدلی اور توحش کے متعلق دنیا غلطی میں نہیں ہے -

اسوقت بلغاری فوج اس درجہ فتح سے بدمست ہے ' کہ ایک نامہ نگار نے جب ایک بلغاری افسر کی توجہ ان کے انسانیت سوز مظالم کی طرف منعطف کرنا چاہی ' تو اس نے جواب دیا : " جب ہم کو لوگ وحشی اور ظالم سمجھتے ہیں ' تو پھر ہم کیوں اپنے جذبات کی تشفی نہ کریں ؟ "

سقوط ادرنہ کے بعد اخبار ماتان نے موسیو ہرگ اورکو ادرنہ اس غرض سے بھیجا کہ وہاں کے چشمدید حالات سے اطلاع دیں - چنانچہ ۱۵ - اپریل کے پرچے میں انکی رپورٹ شائع ہوگئی ہے - موسیو مذکور لکھتا ہے :

" ادرنہ جسوقت ساقط ہوا ہے ' اسوقت شہر میں ۸۰ - ہزار باشندے اور ۷۰ - ہزار فوج تھی - یہ انسانوں کی تعداد عظیم بلغاریوں کے ظالم ہاتھوں میں آگئی - انکے علاوہ ۳۵ - ہزار وہ لوگ تھے ' جو گرد و نواح سے آکے شہر میں پناہ گزیں ہوسے تھے - خود بلغاری فوج جسوقت داخل ہوئی ہے ' ۴۰ - ہزار تھی - غرض سقوط کے بعد ادرنہ میں انسانوں کی مجموعی تعداد سوا دو لاکھ تھی -

بلغاری حکومت خواہ کتنے ہی پر زور لہجہ میں دعوی کرے ' مگر دیا یقین نہیں کر سکتی کہ اس تعداد عظیم کے کھانے کا انتظام وہ کر سکی ہوگی - اسکا قدرتی نتیجہ یہ تھا کہ اس جم غفیر کا ایک بڑا حصہ بھوکا رہتا ' اور یہ ظاہر ہے کہ عثمانی قیدیوں کے علاوہ اس حالت کے لیے اور کس کا قدرتی انتخاب ہوسکتا تھا ؟ - چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ ہزاروں عثمانی قیدی عین اس وقت ' جبکہ بلغاری پیٹ بھرکے عمدہ غذائیں کھا رہے تھے ' بھوکے مرگئے ! !

نہر طونہ پر ایک جزیرہ ہے ' عرصہ ہوا میں وہاں گیا تھا - اسوقت وہ ایک جنت تھا ' جسمیں مسلمان عورتیں ' جو ہمیشہ پردہ میں رہتی ہیں ' آتی تھیں ' آزادی سے پھرتی تھیں ' اور پھولوں کے گلدستے گھر لیجاتی تھیں - مگر آہ ! اب میں نے جاکے دیکھا تو وہ ایک وحشت انگیز قبرستان ہے ' جسمیں عثمانی قیدیوں کی لاشیں بے گور و کفن پھینکدی گئی ہیں ! !

اسوقت جزیرے کا منظر اس قدر عبرت انگیز اور درد ناک ہے ' کہ دیکھنے والے کو بیساختہ رونا آجاتا ہے -

سقوط کے آخری دن

بطل ادرنہ کی تصریحات

(از پیرا ایست دمس)

شکری پاشا ۱۵ - اپریل کو اپنی فرودگاہ (اسپلینڈ پیلس ہوٹل کے کمرہ) میں متعدد اخبارات کے نامہ نگاروں سے ملے ' اور انکے سوالات کے جواب دیے - شکری پاشا نے بیان کیا کہ مشرقی حصے کی گرفتاری کے ۴ - گھنٹے کے بعد ' سرویوں نے قلعہ حیدر لق پر قبضہ کیا - اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے گرفتار کیا تو میں زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ واقعہ صرف وہی ہے جو میں نے بلغاری مرکز عام میں بیان کردیا ہے - اس بیان کے ضمیمہ کے طور میں یہ کہسکتا ہوں کہ کرنل مارشولف بلغاری محافظ شاہی پہلے حیدر لق آئے ' اور انکے اس اعلان کے بعد کہ میں قیدی ہوں ' ہم لوگ بارک گئے ' جہاں ہم جنرل وازف سے ملے - واپسی میں انہوں نے مجھے پولیس کی چوکی پر چھوڑ دینا چاہا ' مگر میری فرمایش پر مجھے میری قیامگاہ لیے گئے - جب ہم وہاں پہنچے تو دو یا تین گھنٹے کے بعد بلغاریوں نے مجھے گرفتار کیا - میں نے وہاں ایک سروی میجر اور ایک سروی کرنل کو موجود پایا جو مجھ سے باتیں کرنے لگے -

اس سوال پر کہ " آیا انہوں نے سروی افسروں کو اطلاع دی تھی کہ اب وہ بلغاری اسیر ہیں ؟ " پاشا موصوف نے فرمایا " نہیں اسکا مجھے خیال بھی نہیں آیا - کسی نے مجھے قید کیا ہو ' میرے لیے سب برابر تھے - مجھے وہم بھی نہ تھا کہ ایک دن اس سوال پر مناقشہ ہوگا " ایک اور سوال کے جواب میں شکری پاشا نے کہا " میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا صرف سروی حملہ قلعے کو خطرہ میں ڈال سکتا تھا - مگر جسوقت میں گرفتار کیا گیا ہوں اسوقت تک مغربی حصہ گرفتار نہیں کیا جا سکا تھا "

ادرنہ کے ایام آخری

شکری پاشا نے بیان کیا کہ جسوقت قلعہ ساقط ہوا ہے ' اسوقت ترکوں کے پاس اور چار یا پانچ روز کی رسد باقی تھی - آخر میں سپاہیوں کے پاس بد ترین قسم کے آٹے کی ۲۰۰ - گرام روٹی بھی موجود تھی - انکو یقین نہیں کہ رسد کی معمولی مقدار شہر میں کہیں چھپی ہوئی تھی ' کیونکہ اچھی طرح تفتیش کرلی گئی تھی - انہوں نے اس امر کا خیال رکھا کہ اہل شہر کو فوج سے بہتر غذا ملے ' کیونکہ محصورین کی اصلی حالت کے متعلق اجانب کی شہادت کی تصدیق دینا جلد کردیگی - شہر میں گھوڑوں اور بھیڑوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی ' مگر نمک کی عدم موجودگی کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا کہ سپاہیوں کو ' جو پیچش میں مبتلا تھے ' کھانے میں گوشت بھی دیا جاتا - ایک مادہ سیال جو نمکین پنیر سے نکالا جاتا تھا ' نمک کے بدلے روٹی میں ڈالدیا جاتا تھا - رہا سامان جنگ ' تو اسکی اتنی مقدار وافر موجود تھی کہ سال بھر تک چلتا اور پھر بھی بچ رہتا -

شکری پاشا نے بیان کیا کہ جنگ کی آخری منزلوں میں انکے پاس صحیح طور پر صرف ۳۰ - ہزار آدمی تھے -

اس سوال پر کہ " آیا دو مہینے کے التواء جنگ نے فوج کی اخلاقی حالت کو نقصان تو نہیں پہنچایا " شکری پاشا نے کہا : " نہیں ' مگر

ہمارے خزینۂ اقبال کے آخری جواہر

یورپین ترکی کا خاتمہ

(۱)

عظیم الشان ادرنہ

مختصر حالات

نام اور حدود اربعہ

رومیلی (یورپین ترکی) میں ایک صوبہ ہے، جسکی حد بلدی شمال کی طرف سے اموینہ طاغ اور بلقان، مشرق کی طرف سے بحر اسود، جنوب کی طرف سے آستانۂ علیہ، بحیرہ مرمرہ، درۂ دانیال، جزائر ارجیبل، اور مغرب کی طرف سے دستیو طاغ کرتا ہے - رقبہ ۸۸، ۷، ۶۲ - کیلو متر ہے - ۳۶ - ضلع اور ۵ - قسمتیں ہیں - قسمتوں کے نام یہ ہیں :

(۱) ادرنہ (۲) قلبہ (۳) اسلمہ (۴) تکفورطاغ (۵) گلی پولی

کل آبادی ۵۹، ۷۰، ۵۳، ۲- ہے - صوبے کا دار الحکومت ادرنہ ہے - پہلے اس صوبے کا نام ترامت (تھراقت) تھا، مگر اب یہ اپنے دار الحکومت کے نام سے موسوم ہے -

مناظر طبیعی

یورپ میں یورپین ترکی، اور یورپین ترکی میں ادرنہ، ان مقامات میں سے ہے، جن کے لیے قدرت نے کشادہ دستی کو زیادہ کام فرمایا ہے - دامن ہائے کوہ (جنکی اس صوبے میں کمی نہیں) لذیذ میووں، عطر بیز پھولوں، اور خوش منظر درختوں کے کنج، اور نظر کش و باصرہ افزا مرغزاروں سے معمور ہیں - پہاڑوں سے گرنے والے لطف انگیز و نغمہ طراز آبشاروں کے علاوہ، شیریں، خوشگوار، اور شفاف پانی کی نہروں کا ایک روپہلی جال ہے، جو تمام صوبے میں بچھا ہوا ہے، اور ہر ہر گوشے کو سیراب و شاداب کرتا رہتا ہے - ہوا بھی معتدل مگر لطیف و خوشگوار ہے - مختصراً یہ کہ یہاں کے مناظر طبیعی بے حد صحت پرور، فرحت انگیز، اور لطف آگیں ہیں -

پیداوار

خاک ادرنہ جسطرح فرحت پرور اور نظر نواز ہے، اسی طرح مایہ دار اور زر ریز بھی ہے - نباتات میں روئی، انیسوں، بادام، فندق، کاہی، سیب، ناشپاتی، خربزہ، اور جمادات میں پھٹکری، لوہا اور سنگ مرمر پیدا ہوتا ہے - ان خدا داد سرچشمہ ہائے دولت کے علاوہ یہاں تمول کا وہ ذریعہ بھی ہے، جو گنج عالم کی کلید اور قدرت کی فیاضیوں سے محروم ممالک کا مدار زندگی ہے - ہماری مراد اس سے صنعت ہے - اصناف صنعت میں سے یہاں پشمینہ و پارچہ بافی اور اسلحہ سازی زیادہ رائج ہیں - تینوں قسم کے کارخانوں کی ایک تعداد موجود ہے جو کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے - یہاں کی مصنوعات میں سے جانمازیں، پردے، اور عبائیں اپنی گلکاری، خوش رنگی اور پائداری کی وجہ سے مشہور ہیں - غرض کہ ادرنہ ایک شاداب، سیر حاصل، اور مایہ دار صوبہ ہے، اور اسی لیے یورپین ترکی میں قسطنطنیہ کے بعد اسی کا نمبر ہے - شاید اب کہنا چاہیے کہ " تھا " !

ادرنہ بلحاظ دار الحکومۃ ہونے، نیز طبیعی اور صناعی، دونوں حیثیتوں سے اس صوبے کا واسطۃ العقد ہے - یہ قسطنطنیہ سے شمال و مغرب ۱۳۰- میل دور اس سنگم پر واقع ہے جہاں مریچ، طنجہ، اور واردا، تینوں نہریں ہم آغوش ہوکر، ایک نظر ربا عریض سطح آب پیدا کرتی ہیں - شہر کے گرد ایک پرانی شہر پناہ ہے - جس سے سنگم کی موجیں ٹکراتی ہیں - تمام شہر دلکش باغوں، اسلامی اور غیر اسلامی تاریخی عمارتوں سے معمور ہے، جو زبان خاموشی سے اسلاف کی جنگ آرائی، نفاست دوستی، رفعت پسندی، اور شکوہ نمائی کی داستاں سناتی ہیں - یہیں وہ قصر بلند ہے، جسکو (اسکی سرائے) کہتے ہیں - اسی قصر میں بیٹھکے عثمانی سلاطین سنہ ۷۶۸ - ہجری میں "باب مسیحیت" پر، جسے سب سے پہلے ایک صحابی نے اپنی شمشیر جہاد سے کھٹکھٹایا تھا، جانبازانہ و مسلسل حملے کرتے رہے - یہاں تک کہ سنہ ۸۰۸ - ہجری میں وہ کھلگیا، اور اسلام کی دیرینہ آرزو پوری ہوگئی -

شہر ادرنہ میں ۴۰ سے زائد مساجد ہیں، جنمیں ۹ - خاص سلاطین عثمانیہ کی بنوائی ہوئی ہیں -

جامع سلیم

ان مساجد میں سب سے زیادہ قابل ذکر جامع سلیم ہے - جیسا کہ اسکے نام سے معلوم ہوتا ہے، جامع سلیم کا بانی سلطان سلیم ثانی تھا - جو خاندان عثمانیہ کا گیارھواں تاجدار تھا اور ۹۷۴ سے ۹۸۲ - ہجری تک حکمراں رہا - اس مسجد کی رفعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یہ جامع ایا صوفیا سے ۲۰ - قدم بلند تر ہے - اسمیں ایک عظیم الشان گنبد ہے، جو سنگ سماق کے ستونوں پر تھما ہوا ہے - چار منارے ہیں - ہر منارے میں ایک زینہ ہے، جس سے مؤذن سر مأذنہ تک جاتا ہے - صحن کے تین گوشوں میں قبے ہیں، جو مسجد کی عظمت و جلال کو الزون تر کرتے ہیں - اپنی عظمت، استحکام، اور خوشنمائی کے لحاظ سے، جامع سلیم کا شمار عثمانی فن تعمیر و تمدن کے بہترین نمونوں میں ہے -

ان مساجد کے علاوہ دو بہت بڑے بازار ہیں، جنمیں سے خوشنما تر وہ بازار ہے، جسکو علی پاشا کہتے ہیں - یہ اسقدر طویل ہے کہ ایک متوسط رفتار آدمی ۱۵ - منٹ سے کم میں پورے بازار کا چکر نہیں لگا سکتا -

دیگر عمارات

ادرنہ میں بڑے فندق (ہوٹل) ۵۲ - ہیں - نہر طنجہ پر ایک پل بھی ہے - ان عمارتوں کے علاوہ متعدد حمام، مدارس، قہوہ خانے اور شفا خانے ہیں - ایک مطبع بھی ہے - سرکاری پارچہ بافی کے کئی کارخانے ہیں، جنمیں ریشمی اور اونی کپڑے بنے جاتے ہیں

گلشن آباد عالم !

زمین نہایت درجہ سرسبز و زرخیز ہے - باغوں کی یہ کثرت ہے کہ ادرنہ گلشن آباد ہو رہا ہے - صرف نہر مریچ کے ساحل پر ۵۰۰ باغ ہیں ! ان میں سے اکثر صرف گلاب کے لیے وقف ہیں - گلاب کی اسقدر کثرت کی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہاں عرق کشی کے کئی کارخانے ہیں، جنمیں صرف عرق گلاب کھینچا جاتا ہے، اور اسکے لیے ادرنہ مشہور ہے - یہاں کا عطر روح گلاب تمام دنیا میں اول درجے کا تسلیم کیا جاتا ہے -

آبادی

آبادی ۱۰۰۰۰ - ہے - جنمیں ایک ثلث بلغاری و یونانی، اور بقیہ دو ثلث میں یہود، ترک، ارمنی، اور علم مرکب ہیں -

قدیم تاریخی معرکے

فن تاریخ کا یہ ایک راز آشکارا ہے کہ جن ممالک پر قدرت کا ابر کرم زیادہ برستا ہے، ان میں خون کی بارش بھی زیادہ ہوتی ہے -

رضامندی ظاہر کی' اور میں اپنے مستقر پر واپس آگیا۔ اس واقعہ کے دو گھنٹے بعد دو سروی افسر آئے ' جنکو میرے اور بلغاریوں کے گذشتہ واقعات کی کچھہ اطلاع نہ تھی - یہ افسر میری نسبت بعض تعریفی فقرے کہکر واپس چلے گئے۔ انھوں نے تسلیم ادرنہ کے متعلق ایک حرف بھی مجھسے نہیں کہا -

(س) کیا جناب نے سرویوں کو اس سے مطلع کیا کہ بلغاری یہاں پہلے آ چکے ہیں ؟

(ج) (مسکرا کر) نہیں ' کیونکہ اسکی ضرورت نہ تھی - میں صرف یہ جانتا تھا کہ میرے سامنے جو فوج ہے ' وہ متفقہ ریاستوں کی ہے - مجھکو سرویوں اور بلغاریوں کی باہمی منافست کا بالکل علم نہ تھا ' اس بنا پر خواہ میں اپنے کو سرویوں کے حوالہ کرتا یا بلغاریوں کے ' دونوں ایک ہی بات تھی - اسوقت میں نے آپ لوگوں سے حقیقت حال بیان کردی کہ میں نے اپنے کو بلغاری کرنل کے حوالے کیا تھا -

(س) یہاں یہ متواتر افواہیں پہنچیں کہ جناب نے مارکولوف سے جب ملاقات کی اور اوسنے درخواست کی کہ آپ اپنی تلوار حوالے کردیں' تو جناب نے جواب میں فرمایا کہ میں اپنے پاس تلوار نہیں رکھتا -

(ج) میں یقین کرتا ہوں وہ پستول جسکو برابر میں اپنے ساتھہ رکھتا ہوں' تلوار سے زیادہ کار آمد ہے' اسی لیے اس وقت بھی تلوار کی جگہ پستول ہی میرے پاس تھا -

(س) کیا سرویوں نے مورچوں میں سب سے زیادہ نقصانات پہونچاے ؟

(ج) سرویوں نے جو حملہ کیا ' اوسکا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ وہ بعض اگلے مورچوں پر قابض ہوگئے - ارنکا توپخانہ گو نہایت سخت بارش کر رہا تھا ' لیکن میں یہ سمجھہ گیا تھا کہ حملہ آوروں کا حقیقی ہدف صرف مشرقی جانب ہے' اور سرویوں کے یہ حملے فوج محصور کو محض دھوکھا دینے کیلیے لڑنگئی ہیں' لیکن میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ اونھوں نے ہر حملے میں بہادری ظاہر کی -

(س) کیا قلعہ میں سکون اور خاموشی تھی ؟

(ج) پاشا نے یہ سنکر اپنی جیب سے فرانسیسی اخبار (طان) کے ۱۰ - اپریل کا نمبر نکالا جسمیں لکھا تھا : " کامل پاشا کے سقوط وزارت کے وقت ادرنہ میں اتحادی جنگی افسروں کی ایک جمعیت متشکل ہوئی -" اس جمعیت کے مقابلے میں شکری پاشا عاجز رہے اور آخر ان سے یہ کہدیا گیا کہ تمھارا جو دل چاہے وہ کرو "

پاشا نے اسکے بعد فرمایا : یہ واقعہ شائبۂ صحت سے بالکل خالی ہے - تمام فوج آخر تک صادق' وفادار' اور اطاعت گذار رہی ' اور کوئی باہمی تفرق یا جمعیت مختلفہ وہاں نہ تھی -

اسکے بعد نامہ نگاروں نے جنگ کے متعلق سوالات کا ارادہ کیا ' لیکن پاشا نے اونکے جواب دینے سے انکار کردیا ' اسلیے گفتگو کا دوسرا سلسلہ شروع ہوا :

(س) کیا تمام ایام محاصرہ میں ' روزانہ جناب آستانہ سے گفتگو کرتے رہتے تھے ' اور کیا آستانہ نے جناب کو ترق کلیسا ' یا اسکی لولہ برغاس ' اور بنار حصار کی ہزیمتوں کی اطلاع دی تھی ؟

(ج) بیشک' مگر یہ ضرور تھا کہ بے تار کی تار برقی کے آلات ابھی اچھے نہیں ہیں' اسلیے چند روز تک ہمیں کوئی اطلاع نہیں ہوئی - اسکے بعد پاشا نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا :

ایسے شہر کی مدافعت میں' جو ان تمام سامانوں سے خالی ہو' میں آپلوگوں کو کیا بتاؤں کہ کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ؟ اگر میں بالتصریح تمام واقعات بیان کروں ' تو آپ حیران ہو جائینگے - حقیقت یہ ہے کہ واقعۂ مدافعت ادرنہ ،دنیا کی تاریخ کا ایک عدیم النظیر واقعہ ہے -

اس سے پہلے جسوقت صلح منعقد ہوئی تھی ' بجز اسکے اور کوئی اثر ہم پر نہ پڑا کہ ان طویل ایام صلح میں ہمارا ذخیرۂ خوراک نہایت کم ہوگیا - اسوقت جب چٹالجہ کی فوج کو روزانہ خوراک تقسیم ہوتی تھی ' میری فوج روزانہ ۳۵ - گرام کے نان بے نمک پر قناعت کرتی تھی - کچھہ دنوں کے بعد ۳۵ - گرام سے گھٹکر صرف ۲۵۰ - گرام کی مقدار رہ گئی ' اور اے کاش اگر پوری خوراک ملتی ....

(س) - کتنے عرصہ تک قلعہ اور مقاومت کرسکتا تھا ؟

(ج) - تین دن تک ' کیونکہ خوراک میرے پاس اس سے زیادہ دن کی نہ تھی - عام باشندگان شہر کے پاس بھی کھانے کی کوئی چیز نہ تھی - ہم نے اکثر گھروں کا ملاحظہ کیا ' اور ضروری چیزیں فوج کیلیے حاصل کیں' لیکن با ایں ہمہ غیر ملکی اشخاص اور عیسائیوں کے پاس کچھہ نہ کچھہ کھانیکی چیز ضرور تھی ' لیکن بیچارے مسلمانوں کی حالت نہایت خراب تھی - یہ ان حیوانات کا گوشت کھاتے تھے جو جنگ میں بیکار ہو جاتے تھے - قلعہ میں بے نمک کی روٹی اور حیوانات کے گوشت کے کھانے سے ڈیزانٹیا کی بیماری عموماً پھیل گئی تھی - آخری دنوں میں تو فوج رحم کی روٹی تقسیم ہوتی تھی - اوسمیں بھی نصف حصہ مٹی کا ہوتا تھا !!

(س) جناب قلعہ میں کب داخل ہوے ؟

(ج) - میں بعض امور کی تحقیقات کی غرض سے قرجانہ میں مقیم تھا ' اور وہاں دو مہینے تک اقامت کی ضرورت ہوئی - میں اس اثنا میں نہایت سخت بیمار تھا کہ مجھکو ادرنہ کے تقرری کی اطلاع دی گئی - ڈاکٹر نے مجھکو مشورہ دیا کہ میں قرجانہ چھوڑ کر بغرض علاج آستانہ چلا جاؤں ' لیکن میں اس مشورۂ طبی کو اسلیے قبول نہ کرسکا کہ میرے نزدیک اداے فرض ہرشے پر مقدم ہے - انھیں حالات کے ساتھہ ' میں شہر میں اعلان جنگ سے صرف پانچ روز پہلے داخل ہوا ' لیکن با ایں ہمہ ہمارے پاس اتنا سامان ضرور تھا ' جو ایک سال تک کفایت کرتا -

(س) کیا یہ صحیح ہے کہ جناب آخری ایام میں اپنی فوج سے ناراض تھے ؟

(ج) اس خبر کی کوئی بنیاد نہیں - میں اوس فوج سے کیونکر ناراض ہوسکتا تھا ' جو جو روزانہ ضروری خوراک کا بھی صرف تہائی حصہ پاتی تھی ؟

ہماری شکست کا تنہا سبب بھوکھہ کا سخت و شدید حملہ تھا ' جسکی مدافعت کا ہمارے پاس کوئی سامان نہ تھا ' علاوہ بریں تیس ہزار قلیل التعداد فوج اوس فوج گراں کا مقابلہ کیونکر کرسکتی تھی' جو ایک لاکھہ بتیس ہزار بلغاریوں ' اور چالیس ہزار سرویوں سے مرکب تھی ؟ اس تیس ہزار میں سے بھی نصف مجروح اور مریض تھے !!

(س) جناب نے ادرنہ کے پل کے انہدام اور حیوانات کے قتل کا حکم کیوں دیا ؟

(ج) - اسلیے کہ آستانہ سے مجھکو یہی حکم پہونچا تھا ' اور اس لحاظ سے بھی کہ میں ایک مسلمان سپاہی ہوں' افسران بالا کا امتثال امر میرے لیے فرض ہے - علاوہ بریں جنگی مصلحتیں بھی اسی کی مقتضی تھیں - اسی بنا پر خوراک کی وہ قلیل مقدار جو میرے پاس بچ رہی تھی' اوسکو بھی میں نے جلا دیا ' اور یہ حکم مجھکو آستانہ سے سقوط ادرنہ سے پہلے ہی پہنچ چکا تھا ' جسکی میں نے پوری تعمیل کر دی :

مسیحا مکسچر

هندوستان میں نه معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے هیں، اسکا بڑا سبب یه بهی هے که اُن مقامات میں نه تو دواخانے هیں اور نه ڈاکٹر، اور نه کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گهر بیٹهے بلا طبی مشوره کے میسر آسکتی هے - همنے خلق الله کي ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالها سال کي کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا هے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعه اشتهارات عام طورپر هزارها شیشیاں مفت تقسیم کردي هیں تاکه اسکے فوائد کا پورا اندازه هوجائے - مقام مسرت هے که خدا کے فضل سے هزاروں کي جانیں اسکي بدولت بچی هیں اور هم دعوے کے ساتهه کهه سکتے هیں که همارے عرق کے استعمال سے هر قسم کا بخار یعني پُرانا بخار - موسمي بخار - باري کا بخار - پهرکر آنے والا بخار - اور وه بخار، جسمیں ورم جگر اور طحال بهی لاحق هو، یا وه بخار، جسمیں متلي اور قے بهی آتي هو - سردي سے هو یا گرمي سے - جنگلی بخار هو - یا بخار میں دردسر بهی هو - کالا بخار - یا آسامي هو - زرد بخار هو - بخار کے ساتهه کلٹیاں بهي هوگئي هوں - اور اعضا کی کمزوري کی وجه سے بخار آتا هو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا هے، اگر شفا پانے کے بعد بهي استعمال کیجائے تو بهوک بڑه جاتی هے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا هونے کي وجه سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی هے، نیز اسکي سابق تندرستی ازسرنو آجاتي هے - اگر بخار نه آتا هو اور هاتهه پیر ٹوٹتے هوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلي رهتي هو - کام کرنے کو جي نه چاهتا هو - کهانا دیر سے هضم هوتا هو - تو یه تمام شکایتیں بهي اسکے استعمال کرنے سے رفع هوجاتی هیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي هوجاتے هیں -

قیمت بڑي بوتل - ایک روپیه - چار آنه
چهوٹی بوتل باره - آنه
پرچه ترکیب استعمال بوتل کے همراه ملتا هے
تمام دوکانداروں کے هاں سے مل سکتي هے

مسیحا کا موهني کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا هي کرنا هے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود هیں اور جب تهذیب و شایستگی ابتدائي حالت میں تهی تو تیل - چربی - مسکه - گهی اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافي سمجها جاتا تها مگر تهذیب کي ترقي نے جب سب چیزوں کي کایا پلٹ کی تو تیلوں کو پهولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصه تک لوگ اسي ظاهري تکلف کے دلداده رهے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانه میں محض نمود اور نمایش کو لغو ثابت کردیا هے اور عالم متمدن نمود کے ساتهه فائدے کا بهی جویاں هے بنابریں هم نے سالها سال کی کوشش اور تجربه سے هر قسم کے دیسي و ولایتي تیلوں کو جانچکر " موهني کسم تیل " تیار کیا هے اسمیں نه صرف خوشبو سازی هي سے مدد لي هے بلکه موجوده سائنٹیفک تحقیقات سے بهی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئي کام چل نهیں سکتا - یه تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیاگیا هے اور اپني نفاست اور خوشبو کے دیرپا هونے میں لاجواب هے - اسکے استعمال سے بال خوب گهنے اُگتے هیں - جڑیں مضبوط هوجاتي هیں اور قبل ازوقت بال سفید نهیں هوتے درد سر، نزله، چکر، اور دماغي کمزوریوں کے لیے ازبس مفید هے اسکي خوشبو نهایت خوشگوار و دل آویز هوتی هے نه تو سردي سے جمتا هے اور نه عرصه تک رکهنے سے سڑتا هے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا هے قیمت فی شیشی ۱۰ آنه علاوه محصولڈاک -

المشتهر ریورپرائٹر
ایچ - ایس - عبد الغني کیمسٹ - ۲۲ - ۷۳
کولوٹوله اسٹریٹ - کلکته

ریویو آف ریلیجنز - یا مذاهب عالم پر نظر

اردو میں هندوستان اور انگریزي میں یورپ امریکه و جاپان وغیره ممالک میں زنده مذهب اسلام کي صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبي علیه السلام کي پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فهمیاں پهیلائي گئي هیں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا یهي ایک پرچه هے جس کو دوست دشمن دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجها هے - اس رسالے کے متعلق چند ایک رایوں کا اقتباس حسب ذیل هے :-

البیان لکهنؤ - ریویو آف ریلیجنز هي ایک پرچه هے جس کو خالص اخلاقي پرچه کهنا صحیح هے - عربي میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچه کسي زبان میں شایع نهیں هوتے - اس کے زور آور مضامین پر علم و فضل کو ناز هے -

کریسنٹ لورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچه دلچسپ مضامین سے بهرا هوا هے - همارے نبي کریم صلے الله علیه وسلم کي ذات پاک کے متعلق جو جاهل عیسائي الزام لگایا کرتے هیں - ان کي تردید میں نهایت هي فاضلانه مضمون اس میں لکها گیا هے - جس سے عمده مضمون آج تک هماري نظر سے نهیں گذرا

مسٹر ویب صاحب امریکه - میں یقین کرتا هوں که یه رساله دنیا میں مذهبي خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نهایت زبردست طاقت هوگي - اور یهي رساله ان روکوں کے دور کرنے کا ذریعه هوگا - جو جهالت سے سچائي کي راه میں ڈالي گئي هیں -

ریویو آف ریویوز - لنڈن - مغربي ممالک کے باشندوں کو جو مذهب اسلام کے زنده مذهب هونے کے مضمون سے دلچسپي رکهتے هیں چاهیے که ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاهور - یه رساله بڑے پایه کا هے - اس کي تحقیقات اسلام کے متعلق ایسي هي فلسفیانه اور عمیق هوتي هے - جیسي که اس زمانه میں درکار هے علاوه قیمت انگریزي کاپچه ۳ روپیه - اردو پرچه ۲ روپیه - نمونه کي قیمت انگریزي ۳ - اردو ۲ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آني چاهیئیں -

باب المراسلة و المناظرہ

سیرت نبوي اور نقد روایات و اثار

از جناب مولوي محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

الہلال کي اشاعات گذشتہ میں سیرۃ نبوي کے دیباچے کے جو بعض اجزا شائع ہوے ہیں ' ان میں بعض اصول نقد روایات سیرۃ کو بیان کیا گیا ہے - اسکي نسبت چند گذارشات ہیں :

روایت کے ساتھہ درایت کي پلہ بپلہ نگاہداشت ' ایک ایسا ضروري امر ہے ' جس سے غالباً کسیکو اختلاف نہوگا - اسلیے کہ درایت ' نقد روایت کے لیے ایک کسوٹي ہے ' جس سے جید کو ردي سے امتیاز کیا جاتا ہے - علماے ربانیین نے اس سے جھوٹوں کا ناطقہ بند کردیا - لیکن اسکا اسطرح استعمال ' جس سے قلب موضوع ہو جاے ' اور جس غرض کے لیے اسکا ایجاد ہوا ' اوسي کو قلع و قمع کردے ' انصاف کا خون کرنا ہے -

" راوي میں قید عمر ہونا چاہیے یا نہیں " فاضل ناقد نے اسمیں گفتگو کرتے ہوے ' سیرت نبوي کا اکثر رواۃ غیر بالغین سے روایت ہونا دکھا کر ' فرمایا ہے کہ " وقائع عالم ملکوت چونکہ اس عالم سے بالا تر ہیں اور وہ واقعات اسدرجہ کے امور ہیں کہ اونکي ادا پر ہر ایک قادر نہیں - رواۃ غیر بالغین نے نہیں معلوم کسطرح سے سنا ' کیسا ادا کیا ' اور بلا واسطہ کتنا کچھہ تغیر آگیا ؟ اسکا کون اندازہ کر سکتا ہے - معمولي وقائع کے لیے نفس ثقاہت اور ضبط و امتیاز کافي ہو سکتا ہے ' لیکن واقعہ غیر معمولي کے لیے معمول سے زاید اتقان و ضبط و تقاہت ضروري ہے ورنہ تغیر و تبدل سے امن معرض خطر میں ہے "

ہم نہیں سمجھتے کہ وقائع عالم ملکوت کے لیے معمول سے زاید ثقہ و ضابط اور عادل ہونیکي کیا حد ہے - اصول حدیث میں فقہاء صحابہ کو اگرچہ اونمیں بھی تفاوت مراتب ہے اور بعض کي خاص شان ہے) طبقہ علیا میں مانا گیا ہے اور بجا مانا گیا ہے - بدایت وحي کي حدیث صحیحین میں بطرق مختلفہ مروي ہے - اسکي نسبت غایت استعجاب ظاہر کیا ہے کہ " سید المرسلین کو حضرت جبرئیل نظر آوں - اونکو دیکھکر آپ کانپتے ہیں - اپنے آپکو پہاڑ سے گرا دینا چاہتے ہیں - حواس کي نسبت شبہہ ہوتا ہے - پھر ایک عیسائي تسکین دیتا ہے - تب کہیں جا کر تسکین ہوتي ہے " اسکے راوي حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں - اونکا حفظ اور ضبط مستغني عن البیان ہے - في الاصابہ صفحہ (۶۹۲) جلد ۴ - قال عطاء بن ابي رباح : کانت عایشہ افقہ الناس و اعلم الناس و احسن الناس رایا في العامۃ : -

چھہ صحابي جو کثیر الروایت شمار کیے جاتے ہیں ' انمیں سے ایک حضرت عائشہ بھي ہیں - یہ مسلم ہے کہ بدء وحی کے وقت یہ پیدا نہیں ہوئي تھیں - فی الاصابہ صفحہ (۶۹۱) عایشہ بنت ابي بکر الصدیق ولدت بعد البعثۃ باربع سنین او خمس الخ - لیکن انکي روایات اکثر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں اور بعض دیگر چند صحابہ سے - في الاصابہ صفحہ (۶۹۱) : روت عایشہ عن النبي صلي اللہ علیہ وسلم الکثیر الطیب و روت ایضاً عن ابیہا و عن عمر و فاطمہ و سعد بن ابي وقاص و اسید بن حضیر و جدامۃ بنت وہب و حمزۃ بنت عمرو - باقي رہا نابالغی کا شبہہ جو ناقد علامہ کو پیش آیا ہے ' تو وہ نہیں معلوم کہ آیا بوقت تحمل ہے یا بوقت ادا - بوقت ادا تو ہو نہیں سکتا کہ عروہ جو اونکا بھانجا اور تابعي ہے ' اون سے روایت کرتا ہے - یہ زمانہ بعد زمانۂ وفات نبوي صلی اللہ علیہ وسلم ہے ' اور حضرت کے وفات کے وقت عایشہ صدیقہ ۱۸ - برس کي تھیں اور عروہ سے اس حدیث کا بیان کرنا یقیناً اس کے بعد ہوگا - رہا وقت تحمل ' خواہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو جیسا کہ ظاہر ہے ' یا کسی اور صحابی سے ' بہر حال اوسوقت اونکے نابالغہ ہونیکا کیا ثبوت ہے ؟ جبتک تحمل کے وقت نا بالغہ ہونا ثابت نہ کیا جاوے ' صرف بعض احتمالات کی بنا پر یہ کہدینا کہ " سیرت نبوي کے نہایت اہم واقعات جو آجتک معرکۃ الاراء ہیں اور جن پر ارباب اراء کے مختلف گروہ قائم ہوگئے ہیں اکثر اون راویوں سے منقول ہیں جو سن بلوغ کو نہیں پہونچے " نا کافي ہے - فاضل ناقد کو اول یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ بوقت سننے کے حضرت عایشہ کم عمر تھیں - و دونہ خرط القتاد - فاضل ناقد کو جو ان واقعات کے متعلق استبعاد ہوا ہے اور اسکو درایت کے خلاف سمجھا ہے ' اوسپر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ امور کچھہ بھي درایت کے خلاف نہیں ہیں - انبیاء علیہم السلام آخر بشر تھے ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ - اور نہ لوازم بشریہ ان سے منفک ہوسکتی ہیں اور نہ طبیعت بشري بدل سکتی ہے - انسان کی فطري عادت ہے کہ جب وہ کسي غیر مالوف و غیر مانوس چیز کو جس سے کبھی سابقہ نہ پڑا ہو ' دفعۃ دیکھتا ہے تو مرعوب اور خوف زدہ ہوجاتا ہے - اور پھر کسی انیس اور معتمد کے تسلي آمیز کلمات سے تشفی پانا بھی ایک امر طبعی ہے -

باقی آیندہ

[بقیہ صفحہ ۱۹ کا]

صوبہ ادرنہ پر قدرت کي اسدرجہ کرم گستري کا یہ لازمی نتیجہ تہا کہ وہ آماجگاہ جنگ ہوتا - رومیوں کے زمانے سے لیکے اسوقت تک صدہا ہولناک جنگیں ہوئیں ' اور بارہا خون کے سیلاب ' نکھرے ہوے اعضاء اور خون آلود انسانی پیکروں سے ادرنہ کے دلکش مرغزاروں کو ایک ایسا لالہ گوں نقش زار بنادیا ' جسے دیکھکے دل فگار اور آنکھیں خونبار ہوتي تھیں - سنہ ۳۲۳ - میں قسطنطین اور لیکنیوس میں ایک خونریز معرکہ ہوا ' جسمیں ہزار ہا انسان کام آئے - سنہ ۳۷۸ - میں پھر میدان کار زار گرم ہوا - فریقین جنگ گاتھہ اور شاہنشاہ والنس تھے - میدان گاتھہ کے ہاتھہ رہا - سنہ ۵۵۱ - میں پھر آتش جنگ روشن ہوئی - سلامی اور بدر نطینی سپاہ معرکہ آرا بھی ہوئي - لیکن بدر نطینی فوج کو شکست ہوئي - سنہ ۹۲۲ - میں بلغاریوں نے فوج کشی کی ' اور بزور شمشیر شہر میں داخل ہوگئے - سنہ ۱۱۸۹ - میں انگریز داخل ہوے مگر چلے گئے - سنہ ۱۲۰۵ - میں بودوین نے حملہ کیا - اسوقت شہر ادرنہ بلغاریوں کے قبضے میں تہا - میدان کار زار آراستہ ہوا ' مگر حملہ آور فوج نے مدافع فوج کو شکست دي ' اور بادشاہ کو قید کر لیا - سنہ ۱۳۶۱ میں خاندان عثمانیہ کے تیسرے تاجدار سلطان مراد اول نے اسے فتح کیا اور وہ مشہور محل شاہي بنایا ' جسکا ذکر عمارات کے سلسلہ میں آچکا ہے - سنہ ۱۲۴۵ - میں روسي فوج داخل ہوئي مگر بعد کو معاہدہ ادرنہ کے بموجب روسیوں نے شہر خالی کر دیا تھا -

اب اسکا حسرت انگیز حال سامنے ' اور مستقبل مجہول ہے !

[قلت گنجایش کي وجہ سے فہرست چندہ نہچھپ سکي انشاء اللہ تعالی آیندہ صفحہ میں دیکھانیگي]

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

درد سر و درد ریاح کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پیدا ہو جاتا ہے - یہ دوا لحظہ میں اسکو پانی کردیتی ہے - درد ریاح جیسے ٹیک - چمک - ٹیس - رگوں میں لہرکن کلی سے چاہے جسقدر تکلیف ہو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے درد سر کے واسطے بھی اس دوا کا ایساہی فایدہ ہے - نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیساہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - اُڑا جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بلد ہوتا ہے - الدنوں لوگ ذرا ذرا سی باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کام میں یا مفت کی باتوں میں فکر و تردد میں عیش و عشرت میں دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکایتیں سر پر آجاتی ہیں - اور ہائے رے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کے لیے ہے - دوا کے استعمال سے فورا درد بلد ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے -

(قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی (۲ آنہ) محصول ڈاک ایک ــ دیبہ تک ۵ آنہ)

المکتبۃ العلمیۃ الاسلامیۃ فی علی گڈہ

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعۂ مصر، شام، بیروت و قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاصکر مکتبۃ المنار کی کتابیں، حضرت الستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانے میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو ادہ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے •

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں •

یہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے ؟ اور جن اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں، روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست ان کی خدمت میں جاری کرا دیا جائیگا •

المشتہر منیجر المکتبۃ العمیۃ الاسلامیۃ، مدرسۃ العلوم، علی گڈہ

حمیدیہ ہوٹل .

—:o•o:—

نمبر ۱۳۱ لور چیت پور روڈ - کلکتہ

ہمارے ہوٹل میں ہر قسم کی اقسام خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کیلیے پر تکلف اور نوم دہ کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار، مرفہک اور بر لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت منیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہمارے ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

المشتہر شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4-12

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۱ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 28, 1913.

فہرس

تصاویر

اتقو اللہ ایہا المسلمون !

ولا تکونوا ' کالذین نسوا اللہ ' فانساہم انفسہم ' اولائک
ہم الفاسقون (۵۹ : ۲۰)

منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق
این نشہ بمن گر نبود با دگرے ہست

(۱) حکمۃ الہیہ اپنے کاموں میں ابتدا سے کچھہ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ اسکا اولین کام آزمایشوں اور امتحانوں سے خالی نہیں ہوتا : احسب الناس ' ان یترکوا ان یقولوا آمنا ' وہم لا یفتنون ؟ (۲۸ : ۲۰)

(۲) دعوۃ " من انصاری الی اللہ " میں بھی اولین آزمایش یہ تھی کہ بغیر اظہار و تعیین کار کے لوگوں کو اپنی شرکت کے طرف بلایا گیا ' اور پھر جنکے دلوں میں سچی طلب تھی ' وہ بغیر فکر این و آن ' امادۂ رفاقت ' اور مستعد اعانت ہوگئے : وہم الذین لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون -

(۳) جماعۃ " حزب اللہ " کے مقاصد و اغراض کا مضمون بھی آج کل میں چھپنے کیلیے دیدیا جائیگا اور پھر بصورت رسالے کے طبع ہوگا -

(۴) چونکہ رسالہ مضامین تبلیغ و دعوت کے ساتھہ ہی یہ رسالہ بھی قریب الختتام ہے ' اسلیے اب علحدہ اشاعت کی جگہ دونوں کو یکجا شائع کرنا بھی مناسب معلوم ہوا -

(۵) پھر جنکو پیاس ہے ' انہیں کیا ہوگیا کہ " العطش " کی صدا نہیں لگاتے ؟ اور جو روشنی کے متلاشی تھے ' یہ کیا ہے کہ وہ روشنی کو روشنی سمجھنے میں متامل ہیں ؟ پس جلدی کرو ' جلدی کرو کہ عجب نہیں اس جلدی ہی میں تمہارے لیے اصلی آزمایش پوشیدہ ہو - ان ارید الا الاصلاح ما استطعت ' واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

(۱) اگرکسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی -

(۲) اگرکسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں -

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے وی - پی کی اجازت -

(۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے -

(۵) خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

(۶) منی آرڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں -

نوٹ —— مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہوجائیں تو دفتر اسکے لئے ذمہ دار نہ ہوگا -

(منیجر)

شــرح اجــرت اشتــهــارات

— * —

میعاد اشتہار	فی صفحہ	فی کالم	نصف کالم	نصف کالم سے کم
ایک ہفتہ ایک مرتبہ کے لئے	۱۵ روپیہ	۱۰ روپیہ	۷½ روپیہ	۸ آنہ فی مربع انچ
ایک ماہ چار مرتبہ "	۵۰ "	۳۰ "	۲۰ "	۷ آنہ " " "
تین ماہ ۱۳ " "	۱۲۵ "	۷۵ "	۴۵ "	۶ آنہ " " "
چھہ ماہ ۲۶ " "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۷۵ "	۵ آنہ " " "
ایک سال ۵۲ " "	۳۰۰ "	۲۰۰ "	۱۲۵ "	۴ آنہ " " "

(۱) ٹائیٹل پیج کے چاروں صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اسکے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہ دیجائیگی -

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی -

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپنے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کردیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا -

---

شرائــــط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمایش کے مطـــابق آپکو جگہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی -

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھہ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہوگی -

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روپیہ واپس کردیا جائے گا -

(۴) ہر اس چیز کا جو جوے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنی شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائےگا -

نوٹ —— کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں -

قلعہ و حصار حیدری

سرویا کی دو کمپنیاں، جنکو سقوط ادرنہ کے بعد ترکی توپوں نے ہلاک کردیا۔
انکی لاشوں کی صفوں کا ایک گوشہ
پادری دعا مانگ رہا ہے۔

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یوروپین ٹرکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو ' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں ' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا ' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے ' انکو دفن کر دیں ' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں ' لیکن جو بد نصیب زندہ ' مگر مردے سے بدتر ہیں ' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے ' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے ' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے ' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے ' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب مدد اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ '

ورنہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ ' خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے ' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آسے مل رہا ہو ' وہ خود نہ لے ' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا ' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے ' تاکہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے '** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھ آنہ ضروری اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا ' اور ایک سال کیلیے اخبار انکے نام جاری کردیا جائے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے ' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے ' اور صرف آٹھ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے ' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال آپ سے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے ' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں ' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا ' اس نے مجبور کر دیا ' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی ' اس سے گریز کرنا ' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلائے رکھنا ' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے ' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تعامل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

یوروپین ٹرکی کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایا صوفیا کے سامنے

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے ' جو یورپ اور ٹرکی کے اعلے درجہ کے با تصویر ' پر تکلف ' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن ' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - مجتہدانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے معیار و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں ' اسکا باب " شئون عثمانیہ " ترکی سے جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - " نامورانِ عزۂ طرابلس و بلقان " اسکی ایک با تصویر سرخی ہے ' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب مؤثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں ' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات ' مذاکرۂ علمیہ ' حقائق و وثائق ' المراسلہ و المناظرہ ' اسئلۃ و اجوبتہا ' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جائے ' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جائے -

شذرات

اردو پریس علیگڈھ کی ضمـــانت

گذشتہ دو سال کے اندر اسلامی مصائب کے ظہور نے مسلمانان ہند میں جوش و حرکت کا ایک نیا دور پیدا کردیا - جدید اخبار و رسائل کی تاسیس، مضامین مہیجہ و معرکہ کی اشاعت، مجالس کا قیام، اور حس و بیداری کے مظاہر نہ صرف بڑے بڑے شہروں، بلکہ قصبوں اور دیہاتوں تک میں پوری سرگرمی سے ظاہر ہوے اور اسکا سلسلہ اب تک جاری ہے -

یہ زمانہ مسلمانوں کے مصائب کے شدید ترین دور کا آغاز تھا، اور اسلام کی خانہ ویرانی جیسی اب ہوئی، صدیوں سے نہیں ہوئی تھی - غفلت کے بعد ناگہانی ہشیاری، اور خواب کے بعد اچانک بیداری، ہمیشہ خطروں سے پر ہوتی ہے، اور دل سے اٹھے ہوے جذبات دماغ کی دانشمندیوں کے تابع نہیں ہوتے، ایسی حالت میں کچھ بعید نہ تھا کہ جوش و خروش میں ہر طرح کی بے اعتدالیاں ہوتیں، اور امن و سکون میں قسم قسم کی خللی اندازیاں پیدا ہوجاتیں - تاہم برٹش انڈیا کی تاریخ میں یہ واقعہ ہمیشہ یادگار رہیگا کہ با این ہمہ حالات عقل برانداز و حوادث ہوش افگن و شکیب ربا، راس کماری سے لیکر کشمیر تک، تمام مسلمانان ہند نے کوئی حرکت امن و قانون کے خلاف نہیں کی، اور اگر ایجی ٹیشن کا کچھ ظہور بھی ہوا، تو وہی مجلس آرائیوں اور رزولیوشنوں کے پاس کرنے میں، یا چند لمحوں کی گرم تقریروں، اور مجامع و مجالس کی گاہ گاہ اٹھنے والی سرد آہوں میں -

ہم سب کچھ سنتے تھے، اور سب کچھ جانتے تھے - ہم یورپ کے وزارت خانوں سے بے خبر نہ تھے، اور انگلستان کی موجودہ وزارت خارجیہ کے نظارے سے بھی آنکھیں بند نہ تھیں - جنگ کی خوں ریزیاں، اور صلح کی امن حریفانہ دھمکیاں، دونوں ہمارے سامنے تھیں - ہم نے ان خونچکاں لاشوں کو بھی دیکھا، جنکا خون، جنرل کنیوا کی شمشیر برہنہ سے ٹپک رہا تھا، اور پھر ہم نے ان جلے ہوے گھروں، ان تودۂ خاکستر آبادیوں، اور ان تڑپتی ہوئی لاشوں پر بھی نظر ڈالی، جس سے جنگ بلقان کے حدود ارضی کے مختلف گوشے نظارہ گیان عالم کیلیے جگر پاش اور زہرہ گداز تھے، تاہم ہم کو جواب دیا جاے کہ ہم نے کیا کیا؟ اور ہم کو بتلایا جاے کہ ہم نے کیا چاہا؟ وہ وسیع مجمع انسانی، جسکی تعداد سات کروڑ سے متجاوز بتلائی جاتی ہے، کیا ممکن نہ تھا کہ اس موقعہ پر اپنے تئیں انسان قرار دیکر، جذبات طبعی سے مجبور انسانوں کی طرح، کچھ نہ کچھ بے عنوانیاں کرگذرتا؟ مگر سواے اس درد حسرت و ماتم کے، جو کبھی کبھی اس مجمع سے اٹھا، اور سوا ان صداہاے فغان سنج و العیاث کے، جو لا حاصل و ناکام اس آبادی کی وسعت سے بلند ہوئیں، کوئی صداے قانون شکن، کوئی حرکت بغاوت آمیز، کوئی سعی مخالفت حکومت، ایسی ہوئی، جو سامنے لائی جا سکتی ہے؟

میں بلا خوف تغلیط کہتا ہوں کہ انسانی مجامع کے غم و اندوہ اور اضطراب و اضطرار کی اگر کوئی تاریخ مرتب کی گئی ہو، تو مسلمانان ہند کے گذشتہ دو سالہ سکون و امن اور خاموشی و قانون پرستی کی اسمیں شاید کوئی نظیر نہیں ملے گی -

قوم اور ارکان حکومت، دونوں اس سے بے خبر نہیں ہیں کہ الہلال اپنے اصلی دلی خیالات کے بے کم و کاست اظہار میں نہایت مسرف ہے، اور اسمیں اور عام مسلمانوں میں یہی فرق ہے کہ انکے دل میں وہ ہے، جو اسکے زبان پر ہے، پر انکی زبان پر وہ نہیں، جو اسکے قلم پر ہے - اسلیے مجھے یہ کہدینے میں کوئی باک نہیں کہ اس تمام عرصے میں مسلمانان ہند کی خاموشی و امن دوستی حد تفریط تک پہنچ گئی ہے - اور وہ قانون کے احترام اور امن کے ساتھہ رہکر جو کچھہ کرسکتے تھے، افسوس کہ انہوں نے نہیں کیا -

پھر یہ حکومت اور رعایا، دونوں کیلیے ایک نہایت ضروری سوال ہے کہ اس عجیب و غریب حالت کے اسباب کیا تھے اور کیا ہیں؟ کل کی بات ہے کہ لارڈ کرزن کے زمانے میں دبی ہوئی وطنی شورش نے ظہور کیا، اور چند سالوں کے اندر ہی اندر خطرناک جوش و خروش اور خوں ریزانہ اقدامات تک معاملہ پہنچ گیا، اور اب تک قائم ہے - حالانکہ اسکے لیے بظاہر جوش و خروش پیدا کرنے کے ایسے اسباب قوی نہ تھے، جو پچھلے دو سالوں کے اندر مسلمانان ہند کو پیش آے، اور جسکے نتائج معزنہ ابھی انکے سامنے سے ہٹے نہیں ہیں -

یہ کیوں ہے کہ اس تمام عرصے میں ایک مسلمان ہاتھہ بھی کسی خلاف قانون حکومت عمل کا مجرم نہیں ہوا؟

یہ ایک سوال ہے، جسکے جواب پر غور فرمانے کی ہز انز سر جیمس مسٹن بالقابہ کی گورنمنٹ کو سب سے زیادہ ضرورت ہے -

میں پورے یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اسکا سبب صرف ایک ہی ہے، اور سبب اصلی و قوی ہمیشہ ایک ہی ہوا کرتا ہے - دنیا میں اسطرح کے واقعات ہمیشہ گذرے ہیں، اور انکے حالات و نتائج نے ہمارے لیے بحث و راے کا راستہ صاف کردیا ہے - ان پر نظر ڈالیے، اور ان سے بھی قریب تر خود ہندوستان کی گذشتہ دہ سالہ تاریخ کو دیکھیے - صاف صاف نظر آئیگا کہ اس کا سبب اصلی اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا کہ لارڈ ہارڈنگ کی دانشمند و مدبر، اور کاردان و حوادث اندیش گورنمنٹ نے اس تمام زمانے میں روک ٹوک اور جا و بیجا سختی و پرسش کی پالیسی پر عملدر آمد نہیں کیا، اور مسلمانوں کو انکی اصلی حالت پر چھوڑ دیا - انکے کاموں میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ڈالی، انکے مجامع و مجالس میں کوئی علانیہ مداخلت نہیں کی گئی، اور ہر موقعہ پر گورنمنٹ نے اپنے تئیں ان تمام امور پر بے توجہ ظاہر کیا، اور اگر جوش و خروش کے ظہور میں بعض سخت گیر کار فرماؤں، اور حلقہہاے احتساب کو کوئی بات قابل گرفت نظر آئی بھی، تو اسکی بنا پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی -

یہ ایک قدرتی بات ہے کہ انسانی قلوب کا جوش، دبانے سے اچھلتا، اور پٹکنے سے ابھرتا ہے - اسکی مثال ایک ابلتے ہوے چشمے یا اچھلتے ہوے فوارے کی سی ہے، کہ جسقدر اسکی راہ میں رکاوٹ ڈالی جاتی ہے اتنا ہی وہ زیادہ قوت اپنے اندر حاصل کرلیتا ہے - پس اس دانشمندانہ اور مستحق تحسین پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ جوش و خروش اور حسیات و جذبات کو زیادہ ابھرنے اور زیادہ قوت و طاقت حاصل کرنے کا موقعہ نہیں ملا، اور وہ مثل ایک ایسے درخت کے ہوگیا، جسکو تخم اور زمین تو میسر آگئی تھی لیکن آفتاب کی تپش اور پانی کی رطوبت میسر نہیں آئی - کیونکہ دلوں کے جوش و خروش کیلیے سختی اور سخت گیری مثل حیات بخش پانی کے، اور مثل نامیہ افزا تپش و حرارت کے ہے - اسکو اگر دبانا مقصود ہے تو پانی نہیں دینا چاہیے - پر اگر پانی دیا گیا تو وہ پہلے پھولیگا، اور اسکی جڑیں زمین

۲۱ - جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ھجری

فتنہ مي بارد ازیں طاق مقرنس برخیز !

أأمنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا هي تمور ؟ - ام امنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا فستعلمون کیف نذیر ؟ (۶۷ : ۱۳)

خدا جو آسمان میں ہے کیا تم اس کے جلال سے نڈر ہوگئے ہو کہ زمین میں تم کو دھنسا دے اور وہ یڑے جھکولے مارا کرے ؟ یا جو آسمان میں ہے تمھیں اس کے غضب کا خوف نہیں رہا کہ تم پر پتھراؤ کرے ؟ عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ ہمارا ڈرانا کیسا تھا ؟

سنہ ۱۰۶۳ - ع - کا واقعہ ہے کہ جزیرۂ صقلیہ (سسلي) پر توحید کي حکومت تھي - بحر ابیض متوسط کے تمام سواحل میں اللہ اکبر کے نعرے گونج رہے تھے - سنہ ۸۳۶ ع میں یہ علاقے علم اسلام کے زیر سایہ آئے تھے - اس واقعہ کو ۲۲۸ - برس گزر چکے تھے ' اور اس مدت مدید میں اسلامي تمدن نے سسلی میں اچھي طرح جڑ پکڑ لي تھي - سسلي کا طبي کالج تمام یورپ کا مرجع و مآب بن رہا تھا ' پلرمو کی عظیم الشان درسگاہ سے مغربي دنیا تہذیب و شایستگي کا سبق لیتي تھي - تعلیم عام بھی تھي اور مفت بھي - تربیت کا ایسا اچھا انتظام تھا کہ ہمارے بورڈنگ سسٹم (نظام اقامت) سے اب تک ایسے نتایج پیدا نہو سکے - ہمارے کالج و یونیورسٹي تو آزاد بھي نہیں ہیں اور دائرۂ اثر بھي محدود ہے ' مگر سسلي کي عربي درسگاہیں اس خصوصیت میں اس حد تک ترقي کر گئي تھیں کہ یورپ کي متعجبانہ نگاہوں میں یہ باتیں ایک طرح کا جادو نظر آتي تھیں - یہ سب کچھہ تھا اور ترقي کے بیشتر ذرایع فراہم تھے ' لیکن جیسا کہ مرسیو سیدیو نے خلاصہ تاریخ العرب (صفحہ ۱۷۷ و ۱۸۱) میں تشریح کی ہے ' مسلمانوں میں بڑي کمی یہ تھي کہ نہ ان کو اپني حالت کا احساس تھا ' اور نہ ان میں کوئي مرکزي وابستگي تھي - ہر ملک کے مسلمان اپنے اپنے حال میں مگن تھے - کسي کو کسی سے اتنا بھي تعلق نہ تھا جتنا چین کے ایک بہت ھي معمولي یوروپین کے رنج و راحت سے سر ایڈورڈ گرے کي نظارۃ خارجیہ کو ہوسکتا ہے - بے حسي کا یہ عالم تھا کہ جزائر بلیارہ کے مسلمان ذبح کر ڈالے گئے' جزیرۂ قندیہ چھن گیا ' جنوبي اطالیہ کے بیشتر علاقے صلیب کے زیر حکومت چلے گئے ' مگر کسي درد مند دل میں ٹیس بھي نہ اٹھي - نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۱۰۶۸ ع سے سنہ ۱۰۷۱ ع تک میں توحید کے تمام مقبوضات تثلیث نے غصب کر لیے - سنہ ۱۰۹۸ ع میں جزائر مالطہ کي شامت آئي - سنہ ۱۱۲۵ ع میں سواحل افریقیہ کي نوبت پہونچي - سنہ ۱۱۴۸ ع میں صفاقس و سوس و مہدیہ و قیروان و تونس جاتے رہے ' اور بحر ابیض متوسط میں اسلامي حکومت کا بالکل ھي خاتمہ ہوگیا - موحدین نے بعد میں کچھہ علاقے واپس تو لیے ' اور تعمیر حکومت کي داغ بیل بھي پڑگئي - مگر یہ تعمیر بھي عام بے حسي وعدم مرکزیۃ کي برکت سے میرزا غالب کي اس تعمیر سے کم نہ تھي - جسکي نسبت خود ان کو شکایت تھي :

ہیولی برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا !

گیارھویں صدي کے انھیں واقعات کا اعادہ آج بیسویں صدي میں ہو رہا ہے - جنگ بلقان نے یورپ سے اسلامي حکومت کا خاتمہ کر ھي دیا - ایشائي ممالک باقي رہے تھے' جن میں عرب و مضافات عرب کو مخصوص اہمیت حاصل تھي - لیکن ۱۴ - مئي سنہ ۱۹۱۳ ع کو' جس کي تفصیل لندن ٹائمز نے ۱۷ - مئي کي اشاعت میں درج کي ہے - اس میں بھي گھن لگ گیا -

(۱) عرب کے مشہور ساحل جزیرہ " کویت " پر برطانیہ عظمی کا باقاعدہ شاہي اثر تسلیم کرادا گیا - باب عالي کي صرف نام کي سیادت رہ جائیگي - جزیرے کے استقلال ' شئون حکومۃ ' معاملات داخلیہ ' اوضاع سیاست - ولایت عہد ' غرضکہ ہر ایک بات سے ترکي سلطنت بے تعلق ہوگي' اور برطانیہ و کویت کے مابین جو معاہدہ ہوا ہے ' اس کو نافذ الاثر سمجھیگي

(۲) جزائر بحرین و مسقط و القطر سے باب عالي کے شاہي حقوق معدوم ہوگئے اور نشر نفوذ کا حق انگلستان کو حاصل ہوگیا - خلیج فارس میں روشني کرنے - ملقذات (جان بچانے والی کشتیں) اور خضراء (پرایس محافظ) کا نظم ونسق بھي اسي سے متعلق ہوگا -

(۳) شط العرب میں انگریزي اثر غالب ہوگا - دریاے دجلہ و فرات میں جہاز راني کے لیے برطانیہ عظمی کو خاص حقوق و مراعات حاصل ہونگے -

(۴) ایک عثماني کمیشن کے ذریعہ سے جس کی وضع و ترکیب میں برطانیہ کو طاقتور حصہ ملیگا ' شط العرب میں جہاز راني ' اور بندرگاہوں میں حکومت کے مسائل طے کیے جائینگے - عام انگریزي راے اس باب میں یہ ہے کہ کمیشن کے معاین و مہندس ' دونوں شاخوں کے اعلی افسر انگریز ہونے چاہئیں - ورنہ انگریزي فوائد کے حصول میں خاطر خواہ کامیابی نہوگي -

(۵) بصرہ و بغداد کے مابین تاسیس ریلوے کا آخري حق برطانیہ کو حاصل ہوگا - بغداد ریلوے کي نظارت (ڈائرکٹروں کي مجلس) میں کم از کم دو انگریز افسر ہونگے ' جن کے ذریعہ سے خرید و فروخت پر نگراني اور مالیہ کے انتظام میں امتیازي سلوک روا نہ رکھنے کے فرائض انجام پایا کرینگے - اس معاہدہ کو گویا مکمل سمجھنا چاہیے - ۱۷ - مئي کو معاہدہ کے اس حصہ پر جو مسئلہ کویت و حدود بصرہ سے متعلق ہے دستخط ہوچکے ہیں - بقیہ ہنوز غیر موثق ہے - ان پر بھی کچھہ مدت کی گفت و شنفت کے بعد دستخط ہو ھي جائینگے' اور رسول اللہ صلے علیہ وسلم کے دیار سے اسلامي حکومت کے خاتمہ کي تحریک کے لیے ایک غیر متوقع سبیل نکل آئیگي - اس معاہدہ کي تکمیل سے انگریزوں کو جو نفع ہوگا ریوٹر ایجنسي نے ۱۷ - مئي کے تلغرامات میں اس کی یوں ترجماني کي ہے کہ " مشرق اوسط میں تجارتي فوائد برطانیہ کي ترقي و تقویت کے لیے یہ معاہدہ ایک نہایت اہم واقعہ ہوگا " اور ترکوں کو جو ضرر پہونچیگا اس کا اندازہ ۱۵ - مئی سنہ ۱۹۱۳ ع پاینیر کے اس فقرہ سے ہوسکتا ہے جو اس نے مشہور یوروپین اخبار " جرنل " سے نقل کیا ہے کہ " ان معاہدوں کو ایشیائي روم کی تقسیم کا آغاز خیال کرنا چاہیے "

فرانس نے ارض شام پر قبض و دخل کي پیشرمت کے لیے مطالبات کیے ہیں (۱) مدارس (۲) ریلوے (۳) بنادر (۴) اور ان

کے اندر ' اور شاخیں اسکی اوپر دور دور تک پہیل جائیں گی !

گورنمنٹ کی یہ ایک اصلی دانشمندی اور ٹہیک ٹہیک قابلیت حکومت فرمائی کا استعمال تہا ' اور ہمارے عقیدے میں اگر ایک طرف لارڈ ہارڈنگ کے کارناموں کی تاریخ میں انکا مشہور مراسلۂ تاریخی ' تقسیم بنگال کی تنسیخ ' اور پھر حادثہ حملے کے بعد تحمل و ضبط کا قابل تعریف ظہور ' یادگار رہیگا ' تو اسی کے ساتھہ یہ دانشمندانہ طرز عمل بھی تعریف و توصیف کے ساتھہ یاد کیا جائے گا ' جو انہوں نے جنگ طرابلس کے بعد سے اس وقت تک اسلامی جوش و خروش کے متعلق اختیار کیا -

یہ اسکا درحقیقت وقدرتی اور طبیعی سبب اصلی ہے ' جس کی قوموں اور ملکوں کی گذشتہ تاریخ اور موجودہ حوادث سے تصدیق ہوتی ہے ' لیکن اسکے بعد اسکے ذیل میں بعض اور اسباب بھی قرار دیے جاسکتے ہیں ' اور انمیں اولین وہ مسلمانوں کی یہ نمایاں قومی خصلت بھی ہے کہ وہ صبر و تحمل کے عادی اور فتنۂ و شر سے گریزاں رہتے ہیں ' اور اپنی اسی خصلت کی بے اعتدالانہ تفریط کے نتائج ہیں ' جو مقدونیا میں حاصل کرچکے ہیں -

یقیناً اس گذشتہ دو سال کے اندر انہوں نے یہ بھی ثابت کردیا کہ خواہ اضطراب و جوش کا کیسا ہی ہجوم ہو ' مگر حزم و احتیاط اور امن و سکون کا سررشتہ انکے ہاتھوں سے نہیں چھوٹ سکتا -

* * *

یہ حالت تھی ' مگر نہایت افسوس کے ساتھہ اب مسلمان دیکھیں گے کہ صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ اس پالیسی کو ہاتھہ سے دے رہی ہے ' اور اسکا بہت بڑا عملی نمونہ اردو پریس علی گڈہ کی ضمانت ہے -

اردوے معلی کے مضمون پر گرفت نہیں کی گئی ' اسمیں پولیٹکل مباحث کا حصہ عرصے سے نادر اور کالمعقود ہے -

اسکے ایڈیٹر کا صرف یہی جرم نظر آتا ہے کہ اس نے اسلامی حسیات و جذبات کے اظہار میں حصہ لیا ' اور اخیر دنوں میں ملکی مصنوعات کے طرف توجہ ' اور غیر ملکی مصنوعات سے احتراز دلانے کیلیے کوشش کی - اسکا نتیجہ یہی ہوگا کہ مسلمان ' جو صرف اپنے مسلمان بھائیوں کی اعانت ' اپنے مستقبل ' اور اصلاح حال میں مصروف تھے ' اور حکومت کے طرف سے بالکل مطمئن تھے کہ وہ انکی پر امن مساعی و حرکات سے کوئی تعرض کرنا نہیں چاہتی ' یکایک محسوس کریں کہ شاید واقعۂ نفس الامر ایسا نہیں ہے ' اور یہ انکے جوش کیلیے ایک قوت افزا رگ کا کام دے - پھر انکا جوش بڑہے ' اور جذبات میں ایک نئی حرکت پیدا ہو - حکومت کو غور کرنا چاہیے کہ اس نئے جوش کی ذمہ داری کیا پالیسی کے اس تغیر ' اور سخت گیری پر نہوگی ؟

کیا اسکی ضرورت نہیں ہے کہ لارڈ ہارڈنگ کی دانشمند گورنمنٹ اس مسئلہ پر توجہ کرے ؟

ہفتۂ جنگ مبادی صلح پر ابھی تک دستخط نہیں ہوے ہیں - حلقہ ہاے سیاسیہ میں یہ التواء " پر اسرار " سمجھا جارہا باعث التواء کون ہے ؟

کل کی تار برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ابھی عالم اسرار میں ہے ' مگر ابتدائی تاربرقیوں میں سب سے پہلے اس باب میں جسکا نام لیا گیا تہا ' وہ سرویا تھی -

۲۱ - کو ریوٹر نے اطلاع دی تہی کہ سرویا کی رائے ہے کہ اسکے متعلق بیعض اہم معاملات میں دول کا فیصلہ قطعی طور پر لازمی نہیں - وہ دستخط سے قبل ضمانت چاہتی ہے - اسی تاریخ کے دوسرے تار میں جو یہاں ۲۲ - کو موصول ہوا ' یہ بیان کیا گیا تہا کہ حلفاء بلقان کی طرف سے سرویا کے سر ایڈورڈ گرے سے ان ترمیمات کے متعلق مراسلت کی ' جو صلحنامہ میں وکلاء بلقان نے ایک جلسے میں تجویز کیے ہیں - اس جلسے میں ڈاکٹر ڈینیف وکیل بلغاری بھی شریک تہا - مگر اس نے ایک تجویز ان ترمیمات کی بابت پیش نہیں کی - ان ترمیمات کا جو حصہ ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پیرس کے مالی کمیشن میں بلقانی وکلا کی وہی حیثیت ہو جو دیگر وکلاء دول کی ہوگی - نیز یہ کہ جنگ سے پہلے کے عہد نامے اسوقت نافذ رہیں ' جب تک کہ ایک دوسرا وسیع عہد نامہ تیار نہ ہوجائے -

ریوٹر کا یہ بھی بیان ہے کہ ترکی اور بلغاری وکلاء نے سر ایڈورڈ گرے سے کہا ہے کہ یہ دول کا فرض ہے کہ وہ بقیہ حلفاء بلقان کے دستخط حاصل کرنے کے لیے کوئی تدبیر اختیار کریں - اور نیز یہ کہ دول نے انکو فہمایش کی ہے ' اور یہ کہا ہے کہ اگر انہوں نے اصرار کیا تو عجب نہیں کہ وہ ان فوائد کو ضائع کردیں جو انکو عدم اصرار کی صورت میں حاصل ہوسکتے تھے -

---

خانہ جنگی حلفاء بلقان کے تعلقات کی حالت دیکھیے کب تک درست رہتی ہے ؟ بلغاریا کے خلاف ' سرویا اور یونان میں ایک معاہدہ کے وجود میں اب کوئی شک نہیں رہا - ۲۹ - کو سالونیکا کا تار ہے کہ کیوالا سے کسی قدر فاصلے پر بلغاری اسکویڈرن نے یونانیوں پر آتشباری کی - اسکے علاوہ پینگہدس میں بھی جنگ ہوئی - سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں یونانی نقصانات کی تعداد ۳۹ - مقتول اور ۱۳۷ - مجروح ہیں -

طرابلس الغرب

بنغازی سے ۱۹ - کا تار ہے کہ سیدی غربی اور اسیلانی کے مرکزوں پر کل اطالوی فوج کا سیلاب نہایت زور کے ساتھہ امڈا ' جسکو عربوں نے پیچھے ہٹا دیا - اسکے بعد عربوں نے اطالویوں پر ایک غیر مترقبہ حملہ کیا ' مگر کمک پہونچنے کے بعد عربی حملہ بھی پسپا کردیا گیا - اطالوی نقصانات کی مقدار ۷ - افسر ۷۲ - سپاہی مقتول ' اور ۲۹ - افسر اور ۲۵۰ - سپاہی مجروح ہے -

۲۴ - مئی کے روما کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں صیغہ جنگ کے انڈر سکریٹری نے یہ تسلیم کیا کہ ۴ - توپیں ضائع ہوئیں لیکن اسکے ساتھہ یہ بھی کہا کہ تسلیم سے قبل وہ بیکار کردی گئی تھیں - اس نے بتایا کہ موجودہ زمانے میں عہد قدیم کے تعصبات کے برخلاف ' توپوں کے مقابلہ میں انسان زیادہ قابل ترجیح سمجھے جاتے ہیں !!

اسی تاریخ کو سینٹ میں وزیر مال نے اعلان کیا کہ اس سال فاضلات میں ۶۵ - ملین لیر (ایک اطالی سکہ) ہیں جن میں سے ۴۴ - ملین ان مصارف کی ادائگی کے لیے رکھے گئے ہیں جو جنگ طرابلس کی وجہ سے ہوئے - اور ۱۹ - ملین بیڑے کی ترقی میں -

سقوطری میں بین القومی قبضہ ہوگیا - فوج ناکوں میں [illegible] کی گئی ہے -

باشندوں کی حالت اچھی ہے - ڈ سلکی (واٹر ایس) اور دیگر امور نافعہ (پبلک ورکس) کے لیے کوشش کیجارہی ہے -

خلیج فارس ہی میں کار برآری ہوئی اور نہ بحر ابیض متوسط ہی میں کام نکلا - ایران کی آٹھ سو کیلو میٹر مربع زمین پر اس وقت روس قابض ہے - لیکن جس سلطنت کے مقبوضات یورپ کے ڈانڈے ایشیاے کوچک سے ملے ہوں - جس کی دس ہزار کیلو میٹر کی لانبی ریلوے لائن نے مشرق و مغرب کی حدیں ایک کردی ہوں - ایسی بے سود و بے نتیجہ نمایشیں اُس کے لیے کیا مفید ہو سکتی ہیں ؟ "

اس ترغیب و ترہیب کا مفاد ظاہر ہے - ایران کی آزادی سلب ہوگئی - جنوب و شمال کی طوفانی ہواؤں نے بنیادیں ہلا دیں ' زندوں کی جانیں قربانگاہ استبداد پر بھینٹ چڑھائی گئیں ' اور مُردوں کی ہڈیوں سے چیل کوؤں کو دعوت دی گئی - یہ سب کچھ ہوا اور ہو رہا ہے - مگر مضمون نگار کی رائے میں ابھی یہ کافی نہیں - وہ چاہتا ہے کہ کل کو آنے والی قیامت ابھی اور آج ہی کیوں نہ آجائے ؟ طہران میں حکومت کے مٹتے ہوے خط و خال کیوں باقی رہیں ؟ اور کیوں نہ خلیج فارس میں ایک مرکزی بندرگاہ کے بہانے احمد کی سلطنت نکولس کے لیے ایک خوشنما و خوش سواد مستعمرہ (کالونی) کی شکل میں تبدیل نہ ہو جاے ؟

دوسری صورت یہ بتائی گئی ہے کہ " اسکندرونہ " پر قبضہ کرلینے سے روس کی وہ غرض پوری ہو جائیگی جس کا خواب دیکھتے ہوے مدتیں گزر گئیں - یہ مقام جو اس وقت ترکوں کے زیر حکومت ہے' بحر ابیض متوسط کا ایک نقطۂ مرکزی ' بغداد ریلوے کا ایک اسٹیشن ' اور جزیرۂ قبرص (سائپرس) کے بالمقابل واقع ہے - اسکندر اعظم کی نظروں میں اس بندرگاہ کی بہت بڑی اہمیت تھی' اور اُسی کے نام پر یہ مشہور بھی ہے - لیکن مشکل یہ ہے کہ اس پر سکہ بٹھانے کے لیے ہولناک خونریزیاں کرنی پڑینگی ' اور باشندگان " و شزل " اور " اردیل " کے مابین بڑے معرکہ کا رن پڑیگا - آجکل تو یہ شہر صرف جرمنی کے دائرۂ اثر میں واقع ہے ' لیکن اس کا مستقبل صاف بتا رہا ہے کہ آگے چل کر ایک مشہور جرمن بندرگاہ اور بحر ابیض متوسط کا دوسرا ہمبرگ ہو جائیگا " یعنی روس اگر اسکندرونہ پر قبضہ کرنے میں نا کام بھی رہا ' جب بھی یہ علاقہ ترکی حکومت سے جدا ہوجائیگا ' اور جرمنی اس کو مشرق ادنی کے لیے اپنا ایک حربی مستقر بنالیگی - یہی نہیں بلکہ یورپ کی رفتار سیاست کا صحیح اندازہ کرنے کے بعد " اسٹریسزرانک رشو " اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ " ایشیاے کوچک کا عنقریب تجزیہ ہوجائیگا - ترکی حکومت یورپ کی پیچیدگی سلجھانے میں منہمک ہے - اُس کو علم بھی نہوے پائیگا کہ اُس کے پاؤں تلے سے زمین نکل جائیگی' اور اُس کے مقبوضات منقسم ہوجائینگے - سواحل بحر مرمر و ایشیاے کوچک میں بے شمار یونانی موجود ہیں - تحریک انقسام کی راہیں صاف کرنے میں اُنسے طبعاً مدد ملیگی - شام پر فرانس کا تسلط پہلے ہی سے لگ چکا ہے - یہ ملک جمہوریۂ فرانس کا ایک مشرقی جزو ہو کر رہیگا - لیکن اسکندرونہ و خلیج ادالیہ کے مابین ایک علاقہ ہنوز بے تعلق ہے - روس ہمیشہ موقع کا منتظر رہا ہے - مناسب و موزوں وقت پیش آے پر ادھر رخ کرنے میں اُسے کیا امر مانع ہو سکتا ہے ؟ اس میں تو انگریزوں سے مصادمت یا جرمنی سے مقابلہ کا بھی خطرہ نہیں - ارمنی قوم کی آزادی کے لیے اسے نہایت سنجیدگی و متانت سے کام کرنا ہوگا - گو یہ سچ ہے نہ تبلی ارمینیا میں اس قوم کو خواہ ذبح کرڈالیں ' یا روسی ارمینیا میں تاتاری اس کو مشق ستم بنائے رہیں ' روس کی نظروں میں دونوں برابر ہیں - تاہم اسکی ہمدردانہ کارروائیوں نے اگر شمالی سواحل بحر اسود کے ارمنیوں کو ترکی حکومت سے آزاد کرالیا تو باسفورس و دردانیال کی پرلطف آرزوئیں بر آنے میں کیا بات باقی رہ جائیگی ؟ دول یورپ کا کچھہ یوں ہی سا کھٹکا ہے - وہ بھی اسی حد تک ' کہ یورپ میں موجودہ حالت برقرار رکھنے کی کوشش ہوگی ' اور میدان جنگ ایشیا کو منتقل کردیا جائیگا " ان تصریحوں کو معمولی نہ سمجھو ' یہ صرف باتوں ہی باتیں نہیں ہیں ' ان پر عمل درآمد کی طیاریاں بھی شروع ہو چکی ہیں - ۱۳ - مئی سنہ ۱۹۱۳ کو ارمنی وفد نے باب عالی میں جو معنی خیز یاد داشت پیش کی ہے - ارمینیا کی اصلاح پر زور دیا ہے - مسلمان مہاجرین کو اضلاع ارمینیا میں آباد کرنے پر اعتراض کیا ہے - عیسائیوں کی مصیبتیں کم کرنے ' قتل و غارتگری کو روکنے ' اور غیر مسلم اقوام کو جبراً مسلمان بنانے کے انسداد کی جانب توجہ دلائی ہے - صدر اعظم عثمانی (شوکت پاشا) نے اس کا جواب جس طرحکے ہمدردانہ الفاظ میں دیا ہے' اور اجراے اصلاحات کی نسبت جو مستحکم وعدے کیے ہیں' ان کی صداقت و استواری کا پارلیمنٹ انگلستان تک کو یقین ہے کہ " ترکی ارمینیا میں گذشتہ خوفناک مظالم کے مکرر وقوع کا مطلق اندیشہ نہیں - اس امر کی شہادت مل چکی ہے کہ مطالبات اصلاح پر عمل درآمد ہو رہا ہے " مگر کیا مقدونیہ و طرابلس کے باب میں انہیں معاملات کا اعادہ نہیں ہوچکا ہے ؟ ملک گیری کا سر آغاز عمل یہی ہے کہ اسلامی حکومتوں سے نہایت ملائم لہجہ میں اصلاح کا مطالبہ کیا جاے - کچھہ روز کے بعد نفاذ اصلاح میں خود دخیل بن بیٹھیں - اور جب اس مداخلت کی بنا پر اصلاحی کارروائیوں میں کھٹکے پڑجاے تو مظلوموں کی حمایت کے نام سے سلسلۂ جنگ شروع کردیں -

پھر روس کا ارادہ ظاہر ہے ' صرف تکمیل کے طریقے تلاش کرنے باقی ہیں - اُن کی نسبت دیوان عام (ہاؤس آف کامنس) میں مسٹر آکلینڈ ۸ - مئی کو سر ایڈورڈ گرے وزیر خارجۂ برطانیہ کی نیابت میں اعلان کرچکے ہیں کہ " معاہدۂ صلح پر دستخط ہوجانے کے بعد حتی الامکان اس امر کا خیال رکھا جائیگا کہ ارمینیہ میں باقاعدہ نظم و نسق قائم کرنے کے مسئلہ پر کامل غور کیا جاے " اس غور و خوض کے کیا نتایج نکلینگے ؟ اس کے جواب کے لیے یورپ کی تاریخ استعمار کا مطالعہ کافی ہے - ممدوح کی یہ پر معز تشریح بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ " تمام دول یورپ کی یہ دلی آرزو ہے کہ دولت عثمانیہ کو عمدہ موقع دیاجاے کہ وہ اپنے بقیہ مقبوضات کو ترقی کے پیمانہ پر لاسکے (ترکوں کی مخالفت میں) جب کوئی مسئلہ پیدا ہو تو برطانیہ اس امر کا خیال رکھیگی ' اور دول یورپ کو بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ مسئلہ تمام سلطنتوں کی طرف سے اجماعی تحریک کے ساتھہ پیش ہو ' اور کسی قسم کی انفرادی کارروائی نہ کی جاے " اس موقعہ پر برطانیہ عظمی کی اُس سیاسی مسابقت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے جسکی ذیل میں وہاں سے تو بقیۂ مقبوضات عثمانیہ کے لیے ترقی کے بہترین مواقع بہم پہنچانے کے وعدے کیے جاتے ہیں ' مگر یہ وعدے وفا اس طرح ہوتے ہیں کہ سواحل عرب و خلیج فارس کے ترکی علاقوں پر انگریزی نفوذ باقاعدہ سرایت کر جاتا ہے ' اور ترک اپنی عافیت اسی میں سمجھتے ہیں کہ براے نام سیادت کے علاوہ ہر قسم کے اختیارات فرمانروائی سے دست بردار ہوجائیں ! بحث طلب امر یہ ہے کہ تجزیۂ ترکی یا آزادی ارمینیہ کی تحریک پیش کرنے کا انحصار جب دول یورپ ہی کے اجماع پر ٹھہرا تو یہ کیا بڑی بات ہے ؟ ان سلطنتوں کے فوائد و مصالح میں ہزار تناقض سہی ' لیکن تناقض میں بھی تو اکثر وحدتیں ہوا کرتی ہیں ' پھر تجزیہ عثمانیہ کی تحریک میں ہر ایک کا متحد ہوجانا کیوں مستبعد ہونے لگا ؟

تمام معاملات میں جن کو فرانس سے کسی قسم کا بھی، تعلق ہو سکتا ہے، مخصوص رعایتیں مانگی ہیں - اور مطالبۂ مراعات کو زور دار بنانے کے لیے ۱۸ - مئی کو جنگی طیاریوں کی تکمیل کے نام سے ۴۲ - کرور فرنک کا زائد خرچ بھی فوج کے لیے منظور کیا ہے تاکہ ترک ان طیاریوں کی دھمکی میں آکر، مطالبات منظور کرلیں -

اس نازک وقت میں صرف ایک جرمنی ہے جو عثمانیوں کی معیۃ کا دم بھر رہی ہے - مگر امریکن رسالہ " لٹریری ڈائجسٹ " کا بیان اگر صحیح ہے تو الاطول میں وہ بھی دوستانہ طریق پر جرمن اثر بڑھانے کے درپے ہے -

یہ تو اغیار و اجانب کی پیدا کی ہوئی مشکلیں ہیں - لیکن مسلمان بھی اس مشکل آفرینی میں ہیٹے نہیں - عثمانی ممالک میں لا مرکزی کے اصول پر ہر ایک صوبہ کو خود مختار کردینے کے لیے مصر میں بے وقت ایک مرکزی انجمن قائم کرالی گئی ہے - یکم مئی سنہ ۱۹۱۳ ع کو اس کا جلسہ تھا، جسمیں فرانس کو توجہ دلائی گئی کہ ترکی میں مداخلت کرکے لا مرکزی کی بنیادیں مستحکم کرادے (!!!) ولایت بصرہ کی اصلاح کے لیے باب عالی نے نئے نظم و نسق کا اعلان کیا تھا - کامل پاشا کی تحریک لا مرکزی جوش پھیلانے میں کامیاب ہوہی چکی ہے - المؤید پہلے ہی سے شیوخ بصرہ کی تائید میں تار شائع کرچکا ہے - باب عالی کا اعلان اصلاح اظہار فساد کا ایک بہانہ بن گیا - اہل بصرہ بگڑ کھڑے ہوے - انگریزی جنگی جہاز " سلوپ ایلرٹ " مداخلت کی تاک میں منتظر تھا - حفاظت عامہ کے نام سے ساحل پر لنگر ڈال دیے - ۳ - مئی سے اب تک وہیں گرد آوری کر رہا ہے -

ارض مصر میں بھی ترکوں کی رہی سہی حالت خرخشہ سے خالی نہیں - یہاں ترکی سلطنت کی جانب سے ایک مالی کمشنر رہتا ہے - آجکل یہ عہدہ رؤف پاشا سے متعلق ہے - لارڈ کچنر کو اصرار ہے کہ آیندہ کے لیے یہ عہدہ باقی نہ رہنے پائے - باب عالی نے رؤف پاشا کا ایک دوسرا قائم مقام تجویز کیا تھا، مگر بقول المؤید وغیرہ لارڈ ممدوح کے اشارہ سے مصری گورنمنٹ رضامند نہوئی، اور یہ مسئلہ یوں ہی رہگیا - حال میں خدیو مصر نے ایک عام دعوت کی تھی، جس میں تمام سفرا و قناصل طلب کیے گئے تھے - لیکن عثمانی کمشنر کی خبر تک نہ لی گئی (؟!) دوسرے اسلامی ممالک میں بھی مسلمانوں پر نئی مصیبتیں ہیں - پچھلے مہینے میں فرانس نے طنجہ کے ایک مسلمان اخبار نویس کو محض اس جرم میں حبس دوام کی سزا دیدی ہے کہ مسلمانان مراکش کو بیدار کرنے والے مضامین اُس نے کیوں شائع کیے؟ تونس کا ملک اس وقت فرانس کے ماتحت ہے - اس میں اور اس کے ہمسایہ الجزائر میں عموماً عربوں کی آبادی ہے - پچھلے سال تونس میں پندرہ لاکھ ۱۹ - ہزار ۷۸۵ - ایکڑ زمین عربوں کے زیر کاشت تھی - پیداوار میں عشر کا طریقہ رائج ہے، جس سے گورنمنٹ کو ۱۷ - ملین فرنک کی آمدنی ہوئی - فرانسیسیوں اور فرانسیسی یہودیوں کے قبضہ میں نو لاکھ ۹۴ - ہزار ۱۳۰ - ایکڑ اراضی ہے، مگر وہ ہر طرح کے محصول سے معاف ہیں - فرانس کو اُن سے ایک پائی بھی وصول نہوئی - عربوں نے اور اُن کے قائم مقام اخباروں نے جب اس پر قانونی اعتراض کیا، تو اُن سے ضمانتیں طلب ہوئیں اور دو ہفتہ کے لیے ایک اخبار کی اشاعت روک دی گئی - پیرس کے نیم سرکاری اخبار " طان " نے نمبر ۱۸۵۶۱ (۱۷ - اپریل سنہ ۱۹۱۲ ع) کی اشاعت میں اصول استعمار پر بحث کرتے ہوے جمہوریۂ فرانس کو مشورہ دیا تھا: " حکام کا فرض ہے کہ فرانسیسی مستعمرات کے باشندوں میں جس قدر ممکن ہو وجوہ عداوت و ذرایع مخالفت پیدا کرتے رہیں، کیونکہ خیریت اُسی وقت تک ہے کہ مسلمان باہم دست و گریبان رہیں " الجزائر میں اس مشورہ کی خصوصیت کے ساتھہ قدر کی گئی اور مسلمانوں میں طرح طرح کے منازعے پیدا کیے گئے، مگر جنگ بلقان و طرابلس نے عام اسلامی مصائب کا احساس اس قدر وسیع کر رکھا تھا کہ تمام نزاعیں فراموش ہو گئیں، اور فرانسیسیوں کا یہ جادو بھی کارگر نہو سکا - نائن ٹینتھہ سنچوری کی تازہ اشاعت میں مرسیو میلپ میلیٹ لکھتے ہیں: " الجزائر بھی اب بیدار ہو رہا ہے - انگلستان کو مصر میں جو زحمتیں پیش آئی ہیں، وہی دن فرانس کو یہاں پیش آنے والی ہیں - الجزائر کے عرب بھی استبداد و اضطہاد کے نتایج محسوس کرنے لگے ہیں، اور اُن میں بھی حقوق انسانیت کے مطالبے کے جذبات پھیل رہے ہیں - الجزائر کی حکومت نام کو آئینی ہے مگر اس کا پرداز عمل بالکل ہی استبدادی ہے - باشندوں کو ہر قسم کے ٹیکس دینے پڑتے ہیں، مگر فرانسیسیوں کو یہ سب معاف ہے - کسی عرب پر کیسا ہی ظلم ہو، فرانسیسی کے مقابلے میں اُس کی کوئی آواز نہیں سنی جائیگی، بلکہ اور اُسے قانونی شکنجہ کی کشاکشی برداشت کرنی پڑیگی - یہ ناقص نظام حکومت اب دیر تک قائم نہیں رہسکتا - فرانسیسی پارلیمنٹ کو مسلمانوں کے لیے بھی مساوات و انصاف کے حقوق دینے ہونگے - اُن کے فوائد بھی ملحوظ رکھنے پڑینگے، اور حکمرانی میں اُن کو بھی شریک کرنا ہوگا "

ایران و ایشیاے کوچک پر نظر ڈالو تو اُن کو سب سے زیادہ مشق ستم بنانے کی کوشش ہو رہی ہے - ریویو آف ریویوز کے اپریل کے نمبر میں " ایشیاے کوچک کی مشکلات " پر موسیو اڈوران کرسٹور کا ایک مبسوط مضمون شائع ہوا ہے، جو اصل میں آسٹریا کے مشہور اخبار " آسٹریسز راند شو " سے ماخوذ ہے - اس مضمون کا ماحصل یہ ہے کہ " روس اپنی سلطنت کو وسط ایشیا و سائبریا میں وسیع کرنے کے لیے صدیوں سے کوشش کر رہا ہے، جس کی خاص غرض یہ تھی کہ روسی گورنمنٹ کے لیے سمندر میں ایک نہ ایک مرکزی بندرگاہ مخصوص ہو جاے - لیکن ابھی تک نہ یہ کوشش بار ور ہوئی نہ کوئی ثمرہ نکلا - سوال یہ ہے کہ فارس و ایشیاے کوچک میں روس کے موانع کیوں پامال رہیں؟ شہنشاہ پطرس اعظم نے دربند و بادکوبہ (باکو) کے علاقے جس طرح ایران سے لیے تھے - سنہ ۱۸۲۸ ع میں ایرانی صوبۂ اریوان جن شاطرانہ چالوں سے روس کے قبضہ میں آیا - ترکوں نے شمالی ارمینیا کے علاقے جن وجوہ سے روس کی نذر کیے - سنہ ۱۸۳۸ ع میں اضلاع قارص و باطوم جس حکمت عملی سے پطرسبرگ کی حکومت میں شامل ہوے - اسی دور کا تسلسل اب بھی کیوں نہ رہے - اور رفتار سیاسی مصروف کیوں ہو جاے؟ روس نے اپنے اغراض کی تکمیل کے لیے جو دقیق روش اختیار کر رکھی ہے، اُس پر غور کرتے ہوے انسان محو حیرت بن جاتا ہے - سنہ ۱۹۰۷ ع کے معاہدۂ روس و انگلستان نے شمالی ایران کی قسمت روس سے وابستہ کر رکھی ہے - ایک روسی سرمایہ دار کو گورنمنٹ ایران کی جانب سے اجازت مل چکی ہے کہ تجارتی کشتیوں کے لیے ارومیہ میں ایک اِسٹیشن قائم کرلے - اس اجازت کا مدعا اُس وقت صاف ہو جاتا ہے جب اُن امتیازات پر نظر پڑتی ہے جو روس نے اصفہان سے تبریز، تبریز سے قزوین - اور اصفہان سے ارومیہ تک ریلوے لائینیں جاری کرنے کے لیے حاصل کیے ہیں - اور جن سے شمالی مغربی طہران کے ڈیڑہ سو کیلو میٹر مربع کے علاقے اُس کے زیر اثر آگئے ہیں - یا ایں۔ ہنوز کسی مرکزی بندرگاہ کے حصول میں کامیابی نہیں ہوئی - نہ

آ پہنچیں ! پھر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن تھا ؟ (میں عرض کرتا ہوں - الہلال)

افسوس اسلام کی بدقسمتی اب اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ جن قرون اولی کی خیریت و فضیلت خود سرور کائنات علیہ التحیات نے بیان فرما دی ہو (صحیحین و سنن) آپ ایسے اسلام کے فدائی اور برگزیدہ ارباب علم انہیں قرون میں بدعات و محدثات و معاصی کا بازارگرم کر رہے ہیں ' اور صحابہ رضی اللہ عنہم' جنکے لیے آقاے اسلام " فانہم خیارکم " کی شہادت فرماتے ہوے " اکرموا اصحابی " (نسائی) کا حکم فرما رہے ہوں' اور جن بزرگوں کے لیے ایسے صریح الفاظ میں تہدید فرما دی ہو کہ " اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی ! لا تتخذوہم غرضا من بعدی " اور " من اذاہم فقد اذانی " (ترمذی) آپ انہی بزرگوں کے ایک محترم فرد بلکہ امیر المومنین (بخاری احمدی) حضرت معاویہ علیہ السلام کا لا انا لاہ اندار سے ذکر فرماتے ہیں اور پھر ستم تو یہ ہے کہ جناب انکے اسی ضرب المثل حلم اور ساٹھہ برس کی بڑھیا کے ہفوات سے درگذر فرما جانے کو خدا جانے کن نگاہوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں -

و اخو العداوۃ لا یمر بصالح
الا و یلمزہ بکذاب اشر

الہــــلال

اللہ تعالی جب اپنے کسی عاجز و ناتواں بندے پر اپنا لطف و کرم مبذول فرماتا ہے' تو اسکی نسبت اپنے بندوں کے دلوں میں حسن ظن و میلان و الفت پیدا کر دیتا ہے - اور پھر خواہ وہ' اور اسکے کلم کیسے ہی حقیر و ذلیل ہوں' لیکن اسکے بندوں کی نظروں میں عزیز و محبوب ہو جاتے ہیں و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو فضل العظیم -

جناب' اور جناب ایسے بزرگان حسن ظن فرما کی نسبت ہمیشہ اس عاجز و ہیچ میرز کا یقین ایسا ہی رہا ہے - یہ اسی کا فضل ہے کہ وہ آپ ایسے بزرگوں کے دلوں کو میری جانب مائل کر رہا ہے - پس اللہ کا احسان' اور جناب کے حسن ظن بزرگانہ کا تشکر و استدعاء دعاء حصول استقامت و ثبات کل' و الی اللہ ترجع الامور -

جناب نے اس بارے میں جو کچھہ ارقام فرمایا ہے حیران ہوں کہ اسکے جواب سے کیونکر عہدہ برا ہوں ؟ اگر تفصیل سے کام لیتا ہوں تو ایک دفتر طویل مطلوب ' پھر نتیجہ کچھہ نہیں - اور اگر اجمال پیش نظر رہتا ہے ' تو اول تو بحث صاف نہیں ہوتی' اور دوسرے طبیعت بھی نہیں مانتی - بہر حال مجبوراً آخری ہی صورت اختیار کرتا ہوں ' اور بر سبیل اشارہ چند معروضات ضروریہ کے اظہار ہی پر قناعت کر لیتا ہوں .

تو خود حدیث مفصل بخوان ازیں مجمل
اللہ اللہ فی اصحابی !

(۱) میرا عقیدہ ہے کہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اس سماء دنیا کے نیچے وہ ایک ہی جماعت قدسیہ ہے' جو انبیاء کرام علی نبینا و علیہم السلام کے بعد تکمیل انسانیۃ' اور اخلاق و اعمال الہیہ کا اکمل و احمل ترین نمونہ و اسوہ تھی' اور نہ صرف تاریخ اسلام میں' بلکہ تاریخ جمیع ازمنۂ ماضیۂ عالم میں انبیاء کرام کے مستثنے کر دینے کے بعد انسانوں کا کوئی گروہ' اور انسانیۃ کبری کا کوئی اعلی سے اعلی ظہور بھی انکے مقابلے میں پیش نہیں کیا جاسکتا - بلکہ انہی میں وہ نفوس زکیۂ و عظیمہ تھے' جو اپنے مظاہر اعمال کے اندر بعض اولوالعزم انبیاء بنی اسرائیل سے بھی زیادہ ظہور صفات الہیہ کے تشبہ و تعلق کا رکھتے تھے' اور جنکی زبان حال " جئنا بعزاً' رقف

الاشداء علی الکفار " کی صداے حقیقت سے غلغلہ انداز عالم ملکوت تھی - کیونکہ " لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ " انکا دستور العمل و محور جمیع اعمال و افعال تھا' اور اسلیے وہ سرچشمۂ " مقام محمدی " کے فیضان سے بہرہ یاب تھے' پس اس مقام اور مقامات انبیاء گذشتۂ عالم میں جو فرق تھا' وہ انکے اندر بھی نمایاں تھا کہ المرء مع من احب

عن المرء لا تسئل و سل عن قرینہ
و نعم ما قیل .

جمال ہم نشین در من اثر کرد
و گر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یہی وہ لوگ تھے کہ " یحبہم و یحبونہ " انکا مرتبۂ اختصاص تھا' اور " رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ " کے مقام محبت و محبوبی و عشق و عاشقی سے فائز المرام تھے ! اللہ اللہ ! انکے مقامات عالیہ' جنکے وصف و تمجید پر کلام الہی نے شہادت دی : اشداء علی الکفار رحماء بینہم' تراہم رکعا سجداً یبتغون فضلا من اللہ و رضواناً' سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود : (۴۹ : ۲۹)

یہ وہ لوگ تھے' جنہوں نے شمع نبوت سے براہ راست اپنے دل [illegible] روشن کیا' جو خلوت و جلوت میں صحبت اندوز حضرۃ رسالت ہوے - یہ وہ خوش نصیب تھے' کہ جس آب حیات کا ایک قطرہ ہزاروں قرون و اعصار کو زندہ کر دینے کیلیے کافی ہے' اسکی بارش انکے سروں پر ہوئی' اور جس آب زلال کے ایک جرعے کیلیے تشنگان عالم مضطر و متحسر ہیں' اسکے دریاے بیکراں کے کنارے انہوں نے مدتوں زندگیاں بسر کیں - وہ اس وجود الہی کے جلیس تھے' جو خلوت " ابیت عند ربی ہو یطعمنی و یسقینی " کا شب گذار' اور درس گاہ " ادبنی ربی فاحسن تادیبی " کا مدرس امور لیل و نہار تھا - ہم جلساء اللہ' لا یشقی جلیسہم - و للہ در ما قیل .

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوے دوست
مشغول حق ہوں بندگی بو تراب میں !

سبحان اللہ ! یہ کون لوگ تھے کہ دن کے غزا و جہاد فی سبیل اللہ و دعوت حق و اعلاء معروف ہی میں شریک کار اور معین راہ نہ تھے' بلکہ اس مخاطب نداء محبت " یا ایہا المزمل " کی راتوں کی خود فروشانہ عبادت گذاریوں ' اور عاشقانہ و والہانہ اعمال مخصوصہ میں بھی شریک خلوت تھے ' اور اسکی شہادت خود خدا نے دی کہ :

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل و نصفہ و ثلثہ' و طائفۃ من الذین معک' واللہ یقدر اللیل والنہار' علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم' فاقرؤا ما تیسر من القران' علم ان سیکون منکم مرضی و اخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ' و اخرون یقاتلون فی سبیل اللہ (۷۳ :)

اے پیغمبر ! تمہارا پروردگار واقف ہے کہ تم راتوں کو اللہ کی یاد اور ذکر کیلیے جاگتے ہو - کبھی دو تہائی رات کے قریب ' کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی - اور ایک جماعت تمہارے ساتھیوں کی اس شب بیدارانہ عبادت میں تمہارے ساتھہ شریک رہتی ہے - رات اور دن کے (تمام اشغال و اعمال) کا اللہ ہی اندازہ کرسکتا ہے - اس کو معلوم ہے کہ تم (توجہ انہماک عبادت اور کمال محویت و خود فروشی) وقت کو محفوظ نہیں کر سکتے - اسلیے اس نے تمہارے حال پر از راہ لطف رحم کیا اور وقت کی قید اٹھا دی - پس اب جس قدر بآسانی قران پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو - اس کو یہ بھی

دولــة بنــي امیــــة اور الهــــلال

والله الله في اصحابي - خير القرون قرني - بدعات و محدثات اموية - خلفاء راشدين ' اور ملوك عضوض - و ما يناسب ذالــك -

از جناب مولانا عبيد اللــه صاحب (اسپور)

جناب کي نئے انداز کي انشا پردازیوں' خصوصاً عالمانه ارشادات اور قرآني استشهادات نے هم لوگوں کے دلوں میں اپکي جو عظمت پیدا کردي ہے' اور اپکي ذات سے هم بد قسمت مسلمانوں کي جو امیدیں وابسته هوگئي هیں ' وہ بیان سے باهر هیں' اور حق یه ہے که اپکا وجود اور اپکي تحریر' اس دعوی کیلیے برهان قاطع ہے که اس قحط الرجال میں بھي بعض نفوس قدسیه پاے جاتے هیں جنهیں بلا مبالغه " لا يخافون لومة لائم " کہا جاسکے - آپ امر بالمعروف و نهي عن المنکر کا وعظ فرما رهے هیں' یا اپني معجز بیانیوں سے احیاء اموات کر رهے هیں ؟ یه کیا سحر اور کیا اعجاز ہے ؟ آنکھیں خیرہ ' کان سن هیں - نه ایسي تحریریں کبھي دیکھیں نه ایسي تقریریں سني هیں -

لیکن افسوس که ان باتوں کے احساس کرنے والے قلوب بھي یه دیکھکر محو حیرت بلکه غرق ندامت هوجاتے هیں که جناب اپني دراز دستیوں سے (بے ادبي معاف) اس چودهویں صدي کے ادعائي لیڈروں کو شهید اداء حق پرستي فرماتے هوے ' جوش اعجاز نمائی میں حقیقي لیڈروں یعني صحابهٔ کرام تــک کو مجروح فاحش شناسي فرما جاتے هیں -

جناب نے " بني امیه کا استبداد اور امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن " (الہلال نمبر ١ - ج - ٢) کي بني امیه کے سفک بیجا اور خون ناحق سے شرابور سرخي ' (گستاخي معاف) بے وقت قائم کرکے بني امیه کي قوم کو' خواه وہ حضرت عثمان رسول علیه السلام کے داماد ' یا حضرت معاویه محمد علیه السلام کے سهر هوں ' یا سلیمان بن عبد الملــک ' یا حضرت عمر بن عبد العزیز هوں ' علیه السلام ' بلا استثنا ظالم ' فساق ' اور فجار کے الفاظ سے مخاطب فرما رہے هیں - جناب کي ان تلخ کلامیوں نے قوم رماص (کذا فی الاصل - الہلال) کی یاد تازہ کردی - اسلام میں بھي ایک فرقه ہے جسنے صحابه رضی الله عنهم کو سب و شتم کرنا اپنا پیشه بنالیا ہے' اور اکابر اسلام کو گالیاں دینا جزو مذهب سمجھه رکھا ہے - مکرما ! بني امیه بقول جناب کے هزار برے سهي ' پھر بھي اپنے بعد والوں سے بحکم صادق مصدوق " لاياتي عليكم زمان الا الذي بعده اشر منه حتى تلقوا ربكم " (بخاري) لاکھه درجه اچھے تھے ' اسلیے انکے بعد والونکو خصوصاً اس صدي کے مسلمانوں کو انهیں برا کہنے کا کوئي حق نهیں - پہلے یه اپنے گریبان میں منهه ڈالکر اپني سیه کاریوں کو دیکھیں اور بتالیں که اگلوں کو گالي دینے کے سوا اور انکے پاس کیا رکھا ہے ! ! امر بالمعروف کے واعظ کو شارع علیه الصلوۃ کی یه پر مغز و انفع وصیت اپنا نصب العین بنانا چاهیے که " ليحجزك عن الناس ما تعلم من نفسك " (مشکوۃ) بني امیه کي فتوحات اسلامیه کو ٹھنڈے دل سے دیکھیے تو وہ خود علي رضي الله عنه تــک کے زمانه میں مفقود نظر آئینگي - بقیه بني هاشم کا کیا ذکر ہے ! مدں بني امیه کے چند افراد کي افسوسناک سیئات سے بے خبر نهیں ' لیکن ساتھه هي دیگر افراد کے حسنات سے چشم پوشي بھی نهیں کیجا سکتي - انکے بعض افراد نے مسلمانوں پر صاف و صریح خون رلانے والے ظلم کیے هیں' تو دوسرے افراد نے اسلام کے حدود کو قابل تعریف طریقه سے وسعت بھي دي ہے' اسلیے همیں انکے ساتھه ان الحسنات يذهبن السيئات کا انصافانه سلوک کرنا چاهیے - آپ قیامت کے دن فساق و فجار کی صف بندیاں کرکے اور بني امیه کو صف اول میں جگه دیکر اپني تئیں حق بجانب سمجھه رہے هیں تو کوئي وجه نهیں اگر نسل بني امیه کا کوئی مرد ان صفوف کے سائق وقائد هونے کا فخر بنی هاشم کو بخش دے تو آپ چیں بجبیں هوں' کیونکه خارجین علی الامام اور بغاۃ و فساق کي اس قوم میں بھي کمي نهیں اور جو چیز حقني اجلي هوگي ' اوسیقدر اوسکے دھبے نمایاں بھي هونگے -

جناب بني امیه کو ملزم قرار دیتے هیں که " اسلام کي جمهوریت کو غارت کرکے شخصي حکومت کي بنیاد ڈالي " بني امیه کا پہلا فرد جو رسول الله علیه الصلوۃ کا بجا طور سے جا نشین تھا ' وہ حضرت ذي النورین رضي الله عنه تھے - انکي خلافت بھي بمشورہ و اتفاق مهاجرین و انصار منعقد هوئی - یه پہلا دن تھا که خود جمهوریت اسلام نے بني امیه کو بر سر اقتدار و تسلط بنایا ' اور انکے بر سر اقتدار آتے هي فتوحات اسلامیه کا ایک دریا تھا جو امنڈ آیا - جسکي لہریں عرب و افریقه کے آتش مثال صحرا کو طے کرتي هوئي هند تــک

[بقیه صفحه ٨ کا]

ان تمام واقعات کو پڑھو اور غور سے پڑھو اور پھر سوچو که دنیا همارے فنا و زوال کے لیے کیا کیا تدبیریں کر رهي ہے ' اور هم کس بے خبري و بے حسي کے عالم میں هیں ؟ قزاقوں کا هجوم دروازے پر پہنچ گیا ہے' اور گھر کے سونے والے کس طرح خواب غفلت میں سرشار هیں ؟

اے مقیمـــان تہ سقف سپہر غدار
تا به کے حسرت فرزند و زن و شهر و دیار ؟
آیۂ فاعتبـــروا یا اولی الابصـــار پڑھو
هر خرابے پہ اگر قصـــر افرنه کے کدار
کبھي قرآں کا ظاهر تھا یہـاں جاہ و جلال
کبھي اسلام کا لگتا تھا یہاں پر دربار
آج تثلیث نے اس کا یہ بنـایا عـالم
که نه توحید ہے باقی نه کہیں اسکا مزار

ذلک بما قدمت ایدیکم ' و ان اللــه لیس بظــلام للعبیـــد (٨ : ٥٧)

یه تمام بربادیاں تــم نے خود اپنے هاتھوں مول لیں ' ورنه الله تو اپنے بندوں کیلیے کبھي ظالم نهیں -

پھر کیا وقت نهیں آ گیا ہے که " من انصاري الى الله " کي صدا عالم میں بلند هو' اور دین الهي کے آخري انصار " لبیک لبیک ! اللهم لبیک " کہتے هوے اٹھه ابھرے هوں ؟ فاين تذهبون ؟ ؟

یہی ہے کہ انہوں نے سنت خلفاء اربعہ کو زندہ کیا ' اور اپنے اولین خطبۂ خلافت میں فرمایا .

ایہا الناس ! انی ابتلیت بہذا الامر من غیر رأی منی فیہ ' ولا طلبۃ ' ولا مشورۃ من المسلمین - وانی قد خلعت ما فی اعناقکم من بیعتی ' فاختاروا لانفسکم غیری (یعنے لوگو ! میں اس حکمرانی میں مبتلا ہوگیا بذریعہ جانشینی اور بیعۃ موروثی کے ' اور اسمیں نہ حسب حکم شریعۃ و سنت خلفاء راشدین ' مشورہ ہوا ' اور نہ مسلمانوں کی رائیں لی گئیں - اور یہ نہ میری خواہش تھی ' اور نہ اسکا آرزومند تھا - پس میری گذشتہ بیعۃ کا جو بار تمہاری گردنوں پر ہے ' اس سے میں تمہیں رہا کیے دیتا ہوں ' اور اس معاملے سے اپنے تئیں الگ کردیتا ہوں ' پس اس وقت تم جمع ہو - اپنے لیے باہمی مشورہ و اجماع سے کسی خلیفہ کو منتخب کرلو ! !)

لوگ یہ سنتے ہی تمام مسلمانوں نے بالاتفاق پکارا : قد اخترناک یا امیر المومنین ورضیناک امیرنا بالیمن والبرکۃ - ہم نے بس آپ ہی کو انتخاب کیا اے امیر المومنین ! اور ہم سب آپسے راضی اور خوشنود ہیں ! (طبری ' اور پورے خطبے کیلیے دیکھو ابن اثیر ' ابو حنیفہ ' ابن قتیبہ و دمیری وغیرہ)

(٦) جناب ارقام فرماتے ہیں کہ . " آپ بلا استثنے بنی امیہ کو ظالموں کے الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں اور انتہاے غصہ میں رسول علیہ السلام کی قرابت داریوں کو بھی بھول جاتے ہیں "

استثنے بر بناء اعمال صالحہ ہر حال میں قدرتی طور پر موجود ہے ' اور حکم اکثر پر ہوتا ہے - حضرت عثمان خود بخود مستثنے ہوگئے ' جب کہ خلفاء راشدین سے الگ بنی امیہ کا ذکر کیا گیا - اور حضرت عمر ابن العزیز اپنے اعمال غیر امویہ ' و اتباع سنت شیخین جلیلین کی بنا پر - یہ امر ایسا نہ تھا کہ موجب اعتراض ہوتا -

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری کی نسبت جو فرمایا ' تو اگر آپ کے حکم سے اسکا ہر حال میں لحاظ رکھوں اور اسی کو معیار منقبت و منقصت قرار دوں ' تو ان مشکلات کا کون ذمہ دار ہوگا جو دو چار قدم کے بعد ہی پیش آنا شروع ہو جائینگی ؟ شاید اسکا جناب کو خیال نہ رہا -

حسن ز بصرہ ' بلال از حبش ' سہیل از روم
ز خاک مکہ ابو جہل ' این چہ بوالعجبیست !

(۷) " لا یاتی علیکم زمان " الخ کا اگر مطلب یہی ہے تو ابن عمر ابن عبد العزیز پر بلحاظ بعدیت زمانی ' مروان بن الحکم ' اور شمر و زیاد کو ترجیح دیں - ہم سابقون فی الاسلام والعہد والزمان ! ! میں تو اس حدیث کا مطلب حفظ تقدم فضیلت اعمال ' و اتباع شریعہ ' و عمل بالقران و السنۃ کی تطبیق کے بعد قرار دیتا ہوں ' اور در اصل قرار دیا جا چکا ہے - کما لا یخفی علی ارباب النظر و العلم - و ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم -

مصائب و فضائل

(۸) بحث کے مختلف فروع ' و حکم ہر موقعہ بلحاظ اطراف بحث - ائمہ اہل سنت و جماعت نے اسکا فیصلہ کردیا ہے - بنی امیہ کے حسنات سیاسیہ و ملکیہ سے کسی کو انکار نہیں - مثلاً فتوحات ممالک ' و اشاعت تمدن و علوم ' و تاسیس برید ' و تدوین دفاتر و دیوان وغیرہ وکان لہم من الوزراء و ابطال الجند و الاعوان ' من تغلبوا بہم علی الزمان - و افتتحوا بسیوفہم البلدان ' و حفظوا لہم الملک من الاعداء بعد الفصل - فصفوا القول فیہم ان ہا اولاء الملوک مع ما کانوا فیہم من الترف و الانصراف الی الملذات و الشہوات ' و عدم اتباع الشریعۃ و الانحراف عن جادۃ السنۃ السنیۃ و اعمال الدینیہ ' کانوا علی جانب عظیم من الذکاء و الدہاء و الدرایۃ و العزم و حسن العزیمۃ و فصل السیاسۃ - وکذلک لم یحل اشتغالہم بنفوسہم عن النظر فی شئون الحکومۃ و ترقیتہا ' و العمل علی زیادۃ نموہا و عمرانہا ' و التوسع فی املاکہا و دفعارات الاعداء عنہا - پس ہم انکی سیئات دینیہ کی برائی کرنے میں باک نہیں رکھتے ' اور اسی طرح انکے حسنات ملکیہ و سیاسیہ کے اعتراف میں بھی بخیل نہیں - لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ رند کے ذہین و طباع ہونے کے صلے میں ' اسکے شرب خمر و ظلم و فسق کی بھی تعریف کریں ' یا چونکہ ایک شخص خوش تقریر ہے لہذا کوئی مضائقہ نہیں ' اگر تارک صلوۃ بھی ہو ! !

مقصد اصلی یہ ہے کہ بنی امیہ نے خلافۂ دینی کو ' جسکا عمود کار اتباع شریعہ تھا ' محض حکومت و سیاست کی صورت میں مبدل کردیا ' اور جو بنیاد خلفاء راشدین نے رکھی تھی ' اسکو اپنے اغراض نفسانیہ و ہواء شخصیہ پر قربان کرکے منہدم کردیا - ظلم و منکرات کا بازار گرم ہوگیا - مشورہ کا سد باب ہوگیا ' آزادی رائے کو بزور شمشیر بند کرنا چاہا - اور علی الخصوص سب سے پہلے تاریخ اسلام میں احکام شریعۃ پر اپنے اغراض نفسانیہ و سیاسیہ کو مقدم کرکے ' اور حسب ضرورت اسمیں تحریف توجیہہ نما کرنے کی بنیاد رکھی - یہی بنیاد تھی ' جسپر بعد کو آنے والوں نے بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کیں ' اور ہمیشہ کیلیے تاریخ اسلام اسے ابتدائی سی سالہ عہد اصلی کو ماتم و حسرت کے ساتھہ یاد کرتی رہی !

میں نے آغاز تحریر میں لکھدیا ہے کہ معروضات محض اجمالی بر سبیل اشارہ ہونگی ' اسلیے افسوس کہ ہر قدم پر ہجوم دلائل و واقعات کو جبراً بڑھنے سے روکتا ہوں - ورنہ یہ ایک بحر طویل و افسانۂ طولانی ہے -

اسعار آثار و تاریخ کو اٹھائیے اور انکے ایک ایک واقعہ پر آنسو بہائیے

دور اوائل اور ظہور منکرات

(۹) آپ متعجب ہیں کہ میں نے اس ابتدائی عہد کو دور محدثات و بدعات کہا - لیکن شدت تعجب و فرط حیرانی سے میں اسکے جواب پر قادر نہیں - فیا للعجب ! یہ جملہ لکھکر جناب نے تاریخ اسلام کے نہیں معلوم کتنے صحیم ابواب و فصول کو دنیا سے نابود کردینا چاہا - یہ آپ کہاں ہیں اور کیا فرما رہے ہیں ؟

عہد بنی امیہ سے بھی بلند تر دیکھیے - کیا شہادت حضرت عثمان کا فتنہ ایک اشد ترین بدعت نہ تھی ؟ پھر کیا زیاد بن سمیہ کا استلحاق اور اسکے لیے مجلس شہادت مقرر کرنی ایک اولین بدعۂ اسلام میں نہ تھی ؟ حالانکہ یہی زیاد تھا کہ جب اسنے حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں بشارت منبر پر خطبۂ فصیح دیا ' تو ابو سفیان اور حضرت امیر علیہ السلام منبر کے قریب بیٹھے تھے - ابو سفیان نے کہا کہ " انہ ابن عمک " یعنے یہ تو میرا بیٹا ہے - " انا قد قذفتہ فی رحم امہ سمیہ " اسپر حضرت علی نے کہا کہ پھر اسکو ظاہر کیوں نہیں کرتے ؟ ابو سفیان نے حضرت فاروق کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ " انا اخاف ہذا الجالس علی المنبر " یہ شخص جو منبر پر بیٹھا ہے ' ڈرتا ہوں کہ اس ادعاء خلاف شریعۃ پر برہم ہوگا ! ! (عقد الفرید جلد ۳ - صفحہ ۲۱۱) (۱)

یہ ایک مشہور اور تفصیل طلب واقعہ ہے - عام ناظرین کی واقفیت کیلیے اسقدر لکھدیتا ہوں کہ (سمیہ) جاہلیہ کی ایک زانیۂ و فاحشہ عورت تھی - ابو سفیان اسکے پاس رہا تھا ' اور اسی سے (زیاد) پیدا ہوا تھا -

لیکن اغراض سیاسیہ سے اسکا پھر استلحاق کیا گیا ' اور اسکو اپنا بھائی قرار دیا - اسکے لیے ایک خاص مجلس شہادت بھی منعقد ہوئی تھی ' جس میں گواہوں کے اظہارات لیے گئے تھے - از انجملہ ایک گواہ ابو مریم الخمار تھا ' جس نے ابو سفیان کیلیے " سمیہ " کو مہیا کیا تھا - فقال اشہد ان ابا سفیان حضر عندی و طلب منی

---

(۱) لیکن اس مکالمے کو بعض مورخین نے عمرو بن عاص اور ابو سفیان کے درمیان لکھا ہے ' اور حضرت امیر نے کہا ہے کہ " اسکت یا ابا سفیان ! فانک لتعلم ان عمر لو سمع ہذا القول منک ' لکان الیک سریعاً (المعمری صفحہ ۱۰۰ -) صفحہ

معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمی بیمار پڑیں گے ' بعض تلاش معاش و تجارت میں سیر و سیاحت کر رہے ہونگے ' اور بعض خدا کی راہ میں دشمنان اسلام سے لڑتے ہونگے - بہرحال ایسی صورت میں اب صرف یہی حکم ہے کہ شب کو جسقدر قرآن (تہجد کی نماز) میں بآسانی پڑھا جا سکتا ہے پڑھو ' اور اپنے نفس و جسم پر بہت زیادہ بار نہ ڈالو -

انصاف فرمائیے کہ جس شخص کا اعتقاد صحابۂ کرام کی نسبت یہ ہو ' یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جناب اسکو صحابہ کے فضائل سنانے کیلیے مضطرب بتاتے ہیں ' اور انکے سب و شتم سے روکتے ہیں ' اور پھر تلاش احادیث ' و جمع مرویات کی زحمت کا حاصل گوارا فرماتے ہیں ؟

ان ھذا من اعاجیب الزمن !

(۲) جناب کا یہ ارشاد نہایت تعجب انگیز ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی بہ رمز ظالمین شمار کیا ! میں نے ملوک و امراء بنی امیہ کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا تھا ' نہ کہ خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت - حضرت عثمان گو خاندان بنی امیہ سے تھے ' مگر انکا شمار خلفاء اربعہ میں ہے ' نہ کہ خلافت مروانی کے نائبوں اور اس سلسلے کے پادشاہوں میں - پھر بنی امیہ کے ذکر سے یقیناً انکے مخصوص اعمال مراد ہیں اور ہر وہ شخص اس سے مستثنے ہے ' جسکے اعمال انکے سے نہ تھے - یہ امر اسدرجہ ظاہر و بین ہے کہ جناب کا اس سے تغافل موجب کمال تعجب و تحیر ہے -

یخرج الحی من المیت

(۳) پھر کیوں نہ وہ لوگ مستثنی ہوں کہ ایسے ہی مستثنی لوگوں میں سے وہ بزرگ حق ' مجدد شریعۃ الہیہ ' محیی السنۃ السنیہ ' قامع بدعات مروانیۃ و بنی امیہ ' یعنے حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ تھے ' جنکو حکمۃ الہیہ نے اسی خاندان میں پیدا کیا ' تا کہ انکے دست حق پرست پر شریعۃ اسلامیہ کا احیاء ہو ' اور " ملک عضوض " کے اباطیل و محدثات کا استیصال فرمائیں - پس اس وجود گرامی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تجدید کی ' اور ایک ایک کرکے بنی امیۃ و آل مروان کی پیدا کی ہوئی ان محدثات و بدعات و منکرات شنیعہ کا انسداد کیا ' جنھوں نے خیر القرون کی شریعت خالص کو آلودہ و مکدر فسق و معاصی شتی کر دیا تھا - اور اس طرح سنت شیخین جلیلین کی (کہ سنت رسول اکرم تھی) حیات بعد الممات ہوئی ! نور اللہ مضجعہ ' و شکر اللہ مساعیہ -

تاریخ اسلام میں تبرے کی بنیاد

بنی امیہ نے ڈالی ' اور شیعہ انکے متبع ہیں

(۴) از انجملہ بنی امیہ و آل مروان کی ایک سب سے بڑی ہادم شریعت اور پر معصیت و فسق و عدوان بدعت شنیعہ وہ تھی ' جسکا انتقامانہ اتباع برادران شیعہ نے شروع کیا ' اور افسوس ہے کہ بدبختانہ شاید آجتک کرتے ہیں - یعنے سب سے پہلے سرزمین اسلام میں ' جو رحم و محبت اور صلح و اخوہ ہی کی تخم ریزی کیلیے بنی تھی ' سب و شتم اور لعن و تبرے کا تخم انھوں نے بویا ' مقدس مساجد اسلام میں ' جو صرف عبادت و طاعت الہی ' و اذکار و اشغال مقدسہ کیلیے بنائی گئی تھیں ' اپنے اغراض نفسانیۂ مکروہ سیاسیہ سے اہل بیت نبوت اور حضرت امیر علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجنی شروع کی ' اور جمعہ کے خطبۂ ثانیہ میں اس فعل شنیع و منکر کو (کہ نہیں جانتا اسکو کن لفظوں سے تعبیر کروں ؟) داخل کر دیا - چنانچہ تکبیر و تسبیح کی صداؤں میں خطیب منبر پر چڑھتے تھے ' اور تحمید و تقدیس و صلوۃ و تسلیم کے بعد آخر میں حضرت علی علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجتے تھے ' اور پھر شمشیر ظلم سے لوگوں کی زبانوں کو اس طرح لرزاں و ترساں رکھتے تھے کہ کسی کو اس صریح فسق عظیم ' و معصیۃ کبرے ' و ہتک شریعۃ الہیہ کے خلاف لب کشائی کی جرات نہیں ہوتی تھی - الا ماشاء اللہ ' و ھم الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون -

لیکن تاریخ اسلام حضرت عمر بن عبد العزیز کی ہمیشہ رہین منت رہے گی کہ انھوں نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اس بدعۃ کا انسداد کیا ' اور مساجد اسلام کو انکی چھنی ہوئی عزت و حرمۃ واپس دلا دی - چنانچہ لعن و تبرے کی جگہ خطبہ ثانیہ میں " ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان ' و ایتاء ذی القربی ' و ینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی ' یعظکم لعلکم تذکرون " داخل کیا - یہ آیہ کریمہ آجتک خطبہ جمعہ کا جزو آخری ہے ' اور ہر ھفتے سیئات بنی امیہ ' اور حسنات عمر ابن العزیز پر گواہی دیتی ہے - و فال فیہ کثیر عزہ :

ولیت ولم تشتم علیاً ولم تخف
بریا ' ولم تقبل مقالۃ مجرم
و صدقت القول الفعال مع الذی
اتیت ' فاضحی راضیاً کل مسلم
فما بین شرق الارض و الغرب کلھا
منادٍ ینادی من فصیح و اعجم
یقول امیر المومنین ظلمتنی
باخذک دیناری و اخذک درھمی
فاربح بھا من صفقۃ لمبایع
و اکرم بھا من بیعۃ ثم اکرم

اس بزرگ جلیل اموی کا یہ ایک ایسا عمل عظیم تھا کہ سادات عظام اور دودمان حضرۃ خیر الانام نے بھی اسکا اعتراف کیا - چنانچہ علامہ شیخ شریف الرضی الموسوی رحمہ اللہ علیہ انکے مرثیے میں لکھتے ہیں

یا ابن عبد العزیز لو بکت العـ
ـین فتی من امیہ لبکیتک
انت انقذتنا من السب والشتـ
ـم فلو امکن الجزاء جزیتک
دیر سمعان لا عدتک الغوادی (۱)
خیر میت من آل مروان میتک

(۵) از انجملہ بنی امیہ کا سب سے بڑا ظلم جو انھوں نے اسلام پر کیا ' یہ تھا کہ خلافۂ راشدۂ اسلامیہ کو ' جسکی بنا اجماع و مشورۂ مسلمین پر تھی ' حکومت شخصی و مستبدہ ' و سلطۂ ملکیہ و سیاسیہ میں تبدیل کر دیا ' اور حکومت کی بنیاد شریعت پر نہیں رکھی ' بلکہ محض قوت اور سیاسۃ پر - اور تاریخ اسلام کے تمام صغار و کبار ' و اعالی و ادانی اسپر متفق ہیں ' اور تمام اہل سنہ و جماعۃ کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ ایک سخت بدعۃ تھی ' اور مطابق ارشاد صادق و مصدوق علیہ الصلوۃ و السلام " ملک عضوض " کا آغاز تھا - یہی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سد باب کا پہلا دن ہے ' اور یہی دن ہے کہ تاریخ اسلام ہمیشہ اسپر ماتم و فریاد کریگی - و القصۃ بطولہا ' معلیکم النظر علی التاریخ و الاسفار -

لیکن محسنات جلیلۂ عمر ابن عبد العزیز میں ایک واقعہ یہ

(۱) حضرت عمر ابن العزیز نے سنہ ۱۰۱ میں بمقام دیر سمعان انتقال کیا - اسی کے طرف اشارہ ہے - [منہ]

نماز با جماعت

نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھہ پڑھنا نہایت ضروری ہے - اسکی نسبت متعدد احادیث منقول ہیں - بڑی تاکید اس امر کی ہے کہ جماعت ترک نہ کیجاے - اہمیت اور ضرورت اسکی اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں - بسبب تاکید کے علماء دین نے اس خیال سے کہ مسلمان ثواب سے محروم نہ رہیں جماعت کے مسائل میں آسانی اور سہولت پیدا کردی' یعنی دس بیس مسلمان موجود ہیں اور وہ کام میں مصروف ہیں' صرف تین آدمی کے جمع ہونے سے جماعت ہوگئی' اور پھر ہر شخص بھی شامل ہوکر نماز پڑھ لیں تو جماعت کا ثواب ملگیا - حضرت شارع علیہ السلام نے جسقدر اہمیت اور ضرورت اسکی پیش نظر رکھی تھی' وہ ان مبارک تاکیدات سے ظاہر ہے جو احادیث میں موجود ہیں - اگر مجھے راے دینے کا موقع ہوتا تو میں ضرور یہ کہتا کہ جس مقام پر پندرہ بیس مسلمان ہوں اور وہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہوں' اذان کے ساتھہ ہی نہ آئیں اور اپنے کاروبار میں لگے رہیں' تو ایسے موقع پر تین شخصوں سے جماعت نہیں ہوتی' دس پندرہ آدمی جمع ہوکر نماز ادا کرنی چاہیے - جو لوگ پہلے سے تیار ہوں اس مبارک اور مفید سنت کے ادا کرنے کی غرض سے دوسروں کے آنے کا قدرے انتظار کریں - اس زمانہ میں فی صد پانچ آدمی بھی نماز ادا نہیں کرتے ہیں - جماعت کجا - الہلال میں میں نے مضامین دیکھے' جن میں زور دیا گیا ہے کہ جب تک ہمارے لیڈر پانچوں وقت با جماعت نماز ادا نہ کرینگے تو ہم انکو اپنا لیڈر نہ سمجھیں گے - سبحان اللہ کسقدر عمدہ بات ہے - ہر مسلمان کیلیے یہ لازمی گردانا جاے کہ جسقدر آدمی اسکے مکانمیں ہوں' انکے ساتھہ نماز با جماعت ادا کرے - اسکی اسقدر سختی سے پابندی ہونی چاہیے' کہ بلا عذر شرعی کوئی نہ چھوڑے - جسطرح ہر شخص کو اپنے مکان کی حد تک جماعت کی پابندی لازم ہوگی - اگر شہر ہے تو اہل محلہ کیلیے بھی پانچوں وقت محلہ کی مسجد میں جمع ہوکر نماز ادا کرنیکی پابندی ہونی چاہیے - اگر کاروبار دنیوی کا لحاظ کیا جاے تو محلے کی مسجد کے متعلق چند نمازونکی رعایت دی جاے - مگر جہاں کام کرتے ہوں' نوکر ہوں' جسقدر لوگ ہوں' وہیں سب کو جماعت کی پابندی کرنی چاہیے - ان امور کی پابندی اور نگرانی کیلیے اگر شہر ہو تو دو شخص میر محلہ مقرر ہوں - اگر کوئی کارخانہ یا مل ہے' تو دو یا چار شخص لیڈر مقرر ہوں اور وہ نماز جماعت کی پابندی کرائیں - اسیطرح اب اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ بجاے اسکے کہ ہر محلے کی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کیجاے' اور محلہ کے مسلمان جمع ہوں' اگر قصبہ ہے' آبادی کم ہے' تو ایک ہی مسجد جامع میں جمعہ کی نماز ادا کریں - شہر ہے' آبادی زیادہ ہے تو چار یا تین مساجد جمعہ کی نماز کیلیے منتخب کی جائیں انتخاب کیلیے ہر محلہ کے میر محلہ اور شہر یا قصبہ کے قاضی و خطیب کی کمیٹی بلائی جاے' اور انکی راے سے بلحاظ آبادی و ضرورت و فاصلہ' مساجد منتخب کی جائیں اور اسکی پابندی میں سر مو فرق نہو - سلف کے مسلمانوں میں انہیں جماعتوں کے اندر جملہ امور مذہبی طے ہوا کرتے تھے - ہر مسلمان کو راے دینے کا موقع ملتا تھا - مسلمانوں میں جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ہیں وہ بلاے جائیں' اونپر سختی نکیجاے بلکہ نہایت نرمی سے بتلایا جاے' کہ نماز پڑھیں اور جماعت کے ساتھہ پڑھیں - یقین ہے کہ جسقدر مسلمان ہونگے' سب شریک ہو جائیں گے - اس پابندی کی مصلحت اور اہمیت صاحبان تفکر سے پوشیدہ نہیں - میں نے اسکی بنا ڈالدی ہے' ہر مسلم کا فرض ہے کہ اسمیں جسقدر کامیابی ہو اسکی فہرست مرتب کر رکھے - فہرست میں ہر مسلم کے دستخط لے رکھیں - میر محلہ اپنا فرض ادا کریں اور صدر کمیٹی کے لوگ اپنا فرض ادا کریں - اس طریقہ سے ہر مقام کیلیے ایک معقول جماعت مرتب ہوجائیگی - ضرورت کے وقت بھی لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دست و بازو بن جائیں گے' اور جو کام کرینگے نہایت عمدگی سے انجام دینگے - اور نماز نہایت شاندار طریقہ سے ادا ہوا کریگی - امامیہ طریق کے لوگوں کو بھی غالباً جماعت کی پابندی میں کوئی عذر نہوگا - وہ خود بھی پیش نماز کے عقب با جماعت نماز پڑھتے ہیں' اور مسائل کے لحاظ سے شاید یہ ممکن ہے کہ اہل تشیع بہیئت فرادہ جس کے عقب میں ہوں نماز پڑھسکتے ہیں فقط -

م ع

الہلال

جزاکم اللہ - وایانا اللہ و ایاکم حجۃ السلام - مسئلہ پابندی نماز' و پابندی جماعت' و شرکہ اوقات خمسۂ مساجد' ایک اہم ترین اور مقدم ترین مسائل وقت میں سے ہے' اور اسکا عملی طریق پھر انتظام اقدام والزم - اسکے متعلق اس عاجز نے بعض امور پر غور کیا ہے - انشاء اللہ بہ ضمن " جماعت حزب اللہ " یہ تمام امور آجائیں گے - عنقریب اپنے خیالات کو پیشکش ناظرین کرونگا -

فرضیہ صلوۃ خمسہ کے ساتھہ التزام جماعت بھی فی الحقیقۃ فرض' و از جملۂ اسرار و مصالح فرضیۃ صلوۃ ہے - یہ ہماری سب سے بڑی بد بختی ہے کہ باہمی اتحاد و تعاون و اتحاد کلمہ کیلیے نئی انجمنیں بناتے ہیں' مگر اپنی قدرتی انجمنوں کو بھول گئے ہیں - آج مسلمانوں کیلیے کسی کام میں تاسیس و ایجاد کی ضرورت نہیں ہے' بلکہ صرف تجدید و احیاء امور و احکام کی - ہمارے لیے کچھہ ضرورت نہیں ہے کہ نئے گھروں کی تعمیر کیلیے مضطرب الحال ہوں' بلکہ ضرورت صرف اسکی ہے کہ اپنے اجڑے ہوے گھروں کو آباد کریں - یہی اصولی اختلاف ہے جو اس عاجز کے اصول عمل اور ابناے عصر کے طریق کار میں ہے' اور غور کیجیے تو یہ ایک بہت بڑا نکتہ تھا' جسکو میں نے سرسری طور پر عرض کردیا -

دعوت " انصار اللہ " کا اصل یہی اصول ہے - اور انشاء اللہ ظہور کا وقت دور نہیں -

وغیاً ' فقلت له لیس عندی الا سمیه ' فقال هاتها علی قذرها و وضرها ' فاتیت بها - فخلا معها ' فخرجت من عنده و انها لتقطر...... ایسی شہادتوں سے بالآخر عریب زیاد بھی شرما گیا ' اور چیخ اٹھا : مہلاً یا ابا مریم ! انما دعیت شاهداً ' و لم تدع شاتما ! !

یہ واقعہ تمام تاریخوں میں مسطور ہے : و کان هذا اول ما ردت به احکام الشریعة ' فان رسول الله صلی الله علیه و سلم ' قضی بالولد للفراش ' و للعاهر الحجر -

اسی واقعہ کی نسبت عبد الرحمن بن حسان نے کہا تھا :

و ترضی ان یقال ابوک زان ! اتغضب ان یقال ابوک عف

پھر کیا آپ اس سے انکار کرینگے کہ یہ بدعت نہ تھی ؟ خیر یہ تو ایک خاص واقعہ تھا اور اُس زمانے میں لوگوں نے اسکی تاویلیں بھی کیں - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا خلافة علی منہاج النبوۃ کو حکومت اور ملک عضوض میں تبدیل کر دینا بھی بدعۃ نہ تھی ؟ کیا مشورے کا سد باب ایک اشد شدید بدعة فی الدین نہ تھی ' حالانکہ حضرت فاروق کا یہ جملہ ہم کو معلوم ہے کہ لا خلافة الا من شورة ؟ کیا مسلمانوں پر جنگ میں پانی کا روکدینا بھی بدعت نہ تھا ؟ جبکہ دوسرا فریق غالب ہوکر بھی نہیں روکتا ؟ کیا سخت سے سخت مکر و خدع سے کام لینے میں بھی باک نہ ہونا ' خفیہ دسائس سے مسئلہ حکمین کا فیصلہ کرنا ' اپنے اغراض سیاسیہ کو ہر موقعہ میں شریعت پر ترجیح دینا اور اسکے لیے لوگوں کو خفیہ و علانیہ بیت المال سے روپیہ دینا (جیسا کہ خود کہا کہ " کانت احب الی قریش منه [ای من علی] لانی کنت اعطیهم و کان یمنعهم ' فلم سبب من قاطع و نافر عنه - استیعاب) شخصی طور پر بزور و جبر اپنے لڑکے کو ولی عہد بنانا ' عجمی شان و شکوہ اور علو و رفعت سے دربار آرائی کی اساس اولین قائم کرنا ' مسجد میں اپنے لیے عام مسلمانوں سے الگ مقصورہ بناکر نماز پڑھنا ' اور شمشیر برہنہ نگہبانوں کے حصار کے اندر سجدہ کرنا ' اور اسی طرح کی بیسیوں محدثات کو بھی بدعت تسلیم نہیں کیا جاے گا ؟

فهو اول من جعل ابنه ولی العهد خلیفة بعده ' و اول من اتخذ دیوان الخاتم و امر بهدایا النیروز و المهرجان ' و اتخذ المقاصیر فی الجوامع ' و اول من قتل مسلما صبرا و حجراً و اصحابه ' و اول من اقام علی راسه حرسا ' و اول من قیدت بین یدیه الجنائب ' و اول من اتخذ الخصیان فی الاسلام ' و کان یقول انا اول الملوک (ملخص از استیعاب حافظ ابن عبد البر جلد اول صفحہ ۲۶۳ وغیرها)

اور پھر یہ تو خود امیر معاویہ کے زمانے کے حالات ہیں - آگے چلکر جو کچھ ہوا اسپر نظر ڈالیے - میں نے بدعات و منکر امت کا لفظ عام طور پر حکومت امویہ کی نسبت لکھا تھا نہ کہ کسی خاص شخص کی نسبت -

خلافة مرتضوی

(۱۰) آپ فرماتے ہیں : " بنی امیہ کی فتوحات کو دیکھیے تو خود حضرت علی کے زمانے میں مفقود نظر آئیں گی "

فتوحات ممالک و بلدان ' و توسیع حکومت اسلام یقیناً ایک ایسی شے ہے ' کہ اس تیرہ سو برس میں جن جن ہاتھوں پر اسکا ظہور ہوا ' انکی خدمات کا اعتراف ہمارا فرض ہے ' لیکن میں تو اپنے مضمون میں " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کے سلسلے کی تاریخ لکھ رہا تھا ' نہ کہ تاریخ فتوحات اسلامیہ - پھر یہاں مجھے اس سے کیا غرض کہ کن کے ہاتھوں زیادہ فتوحات ہوے ہیں ' اور کون اس سے قاصر رہے ہیں ؟ بحث کے مواقع اور مختلف پہلو ہوتے ہیں - رہا حضرت امیر کے زمانے میں فتوحات خارجہ کا نہونا ' تو میں نہایت رنج و غم سے اس غلط فہمی کو دیکھ رہا ہوں ' جو آجکل کے نئے مذاق سیاسی نے پیدا کردی ہے ' اور اسکا ظہور جناب کے اس ارشاد میں بھی ہوا ہے - عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر کا زمانہ ایک نہایت ناکام زمانہ تھا - حکومت و سیاست کیلیے وہ بالکل موزوں نہ تھے ' انکے زمانے میں اسلام کیلیے کوئی نئی فتح ' اور کوئی نئی ملکی و ارضی توسیع نہیں ہوئی ' اور پھر اسکو اصول و معیار بحث قرار دیکر نہایت شدید غلطیاں اس بارے میں کی جاتی ہیں ' مگر یقین فرمائیے کہ یہ خیال بالکل غلط ' اور اصلاً حقیقت نہیں رکھتا ' اور نہایت افسوس ناک سطح بینی اور تاریخ کی بے خبری پر دلالت کرتا ہے - وقت اور موقع تشریح کا نہیں ہے - نہایت ضروری ہے کہ ایک مبسوط و جامع سوانح حضرت امیر علیہ السلام کی لکھی جاے ' اور اس غلط فہمی سے لوگوں کو نجات ملے - اگر اللہ نے توفیق دی تو انشاء اللہ یہ ایک اہم خدمت تاریخ اسلام ہے جسکو انجام دینا ہے - یہاں اس بارے میں اختصار ممکن نہیں اور مفصل متعذر -

(۱۱) آپ لکھتے ہیں :

" اگر نسل بنی امیہ کا کوئی فرد ان معیوب مساوی و معائب کے قائل ہونے کا فخر بنی ہاشم کو بخشدے تو آپ حق بجانب ہونگے "

گذارش ہے کہ جناب نے یہ منصب کا شرف مجھکو عطا فرمایا ' حالانکہ اسکی ضرورت نہیں دیکھتا - اگر کوئی مخبر دربار مروان و ولید آج بنی ہاشم کو صحف اولین مساوی و معائب قرار دے ' تو میں کیوں حق بجانب ہونے لگا ؟ اگر حق بجانب ہونگے تو اشرف ترین خاندان بنی ہاشم یعنے (محمد) بن عبد الله علیه الصلوة و السلام ہونگے - اور پھر جس کو ایسا کرنا ہے کرلے ; معاملہ مجھ میں اور اسمیں نہیں ہے -

غالباً جناب یہ جملہ جلدی میں لکھ گئے ' اور خیال نہ فرمایا کہ بات کہاں تک پہنچتی ہے ؟

طبری نے حضرت فاروق اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کا مسئلہ خلافت کے بارے میں ایک مکالمہ نقل کیا ہے - اسمیں ایک موقعہ پر حضرت فاروق نے ضمن کلام میں افسوس کیا تھا کہ بنی ہاشم کے دلوں سے پرانے رنج نہیں گئے ' اور یہ جس لحاظ سے کہا تھا بالکل صحیح تھا ' مگر حضرت ابن عباس بول اٹھے کہ " رسول الله (صلعم) بھی تو ہاشمی ہی تھے ؟ "

حضرت فاروق نے فرمایا کہ اب اس بحث کو جانے دو (طبری صفحہ - ۲۷۷۱ -)

حضرت ابن عباس نے تو بنی ہاشم کی نسبت ایسی سی معمولی بات پر اسطرف توجہ دلائی تھی ' اور حضرت فاروق نے اس سے متاثر ہوکر ترک سخن کو ترجیح دی تھی - لیکن اگر آج بنی ہاشم کو باستثنا بنی امیہ معروف فجار و ظالمین میں جگہ دی جاتی ہے ' تو دینے والے شوق سے دیں ' اسمیں میرے جنس تعیین ہونے کا لحاظ نہ فرمائیے -

(۱۲) پھر تمام ارشادات سابقہ سے عجیب تر بلکہ اعجب العجاب قول جناب کا یہ ہے :

" اسلام کی بد قسمتی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ جن قرون اولی کی خیریت و افضلیت سرور کائنات نے بیان فرما دی ' آپ ایسے اسلام کے فدائی انہی قرون میں بدعات کا بازار گرم کر رہے ہیں "

اور پھر ساتھہ ہی صحیحین و سنن کا حوالہ بھی جناب نے دیدیا ہے ' کاش اگر وہ حدیث آپ نقل فرما دیتے تو اعتراض کے ساتھہ میری جانب سے جواب کا فرض بھی ادا ہو جاتا !

براہ کرم مجھکو اُن احادیث سے اطلاع دیجیے ' جنمیں دور بنی امیہ و قرون مروانیہ کی " خیریت و افضلیت " کی شہادت دی گئی ہے - افسوس ہے کہ میری محدود معلومات حدیث اس بارے میں مجھے کچھہ مدد نہیں دیسکتیں ' بلکہ افسوس ہے کہ اس دور کی " خیریت و افضلیت " کی جگہ محدثات و منکرات ' جور و تسلط ' اور فساد و فتن کی خبر دینے والی احادیث کو اپنے سامنے پاتا ہوں - و شتان بین هما !

جماعۃ حزب اللہ

اور
مسلمان خواتین

از صالحہ خاتون صاحبہ دختر سید محمد صالح مرحوم (آرہ)

آپکی دعوت " من انصاری الی اللہ " کی پُر اثر آواز پردہ میں بھی پہنچی ' اور ہمارا اور مثل ہمارے اکثر ہماری بہنوں کا دل بیقرار ہوگیا ' کہ اس انجمن میں ہم بھی کسیطرح سے شریک ہوں - چونکہ حضور نے مرقۂ نسوان کی شرکت کی نسبت صراحت سے کچھ نہیں لکھا ' پس نہیں معلوم کہ ہماری جنس کو ' جس کا اس زمانے میں کوئی پُرسان حال اور سچا ہمدرد نظر نہیں آتا ' شرکت کا شرف حاصل ہوگا یا نہیں ؟ یہ لکھنا عبث ہے کہ ہماری شرکت اس مبارک انجمن کے حق میں کسقدر مفید ثابت ہوگی ؟ دنیا میں کوئی کام بغیر مرد اور عورت ' دونوں کی شرکت کے اچھی طرح انجام نہیں پاتا - لڑائی تک میں ' جو خاص مردوں کا کام ہے ' عورتیں بیماروں اور زخمیوں کی خبرگیری اور بیمار داری کا اہم کام کس خوبی سے انجام دیتی ہیں - اسی طرح عبادت میں بھی وہ اپنے برادران دین کے ساتھ جسطرح زمانہ قدیم میں شریک ہوتی تھیں ' اب بھی شریک ہوسکتی ہیں - غرضکہ کوئی کام ایسا سمجھہ میں نہیں آتا کہ جو مردوں ہی کے فائدے اور اُنہی کی ترقی کے واسطے مخصوص ہو ' اور عورتوں کو اُس سے کوئی سروکار نہو - چونکہ حضور نے کوئی تخصیص کسی کام کی نہیں کی ہے ' ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ کام ہمارے حسب حال اور کرنے کے قابل ہوگا یا نہیں -

اگر پردہ کا خیال کیا جائے تو اسکے دو جواب ہیں : ایک یہ کہ زمانہ قدیم میں عورتیں کیا کرتی تھیں ' اور ایسے مبارک کاموں میں شرکت کرتی تھیں یا نہیں ؟ اگر کرتی تھیں تو ہمارے واسطے بھی مثل اونکے شرکت میں کوئی مضایقہ نہیں - دوسرے یہ کہ رسمی پردہ بھی رفتہ رفتہ خود کم ہوگیا ہے ' اور روز بروز اُٹھتا جاتا ہے - بہت سی عورتیں تعلیم یافتہ اور نیم تعلیم یافتہ ایک ضروری اور شرعی پردہ کے ساتھہ سب کچھہ کرسکتی ہیں ' اگر کرنا چاہیں ' اور اونکے " قوامون علی النساء " بھی اونکو اجازت دیں - پھر بھی یہ معاملہ بہت ضروری ہے ' اور امید ہے کہ حضور بھی اسکی نسبت اپنی زبان فیض ترجمان سے کچھہ ارشاد فرمائینگے ؛ ہم اتنا ضرور عرض کرینگے کہ اس زمانے میں ہر شخص ہمارا مخالف ہی مخالف ہے ' کوئی اپنا اور ہمدرد نہیں - بعض صلاح کار حضور کے سامنے پردہ کی شق پیش کرینگے ' بعض اوسکو غیر مناسب اور خلاف مصلحت بتلائیں گے ' مگر حضور ان ریاکاروں کے کہنے سننے میں نہ آویں ' اور جیسا مناسب سمجھیں خود تصفیہ کریں ' مگر ہمارے حقوق پامال نہوں -

الہـــلال

آپ اور مثل آپکے دیگر اسلام پرست و باغیرت و حمیت بہنوں کا یہ جوش دینی ' انکی قدیمی روایات ملیہ کو تازہ کرنے والا ' انکی جنس اشرف کے جذبات و عواطف کے احترام کو زندہ کرنے والا ' اور مستحق ہزار تحسین و صد ہزار حوصلہ افزائی ' و نیز موجب شکر حضرت عز اسمہ ہے - اللہ تعالے توفیق رفیق اور استقامت و ثبات ہم سب کے شامل حال فرمائے -

دعوت " انصار اللہ " کا مقصد حقیقی اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بننے کی دعوت دی جائے ' اور ایک جماعت پیدا کی جائے جو اپنے تمام اعمال و افعال میں تعلیم اسلام کے خود فروشانہ و مجاہدانہ اتباع کا نمونہ ہو ' اور اپنی زندگی کو ہر طرف سے ہٹا کر ' صرف اللہ کے واقف کردے - پس ظاہر ہے کہ اگر اسلام و قرآن کی دعوت میں مرد و عورت کی تفریق نہیں تو اس میں بھی کیوں ہونے لگی ؟ اگر مسلمانوں کو مسلمان بننا چاہیے تو مرد و عورت ' دونوں کو بننا ہے - اور اسلام جو تمام عالم میں عورتوں کو انکی اصلی عزت و حقوق دلانے والی ایک ہی قوۃ الہیۃ وحیدہ ہے ' وہ کب کسی چیز میں امتیاز و تفریق کو پسند کرتی ہے ؟

پس اگر ایک عورت مسلمہ ' اللہ اسکے احکام کی مخاطب ہے ' اگر مومنین و مسلمین کے ساتھہ مومنات و مسلمات بھی ندائے الہی کے مخاطب ہیں ' اگر شریعۃ الہیہ اور احکام اسلامیہ اعمال حسنہ کی تمام انسانوں کو دعوت دیتے ہیں ' اور اگر اللہ کے بندے صرف مرد ہی نہیں بلکہ بالکل انہی کی طرح عورتیں بھی ہیں ' اور اگر اسکا دروازہ ہر اپنے چاہنے والے کا منتظر ہے ' تو پھر کیا امر مانع ہے اسکے لیے کہ دعوت انصار اللہ کی صدا پر وہ اپنے محترم دلوں کے اندر ولولۂ مقدس پائیں اور لبیک نہ کہیں ؟

پھر یہ ایک امر ظاہر و مسلم ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے انقلابات بعیدہ و قریبہ کا اگر تفحص کیا جائے تو اسمیں اس جنس اشرف و محترم کے مساعی کا ایک بہت بڑا سلسلہ نظر آئے گا - یہی ہیں جنکو اللہ تعالی نے اپنی مخلوقات کی مجازی ربوبیت کا منصب عطا فرمایا ہے ' اور انسانی قلب و دماغ پر حکومت بخشی ہے - یہی ہیں جو اگر چاہیں تو گھر کے اندر رہکر وہ عظیم الشان انسانی تبدیلیاں پیدا کردیں ' جو باہر کے مجمعوں اور مجلسوں میں بڑے بڑے مصلحین و واعظین نہیں کرسکتے - یہ ماں کی صورت میں انسان کی طبیعت پر حاکم ہیں ' اور اسکی فطرۃ ثانیہ انکے ہاتھوں میں ہے - اور پھر بیوی کی صورت میں معیشۃ منزلی کی ملکۂ فرماں رواں ہیں ' اور جس رنگ میں چاہیں ' انسانوں کو رنگ دے سکتی ہیں -

زیادہ تفصیل کی گنجایش نہیں - مقصد یہ ہے کہ آج ہم میں تبدیلی پیدا کرنے کیلیے ایک بہت بڑی اصولی اور بنیادی شے یہ ہے کہ ہمارے گھروں کے اندر تبدیلی پیدا ہو ' اور ہماری عورتیں اُس صدا کو گھروں کے اندر یاد دلائیں ' جنکو گھر سے باہر ہم سنتے ہیں ' اور پھر بدبختانہ بھلا دیتے ہیں -

اگر وہ دن آجائے کہ ہماری عورتیں آمادۂ عمل ہوجائیں ' تو اللہ اللہ ! اُس دن کی عظمت و بزرگی ' اور اسکے نتائج مدہشۃ و جلیلہ کا کیا پوچھنا ؟

یقین کیجیے کہ پھر ہم سب بدل جائیں ' اور ہم بدل جائیں تو دنیا کو بھی بدل جانا پڑے -

امید ہے کہ اب آپ کی تشفی ہوگئی ہوگی ' اور میں اطلاعاً ظاہر کردینا چاہتا ہوں کہ علاوہ اپنی جماعت مخصوص مقامی کی ' باہر سے بھی اس وقت تک بہت سی خواتین غیور و اسلام پرست شریک دعوت و معین راہ ہوچکی ہیں - رہا پردے کا سوال ' تو اسکو اس مسئلے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے - خدا کا ہر بندہ اپنی جگہ پر رہکر اپنے خدا سے ملسکتا ہے - اسکے لیے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں - و نسأل اللہ تعالی ان یرزقنا کمال الحسنی ' و سعادۃ العقبی ' و خیر الاخرۃ و الاولی -

الہلال کي اشاعۃ عمومي
اور
کم استطاعۃ اشخاص

(از جناب مولوي محسن صاحب)

میں اُن کم لیاقت اشخاص میں سے ہوں جنکو کسي رہنما کی ضرورت ہوتي ہے - خوش قسمتي سے جس دن کہ الہلال میري نظر سے گذرا ' اُسی روز سے دل میں یہ خیال جاگزیں ہوگیا کہ بس اسي کو اپنا مقتدا سمجھنا چاہیے - مگر قسمت نے کچھہ ایسے مصائب میں مبتلا کر رکھا ہے کہ فی الحال بوجہ زیادتی چندہ اسکي خریداري کي جرأت نہ کرسکا - میرا خدا نخواستہ اس سے یہ مطلب نہیں کہ الہلال کا چندہ اُسکی حیثیت سے زیادہ ہے' بلکہ بعدا میرا خیال یہ ہے کہ اسکا چندہ دس گنا بھی کردیا جائے تو بھی حق بین نگاہوں کے آگے کچھہ گراں نہیں ہو سکتا - گذشتہ اشاعت میں کسی صاحب نے (افسوس کہ فایل کے نہ ہونے کي وجہ سے میں اُنکا نام نامی نہیں تحریر کرسکا) بھوپال سے اسکی قیمت میں کمی کر دینے کے چند وجوہ تحریر کیے تھے' جس سے ایک امید ہوگئي تھي کہ اب میري آنکھیں بھي بلا امداد غیرے اسکي زیارت سے مشرف ہوا کرینگی - مگر افسوس صد افسوس' کہ اس ہفتے کی اشاعت میں جناب حکیم غلام غوث صاحب کا مضمون دیکھکر اُس تازہ اُمید پر ایک اُوس سی پڑگئی -

حکیم صاحب موصوف نے چند مطالب اُن لوگوں کے تو ضرور دکھلا دیے جنکے دلوں میں علم کي کوئی وقعت نہیں' مگر افسوس کہ اُن لوگوں کا مطلق خیال نہ کیا جو کہ علم دوست اور کم استطاعت ہیں - کاشکے جناب حکیم صاحب کے دل میں بجائے اس خیال کے یہ خیال پیدا ہوا' کہ دفتر الہلال میں ایک فنڈ کھولا جائے' جسکی اعانت ذي مرتبہ اشخاص کے ذمہ ہو' اور اُسکی غرض یہ ہو کہ کم استطاعت لوگوں کو یہ پرچہ نصف قیمت پر دیا جائے ' اور خود اُسمیں ایک بہت بڑا حصہ اپنے ذمہ لیکر ایک کثیر جماعت کو اپنا ممنون و مشکور بنائے - حیف صد حیف کہ اس زمانے میں بھي ذي مرتبہ اشخاص غربا کو کسي بات کے اہل ہونیکے قابل ھی نہیں خیال کرتے' اور فرماتے ہیں کہ (ہنوز دھلي دور است) مسلمانوں! یہ زمانہ خودداري و خود پسندي کا نہیں ہے' بلکہ تمکو چاہیے کہ ہر کہنہ و مہ کو اسلامی مشنري کا ایک باکار پرزہ خیال کرو' اور چھوٹے پرزوں کا زیادہ خیال رکھو' کیونکہ ' کثرت استعمال سے اُنکا جلد خراب ہوجانا ممکن ہے -

اعلان
ضروری اطلاع

عالیجناب شمس العلماء مولوي نواب امداد امام صاحب بہادر اثر بالقابہ کا دیوان مطابع سرکاري ریاست رامپور میں زیر طبع ہے - جملہ شاعران باکمال کیخدمت میں گذارش ہے کہ براہ مہربانی قطعات تاریخ سنین حال بہت جلد راقم کے نام ارسال فرماکر ممنون فرمایا جائے ' تا نہ دیوان موصوف کے ہمراہ طبع ہوسکیں - تمام قطعات تاریخي ۱۵ - جولائی سنہ حال تک آجانا چاہئیں -

راقم مصطفی علیخاں
ہوم سکرٹري ریاست رامپور - یو - پی

باب المراسلۃ و المناظرۃ

سیرت نبوي اور نقد روایات آثار

از جناب مولوي محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

(۲)

حضرت موسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام جو نبي مرسل اور اولوالعزم پیغمبر ہیں' بدو وحي کے وقت وادي مقدس میں شرف ہم کلامي سے مشرف ہیں ' اور "وما تلک بیمینک یاموسی" وغیرہ لطف آمیز خطابات سے مخاطب' اس عین حضوري کیوقت جب عصا ڈالنے کا حکم ہوا اور عصا سانپ بنکر ہلنے لگا تو موسی علیہ السلام حسب مقتضاء بشري مونہہ پھیر کر بھاگے - جب خدا تعالی نے تسلي دي' تب جاکر سکون ہوا - قال اللہ تعالی : فلما رآھا تھتز کانھا جان' ولی مدبرا و لم یعقب' یموسی لا تخف انی لایخاف لدی المرسلون - واقعۃ کلیم اللہ علیہ السلام اور روایۃ بدو وحي نبوی علیہ السلام نوعیت کے اعتبار سے بالکل یکساں ہیں - البتہ وہ قرآن سے ثابت ہے' اور یہہ حدیث صحیح سے - پس اگر روایت بدو وحي تعجب انگیز ہے تو واقعہ موسی علیہ السلام اعجب ہے - اس بنا پر حضرت نبوي صلی اللہ علیہ و سلم کا اول اول جبرئیل علیہ السلام کو اونکی اصلي صورت میں جو ٦۰۰ پروں کے ساتھہ ظاہر ہوے تھے' دیکھکر گھبرا جانا اور بوجہ شدت ثقل وحی کے (جسکا ثقل قرآن سے ثابت ہے : انا سنلقي علیک قولا ثقیلا اور مشاہدہ صحابہ سے ثابت ہے - حدیث صحیح میں وارد ہے کہ اگر اتفاقا آپ ناقہ قصواء پر سوار رہتے اور اوسوقت وحی آنیکا اتفاق ہوتا ' تو غایت ثقل سے ناقہ قصواء گھٹنے کے بل بیٹھہ جاتی - اور زمانۂ سرما میں بوجہ شدت وحي آپ پسینہ پسینہ ہوجاتے -) مرعوب ہو جانا اور بدن کانپنے لگنا اور لرزہ پڑ جانا ' کسیطرح منصب نبوت اور شان پیغمبری کے خلاف نہیں' اور نہ موجب قدح روایت ہے - اور پہاڑ سے گرنیکا قصد معاذ اللہ بوجہ فتور حواس نہیں بلکہ جب وحی چند روز کے لیے موقوف ہوگئی' اوسوقت بسبب غایت رقت و ذوق اسکا خیال ہوتا ' جیسا غایت اشتیاق کے وقت جان دینا ہر آدمي کی فطرت میں داخل ہے - فی البخاري بروایۃ معمر عن الزہری : ثم لم ینشب ورقۃ ان توفی وفتر الوحی فترۃ حتی حزن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما بلغنا حزنا غدا منہ مرارا کی یتردی من رؤس شواہق الجبال - فکلما اوفی بذروۃ جبل لکی یلقي نفسہ تبدي لہ جبرئیل فقال یا محمد انک رسول اللہ حقا فیسکن لذلک جاشہ و تقر نفسہ - فیرجع فاذا طالت علیہ فترۃ الوحی غدا لمثل ذلک فاذا اوفی بذروۃ جبل تبدی لہ جبرئیل' فقال لہ مثل ذلک الخ - علی ہذا ورقہ سے آپکو اطمینان ہوا تو یہہ بھی امر طبعي ہے - جب کوئي شخص کسی فن کا ماہر ہو' اور اوسکے گرد و پیش کے حالات اور معاملات اطمینان بخش ہوں تو اوسکی بات بھی طبعا موجب تشفي ہوتی ہے - کثرت ادلہ سے مزید اطمینان کا ہونا منافي نبوت نہیں ہے - ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے (ولکن لیطمئن قلبي) یہ ثابت ہوتا ہے - درحقیقت آپکو اطمینان تو اول ھي ہوچکا تھا' اس سے اور زاید اطمینان ہو گیا -

الغرض شواہد عقلیہ اور قرائن نقلیۂ قطعیہ اسپر دال ہیں کہ بدو وحي کي روایت بوجوہ مذکورہ مظنہ اشتباہ نہیں - اصول درایت سے کسیطرح ان روایات پر تنقید نہیں ہوسکتي - ہذا ان اصبت فمن اللہ و الا فمني و من الشیطان و اللہ اعلم وعلمہ اتم و احکم -

و استبداد ' اس اثر اسلامی ' اس مدار ماضی اور اس رشتہ اتحاد اسلامی کو فنا کردینے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے - اور اسکی جگہ اس زبان کو زندہ کرنا چاہتا ہے ' جسکا نام بربری یورپ کی تمام زبانوں میں اپنے مفہوم وحشت کے لحاظ سے بدترین دشنام ہے -

اس کارروائی میں فرانس سب سے پیش پیش ہے - اس عدل سوز مقصد کے لیے فرانس نے کیا کیا تدابیر اختیار کی ہیں ؟ افسوس ہے کہ داستان طویل اور نطاق مقالہ تنگ ' مختصراً یہ کہ بربری زبان کے زندہ اور عربی کے مردہ کرنے کے لیے تیغ و زر دونوں سے کام لیا جا رہا ہے ' اور بعض حصوں میں یہ مساعی شنیعہ اس حد تک کامیاب ہوگئی ہیں کہ کل تک جنکی زبان کے لیے عربی' جوے سلسبیل تھی' آج انکے کانوں کے لیے وہ پگھلا ہوا سیسہ ہے ' جو دوزخ میں مجرموں کے کانوں میں ڈالا جائیگا -

عربی کا ذکر عرضاً آیا تھا ' مگر موضوع تفصیل طلب تھا' اور گو میں نے ایجاز کی کوشش کی مگر ایجاز بھی اتنا بڑھا کہ بجاے خود اطناب ہوگیا - مجھے کہنا یہ ہے کہ علم' زبان ' صنعت ' تجارت ' سپگری' غرض ان تمام اسلحہ ہجوم و دفاع سے عالم اسلامی تہیدست ہے' جو اس رزمگاہ ہستی میں کسی قوم کو پامالی سے بچا سکتے ہیں - لیکن با این ہمہ تہیدستی و بے سامانی ' ایک ہتیار ہے جو تیغ بھی ہے اور سپر بھی - وہ دشمن کے وار روک بھی سکتا ہے' اور خود انکے حرکے بھی لگا سکتا ہے - یہ سلاح مقدس حبل اللہ فی الارض " الاتحاد الاسلامی " ہے -

بس اب مسلمانوں کو صرف دو کام ہی کرنے ہیں :

(۱) اس رشتۂ اتحاد کو مضبوط پکڑنا ' اور اسکے استحکام کی کوشش کرنا - اسکے لیے ضرورت ہے کہ ایک بین الملی زبان ہو جسکے لیے بحمد اللہ عربی موجود ہے - پس چاہیے کہ اسکی توسیع و ترقی' نشر و اشاعت' اور اسمیں تنوع و کمال پیدا کرنے کی کوشش کیجاے' اور ہر ایسے خطے میں جہاں مسلمان ہوں' ایک ایسی جماعت ہو' جو عربی میں اپنے افکار و آراء ظاہر کرسکے اور اسطرح ہر اسلامی ملک دوسرے اسلامی ملک کے حالات سے باخبر ہو - اور انکے رنج و راحت میں شریک اور ایکدوسرے کی مشورہ و راے سے مدد کرے -

علوم و معارف اور خصوصاً عملیہ پر خاص طور پر توجہ کیجاے ' اور ملکی مصنوعات و تجارت کو فروغ دیاجاے - کیونکہ یورپ کی طاقت کا مدار دولت پر ہے ' اور دولت کا مدار ایشیاء کی جیبوں پر - پس اگر ایشیا کی جیبوں کے منہ یورپ کے لیے بند ہوگئے تو پھر یورپ آج کا یورپ نہ رہیگا -

داستان خونین

(۲)

سلسلے کیلیے نمبر (۱۹) ملاحظہ ہو

باوجود ریاستہاے بلقان کی کوششوں ' یورپین پریس کی زرخرید خاموشی' اور یورپین وزارتوں کی سازشوں کے' کچھہ حصہ ان مظالم کا ' جو ریاستہاے متحدہ نے مسیحیت کے نام سے اس لڑائی میں کیے ہیں' آخر اشکارا ہو ہی گیا :

جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستیں کا

ہزاروں قیدیوں کے ہاتھہ پاؤں کاٹے گئے یا بیرحمی سے تہ تیغ ہوے' غیر جنگجو لوگوں کی پوری آبادیاں' جلدیں بلکہ' عورتیں' بچے' سب شریک ہیں ' زندہ جلا دی گئیں - ہزاروں عورتیں اور کم عمر لڑکیاں سنگدلی سے بے عصمت کیگئیں - اس طوفان خونخواری اور بہیمیت میں جو مظلوم مقدونیا پر نازل ہوا ' سب سے بڑا قہر یہ ہوا کہ زخمی مرد اور بے بس عصمت دریدہ عورتیں اکثر زندہ دفن کردی گئیں !!

یہ افسانہ مظالم جو نہایت معتبر ذرایع سے ہم تک پہنچا ہے' من و عن شایع نہیں کیا جا سکتا ' کیونکہ اول تو اوسکے تفصیلی حالات اسقدر درد انگیز ہیں کہ انسانی طبیعت اسکی سماعت کی متحمل نہیں ہو سکتی - دوسرے اسکا خوف ہے کہ اوسکے راوی معض واقعات کی صفائی اور بلا کم و کاست ہونیکی وجہ سے پہچان لیے جائینگے ' اور وہ خونخوار درندے ' جو مقدونیا پر اب قابض ہیں' ان سے ضرور انتقام لینگے -

واقعات کے انتخاب میں ہمنے پوری کوشش کی ہے کہ بہت مختصر کرکے لکھے جائیں -

ہماری محنت ٹھکانے لگ جاے ' اگر وہ واقعات جو ہمنے اس رسالے میں بیان کیے ہیں' اور جو اوس پورے مواد کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں ' جو ہمارے پاس موجود ہے' انکو پڑھکر تمہارا دل پسیجے اور تم لوگ اپنی گورمنٹوں کو سمجھاؤ کہ اب اوس سکوت و جمود سے (جو سازش سے کسطرح کم نہیں) باز آئیں' جو انکا لڑائی کے پیشتر سے رہتو رہا ہے - اور ان مظالم کو روکیں ' کیونکہ یہ اب تک جاری ہیں - اور اگر نہ روکے گئے تو اوسوقت تک جاری رہینگے ' جب تک کہ رومیلیا کی پوری اسلامی آبادی مٹ نہ جائیگی -

ہم سے ہر روز وعدے کیے جاتے ہیں اور اسکا ثبوت ملتا رہتا ہے کہ دول یورپ مسئلہ بلقان کی نسبت تقریباً متفق ہیں' اور انکے افعال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ کے مریب کار سیاست کم سے کم ایک مرتبہ تو ضرور سچ بولے -

مگر یقیناً انسانیت کے سادہ مسایل پالٹکس کے پیچیدہ مسایل سے کہیں آسان تھے' مگر ابتک اس معاملے میں کسی کوشش کا نہ کیا جانا ' کیا اسکا کافی ثبوت نہیں ہے کہ دول یورپ قتل و خونریزی کے واقعات سے بالکل چشم پوش ہیں ؟ مگر اوسی حد تک جب تک کہ ان واقعات کا تعلق مسلمانوں سے ہے -

اس رسالے کو سیاسی مسئلہ بلقان سے کوئی تعلق نہیں' مگر پھر بھی اسکے درد انگیز مطالب پوری طرح سمجھنے کیلیے ضرور ہے کہ ناظرین مسئلہ مذکور سے مختصراً آگاہ کردیے جائیں -

قطع نظر البانیا کے ' جہاں مسلمانوں کی تعداد ہمیشہ سے غالب رہی ہے ' مقدونیا کی آبادی بھی ابتدا سے ایک مخلوط آبادی ہے ' جسمیں مختلف نسلوں اور متعدد مذاہب کے مخلوط ہو جانے سے کوئی صحیح تقسیم و تفریق ممکن نہیں - مثلاً اکثر مسلمان' سربی یا بلغاری ' ہیں اور بہت سے وہ لوگ' جو یونانی کہے جاتے ہیں ' دراصل البانی ' یا ولاچ ' (رومانی) ہیں - اور وہ جو بلغاریا کے تخمینات مردم شماری کے مطابق بلغاری کہے جاتے ہیں ' دراصل یونانی ہیں ' جنہوں نے ترک کے مارے تبدیل مذہب کردیا - اسطرح اکثر بلغاریوں نے بھی خوف سے کلیساے یونان قبول کرلیا ہے - چنانچہ مقدونیا کی آبادی مجملاً یہ بتلائی جاتی ہے :

مسلمان	۴۰ - فیصدی
عیسائی	۶۰ - فیصدی

مگر یہ تعداد بلغاریوں کے حساب کے مطابق ہے - ترک اپنے حساب سے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ بتلاتے ہیں - یعنے کم از کم دس لاکھہ - مگر خواہ کسی حساب سے ہو' مسلمانوں کی تعداد دیگر

الاتحاد الاسلامی

از حضرت کاتب تدبر: جلال نوری بک

(۲)

عالم اسلامی پر تفوق یورپ کا راز دو باتوں میں مضمر ہے:

(۱) علوم و معارف میں عالم اسلامی کا تنزل -

(۲) مستعمرات اسلامیہ میں اشاعت مدنیۃ حدیثہ اور منع انتشار علوم و معارف کے لیے یورپ کی سعی -

پس اگر عالم اسلامی چاہتا ہے کہ یورپ کے غاصب پنجے سے ان حقوق کو واپس لیلے ' جن پر یورپ نے اپنی شجاعت و بسالت یا آتشیں و سفید اسلحہ سے نہیں ' بلکہ اختراعات واکتشافات ' صنائع و تجارات دہاء وحزم ' اور خدع و دروغ بافی سے قبضہ کرلیا ہے ' تو اسکا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے تمام جوش و خروش ' ولولہ و حوصلہ ' سعی و کوشش ' اور ہمت و وقت کو اس ایک مرکز پر جمع کردیں - جب تک یورپ اپنے حوصلہ و علم سے ہماری زمینوں اور اپنے مصنوعات واختراعات سے ہماری جیبوں کو خالی کر رہا ہے ' اسوقت تک ہمارے لیے نہ انقلابات سیاسیہ و اضطرابات داخلیہ مفید ہونگے ' اور نہ موتمرات اصلاحیہ و موازنات دولیہ - کیونکہ ہماری موجودہ گونہ گوں غلامیاں علم کی شاخ سحر کا عمل ہیں ' جسکے رد کے لیے بھی اسی شاخ سحر کی ضرورت ہے - پس عالم اسلامی کو یہ نکتہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اگر وہ اس کارزار ہستی میں آزادی کے ساتھ زندہ رہنا چاہتا ہے ' تو اسکو لازم ہے کہ اس تیغ و سپر سے فوراً مسلح ہو جاے ' جو حریت و حیات کے بقاء کے لیے نا گزیر ہیں - یہ تیغ و سپر کیا ہیں ؟ علوم و معارف -

خطر اصفر (Yellow Peril) یورپ کے لیے خواب خوف آگین (نائٹ میر) ہے ' جسے دیکھ کے چیخنے والے کی آواز پر نہ صرف اہل سیاست کے زرد ترس سونے والے ' بلکہ بنکوں کے مہاجن اور بازاروں کے خوانچے والے تک چیخنے لگتے ہیں - اسلیے ارباب دانش وسیاست عرصے سے اس کوشش میں ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہو اسکے جراثیم کو قتل کر ڈالا جاے - یورپ کا خیال ہے کہ ان جراثیم کے توالد و تناسل ' و تضاعف و تزاید کا سبب وحید ' اتحاد اسلامی کا تخیل ہے ' اور اس اتحاد اسلامی کا عروۃ الوثقی وحدت لغت یعنی زبان کا ایک ہونا ہے - پس جہاں مسلمانوں نے خود اپنی لغۃ ملیہ کو چھوڑ دیا ہے ' اور بغیر قہر و اکراہ کے ' نہ صرف بنظر ضرورت ' بلکہ بخیال تفرنج ' و بسبیل مباہات ' فرنگی زبانیں اختیار کرتے جاتے ہیں ' وہاں تو ضرورت ہی نہیں ' مگر جن مقامات کے مسلمان ابھی اس رشتۂ اتحاد اسلامی کو اپنی انگلیوں میں مضبوط پکڑے ہوے ہیں ' اور اسوقت تک چھوڑنا نہیں چاہتے ' جب تک کہ گردنیں اپنی جگہ سے نہ سرک جائیں ' وہاں ہر ایسی شرمناک فرنگیانہ تدابیر سے اسکے چھڑانے کی کوشش کیجارہی ہے ' کہ انسانیت کی زبان ارباب تدابیر کی تحقیر کے بغیر نہیں رہ سکتی - مشرق کا ایک معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ تقریباً ہر ملک میں

دو زبانیں ہوتی ہیں : ایک لغۃ فصحہ کہ ایک ہی ہوتی ہے ' اور خطابت و کتابت اور خواندہ طبقہ میں عام طور پر استعمال کیجاتی ہے - دوسری دارجہ کہ متعدد ہوتی ہیں ' اور زیادہ تر ناخواندہ و باشندگان قصبہ و دہ میں مستعمل ہوتی ہے - دارجہ کا تعدد و تشتت لغۃ فصحہ کی وحدت پر موثر نہیں ہوتا - اہل دارجہ خواہ صحبت و معاشرۃ ' خواہ تعلیم و تربیت سے جب اس قابل ہوجاتے ہیں کہ زبان فصحہ استعمال کرنے لگیں ' تو دارجہ کو چھوڑ کے فصحہ اختیار کرلیتے ہیں - کردستان کی زازا ' عثمانی کی اکرب ' اور بربری کی عربی سے وہی نسبت ہے ' جو مالغی ' باسقی ' اور نورماندی کی فرانسیسی سے ہے -

اس توطیہ و تمہید کے بعد میں اپنے مقصود کی طرف متوجہ ہوتا ہوں - افریقہ کی دارجہ بربری ہے - رومیوں کے عہد میں تمام قبائل شمالی افریقہ کی یہی زبان تھی ' مگر جب اسلام آیا تو اپنے ساتھ مدنیت اسلامیہ کے دیگر اجزاء کی طرح لغت اسلامیہ یعنی عربی بھی لایا - جسطرح کہ عالم اجسام میں ناموس (تنازع للحیاۃ) (و بقاء الاصلح) جاری ہے ' اسی طرح عالم السنہ میں بھی جاری ہے - بربری اور عربی میں تنازع و تصادم ہوا - بربری تاب مقابلہ نہ لاسکی - اعلی طبقہ کو چھوڑ کے جہلا اور عامہ میں پناہ گزیں ہوگئی کہ وہ ہمجیت و توحش کی یادگاروں کے لیے ایسی پناہ گاہیں ہیں ' جہاں تک مدنیت و ارتقاء کا ہاتھ نہیں پہنچتا ' اور اگر پہنچتا بھی ہے تو بہت عرصہ کے بعد - غرضکہ صرف سرانگشت کتابت و خطابت ' اور اعلی و خواندہ طبقہ پر عربی نے قبضہ کیا ' اور یہ حالت ہوگئی کہ تمدن و شایستگی کا ذریعہ (کہ زبان اسلوب ' بلکہ مخارج تک ہیں) عرب کے مخارج کی نقل و محاکات سمجھی جانے لگی ' بعینہ اسطرح ' جسطرح کہ ایک اناطولی دہقانی جب قسطنطنیہ میں چند دن رہتا ہے تو اپنا کرخت اور درشت لہجہ چھوڑ کے قسطنطنیہ کا شیریں و نرم لہجہ اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے - یا ایک باشندۂ نوآبادی پیرس میں چند دن رہتا ہے تو اپنے وحشیانہ لہجہ کو چھوڑ کے پیرس کے شستہ ' شائستہ ' اور طرب انگیز ' لہجہ کو اختیار کرلیتا ہے - پس افریقہ کی اصلی زبان بربری تھی ' مگر جب عربی آئی تو اس نے کچھ تو دامن ملت و خلافت سے وابستگی کی وجہ سے ' اور زیادہ تر اپنی خوش آہنگی ' مایہ داری ' اور قدرت تعبیر سے بربر کے قلمرو ادب کو (جو خطابت و کتابت ' تصنیف و تالیف ' مراسلہ و مکالمہ پر مشتمل تھا) اپنی وسیع شاہنشاہی میں شامل کرلیا - پس اگر فرانس لغت ' جنس ' اور وطن میں افریقہ سے مختلف ہونے کے باوجود افریقہ کے استعمار کو جائز سمجھتا ہے ' تو کوئی وجہ نہیں کہ عربی کے اس استعمار کو " غصب " یا تداخل نا جائز قرار دیا جائے اور افریقہ سے اسکے نکالنے کی کوشش کیجائے - حالانکہ اہل افریقہ سے عربی بہ نسبت فرانس کے زیادہ قریب ہے کہ وہ انکی زبان ملی اور صدیوں سے زبان ادبی ہے - مگر یورپ ' یہ پیکر مصالح پرستی ' یہ مجسمہ خود کامی ' یہ مرقع اجماع حرص

ناموران غزوهٔ بلقان

شہادة بطل الحریہ

رحمة الله علیک یا نیازی بک !!

شہید راہ ملة و وطن ' و مجاہد الامة

حادثهٔ ملی

ناظرین نسل عثمانی کے موجودہ مجمع ابطال کے مشہور برگزیدہ رکن ' اور دستور عثمانی کے اولین مجاہد ' یوز باشی (نیازی بک) کو ابھی بھولے نہونگے ' جس کا ذکر صفحات الہلال ہی پر نہیں ' بلکہ حوادث و واقعات عظیمهٔ عالم کے اوراق سیر پر بارہا حالت انتظار مغرب و مشرق ہوچکا ہے -

غزوۂ طرابلس کے زمانے میں غازی انور بے کے ورود طرابلس کے بعد انکا بہ تبدیل لباس مصر پہنچنا اور پھر اخفاء راز کے بعد واپس جانا ' اور پھر انقلاب عثمانیہ آخری میں جانفروشانہ عزائم کے ساتھہ شریک ہونا ' وہ تازہ واقعات ہیں ' جو کل تک ہماری زبانوں پر تھے -

ممالک اسلامیہ کی تازہ برقی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عین اسی بد نصیب ملک کے دور کھولہ ' مگر خود اپنے عنفوان جوانی کے عالم میں ' بہ فداء ملہ ' خود اپنے اعداء ملک و وطن کے ہاتھوں حدود البانیا کے اندر شہید ہوگیا ! انا لله و انا الیه راجعون -

در حقیقت یہ حادثهٔ فاجعہ صرف مملکت عثمانیہ کا ہی خسران نہیں ہے ' بلکہ ایک مصیبت ملی ہے ' جسکے غم میں تمام عالم اسلامی کا حصہ ہے - ناموران و ابطال کا فقدان زندہ قوموں کیلیے بھی ایک ماتم کبری ہوتا ہے ' پھر اُس قوم کیلیے کیوں نہو ' جو اپنے دور انحطاط و تنزل کے دن گن رہی ہو ' جسکے تمام خزانے لٹ چکے ہوں ' جسکے تمام قواء نشو و نما مضمحل ہوگئے ہوں ' اور جسکا ہر آنے والا دن ' بظاہر گذرے ہوے دن سے بد تر ہو ؟

ایک دولت مند کی اشرفیوں کا صندوق بھی کھو جائے تو اسکے لیے چنداں غم و حسرت کی بات نہیں ہوتی ' کیونکہ اگر ایک صندوق ضائع جاتا ہے تو صدہا صندوق خزانے میں موجود ہوتے ہیں ' اور نئی دولت و حشمت کی افزایش و ترقی کا سلسلہ جاری ہوتا ہے ' لیکن اگر ایک فقیر دریوزہ گر جسکی تمام متاع اسکی پھٹی ہوئی جیب کے چند کھوٹے سکے ہوں ' ایک تانبے کا حقیر و ادنی سکہ بھی کھو دیتا ہے ' تو شدت غم و مایوسی سے اسکا دماغ چکرا جاتا ہے ' اور اپنی بیکسی و محتاجی پر زار زار رونا شروع کر دیتا ہے - کیونکہ دولت مند کیلیے اشرفیاں بھی کچھہ نہ تھیں ' پر اس مصیبت کیلیے تو ایک کھوٹا سکہ بھی کم از تخت قیصر و تاج سکندر نہیں !!

یہی حال قوموں اور ملکوں کا بھی ہے - زندہ قوموں کا خزانهٔ خصائل و کمالات انسانیة طرح طرح کے طلائی سکوں اور قیمتی و نادر لعل و جواہر سے لبریز ہوتا ہے ' اور روز بروز انکی دولت میں افزایش ' اور انکے خزانے کے حدود ارضی میں وسعت ہوتی رہتی ہے - ان میں ہر صنف و فصیلهٔ انسانی کے ارباب کمال موجود ہوتے ہیں ' اور ایک جاتا ہے ' تو دس اسکی جگہ آ موجود ہوتے ہیں - پس کاملین و ابطال کا فقدان گو غم انگیز ہو ' لیکن انکے لیے چنداں موجب خسران و نقصان نہیں ہوتا ' لیکن جو قومیں کہ اپنا دور اقبال کھو دیتی ہیں ' اور عروج و ارتقاء کی جگہ ادبار و تسفل کے زمانے میں مبتلا ہوتی ہیں ' انکی مثال اسی کنگال مقدر کی سی ہوتی ہے - پس انکو تو اپنا ایک کھوٹا سکہ بھی ہزار درجہ زائد از لعل و گہر محبوب ہونا چاہیے - چہ جائیکہ وہ لعل درخشاں ' جو فقیر کی گدڑی ہی میں نہیں ' بلکہ پادشاہ کے تاج و تخت کیلیے بھی زیور ہو !!

شہید راہ ملة و وطن ' رستم لی نیازی بک

ہم لٹ گئے ہیں - ہمارا خزانہ تاراج ادبار ہوگیا - اور ہمارے اجڑے باغ کے پھولوں سے آج غیروں کے کاشانہ و ایوان معطر ہو رہے ہیں - ایسی حالت میں ہم کو اپنی بچی کھچی پونجی کے ایک ایک ذرہ کا عشق ہونا چاہیے ' اور اگر اوروں کو اپنے پھولوں کے لٹنے کا خوف ہے ' تو ہم کو اپنے گھر کے خس و خاشاک کے ضائع ہوجانے کا غم ہونا چاہیے !!

* * *

جب یہ حال ہو تو پھر آج ہم (نیازی بک) کے فقدان پر جسقدر ماتم کریں کم ہے -

ہم اشاعت آیندہ میں انکی سوانح عمری شائع کرینگے ' جو انکی خود نوشتہ سوانح (خواطر نیازی) سے ماخوذ ہوگی -

جنگ بلقان کے چھڑتے ہی یہ ملت پرست غیور مصروف خدمات اسلامیہ ہوگیا تھا - اس نے فوج سے الگ ہوکر مجاہدین کی ایک خاص جماعت قائم کی تھی ' اور اپنے دوست و ہمراز یوسف ضیری بک کے ساتھہ مصروف دفع زبان ' اور جہاد فی

قوموں سے کہیں زیادہ (اس واقعہ کو ضرور یاد رکھنا چاہیے جسکو افسوس ہے کہ یورپ اکثر بھلا دیا کرتا ہے) اور پورے مقدونیا میں پھیلی ہوئی ہے - قواله اور اوسکے آس پاس کے تین اضلاع بالکل اسلامی شہر ہیں - انکے علاوہ یہود (سفردیم) بھی کثرت سے آباد ہیں - صرف ایک شہر سالونیکا میں انکی تعداد اسی ہزار سے کم نہیں جو دیگر فرقوں سے کہیں زیادہ ہے - یہ لوگ اون لوگوں کی نسل میں ہیں' جو سنہ ۱۴۹۳ع میں کلیسا اور سلطنت' دونوں کے ہاتھ سے گھایل' اور مقدس انکویزیشن کے مظالم و تشدد سے بھاگ کر ترکوں کے پاس پناہ گزیں ہوے تھے - ترکوں نے اونکے ساتھ ہمیشہ ایک بے تعصبانہ اور ہمدردانہ برتاؤ کیا - المختصر "یونانی" گوشہ جنوب مغرب اور مقامات ساحل میں' اور "بلغاری" مشرق میں' اور "سربی" شمال میں آباد ہیں -

ہم سلطنت عثمانی کو اوس الزام سے بالکل بری الذمہ نہیں کرنا چاہتے' جو مقدونیا کی بد نظمی کے معاملے میں اوس پر عاید ہوتا ہے - ترکوں نے اس معاملہ میں بیشک غفلت اور سہل انگاری سے کام لیا' اور ریفارم (اصلاح معاملات) میں ضرور اونہوں نے سستی کی - مگر اونکے ہمسایوں کا طرز عمل اس سے بالکل جدا تھا - اونکے واسطے بد نظمی بہت ضروری تھی' کیونکہ اونکے شیطانی منصوبوں کی پرورش صرف اس بد نظمی کے گہوارہ ہی میں ہوسکتی تھی - اگر ترک اصلاح میں صرف سستی کے گنہگار تھے' تو یہ لوگ اوسی اصلاح کے جانی دشمن اور سخت مخالف تھے - اسکے علاوہ اس مخالفت کی تحریر میں ریاستہاے بلقان کے علاوہ اور لوگ بھی شریک رہے ہیں' جنکا دانت ہمیشہ سے البانیا اور سالونیکا پر لگا تھا -

صدہا طریقوں سے مخالفت کی آگ بھڑکائی گئی' مگر اوسمیں سے صرف چند ہمارے اس رسالے سے تعلق رکھتے ہیں - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نفرت صرف ترکوں ہی تک محدود نہ تھی - "یونانی" اور "بلغاری" بسبب اختلاف قوم و مذہب آپس میں اسدرجہ عناد رکھتے تھے کہ اوسکے آگے ترکوں کی منافرت مات ہوگئی تھی -

اصلاح کے سوا اور کسی چیز سے ان متضاد عناصر میں ایک غیر طبعی اتفاق و اتحاد کا پیدا کرنا ممکن نہ تھا' مگر اصلاح کے معنے تھے ایک متحدہ اور مطمئن مقدونیا' مگر مقدونیا کے اتحاد سے یونانیوں اور اسلافیوں کی تمام حوصلہ مندیاں خاک میں ملجاتیں -

مسئلۂ ارمینیا

روسی اخبار باکو نے ارمینیا کے متعلق سینٹ پٹرسبرگ کے ایک مدبر کا مضمون شائع کیا ہے - مضمون نگار لکھتا ہے:

اس امر کا تصور بھی ممکن نہیں کہ دول کی مخاصمت کا نشانہ بنے بغیر روس اراضی کوہ قاف سے زیادہ وسیع زمیں حاصل کر سکے - کیونکہ اس صورت میں وہ مجبور ہوگا کہ ان تمام مقامات میں' جن پر وہ قابض ہوا' اتنی بڑی فوجی طاقت رکھے' جتنی کہ وہ کوہ قاف میں بھی جمع نہ کرسکا ہے' اور اگر جونیں رستخیز کے بعد چھہ ہمسایہ اناطولی صوبوں کو روس نے مشغول کرلیا' تو دول عظمی کے سامنے وہ اس حوادث کا ذمہ دار ہو جائیگا' جسکی اسمیں طاقت نہیں -

صوبہاے مذکور میں انتظامی خود مختاری کی بنیاد انہی ارمنیوں کے لیے اس سے زیادہ مضر ہے' جتنی کہ مفید ہے - وہاں اکثریت اسلام کو حاصل ہے - پس انتخاب میں اقلیت (ممارثی) انہی کی طرف ہوگی -

ارمنیوں کے لیے مفید ترین شے اصلاحات کا نفاذ ہے - مسئلہ شرحہ سے بحث کرنے والے تمام ارباب سیاست اس امر میں متفق ہیں

آہنگ ہیں کہ ارمینیہ کی خوشحالی صرف ان اصلاحات [illegible] ممکن ہے' جو (یورپ کی کفالت پر) دولت عثمانیہ نافذ کرنا چاہتی ہے -

ان خوابوں کو پورا کرنا غیر ممکن ہے' جو بعض ارمنی [illegible] ہوس دیکھ رہے ہیں - اگر ہم غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ دولت عثمانیہ کی مشکوک حالت ہی نے ارمنیوں کو اس خیال [illegible] اور ان پر افراط مطالبات کے غاروں میں گرادیا ہے - اور بعض نے [illegible] بے سود حرکتیں کی ہیں' جنکو مستقبل کی اصلاحات سے کوئی تعلق نہ تھا -

موجودہ جنگ بلقان کو ارمینیہ کے مستقبل سے کوئی تعلق نہیں' نہ ناممکن ہے کہ ریاستہاے بلقان کی فتوحات کا اثر مشرقی اناطول پر پڑے - دول عظمی نے (اپنے مصالح کی بنا پر) بالاتفاق طے کرلیا ہے کہ ابھی اناطول ترکی ہی کے ہاتھہ میں رہے - ترکی پر موجودہ جنگ کے نتائج کا اثر خواہ کچھہ ہی پڑے' مگر اسکو [illegible] ارمینیہ سے ذرا بھی مس نہیں - اگر وہاں دول عظمی میں سے کسی کے فوائد پامال نہ کیے گئے' تو روس یا کوئی طاقت بھی میدان جنگ کی طرف ایک قدم نہ اٹھائیگی - پس اگر ارمنی ترکی کے ساتھہ اپنے تعلقات خوشگوار رکھینگے تو یہ انہی کے لیے بہتر ہوگا - انکو چاہیے کہ یورپ کا دروازہ کھٹکھٹانے کے بدلے انہی کی حکومت کی طرف رجوع کریں کہ انکی امیدوں کے حصول کے لیے یہ [illegible] و قریب تر صورت ہے -

تصریحات شاہ یونان

جارج متوفی شاہ یونان اور ڈاکٹر ہولڈٹ سے جو سالونیکا میں زخمیوں کے معالج ہیں' موجودہ جنگ کی بابت بارہا گفتگو ہوئی - چونکہ جنگ برسر اختتام تھی' اسلیے شاہ متوفی نے بعض ان امور کے اظہار میں تردد نہیں کیا' جو اب تک اس نے ظاہر نہیں کیے تھے -

جارج نے کہا کہ یونانیوں کے شدید ترین دشمن بلغاری ہیں' یونانیوں اور بلغاریوں میں ایک شدید جنگ کا ہونا ناگزیر ہے -

۱۴ - برس سے ہم اس جنگ کے لیے تیار ہو رہے تھے' جس [illegible] آج متحمد نکلے ہیں - اس تمام مدت میں ہم کو وثوق تھا کہ کسی نہ کسی دن ضرور منزل مقصود تک پہنچینگے - اسلیے ہم نے بہت سے رنجیدہ امور کو برداشت کیا - ہم نے بخوبی معلوم کرلیا تھا کہ ہم میں نہ تو قوت کی کمی ہے' اور نہ صبر و موقع شناسی کی' لیکن ہم ترکی تخت کو نہ الٹ سکے اسلیے ہم نے اوس [illegible] کا انتظار کیا جبکہ وہ اندرونی اور بیرونی جنگوں میں مشغول ہو - موجودہ وقت ایسا ہی تھا' اسلیے ہم نے اسکے ساتھہ یہ جنگ شروع کی' جسکا انجام ہماری سعیمندی پر ہوا - اب یونان کو استراحت کی ضرورت ہے' مگر نہ اسطرح کہ یہ بھولجائے کہ اسکو ایک اور جنگ کے لیے تیار رہنا ہے اور تین چار سال کے بعد جس سے بچنا ناممکن ہو جائیگا - بلکہ میری راے میں عنقریب ہو -

ممکن ہے کہ دشمن (نام کی تصریح نہیں) جب اپنی طاقت جمع کرلے تو ہماری قوت سے تعداد میں بڑھجاے - مگر ایک سپاہی اور دوسرے سپاہی میں جو فرق ہے' وہ اس عدم توازن کی تلافی کردیگا - ہماری بہادر فوج پر جوش ہے' اور بخلاف بلغاری فوج کیونکہ اسکی قوتیں گری ہوئی ہیں - مجھے اپنی فوج پر بڑا اعتماد ہے' اگرچہ اسکی تعداد اسوقت صرف ایک لاکھہ ۸۰ ہزار ہے مگر ہم ضرورت کے وقت اسمیں اہم اضافہ کرسکتے ہیں - میں ایک بات اور کہتا ہوں - جسطرح کہ ہم کو اس جنگ میں مددگار ملے ہیں اسیطرح آیندہ جنگ میں بھی ہم کو معین ملجائیں گے -

مسیحا کا موهنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا هي کرنا هے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود هیں اور جب تهذیب و شایستگی ابتدائي حالت میں تهي تو تیل - چربی - مسکه - گهی اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافي سمجها جاتا تها مگر تهذیب کی ترقي سے جب سب چیزوں کي کانٹ چهانٹ کی تو تیلوں کو پهولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایاگیا اور ایک عرصه تک لوگ اسي ظاهري تکلف کے دلداده رهے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانه میں مصنوعی نمود اور نمایش کو نکما ثابت کردیا هے اور عالم متمدن نمود کے ساتهه فائده کا بهي جویاں هے بنابریں هم نے سالها سال کي کوشش اور تجربه سے هر قسم کے دیسي و ولایتي تیلوں کو جانچکر "موهني کسم تیل" تیار کیا هے اسمیں نه صرف خوشبو سازي هي سے مدد لي هے بلکه موجوده سائنٹیفک تحقیقات سے بهی جسکے بغیر آج مهذب دنیا کا کوئي کام چل نهیں سکتا - یه تیل خالص نباتاتي تیل پر تیار کیاگیا هے اور اپني نفاست اور خوشبو کے دیرپا هونے میں لاجواب هے - اسکے استعمال سے بال خوب گهنے اگتے هیں - جڑیں مضبوط هوجاتي هیں اور قبل از وقت بال سفید نهیں هوتے درد سر' نزله' چکر' اور دماغي کمزوری کے لیے ازبس مفید هے اسکي خوشبو نهایت خوشگوار و دل آویز هوتي هے نه تو سردي سے جمتا هے اور نه عرصه تک رکهنے سے سڑتا هے -

تمام' دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا هے قیمت فی شیشي ۱۰ آنه علاوه محصولڈاک -

المشتهر و ہول سیل ایجنٹ

ایم - ایس - عبد الغني کیمسٹ - ۴۲ و ۷۳

کولوٹوله اسٹریٹ - کلکته

ریویو اف ریلیجنز - یا مذاهب عالم پر نظر

اردو میں هندوستان اور انگریزي میں یورپ امریکه و جاپان وغیره ممالک میں زنده مذهب اسلام کي صحیح تصویر پیش کرنے والا - محمد نبي علیه السلام کي پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فهمیاں پهیلائي گئي هیں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دلشکن جواب دینے والا یهي ایک پرچه هے جس کو دوست دشمن دونوں کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجها هے - اس رسالے کے متعلق چند ایک آراء کا اقتباس حسب ذیل هے :-

الهلال لکهنؤ - ریویو آف ریلیجنز هي ایک پرچه هے جس کو خالص اخلاقي پرچه کهنا صحیح هے - عربي میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بهتر پرچه کسي زبان میں شایع نهیں هوتے - اس کے زور آور مضامین پر علم و فضل کو ناز هے -

کریسنٹ لورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچه دلچسپ مضامین سے بهرا هوا هے - همارے نبي کریم صلے الله علیه وسلم کي ذات پاک کے متعلق جو جاهل عیسائي الزام لگایا کرتے هیں - ان کي تردید میں نهایت هي فاضلانه مضمون اس میں لکها گیا هے - جس سے عمده مضمون آج تک همارې نظر سے نهیں گذرا -

مسٹر ویب صاحب امریکه - میں یقین کرتا هوں که یه رساله دنیا میں مذهبي خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نهایت زبردست طاقت هوگي - اور نیز یه رساله ان روکوں کے دور کرنے کا ذریعه هوگا ، جو جهالت سے سچائي کي راه میں ڈالي گئي هیں -

ریویو آف ریویوز - لنڈن - مغربي ممالک کے باشندوں کو جو مذهب اسلام کے زنده مذهب هونے کے مضمون سے دلچسپي رکهتے هیں چاهیے که ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاهور - یه رساله بڑے پایه کا هے - اس کي تحقیقات اسلام کے متعلق ایسي هي فلسفیانه اور عمیق هوتي هے - جیسي که اس زمانه میں درکار هے سالانه قیمت انگریزي پرچه ۳ روپیه - اردو پرچه ۲ روپیه - نمونه کي قیمت انگریزي ۳ آنه - اردو ۲ آنه - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آني چاهئیں ◦

سبیل اللہ تھا - آخری زمانے میں اس نے البانیا کے طرف رخ کیا کہ وہاں کے حالات زیادہ نازک اور اعانت طلب تھے - وہانکے کئی معرکہ ہاے شدیدہ میں شریک کار و رزم رہا ' اور اس شجاعت و بسالت سے اپنی مختصر جماعت کو لڑایا کہ یونانیوں کو کئی سخت شکستیں دیں - بالاخر مقام (الونیا) کو فتح کرکے فاتحانہ اسمیں داخل ہو گیا ' اور یونان کی قوت عاجز آکر مجبور بہ فرار ہوئی -

لیکن خائن ملت او روطن فروش البانی ' جنکے افعال اثیمہ و ملعونہ درحقیقت اس جنگ کے اسباب میں سے شمار کیے جائیں گے ' دشمنوں سے ملے ہوے تھے - انھوں نے تمام جنگ کے زمانے میں عثمانی افواج کے ساتھہ خیانت ہی کی - نیازی بک نے یونانیوں کو شکست دی تھی ' لیکن ان گھر کے دشمنوں کو کیا کرتا ؟ یکا یک آستانے میں خبر آئی کہ البانیوں نے ایک موقعہ پر دھوکا دیکر نیازی بک کو قتل کر ڈالا ہے ' او ر اسکی جماعت گرفتار مصیبت و مہالک ہے . وسیعلم الذین ظلموا ' ای منقلب ینقلبون !

فرحم اللہ فقیدنا الجلیل العظیم ' رحمۃ واسعۃ - و انا للہ و انا الیہ راجعون -

فہـــرست
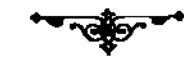
زر اعانـــۂ دولت علیۂ اسلامیـــہ

(۲۲)

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم ؟ بان لہم الجنۃ

فہرست چندۂ موضع نباوالہ تحصیل فاضلکا ضلع فیروزپور

بقیہ فہرست ۱۲۵ - روپیے کی جو سید حسین شاہ صاحب کے ذریعہ وصول ہوئی ' اور جس میں سے ۵۰ - روپیہ کی تفصیل ۱۹ نمبر میں شائع ہوچکی ہے :

	پائی	آنہ	روپیہ
میاں سلیمان درویش	-	-	۲
میاں احسان	-	-	۱
نظام الدین	-	-	-
گہونا	-	-	۱
کہوں صاحب	-	-	۱
محمد صاحب	-	-	۱
گہا صاحب	-	-	۱
سلطان صاحب	-	-	۱
جوریا صاحب	-	-	۱
عنایت صاحب	-	-	۱
پہلو صاحب	-	-	۲
رحمت صاحب	-	-	۱
سمائیل صاحب	-	-	۱
میاں حمید صاحب	-	-	۱
جگا صاحب	-	-	۱
بدھو صاحب	-	-	۱
میاں بہادر صاحب		-	۵
جمال الدین صاحب	-	-	۱۵
رمضان صاحب	-	-	۱
مرید صاحب	-	-	۱
دلو صاحب	-	-	۱
سبحان و رمضان صاحبان	-	-	۱
حسین صاحب	-	-	۱
غلام رسول صاحب	-	-	۱
نور محمد صاحب	-	-	۱
بدہ صاحب	-	-	۱
حافظ صاحب	-	۱	-
حافظ سجادہ صاحب	-	۱	-

	پائی	آنہ	روپیہ
میاں بہانا نجار	-	-	۱
نور الدین صاحب	-	۸	-
ملا صاحب	-	-	۱
میاں عیسی صاحب	-	۸	-
والدہ عیسی صاحب	-	۱	-
سبحان صاحب	-	۱	-
سید حسین شاہ	-	۴	۲۰

	پائی	آنہ	روپیہ
اہلیہ عبد اللہ صاحب دفتری مرحوم رقم مہر	-	۴	۳
خدا بخش صاحب	۳	۱	-
محبت علی صاحب	۹	۳	-
مسماۃ نمیون بی بی بانکی پور	-	-	۴
میر واحد علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پرتابگڈھ	-	-	۵

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ محمد عبداللہ خانصاحب نرگان نگراسی ضلع بلند شہر	-	-	۱۰۵
ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب بانکی پور	-	-	۳
جان محمد صاحب کلو - درهما	-	-	۱۹
محمد رزاق صاحب شیخ پور	-	-	۵
جان محمد صاحب ٹونچی - درهما	-	-	۳
غلام مرتضی صاحب - شجاع آباد - ملتان	-	-	۵
عبدالخالق صاحب رسولی - بارہ بنکی	-	-	۵
مولانا محمد یحیی صاحب مفتی بھوپال	-	-	۱۲۵
حبیب الرحمن صاحب اسپتال مظفر پور	-	-	۱
معین الدین احمد صاحب قدوائی ندوی	-	-	۱۵
چودھری نجم الحسین صاحب سلہٹ	-	۱	۱۴
احمد اللہ خانصاحب	-	۴	۹۵
ایس - ایم - پیارے صاحب - مخدوم پور - گیا	-	-	۱۵

بذریعہ جناب خان صاحب مولوی محبوب عالم صاحب گوجرانوالا

(بہ تفصیل ذیل)

	پائی	آنہ	روپیہ
بابو عبد الغنی صاحب سب اورسیر	۳	-	۵۳
متفرق	۹	۱۵	۱۵۶

	پائی	آنہ	روپیہ
بذریعہ محمد یوسف صاحب پنجابی	-	-	۵
بذریعہ سید فضل شاہ صاحب جہت ت	-	۱۲	۱۸
(بتفصیل ذیل)			
سردار میر منہا خان بگٹی	-	-	۲
سردار نور محمد خان بگٹی	-	-	۲
غلام محمد مجرر	-	-	۱
معلوم بگٹی	-	-	۱
پیرخان بگٹی	-	-	۱
توجہ	-	-	۱
رحم علی	-	۸	-
پٹھان	-	۸	-
نواب جاکرانی	-	۴	-
نورهن	-	۴	-
لونگ	-	-	۱
میرخان کہری	-	-	۱
سیری کہری	-	-	۱
همارب	-	-	۱
محمد	-	-	۱
رمضان	-	-	۱
میرا	-	-	۱
ملا حسین	-	-	۱
چندر	-	-	۱
امیر خلیفہ	-	-	۱۰
فیس منی آرڈر	-	۴	-
کل میزان	-	-	۱۹

[بذریعہ جناب ماہن علی صاحب گرداور و بہ سعی ممبران مسلم کلب اودے پور میواڑ ۳ - سو - ۴۳ - روپیہ ایک آنہ ۳ - پائی وصول ہوچکا ہے - فجزاهم اللہ - تفصیل ایندہ درج ہوگی -]

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

درد سر و درد ریاح کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بیکار ہو جاتا ہے - یہ دوا لحظہ میں اسکو بالکل کر دیتی ہے - درد ریاح جیسے ٹیک - چمک - ٹیس - رگوں میں لہر کن کئی ہے چاہے جسقدر تکلیف ہو - اس دوا کے استعمال سے فوراً رفع ہوتی ہے درد سر کے واسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فایدہ ہے - نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے صرف یہی نہیں اگر سر کٹا جاتا ہو پھٹا جاتا ہو - اڑا جاتا ہو - اس دوا سے فوراً بند ہوتا ہے - اکثر لوگ ذرا ذرا سی باتوں میں سر دکھایا کرتے ہیں کم میں یا مفت کی باتوں میں فکر و اندوہ میں عیش و عشرت میں دن کو رات اور رات کو دن بنانے میں کل شکایتیں سر پر آجاتی ہیں - اور ہلے وے درد سر پکارا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگوں کے لیے ہے - دوا کے استعمال سے فوراً درد بند ہوتا ہے - اسلئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے -

(قیمت ۱۲ ٹکیوں کی ایک شیشی (۶ آنہ) محصول ڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۵ آنہ)

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڑھ

اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطبوعہ مصر، شام، بیروت اور قسطنطنیہ وغیرہ فروخت کے لیے موجود رہتی ہیں اور نہایت مناسب و معتدل قیمت پر شائقین کی خدمت میں روانہ کی جاتی ہیں — خاصکر مکتبۃ المنار کی کتابیں، حضرت الاستاذ الامام شیخ محمد عبدہ اور حضرت السید الامام سید رشید رضا کی تمام تصنیفات اس کتب خانہ میں ہر وقت مہیا رہتی ہیں - فرمائشوں کی تعمیل مستعدی کے ساتھ کی جاتی ہے - کتب خانہ کی جدید فہرست تیار ہو گئی ہے جو آدھ آنے کے ٹکٹ وصول ہونے پر مفت روانہ کی جاتی ہے -

رسالہ المنار (جو تمام دنیائے اسلام میں بہترین عربی رسالہ تسلیم کیا گیا ہے) اس کی گذشتہ ۱۵ سال کی ۱۵ جلدیں مکمل مع فہرست مضامین موجود ہیں - قیمت عام طور پر فی جلد ۱۵ روپے ہیں مگر دوسری جلد کی قیمت پچاس روپے اور تیسری جلد کی قیمت پچیس روپے ہیں -

یہ کتب خانہ رسالہ المنار کا کل ممالک ہندوستان میں سول ایجنٹ ہے، جو اصحاب کو اس رسالہ کی خریداری منظور ہو چندہ سالانہ مبلغ ۱۵ روپے ہمارے پاس روانہ فرمائیں، روپیہ وصول ہونے پر رسالہ براہ راست آپ کی خدمت میں جاری کرا دیا جائیگا -

المشتہر - منیجر المكتبة العلمية الاسلامية، مدرسة العلوم، علي گڑھ

حمیدیہ ہوٹل

—:o•o:—

نمبر ۱۳۱ لور چیت پور روڈ - کلکتہ

حمیدیہ ہوٹل میں ہر قسم کی اشیاے خوردنی و نوشیدنی ہر وقت طیار ملتی ہیں نیز اسکے ساتھہ مسافروں کے قیام کرنے پر تکلف اور آراستہ کمروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے جو نہایت ہوادار فرحناک اور بڑا لب راہ واقع ہیں جن صاحبوں کو کچھہ دریافت کرنا ہو بذریعہ خط و کتابت منیجر ہوٹل سے دریافت کر سکتے ہیں - جنگ ترکی و اٹلی اور جنگ بلقان کی جملہ تصویریں ہمارے ہوٹل میں فروخت کے لیے موجود ہیں مع تصویر شیخ سنوسی وغیرہ -

۲۵ - ; شیخ عبد الکریم مالک حمیدیہ ہوٹل

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod Street.

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8.

Half-yearly " " 4-12.

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المكنى بابي الكلام الدهلوي

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

«الہلال»

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۸ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 4, 1918.

فہرست

شذرات

من انصـــاری الــی اللہ ؟ ؟

در رہ منزل جاناں کہ خطرہاست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

(۱) جو حضرات بغیر کسي تحریک کے محض اپنے ذاتی جوش اور قلبي ولولے سے اس دعوت کي تدابیر میں سعی مشکور فرما رہے ہیں ' اور فارموں کو طلب کرکے ' رسائل کی اشاعت کیلیے اپنے تئیں پیش کرتے' اور والہانہ و بیقرارانہ اس بارے میں خط و کتابت فرما رہے ہیں ' نہیں سمجھتا کہ کن لفظوں میں انکا تذکرہ کروں ؟ اگر میرا ذاتی کام ہوتا تو انکا شکرگذار ہوتا ' لیکن اس معاملے میں کسي کي سعي کے شکریہ ادا کرنے کا اگر کسي کو حق ہے ' تو صرف اسلام کو' یا اس خداے اسلام کو' جس نے آج مدعیوں کی آزمایش کیلیے اپنے دین محبوب کو اسکی غربت اولی میں چھوڑدیا ہے ' اور زبان آوران خدمت و جاں سپاري کیلیے ایک میدان امتحان کھولدیا ہے کہ کون بڑھتا ہے ' اور کون ہے ' جو خدمت ملت کی اس دولۂ عظمي سے مالا مال ہوتا ہے ؟

(۲) اسطرح کے بزرگوں کے جوش ایماني اور ولولۂ ملی کو تائید الہي کے اس سلسلے کا پہلا ظہور یقین کرتا ہوں ' جو الحمد للہ کہ میرے سامنے ہے ' اور جسکي نسبت ایقان کامل اور طمانیۃ وثوق کي صدا روز اول ہی سن چکا ہوں - وہ ' جسکا دست معجزي ہر ظہور صداقت ' اور ہر دعوت حق و ہدایت کے تخم کي آب پاشي کرتا اور ہر اپنے اوپر بھروسہ کرنے والے کا ساتھہ دیتا ' اور اسکے اندر سے اپني

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار، اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو، جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا، اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے، انکو دفن کر دیں، جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں، لیکن جو بدنصیب زندہ، مگر مردے سے بدتر ہیں، انسکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہر جگہہ ہو چکا ہے، اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے، اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے، کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے، اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب درد اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ ،

یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین جامع ایا صوفیا کے سامنے

چونکہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ، خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے، مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو اُسے مل رہا ہو، وہ خود نہ لے، اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ ہزار نہیں دیسکتا، لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے، تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے**، انکے روپیہ میں سے صرف آٹھ آنہ ضروری اخراجات خط وکتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا، اور ایک سال کیلیے اخبار انکے نام جاری کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے، اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے، اور صرف آٹھ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے، پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال آپ خود فائدہ اٹھانے کی جگہ، اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے، اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں، تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا، اس نے مجبور کردیا، اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی، اس سے گریز کرنا، اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاے رہنا، بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے، لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے، جو یورپ اور ترکی کے اعلے درجہ کے با تصویر، پر تکلف، خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں، اسکا باب "شئون عثمانیہ" ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "فاتحین غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے، جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں، جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات، مذاکرۂ علمیہ، حقائق و وثائق، المراسلۃ و المناظرۃ، اسئلۃ و اجوبتہا اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے، اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

البته افسوس ہے که الهلال کے خریداروں کی رفتار ایسے موقع پر جیسی ہونی چاهیے تھی ' نہیں ہے - اور مجھے معاف رکھا جائے ' اگر عرض کروں که یه امر واقعی میرے لیے نہایت درد انگیز ہے - زمانه جانتا ہے که الهلال نے کبھی اپنی اشاعت کی توسیع کیلیے ناظرین پر بار نہیں ڈالا - صرف ایک مرتبه خاتمه جلد اول کے مضمون میں سرسری طور پر اسکی نسبت توجه دلائی تھی ' اور پھر اسکے بعد اسکا دهرانا تک پسند نہیں کیا ' کیونکه الحمد لله وه اصول و فن تجارت سے جہل و ناواقفیت کا الزام قبول کرنے کیلیے طیار ہے ' مگر اپنی ذات کیلیے گدا گری اور دست سوال بڑھانے کا عادی نہیں - اگر یه روش منظور ہوتی تو نہیں معلوم آج الهلال کی اشاعت کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتی - یه نقص هو یا نادانی ' لیکن اپنی طبیعت کے بدلنے پر قادر نہیں ہوں -

مگر یه معامله الهلال کے ذاتی نفع و فائده کا نہیں ہے ' اور جو کچھه اور جیسا کچھه ہے ' وه محتاج تشریح نہیں - پھر اگر اسکی جانب بھی احوال ملت متوجه نہوں اور اسکے لیے سعی نه فرمائیں ' تو انصاف کا طالب ہوں که میرا دل کیوں نه زخمی هو ' اور میری زباں سے کیوں نه آه نکلے ؟

تاهم شکوه کسی حال میں نہیں - ابتدا سے الهلال کا اصول عمل یه ہے که صرف اپنا فرض ادا کرنا - نتائج پر نه کبھی نظر رهی ہے اور نه رهیگی - میری تسکین کیلیے یه یقین بس کرتا ہے که جس ذات سے هم سب کا اصل معامله ہے ' وه دلوں کی نگرانی سے غافل نہیں ' اور جو کچھه کر رها هوں ' اسکے پیش نظر ہے - و الله یعلم سری و علانیتی ' و علیه توکلت و الیه انیب -

ایک غلط فہمی

آخر میں یه ظاهر کر دینا ضروری ہے که جو قیمت اس مد میں الهلال کیلیے آئیگی ' اس سے صرف ٨ آنه - وضع کیا جایگا ' باقی ساڑھے سات روپیے اعانۂ مهاجرین میں چار یا اس سے زیاده قسطوں میں روانه کر دیے جائیں گے - اسے ترکی تمسکات سے کوئی تعلق نہیں ' اور یه ایک ایسا امر ہے جو سب کے سامنے آجایگا -

---

مسئلۂ حج کے مبادی یورپ کو حج کعبه میں بڑے بڑے خطرات نظر آئے هیں ' پہلے اس مقدس فریضه کی حکمت و غرض و غایت پر ایک مدت تک اعتراضات ہوتے رہے که مسلمان اس سے باز آئیں اور طبیعتیں اس سے پھر جائیں ' یه وار کارگر نکلا اور مدّعیان فرنگ کے اکثر شیدائی حج کو ایک فضول کام سمجھنے لگے ' لیکن سواد اعظم هنوز اس کی فرضیت هی کا قائل رها - اس گروه کے لیے موسیو هانوتو وزیر فرانس نے پندره برس ہوئے یه تجویز پیش کی تھی که پیرس کے عجائب خانه " لومر " کو خالی کرکے کعبه کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے ' اور مکۂ مبارک سے حجر اسود کو یہاں منتقل کرکے اسی کو مرکز حج بنادیا جائے - مصر کے مفتی اعظم شیخ محمد عبده نے فرانسیسی اخباروں میں بڑے جوش و قوت سے اس تجویز کی مخالفت کی - آخر یه بات تو دب گئی ' مگر فرانسیسی مقبوضات الجزائر و تونس کے مسلمان سفر حج سے روک دیے گئے - هر سال موسم حج میں ایک سرکاری فرمان شائع ہوتا ہے که حجاز میں وبا و طاعون پھیل گیا ہے لہذا حجاج اراده حج کو ملتوی رکھیں - اس سال مراکش میں بھی اسی حکم کی توسیع مد نظر ہے - مسلمانان روس بھی قیام دیوما (روسی پارلیمنٹ) سے قبل سفر حج سے ممتنع تھے ' اب آزادی تو مل گئی ہے ' مگر حکام ایسی شرطیں عائد کرنے کی فکر میں هیں که حجاج عمومیت کے ساتھه اداے فریضۂ حج کے لیے سفر نه کرسکیں - خوف یه ہے که ایام حج میں مختلف ممالک کے مسلمانوں کا مکۂ مبارکه میں اجتماع ہوتا ہے ' کہیں ایسا نہو که آپس کے مبادلۂ افکار سے اُن میں زندگی کی کوئی جدید روح سرایت کر جائے ' اور پھر یه قوم موت قطعی سے ' که یورپ اسی کے تہیه میں ہے ' بچ نکلے - حال میں حجاج هند کیلیے بعض نئے انتظامات گورنمنٹ هند کے پیش نظر هیں ' اس نے عام مسلمانوں کے اندر بدگمانی پیدا کردی ہے که یه بھی مسئله حج کیلیے ایک بندش ہے -

جدید بندش موجوده واقعات یه هیں که انگریزوں کی ایک جہاز راں کمپنی (مسرس ٹرنر ماریسن - اینڈ کو) نے ایرانیوں کی بمبئی پرشیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی کے جہاز ' جو گویا حجاج کے لیے مخصوص هیں ' خرید لیے هیں - اس خریداری نے داماں هوس پھیلانے اور کمپنی نے گورنمنٹ بمبئی سے درخواست کی که مسافران حجاز کا اُس کو ٹھیکه ملجائے ' اور جو ایک دو مسلمانوں کے جہاز حاجیوں کو عرب لے جاتے اور وهاں سے واپس لے آتے هیں وه بھی اس نفع سے محروم هو جائیں - اس تحریک خواستگاری میں کرایه واپسی کی شرح سب سے زیاده عجیب تھی - جولائی میں رجب و شعبان کے دن ہوتے هیں ' ان دنوں میں خاص حج کی غرض سے کوئی کیوں سفر کرنے لگا ؟ حج کا سفر تو عید کے بعد یعنی وسط ستمبر سے شروع ہوتا ہے ' اور کچھه لوگ ایسے بھی ہوتے هیں جن کی طیاریاں اوائل ذی قعده یعنی آغاز اکتوبر میں پوری هوتی هیں - کمپنی کی فیلسوفی تماشا طلب ہے که ' جولائی میں جانے والوں کا کرایه جہاز بمبئی سے جده تک کے لیے سو روپے ' ٢٦ - اگست تک کے لیے ١٢٠ ' ٢٧ - اگست سے ٢٥ - ستمبر تک کے لیے - ١٤٠ ' ٢٦ - ستمبر سے ١٠ - اکتوبر تک کے لیے ١٩٠ - روپے کی شرح مقرر

[بقیه مضمون صفحه ٨]

نتایج هیں جو " زپلین " و " مارکونی " و " بیکر " و " ڈ لسی " کی صورتوں میں نمایاں هوکر زمانه کو مجبور کردیتے هیں که هر ایک قسم کی علمی و عملی ترقی میں یورپ کے قدموں پر سر جھکادے - لیکن کیا هندوستان میں بھی کوئی ایسا انتظام ہے ' یا گورنمنٹ کی مہربانی سے هوسکتا ہے که هندوستانیوں کے قواے عقلیه آراسته و مهذب بن جائیں ؟ طومار درس میں اعمال ابداعیه کے لیے بھی کوئی گنجایش نکلے ؟ قومی زبان ' قومی لٹریچر ' اور قوم کی تاریخ سے بناے قومیت استوار هوسکے ؟

(٥)

اسلام نے مسلمانوں کو همیشه ظاهر فریبیوں سے بچنے کی هدایت کی ہے ' جس قوم پر هر جانب سے افلاس محیط هو ' جسے تعلیم کے ناکام نتایج دیکھتے دیکھتے ایک زمانه گذر گیا هو ' جس کے لیے عموما اُن مقدمات و مبادی کو مضر بتایا گیا هو جن سے اُس کی بے خبری میں اضافه ' اور تنزل میں ترقی هوتی هو ' ایسی قوم کا علاج سطحی و سرسری دواؤں سے ممکن نہیں - گورنمنٹ کے حسن التفات کا بے شبهه قوم کو شکر گذار هونا چاهیے ' لیکن اگر یه تعلیمی منشور انہیں حالتوں میں نافذ العمل هوگیا اور اصلی و اساسی دقتیں بدستور برقرار رهیں تو مسلمانوں کو صاف کہدینا چاهیے که یه نام نہاد اجزاے اصلاح اُن کے درد کی دوا نہیں هیں - ان سے کسی دوسری جماعت کو خوش کرنے میں مدد لینی چاهیے -

ما بجاے که زهم ماند ' قناعت کردیم
به سکندر بدهید انچه زدارا ماند

صداء الہي سناتا اور بلند کرتا ہے ' آج بهي الہي نصرت غيبي کے معجزات دکہلانے پر ويسا هي قادر ہے ' جيسا که هميشه سے رها ہے ' اور هميشه رهيگا - پس ضرور ہے که اسکي قدرت و حکمت کے مخفي خوارق و عجائب ظاهر هوں ' اور يقيني ہے که اسکا ساتهه دينے والے اسکي معيت کي فتح يابياں اور کامرانياں بہت جلد اپنے سامنے ديکهلیں . الله ولي الذين امنوا ' يخرجهم من الظلمات الى النور ' والذين كفروا ' اولياءهم الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات ' اولئک اصحاب النار ' هم فيها خالدون (۲ : ۲۵۷)

(۳) جن صاحبان ايقان ' اور جاں نثاران اسلام نے محض ايک مبهم و مجمل صداء دعوت سنکر ' اپنا نام بلا تامل پہونچديا ' اور ان تمام خطرات و وساوس سے مرعوب نه هوے ' جو ايسے موقعه پر قدرتي طور پر نفس انساني ميں پيدا هوتے هيں ' انهوں نے في الحقيقت راه جاں سپاري و فدويت کا پہلا امتحان ديديا ' اور اس طريق دعوت ميں في الحقيقت ايک بہت بڑي حکمت بهي پوشيده تهي - اس سے يهي مقصود تها که سچي پياس رکهنے والے ' اور جهوٹے مدعيان تشنگي ميں تميز هوجاے - جنکو سچي پياس هوگي ' وه پاني کا نام سنتے هي دوڑينگے ' اور پياس کي شدت انهيں اسکا موقع هي نه ديگي که عاقبت بينيوں اور مصلحت انديشيوں ميں مبتلا هوں -

پس جن بزرگوں نے بلا تامل قدم بڑهايا ' وه الحمد لله که پہلي منزل امتحان سے کامياب گذر گئے ' اور بعد کي آنے والي منازل سے گذرنے کا اپنے تئيں مستحق ثابت کر ديا - انکے جوش کي مثال مقدس ' اور انکي سبقت و پيش قدمي کي عظمت قابل احترام ہے - ليکن جو متامل هوے اور جنکے ولوله قلبي نے خطرات نفساني سے شکست کهالي ' انهوں نے سبقت و آزمايش کي بہترين فرصت کهودي - تائيد الہي عنقريب اس دعوت کو ايک عظيم الشان جماعة کي صورت ميں ظاهر کرنے والي ہے ' ليکن جبکه اغراض و مقاصد کي اشاعت هو جائيگي ' تو پهر ياد رہے که اسکي طرف سبهي بڑهينگے ' ليکن انکا اجر ان لوگوں کا سا تو نهيں هوسکتا ' جنهوں نے خطرات و خدشات کے هجوم ميں اسکا ساتهه ديا ہے - اور يه ايک بہت بڑي معني توفيق الہي ہے ' جس کو ملنے والي ہے ' اب بهي مل رهيگي ' اور جس کو محروم رهنا ہے ' محروم رهيگا : و ذلک فضل الله يؤتيه من يشاء ' و الله ذو الفضل العظيم -

(٤) رساله اغراض و مقاصد زير طبع ہے - انشاء الله ۱۵ - جون سے اسکي روانگي شروع هو جائيگي - مضمون بہت بڑهگيا ہے ' اسليے چهپنے ميں زياده وقت صرف هو رها ہے - و ما توفيقي الا بالله ' عليه توکلت و اليه انيب -

اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

کسیکه محرم باد صبا ست مي داند
که باوجود خزاں بوے یا سمن باقیست

الحمد لله که اعانت مہاجرين عثمانيه کيليے الهلال کي صداے التهاب بيکار نه گئي ' اور الله تعالى کے فضل و کرم ميں سے سب سے بڑا احسان کسي بندے پر يه ہے که وه اسکي آواز ميں اثر ' اور اسکي آه ميں درد بخشدے -

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائده ؟
دو اشک بهي بہت هيں اگر کچهه اثر کريں !

اگرچه عاجز نے اعانت کيليے صرف ضمناً اشاره ديا تها ' اور جو کچهه اپني بساط ميں اس موقعه کيليے تها ' صرف اسي کے پيش کرديني پر قناعت کرلي تهي ' ليکن عام طور پر معاونين کرام اور احباب و مخاطبين نے جس طرح اسپر توجه گرامي مبذول فرمائي ' اور جس جوش و خروش سے امداد اعانت هوگئے ' سچ يه ہے که وه ميري توقع سے بہت زياده ہے - ميں ديکهه رها تها که دو سال سے اعانت مجروحين طرابلس و بلقان کيليے چندوں کا سلسله برابر جاري رها اور ابتک جاري ہے - پس مجکو خوف تها که شايد لوگ اب کسي نئي تحريک کے سننے کيليے طيار نهوں ' اور چندوں کي صداؤں سے اکتا گئے هوں - اسليے بہتر نظر آيا که بجاے عام تحريک و صداء اعانت طلب کے ' خود اپنے اختيار ميں جو کچهه ہے ' اسي کيليے کوشش کروں ' اور ناظرين کو اس بارے ميں کوئي زحمت باره نه دوں - گو اس زحمت کو اپنے عقيدے ميں جناب ذ.نوي کي هزار نعمتوں سے بہتر سمجهتا هوں -

پهر يه خيال بهي هوا که جس دعوت کا سب سے پہلے خود اپنے نفس کو مخاطب نهيں بنا سکے ' همیں کيا حق ہے که اسکے اخراجات کا دوسروں پر بار ڈاليں ؟ اسکے ليے کونسي دليل بتلائي جا سکتي ہے که کسي کام کيليے مسلمانوں کو مال و دولت لٹانے کي تعليم دي جاے ' اور خود باوجود ادعاء اسلام ' اپنے نفس مستثنى رکها جاے ؟ يا ايها الذين آمنوا ! لم تقولون ما لا تفعلون ؟ كبر مقتاً عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون -

يه ضرور ہے که پريس کي موجوده مالي حالت ' اور نقصان جاري و قائم کے لحاظ سے چار هزار پرچوں کا ايک سال تک مفت جاري کرنا ايک ايسا امر ہے ' جو اگر کوئي بڑي جرات نه سمجهي جاے ' تو کم از کم ايک ايسا اراده تو ضرور ہے ' جسکي تعميل مشکلات سے خالي نهيں - تاهم اپني نظر ميں يه کوئي ايسي بڑي بات نهيں ہے ' جس پر لوگوں کو توجه دلائي جاے - اداء فرض اسلامي کي ايک حقير و ادنى ترين کوشش ہے ' اور جس قدير و مقتدر نے اسکا اراده دل ميں ڈالديا ہے ' وهي اسکي تکميل کا سامان ' اور اسکے تحمل کي طاقت بهي بخشديگا ' و من يتوكل على الله فهو حسبه -

اس بارے ميں بعض ارباب همت کو الله تعالى نے جيسي کچهه توفيق بخشي ہے ' ميں چاهتا هوں که اسکا اعلان هوتا رہے - اور اسي ليے آجکي اشاعت ميں (اعانۂ مہاجرين) کے عنوان سے بعض خطوط کا اقتباس شائع کيا جاتا ہے ' اور آئنده بهي شائع هوتا رہے گا - ان ميں بعض خطوط ايسے هيں ' جن ميں ظاهر کيا گيا ہے که وه الهلال کي اپيل کو پڑهکر اشکبار هوگئے ' ليکن ميں اپني وه آنکهيں انهيں کيونکر دکهلاؤں ' جو انکے خطوط کے پڑهتے وقت ايسے کم اشکبار نه تهيں ؟ الله الله ! اس دور تنزل و عتاب ' اس هجوم نا اميدي و مايوسي ' اس حصار نامرادي و ناکامي ميں ايسے نفوس قدسيه ابهي موجود هيں ' جو اپنے برادران ديني کے مصائب کا افسانه سنکر اپني جوانين کا اسباب آرائش ' اور اپني زندگي کي آخري پونجي تک ديديني پر طيار هيں ! اور اب بهي ممکن ہے که تاريخ اسلام کي گذشته روايتيں دلوں اور دماغوں کي صورت ميں مجسم هوکر اسلام کے ابتدائي انصار و خدام کے کارنامه هاے مقدس و عظيم کو زنده کرديں !! اگر ايسا هي ہے ' تو ابهي نا اميدي و قنوط کا آخري وقت نهيں آيا ' اور گو چولها شعلوں کي بهڑک سے محروم ہے ' مگر چنگاريوں کي حرارت مفقود نهيں :

کسیکه محرم راز صبا ست ' مي داند
که با وجود خزاں بوے یاسمن باقیست -

۲۸ - جمادی الثانیه ۱۳۳۱ ہجری

خم گو سر خود گیر که خم خانه خراب است

مسلمانان ہند اور گورنمنٹ کی تعلیمی حکمت عملی

وما انخفضوا کم برفعوکم و انما
رأوا خفضکم طول الحیاة لهم رفعا

والذین کفروا اعمالهم کسراب بقیعة یحسبه الظمآن ماء حتی اذا جاءه لم یجده شیئا و وجد الله عنده فوفاه حسابه والله سریع الحساب (۲۴ : ۳۹)

جو لوگ منکر ہیں، ان کے کام ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان میں ریت، کہ پیاسا اس کو دور سے پانی سمجھ کر دوڑتا ہے، مگر جب اس کے پاس آیا تو کچھ بھی نہ پایا، پایا تو اللہ کو اپنے قریب پایا جس نے اس کا حساب چکا دیا، اور اللہ جلدی حساب کردینے والا ہے -

" تعلیم صحیح ایک ایسے درخت کے مشابہ ہے جو کسی نہر کے کنارے اپنی شادابی وسطوت و سرسبزی کی بہار دکھا رہا ہو - یہ درخت کس چیز سے پیدا ہوا ہے ؟ ایک ننھے اور حقیر سے بیج نے اس کو درخت بنایا ہے، جو درخت کے تمام افعال و خواص پر حاوی ہے، اور جو اس وقت خاک میں چھپا ہوا ہے - انسان بھی اسی درخت کے مشابہ ہے - بچوں میں دیکھو، وہی تمام خواص مخفی و مستور ہیں، جو اس کی زندگی میں نمایاں ہوتے ہیں - انسان کی تہذیب صرف ادبی و اخلاقی حالت کا نتیجہ ہے - اور کچھ نہیں "
(ہنری بسٹالوزی)

ہندوستان کی تعلیمی رفتار نے دماغی قوی پر جو ناگوار اثر ڈالے ہیں، طبیعتیں جس طرح کند ہوگئی ہیں، ابھرنے والی فطری طاقتوں پر جو گراں بار دباؤ پڑا ہے، دواعی ذہنیہ کی پامالی میں جیسی دست درازیاں اس نے کی ہیں، اس کی خارجی نظیر اگر کوئی ہو سکتی ہے، تو " رابرٹ جسکرڈ " اور اس کے بھائی " راجر " کی وہ حکمت عملی، جس کے رو سے ایک طرف تو سنه ۱۰۷۱ ع میں جنوبی اطالیہ کی عربی سلطنت پامال کرکے اسلامی دنیا سے عربوں کے تعلقات ہمیشہ کے لیے منقطع کردیے گئے، اور دوسری طرف اس خیال سے کہ ملک کی تمدنی و صناعی و علمی اہمیت کے اجزاے عظمی ان دنوں صرف عرب تھے، ان کو یہ امتیازی رعایتیں بھی دی گئیں کہ مسیحی گورنمنٹ کی نگرانی میں ان کی تعلیمگاہیں برقرار رہیں، جن میں ان کی اولاد کو ایسی تعلیم، جو منشاے حکومت کے مطابق ہو، سرکاری خرچ پر دی جاے - اس وقت تو ان مراعات کی قدر و قیمت کا عام اعتراف ہوا تھا لیکن حکومت نے جو سیاسی مصلحتیں ان کے ساتھ وابستہ کر رکھی تھیں، قومی ترقی کے لیے وہ اس قدر مہلک ثابت ہوئیں، کہ قومیت میں روز بروز اضمحلال آتا گیا اور آخر یہ حالت ہوگئی کہ تھوڑے ہی زمانے میں عرب یا تو بالکل ہی فنا ہوگئے یا کچھ رہے بھی تو نصرانیت کی تہذیب نے ان کو اپنے اندر مدغم کر لیا !

ہمارے ملک میں اصلاح تعلیم کا خیال تو گورنمنٹ کو اب ہوا ہے اور خاصۃً مسلمانوں کے متعلق ابھی ۲ - مئی سنه ۱۹۱۳ع کو تعلیمی سرکلر شائع کیا گیا ہے، لیکن یورپ میں اس کی ابتدا انیسویں صدی کے سر آغاز سے روش بروش ہے - ہنری بسٹالوزی متوفی سنه ۱۸۲۶ ع (جس کے الفاظ اس مضمون کے طغراے عنوان ہیں) تہذیب نظام درس کے عوامل معرکہ میں پہلا شخص تھا - وہ ایک مقام پر لکھتا ہے :

" آجکل تعلیم کے جو طریقے رائج ہیں ان کے اتباع نے یورپ کو بڑی سخت غلطی میں مبتلا کر رکھا ہے - غلطی ہی نہیں وہ آپ اپنے سامان ہلاکت میں ہے - ایک طرف تو وہ اعلی درجہ کے علوم و فنون و صنایع میں ترقی کے فلک العرش پر پہونچ گیا ہے، اور دوسری جانب تعلیم طبیعی کی وہ بنیاد ہی کھو بیٹھا ہے جس کا مدعا یہ ہے کہ سب کو ایک تعلیم دینی چاہیے، اور سب کی تعلیم ان کے ذوق طبعی کے موافق ہونی چاہیے - مجھے معلوم نہیں کہ یورپ کی طرح دنیا کا کوئی اور حصہ ترفع کے اس درجہ تک بلند، اور پھر ہبوط کے ایسے قعر میں گر گیا ہو - ہمارے براعظم کی یہ حالت اس مجسمہ کے مشابہ ہے جس کی تصویر پیغمبروں نے کھینچی تھی کہ اس کا سر تو سونے کا ہے مگر پاؤں (جس پر یہ سر قائم ہے) لکڑی کے بنے ہیں ! یورپ نے اپنے ان تعلیمات کے ذریعہ سے قوم کو معیت والفت و دانائی و حکمت و مدرکات و جذبات کے لباس سے برہنہ کرکے، اس کے دماغ میں پسندی سے وحشت، اصول سے تنفر، اور توہمات و خرافات سے دلچسپی پیدا کر رہی ہے - اس خلل کا سد باب میری راے میں یہ ہے کہ سطحی تعلیم کو ترک کرکے عقلی و ذہنی تعلیم کو ترقی دی جاے، اور حقیقی معرفت کے مصدر و منبع کی جانب رجوع ہو "-

یہ وہ الفاظ ہیں، جو یورپ کی تعلیمی حالت کے متعلق کہے گئے تھے، جس کی علمی ترقی اس زمانہ میں بھی مسلم تھی، مگر صد حیف ہے ہندوستان پر، جو اس طویل و عریض انگریزی عہد حکومت میں علم کے صحیح مفہوم تک سے آشنا ہونے نہ پایا !!

حال میں تعلیم کی نسبت جو سرکاری سرکلر شائع ہوا ہے، اس نے مسئلہ تعلیم و اصلاح کو از سر نو چھیڑ دیا ہے -

مسلمانوں کی قومیت کے آجکل جو مخصوص ترکیبی عناصر ہیں، ان سب میں شکر گزاری و ممنونیت کا عنصر ہر ایک پر غالب ہے، اور یہی وجہ ہے کہ سرکلر میں گورنمنٹ کی جانب سے جس سلسلۂ احسان کا اعلان ہوا ہے، اس کی منت پذیری کے جذبات سے تمام قوم کے سینے لبریز ہو رہے ہیں - یہ احساس واقع میں قابل تعریف ہے اور بہبود عامہ کی ذیل میں حکومت کا جو قدم آگے بڑھے، رعایا کا فرض ہے کہ اسکا خیر مقدم بجا لاے، اور اس کی قرار واقعی عزت کرے، لیکن جب اس کی اشاعت سے خود گورنمنٹ کا مدعا یہ ہے کہ نفاذ احکام سے پیشتر استشارہ و استصواب کرکے مسئلہ کو منقح کرلیا جاے، تو کوئی وجہ نہیں کہ اس باب میں آزادی سے بحث نہو، اور عام راے کو اصلی معنوں میں آشکارا نہ کیا جاے ؟

گی - گورنمنٹ بمبئی نے یہ درخواست گورنمنٹ ہند کے پاس بھیج دی' جس نے تمام مقامی گورنمنٹوں سے اس باب میں رائے طلب کی' بعد میں گورنمنٹ بمبئی کا سفارشنامہ بھی موصول ہوا کہ یہ درخواست ہر طرح سے منظوری کے قابل ہے - ١٦ - مئی سنہ ١٩١٣ع کو گورنمنٹ ہند نے ہر ایک صوبہ کی حکومت کو اس سفارش کی بھی اطلاع دی ' اُن سے رائے پوچھی اور اس باب میں علم اسلامی رائے سے واقف ہونے کی ضرورت ظاہر کی - اسٹیٹسمین نے یہ واقعات ٢٣ - مئی کی اشاعت میں درج کیے تھے ' لیکن دوسرے ہی دن ٢٥ - مئی کے پرچہ میں صاف تصریح کردی کہ گورنمنٹ بمبئی کی سفارش گورنمنٹ ہند نے منظور کرلی ہے -

ما کہ باشیم کہ اندیشۂ
ما نیز کنند ؟

اسٹیٹسمین کی صاف بیانی سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ گورنمنٹ کی جانب سے اس تجویز کی منظوری کا با قاعدہ اعلان ہنوز نہوا' نہی ' مگر گوشۂ چشم اسی جانب ہے' اور اہل حل و عقد کے میل خاطر کی حمایت اس کو حاصل ہو چکی ہے - یہ سچ ہے کہ منظوری کی صورت میں مسلمانوں پر سخت ظلم ہوگا ' بے شمار تکلیفیں برداشت کرنی ہونگی ' بہت زیادہ کرایۂ جہاز دینا پڑیگا ' یہ بھی درست ہے کہ مشرقی طبیعتیں اس شر معطلت کی حقیقت سمجھنے سے بالکل ہی قاصر ہیں کہ ایک دن استشارہ کے لیے ایک اسکیم شائع کی جاتی ہے' اور پھر دوسرے ہی دن بغیر اس کے کہ کسی ایک صوبہ کی عام رائے بھی دریافت ہوے پائے' اسکیم کا تصفیہ بھی ہوجاتا ہے - گورنمنٹ اپنے سرکاری کاموں کو اجارہ پر دینے کے لیے ٹنڈر طلب کرتی ہے کہ جو شخص یا کمپنی کم نرخ پر کام کرنے کیلیے آمادہ ہو' اسی کو یہ کام تفویض کیا جاے ' مگر کرایۂ جہاز کے مسئلہ میں ٹنڈر کا نام بھی نہیں لیا جاتا ' اور خود بخود صرف ایک درخواست پر فیصلہ کردیا جاتا ہے - ہندؤں اور عیسائیوں کے مذہبی تہواروں کے موقع پر ریلوں ٹکٹ لینے والوں کو ایک طرف کے کرایہ میں دونوں طرف کا ٹکٹ مل جاتا ہے' اور واپسی کے لیے ایک خاص مدت معین ہوتی ہے ' لیکن بے زبان و غریب حاجی اس عام رعایت سے بھی محروم رکھے جاتے ہیں !!

ان حالات کے ہوتے ہوے کون کہسکتا ہے کہ جب تک ہندوستان میں ہندوستانیوں کو حکومت میں شریک ہونے کا موقع نہ ملیگا اور سلف گورنمنٹ اپنی اعلی صورت میں حاصل نہوگی ' اُس وقت تک کبھی بھی ہندوستان کی ضرورتوں پر لحاظ ممکن ہے ؟ اور کیا صرف قانون کی نمایشی مجلسوں سے ملک اپنے فوائد و مصالح کی حفاظت میں کبھی کامیاب ہوسکتا ہے ؟

ہفتۂ جنگ

٢٧ مئی کی صبح کو سر ایڈورڈ گرے وکلاء بلقان سے علحدہ علحدہ ملے' اور یہ اطلاع دی کہ صلح نامہ میں مباحثہ کی مزید گنجایش نہیں' جیسا اسوقت ہے' اسی پر دستخط ہونا چاہیے - اسکے جواب میں بلغاری وکیل نے دستخط کے لیے مستعدی ظاہر کی -

سروی اور یونانی وکلاء نے جواب دیا کہ چونکہ دول کا لہجہ بالکل غیر مترقبہ ہے اسلیے ہم کو ابھی اپنی حکومتوں سے مزید تعلیمات ضروری حاصل کرنا چاہییں -

لہجہ کی استقامت وکلاء و نیز جمہور (پبلک) دونوں کے لیے حیرت انگیز ہے -

٢٨ - کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ سرویا اور یونان کو یقین دلایا گیا ہے کہ یورپین مجلس میں جب تفصیلات زیر امتحان آئینگی تو انکو اپنے مصالح کی مدافعت کے لیے شریک کیا جائیگا -

٢٩ - مئی کی دوپہر کو سر ایڈورڈ گرے نے تمام وکلاء کو اطلاع دیدی کہ کل عہد نامہ پر ضرور دستخط ہو جانے چاہییں - شام کو ایک با قاعدہ دعوت نامہ تمام وکلا کے پاس بھیجا گیا - جسمیں یہ فرمایش کی گئی تھی کہ کل سینٹ جیمس میں ١٢ - بجے عہد نامہ پر دستخط کے لیے سب جمع ہوں -

اسعـــد پاشـــا ·

جس نے البانیا کی فرمان روائی کا اعلان کیا اور جسکا وجود ابتک ایک طلسم ابہام ہے

حسب دعوت سب لوگ سینٹ جیمس میں جمع ہوے - سر ایڈورڈ گرے نے ایک تقریر کی جسمیں صلح پر شاہ جارج کی تہنیت و تشفی کا اظہار کیا ' اور کہا کہ " اس احساس میں تمام دول شریک ہیں ' جو گو اب تک نا طرفدار رہیں (!) مگر انکی یہ خواہش تھی کہ بعرص اطمینان یورپ میں پھر امن واپس آ جائے "

اصل صلحنامہ کے دستخط میں تو صرف چند منٹ لگے ' مگر چند اور ضمیموں اور مسودوں پر بحث میں آدھہ گھنٹہ صرف ہوگیا -

اطالی ایوان نیابت میں اس دفعہ پر تہنیت آمیز تقریریں کی گئیں' اور یہ تجویز کیا گیا کہ سر ایڈورڈ گرے کی خدمت انکی ان نیک محنت پر مبارکباد کا تار بھیجا جاے -

کرچکے ہیں کہ ہندوستان کے لیے پرائمری ایجوکیشن کا لزوم سرد مند نہیں ہے' جس کے ذریعہ سے انشا ولغت و ادبیات کی سطحی معلومات میں بھی کامیابی نہوتی ہو' جس کا خاص نتیجہ یہ ہوتا ہو کہ فطرت انسانی کی مخفی طاقتیں کسی حالت میں بھی ظہور پذیر نہوسکیں' جس کے انداز درس میں نقد و اختبار و توسیع معارف کی گنجایش ہی نہ رکھی گئی ہو' جہاں درس دینے والے اپنے نیشن کے لحاظ سے بہترین نمونۂ تہذیب' اور اپنے کیرکٹر کی بنا پر بد ترین تمثال بربریت و وحشیت نظر آئیں' جو اساتذہ کو تلامذہ کے ساتھہ ذلت آفریں خشونت کا برتاؤ سکھاتی ہو' جو ایک عجیب و غریب معنی میں اصول مساوات کی اس شدت سے پابند ہو کہ طلبہ کی ذہنی و عقلی و دماغی حالتیں خواہ کیسی ہی مختلف ہوں' اور ہر ایک کے ذوق طبیعت میں چاہے کتنا ہی تباین محسوس ہوتا ہو' مگر سارے گلے کو ایک ہی لٹھہ سے ہنکایا جاے' اور تمام طبقات مختلفہ کو ایک ہی قسم کی بے نمک تعلیم دی جاے' ایسی تعلیم اور اس تعلیم کا اصلاحی منشور (سرکلر)' اگر کسی قوم کی کامیاب زندگی میں معاون ہو سکتا ہے' تو ہم کو تسلیم کرنا چاہیے کہ قدرت نے نتائج میں غلطی کی' ورنہ محکوم مسلمانان سسلی کے لیے وہاں کی مسیحی گورنمنٹ کو فرمان مراعات کو اصل میں آیۂ رحمت ثابت ہونا چاہیے تھا !!

(۳)

یورپ میں طرز تعلیم کے کیا اصول ہیں ؟ اس کا معیار حقیقت یوں قائم کیا گیا ہے :

(۱) طرز تعلیم میں اصلی چیز نقد و نظر ہے -

(۲) ہر ایک شاخ میں درس کی ابتدا سادہ و سرسری اصول سے کرکے دقیق مسائل تک اُس کو بہ تدریج پہونچانا چاہیے -

(۳) مسئلہ جب تک منضم ہوکر متعلم کے ذہن نشین نہو جاے معلم کو آگے نہ بڑھنا چاہیے -

(۴) طرز تعلیم کو صرف عقل کے ترقی دینے والے مسائل کے دائرہ میں محدود رہنا چاہیے - مباحث علمیہ کے دوران میں دماغوں پر غیر علمی تسلط بٹھانا' یا علمی اصول میں مذہبی تحقیق کو خلط و ملط کردینا' دماغ کے لیے ایک تشویش آفریں چیز ہے -

(۵) تلامذہ کی شخصیت قابل احترام ہے -

(۶) تعلیم کا یہ نتیجہ ہونا چاہیے کہ انسان میں جو قوتیں مخفی ہیں' وہ آشکارا ہوجائیں - یہ نتیجہ نہونا چاہیے کہ دل میں نئی قوتیں ڈال دی جائیں -

(۷) قوت کو معلومات' اور ذکاوت کو تعلیم سے آمیزش دینی چاہیے -

(۸) معلمین و متعلمین کے مابین جو بزرگانہ تعلقات ہوں اُن کی عمارت اُس داغ بیل پر تعمیر ہونی چاہیے' جس کی بنیاد دراصل تعلیم رسالت نے ڈالی تھی کہ " لیکبر کبیرکم و لیرحم صغیرکم " (تم میں جو بڑے ہوں اُن کی بزرگ داشت کی جاے' اور جو چھوٹے ہوں اُن کے ساتھہ محبت و مہربانی کا برتاؤ ہو)

(۹) طرز تعلیم کی خاص غرض تہذیب نفس سمجھنا چاہیے -

سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کی نظارۃ معارف (سررشتۂ تعلیم) میں کیا اسی طرز پر تعلیم دی جاتی ہے ؟ اور کیا موجودہ اصلاحی منشور اس دل آویز و خوشگوار توقع کی ضمانت ہوسکتا ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں اب انہیں اصول پر تعلیم دیجا یا کریگی ؟ سرکلر میں جب ان توقعات کی تکمیل کا نام و نشان ہی نہیں ہے' جب طرز تعلیم میں نقد و نظر سے علاقہ ہی نہیں رکھا گیا' جہاں مسائل کے افہام و تفہیم کے لیے کوئی اسلوب تدریج ہی نہو' مباحث درسی کو طلبہ سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر درسگاہ کی حاضری پوری ہوجاے' مدرسین کا صرف یہ فرض ہو کہ مقدار مقررہ تک کے لیے اپنے روزانہ لکچروں کا وظیفہ پورا کردیا کریں' عقلی ترقی کے محرکات سے علاقہ نہو' تلامذہ کی شخصیت کا احترام غیر ضروری سمجھا جاے' کوشش کی جاتی ہو کہ اس طرز تعلیم سے متعلمین کی بہترین مخفی قوتیں مخفی تر ہوجائیں' اُن کے دلوں میں نئے نئے قسم کے قوای استعداد پیدا ہوں' تہذیب نفس کی عرض تدلیس قلب سے آلودہ رہے' متعلمین و معلمین کے مابین اکثر اوقات میں خاص قسم کے تعلقات رہا کریں' تو پھر ان حالات میں یہ اصلاحی نمایشیں کیا مفید ہوسکتی ہیں ؟ اور ان پر شکریہ کے رزولیوشن پاس کرنے کے کیا معنے ہیں ؟

یورپ کی بیشتر مسیحی طاقتوں نے دنیاے اسلام کو جن ہولناک و ہلاکت افزا مصائب کا اسلحگاہ بنا رکھا ہے' اُس کے زخم ایسے اوچھے نہیں ہیں کہ معمولی مرہموں سے مندمل ہوجائیں - وہ قوم جس کو فنا کرنے کی علانیہ تدبیریں ہو رہی ہوں' اگر ترقی اصلاح کی سرسری تجویزیں ہی اُس کو پامال ہونے سے بچاسکتی ہیں' تو کوئی شک نہیں کہ شیخ شیرازی کی

" خانہ از پاے بست ویران است "

والی حکایت میں :

" خواجہ در بند نقش ایوان است "

کی مدعا کاری' مکان کو انہدام سے محفوظ رکھنے کی سب سے اچھی ترکیب رہی ہوگی -

(۴)

یہ وہ اصول ہیں جن پر ممالک یورپ کی ہر ایک درسگاہ میں عمل در آمد ہوتا ہے' اور جن کے طریق عمل میں بہت کم اختلاف پیدا ہوے ہیں' لیکن اب کچھہ دنوں سے فرعیات میں بعض اور اصلاحیں شروع ہوگئی ہیں' جن کے اہم پہلو یہ ہیں :

(۱) تعلیم و طرز تعلیم سے خاص غرض یہ تھی کہ تلامذہ کے قواے عقلیہ آراستہ ہوجائیں' لیکن اس کی کوئی سہل الوصول ترکیب متعین نہ تھی - اب اس کی یوں تحدید کی گئی ہے کہ صرف اعمال ادراکیہ سے اس میں کامیابی ممکن ہے -

(۲) مصلحین نے اب تک طبیعیات کی تعلیم مقدم رکھی تھی یہ تقدم تو اب بھی یک گونہ مسلم ہے' اور عملی دنیا میں سب سے زیادہ فزیکل سائنس ہی کو فروغ دینے پر زور دیا جاتا ہے' مگر اہل نظر کی راے میں قومیں عموماً زبان کی ترقی یا تنزل سے بنتی بگڑتی ہیں' اس لیے ادبیات کی تعلیم کو طبیعیات پر ترجیح حاصل ہے -

(۳) پہلے جغرافیہ و حساب و سائنس کے درس پر زیادہ اصرار تھا' لیکن اب اس کی جگہ زبان و ادب و تاریخ کو ملی ہے -

(۴) اب تک تعلیم نفسی کی حمایت کی جاتی تھی' قدیم فلسفۂ عقلیہ کی تعلیم سے انکار تھا' لیکن اس کی قائم مقام کوئی اور چیز نہیں رکھی گئی تھی - اب یہ جگہ فزیکل سائنس سے معمور کی گئی ہے' جسکے لیے پہلے صف اولین میں ممتاز گنجایش نکالی گئی تھی -

یہ اصلاحیں اصولی و عمومی حیثیت سے یورپ میں تسلیم کرلی گئی ہیں' اور اب ایک مدت سے یورپ کے تمام اسکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہی اصول زیر عمل ہیں' اور انہیں کے ...

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۳ ملاحظہ ہو]

عہد قدیم کے ایک گورنر عجمی نے ایک نامور عرب (حنظلہ بن صفوان) سے ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ " حسن اور حسین (یعنی حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما) کس پیغمبر کی لڑکیاں تھیں ؟ " اُس نے جواب دیا کہ " خدا کے لیے اس ایک جملہ میں کوئی ایک بات تو درست کہی ہوتی " یہ بحث ضروری نہیں کہ اس واقعہ میں اور موجودہ سرکلر میں کس حد تک مماثلت موجود ہے ؟ البتہ اس حقیقت کو بے نقاب کردینا ضروری ہے کہ سرکلر کی خامیاں بحیثیت مغزان نقد و نظر کے لیے نہایت مایوسی کا باعث ہوئی ہیں -

(۱) اسلام اور تعلیم میں قدرتی لزوم ہے ' اس لیے ہر ایک مسلمان کی یہ خصوصیت ہونی چاہیے کہ وہ سب سے پہلے تعلیم یافتہ ہو - عہد رسالت میں صرف اظہار ایمان ہی پر قناعت نہ تھی ' بلکہ یہ بھی تقید تھا کہ ہر ایک مسلمان بقدر میسور قرآن کریم کی تعلیم بھی ' کہ اُس زمانہ میں وہی ایک تعلیم تھی ' حاصل کرے - اس کے لیے اتنے ترغیبی احکام تھے کہ ضروریات زندگی کے اہم اوصاف ' حتی کہ بیع و شریٰ اور مہر نکاح تک میں اداے معاوضہ کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ قرآن کی تعلیم دینے سے یہ حق ادا ہوجاتا ہے - اس خصوصیت پر غور کیجیے اور پھر یہ دیکھیے کہ اعلی تعلیم تو معدوم ہے ہی ' ابتدائی تعلیم میں بھی مسلمان کتنے پیچھے ہیں ؟ با این ہمہ سرکلر میں بیان کیا جاتا ہے کہ ابتدائی تعلیم میں مسلمانوں کی جماعت ہر طرح فوقیت رکھتی ہے -

(۲) ہندوستان کے عام طبقات و عناصر میں اگر زبان اُردو کی عمومیت کو بحث میں نہ بھی لایا جاے ' جب بھی اس قدر ماننا پڑیگا کہ تمام اقطاع کے مسلمانوں میں اُردو سمجھی جاتی ہے ' علمی پہلو سے ہر جگہ اسی زبان کی حکومت ہے ' اور جہاں دوسری بولیاں رائج ہیں وہ بھی اصل میں زبان نہیں ہیں ' بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ زبان کے لہجے ہیں ' اور اُن میں بھی اُردو دخیل ہے - پھر بھی گورنمنٹ کی راے ہے ' کہ " بہت سے اقطاع ایسے ہیں جن میں مسلمانوں نے اُردو کا استعمال بالکل ترک کردیا ہے "

(۳) یہ درست ہے کہ اُردو کے علاوہ دوسری زبانوں کے ذریعہ سے انگریزی تعلیم حاصل کرنے میں مسلمانوں کو سخت سے سخت زحمتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں ' اور یہ بھی سچ ہے کہ غالب تعداد کے مدارس ثانویہ (سیکنڈری اسکولوں) کا انتظام بہت کم مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے ' لیکن اس کا علاج صرف یہ بتایا گیا ہے کہ " مسلمانوں کے لیے خاص خاص کالج و اسکول قائم کرنے سے یہ دقتیں جاتی رہینگی " سوال یہ ہے کہ ان مخصوص درسگاہوں کا سلسلہ اتنا وسیع تو ہوگا نہیں کہ تمام اسلامی آبادی کے لیے کافی ہوسکے ' لا محالہ عام درسگاہوں کے ذریعہ سے یہ کمی پوری کرنی پڑیگی - پھر ان درسگاہوں میں یہ مشکلیں کیوں کر آسان ہونگی ؟

(۴) مدرسۂ عالیہ کلکتہ ' اسلامی کالج لاہور ' اور اسلامی اسکولوں کی اصلاح کی تجویز پیش کی گئی ہے ' جو نہایت عمدہ بات ہے - اگر اس تجویز پر قابل و تجربہ کار مصلحوں کی اعانت سے عمل درآمد ہوا ' اور تعلیمی و انتظامی معاملات میں مسلمانوں کی آزادی سلب نہولی ' تو بے شبہہ یہ ایک بہت ہی کامیاب و معقول صورت ہوگی ' مگر خوفزدہ پبلک کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے کہ ہوگلی کالج ' حسین آباد اسکول ' اور میرزا محسن مرحوم کے وقف اسٹیٹ کے لیے بھی ابتدا میں تحریک اصلاح ہی پیش ہوئی تھی ' مگر اصلاحی مداخلت نے تھوڑے ہی دنوں میں ان سب کے نظم و نسق سے مسلمانوں کو بے دخل کردیا - نیشنل اسکول اعظم گڑہ اور کاظمین اسکول لکھنو اسی بہانہ سے ڈرتے ہیں ' اور اسی مادہ کی اصولی صورت گری ہے جس نے مدرسۃ العلوم کی حکومت میں غیروں کو مسلمانوں کی جگہ صاحب نفوذ و حکومت بنا رکھا ہے -

(۵) پرائیویٹ انتظام کے ذریعہ سے اسلامی ہوسٹلوں کی تجویز نہایت مبارک ہے ' لیکن کیا حقیقت میں یہ ہوسٹل غیر سرکاری مسلمانوں کے ہات میں ہونگے ؟ کیا واقع میں اسلامی خصوصیات کے مطابق یہاں تہذیب نفس کا انتظام ہوگا ؟ اور کیا بغیر ان باتوں کے ہوسٹلوں سے کسی مفید و سودمند نتیجہ کی امید حق بجانب ہوسکتی ہے ؟

(۲)

اب ان اصلاحات کا مقابلہ یورپ کی تعلیم و طرز تعلیم سے کیجیے جس کو ہندوستان کی تعلیمی زندگی کے لیے مثال و نمونہ کے طور پر ہمیشہ پیش کیا جاتا ہے ' اور یونیورسٹی کے ہر ایک کانوکیشن میں ہندوستانیوں سے اُسی کے اتباع کی خواہش کی جاتی ہے - اس تعلیم کے خاص خاص اصول یہ ہیں :

(۱) تعلیم اُس خارجی ترقی کا نام نہیں ہے جو انشا و لغت و ادبیات کی سطحی معلومات پر قائم ہو ' اصل میں تعلیم اُن مخفی قوتوں کے اظہار کا نام ہے جو فطرت نے انسانی طبیعت میں ودیعت کی ہیں - علم النفس (سائکالوجی) کے اصول پر آج یورپ میں جس تعلیم کا رواج ہے اُس کا مدعا یہی ہے کہ ان خیالات کو علمی صورتوں میں لاکر درسگاہ عمل کا ایک جز بنادے -

(۲) تعلیم کا پہلے یہ انداز تھا کہ علم کو محنت و کوشش سے حاصل کیا جاے اور انسان کو محنت و کوشش کا خوگر بنایا جاے - اب یہ اسلوب ہے کہ تعلیم کا نقطۂ مرکزی صرف نفع ستانی و نفع رسانی ہے -

(۳) تعلیم کی بنیاد یہ ہے کہ نقد و اجتہاد و توسیع معلومات کے ذریعہ سے انسانی قوی کو ترقی دیجاے -

(۴) درسگاہوں میں طرز تعلیم کی اصلاح کی جاے اور درس دینے والوں کو نمونۂ تہذیب بنایا جاے ' تاکہ وہ اپنے فرائض کو نہایت کامیابی سے ادا کرسکیں -

(۵) تلامذہ کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ ہو ' اُن کی بدنی و عقلی و دماغی حالتیں ملحوظ رہیں ' اور درس میں ہر ایک متعلم کی منفعت و مذاق طبیعت کو زیر نظر رکھا جاے -

(۶) ابتدائی تعلیم کا پورا پورا اہتمام ہو -

(۷) تعلیم کا مقصد افراد کو ترقی یافتہ بنانا ہو -

(۸) تعلیم کے لیے فرض ہے کہ ایسے طرز و طریق پر دی جاے کہ دنیا کا ہر ایک فرد اپنی عقلی مقدرت و طبعی استعداد کے مطابق خاطر خواہ ترقی کرسکے -

کیا کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں کہیں بھی ان باتوں کا نام و نشان ہے ؟ وہ تعلیم جسکی بنیاد محض گورنمنٹ کی مخصوص ضرورتوں کے لیے پڑی ہو ' جس کے نصاب حقیقت میں ' وضع و انتقاد میں ' اسلوب و پرداز میں ' استعباد کا جوہر ہر ایک چیز پر غالب ہو ' جسکا منشاے عمل ہی یہ ہو کہ تعلیمی ڈگریاں ' غلامی کی ذلیل زندگی بسر کرنے کا آل تمغا ثابت ہوں ' جو افراد کے دماغی تنزل کو ترقی دینا چاہتی ہو ' جو عقلی مقدرت و طبعی استعداد کے دبائے رکھنے کی حامی ہو ' جس کے حکام فیصلہ

عن ابن بشیر عن حذیفة قال : قال (صلعم) تکون النبوة فیکم ماشاء الله، ثم تکون خلافة علی منہاج النبوة ماشاء الله ان تکون، ثم یرفعہا الله، ثم تکون ملکا عاضاً فیکم ما شاء الله ان یکون، ثم یرفعہا الله، ثم تکون ملکا جبریة فیکون ماشاء الله ان یکون، ثم تکون خلافة علی منہاج النبوة - قال حبیب : فلما قام عمر ابن عبد العزیز کتبت الیه بہذا الحدیث اذکره ایاه و قلت ارجوا ان تکون امیر المومنین بعد الملک العاض و الجبریة

آنحضرت (صلعم) نے فرمایا : جب تک اللہ کو منظور ہے، تم میں وجود نبوت باقی رہے گا، اسکے بعد منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگی، اور جب تک اللہ چاہیگا قائم رہیگی اور پھر اٹھالی جائیگی - اسکے بعد جور و ظلم کی بادشاہت شروع ہوگی اور جب تک منظور الہی ہے، رہیگی - اسکے بعد محض جبر و تسلط کی حکومت ہوگی، اور وہ بھی مشیۃ الہی کے مطابق رہیگی - لیکن اسکے بعد پھر ایک دور خلافت نبوت کے دور کا آئیگا -

حبیب کہتے ہیں کہ جب عمر ابن عبد العزیز تخت خلافت پر بیٹھے، تو میں نے یہ حدیث انکو لکھکر بھیجی، اور لکھا کہ مجھے امید ہے کہ آپ اس حدیث کی خبر کے مطابق " ملک عضوض و جبر " کے بعد محض بادشاہ ہی نہیں بلکہ امیر المومنین ہونگے !

اسمیں زمانے کی مدت نہیں ہے، مگر ترمذی کی حدیث میں جسکو امام موصوف نے دوسری جلد کے باب الفتن میں درج کیا ہے، زیادہ تصریح ہے :

عن سعید بن جمہان - قال ثنی سفینة قال قال (صلعم) الخلافة فی امتی ثلاثون سنة، ثم ملک بعد ذالک ثم قال لی سفینة : امسک خلافة ابی بکر، ثم قال : و خلافة عمر، و خلافة عثمان - ثم قال : امسک خلافة علی، فوجدناها ثلاثین سنة - قال سعید : فقلت له ان بنی امیة یزعمون ان الخلافة فیہم، قال کذبوا بنو الزرقاء، بل هم الملوک من شر الملوک (تامل)

سعید سے روایت ہے کہ سفینہ نے آنحضرت کے اس قول کو روایت کیا کہ " خلافت میری امت میں صرف تیس سال رہیگی، پھر اسکے بعد محض حکومت اور بادشاہت ہے - اسکے بعد سعید کہتے ہیں کہ مجھسے سفینہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر کا زمانۂ خلافت شمار کرو، میں نے کیا - پھر کہا کہ حضرت عمر و عثمان و علی کا عہد خلافت شمار کرو، میں نے سب کو جمع کیا تو کل تیس سال ہوے - پھر میں نے کہا کہ یہ تو سچ ہے لیکن بنی امیہ جو سمجھتے ہیں کہ ہم بھی خلیفہ ہیں، یہ کیسی بات ہے، حالانکہ بموجب اس حدیث اور تمہاری بیان کردہ تطبیق کے خلافت قبل از بنی امیہ ختم ہوگئی ؟ اسپر سفینہ نے کہا نہ زرقا کی اولاد نے (یعنی بنی امیہ نے) کذب بیانی اختیار کی - وہ خلیفہ کہاں ہیں ؟ وہ تو شریر ترین بادشاہوں میں سے بادشاہ ہیں "

ان تمام احادیث کی تطبیق سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ بہترین قرن آنحضرت کا تھا - اسکے بعد شیخین کی خلافت کا - اسکے بعد حضرت عثمان سے لیکر عام الجماعة تک کا، جبکہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے خلافت سے کنارہ کشی فرمالی - اور پھر اسکے بعد محض " ملک عضوض " اور " ملک جبریہ " کا عہد فتن و فساد شروع ہوگیا، اور وہی دور بنی امیہ، اور " امر بالمعروف کے سد باب کا پہلا دن " تھا -

یہ امر یہاں ظاہر کردینا ضروری ہے کہ ان احادیث اور نیز انکے ہم مطلب احادیث کی نسبت اس عاجز نے اپنے خاص پیش نظر مباحث سے اس موقع پر کچھہ کام نہیں لیا ہے - چونکہ جناب نے " خیر القرون " کی حدیث کے طرف اشارہ کیا، اور ان احادیث سے جا بجا استشہاد فرمایا، اسلیے ضرور ہوا کہ جناب کو احادیث ہی کی طرف توجہ دلائی جاے -

پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ان احادیث پر جناب نے نظر نہیں ڈالی، اور اس عاجز کے اتنا لکھدینے پر، کہ " بنی امیہ کے عہد میں بدعات و محدثات کا بازار گرم ہوا " اسقدر متالم و متاذی ہوے ؟ کیا جس عہد کی نسبت یہ تصریحات موجود ہیں، اسکی نسبت ضمناً کسی موقعہ پر کچھہ اشارہ کردینے کا بھی آج کسی قلم کو حق نہیں ؟ اور کیا ان احادیث سے بالکل غض بصر کر لینے کی علت دریافت کرنے کی اس عاجز کو اجازت ملیگی ؟

یہ وہ مشہور ترین احادیث تھیں، جنکو مشکوۃ وغیرہ میں ہر شخص دیکھہ سکتا ہے - لیکن کیا وہ حدیث بھی جناب کو یاد ہے، جسکو ترمذی ابواب الفتن کے " باب ما جاء فی الشام " میں لائے ہیں ؟ اور جس کو ابن قرہ نے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ " اذا فسد اهل الشام، فلا خیر فیکم " ؟ اور نیز یہ کہ ان احادیث کے محامل، تابعین و تبع تابعین و محدثین نے کیا قرار دیے ہیں، جن میں ظہور فتن و فساد کی تکذیب خبر دی گئی ہے، اور جن سے اسفار حدیث کے ابواب فتن بھرے ہوے ہیں ؟ مثلاً " ستکون فتن، القاعد فیہا خیر من القائم، و القائم فیہا خیر من الماشی، و الماشی خیر من الساعی " (متفق علیه)

براہ کرم اس بارے میں کنز العمال کے ابواب فتن، یا کتب دلائل و خصائص، مثل خصائص سیوطی وغیرہ کے ابواب اخبار پر ایک نظر ڈال لیجیے، اور خدارا اسپر تعجب نہ کیجیے کہ بدعات و محدثات کی گرم بازاری دور بنی امیہ میں کیونکر تسلیم کی جاسکتی ہے ؟

اگر طبرانی و حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم اصفہانی وغیرہ کی مرویات پر بھی نظر ڈالی جاے، تو دور بنی امیہ، حتی کہ بعد از شہادت حضرت فاروق فتنہ و فساد و منکرات و بدعات کے متعلق ایک ذخیرۂ دفاتر و مواد مجلدات کثیرہ موجود ہے (۱)

آگے چلکر کس قدر پر غیظ لہجے میں ارشاد ہوتا ہے :

" بنی امیہ لاکھہ برے سہی پھر بھی اپنے بعد والوں سے لاکھہ درجہ اچھے تھے . .... آجکل کے مسلمانوں کو انہیں برا کہنے کا کوئی حق نہیں "

---

(۱) احمد و بیہقی اور طبرانی نے عروہ بن قیس سے روایت کی ہے : قال انخالد بن ولید : ان الفتن قد ظہرت، قال لہا و ابن الخطاب حی، فلا انما تکون بعده -

حافظ سیوطی نے خصائص کبری اور جمع الجوامع میں ایک خاص باب اس عنوان سے باندھا ہے کہ " اخباره (صلعم) بالفتنة و ان مبداہا قتل عمر " یعنی آنحضرت کی خبر دہی فتنہ کی نسبت، اور یہ کہ اسکا مبدء حضرت عمر کا شہید ہونا ہے - اس باب کی بنیاد تو بخاری و مسلم کی حذیفہ والی حدیث ہے جو مشہور ہے، لیکن اسکے علاوہ دیگر سنن و مسانید و معاجم کی حدیثیں بھی بکثرت جمع کی ہیں، جنسے گویا استدلال کیا ہے کہ حضرت عمر کی وفات کے بعد ہی فتنہ شروع ہوگا، اور انکا وجود ایک دیوار درمیان امن و فتن کے ہے - غور کیجیے تو شہادت حضرت عثمان اور پھر جنگ صفین وغیرہ کے وہ مقاتلات، جنکی کس کم سے کم تعداد میں روایت مشہور ستر ہزار صحابہ و مسلمین قتل ہوے، اور جنمیں ۲۰ سے زیادہ صحابۂ شرکاء بدر بھی تھے، در حقیقت اسلام کے ابتدائی عروج کیلیے ایسا شدید فتنہ تھا، جس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے ؟ یورپ کے مورخ حیران ہیں کہ باوجود ایسی مقاتلات عظیمہ کے دوکا رایج عہد ابتدائی میں اسلام کی مافوق العادہ قوت قائم رہی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف تائید الہی و نصرت غیبی کا اعجاز تھا - (مدیر)

دولة بني اميه اور الهلال

بقاء الله في اصحابي - خير القرون قرني - بدعات و محدثات امويه - خلفاء راشدين ' ملک عضوض - و ما يناسب ذلک -

(۲)

حديث " خير القرون "

آپ چونکه قرون اولی کا لفظ لکھا ہے ' اس سے معلوم هوتا ہے که غالباً وهي مشهور حديث مراد ہے ' جس کو امام مسلم اور ترمذي نے عمران بن حصين سے باختلاف بعض الفاظ روايت کيا ہے که "خير الناس قرني ' ثم الذين يلونهم ' ثم الذين يلونهم " ترمذي کی روايات ميں " خير الناس قرني " اور " خير القرن الذي بعثت فيهم " بهي ہے ' اور بعض ميں " خير القرون قرني "

حاصل سب کا يه ہے که انحضرت نے فرمايا " بهترين زمانه ميرا زمانه ہے ' پهر اسکے بعد کا ' اور پهر اسکے بعد کا "

قرن کے مفهوم کے تعين ميں محدثين نے غور و خوض کيا ہے - ليکن چونکه دوسري حديث " الخلافة بعدي ثلاثون سنه " (خلافت ميرے بعد صرف تيس برس تک ہے) موجود ہے ' اسلیے يقيناً اس حديث ميں قرن سے مراد دس برس کا زمانه مراد ہے ' اور مقصود يه ہے که بهترين ده ساله دور آنحضرت کا تها ' اسکے بعد دوسرا عشره ' اور اسکے بعد تيسرا ' جسکے بقيه چهه مهينے حضرت حسن بن علي عليهما السلام کي خلافت سے پورے هوگئے اور پهر زمانه شر و فتن کا شروع هوگيا -

پس گذارش ہے که جس زمانے کي نسبت ميں نے محدثات و بدعات کي ابتدا لکهي ہے ' اس سے خير القرون کي شهادت کو کيا تعلق ؟ آپ مجهے اس طرح کے خلط بيان سے کيوں تعجب و تحير ميں مبتلا کرتے هيں ؟ کهاں خير القرون کا زمانهٔ خيريت و افضليت ' اور کهاں دور امويه و مروانيه کے قرون جبر و تسلط و ملک عضوض ؟ خير القرون کا عهد ميمون تو بني اميه کي حکومت سے پيشتر هي ختم هوگيا تها ' اور وهي الحقيقت وهي دور اسلام کي تعليم کا اصلي نمونه ' اور اسکي عمر کا حاصل و مآل زندگي تها -

ميں يقيناً اس زمانے کو امر بالمعروف و نهي عن المنکر کے سد باب کا پهلا دن ' اور محدثات و بدعات کي گرم بازاري کا آغاز عهد قرار ديتا هوں ' جسکي نسبت اسي حديث کے بقيه ٹکڑے ميں سرور کائنات نے پيش آنے والے امور کي خبر دي تهي ' اور جس کو جناب نے غالباً بخيال ايجاز و اختصار چهوڑ ديا ' مگر ميں (که با وجود ارادهٔ و سعي اختصار ' مبتلاے اطناب هوچکا هوں) اسے چهوڑ نهيں سکتا ' چنانچه جيسا که اوپر گذر چکا ہے ' فرمايا که بهترين زمانه ميرا اور اسکے بعد کا ہے - مگر اسکے بعد :

ثم ياتي من بعدهم قوم ' يتسمنون و يحبون السمن ' (ترمذي جلد ۲ - ابواب الفتن)	ايک قوم آئيگي جو محض کثرت مال و جاه و اکل و شرب ' اور عيش نفس ' اور ادعا و نمايش ميں مبتلا هو جائيگي -

اس حديث کا راوی اول عمران بن حصين ہے ' اور آگے چلکر مختلف رواة نے مختلف الفاظ ميں روايت کي ہے - چنانچه ايک دوسري روايت ميں بعض الفاظ زائد هيں -

مثلاً : " يشهدون ولا يستشهدون ' ويخونون ولا يوتمنون ' ويفشوا فيهم السمن " - ترمذي نے اپني اصطلاح ميں اسکو " حسن صحيح " لکها ہے -

اور مسلم کي روايت ميں ان الفاظ کے بعد " وينذرون ولا يوفون و يظهر فيهم السمن " بهي ہے ' اور اس سے علاوہ نفس پرستي ' عيش پسندي ' اور دولت و جاه و نمايش کے تندد و انهماک کے ' عدل و امانت اور ايفاء عهد و اخلاق حسنه کا بهي اس جماعت ميں نهونا ثابت هوتا ہے -

پس يهي جماعت ہے ' جو خير القرون کے سي ساله عهد کے بعد نمودار هوئي ' اور يهي دور نو آمده ہے ' جو " امر بالمعروف کے سد باب کا پهلا دن " تها ' اور يهي وه دور محدثات و بدعات ' و فتن و قلاقل ' و شرور و فساد امور کا ہے ' جسکي حضرت صادق و مصدوق (روحي فداه) نے اسي حديث ميں ' جو جناب کے استشهاد و استدلال کا عروة الوثقى ہے ' صاف صاف الفاظ ميں اطلاع ديدي تهي ' اور پهر غالباً يهي ہے ' جسکي اطلاع کلام الهي نے بهي " واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منکم خاصة " فرماکر ديدي ہے - فصدق الله العلي العظيم ' و صدق رسوله النبي الکريم ' و نحن على ذلک من الشاهدين !!

اخبار ظهور فتن و منکرات

اصل يه ہے که اخبار ظهور فتن ' و تعيين ازمنهٔ خير و مصلحه کی نسبت اگر شرح و بسط کے ساتهه لکها جاے ' تو ايک امر دشوار ہے ' اور اسکے متعلق بعض ايسے اهم مباحث هيں که ايک پورا رساله چاهيے - اسکي مهلت کهاں اور پهر ضرورت بهي نهيں - آپ نے ذکر کرديا ' تو کيا کروں ؟ با وجود ارادهٔ اختصار و اجمال ' خود بخود بحث بڑهتي جاتي ہے -

اس بارے ميں جو احاديث صحاح اور ديگر اسفار حديث ميں مروي هيں ' اور آثار صحابهٔ و تابعين ميں اسکی جو تصديق و تصديق کي گئي ہے ' ان سب پر نظر ڈالکر علماء سلف نے اس مسئله کو تقريباً حل کرديا ہے - انکا بيان ہے که سب سے زياده صحيح اور صاف پيشين گوئي اس بارے ميں " خير القرون " والی حديث ہے ' جسکو اس مبحث کا اساس و بنياد قرار ديتے هيں اسميں انحضرت نے اپنے عهد رسالت ' اور اسکے بعد دو زمانوں کو يکے بعد ديگرے بهترين زمانه قرار ديا ' اور يهي زمانه " خلافة على منهاج النبوة " اور امر بالمعروف و نهي عن المنکر کا عهد طلائي تها - يه زمانه امير معاويه کي خلافت سے پہلے ختم هوگيا ' اور اسکی تصديق ان احاديث سے هوتي ہے ' جنميں بتصريح اسکي اطلاع دي گئي ہے -

چنانچه " خير القرون " والي حديث کے مطالعه کے بعد اس حديث کو ديکهيے جسکو صاحب مشکواة نے باب " الانذار و التحذير " کي تيسري فصل ميں درج کيا ہے :

اهل بیت اور صداقت پرست و جرأت فرما عورتوں کے آئے، سوال و جواب میں خطبات بلیغۂ و موثرہ دیے، اور اپنے اشعار مدحیۂ حضرت امیر سنانے کے متعدد واقعات تاریخ و مختارات ادبیہ میں منقول ہیں، اور فی الحقیقت عرب کی آزادی، اسلام کی تعلیم حریہ، اور قرون اولی کے امر بالمعروف کی تاریخ میں، ان میں سے ہر عورت، شرف و احترام اور عظمت و کمال کا ایک درجۂ مخصوص و ممتاز رکھتی ہے -

صاحب عقد العرید وغیرہ اور امام ابوالفضل ابن طاہر نے " بلاغات النساء " (۱) میں سودہ بنت عمارہ، زرقاء بنت عدی، بکارۃ الهلالیہ، عکرشہ بنت الاطش، اور ام البراء بنت صفوان کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے جنگ صفین میں شرکت کی تھی، اور حضرت امیر کی نصرت و حمایت میں جانبازانہ حصہ لیا تھا - پھر امیر معاویہ کے تسلط کے بعد یہ لوگ مختلف تقریبات میں اسکے سامنے پیش ہوے ہیں، اور انکو امیر معاویہ نے وہ زمانہ یاد دلایا ہے - اسپر نہایت بے باکانہ و حق گویانہ حضرت امیر کے فضائل بیان کیے ہیں، اور تمام اهل دربار کو اپنی عظمت حق گوئی سے متحیر و متعجب بنا دیا ہے !!

از انجملہ (بکارۃ الهلالیہ) کے رد کا واقعہ نہایت موثر ہے، اور غالباً اس مضمون میں، میں نے اسی کی طرف اشارہ کیا تھا -

صاحب بلاغات النساء نے لکھا ہے کہ بکارۃ الهلالیہ بالکل بڑھاپے اور ضعف و ناتوانی کے عالم میں ایک مرتبہ امیر معاویہ کے دربار میں گئی - وہ اسقدر ضعیف تھی کہ دو عورتیں دو طرف سے تھامکر لائی تھیں - وہاں مروان بن حکم اور عمرو ابن عاص بھی موجود تھے - انھوں نے امیر معاویہ سے کہا کہ " آپنے اسے پہچانا ؟ یہ وہ عورت ہے جس نے جنگ صفین میں ہم لوگوں سے مقابلہ کیا تھا اور یہ اشعار پڑھ پڑھکر لوگوں کو سنائے تھے :

> اتری ابن هند للخلافة مالكا
> هيهات ذاك، وما اراد بعيد
> منتك نفسك في الخلاء ضلالة
> اغراك عمرو للشقاء وسعيد
> فارجع با نكد طائر بنحوسها
> لاقت عليا اسعد وسعود !

سعید بھی موجود تھا - اسنے کہا کہ اتنا ہی نہیں، بلکہ یہ اشعار بھی اسی کے ہیں :

> قد كنت آمل أن اموت، ولا ارى
> فوق المنابر من امية خاطبا
> فالله اخر مدتي، فتطاولت
> حتى رايت من الزمان عجائبا
> في كل يوم لا يزال خطيبهم
> وسط الجموع لآل احمد عائبا

یعنی میری آرزو تھی کہ مجھے موت آجاے، مگر اس وقت کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں، جبکہ بنی امیہ کا کوئی مرد منبر پر خطیب نظر آے ! مگر افسوس کہ یہ آرزو پوری نہ ہوئی، اور اللہ نے میری موت کے وقت کو بڑھا دیا - یہاں تک کہ آج میں زمانے کے انقلابات کے عجیب عجیب رنگ دیکھ رہی ہوں، مسجدوں کے منبروں پر بنی امیہ کے خطیب چڑھتے ہیں، اور آل محمد پر علانیہ لعن و طعن کرتے ہیں !! "

بکارہ نے ان بیانات کو سنکر امیر معاویہ سے کہا :

" تیرے یہ کتے مجھپر حملہ کر رہے ہیں، اور میرا عصاء دفاع ضعیف ہے کہ انکو ہٹا نہیں سکتی - بیشک ان اشعار کی میں ہی مصنف ہوں - میں پسند نہیں کرتی کہ اس سے انکار کروں اب میں واپس جاتی ہوں - سچ یہ ہے کہ امیر المومنین علی کے بعد زندگی میں کوئی خوشی نہیں " (بلاغات النساء صفحہ - ۴۰)

اسی طرح سودہ بنت عمارہ رحمہا اللہ کا واقعہ بھی مسلمانوں کیلیے حق گوئی اور صدق لہجہ کی ایک مثال عظیم اور اسوۂ حسنہ ہے - یہ جب امیر معاویہ کی تخت نشینی کے بعد اسکے سامنے آئی تو امیر نے پوچھا :

" کیا تو وہی عورت نہیں ہے، جس نے ایام جنگ صفین میں یہ اشعار کہے تھے ؟

> شمر كفعل ابيك يا بن عمارة
> يوم الطعان و ملتقى الاقران
> وانصر عليا والحسين ورهطه
> واقصد لهند وابنها بهوان
> ان الامام اخو النبي محمد
> علم الهدى و منارة الايمان
> فقه الحتوف وسر امام لوائه
> قدما بابيض صارم و سنان

سودہ نے کہا :

" اے واللہ ! میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، جو حق سے وقت پر پھر جاتے ہیں، اور کذب گوئی کیلیے حیلہ طرازیاں کرتے ہیں - بیشک میں ہی ہوں جس نے یوم صفین میں یہ اشعار کہے تھے "

امیر نے کہا : " کیا شے تھی، جس نے ان اشعار کے کہنے پر تجھکو آمادہ کیا " ؟

سودہ نے بے باکانہ و مسلمانہ کہا :

" حب علی علیہ السلام، و اتباع الحق - حضرت علی کی محبت، اور حق کی پیروی " !! (ایضاً صفحہ - ۳۶)

(الهلال) میں (احرار اسلام) کا باب تاریخ اسلام کے ایسے ہی امثال جلیلہ کے احیاء ذکر کیلیے تھا، مگر افسوس کہ ہجوم اشغال نے مہلت نہ دی کہ ایک آدمی کیا کیا کرے ؟

بہرحال اس مضمون میں یا سودہ کے طرف اشارہ تھا، یا بکارۃ الهلالیہ رحمہما اللہ تعالی کی طرف - آپ اسکو " ایک بڑھیا کے ہفوات " سے تعبیر کرکے شاید کوئی خوشی حاصل فرماے ہونگے مگر یقین کیجیے کہ آپکے الفاظ پڑھکر میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے - سبحان من لا یتغیر !! ایک زمانہ تھا کہ ہم میں سے بڑھیا عورتوں کے اندر اسلام کا ایسا سچا اذعان، حق اور حریت کے ایسا گرانمایہ امثال، امر بالمعروف کا ایسا سچا ولولہ، اور آزادی و صداقت کی ایسی غیر متزلزل محبت تھی - اور ایک وقت آج کا ہے، جب کہ مردان اسلام، اور رجال علم و فضل، انہی مثالوں کا پیش کرنا ایک طرف رہا، انکو " ہفوات " کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں !!

اللہ اللہ ! اس مقدس مسلمہ و مومنہ کا مقام عالی اور مرتبہ ارفع ! جسکے دل کو خدا نے خاندان نبوت کی محبت و عشق کا کاشانہ بنایا، جسکو حق کی معیت کی توفیق عظیم ملی، جس نے اهل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت میں اپنے سیف لسان کے جوہر دکھاے، اور جسکی حریت و آزادی، اور حق پرستی و صداقت پژوہی کو تخت دمشق کی

(۱) بلاغات النساء امام ابوالفضل احمد بن ابی طاہر بغدادی متوفی سنہ ۲۸۰ - کی ایک نہایت دلچسپ کتاب ہے، جس میں جاہلیۃ و صدر اسلام کی مشہور عورتوں کے اقوال و خطبات اور بلاغات و نوادر کو بطرز احسن و بہ تقسیم مواد و ترتیب ابواب جمع کیا ہے، اور اس بارے میں اسکا مطالعہ عقد الفرید و اغانی وغیرہ سے زیادہ مفید اور دلچسپ ہے - مصر میں چھپ گئی ہے - (مدیر)

مخدوما ! ان دو سطروں میں کئی غلطیاں ہیں - اول تو " لا یاتي علیکم زمان الا الذي بعده اشر منه " کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہر مقدم موخر سے افضل ہو - مقصود من حیث القوم اور من حیث الاکثر ہے ' اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ بني امیہ کے زمانے میں جمیعۃ اسلام اور ممالک اسلامیہ اپنے بعد کے زمانے سے ہزار درجہ بہتر تھے - عرب کی اصلی سادگی اور آزادی ہر شے کے اندر نمایاں تھی - صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گروہ عرصے تک موجود رہا - عام خاندان اہلبیت مطہرہ اور ائمۂ اہل بیت علیہم السلام یکے بعد دیگرے موجود رہے - مسلمانوں کے اندر ولولہ اسلام اور جوش فتوحات بالکل تازہ اور عروج پر تھا ' وغیرہ وغیرہ - لیکن چونکہ فتنہ و فساد کے جراثیم پیدا ہوچکے تھے ' اسلیے وہ بتدریج بڑھتے گئے ' اور ہر آنے والا زمانہ گذشتہ زمانے سے بدتر ہوتا گیا - یہاں تک کہ جو ہونے تھا ہوا ' اور آج جو حالت ہے وہ ظاہر ہے -

پھر " برا کہنے " کے حق کی نسبت بھی حدود مقرر کرنے چاہئیں ' ورنہ سیاہ و سفید کی تمیز اٹھہ جایگی - " الحب فی اللہ والبغض فی اللہ " تمام اعمال و افعال میں مسلمانوں کا محور اعمال ہے ' اور اچھے اعمال کو اچھا سمجھنا ' اور برائی کو خواہ وہ کسی عہد میں ہوئی ہو ' برا یقین کرنا ' ایک ایسی شے ہے ' جسکا خود ہمارے اعمال و خصائل پر اثر پڑتا ہے - اشخاص کی نسبت خود بخود پیدا ہوجاتی ہے ' جبکہ اعمال پر نظر ڈالی جاتی ہے - یزید کے مظالم پر بعد کو آنے والے کیوں فریادی ہیں ' حالانکہ آپکے اصول کے مطابق تو " لا یاتي علیکم زمان الا الذي بعده اشر منه " ؟ ؟

اطلاق لفظ فسق و ظلم نسبت بني امیه

(۹) بہت زیادہ تاسف جناب کو اس مضمون کی " خون سے شرابور سرخی " پر ہے ' اور اسپر کہ بني امیہ کی طرف ظلم و فسق کو کیوں نسبت دی گئی ؟ جدید اور تمام باتوں کو جانے دیجیے - آپ ترمذي کی اس حدیث کی نسبت کیا کہتے ہیں ' جو اوپر گذر چکی ہے ' اور جسمیں سعید کا بني امیہ کی نسبت یہ قول نقل کیا ہے کہ " بل ہم ملوک من شر الملوک " ؟ ؟

قاتلیــن عمــار بن یاســر

پھر ان احادیث مشہورہ (اور بقول سیوطي متواترہ) کی نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے ' جنمیں حضرت عمار بن یاسر کی شہادت کی خبر دی گئی تھی ' جو جنگ صفین میں اہل شام کے ہاتھوں شہید ہوے ' اور جنمیں انکے قاتلوں کی نسبت " فئۃ الباغیہ " کا وصف فرمایا گیا تھا ؟

عن ام سلمہ و ابي قتادہ ان رسول اللہ (صلعم) قال لعمار : تقتلك الفئۃ الباغیہ (بخاري و مسلم)	ام سلمہ اور ابو قتادہ سے روایت ہے کہ آنحضرت (صلعم) نے فرمایا : اے عمار ! میں دیکھتا ہوں کہ تجھکو ایک باغی گروہ قتل کریگا -

حافظ سیوطي اس حدیث کو نقل کرکے لکھتے ہیں :

" ہذا الحدیث متواتر ' رواہ من الصحابہ بضعۃ عشر ' کما بینت ذلك فی الاحادیث المتواترہ " (خصائص کبری - جلد ۲ - صفحہ ۱٤۰)

یہ تو صحیحین کی حدیث ہے ' لیکن امام احمد و حاکم اور طبراني نے عمرو ابن العاص سے روایت کی ہے کہ " سمعت رسول اللہ (صلعم) یقول : اللہم اولعت قریش بعمار قاتل عمــار و سالبہ في النار "

یہ احادیث صفین کے اہل شام کی نسبت قرار دی جاتی ہیں ' پھر انصاف فرمائیے کہ میں نے اگر عام حکومت بني امیہ کی نسبت ظلم کی نسبت دی ' تو میرے اس جرم کے دیگر شرکاء کو کیوں فراموش کردیا جاتا ہے ؟

جناب نے فقـہ حنفي کی مشہور کتاب ہدایہ تو قطعاً پڑھی ہوگی - قضا کے ابواب میں کوئی اس قسم کی عبارت بھی جناب کو یاد ہے ' جسکے الفاظ یہ ہیں ؟

یجــوز تقلد القضاء من السلطان الجایر ' کما یجــوز من العــادل ' لان الصحابۃ تقلدوا من معاویہ ...... والتــابعین تقلدوا من الحجــاج (ہدایہ مطبوعـہ لکھنو جلد ۳ - صفحہ ۱۱۷ -)	ظالم پادشــاہ کے طرف سے قضا کا عہدہ قبول کرنا جائز ہے ' چنانچہ صحابہ نے معاویہ کی جانب سے قبول کیا تھا - نیز حجاج سے تابعین نے -

صاحب ہدایــہ کے اس " لا ابا لانــہ " طریق ذکر کی نسبت جناب کا کیا خیال ہے ؟

(۱۰) جناب نے یہ بھی ارقام فرمایا ہے کہ :

" آپکی ان تلخ کلامیوں نے " رفاض " کی یاد تازہ کردی جنھوں نے صحابہ کو سب و شتم کرنا اپنا پیشــہ بنا لیا ہے "

لیکن اگر اعمال مروانیہ کو ظلم و جور کے لفظ سے تعبیر کرنا رفض ہے ' تو میں بکمال مسرت و ابتہاج وہی کہونگا ' جو امام شافعي کی طرف منسوب ہے کہ

فلیشــہد الثــقلان انی " رافضي " ! !

اور خوش ہونگا کہ یہ ایک ایسا " رفض محبوب و مطلوب " ہے ' جسمیں الحمد للہ ' میرے ساتھہ وہ وہ لوگ شریک ہیں ' جنکا نام آج دنیاء اسلام بغیر دعا و تحیۃ کے نہیں لیتی :

نازم بکفر خود کہ بایمان برابر ست !

رہا تبرہ اور سب و شتم ' تو افسوس ہے کہ اس بدعۃ شنیعہ کی بنیاد اولین بھی بنو امیہ ہی نے رکھی ' جو علانیہ بر سر منبر ذکر خدا و رسول کے ساتھہ حضرت امیر پر لعنت بھیجتے تھے ' اور اسی کا اتباع ہے ' جو شیعی دنیا بدبختانہ کررہی ہے -

و قـد نــکارۃ الہــلالیــۃ علی معاویــۃ

(۱۱) جناب نے آخر میں الہــلال کے مضمون زیر نقد کے ایک جملے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور لــکھا ہے

" سنم تو یہ ہے کہ جناب اسکے اسي صرف المذ حلم ' اور ساٹھہ برس کی بڑھیا عورت کے ہفوات سے درگذر فرمانا کو خدا جانے کن نگاہوں سے ملاحظہ فرماتے ہیں ؟ "

جناب کا یہ اشارہ الہــلال کے مضمون زیر نقد کی اس عبارت کی طرف ہے :

" اگرچــہ طــرح طــرح کی بدعات ' و محــدثات کا بازار (خلفاء راشــدین کے بعد) گرم ہوگیا تھا ' تاہم چونــکہ عہد نبوت کا فیضان روحانی اور تعلیم قرانی کا اثر ابھی بالکل تازہ تھا ' اسلیے پھر بھی " امر بالمعروف " کی آواز کی گونج کوفـۃ و دمشق کے ایوان و محل کو لرزا دیتی تھی - ساٹھہ برس کی ایک بڑھیا عورت بر سر دربار بلائی جاتی تھی ' اور امیر معاویہ کے سامنے بے دھڑک اپنے وہ اشعار جوش و خروش کے ساتھہ پڑھتي تھی ' جن میں نہ صرف حضرت امیر علیہ السلام کے مناقب ہوتے تھے ' بلکہ کھلے کھلے لفظوں میں بني امیہ کے فظائع و مثالب بیان کیے گئے تھے - الخ " (الہــلال جلد ۲ - نمبر - ۱ - صفحہ ۹ -) -

اب اس وقت یاد نہیں آتا کہ اس مضمون میں کس عورت کی جرات و دلیری و حق گوئی کی طرف اشارہ کیا گیا تھا ' جو جناب کے لفظوں میں " ہفوات " سے ملقب ہونے کی مستحق قرار پائی ہے ؟ امیر معاویہ کے سامنے اس طرح کی منصب

ناموران غزوۂ بلقان

شہادة بطل الحرية !!

رحمة الله عليک يا نيازي بک !

حادثۂ ملي

(۲)

یورپین ترکي کے بہترین بلاد جمیلہ اور مقدونیا کي حسین ترین آبادیوں میں تیسرا نمبر (مناستر) کا ہے - وہ مغربي سرزمین میں مشرقي اوضاع و اطوار کے اختلاط کا (جو یورپین ترکي کي خصوصیت ہے) ایک نہایت دلکش نمونہ ہے - موسم کی خوبي ' قدرتي مناظر کي دلفریبي ' پہاڑوں کی قطاریں چشموں کي روانیاں وہ سرمایۂ روح پرور ہیں ' جنکي نعمت سے وہاں کا ہر باشندہ ' دنیا میں آتے هي متمتع ہونے لگتا ہے -

اسکے اطراف و جوانب میں دور تک چھوٹے چھوٹے قصبے اور دیہات ہیں ' جنمیں سے اکثر دامن کوہ میں واقع ہیں ' اور وہاں کے باشندے اب تک بدویت اور حضریت کی درمیانی زندگی کے آثار اپنے اندر رکھتے ہیں - مقدونیا کے وہ پہاڑي عصابات (جرگے) جنکے قتل وغارت اور باہمی جنگ وجدال نے اس صوبے کو ہمیشہ حکومۃ عثمانیہ کیلیے مصائب انگیز رکھا ' انہیں دیہاتوں اور انکے جوار کي وسیع پہاڑیوں میں بسے ہیں -

انہیں قصبوں میں ایک بڑا قصبہ ' اور اضلاع کی فوجي چوکیوں کا مصدر و مرکز ' رسنہ نامي مقام ہے -

یہي (رسنہ) نیازي بک کا مولد و منشاء ہے - یہیں وہ پیدا ہوا ' یہیں اپنی فوجی زندگی کا ایک بڑا حصہ صرف کیا ' یہیں سے اُس نے اپنی ملکی جاں نثاري کی حرکت شروع کی ' لیکن افسوس کہ یہاں کی آخري خاک اُسے نصیب نہیں ہوئی - حالانکہ اُسے رسنہ بہت محبوب تھا - وہ رسنہ ' جسکے ایک جھونپڑے میں اُس نے اپنی ملت و وطن کی راہ میں قربانی کا آخري عہد و میثاق باندھا تھا ' اور جسکی ایک رات اس عالم میں بسر کی تھی ' کہ صبح کو اپنی جماعت کے ساتھہ علم حریت کا اعلان کرنے والے تھا ' جسکا نتیجہ مجہول تھا ' اور اسکی نوجوان بیوي ' جسکے ساتھہ شادي کے بعد صرف دو یا تمام موسم بسر کر سکا تھا ' شیر خوار بچے کو گود میں لیے ہوے اسکے وداعی الفاظ سن رہی تھی !!

لیکن آہ اے نیازي بک ! اے پرستار ملت و وطن !! تیرا وطن محبوب بھي ہمارے ہاتھہ سے گیا ' اور اسکے بعد تو نے بھي ہم سے کنارہ کشي کي ! کیا اس لیے کہ اپني ملۃ کي ذلت و نکبت تجھسے دیکھی نہ گئي ؟ اور کیا اسلیے کہ تیري غیرت عشق نے گوارا نہ کیا کہ وطن کے جانے کے بعد ' وطن کے نام لیوا دنیا میں باقي رہیں ؟

آہ ! تو ' اور تجھہ ایسے شہداے ملۃ ' خوش نصیب ہیں کہ آنے والے وقت سے پہلے هي دنیا سے چلے گئے ' اور اپني ملت عزیز اور وطن محبوب کی ہونے والی ذلتیں دیکھنے کیلیے باقي نہ رہے ' لیکن بتلا کہ ہم بد بخت کہاں جائیں ؟ ہم کہ زندہ ہیں ' اور اسلیے زندہ ہیں کہ اپني بربادیوں اور غیروں کي کامرانیوں کو ابھي کچھہ دنوں اور دیکھہ لیں !! ....

....

* * *

انقلاب دستور کے بعد دنیا ان لوگوں کو جاننے کیلیے نہایت مضطرب تھي ' جنہوں نے بظاہر چند ماہ کے اندر ملک میں رہکر ملک کو بدلڈالا تھا - اسي زمانے میں نیازي بک نے اپنا روز نامچۂ انقلاب دستور " خواطر نیازي " کے نام سے ترکي میں شائع کیا ' جسکا انگریزي خلاصہ مسٹر ایف - نالجت نے لکھا ' اور پھر ولي الدین بک نے عربي میں شائع کیا - اسمیں مرحوم نے اپنے ابتدائي حالات مختصر طور پر لکھے تھے -

نیازي بک کی ابتدائي حیثیت محض ایک عام سپاهي کي تھي ' سب سے پہلا امتیازي وصف جو اس سے ظاہر ہوا ' وہ جنگ یونان کا موقعہ تھا ' اور اس نے ایک طرف تو فوجي حلقوں کو اپنی طرف متوجہ کیا ' اور دوسري طرف ارباب حکومت کي اعلیٰ

نیازي بے اعلان دستور کے زمانے میں

شرکت قیصری اور ابہت عجمی مرعوب نہ کرسکی ! آپ اسکے کارنامۂ حق پرستی کو ھفوات و ترھات کے لفظ سے تعبیر کرتے ھیں - کہدیجیے ' لیکن مجکو تو اگر اپنی تمام زندگی میں ان " ھفوات " کی ایک مرتبہ پیروی کرنے کی بھی سچی توفیق ملجاے ' تو اپنی قسمت پر نار کروں ' اور یقین کروں کہ میری بخشش کا سامان ھوگیا !!

تو و طوبی و ما و قامت دوست
فکر ھرکس بقدر ھمت اوست

مخدوم من ! معاف فرمائیگا ' عقائد نسفی ھی کے اندر سب کچھہ نہیں ہے ' اس سے باھر بھی ذرا اپنی نظر وسیع فرمالیجے - حق کی نعمت فریقانہ تعصبات سے ارفع و اعلی ہے' اور اھل حق کا مسلک عدل و اعتدال' اور افراط و تفریط سے اجتناب ھونا چاھیے - آپ کو میری اُس تحریر میں " رفاض " کے سب و شتم کا طریقہ نظر آیا کہ بنو امیہ کی بدعات کا ضمنی تذکرہ بھی آپکے خیال میں مشرب " رفاض " ہے - نہیں سمجھتا کہ اس بارے میں کیا عرض کروں ؟ تاھم اتنا عرض کیے بغیر نہیں رہسکتا کہ الحمد للہ ' اھل بیت نبوت کی محبت سے مالامال السرائر و ایمان اندوز ھوں ' اور اس عالم میں ھوں کہ جب خدا کے حضور میں عبادت کیلیے جاتا ھوں ' تو میری نماز بھی اُس وقت تک پوری نہیں ھوتی ' جب تک کہ آل محمد پر درود و سلام و تحیہ کا ھدیہ' پیش کش بارگاہ حضرت تبارک و تعالی نہ کرلوں کہ " اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد و علی آل محمد ' کما صلیت و سلمت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید :

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم
فرض من اللہ فی القران انزلہ
کفاکم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لا صلوۃ لہ !

میں تشہد میں درود کو اصطلاحی واجب نہیں بلکہ حقیقی واجب یعنے فرض سمجھتا ھوں' فنسال اللہ تعالی ان یجعلنا علی اتباع الکتاب و ثرتالہ اھل بیت النبی الکریم ' علیہ و علی آلہ و اصحابہ الصلوۃ و التسلیم -

(۱۲) آخر میں یہ عرض کردینا ضروری سمجھتا ھوں کہ اس قسم کے مباحث و مذاکرہ کی نسبت ارباب عصر کی مختلف رائیں ھیں - بعض حضرات انکو اس درجہ اھم اور اقدم سمجھتے ھیں ' کہ دین و دنیا کا کوئی خیال اور اسلام و مسلمین کی کوئی مصلحت انکی نظروں میں انسے اھم تر نظر نہیں آتی ' اور انکے عقیدے میں اب مسلمانوں کیلیے اسکے سوا دنیا میں کوئی کام باقی نہیں رھا ہے کہ گذشتہ منازعات و مناقشات کی نسبت تصنیف و تالیف و جرح و تعدیل کا بازار گرم کیا جاے ' اور قوم وملت اپنی زندگی کو اسکے مطالعہ کیلیے وقف کردے !!

ان بزرگوں کے ساتھہ ایک دوسرا روشن خیال ' اتحاد دوست اور " مصلحت " فرما طبقہ ہے' جسکا خیال ہے کہ اس طرح کے تمام مباحث چونکہ اسکی مطلعہ " مصلحت وقت " کے خلاف ھیں' اسلیے بہتر ہے کہ ھمیشہ کیلیے انکو مدفون مقبرۂ ذھول و نسیان کردیا جاے' اور کبھی انکی طرف اشارہ بھی نہو -

گویا اس خیال کے بزرگوں کے نزدیک سیاہ و سفید' حق و باطل' صدق و کذب' نور و ظلمت' اور معروف و منکر کی بنیاد حقیقت نہیں' بلکہ " مصلحۃ " ہے' اور تمام تاریخی اسفار' اور مجلدات آثار دنیا سے نابود کر دینا چاھئیں' کیونکہ وہ " مصلحت وقت " کے خلاف ھیں !!

لیکن اس عاجز کا مسلک ان دونوں مذاھب سے مختلف ہے - میں دونوں جماعتوں کو افراط و تفریط میں دیکھتا ھوں - اپنی تمام قوت علم و دین کو محض تاراج مجادلہ و مکابرہ کرنا ' اور امور متنازعہ کو خواہ نخواہ زندہ کرکے امن و اتحاد و جمعیۃ کلمہ میں خلل انداز ھونا ' عقل و شرع ' دونوں کے لحاظ سے مضر ہے ' لیکن ساتھہ ھی میں اس " مصلحت اندیشی " کا بھی قائل نہیں ' جسکے معنے یہ ھیں کہ تاریخی مباحث و تحقیقات کا سد باب کردیا جاے ' تصحیح حال ' و تعدیل اعتقاد ' و تحسین اعمال حسنہ ' و ذم اعمال سئیہ کو روک دیا جاے' اور دفاتر اخبار ' و اسفار آثار کے دروازوں پر یک قلم قفل چڑھا دیا جاے -

تاھم بحالت موجودہ میں اسکی بالکل ضرورت نہیں دیکھتا کہ ان مباحث میں اپنا اور ناظرین کا وقت صرف کروں - وہ وقت ' کہ ھماری فرصتیں قلیل ' اور ضرورتیں لا تعد ولا تحصی ھیں' اور پھر یہ بحثیں تو ھماری زندگی سے وابستہ ھیں ' لیکن پیش آنے والے حالات تو وہ ھیں' کہ ھماری زندگی ھی کو مشکوک ' اور ھماری ھستی ھی کو معدوم کر دینے والے ھیں -

الہلال کی گذشتہ جلد کے اختتام ' اور نئی جلد کے فاتحہ میں " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کی (کہ اصل مقصود دعوت الہلال ہے) تاریخ کی طرف مختصر سا اشارہ کیا گیا تھا ' اور اس فصل مخصوص امۂ مرحومہ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ھر زمانے میں حکمۃ الہیہ نے احیاء شریعۃ و امر بالمعروف کیلیے برگزیدگان امت کو منتخب کیا ' اور انکے ذریعہ حق کا اعلان ' اور باطل کا استیصال ظہور میں آیا - اسی ضمن میں یہ ذکر بھی آگیا تھا کہ اسلام کا اصلی دور زندگی ابتدائی عہد راشدہ تھا' اور پھر اسکے بعد ھی بدعات و محدثات کا سلسلہ شروع ھوگیا تھا - وھاں نہ بنی ھاشم اور بنی امیہ کے منازعات کا ذکر تھا ' اور نہ جمل و صفین کا - نہ بحث تھی ' اور نہ تشخص - لیکن جناب نے اس طرف توجہ مبذول فرمائی ' اور اسکو رسم سب و شتم' و اتباع " رفاض " و سب صحابۂ کرام [رضوان اللہ علیہم] سے تعبیر کیا - ایسی حالت میں ضرور تھا کہ بر سبیل اجمال اپنے خیالات ظاھر کردوں - یہ کیونکر ممکن ہے کہ واقعات سے بالکل چشم پوشی کرلی جاے' اور نہ کیا استبداد و تہز اور حکم بندش علم و لسان ہے کہ ضمناً بھی کہیں صاحبان اعمال خیر کی مدحت ' اور موسسین بدعات و محدثات کی طرف اشارۂ منقصت نہو ؟

(۱۳) پس یہ اسباب ہیں' جنکی وجہہ سے الہلال کے چند صفحات اس ذکر کی نذر ھوگئے - نیز اس لیے بھی کہ اس بارے میں جناب کا اصرار شدید تھا ' ورنہ ناظرین کرام پر واضح رہے کہ اس عاجز کے قلم و دماغ کے لیے امویۂ و عباسیہ کا مبحث نہیں ' بلکہ اب تو اسلام کا سوال درپیش ہے ' اور تاریخ اسلام کا حفظ نہیں ' بلکہ نفس اسلام کے حفظ کی مہم سامنے ہے - اب اسوقت " صفین " اور " جمل " کے واقعات پر غور کرنے کی مہلت کہاں سے ملیں ' کہ یوم " بدر " اور " احزاب " کے واقعات تازہ ھو رہے ھیں !!

مرحوم غالب نے اس بحث کا فیصلہ کردیا ہے :

بحث و جدل بجاے ماں ' میکدہ جوے ' کاندراں
کس نفس از جمل نزد کس سخن از فدک نخواست

اور اسکے ارکان و اعضا ویسے نہیں ہیں ' جیسے کہ پہلے تھے - آہ وہ ' جس کی روایتیں بچپنے سے میں سنتا آیا ہوں ...... پھر اگر ایسا ہی ہے تو خدایا یہ کیا بدبختی ہے' اور تیرے ہاتھہ کو کیا ہوا کہ ہمیں نہیں پکڑتا ؟ .... "

مقدونیا میں ایک اور نیا سامان تنبہ اور اعتبار کا پیدا ہوگیا تھا ' اور نیازی اور اسکے بعض ساتھیوں کی دیدۂ عبرت کیلیے اسکے نظارے نے بھی سرمۂ بصیرت کا کام دیا -

مسئلۂ مقدونیا کی قبل از دستور آخری پیچیدگی اس طرح سامنے آگئی تھی کہ دول ستہ نے اپنے مالی کمشنروں کا ایک تسلط مستقل کر دیا تھا ' اور اسکے ماتحت ترکی فوج کا ایک حصہ دیدیا گیا تھا ' جسکا مقصد بظاہر بتلایا جاتا تھا کہ سعی اجراے اصلاحات اور قدم اس ہے -

یہ ترکی فوج جو باہر کے افسروں کے ماتحت رہتی تھی' انتظام و راحت کے لحاظ سے تمام عثمانی فوج کیلیے رشک انگیز تھی - چونکہ اسکا انتظام یورپین طاقتوں کے کمشنروں کے ماتحت تھا ' اسلیے وہ اسکو باقاعدہ تنخواہیں دلاتے تھے' عمدہ وردیاں پہناتے تھے ' اسکے جوتے ٹوٹے ہوے ' اور اسکے کوٹ پھٹے ہوے نہیں ہوتے تھے' اور ترکی زندگی کی محبوبات ' یعنی قہوہ اور تمباکو کیلیے ترستے نہ تھے -

ان سپاہیوں کا وجود مقدونیا کی عام عثمانی فوج کیلیے ایک تازیانہ عبرت ہوگیا - وہ انکو دیکھتے اور اپنی حالت سے مقابلہ کرتے - اور پھر سوچتے کہ یہ کیا بدبختی ہے' کہ انہی کے بھائی انہی کے سے سپاہی ' انہی کی سر زمین کے فرزند ' چند غیروں کے ماتحت رہکر عیش و خوشحالی کی ایسی رشک انگیز زندگی بسر کرتے ہیں ' اور خود وہ اپنے ملکی افسروں کے ماتحت رہکر اور اپنے ملک کی پرستش کا عہد باندھکر ' ذلت و نکبت ' افلاس و ناداری ' عسرت و تنگی ' اور پریشانی و پریشان حالی میں مبتلا رہتے ہیں ؟

غیروں کو کیوں یہ عزت و عظمت حاصل ہے ' اور انکے ملک کیلیے کیوں ذلت و نکبت کے سوا کچھہ نہیں ؟

نیازی بک لکھتا ہے کہ " میں جب کبھی مقدونیا کے کمشنروں کے ماتحت سپاہیوں کو دیکھتا تو اپنے ہمراز دوست یوسف ضدی سے گھنٹوں اس اختلاف حالت کے اسباب و نتائج پر بحث کرتا - "

* * *

اسی زمانے سے نیازی بک کے خیالات میں تغیر شروع ہوگیا - اسکے احساسات بدل گئے ' اسکے مشاہدات نے ایک نئی چیز پر زندگی ' اور اسکے کانوں قلب میں " خدمت ملک و وطن " کی وہ مخفی آگ روشن ہوگئی ' جو اگر ایک بار روشن ہوجاے ' تو پھر اسکا بجھنا دشوار ہوتا ہے -

اس کے بعد کسی مرشد و رہنما کے بغیر ملکی و ملی کے سر مخفی کو معلوم کرلیا ' اور اسکو یقین ہوگیا کہ ہمارے جسموں کے اندر روح نہیں ہے - کسی پانی سے بھری جاتی ہے ' اور بستر مرض روز بروز مایوسی سے قریب تر ہوتا جاتا ہے -

اسکے کانوں میں ایک مرشد غیبی کی ہروقت صدا آنے لگی کہ " ترکی انسان اس جاکداں ارضی' اس سماء دنیا کے نیچے زندہ نہیں رہسکتا ' جب تک کہ روح حریت اسکی رگوں کے اندر نہ دوڑ رہی ہو ' اور مملکۂ عثمانیہ کا مرض اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ ایک صدی کے اندر اسکے چاروں طرف کی دنیا پلٹ گئی ہے' لیکن وہ ابتک اپنی جگہ پر پڑی ہے "

اب نیازی بک وہ نیازی بک نہ تھا ' جو چند مہینے پہلے اپنی بارک کے فوجی قہوہ خانے میں بیٹھکر اپنے اطراف و جوانب

اعانۃ مہاجرین عثمانیہ

قبلہ مد ظلہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - الہلال ابھی ابھی مجھے ملا ہے - آپکا چھوٹا سا اپیل دربارۂ امداد مہاجرین پڑھنے میں آیا - آپکی ہمت پر جوش اور رشک کے آنسو نکل پڑے - اللہ تعالی آپکو اس سے بھی بڑھکر توفیق عنایت فرماے اور مجھے بھی - لیکن میں اپنے پاس ایسی جیب کہاں سے لاؤں جسکی وسعت اسقدر ہو ' جتنے ان بے خانماں بھائیوں ' بہنوں ' اور ماؤں کی امداد کی ضرورت ہے ' یا جسمیں الہلال کی سی قابلیت ہو کہ وہ ایک عظیم الشان ایثار کے ساتھہ اتنی بڑی رقم اپنے اندر سے نکال دے - ادھر تنگی حوصلہ ملاحظہ ہو کہ جی نہیں چاہتا کہ آپ پر بار بنوں ' یا جو قلیل رقم آٹھہ روپیہ کی دوں وہ بھی میرا ایثار نہو' بلکہ جناب کا - اور اگر محض ایک خریدار ہی پیدا کروں تو پھر میں نے تو کچھہ بھی نہ دیا - اللہ میری مفلسی کو تنگ نکرے ' اور نہ میرے حوصلہ کو پست - لہذا میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اپنی بیوی کی طرف سے (اور کسقدر مقام شرم و غیرت ہے کہ آج میری بیوی جسے میرا نصف ہونا چاہیے تھا ' مجھسے بڑھگئی ہے) ایک جوڑی طلائی بندوں کی پیش کرتا ہوں - میں نے یہ جوڑی اپنے دوست .... کو دیدی ہے - وہ فروخت کرکے قیمت آپکو ارسال کردینگے - ...... میں چونکہ زیور کی قیمت اچھی پڑتی ہے اسلیے اسے وہیں فروخت کرنا مناسب سمجھا - اس ادنی سی رقم کو آپ اس چندہ میں راقم الحروف یا اسکی بیوی کی طرف سے شمار کرلیں ' لیکن ساتھہ ہی عرض ہے کہ ہرگز میرا نام آپکے کالم میں ظاہر نکیا جاے -

پس جسوقت رقم پہنچ جاے فقط اتنا لکھدیجئیگا کہ ایک بدنصیب مسلم جسے بہت کچھہ دینے کی تمنا تھی ' لیکن جو باعث کچھہ نہ رکھنے کے اپنے دل کے ارماں نکال نہیں سکتا "

[الہلال - ذلک ' ولیتنا فس المتنافسون]

[از جناب شیخ محمود صاحب حقہ فروش - اکوٹ ضلع اکولہ ملک برار]

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ - اعانہ مہاجرین کے متعلق آپ نے جس ایثار اور مالی قربانی سے کام لیا ہے میں جہاں تک خیال کرتا ہوں عملی دنیا میں یہ پہلی نظیر ہے - کاش طبقہ امرا بیدار ہوتا اور مالی اعانت میں کوشاں ہوتا تو یہ آفات کی گھٹا جو مسلمانان عالم پر چھائی ہوئی ہے پرزے پرزے ہوکر رہجاتی - وہ مقلب القلوب لوہے دلوں کو اسلام کے درد اور مسلمانوں کی ہمدردی سے بھر دے -

میرے دل نے اسبات کو گوارا نہ کیا کہ اتنی بڑی رقم کا بار آپ کی ایک واحد ذات پر ڈالا جاے - اس بنا پر نیازمند نے آٹھہ روپیہ کی حقیر رقم اعانہ مہاجرین کی مدد میں بذریعہ منی آرڈر خدمت اقدس میں ارسال کی ہے - اس رقم کو آپ اخبار کی قیمت تصور نہ فرمالیں - کیونکہ اخبار کا چندہ ختم ہونے پر اخبار کی مقررہ قیمت برابر ادا ہوتی رہیگی -

[بقیۂ مضمون پہلے کالم کا]

کے دشمنوں کی گرفتاری نئی تدبیریں سوچتا تھا - اب اسکے سامنے آن عظیم الشان دشمنوں کی صفیں تھیں ' جنکے حملے روز بروز اسکی قوم اور اسکے ملک کو برف کی طرح پگھلا رہے ' اور خشک سالی کے چشموں کی طرح سکھا رہے ہیں -

وہ اب شب و روز ایک عشق غیر معلوم ' اور ایک تلاش و جستجوے مجہول کی فکر میں مستغرق رہنے لگا ....

طلب بے عنوانیوں کا پہلا نقش اسکے دل پر کھینچ دیا - جنگ کے ایک پر خطر موقعہ میں اس نے تنہا ۱۸ - یونانیوں کو قید کر لیا تھا ' اور ان میں بعض نہایت ممتاز یونانی فوج کے افسر تھے - وہ اپنے اسیروں کو لیکر خوشی خوشی قسطنطنیہ روانہ ہوا کہ سلطان کے حضور میں پیش ہوکر اپنی خدمت کو پیش کرے - راہ میں امراے یلدیز میں سے ایک امیر کا لڑکا ملا ' اور اسکو معلوم ہوگیا کہ نیازی بک کے ساتھ یونانی اسیر ہیں - قبل اسکے کہ نیازی قسطنطنیہ پہنچے ' مابین ہمایونی سے ایک فرمان شائع ہوگیا ' جسمیں ۱۸ - یونانیوں کو تنہا قید کر لینے کے کارنامے کو اس امیر زادے کے طرف منسوب کیا گیا تھا ' اور پھر اسکے صلے میں ترقی مراتب و مدارج کا اعلان تھا !

نیازی بک کہتا ہے کہ " یہ پہلا واقعہ ہے ' جس نے میری آنکھیں کھولیں ' اور مجھکو اپنے ملک کے حکام ' اور مرکزی بد نظمی کی نسبت علم ہوا "

سنہ ۱۹۰۳ - کے اواخر میں یورپین ترکی کے اندر بلغاری جرگوں کی بغاوت اور شورش کا ہمسایوں نے انتظام کیا ' اور تمام مقدونیا میں آتش فساد بھڑک اٹھی - یہ کوہستانی اطراف اور دیہات و قصبات کے قبائل تھے ' جنہوں نے مختلف جرائم پیشہ سرغناوں کی سر کردگی میں اپنی اپنی جماعتیں بنالی تھیں ' اور پھر باہم ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے تھے ' اور دیہاتوں اور قصبوں کو لوٹتے تھے - یہ بغاوت سنہ ۱۹۰۸ - تک قائم رہی ' جبکہ دستور عثمانی کا پہلا اعلان ہوا -

* * *

حکومت نے جن لوگوں کو بلغاریوں کے مقابلے ' اور سرکوبی کے لیے متعین کیا تھا ' ان میں نیازی بک بھی تھا - وہ پانچ سال تک اپنی رجمنٹ کے ساتھ مقدونیا کے جرگوں کا مقابلہ کرتا رہا ' اور اس عرصے میں اس نے اپنی شجاعت و بسالت ' ایثار نفس و جوش خدمت ملک و ملت ' اور نوع پرستی و انسانی ہمدردی کی نہایت نمایاں مثالیں پیش کیں - اسکا وجود تمام اطراف رسنہ و مناستر کیلیے ایک رحمت الہی تھا - اس نے بلغاری اشرار کے حملوں اور لوٹ مار سے تمام اپنے قرب و جوار کی ابادی کو بالکل محفوظ کردیا تھا ' اور بڑے بڑے مشہور بلغاری ڈاکو اور سرغنے اسکے نام سے ڈرتے اور اسکی شجاعت و کاردانی کا اعتراف کرتے تھے - اسکی ہمدردیوں نے بلا اختلاف مذہب و ملت تمام اطراف و جوانب کے لوگوں میں اسکے وجود کو محبوب القلوب بنادیا تھا - اسکی موجودگی کا یقین راتوں کو تاریکی میں امن و امان کی روشنی تھا ' جو گھروں کے اندر عورتوں اور بچوں کو اطمینان کی نیند بخشتا تھا ' اور بوڑھوں اور معذوروں کو بلغاری وحوش و برابرہ کے حملوں سے بے پروا کردیتا تھا -

ایک ذکی الحس اور حقیقت جو طبیعت کیلیے دنیا کے تمام حوادث و واقعات عبرت و تصدیر کا درس ہوتے ہیں - معمولی عام سپاہی اور فوجی افسر نیازی کی طرح اس کام میں مصروف تھے ' لیکن نیازی بک جو کچھہ کرتا ' اور جو کچھہ دیکھتا تھا ' وہ کسی کو میسر نہ تھا - وہ گو اب تک انقلاب و اصلاح کی کسی تحریک میں شامل نہیں ہوا تھا ' اور اسکے خیالات میں کوئی انقلاب انگیز جدید فکر پیدا نہیں ہوئی تھی ' باہر کے اخبارات کی ملک میں اشاعت مسدود تھی اور علی الخصوص ترکی فوجی زندگی تمام دنیا سے بے خبری اور بے فکری میں کٹتی تھی - تاہم چونکہ اسکا دل محب ملک ' اور اسکا دماغ بیدار ضمیر تھا ' اسلیے وہ جو کچھہ کرتا تھا ' محض فوجی فرض ' اور حق تنخواہ کے جذبے سے نہیں ' بلکہ اپنے ملک کی محبت ' اسکو فتنہ و فساد سے محفوظ کرنے کی آرزو ' اور خلق اللہ کے امن و رفاہ کیلیے -

لیکن اس فوجی خدمت کے اثنا میں اسپر نئی نئی باتوں کا انکشاف ہوا ' اور اس نے حسرت اور غم کے ساتھہ دیکھا کہ اسکے ملک اور ملکی حکومت کی حالت ویسی نہیں ہے ' جیسی کہ وہ بچپن سے سمجھتا آیا ہے -

* * *

وہ لکھتا ہے :

" سب سے بڑھکر جس واقعہ نے اس زمانے میں مجھپر اثر ڈالا ' وہ یہ تھا کہ میں اپنے وفادار ساتھیوں کی زندگی کو خطرے میں ڈالکر ' راتوں کی نیند اور دن کی راحت سے اپنے تئیں تک دلم محروم کرکے ' طرح طرح کی مصیبتوں اور طرح طرح کی مشکلات کے بعد ' کسی مشہور بلغاری سرغنے ' یا کسی مشہور کومی ڈاکو کو گرفتار کرتا ' اور اسکے خونی جرائم اور حملوں سے مظلوم انسانی آبادیوں کو نجات دلاتا ' لیکن جب اسکو مناستر بھیجدیتا ' اور وہاں سے اسکا معاملہ (یلدیز) کے ہاتھوں میں پہنچتا ' تو چند دنوں کے بعد حسرت و تعجب سے سنتا کہ " فلاں یورپین حکومت کے سفیر نے انکے معاملے میں مداخلت کی ' اور وہ فوراً باعزاز و اکرام رہا کردیے گئے " !!

یا درمیانی حکام کو رشوتیں ملگئیں ' اور دوسرے چوتھے دن ہی وہ پھر اپنے قبائل سے آملے !!

اسکے ساتھہ ہی میں دیگر فوجی افسروں کو دیکھتا ' جو میری ہی طرح بلغاری باغیوں کے مقابلے کیلیے متعین تھے ' اور دیگر اطراف مقدونیا سے تعلق رکھتے تھے - نہ انکو غریب دیہاتیوں کے لٹنے کا کچھہ غم تھا ' اور نہ باغیوں کی بادیب و تنبیہ کی کچھہ فکر تھی - نہ انہوں نے ان خطرناک جرگوں سے مقابلہ کرکے انہیں اپنا دشمن بنایا ' اور نہ کبھی انکو گرفتار کرنے کی کوشش کی - اپنے اپنے مقاموں پر پڑے رہے ' اور جب کبھی کسی جگہ کے لٹنے اور تاراج قتل و غارت ہونے کی خبر آئی ' تو دوسرے تیسرے دن معائنے کیلیے چلے جاتے ' اور اپنے روزنامچے میں لکھدیتے کہ " غارتگروں کا کچھہ سراغ نہ لگ سکا " !

تاہم وہ مجھسے زیادہ محبوب و عزیز تھے - !!

میں نے سوچا کہ الہی یہ کیا معاملہ ہے ؟ کیا بچپن سے اعتماد و فکر کی جس حدت میں مقیم ہوں ' وہ محض ایک دھوکا اور فریب ہے ؟ کیا ابتک میں نے جو کچھہ سنا ' اور جو کچھہ سمجھا ' وہ واقعیت اور صداقت سے خالی تھا ؟ .... ؟

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ دنیا کی حکمراں قوموں کی طرح ہم ایک عظیم الشان حکمراں قوم ہیں ' اور ہمارا سلطان دنیا کے بادشاہوں میں ایک بڑا بادشاہ ہے ؟ اگر یہ سچ ہے تو یہ کیوں ہے کہ جن مجرموں نے ہمارے ملک کی عافیت کو تاراج کردیا ہے ' ہم انکو پکڑتے ہیں ' لیکن ہماری حکومت کو اتنا حق بھی حاصل نہیں کہ اپنی مرضی سے انہیں سزا دے ' اور وہ محض ایک یورپین سفیر کے اشارے پر بلا تامل چھوڑ دیے جاتے ہیں ! چھوڑ دیے جاتے ہیں تاکہ وہ پھر آکر ہماری سرزمین کو قتل و غارت اور نہب و سلب سے بھر دیں ! تاکہ مظلوم انسانوں کی عورتیں بیوہ ' اور تاکہ انکے شیر خوار بچے یتیم ہوں !! . یا للعجب ! و یا للاسف ......

اگر ہماری حکومت کا یہی حال ہے ' تو پھر ہماری جانوں کو انکے معاملے کیلیے کیوں معرض ہلاکت میں ڈالتی ہے ؟ ....

کیا یہ سب کچھہ اس لیے ہے کہ ہم ذلیل و حقیر ہوگئے ہیں ' اور اپنے آپکو سنبھالنے پر قادر نہیں ؟ کیا ہماری حکومت کا انتظام '

تعلیم کے لیے - ایک مولوي کي اجازت ملجائے تو بہت مناسب ہے - یہ نیک نظیر نامورري کا باعث ہوگي کہ سرکاري اسکول میں ایک فرماں رواے اسلام کي طرف سے مذہبي تعلیم کا انتظام ہوا - اسکول کو بھي مقابلة زیادہ رونق ہوگي - مسلمان طلبہ مذہبي تعلیم سے مستفید ہونگے - ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول - ہروقت نگراں رہیگا -

قانون ازدواج بیوگان کي تحریک

از جناب نثار احمد خاں صاحب کاکوروي

بیواؤں کے عقد ثاني کا مسئلہ اس قدر ضروري و اہم ہے کہ کوئي دورالدیش و معاملہ فہم دل و دماغ اس کي اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا - میري راے میں اسکے لیے امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں ایک خاص قانون وضع کرنے کي پرزور تحریک ہوني چاہیے - جس کا ابتدائي مسودہ یوں ہوسکتا ہے -

دفعہ (۱) صاحب کلکٹر یا سیشن جج یا اونکے ہمرتبہ عہدہ داران ریاست کو بذریعہ درخواست با ضابط بیوہ کے حالات و متعلقات کي اطلاع ہونا چاہیے -

دفعہ (۲) ہر ایسي درخواست میں بیوہ کي تخمیني عمر - اسباب عدم نکاح ثاني مع اون وجوہ کے جو ولیوں مربیوں یا سرپرستونکي طرف سے کہ مانع نکاح ثاني ہوں درج کرنے چاہئیں -

دفعہ (۳) ہر ایسي درخواست کے گذرنے پر عہدہ دار خود یا اپنے کسي ماتحت افسر کو خواہ وہ آنریري ہوں یا ملازم سرکاري بغرض تصدیق بیانات عرضي گذار کے مامور کرکے عذرات مندرجۂ درخواست کي تصدیق کرائیگا -

دفعہ (۴) درخواست تصدیق شدہ چند معزز مقامي باشندونکے پاس مزید تصدیق و تحقیق کي غرض سے بھیجدي جاے ' اور اُن کي سفارشي رپورٹ پر مناسب لحاظ کیا جاے -

دفعہ (۵) اگر شادي ہونیکے لیے سفارش ہو تو بیوہ جس شخص کي سرپرستي یا نگراني میں ہو اُس کو مناسب وقفہ و مہلت دیکر بیوہ کے عقد ثاني کي ہدایت کرني چاہیے -

دفعہ (۶) مناسب مہلتوں کے بعد بھي اگر تکمیل نہو تو ایسي حالت میں مقامي معززان کو ولي و سرپرست مقرر کرکے تکمیل عقد کرنیکے لیے ہدایت کي جاے -

دفعہ (۷) بحالت بالغ ہونے بیوہ کے حسب سفارش مقامي معزز باشندوں کے تکمیل عقد کے لیے مناسب ہدایات کي جائیں ' جن کے عمل در آمد نہونے پر برادري کے ہر قسم کے رسوم میں شرکت کرنیسے اُسے روک دیا جاے - خود اسکے یہاں کي تقریب غمي و شادي میں اہل برادري وغیرہ کي شرکت ممنوع قرار دي جاے - عدول حکمي کي سزا اخلاقي و معاشي ہونا چاہیے -

دفعہ (۸) خاص عمر کي اور مریض اور ایسي بیوائیں جو صاحب اولاد ہوں اور جنکے عقد کرنیسے اونکي اولاد کي بربادي کا اندیشہ ہو مستثنی قرار دي جائیں -

دفعہ (۹) بیوہ ترکۂ شوہر اول سے محروم نکي جاے - بلکہ ثانی کا اثر عقد اول سے عقد ثاني ترک [illegible] - [illegible] لیے [illegible] -

[illegible] -

کیا عرب سے اسلام کي حکومت مٹ جائیگي ؟

میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے اردو اخباروں میں آپ ہي کا ایک اخبار ایسا ہے ' جو اسلامي معاملات پر آزادي سے بحث کرتے ہوے اپني آواز کو قسطنطنیہ کے باب عالي اور دہلي کے ایوان حکومت تک پہنچا سکتا ہے - اور گو میري ناچیز تحریر اسکے وزین کالموں کے لیے عیب ہے - مگر میں ان خیالات کو اظہار کیے ہوے بغیر نہیں رہسکتا ' جو مجھکو عرصے سے پریشان کررہے ہیں - اگرچہ مجھے یقین ہے کہ وہ اخبار کے کالموں میں شائع ہونے کا شرف نہیں پاسکتے - لیکن اس امید پر کہ ممکن ہے اپ میري راے سے اتفاق کرتے ہوے اپنے قلم مصلحت کو جنبش دیں وہو المقصود -

موجودہ رفتار سیاست کو دیکھتے ہوے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیندہ عرب وحجاز کا حاکم اعلیٰ کون ہوگا - یہ سوال گو بظاہر ایک سرسري بات ہے - مگر موجودہ و گذشتہ واقعات ایک آنیوالے خطرے سے مجھکو ڈرا رہے ہیں ' اور میں چاہتا ہوں کہ جسطرح ممکن ہو ان خطروں کا ذکر مفصل کروں - میں جس خطرناک شہنشاہ عرب کا وحشتناک خواب دیکھ رہا ہوں - اسکي تعبیر ریوٹر ایجنسي نے ترکي و انگریزي معاہدہ خلیج فارس کو ظاہر کرتے ہوے - کردي ہے -

عرب کے موجودہ پالیٹکس کو سمجھنے کے لیے بہتر ہوگا کہ تاریخ عرب میں ترکي اور انگریزي اقتدار کے ماجراے سیاست پر بحث کرتے ہوے معاہدۂ خلیج فارس و مسئلہ ومصر پر راے زني کي جاے :—

" عرب میں ترکي حکومت شریف جعفر " اول سے شروع ہوئي سلیمان صاحبقران (۱۵۲۰ - ۱۵۶۶) کے عہد میں عثماني سلطنت منتہاے عروج پر تھي - اسوقت تمام عرب ترکي ایشیا میں شامل تھا - مگر انیسویں صدي کے شروع میں مدت تک ترکي حکومت عرب میں متزلزل رہي - سنہ ۱۸۴۰ع میں ترکي حکومت کا دوبارہ اعلان ہوا - اور عبد المطلب مکہ کے شریف اعظم مقرر ہوے - لیکن شریف اور پاشا میں منافست کے باعث عبد المطلب کو معزول کرکے محمد بن عون کو حاکم مشہور کیا گیا - ۱۵ - جون سنہ ۱۸۵۸ع کو جدہ میں انگریزي قونصل کے قتل ہوجانے کي وجہ سے انگریزوں اور حجاز کے فرمانرواؤں میں لڑائي ہوئي - جدہ پر گولہ باري کي گئي ' اور اس شرط پر جھگڑا رفع ہوا کہ انگریزوں کو تاوان دیا جاے اور قاتلوں کو سزا دیجاے - نہر سویس کے اجرا سے ترکي کا تعلق مکہ سے قوي ہوگیا - جدہ بحر قلزم کے سلسلہ تار سے ملادیا گیا - بابعالي سے مکہ کو تار پہونچنے لگے - طائف میں تار پہونچایا گیا - شرفاے حجاز کے لیے مخالفانہ کارروائي کا موقع نہ رہا - جنگ روس و روم میں مکہ سے سپاہیوں کے ایک رجمنٹ بھرتي کرنے کي کوشش کي گئي -

سنہ ۱۸۶۹ میں مدینہ ' جدہ ' مکہ اور طایف میں عثماني دفتر اور محکمے قائم ہوے - مکہ میں عبد اللہ ایک ہر دلعزیز شریف تھا - اسکے بعد اسکا بھائي مقرر ہوا جو سنہ ۱۸۸۰ع میں قتل کردیا گیا - اسي سال عبد المطلب دوسرے مرتبہ شریف ہوا - کیونکہ اسکے انتظامات تو اچھے تھے مگر طبیعتوں پہلے ہي سے اُس کي جانب سے متنفر ہوچکي تھیں - عزل کي درخواست کي گئي -

عثمان پاشا نے آکر اس مسن و معمر شریف کو معزول کیا ' اور شہر کي حکومت خود سنبھال لي - ۱۸۸۲ میں حسین [illegible] شریف مقرر ہوا ' اس ہوشیلي سے [illegible] - [illegible] - اور [illegible]

از جناب مولوی یعقوب صاحب ہیڈ مولوی اسکول جمنی ضلع مونگیر

مخدومنا المعظم جناب المکرم مولانا ابوالکلام آزاد - ادام اللہ شموس افاضتکم ساطعۃ علی رأس المومنین وجعلنا اللہ سبحانہ و ایاکم من انصار المسلمین - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - اعانت مہاجرین بے خانماں ترک کے لیے مبلغ آٹھہ روپے ارسال خدمت ہیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم -

حیثیت کے بدل جانے سے حکم بھی بدل جاتا ہے' اب جناب والا کے الہلال نے بحکم : الذین ینفقون اموالہم ابتغاء مرضات اللہ صد ہزار بدر کامل کردیے اور صد ہزار ملاح کونین کو ہیچ کردیا - لی ہذا کل لکم جزاء و کل سعیکم مشکورا - میرا خیال ہے کہ تیس ہزار کی رقم خطیر کے ایثار سے عالی راہ بنانے کی مثال آپ سے پہلے کوئی اخبار ہندوستان کا شاید نہیں ہوا ہے - اسکی مقبولیت کی کافی دلیل آیۃ مذکور ہے - کیونکہ ابتغاء مرضات اللہ سے افضل ترین دوسری کوئی چیز نہیں ہوسکتی - یہ امتیاز جناب والا کا لوجہ اللہ ہے کسی مداح کے مدحت سے اچھا اور کسی حاسد کے چشم پر فتن کے دیکھنے سے برا نہیں ہوسکتا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا -

جناب والا نے غازی شکری پاشا متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ کے خدمات اسلامیہ کی یادگار قائم کرنے کا خیال جو ظاہر فرمایا ہے گو کسی حیثیت سے محمود متصور ہو' مگر بنفسہ بہ چند وجوہ یہ یادگار قابل اعتراض ہے -

(۱) کیا یہ خیال صحیح ہے کہ قوم ترک کے افراد میں بطل امۃ غازی شکری پاشا سے زائد اسلام پرستی و ملک و وطن کے لیے جانفروشی کرنے والا دوسرا کوئی فرد اس جنگ بلقان میں ثابت بالاقدام نظر نہ آیا ؟ اگر یہ خیال صحیح ہے تو انکی یادگار کے لیے یہ کافی ہے کہ اشداء علی الکفار کی صفت سے عامہ مسلمین یاد کیا کریں - تاریخ میں ان کے لیے یہ صفت باحسن حسن الفخار و مکرمت ہے - جنھوں ثانی اگر ایک کے لیے کوئی یادگار قائم ہو اور دوسرے کے لیے نہیں' تو ترجیح بلا مرجح ہے - یقین جانیے کہ اس دور ناکامی و نامرادی میں بھی ہر مسلمان سپاہی جوش ہمت و عزم و ثبات میں خالد وقت ہے' پھر ایک کے لیے یادگار قائم کیجاے اور دوسرے کے لیے نہیں' کیا یہ رائے صائب ہوسکتی ہے ؟

صوفی بالکل حقیقی

از جناب محمد امین صاحب [illegible] ضلع [illegible]

آج وقت کا یہ [illegible] ضلع [illegible] سے [illegible] قطع ہوتا [illegible] اپنی [illegible] حقیقت [illegible] [illegible]

[illegible] [الہلال - [illegible]]

تصحیح ضروری

از جناب شرف الدین احمد صاحب ریاست رام پور

آپ نے اپنے معزز پرچہ " الہلال " مورخہ ۷ مئی سنہ ۱۹۱۳ ع میں میرے قلمبند ترجمیے یعنی " جہنم سے پہلے اور دوسرے خط " پر جو ریویو فرمایا ہے اوس میں جو غلطیاں ہیں اگر براہ کرم آپ اون کی صحت فرماینگے تو میں شکر گذار ہونگا -

(۱) تقریباً دو سال سے میں ہیڈ کلرک جیل نہیں ہوں بلکہ اب ہوم ڈپارٹمنٹ میں عالی جناب صاحبزادہ محمد مصطفی علی خانصاحب بہادر ہوم سکریٹری کی عنایت آمیز ماتحتی میں اپنا فرض منصبی انجام دیتا ہوں -

(۲) اصل کتاب میں تیس خط ہیں - آپ نے ۲۰ - خطوط لکھے ہیں ۳۰ - میں سے صرف دو خطوں کا ترجمہ ابھی شائع ہوا ہے تیسرا زیر طبع ہے -

مدرسہ بجاے مکتب

از جناب نصیر خاں صاحب جلال آبادی

احتشام الملک سلطان الدولہ جناب احمد علیخانصاحب بہادر مرحوم شوہر بیگم صاحبہ بھوپال جلال آباد ضلع مظفر نگر کے رہنے والے تھے - ولی عہد بہادر ریاست بھوپال اور ان کے بھائی کرنل محمد عبد اللہ خاں بہادر جلال آباد کے رئیس اعظم محمد ولایت علیخانصاحب کے یہاں منسوب ہیں -

ان تعلقات نے بھوپال اور جلال آباد میں وابستگی پیدا کر رکھی ہے - جلال آبادیوں کا ارادہ تھا کہ ہر ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال سے ایک ہائی اسکول کے لیے درخواست کیجاے - یہ ارادہ عملی صورت میں ظہور پذیر ہونے بھی نہ پایا تھا - کہ ایک دو اصحاب نے درخواست پیش کی - کہ سرکار عالیہ کیجانب سے جلال آباد کے مسلمان بچوں کی تعلیم کیلیے ایک حافظ قرآن کا تقرر منظور فرمایا جاے - وہاں کیا تھا - دس روپیہ ماہوار پر ایک حافظ صاحب مقرر ہوگئے - جلال آباد کی آبادی چار ہزار ہے - اسمیں بڑی کوشش سے ۱۰۰ طلبہ تعلیم پاتے ہیں - ایک سرکاری مڈل اسکول ہے جس میں طالبعلموں کا شمار ابھی دو سو پچھتر ڈیڑھ سو تھا - اب اس مکتب کے طفیل میں روز بروز تعداد کم ہونے لگی - سررشتہ تعلیم سے جواب طلب ہوا - [illegible] جواب دیدیا گیا ہے لیکن تاہم - بھی [illegible] تعداد طلبہ کی وجہ سے اسکول [illegible] - پھر اب [illegible] ہیں کہ اہل شہر اور [illegible] - ہر ہائنس بیگم صاحبہ کی [illegible] صاحب کلکٹر ضلع مظفر نگر اگر [illegible]

بانسفورس کے ایشیائی ساحل سے انقرہ (انگورہ) کو جو ریل آئي ہے وہ جرمن کے ایک سنڈیکیٹ کے زیر اهتمام ہے - اس لائن کے بغداد تک وسیع هو جانے کي تجویز ہے - عرب میں انگلستان کے دو حاکم رهتے هیں - ایک بو شهر کا برٹش رزیڈنٹ جو قونصل جنرل کے نام سے مشهور ہے - دوسرا عدن میں اوسی نام سے رهتا ہے - بو شهر کے رزیڈنٹ کی نسبت لارڈ کرزن نے لکھا ہے کہ " اسکو اگر خلیج فارس کا بادشاہ بے تاج کہا جاے تو درست ہے - اس کے ماتحت ایک دو مسلح جہاز رهتے هیں - ایرانی اور عرب اپنے جهگڑوں میں اسکو سرپنچ بناتے هیں - ایک جہاز خاص اسکي ضرورت کے لیے رهتا ہے "

اس شاهی اثر کا قائم کرنیوالا کرنیل راس اور اسکا پیشرو سر لوئس پیلی تھا - بحرین کے سرداروں سے بحري امن کے قیام اور دول غیر کي مزاحمت اور انسداد غلامي کے لیے عهد نامے هوچکے هیں - القطر کے جنگجو عربوں سے بھی عهد نامے کیے گئے - سنه ۱۸۵۳ میں دیگر قبائل سے اس شرط پر دائمي عهد نامه هوا تھا کہ بحري لڑائي نہ کیجاے - تمام جهگڑے برٹش رزیڈنٹ سے فیصل کرائے جاتے هیں - اسکے علاوہ ایک خاص عهد نامے کے رو سے شیخ بحرین نے اس مجمع الجزائر کو انگریزي حفاظت میں دیدیا ہے - سواحل الحسا و القطر کے عرب قبائل ترکی حکومت کے مطیع هیں - مگر انگریزوں کے منازعات میں بھی دخل دیتے هیں - القطیف سے بصرہ تک ترکی علاقہ پایا جاتا ہے ملک گیري کي هوس عرب کو اپنے ماتحت بنانے کي بیحد خواهشمند ہے - اور چونکہ ترکی سلطنت میں ضعف کے آثار پائے جاتے هیں تو یہ تخیّل بالکل بجا ہے کہ مصر کي طرح بصرہ و بغداد میں بھي هماري قوت زور پکڑے گي - اور مقدس سرزمین کے هم وارث هونگے - ابن سعود نے کا غذي لڑائی شروع کردي ہے - بري و بحري عسا کر سے امداد کا وعدہ لیا ہے - امیر البحر نے خلیج فارس میں بحري قوت مستحکم کی ہے - پولیٹکل افسروں کے اسٹاف و سلسلۂ تلگراف کي توسیع هونے کو ہے - کویت کا جزیرہ ترکی سلطنت کے ماتحت ریاست ہے مگر مبهرانے سیاست جو چاہے انقلاب پیدا کردے - ترکوں کا فرض ہے کہ اس سیاسي کشمکش کو جہاں تک اسکو فرصت اجازت دے دور کرنے پر جلد متوجہ هوں - اور اپنے حقوق هی کی نهیں بلکہ دراصل اسلام کی حفاظت کریں - مغصوبہ ممالک کو اگر واپس لینے کی طاقت نہیں رکھتے تو کم سے کم اپنے بچی هوئی املاک کو تو بچالیں اور اگر ایسا نہیں کرسکتے تو منتظر رهیں کہ :

" قومے از غیب بروں آید و کارے بکند "

اطـــلاع

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان ' اور لیتھو اور ٹائپ کی مشینیں ' لائي اور سکینڈ هنڈ ملسکتي هیں -

هر چیز دفتر اپني ذمہ داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود هیں :-

(۱) ٹائپ کی ڈبل کراؤن سائز' پلن کی مشین ' جو بہترین اور قدیمی کار خانہ ہے - اس مشین پر صرف دو ڈهائي سال تک معمولي کام هوا ہے - اسکے تمام کل پرزے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلیے مستعد هیں -

ابتدا سے الہـــلال اسي مشین پر چھپتا ہے - دو هارس پاور کے موٹر میں سولہ سو في گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتي ہے -

چونکہ هم اسکي جگہ بڑے سائز کي مشینیں لے چکے هیں - اسلیے الگ کردینا چاهتے هیں -

(۲) ٹریڈل مشین ' جو پاؤں سے بھي چلائي جاسکتي ہے ' ڈیمائي فولیو سائز کي - اس پر هاف ٹون تصاویر کے علاوہ هر قسم کا کام جلد اور بہتر هوسکتا ہے -

فهـــرست

زر اعانـــۂ دولت علیۂ اسلامیـــہ

(۳۳)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم ' بان لهم الجنه

[بذریعہ جناب حامی علي صاحب گولدور (؟) سعي مسلم کلب اوده پور میواڑ ۳ - سو - ۲۳ - روپیہ ایک آنہ ۳ - پائي

(بتفصیل ذیل)

نام	پائي	آنه	روپیه
نبي بخش صاحب	-	۱۳	-
شیرخان صاحب	-	۱۰	۲
جماعت کفش دوزان	-	۴	۲۶
کریم بخش صاحب	-	۱۰	۲
قاسم صاحب	۹	۶	-
رحیم بخش صاحب	-	۱۳	-
مستري رحیم بخش صاحب	-	-	۵
اسحاق صاحب	-	۱۳	-
قادر بخش صاحب	-	۱۳	-
الله رکھه جي ارسلا	-	۱۳	-
نتھي خان عرف ناھتو	-	۱۳	-
شوجي	-	۱۰	-
احمد بخش صاحب	-	۱۳	-
عبدالستار صاحب	۹	-	۴
جماعت کوار ٹولي	۹	۱	۶
ملا محمد و ابراهیم - فخرالدین صاحبان	۹	۱۳	۱۲

علاوہ ازیں ایک انگشتری طلائي بھي عنایت کي ہے - جو درجست ہوکر جداگانہ قیمت دوسرے منی آرڈر کے همراہ روانہ کیجاویگي

نام	پائي	آنه	روپیه
اسلم خان صاحب	۹	۱۳	-
محراب خان	۱۰	۱۰	۹
پیش طلب خان	-	۱۰	۱
حواجو صاحب	۹	۱۰	۱
رمضان خان صاحب	-	۱۰	۱
محراب صاحب	-	۱۰	۱
میاں نمد پوش صاحب	-	-	۱
منشي محب الله خان صاحب	-	-	۱
جمعدار سندهي سلطان محمد صاحب	-	۳	۱۶
سندهي فقیر محمد صاحب	-	۱۳	-
دفعدار تاج محمد صاحب	-	۷	۲
شمس الدین صاحب	-	۶	۲
رتن لال صاحب	-	۱۳	-
پیر بخش صاحب	-	۶	-
صوبه دار چیونٹي خان صاحب	-	۱۳	-
امین اسماعیل صاحب	-	۱۳	-
رحیم بخش صاحب	-	۱۱	۲
ایک خاتون	-	۱۳	-
محمد اکبر خان صاحب		-	۸
بنت عائشه سید صاحب	-	-	۴
بابت فاتحه محرم	-	۷	۱۹
اردلي سردار و دفعدار حوالدار	-	۳	۳
الله دیلي صاحب	-	۳	۱۶
میاں کمال شاہ صاحب	-	-	۵
سلیمان صاحب	-	-	۵
داؤد جي سنگ تراش	-	-	۵
حسن بخش جي سنگ تراش	-	-	۳
عظیم جي سنگ تراش	-	-	۱
رحمن بخش جي والي	-	-	۱
الله رکھه جي چوڑیگر	-	-	۳
جمال الدین جي سنگ تراش	-	-	۳
نصیرالدین جي سنگ تراش	-	-	۲
نعلمي فقیر	-	-	۱
امیرخان جي	-	-	۱
امام بخش جي	-	-	۱
عوض خان جي	-	-	۱
زمان خانجي حوالدار	-	-	۱

کي معزولي تک واپس نہ آیا ' عثمان پاشا سے اہل مکہ ناراض تھے - کیونکہ اسنے شریف کے بچوں اور غلاموں کو قتل کرکے شہر میں ان کے سروں کي تشہیر کرائي تھي - حمزہ پاشا آنکے جانشین نے بغاوت فرو کي - حجاز اور یمن کے درمیان عسیر کا علاقہ ہے ' یہاں کے لوگ قدیم سے بہادر اور آزادي پسند ہیں ' زیدي مذهب کے پیرو هیں - سنہ ۱۸۲۲ سے ۱۸۱۷ تک ترکی افواج نے ان کوهستانیوں سے ۹ لڑائیاں کیں - مگر هر مرتبہ شکست هوئي - سنہ ۱۸۳۳ ر ۱۸۳۴ میں پھر لڑائي جاري هوئي - اگست ۱۸۳۴ ع میں بڑے معرکے کي لڑائي هوئي - جسمیں ترکوں کي فتح هوئي - مگر عرب ترکي قلعوں پر چھاپے مارتے رہے - اور ستمبر میں ترک پھر شکست کھاکر واپس گئے - سنہ ۱۸۳۶ میں پھر حملہ کیا گیا - مگر پہلے سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا -

سنہ ۱۸۳۰ میں عربوں نے ترکوں سے یمن کو جبراً خالي کرالیا - مگر ۱۸۷۲ - میں ترک پھر صنعاء یمن میں داخل هوگئے - کیونکہ امام یمن قبائل کي غارتگري کا انسداد نہیں کرسکتا تھا - اسلیے صنعہ کے سوداگروں نے ترکوں کو حکومت کے لیے دعوت دي - مارچ سنہ ۱۸۷۲ میں احمد مختار پاشا کے زیر کمان بیس هزار جرار ترکي فوج براہ جدہ پہنچي گئي - جو ۵ - اپریل کو صنعاء میں داخل هوئي - اهل شہر نے بغیر لڑائي دروازے کھول دیے - فوجیں صنعاء کے شمالي و جنوبي علاقوں میں هر سمت پھیل گئیں - جب یہ فوج سلطان لحج کے علاقہ کي طرف بڑھي - جسنے انگلستان سے عہد نامہ کیا تھا ' تو عدن کے انگریزي رزیڈنٹ نے جنگي توپ خانہ اور رسالہ بھیجا - اور گورنمنٹ انگریزي نے بابعالي میں اعتراضات پیش کیے - حتی کہ دسمبر سنہ ۱۸۷۲ میں ترکي فوج واپس آگئي - سنہ ۱۸۷۵ میں یمن کي جنوبي سرحد پر یورش هوئي - جو فرو کردي گئي - فوج نے صنعاء پر قابض هوکر امام یمن کو معزول کردیا تھا - مگر مذهبي اثر کي وجہ سے اسکو شہر میں رهنے کي اجازت تھي - اور عثماني سلطنت کے وفاداري کي شرط پر اس کو پنشن بھي عطا هوئي - اسکي وفات پر یحیی حمید الدین زیدیوں کا امام اور باب عالي کا وظیفہ خوار قرار پایا ' سنہ ۱۸۹۲ میں چار سو ترکي فوج یلي عرون سے جدہ کے شمالي ساحل پر ٹیکس وصول کرنے گئي - عربوں نے حملہ کرکے اس کو نیم جان کر ڈالا - اور حمید الدین کو زبردستي سپہ سالار بناکر تمام قبیلے جہاد کے لیے آمادہ هوگئے - یمن میں صرف ۱۵ - هزار ترکي فوج تھي - صنعاء سے امام بھاگ گیا - اور باغیوں نے شہر پر قبضہ کرلیا - مناخہ ' طائر ' یدرم پر بھي تسلط هوگیا - صنعاء - حدیدہ اور شمال کے دو چھوٹے شہروں کے سواے تمام یمن باغیوں کے هات آگیا - اور فیضي پاشا گورنر سابق کي سرعسکري میں حدیدہ کو کمک پہنچي گئي ' جو مناخہ کو فتح کرتے هوے آگے بڑھي - تیس میل پر اسکي مزاحمت کي گئي - باغي بارہ روز تک سیدي المهراني کے زیر کمان ایک تنگ درے میں مزاحم رہے - آخر پسپا هوکر پہاڑوں میں بھاگ گئے اور ترکي فوج بڑھکر صنعاء پر قابض هوگئي - جنوري سنہ ۱۸۹۳ کو تمام شہر مسخر هوگیا - سڑکیں کھل گئیں - بغداد پر ترکوں نے سنہ ۱۶۳۸ میں قبضہ کیا - جو آجتک صوبہ کا پایۂ تخت ہے - سنہ ۱۸۸۴ میں بصرہ بغداد سے علحدہ کیا گیا - القطیف اور الحسا پر ترکوں کا قبضہ سنہ ۱۸۷۱ میں هوا - الحسا آجکل ولایت بصرہ کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے - اور ہفوف میں نجد کا متصرف پاشا رهتا ہے - جزیرہ نماي القطر میں ترکي فوج کا قلعہ ہے ' بحرین اور کویت کے شیوخ ترکي کے باجگذار هیں -

انگریزي اثر

فرماں رواے عمان کو انگریزوں سے وظیفہ ملتا ہے - عدن برٹش مقبوضات میں ایک اهم جزیرہ ہے - یہ یمن - بحیرۂ قلزم اور تمام مغربي عرب کا راستہ ہے ' پہلے پہل سنہ ۱۶۰۹ میں کپتان شارر کے ایسٹ انڈیا کمپني کا جہاز لیکر عدن گیا تھا وهاں اسے قید کرکے فدیہ لیکر رها کیا گیا - اس جہاز کے دو انگریزوں نے روپیہ دینے سے انکار کیا - آنکو صنعاء میں پاشا کے پاس بھیجدیا گیا - سنہ ۱۶۱۰ ع میں ایک اور انگریزي جہاز سے دغا کي گئی - سنہ ۱۸۲۰ ع میں بحریۂ هند (انڈین نیوي) کے کپتان هینس عدن گئے - سنہ ۱۸۲۹ ع میں کورٹ اف ڈائرکٹرز نے عدن کو کوئلہ کا اسٹیشن بنانا چاها - مگر پھر اس خیال سے باز رہے - لیکن سواحل عدن میں جب ایک جہاز کے ٹوٹ جانے پر بدویوں نے مسافروں اور ملاحوں پر دست درازي کي تو گورنمنٹ بمبئي نے عدن پر سنہ ۱۸۳۸ میں ایک مہم بھیجي - اور لکھا کہ عدن همارے حوالے کردیا جاے - سنہ ۱۸۳۹ میں تین سو یوروپین اور چار سو هندوستاني فوجوں نے جہاز والوں سے گولہ باري کي اور اسکو مسخر کرلیا - عربوں نے براہ خشکي چار مرتبہ عدن لینے کي کوشش کي ' مگر هر مرتبہ نقصان کے ساتھہ ناکامیاب رہے - اسکي باڑیاں ' دمدمے سڑکیں - قلعے بہت مستحکم هیں - هر سال حفاظت کے لیے نئي تعمیرات کي جاتي هیں - اور پراني کو مضبوط کیا جاتا ہے - یہ مقام جو تجارت کا ایک بڑا مرکز اور دنیا میں اول درجے کا کوئلے کا اسٹیشن ہے احاطۂ بمبئی کے زیر حفاظت ہے - ایک ریزیڈنٹ اور دو اسسٹنٹوں کے هات میں عدن انتظام ہے ' نہر سویس کے اجرا سے تجارت بڑھتي جاتی ہے - عدن اپنے نواح کي چھوٹي چھوٹي عربي ریاستوں کے استحکام کا بھی ذمہ دار ہے - جزائر سقوطرہ اور جزائر کوریا موریا بھی عدن سے ملحق کردیے گئے - اور افریقہ کا ساحل سومال بھی - سقوطرہ کا رقبہ ۱۳۸۲ میل مربع سے زائد ہے - اور آبادي دس هزار کے قریب - سنہ ۱۸۸۶ میں سلطان سقوطرہ سے اسکي حفاظت کا عہد نامہ هوا - کوریا موریا کے پانچ جزیرے سلطان مسقط نے بحیرۂ قلزم کا سلسلۂ تار قائم رکھنے کے لیے انگریزوں کو دیے تھے جو بہت زرخیز هیں - حدیدہ کے شمال بحیرۂ قلزم میں طولاً ۱۵ - میل اور عرضاً ۵ - میل جزیرۂ کمران (کامران) واقع ہے - یہ بھی مقبوضات انگریزي میں خیال کیا جاتا ہے - یہاں حجاج کو قرنطینہ میں رهنا پڑتا ہے - جزائر بحرین پر بھی انگریزوں کا اثر ہے - موجودہ سردار شیخ عیسی کو سنہ ۱۸۶۹ میں انگریزوں هي نے تخت نشین کیا - اور اپني حفاظت میں لیا - سنہ ۱۸۷۰ میں اسکو باقاعدہ حکمراں بناکر دوسرے مدعیوں کو هندوستان میں جلاے وطن کردیا - دو شہر کا انگریزي ریزیڈنٹ ان جزائر کي نگراني کرتا ہے - تاهم یہ سلطان کے مقبوضات سمجھے جاتے هیں -

بحیرۂ قلزم کے سرے پر جزیرۂ پیرم سنہ ۱۷۹۹ ع میں ایسٹ انڈیا کمپني کے قبضہ میں آیا - اور بمبئی سے وهاں فوج بھیجي گئی - مگر چند هي روز میں واپس بلا لي گئي - سنہ ۱۸۵۷ میں پھر انگریزي دخل هوگیا - سنہ ۱۸۶۱ میں لائٹ هاوس کي تکمیل هوئی ' اور قلعہ میں مستقل فوج متعین کي گئي - مصر کے عربي مقبوضات پر بھي انگریزي حفاظت رهتي ہے - جزیرۂ نماے سینا - اور بحیرۂ قلزم کا ساحلي علاقہ نہر سویس کے گورنر جنرل کے زیر حفاظت ہے - خلیج فارس اور بحیرۂ روم کو ملانے کے لیے فرات سے بصرہ تک اور پورٹ سعید سے مشرق هوکر بصرہ تک ریلوے بنانے کي تجویزیں هیں - مجوز انگریزي و مصري حکومت ہے - انگلستان سنہ ۱۸۷۲ سے بري واسطے سے ریل بنانا چاهتا ہے مگر ابھي عملي صورت میں نہیں لا سکا -

ریویو آف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

نام	روپیه	آنه	پائی
وزیر علی جی سنگ تراش	۱	۰	—
سلیمان جی سنگ تراش	۱	۰	۰
بهورو جی سنگ تراش	۱	—	۰
بهورو جی سنگ تراش	۱	۰	۰
سنده جی گهاسی جی	—	۸	۰
میران بخش جی سنگ تراش	۱	۱۴	—
پیرو جی صاحب	۰	۱۳	۰
علی جی صاحب	۰	۳	۰
تائید ولی شهرادے پور	۹	۱۵	۰
محمد حسین خان صاحب	۵	۰	۰
دفعدار فضل الهی جی	۱	—	۰
سوار گهاسی خانجی	—	۸	۰
سوار حکیم علی جی	۰	۸	۰
سوار شیر محمد جی	۰	۸	۰
نشان بردار سردار خانجی	۱	—	۰
گل محمد جی	۰	۸	۰
عنایت خان سپاهی	۰	۸	۰
علم حسین جی سپاهی	۰	۸	—
خدا بخش جی سپاهی	۱	—	—
روزور خانجی سپاهی	—	۸	۰
خواجور خان جی سپاهی	—	۸	۰
الیار خان جی سپاهی	۰	۸	۰
کالو جی سپاهی	۲	۲	۰
سلیمان جی سپاهی	۱	۰	—
نور خان جی سپاهی	—	۸	۰
دلو جی سقه	—	۸	—
منیر خان جی سپاهی	۰	۸	۰
چهتر خان جی سیوانی	۰	۴	۰
کپورو جی چوڑی ساز	۲	۸	۰
دهن جی چوڑی ساز	۰	۴	۰
ٹامڑ جی چوڑی ساز	۱	۰	۰
حافظ محمد اسماعیل صاحب	۱	۰	۰
فقیر روش شاه جی	۰	۰	۰
فقیر چمن شاه	۰	۲	۰
پیر محمد جی	—	۸	۰
کیسر چوڑی ساز			
گلاب صاحب	۰	۴	۰
بهشتی منا جی	۰	۸	۰
محمد صدیق صاحب	—	۸	۰
لال محمد صاحب	۰	۳	۰
حوالدار غلام رسول صاحب	۱	۰	۰
جمعدار اکبر محمد صاحب	۰	۱۲	۰
مبارک صاحب	۰	۹	۰
اوستا حولی بخش صاحب	۱۷	۲	۰
ابراهیم صاحب	۴	۰	۰
عبدالرحمن صاحب	۸	۰	۰
الله بیلی صاحب	۰	۱۳	۰
منشی الهی بخش صاحب	۱	۱۰	۹
جمعدار شاه نور خانصاحب	۰	۱۳	۰
امیر صاحب	۰	۱۳	۰
قمرالدین صاحب	—	۱۳	۰
ولی محمد صاحب	۱	۰	۰
وزیر خانصاحب	۱	۰	۰
محبوب خانصاحب	۰	۱۳	۰
منشی کریم الدین صاحب	۰	۹	۰
مولی علی محمد صاحب	۳	—	—
سید مراد علی صاحب	—	۱۳	۰
قاضی علی صاحب	۱	۱۰	۰
کریم بخش صاحب	—	۱۳	۰
شمس بخش صاحب	—	۱۳	—
حکیم امیر محمد صاحب	۰	۱۳	۰
غلام صادق محمد صاحب	۰	۱۳	۰
ملا رحیم بخش صاحب	۰	۱۳	۰
پیر علی صاحب	—	۱۳	۰
الله بخش صاحب	۰	۱۳	۰

نام	روپیه	آنه	پائی
کریم بخش صاحب	۰	۱۳	۰
کالو شاه صاحب	۱	۱۰	۰
پیر بخش صاحب	۱	۱۳	۰
نور بخش صاحب	۲	۰	۰
مسماة سکینه بائی	۰	۳	۰
نانی سکینه بائی	۰	۶	۰
زوجه بیا جی صاحب	۰	۱۳	۰
مولوی عبداللطیف صاحب	۰	۱۳	۰
کریم بخش صاحب	۰	۱۳	۶
گهسیٹو صاحب	—	۶	۹
علی محمد صاحب	—	۱۳	—
شفیع محمد صاحب	—	۱۳	—
قطب الدین صاحب	—	۶	۶
علی محمد صاحب	—	۱۳	—
امیرالدین صاحب	—	۳	—
مسماة کالی مائی	—	۹	۶
حوالدار شیخ میٹھو صاحب	—	۱۳	—
منشی ابراهیم خانصاحب	—	۱۳	—
نور محمد صاحب	—	۱۳	—
ابراهیم صاحب	۲	—	—
بهاو ج گهیسو جی چوڑیگر	—	۶	—
چاندو صاحب			
کالو صاحب	—	۳	۳
چاند محمد جی اوستا	۱	۱۰	—
مسماة ساکر بائی	—	۶	—
علاءالدین صاحب	—	۱۳	—
اسماعیل صاحب	۱	—	—
نتها جی بهشتی	۱	—	—
الهی بخش صاحب	—	۶	۶
کریم بخش جی اوستا	—	۲	۳
کمال صاحب	۱	—	—
میجر سید شاه خانصاحب	۳	۴	—
خانساماں صاحب	۲	—	—
محمد یوسف صاحب	—	۸	—
اوستا جلال بخش صاحب	—	۳	۳
اوستا چاند محمد صاحب	—	۸	—
اوستا علی محمد صاحب	—	۹	۶
اوستا چاند محمد صاحب	—	۱	۶
والده سوهن بخش صاحب	—	۱	۹
والده علی جی اوستا	—	۱	—
زوجه قاسم جی اوستا	—	۶	—
زوجه اله بخش اوستا	—	۹	—
همشیره غوث محمد صاحب اوستا	۱	—	—
زوجه غوث محمد صاحب			
گل محمد جی	۰	۱	۶
شیخ نبی بخش جی	۰	۳	۳
قادر بخش جی	—	۱۳	—
کالو جی	—	۳	۳
گهاسی جی	—	۳	۳
کریم خانصاحب	—	۸	—
الله رکها جی	—	—	۹
رحیم بخش جی زرگر	—	۹	—
سوهن بخش جی زرگر	—	۹	—
قاسم جی اوستا	—	۹	۹
خواجو جی میوه فروش	—	۱۳	—
مصاحب خانصاحب	۱	—	—
روز کا ما کل کله میزان	۳۰	—	—

Printed & Published by A. K. Azad, at The Hilal Electrical Print. Press House, 7/1 McLeod Street, Calcutta.

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4-12

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد ابوالکلام آزاد الدہلوی

محل اشاعت

مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغرافی

الہلال

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳

کلکتہ: چہار شنبہ ۵ رجب ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta Wednesday, June 11, 1913.

فہرست

تصاویر

شذرات

مسجد " مچھلی بازار " کانپور

کانپور کی مسجد کے انہدام کا مسئلہ اخبارات تک پہنچ چکا ہے - واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے :

کان پور میں ایک نئی سڑک نکل رہی ہے ' جس کا نام اسہ - بی روڈ ہے - یہ سڑک کلس بازار اور مچھلی بازار سے ہوتی ہوئی مول گنج پہنچیگی - کلس بازار میں ایک مندر سڑک کے وسط میں پڑتا تھا - میونسپلٹی نے اسکے متولی سے مندر کے لینے کی بابت گفتگو کی ' چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ منہدم کردیا گیا -

مچھلی بازار میں بھی ایک مندر بعینہ اسیطرح حائل تعمیر شاہراہ تھا ' اسپر بھی میونسپلٹی نے قبضہ کرنا چاہا مگر اسکے متولی نے صاف انکار کردیا ' اور شہر میں یہ خبر گرم ہوگئی کہ اگر مندر مسمار کیا گیا تو میونسپلٹی کے معماروں کا تیشہ پہلے سروں پر پڑیگا ' اسکے بعد مندر کی دیواروں کی نوبت آئیگی ! پس ایسی حالت میں ضرور تھا کہ اس مندر کی قسمت کا فیصلہ اسکے پیشرو کی طرح نہوتا -

زمانۂ قدیم کے برخلاف موجودہ زمانے کی سیاست کے فیصلے خریدے جاسکتے ہیں - البتہ یہ ضرور ہے کہ انکی قیمت نہایت گراں ہوتی ہے -

جن ہاتھوں میں اسقدر قیمت دینے کی ہمت ہوتی ہے ' وہ اسکے فیصلے خرید لیتے ہیں ' پر جو تہی دست ہیں ' انکو محرومی کی شکایت زیبا نہیں -

غالباً پہلے مندر کی طرح اس مندر کیلیے بھی بالا ترین مقامات حکومت سے فیصلہ ہو چکا تھا ' مگر ان حالات کے بعد منسوخ ہوگیا -

لاکھوں بے خانماں مہاجرین،

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ " خدا کیلیے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں' اور جاں بلب بچے ہیں - جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا' اور جنکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے - جو مرگئے' انکو دفن کر دیں' جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' لیکن جو بد نصیب زندہ' مگر مردے سے بدتر ہیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا قتا ماں کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر کا چندہ ہو چکا ہے' اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں ہے' اسی کیلیے کوشش کرتا ہے -

(۱) کم ازکم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے' کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے' اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجدی گئی ہے -

اس بارے میں جو صاحب نقد اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ '

یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین

جامع ایا صوفیا کے ساحلی

جولہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ خود بھی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے -

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا مقدر کے امکان سے باہر ہے' مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آسے مل رہا ہو' وہ خود نہ لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیدیتے' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ **دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا ہے - آج کی تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیجدینگے'** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروری اخراجات خط وکتابت کیلیے وضع کرکے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار آنکے نام جاری کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ بے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کچھہ ہے' پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہوجائیگا - اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت سے ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال آسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہہ' اس کار خیر کیلیے وقف کر دیتا ہے -

(۵) اس وقت ماہوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط ہے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپنی تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کرلیتا ہے - دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیے کے نقصان میں ہے' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں' تاہم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کردیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی' اس سے گریز کرنا' اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھہ پھیلاتے رہنا' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزارہا روپیہ کار خیر میں دیتے ہیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے' لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداری بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے' جو یورپ اور ترکی کے اعلے درجہ کے با تصویر' پرتکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے - محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے - اس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیہ" ترکی کے حالات جنگ" کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے - "نامورانِ غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکی ایک با تصویر سرخی ہے' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں - مقالات' مذاکرۂ علمیہ' حقائق و وثائق' المراسلۃ و المناظرۃ' اسئلۃ و اجوبتہا اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے' اور کارڈ کی پیشانی پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

اور اسلام ' دونوں دعا پڑھتا ' اور اسکا لفظ لفظ الصلح و منت '
خشوع و خضوع ' ارادات و عقیدت ' و تضرع و ابتہال تعبدانہ میں
ڈوبا تھا ! !

تا ہم جو واقعات اخبارات میں شائع ہوے ہیں ' انسے معلوم
ہوتا ہے کہ ہز آنر بالعانہ نے مقامی حکام سے مشورہ کے بعد میموریل
مسترد کردیا :

برہمن می شدم گر اینقدر زنار می بستم ! !

کانپور کی خصوصیت نہیں - ہر جگہ اس طرح کے کاموں کو علوم
انجام دے نہیں سکتے ' اور بد قسمتی سے خواص نے ' جو آج اسلام
کے جزو کل کو اپنے ہاتھوں میں رکھنے کے خواہشمند ہیں ' صرف
دعاؤں کے اٹھے ہوے ہاتھوں ' اور زمین پر رو بسجود سروں کے
رکھنے ہی کی مشق کی ہے - حالانکہ اسطرح عالم کی ادنے
ترین موجودات یعنے جمادات تک کا مقابلہ ممکن نہیں ' چہ جائیکہ
ذي روح اور دلاوے قوت انسان کا ' جو صرف قوت ہی کا قائل '
اور صرف زور ہی کا بندہ ہے !

یہ سچ ہے کہ حریفانہ طلب حق کی جگہ عجز و تذلل کے ساتھہ
التماس معروضات ' زیادہ آسان اور آرام دہ طریقہ ہے ' اور بہتر تھا
کہ ہمیں اسی کا عادی رکھا جاتا ' لیکن کیا کیجیے کہ حالات و تجارب
اور صد مشاہدات و نتائج اسکے برعکس ہیں ' اور اگر اپنی گذشتہ اور
موجودہ حالت پر قانع نہ رہیں ' تو اسمیں ہمارا قصور نہیں -

اسي کانپور میں ' اسي معاملے سے متصل ' اور اسي مسئلہ کے
مماثل ' دو مندروں کا واقعہ موجود ہے - پہلا منہدم ' مگر دوسرا اپنے
وجود حي و سالم کے اندر ایک صداے تنبہ ' اور ایک اعلان بصیرت
ہے - پھر کیا وہ اس قانون حماسہ کي شہادت نہیں دے رہا کہ
" ہر شئے کي زندگي صرف اسکي قوت کے اظہار میں ہے ' نہ کہ
تذلل اور عجز انکسار میں " ؟

یہ تو تازہ واقعات ہیں ' گذشتہ واقعات کو بھي اگر سامنے لایا جاے
تو اسی کانپور میں نظائر کی کمی نہیں ' مولگنج کے چوراہے پر بھی
ایک مسجد واقع ہے - جب ہالسي روڈ نکل رہی تھي تو بعینہ ایسا
ہی واقعہ پیش آیا تھا ' یعني مسجد کا ایک حصہ لیے بغیر سڑک
صاف نہیں ہوسکتی تھی - اسوقت کلکٹر ضلع ہالسی صاحب تھے -
مسلمانوں کا ایک وفد انکے پاس گیا اور اسوقت کے مسلمان شاید
اسوقت کے سے مسلمان نہ تھے - اس مسئلے کی بابت گفتگو کی - صاحب
موصوف نے شعائر اسلامیہ پر دست درازي مناسب نہ سمجھی '
مسجد کی ایک انچ زمین بھی نہ لی ' اور سڑک کو ویسا ہی رہنے
دیا - چنانچہ آج تک یہ مسجد م - میٹ سڑک پر نکلی ہوئی ہے '
اور میں خود آسے دیکھہ چکا ہوں -

وہی حاکم ہے اور وہی قانون - پھر یہ کیا ہے کہ جس عمارت
پر آج سے پہلے دست درازي جائز نہیں رکھی گئی تھی ' اس
پر آج تا اس ہمہ گریہ و زاري ' تضرع و فغاں سنجی ' اظہار وفا
کیشی و دعا گوئی ' بے نیازانہ دست درازي کیجا رہی ہے ؟
یہ زمانہ قوت پرستی کا ہے - اسمیں فغاں سنجی بے سود ' اور اشکباري
بیکار سمجھی جاتی ہے - جس قوم کا مبلغ جد و جہد یہیں تک
ہو ' اسکو کوئی زندہ تسلیم نہیں کرتا - مردوں کو ٹھکراتے ہیں ' مگر
زندہ انسان کی تعظیم کیلیے استقبال کیا جاتا ہے !

بہرحال یہ تو اس مسئلے کي پچھلے سر گذشت تھي -
میموریل بھیجنے والوں اور رزولیوشن پاس کرنے والوں کو جو کچھہ
کرنا تھا کرلیا ' اور جو کچھہ اسکے نتائج تھے ' سامنے ہیں ' لیکن اب
سوال یہ نہیں ہے کہ کل تک کیا ہوا ؟ بلکہ غور اسپر کرنا ہے کہ
کل کیا ہوگا ؟

عہد و مواعید ' امید و توقع ' سعي و سفارش ' آہ و زاري ' عرض
تمنا ' اور امروز و فردا ' تا بکے ؟ اور غفلت و اہمال تا کجا ؟ کچھہ
عجب نہیں کہ عمائدین کانپور کو اپني دعا ہاے اقبال دولتہ ' اور
گدایانہ التماسات و معروضات سے فرصت نہ ملے ' اور اسلام کي ناموس
و عزت کا جو کچھہ فیصلہ ہونے والا ہے ہو جاے - ہمارا تخاطب
اسوقت عمائدین کانپور سے نہیں بلکہ وہاں کي عام پبلک سے ہے -
ہم کو تازہ ترین حالات معلوم نہیں ' لیکن آخري اطلاعات تک
حالات بدستور تھے - اگر انہیں اپنی مسجد کا بھی وہی حال دیکھنا
منظور نہیں ' جو حال میں انکے سامنے ایک مندر کا ہوچکا ہے '
تو خدا را آنے والے وقت کو محسوس کریں ' اور اپنی اور اپنی
مسجد مقدس کی عزت کی حفاظت کو ارباب دولت و جاہ و رسوخ
کے ہاتھوں میں بالکل چھوڑ دینے کی جگہ ' خود اپنے ہاتھوں میں
لیں - کچھہ ضرور نہیں کہ قانون کي خلاف ورزي کي جاے -
پورے امن ' اور پورے سکون کے ساتھہ ہم اپنے ہر حق کیلیے
اپنے جذبات اور انکي قوت کا اظہار کرسکتے ہیں - عام باشندگان شہر
کو فوراً عید گاہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنا چاہیے -
شہر کے علماء اور بزرگان دیني کا فرض اصلي ہے کہ اس معاملے
کو غیر متزلزل قوت اور محکم ثبات کے ساتھہ اپنے ہاتھہ میں لیں '
اور تمام مسلمانان شہر کو اس جلسے میں حکماً جمع کریں - اس
دن شہر کی دکانیں بند ہوني چاہییں ' اور ہر کارو باري
مسلمان کو اپنے خداے قدوس و ذوالجلال کي عبادت گاہ کی عزت
کیلیے ایک دن وقف راہ الہی کر دینا چاہیے - جلسہ پورے سکون
اور وقار کے ساتھہ ہو ' مگر اسکی در و دیوار تک سے جوش ملی
و جذبۂ اسلام پرستی کی گرمی کے شرارے نکلیں - اسمیں یہ
صاف صاف ظاہر کر دیا جاے کہ مسجد کی ، سوا ہمیں کچھہ معلوم
نہیں نہ ہم مسلمان ہیں ' اور ہمارے جسموں سے زندہ گوشت
کے بڑے بڑے ٹکڑے ' کٹي ہوئي رگیں اور ٹپکتے ہوے خون کے ...
کاٹ لیے جاسکتے ہیں ' مگر یہ محال قطعي ہے کہ مسجد کي
زمین ' اسکي عمارت ' بلکہ اسکي چار دیواري کے اندر کے کسي
جزو سے ' ایک انچ ' ایک انگل ' ایک جو برابر بھی کوئی ٹکڑا الگ
کیا جاسکے ! !

تم اپنے اندر موت پیدا کروگے تو قوت بھي تمہارا ساتھہ دیگي -
خدا تعالی نے اپنے مخلص بندوں کي صرف اتني ہي تعریف
نہیں کي کہ وہ اللہ کو پکارتے ہیں (ان الذین قالوا ربنا اللہ)
بلکہ اسکے ساتھہ یہ بھی کہا کہ " ثم استقاموا " پھر اسپر مضبوطي کے
ساتھہ جم بھي گئے ہیں - پس استقامت اصل کار ' اور تمام کامیابیوں
اور نصرت یابیوں کا سبب اصلي ہے -

مسجدوں کي جب کبھي بحث چھڑتي ہے تو یہ صرف چند
عمارتوں کا سوال نہیں ہوتا ' بلکہ قومي عزت و ذلت ' اور دیني
تذلیل و تعظیم کا - ایک نظیر اگر آج قائم ہوتي ہے ' تو کل کیلیے
اسکے دامن میں ہزاروں واقعات پنہاں ہوتے ہیں - اس وقت
مسجد کے وضو خانے کا سوال ہے - کس کو معلوم ہے کہ کل محراب
و منبر کا نہوگا ؟ اگر مسجدیں ڈھاکر سڑکیں نکالی جا سکتی ہیں '
تو پھر اقلیم ہند کے کسي شہر کی کسی مسجد کي زندگي بھی
خطرے سے خالي نہیں -

اگر مسلمانان کانپور نے خود استقامت دکھلائی ' تو وہ مطمئن
رہیں کہ تمام مسلمانان ہند انکے ساتھہ ہیں ' اور پھر ضرور ہے کہ
ہز آنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کی دانشمند گورنمنٹ بھي انکی
نصاف طلبی کي صدا سے اغماض نہ کریگی - و اللہ عاقبۃ الامور -

یہ واقعہ ہز آنر سر جمس مسٹن بالقابہ کے عہد حکومت کا ایک امید افزا اور سبق آموز واقعہ تھا - ہم نے سنا ہے کہ مژدہ تنسیخ سے ہندوؤں کو جسقدر مسرت ہوئی' اتنی ہی مسلمانوں کو بھی ہوئی - اوّلاً تو اسلیے کہ جہاں تک ہمیں علم ہے ' کانپور کے ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات نہایت خوشگوار ہیں' ثانیاً اسلیے بھی کہ دنیا کے قانون حیات اجسام اور حکومتوں کے اصول کار کا ایک تازہ ترین تجربہ ہوگیا تھا ' اور معلوم ہوگیا تھا کہ اگر مسلمان بھی اپنے شعائر دینیہ اور ناموس ملت کی حفاظت کے لیے استقامت و پامردی کے ساتھہ کوشش کرینگے ' اور اسکی مطلوبہ قیمت دینے کے لیے تیار رہینگے تو ضرور انکی خواہشوں کا بھی لحاظ رکھا جائیگا -

اس واقعہ کے چند دنوں بعد مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ اس مندر کے مغرب و جنوب میں چند گز کے فاصلے پر جو ایک مشہور و آباد مسجد واقع ہے' اسکا بھی ایک حصہ صرف اسلیے لے لیا جائیگا کہ مجوزہ سڑک کی کجی نکل جائے -

حسن اتفاق سے اسی زمانے میں صوبہ کے ہر دلعزیز لفٹنٹ گورنر دورہ فرماتے ہوئے کانپور تشریف لائے -

بورڈ کے بعض مسلمان ممبروں نے ہز آنر سے مسئلۂ مسجد کے متعلق گفتگو کی - جہاں تک ہم کو علم ہے' ہم یہ لکھنے کیلیے وجوہ پاتے ہیں کہ ہز آنر نے حسب عادت اسپر نہایت ہمدردی ظاہر کی اور اطمینان دلایا کہ مسلمانوں کی مذہبی عمارت کا احترام ہر حال میں ملحوظ رہیگا -

اس سے زیادہ اسی وعدہ کیلیے صاف اور صریح الفاظ نہیں ہو سکتے ' جو کہے گئے تھے کہ " ہندو مسلمانوں کے معابد میں کسی طرح بھی دست اندازی نہیں کیجائیگی "

صوبے کے سب سے بڑے حاکم کے اطمینان دلانے کے بعد پبلک کو ضرور مطمئن ہونا ہی چاہیے - پھر ایک وعدہ کی حیثیت سے دیکھیے تو اسکا اخلاقی احترام نا گزیر ہے - پس مسلمانان کانپور بالکل مطمئن اور فارغ البال ہوکر بیٹھہ گئے - جو قوم آج تمام مساجد عالم کی طرف سے بے پروا اور فارغ البال ہو' جسکو ان تمام مساجد سے اعظم و اقدس ' اس عبادت گاہ الہی اور اولین مسجد اسلام کی طرف سے بھی کوئی بے اطمینانی اور تشویش فکر نہو' جسکا وجود اسکی ہستی ملی و دینی کا حقیقی سرچشمۂ حیات ہے ' وہ اگر ایک ملک کے ایک شہر' اور ایک شہر کی بھی ایک مسجد کی فکر سے فارغ و آسودہ خاطر ہو بیٹھے ' تو یہ کونسی تعجب کی بات ہے ؟

مسلمانوں کی غفلت تو ضرور قابل تعریف ہے کہ دنیا کی کوئی فکر بھی اسمیں خلل انداز نہیں ہو سکتی ' لیکن قدرت کی اس ضد کی بھی داد دینی چاہیے کہ اسنے بھی انکے ہر اطمینان کو اضطراب سے بدلدینے کا پورا تہیہ کر لیا ہے - ہمارے ہر اطمینان کی طرح اس اطمینان کی عمر بھی زیادہ نہ نکلی - تھوڑی ہی مدت کے بعد امپروومینٹ ٹرسٹ کمیٹی نے اس صاف و صریح وعدے کے باوجود ' یہ رزلیوشن پاس کر دیا :

" مسجد کا مشرقی حصہ لے لیا جائے اور اسکے عوض میں مسلمانوں کو مسجد کے مغربی حصے میں زمین کا ایک ٹکڑا دیدیا جائے "

کمیٹی کا یہ رزولیوشن جب بورڈ کے جلسے میں تصدیق (کنفرمیشن) کے لیے پیش کیا گیا ' تو مسلمان ممبروں نے اسکی مخالفت کی' اور بالاخر اس جلسے میں اس رزولیوشن کی تصدیق ملتوی کر دینی پڑی -

قاعدہ ہے کہ اہم اراضی متنازعہ فیہ کے معائنہ کے لیے مجسٹریٹ ضلع خود آتا ہے - چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کانپور مسجد کے معائنے کیلیے بہ نفس نفیس تشریف لائے اور " بوٹ پہنے ہوے " مسجد کے اندر تشریف لے گئے - معززین شہر اور مقربان بارگاہ میں سے اکثر اصحاب انکے پیچھے پیچھے دست بستہ موجود ہونگے ' مگر مجھے اسمیں شک ہے کہ کوئی " مسلمان " بھی انکے ساتھہ تھا یا نہیں ؟

اس معائنہ کے بعد شہر کے سر بر آوردہ مسلمانوں کا وفد کلکٹر ضلع کے در دولت پر حاضر ہوا ' اور " اپنی جہل سالہ مسلمہ قومی پالیسی " کے اصول پر بصد عجز و نیاز و العجز و زاری التجا کی کہ اپنے فرمان واجب الاذعان پر نظر ثانی فرمائی جائے ' لیکن ارشاد ہوا کہ قضاء مبرم کے فیصلے میں ترمیم ممکن نہیں !

بورڈ کا جب دوسرا جلسہ ہوا تو اسمیں ایک مسلمان ممبر نے اسکی نسبت تجویز پیش کی ' مگر نا منظور کر دی گئی -

اس معاملے کی سرگذشت میں سب سے زیادہ اہم اور قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں مسلمانوں کی اعانت کیلیے بورڈ کے انصاف پسند ہندو ممبر بھی مستعد تھے ' اور اس سے کانپور کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی نسبت تعجب انگیز مسرت ہوتی ہے -

بورڈ کے تیسرے جلسے میں ہندو اور مسلمان ممبروں نے متفقہ طور پر ایک اور رزولیوشن پیش کیا ' جس کا مقصد یہ تھا کہ " مسجد کا کوئی جزو کسی حالت میں بھی نہ لیا جائے اور اگر بالفرض بورڈ کے کسی ایکٹ کی رو سے ایسا کرنا جائز بھی ہو' تو وہ ایکٹ منسوخ کر دیا جائے " لیکن بورڈ کے تمام انگریز ممبروں نے قاطبۃً اس تجویز سے اختلاف کیا ' اور خود چیرمین صاحب نے انکا پوری قوت سے ساتھہ دیا -

تعداد میں ہندو مسلمانوں کی متحدہ تعداد زیادہ تھی - قاعدہ سے اس کو پاس ہو جانا چاہیے تھا' مگر پاس ہونا یا نہونا صرف تعداد کی اقلیت و اکثریت ہی پر موقوف نہیں ہے ' اور صرف تعداد کے دیوتا کی پوجا جو آج ہندو مسلمان اپنے تعلقات کے مسائل میں کر رہے ہیں' انہیں کون سمجھائے کہ یہی انکی سب سے بڑی گمراہی ہے - اصل شے قوت ہے ' اور ایک قوی وجود بھی ہو ' تو وہ ہزارہا انسانوں پر غالب ہوتا ہے - جب یہاں ایک اور ہزاروں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو پھر اس معاملے کی نسبت زیادہ بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ' جس میں ہندو مسلمان ممبروں کے مقابلے میں انکے سے بہت زیادہ افراد حکومت کی صدائیں کار فرما تھیں' اور اگر یہ بھی نہ ہوتا ' جب بھی صرف چیرمین صاحب بہادر کی ایک نگاہ کرم ہی کیا کم تھی ؟

بہر حال رزولیوشن منظور ہوا ' البتہ ہندو مسلمان ممبروں کے اتحاد اور یک رائے ہو جانے کا یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ اس رزولیوشن کی جگہ ایک دوسرا رزولیوشن اس مضمون کا قرار دیا گیا کہ بورڈ ہز آنر سے سفارش کرے کہ مسجد کا وہ حصہ منہدم نہ کیا جائے

اسکے بعد بعض حضرات کے مشورے سے یہ طے پایا کہ ہز آنر کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا جائے - چنانچہ ایک میموریل تیار کیا گیا ' جس پر عمائد ' رؤسا ' علماء اور اعیان شہر میں سے ۱۲ - ہزار آدمیوں کے دستخط تھے - علماء شہر کا ایک فتوی بھی اسکے ساتھہ منسلک کیا گیا تھا -

" جہل سالہ مسلمہ قومی طرز تحریر " کے مطابق یہ میموریل کمال عجز و تذلل کے " اظہارات اسلامیہ " سے لبریز تھا ' اسکا آغاز

۰ - رجب ۱۳۳۱ ہجری

مسئلۂ سود

به تذکرۂ تحریک آنریبل خواجه غلام الثقلین صاحب

(۱)

یا ایها الذین آمنوا ! لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضاعفة ' واتقوا الله ' لعلکم تفلحون (۳ : ۱۲۵)	مسلمانو ! سود کے لینے سے پرهیز کرو که وه (سود در سود کی صورت میں) دگنا چوگنا هوتا چلا جاے ' الله سے ڈرو (که ظلم و زیادتی سے اسکا غضب ظهور میں آتا هے -) عجب نهیں که اس طرح تم دنیا میں فلاح پاؤ -

آنریبل خواجه غلام الثقلین صاحب نے پچھلے دنوں مسئله سود کے متعلق صوبجات متحده کی کونسل میں جو مبسوط تقریر کی تهی ' وه تمام اخبارات اردو و انگریزی میں چهپ چکی هے - میں وقت فرصت کا منتظر تها که اسکو پڑهسکوں -

اس تقریر کا اخبارات نے عام طور پر تذکره کیا هے ' لیکن میں اسکو دوسری نظر سے دیکهتا هوں -

سب سے پہلے جناب خواجه صاحب کو ایک ایسے ضروری اور اهم مسئلے پر ایک مبسوط ' مدلل ' اور پر معز تقریر کرنے کیلیے تمام قوم کی طرف سے مبارک باد کا مستحق سمجهتا هوں - انهوں نے فی الحقیقت ممبری کے انتخاب کیلیے بہت جلد اپنے تئیں مستحق ثابت کردیا ' اور انکی قابلیت اور قومی خدمات کے قدیمی ولولے اور جوش کو پیش نظر رکهتے هوے ' اس بارے میں جو توقعات کی جاسکتی تهیں ' سچ یه هے که ان میں ذرا بهی نا کامی نہیں هوئی -

هماری حالت اپنے هم وطن بهائیوں سے بالکل مختلف هے ' اور حالت مختلف هے تو هماری تحسین و تقبیح اور جرح و تعدیل کو بهی مختلف هونا چاهیے - ان میں قابلیت اور اداء فرض کا قحط نہیں هے - وه مجالس عامه اور کونسل کے هال ' دونوں میں اپنی قابلیت کے بہتر سے بہتر مظاهر رکهتے هیں ' اور موجوده هندوستان کے چهل ساله عهد میں انهوں نے اپنے کاموں کی ایک اچهی تاریخ مرتب کرلی هے - لیکن هماری حالت اسکے بالکل متضاد هے - قابلیت اور اداء فرض ' دونوں میں همارا خانۂ عمل صفر سے زیاده نہیں - پس ایسی حالت میں اگر هماری قوم کے اندر کوئی چهوٹا سے چهوٹا کام بهی قابلیت اور صداقت کے ساتهه انجام پاے ' تو اسکو اوروں کے بہتر سے بہتر کام کے برابر سمجهنا چاهیے - جوهریوں کے بازار میں هیرے کے مرصع هار کو بهی کوئی نہیں پوچهتا ' لیکن کسی کوئلے کی کان میں موتی کا ایک دانه بهی نکل جائیے ' تو هر شخص کی نظر پڑیگی که یه کیا چیز هے ؟

کونسل کی تاریخ میں مسلمان ممبروں کا تذکره

هندوستان میں مجلس وضع قوانین کی ابتدا کو ایک قرن سے زیاده زمانه گذر گیا ' اور و' زم پر بهی کونسل کا ایک پورا عهد انتخاب گذر چکا هے - لیکن اس تمام عرصے کی پوری تاریخ پڑهه ڈالیے - یه کیسی شرم کی بات هے که وه تمام تر صرف هندؤں کی قابلیت ' راست بیانی ' حق پرستی ' اور اداء فرض کے جدها کارنامه هاے جلیله و عظیمه کی سرگذشت هے ' اور سواے ایک واقعه کے ' مسلمانوں کیلیے کوئی تذکرۂ نمایاں اپنے اندر نہیں رکهتی !

ایک واقعه سے میرا مقصود سید صاحب مرحوم هیں ' جو کونسل کے ابتدائی عهد میں دو بار شامل کیے گئے ' اور جنهوں نے مشهور " البرٹ بل " کے مباحثه میں یادگار حصه لیا تها -

اور زمانه کے بعد صرف مسٹر مظهر الحق کو جانتا هوں جنکو مسلمان ممبروں کی عام حالت سے یقیناً مستثنی کردینا چاهیے -

کونسل کے اندر اظهار قابلیت کے متعدد مواقع هیں - سب سے پہلی چیز تو مناسب اور ممکن النفاذ قوانین کا مسوده پیش کرنا هے - پهر عام مباحث و مذاکرات میں علم و قابلیت اور اجتهاد فکر و راے کے ساتهه حصه لینا ' هر معامله اور قانون کے متعلق ملکی مصالح اور اغراض کی حمایت کرنا ' سرکاری تجاویز و خیالات کے بے اعتدالانه اثر کی اعتدال و قابلیت کے ساتهه مخالفت کرنا ' بجٹ وغیره کے اهم مواقع پر عمده اور مفید مباحث و انتقادات پیش کرنا ' ملک کی عام حالت پر نظر رکهنا ' اور اسکے درس و مطالعه سے کونسل کے کاموں میں مدد لینا ' شمار و اعداد کو هر معاملے کی نسبت خاص طور پر محفوظ رکهنا ' اور هر بحث میں ان سے کام لینا ' مفید اور نتیجه خیز سوالات کرنا ' اور اسکے جوابات سے ملک کی عام معلومات اور راے میں اضافه ' اور حکومت کی غلطیوں کا انکشاف کرنا - یه ' اور اسی طرح کے صدها مواقع هیں ' که ایک قابل شخص کی قابلیت کیلیے کونسل هال میں آزمایش هو سکتے هیں -

پهر حق گوئی اور راست بیانی ایک جوهر اصلی هے ' جسکی هر موقعه پر ضرورت هے - اور جو ایک روشنی هے ' جس سے کونسل کا هال هی نہیں بلکه هر جگه روشن هو سکتی هے -

لیکن افسوس که اس تمام عهد گذشته و رواں میں مسلمان ممبروں نے ' ان تمام امور میں سے کسی ادنی ترین کام کا بهی اپنے تئیں اهل ثابت نہیں کیا -

البته ایک چیز هے ' جسکی قابلیت کا انهوں نے هر موقعه پر ثبوت دیا - اور ایسا قاطع و مانع ' که هندوستان کی کوئی قوم اسکے مقابلے میں اپنے عجز صریح کو نہیں چهپا سکتی - یعنی ملک اور ملکی امیدوں کی تذلیل ' جہل و نادانی کے ساتهه هر سرکاری خواهش کا استقبال ' اور هر صداے حکومت کے آگے بلا تامل رکوع و سجود - اور یه وه صفت ملکوتیه هے ' جو ملاء اعلی و کروبیان عالم بالا کیلیے بهی بہترین وصف هے ' چه جائیکه کونسل هال میں انسانوں کیلیے که : لا یسبقونه بالقول ' وهم بامره یعملون !! (۱)

اس سے بهی زیاده درد انگیز بات یه هے که برائی کے ظهور کی اصلاً دو شکلیں هوتی هیں : ایک نیکی کا عدم ' اور دوسرا بدی پر اصرار - پہلی صورت بہتر هے ' اگر دوسری صورت پیش نه آے - ایک شخص کچهه نہیں کرتا - یه بری بات هے - لیکن اس شخص سے تو وه هزار درجه بہتر هے ' جو نه صرف یه که نیک کام نہیں کرتا ' بلکه

(۱) سورۂ انبیا میں یه آیة فرشتوں کی تعریف میں هے یعنی وه الله کے احکام پر ایسے عامل هیں که اسکے کسی حکم کے خلاف نہیں کرتے - (مدیر)

فہرست زر اعانۂ ہلال احمر

زر اعانۂ دولۃ علیہ کی فہرست گذشتہ نمبر میں جہاں تک شائع ہوچکی ہے ' اسکا میزان مجموعی حسب ذیل ہے - ابھی بقیہ فہرست کی اشاعت باقی ہے ' اور سلسلہ برابر جاری رہیگا -

کل رقم مجموعی از ابتداء فہرست ٢٢٬٢٬١٨ -

روانہ شدہ باسم ہلال احمر ٩٣٬١١ -

فہرست نمبر (١) کی مجموعی رقم ١١٬٨٬٣٬٣ - تھی ' جو ہلال احمر کے عام چندے میں شامل کردی گئی - اسکے بعد ٣٠ سو پاونڈ فہرست نمبر ٢ و ٣ و ٤ و ٥ - سے روانہ کیے گئے - پس دونوں کی مجموعی رقم کا یہ میزان ہے -

باسم وزیر اعظم دولۃ علیہ بلا تخصیص ہلال احمر ٥٠٠٬١١ -

بقیہ .... ٢٬٣٠٬٧

جو فہرست اس نمبر سے شائع ہوگی ' اسکی رقوم اسکے علاوہ ہیں -

ان رقوم کی فراہمی میں جن حضرات نے سعی فرمائی اور نیز جو حضرات آج بھی مصروف سعی ہیں ' بیجا ہوگا اگر الہلال انکا شکر گذار ہو ' کیونکہ انھوں نے جو کچھہ کیا ہے ' اسکی شکر گذاری کا حق کسی انسان کو نہیں - انکا اجر صرف اللہ کے یہاں ہے ' اور وہی بس کرتا ہے -

---

فلسفۂ نظریہ

فلسفہ سے حکمت عملی اور حقائق اشیا سے آگاہی مراد ہے - فیلسوف یا فلاسفر کی اصطلاح ایسے لوگوں کے لیے استعمال ہوا کرتی ہے ' جو ہر ایک چیز کو نقد و اختبار کی نظر سے دیکھتے ہوں اور کسی شے کی نسبت سرسری حیثیت سے کوئی حکم نہ دیتے ہوں - یہ بات تو پرانی تھی ' لیکن یورپ کی قوت اختراع نے اب ایک اور فلسفہ ایجاد کیا ہے ' جس کا مدعا یہ ہے کہ کسی چیز کی نسبت فیصلہ کرنے کے لیے حقیقت شناس نظر کی حاجت نہیں - اس فلسفہ کا نام فلسفۂ نظریہ ہے ' اور اس کے علم بردار لندن کے فیلسوف بہادر (ڈاکٹر ہارٹن) ہیں - انھوں نے " کنٹمپوریری ریویو " کی تازہ اشاعت میں ہندوستان کے آداب و اخلاق پر بحث کی ہے ' اور اس ذیل میں ہندوستان کے لیے استقلال اداری (سیلف گورنمنٹ) کے حقوق اس لیے تسلیم نہیں کیے ہیں کہ " محکمہ پولیس و ریلوے اور بیشتر سرکاری دفاتر کے ہندوستانی اہلکار ' جھوٹے ' رشوت خوار ' غدار ' بے اعتبار ہوا کرتے ہیں - یہ ملک ایسی سوسائٹی پیدا کرنے سے قاصر ہے ' جس کے افراد وطنیت کے معنوں صداقت و عزت نفس اور انصاف و رحم قرار دیے جاسکیں " اس الزام کو ایک حد تک مان لینا چاہیے اور ہر ایک سچے ہندوستانی کو اس کے مٹانے کی کوشش کرنی چاہیے ' لیکن اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ دو برس ہوے ' مسٹر کیر ہارڈی نے دیوان عام (ہاؤس آف کامنس) میں فرقۂ عمال (لیبر پارٹی) کی اخلاقی کمزوریوں کا ذمہ دار گورنمنٹ کے طرز عمل کو قرار دیا تھا ' اور مسٹر برنز کی تقریر بھی اس کی تائید میں تھی ' تو سوال یہ ہے کہ ہندوستانی کے تنزل آداب و زوال اخلاق کا کون ذمہ دار ہے ؟ اور یہ ذمہ داری کیونکر پوری ہوسکتی ہے ؟

این سخن را چہ جوابست ' تو ہم می دانی !

لحسن المسائل کہ ل کا اردو ترجمہ کنز الدقائق - فقہ کی کتاب مستند - قیمت ایک روپیہ - پتہ : ملیحپور - ضلع گاز پور - محلہ

فرانس میں استعمال افیون

دماغی قوتوں میں غیر طبعی ولولہ و ہیجان پیدا کرنے کے لیے یورپ نے مختلف قسم کے پر تکلف مکیفات پسند کر لیے ہیں ' لیکن یہ چیزیں سرور کے لیے کافی نہ تھیں - تکمیل سرخوشی کے لیے پیرس میں اب افیون کا استعمال بھی شروع ہوگیا ہے ' اور وہ بھی عیش پرست فرقہ ہی میں نہیں ' بلکہ جنگی بیڑہ کے افسروں اور ملاحوں میں - فرانسیسی اخبارات اس موضوع پر طویل الذیل مضامین شائع کر رہے ہیں کہ شراب کے استعمال نے سروں سے دستار تو پہلے ہی اچھال دی تھی ' اب افیون کی آمیزش سے دیکھیے سر بھی باقی رہتا ہے یا نہیں ؟ حال میں وزیر بحریہ نے مریخ احمد " ملٹن " کو اطلاع دی ہے کہ اس کے استیصال کے لیے حکومت مناسب تدبیریں اختیار کرنے کی تحریک منظور کر چکی ہے -

اس واقعہ کو ہندوستان کی حالت سے ملائیے کہ یہاں افیونیوں کا شمار کس قدر وسیع ہے ؟ مگر بجائے اس کے کہ سد باب کے لیے گورنمنٹ کوئی حکم نافذ کرے ' پندرہ بیس برس پہلے لکھنؤ میں ایک آنریبل ممبر سے استعمال افیون کی تائید و تصویب میں تقریر کرائی گئی تھی ' اور اس سے بھی چالیس پچاس برس پہلے جب چین میں استیصال افیون کی پہلی پہل تحریک ہوئی تھی تو مولف تاریخ چین (جیمس کارکرن) کی تصریح کے مطابق برطانیۂ عظمی کو اس سے جنگ کرنی پڑی تھی کہ ترک افیون کی وجہ سے جب چین میں افیون کی کھپت نہ ہوگی تو ہندوستان کے مالیہ کو نقصان پہنچیگا !!

پچھلے چند سالوں میں چین کی آہ و زاری سے مجبور ہو کر افیون کے مسئلے پر توجہ بھی کی گئی تو ایسے قیود و شرائط کے ساتھہ ' جنکی وجہ سے برطانیہ کا دست کرم ابھی ایک عرصے تک ہندوستان اور چین دونوں میں اس جام مسموم کی بخشش جاری رکھیگا !!

مرہمکش درد و مورد دردیک !!

پولینڈ کا ملک ' جسے عربی میں بولونیا کہتے ہیں ' ایک مدت سے جرمنی ' آسٹریا اور روس کے درمیان تقسیم ہوچکا ہے - جرمنی سے جو حصہ متعلق ہے ' اس کی مجلس حرب (جنگی کونسل) کے نائب الرئیس (وائس پریسیڈنٹ) موسیو سیداہ نے ریخستاگ (جرمن پارلیمنٹ) کی گذشتہ نشست (سشن) میں ترکی و پولینڈ کے تعلقات پر بحث کرتے ہوے تقریر میں اس پہلو پر زور دیا تھا

" دولۃ علیہ دوستانہ سلوک اور مہربانی کے برتاؤ کی مستحق ہے - بر اعظم یورپ میں یہی ایک سلطنت ہے ' جس نے اس زمانے میں پولینڈ کی حمایت کی ' جبکہ تمام یورپ اس کا دشمن ہو رہا تھا ' اور خود مسیحی دنیا اس کو پامال کرنے کی فکر میں تھی - پولینڈ تقسیم بھی ہوگیا اور یورپ نے اس انقسام کو تسلیم بھی کر لیا ' مگر ترکی نے اب تک اس کی تصدیق نہیں کی - ایسی شریف سلطنت کے دکھہ درد میں شریک نہونا احسان فراموشی ہے "

اس تقریر کا جرمن قوم پر تو کچھہ اثر نہوا ' مگر پول (اہل پولینڈ) نہایت متاثر ہیں اور ترکوں کے لیے نئی فراخدلی سے چندہ فراہم کر رہے ہیں -

پولینڈ کی نصرانیت کو تو اسلام سے یہ ہمدردی ہے ' مگر ہندوستان میں اسلام بعض ایسی صورتوں کے اندر بھی موجود بتلایا جاتا ہے ' جو ترکوں کی اعانت کے جذبات کو مصلحتاً نا ہند کی قوتوں کی بربادی بتلاتے ہیں !!

درجے کا نمونہ بنا دیتا : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم - ثم رددناہ اسفل سافلین ' الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات فلهم اجر غیر ممنون (۹۵ : ۶)

انسانی خود غرضی کا مہیب ترین ظہور

اس خود غرضی کا ایک بد ترین ظہور' جمع و حصول مال کی بھوکھ ہے ' جسکو پیاس کہنا چاہیے ' اگر استسقا کی تشبیہ اسپر راس آجاے - لیکن اگر غور سے دیکھا جاے تو اعمال انسانیہ میں اس مرض کا کوئی ظہور اس درجہ انسان کے ملکوتی خصائل کے لیے مہلک ' اسکی بہیمیت و سبعیت کیلیے مقوی ' ھئیۃ اجتماعیہ اور مجامع انسانیہ کی صحت مدنی کیلیے سم قاتل' اور عالم مخلوقات کے اس جمیل ترین مخلوق یعنی انسان کو خوفناک درندہ بنا دینے کیلیے ایک عمل السحر نہیں ہے ' جیسا کہ سود' اور سود خواری کی زندگی کی مختلف شکلیں -

اخلاق و خصائل انسانیہ کا آبگینہ بر اسدرجہ نازک ہے' کہ تجارت اور کاروباری معیشت کی زندگی کی ٹھیس کا بھی متحمل نہیں ہوتا ' اور ہمدردی و مروت کا چشمہ کچھہ نہ کچھہ مکدر ہو ہی جاتا ہے پھر ظاہر ہے کہ اسکے لیے سود (جس سے بغیر حق محنت حصول نفع کا اصول غیر طبعی قائم ہو جاتا ہے) کس درجہ مضر ہوگا ؟

یقیناً تمام انسانی معاصی میں صرف یہی معصیت " حرب من اللہ و رسولہ " ہے ' کیونکہ اور کسی معصیہ میں انسان خدا کے بندوں کیلیے اس درجہ بے رحم اور خونخوار نہیں ہو جاتا ' جس درجہ سود کو اپنا وسیلۂ معاش بنا لینے کے بعد از سرتا پا مجسمۂ شقاوت و قساوت' و غلظت و صلادت ہو جاتا ہے - اور خدا کے بندوں کے آگے بے رحمی سے مغرور ہونا ' فی الحقیقت خدا کے آگے مغرور ہوکر آمادۂ جنگ و پیکار ہونا ہے -

* * *

انسان کے اُن تمام بڑے بڑے جرائم پر' جنکو اسکی خود غرضی کا دیو اسکے اندر سے انجام دیتا ہے' اپنے سامنے لاؤ' اور ایک ایک کرکے دیکھو ! بڑے بڑے عادی مجرموں کو تم دیکھوگے کہ بارہا انسانی مظلومی اور بیکسی نے انکی آنکھوں کو اشکبار' اور انکے دلوں کو درد مند کر دیا ہے - سخت سے سخت بے رحم ڈاکو اور قاتل کی نسبت بھی تم سن سکتے ہو کہ اُس نے عین اپنی بے رحمی و قساوت کے کسی عمل کو انجام دیتے وقت' ایک بڑھیا عورت کی فریاد ' ایک بیکس عورت کی گریہ و زاری ' اور ایک یتیم بچے کے مضطربانہ فغان العیاث پر اپنی کھینچی ہوئی تلوار پھینکدی' اور چند لمحوں کیلیے اسکی بھولی ہوئی معنی انسانیۃ اُسے یاد آگئی - تاریخ اور ملکی روایات نے اُن ڈاکوؤں کے حالات قلمبند کیے ہیں ' جو ایک طرف تو دولت مندوں کو لوٹتے ' اور مال و دولت سے بھرے ہوے قافلوں کو تلف و تاراج کرتے تھے ' دوسری طرف صدہا بیوہ عورتیں اور بیکس و مسکین خاندان تھے ' جنکو ایک فیاض طبع دست کریم ' اور ایک دریاے بخشش پادشاہ کی طرح ' امداد و اعانت سے مالا مال کردیتے تھے - انگلستان کے قرون متوسطہ اور ہندوستان کے گذشتہ زمانے کے بڑے بڑے ڈاکوؤں کی نسبت ہر شخص جانتا ہے کہ انھوں نے قصبات و دیہات کی بیکس عورتوں کیلیے با قاعدہ وظائف و مشاہرے مقرر کردیے تھے ' اور روم کے ایک مشہور ڈاکو نے ٹیٹس سے کہا تھا : " میرا مجرم ہاتھہ پادشاہ کے مقدس ہاتھہ سے زیادہ غریبوں اور بیکسوں کی مدد کرتا ہے' اگرچہ وہ بادشاہ اور میں ڈاکو ہوں "

یہی حال تقریباً انسان کے تمام بڑے بڑے جرائم کا ہے' اور فضیلۃ انسانیۃ ہر بڑی سے بڑی زندگی کی تاریکی میں بھی' کبھی نہ کبھی اپنی روشنی کو بے نقاب کردیتی ہے -

لیکن اسکے مقابلے میں ایک سود خوار زندگی کو لاؤ - وہ چور نہیں ہے ' وہ ایک ڈاکو کے نام سے ذلیل و حقیر نہیں کیا جاتا ' لوگ اُس سے پناہ نہیں مانگتے' بلکہ اسکو ڈھونڈھتے ہیں - وہ پہاڑوں کی غاروں ' اور جنگلوں کے گنجان گوشوں میں مجرموں کی طرح نہیں چھپتا - وہ سوسائٹی سے مردود و مطرود نہیں ہے - اس نے پادشاہ کے قانون کے توڑنے اور انسانوں کے اداب و مراسم کی حقارت کا کبھی جرم نہیں کیا - وہ ایک شہری ہے ' جو مثل ایک شریف باشندۂ شہر کے انسانوں میں رہتا ' اور جسم اجتماعی میں عضو صحیح کی طرح شامل ہے - با ایں ہمہ' اسکے اعمال کا کیا حال ہے ؟ وہ ڈاکو سے بڑھکر آبادی کو غارت کرتا ' وہ قاتل سے زیادہ انسانی حیات کو موت سے تبدیل کرتا ' وہ عادی مجرم سے زیادہ سوسائٹی کو تباہ کرتا ' وہ ایک درندہ سے بھی خوفناک تر خون آشام' اور بھیڑیے اور جنگلی سور سے بھی بڑھکر حیات انسانی کا دشمن ہے - پھر ان سب سے زیادہ یہ کہ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کی آنکھوں سے بھی کبھی نہ کبھی رحم کا ایک قطرۂ اشک ٹپک پڑتا ہے ' پر یہ معامل قطعی ہے کہ اسکی قساوت و شقاوت کبھی بھی کسی تڑپتے ہوے جسم اور کسی پکارتی ہوئی زبان پر ایک لمحے ' ایک دقیقے ' اور ایک عشر دقیقے کیلیے بھی ترس کھاے !!

(شکسپیر) کے ایک (شائیلاک) کا ذکر بے سود ہے - دنیا میں اس وقت تک کتنے ہزار شائیلاک گذر چکے ہیں ' اور کتنے ہمارے سامنے موجود ہیں !!

ایک اہم نکتہ

اگر ایک شخص چور ہے ' ڈاکو ہے ' قاتل ہے ' تو قانون ' کو قتل کریگا ' اور انسانی آبادی اس سے پناہ مانگے گی' لیکن سود خوار' جو کہتا ہے کہ " انما البیع مثل الربوا " اسکا علاج کیا ہے ؟ اس نے تجارت کی ایک دکان کھولدی ہے ' اور ضرورت و احتیاج انسان کے ہوش و حواس کو معطل کردیتی ہے - ڈاکو سے انسان بھاگتا ہے' لیکن " شائیلاک " کے پاس تو اسکا مظلوم قرضدار خود ہی دوڑ کر گیا تھا - پس فی الحقیقت قتل و غارت کسی قانون اور مذہب کیلیے اسدرجہ سختی کی مستحق نہیں ہو سکتے' جسقدر کہ سود ' اور سود خواری کی مہیب زندگی -

پھر کیا " حرب من اللہ و رسولہ " سے اسکی تعبیر صحیح نہیں ؟ اور کیا تمام مذاہب عالم میں اسلام کی یہ سب سے بڑی خصوصیت نہیں کہ اس نے با وجود جاہلیت عرب کے اس میں غرق ہونے کے ' سود خواری کو سب سے بڑا جرم اور معصیۃ کبیرہ قرار دیا ؟

تجارت اور لین دین کی بے رحمیوں ' اور عام بے رحمیوں میں بہت بڑا فرق ہے - انسان کے تمام مظالم اور بے رحمیاں ایسی ہیں کہ انسانوں کیلیے کوئی دام اور کشش اپنے اندر نہیں رکھتیں - وہ سر تا پا نفرت اور مبغوضیت ہیں - لوگ انسے پناہ مانگتے ہیں - لیکن روپیہ کا لین دین ایک ایسی شے ہے' کہ خواہ کیسے ہی سخت سے سخت عنوان ظلم سے ہو' لیکن چونکہ احتیاج اور ضرورت کو وقتی اور عارضی طور پر دور کرنے والی ہے ' اسلیے انسان اس سے بھاگ نہیں سکتا ' بلکہ پناہ مانگنے کی جگہ خود ہی اسکی طرف دوڑتا ہے - وہ جانتا ہے کہ سود خوار ایک بے رحم ڈاکو اور خونخوار درندہ ہے' لیکن جنگل کے ڈاکو سے نفرت کرتا ' اور اس شہری ڈاکو کے آگے عاجزی سے ہاتھہ جوڑتا ہے' تا کہ وہ اسے اپنے دام ظلم میں پھنسا -

اس سے بھی زیادہ یہ کہ برائیوں پر مصر ہے :

مرا بخیر تو امید نیست ' شر مرساں

مسلمان ممبروں نے اتنا ہی نہیں کیا کہ اچھے وجوہ سے کچھہ کام نہیں لیا ' بلکہ اس سے زیادہ یہ ' کہ جب کبھی کچھہ کام لیا بھی تو یہی لیا کہ ملک کو نقصان پہنچایا ' اور ہمیشہ اسکی بہترین امیدوں کیلیے ایک سنگ گراں بنکر حائل رہ رہے - یہ ہماری پیشانی پر ایک ایسا داغ سیاہ ہے ' جو افسوس کہ مٹ نہیں سکتا -

بہر حال یہ تو خود ایک مبحث ہے - ضمناً ذکر آجاتا ہے تو خیالات کو روک نہیں سکتا - خواجہ صاحب کی تقریر پڑھکر مجھے سب سے زیادہ خوشی یہ ہوئی کہ کونسل ہال میں ایک مسلمان ممبر نے ایک اہم اور ضروری مسئلہ کی نسبت لب کشائی کی ' اور اسپرو قابلیت اور صرف وقت کے ساتھہ غور کیا - یہ ذات فی نفسہ گو بہت اہم نہو ' مگر ہمارے بازار میں جس جنس علم کی نایابی ہے ' اسکے ملنے پر خصوصیت کے ساتھہ کیوں نہ خوش ہوں ' گو اوروں کے ہاں وہ عام ہو -

مسئلہ سود اور قرآن کریم

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں (سود در سود) کے ان نتائج پر قانون کو توجہ دلائی ہے ' جس نے تاریخ کے قدیم ترین زمانے کی طرح اس دور میں بھی انسانوں کی آبادیوں کو ویران کیا ہے ' انکی کوشش اور محنت کے نتائج کو بغیر کسی حق طبیعی کے دوسروں کی طرف منتقل کردیا ہے ' اور نہیں معلوم کتنے عالیشان محل ہیں ' جو اسکی بدولت خاک کا ڈھیر بنگئے ہیں ' اور کتنے وسیع قبرستان ہیں ' جنکے اندر اس کی تباہی و ہلاکت کے مجروح پڑے سو رہے ہیں ! !

" تو صرف ایک رطل گوشت لے سکتا ہے ' اور عدالت کا فیصلہ واجب التعمیل ہے "

یعنی شائیلاک یہودی اور اسکے مقروض کا وکیل

شیکسپیر نے اپنے مشہور ڈراما (مرچنٹ اف وینس) میں ایک سود خوار یہودی کی قساوت اور اسکے مقروض کی مظلومی کا جو نقشہ کھینچا ہے ' وہ اس درجہ مشہور ہے کہ محتاج تشریح نہیں -

حال میں لندن کے ڈروری لین کے دار التمثیل (تھیٹرهال) میں اسکی تمثیل (ایکٹ) نئے ساز و سامان سے دکھلائی گئی تھی - مسٹر مارس نے شائیلاک کا ' اور مس گرٹ الیٹ نے مقروض کی بیوی کا پارٹ لیا تھا - یہ تصویر اس تمثیل کے اس مرقعہ کی ہے ' جبکہ مقروض کی بیوی وکیل کے بھیس میں آئی ہے ' اور اس نے خونخوار شائیلاک سے کہا ہے کہ " بہتر ' اپنے قرض کے بدلے ایک رطل گوشت مقروض کے جسم سے کاٹ لے ' مگر شرط یہ ہے کہ صرف ایک ہی رطل ہو "

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا کہ قرآن کریم نے انسانی معاصی و جرائم کے متعلق طرح طرح کی وعیدیں فرمائی ہیں ' لیکن سود کے متعلق ایک لفظ ایسا کہدیا ہے ' جس سے سخت تر وعید اور کسی سخت سے سخت جرم و معصیت کی نسبت بھی نہیں آئی - اسکا سبب کیا ہے ؟

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و ذروا ما بقی من الربوا ' ان کنتم مومنین - فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ (۲ : ۲۷۸)

مسلمانو ! اگر تم صاحب ایمان ہو تو اللہ سے ڈرو اور تمہارے پچھلے لین دین میں جو کچھہ سود باقی رہگیا ہے ' اسے چھوڑ دو ! (پھر) اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور رسول کے ساتھہ لڑنے کیلیے خبردار ہو جاؤ کہ یہ فی الحقیقت اللہ اور اسکے رسول سے اعلان جنگ ہے - (۱)

قرآن کریم نے اس آیت میں سود کے لینے پر اصرار کو " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر کیا ہے کہ اسکے لینے والے اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کیلیے مستعد رہیں !

بظاہر یہ تشدد تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے - انسان کی وحشت اور ہمجیت نے دنیا میں کیسی کیسی مہیب معصیتیں کی ہیں ' اور وہ جب سفاکیت و درندگی پر آجاتا ہے تو اسکے اعمال کس درجہ خوفناک ہوجاتے ہیں ؟ لیکن یہ کیوں ہے کہ قرآن کریم نے کسی انسانی معصیت کو بھی " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر نہیں کیا ' اور اس وعید کیلیے صرف سود ہی کو (جو محض ایک لین دین اور معاملات کی چیز ہے ' اور زیادہ سے زیادہ انسانی خود غرضی کا ایک ظہور) تمام رذایل انسانیہ میں سے منتخب کیا ؟

حرب من اللہ

انسانی خود غرضی

یہاں اسکی تفسیر مقصود نہیں ہے ' مگر اشارہ ضروری ہے -

سود کے کاروبار کی اگر کوئی تاریخ مرتب کی جاتی ' تو میں سمجھتا ہوں کہ اس اثبات کی بہتر سے بہتر تفسیر خود بخود ہو جاتی -

جلب نفع اور خود غرضی نے اس دنیا کے عجیب ترین جانور کا (جسکو انسان کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے) کوئی فعل خالی نہیں - اور اگر خالی ہے ' تو صرف وہ فعل ' جو اس سے بہ حیثیت مخلوق حیوانی کے صادر نہیں ہوتا ' بلکہ اسکے اندر کی وہ روح انسانیہ کبھی اور معدی جلالہ الہیہ کام کرنے لگتی ہے ' جو مقام ملکوتیہ سے بھی ارفع ' اور در یاب مقام قدوسیت اعلی ہے - مذہب ' قانون ' اخلاق ' سوسائٹی ' اور اسی طرح کی تمام بندشیں صرف اس خود غرضی ہی کے مظاہر شدیدہ کو روکنے کیلیے ہیں - اور اگر اس خوفناک جانور کے پاؤں میں اتنی بوجھل بیڑیاں نہ ہوتیں ' تو اعراض و استجلاب نفع کا تصادم دنیا کو شیطان کا تخت ' اور

(۱) " فاذنوا بحرب من اللہ " مفسرین نے مختلف اقوال جمع کیے ہیں کہ اس سے مقصود کیا ہے ؟ اذنوا کو بعض نے بکسر ذال و مد ہمزہ بر وزن " آمنوا " پڑھا ہے ' اور بعض نے بفتح ذال ' لیکن مقصود دونوں سے یہی ہے کہ معلوم کرلو یا خبردار ہوجاؤ - حرب من اللہ سے بعض مفسرین نے حقیقی معنی لیے ہیں ' یعنے جو سود لیں گے ' انسے اللہ اور اسکا رسول قتال کریگا ' اور وہ اس کے حقدار ہوجائیں ' لیکن فی الحقیقت یہاں حرب سے مراد واقعی جنگ نہیں ہے ' بلکہ وعید و عقاب اور تہدید و ترہیب میں مبالغہ مقصود ہے ' یعنی اس فعل کو باوجود نہی ترک نہ کرنا ' ایک ایسا جرم قرار دیا ہے ' جو گویا اللہ اور اسکے رسول کے مقابلہ میں حریف جنگ بننے کے مماثل ہے - اسی لیے ترجمے میں میں نے اسکو واضح کردیا ہے - (مدیر)

تاہم وہ انسان نہیں ہوتا ' کیونکہ انسانوں میں ایک سب سے بڑی قیمتی چیز ہے جو اسمیں نہیں ہوتی -

یہی حال ایک سودخوار زندگی کا ہے - بظاہر اسمیں کوئی برائی نہیں ہوتی - وہ سوسایٹی کا ایک جزو ' اور شہر کا ایک جائز باشندہ ہوتا ہے - عام تاجروں کی طرح اسکی بھی ایک تجارت ہوتی ہے - وہ مبادلۂ اشیا کی تجارت نہیں کرتا تو کیا ہوا ؟ ایک ہی جنس کو دیتا اور ایک ہی جنس کو لیتا ہے ' تو کیا نقصان لازم آگیا ؟ پھر بھی یہ ایک کاروبار اور بیع و شراء ہی ہے - وہ ڈاکو کی طرح لوٹتا نہیں ہے ' اور چور کی طرح چھپ کر چرانے نہیں آتا - جائز لین دین میں پہلی شرط فریقین معاملہ کا راضی ہونا اور جبر و اکراہ کا نہونا ہے ' اور یہ ظاہر ہے کہ وہ جب کبھی معاملہ کرتا ہے : تو انھی سے کرتا ہے جو اسکی شرائط کو بخوشی منظور کرتے ' اور اسکے معاملے پر اپنی پوری رضا ظاہر کرتے ہیں - وہ تلوار لیکر لوگوں کو نہیں دھمکاتا تاکہ اس سے روپیہ لیں ' اور اسکی شرائط کے آگے سر جھکا دیں -

پس ایک شریف انسان ' ایک با امن شہری ' ایک جائز کاروباری آدمی میں جو کچھہ ہونا چاہیے ' اسمیں ہوتا ہے ' اور کوئی بات بظاہر اسکے خلاف نظر نہیں آتی -

لیکن ان تمام مظاہر انسانیت و مدنیہ کے ساتھہ ' دوسری طرف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھہ ہے ' مگر ایک شریف انسان اور ایک کاروباری شہری میں سب سے زیادہ ضروری جوہر جو ہونا چاہیے ' اسمیں نہیں ہے - وہ باوجود انسان ہونے کے ایک خوفناک درندہ ہے ' وہ باوجود شریف زندگی ہونے کے رذالت و سفاہت اور بہمیت و بربریت کا ایک پیکر مجسم ہے - وہ باوجود ایک جائز باشندۂ شہر ہونے کے درندوں کے بہت اور وحشیوں کے جنگل کا ایک جانور ہے - اس نے گو تجارت کی دکان کھولدی ہے مگر وہ ایک ڈاکو ہے ' جو خود تاجروں کو لوٹتا ' اور بے رحم چوروں کی طرح انکے صندوقوں کو خالی کر دیتا ہے !!

ایک پاگل آدمی باوجود انسان صورت ہونے کے انسان نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکا نظام حواس و ادراک درہم و برہم ہو جاتا ہے ' اور یہی شے انسان کا اصلی جوہر شرف ہے - بالکل اسی طرح ایک سود خوار باوجود ایک جائز باشندۂ شہر اور شریف زندگی ہونے کے ' شریف نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکے تمام جذبات و عواطف ملکوتیہ اور فضائل و خصائل و اخلاق معطل ہو جاتے ہیں ' اور یہی وہ چیزیں ہیں جو معطل ہو جائیں تو :

فلم یبق الا صورۃ اللحم والدم !

زیادہ اس تشبیہ پر نظر ڈالیے ! ایک مصروع آدمی کھاتا ہے پیتا ہے ' عقل و حواس کی باتیں کرتا ہے ' بالکل ایک بھلے چنگے آدمی کی طرح اپکے ساتھہ دسترخوان پر بیٹھا ہوتا ہے ' لیکن دفعتاً اسکی حالت میں ایک انقلاب عظیم ہوجاتا ہے - اسکے ہاتھہ پاؤں کھینچنے لگتے ہیں ' اعصاب میں تشنج ہونے لگتا ہے ' خون کا دوران جاری و ساری یکایک بند ہو جاتا ہے - بالکل اس مشین کی طرح جسکا انجن یکایک پھٹ گیا ہو ' اسکے ہوش و حواس کے کیل پرزے بند ہو جاتے ہیں ' وہ چکراکر زمین پر گر جاتا ہے ' احتضار موت کی سختیوں کی طرح ایڑیاں رگڑتا ہے ' منہہ سے کف جاری ہوجاتا ہے ' اور دیکھنے والے متحیر و متعجب ہو کر رہجاتے ہیں کہ چند لمحوں کے اندر ایک صحیح و سالم ' مضبوط و توانا ' ذی حس و دارے ہوش و حواس انسان کی حالت میں ' یہ کیا انقلاب عظیم ہو گیا ؟

بعینہ یہی حالت سود خوار کی بھی ہوتی ہے - عالم جذبات و عواطف کی دنیا بھی اجسام و جوارح انسانی کا ایک پرتو ہے - ٹھیک ٹھیک مثل ایک مصروع کے دنیا کے سامنے وہ نمودار ہوتا ہے - اسمیں از فرق تا بقدم کوئی چیز ایسی نہیں ہوتی ' جو ایک شریف اور شہری زندگی کی مخالف ہو - وہ ڈاکوؤں کی طرح جنگل کے پوشیدہ گوشوں اور پہاڑوں کے تاریک غاروں کو تلاش نہیں کرتا ' بلکہ ہر مدنی وجود کی طرح شہر اور انسانوں کی آبادی کا خواستگار ہوتا ہے - وہ عین آبادی کے وسط میں مکان بنا کر رہتا ہے - وہ کسی شریف شہری کی طرح بازاروں میں خرید و فروخت ' اور گھر کے اندر ملاقات و صحبت میں مصروف نظر آتا ہے - تم اسکو ہر طرح ایک شریف آدمی کی طرح پاتے ہو - وہ تمہارے ساتھہ نرمی و محبت سے باتیں کرتا ' تمہارے استقبال کیلیے خوش آمدید کہتا ' تم کو لطف و وداد کے ساتھہ اپنے پاس بٹھاتا ' تمہارے ساتھہ کھاتا پیتا ' اور چلتا پھرتا ہے - لیکن با ایں ہمہ ' جب کہ تم ان مظاہر انسانیہ سے متاثر ' ان علائم اعمال و عواطف سے مطمئن ' اور ان ابرازات تمدن و حضریۃ سے خوش وقت ہوتے ہو ' تو یکایک اسکے نظام جذبات و خصائل میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہونے لگتا ہے - صرع کے جن کی طرح سود خواری کا شیطان اسمیں حلول کر جاتا ہے ' اسکی طبیعۃ ثانیہ کے ہیجان کا اُبال اسکے دل کے اندر جوش کھا کھا کر اُبلنے لگتا ہے - اسکی صورت متغیر ہو جاتی ہے رحم و انسانیۃ کی بشاشت و نرمی کی جگہ ' وحشت و سبعیت کے آثار و علائم سے اسکی پیشانی مکروہ بن جاتی ہے - اسکا چہرہ جو چند لمحے پیشتر ایک انسان کی طرح حسین تھا ' دفعۃً ایک خونخوار درندے کی طرح مہیب ہو جاتا ہے - اسکی آنکھوں میں قساوت و بے رحمی کی سرخی پھر جاتی ہے - اسکی ناک کے نتھنے ہیجان غیظ و غضب سے خوں آشام درندوں کی طرح پھڑکنے لگتے ہیں ' اسکا دماغ معطل ہو جاتا ہے ' اور تمام جذبات و عواطف انسانیۃ و ملکوتیۃ اسکے صفحۂ ذہن سے یک لخت محو ہو جاتے ہیں - پھر ایک مصروع اور آسیب زدہ مریض کی طرح وہ اپنے قابو میں نہیں ہوتا اور نہ اسکے ہوش و حواس اسکے اختیار میں ہوتے ہیں - اسکے سامنے صرف " سود " کا شیطان ہوتا ہے ' جو اسکو مسمریزم کے معمول کی طرح اپنے قبضے میں کر لیتا ہے - اسکی آنکھہ اور کان ' دونوں انسانیہ کی حکمرانی سے باغی ہو کر صرف شیطان کے تابع فرمان ہو جاتے ہیں - پھر نہ وہ " سود " کے سوا کچھہ دیکھتا ہے اور نہ سود کے سوا کچھہ سنتا ہے - جس طرح ایک آسیب زدہ کسی مجہول و غیر مرئی وجود کو دیکھکر اسکو پکارتا اور اسکی طرف اشارہ کرتا ہے - اسی طرح وہ صرف " سود " ہی کی طرف اشارہ کرتا ' اور صرف " سود " ہی کی آواز کو سننا چاہتا ہے - اسکا صید قہر و ظلم ' اسکے سامنے خاک پر لوٹے ' زخمیوں کی طرح چیخے ' یا جاں کنی میں تڑپنے والوں کی طرح تڑپے ' پر اسکو کچھہ نظر نہیں آتا - وہ مدہوش اور پاگل کی طرح ان سب باتوں سے بے پروا و بے علم ' صرف " سود ' سود ' سود " کہکر پکارتا ' اور اسکے لینے کیلیے اپنا ہاتھہ بڑھاتا ہے !! الذین یاکلون الربوا ' لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس ! !

* * *

اس تذکرے کو کہاں تک طول دوں ؟ الہلال کے صفحات ان مباحث کیلیے متحمل موزوں نہیں - جسقدر زیادہ غور کرتے جائیے گا اور دونوں حالتوں کو اپنے سامنے لائیے گا ' اتنا ہی اس تشبیہ کی جامعیت اور احاطہ کا انکشاف ہوتا جاے گا - یہ صرف سرسری اشارات ہیں ' جنسے ایک فکر سلیم اندازہ کر سکتی ہے کہ امثال

کیلیے چن لے ' اور اسکو مجروح تیغ قسارت و بے رحمي کرنے سے انکار نہ کرے ؟ ؟

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ اور تمام ہزارہا انسانی بے رحمیاں کسی آبادی کو اسطرح نقصان نہیں پہنچا سکتیں ' جس درجہ پورے شہر میں ایک " سود خوار " کا وجود پہنچا سکتا ہے -

یہی ہے کہ قرآن کریم اسکو سب سے بڑي وعید الہی کا مستحق قرار دیتا ہے -

اسکي علت اصلي

اصل یہ ہے کہ کسی خود غرضی کے عمل اور بے رحمی کے کام میں اسدرجہ استمرار اور مداومت نہیں ہے ' جیسی کسی کاروباري بے رحمی میں - قاتل ایک شخص کو چند لمحوں میں قتل کر ڈالے گا ' ڈاکو ایک گھنٹے کے اندر ایک قافلے کو لوٹ لیگا ' لیکن سود خوار کا عمل ظلم دائمی ' اور انسانی عمروں ' خاندانوں اور نسلوں تک جاري رہتا ہے - وہ جس شکار کو پکڑتا ہے ' اسکی مظلومی و بیکسی کا نظارہ برسوں تک دیکھتا رہتا ہے ' اور جب تک ہمیشہ کے لیے اسکے تڑپنے ' لوٹنے ' اور کراہنے کے نظارہ کا تحمل اپنے اندر پیدا نہ کرلے ' وہ سود خوار نہیں بن سکتا - اسی کا نتیجہ ہے کہ اسکی قساوت و بے رحمی سب سے زیادہ سخت ' اور تمام جرائم کے عادیوں سے زیادہ مستقل و محکم ہوتی ہے - وہ چونکہ ہمیشہ اپني بے رحمي کے شکاروں کی مظلومی کو دیکھتا رہتا ' اور انکی بیقراریوں کے معائنے کا اپنے دماغ کو عادی بناتا رہتا ہے ' اسلیے رفتہ رفتہ اسکے تمام قواے ملکوتیہ پر ایک عالم ممات طاري ہوجاتا ہے ' اور رحم و ہمدردي کے جذبات اس طرح بیکار و معطل ہوجاتے ہیں کہ کوئی قوي سے قوي محرک بھی انکو زندہ نہیں کرسکتا -

یہ کیا بات ہے کہ ڈاکو رحم کرتا ' مگر سود خوار کی آنکھیں ہمیشہ خشک رہتی ہیں ؟ اسکا سبب یہی ہے کہ ظلم کا استمرار اور بے ر[حمی] کی مداومت ڈاکو کو ویسی نصیب نہیں ' جیسی اور جس [مد]ت کی بے رحمي میں ایک سود خوار کی تمام زندگی بسر ہو جاتی -

قرآن کریم کي ایک تشبیہ

کیا نہیں دیکھتے کہ اسی حالت مخصوص کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے ' جبکہ اس نے سود خواري کي زندگی کا انفاق في سبیل اللہ کے بعد ذکر کیا ' جو اسکا ضد حقیقی ہے :

الذین یاکلون الربوا '	جو لوگ کہ سود کھاتے ہیں ' وہ کھڑے
لا یقومون الا کما یقوم	نہو سکیں گے مگر اس پاگل کي طرح '
الذي یتخبطہ الشیطان	جسکو شیطان کے اثر نے مخبوط
من المس ' ذلک بانہم	الحواس بنا دیا ہو ' اور یہ اسلیے
قالوا انما البیع مثل	ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ضرور بیع و شراء
الربوا (۲ : ۲۷۶)	بھي مثل سود ہی کے ہے -

افسوس ہے کہ علم (متداول) مفسرین نے اس آیت کي تفسیر میں اس امر پر بالکل توجہ نہیں کي کہ سود خوار کي زندگي کو اس تمثیل کے ساتھ کیوں بیان کیا گیا ؟ اور پھر اس تمثیل اور حالت کا سبب " ذلک " کہکر آنکے اس قول کو کیوں قرار دیا کہ " بیع بھي مثل سود کے ہے " ؟

اس سے بھي زیادہ تعجب انگیز امر یہ ہے کہ ان بزرگوں میں سے اکثر نے اس بیان حالت کو بعض آثار مرویہ کي بنا پر صرف قیامت کے دن ھي کیلیے مخصوص کردیا ہے ' اور اسکي تفسیر یوں کي ہے کہ " لا یقومون - ای یوم القیامۃ من قبورھم " یعنے یہ حالت صرف قیامت کے دن ھي کي نسبت بیان کي گئي ہے -

اور سود خوار قیامت کے دن قبروں سے اسطرح اٹھاے جائیں گے جیسے کوئي مصروع اور آسیب زدہ پاگل ہوا کرتا ہے - اور پھر اسکی مختلف توجیہات قرار دي ہیں -

في الحقیقت قرآن کریم کے حقائق و معارف کے متعلق آج ایک اہم مبحث ارباب نظر کیلیے یہ بھي ہے کہ اسکے اکثر ارشادات و تمثیلات و بیانات ' جن میں اسي دنیا کي زندگی اور اسکے اعمال و نتائج کي طرف اشارہ کیا گیا ہے ' صرف قیامت اور بعد الممات کي زندگي کیلیے مخصوص سمجھہ لیے گئے ہیں ' اور سخت ضرورت ہے کہ اس مبحث پر نظر ڈالي جاے -

میں انشاء اللہ ماہوار رسالے میں " سود " کے مسئلہ پر ایک مبسوط مضمون لکھونگا کہ اسکے متعلق بعض خاص مباحث پیش نظر ہیں ' اور اس موقعہ کي تفصیل بھي بہتر ہے کہ اسي وقت کیلیے ملتوي کردي جاے ' لیکن یہاں اتنا عرض کردیتا ہوں کہ درحقیقت اس آیۃ کریمہ کي تفسیر وہي امور ہیں ' جنکو اوپر بغیر کسي ترتیب کے لکھہ چکا ہوں -

مفسرین صحابہ کي جو روایات اس بارے میں موجود ہیں ' وہ یقینا مستحق قبولیت ہیں - یہ میرا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر میں لغۃ عرب اور صحابہ کی تفسیر ' یہی دو چیزیں اصل ہیں ' اور اگر صرف انھی دو اصولوں کو پیش نظر رکھا جاے تو آج تمام مشکلات و غرائب قرآن کا خاتمہ ہے - لیکن تاہم اسي کي زندگی اس دنیا کي زندگي ھي کا نتیجہ ہے ' اور جو کچھہ کل ہونے والا ہے ' اسکي مثال آج چشم ہاے بصیرت اور دیدہ ہاے اعتبار کیلیے ہمارے سامنے کردي گئي ہے - پھر کیا ضرور ہے کہ ہر نتیجۂ عمل کو صرف قیامت ھي کے دن پر اٹھا رکھا جاے ' اور خود دنیا میں جس شے کا سراغ لگ سکتا ہے ' اسکے لیے صرف دنیا سے باہر ھي کا نظارہ کریں ؟

ایک تفسیري اشارہ

اصل یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ میں ایک سود خوار زندگی ' اسکے عادات و خصائل ' اسکے اعمال و افعال ' اور اسکے نتائج کی جیسي جامع و مانع تشبیہ دي گئی ہے ' وہ گویا اس مسئلہ کی ایک پوري کتاب ہے - اہل عرب کا خیال تھا کہ شیطان اور جن کے ضرب سے انسان مجنون و لا یعقل ہوجاتا ہے ' اور صرع (مرگي) کي بیماري در اصل ایک طرح کا آسیب ہوتي ہے - (مس) جنون کے معنی میں بولا جاتا ہے ' اور (ممسوس) پاگل کو کہتے ہیں -

خدا تعالی نے اس آیت میں سود خوار زندگي کو ایک آسیب زدہ پاگل ' اور ایک مصروع کے حالات و خصائص سے تشبیہ دي ہے ' اور مقصود اسکے وہی حالات ہیں ' جو آج دنیا کي زندگی میں پیش آتے ہیں -

ایک شخص ' جو پاگل ہوگیا ہو - ایک مجنون ' جسکي عقل و دانش بالکل معطل ہو - ایک مخبوط الحواس ' جسکے ہوش و حواس کا کارخانہ بگڑ گیا ہو - ایک مصروع ' جو مرگي کے استیلاء سے اپنے اوپر حکومت نہ رکھتا ہو - غور کرکے دیکھیے کہ اسکی حالت کیا ہوتي ہے ؟ وہ عام انسانوں کے طرح ایک کامل و سالم انسان ہوتا ہے - اسکے تمام اعضا و جوارح صحیح ہوتے ہیں ' اسکے تمام امیال و جذبات بالکل ایک تندرست آدمي کي طرح درست ہوتے ہیں - وہ بظاہر بیمار نہیں ہوتا - چلتا ہے ' پھرتا ہے ' بھوک کا اظہار کرتا ہے ' اور پیاس سے ویسا ھي بیقرار ہوتا ہے ' جیسا کہ دنیا کا ہر حیواني مخلوق -

اب ذرا پروفیسر کارل پیرسن کی بھی تصریح ملاحظہ ہو - وہ (نیشنل لائف فرام دی سٹینڈ پائنٹ آف سائنس National life (from the stand point of science) میں اخلاقی وراثت کے اصول پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

" والدین کے چال چلن اور اخلاق و اطوار، انکی خوبیاں، انکی برائیاں، انکی عادات، انکی بیماریاں - سب کی سب ایک مقررہ حد کے ساتھہ انکے بچوں کو ورثے میں ملتی ہیں - آدمی کے سر کی شکل، اس کی دماغی قابلیت و جہالت، گھوڑوں کی کھال کا رنگ، امرود کے پھول کی پنکھڑیاں، پھر اور بہت سی باتیں بغیر کسی استثنا کے موروثی ہیں - قصہ مختصر انسان کے ادنی سے ادنی اخلاق سے لیکر اعلی سے اعلی اخلاق تک، تمام و کمال موروثی ہیں - "

پھر ھکسلے لیکچرر (Huxley Lectures) (۱) میں پروفیسر کارل پیرسن فرماتے ہیں :

" ایک اخلاقاً نا تندرست سٹاک سے اخلاقاً تندرست سٹاک کا پیدا ہونا ارقبیل محالات ہے - اور یہ خیال کرنا کہ یہ محال نہیں ہے، ایسا ہی لغو ہے، جیسا یہ خیال کہ چیتے بغیر رنگدار دھبوں کے پیدا ہوسکتے ہیں - ایک بیمار اخلاق کی نسل کو ایک تندرست نسل کے ساتھہ ملانیکا بدیہی نتیجہ یہی ہے کہ تندرست نسل کمزور ہو جائیگی - مثال کے طور پر یہ کہدینا کافی ہے کہ گندھک کے تیزاب میں جسقدر پانی ملاتے جاؤگے، اتنا ہی وہ کمزور ہوتا جاے گا - اخلاقی و جسمانی امراض میں مبتلا نسل سے قوم کو نجات دینے کا صرف یہی علاج ہے کہ اسے آہستہ آہستہ مفقود ہو جانے دیا جاوے - تعلیم اور اصول حفظ صحت، اور دیگر اثرات، انسان کے موروثی اخلاق کو ہرگز ہرگز تبدیل نہیں کرسکتے "

یہ مقولے مشتے نمونہ از خروارے ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہیں، تاکہ وہ ملاحظہ فرمائیں کہ مسٹر عباسی کا یہ بیان کہ کارل پیرسن انکے ہم راے ہے، بے بنیاد اور محض غلط فہمی پر مبنی ہے -

اخلاق پر ایک بہت ہی عامیانہ بحث (مجھے معاف فرمایا جاے، اگر تصحیح بحث کیلیے ایسا کہوں) کرکے عباسی صاحب لکھتے ہیں :

" یہ ثابت ہوگیا کہ وراثت اخلاق میں کوئی دخل نہیں رکھتی . . "

میں حیران ہوں کہ صاحب موصوف نے اپنے مضمون میں کہاں یہ ثابت کیا ہے کہ وراثت کو اخلاق میں کوئی دخل نہیں ؟ کیونکہ بحث تو وہ کررہے ہیں انفصال و ارادہ کی، جسمیں وراثت کا ذکر تک نہیں - شاید وہ اس غلط سند کو بھی اپنے خیال میں کوئی ثبوت اپنے دعوی کا خیال کرتے ہونگے - اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جاے کہ وہ سند صحیح تھی (حالانکہ نہیں ہے) تو بھی اس ایک فقرہ سے یہ بات کہاں پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی کہ اخلاق موروثی نہیں ہیں ؟ بہتر ہے کہ اب ہم اس موضوع پر اپنی طرف سے کچھہ نہ کہیں، اور صرف مشاہدات و تجارب میں اس مسئلے کے فیصلے کو تلاش کریں کہ کہاں تک اخلاق میں وراثت کو دخل ہے، اور کس درجہ ہمارے دوست کا دعوا قابل تسلیم ہے ؟

(ولیم پیٹسن) سائنٹفک جرنل میں لکھتے ہیں :

" ہمیں آج تک اس امر میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی کہ وراثت کے اثرات کو تبدیل کرسکیں - عورت کے باثمر ہونیکے وقت سے لیکر بچے کے رحم سے باہر آنے تک، ایک ذرہ بھر ہم نیکی کو باہر نکال نہیں سکتے، اور نہ ایک ذرہ بھر خوبی رحم کے اندر پہنچا سکتے ہیں - بچے کے پیدا ہونیکے بعد کسی قسم کی تعلیم یا دواؤں کے ذریعہ اس بچے کے موروثی اخلاق کو ہرگز ہرگز نہیں بدل سکتے - سویٹ پیز (ایک قسم کا پھول ہے) کا پودہ زمین سے پانچ فٹ بلند ہو جاتا ہے، حالانکہ اس کا ہم نوع سمال پیز زمین سے ایک فٹ بھی اونچا ہوتے نہیں پاتا - چھڑی جو سویٹ پیز کو بلند ہونے میں مدد دیتی ہے، اور بغیر اس کے وہ اس بلندی تک کبھی بھی پہنچ نہیں سکتا، سمال پیز کو کسی طرح بھی اونچا نہیں کرسکتی - انسان کے لیے تعلیم و حفظ صحت ایسی ہی ہے، جیسے پیز کے لیے چھڑی - جس بچے میں صلاحیت کا مادہ موجود ہے، اسے یہ اپنے ظہور تدریجی یا ارتقاء تدریجی (development) میں مدد دیتے ہیں، اور بغیر ان کے وہ صلاحیت ضائع ہو جاتی ہے - مگر اس بچے کو، جسمیں وہ صلاحیت موجود ہی نہیں، ہرگز ہرگز اسے کوئی مدد نہیں مل سکتی " -

اس بہت بڑے اور مستند شخص کے قول سے دو اصول قابل بحث پیدا ہوتے ہیں جن پر ہم ایک سرسری نظر ڈالیں گے :

اول - انسان کے اخلاق کا زیادہ حصہ موروثی ہوتا ہے -

دوم - موروثی اثرات کا دور کرنا موجودہ علم کے مطابق محالات سے ہے - ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ محالات عقلی میں سے ہے، بلکہ ابھی تک انسان کا علم اس درجہ وسیع نہیں ہوا کہ وہ ان اثرات کے دور کرنے میں کامیاب ہو -

اصول اول کی تحقیق کرتے ہوئے (سر فرانسس گالٹن Sir Francis Galton) علم یوجینکس کے بانی مبانی حسب ذیل مشاہدات پر پہنچے :

(الف) وراثت کے اثرات میں نصف دونوں والدین کا، چوتھائی والدین کے چاروں والدین کا، آٹھواں حصہ تیسری پشت کے آٹھوں اجداد کا ..... وقس علی ھذا ...... ہوتا ہے - (ملاحظہ ہو بحث برقانون وراثت سر فرانسس گالٹن A debate on Sir Francis (G's Law of Ancestral Inheritance)

ہم اس بات کے ماننے کیلیے تیار ہیں کہ اس قانون میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ہے، اور جوں جوں علمی تحقیقات کا دائرہ وسیع ہوتا جائیگا، یہ قانون بھی خود بخود ایک عملی صورت اختیار کرتا جائیگا - مگر اس بات کے ماننے کے لیے کہ یہ قانون سرے سے ہی غلط ہے، ہم ہرگز ہرگز تیار نہیں ہیں، جب تک کہ ہمارے پاس کوئی کافی معتبر ثبوت موجود نہو -

(ب) اگر جسمانی و اخلاقی تندرستی کے مدارج مقرر کیے جائیں، اور انمیں سب سے اعلی درجہ خاندان (الف) کا ہو دوم (ب) کا، سوم (ج) کا، چہارم (د) کا، پنجم (ر) کا، ور ششم (س) کا، وعلی ھذا، تو تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر قسم (ج) کے ۳۵ - آدمی اسے سے ایک درجہ ادنی قسم میں شادی کرلیں تو وہ صرف ۶ - بچے قسم (ج) کے پیدا کرسکیں گے، اور اگر وہ قسم (س) میں شادی کریں تو صرف ایک بچہ قسم (ج) کا پیدا کریں گے - حالانکہ ۲۵۰۰۰ - جوڑے قسم (س) کے صرف ایک بچہ قسم (ج) کا پیدا کرلیں گے، اور (س) سے گھٹیا قسم کے جوڑے ایک بھی (ج) کی قسم کا بچہ پیدا نہیں کر سکتے !!

اس کا ماحصل یہ ہے کہ جسمانی و اخلاقی کمزوری کے اسباب

---

(۱) پروفیسر ھکسلے کی یادگار میں بڑے بڑے سائنس داں کسی نہ کسی زیر بحث مضمون پر سال بھر کے اندر ایکدفعہ لیکچر دیا کرتے ہیں - چونکہ پروفیسر کارل پیرسن یوجینکس میں کامل بے مثل تسلیم کیے جاتے ہیں، اس لیے انھوں نے اس مضمون پر کئی دفعہ لیکچر دئیے ہیں - ان لیکچروں کے مجموعہ کا نام ہے (ھکسلے لیکچر بائی کارل پیرسن)

و تشبیہات قرآنیہ اپني ہر مختصر سي مختصر تشبیہ کے اندر بھی مطالب عالیہ ٬ غوامض حکمیہ ٬ اور سرائر فطریہ کا ایک بحر بے کنار بل اوقیانوس حکم و معارف بیکراں ہے - فہم انساني اسکے سراغ میں نکل سکتي ہے ٬ پر اسکا احاطہ نہیں کر سکتي کہ :

تقاصر عنہ افہام الرجال

اور پھر یہ اسکا فضل ہے کہ جس خوش نصیب کو چاہے ٬ اپنے کلام حکیم کے چند قطرات معارف سے سیراب کرنے کیلیے چن لے - اسکے لیے محض علم و فضل اور مطالعۂ علوم کا دعوا بیکار ہے : کہ

بل هو ایات بینات في صدور الذین اوتوا العلم ٬ وما یجحد بآیاتنا الا الظالمون (۲۹ : ۴۸) .

ولو ان ما في الارض من شجرة اقلام ٬ والبحر یمده من بعده سبعة ابحر ٬ ما نفدت کلمات الله ٬ ان الله عزیز حکیم ! (۳۱ : ۲۶)

یہ زمین پر لاکھوں اور کروڑوں درخت جو تم دیکھہ رہے ہو ٬ اگر ان سب کی شاخوں کو قلم بنادیا جائے ٬ اور تمام بے کنار و بیکراں سمندروں سے سیاہی کا کام لیا جائے ٬ اور وہ بھی اس طرح کہ جب سمندر ختم ہوکر خشک ہو جائیں ٬ تو ویسے ہی سات نئے عظیم الشان سمندر انکی جگہ آ موجود ہوں ٬ اور اس طریقے پر اللہ تعالے کی کلمات و آیات کو لکھا جائے ٬ پھر بھی یقین کرو کہ وہ کبھي تمام نہونگي ٬ کیونکہ وہ حکیم و عزیز ہے " !!

(البقیۃ تتلي)

باب المراسلة والمناظرة

اخلاق و آداب میں موروثي اثر

یعني اولاد میں ایک ماں باپ اور خاندان کے اخلاق و خصائل کا اثر بطور وراثت طبیعي کے ہوتا ہے یا نہیں ؟

از جناب مراسلہ نگار فاضل صاحب اعصا

(ایک مخصوص نظر علمي)

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ الہلال نمبر [۱۳] - جلد [۲] میں ایک مضمون [اخلاق] کے عنوان سے درج ہوا تھا - اسمیں اخلاق کے سرچشموں پر بحث کرتے ہوے ظاہر کیا گیا تھا کہ اسکا ایک ذریعہ وراثت بھي ہے -

جناب مولوي محمود صاحب عباسي نے اس سے اختلاف کیا ٬ اور ایک تحریر بھیجي جو بصیغۂ " مراسلہ و مناظرہ " نمبر [۱۵] میں شائع ہوگي تھي اور اسمیں میں نے وعدہ کیا تھا کہ اس مسئلے پر ایک مستقل مضمون لکھونگا -

پھر میں اپنے حالات میں غرق ہوگیا اور لکھنے کي مہلت نہ ملي - لیکن نہایت خوشي کي بات ہے کہ بعض قابل و وسیع النظر اہل قلم نے اس موضوع پر توجہ کي ہے ٬ اور ایک مفید مضمون بغرض اشاعت عنایت فرمایا ہے - الہلال ابتداے اشاعت سے تعلیم یافتہ جماعت کي بد مذاقي کا فریادي ہے ٬ مگر اس قسم کے مضامین کا لگاتار الہلال تک پہنچنا اس امر کا ثبوت ہے کہ اب علم دوست طبیعتیں اشغال علمیہ کي طرف متوجہ ہونے لگي ہیں - فالحمد للہ علی ذلک -

آج کي اشاعت میں یہ مضمون شائع کیا جاتا ہے ٬ لیکن جس نے جس مضمون کا وعدہ کیا تھا ٬ اسکي ضرورت اب تک باقي ہے اور اسکے متعلق مواد بکثرت سامنے ہے - انشا اللہ پہلي فرصت میں اسکو قلمبند کرونگا - (ایڈیٹر)
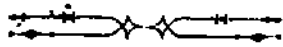
۲۳ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ - کے الہلال میں قابل نامہ نگار مسٹر محمود عباسی نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوے کہ " اخلاق میں اثر وراثت کو بالکل دخل نہیں " چند قابل انتقاد جملے تحریر کیے ہیں - مسٹر موصوف نے جو باتیں پروفیسر (کارل پیرسن) کے طرف منسوب کي ہیں ٬ وہ یا تو غلط فہمی پر مبنی ہیں ٬ یا اسے یہ پایا جاتا ہے کہ حضرت عباسی نے پروفیسر موصوف کي کوئی تصنیف نہیں دیکھی " .

عباسی صاحب تحریر فرماتے ہیں .

" بقول کارل پیرسن ٬ وراثت کا اثر بالکل غلط ہے ٬ اور جسقدر بھي اخلاقي خصوصیات والدین کی اولاد میں پائي جاتي ہیں ٬ وہ اس تربیت کا نتیجہ ہیں ٬ جو اولاد کو اپنے والدین کے ہاتھوں پہنچتي ہے .... "

وثائق و حقائق

نتـــائج و عـــبر

استبداد کے نتائج انسان کو دنیا هي میں نظر آجاتے هیں یورپ میں روس کي وسیع حکومت سب پر فائق هے' اور یه ظاهر هے که مغربي مدنیت کے تماشاگاه میں اس وسیع رقبۂ حکومت کے فرما نروا کو ایک خاص حیثیت سے تهذیب کا ممثل تسلیم کرنا چاهیے - مغرب کي تهذیب و مدنیت پرکچهه زیاده بحث کرنے کی ضرورت نهیں هے ' اسلیے که ادرنه و سلانیک و مناستر و قونیه و طرابلس و مقام رضا (علیه السلام) میں اس کے اصول عمل اچهي طرح عالم آشکار هوچکے هیں ' تاهم عجیب بات یه هے که خود اهل مغرب ان اصول کو مشرق کے مقابله میں جائز رکهتے پر بهي ان کے ممثلوں سے نفرت کرتے هیں' اور سخت اظهار نفرت کے متمني هوتے هیں- نقولا (قیصر نکولس زار روس) کي حکومت نے مسلمانوں کے مدارس بند کردیے ' مظلومان ملتان کی اعانت کرنے والوں پر سختیاں کیں' اظهار بے طرفی (نیو ٹریلٹی) پر بهي ارسال فوج و اسلحه و سامان رسد سے جبل اسود (مانٹي نگرو یا قره طاغ) کي طرفداري میں حصه لیتي رهي ' اور دول یورپ کے اس اجماع کا باعث هوي که یورپ کي مهذب سر زمین میں مسلمانوں کو حکومت کرنے کا کوئي حق نهیں هے - یه سب کچهه هوا ' اور اس کے نتائج سے تمام اهل مغرب مستفید هورهے هیں' مگر نقولا کي جان عذاب میں هے - آسایش کي زندگی اس کو نصیب نهیں ' آزادي کے فوائد اُسے حاصل نهیں ' پولیس کي حراست میں اُس کي عمر کٹتي هے ' اٹهتے ' بیٹهتے ' سوتے ' جاگتے ' کسي عالم میں بهي سپاهیوں کا پهره اُس سے جدا نهیں هوتا - ولیم قیصر جرمني کي شاهزادي لوئیزي کے بزم عقد میں شرکت کے لیے برلین آتا هے ' یهاں موج کے حصار سے جان تو بچ جاتي هے ' مگر اسٹیشن سے ایوان سلطنت تک کی مختصر مسافت میں تماشائیوں اور راه گیروں کے نعره هاے تحقیر توپ و تفنگ بن کے اُس پر برستے هیں ! ! اگر اُس کي اخلاقي حس پہلے هي مرده هوچکي هوتي ' تو یه آتش باري اسکے سوزش جسم و روح کیلیے کافي تهي -

---

[بقیه مضمون صفحه ۱۲]

یه ثابت کرنا تها که " وراثت کو اخلاق میں دخل ضرور هے "

جن حضرات کو اس مضمون پر ایک مبسوط نظر ڈالنے کا شوق هے اور انگریزي بهی جانتے هیں' وه ان هر دو کتابوں کے علاوه ' جنکا حواله همنے اپنے مضمون میں دیا هے ' مندرجۂ ذیل کتب کا بهی ضرور مطالعه فرمالیں :

اول - Heredity مصنفه جے - اے - ٹامسن J. A. Thomson

دوم - هاؤس آف کامنز کیبنیٹ رپورٹ - مورخه ۱۷ - مئی سنه ۱۹۱۲ - جلد ۳۸ - نمبر ۶۴ -

سوم - رپورٹ رائل کمیشن سنه ۱۹۰۴ - سنه ۱۹۰۸ -

چهارم - کرائم اینڈ ان سینٹی - ڈاکٹر مرسیر .Crime and Insanity -

(حقی)

نقولا پر کیا منحصر هے ؟ یورپ کے کسي مستبد (فرمانروا) کو بهي رعایا کي همدردي حاصل نهیں - کهتے هیں که اسلامي دنیا کا قدیم دستور احتساب انسان کي آزاد شخصیت کے حق میں ایک نهایت بدنما قرنطینه تها ' لیکن سوال یه هے که ان مستبدین کے رهنے سهنے ' کهانے پینے ' سونے جاگنے ' چلنے پهرنے ' بولنے اور چپ رهنے کا جس کاوش سے احتساب کیا جاتا هے ' یه کیا هے ؟ وه انسان کو غلام بناتے هیں ' دنیا میں غلامی پهیلاتے هیں ' قدرت کے بهترین عطیۂ حریت کے استعمال کو ' جس سے چڑیاں بهی اپنے گهونسلوں میں اور مچهلیاں بهی اپنے سمندر میں محروم نهیں هیں ' انسان کے لیے حرام بتاتے هیں' مگر خود اُن کی حالت کیا هے ؟ وه خود اپنی دار السلطنت میں اپنے هي محکوم شیخ البلد (لارڈ میر) اور تشریفاتي (چمبر لین) کے غلام هوتے هیں - باره گهنٹے پہلے جب تک انهیں اطلاع نه دیں اور اُن سے اجازت نه لے لیں' شهر کے کسي حصے میں نه آسکتے هیں نه جاسکتے هیں - آزادي کے ساتهه سیر و تفریح وه نهیں کرسکتے ' تماشا گاهوں میں وه نهیں جاسکتے ' کسی عمومی شخص (پبلک مین) سے ملنا چاهیں ' کسی کو کچهه لکهنا چاهیں ' کوئی بات کرنا چاهیں ' سب میں یهي قید هوگی که مجلس مستشار جب اور جس سے ملنے کي اجازت دے ' اُس کي پابندی کریں ' جو مسوده مرتب هو ' وهی لکهیں ' جن امور کی تلقین کي جائے ' وهی اُن کی زبان سے ادا هوں - ظاهر هے که ان قیود کے ساتهه ضمیر کی آزادي کیونکر قائم ره سکتی هے ؟ ان حالتوں میں اگر انهیں رعایا کے مصائب کا احساس نهو ' استعباد کي جفا کاریاں نظر نه آئیں' مظلوموں کي فریاد سنائي نه دے ' تو اس میں حیرت کي کیا بات هے ؟ جس کا نور ایمان (کانشنس) مرده هوچکا هو ' جس کے ضمیر کی زندگي موت سے بدل چکي هو ' اُس کو زنده سمجهنا هی غلط هے - مراحل زندگی کے طے کرنے میں حامیان استبداد کي جانب سے جو باتیں سنگ راه هوں ' انهی سے انکی شکایت کرنا بے فائده هے ؟ ایک اسٹیچو هے ' ایک کالبد هے ' ایک مجسمه هے ' جو کسی خاص طاقت سے مردم آزاري کے وظائف ادا کررها هے - اُس سے گله و شکوه کیوں کرو ؟ اُس کے آزار سے محفوظ رهنے کے لیے کوئي معقول و جائز و با اصول ترکیب کیوں نهیں نکالتے ؟ خسرو شعرا مدت هوئي ' اس حقیقت کي ترجماني کرچکا هے ' جسے اُس کي روح حکمۃ شعریه ' به تبدیل الفاظ ' آج بهی سنا رهی هے :

رسیــــد نالــۂ من از جفــــاے استبداد
بر آسمـــان ' و شنیدند تیـــر و کیوانش
اگر بگوش حکومت نمي رسد ' زان است
که سالها است که از جسم ' پاره شد جانش

عرب میں ایک مثــل مشـهور هے : " الحر لا یحتمل الضیم " شریف آدمی سب کچهه برداشت کرلیگا ' لیکن کوئي ایسی کارروائي جس سے اُس کي آزادي و عزت نفس کو صدمــه پهونچتا هو ' کبهي بهي برداشت نهیں کرسکتا -

(۱) و لا یقیــم علی ضــیم یراد بــه
إلا الاذلان عیـــر الحی و الوتــد

(۲) هذا علی الخسف مربوط برمته
و ذا یشــج فــلا یــرثي لــه احــد

(۱) کوئي مخلوق جس پر جور و ستم مقصود هو وه اس حالت کو کبهي گوارا نه کریگي - بجز دو ذلیل چیزوں کے [۱] قبیله کا اونٹ [۲] اور اُس کے باندهنے کي میخ -

(۲) یه [اونٹ] تو بے آب و گیاه ' رسیوں سے بندها هوا ' سر جهکائے رهتا هے - اور اُس [میخ] پر چوٹ پڑتي هے تو کوئي اُس پر رحم بهي نهیں کرتا -

ہمارے آبا و اجداد کی طرف منسوب ہونے چاہئیں اور وہی انکے ذمہ دار ہیں -

رائل کمیشن نے (جو سنہ ١٩٠٣ع میں ان معاملات پر غور کرنیکے لیے مقرر ہوئی تھی) اپنی تحقیقات کا سلسلہ چار سال تک جاری رکھا - اس نے سنہ ١٩٠٨ع میں تحقیقات کی ایک رپورٹ موقت کی جواب بلیو بک (Blue Book) کی شکل میں چھپ گئی ہے - اس رپورٹ میں صدہا مثالیں دیکر یہہ ثابت کیا گیا ہے کہ دماغی کمزوری اور جنون عموماً موروثی ہوتے ہیں - ہم اس میں سے ناظرین کی دلچسپی کے لیے چند واقعات کا اقتباس کرتے ہیں:-

اول - ایک ایسے شخص کا حال جو چلد مرتبہ چوری کے جرم میں سزا یاب ہو چکا تھا - اس کے کئی بیٹے تھے - بڑا لڑکا ١٨ - سال کی عمر سے لیکر ٣٢ - سال کی عمر تک، ٣٣ - دفعہ سزا یاب ہوا - دوسرا لڑکا پندرہ سال کی عمر سے لیکر ٢٩ - برس کی عمر تک ١٧ - دفعہ اسی چوری کے الزام میں قید ہوا !

دوم - ایک چودہ سال لڑکے کا حال، جس نے اس عمر تک پہنچنے سے پہلے تین مرتبہ پون ٹیول (Pontenville) کے جیلخانہ میں سزاے قید کی عقوبتیں جھیلیں - اس کا باپ اسی جیل خانے میں کئی دفعہ جا چکا ہے، اور اس کی ماں شارع عام میں شراب پی کر مدہوش ہوجانیکے جرم میں سزا پا چکی تھی -

سوم - ایک صحیح و سالم آدمی کا واقعہ، جسنے ایک ایسی عورت سے شادی کی، جو کہ سرقۂ صغیرہ کے جرم میں کئی دفعہ سزاے قید بھگت چکی تھی - اسکی نسبت انسپکٹر جنرل جیلخانہ جات کی رپورٹ کا ترجمہ حسب ذیل ہے :

" اس جوڑے کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں - بڑی لڑکی مقامی پاگل خانے میں عمر کا زیادہ حصہ بسر کر چکی ہے - چھوٹی لڑکی ابھی کنواری ہے لہذا والد کے زیر حفاظت ہے - پولیس ابھی اسکی نسبت کچھہ رپورٹ نہیں کر سکتی -

بقیہ دو لڑکوں سے دو کنبے چلے : (م) و (ن) -

پہلے کنبہ کا باپ مقامی پاگل خانے میں رہ چکا ہے، اور ابھی تک بڑی غضبناک طبیعت رکھتا ہے - اس کی پہلی بیوی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں - لڑکی کی پیدایش کے چھہ ہفتے بعد وہ مرگئی -

اس کے بڑے لڑکے کا اعمالنامہ حسب ذیل ہے، اگرچہ اس کی عمر ابھی صرف پچیس برس ہی کی ہے :

گیارہ سال کی عمر میں اسے چوری کرنیکے جرم میں تو بیخ کی گئی - اٹھارہ سال کی عمر میں اینڈوور Androver میں ایک گھڑی چرانیکی پاداش میں اسے ایک ماہ کی قید ہوئی - اسی سال ونچسٹر کالج میں فریب دہی کی غرض سے اپنا نام داخل رجسٹر کرانیکے جرم میں اسے ایک ماہ کیلیے جیلخانہ کی ہوا کھانی پڑی - پھر منچسٹر میں چند گھڑیاں چرانیکی جرم میں وہ ایک ماہ کیلیے قید خانے میں بھیج دیا گیا - پھر السٹر میں چوری کے جرم میں دو ماہ کیلیے قید رہا - ١٩ - سال کی عمر میں ڈاکہ مارنے کی سعی کے الزام میں بمقام مین فیلڈ Man field ایک ماہ کیلیے بادشاہ کا مہمان رہا - اسی سال السٹر میں ایک گھڑی چرانیکے جرم میں اسے ایک ماہ کی اور قید ہوئی - اسی سال پھر سات دن کیلیے بھیک مانگنے کی خاطر بند کر دیا گیا - بیس سال کی عمر میں بمقام نارچ کیس بکس چرانیکی غرض سے ایک ماہ کیلیے مقفل کردیا گیا - اسی سال سٹیمفورڈ میں بھیک مانگنے کے جرم میں چودہ دن کے لیے پھر قید کیا گیا - پھر ایک ماہ السٹر میں چوری کے لیے، اور تین ماہ ڈاکے کے الزام میں شاہی چہار دیواری میں مقید نظر آیا .... چوبیس سال کی عمر میں اسے شارع عام میں بازاری زبان استعمال کرنیکی پاداش میں ١٠ - شلنگ جرمانہ ہوا، اور اسی سال چوری کے الزام میں ١٥ - ماہ کیلیے جیلخانہ بھیج دیا گیا !!

دوسرا لڑکا گیارہ سال کی عمر میں چوری کے جرم میں گرفتار ہوا، اور اسے چار ماہ کیلیے ایک ریفورمیٹری (Reformatory) (یعنی تربیت خانۂ جرائم و آوارگی - الہلال) میں بھیج دیا گیا - اور اسکے بعد ٥ - دفعہ مجسٹریٹ کے سامنے چوری کے الزام میں حاضر کیا گیا -

باقی تینوں بچے ابھی بہت خورد سال ہیں " -

یہ تو ایک کنبہ تھا - اب دوسرے کنبے یعنی (م) کا حال بھی سن لیجیے :

" دوسرے بھائی کے نو بچے تھے (بخوف طوالت ہم اس طول طویل داستان کا لب لباب درج کریں گے) پہلا لڑکا گیارہ دفعہ چوری کے الزام میں قید ہوا - ایک لڑکی پاگل خانہ میں ہے - دوسری لڑکی ایک شادی شدہ نوجوان کے ساتھہ تعلق ناجائز پیدا کر کے اور اپنے والدین کو چھوڑ کر بھاگ گئی، اور بہت عرصہ تک اسی کے پاس رہی " نتیجہ جو ہوا وہ ناظرین خیال کر سکتے ہیں باقی بچوں کا حال بھی اسی پر قیاس کر لیجیے -

" چہارم - ایک فاحشہ عورت سے گیارہ حرامی بچے جنے - انمیں سے پانچ لڑکیاں اس فعل بد کی کئی دفعہ مرتکب ہوچکی ہیں -

پنجم - ایک کمزور دماغ عورت کو چند شہدوں نے گمراہ کرکے بے عصمتی پر آمادہ کیا، جسکا نتیجہ دو ولد الزنا لڑکیوں کی صورت میں نمودار ہوا - بڑی لڑکی کی عمر اس وقت (یعنی بر وقت تحقیقات کمیشن) ١٨ - سال کی ہے، اور وہ دو ولد الحرام بچوں کی ماں ہے، اور چھوٹی لڑکی ناجائز حمل سے ہے "

یہہ واقعات ایسے نہیں کہ انکو محض مستثنیات کہہ کر نظر انداز کر دیا جاے؛ بلکہ یہہ ایسے واقعات ہیں جو ہر روز مشاہدے میں آتے رہتے ہیں - کمیشن کی رپورٹ میں آپکو ایسے صدہا واقعات ملیں گے، جنکو ہمنے بخوف طوالت نظر انداز کر دیا - جن حضرات کو زیادہ شوق ہے وہ اس رپورٹ کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں -

ان تلخیصات علم و تجارب سے وہ دونوں اصول، جو ہمنے بیان کیے تھے، ثابت ہوتے ہیں، یعنی :

اول - اخلاق کا زیادہ حصہ موروثی ہوتا ہے -

دوم - کسی قسم کی خارجی تعلیم یا تربیت ان موروثی اثرات کو بدل نہیں سکتی -

ریفورمیٹری یا پاگل خانے عارضی طور پر انکے فوری اثر کے ظہور کو روک سکتے ہیں، مگر جب بیمار انکی حفاظت سے نکلا، پھر اپنی فطرت کو لوٹا - واقعہ سوم خاص طور پر قابل غور ہے - تقریباً سب کے سب لڑکے گیارہ سال کی عمر میں چوری کے جرم میں ماخوذ ہوے - اور پھر باقی تمام عمر اسی میں مشغول رہے - ریفورمیٹری میں چار سال تک اور ہر طرح کی تعلیم وغیرہ کے زیر اثر رہنے کے بعد بھی ایک لڑکے کی چوری کی عادت نہ گئی !!

یہ خیال کرنا کہ ہماری تحریر کا ماحصل یہ ثابت کرنا تھا کہ " تمام اخلاق موروثی ہی ہوتے ہیں " غلط ہوگا - ہمارا ماحصل صرف

طرابلس میں اطالی افسروں نے ایک جرمن پادری کو گرفتار کیا ہے - اس
جرم میں کہ اس نے رحم و انسانیت پر وعظ کہا تھا !!

اور انکے لیے گذشتہ صدیوں کی وحشیت و درندگی پھر عود کر آے !

ہر شخص جانتا ہے کہ اطالیا سواحل بنغازی سے (جہاں تک کہ اسکے بیڑے کی توپوں کے گولے جاتے ہیں) آگے اب تک نہیں بڑھسکی ہے - بیس دن ہوے کہ اس کے نفس بد نے اسے سمجھایا کہ کم از کم (سانیہ فقیہ محمد بن شتوان) پر' کہ سواحل بنغازی سے صرف ادھہ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے ' یلغار کرے - اسکی بزدل فوج استحکامات بناتی' اور سرحدیں مستحکم کرتی ہوئی نکلی' اور برابر پیش قدمی کرتی ہوئی بڑھتی گئی - یہاں تک کہ شدہ شدہ بیس گھنٹے کی مسافت طے کرگئی - جب ان شیران حریف افگن کے نیستانوں کے قریب پہنچی تو وہ ایک بارهی پھرے اور اس زور سے حملہ کیا کہ چند لمحوں کے اندر هی صدها لاشیں تڑپ گئیں ' اور جو بچے' وہ اس عالم میں بھاگے' کہ ساحل بحر سے ادھر ایک لمحہ کیلیے بھی کہیں دم نہ لیا !!

مگر مزے کی بات یہ ہے کہ ایک طرف تو بنغازی میں اطالیا کی حالت یہ ہے' دوسری طرف سرکاری خبریں کہتی ہیں کہ اب تک اطالیا نے سادہ لوحان طرابلس سے نرم کلامی کا سررشتہ هاتهہ سے نہیں دیا ہے - وزیر مستعمرات (نرابادی) ان سے وعدے کرتا ہے' انہیں امیدیں دلاتا ہے ' انہیں پھسلاتا ہے' انہیں بہلاتا ہے ' کیونکہ اسکو یقین ہے کہ ملک داری ' سلطرانی' خانمان بربادی ' عصمت دری ' اور مردم کشی سے نہیں ہوتی بلکہ نرمی' فریب ' روباہ بازی' اور سیم و زر کے عوض میں دنی الطبع و سفلہ مزاج دلوں کی خریداری سے ہوتی ہے !! با این همہ اسکی فوج میں' ایک جماعت ہے جو قتل و سفاکی وغیرہ وغیرہ سے دلوں کی آگ بھی روشن کرتی رهتی ہے - پس اگر اطالیا اپنی اس فرنگیانہ سلطرانیوں کو نرمی اور حسن سلوک خیال کرتی ہے ' فاللہ اکبر! اُس وقت کیا ہوگا جب کہ سختی ' کیلہ کشی '

تفنگ کیوں اسکے اُن خیالات کو پورا کریگی ' جنکو اسکا کینہ پرور سینہ چھپاے ہوے ہے ؟؟

کل کی بات ہے کہ بنغازی میں ایک غریب الوطن جرمنی کے پادری کو اسلیے قید کردیا گیا تها' کہ وہ اپنے معمولی مواعظ میں انسانی رحم و همدردی کے الفاظ بکثرت کیوں بولتا ہے ؟

بعض دیگر ارباب مستعمرات حکومتوں کی پیروی میں ' حکومت اطالیا نے بھی بنغازی کی فوج کے لیے بازار والوں کو (کہ متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں) بجبر بھرتی کرنا' اور عوام کے لیے رزق کے دروازے بند کرنا شروع کردیا ہے - بالکل مبالغہ نہ ہوگا ' اگر کہا جاے کہ اسوقت طرابلس کے اطالوی مقبوضات میں احتیاج' فاقہ' اور ضرورت کی جو گرم بازاری ہے' اسکی نظیر کہیں نہیں ملسکتی -

عرب طرابلس کے ساتهہ حکومت اطالیا جو کچهہ کرنا چاهتی ہے' اسکا اندازہ اسکے اعمال و احکام سے ہوسکتا ہے -

غیر اطالوی مال پر ۵ - فیصد چنگی لگائی گئی ہے - اطالوی ممالک میں آلو اور اسی قسم کی دو ایک چیزوں کے سوا پیدا هی کیا ہوتا ہے ' جو اطالوی تاجر لا کے یہاں فروخت کرینگے ؟ اسکے علاوہ شہری عربوں کا مدار زندگی تو اطالوی بوٹوں کے صاف کرنے پر ہے - پس اگر اطالوی اسباب راحت و آرام لاے بھی تو یہ تہیدست انکو خریدینگے کہاں سے ؟ غرض گرانی بڑھیگی اور غریب طبقہ ' کہ آبادی کا بیشتر حصہ ہے ' فاقۂ موت کا شکار ہوگا -

تمام دیسی تاجر اس خیال سے ایک تنگ بازار میں نظر بند کیے گئے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے اسکندریہ تجارت کے بہانے چلے جائیں اور مجاهدین سے ملجائیں !

چند مدارس بھی کھولے گئے ہیں اور یہ یورپ کا سب سے بڑا شیطانی دسیسہ ہے - ان میں قرآن حکیم کے علاوہ (جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ پڑھایا جائیگا) باقی تمام تعلیم صرف اطالوی زبان میں ہوگی جو کچهہ شروع بھی ہوگئی ہے -

ایک معمولی اطالوی کی رپورٹ پر عربوں کو انکی زمینوں سے بیدخل کردیا جاتا ہے ' اور وہ زمینیں نہایت ارزاں قیمت پر اطالویوں کے هاتهہ فروخت کردی جاتی ہیں - ان مصائب پر مستزاد یہ ہے کہ جب سے اطالوی آئے ہیں ' قحط و گرانی برابر رهتی ہے اور بھوک کا خراج دینے کے لیے وہ بدبخت اپنی زمینیں اور گھر اطالویوں کے هاتهہ نہایت کم قیمت پر خود هی فروخت کر ڈالتے ہیں -

دولت عثمانیہ نے جو استقلال اداری دیا ہے ' اسکی حالت یہ ہے کہ نائب السلطان اپنے گھر تک پر عثمانی علم نصب نہیں کرسکتا ! -

بنغازی میں بازار کے تقیر الحال لوگوں کو جنمیں بچے اور بوڑھے بھی شامل ہیں اسلیے قید کرلیا ہے کہ وہ اپنا تمام سامان فوج کے حوالے نہیں کرینگے

شذرات

لیکن هم نہیں کہ یہ سب کچھہ دیکھتے هیں، اور یہ سب سنتے هیں ، پھر بھي اپنے خاموش و استبداد پسند و بے حس طرز عمل سے مولاي روم کے اس تخیل کا مجسم نمونہ بنے هوے هیں کہ :

چشم باز وگوش باز و این ذکا   خیرہ ام بر چشم بندي خدا

کئی مہینے ہوے مظالمۂ بلقان کے متعلق یورپ سے داد رسي کے توقع پر ترکوں نے ایک انجمن قائم کي تھي ' جس کے میر مجلس غازي احمد مختار پاشا تھے - انجمن نے بلقانیوں کے مظالم کي ایک مفصل و مبسوط رپورٹ (تقریر) مرتب کرکے دول یورپ کے پاس بھیجي تھي' جس پر کہیں کہیں سے جواب تو ملا ' مگر انسدادي کارروائي کسي نے بھی نہ کي اور اسکي توقع بھي نہیں - تین هفتے هوے' ترکي اخبار " صباح " نے اس رپورٹ کے متعلق ایک سانفکو فرانسیسي مدبر کا ایک مضمون نقل کیا تھا ' جس کا خلاصہ یہ تھا کہ " نادان و نافہم بچوں کو راحت پہونچانے اور زحمتوں سے بچانے کا تو دستور ہے' اور یہ دستور کچھہ ایسا ناموزوں بھي نہیں ' مگر جو قوم قدرت کي دي هوئي طاقتوں کے استعمال سے بے خبر هو' اور مصائب سے بچنے میں اپني طاقت کا سہارا پکڑنے کي جگہ غیروں کے بھرو سے بیٹھي رہے ' وہ هرگز اس قابل نہیں کہ اسے کسي قسم کي امداد بھی دي جاے " یہ ضابطہ قابل تسلیم ہو یا نہو' مگر ترقي پذیر دنیا کا آج اسي پر عمل ہے' اور یہي وہ بنا تھي جس پر کئي سال هوے' کوریا کے شاهي ایلچي کو جاپاني حکومت کي شکایت کرنے پر هیگ کانفرنس میں پھانسي دے دي گئي تھي - ان مراتب کو پیش نظر رکھکر سوچو اور سمجھو کہ جس زوال حریت کا تم مرثیہ پڑھتے هو' جس فناے جلالت کا تمہیں رونا ہے ' جس بقاے قومیت کے انہدام کا زعم و صدمہ ہے ' کیا کبھي تم نے مناسب و معقول ذرایع سے اُس کے واپس لانے کي بھي کوشش کي ؟ اور اس بات میں جائز طریقوں پر اپني طاقت کا بھی استعمال کیا ؟ نفس میں صحیح طرز پر کام کرنے کا ولولہ هي نہیں تو لیوں کي شکوہ سنجي سے کیا حاصل ؟

نہو جب دل هي پہلو میں تو پھر مونہہ میں زباں کیوں هو ؟

الفانسو فرمانرواے اندلس پر ایک مشہور فوضوي (انارکسٹ) نے ' جس کا نام سانشزہے' کچھہ زمانہ هوا گولي چلائي تھي - یہ شخص اصل میں فرقۂ اشتراکیہ (سوشیالوجسٹ پارٹی) کا ممبر تھا اور الفانسو کي حکومت کا استبداد دیکھہ دیکھہ کے اُس کا دشمن هوگیا تھا - ارتکاب جرم کے بعد پولیس نے اُسے گرفتار کرلیا - قاعدہ تو یہ ہے کہ ایسے مجرموں کے مقدمات محکمۂ عرفیۃ (کورٹ مارشل) میں پیش هوتے هیں' اور جرم کي تحقیقات خفیہ اور بالکل هي خفیہ کي جاتي ہے' مگر ملک کي صحافت (پریس یا اخباري اجتماع) نے ایسے تند و ترش لہجہ میں صداے احتجاج بلند کي کہ ' حکومت کو معمولي و آئیني عدالت میں اوراع مقدمہ کي اجازت دیني پڑي ' جس کے علانیہ اجلاس هوتے رہے' اور اب تک هو رہے هیں - مجرم کا جواب دعوی یہ ہے کہ " الفانسو کي حکومت نے اصول

مدنیۃ اطالیا

اطالیا اسوقت جس سب سے بڑي اُمید کي جستجو' جس سب سے بڑي منزل کے لیے تکا پو' اور جس سب سے زیادہ صحیح راستے کو اختیار کر رهي ہے' وہ یہ ہے کہ لبدہ اور برقہ کے اطراف و جوانب میں اپنی هزارها بکھري اور پھیلي هوئي رعایا کو لو آباد' اور ان اطراف کے مذهب کو ایک کردے ' - اور طرابلس میں بربادي اندلس' یعنی اس مصیبت دلدوز' اس آفت اسلام سوز کے احیاء کے ذریعہ' تاریخ کو بازگشت کا موقع دے !

اس نے ان ملمع کار الفاظ میں سادہ لوحوں کو شہ' جاهلوں کو فریب' اور کند ذهنوں سے سخن سازي شروع کي ہے کہ انکو صرف متمدن بنانے' ان کي حالت کو ترقي دینے' انکے شہروں کو آباد کرنے' اور ان کي ثروت کے پروں کو پھیلانے کے لیے آئي ہے' اور یہ ایسے وقت میں' کہ اهل طرابلس کو اطالي بربندکي جہاز نیست و نابود کررہے تھے ' اطالي تلواریں انکے گلے کاٹرهي تھیں' اطالي توپیں انکے گھر بار اور جھونپڑوں پر آتش افشاني کررهي تھیں' اور اطالي فوج عزتوں کو چاک ' اهل و عیال کو قید ' اور مال و دولت کو دست برد کررهي تھي !

حالانکہ ان شہروں میں اس حکومت نے صرف اسلیے احتلال (قبضہ) کیا ہے تاکہ اپنے بکھرے هوے پروں کو اسمیں جمع کرے ' انکے ناکردہ گناہ اصلي باشندوں کو اپنے آهني پنجہ ظلم میں دبائے '

[بقیہ مضمون پہلا کالم]

اشتراک کو سخت صدمے پہونچائے هیں ' کارفرماؤں کے مقابلے میں کارکنوں کي کچھہ پیش نہیں جاتي - معدلت کے جو اصول هیں اُن میں خود استبداد غالب ہے - تمام ظالمانہ احکام الفانسو هي کے نام سے نافذ هوتے هیں ' لہذا اُس کے قتل کي کوشش کوئی بے اصول و غیر آئیني کوشش نہیں کہي جاسکتي - جسم کے کسي عضو میں کوئي مہلک خرابي آجاتي ہے تو اُسے کاٹ دیتے هیں کہ دوسرے اعضا بھي اس سے ماؤف نہو جائیں ' انسان کي هیئة اجتماعیہ میں بھي یہي کیفیت ہے ' اور اُس کي ضرر رساني کا استیصال بھي اسي ضابطہ کے تحت میں هونا چاهیے "

خود یورپ کي فضا تو ان صداؤں سے گونج رهي ہے' مگر وہ مشرق سے چاهتا ہے کہ اسکے سکوت تعبد میں انصاف جوئي اور حق طلبی کي اواز سے بھي خلل نہ پڑے !!

قران کریم کی اصطلاح میں یہي چیز اخلاقي " تطفف " ہے :

ویل للمطففین ' الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون ' و اذا کالوهم او وزنوهم یخسرون (۸۲ : ۱)

بربادي و تباهي هو تول میں کم دینے والوں کیلیے ' کہ جب لوگوں سے خود کوئي شے ماپ کرلیں تو پورا پورا لیں ' لیکن جب انکو دیں تو کم کرکے دیں !!

معـــرکۂ سینغـــال

الجزائر میں منطقہ استندلیہ کے قریب ایک مقام ہے جو الصدق کے نام سے معـروف ہے - اس میں ایک بازار ہے جسکـو (سوق سینغال) کہتے ہیں - ۱۰ - اپریل کو اس بازار میں اس آتش وطن و حریت پرستی کے پھر شعلے بھڑکے ' جو آج ایک صدی سے باشندگان مغرب اقصی کے سینوں میں سلگ رہی ہے ' اور جسکے بجھانے کے لیے بارہا اعداء حریت و انسانیہ یعنی فرانسیسی ملاعنہ کی تلواریں جزائری خون کی نہریں بہا چکی ہیں -

اس معرکۂ مقدسہ یا کرشمہ طرازی حریت و وطن پرستی کی داستان تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے -

بربجی - اور متالسہ کے حریت پرست قبیلوں کے مجاہدین کا ایک جم غفیر سوق سیدی غال میں جمع ہوا - ان جانبازان راہ حریت و وطن کی تعداد صرف ۱۸ - سو تھی ' جنمیں ۶۰ سو اسپ سوار ' اور ۱۲ - سو پیادے تھے -

اس اجتماع کا مقصد یہ تھا کہ مرکز نخیلہ میں فرانسیسی غارتگران حریت پر حملہ کیا جاے - (مولویہ) کے بعض مراکز نے اسکی اطلاع جنرل آلیکس کو دیدی -

مغرب اقصی کے مشرقی حصے کے فرانسیسی قائد نے یہ طے کیا کہ ان مجاہدین کرام کے آغاز عمل سے پہلے ان پر حملہ کرکے ' انکا شیرازہ برہم کردیا جاے - اس قرار داد کی بنا پر اس نے ایک رجیمنٹ ترتیب دی ' جسکی قیادت خود اپنے ہاتھہ میں لی ' اور ۹ - بجے شب کو مرادہ سے نکل کے روانہ ہوگیا - صبح ہوتے ہوتے نخیلہ کے قریب پہنچا ' اور اسکی مضافات میں مقیم ہوگیا -

فاس دار الحکومت مراکش کا ایک تاراج شدہ بازار

حملۂ فرانس کے بعد

اس تازہ فوج کی آمد فرانسیسی محافظ فوج کے لیے ایک مژدۂ جاں بخش تھی ' جو ان مجاہدین راہ حریت کی تیغ خوں آشام سے انہیں نجات دینے کے لیے آئی تھی - اس نے نہایت گرمجوشی اور مسرت آمیز ارخوہ رفتگی کے ساتھہ استقبال کیا ' اور اپنی جماعت میں سے بھی چند پلٹنیں بطور مزید کمک کے ساتھہ لے لیں -

یہ مجموعی فوج دو حصوں میں منقسم ہوکے آگے بڑھی - اور کوہ زاغ سے اترکے مجاہدین کرام کی منزلگاہ کی طرف روانہ ہوگئی - منزلگاہ سے جب اسقدر قریب پہنچگئی کہ خیموں کی چوٹیاں نظر آنے لگیں تو فرانسیسی توپخانہ مرکز مناسب کی جستجو کی غرض سے پیچھے رہگیا ' اور دونوں رجیمنٹ آگے بڑھیں - صبح کا وقت تھا - قریباً ۵ - بجے تھے - دفعتاً ایک آواز سنائی دی - یہ آواز ایک مغربی مجاہد کی بندوق کی تھی ' جو اس نے فرانسیسی ملاعنہ کے سواروں پر سرکی تھی - آواز بمشکل خاموش ہوئی تھی کہ نعرہ ہاے تکبیر بلند ہوئے ' اور نعروں کے ساتھہ ہی مختلف اطراف و اکناف سے سواروں کی ٹولیاں آتی ہوئی نظر آئیں - گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی تھیں ' اور سرعت رفتار کی یہ حالت تھی کہ ٹاپیں بمشکل زمین پر پڑتی تھیں - بندوقیں سواروں کے سینوں سے لگی ہوئی تھیں ' اور دہانوں سے گولیوں کی بارش ہو رہی تھی - مجاہدین کرام اور جنود ملاعنۂ فرانسیسیہ میں چونکہ مسافت زائد تھی ' اسلیے گولیوں کی زد سے محفوظ تھے - سوار پیادوں کے انتظار میں رک گئے - پیادے جب آگئے تو سب ملکے آگ برساتے ہوے آگے بڑھے - مجاہدین نے جو نقشۂ جنگ تجویز کیا تھا ' وہ یہ تھا کہ سواروں کی ٹولیاں مختلف اطراف و اکناف سے نکلیں ' اور دشمن کے طرف اس انداز سے بڑھیں ' کہ جب اسکے قریب پہنچ جائیں تو انکا ایک حصار آہنین

(بقیہ صفحہ ۱۵)

سرکاری دفتروں کی حالت عجیب و غریب ہے - مسلمان ملازموں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اطالوی زبان اچھی طرح جانتا ہو ' مگر باایں ہمہ وہ مریب دہی کیلیے رکھے گئے ہیں اور انکا کام یہ ہے کہ گھروں میں بیٹھے رہیں - قطع نظر اسکے کہ اس سے بیکاری کی عادت پیدا ہوتی ہے ' ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ یہ پنشن ہمیشہ نہیں ملیگی اور جلد یا بدیر موقوف ہو جائیگی ' پھر وہ نان شبینہ تک کو محتاج ہو جائیں گے -

ڈاک کے محکمے میں ایسے لوگ رکھے گئے ہیں جو عربی حروف تک نہیں پہچانتے ! عدالتوں میں اہل کریت و یونان رکھے گئے ہیں ' جنہوں نے اطالوی تبعیت کو قبول کرلیا ہے - مختصراً یہ کہ جن محکموں سے عربوں کو شب و روز کام پڑتا ہے ' انمیں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو عربی پوری طرح جانتا ہو -

اس مختصر مضمون میں ان تمام مظالم و مصائب کا استقصاء ناممکن ہے جو اس وقت طرابلس میں نازل ہو رہے ہیں اور جنمیں سے ہر ایک ' برق خوں و خوں ریزی ہے ' اور جو اسلیے کرائی جا رہی ہے کہ شہری و ساحلی عربوں کی بیخکنی کردی جاے -

چونکہ شیخ سنوسی (متع اللہ المسلمین بطول بقائہ) نے اطالیا کے موجودہ مقاصد اور آیندہ کے پوشیدہ ارادوں کو محسوس کرلیا ہے ' اسلیے اعلان کردیا ہے کہ انکا جہاد برابر جاری رکھا جائیگا - یہاں تک کہ اللہ اسلام اور اسکے دشمنوں میں فیصلہ کردے -

یہ تمام حال ساحلی مقامات اور شہروں کا ہے - البتہ اندرون طرابلس اب تک غرلعنۂ مسیحیہ سے محفوظ ہے ' اور یہ اللہ کے ہاتھہ میں ہے کہ وہ اسکے مستقبل کو اسکے حال سے بہتر کردے -

مذہب یا سیاست

تم کسی قوم کی تاریخ اٹھا کر دیکھو ' * دو ہی باتیں ہیں کہ جن پر ہے ترقی کا مدار
یا کوئی جذبۂ دینی تھا ' کہ جس نے دم میں * کر دیا ذرۂ افسردہ کو ہم رنگ شرار
ہے یہ وہ قوت پر زور کہ جسکی ٹکر * سنگ خارا کو بنا دیتی ہے اک مشت غبار
اسکی زد کھا کے اکھڑ جاتی ہے بنیاد رسوم * اس سے ٹکرا کے بکھر جاتے ہیں اوراق دیار
یہ اسیکا تھا کرشمہ کہ عرب کے بچے * کھیلنے جاتے تھے ایوانگہ کسرا میں شکار
وہ الٹ دیتے تھے دنیا کا مرقع دم میں * جنکے ہاتھوں میں رہا کرتی تھی اونٹوں کی مہار
اسکی برکت تھی کہ صحرائے حجازی کی سموم * بنگئی دہر میں جا کر چمن آرائے بہار
یہ اسیکا تھا کرشمہ کہ عرب کے رہزن * نقش کرنے لگے جبریل امیں کے اسرار

***

یا کوئی جذبۂ ملک و وطن تھا ' جسنے * کردیے دم میں قوائے عملی سب بیدار
ہے اسی مے سے یہ سرمستی احرار وطن * ہے اسی نشے سے یہ گرمی ہنگامۂ کار

***

آپ دونوں سے کیے دیتے ہیں ہم کو محروم * نہ سیاست ہے نہ ناموس شریعت کا وقار
مدتوں بحث سیاست کی اجازت ہی نہ تھی * کہ وفاداری مسلم کا تھا یہ خاص شعار
اب اجازت ہے مگر دایرۂ بحث یہ ہے * کہ گورنمنٹ سے اس بات کے ہوں عرضہ گذار
" ہم کو پامال کیے دیتے ہیں ابنائے وطن * ڈر ہے ' پس جائے نہ یہ فرقۂ اخلاص شعار
یہ بھی اک گونہ شکایت ہے غلاموں کو ضرور * کہ مناصب میں ہے کم حلقہ بگوشوں کا شمار "

***

اب رہا جذبۂ دینی ' تو وہ اسطرح مٹا * کہ ہمیں آپ ہی آتا ہے اب اس نام سے عار
وضع میں ' طور میں ' اخلاق میں ' سیرت میں ' کہیں * نظر آتے نہیں کچھ حرمت دیں کے آثار
آپ نے ہم کو سکھائے ہیں جو یورپ کے علوم * اس ضرورت سے نہیں قوم کو ہرگز انکار
بحث یہ ہے کہ وہ اس طرز سے بھی ممکن تھا * کہ نہ گھٹتا کبھی ناموس شریعت کا وقار
ہم نے چکھے بھی تو اغیار کے سیکھے تھے علوم * ہم نے چکھے بھی تو اس نشہ کا دیکھا ہے خمار
نام لیتے تھے ارسطو کا ادب سے ' ہر چند * تھے فلاطون الہی کے بھی گو شکر گذار
جانتے تھے مگر اسبات کو بھی اہل نظر * کہ حریفوں کو نہیں انجمن خاص میں بار
یعنی یہ بادۂ عرفاں کے نہیں ذوق شناس * محرم اسرار کے یہ لوگ نہیں بادہ گسار

***

آج ہر بات میں ہے شان تفرنج پیدا * آج ہر رنگ میں یورپ کا نمایاں ہے شعار
دیں شریعت کے مسایل بھی وہیں تک مقبول * کہ جہاں تک انہیں معقول بنالیں اغیار

***

نہ شریعت ' نہ سیاست ' تو پھر آپ کہئے اب * یہ تگ و دو ہے ' یہ شورش ہے ' یہ غل ہے ' یہ پکار ؟

(شبلی نعمانی)

اس تیس هزار کي رقم میں ایک معقول حصه اپنے ذمه لے لیتا ' مگر میں مجبور هوں - لہذا آپ ۸ - روپیه بهیجتا هوں ' اور آپکو اسلام کے خلوص کي قسم دیتا هوں که اسکو بلا اجرائے پرچه اوس فنڈ میں ڈالدیں ' اور الہلال کے بالعوض صرف ان حقیر روپیوں کے جواب میں ایک خط خاص اپنے قلم کا باطلاع خیریت مزاج مجهے بهیجدیں - کیونکه ایک سال سے مجهے اسکا اشتیاق هے ' اور سال گذشته سے باوجود میري خط و کتابت کے آپکا دستي خط نہیں ملا هے - اگر آپنے روپیه لینے میں تامل کیا تو میں خدا کو گواه کرتا هوں که پهر تا بحیات میرے آپکے تعلقات غائبانه بهی ٹوٹ جائینگے' اور آپ ایک مخلص کو کهوکر افسوس کرینگے -

هاں جب تک آپ اپنے قلم خاص سے خیریت لکهکر نه بهیجدینگے ' یه روپیه میري ملکیت رهیگا - میري یه تحریر هرگز آپ اخبار میں نه درج فرمائیں ' اور اگر ضرورت هو تو میرا نام نهو -

الہــــلال

آپ اُن لوگوں میں هیں که انکی ایک نظر شوق ' الہلال کی بہتر سے بہتر قیمت هے - کیا کیجیے که کوئی کام بغیر بقدر ضرورت روپیے کے قائم نہیں رهسکتا ' ورنه الہلال کی صدا تو عرفي کے الفاظ میں یه هے :

نفائس دل و دین می دهم به نیم نگاه
بمن معامله کن که راست گفتگوم

باقي آپنے اس عاجز کے اس ارادۂ محقرۂ ترسیل اعانه کي نسبت جو الفاظ لکهے هیں ' تو میرے حق میں دعا کیجیے که ان حقیر و نا قابل ذکر امور کي جگه ' کسی واقعی قابل ذکر و یاد خدمت ملی انجام دینے کی توفیق پاؤں - یه جناب نے کیا ارقام فرمایا که " دل گوارا نہیں کرتا که اس سے زیاده آپ سے توقع رکهی جاسے " ؟ یه بات هی کونسی تهی که قابل توقع هوتی ؟ توقعات کا پورا میدان تو ابهی خالی پڑا هے ' اور وه پیش آنے والا هے - اگر ان توقعات کا تهوڑا بهت بهي اهل ثابت هوا ' تو سمجهونگا که زندگی اور زندگی کے ولولے بیکار نه گئے - ورنه جس معبد کی تقدیس کیلیے جان و ناموس کی قربانیوں کی ضرورت هے ' وهاں ان حقیر مالي نقصانات کی نذر کو کون پوچهتا هے ؟

در صدرسه کس را نه رسد دعوي توحید
منزل که مردان موحـــد سر دار ست

صداے اعانت مشتهرۂ الہلال مورخه ۱۴ - جمادي الثانیه ۱۳۳۱ هجري کے جواب میں اٹهه روپیه میں بهي پیش کرتا هوں - بذریعه قیمت طلب پارسل وصول فرما کر منزل مقصود تک بهجوا دیجیے - باقي رها جناب کا ایک سال کے لیے الہلال بهجوانا ' وه جناب کا اختیار هے - بهجوائیں یا نه بهجوائیں - الہلال اور آٹهه آنه !

نرخ بالا کن که ارزاني هنوز

خیر' جزاکم الله خیر الجزاء -

مکرر آنکه - مشفقي منشي صوبه خانصاحب برانچ پوسٹماسٹر جهت بتقریب تولد فرزند سعید خود بجاے اٹهه روپیه کے مبلغ ۱۰ - روپیه اسطرح پر پیش کرتے هیں که دس روپیه کا ري - پي - پرچه الہلال کا ان کے نام بهیجا جاوے - جسمیں سے آٹهه آنه قیمت الہلال براے ایک سال وضع کرکے بقیه ساڑهے نو روپیه داخل فنڈ زر اعانه مجروحین عساکر عثمانیه جمع کیا جاے -

ثالثا - محبي سید فضل شاه صاحب سب اسسٹنٹ سرجن جهت بهت جو پہلے سے الہلال کے خریدار هیں ' مبلغ سوله روپیه بتقریب تولید فرزند سعید خود اسطرح پیش کرتے هیں که بمجرد رسیدن عریضه هذا ' مبلغ سوله روپیه کا ري - پي - انکے نام بهجوایا جاوے - اسمیں سے پندره روپیه تو داخل فنڈ اعانه مجروحین کیا جاوے ' اور آٹهه آنے میں الہلال ایک سال کے واسطے بخدمت با برکت سیدي و مولائي حضرت شاه ابو الخیر صاحب نقشبندي مجددي بمقام کوئٹه (بلوچستان) جاري فرما دیویں' اور باقي آٹهه آنے میں سید فضل شاه صاحب یعنی خود معطي کے واسطے الہــلال از ابتداے یکم جولائي سنه ۱۹۱۳ - لغایت - ۳۰ - جون سنه ۱۹۱۴ع تک جاري فرما دیویں - کیونکه ان کا موجوده چنده ۳۰ جون سنه ۱۹۱۳ کو ختم هو جایگا -

---

(جناب عبد الغني صاحب سب اور سیر محکمه نہر دلگي سرحد شمال مغرب)

اعانۂ مهاجرین میں کمترین کے طرف سے ایک نہایت هي ناچیز هدیه ۵۰ - روپیه کا (نوٹ نمبر ۱) منظور فرماویں' نیز چاهتا هوں که الہلال کے دفتر پر کسی طرح کا بوجهه نهو - میں الہلال کي اشاعت کو بهی اعانۂ مهاجرین سے کم نہیں سمجهتا - کیونکه وه اگر جسماني مهاجرین کي اعانت هے' تو یه اُن روحاني مهاجرین کي اعانت هے ' جنکے دل سے حب اسلام اور ایمان قریبا هجرت کر چکي هے - اور اس قوت اور روح اسلامي کو مسلمانوں کے دلوں میں آباد کرنے کے واسطے الہلال کی دعوت ایک غیبي تائید هے ....

یہاں خدا کے فضل سے هر شخص آپکے مشن بلکه آپکے طریق تبلیغ کو دل سے لبیک کہتا هے - خدا اپنے فضل اور قدرت کامله سے سرسبز کرے ' حوادث زمانه سے بچالے اور آپکي ذات اور " الہلال " کو باعث تقویت دین و ایمان مسلمانان عالم کرے -

---
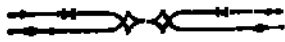
کیا هي اچها هو که آپ تمام اُرده و پریس کے ذریعه یا هینڈ بل کي شکل میں اپنا اشتہار " اعانت مهاجرین " عام پبلک کے هاتهوں میں پہونچانیکی کوشش فرمائیں -

" اعانۂ مهاجرین " کا اشتہار موجوده صورت میں صرف الہلال هي کے ناظرین دیکهه سکتے هیں' مگر اصل مدعا اور اصل غرض تو یه هے که اس " ایک پنتهه دو کاج " میں عام پبلک شریک هو ' اور اپنا هاتهه بٹائے -

الہــــلال

یه درست هے - اسي غرض سے اسکا اعلان تمام معاصرین کیخدمت میں بهیجدیا گیا تها - بعض حضرات نے بصیغۂ مراسلت ' بعض نے بمعاوضه اشتہارات معاصرانه ' اور بعض نے پورے ایک صفحه کي اجرت لیکر چهاپا ' اور بعض نے شائع هي نہیں کیا - سب کا شکرگذار اور دعا گو هوں - اب علیحده اوراق پر چهپوا لیتا هوں که متفرق طور پر تقسیم هو سکے -

---

جناب محمد مصطفی صاحب (حیدر آباد)

براه کرم بموجب تجویز مذکور ایک پرچه الہلال میرے نام جاري کیجیے' اور پہلا پرچه ۱۵ - روپیه ۸ - آنه کا ري - پي - کرکے بهیجدیجیے - منجمله اس رقم کے ۸ - روپیه الہلال کي قیمت مجرا کرکے حسب تجویز مذکوره بالا کارروائي فرمائیے ' اور بقیه ۷ - روپیه ۸ - آنه بلا معاوضه الہلال ' میري جانب سے اعانت مهاجرین کے مد میں داخل کرکے مطلع فرمائیے -

بن جائے - اسمیں دشمن ہر چہار طرف سے گہرا ہو‘ اور اسقدر شدید آتشباری کی جائے کہ تہوڑی ہی دیر میں گھوڑوں کی زینیں سواروں سے خالی نظر آنے لگیں !!

مجاہدین اسلام کا پڑاؤ معرکہ گاہ سے ۳ - سو میٹر کی مسافت پر تہا‘ فرانسیسی الساں پاش توپوں نے اس پر گراں وزن گولے اتار نا شروع کردیے - پڑاؤ قلعہ نہ تہا کہ اسکی سنگین دیواریں اپنے پناہ گزینوں کے لیے سینہ سپر ہوتیں - قدا کاران حریت نے دیکھا کہ اب تبدیل مقام ناگزیر ہے - فوراً اسکے انتظام میں مصروف ہوگئے - فرانسیسیوں نے اس مشغولیت کو مغتنم خیال کیا - جنرل الیکس جو اب تک کو زاغ کی چوٹی پر کہڑا‘ رفتار جنگ دیکھ رہا تہا‘ اترا‘ اور فوج کو لیکے دفعةً مکر انتظام کے ساتھ ٹوٹ پڑا - حملہ خطرناک موقع شناسی کے ساتھ کیا گیا تہا‘ جسکا نتیجہ عموماً فوج حریف کی پراگندگی‘ برہمی‘ اور مدہوشانہ دار و گیر کی صورت میں نکلتا ہے‘ مگر یہ علم برداران حریت جوش سر فروشی کے ساتھ کمال جنگ آرائی بہی رکھتے تہے - پہاڑوں میں فوراً ایک انتظام قائم کیا گیا‘ اور اپنے سامنے کے نشیب و فراز سے پورا فائدہ اُٹھانے کا موقع حاصل کرلیا -

حملہ آوروں نے آگ برسانا شروع کردیا - دشمن کے گولے آتشیں شہاب ثاقب تہے کہ فضا سے زمین پر بکثرت آرہے تہے‘ مگر سواروں کی بے جگری کا یہ عالم تہا کہ نہایت بے پروائی سے ہر طرف گھوڑے اڑاتے پہرتے تہے‘ اور برق کی طرح کبہی یہاں تہے اور کبہی وہاں !!

۵ - بجے صبح سے زوال آفتاب کے ایک گھنٹہ بعد تک آتشباری ہوتی رہی‘ اور گو فرانسیسی فوج ایک طرف تربیت یافتہ اور دوسری طرف فرانس کے جہنمی اسلحہ سے آراستہ تہی‘ مگر با این ہمہ ان جانباز پرستاران اسلام و وطن کی "بنیان مرصوص" کو اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکے‘ اور عاجز ہو کے خود ہی تطوان واپس چلے گئے - مجاہدین کرام میں بعض نے موخرة الجیش (بالکل آخر کی فوج) پر تہوڑی دیر تک آتشباری کی‘ لیکن بیشتر حصہ کوہ و جبال کی طرف چلا گیا -

اس معرکۂ خونریز کے اسطرح انجام پذیر ہونے کے بعد مجاہدین غیور‘ کارزار سے شہداء اور مجروحین کو لائے - تجہیز و تکفین اور معالجہ سے فراغت کے بعد اپنی جماعت کی رخنہ بندی کے طرف متوجہ ہوے -

مجاہدین سرفروش اور ضروریات جنگ کی فراہمی کے بعد ایک دوسرے فرانسیسی مرکز کی طرف انہوں نے اپنے حملے کا رخ کیا - ثالث قالی کی ماتحتی میں تہوڑی سی فوج تہی - ان مجاہدین میں کچھ لوگ ایسے بہی تہے‘ جو فرط شوق جہاد سے باقاعدہ جنگ کا انتظار نہیں کر سکتے تہے - جن کو تو نہیں جانتے تہے کہ مصلحت عامہ کے خلاف ہوتا - البتہ رات کو پیٹ کے بل رینگتے ہوے قلعہ تک پہنچ جاتے تہے - رفتار کا یہ انداز اسلیے اختیار کیا گیا تہا کہ دشمن کو انکی آمد کا علم نہ ہو - قلعہ کے قریب پہنچکر بندوقیں سر کرتے تہے جن سے کم از کم اتنا تو ہو رہتا کہ دشمن کے سپاہی اور جانور مرتے‘ زخمی ہوتے‘ اور کچھ نہیں تو کم از کم انکی تمام شب اضطراب و قلق اور خوف و بیم ہی میں گزرتی -

جنرل الیکس نے یہ طے کرلیا تہا کہ جو قبیلہ یا جماعت راہ حریت پرستی میں علم جہاد بلند کرے‘ اسکی تعذیب و تنکیل کے لیے مع اپنے اسلحہ صورت عفریتی اور آلات جہنمیہ کے فوراً پہنچ جاے‘ اور اسوقت تک سفاکی و خونریزی جاری رکھے‘

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین

تسلیم - مجھے یقین ہے کہ آپ مجھکو اور میرے لڑکے ..... کو نہ بہولے ہونگے - سال گذشتہ میں نے اوراں ملنے کے اللہ میں برخوردار ... کے نام سے پرچہ جاری کرا دیا تہا‘ اور بعد میں آپکو یاد ہوگا کہ میں نے ہی یہ واقعہ لکھکر آپ سے استدعا کی تہی کہ پوری قیمت آٹھ روپیہ روانہ کردوں‘ مگر آپنے یہ گوارا نہیں فرمایا کہ میرے لڑکے سے پوری قیمت لیجاے - اس مرتبہ آٹھ روپیہ اخبار کی واجبی قیمت سے بہی کم قیمت بہیج چکا ہوں - آپ آپنے ۸ - آنہ قیمت کا اعلان کیا ہے اور ۷ - روپیہ ۸ آنہ مظلوم ترکوں کے واسطے وقف کردیا ہے - میرے پاس واللہ الفاظ نہیں ہیں‘ جنکے ذریعہ آپکی اس فیاضی کا اعتراف کروں‘ اور آپکو بتادوں کہ میری ذات پر آپکے اس ایثار نے کیا اثر کیا ہے ؟ مگر ہاں میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ہنوز دنیا میں ابتداے اسلام کا نمونہ باقی ہے !!

موقع تو یہ ایسا تہا کہ عالم گیر کے اُستاد ملا جیون صاحب کے اس قصہ کو دہرا لیا جاتا‘ کہ جب وہ سراے میں منزل مقصود پر طویل سفر کرکے پہونچے‘ تو سستی سواری ملجانے پر پہر مکانکو واپس روانہ ہوگئے ! پس اسوقت مکرر الہلال خرید لیا جاتا - مگر میں آپسے سچ کہتا ہوں - آپکی حالت ہر اعتبار سے قابل اعانت ہے‘ اور میرا دل ہرگز نہیں گوارا کرتا کہ آپ جن نقصانات کو برداشت کر رہے ہیں‘ ان سے زیادہ آپسے توقع رکھی جاے - بعدہ اگر آسانی سے ممکن ہوتا تو میں

[بقیہ مضمون پہلا کالم]

جب تک یہ علم مبارک سرنگوں نہ ہو جائے - قبائل الجزائر کی حالت معلوم ہے - وہ بے برگ و نوا‘ بے اعوان و انصار‘ بے علوم و معارف انسانوں کا ایک گروہ ہے‘ جن سے انکی عزیز ترین متاع یعنی حریت و استقلال سلب کرلی گئی ہے‘ اور گو اس پر ایک مدت مدید گزر گئی‘ مگر وہ اپنی چھنی ہوئی حریت و حکومت کو نہیں بہولتے - ہر وقت ایک آگ سی لگی رہتی ہے‘ اور جب فرانس کے مظالم کا دامن اسکو ہوا دیتا ہے تو اس سے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں - انکو جون کی بارش‘ دبا سکتی ہے‘ مگر بجھا نہیں سکتی -

معرکہ سیدعال کے بعد مرکز دشیلہ کی طرف سکون ہو گیا - مگر دوسرے مرکز کے قریب شعلے بہڑک رہے تہے - جنرل مذکور نے اپنی مستعدی اور قدرت کے اظہار کے لیے آس کی طرف بہی فرانسیسی بیبیریں کا ایک عول بہیجا‘ مگر تمام نقل و حرکت اور خونریزی و سفاکی کا ماحصل یہ ہے کہ اسوقت دونوں مرکز خطرے میں ہیں‘ اور فرانسیسی محافظ فوج ہر وقت خوفزدہ رہتی ہے -

مراکش

آخری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ترنیت‘ ایت برار‘ انشہدن اور ایت مزبوۃ میں ایک حرکت علم بہتی ہوئی ہے - یہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ اِلہبا کی جماعت فرانسیسی مقبوضات مراکش پر تلفت و تاراج کر رہی ہے - ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا -

---

ریویو آف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندوستان اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا یہی ایک پرچہ ہے جس کو [illegible] دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند اہل راے کا اقتباس حسب ذیل ہے :-

الہلال کلکتہ - ریویو آف ریلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص تبلیغی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز کے سوا ایسا پرچہ کسی زبان میں شایع نہیں ہوتے - اس کے زور آور مضامین پر علم و فضل کو ناز ہے -

کریسنٹ لورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں - ان کی تردید میں نہایت ہی شائستہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر ویب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہی رسالہ ان روکوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویوز - لنڈن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مشتاق ہیں [illegible] ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاهور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی [illegible] پرچہ ۳ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ آنے [illegible]

جناب محمد تقی صاحب - کراکہ

کرانکہ ایک بہت چھوٹا مقام ہے ' اور با وجودیکہ کئی مرتبہ غریب مسلمانان کرانکہ چندہ ہلال احمر دیچکے ہیں ' لیکن تھوڑی سی امداد ترک مہاجرین کیلیے بھی مرسل ہے - آپکے مضمون سے لوگوں پر کچھہ عجیب اثر ہوا ہے - یہ امر خاص طور پر قابل گذارش ہے کہ اس چندہ میں کسی امیر آدمی کا ایک پیسہ بھی شامل نہیں ' کل روپیہ غریب اور متوسط الحال مسلمانوں کا ہے -

جناب محمد سراج الدین صاحب ضلع فیروز پور

حسب الارشاد والا اعانت بے خانماں مہاجرین کی صدا پر لبیک کہتا ہوا ' ایک خریدار پیش کرتا ہوں ' جو آپکے زرہ میں شریک ہوکر پوری قیمت اخبار ادا کرتے ہیں ' اور اسیقدر رقم زر اعانت میں بھی دینا چاہتے ہیں -

آج الہلال میں ایک مضمون بابت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ دیکھکر ایک قسم کی حرکت روحانی پیدا ہوئی اور دل دھڑکنے لگا - اللہ تعالی آپکو جزاء خیر دے کہ جو ہم جیسے خوابیدہ نفوس رو خمار زدہ اشخاص کو نوم الغفلۃ سے بیدار فرماتے ہیں - بالفعل پانچ روپیہ ہم دونوں بھائی اپنی طرف سے ' اور دو روپیہ اپنے ملازم حیدر الدین کیطرف سے ارسال خدمت عالی کرتے ہیں - انشاء اللہ تعالی اور بھی کوشش کرتے رہینگے والسلام -

حکیم فتح محمد " عمدۃ الحکما " و حکیم عبد القیوم حیدر اباد سندہ

جناب من ' السلام علیکم - حسب وعدہ سات روپیہ آٹھہ آنہ براے اعانۂ مہاجرین ارسال خدمت عالی کرتاہوں ' کل ایک بقیہ زیورات کا جسکا تخمینہ پچاس روپیہ کا ہوگا ' ارسال کیا ہے ' امید ہے کہ وہ بھی پہونچگیا ہو - فہرست میں اگر ذکر کیجیگا تو اسکی تصریح ضرور کردیجیے کہ غریب عورتوں نے بہٹولی ضلع بارہ بنکی سے اس غرض کیلیے بھیجا ہے -

(معین الدین احمد قدوائی ندوی)

جناب من - مبلغ آٹھہ روپیہ ارسال خدمت والا کرتاہوں ' مہربانی فرماکے اعانۂ مہاجرین کے فنڈ میں جمع کر لیجیے - اخبار بھیجنے کی ضرورت نہیں -

(مہدی حسین)

براے " اعانۂ مہاجرین " حقیر ۸ - روپئے کی رقم پیش کرتی ہے ' مگر الہلال کی سالانہ مقررہ قیمت برابر ادا ہوتی رہیگی - یہ رقم اوسکے علاوہ ہے -

(شیخ محمود سوداگر چفت)

مبلغ آٹھہ روپیہ روانہ خدمت ہیں - اخبار بھیجنے کی تکلیف نہ فرما ویں ' خداوند کریم آپ کی کوششوں کو با برکت فرماوے -

(رکن الدین - میرٹھ)

مبلغ ٢٥ - روپیہ بتقریب شادی برادرم منشی لطیف الدین احمد صاحب براے امداد مہاجرین ترکی ارسال خدمت ہیں -

(ضیاء حسنی ہاشمی)

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(٢٤)

بسعی جناب حافظ محمد علی اکبر خاں صاحب شروانی ایف - اے - حسنپور و سید محمد ریاض الحسن گنگیری و حافظ محمد مسلم خاں صاحب شروانی حسن پور ٣ - سو ٦١ - روپیہ ٩ - ٤١ - ٩
(بتفصیل ذیل)

نام	پائی	آنہ	روپیہ
والدہ عبد الجمیل خانصاحب	٠	٤	٢٣
(نقد ٢ روپیہ قیمت زیور ٢١ روپیہ ٤ آنہ)			
والدہ حافظ محمد شعیب خانصاحب	٠	٧	١٥
والدہ حافظ محمد علی اکبر خانصاحب	٠	٠	١٥
محمد اسحاق خانصاحب	٠	٠	١٠
حافظ محمد زکریا خانصاحب	٠	٠	١٠
والدہ محمد حامد علی خانصاحب	٣	٦	٧
(نقد ایک روپیہ ایک پیسہ قیمت زیور ٥ روپیہ ٦ آنہ)			
محمد اسماعیل خانصاحب	٠	٠	٧
عبد الواسع خانصاحب	٠	٠	٧
والدہ محمد عبد الواسع خانصاحب	٠	٦	٦
(نقد ایک روپیہ قیمت زیور ٥ روپیہ ٦ آنہ)			
ہمشیر عبد الجمیل خانصاحب	٠	٠	٥
ہمشیرہ حافظ محمد علی اکبر خانصاحب	٠	٠	٤
محمد حامد علی خانصاحب	٠	٠	٤
عبد الجمیل خانصاحب	٠	٠	٢
حافظ محمد مسلم خانصاحب	٠	٠	٢
مسماۃ مہر بانو	٠	٠	٢
حاجی عبد الرئیس خانصاحب	٠	١	١
مداری صاحب	٠	٣	١
عبد العزیز خانصاحب	٠	٠	١
والدہ مدار خانصاحب	٠	٠	١
ولی محمد خانصاحب	٠	٠	١
چھدو صاحب	٠	٠	١
ذاکر علی صاحب	٠	٠	١
محمد ادریس خانصاحب	٠	٠	١
محمد سلیمان خانصاحب	٠	٠	١
محمد نصیر اللہ خانصاحب	٠	٠	٢٥
پسر محمد ادریس خانصاحب	٣	٠	١
منشی اشرف خانصاحب	٠	٠	١
مداری صاحب	٠	٠	١
متفرق	٣	٩	٢
متفرق	٩	١٠	٣
اہلیہ حاجی وفاتی خانصاحب مرحوم	٠	١٠	١
(نقد ٢ آنہ قیمت زیور ایک روپیہ ٨ آنہ)			
متفرق	١	١	٣
تکاجی	٠	٢	٠
تکا جی	٩	٠	٠
متفرق	٠	٩	٠
متفرق	٠	٤	٠

باقی آیندہ

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA.

درد سر و درد رياح كي دوا

رياحي درد لحظه ميں پهار هو جاتا ہے - يه دوا لحظه ميں اسكو ہالي كرديتي ہے - درد رياح جيسے ٹيك - چمك - ٹيس - رگوں ميں لهركن كلي سے چاہے جسقدر تكليف هو - اس دوا كے استعمال سے فوراً رفع هوتي ہے درد سر كے واسطے بهي اس دوا كا ايساهي فايده ہے - نصف سر ميں هو يا تمام سر ميں كسي وجه سے كيساهي درد هو اس دوا سے رفع هو جاتا ہے صرف يهي نهيں اگر سر كتا جاتا هو پهٹا جاتا هو - اڑا جاتا هو - اس دوا سے فوراً بند هوتا ہے - اكثر لوگ ذرا ذرا سي باتوں ميں سر دكهايا كرتے هيں كم ميں يا مفت كي باتوں ميں فكر و تردد ميں عيش و عشرت ميں دن كو رات اور رات كو دن بنانے ميں كل شكايتيں سر پر آجاتي هيں - اور هاسه وسه درد سر پكارا كرتے هيں ڈاكٹر برمن كي دوا ايسے لوگوں كے ليے ہے - دوا كے استعمال سے فوراً درد بند هوتا ہے - اسلئے هر خاص و عام كو يه دوا اپنے پاس ركهنا لازم ہے -

(قيمت ١٢ ٹكيوں كي ايك شيشي (٩ آنه) محصول ڈاك ايك سے چهه ڈبيه تك ٥ آنه)

ڈاكٹر - ايس - كے - برمن - نمبر ٥ و ٦ تاراچند دت اسٹريٹ كلكته

المكتبة العلمية الاسلامية في علي گڈه

— ० —

اس كتب خانه ميں مختلف علوم و فنون كي كتابيں مطبوعه مصر ، شام ، بيروت و قسطنطنيه وغيرہ فروخت كے ليے موجود رهتي هيں اور نهايت مناسب و معتدل قيمت پر شائقين كي خدمت ميں روانه كي جاتي هيں — خاصكر مكتبة المنار كي كتابيں ، حضرت العلامة الامام شيخ محمد عبده اور حضرت السيد الامام سيد رشيد رضا كي تمام تصنيفات اس كتب خانے ميں هر وقت مهيا رهتي هيں ، فرمائشوں كي تعميل مستعدي سے ساتهه كي جاتي ہے - كتب خانه كي جديد فهرست تيار هو گئي ہے جو آده آنه كے ٹكٹ وصول هونے پر مفت روانه كي جاتي ہے ۔

رساله المنار (جو تمام دنيائے اسلام ميں بهترين عربي رساله تسليم كيا گيا ہے) اس كي گذشته ١٥ سال كي ١٥ جلديں مكمل مع فهرست مضامين موجود هيں قيمت عام طور پر في جلد ١٥ روپے هيں مگر دوسري جلد كي قيمت پچاس روپے اور تيسري جلد كي قيمت پچيس روپے هيں ۔

يه كتب خانه رساله المنار كا كل ممالك هندوستان ميں سول ايجنٹ ہے ، اور جو اصحاب كو اس رساله كي خريداري منظور هو چنده سالانه مبلغ ١٥ روپے همارے پاس روانه فرمائيں ، روپيه وصول هونے پر رساله براه راست ان كي خدمت ميں جاري كرا ديا جائيگا ۔

المشتهر منيجر المكتبة العلمية الاسلامية ، مدرسة العلوم ، علي گڈه

ايڈيٹر الهلال

كي لكهي هوئي اردو زبان ميں سرمد شهيد كي پهلي سوانحعمري جسكي نسبت خواجه حسن نظامي صاحب كي رائے ہے كه با عتبار نثر اس سے اعلى اور شاندار الفاظ آجتك كوئي جمع نهيں كرسكتا اور باعتبار معاني يه سرمد كي زندگي و موت كي بحث هي نهيں معلوم هوتي بلكه مقامات درويشي پر ايك مسلسله اور البيلا خطبه نظر آتا ہے - قيمت صرف تين آنے ۔

آئندہ كے انقلابات

كے معلوم كرنيكا شوق هو تو حكيم جاماسپ كي ناياب كتاب جاماسپ نامه كا ترجمه منگا كر ديكهيے جو ملا محمد الواحدي ايڈيٹر نظام المشائخ نے نهايت فصيح اور سليس اردو ميں كيا ہے - پانچهزار برس پهلے اسميں بحساب نجوم و جفر آجتك كي بابت جسقدر پيشينگوئياں لكهي گئي تهيں وه سب هو بهو پوري اتريں مثلاً بعثت آنحضرت صلعم - معركه كربلا - خاندان تيموريه كا عروج و زوال وغيره وغيره قيمت تين آنے ۔

المشتهر منيجر رساله نظام المشائخ و درويش پريس ايجنسي دهلي

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

ایڈیٹر و مسئول خصوصی

ابوالکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت

مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

" الہلال "

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

کلکتہ : چہار شنبہ ۱۲ رجب ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, June 18, 1913.

نمبر ۲۴

شذرات

دوسری جلد کي آخری اشاعت

تذکار شہداء اسلام

(۱) ناموران غزوۂ طرابلس کے سلسلے میں شہداء اسلام حالات ایک مخصوص طرز میں لکھے جاتے تھے - ایک مدت سے طبیعت افسردہ ہے - عرصہ گذرگیا کہ شہیدان ملت کی یاد میں کوئی صحبت ماتم منعقد نہیں ہوئي - جس قوم کیلیے اب دنیا میں صرف " ماتم و حسرت " هي کا ایک شغل باقی رهگیا هو' آے اسے دنوں تک اپنے اس ایک هی شغل محبوب سے بے خبر نہیں رهنا چاهیے ؟

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے ' کہ آخر
نہ نالۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے

(۲) شہداے بلقان اور جان نثاران اسلام کے حالات و تصاویر کا ایک بڑا ذخیرہ عرصے سے مہیا ہے' مگر لکھنے کی مہلت نہ تھی - ارادہ تھا کہ الہلال کی ایک " خونین اشاعت " آخاص شہداے اسلام کی یادگار او ر مخصوص تذکار میں شائع کی جاے -

(۳) حسب ارادہ ترتیب مضامین کي مہلت نہیں' تاهم ارادہ ہے کہ آئندہ کي دو اشاعتیں خاص طور پر " تذکار شہداء اسلام " میں شائع کي جائیں - عام ابواب مضامین کے علاوہ اسمیں بعض مخصوص مرثیات اور مقالات ہونگے -

(۴) نیز " حزب اللہ " کے مقاصد کی تشریح و توضیح کے متعلق جن مضامین کا انتظار ہے' وہ بھي مقالۂ افتتاحیہ کی جگہ ان میں شائع کیے جائیں گے - رسالے کے مضمون میں زیادہ تعطیل پیدا ہوتي جاتي ہے - اسکو مکمل کرکے شائع کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پھر بعض دیگر ابتدائی معلومات کیلیے بھي اعضاء حزب اللہ کو اسي کا بھیجدینا کافي هو - و ما توفیقي الا باللہ -

فہرست

تصاویر

لاکهوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیه کي گلیوں میں !!!

الهلال کلکته - سالانه قیمت مع محصول صرف آٹهه انه ! ! !

اج دفتر الهلال میں دو تار دفتر تصویر افکار' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے هیں که " خدا کیلیے یوریپن ترکي کے آن لاکهوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو' جنمیں هزارها بیمار عورتیں' اور جاں بلب بچے هیں - جنکو جنگ کي ناگہاني مصیبتوں کي وجه سے یکایک اپنا گهر بار چهوڑنا پڑا' اور جنکي حالت جنگ کے زخمیوں سے بهي زیاده درد انگیز هے - جو مرگئے' انکو دفن کردیں' جو زخمي هیں انکو شفا خانے میں لے آئیں' لیکن جو بد نصیب زنده' مگر مردے سے بدتر هیں' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الهلال حیران هے که اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئي اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ هلال احمر کا چنده هر جگهه هوچکا هے' اور تمسکات کا کام بهي جاري هے - مجبوراً جو کچهه خود اسکے اختیار میں هے' اسي کیلیے کوشش کرتا هے -

(۱) کم ازکم دو ایک ماه کے اندر دو هزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - هزار کي رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراهم کرنا چاهتا هے' کیونکه هلال احمر کے مقصد سے جو روپیه دیا جاتا هے' اسکو خلاف مقصد دوسري جگه لگانا بہتر نہیں - اسکي اطلاع آج هي ترکي میں بهیجدي گئي هے -

اس بارے میں جو صاحب درد اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ ؛

چاهئے دوسروں پر بار ڈالنے کي جگهه' خود هي اس رقم کو اپني جانب سے پیش کرنا چاهتا هے -

(۲) اسکي صورت یه هے که بلا شک نقد تیس هزار روپیه دینا دفتر کے امکان سے باهر هے' مگر یه تو ممکن هے که تیس هزار روپیه جو اسے مل رها هو' وه خود نه لے' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامي کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - هزار نہیں دیسکتا' لیکن آپ کیوں نہیں مجهے ۳۰ - هزار روپیه دیتے' تاکه میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا هے که **دفتر الهلال چار هزار الهلال کے پرچے ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا هے - آج کي تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹهه روپیه قیمت سالانه الهلال کي دفتر میں بهیجدینگے'** انکے روپیه میں سے صرف آٹهه آنه ضروري اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقي ساڑهے سات روپیه اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا' اور ایک سال کیلیے اخبار آنکے نام جاري کردیا جاے گا - گویا ساڑهے سات روپیه وه اپنے مظلوم و ستم رسیده برادران عثمانیه کو دینگے' اسکا اجر عظیم الله سے حاصل کرینگے' اور صرف آٹهه آنے میں سال بهر کیلیے الهلال بهي (جو جیسا کچهه هے' پبلک کو معلوم هے) انکے نام جاري هوجائیگا - اس طرح چار هزار خریداروں کي قیمت سے ۳۰ - هزار روپیه فراهم هو سکتا هے اور دفتر الهلال اسے خود فائده اٹهانے کي جگه' اس کار خیر کیلیے وقف کردیتا هے -

(۵) اس وقت ماهوار تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط هے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپني تمام آمدني اپنے اوپر حرام کرلیتا هے - دفتر اس وقت تک کئي هزار روپیے کے نقصان میں هے' اور مصارف روز بروز بڑهتے جاتے هیں' تاهم اس تار کو پڑهکر طبیعت پر جو اثر پڑا' اس نے مجبور کردیا' اور جو صورت اپنے اختیار میں تهي' اس سے گریز کرنا' اور صرف دوسروں هی کے آگے هاتهه پهیلائے رهنا' بہتر نظر نه آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپني جیب سے هزاروں روپیه کار خیر میں دیتے هیں - شاید اردو پرس میں یه پہلي مثال هے' لیکن اسکي کامیابي اس امر پر موقوف هے که برادران ملت تغافل نه فرمائیں اور اس فرصت سے فائده اٹهاکر فوراً درخواست خریداري بهیجدیں - ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم

یوریپن ترکي کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایاصوفیا کے دالان میں

(۶) الهلال - اردو میں پہلا هفته وار رساله هے' جو یورپ اور ترکي کے اعلی درجه کے با تصویر' پرتکلف' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا هے - اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن' اور امر بالمعروف و نهي عن المنکر هے - محققانه علمي و دیني مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا هر موافق و مخالف نے اقرار کیا هے - اس نے هندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براه راست منگوائیں' اسکا باب "شئون عثمانیه" ترکي کے حالات جنگ کے واقعات صحیحه معلوم کرنے کا مخصوص ذریعه هے - "ناموران غزوۂ طرابلس و بلقان" اسکي ایک با تصویر سرخي هے' جسکے نیچے وه عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکهے جاتے هیں' جو اپنے مخصوص نامه نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے هیں - مقالات' مذاکرۂ علمیه' حقائق و وثائق' المراسلة و المناظرة' اسئلة و اجوبتها' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین هیں - آٹهه آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حواله ضرور دیا جاے' اور کارڈ کي پیشاني پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکها جاے -

سلطان المعظم نے فوراً عہدہ صدارت عظمی پر پرنس حلیم پاشا کو مقرر کر دیا ' اور تہنیت ، اعزاز اور احتشام سے رسوم تدفین عمل میں آئے -

جو حالات قسطنطنیہ کے پیش نظر ہیں ' انکے لحاظ سے اس واقعہ کی علت تاریکی میں نہیں رہسکتی - یہ قطعی ہے کہ یہ حادثہ انجمن اتحاد و ترقی کے مخالفین کی سازش سے وقوع میں آیا ' جو آخری انقلاب کے بعد سے مصروف کار تھے - لیکن خواہ کچھہ ہو ' ترکی کے برباد شدہ خزانے کا ایک سب سے زیادہ قیمتی ہیرا تھا ' اور وہ بھی اسکے ہاتھہ سے نکل گیا !!

آیندہ اشاعت میں مرحوم کے حالات شائع کرینگے ' اور اب ماتم گساران ملت کیلیے اسکے سوا کیا کام باقی رہگیا ہے کہ بربادیوں پر ماتم ' اور تباہیوں پر مرثیہ خوانی کرتے رہیں !

مسئلہ شام و مصر ایشیا میں ترکی سلطنت کے خوشگوار مستقبل کی نسبت چند ہی روز ہوے ' دول یورپ نے کیا کچھہ امیدیں دلائی تھیں ؟ لیکن یہ امیدیں جس انداز سے پوری ہو رہی ہیں ' اُس کی تشریح معاہدۂ کویت و بحرین کی زبان حال نے اپنے خاموش لہجے میں اچھی طرح کر دی ہے :

فرانس نے قبضۂ شام کے لیے مناسب موقع و محل پیدا کرنے کے لیے چند مخصوص رعایتوں کی خواستگاری کی ہے ' اُس کے واقعات بھی آشکارا ہو چکے ہیں - ایکو دی پیرس نے اب یہ نئی خبر سنائی ہے کہ ایشیاے کوچک میں بھی فرانسیسی مصالح و فوائد کی نگرانی و حفاظت لازمی ہے - سوال یہ ہے کہ کہاں لازم نہیں ؟ دنیا میں جو کچھہ ہو رہا ہے ' صرف یورپ ہی کیلیے ہے ' اور جو نہیں ہوتا ' اسکے مطالبے کا بھی صرف یورپ ہی کو حق حاصل ہے - آدمی جب مرجاتا ہے تو زمین کے اوپر رہنے کا اُسے کوئی حق نہیں رہتا ' کیونکہ اب اسکے لیے صرف یہی باقی رہگیا ہے کہ چند بالشت زمین ' زمین کے نیچے لیکر قانع ہو جاے ' مگر زندہ انسانوں کیلیے زمین کی پوری وسعت وقف ملکیت ہے :

یہی حال قومی حیات و ممات کا بھی ہے - جو قومیں زندہ ہیں ' انکو پورا حق حاصل ہے کہ مردوں سے زمیں خالی کرالیں - اسمیں شام اور ایشیاے کوچک ہی کے چند بچے بچاے گوشوں کی کیا خصوصیت ہے ؟

وزیر خارجیہ نے اس موضوع کو بہت بڑی اہمیت دی ہے ' اور وزیر بحریہ بھی اس کی تائید میں ہے - امید کی جاتی ہے کہ جنگی بیڑہ کا ایک حصہ سواحل مشرق ادنی کی نگرانی کے لیے مخصوص کردیا جائیگا ' تا کہ یہاں بھی فرانس کا سیاسی رسوخ محکم ہو جائے -

دوسری جانب مدبرین برطانیہ مصر میں انگریزی افواج کی تعداد بڑھانے پر زور دے رہے ہیں ' اور عذر یہ قرار دیا ہے کہ اگر کسی دشمن نے مصر پر حملہ کر دیا ' تو کیوں کر مقابلہ ہو سکیگا ؟

فتنۂ اعرابی پاشا کے بعد انگریزی تجارت کی حفاظت کے نام سے مصر و اسکندریہ میں ڈھائی ہزار انگریزی فوج کا قیام ضروری سمجھا گیا تھا ' اور سلطان روم و خدیو مصر سے اسکی اجازت بھی لے لی گئی تھی - مرحوم مصطفی کامل پاشا کی تحریک و جذبات وطنیت میں جب توسیع ہوی ' اور انگریزی قبضۂ مصر کے خلاف آواز بلند کی گئی ' تو یہ تعداد پانچ ہزار ' اور پھر چھہ ہزار کر دی گئی - اب اُس سے بھی زیادہ بڑھانے کا سوال در پیش ہے ' اور قاہرہ کی جگہ اسکندریہ کو فوجی مرکز بنانے کا مسئلہ پیش نظر ہے

بیشک یہ عذر معقول اور تعلیل درست ہے - مصر کے حملہ آوروں کی مدافعت ' ضرور ہے کہ انسانیۃ پرست برطانیہ ہی انجام دے - البتہ وادی نیل کے بدبختوں کو یہ سوچنے کی مہلت ضرور ملنی چاہیے کہ خود برطانیہ کے حملۂ حال و مستقبل سے مصر کی مدافعت کون کریگا ؟

بے طرفی یا طرفداری غزوۂ طرابلس کے سر آغاز ہی میں برطانیۂ عظمی کی جانب سے بے طرفی (حیادۃ یا نیوٹریلٹی) کا اعلان ہوا تھا ' اور اس اعلان کی تجدید محاربات بلقان میں کی گئی تھی ' مگر عملی حالت یہ تھی کہ اطالیوں کو باربرداری کے لیے اونٹوں اور خچروں کی ضرورت پڑی تو جزیرۂ عدن سے یہ ضرورت پوری ہو گئی ' لیکن ترکوں کی امداد کے لیے جب مرحوم نیازی طرابلس الغرب کے قصد سے بھیس بدلے ہوے مصر پہنچا ' تو ادعائی بے طرفی نے اُن کو حراست میں لیکر قسطنطنیہ واپس کر دیا - ترکی جنگی جہاز (حمیدیہ) نے چند مرتبہ بندرگاہ سعید و اسکندریہ کے چکر لگائے تھے ' جہاں اُس کے لیے کوئلے کا ذخیرہ بہم پہونچایا گیا تھا ' " بے طرفی " نے اس کی مخالفت کی اور وہ سلسلہ بند ہو گیا ' مگر یونانی بیڑے نے ١٨ - اپریل ١٩١٣ - کو جب سویس کا چکر لگایا ہے تو پورٹ سعید میں اُس کے لیے کوئلے کی فراہمی میں پولیس کی اعانت و امداد ' طرفداری نہیں سمجھی گئی !!

انگلستان و ہندوستان میں جنگ بلقان کی عکسی تصویریں یوروپین اخبارات و رسائل کے ذریعہ سے عام ہو چکی ہیں ' مگر جب دہلی کی ایک مسلمان ایجنسی قاہرہ سے یہی تصویریں منگاتی ہے تو اسسٹنٹ کلکٹر کسٹم ہاؤس بمبئی پارسل کو روک لیتا ' کہ ہندوستان میں تصویروں کا داخلہ قانونی اجازت کے خلاف ہے !

قانون سے غالباً قانون بے طرفی مراد ہوگا اور جس طور پر یہ پارسل روکا گیا ہے ' اُس سے واقعات سابقہ کی تجدید منظور ہوگی - اس طرز عمل میں جو غرابت ہے ' عام راے بے شبہہ اس کو متعجبانہ چشم و ابرو سے دیکھہ رہی ہے ' لیکن غور سے دیکھیے تو اس میں حیرت و غرابت کی کیا بات ہے ؟ جس ملک کی رعایا کو حکمرانی میں شرکت کا حق ہی حاصل نہو ' وہاں ایسے تشتر گربہ اگر ظہور میں نہ آئیں تو یہ بات البتہ تعجب کی ہوگی -

---

ہمۂ جنگ سنہ ١٩٠٨ع سے پہلے البانیہ کی بہادر قوم کو ترکی سلطنت میں مخصوص امتیازات حاصل تھے - مجلس شوری نے حقوق کے لحاظ سے جب اقوام و افراد کے امتیازی مدارج اُٹھا دیے تو گورنمنٹ کے جانب سے البانیوں کی ناز برداری میں قدرۃً کمی ہوگئی تھی ' اور طبعاً یہ " جور بعد الکور " گراں گزرنا تھا ' یورپ نے آزادی کی امید دلائی ' اسماعیل کمال بک کو ' جو سلطان عبد الحمید خاں کا مقرب السلطنۃ اور انقلاب ثانی کے دنوں میں چند روز کے لیے وزیر اعظم و میر مجلس مبعوثان (پریسیڈنٹ ترکی پارلیمنٹ) بھی رہ چکا تھا ' سلطنت البانیہ کی توقع ہوئی - وزیر اعظم فرید پاشا ' جنہیں خاندان سلطانی میں دامادی کا شرف حاصل تھا ' اس آگ پر تیل ٹپکاتے رہے - البانیوں نے اول مطالبۂ اصلاح کی صدا بلند کی ' اور پھر بغاوت کر دی - باب عالی نے اس کو بزور شمشیر فرو کرنا چاہا ' ہنوز

النبأ الالیم !!

والفزع الاکبر

ابھی کل کی بات ہے کہ مرحوم (نیازی بک) کی شہادت کے حادثے پر لکھتے ہوئے ہم نے ایک ماتمی تمہید لکھی تھی' اور اپنی خانماں بربادیوں کو ایک تہی دست فقیر سے تشبیہ دی تھی' جسکو ایسی بھی کبھی پونجی کا ایک ایک پیسہ' اشرفیوں اور زر و جواہر سے بھی زیادہ محبوب ہوتا ہے -

لیکن ابھی وہ قصۂ غم ختم نہوا تھا کہ ہز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا کے ناگہانی قتل ہوجانے کی خبر الیم نے ایک تازہ زخم کا سامان دلوں کے لیے کر دیا' حالانکہ اگر دلوں کے زخم ہی مطلوب ہیں تو انکی پیشتر ہی سے کیا کمی تھی؟

لیکن آہ' اب زخموں کے دن گئے' جسم پر اگر دس بیس زخم ہوں تو انہیں زخم کہنا چاہیے' لیکن جو جسم از فرق تا بقدم زخموں کے سوا کچھ نہو' وہ نئے زخموں کے لیے کہاں سے جگہ لائے؟ اب اسکے لیے زخموں کے استقبال کا انتظار نہیں ہے' بلکہ زخم سے بھی بڑھکر کسی چیز کا' یعنی موت کی تڑپ اور فنا کے نظارے کا !!

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے !

حیران ہوں کہ اس حادثہ ہائلہ اور اس مرگ اکبر کی تمہید ماتم عزیت میں کیا لکھوں؟

نئی مصیبتوں کی سختی پچھلی مصیبتوں کو بھلا دیتی ہے' اور بیماری کے آخری ایک دن کے شدائد' مہینے بھر کی مصیبتوں کو فراموش کرا دیتے ہیں - ہمارے گھر کی آتشزدگی کو صدیاں گزر گئیں' لیکن پچھلے دو سالوں سے تو ہر لمحہ کسی نہ کسی نئی بربادی کے استقبال ہی میں کٹ رہا ہے - مصیبتوں کی جب یہ کثرت ہو تو ماتم گساروں کی زبانیں فغاں سنجی سے' اور ہاتھ سینہ کوبی سے بھی کیوں نہ تھک جائیں؟ حوادث و مصائب کی کثرت کی حد ہوگئی کہ اب ماتم گساروں کو نئے ماتموں کیلیے اظہار غم و اندوہ کے الفاظ بھی نہیں ملتے - کثرت غم سے آنکھوں کے آنسو خشک ہو جاتے ہیں' زبانیں بھی اگر بند ہو جائیں تو عجب نہیں؟

غم و اندوہ کے فسانوں میں ایسے گھرانوں اور خاندانوں کی مصیبتیں بیان کی گئی ہیں' جن پر ایک ہی وقت میں ہزاروں غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے' مثلاً کوئی جنگ' جس نے ایک ہی معرکے میں انکے تمام افراد کو تہ تیغ کردیا - کوئی بیماری' جس کی ہوا چلی' اور چند گھنٹوں کے اندر سب کے جنازے اٹھ گئے' کوئی ملکی جرم و عقوبت کا حادثہ' جسکی پاداش میں سب کے سب سولی پر چڑھا دیے گئے - یہ محض افسانے ہی نہیں ہیں' بلکہ اس عالم سراسر ماتم میں نہیں معلوم روزانہ ایسے کتنے حوادث و واقعات ہیں' جو گذرتے ہیں' اور ایک ایک زندگی کے اندر ایک ایک مجسم افسانہ پنہاں ہے -

غور کیجیے تو یہ چند افراد کے مصائب ہیں مگر ہماری قومی و ملی بربادیوں کا بھی یہی عالم ہے - صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے کسی فرد ہی پر نہیں' بلکہ فرزندان ملت کے پورے گھرانے پر ایک ہی وقت کے اندر ساری مصیبتیں گھر آئی ہیں - ماتم و حسرت کا ایک جنازہ طیار کرتے ہیں' زبانیں فغاں سنجی میں' اور ہاتھ سینہ کوبی میں مصروف ہوتے ہیں' لیکن ابھی اس پر جی بھر کے رونے بھی نہ پاتے تھے کہ ایک دوسرے جنازہ کی طیاریاں شروع ہوجاتی ہیں ! پھر کس کس کا ماتم کیجیے' اور کس کس پر روئیے؟

کلیم از دست بیداد کہ نالیم؟
بہ کشت ما گہ از لشکر آمد؟

بربادیوں کی یہ انتہا ہے کہ جو ہماری بچی کھچی دولت غیروں کے ہاتھوں جنگ کے میدان میں نہ لٹی' تو شہر کی گلیوں میں خود اپنے ہی ہاتھوں تاخت و تاراج کی جا رہی ہے !

موسم ہو آشیانہ' اور آدھا جلا ہوا
بجھ بھی گئی تھی آگ تو دھواں کو کیا ہوا

اب مرگ بیمار اپنا ایک ایک دن گنا کرتا ہے' اور جب ساعتوں اور گھڑیوں کا ایک آفتاب غروب ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ ایک دن اور گذر گیا - یہی حال ہماری ملت بیمار' اور امت مریضہ کا ہے - یہ لوگ جو آج جنگ کے میدانوں یا امن کی سازشوں میں تڑپ رہے ہیں' دراصل ہمارے بقیہ ایام حسرت کے چند ایام معدودہ تھے' جو ایک ایک کر کے یکے بعد دیگرے ہم سے رخصت ہو گئے - مرحوم شوکت پاشا بھی ہماری بقیہ زندگی کا ایک آخری شاندار دن تھا' اور افسوس کہ آج وہ بھی غروب ہوگیا - انا للہ وانا الیہ راجعون -

مرحوم محمود شوکت پاشا

تفصیل حادثہ

حادثے کے متعلق خبریں بالکل مبہم ہیں' اور خاص تفصیل بھی ہمارے پاس نہیں پہنچی -

تمام تاروں کا خلاصہ یہ ہے کہ گذشتہ بدھ کو مرحوم ایک موٹر کار میں سوار جا رہے تھے - انکے ساتھ ایڈیکانگ موجود تھے - یکایک ایک مقام پر دو آدمیوں نے ریوالور سے حملہ کیا اور گولی نشانے پر لگی - وہ خود اور ایک ساتھی' دونوں شہید ہوگئے -

پولیس نے اس موقعہ پر حیرت انگیز مستعدی اور انتظامی قابلیت دکھلائی - کسی طرح کی بد امنی نہ ہونے دی - فوراً قاتلوں کی تفتیش شروع ہوگئی - اب تک کئی گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں - ایک شخص توپال قدری نامی زیادہ مشتبہ ہے' جو غالباً ایک انگریز کے مکان میں پوشیدہ تھا - تاہم قطعی سراغ لگا لینے کا کوئی اعلان نہیں ہوا ہے -

۱۴ - رجب ۱۳۳۱ هجری

مسئلـــۂ ســود

به تذکرۂ تحریک آنریبل خواجه غلام الثقلین صاحب

(۲)

الشیطان یعدکم الفقـر و یامرکـم بالفحشـاء ' والله یعدکم مغفـرة منه و فضلاً و الله واسع علیـم - یوتی الحکمـة من یشـاء و من یوت الحکمـة ' فقـد اوتی خیـرا کثیـرا ' وما یذکر الا اولـو الالـبـاب (۲ : ۲۷۲)	شیطان تم کو تنگ دستي سے ڈراتا ہے' اور برائیوں پر آمادہ کرتا ہے - لیکن خدا اپني طرف سے مغفرت و برکت کا وعدہ کرتا ہے - اسکا خزانۂ فضل وسیع ' اور وہ سب کے حال سے واقف ہے - وہ جس کو چاهتا ہے' دانائی اور حکمت عطا فرما دیتا ہے ' اور جس کو حکمت ملے تو بیشک اس نے بڑي دولت پالی' اور نصیحت بھي وهي مانتے هیں' جو ارباب عقل و بصیرت هیں -

بقیه مبحث اشاعت گذشته

اصل یه ہے که اس تشبیه میں علة تشبیه وہ اضطراري حالت ہے' جو کسی مخبوط الحواس یا مصروع کي اپنے دماغ اور دماغی قویٰ کے مقابلے میں هوتی ہے - یہی مجبوري' بے اختیاري' اور اضطرار' ایک سود خوار کو اپنے عوامل ادبیه اور جذبات و عواطف کے مقابلے میں پیش آتا ہے - وہ بغیر حق و محنت اور صرف وقت کے روپیه حاصل کرنے کا عادي هوکر' اسکو ایک حق قدرتی و قانوني سمجھنے لگتا ہے - دولت کی افزایش کا یه غیر معمولی وسیله اسکي طمع و هوس کو عام انساني مطامع کے درجے سے اضعاف مضاعف کردیتا ہے - وہ چونکه شب و روز ایک ظالمانه حصول نفع اور بے رحمانه جلب زر کی زندگي میں رهتا ہے ' اسلیے رفته رفته اسکی طبیعت کے تمام امیال و جذبات پر یہی جذبه حاوي هو جاتا ہے' اور اسکا دماغ روپیه کي تعداد کي کمي و زیادتی کے مسئلے کے سوا کسی اور چیز کو سمجھنے یا محسوس کرنے سے عاجز هو جاتا ہے - اسکا نتیجه یه هوتا ہے که وہ باوجود انسان هونے کے' اپنے قواے سبعیه کي مقاومت کرکے انسان نہیں رهسکتا ' اور ایک پاگل اور مصروع شخص کی طرح سرتا سر وجود مضطر' و از فرق تا بقدم پیکر اضطرار و مجبوري هو جاتا ہے !

* * *

یہي سبب ہے که قرآن کریم نے سود خواري پر اصرار کرنے والے کیلیے سب سے بڑي وعید نازل کي ' اور اسکو " حرب من الله و رسوله " سے تعبیر کیا -

یہاں تک بحث عام انسانی اخلاق و خصائل کے نتائج کے لحاظ سے تھي ' لیکن اسکے بعد اقتصاد و تمدن کے لحاظ سے "حرب من الله و رسوله " کہنے کے اسباب و علل پر نظر ڈالنا باقي ہے' اور اسکے ذیل میں نہایت اهم مباحث ان اصول مدنیۂ معیشۃ اجتماعیه کے متعلق هیں' جنکي جڑ اور بنیاد دولت کي مرکزیة' و عدم تقسیم' و تحصل اشخاص' و تمول افراد' و ضعف کسب و عمل' کا سخت مخالف' اور هر اس ذریعۂ معاش و طریق زندگي کا دشمن ہے' جس سے اسطرح کي حالتیں پیدا هو جائیں -

مگر بحث کے اس ٹکڑے کو اب نہیں چھیڑتا' کیونکه مضمون بہت بڑھگیا ہے - انشاء الله مجلۂ شہریه (ماهوار رسالے) میں اسکو کسي وقت لکھونگا -

عـود الی المقصـود

لیکن سود کے شجرۂ خبیثه کا بدترین پھل' اور اصول سود خواري کي مہیب ترین صورت' وہ جرثومۂ (۱) حیات مدنیۂ' وہ اعدٰی عدوے انسانیة' اور وہ مہلک عمران بلاد' عفریت خون آشام ہے' جسکو (سود در سود) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' اور جسکي تیغ هلاکت نے نہیں معلوم اس وقت تک دنیا کي کتنی آبادیوں کو ویران' کتنے محل و ایوان کو کھنڈر' کتنے بیوت اشراف و اعیان کو فنا' کتنے پر رونق بازاروں کو سنسان' اور کتنی عزتوں اور شرافتوں کو ذلتوں اور رسوائیوں' بربادیوں اور تباهیوں' نکبت و مسکنت' هلاکت و ادبار' سے بدل دیا ہے !!

اگر عجائب و غرائب عالم کو کوئي یکجا کرنا چاہے' تو اسکے لیے سب سے بڑي عجیب و غریب شے اس مسئلے کي بوالعجبي بھي هوگي - یه کیسي عجیب بات ہے که قانون چور کو مجرم قرار دیتا ہے' قاتل کو پھانسي پر چڑھاتا ہے' ڈاکوؤں کے سراغ میں جنگلوں اور غاروں میں بھٹکتا ہے' اور جرم کی تلاش میں شب و روز حیران و سرگرداں رهتا ہے' مگر هزار چوروں اور ڈاکوؤں سے بڑھکر تنہا مجرم تو خود اسکی آستین میں پل رہا ہے - جسکو اس نے ایک خونخوار بھیڑیے کی طرح مظلوم انسانوں کے گلے پر چھوڑ دیا ہے' جسکے جرائم کو وہ رونق دیتا' اور جسکي درندگي کو وہ دودھ پلاتا ہے - اسکي طرف سے وہ بالکل غافل ہے' اور غافل هی نہیں' بلکه صریح طور پر اسکی حمایت کر رہا ہے !

آج ملک کے افلاس و فلاکت پر گورنمنٹ کے سرکاري اور تعلیم یافته ملکی حلقوں میں بحثیں کی جاتی هیں' اور ان لوگوں کی تعداد کثیر پر لوگوں کو اکثر رحم آجاتا ہے' جو اسقدر غریب هیں' که دو وقت کی غذا بھی انھیں میسر نہیں آتی - یقیناً ایسے لوگ مستحق رحم هیں' اور انکی تعداد داد بھی بڑی ہے' وہ گذشته قابل قدر شمار و اعداد میں ایک کروڑ سے متجاوز بتلائی گئی ہے' لیکن هندوستان کی آبادي صرف ایک کروڑ هی نہیں ہے' بلکه اس تعداد سے تیس چالیس گنا زیادہ ہے - جن لوگوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں آتي' وہ ملک کی خوشحالي کا راز نہیں هیں - اصلی جماعت وہ ہے جسکو دو وقت کی روٹی سے زیادہ ملنا چاهیے' مگر افسوس که اتنا هی بمشکل ملتا ہے - یه ایک کروڑ کی تعداد ملک کے پاؤں کی ایک انگلی ہے' جو کٹ بھی جاے تو غم نہیں' لیکن اسکے جسم کی ریڑھ کی هڈي وہ کروڑوں انسان هیں' جو شہر سے باهر' عام زراعت پیشه آبادي کی صورت میں اور شہر کے اندر متوسط الحال اور اوس سے کسی قدر ادنے طبقات کی صورت میں موجود هیں' اور جنکی خوشحالی سے ملک کی خوشحالی' اور جنکي تباهی سے اس پورے براعظم کی تباهی ہے -

وہ جراثیم مہلکه جو ملک کے اس اکثر حصۂ آبادي کو گھن کی طرح کھوکھلا کر رہے هیں' ایک نہیں بلکه متعدد هیں' اور جس فضا سے آئے هیں' وہ بھی ایک نہیں بلکه مختلف هیں - ان کے

(۱) جرثومه' جراثیم کا مفرد ہے' جو اجکل خورد بینی کیڑوں (مائکروب) کیلیے کہا جاتا ہے - یعنی وہ مہلک کیڑے' جنکے اثر و نفوذ سے مختلف بیماریاں پیدا هوتي هیں - [منه]

یہ قضیہ ختم نہوا تھا کہ طرابلس میں جنگ چھڑ گئی - ترک اُدھر متوجہ تھے ' ادھر میدان خالی تھا ' البانیہ میں جمہوریت کا اعلان ہوا - اسماعیل کمال بک رئیس الجمہور قرار پائے - جنگ بلقان کے سر آغاز ھی میں وعدے ہوے تھے کہ البانیہ کی آزاد جمہوریت و تمام یورپ مُصدق مان لیگا - البانیوں نے بلقانیوں کا ساتھ دیا ' ترکوں سے ہر معرکہ میں جنگ ہوتی رہی ' اور آخر اسعد پاشا نے اشقودرہ (سقوطری) کو اسی امید پر جبل اسود کے لیے خالی کر دیا -

تعلیہ کے عرصہ ھی میں آپ یورپ کے وعدے مشتبہ محسوس ہونے لگے ' اور نظر آگیا کہ وھی سلطنتیں جو کامل و مکمل طور پر استقلال البانیہ کے وعدے کرچکی تھیں ' اب بھی پارلیمنٹ میں سر ایڈورڈ گرے اُن کے خیالات کی یوں ترجمانی کر رہے ہیں ' کہ البانیہ کی حکومت ترکی سلطنت سے تو آزاد ہوگی مگر یورپ کی نگرانی سے آزاد نہوگی ! !

لیکن اسعد پاشا خود البانیہ کا بادشاہ بن بیٹھا ' اور ایوان شاہی پر ترکی جھنڈا نصب کرکے عثمانی سیادت کا اعلان کر دیا - اٹلی و آسٹریا نے حمایت کی - انگلستان اس پر رضامند نہ تھا ' اس نے اپنے دست پروردہ مصری شاہزادہ (احمد فواد پاشا) کو نامزد کرنا چاہا - یہ امید ایسی تھی کہ مصر میں شاہزادے کو جس قدر اعزازی عہدے حاصل تھے ' سب سے دست بردار ہو جانا پڑا - مگر جب سلطنت کی آرزو بر آنے کا وقت آیا تو قدیم آسمانی تعلیم کی حقیقت سمجھ میں آگئی ' کہ آدم (ع) جرات کرکے شجر ممنوعہ کی جانب بڑھے تو تھے ' لیکن ہاتھ کچھ نہ آیا : الٹے اپنی برہنگی کی ندامت اٹھانی پڑی !

اشقودرہ اس وقت یورپ کی حفاظت میں ہے ' مگر اس حفاظت سے غالباً مسلمانان اشقودرہ کی عزت اور بھی غیر محفوظ ہوگئی تھی - شاید وہ آمادہ ہو چلے تھے کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں - انگلستان کو یہ ولولہ دبانا تھا ' جس کے لیے فوجی طاقت سے زیادہ اور کیا چیز موزوں ہو سکتی تھی ؟ ٧ - جون کی شب میں ویسٹ پارک شائر کے ایک دستۂ فوج کو روانگی کا حکم ملا - رویٹر نے یہ خبر مشہور ھی کی تھی کہ مظلومان اشقودرہ کی سرگرمیاں ٹھنڈی پڑگئیں - البانیہ میں جہاں جہاں اسلامی آبادی کم ہے وہاں آج کل مسلمانوں کی حالت بالکل ھی غیر محفوظ ہو رہی ہے ' لیکن پارلیمنٹ انگلستان میں جب اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر بھی گورنمنٹ کی جانب سے یہی جواب ملتا ہے کہ " اس باب میں کسی مؤثر کارروائی کا امکان ممکن نہیں "

مکدونیہ پر مدعی لڑ رہے ہیں سکون کی صورت بلغاریہ و سرویہ میں مفتوحہ ترکی علاقوں کے قبض و دخل کے متعلق اس قدر کشاکش بڑھی کہ روس و جرمنی اور فرانس کو بڑی سختی سے تہدید کرنی پڑی - دونوں سلطنتوں نے روس کی ثالثی تسلیم کرلی ہے - بلغاریہ کی مجلس وزرا اس مداخلت کو بے اصول سمجھ کر مستعفی ہوگئی ہے - ڈاکٹر ڈینیف نئے وزیر اعظم مقرر ہوے ہیں ' اور نئی جدید وزارت بھی مرتب کرچکے ہیں - اس جنگ سے تباہی کا جو خطرہ تھا وہ تو رک گیا ہے ' مگر سرویہ کی بلغاریہ فوج ہیٹنے سے تباہ ہوتی جاتی ہے -

انگلستان کی رائے میں " اب اس حالت میں از سر نو جنگ کا چھڑ جانا انسانیت کے بالکل ھی خلاف ہے " یعنی اس سے قبل کی خونریزی اور مظالم کا قتل عام تو شاید خلاف انسانیت نہو ' مگر اب دو فرنگی حکومتوں کی معرکہ آرائی سے مسیحیوں کی جان و مال خطرہ میں پڑ جائیگی ' لہذا یہ جنگ ضرور خلاف انسانیت ہوگی - با ایں ہمہ رومانیہ کو یہ فیصلہ تسلیم نہیں ہے - اس نے اعلان کردیا ہے کہ مشرقی یورپ کے سیاسی میزان اقتدار میں خلل پڑے کو وہ کبھی گوارا نہیں کرسکتی - ضرورت پڑی تو نہایت کوشش و جاں فشانی کے ساتھ اس کو تلوار کے زور سے اس معاملہ میں دخل دینا پڑیگا - وہ اپنی فوجیں فراہم کرنے کی ضرورت بھی ظاہر کرچکی ہے

عثمانیوں اور بلقانیوں میں صلح کرانے کے لیے لندن میں جو کانفرنس اجلاس کر رہی تھی ' اس کی نشستیں پوری ہوچکی ہیں - اصولاً تو معاہدہ صلح پر پہلے ھی دستخط ہوچکے ہیں ' تصریح مراتب باقی ہے ' جسکی نسبت وکلاے مصالحت کی خواہش ہے کہ ہر ایک حکومت کے مابین جدا جدا عہد نامے ہو جائے تو زیادہ آسانی کے ساتھ قطعی نتائج نکل سکتے تھے -

---
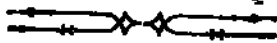
مرحوم شوکت پاشا

کامل پاشا کی جماعت نے - جو مصر کو قطعی طور پر ' مسٹر ایلفرڈ ملنت اڈیٹر اخبار ایجپٹ لندن کے بیان کے مطابق انگلستان کے ہاتھوں فروخت کردیتے ' شام میں فرانس کا قائصانہ رسوخ تسلیم کرتے ' اور عرب میں انگریزی سلطنت کے زیر اثر ایک جداگانہ حکومت قائم کرنے کا فیصلہ کرچکی تھی - اپنے اغراض کو پورا ہوتے نہ دیکھکر غالباً (قدیمی توپال) کے ہاتھوں غازی محمود شوکت پاشا کو شہید کرادیا - قاتل کے تعلقات ایک فرنگی سلطنت کے سفارتخانے سے بھی بیان کیے جاتے ہیں ' تاہم اسکی تفصیل شاید بعد کو آئے کہ اس حادثے میں یورپ کے دست سیاست نے کیا کام کیا ہے ؟ خونریز جماعت کو امید تھی کہ اس انقلاب کے بعد حکومت اُن کے ہاتھ آجائیگی ' مگر یہ آرزو پوری نہوئی - فوری نظم و نسق کے رو سے شہزادہ سعید حلیم پاشا وزیر اعظم مقرر ہوے ' جنھیں اس سے قبل تک صرف وزارت خارجہ کی ریاست حاصل تھی - خاندان خدیویہ مصر کے وہ ایک مشہور ممبر اور اتحاد و ترقی کے سرگرم کارکن ہیں -

شام و عراق میں کامل پاشا کو شورش پھیلانے میں خاطر خواہ کامیابی ہوچکی ہے - شام کی حالت سنبھالنے کے لیے سابق وزیر اعظم (حسین حلمی پاشا) انسپکٹر جنرل مقرر کرکے بھیجے گئے ہیں - عراق کا بندوبست بھی عن قریب ہوا چاہتا ہے ' لیکن یہ پیشینگوئی کون کرسکتا ہے کہ سلطنت کا اب کیا حال ہوگا ؟

زر اعانۂ " اردوے معلے "

الہلال میں اگرچہ کوئی باقاعدہ تحریک اس بارے میں نہیں کی گئی تھی ' کیونکہ سید صاحب کا ارادہ معلوم نہ تھا ' مگر بعض ارباب درد نے بطور خود چند رقم بھیجدیں - اب چاہتا ہوں کہ اسکی فہرست کھول دی جائے - الہلال میں جو کچھہ لکھا جاچکا ہے ' ارباب درد و غیرت کیلیے کافی ہے ' اور اللہ کے ہاتھہ میں ہے کہ وہ دلوں کو اس کیلیے کھول دے -

ایڈیٹر الہلال ٥٠ - روپیہ - ایک صاحب درد ١٠ - روپیہ - ایک با غیرت و حمیت خاتون ٥ - روپیہ - جناب سید مرتضی صاحب (پٹنہ) ٥ - روپیہ - جناب سید فضل الرحمن صاحب ٣ - روپیہ -

کابلی اپنے مقروض کو اسکے گھر کے اندر سے گھسیٹتا ہوا سڑک پر لاتا ہے - وہ رو رہا ہے' منتیں کر رہا ہے' اسکے پاؤں پر لوٹ رہا ہے' لیکن کوئی طاقت نہیں ہے' جو اسکی قہار قوتّی سے آسے اماں دےسکے' اور کوئی ہاتھ نہیں ہے' جو اس ظلم کیلیے منتقم ہو - پینل کوڈ ہائی کورٹ کے کتب خانے کی الماری میں' اور جج ایک عالیشان ایوان انصاف کے تخت عدالت پر بے خبر متمکن ہے !!

قانون کی درد انگیز ناکامی

حقیقت میں یہ عجیب بات ہے کہ قانون انصاف کے نام سے اپنی پوجا کراتا ہے' لیکن جنکو انصاف کی ضرورت ہے' وہی سب سے زیادہ انصاف سے محروم ہیں - دنیا میں قانون کی مجلدات سے صدہا کتب خانے بھرے ہوے ہیں' عدالتوں کی عمارتیں سر بفلک کھڑی ہیں' پولیس کا دیوتا سڑکوں کے ہر ناکے پر اپنا علم انصاف لیے ہوے اثبات وجود کر رہا ہے' اور یہ تمام سامان اسدرجہ وسیع اور عظیم الشان ہے' جسکو دیکھکر خیال ہوتا ہے کہ دنیا عدل و داد سے معمور' اور ظلم و بے انصافی سے پاک ہوگئی ہے' اور انصاف کا مرشد دنیا کے کونے کونے میں مظلوموں کی فریاد الغیاث کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے' تاکہ انکو اپنے پروں کے اندر پناہ دے !!

لیکن اگر عدالت کدونکے سر بفلک مناروں سے نظریں ہٹا کر رعیت کی آبادیوں کے اندر جائیے' اور کسی ایک شہر کا ایک محلہ' ایک محلہ کا ایک مکان' اور ایک مکان کا ایک گوشہ بھی دیکھیے' تو اس وقت صاف نظر آجائیگا کہ ظلم کا خونخوار دیوتا اب تک بدستور آزاد و حکمراں ہے - اسکے پاؤں میں کوئی بیڑی نہیں - اسکا خنجر پرانے سے پرانے غیر متمدن عہد کی طرح بے نیام ہے - اسکی سے آسمان کاٹ برابر اپنا کام کر رہی ہے' مگر قانون کو اپنے قیمتی عدالت خانوں سے جھانکنے کی مہلت نہیں :

عسس بخانۂ رشہ در حرمسرا خفتست

ممکن ہے کہ امرا کے جگمگاتے ہوے محل' قانون کی روشنی سے منور ہوے ہوں' مگر روشنی کی ضرورت برق تاب ایوانوں میں نہیں ہوتی' بلکہ تاریک حجروں اور تہ خانوں میں' اور افسوس ہے کہ انکی تاریکی کیلیے روشنی کا کوئی وسیلہ نہیں -

فی الحقیقت دنیا میں حکومتوں کا قانون کبھی بھی انسداد مفاسد و مظالم میں کامیاب نہیں ہوا' اور یہی ناکامی ہماری رہنمائی کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ نظام اصلاح و عدل کے قیام کے لیے دنیا ان قوانین سے بالا تر ایک الہی قانون یعنے مذہب کی محتاج ہے' جسکی حکومت جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر ہو !!

اضعـــافـاً مضـــاعفـــة

پس یہی سبب ہے کہ قرآن کریم نے " اضعافاً مضاعفة " کہکر سود در سود پر خاص طور پر زور دیا -

یہ " اضعافاً مضاعفة " اسی سود در سود کے نتائج کی طرف اشارہ ہے' اور جو حال کابلیوں کے سود اور ظالم مہاجنوں کی بوہرگری کا آج نظر آرہا ہے' یہی ہے جو جاہلیت عرب میں رائج تھا - اور اسکی تفصیل اُن روایات و آثار سے معلوم ہوتی ہے' جنکو (امام طبری) نے اپنی عظیم الشان تفسیر میں بہ ذیل آیات ربا جمع کیا ہے - علی الخصوص حضرت (عبد اللہ بن عباس) کی مشہور حدیث مطالعہ طلب ہے -

اسلام دنیا میں آیا' تاکہ ہر طرح کے ظلم و جور سے عالم انسانیت کو نجات دلاے' اور دنیا کیونکر اس سے انکار کر سکتی ہے کہ سود کے بارے میں اسکا ساتویں صدی عیسوی کی تاریک فضاء عالم میں بسقدر صاف اور صریح صدا بلند کرنا' ایک احسان عظیم اور ایک فضیلت کبری نہ تھا ؟

وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منہا' کذلک یبین اللہ لکم ایاتہ' لعلکم تہتدون - (۳ : ۱۰۰)

اور ظہور اسلام سے پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ گویا تم آگ کے گڑھے کے کنارے آلگے تھے' لیکن اسلام کا ہاتھ دستگیری کیلیے ظاہر ہوا' اور خدا نے تم کو بچالیا - اسی طرح اللہ اپنی نشانیاں ظاہر و بین کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاو -

دنیا آج سود کے نتائج الیمہ کو محسوس کرے تو غنیمت ہے' اور قانون اسکے انسداد کی ضرورت کو پالے تو بہت بہتر ہے' لیکن اللہ کے قانون کو جو کچھہ کرنا تھا' وہ کر چکا' اور جو حکم دینا تھا' دے چکا - یہ ہماری گمراہی ہے کہ انسانوں کے بنائے ہوے قانون کی عزت کرتے ہیں' لیکن الہی قانون کو بھول گئے ہیں حالانکہ :

و من احسن من اللہ حکماً لقوم یوقنون ؟ (۵ : ۵۴)

جو لوگ یقین کرنے والے ہیں' انکے لیے اللہ سے بہتر حکم دینے والا اور قانون بنانے والا اور کون ہو سکتا ہے ؟ ؟

یہ مسلمانوں کا اصلی مشن ہے

پس میں " سود " کے مسئلے کو عام نظروں سے بالکل مختلف دیکھتا ہوں' کیونکہ بہتوں کے نزدیک میری سب سے بڑی سعادت' اور بہتوں کے نزدیک میری سب سے بڑی ضلالت یہی ہے کہ ہر مسئلے پر نظر ڈالتے ہوے میرے لیے دلیل راہ صرف " اسلام " ہی کا ہاتھہ ہوتا ہے :

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ' ید اللہ فوق ایدیہم' (۴۸ : ۱۰)

جو لوگ داعی اسلام کے ہاتھہ میں اتباع و بیعت کے عہد کا ہاتھہ دیتے ہیں' تو انکے ہاتھہ پر آسکا ہاتھہ نہیں ہوتا' بلکہ در اصل خود خدا کا ہاتھہ ہوتا ہے !!

فالحمد للہ' الذی ہدانی لہذا' و ہو یہدی من یشاء إلی صراط مستقیم -

پس میں " مسئلۂ سود " کی تحریک کو محض ملک کا ایک اقتصادی مسئلہ نہیں سمجھتا' بلکہ یہ ایک خالص اسلامی تحریک' اور اسلام کے مشن کا احیاء ہے' اور تمام مسلمانوں کو اپنا فرض دینی سمجھکر اسکے مصائب و شدائد کے انسداد کی سعی کرنا چاہیے' اور یقین کرنا چاہیے کہ بہ حیثیت اسلام کے مورد ہونے کے انکا اصلی مشن یہی ہے کہ خدا کے بندوں کو ظلم و بربادی کے مصائب سے نجات دلائیں - سود کیلیے جب اور جہاں کام ہوگا' وہ اسلام ہی کا کام ہے -

اس تحریک کی سلسلہ جنبانی کرتے ہوے' آنریبل خواجہ غلام الثقلین نے فی الحقیقت ایک اسلامی فرض ادا کیا ہے' اور مسلمانوں کو اسکا اعتراف کرنا چاہیے -

ہندوستان میں اسلام کو اپنا فرض ادا کرنا ہے - وہ ہر طرح کے ظلم و عدوان کی بیڑیاں کاٹنے کیلیے آیا ہے' اور تمام عالم سے قطع نظر' خود ہندوستان کے پاؤں ابھی بہت بوجھل ہیں - ظلم و زیادتی کی یہ بھی ایک زنجیر ہے' اور مسلمانوں کو اپنا فرض دینی سمجھکر اس سے ملک کو نجات دلانے کیلیے سعی کرنا چاہیے -

خواجہ صاحب کا ارادہ ہے کہ وہ اسکے لیے ایک انجمن قائم کرینگے' اور باقاعدہ طور پر اسکی کوشش جاری رکھی جائیگی - کام کرنے کیلیے اس صیغے میں بہت بڑا وسیع میدان موجود ہے' اور انجمن کا خیال نہایت صحیح اور ایک بالکل وقت کی ضرورت ہے - امید ہے کہ ارباب رائے و اثر اس بارے میں ضرور خواجہ صاحب کی اعانت فرمائینگے - و نسأل اللہ تعالی ان یوفقنا و سائر اخواننا المسلمین لما یحبہ و یرضاہ -

لوازن اور قومی اسباب کی تلاش میں حکومت اور طرز حکومت کا سوال پیدا ہوتا ہے ' اور اسکے بعد خود ملکی اور داخلی مفاسد کا - انہی میں سے ایک سبب اعظم اور ایک جرثومۂ قاتل' سود کا بھی مسئلہ ہے ' اور اسکے لیے کسی عذر و دلیل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ' کہ براہ راست اسکی جواب دہی اور تمام تر ذمہ داری قانون کے سر کیوں نہو؟

گورنمنٹ اگر اس سے غفلت کر رہی ہے اور اپنی غفلت پر قانع ہے ' تو اسکا کوئی شکوہ نہیں - ایک امید پر کیا موقوف ہے - آج ملک کا تو یہ حال ہے کہ :

ماجرا ہاست بان چشم فسون ساز مرا

لیکن پھر ستم یہ ہے کہ با این ہمہ حالت بیدہ و قاطعہ ' وہ ملک کی خوشحالی کی مدعی' اور اسکے اسباب افلاس کی سراغ رسانی کی بڑی خواہشمند بھی ہے '

از حسن این چہ سوال ست کہ معشوق تو کیست ؟

این سخن را چہ جوابست ' تو ہم میدانی !

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں شرح و بسط کے ساتھہ سود در سود کے حالات و نتائج پر نظر ڈالی ہے' اور آخر میں گورنمنٹ سے خواہش کرتے ہیں کہ قانون خواب غفلت سے کروٹ لے ' اور اپنی ہوشیاری کے اصلی موقعہ پر آنکھیں بند نہ کرلے - اس حالت کا علاج صرف یہی ایک ہے کہ قانوناً سود در سود کے سلسلۂ لا متناہی اور اضعافاً مضاعفہ کی غیر محدود افزایش کو محدود کر دیا جاے' اور بالعموم سود کی ایک ایسی شرح خاص مقرر کردی جاے ' جس سے زیادہ کے لین دین کرنے کا کسی کو اختیار نہو' اور عدالت ڈگری دینے سے انکار کردے -

خواجہ صاحب کی اس خواہش میں یقیناً تمام ملک بالاتفاق انکا ساتھہ دیگا -

انہوں نے ہندوستان میں سود کے ابتدائی قانون کا ذکر کرکے انگلستان کے قوانین کا ذکر کیا ہے ' اور پھر آن حالات پر نظر ڈالی ہے' جنکی وجہ سے شرح سود کا غیر محدود ہونا ملک کو ایک دائمی طاعون سے زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے - قانون میں آج اسکے لیے کوئی روک نہیں کہ ایک روپیہ سود در سود کے اصول پر' ایک عرصے کے بعد سو یا ہزار روپیہ کیوں نہ ہو جاے ؟ اور اگر روزانہ نظائر و واقعات پر نظر ڈالی جاے تو قاتلان خنجر " اضعافاً مضاعفہ " کا ہر شخص اپنے سامنے ایک وسیع قبرستان آباد پاےگا - خواجہ صاحب نے چند مقدمات کے طرف اشارہ کیا ہے' جنمیں چند روپیوں کے قرض کیلیے دس ہزار روپیہ کے سود در سود کی ڈگری دی گئی ہے ' اور اگر تھوڑا سا وقت خاص اس مسئلے کے نظائر الیمہ جمع کرنے پر صرف کیا جاے ' تو صدہا مثالیں بحوالۂ فیصلہ ہاے عدالت ' گذشتہ چند سالوں کے اندر کی بیان کی جا سکتی ہیں -

" شا تہلاک " کا ایک نیا گھرانا

عام مہاجنوں اور یہود خصلت بنیوں کی ہندوستان میں کیا کمی تھی کہ ایک نئی مصیبت سیاہ کابلیوں اور ولایتی پٹھانوں کی پیدا ہوگئی ہے - یہ کابلیوں کا ایک بہت بڑا گروہ ہے' جو ہندوستان میں سود کی باقاعدہ تجارت کرنے کیلیے آتا ہے ' اور بڑے بڑے شہروں کے علاوہ تمام دیہات و قصبات میں پھیل جاتا ہے - روپیے کی ایک تھیلی اسکے کمر میں ہوتی ہے ' اور ایک خطرناک اور مقروض افگن لاٹھی ہاتھہ میں - کم تنخواہ کے ملازمت پیشہ اشخاص ' بے سرمایہ دکاندار' غریب اہل حرفۂ وصناع' علم مزدور اور بیوہ عورتیں ' اور وہ تمام جمعیۃ انسانیہ کا مظلوم ترین طبقہ ' جس کو اس سماء دنیا کے نیچے معیشت و مراد حیات میں سے کچھہ نصیب نہیں ' ان ظالم صیادوں کے فتراک سود کا نخچیر ہے' اور اسکے مناظر ایسے درد ناک ' اضطراب انگیز' اور چشم انسانیت کیلیے گریہ آور ہیں' کہ انکو دیکھکر ممکن نہیں ' کوئی انسان قانون کی محرمانہ اور معصیت پرورانہ غفلت واغماض پر اپنے حق بجانب غیظ و غضب کو روک سکے -

ان لوگوں کی کوئی خاص شرح مقرر نہیں ' بلکہ مقروض کی احتیاج پر موقوف ہے' اور جیسی سخت مجبور کن اسکی ضرورت ہوتی ہے' اتنی ہی رقم بھی سود کی مقرر کر دی جاتی ہے- راکفیلر وغیرہ امریکن کروڑپتیوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انکی آمدنی اسقدر وسیع ہے کہ گھنٹوں کے حساب سے اسکی تقسیم ہو سکتی ہے - یہی حال ان کابلی مہاجنوں کی شرح سود کا بھی ہے - اسکا حساب بھی مہینے کی قید سے نہیں بلکہ ایک ایک روز کے حساب سے کیا جاتا ہے - اکثر حالتوں میں ایک روپیہ کا سود ایک دن کیلیے دو آنہ' اور بعض حالتوں میں ایک آنہ ہوتا ہے !!

غریب آبادی اپنی ضرورتوں سے مجبور ہوکر انکے دام میں پھنستی ہے - سینٹ (پال) نے کفارۂ مسیح کی تعلیم اباحت دیتے ہوے کہا تھا : " شریعت گناہگار کو سزا دیسکتی ہے ' پر بچا نہیں سکتی " یہ ایک سخت فریب تھا ' لیکن میں صحیح طور پر کہتا ہوں کہ قانون صرف ڈگری دیسکتا ہے' پر مظلوم کو بچا نہیں سکتا -

ان کابلیوں کا کاروبار ایک طلسم عذاب ہے' جسمیں ایک مرتبہ اگر کوئی شخص پھنس گیا تو پھر " سود در سود " کے پھیر سے نکلنا محال ہے - ساری عمر سود کے دینے ہی میں گذر جاتی ہے' اور پھر بھی وہ پورا نہیں ہوتا ' اصل رقم کا کیا سوال ہے ؟

ابھی کل کی بات ہے کہ کلکتہ کی عدالت خفیفہ میں ایک یوریشین عورت نے ایک کابلی پر مداخلت بیجا کی نالش کی تھی' جو روپیہ مانگتے ہوے اسکے مکان میں گھس آیا تھا - مقدمے کے چلنے سے معلوم ہوا کہ مدعیہ کی نانی نے ۲۴- روپیہ اس سے قرض لیا تھا ' جسکا سود ادا کرتے ہوے دو نسلیں گذر گئیں - اصل رقم اب تک باقی ہے' اور ابھی سود کا سود بھی پورا ادا نہیں ہوا !

سب سے زیادہ عجیب ذات روپیے کے دینے میں انکی دلیری اور کسی فیاض آدمی کی طرح بے عذری ہے - لین دین کا عدم اعتماد اور قانونی تحفظ معاملہ کی شرائط کا پورا نہونا بھی معاملات قرض کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے' اور اسکی بدولت بہت سے لوگ قرض لینے سے بچ جاتے ہیں - مگر کابلیوں کیلیے یہ تمام چیزیں بے اثر ہیں - ایسے معاملہ کرنے کیلیے صرف ایک ہی شرط کافی ہوتی ہے ' یعنی انسے معاملہ کرنا اور روپیہ کی طلب - پھر خواہ کیسا ہی بے اعتبار اور مفلوک الحال شخص طالب قرض ہو' لیکن انہیں ابداً انکار نہیں - اسلیے کہ انہیں اپنے بازوں کی قوت پر بھروسہ ' اور سب سے زیادہ اپنی لاٹھی کی بے امان مہربانیت اور ہمہ وقت مستعد قوتوں پر پورا اعتماد ہے - انکا قانون' انکی عدالت ' انکا جج ' سب کچھہ وہی ایک سحرکار لاٹھی ہے - وہ بے خطر روپیہ دیدیتے ہیں ' کیونکہ جانتے ہیں کہ انکا مقروض قرض لیتے وقت صرف انکے دہنے ہاتھہ سے روپیہ ہی نہیں لے رہا تھا ' بلکہ بائیں ہاتھہ کی جبار و قہار لاٹھی کو بھی دیکھہ رہا تھا !!

میں جہاں رہتا ہوں ' اسکے قریب ہی چند غریب دھوبیوں کے گھر ہیں - کوئی ہفتہ اس سے خالی نہیں جاتا کہ اس بے اماں گروہ کی قساوت ' اور سود کے نتائج معرکہ کا کوئی الم ناک نظارہ نہ دیکھتا ہوں - میں نے بارہا دیکھا ہے کہ عین دن کے وقت ' کلکتہ جیسے عظیم الشان شہر کے یوروپین کوارٹر میں' ایک قسی القلب

اس قانون کی روشنی میں مسئلۂ احساس کی تشریح یوں ہوسکتی ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے اسلاف نے آج سے ہزاروں لاکھوں سال پیشتر اپنے لیے نقصان رساں پایا ' اُن سے اجتناب کرنے لگے ' اور انکی طرف سے انکے دل میں ایک نا خوشگوار کیفیت پیدا ہوگئی ' جس پر بعد کی نسلیں بھی عملدرآمد کرتی رہیں - یہانتک کہ آج اُن اشیاء کا محض نظارہ یا تصور ہی ہمارے لیے موجب الم ہوتا ہے -

اسی طرح جن چیزوں کو انکے نفع کی بنا پر ہمارے اسلاف پشتہا پشت سے اختیار کرتے رہے ہیں ' انکی پسندیدگی ہمارے نظام عصبی میں ایسے گہرے طور پر منقش ہوگئی ہے ' کہ ہمیں انکے نظارہ یا تصور ہی میں ایک لطف و انبساط محسوس ہوتا ہے -

نظریۂ بالا کی تائید ہماری روزانہ زندگی میں اکثر حسیات سے ہوتی رہتی ہے - اتنی بات ہر شخص اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہے کہ زیادہ بد ذایقہ و بدبودار چیزوں سے استفراغ ہوجاتا ہے ' لیکن برخلاف اسکے جو غذا جتنی زیادہ رغبت سے کھائی جاتی ہے ' اتنی ہی زیادہ جزو بدن ہوتی ہے - خوشگوار و تازگی بخش مناظر بصارت کو قوت دیتے ہیں ' بخلاف اسکے تیز و ناگوار روشنی بینائی کو صدمہ پہنچاتی ہے - اسی طرح تازہ ہوا میں سانس لینا ' بھوک کے وقت کھانا کھانا ' نیند بھر سونا ' ایک حد مناسب تک ورزش کرنا ' جہاں ایک طرف انسان کے لیے بیحد مفید ' بلکہ اسکے قیام حیات کے لیے ناگزیر ہیں ' وہاں دوسری طرف کس درجہ خوشگوار و باعث تفریح بھی ہیں ؟ غرض کرب و مضرت ' اور حظ و منفعت کا تلازم ' اکثر چیزوں میں ہر شخص کو نظر آتا ہے -

تاہم بعض مثالیں ایسی بھی ہر شخص کے پیش نظر ہیں جو بظاہر اس کلیہ کے منافی معلوم ہوتی ہیں - کونین کے فوائد محتاج بیان نہیں ' لیکن کیا اس سے زیادہ تلخ اور بد ذائقہ کوئی دوسری دوا ہے ؟ عمل زوجیت بقاے نسل کے لیے لازمی ہے ' لیکن کیا اسکے بعد ضعف و کسل لاحق نہیں ہوتا ؟ کسی اعلی مقصد کے لیے اپنے تئیں خطرہ میں ڈالدینا بداہۃً حفظ نفس کے منافی ہے ' مگر ایک شہید تخیل (آئیڈیل) کو ' ایک ہیرو کو ' اسی جانسپاری میں لطف آتا ہے -

نفع و ضرر

یہ ' اور اسی قسم کی دوسری مثالیں بے شبہ نہایت صحیح ہیں ' لیکن نظریۂ بالا کے معارض نہیں - اصل یہ ہے کہ ہر انسان پر تین مختلف نقطہ ہاے خیال سے نظر کی جا سکتی ہے :

ایک اس حیثیت سے ' کہ وہ مستقلا ایک علحدہ وجود ذاتی رکھتا ہے -

دوسرے اس اعتبار سے ' کہ وہ مجموعۂ انسانیت کا ایک جزو ' اور بحر انسانیت کا ایک قطرہ ہے -

تیسرے اس لحاظ سے ' کہ اس میں توالد و تناسل کے ذریعے اپنے ہم جنس دوسری مخلوقات کو پردۂ عدم سے میدان شہود میں لانے کی قابلیت موجود ہے -

اس بنا پر ان حسیات ثلاثہ کی مطابقت میں انسانی نفع و ضرر پر بھی تین مختلف حیثیات سے نگاہ ڈالی جا سکتی ہے :

(۱) نفع و ضرر ' افراد کے لیے -
(۲) " ہیئۃ اجتماعیہ کے لیے -
(۳) " نسل کے لیے -

ان منافع و مضرات سہ گانہ کے درمیان تخالف و تناقض پایا جانا ' نہ صرف ممکن ہے ' بلکہ کثیر الوقوع ہے - یعنی ایسا اکثر واقع ہوتا ہے کہ ایک فعل اپنے فاعل کے لیے سخت مضرت رساں ہے ' مگر بقاے نسل کے لیے اسکا ارتکاب لازمی ہے - یا ایک فعل ' افراد کے لیے بجاے خود ' مضر ہے ' لیکن ہیئۃ اجتماعیہ کے قیام کے لیے ناگزیر ہے -

انفرادی و اجتماعی نفع و ضرر

ساتھ ہی ' فطرت انسانی کا یہ قانون بھی داد رکھنے کے قابل ہے کہ ثبات عقل اور صحت نفس کی حالت میں ' عام طور پر انفرادی منافع و مضار ' ہمیشہ اجتماعی اور نسلی منافع و مضار کے تابع و مغلوب رہتے ہیں - اس قسم کے متناقض الاثر اعمال کے ارتکاب کے وقت انسان انبساط و انقباض ' دونوں کی کیفیات تقریباً ساتھ ہی ساتھ محسوس کرتا ہے - اسکی ایک بہتر مثال فعل وظیفۂ زوجیت ہے -

چونکہ ایک طرف نسلی حیثیت سے یہ نہایت مفید ' بلکہ لازمی ہے ' اسلیے اسکے عمل میں انسان ایک خاص لذت محسوس کرتا ہے ' مگر چونکہ دوسری طرف یہ انفرادی طور پر انسان کے لیے مضر و مضعف بھی ہے ' یعنی اس میں سے ایک کافی ذخیرۂ قوت کو خارج کر دیتا ہے ' اسلیے معاً انسان کو کسل اور تکان کا ناخوشگوار احساس بھی ہوتا ہے ' مگر جیسا ہم ابھی کہہ چکے ہیں ' چونکہ انفرادی منافع ' نسلی منافع کے سامنے مغلوب رہتے ہیں ' اسلیے ضعف و کسل کے اندیشہ سے انسان اس فعل کے ارتکاب سے باز نہیں رہ سکتا -

یا مثلاً جب والدین ' اپنا پیٹ کاٹ کر اور خود فاقہ کر کے اپنی اولاد کو غذا پہنچاتے ہیں ' تو اس حالت میں وہ تکلیف و راحت سے تقریباً ساتھ ساتھ متحسس ہوتے ہیں - تکلیف اس لیے کہ فاقہ کشی کر کے ' وہ اپنی ذات کو ہلاکت کی طرف لے جانے میں معین ہوتے ہیں ' اور راحت اس بنا پر ' کہ اس فعل سے بقاے نوع کا سامان کرتے ہیں -

یہی تماشا حیوانات میں بھی نظر آتا ہے : بعض نہایت بزدل جانوروں (مثلاً مرغیوں) کو دیکھا ہوگا کہ دشمن کی مدافعت کے وقت اپنے بچوں کو الگ ہٹا کر خود اس سے مقابلہ کرنے پر تل جاتے ہیں - ظاہر ہے کہ یہ فعل کسقدر مضر بہ ہلاکت ہوتا ہے ؟ اور اسلیے انہیں اس سے نہایت سخت اذیت ہوتی ہے ' تاہم اپنی نسل کی حفاظت میں انہیں بجاے خود ایک لذت و راحت محسوس ہوتی ہے ' جو انکے ذاتی خطرۂ و اذیت کے حق میں نعم البدل کا کام دیتی ہے -

انفرادی اور اجتماعی منافع کا تصادم

ایسی ہی کیفیت سے انسان کو اُن مواقع پر بھی دو چار ہونا پڑتا ہے ' جہاں منافع انفرادی و منافع اجتماعی کے درمیان آکر تصادم پڑجاتا ہے - حب قوم ' حب ملت ' اور حب وطن میں افراد سخت سے سخت مصائب برداشت کرتے ' بلکہ اپنی جان تک دیدیتے ہیں - یہاں یہ نہیں ہوتا کہ انسان کو تکلیف محسوس ہی نہ ہوتی ہو ' بلکہ یہ کہ جو کچھ ہوتا ہے ' اُسکی حقیقت یہ ہے کہ نفع اجتماعی کا احساس لذت (جسے وہ " اداے فرض " " احقاق حق " وغیرہ دلفریب کن القاب سے تعبیر کرتا ہے) انسان کی نفع ذاتی کے حس لذت پر غالب آجاتا ہے -

ایک ہی فعل میں اجتماع نفع و ضرر

علاوہ بریں ' محض انفرادی حیثیت سے بھی بعض افعال اپنے اندر مضرت و منفعت ' دونوں کے کافی مدارج موجود رکھتے ہیں '

مفردات جذبات

علم النفس کا ایک باب

حظ و کرب [1]

از : مسٹر عبد الماجد - بي - اے - (لکهنو)

(۱)

تمهید

قانون ارتقاء کي سب سے زیاده اهم دفعه " انتخاب طبیعي و تزاحم في الحیات " کا مسئله هے - مد و جزر ' خیر و شر ' نور و ظلمت ' جذب و دفع ' ایجاب و سلب ' کون و فساد ' التیام و خرق ' اجتماع و انتشار ' یه سب کي متضاد قوتیں هر لحظه و هر آن اپنا عمل کرتي رهتي هیں - بلکه سچ یه هے که کاینات نام هي اسي تزاحم و کشاکش کا هے ' اور دنیا کي حقیقت اس سے زاید کچهه نهیں که وه ایک اسٹیج هے ' جس پر بقا و فنا کے متناقض الخواص پتلے هر وقت ایکٹ کر رهے هیں !!

جس وقت تک کسی شے میں اجتماع ' ایجاب ' کون ' اور التیام کے عناصر کا پله زبردست هے ' هم کهتے هیں که وه شے زنده هے یا اسکی هستی قایم هے - اور جهاں اس میں انتشار ' خرق ' سلب ' اور فساد کے عنصر نے غلبه حاصل کیا ' وه شے هماري اصطلاح میں فنا یا مرده هو جاتی هے - پس کسی مخلوق کے زنده رهنے کے معنی یه هیں که اپنے ماحول کے مقابلے میں اسکے اندر ایسي استعداد موجود هے ' جسکے باعث اسکے موثرات حیات افزا کا پله ' به نسبت عوامل مهلکه کے بهاري هے - جس مخلوق میں یه استعداد جتني زیاده هوگی ' اسی نسبت سے وه بهتر ' اور زیاده مدت تک زندگي بسر کرسکیگی -

یه قانون ' عالم موجودات کے ذره ذره پر محیط هے ' جسکي پابندي سے انسان مستثنی نهیں - اگر اسے زنده رهنا هے ' تو ضرور هے که اس میں ان تاثرات کا حصه ' جو حیات کو قایم رکهنے والے ' اسکي قوتوں کو بڑهانے والے ' اور جسم و نفس کو بالیدگي پهنچانے والے هیں ' به نسبت ان تاثرات کے زیاده هو ' جو اسکي قوت کو گهٹانے والے ' اسے کمزور و ناتواں بنانے والے ' اور اسے موت کے طرف لیجانے والے هوتے هیں - اور یه که جهاں تک اسکي سعي و انتخاب کو دخل هے ' وه همیشه اول الذکر نوعیت کے مقابله میں آخر الذکر نوعیت کے تاثرات کو احتراز کرے -

احساس حظ و کرب

لیکن سوال یه هے که انسان کے پاس ان عوامل متضاده میں امتیاز کرنے کا ذریعه کیا هے ؟ کیا شے هے ' جسکي بنا پر وه فیصله کرسکتا هے که کن اعمال اسکے بقاے حیات کے حق میں مفید هونگے ' اور کن مضر ؟ اگر کهیے که تجربه و آزمایش ' تو اس جواب کا ناکافی هونا ظاهر هے - اسلیے که قبل اسکے که انسان عوامل مهلکه کے تجارب سے فایده اٹها کر آینده ان سے محترز رهنے کے قابل هو ' دوران تجربه هي میں اسکا کام تمام هو جایگا - اسلیے فطرت نے خود نفس انسانی میں ایک ایسي قوت ودیعت کر رکهی هے ' جسکے باعث وه مفید و مضر کو محسوس ' اور زهر هلاهل کو آب حیات سے تمیز کرسکتا هے ' اور یه وه شے هے جسے هم جذبات نفسي میں (احساس حظ و کرب) سے تعبیر کرتے هیں -

مزید توضیح

یعنی جو اشیاء همیں خوش ذایقه معلوم هوتی هیں ' جتني چیزیں خوشبودار هوتي هیں ' جن آوازوں کا سننا خوشگوار معلوم هوتا هے ' جن نظاروں کا دیکهنا مرغوب هوتا هے ' جن چیزوں کے مس کرنے میں لذت محسوس هوتي هے ' غرض که جو چیزیں کسی حیثیت سے بهي هم میں لذت ' مسرت ' انبساط ' حظ کا احساس پیدا کرتی هیں ' وه علی العموم وهی هوتی هیں ' جو همارے قیام حیات کے حق میں مفید هوتی هیں - اسی طرح جو ماکولات و مشروبات همیں بد ذایقه معلوم هوتے هیں ' جو آوازیں کرخت هوتی هیں ' جن چیزوں میں بو آتی هے ' جن نظاروں سے آنکهه میں خستگي یا خیرگی محسوس هوتی هے ' جن اجسام کو مس کرنا ناگوار گذرتا هے ' غرض جن چیزوں سے هم میں کسي حیثیت سے بهی ' درد ' کرب ' اذیت اور انقباض کا احساس پیدا هوتا هے ' وه وهی چیزیں هوتي هیں ' جو صحت انسانی کو نقصان پهنچانے والی اور انسان کے لیے موذي الی الفنا هوتی هیں - اور چونکه یه بهی انسان کی جبلت میں داخل هے که وه همیشه انهی اعمال کو اختیار کرتا هے ' جن سے اسے حظ حاصل هوتا هے ' یا حصول حظ کی توقع رهتی هے ' اسلیے فطرت نے هم میں (احساس حظ و کرب) ودیعت کرکے همیں ایک ایسے قابل اعتماد و دلیل راه کی سپردگی میں دیدیا هے ' جو قدم قدم پر همیں مضرت کی راه سے خبردار ' اور منفعت کی راه کی طرف مستعد کرتا رهتا هے ' اور جسکی رهبری میں هم بے خوف و خطر ' نهایت کامیابی و کامرانی کے ساتهه منازل حیات طے کرسکتے هیں -

قانون توارث

لیکن یه نه سمجهنا چاهیے که مختلف چیزوں کے احساسات همارے نفس میں همیشه سے از خود ایک معین وضع پر قایم هیں ' بلکه ان احساسات کا مبدء اصلی دراصل تجربه هے ' گو وه تجربه ' تجربه افراد نهیں ' بلکه تجربۂ متوارث هے ' اور اس مسئله کا حل قانون توارث میں ملتا هے -

قانون توارث کا منشا یه هے که خصایص جسمانی کی طرح اسلاف کے خصایص ذهني بهي اخلاف میں وراثةً منتقل هوتے هیں ' اور جن خصایص کو چند پشتیں ' علی الاتصال ' اختیار یا ترک کرتي رهتي هیں ' وه آگے چلکر نئی نسل کے افراد میں یا تو مستقل طور پر جڑ پکڑ جاتی هیں ' یا ان سے بالکل فنا هو جاتی هیں -

(۱) یه در اصل ایک مستقل کتاب کا ایک ٹکڑا هے ' جو جناب مراسله نگار [illegible] آجکل لکهه رهے هیں (الهلال)

وثائق و حقائق

نتائج و عبر

قال موسیٰ لقومه: استعینوا بالله واصبروا، ان الارض لله، یورثها من یشاء من عباده، والعاقبة للمتقین ۔ قالوا: اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا، قال: عسیٰ ربکم ان یهلك عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون (۷ : ۱۲۴)

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: "اللہ سے مدد مانگو اور صبر کیے رہو، ملک تو سب اللہ ہی کا ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اُس کا وارث بنا دیتا ہے، اور حسن انجام پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے" وہ لگے کہنے کہ "تمہارے آنے سے پہلے اور تمہارے آنے کے بعد بھی ہم تو اذیت ہی اٹھاتے رہے" موسیٰ نے کہا "اب وہ وقت قریب آ رہا ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کرے!! اور تم کو اُنکا قائم مقام بنا دے، پھر دیکھے کہ تم کیسے کام کرتے ہو" ۔

دنیا میں ہمیشہ ناکامیوں نے کامیابی کی بنیادیں مستحکم کی ہیں ۔ جسقدر بندشیں بڑھتی گئیں، جتنا استبداد زیادہ ہوا، جیسے جیسے مظالم ترقی کرتے گئے، اُسی تناسب سے حوصلہ بھی بڑھتا گیا، اور ہمت نے بھی پر پرواز نکالے ۔ شیر کو چوٹ لگتی ہے، زخم کھاتا ہے، مجروح ہو جاتا ہے، مگر درماندہ ہو کر ہمت نہیں ہار دیتا ۔ جوش انتقام میں دوڑتا پھرتا ہے، اور جب تک اپنی ابتدائی ناکامی کو انتہائی کامیابی کی صورت میں تبدیل نہیں کر لیتا، خاموش نہیں ہوتا ۔

غاز (گیس) کو شیشے میں بند کر دیتے ہیں، دباتے ہیں، مگر وہ دباؤ کو نہیں مانتی اور پھوٹ نکلتی ہے ۔ درخت کی شاخیں قلم کرتے ہیں، کاٹتے ہیں، بے برگ و بار کر دیتے ہیں، لیکن بہار آتے ہی اُس میں اور نمو ہوتا ہے، پھلتا ہے، پھولتا ہے، ہرا بھرا ہو جاتا ہے !!

سمندر کو مطیع بنانے کی کیا کیا کوششیں کیجاتی ہیں؟ اُس کی پشت پر جہاز چلاتے ہیں، چڑھتے ہیں، سینہ چیر ڈالتے ہیں، بحری تار کا جال بچھا کر اُسکے قلب میں شگاف کر دیتے ہیں، لیکن وہ خبر بھی نہیں ہوتا ۔ آخر جب شدائد بہت بڑھتے ہیں، نا قابل برداشت ہو جاتے ہیں، تو وہ دفعۃً کروٹ لیتا ہے، هیجان میں آتا ہے، اور "نعوذ باللہ من غضب الحلیم" کا ایک معمولی طوفان، ساری بندشوں کی دھجیاں بکھیر دیتا ہے !!

یہی حال قوموں کے ہبوط و صعود، ترقی و تنزل، حرکت و سکون اور موت و حیات کا بھی ہے ۔ قومیں گرتی ہیں، اس لیے کہ اُبھریں ۔ سوتی ہیں، اس لیے کہ پھر جاگیں ۔ پیچھے ہٹتی ہیں، اس لیے کہ آگے بڑھیں ۔

مصائب کے تنوع نے بے شبہہ ہماری موجودہ حالت خراب کر رکھی ہے، خستہ کر رکھی ہے، مگر جراحت کو نا قابل اندمال کیوں فرض کیے لیتے ہو؟ دنیا تو اسی کا نام ہے کہ مصائب و مشکلات پیش آئیں، زندگی تلخ ہو جائے، اذیتوں کا طوفان اُمنڈ پڑے، اس تلاطم میں انسان ہر ایک زحمت کے مقابلہ کو اٹھ کھڑا ہو، اُس کی کوششیں بار بار ناکام ثابت ہوں، قدم قدم پر ٹھوکریں لگیں، چلے اور گر گر پڑے، لیکن پھر سنبھلے اور سب کچھ سنبھال لے ۔

یعقوب بن لیث ایک ٹھٹھیرا تھا ۔ اُس نے جب دکان بڑھائی ہے، اور دوستوں سے حصول عظمت و عزت کے تذکرے کیے ہیں، تو لوگ اُس کی باتوں پر ہنستے تھے:

> نہ بوریا ہی میسر ہوا بچھانے کو
> ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپرکھٹ کا

وہ اس طعن و تشنیع کا چند مختصر لفظوں میں جواب دے دیا کرتا تھا:

" میرے پاس مال نہیں ہے، دولت نہیں ہے، اعوان و انصار نہیں ہیں، ملک گیری و ملک رانی میں سابقۂ معرفت حاصل نہیں، مگر کیا میرے پاس وہ دل بھی نہیں ہے جس نے ایک خراسانی کا فرکو (ابو مسلم) بنا دیا تھا؟ "

دمشق کا حب تخت اُلٹا، اور بنی امیہ کے جاہ و جلال نے آل عباس کیلیے جگہ خالی کی، تو اس انقلاب کا علم بردار (ابومسلم) نامی ایک نو مسلم خراسانی تھا ۔ یعقوب بن لیث کا اشارہ اسی طرف تھا کہ اگر ایک نو مسلم ایک عظیم الشان حکومت کو خاک میں ملا سکتا ہے، اور ایک نئی حکومت کی بنیاد رکھہ سکتا ہے، تو پھر ہر انسان کیلیے جو ہمت و عزم رکھتا ہو، یہ کیوں نا ممکن ہے؟

یہ عزم راسخ، یہ ہمت بلند، یہ جلالت آفرین حوصلے ایک ایسے شخص کے تھے، جس کے حصے میں دنیا اور اُس کی نعمتوں سے کوئی نمایش و نموداری کی بات نہیں آئی تھی، مگر یہ حسن دل تھا، یہ اللہ اکبر کی صدائیں تھیں، یہ "لیستخلفنهم فی الارض (قابلیت و صلاحیت رکھنے والے ایمانداروں کو زمین پر خدا اپنا جانشین بنائیگا) کے وعدے پر یقین رکھنے والے جذبات تھے، کہ اُن کی برکت سے بالآخر ایک مجہول و بے حیثیت ٹھٹھیرا ایران کا بادشاہ ہو گیا، اور خلیفۂ روے زمین کی عظمت اور سپاہ و سلطنت بھی اُس کا کچھہ بگاڑ نہ سکی ۔ تاریخ ایران یعقوب بن لیث کی داستان عظمت و جلال آجتک سنا رہی ہے !!

ذلك بان الله مولی الذین آمنوا، وان الکافرین لا مولیٰ لهم (۴۷ : ۱۰)

یہ اس لیے ہوا کہ حقیقت میں ایمانداروں کا مالک اور کارساز خدا ہے، اور جو خدا کی قدرت کے منکر ہیں، اُن کا کوئی بھی مالک اور کارساز نہیں ۔

آجکل کا سنۂ ۱۹۱۳ء، سنہ ۲۳ ۱۱ء کے اندلس سے کیا گزرا نہیں ہے، جہاں مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہوچلا تھا، مسجدوں میں

اور اسی بنا پر ' ان افعال سے ایک فوری اذیت ' لیکن اسکے بعد ایک دیرپا لذت محسوس ہوتی ہے - مثلاً فرض کرو کہ کسی شخص کا ایک دانت ہلنے لگا ہے ' اور ڈاکٹر کو اسے مجبوراً اکھاڑنا پڑا ہے - غور کرو کہ ایسی حالت میں اس شخص کی مضرت و منفعت ' دونوں کے سامان ایک ہی فعل کے ذریعہ انجام پا رہے ہیں - فرق یہ ہے کہ مضرت ہنگامی ہے ' اور منفعت مستقل : یعنی ایک طرف تو اسکا ایک عزیز عضو ' ایک جزو جسم ' اس سے علحدہ کیا جا رہا ہے - اور دوسری طرف اسکی ایک اذیت ' ایک تکلیف کا بھی ازالہ کیا جا رہا ہے ' پس ضرور ہے کہ اسے اول الذکر نقطۂ خیال سے تکلیف ' اور آخر الذکر حیثیت سے راحت محسوس ہو - چنانچہ دانت اکھاڑتے (اور اسی نوعیت کے تمام اعمال جراحی کے) وقت ' ایک ہنگامی تکلیف ' مگر اسکے بعد ایک مستقل راحت سے لذت یاب ہونا ' اسی تناقض عملی اور تناقض اثری کا نتیجہ ہے -

الام و لذات محض اضافی ہیں

ہمارے آلام و لذات ' جیسا کہ ہر شخص کو نظر آتا ہے ' دنیا کی تمام اشیاء کی طرح اضافی و اعتباری ہوتے ہیں - ایک شے ایک شخص کے لیے موجب راحت ہے ' مگر دوسرے کے لیے باعث کلفت - یا خود اسی شخص کے لیے ایک ہی شے مختلف حالات و واقعات کے درمیان ' مختلف احساسات رکھتی ہے -

اس تغیر احساسات کی وجہ صاف ظاہر ہے ' یعنی وہی افراد کی جلب مضرت و منفعت کی قابلیت - اور چونکہ اس استعداد ' اس قابلیت میں ہر وقت تغیر ہوا کرتا ہے ' اسلیے (حظ و کرب) کے احساسات میں تغیر ہوتے رہنا بھی لازمی ہے - وہی غذا جو بھوک کے وقت نہایت خوشگوار معلوم ہوتی تھی ' شکم سیری کی حالت میں ہمارے لیے کوئی رغبت نہیں رکھتی - اس کا سبب صرف یہ ہے کہ پہلی صورت میں وہ ممد حیات تھی ' اور اب برخلاف اسکے مضرت بخش ہوگئی ہے -

ایک اعتراض

رہی یہ بات کہ بعض دوائیں ہیں ' (مثلاً کونین) جو مفید ہونے کے ساتھہ ہی سخت بد ذایقہ بھی ہوتی ہیں ' تو اسکا جواب یہ ہے کہ انکا بد ذایقہ ہونا ' نظریۂ بالا کے عین مطابق ہے ' اسلیے کہ وہ فی نفسہ نہایت مضر صحت ہوتی ہیں ' اور ہمیں ان سے شفا جو حاصل ہوتی ہے ' تو صرف اس لیے کہ وہ اپنے سمی اجزا سے امراض کے پیدا کردہ زہر کا توڑ کر دیتی ہیں ' اور اس طرح کو آخر کار انسان کو شفا حاصل ہو جاتی ہے ' لیکن اس سے ان ادویہ کی فطرۃ سم آلودہ بدل نہیں سکتی -

خلاصۂ بحث

صفحات بالا میں نظریۂ احساس کی جو تشریح کی گئی ' اسکا خلاصہ یہ نکلا کہ افادہ و انبساط ' اور مضرت و انقباض مرادف الفاظ ہیں ۔ لیکن " افادہ " و " مضرت " میں پھر بھی ابہام ہے - علم وظائف الاعضا کی مدد سے یہ پردہ بھی اٹھہ جاتا ہے ' اور صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ افراد کا افادہ و نقصان دراصل نام ہے علی الترتیب انکے اعصاب جسم کے معتدل و واجب ' اور غیر معتدل و ناواجب عمل کا -

پس اب نظریۂ بالا کو ان الفاظ میں کہہ سکتے ہیں :

" اعصاب جسوقت تک ایک حد معین اور طرز مناسب کے ساتھہ کام کرتے ہیں ' حیات انسانی کو تقویت ' اور اسلیے نفس کو انبساط حاصل ہوتا ہے - اور جہاں انکی فعلیت میں خواہ کیفی خواہ کمی حیثیت سے اختلال ہوا ' حیات انسانی میں بھی انحطاط ' اور اسلیے نفس میں بھی انقباض پیدا ہو جاتا ہے "

چنانچہ بعض اکابر علماء نفس نے اسی کلیہ کو اختیار کیا ہے -

ورزش بالکل نہ کرنا ' یا غیر معتدل طور پر کرنا ' دونوں صورتوں میں ایک ناخوشگوار اور انقباضی کیفیت کا احساس ہوتا ہے ' بر خلاف اسکے معتدل ورزش کرنے سے طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے - ایک موسیقی داں کی خوش الحانی تھوڑی دیر تک لطف دیتی ہے ' لیکن اگر دیر تک رہے تو گراں گزرنے لگتی ہے - احباب کا لطف صحبت تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے ' لیکن اسکے بعد طبیعت اکتا جاتی ہے - ریل اگر اپنی معمولی رفتار سے چل رہی ہو ' تو ہم خوشی کے ساتھہ دریچوں سے باہر جھانکتے ہیں ' لیکن اگر وہی فاصلہ ایک نہایت سست رفتار بیل گاڑی ' یا نہایت سریع السیر برقی مشین کے ذریعے طے کرنا پڑے ' تو دونوں صورتیں ہمیں ناگوار ہونگی - اسلیے کہ پہلی صورت میں اعصاب بصری کے سامنے ایک ہی منظر ' حد سے زیادہ دیر تک رہیگا ' جس سے انسان اکتا جایگا ' اور دوسری صورت میں تمام اشیا ' اس سرعت کے ساتھہ آنکھہ کے سامنے یکے بعد دیگرے آتی جاینگی ' کہ کسی شے پر نظر نہ جم سکیگی ' اور انسان پریشان ہو جایگا -

ہوا جبتک سبک و لطیف ہے ' خوشگوار معلوم ہوتی ہے ' مگر وہی ہوا تند ہوکر ' آندھی کی شکل میں کسقدر تکلیف دہ ہو جاتی ہے ؟ روشنی ' جسوقت تک ہلکی ہے ' لطف دیتی ہے ' لیکن تیز ہوکر وہی روشنی تڑپ کہلاتی ہے ' اور آنکھوں میں خیرگی پیدا کر دیتی ہے - آواز میں دلکشی و آرام اسی وقت تک ہے ' جبتک وہ ایک حد خاص سے بلند نہیں ہونے پاتی ' لیکن تیز ہونے ہی ایک تکلیف دہ شور و غوغا کی صورت اختیار کرکے ' کان کو کسقدر ناگوار معلوم ہونے لگتی ہے ؟

یہ تمام تمثیلات شواہد ہیں اس دعوے کے ' کہ ایک ہی شے ' جبتک کہ اعصاب کو ایک حد معین و طور خاص تک متاثر کرتی رہتی ہے ' خوشگوار و انبساط بخش رہتی ہے ' اور جب اپنے حدود سے متجاوز ہوکر اعصاب کو متاثر کرنے لگتی ہے تو ناگوار اور باعث انقباض ہو جاتی ہے -

ایک ضروری نکتہ

احساس کی بحث میں یہ نکتہ غالباً سب سے زیادہ اہم ہے کہ قوت ارادی اپنی فعلیت میں سرتاسر احساسات کے تابع اور محکوم ہوتی ہے - یعنی انسان ' اپنے قصد و ارادہ سے انہی افعال کو اختیار کرتا ہے ' جن سے اسے براہ راست انبساط حاصل ہوتا ہے ' یا حصول انبساط کی توقع رہتی ہے (۱) اور جن افعال سے اجتناب کرتا ہے ' وہ وہی ہیں ' جو اسکے لیے موجب انقباض ہوتے ہیں - یہ فطرت انسانی کا ایک عالمگیر قانون ہے - اس سے انسان کا کوئی فعل ارادی مستثنی نہیں - رند و اوباش ' عالم و فاضل ' زاہد و صوفی ' سب اس حیثیت سے مساوی ہیں - فرق صرف یہ ہے کہ کسی کو جام و مینا میں حظ و لطف آتا ہے ' کسی کو مطالعۂ کتب و انہماک علمی میں ' اور پھر کسی کو حور و قصور کے تصور میں - بڑا سے بڑا مرتاض زاہد ' جس نے جسم کو ہر طرح کی اذیت و تکلیف کا خوگر بنا رکھا ہے ' اور بڑا سے بڑا مشقت پسند عالم ' جو اغراق کتب بینی و استہلاک غور و فکر سے بالکل نحیف و زار ہو گیا ہے ' دلوں کو اگر ٹٹولو ' تو معلوم ہوگا کہ ان سب لوگوں کو انہی مشاغل و ریاضات میں حظ حاصل ہوتا ہے ' اور ویسا ہی حظ ' جیسا کہ عام افراد کو پرتکلف لباس اور لذیذ ماکولات و مشروبات میں

(لہ بقیۃ)

پچھلي مئي ميں واشنگٹن کے ايک مدرسہ ثانويہ (سکينڈري اسکول) ميں طلبہ کا امتحان تھا - جوابات کيليے ايک يہ شرط بھي لگادي گئي تھي کہ جواب کي کاپيوں پر خاتمۂ مسائل کے بعد جہاں نام لکھے جاتے ھيں ' وھاں ھر ايک متعلم يہ بھي لکھے کہ تکميل تعليم کے بعد وہ کيا کرنا چاھتا ہے ؟ طلبہ کا شمار ڈھائي سو تھا - ان ميں بجز دس لڑکوں کے ' جنھوں نے تعليم کے ذريعہ قوم کو فائدہ پہونچانے کے ليے سر رشتۂ تعليم کي ملازمت پسند کي تھي ' اور سب نے آزاد کاروباري زندگي کي جانب رغبت ظاھر کي - اور سرکاري ملازمت کو پسند کرنے والا کوئي نہ نکلا - طلبا ميں ايک غريب گھرانے کي نوخيز لڑکي بھي تھي - اس نے اپنے نام کے ساتھہ لکھا تھا : " ميں امريکہ کي پريسيڈنٹ (رئيس الجمہور) بننا چاھتي ھوں " غريب لڑکي کو معلوم تھا کہ اس کي حالت خستہ ہے ' خراب ہے ' بے بس ہے ' بے کس ہے ' عورتوں کو رئيس الجمہور بننے کا حق بھي حاصل نہيں ' ليکن حقيقي معيار تعليم نے اس کے خيالات بلند کر رکھے تھے ' اور اس کو يقين تھا کہ مدعاے تعليم يہي ہے کہ گرے ھوے دل و دماغ ھميشہ گرے ھي نہ رھيں بلکہ ان کو ابھرنے اور عزت کي سب سے اونچي سطح تک پہونچنے کا موقع مل سکے -

تعليمي روشني کا نقطۂ شعاعي (فوکس) ايک طرف تو يہ ہے ' اور دوسري جانب يہ ہے کہ پڑھو ' پڑھ کر گريجويٹ بنو ' ليکن صرف اسليے کہ تمھارے ليے چاکري کي کوئي سبيل نکل سکے - تم اپني ساري زندگي اسي غلامي ميں بسر کردو ' اور اسي کو حاصل ايام سمجھو :

ما ھمہ بندہ و اين قوم خداوندانند ! !
فاعتبروا يا اولي الابصار ! ! -

کچھہ اوپر سو برس ھوے ' ھندوستان ميں انگريزي حکومت آئي ' اور جديد علم و فن کو اپنے ساتھہ لائي - اسکول بنائے ' کالج قائم کيے ' تربيت گاہ (ھوسٹل) و اقامت گاہ (بورڈنگ ھاؤس) کي بنياد ڈالي ' وظيفے ديے ' ملازمتوں کا دروازہ کھولا ' سررشتۂ تعليم کي رسي درازکي - يہ سب کچھہ ھوا ' ليکن اس کو کيا کہا جائے کہ تعليم کا نظام اور اس کا طرز و طريق ھي ايسا ناقص تھا کہ تعليم يافتہ گروہ نہ ذھنيات ھي ميں ترقي کر سکا ' نہ دماغ ھي آراستہ ھوے ' نہ عملي طريق پر ملک کي ثروت بڑھانے کي ضرورت محسوس ھوئي ' اور نہ ايجاد و اختراع ھي کي جانب توجہ پيدا ھوئي - اس تمام تعليمي تگ و دو اور غوغاے علم کا نتيجہ صرف اسي قدر نکلا کہ سرکاري دفتروں ميں محرري و نظامت کے ليے کم معاوضہ پر فرنگي کلرک نہيں مل سکتے تھے ' ھندوستانيوں کو انگريزي ميں بہرہ نہ تھا ' انگريزي افسر ھندوستاني محرروں کے حاجتمند بھي تھے ' اور ان کے ھاتھوں زحمت بھي اٹھاتے تھے - پس سرکاري يونيورسٹيوں نے يہ زحمت رفع کردي - کلرکي کے ليے اس تعليمي ترقي کے دور ميں ھر قسم کے ھندوستاني گريجويٹ ملنے لگے ' جن کي زندگي کا ماحصل بھي ھوتا ہے کہ کما ليں ' کھا ليں ' اور گورنمنٹ کي غلامي ميں عمريں گذار ديں ! !

خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد

يہ حالت تو ھندوستان کي ہے ' جہاں ايک نہيں پانچ سرکاري يونيورسٹياں پہلے سے موجود ھيں ' اب ايک اور نئي يونيورسٹي ڈھاکے ميں قايم ھونے والي ہے ' اور پچھلے دنوں سر جارج کلارک گورنر بمبئي نے احمد آباد گجرات ميں بھي ايک سرکاري يونيورسٹي قائم کرنے کي راے دي تھي - اسکے مقابلے ميں ارض شام کي حالت ديکھيے ' جہاں ايک يونيورسٹي بھي نہيں - گورنمنٹ کي طرف سے کوئي کالج بھي قائم نہيں ہے - صرف گورنمنٹ اسکول ھيں يا بيروت ميں مبشرين امريکہ کا ايک بہت ھي مختصر کالج ہے جو اپنا آپ ھي امتحان ليتا ہے ' اور سند ديتا ہے -

تاھم تعليم کا نظام اتنا سودمند ہے ' نشو و ارتقاے دماغ پر اس قدر زور ديا جاتا ہے ' اظہار مواھب فطريہ کے محرکات اس درجہ بڑھے ھوے ھيں ' کہ وھي معمولي تعليم ان ميں مصنفين و مخترعين پيدا کرسکتي ہے ' مگر ھماري غير معمولي تعليم ايجاد و اختراع کے سمجھنے اور علوم و فنون کا صحيح مطالعہ کرنے ميں بھي مدد نہيں دے سکتي !

عبد اللہ افندي البستاني ارض شام کے ايک مشہور بزرگ ھيں ' جن کو تعليمي حيثيت سے يونيورسٹي کي کوئي ڈگري حاصل نہيں - حال ميں انھوں نے ايک نئي چيز دريافت کي ہے جس کا غلغلہ دمشق و بيروت سے نکل کر يورپ تک پہونچ گيا ہے -

تنباکو کے نقصانات اس قدر علم اور وسيع ھيں کہ ان مضرتوں کا تذکرہ اب ايک طرح کا اعلام معلوم ھوگيا ہے - علماے حفظ صحت اس کے ضرر پر رسالے لکھہ چکے ھيں ' بڑي بڑي انجمنيں اسکي عادت چھڑانے کے ليے قائم ھيں ' اور حکومتوں نے اسکے ليے قوانين نافذ کيے ھيں ' تاھم جو شے ايک مدت سے جزو زندگي ھوگئي ہے ' اسکا ترک بہت مشکل ہے -

عبد اللہ بستاني کو فلسفۂ اجتماع کي اس حقيقت کا علم تھا کہ جس طرف پبلک کا عام رجحان ھو اور يہ رجحان پختہ ھوچکا ھو ' اس کي فوري بندش کي کوششيں ھميشہ ناکام رھتي ھيں - اصلاح البتہ ممکن ہے اور وہ بھي تدريجي رفتار سے مقبول ھوسکتي ہے - تنباکو ميں مضرت کي جو خاص چيز ہے وہ ايک قسم کا زھريلا مادہ ہے جو استعمال کرنے والوں کے اعضاے رئيسہ پر بہت برا اثر ڈالتا ہے - اس مادہ کا علمي نام " نيکوٹين " ہے ' اور وھي ان مضرتوں کا باعث ہے - بستاني کي اختراعي قابليت نے ايک ايسي چيز نکالي ہے کہ تنباکو کے مزے اور ذائقہ و بو ميں فرق بھي نہيں آنے پاتا ' اور يہ مادہ بھي اس سے نکل جاتا ہے - مصر کے سينٹري کمشنر (افسر محکمۂ حفظان صحت) ڈاکٹر بيٹنر نے اس اکتشاف کي نہايت کامياب تصديق کي ہے -

ايجاد کي عملي تصديق يوں ھوي کہ ايک سو خرگوشوں کے خون ميں مادہ (نيکوٹين) پچکاري کے ذريعہ پہونچايا گيا - ھنوز پورے بيس منٹ بھي نہيں گزرے تھے کہ سب کے سب مرگئے - پھر اس مادے سے الگ کيے ھوے تنباکو کے جوھر سے دوسرے خرگوشوں پر يہي عمل کيا گيا ' مگر وہ بالکل زندہ رھے ' اور ان کي طبعي حالت ميں کوئي تغير پيدا نہيں ھوا -

فاضل مکتشف نے پچھلے مہينے ميں اس انکشاف کے متعلق مصر ميں ايک لکچر بھي ديا تھا ' اور اس کيفيت کا تجربہ دکھلا ديا تھا ' چنانچہ علمي دنيا کے مختلف حصوں سے انھيں پرجوش مبارکباد دي گئي ہے -

کيا ھندوستان ميں بھي وہ دن آئيگا کہ تعليم کا صحيح معيار اور درست انتظام قائم ھو ' اور تعليمي نتائج بہترين علمي اکتشاف و اختراع کي صورت ميں ظاھر ھوا کريں ؟

شراب پرتگالي کے دور چلتے تھے ' تماشا گاھوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کي تمثیل (ایکٹ) ہوتي تھي - الفانسو هفتم کے ملک هي میں نہیں ' آزادي و عزت سے بھي مسلمانوں کو بے دخل کر رکھا تھا - اس معصر آمات میں پرانے مذاق اور پرانے خیال کا ایک فقیر منش مولوي اٹھتا ہے ' جس کے پاس بجز ایمان اور عمل صالح کے اور کوئي ساز و سامان نہیں ہوتا - یہ شخص (محمد بن عبد اللہ) مشرق سے روشني لیکر مغرب میں اکیلا آتا ہے ' اور اٹھلے ایک خدا کي جانب بندوں کو بلاتا ہے ' اور اتباع قرآن و احیاء سنت رسول کي دعوت دیتا ہے - اس معرکہ میں صرف اُس کا ایک شاگرد (عبد المومن) ساتھہ ہے ' لیکن صداقت کو بہت سے ساتھیوں کي ضرورت نہیں پڑا کرتي - اُس کي تنہا کوششیں حکومت میں انقلاب پیدا کردیتي هیں ' اور سنہ ۱۱۴۷ - سے سنہ ۱۱۹۷ - تک کي قلیل مدت میں ' اندلس کي تثلیث پرستي پر توحید غالب آکر زمانہ کو آسماني کے اس مقدس پیغام کا مفہوم سمجھا دیتي ہے :

فانتقمنا من الذین اجرموا	جن لوگوں نے جرم کیے تھے هم نے
وکان حقا علینا نصر	اُن سے انتقام لیا ' اور هم پر حق تھا
المومنین (۳۰ : ۴۰)	کہ ایمان داروں کي مدد کریں -

یہ انتقام و نصرت کچھہ اسي زمانہ سے مخصوص نہیں ' اور نہ قدرت کاملہ کے وعد و وعید میں کسي عہد کي تخصیص ہوا کرتي ہے - ایمان کي خصوصیت اگر اب بھي همارے اعمال سے نمایاں هو ' اور قانون الہي کي اس صفحہ پر اگر اسوقت بھي همیں سچا ایمان حاصل هوجائے کہ " ان العزۃ للہ ' و لرسولہ ' وللمو منین جمیعاً " (عزت صرف اللہ کے لیے ' اُس کے رسول کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے ہے) اور هم اپني اس کھوئي هوي عزت اسلامي کو واپس لانے کے لیے با اصول کوششیں کرنے لگیں ' تو اس حالت میں خدا پر بھي حق ہے کہ هماري مدد کرے ' اور جو لوگ فنائے حق و عمل کے مجرم هیں اُن سے انتقام لے ' اور پھر بھي صداقت الہي ہے ' جو (من انصاري الی اللہ) کي صدائے دعوت میں اپنے ڈھونڈھنے والوں کو ڈھونڈ رهي ہے ' لیکن افسوس کہ " قلیلاً ما تذکرون " ایسے بہت کم هیں ' جنکے پاس عبرت آشنا دل هوں !

فتنۂ تاتار (جس نے ساتویں صدي میں تمام عالم اسلامي کو زیر و زبر کردیا) اسکا پہلا سر مشق جلال الدین خوارزم شاہ تھا - اُس کا یہ عالم تھا کہ ہلاکو خاں کي حملہ آور فوج پیچھے پیچھے اور غفلت و مے گساري و مخموریت آگے آگے رهتي تھي - ایک کسي شہر میں مقابلہ ہوا ' تاتاریوں نے خوارزم شاهیوں کو پسپا کردیا ' بادشاہ ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ نکلا ' رات کو بڑي مشکلوں سے کسي مامن میں پناہ لي ' لیکن پھر شراب و شاهد اور رود و سرود کا مشغلہ شروع ہوگیا - دوسرے دن تاتاري یہاں بھي آ پہونچے ' اور خوارزم شاہ بھاگ کر کسي دوسري جگہہ پناہ گزیں ہوا - پھر وهي دور چل نکلا ' اور رات پھر جام و مینا کي صحبت عیش میں بسر ہوئي - یہي تباہ کاریاں تھیں ' جن سے متاثر ہوکر بادشاہ کے خاص شاعر تک کا دل بھر آیا تھا اور اس نے لکھا تھا کہ :

شاھا ز مئي گران چہ بر خواهد خاست
و ز مستي هر زمان چہ بر خواهد خاست
شہ مست ' جہان خراب ' دشمن پس و پیش '
پیداست کزین میان چہ برخواهد خاست

بادشاہ اس پر بھي متاثر نہوا ' اور آخر اپني سلطنت هي نہیں ' بلکہ دنیائے اسلام کي ساري عظمت و عزت بھي کھو بیٹھا - یہ واقعات آج سے سات سو برس قبل کے هیں ' لیکن آج اپني حالت کو دیکھیے ' کیا هماري غفلت و بے حسي اُس عہد کی سرمستي سے بڑھی چڑھی نہیں ہے ؟

هندوستان میں هیں تو هندوستان سے باہر نہ جائیے - یہیں کا ماضي و حال سلف و خلف کے موازنے کیلیے کافي ہے - ایک عہد تو وہ تھا کہ (خان دوران) کو عین معرکۂ جنگ میں نماز پڑھتے ہوے گولي لگتی ہے ' وہ شہید ہوجاتا ہے ' سپاهي بد دل ہوجاتے هیں ' لشکر میں تفرقہ پڑجاتا ہے ' اسی عالم میں معین الملک (میر منو) اٹھتا ہے ' مرحوم سپہ سالار کی لاش کو آگے رکھہ لیتا ہے ' اور اس شدت سے حملہ کرتا ہے کہ احمد شاہ ابدالی جیسے نبرد آزما کو " دست ستیز " پر " پاے گریز " کو ترجیح دینی پڑتی ہے - دشمنوں سے میدان خالی ہوجاتا ہے ' اور وهی موج جو ایک گھنٹہ قبل سراسیمہ ہوکر بھاگنے پر تلی بیٹھي تھی ' اپنے احساس کے بیدار ہوتے هی حریفوں کو بھگا کر دم لیتی ہے -

اب اُسی قوم کی یہ حالت ہے کہ مدنیت مرسک اُس پر یکسر مسلط ہو چکي ہے ' دین و دولت لے چکي ہے ' علم و فضل لے چکی ہے ' تہذیب و تمدن لے چکی ہے ' اُس کے تمام مواد حیات کو فنا کرچکی ہے ' اور اب اُس کے بقیہ انفاس حیات کو نیست و نابود کردینے پر آمادہ ہے - مذهب کي لاش آگے پڑي ہوئي ہے ' اور وہ اُسے چھوڑ کر پیچھے بھاگے جا رہے هیں -

واضیعۃ الناس والدین الضعیف وما
تلقاہ من حادثات الدهر اجواد
هتک و قتل و احداث یشیب بها
راس الولید و تعذیب و اضطهاد

هائے ' یہ لوگوں کي تباہ کاري ' یہ مذهب مقدس کا ضائع ہونا ' یہ حوادث زمانہ سے شرفا کا ابتلا میں گرفتار ہو جانا ! ! عصمت کي پردہ دري ہو رهي ہے ' جدات کا قتل عام ہے ' حوادث ایسے پیش آ رہے هیں کہ بچوں کے بال سفید ہو جائیں ' طرح طرح کے عذاب هیں اور گرفتاریاں وقوع میں آ رهي هیں ! !

وقت آگیا ہے کہ ان حالات پر هم غور کریں ' ان معاملات کو پیش نظر رکھیں ' ان مقدمات و نتائج سے اثر پذیر هوں ' اور اُس دیرینہ روش کو ' جو فرسودہ ہو چکی ہے ' جو همیشہ بے سود ثابت ہوئی ہے ' جس نے قوم کو ولولۂ حیات سے محروم کر رکھا ہے ' ترک کرکے اس نئی وادي میں قدم رکھیں ' جس کا خدا نے هم سے وعدہ کیا ہے ' اور پھر اُس پیغام آسمانی کو یاد رکھیں جو خدا نے مقدس کوہ سینا پر موسی (علیہ السلام) کی زبانی بنی اسرائیل کو دیا تھا :

" دیکھو ! میں آج کے دن تمہارے آگے برکت ' و لعنت دونوں کو رکھے دیتا ہوں - برکت ' جب کہ تم اپنے خدا کے احکام کو ' جن کا میں آج تم کو حکم دیتا ہوں ' مانو - اور لعنت ' جب کہ تم اپنے خدا کی فرماں برداري نہ کرو ' اور اُس راہ سے پھرکے ' جس کی بابت میں آج تم کو حکم دیتا ہوں ' پرائے معبودوں کی ' جنھیں تم نے نہیں جانا ' پیروي کرو "

" جب تیرا خدا تجھہ کو اُس سر زمین میں جہاں تو جاتا ہے کہ اُس کا وارث بنے ' داخل کریگا تو اُس برکت کو تو جرزیم کی پہاڑي پر سے ' اور اُس لعنت کو جبل ایبال پر سے سنائیگا .... تم اردن پار جاتے ہو کہ اُس سر زمین کے ' جو تمہارا خدا تمھیں دیتا ہے ' وارث ہو - تم اُس کے وارث ہوگے اور اُس میں بسوگے ' لہذا تم اُن تمام حقوق و احکام کی محافظت کرو ' جنھیں میں آج تمہارے سامنے رکھتا ہوں ' اور اُن پر عمل کرو (استثنا - ۱۱ : ۲۶ - ۳۲)

مخلصین امت و جاں نثاران ملت کی ایک مخفی جماعت موجود ہے -

لیکن وہ کہاں ہیں ؟ کون لوگ ہیں ؟ کیا نام ہے ؟ کون کون اُن میں شریک ہو چکا ہے ؟ ان امور کی ابھی اسکو کوئی اطلاع نہیں دی جاتی تھی ' تاکہ اگر وہ دھوکا دینا چاہے ' تو اسکے شر سے انجمن محفوظ رہے -

جب وہ اُس مخفی جماعت میں شریک ہونے کیلیے طیار ہو جاتا ' تو اسکے آگے نہایت سخت پر امتحان و محن کاموں کو پیش کیا جاتا ' اور شدید سے شدید شرطیں سنائی جاتیں - اس منزل سے بھی گذر جاتا ' تو پھر وہ نقیب اسکو اپنے ساتھ لیتا ' اور رات کے پچھلے پہر کی تاریکی میں آنکھوں پر پٹی باندھکر کسی غیر معروف اور شہر سے دور مقام پر لیجاتا ' وہاں ایک نہایت پر خوف اور ہیبت انگیز مختصر سی صحبت ہوتی - چار پانچ سیاہ پوش لاجسلم ہوتے ' جنکے چہرے نقاب سے چھپے ہوے ' اور جنکی آوازیں ہیبت اور جبروت میں ڈوبی ہوئی ہوتیں - دو شخص برہنہ تلواروں کو اجنبی کے سر پر بلند کرتے ' اور ایک شخص قران مجید اسکے ہاتھ میں دیتا - پھر قبلہ رو ہو کر " حلف و میثاق مقدس " کے مندرجۂ ذیل الفاظ اسکی زبانی دہراے جاتے :

" میں آج خدا کی عبودیت ' اسکی عدالة کے احترام ' اسکے رحم کی پیروی ' اسکے قوانین حریة ' مساوات ' اخوت ' اور بنی نوع انسان کے طبیعی حقوق کی نگہداشت کے عہد کی تجدید کرتا ہوں - آج سے میری جان ' میری عزت ' میری آبرو ' میرا مال ' اور میری تمام قوتیں میری نہیں رہیں ' بلکہ اُس جماعت کی ' جو اپنے ملک کی سعادت و حریت اور اسکو ظلم و استبداد اور طمع و غصب اجانب سے نجات دلانے کی راہ میں خرچ کریگی - مجھپر اور میری نسل پر تا قیامت اللہ کی لعنت اور پھٹکار ہو ' اگر میں آج کے مقدس حلف و میثاق کی خلاف ورزی کا کبھی تصور بھی اپنے دل میں لاؤں - .... "

انجمن کے پر اسرار اعمال کے عجائب کا یہ حال تھا کہ علم آبادی ایک طرف رہی ' خود سراے یلدیز کے ڈائینگ ہال کے اندر دو آدمیوں نے اسکے بھیس بدلے ہوے نقیب سے مقدس حلف لیا تھا !!

فوجی مسئلہ

نیازی تک بھی ان تمام مدارل سے گذرا ' اور رسلہ سے پوشیدہ مناستر میں لایا گیا ' جہاں ایک مخفی اور مجہول الحال مقام پر اس نے عشق ملت اور ہواے وطن کی مقدس قسم کھائی ' اور پھر واپس آکر انجمن کی دعوت و تبلیغ کا کام شروع کردیا ' اور تھوڑے ہی دنوں کے اندر اسکی پلٹن کے اکثر افسر اور ساتھی بھی انجمن میں شامل ہو گئے -

انجمن اپنے کاموں میں نہایت تیزی سے مصروف تھی ' اور وقت مناسب کا انتظار کر رہی تھی - ترکی کی فوج نظام سات رجمنٹوں میں منقسم ہے ' جسکو (فیلق) کہتے ہیں اور یہی فیالق نظامیہ اسکی فوج کی اصلی طاقت ہیں - ان میں سے دوسری اور تیسری رجمنٹیں یورپین ترکی کے صدر مقامات سلانیک ' مناستر ' اسکوب ' ادرنہ ' اور ازمیر میں تھیں ' اور چوتھی رومللی میں -

باقی چار ' یعنے پہلی ' پانچویں ' چھٹی ' اور ساتویں میں سے ایک دار الخلافہ میں ' اور تین بلاد بعیدہ یعنے دمشق ' بغداد ' اور یمن میں متعین تھیں -

انجمن نے ان میں سے تین رجمنٹوں کو جو یورپین ترکی میں مقیم تھیں ' اور جنکے چھتیس ہزار سپاہی عثمانی فوج کا اعلی ترین حصے تھے ' اپنے ساتھ کرلیا تھا ' اور اسکے تمام چھوٹے بڑے افسروں نے انجمن کی اطاعت کی قسم کھالی تھی -

(غازی انور بے) اور مرحوم نیازی اسی تیسری رجمنٹ سے تعلق رکھتے تھے -

پہلی رجمنٹ جو دار الخلافہ میں تھی ' اسکے تمام بڑے افسر حتی کہ سراے یلدیز کے محافظین انجمن کے ممبر تھے -

بقیہ چار رجمنٹیں اسقدر دور تھیں ' کہ انکی وجہ سے وقت پر کوئی مدد قسطنطنیہ پہنچ نہیں سکتی تھی -

انجمن کی اصلی حکمراں جماعت

پس انجمن نے دیکھا کہ اب کام حد تکمیل کے قریب ہے ' اور فوجی معیت کا مسئلہ تقریباً طے ہوگیا - اب وہ صرف اسکی منتظر تھی کہ پہلی رجمنٹ کے چھوٹے افسروں اور عام سپاہیوں میں جو خفیہ نقیب پھیلے ہوے تھے ' وہ بھی اپنے کاموں کو مکمل کرلیں ' لیکن حالات نے انتظار کی مہلت نہ دی - سنہ ۱۸۹۸ میں شہنشاہ اڈورڈ اور زار روس کی مشہور ملاقات بمقام (ریوال) نے مقدونیا کی آزادی کا مسئلہ تقریباً طے کردیا ' اور انگلستان اور روس نے متفق ہوکر اور ایک اینگلو رشین اسکیم مرتب کرکے ' باب عالی کو بھیجدی -

مرحوم نیازی کا مرحوم وطن !!

رسنہ کا ایک نظارہ !

اب وہ وقت آگیا تھا کہ انگلستان اور روس یورپین ترکی کے مصل کا فیصلہ کرچکے تھے ' اور ایک دو ہفتے کے اندر مقدونیا کی قسمت کا آخری فیصلہ ہو جانے والا تھا !

پس انجمن کی جماعۃ عاملہ نے ۲۰ - جون سنہ ۱۸۹۸ع - کی رات کو آخری فیصلہ کردیا کہ اب کام بلا تاخیر شروع کردیا جاے -

یہ جماعت عاملہ انجمن کی اصلی حکمراں جماعت تھی - اسکی تعداد پانچ ممبروں سے زیادہ نہ تھی - دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یہ لوگ عجیب و غریب تسلیم کیے جائیں گے ' کیونکہ اپنے کاموں کی طرح ' یہ خود بھی نہایت عجیب تھے - خود انجمن کے تمام ممبر اور شرکاء بھی واقف نہ تھے کہ ہماری حکمراں جماعت کہاں ہے ' اور وہ کون لوگ ہیں ؟ صرف انکے احکام تھے ' جو نقیبوں کے ذریعہ ممبروں تک پہنچ جاتے تھے - ممبروں میں کاموں کی تقسیم ہوگئی تھی - ان میں سب سے بڑی جماعت فدائیوں کی تھی - انکا کام صرف یہ تھا کہ جو حکم پہنچے ' اُسی وقت اسکی تعمیل کریں ' گو اسمیں کیسا ہی خطرہ کیوں نہو - ان فدائیوں کو بھی معلوم نہ تھا کہ ہم پر حکومت کرنے والے اور احکام بھیجنے والے کون لوگ ہیں ؟ وہ صرف حکموں کو سنتے تھے ' اور اسکی تعمیل کیلیے سر فروشانہ طیار رہتے تھے -

ناموران غزوۂ بلقان

شہادة بطل الحریة

رحمة الله علیک یا نیازي !!

حادثۂ ملي

(۳)

انجمن میں شرکت

(نیازي بک) کے خیالات کا تغیر روز افزوں تھا - اسکے تفکرات سیاسیه روز بروز عمیق تر هوتے جاتے تھے - عشق ملة اور هواے حریة کے ایک محبوب غیر مرئي کي یاد نے اسکي تمام حسیات و جذبات ذهنیه پر قبضه کرلیا تھا -

لیکن تاهم اب تک اسکا سفر بے مقصد' اور اسکي تعجبات فکریه مجہول تھیں -

اٹلي کے مشہور داعي حریت (جوزف میزیني) نے جب اپنے هم وطنوں کو غیر ملکي سپاهیوں کی قید میں سڑک پر سے گذرتے هوے دیکھا تھا ' تو عشق حریة کي آگ اسکے سینے میں بھڑک اٹھي تھي - وہ اپني مخفي بیقراري سے مضطر' اور اپنے التہاب قلبی سے مضطرب تھا ' لیکن تھوڑے هی دنوں کے اندر بغیر کسي تلاش و جستجو کے ' خود بخود اسے ایک مخفي ملکي جماعت کا پته ملگیا ' اور اسکي شرکت کے ساتھه هي اسکی تاریخی زندگي شروع هوگئي -

بعینه اسی طرح نیازي بک کو بھي زیادہ انتظار کرنا نہیں پڑا - اس انقلاب طبیعت پر بیقراري کا ایک سال بھی نہیں گذرا تھا که اسے " انجمن اتحاد و ترقي " کا ایک مخفی داعي ملگیا ' جس نے انجمن کے مقاصد و اغراض سے مطلع کیا ' اور بتلایا که " جن افکار میں تم مبتلاے اضطراب هو' یهي اضطراب هے' جس نے ملک کے هزاروں فرزندوں کو تم سے بہت پہلے رشتۂ اتحاد و اشتراک عمل میں منسلک کر دیا هے ۔

(نیازي بک) لکھتا هے : " اس راہ میں (انور بے) کے ارشاد طریقت اور دلیل راہ بننے کا میں همیشه شکر گذار رهونگا ۔

+ + +

انجمن کے قبل اور دستور کاموں کے ذکر کا یه موقعه نہیں - تیس برس کے اندر مختلف مقامات میں رهنے اور حوادث و موانع کے ظہور سے ٹوٹنے اور منتشر هونے کے بعد ' بالآخر انجمن کي مرکزي جمعیه پیرس میں آکر مقیم هوگئي تھي ' مگر اپنے کاموں کي طرف سے بالکل نا امید تھي ' اور سراے یلدیز کي مخالفانه و حریفانه کوششوں کا مقابله کرتے کرتے عاجز آگئي تھي - یہاں تک که سنه ۱۸۹۶ - سے مقدونیا کے مسئلے نے یوروپین ترکي کے مسئلے کی صورت اختیار کرلی ' اور دول سته نے صاف صاف اسمیں مداخلت کا اعلان کر دیا - انجمن نے سونچا که یه وقت خاموشي اور صرف نظر کا نہیں هے ' اور ترکی کے لیے جو کچھه هونا هے ' ضرور هے که دول یورپ کے مطامع کے ظہور سے پہلے هي هو جاے - اس نے دیکھا که برلن کانگریس کے معاهدے میں سے الحاق بوسنیا و هرزیگوینا وغیرہ کا بڑا سبب دولة عثمانیه کا غیر آئیني حکومت هونا ظاهر کیا گیا تھا ' اور اسکي تصریح کردي گئي تھي که اگر سنه ۱۸۸۷ - کي عثمانی پارلیمنٹ قائم رهي اور اصلاح و ترقي کرتي رهي' تو یوروپین ترکي کي علحدگي یا خود مختاري کا سوال بالکل چھوڑ دیا جاے گا -

پس اگر اس وقت کوئي داخلي انقلاب نه هوا ' تو مقدونیا اور بقیه یوروپین ترکي کا دولت عثمانیه سے فصل قطعي اور یقیني هے -

چنانچه انجمن اتحاد و ترقي نے اپني مرکزي جماعت' پیرس کي جگه مصر میں قرار دي - پھر اسکے بعد سنه ۱۸۹۷ - میں خود مقدونیه کے مرکزي اور مرجعي مقامات (سلانیک) اور (مناستر) میں منتقل کردي گئي ' اور اسکے داعي و نقیب طرح طرح کے بھیسوں اور لباسوں میں تمام مرجعي آبادیوں کے اندر پھیل گئے -

مشہور " سراے پادر " کا ڈائیننگ هال

انجمن کے پر اسرار اعمال

انجمن خطروں اور هلاکتوں میں گھري هوئي تھی' اسلیے اس نے قدیمي انقلابی اور مخفي جماعتوں کے اصول پر اپنے تمام کاموں کے طریقے قرار دے تھے - اسکے نقیب سوسائٹي میں شامل هوکر لوگوں کے خیالات کو ٹٹولتے ' اور انکي طبیعت کا اندازہ لگاتے رهتے - جب انکو کسي شخص کے خیالات میں تغیر و اصلاح اور مصالح ملک و ملت کے حس کا پته لگتا ' تو پھر اسکو طرح طرح کي آزمایشوں میں ڈالتے' اور کچھه عرصے تک اسکے خیالات کي استقامت کی تفتیش کرتے - جب وہ مستقل اور قابل وثوق ثابت هو جاتا تو پھر اسکو اطلاع دیتے' که جن چیزوں کے تم متلاشي هو' انهي کیلیے

مسلمانوں میں میجر رنلي کي هر دلعزيزي اور محبوبيت کا يه عالم هے که جب سے رہ روانه هوے هيں، هر نماز جمعه کے بعد جو لوگ قران حکيم پرهسکتے هيں، رہ سورۂ ياسين، اور جو لوگ اس نعمت سے محروم هيں، رہ دو رکعتيں پرهکے دعا مانگتے هيں که تين ماس ميجر رنلي بالحترام و اکرام آستانے پهنچيں، سفراء و جلالتماب سلطان المعظم سے ملاقات هو، اور مقصد سفر ميں کامياب هوں، اور پهر بخير و خوبی و راحت و آرام جزائر واپس آئيں !!

جلالتماب سلطان معظم کيخدمت ميں جو عريضه بهيجا گيا هے وہ نهايت فصيح و بليغ عربي ميں لکها گيا هے - يه عريضه ايک سفيد مخملي کے کاغذ کے غلاف ميں هے -

يه غلاف سرخ، زرد، اور سبز، تين رنگوں کے فيتے سے آراسته هے - يه رنگ غالباً اسواسطے انتخاب کيے گئے هيں که يهي رياستهاے متحدہ امريکه کا شعار هے -

اس واقعه سے متعدد نتائج نکلتے هيں :

(۱) سلطان المعظم کا به حيثيت خليفه دور دراز کے جزائر تک پر دي اقتدار هونا -

(۲) مسلمانوں کي امن پسندي، جو هر جگه نماياں هے -

(۳) ترکي سے هندوستان کے مسلمانوں کے نام غدر سنه ۵۷ کے بعد ايک فرمان بهيجا تها، جس ميں شورش و بد امني سے بچنے کي ترغيب دي تهی - ترکي کا يه ايک احسان عظيم هے جسکو شايد گورنمنٹ اف انڈيا بهلا چکي هو، مگر اس واقعه سے معلوم هوتا هے که صرف هندوستان هی کی خصوصيت نهيں، بلکه جزائر مليپائن کے مسلمانوں کو بهی ترکي نے امن و وفاداري کی تعليم دي تهي، اور اس طرح اسنے اپنے اثر کو يورپ کي نو آباديوں ميں کبهي يورپ کے زعم کے مطابق وسيلۂ شورش و بغاوت نهيں بنايا - شورش تو يقيناً اچهی بات نهيں، ليکن بهتر تها که ترکي اپنے اثر سے طلب حقوق و حصول حريت کي سعي ميں کام ليتی -

(۴) مسلمانوں کي احسانمندي اور احسان پرستي، که ايک مسيحي کا سلوک انسے اچها هوا، تو اسکے ليے دعائيں مانگيں، اور اسکو باپ کهکر پکار تے هيں - افسوس که اس احسان پرستی کا انهيں يورپ سے جو جواب ملا، اسکا اشارہ اب تغير خصلت کي طرف هے، اور مبارک هيں وہ، جو اس اشارے کو سمجهيں اور اسپر عمل کريں !

الہلال کي ايجنسي

هندوستان کے تمام اردو، بنگله گجراتي، اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں الہلال پهلا رساله هے، جو باوجود هفته وار هونے کے، روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ايک عمده اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں، تو اپنے شهر کے ليے اسکے ايجنٹ بن جائيں -

واقعۂ " سيد هاشمی "

قائم مقام پرنسپل کي تصريح

کچهه عرصه سے سيد هاشمي کے کالج سے اخراج کے متعلق اخبارات ميں غلط اور بے بنياد خبريں شايع هو رهي هيں - اس قسم کي افواهيں خواہ غلط هوں يا صحيح، کسي حالت ميں نه طالب علم کے ليے مفيد هيں نه کالج کے ليے - ميں مناسب سمجهتا هوں که اسکے متعلق اصل واقعات شائع کرديے جائيں - يه مشهور کيا گيا هے که سيد هاشمي نے ٹينس ڈنر کي مخالفت اس بنا پر کي که همارے بهائيوں پر مصيبت آ رهي هے، اور اس مخالفت کي سزا ميں انهيں نکال ديا گيا - اسکے اصل واقعات يهه هيں :

ڈنر کي تاريخ سے دو هفته پيشتر ٹينس کميٹي کا ايک جلسه هوا جسميں سيد هاشمی شامل تهے، اور اس جلسه ميں يهه قرار پايا که پرانے عهده داروں کي علحدگی اور نئے عهده داروں کے چارج لينے کي تقريب ميں ايک ڈنر ديا جاوے - اس کميٹي ميں سيد هاشمي نے کسي قسم کي مخالفت نهيں کي - ڈنر کي تاريخ مقرر هوگئي - مهمانوںکے پاس انويٹيشن جا چکے، جسکو انهوں نے قبول کرليا، تمام جنس خريدي جا چکی - آخر وقت ميں هاشمي نے کالج کے کچهه اور طلباء کو جنکا کيپٹيشن سے کچهه تعلق نهيں تها بهڑکا کر يهه روزليوشن پاس کرايا که ٹينس ڈنر نهيں هونا چاهيے - اسپر ٹينس کميٹي کا جلسه هوا، اور يه بيان کيا گيا که انسکو ڈنر کي مخالفت کميٹي ميں کرنا چاهيے تهی - اگر اسکا مقصد همدردانه هوتا تو وہ ٹينس کي کميٹی ميں مخالفت کرتے، اور پندرہ روز خاموش رهکر ايسے وقت ميں، جبکه ڈنر کا ملتوي هونا نا ممکن تها، ايسے نا جائز طريقه سے اعتراض نکرتے - کميٹي نے يه خيال کيا که اوسکا يه فعل که کميٹي ميں بيٹهکر خاموشي سے ايک بات کي موافقت کرنيکے بعد باهر جاکر اسکے خلاف اور ونکو ورغلانا ايک شريف علي گڈه بولے کے کيرکٹر کے خلاف هے - چنانچه ٹينس کميٹی کی ممبري سے انکا نام خارج کرديا گيا، اور يه معامله يهيں ختم هوگيا - انکے اخراج کے اسباب يهه هيں :-

(۱) پچهلے تين سالوں ميں ٹيوٹر کے پاس انکے متعلق خراب رپورٹيں آئيں، اور انکو متعدد مرتبه انکے ٹيوٹر نے متنبه بهي کيا - اور ايک مرتبه کچهه نا گوار کعکر بهي هوئي -

(۲) انهوں نے اپنے اسسٹنٹ کي سهولي کے خلاف جهوٹي روايتيں مشهور کيں -

(۳) انهوں نے سٹير اسٹاف کے ايک پروفيسر کو مرث بولکر دهوکا ديا، جسپر پرنسپل صاحب نے بهت تنبيه کي، اور کها که تهوڑي سي بات پر وہ نکالديے جائينگے -

(۴) تهرڈ ايرکے سالانه امتحان ميں وہ باتيں کرتے هوے پکڑے گئے -

شئون عثمانیہ

عالم اسلامی

مسلمانان جزائر فلی پائن

جزائر فلیپائن ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ماتحت ہیں - ان جزائر میں اسوقت ۵ - لاکھ مسلمان آباد ہیں -

جزائر (مورو) جزائر فلیپائن کی حکومت کے ماتحت ہیں - جزائر (مورو) پر ۱۱ - سال تک میجر ونلی حکمران رہا - میجر مذکور نے اپنے عہد میں فرائض حکمرانی نہایت خوبی سے ادا کیے اور باشندوں میں ہر دلعزیز و معتمد علیہ ہوگیا

سن (نیویارک امریکہ) کو اپنے نامہ نگار قسطنطنیہ کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ میجر ونلی فلیپائن کی اسلامی آبادی کے وکیل مطلق کی حیثیت سے آجکل استانۂ علیہ آئے ہوے ہیں -

میجر مذکور آستانہ پہنچتے ہی شیخ الاسلام کے پاس گئے ' اور وہ تمام سرکاری کاغذات پیش کیے ' جن کی بنا پر یہ خدمت وکالت انکے متعلق کی گئی ہے -

میجر مذکور نے مسلمانان جزائر مورو اور اپنے مقصد کے متعلق گفتگو کرتے ہوے بیان کیا :

" مسلمانان فلیپائن نے انکو اسلیے اپنا وکیل بنا کے بھیجا ہے ' تاکہ وہ (یعنی میجر مذکور) سلطان المعظم سے مسلمانان فلیپائن کے رئیس دینی یا خلیفے کی حیثیت سے ملیں اور نیابۃً عرض کریں کہ جلالتماب ریاستہائے متحدہ امریکہ کی پالیسی یعنی تفریق حکومت و مذہب کی بابت اطمینان فرمائیں - اور میجر موصوف بدلائل قاطعہ جلالتماب کو یقین دلائیں کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ اپنے دل میں اپنی مسلمان رعایا کے ساتھہ بد سلوکی کا خیال پوشیدہ نہیں رکھتی ' کیونکہ وہ اسلام پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں ' اور چاہتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں وہ مومن کامل بھی ہوں اور امن دوست شہری بھی "

میجر ونلی نے کہا :

" ممکن ہے کہ ان اسباب کا دریافت کرنا مشکل ہو ' جنکی بنا پر ایک قدیمی و فطری زندگی بسر کرنے والی جماعت نے میرے غیر مسلم ہونے کے باوجود یہ خدمت میرے متعلق کی ' لیکن میں کہتا ہوں کہ میں اپنے عہد حکومت میں انکے اعتماد و اعتبار کے حاصل کرنے میں ہمیشہ کامیاب ہوا ' کیونکہ میں نے ان پر محبت و مودت کا اظہار کیا ' اور انکو یقین دلایا کہ وہ موجودہ حالت میں نیک کردار مسلمانوں کے واسطے پر نہیں چل رہے ہیں اور اصلاح کے محتاج ہیں "

یہ حالات تھے ' جنکی بنا پر انہوں نے میجر ونلی کو اس مقصد عالی کے لیے اپنا وکیل بنا کے بھیجا ہے - خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آج سے پہلے کبھی انہیں اس مقصد کے لیے کسی شخص کو بھیجنے کا اتفاق نہیں ہوا -

چنانچہ وہ اپنے اسی خط میں سلطان المعظم کو لکھتے ہیں :

" اب ہماری تمام امیدیں آپ ہی کے ہاتھہ وابستہ ہیں - ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے ' جس سے ہمارے تعلقات آپکے تعلقات سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ آپ جانشین رسول اللہ اور ہم تمام مسلمانوں کے خلیفہ ہیں - اسکے علاوہ کوئی اور شخص ایسا نظر بھی نہیں آتا جس سے یہ امید ہو کہ وہ اتباع اسلام کے باب میں ہماری خواہشوں کے پورا کرنے میں ہمیں مدد دیگا "

میجر ونلی اپنی اور مسلمانان مورو کے تعلقات کی سرگذشت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

" میرے اور مسلمانان مورو کے تعلقات ان مساعی کی بدولت ہوے ہیں ' جو میں نے آستانے میں انجام دی تہیں - جسوقت یہ جزائر ریاستہاے متحدہ امریکہ کو ملے ہیں اسوقت اسکا معتمد مسٹر اوسکار ترس آستانے میں مقیم تھا - اسکو جب معلوم ہوا کہ ہماری نئی مستعمرات (نو آبادیوں) میں بہت سے مسلمان بھی ہیں ' تو وہ سلطان عبد الحمید خاں سے ملا ' اور معاہدہ ریاستہاے متحدہ و صوبہ طرابلس الغرب پیش کیا ' جسکی دفعہ ۱۱ - میں لکھا تھا -

" چونکہ ریاستہاے متحدہ کی حکومت کی بنیاد کسی حیثیت سے بھی مسیحیت پر نہیں ہے ' اور چونکہ یہ حکومت مسلمانوں کے اسباب راحت ' انکے عقائد ' انکے مذہب کے ساتھہ ' کسی طرح بد سلوکی کا ارادہ نہیں رکھتی ' اور نیز کیونکہ وہ آج تک کسی مسلمان قوم سے معرکہ آرا نہیں ہوئی ہے ' اسلیے فریقین اس امر پر متفق ہیں کہ دونوں ملکوں کے تعلقات باہمی کے انقطاع کے لیے مذہبی امور سبب نہ قرار دیے جائیں "

چونکہ سلطان عبد الحمید خاں کو ان جزائر کا حال معلوم نہ تھا ' اسلیے پہلے انہوں نے یہ دریافت کرنا چاہا کہ آیا درحقیقت ان جزائر میں مسلمان رہتے ہیں ؟ اور کیا انمیں سے کوئی جماعت اداے فریضۂ حج کے لیے حجاز بھی آتی ہے ؟ پھر اسی غرض سے انہوں نے ایک تار بھی مکہ معظمہ بھیجا - حسن اتفاق سے ان جزائر کے دو شخص وہاں موجود تھے - سلطان عبد الحمید نے ان دونوں آدمیوں کے ہاتھہ مسلمانان جزائر کے پاس خطوط بھیجے ' اسمیں انہوں نے نصیحت کی تھی کہ حکام کے ساتھہ دوستی و محبت کے تعلقات رکھیں - یہ انہیں خطوط کا اثر تھا کہ جب یہاں امریکہ کے قاصد آئے ' اور باشندوں کو بغاوت میں شرکت کی دعوت دی ' تو مسلمانوں نے شرکت سے صاف انکار کر دیا -

میجر ونلی کو مسلمانان فلیپائن (ترن ماس) کہتے ہیں - ترن ماس کے لفظی معنی بادشاہ ' باپ ' یا سردار کے ہیں -

مسلمانوں نے ایک بہت بڑی مرصع انگشتری بھی بطور یادگار انکو دی ہے ' اور وہ ہر وقت اسے فخریہ زیب انگشت رکھتے ہیں -

موجود هيں که اونميں سے صرف ايک متلفس هي اتني قليل رقم کو بلا تکلف ديکر ' مظلوم مهاجرين کي اعانت فرما سکتا هے - ذرا همت کو کام فرمايا جاے تو ارباب همم کيليے يه امر کچهه بهي دشوار نهيں :

همت نظورد نيشتر لا و نعم را

عجب نهيں جو ابتک کسي غيور همدرد نے رقم مطلوبه آپ کي معرفت قسطنطنيه بهيجوا دي هو - يا آپکو بذريعه قيمت اخبار حسب اعلان ايک معتد به رقم وصول هوچکي هو - وکفی بالله وکيلاً -

آه ! آه ! ! مولانا - خدا کی قسم ميرے پاس اسوقت بجز نقد جان کوئي سرمايه نهيں ' جس سے اپنے مظلوم بهائيونکي اعانت کرسکوں ' البته کوئي خريد فرما لے تو ميں بکنے کيليے تيار هوں ' مگر حيران هوں که مجهه ندترين خلايق کو کون خريديگا ؟ مجهه ميں نه اياز کا سا حال و قال ' نه يوسف کا سا حسن و جمال ' پهر کهتا هوں که گو کچهه نه سهي مگر انسان هوں - مسلمان هوں -

جبکه ادنے ادنے اشياء چندہ کے جلسوںميں روپيوں اشرفيوں سے بذريعه نيلام نهايت احترام کے ساتهه بک گئي هيں ' اور جبکه پهٹے کپڑے ٹوٹے جوتے تک بک جاتے هيں ' تو کيا دس کروڑ اهل اسلام ميں ايک خريدار سراپا ايثار بهي مجهکو ميسر نه آئيگا ؟

پهر هاں اے جان عزيز ! بتا که اب تيرا کيا عزم هے ؟ گو تو سب سے عزيز سهي اور نقد دو عالم تيرے مقابله ميں هيچ ' مگر تيري محبت کي قسم که تو جان آفرين کي خوشنودي سے تو زياده هرگز عزيز نهيں - اگر تو اسوقت بهي کام نه آئي تو پهر کس کام کي - خدا را تامل نکر اور اپنے ستم رسيده بهائيوں کي اعانت ميں قربان هوجا !

يا خدا ميري اس صداے جانفروشي کو در اجابت تک پهونچا اور شرف قبول عطا فرما - و افوض امري الی الله -

حضرت مولانا - حاشا آپ ميري اس تحرير کو شاعرانه تعلي يا ديوانے کي بڑ خيال نه فرمائيں - ميں آپکو بعزم و استقلال ' به ثبات عقل و هوش ' و برضا و رغبت ' بلا اکراه و جبر مطلع کرتا هوں ' بلکه اختيار ديتا هوں که جو صاحب ' جن داموں چاهيں ' مجهکو خريد فرمائيں يا آپ جسکے هاتهه جس قيمت پر چاهيں فروخت فرما کر زر قيمت فوراً قسطنطنيه روانه فرمادیں - اچهه عذر نکرونگا ' اور تا زيست اپنے مولی کي غلامی سے انحراف نکرونگا ' معامله طے هوجانے پر باضابطه خط غلامی بهی لکهدونگا - و بالله التوفيق -

---

يه خادمه ايک غريب شوهر کي زوجه هے - جو کثير العيال بهی هيں - ميرے غريب شوهر مسمی منشي محمد عبد الکريم صاحب سکنه دست پان بازار سکندر آباد نے ابهي ابهی مجهسے فرمايا که همارے ترک بهائي ' بهنيں ' اور مائيں ' جو مهاجرين هيں ' بڑي سخت مصيبت ميں هيں - اون کي امداد کے ليے حضرت مولانا ابو الکلام مد ظله نے اپنا اخبار مفت بهيجنے کا وعده فرما کر اعلان شائع کر ديا هے - يه خادمه آپکي دن دوني رات چوگني دولت ترقي کے ليے اور درازي عمر کے ليے دعا کرتي هے -

جبسے که جنگ طرابلس اور جنگ بلقان شروع هوئي - اور همارے پيارے ترک بهائيوں ' بهنوں ' اور ماؤں ' اور ننهے ننهے بچوں پر ظالم بلقانيوں و اطاليوں نے مظالم کيے هيں - انکا حال سن سنکر ميرا اور ميرے شوهر کا کليجه پاش پاش هوچکا هے - هم دونوں جب کبهي اپنے بچوں کو محبت کي نظر سے ديکهتے هيں تو همارے پيارے و عزيز ترک شهداء ' پياري مائيں ' پياري بهنيں - پيارے و عزيز بچے ياد آجاتے هيں ' اور بے اختيار آنکهه سے جهڑي شروع هوجاتي هے - ....

آه اے رب العالمين ! تيري شان قهاري کو کيا هوگيا ؟ تيرے حبيب کي امت پر يه کيسي مصيبت هے ؟ تو اور تيرا عرش سکوت ميں کيوں هے ؟ تيري وحدانيت اور تيرے حبيب کي رسالت کي گواهي دينےکا بدله يه هم سے ليا جا رها هے -

مجهے بچپن سے اردو اخبارات ديکهنے کا شوق هے ' ليکن اب اخبارات ديکهتي هوں تو اسلام پر هر طرف ايک اندهياري سي چهائي هوئي معلوم هوتي هے - اب تو يهي بهتر معلوم هوتا هے که دنيا کے کل مسلمان ايک دل هوکر اسلام کي حفاظت کا عهد کرليں - اسکا نتيجه جو کچهه خداے پاک کو منظور هوگا - هوگا - همارا بهروسه تو اس خداے وحده لا شريک پر هے - ميں تو اس دن کو اپنے ليے عيد سے بڑهکر جشن کا دن سمجهوں جس دن اپنے شوهر اور اپنے نو ساله فرزند کو شهيد هوتے ديکهوں - اور ميں خود بهي " فاطمه بنت عبد الله " کے قدم بقدم چلکر شهيد هوں ' جو جنگ طرابلس ميں شهيد هوکر حوران بهشتي کے آغوش ميں کهيل رهي هے ' اور جسکا حال حضور نے اخبار ميں لکها تها -

کل ميرے غريب شوهر نے آٹهه روپيه کلدار بذريعه مني آڈر (اعانۂ مهاجرين عثمانيه) کے ليے بهيجا هے ' اوسي سلسله ميں آج يه خادمه بهي آٹهه روپيه بذريعه مني آڈر ارسال کرتي هے - همکو کسي معاوضه کي ضرورت نهيں -

---

(از جناب محمد حسين صاحب سکريٹري انجمن هلال احمر بلگام)
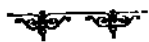
روزانه زميندار ميں اعانۂ مهاجرين کے عنوان سے الهلال کا شايع شده مضمون نظر سے گذرا - آپنے عالي همتي اور ايثار سے الهلال کي چار هزار کاپياں وقف امداد مهاجرين کي هيں - جزا کم الله احسن الجزا - آپکي اس عالي همتي کي صرف زباني داد دينا تو نهايت آسان امر هے ' ليکن اصل بات يه هے که کچهه عملي کارروائي بهي کر دکهلائي جاے - اسي خيال سے ميں نے آج نماز جمعه کے بعد جامع مسجد ميں ايک مختصر تقرير بيان کي ' اور مسلمانوں سے اس امر کي تحريک کي که کم از کم هر ايک مسجد کے ليے ايک الهلال ضرور خريدا جاے جسکي خريداري هم خرما و هم ثواب سے بهي بڑهکر هے - اسی وقت آٹهه روپيه جمع هوگئے جو آپکی خدمت ميں بذريعه مني آڈر روانه کئے گئے هيں - وصول فرما کر الهلال امام صاحب مسجد بلگام کے نام جاري فرمائيں -

اراده هے که هر ايک مسجد ميں جاکر لوگونکو اسکي خريداري پر آماده کروں تا که ايک معقول تعداد الهلال کے خريداروں کی پيدا هوجاے - اور اس طرح مهاجرين کي بهي اعانت هو -

الهلال

(کثر الله امثالکم - کهه نهيں سکتا که جناب کے اس خلوص و درد اسلامي نے ميرے دل ميں کيسي جگه پيدا کر لي هے ؟)

حضرت مولانا - الله تعالی آپکے علم و فضل ميں برکت و اضافه کرے - مجهه ضعيف و نحيف کا عزيز از جان فرزند عبد الرحيم کاتب بعمر ٢٢ - سال آپ کے اخبار الهلال کا عاشق شيدا تها - جب تک الهلال کو ديکهه نه لے ' اسے چين نه پڑتي تهي افسوس که اس

(۵) فضل الحسن موہانی اڈیٹر اردوے معلی کو جو سڈیشن میں سزایاب ہوچکے ہیں پرنسپل نے بہ اتفاق آنریری سکرٹری کالج میں آنیکی اور طالبعلموں کو آنسے ملنے کی ممانعت کی ہے۔ سید ہاشمی کا اونسے ربط و ضبط رہا اور اونکے پاکٹ کے نوٹس نمایش میں تقسیم کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔

یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ اونکو آندھی اور مینہہ میں رات کے وقت نکالا - جس طالبعلم نے اونکو اپنے یہاں ٹھہرایا اوسکو نکالا - اور جسنے روٹی کھلائی اوسکو بھی نکالدیا - اسکے متعلق واقعات یہ ہیں کہ اونکو صبح آٹھہ بجے کالج سے چلے جانے کے لیے کہا گیا اور انکی متعدد قسم کی فیس معاف کر کے اونکو سفر خرچ کے لیے روپیہ بھی دیا گیا - اور کہا کہ اوسی روز پانچ بجے کی گاڑی سے چلے جاویں' اور اسسٹنٹ ٹیوٹر صاحب اونکو اسٹیشن پر روانہ کرنے گئے - وہ اوس روز نہیں گئے' اور تین دن تک ایک طالبعلم کے یہاں چھپے رہے' جسکی کسیکو کوئی اطلاع نہیں کی گئی - ان طالبعلم کے خلاف چونکہ پہلے کوئی بات نہیں تھی اسلیے اونکو متنبہ کر کے اوسکا امر تبدیل کر دیا گیا' اور کوئی سزا نہیں دیگئی - ہاشمی کے اخراج کے بعد پرنسپل اور ٹیوٹر نے نوٹس دیدیا تھا کہ کوئی طالبعلم سید ہاشمی کو رسیو نکرے - ایک طالبعلم نے اس حکم کے خلاف سید ہاشمی کو ایک عشائیہ دیدیا' جسمیں بہت سے طلبا کو مدعو کیا - سید ہاشمی کو ہار پہنایا - اسپر اس طالبعلم کو صرف ایک ماہ کے لیے اسٹیکیٹ کیا - اس طالبعلم کی پہلے سے بھی کچھہ شکایتیں تھیں - سید ہاشمی کی روانگی دہلی کو شام کے پانچ بجے ہوئی' اور اوس روز اتفاق سے خاص طور پر موسم اچھا تھا - اونکے روانہ ہونیکے بعد ٹیوٹر اور اسسٹنٹ ٹیوٹر میرے مکان پر آئے - ان تمام واقعات کے لکھنے کے بعد میں اخبارات کے ایسے اڈیٹروں سے جو کالج کے دوست ہیں اپیل کرتا ہوں کہ وہ کالج کے متعلق خبریں شایع کرنیسے قبل آنریری سکریٹری یا پرنسپل سے واقعہ کی تصحیح کرلیا کریں - مجھے خوشی ہے کہ چند اڈیٹر صاحبان نے تصحیح کے لیے پرنسپل یا آنریری سکریٹری کو لکھا -

ضیاء الدین احمد

قائم مقام پرنسپل ایم - اے - او - کالج - علیگڈہ

داستان خونیں

مظالم بلقان اور اسکی اشاعت

حضرت مولانا - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - آپکے احد' مورخہ ۱۴ - مئی سنہ ۱۹۱۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجلس دفاع ملی نے جو رولداد مظالم بلقان کی شائع کی ہے اور اوسکے تراجم مختلف السنہ یورپ میں کیے گئے ہیں - اوسکی ایک کاپی انگریزی آپکے پاس پہنچ گئی ہے' اور آپ اوسکا ترجمہ اپنے اخبار میں وقتاً فوقتاً چھاپتے رہینگے - آپنے یہہ خیال بھی ظاہر فرمایا ہے کہ اگر ہمدرد اسکو چھاپ دے تو بہت بہتر ہو' میری راے ناقص میں نہ صرف ہمدرد بلکہ کل روزانہ اور ہفتہ وار اسلامی اخباروں میں اسکی اشاعت ازبس ضروری ہے' اور میں امید کرتا ہوں کہ ان اخبارات سے پرائیوٹ خط و کتابت کرکے آپ اسکا انتظام فرمائینگے - اخباروں کی اشاعت کے بعد جیسا کہ آپکا خیال ہے اس رولداد کو ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیا جاے۔

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند

کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین

اعلان جان فروشی

جناب عبد الغنی خاں صاحب اوڈیرو رک

حضرت مولانا مد ظلہ العالی - سلام مسنون - اسوقت یورپین ترکی کے مظلوم و بے خانماں مہاجرین کے مصائب اور احتیاج کے تار کا مضمون اور انکے حال زار کا مرقع جانگزا مندرجۂ الہلال پیش نظر ہے -

کیا عرض کروں کہ دل بیتاب کیا کہہ رہا ہے' اور آنکھوں سے کیا بہہ رہا ہے؟ جس ایثار سے آپنے بذریعہ قیمت اخبار ۳۰ ہزار کی فراہمی کا انتظام و اعلان فرمایا ہے وہ نہایت مستحسن اور سہل الحصول طریقہ ہے - بفضلہ تعالی قوم میں ہزاروں عالی ہمت اور صاحب دل ایسے

[بقیہ مضمون پہلا کالم]

اسکے متعلق اسقدر عرض کرنا ضروری تصور کرتا ہوں کہ اس رولداد کا ترجمہ آپ خود فرمائیں - اور اگر کوئی اور شخص انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرے تو بھی آپ اوسپر خاص نظر و اصلاح فرما دیں - یہ رسالہ اردو ٹائپ میں نہ چھپے' بلکہ لیتھوگراف میں' کیونکہ عوام الناس ٹائپ کو اچھی طرح نہیں پڑھہ سکتے' اور کم ازکم اوسکے پڑھنے میں دقت محسوس کرتے ہیں - اس رسالہ کے ترجمہ میں مغلق الفاظ سے حتی الوسع احتراز کیا جاے' کیونکہ بد قسمتی سے ہندوستان میں عربی تقریبا معدوم و مفقود ہوگئی ہے - یہہ رسالہ خوشخط ہو' مگر کاغذ کی پروا نہیں' خواہ کیسا ہی کم قیمت ہو - اسکی ایک لاکھہ کاپیاں تمام ہندوستان میں کم سے کم شائع کی جائیں - اور اصلی قیمت (Cost Price) پر فروخت کیجائیں - میں نہیں جانتا کہ اس رولداد کا عربی میں بھی ترجمہ ہوا ہے - لیکن اگر نہیں ہوا تو ضرور ہونا چاہیے - اور مصر اور شام اور بلاد عرب طرابلس وغیرہ مقامات میں اسکی ہزاروں کاپیاں مشتہر کرنی چاہئیں - حج بیت اللہ کے موقع پر اسکی اشاعت خصوصیت سے کیجاے' تاکہ مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں' اور وہ خواب غفلت سے کروٹ لیں - آجکی ڈاک میں بطور چندہ دس روپیہ کا منی آرڈر اس رسالہ کی اشاعت کی غرض سے آپکی مبارک خدمت میں بھیجتا ہوں - امید ہے کہ اسکی اشاعت کی لیے بہت زیادہ چندہ کی ضرورت نہوگی اور تھوڑی سی سعی سے کافی چندہ ہوجائیگا - کل شہروں میں ائمہ مساجد جامع کے پاس یہ رولداد مفت بلا قیمت جانی چاہیے - اس رولداد کے عربی ترجمہ کے لیے آپ قسطنطنیہ میں خط و کتابت فرماکر انتظام بآسانی فرماسکتے ہیں - میری راے میں اس اشاعت سے ایک اور بھی مدعا حاصل ہوگا' اور وہ یہہ کہ گورنمنٹ برطانیہ کے رحم اور دیگر یورپین حکومتوں کی بے رحمی اور قساوت کا اندازہ عامۂ خلائق کو بمصداق تعرف الاشیاء باضدادہا ہوجائیگا والسلام -

راقم ایک مسلمان

[۱۹]

مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجاتے یا گرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دواخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کلتیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی از سرنو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ

" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر ریپروپرائٹر

ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ و ۷۳

کولوٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

---

[۲۰] ریویو اف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندوستان اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا مدلل شکن جواب دینے والا یہی ایک پرچہ ہے جس کو موجودہ مہذب دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک آرا کا اقتباس حسب ذیل ہے :-

الدیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچہ کسی زبان میں شایع نہیں ہوتا جس سے روز اور مضامین نے علم و عمل کو تازہ ہے -

کریسنٹ لیورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں - ان کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر ویب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہی رسالہ ان روکوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویو - لنڈن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مطالعہ سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے - جیسی کہ اس رسالہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۳ روپے، اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ آنہ - اردو ۲ آنہ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہئیں ۔

شرکۃ علمیہ

اسلامی دنیا کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ (۱) مسلمان حقیقی اسلام کا معنی سمجھیں، اور اس کے پیرو بنیں - (۲) آسمانی تعلیمات نے علم و تمدن کے جو اصول مقرر کیے ہیں ان کو نمونۂ عمل بنائیں (۳) مذہبی و علمی و روحانی ترقیات کی راہ میں مہذب و متمدن دنیا کے روبرو اپنے آپ کو مشعل ہدایت بنا کر پیش کریں (۴) اپنی نظام اجتماع و قومیت متحدہ اسلامیہ کی ترقی کے لیے ان تمام ممالک سے جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں علمی تعلقات پیدا کریں اور بڑھائیں -

ان اغراض کی تدریجی تکمیل کے لیے امرت سر (پنجاب) میں ایک مجلس قائم ہوئی ہے جس کا نام "شرکۃ علمیہ" ہے اور جس نے اپنے کام کی ابتدا بالفعل سنجیدہ و برگزیدہ علمی و مذہبی لٹریچر کی اشاعت سے کی ہے، اسلامی ممالک کے بہتر مشاہیر و علما اس کے ممبر ہیں - ممبری کی فیس پانچ روپیہ سالانہ ہے، دوران سال میں جو کتابیں چھپیں ممبروں کو وہ سب مفت بلا اخذ محصول دی جاتی ہیں -

مجلس نے سب سے پہلے قرآن کریم کی علمی تحقیقات کی جانب توجہ کی ہے اور اس ذیل میں ایک نہایت مبسوط کتاب تالیف کرائی ہے جس کی پہلی جلد حال میں "محکمات" کے نام سے شائع ہوئی ہے، اور جس کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ ہے - اصل کتاب (۷۰) جلدوں میں تمام ہوگی اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ تفسیر آیات میں جو دور از کار احتمالات پیدا ہوگئے ہیں، علوم جدیدہ نے جن شکوک و شبہات کی گنجایشیں نکالی ہیں، مفسرین کے روایات و طرز استدلال نے قرآن کریم کو علمی دنیا کے جن ہولناک اعتراضات کا آماجگاہ بنا رکھا ہے، یہ تمام باتیں فلسفہ کی روشنی میں لائی گئی ہیں، اور سب کی حکیمانہ تحقیقات کی ہے -

دوسری کتاب "علم الحدیث" ہے جس کی پانچ جلدوں میں سے ہنوز پہلا حصہ شائع ہوا ہے، اور جس کی قیمت دس آنہ ہے - اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمات کو فلسفۂ جدیدہ کی روشنی میں لاکر ان پر ہر حیثیت سے بحث کی ہے، اور دکھایا ہے کہ یورپ کو آج جس فلسفۂ تاریخ پر ناز ہے اسلام اس کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ ہزار برس پہلے مکمل کر چکا ہے -

پتہ یہ ہے: سکریٹری مجلس "شرکۃ علمیہ" معرفت نیشنل بینک آف انڈیا، امرت سر، پنجاب

ضعیفی میں مجھے داغ جدائی دیگیا - پہلے چند ماہ بیمار رہکر انتقال کر گیا - میری بقیہ عمر ضائع ہوگئی - کیا کروں کدھر جاؤں ؟ مہاجرین بلقان کا درد ناک احوال جو آپ نے الہلال میں تحریر کیا ہے اس سے طبیعت پر سخت صدمہ پہنچا - مرحوم کے طرف سے ایک روپیہ چندہ ارسال کرتا ہوں ' اسکو قبول فرماویں ' اور میرے بچے کے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا اسکی مغفرت کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے آمین -

الہـــلال

(عظم اللہ اجورکم بمصائبکم - اللہم اغفـــرہ وارحمـــہ ' وانت خیر الراحمین !)

(فضل کریم حکیم ڈویژنل کورٹ ہوشیارپور)

عزیزہ اہلیہ برادرم ڈاکٹر اشفاق محمد صاحب حکیم مقیم ہاشمی دروازہ امرت سر دو تین ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں - تبدیل آب وہوا کی غرض سے یہاں آئی تھیں - بیماری کی شدت سے چونکہ وہ بہت متفکر اور مایوس تھیں ' اسلیے انہیں خیال ہوا کہ اپنے زیورات راہ خدا میں دیدیں - چنانچہ دو بالیاں جو امرت سر میں غالباً ۵۸ روپیہ کو خریدی گئی تھیں ' مجھے دیدیں کہ انہیں کسی عمدہ مصرف میں لگا دیا جاوے - کل رات الہـــلال کو پڑھتے ہوے دل میں خیال آیا کہ اعانت مہاجرین سے اچھا مصرف اور کوئی نہیں ہو سکتا -

آج دو بالیاں ڈبیا میں بند کرکے ارسال خدمت والا ہیں - یہ خالصاً آپکی نذر ہیں ' آپ پسند کریں توانہیں اعانۂ مہاجرین میں بھیجدیں - اور مریضہ کے حق میں دعاے صحت فرمائیں -

الہـــلال

(اللہ تعالی اس مومنۂ مخلصہ کو صحت عطا فرماے - جمیع قارئین الہلال سے التجا ہے کہ انکے حق میں دعاے صحت و سلامتی فرمائیں)

(از جناب نذیر احمد خاں صاحب سہسرامی)

ہمارے والد ماجد مولوی سبحان احمد خانصاحب ناظر عدالت دیوانی برابر الہلال دیکھا کرتے ہیں - اس ہفتہ کے الہلال کو دیکھکر نہایت غمگین ہوے ' اور مہاجرین کی حالت دیکھکر دل بھر آیا - چنانچہ ۳۰۰ سو روپیہ اپنے مشاہرہ سے پس انداز اس ارادہ سے کیا تھا کہ حج کو تشریف لیجاویں - مگر حالت مہاجرین قابل رحم ہے - فوراً حکم دیا کہ کل روپیہ " بمد اعانـــۂ مہـــاجرین " دفتر الہـــلال کو بھیجدو کہ منزل مقصود تک پہونچ جاے - اور ان بیکسوں کی دستگیری ہو - لہذا حسب الحکم جناب موصوف الصدر مبلغ ۳۰۰ سو روپیہ بذریعہ کرنسی نوٹ بیمہ ارسال ہے - امید کہ رسید سے بہت جلد مطلع کرینگے - اور " اعانت مہاجرین " کے مد میں جمع کرینگے -

فہـرست زر اعانـۂ مہاجرین عثمـانیـہ

(۱)

	روپیہ	آنہ	پائی
جناب انوار الحق صاحب سوداگر- پوریاں - شاہجہانپور	۱۶	-	-
مسلمانان قصبہ رسولی بذریعہ جناب برہان حسین صاحب	۱۶	۷	-
جناب عبد الرضا خانصاحب - ار- اے - ار- کہیری - کھیم پور	۲۲	-	-
جناب حاجی محمد محی الدین صاحب بنگلور	۵	-	-
جناب عبد المجید خانصاحب انسپکٹر- شورکوٹ جھنگ	۱۰	-	-
زمینداران کہوٹہ بذریعہ غلام محمد صاحب	۲	۱۵	-
جناب مولانا سبحان احمد خانصاحب ناظر عدالت بھاگل پور	۳۰۰	-	-
جناب احمد حسین صاحب ٹھیکہ دار نہر درگئی پشاور	۳۰	-	-
جناب معز الدین احمد صاحب سبزی منڈی - الہ آباد	۱۵	۱	-
عیور مسلمانان بارید پور - مونگیر	۱۹	۵	-
جناب ایم - ترابعلیخانصاحب - تحصیلدار حیدر آباد دکن	۵۰	-	-
مسلمانان جہلم	۱۰۰	-	-
جناب عبد العزیز صاحب - تسین برہما	۱	-	-
جناب اشراق علی صاحب دہلی	۲	-	-
جناب مولوی حبیب الدین صاحب دہلی	-	۸	-
جناب ایم امین الدین صاحب پیرسٹر لائل پور	۳	-	-
جناب محمد اشفاق اللہ خانصاحب سب انسپکٹر رامپور	۸	-	-
جناب میراں بخش صاحب پٹواری ہوشیارپور	۵۰	-	-
جناب منشی مہدی حسن صاحب محرر چنگی پرتاب گڈھ اودھ	۸	-	-
جناب سید فضل احمد صاحب - خوشبوساز بریلی	۱۵	-	-
جناب ایم - حصول احمد صاحب اربری مجسٹریٹ خیر آباد	۱۰۰	-	-
مسلمانان کہونٹی بذریعہ عزیز الحق صاحب مختار - کہونٹی - رانچی	۲۰	-	-
جناب محمد نصیر صاحب موضع ہرگاواں بریگہا	۱۰۳	۹	-
جناب رر بیگ صاحب وکیل جونپور	۵	-	-
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خانصاحب نکائی - کوئٹہ	۳	-	-
جناب شیخ فضل احمد صاحب - گجرات	۷	۸	-
جناب سید محمد تقی صاحب - ارکونڈہ	۶۵	-	-
جناب سید فضل شاہ صاحب جھنگ	-	۸	۶
میاں نذیر حسین صاحب از لرمیا نوالہ ضلع گوجرانوالہ	۳	-	-
جناب جمال خاں کشمیری ککہڑ - گوجرانوالہ	۱	-	-
ایک صاحب درد از قصور لاہور	۵۰	-	-
معین الدین احمد صاحب قدوائی ندوی	۷	-	-

بذریعہ معین الدین احمد صاحب قدوائی ندوی زیورات
(بہ تفصیل ذیل)

جوشن نقری مرصع ۱۹ عدد - جوشن نقری سادہ ۲۳ عدد - کڑہ نقری - بجلی طلائی ایک جفت - کیل طلائی ایک عدد - چوڑی نقری ۳ عدد - چھلّی نقری ۴ عدد - آرسی نقری ایک عدد

	روپیہ	آنہ	پائی
جناب سید علی حامد شاہ صاحب سجادہ نشین ستھی ہردوئی	۳	۳	-
شیخ محمد بخش صاحب سکریٹری ٹرکش ریلیف فنڈ - امرتسر	۳	-	-

باقی آئندہ

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE [illegible] MCLEOD STREET, CALCUTTA.

[۲۳]

گھر بیٹھے عینک لیجیے

زندگی کا لطف آنکھوں کے دم تک پھر آپ اسکی حفاظت کیوں نہیں کرتے؟ صرف اسلیے کہ قابل اعتماد عینک آسانی سے نہیں ملتی؟ مگر اب تو یہ دقت نہیں ایک اطلاعی کارڈ پر ہمارا متخصص چشم حاضر ہوگا بالکل نئے اصول پر امتحان لیجائیگی -

ایم - ای - احمد - اینڈ سنز

نمبر ۱۰/۱ زاین اسٹریٹ - ڈاکخانہ ویلسلی - کلکتہ

---

[۲۴]

عمدہ آم شیریں

آپ خرید نا چاہتے ہیں تو ملیح آباد کا "سفیدہ" - منگائیے ۲۴ دانہ کی قیمت ۳ - روپیہ ۱۵ - آنہ - ۹۴ - آم تک محصول خرچ ایک روپیہ - ۱۵ - جولائی - تک ملسکتا ہے پھر نہیں - پھول پتی کے بیچ بڑہ ہے آم کی قلمیں بالکل سستے داموں لیجئے

نذیر برادرس کنزل ہار ایجنسی ملیح آباد - لکھنو

---

[۲۵]

اشتہـــــار

چند قومی نظموںکا مجموعہ جنکی قیمت انجمن مہاجرین اسلام میں داخل کیجائیگی -

کدو آنے کی ٹکٹ آنے پر - ایک فرد - روانہ ہوسکتا ہے

۴ آنے کی ٹکٹ آنے پر - ۹ - فرد " " "

۸ آنے کی ٹکٹ آنے پر - ۱۲ - فرد " " "

المشتہر خاکسار خادم الدھر سید غلام باری رھر - محمد منزل بہار

---

[۱]

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کیوجہ سے پتلے دست پیٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں - اگر اسکی حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہو جاتا ہے - بیماری بہ جانیسے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے - اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے -

قیمت فی شیشی ۴ - آنہ ڈاک محصول ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنہ -

ہندوستان

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بوڑھے تک کو یکساں فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل و عیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے - تازی ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے - رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے - اور خوشبو بھی تازی پتوں کی سی ہے - مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے : نفخ ہو جانا - کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بد ہضمی اور متلی - اشتہا کم ہونا ریاح کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے -

قیمت فی شیشی ۸ - آنہ محصول ڈاک ۵ - آنہ

پوری حالت فہرست بلا قیمت منگواکر ملاحظہ کیجئے -

نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں ملتا ہے -

---

[۱۸]

موجودہ نسل اسلامی کا بزرگ ترین فرزند:

مرحوم محمود شوکت پاشا

القریشی الفاروقی

اپنے اصلی عربی لباس میں، جنکی شہادت موجودہ عصر مصائب کے عظیم ترین حادثات ملّیہ میں سے ہے
نور اللہ مضجعہ۔

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قسطنطنیہ کی گلیوں میں !!!

الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع محصول صرف آٹھہ آنہ !!!

آج دفتر الہلال میں دو تار دفتر تصویر افکار ' اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے هیں کہ " خدا کیلیے یورپین ترکي کے ان لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو ' جنمیں هزارها بیمار عورتیں " اور شیر خوار بچے هیں - جنکو جنگ کي ناگہاني مصیبتوں کي وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا ' اور جنکي حالت جنگ کے زخمیوں سے بھي زیادہ درد انگیز هے - جو مرگئے ' انکو دفن کردیں ' جو زخمي هیں انکو شفا خانے میں لے آئیں ' لیکن جو بدنصیب زندہ ' مگر مردوں سے بدتر هیں ' انکو کیا کریں ؟ "

دفتر الہلال حیران هے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئي اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ هلال احمر کا چندہ هر جگہہ هو چکا هے ' اور تمسکات کا کام بھي جاري هے - مجبوراً جو کچھہ خود اسکے اختیار میں هے ' اسي کیلیے کوشش کرتا هے -

(۲) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو هزار پاؤنڈ یعنے ۳۰ - هزار کي رقم مخصوص اعانۂ مہاجرین کیلیے فراهم کرنا چاهتا هے ' کیونکہ هلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا هے ' اسکو خلاف مقصد دوسري جگہ لگانا بہتر نہیں - اسکي اطلاع آج هي ترکي میں بھیجدي گئي هے -

اس بارے میں جو صاحب خود اعانت فرمائیں گے فاجرہ علی اللہ '

بجاے وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہہ ' خود هي اس رقم کو اپني جانب سے پیش کرنا چاهتا هے -

(۳) اسکي صورت یہ هے کہ بلا شک نقد تیس هزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باهر هے ' مگر یہ تو ممکن هے کہ تیس هزار روپیہ جو آسے مل رها هو ' وہ خود نہ لے ' اور اس اشد ترین ضرورت اسلامي کیلیے وقف کردے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - هزار نہیں دیسکتا ' لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - هزار روپیہ دیتے ' تا کہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا هے کہ **دفتر الہلال چار هزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلیے اس غرض سے پیش کرتا هے - آج کي تاریخ سے ۳۰ جون تک جو صاحب آٹھہ روپیہ قیمت سالانہ الہلال کي دفتر میں بھیجدینگے '** انکے روپیہ میں سے صرف آٹھہ آنہ ضروري اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کرکے باقي ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کردیا جائیگا ' اور ایک سال کیلیے اخبار انکے نام جاري کردیا جاے گا - گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے ' اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کرینگے ' اور صرف آٹھہ آنے میں سال بھر کیلیے الہلال بھي (جو جیسا کچھہ هے ' پبلک کو معلوم هے) انکے نام جاري هوجایگا - اس طرح چار هزار خریداروں کي قیمت سے ۳۰ - هزار روپیہ فراهم هو سکتا هے اور دفتر الہلال آسے خود فائدہ اٹھانے کي جگہ ' اس کار خیر کیلیے وقف کردیتا هے -

(۵) اس وقت ساڑھے تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط هے - لیکن دفتر ۳۰ - جون تک کیلیے اپني تمام آمدني اپنے اوپر حرام کو لیتا هے - دفتر اس وقت تک کئي هزار روپیے کے نقصان میں هے ' اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے هیں ' تاهم اس تار کو پڑھکر طبیعت پر جو اثر پڑا ' اس نے مجبور کردیا ' اور جو صورت اپنے اختیار میں تھي ' اس سے گریز کرنا ' اور صرف دوسروں هي کے آگے هاتھہ پھیلاتے رهنا ' بہتر نظر نہ آیا - یورپ میں اخبارات کے دفتر اپني جیب سے هزاروں روپیہ کار خیر میں دیتے هیں - شاید اردو پریس میں یہ پہلي مثال هے ' لیکن اسکي کامیابي اس امر پر موقوف هے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست خریداري بھیجدیں - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

یورپین ترکي کے بے خانماں مہاجرین
جامع ایا صوفیا کے ساحل

(۶) الہلال - اردو میں پہلا هفتہ وار رسالہ هے ' جو یورپ اور ترکي کے اعلے درجہ کے با تصویر ' پر تکلف ' خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا هے اسکا مقصد وحید دعوت الی القرآن ' اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر هے - محققانہ علمي و دیني مضامین کے لحاظ سے اسکے امتیاز و خصوصیت کا هر موافق و مخالف نے اقرار کیا هے - اس نے هندوستان میں سب سے پہلے ترکي سے جنگ کي خبریں براہ راست منگوائیں ' اسکا باب " شئون عثمانیہ " ترکي کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ هے - " نامورران غزوۂ طرابلس و بلقان " اسکی ایک با تصویر سرخی هے ' جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے هیں ' جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے هیں - مقالات ' مذاکرۂ علمیۂ حقائق و رثائق ' المراسلة و المناظرة ' اسئلة و اجوبتها ' اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین هیں - آٹھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں -

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جاے ' اور لفافہ کي پیشاني پر " اعانۂ مہاجرین " کا لفظ ضرور لکھا جاے -

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street.

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4-12

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و خصوصی

احمد المکلف بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱/۷ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان للتلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۵ — کلکتہ : چہار شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 25, 1913.

فہرست

اطلاع

خریداران الہلال کی خدمت میں

الہلال کی دوسری ششماہی جلد کا یہ آخری پرچہ ہے - جن حضرات نے گذشتہ جولائی میں سالانہ قیمت دی تھی ، یا جنھوں نے جنوری میں ششماہی مرحمت فرمائی تھی ، انکا حساب اس اشاعت سے ختم ہو گیا - اگر آئندہ کیلیے الہلال کی اعانت مقصود ہو ، تو براہ کرم اس نمبر کو دیکھتے ہی آئندہ کیلیے قیمت روانہ فرمائیں ، یا ایک کارڈ لکھکر وی - پی - کی اجازت دیں - ورنہ مجبوراً انکی خدمت میں آئندہ پرچہ روانہ نہو گا -

تذکار شہداء اسلام

الہلال کی ” اشاعۃ خاص “

افسوس ہے کہ جسی مخصوص اشاعت کا گذشتہ پرچے میں ذکر کیا گیا تھا ، اسکی ترتیب کی بالکل مہلت نہ ملی - ناظرین سے معافی خواہ ہوں - انشاء اللہ نئے سال کی ابتدائی اشاعات میں اسکا حسب دلخواہ انتظام ہو جائیگا - تصاویر بکثرت ہیں اور چھپ رہی ہیں - صرف مضامین کی ترتیب باقی ہے -

ایڈیٹر

افسوس ہے کہ اس نمبر کی تصویروں کے چھپنے میں عین وقت پر دقت پیدا ہوگئی - آیندہ نمبر کے ساتھ شائع ہونگی

یہ اصلاحات قدرتی و سیاسی اصول کی بنا پر ہیں ' کیونکہ قسطنطنیہ کے دارالخلافہ رہنے سے یورپ کی توجہ ادھر زیادہ رہیگی ' علاوہ اسکے قسطنطنیہ کے تمام قدرتی مناظر میں روز بروز کمی بھی آتی جاتی ہے ' موجودہ مجلس مبعوثان عثمانی کو اس بہشت ارضی (قسطنطنیہ) کا چھوڑنا طبعاً گوارا نہوگا ' تاہم جو مدبر جب کبھی اس اہم کام کو انجام دیگا ' وہ ضرور تحسین و آفرین کا مستحق ہوگا " !!

ہدنۂ جنگ

اب یہ بات صاف ہوگئی کہ محمود شوکت پاشا مرحوم کے قاتل انگریزی رعایا کے افراد تھے ' اور سازش قتل میں خارجی سیاست کو تعلق تھا - کامل پاشا اس کے علم بردار تھے ' اور پچھلے دنوں ان کی آمد قسطنطنیہ اسی پخت و پز کے متعلق تھی - ارکان سازش نے موجودہ ترکی حکومت کو خاک میں ملا دینے کا فیصلہ کرلیا تھا - طلعت بے ' ناظل بے ' عاصم بے ' ان سب کے قتل کا تہیہ ہوچکا تھا ' مگر صرف وزیر اعظم کے سر گئی ' اور سب بچ رہے - کامل پاشا کے فرزند اس انقلابی تحریک کے سرغنہ تھے ' جو اپنے بہت سے رفیقوں کے ساتھہ گرفتار ہوے ہیں - ان لوگوں کو امید تھی کہ انقلاب میں وہ برسر حکومت آجائینگے ' اور ممالک عثمانیہ کا خاطر خواہ تجزیہ کرکے دول فرنگ کی ہمدردی حاصل کرلینگے ' مگر منصوبہ ناکام رہا ' راز افشا ہوگیا ' اور اب باب عالی اس انقلابی پیکر کے قطعی استیصال میں منہمک ہے - ۲۰ سرغنوں کے لیے سزاے موت کا حکم ہوا ہے جن میں ۱۲ - کو میدان با یزید میں پھانسی دیدی گئی - کامل پاشا کے حمید (پرسے) ایک اطالی جہاز میں سوار ہوکر بھاگ گئے - اجانب نے ان کو پناہ دی ہے کیا اب نہ سہی پھر کبھی ان آتش پاروں سے اشتعال شورش میں مدد ملیگی - دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت برطانیہ نے جس معاہدہ کی رو سے بلقانیوں اور عثمانیوں میں صلح کردی ہے ' لندن ٹائمس نے اس کی تفصیل شائع کردی - معاہدہ کے اہم دفعات یہ ہیں :

(۱) مسیحی مقبوضات عثمانیہ کے وہ تمام علاقے جو " اینوس " سے " میڈیا " کے خط وسطی کے قرب میں واقع ہیں ' بلقانیوں کو تفویض کردے جائینگے - حد بندی کا تصفیہ ایک بین الدولی کمیشن کے ذریعہ سے ہوگا -

(۲) البانیہ کی حد بندی اور حکومت البانیہ کے تمام متعلقات کا فیصلہ یورپین سلطنتیں کرینگی ' ترکی جزائر بحر سفید (بہ استثناے جزیرۂ کریٹ و جزیرہ نماے کوہ آتھوس) کا مسئلہ بھی دول فرنگ ھی پر واگزار ہوگا -

(۳) جزیرۂ کریٹ بلقانیوں کو دیدیا جائیگا - دولت عثمانیہ کو جو سیاسی و سلطانی وغیرہ حقوق حاصل ہیں ' وہ ان سب سے دست بردار ہو جائیگی ' اور یہ تمام حقوق بلقانیوں کو مل جائینگے -

(۴) اس جنگ سے جو مالی نقصانات ہوے ہیں ' ان کی تعویض کا سوال وہ بین الدولی کانفرنس حل کریگی ' جو اسی غرض کے لیے عن قریب پیرس میں منعقد ہونے والی ہے - مفتوحات (یا مغصوبات) کی تقسیم بھی اسی کانفرنس کے ذریعہ ہوگی -

(۵) اسیران جنگ ' سیاسی حدود اختیارات ' قومیت اور تجارت کے مسائل بلقانیوں اور عثمانیوں کے باہمی معاہدہ سے طے ہونگے -

اس معاہدہ نے یورپ کے تمام علاقے ' جن میں صرف تھریس کا ایک بہت ذرا سا جزو اور قسطنطنیہ کے مضافات شامل نہیں ہیں ' اسلام سے لے کر نصرانیت کو دلا دیے ' اور اب خلافت اسلامیہ کے لیے وہاں مذہبی حقوق بھی باقی نہیں رہے - ادھر تو صفائی ہوگئی ' لیکن اب خود بلقانیوں کی باہمی کدورت سیاسی مطلع کو روز بروز مکدر کرتی جاتی ہے - سرویا و بلغاریا کی کشا کش آویزش کی حد تک پہونچ گئی - سرحدیں فوجوں سے لبریز ہیں - روس کی سعی مصالحت سے کوئی خوش نہیں - اتحاد بلقان کے ہر رکن کو اس سے اختلاف ہے - آسٹریا تک اس کے تحکم سے ناراض ہو رہا ہے - بلغاری متطوعین (والنٹیرز) کے ایک دستے نے سرویا کی باقاعدہ فوج پر حملہ شروع کردیا - ۱۲ - جون کے حملے میں کچھہ سروی مقتول و مجروح بھی ہوے - روس نے ایک کانفرنس کے ذریعہ مصالحت کرانی چاہی تھی - سرویا نے اس میں شرکت سے انکار کردیا ' اور تصفیہ مناقشات میں صرف آگ اور تلوار کو حکم بنانے کی خواہش ظاہر کی - ۲۴ جون کو روس کے التماس و اصرار پر اس کی ثالثی تو منظور کرلی ہے مگر کسے معلوم کہ کل کیا ہوگا ؟

مقدونیہ کے مقام کوپرلی (کوپرللو) میں جو بلغاریہ کی سرحد پر واقع ہے اوس نے ایک لاکھہ چالیس ہزار سپاہ فراہم کرلی ہے ' صوفیا دارالحکومۃ بلغاریا یہاں سے صرف ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے ' اس سے بلغاریوں کو خوف ہے کہ سروی فوجیں صوفیا پر حملہ کردینگی - یونان و بلغار میں بھی کشمکش کی ابتدا ہوگئی ہے - مقدونیہ اس وقت یونانیوں کے قبضہ میں ہے - بلغار کو یونان سے شکایت ہے کہ مقدونیہ میں بلغاری رعایا پر سخت مظالم ہو رہے ہیں - اس نے اپنی فوجیں سرحد مقدونیہ پر جمع کر رکھی ہیں کہ تلوار کے زور سے اس شکایت کا انسداد کر سکے - دوسری جانب یونان کا مطالبہ ہے کہ مقدونیہ کے وہ علاقے جو تاریخی روایات و قومیت کے لحاظ سے یونانی ہیں ' بلغاریوں کے قبضہ سے یونانیوں کو واپس ملنے چاہئیں - خاتمۂ جنگ کے بعد سے بلغاریہ کی روش باب عالی کے ساتھہ ایک گونہ تواضع و تذلل کا پہلو لیے ہے - یونان کو اس کی بھی شکایت ہے کہ یونانی حکومت کی مصالحت کے لیے یہ روش اختیار کی گئی کہ اگر جنگ تک نوبت آئے تو عثمانیوں کی امداد سے یونانیوں کو منہزم کیا جاے ' جزائر بحر سفید کے قبضے کا تصفیہ پیرس کانفرنس کے متعلق ہے ' مگر یونان نے ابھی سے ان جزائر کے لیے تگ و دو شروع کردی ہے ' جس سے روبرو ایجنسی کی راے میں جنگ کے خطرات قریب آتے جاتے ہیں - اور اب یہ احتمال اس قدر قریب ہو رہا ہے کہ ملکۂ یونان نے سیاحت جرمنی کا ارادہ ملتوی کردیا - کیونکہ بلقان میں صورت معاملات کی تبدیلیاں ایسی نہیں ہیں کہ اس حالت میں سیر و سیاحت کے لیے ملک سے باہر جانے کا موقع مل سکے -

پیرس کی بین الدولی کانفرنس کے ابتدائی مراتب طے ہوگئے کانفرنس کے لیے پچاس ممبر منتخب ہوے ہیں ' جن میں عثمانیوں اور بلقانیوں کے علاوہ دول ستہ (برطانیہ ' فرانس ' روس ' جرمنی ' آسٹریا ' اٹلی) کے ممبر بھی شریک ہیں - کانفرنس میں حسب ذیل مسائل پیش ہونگے :

(۱) ترکی سلطنت کے ذمے قرضہ فرنگستان کا جو بار ہے ' وہ ہر ایک ترکی علاقہ پر منقسم ہے ' اور ہر جگہ کی آمدنی سے ایک خاص مقدار اس قرضے میں دی جاتی ہے - بلقانیوں نے جو علاقے فتح کیے ہیں ' ان سے جس قدر قرضہ کی رقم ادا ہوتی تھی ' اب وہ کس حد تک باقی رہیگی ؟ بلقانی اس کو یکمشت ادا کردینگے ' یا سود کی سالانہ قسطوں کی صورت میں دیتے رہینگے ؟ دونوں صورتوں میں ترکی تمسک لینے والوں کے لیے کیا ضمانت ہوگی ؟

(۲) بلقانیوں کو کس قدر تاوان جنگ دلا یا جائے -

ترکی تمسکات میں زیادہ حصہ فرانس کا ہے ' جو طبعاً اس باب میں زور دیگا ' لیکن اس وقت تک مجرائے سیاست بلقان سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ ترکی قرضے کی جو مقدار بلقانیوں کے ذمے عائد ہوگی ' وہ کم از کم ایک کرور بیس لاکھہ پونڈ ' اور زیادہ از زیادہ دو کرور پونڈ ہوگی -

شذرات

خاتمة السنة الاولی

فہمي گماں مبر کہ غم دل نگفتہ ماند
اسرار عشق انچہ تواں گفت ' گفتہ ایم

الحمد للہ کہ الہلال کي اشاعت کے پہلے سال کا یہ اخري پرچہ ہے - اس پرچے پر دوسري ششماهي جلد ختم ہوگئي ' اور اشاعة اتیہ سے تیسري جلد شروع ہوگي : فالحمد للہ في البدایة و الانتہا ' و الشکر لہ في السراء و الضراء - و نسال اللہ ان یرزقنا ' کمال الحسنیٰ ' و سعادۃ العقبیٰ ' و خیر الاخرۃ و الاولیٰ -

ز عاشقاں جہاں غیر ما نماند کسے
بیار بادہ کہ ما ہم غنیمتیم بسے

اس موقعہ پر بہت سے خیالات تھے ' جو معرض تحریر میں آجاتے تو بہتر تھا - جس زندگی کیلیے ہر ساعت اور ہر لمحے میں اپنے نفس و اعمال کا احتساب ضروري ہے ' کم از کم چھہ مہینے کے بعد تو اسپر ایک نظر ڈال لی جاے - سب سے بہتر " کراماً کاتبین " انسان کیلیے خود اسکا ضمیر ہے ' اور جو لوگ اس فرشتۂ غیبي کي صدا کي سماعت حاصل کر لیتے ہیں ' انکو احتساب اعمال کیلیے قیامت کے دن کي ضرورت نہیں رہتي - وہ جب کبھی اپنی جستجو میں نکلتے ہیں تو خود انکے اندر سے آواز آتی ہے :

اقرا کتابک ' کفی	اپنے اعمال کی کتاب پڑھلے ' آج کے
بنفسک الیوم	دن کسی دوسرے کا تب و شاہد کی
علیک حسیبا !	ضرورت نہیں ' خود تیرے ضمیر ہی کا
(۱۷ : ۱۵)	احتساب تیرے لیے کافی ہے !

لیکن افسوس ہے کہ بعض ضروري اور مقدم افکار نے خاتمۂ جلد کے لکھنے کي مہلت نہ دی ' اسلیے اللہ تعالی کے شکر' معاونین کرام کے تجدید ذکر ' اور آئندہ کیلیے طلب توفیق رفیق ' و استقامت و ثبات کي دعا پر ' اس جلد کو ختم کرتا ہوں ' اور آیندہ اشاعات کے فاتحۂ جلد ثالث کے مضمون پر بعض ضروري گذارشات رقیمہ ملتوي -

جو کچھہ کیا جا رہا ہے ' سب کے سامنے ہے - اور جو کچھہ کرنے کا ارادہ ہے ' اسکے لیے ادعا نہیں - صلے کی نہ کبھي خواہش ہوئی ' اور نہ نکتہ چینیٔ کی سماعت سے انکار ہے - اگر کوئی ایک لمحہ بھي خدمت ملہ اور اعلاء حق کا نصیب ہوا ' تو یہ اسکا فضل ہے - اور اگر نیتوں میں کھوٹ اور کاموں میں قصور رہا ' تو یہ میرے نفس کی کمزوریاں ہیں : ما اصابک من حسنة فمن اللہ ' وما اصابک من سیئة فمن نفسک -

پہلي صورت میں تحسین کی خواہش نہیں مگر انصاف کی التجا ضرور ہے - اور دوسري حالت میں اعتراف سے گریز نہیں ' مگر دعا کي التماس البتہ رکھتا ہوں - فنعوذ با للہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا و من یہدي اللہ فما لہ من مضل ؟

مسئلۂ ارمنیہ ایشیائي ترکی میں زیادہ تر پانچ قومیں آباد ہیں : ترک ' ارمنی ' عرب ' کرد ' یوناني - انمیں بڑي تعداد ارمنیونکی ہے جن کی آبادي ۳۹ فیصدي ہے - مسٹر تھومپسن کی راے میں یہی قوم سب سے زیادہ ستم کش ستم ہے ' وہ کہتے ہیں :

" قتل و غارت ' لوٹ مار ' عفت دری ' اور زبردستي مسلمان بنا لینے ' زمین و املاک کو جبراً ضبط کر لینے کي کار روائیاں کچھہ اوپر نصف صدي سے علی الاتصال جاري ہیں - حکام کے دستبرد سے اسکا انتظام اول ہی ہوچکا تھا کہ ارمنیوں سے اسلحہ لے لیے گئے تھے - اسلیے غریب نصراني ارمني اپني حفاظت خود نہیں کرسکتے - حکام کی ریشہ دوانیوں سے اکثر قتل عام ہوتے رہے ہیں ' اور جو لوگ قتل ہونیسے بچ رہے ' جلاے وطن کردیے گئے - عجیب ترین امر یہ ہے کہ ارمني یہ تمام مصیبتیں جھیلتے ہیں ' پھر بھي انکي دلی آرزو یہي ہے کہ دولت عثمانیہ کا ایک جزو بنکر رہیں - اس معاملہ میں وہ اسقدر از خود رفتہ ہیں کہ اگر آج یورپ انکو آزاد بھی کرا دے تو وہ اسکو منظور نہیں کر سکتے "

یہ تفصیلات اس قدر غرابت آمیز تھے کہ مقامي اینگلو انڈین معاصر کی عصبیت بھي ۱۸ - جون سنہ ۱۹۱۳ ع کي اشاعت میں ان کو مجموعۂ تضاد ماننے پر مجبور ہے ' کیونکہ " ارمنیونکو روسی رعایا بننے کی اجازت دي جاتی ہے ' جب بھي وہ ترکی رعایا بنکر ہي رہنا پسند کرتے ہیں "

مسٹر تھومپسن انگلستان کو الزام دیتے ہیں کہ " ترکی کو تمام بد عنوانیوں سے وہ روک سکتا تھا - اب بھی موقع ہے کہ ایشیائی ترکی میں سلسلۂ اصلاح جاری ہو تو فرنگی سلطنتیں اس پر نگرانی رکھیں - نیز فرنگی حکام نگراں مقرر کیے جائیں "

انگلشمین اس راے کی تحسین کرتے ہوے اس کے عملی نتائج میں مشکلات کے پیش آنے سے خوف زدہ ہے ' تاہم اس نے قطعی فیصلہ کردیا ہے کہ " فرنگی سلطنتوں کی امداد سے انگلستان کو حق حاصل ہے کہ دولت عثمانیہ سے نصرانیوں کے حقوق کی نگرانی کے لیے با قاعدہ مطالبہ کرسکے ' کیونکہ دنیا بھر میں اس وقت برطانیہ ہی سب سے بڑي " اسلامی سلطنت " ہے " یعنی " سب سے بڑي اسلامی سلطنت " کا یہ حق نہیں ہے کہ مسلمانوں کو مظلومیت سے بچانے کا مطالبہ کرے - البتہ اس کو یہ حق ضرور حاصل ہے کہ سب سے بڑي اسلامی سلطنت ہونے کی حیثیت و عزت حکومت کو اسطرح عمل میں لاے کہ بقیۃ السیف مسلمان سلطنتوں کے داخلی نظم و نسق میں ' مداخلت و دراندازی کرکے ' انکی رہي سہی زندگی کا بھی خاتمہ کردے ! !

ترکوں پر نظر عنایت ڈاکٹر گولز کو آزاد خیال ترک کی ناکامي پر افسوس ہے ' ان کي راے میں جس کی ترجمانی مینچسٹر گارجین نے کی ہے " اب بھی بہتر ہے کہ ترکي مقبوضات یورپ کو فرنگیوں کے رحم پر چھوڑ کر ایشیاے کوچک چلی جاے " ترکوں کو انہوں نے دوستانہ صلاح دي ہے کہ " وہ اپنی فوج کو از سر نو مرتب کرکے اس قدر طاقتور اور زبردست بنا لیں کہ اگر کوئی سلطنت ان پر حملہ کرنے کا قصد بھی کرے تو خود اس کی ہستی معرض خطر میں آ جاے " ان کو صاف اعتراف ہے کہ " آجکل کی دنیاے سیاست اسی کے حق میں انصاف کرتي ہے جو زبردست ہو ' حامی اسي کي ہوتی ہے جو طاقت رکھتا ہو ' جن کی طرف سے ذرا بھی اندیشہ ہوا کہ علی حالہ چھوڑ دینے سے قوت پکڑ جاینگے ' پھر ان کي خیر نہیں " ان اصول موضوعہ کی ترتیب و تمہید سے فارغ ہونے کے بعد لکھتے ہیں :

" سلطنت عثمانیہ کو زیادہ افواج کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکو صرف دو سرحدوں کی حفاظت کرنی ہوگی ' میڈیا سے ایبوس تک کی ' اور دامان کوہ قاف کے حدود کی " فوج میں غیر مسلمان عنصر کا داخلہ بھي ان کے خیال میں ضروري ہے -

سیاسي اصلاحات کے ضمن میں اجرا و توسیع ریلوے کي ضرورت پر زیادہ زور دیتے ہیں کہ " اناطول (اناطولیہ) سے عرب کے ڈانڈے مل جائیں ' سلطان روم قسطنطنیہ سے دست بردار ہوجائیں ' خلافت کا نشیمن دمشق یا حلب میں قائم ہو ' عربوں سے قربت قریبہ حاصل رہے " اسکے بعد راے دی ہے کہ :

من المیت و یخرج المیت من الحی - ذالکم اللہ ' فانی یؤفکون ؟ (۶ : ۹۵)	و بیج کی حالت میں ہوتا ہے) پھاڑ کر (امید و کامیابی کا) ایک قوی و تناور درخت پیدا کر دیتا ہے - وہی زندگی کو موت سے ' اور موت کو زندگی سے نکالتا ہے -

یہی قدرت کی نیرنگیاں دکھلانے والی ذات قدوس ' تمہارا خدا ہے ' پھر تم کدھر بھٹکے جا رہے ہو ' اور کیوں اسکی طرف نہیں جھکتے ؟ "

علائم و آثار

لیکن اسمیں شک نہیں کہ سمندروں کا پانی اُڑتا اور پھر ابر کی صورت میں پھیل جاتا ہے - یہ یقینی ہے کہ پانی کے برسنے سے پہلے موسم بدلتا ' اور اپنے آنے سے پہلے ' اپنی علامتوں کو بھیجتا ہے - طوفان کے آنے سے پہلے طوفانی ہوائیں چلتی ہیں ' اور برسات سے پہلے ابر غلیظ کی چادریں آسمان پر پھیلا دی جاتی ہیں :

اللہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا ' فیبسطہ فی السماء کیف یشاء و یجعلہ کسفا ' فتری الودق یخرج من خلالہ ' فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذا ھم یستبشرون (۳۰ : ۴۷)	" اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو اپنی جگہ سے اُبھارتی ہیں ' پھر خدا جس طرح چاہتا ہے اُسے کام لیتا ہے - کبھی بادلوں کو آسمان پر پھیلا دیتا ہے ' کبھی انکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے ' اور تم کو ایسا نظر آتا ہے ' گویا انکے درمیان سے مینہ نکلا چلا آتا ہے !

پھر جب اپنے بندوں میں سے جن پر برسانا چاہتا ہے ' برسا دیتا ہے ' تو وہ (زندگی پا کر) خوشیاں منانے لگتے ہیں ! ! "

یہ علائم فطریہ اور آثار طبیعیہ جو تم کو دنیا میں اپنے سے باہر نظر آتے ہیں ' بعینہ تمہارے اندر بھی موجود ہیں - تم جو اس عالم صورت و جسم کے ذرے ذرے کی پرستش کرتے ہو ' بھول گئے ہو کہ ایک اقلیم قلب و معنی بھی ہے ' اور اس " عالم صغیر " میں جو کچھ ہے ' اسی " عالم کبیر " کا عکس و ظلال ہے :

الم تر الی ربک کیف مد الظل ؟ (۲۵ : ۴۷)	کیا تم نے اپنے پروردگار کی اس حکمت و قدرت کو نہیں دیکھا کہ اُس نے کیونکر " ظل " یعنی سائے کو پھیلا دیا ہے ؟

سر روحانیاں داری ولے خود را ندیدستی
سحراب خود درا تا قبلۂ روحانیاں بینی

آفتاب طلوع ہوتا ہے ' اور اپنے سائے کو اپنے ساتھ متحرک کرتے ہوئے غروب ہو جاتا ہے (۱) چاند نکلتا ہے ' اور عروج و محاق کی منزلیں طے کرتا ہوا نظر آتا ہے (۲) موسم بدلتے ہیں اور نئی نئی ہوائیں چلتی ہیں - سمندروں میں طوفان اُٹھتے ہیں ' اور آسمان پر بجلیاں چمکتی ہیں - جبکہ موسم خشک اور گرم ہوتا ہے تو بارش کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں ' اور جب علامتوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو بارش کا نزول ہوتا ہے - غرضکہ جو دنیا تمہارے سامنے موجود ہے ' وہ طلوع و غروب ' عروج و محاق ' تساقط و تنزع ' تضارب و تصادم ' تعادل و تسابق ' تسفل و ترقی ' تبدل و تجدد ' اور ایاب و ذہاب کا ایک یکسر مرقع ہے ' جسکے مناظر متلوّن ' اور جسکے مناظر و امثال متحرک ہیں -

بعینہ یہی حال اُس دنیا کا بھی ہے جو تمہارے سامنے نہیں ' مگر تم میں موجود ہے - وہاں بھی طلوع و غروب ہوتا ہے ' اور جبکہ تاریکی چھا جاتی ہے تو آفتاب دریچۂ ظلمت سے اپنا سر نکالتا ہے - وہاں بھی موسم بدلتے ہیں ' اور ہوائیں متغیر ہوتی ہیں - بہار عیش حیات کا پیغام لاتی ہے ' اور خزاں افسردگی و ہلاکت کے ساتھ ظہور کرتی ہے - وہاں بھی سمندروں میں طوفان اُٹھتے ہیں ' اور زمینوں پر موسم کی تند و تیز ہوائیں چلتی ہیں - جب موسم بدلتا ہے ' تو یہاں کے آسمان کی طرح ' وہاں کا آسمان بھی بدلجاتا ہے - اور جب پانی برسنے کیلیے آتا ہے ' تو پہلے ابر کے محیط ٹکڑوں اور سرد ہواؤں کے مرطوب جھونکوں کو بھیجدیتا ہے - قحط اور خشک سالی اس سرزمین کی سب سے بڑی مصیبت سمجھی جاتی ہے ' لیکن وہاں بھی اس سے بڑھکر اور کوئی مصیبت نہیں - جب آسمان اپنی دریا دلی کا اور زمین اپنی بخشش کا دروازہ بند کر دیتی ہے ' تو دریا اُتر جاتے ہیں ' اور سیر حاصل زمین خشک ہو کر چٹیل میدان بن جاتی ہے - پھر موت اور بربادی دنیا پر چھا جاتی ہے ' اور انسان اپنی غذا سے محروم ہو جاتا ہے -

یہی حال وہاں کا بھی ہے - البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں کی خشک سالی جسم کو غذا سے محروم کر دیتی ہے ' اور وہاں کا قحط قلب و روح کیلیے پیغام ہلاکت ہوتا ہے - پس یہاں جسم کیلیے موت ہے ' جسکے بعد بھی زندگی باقی رہتی ہے ' اور وہاں دل کیلیے ہلاکت ہے ' جسکی ہلاکت کے بعد زندگی کا کوئی سامان نہیں !

والقلب تحمل ما لا یحمل البدن !

جسم و جان ' رنگ و بو ' لفظ و معنی ' صورت و حقیقت ' یہی دو مختلف دنیائیں اور موجود و مشہود کی دو اقلیمیں ' ہیں جنکو لسان الہی " عالم آفاق و انفس " سے تعبیر کرتا ہے :

سنریہم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق (۴۱ : ۵۲)	ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف اطراف و جوانب میں بھی دکھلائیں گے اور انکے نفس کے اندر بھی ' یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ بیشک وہی حق ہے -

اور یہی وہ عالم معنوی ہے ' جسکے آثار و علائم ' اور آیات و اسرار پر قرآن کریم توجہ دلاتا ہے ' اور جس سے اولاد آدم کی غفلت و اعراض پر وہ ہر جگہ متاسف ہے کہ :

و فی انفسکم افلا تبصرون ؟ (۵۱ : ۲۱)	اور کیا جو کچھ تمہارے نفس کے اندر موجود ہے ' اُسے تم نہیں دیکھتے ؟

ما بعد آثار و عقب علائم

پس گو آثار و علائم ہمیشہ مظنون ' اور مستقبل کا چہرہ ہمیشہ تاریکی میں ملفوف ہوتا ہے ' تاہم علامتوں کے ظہور میں شک

---

(۱) " غروب ہو جاتا ہے " اس اظہار سے کہ ایسا نظر آتا ہے - یہ تمام باتیں ہماری ادبیات میں داخل ہو گئی ہیں - آسمان کو ساکن ہو اور زمین گردش میں ' لیکن ہم شکایت آسمان ہی کی گردش کی کرینگے کہ کرتے آئے ہیں - [منہ]

(۲) ایام محاق سے مراد اصطلاح نجوم میں مہینے کی وہ آخری راتیں ہیں جب چاند گھٹتے گھٹتے غائب ہو جاتا ہے ' یعنی نصف آخری (منہ)

[بقیہ صفحہ ۵ کا]

(۱) فطرۃ انسانی عجلت پسند واقع ہوئی ہے - خلق الانسان من عجل - اسلیے ممکن ہے کہ بعض حضرات کو جو اغراض و مقاصد کی تشریح کیلیے ایک مبارک اضطراب اپنے اندر رکھتے ہیں ' یہ تمہید ناگوار گذرے ' کہ سنی سنائی باتوں کے اعادے سے کیا فائدہ ؟ لیکن جہاں انہوں نے اتنے عرصے تک صبر کیا ہے ' وہاں چند دنوں کا اور انتظار گوارا فرمالیں تو بہتر ہے - ہر کام ترتیب طبعی سے انجام پاتا ہے - اغراض و مقاصد سے پہلے اُن تمام امور پر نظر ڈال لینا ضرور ہے ' جنکے بہ یک وقت پیش نظر ہوئے بغیر ' مقصود اصلی سمجھ میں آ نہیں سکتا - لوگوں کے بے شمار خطوط و استفسارات ان تمہیدی امور کی نسبت آچکے ہیں ' اور اسکے سوا چارہ نہیں کہ تمہید ہی میں اپنے خیالات صاف صاف عرض کردوں آگے چلکر یہ تمہید ہی تشریح مقاصد کا کام دیگی ' اور اسمیں صرف چند صفحوں کی دیر ہے -

۱۹ رجب ۱۳۳۱ هجری

الـــداء والـــدواء

یعنی

جماعت " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(۱)

یا ایها الناس ! قد جاءتکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور ' و هدی و رحمة للمؤمنین - قل بفضل الله و برحمته ' فبذلک ' فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون (۱۰ : ۶۰)
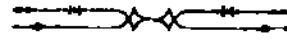
رخنه در تار رگ جاں می زنم * کس چه داند تا چه دستاں می زنم
رخنه در تارم پریشاں می رود * کین نواهاے پریشاں می زنم
خامه همراز دم گرم منست * آتش از وے در نیستاں می زنم

✻ ✻ ✻

بار شوقم در خروش آورده ست * بار هوے همچو مستاں می زنم
دی نه یغما داده ام رخت و متاع * امشب آذر در شبستاں می زنم
خوے شیرار سنگ راندن الهي ست * تیر گوهر تیشه بر کاں می زنم
گریه را در دل نشاطے دیگرست * خنده بر لب هاے خنداں می زنم
بند هر خواهش ز دل می بگسلم * نقش هر صورت بعنواں می زنم
دعوئے هستي ' همان بت بندگیست * کافرم گر لاف ایماں می زنم

✻ ✻ ✻

در خراباتم به بدمستي خراب * باده پنداري که پنهاں می زنم
تو در ایغل نهی و ' من خود هنوز * جام مے در بزم اعیاں می زنم

✻ ✻ ✻

مے ستیزم با قضا از دیر باز * خویش را بر تیغ عریاں می زنم
لعب با شمشیر و خنجر می کنم * بوسه بر ساطور و پیکاں مي زنم
در جنوں بیکار نتواں زیستن
تشنم تا دست و داماں می زنم

تمہید (۱)

یه بار بار کہا گیا ہے که عالم اسلامی کے گذشته اخری مصائب نے مسلمانوں میں تلنه و اعتبار کے جیسے غیر معمولی علائم و آثار پیدا کردے هیں ' انکا دو سال ادهر وجود نه تها -

اس قسم کے آرا و قیاسات همیشه مظنون ' اور مستقبل کے نتائج کے محتاج هوتے هیں ' اور انکی صحت و عدم صحت کے دلائل مدتوں اور لمحوں کے واقعات و حوادث سے متغیر هو جاتے هیں - وه قدیر و حکیم ' جو ایک چهوٹے سے بیج کو ایک عظیم الشان نباتاتی هستی تک پہنچاتا ' اور پهر خود اس سے هزاروں بیج پیدا کرتا ہے ' صرف اسکے هاتهه میں ہے که بیداریوں کو اسرار ' غفلتوں کو بدیهه حیر ' اور متحرک نعشوں کو حی و قائم اجسام کی صورت میں بدل دے

ان الله فالق الحب و النوی ' یخرج الحی "بیشک خدا هی ہے جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو (جبکه وه محض امید

کي برکتوں میں داخل ہوگیا ' اسکے لیے پھر ہمیشہ کیلیے امن و امان ہے "

پس ضرور ہے کہ ہر مسلم ہستي اسکي خدمت گذاري کي راہ میں اپنے تئیں قربان کر دینے کا حلف اٹھالے ' اور یہ بھي ضروري ہے کہ انکده کیلیے پوري سعي و مجاہدت کے ساتھہ ایک عظیم الشان اسلامي خزینہ فراہم کیا جاے ' جو ہر موقعہ پر ہمارے لیے وسیلۂ کار اور ذریعۂ رفع احتیاجات ہو' اور اسکے لیے بہتر سے بہتر اشخاص اپنا وقت بے دریغ صرف کریں -

یہ سب کچھہ سچ ہے - اس سے کسي طرح انکار نہیں ' لیکن سوال یہ ہے کہ جو ضرورت ہمارے سامنے ہے ' جس منزل کی تلاش و جستجو ہے' جس مقصود کے کھوج میں قدم اٹھے ہیں' اور جس لیلي کے فراق میں مجنون صفتان عشق کي یہ کچھہ بیقراریاں ہیں ' کیا اسکے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے ؟ کیا صرف ایک چندہ کالے لینا ' اور ایک بہت بڑے فنڈ کا قائم کرلینا ہي ہماري کوششوں کا اصل مقصود ' اور ہمارے امراض کا علاج وحید ہے ؟

جو سوال ان کاموں کے شروع کرنے کا سبب تھا ' مشکل یہ ہے کہ اختیار کرنے کے بعد بھی وہي سوال سامنے آجاتا ہے :

گشت راز دگر آن راز کہ افشا مي کرد

مجنوں مجکو صرف مشغول آہ و بکا رہنے کا الزام دیا گیا - کئي ماہ سے لوگ معترض ہیں کہ صدا اٹھہ رہي ہے مگر مدعا کا پتہ نہیں - اسکے اسباب سے تفصیلي بحث کبھي نہ کبھی ہورہیگي ' اور غالباً مضمون کے آخر میں کروں ' مگر یہاں صرف اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ یہ خاموشی بے وجہ نہ تھی - یاران راہ نے منزل مقصود کي جستجو کو جتنا آسان سمجھہ رکھا ہے' شاید اسقدر آسان نہیں ہے :

بسا کہ مسئلۂ عشق ازاں دقیق تر است

کہ حل شود بشرف از مدرسۂ ناطق ہمہ کس

لوگ سفر کا اعلان کردینے میں بہت جلد باز ہیں مگر بہتر ہو اگر یہ جلدي قدموں کي جگہ دماغوں کو سوچنے میں نصیب ہو -

روپیہ کا جمع کرنا ایک نہایت اہم کام ہے' اور خدمت کعبہ تو ہر مسلمان کا شعار ملي ہے - پانچ وقت جس تجلي گاہ معبود حقیقی کي طرف روز ہمارا منہ ہوتا ہے ' دن میں ایک مرتبہ بھي کیا اسکی طرف ہمارا دل پھرا ؟ اس ولولے کي آگ جسقدر ممکن ہو بھڑکا لیجیے ' اور اگر کچھہ بھڑکي ہے تو دامن سے ہوا دیجیے - لیکن کہنا صرف یہ ہے کہ اسکے بعد مشکل حل نہیں ہو جاتي ' اور عقدۂ کار کي گرہ بدستور باقي رہتي ہے - پھر کہتا ہوں کہ یہ سب باتیں ضروري ہیں ' سوال یہ ہے کہ جڑ کہاں ہے ؟ باغ بسانے کي تدبیر یہ نہیں ہے کہ درختوں کی شاخوں پر پچکاري سے پانی دیجیے - پہلي بات یہ ہے کہ جڑ کو تر و تازہ رکھیے - اگر یہ معلوم نہیں تو ممکن ہے کہ دوسروں کو معلوم ہو -

ہر گل از باغ مي خواہی من از گل باغ می جویم

من از آتش دخان بینم تو آتش از دخان بینی

فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۱۶ : ۴۵) پھر اگر تمہیں معلوم نہیں تو صاحبان فکر و ذکر سے دریافت کرو ؟

صرف روپیے پر زور دینا

ایک خطرناک غلطي ہے

یقیناً حالات نے ہمیں بتلا دیا ہے کہ " ضروریات ملی " کی غرض سے ایک وسیع " خزینۂ ملی " (نیشنل فنڈ) کا ہمیشہ مہیا رکھنا کس درجہ ضروري ہے ؟ پس ضرور ہے کہ اسکا سامان کیا جاے - لیکن صرف کسی ایسي انجمن کا قائم کرلینا ' اور آنے والے مصائب کو کیونکر دور کرسکے گا ' جو چاروں طرف سے ہم پر امنڈنے والے ہیں ؟ کیا ملکوں اور قوموں کا انقلاب ایک ایسا معاملہ ہے ' جسکو ایک دو کرور روپیہ بطور رشوت دیکر ہم اپنے حسب مرضی طے کرالیں گے ؟ کیا کرلیپ کی فوجیں ' اور کرلیے کا جوش لندن اور برلن میں ملتا ہے کہ جب کبھی کوئي فوج بلاد اسلامیہ پر حملہ آور ہوگی تو ہم تار کے ذریعہ اُجرت طے کرکے فوراً انہیں میدان کی طرف روانہ کردیں گے ؟ کیا ہماري تمام بربادیاں اور نامرادیاں صرف اسلیے تھیں کہ ہم نے ہمیشہ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھا' اور یوروپ نے صرف افلاس کا الزام رکھکر ہم سے سلانیک اور ایڈریا نوپل لے لیا ؟

فرض کیجیے کہ کل کو فرانس نے شام پر علانیہ قبضہ کرلینا چاہا ' اور اسکي خبر ریوٹر نے ہمیں پہنچادي - اس وقت ہمارے پاس ایک نہایت طاقتور انجمن ہوگی جسکے خزانے میں دو سال کا چندہ چودہ کرور روپیہ موجود ہوا - پھر با ایں ہمہ دولت فراواں' ہم کیا کرینگے ؟ ایم - پوانکرے کو تار دیں گے کہ ہم سے ۱۴ - کرور روپیہ لیکر شام کے قبضے کا ارادہ ترک کردو ؟ یا سر ایڈورڈ گرے سے درخواست کرینگے کہ ہم سے ۱۴ - کرور روپیہ لیکر اپنے اتحاد ثلاثہ کے مقاصد اور فیصلۂ مسئلہ مشرقي کو واپس کرلیجیے ' اور کرلیے کي ایک عظیم الشان اور قاہر و داسل موج از راہ رعایا پروري ساحل بیروت پر آثار دیجیے ؟ مالکم کیف تحکمون ؟

ممکن ہے کہ بعض خوش اعتقاد بزرگوں کا ایسا خیال ہو :

و للناس فیما یعتقدون ' مذاہب

لیکن :

فاش مي گویم و از گفتۂ خود دل شادم

بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم

اگر مثال کیلیے فرض ہي کرنا ہے تو زیادہ بہتر مثال کیوں نہ فرض کي جاے ؟ فرض کیجیے کہ کل کو انگلستان نے مسئلۂ عراق کا قطعي فیصلہ ضروري سمجھا' اور اسپر قبضے کا اعلان کردیا تو پھر اس وقت ہمارا یہ عظیم الشان فنڈ کیا خدمت انجام دیگا ؟ عزیزان من ! ملکوں اور زمین کے ٹکڑوں کا نیلام نہیں ہے کہ آپ بھي زیادہ سے زیادہ بولي دینے کیلیے اپنی جیب کو مستعد رکھیں - یہ تو قوتوں کا مقابلہ اور طاقتوں کی نبرد آزمائی ہے - صرف آپکی جیب بھاري ہوگئي تو اس سے کیا ہوتا ہے ' جبکہ دل ہی خالی ہے !

معمورۂ دلے اگرت ہست بارگرلے

کین جا سخن نہ ملک فریدوں نمی رود

اس وقت کے مستعد جوش و خروش اور طاقتور حسیات اسلامیہ کو محض روپیے کے جمع کردینے ہی میں خرچ کر ڈالنا' اپنے ہاتھوں اپنی آخري فرصت کو کھونا ہے - روپیہ کي ضرورت اور قوت سے انکار نہیں ' لیکن خدا را اتني پرستش تو نہ کیجیے کہ قوم کي ساري قوتیں صرف اسي میں ضائع ہوجائیں ؟

ہمارے سامنے آج ہمارا زوال ہے ' ہم بربادیوں کے کنارے پر کھڑے ہیں ' اور اپني تجہیز و تکفین کا سامان اپني آنکھوں سے دیکھہ رہے ہیں - ہمارے پاس اب اتني مہلت نہیں ہے کہ بار بار نسخے آزمائیں ' اور بہت سے طبیبوں سے رجوع کریں - ہم کو اس وقت صرف ایک ہی نسخے کی ضرورت ہے ' اور صرف ایک ہی طبیب کي - ہمارے امراض یقیناً بے شمار ہیں ' اور فرصت ہوتي تو ایک ایک کا علاج کرتے ' مگر اب تو ایسے نسخے کی تلاش ہي پر انحصار زندگي اور امید صحت ہے ' جو ایک ہو' مگر اپنے اندر ہمارے تمام بے شمار امراض کا علاج رکھتا ہو -

نہیں - یہ ضرور ہے کہ موسم بدل رہا ہے ' اور افلاس ابر کی پھیلی ہوئی چادروں کو ' اور جسم ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کر رہے ہیں - پس پانی کا برسنا ضروری ہے ' اور گرمی جس قدر تیزی کے ساتھہ ظاہر ہوتی ہے ' اتنا ہی بارش کے نزول کو متیقن بھی کر دیتی ہے -

دلوں کی اقلیم میں ایک شورش بپا ہے - اسکے سمندر تہہ و بالا ہو رہے ہیں - موجوں اور طوفانوں کا زور ہے - آسمان کی رنگت پہلے سرخ تھی ' مگر اب سیاہ اور تاریک ہو گئی ہے - اور بجلی پہلے چمکتی تھی ' پر اب گرج گرج کر زمین پر گرنا چاہتی ہے - فضاء آسمان ایک معرکۂ دار و گیر ' اور ایک محشر رستخیز بنگئی ہے - اور کائنات کی ہر شے ابھرنے اور اچھلنے کیلیے بیقرار ہے - اگر کوئی فوج نہیں آ رہی ' تو یہ گرد و غبار کیوں ہے ؟ اگر آگ نہیں جل رہی ' تو یہ دھواں کہانسے اٹھہ رہا ہے ؟ اور اگر کچھہ ہونے والا نہیں ہے ' تو یہ ہونے کی علامتیں کیوں ظاہر ہو رہی ہیں ؟

ان فی ذلک لذکری ' لمن کان لہ قلب ' او القی السمع وهو شهید -

دہقان آسمان کو دیکھکر سمجھہ لیتا ہے کہ آے کیا کرنا چاہیے اور کشتی بان طوفان کے آنے سے پہلے کشتی کو کنارے تک پہنچا دیتا ہے - پس ضرور ہے کہ دلوں کی شورش و اضطراب بے معنی نہو ' اور اس اقلیم کے حوادث و تغیرات کے اشارات کو پا سمجھے جائیں -

عالم اسلامی آج ایک آخری انقلاب کے کنارے پر ہے ' اور تبدیلیوں اور انقلابوں کی وہ تمام علامتیں اسکے چپے چپے میں موجود ہیں ' جو دنیا کے گذشتہ سخت سے سخت انقلابات کی تکمیل سے پہلے ہمیشہ ظاہر ہوا کی ہیں - وہ انقلابات عظیمہ ' جنہوں نے دنیا اور دنیا کے مناظر کو یکسر پلٹ دیا - وہ تغیرات مدھشہ ' جنہوں نے قوموں اور ملکوں کی تاریخ یک قلم الٹ دی - وہ ' جنہوں نے زمین کے جغرافیے اور اسکی خشکی اور تری کے حدود میں تبدیلیاں کر دیں - وہ ' جنہوں نے انسانی نسلوں کے عمران و تمدن اور انکے عوائد و خصائل کی عمارتوں کو ڈھا کر پھر از سر نو تعمیر کر دیا ' اور وہ ' جو اسلیے ظاہر ہوتے ہیں تاکہ حیات و ممات امم کے قانون الہی کے مطابق ' زمین اور زمین کے بسنے والوں کو از سر تا پا بدل دیں - ٹھیک ٹھیک ایسے ہی مظاہر و آثار کو اپنے آگے اور یمین و یسار رکھتے تھے ' جیسے کہ آج دنیا کے سامنے ظاہر ہو رہے ہیں - یہ دنیا میں ہمیشہ ہو چکا ہے ' اور ایسا ہونا انقلابات امم و ملل کے ایک دائمی قانون کے ماتحت ہے : وما تسبق من امۃ اجلها وما يستاخرون (۱۵ :) (۱)

تہیۂ سفر

منجملہ عالم و آثار مخصوصہ کے ایک علامت یہ بھی ہے کہ رفتہ پر ماتم اور آیندہ کی حسرت کی جگہ اب بہت سے دماغ ہیں ' جو کام بھی کرنا چاہتے ہیں ' اور محض ماتم و فریاد پر قانع نہیں -

یہ احساس عام ہے اور عالم اسلامی کے دور افتادہ اکناف و اطراف سے قطع نظر ' خود ہندوستان میں بھی با وجود استیلاء یاس و قنوط موجود ہے - اور اگر صحیح وسائل اختیار کر لے ' تو فی الحقیقت انقلاب حالت کا اسے پہلا بیج سمجھنا چاہیے -

کل کی فکر آج ہر شخص کے سامنے ہے - فکر مستقبل اب صرف خاص دماغوں ہی کا حصہ نہیں رہا ' بلکہ اخبارات کے دفاتر کی طرح کسی دیہات کی ایک چکی پیسنے والی عورت بھی سمجھنے لگی ہے - کل تک مصائب کے ورود کا خوف تھا ' اسلیے صرف ذہن و دماغ ہی انکو محسوس کر سکتے تھے ' مگر آج جبکہ وہ ظاہر ہو چکے ہیں اور بقیہ ظہور سامنے ہے ' تو انکے سمجھنے کیلیے دماغ کی نہیں بلکہ دیکھنے کے لیے آنکھوں کی ضرورت ہے - اور دماغ کم ہوں مگر آنکھوں کی کمی نہیں -

کچھہ تو مایوس ہیں اور کچھہ متلاشی ' مگر انتظار دونوں کو ہے - پہلوں کو اگر راہ دکھلا دی جاے تو چلنے سے انکار نہیں ' گو ابھی انکے قدم ساکن ہیں - اور دوسرے مکر و جستجو میں حیران ہیں کہ کس طرف کا رخ کریں ' اور منزل گو معلوم ہے مگر راہ باز نہیں !

بیداری کے بعد غفلت

حسرتا بر وہ دہر کرد لد کم مویل لہم ثم ویل لہم ؟

مگر جیسا کہ میں مختصراً اشارہ کر چکا ہوں ' آج کسی قدر تفصیل کے ساتھہ کہنا چاہتا ہوں کہ غفلت کے معنی صرف بستر ہی پر سونے کے نہیں ہیں بلکہ سونے کے ہیں ' اور جو مسافر بستر غفلت سے آٹھکر راہ میں سو جائے ' وہ گو بستر سے آٹھہ چکا ہے ' لیکن نیند سے بیدار نہیں ہوا -

سفر کا تہیہ ہی مطلوب نہیں ہے ' بلکہ صحیح راہ سفر کا معلوم کرنا اور پھر اسپر چلنا ' دونوں باتیں شرط کار ہیں - کیا فائدہ اس سے کہ آپنے بستر کے آرام اور خواب نوشین کی راحتوں کو خیر باد کہا ' جبکہ نیند میں ضائع ہونے والی زندگی ' بستر کی جگہ ' راہ کی گم کردگی اور ضلالت پیمائی میں ضائع ہو رہی ہے !

آج اس بارے میں بلند ترین حد نظر ' اور فکر و جستجو کا آخرین سدرۃ المنتہی جو لوگوں کے سامنے ہے ' وہ اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ حفظ اسلام و مقامات مقدسۂ اسلامیہ کے نام سے ایک وسیع اور عظیم الشان فنڈ جمع کیا جاے ' اور ہر مسلمان بقدر استطاعت اسمیں حصہ لے - نیز وہ عہد کرے کہ کعبۂ معظمہ کی حفاظت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیگا -

اسمیں کوئی شک نہیں کہ زمین کی وراثت اور تاج و تخت حکومت میں سے جو کچھہ ہمارے پاس باقی رہا تھا ' وہ ہماری غفلتوں اور نادانیوں کی نذر ہو گیا - جو باقی ہے ہر آن و ہر لمحہ خطرے میں ہے ' اور اگر کوئی متاع آخری رہگئی ہے تو وہ صرف اسلام کا مبدء اولی اور دعوت الہی کا اولین سرچشمہ ہے - جہاں " فاران " کی چوٹیاں ہیں ' جسپر " سعیر " کے بعد خداوند خداء سینا نے کتاب شریعت اور شمشیر عدل کے ساتھہ ظہور کیا - جہاں وہ محترم و مقدس " غار " ہے ' جسکی تاریکی میں " داعی الی اللہ و سراج منیر " کی روشنی سب سے پہلے نمودار ہوئی ' اور جو دعوت اسلامی اور ملۃ حنیفہ کے اس اولین داعی کی یادگار ہے ' جس نے اپنے نفس و جان کی قربانیوں کا اسوۂ حسنہ دکھلا کر ' حقیقت اسلامیہ کی پہلی بنیاد رکھی تھی :

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین - فیہ آیات بینات مقام ابراھیم ' ومن دخلہ کان آمنا - (۳ : ۹۱)

" وہ عبادت الہی کا پہلا گھر ' جو انسانوں کی عبادت گذاری کیلیے بنایا گیا ' یہی تھا ' جو شہر مکہ کی سرزمین میں فیضان و برکت الہی کا مرکز اور عالم و عالمیان کیلیے سرچشمۂ ہدایت ہے - اسمیں حکمت الہیہ کی بہت سی کھلی کھلی نشانیاں ہیں - اور انہی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی اسلام کے اولین داعی حضرت ابراہیم کا " مقام " مقدس ہے - جو شخص اس بیت الہیہ

(۱) اور کوئی امت نہ اپنے مقررہ وقت سے آگے ہو سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے - (منہ)

مفردات جذبات

علم النفس کا ایک باب

حظ و کرب

از - مسٹر عبد الماجد - بی - اے - (لکھنو)

(۲)

چند اہم تفریعات

گذشتہ نمبر میں احساس کی بابت اصولی نظریہ کا بیان تھا - صفحات ذیل میں اس مسئلہ کی چند اہم تفریعات درج کی جاتی ہیں

(۱) دنیا کی کوئی لذت ، درد و اذیت کی آمیزش سے پاک نہیں ہوتی ، بلکہ ہر انبساط کے اندر انقباض کا شایبہ لازمی طور پر شامل رہتا ہے -

یہ ہم ابھی اوپر کہہ چکے ہیں کہ حظ نام ہے اعصاب کے ایک محدود و متعین عمل کا ، اور چونکہ ہر عمل سے اعصاب میں کسی نہ کسی قدر تکان پیدا ہونا ضروری ہے ، اسلیے کوئی حظ ایسا نہیں ہوسکتا ، جسکے متعاقب کرب نہ واقع ہو - جس طرح ہر کون کے لیے فساد اور ہر معدنی کے لیے خستگی لازمی ہے ، اسی طرح ضروری ہے کہ ہر حرکت عصبی کے بعد ایک کسل و تکان پیدا ہو اور اسی کا نام انقباض ، کرب ، اذیت ہے -

(۲) کوئی حیات انسانی ، آلام و تکالیف سے قطعاً پاک نہیں رہ سکتی -

چونکہ حیات عبارت ہے مجموعۂ حرکات سے ، اور حرکت نام ہے انتشار سالمات کا ، جو مرادف ہے انقباض و کرب کا ، اسلیے ہر ذی حیات کے لیے کرب و اذیت ناگزیر ہے - پھر چونکہ ہر حیات انسانی لازمی طور پر حیات اجتماعی ہونی چاہیے ، اور حیات اجتماعی ممکن نہیں ، جبتک کہ افراد کی آزادی اعمال محدود نہ کردی جاے ، اور اسی تحدید حریت کا نام احساس کرب ہے ، پس اسلیے بھی درد و الم حیات انسانی میں ناگزیر ہے -

(۳) قوت احساس ، مدارج تمدن کے متناسب ہوتی ہے -

احساس ، چونکہ نفس کے ایک خاص شعبے کا نام ہے ، اسلیے اسکا نشو و نما عام نفسی نشو و نما کے تابع ہوتا ہے - یعنی جن لوگوں کے عام قواے نفس نمو یافتہ ہوتے ہیں ، انکی قابلیت احساس بھی ترقی یافتہ ہوتی ہے - اور چونکہ متمدن اقوام ہمیشہ غیر متمدن باشندوں کے مقابلے میں ذہنی حیثیت سے بلند پایہ ہوتی ہیں ، اسلیے انکے افراد بھی نسبۃً نہایت ذکی الحس ہوتے ہیں ، اور ایسے ادنی سے ادنی واقعات سے متلذذ یا متالم ہوتے ہیں ، جنکے وقوع کی غیر متمدن افراد کو خبر تک نہیں ہوتی -

کسی مہذب یورپین کے نرم و گداز بستر پر حقیف شکن بھی اگر رہجاتی ہے ، تو وہ چیں بہ جبیں ہوجاتا ہے ، لیکن ہندوستانی دہقان بلا تکلف فرش خاک پر لیٹ رہتا ہے ، اور اسکی پیشانی پر ہلکی سی ہلکی شکن کا نشان بھی نہیں ہوتا -

متمدن ممالک میں ہلکے سے ہلکے عمل بالید کے لیے ہوشیار سے ہوشیار ڈاکٹر ، اور بہتر سے بہتر انتظامات درکار ہوتے ہیں ، اسکے مقابلے میں وحشی قبایل کے افراد بلا کسی ساز و سامان کے بلا تکلف اپنے ہاتھ ، پیر ، اور دیگر اعضاے جسم کاٹ ڈالتے ہیں -

عوام اس طرح کے واقعات کو طبقۂ اعلی کے تصنع پر محمول کرتے ہیں - حالانکہ یہ صحیح نہیں - تمدن کی بلندی کے ساتھہ ، احساسات کا نازک و دقیق ہوجانا بھی لازمی ہے -

ایک اور وجہ متمدن افراد کے زیادہ متاثر عن الحساسات ہونے کی یہ ہے کہ چونکہ آن میں عقل ، دور اندیشی ، اور پیش بینی زیادہ ہوتی ہے ، اسلیے بہ نسبت وحشیوں کے وہ نتایج اعمال کا اندازہ انکے وقوع سے بہت پیشتر کرلیتے ہیں ، اور اسی لیے وقوع واقعات سے بہت پیشتر ہی وہ حظ یا کرب سے متاثر ہونے لگتے ہیں - فرض کرو کہ ایک بکری ذبح کرنے کے لیے ہم نے خرید لی ، مگر چونکہ وہ اپنی قسمت سے ناواقف ہوتی ہے ، عین ذبح ہونے کے وقت تک اسے کوئی غم نہیں ہوتا - برخلاف اسکے جس انسان کو پھانسی کا حکم سنا دیا جاتا ہے ، وہ اسی وقت سے گھلنے لگتا ہے - اسی طرح جوں جوں انسان تمدن اور عقل و علم میں ترقی کرتا جاتا ہے ، اسی کے ساتھہ ساتھہ وہ اپنے آلام و لذات ، دونوں کے اسباب بھی بڑھاتا جاتا

گذشتہ نمبر کی آخر میں مطور متن قوت ، ارادہ اور احساسات کے تعلق پر بحث کرتے ہوے ظاہر کیا گیا ہے کہ انسان کے تمام افعال ارادیہ حس لذت و الم کے تابع ہوتے ہیں - اسکے متعلق ایک ضروری نوٹ شائع ہونے سے رہگیا تھا جو درج ذیل ہے :

بعض موجودہ علماء نفس کو اس کلیہ ہی سے بالکل انکار ہے ، اور تعجب ہے کہ پروفیسر جیمس جیسا دقیق النظر عالم نفس بھی انکا ہم زبان ہے - یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ افعال انسانی کا ایک بڑا حصہ اسی کلیہ کی ماتحتی میں انجام پاتا ہے ، جیمس ایک خطیبانہ انداز میں کہتا ہے

" کون شخص حسد کی لذت کے لیے حسد ، اور غصب ناک ہونے کے استلذاذ سے غضبناک ہوتا ہے ؟ کون شخص نشہ چھوڑنے کی تکلیف رفع کرنے کی غرض سے چھوڑتا ہے ؟ کون شخص غم و غصہ اور خوف کی حالت میں حصول لذت کے لیے انکی مقاومت حرکات کا مرتکب ہوتا ہے ؟ " (پرنسپلز آف سایکالوجی جلد ۲ - ۵۵۰)

لیکن غرض یہ ہے کہ یہ حرکات ، اور نیز افعال عادیہ ہمارے ارادے ہی سے معلوم ہی کب ہوتے ہیں ؟ یہ تو افعال اضطراری ہیں ، جو بلا قصد ہم سے از خود سرزد ہوجاتے ہیں - حالانکہ احساس حظ و کرب کا دایرۂ عمل نہ حیثیت محرکات ایمال ارادی تک محدود ہے - یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ محرکات افعال صرف موجودہ احساسات ہی نہیں ہوتے ، بلکہ احساسات کے تصورات بھی ہوتے ہیں - (مدیر)

پھر اگر ہم نے محض خدمت حرمین کا عہد کرلیا اور ایک رقم ماہوار یا سالانہ اسکے لیے نکالدی ' تو گو یہ بہت اچھا کیا ' اور کئی حیثیتوں سے مفید ہوگا ' لیکن کیا اس سے ہمارے تمام اُن امراض کا علاج ہوجاے گا ' جنھوں نے صدیوں سے ہمارے جسم کو کھوکھلا رکھا ہے ' اور اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ :

کیں خستہ اگر دیر زید ' شام بمیرد !

کہا جاتا ہے کہ اسلامی حکومتوں کا خاتمہ ' اور ترکی کا بدرجۂ قصوی انحطاط ایک ایسا واقعہ ہے ' جس نے حرمین شریفین کی حفاظت کو خطرے میں ڈالدیا ہے ' پس اب صرف اسلیے آنکھ اٹھنا ہونا چاہیے - اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جاے کہ ہمارے لیے صرف یہی ایک کام علاج اصلی ہے ' تو سوال یہ ہے کہ اس مقصد کو بھی کیونکر حاصل کرینگے ؟ ہمارے پاس دو ہی چیزیں ہونگی - یا ممبروں کا عہد یا انجمن کے خزانے کا روپیہ ' عہد و قرار توپ و تفنگ کا کام دے نہیں سکتا ' اور روپیہ لیکر حماة اور واپس نہیں ہو سکتے - پھر :

چیست یاراں طریقت بعد ازیں تدبیر ما ؟

فرض کیجیے کہ اگر تمام مسلمانان ہند نے حرمین شریفین کی جگہ آج ایڈریا نوپل کی (مسجد سلیم) کی حفاظت و خدمت کا عہد کرلیا ہوتا ' اور اس کام سے ایک مدد بھی ایکے پاس مہیا ہوتا ' تو کیا ایڈریا نوپل کو وہ بچالیتے ؟

ایام جنگ میں ہم نے جو کچھ مالی مدد دی ' وہ نتائج کی محتاج نہ تھی - کیونکہ وہ جنگ ' اور اسلام و صلیب کے مقابلے کا وقت تھا ' اور بغیر فکر نتائج و عواقب ' ہمارا فرض دینی و جہادی یہ تھا کہ جو کچھ بن پڑے ' اس سے دریغ نہ کریں - آج بھی جبکہ مہاجرین کے مصائب کے حالات ہمارے سامنے ہیں ' ہمارا فرض دینی ہے کہ انکی اعانت کریں - اور یہ اعانت کچھ اس بنا پر نہیں ہے کہ اس سے مصائب اسلامی کا خاتمہ ہوجاے گا -

لیکن جبکہ ہم آیندہ کیلیے انتظام کرنا چاہتے ہیں ' جبکہ مسلمانان عالم کا مستقبل ہمارے سامنے ہوتا ہے ' اور جبکہ آیندہ کی حفاظت کے نام سے ہم قوم کو دعوت دیتے ہیں ' تو ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہر قدم پر نتائج و عواقب امور کا لحاظ رکھا جاے ' اور اس وسیلۂ فوز و فلاح کی جستجو کریں ' جسکے حاصل ہوجانے کے بعد ' آیندہ کیلیے ان مصائب کے نزول و ہجوم کا قطعی سد باب ہوجاے -

کعبہ کی خصوصیت

حاجی بہ رہ کعبہ رواں گیں راہ دیں سست
خوش می رود ' اما بہ مقصود نہ ایستد

پھر صرف " خدمت کعبہ " کی خصوصیت سے بھی میں متفق نہیں ہو سکتا - یہ سچ ہے کہ آج تریہ ضرورت مسلمانوں میں تنظیمات عمل (آرگنائزیشن) کی ہے ' اور مسلمان کعبے ہی کی حفاظت کیلیے اسلامی ممالک کی بقا کے بھی خواہشمند ہو سکتے ہیں ' مگر ضروری ہے کہ اسی وقت اسکی تشریح بھی کردی جاے - تاکہ ہمتیں پست ہوجائیں ' اور تمام موجودہ قوتیں اسی دائرے میں سمٹ آئیں کہ " صرف حدود کعبہ و مدینہ کی حفاظت ہی ہمارا فرض ہے اور بس " -

جو کچھ کہہ رہا ہوں ' بہتر تھا کہ آپ اسے سمجھتے - میں بغیر کسی اندیشہ و تامل کے اپنے عقیدے کا اعلان کردینا چاہتا ہوں ' اور حیات ملت کا یہ ایک اساس قویم ہے ' جس سے اگر آج غلطی کی گئی تو عجب نہیں کہ اس دور مصائب و نا امیدی میں بے ہمت دلوں کیلیے کوئی سہارا باقی نہ رہے -

بقیۂ شذرات

أفلا تتقون ؟ مصر کی مجلس ہلال احمر نے محمد تک کو مسلمانان ادرنہ (ایڈریا نوپل) کی موجودہ حالت کا اندازہ کرنے کے لیے بھیجا تھا - اُن کا بیان ہے کہ ادرنہ میں چالیس ہزار مسلمان اس وقت ایسے درد انگیز حالوں میں ہیں کہ تن ڈھانکنے کو کپڑا ' اور سد رمق کو دن رات میں ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں - چار ہزار مسلمان زخمی پڑے ہیں ' اور ۲۶ - ہزار قیدی ہیں - مناستر میں ۱۵ - ہزار ' سلانیک میں اس سے بھی زیادہ - اور تمام مقدونیہ کے ستم رسیدہ و بے خان و ماں اسلامی آبادی کا شمار دو ایک لاکھ سے بھی زائد ہے - یہ وہ بے سرو سامان لوگ ہیں ' جن میں اتنی بھی سکت نہیں رہی کہ ظالموں کے دست ستم سے چھوٹ کر قسطنطنیہ تک اپنے آپ کو پہونچا سکیں اور وہاں اُن کے لیے کوئی انتظام ہو -

اس حالت میں اگر کوئی درد رسیدہ و دردمند دل ان بلا کشان صلیب کی اعانت کے لیے کوئی تدبیر سوچتا ہے اور اس کے مطابق کام کا آغاز کردیتا ہے ' تو اس پر تعریضیں ہوتی ہیں کہ ترک خود اپنے بھائیوں کی امداد سے معصر ہیں تو ہم کیوں یہ بلا اپنے سر لیں ؟ :

و اذا قیل لهم : انفقوا مما رزقکم الله ' قال الذین کفروا للذین امنوا أنطعم من لو یشاء الله اطعمه ؟ ان انتم الا فی ضلال مبین (۳۶ : ۳۸)	جب اُن سے کہا گیا کہ " خدا کی دی ہوئی روزی سے خرچ کرو " تو منکروں نے ایمانداروں کو جواب دیا : " کیا ہم ایسے کو کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو آپ کھلا دیتا ؟ تم لوگ تو صریح گمراہی میں پھنسے ہو جو ایسا کہتے ہو "

فرنگی سلطنتیں

وای بر ریشے کہ آں را از نمک مرہم کنند

خوش ہیں کہ باب عالی نے ایشیاے کوچک کے متعلق نظم و نسق میں اصلاحیں منظور کرلی ہیں ' جن کا اہم پہلو یہ ہے کہ یہ پورا ملک چھہ صوبوں پر تقسیم کیا جائیگا - ہر صوبہ کا انتظام چھہ ممبر اور ایک گورنر کے متعلق ہوگا جو سب کے سب گورنمنٹ کے ملازم سمجھے جائینگے ' اور جن میں ایک ثلث فرنگی ہونگے - اس کمیشن کے ذمے چار مختلف شعبوں کی نگرانی ہوگی - (۱) عدالت - (۲) تعلیم - (۳) پولس - (۴) رفاہ عام - حندارمہ (جنگی پولیس) ہر صوبہ کے لیے علحدہ علحدہ ہوگی ' جس کے سرکاری (کمیشنڈ) و غیر سرکاری (نان کمیشنڈ) افسر فرنگی ہوا کرینگے - فرانسیسیوں نے پچھلے تین سالوں میں معاملات اس طول کو ایک طرح اپنے ہات میں لے لیا ہے - گورنمنٹ کا کوئی ایسا محکمہ نہیں ہے جس میں ایک نہ ایک فرانسیسی کارفرما یا کارکن نہو - اس مداخلت کے سرخیل جنرل برمن ہیں ' جن کی حسن خدمت کے ترک بھی معترف ہیں - وہ ترکی گورنمنٹ کے فرائض ملازمت بھی ادا کرتے ہیں ' اور در پردہ فرانس کا نفوذ و رسوخ بھی بڑھاتے رہتے ہیں - اس تمہید مداخلت کی بنا پر انگلستان نے تسلیم کرلیا ہے کہ فرانسیسی افسروں کے علاوہ اور جتنے افسر ہونگے ' سب انگریز ہونگے ' یعنی اتحاد برطانیہ و فرانس ' جو مصر و مراکش کے متعلق پہلے سے قایم ہے ' اب مشرق صغیر بھی اُسی سلسلہ میں منسلک ہو جائیگا !!

مرہم از الماس می جویند ہر جاں فگار
وای بر ریشے کہ آں را از نمک مرہم کنند !

عوائد کی عملی تدابیر، تو اولاً نہ اس بحث کے چھیڑنے کا یہ موقع نہیں، دوسرے ہم اسکی کسی قدر تفصیل اپنے ایک علحدہ مضمون میں کرچکے ہیں]

حس لذت و الم کا ایک اہم فرق

(۶) آلم کی طرح لذات کبھی تیز و شدید نہیں ہوسکتیں - دیکھا ہوگا کہ شدید درد کی حالت میں ساری رات کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور کسی پہلو کل نہیں پڑتی - فرط غم کی حالت میں پچھاڑیں کھاتے ہیں اور سینہ کوبی کرتے کرتے اپنے نفس ہلکان کر ڈالتے ہیں، لیکن فرط مسرت میں کبھی یہ بے تابی اور بیقراری طاری ہوتے نہ دیکھی ہوگی - اسکی وجہ ظاہر ہے - انبساط نام ہے اعصاب کی معتدل ورزش کا، اور اس پر انبساط کا اطلاق اسی وقت تک ہوسکتا ہے، جبتک کہ اس میں اعتدال ہے، اور جہاں انبساطی کیفیت حدود اعتدال سے متجاوز ہوئی، وہ انبساط نہیں رہتی، بلکہ بجائے خود ایک کرب و الم ہوجاتی ہے - اطمینان، سکون، چین، کل، راحت، کے حدود مقرر ہیں، لیکن اضطراب، بیقراری، بیچینی، بے کلی، کرب کی کوئی انتہا نہیں ہوسکتی -

وجدان

احساس کا نظریہ مع اسکی اہم تعریفات کے بیان ہو چکا - اب دو لفظوں میں صرف یہ کہدینا باقی ہے کہ احساس، جسکے دو رخ ہیں ایک حظ اور انبساط کا، دوسرا کرب و انقباض کا، وجدان کی مبدل اولیں کا نام ہے - وجدان جسوقت تک سادہ، بسیط اور مفرد حالت میں ہے، احساس کہلاتا ہے اور جب پیچیدہ، مرکب اور مخلوط شکل اختیار کر لیتا ہے، تو جذبے کے نام سے موسوم ہوتا ہے - گویا احساسات، جذبات کے عناصر و مفردات ہیں - یعنی جذبات کی جب تحلیل کی جاتی ہے، تو آخرکار وہ احساسی کیفیات ہی پر آکر ٹھہر جاتے ہیں - جذبات کی ماہیت، اور مہمات جذبات کی مفصل تشریح، آئندہ ابواب کا موضوع ہے -

الہلال

یہ مضمون کتاب کا ایک ٹکڑا ہے، اور امید ہے کہ اسکے اور ابواب بھی شائع ہوں - مسٹر عبد الماجد اُن معدودے چند تعلیم یافتہ ارباب علم میں سے ہیں، جنکو تصنیف و تالیف اور تراجم علمیہ سے ذوق ہے - ان ابواب کی اشاعت سے انکا مقصود یہ ہے کہ طرز تحریر اور اسلوب بیان کے متعلق اگر ارباب علم مشورہ دیسکیں، تو قبل از اشاعت کتاب اس سے فائدہ اٹھائیں، مگر مجھے اسمیں شک ہے کہ لوگ اس طرح کے مضامین کو غور سے پڑھنے اور رائے دینے کی زحمت گوارا کرینگے -

بالفعل صرف ایک امر کے طرف اشارہ کردینا ضروری ہے - مضمون میں جا بجا " حس لذت و الم " کو " حظ و کرب " سے تعبیر کیا ہے، اور اسی کو بصورت اصطلاح عنوان میں بھی جگہ دی ہے - لیکن اسکے لیے " لذت و الم " ہی کے الفاظ زیادہ موزوں اور صحیح تھے -

اول تو " حظ " کے معنی لذت کے نہیں بلکہ حصے کے ہیں (الحظ : النصیب، جمعہ حظوط) البتہ اردو اور شاید فارسی میں لذت کیلیے بولتے ہیں، لیکن باعتبار لغت غلط ہے، اور عربی میں تو اس معنی کا کہیں پتہ نہیں -

پھر جب " لذت " کا ایک لفظ پیشتر سے اسکے لیے موجود ہے، اور عربی میں ٹھیک ٹھیک اُسی مفہوم کو ادا کرتا ہے، جو مباحث علم النفس میں آپکا مقصود ہے، تو دوسرا لفظ کیوں تلاش کیا جائے؟ اردو میں لذت کا لفظ اپنے اصلی معنی سے ہٹ گیا ہے، اور مختلف موقعوں پر بولا جاتا ہے، لیکن عربی میں یہ ہمیشہ " الم " کے مقابلے میں لایا جاتا ہے، اور لغت میں اسکی تعریف " نقیض الالم " ہے -

" کرب " اور " الم " میں بھی فرق ہے - کرب صرف " حزن " کے معنوں میں آتا ہے، لیکن " الم " میں اس سے زیادہ وسعت اور تعمیم ہے

بقیہ شذرات

ہنا و ہناک

محمد شریف پاشا مصر کے ایک نامور دولتمند رئیس ہیں - ارض شام میں انہوں نے تین شاخ در شاخ ریلوے لائن جاری کرنے کی درخواست کی ہے -

(۱) ایک لائین عمرہ سے بیرسبع تک -
(۲) عمرہ سے یافا و بیت المقدس تک -
(۳) عمرہ سے مصر تک -

دو درخواستیں خود اہل شام نے بھی دی ہیں، جن میں ایک اجراء ریلوے اور ایک جہاز رانی کے متعلق ہے - ٹراموے کے لیے بھی ایک درخواست پیش ہوئی ہے، جو امید ہے کہ منظور ہوجائیگی -

مسلمانان شام کی اس پر آشوب حالت کا اندازہ کیجیے، کہ مظالم یورپ نے اُن کے دل پاش پاش کردیے ہیں، مگر بقائے حیات کی فکروں سے وہ اس حالت میں بھی غافل نہیں! نہ اس لیے کہ مظلوماں بلقان کا اُن کو درد نہیں ہے، بلکہ محض اس لیے کہ وقت فرصت سے فائدہ اٹھانے میں اگر پیش قدمی نہیں تو یہی اجارے فرنگی سرمایہ داروں کو ملجائینگے - لیکن ہندوستان کی حالت کسقدر افسوسناک ہے کہ تمام موارد ثروت پر غیر ہندوستانی قومیں قابض ہوتی جاتی ہیں، تاہم کسی ہندوستانی سرمایہ دار کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا، بر باوجود ورود مصائب کے، پھر بھی آنکھیں بند ہیں!

زر اعانۂ " اردوے معلے "

جناب محمد ناظم صاحب صدیقی رڑکوں سے لکھتے ہیں .

آپکے اخبار الہلال میں " اردو پریس علیگڈہ کی ضمانت " کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے، اُسکو پڑھکر بہت صدمہ ہوا اور اُسوقت اور بھی اضطراب پیدا ہوا، جب میرے ایک دوست مسٹر غلام جیلانی نے جو حال ہی میں علیگڈہ سے تشریف لائے ہیں اُن تمام امور کی تصدیق کی جو کچھ جناب حسرت موہانی کی غربت کا حال اپنے اخبار میں درج فرمایا ہے - واقعی ایک ایسے پریس سے دس ہزار کی ضمانت طلب کرنا سراسر ناانصافی ہے - ہملوگ اپنی حیثیت کے مطابق موجودہ احباب سے ایک ایک روپیہ جمع کرکے اپکی خدمت میں بھیجتے ہیں - آپ جسطرح چاہیں اس روپیہ سے حضرت موہانی کی امداد فرماویں - ہملوگ استدعا کرتے ہیں کہ آپ بہت جلد اسکے متعلق ایک باقاعدہ فنڈ قائم کردیں - ہملوگ کوشش کرکے جسقدر بھی روپیہ یہاں سے جمع ہوسکیگا، آپکی خدمت میں بھیجینگے -

جن صاحبوں نے ایک ایک روپیہ دیا ہے اُنکے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں :

مسٹر غلام جیلانی - مولوی امام علیصاحب - مسٹر رشید محمد مولوی شہاب خانصاحب - محمد ناظم صدیقی -

ہے ' اور اکثر حالات میں اصل واقعات مسرت و غم سے زیادہ ' ان چیزوں کا تصور خوش آیند یا روح فرسا ہوتا ہے (١) -

پھر محض انسان کی عمل و پیش بینی ھی نہیں ' بلکہ اسکی تمام تمدن زائیدہ صناعیاں و دستکاریاں ' ریل ' تار ' جہاز ' ہوائی جہاز ' و آلات جنگ ' جہاں ایک طرف اسکے اسباب راحت و مسرت میں اضافہ کرتے ہیں ' وہاں دوسری طرف اسکی تکلیف و بربادی کا سامان بھی اپنے اندر رکھتے ہیں -

(۴) مختلف احساسات ' معاشرت کی رفعت و قیمت کے لحاظ سے مختلف درجات میں رکھے جاسکتے ہیں -

ہمارے احساسات ' اگرچہ من حیث الاحساس ' سب کے سب مساوی درجہ کے ہوتے ہیں ' تا ہم بازار معاشرت میں انکی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں - بعض احساسات پست و ادنی خیال کیے جاتے ہیں - بعض بلند و اعلی ' اور بعض بلند تر و اعلی تر - یہ فرق مراتب ' محض اٹکل کی بنا پر نہیں ' بلکہ ایک خاص اصول کے ماتحت ہے - یعنی

> جو احساسات ' بقاے افراد و حفظ نوع سے براہ راست متعلق ہیں ' وہ ادنی درجہ کے ' اور جو اس سے صرف بعید و بالواسطہ تعلق رکھتے ہیں ' وہ اعلی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں - بہ الفاظ دیگر ' احساسات کی پستی و بلندی کا انحصار لوازم حیات سے علی الترتیب انکے قریب و بعید تعلقات رکھنے پر ہے

اس کلیہ کی توضیح چند مثالوں سے ہوگی - غور کرو نوع یا نسل کی بقا کا دار و مدار کس فعل پر ہے ؟ ظاہر ہے ' کہ عمل زوجیت پر ' لیکن یہ بجنسہ وہ فعل ہے ' جس سے تعلق رکھنے والے احساسات کا ذکر تک ہر مہذب سوسایٹی میں سخت معیوب خیال کیا جاتا ہے ' اور تمام الفاظ ' جو اس فعل کی جانب بعید اشارہ بھی کرتے ہیں ' " فحش " خیال کیے جاتے ہیں - اسکے بعد اُن افعال کا نمبر ہے ' جو اس عمل کے مقدمات کا کام دیتے ہیں - مثلاً یورپ میں کورٹ شپ - اس قسم کے افعال اتنے شرمناک نہیں خیال کیے جاتے - چنانچہ ہم علانیہ انکے متعلق گفتگو کرسکتے ہیں - تا ہم انکی حالت عمل پر شرم و حجاب کا پردہ پڑا رہتا ہے ' یعنی سوسایٹی اسکو جایز نہیں رکھتی کہ ان افعال کا وقوع علانیہ ہو - اس سے بھی آخر کرو افعال ہیں ' جنکا تعلق فعل بقاے نسل سے نہایت بعید ہوتا ہے - مثلاً عورت کا خارجی ذرایع ' یعنی لباس ' زیور وغیرہ سے اپنے تئیں دلفریب بنانا - ظاہر ہے کہ اس تزئین و آرایش کا مقصد محض نمایش ہوتا ہے ' تاہم اگر شوہر یا اُس خاص شخص کے علاوہ ' جسکے لیے یہ سامان کیا گیا ہے ' کسی اور شخص کی نظر اُس پر پڑ جاتی ہے تو سخت معیوب ہوتی ہے - غرض کہ جو احساسات بقاے نسل سے تعلق رکھنے والے افعال سے جتنا زیادہ وابستہ ہوتے ہیں ' اتنے ہی وہ پست و ادنی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں -

یہی حال اُن افعال کا بھی ہے ' جن پر افراد کی حیات کا انحصار ہے - خیال کرو کہ جسم کی تمام خارج کردہ کثافتوں ' یہانتک کہ ناک صاف کرنے اور تھوکنے کا ذکر بھی مہذب جلسوں میں کسقدر مکروہ و ناشایستہ سمجھا جاتا ہے ؟ رفتہ رفتہ جوں جوں شایستگی و نفاست مزاجی ترقی کرتی جاتی ہے (اور جسکا نمونہ ہمیں آج کل کی اونچے طبقے کی یورپین خواتین میں ملتا ہے) معدہ ' انتڑیاں ' شکم ' لبلبہ ' وغیرہ آلات ہضم کا نام لینا تک سخت بد تہذیبی خیال کیا جانے لگتا ہے - کھانا کھانے کا فعل ' بہ ظاہر اس اصول کے منافی معلوم ہوتا ہے ' اور بلا شبہ ایک حد خاص تک وہ اس کلیہ کے مستثنیات میں داخل ہے ' لیکن صرف ایک حد تک ' اس سے زاید نہیں - کھانا کھانے کی حالت میں دفعۃً کسی غیر شخص کا آ جانا ' کھانے والے اور آنے والے ' دونوں کو متحجب کر دیتا ہے - ہم خود جب کسی کھانا کھاتے ہوے شخص سے ملتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ اسکے کھانے پر ہماری نگاہ نہ پڑے - اسکے علاوہ ضیافتوں کے موقع پر اسکا خاص اہتمام رہتا ہے کہ کھانے والوں کی توجہ ' گفتگو وغیرہ دیگر مشاغل کی جانب مصروف رہے ' اور اعلی طبقوں میں غذا کے ذائقہ وغیرہ کا ذکر تک کرنا سخت بد مذاقی خیال کیا جاتا ہے - اس سے ظاہر ہوگا کہ کھانا کھانے کی مثال بھی کلیہ بالا کے معارض نہیں ' بلکہ ایک حد تک موید ہے -

اسکے مقابلے میں اُن مشاغل کو دیکھنا چاہیے ' جنکا قیام حیات سے نہایت بعید تعلق ہے ' اور جنہیں ہم صرف تفنن طبع کے لیے اختیار کرتے ہیں - مثلاً کسی قدرتی سینری (منظر) میں دریا نہر ' سمندر ' سبزہ زار وغیرہ ' یا کسی اعلی انسانی صناعی کو دیکھکر ' یا وہ احساسات جو سماع موسیقی سے پیدا ہوتے ہیں ' نہایت اعلی خیال کیے جاتے ہیں ' اور جن لوگوں کے یہ احساسات قوی ہوتے ہیں ' انہیں " صاحب ذوق " و " خوش مذاق " وغیرہ کا لقب دیا جاتا ہے -

استحالۂ احساس

(۵) بعض حالات میں ممکن ہے کہ انبساط ' انقباض ' اور انقباض ' انبساط کی شکل میں تبدیل ہو جائے -

احساس حظ و احساس کرب ' جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں ' چونکہ نام ہے کسی ذات اور اسکے ماحول کے درمیان علی الترتیب موافقت و غیر موافقت کا ' اور یہ بالکل ممکن ہے کہ جو شے پہلے ہمارے مزاج کے موافق تھی ' اب ناموافق ہوگئی ہو - یا جو پہلے ناموافق تھی ' اب موافق ہوگئی ہو - اس لیے انبساط کا انقباض میں ' اور انقباض کا انبساط میں تبدیل ہوجانا بھی بالکل ممکن ہے - جو لوگ بچپن میں کھیل کود ' اچھل پھاند پر جان دیتے تھے ' بڈھے ہوکر اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں - بعض غذائیں اب ہم رغبت سے کھانے لگے ہیں ' حالانکہ چند سال پیشتر انکی صورت سے بھی کراہیت آتی تھی - سردی کے موسم میں برف کو چھونا تک گوارا نہ تھا ' لیکن گرمیوں میں آتے ذوق و شوق سے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں - یہ تمام واقعات اسی کلیہ بالا کے تحت میں داخل ہوتے ہیں - اس " استحالۂ احساسات " کی حسب ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں :

(الف) ماحول میں تغیر - مثلاً موسم ' اور آب و ہوا وغیرہ کی تبدیلی -

(ب) ذات میں تغیر ' مثلاً عمر میں نشو و نما ' دفعۃً کسی مرض میں مبتلا ہوجانا ' یا اُس سے شفا پانا -

یہ دونوں صورتیں غیر ارادی ہوتی ہیں ' اور علی العموم دفعۃً ' لیکن جو صورت انسان کے تصرف و اختیار کے اندر ہے ' اسکا نام ہے :

(ج) مشق و تمرن ' یعنی ناموافق چیزوں کی تدریجی عادت کرکے انکو موافق بنا لینا اور انکا خوگر ہوجانا - [رہیں اکتسابی

(١) اسکا تجربہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں ہوا ہوگا کہ اکثر آیندہ مصایب کا تصور ' خود ان مصایب سے بڑھکر تکلیف دہ ہوتا ہے - غالب نے خوب کہا ہے :-

ے تکلف در بلا بودن بہ از بیم بلاست

قعر دریا سلسبیل و روے دریا آتش ست

اور بار بار یہ ظاہر کیا گیا کہ اسلام خود اپنے اندر جمہوریت اور مساوات کے اصول رکھتا ہے' اور یہ جو کچھ ہوا ' اسکی تعلیم کا اصلی منشاء اور اقتضا تھا ' مگر (انقلاب عثمانی) پر یورپ کے اخباروں ' وقائع نگاروں ' اور عام اہل قلم نے جسقدر تحریریں لکھیں ' مجھکو یاد ہے کہ اُن میں کوئی قلم ایسا نہ تھا ' جس نے شک و شبہہ کے ساتھہ بھی اِس بیان کے قبول کرنے میں تامل نہ کیا ہو - مسٹر (ای - ایف - نائٹ) جو عرصے تک یورپین ترکی کے متعدد مقامات میں رہ چکا ہے ' اور بقول خود سیکڑوں مسلمانوں کا دوست اور اسلامی معلومات کو ایک مسلمان سے بہتر جاننے والا ہے ' (سلطان عبد العزیز) کے واقعۂ عزل کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ہے :

" یہ یاد رکھنا چاہیے کہ گو بعض لوگوں کا ایسا خیال ہے کہ (سلطان عبد العزیز) کو اسکی نا اہلی اور نا قابل حکمرانی ہونے کی وجہ سے معزول کرنا قران کی تعلیم کے عین مطابق تھا ' مگر فی الحقیقت ایسا نہیں ہے ' اور پکے مسلمانوں کے عقیدے میں دستوری گورنمنٹ مذہباً قبول نہیں کی جاسکتی - البتہ نوجوان ترکوں کا یہ بیان ہے کہ اسلام ظلم و تعدی کو پسند نہیں کرتا ' اور اُس نے قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کا حوصلہ دلایا ہے - چنانچہ اب کچھہ مدت سے قران کی چند آیتیں بتلائی جاتی ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا ' اور جب لوگ اپنے کاموں کا باہمی مشورے سے انتظام کرتے ہیں تو خدا انکو اجر دیتا ہے " (Awakening of Terkey p. 8.)

مسٹر (نائٹ) اسلامی معلومات کی واقفیت پر نازاں ہیں مگر ہم کو معلوم ہے کہ مشرقی معلومات کے تبحر کا یورپ کی اصطلاح میں کیا مطلب ہے ' اسلیے انکا بیان چنداں قابل اعتنا نہیں ' لیکن پروفیسر (ویمبرے) جس نے ترکی کے قلب میں رہکر نشو و نما پائی ہے ' جو برسوں مسلمانوں کے قافلوں میں ایک مسلمان سیاح یقین کیا گیا ہے ' جو قران کی سورتوں کی عربی لب و لہجے میں تلاوت کرتا ہے ' اُس فتوے کا ذکر کرتے ہوے ' جو شیخ الاسلام نے سلطان عبد العزیز کے عزل پر لکھا تھا ' رقم طراز ہے :

" چونکہ تمام مذہبی کتابوں میں کھینچ تانکے تاویلیں کی جاسکتی ہیں ' اسلیے قران کی آیتوں کا ستی تیوشنل گورنمنٹ اور حریت و مساوات کی تائید میں بآسانی مل گئیں ' لیکن یہ تمام تدعیں دراصل یورپ سے حاصل کی گئی تھیں ' گو انکا منبع اسلام قرار دیا گیا ' اور پیغمبر اسلام کے اس قول سے کہ شاورهم فی الامر (اپنے معاملات کیلیے باہم مشورہ کرلیا کرو) پارلیمنٹ قائم کرنے کی تاکید ثابت کی گئی "

پھر ایک دوسرے موقعہ پر اسلام کو عام ایشیائی مطلق العنانی سے نا قابل استثنا قرار دیتے ہوے لکھتا ہے :

" کہا جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کے دور کے حکمراں ' عدل و انصاف سے متصف تھے - (خلیفۂ اول) نے منصب خلافت قبول کرتے ہوے مسلمانوں سے کہا " جب تک انصاف پر چلوں میرا ساتھہ دو ' اور اگر اسکے خلاف کروں تو ملامت کرو ' ....، جب تک میں احکام شریعت کی تعمیل کروں ' تم کو میری اطاعت کرنی چاہیے ' لیکن اگر تم دیکھو کہ میں بال برابر بھی راہ شریعت سے ہٹ گیا ہوں تو میرا کہنا ہرگز نہ مانو " (خلیفۂ دوم) کی نسبت بھی ایسا ہی کہا جاتا ہے .... جو مسلمان آجکل کی آزادانہ طرز حکومت پر شیفتہ ہیں ' وہ اس طرح کی بہت سی نظیریں پیدا کرکے مسلمان بادشاہوں کے عدل و انصاف کو ثابت کرنا چاہتے ہیں - اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ اسلام کے دور اول میں فرماں رواؤں کا یہی حال تھا ' تو بھی یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہی "

(Western Light and Eastern Lands Vol 3. p. 32)

اسکے بعد تاریخ اسلام کی اس مزعومہ عام شخصیت اور استبداد پسندی میں بعض فرمانرواؤں کا عدل و لیاقت سے اتصاف تسلیم کرتا ہے ' لیکن مثال میں بابر ' حسین مرزا ' اور ہمایوں و اکبر کے سوا ' تاریخ اسلام کے اس عظیم الشان ماہر کو ' اور کوئی نام نہیں ملتا ! و ذلک مبلغهم من العلم -

یہ یورپ کے ایک مشہور مستشرق کا خیال ہے ' اور گو " وشاورهم فی الامر " ہم کو پیغمبر اسلام کے اقوال میں نہ ملے ' مگر قرآن سے ڈھونڈھکر نکال سکتے ہیں ' اور اسکی اتنی واقفیت کو بھی غنیمت سمجھتے ہیں -

اسلام کے ماضی و حال کا جب مقابلہ کیا جاے گا ' تو اس طرح کے خیالات کا پیدا ہونا قدرتی ہے - ایک ضعیف و لب گور بیمار ' اگر اپنی صحت و توانائی کے عہد کی طاقت آزمائیوں کو بیان کرے تو عجب نہیں کہ سننے والے اُسکے نحیف و زار چہرے کو دیکھکر تسلیم کرنے میں متامل ہوں - مسلمان آج اپنے بڑھاپے کے انحطاط و اضمحلال میں مبتلا ہیں - انکے قوی مضمحل ہوچکے ' اور انکے چہرے پر رونق و شگفتگی کی جگہ ' افسردگی اور مردنی چھا گئی ہے ' پھر انکے " ذکر جوانی در عہد پیری " کو آج کون بغیر شک و شبہہ کے تسلیم کریگا ؟ گری ہوئی دیواروں اور شکستہ اینٹوں کا ڈھیر ممکن ہے کہ کبھی ایک قصر چہل ستون ہو ' مگر اس وقت تو ایک مٹی کے ڈھیر سے زیادہ نہیں ! !

مقامم دام بر کنجشک و شادم ' یاد آن ہمت
کہ گر سیمرغ می آمد بدام ' آزاد می کردم

* * *

تاہم جستجو کرنی چاہیے کہ اسلام کی جمہوریت اور آزادانہ روح کی نسبت آج جو کچھہ کہا جاتا ہے ' وہ یورپ کے اثر سے پیدا کی ہوئی تاویلیں ' اور انقلاب فرانس کی بخشی ہوئی حریت کا عکس مستعار ہیں ' یا خود (اسلام) اپنی روز پیدایش ہی سے اس روح کو اپنے اندر رکھتا تھا ' اور کیا نہ واقعی مسٹر نائٹ اور ویمبرے کے الفاظ میں " چند برسوں " کے نو زائیدہ خیالات ہیں ' یا تیرہ سو برس سے اسلامی دعوت و تعلیم کے صحائف و اسفار میں مدون چلے آتے ہیں ؟

ایک دوسرا گروہ

علاوہ بریں اس جستجو و تفحص کیلیے مذکورۂ صدر خیالات سے بھی بڑھکر ایک اور خیال محرک ہے -

اسلام کے متعلق یورپ اور مسیحیت کی مخالفت اندیشی عام ہے - اس نے ابتک جو کچھہ سمجھا ہے اور ظاہر کیا ہے ' وہ تمام تر مجموعۂ افترا و اکاذیب ہے - وہ اس جسم کے کسی خال و خط کے دیکھنے ہی میں غلطی نہیں کرتا ' بلکہ اُسکی نظر میں تو سرتا پا اسکی ہیئت و صورت مکروہ ہے - پس اگر اسلام کی تعلیم حریت کے متعلق وہ اس طرح کے خیالات رکھتا ہو ' تو یہ چنداں عجیب و مستبعد نہیں -

لیکن بدبختی یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کے سمجھنے میں ہمیشہ غیروں سے زیادہ خود اپنوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں -

گذشتہ دس سال کے اندر ایران اور ترکی کے اندر جمہوریت کی تحریکیں بار آور ہوئیں ' اور نظام حکومت شخصی استبداد حکمرانی کی جگہ دستوری و آئینی طرز حکومت پر قرار پایا - اس قسم کے انقلابات قدرتی طور پر امن و سکون حاصل کرنے کیلیے ایک زمانۂ ممتد کے محتاج ہوتے ہیں - بیمار آدمی کو گو بہتر سے بہتر نسخہ مل جاے ' مگر اسکے استعمال کے نتائج کیلیے انتظار ناگزیر ہے -

الحرية في الاسلام

(١)

منجمله ان مقاصد مهمه کے ' جنکے لیے الهلال شائع کیا گیا ' ایک مقصد اهم احرار اسلام کا باب تها -

اراده تها که منجمله مستقل ابواب مضامین کے ' یه باب بهی با لالتزام همیشه چند صفحات کا سرعنوان رهیگا ' اور اسکے نیچے تاریخ اسلام کے ماضي رحال کے وہ واقعات اور سوانح حالات درج هوا کرینگے ' جنسے غفلت پیشگان ملت کو اپنا حق پرستی و حریت روشی کا بهولا هوا خواب یاد آجاے گا -

لیکن اسکے لیے سب سے پہلے بطور دیباچه و توطیۂ مضامین کے ' ایک مبسوط تمہید کی ضرورت تهی ' تاکه اسلام اور حریۃ صحیحه کے رشتے کو نمایاں طور پر ظاهر کردیا جاے -

الهلال جلد اول کے دوسرے نمبر هی سے اسکا سلسله شروع کرنا چاها ' اور اسکي پہلی تمہیدي قسط " الحریۃ فی الاسلام " کی سرخی سے شائع بهی کي ' لیکن اسکے بعد سے آجتک که دوسري جلد کا اختتام درپیش ہے ' اسکے متعلق ایک حرف لکهنے کي مہلت نه ملی - احباب کرام نے بارها یاد دلایا ' اور بهولا نو میں نهي نه تها ' لیکن کیا کرتا که اپنی بساط میں زندگي اور زندگي کے اوقات کي ایک هي اینٹ تهي - کن کن عمارتوں کي دیواریں اس سے چنتا ' اور ایک هي پتهر کو کہاں کہاں لگاتا ؟

فرصت دیدن گل آه که بسیار کم است
و ارزرے دل مرغان ، چمن بسیار ست !

اب چاهتا هوں که الهلال میں یه سلسله بالالتزام شروع هو جاے - سب سے پہلے " اسلام و حریت " کے تعلق پر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالني چاهیے ' اور اسکے لیے سب سے پہلے قرآن کریم ' پهر احادیث صحیحه ' اور اسکے بعد آثار صحابۂ و تابعین ' اور تاریخ اسلام کے عام حالات و سوانحات سے مدد لیني چاهیے -

سلسلۂ بیان کیلیے ضروري تها که الهلال جلد (١) نمبر (٢) کا تمہیدي مضمون سامنے آجاے ' اسلیے آج کي اشاعت میں وہ مکرر شائع کیا جاتا ہے - اسکے بعد اصلی سلسله جو طیار و مرتب ہے ' شائع هونا شروع هو جاے گا -

و ما توفیقي الا بالله -

یا صاحبي السجن ! ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار ؟ اے یاران محبس ! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچها ہے یا ایک هي خداے قہار کے آگے جهکنا ؟ تم جو الله کو چهوڑ

ما تعبدون من دونه الا اسماء ' سمیتموها انتم و اباؤکم ما انزل الله بها من سلطان " ان الحکم الا لله " امر الا تعبدوا الا ایاه ' ذلک الدین القیم ' و لکن اکثر الناس لا یعلمون (١٢ : ٤١)

کر دوسرے معبودوں کی پوجا کر رہے هو تو یه اسکے سوا کیا ہے که چند نام هیں ' جو تم نے اور تمہارے پیشرؤں نے گهڑ لیے هیں ؟ حالانکه خدا نے تو اسکے لیے کوئی سند نہیں بهیجی - اے گمراہ هوا نفس کرو که تمام جہان میں حکومت صرف اس ایک خدا هی کیلیے ہے - اس نے حکم دیا ہے که صرف اسي کے آگے جهکو ! یہی دین اسلام کا سیدها راسته ہے لیکن افسوس که اکثر لوگ هیں جو نہیں سمجهتے !!

انسان کے تمام نوعی فضائل و محاسن اور علو و شرف کا اصلی منبع (توحید) ہے - اس کا اعتقاد انسان کو خدا کے آگے جسقدر تذلل و تعبد اور انکسار و ابتهال کے ساته جهکاتا ہے ' اتنا هی خدا کي پیدا کي هوئي تمام کائنات کے آگے سر بلند و مغرور کردیتا ہے - دنیا کي کوئي طاقت ' اور خدا کے سوا کوئي هستي ' اسکے دل کو مرعوب و محکوم نہیں کرسکتي - وہ ایک چوکهٹ پر سر جهکا کر ' اور تمام بندگیوں اور فرماں برداریوں سے آزاد هو جاتا ہے ' اور ایک کا هو کر سب کو اپنا بنا لیتا ہے -

(اسلام) اسی اعتقاد کی دعوت لیکر آیا ' اور (ان الحکم الا لله) کي صدا کے ساته حکومت ' خاندان ' نسب ' رسم و رواج ' اور تمیز قوم و مرزبوم کی وہ تمام بیڑیاں کٹ کر گر گئیں ' جنکے بوجهه سے نوع انساني کے پاؤں شل هوگئے تهے ' لیکن یه کتنے تعجب کي بات ہے که آج صدیوں سے اسکے پیرو اپنے اندر اس حریت نفس و تعلیم کا کوئي ثبوت نہیں رکهتے - انکے تمام اعمال یکسر نفس و اوهام اور انسان و اجسام کي غلامی و تعبد کا نمونه هیں ' اور وہ جس بیڑیوں کو کاٹنے آئے تهے ' اس سے زیادہ بوجهل بیڑیاں آج خود انکے پاؤں کا زیور هیں !!

بسوخت عقل ز حیرت که این چه بوالعجبی ست !

پهر کیا ایک هي علت دو متضاد نتائج پیدا کر سکتي ہے ؟ اور کیا تاریخ اسلام کے آغاز کے صفحے ' اسکے وسط و آخر کے مقابلے میں غلط اور پر فریب تو نہیں هیں ؟ اور اگر نہیں هیں ' تو کیا اسلام کی دعوت کي گهڑي ' چند ابتدائي سالوں هي تک کیلیے کوکی گئي تهي ؟

یه سوالات هیں ' جو قدرتي طور پر اس موقعه میں پیدا هوتے هیں -

گذشته نصف صدي سے عالم اسلامي کي نئي بیداري آزادي و حریت کے ولولوں سے معمور ہے - علی الخصوص پچهلے چهه سالوں کے اندر تمام اسلامي ممالک میں جمہوریت اور آزادي کي تحریکیں پیدا هوئیں ' ایران اور ترکی میں پارلیمنٹیں قائم هوئیں '

میں ایسے طلسموں کی عمر زیادہ نہیں ہو سکتی - دوسرے وقائع نگاروں نے بہت جلد واقعات سے پردہ اٹھا دیا ' اور ایک طرح کی قلمی جنگ واقعات بلقان کے متعلق چھڑ گئی - جبکہ یورپ ادنی کے میدانوں میں ہلال و صلیب معرکہ آرا ہو رہے تھے ' تو یورپ اقصی کے کاغذی میدانوں میں صدق و کذب اور حق و باطل بھی دست و گریباں ہونے لگے -

سب سے پہلے مسٹر بیٹ نے (نائین ٹینتھ سنچوری) میں ایک مضمون شائع کیا ' جسمیں ان تمام وقائع نگاروں پر نہایت سخت حملے کیے ' جو عسکر عثمانی کے همراہ تھے - اس مضمون کا جواب مسٹر جارج پلچر نے اسی رسالے میں میں شائع کیا - پھر اسی سلسلے میں مسٹر ولیم مکسول نے ایک پر مغز مضمون رسالہ مذکور میں شائع کیا - اس کے آغاز میں ان سوانح و وقائع پر بھی ایک سرسری نظر ڈالی تھی ' جو نامہ نگاروں کو جنگ سوڈان ' جنگ بوئر ' جنگ جاپان ' وغیرہ وغیرہ میں پیش آئے تھے - یہ مضمون کسیقدر طویل ہے - اسلیے اصل مضمون کے بدلے صرف اسکی تلخیص شائع کیجاتی ہے کہ بعض دلچسپ اور سبق آموز کوائف سامنے آجائیں گے
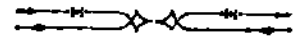
سنہ ۱۸۵۴ع کے بعد سے جنگ بلقان سب سے پہلی جنگ ہے ' جسمیں نامہ نگاروں کو معرکوں میں شرکت کی اجازت نہیں دیگئی - مگر اس باب میں ترکی اور ریاستہاے بلقان ' دونوں حق بجانب ہیں - اسلیے کہ گذشتہ زمانے میں نامہ نگاروں کی مراسلات کے پہنچنے اور شائع ہونے میں اتنا وقت صرف ہو جاتا تھا کہ اسکے بعد ان اطلاعات سے فریقین جنگ کسی حالت میں مستفید نہیں ہوسکتے تھے ' اور اسیطرح ان مراسلات کا فائدہ ایک تاریخی حد تک محدود رهتا تھا ' مگر اب حالات بالکل بدلگئے ہیں - نامہ نگار کی مراسلت اسی دن پہنچ جاتی ہے ' اور وصول اشاعت کے بعد سب سے پہلی شکست میں نکل جاتی ہے ' اور اسکو تمام دنیا کی طرح فریقین جنگ بھی پڑھسکتے ہیں -

پس اگر نامہ نگاروں کو معرکوں میں شرکت کی اجازت دیجاتی تو ان مراسلات کا اثر وقائع نگاری کی حد سے گذر کے جاسوسی کی حد تک پہنچ جاتا ' اور فریقین میں سے کوئی بھی اپنے ان مخصوص حالات کو پوشیدہ نہ رکھ سکتا ' جنکا اخفا اسکے مصالح کے نقطۂ نظر سے ناگزیر تھا -

یہ ایک ایسی بات ہے ' جسکو کوئی قائد بھی گوارا نہیں کرسکتا ' کیونکہ اس کا مقصد اپنے حریف کی شکست ہوتی ہے نہ کہ قارئین کی دلچسپی اور جرائد و صحائف کی گرم بازاری -

ماضی و حال میں ایک فرق یہ بھی تھا کہ گذشتہ زمانے میں نامہ نگاران جنگ کی جماعت مختصر ' منتخب ' اور کارداں افراد کا مجموعہ ہوتی تھی ' مگر اس زمانے میں برخلاف اسکے نامہ نگاروں کا ایک جم غفیر تھا ' جسمیں ہر طبقے اور ہر لیاقت کے لوگ تھے - ان نامہ نگاروں کی فوج گراں میں سے بعض نے تو اپنی خدمات بعض اخبارات کے لیے بلا معاوضہ محض اس شوق کی بناء پر پیش کردی تھی کہ وہ اپنی آنکھوں سے ان افسانہ ہاے غم کو ایکٹ (ممثل) ہوتے دیکھینگے ' جنکو نہایت عمیق شوق و ذوق کے ساتھ ہمیشہ اخبار و رسائل ' تاریخ ' یا ناولوں کے صفحات پر پڑھا کرتے ہیں -

بساط صحافت (نامہ نگاری) کے ان تازہ واردان جنگ میں بعض افراد تو اس درجہ اپنے فرائض سے ناواقف ہوتے ہیں کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اپنی مراسلت میں کیا لکھیں اور کیونکر لکھیں ؟ -

اس موقع پر مجھے وہ کہنگر یاد آتی ہے جو ایک اخبار کے مالک اور بہت بڑے صحافی میں ہوئی تھی - مالک اخبار پہلے قالین باف تھا - اسکے یہاں فرش بنے جاتے تھے ' مگر آدمی بلند حوصلہ تھا - اس نے ایک اخبار جاری کیا ' اور اسکی تحریر (اڈیٹری) کے لیے اس صحافی کی خدمات حاصل کر لیں - کچھ دنوں کے بعد مالک اخبار کو خود مضمون نویسی کا ولولہ اٹھا ' اور کاغذ کے چند صفحے سیاہ کرکے مالکانہ تحکم کے ساتھ ایڈیٹر کے حوالہ کیے - مضمون اس درجہ مہمل اور بے معنی تھا کہ ایڈیٹر اپنی راے کے ضبط کرنے پر قادر نہو سکا اور ردی کے ٹوکرے میں ڈال دیا - یہ دیکھکر مالک نے کہا :

" میں نے بہت سے مضامین دیکھے تھے اسلیے مجھے یہ خیال ہوا کہ اب میں بھی لکھسکتا ہوں "

نامہ نگار نے کہا :

" ہاں مگر میں نے بہت سے فرش پامال کیے لیکن مجھے تو کبھی یہ خیال نہ ہوا کہ اب میں خود بھی فرش بن سکتا ہوں " ! !

نامہ نگاروں کا یہ ازدحام دفعۃً نہیں ہوا ' بلکہ اس تدریجی اضافے کا نتیجہ ہے ' جو جنگوں کے توالی و تتابع کی وجہ سے عرصے سے ہو رہا ہے -

ام درمان (سوڈان) کی جنگ میں ہم لوگوں کی تعداد ۱۶ - تھی مگر اس پر بھی لارڈ کچنر نے کہا تھا کہ اب یہ تعداد اتنی ہو گئی کہ ایک پورا رجمنٹ ترتیب دیا جا سکتا ہے - مگر ان میں صرف ۹ - شخص پختہ کار نامہ نگار تھے - انہی چھ میں فریڈرک ولیرس بھی تھے جو بالآخر زخمی ہوے ' اور ہربرٹ ہاورڈ بھی تھے ' جنھوں نے اس راہ میں اپنی جان تک قربان کردی -

جنگ بوئر میں ہماری تعداد اور بڑھ گئی ' اور جنگ جاپان و روس میں تو اسقدر بڑھگئی تھی کہ پورا ایک لشکر جرار تھا - ہم میں سے بعض نے اپنی خدمات بغیر کسی معاوضۂ مالی کے پیش کی تھیں - جاپان سے جب کوریا جانے کے لیے روانہ ہوے تو ہم میں سے ۵۶ - آدمیوں نے فوج کے همراہ جانے کی درخواست کی - ان ۵۶ - میں ۳۳ - انگریزی اخبارات کے نامہ نگار تھے ' ۱۷ - امریکن ' ۲ - فرانسیسی - اتنے ہی جرمنی ' اور اطالی اخبارات کے تھے -

ہم انگریزی نامہ نگاروں کے قافلے میں ارباب صنعت و قلم کے علاوہ عام مضمون نگار ' معلم ' تاجر ' سیاح وغیرہ بھی تھے -

بلغاری جہاز اس لشکر مکاتبین کے لیے ہر روز نئی نئی کمکیں لاتے رہتے ' جنمیں سے کسی میں امریکہ اور کسی میں سوئزرلینڈ کی خاتونیں بھی ہوتی تھیں -

بلغاری فوج کے همراہ کتنے نامہ نگار تھے ؟ مجھے اسکا صحیح علم نہیں - کیونکہ ان لوگوں کے صوفیا پہنچنے سے پہلے ہی میں نے صوفیا چھوڑ دیا - لیکن تخمیناً سو سے تو کسی طرح کم نہ ہونگے - انمیں سے بعض فوجی افسر بھی تھے - ان فوجی افسروں نے عجیب تماشہ کیا - ایک طرف تو عراقی سپاہیوں کے مقابلے میں اس بنا پر امتیاز کا دعوی کیا کہ وہ نامہ نگار ہیں ' اور دوسری طرف نامہ نگاروں کے مقابلے میں بعینہ یہی دعوی اتنی تبدیلی کے ساتھ دہرا دیا کہ وہ فوجی افسر ہیں ! !

ان میں سے اکثر بزرگ و سالار تجربہ و اعتبار ' دونوں حیثیتوں سے اس خدمت کے لیے تیار نہ تھے -

بد قسمتی سے ان دونو حکومتوں کو ناگہانی انقلاب کے قدرتی نتائج' اختلال و اعتشاش ' اور اجانب کے فشار و ہجوم سے مہلت نہ ملی' اور اسکے بعد ہی بربادیوں اور تباہیوں کا ایک سلسلہ غیر منقطع شروع ہوگیا - علی الخصوص دولت عثمانیہ ' جو موجودہ جنگ کی بربادیوں سے بالکل نیم جاں ہوگئی ہے -

علم نگاہیں جو انقلاب حکومت سے نتائج عاجلہ کی منتظر تھیں' انہوں نے دیکھا کہ نتائج مطلوبہ ایک طرف' انقلاب کے بعد تو پچھلی حالت بھی قائم نہ رہسی' اور بربادیوں کا ایک سیلاب عظیم ہر طرف سے امنڈ آیا - بظاہر ہر مقدم واقعہ' موخر کی علت ہوتا ہے ' اسلیے بہتوں نے یقین کرلیا کہ یہ تمام بربادیاں صرف دستوری حکومت کے نتائج ہیں' اور پھر اس الزام سے اسلام کو بچانے کیلیے یہ سمجھہ لیاگیا کہ اسلام صرف شخصی حکومت ہی کا محرز ہے' اور " مشورہ " اور " شوری " سے حکومت دستوری مقصود نہیں - یا ہے بھی تو وہ کوئی اور شے ہوگی جسکی ہمیں خبر نہیں - کم ازکم دستوری نظام حکومت کو تو اس سے کوی تعلق نہیں !!

اسطرح وہی اسلام' جو کل تک شخصیت کا دشمن اور حکومت مستبدہ کا قامع یقین کیا جا تا تھا' اور اسکے لیے قرآن کریم کی آیات سے استدلال کیا جاتا تھا' ترکی اور ایران کے حوادث کے بعد آئین و دستور کا اعدی عدو مخالف ہوگیا !! وما لہم بہ من علم' ان یتبعون الا الظن' وان الظن لا یغنی من الحق شئیا (۵۳ :)

آج ہندوستان کے مسلمانوں میں شاید نصف سے زیادہ اخبار بیں طبقہ اسی غلطی میں مبتلا ہے -

لیکن فی الحقیقت یہ ایک نہایت خطرناک گمراہی ہے - اسلام اگر حریت و جمہوریت کا حامی ہے ' تو اسکے لیے وہ ترکی اور ایران کے تجربے کا محتاج نہیں ' اور اگر مخالف ہے' تو مدحت پاشا یا جمال الدین کی تحریک اسکو حامی نہیں بنا سکتی - پھر ہم کو اسلام کے متعلق ایک محکم فیصلہ کرلینا چاہیے - وہ ایک تعلیم ہے - کوئی پیچیدہ راز نہیں ہے - اسکی تعلیم کی جو حقیقت ہمارے سامنے ہوگی' وہ ہمیشہ قائم رہیگی ' خواہ تمام دنیا کی جمہوری حکومتیں غارت ہوجائیں' خواہ دنیا سے شخصیت و استبداد کا نام و نشان ہمیشہ کیلیے مٹ جاے -

کوئی تعلیم تجربے کی ناکامی کی ذمہ دار نہیں ہوسکتی - تجربہ حالات و حوادث اور اپنے اطراف و ما حول سے وابستہ ہوتا ہے' پس دنیا میں کبھی کامیابیاں ہوتی ہیں' کبھی ناکامیاں - لیکن قانون اور تعلیم کی حقیقت ہمیشہ غیر متزلزل ہوتی ہے -

کچھہ حرج نہ تھا اگر لوگ ایران اور ترکی کے انقلاب پر معترض ہوتے' کچھہ مضائقہ نہ تھا اگر وہ وہاں کے حامیان دستور پر لعنت بھیجتے' اور وہاں کے رجال انقلاب کی سختی سے سخت مذمت کرتے - اسلام کے احکام اسکے پیروؤں کی غلطیوں سے ملوث نہیں ہوسکتے' اور اسلام کی کس تعلیم کا آج ہم نے اپنے تئیں نمونہ

المکاتیب الحربیہ

یعنی وقائع نگاران جنگ

موجودہ تاریخ حرب کا ایک صفحہ

اثر مسٹر ولیم - نامہ نگار ڈیلی میل (لندن)

دنیا کی تمام مشہور جنگیں اپنے اندر چند ایسی خصوصیتیں ضرور رکھتی ہیں' جو انکے لیے علت شہرت و باعث تذکرہ ہوتی ہیں - مگر بیسویں صدی کی صلیبی جنگ گونہ گوں خصائص و مزایا کا ایک طول طویل سلسلہ ہے' اور ان خصائص میں ایشیاء کے لیے عموماً اور عالم اسلامی کے خصوصاً سب سے زیادہ سبق آموز پہلو' یورپ کے خصائل و عقائد کی بے نقابی ہے' جس نے مسیحی عصبیت کے تمام خال و خط نظارہ گیان عالم کیلیے نمایاں کردیے -

غالباً لفٹنٹ ونگنر اولین وقائع نگار جنگ کے لیے مزید تعارف کی ضرورت نہیں' کیونکہ انکی روپوشی کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا - قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ آغاز جنگ میں لفٹنٹ مذکور کی سحر کار پنسل نے فتوحات بلغاریہ کا ایک طلسم باندھا تھا' مگر اس غبار کہربائی و بخار

[بقیہ مضمون پہلے کالم کا]

نمایا ہے کہ اس امر خاص میں ہمارا عمل اسکی تعلیم کا آئینہ ہو ؟ لیکن مصیبت یہ ہے کہ سرے سے جمہوریت اور نظام شوری ہی کو اسلام کا ضد اور مخالف بتلایا جاتا ہے' اور اس طرح اسلام کی دعوت و تعلیم کے متعلق (کہ پیشتر ہی سے غلط فہمیوں اور غلط اندیشیوں میں ملفوف ہے) ایک نئی اور نہایت سخت تاریکی پھیلائی جا رہی ہے -

حالانکہ اسلام کو شخصی حکومت کا حامی بتلانا ایک ایسی اشد شدید ضلالت ہے' جسکا تصور بھی اسکے دامن حریت پرور کیلیے معصیت کبری سے کم نہیں -

پس ضرور ہے کہ اس غلط فہمی کا ' اسکے ترقی و اشاعت سے پہلے انسداد کیا جاے - نہ کہ حوادث و آلام کا موجب اس نادانوں کو اسلام کے متعلق ایک سخت ضلالت اندیشانہ عقیدے پر استوار کردے - اسکا توکچھہ غم نہیں کہ ترکی اور ایران کے رجال انقلاب کے متعلق دنیا کیا سمجھتی ہے ؟ البتہ اسلام کے دامن عصمت پر جہل و تاریکی اور ظلم و استبداد کی حمایت کا دھبہ گوارا نہیں کیا جاسکتا :

من و دل گر فدا شدیم' چہ باک ؟
غرض اندر میاں سلامت اوست

وثایق و حقایق

اقتراعیات

یعنی سفرجٹس

میونسپل کمشنری کے لیے مسوری میں ایک لیڈی کے انتخاب نے ہندوستان میں بھی اقتراعیات انگلستان (حقوق طلب عورتوں) کی یاد تازہ کردی ہے -

روزانہ تاربرقیوں میں ایک دو تار ان عورتوں کے متعلق ضرور ہوتے ہیں - انکے سرفروشانہ عزائم اور جاں نثارانہ اقدامات کے حالات فی الحقیقت نہایت عجیب وغریب ہیں -

جس قوم کے افراد رجال " حقوق طلبی " کے معنی سے نا آشنا ہوں ' انکے لیے ان عورتوں کی حقوق طلبانہ جاں بازیوں کی حقیقی قدر اندازہ نہیں کی جاسکتیں -

قوم کو مجبور کیا جائے کہ وہ حقوق طلب عورتوں کی خواہشوں کے آگے سر تسلیم خم کردے -

اس راہ میں کسی سخت سی سخت قربانی سے بھی جو کوئی زندہ وجود کرسکتا ہے ' انہیں انکار نہیں - وہ وزیر اعظم (مسٹر ایسکویتھ) پر حملہ کرتی ہیں ' مظاہرے (ڈیمانسٹریشن) نکالتی ہیں ' پولیس سے لڑتی ہیں ' ایوان حکومت کو گھیر لیتی ہیں ' بم چلاتی ہیں قید ہوتی ہیں ' قید خانے میں فاقے کرتی ہیں ' پارلیمنٹ کی چھت میں اپنے تئیں لٹکا دیتی ہیں ' اجلاس شروع ہوتا ہے تو مسئلۂ اقتراع کی ضرورت پر انقلاب آمیز تقریریں کرتی ہیں -

شہنشاہ (جارج خامس) کی سواری جا رہی ہے ' ایک اقتراعیہ دوڑکر گاڑی روک لیتی ہے ' گھوڑوں کے آگے فرش راہ بن جاتی ہے ' اور بالاخر بادشاہ اتر کر اس کی مزاج پرسی کرتے ہیں -

اس سے بھی زیادہ یہ کہ ۴ - جون کو بھی پارک وڈ (?) آمریں جماعت بریڈ فورڈ (لندن) کے قریب ایک عالیشان عمارت میں آگ لگا دیتی ہے ' جس سے دو لاکھ دس ہزار روپے کا نقصان ہوتا ہے -

خوش طلبیدے ست ' بیا تا همه بیمار شوم !

شکسپیر کا ایک مشہور ڈراما ہے Tamin gof the Shrew - حال میں لندن کے ایک تھیٹر نے سفرجٹ عورتوں کی دست درازیوں کو اسکے بعض مناظر میں نہایت خوبی سے دکھلایا ہے - اس تصویر میں جس دن ڈراما ڈرامے کی بیمار و شوخ چشم عورت بنی ہے ' اور اپنے آخری امیدوار کی جوتے سے مزاج پرسی کر رہی ہے !

یہ بحث بالکل الگ ہے کہ جو طریقہ ان عورتوں نے اختیار کیا ہے اور جو ہمیشہ ایسی جماعتیں اختیار کرتی ہیں ' وہ کس درجہ قابل تحسین وتقلید ' اور کہاں تک موجب اختلاف ہے ؟ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ راہ حق طلبی میں جو ولولہ و استقلال اور استحکام و ثبات یہ عورتیں ظاہر کر رہی ہیں ' کیا ایشیا کے مردوں کیلیے ان میں کوئی عبرت اور بصیرت نہیں ہے ؟

اگر یورپ کے جاں فروش مردوں کے حالات ہمیں بیدار نہیں کرتے تو حیف ہے اگر وہاں کی عورتوں کی قربانیاں بھی ہمارے لیے تازیانۂ عبرت نہوں !

حقوق طلب عورتوں کی تحریک اگرچہ عرصہ سے ہے ' مگر فدائی عورتوں کے اعمال کا سلسلہ سنہ ۱۹۰۵ سے شروع ہوتا ہے ' جبکہ سر هنری کیمبل بنیر مین وزیر اعظم ہوے تھے - اس مطالبت کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو ' ملک کے قانون ' امن ' نظام ' اور سکون میں خلل ڈالا جاے ' اور اپنی جانوں کی قربانیاں کرکے

پبلک کا یہ حال ہے کہ آب رسانی کے دو منبع (ریزروائرس) خراب کر دیے ہیں ' پانی کا رنگ بدل گیا ہے اور اسمیں سمیت آگئی ہے ' مجبور ہوکر سلسلۂ آبرسانی کو بند کردینا پڑا ہے -

کوئنس ہال کے جلسے میں مسٹر چرچل تقریر کرنا چاہتے ہیں مگر اقتراعیات کے شور و غوغا سے ناچار ہوکر رک جاتے ہیں -

شہنشاہ کی تصویر جو مسٹر بیلی کی ماہرانہ بداعت نگاری کا بہترین نمونہ ہے ' رائل اکاڈیمی کے وسط ایوان میں آویزاں تھی ' اسکی صورت بگاڑنے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے ' اس لیے ملکہ الیگزنڈرا بے بس ہوکر ۶ - جون کو اکاڈیمی سے تصویر واپس منگالیتی ہیں -

اس قسم کے بے شمار واقعات ہر روز پیش آتے رہتے ہیں ' حکومت ذلیل ہے ' امن عامہ میں خلل آگیا ہے ' قانون کی بے عزتی ہوتی ہے ' تعزیرات بے اثر ہیں ' یہ سب کچھ ہے مگر وزراء اعظم کا ایک بڑا حصہ اس جد وجہد میں عورتوں سے ہمدردی رکھتا ہے ' خود سر لائڈ جورج بہادر (وزیر خارجیۂ برطانیہ) جنکا طرز عمل مشرق کی آزادی کا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوتا آیا ہے ' پارلیمنٹ کے

پھر کس اعتماد پر آئے تھے ؟

صرف اس امید پر ، کہ وہ بلغاری قوم کی خدمت کے لیے جا رہے ہیں ، اسلیے حکومت اور قوم ، دونوں انکا خیال کرینگی ! !

اقوام کے اختلاف کے ساتھہ نامہ نگاران جنگ کے ساتھہ برتاو بھی بدلتا رہا ہے -

جنگ ام درمان (سوڈان) میں پہلے تو لارڈ کچنر نے نامہ نگاروں کو شرکت کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ، حالانکہ وہ خود (اسٹینڈرڈ) کے نامہ نگار تھے ، مگر جب لارڈ روزبری نے سفارش کی تو پھر اجازت دی گئی - مگر احتساب مراسلات میں کسی طرح کی تنگ گیری نہیں کی - کیونکہ فوج انگریزی ہی تھی -

اسوقت محتسب مراسلات سر فرانسس ونگیٹ تھے -

کہا جاتا ہے کہ نامہ نگاروں کو روکنے کے لیے جنگ روس و جاپان میں جاپانیوں نے بعض وسائل اختیار کیے تھے ، مگر یہ بالکل غلط ہے - میرے علم میں کوئی ایسی قوم نہیں جس نے جاپانیوں سے زیادہ نامہ نگاروں مدارات کی ہو ، یا جنکے قوانین متعلقہ نامہ نگاران جنگ ، جاپانیوں کے قوانین سے زیادہ معقول ہوں - موخر الذکر قوانین میں اگر کوئی عیب تھا (بشرطیکہ یہ عیب ہو) تو صرف یہ کہ وہ قابل نامہ نگاروں کو شرکت کی اجازت دیتا تھا ، اور نا قابل نامہ نگاروں کو محروم رکھتا تھا - لائق نامہ نگاروں کے واسطے ہر ممکن الرویۃ معرکے کے دیکھنے کے لیے جاپانیوں نے ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائیں - نگرانی میں غیر مناسب سختی نہ تھی - مراسلات کا وہ حصہ ہرگز حذف نہیں کیا جاتا تھا ، جسکی اشاعت اصولاً جائز تھی ، گو بعض مصالح خصوصیہ کے خلاف ہو -

نامہ نگاروں کے انتخاب کا طریقہ بھی معقول تھا - ہر امیدوار کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنی حکومت کے سفیر کی ایک تحریر پیش کرے ، جسمیں اس بات کی شہادت دی گئی ہو کہ یہ شخص کم از کم ایک سال تک کسی اخبار کے دفتر میں کام کرچکا ہے ، یا معروف صحافی ہے -

اگر امیدوار اور سفیر میں اختلاف ہوتا تھا تو اسکا فیصلہ اس حکومت کے متعلق کر دیا جاتا تھا جسکی طرف نامہ نگار اپنے آپ کو منسوب کرتا تھا -

ان اصول پر انتخاب میں ۵۶ - امیدوار کامیاب ہوے - ان میں سے پہلی فوج کے ساتھہ ۱۶ - گئے ، جنمیں ۸ - انگریز ، ۶ - امریکی ، ایک فرانسیسی ، اور ایک جرمن تھا - دوسری فوج کے ساتھہ ۲۰ - گئے - ان میں ۱۱ - انگریز ، ۶ - امریکی ، ایک فرانسیسی ، ایک جرمن ، اور ایک اطالی تھا - تیسری فوج کے ساتھہ بھی ۲۰ - نامہ نگار گئے ، جنمیں ۱۴ - انگریز ، اور ۶ - امریکی تھے -

کون کس فوج کے ساتھہ جائے ؟ اسکا فیصلہ قرعے کے ذریعہ کیا گیا تھا - حکم یہ تھا کہ جس کا نام جس فوج کے ساتھہ نکلے ، وہی اس کے ساتھہ رہے -

ایک امریکی نامہ نگار اس تقسیم پر راضی نہ ہوا ، اور اس کے خلاف احتجاج (پروٹیسٹ) کرنے کیلیے ایک مشہور امریکی مصنف اور ایک دوسرے مشہور انگریزی مصور کو اس نے راضی کرلیا ، مگر نتیجہ یہ نکلا کہ ایک فوجی افسر آیا اور اس نے نامہ نگار کو اطلاع دیدی کہ ایک گھنٹے کے بعد ٹوکیو کے لیے یہاں سے ٹرین روانہ ہوگی ، ضرور ہے کہ تم اسی ٹرین میں روانہ ہوجاؤ ! !

بلغاریا اور نامہ نگاران جنگ

مگر جنگ بلقان کی حالت اس سے بالکل مختلف تھی -

جاپانیوں نے تعداد کو قلیل رکھی تھی اور اہل لیاقت و کفایت کے انتخاب کا اصول کسی قدر سخت ضرور تھا ، تاہم ایسا ہی دانشمندانہ بھی تھا - لیکن بلغاریوں نے دو افسروں کے اعتراض کرنے کے باوجود ، صرف اس خوف سے آلٹن انتخاب کو نظر انداز کردیا ، کہ اگر یہ لوگ (جو جنگ کے متعلق دنیا کی معلومات کا سرچشمہ ہیں) ناراض ہوگئے ، تو ہمارے اسرار و خفایا کو بے نقاب کردینگے ، اور یورپ کی شعوب و امم کی اس ہمدردی کو نفرت سے بدل دینگے ، جو غیر معمولی فرزانگی و ہوشیاری کے ذریعے حاصل کی گئی ہے -

بلغاریا نے اپنے مصالحۂ مخصوصہ کی بنا پر چاہا کہ نامہ نگاروں کی دو جماعتیں کردی جائیں - ایک جماعت پہلے جائے اور دوسری اسکے بعد - جو جماعت کہ بعد کو بھیجی جانے والی تھی ، اس نے اس تجویز پر نہایت سختی سے اعتراض کیا - چونکہ بلغاریا کا مقصد عمل پہلے ہی سے نامہ نگاروں کی رضا جوئی تھا ، اسلیے اعتراض کی وجہ سے پہلی تجویز مسترد کردیگئی ، اور تمام نامہ نگاروں کو صوفیا سے لشکر گاہ تک ایک ساتھہ جانے کی اجازت ملگئی -

اسوقت نامہ نگاروں کی تعداد سو کے قریب تھی -

اس کاروان مکاتبین میں سے ۱۰ - اشخاص کو تیسری فوج کے ساتھہ جانے کی اجازت دیگئی - ان میں کرنل رنکنگ نامہ نگار ٹائمس مسٹر فرانک میں نامہ نگار مورننگ پوسٹ ، اور نامہ نگار ڈیلی میل کے علاوہ تین روسی نامہ نگار بھی تھے ، جنمیں دو فوجی افسر تھے اور ہمیشہ اپنے رسمی لباس میں رہتے تھے -

فرانسیسی نامہ نگار بھی شامل ہوگئے تھے اور ان میں بھی دو فوجی افسر تھے -

لیکن قرق کلیسا ، لولو برغاس ، اور چتلجا کے معرکوں میں خود بلقانی ریاستوں کے نامہ نگاروں میں سے صرف ایک ہی شخص تھا ! !

لفٹننٹ (ویگنر) کا دعوی ہے کہ وہ تیسری فوج کے ساتھہ گئے تھے ، اور مصنفانہ تاریخ نگاری کے پردار پر انھوں نے اپنے مشاہدات قلمبند کیے ہیں ، مگر اصل واقعہ یہ ہے کہ تیسری فوج کے ساتھہ ایک بھی آسٹروی نہ تھا - آسٹریا اور جرمنی کے نامہ نگار تیسری فوج کی ہمراہی سے اسلیے عمداً روکدیے گئے تھے کہ وہ بلغاریوں کا طریقۂ جنگ نہ دیکھہ سکیں -

خوش قسمتی سے میں بھی ان لوگوں میں سے تھا ، جنکو اجازت تھی کہ جس فوج کے ساتھہ وہ چاہیں ، جا سکتے ہیں -

جب میں (مصطفی پاشا) پہنچا تو افسر فوج نے اپنی فوج کے ہمراہ جانے کی مجھے اجازت نہ دی - یہ افسر خوش مشرب تھا - اس نے ایک بار میری دعوت بھی کی تھی - میرے پاس رؤساء ارکان جنگ کا صریح اجازت نامہ بھی موجود تھا - با ایں ہمہ مجھکو اجازت نہ ملسکی ، اور کہا گیا کہ یہاں ٹھیرے رہنا ناگزیر ہے -

بسا اوقات اسطرح کے غیر اختیاری معاملات میں کشود کار کسی ایسی صورت سے ہوجاتی ہے جسکا ہمیں خیال بھی نہیں ہوتا - اسی اثنا میں بلغاری فوج میں دو پروفیسر بھیجے گئے ، جنمیں سے ایک مدرسۂ حربیہ کا معلم تھا ، اور دوسرا صوفیا کی یونیورسٹی کا - یہ دونوں احتساب مراسلات جنگ پر مامور کیے گئے ، اور انھیں حکم ملا کہ چتلجا روانہ ہوجائیں -

راستہ دشوار گزار تھا اور سواری کوئی نہ تھی - صرف میرے اور کرنل رنکنگ کے پاس موٹر کار تھی - یہ حالات دیکھکر ہم نے فرصت کو معلوم کرلیا ، اور ان پروفیسروں سے کہا کہ اگر وہ ہمیں فوج کے ہمراہ جانے کی اجازت دیدیں تو ہم انکو اپنی موٹر پر چتلجا پہنچا دینگے -

الہي ناو کمک کي صورت میں نمودار ہوئی - فوج نظامي کا پہلا ریجیمنٹ آگیا ' اور عزیز بک نے اسکو اطالیوں کے میمنہ پر پلٹ پڑنے کا حکم دیا وہ حرکت نہایت کامیاب ثابت ہوئي -

معاً دشمن کے پیر اکھڑنے لگے - عین اسوقت جبکہ دشمن کے قدم پیچھے مڑ رہے تھے ' ایک توپخانہ بھی آگیا ' جسمیں چار زود کار اور بہت بھاري توپیں بھی تھیں -

اسوقت تک مجاہدین کی مثال ایک ایسے چھوٹے سے قافلے کی تھی ' جسکو بھیڑیوں کے ' ایک بہت بڑے گلے نے گھیر لیا ہو ' اور وہ انہیں اپنے پاس آنے سے روک رہا ہو - مگر توپخانے کے پہنچتے ہی فوج میں ترتیب عسکری پیدا کی گئی ' اور اسکے بعد جنگ کی بجھتی ہوئی آگ کو اس زور سے ہوا دی کہ پھر شعلے بھڑکنے لگے -

کامل ۱۱ گھنٹے تک یہ ہنگامہ بپا رہا - ۱۱ - گھنٹے غالباً باشندگان عیش آباد (روما) کے صبر و ثبات کی بڑی سے بڑی عمر ہے ' اور سچ یہ ہے کہ وہ اسمیں معذور بھی ہیں - کیونکہ اس وقت جو کچھہ ہو رہا ہے ' وہ انکی " حرج الارض " کا ایک معجزہ ہے ورنہ آگ میں نہانا پیکران حسن کا کام نہیں -

اب ہر اطالی اس طرح مبہوت و مدہش تھا ' گویا موت مجسم سامنے کھڑي ہے ' اور اسکی عزیز ترین متاع یعني " حیات " کے لینے کے لیے ہاتھہ بڑھا رہی ہے - پیمانہ لبریز ہو چکا تھا - چھلکنے کے لیے صرف معمولی ٹھیس کي ضرورت تھی - ایک پر ازخروش صداے اللہ اکبر نے یہ خدمت انجام دی - اطالیوں نے بدحواسي کے عالم میں بھاگنا شروع کیا - مجاہدین نے انکے پیچھے گھوڑے ڈالدیے - دباتے ہوئے دور تک چلے گئے - اطالي جب اپنے استحکامات میں گھسگئے تو مجبوراً واپس آجانا پڑا - مجاہدین کرام میں ۷۰ - مجروح اور ۳۰ - شہید ہوئے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین -

اطالیوں کے نقصانات کی تفصیل یہ ہے کہ مجاہدین کو غنیمت میں ۴ - پہاڑي توپیں ' ایک متوالدور قسم کی توپ ' - ۵ - سو بندوقیں اور بتعداد کثیر ذخیرہ جنگ ملا - ۵۰ - آدمی گرفتار ہوے - جنمیں گارہویں ریجیمنٹ کا لفٹننٹ (میبر جیلو) بھی ہے - گو اطالی مقتولین کی صحیح تعداد معلوم نہیں ' مگر لفٹننٹ (میبر جیلو) کے اس بیان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ " اسکي صفوں کے آگے جو ریجیمنٹ لڑ رہا تھا ' اس کا بیشتر حصہ تباہ ہو گیا - " !

یورپ کہتا ہے کہ مسیحیت رحم کی تعلیم دیتي ہے ' اور اسلام قساوت و سنگدلی کی - مسیحی رحم کا نمونہ تو تم اطالی کیمپ اور بلقستان میں دیکھہ چکے ہو - اب اسلام کی سنگدلي کي داستان بھی سن لیں -

یہ پچاس انسان یا درندہ نما ہیں ؟ غارتگران وطن ' اعداء حرم ' دشمنان اسلام ' اور قاتلین شیوخ و شبان و نساء و اطفال ' مگر این ہمہ بطل غیور عزیز بک حکم دیتا ہے کہ تمام زخمی قیدیوں کا علاج کیا جائے ' مردے دفن کیے جائیں ' اور اسیر لفٹننٹ خاص میرے ساتھہ کھانا کھائے ' ! ع بیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا ؟

اطالیوں کا عام قاعدہ ہے کہ اپنی شکستوں کو چھپاتے ہیں ' مگر یہ شکست اسقدر شدید تھی کہ گو سرکاري طور پر اسکی پوری اہمیت کا اعتراف نہیں کیا گیا ' تاہم اتنا مان لیا گیا ہے کہ لفٹننٹ مانول مارتینی زخمی ' اور لفٹننٹ میبر جیلو گرفتار ہو گیا ہے - چار توپیں بھی عربوں نے لے لی ہیں -

شکست کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جنرل ابی سے استعفا لے لیا گیا ہے ' اور اسکی جگہ جنرل گریوتي مامور ہوا ہے -

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند

کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین

(۹)

آپ کي اپیل در بارہ اعانۂ مہاجرین ترکی الہلال مورخہ ۲۱ - مئی کو دیکھہ کر قلب کی جو حالت ہوئی ' اسکو نہ تو خود اپنی زبان سے بیان کر سکتا ہوں ' اور نہ زبان قلم ہی کو اتني قوت ہے کہ اسکو ظاہر کر سکے - اپیل کو پڑھکر دلی خواہش یہی ہوئي کہ اگر خدا استطاعت دیتا تو انکا پورا بار اپني گردن پر لے لیتا ' مگر اپنی شومي قسمت کو کیا کروں کہ صرف تنگدست ہی نہیں بلکہ تہید ستوں کی جماعت میں زندگي بسر کرنے کے لیے پیدا ہوا ہوں ' اور اسی جماعت میں انشاء اللہ خاتمہ بھی ہوگا - بہر کیف سر دست مبلغ چار روپیہ اعانۂ مہاجرین ترکی کے لیے بذریعہ منی آرڈر روانہ کرتا ہوں ' اور بقیہ چار روپیہ انشاء اللہ اس مہینہ کا مشاہرہ پا کر روانہ کرونگا ' لیکن حضور ایسا ہرگز خیال نہ فرمائیں کہ میں اسکے صلے میں ایک برس مفت الہلال لینا چاہتا ہوں ' اور مجھہ پر کیا منحصر ہے شاید کوئی مسلمان جسکے دل میں کچھہ بھي جوش اسلام ہوگا اسکو قبول نہیں کر سکتا - میرے خیال کے بموجب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے وقت میں اپنا ہاتھہ بڑھائے نہیں بلکہ اپنے مصیبت زدہ و آفت رسیدہ بھائی بہنوں کی مدد کرے -

میري یہ خواہش نہیں ہے کہ حضور میرے اس خط کو اپنے قیمتی پرچہ میں جگہ دیں ' لیکن اگر حضور کي خواہش ہو تو مجھے کوئي عذر بھی نہیں ' لیکن نام میرا نہ ظاہر کریں -
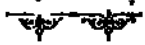
مجھے امید ہے کہ آپ میري اس حقیر تحریر کو کسي گوشہ اخبار میں جگہ دیکر ممنون فرماوینگے - آج اخبار مشرق میں آپکا مضمون دربارہ اعانہ مہاجرین قسطنطنیہ نظر سے گذرا - دل بھر آیا کہ کیونکر ان لاکھوں بے خانماں مہاجرین کی امداد کیجائے ؟ چنانچہ یہ تحریک جناب بابو یتیم محمد خانصاحب رئیس موضع نیمہیاں ضلع گونڈہ کي خدمت میں پیش کیگئی - ممدوح جو ایک دردمند دل رکھتے ہیں ' اور ہونہار پر جوش اور ہمدرد نوجوان ہیں ' اس خبر موحش کا انکے دل پر کمال اثر ہوا - اور فوراً مبلغ دو سو بیالیس روپیہ سات آنہ براے اعانت مرحمت فرمایا - اور وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالی وقتاً فوقتاً اور جو مدد میرے امکان میں ہوگی دیتا رہونگا - رو مذکور آج کی ڈاک سے آپکے نام روانہ کیا جاتا ہے - جس پرچہ اخبار میں یہ مضمون شائع ہو - اسکی ایک کاپی جناب بابو یتیم محمد خانصاحب رئیس موضع نیمہیاں ڈاکخانہ پچپڑوا ضلع گونڈہ کی خدمت میں روانہ کیجائے - والسلام

شیخ عبد الوحید قنوائي ہیڈ مدرس اسکول پچپڑوا ضلع گونڈہ

مخدومنا دام برکاتہم

پس از تسلیم ملتمس ہوں کہ جناب نے جو الہلال میں مظلومین و مہاجرین ترکي کی اعانت کیلیے تیس ہزار روپیہ کا اعلان کیا ہے شاید اس گرانبہا ایثار کي مثال اس وقت بدشواري سے مل سکیگی ' کیونکہ ہماري قوم کي ناقدري سے اسلامي اخبارات کی جیسي کچھہ

ارزار طرابلس

پہلے افتتاح کے موقع پر اقتراعیات کی حمایت میں تقریر کرتے ہیں - تیس برس سے مسٹر ایسکویتھ کے ساتھ اُن کے دوستانہ تعلقات ہیں ' مگر اُنہیں کسی بات کی پروا نہیں ہوتی ' علانیہ مخالفت کرتے ہیں ' اور عورتوں کو حق اقتراع دینے کے خلاف مسٹر ایسکویتھ نے جو روش اختیار کر رکھی ہے ' اُس کو پوری وضاحت سے قابل ترمیم بتلاتے ہیں !!

وہ مردانہ وار قید خانے میں جاتی ہیں ' اور بخوشی خوشی اسکے مصائب جھیلتی ہیں - قید خانے میں عہد کر لیتی ہیں کہ بالکل بھوکی پیاسی رہینگی ' اور اس طرح اپنی جان دیدینگی ' لیکن جرم کا اعتراف نہ کرینگی - مشہور اقتراعیہ مس کرالسٹیبل پانکھرسٹ بارہا قید خانے جا چکی ہے - جیل کے ڈاکٹر کو ربر کی نالیاں حلق میں اتار کر غذا پہنچانی پڑی ' مگر اس نے اپنے میثاق جاں فروشی کا روزہ کبھی نہیں توڑا - مجبور ہو کر پولیس نے بارہا رہا کر دیا - اب پھر قید خانے میں ہے -

پولیس کی کیا ہستی ہے ؟ فوج تک انکے ہاتھوں عاجز آگئی ہے - وہ مرد نہیں عورتیں ہیں - اسلحہ و آلات جنگ انکے پاس نہیں - ہلاکت اور بربادی کی قوتوں پر دسترس نہیں - دولت و شوکت اور فوج و جمعیت ' کوئی بھی کارفرما قوت اپنے ساتھ نہیں رکھتیں - چند جوان اور بوڑھی عورتیں ! جنس نازک و ضعیف کی ایک جمعیۂ محقرہ ! چند نا تمام مشورے ' اور کمزور ہستیوں کی ایک باہمی سازش !! لیکن با ایں ہمہ ایک طرف انکی صف ہے ' اور دوسری طرف حکومت اور ملک مع اپنی فوج و آلات جنگ کے ' اور مع اپنے قواے عظمت و جبروت کے صف آرا ہے - برسوں گذر گئے ' لیکن ابتک شکست و فرار ' عجز و اعتراف ' اور تذلیل و تصغیر کے سوا انہیں کچھ نصیب نہیں !!

غور کیجیے کہ حقوق طلبی کے مرشئے کے دل و جگر کیسے قوی ہیں ؟ یہ چند کمزور عورتوں کے دل گردے نہیں ہو سکتے کہ گھوڑ دوڑ کے میدان میں پادشاہ کے گھوڑے کو روکنے کی کوشش کریں ' اور پھر اسکے نیچے آکر جان دیدیں - یہ کوئی دوسری ہی روح ہے جو انکے اندر کام کر رہی ہے

هم از غالب حریفی هاے حسن است
که یک عالم حریف کردہ نیست

چند نازنینان عشوہ طراز نے ایک پورے ملک کے امن کو خطرے میں ڈالدیا ہے !!

خوش طبیبے ست ' بیا تا همه بیمار شویم

اس حالت پر کئی حیثیتوں سے نظر ڈالی جا سکتی ہے - یورپ نے مردوں اور عورتوں کے حقوق عامہ میں جس غیر طبیعی مساوات کا دعوا کیا ہے ' اگر آج اسپر عمل کا وقت آیا ہے تو اسے پیٹھ نہیں دکھلانی چاہیے - حالات کا لازمی نتیجہ یہی تھا جو ہوا ' اور جبکہ ان حقوق طلبیوں میں کامیابی ہوگی (اور ایسا ہونا ضروری ہے) تو اسکے بعد یورپ کے نظام عائلہ و معیشۃ منزلی کے امراض اجتماعی و ادبی کے ظہور کا آخری دن ہوگا :

ابھی تو تلخی کام و دہن کی آزمایش ہے !

ایک فتح عظیم

نا کام حملۂ اطالیہ

جنرل رائی کا استعفا

اطالی غارتگران طرابلس خود حملہ آور ہیں ' مگر آغاز جنگ سے انہوں نے اپنا انداز یہ رکھا ہے کہ گویا خود محصور ہیں ' اور انکا فرض مدافعت سے زیادہ نہیں - و قذف فی قلوبهم الرعب ' فریقاً تقتلون و تأسرون فریقاً (۳۳ ۲۴)

بیشک انکے اعمالنامے میں حملوں کا بھی ایک عنوان ہے ' مگر یہ حملے ان خروج سے مختلف نہیں ' جو محصورین شدائد محاصرہ سے اکتاکے کردیا کرتے ہیں -

۱۶ - مئی کو اطالیوں نے ایک حملہ کیا تھا - اس حملے کی مفصل تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے -

درنہ سے ایک نامہ نگار لکھتا ہے

" مجاهدین کرام کی ایک جماعت درنہ کو گھیرے پڑی ہے - صبح کا وقت تھا - رات کی خاموشی کے بعد ابھی ہنگامۂ عمل بپا نہیں ہوا تھا کہ مجاهدین نے اپنے آپ کو جنرل ممبرنی کے زیر قیادت ۱۲ - ہزار فوج میں گھرا ہوا پایا - صبح کا وقت ' پہلے سے علم نہیں ' دشمن سر پر ' مگر با ایں همه سپہ سالار عام (عزیز بک) نے ثبات قلب سے اس خبر کو سنا ' اور سنتے ہی فوراً تیاری کے لیے مجاهدین کی مختلف جماعتوں کے نام اوامر و احکام صادر کردے - تفتیش حال کا کام اہم اور دشوار تھا ' اسلیے اسکو خود اپنے لیے رکھا -

آفتاب طلوع ہو رہا تھا کہ عزیز بک تفتیش کے لیے روانہ ہوگئے - نقطہ (عین المنصورہ) تک اطالیوں کے آنے کی خبر نہ تھی ' اسلیے انہوں نے اپنے همراہ زیادہ فوج نہیں لی - مگر جب آگے بڑھے تو ۱۲ - ہزار انسانوں کا ایک سیلاب رواں نظر آیا -

دونوں فوجیں رو در رو کھڑی ہوگئیں ایک طرف مٹھی بھر انسان تھے ' دوسری طرف ایک لشکر جرار ' مگر فتح و شکست کا مدار قلت و کثرت ہی پر نہیں بلکہ اس شجاعت و بسالت ' صبر و ثبات ' جوش غیرت و شوق شہادت پر ہے ' جو زندہ مومن کی صفات اصلیہ ہیں ' اور جنکی وجہ سے تاریخ اسلام کے ابتدائی عہد میں ایک مسلم اور دس حملہ آور یکساں سمجھے جاتے تھے -

عزیز بک اس سر دستۂ قلیلہ کو لیکے اس انسانی سیلاب کے راستے میں کھڑے ہوگئے ' اور اپنے کمال عسکری کے محیر العقول کرشمے دکھانے لگے -

اطالیوں کی آتشباری نے کارزار کو آتشکدہ بنا دیا ' مگر عزیز بک مع اپنے مجاهدین کے اس آتشکدے میں کھڑے جواب دے رہے تھے - آتشباری کی شدت نہایت شدید تھی - ممکن تھا کہ انسانی کمزوری صبر و ثبات پر غالب آجاتی ' مگر غالباً جسقدر ابتلاء و امتحان ہو چکا تھا وہ نا کافی نہ تھا - فتح و ظفر کی گھڑی قریب آرہی تھی کہ دفعتہ

[۱۹]

مسیحا مکسچر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دواخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیم، اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھہ کلٹیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز آسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھہ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
" چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المشتہر ریورنڈ ڈاکٹر

ایم - ایس - عبد الغنی کھمسہ - ۲۲ و ۷۳

کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

---

[۲۰] ریویو اف ریلیجنز - یا مذاہب عالم پر نظر

اردو میں ہندوستان اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - ان کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا یہی ایک پرچہ ہے جس کو ہوست مشس دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک آراؤں کا اقتباس حسب ذیل ہے :—

البیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنز سے بہتر پرچے کسی زبان میں شایع نہیں ہوئے - اس کے زور آور مضامین پر علم و فضل کو ناز ہے -

کریسنٹ لورپول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں - ان کی تردید میں نہایت ہی عالمانہ مضمون اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر ویب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہی رسالہ ان روکوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت نے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویوز - لنڈن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۳ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ آنہ - اردو ۲ آنہ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہئیں ٭

حالت ہے وہ تو ظاہر ہي ہے' اگر ہماري قوم کے اعلي طبقه کے حضرات اس طرف متوجه ہوجاتے توکچهه زیاده دشواري نه تهي - میں بہت هي کم درجه والوں میں ہوں ' افسوس عدم استطاعت اس کار خیر میں جناب کا کچهه زیاده هاتهه بٹانے کي اجازت نہیں دیتي ' سردست ایک ھنڈوي ایکسو - تیس روپیه کے اس مقصد کے لیے خدمت والا میں پیش کرتا ہوں' اسکے عوض میں آپ الہلال کا ایک پرچه ذیل کے پته پر ایک سال کیلیے روانه فرمائیں - باقي روپیه امداد مہاجرین ترکي میں روانه فرمادیں - میرا نام اوراس کا اعلان لفرمایاجاے اخبار میں بهی درج نفرمایا جاے

(از رامپور)

قبل اسکے میري اهلیه مبلغ تیس روپیه اعانه مہاجرین میں داخل کرچکي هیں ' وہ مجهه سے پوچهتي هیں که ۴ - جون والے پرچه میں اس کي اشاعت نہیں کي گئي' نہیں معلوم اصلي مقام پر روپیه پہونچا ہے یا نہیں -

مبلغ یکصد اور چوده روپیه ۱۲ - آنه بذریعه مني آرڈر ارسال خدمت کرتا ہوں - دوسري قسط انشاء الله العزیز پرسوں تک خدمت والا میں روانه کي جاویگي -

جناب اقدس ! الہلال کو دیکهکر اعانه مہاجرین سے چشم پوشي کیجاے کیا معني ' چنانچه اپني استطاعت کے مطابق حاضر ر پیشکش خدمت عالي کیا گیا - یه بهي ضرور عرض کرونگا که یه رقم حقیر خدا جانے کس صورت سے ارسال کي گئی - اشارۃ یوں خیال فرما لیجیے که ایک طالبعلم جوکه دوسرونکا دست نگر ہے اوسکا تحفه محقر ہے -

مبلغ ۳۳ - روپیه براے مہاجرین ترک ارسال ہے ۸ - آنه میں اخبار الہلال دیکهنے کي ضرورت نہیں ہے میں قبل سے الہلال کي پوري قیمت دیکر خریدار ہوں -

خواجه محمد خلیل عفي عنه

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیه

(۲)

نام	پائي	آنه	روپیه
جناب محمد علي صاحب طالبعلم اسلامیه اسکول گوجرانواله	-	-	۱
جناب محمد عبد الحق صاحب مختار - ارہ	-	-	۲
جناب غلام نظام الدین حیدر صاحب	-	-	۲
جناب زیک - اے - هاشمي صاحب دیوبي لشکر آگرہ بتقریب شادي	-	-	۲۵
جناب محمد یوسف صاحب ارگوگها	-	-	۲
جناب عبد الله خانصاحب سب انسپکٹر تهانه بهول مظفر نگر	-	-	۱۰
جناب منشي مصطفی خانصاحب	-	-	۷
جناب منشي عبد الباطن صاحب علوي	-	-	۵
مستورات اهل کانپور بذریعه محمد یسین '	-	-	۷۰

اهلیه منشي عبد الرحمن صاحب سب ر میر

نام	پائي	آنه	روپیه
ملیٹري ورکس کوہ مري	-	-	۲۰
جناب مهر الدین احمد صاحب اورسیر درگئی	-	-	۲۳
جناب شیخ محمود صاحب سوداگر حمت	-	-	۸
جناب شیخ عبدالستار صاحب سپرنٹنڈنت جیل پاکن برهما	-	-	۳۰
جناب نظیر الدین صاحب نعماني - ردولی	-	-	۱۰
جناب حکیم ملّا محمد و حکیم عبد القدیم صاحب حیدر آباد سنده	-	-	۷
جناب زین الدین صاحب ایس ایند - ٹی - اور - مري	-	-	۸
ایک بزرگ	-	-	۳۰۰
جناب سید مهدي حسن صاحب - بہار	-	-	۱
جناب سید محمد یعقوب صاحب سب ڈپٹي کلکٹر - جمولی ضلع مونگیر	-	-	۱۲
جناب غلام زین العابدین صاحب (مرشد)	-	-	۲۵
جناب سید یوسف رضا صاحب ورنگل	-	-	۶
جناب میرزا محمود بیگ صاحب وکیل - گونڈہ	-	-	۸
جناب مولوي عبد الرحیم صاحب - مدلورکونڈه	-	-	۹
جناب نصیر الرحمن خانصاحب - گونا	-	-	۱۵
جناب غلام حسین صاحب ادر - رنگون	-	-	۲۵
جناب عبد الغني اسحاق صاحب رنگون	-	-	۱۰۰
جناب بابو ملّا محمد خانصاحب رئیس موضع بیهیان - گونڈہ	-	۷	۳۴۲
جناب عبد الکریم صاحب دهیما - اسام	-	-	۴۰۰
ایک بزرگ غیور از ریاست رامپور	-	-	۱۲۲
جناب محمد اسماعیل صاحب - جیرپور رناتهن شاه	-	-	۸
جناب رضی احمد صاحب - پون پون	-	۶	۵
جناب نذیر الدین صاحب نعماني - ردولي	-	-	۹
جناب م - ن - ا - معرفت نواب اهلیه خود - (عمرها الله تعالی)	-	-	۱
جناب عابد علي صاحب معرفت نواب اهلیه خود	-	-	۱
جناب پیر بخش صاحب از کراچی	-	-	۱۵۰

(به تفصیل ذیل)

نام	پائي	آنه	روپیه
جناب پیر بخش صاحب	-	-	۲۵
جناب محمد ابراهیم ولد پیر بخش صاحب	-	-	۵
جناب حاجي محمد حاجي قاسم بیصه مروش	-	-	۴۵
جناب فضل الدین صاحب انسپکٹر	-	-	۲۰
ملازمان پیر بخش	-	-	۱۵
وہ عام لوگ جنسے دوکان کی بابت مال وغیرہ لیا جاتا ہے	-	-	۱۵
احباب دوستونکي طرف سے	-	-	۴۵
جناب منشي محمد عبد الکریم صاحب	-	-	۸
بي بي فاطمه صاحبه زوجه منشی محمد - عبد الکریم صاحب سکندر آباد	-	-	۱
جناب عبد المجید صاحب نارکل ڈانگا - کلکته سکندر آباد	-	-	۲۰
میزان	-	۱۳	۱۸۴۴
میزان سابق	۹	-	۱۰۴۱
میزان کل	۶	-	۲۸۸۱

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA.

[۲۳]

گھر بیٹھے عینک لیجیے

زندگی کا لطف انکھوں کے دم تک پھر آپ اسکی حفاظت کیوں نہیں کرتے ؟ صرف اسلیے کہ قابل اعتماد عینک آسانی سے نہیں ملتی ؟ مگر اب تو یہ دقت نہیں ایک اطلاعی کارڈ پر ہمارا مستعمل چشم حاضر ہوگا بالکل نئے اصول پر امتحان لیجائیگی -

ایم - ان - احمد - اینڈ سن

نمبر ۱۵/۱ پن اسٹریٹ - ڈاکخانہ ویلسلی - کلکتہ

[۲۴]

عمدہ آم شیریں

آپ خرید نا چاہتے ہیں تو ملیح آباد کا "سفیدہ" - منگا لیے ۳۲ دانہ کی قیمت ۳ - روپیہ ۱۵ - آنہ - ۹۴ - آم تک محصول وخرچ ایک روپیہ - ۱۵ - جولائی - تک ملسکتا ہے پھر نہیں - پھول پتی کے بیچ پرورش پائے آم کی قاشیں بالکل سستے دامون لیجئے

نذیر براہ رس کنول ہار ایجنسی ملیح آباد - لکھنؤ

[۲۵]

اشتہــــــار

چند قومی نظموںکا مجموعہ جنکی قیمت انجمن مہاجرین اسلام میں داخل کیجائیگی -

ڈیڑھ آنے کی ٹکٹ آنے پر - ایک فرد - روانہ ہوسکتا ہے
۲ آنے کی ٹکٹ آنے پر - ۹ - فرد " " "
۸ آنے کی ٹکٹ آنے پر - ۱۲ - فرد " " "

المشتہر خاکسار خادم الدہر سید غلام باری زہر - محمد منزل بہار

[۱۶]

[۱]

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کیوجہ سے پتلے دست پیٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں - اور اگر اسکی حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہوجاتا ہے - بیماری بڑھ جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے - اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے -

قیمت فی شیشی ۴ - آنہ ڈاک محصول ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنہ -

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بڑھے تک کو یکساں فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل وعیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے - تازی ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے - رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے - اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے - مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے: نفخ ہوجانا کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بدہضمی اور متلی - اشتہا کم ہونا ریاح کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے -

قیمت فی شیشی ۸ - آنہ محصول ڈاک ۵ - آنہ

پوری حالت فہرست بلا قیمت منگواکر ملاحظہ کیجئے -

نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں ملتا ہے -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

[۱۸]